بعون صانع مکین و مکان فضل خلاق زمین و زمن

نوگل سرور افزا بہشت نور دل دافع ضیر سے گھر کا اجالا اور تولون کی زیب گر تجد لالہ و فر بشیل و یکتائی

طلسم ہوشربا

زبان ثناخوان سبط رسول الثقلین منشی احمد حسین صاحب متخلص قمر

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں بحسن و خوبی چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

زہے کمال وجلال حاکم یکتا خوش طریقۂ رنگا رنگ ہوشیار رب اکبر خالق شمس و قمر وحدہٗ لاشریک جسنے عجائب وغرائب طلسمات دنیا کے دو مرحلہ جات شب و روز بحکمت بنا کیے گمگشتگان وادی طلب کو سرفراز فرمایا کیا طریقۂ رفعت قدرت وحکمت وصنعت کو بہ کیفیت دکھایا ان حالات عجائب وغرائب کو دیکھکر وجد کنان زبان خامۂ دو زبان ہو حمد رب کارساز مین انسان کا امتحان ہر زبان کو کیا شرف عطا کیا گیا گل بوٹے پیدا ہوے کوئی ناظم کوئی نثار کسی کا کلام حیرت آثار ایک زبان سے ہزارون رنگ پیدا ہین رنگینی کلام پر بلبلین شیدا ہین غنچۂ کلک سے کام لیا گل مضمون نام ہوا فصاحت وبلاغت سے کیا پھل پایا حمد خدا سے لطف ملا غنچۂ ناشگفتۂ خاطر کھلا بلبل نغمہ سرا چہچہ زن ہوتی ہو زبان کی رنگینی سے گلون کو عرق خجالت مین ڈبوتی ہو یہ حقیر کج مج زبان قصد کرتا ہو کس رنگ مین حمد الٰہی لکھون مجبور و ناچار ہون زبان یاری نہین دیتی کلام سے لاکلام عجز پیدا ہو اپنی لاعلمی پر آپ شیدا ہو یہی اعتقاد ٹھیک ہو کہ وہ وحدہٗ لاشریک ہو

نعت سرور کائنات جناب اشرف انبیا پیغمبر آخر الزمان حبیب رب دو جہان

سبحان اللہ جل جلالہ وعم نوالہ کیا عنایت فرمائی کیسی راہ ہدایت دکھائی کیا اپنے بندون پر احسان کیا اپنے حبیب کو واسطے ہدایت گمگشتگان وادی ضلالت مبعوث فرمایا وہ ملک عرب کے سب عرب بے ادب جہالت اشرف انبیا پر رشک کرتے تھے باطل پرستی پر مرتے تھے حضرت نے کس کس طور سے ہدایت کی وہ بچیا کب مانتے تھے

معجزات وکرامات کو سحر وساحری جانتے تھے جب حضرت کو وہ بیحیا آزار پہونچاتے تھے زبان معجز بیان سے ارشاد فرماتے تھے یہ جاہل داخل جہل مین ان سب کے طریقے جہل مین ابوجہل جہل مرکب متعصب بے ادب اکثر امتحان لیتا تھا پھر یہ جواب دیتا تھا کہ بڑا سحر کیا حضرت چاہتے تھے کہ ابوجہل مسلمان ہو وہ بیحیا کب مانتا تھا آخر واصل جہنم ہوا ایک روز اشرف انبیا مسجد مدینہ مین جلوہ فرما تھے ایک شخص نیک طینت عمدہ خصلت حاضر خدمت جناب اشرف انبیا ہوا عرض کی اے آقاے دوجہان دادرس یاور انس وجان یہ حقیر چاہتا ہے کہ زبان معجز بیان سے کچھ ارشاد ہو کہ اعتقاد میرا زیادہ ہو مذہب لات وہبل سے دل کو نفرت ہے سائل خواہان ہدایت ہے زہے جلالت گل بوستان رسالت مجھے دنگ اعجاز وکرامت سامنے حضرت کے دو نخل خشک صحن مسجد مین تھے کہ سایہ بھی اُنکے پاس سے بھاگتا تھا پھل کا نام نہین سرسبزی کو کام نہین حضرت نے آواز دی جلد ہمارے پاس حاضر ہو دونون نخل سرسبز ہو کر زبان برگ سے لبیک لبیک کہتے ہوئے قریب حاضر ہوئے شور وہ مسجد مین بلند ہوا ہر ایک کا یہی قول تھا زہے قدرت باغبان قضا وقدر زہے جلال بہار ہیراے شمس دقمر اتنے ہی عرصے مین راہ روی کرنے مین جو نخل بیتاب ہو لے اسی دیر مین سب سرسبز وشاداب ہوئے برگ زرد سبز ہوئے غنچہ وگل رنگین شاخین ہلال تمکین یا دست معشوقان مرجبین سرخی پھولون کی ہمصورت لبہاے عقیق یمنی پھل رشک سیب ذقن محبوب سرکشی نخلون کی شل قد مطلوب حضرت نے فرمایا اپنے مقام پر جاؤ وہ نخل اُسی طرح زمین کو پھاڑتے ہوئے اپنے مقام پر پہونچے مصنف معارج الفضائل تحریر فرماتے ہین کہ دو نخل ہمیشہ سرسبز وشاداب رہے میوہاے لذیذ سے کامیاب رہے اگر مختصر سے مختصر معجزات لکھون ہزار جزدان مین بخطر ریحان نہ لکھ سکون یہی لفظ کافی ہے کہ پیغمبر آخر الزمان حبیب رب دوجہان ہین میری کیا مجال ہے کہ ایک حرف بھی صفت مین آپ سے پیغمبر کی لکھ سکون یہ تین شعر تبرکاً تحریر کرتا ہون

نظم

کیجیے بسم اللہ لکھیے وصف ایسے شاہ کا	مد بسم اللہ بھی جادہ ہے جسکی راہ کا
سیکدہ قرآن ہے جسکے نیخوار عالیجاہ کا	ہے مزہ منہ مین کباب مرغ بسم اللہ کا
کیا لباط منبسط ختم رسالت ہے وسیع	کار آسان ہے بڑھانا نعمت کوتاہ کا

منقبت جناب حیدر کرار صاحب ذوالفقار وصی احمد مختار شیر پروردگار کرار غیر فرار

خوشا مراتب جناب علی مرتضیٰ کہ رب دوسرا ارشاد فرماتا ہی کہ مرتبۂ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو و مرتبۂ علیؑ کو مین نے پہچانا و مرتبۂ جناب احمد مجتبیٰ کو مین نے اور علی نے پہچانا اور میرے مقدمۂ وحدانیت کو علیؑ و محمدؐ نے پہچانا کیا خوب بات ہی کہ جن مراتب ذات بابرکات کو خود رب اکبر پہچانے انسان کی کیا مجال کہ ایک لفظ بھی صفت مین اُس شہنشاہ بحر و بر کی تحریر کر سکے یہی لفظ کافی ہی کہ جیسا نبی ویسا وصی وحی مین پروردگار اُنسے کلام کرتا تھا انکو الہام ہوتا تھا وہ حاکم دار السلام حبیب رب اکبر یہ قاسم حوض کوثر وہ رسول یہ امام وہ صاحب معجزات یہ مملو از کرامات وہ پیغمبر برحق یہ کنندۂ بتان کعبۂ حق وہ براق در فرق پر سوار ہوئے انکو جگہ دوش رسول مختار پر ملی بتون کو خانۂ کعبہ سے نکالا گھر کو خدا کے لات و ہبل سے پاک کیا شمع ہدایت روشن ہوئی خارستان دنیا فیض قدوم جراءت لزوم سے رشک گلشن ہوئی شکر کرتا ہون کہ میرا امام عالیمقام علی مرتضیٰ قاتل اشقیا واسق راہ دین اسلام ولی انام شہنشاہ خاص و عام دشمن انکا ناکام جہنم اُسکا مقام یہ چند اشعار جلالت آثار منقبت مین اُنکی تحریر کرتا ہون کہ مومنین پر جلالت و جراءت آپکی ظاہر ہو ہر خرد و کلان مراتب سے اُس مقدس کے ماہر ہو نظم

کیون نہ تاج فرق عالم ہو کلاہِ بوتراب — پائے ختم المرسلین ہی سجدہ گاہِ بوتراب

کم نہین اکسیر سے کچھ گرد راہ بوتراب — مس کو کرتا ہی طلا فیضِ نگاہِ بوتراب

جھک پڑین سجدے کو نہ افلاک روے خاک پر — جس جگہ پڑ جاے ظلِ بارگاہ بوتراب

صف ہوئی آراستہ مسجد مین جب بہرِ نماز — ہم یہ سمجھے ہی یہ میدان وہ سپاہ بوتراب

دیکھ سکتے طور پر کیونکر تجلی نور کی — چشم موسے مین نہ تھی تاب نگاہ بوتراب

آسمان ہی یا بلند اُس شاہ دین کی بارگاہ — کہکشان ہی یا طناب بارگاہِ بوتراب

دعوی یکتائی ایمان کرے جبدن وہ شاہ — کون پیغمبر سے بہتر ہی گواہ بوتراب

چڑھ کے دوش مصطفےٰ پر توڑے کعبے کے صنم — کیا بت پندار ہوتا سنگ راہِ بوتراب

غنچۂ دل جو شگفتہ ہو گیا مانند گل — آ گئی شاید نسیم صبحگاہِ بوتراب

فرش پا انداز مولا ہی جسے کہتے ہین عرش — ہی مقام قرب حق آرام گاہِ بوتراب

تھے وزیر احمدِ مرسل علی مرتضے
بعد احمد شکل احمد کے ہوئے مشتاق جب
کچھ کلاہ بادشاہی کی نہین ہی احتیاج
انبیا ہمراہ اکلیل شفاعت زیب سر
ہی یقین دینگے فرشتے اسکو سولی روز حشر
ہی مسلمانون کی نصرت کے لیے کافی اسیر

جس طرح ختم رسالت بادشاہ بوتراب
دل سے رکھا آئنہ پیش نگاہ بوتراب
حشر مین تاج شفاعت ہی کلاہِ بوتراب
دیکھنا روزِ قیامت عز وجاہِ بوتراب
غضب سے جسنے لیا برگِ گیاہِ بوتراب
ایک سلمان کی سلیمان دستگاہِ بوتراب

ایک ادنا بزرگی جناب حیدر کرار کی تحریر کرتا ہون کہ ناظرین وحید کرین دشمن بھی دم بخود ہوجاوین یعنی جب اشرف الانبیا آسمانون پر شب معراج تشریف لیگئے چوتھے آسمان پر دیکھا کہ ایک شیر نے آکر حضرت کا راستہ روکا جبرئیل نے عرض کی یہ شیر آپ سے کچھ طلب کرتا ہے حضرت نے دست حق پرست سے انگشتر اُتار کے اُسکو دی شیر علیحدہ ہوا جب حضرت قریب پردۂ اسرار پہونچے کاسۂ شیر برنج واسطے حضرت کے آیا حضرت نے عرض کی کبھی نہیں بندہ ذلیل نے ای رب جلیل تنہا طعام نہین کھایا پردے سے ایک ہاتھ ظاہر ہوا بصورت دست ید اللہ نامود تھا اور وہ ہی انگوٹھی جو شیر کو دی تھی وہ اُس دست زبردست مین موجود تھی حضرت اپنے مقام پر تشریف لے زنجیر در ل رہی تھی بستر کو گرم پایا حضرت حیران کہ کل عجائبات صنعت رب اکبر دیکھے اسقدر جلد اپنے مقام پر آگیا کہ بستر گرم ہی اس خیال مین تھے کہ ہمارے آقاے نامدار جناب حیدر کرار زوج زہرا ے نامدار تشریف لائے وہ ہی انگشتری دست حق پرست کے بطور نذر سامنے جناب اشرف الانبیا کے پیش کی اور عرض کی معراج حضرت کو مبارک ہو جو حالات حضرت پر گذرے حضور فرمائینگے کہ مین عرض کرون جناب حبیب خدا ارشاد فرماتے جاتے تھے جناب علی مرتضے عرض کرتے تھے یہ معاملہ بھی حضرت نے ملاحظہ فرمایا حضرت حیران تھے کہ جو سانحے مجھپر گذرے علی نے کیونکر دیکھے فرماتے تھے کہ مجکو بطور وحی پیام ہوتا ہے کہ علی کو ہر وقت الہام ہوتا ہی قربان مراتب جناب غالب کل غالب مظہر العجائب سلطان المشارق والمغارب مولانا علی ابن ابیطالب علیہ السلام ناظرین والا مقام پر واضح ہو کہ اب سبب تصنیف کتاب تحریر کرتا ہون

وجہ تصنیف داستانہائے بقیۂ طلسم ہوش ربا

یکہ تاز میدان سخاوت و شیر بیشۂ جرات ذی ہمت والا حشم مرجع لطف و کرم جناب منشی پراگ نراین
صاحب فرزند دلبند منشی نولکشور صاحب سی۔ آئی۔ ای۔ مرحوم نے بعد ختم ہر سہ جلد طلسم
فتنۂ نور افشان کمترین سے ارشاد فرمایا کہ بابت تحریر طلسم مذکور اخبار مین اشتہار دیا گیا تھا کہ
بقیۂ طلسم ہوشربا بعبارت سلیس و باشعار نفیس تحریر ہوگا لہٰذا آپ کو ہدایت ہے ظاہرا وقت
فرصت ہے بسم اللہ قلم اُٹھائیے یہ حال بھی تحریر فرمائیے حقیر نے بسر و چشم قبول کیا اصلی
بقیۂ طلسم ہوشربا یہ چیز ہے کہ اول حال سلطنت شہنشاہ لاچین و سبب انتزاع بدست
افراسیاب خانہ خراب اور سبب اُسکا کہ کیا باعث ہوا کہ تمام رئیسان سلطنت و مشیران باہت
آپسمین ملگئے دوستی سے لاچین کی ہاتھ اُٹھایا تکلم ام کو بادشاہ بنایا یہ اسباب بوجہ احسن
ناظرین پر ظاہر ہونگے دیگر وہ داستانین کہ تصنیف کردہ حقیر متعلق جلد اول دوم و سوم و چہارم
تھین چونکہ حقیر نے جلد پنجم سے تحریر کیا اُن داستانون کو لکھ نہ سکا اب مالک مطبع ادو اخبار
جناب منشی پراگ نراین صاحب نے حقیر کو حکم دیا وہ داستانین نگاہ سے ناظرین کی جب
گذرینگی ہر چند کہ ملاحظۂ تجرۂ ہفت بلا سے سرشار جام بادۂ تحریر و تقریر ہو رہے ہین یقین
کہ اس عجائبات کو دیکھکر مخمور رہون نہایت مسرور رہون عشق لالہ زار صندلی پوش از
برآن نہایت داستان نایاب ہے ملاحظے پر موقوف ہے حقیر تحریر مین مصروف ہے دیگر داستان
ملکہ مروارید گلنار پوش دختر سہیل روشن ضمیر برادر خرد کوکب عجب داستان حیرت عنوان
ہے اُس کس کا پتہ دون انشاء اللہ جلد ہذا نظر سے گذریگی ناظرین پر واضح ہوگا

ودکلمۂ داستان ابتدائے سلطنت شہنشاہ لاچین والا تمکین و سبب انتزاع سلطنت
مذکور بدست افراسیاب خانہ خراب و دیگر حالات متعلقۂ داستان ہذا۔ ساقی نامۂ مصنف

چل اے توسن کلک رنگین رقم	بقیے کا ساماں ہوا ہے بہم	مرے ہوش اُڑتے ہیں اے ہمنشین
لکھوں داستان حالات قرین	سر نخل بلبل کے ہوں چہچہے	اُڑاتے ہین کبک دری قہقہے
یہ ہنگامہ رنگ سے برملا	قمر نے عجب اسکی دعویٰ کیا	وہ ہین داستانین کہ جنکا نظیر

نہ ممکن ہو کہتے جو کوئی دبیر
یہی بزم دلکش مین چرچا ہوا
کہ شاخ تمنا بھی ہوگی ہری
بقیہ لکھون چار جلدونکا مضمون
کہ محظوظ ہون سنکے سب خاص عام
مضامین عالی ہوئے نامور
کہ ہون شاعرون کو بھی دیکھے پسند
جو ہی ہوشربا دفتر ای ذی شعور
کہا اب یہ طبع حق آگاہ نے
نشان جلالت پہ مغرور ہون
ہنر کی ہی تحقیق ای باصفا
وہ طرز سخن سے بنا دون ضرور
کہ حیرت پہ عاشق ہوا ہی یہ ماہ
کہ دختر کا عشق اسکی قائم سے ہی
تو محظوظ ہون ناظران ظریف

مجھے ساقیا کام سے کام ہی
کہ رنگ سخن باغ مین جم گیا
کہ باقی جو تھین داستانین نفیس
نہ ہو رنگ فقرات کے برخلاف
یہ ناظر کہین دیکھکر برملا
یہ نخل بیان خوب لایا ثمر
سبھی جانتے ہین یہ اہل ہنر
چھپی داستانین ہو جہ ضرور
کمی ہو بیان مین نہ ای ذی ہنر
فصاحت سے نزدیک یاد رہون
شہنشاہ لاچین والا مقام
کہ ہو طبع کو ناظرون کے سرور
سہیل خردمند بیدار بخت
کردن منزل عشق و الفت کو طی
اٹھاؤ قلم ای قمر بے خطر

کہ تحریر و تقریر مین نام ہی
ذہانت متانت قمر کی کھلی
شگفتہ ہون پڑھکر انھین سب رئیس
رباینندہ ہوش ہی یہ کلام
قمر رنگ اس جلد کا جم گیا
یہ وہ داستانین ہین ای ہوشمند
کہ روشن بیانی ہی رنگ قمر
لکھا تا چہارم جو تھا جاہ نے
کہ آگاہ کرتا ہی سب کو قمر
مگر سلسلے پہ ہی طبع رسا
کہ جس طرح شاہی کا ہی انتظام
لکھون عشق فرزند داود شاہ
کہ چھوٹا ہی کس وجہ مین تاج و تخت
سناؤن جو یہ داستانین لطیف
کہ مشتاق ہین ناظرین سربسر

چہرہ حاکمان محکمہ عشق و الفت داور نگ نشینان ممالک ہمت و سخاوت اس داستان جلالت
عنوان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنفت مرصع نگاران فرخندہ پی + رہ عشق و الفت کو
کرتے ہین طی + حقیر مصنف کج مج زبان زلہ ربائے خوان نعمت شاعران بے ہنر منشی احمد حسین
قمر عرض کرتا ہی واضح ہو کہ مقام طلسم ہوشربا کہ اٹھارہ سو ملک جسکے متعلق ہین بارہ سو
کوس مین طلسم ظاہر باقی مرحلہ جات باطن شاہان دربند اپنے اپنے مقام پر سلطنت کرتے ہین
کل طلسم کا بادشاہ آسمان سخاوت کا ماہ یعنی شہنشاہ لاچین والا تمکین حاکم طلسم مذکور ہی
اسکے عہد دولت معدلت مہد مین شیر بکری ایک گھاٹ پانی پیتے ہین دزد حنا کا سر دست ہم
باندھا جاتا ہی شمع کا چور جلتا ہی معشوق آنکھین چراتے ہین عاشقون کی دلدہی فرماتے ہین بغض و سخا کا شور

نہ کوئی گرہ کاٹ نہ چور شیران سلطنت و وزیران ابجت دربار مین حاضر رہتے ہین جس فصل مین کہ جشن ولادت سامری ہوتا ہے اٹھارہ سو تاجدار و وزیران نامدار دربار شاہی مین حاضر ہوتے ہین بڑے دھوم سے جشن ہوتا ہے جب زمانہ جشن کا آیا شہنشاہ لاچین نے اٹھارہ کر ممالک مین نامے لکھے کہ زمان جشن خداوند ہے جملہ شاہ و شہریار قریب باغ سیب آکے حاضر ہوئے بارگاہین استادہ ہوئین بازارین درست منتظم چالاک و چست پانچون عیار ہیپان آکر شاہ کو خبر دیتی ہین کہ فلان بادشاہ تین لاکھ فوج سے فلان دو لاکھ چار لاکھ سے حاضر ہوا بادشاہ و وزرا اندر باغ کے آئے اہل فوج بیرون باغ اُترے کل سلطنت کا منتظم افراسیاب خانہ خراب ہے پہلوے تخت شہنشاہی مین دنگل یاقوت نگار اسکا بچھتا ہے اُس وقت جملہ شاہان جلیل ساحرون کے کفیل تاجداران بے عدیل حاضر دربار دربار شہنشاہ لاچین ہین بلکہ بلقیس ثانی یعنی تخت چہارم پر شہنشاہ لاچین کرسی جواہر نگار پر جلوہ فرما ہے نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین کئی ہزار طائفہ حاضر ہے اپنے اپنے کمال دکھا رہی ہین غزلین عاشقانہ بعہد ناز و ادا گا رہی ہین نظم

لڑکپن مین یہ ضد ہے جانی تمھاری
ابھی دیکھنی ہے جوانی تمھاری

کہا مین نے ٹھہرو تو بولے یہ ہنسکر
کبھی پھر سُنین گے کہانی تمھاری

نثار اُنکے جائین جو سچ جانے اسکو
فسانہ ہمارا زبانی تمھاری

بڑی خدمتین کین اب آزاد کردو
بہت دیکھ لی مہربانی تمھاری

چھپاؤن نہ کس طرح سے جان بدن مین
مری جان یہ ہے نشانی تمھاری

نسیم اب تو گھبرا گیا دل ہمارا
سُنے کون ہر دن کہانی تمھاری

اس وقت بارگاہ مین جلسہ آراستہ ہے ہر طرح کے ذکر اس وقت ہو رہے ہین قضا سے کار ذکر مذہب نکلا افراسیاب اس ذکر کو بڑھانے لگا شہنشاہ لاچین نے زبان فصاحت بیان سے فرمایا کہ ای افراسیاب و ای حاضرین و ای واقف کاران مذہب لات پرستی سب طرح کے لوگ اس وقت دربار مین جمع ہین تہین شرف مذہب سے آگاہ کرو کہ روح کو راحت قلب کو قوت حاصل ہو صدہا پنڈت اپنے اپنے مقام سے اُٹھے اوصاف سامری و جمشید

بیان کرنے لگے لاچین نے کہا یاروالات ومنات پتھر کے پتلے ہین تجھین نے انکو بنایا آپ ہی تم سب
اُنکو سجدہ کرتے ہو بس انکے تم خالق ہو بڑا اعتقاد سامری وجمشید پر ہی کہ بولے دو سہی ہین انسے کون بہتر و
برتر ہی وہ مثل ہمارے تمھارے انسان تھے چند کس نے پیروی کرکے اُنکو خداوند بنایا شعبدے وسحر
سے معاملہ عجائب وغرائب دکھا کر مثل ہمارے تمھارے مرے جلائے گئے پنڈت نے کہا اُنکی خاک مین تاثیر ہی
یادرجو انکو اُڑھائی گئی اور چیزین اسی طرح کی ہین کہ اُنپر سحر تاثیر نہین کرتا ہی یہی اُنکا اظہار خداوندی ہی لاچین
نے کہا یارو یہ تاثیرین تو ہمارے بھی اُستادین موجود ہین پھر یہ کس طرح کے معبود ہین لیکن یارو تم
سب عالم جمع ہو کسی نے ایسی دلیل زبان کی کہ دل کو تسکین ہوتی میرے دل کو مقدمہ مذہب مین بڑا
انتشار ہی لیکن مین چند عرصے سے ازروے کتب تحقیق کر رہا ہون جون جون دریافت کرتا ہون شک
بڑھتا جاتا ہی قلب بھراتا ہی ایک کتاب مین نے مسلمانون کی دیکھی اُسمین لکھا تھا کہ خدا ہمارا اکیلا ہی اور
بہت سے دلائل تحریر تھے مین نے جو عقل کو لڑایا اُس مذہب کا طریقہ مجکو پسند آیا مجبور و ناچار ہون
کہ اس ملک مین کوئی مسلمان نہین ہی ورنہ مین اُسکو بُلاتا اور مسلمان ہوجاتا لیکن اسکی فکر ضرور کرونگا
سب اہالیان دربار خاموش ہوگئے کوئی جواب باصواب نہ دیسکا بعد جشن جب جلسہ برخواست ہونے لگا
تو افراسیاب جادو نے آواز بلند پکار کر کہا سب صاحب کوہ بلور پر تشریف لائین مین نے نذر
سامری وجمشید مانی تھی سب صاحبون کا اس جلسے مین شریک ہونا بہت مناسب ہی دوسرے دن
کوہ بلور پر افراسیاب نے سب شاہون کو جمع کیا جب سب جمع ہوچکے اور جلسہ معمور ہوا تو اپنے
مقام سے افراسیاب اُٹھا اور پکار کر کہا یارو کل جتنے باتین شہنشاہ لاچین کی سُنین اُنکے اعتقاد مین
فرق آیا مسلمان ہونے کے طالب ہین بڑی خیر یہ ہی کہ ان ممالک مین کہین مسلمانون کا نام نہین ورنہ اِتنک
ہمارے شاہ مسلمان ہوجاتے آپ سب صاحب کیا فرماتے ہین سب سے پہلے نیلم جادو اپنے مقام سے اُٹھا
کہا اے افراسیاب اب اس شاہ کا رہنا بہتر نہین ہی ہم اُنکے وزیر ہین خزانۂ شاہی کا مجکو اختیار ہی
جسقدر روپیہ مانگوگے دونگا اُسنے کہا ہم یہی چاہتے ہین کہ اس بدزبان کو سزا اسلئے مجمع عام مین اسے
خداوندون کی بُرائیان ظاہر کین اب تو سب امرا و وزرا اُٹھنے لگے ہر ایک کا یہی قول تھا اے
افراسیاب حقیقت مین یہ شاہ قابل سلطنت نہین ہی اگر یہ شاہ رہیگا تو مذہب لات پرستی مٹجائیگا
ہر ایک کار گزار سے افراسیاب نے کہا اگر آپ سب صاحب قبول کرین تو مین سلطنت کا دعوی

رکھتا ہون سحر و ساحری مین طاق شہرۂ آفاق مین ایکے سال تمارا افراسیاب مین جو گیا علوم سحر کا
بزرگان دین کو امتحان دیا سب نے مجکو سند کامل لکھدی کہ ایسا ساحر اب تک نگاہ سے نہین گذرا تھا
جب تحفہ جات آپ لوگ مجکو دینگے پھر کون میرا سامنا کر سکتا ہو نیلم نے کہا ہم روپے پر قبضہ کرا دینگے
توسن نے کہا مین تحفہ جات بزرگان نکالدونگا زمہریر نے کہا ہم سب طرح تمھارے ساتھ ہین سرما
وابریق نے کہا ہمنے بھی دشمنی پر کمر مضبوط باندھی باغبان قدرت نے کہا ای افراسیاب جادو
ہم کل باغات پر قبضہ کرا دینگے صنعت سحر ساز نے بھی دعوی کیا کہ کل عجائبات پر میرا قبضہ ہو
وہ سب اسباب نادرہ تمھارے قبضے مین کرا دونگی مصنف عرض کرتا ہو کہ افراسیاب نے
تین دن کامل قصر بلور مین سب کو مہمان رکھا اور کتاب سامری پر سب نے ہاتھ رکھا کہ ہم سب نے
دل و جان سے افراسیاب کی اطاعت کی یہان شہنشاہ لاچین جانتے ہین کہ کوہ بلور پر
ہمارے نائب افراسیاب نے جلسہ کیا ہو وہی انتظام ہو رہا ہو ملکہ ملقیس ثانی نے کہا ای
شہنشاہ ہمکو سرداروں کا رنگ دگرگون معلوم ہوتا ہو آپ کو مناسب ہو کہ وہان کی خبر تو منگائیے
کہ تین دن سے وہان کیا ہو رہا ہو ایک کنیز نے مجکو ایک خبر وحشت اثر سنائی ہو شہنشاہ لاچین نے
فرمایا افراسیاب میرا بھانجہ ہو اور کل امورات اسی کے سپرد ہین اگر کوئی باعث ہوتا تو وہ مجکو
ضرور خبر دیتا یہ تو اس غفلت مین رہے وہان سب انتظام ہو گیا وقت نکال لینے سلطنت کا بھی
قرار پا گیا افراسیاب نے کہا مین بعد دو روز کے فلان وقت شہنشاہ کو تخت سے اٹھا دونگا
تم لوگ اپنے اپنے کام پر موجود رہو سب وزرا و امرا شہنشاہ لاچین سے پھر گئے سلطنت پر
افراسیاب کی راضی ہوئے پانچون عیار بچیان بھی زوجۂ افراسیاب جادو سے محبت رکھتی ہین
اسی پر راضی ہوئین کہ اب سلطنت شہنشاہ لاچین سے نکال لو افراسیاب بادشاہ ہو جسقدر
کارگزار تھے سب نے نمک حرامی پر کمر باندھی سب اسپر راضی ہوئے کسی نے شہنشاہ لاچین کو یہ
خبر نہ پہونچائی چند تحفے اسی وقت افراسیاب جادو کو زمہریر نے نکالکر دیے نیلم جادو کہ
وزیر تھا اسنے افراسیاب کے قبضے مین تمام خزانہ دیدیا نیلم جادو کو شہنشاہ نیلم کا خطاب دیا کوہ نیلم و
سامری محل کا انتظام اسکے سپرد ہوا عہدے تقسیم ہو گئے افراسیاب پھولا نہین سماتا ہو آگے
حیرت سے کہا لو ملکہ آج سلطنت لینے جاتا ہون لاچین کو تخت سے اٹھاتا ہون حیرت بھی

آمادہ ہو کر ساتھ ہوئی صنعت سحر ساز، باغبان قدرت و سرما د ابریق وغیرہ ساتھ تھے یہان
شہنشاہ لاچین تخت پر بیٹھے تھے صرف ملکہ ملقیس ثانی پاس بیٹھی ہین کنیزین خادم و خدمتگار حاضر ہین
تین دن گذر رہے کہ کوئی کارگزار نہین آیا کہ ایک کنیز نے آکر خبر دی کہ ای شہنشاہ لاچین غضب ہوا
سب سردار آپ سے پھر گئے افراسیاب سب کو ساتھ لیے ہوئے آتا ہی زن و شوہر کو گرفتار کرینگے
افراسیاب کو تخت پر بٹھائینگے اب جو لاچین نے سر اُٹھا کر دیکھا سوا کنیزون اور غلامون کے
کسی وزیر و امیر کو اپنے پاس نہ پایا ملقیس نے کہا کیون صاحب جو ہمنے کہا وہ تمنے ہمارا کہنا نہ مانا
آخر اُسی روز سیاہ کا سامنا ہوا تحفہ جات اپنے قبضے مین کرو اور یہان سے نکل چلو اب یہ بلوہ ہمارے
تمہارے سنبھالے سے نہ سنبھلیگا اُس وقت شہنشاہ لاچین کی حسرت سے عجب کیفیت تھی زوجہ کے
منھ کو دیکھ کر گھبرائے فقط ساٹھ ہزار غلام ساٹھ ستر ہزار کنیزون کے سوا اور کسی کو نہ پایا شہنشاہ
لاچین حیران حیران کھڑے ہین در باغ پر باغ سیب کے ٹہل رہے ہین تحفہ جات کو دیکھا کسی شی کو
نہ پایا اور زیادہ پریشان ہوئے خزانے پر آئے دیکھا خزانے کا دروازہ کھلا ہی صندوقچے جواہرات
کے ندارد ملقیس سے کہا تو صاحب سب چیزین نکلگئین دشمنون نے اپنا کام کر لیا یہ ذکر تھا کہ شہر مین
غل ہوا کنیزون نے خبر دی افراسیاب آپڑا شہر لٹ رہا ہی ہزارہا بندگان سامری مارے گئے
سب امرا و وزرا افراسیاب کے ساتھ ہین سب سے زیادہ سرما د ابریق کوشش کر رہے ہین اور شہر
تا پرسان مین دخل افراسیاب کا ہو گیا افراسیاب کو تخت پر بٹھا دیا سب سے پہلے نیلم جادو نے
نذر دی اُنکا شہنشاہ نیلم خطاب ہوا اب آپ کی گرفتاری کی آرزو مین آتے ہین اُس وقت لاچین
و ملقیس اُن لونڈی غلامون کو ساتھ لیکر پریشان و مضطر بیقرار و ششدر تخت پر سوار ہو کے بھاگے
دریاے خونزوان سے اُترے تھے کہ ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا الکہ ہاے ابر آسمان پہ چمکے دیکھا
افراسیاب تخت پر سوار ملکہ حیرت طاؤس زرین بال پہ سرما د ابریق و باغبان و صنعت و
نیلم و توسن و زمہریر سب آمادہ بہ گرفتاری لاچین ہین افراسیاب نے دہن سے نعرہ کیا اس مسلمان کو
گرفتار کر لو لاچین نے آواز دی او نمکحرام کیا تیری مجال ہی کہ ہمکو گرفتار کرے یہ کہکے سحر کرنے لگا
اُس وقت کنارے دریاے خونزوان کے دریاے خون جاری ہوا مچھلیون کا تڑپنا بڑا دلن
نے بال کھول دیے تشنگان خون آشام غل مچاتے تھے کہ عادل کے قبضے سے ملک نکلا قبضے مین جلاد کے گیا

اب بندگان سامری وجمشید کو آرام نہ ملیگا اور زیادہ ظلم و بدعت ہوگی مچھلیان غل مچاتی تھین یا ہیبت
اصلی سے کون ماہر ہی سامری وجمشید ارشاد فرما گئے تھے کہ انتزاع سلطنت شہنشاہ لاچین باعث
بربادی طلسم ہوشربا ہی اب عمر طلسم تمام ہوئی اب کوئی سامری پرست نہ بچیگا طلسم کشا آئیگا سب
ظالمون کو مٹائیگا اُس ہنگامے مین ان باتون کو کون سُنتا ہی ہنگامہ گرم رہا لاچین وملقیسؔ تے بڑتے
نکلگئے قلم کوہ پر پہونچے وہانکے بادشاہ نے جو خبر پائی کہ شہنشاہ لاچین تشریف لاتے ہین واسطے
استقبال کے عنفوان جادو باہر نکلا دیکھا زن وشوہر دریاے خون مین نہائے ہوئے غلام کنیزین
بدحواس خزانہ بھی ساتھ نہین کوئی وزیر و امیر بھی نہین عنفوان لاچین کو لیکر قلم کوہ پر آیا تخت پر
بٹھایا تمام کیفیت پوچھی لاچین نے سب حال رو رو کر بیان کیا کہ ای عنفوان جادو افراسیاب
نے سلطنت لے لی نمکحرام شریک ہو گئے عنفوان جادو نے کہا میرے پاس بھی نامہ آیا تھا
مین نے قبول نہین کیا یہی جواب دیا کہ مین حاضر نہین ہو سکتا مگر جو آپ سب صاحبون کی صلاح ہی
اُسپر مین بھی راضی ہون یہ مین نہ سمجھا تھا کہ یہ نمکحرامی کرہی. ملیکہ لاچین نے کہا ای عنفوان جادو
مین بھی ان نمکحرامون کو بے مارے نہ چھوڑونگا قیامتین برپا کرونگا لاشون سے ان نامردون کی
جنگل بھر دونگا عنفوان جادو نے بڑے اعزاز واکرام سے زن وشوہر کو رکھا شہنشاہ لاچین بالاے
قلعہ بیٹھے ہین افسوس کرتے ہین کہ ہم یکایک یون تہیدست و پا ہو گئے تحفجات وخزانہ وغیرہ سب نمکحرامون نے
لے لیا کہ دیکھا صحرا سے گرد اُڑی لکہ ہاے ابر سُرخ وسفید علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے
افراسیاب جادو تخت پر تاج طلسمی سر پر تحفجات جسم پر آراستہ سب امرا و وزرا گھیرے ہوئے
چارون وزیر پایہاے تخت پر ہاتھ رکھے ہوئے شہنشاہ لاچین نے حکم دیا کہ قلعہ بند کرلو خندق کو
پُر آب کیا شعلہاے آتش گرد قلعے کے بلند چند تیلے فولادی تیغے ہاتھ مین حاضر باش وناظر باش
کی آوازین دے رہے ہین افراسیاب جادو نے جو یہ ہنگامہ دیکھا چار جانب سے کہا قلعے
کو گھیر لو بائیس لاکھ فوج لیکر افراسیاب جادو آیا ہی پانچون عیار بچیان آگے آگے پایہاے تخت پر
ہاتھ ڈالے ہوئے قلعے کو چار جانب سے گھیر لیا بارگاہین استادہ ہوئین ناچ راگ رنگ ہونے لگا
دن بھر تو لاچین نے تامل کیا شب کو زن وشوہر اسباب سحر جسم پر آراستہ کر کے مع عنفوان جادو
ستر ہزار غلام رومی وحبشی ساٹھ ہزار کنیزین ہمراہ لیکے قلعے سے نکل پڑے لاچین وملقیس نے نکلکر

سحر کیے چند پتلے فولادی بھی ساتھ تھے فوج کو قتل کرنا شروع کیا پتلے فولادی عرض کرتے ہین
افراسیاب کے جسم پر تحفہ جات طلسمی آراستہ ہین اُس نمکحرام کے پاس نہین جا سکتے مجبور و ناچار ہین
مصنف عرض کرتا ہی کہ شہنشاہ لاچین نے تین لاکھ آدمی فوج کے مارے صبح ہوتے ہوتے
زن و شوہر مع غلامون اور کنیزون کے داخل قلعہ ہوئے افراسیاب مع مشیرون وزیرون
کے بھاگ گیا تھا جب لاچین قلعے مین چلے گئے پھر آ کے قلعے کو گھیر لیا آب و آزوقہ نمکحرامون نے
بند کیا ہی جب تیسرے چوتھے دن لاچین و بلقیس گھبراتے تھے اور فاقہ کشی سے عاجز آتے تھے
نکلکر دو چار لاکھ کو قتل کیا بارگاہین جلائین آب و آزوقہ لوٹ کر لیا پھر قلعے مین جا کر داخل ہوئے
مصنف عرض رسا ہی کہ اسی طرح شہنشاہ لاچین ایک سال پانچ مہینے لڑے افراسیاب
عاجز ہوا تمام طلسم پر قبضہ ہی مگر بادشاہ پر قبضہ نہین ہوتا جب سترہ مہینے گذرے افراسیاب
نے شمار کیا چالیس لاکھ آدمی مارا گیا ہزارہا بارگاہین جلین کرورہا روپئے کا مال ضائع ہوا
ایک شب کو افراسیاب نے سب سردارون کو جمع کیا انجمن مشاورت کو منعقد کیا افراسیاب
نے پکار کر کہا یارو سترہ مہینے گذرے کہ شہنشاہ لاچین ایک طور سے ہین انتظام طلسم بھی
معطل ہی آج تک کچھ خبر نہین معلوم ہوئی کہ لوح پر کیا گذری سب سردار آتے ہین مگر اتنا
زمانہ ہوا قہقہہ فیلسمر میرے پاس نہین آیا مجکو یاد ہی کہ جب کوہ بلور پر مین نے جلسہ کیا ہی
سب نے کلام کیے قہقہہ اس معاملے کو ہنسی سمجھا تھا کسی بات کا اُسنے جواب نہ دیا چپکا سر جھکائے
بیٹھا رہا کچھ مُنھ سے نہ بولا جس روز سے یہان فساد شروع ہوا اور مین نے لاچین کو معزول کیا
سب اہالیان دربند تسکے خراج بلطف آ رہا ہی کسی نے سرکشی نہین کی قہقہہ نے نذر بھی نہین دی
صاف ثابت ہی کہ اُسکو خیال سرکشی ہی لیکن مین بہانے سے مہلت پاؤن تو اُسکو طلب کرون اگر
نہ آئے تو سزا دون مگر مجکو معلوم ہوتا ہی کہ لاچین سے لڑتے لڑتے عمر گذر جائیگی جب تک زن و شوہر
قید نہ ہونگے انتظام معقول نہ ہوگا سب وزرا خاموش ہوئے کوئی کہتا ہی ایک دن بلوہ کرو
قلعہ کوہ مین گھس پڑو زن و شوہر کو پکڑ لین افراسیاب نے کہا یارو میرا حوصلہ نہین پڑتا کہ
مین شہنشاہ پر ہاتھ ڈالون وہ سحر مین بے مثل و بے نظیر ہین جب وہ نمکحرام کیکے نکلتا ہی دل پر اسطرح کا
ہول ہوتا ہی کہ قدم اُٹھ جاتے ہین فوج کو بھاگنا گوارا ہوتا ہی سارا علم سحر اُسکے سامنے بیکار ہو جاتا ہے

یارو کوئی تدبیر نکالو ورنہ اب انتظام بگڑ جائیگا مجکو خوف ہے کہ صاحبان مرحلہ بغاوت نہ کرین پھر اُنپر
دست اندازی مشکل ہوگی اگر اسی طرح چھوڑ کر لاجین کو چلا جاؤن تو بھی باعث خرابی ہے بادشاہ
اصلی زور پکڑیگا شاہان بنگالہ سے میل کریگا عرصہ دراز تک افراسیاب نے جو یہ باتین کین
سب سردارون نے سر جھکا لیا کہا آپ بہت بجا ارشاد فرماتے ہین اب فساد کرکے تعاقب چھوڑنا باعث
خرابی ہے دل کو ہم سب کے بیتابی ہے اُس وقت زہر برد نیلم جادو و توسن جادو جسکو شہنشاہ توسن
لقب دیا ہے اس طرح کے بارہ ساحر اپنے مقام سے اُٹھے کہا اے شہنشاہ آپ نہ گھبرائین ہم جاکر
شہنشاہ لاجین سے ملتے ہین پردے مین دوستی کے دشمنی کرینگے سوتے مین پکڑ لائینگے افراسیاب
نے کہا یارو اگر ایسا کرو تو بڑا احسان ہے یہ زن و شوہر گرفتار ہو جائین باقی سب انتظام مین کرلونگا
بارھون نے عرض کی ہم اس ہفتے کے اندر لاجین و بلقیس کو لاتے ہین یہ کہکے بارھون کے
بارہ غائب ہوگئے شہنشاہ لاجین بالائے قلعہ بیٹھا ہے بلقیس پہلو مین ہے لشکر افراسیاب مین ہنگامہ ہو
لاجین دیکھنے لگے دیکھا کہ زہر برد نیلم و توسن وغیرہ بارہ جادوگر آکر بازار غلہ فروشان پر گرے
سب تو خوف جان سے بھاگ گئے ان بارھون نے تین سو چھکڑے غلے کے اپنے قبضے مین کیے سامنے
قلعے کے آئے پکار کر آواز دی اے شہنشاہ ہم وہی ملازم قدیم ہین ناچار تھے افراسیاب نے
اپنے قبضے مین کرلیا تھا آج ہمنے فرصت پائی دل و جان سے آپ کے تابعدار ہین یہی چاہتے ہین کہ
آپ کی خدمت مین رہین دشمنون سے آپکے لڑین جان نثاری کرین اس لشکر کی کیا مجال ہے کہ
آپ پر دست انداز ہو امیدوار ہین کہ ہمکو اندر بلائیے لاجین چونکہ پریشان ہو رہا تھا قلعے مین
غلے کا قحط تھا اکثر دو دو فاقے اس بادشاہ عالیجاہ پر گذرے لاجین ان افسرون کو دیکھکر
خوش ہوگئے کہ تین سو چھکڑے غلے کے لیکر آئے دروازہ کھولنے چلے اُس وقت بھی ملکہ بلقیس نے
دامن پکڑا کہا اے شہنشاہ آپ دھوکا کھاتے ہین ہرچند کہ فاقہ کشی ہے اپنے اختیار مین تو ہین یہ حیلہ
کرکے آئے ہین ایسا نہو یہ اگر کچھ فتور برپا کرین افراسیاب جنگ سے عاجز آچکا ہے کل بھی ہرکارون نے
خبر پہنچائی تھی کہ لاجین کو یونہی چھوڑ کر چلا جاؤن ایسا نہو یہ مکر کرین لاجین نے کہا نہین صاحب
یہ اصل مین میل کرنے کو آئے ہین ملازمان قدیم ہین پرانے ندیم ہین بلقیس نے کہا آپکو اختیار ہے میرا
دل دھڑکتا ہے لاجین نے دروازہ کھولکر ان سپاہیون کو بلا لیا چھکڑے اپنے قبضے مین کیے سب

فوج فاقے سے بھی تھی اُسی وقت تقسیم ہونے لگا شہنشاہ لاچین ان بارہ کو ساتھ لیکر بارگاہ مین آئے
یہ سحیا باتین بنانے لگے کہ حضور افراسیاب کو مارینگے اُسکی زوجہ کو پکڑ لائینگے لاچین کا تو دل صاف
مزاج مین انصاف سمجھے کہ یہ اصل مین آکر ہمسے ملے ہین نیلم و توسن نے اپنا اعتبار بڑھانا شروع کیا
کئی مرتبہ قلعے سے باہر بھی نکل پڑے ہزار دو ہزار کو قتل بھی کیا افراسیاب کی بارگاہ پر گولے مارے
کچھ مال بھی لوٹ کے لائے بازارین دشمن لاچین نے رات کو ملقیس سے کہا دیکھو صاحب ان سردارون
کے آنے سے بڑا آرام ہوا فاقہ کشی سے نوبت پائی جب نیلم و توسن نکلتے ہین غلہ بھی لوٹ کے
لاتے ہین سردارون کو قتل کر آتے ہین ملقیس ہر مرتبہ یہی فرماتی ہین کہ صاحب تم جو چاہو کہو سوائے
بہت خوب کے کیا جواب دون نیلم و توسن پر جب میری نگاہ پڑتی ہے قلب کانپ جاتا ہے رونا چلا آتا ہے
لاچین نے کہا صاحب ہمارا ملک و مال چھوٹا فلک نے ہمکو یون لوٹا اٹھارہ سو تاجدارون مین عنفوان
ثابت قدم نکلا جب باغ سیب سے بھاگے جس ملک پر پہونچے اُسنے دروازہ بند کرلیا دامن پناہ
نہ دیا عنفوان براے استقبال نکلا مین اب ان سب کو ساتھ لیکر یلوہ کرکے نکلونگا افراسیاب کا
سر کاٹ لونگا یہ سب نمک حرام تھے سر آجائینگے باغ سیب مین چلکر داخلہ کرین پھر وہ ہی سلطنت وہ ہی
شوکت وہ ہی جلال ملکہ ملقیس بہت روئین کہا صاحب اب سلطنت کا ملنا بہت دشوار ہے آج میرا
دل بہت گھبراتا ہے اشک حسرت لاچین نے پاک کیے دو پہر رات گئے تک زن و شوہر اسی طرح کی باتین
کیا کیے جب زلف لیلاے شب کم سے گذری توسن و نیلم کمینگاہ مین لگے ہوئے تھے جب انکو معلوم ہوا
کہ زن و شوہر سو گئے دونون ساحران زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست سحر کرتے ہوئے چلے
جن جن مقامات پر نگہبان و پاسبان تھے سحر سے ان سبھون کے بیکار ہوئے مقامات طے کرتے ہوئے
اُس قصر مین پہونچے جہان زن و شوہر سو رہے ہین دونون سبھون نے کھڑے ہوکر سحر کیا زن و شوہر
بیہوش ہوئے توسن نے کہا ای نیلم بڑھکر دونون کی زبان مین سوزن دے ہر چند کہ لاچین بیہوش
ہے مگر نیلم جاکے قریب پلنگ کے گر پڑا انکار کرکہا ای توسن میرا حوصلہ نہین پڑتا کہ شاہ کی زبان
مین سوزن دون توسن ناچار جھپٹ کر آیا قریب پلنگ کے آکر ملقیس کی زبان مین سوزن دیا
اس نمک حرام نے دونون کی مشکین باندھین وہ بارھون جادوگر بھی آئے اب کھڑے ہوکر سحر کرنے لگے
افراسیاب سے وعدہ کرکے آئے تھے جب قلعے مین ہنگامہ ہو آپ فوراً لشکر لیکر آئیے گا افراسیاب

جاگ رہا تھا کل فوج کو لیکر چلا سرما دابرلق و باغبان صنعت سحر کرتے ہوئے فولادی پتلے جو
گرد قلعے کے پھر رہے تھے آواز دی او نمک حراموکہان آتے ہو افراسیاب نے بڑھکر اپنے ہاتھ سے
جو گولے مارے اور نعرہ کیا ارے کوئی حاضر ہو کئی سو پتلے فولادی آکر حاضر ہو گئے ایک طرف سے
حیرت نے سحر کیا ایک طرف سے سحر افراسیاب چارون وزیرون نے آگ برسادی وزیر ظلم
مواج بن گرداب آدمخوار بیٹا مواج کا ظلمہ صد کوش دریا نوش لطا غوطہ زن مرغابی سحر
افراسیاب نے پتلون کو مار ان سبھون نے سحر کیا دریاے قہار موج مار کر آیا تو خندق آتش سے
ملو تھی پانی نے آگ کو ٹھنڈا کیا یہ سب قلعے مین گھس پڑے عنفوان جادو پڑا سورہا تھا کنیزون نے
جگایا کہا ای شہریار اُٹھیے ہلڑ ہو کہ لاچین وبلقیس کڑ لیے گئے عنفوان گھبرایا ہوا باہر آیا دیکھا کہ
کو دبرزن مین ہزار ہا لاشہ پڑا ہوا ہی نعرۂ افراسیاب کی آواز آتی ہی مرنے پر کمر باندھی اور تاج کو
سرسے دے مارا کہا یارو مین نمک حرامون کے شریک نہ ہونگا رفقا بھی اسکے ساتھ وہ وہ سحر کیے جھلکے
ڈالدیے کبھی آگ برسائی قصد دشمنون پر گرائے بڑھکر افراسیاب سے سرکارون نے خبر دی کہ عنفوان
لڑتا بھڑتا آتا ہی اگر لاچین وبلقیس کو اُسنے چھڑا لیا پھر پتا نہ ملیگا اہالی قلعہ لڑ رہے ہین بات لاکھ
جادوگر آپ کا مارا گیا عنفوان بلاے روزگار ہی افراسیاب یہ کہکر بڑھا کہ اسکی کیا حقیقت ہی نعرے
کرتا ہوا اُس مقام پر آیا کہ جہان عنفوان لڑ رہا تھا للکار کر آواز دی او عنفوان کیون شامت آئی ہی
ہو تھارہ سرتاجدار نے میری اطاعت کی تو نے بغاوت پر کمر باندھی خیر جو کیا وہ کیا خطا معاف کرونگا
رومال سے ہاتھ باندھکر چلا آ ستارہ سحری آسمان پر چمک چکا جلاد مہر تابان خنجر برہنہ ہاتھ مین نیزہ
خطوط شعاعی بھی لیے ہوئے فوج ضیا ہمراہ چرخ زبرجدی پر آکر مصروف کار جلادی ہوا افراسیاب
و عنفوان سے مقابلہ پڑا عنفوان نے بڑے بڑے سحر کیے افراسیاب کب مانتا ہی جو سحر عنفوان
نے کیا افراسیاب نے اشارون مین دفع کر دیا تحفہ جات طلسمی زیب جسم تاج طلسمی سر پر لڑتا بھڑتا
چلا آتا ہی آخر عنفوان سحر کرکے عاجز آیا تلوار کھینچ کے افراسیاب پر جا پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے
افراسیاب روکتا جاتا ہی پیچھے ہٹ کے ایک گولہ مارا سینے پر عنفوان کے پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا
یہ دیندار مارا گیا اتنے افراسیاب تیغہ پکڑ کے گرا قتل کرنا شروع کیا ہرچند اہل قلعہ و رعایا فریاد کرتے ہین
افراسیاب کب سنتا ہی اسقدر لوگ قتل کیے کہ قلم کوہ بیچراغ کر دیا شہنشاہ لاچین وبلقیس جو

بیدار ہوئے دیکھا نہ بانون مین ہماری سوزن گرد سب رہزن افراسیاب نے وہ بدعت کی کہ کسی کو زندہ
نہ چھوڑا ملقیس نے اشارے سے کہا کیون صاحب جو ہمنے کہا تھا وہی پیش آیا لاچین نے آنکھون مین
آنسو بھر کے سر جھکا لیا اشارے سے کہا جو منظور پروردگار افراسیاب قید کو لیے ہوئے بیرون قلعہ آیا
صلاح ہوئی کہ ملقیس و لاچین کو قتل کرو کاہنان طلسم موجود تھے انھون نے کہا حضور اگر زن و شوہر
کو قتل کیجیے گا طلسم پر وہ آفت آئیگی کہ جسکا سنبھالنا دشوار ہوگا انکو قید کیجیے لیکن زن و شوہر کا رہنا
ایک مقام پر مناسب نہین جسدن زن و شوہر ایک مقام پر ہونگے طلسم ٹوٹ جائیگا یہ بھی واضح رہے کہ اب
طلسم پر بلا مین نازل ہونگی طلسم کشا راہ شہر ناپرسان سے آئیگا پہلے بنائے طلسم کشائی یہ ہے کہ کوتوال شہر
قتل ہو ایک ساحرہ بھی ' ہو جائے اسکے بعد فساد برپا ہو غرض طلسم تمام ہو رہی ہے افراسیاب نے ناچار ہوکے
لاچین کو نوسن جادو کے سپرد کیا شہنشاہ نوسن خطاب دیا زندانخانہ طلسم کا بادشاہ کیا ملکہ ملقیس کو
حجرہ ہفتم بلا پر روانہ کر دیا کہ جلد ہفتم مین ذکر آچکا ہے ناظرین آگاہ ہین مکرر ذکر کی کیا ضرورت افراسیاب
انکو قید کرچکا اب بوستان سلطنت بہار ہوا سلطنت کا زور شور جیسا رہا اقتضائے کار بادشاہ بنگالہ
تنزازل جادو اپنے مقام پر پہنچا تھا کچھ تاجر اسباب تجارت لیکر آئے بعد خرید و فروخت اسباب ضروری
تنزازل نے کہا اے تاجران جلیل تم لوگ جہان گرد ہو ہوشربا کی کیا کیفیت ہے اڑتی ہوئی خبر سننے مین آئی کہ
افراسیاب نے نکو رامی کی شہنشاہ لاچین سے مقابلہ پڑگیا یہ سنکر تاجر رو دیے کہا اے شہریار کیا عرض کرین
طلسم ہوشربا مین افراسیاب نے وہ بدعت کی ہے جسکے ذکر سے دل کانپتا ہے لاچین و ملقیس کو افراسیاب
نے قید کرلیا اب سلطنت کر رہا ہے وزیر و امیر سب اُسکے شریک ہین سب انتظام اُسکے متعلق ہین یہ سنکر
شاہ بنگالہ کو غصہ آیا کہا یارو اس نکو رام نے بڑا غضب کیا سلطنت کو ظلم لیا فوراً لشکر تیار ہو
ہم اس نکو رام کو سزا دینگے ورنہ اور ناجیون کو بھی حوصلہ ہوگا کہ اپنے بادشاہ کو پکڑ لین یہ نکو رامی اچھی نہین
یہ حکم دیکر تخت سے اٹھا عیار اسکا ہمہ حیلہ گر بولا اے نے عرض کی اے شہنشاہ عجب ملک ہے حسن و جمال کا
تو ہوشربا پر خاتمہ ہے زوجہ افراسیاب ملکہ حیرت جادو حسن مین بے نظیر رشک ماہ منیر افراسیاب
کو مار کر اسپر قبضہ کیجیے فوراً جمال شہنشاہ دیکھکر عاشق ہوگی مین نے نام ملکہ صرصر شمشیر زن کا سنا ہے
بڑی حسین و جمیل عیارہ ہے اور فنون عیاری مین بھی کامل و اکمل لیکن ہمارے سامنے کیا عیاری کریگی
ایک ہی فقرے مین رومال سے ہاتھ باندھکر حاضر ہوگی اور یہ بھی یقین ہے کہ جب افراسیاب حضور کے

آئیگا سُنیگا فوراً شہنشاہ لاچین کو قید سے رہا کرکے براے قدمبوسی حاضر ہوگا کبھی شاہان بنگالہ اپنے ملک کے باہر نہین نکلے غرض دو دن مین سترہ لاکھ ساحر جمع ہوکر سامنے تزلزل کے آئے لشکر کی جمعیت دیکھکر شاہ بہت خوش ہوا چار ہزار آتشین لیکر تخت اسکا کاندھے پر اُٹھایا بڑے دھوم سے شاہ بنگالہ نے کوچ کیا منزلین طے کرتے ہوئے چلے گذر لشکر کا طرف سے توسن حصار کے ہوا شہنشاہ کو پیام خبر ہوئی کہ شاہ بنگالہ خبر انتزاع سلطنت لاچین سُنکر براے مقابلۂ افراسیاب جادو جاتا ہے یہ سُنکر اُسی وقت توسن نے ایک نامہ نزد افراسیاب کو لکھا مضمون یہ تھا کہ شاہ بنگالہ میری سرحد سے جاتا ہے مین اسکو روکتا ہون لیکن تزلزل ساحر زبردست ہے نشۂ بادۂ سحر سے مست ہے غلام اپنی فوج لیکر روکتا ہے مقابلہ پڑیگا تب اُسکو حال کُھلیگا کہ طلسم ہوشربا ہے لیکن آپ کا آنا ضرور ہے یہ نامہ لکھکر روانہ کیا اور خود دیر دن توسن حصار بارہ لاکھ فوج ساتھ لیکر فروکش ہوا تیسرے دن دیکھا کہ تزلزل تخت سحر پر سوار ہے فوج کے جمے ہوئے علمہاے زنگاری کے پھریرے کُھلے ہوئے اُسپر تعریف جوگی جیپال مرحوم آمد فوج کی دھوم دھمیز حیلہ گرنے یہ خبر اسکو پہونچائی کہ سرحد دار افراسیاب آپ کے روکنے کو آیا ہے اسی کی قید مین شہنشاہ لاچین ہین تزلزل نے ایک نامہ شہنشاہ توسن کو لکھا کہ او نمک حرام تم سب نے بغاوت کرکے شاہ اصلی کو قید کرلیا بہتر اسی مین ہے کہ شہنشاہ لاچین کو لیکر حاضر خدمت ہو توسن نے جواب لکھا کہ اے شہنشاہ بنگالہ میرے پاس قید لاچین نہین ہے جو آپ سے ہوسکے قصور نہ کیجیے بڑا افسوس یہ ہے کہ اسقدر قلیل فوج لیکر آپ ملک ہوشربا پر لشکر کشی کرکے آئے ہین بہت پچھتایئے گا ایک سرحد دار افراسیاب ہے مثل میرے شہنشاہ نیلم اُسکا لقب ہے اُسکا وزیر اعظم مواج بن گرداب آدم خوار چالیس لاکھ فوج کا مالک ہے یہ حقیر بھی بارہ لاکھ فوج لیکر براے مقابلۂ حضور حاضر ہوا ہے یقین ہے کہ سرکار کو بڑی تکلیف ہو لَوٹ جائیے اپنا سامان عیش و راحت نہ مٹائیے اس طرح کے جو پیام و سلام آپسمین ہوئے تزلزل کو تردد ہوا وزیر سیماب زمین کن اپنے مقام سے اُٹھا کہا حضور اب نامہ و پیام نہ کرین گرد فوج کو ایک سحر مین مٹا دونگا میرے نام پر طبل جنگی بجوائیے تزلزل نے اُسی وقت حکم دیا نام پر سیماب کے طبل جنگی بجا یہ خبر توسن کو ہوئی توسن نے بھی طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین طیاریان ہونے لگین جبکہ مبارز چرخ چہارم نے جنگ شہنشاہ انوری کہ فتح کیا اور شہنشاہ ماہ تابان مع فوج ثوابت و سیارگان فراریہ قرار کرکے قلعۂ مغرب مین چھپا شہنشاہ مہر منور بصد کر و فر مع فوج ضیا و شعاع میدان چرخ زبرجدی پر

آکر صف بستہ ہوا یہ دونون لشکر علی الصباح میدان کارزار مین آئے سیماب زمین کن تڑپتا ہوا بڑے جوش وخروش مین آگے فوج تزلزل کے بڑھا ہوا چار ہزار آتشین تخت شہنشاہ تزلزل کو کاندھے پر اٹھائے ہوئے پشت پر سترہ لاکھ فوج دریاے قہار کی موج اس جوش وخروش مین لشکر شہنشاہ بنگالہ میدان کارزار مین آکر پہونچا شہنشاہ توسن نے بھی لشکر کو جمایا جب دونون فوجین جم چکین نقیبون نے نقابت کی کوکیت کو کا کہکر ہٹے سیماب زمین کن نے اپنا اژدر آتش فشان بڑھایا سیماب ثم ہر چاہتا ہی ساحران توسن کو کشتہ کرون براے مردان عالم یہی اکسیر ہے بیا بنانے کی تدبیر ہے میدان مین بلخشوری کہنے لگا عجائب و غرائب سحریہ دکھایا ایک سحر کیا سب نخل صحرا کے مثل جھاڑ کے روشن ہو گئے شاخین مثل شمع کافوری تھے مثل برق جہندہ بیخ سے شعلے نکل رہے ہین بعض نخل مثل چراغ جل رہے ہین چراغ لالہ نے سوزش دکھائی گلہاے خودرو نے گرمی بڑھائی توسن نے ہنس کر آواز دی ای سیماب ایسے سحر تو ہمارے غلام کرتے ہین بس ہم تمھاری لیاقت سمجھ گئے یہ مقام طلسم ہوشربا ہے ایک ایک ساحر یہان حید دکیتا ہی چاہتا تھا سیماب کہ مبارز طلبی کرے کہ آسمان سے آواز نوبت ونقارے کی آئی لگا ابر ہفت رنگ بعد شوکت ظاہر ہوا تزلزل بہ حیرت دیکھنے لگا زیر ابر ہزارہا طائران زمزمہ سرا بالحان یہ اشعار پڑھ رہے ہین نظم

زاہد نے خاک لطف اٹھائے شباب کے
دو گھونٹ بھی گلے سے نہ اترے شراب کے

طوفان گریہ میرا یہانتک ہوا بلند
سب حرف دھو دیے ورقِ آفتاب کے

کی می کشتی ہے بحر مین کس بحرِ حسن نے
دریا مین سرنگون ہین کٹورے حباب کے

دیکھو تو پاس عزت جلاد پردہ پوش
زخمون کے منہ مین قفل دیے ہین حجاب کے

ایسے جفا شعار سے اظہار آرزو
دیکھو تو حوصلے دلِ خانہ خراب کے

صحن زمین و بام فلک دونون غرق ہین
دریا ہین جوش پر مری چشمِ پُر آب کے

بس ہو چکی امید وفا آپ سے ہمین
بدلے ہوئے ہین ڈھنگ ابھی سے جناب کے

جس جا نظر پڑی مہ ابرو کی تیغ کشید
دیکھے گئے جو بند ہمارے حساب کے

پیری مین بھی گئے نہ سیہ کاریون کے ڈھنگ
چمکے ہوئے ہین رنگ بہار خضاب کے

نالون کے زمزمون سے کسی دم نہین فراغ
نغمے خوش آتے ہین کسے چنگ و رباب کے

سینہ ہجوم داغ سے گلزار ہے نسیم
تختے کھلے ہوئے ہین برابر گلاب کے

ابر کی رعنائی و زیبائی طاؤس رقصان آمد بہار کے سامان فقط آمد بہار دیکھکر تزلزل بھبوت ہوگیا اپنے
ساتھ والون سے کہتا تھا کہ کیا عمدہ ابر ہی اس ابر مین کون بزرگ آتا ہی وزرا نے عرض کی اس وجہ سے
دل بیتاب ہی کہ آمد افراسیاب ہی حقیقت مین جو سامان لیاقت اسکو ممکن ہی کسی شاہ کو ایسا عظم و شان
ظاہری نصیب نہ ہوگا شاہ بنگالہ بنگاہ غور دیکھنے لگا ابر ہفت رنگ شق ہوا دیکھا افراسیاب جادو
تخت زبرجدی پر سوار پھول در و مروارید برستے ہوئے اس زور و شور سے افراسیاب آکر پہونچا
شہنشاہ توسن نے استقبال کیا افراسیاب آکے قلب سپاہ مین داخل ہو کر دور پر دا امیر گھیرے ہوئے
افراسیاب نے بہ نگاہ قہر لشکر تزلزل کو دیکھا تزلزل نے جو عظم و شان افراسیاب جادو کو دیکھی
گھبرا گیا اپنے وزرا و امرا سے کہہ رہا ہی حقیقت مین افراسیاب کا بڑا جاہ و جلال ہی ساحر یا بادشاد
طلسم ہوشربا ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام ہو کہ ملکہ بہار گلعذار پہلوے تخت حیرت مین کمال لطف
سے کھڑی ہوئی ہین چہرہ آفتاب عالمتاب ابروون پر بل پڑے ہوئے نیمچہ اصفہانی جنبش مین ترچھی نگاہین
قتل عاشق کی کوشش مین بوٹا سا قد پھولون کا گہنا زیب جسم آڑی ترچھی بدھیان پڑی ہوئین زلفین
مین پھولون سے لدی ہوئین سیماب جادو میدان مین تھا وزیر شہنشاہ بنگالہ جیسے ہی اسنے پکار کر
آواز دی کہ تمکو امون کی طرف سے کون نکلیگا افسوس کا مقام ہی کہ شہنشاہ لاچین کو قید کیا بہتر اسی مین ہی
کہ یا تو شہنشاہ کو قید سے چھوڑ دو ورنہ کسی کو مقابلے مین ہمارے بھیجو افراسیاب نے پلٹ کے داہنی جانب
دیکھا جمال جہان آرا ے بہار پر نگاہ پڑی بہار نے ہاتھ باندھکر عرض کی مین جاؤن اگر حکم ہو سیماب
کو کشتہ کرون اسکے قتل کی تدبیر ہی حکم شہنشاہ ہمارے واسطے اکسیر ہی افراسیاب جادو نے مسکرا کے
کہا اے ملکہ تمھین اختیار ہی سیماب بہت بیقرار ہی ملکہ بہار نے طاؤس زرین بال بڑھایا سیماب نے
گولہ اٹھا کر مارا ملکہ بہار کے تیور پر بل پڑا انگلی اٹھائی گولہ پھٹ کر زمین پر گرا سیر طرہ یہ کہ طرہ پھولون کا
نکالکر پھینک مارا طرہ جا کر بکھرا ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چلی پھولون نے آنکھین کھولین غنچے مسکرا کے شاخون نے
ہاتھ بڑھائے جو پتے مثل چہرہ مدقوق زرد تھے وہ سبز ہوئے عروسان چمن نے گھونگھٹ اٹھے صبا
عطر آئی بوے خوش آئی درخت وجد کرنے لگے سیماب کو دیکھا حیران حیران جمال جہان آرا ے ملکہ بہار
کو دیکھ رہا ہی ضبط کرتے کرتے پکار اٹھا نظم

دکھاتا ہی چھری پھر مژدہ بیداد دیتا ہی		بہار کیا دل بیتابی ہمین صیاد دیتا ہی

کبھی کچھ ہے کبھی کچھ ہے مزاج یار کی صورت ۔۔۔ مزا آنکھوں میں آ! کیا عالم ایجاد دیتا ہے

وہ محتاجی ہوئی ہے دولت تقدیر سے حاصل ۔۔۔ کہ سایہ بھی نہیں یان دامن فریاد دیتا ہے

نہ بازو میں ترے قوت نہ خنجر میں روانی ہے ۔۔۔ ہمیں تکلیف بیجا کسلیے جلاد دیتا ہے

لہو کیسا فراق روح ہوتا ہے کوئی دم میں ۔۔۔ ندامت کیوں ہمیں ای نشتر فصاد دیتا ہے

نہ توڑیں آجتک بھی بیڑیان زور جنون تو نے ۔۔۔ تجھے کادن کیون نہ سر ٹکنے مجھے حداد دیتا ہے

یہ کیون گھبرا لیے فریاد و بیتابی سے ای پیارے ۔۔۔ دعائیں تمکو کوئی بندۂ آزاد دیتا ہے

سنا ئینگے نوید قتل وہ شاید کہ پہلے سے ۔۔۔ مجھے جوش سر ماتم مبارکباد دیتا ہے

نسیم دہلوی تو بھی مگر شاگرد مومن ہے ۔۔۔ کہ ہر ہر شعر میں لطف بندش استاد دیتا ہے

جوش و خروش میں یہ غزل پڑھتا ہوا آگے بڑھا ملکہ بہار نے پوچھا کیسا مزاج ہے ہاتھ باندھ کر عرض کی میں تو غلام ہون بہار نے کہا ای سیماب انصاف کر کہ تجھ ایسا چاہنے والا بات کا بنا ہنے والا ہمیں ملکن ہو مگر جان کا ہمکو خوف ہے بادشاہ بنگالہ وعدہ کرکے آیا ہے کہ فصل بہار کو مٹا دونگا اسکے مٹانے سے فصل بہار مٹ نہیں سکتی بہار بیرا سے عالم باغبان قضا و قدر بہار و خزان کا حاکم ہے کل امورات کا ناظم ہے اب تم اسکا سر لاؤ سیماب بل کرتا ہوا چلا تزلزل دیکھ رہا ہے کہ سیماب پلٹا چہرہ سرخ ابرو ہلتے ہوئے تلوار کو نیام انتقام سے کھینچا ہے تزلزل نے کبھی اسطرح کا سحر دیکھا بھی نہیں تھا بے اختیار پکار اٹھا یا خداوند جو کی جیپال یہ کیا حال ہے سیماب پلٹا ہوا آتا ہے خداوند اس ظالم کے ہاتھ سے بچائیں سیماب نے آکر گولہ مارا آواز دی او بھیا تجکو بادشاہ بنگالہ کسنے بنایا تجکو یہان آتے خوف نہ آیا حکم ملکۂ عالم ہے کہ وہاں سے ہاتھ باندھ کر حاضر ہو ورنہ قیامت برپا کرونگا سر تیرا کاٹ کے لیجاؤنگا اہالی [illegible] سیماب سے متعلق ہیں بیقرار ہو کر دوڑے پکارتے ہوئے ارے کہان آتا ہے لیکن سیماب کب سنتا ہے اسی جوش و خروش میں قتل کرتا ہوا قریب تخت شاہ بنگالہ پہونچا تخت پر ہاتھ ار دن شاہ بنگالہ نے بہت بہت سمجھایا جب اسنے نہ مانا شاہ بنگالہ کے منھ سے نکلا تیری قضا آئی ہے سیماب نے جیسے ہی تلوار کھینچی تزلزل نے ایک دو ہتڑ تخت پر مارا شعلہ بھڑک کر سر پر سیماب کے گرا سیماب مثل ہیمۂ [illegible] جلکر خاک ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من سیماب جادو بود ھمیر حیلہ گر عیار بلوے تخت تزلزل [illegible] ہے اسنے کہا ای شاہ بنگالہ اب جانیکا قصد نہ کیجیے کسی کو میدان میں نہ بھیجیے طبل بازگشت

پھر اگر اٹھیے ساکنان طلسم ہوشربا کا سحر قیامت کا ہے پکار کر کہدیجیے کہ اے افراسیاب تجکو ایک ہفتے کی مہلت دی
وہ اس دھوکے مین رہیگا مین وعدہ کرتا ہون کہ افراسیاب کو پکڑ لاؤنگا آج دن اچھا نہین ہے تزلزل بھی
سیماب کو قتل کرکے پچتا رہا تھا عیار نے جو اس طرح سمجھایا اسکے بھی خیال مین آیا کہ ساحران طلسم ہوشربا
بہت ساحران زبردست ہین اُسی وقت طبل امان بجوایا پلٹ گیا اسی سوچ مین چپ بیٹھا ہے عیار اسکا لشکر سے
نکلکر چلا لشکر افراسیاب مین آیا پھرتا پھراتا قریب دربار گاہ پہونچا دیکھا چوبدار بیادل دربارگاہ شہنشاہ
افراسیاب پر بڑے بڑے ساحر ٹہل رہے ہین ہوا کا بھی اس جگہ گذر نہین ہمیشہ حیلہ گر جس سوچ مین کھڑا ہے کہ
کیونکر اندر بارگاہ افراسیاب کے جاؤن جو اپنے بادشاہ سے وعدہ کیا ہے اُس وعدے کو بجا لاؤن کہ آواز
زنگ کی آئی پلٹ کر دیکھا کہ ملکہ صرصر شمشیرزن معشوقہ پرفن باسناے عیاری سے آراستہ جست وخیز
کرتی ہوئی آتی ہے گاہ جو ہمیشہ حیلہ گر کی پڑی کبھی قریب سے نہ دیکھا تھا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا قلب تھرا گیا
چاہتا ہے خاک پا توتیاے چشم کرون گرد اس محبوب کے پھرون چست و چالاک طرار و فرار صرصر کی بھی
نگاہ پڑی کہ ایک شخص غیر وضع کھڑا ہوا مجکو بہ نگاہ محبت دیکھ رہا ہے صرصر قریب آئی سمجھ تو گئی کہ کسی کی
فکر مین آیا ہے شخص غیر کیا عجب ہے کہ عیار شاہ بنگالہ ہو ہنستی ہوئی قریب آئی مسکرا کے جو پوچھا کہ کیون صاحب
اسکی فکر مین ہو ہمیشہ مر گیا کہا حضور مین ایک شخص غریب ہون تلاش مین روزگار کے نکلا ہون صرصر نے
باتون مین لگا کر حلقہ اے کمند مارے ہمیشہ کو یہ کیا لیاقت تھی کہ حلقہ ہاے کمند صرصر سے نکلتا صرصر نے
حباب مار دیا ہمیشہ بیہوش ہوا صرصر نے پشتارہ باندھا چاہتی ہے کہ لیکر چلون وہان تزلزل بادشاہ
بنگالہ تخت پر بیٹھا تھا وزرا و امرا کہہ رہے ہین نہین معلوم ہمیشہ پر کیا گذری اے شہریار اگر سحر کا مقابلہ پڑا بڑی
مشکل پڑ گئی ایک سحر عورت نے ایسا کیا کہ سیماب ایسا شخص قتل ہوا تزلزل نے کہا یارو تم میرے سحر
سے آگاہ نہین ہو زمین کے طبقے ہلا دون اس وقت بتاؤن کہ میرا عیار کیا کر رہا ہے میرا عیار بلاے روزگار
ہے یہ کہکے آواز دی یا جوگی جیپال ہمیشہ کی خبر چاہتا ہون آسمان پر برق چمکی آواز آئی اے مقبول بارگاہ
خداوندا ای بادشاہ ہنرمند ہمیشہ حیلہ گر کو صرصر نے پکڑ لیا خدمت مین افراسیاب کے لیجایا چاہتی ہے
یہ سنکر تزلزل تخت سے اُٹھا تڑپکر پر پرواز پیدا کیے یہان صرصر شمشیرزن نے جب پشتارہ باندھا تو بڑے پھرونکا
کسوت عیاری دیکھکر یہ تو سمجھ گئی کہ یہ کوئی عیار ہے شہنشاہ قبلہ ای لینگے پشتارہ باندھکر دوش پر لگا یا دوسرے
سے صرصر رفتار بھی دیکھ رہی تھی کہ ہماری اُستانی نے کسی کو گرفتار کیا کہ ایک برق چمککر آسمان سے گری

صرصر کی آنکھ بند ہوگئی لکہ ابر گرا صرصر کو اٹھا کے لیچلا صبار رفتار نے جو دیکھا کہ آستانی کو کوئی لیے جاتا ہے صورت بدلتی ہوئی چلی رنگ در وغن عیاری کا لگاتی ہوئی مرد کی صورت بنتی ہوئی ابر پھی خیال ہے وہ ملکہ ابر بارگاہ تزلزل مین جاکر اُترا صبار رفتار کمند انداز اندر بارگاہ کے پہونچی اب دیکھا اسنے کہ شاہ تخت پر بیٹھا ہے سامنے ایک عیار کھڑا ارد رہا ہے اور صرصر کا پشتارہ بیچ بارگاہ مین رکھا ہے شاہ بنگالہ مخر کر رہا ہے کہ بجائیو دیکھا تمنے نہیین بیٹھے بیٹھے مجکو معلوم ہوگیا کہ عیار پکڑ گیا چشم زدن مین لے آیا عیار سنے رو کر کہا ای شہنشاہ مین اسکے دام گیسو مین گرفتار ہوگیا تعریف حسن وجمال سنکر خواہشمند تھا جب اس ظالم سے آنکھ ملی زخمی تیغ ابرو ہوا امیدوار ہون اسکو سرکار میرے واسطے راضی کردین تزلزل نے سحر اُتارا کہا ای ملکہ صرصر ہمارا عیار مہیز حیلہ گر نصف سلطنت کا مالک ہے اسکو بہ شوہری قبول کر دست بستہ عرض کرتا ہے دم محبت کا بھرتا ہی اسکی خواہش قبول فرمائیے سارے لشکر کا تمکو حاکم کردنگا بجوش محبت عرض کر رہا ہے جب بادشاہ سنے اس طرح کہا مہیز حیلہ گر نے ہاتھ باندھکر عرض کی ای سرو باغ محبوبی دای رنگ و بوے گل حدیقۂ محبوبی

نظم

سُنائے کیا تمھین بیمار ناتوان فریاد | کہ دل سے آ نہین سکتی ہے تا زبان فریاد
شب فراق مین تا صبح میرے ساتھ رہی | بہت دنون مین ہوئی مجھپہ مہربان فریاد
فراز چرخ سے تا عرش کون سا ہے سفر | ابھی نہ جائیگی دیکھو کہان کہان فریاد
صدا نکلتی ہے ہر استخوان سے وقت شکست | مین گر کے خاک پہ کرتا ہون بے دہان فریاد
فلک کے ظلم سے ہر وقت لب پہ آہین ہین | جفائے پیر سے کرتے ہین نوجوان فریاد
وہ لطف کرتے ہین دل دیکھنا جو ہے منظور | مجھے ہے ڈر نہ رکے وقت امتحان فریاد
ہزار طور سے ڈھونڈھا پتا نہین ملتا | نکل کے منھ سے ہوئی بے نشان کہان فریاد
بلندیان جو سمائین مزاج عاشق مین | بہت دنون سے ہے سیاح آسمان فریاد
یقین ہے کہ دکھائے نسیم کچھ تاثیر | نہ جائیگی کبھی عاشق کی رائگان فریاد

صرصر نے منھ پھیر کر جواب دیا کہ مین افراسیاب کی کنیز ہون ملکہ حیرت کی خدمتگار خبردار ایسے کلمات کبھی زبان پر نہ جاری کرنا ورنہ بہت پچھتائیگا میرا شاہ میری ضرور مدد کو آئیگا شاہ بنگالہ دصرصر سے کلام سخت ہونے لگے شاہ بنگالہ نے دیکھا صرصر خوف نہین کرتی جواب سخت دیتی ہے

صبا رفتار نے یہ سب معاملہ اپنی آنکھون سے دیکھا فوراً وہان سے بھاگی دربار مین افراسیاب کے آئی
افراسیاب بصد شوکت دربار مین بیٹھا ہو کہ صبا رفتار نے آکر سب کیفیت بیان کی اور رو کر عرض کی
ایسا نہ ہو کہ اُستانی کو قتل کر ڈالے یہ سنکر افراسیاب جادو اُٹھا کہا کیا مجال ہو کہ میری عیارہ کو
قتل کرے جب افراسیاب تیغہ پکڑ کر اُٹھا باغبان نے دامن تھام لیا کہ مین حضور کو نہ جانے دونگا
آپ کا کیا کام ہو مین ابھی جا کر صرصر کو لاتا ہون مہیر حیلہ گر کی شامت آئی ہو دم بھر مین آفت
برپا کردونگا یہ کہکے افراسیاب کو روکا اور آپ بہ قہر و غضب تمام چلا اُس وقت پہونچا کہ تزلزل نے
صرصر کو زیر تیغ بٹھایا جلاد دشنگین لگا رہا ہو حکم شہنشاہی کا مشتاق ہو کہ باغبان آسمان پر آکر ٹھہرایا ایک
گیند پھولون کا مارا گیند پھٹا بارگاہ تزلزل مین اندھیرا ہوا باغبان نے اُتر کر تخت تزلزل اُلٹ دیا
تزلزل گرتے گرتے سنبھلا یا جوگی جیپال کہکے چاہا سحر کرون باغبان نے للکارا او شاہ بنگالہ
کیون شامت آئی ہو تزلزل و باغبان سے سحر چلنے لگے باغبان نے چاہا تزلزل کو زخمی کردون ممکن
نہ ہوا ایک گیند مار کر صرصر کو پنجے مین دبایا غصہ تو بہت تھا بارگاہ پر ایک لات ماری بارگاہ
لہرائی قریب تھا کہ گرے تزلزل بارگاہ کو سنبھالنے لگا باغبان اُتنے عرصے مین صرصر کو
اُٹھا کر روسے ہوا اُڑا تزلزل نے چاہا روکون باغبان مثل بوے گل نکلا باہر لشکر والون پہ کچھ
ماش کے دانے پھینک مارے کئی ہزار ساحر جلے لشکر اسکا طے کرتا ہوا نکلگیا تزلزل بیرون بارگاہ
آیا دیکھا باغبان جاچکا بارگاہ مین بگڑنے لگا کہ یارو تمنے باغبان کو نہ روکا با بدولت کے سامنے
بے ادبی کر گیا آج طبل جنگی بجے کل سر میدان افراسیاب سے سمجھونگا مہیر نے کہا اب تم عیاری کا
ارادہ نہ کرنا مہیر کے دل کو لگی تھی سامنے آ کہا بہت اچھا لیکن طرف لشکر افراسیاب کے چلا یہان
افراسیاب بیٹھا ہوا کہہ رہا تھا کہ شاہ بنگالہ کو موت لیکر آئی ہو ایک سحر مین بیکار کردونگا مجھکو اُسپہ
سحر کرتے شرم آتی ہو کہ باغبان صرصر شمشیر زن کو لیکر آیا کہا حضور یہ حاضر ہو صرصر نے
سب کیفیت بیان کی افراسیاب نے کہا وہ دیوانہ ہو ملک اُسکا تباہ ہوا چاہتا ہو زندہ اُسکو گھر
نہ جانے دونگا گرفتار کرلونگا یہ باتین کر رہا تھا کہ صداے طبل جنگ آئی ہرکارون نے آکر خبر دی کہ
تزلزل نے طبل جنگی بجوادیا افراسیاب جادو نے کہا کل اسکی قضا ہو ہمارے یہان بھی طبل جنگی بجے
یہان بھی تیاریان ہونے لگین باغبان کہہ رہا ہو سرکار کو نہ تکلیف پڑیگی مگر مہیر شاہ بنگالہ نے کیسے

کچھ اُسکی حقیقت نہین ہی مجھے فکر تھی کہ صرصر پر کوئی افتاد نہ پڑے اس واسطے صرصر کو بے نکلا بنگالے کے
سحر کچھ مہمل ہین غلام نے جواب بھی دیے آپ کے تعلیم کردہ سحر ہین سے اگر ایک بھی کرتا وہ کیا دفع کر سکتا
کل میدان کارزار مین ملاحظہ فرمایئے گا رات بھر یہی فکر ین رہین صنعت کا قول ہی کہ زمین کے طبقے
اُڑا دون بارگاہ دشمن آسمان پر پہونچا دون وہ سحر کرون کہ مُنھ سے بات نہ نکلے زبان بند ہو جائے
سرما دامیریق کہتے ہین برق گرے پتھر برسائین دشمن کو ٹھنڈھا کرین زندگی دشوار ہو انکا سحر بیکار رہے
یکایک ساحر زرین پوش بصد جوش و خروش ہو مخانۂ مغرب سے نکلا جھولی ضیا کی گلے مین ڈالے ہوئے
اسباب سحر شعاع جسم پر آراستہ اس کروفر سے میدان چرخ زبر جدی مین قائم ہوا دونون لشکر
مقابلے مین آکر ٹھہرے صفین جمین نقیبون نے نقابت کی کوکبیت کڑکا کہکر ہٹے مسمار فلک سیر طرف
سے شاہ بنگالہ کے نکلا میدان مین آکر للکارا صنعت طاؤس نے لونڈی عرض کی اے شہنشاہ آج
لونڈی کو جانے دیجیے افراسیاب نے رخصت دی صنعت کو اپنے سحر پر بڑا ناز ہی بل کرتی ہوئی
آتی ہی مسمار فلک سیر نے آگ برسا دی صنعت ہنس دیتی ہی عجائب و غرائب پر کمر کسی ہی دفع سحر
گویا ہنسی ہی آگ برسا کی صنعت چپ کھڑی رہی مسمار نے آگ برسائی برف گرائی ہوا ٹھنڈھی چلی
کچھ زاغ و زغن پیدا ہوئے غل مچا کر چلے گئے صنعت نے کسی سحر کو نہ مانا یہی کہا کی او بنگالے کے
بنگالی یہ سحر نہین ہی ہماری کنیزین کھیلتے ہین یہ سحر کرتی ہین آگ برسائی ہمکو گرمی بھی نہ معلوم ہوئی
پانی اسقدر برسا آبرو پر زوال نہ آیا طائرون کو دیکھکر ہوش نہ اُڑے دیکھ سحر اسکا نام ہی یہ کہکے
ایک طائر مٹھی سے چھوڑا طائر اُڑکر غائب ہوا مسمار نے ایک نخل کو اشارہ کیا وہ نخل اپنے مقام سے
اُکھڑا مسمار کی مراد یہ تھی کہ صنعت پر جا گرے بیخ عمر کو کاٹے صنعت نے آواز دی او نخل اپنے
مقام پر جم جا وہ نخل قائم ہوا پتے گرنے لگے شاخین دست ہوس بیچ مین کسمس شاخ کلان شق ہوئی ایک
آشیانہ بنکر تیار ہوا صنعت نے آواز دی ای طائر طلسمی کیون چھپا بیٹھا ہی اسکے ہوش نہین اُڑاتا
اُس شاخ شکستہ سے ایک زاغ پیدا ہوا ایک زغن آسمان سے آئی زاغ و زغن مین منقار و پنجہ چلا
زغن نے زاغ سیہ رو کو چیر کر پھینکدیا زاغ کے شکم سے اُسی وقت دو بیضے نکلے زغن نے بیضون کو
پرون پر سنبھالا آشیانے مین آکر بیٹھی انڈون کو سینے لگی چند ساعت مین دونون بیضے شق ہوئے
ایک بیضے سے ایک طائر بصورت موسیقار پیدا ہوا ایک بیضے سے زاغ نکلا نکلتے ہی زاغ نے زغن کو

کاندھے پر سوار کر لیا مثل انسان کے آواز دی ای زعن طلسمی باغ سنید امین چلو وہان چلکے بسیر اکرین یہان میان موسیقار کی عملداری ہی زاغ و زغن اُڑتے ہوئے غائب ہوئے وہ طائر بصورت موسیقار شاخ نخل پر بہ رعنائی بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا پکار کر آواز دی مسمار فلک سیر ہمپر نگاہ کرو نہ آہ کرو نہ واہ کرو چند اشعار ہمکو یاد ہین سُن لو نظم

ہنس رہے ہین شور سُن سنکر مری فریاد کے
برق کے مانند کڑکی گر پڑے قصر بلند
دل اگر شادان رہے دیتا ہی چہرہ روشنی
شکل اُنکی پھر نہ دیکھی جبکہ ٹپکے آنکھ سے
اشک پہونچے بہتے بہتے دامن محبوب تک
التفات آرزو سے جز ندامت کیا حصول
مُنھ سے دیتا ہی اپنا رشتۂ امید وصل
واہ کیا کیفیتین تھین دل نہ گھبرایا کبھی
پوچھتے ہو جس لیے تم وہ مجھے معلوم ہی
مستیون سے حُسن کی آنکھین ہا کرتی ہین بند
سمت طینت کے لیے لکھی گئی پانی کی موت
آہ کیون دی جان اجل کو ہائے کیونکر جی اٹھون
پھول پتے ڈالیان سب منتشر ہین ای نسیم

اب تو نالے ہو گئے مژدے مبارکباد کے
رہ گئے افسانے دنیا مین مری فریاد کے
اور ہی ہوتے ہین جلوے خانہ آباد کے
اشک بھی کیا ناز تھے یار ستم ایجاد کے
حوصلے کیا بڑھ گئے اس کو رہا در زاد کے
چاہیے بندے کو مشایق ہون خدا کی یاد کے
شکوے کر سکتے نہین ہم یار کی بیداد کے
مدتون دیکھے تماشے عالم ایجاد کے
کیا سُنو گے حال میری خاطر ناشاد کے
کب خیال آتے ہین اُس غافل کو میری یاد کے
بارہا تیزاب سے کشتے بنے فولاد کے
ڈھونڈھتے ہین اب مجھے احسان مرے جلاد کے
رنگ سب بیرنگ ہین اس گلشن ایجاد کے

ان اشعار عبرت آثار کو اس رنگ مین طائر نے ادا کیا کہ سُن سُنکر مسمار سُن ہو گیا بحسرت پکارتا ہی ای طائر تو نے ہوش تو اڑائے کچھ سمجھ مین بھی تو آئے کہ مین کیا کرون صنعت سے لڑائی پڑی ہی نگاہ میری تجھسے لڑی ہی جو کچھ کہنا سمجھ کے کہنا ادھر صنعت نے پنجہ اُٹھایا کہا کیون نگوڑے طائر دشمن کا کام تمام نہین کرتا خالی رقص کرنے سے تجکو کیا فائدہ ہی ہمارے سحر کا یہی قاعدہ ہی مین مشہور ساحرۂ یکتا ہون منتظم سلطنت ہوش ربا ہون جسنے سلطنت لاچین کو بگاڑا اُنکے سحر کا جھنڈا اُکھاڑا یہ کہنا تھا کہ طائر اُڑا اسر پر مسمار کے عکس ڈالا آواز دی اب ہوشیار نہ ہونا نوشتۂ تقدیر کو پڑھ پڑھ کے

رونا اب دیرینہ ہوا لگر ہمارا خفا ہوتا ہی کیون اپنی مشقت کھوتا ہی سامری وجمشید یاد کرتے ہین آتش جسم
سے جل جلکر فریاد کرتے ہین یہ کہکر طائر غائب ہوا مسمار فلک سیر نے ایک چیخ ماری وجد کرنے لگا ٹھنڈی
سانسین بھرنے لگا تلوار کمر سے کھینچی اپنے گلے پر رکھی ایک آواز آئی جلد کھینچ بہادر کہین ڈرتے ہین اپنے
معبودان بدنام نہین کرتے ہین مسمار فلک سیر نے تلوار کھینچی سر کٹ کے گرا اندھیرا ہو گیا لیکن صنعت کا
سحر دوپہر مین تیار ہوا آندھی سیاہ اٹھی آواز آئی کشتی مرا نام من مسمار فلک سیر بود صنعت نے
نعرہ کیا او شاہ بنگالہ کیون اپنے کو مصیبت مین ڈالا تزلزل تخت سے کود از نجیرون سے کمر باندھنے لگا
قصد ہوا کہ میدان مین جاؤن افراسیاب نے پکار کر آواز دی ای صنعت خود شہنشاہ بنگالہ
چاہتا ہی بادولت خود آئین صنعت نے کہا حضور آکر کیا کرینگے اس سحر کو بھی حضور نے دیکھا یہ زاغ کہانکا
رہنے والا تھا زغن نے کیا کمال کیا زاغ و زغن سے موسیقار پیدا ہوا یہ سحر ساختہ جمشید تاجدار تھا ایسے سحر
ہزارون طبیعت مین پڑے ہین یہ میرے مقابلے مین آئے اور مین نے انکی گردن لی صنعت تو یہ
باتین افراسیاب سے کر رہی ہی جھولی مین ہاتھ ڈالکر کچھ اسباب سحر بھی نکالا منتظر کھڑی ہی کہ تزلزل
نکلے تو مین جا پڑون سحر کرکے اسکو بھی قتل کرون آئندہ جو حکم سامری وجمشید ہو یہ سلطنت بنگالہ
سے نا امید ہو تزلزل کمر باندھکر بقہر وغضب تمام چاہتا ہی کہ نکلون پہلوے کوہ سے ایک ابر سیاہ
اٹھا رعد کی گرج برق کی چمک ہزارہا اژدہے قلابۂ آتشین چھوڑتے ہوے نمایان ہوئے سب اسی جانب
دیکھنے لگے یکایک ایک دناٹا ہوا کہ زمین کانپی ابر شق ہوا دیکھا ایک ساحر سیہ فام کالی کالی صورت
حقیقت مین کالی کی مورت تاج سر پر اس سے شعلہاے آتش نکلتے ہوئے پشت پر تین لاکھ ساحر
ترسول نجسول ہاتھ مین جی سامری وجمشید کی بولتے ہوئے اس دھوم دھام سے وہ بادشاہ آکر
پہونچا تزلزل کو سلام کیا پکار کر آواز دی ماسوبجان آپ سرحد جمشید یہ سے آئے غلام کو سرفراز کیا
جب غلام نے مفصل کیفیت سنی تاب نہ آئی فوراً چل نکلا لشکر ہر وقت پر آکر پہونچا یہ کسکے ناصیہ جانبکی
صدا بلند ہی رنگ روے انور کیون متغیر ہی دل کو تردد ہوتا ہی تزلزل نے کہا ای اژدران بن ماران
تمکو تر افخر حاصل ہی تمھارے قلعہ جمشید پرستان مین خداوند جمشید پیدا ہوئے مقام ولادت پر میلاد ہوتا
تمنے ناحق تکلیف فرمائی دو وزیر میرے مارے گئے مسمار فلک سیر کو صنعت نے نئے رنگ کا شعبدہ دکھا
اپنے ہاتھ سے گلا کاٹ کے مسمار مرا اب بھی صنعت للکار رہی ہی مین خود مقابلے کو چلا تھا اژدران نے

کہا واہ ماموں جان آپ ایک وزیر کے مقابلے مین جائین مین جاتا ہون ابھی حرامزادی کی مشکین باندھکر
لاتا ہون ہر چند تزلزل نے منع کیا اژدران بل کر رہا ہی کہتا ہی اے شہنشاہ مجکو سُنکے بہت ناگوار ہوا
اس نمکحرام نے لاچین کو پکڑ کے بڑا دعوی کیا غرور اسکا ظاہر ہی ہمارے حال سے نہین ماہر ہی یہ کہکے
اژدہے پہ سوار ہوا تازیانہ مار آتشین کا ہاتھ مین تھا اژدر پر کوڑا کیا اژدر تڑپکر چلا جیسے ہی میدان مین پہنچا
صنعت نے گولہ مارا اژدران نے گولے کو کاٹا گولہ جو پھٹ کر زمین پر گرا کئی سو ماران سیاہ اُس گولے
سے پیدا ہوئے قصد کرتے تھے کہ اژدران کو کاٹین کپھے اُٹھائے تھے ارادہ تھا کہ اژدران کو مٹائین جب
اژدران نے اُن ماران سیاہ کو اپنی جانب آتے دیکھا یا جمشید کہکے نعرہ کیا ایک اژدہا زمین سے پیدا ہوا
اُسنے مُنھ کھولا ماران سیاہ دہن مین اژدہے کے گرنے لگے صاف ثابت تھا کہ شمع پر پروانہ گرا اور
جلگیا تین گولے اسی طرح کے صنعت نے مارے مگر سب سانپ دہن اژدر مین جاکر غائب ہوئے
چہار جانب ہنگامہ ہی کہ یارو کس غضب کے سحر ہو رہے ہین مصنف عرض کرتا ہی دو پہر کامل صنعت اژدران
سے لڑی بڑے بڑے سحر ہوئے ہزاروں سانپ نکلے جوگی آئے فیل پہونچے شیر نکلے طائر اُڑے کوئی کسی
سحر مین بند نہ تھا غروب نیر اعظم ہونیکا چاند نکلا تارے نکل آئے کبھی دن کبھی رات سحر دن کی کرامات صنعت
بھی کسی مقام پر بند نہین کرتی ہو نئے نئے سحر کر رہی ہی تارے ٹوٹ ٹوٹ کے آسمان سے گرے اژدران جن
ماران کے کئی سو ساحر جلے جیسے ستارہ گرا گویا اُسکا ستارہ گردش مین آیا کسوف و خسوف کے سامان
ظاہر ہو رہے ہین صنعت نے کئی مرتبہ نیر اعظم مین گہن لگایا آپ تاریکی مین چھپ لگ رہے ابر سیاہ اژدران
پر گرے اسنے اپنے کو بچایا دن بھر اسی کد و کاوش مین گذرا جب دن تھوڑا باقی رہا اصل مین دن قلیل تھا
ثابت یہ ہوتا تھا کہ وقت دو پہر ہی نیر اعظم کی حرارت دھوپ کی حدت تھرا رہی ہی آواز ہیبتناک
آرہی ہی اژدران گھبرایا اُف اُف کرنے لگا صنعت کا بھی چہرہ سُرخ ہی سحر کر رہی ہی چاہتی ہی اسی گرمی
مین گرفتار کرون لیکن اژدران بڑا ہوشیار ہی ایک دستک دی کہ ابر تیرہ و تار آسمان پر چھایا پانی برسنے لگا
حدت موقوف ہوئی صنعت گھبرائی کہ یہ سحر تو مین نے انجام کا کیا تھا یہ کیا غضب ہوا ہوا ٹھنڈی چلی گرمی
موقوف ہوئی برف برسنے لگی کئی ہزار جوان آمین بھی ٹھنڈے ہوئے اب پھر صنعت نے چاہا تھا کہ بڑھکر
سحر کرون اژدران زمین پر گرا غلطک مار کے ایک اژدہا بنا دم کھینچا صنعت گری مثل تنکے کے
لوٹ مارتی ہوئی قریب دہن اژدر پہونچی اژدر نے صنعت کو اپنے دہن مین لے لیا غلطک مار کے

الشان بناسب نے دیکھا کہ صنعت سحر ساز ایک قفس آہنی مین بند ہی زبان مین سوزن آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے سر جھکا ہوا اشارون سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ حوصلہ سحر کا دل مین رہگیا ہر مرتبہ کف افسوس ملتی تھی آتش حسرت مین جلتی تھی اژدران صنعت کو لیکر ملٹا پکار کر آواز دی او نمکحرام تو نے ماموں جان کا کہنا نہ مانا اس سبکا رہ پر بڑا ناز تھا کل تیرے سامنے اسکو قتل کرونگا ہم خاص خداوند جمشید کے نواسے ہین جو تحفہ جات بطور ورثت ملے ہین اگر انکو صرف کرون تو تو ہوش ربا کو چھوڑ کر بھاگ جائے افراسیاب کا قصد تھا اسی وقت جا پڑے دن ملازمون نے روکا کہا حضور شب ہو چکی ہی اب مناسب وقت نہین ہی سر میدان دیکھا جائیگا تزلزل نے اژدران کو بیچ مین لے لیا نوبت و نقارے بجاتے ہوئے لیٹے مرقوم جادو سپہ سالار لشکر تزلزل کر اسکے بھی سحر کا شہر بنگالہ مین غل ہی پنجرا صنعت کا تزلزل نے مرقوم کو دیا مرقوم نے اپنی بارگاہ الگ استادہ کرائی چالیس جادوگر ساتھ لیکر کرسی بچھا کے بیٹھا لیکن افراسیاب جادو رنجیدہ و کبیدہ غصے مین کانپتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا کسی سے کلام نہین کرتا سر جھکا کے بیٹھا ہی کہ صدائے طبل جنگ کان مین آئی کہا ارے دریافت تو کرو کہ یہ کیسی آواز ہی صرصر آکر پہونچی کہا حضور شاہ بنگالہ نے پھر طبل جنگی بجوا دیا میدان خونی کی تیاری ہو رہی ہی صبح کو صنعت کو قتل کرکے میدان مین آئیگا افراسیاب نے کہا کیون ای صرصر ہم زندہ ہین اور صنعت قتل ہو جائے بڑے افسوس کی بات ہی صرصر نے کہا کیا مجال ہی صبح نہ ہونے پائیگی صنعت کو چھڑا لاؤنگی یہ کہکے صرصر چلی سوچتی ہوئی کہ کس تدبیر سے صنعت کو رہا کرون کچھ سوچ کے طرف جنگل کے گئی مرقوم جادو بیٹھا ہی تقدیر کا لکھا پیش آیا چاہتا ہی دو پہر رات گذری ہی اٹھ کے ٹہلنے لگا کہ صحرا سے ایک آواز آئی ای طغرا کش خط محبت دا ای شیرازہ بند کتاب مودت نام مرقوم ہی ہر کتاب مین تمھاری دھوم ہی ذرا ہمارے پاس آؤ ہمین تمھارا بڑا اشتیاق ہی فراق شاق ہی

نظم

جانتے ہین ہمسے شرمائینگے آپ
مہربانی آج فرمائینگے آپ
جانتا ہون بندہ پرور عادتین
رند ہون کیا مجکو سمجھائینگے آپ
کیا ارادہ ہی ذرا ہم بھی سنین
سمجھے ہم کوئی بلا لائینگے آپ

عمر بھر ای جان ترسائینگے آپ
کوئی دم تسکین دل ہوجائیگی
کسطرح دل میرا بہلائینگے آپ
دیکھیے مین بھی کہونگا کچھ ضرور
بندہ پرور کس طرف جائینگے آپ
آئیے اب جلد مین مہمان ہون

کیا بھلا ہمکو یقین آتا ہی یہ
میرے پہلو مین اگر آئینگے آپ
یہ نصیحت حضرت ناصح معاف
پھر بشکل زلف بل کھائینگے آپ
بے سبب آرائش گیسو نہین
پھر بھلا مجکو کہان پائینگے آپ

کل کے سب اقرار پورے ہوگئے — آج بھی کوئی قسم کھائینگے آپ — میرے بستر اُٹھایا کیون نسیم
اب یہان سے کسطرف جائینگے آپ — اس طرح کی یہ آواز دلفریب آئی کہ مرقوم ٹہلتا ہوا طرف صحرا کے

چلا کنارے سے لشکر کے نکلا تھا کہ دیکھا ایک نخل کے سائے مین ایک حور خصال پری جمال معشوق
خوشخو عنبرین مو خال ہند وچشم جادو نخل کے سائے مین کھڑی ٹہل رہی ہے کچھ اشعار پڑھتی ہے تار دن کو آسمان
کے دیکھکر آواز دیتی ہے گردش سیارگان سے ثابت ہے کہ معشوق سرکش سے ملون انجام فراق ہو
قطع اشتیاق ہو لیکن کیون دیر ہے تقدیر کا پھیر ہے مرقوم یہ لفظ دیکھکر دائرہ حیرت مین پھنسا حیران تھا
کہ یہ نازنین میرا نام کیا جانے مین نے کبھی اسکو دیکھا بھی نہین مگر جمال پر مائل ہوا پکارکر آواز دی یہ خیرخواہ
حاضر ہے خلاف نہ ہو اُس نازنین نے پلٹ کر دیکھا کہا او جلاد صاحب بیداد کیون آتا ہے ارے ہمکو
فریاد کرتے کئی دن گذرے تو نے خبر بھی نہ لی دیکھ تو یہ کیا لکھا ہے تیرا نام مرقوم ہے ہمارے مالک نے
تجکو خط بھیجا ہے عورت کو یہ مناسب نہ تھا کہ بلا تکلف تیرے لشکر مین چلی آتی آج قریب لشکر کے
اپنے کو پہونچایا شکر ہے کہ تمکو خبر ہوئی مجکو بہ نگاہ محبت کیا دیکھتے ہو مین جس شاہزادی کی کنیز ہون اُنے
اشتیاق نامہ تمھارے نام بھیجا ہے اب تردد نہ کرو اس نازنین نے یہ کہکے جیب سے نامہ نکالا ہاتھ مین دیا
مرقوم نے دیکھا سرنامے پر ایک چھوٹی سی مہر اُسمین نام لکھا ہے ملکۂ آئینہ رخسار عاشق مرقوم نامہ بہدست
گلگونہ غزال چشم حیران ہوکر مرقوم نے کہا کیون صاحب بی آئینہ رخسار کون صاحب ہین اُس نازنین نے
ایک طمانچہ مارا کہا او نالائق تیری تصویر ایک سوداگر نے بیچی ملکۂ عالم تیری تصویر کو دیکھکر عاشق ہوئین
آٹھ پہر رویا کرتی ہین مین نے ایک دن حال پوچھا ملکۂ عالم نے رو رو کر کیفیت بیان کی مین نے عرض کی
مین نامہ لیکر جاؤن اُس ظالم خودسر کو سمجھاؤن اے مرقوم اُنکے باپ سکندر والاحشم بادشاہ قلعۂ
مرآت نما صاحبزادی اُنکی آئینہ رخسار سلطنت بجا رقلعہ بالا سے کوہ واقع ہے نہایت تکلف سے
وہ شاہ سلطنت کرتا ہے ملکہ کی خواہش مین بڑے بڑے شاہون نے نامے لکھے آج تک ملکہ نے کسی کو
قبول نہین کیا مگر تمھاری تقدیر نے زور مارا مرقوم حیران جمال و محو دیدار ہو رہا ہے خوشی کے مارے
بند قبا ٹوٹ گئے دل سے کہتا ہے کہ جسکی کنیز ایسی ہے وہ شہنشاہ ملک خوبی کیسی ہوگی اُس نے کہا حیرت مین
کیون ہو نامہ کھولو تمھارے دیوانہ کرنے کی تدبیر ہے اُسی معشوق کی تصویر ہے مرقوم نے نامہ کھولا دیکھا ایک
محبوب مطلوب کی تصویر کھنچی ہوئی ہے اپنی تصویر کو اُسکے ہاتھ مین پایا بلائین لینے لگا تصویر کے گرد پھرنے لگا

اُس نازنین نے کہا اے مرقوم کیون گھبراتا ہے ملکہ نے خود تجکو طلب کیا ہے نامے مین اشتیاق لکھا ہے نامے مین بھی
یہ مضمون جان گزا پائے دل بیقرار ہو گیا اُس نازنین نے کہا اے مرقوم ملکۂ عالم نے ایک گلوری اپنے ہاتھ سے
لگا کے دی ہے اگر مناسب ہو تو نوش کرو اپنے پاس سے گلوری نکالکر دی مرقوم نے گلوری کو کھولا کھایا ہوا
پان بھی اُسمین پڑا ہے گویا یاقوت احمر کے ٹکڑے تھے جلدی مین کھا گیا گھبرا کے کہا اے نامہ بر میرا دل گھبراتا ہے
نازنین نے کہا اُٹھکر ٹہلو مرقوم ٹہلنے کو اُٹھا بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کر گرا نازنین نے نعرہ کیا کہ منم
ملکہ صرصر شمشیر زن جھکر مرقوم کی زبان مین سوزن دی اُٹھا کر ایک درۂ کوہ مین ڈالدیا مرقوم کی
شکل بنکر صرصر چلی نگہبانون نے کہا کون آتا ہے کہا مرقوم جادو تمہارا افسر سب جادوگر واسطے استقبال کے
اُٹھے مرقوم نقلی آکر کرسی پر بیٹھا کہا جائیو ایک پیالہ شراب کا لاؤ ملازم جاکر شراب لائے شراب سب کو
پلا کر بیہوش کیا اسی مرقوم کی شکل بنی ہوئی اندر خیمے کے آئی ملکہ صنعت کا قفس اُتارا صنعت نے کہا اے
صرصر زبان سے سوزن نکال مین تڑپکر نکلون صرصر نے بڑھکر سوزن نکالا صنعت نے سحر کیا ہتھکڑیان
بیڑیان کٹین صنعت نے چاہا قفس سے بھی نکلون قضائے کار مشہور شاگرد طلایہ پھرتا ہوا آتا تھا دل مین
سوچا خیال آیا کیا باعث ہے کہ نگہبان آواز نہین دیتے جھپٹ کر قریب آیا پردہ اُٹھاکر دیکھا ایک عیارہ
نے صنعت کو رہا کیا صنعت قفس کو توڑ کر نکلا چاہتی ہے مشہور نے آواز دی ارے تو کون صرصر
نے جھپٹ کر حباب مارا مشہور کو توال زمین پر گرا صرصر نے اسکا سر کاٹ لیا مشہور کا مرنا آواز جو
بلند ہوئی ساتھ والے دوڑ پڑے صنعت جو قفس توڑ کر نکلی اُڑکر سنگریزے مارے سحر کرتی ہوئی نکلی
کسکی مجال تھی کہ صنعت کو روکے صنعت نے پتھر برسا دیے کئی بارگاہین جلا دین اژدران پڑا ہوا
سو رہا تھا لشکر کا ہلڑ سنکر باہر آیا پوچھا لشکر مین کیا معرکہ ہے ہرکارون نے بڑھکر خبر دی کہ ملکہ صنعت کو
جو قید کیا تھا وہ چھوٹ مین وہ ہی لڑ رہی ہین شعلہ جوالہ بنی ہوئی ہین اژدران خیمے مین چلا اُس وقت آکر
سوچا کہ ملکہ اُڑتی پھرتی نکل گئی تھین اژدران نے کہا میدان مین سمجھونگا یہ سنکے لیٹ گیا ستارۂ سحری
چمک چکا تھا تخت پر سوار ہو کے طرف میدان کارزار کے چلا یہان افراسیاب نے دیکھا تھا کہ ہرکارون نے
خبر دی کہ ملکہ صرصر نے ملکہ صنعت کو چھڑا لیا لیکر آتی ہین افراسیاب خوش ہو کے اُٹھ کھڑا ہوا صنعت
آکر پہونچی گلے سے لگا لیا صرصر کو سو تیون کا مالا دیا توسن نے آکر خبر دی بڑے زور و شور سے
اژدران پرمہاران مع شہنشاہ بنگالہ میدان مین آ گیا آپ کا لشکر بھی پہونچ چکا ہے حضور کے مشتاق ہین

افراسیاب اُسی وقت گھوڑے پر سوار ہو صنعت کو ساتھ لیکر طرف میدان کارزار کے چلا صرصر ایک گوشے مین آئی جب دونون لشکر میدان کارزار مین آئے کڑکیت کڑکا کہنے لگے تزلزل نے کہا اژدران بن ماران آج مین میدان مین نکلونگا افراسیاب کو جاکر ٹوکونگا مین نے خبر پائی ہو اسی توسن حصار مین قیدخانہ ہو اُسی مین شہنشاہ لاچین قید ہین اگر توسن جادو کو ارا اور شہنشاہ لاچین کو رہا کر لیا بڑا نام ہوگا کل بادشاہ اپنے مقام پر کہینگے کہ شہنشاہ بنگالہ نے بڑا کام کیا ایسے بادشاہ کو رہا کر لیا اژدران نے کہا مین ایسا ہی کرونگا توسن ہی کو جاکر للکارتا ہون اُسپر سواری گانٹھونگا ساری بدلگامی بھول جائینگے یہ کہکر اژدران چلا میدان کارزار مین آیا پکارکر آواز دی کہ ایام کامل کہان ہو توسن جادو ہمارے مقابلے مین آئے تو معلوم ہوئے یہ سُنتے ہی توسن نے مرکب اُڑایا سامنے افراسیاب کے آیا کہا ای شہنشاہ اجازت میدان آج وہ میرا نام لیکر للکارتا ہو صنعت بھی طاؤس سے کودی عرض کرتی تھی ای شہنشاہ اژدران سے مجھسے دوپہر کامل سحر چلے مگر ابھی حوصلہ باقی ہو کہ جاکر اس نامرد سے لڑون توسن نے کہا ای ملکہ صنعت اب وہ میرا نام لیکر پکارتا ہو مجھکو جانا مناسب ہے مین تمھارے مقابلے مین اسکے سحر دیکھ چکا جاتے ہی قتل کرونگا یہ کہکے مرکب اُڑایا جیسے ہی توسن سامنے اژدران کے آیا افراسیاب کی بھی نگاہ لڑی ہوئی ہو توسن کا بڑا خیال ہو کہ ایسا نہ ہو توسن پر کوئی افتاد پڑے زندانخانۂ طلسمی کی کون حفاظت کریگا توسن جادو نے وہ انتظام کیا ہے کہ آج تک کسی کو ثابت نہین کہ شہنشاہ لاچین یہان قید ہین اژدران و توسن سے سحر چلنے لگے قیامت برپا تھی جھونکے ہوائے گرم کے چلنا زمین سے شعلۂ آتش نکلنا لشکرون کی تباہی توسن کی خیرخواہی بیچ ہاتھ مین بڑے زور و شور سے گراہی توسن و اژدران سے وار چل رہا ہو ایک مقام پر اژدران نے نعرہ کیا آنکھون کے نیچے توسن کے اندھیرا آیا بغور جو دیکھا اژدران کو سامنے نہ پایا گھبرا کے توسن چہار جانب دیکھنے لگا پشت پر سے آواز آئی منم اژدران بن ماران یہ صدا سُنکر توسن پلٹا دیکھا وہ صحرائے ویران نہین ہو باغ مختصر مین کھڑا ہون چہار جانب گلہائے رنگارنگ و شگوفہ ہائے بوقلمون نہرین سلسبیل آسا ایک طائر ہفت رنگ شاخ نخل پر بیٹھا یہ غزل گا رہا ہے

نظم

کسقدر قید تعلق سے طبیعت پاک ہو — دامن مدفن ہمارا سو جگہ سے چاک ہو
ماتم خاموش پہ کسکا تہ افلاک ہو — غنچے مین لب بند ہر گل کا گریبان چاک ہو

کوئی بھی عریان زمانے مین نظر آتا نہین — جسم سمجھے ہین جسے وہ روح کی پوشاک ہی
عصمت جاوید شکل دیدۂ زنجیر ہی — آنکھ اپنی تہمت نظارگی سے پاک ہی
کس غضب کی شوخیان ہین حلقۂ زنجیر مین — بے نگاہی ہی مگر کیا دیدۂ بیباک ہی
ایک دن وہ تھا کہ تھین بالاے مسند کروٹین — ایک دن وہ ہی کہ ہم ہین یا کنار خاک ہی
رخصت ای توبہ معاف ای پاس تقوی آجکل — ولولے ہین مستیون کے دخت رز کی تاک ہی
تن کو آرایش نہ کر قاتل مرا سر کاٹ لے — ہان اسی تمغے کے قابل حلقۂ فتراک ہی
اپنے دم تک ہی فقط آبادی زندان کی دھوم — ہم نہین تو دیدۂ زنجیر مین پھر خاک ہی
مژدۂ راحت مبارک ہو تجھے ای ہمنفس — یان تو اک دل ہی سو وہ بھی سو طرح غمناک ہی
اب خدا رکھے ہماری عصمت دیوانگی — گھورتے ہین دیدۂ زنجیر بیڈھب تاک ہی
چھلکدے ہین زیر مدفن سوز الفت سے نسیم — مر کے بھی دل کو خیال روے آتشناک ہی

توسن زمزمہ سرائی سُنکر مُنھ زور بیان کرنے لگا آنکھین سُرخ ہوئین جست و خیز کرتا ہوا یو قدمے پر لگا قریب اژدران کے پہونچا اژدران نے کہا ای شہنشاہ توسن ہمنے تمکو اس واسطے تکلیف دی کہ قید شہنشاہ لاچین کہان ہی توسن سُنکر خاموش ہوا ہرچند اژدران پوچھتا ہی توسن مُنھ سے نہین بُولتا اژدران نے کچھ ماش کے دانے پھینکے اب تو توسن قہقہہ مارکر ہنسا کہا ای اژدران اصل یہ ہی کہ شہنشاہ لاچین پر بڑی بدعت ہوئی زندانخانۂ طلسمی مین قید ہی میرے وہ قید سپرد ہی مین نے بوزینۂ جادو کو وہان کا حاکم کیا ہی اژدران نے کہا جلد جاؤ شہنشاہ لاچین کو رہا کرکے لاؤ یہ سُنتے ہی توسن لپٹا باغبان نے افراسیاب سے کہا لو غضب ہوا توسن نے قبول دیا شہنشاہ لاچین کو چُھڑانے جاتا ہی یہ سُنکر افراسیاب غصّے مین کانپنے لگا تخت سے کودا ایک چیخ ماری کہ کیا طلسم ہوشربا ٹوٹ گیا ارے جس طرح ہو سکے توسن کو اُٹھا کر لیجاؤ اگر نہ ہو سکے تو ما بدولت کسی بات مین عاجز نہین ہین خود بھی غائب کر سکتے ہین توسن ہلنے چاہا پر پرواز پیدا کرکے اُڑ دن ایک زنگی سامنے سے پیدا ہوا اُسنے آواز دی اد توسن کہان جاتا ہی اور بڑھکر سلام کیا توسن نے کہا مین پاس بوزینہ کے جاؤنگا شہنشاہ لاچین کو رہا کرکے لاؤنگا زنگی نے کر مین پنجہ دیا کہا ای توسن یہ بدلگامی اچھی نہین اب تھان پر چلیے مصالح کھائیے لاکھ توسن تڑپا پھڑکا زنگی پنجہ کر مین دیکر لے اُڑا جاکر انکے قصر مین انکو

ن پہونچایا بادیان جادو انکی زوجہ مہجبین بختی زنگی نے کہا انکی خبر لیجیے ایسا نہ ہو جا کر لاچین کو رہا کرین بادیان نے سحر کرکے توسن کور دکا یہان افراسیاب اژدران پر جا پڑا اژدران نے چاہا سحر کرون افراسیاب نے آواز دی ای رقاص دلفریب اژدران کو لینا یہ جو افراسیاب نے پکار کر کہا ایک آواز دلفریب آئی کہ ای شہنشاہ حاضر ہوتی ہون کہ پہلوے صحرا سے طبلے سارنگی کی آواز آئی گت بجتی ہوئی دو سارنگیان چھڑ رہی ہین طبلے کی آواز دلنواز معلوم ہوتی ہی بوندیان پڑ رہی ہین مجیرے کی جھنکار ایک نازنین چہاردہ سالہ نہایت حسین گلعذار کبک رفتار شیرین گفتار ماہ رخسار سرو قد دل آویز نازک اندام کبک خرام سامنے اژدران بن ماران کے آکر پہونچی گت ناچنے لگی اژدران دل سے متوجہ ہی تھوڑے ہی عرصے مین گت کو تمام کیا آنکھ ملا کر اژدران سے یہ غزل گائی نظم

دل جگر باہم ہدف ہون سینۂ نخچیر مین
دوز بانین چاہیے قاتل سنان تیر مین

سلسلہ تھا عقدۂ پر پیچ کا تقدیر مین
دی گرہ حداد نے ہر حلقۂ زنجیر مین

دور سے نا آشنا ہوتے ہین اکثر تیرہ دل
حشر تک آنسو نہ دیکھا دیدۂ زنجیر مین

خواب چشم منتظر کو باعث تقصیر ہی
اسلیے بیداریان ہین دیدۂ زنجیر مین

میرے رقت کی جو کھینچی دست مانی نے شبیہ
جز ہجوم اشک خامہ کچھ نہ تھا تصویر مین

اسقدر ٹکرائیے سر جس سے آہن ہو شگاف
جی مین ہی پیدا کرین درخانۂ زنجیر مین

پیرہن کچھ کہ رہا ہی میری قربانی کا حال
رنگ ہی جلاد ہی تحریر دامنگیر مین

کم نہ ہوگی اپنی گردش چارہ گر تدبیر سے
صورت گرداب ہی سرگشتگی تقدیر مین

عصمت دیوانگی نے دی نہ رخصت دشت کی
عمر بھر ہمنے بسر کی خانۂ زنجیر مین

سادگی دیکھو تمنا ہے وصال یار سے
آج تک ہم ہین فریب آہ بے تاثیر مین

گر کوئی جاہل نہ سمجھے شعر تیرے ای نسیم
کون سا ترک ادب ہو جائیگا توقیر مین

اس دھن مین اس غزل کو گایا کہ اژدران مبہوت ہو گیا نازنین کی بلائین لیتا تھا کہتا تھا ای جان جہان تیرے شمع جمال عالم سوز کا پروانہ ہوا اُس نازنین نے مسکرا کے کہا مین اپنے فعل کی حاکم نہین ہون میری اتی جان باغ زنگار رنگ مین تشریف رکھتی ہین سب کا ملون کا وہان جماؤ ہی روز گانا رہتا ہی میرے واسطے نامے جا بجا سے آتے ہین گر تم شہنشاہ جلیل ہو شاہ بنگالہ کے کفیل ہو میرے ساتھ چلو مین اپنی

اتی جان سے عرض کرونگی وہ مجھکو تمھارے ساتھ کردینگی جسدن بھونری پھرے سب برادری والے جمع ہون
سب کو معلوم ہو کہ رقاص دلفریب جسکو دیکھنے سے دل ناشکیب اژدران بن ماران کے ساتھ
کتخدا ہوگئی اژدران قدمون پر گر پڑا کہا مین تمھارے ساتھ چلونگا مجھے اپنے ساتھ لو اُس نازنین نے طرف
سازندون کے دیکھا کہا حقیقت مین مجھے بھی انسے خوف ہی منگانے والون سے کبھی روانہ ہوئی لیکن تخت
لاؤ اُن سب نے جھٹ پٹ شاخہاے نخل کا ٹین تخت بناکر سامنے کیا رقاص دلفریب نے اژدران
کا ہاتھ پکڑا تخت پر بٹھالیا ڈھلنے بجنیے بھی اُسی تخت پر بیٹھے اُسی طرح گاتے بجاتے ہوئے اژدران کو
لیکر رقاص دلفریب تخت اُڑاتی ہوئی طرف آسمان کے روانہ ہوئی یہ نہ کوئی سمجھا کہ کہان لیگئی
افراسیاب نے پکار کر آواز دی کہ او تزلزل تو نے ادنیٰ شعبدہ بادولت کا دیکھا کوئی دنیا مین
ایسا ہی کہ اژدران کو لیواے تو سن کو ہمنے روکا تم نہ روک سکے اب جسکو تمنا مرگ کی ہو میرے
مقابلے مین نکلے یا آکر اطاعت کرے شاید بادولت خطا معاف کرین تزلزل نے آواز دی ارے
اس نکموام کو مار لو کیا غضب کا کمبخت نے سحر کیا اژدران کو ناچنے والی لیگئی تم مین کوئی ایسا نہین
کہ اسکو سزا دے یہ کہکے بارہ لاکھ فوج کو اشارہ کیا سرخان کوہ ور سپہ سالار نے عرض کی غلام جاکر
افراسیاب کا سر لاتا ہی شاہ بنگالہ نے تو سر جھکالیا کچھ جواب نہ دیا سرخان افراسیاب پر جا پڑا افراسیاب
سے سحر چلنے لگا افراسیاب ان سحرون کو کب مانتا ہی جو سحر انسے کیا افراسیاب نے اشارہ کردیا سحر دفع ہوگیا
جب سرخان نے دیکھا میرے کسی سحر نے تاثیر نہ کی حیران ہوا کہ اب کیا کرون تیغ سحر کھینچکر جا پڑا افراسیاب
پر کئی سحر کیے ہاتھ تلوار کا مارا افراسیاب نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا یا سامری کہکے ایک طمانچہ مارا سر
سرخان کا اُڑ گیا کُل فوج کا یہ سپہ سالار تھا فوج والے لینا لینا کرکے آپڑے تلوار چلنے لگی افراسیاب نے
جو اشارہ کیا باغبان قدرت و صنعت سحر ساز و سرماے برف انداز و ابریق کوہ شگاف و
برق لامع و رعد و برق و سرخ موے کا کلکشاد و ہلال سحر افگن جا کر جو گرے ان ساحرون کے سحر
باغبان نے زمین ہلادی برق لامع آڑی ترچھی گر رہی ہی افراسیاب کے ہاتھ سے گولہ چل رہا ہی جب
افراسیاب نے گولہ مارا ہزارون کے سر بھٹنے لگے صنعت نے آگ برسائی سرماکے سحر نے برف گرائی
ہزارون ساحر برف مین ٹھنڈے ہوئے حیرت جادو بھی مصروف جنگ ہی یاقوت و زمرد وزیرزادیون
کے عجائب و غرائب سحر فوج کو تڑوا رہی ہین ایک طرف سے مصور جادو اسباب تصویر کشی ہاتھ مین تختے کے تختے تصویر کھینچے

لیے ہوئے جب متعرض ہے کاٹنے بیگرونکے سرکٹ کٹ کے گرے تھوڑے سے ہی عرصے مین تین لاکھ جادوگر تزلزل کے مارے گئے
افراسیاب نے سب بارگاہین جلادین تزلزل کو کچھ بن نہ پڑا گھبرا کے ساتھ والون سے کہا ان نمکحرامون
نے بڑا زور پکڑا ہے اگر ایسے نہ تھے تو زناچین کو کیونکر پکڑ لیا بہتر یہ ہے کہ طبل امان بجوادو اُسی وقت طبل امان کی
چوب پڑی دونون لشکر میدان کارزار سے پلٹے افراسیاب کے ساتھ والے کہتے ہین ای شہنشاہ آپنے
ایسا جلد طبل امان بجوایا ہمارے دل کا حوصلہ نکلا ہم تو جانتے تھے کہ بنگالہ والے تھوڑے ساحر ہونگے
پھر بھر مغلوبہ ہوئی میان تزلزل کو بھاگتے راستہ نہ ملا افراسیاب تو بخوشی اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا لیکن
تزلزل جو پلٹا ساتھ والون سے کہتا ہوا کہ یارو دیکھیے اب کیا ہوا اژدران نے کیا معقول فکر کی تھی
مگر کچھ بن نہ پڑا یہ کہتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا تنہائی مین سر جھکا کر بیٹھا سردارون سے کہا اپنے سحر تیار کرو
ابکی ایسی مغلوبہ ہو کہ افراسیاب والے دنگ ہون رفیق اسکے جا کر ہو مکانون مین داخل ہو گئے
تزلزل جب بیٹھا ہی کہ ہمیز چالاک آیا دست بستہ عرض کی کہ شہنشاہ کو بہت پریشان پاتا ہون غلام نے دریافت کیا
آپ کے تین لاکھ ساحر مارے گئے افراسیاب کے بھی لاکھ ساحر قتل ہوئے مگر افراسیاب جادو
لا سے روزگار ہے دیکھیں فلک کیا دکھائے تزلزل نے کہا ای یار وفادار کیا کہون جیسا قلق ہے اگر بدون
حصول مطلب پلٹا بنگالے والے کہینگے شاہ ناچار ہو کر پلٹ آئے مجھے ایک ایک سے حجاب ہوگا دل کو
پیچ و تاب ہوگا ہمیز کہتا ہے حضور ناحق تشویش کرین غلام تدبیر کریگا آج جاکر افراسیاب کو پکڑ لائیگا
تزلزل یہ سنکر خوش ہو گیا کہا ای ہمیز اگر تو افراسیاب کو لایا دولت دنیا سے نہال کردونگا ہمیز یہ سنکر
تزلزل سے نکلا صورت بدلکر لشکر افراسیاب مین آیا دیکھ رہا ہے کہ جابجا بازارون مین چہلین ہو رہی ہین
ہر جگہ ناچ و رنگ ہے ہر ایک کا یہی قول ہے کہ ابکی مرتبہ تزلزل کو گھیر کر پکڑ لینگے یہ باتین سنتا ہوا قریب
بارگاہ افراسیاب آیا ایک فقیر کی شکل بنا ہوا دیکھا کیا اب دو پہر سے زیادہ شب گذری ہمیز نے
پشت بارگاہ افراسیاب پر دیکھا ایک نخل ہے ہمیز جھپٹ کر وہین پہونچا نخل کے سائے مین بیٹھ کر
نقب کھودنے لگا کھودتے کھودتے پہر نقب کا گوشہ بارگاہ افراسیاب مین توڑا سر نکال کے دیکھنے لگا
دیکھا افراسیاب غافل سو رہا ہے جھپٹ کر قریب پلنگ کے آیا کانٹے سے دوشالہ ہٹا یا دیکھا افراسیاب
غافل پڑا سو رہا ہے کنپٹی مین داروے بیہوشی رکھی یہ نہ سمجھا کہ یہ ساحر کیتا بادشاہ طلسم ہوشربا آسانی سے
گرفتار نہ ہوگا جیسے ہی اسنے کنپٹی مین داروے بیہوشی رکھی پہلو سے ایک پتلی سنہری پیدا ہوئی کنپٹی پر

ہاتھ مارا کنجہ ہاتھ سے مہمیز کے چھوٹ کر دور گرا مہمیز نے چاہا کود کر بھاگون تبلی نے کہا او لنگوڑے اب کہان
جائیگا مہمیز نے تبلی کو خنجر مارا تبلی نے خنجر شانے پر لیا زخم کا نشان بھی نہوا اگر مہمیز گرا تبلی نے کلائی پر ہاتھ ڈالا
ایک ہاتھ پاؤن پر افراسیاب کے رکھا آواز دی ای شہنشاہ گیتی ستان ای سرپرست ساحران نیند سے
بیدار ہو جیسے لونڈی حفاظت کے واسطے حاضر تھی مین نے اسکو پکڑ لیا سرکار کو بیہوش کرنا چاہتا تھا
افراسیاب نے آنکھ کھولی دیکھا ایک عیار طرار تبلی اسکا ہاتھ پکڑے ہوئے کھڑی ہی افراسیاب نے کہا
ارے تو کون ہی مہمیز خلاف باتین کہنے لگا افراسیاب نے کہا دیکھ ابھی کھلے ایک چٹکی خاک کی اُسکے
سر پر ڈالدی مہمیز کانپ گیا بعد دم بھر کے ہاتھ باندھکر سب حال مفصل کہدیا کہ تزلزل آپ کی جنگ
سے عاجز ہو رہا ہی مجکو بھیجا تھا کہ شاہ کو پکڑ لاؤ افراسیاب نے تبلی سے کہا اسکو لیجا کر صحراے ہوشربا
مین چھوڑ دے گنہگارون کے ساتھ ٹوکری ڈھویا کریگا تبلی نے کمر مین نیچہ دیا لے بھاگی بیان تزلزل
رات بھر انتظار مین رہا صبح کو ہرکارون نے خبر دی آپ کا عیار پکڑ لیا گیا تزلزل رنجیدہ اُٹھا تنہائی مین
آکر رونے لگا پکارتا ہی یا خداوند جوگی جیپال مین اپنے ملک سے آکر کس بلا مین پھنسا میری مدد کیجیے یہ
کہ رہا تھا کہ زمین شق ہوئی ایک آواز آئی بندۂ من کیون گھبراتا ہی مین تیری مدد کو آپہونچا دیکھا ایک جوان
بلند بالا سیہ رو تیرہ درون لباس چرمی پہنے ہوئے زمین سے نکلا کہا ای شاہ بنگالہ مین تیری مدد کو
آیا ہون نام میرا قاہر بن قہار غضب خداوند جوگی جیپال ہی میرے نام پر طبل جنگی بجوادے تزلزل نے کہا
ای قہر خداوند اژدران کو ایک کاٹنے والی لیگئی ہو سکتا ہی کہ تو اُسکو لے آئے جوان نے سر جھکالیا بعد
عرصۂ دراز جواب دیا ای شاہ بنگالہ جہان وہ گئی ہی اژدران کو قید کیا ہی اور بھی صدہا گنہگار وہان
قید ہین مین نہین جا سکتا اگر قصد کرون جلکر خاک ہوجاؤن لیکن فکر کرونگا تزلزل خوشی خوشی اپنی بارگاہ مین لیکر
آیا کہا یارو مبارک ہو خداوند جوگی جیپال نے اپنے قہر کو بھیجا یہ افراسیاب کے باپ کو پکڑ لیگا سب
خوش ہو گئے تزلزل نے حکم دیا نام پر قہر خداوند کے طبل جنگی بجے نقارے پر چوب پڑی افراسیاب کو بھی
خبر ملی کہ ایک جوان کرہ منظر آیا ہی افراسیاب نے کہا چیر پھاڑ کر حرامزادے کو پھینکدونگا کل اس جنگ کو
بھی فتح کرلونگا ہرکارون نے عرض کی حضور سُنا ہی کہ وہ جوان زمین سے پیدا ہوا افراسیاب نے کہا
ایسے اپنے شعبدے میرے دروازے پر پڑے رہتے ہین اسکی کیا حقیقت ہی یہان بھی طبل جنگی بجے
دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات اسی ہنگامے مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر

میدان کارزار مین آئے صفین آراستہ ہوئین وہ جوان دھڑو کا مار کر میدان مین آیا پکار کر آواز دی ای
افراسیاب کسی کو بھیج یا خود آ باغبان قدرت جا چڑا آئینہ سحر ہوئے اُس جوان کر بہ منظر نے ایک چیخ ماری
زمین کانپ گئی باغبان چرخ کھا کر زمین پر گرا بیہوش ہو گیا یہ جوان بڑھا کہ باغبان کو چیر پھاڑ کر پھینکدے
افراسیاب کو تاب نہ آئی بے اختیار دوڑ پڑا آواز دی او ملعون کیا کرتا ہی صید زبون پر ہاتھ ڈالتا ہی
یہ میرا وزیر اعظم ہی دستور معظم ہی یہ کہکر جھپٹا کہتا ہوا کہ جوگی جیپال کیا ملعون تھا جسکا تو قہر ہی ہنگامہ
والون کے واسطے تیرا نام زہر ہی اس جلدی مین افراسیاب پہونچا کہ گویا برق چمک کر آئی باغبان
کو پشت پر لیا آپ اُسکا مقابلہ کیا اُس جوان نے ایک چیخ ماری افراسیاب تھرایا چہرہ سُرخ ہوا تو سب غش
کہ غش کھا کر گرے کہ آسمان سے آواز آئی ای افراسیاب نہ گھبرانا تیسری معین آپہونچی سب نے
دیکھا کہ ایک نازنین سُنہرے کپڑے پہنے ہوئے گلوری گلے مین دبی ہوئی لچھا کنجیون کا ازار بند مین بندھا ہوا
افراسیاب نے کہا ای کندن کیا لائی کندن نے تاج طلسمی سر پر افراسیاب جادو کے رکھدیا
جیسے ہی تاج طلسمی سر پر آیا پھر افراسیاب چست و چالاک ہوا پریشانی چہرے کی موقوف ہوئی کندن
تو تاج پہنا کر چلی گئی افراسیاب سے اُس جوان سے مقابلہ پڑا اب وہ چیخین مارتا ہی افراسیاب پر
تاثیر نہین ہوتی افراسیاب نے کئی سنگریزے اُسپر مارے تھر برے اُس جوان کے جسم پر تاثیر نہ ہوئی
افراسیاب جب سحر کرتا ہی وہ جوان جھوم کر رہجاتا ہی آخر اس جوان نے چلا کر آواز دی یا خداوند
جوگی جیپال بڑے سخت ظالم سے مقابلہ پڑا ہی آکے مدد کیجیے ایک طرف تیغہ کھینچکر وہ جوان اول چلا
دوسرا جوان بھی تیغہ لیے ہوئے زمین سے پیدا ہوا طرف افراسیاب کے چلا ارادہ ہی کہ دونون ملکر افراسیاب
پہ وار کرین افراسیاب نے آواز دی ای محافظان تن کوئی حاضر ہی یہ جو افراسیاب نے کہا آسمان
سے ایک جوان خوشرو مرکب پر سوار پیدا ہوا بیچ مین کودا کہا ای شہنشاہ ہٹ جایئے مین برائے مدد آیا ہون
ان دونون سے سمجھ لونگا بیچ مین اُن دونون کے آگیا اُن دونون نے ہاتھ مارا جوان خوشرو نے
دونون کی کلائیون پہ ہاتھ ڈالدیا بقہر و غضب کہ مارا دونون کی تلوارین جھٹکر پھینکدین دونون کی کمرین
ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیا زور جو کیا دونون کے سر ٹکرا دیے دونون واصل جہنم ہوئے مرتے ہی ان دونون کے
میدان مین اندھیرا ہو گیا تلوارین آسمان سے برسنے لگین سنگباری و برفباری ہوئی بعد اُسکے آواز آئی
کُشتی مرا نام ہی قہر جوگی جیپال بود تزلزل کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا دوڑ پڑا فوج کو بھی اشارہ کیا

کل فوج افراسیاب پر جا پڑی ادھر سے سرما و ابریق پہونچے دونوں لشکر آپسمین ملگئے ملکہ حیرت جادو بھی بڑے زور و شور سے لڑ رہی ہین بہار کے گلدستے جیسے برق لامع مثل تلوار کے چمک رہی ہر جب آڑی ترچھی گری دو دو سو کے سر کاٹ کر نکلگئی باغبان کا گیند چل رہا ہر سرما و ابریق نے برف و پتھر برسائے ہزارون کو پامال کیا افراسیاب نے جب گولہ مارا دس ہزار کے سر پھٹگئے ہر ایک کا یہی قول ہر کہ افراسیاب کے مقابلے مین کون جائے ایسے ساحر کا ہیکو دیکھے سنتے بعض کہتے ہین یار دحقیقت یہ ہے کہ افراسیاب ایسا ساحر ہر دہ دنیا مین نہین ہر کوئی اسکے سحر کی برداشت نہین کر سکتا تزلزل نے بھی آج زمین ہلا دی کسی کا پانون زمین پر نہین جمتا زمین کانپ رہی ہر لڑتا بھڑتا جاتا تھا کہ قریب تخت حیرت پہونچا حیرت نے اپنا سحر قدیم کیا کہ بال سر کے کھولدیے یا سامری کہکے تین چرخ مارے موے مشکین حیرت پر جو تزلزل کی نگاہ پڑی آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا قلب ٹھرا یا یقین تھا کہ چرخ مار کر گرے یکایک زمین شق ہوئی ایک پتلی نکلی اُسنے تزلزل کی بغلون مین ہاتھ دیکر سنبھالا کہا اے شاہ بنگالہ ہوش مین آیئے اسقدر نہ گھبرایئے مین آپ کے ساتھ موجود ہون تزلزل نے سنبھل کر آواز دی یا جوگی جیپال مجکو اس عورت کے شعبدے سے بچایئے ایک غبار زرد زمین سے پیدا ہوا حیرت اُس غبار مین چھپگئی مع تخت غائب ہوگئی زمرد جادو نے افراسیاب کو پکارا اے شہنشاہ ملکہ عالم کی خبر لیجیے افراسیاب نے جو دور سے یہ معاملہ دیکھا آواز دی اور نا ہنجار کیا کرتا ہر یہ کہتا ہوا قریب آیا تزلزل سے سحر چلنے لگا شعلہ ہاے آتش بھڑکے تلوارین دونون پر گرین لیکن دونون بچ رہے مین جب گنبد خاک مین مخفی ہوتے ہین مثل ستارے کے دونون چمککر نکلتے ہین افراسیاب نے عکس تاج کا حیرت پر ڈالا حیرت گنبد خاکی سے نکلی مگر چہرہ اُداس دل پر عالم یاس ایک مقام پر تزلزل نے نعرہ کیا یا خداوند جوگی جیپال ایک سگ سیاہ زمین سے نکلا افراسیاب پر چلا افراسیاب نے آواز دی یا سامری اس سگ سیاہ سے مجکو بچانا فوراً ایک خوک صحرائی پیدا ہوا اُسنے سگ سیاہ کو روکا آپسمین لڑنے لگے آخر سگ نے خوک پر ایک پنجہ مارا کہ خوک کی آنتین نکل پڑین افراسیاب نے سگ پر ایک گھونسا مارا کہ سگ کا سر پھٹ گیا اب دونون مین تلوار چلنے لگی افراسیاب نے ایک ہاتھ مارا کہ سر تزلزل کا زخمی ہوا بس تزلزل نے بھی خون اپنے سر کا لیکر پھینک مارا افراسیاب کے جسم مین آبلے پڑگئے رنگ رو متغیر ہوا کہ آسمان پر برق چمکی سب نے دیکھا کہ آفات چہار دست آپہونچی دو پتلیان سنہری پہلو مین آفات کے باتین کرتی ہوئین ہر مرتبہ

عرض کرتی ہین جبدہ شاہان عالم کو یہ فعل شہنشاہ ناگوار ہوا یہ معاملہ تو خیر گذر جائیگا لیکن زمان انقلاب
قریب ہی اصلی طلسم کشا آئیگا سب کو ملال پہونچینگے جبدہ تمپر بھی زوال ہوگا نہین معلوم ہمارا کیا حال ہوگا
آپ کو شناخت بھی بتاتے ہین کہ طرف سے شہر ناپرسان کے آئیگا اول صحراے حیرت مین قید ہی
وہین سے فساد بڑہیگا بڑے بڑے ساحر مارے جائینگے آفات نے کہا بیبیو یہ باتین نہ کرو میرا دل
تھراتا ہی بچے نے میرے جو کچھ کیا وہ اچھا کیا یہ ہم بھی جانتے ہین کہ عمر طلسم کا خاتمہ ہی جب عمر طلسم کم ہوئی
فتاح بھی ضرور آئیگا اُس وقت دیکھا جائیگا کہ آفات کی نگاہ افراسیاب پہ پڑی دیکھا تزلزل کا سر
زخمی ہی افراسیاب کے جسم پر آبلے پڑے ہین آواز دی بیٹا ہٹجا مین آپہونچی یہ دو پتلیان جو میرے
ساتھ آئی ہین سب کام کرلینگی یہ کہکے آفات بیچ مین پھاندی دونون پتلیون نے اپنا سایہ سر
تزلزل کے ڈالا آواز دی او بنگالی ذرا ہوش مین آ شاہان ہوشربا سے بھڑا ہی یہ وہ مقام ہی کہ
سامری و جمشید یہان پیدا ہوئے نشو و نما پائی ان گلیون مین پھرتے تھے ذرا یہ سے آنکھ ملا وہ صدا
دلفریب تھی کہ تزلزل نے سر اُٹھایا دونون پتلیون نے گنگنا کے یہ غزل گائی نظم

دل کی کدورتین اگر انسان سے دور ہون | سارے نفاق گبر و مسلمان سے دور ہون
نزدیک آچکی ہی سواری بہار کی | برگ خزان رسیدہ گلستان سے دور ہون
دل اسقدر گداز ہی برسون ہی غم رہے | آنسو جو اپنے دیدۂ گریان سے دور ہون
ٹلتا نہین نوشتۂ قسمت کسی طرح | جوہر کبھی نہ خنجر بران سے دور ہون
فصل بہار آئی ہی کپڑون کو پھاڑیے | دل کے بخار دست و گریبان سے دور ہون
یہ تنگ کر رہا ہی تو الجھا رہے ہین وہ | دامن کے پاٹ پہلے گریبان سے دور ہون
وحش و طیور کو مری آہین کرین ہلاک | آب و گیاہ کوہ و بیابان سے دور ہون
ممکن نہین نجات اسیران عشق کو | یہ قیدی وہ نہین کہ جو زندان سے دور ہون
مدت کے بعد آئے ہین صحرا مین اے جنون | یہ آبلے تو خار مغیلان سے دور ہون
گردش سے چشم یار کی آتش عجب نہین | جو جو عمل کہ گردش دوران سے دور ہون

اُن دونون پتلیون نے جو یہ اشعار گائے تزلزل مبہوت ہوگیا ناچنے لگا گریبان چاک کیا تاج
سر سے دے مارا پکار کر آواز دی اے کنیزان سامری تمھاری صدا نے بیقرار کر دیا خانۂ دل کو تمنے

غم والم سے بھر دیا مین جدہ کے ساتھ قصر زبرجدی مین جلو نگامین جدہ کا غلام ہون ان کنیزان سامری کا
تابعدار ہون آفات نے آواز دی ارے تلوار کھینچ گلا اپنا کاٹ لے تزلزل نے تلوار کھینچی چاہا اپنا
گلا کاٹون ایک آواز ہیبتناک آئی کہ او تزلزل کیا کرتا ہی خبردار گلا نہ کاٹنا ملک بنگالہ بیچراغ ہوجائیگا
ایک عقاب آسمان سے آکر گرا کمر مین تزلزل کے پنجہ دیا لیکر طرف آسمان کے اُڑ گیا سرنام جادو
وزیر اعظم تھا اُسکو عقاب نے آواز دی ای سرنام جادو فوج کو لیکر چلے آؤ یہان نہ ٹھہرو بنگالہ
مین چلکر صلاح کیجائیگی خداوند جوگی جیپال سے پوچھکر لشکرکشی ہوگی جیسا خلاف کیا ویسا انجام ہوا
اب سمجھا جائیگا سرنام نے چاہا تھا کہ لشکر کو لیکر بھاگون افراسیاب تلوار پکڑ کر جا پڑا ایک طرف
سے افراسیاب جادو ایک طرف آفات چہاردست بدست ایک طرف حیرت ایک طرف
وزرا و امرا ہر چند سرنام چاہتا ہی کہ نکلجاؤن ملازمان افراسیاب نے چار جانب سے گھیر لیکر
سحر ہورہے ہین سرنام نے دیکھا یہان سے نکلنا بہت دشوار ہی افراسیاب کو کچھ داغ دون
حیرت پر جا پڑا حیرت نے سحر کیا سرنام بچا اور ایک چیخ ماری دہن سے اسکے ایک کارد نکلی
کارد نے سر حیرت کا زخمی کیا حیرت نے ایک چیخ ماری آفات جا پڑی سرنام سے سحر چلنے لگا
آفات نے دنگ کردیا چاہا سر کاٹ لون وہی عقاب آسمان سے پیدا ہوا صدا عبرت آمیز دیتا ہوا
زمین پر گرا سرنام کی کمر مین پنجہ دیا لیکر بلند ہوا افراسیاب نے کل فوج کو گھیر کر قتل کیا بارگاہین
لوٹ لین سب بنگالے والے مارے گیے سو دو سو جان بچا کے نکلگئے افراسیاب بفتح و فیروزی بلٹا لشکر کو
ساتھ لیکر طرف باغ سیب کے چلا کہ صحرا سے گرد اٹھی دیکھا بارہ لاکھ ساحرون کا لشکر پیدا ہوا فیروز
کلنگ سوار بادشاہ ملک جمشید یہ بھی خبر سنکے چلا ہی کہ افراسیاب نے بادشاہ لاچین کو قید کیا ہے
یہ بھی خبر پائی تھی کہ شاہ بنگالہ مقابلے مین اُترا ہوا ہی ہرکارون نے خبر دی کہ شاہ بنگالہ کو شکست
دیکر آتا ہی فیروز کلنگ سوار ٹھہر گیا افراسیاب کو تخت پر دیکھکر آواز دی او نمک حرام بدانجام اب
کہان جائیگا ہمارے ہاتھ سے شکست کھائیگا آفات تو چلی گئی تھی افراسیاب جادو مقابلے مین
فیروز کلنگ سوار کے اُتر پڑا فیروز نے جو دیکھا کہ افراسیاب کے وزرا و امرا ساتھ ہین پکار کر
آواز دی او نمک حرام دیکھ تو تیرے ساتھ کیا آفت برپا کرتا ہون آج تو مع بد دولت تھکے ماندے آئے ہین
کل طبل جنگی بجوائینگے یہ کہکے اپنی بارگاہ مین آیا افرسیاب اپنی بارگاہ مین آیا افراسیاب تو اس

دھوکے ہین رہا کہ فیروز کل طبل جنگی بجوائیگا میدان کارزار مین مقابلہ ہوگا پہررات گئے دربار برخاست
کرکے اپنی آرامگاہ مین آیا فیروز اکیلا اپنی بارگاہ مین مٹہیار ا جب دیکھا سناٹا ہوا زلف لیلائے شب
کمر سے گذر چکی فیروز چلا لشکر مین افراسیاب کے آیا جادو گردن سے پوچھا ملکہ حیرت جادو کس
بارگاہ مین ہین جادو گردن نے بیان کیا سرخ بارگاہ جو پہلوے لشکر پر استادہ ہی جلے گرد کنیزین
پہرا دے رہی ہین دم ہی بارگاہ فلک اشتباہ ملکہ حیرت ہی فیروز چلا جب سامنے بارگاہ ملکہ حیرت کے
پہونچا دیکھا بارہ ہزار کنیزین پہرہ دے رہی ہین صداے حاضر باش و ناظر باش بلند طائر کو بھی
ادھر سے نہین جانے دیتی ہین فیروز کلنگ سوار نے سحر کیا کہ ہواے سرد چلی سب کنیزون کی
آنکھین بند ہونے لگین دم بھر مین سب سوگئین فیروز اندر آیا دیکھا ملکہ حیرت پلنگ پر سو رہی ہی
دو شیر ببر بیٹھے ہوئے دم ڈدکے مار رہے ہین فیروز نے چٹکی خاک کی اُٹھا کر دونون شیرون
کے سر پر ڈالدی دونون شیر جلکر رہگئے ادھر شیر جلکر گرے اُدھر حیرت کی آنکھ کھلگئی دیکھا ایک سیاہ پوش
کھڑا ہوا سحر کر رہا ہی حیرت نے کہا ارے تو کون فیروز نے چٹکی خاک کی حیرت پر ڈالدی ملکہ
حیرت بھی بیہوش ہوئی فیروز نے کمر مین بقچہ دیا حیرت کو لیکر چلا فضاے کار باغبان قدرت
ملائے پر تھا نگاہ پڑی کوئی ساحر ایک ستارے کو پنجے مین دبائے لیے جاتا ہی باغبان نے آواز دی کون ہی
فیروز نے جواب نہ دیا باغبان چمککر بلند ہوا جیسے ہی سامنے پہونچا دیکھا ایک ساحر حیرت
کو پنجے مین دبائے ہوئے لیے جاتا ہی قلب تھرا گیا آواز دی او بھیا تو کون ہی فیروز نے گولہ مارا
باغبان نے کاٹا اُس گولے سے دھوان نکلا کہ باغبان بھی بیہوش ہوا فیروز نے باغبان کو بھی
لیا پانچون عیار بچیان بازار مین براے حفاظت پھر رہی تھین انھون نے دور سے دیکھا کہ ایک ساحر
باغبان و حیرت کو پنجے مین دبائے ہوئے لیے جاتا ہی صرصر شمشیر زن نے کہا اے صبا رفتار
باغبان و حیرت کو فیروز لیے جاتا ہی بڑا ساحر زبردست ہی چلکر اسکی فکر کرو پانچون عیار بچیان
صورتین بدلکر بھاگین فیروز انکو لیے ہوئے اپنے لشکر مین آیا مصاحبون نے بڑھکر پوچھا اسنے
کہا بی حیرت و باغبان کو لایا کل اُس ٹکوام کو بھی لاؤنگا اسی طرح خانہ کرونگا بس فردا لاچین
کو چھڑالونگا سلطنت اُسکی قائم کرکے چلا جاؤنگا لیکن افسوس ہی کہ مجھے کچھ حال شہنشاہ بنگالہ کا
نہ معلوم ہوا کہ اُسپر کیا گذری شاید قتل ہوگیا یا نکلگیا مارا جانا اُسکا دشوار ہی خداوند جوگی جیپال

اُسکے نگہبان ہین سب مصاحب ساتھ ہین دونون قیدیون کو لیکر اپنی بارگاہ مین آیا دو قفسون مین دونون کو بند کیا دونون قفس بارگاہ مین لٹکا دیے دمبدم ٹھنڈی سانسین بھرتا ہو کہتا ہو یارو مین گیا تھا دشمن کو مٹانے ایک سودا مول لایا ہون جس وقت سے جمال جہان آرا ے ملکہ حیرت دیکھا دل قابو مین نہین ہو جی چاہتا ہو طرف صحرا کے نکلجاؤن کچھ بن نہین پڑتا یہ ظالم قبول نکریگی محبت مین مہوش لیکن معشوق سرکش دیکھین تقدیر کیا دکھائے کیا پیش آئے دل قابو مین نہین اس ظالم کو کسی طرح چین پہلو مین نہین سب مصیبتین دل ہی پر گذرتی ہین اول عشق و عاشقی آنکھو نسے شروع ہوتی ہو نظم

نہین دیکھے یہ تصور نے بھی زنجیر کے پیچ
کس بلا کے ہین تری زلف گرہ گیر کے پیچ

لاکھ انسان ہو ہشیار مگر اے دل زار
فہم مین آتے ہین کسکے خط تقدیر کے پیچ

ایک دو ہون تو گلہ اُنکا زبان پر آئے
روز ہوتے ہین نئے اُس بت بے پیر کے پیچ

سرگذشت اپنی سُنائین تجھے کیا خاک تسنیم
ہمسے جاتے ہی نہین اُس فلک پیر کے پیچ

مصاحبون نے عرض کی حضور بڑے مشکل کی بات ہو حیرت جادو دختر حیات جادو بادشاہ طلسم حیاتیہ زوجۂ افراسیاب ساحر لاجواب اُسکی زوجہ پر دست اندازی ہونا نہایت مشکل ہو بڑے بڑے فساد پڑینگے آپکو یہی منظور ہو کہ حیرت پر قبضہ کرون جس وقت آپ سوال کرینگے افراسیاب سے آپ زیادہ خوبصورت ہین دیکھتے ہی حیرت کی جان پر بنیگی دل و جان سے آپکو قبول کریگی ان باتون پر فیروز کلنگ سوار خوش ہوگیا مثل گل شگفتہ ہو اکہا ابھی حیرت کو ہوشیار کردون اپنی کیفیت بیان کردون کہ میری جان جاتی ہو سب نے کہا اپنے ملک کو چلیے یہان ٹھہرنا بہتر نہین یہ سُنتے ہی فیروز نے کہا لشکر تیار کرو چپکے چپکے لشکر تیار ہونے لگا کہ ایک ہرکارہ دوڑا ہوا آیا کہا حضور شہنشاہ تزلزل تشریف لاتے ہین چار خدمتگار ساتھ ہین فیروز خوشی خوشی باہر نکلا دیکھا شہنشاہ تزلزل تشریف لاتے ہین فیروز نے جھککر سلام کیا شہنشاہ نے کہا اے فیروز ہمارا کیا حال پوچھتا ہو عجب مصیبت پڑی سارا لشکر تباہ ہوا بارگاہین لٹین مقصد ہوا تھا کہ طرف وطن کے چلے جائین بداقبالی نے دامن تھام لیا نہ جاسکے فیروز نے کہا اب حضور آگئے ہین مثل مشہور ہے ایک اور ایک ملکر گیارہ ہوتے ہین افراسیاب کو گھیر کر مارینگے تزلزل نے کہا مین کل سے بھوکا پیاسا مارا مارا پھرتا ہون کہا نا جلد منگاؤ پہلے دور شراب چلے فیروز نے اشارہ کیا واسطے شہنشاہ کے شراب لاؤ اُسی وقت گلابیان شراب کی

آگے رکھی گئین تزلزل اپنے ہاتھ سے رکھتا جاتا ہی چارون خدمتگار بھی شریک ہین تزلزل نے جام بھرا
ہنس کر کہا بھائی فیروز پہلے تم پیو پھر ہم بھی پئین گے فیروز نے جھککر سلام کیا جام پی گیا اب تزلزل
نے مصاحبون کو دینا شروع کیا چالیس مصاحبون کو شراب پلائی بیہوشی سب مین ڈالدی تھی فیروز گھبرا کے
اٹھا لڑکھڑا کے گرا مصاحب اٹھے وہ بھی گر گر بیہوش ہوئے جو بصورت تزلزل تھا اُسنے نعرہ کیا کہ ہم
ملکہ صرصر شمشیر زن عیارہ ہین کسی کو قتل نہین کیا حیرت کی زبان سے سوزن نکالا چاہا
ہوشیار کرین ہر چند چھینٹے پانی کے مارے حیرت و باغبان نے آنکھ نہ کھولی اب پانچون عیار بچیان
گھبرا گئین کہ کیا کرین یہ کسی طرح سے ہوشیار نہین ہوتے صبا رفتار نے کہا فیروز کو قتل کرو صرصر
غصے مین پنجہ کھینچکر چلی کہ فیروز کو قتل کرون آواز آئی خبردار ایسی حرکت نہ کرنا صرصر نے گھبرا کے چارجانب
دیکھا کسی آواز دینے والے کو نہ پایا کہا ای صبا رفتار اسکے سحر کا شعبدہ ہر بار ہاتھ کے نگوڑے کا
سر اڑجائے صبا رفتار چلی تھی کہ فیروز کو قتل کرون زمین شق ہوئی ایک زنگی سیاہ رو زمین سے نکلا عیار بچیان
نے چاہا جست کر کے نکلین ایک دوہتڑ زمین پر مارا پانچون عیار بچیان لڑکھڑا کے گرین زنگی نے فیروز
کو بیدار کیا زنگی تو زمین مین غرق ہو کر غائب ہوا فیروز نے کہا ای عیار بچیو مین خداوند جمشید کا عزیز ہون
کیا کھیل تھا کہ ہاتھ قتل کرتین ہم افراسیاب کی فکر مین آئے ہین دیکھنا تو کیا حال کرتے ہین غلامون کو حکم دیا
ان پانچون کو بھی پانچ قفسون مین بند کیا ساتون قفس لٹکا دیے یہان صبح کو افراسیاب جو اُٹھا ہرکارون
نے خبر دی کہ ملکہ حیرت و باغبان کو فیروز بزور سحر لیگیا پانچون کنیزون نے آپکی جا کر عیاری کی
آخر گرفتار ہوئین یہ سنکر افراسیاب کو سناٹا آگیا کہا اب کون ایسا بیٹھا ہی ان دونون نے بڑی
سرکشی کی فیروز کو اپنے سحر پر بڑا ناز ہی یہان سے تا قلعۂ جمشید یہ لاشون کے انبار کردونگا دن بھر
اسی گفتگو مین کٹا شام کو فیروز نے طبل جنگی بجوایا افراسیاب کو خبر پہونچی اسنے بھی طبل جنگی بجوایا
دونون لشکرون مین تیاریان ہوئین صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صف آرائی ہوئی سب سے
پہلے میدان مین فیروز نکلا پکار کر آواز دی او نمک حرام کسی کو بھیج افراسیاب نے بائین جانب دیکھا
سرما سے برف انداز نے مرکب بڑھایا سامنے افراسیاب کے آیا اجازت مانگی افراسیاب نے کہا
ای سرما ملکۂ عالم کے قید ہونے کا بڑا قلق ہی ای سرما ایسی لڑائی لڑے کہ آج ہی ملکہ کو رہا کرون سرما
نے کہا کیا کچھ ہم اُٹھا رکھینگے یہ کہکر سرما میدان مین آیا برف برسائی فیروز نے دستک دی تیر آتشین

صدمت ہوئی برق نے تاثیر نہ کی دو چار سحر آپسمین چلے کسی پر تاثیر نہ ہوئی فیروز نے جھلا کر ایک چیخ ماری
کہ یا خداوند جوگی جیپال سامری وجمشید والے آپ کے نام پر غالب آئین بڑے شرم کی بات ہے
میری مدد کیجیے آسمان سے ایک ستارہ گرا سر پر سر ملکے ایک دنا تابھی ہوا زمین سے ایک غبار اُڑا
سر ما سے برق اندازبیہوش ہوکر گرا فیروز نے گرفتار کر لیا صنعت سحر ساز غصے مین جا پڑی آواز دی
او نامرد ازلی وابدی ہمارے شہنشاہ سے یہ بے ادبی بڑھکر صنعت نے ایک بیضۂ دندان فیل جھولی
سے نکالا اُسکو کاٹ کر ہوا پر پھینکا ایک طائر آسمان سے پیدا ہوا اپنے پرون مین بیضے کو لیا بیضے سے
بچہ پیدا ہوا وہ جانور زاغ سیاہ تھا وہ زاغ کاؤن کاؤن کرکے بلند ہوا صنعت نے کہا میرے سامنے
کیا کاؤن کاؤن کرتا ہے فیروز کو بڑھکر لینا خبردار کمی نہ کرنا یہ سنکر وہ زاغ سیاہ چلا فیروز پیچھے ہٹا
جون جون فیروز پیچھے ہٹتا ہے زاغ بڑھتا جاتا ہے فیروز نے آواز دی ای شاہباز شکاری اس
زاغ سیاہ کو لینا ایک جانب سے ڈلنے کی آواز آئی دیکھا ایک باز سفید اُڑا ہوا آتا ہے زاغ باز کو
بھی دیکھکر باز نہ آیا سر پر فیروز کے پہونچکر کاؤن کاؤن کرنے لگا باز کندے باندھکر گرا کہ زاغ کو شکار کرے
زاغ بلند ہوا باز نے جو پنجہ مارا سر زاغ کا ہاتھ مین نہ آیا بیضۂ دندان فیل پر منھ پڑا بیقرار ہوکر ایک
چیخ ماری زاغ کا سایہ جو فیروز پر پڑا مبہوت ہونے لگا باز و زاغ سیاہ سے منقار و پنجہ چل رہا ہے
جب باز کڑک کر گرتا ہے زاغ ہٹجاتا ہے ایک مقام پر باز گرا صنعت نے ماش کا دانہ مار دیا باز کے
پر پرزے جلکر گرے ابتو زاغ چالاک وچست ہوا منقار کھولکر درست ہوا سر پر فیروز کے آکر ایک چیخ ماری
منھ سے شعلۂ آتش نکلا خود جلکر خاک ہوا وہ خاک سر پر فیروز کے گری فیروز دیوانہ وار وحشی مثال آتین کرنے لگے
گریبان چاک کیا سامنے ملکہ صنعت کے آیا کہا کیا ارشاد ہوتا ہے جو حکم ہو بجا لاؤن پھر کہا ای ملکۂ عالم
آپ کے حکم کا مشتاق ہون مبتلاسے دام فراق ہون صنعت نے کہا جلد جاؤ ملکہ حیرت و باغبان دو
پانچون عیار بجیون کو لادو یہ تو طرف اپنی بارگاہ کے چلا صنعت نے اتنے عرصے مین سر ما کا سحر اُتارا
سر ما اپنے مقام سے اُٹھا صنعت نے کہا لشکر مین جاؤ سر ما لشکر مین آیا اپنے مقام پر کھڑا ہوا لیکن
فیروز جو چلا تو منھ سے کف جاری راہ مین ساحرون نے پوچھا کیون حضور آپ کیون پلٹ آئے کہا
صاحبو میرے منھ سے کیا بیان کرون حیرت کا قید کرنا سراسر خلاف ہے فیروز خیمے مین آیا آکے قفس حیرت
اُتارا حیرت کو نکالا سحر اُتار کر ہوشیار کیا کہا ای ملکۂ عالم تشریف لیجایئے حیرت نے پرپرواز پیدا کیے

فیروز نے باغبان کو بھی نکالا سحر اُتار کے ہوشیار کیا پانچون عیار بچیون کو بھی رہا کیا عیار بچیان شلنگین لگاتی ہوئی چلین حیرت و باغبان جو بالائے آسمان آئے لشکر فیروز کو دیکھکر سحر کیا آگ برسائی تلوارین گرائین لشکر مین فیروز کے فریاد کی صدا بلند ہوئی فیروز روتا ہوا سامنے صنعت کے آیا کہا ای ملکۂ عالم مین تو آپ کا حکم بجالایا دیکھیے ملکہ حیرت و باغبان نے میرے لشکر کو تباہ کیا صنعت نے پکار کر آواز دی ای ملکۂ عالم امان دیجیے انکی کیا مجال ہی جو آپ پر سحر کرین ملکہ حیرت و باغبان نے ہاتھ روکے آکر لشکر مین داخل ہوئے صنعت نے ہاتھ ہلایا فیروز کو ہوش آیا غصے مین لشکر کو لیکر پلٹا سب سردار آکر جمع ہوئے کہا ای شہریار آپ نے یہ کیا کیا اب افراسیاب جادو قیامتین برپا کریگا فیروز نے کہا یارو مین اپنے ہوش مین نہ تھا جب تو مین نے حیرت و باغبان کو رہا کیا آج شب کو افراسیاب کو لاؤنگا تم لوگ سب ہوشیار رہنا اگر مجھسے کوئی حرکت خلاف ہو اُسکو نہ ماننا ناچار و مجبور سب نے کہا حضور کو اختیار ہی فیروز رات کو چلا صورت بدلے ہوئے لشکر مین افراسیاب کے آیا دور سے دیکھا بارگاہ افراسیاب استادہ ہی دروازے پر چوبدار بسیار دل حاضر ہین کھڑے ہوکر سحر کیا کہ نگہبان بیہوش ہوئے فیروز پردہ اُٹھاکے اندر آیا دیکھا افراسیاب پڑا سورہا ہی فیروز نے کاندھے سے دوشالہ ہٹایا افراسیاب پر فیروز سحر کرنے لگا تبھی پلنگ کی ٹوٹی اس زور سے ایک آواز آئی کہ افراسیاب کی آنکھ کھلگئی دیکھا ایک سیہ پوش کھڑا ہوا سحر کررہا ہی افراسیاب نے آواز دی کون فیروز بھاگا افراسیاب نے آواز دی یہ جانے نہ پائے دروازے کون روکے سب بیہوش پڑے ہین جب کسی کی آواز نہ آئی افراسیاب خود اُٹھکر دوڑا در بارگاہ سے بیس قدم فیروز نکلا تھا کہ افراسیاب نے آواز دی ارے اسکو لینا سرہنگ نیلی پوش کوتوال لشکر مین طلایہ پھرتا ہوا آتا تھا اسنے جو نعرہ افراسیاب کی صدا سُنی جھپٹ کر آیا فیروز پر سحر کیا فیروز نے گولہ کھینچ مارا سینے پر اسکے پڑا پشت کو توڑکر بار گذر امرنے کی اُسکے آواز آئی پانچ چار پیادون کو مارکر فیروز نکلا افراسیاب پیچھا نہین چھوڑتا افراسیاب کا اس طرح بارگاہ سے نکل آنا وزرا و امرا دوڑ پڑے ہر طرف سے آواز آئی ای شہنشاہ خیر تو ہی افراسیاب نے کہا وہ ہی مکار حیلساز و شعبدہ باز ہی قدرت سامری و جمشید کی بادولت کو گرفتار کرنے آیا تھا ابتو وزرا و امرا چلے فیروز بھاگ کر اپنے لشکر مین پہونچا ہی کشکول شبگیر کوتوال طلایے پر تھا اسنے بڑھکر پوچھا ای

شہنشاہ کیا ہوا فیروز نے کہا مین براے گرفتاری افراسیاب گیا تھا وہ خفتہ بخت جاگ پڑا ای
کشکول آگے بڑھکر دیکھو کشکول بڑھا دیکھا افراسیاب بقہر وغضب تمام آتا ہی کشکول نے پیادون کو
اشارہ کیا جس پیادے نے بڑھ کر نیزہ یا تلوار کا وار کیا افراسیاب نے مع گھوڑے اُسکو اٹھا کر
زمین پر مارا کئی سو جوانون کو داخل جہنم کیا کشکول کو بڑھ کر ایک طمانچہ مار دیا کشکول کا سر اُڑ گیا
سر باد ابر برق بھی آ پڑے شب تیرہ و تار مین سحر جو کئیے آگ لگ گئی خیمے جلنے لگے زمین سے شعلے نکلنے لگے
فیروز یا تو بارگاہ مین پہونچا تھا ہلڑ سنکر نکل آیا دیکھا افراسیاب نے لشکر کو تہ و بالا کر دیا ہی جب
نعرہ کرتا ہی زمین کانپ جاتی ہی فیروز نے للکارا او نمکحرام بد انجام اپنی نمکحرامی پر تجھکو بڑا ناز ہی
یہ کہکے سحر کرنے لگا کئی فیلان مست افراسیاب پر آگرے افراسیاب نے جسپر گھونسا مارا ہاتھی کا سر
پھٹ گیا کئی اژدہے سامنے قلابۂ آتشین چھوڑتے ہوئے آئے افراسیاب نے اژدہون کو بھی چیر ڈالا
کئی سو عقاب افراسیاب پر گرے چاہتے ہین منقارون سے افراسیاب کو غربال کرین
افراسیاب نے آواز دی ای مرغ زرین طلسم ہوشربا ان سب کو لینا یہ سب تیری خوراک ہین
دم بھر مین قصے پاک ہین آسمان سے ایک مرغ زرین بال پیدا ہوا عقابون کو چیر چیر کر پھینکنا شروع کیا
کسی پر منقار ماری کسی پر پنجہ مارا تھوڑے ہی عرصے مین مرغ زرین بال نے سب عقابون کو
مارا بڑھکر سر پر فیروز کے سایہ ڈالا فیروز گھبرا گیا غل مچاتا تھا کبھی آواز دی ای شہنشاہ الامان
مجکو معاف فرمائیے مین اطاعت کرنے کو حاضر ہون یہ کہکر ہاتھ باندھے ہوئے بڑھا ایک طرف سے
آواز آئی او نامرد کیا کرتا ہی جان بچانے پر مرتا ہی تیرا یہ کیا کرسکیگا ایک زنگی بڑے قد کا جوان
سامنے فیروز کے آیا فیروز کی پشت پر ہاتھ پھیرا کہا نہ گھبرانا مین تیری مدد کو موجود ہون زنگی
ترغیب دیکر فیروز کو لے چلا افراسیاب پر دونون جا پڑے دونون نے تلوار کے ہاتھ مارے افراسیاب
نے دونون کی کلائیون پر ہاتھ ڈالدیا دونون کی تلوارین چھینکر پھینکدین ایک ایک طمانچے مین دونون کا
کام تمام کیا فیروز کا مرنا اندھیرا ہو گیا گریبان سحر چاک ہو چکا تھا لشکر فیروز نے فرار پر قرار لیا
بے لڑے بھڑے بھاگے ملازمان افراسیاب نے پیچھا کیا ہمراہیان فیروز کتّے کی موت مارے گئے
بارگاہین لوٹ لین جو بچے وہ بھاگ کر غائب ہوئے افراسیاب بفتح و فیروزی پلٹا لشکر مین آکر پہونچا
تین روز اسی جگہ پر مقام کیا ہرکارون سے کہا چار جانب دریافت کرو اور کسی کی تو قضا نہین آئی کہ

جا بجا شاہون کو یہ سودا پیدا ہوا ہی کہ بادولت پر لشکر کشی کرکے آتے ہین مین کیا کسی سے پایہ کمی کا رکھتا ہون اگر تمام عالم کے ساحر ایک مقام پر ہو جائین تو بھی مین خوف نہین کرتا ان بنگالے والون کی کیا حقیقت ہی یہ کہتا ہوا بفتح و فیروزی طرف باغ سیب کے جاتا ہی اب بیان وہ ہی نشان ہی جس طرح جلد اول مین مرقوم ہی بدیع الزمان کا آکر طلسم ہوشربا مین قید ہونا بطور مذکور اسد غازی کا آنا پانچون عیارون کا پہونچنا پشتہ رنگین حصار پر خواجہ نے لشکرون کا جماؤ کیا بطور مذکور میلا ہوا اسکے بعد خواجہ اور محمود بطرز تسطیر پاس کوکب کے پہونچے کوکب نے بڑی خاطر کی اے ناظرین والا مقام مصنف عرض کرتا ہی کہ خواجہ کو کوکب سے کوئی باعث ملاقات نہ تھا کوکب نے کیون خواجہ کو دامن پناہ دیا اسکے سبب مین ایک داستان حیرت عنوان تحریر کرتا ہون کہ ناظرین پر واضح ہو جائے کہ اس وجہ سے کوکب نے خواجہ کو دامن پناہ دیا اور جان و مال سے شریک ہوا واضح ہو وہ زمانہ ہی کہ ابھی میلا جاہ زرد کا نہین ہوا افراسیاب کے ساحر فرداً فرداً خواجہ پر لشکر کشی کرکے آتے ہین ہاتھ سے عیارون کے یا بدست مہرخ و بہار مارے جاتے ہین ابھی خواجہ طرف طلسم نورافشان کے نہین گئے عجب داستان حیرت عنوان ہی

دو کلمہ داستان حیرت عنوان بادشاہ طلسم نورافشان شہنشاہ کوکب روشنضمیر کا مع اپنی معشوقہ حناے گلگون پوش کے واسطے گشت کے نکلنا ملک یاقوت نگار پر غائب ہونا ملکہ حناے گلگون پوش کا وطلسم گرداباد کو فتح کرنا صاحبقران کا بشرط مقدمہ مذہب اسلام و دیگر حالات متعلقۂ داستان ہذا ساقی نامۂ مصنف ساقی نامہ

پلا ساقیا جام لطف و وصال	کہ ہو دل سے بھی رفع رنج و ملال	نیا میکدے مین یہ کیا رنگ ہی
کہ پیر مغان در پئے جنگ ہی	کدھر ہی مرا ساقی مہ لقا	خوش آتی ہی اس مہروش کی ادا
گلابی بکف جام در دست ہی	کہ یہ رند مشرب سدا مست ہی	ہوئی نشۂ مے کی دل کو امنگ
کہ در پیش ہی رند مشرب سے جنگ	نہ اب ساقی مہروش دیر کر	کہ لائی ہی خواہش یہان گھیر کر
سبجھے ابر گوہر فشان کی قسم	تجھے رند پیر مغان کی قسم	قسم تجکو ساقی خرابات کی
خبر کب ملی وصل کی رات کی	ہوئی ہجر ساقی مین کیونکر بسر	رہا نشۂ مے سے دل بے خبر
دلائے مے و جام دل مین رہے	محبت تری آب و گل مین رہے	جو ہو نشۂ مے سے دل باخبر

تو ہو مے پرستی کا دل مین اثر
سر بزم ساقیِ بیباک ہے
نہ ہو پھر ساقی مین میکش تنگ
یہ کیون رند میکش اکڑنے لگے
زبان و دہان نے بھی پا یا مزا
ہوائے وصال جنون خیز ہو
نہ اب ساقیِ مہ لقا دیر کر
سنال تمنا ہوا بار ور
کہ تکلیفِ ندون کی بھی دور کی

یہی مے پرستی کی تاثیر ہے
تجھے تشنۂ مے کی پھر تاک ہے
نہ کیون نشۂ مے سے دل سیر ہو
کہ ساقی سے آ آ کے لڑنے لگے
پھرے گرد ساقی کے ہاشد و مد
زبان رند میکش کی کیا تیز ہے
گلابی بھی دیتی ہے پیہم صدا
ملی بلبل و گُل کو رنگین خبر
قلم داستان رنگ پر آگئی

کہ راہ جہالت کو کرتا ہے طے
دکھاتا ہے ابر گہربار رنگ
پلانے مین ساقی کو بھی دیر ہو
اُٹھا یا جو جام شراب ولا
نہ کیون رند میکش کی ہوگی مدد
سُناتا ہے میکش کو ہر دم خبر
کہ لو ساقیِ مہروش آگیا
کہ آمد ہے ساقی میخوار کی
طبیعت جو لطف سخن پاگئی

چہرہ سیاحان منازل افسونگری وطی کنندگان مراحل سحر و ساحری اس داستان جلالت عنوان کو یون تحریر فرماتے ہین

نظم مصنف

لکھون داستانِ جلالت نشان
طلسمات کے فتح کی فکر ہے
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہو

قلم طبع روشن بھی ہے جوش پر
کہ ہر رنگ پر آج طبع روان
کہ معشوقۂ کوکب ذیحشم
کہ فتاح اُسکا جہانگیر ہو

رہا نشۂ مے بھی مینوش پر
امیر عرب کا بیان ذکر ہے
اُٹھائے طلسمات مین رنج و غم

واضح ہو کہ افراسیاب جادو بادشاہ طلسم ہوشربا ہے سحر و ساحری مین بھی یکتا ہے مگر بادشاہ طلسم نور افشان شہنشاہ کوکب کا دستور ہے کہ بعد سال کے ایک مہینے مین سب ملکون کی گشت کرتا ہے حکم عام ہے کہ جسپر کوئی ظلم ہوا اس زمانے مین ہمسے عرض و معروض کرے ہم اُسکا انتقام کر دینگے دامن سائل نقد عدالت سے بھر دینگے تمام خراج گزار مشتاق رہتے ہین کہ فلان زمانے مین شہنشاہ تشریف لائینگے لشکر صاحبقران مین تو یہ معرکہ گذرا ہے کہ ایک ساحرہ موسوم بہ حسین جادو براے مدد لقا آئی طبل جنگی بجوا کے جب میدان مین پہونچی جمال بیمثال علمشاہ دیکھکر عاشق ہوئی سحر سے گرفتار کر کے لائی گلدستہ سنگھا دیا رستم اسکے سحر مین پھنسے دل و جان سے حسین پر عاشق ہوئے سوال وصل کیا حسین نے کہا سر صاحبقران مہر مین دیجیے رستم نے قبول کیا طبل جنگی بجوا یا اسی رات کو صاحبقران کو کوئی بستر خواب سے چرا کے لیگیا حالات رستم تو جلد اول مین درج ہین جب صاحبقران عالیشان

غائب ہوئے بادشاہ نے گھبرا کر چالاک کو برائے خبر روانہ کیا چالاک بصورت مبدل چلا اب
حال کوکب روشنضمیر تحریر کرتا ہون کہ کوکب گشت کرتے ہوئے پہلو مین معشوقہ ملکہ حنائے
گلگون پوش تخت اُڑتا ہوا جاتا ہو سوائے معشوقہ اور کوئی ہمراہ نہین راہ مین ایک ملک ہو کہ حاکم
اُسکا یاقوت تاجدار ہو یاقوت اپنی سرحد پر برائے استقبال کھڑا ہو کہ آسمان پر برق چمکی یاقوت نے
دیکھا کہ کوکب روشنضمیر تخت پر پہلو مین معشوق پری پیکر ملکہ حنائے گلگون پوش تاج یاقوتی
سر پر دریائے جواہر مین غوطہ زن یاقوت نے بلند ہو کر پایۂ تخت پر ہاتھ رکھا جب تخت زمین پر آیا
یاقوت شہنشاہ کوکب کو لیکر چلا جب قریب زنانی ڈیوڑھی کے پہنچے یاقوت نے دست بستہ
عرض کی زوجہ حقیر کی ملکہ الماس جمال جان آرائے ملکہ حنائے گلگون پوش کی بہت مشتاق ہین
آج شب کو حضور کی باہر دعوت ہو ملکہ حنا کی خدمتگزاری وہ کنیز بجا لائیگی کوکب نے حکم دیا ملکہ
حنا اندر لیئین ملکہ الماس بہ استقبال ملکہ حنا کو لیکر کوٹھے پر آئین سامان عیش و نشاط مہیا ہوا کنیزان
حسین و جمیل آکر حاضر ہوئین رقص و سرود کی ترقی ہوئی غزلین ٹھمریان بہ الحان گانے لگین ایک
سیمبر نے یہ غزل شروع کی

نظم

آج تو وہ بھی بنایت مجکو مضطر دیکھکر
کچھ پکارے جانب چرخ ستمگر دیکھکر

دل کو چین آیا خرام ناز دلبر دیکھکر
نیند سی آنے لگی سامان محشر دیکھکر

مسکرا کر کہتے وہ باتین جو کہین اُس شوخ نے
ہنس دیا اس رنگ کو اپنا مقدر دیکھکر

ہم دکھا دین یار کا جلوہ ادھر آئین کلیم
طور پر سے وہ پھرے کیا خاک پتھر دیکھکر

کچھ تو اس کافر کو کہیے سزا ملجائیگی
دل دیا تھا آپ کو ہمنے ستمگر دیکھکر

غیر سے تکرار بزم یار مین ہونے لگی
کیا ستم ہمنے کیا اُسکو مکرر دیکھکر

چشم بسمل سے مقرر لڑ گئی قاتل کی آنکھ
چلتے چلتے رُک رہا ہو کچھ تو خنجر دیکھکر

داغ دل داغ جگر ہین یقین مرے جو شکین
لطف اُٹھائے وہ تماشائی کیونکر دیکھکر

شب کو دھوکا تھا رقیب روسیہ کا بار بار
اپنے سائے کو کہین اپنے برابر دیکھکر

دل کے آنے کی خبر مجکو نہ تھی تمکو تو تھی
کہدیا ہوتا تمھین نے میرے تیور دیکھکر

کچھ تو بیداری کا حیلہ ہو پریشانی سہی
چونک اُٹھے خواب ہی کوئی مقدر دیکھکر

دل نصیحت ہمکو کرتا ہو بتون کے عشق مین | چومتے ہی چھوڑ دینا بجاری پتھر دیکھکر
کوئی فریادی کسی بت کا خدا سے پہونچتا | فیصلہ اُنکا ہمارا روز محشر دیکھکر
جان اس مردے کی آنکھون مین ہے سمجھے وہ جلا | وا ہماری چشم حسرت کو مقرر دیکھکر

ملکہ حنا نے گانے کو اسکے بہت پسند کیا دو پہر رات گئے تک راگ و رنگ رہا اب ملکہ حنا نے فرمایا ای الماس دیکھو پنڈا ہمارا اچھیکا ہی سر کے خلل کا بھی عارضہ ہی اب ہم آرام کرینگے الماس نے جلسہ برخاست کیا سب کنیزین جا بجا چوکی پہرے پر آئین ملکہ حنا نے چھپر کھٹ پر آرام فرمایا قلیل رات باقی تھی ایک جھونکا ہوا سرد کا چلا کنیزین سب سوگئین بعد تھوڑی دیر کے جو آنکھ کھلی ملکہ حنا کو چھپر کھٹ پر نہ پایا جا بجا ڈھونڈھنے لگین ستارہ سحری چمک چکا تھا الماس بھی بیدار ہوئین کنیزون کو پریشان پایا پوچھا ارے خبر تو ہی سب نے عرض کی حضور ملکہ حنا پلنگ پر سے غائب ہوگئین سارا مکان چھان ڈالا کہین نشان نہین ملتا یہان تک غل ہوا کہ خبر باہر پہونچی یاقوت نے خدمت مین کوکب کے سب کیفیت عرض کی کوکب کا رنگ رو متغیر ہوگیا گھبرا کے اُٹھے کہا جہان پلنگ ملکہ حنا کا تھا وہان سے عورتون کو ہٹا دو ہم خود چلینگے دیکھین تو یہ کسکا شعبدہ ہی عورتون کو بتعجیل ہٹایا کوکب اندر آئے دیکھا جس مقام پر چھپر کھٹ بچھا ہے چند دانے ماش کے پڑے ہین کوکب نے وہ دانے ماش کے اُٹھوا لیے اور اُسکا پتلہ بنایا سامنے اُسے استاد کرکے بقہر و غضب پوچھا ارے تو کسکا سحر ہی پتلے نے آواز دی یہان سے بارہ کوس پر ایک گنبد سیاہ ہی اُسمین خداوند گرد آباد جادو رہتے ہین اُنھین کی خدائی کا یہان زور ہی سب اہالی قریہ اُنھین کو سجدہ کرتے ہین وہ شب کو برائے سیر نکلے تھے ملکہ حنا کو دیکھکر بس گئے ملکہ کو اُٹھا لیگئے یہ سُنکر کوکب غصے سے کانپنے لگا کہا کیون ای یاقوت یہ گرد آباد کون ملعون ہی یاقوت نے عرض کی حضور سال بھر سے یہ گنبد ظاہر ہوا اُسکی سب اہالی قریہ سجدہ کرتے ہین یہ سُنکر کوکب نے مرکب طلب کیا کہا اسکی شامتین آئی ہین یاقوت بھی ساری فوج ساتھ لیکر ہمراہ ہوا سب کو اشتیاق ہی کہ یہ شہنشاہ کوکب ہین اُسنے بھی دعوی خدائی کیا ہی مگر کوکب بقہر و غضب تمام چلے جب بارہ کوس قلعہ سے نکلے دیکھا ایک گنبد سیاہ اُسپر ایک ابر تیرہ و تار سایہ فگن ہی ہزارون قربانی جمع ہین یا خداوند یا خداوند کی آوازین بلند کر رہے ہین اندر گنبد کے ایک ساحر سیہ فام ایک قفس اسکے آگے رکھا ہی اسمین ملکہ حنا سے گلگون پوش سرنگون بیٹھی رو رہی ہین یہ جو معاملہ کوکب نے دیکھا قلب تھرا گیا دہن سے نعرہ کیا کہ منم شہنشاہ کوکب روشن ضمیر

او بیحیا یہ تو نے کیا حرکت کی یہ کہکے مرکب اُڑایا طرف گنبد کے چلے ابر سے برقین گرنے لگین کوکب اپنے
کو بچاتے جاتے ہین ایک برق جو کڑک کر گری مرکب کے چارون پاؤن اُڑ گئے زیر ران سے نکلگیا کوکب نے
اپنے کو ہوا پر رد کا تلوار کھینچی ابر سے تلوارین خنجر نیزے تیر و تفنگ کوکب پر گرنے لگے کوکب
کبھی تلوار سے ان اشیا کو ہٹاتے کبھی اسم سحر پڑھکر ان سب بلاؤن کو دفع کرتے ہوئے قریب ابر پہونچے
دو تین گھوسے ایسے مارے کہ ابر ٹکڑے ٹکڑے ہوا دیکھا ایک ساحر سیہ رو بدخواہ ایک چبوترے پر
بیٹھا سحر کر رہا ہی کوکب نے للکارا وہ ساحر بھی اپنے مقام سے اُٹھا کوکب پر تلوار کھینچ کے جا پڑا بس ہاتھ
ہاتھ نہین رُکتا جب کوکب نے کئی وار اسکے دفع کیے کبھی تلوار کو تلوار پر رد کا کبھی خالی دی ایک مقام پر
جیسے ہی وہ تلوار مار کر پلٹا کوکب نے غصے مین کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ایک طمانچہ مارا کہ سر اُس ساحر کا
اُڑ گیا لاشہ جلکر خاک ہوا ابر لختہ لختہ ہوکر غائب ہوگیا اب کوکب طرف گنبد کے چلے مگر لباس پارہ پارہ
تاج سر پر ڈھلکا ہوا آنکھون سے قطرات خون ٹپک رہے ہین یاد محبوب مین دل پریشان غربت
ملکہ حنا سے گلگون پوش کے دل کو بیقراری زبان سے دمبدم یہ اشعار نکلجاتے ہین **نظم**

سوز فرقت سے یہ گرمی پہ مرا شیون ہی	جو گرا اشک یہان آبلۂ دامن ہی
بلبل روح دم قتل جہک کر نکلی	چمن جوہر شمشیر نہین گلشن ہی
مرگئے ہم مگر اُسکی نہ گئی خاموشی	دہن زخم بھی گو یا دہن مدفن ہی
کسقدر زخم مژہ جلد بھرا دامن سے	جانب اشک پڑی آنکھ تو بے روزن ہی
بچ رہا تھا جو ستم چادر گل نے بخشا	قطرہ شبنم کا مجھے آبلۂ مدفن ہی
محتسب کیون نہ ہے میری طرف سے بدظن	آبلہ کا ہیکو ہی شیشۂ بے گردن ہی
کیون جنازے سے لپٹ کر وہ بہت روئے نسیم	کفن لاش بھی کیا پیرہن دشمن ہی

آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے پریشان حال قلب پر ہجوم غم و ملال اسقدر گھوسے گنبد پر مارے کہ ہزارہا
روزن ہوگیا سر گنبد کو اُڑا دیا اب کوکب دیکھ رہے ہین کہ وہ ہی جوان سیاہ رو قفس پر جب ہاتھ رکھتا
ملکہ بلک جاتی ہین اور پکار کرکہتی ہین ارے او ظالم مجھے ہاتھ نہ لگا نا میرا وارث میرے واسطے آتا ہی
کوکب بڑھتا بڑھتا قریب گنبد پہونچا گنبد سے ہزارون بلائین کوکب پر نازل ہو رہی ہین کوکب اُن
بلاؤن کو اشارون مین دفع کرتے ہین اینٹین گنبد سے سن سن چل رہی ہین کوکب اُن اینٹون کو اپنے

قریب نہین آنے دینا تھا نے بھڑتے قریب گنبد پہونچے دونون سپر جا کر جھم سے کوکب کو دے اب جوان سیہ رو اُٹھا چاہا کہ قفس لیکر نکل جاؤن کوکب نے جھپٹ کر ایک طمانچہ مارا کہ سر اُسکا چمبر گردن سے اُڑ گیا بہ اشتیاق تمام کوکب نے قفس اُٹھا یا دامن اپنا ڈال لیا قفس کو چھاتی سے لگائے ہوئے جب بیرون گنبد آئے پلٹ کر ایک گولہ مار دیا کہ گنبد بھی گرا اب کوکب کو آکر ملازمان یاقوت نے گھیر لیا قفس ملکہ حنا کوکب کے ہاتھ مین بفتح و فیروزی داخل قلعہ ہوئے دار الامارۂ شاہی مین آئے اب کوکب تخت پہ آکر بیٹھے چاہا کہ ملکہ حنا کو قفس سے نکالون حنا کا رنگ روئے متغیر گوشے مین قفس کے دبی جاتی ہین کوکب کہتے ہین ای ملکۂ عالم باہر آؤ تمنے بڑے ملال اُٹھائے کیون شرماتی ہو تمہارا کیا اختیار تھا میری زندگی مین کس کی مجال ہی کہ تمہارا موے جسم میلا کرے بمشکل کوکب نے حنا کو قفس سے نکالا دیکھا حنا سر جھکائے ہوئے قفس سے نکلین جب کوکب نے بہت کہا کہ ملکہ کچھ کلام کرو تمہاری پریشانی پر دل کے ٹکڑے ہوتے ہین یاقوت تاجدار نے بھی کہا ای شہنشاہ اقلیم حسن و جمال کچھ بات کیجیے شہنشاہ کی بات کا جواب دیجیے جب سب رفیقون نے منت کی تو حنا نے جواب دیا کہ ای یاقوت کوکب نے مجھپر بڑا ظلم کیا میرے عاشق صادق کو میرے سامنے مار ڈالا مین اب انکے کام کی نہین ہون مجھے آزاد کرین اُسکی قبر پر فقیرنی بنکر بیٹھونگی اسنے مجھے نفرت ہوگئی یہ کلمہ جو کوکب نے سُنا غصے سے چہرہ سُرخ ہو گیا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا تیغۂ خون آلود ہاتھ مین تھا وہی تیغہ اُٹھا کر کہا او حرامزادی وہ تیرا عاشق صادق تھا مین دشمن ہون وہ راہبر تھا مین رہزن ہون پھر تیرا زندہ رہنا کس کام آئیگا یاقوت ہان ہان کرتا رہا کوکب سے یہ کلمات کب سُنے جاتے ہین اُسنے مکرر ایسے ہی کلمات کہے کوکب نے ہاتھ تیغۂ خون آلود کا مارا دھڑ سے سر کٹ کر حنا کا گرا سب دربار والے کانپ گئے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ کوکب نے یہ کیا غضب کیا ہر چند کہ اس وقت کوکب نے غصے مین حنا کو مارا آخر اپنی بھی جان دیگا مگر جب سر کٹ کے زمین پر گرا کوکب غصے مین اُٹھا تیور سے معلوم ہوتا ہی کہ اپنی جان دیگا مگر کوکب غصے مین جو اُٹھا لاشہ زمین پر تڑپ رہا ہی سر اُچھل رہا ہی اُس سر پر اب جو کوکب کی نگاہ پڑی دیکھا کہ سر حنا نہین ہی ایک زنگی سیاہ رو تیرہ درون بڑے بڑے دو دانت مُنھ سے نکلے ہوئے اُنپر میل جما ہوا ہنس ہنس کے وہ سر کہہ رہا ہی او کوکب اب حنا کہان حنا کے واسطے بیوے حنا پر کسی اور کا رنگ جما منھ تاریک جادو یہ کہکر وہ سر سر دہوا یہ حال حسرت آل دیکھ حاضرین وقت کے ہوش اُڑ گئے ہر ایک کہتا تھا کہ یہ کیا

معرکہ ہوا حقیقت مین یہ تو نہین معلوم کون عورت ہو اتبو کوکب نے ایک آہ کی غم سے حالت اپنی تباہ کی
کہا یارو مین حیران تھا کہ حنا تو میری خود عاشق صادق ہو جسکے واسطے مین نے گھر بار چھوڑا یہ کیسے کلمات
کہتی ہو اب کوکب نے علم کہانت کو طرح دی زائچہ تیار کیا لیکن کچھ حال نہین کھلتا کہ حنا کو کون لیگیا کہان
لیگیا کسی علم سے نہین معلوم ہوتا پنڈت نجومی رمال جمع ہین کوکب گھبرا کے اُنسے سوال کرتا ہو کہ یارو یہ کیا
معرکہ ہو سب علم میرے بیکار ہین تم بتاؤ کہ حنا کو کون لیگیا یہ کیا معرکہ تھا یہ شعبدہ میری سمجھ مین نہین آیا سب
پنڈون نے پوتھیان ٹیکدین کہا ای شہنشاہ آپ ایسا کامل و اکمل جب عاجز ہو ہم آپ کے سامنے کیا
بتا سکتے ہین حیران و پریشان ہین پوتھیان بیکار ہوگیئن کچھ پتہ نہین ملتا اُس وقت دربار مین عجب پریشانی کا
ہر کامل سرنگون غم سے کلیجہ خون کیسا کھانا کیسا پینا چرچا شراب و کباب کا بھی نہین اُسی ہنگامے مین ایک
وزیر نے کان مین یاقوت تاجدار کے کچھ کہا یاقوت نے جھلا کر کہا اس وقت اس بات کا کیا ذکر تھا
دیکھ رہے ہو کہ ہمارے شہنشاہ کو کیسا ملال ہو کسی اور وقت پر قتل کرینگے ہر چند کہ آج روز منگل ہے
سامری پرستون کے واسطے سیطرح اشکل ہو قیدخانے مین اُس شخص کو پڑا رہنے دو یہ جو یاقوت
نے کہا کوکب نے گھبرا کر کہا ای یاقوت تاجدار یہ کیا معاملہ ہو وزیر نے تمھارے کان مین کیا کہا تمنے
کیا جواب دیا کسکو قید کیا ہو وہ کون شخص ہو کسکے قتل کا وعدہ تھا جو آج ملتوی رہتا ہو یاقوت نے
دست بستہ عرض کی حضور اپنے کام مین مصروف ہون اس بات کا پھر ذکر کرونگا کوکب نے کہا جب تک
یہ ذکر بخوبی نہ سُن لونگا میرے دل کو آرام نہ آئیگا جب کوکب نے بہت کہا تب یاقوت نے دست بستہ
عرض کی کہ ای شہنشاہ طلسم نور افشان اصل یہ ہو دو مہینے کا عرصہ گذرا دربار مین میرے چالیس نجومی ستارہ شناس
فلک اساس جمع ہوئے ہر طرح کے حکم لگا رہے تھے خبر غیب کی سُنا رہے تھے میرے مُنھ سے نکلا یہ تو بیان کرو
کہ ہمارا مذہب کون مٹائیگا یا یہ مذہب ہمارا تا روز قیامت قائم رہیگا چالیسون نے زائچہ کھینچا سمجھ کے
حکم لگایا عرض کی ای بادشاہ عالیجاہ ایک شخص ہو کہ اُسکا حمزۂ عرب نام ہو کافر کشی اُسکا کام ہو سیکڑون
ملک لات پرستون کے سامری پرستون کے مٹا دیے وہ ہی آپ کے ملک کو مٹائیگا یہ مذہب
باقی نہ رہیگا مین نے اُن لوگون سے کہا حمزۂ عرب کہان ہو پنڈتون نے عرض کی کوہ عقیق گلزار سلیمانی
پر خدا نہ مرد شاہ باختری سے لڑ رہے ہین اگر وہ شخص مارا جائے پھر تا روز قیامت آپ کے مذہب
کو زوال نہ ہوگا مین نے چالیس پکیے روانہ کیے چند سے مین دہ عیار وہان پہونچ صحرا سے نقب لگائی جا کے

اُس شخص کو پکڑ لائے جس طرح بیہوش کرکے لائے تھے اُسی طرح قید خانے مین بھیجدیا پنڈتون نے کہا
اب اس شخص کو قتل کرکے خون اسکا بتون پر چھڑکا جائے تا روز قیامت آپکے مذہب پر زوال نہ آئیگا
ایک دیر بھی مین نے بنایا ہے آج کے دن کا وعدہ کیا تھا کہ اُس شخص کو قتل کرکے خون اُسکا بتون پر
چھڑک دینگے وزیر نے اس وقت اطلاع کی مین نے یہ جواب دیا کہ ہمارے شہنشاہ تردد مین ہین اسکا
کیا ذکر ہے سمجھا جائیگا یہ سنکر کوکب نے کہا اُس شخص کو دربار مین بُلاؤ ہم بھی دیکھین کہ وہ کون شخص ہے
یاقوت نے حکم دیا اُس شخص کو ہوشیار کرکے دربار مین لاؤ داروغہ زندانخانے کا سرور جادو گیا
صاحبقران کو ہتھکڑیان بیڑیان پہنائین مسلسل و مطوق کرکے ہوشیار کیا صاحبقران کی جو آنکھ کھُلی پایا تو
اپنے پلنگ پر سوتے تھے پانے کو اس قید شدید مین پایا پوچھا ارے بھیا تو کون ہے مجھے یہان
کون لایا سرور جادو نے کہا تمھارا خون خداوندون پر چھڑکا جائیگا ہمارے بادشاہ یاقوت تاجدار
نے بلوایا ہے صاحبقران کو کشان کشان لیکر چلے امیر کو نہایت غصہ ہے بل کرتے ہوئے آتے ہین جرأت
و شوکت سے تو سُبل ہے خانۂ زنجیر مین بھی غل ہے اندر بارگاہ کے پہونچے ملحوظ خاطر ناظرین والامقام رہے
کہ کوکب تخت پر پہلو مین یاقوت تاجدار صدہا امراو وزرا جابجا بیٹھے ہین کئی سو رفقا ساحران غدار
علم سحر مین طاق شہرۂ آفاق صاحبقران جو اس دربار کفر مدار مین پہونچے انتہا کا غصہ تھا پکار کر
آواز دی سلام من درین مجلس و درین ماوی بر کسے باد کہ بداند و بشناسد کہ خدا یکے است و دین
پیغمبر خدا برحق است ہان ہان کی صدا بلند ہوئی کوکب کو بھی بہت ناگوار ہوا کہا او سرور اس شخص کو
منع کر یہ لفظین ہمکو بہت ناگوار گذرتی ہین ای سرور اسکو چپ کر سرور نے سونٹا اُٹھایا کہا مارون کہ
سر پھٹ جائے شاہ کے سامنے تعریف خدائے نادیدہ کی کرتا ہے شعلہ غضب صاحبقران بھبڑکا
چہرہ سرخ ہوا از فیض خلیلی کو پیچ و تاب زنجیر کو پکڑ کے جھٹکا مارا جیسے ہی سرور جھکا اوپر سے ہتھکڑی ماردی
سر سرور کا پھٹ گیا صاحبقران نے غصے مین قید توڑ ڈالی ایک تلوار اُٹھالی نعرۂ شیرانہ کیا

نعرۂ امیر تصنیف مصنف

منم قاتل کافران جہان
پذیرفت گنجاب ملعون نزار
گذر چون بجولانگہ قاف شد

منم صاحب خنجر و تیغ و علم
ز تیغم گریزندہ لو نیر دان
چو در باختر جنگ شد آشکار
جزائر پر از عدل و انصاف شد

امیر عرب حمزۂ ذیحشم
چو رفتم بہ ستجان پے گیر و دار
شدہ برسرم فتح و نصرت نثار
زدم دیو عفریت را در مصاف

بلرزہ فتادند دیوان تمام | سمندون بدبخت گشتہ شکار | شدار جنگ بیدین ذلیل و زار
در انجا چو بادہ دواندیب یافتم | سلیمان ثانی لقب یافتم | نعرہ کرکے جا پڑے سب ساحران

سنہ سحر کیے امیر نے اسم اعظم پڑھا وہ سحر الٹا پلٹ کر انہین کے سینے پر پڑا کہ توڑ کر پشت کو پار گذرا
دو تین سو ساحر مر گئے یاقوت نے اٹھکر سحر کیا کوکب کہہ رہے ہین ای یاقوت یہ کیسا شخص ہی
کہ جسپر سحر تاثیر نہین کرتا یاقوت کیسے کیسے سحر کر رہا ہی جھپٹ جھپٹ کر گولے مارے صاحبقران پر
تاثیر نہین ہوئی صاحبقران لڑتے بھڑتے طرف تخت کے جاتے ہین کوکب دیکھ رہا ہی کہ یہ شیر
بیشۂ جرات کس دھوم سے لڑتا ہوا آتا ہی کسی کے روکے نہین رکتا کسی پر قبضہ مار دیا جو کوئی قریب
آیا اٹھا کے دے مارا چھاتی پر چڑھ کے گردن کھینچ لی کسی کو چیر کے پھینکدیا صدہا جادوگر صاحبقران کے
ہاتھ سے مارے گئے لاشے پڑے پھڑک رہے ہین صاحبقران لڑتے ہوئے جاتے ہین جب کوکب نے
دیکھا کہ صاحبقران قریب آگئے اپنے ہاتھ سے گولہ اٹھا کر مارا کئی پتلے فولادی پیدا ہوئے تیغہائے
برہنہ ہاتھ مین امیر پر آگرے امیر نے اسم اعظم پڑھا پانی ہو کر پتلے بہ گئے کوکب نے کہا ای یاقوت
یہ وہ پتلے تھے کہ اگر پہاڑ کو اشارہ کرتا یہ پتلے اکھیڑ کر پھینکدیتے لیکن ایسے جھٹ پٹ بیکار ہوگئے یہ جوان
ساحر نہین ہی جو الفاظ اسکی زبان سے نکلتے ہین سحر مین یہ الفاظ نہین سنے نہین معلوم کیا باعث ہی امیر
لڑتے بھڑتے قریب تخت کوکب پہونچے نیزے تیر و تلوار صاحبقران پر بہت پڑے امیر بہ تن
چشمہ بنے ہوئے ہین تمام جسم سے سرا لتے خون کے بلند وہان زخم کھلے ہوئے اگر ایک تیر پڑے وہان زخم
مین ایک پیدا ہوئی صاحبقران ان زخمون کو کب مانتے ہین اس شوکت و صولت سے لڑتے بھڑتے
آتے ہین کسی کے روکے سے نہین رکتے جب قریب تخت کوکب پہونچے کوکب نے ہاتھ تلوار کا مارا
امیر نے خالی دیکر پایۂ تخت پر ہاتھ ڈالدیا کوکب سمیت تخت کو اٹھا لیا چرخ دیکر زمین پر مارا کوکب تو
کود کر الگ ہوگیا ورنہ ہاتھ پانون ٹوٹ جاتے امیر جیتے تخت کے ٹکڑے اڑ گئے کوکب الگ جا کر کھڑا ہوا
شوکت و صولت صاحبقران دیکھکر حیران ہو رہا ہی یاقوت کو قریب بلایا کہا ای یاقوت تاجدار
حقیقت مین یہ جوان وحید عصر ہی کسی کے گرفتار کیئے گرفتار نہ ہوگا کوئی اسکو قتل نہ کرسکیگا مین تم کلام
نہ کرونگا تم بڑھکر یہ پوچھو کہ ای جوان تو کیا چاہتا ہی ملک بملک چڑھ جانے سے کیا فائدہ آخر تمہارا کیا
مطلب ہی مصالحہ کرکے پوچھو یہ بھی ثابت ہو کہ سحر جو تاثیر نہین کرتا اسکا کیا باعث ہی مین نے اس وقت

وہ سحر کیا کہ زمین ہلجاتی آسمان پھٹ کر زمین پر گرتا یہ شخص دبجاتا مگر کچھ تاثیر نہ ہوئی اس طرح کوکب نے سمجھایا
یاقوت نے بڑھکر کہا ای شہریار آپ تلوار روکیے آپ سے کچھ کلام کرنا چاہتے ہین صاحبقران زمان رُکے
کوکب آکر تخت پر بیٹھے امیر کو دنگل زرین دیا امیر اُس دنگل پر بیٹھے یاقوت نے کہا ای شہریار آپ کا نام
کیا ہی صاحبقران نے فرمایا تمنے سنا ہوگا زلزلہ قاف ثانی سلیمان داماد نوشیروان داماد تہیبال
بن شہرخ فراش راہ دین اسلام عنایت پروردگار سے دمامہ و مشمش کو مارا اُن ملکون کو باسلام آباد کیا
یاقوت نے کہا کیا باعث ہی کہ جو سحر آپ پر تاثیر نہین کرتا امیر نے فرمایا بعنایت پروردگار اسم الٰہی بہ فیوض
نامتناہی مجکو مرحمت ہوئے ہین اُسپر سحر کی کیا لیاقت ہی کہ جو تاثیر کرے کلام فصاحت نظام صاحبقران دل سے
سُن رہا ہی وجد کرتا ہی کہ کیا فصاحت و بلاغت ہی کیا شوکت و لیاقت ہی باتون سے مزا ملتا ہی غنچۂ آرزو
کھلتا ہی کوکب یاقوت سے اشارے کرتا جاتا ہی یاقوت نے کہا کیون شہریار آپنے عجائب غرائب
طلسمات کیونکر فتح کیے امیر نے فرمایا بحکم رب اکبر جب کسی عجائب و غرائب مین جانا ہوتا ہی ہم بزرگان دین
کا واسطہ دیکر مدد طلب کرتے ہین حال ہمپر ظاہر ہوتا ہی جو بات پوچھو اُسکا جواب باصواب دین یاقوت
نے کہا ایک عورت موسوم بہ حناے گلگون پوش اُسکو ایک جادوگر لیکر نہین معلوم کہان چلا گیا آپ فرمائیے
کہ وہ کہان گیا آپ بتا سکتے ہین اس عورت کو ہمسے ملا سکتے ہین صاحبقران نے فرمایا بعنایت خدا
یہ بھی حال بتا دینگے اُس عورت کو تمسے ملا دینگے کوکب نے خوش ہوکر کہا کیا سامان چاہیے صاحبقران نے
فرمایا ایک مکان پاک و صاف خالی کر دو وہان بخورات و سجادۂ عبادت بچھوا دو ہم عبادت کرینگے شب کو
بزرگان دین ہمکو بتا جائینگے کوکب نے کہا اگر آپ اُس عورت کو ہمسے ملا دینگے تو اس قلعے مین سات لاکھ
آدمی رہتے ہین سب مسلمان ہونگے ہم بھی اسلام اختیار کرینگے امیر نے فرمایا آج ہی شب کو یہ انتظام کرو
کل صبح کو انشاء اللہ سب حال بتا دینگے کوکب کو بڑی حیرت ہی کہ ہمارے علم سحر و نیرنج و شعبدے کی کچھ
حقیقت نہین ہی یہ اپنے خداے نادیدہ سے پوچھ لینگے کوکب نے اُسی وقت ایک مکان خالی کرایا آئین
شمع ہاے مومی و کافوری روشن کرا دین سجادہ بچھوا دیا صاحبقران بعد مغرب اُس قصر عالی مین
داخل ہوئے کوکب کو ایک حیرت ہی یاقوت کو سمجھا دیا کہ میرا نام اصلی نہ بتانا بادشاہ سے ۔ اُدھر
جب صاحبقران اُس قصر مین داخل ہوئے سجادہ بچھا نماز واجب ادا کرکے دست دعا بدرگاہ
مجیب الدعوات بلند کیے پکار اُٹھے ای معبود حقیقی و ای رب تحقیقی تو نے بچپن سے میری ناز برداری کی

جو عرض کیا وہ قبول ہوا امیدوار ہون کہ ان کافرون کے سامنے میری آبرو کو رکھنا تیری ذات
والا صفات سے سب طرح کی امید ہے نظم

در جہان از ہر نشان ظاہر نشان وحدت است — در وجود عالم ایجاد جان وحدت است
از مکان و لامکان بالامکان وحدت است — از فنا و از بقا بیرون نشان وحدت است
ہست از واحد شمار یکہزار و صد ہزار — صورت کثرت نہفتہ در میان وحدت است
نکتہ عرفان بفہمد ہر کہ باشد نکتہ دان — محرم اسرار وحدت راز دان وحدت است
عشق می بازد بیک گل در گلستان جہان — ہر کسے کو عندلیب بوستان وحدت است

تو رحیم و کریم سمیع و علیم ہے بندۂ خاک تیرا لقب اقدس جبار و قہار مجکو معلوم ہو حنائے گلگون پوش کو لیجانیوالا کہان لیگیا اے کریم مجکو ان کافرون کے آگے حقیر نہ کر تونے بچپن سے میری نازبرداری کی جو ضد کی اسکو تونے پورا کیا سات لاکھ بندگان خدا دائرۂ اسلام مین آتے ہین یہ سرگشتگان وادی ضلالت ہدایت پاتے ہین کوکب روشنضمیر صدائے دردناک صاحبقران سن رہا ہے وجد کرتا ہے ساتھ والون سے کہتا ہے کہ حقیقت مین فصیحان عرب ہین کس خضوع و خشوع سے دعا کر رہے ہین دل پانی ہوتا ہے الفاظ پر انکے جی چاہتا ہے چیخین مار کر رو دیئے یہ دعا خالی نہ جائیگی ضرور قبول ہوگی سعادت حصول ہوگی پہر رات رہے کوکب نے دیکھا کہ صاحبقران روتے روتے بیہوش ہوگئے کوکب روشنضمیر نے ساتھ والون سے کہا دیکھو صاحبو اب صاحبقران بیہوش پڑے ہین مگر یہ خواب بھی مثل بیداری ہے کسی بزرگ کا شاید گذر ہوا سوتے مین فرما رہے ہین مجھسے مفصل فرمائیے کہین دہوکا نہ کھاؤن عورت کو اس شاہ سے لاؤن کوکب کو فراق حنا مین نیند کب آتی ہے سب وزرا و امرا جاگ رہے ہین ناگاہ عابد شب زندہ دار ماہ نے تسبیح انجم کو سجادۂ فلک اخضری پر رکھا سر بسجود مغرب ہوا کوکب نے صدائے صاحبقران سنی کہ واجب سحری ادا کر رہے ہین اب سب کو اشتیاق ہے کہ دیکھین باہر آکر کیا فرماتے ہین کہ صاحبقران زمان بصد شوکت و شان تسبیح ہاتھ مین وظیفہ پڑھتے ہوئے باہر تشریف لائے سب واسطے تعظیم کے اٹھے سب سے پیشتر کوکب نے پوچھا کیون شہریار آپ کو کیا معلوم ہوا صاحبقران نے اشارہ کیا مراد یہ تھی کہ ٹھہر جاؤ چند الفاظ پڑھکر فرمایا اے بادشاہ عالیجاہ باعث یہ تھا کہ تمکو از روئے نجوم کے معلوم ہوا واضح ہو کہ ایک ساحر ہے جسکا گرد آباد جادو نام ہے سحر و ساحری مین طاق شہرۂ آفاق ہے

جس مقام کو جا کر تمنے برباد کیا یہ شعبدہ تھا نہ اُس عورت کا قفس تھا گرد آباد نے چند غلام اپنے مقرر کیے تھے
اُنھون نے یہ شعبدے دکھائے تمھارے ہاتھ سے مارے گیے وہ قفس ملکہ حنا کا لیکر طلسم گرد آباد مین
چلا گیا یہی وجہ ہی کہ نجوم و رمل والے مقدمۂ طلسم مین حیران و پریشان رہتے ہین احوال لوح وغیرہ
نجوم و رمل سے نہین معلوم ہوتا ہمکو بزرگان دین نے تعلیم کیا اسی حوالی مین طلسم گرد آباد موجود ہی
ہمارے ساتھ چلو لیکن ہمارے کسی مقدمے مین دخل نہ دینا خواہ ہم پر ہزارہا ساحر لبوہ کرین یا ہمکو
کوئی قتل کرنیکا ارادہ کرے تم دخل نہ دینا یہ بھی ہمکو طریقے سے معلوم ہوا کہ تمکو بھی اپنے سحر و ساحری
پر بڑا ناز ہی مگر یہان تمھارا کچھ دخل نہ چلیگا کوئی علم کام نہ آئیگا کوکب سر جھکائے میٹھا سُن رہا ہی
کہا چلیے ہم آپ کے ساتھ چلتے ہین اسی حوالی مین وہ طلسم ہی صاحبقران نے فرمایا اسی پانچ کوس
کے اندر طلسم ہی مقام لوح و مرحلہ جات قلعۂ طلسمی کا سب حال کھُلجائیگا کوکب حیران و پریشان
امیر سب کو لیکر بیرون قلعہ تشریف لائے آٹھ سات لاکھ جادوگر جمع ہین رئیسان شہر بھی حاضر ہوئے
سب کو اشتیاق ہی کہ دیکھین کیا ہوتا ہی کوکب ایسا بادشاہ یون مجبور ونا چار ہوا خدائے نادیدہ
کے پرستار کو ایسا اختیار ہی جب امیر بیرون قلعہ آئے پھر کر فرمایا کہ ای شہنشاہ حقیقت مین مقدمہ
ناموس بہت نازک ہوتا ہی ایسا نہ ہو کہ تم معشوق کو دیکھکر گھبرا جاؤ اور کسی بات مین دخل دو تو
بڑی خرابی ہوگی طلسم مین عجائب وغرائب ہوتے ہین کوکب نے کہا نہین مین دخل نہ دونگا اب
صاحبقران ان سب کو سمجھا کر اکیلے اُس صحرا مین آئے ایک نخل کے سائے مین بیٹھکر جو دعائین
بزرگون نے تعلیم کی تھین وہ دعائین پڑھین اُٹھکر اُس نخل کو بقوت صاحبقرانی اُکھیڑا ایک
اژدر آتش فشان نے سر نکالا قلابۂ آتشین مُنہ سے چھوڑتا ہوا طرف صاحبقران کے دیکھ رہا ہی
امیر اپنے پروردگار کو یاد کرکے دہن اژدرمین کو دپڑے اژدر بھی غائب ہوا نقب کا مُنہ
بند ہوگیا کوکب حیران کہا صاحبو لو خاتمہ ہوا یہ شخص صاحب غیرت تھا دہن اژدر مین کود کر اپنی
جان دی اب مرحلۂ طلسمی کہان طلسم ایسا بادشاہ ایسا جلیل اس جری نے اپنی جان دی سب
رُوسا ادرا افسوس کر رہے ہین کہ درۂ کوہ سے ایک صدائے مہیب آئی سب اسی جانب دیکھنے لگے
دیکھا ایک دیو مہیب صورت عجیب وغریب بال سر کے کھڑے ہوئے ایک بڑا صندوق نہین معلوم اُسین
کیا ہی کاندھے پر لیے بھاگا ہوا آتا ہی سب حیران ہو کے دیکھنے لگے درۂ کوہ سے صدائے نعرۂ امیر بھی آئی اب تو

سب کی وحشت اور بڑھی دیکھا صاحبقران تیغۂ عقرب بلند کیے ہوے اُس دیو کو للکارتے ہوے آتے ہین
چاہتے ہین دیو پر جا پڑون دیو ملیٹ کے نہین دیکھتا کوکب نے پکار کر آواز دی یا صاحبقران اگر آپ
فرمایے ایک دانہ ماش کا ماروں دیو بھاگ نہ سکے زمین اسکے پانوں تھام لے صاحبقران نے فرمایا
او بادشاہ خبردار کسی مقدمے مین دخل نہ دینا ورنہ بہت پچھتائیگا جب وسط صحرا مین دیو پہونچا صندوق
زمین پر رکھدیا ایک چنگل مارا کہ گولی بنا کر صاحبقران کو کھا جاؤن صاحبقران نے کلائی پر ہاتھ ڈال کر
ایک جھٹکا مارا کہ دیو منھ کے بھل زمین پر آیا کوکب گھبرا رہا ہے کہ ایسا نہ ہو یہ دیو اس جوان کو ہلاک کرے
امیر نے دو گھونسے ایسے مارے کہ دیو چیخنے لگا آواز دیتا تھا اے آدمی مجکو چھوڑ دے اس صندوق مین
سب کچھ ہے تو ہی لے لے میری جان تو بچے کوکب کہتا ہے یارو یہ جوان بڑا صاحب قوت و طاقت ہے دیو کو
جی چھوڑا دیے امیر سے اور دیو سے کشتی ہو رہی ہے آخر امیر نے کولے پر لا دکے مارا دیو زمین پر گرا
جا با غلطک مار کر بھاگوں امیر جھپٹ کر سینے پر سوار ہوئے فرمایا او نامرد شناخت مین پروردگار کے
کیا کہتا ہے دیو نے کچھ جواب سخت دیا امیر نے سر دیو کا کھینچکر پھینکدیا دریا خون کا جاری ہوا وہ
صندوق اُٹھا کر امیر سامنے کوکب کے لائے کوکب نے ہاتھ چوم لیے کہا اے شہریار آپ نے کیا کار نمایان
کیا ہے ایسے دیو خونخوار کو کس زور و شور سے قتل کیا امیر نے فرمایا اسکی کیا حقیقت تھی یہ نگہبان
لوح تھا اب تم مین سے کوئی ایسا ہے بڑے بڑے ساحر و کاہن نجومی جمع ہین صندوق مین قفل لگا ہے کنجی
موجود ہے کسی کو دعوی قفل کھولنے کا ہے سب ساحر قریب آئے ہزار تدبیر سے قفل کھولتے ہین کلید کو
گردش دیتے ہین قفل کسی طرح نہ کھلا کوکب نے عاجز ہو کر کہا آپ اپنے ہاتھ سے کھولیے امیر نے ایک
اسم پڑھکر کلید کو گردش دی قفل جھڑ سے کھلگیا سب حیران ہو گئے کوکب کا تو رنگ رو متغیر ہے کہ یہ شخص
بڑا کامل دانش ہے قفل کا کھلنا کیا کمال ہوا اب امیر نے پٹ کھولا ایک صندوقچی خرد نکلی امیر نے فرمایا
اسمین لوح طلسمی ہے ہمارے واسطے سلاح طلسمی بھی موجود ہین لباس بھی ہے اب کوکب نے دیکھا کہ امیر
نے خود زرین نکالا سر پر رکھا بہت عمدہ راگے چار آئینے جسم پر آراستہ کیے اُس چھوٹی صندوقچی کو
کھولا ایک برق چمکی سب کی آنکھین جھپک گئین اُسمین سے لوح طلسم گرد آباد نکلی الماس کی تختی حروف
یاقوت احمر کے امیر نے اُسکو گلے مین ڈالا کوکب کے اس معاملے کو دیکھکر ہوش اُڑے ہوئے ہین کہ یہ
کیا معرکہ ہے یہ چیزین کسنے رکھی تھین اب امیر لوح گلے مین ڈالکر کوکب سے پھر رخصت ہوئے

چلتے وقت پھر سمجھایا کہ ہم مرحلہ جات پر جاتے ہیں تم کسی بات میں دخل نہ دینا کوکب کے ہوش اڑے
ہوئے ہیں دمبدم یہی خیال ہے کہ یہ کیا معرکہ ہے دیکھیے مرحلہ جات پر جاتے ہیں کہاں لعین امیر ایک
نخل کے سائے میں آئے لوح کو ملاحظہ کیا حکم دیکھکر اسم حاشیۂ لوح پڑھنا شروع کیا تھوڑی دیر اسم
پڑھا تھا کہ آسمان پر فراتا ہوا ایک طائر قوی الجثہ برابر مرکب کے اڑتا ہوا زمین پر آیا منقار
جھکائی چاہا کہ امیر کو لے اڑے ان امیر بحکم لوح طائر کی پشت پر سوار ہوئے طائر لیکر امیر کو اڑ گیا
کوکب تو سر پیٹنے لگا کہا لو یارو یہ کیا غضب ہوا اس جوان کو طائر لیگیا مجھسے کہتا میں سحر کے رد کی
سب ساحر کو رہے ہیں حضور یہ معاملے سمجھ میں نہیں آتے کیا معاملہ عجائب و غرائب ہے عقل کو حیرانی طائر
وہم خیال کو سرگردانی حمزہ عجب شخص ہے یارو اب دعا مانگو کہ سامری و جمشید اسکو بچائیں تھوڑا
عرصہ نہ گذرا تھا کہ آسمان سے ہاہو کی صدا بلند ہوئی اسی طائر نے لاکر امیر کو زمین پر اتارا لگا ایک ساحر
سیہ فام بدانجام بڑے قدوقامت کا جوان ہاتھ میں گولے ترنج و نارنج لیے ہوئے پکارتا ہوا او طلسم کشا
تو نے باغ پر بہار کی کیوں سیر کی ہماری صحبت میں کیوں درانداز ہوا تجھے زندہ نہ چھوڑونگا اگرچہ وہ
طائر بھاگ گیا اسکو بھی ڈھونڈھ کے مارونگا اسنے ساحر کی صحبت کا تماشا دکھایا کوکب نے ساحر کو
دیکھکر آواز دی یا صاحبقران واسطہ اپنے مذہب کا مجکو حکم دیجیے ایک اشارے میں اس ساحر کو
مار لوں اسکی کیا حقیقت ہے ہاتھ ہلانا کافی ہے یہ آپکو کلمات سخت کہتا ہے امیر نے جھلاکر آواز دی اے
بادشاہ خبردار میرے مقدمے میں دخل نہ دینا یہ ساحر تمھارے سحر سے قتل نہ ہوگا اتنے میں جو امیر کی پلک
جھپکی وہ ساحر زمین پر آیا ایک گولہ مارا امیر پر آگ برسنے لگی شعلہ ہاے آتش میں چھپگئے کوکب کف
افسوس ملتا ہے کہ یارو یہ جوان جل جائیگا میں ابھی باران سحر برسا دوں کیفیت برسات کی دکھادوں امیر
لوح چمکاتے ہوئے آگ سے نکلے بغیظ و غضب آواز دی او بادشاہ پانی نہ برسانا ورنہ مشکل ہوگی
ساحر نے پھر گولہ مارا امیر پر تلوارین خنجر برسنے لگے کوکب کہتا ہے ہائے میں کیا کروں ابھی ایک
پتلہ فولادی بھیجوں وہ سب تلواروں کو توڑ ڈالے خنجروں کو پانی کرکے بہادے وہ جوان نہیں مانتا ایک
خنجر بھی پڑ جائیگا تو اسکی جان جائیگی لیکن وہ مجکو منع کرتا ہے میں کیا کروں دو چار سحر اسنے امیر پر
ایسے ہی کیے کہ تلوارین خنجر تیر و تفنگ کوئی ایسا حربہ نہ تھا کہ آسمان سے نہ برسا ہو صاحبقران زمان
ہر مرتبہ لوح کو چمکا کر نکلے ہیں وہ سب چیزیں باطل ہو جاتی ہیں کوکب اچھل پڑتا ہے کہتا ہے یارو حمزہ بھی

بڑا ساحر ہی علم شعبدے سے خوب ماہر ہی دیکھو کیا کیا کام کر رہا ہی بہت بڑا صاحب اختیار ہی اسی سے
مجکو منع کر رہا ہی اپنی شوکت نمائی چاہتا ہی خیر اُسکا خدا اُسکو بچائے لیکن ابھی تک حنا کا پتہ نہین ملا
اسی پر کف افسوس ملتا ہون یہان وہ ساحر سحر کرتا ہوا قریب صاحبقران کے پہونچا تیغہ کمر سے کھینچا
ابتو کوکب چیخ اُٹھا کہ یا صاحبقران شوکت نمائی کو کام نہ فرمایئے تلوار کو آگر مین رکھو ن اس ملعون کو
چیر کر پھینکدون امیر نے ہاتھ بڑھایا کہ ایسا ارادہ نہ کرنا کوکب نے غصے مین سینے پر ہاتھ مارا کہا یارو
یہ جوان بالکل جاہل ہی مجکو اسکی جان کا بڑا افسوس ہی یہان ساحر نے امیر پر ہاتھ مارا امیر نے تلوار کو تلوار
پر روکا اُلجھا دے سے ہاتھ نکال کر نعرہ کر کے تیغہ مارا ساحر نے سر آگے کر دیا گویا سر کو سپر کیا ساحر
کے دو ٹکڑے ہوئے کوکب نے آواز دی یا صاحبقران کیا کیا اُن دونون ٹکڑون کے دو جادوگر
بنکر تیار ہوئے امیر پر حربے کرنے لگے امیر نے پھر ایک کو مارا جون جون امیر قتل کرتے ہین ایک ہی صورت
کے ساحر بڑھتے جاتے ہین تھوڑے ہی عرصے مین ہزارہا ساحر ایک ہی صورت کے امیر کو گھیرے ہوئے ہین
حربہ ہائے سحر کر رہے ہین امیر شمشیر زنانہ و پلنگانہ اُن ساحرون سے لڑ رہے ہین لاشہ کسی کا زمین پر نہین معلوم ہوتا
کوکب کہتا ہی یارو یہ علم شعبدہ ہی مین ابھی جا کر مٹا دون مگر وہ جوان نہین مانتا اب بچنا دشوار ہی امیر
لڑتے لڑتے خیال آیا کہ مین نے اس ساحر کو قتل کیا لوح کو نہین دیکھا یہی خرابی کا باعث ہی بیچ
مین سے اُن ساحرون کے لڑتے ہوئے نکلے لوح کو ملاحظہ کیا حکم دیکھکر سر اُٹھایا کاندھے سے کمان اُتاری
ترکش سے تیر لیا دیکھا کہ ایک ساحر شاخ نخل پر بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہی اسی کے سحر سے ساحر تیار ہوتے ہین
امیر پر حربے کرتے ہین بسبب لوح کے پاس نہین آسکتے دور سے لپٹا لپٹا کر رہے ہین امیر نے تاکا اُسکی
پیشانی پر ایک خال سیاہ تھا تاک کر تیر مارا تل بھر کا فرق نہ ہوا اُسی خال سیاہ پر جا کر پڑا اور توڑ کر پھرہ
سر کو پار گذرا اُس ساحر کے جسم سے شعلۂ آتش نکلے سب ساحر جلنے لگے تھوڑے ہی عرصے مین وہ سب ساحر
جلکر خاک ہوئے آواز آئی کشتی مرا نام من سہیل جادو دربان طلسم بود افسوس مردیم و جان دادیم و
بمطلب خود نہ رسیدیم کوکب کا یہ حال ہوا کہ وجد کرنے لگا صاحبقران جب قریب آئے تو ہاتھ لیکر
آنکھون سے لگائے کہا مین آپ کی جرأت کا قائل ہون اسقدر ساحرون کا بلوہ تھا مگر آپ کو کچھ ہراس
نہ ہوا صاحبقران نے فرمایا اے بادشاہ عالیجاہ لوح طلسمی ہمارے پاس موجود ہی ہمنے نہ دیکھا اسوجہ سے
اتنی آفت برپا ہوئی اگر ہم پہلے سے لوح دیکھ لیتے تو یہ آفت کا ہیکو برپا ہوتی یہ بھی یقین کامل ہی کہ

برکت لوح سے کوئی ساحر ہمکو قتل نہین کر سکتا کوکب نے کہا یہ آپ ہی کا کلیجہ ہی ورنہ ایسے مقام پر انسان
بدحواس ہو جاتا ہی امیر نے کہا اگر ایسا کلیجہ نہوتا تو طلسم کشائی پر کیون ہاتھ ڈالتے یہ مقدمات جانبازی ہین
اب ہم دوسرے مرحلے پر جاتے ہین ای بادشاہ اتنا خیال رکھنا کہ کسی مقدمے مین ہمارے دخل نہ دینا
کل منسوبات طلسمی اسی صحرا مین ہین اب ظاہر ہونگے کوکب نے کہا اچھا جائیے جب امیر آگے بڑھے کوکب
نے ساتھ والون سے کہا یارو اصل یہ ہی کہ یہ جوان پتھر کا کلیجہ رکھتا ہی ہم تو اسکی بہتری کو کہتے ہین وہ
اپنی کیے جاتا ہی اب ان ساحرون کے مقابلے مین اتنا عرصہ گذرا مین ایک گولے مین سب کا کام تمام
کر دیتا ساتھ والے کہتے ہین حضور ایسے ہی ہین یہ جوان اپنی شوکت نمائی چاہتا ہی اب جو بات ہین پڑی ہی
کیا فقرے بناتے ہین کہ اسی صحرا مین منسوبات طلسمی ہین یہ خیالی باتین ہین انکو سب کچھ معلوم ہو گیا یہان تو
ایسی ایسی باتین ہو رہی ہین امیر نے صحرا مین آکر ایک نعرۂ شیرانہ کیا اور آواز دی ای سیران ناخواہ
کیون دیر لگائی ہی میرے مقابلے مین نہین آتا یہ کہکر کوئی اسم پڑھا کوکب نے دیکھا اسی صحرا مین ایک
باغ ظاہر ہوا دروازے پر باغ کے ایک فیل مست کھڑا جھوم رہا ہی امیر قریب اُسکے پہونچے کوکب کے
تو ہوش اُڑے کہا لو یارو غضب ہوا یہ جوان زبردستی ہاتھی کے پاس جاتا ہی دیکھیے اسپر کیا گذرتی ہی
اگر سخن ناشنونہ ہوتا تو مین جا کر ایک چٹکی خاک ڈالدیتا فیل جلکر خاک ہو جاتا سب نے کہا حضور وہ کاہکو
مانیگا مگر صاحبقران بڑھکر چاہتے ہین کہ اندر دروازے کے جاؤن فیل مست سد راہ ہوا امیر نے
تلوار کھینچی فیل مست نے دھڑ کا مار کر ایک گھونسا مارا امیر نے لوح کو چمکایا فیل زمین پر مار کر نابینا ہوا
بھسونڈے سے امیر کو ٹٹولنے لگا امیر اُسکے پہلو سے نکلکر باغ مین داخل ہوئے کوکب نے کہا یارو
کیا عقلمند ہی کس مزے سے اندر باغ کے گیا اب جو بنگاہ غور دیکھا صاحبقران اندر باغ کے گئے
روش پر ایک نازنین مہ جبین نہایت حسین دریائے جواہر مین غرق لباس فاخرہ پہنے ہوئے ٹہل رہی ہی
جھککر صاحبقران کو سلام کیا ہاتھ باندھکر عرض کی قربانت شوم آپ اسقدر کیون تکلیف کرتے ہین
میرے ساتھ چلیے مین بادشاہ طلسم کا سامنا کرادون بحکم لوح اُسکو قتل کیجیے ورنہ راہ دور و دراز ہی
سالہا سال مین بھی آپ نہ پہونچینگے مین عرصۂ دراز سے بندگان عالی پر عاشق ہون میرے بزرگون
نے مجکو سمجھا دیا تھا کہ طلسم کشا کے ساتھ سرکشی نہ کرنا ورنہ قتل ہوگی مین نے بزرگون سے کہا طلسم کشا
کی تصویر مجکو دکھا دو اُن ستارہ شناسون نے آپ کی تصویر کھینچکر دی مین تصویر دلپذیر دیکھکر

مائل ہوئی انتظار مین بیٹھی تھی کہ طلسم کشا صاحب تشریف لائین تو مین شراکت کرون فیلان جادو نے نہ مانا آپ کے روکنے کو گیا آخر بجڑوے نے سزا پائی اندھا ہوا اب آپ میرے ساتھ آئیے مین سامنے بادشاہ طلسم کے پیچلون اس ناز و نیاز سے اُس نازنین نے باتین کین کہ صاحبقران بیقرار ہو گئے اُس نازنین نے ہاتھ بڑھا کر نہایت تکلف سے گنگنا کر یہ اشعار عاشقانہ پڑھنا شروع کیے نظم

غرق بحر اشک ہین کیا حاجت دامن ہمین
چشم تر ہر روز پہناتی ہے پیراہن ہمین

رہنمائی تیرگی ہے منزل مقصود مین
شمع کی صورت فروغ رشتۂ گردن ہمین

امتحان تیغ قاتل آج کرنا ہے ضرور
چاہیے ہے اور بھی گردن تو گردن ہمین

دیکھکر مجکو گریبان چاک کرتا ہے ہلال
نیچے ہمسے گریبان دیجیے دامن ہمین

بعد مردن بھی نہین شان جنون مین کچھ کمی
چاک ہر جامے لا ہے پہلو مدفن ہمین

فرط کاہش سے یہ حالت ہے کہ برسون ہو چکے
خواب مین بھی اب نہین آتا خیال تن ہمین

اب کیے ہے فرصت منت کشی اے باغبان
داغ دل دکھلا رہے ہین جلوۂ گلشن ہمین

آہ آتش بار سے طوق و سلاسل ہین گداز
موم سے بھی نرم ہے سنگینی آہن ہمین

غیر ممکن ہے امید صحبت بیادے دوست
کم نہین رنج قضا سے منت دشمن ہمین

اس سوز و گداز سے یہ اشعار اُس مہ جبین نے پڑھے کہ امیر کو پسینہ آ گیا ہاتھ پانون مین رعشہ آ گیا ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا کوکب نے یہان لوگون سے کہا ہائے کیا معشوقہ حور پیکر طلسم کشا کو ملی ہے معشوق عاشق مزاج امیر اسکے ساتھ ساتھ محبت باتین کرتے ہوئے چلے وہ نازنین قدم بقدم عذر کرتی جاتی ہے کہ مجھپر یہی عنایت صرف رہے تھوڑے ہی عرصے مین طلسم فتح کیجیے مین آپ کو خبر دیتی ہون کہ بادشاہ طلسم آمادۂ جنگ ہے لشکر جمع کر رہا ہے آپ ایسے وقت پر پہونچین کہ وہ لشکر نہ جمع کرنے پائے اگر اُسنے لشکر جمع کر لیا مشکل پڑیگی ایک جان کے لاکھون دشمن ہین آپکا خدا آپ کو بچائے امیر باتین کرتے ہوئے بارہ دری مین تشریف لائے کوکب وغیرہ بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہین اُس نازنین نے امیر کو لا کر مسند پر بٹھایا اور پکار کر آواز دی ارے سب مر گئین ہمارے یہان مہمان آیا تم سب کہان گئین اری لاشن غنچہ دہن شیرین ادا سرو قد اس طرح دس پانچ نام لیکر پکارا باغ سے چالیس کنیزان مہ جبین بہ ناز و کرشمہ سامنے آئین جھک جھک کر سب نے سلام کیے شغل جام نہی ہونے

کوکب نے کہا یارو جیسی معشوقہ خوبرو ہی ویسی ہی کنیزین بھی حاضر ہوئیں اب وہ معشوقہ کے ساتھ چلین گویا
طلسم کشائی ہو چکی سب کہہ رہے ہین حضور ایسی عاشق ملی اب کا ہیکو ہاتھ لینے اُٹھینگے جب کنیزین آئین
تو اس نازنین نے کہا ارے کمبختو کیا ٹکر ٹکر دیکھتی ہو مہمان عزیز کے واسطے شراب لاؤ ایک کنیز دوڑ گئی
گلابی شراب کی لائی جام بلورین لبریز کیا اسنے پنجۂ نگارین پر رکھکر عرض کی یہ جام محبت ہی نوش فرمایئے
کوکب رشک مین مرا جاتا ہی کہا لو صاحب اب شراب و کباب کا چرچا ہوا اب عیش و طیش ہین کوکب
آتش رشک پر لوٹ رہا ہی کہتا ہی یارو یہ جوان کیا صاحب نصیب ہی معشوقہ خاطر کر رہی ہی
اپنے ہاتھ سے جام پلاتی ہی وہ چپکے بیٹھے ہین مُنھ سے کبھی نہین بولتے یہان یہ نازنین مہ جبین جو
جام ہاتھ پر رکھکر مسکرائی سفیدی و براقی دانتون کی برق چمکی خرمن ہوش و حواس کو جلا دیا صاحبقران کا
دل دھڑکا یا تو ہاتھ بڑھایا تھا کہ جام لبلبون دل جو دھڑکا ہاتھ رُکا اس نازنین نے کہا کیون حضور
عرصہ کرتے ہین یہ جام نوش فرمایئے خیال خیر و شر دل سے دفع ہو یہان کوکب کہہ رہا ہی یہ نخرہ
نوجوان کا دیکھو وہ مہ جبین تو محبت جام پلاتی ہی وہ ہاتھ نہین بڑھاتے نہین معلوم کیا منظور ہی میرا دل گھبراتا ہی
اس شخص کی نامنصفی پر غصہ آتا ہی یہ نہین مُنھ سے نکلتا کہ صاحب مجھے جاؤ یہان امیر کو خیال آیا کہ
تمنے لوح کو نہین دیکھا اُسی وقت طرف لوح کے متوجہ ہوئے دزدیدہ نگاہ لوح پر ڈالی نوشتہ پایا
ای طلسم کشا و ای سیاراین عجائبات اگر گلشن جادو اپنے دام مکر مین پھنسالے اور شراب پلانیکا ارادہ کرے
خبردار شراب نہ پینا لوح قبضے سے نکلجائیگی پتھر کے ہوجاؤگے کوئی رہا نہ کر سکیگا جام اسکے ہاتھ سے
لیکر اسی پر پھینک مارو پھر قدرت خدا کا تماشا دیکھو امیر جب نوشتہ لوح سے مطمئن ہوئے ہاتھ بڑھایا
کہ لاؤ صاحب شراب پلاؤ اُس نازنین نے ہاتھ باندھکر کہا میرا دل گھبراتا ہی ایسا نہ ہو کہ آپ میرے ساتھ
دغا کرین امیر نے فرمایا ای معشوقہ خوبرو کون ایسا کور ظاہر اور کور باطن ہوگا کہ تیرے ساتھ بُرائی کرے
کہا مین ڈرتی ہون بڑے بڑے مکارون سے آپ کو سابقہ پڑیگا مین مدت سے آپ کی مشتاق تھی اب
جو جمال جہان آرا دیکھا میرے ہوش درست نہین ہین سب طرح کے خیال آتے ہین ہاتھ بڑھاتی ہی کہ جام دے
انجام کے خیال سے رُکجاتی ہی اگی جو اسنے ہاتھ بڑھایا امیر نے زبردستی جام لیلیا گلشن ہان ہان
کرتی رہی امیر نے وہ جام اُسی پر پھینک مارا اُسنے ایک چیخ ماری کہ او ظالم یہ کیا کیا مین تو مٹتی ہون
تو بھی زندہ نہ بچیگا او فیلان خود سر لینا ایسے فقرات کہتی جاتی ہی ہر موے جسم سے شعلۂ آتش نکلے

مثل ہیزم خشک جلنے لگی اور کنیزین پیٹ رہی ہین پکارتی ہین او ظالم ہمنے پہلے ہی کہا تھا کہ طلسم کشا کے
مزاج مین رحم کہان ہمارا کہنا نہ مانا اپنے کو بلا مین پھنسایا کنیزین جو لپٹین وہ بھی جلنے لگین باغ سے صدا
ہا ہو آنے لگی کوکب نے یہان سر پیٹ لیا کہا لو صاحب طلسم کشا نے غضب کیا ایسی معشوقہ خوبرو کو جلایا
وہ ہاتھی جو نابینا دروازے پر کھڑا تھا اُسنے جو یہ آواز مصیبت سُنی در باغ پر ایک ٹکر ماری مثل انسان
کے آواز دی ای فیلان فیلسوار اب اپنے کو ظاہر کرو طلسم کشا نے گلشن کو جلا دیا مین تو نابینا ہوا
تیری جرأت کا وقت ہے یہ جو کہا اندر سے اُس دیوار کے ایک جادوگر بشکل مہیب بصورت عجیب و غریب نکلا
تیغ برہنہ ہاتھ مین کہتا ہوا ارے غضب کیا میری معشوقہ کو مارا مین آج لٹگیا معشوق پری چہرہ سے
چھوٹ گیا یہ کہکر فیل پر سوار ہوا تیغ برہنہ لیکر چلا صاحبقران ایک گوشے مین کھڑے ہین وہ فیلسوار
تیغ چمکاتا ہوا جب قریب امیر پہنچا کوکب سے ضبط نہ ہو سکا پکار کر آواز دی ای طلسم کشا واسطہ اپنے
دین و مذہب کا حکم دے تو مین آجاؤن یہ ساحر زبردست ہے قیامتین برپا کریگا ایک اشارہ کرون کہ برق اسپر
چمککر گرے مع فیل دو ٹکڑے ہون امیر نے فرمایا خبردار میرے پاس آنیکا ارادہ نہ کرنا ورنہ سب
معاملہ بگڑ جائیگا کوکب نے سر پیٹ کے کہا یارو سُنتے ہو اپنی ہی کیے جاتا ہے یہان فیلسوار نے
جیسے ہی ہاتھ مارا امیر نے بجائے سپر کے لوح کو آگے کر دیا وار اُسکا قریب سر صاحبقران نہ آیا
تلوار سے ایک شعلۂ آتش نکلا اپنی آگ مین آپ ہی جلنے لگا کوکب نے کہا لو یارو اسکا سحر اُلٹ گیا
جو اُسنے چاہا تھا وہ نہ ہوا اگر پورا تیغ پڑتا دو ہی ٹکڑے ہوتے اب جو وہ ساحر جلنے لگا جسم سے
اُسکے شعلۂ آتش اسقدر نکلے کہ تمام باغ آتش بہار ہو گیا ہر دیوار و در سے آگ نکلتی تھی امیر باغ سے
باہر نکل آئے تھوڑے ہی عرصے مین وہ باغ جلکر خاک ہوا کوکب نے دیکھا کہ ایک لاشہ بڑھیا کا پڑا ہے
فیلسوار اور فیل کا پتہ نہین امیر نے پکار کر آواز دی ای بادشاہ یہ معاملہ حیرت افزا دیکھا یہ وہی
معشوقہ خوبصورت ہے دیکھو اب کیا کیفیت ہے کوکب نے کہا دیکھین ہمارا مطلب کب ظاہر ہو امیر
نے فرمایا انشاء اللہ سب کیفیتین ظاہر ہونگی کل منسوبات اسی صحرا مین ہین یہ کہکر امیر نے اپنے
نام کا نعرہ کیا ایک مرتبہ آواز دی ای افسر لشکر گرد آباد اپنے کو ظاہر کر اس صحرا مین ایک نخل
استوار تھا یہ کہتے ہوئے قریب اُس نخل کے پہنچے آخر اُس نخل کو بقوت صاحبقرانی اکھیڑا نخل زمین
پر گرا ایک مہرہ نقب کا ظاہر ہوا صاحبقران اُسمین پھاند پڑے کوکب نے کہا اور غضب دیکھیے

نقیب ین کو دنا کیا ضرور تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک جادوگر گیدن پر سوار پشت پر تین لاکھ ساحر ہاتھوں میں حربہ ہائے سحر لیے ہوئے وہ ساحر للکارتا ہوا اوطلسم کشا کہاں گیا کوکب نے کہا میں جاکر اس کل لشکر کو ایک سحر میں غارت کردوں سب نے کہا آپ دخل نہ دیجیے وہ ہر مرتبہ منع کرتے ہیں یہ ذکر تھا کہ آسمان سے نعرۂ شیر کی آواز آئی کوکب نے دیکھا کہ صاحبقران پشت پر طائر کے سوار تعجیل چلے آتے ہیں طائر نے آکر صاحبقران کو اُتار زمین پر آتے ہی امیر نے اپنے نام کا نعرہ کیا

نعرۂ امیر تصنیف مصنف

منم قاتل کافران جہان
بذیرفت گنجاب ملعون فرار
گذر چون بجولانگہ قاف شد
بلرزہ فتادند دیوان قاف
درانجا چو جاہ ادب یافتم

منم صاحب چتر و تیغ و علم
ز تیغم گریزندہ نوشیروان
چو در باختر جنگ شد آشکار
جزائر پر از عدل و انصاف شد
سمندون بدبخت گشتہ شکار
سلیمان ثانی لقب یافتم

امیر عرب حمزۂ ذی حشم
چو رفتم بسنجان پئے گیر و دار
شدہ بر سرم فتح و نصرت نثار
زدم دیو عفریت را در مصاف
شد از جنگ بیدین ذلیل و نزار

تلوار کھینچکر مجمع ساحران پر جا پڑے تین لاکھ ساحروں نے امیر کو چار جانب سے گھیرا ہے امیر مصروف جنگ ہیں لوح چمکار ہے ہیں جسپر عکس پڑا وہ نابینا ہو گیا وہ جو سب کا افسر ہے اُسنے پکار کر آواز دی یارو کیا کرتے ہو اس جوان پر سحر نہ کرو تلوار و تیر و تفنگ سے ارلو اب سب ساحروں نے تلوار کھینچی صاحبقران پر حربے پڑنے لگے کوکب سر پیٹ رہا ہے پکارتا ہے اے امیر اپنے دین و مذہب کا واسطہ میں آپ کی جرأت پر ناز کرتا ہوں اب مجھے اپنے پاس آنے دیجیے میں ایک سحر میں زمین اُلٹ دونگا یہ لوگ میرے ہاتھ سے مہلت نہ پائینگے ایک سحر میں بھاگ جائینگے اگر کہدوں تو اپنے ہاتھ سے اپنے گلے کاٹ لیں تم اپنے کمال کے آگے کسی کی حقیقت نہیں جانتے امیر نے آواز بلند فرمایا خبردار اے بادشاہ میری شرکت کا ارادہ نہ کرنا انشاء اللہ اس لڑائی کو فتح کرلونگا ان سب بھیاؤں کو شکست دونگا تمھاری آزمائش کا وقت بھی آتا ہے تم فقط تماشا دیکھو کسی بات میں دخل نہ دو ورنہ غضب ہوگا کوکب نے منہ پیٹ کر کہا لو یارو سُنا وہ تو بڑا مغرور ہے عقل و فراست سے دور ہے اپنی ہی کہے جاتا ہے تین لاکھ آدمی ایک شخص کو گھیرے ہیں کس کس کو جواب دیگا ایسا نہ ہو کہ دشمن اسکے مارے جائیں میرا دل کانپ رہا ہے کہ اسپر کوئی زوال نہ آجائے سب جادوگر کہتے ہیں آپ تو ہر چند فرماتے ہیں مگر اپنی جرأت پر

ناز ہی یہان امیر مصروف جنگ ہین یہ بھی خیال ہی کہ ایسا نہ ہو کہ یہ بادشاہ اٹھ سے تو باعث خرابی ہو لڑنے مین بھی منع کرتے جاتے ہین جب چہار جانب سے تلوارین خنجر نیزے وغیرہ پڑنے لگے ہر چند کہ صاحبقران ہمہ تن چشم بنے ہوے لڑ رہے ہین ہزار ہا حربہ پڑ رہا ہی کس کس کو روکین زخمی بھی ہونے لگے جسم جو صاحبقران کا تیرون سے مشبک ہوا کوکب نے ساتھ والون سے کہا کیون صاحبو دیکھو اب ساحرون نے گھیر لیا اکیلے کس کس کو مارینگے زخم بھی جسم پر پڑنے لگے کئی زخم کھا چکے اب سامری وجمشید اسکو بچائین ایک سحر مین سب خاتمہ کر سکتا ہون مگر وہ نہین مانتا اپنی ہی کہے جاتا ہی زخم بھی اٹھائے یہی کام ہی کہ میری مدد کو نہ آنا افسوس ہمارا کچھ مطلب نہ ہوا اُس شخص کی جان پر بنی ہم آخر کیا کرین تمام ساحر و غیر ساحر یہی کہینگے کہ کوکب روشنضمیر نے امیر کو قتل کرایا صاحب اختیار ہو کر مجبور رہا اس حال کو کون دیکھے کہ مین مبہوم ہتا ہون تین لاکھ ساحرون سے اکیلے کی جنگ اسے عقل سے دور ہی یا خداوند سامری وجمشید بندہ آپ کا کسی بات مین کم نہین لیکن اس شخص کے غرور نے اسکی جان لی یہ کہتا ہوا ہر مرتبہ چاہتا ہی کہ بڑھون صاحبقران منع کرتے ہین کوکب بڑھکر رکجاتا ہی لیکن امیر نہنگانہ دلیرانہ لڑتے ہوئے طرف افسر کے جاتے ہین چاہتے ہین کہ جا کر افسر کو مارون افسر دور کھڑا ہی ساتھ والون کو ترغیب دے رہا ہی ہر مرتبہ پکار کر کہتا ہی یارو کیا غیرت کی بات ہی ایک اکیلے پر تین لاکھ ساحر ٹوٹے ہوے ہین مقام غیرت ہی ارے چہار جانب بلوہ کر کے ٹوٹ پڑو کیا ایک ہی مرتبہ سب قتل ہو جاؤ گے امان نہ پاؤ گے افسر جادو جو سب کا افسر ہی جب اس طرح ترغیب دیتا ہی تمام ساحر جو بلوہ کرتے ہین ہزار ہا تلوار وخنجر امیر پر پڑ رہے ہین کس کس سے اپنے کو بچائین ضرور ایک دو وار جسم اقدس پر پڑتے ہین تمام جسم غربال بنا ہوا ہی مگر رستمانہ لڑ رہے ہین جس غول پر جا پڑے درہم وبرہم کر دیا میدان لاشون سے بھر دیا جسم سے سر لٹے خون کے بلند نہایت دردمند مرکب طرارے بھر رہا ہی صاحبقران کو بچاتا ہی مگر چہار جانب سے حربے پڑ رہے ہین کبھی لوح کو چمکاتے ہین ہر مرتبہ یہی قصد ہی کہ اپنے کو تا بہ افسر جادو پہونچاؤن ساحر نہین جانے دیتے ہین اگر ایک غول ہٹا یا دس غول آ کر جمگئے امیر کو بڑھنے نہین دیتے کوکب نے جو یہ معرکہ دیکھا گھبرا کر گھوڑے سے کودا آستینین چڑھائین ساتھ والون سے کہا یارو اب مین نہ رکونگا اب حمزہ قتل ہوا چاہتا ہی میرا دل نہین مانتا کیا سخن ناشنو ہی مجکو پکارتا نہین اگر آواز دیتا مین فوراً

جا پڑتا ایک سحر مین سب کا خاتمہ کر دیتا مگر ہائے وہ میری بات نہین مانتا اپنی جرأت پر نازہ ہی مین طعن تشنیع نہ کرتا
اُنکو یہی بڑا خیال ہو کہ برات مین فرق پڑیگا مجکو اسکا خیال بھی نہین ہماری اُنکی صلاح سے یہ معاملہ ہوا ہو
تاج کا اُنکو خیال ہو یہ کہتا ہوا کوکب صف سے بڑھا یہان صاحبقران لڑتے بھڑتے قریب علمدار پہونچے
علمدار سنے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے روک کے وار کیا مع علم علمدار کے دو ٹکڑے کیے علم لشکر سرنگون افسر کا
کلیجہ خون ہوا کہ طلسم کشا نے علمدار کو مارا قضائے کار امیر نے پلٹ کر دیکھا کہ شہنشاہ کوکب تاج کو بچ آتا ہوا
دس قدم آگے بڑھ آیا چاہتا ہو کہ گولہ نکالوں مدد کو صاحبقران کی جا پڑون امیر نے پکار کر آواز دی ای
بادشاہ خبردار میری مدد کو نہ آنا یہ سُنکر کوکب نے سر پیٹ لیا کہا لو صاحبو سُنا تمنے ابھی تک وہ ہی باتین چلی جاتی ہین
وہ کبھی میرا کہنا نہ مانیگا آخر کار مارا جائیگا انتہا کا لہوہ ہو اکیلا کس کس کو روکے کس کس کو ٹوکے یکہ تاز میدان
جلالت شیر بیشۂ جرأت کیا تعریف کرون جہان یہ جلالت ہو وہان یہ حماقت بھی ساتھ ہو کسی کی بات نہین سُنتے
وہان امیر نے لوح کو دیکھا اسم حاشیۂ لوح پکار کر پڑھا نعرے کرتے ہوئے چلے قضائے کار افسر نے جو دیکھا
کہ علمدار کو طلسم کشا نے مارا میری جانب آتا ہو حیران ہو گیا سمجھا کہ طلسم کشا سے میری جان نہ بچیگی زمین پر گرا
غلطک مار کر پر پرواز پیدا کیے اُڑ کر چلا امیر کی نگاہ لوح پر پڑی نوشتہ پایا کہ اگر یہ اُڑ کر نکلگیا تو بڑا فساد کریگا
امیر نے فوراً اُسے کمان ترکش سے تیر تین بھال کا نکالا تاک کر مارا تو وہ سینے پر پڑا مہرہ پشت کو توڑ کر پار گذرا
جسم سے اُسکے بجاے خون شعلہ ہاے آتش نکلے ساحرون پر گرے ساحر جلنے لگے کوکب اُچھل پڑا کہا صاحبو
ناز اُسکا بیجا نہین ہو کیا کمال کیا افسر کو بھی مارا ساتھ والے بھی اُسکے جلنے لگے مگر مقام افسوس ہو کہ ہمارا
مطلب ابتک ظاہر نہ ہوا نہ تو حشامے گلگون پوش کا حال معلوم ہوا نہ وہ ملعون گرد آباد جادو
معلوم ہوا کوکب تو مثل ماہی بے آب تڑپ رہا ہو لیکن افسر جادو کے مرتے ہی اسطرح کا دھماکا ہوا کہ زمین
تھرا گئی اسطرح کا غبار اُڑا کہ تمام صحرا تاریک ہو گیا اپنا ہاتھ اپنے کو نہین معلوم ہوتا زمین تھرا رہی ہو کوکب
کہتا ہو یارو ابتو میرا ضرور کام ہو شعلہاے سحر روشن کر دون رات کا دن کر دون مگر وہ ظالم میرا کہنا نہ مانیگا
کس غضب کا اندھیرا ہو فوج غم والم نے گھیرا ہو نہین معلوم اُس شیر بیشۂ جرأت پر کیا گذری کوکب کہ رہا تھا کہ یہ
ایک صدا ہے مہیب آئی صحرا تمام روشن ہوا کوکب نے دیکھا اُس صحرا مین ایک قلعہ سر بہ فلک کشیدہ برج بارے
کنگرے سے آراستہ لکھ در لکھ ساحر اندر سے قلعے کے چلے آتے ہین یہ بھی ظاہر ہو کہ طلسم کشا کو مکر کو زندہ نہ بچنے پائے
سنے بڑے بڑے ساحرون کو مارا اپنے بھائیون کا بدلہ لین مراد بر آئے جو طلسم کشا گرفتار ہو اور بالا ے

قلعہ ایک تخت زبرجدی بچھا ہی ایک ساحر سیہ فام تاج یاقوتی سر پر بکبر و نخوت وہ بدسیرت تخت پر بیٹھا ہی
ہزار ہا وزیر و امیر گھیرے ہوئے بیٹھے ہین اور قفس ملکہ حناے گلگون پوش کا آگے رکھا ہی ہر مرتبہ
قفس پہ ہاتھ رکھکر کہتا ہی ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان تیرے واسطے مین نے یہ جفا اُٹھائی سارا
طلسم برباد ہوا مقام خدائی چھوٹا مرحلہ جات شکست ہوئے طلسم کشا لڑتا ہوا آتا ہی دیکھیے اب کیا ہو
جان بچے یا نہ بچے یہ جو کوکب نے دیکھا اپنے آپ سے باہر ہو گیا اور یہ بھی دیکھا کہ صاحبقران کو لاکھون
جادوگر گھیرے ہین وار پڑ رہے ہین مگر نہنگانہ دلیرانہ لڑتے ہوئے جاتے ہین نعرے پر نعرہ بلند ہی ہر مرتبہ
فرماتے ہین او ملعون بیدین مین نے تجھکو پہچانا خبردار معشوقۂ شاہ کو ہاتھ نہ لگانا اگر مرد ہی تو زیر قلعہ آکر
مجھسے مقابلہ کر تو جرأت تیری دیکھین مثل دزدون کے کیا حرکات بیباکانہ کرتا ہی کسی کے ناموس پر
دست اندازی یہ حیلہ سازی وہ ساحر جواب دیتا ہی او طلسم کشا تو نے آکر یہ قیامت برپا کی ورنہ اس
بادشاہ کی کیا حقیقت تھی کہ ما بدولت تک آتا یا مجھسے آنکھ ملاتا یہ کلمات جو گردآباد نے کہے کوکب نے
کہا اور مزا دیکھیے یہ ملعون مجھسے مقابلہ کرتا ایک سحر مین پھونکدون خاک مین ملادون اب مین نہ رکونگا یہ کہکر
کوکب چلا امیر نے پھر آواز دی ای بادشاہ خبردار لڑائی مین شریک نہ ہونا اب تھوڑا زمانہ تکلیف کا
اور باقی ہی کوکب نے کہا اب مین کب مانتا ہون میرے کلیجے پر چھریان چل رہی ہین مین معشوقہ کو دیکھتا ہون
قفس مین گرفتار ہی اول کیونکر مانے جان دونگا ایک اشارے مین آگ لگادونگا اس ملعون کا غرور مٹا دونگا
لاکھ کہا کرین مین اب نہ سنونگا ضرور جا پڑونگا اپنی تو یہ کیفیت ہی **نظم**

غور کر نا دوستو مجھ ناتوان کے حال کو	آئنہ محتاج ہی نظارۂ تمثال کو
دیکھنا تھا ہاے کس پردہ نشین کے حال کو	خاک کے پتلے مین آئی روح استقبال کو
سر کٹے لاکھون بلا سے آبرو باقی رہی	شمع نے جنبش نہین دی پاے استقلال کو
بڑھتے بڑھتے اشک دامن تک گذر کرنے لگے	رفتہ رفتہ گود مین لینا پڑا اطفال کو
کاتب تقدیر کو کچھ اور بھی منظور تھا	لکھتے لکھتے رہگیا نقطہ بنا کر خال کو
تاج گو ہر سر پہ پہنا آبلون سے خار نے	وقت صحرا کر دیا ہمنے جنون کے مال کو
بے تکلف جلوۂ حسن صنم تھا اسقدر	مہر کو رخ مہ کو عارض برق سمجھا چال کو
اب نہین حاجت جو ہون ممنون عیسی و قضا	جنبش لب یار کی کافی ہی دونون حال کو

روشن وتاریک مین یکسان مزا مجکو ملا	مصحف رو کا ترے نقطہ مین سمجھا خال کو
مصطفےٰ سے ہی تجھے چشم شفاعت ای نسیم	بخش دیگا ایزد بر حق ترے افعال کو

اس بیقراری سے کوکب نے یہ اشعار پڑھے کہ سننے والے رونے لگے سب نے عرض کی ای شہنشاہ صبر کیجے
دل پر جبر کیجیے حقیقت مین آپ نے بڑے صدمے اُٹھائے اب وقت ملاقات قریب آگیا کوکب نے کہا
اب مین نہ مانونگا یہ کہکر بڑھا ہر چند ساتھ والون نے کہا کوکب نے کسی کا کہنا نہ مانا آگے بڑھتا ہوا
چلا جاتا ہی امیر اب بھی پکار رہے ہین کہ ای بادشاہ میرے پاس آنیکا ارادہ نہ کرنا ورنہ بہت پچتائیگا
کوکب غیظ وغضب مین سنگر نہ رہے اتنے مین آگے بڑھا وہان امیر خندق سے چند قدم پیچھے ہٹے ہوئے
لڑ رہے ہین کہ کوکب کا نعرہ ہوا آواز دی باشندای ساحران بچیا مین آپہونچا دیکھون تو کیا سحر
کرتے ہو یہ کہکر گولہ مارا کئی ہزار ساحرون کے سر کٹکر گرے زمین کانپی دو تین سحر جو کوکب نے کیے کئی لاکھ
جادوگر مر کر گرے کوکب بڑھتا چلا جاتا ہی ہر چند کہ وہ وقت ہی کہ بھائی کو بھائی باپ کو بیٹا نہین پہچانتا
مگر امیر اُس حال پر ملال مین بھی پکار رہے ہین کہ ای شاہ کیا کرتا ہی کوکب کب سُنتا ہی چلا ہی جاتا ہی آخر
قریب خندق پہونچا یہ تو ظاہر ہی کہ کوکب کا سحر مین مثل نہین ایک گولہ جو مارا تو خندق مین آگ جل رہی تھی
پانی برسا آگ بجھ گئی شعلے بھڑکنا موقوف ہوئے امیر بھی ایک جانب لڑ رہے ہین علمدار کو مارا علم فوج کو
قلم کیا کسی مقام پر نہین رُکتے کوکب تو شعلۂ جوالہ بنا ہوا خندق کو فرا یا جادوگرون نے جو آکر روکا
ایک سحر مین دس دس ہزار کو مارا ابھی دو تھر زمین پر مارا غار پیدا ہوا دس بیس ہزار ساحر اُسمین
غرق ہو گئے نخل گرائے اُسمین ہزارون کو پامال کیا امیر بھی خندق کو فرائے اُس پار پہونچے کوکب تو
برق جندہ ہی امیر سے ہزارون قدم آگے بڑھگیا پھاٹک کو آکے گرا دیا ٹنک کر تلوار کو جست کی اُس وقت
امیر کی بیقراری کہ ای بادشاہ کہان آتا ہی کیون میری مشقت کو مٹاتا ہی کوکب کیونکر رُکے ملکہ حنا
کوکب کو دیکھکر بیقرار ہی چیخ رہی ہی کہ ای شہنشاہ عالیجاہ مجکو اس ظالم کے ہاتھ سے بچایئے سات روز
گذرے یہ مصیبت اُٹھاتے ہوئے کاشکے میری جان نکلجائے اس ظالم کے ظلم سے سامری بچائے اب
صبر نہین ہوسکتا ای میرے بادشاہ مجکو اس ظالم کے ہاتھ سے آکر بچایئے کوکب یہ صدائین سُنکر اپنے
ہوش مین نہین ہی امیر تو لڑتے بھڑتے تا بہ در قلعہ پہونچے ہین اور کوکب تو جست وخیز کرتا ہوا بالاے قلعہ
پہونچا گرد آباد جادو سے کلام ہونے لگے دو گولے گرد آباد نے کوکب کو مارے کوکب بھلا اسکے سحر کو کب

قبول کرتا ہو اشارون مین دفع کردیے آپ تیغے کو جھٹک کر حسبت کی چھجے پر پانون جمایا للکارا دیجیا مین
آپہونچا تو نے غضب کیا ایک عورت کو لاکر ایسا مبتلا یا مردان عالم سے مقابلہ کر خبردار قفس سے ہاتھ ہٹالے بوٹیان
کاٹ کے پھینکدونگا کئی افسر بڑھے اُن افسرون نے کوکب پر سحر کیا کوکب نے کسی کے قبضہ مارا اُسکا سر جھٹ گیا
کسی کی کمر مین ہاتھ دیکے اٹھا لیا چونکہ ہوائی ظلم کیا چالیس پچاس افسرون نے اُس مقام پر سحر کیے کوکب نے
سب کو جواب دیے کسی کے سحر سے ضرر نہ پہونچا اُن سب سردارون کو مار کر جب قریب گرداباد پہونچے ہاتھ
گرداباد ڈٹ کھڑا ہوا کیونکہ ہاتھ ہلایا کچھ آنکھون کو گردش دی پکارا یا سامری و جمشید میری مدد کو آؤ اس
ظالم کے ہاتھ سے بچاؤ کوکب جو برابر پہونچا گرداباد نے ہاتھ تلوار کا مارا کوکب کی آنکھون کے نیچے اندھیرا چھا
فوج غم والم نے گھیر لیا انتہا کا غصہ ہو کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کے پھینکدی اس بے ادب نے خنجر مارا
کوکب نے کلائی پر ہاتھ ڈالکر ایک طمانچہ مارا سر گرداباد کا اُڑ گیا یہان زیر قلعہ امیر نے علمدار لشکر کو مارا
علم فوج سرنگون ہوا ساحرون مین فریاد فریاد کی صدا بلند ہوئی کوئی پکارتا تھا اے شہریار آپ کا مذہب
قبول کرتے ہین دل و جان سے اطاعت کرتے ہین آپ کے دشمن کو مارین امیر فرماتے ہین تم اپنی فکر کرو
دوسرے کا خیال نہ رکھو ساحر گرد پھر رہے دیکھ رہے ہین کہ ایک ایک کو سرفراز کر رہے ہین وہان کوکب
نے جو گرداباد کو مارا ایک دفعتاً ہوا زمین کانپی برقین چمکنے لگین صدائے ہاہو بلند آسمان سے آگ
برس رہی ہے اس طرح کا اندھیرا ہوا کہ کوکب گرداباد کو اور قفس ٹٹولتے پھرتے ہین قفس دستیاب
نہین ہوتا اس وقت کوکب کا گھبرانا چاہتا ہے کسی سے پوچھون کبھی مشتعل سحر روشن کی کبھی آواز دی کہ
ارے کوئی حاضر ہے چونکہ صاحب حکومت بادشاہ با اختیار ہے جیسے ہی یہ آواز دی کہ کوئی حاضر ہے ایک
شہر اتیلہ حاضر حاضر کہکے سامنے آیا کہا کیا ارشاد ہوتا ہے کہا ارے دیکھ تو قفس ملکہ حنا کا کہان ہے میری نظرون
سے نہان ہے شتلے نے چہار جانب نگاہ ڈال کے کہا اس مقام پر قفس نہین ہے کوکب نے کہا آخر قفس کہان گیا
عرض کی غلام واقف نہین اب کوکب کی پریشانی آئینہ رخسار پر حیرانی یہان امیر نے سب کو تسخیر کرلیا
سب ساحر مطیع الاسلام ہوئے اب روشنی ہوئی کوکب نے سر اٹھا کر دیکھا کہ لاشہ ایک زنگی کا پڑا لوٹ رہا ہے
قفس کا کہین نشان نہین سر جھکائے قریب امیر کے آیا کہا اے شہریار بڑا غضب ہوا مین تو لٹ گیا کسی کام کا نہ رہا
ملکہ حنا کے قفس کا کہین پتہ نہین ملتا امیر نے زانو پر ہاتھ مارا کہا اے بادشاہ تمنے ہمارا کہنا نہ مانا مقدمہ طلسم مین
دخل دینا مناسب نہ تھا ہم ہر مرتبہ منع کرتے تھے وزیر دار امیرون کو بلاؤ وزرا و امرا حاضر ہوئے امیر نے فرمایا

کچھ تمکو معلوم ہی کہ گرد آباد جادو کہان ہی اور قفس ملکہ حنا بھی لیگیا وزرا نے عرض کی جسدن سے خداوند ایک عورت کو لائے آٹھ پہر ست خوشامد کرتے تھے لیکن ایسی عورت صاحب عصمت ہماری نگاہ سے نہین گذری آب و دانہ بھی بند رہا قفس مین قید بھی کیا لیکن اُسنے یہی کہا کہ ای شخص قتل کرنیکا تجکو اختیار ہی اگر میری عصمت کو ہاتھ لگائیگا مجکو زندہ نہ پائیگا سر ٹکرا کے جان دونگی ہاتھ مین الماس کی انگوٹھیان ہین انکو چبا جاؤنگی میرا شوہر مجکو چھڑا لے آئیگا نہین معلوم اُسپر کیا گذری لیکن غلام بخوبی جانتے ہین کہ گرد آباد فقرہ دیکے نکلگیا بنجر ابھی ملکہ حنا کا لیگیا آپ کو دھوکا دگیا امیر کو سناٹا آگیا کچھ جواب نہ دیا لیکن کوکب نے بعد عرصہ دراز آنکھون مین آنسو بھر کے کہا ای شہریار آپ لوح کو ملاحظہ فرمائیے دیکھیے لوح مین کیا نکلتا ہی امیر نے لوح کو ملاحظہ فرمایا لوح مین یہ مضمون نکلا کہ ای طلسم کشا والسلام والاکرام مرحلے سب شکست ہوئے لیکن گرد آباد جادو قفس ملکہ حنا کا لیکر نکلگیا اب مناسب یہ ہی کہ طرف مشرق کے جائیے ضرور دستیاب ہوگا امیر نے فرمایا ای بادشاہ ہمنے منع کیا تمنے دخل دیکر معاملے کو بڑھایا اگر تم دخل نہ دیتے تو بادشاہ طلسم مارا جاتا ہم بحکم لوح قتل کرتے اسی وجہ سے ہمنے کئی مرتبہ منع کیا تمنے ہمارے کہنے کو خلاف جانا مقدمہ طلسم مین ہم کیا کہین ہم ہی تلاش کرینگے اب بھی ہمارا کہنا مانو تم اس قلعے مین بیٹھو ہم براے تلاش گرد آباد جاتے ہین سر بھی اُس مفسد کا لائینگے حنا کو بھی تمسے لائینگے مناسب یہ ہی کہ تم یہانسے قدم نہ ہٹاؤ ہم جاتے ہین تلاش کرکے لاتے ہین یہ کہکے مرکب منگوایا پشت مرکب پر سوار ہوئے کوکب خوب سمجھا آپ پشت مرکب پر سوار ہوکے بحکم لوح طرف مشرق کے چلے اب حال بد مآل اُس خرس بادیہ ضلالت کا تحریر کرتا ہون کہ امیر تو پشت مرکب پر سوار ہوکر تلاش گرد آباد جاتے ہین جہان پہونچینگے حال خجستہ آل تحریر کرونگا مگر جب کوکب سحر کرتا ہوا مثل شیر غضبناک بالاے قلعہ پہونچا جس طرح تحریر کیا ہون اُسی طرح مقابلہ کیا گرد آباد نے اپنی صورت کا جوان بناکر سامنے کوکب کے کردیا کوکب نے بطور مذکور مارا وہ گرد آباد نتھا زنگی قتل ہوا گرد آباد سوچا کہ کوکب تو میرا کیا کرسکتا ہی مگر طلسم کشا جو لڑتا ہوا آتا ہی اسکے سامنے مشکل پڑیگی یہ سوچکر صحرامین اندھیرا کردیا اُسی اندھیرے مین قفس لیا پرواز پیدا کرکے ایک جا بھاگا ملکہ حنا متموج ہوا سے بیہوش ہوگئی تھین گرد آباد جب دس پانچ کوس نکل آیا ملکہ حنا قفس مین بیہوش پڑی ہین ایک پہاڑ پر اُترا سوچنے لگا کہ اسی عورت کی وجہ سے مقام خدائی چھوٹا طلسم مین آکر چھپا وہان بھی نہ رہ سکا اب کسی اور ملک مین دعوی خدائی کرونگا جاہلون کو تسخیر کرلونگا پھر وہی رنگ

جد ہو جائیگا لیکن جس واسطے یہ جفا اُٹھائی وہ مطلب تو حاصل کرون خوشی سے تو یہ عورت نہ مانیگی ایک سوہنی پڑھون کہ قلب اسکا اُلٹجائے مثل میرے مجھپر عاشق ہو یہ سوچکر اُسی پہاڑ پر فرش بچھایا مسند تکیہ لگایا چند گلدستے سحر کے بنائے اُسی مقام پر رکھ رکھدیے ملکہ حنا کو ہوشیار کیا قفس سے نکالکر بٹھا دیا اب جو ملکہ کی آنکھ کُھلی دیکھا کہ وہی جلاد صاحب بیداد دست بستہ بیٹھا ہی منتین کر رہا ہی ملکہ حنا نے کہا ای شخص کیون اپنی اوقات ضایع کرتا ہی مجھکو قتل کر مین تیرا کہنا کبھی نہ مانونگی گرد آباد نے سر پیٹ لیا کہا ارے ظالم مین تو تباہ ہوا دل پر چھریان چل رہی ہین ہڈیان جسم کی جل رہی ہین ملکہ حنا نے کہا او ظالم ایک ہاتھ تلوار کا مار دے بار سر اُتر جائے اب دل قابو مین نہین ہائے میرا چاہنے والا میرے پہلو مین نہین نظم

اشک آنکھون مین ڈر سے لا نہ سکے
رہ گئے دیکھکر بُلا نہ سکے
کیا ہوے تیرے حوصلے ای اشک
گالیان بھی مجھے سُنا نہ سکے
پانون چوما کیے حنا کی طرح
لب تک اپنے سوال آ نہ سکے
اضطراب قضا ہوا یہ نسیم
دل کی بھڑکی ہوئی بجھا نہ سکے
تھین جو اُسمین حیا کی کچھ باتین
حرف تقدیر کو مٹا نہ سکے
گو بہت پاس غیر تھا لیکن
جب کوئی اور رنگ لا نہ سکے
نہ لی اُسنے پانون مین مہندی
کہ گلے بھی اُسے لگا نہ سکے
نہ ہلی جب زبان نزاکت سے
شکوہ میرا وہ لب پہ لا نہ سکے
تھا یہ خطرہ کہین پسند نہ ہون
آنکھ ہمسے بھی وہ چرا نہ سکے
خامشی بھی بشکل زخم مجھے
رنگ اپنا عدو جما نہ سکے

ملکہ حنا نے اس طرح بیقرار ہوکے یہ اشعار پڑھے کہ گرد آباد اور بھی بس گیا ہاتھ باندھنے لگا ملکہ نے جب نہ مانا منت و خوشامد سے عاجز آیا ایک گلدستہ اُٹھا کر سُنگھا دیا گلہاے سحر کی جو بو دماغ مین پہونچی رنگ حنا متغیر ہوا لخلخے لگی بیہوش ہو گئی گرد آباد نے اور سحر کیے بعد تھوڑے عرصے کے جو ملکہ کی آنکھ کھلی قلب اُلٹ گیا صورت گرد آباد کی دیکھکر کہا ای گرد آباد مجھے بھی تجھسے محبت قلبی ہی جو تیری خواہش ہو مین بسر و چشم حاضر ہون ایسے چاہنے والے کسے ملتے ہین یہ جو حنا نے بہ محبت کہا گرد آباد ڈھونڈ گیا ہاتھ باندھکر کہا مین تو غلام ہون عمر بھر خدمتگزاری کرونگا ملکہ حنا نے کہا جو تیری خوشی مین سب طرح موجود ہون اب تو گرد آباد ملکہ کو پہلو مین لیکر بیٹھا کہتا ہی سنو صاحب مین کسی ملک مین چلکر سامان خدائی درست کرونگا تمکو نائب بناؤنگا آپ خداوند بنکر مجھون رنگ بندہ جائیگا لاکھون مطیع ہونگے حنا کہتی ہین جو تمھاری خوشی مین سب طرح تابعدار ہون اب عاشق و معشوق باتین کر رہے ہین معشوق بھی عاشق مزاج حسینان جہان کے سر کا تاج خوش بیٹھا ہی

باتین راز و نیاز کی جانبین مین ہو رہی ہین ملکہ نے آنکھون مین آنسو بھر کے کہا کیون ای خداوند آج اگر ہمارے قلعے مین ہوتے چالیس ہزار کنیزین ستر ہزار غلامان ترکی و رومی و حبشی براے خدمتگزاری حاضر رہتے اسوقت دست بستہ حاضر ہوتے ہمارے تمھارے وصل کا سامان اور یہ بے لطفی شراب و کباب بھی میسر نہین یہ سُنکر گرد آباد بھی رونے لگا کہا ای شہنشاہ خوبی و ای سرو باغ محبوبی مین بھی اُس شہنشاہ پر خدائی کرتا تھا لاکھون بندے آتے تھے نذر و نیاز لاتے تھے جس شی کا نام لے دیا ہزارون من حاضر ہوتی تھی اب ایک گلابی بھی شراب کی ممکن نہین ہے ابھی شراب لاتا ہون یہ کہکے اپنے مقام سے اُٹھا ساحر زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست پرواز پیدا کرکے چلا کسی بھٹی سے خم اصول لیا کچھ کابلی مٹر کچھ کچالو لیکر بتعجیل آیا وہ سب سامان ملکہ حنا کے سامنے رکھدیا کہا لو صاحب یہ حاضر ہی ملکہ حنا شراب کو دیکھکر اور زیادہ بیقرار ہوئین کہا کیون صاحب ہم نہین جانتے کہ شراب کیونکر پیتے ہین جس وقت جرچا شراب و کباب کا ہوتا تھا غلامان گلعذار و ساقیان ماہ رخسار جام بادۂ گلنار بصد لطف بسیار لیکر حاضر ہوا کرتے تھے بخوشامد شراب پلاتے تھے آج یہ بے سامانی یہ حیرانی و پریشانی افسوس ایک ساقی بھی ممکن نہین ان کلمات حسرت پر عاشق و معشوق بلبلا بلک کر رونے لگے اپنے سامان عیش و نشاط یاد آتے تھے ہر مرتبہ یہی کہتے ہین کہ ہائے اب شراب کیونکر پئین کوئی اونڈیل کے پلانے والا بھی نہین دونون عاشق و معشوق اس انتشار مین تھے کہ جنگل سے گانے کی آواز آئی کہ کوئی خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ گا رہا ہی

نظم

ارمان نکلجائین کچھ عاشق مضطر کے — آنسو نہ مرے پونچھو رو لینے دو جی بھر کے
مین دل کی طرح انکو پہلو سے لگائے ہون — سب زخم ہین راحت مین قاتل ترے خنجر کے
دیکھے جو غضب تیرے کچھ کہ نہ سکے ظالم — ناسور مرے دل مین رہ رہ گئے منھ کرکے
کہ دیتے ہو باتون مین جو حال گذرتا ہی — پڑھ لیتے ہو تم اُنکو الفاظ مقدر کے
کسواسطے بیرخ ہو گھبراتے ہو کیون اتنا — دو باتین ہین عاشق کی قصے نہین دفتر کے
کچھ سیکھ لیا شاید انداز تمھارا سا — کیون صبح کے دامن مین منھ چھپلے اختر کے
پڑتی ہی نظر جسجا خالی نہین روزن سے — عاشق کے بھی دل مین ہین انداز ترے گھر کے

گرد آباد و حنا نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک کوبے کا لڑکا زعفرانی جوڑا پہنے ہوئے کلاہ بھاری سر پر

شروع کا پائجامہ پائچے چڑھائے ہوئے بھاری جوتا پانون مین ڈفلی ہاتھ مین اس رنگ سے گاتا ہوا آتا ہی کہ جانور آشیانون سے پھڑک پھڑک کر گر رہے ہین آہوان صحرا کر چالین بھرتے ہوئے صحرا سے نکلتے ہین آنکھین گردش کرتی ہوئین گانیوالے کا منھ دیکھکر روتے ہین کسی جانب سے شیر دہڑ و کا مار کر نکل آیا صدا گانے کی سنکر ایسا مبہوت ہوا کہ آہو کو شکار نہ کر سکا ٹہلتا ہوا جنگل کو نکلگیا اس رنگ سے وہ لڑکا چلا آتا ہی حنا نے بیقرار ہوکر کہا یا خداوند کیا موزون تقدیر کی ہی حقیقت مین تو خداوند ہی ہی ہمکو شراب پلائیگا سامنے بیٹھکر گائیگا دل کو لبھائیگا اسکو بلائیے حقیقت مین کیا گاتا ہی ہر تان پر نشتر پڑتے ہین گرد آباد نے کہا مین ابھی لایا یہ کہکے گرد آباد سحر کرکے گرا جس طرح باز کنجشک کو اُٹھاتا ہی اس طرح اُس لڑکے کو اُٹھا لایا سامنے حنا کے لاکر بٹھا دیا جب ہوا چلی لڑکے کی آنکھ کھلی سامنے ایک زن حسین کے ایک ساحر سیہ فام کو دیکھا ہزارون دعائین دینے لگا حنا سے کہتا ہی آپ کی ترقی حسن و جمال ہو گرد آباد سے کہتا ہی آپ کا ترقی پر جلال ہو ایسے فقرات کہے کہ دونون اس فصاحت و بلاغت پر خوش ہوگئے لڑکے سے کہا کچھ گاؤ لڑکے نے کہا مجھے فرصت نہین اسوقت شراب کی بھٹی پر جاؤنگا سامنے شراب پینے والون کے گاؤنگا پیسہ پیسہ سب دیتے ہین چار چھ گنڈے ملجائینگے باد اکو ٹھے پر سے گر پڑے انکا کولہ اُتر گیا تان سنوار خان انکا لقب ہی سارے شہر مین مشہور ہین اب گھر کی روٹی ہمارے ذمے ہی گرد آباد نے کہا صاحبزادے دو چار آنے کیسے پیسے روپیہ لو یہ کہکے روپیہ سامنے لڑکے کے پھینکا لڑکے نے کہا واہ حضور ہم پیسہ چیز لیتے ہین مان نے ہماری تبا دیا ہی چینی کے ٹکڑے نہ لینگے ہم پیسہ چیز لیتے ہین ملکہ حنا قہقہہ مار کر ہنسین کہا صاحب اس بیوقوف کی باتین سُنتے ہو کیا کہتا ہی روپئے کو بُرا جانتا ہی گرد آباد نے کہا مین ابھی پیسے لاتا ہون یہ کہکے دوڑا ہوا گیا پیسے لایا کہا لو صاحب مین نے اس لڑکے کی خوشی کی پیسہ نکالکر پھینکا لڑکے نے پیسہ پاتے ہی ڈفلی کو درست کیا گنگنا کے یہ غزل گانے لگا **نظم**

پہونچی جو دم شوق نظر یار کے سر تک	اللہ ری نزاکت کہ لچک آئی کمر تک
ای روح نہ اٹھنا قفس جسم سے ہو تنگ	آپہونچے ہین تیر نظر یار جگر تک
مر جائینگے پہلے دم رخصت طلبی سے	ہم خود سفری ہونگے ترے وقت سفر تک
کچھ دور نہین تیری نزاکت سے جو بل کھائے	موزلف کے آئینگے اگر موے کمر تک
پابوسی کا کل کوئی آسیب نہ پہونچائے	شانہ بھی نہ آجائے کہین موے کمر تک

گو تجھکو خبر ہو کہ نہ ہو مین نہین غافل ÷ آہین مری ہو آتی ہین ہر شب ترے در تک
گر بندہ نوازی کا ارادہ ہی تو جلد آ ÷ ہون آج کی شب اور بھی مہمان سحر تک
کیا کیا نہ ارادے تھے مرے جوش جنون کے ÷ پہونچا نہ مگر ہاتھ گریبان سحر تک
وہ ضعف ہی اک لفظ زبان پر نہین آتا ÷ جا سکتی نہین میری دعا باب اثر تک
اک طرفہ تماشا ہی ذرا دیکھو تو تم بھی ÷ لے آئینگے اُنکو ہی کتے ہوئے گھر تک
ہر چند ہون دیوانہ مگر ہی ادب اتنا ÷ آتی ہی قدم لینے کو وحشت مرے گھر تک
ای ضعف اجازت دے کہ ہین برہنہ آنسو ÷ آتا نہین دامن بھی مرا دیدۂ تر تک
وہ حال نسیم اب ہی کہ دشمن بھی ہی محجوب ÷ منھ اپنا چھپاتا ہی مرا زخم جگر تک

اس رنگ مین یہ غزل لڑکے نے گانا شروع کی کہ ملکہ حنائے گلگون پوش و گرد آباد جادو جوش عشق مین رونے لگے ملکہ حنا نے کف افسوس ملکر کہا کیون صاحب دورنگی زمانے کی ظاہر ہی کبھی شادی کبھی غم کبھی عیش کبھی الم تمھاری خدائی مٹی ہمارے ملک کا نشان گیا اب بھلا کوکب اپنے ملک مین کاہیکو آنے دیگا نام سُنکر بیزار ہو جائیگا کیون صاحب اُس سے مقابلہ پڑیگا اُس جلادے کون لڑیگا وہ سحر مین بلائے روزگار ہی اُس سے کون مجادلہ کر سکتا ہی سحر اُسکا غضب سامری و جمشید ہی اُسکے سحر مین بڑے بعید گرد آباد نے کہا کہ ای جان جہان نہ گھبراؤ وہ کیا کر سکتا ہی دونون عاشق و معشوق خوش بیٹھے ہین صحرائے پُر فضا طائرون کی زمزمہ سرائی نسیم عنبر شمیم چل رہی ہی پھولون نے آنکھین بند کرلین طفلان غنچہ نے بھی غون غان شروع کی ان سب کو ناگوار ہی کہ یہ گلعذار اس بجیلے کے پہلو مین ماہ تابان برج عقرب کے قابو مین ہی مقام افسوس ہی گرد آباد نے کہا ای ملکۂ عالم خدائی میری حمزہ نے مٹائی تمھاری محبت مین بہوت تھا کچھ نہ بن پڑا اتنا بڑا طلسم چھوٹا فلک کجرفتار نے لوٹا لیکن بادولت کو سب طرح کا اختیار ہی اُس سے بہتر طلسم بنا سکتا ہون اُس سے زیادہ عجائب غرائب ہون بے لوح کا طلسم بناؤنگا اور کسی مقام پر دعوی خدائی کرونگا سب بندے جمع ہو جائینگے بیمار صحت پائینگے مراد مند دوڑے ہوئے آئینگے حنا سے یہ باتین کرکے لڑکے کی جانب اشارہ کیا کہ جام شراب مملو کرد مجکو اور ملکۂ عالم کو پلاؤ اُس لڑکے نے گنگنا کے دو چار شعر عاشقانہ گائے جسمین کا ایک شعر یہ ہی ناسخ پیتا ہون خون دل بغیر خواہش شراب کی ÷ دل بھُن رہا ہی کسکو ہوس ہی کباب کی ÷ گرد آباد سے آنکھین ملا کر پکار اُٹھا

بیت بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند + چنان نماند چنین نیز ہم نخواہد ماند + گرد آباد جادو نے کہا
ای طفل تو نے دل خوش کر دیا دونون ہاتھ بڑھا کر جام لیا انجام کا خیال نہ ہوا جوش محبت معشوقہ مین پی گیا
دوسرا جام لڑکے نے ملکہ حنا کو دیا ملکہ نے بھی خوشی خوشی جام پی لیا سحر مین گرد آباد کے مبہوت ہو رہی ہی
اپنے نیک وبد کا ہوش نہین جام پیتے ہی آنکھون مین سُرخی آئی چہرہ گلنار ہوا وہ لڑکا غزلین گا رہا ہی
شراب پلا رہا ہی دو دو جام جب دونون کو پلائے گرد آباد نے خوش ہو کر کہا صاحبزادے کیا کہنا
کیا کیا غزلین گا رہے ہو دل کو لبھا رہے ہو اسوقت سامان خدائی آنکھون کے نیچے پھر گیا سب بندے
ہمارے سجدہ کرنیکو آئے ہین سجدے کر رہے ہین بہت سے دور کھڑے ہین چاہتے ہین ابدولت کے
پاس آئین جی چاہتا ہی سب کو بُلا لون سب بندے ہمارے عذر کر رہے ہین لڑکے نے کہا ضرور بلائیے سب کو
پہلو مین بٹھائیے گرد آباد نشے کے جوش مین اُٹھا کہتا ہوا بڑھا کہ ای بندگان من میرے پاس آؤ خداوند
تمھارے مشتاق ہین چند قدم اُٹھکر چلا تھا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کر گرا ملکہ یہ کہکر اُٹھی کہ ارے
میرے وارث کو کیا ہوا چند قدم چلکر یہ بھی گری لڑکے نے کمر سے خنجر نکالا نعرہ کیا نعرہ چالاک

بچشم دشمن اندازم کفِ خاک		بہ عیاری من آنم چیست و چالاک
خلیفہ اولم چالاک نامم		نہ آید باد گردِ تیز گامم

لپکر گرد آباد کو خنجر مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے آندھی سیاہ اُٹھی سنگباری و برفباری ہونے لگی
آوازین مہیب آئین آخر کو صدا آئی کشتی مرا نام من گرد آباد جادو بود اب اندھیرے مین چالاک
ٹٹولتا پھرتا ہی کہ اُس عورت کو پاؤن اُسکو بھی قتل کردن لیکن ہوائے تند سے حیران و پریشان ہی کبھی سوچتا
ہی کہ یہ دونون کون ہین پھر دل سے کہتا ہی کہ کوئی ہون ساحرون کا قتل کرنا ہی مناسب ہی یہی قبلہ وکعبہ کا
حکم ہی کہ جہانتک ہوسکے ساحرون کو مٹانا چالاک تو اس فکر مین ہی قضائے کار شہنشاہ کوکب روشن ضمیر جو
آسمان پر اُڑا ہوا آتا تھا اُسکے کان مین آواز پہونچی کہ کسی نے گرد آباد کو مارا حیران تھا کہ کیا امیر ہوئے جا کے
اُسی مقام پر آیا آسمان پر سے دیکھا کہ لاشہ گرد آباد کا زمین پر تڑپ رہا ہی ایک عیار طرار خنجر برہنہ ہاتھ مین لیا
ٹٹولتا پھرتا ہی چاہتا ہی کہ حنا کو قتل کردن گھبرا کر آواز دی خبردار او عیار کیا کرتا ہی منم شہنشاہ کوکب
چالاک نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک بادشاہ زبردست آسمان سے نعرے کر رہا ہی چالاک گھبرا گیا
ناچار بخوف جان پہاڑ سے کودا ایک درے مین چھپا دیکھ رہا ہی کہ وہ ہی بادشاہ زمین پر آیا اُس نازنین کو

ہوشیار کیا اب جو دہ جبین اُٹھی ساحر تو مر چکا ہی سحر اُتر گیا ہو اپنے وارث کو دیکھکر لپٹ گئی چیخین مار کر رونے لگی
کہتی تھی ای شہنشاہ اس ملعون کو سامری و جمشید نے غارت کیا اس بیحیا نے بڑے بڑے صدمے دیے
آبرو میری آپ کے اقبال سے بچی اسوقت اُسنے سحر کرکے مبہوت کر دیا تھا ایک گویا آیا اُسنے اُس ملعون کو
مارا میری آبرو بچی ورنہ مین اپنے آپ مین نہ تھی نہین معلوم یہ کون دوست صادق تھا کہ جسنے آبرو بچائی
کوکب نے کہا ای ملکۂ عالم بڑی خیر ہوئی اگر امیر آجاتے تو غضب ہوتا مین اُسنے وعدہ کر چکا تھا کہ مسلمان
ہو جاؤنگا اب چلو نکل چلین ایسا نہ ہو کہ امیر آجائین اُسی وقت اُس بادشاہ نے ایک تخت بنایا اُسپر
آپ سوار ہوا اُس نازنین کو بھی بٹھالیا سحر سے تخت اُڑا کر چلا جب وہ آسمان پر روانہ ہو گیا چالاک
اُس درے سے نکلا حیران تھا کہ یہ کیا شعبدہ ہی آخر مجبور ہو کر ایک جانب چلا بڑا تردد تھا کہ امیر کو کہان جا کر
ڈھونڈھون اسی سوچ مین جاتا تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ امیر پشت مرکب پر سوار گھوڑا اُڑائے
چلے آتے ہین چالاک امیر کو دیکھکر مثل گل شگفتہ ہو گیا امیر نے دور سے چالاک کو دیکھا بے اختیار
پکار اُٹھے ای مژدہ والا گہر کیونکر آنیکا اتفاق ہوا برائے خدا بتاؤ کہ لشکر پر کیا گذری علمشاہ نے کیا کیا
چالاک رونے لگا کہا ای شہریار کس زبان سے بیان کرون کہ کیا کیا قیامتین گذرین لشکر تباہ بادشاہ
جمجاہ حیران و مضطر رستم پیلتن اپنے بیگانے کو نہین پہچانتا جو سامنے پہونچا اُس ظالم کے ہاتھ سے
زخمی ہوا غلام آپ کی تلاش مین نکلا شکر ہی کہ آپ سے ملاقات ہوئی اب جلد چلیے ورنہ کسی کو زندہ نہ
پائیے گا یہ حال مصیبت مآل سنکر صاحبقران گھبرا گئے جملہ امورات بھول گئے فرمایا ای چالاک جلد چلو
بدعت رستم سنکر قلب تھرا گیا کلیجہ منہ کو آگیا سب کو جا کر خیر سے دیکھون تو دل کو تسکین ہو یہ کہکر
صاحبقران ساتھ چالاک کے چلے راہ مین امیر نے سب حال اپنا بیان کیا چالاک نے کہا مینے بھی
ایک جادوگر کو مارا کہ نام اُسکا گرد آباد تھا امیر نے فرمایا اُسی کے مرنے پر ایک بادشاہ مسلمان ہونیکو
تھا مین اُسی کی فکر مین تھا اب مجھے لشکر مین پہنچنا واجب و لازم ہی یہ باتین کرتے ہوئے امیر اپنے لشکر کیجانب
چلے اب حال لشکر کا تحریر کرتا ہون جو جو ظلم ہاتھ سے علمشاہ کے اہل لشکر پر گذرے جلد اول مین وہ
سب حال موجود ہین انجام داستان ضرور ہی علمشاہ عشق مین ملکہ حسین کے بیقرار ہین ساتوین دن پھر
طبل جنگی بجوا دیا بادشاہ کو خبر پہونچی یہان بھی طبل جنگی بجا شب بھر تیاریان ہوئین صبح کو دونون لشکر
میدان کارزار مین آئے حسین جادو دریائے جواہر مین غوطہ زن معشوقہ پُرفن بارہ ہزار جادوگرنیون کو

ساتھ لیے ہوئے ایک جانب آکر ٹھہری علمشاہ سے اشارے ہو رہے ہین علمشاہ کی بیقراری کا مرکب
باد رفتار کو بڑھایا سامنے تخت لقاکے آئے اجازت خواہ ہوئے بت پرستون کے حق مین بہتری ہوئی عشق
مین حسین کے بہوت بختیارک نے کہا ای رستم ملکہ تمھاری محبت مین رات بھر بیقرار رہتی ہین اب
بارگاہ سلیمانی لاؤ امیر کو تو اُنکے سردارون نے چھپا دیا علمشاہ نے کہا مین ابھی بارگاہ لاتا ہون
صاحبقران کو بھی تلاش کرکے لاؤنگا جب سو دو سو سردار مارے جائینگے آپ ہی بیقرار ہو کر دوڑے
آئینگے یہ کہتے ہوئے میدان کارزار مین آئے پکار کر آواز دی ای فرقۂ خدا پرستان بارگاہ سلیمانی
و سر صاحبقران کی مجکو تلاش ہی یا تو اُنکو بھیجو ورنہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ آئے لندہور وغیرہ نے
قصد کیا تھا کہ نکلین بادشاہ نے سب کو منع کیا فرمایا مین اپنے عم نامدار کو سمجھا کر لے آؤنگا کوئی صاحب
قصد نہ کرین یہ کہکر مرکب خنگ سیاہ قیطاس پر سوار ہوئے سب سردار قدمون سے لپٹ گئے
کہتے تھے ای شہریار رستم اپنے ہوش مین نہین ہین ایسا نہ ہو سرکار کے ساتھ بے ادبی کرین ہماد گون
کو کچھ بن نہ پڑیگا بادشاہ نے فرمایا مین اگر جاؤنگا میرے عم نامدار میرے ساتھ بے ادبی نہ کرینگے
یہ فرماتے ہوئے میدان کارزار مین آئے سامنے رستم کے ٹھہرے رستم نے سلام کیا بادشاہ نے فرمایا
ای عم نامدار مقام افسوس ہی کہ آپ فرزند دلبند صاحبقران ہین آپ نے یہ کیا وضع بنائی ہی لشکر
مین چلیے ایسا نہ ہو کہ بدنامی ہو حقیقت مین صاحبقران لشکر مین نہین ہین ورنہ فساد برھتا آپ نے واسطے
ایک زن بازاری کے یہ فساد برپا کیا ہی مین آپ سے وعدہ کرتا ہون کہ حسین کو بلوا دونگا آپ کے پہلو
مین بٹھا دونگا بادشاہ نے زن بازاری جو کہا علمشاہ کا چہرہ سُرخ ہو گیا کہا کہ آپ میری معشوق کا
نام بے ادبی سے لیتے ہین سر کاٹ لونگا بادشاہ نے سر جھکا کر فرمایا اگر اس سر سے آپ کا مطلب حاصل ہو
تو میری مین خوشی ہی یہ سُنکر علمشاہ نے ہاتھ تلوار کا مارا تاج شہنشاہی کٹا سر بھی شاہ کا زخمی ہوا
سرداروں نے جو دیکھا سب دوڑ پڑے یہ کہتے ہوئے کہ رستم نے بڑا غضب کیا بادشاہ کو ہمارے
زخمی کیا اس ظالم کو قتل کرو سے سی سردارون نے آکر رستم کو گھیر لیا تلوارین پڑنے لگین علمشاہ شیرانہ
لڑ رہے ہین جسکو ہاتھ مارا اُسکا سر زخمی ہوا کسی کا شانہ جھول پڑا بختیارک نے فوج کو اشارہ کیا
حسین کو آواز دی لو ملکۂ عالم آج رستم پر غضب کا بلوہ ہی ایسا نہ ہو کہ تمھارا معشوق مارا جائے جلد
سحر کرو حسین پڑھی سحر جو پڑھ کر کیا بارہ ہزار کنیزون نے بھی پڑھ پڑھ کے سحر کیے سردارون کے گھوڑے

شیہے کرنے لگے بدعت علمشاہ حسین کا سحر بادشاہ گھبرائے لشکر پامال ہونے لگا سمجھے کہ اسکے سحر سے سردار کیونکر بچین لیکن ای معبود حقیقی وای رب تحقیقی اپنے بندون کو ان ظالمون کے ہاتھ سے بچالے ایسا نہ ہو کہ لشکر پر شکست ہو تیری صفت ہم کیا کر سکتے ہین اصل یہ ہی نظم

نطفہ را انسان تو ای خلاق اکبر ساختی	قطرہ را گوہر نمودی خاک را زر ساختی
گاہ بر را بحر کردی بحر را بر ساختی	گاہ تر را خشک کردی خشک را تر ساختی
مہر تابان ساختی و ماہ انور ساختی	شمع حسن خود بہر محفل منور ساختی
تابع فرمان خود کردی شہان ملک را	گاہ دارا ساختی گاہے سکندر ساختی
اہل دولت را گہے کردی تو درویش و فقیر	تنگدستان را بمال و زر تو نگر ساختی
گمرہان راہ الفت را تو گشتی رہنما	خاکساران جہان را کیمیا گر ساختی

ملک کرچہ بادشاہ نے دعا کی سب سردارون نے آمین کہی دریاے رحمت الٰہی جوش مین آیا بقدرت سبحان لم یزل دعز بے بدل از پردۂ بیابان گردے برخاست دیکھا کہ صاحبقران پشت مرکب پر سوار چالاک رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے صاحبقران تشریف لاتے ہین امیر نے بھی دور سے دیکھا کہ رستم کی بدعت جادوگرنیون کی حماقت تمام سردار حیران و پریشان یہ حال پر ملال دیکھکر صاحبقران کو بہت ناگوار ہوا دہین سے نعرہ کیا ادبے ادب خبردار یہ کیا حرکت ہی اب آگے نہ بڑھنا چالاک نے عرض کی کہ ای شہریار رستم اپنے ہوش مین نہین ہین سمجھ کے مقابلہ کیجیے گا اول علاج حسین کا واجب و لازم ہی صاحبقران نعرہ کرکے جا پڑے جو سردار گھوڑون سے گرے تھے یا مرکب بدلگامی کر رہے تھے صاحبقران نے جو پکار کر اسم اعظم پڑھا سبھون کے مزاج درست ہوئے چالاک دچست ہوئے شمشیر زنی کرنے لگے پھر جھکڑ تلوار چلی حسین کے سحر نے قیامت برپا کی ہی جدھر بڑھکر سحر کرتی ہی غول کے غول پامال ہوتے ہین امیر اسم اعظم پڑھتے پھرتے ہین اگر ہزار بچے دو ہزار پامال ہوئے صاحبقران ہر طرف جاتے ہین اپنے سردارون کو بچاتے ہین مگر اتنے بڑے لشکر مین اکیلے کدھر کدھر جائین کس کس کو بچائین زخمی ہونے لگے لشکر لقا بڑے زور و شور سے جنگ کر رہا ہی لقا نے اشارہ کر دیا تمام کفار جنگ کر رہے ہین چالاک فکر مین پھرتا ہی قضاے کار ملکہ حسین سحر کرتی ہوئی جاتی ہی ایک مقام پر

کسی جوان نے بڑھکر رستم کو نیزہ مارا حسین نے بڑھ کر دانہ نارنج کا پھینکا مارا وہ جوان جلکر
خاک ہوا چاہتی ہی کہ رستم کو ے بھاگون بختیارک نے سُنا دیا ہی کہ آج غضب ہو جائیگا حمزہ
صاحب اسم اعظم ہی بہتر ہی کہ اُنکا سامنا نہو اگر سامنا ہو گیا تو سحر نہ چلیگا بقول شخصے کالے کے سامنے
چراغ نہ جلیگا حسین فکر کر رہی ہی کہ لڑ بھڑ کر نکلجاؤن رستم کو بھی لے نکلون ایک مقام پر کھڑی ہوئی
سحر کر رہی ہی کئی سو کو بے دست و پا کیا ہی گھوڑے دوڑے دوڑے پھرتے ہین سوار مرکبون سے گرتے ہین
کہ ایک کنیز لباس فاخرہ پہنے ہوئے دوڑی ہوئی قریب آئی کہا اے ملکہ عالم صاحبقران کے آنے سے
اہل اسلام تھمگئے اور جمے ہوئے لڑ رہے ہین آپ حمزہ پر سحر کیجیے مین گرفتار کر لونگی حسین اُس طرف پلٹی
صاحبقران پر سحر کرنے لگی جیسے ہی اُس طرف پلٹی پشت پر نعرہ ہوا او ملعونہ کہان جاتی ہی منم مہتر
بن مہتر چالاک بن عمرو یہ کہکے خنجر مارا حسین کا شکم چاک قصہ پاک مرنا حسین کا پایا تو رستم لوٹ رہے تھے
یا گھوڑے سے گرے بیہوش ہو گئے سماک بلداقی عیار لڑتا بھڑتا قریب پہونچا تھا اُسنے جو اپنے
آقا کو اس حال پُر ملال مین دیکھا آکر اُٹھایا گرد و غبار چہرے کا پاک کیا علمشاہ نے آنکھ کھولکر پوچھا
اے یار وفادار یہ ہار کسنے میرے گلے مین ڈالدیے سماک بلداقی رونے لگا کہا اے شہریار
آپ سے عجب حرکت سرزد ہوئی اپنے قبلہ و کعبہ کے قتل پر کمر باندھی تھی فرزند کو اپنے زخمی کیا
صاحبقران وقت پر آگئے حسین قتل ہوئی اب آپ اپنے ہوش مین آئے علمشاہ نے کہا آہ
قبلہ و کعبہ کو کیا منھ دکھاؤنگا کوہ و دشت و بیابان مین سر ٹکراؤنگا علمشاہ گھوڑے پر سوار ہوکے
ایک جانب چلے یہان کنیزان حسین لاشہ حسین کا لیکر طرف ہوش ربا کے بھاگین لقا نے
طبل امان بجوایا صاحبقران بفتح و فیروزی پلٹے سماک بلداقی نے بڑھ کر خبر دی کہ حضور
چیلکر عنبر لبن رستم نکلے جاتے ہین آپ کے سامنے آتے شرماتے ہین صاحبقران زمان نے
گھوڑا بڑھایا پکار کر آواز دی اے نور نظر کہان جاتے ہو ہمکو ثابت ہوا کہ تم اپنے ہوش مین نہ تھے
اسکا حجاب کیا جلد پلٹو مین وہین آتا ہون علمشاہ نے جو باپ کو روتے ہوئے دیکھا
گھوڑے سے کود پڑے رومال سے ہاتھ باندھ کر سامنے آئے عرض کی معاف فرمائیے امیر نے
گلے سے لگا لیا خوشی خوشی فرزند کو ساتھ لیکر پلٹے لشکر مین عید ہوئی قاسم وغیرہ سامنے علمشاہ
کے آئے علمشاہ نے سب کو گلے سے لگایا سب نے عرض کی آپ شرمندہ نہون ہمکو معلوم ہوا

یہ باعث سحر حسین جادو تھا چالاک نے اُسکو مارا تب آپ ہوش مین آئے عذر آپ کا بیکار ہی سب سرداروں نے آکر گھیر لیا ایرج نوجوان نے قدمون کو بوسہ دیا جملہ سردار علمشاہ کو ساتھ لیے ہوئے بارگاہ سلیمانی مین آئے دورہ سردارون کا بندھا صحبت عیش و نشاط آراستہ ہوئی بادشاہ نے جشن کیا وہان زمرد شاہ باختری شکست خوردہ اپنی بارگاہ ضلالت مین آیا پکار کر آواز دی اے بندگان من قدرت مرا دیدی اُس ملعونہ کو غرور ہو گیا تھا قدرت نے اُسکو جہنم مین بھیجا قدرت کو کسی کا غرور پسند نہین افراسیاب کو نامہ لکھو کسی ایسے ساحر کو بھیجے کہ غرور نہ کرے بختیارک نے اُسی وقت نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ اے افراسیاب تمسے خداوند خفا ہین تمہارے طلسم کو برباد کردینگے جلد کسی اور ساحر کو بھیجو کہ کبر و غرور نہ کرے یہ نامہ بطور قدیم جاتا ہی کہ ذکر اسکا وقت پر تحریر ہوگا یہ داستان متعلق جلد اول ہی

دو کلمۂ داستان حیرت بیان ملکہ مروارید گلنارپوش دختر بلند اختر سہیل روشنضمیر برادر کوکب و دیگر حالات متعلقۂ داستان ہذا خمسہ عوض ساقی نامہ موافق مضمون مقام

طبع سنبل کدہ گاہیست پریشان ازمن	کہ کدورت بدل دشت و بیابان ازمن
چہ کسم من کہ نہ صحرا نہ گلستان ازمن	نہ ہمی می رمد آن نوگل خندان ازمن

میکشد خار درین بادیہ دامان ازمن

لطف ہی پر ستم آلودہ کرم مین آزار	دل کہین اور ہی بیٹھا ہی بغل مین ناچار
ایک دم بھی تو نہین شوخی بیجا سے قرار	با من آمیزشش و الفت موج ست و کنار

روز و شب با من و پیوستہ گریزان ازمن

کسکو ڈھونڈھون مین کہان جاؤن کہ باقی نہین دم	کیا کرون اُٹھ نہین سکتا ترے کوچے سے قدم
وقت رحم و دم الطاف ہی ہنگام کرم	قمری ریختہ بالم بہ پناہ کہ روم

تا بکے سرکشی اے سرو خرامان ازمن

ابتلک صدمۂ الفت سے نہین ہون آگاہ	کچھ بھی دشوار نہین میری گرفتاری آہ
کوئی دلدار ہو اور کوئی ادا ئے دلخواہ	بہ تکلم بہ خموشی بہ تبسم بہ نگاہ

می‌توان برد بہر شیوہ دل آسان از من

کرتے ہین رند قدح کش مری صحبت سے حذر — ایسے ناکام کے جینے سے تو مرنا بہتر
جل رہا ہون مجھے کیا آتش دوزخ سے خطر — نیست پرہیزم از زہد کہ خاکم بر سر

ترسم آلودہ شود دامن عصیان از من

کف کشادہ ہی پہ افسوس نہین دست کرم — ہین گدا لیک شہنشاہ اقالیم ہمم
گر کوئی لے تو ہین جان دینے تلک حاضر ہم — گرچہ مورم ولے آن حوصلہ با خود دارم

کہ بہ بخشم بود ار ملک سلیمان از من

قابل چارہ نہین ہی مرا احوال سقیم — رو گئے سر پہ مرے سارے اطبائے فہیم
تجکو مومن کی سی الفت ہی نہ ویسا تو حکیم — اشک بیہودہ مریز این ہمہ از دیدہ کلیم

گرد غم را نتوان شست بطوفان از من

چہرہ سیاحان منازل عجائب و غرائب و طی کنندگان منازل پرہول مصائب اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مرصع خیال سخن آفرین • سخن را بکرسی نشاندا چنین • دماغ رسا ضیاے ناظرین والا مقام ہو ناظرین کو یاد ہوگا کہ جب ملکہ بران نے دریاے خونروان کو خشک کیا اور پل پریزادان کو توڑا ایسی قیامت کی اُس دن تلوار چلی تھی تین شبانہ روز ایک طور پہ جنگ رہی جلد چارم مین مذکور ہی کہ جب ملکہ بران دریا کو خشک کر کے نکلین اُس وقت عشاق سبزہ رنگ اُستاد افراسیاب آکر پہونچا اُسنے ملکہ کو تیغہ سحر کش سے قتل کیا کوکب نے آکر سب کو بھگایا اور نور افشان سے آکر خبر دی کہ جب عشاق مارا جائیگا تب ملکہ بران زندہ ہونگی اُسی کے سحر مین مبتلا ہین کوکب نے لاشہ ملکہ بران کا تالاب جمشیدی مین رکھا اب ایک جملہ عرض کرتا ہون کہ ناظرین بغور ملاحظہ فرمائین کہ کوکب کا ایک بھائی ہی کہ نام اُسکا سہیل روشنضمیر ہملاک سہیلیہ کا حاکم جس روز قصر نور افشان مین خواجہ عمرو و نور افشان سے مناظرہ ہوا سات سو پنڈت جمع تھے سب ملکر سوال کرتے تھے خواجہ عمرو سب کو جواب دے رہے تھے آخر بعد تھوڑے عرصے کے کوکب و نور افشان پکار اُٹھے کہ ہمین ثابت ہوا مذہب خداے نادیدہ ٹھیک ہی وہ کافر ہی کہ جسکو اُسکی وحدانیت مین تشکیک ہو سب پنڈت چلے گئے سہیل روشنضمیر بھی اُس

جلسے مین تھا اپنے مکان پر آیا وزیرون امیرون سے کہا آج سے مین کوکب کا مُنھ نہ دیکھونگا وہ مسلمان ہوگیا
آمد و رفت موقوف کردی مگر کاشانۂ عفت مین ایک گوہر بے بہا رکھتا ہی یعنے دختر بلند اختر کہ نام نامی اسکا
ملکہ مروارید گلنار پوش ہی حسن و جمال مین بےنظیر سحر و ساحری مین بلاے روزگار ہمراہ ملکہ بُران کے
پرورش پائی ہی سہیل کو فکر تھی کہ کسی سے اسکی شادی کردن اکثر بادشاہون کے نامے بھی آئے سہیل نے
نامنظور کیا ایک بادشاہ عالیجاہ چالیس ملک کا مالک راہ سحر و ساحری کا سالک موسوم بہ شہنشاہ
شعلہ خیز اُسکا نامہ سہیل نے منظور کیا بڑے دھوم سے مانجھا روانہ کیا مگر لکھ بھیجا کہ تم مع فوج و لشکر ہمارے
ملک مین آؤ یہانسے مروارید کو بیاہ کے لیجاؤ وہ خوشی خوشی مانجھا پہن کے سات لاکھ فوج ساتھ لیکر
جھمکڑا اسباب ضروری کا ہمراہ طرف ملک سہیلیہ کے چلا کہ پہونچنا اسکا سرحد ملک سہیلیہ مین تحریر ہوگا
لیکن ملکہ مروارید نے جب زعفرانی جوڑا پہنا اور کنگنا ہاتھ مین بندھا اُس روز سے آب و دانہ ترک کیا
اسقدر روئی کہ انیسین جلیسین گھبرا گئین بوقت سحر سہیل سے اطلاع کی کہ شب سے صاحبزادی نے کھانا نہین
کھایا یہ سُنکر سہیل دوڑا ہوا آیا بیٹی کو گلے سے لگایا پوچھا ای فرزند کیون اسقدر بیقرار ہو جو کہو وہ ہی
سامان کردون مروارید نے کہا اپنے چچا جان سے چھوٹے ملکہ بران سے اور مجھسے وعدہ تھا کہ ایک کی
شادی مین ایک شریک ہو جب تک ہمشیرہ صاحبہ نہ آئینگی مین شادی نہ کرونگی سہیل نے کہا ای فرزند
تجھین اختیار ہی نامہ لکھو بہن کو بُلاؤ اُسنے کیا دشمنی ہی فقط کوکب سے نہ ملونگا مروارید نے اُسی وقت
ایک عرضی لکھی کہ ای عم نامدار اگر آپ کو والد سے رنج ہی مجھے ان باتون مین کیا دخل اس کنیز کی شادی
درپیش ہی ہمشیرہ صاحبہ کو ضرور بھیجیے ورنہ مین تڑپ تڑپ کے اپنی جان دونگی نرگس نام کنیز سامنے
حاضر تھی کہا یہ نامہ لیکر جاؤ نامہ چچا جان کو دینا اور عرض کرنا کہ ہمشیرہ صاحبہ کو ساتھ لیکر آئین کنیز نامہ
لیکر چلی یہان وہ وقت ہی کہ شہنشاہ کوکب قصر جمشیدی مین داخل ہین وزرا و امرا حاضر ہین دربار
مین ذکر ملکہ بران کا ہو رہا ہی کوکب کہتا ہی کہ یار و عشاق کا مارا جانا بہت مشکل ہی کون اُسکو
تلاش کریگا ہمکو زندگی سے بران کی یاس ہی یہ ذکر تھا کہ نرگس کنیز آکے پہونچی کوکب کو سلام کیا
عرضی پیشکش کی کوکب نے کھولکر عرضی کو پڑھا جب نام ملکہ بران کا آیا چیخین مارکر رونے لگا نرگس
نے کہا کیون شہنشاہ خیر تو ہی کیا اس کاغذ مین لکھا ہی جو حضور اسقدر بیتاب ہوئے کوکب نے کہا ای
نرگس ملکہ مروارید نے بران کو شادی مین بُلایا ہی بران سیار گلشن جنان ہو مین تالاب مین

لاشہ رکھا ہو عشاق سبزہ رنگ نے مار ڈالا اُس بیحیا کا وار چلگیا ہماری طرف سے کہنا کہ شادی تمکو
مبارک ہو تر اُن کی ملاقات غیر ممکن ہو اس وقت غم تازہ ہوگیا اتنا نجومیون نے کہا کہ جب عشاق ماراجائیگا
تو تر اُن زندہ ہونگی شاید ہماری زندگی مین یہ معاملہ ہو یا نہ ہو یہ حال مصیبت آل سُنکر نرگس روتی پیٹتی چلی
ملکہ مروارید اُسی حال مین بیٹھی ہین کہ نرگس روتی پیٹتی سامنے آئی مروارید نے گھبراکر پوچھا ارے
نرگس کیا ہوا نرگس نے تمام کیفیت رو رو کر بیان کی کہا آپ کے چچا کے رونے پر کلیجہ پھٹتا ہو ایسی بیٹی
جوان صاحب شوکت و لیاقت سحر مین طاق حسن مین شہرۂ آفاق باپ کی نظرون سے پنہان ہوگیا اُسکی
کیفیت بیان کرین حال کوکب دیکھا نہین جاتا یہ خبر وحشت اثر سُنکر مروارید نے ایک چیخ ماری
روتے روتے بیہوش ہوگئین جب ہوشیار ہوئین کہا کیون صاحبو ہمارا زندہ رہنا بیکار ہو ایک
دغاباز حیلہ ساز ہمشیرہ صاحبہ کو قتل کرے اور ہمسے کچھ نہ ہوسکے صاحبو مین تمسے کہتی ہون کہ جبدن
سے مین نے سُنا تھا کہ ہمشیرہ مسلمان ہوئین پولے دوسرے خداوندون کو چھوڑا مین نے بھی اپنے دل سے
عہد کیا تھا کہ مین بھی وحدانیت کی معتقد ہونگی اور ہوئی جسکو میرا ساتھ دینا ہو اس مذہب کی اطاعت کرے
ورنہ ہمارا ساتھ چھوڑے مین ابھی جاتی ہون یا اپنی جان دونگی یا اُس ملعون کو ڈھونڈھ کر مارونگی
ہماری ہمشیرہ کو یون قتل کرے اور بیٹھکر مصروف عیش ہو جہان ملیگا وہین جاکر مارینگے اب اُسے
زندہ نہ چھوڑینگے یہ کہکر اسباب سحر جسم پر آراستہ کیا بارہ ہزار کنیزین دریاے سحر مین غوطہ مار کر سامنے
آئین مروارید گلنار پوش ایک طاوس زرین بال پر سوار ہوئین بارہ ہزار کنیزون کو ساتھ لیکر
بقہر و غضب تمام بتلاش عشاق بدانجام چلین جانے مین ملکہ کے ہلڑ جو ہوا سہیل اپنی بارگاہ مین
بیٹھا تھا کہ چوبدار نے آکر خبر دی آپ کی صاحبزادی تلاش مین عشاق سبزہ رنگ کے گئین یہ سُنکر
سہیل گھبراگیا کہا اے یار دوڑو جھپٹ کر اُسکو روکو کہ مین جاکر عشاق سے مقابلہ کرونگا یہ سُنکر کچھ چوبدار
کچھ مشیر و وزیر ہو پہنچے ملکہ تو نکل گئی تھین چند کنیزین جو عقب مین تھین اُنسے کہا شہنشاہ کا حکم ہو کہ تم اپنی
بیٹی کو عقل و فطرت سے روکو کنیزین اس فکر مین تھین وزیر نے آکر سہیل کو خبر دی کہ حضور ملکہ کا
رُکنا دشوار ہو ایسا نہ ہو کہ مقابلہ پڑجائے تو باعث خرابی ہو حضور بھی ساتھ چلین سہیل اُسی وقت
تخت پر سوار ہوا سات لاکھ فوج لیکر چلا مگر ملکہ مروارید بارہ ہزار کنیزین ساتھ لیکر طاوس کو اُڑائے ہوئے
جاتی ہین آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے تیوری پر بل زبان پر نام عشاق کہ یہ بیحیا شعبدہ باز

حیلہ ساز جہان لیگا بوشیان کا مگر جو امزا دیے کی پھینکدونگی خدا چاہے تو تلکے ہیناکرے دیوانہ بناکر اگر نہ مارا تو اپنا نام نہ ۔ یا جاتے جاتے قریب کوہ سیاہ کے پہونچیں دامن کوہ سیاہ میں کنیزون نے سمجھا کر اُتارا یہ عقلمندی سمجھا رہی ہین کہ حضور ہم ابھی دریافت کرتے ہین کہ عشاق سبزہ رنگ کہان رہتا ہی ملکہ مروارید ایک نخل کے سایے مین آکر ٹھہرین شاخ نخل پر ہاتھ رکھا ملک لباک کر رونے لگین اپنے اپنے طور سے کنیزین سمجھاتی ہین یہی قصد ہی کہ ملکہ کو پھیر لیچلین یہان کوہ سیاہ کا حاکم سیہ تاب جادو طرف سے افراسیاب کے درہ کوہ مین رہتا ہی ساٹھ ہزار ساحر گرد اُسکے بیٹھے ہین کہ اسنے عورتون کی آواز سُنی گھبرا کے درہ کوہ سے نکل آیا دیکھا کہ ایک پری پیکر رشک قمر دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوئے شاخ نخل پر ہاتھ رکھے ہوئے ہر مرتبہ یہی قول ہی کہ ارے کمبختو مجکو پتہ بتاؤ کہ عشاق کہان رہتا ہی مین ابھی اُس سے مقابلہ کرکے اُسکو قتل کرون ابھی بہن کو جاکر زندہ کرون سیہ تاب جادو نے جمال جہان آرا دیکھا جمال بیمثال عابد کُش و زاہد فریب بیقرار ہو گیا دل دھڑکا کلیجہ پھڑکا بے اختیار پکار اُٹھا کہ ای جان جہان و ای آرام دل عاشقان ہماری جان جاتی ہی ذرا ادھر نگاہ اُٹھا کر دیکھو ہاے کیونکر جان بچیگی ایسے کلمات اُس بیحیا نے پکار کرکہے پھر اُسی بیتابی مین پکار اُٹھا نظم

کیون حوصلہ ستم کا مری جان رہا نہین	کیا تیرے دل مین اب کوئی ارمان رہا نہین
بے رحم ہو نصیب عدو مین تو مر چکا	اب میرا حال قابل احسان رہا نہین
اُس بت کو دیکھ آئے اُسی کی سی کہتے ہین	کوئی جہان مین صاحب ایمان رہا نہین
حورین خوش آئین کب کہ بہلتا ذرا مزاج	کیا آپ کا خیال مجھے وان رہا نہین
ڈرتا ہون بد مزاج کہون کس طرح کہ مین	دو روز گھر یہ آپ کے مہمان رہا نہین
بس بس معاف حوصلے اپنے ٹھکانہ تو	ای چارہ گر مین قابل درمان رہا نہین
امید وصل مین ہر وہ خود رفتگی مجھے	تیرا ابھی خوف ای شب ہجران رہا نہین
مدت ہوئی فراغ تعلق ہی ای جنون	اب ہاتھ کیا بڑھین وہ گریبان رہا نہین
کسکو فروغ حُسن سے ہر بے امان ملے	کیا میری طرح آئینہ حیران رہا نہین
پیری مین التفات محبت ہو کیون نسیم	گذراشتاب عمر وہ سامان رہا نہین

اس طرح بلک بلک کر یہ اشعار سیہ تاب نے پڑھے ملکہ مروارید نے پلٹ کر کنیزون سے کہا یہ بیادب

کون ہی اسکو منع کرو کیا بیہودہ بکتا ہی کنیزون نے بڑھ کر منع کیا سیہ تاب نے ساتھ والون سے کہا کہ ایک
ایک کنیز تم بھی لے لو ملکہ کو میرے واسطے لاؤ ساٹھ ہزار جادوگر لہوہ کر کے چلے کنیزون سے سحر چلنے لگا دو چار
کنیزین قتل ہوئین دیکھا کہ سیہ تاب لبلاتا ہوا آتا ہی ملکہ مروارید کو بہت ناگوار ہوا موتیون کا مالا
گلے سے اُتارا اسم سحر پڑھ کر پھینک مارا دانے ٹوٹے سحر نے آبرو پائی ہوائے سرد چلی سیہ تاب مع ساٹھ
ہزار جادوگرون کے صف جما کر کھڑا ہوا جھومنے لگا بعد تھوڑی دیر کے چہرہ سُرخ ہوا ہاتھ پاؤن مین
رعشہ ہاتھ باندھ کر پکار اُٹھا حضور مین تابعدار ہون جو ارشاد ہو بجا لاؤن ملکہ نے کہا ای سیہ تاب
ہم تیری ملاقات کو آئے ہین ایک ہمارا بڑا دشمن ہی اگر ہم تجسے ملینگے وہ ہمکو قتل کریگا زندہ نہ چھوڑیگا
اگر چاہتے ہو کہ ہم تمھاری خوشی کرین تو افراسیاب و حیرت جادو کا سر لاؤ ہم تمھارے ساتھ شادی
کرینگے وہ ہی سر ہمارا مہر ہی سیہ تاب نے مبہوت ہو کر کہا آپ کے کہنے پر عمل کرتا ہون ابھی جا کر
دونون کا سر لاتا ہون یہ کہکر گینڈے پر سوار ہوا ساٹھ ہزار ساتھ والے بھی اسی حال مین ہین گینڈے کو
اُڑا کر چلا یہان وہ زمانہ ہی کہ ملکہ حیرت جادو اپنی بارگاہ مین بیٹھی ہین افراسیاب بھی آیا ہوا ہی
تمام بارگاہ ساحرون سے معمور ہی ملکہ مہرخ وغیرہ نے جو سُنا کہ افراسیاب آگیا سب شاہزادیان
گھبرا رہی ہین کہ ایسا نہ ہو افراسیاب ہمپر آ پڑے برق کو واسطے نگہبانی کے بھیجا برق دربار مین
افراسیاب جادو کے بصورت صندل کھڑا ہی کہ ایک صدائے ہیبتناک آئی لینا لینا کا ہلڑ ہوا افراسیاب
نے کہا دیکھو تو یہ کیا معرکہ ہی چند ساحر گئے خبر لیکر آئے کہا ای شہنشاہ سیہ تاب جادو مالک کوہ سیاہ
آپ کے لشکر کو قتل کر رہا ہی ساٹھ ہزار نے کئی لاکھ کو مارا آپ کے نام پر و ملکہ عالم کے نام پر ایسے کلمات
کہتا ہی کہ لائق عرض کرنے کے نہین یہ سُنکر افراسیاب اپنے مقام سے اُٹھا ملکہ حیرت ساتھ مین
اب جو نکلکر دیکھا کہ سیہ تاب نے تمام فوج کو تہ و بالا کر دیا ہی افراسیاب نے کہا ای حیرت سیہ تاب
کا سامنا تمھاری بہن سے ہو گیا اپنے ہوش مین نہین ہی یہ کہکے بڑھا سیہ تاب نے آواز دی او افراسیاب
مین تیرا سر لینے آیا ہون ساری سلطنت مٹا دونگا کل لشکر کو خاک مین ملا دونگا افراسیاب نے دیکھا
کہ نشان سحر بہار نہین پایا جاتا سیہ تاب لڑتا بھڑتا آتا ہی افراسیاب نے غصے مین ہاتھ ہلایا سیہ تاب
کے ساتھ والون کے سر کٹکر گرنے لگے سیہ تاب گالیان دیتا ہوا افراسیاب پر جا پڑا آ کر ہاتھ تلوار کا
مارا افراسیاب نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا غصے مین ایک طمانچہ مارا کہ سر سیہ تاب کا اُڑ گیا ایک شارے سے

ساتھ والون کو مٹا دیا چند کس بیہوش ہو گئے بعد عرصہ دراز کے اُنکو ہوشیار کیا تب اُنسے حال پوچھا
اُنھون نے سب کیفیت بیان کی کہ ملکہ مروارید گلنار پوش دختر سہیل روشن ضمیر پر اُسنے چاہا تھا
کہ دست انداز ہون اُسنے سحر کرکے سب کا قلب اُلٹ دیا افراسیاب جھلایا ہوا بارگاہ مین آیا
پکار کر آواز دی صاحبو سُنا تمنے کیا غضب ہوا اگر مین قصد کرون تو ایسے بادو گر تعلیم کرکے چھوڑ دون صد ہا
غلامان جانباز اُس سے بہتر و برتر ہین اگر نامے لکھکر اپنے ملازمونکو بلاؤن تو گاؤ زمین اُنکا بار نہ اُٹھا سکے ایک
ملازم با دولت کا شہنشاہ نیلم پر کہ جب وہ قصد کرتا ہے چالیس لاکھ فوج صف آرا ہوتی ہے وزیر اعظم
اُسکا امواج بن گرداب آدمخوار اگر لشکر کشی کرے تو زمین تھرا جائے بھاگنے کا راستہ نہ ملے با دولت
کسی بات مین عاجز نہین ہین خود ایسا سحر کردون کہ آسمان کو زمین پر کھینچون زمین کو آسمان پر پہونچا دون
دنیا مین کوئی میرا ہمسر نہین ہے جب غار افراسیاب مین گیا کہ مقام امتحان ساحران ہے کوئی امتحان
میرا نہ لے سکا وہ جو بڑے وہان کے گرد گھنٹال ہین اور سامری و جمشید کے نائب کہلاتے ہین جب
وہ میرا امتحان لینے کو بیٹھے تو مین نے کہا میرا امتحان وہ لے کہ جو میرے سحر کا جواب دے مین سحر کرتا ہون
یہ طبقہ زمین کا مع تمھارے آسمان پر جائیگا تم سحر کرکے روکو تب مین امتحان دون پس وہ امتحان
لینے والے میرا امتحان نہ لے سکے اور یہ جواب دیا کہ ہم نہ روک سکینگے آخر تمام حاضرین غار
نے میری سند پر دستخط کیے کہ افراسیاب کا سحر مین کوئی عدیل و نظیر نہین ہے پس مین کسی بات مین
عاجز و ناچار نہین ہون ایہا الحاضرین تم مین سے کوئی ایسا ہے کہ اُس گیسو بُریدہ کو کشان کشان
میرے سامنے لائے مین اُسکو سزائے معقول دون افراسیاب نے جو یہ آواز دی مصور جادو
اپنے مقام سے اُٹھا صورت نگار کو تخت پر سوار کیا مصاحبون کو اپنے ساتھ لیا مانی و بہزاد
و نقاش و قلم کش وغیرہ تین لاکھ کا لشکر تیار کرکے سامنے آئے بڑی دھوم سے مصور جادو
چلا مہتر برق فرنگی دربار مین حاضر تھا فورًا بھاگا خدمت مہرخ مین گیا بعد دعا کے عرض کی سارا
سحر کہ لفظ بلفظ بیان کیا یہ بھی کہا کہ مصور برائے گرفتاری ملکہ مروارید گیا ہے مہرخ نے کہا کہ
کیون خواجہ کیا کرنا چاہیے عمرو نے کہا آپ بھی کسی کو بھیجیے کہ مصور جادو کو راہ مین روک لے
ملکہ نے باواز بلند فرمایا کہ تم مین کوئی ایسا ہے کہ جا کر مصور کو روکے ملکہ مخمور سُرخ چشم اپنے مقام سے
اُٹھین بارہ ہزار کنیزون کو ساتھ لیکر چلین ہرکارون نے یہ خبر افراسیاب کو پہونچائی افراسیاب نے

آواز دی کہ ایک سردار جائے مخمور کو روکے سرما سے برف انداز اپنے مقام سے اُٹھا دو لاکھ
فوج کو لیکر برائے مقابلہ مخمور چلا چرند و پرند نے ملکہ مہرخ کو خبر پہونچائی کہ سرما دو لاکھ فوج سے
گیا ملکہ نے غصے مین آواز دی کہ تم مین سے کوئی ایسا ہے کہ سرما کو راہ مین ٹھنڈا کرے یہ سنکر
ملکہ بہار گلعذار اپنے مقام سے اُٹھین بہار کے اُٹھتے ہی بارہ ہزار کنیزین سمن و یاسمن و غنچہ دہن
و شمشاد و صنوبر و نرگس و لالہ زار یہ کہتی ہوئی اُٹھین کہ آپ کے اقبال سے جاتے ہی سرما
کو ٹھنڈا کرینگے ملکہ بہار بھی روانہ ہوئین پھر یہ خبر افراسیاب کو پہونچی جھلاکر آواز دی کہ کوئی ایسا
ساحر جائے کہ ان سب کی مشکین باندھ کر لائے یہ سنکر ابر لیق کوہ شگاف اپنے مقام سے اُٹھا
دو لاکھ فوج لیکر چلا پھر ملکہ مہرخ نے سنا باغبان قدرت کو کچھ فوج قلیل دیکر روانہ کیا
افراسیاب نے یہ کیفیت سنکر حکم دیا یاقوت و زمرد وزیر زادیان ملکہ حیرت کی چار لاکھ فوج لیکر
چلین اسی طرح فرداً فرداً جانبین سے کئی سو سردار روانہ ہوئے آخر مین افراسیاب نے جھلاکر
ملکہ حیرت جادو کو مع بائیس لاکھ فوج کے روانہ کیا یہ خبر وحشت اثر سنکر خود ملکہ مہرخ سوار ہوئین
افراسیاب نے حکم دیا کہ ما بدولت کا بھی مرکب تیار کرو مرکب پرند مشکی آیا ساز و یراق جواہر دوز سے
سوار ہوکر چلا نہایت غصہ ہے اب ناظرین ملاحظہ فرمائین کہ ملکہ مروارید کوہ سیاہ پہ ہین سہیل روشن ضمیر
جوش محبت دختر مین سات لاکھ فوج ساتھ رہ نوردی کرتا ہوا جاتا ہے کہ صحراے گرد اُڑی مصور جادو
آکر پہونچا سہیل جادو کو دیکھکر للکارا کہ او سہیل تیری دختر نے غضب کیا شہنشاہ افراسیاب کے
ساتھ بے ادبی ہوئی یہ کہکر جا بجا سحر ہونے لگا مصور نے پڑھ کر وہ وہ سحر کیے کہ لاکھون ملازم سہیل
کے مارے گئے سہیل بھی ہاتھ سے مصور کے زخمی ہوا قریب ہے کہ فوج کو شکست ہو سہیل پریشان تھا
کہ ملکہ مخمور سرخ چشم آکر پہونچی وہ وہ سحر کیے کہ مصور کے لاکھون آدمی مارے گئے مصور گھبرایا ہوا تھا
کہ سرما سے برف انداز آکر پہونچا لشکر مخمور کو تہ و بالا کیا یہ ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے کہ یہ
سب لڑتے بھڑتے طرف کوہ سیاہ کے جاتے ہین قریب تھا کہ مخمور شکست کھائے کہ یکایک ہوائے
سرد چلی خفقان غنچہ سے خون نمان شروع کی پھولون نے آنکھین کھولین نرگس شہلا کی دیدہ بازی
سوسن صد زبان کی غمازی نسیم عنبر شمیم نشہ بادۂ محبت سے لڑکھڑاتی ہے ہر مینا سے شجر سے سر
ٹکراتی ہے ہزاران زمزمہ سرا اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے نظم

دیکھنا تاثیر میرے نالۂ جانکاہ کی
سُنکے اُس بیرحم نے بے اختیار اک آہ کی

رہتے ہین عشق ذقن مین اشک آنکھون سے رواں
دیکھنا چھوٹی ہی سوت آکر کہان اس چاہ کی

اوّل و آخر ہی یکسان ہیچ کا کیا اعتبار
ہی حقیقت ایک نظر دل مین گدا و شاہ کی

پاس کعبے کے پہونچکر بھولجاتا ہون مین راہ
جب کشش کرتی ہی الفت اُس بُتِ گمراہ کی

جاے عبرت ہی سنبھالکر پانون رکھہ ای باغبان
تو نے سرسبزی کبھی دیکھی ہی برگ کاہ کی

حُسن ارباب فنا دیکھو کہ بس جلنے کے ساتھ
برگ گُل سے بھی ہی رنگت سُرخ برگ کاہ کی

چہرۂ خورشید کا غازہ بنایا چرخ نے
گرد اُڑی ای ماہ جب تیری تجلی گاہ کی

ای مصور مو قلم کے بدلے ہون خطِ شعاع
صفحۂ خورشید پر تصویر کھینچ اُس ماہ کی

خطِ سبز آیا جو مُنہ پر کم ہوئی زلف دراز
راہِ ظلمت معجزے سے خضر نے کوتاہ کی

مین ہی کچھ ڈوبا نہین دریاے مے مین ساقیا
کشتیِ مہ بھی خبر لینے گئی ہی کعبہ کی

رات دن ایسا فراق یار مین روتا ہون مین
اب مرا کمرہ نہین کوٹھی ہی گویا چاہ کی

سجدہ کرتا ہی جو بُت کو طعن ای زاہد نہ کر
یاد ہی ناسخ کو آیت ثم وجہ اللہ کی

یہ ہنگامہ جو صحرا مین ہوا سب دیکھنے لگے دیکھا کہ ملکہ بہار گلعذار طاؤس زرین بال پر سوار جملہ اسباب سحر سے معمور پھولون کو آمد بہار سے سرور آتے ہی بہار گلعذار نے سحر کیا اشارے سے ابروے خمدار کے تلوار چلنے لگی ہاتھ جو اٹھا دیا سیکڑون نے اپنے گلے کاٹ ڈالے پھول برسے جنھنے سونگھے بود باغ مین پہونچی گریبان چاک کیے خاک مُنہ پر ملی بیقرار ہو کر پکارتے ہین ای شہنشاہ خوبی و ای سروِ باغ محبوبی

نظم

توڑ سیلے توبہ کو کیجیے بادہ خواری ان دنون
موسم گُل ہی کہان پرہیزگاری ان دنون

تیغ ابرو سے ہی شوقِ زخم کاری ان دنون
نیم بسمل کی طرح ہی بیقراری ان دنون

جان بلب رکھتا ہی اک رشک مسیحا کا فراق
دم نکلجائے یہ حالت ہی ہماری ان دنون

شوق آرایش ہی اُس جانِ جہان کو آجکل
لپٹی ہی رہتی ہی دامن سے کناری ان دنون

دوڑتے ہین ہم جلو مین ایک شاہِ حُسن کے
توتیاے چشم ہی گردِ سواری ان دنون

لو لگی ہی تیغ قاتل سے شہادت کا ہی شوق
خون ہی زخمون کی طرح آنکھون سے جاری ان دنون

کاہشوں سے عشق کی ایسا ہوا ہون ناتوان — رات سے بیمار کی بھی دن ہو بھاری اندنون
فصل گل ہو یاد آتی ہو مجھے رفتار یار — جلتی ہو بن بن کے کیا بادِ بہاری اندنون
سامنا رہتا ہو اشکِ سرخ و رنگ زرد کا — آشنائی درد سے ہو غم سے یاری اندنون
دوستدار اُسکا جو سمجھا اُٹھ گیا دنیا سے ہو — بیکسی پھرتی ہو کیسی ماری ماری اندنون
بسترِ غم پر پڑا رکھتی ہو مردے کی طرح — بیخودی بیٹھا گئی بے اختیاری اندنون
یار آزردہ ہو آتش آسمان ہو برخلاف — کون سُنتا ہو ہماری آہ و زاری اندنون

سر ٹکراتے پھرتے ہین کبھی منھ کے بھل گرتے ہین کوئی پکارتا ہو اے ملکۂ عالم ہماری جان جاتی ہو عاشقوں پر نگاہ رحم چاہیے ملکہ بہار مسکرائین گوہر دندان جو کُھلے برق چمکی سب کے خرمن ہوش و حواس جلگئے اس طرح کے سحر جو ملکہ بہار نے کیے کئی لاکھ ساحرون نے اپنے گلے کاٹ ڈالے ہزارہا لاشہ پھڑک رہا ہو دریاے خون جاری ہو اُس ہنگامے مین ابر لیق کوہ شگاف دیا قوت زمرد آکر پہونچے بائیس لاکھ فوج سے آکر ملکہ حیرت پہونچین حیرت نے بڑے بڑے سحر کیے ایک طور پر جنگ ہو رہی ہو لشکر حیرت و بہار سے معرکہ پڑا ہو ملکہ بہار نے دیکھا کہ ملکہ حیرت قریب آگئین اور دو چار سحر ایسے کیے کہ ہزار دو ہزار کے سر کٹکر گرے کچھ لوگ دیوانے ہوئے کسی کو اپنا جمال دکھایا کبھی مُسکرا دین گوہر دندان سے برق چمکی حُسن و جمال ملکہ حیرت کا عابد کُش و زاہد فریب ہو کہ سبکے دیکھنے سے دل ناشکیب ہو ملکہ بہار نے پکارکر آواز دی کہ بُوا غریبون پر رحم کرو ایسے سحر نہ ہون کہ غربا تباہ ہوئے جاتے ہین اری کمبخت یہ سب تیرے ملک کے رہنے والے ہین انکو اگر قتل کریگی تو سلطنت کسیر ہوگی اجماع عالم سے سلطنت ہو ملکہ حیرت نے ان باتون کا جواب بھی نہ دیا جب تو ملکہ بہار ملبتین اور آواز دی اے نکہت و گل اندام کیا کسی باغ مین سو رہی ہو جلد آؤ اس باغ مین بھی اپنا رنگ جماؤ یہ جو ملکہ بہار نے آواز دی ایک کنیز ہم شبیہ بہار بیچ نخل سے ہنسنی ہوئی نکلی پکار کر آواز دی لونڈی حاضر ہو ظہور بہار ہو مجھے شگفتہ کرنے مین کیا انکار ہو یہ کہکر ملکہ بہار کو گلدستہ دیکر وہ تو غائب ہوئی ملکہ بہار نے گلدستہ لیتے ہی طرف نخلستان کے دیکھا وہ گلدستہ طرفِ لشکر حیرت کے مارا اِدھر تو گلدستہ چلا اُدھر طائرون نے نغمہ سرائی کی لیں اور پر پرواز پیدا کیے ہزار دو ہزار کے سر پر سایہ ڈالا ہوا سے سرد چلی پھول ہنسے غنچے مسکرائے شاخہاے نخل سے ہاتھ بڑھاے طائرون نے زمزمہ سرائی کی ہنگامہ بہار ہوا حقیقت میں

اس زور و شور سے جنگ ہو رہی ہی کہ جملہ سردار اپنے کمال دکھا رہے ہین ملکہ مخمور نے بڑھ کر بہار کے سحر کی پیروی کی کچھ زیور اپنا اُتار کر پھینکا آسمان سے خون برسا جسپر قطرہ پڑا جلگیا ملکہ حیرت پر بہار و مخمور نے وہ وہ سحر کیے کہ ہر طرف سے صدائین آتی ہین کہ ہم عاشق بہار و مخمور ہین نشۂ بادۂ محبت سے چور ہین ہم کیونکر دل کو سنبھالین کسطرح حسرت دل نکالین نظم

ایسی دحشت نہین دل کو کہ سنبھل جاؤنگا
صورت بیسہ ہون تنگ نکل جاؤنگا

وہ نہین ہون کہ رکھائی سے جو ٹل جاؤنگا
آج جاتا تھا تو منہ سے تری کل جاؤنگا

شام ہجران کسی صورت سے نہین ہوتی سحر
منہ اندھیرے ہین چھپا کر مین نکل جاؤنگا

کھینچکر تیغ کمر سے کیسے دکھلاتے ہو
تاب بیمار نہین ہون جو مین ٹل جاؤنگا

شب ہجر اپنی سیاہی کسے دکھلاتی ہی
کچھ مین لڑکا تو نہین ہون کہ دہل جاؤنگا

کوچۂ یار کا سودا ہی مرے سر کے ساتھ
پاؤن تھک تھک کے ہون ہرچند کہ شل جاؤنگا

ضبط بیتابی دل کی نہین طاقت باقی
کوہ صبر اب یہ صدا دیتا ہی ٹل جاؤنگا

طالع بد کے اثر سے یہ یقین ہی مجھکو
تیری حسرت ہی مین ای حُسن عمل جاؤنگا

چار دن زیست کے گذرینگے تاسف مین مجھے
حال دل پر کفِ افسوس مین مل جاؤنگا

شعلہ رو یون کو دکھاؤ نہ مجھے ای آنکھو
موم سے نرم مرا دل ہی کہ پگھل جاؤنگا

سب چھلے گُل کھانے کو ہوتے ہین عنایت مجھکو
گرمیان ہین جو یہی آپ کی جل جاؤنگا

شعر ڈھلتے ہین مری فکر سے آج ای آتش
مر کے کل گور کے سانچے مین مین ڈھل جاؤنگا

ان اشعار سے غل بوبر پا کیا دس بیس ہزار اپنے ہوش مین نہ رہے آپسمین تلوار چلنے لگی بہار نے پکار کر کہا ای مخمور کیا کہنا خوب ان بدمستون کو مست کیا کیا سحر زبردست کیا اپنے اپنے رنگ سب جما رہے ہین عین گرمی جنگ مین قیامت برپا ہی گولے چل رہے ہین اپنے اپنے عجائب و غرائب سب دکھا رہے ہین قصلے کار ملکہ مروارید گلنار پوش کہ کوہ سیاہ پر بیٹھی ہین کنیزین سمجھا رہی ہین کہ ملکہ عالم پلٹ چلیے مروارید روتی ہی کہتی ہی صاحبو مقام افسوس ہی مین جس واسطے آئی اُسکا ظہور نہ ہوا قلب کو سرور نہ ہوا اسی بیابان مین اپنی جان دونگی گھر پلٹ کر نہ جاؤنگی ہمشیرہ صاحب کا مردہ پڑا ہو مین اپنی شادی کرون مجھسے کبھی نہ ہو سکیگا دل یہی چاہتا ہی کہ یا جان دون یا

عشاق سبزہ رنگ کو ڈھونڈھ کر قتل کرون یہ ذکر تھا کہ ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا دریاے آتش نے
جوش مارا لکہ ہاے ابر کڑک کڑک کر گرنے لگے ملکہ مروارید نے جو سر اُٹھا کر دیکھا کہ باب انتہا کا
زخمدار ہے لازمان افراسیاب چاہتے ہین کہ گرفتار کر لین لازمان ملکہ مہرخ شمائیل و رعد و برق
برق لامع دباغبان قدرت و مخمور و بہار وغیرہ نے سہیل کو بچایا ہے تخت سے اُتار کر اُسکو
ایک ہوادار پہ ڈال لیا ہے ملکہ بہار آگے بڑھی ہوئی مصروف سحر خوانی ہین کبھی پھول برسائے باغ
بیدر کے بنائے کبھی دریاے آب پیدا ہوا باغبان قدرت کا گیند چل رہا ہے رعد چیخین
مارتا پھرتا ہے ہزارون کے سر پھاڑ ڈالے جب چیخ ماری ہزار دو ہزار گرے ناک و کان سے خون جاری
برق لامع اپنی چمک دکھا رہی ہے اب مروارید کو ثابت ہوا کہ خاص میرے واسطے یہ آفت
برپا ہے گاتی باندھی کنگنا ہاتھ مین مثل ستارۂ سحری چمک رہا ہے زعفرانی جوڑا زیب جسم مروارید
گلنار پوش موتیون کے مالے ہاتھ مین لیکر بڑھین جب بالاشراک سے مارا ہزارون کے سر کٹکر گرے دانے
موتیون کے چمک رہے ہین تب ملکہ مروارید گلنار پوش نے آفت برپا کر دی زمین ہلا دی چمک
چمک کے لڑ رہی ہین ملکہ حیرت جادو بھاگتی پھرتی ہین کفار کے ہوش درست نہین کوئی ساحر
چالاک و چست نہین قریب تھا کہ ملکہ حیرت جادو شکست کھا کر بھاگے سبزۂ خوابیدہ بھی
جاگے تمام سرداران نامی و ساحران گرامی مثل مخمور و بہار و ملکہ سُرخ موے کا کلکشا
وغیرہ ملکہ مروارید گلنار پوش کے ہمراہ مصروف جنگ ہین لازمان افراسیاب اپنی جان سے
تنگ ہین یکایک زمین تھرائی نعرۂ افراسیاب کی آواز آئی سب نے دیکھا کہ افراسیاب جادو
مرکب پہ سوار بقہر و غضب تمام آکے پہونچا اپنے لشکر کا یہی حال دیکھا آتے ہی سحر کرنے لگا
سحر مین افراسیاب تو بلاے روزگار ہے سردارون کے ہاتھ پانون مین رعشہ آگیا کوئی ساحر سامنے
افراسیاب جادو کے نہین جاتا ڈرتے ڈرتے سحر کیا اور بھاگے دو ہی چار سحرون مین افراسیاب
نے مجمع ساحران کو متفرق کر دیا لاشون سے میدان بھر دیا کبھی زمین پہ دو ہتھڑ مارا غار پیدا ہوا
اُسمین ہزارون غرق ہو گئے کبھی پتھر برسائے کبھی آگ گرائی ملکہ مروارید ایک جانب بھاگی
مصور کی جونگاہ ملکہ مروارید گلنار پوش پہ پڑی ہاے جان جہان کہکے دوڑا گھوڑے سے
کود پڑا ملکہ مروارید اُدھر سے ہٹی ایک نخل کے سائے مین کھڑے ہو کر سحر کرنے لگی اُدھر سے

لڑتا ہوا افراسیاب آیا ملکہ مروارید نے موتیون کا مالا چھپاک مارا ہزار دن برقین افراسیاب پر گرین افراسیاب ہ اشارون سے سحر دفع کرتا ہو نگاہ اُٹھا کے جو دیکھا کہ ایک مہ جبین نہایت حسین شہرۂ آفاق سحر و ساحری مین طاق غمزہ و ناز مین مشاق بوٹا سا قد خورشید خد کبک رفتار شیرین گفتار مہ جبین پریوش معشوقہ گلپوش سایۂ نخل مین کھڑی ہوئی سحر کر رہی ہو جب بڑھ کر مسکرائی دشمنون پہ بجلی گرائی افراسیاب نے دل تھام لیا سامری وجمشید کا نام لیا پسینے پسینے ہوگیا ہونٹھون پہ خشکی آنکھون مین تری حواس مین ابتری ہاتھ پانون مین رعشہ آیا قلب تھرایا کلیجہ کانپا بے اختیار پکار اُٹھا اے شہنشاہ خوبی و اے رنگ بوے گل حدیقۂ محبوبی **نظم**

خوشا وہ دل کہ ہو جس دل مین آرزو تیری — خوشا دماغ جسے تازہ رکھے بو تیری
یقین ہو اُلکیگی جان اپنی آکے گردن مین — سُنا ہو جا ہے قریب رگ گلو تیری
وہ گل ہون مین کہ نرا رنگ جس سے ظاہر ہو — وہ غنچہ ہون کہ بغل مین ہو جسکی او تیری
پھرے ہین مشرق و مغرب سے تا جنوب و شمال — تلاش کی ہو صنم ہمنے چار سو تیری
شب فراق مین اک دم نہین قرار آیا — خدا گواہ ہو شاہد ہو آرزو تیری
دماغ اپنا بھی اے گلبدن معطر ہو — صبا ہی کے نہین حصے مین آئی بو تیری
پڑھا ہو ہمنے بھی قرآن قسم ہو قرآن کی — جواب ہی نہین رکھتی ہو گفتگو تیری
شب فراق مین اے روز وصل تا دم صبح — چراغ ہاتھ مین ہو اور جستجو تیری
یہ چاک جیب کے حق مین دعاے مجنون ہو — نہ ہو وہ دن کہ درستی کرے رفو تیری
کسی طرف سے تو نکلیگا آخر اے شہ حسن — فقیر دیکھتے ہین راہ کو بکو تیری
چمن مین صبح کو جا کر نہ مُنھ دکھانا تھا — برنگ آئنہ حیران ہو آبجو تیری
زمانے مین کوئی تجھسا نہین ہو سیف زبان — رہیگی معرکے مین آتش آبرو تیری

ملکہ مروارید گلنار پوش نے جو دیکھا کہ افراسیاب جادو اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا بیتری جاب آتا ہو بہت سے سحر کیے کسی سحر نے تاثیر نہ کی افراسیاب اشارے کرکے سحر مٹاتا ہو جوش عشق مین دوڑا ہوا آتا ہو آخر ملکہ مروارید بخوف عصمت سامنے سے افراسیاب کے بھاگی افراسیاب سحر کرتا ہوا چلا ملکہ مروارید پلٹ پلٹ کے کبھی چچا جان کہکے پکارتی ہو کبھی کہتی ہو عم نامدار

آپ کو سودا ہوا ہی مین تو آپ کے سامنے مثل آپ کے فرزند کے ہون آئندہ آپ کو اختیار ہی افراسیاب
کہتا ہی ای جان جہان میری تجہپر جان جاتی ہی تجکو بادشاہ طلسم ہوش ربا کرونگا وہ مرتبہ کرون کہ
عالم عالم رشک کرے ملکہ مروارید کچہ جواب نہین دیتی ہین بہاگی چلی جاتی ہین افراسیاب بہی
جہپٹا ہوا جاتا ہی آگے آگے مروارید بہاگی جاتی ہی افراسیاب جادو دوڑا ہوا جاتا ہی دونون
لشکرون مین سحر موقوف ہی سب کہڑے ہوئے تماشا دیکہہ رہے ہین دونون لشکرون مین ہلڑ ہی کہ دیکہو
کیا غضب ہوا دیکہیے مروارید پر کیا گذرے ایک طرف مصور بہی دوڑا ہوا جاتا ہی جوش محبت ملکہ
مروارید مین نعرے مارتا ہی کبہی بیقرار ہو کر پکارتا ہی ای شہنشاہ خوبی وای لیلاے عصر وای
سلماے دہر مجہے قریب تو آنے دے میری جان پر بنی ہی یہ کہتا ہوا مصور بہی جاتا ہی کبہی بیتابی
دل سے اشعار عاشقانہ پڑہتا ہی نظم

تمکو بہی مشکل پڑی کی عاشقون کی داد مین ۔ دونون عالم ہین ہمارے حلقۂ فریاد مین
پوچہ لو ہم جانتے ہین خوب گہٹ بڑہ رات کی ۔ چشم واہمانہ شب ہی تمہاری یاد مین
یار ایجاب دعا ہی سر اٹہاؤن کس طرح ۔ حلقۂ احسان پڑے ہین گردن فریاد مین
کس تماشا دوست نے محو تماشا کر دیا ۔ کون لے آیا ہمین اس عالم ایجاد مین
منہ سے نکلی بہی نہین تہی صاف بسم اللہ عشق ۔ پہلے ہی رونے لگے ہم خدمت استاد مین
جانب میخانہ جو ہمنے قدم رنجہ کیا ۔ جام چہلکے خم لنڈہے رسم مبارکباد مین
لطف تکلیف قفس کچہ ہمسے پوچہا چاہیے ۔ مدتین آخر ہوئی ہین خدمت صیاد مین
اور بہی تکلیف ای قاتل کہ ایذا دوست ہون ۔ زخم منہ کہولے ہوئے ہین لذت بیداد مین
برق نے اک طرز بیتابی مرا سیکہا تو کیا ۔ سیکڑون باتین ہین ایسی خاطر ناشاد مین
غیرت دیوانگی کا سلسلہ کیا توڑیے ۔ تنگ آتا ہی کہ جائین صحبت حداد مین
بلبل بستان وحدت ہی بیانسے چل نسیم ۔ عمر کو ضایع نہ کر اس گلشن ایجاد مین

رو رو کر یہ اشعار پڑہتا ہی بیتابی دل سے خاک اڑاتا ہی گریبان چاک کیا منہ پر خاک ملی ہی جب
آہ کرتا ہی منہ سے دہوان نکلتا ہی صاف ظاہر ہی کہ آتش عشق سے دل جلتا ہی لیکن مروارید بر حواس
عالم یاس جان کے خوف سے قریب ایک تالاب کے پہونچی افراسیاب بہی برابر پہونچا مروارید کو

اپنی عصمت کا ڈر ہی سیڑھیون پر پہونچین افراسیاب بھی برابر پہونچا مرواریدکو خوف ہوا کہ ایسا نہو افراسیاب مجکو پکڑلے خوف عصمت مین اپنی جان جانے کا خیال نہ کیا یون آبرو بچائی جب پناہ پانی مشکل ہوئی اپنے کو تالاب مین گرادیا افراسیاب سیڑھی پر کھڑا ہوکے افسوس کررہا ہی ٹھنڈھی سانسین بھررہا ہی جی مین کہتا ہی کہ ای افراسیاب کیا غضب ہوا اس ظالم نے اپنی جان دیدی پکار کر آواز دی ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان کیون اپنے کو تالاب مین گرایا مین تیری خوشی کرتا کوئی جبر نہ کرتا کیون جان دینے کا ارادہ کیا مین بڑا افسوس کرتا ہون سلطنت طلسم ہوش ربا تیرے واسطے موجود ہی جو تو کہیگی وہ مین قبول کرونگا قسم ہی سامری وجمشید کی تیرے فراق مین زندگی دشوار ہی تیرا عاشق مجبور و ناچار ہی دل پر چھریان پھر رہی ہین پھر افراسیاب نے بیقرار ہوکر پکارا نظم

غیر ہی حسرت گلزار سے حال بلبل
دیکھون کن آنکھون سے صیاد ملال بلبل

مین چلا جاؤن تو گل توڑیو تو ای گلچین
مجھسے دیکھا نہین جائیگا ملال بلبل

شاخ گل ہاتھ لگے گی تو نہ تراشونگا قلم
آج لکھنی ہی مجھے صورت حال بلبل

فصل گل آئی ہی کیا پھولی ہوئی بیٹھی ہی
دیکھنا دبدبہ و جاہ و جلال بلبل

گل ہین مصروف عزاداریون مین پھول مین آج
ہوگیا سنتے ہین گلشن مین وصال بلبل

داخل طبلق عشاق ہی چہرہ اسکا
لکھے ہین دفتر گل مین خط و خال بلبل

کچھ خبر ہی تجھے صیاد ستمگر کہ نہین
جھڑ گئے کنج قفس مین پر و بال بلبل

باغ شاداب کو کیا باد خزان نے لوٹا
حیف ہی آگئے ایام زوال بلبل

عشق کیا چیز ہی معشوق کسے کہتے ہین
نہ تصور ہی مجھے گل کا نہ خیال بلبل

افراسیاب بیقراریان کررہا تھا کہ یکایک تالاب مین جنبش پیدا ہوئی افراسیاب جادو نے دیکھا کہ ایک مورپنکھی تالاب مین پیدا ہوئی کشتی طاوس چہرہ نہایت تکلف سے آراستہ دو ہاتھنین قوم کی بنگالنین گنگام کے لنگے چندریان اوڑھے ہوئے الزٹ بچھوے ہاتھ پاؤن مین جوڑے ترچھے بندے ہوئے ڈانڈین گنگا جمنی ہاتھ مین پانی سے ڈانڈا مینڈی پڑی ہی مروارید کشتی پر سوار بالون سے قطرے پانی کے ٹپک رہے ہین صاف ثابت ہوتا ہی کہ ابر تیرہ و تار سے بارش مروارید ہورہی ہی اس سج دھج سے جو افراسیاب نے کشتی کو آتے ہوئے دیکھا

بے اختیار پکار اُٹھا ای جان جہان مجھے کیون ڈرتی ہو بدون تیرے حکم کے ہاتھ نہ لگاؤنگا خاص
طلسم ہوش ربا مین تخت سلطنت پر تیرا جلوس ہو شاہان طلسم آکر نذرین دین تب میری خوشی ہو
ملکہ مروارید گلنار پوش نے ہاتھ باندھ کر کہا مجکو خوف تھا کہ ایسا نہ ہو آپ مجھے قتل کرین جان
کے خوف سے بھاگی تھی اب آپ نے مطمئن کیا حاضر ہوتی ہون یہ کہتی ہوئی کشتی کنارے پر پہونچی
ملکہ مروارید کشتی سے اُتری کنیزون سے اشارہ کیا کہ اری کمبختو مہمان نے مجکو سرفراز کیا ہو
مہمان بھی کون ساحر یکتا شہنشاہ طلسم ہوش ربا کنیزون نے لاکر کرسیان بچھائین ایک کرسی پر
افراسیاب ایک پر ملکہ مروارید گلنار پوش بیٹھین کنیزون کو آواز دی کہ ارے سامان عشرت
مہیا کرو کنیزون نے گلابیان شراب کی لاکے رکھین ملکہ مروارید نے کہا ارے کمبختو گزک کا سامان
مہیا کرو ایک کنیز نے ڈگن لاکر ہاتھ مین دی اُسمین چارہ لگایا ملکہ مروارید نے ڈگن کو تالاب
مین پھینکا پھینکتے ہی ایک مچھلی پھنسی کوئی ماہیت سے اُسکی آگاہ نہ تھا ملکہ مروارید نے جھٹکا مارا
مچھلی پھڑک کر باہر آئی ملکہ نے اشارہ کیا کنیزون نے درست کرکے کباب لگائے قاب مین رکھکر
ملکہ مروارید کے آگے پیش کیے پھر ہو حق کی آواز آئی دیکھا مصور جادو بدحواس پریشان
اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا چلا آتا ہو افراسیاب جادو مصور کو دیکھکر بگڑا ملکہ مروارید نے
اشارہ کیا کہ آپ کیون خفا ہوتے ہین مین ٹالدونگی مجھے تو آپ سے مطلب ہو ایسا چاہنے والا
کہان ملیگا یہ کہکے جام لبریز کیا پنجۂ نگارین پر رکھکر افراسیاب کے سامنے پیش کیا کہا ای
شہنشاہ یہ جام محبت ہو نوش فرمایئے افراسیاب بے اندیشۂ انجام پی گیا ملکہ مروارید نے
قاب سامنے کی کہا کباب نوش فرمایئے افراسیاب جادو بے اختیار پکار اُٹھا مطلع
پیتا ہون خون دل نہین خواہش شراب کی + دل بھن رہا ہو کسکو ہوس ہو کباب کی + یہ کہکر کباب
اُٹھائے کباب کھانے لگا ملکہ مروارید نے ایک جام مصور کو بھی دیا اور کباب بھی کھلائے
مصور کی آنکھین سُرخ ہوئین چہرہ گلنار مبہوت ہوکر مصور نے کہا کہ ای جان جہان وای
آرام دل مشتاقان مین ہرطرح تابعدار ہون جوش محبت سے مجبور و ناچار ہون چاہتا ہون
کہ خدمتگاری کرون آٹھ پہر خدمت مین حاضر رہون ملکہ نے کہا ای مصور انصاف شرط ہے
زوجہ تمھاری ملکہ صورت نگار میرے ساتھ کس طرح پیش آئیگی ضرور فساد لائیگی اگر آپ کو

میرے ساتھ شادی منظور ہی قلب آپ کا ناصبور ہی تو ملکہ صورت نگار کا سر لائیے مین ہر طرح
حاضر ہون مصور نے کہا مین ابھی لایا اب تردد نہ ہوگا یہ کہکے کچھ اسباب سحر ہاتھ مین لیا تیغے کے قبضے پر
ہاتھ ڈالا بقہر و غضب تمام برائے قتل صورت نگار چلا یہان افراسیاب سے باتین ہونے لگین حال
افراسیاب کا بھی غیر ہی گلچینی گلشن جمال کی کر رہا ہی ٹھنڈی سانسین بھر رہا ہی کبھی کہتا ہی کیون ملکہ
اس عاشق زار کے مقدمے مین کیا ارشاد ہوتا ہی ملکہ نے کہا نہ گھبراؤ تدبیر نکلی آتی ہی آپ کو مناسب ہی
کہ جو مین عرض کرون اسکو گوش ہوش سماعت فرمائیے پہلے تو یہ بخوبی آپ پر ظاہر ہی کہ یہ کنیز کوکب روشن ضمیر
کی بھتیجی ہی باپ میر اسپیل روشن ضمیر صاحب جاہ و توقیر آپ کے مرتبے سے مرتبہ میرے چچا کا کم نہین
عملداری حکومت مثل آپ کے قرار پائی ہی حکومت دلیاقت و سخاوت و جرأت و شوکت مین بھی مشہور
عالم ہین ہمیشہ اپنی عملداری کو بتکلف تمام درست کیا عدل و انصاف کا بھی چچا صاحب کے شہرہ ہی یقین تو یہ ہی
کہ کنیز کو آپ حقیر نہ کرین سلطنت طلسم ہوش ربا مین بڑا تامل ہی آپنے اپنی زوجہ صاحب کو بادشاہ طلسم ہوش ربا
کیا کیا کہنا انکا حسن و جمال عابد کش و زاہد فریب لیکن خاص آپ کی پابند نہین ہین فلان رسالدار سے
پھنسی ہین راتون کو وہ انکے خیمے مین آتا ہی آپ سے پردہ ہی ہم آپ پر ظاہر کرتے ہین کہ انکا طریقہ خلاف
ہی ضرور کنیز سے فساد کرینگی اگر آپ کو منظور ہی تو جاکر اول حیرت کا سر لائیے یہ کنیز خدمتگزاری کو
موجود ہی اگر کچھ عذر ہو تو صاف صاف فرمائیے افراسیاب نے کہا اے ملکہ عالم جو تم فرماؤگی بسر و چشم
بجا لاؤنگا یہ کہکے قبضے پر ہاتھ ڈالا جھومتا ہوا چلا اول حال مصور جادو تحریر ہوتا ہی کہ ملکہ صورت نگار
تخت پر سوار قریب تخت ملکہ حیرت بیٹھی ہوئی ہین کہ سامنے سے ہو حق کی آواز آئی مصور کو دیکھا
شعر عاشقانہ پڑھتا ہوا سامنے آیا پکارا کہ او کسبی بدکردہ مین تیرے حرکات سے آگاہ ہوا میرے گھر سے
نکلجا مین تجھے طلاق دیتا ہون جو تیرے حالات سنے اُسنے خوب آگاہ ہوا اُس زنگی سیاہ رو کو ملا
منھ اپنا کالا کیا تجکو کچھ خوف نہ آیا سامری و جمشید کی ہوا ایسی آوارہ حیرت نے پکار کر کہا
مرشدزادے ایسی باتین زوجہ کو نہ کہو سر بازار تمھین شرم نہین آتی ہی کوئی ایسے کلمات سخت کہتا ہی
مصور نے کہا کہ ملکہ تم اس مقدمے مین دخل نہ دو تم نہین جانتی ہو یہ بڑی فاحشہ ہی اسکو نکالدونگا
یہ کہکے تلوار کھینچ کے چلا کہ صورت نگار کو قتل کردن سب اہل لشکر قہقہہ مار کر ہنستے ہین کہ
مرشدزادے کو کیا ہوگیا دوسری طرف سے آواز اشعار عاشقانہ کی آئی ملکہ حیرت نے دیکھا

ساحر کہتا شہنشاہ طلسم ہوش ربا افراسیاب جادو بلبلاتا ہوا آتا ہی اشعار عاشقانہ زبان پر
بیقرار و مضطر آواز دیتا ہو او حیرت تجھے اک چوبی کاٹ کر گدھے پر سوار کرونگا سب تیرے حالات
مجکو معلوم ہین فلان رسالدار شب کو تیری خدمت مین آتا ہی مجھے اب تیرا حال سب معلوم ہوا
ملکہ حیرت جادو نے پکار کر کہا لو صاحبو مین مرشدزادے کو سمجھاتی تھی شہنشاہ کو کیا ہو گیا
بقول شاعر مطلع قیس جنگل مین اکیلا ہی مجھے جانے دو + خوب گذریگی جو مل بیٹھینگے دیوانے دو +
ملکہ مروارید گلنار پوش یہ شعبدہ کر کے مہرخ و بہار وغیرہ کے بیچ مین آئی کہا صاحبو
مین نے افراسیاب جادو و مصور جادو کو اس بلا مین پھنسایا اپنی آبرو بچائی اب خدا انجام
بخیر کرے مہرخ و بہار و مخمور وغیرہ گھبرا گئین کہا ای مروارید خوب کارنمایان کیا کہ جو آجتک
کسی سے نہ ہوا تھا افراسیاب ایسے گرگ باران دیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ پر تیرے سحر نے
تاثیر کی ای مروارید کیا کہنا مگر انجام بخیر ہو افراسیاب جادو بادشاہ طلسم ہوش ربا ہی
جس وقت ہوش مین آئیگا ایک کو زندہ نہ چھوڑیگا جب کبھی اُسنے جو ارادہ کیا وہی کر لیا
میلے کے دن ذرا یاد تو کرو کہ جب چاہ زمرد پر افراسیاب جادو نے سب ساحرون کو جمع کیا
بخوبی یاد ہی کیسے کیسے تاجداران جلیل سحر و ساحری مین بیعدیل آکر جمع ہوئے تھے بعد ختم میلے کے
جب افراسیاب جادو کو غصہ آیا کوئی جواب نہ دیسکا سب نے شکست کھائی کسی کو بھاگنے
رستہ نہ ملا وہ ہمارے قتل سے منھ نہ موڑیگا سب کا ارادہ ہوا کہ بھاگنے بھاگین کہین جا کر چھپین
لیکن مصور جادو کلمات سخت کہتا ہوا طرف صورت نگار کے چلا افراسیاب طرف حیرت
کے متوجہ ہوا لشکرون مین ایک غل ہوا حیرت و صورت نگار تختون سے کود کود کر بھاگین
مصور نے پکار کر آواز دی بھاگ کر کہان جائیگی میرے ہاتھ سے کیونکر بچیگی افراسیاب بھی ایسے
ایسے کلمات کہتا ہوا طرف حیرت کے جھپٹا پکارا کہ ارے مجھسے کہان بھاگ کے جائیگی اس وقت
اہل لشکر افراسیاب جادو و سرداران اہل اسلام مین یہی غل ہوا کہ ای ملکہ مروارید
کیا کہنا حقیقت مین تمھارا عدیل و نظیر نہین کہ آسمان پر سناٹا ہوا آواز مہیب آئی او افراسیاب
ہوش مین آ خبردار کیا غضب کرتا ہی بیگناہ کے خون سے کیون ہاتھ بھرتا ہی بس اب آگے
نہ بڑھنا سب نے دیکھا آفات چہار دست بدست پکارتی ہوئی کہ او افراسیاب کیا غضب کیا

ایک چھوکری کے شعبدے پر کیا پھنس گیا بادشاہ طلسم ہوشربا کو یہ اعزاز حاصل تھا کہ جسپر
نگاہ قہر ڈالدے وہ جلکر خاک ہو تونے اپنے کو غرور مین خراب کیا یہ کہکر آفات چہار دست
زمین پر آئی افراسیاب بیہوش پڑا ہوا تھا آفات نے قریب آکے افراسیاب کے پیٹ پر ہاتھ
پھیرا کچھ اسم سحر کا پڑھا مصور پر حباب پھینک مارا مصور توشربا کر کنارے ہوا لیکن افراسیاب
پر سے جو سحر اُتما اور حال اسنے اپنا سنا غصے سے کانپنے لگا کہا آج کسی باغی کو زندہ نہ چھوڑونگا
آفات سے کہا آؤ جدہ ہم تم ملکر سحر کرین آج سب کو مٹا دین دیکھون تو یہ لوگ کیونکر بچتے ہین
اب جو یہ دونون دادی پوتے بڑھے حقیقت مین قیامت برپا ہوگئی کل سرداران مطیع اسلام ملکر
ان دونون پر سحر کرنے لگے مگر یہ دونون بلاے روزگار سردارون کے سحر کو کب مانتے ہین
آفات چہار دست نے مرواریدکو ٹوکا کہا او چھوکری مجھپر تو سحر کر دیکھون تیرا شعبدہ کیسا
ہے افراسیاب نے بڑا دھوکا کھایا مرواریدنے سب اپنا زیور اُتارا کچھ اسماے سحر پڑھے آفات
پر سب زیور پھینک مارا آگ برسی برقین گرین پتھر برسے تلوارین خنجر گرے آفات چہار دست
نے ان سب سحرون کو دفع کردیا غصے مین پکار کے آواز دی او چھوکری مجھے بڑی حیرت ہی کہ
تو موم کی پتلی نہین بنجاتی یہ جو آفات نے پکار کے آواز دی فورًا مروارید گلنار پوش
چرخ کھا کے زمین پر گری موم کی پتلی بنگئی حرارت آفتاب سے پگھلنے لگی ملکہ بہار و باغبان
و مخمور نے اپنی جان دیکر مروارید گلنار پوش کو اُٹھایا ایک تخت پر ڈال لیا ملکہ بہار نے گرد
گلدستے رکھے مخمور نے برف برسائی باغبان کے سحر سے ہوا ٹھنڈی چلنے لگی موم کا پگھلنا
موقوف ہوا آفات چہار دست نے پکار کے آواز دی دیکھو مین اب تم سب کا بھی یہی حال کرتی
ہون یہ سکے دادی پوتے شانے سے شانہ ملاکے بڑھے اُسوقت اہل اسلام کی بیقراری و شکیبائی
کہ اے معبود بے نیاز و اے رب کارساز ان ظالمون کے ہاتھ سے ہم لوگون کو بچالے انکے سحر سے
ہم کیونکر بچینگے دونون دادی پوتے بڑھتے ہوے چلے آتے ہین بلک کے جو سرداران اسلام
نے دعا کی یکایک آسمان سے نعرہ ہوا او آفات چہار دست او افراسیاب خبردار آگے
نہ بڑھنا کیون بندگان سامری و جمشید کا خون اپنے اوپر لیتا ہی تو بادشاہ ہی اے آفات مین
تجھسے مناظرہ کرنا چاہتا ہون آفات چہار دست و افراسیاب جادو و کل حاضرین وقت نے

سر اُٹھا کے دیکھا کہ شہنشاہ کوکب روشن ضمیر یکہ و تنہا تخت پر سوار اسباب سحر آگے رکھا ہوا
ایک چھتری سر پر آراستہ اور ایک نئی بات دیکھی کہ تین بانس تنت پر گڑے ہوئے ہین اُس پر ایک
حلقۂ ریشمی کھنچا ہوا ہی کوکب روشن ضمیر پکارتا ہوا آیا اے آفات میری بات کا جواب دے آج
میرے اور تیرے فیصلہ ہی اگر یہ لوگ قتل ہونگے تمھارے ہی ملک کے ہین مین نے دل سے ان
مسلمانون کا ساتھ نہین دیا ہمارے تمھارے فیصلہ ہو جائے مسلمانون کو ابھی ملک سے نکالدین
غیر مذہب والے ہمارے تمھارے ملک مین نہ رہنے پائین آج سحر مین ہمارے تمھارے
امتحان ہو جائے آفات نے کہا کیا امتحان چاہتے ہو کوکب نے کہا یہ حلقۂ جمشیدی جو مین نے
کھینچا ہی تم دونون دادی پوتے سحر کرتے ہوے اس حلقے سے نکل جاؤ پھر مین اطاعت کرونگا
خراج دیا کرونگا مسلمانون کو اپنے ملک مین آنے نہ دونگا آفات نے کہا اے کوکب کیون
دیوانہ ہوا ہی ہم وہ ساحران زبردست ہین سوئی کے ناکے سے نکل جائین اس حلقے کی کیا
حقیقت ہی کوکب روشن ضمیر نے کہا دیکھین افراسیاب و آفات نے شانے سے شانہ ملایا
اور پکارکے آواز دی او کوکب نادان دیکھ ہم اس ریشم کے حلقے سے نکلتے ہین تمام لشکر افراسیاب
و لشکر مسلمانان دیکھ رہا ہی کہ دادی پوتے شانے سے شانہ ملائے گڑتے ہوے چلے جب قریب
اُس حلقے کے پہونچے دونون نے سر ڈالا چاہتے تھے کہ کڑک کر نکلین کہ کوکب نقلی نے نعرہ کیا باشید
اے افراسیاب و آفات منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران عیار عمرو بن
امیۂ ضمری نامدار یہ کہکر جھٹکا مارا وہ حلقۂ کمند آصفائے باصفا کے ہین گلے مین افراسیاب
و آفات کے پڑے وہ چھتری جو سر پر تھی چوڑی ہو کے خیمہ بنگئی اب عمرو نے جھٹکا مارا کہ
دونون دادی پوتے گر پڑے عمرو نے دو گرگے زنبیل سے نکالے ایک گرگا چھاتی پر افراسیاب
کی سوار ہوا ایک نے گھٹنہ چھاتی پر آفات جہاردست کی رکھا اندر بارگاہ دانیالی کے ہین
سحر فراموش دریا سے حیرت کا جوش لشکر اسلام سے احسنت و آفرین کی صدا بلند ہوئی ہر ایک
یہی کہتا ہی کہ خواجہ عمرو کا کیا کہنا کس لطف سے دونون کو پھنسایا لشکر کفار مین سناٹا پڑگیا
ہر ایک کہتا ہی یاسد کیا غضب ہوا ہمارے سرون پر کوہ الم گرا افراسیاب و آفات جہاردست
کو کیسا پھنسایا ہی اب دیکھین کیونکر رہائی ہو عمرو نے بڑا کمال کیا ایسے ساحرون کا یہ حال کیا

عمرو نے پکار کے آواز دی کہ اے مہرخ و بہار وغیرہ تم لوگ تامل کرو تو مین ابھی پھرتے ہین واپس
آؤنگا یہ وہ لوگ ہین کہ آج تک انپر کسی کا ہاتھ نہین پڑا اب مین انکو گرہ عقیق گلزار سلیمانی
پر لیے جاتا ہون مقام بارگاہ سلیمانی پرست زبردست صاحبقران زمان سے انکو قتل کراؤنگا
طلسم بیکار رہجائیگا سب نے فریاد کی کہ خواجہ برائے خدا ہمکو بھی اپنے ساتھ لیجیو ہم لوگ بھی
ملازمت صاحبقران سے مشرف ہون نہین معلوم تمھارے جانیکے بعد پھر کیا آفت بپا ہو
ہرچند عمرو نے سمجھایا کون مانتا ہر شخص ملازمت صاحبقران کا متمنی ہوا کہ ملکہ بہار نے فریاد کیکہ مین
کو بھی لیتے چلو خواجہ عمرو نے کہا ایسا نہ کرو بلا نازل ہو مہرخ و بہار و مخمور کہتی مین خواجہ
آپ کے جانے کے بعد حیرت ہمیر دیا ڈالیگی نہین معلوم کیا آفت بپا کریگی تمام اہالیان طلسم
ہمپر ٹوٹ پڑینگے تمھارے ساتھ چلنے مین ہماری جان بچ جائیگی عمرو نے ناچار ہوکے کہا اچھا
تخت سحر تیار کرو اسپر تم سب سردار سوار ہو لو اسطرح میرے ساتھ چلو ملکہ بہار گلعذار نے
ایک تخت سحر تیار کیا قصد تھا ہم دس پانچ سردار اسپر سوار ہونگے جیسے ہی ملکہ بہار نے تخت
تیار کیا تخمور کا ہاتھ تھام کے اسپر بیٹھین اور اب ارادہ ہے کہ ہم جس کسی کو بلائینگے وہ آکے اسپر
سوار ہوگا مگر جان کا خوف تو بری چیز ہے کئی سو سردار اچک اچک کے سوار ہو بیٹھے ہرچند اب
ملکہ بہار گلعذار منع کرتی ہین لیکن کوئی نہین سنتا بہت بیچ رہی چار تخت سحر اور تیار کیے ایک
ایک تخت پر دو دو چار چار سو سردار سوار ہو بیٹھے پانچ تخت جو تیار ہوئے تھے دو ڈھائی
ہزار سرداران پانچون تختون پر سوار ہوئے ہرچند ملکہ بہار گلعذار چیختی ہین اور کہتی ہین کہ صاحبو
اتنی دور کا جانا کیونکر تخت اُڑینگے جس تخت پر ملکہ مہرخ سوار ہین اُسپر بھی چند کمیدان و چند
رسالدار سوار ہوئے ہین خواجہ عمرو کا تخت بلندی پر اُڑ رہا ہے بارگاہ دانیال استاد ہے چار
پانچ گز آگے افراسیاب جادو و آفات جہاردست کو پکڑے ہوئے بیٹھے ہین اور موٹے
موٹے سونٹے ہاتھون مین لیے ہوئے ہین اس ارادے پر کہ اگر ذرا یہ سرکشی کرین اور سونٹا
مارین سب سردار تختون پر سوار ہو چکے ہین اب چاہتے ہین کہ تخت اُڑائین یکایک سناٹا
ہوا زمین کانپنے لگی شعلے چمکے سب نے دیکھا کہ زمین شق ہوئی اُسمین سے ماہیان نمرد پوش
تڑپ کے نکلی دونون ہاتھون مین اُسکے دو پڑیان خاک کی تھین نکلتے ہی وہ خاک سب پر

پھونک ماری سب سردار نابینا ہوگئے ٹٹولنے لگے ماہیان زمرد پوش نے پکار کے آواز دی
او ساربان زادے بہتر اب اسی مین ہو کہ آفات چاردست و افراسیاب کو چھوڑ دے
ورنہ ان سب کی بوٹیان کاٹ کاٹ کے کھا جاؤنگی ایک ذیحیات کو زندہ نہ چھوڑونگی سب
سردار فریاد کر رہے ہین کہ ای خواجہ عمرو برائے خدا ہمکو اس آفت سے بچاؤ آنکھون سے
نابینا ہوئے کچھ ہمکو سوجھتا نہین چنگاریان بدن سے نکل رہی ہین آتش سحر ماہیان سے
تمام ہڈیان جل رہی ہین اب عمرو کے ہوش پراگندہ ہوے کہ ہائے کیا کرون یہ کیا غضب
ہوگیا ماہیان زمرد پوش بصد جوش و خروش کہہ رہی ہو کہ ای خواجہ اگر ایک قدم تمنے
تخت بڑھایا ادھر مین نے سب کو مار ڈالا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی کسی کے قتل سے منھ
نہ موڑونگی ادھر دم بدم تکلیف سرداران تخت نشین کی بڑھتی جاتی ہو آخر ناچار ہوکے خواجہ عمرو
نے کہا ای ماہیان زمرد پوش اول مروارید گلنار پوش کو انسان بنادے سب سردارون کو بینا
کردے تو مین افراسیاب و آفات چاردست کو دیدون اور ایک عہد واثق کر کہ اس مقام
پر افراسیاب جادو فساد برپا نہ کرے جو جو عمرو نے کہا ماہیان زمرد پوش نے سب قبول کیا
مروارید پر سے سحر آفات چاردست کا اُتارا سب کو بینا کیا اب خواجہ عمرو نے افراسیاب و
آفات کو ماہیان زمرد پوش کے حوالے کیا ماہیان نے اشارہ کیا دو پریزادین پیدا ہوئین اُنسے
کہا آفات چاردست کو کوہ زبرجدی پر پہونچا دو اُسی حال مین آفات کو پریزادان زرور گوش
مرصع پوش لیکر روانہ ہوگئین افراسیاب جادو کو اپنے پنجے مین دبایا حیرت جادو سے
پکار کے کہا لشکر کو اپنے لیکر اپنے مقام پر جانا راہ مین مسلمانون سے نہ اُلجھنا خواجہ عمرو
اب زمین پر اُترے سب لشکر کو ہمراہ لیا طرف اپنے مقام کے چلے کہ راہ مین برق ملا کہا استاد آج
اچھے دھوکا کھایا افراسیاب قبضے مین تھا اسد کو نہ مانگ لیا عمرو نے سر پیٹ لیا کہ مین نے بڑا
دھوکا کھایا افسوس کرتے ہوئے رنگین حصار پر آئے سہیل روشنضمیر بسبب زخمداری کے بیہوش ہر دم
سب کے ساتھ گھلی ملی ہوئی آکے داخل قلعہ ہوئین اور کہا یقین کامل ہو کہ باوا جان ہمراہ اہل اسلام
رہینگے اب شادی ہونا کیسا جب تک بشیرہ کو نہ جلائینگے عشاق سبزہ رنگ کو قتل
نہ کرینگے تب تک ہم اپنی شادی ہرگز نہ کرینگے کہ کب روشنضمیر کو کیسا صدمہ ہوگا سب کے ساتھ

بہار دمخمور سے کہہ رہی ہین اب مجھکو نہ جانے دینا عمرو نے سہیل کو شفاخانے مین روانہ کیا جراحون
نے زخمون مین ٹانکے دیئے تیسرے دن سہیل صحت پاکر دربار مین آیا بیٹی کو دیکھا سب کے ساتھ
خوشی خوشی بیٹھی ہی ذکر تلاش عشاق کر رہی ہی سہیل کو تو مذہب اسلام سے نفرت ہی ملکہ مہرخ
سے کہا مجھے رخصت مرحمت ہو بیٹی کو ساتھ لیکر جاؤن اب بیٹی کی شادی کیا کرونگا شعلہ خیز کو رخصت
کر کے چلا آؤنگا ملکہ مہرخ نے کہا اے مروارید ہم پھر تمھین بلوا لینگے ملکہ مرواریدنا چار ہو کے سب سے
رخصت ہو کر باپ کے ساتھ روانہ ہوئین سہیل جب اپنے ملک مین آیا شہنشاہ شعلہ خیز سات لاکھ
فوج لیکر برائے شادی آیا ہی بیرون قلعہ سہیلیہ اترا ہوا ہی سہیل نے اپنے ملک مین پہنچکر بیٹی کو
گھر مین بٹھایا سامان شادی کا ہونے لگا درمیان کی سب رسمین ہوگئین اب وعدہ ہوا کہ فلان
شب شب برات ہی تم ساتھ لیکر صاحبان برات کو آنا مروارید کو بیاہ کے لیجانا مروارید نے
جو یہ کیفیت سنی رو رو کے اپنا حال ابتر کیا جب یہ ثابت ہوا کہ آج شب کو برات ہی بیقرار ہو کے
ایک عرضی خواجہ عمرو و مہرخ کو لکھی مضمون یہ تھا کہ باپ نے آپ لوگون کو دھوکا دیا آج شب کو
شہنشاہ شعلہ خیز آئیگا رخصت کر کے ہمکو لیجائیگا کنیز کو شادی نہین منظور ہی اگر میری مدد کیجیے
اس ظالم کے ہاتھ سے مجھکو بچایئے مقام افسوس ہی کہ ہمشیرہ کا تو لاشہ پڑا ہوا اور ہماری شادی
ہو اگر آپ سب صاحب تشریف لائین شعلہ خیز کے ہاتھ سے مجھکو بچائین تو مین آپ کے ساتھ نکل چلون
کنیز عرضی لیکر چلی وہ عرضی لاکر ملکہ مہرخ کے ہاتھ مین دی عرضی دیکر کنیز تو چلی گئی مہرخ نے عرضی
مجمع عام مین پڑھی خواجہ عمرو نے کہا آپ سب صاحبون کا چلنا مناسب وقت ہی ہم بھی وقت پر
آئینگے شادی کو مبدل بہ غم کرینگے فوراً فوراً سب سردار چلے میان سہیل نے ایک عرضی افراسیاب
کو لکھی کہ مین کوکب روشن ضمیر سے نہایت بیزار ہون بیٹی کی وجہ سے یہ معرکہ پڑ گیا ملکہ حیرت کو
آپ میان بھیجیے مع سرداران نامی و گرامی کے آئین مین بھی بیٹی کی شادی کر کے آپکی خدمت مین
حاضر ہونگا کوکب سے مقابلہ کرونگا افراسیاب جادو کو یہ عرضی پہونچی افراسیاب نے عرضی کو
پڑھکر ملکہ حیرت کو حکم دیا کہ اپنے سردارون کو ساتھ لیکر جاؤ اسکی بیٹی کی شادی کرا کے سہیل کو
اپنے ساتھ میان لے آؤ وہ بھی ہمارا بڑا دوست ہی ہم اسکو بادشاہ طلسم زرافشان کرینگے حیرت
اپنے سرداران نامی پہلوانان گرامی کو ہمراہ لیکر روانہ ہوئین میان سہیل نے ایک بڑی بارگاہ استاد

کیا ہی تھی میں بارگاہ سے ایک تخت عدد بچھوا دیا سر شام آسمان پر دیکھا لگا ابر سیاہ نمایاں ہوئے
حیرت بھی سے سامان سے آگے پہونچیں مرہا پر برف ناز و ابرق کو شگاف صنعت سے آ
دیا قوت زہر و ابرش وغیرہ ہمراہ آٹھ سات الکھ ساحروں کا لشکر اس زور و شور سے آگے پہنچیں
سہیل نے ہمراہی با استقبال کیا ملکہ حیرت کو لاکر تخت پر جگہ دی سردار اسکے گرد اسکے بیٹھے سہیل
خوشی سے پھولے نہیں سماتا کہ ملکہ حیرت نے بڑی عزت افزائی کی ہے میاں شادی میں تشریف
لائیں باہر بارگاہ کے کھڑا ہوا اپنے وزرا سے باتیں کر رہا ہے کہ آسمان پر ایک ابر سیاہ نمایاں ہوا
سہیل گھبرا کے دیکھنے لگا کہ یہ کون آتا ہے وہ ابر قریب آکر پھٹا سہیل نے دیکھا ملکہ مہرخ و بہار و نافرمان
و شکیل و رعد و برق و مخمور و باغبان وغیرہ اپنے بادشاہ کو گھیرے ہوئے لشکر کی پشت پر
سہیل ملکہ مہرخ کو دیکھ کر گھبرا گیا دل سے کہتا ہے ان لوگوں کے آنے کا کیا سبب ہے تخت آکے
ملکہ مہرخ کا زمین پر اترا سہیل نے ناچار استقبال کیا ملکہ مہرخ سحر چشم نے کہا تمہارے میاں
برات میں آئے ہیں سہیل نے جواب دیا آپ نے بڑی سرفرازی فرمائی سب کو ساتھ لیے ہوئے اندر
بارگاہ کے آیا مہرخ نے حیرت کو تخت پر دیکھا مسکرا کے آگے بڑھیں آکے سلام کیا کہا اٹھیے میں کچھ
عرض کروں گی حیرت نے دیکھا چار سو سردار ملکہ مہرخ کے ساتھ ہیں ناچار اٹھی جب تخت سے حیرت
اٹھیں ملکہ مہرخ تخت پر بیٹھ گئیں باغبان آگے بڑھا سہیل سے کہا بھائی صاحب مجھے آپ سے
کچھ کہنا ہے سہیل بھی مجبور اٹھے باغبان مقام پر سہیل کے بیٹھ گئے ملکہ حیرت ایک کرسی پر بیٹھیں سرداروں
جا کر بیٹھا سرداران مہرخ اس طرح بارگاہ میں بیٹھے ہیں جہاں پر ایک سردار ملکہ حیرت کا تھا چار سردار
اس مقام پر آکے بیٹھ گئے سہیل نے آکر دیکھا تمام بارگاہ معمور ہو گئی سہیل حیران حیران دیکھ رہا ہے
یہ کیا ماجرا ہوا کہ ملکہ مخمور نے سہیل سے کہا ہم دلہن کے دیکھنے کے مشتاق ہیں ہم ساتھ اس پرچہر
کے حاضر رہیں گے سہیل سے کچھ نہ بن پڑا ملکہ مخمور کو لیکر اندر محل کے آیا ملکہ مخمور سرخ چشم جا کر پاس
مروارید کے بیٹھیں چپکے سے کان میں کہا اے مروارید نہ گھبرانا سب سردار تمہاری مدد کو موجود ہیں
بارگاہ میں چھپے ہوئے ہیں مروارید خوش ہو گئی کہ اب میرے وارث آگئے اب مجھکو کون لیجا سکتا ہے
سہیل باہر آیا دو پہر سے شب گذری تھی کہ دیکھا خواجہ عمرو بھی آگئے پہونچے برق و جانسوز و
ضرغام و قران بھی ساتھ ہیں سہیل سے آکر کہا ہم لوگوں نے خود ارادہ کیا کہ جا کے شریک شادی ہوں

سہیل نے گھبرا کر کہا تشریف رکھیے خواجہ عمرو اندر بارگاہ کے آئے ملکہ مہرخ نے اپنے پہلو مین جگہ دی سہیل بیرون بارگاہ گھبرایا ہوا پھر رہا ہی ایک باغ ہی کہ اُس مین ایک اندازہ بنا ہی کہ اُسی مقام پر شصبند جشن ہوگا کہ نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی ہرکارون نے آکے سہیل کو خبر دی کہ شہنشاہ شعلہ خیز برات لیے ہوے آتے ہین بڑے دھوم سے برات آرہی ہی قلعے آتشبازی کے جا بجا چھوٹتے ہوے لالٹینون جوانان گلنار پوش ہمراہ ہین معلوم ہوتا ہی کھیت گل لالے کا لہک رہا ہی سہیل نے آکے ملکہ مہرخ سے کہا دولہا آپہونچا نوشاہ کے لیے تخت کی ضرورت پڑیگی آپ دنگل زرین پر آکر جلوہ فرما ہون خواجہ عمرو نے کہا اے سہیل ہم تمھارے مہمان ہین اور تخت بچھواؤ اُسپر لاکے بٹھاؤ جو سردار جس مقام پہ بیٹھا ہی اُسی مقام پہ بیٹھا رہیگا سہیل نے سامنے اور ایک تخت بچھوایا اُسپر لاکے شعلہ خیز کو بٹھایا سردارون کے بیٹھنے کی جگہ نہین کھڑے کھڑے پھرتے ہین نازنینان مہ جبین وجبینان مہر تمکین بارگاہ مین آکے پہونچین ایک نازنین نے بہ ناز و کرشمہ یہ غزل عاشقانہ گائی غزل

اُس تشنۂ محبت ہین خوب تری جستجو کرین	کعبے مین چل کے سجدہ تجھے چارسو کرین
عاشق جو حسن پاک ہین کیوکر گفتگو کرین	دامن کا پیچھے نام لین پہلے وضو کرین
شرمندہ ہون زمین پہ گرین سرنگو کرین	استادگی جو سرو ترے روبرو کرین
لیجا چلی چمن مین صبا بوے زلف یار	سنبل کے سلسلے کو بھی برہم وہ مو کرین
دیوانگی کا سلسلہ جاوے نہ ہاتھ سے	دامن کو پھاڑ لے جو گریبان رفو کرین
اے بادشاہ حسن فقیرون کی طرح سے	عاشق دعاے خیر تجھے کو بکو کرین
دیدار عام کیجیے پردہ اُٹھائیے	تا چند بندہ ہاے خدا آرزو کرین
مستی مین مجھسے بے ادبی ہوگی یار سے	مجھکو گناہگار نہ جام و سبو کرین
ورد زبان ہی روز و شب انکی ثناے حسن	شایان ہی جس قدر کہ یہ شاعر غلو کرین
حیران کار ہون ترے رخسار صاف کا	سکتہ ہو آئینہ جو ترے روبرو کرین
مرغ چمن ہون زمزمہ پیرا بہار آئے	ہنگامہ گرم شیفتۂ رنگ و بو کرین
موجود گو کہ تو ہی مگر چاہتا ہی شوق	آوارہ ہون تلاش تری چارسو کرین
آتش یہ وہ زمین ہی کہ جسمین ہی قول درد	دل ہی نہین رہا ہی جو کچھ آرزو کرین

میان تو محفل مین ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہی ملکہ مہرخ کے سردار شگفتہ بیٹھے ہین ملکہ حیرت سرنگون
کہ ملکہ مہرخ تخت پر بیٹھی ہین اور مین کرسی پر دیکھ رہی ہو کہ انجام کیا ہوتا ہی کہ پنڈتون نے آکے
سہیل کو خبر دی وقت بھونری پھرنے کا آگیا سہیل نے آکے شعلہ خیز کو اُٹھایا سب سردار بھی اُٹھے
ملکہ مہرخ آگے آگے حیرت پیچھے پیچھے بیرون بارگاہ آئے اب اُس باغ مین پہونچے جہان وہ کنوان
بنا ہی پنڈت جاپ کر رہے ہین ہر طرف یہی ہنگامہ ہی کہ اب دُلھن کو لاؤ پنڈت حلم لگا رہے ہین
انیسین جلیسین پہونچین آکر ملکہ مروارید کو مقام سے اُٹھایا دولھن سر جھکائے ہوے گھونگھٹ
بڑا سا نکلا ہوا ساتھ ساتھ ملکہ مخمور نے دولھن کو لاکر برابر کنوئین کے پہونچایا سہیل نے بھی فوجین تیار
کی ہین صفین جمی ہوئی کھڑی ہین ایک طرف فوج اسلام ایک طرف لشکر ملکہ حیرت خواجہ عمرو بھی
گھُسے ہوے کھڑے ہین کہ ہرکارون نے خبر دی ای شہنشاہ سہیل سب سامان تیار ہی اب گٹھبندھن
لائیے جیسے ہی پنڈت بڑھا کہ دولھا کا دامن اور دولھن کا دوپٹہ لیکر گرہ دے کہ عمرو نے حقہ آتشبازی
مارا مروارید نے گھونگھٹ ہٹایا آگ برسنے لگی اب تو سب طرف سے سحر چلا ملکہ مروارید جھپک جھپک کے
لٹنے لگین میان دولھا کی پگڑی ٹھوکرون مین ماری ماری پھرنے لگی ہر طرف یہی ہنگامہ ہی کہ دولھا
کو قتل کرو شعلہ خیز نہایت زخمی ہوا اسکی فوج والے دوڑے ادھر سے لشکر اسلام نے روکا جانبین
سے لشکر آپس مین ملگئے گولہ ترنج نارنج چلنے لگا ہنگامہ گیر و دار بلند ہی شعلہ خیز نے بڑھکر دو چار سحر کیے
نخل جلنے لگے زمین سے شعلے نکلنے لگے ملکہ بہار گلعذار نے بڑھکر گلدستہ مارا گلدستہ پھٹا پھول برسنے لگے
ٹھنڈی ہوا چلی غنچے چٹکے پھولون نے آنکھین کھولین سہیل نے دیکھا چار پانچ سو آدمی مبہوت ہوے
سر ٹکرانے لگے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ ہم عاشق بہار ہین ای شہنشاہ خوبی وای سرو خرامان باغ محبوبی
یک نظرے خوش گذرے جمال کے مشتاق ہین ذرا ادھر بھی نگاہ اُٹھایئے مشتاقان جمال کو صورت
زیبا دکھایئے جب ملکہ بہار نے سر اُٹھایا جسپر نگاہ سحر آگین ڈالی وہ اور زیادہ مبہوت ہو گیا بہاؤ دونکے
سر ٹکرانے لگا اشعار عاشقانہ پڑھتے تھے لشکر مین ہنگامہ برپا ہی مخمور کے سحر نے آفت برپا کر دی
شرابی جھومتے پھرتے ہین رعد نے وہ چیخین مارین کہ ہزارون کے سر پھٹے سیکڑون نے جانین دین ملکہ
برق کڑک کے گر رہی ہین مہرخ نے وہ گولے مارے کہ ہزارون کے سر پھٹے ساری رات اسی
ہنگامے مین گذری حیرت رات بھر تو خاموش رہی صبح ہوتے ہی اسنے بھی سحر کیا ہزارون کو قتل کیا

ملکہ مہار گلعذار نے مہرخ سے کہا اب بی حیرت بھی چمک چمک کے لڑ رہی ہین ایسا نہو لڑائی بگڑے
یہ کہکر آگے بڑھین مہار وحیرت سے سحر چلا عجب کیفیت تھی دونون کے سحر چل رہے ہین جسکا جسپر وار
چلگیا کبھی مہار جھومی کبھی حیرت مبہوت ہوئی ایک مقام پر حیرت پنجہ کھینچکر چلی زمین سے چند قدم
بلند ہوئی تھی چاہتی ہی مہار پر جا پڑون کہ زمین شق ہوئی رعد جادو نے زمین سے سر نکالا حیرت کو
دیکھکر ایک چیخ ماری حیرت غفلت مین تھی اُلٹ گئی زمین پر بیہوش ہوکے گری برق نے چاہا کہ اُترکر
گردن حیرت کے دو ٹکڑے کرون کہ ایک پنجۂ فولادی ہان ہان کرتا ہوا زمین سے پیدا ہوا حیرت کو
اٹھا لیا افراسیاب کی طرف لیکر نکلگیا حیرت کا جانا لشکر سہیل شعلہ خیز پر شکست واقع ہوئی جادوگر
بھاگنے لگے ملکہ مہرخ نے پوچھا کیا مردارید نے کہا اب نکل چلیے یہان ٹھہرنا مناسب نہین خدا نے اپنا
فضل شامل کیا فتح حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی ملکہ مہرخ نے مردارید کو بیچ مین لیا اسباب یہان کا
سب لوٹا خواجہ عمرو نے بھی خوب ہتھے ماری الغرض بہ فتح وفیروزی ملکہ مہرخ نے سب سردارون کو ساتھ
لیا طرف لشکر کے روانہ ہوئین مگر شعلہ خیز جو شکست کھاکر بھاگا اُفتان وخیزان حیران وپریشان کہ اپنے
وطن سے بھی چھوٹا مدعائے دلی حاصل نہوا یہان افراسیاب بارگاہ حیرت مین آیا ہے مشتاق ہے کہ
حیرت وہان گئی ہے دیکھیے کیا گذرے اس سوچ مین بیٹھا تھا کہ حیرت کو پنجہ لیکر آیا افراسیاب نے
ہوشیار کیا حیرت نے رو رو کے سب حال بیان کیا افراسیاب غصہ کر رہا ہے کہتا ہے کہ اب مسلمانونکو زندہ
نہ چھوڑونگا ان لونڈی غلامون نے بڑی سرکشی پر کمر باندھی ہے کہ شعلہ خیز آکے پہونچا افراسیاب کے
سامنے کلاہ دے ماری کہا اے شہنشاہ غلام تباہ ہوگیا وطن چھوٹا گھربار ترک ہوا معشوقہ بھی نہ ملی
مین آپ کے پاس فریاد کرنے آیا ہون مسلمانون نے بڑی زبردستی کی میری معشوقہ کو لے گئے اسباب
سب لوٹ لیا اب مین اپنے ملک مین جاکر کیا جواب دونگا لوگ کہینگے شادی کرنے گئے تھے وہان سے
تباہ ہوکے آئے دولھن کو نہ لائے کیون شہنشاہ مین کیا جواب دونگا افراسیاب نے گلے سے لگا لیا
کہا اے فرزند نہ گھبراؤ مین نے تمکو اپنا بیٹا کیا مین تمھاری معشوقہ کو دلوا دونگا یہ کہکر افراسیاب
نے اپنی بارگاہ مین جگہ دی ہرکارون نے یہ خبر ملکہ مہرخ سحر چشم کو پہونچائی ملکہ مردارید تو خوشی
خوشی سردارون کے ساتھ بارگاہ مین بیٹھی ہین نہایت خوش ہین کہ ہرکارون نے خبر دی کہ شعلہ خیز
افراسیاب کے پاس فریادی آیا ہے افراسیاب نے وعدہ کرلیا ہے کہ مین تیری معشوقہ کو دلوا دونگا

مروارید گھبرائی ملکہ مہرخ نے کہا اری مروارید کیون گھبراتی ہو اس ملعون کی کیا حقیقت ہی اب تمپر
کوئی نگاہ نہین ڈال سکتے مہتر برق فرنگی یہ کہکر اُٹھا کہ میان شعلہ خیز کو لاتا ہون ملعون کو قتل کر ڈالو
جھگڑا مٹے یہ کہکے بصورت بہدل چلا میان افراسیاب نے شعلہ خیز کو ایک بارگاہ دی چند کنیزین و
چند غلام واسطے خدمتگزاری کے دیئے وعدہ کیا کہ تم چلکر اُترو ہم مروارید کو لادینگے شعلہ خیز اپنی
بارگاہ مین آیا آگے بیٹھا کہ خدمتگار نے عرض کی دروازے پر ایک کنیز کھڑی ہو کہتی ہو مین شہنشاہ
سے کچھ عرض کرونگی شعلہ خیز نے کہا بلالو کنیز اکڑتی ہوئی سامنے آئی جھک کر سلام کیا قریب آکے
بلائین لین کہا مین صدقے مین قربان چپکے سے کہا دولھا میان ذرا کنارے چلیے مین کچھ عرض
کرونگی دولھا میان کے نام سے شعلہ خیز خوش ہو گیا جلد اُٹھا تخلیے مین آیا پوچھا تم کہان سے
آئی ہو کنیز نے کہا دلھن نے مجھکو بھیجا ہو نام دلھن کا سنکر شعلہ خیز بیقرار ہو گیا کہا ای نیک بخت تیرا کیا
نام ہو کنیز نے چٹکی لیکر کہا او نگوڑے کیا تیری آنکھون مین موتیا ہو ملکہ مروارید تیرے واسطے بیقرار
ہین مجھکو بھیجا ہو اور فرمایا ہو جاکے میرے وارث سے کہنا کہ مین مجبور تھی مسلمان زبردستی مجھکو پکڑ لائے
ہین اور قید کیا ہو جسوقت مہلت پاؤنگی اپنے کو تمھارے پاس پہونچاؤنگی تم گھبرانا نہین اب تو شعلہ خیز
پھول گیا کہا اری سچ کہ کنیز نے کہا تمھارے سر کی قسم ملکہ نے آب و دانہ ترک کر دیا کہتی ہین کہ
ہاے میرے وارث کو بڑا صدمہ پہونچا مسلمانون نے مجبور کر دیا مین مبہوت تھی کہ اپنے وارث سے
لڑی کنیز نے جو یہ باتین فصاحت و بلاغت سے کین شعلہ خیز نے کہا تم مجھے قید خانے کا نشان
بتا دو مین رات کو اپنے کو وہان پہونچاؤنگا ملکہ کو قید خانے سے جا کے نکال لاؤنگا کنیز نے اپنے
پاس سے ایک گلوری نکالی سونے کے ورق مین لپٹی ہوئی کہا لو یہ ملکہ مروارید گلنار پوش نے
دی ہو کہ ہمارے وارث کو کھلانا شعلہ خیز خوش ہو گیا گلوری کھائی جیسے ہی پیک حلق سے
اُتری سر چکرانے لگا کہا اری اس گلوری مین کیا تھا کنیز نے کہا مین بھول گئی اسمین سنکھیا ملی تھی
ذرا ٹھہر کے شعلہ خیز اُٹھا دو قدم چلا تھا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا اُلٹکر گرا کنیز نے تڑپ کر
اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ برق

تصنیف مصنف

لقب ہی مرا برق صحبت گزار	ترشتے ہین مثل برق رفتار ہون	کرامت [illegible]
کیے کرکر مکار غدار ہون	ارسطو سے ذی علم شاگرد ہین	[illegible]
[illegible]		

ترپ سے مری چرخ ٹھہرا رہا	بزیر قدم عرب ہی شدن ہو
	جلا وہ ہون مین نام بھی برق ہو

تعجیل زبان مین سوزن دیا شعلہ خیز کا پشتارہ باندھا سر اپنے چالاک کیسے سے بھاگا تھا
پہنچا لشکر اسلام مین آیا میان وہ وقت ہی کہ ملکہ مہرخ بیرون بارگاہ مع سب سردارون کے بیٹھی
ہین خواجہ عمرو بھی بیٹھے ہین کہ برق آکے پہونچا پشتارہ سامنے ڈالدیا ملکہ مروارید بھی بیٹھی
ملکہ مہرخ سے کہا حضور برق نے بڑا کام کیا اس ملعون کو قتل کرڈالیے خواجہ نے کہا اسکو ہوشیار
کرو فوراً ہوشیار کیا جیسے ہی اسکی آنکھ کھلی اپنے کو سامنے ملکہ مہرخ کے پایا شکلین بندھی ہوئی تھین زبان سے
سوزن پکارکے ملکہ مہرخ نے آواز دی او شعلہ خیز دیکھ قدرت پروردگار کہ تو گرفتار ہو کر آیا اب بہتر یہ
ہی کہ ادیان باطلہ پر لعنت کر کیا عجیب ہی کہ تیری شادی ساتھ مروارید گلنار پوش کے ہو مروارید تیغ
کھینچکر اٹھی کہا حضور اس ملعون کو قتل کیجیے یہ سیاہ دل کبھی مسلمان نہوگا سب ہان ہان کرتے ہین
مگر مروارید تیغ کھینچے ہوے قریب آکے پہونچی چاہتی ہی اسکو قتل کرڈالون وہان افراسیاب بارگاہ مین
بیٹھا ہی کہ ہرکارون نے آکے خبر دی کہ شعلہ خیز کو برق فرنگی پکڑ لیگیا دربار مسلمانان مین قتل ہوا چاہتا
ہی افراسیاب غصے مین اٹھا کہتا ہوا کہ آج سب کو مٹادونگا مسلمانون نے بڑی سرکشی پر کمر باندھی ہی
کچھ ہمارا بھی خیال نہ آیا یہ کہکر بہ قہر و غضب تمام چلا میان مروارید نے قصد کیا ہی کہ تیغ ماردن کہ
افراسیاب مثل شعلہ جوالا آکر گرا مروارید تو قریب شعلہ خیز کے موجود ہی نگاہ پڑی ایک معشوق طرحدار
سینے پر ابھار قد موزون چہرہ گلگون آنکھین رشک دیدہ غزال ابرو مثل ہلال عارض انور ماہ آسمان
کمال تیر مژگان جو کمانخانہ ابرو مین برائے قتل عاشقان لیس تھے تو دہ دل پر لب معشوق ہوے
بے اختیار پکار اٹھا اے جان جہان وا اے سرتاج حسینان میری تجھپر جان جاتی ہی مروارید نے چاہا
سامنے سے بھاگون افراسیاب نے اشارہ کیا زمین نے پاؤن مروارید کے تھام لیے اک پنجہ
اسنے مروارید کی کمر مین دیا ایک پنجہ کمر مین شعلہ خیز کے دیا دونون کو لیکر بلند ہوا سرداران اسلام نے
ہر چند روکا بھلا افراسیاب انکے روکے سے کب رکتا ہی بلائے روزگار ہی اب راہ مین اسنے سر تا پا
مروارید کو بغور دیکھا شعلہ خیز بیہوش ہو گیا بلکہ خود افراسیاب نے شعلہ خیز کو بیہوش کر دیا ہی کہ میرے
حرکات یہ آنکھون سے نہ دیکھے سراپا سے مروارید کو جو بغور دیکھا بیتاب ہو گیا جی مین کہتا ہی کہ شہر
مین تو ایسی نازنین نہین ہی جیسا ہمارکی اسکے سامنے کیا حقیقت ہی خورشید اسکے شمع جمال کا پروانہ ہی

کوئی مہ جبین اسکے مثل نہین ہی یہ سوچتا ہوا ایک کوہ ویران پر آیا اس پہاڑ پر آکے اُترا شعلہ خیز کو ایک
گوشے مین ڈالدیا ایک طرف آپ آکے بیٹھا سحر سے فرش وغیرہ درست کیا مروارید بھی جو موج ہوا سے
بیہوش ہوگئی تھی اسکو ہوشیار کیا اب جو مروارید نے اپنے کو تنہائی مین پایا تڑپ گئی مثل بید کانپنے لگی
افراسیاب نے کہا اے مروارید میری تجھپر جان جاتی ہی کل ہوشربا کا مین تجھکو حاکم کرونگا وہ توقیر تیری
کرونگا کہ تیرے مرتبے پر تمام شاہان جہان رشک کرینگے تیرا حکم سارے ملک مین جاری ہوگا اور سکہ
تک تیرے نام کا جاری کرونگا مروارید نے کہا اے شہنشاہ اگر آپ کو میرا قتل کرنا منظور ہی تو مین آپ کے
قبضے مین ہون قتل کر ڈالیے اور کوئی امید مجھسے نہ رکھیے افراسیاب نہایت منتین کر رہا ہی مگر مروارید
نہین مانتی روتی ہی چاہتی ہی رہائی پاؤن جان دیدون افراسیاب جادو حیران و پریشان ہی کہ
اب کیا تدبیر کرون جو یہ راضی ہو قضائے کار سرما برق انداز وزیر اعظم افراسیاب تخت پہ سوار
چار ہزار ملازم ہمراہ اپنے معشوق کی ملاقات کو جاتا تھا افراسیاب جادو کو جو پہاڑ پر دیکھا فوراً
اُترا با حجاب کے سلام کیا حال پوچھا افراسیاب نے سب کیفیت اپنی بیان کی کہ میری اسپر
جان جاتی ہی یہ سرکش مجھکو قبول نہین کرتی اے سرما تمہین ذرا اسکو سمجھاؤ سرما نے دست بستہ عرض
کی اے شہنشاہ یہ امر تو بہت آسان ہی خداوند لقا سب کے پیدا کرنے والے بالائے کوہ عقیق
ہین اُنکے پاس اسے بھیج دیجیے اُنھون نے پیدا کیا ہی وہی دل پلٹ دینگے پھر آپ پہ یہ عاشق ہو جائیگی
افراسیاب نے کہا ذرا تمہین تکلیف کرکے لیجاؤ سرما برق انداز نے کہا بہت خوب مین مدت سے
خداوند کے دیدار کا مشتاق بھی تھا اس حیلے سے زیارت سے بھی مشرف ہو جاؤنگا آپ کا مطلب
بھی نکل جائیگا مین عرض کرونگا یا خداوند شہنشاہ افراسیاب جادو نے دست بستہ عرض کی ہی کہ اسکا دل
پلٹ دیجیے قدرت فوراً دل پلٹ دینگے مین لیکر چلا آؤنگا افراسیاب نے کہا جاؤ سرما نے ملکہ مروارید
کو اپنے تخت پر ڈال لیا زبان مین سوزن دیا اپنے سحر مین مسلسل و مطوق کیا لیکر طرف کوہ عقیق کے
چلا افراسیاب نے شعلہ خیز کو اسکے لشکر مین پہونچوا دیا آپ رنجیدہ کبیدہ طرف باغ سیب کے چلا
سرما برق انداز منزلین طے کرتا ہوا جاتا ہی دربند جالندر یا کہ یہ دربند آخر ہی وہان کے حاکم سے
ملاقات کی گھڑی دو گھڑی وہان ٹھہرا اضطراب و کیاب سے مہلت کرکے چلا اب سرحد کوہ عقیق مین
پہونچا رات بھر راستہ طے کرکے آیا ہی صبح کا وقت ہی شاہزادہ خاور سپاہ نبیرہ صاحبقران عالی جاہ

علاوہ دیگر گناہ سب بر لشکر کے آکے ٹھہرے ہیں سمک بلداق ساتھ ہو لشکر کی خیر و عافیت دریافت کر رہے
ہیں کہ دیکھا طرف سے ہوشربا کے ایک ابر پیدا ہوا سمک سے کہا جا کر دریافت تو کرو کوئی جادوگر طرف
ہوشربا کے آیا ہی سمک فورا روانہ ہوا خواہر بن عمرو و شعبان خنجر گزار ٹہلتے ہوے اُس طرف آ گئے
قاسم نے اُنکو بھی روانہ کیا جس عیار نے سنا وہ چلا چالیس پچاس پیک بچے بہ صورت مبدل دربار
لقا میں پہونچ گئے کوئی بہ صورت خدمتگار کوئی بہ صورت چوبدار کوئی بہ طور سپاہی کھڑے ہوے
تھے گوش بر آواز ہیں کہ سرما کانپتا ہوا دربارگاہ لقا پر آیا درگہ سالار سے پوچھکر اندر پہونچا ایک شخص کو دیکھا
قد و قامت مثل دیو کے ڈاڑھی لمبی موے ریش میں مروارید بے بہا نصب تاج نخوت سر پر بہ صد
کبر و غرور تخت پر بیٹھا ہی سرما سمجھا یہ کوئی غلام خداوند کا ہو گا خداوند کہیں اور ہونگے سلام کر کے کہا
خداوند لقا کہاں ہیں بختیارک نے کہا او بے ادب دیکھتا نہیں کہ قدرت بیٹھے ہیں جلد سجدہ کر ورنہ جلکر
خاک ہو جائیگا سرما کہتا ہی اس خداوند سے تو شہنشاہ ہمارا رعب و دبدبہ زیادہ رکھتا ہی یہ تو خرس صحرائی
ہی مگر برائے سجدہ جھکا عرضی افراسیاب کی پیش کی لقا نے وہ عرضی بختیارک کو دی بختیارک نے
وہ عرضی بہ آواز بلند پڑھی لقا قہقہہ مار کے ہنسا تمام بارگاہ ہلگئی لقا نے کہا او بندۂ من یہ تقدیر تو ہم نے
نوّے ہزار برس پیشتر کی تھی جلد اُس عورت کو ہمارے سامنے لاؤ ابھی قلب پلٹ دیں بختیارک
چٹکیاں لے رہا ہی چپکے چپکے کہتا ہی یا خداوند پکار کے تقدیر نہ کیجیے بات سمجھکر فرمائیے ایسا نہو وہ عورت
راضی نہو بختیارک کو لقا جھڑک دیتا ہی کہتا ہی او شیطان تو کیا جانے قدرت کے کارخانے قدرت ہی
پر موقوف ہیں سرما جاکے ملکہ مروارید کو لایا مروارید کو آبرو کا خیال قلب پر ہجوم رنج و ملال بد حواس عالم
یاس موے سر سراسر پریشان زنجیریں کمر میں بندھی ہوئیں اپنے کو سنبھالا لقا پر جو نگاہ کی کانپنے لگی
سر جھکا کر کھڑی ہوئی لقا کی نگاہ جو جمال جہان آرائے ملکہ مروارید گلنار پوش پر پڑی زانو بدلنے لگا
پسینہ آگیا پکارا اُٹھا قدرت اسکے پیٹ میں تو قدرت اُتار لیگی سرمایۂ برف انداز نیا آیا ہی کبھی لقا کو
دیکھا نہ تھا چپکا سر جھکائے بیٹھا ہی جب لقا نے کہا ہم تو قدرت اسکے پیٹ میں اُتار لینگے سرما نے
دست بستہ عرض کی قدرت ایسا نہ فرمائیں شہنشاہ بہت بیتاب ہیں آپ کی خدمت میں اسواسطے بھیجا ہی
کہ اسکا قلب اُلٹ دیجیے لقا نے کہا او بندۂ مغضوب خاموش رہ ورنہ قدرت ابھی تجھکو گدھا بنا دینگے سرما
خاموش ہو رہا لقا نے پکار کے آواز دی او بندی ہماری قدرت سے راضی ہی مروارید غصے میں کانپنے لگی چونکہ

زبان مین سوزن ہر لڑکھڑاتی ہوئی زبان سے جواب دیا کیا بیہودہ بکتا ہر جو تجھسے ہوسکے قصور نکر لقا
نے دار کا حکم دیا اور کہا ارے کوئی جلاد حاضر ہر ایک جلاد گوشے سے نکلا حاضر حاضر کہتا ہوا قریب آیا کہا
یا خداوند کیا حکم ہر جو حکم ہو بجا لاؤن کہا ذرا اس نازنین کو سمجھاؤ جلاد خنجر برہنہ لیے ہوئے قریب مروارید
کے آیا کہا او نازنین قدرت کیا فرماتے ہین مروارید حیران حیران چہار جانب دیکھ رہی ہر کہ کوہ عقیق نہ
مقام ہر کہ جہان صاحبقران زمان فروکش ہین کوئی ہماری رہائی کے واسطے نہین آیا جسنے سنا تھا
کہ ایک لاکھ چوراسی ہزار پیک بچہ وہان موجود ہر کہ جلاد نے آنکھ سے اشارہ کیا کہ مین تیری زبان سے
سوزن لیتا ہون غلامان خواجہ عمرو عیار موجود ہین مروارید گلنار پوش نے بھی اشارہ کیا میری زبان سے جلد
سوزن نکال پھر مین سمجھ لونگی جلاد نے ہاتھ کے اشارے سے کہا بیٹھو جاؤ مین ابھی تجھے قتل کر دونگا جیسے ہی
مروارید بیٹھی جلاد نے پکار کے آواز دی یا خداوند اب مین اسکو قتل کرتا ہون سرمایہ برف انداز نے کہا
یا خداوند شہنشاہ نے اسکا دل اُلٹ دیئے کہا ہر آپ قتل کا حکم نہ دیجیے لقا نے کہا تجھے کیا دخل ہر
قدرت جو مناسب جانینگے وہ کرینگے جلاد نے بٹھاتے بٹھاتے زبان سے مروارید کی سوزن نکالی
اور آواز دی منم شعبان خنجر گزار جیسے ہی ملکہ مروارید کی زبان سے سوزن نکلی اب جو سکتی ہر سب
قید لوٹ کر گری ایک چوبدار نے چاہا دوڑ کر پکڑ لون دوسرا چوبدار پہلو مین کھڑا تھا اُسنے بڑھکر کہا دیکھو
خداوند کیا کہتے ہین چوبدار ادھر پلٹا اُسنے عصا مارا کہ چوبدار کا سر پاش پاش ہوا نعرہ کیا منم جواہر بن
عمرو مروارید نے دیکھا چالیس پیک بچے چالیس جلادون کو مار کر قریب آئے کہا اے ملکہ اب اڑتی سحر اڑتی
نکل چلو مروارید نے دو پتھر اُٹھا کر طرف بارگاہ کے پھینکے کہ پتھر برسنے لگے مروارید گلنار پوش اڑتی پھرتی
سحر کرتی ہوئی بیرون بارگاہ آئی چالیسون پیک بچے ساتھ ہین لقا نے سرما سے کہا او نابہنجار تو
کیسا وزیر ہر بڑھکر روکتا نہین سرما نے کہا غلام سمجھا تھا قدرت تقدیر کرینگے قدرت نے تقدیر اُلٹی کی
لقا نے کہا قدرت نے تقدیر کی تھا رے ہاتھ سے مروارید کو گرفتار کرائینگے تمھاری آبرو بڑھائینگے
سرما نے بہت خوب کہکر اُٹھا چار ہزار جادوگر اسکے ساتھ ہوئے لقا تخت پر سوار ہوا تمام فوج تیار ہوئی لینا
لینا کہکر سب دوڑے مروارید نے دیکھا فوج لقا بدلے ہوئے آتی ہر گاتی باندھی پائچون مین گرہ دی
سحر کرنے لگی چالیسون پیک بچون نے حقہ ہائے آتشبازی نکال کر داغے ہزارہا ملازمان لقا جلے لقا
پکارا ہا کہ گرفتار کرو ملازمان سرما نے بڑھکر سحر کے عبارون کے پاؤن زمین سے تمام مروارید نے

برھکر اسی جادوگر کو مارا شاہزادہ خاور سپاہ سحک کو روانہ کرکے کنارے پر لشکر کے کھڑے ہوئے
انتظار کر رہے ہین کہ کوئی عیار پلٹے تو خبر معلوم ہو کہ کون جادوگر آیا ہے کہ ایک عیار دوڑا ہوا آیا اُسنے
عرض کی حضور ہمراہیان خواجہ عمرو سے ایک نازنین شاہزادی موسومہ بہ مروارید گلندپوش گرفتار
ہوگئی تھی عیارون نے رہا کیا اب لڑائی ہو رہی ہے نام ہی سنکر قاسم کو اشتیاق ہوا پشت مرکب پر
سوار ہوئے عقب مین انکے سردار قیماس خان وغیرہ چلے اُسوقت آگے پہونچے کہ ساحر و غیر ساحر کا
مروارید پر بلوہ ہے قاسم نوجوان نے وہین سے نعرہ کیا نعرۂ قاسم از تصنیف مصنف

منم قاسم نقد فتح و ظفر
منم نسبت خان جنگ و جدل
ز سیف الملک جنگ شد آشکار
منم ابن فرزند صاحبقران

منم ابن رستم یل نامور
فریدون حشم رعب اسکندری
منم حامل رایت گیر و دار

منم شیر میدان جنگ و جدل
فن جنگ من غیرت ساحری
منم شیر دل صف شکن پہلوان

اسطرح قاسم نے نعرہ کیا فوج کفار مین ہلچل پڑ گیا مروارید نے پلٹکر
دیکھا ایک جوان شیر دل رستم خصال صاحب جاہ و جلال صف شکن تیغزن کس شوکت و شان سے
لڑتا ہوا آتا ہے جسنے لڑ کا اُسی پر جا پڑے اپنے ہاتھ تلوار کا مارا قاسم نے روک کر وار کیا مع مرکب کے راکب
چار ٹکڑے ہوئے صفون کو درہم و برہم کر دیا ادہن صحرا الاشون سے بھر دیا سرداران نامی و پہلوانان گرامی
پشت پر بصد کروفر جنگ کر رہے ہین جس غول پر جا پڑے اُسے درہم و برہم کر دیا مروارید صورت زیبا
دیکھکر بیقرار ہوگئی چمک چمک کر لڑنے لگی ایک جادوگر نے بڑھکر گولہ مارا مرکب قاسم کا چلنے سے رُکا
وہ ساحر تیغہ کھینچکر دوڑا کہ قاسم کو قتل کرون دور سے مروارید نے دیکھا کہ ایک ساحر کے سحر مین
شاہزادہ پھنسا ہوا ہے جھپٹ کے سنگریزہ پھینک مارا کہ اُسکا سر پھٹ گیا قاسم نے رہائی پائی اب جو
چلنے لگا وہ جمال بیمثال مروارید پر پڑی جانبین سے آنکھین چار ہوئین اُنہین اشارے کنائے ہونے لگے
جب کفار کا بہت بلوہ ہوا ہرکارون نے آکر خبر صاحبقران زمان کو پہونچائی کہ حضور قاسم جا کر فوج
کفار مین گھر گئے ہین وہ نازنین جو آئی ہے مصروف جنگ ہے مگر اپنی زندگی سے تنگ ہے صاحبقران یہ حال
سنکر فوراً سوار ہوئے صاحبقران کے سوار ہوتے ہی جلدی سوار چلے امیر نے سامنے آکے دیکھا دہنے
نعرہ کیا بانگ بیداری کافران بجیا واہ ناکاران پر دغا نمرز لزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران مہر
عالیشان شکست دہندہ کافران نعرۂ صاحبقران از تصنیف مصنف   منم صاحب خنجر تیغ و علم

امیر عرب حمزۂ ذی حشم
بہ رستم بہ سنجان پئے گیرودار
شدہ بر سرم فتح و نصرت نثار
سمندون بدبخت گشتہ شکار
سلیمان ثانی لقب یافتم

نہ تاقف کافریان جہان
بیک وقت گنجاب طوفان فرار
گذر چون بجولانگہ قاف شد
شد از جنگ بیدین ذلیل و نزار

ز تیغم گریزندہ نوشیروان
چو در باختر جنگ شد آشکار
جزائر پراز عدل و انصاف شد
دران جا چو جاہ و ادب یافتم

نعرہ کرکے صاحبقران لڑنے لگے جملہ سرداران نامی و پہلوانان گرامی فرداً فرداً آکر پہونچے جو آکے پہونچا اُسنے زمین ہلا دی سرمایۂ برف انداز نے دیکھا کہ جملہ سرداران حمزہ آگئے یہ بھی سحر کرتا ہوا چلا برف برساتا ہے کبھی دریاے سحر بہاتا ہے جب صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا سب سحر باطل ہوسے جو سردار سحر مین پھنسا تھا صاحبقران زمان نے بڑھکر اسم اعظم پڑھا اُس سردار کے ہوش و حواس درست ہوسے سرمایۂ برف انداز حیران ہے کہ مین کیا کرون جو سحر کرتا ہون وہ باطل ہوتا ہے مہرواریدکو صاحبقران چاہتے ہین کہ اپنے قبضے مین کرون مگر مہروارید لڑتی بھڑتی چلی آتی ہے قریب لشکر قاسم پہونچی قاسم نے بآواز اپنے بیچ مین لیا جنگ ہو رہی ہے کہ سرمایۂ برف انداز سحر کرتا ہوا قریب صاحبقران کے پہونچنا چاہا کہ تین تیغہ دیکھے اُڑون امیر نے ہاتھ تلوار کا مارا سر سرما کا زخمی ہوگیا وہ سے لشکر اپنے کو گرادیا اُلٹ مارکے بھاگا کہتا ہوا ایسے خداوند پر لعنت ہے کہ اُنکے دربار مین آکے یہ ذلت اُٹھائی یہ کہہ طرف ہی سر بانکے بھاگا کہ ذرا اسکا کیا بانگا لقا نے جب دیکھا کہ جملہ سرداران صاحبقران پٹے ہوتے اُدھر پہونچ گئے ہین لقا نے گھبراکر طبل بازگشت بجوادیا صاحبقران زمان بہ فتح و فیروزی پلٹے مگر قاسم ملکہ مہروارید کو ساتھ لیے ہوسے اپنی بارگاہ مین آئے صحبت عیش و نشاط آراستہ کی تسلیم و عذر و معذرت ہونے لگے مہروارید نے سب اپنا حال بیان کیا کہا اب میان سے پلٹ کر جانا مشکل ہوگا قاسم نے کہا ای ملکہ حالا اب جانا تمھارا مشکل ہے مہروارید نے کہا ای شہریار جانا ہمارا وجیہ ولازم ہے آگی ملکہ بلان کو لاشہ تابوت جمشیدی مین رکھا ہے کو لب خود نگہبانی کیا کرتے ہین اسوقت پیر جاکر شہریاب ہونا باعث بدنامی ہے انشاء اللہ اگر زندہ ہین تو ملینگے قاسم نے حکم دیا ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز جام و سبو لیکر حاضر ہوے جام صہباے ارغوانی گردش مین آیا صداے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی ایک حسینہ خوش گلو سامنے آکے کھڑی ہوئی پہلے گت ناچی بعد اُسکے یہ

غزل عاشقانہ گانا شروع کی غزل

دل شیدہ وہان نہوا تھا سو ہوا — ٹکڑے ٹکڑے جو گریبان نہوا تھا سو ہوا
برق بے نور ہو اس رخ کی چمک کے آگے — عالمِ نور کا انسان نہوا تھا سو ہوا
رونے پر میرے ہوا ہنسکے وہ گل شرمندہ — غنچہ سان سر بہ گریبان نہوا تھا سو ہوا
مین نے رنگین نکیا اُسکا تڑپ کر دامن — سر جلاد پہ احسان نہوا تھا سو ہوا
ہو گیا دیکھکے قاضی بھی طرفدار اُسکا — رنگینِ خون مسلمان نہوا تھا سو ہوا
ہر زبان پر مری رسوائی کا افسانہ ہے — نسخۂ شوق پریشان نہوا تھا سو ہوا
عرق آلودہ جبین دیکھکے دل ڈوب گیا — شبنم باغ سے طوفان نہوا تھا سو ہوا
قتل کر کے مجھے تلوار کو توڑا اُسنے — خون ناحق سے پشیمان نہوا تھا سو ہوا
یار کے روے کتابی کی کرون کیا تعریف — لبہ قرآن کے جو قرآن نہوا تھا سو ہوا
آنسو آنکھون سے نکلتا ہے سو چنگاری ہے — پہلؤ دل سے نمایان نہوا تھا سو ہوا
آتشِ عشق سے ہے داغ سراپا میرا — آدمی سرو چراغان نہوا تھا سو ہوا
گرد وہ بنکے ہوا صندلِ پیشانیِ یار — ذرہ خورشید درخشان نہوا تھا سو ہوا
پھرون ہے مصرع سودا ہے رُلاتا آتش — تجھے اے دیدۂ گریان نہوا تھا سو ہوا

وہ نازنین بڑے لطف سے یہ غزل گا رہی ہے عجب ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہے بارگاہ مین قاسم کی حسب درست اہتمام سرداران نوجوان جمع ہین شب بھر ہنگامۂ عیش و نشاط رہا صبح کو صاحبقران زمان تشریف لائے ملکہ مرواریدہ قدمبوس ہوئین سب حال اپنا اور لشکر خواجہ عمرو کا بیان کیا کہ اب افراسیاب جادو سے سر کے بڑے ہین یقین ہے انشاء اللہ رہائی اسد کی صورت ہو گی کنیز اب رخصت ہوتی ہے ایسا نہو میرے باپ وہان کچھ فساد برپا کرین مجھکو جانا ضرور ہے صاحبقران نے اور بادشاہ حجاہ نے اور جملہ سردارون نے واسطے خواجہ عمرو کے نامے لکھے ملکہ مرواریدہ سب سے رخصت ہوکے طاؤس زرین بال پر سوار ہوئین طرف طلسم ہوشربا کے چلین میان افراسیاب باغ سیب مین بیٹھا ہوا مشتاق آمد ملکہ مرواریدہ تھا کہ اول سرمایہ برق انداز آکے پہونچا تمام کیفیت بیان کی کہا حضور مرواریدہ کو عیاران اسلام نے رہا کر دیا وہ لشکر صاحبقران مین پہونچ گئین افراسیاب کو نہایت ناگوار ہوا ایک نامہ شہزادے کو لکھا کہ اے مرشد زادے آپ جا کر راہ مین ٹھہریے اُدھر سے مرواریدہ آئیگی اُسکو گرفتار کر لیجیے گا مین نے کتاب جامری مین

دیکھا تو معلوم ہوا کہ اُسی طرف سے آئیگی مصور کے پاس یہ نامہ پہونچا مصور نے وہ نامہ پڑھا اُسی وقت
سرداردن کو اپنے ساتھ لیکر طرف دربند جالندریا کے چلا میان مروارید نے وہ راستہ قدیم چھوڑا اور
راستے سے جاتی ہی کوہستان وخارستان کو طی کرتی ہوئی قریب ایک کوہ کے پہونچی چار جانب سر اُٹھاکر
دیکھ رہی ہی کہ کس راہ سے جاؤن کیونکہ لشکر خواجہ عمرو مین پہونچون اس صحرا کا حاکم نعمان ابلق سوار
ہی بارہ ہزار جادوگرون کو ساتھ لیے ہوے سیر صحرا دیکھتا ہوا آتا ہی کہ اسکی نگاہ جمال جہان آرای مروارید
پر پڑی دیکھا ایک نازنین مہ جبین غنچہ دہن رشک چمن بالاے کوہ کھڑی ہی حیران حیران چار جانب
دیکھ رہی ہی نعمان ابلق سوار نے ساحرون سے کہا دیکھو یارو خداوند سامری وجمشید نے یہ معشوقہ میرے
واسطے بھیجی ہی چار جانب سے اسکو گھیر لو مین گرفتار کرلون چار جانب سے اُس پہاڑ کو سب ساحرون نے
ملکر گھیر لیا ملکہ مروارید نے جھک کر دیکھا ہزارہا ساحرون نے پہاڑ کو گھیرا ہی ایک ساحر کریہ منظر غول پیکر
سحر کرتا ہوا آتا ہی ملکہ نے کہا غضب ہوا انھون نے چار جانب سے گھیرا ہی دل مین کہا اے مروارید
یہان سواے خدا کے کون بچانے والا ہی سحر کرتی ہوئی پہاڑ سے کودی موتیون کا مالا گلے سے اُتار کر
پھینک مارا لگی سر کے سر پھٹے کچھ دیوانے ہوکے طرف صحرا کے بھاگے نعمان ابلق سوار نے جو دوسرے
یہ معرکہ دیکھا گھبرا گیا سمجھا کہ ساحرہ زبردست ہی خاک قبر جمشیدی لیکر بڑھا پکار کر آواز دی اے نازنین کیون
بیوجہ لڑتی ہی مجھسے اپنا حال تو بیان کر تیرا نام نامی کیا ہی یہان آنے کا کیا باعث ہی ساحرون کو بھی
آواز دی خبردار اب کوئی سحر نہ کرے مین قریب جاکر سمجھا لونگا مروارید بھی رکی نعمان ابلق سوار قریب
پہونچا کہا اے ملکہ عالم تمھارا نام نامی کیا ہی تمھین ہمارے شہنشاہ ہوشربا سے کیا تعلق ہی مروارید
سوچی کہ اگر مین نے مفصل کہا اور زیادہ دشمنی کریگا یہ سوچکر کہا مین ایک سوداگر کی بیٹی ہون میرے
والد کو قزاقون نے صحرا مین لوٹ لیا مین آوارہ ہوکر اسطرف نکل آئی اب نعمان ابلق سوار نے اسکو
باتون مین لگا کر خاک قبر جمشیدی برابر دماغ کے لا کر اُڑا دی مروارید گلنار پوش بیہوش ہوکے گری
نعمان ابلق سوار نے بڑھکر زبان مین سوزن دیا گرفتار کر لیا اب خیال مین آیا کہ اس سے حصول وصل کرون
یہ سوچکر اُسی مقام پر بارگاہ استادہ کرائی جلسہ آراستہ کیا ملکہ کو ہوشیار کیا ہاتھ باندھکر سامنے بیٹھا عرض
کی اے شہنشاہ خوبی واے سرو خرامان باغ محبوبی مین غلام ہون یہ تمام صحرا میرے قبضے مین ہی طرف سے
افراسیاب جادو کے مالک ہون عمر بھر خدمتگاری کرونگا مروارید کے تیور پر بل پڑگئے اشارہ کیا —

اودھیا کیا بیہودہ بکتا ہو تو ہمکو قتل کرا ایسے کلمات واہیات زبان سے نہ نکال حیف زبان سے سوزن
کھینچگی اپنی جان دیدونگی اب تو مین تیرے قبضے مین ہون جسطرح چاہے ستائے نعمان ابلق سوار
منتین کرتا ہو کبھی کہتا ہو ای ملکۂ عالم کیا کہون جو میرے دلپر گذرتی ہو دیکھون تقدیر کیا دکھائے اب تو یہ
کیفیت ہو کہ دلپر چھریان چل رہی ہین دل چاہتا ہو جان دون تڑپ تڑپ کے مرون ہر طرح منتین کرتا ہو
کبھی کہتا ہو اس عشق خانہ خراب نے کیسی پریشانی مین ڈالا ہو عجب مصیبت مین پھنسایا ہو بقول جناب

خواجہ حیدر علی آتش نظم

محبت کوڑیون کے ہو اگر مول
فلک بیچے تو لین شمس و قمر مول
ہو اوصف بندی مژگان سے ظاہر
سنین سکتے ہین یہ لعل و گہر مول
بہادر تیغ جوہر سے پرین لہاتے
ہماری جان کی تھی اک نظر مول
لب شیرین سا اک میٹھا نکلا
شکر کو ہے لیے لیتا لبتہ مول
عوض مین وصل کے بوسہ دیئے ہمکو
نہ تھا یوسف کا ورنہ اسقدر مول

بنی آدم نہ لے یہ درد سر مول
تری زلفون سا کالا ہو تو کم ہے
گرانی مین وہ آنکھین ڈھونڈھکر مول
وہ سودا ہو تری زلفون کا جسکو
کرے کالا جو منہ وہ لے سپر مول
ملینگی گالیان قیمت کے بدلے
لیے ہمنے ہزارون نیشکر مول
سنگھا زلفون کو پیچھے بیچا لے لے
خدا کاٹے لیا اس بت نے گھر مول
بھروسا زندگانی کا نہین کچھ

پسند دل ہوا ہو حسین صورت
اگر ہو اژدہے کا گنج زر مول
لب و دندان تمھارے بے بہا ہین
سپاہی لیتے ہین سر بیچ کر مول
اٹھائی آنکھ تمنے مر گئے ہم
نہ لگا لیکے دل و مفت بر مول
عجب دولت ہے یہ احسان اس سے
جو کچھ ہو مشک کا ای سیمبر مول
حسین یاسمن نے قیمت بڑھالی
کفن نے رکھے ای آتش بشر مول

لاکھ لاکھ طرح پر نعمان نے منتین کین مروارید جان دینے پر آمادہ ہوئین مگر وصل پر نہ راضی ہوئین
نعمان گھبرایا سوچا کہ اسکو خدمت مین شہنشاہ ہوشربا کے لے چلون وہان جاکر درست ہو جائیگی
رات تو اسنے تڑپ تڑپ کے کاٹی بوقت سحر ملکہ مروارید کو ایک اژدہے پر سوار کیا آپ گھوڑے پر سوار
ہوا بارہ ہزار جادوگرون کا لشکر ساتھ منزل در منزل جاتا ہو شب و روز سمجھاتا ہو منتین خوشامدین کرتا
ہو مگر ملکہ مروارید کا یہ قول ہو کہ مجھکو قتل کر ڈال چوتھی منزل ہو ادھر سے نعمان ابلق سوار جاتا
ہو ادھر سے مصور بحکم افراسیاب جو چلا تھا آکے ایک صحرا مین اترا ہو نعمان کو جو معلوم ہوا کہ شہزادہ
اس مقام پر فروکش ہین دل مین سوچا شہزادے سے فریاد کرونگا یہ سوچکر چند خادم خدمتگار

ساتھ لیکر برائے قدمبوسی مصور چلا مصور کو خبر پہونچی کہ نعمان ابلق سوار مالک صحرائے ویران ہماری
ملاقات کو آتا ہے مصور نے حکم دیا آنے دو نعمان اندر آیا آکے قدمون سے لپٹ گیا کہتا ہے اے مرشدزادے
ایک بڑی مشکل ہے امید وار ہون کہ حل فرمائیے مصور نے پوچھا کیا مشکل ہے مین نانا دادا سے کہکر تمہاری مشکل
آسان کرادونگا نعمان نے کہا میرے صحرا مین جو کوہ ویران ہے اُسپر ایک نازنین آئی ہے اُسکو دیکھکر عاشق
ہوا بمشکل گرفتار کیا اُسپر میری جان جاتی ہے امید وار ہون کہ اُسکا قلب اُلٹ دیجیے مصور نے کہا اُسے
ہمارے سامنے بلاؤ نعمان دوڑا ہوا گیا ملکہ مروارید کو سر زنجیر تھام کر سامنے مصور کے لایا مصور کی
جو نگاہ پڑی جمال جہان آرائے مروارید کو دیکھ سکتا ہو گیا حیران حیران دیکھتا تھا دل سے کہتا ہے اے مصور
یہ تو وہی معشوقہ پریرو ہے جسکے واسطے مین رسوا ہوا کہا کیون اے نعمان تو نے ابتک مفصل حال نہ کہا نعمان
نے کہا ایک تاجر کی بیٹی ہے مصور نے کہا تو مفصل حال نہین کہتا جلد بیان کر نعمان ابلق سوار نے گھبراکر
کہا یہ نازنین پہاڑ پر کھڑی تھی مین نے چار جانب سے گھیر کے گرفتار کیا مگر مین دیکھتے ہی اسکی صورت زیبا
وطلعت جہان آرائے مر گیا مصور نے کہا یہ دختر بلند اختر سہیل شکوہ ضمیر ہے کوکب کی بھتیجی ہے خبردار اسپر عاشق کا
نام نہ لینا اسپر شہنشاہ کی نگاہ پڑتی ہے ما بدولت بھی اسکے جویا تھے شہنشاہ نے مجھکو خبر دی تھی کہ مروارید
کوہ عقیق گلزار سلیمانی سے ملتی ہوئی آتی ہے ہمارے نانا دادا نے تقدیر کر کے تیرے ہاتھ سے گرفتار
کرا دیا جسقدر تیرا نقصان ہوا اُسکا چوگنا ہمسے لے سے اب مین اسکو خدمت افراسیاب مین نہ لیجاؤنگا
اپنے واسطے راضی کرونگا اب توبہ کر اس سے محبت کا نام نہ لینا ما بدولت اسکے واسطے مطعون و بدنام ہوے
اُسکے سحر مین پھنسے صورت نگار کے قتل کا ارادہ کیا نعمان ابلق سوار نے گھبراکر کہا مرشدزادے ایسا تو
نہ فرمائیے میری اسپر جان جاتی ہے مین روپیہ لیکر کیا کرونگا جس امید پر آپ کی خدمت مین لایا ہون
آپ اپنے نانا دادا سے کہکر تقدیر کرا دیجیے کہ یہ مجھکو قبول کرے ورنہ غلام زندہ نہ رہیگا مصور نے کہا او
بیحیا ہم تجھکو منع کرتے ہین تو وہی کہے جاتا ہے افراسیاب کا تو مین خیال نہین کرتا تیری کیا حقیقت ہے اگر وہ
لے لیگا مین صاف جواب دیدونگا کہ مروارید پر ما بدولت نے قبضہ کیا یہ بھی کہونگا کہ ابھی سال بھی تقدیر کی
ہے کہ مروارید کے ساتھ مین شادی کرونگا کسی کی کیا مجال ہے کہ مروارید کا نام لے نعمان ابلق سوار
بہت جھلایا کہا اے مرشدزادے یہ مصیبت مجھسے نہ اُٹھیگی میری جان پر بڑا صدمہ ہوگا مصور نے مقراض
ہاتھ مین لی اتنے مین جیب سے نکالی وہ تصویر ملکہ مروارید کی تھی کہا دیکھ یہ مجھے محبت ہے کہ تصویر کھینچتا ہون

مجھے حوالے کر دے مین اپنے ملک کو پلٹ جاؤن نعمان نے کہا اے مرشد زادے یہ تو مجھسے نہو سکیگا مین نے
مکر و حیلہ کرکے اسکو گرفتار کیا مین اسکو لیجاؤنگا یہ کہکر نعمان ابلق سوار نے سر زنجیر کو تھاما کہا مین اسکو لیکر
پلٹ جاؤنگا مصور نے کہا خبردار اسکو ہاتھ نہ لگانا ورنہ ابھی قتل کر ڈالونگا یا تو ما بدولت بھولے ہوسے
تھے یا اسکو دیکھکر عشق زیادہ ہوا کلیجہ منھ کو آیا نعمان نے چاہا کہ لیکر مصور نے اپنے مصاحبون سے کہا
اسکو گرفتار کرو جنھی نے چاہا اُٹھکر اسکے ہاتھ سے چھین لین نعمان نے ہاتھ تلوار کا مارا سر جنی کا زخمی ہوا آہ
مصور خود اٹھا ایک گرز مارا سینے کو توڑ نعمان کے پار گذرا فوج والون کو اشارہ کیا تملوگ اگر دخل
دوگے سب کا یہی حال کرونگا ساتھ والے نعمان ابلق سوار کے تھرا گئے لاشہ نعمان کا لیکر روتے پیٹتے
روانہ ہوے اب مصور نے ملکہ مروارید پر قبضہ لیا کہا ہو جان جہان وا آرام دل عاشقان دیکھو تو تم کسطرح
میرے پاس پہنچین اب مجھکو قبول کرو مشہور ہی کہ نبیرہ سامری ہون میرا بھائی خدائی کرتا ہی جو کچھ کہونگا یعنی
فوراً قبول کریگا اب مجھسے انکار نہ کرو تمام ہوشربا کے ساحر تمکو اپنا بزرگ جانینگے باعزاز و اکرام ملاقات کرینگے
مروارید گلنار پوش نے اشارہ کیا خبردار ابھیا مجھکو ہاتھ نہ لگانا مصاحبون نے کہا اے مرشد زادے ابھی
یہ طائر نو گرفتار ہی دو چار روز قید رکھیے آپ کو ضرور قبول کریگی آپ جسپر مائل ہون وہ مقدمہ خالی جاسکتا
ہی مصور نے قفس آہنی مین ملکہ مروارید کو بند کیا لیکر چلا ادھر سے تو مصور جاتا ہی مگر افراسیاب نے جو
شعلہ خیز کو اسکے لشکر مین پہونچا دیا تھا جب یہ اپنے لشکر مین آیا حیران تھا کہ شہنشاہ افراسیاب نے مجھکو رہا
کیا تھا مین یہان کیونکر پہونچا ساتھ والون نے کہا حضور ایک پنجۂ سحر آپ کو یہان پہونچا گیا شعلہ خیز سمجھا کہ
افراسیاب نے مجھکو یہان بھجوا دیا اب مین شہنشاہ افراسیاب کے پاس چلون اگر وہ میری معشوقہ دلوا دین
تو بہتر ہی ورنہ مین خود سلطانون سے مقابلہ کرون کیا مین اُنسے کسی بات مین کم ہون یہ سوچتا ہوا لشکر کو
ساتھ لیکر چلا یہ ایک مقام پر اُترا ہوا ہی کہ لشکر مصور بھی اُسی مقام پر آکے اُترا ہرکارون نے اسکو خبر دی کہ
آپ کی معشوقہ مرشد زادے کے پاس ہی لیے ہوے جاتے ہین سنا ہی کہ وہ ملتی ہولی کو عقیق گلزار سلیمانی
سے آتی تھی نعمان ابلق سوار نے گرفتار کیا مرشد زادے نے اُسکو مارا اب مروارید کو ایک قفس آہنی مین
بند کیا ہی روز سمجھاتے ہین وہ نہین مانتی یہ سنکر شعلہ خیز بہت جھلایا ایک جادوگر مصاحبون مین شعلہ خیز
کے سبکا سردار جادو ساحر زبردست ہی اُس سے کہا تم خدمت مین مرشد زادے کی جاؤ میری جانب سے
عرض کرنا کہ آپ مرشد زادے ہین مین اسی معشوقہ کے واسطے اپنے ملک سے کوچ کرکے آیا ہون اُسکو آپ

میرے پاس بھیجدیجے ورنہ آپ سے مقابلہ کرونگا جسطرح سے بنیگا آپ سے اپنے معشوق کو لے لونگا
سنگبار نے جاکر یہ پیغام مصور سے کہا مصور یہ کلام سنکر بہت بگڑا کہا او حرامجو اور غضب سنو جسنے نعمان
کو مارا اسکی کیا حقیقت ہو کہدینا اپنی جان کو غنیمت جانکر نکل جا ورنہ قیامت برپا کرونگا پیغامبر نے جاکر حال
شعلہ خیز سے کہا شعلہ خیز نے غصے مین حکم دیا طبل جنگی بجے فوراً نقارۂ رزمی پر چوب پڑی ہرکارون نے
خبر مصور کو پہونچائی مصور نے جھلا کر کہا اُسکی شامتین آئی ہین اسطرح قتل کرونگا کہ ماہیان دریا و
مرغان ہوا اُسکے حال پر افسوس کرین اور مجھکو ذرا ترس نہ آئے مصور نے بھی طبل جنگی بجوا دیا دونون لشکرون مین
تیاریان ہونے لگین رات بھر تیاریان ہوئین صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین آتے جاتے ہین کہ برق
پھرتا پھرتا ایک پہاڑ پر چڑھ گیا دیکھا دو لشکر مقابلے مین ہین فوجین میدان مین آتی جاتی ہین اب یہ
پہاڑ سے اُترا حیران حیران کہ یہ کسکے لشکر ہین صورت بدل کے لشکر شعلہ خیز مین آیا لوگون سے پوچھا معلوم
ہوا کہ شعلہ خیز و مصور جادو آمادۂ جنگ وجدل ہین یہ سنتے ہی برق فرنگی لشکر شعلہ خیز سے نکلا ٹہلتا ہوا
لشکر مصور مین آیا دریافت کیا معلوم ہوا کہ مروارید لشکر مصور مین قید ہے رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ایک
ساحر کی شکل بنکر تیار ہوا ایک نامہ طرف سے افراسیاب کے لکھکر ہاتھ مین لے لیا دروازے پر بارگاہ
مصور کے آیا خدمتگار سے کہا جاکر مرشدزادے سے عرض کرو شہنشاہ افراسیاب نے اپنے ملازم کو بھیجا ہے
خدمتگار نے جاکر کہا ملازم شہنشاہ در بارگاہ پر کھڑا ہے مصور نے کہا بلالو مصور میدان مین جانے کی تیاری
کررہا ہے کہ ملازم آکے پہونچا حجاب کے سلام کیا کاغذ مصور کے ہاتھ مین دیا مصور نے سرنامے پر مُہر
افراسیاب کی پائی نامہ کھول کر پڑھا مرقوم تھا کہ اے مرشدزادے آپ جانتے ہین کہ جیسا مین آپ کو
مانتا ہون خبر مجھکو دریافت ہوئی کہ نعمان کو مار کر آپ نے مروارید کو اپنے قبضے مین کیا ہے مال و دولت کو
بدل و جان منظور ہے کہ وہ آپ کی خدمت مین رہے مجھے اُس سے کچھ واسطہ نہین مین نے آپکے پاس
شبدیز خوشخرام کو روانہ کیا ہے وہ اپنی آنکھین قدمون سے مروارید کے ملیگا وہ آپ کو قبول کرلیگی مصور
یہ مضمون دیکھکر خوش ہو گیا کہا ارے شبدیز خوشخرام میری تو جان جاتی ہے مین تمھین پاس مروارید کے
لیے چلتا ہون تم اسکو میرے واسطے راضی کرو مصور شبدیز خوشخرام کو لیکر اُس خیمے مین آیا کہ جہان ملکہ
مروارید کا قفس رکھا ہے مصور نے کہا اے شبدیز تم ملکہ کو سمجھا دو مین جاکر شعلہ خیز کو فتح کرون اُسنے
بڑا فساد برپا کیا ہے شبدیز خوشخرام نے کہا آپ جائیے ان کو مجھکو عنایت کیجیے مین تنہائی مین سمجھا کر اسکو راضی کرونگا

مصور راضی ہوا استانی کے خیمے مین قفس منگوا کر رکھدیا مصور نکلکر سوار ہوا اُدھر سے شعلہ خیز آیا ادھر سے مصور پہونچا صفین جمین نقیبون نے نقابت کی گرگیت کڑکا کیکر بڑھے شعلہ خیز نے گیندا کالا اُبکار کے آواز دی او مصور میرے مقابلے مین آیا تجھے کچھ خوف نہ آیا تیری قضا لیکر اس مقام پر آئی ہے مصور جادو نے مرکب اپنا بڑھایا جیسے ہی مصور و شعلہ خیز کا مقابلہ ہوا آپسمین سحر چلنے لگے شعلہ خیز بھی بلاے روزگار ہے جو سحر مصور نے کیا شعلہ خیز نے اسکو فوراً دفع کر دیا یہ دو نون تو آپسمین مقابلہ و مجادلہ کر رہے ہین یہان میان برق جواندر آئے کہا کیون ای مرواریدآپ مرشد زادے کو کیون نہین قبول کرتی ہین مروارید نے اشارے سے جواب دیا خبردار اس بہیا کا میرے سامنے نام نہ لے مین اُسکے نام سے بیزار ہون برق فرنگی نے کہا ای ملکۂ عالم آپ نے مجھے نہین پہچانا منم مہتر برق فرنگی جوان یک رنگی سب سرداران نامی آپکے واسطے نہایت بیتاب ہین مین بہ مشکل آپ تک پہونچا مروارید نے کہا ای برق تمنے بڑا کارنمایان کیا اب جلد میری زبان سے سوزن نکال لے برق نے ملکہ مروارید کو قفس سے نکالا فی الفور تمام زبان سے سوزن نکولیا مروارید نے کہا ای برق میدان کارزار مین چلو مین جاکے مصور کو زخمی کردون اور شعلہ خیز کو مارکر نکلجاؤن اپنے کو خدمت خواجہ عمرو مین پہونچاؤن یہ کہکر برق فرنگی کو رخصت کیا مروارید نے خنکی خاک کی اُٹھاکے پھینکی اندھیرا ہوگیا اُسی اندھیرے مین نکلگئی برق فرنگی بھی باہر آیا اور صورت بدل کے میدان کارزار مین پہونچا تماشاے جنگ دیکھ رہا ہے کہ دو نون آپسمین لڑ رہے ہین شعلہ خیز نے خون اپنا کاٹ کر مصور پر پھینک مارا ایک چادر سرخ نے مصور کو گھیرا مصور اندر چادر سرخ کے تڑپ رہا ہے نکلنا دشوار ہے کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم مروارید گلنار پوش یہ کہکر کان کی بجلی اُتاری کچھ اسماے سحر پڑھکر وہ بجلی کھینچ ماری اُسکی یہ تاثیر ہوئی کہ سر پر شعلہ خیز کے زخم آیا شعلہ خیز نے سر اُٹھاکے دیکھا کہ ملکہ مروارید گاتی باندھے ہوے خون کی چھینٹین جسم پر پڑی ہوئی ہین ہوا پر ٹھہری ہے شعلہ خیز نے چاہا سحر کرون مروارید نے دوسری بجلی بھی پھینک ماری ایک برق کڑک کے گری شعلہ خیز نے ہر چند اپنے کو بچایا لیکن نہ بچا آخر مارا گیا شعلہ خیز کا مرنا مصور جادو کو بہت ناگوار ہوا مصور نے مروارید پر سحر کیا مروارید نے ایک دستک دی ایک برق مرشد زادے پر گری اُنکا بھی سر زخمی ہوا اب ملکہ مروارید چمک کر بلند ہوئی مین منتظر ہوا کہ اب لشکر خواجہ عمرو مین جاؤن مصور نے ہر چند قصد کیا کہ مروارید کو روکون مروارید نہ رک سکی ملازمان شعلہ خیز اپنے مالک کا لاشہ لیکر بھاگے مصور بیقرار و اشکبار اپنے لشکر مین آیا مروارید کے نکلجانے کا بڑا قلق ہوا اور یہ کلمہ زبان پر جاری کیا

کر یارو نانا دادا نے اپنے فرزند کا پاس نہ کیا تقدیر خلاف کردی مین بھائی صاحب سے بہت شکایت کرونگا جسکا بھائی خدائی کرے وہ اپنے معشوق کے وصل سے محروم رہے ہاے کیا بیان کرون کہ جو دل پر میرے گذر رہی ہی

نظم

ای سحاب اپنی نورانی دکھا صورت ہمین — کب سے منہ کالا دکھاتی ہی شب فرقت ہمین
چھوڑ دیتے دست جانان کیون نہ اپنے ہاتھ سے — زندگی بھر ہاتھ ملنے سے ہے کف حسرت ہمین
روگ الفت کا لگائے پھرتے ہین ساتھ اپنے ہاے — لوگ مرتے جاتے ہین ہوتی نہین عبرت ہمین
غم سے قاصد ہوگیا کاغذ کا بند اب جسم زار — ہاتھ مین سے لین قلم اتنی نہین طاقت ہمین
خار کھا اپنی کے دم بھر نکالین پاؤن سے — ہو اگر سر پیٹنے سے ای جنون فرصت ہمین
چشمہ خورشید کا رشک چشمہ حیوان کرے — ورنہ یارب مار ڈالیگی شب فرقت ہمین
نقش پاے یار پر رکھیے بھلا کیونکر قدم — سر سے کوے یار مین چلنے کی ہی عادت ہمین
وہ جنون تھا جو بہ رنگ سایہ تیرے ساتھ تھے — ای پری اب تو ترے سائے سے ہی وحشت ہمین
جل رہے ہین آتش داغ جدائی سے جو ہم — وادی دوزخ ہوا ہی وادی غربت ہمین
کھینچیے تصویر یا دل مین تصور باندھیے — یار کی صورت نظر آئے کسی صورت ہمین
ساقیا شیرین ادا پانی پلا دے گا اگر — صاف وہ معلوم ہوگا میکشو شربت ہمین
فرقت محبوب مین مثل حباب زہ ہی پلنگ — کیون نظر آوین نہ تکیے صورت تربت ہمین
بادشاہی خوش نہین آتی ہی نوشاہون کی طرح — تین دن کو ای فلک کیا چاہیے نوبت ہمین
کیجیے کس وقت ای ناسخ بھلا فکر سخن — نامے لکھنے سے کبھی ہوتی نہین فرصت ہمین

مصاحبون نے کہا ای مرشد زادے صبر کیجیے ناچار اسنے زمزمہ سنجی کرائی اب سوار ہوا رعارودی کرتا ہوا طرف افراسیاب کے چلا لیکن عمر وارید گلنار پوش بصد جوش وخروش بتلاش لشکر خواجہ عمرو جاتی ہی باپ اسکا سہیل رعد ضمیر لشکر کو ساتھ لیے ہوے ایک صحرا مین فرو کش ہی مگر دل سے کہتا ہی کہ ای سہیل بڑے افسوس کی بات ہی اگر افراسیاب کے ساتھ میری بیٹی کی نسبت ہوتی بڑا مرتبہ حاصل ہوتا مذہب جدو آبا بھی بچ جاتا بھائی صاحب تو ہمارے سلطان ہوگئے مجھکو کچھ بن نہین پڑتا اب وہ میرا کسکا ہے کو مانینگے اس سوچ مین کھڑا تھا کہ آسمان پر برق چمکی سر اٹھا کے اسنے دیکھا کہ عمر وارید طاؤس زرین بال پر سوار

اُتری ہوئی آتی ہے سہیل نے جو بیٹی کو دیکھا مثل گل کے شگفتہ ہوگیا پکار کر آواز دی اے نور نظر وای پارۂ جگر مین تمھاری
تلاش مین پریشان پھرتا ہون میرے پاس آؤ جو تمھاری خوشی ہوگی وہی کرونگا مروارید مجبور و ناچار اُتر آئی
سہیل بہ اعزاز و اکرام بیٹی کو لیکر اپنی بارگاہ مین آیا ظاہر مین خاطر کرنے لگا مگر فکر مین ہے کہ اسکو خدمت مین شہنشاہ
افراسیاب کی پہونچاؤن سوچتے سوچتے ایک عرضی افراسیاب کو لکھی مضمون یہ تھا کہ اے شہنشاہ مین آپکا
دل و جان سے تابعدار ہون یہ کنیز آپ کی ملکہ مروارید گلنار پوش حضور کے واسطے حاضر ہے مین نے یہ بھی
سنا اور آنکھون سے بھی دیکھا کہ اسنے آپ کو بڑا ملال پہونچایا ہے اب آپ کو اختیار ہے خیر جو کچھ ہوا سو گذرا
معاف فرمایے یہ بھی چاہتا ہون کہ اسکو آپ کی کنیزون مین منسوب کرون مین زیر سایۂ دامن دولت
اپنی بسر کرون بھائی تو میرا مسلمان ہوگیا اسکا منہہ نہ دیکھون بلکہ اسکو پاؤن تو قتل کرون بہت کچھ اس
نامے مین لکھکر ظہیر جادو سے کہ اسکا مصاحب خاص ہے کہا یہ نامہ لیکر خدمت شہنشاہ ہوشربا مین جا جو حکم
ارشاد فرمائین وہ بجا لاؤن کنیز کو لیکے خدمت مین آؤن ظہیر جادو یہ نامہ لیکر روانہ ہوگیا مروارید کو اسکی کچھ
خبر نہین سہیل جب نامہ روانہ کر چکا تو رات کو اسنے بیٹی کو اپنے پاس بلایا کہا اے نور نظر و اے پارۂ جگر شعلہ خجر
تو مار لیا اسکا لشکر تباہ ہوا اب مین نے نسبت تمھاری شہنشاہ افراسیاب سے ٹھہرالی ہے شہنشاہ خود
تمھارے چچا مین سلطنت ہوشربا ملیگی مذہب مین بزرگون کے فرق نہ آئیگا عرضی مین نے خدمت شاہ
مین بھیجی ہے جواب اسکا آتا ہوگا شہنشاہ بڑی دھوم سے برات لیکر آئینگے تمام خراجگذاران ہوشربا ساتھ
ہونگے یہ باتین سنکر مروارید رونے لگی چونکہ قاسم پر عاشق ہے کسی مرد کا نام لینا بھی نہین چاہتی عرض کی اے
والد نامدار آپ نے جو واسطے کنیز کے سوچا بہت مناسب ہے لیکن انصاف تو کیجیے سامری جمشید ساحر
تھے مثل ہمارے آپ کے خدا کیسے لات و منات پتھر کے پتلے تھے مذہب تو خواجہ عمرو کا مثل آفتاب
کے روشن ہے قصر نور افشانی مین چار سر بندھے تون کو قائل کیا جب تو نور افشان مسلمان ہوئے آپ ایسا
فرماتے ہین ہرچند کہ کنیز ابھی اچھی طرح طریقۂ مذہب اسلام سے واقف نہین مگر آپ میری بات کا جواب تو دیجیے
سہیل نے کہا بیوقوف بیٹا کیا ہمارے باپ دادا بالکل بیوقوف تھے مذہب انہین سمجھا ہم انھین کی پیروی
کرتے ہین مروارید خاموش ہو رہی اب قصد یہ ہوا کہ کسی طرح انکے پنجے سے نکل جاؤن ایسا نہو کہ شہنشاہ
افراسیاب کے پاس بھیجدے مگر جواب نامہ تو آلے یہ تو اس سوچ مین ہے لیکن بلو رہ پارہ دست جو طرف سے
کرک کے برائے مقابلۂ افراسیاب آیا تھا خواجہ عمرو سے رخصت ہو کر طرف طلسم نور افشان کے چلا ہے

صحرا مین اُترا ہوا ہی خواجہ عمرو بھی چھوٹے ہوے مہمان آئے ہین بلور سے باتین کر رہے ہین کہ برق فرنگی
بھی آسکے پہونچا خواجہ سے بیان کیا کہ مین نے مروارید کو قید سے چھڑا دیا یقین ہی لشکر مین پہونچی ہون
عمرو نے کہا ابھی تک تو لشکر مین نہین پہونچین بلور بھی ان باتون کو سن رہا ہی کہتا ہی کہ خواجہ مروارید کے
مقدمے نے بہت طول کھینچا یہ باتین ہو رہی ہین کہ دیکھا ظہیر جادو گھوڑا اُڑائے ہوے آتا ہی بلور نے
پہچانکر کہا خواجہ یہ مصاحب سہیل روشن ضمیر کا ہی نہین معلوم کہان جاتا ہی خواجہ نے کہا اسکو بلاؤ بلور نے
پکارکر آواز دی اے ظہیر جادو کہان جاتے ہو چند ساعت ٹھہر ظہیر جادو آکے ٹھہرا بلور نے پوچھا اے
برادر کہان جاتے ہو ظہیر یہ نہ جانتا تھا کہ سہیل نے یہ مقدمہ اہل اسلام سے پوشیدہ کیا ہی کہا مین اپنے
شاہ کے پاس سے آتا ہون شاہ نے ایک نامہ شہنشاہ افراسیاب کو لکھا ہی بلور نے پوچھا اس نامے مین
کیا مضمون ہی کہا ہمارے شاہ نے دختر بلند اختر ملکہ مروارید گلنار پوش کو ساتھ افراسیاب کے منسوب کیا
بلور نے کہا وہ نامہ ہم بھی دیکھین ظہیر نے فوراً نامہ نکال کر دیدیا بلور نے نامہ کھولکر پڑھا خواجہ عمرو کو
سنایا خواجہ نے کہا یہ تو بڑا غضب ہوا یہ سمجھا اگر افراسیاب کے شریک ہو جائیگا راز و نیاز ہمارے سب
افراسیاب کو بتا دیگا بلور نے کہا مین ابھی چڑھ چلتا ہون سند نبادت تو دستیاب ہوئی بلور چہار دست
نے جلدی جلدی لشکر تیار کرنا شروع کیا منظور ہی کہ نامہ دار کو بھی گرفتار کرلین کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا سب نے
شہنشاہ کوکب روشن ضمیر بسپاہ و لشکر پشت مرکب پہ سوار شکار کھیلکر پلٹے ہین پہلے قراول میر شکار ہمراہ ہین
بلور نے کہا لو خواجہ خود شاہ آگئے اب جو مناسب ہوگا وہ خود کرینگے بلور نے بڑھکر استقبال کیا لاکر دل زین
پر جگہ دی نامہ ہاتھ مین دیا کہا ذرا اسکو ملاحظہ فرمائیے جو حکم ہو بجا لائین کوکب روشن ضمیر نے جو نامے کو پڑھا
نہایت قلق ہوا کوکب نے کہا اے ظہیر تم نیا ہوا اپنے بادشاہ کے نوکر ہو جو اُسنے حکم دیا اُسکے پابند ہو
تم تو جاؤ تمھین اختیار ہی خواہ خدمت مین اپنے بادشاہ کی جاؤ خواہ اپنے گھر جاؤ لیکن ہم جا کر اس بیجا کی
سزا دیتے ہین اُسے مذہب باطن کی ہی ظہیر نے سر جھکا لیا کہا اے شہریار حقیقت مین مروارید کو یہ مقدمہ بہت
ناگوار ہوا اُسنے مقدمۂ مذہب مین بحث کی اُسپر سہیل نے جواب دیا کیا ہمارے باپ دادا بیوقوف تھے وہ بیچاری
چپ ہو رہی کوکب نے کہا سمجھا جائیگا ظہیر لوٹ گیا آپ پشت مرکب پر سوار ہوے بلور چہار دست
کو ساتھ لے لیا چاہتے تھے روانہ ہون کہ صحرا سے گرد اُڑی جب دامن گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا سہیل روشن ضمیر
تمام لشکر کو ساتھ لیے ہوے ملکہ مروارید ایک محافے مین سوار ہین رونے کی آواز آتی ہی سہیل نے نہایت

بیعت کی ہو یہ کہکر ریچلا ہو کہ تگین باندھکر افراسیاب کے حوالے کرونگا ملکہ جو قلعے مین رو رہی ہین جیسے ہی
کوکب نے سہیل کو دیکھا پکار کے آواز دی اے سہیل ذرا میان آؤ ہین تمسے کچھ کہنا ہے سہیل نے کہا مجھے فرصت
نہین ہے یہ سنکر کوکب کو غصہ آیا بلور کو اشارہ کیا بلور فوج لیکر چلا اسحر چمنے لگا مگر سہیل ساحر زبردست
بادِ کبر و نخوت سے مست جسپر سحر کیا کسی کو جلا دیا دریاے سحر مین کسی کو ڈبویا کبھی برقین چمکاتا مین اوس پر جیسے
صدہا کے سر اڑگئے ہزارہا ساحر ہاتھ سے سہیل کے مارے گئے بلور چہار دست نے جا بڑھکر سحر کرون سہیل نے
اشارہ کیا بلور کی مٹھیان بند ہوگئین پتلے نہ نکلے بلور پریشان ہوا سہیل نے بڑھکر بلور کو زخمی کیا بلور کا زخمی ہونا
کوکب کو بہت ناگوار ہوا گھوڑے کو چمکا کر آواز دی او نامرد میری طرف آ مجھسے مقابلہ کر غریبون کو کیا قتل کرتا
ہے سہیل ادھر پلٹا کوکب پر جا پڑا کئی سحر کیے جیب جیبث کے لوٹ مارے کوکب رو شیغ رنے سب سحرون کو
دفع کیا دانا سمجھتا چلا جدھر کوکب نے رخ کیا پرے کے پرے اشارون سے پامال کردیے جب ملازمان سہیل
کوکب کے سامنے فریاد کرتے ہین کہ اے شہریار ہم مجبور ہو جاتے ہین ہماری مجال ہے کہ آپ سے لڑین کوکب فوراً
شمہر جاتا ہے جسنے سرکشی کی ہے نگاہ قہر و غضب دیکھا اوس پرے مین آگ لگ گئی کسی مقام پہ برق چمکائی صدہا
ساحرون کے سر اڑگئے اس طرح لڑتا ہوا کوکب رو شیغ رقریب سہیل کے پہونچا سہیل نے ہاتھ تلوار کا مار دیا
کوکب نے کہا اے سہیل اگر ایک طمانچہ ماردون تو تیرا سر اڑجائے مگر مجھکو یہ خیال آتا ہے کہ شاید تو کبھی
راہ راست پر آئے یہ کہکر کلائی پکڑکر تلوار چھین لی کمر بند میں ہاتھ ڈال کے قاش زین سے اٹھا لیا گردن
پکڑکے زبان میں سوزن ٹھونک دی یا مروارید گلنار پوش نے جو سنا کہ چچا جان نے آکر میرے والد کو گرفتار کرلیا مجھے
سے بھاگ پڑی قدمون سے لپٹ گئی چھینین مار مار کے روئی کہا اے عم نامدار خدا نے آپ کو عین وقت پر پہونچایا
بھیجا مجھکو بخدمت افراسیاب سے چلا تھا کوکب نے کہا مجھے سب احوال معلوم ہوگیا تھا مین نے نامہ
بخط و مہر ہاتھ سے پایا ہے نہ رو نیاز لکھے مجھے شکر ہے عین وقت پر پہونچا تمکو خیر و عافیت سے
پایا اب کسی طرح کا تردد نہ کرو تم لشکر اسلام میں جاؤ مین انکو لیجا کر قصر جمشیدی مین قید کرتا ہون جب تک
یہ اسلام نہ اختیار کریگا اور راہ راست پر نہ آئیگا مین اسکو قید سے رہا نہ کرونگا یہ کہکر مروارید کو گلے سے لگایا
کہا بیٹا مین جاتا ہون کہ تمکو بیان کا بڑا قلق ہے مروارید نے کہا اے عم نامدار کیا بیان کرون یہی جی چاہتا
ہے کہ لاکھ کا شکر اپنا مرجاؤن تمام افسوس ہے عشاق سبز رنگ نے انکو مارا اور مجھے پکڑ کے گرد دیا
سامنے تمام احوال معلوم ہے تاہم بھی دیکھیے کہ کیسا ساحر زبردست ہے مگر افسوس کی یہ بات ہے کہ وہ بھاگ گیا

کوکب نے کہا اے نور نظر خواجہ عمرو کو سلامت رکھے وہ قادر ہیں آپ ہی انشاء اللہ اسکو قتل کرینگے مروارید واسطے بیان کے باپ ملک سے روئیں کوکب نے گلے سے لگا کر کہا اے نور نظر صبر کرو دل پہ جبر کرو انشاء اللہ وہ دن بھی خدا دکھائیگا کہ وہ نابود مارا جائیگا اب تم لوگ کے ساتھ لشکر ملکہ مہرخ میں جاؤ وہاں جا کے رہو انشاء اللہ جو کچھ سب پر گذریگی وہ دیکھنا یہ کہکر کوکب نے سہیل کو قید کر کے اپنے ساتھ لیا ملکہ مروارید کو بلور جبار دست کے ساتھ کیکے طرف لشکر اسلام کے روانہ کیا یہ داستان متعلق ہے اس جلد سے کہ جس میں دریائے خون رواں تمکنت ہے اس داستان کا وہاں سے تعلق ہے

دوم تکملہ داستان حیرت بیان عشق شاہزادہ لالہ زار صندلی پوش از ملکہ بران شمشیرزن فرزند خداوند داؤد و لعبہ عشق بران شمشیرزن عشق لالہ زار از ملکہ حیرت جادو و دیگر

حالات متعلقہ داستان ہذا خمسہ عوض ساقی نامہ موافق مقام خمسہ

کیست تا نفس پیام شوق کام من برد
گر برد یک خیال رفتہ کام من برد
کیست تا غنا نہ خونی کلام من برد
لیک قاصد را بیازارد چو نام من برد
رسم نگذارد کہ بلند از رم پیام من برد

یہ کہاں قسمت کہ کانوں سے سنوں اسکی گفتگو
ہائے ناکامی رہی دل ہی کی دل میں آرزو
ہاں مگر قاصد ہو پیدا العبد بعد جستجو
بر نگردد قاصد از شرم جواب تلخ او
چون پیام من برد شیرین کلام من برد

میری ہی قسمت میں تھا یا رب عتاب جاوداں
بعد مردن بھی ہوں پامال غم حرمان کہاں
جیتے جی تو تھے الم اب فزوں تا وقت جان
رشک آنم در مقبول آنکہ پیش از دیگران
مژدہ مرگم رسد خوشنام من برد

اس اسیری میں گذرتی رشک مشکبو
اے تغافل دیکھنا اسکو کہ ہو دام بلکو
دل سے ہے صید صیاد اپنی ہو تہ بیر جو
مرغ دل جستم پئے صید کشش بدام آرزو
آہ اگر آن مرغ وحشی کی بدام من برد

زہر شیرین لب میں ہو ہمین تلخ عیش و تلخ روز — کیون مرے ماتم مین جلنا کیون یہ شور غم فروز
فی الحقیقت گرچہ ہی ارباب شور و اہل سوز — تلخ باشد زہر مرگ اما بشیرینی ہنوز

میتواند تلخی ہجران بکام من برد

گو دلا باتون مین آکہنا تھا یون اکبار — شکوہ اسکا غیر سے کرنا نہ تھا بے اختیار
لیک اب کیون ہی پشیمان کسلیے ہی بیقرار — خاطرم جمع ست از بدگوئی دشمن کہ بار

گوش بر حرفش نمیدارد چو نام من برد

اہل ملا مومن اگرچہ تھی تو وحشت پہلے بھی — پھر ہوا ہی عاشق اب ہی اور ہی دیوانگی
جاگتا تھا دور دورا اور درد لت بابت تھی — رام شد وحشی دل میلی بہ او از سرکشی

ہر زمان آرام خود آہوے رام من برد

چہرہ رازداران رموز عشق و الفت و نقاشان نقوش مصیبت محبت اس داستان عشق عنوان کو اسطرح زیب گوش سامعان ذی ہوش کرتے ہین نظم

کجا بودم اکنون فتادم کجا — بدیدار نیکان نکو آمدم
عنان سخن شد ز چنگم رہا — بشست آورم بار دیگر کہ حوت
دگر بار در گفتگو آمدم — بفرمان حی الذی لایموت

ناظرین والامقام و سامعان بلند احتشام آگاہ ہون کہ خداوند داؤد جو شہر داؤدیہ مین خدائی کرتا ہی اُسکی دو اولادین ہین ایک دختر بلند اختر ملکہ لالان خونقبا کہ جس سے اسد غازی سے عشق ہوتا ہی کہ یہ داستان دفتر مین تحریر ہی دوسرا فرزند جسکو شاہزادہ لالہ زار صندلی پوش کہتے ہین خداوند داؤد کا چچا کہ جسکا جمشید ثانی لقب ہی گنبد جمشیدی اسکا مقام ہی لالہ زار کو اُسنے بفرزندی لیا ہی کبھی کبھی اپنے باپ کی خدمت مین بھی آتا ہی ایکروز خداوند داؤد تخت خدائی پر بیٹھا تھا کہ لالہ صندلی سامنے سے پیدا ہوا داؤد نے کہا ہمارا فرزند آتا ہی ایسا عم نامدار سے محبت رکھتا ہی کہ کبھی کبھی یہان آتا ہی چند ساعت شہر کے چلا جاتا ہی مشیران سلطنت و وزیران امہبت سے کہا کہ اسکو ایسا کھیل مین لگاؤ کہ دو چار دن یہان رہے سب نے عرض کی ایسا ہی ہوگا جب لالہ زار آیا باپ کو سلام کیا داؤد نے بیٹے کو گلے سے لگا لیا کہا اے فرزند یہان سامان خدائی مہیا ہی شیر شکار کرو مکانات دیکھو اور عجائب و غرائب سب طرح کے موجود ہین اُنکی سیر کرو مشیرون کو اشارہ کیا مشیر و وزیر لالہ زار کو لیکر قصر مین آئے کہ سامنے خانہ باغ ہی مکانات نہایت

عمدہ عمدہ بنے ہوے تمام کوٹھے بند ہین مشیرون نے سب مکانات کی سیر کرائی کہ لالہ زار پہلے جب سب مکانون کی سیر کرا چکے تو ایک کو ٹھا کھولا اُسمین سب تصویرین بھری ہوئی تھین تصویر طلسم ہوشربا کی دکھائین لالہ زار بہ نگاہ غور تصویرون کو دیکھا کیا مشیرون نے اور تصویرین نکالین پھر طلسم نور افشان کی تصویرین نکالین پہلے مرقع دکھایا پھر فرداً فرداً تصویرین دکھائین ایک تصویر کھنچی ہوئی تھی لالہ زار نے اُسکو دیکھا شکل تصویر تصور حیران ہو گیا ماتھے پر پسینہ آیا قلب تھرایا بے اختیار پکار اُٹھا نظم

نقاشش چون شمائل آن ماہ می کشد	نوبت بہ زلف او چو رسد آہ می کشد
مانی چو نقش آن بت بدست می کشد	چون میرسد بہ ساعد او دست می کشد

آہ کر کے بیہوش ہو گیا ناظرین پر واضح ہو کہ وہ تصویر دل پذیر کسکی ہے محبوب صف شکن ملکہ بران شمشیرزن کی ہے عرصہ دراز تک لالہ زار بیہوش رہا مگر جب ہوشیار ہوا کہا سب تصویرین بند کر دو اُس تصویر کو کلیجے سے لگائے ہوے کنارے جا بیٹھا مشیرون وزیرون سے کہا تم لوگ باہر جاؤ میرا دل گھبراتا ہے مشیر وزیر سب باہر چلے گئے لالہ زار اکیلا تنہائی مین پڑا ہوا تڑپ رہا ہے کبھی اُٹھتا ہے کبھی بیٹھتا ہے کبھی بیقرار ہو کے یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا ہے اشعار

ہر چشم بند تو بھی ہے آنسو روان ہنوز	جی سرد ہو گیا ہے ولے دل طپان ہنوز
یہ دن دکھانے ہین شب فرقت نے ہم کو اور	وہ رشک آفتاب نہین مہربان ہنوز
مر بھی گئے جدائی مین پردہ نشین کے پر	آیا نہین زبان پہ درد نہان ہنوز
ہم تیرہ بخت خاک مین بھی مل گئے ولے	کچھ کم نہین غبار دل آسمان ہنوز
یان امتحان مرگ سے فارغ ہوے ہین یار	وان اپنے ہی پہ مرنے کا ہے امتحان ہنوز
تشبیہ دی تھی مین نے کہین انگبین سے	تنہا خیز ہے لب شیرین دہان ہنوز
باغ جہان مین گو مہ خرداد آگیا	یان ہے اُسی بہار پہ فصل خزان ہنوز
روز جزا نہ قتل کا انکار کر کہ ہین	دامن پہ تیرے میرے لہو کے نشان ہنوز
یان اپنا اُنکی چاہ مین مرنا ہوا الیقین	وان اور ہی کے چاہنے کا ہے گمان ہنوز
مومن تو مدتون سے ہوے یہ بقول درد	دل سے نہین گیا ہے خیال بتان ہنوز

مانا مین ہجر کی شبین کٹتین تڑپ تڑپ کے سحر ہوتی ہے راتون کو گھبر گھبرا کے گھر سے نکل دوڑتا ہے خادم و خدمتگار

رو رو کر پڑھتے ہیں اُنسے کہتا ہی یارو میرے پاس کوئی نہ آئے دیو شب غم کا سامنا ہی یہ دیو مجھکو کھا جائیگا اب
قلب کو آرام نہ آئیگا ہر طرف اُجاڑ ہی رات تو میرے واسطے پہاڑ ہی دیکھوں تقدیر کیا دکھائے خادم و
خدمتگاروں سے بیزار ہی دل ہجران کشیدہ بیقرار ہی کہتا ہی اب زندگی کی کون صورت ہی جوش
محبت ہی جب کئی دن اسی حال میں گذرے مشیروں وزیروں نے جاکر خداوند داؤد سے عرض کی کہ
آپکے فرزند کا عجیب حال ہی کئی دن گذرے کہ آب ودانہ ترک ہی نیند راتوں کی موقوف ہوگئی داؤد
نے کہا ارے جاکر دریافت کرو کہ کیا خواہش ہی کس بات کی کاہش ہی جو کہے ممکن کردوں تارے آسمان کے
منگادوں ماہ تابان مہر درخشاں اُسکے مکان میں نصب کروں بہشت و دوزخ کا تماشا دکھاؤں مردے
کو زندہ زندے کو مردہ کردوں جو کہے وہ ہوجائے مشیر و وزیر دوڑے خدمت میں لالہ زار کی آئے عرض کی
اے شاہزادہ والا قدر آسمان خدائی کے بدر زبان سے اپنی خواہش ارشاد فرمائیے آپکے والد نے فرمایا ہی جو کہو
وہ کردوں جب مشیروں نے بہت کہا لالہ زار رونے لگا تصویر ملکہ بران کی دکھا کر کہا یارو اس ظالم
مجھکو بیتاب کیا ہی دیکھوں وصل ہوتا ہی یا قضا لیکر آتی ہی مشیروں نے یہ حال جاکر داؤد سے کہا داؤد نے جواب دیا
کہ یہ کتنی بڑی بات ہی جاکر پوچھو اسی قدر کیا چاہتے ہو معشوق کو میاں بلوادوں کوکب دلہن بناکر لانے
معشوق خود دوڑی آئے جو تمہاری خوشی ہو وہی انتظام کیا جائے مشیر و وزیر آئے یہ سب حال بیان کیا
لالہ زار صندلی پوش نے کہا والد نامدار سے جاکر عرض کرو کہ حضور ایک نامہ بنام کوکب روشن ضمیر لکھدیں
مضمون یہ ہو کہ فرزند ہمارا تمہاری بیٹی پر عاشق ہوا ہی اپنی بیٹی کو دلہن بناکر اسکے پاس سلادو قدرت کی بھی
یہی خوشی ہی مشیروں نے جاکر داؤد سے کہا داؤد نے اسی وقت نامہ لکھا کہ اے کوکب فخر کر ہمارا فرزند جو چکیدۂ
خاص قدرت تمہاری بیٹی پر عاشق ہوا تشریف لاتا ہی ایک قصر آراستہ کرکے بران کو دلہن بناکر میرے فرزند کے
پہلو میں سلادو تم اطاعت میں حاضر ہو اگر اس بات پر عمل نہ کیا تو سب کو گدھا بنادونگا کوئی زندہ نہ بچیگا
طلسم نور افشان کو برباد فنا کردونگا بہت طولانی نامہ لکھا کہا اے فرزند اب جاؤ لالہ زار صندلی پوش
خوشی خوشی کمرے سے نکلا لباس نہایت عمدہ زیب جسم کیا ابر صندلی تیار کیا اُسمیں تصویریں شاہان
گذشتہ کی درست کیں دریائے جواہر میں غوطہ مارکر مرکب باد رفتار پر سوار ہوا بارہ ہزار جوانان صندلی پوش
بارہ لیے ابر سر پر سایہ فگن بارہ ہزار جوان پشت پر تاج یاقوتی بالائے سر اس کروفر سے طرف طلسم نور افشان
کے چلا آتے آتے اس مقام پر پہونچا اکثر دفتر میں ذکر کیا ہی کہ جس مقام سے سرحد کوکب روشن ضمیر شروع ہوئی ہی

دہان پر ایک مولسری کا درخت ہی یہ نشان سرحد ہی سنہری زنجیر از مشرق تا بہ مغرب کھنچی ہوئی ہی دو پتلے
سنہری نیچے ہاتھون مین آڑی بتیان باندھے ہوے سایۂ نخل مین ٹہلا کرتے ہین دونون پتلون نے
دیکھا کہ ایک ابر صندلی کڑکتا ہوا آتا ہی یہ دونون پتلے نگہبان ہین پکار کے آواز دی یہ کون بے ادب
ادھر آتا ہی یہ سرحد طلسم نور افشان ہی یہان بے ادبی مناسب نہین ابر کو ٹہراؤ لالہ زار صندلی پوش
نے جواب بھی نہ دیا ابر کو بڑھایا ایک پتلہ جھپٹ کر بلند ہوا چند سوار آگے بڑھے ہوے تھے ادھر بھی
منہو پر گھوڑون کے لگا لی اور آواز دی او بے ادب رکتا نہین سوار نے نیزہ مارا پتلے نے نیزہ توڑ ڈالا ایک
طمنچہ مارا سوار کے دو ٹکڑے ہوے اور سوارون نے پتلے کو گھیرا پتلے نے جس سوار کو طمنچہ مار دیا اُسکے دو ٹکڑے
ہوے جب پانچ سات سوار مارے گئے پھر پتلہ لالہ زار کو آواز دیتا ہی او بے ادب اپنے ساتھ والون کو منع نہین
کرتا ہمارے مالک نے ہمکو مقرر کیا ہی ہم ہرگز نہ جانے دینگے لالہ زار صندلی پوش نے غصہ مین آکر دانہ
موتی کا تاج سے نکالا کچھ اسم سحر کا پڑھکر پتلے کے سینے پر کھینچ مارا پتلے کے سینے کو توڑ کے دانہ پار گذر گیا
پتلہ ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا لالہ زار صندلی پوش ابر کو بڑھا کر چلا غصے مین زنجیر کو بھی کاٹ ڈالا دوسرے پتلے نے
جو یہ ہنگامہ دیکھا سمجھا کہ یہ کوئی بڑا ساحر زبردست ہی مین جاکے شاہ سے اطلاع کرون ایک پتلہ تو
مارا گیا دوسرا پتلہ بھاگا یہان وہ وقت ہی کہ شہنشاہ کوکب روشن ضمیر دربار مین بیٹھے ہین برہمن روئین تن
بھی آیا ہوا ہی تمام سرداران نامی و پہلوانان گرامی سے دربار معمور ہی دورہ سردارون کا بندھا ہوا ہی
ذکر لشکر افراسیاب جادو ہو رہا ہی کہ پتلہ گھبرایا ہوا آکے پہونچا عرض کی ای شہنشاہ اسطرح ایک تاجدار
آتا ہی اُسنے ہمارے رفیق کو مارا میرا بھائی بھی اُسکے ہاتھ سے مارا گیا غلام برائے اطلاع حاضر ہوا ہی
زنجیر بھی اُسنے کاٹ ڈالی کوکب نے گھبرا کر برہمن سے کہا اُستاد ذرا بڑھکر دیکھو تو کون ایسا زبردست
ہی کہ جسنے میرے نگہبان کو مارا برہمن اپنے مقام سے اُٹھا چمک کے بلند ہوا سو قدم بلند ہوکر دیکھا لالہ زار
کو پہچانا برہمن روئین تن گھبرا کے پلٹا مصنف عرض کرتا ہی کہ جبتک اس طلسم مین خواجہ عمرو کا داخلہ نہو تھا
افراسیاب جادو و کوکب روشن ضمیر یہ مین ایک تھے کوکب بھی جاکر داؤد کو سجدہ کرتے تھے بزرگی دل مین
بھری ہوئی ہی جب خواجہ عمرو تشریف لائے کوکب و برہمن وغیرہ مطیع اسلام ہوے مگر پہلے سالہا سال
اُسکو سجدہ کیا ہی اب جو برہمن نے اُسکو آتے ہوے دیکھا گھبرائے ہوے پلٹے اگر کوکب سے کہا ای شہنشاہ
غضب ہوا فرزند خداوند داؤد آتا ہی چلکر استقبال کرو کوکب بھی اُٹھے کہا استاد چلیے استقبال واجب و لازم ہی

برہمن و کوکب بڑھے لالہ زار کو آتے ہوئے دیکھ جھک کر دونوں نے سلام کیا پایہ تخت پر ہاتھ رکھدیا باتین
کرتے ہوئے چلے اس اعزاز و اکرام سے لالہ زار کے دربار میں پہونچا پایہ تخت پر جگہ دی لالہ زار اُچک کے
تخت پر بیٹھا کوکب نے بیٹھتے ہی دست بستہ عرض کی آج آپ کو ادھر کیونکر آنے کا اتفاق ہوا لالہ زار تو
گھبرایا ہوا تھا یہ سنتے ہی فوراً نامہ نکال کے ہاتھ میں کوکب کے دیدیا کہا اسکو پڑھیے اور بہت جلد اسپر کاربند
ہوجیے بدولت کا کئی دن سے آب و دانہ ترک ہے کوکب نے نامے کو کھول کر پڑھا بادشاہ جلیل صاحب خیر
تھر تھر کانپنے لگا جی چاہتا تھا کہ اسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھوں مگر خوف جان بھی لگا ہوا ہے اسی وقت اپنے تمام سے
اٹھے برہمن کو الگ بلایا برہمن بھی حیران ہے کہ اس کاغذ میں کیا مضمون لکھا تھا کہ کوکب اسکو دیکھکر متغیر ہو گیا کوکب
برہمن کو لیکر ایک گوشے میں آیا بسہولیت بٹھا کر کہا استاد اس کاغذ کو پڑھو اور مجھکو صلاح معقول دو کہ اب
مین کیا تدبیر کروں مقدمہ نازک ہے برہمن نے نامے کو لیکر پڑھا پڑھکر سر جھکا لیا کہا اے شہنشاہ حقیقت مین
مقدمہ نہایت نازک ہے مین کچھ نہیں کہہ سکتا یہ تو سرکار کو واضح ہے کہ مین خیر خواہ دولت ہوں اور اسباب بے
لگاؤ ہو چکا جا بجا سرکار سے مقابلے ہوئے حضور نے جرأت کو کام فرمایا لیکن اگر داؤد سے دشمنی ہوئی تمام عالم
دشمن ہو جائیگا میرے نزدیک تو یہی بہتر ہے کہ جو خواہش کرتا ہے حوالے کر دیجیے ایک عورت کے واسطے گھربار کا
کھونا اچھا نہیں ورنہ فساد عظیم ہوگا کوکب یہ سنکر غصے مین کانپنے لگا کہا او نامرد ہٹجا میرے سامنے سے آبرو کا صدقہ
جان ہے اب تو مجھے منھ نہ دکھانا جس مقام پر کوکب نے برہمن سے باتیں کیں وہاں ایک کمرہ بنا ہوا ہے کہ مقام
عیش گاہ کوکب ہے کوکب برہمن سے یہ کہکر اس کمرے مین گھس گیا دروازہ بند کر لیا وہاں بیٹھکر سوچنے لگا کہ اے
کوکب اب کیا تدبیر کروں اگر اسکو مار کر نکالدوں داؤد لشکر کشی کریگا مگر برہمن نے جو کوکب سے یہ باتیں سنین
برہمن کہتا ہے اے برہمن افسوس کوکب نے ہمکو اپنا دشمن جانا اب زندگی بیکار ہے اسی دروازے پر اپنی جان دیدین
کہ کوکب بھی بعد ہمارے یاد کرے کہ خیر خواہ دولت تھا اتنا بڑا کلمہ ہمکو کہا جب اندر سے نکلے تو ہم کو لاشہ دیکھے
یہ سوچکر برہمن بہت رویا تلوار کھینچی کہ اسی سے اپنا گلا کاٹ ڈالوں برہمن تو آمادۂ مرگ [illegible]
گلے پر رکھلی ہے کہ اپنے ہاتھوں سے گلا کاٹ ڈالوں لیکن کوکب اندر کمرے کے بیٹھا سوچ رہا ہے کہ اے کوکب انکار کروں
اگر داؤد مجھپر لشکر کشی کریگا تمام عالم دشمن ہو جائیگا ہر طرف دشمن پیدا ہونگے سب وزیر یا میرے اُٹھتے [illegible]
میری مشکیں باندھ کر حوالے کر دینگے چار جانب سے ہم پر لشکر کشی ہوئی ہے اے کوکب مجبور ہونا پڑیگا اب بہتر یہی ہے
کہ اپنی جان دیدیں جب ہم نہ ہونگے بران تشنہ زن کو اختیار ہے خود شادی کرے خواہ نہ کرے اب کوکب کیا

اس فعل پر آمادہ ہوا کہ اپنے کو ہلاک کردن ناگاہ نگاہ پڑگئی کہ میز پر تصویر ملکہ خناسے گلگون پوش لگی ہی جوش محبت
مین تصویر کو اُٹھا لیا گلے سے لگا یا باتین کرنا شروع کین کہا او جان جہان وای آرام دل مشتاقان اب ہم رخصت
ہوتے ہین ہمارے سوگ مین بال نہ پریشان کرنا کبھی کبھی مزار غریبان پر آنا روح کو قبر مین راحت ہوگی فاتحہ خیر
پڑھنا جب کبھی ہچکی آئے تو ہمارا نام لیکر ہمکو یاد کرنا کبھی فریاد کرنا بقول شاعر بیت رشک آن روز کہ میرفت
ز دنیا میگفت ٭ ای فلک یار مرا یار کرا خواہی کرد ٭ یہ شعر پڑھ کے کوکب بہت روئے سو مرتبہ یہی فرماتے
تھے کہ ای ملکۂ عالم ہمسے تمسے محبت رہی کسی خدمتگزاری مین فرق نہین آیا ہماری تو اب عجب کیفیت ہی کیا
کہین کہ جو حالت ہی

نظم

ملا ہو دل کو جو محبت سے داغدار مجھے ٭ خدا نے آنکھ بھی دی ہو تو اشکبار مجھے
ہوا دو نیم مین تیغ دو نیم ابرو سے ٭ دکھایا یار نے اعجاز ذوالفقار مجھے
ہوس یہ تھی کہ ہنسینگے سو اب رُلاتا ہی ٭ تبسم لب زخم دل فگار مجھے
عدم مین ہو کے چھٹا مین نہ قید ہستی سے ٭ بنایا کاہش غم نے میان یار مجھے

یہ اشعار پڑھکر کوکب زار زار مثل ابر نوبہار رویا اب آمادہ ہوا کہ اپنی جان دیدون خیال مین آیا اگر تلوار سے
اپنا گلا کاٹا ہاتھ نے دستگیری نہ کی اور زندہ بچگئے سب ہنسینگے اگر کچھ کھا لیا تو عرصے مین جان نکلیگی طعن و
تشنیع لوگون کی سُننا پڑیگی کیا تدبیر کردون کہ جھٹ پٹ دم نکلجائے طعن و تشنیع کسی کی نہ سنون میز پر سب
ہتھیار رکھے ہین اُسمین سے ایک قردلی اُٹھائی دستہ اُسکا شیر ماہی کا نیام جو جدا کیا مثل برق چمک گئی خیال مین
آیا کہ اسی سے اپنی جان دو قبضہ زمین مین دفن کردون دنبالہ المعارے اپنے کو میز سے گرادون سینے کو تڑکے
پار نکلجائے جھٹ پٹ دم نکلجائے یہ سوچکر قردلی کو اُٹھایا قبضہ اُسکا زمین مین دفن کیا دنبالہ مثل برق چمک رہا ہی
دو میزین برابر بچھی ہین جسطرح پر انسان ڈھونڈھ لیتا ہی اسطرح کوکب اُن میزون پر آئے منظور ہی کہ اپنے کو قردلی پر
گرادون جھٹ پٹ دم نکلجائیگا قلب تسکین پائیگا کشاکش سے چھوٹون عدم مین پہونچون جو جسکو مناسب ہوگا وہ
کریگا میان لالہ زار میٹھا ہوا البلا رہا ہی دمبدم خورشید روشن کا مے سے لپٹتا ہی ای وزیر اعظم اب کیا دیر ہی کوکب
کسان تشریف لیگئے وزیر حیران ہی کہ یہ کیا شی مانگتا ہی مین کیا جواب دون جی ہان جی ہان کر رہا ہی سب اہل دربار
حیران ہین کہ کیا جواب دین سب کے ہاتھ پاؤن پھول رہے ہین کہ خداوند دواؤد کا بیٹا آج کیون آیا کیا شی مانگتا ہی میان
کوکب نے دونون ہاتھ ایک میز پر رکھے دونون پاؤن ایک میز پر رکھے اب منظور ہوا کہ یکبارگی اپنے کو گرادون

قرولی سینے کے پار گذر جائے جھٹ پٹ روح قالب سے نکلے کشاکش نہو کوئی طعن نہ کرنے پائے یہ سب باتین دلمین سوچکر شتاب مین جان دیتا ہون اپنا خون اپنی گردن پر لیتا ہون مگر دل پر ٹھن گئی ہو کہ جان ہی دینا بہتر ہو ادھر تو کوکب نے اپنے کو بکہ مار کر قرولی پر گرا دیا اُدھر برہمن نے تلوار کھینچکر گلے پر رکھ لی منظور یہ ہو کہ جان دیدین جیسے ہی کوکب نے اپنے کو گرایا چھت سے برق چمکی ایک پنجہ سینے پر کوکب کے پڑا کوکب الگ جا گرے برہمن کے ہاتھ پر چپکی پڑی کہ تلوار قبضے سے نکلگئی برہمن تو گر کر بیہوش ہو گیا کوکب نے دیکھا کہ شہنشاہ نورافشان تاج سر پر رکھے ہوئے پیدا ہرا تھر تھر کانپتا ہوا کہا ای فرزند ایسی کیا مصیبت پڑی کہ جان دیتے ہو کوکب نے گلے مین نورافشان کے ہاتھ ڈالدیے کہا اُستاد آپ نے غضب کیا مجھے کیون بچا لیا عجب مجھپر مصیبت ہو سب حال رو رو کے بیان کیا نورافشان نے کہا ای فرزند جان دینے کی اسمین کیا بات ہو ہم ابھی رخصت لیے دیتے ہین کوئی ایسی حرکت کرتا ہو برہمن نے کیا کیا وہ بھی اپنی جان دینے کو آمادہ تھا مین نے اُسکو بھی بچایا کوکب نے کہا اُستاد مین نے اُس سے صلاح لی اُسنے ایسا کلمہ کہا کہ مجھکو بہت ناگوار ہوا مین نے اُسکو نامرد کہا نورافشان نے کہا ای کوکب وہ تمھارا خیرخواہ ہو اُسے گلے سے لگا لو اور یہ عذر کرو کہ اب مین کبھی تمکو ایسا کلمہ نہ کہونگا مین ابھی اُس لونڈے کو رخصت کر دونگا گھر سے تو تمھارے نکلجائے پھر دیکھا جائیگا کوئی اور تدبیر کی جائیگی بران کو کیا لیجا سکتا ہو ہمین اُسکی خدائی پر اعتقاد کب ہو وہ ایک مکار و بے ادب ہو نورافشان نے بخوبی کوکب کو سمجھا یا باہر آکر برہمن کو گلے سے لگا لیا کوکب و برہمن بہ جمعیت اسمین ملے غنچہ ہاے آرزو کھلے اب نورافشان جادو آگے آگے کوکب و برہمن خاموش پیچھے پیچھے سامنے تخت کے آئے خود لالہ زار کو سلام کیا لالہ زار نے پوچھا ای شہنشاہ نورافشان کہان سے آتے ہو نورافشان نے کہا ای نور حلیہ خالق صنعت ذرا الگ چلیے مین کچھ عرض کرونگا لالہ زار تخت سے اُٹھا نورافشان اُسکو لیکر کنارے آئے کہا کیون ای شاہزادہ والا قدر یہ کیا حرکت کی کیا خدائی کے مٹانے کا ارادہ ہو اگر مشہور ہو جائے کہ نور حلیہ خالص قدرت اپنی بندیون پر عاشق ہوتے ہین اور گھر گھر جاتے ہین ابھی کارخانہ خدائی مین فرق آجائیگا ہنسنے آپ کے دادا صاحب کی خدائی کو بنایا گھر گھر جاتے تھے قدرت جاکر ایک ایک سے پوچھتے تھے لڑکے بالے اچھے ہین کسی نے رنج و ملال تو نہین اُٹھایا ہم تمھارے خداوند ہین تب اُنکی خدائی قائم رہی تھی کوئی ایسا غضب کرتا ہو عاشق ہو کے گھر سے نکلتا ہو سراسر خدائی کے خلاف ہو کسی مشیر وزیر کو بھیجتے پیام دیتے مگر خیر جو کیا وہ کیا اب شکار کھیلتے ہوئے گھر کو چلے جاؤ راہ مین کوئی پوچھے بھی تو بیان کرنا ہم واسطے شکار کے

آئے تھے ہم بران کو دلھن بناکر لائینگے آپ کے قدمون پر لاکے گرادینگے آپ انکار کیجیے گا کہ بندی اور بندے
بجائے فرزند کے ہوتے ہین ہم نہ قبول کرینگے جب ہم قدمون پر گرین عجز وانکسار کرین تب بمشکل قبول فرمائیے گا
اسطرح بدنام ہو جائیے گا جب اعتقاد خدائی نہ رہا منصب جاگیرین نکل جائینگی کوئی باج وخراج نہ دیگا خدائی
تمہاری بگڑ جائیگی خبردار خبردار اب کبھی ایسی حرکت نہ کرنا خوب خوب لالہ زار صندلی پوش کو دھمکایا ڈرایا کہ لالہ زار
کانپنے لگا کہا استاد مجھسے خلاف تو ہوا لیکن اب کبھی ایسا نہوگا نور افشان نے کہا جسوقت ہم بران کو دلھن
بنا کر لائین بہت انکار کرنا جب ہم بہت منت وخوشامد کرین تب قبول کرنا کوکب کو بڑا شرف حاصل ہوا
اسکے یہان خداوند زادہ پیدا ہوگا خدائی آپ کے خاندان سے نکل جائیگی لالہ زار کو خوبی سمجھا کر زیر قصر جمشیدی
لائے پشت مرکب پر سوار کیا کہا یونہی شکار کھیلتے ہوے چلے جاؤ لالہ زار ٹھنڈی سانسین بھرتا ہوا آنکھون مین
آنسو بھرے ہوے شکار کھیلتا ہوا روانہ ہو گیا شیرون وزیرون نے راہ مین بہلایا کہ حقیقت مین حضور
نور افشان نے قہر سے معقول کیے خداوندزادے بندونکے گھر نہین جاتے ہین یہان کوکب نے نور افشان
سے پوچھا استاد کیا کہہ دیا کہ چپکا چلا گیا اسوقت بہت بلبلایا ہوا تھا نور افشان نے کہا بیٹا بڑی خیر گذری
کہ اسوقت مین نے تمہارا حال قصر نور افشانی سے ملاحظہ کیا برہمن سے نور افشان نے کہا تم اپنے مقام پر جاؤ
اور اسی طرح نیک وبد کا خیال رکھو نقشے تیار رہین اپنے کام مین معروف رہو برہمن رخصت ہو کر اپنے مقام پر
آیا نقشے دیکھنے لگا کہ لالہ زار شکار کھیلتا ہوا جاتا ہے قضا سے کار صفدر صف شکن ملکہ بران شمشیر زن طرف
ہزار دروے کے گئی تھین وہان کا انتظام کر کے پلٹی ہین طاؤس زرین بال پر سوار اڑی ہوئی آتی ہین لالہ زار
کی نگاہ تیری دیکھکر مر گیا یا تصویر کو دیکھا تھا اب صاحب تصویر کو دیکھا پسینہ آگیا بے اختیار پکار اٹھا ای

جان جہان وای آرام دل مشتاقان نظم

مری جان تیغ کشائیے قدم آگے اب نہ بڑھائیے	ادھر آئیے ادھر آئیے ادھر آئیے ادھر آئیے
گھر سے کب سے ہم سر راہ ہین کہین مر چلین تو تباہ ہین	ہدف خدنگ نگاہ ہین ذرا آنکھ ادھر بھی ملائیے
یہ بلا تو آپ کا کام ہے یہ غلط تمام کلام ہے	ابھی بس ہمارا سلام ہے کہین اور باتین بنائیے
ترے تیغ تیز ہے اک جہان کوئی کشتہ ہے کوئی نیم جان	جو نہو دریغ تو مہربان کوئی ہاتھ ادھر بھی لگائیے
کبھی تو سے نہ منہ کو موڑیے ہوس تضرب نہ چھوڑیے	سر محتسب ہے نہ توڑیے جو کمال غیظ پہ آئیے
یہ کمال لطف ہے ساقیا یہی ہے ہوس یہی مدعا	رہے ہوش سر نہ خیال یا اگر ایسی مے ہے تو لائیے

جو نور چشم پر آپ ہو تو جہان تختۂ آب ہو ॥ ابھی نوح کا سا عذاب ہو اگر اشک چند بہائیے

وہ کہا عدو سے ہے یہ ہم نے کیا کہ ہوئے ہیں آپ جو یوں خفا ॥ یہ غضب یہ جھوٹ یہ افترا مرے سامنے تو بلائیے

غزل ایسی کامل وزن سن متفاعلن متفاعلن ॥ ہے نسیم طاقت ہوش گن کوئی شعر اور سنائیے

ابھی پکارتا ہے اے ماہ آسمان خوبی و اے نجم درخشان برج محبوبی ذرا میرے پاس آؤ میں تمہارے واسطے گیا تھا
کئی دن سے آپ دیوانہ ترک ہے اب تو جمال بیمثال اچھی طرح دیکھ لوں یہ جو اسنے پکار کے آواز دی ملکہ بران
نے بہ قہر و غضب تمام دیکھا اور کہا او بادہ گو کمبخت خوف خدا نہیں میرے مقدمے میں ایسے کلام بدانجام کہتا ہے اور
خاموش نہیں رہتا ہے خبردار اب ایسے کلمات زبان پر نہ لانا یہ کہکر چاہا طاؤس اڑا کے نکل جاؤں لالہ زار نے ایک
دستک دی کہ طاؤس زمین پر آ گرا ملکہ بران ایک جانب جا کے گریں اب تو نہایت غصہ آیا چاہا کہ سحر کیا کہ
ساحروں کے سر اڑ گئے لالہ زار گھبرایا اب بچا بچا کے سحر کرتا ہے ملکہ بران چاہتی ہیں کہ میں نکل جاؤں مگر ممکن نہیں
ہوتا سب ساحر سحر کر رہے ہیں لالہ زار بھی ترغیب دے رہا ہے کہ سب بلوہ کر کے پکڑ لو بران سے کہتا ہے اے
جان جہان و اے آرام دل مشتاق میری تم پر جان جاتی ہے ذرا دم بھر ٹھہر جاؤ پھر چلی جانا میں بنگاہ غور دیکھوں
کلیجے پر چھریاں چل رہی ہیں آتش عشق سے ہڈیاں جل رہی ہیں ملکہ کڑک کے گریں کئی ہزار جادوگروں کو قتل کیا
چاہا چمک کے بلند ہوں لالہ زار نے قریب پہونچکر خاک قبر جمشیدی اڑا دی ملکہ بران بیہوش ہو کر گریں
لالہ زار نے کنیزوں کو آواز دی ملکہ کو اٹھا کر بلگاہ میں لیچلو بارگاہ تعمیل ارشاد ہوئی لالہ زار ملکہ کو ساتھ
لیے ہوئے بارگاہ میں آیا خوشی کے مارے پھولا ہوا ہے کنیزوں سے کہا تخت پر رکھکر باہر جاؤ جب کنیزوں نے
ملکہ بران کو تخت پر لٹا دیا لالہ زار نے بخیال حفاظت ایک حباب شیشے کا بنا کر اوپر سے ڈھانک دیا منظور
یہ ہے کہ میں خوب آراستہ ہو لوں تو ملکہ کو ہوشیار کروں اس سوچ میں دوسری بارگاہ میں آیا تاج اور لکال کے
پہنا لباس بھاری زیب جسم کیا عطر منگا یا لگیٔ درا بے سر پہ اوڈھیل پہنے جواہر اعلیٰ منگائے موتیوں کے ملے
کنٹھے یاقوت احمر کے گلے میں پہنے تختیاں الماس کی بازوؤں پہ باندھیں دریا سے جواہر میں غوطہ زن ہوا
اب خوشی خوشی چلا تیر وزیر جا بجا اترے ہوئے ہیں سب کہتے ہیں دولہا میاں آپ کو دلہن مبارک ہو لالہ زار
کہتا ہے یار و معشوق مجھسے راضی ہو جائے انکار نہ کرے بہت سرکش معلوم ہوتی ہے یہ کہتا ہوا بارگاہ میں آیا پردہ
اٹھا کے دیکھا کہ حباب شیشے کا خالی رکھا ہے اسکے اندر بران نہیں معلوم ہوتی یہ حال پر ملال دیکھکر بیقرار
ہو گیا دور کر حباب کو اٹھا یا دیکھا بران تو نہیں ہے مگر ایک پھول گلاب کا رکھا ہوا ہے پنکھڑی پر کچھ لکھا ہے

پھول کو اُٹھا کے بغور دیکھا اُسپر لکھا تھا منم برہمن رُو مین تن او نابنجار بدکردار تو چاہتا تھا ہماری شاہزادی پر قبضہ کرے ہم اُٹھا کے لیگئے تیرے دکھانے کو پھول چھوڑ گئے یہ معاملہ حیرت افزا دیکھکر لالہ زار گھبرا گیا قلب تھرا گیا اُس بیقراری میں منہ سے نکلا

نظم

تشبیہ دی ہلال سے ابروے یار کو
کیونکر نہ بدر باندھیے ابروے یار کو

باندھوں اگر میں شعر میں گل روے یار کو
کیونکر کہوں نہ خار بھلا بوے یار کو

مصحف اگر سمجھتے ہیں سب روے یار کو
لکھتا ہوں ذوالفقار میں ابروے یار کو

آنکھوں کو آہوان حرم کیوں نہ جانیے
طاق حرم سمجھتے ہیں ابروے یار کو

عالم ہی صید نرگس وحشی شکار کا
دیکھا زیادہ شیر سے آہوے یار کو

بھولے سے بھی نگہ نہ کریں سوے ساق عرش
دیکھیں ملک جو ساعد و بازوے یار کو

سووں لپٹ کے کیا شب فرقت میں چین سے
پاؤں اگر میں تکیہ پہلوے یار کو

کیا پائے شل نرگس بیمار وہ شفا
دیکھا ہو جسنے نرگس جادوے یار کو

کیا جذب شوق ہی کہ ہوا اسطرف کی ہم
سیدھا چلے غبار مرا کوے یار کو

فنجان چشم و شیشہ گردن کا ذکر کیا
مے سے بھرا ہی کاسہ زانوے یار کو

کیا سینہ و شکم کی صفائی کا ہو بیان
آئینہ ہم سمجھتے ہیں زانوے یار کو

ناسخ کی ہو بشوق شہادت میں گفتگو
آج آزماؤں قوت بازوے یار کو

جیمین کہتا ہو اِن سب کو سزا دونگا میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جائینگے یہ کہکر جھلاتا ہوا بارگاہ سے نکلا مرکب طلب کیا پشت مرکب پر سوار ہو اُسی طرح شکار کھیلتا ہوا چلا گیا برہمن رُو مین تن جو لیکر پران کو آیا ہوشیار کیا کہا کیوں بیٹا کوئی ایسی حرکت کرتا ہو وہ خداوند داؤد کا بیٹا سحر میں طاق شہرہ آفاق اُس سے بچنا دشوار تھا باغ نگار مین مین جا کے آرام کرو خدا نے اپنا فضل کیا تمھاری آبرو بچائی ملکہ پران شمشیر زن بہت خوش ہوئین برہمن کے سحر کی تعریفیں کین لیکن لالہ زار صندلی پوش یہ صدمہ اُٹھا کر شکار کھیلتا ہوا جاتا ہو فضاے کار داشتہ صحراے کوہ فیروزہ میں پہونچا ملکہ صورت نگار زوجہ مصور رشتے میں اسکی چچی ہوتی ہو برائے شکار آئی تھی ایک مقام پر کھڑی ہو کہ دیکھا لالہ زار شکار کھیلتا ہوا آتا ہو حیران ہوئی کہ لالہ زار شکار کھیلتا ہوا ادھر کہاں نکل آیا بے اختیار ہاتھ پھیلا کر دوڑی کہا ای نورنظر تم آج میاں کہاں آئے

لالہ زار نے جھک کر سلام کیا کہا اچھی اماں شکار کو آیا تھا صورت نگار نے دوڑ کر گلے سے لگا لیا لالہ زار کو
خوب پیار کیا چٹ چٹ بلائیں لین لالہ زار نے صورت نگار کے منھ پر منھ رکھدیا کہا اچھی اماں یہ کیا مقام ہے
صورت نگار نے کہا یہ مقام سرحد ہوشربا ہے کمر ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر لے چلی کنیزوں سے اشارہ کیا بارگاہ استاد
و سامان جشن و نشاط مہیا کرو ایک کنیز سے حکم دیا کہ تو دوڑی ہوئی پاس حیرت جادو کے جا کہنا کہ اے
ملکہ عالم تمہاری مراد پوری ہوئی جو مسلمانوں کا حال چاہو کرالو تو جلیدہ خالص قدرت قدرت کی تائید
سے میاں آگیا ہے میں اُسے لیکر آتی ہوں تم آگے استقبال کرو جو تقدیریں چاہنا کرالینا یہ ابھی کمسن ہے جو میں
ہونگی وہی کریگا جہاں میں کہونگی میرے ساتھ چلا آئے گا کبھی انکار نہ کریگا سب طرح پر میرے اختیار میں ہے
بازاریں آراستہ کرو تم بھی خوب بنٹھن کر آنا سب مطلب نکل آئینگے یہ سب سمجھا کر اس کنیز کو روانہ کردیا اب
کنیزوں کو حکم دیا جلد تیار ہو لالہ زار صندلی پوش سے کہا اے فرزند جلد اپنے بندوں کو بھی دیکھ لو دیکھو تو
لیے لیے بندے ہیں سب تمہاری صورت کے مشتاق ہیں زوجۂ افراسیاب برائے استقبال آئیگی
لالہ زار نے کہا کیا مضائقہ ہے اب صورت نگار لالہ زار کو اپنے ہمراہ لیکر چلی وہاں کنیز نے جا کے ملکہ
حیرت سے خبر کی کہ صورت نگار نے یہ فرمایا ہے کہ میں لالہ زار فرزند خداوند داؤد کو لیے ہوئے آتی
ہوں آپ برائے استقبال انتظام درست رکھیے گا یہ سنکر حیرت جادو نے اُسی وقت حکم دیا کہ لشکر تیار
ہو بازاریں آراستہ کی جائیں حکم کی دیر تھی فوراً بازاریں آراستہ و پیراستہ ہونے لگیں نازنینان
مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین نے دوکانیں اپنی آراستہ کیں اشیائے نادرہ لیکر بیٹھیں ایک جانب گلفروش
لیے ہوئے گلدستہ کھنا رہا ہے گرم بازاری ہو رہی ہے ملکہ حیرت نے لباس فاخرہ زیب جسم کیا دریائے
جواہر میں غوطہ مار آئی ہزار کنیزیں پشت پر لیں برائے استقبال لالہ زار صندلی پوش چلیں
حیرت جادو کا حسن سایہ کش زاہد فریب کنیزان زرین پوش گرد گرد تھے ہاتھوں میں ادھر سے
حیرت جادو اس زور و شور سے جاتی ہے اُدھر سے صورت نگار لالہ زار کو تماشا دکھاتی ہوئی
لیے ہوئے آتی ہی کہ حیرت جادو سامنے سے آکے پہونچی صورت نگار نے لالہ زار سے کہا اے
شاہزادہ والا قدر دیکھیے ملکہ حیرت زوجۂ افراسیاب برائے استقبال سرکار آئی ہے اب جو لالہ زار
نے نگاہ اٹھا کے دیکھا کہ ایک معشوق ماہ رخسار کبک رفتار شیرین گفتار عارض انور رشک قمر بلند نظر
قد سرو باغ خوبی دونوں ہاتھ شاخہائے نخل حدیقۂ محبوبی دریائے جواہر میں غوطہ زن سینہ غنچہ دہن

رشک چمن سراپا خوب معشوق محبوب لالہ زار دیکھتے ہی مرگیا سلطان عشق کی ملک دل پر چڑھائی ہوشون پر
عشق کی آنکھون مین تری حواس مین ابتری ہاتھ پاؤن مین رعشہ ہوشون پر آہ سرد دل مین درد رنگت زرد
حواس گردبرد گھبراکر آواز دی اے ملکۂ عالم آئیے مین تو آپ کا مشتاق تھا حیرت جادو نے سر اٹھاکر دیکھا
ہلین کہا یہ تو نہایت عجیب ہی بالکل سفلہ مزاج ہی جا بلون کے سر کا تاج ہی ملکہ حیرت نے شرماکر سر جھکا لیا لالہ زار نے
بڑھکر ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا ملکہ حیرت گھبرا گئین دل مین کہتی ہین یہ تو بڑا بیہودہ ہی کبھی کاندھے پر ہاتھ رکھکر
پوچھتا ہی مزاج اقدس کیسا ہی حیرت کچھ جواب نہین دیتی چپ سر جھکائے چلی آتی ہی مگر انتہا کا غصہ ہی
چاہتی ہی کہ پلٹ کر ایک طمانچہ ماردون کہ سر اڑجائے پھر یہ خیال آتا ہی کہ یہ خداوندزادہ ہی ایسا نہو کچھ آفت
برپا ہو ہاتھ چھڑا لیتی ہی چاہتی ہی پاس سے ہٹ جاؤن لالہ زار صندلی پوش پھر ہاتھ پکڑ لیتا ہی بیتابیان
کرتا چلا آتا ہی چاہتا ہی گلے سے لگالون حیرت بمجبوری بارگاہ تک آئی لالہ زار کو تخت پر بٹھایا اس نے کہا اے ملکۂ
عالم تم بھی آکے بیٹھو حیرت نے جھلاکر جواب دیا آپ بیٹھیے مین حاضر ہوتی ہون مین ذرا اپنی بارگاہ مین ہولون
یہ کہکر ہاتھ چھڑا لیا جھلاتی ہوئی طرف اپنی بارگاہ کے چلین صرصر ساتھ تھی کہا اے صرصر تو نے دیکھا یہ تو
بڑا بیہودہ ہی نہین معلوم اپنے دل مین کیا سمجھا ہی لالہ زار کی آنکھون کے سامنے سے جو حیرت مخفی ہوئی
دلپر ولولۂ جنون ہوا کبھی گھبراتا ہی کبھی بیقرار کبھی اشکبار کبھی یہ اشعار عاشقانہ محبت حیرت مین پڑھتا ہی نظم

یون ہی ستارے داغ مرے دل کے آس پاس
ہالہ ہو جسطرح مہ کامل کے آس پاس

ڈوبا جو کوئی آہ کنارے پر آگیا
طغیانیان بحر عشق ہین ساحل کے آس پاس

یہ غیرت وفا کا اثر ہی کہ بوالہوس
بسمل تڑپتے ہین ترے بسمل کے آس پاس

کیا دعویٰ آہ جب نہ رہا مین ہی کس لیے
ہین مجمع اثر بام سے قاتل کے آس پاس

اے قیس تیرے نالے کی غیرت کو کیا ہوا
لیلیٰ نے رنگ باندھے ہین محمل کے آس پاس

کیا کیا چھپی ہی بزم مین تجھسے نہ جب پھرے
پروانے شمع شعلہ شمائل کے آس پاس

ہی تو بھی بیوفا نہین باور تو دیکھو سے
گل جامہ دریٹن گور غنا دل کے آس پاس

کافر ہی کون ہم مین سے مومن پھرے ہی تو
کعبے کے آس پاس تو مین دل کے آس پاس

گھبراکر صورت نگار سے کہا کیون جی اماں ملکہ حیرت جادو کہان تشریف لیگئی ہین آپ ذرا جائیے انکو سمجھاکر
لائیے میری کیفیت بھی عرض کردیجیے جو حکم ہو وہی لقد بر کردون صورت نگار نے کہا مین ابھی سمجھاکے

لاتی ہون میان حیرت جادو اپنی بارگاہ مین بیٹھی ہو صرصر وغیرہ سے کہہ رہی ہو صاحبو سنا تمنے یہ کچھ
دیوانہ ہوا ہی اپنا عشق جتاتا ہی اپنے ہوش مین نہین آتا ہو اے صرصر تم جا کے صاف صاف کہدو کہ ہمسے
ملاقات ہو چکی آپ جائیے صرصر کہتی ہو واری یہ مناسب نہین ہی یہ ذکر تھا کہ بی صورت نگار ہنستی ہوئی
آئین کہا اے حیرت تیرا بڑا مرتبہ ہوا خداوندزادہ تمپر عاشق ہوا تمکو طلب فرمایا ہو حیرت جادو نے کہا بوا
صورت نگار کچھ دیوانی ہوئی ہو مین تقدیر کرانے سے باز آئی وہ تشریف یہان نہین تو بہت ذلیل
ہونگے صورت نگار نے کہا اے حیرت بڑے فخر کا مقام ہو خداوندزادہ خواہش کرے اور تم انکار کرتی
ہو ایسا نہو کچھ تقدیر خلاف کر دے حبا ناک ہو سکے اُسکو راضی کر و تھوڑی دیر اُسکے پاس بیٹھ کے
چلی آؤ حیرت نے کہا بوا صورت نگار بس جاؤ ایسی مہمل باتین مجھسے نکرو تقدیر وہ جا کر اپنے ملک مین کرین
اگر مین ایسا جانتی تو استقبال بھی نہ کرتی ایسے مہمل کی صورت نہ دیکھنا چاہیے جا کے اُس گدھے کو سمجھا
نہ اُلٹا مجھے سمجھاتی ہو مجھکو کیا کوئی بازاری مقرر کیا ہی صورت نگار رنجیدہ و کبیدہ پلٹی پاس لالہ زار کے
آئی لالہ زار نے گھبرا کر پوچھا کیون کچھی امان ملکہ حیرت تشریف نہین لائین صورت نگار نے غصے مین
کہا بیٹا اُنکو اپنے حسن پر بڑا گھمنڈ ہو وہ نہین تشریف لائینگی لالہ زار نے جھلا کر کہا آپ بیٹھیے مین بلا لونگا
صورت نگار تو اپنی بارگاہ مین آئی لالہ زار کو منظور ہوا کہ اب مین منفعل سحر کرون قضا سے کار معتبر
برق فرنگی جوان یکرنگی کنیز بنا ہوا یہ سب باتین سن رہا تھا جیسے ہی اسنے دیکھا کہ لالہ زار تنہا بیٹھا ہو
صورت نگار اپنے خیمے مین گئی کنارے آ کر رنگ و روغن عیاری کا نکالا ایک کنیز حیرت کی صورت
بنکر تیار ہوا مسکراتا ہوا چلا دربارگاہ لالہ زار پر آیا خادم خدمتگار دروازے پر بیٹھے تھے ایک خادم سے
کہا کہ جا کر خداوندزادے سے عرض کر دو کہ ایک کنیز کو ملکہ حیرت نے بھیجا ہو خدمتگار نے جا کر لالہ زار
سے کہا لالہ زار شاد ہو گیا کہا جلد بلاؤ خدمتگار نے جا کر کہا کنیز نوجوان ہنستی ہوئی اندر آئی جھک کے
سلام کیا کہا واہ خداوندزادے ملکہ فرماتی ہین تمنے مجھکو خوب بدنام کیا ہم تو خود تمپر عاشق ہوے
سارے لشکر مین یہی چرچا ہو کہ ملکہ حیرت پہ لالہ زار عاشق ہو ایسی میرے واسطے بدنامی ہی لیکن خیر
مین کسی تدبیر سے تمھارے پاس آؤنگی تم سب سامان مہیا رکھو مجھے تو خود قرار نہین ہو اگر تم مجھکو مطعون
نکرتے مین ہزار مرتبہ آتی اب چھپ کر آؤنگی یہ سنکر لالہ زار بہت خوش ہوا برق نے بہ ناز و غمزہ ایسی
باتین کین در اشتیاق حیرت کا ظاہر کیا کہ لالہ زار پھولا نہ سماتا تھا کنیز سے پوچھا تیرا کیا نام ہو برق نے

کہا میرا سوسن نام ہی آج ملکہ کو ضرور لاؤنگی یہ کہکر خاصدان نکالا کہا ملکہ نے گلوری دی ہی گلوری مین اپنا
اگال ڈالدیا اور فرمایا ہی کہ کہنا یہ گلوری کہالینا خاص ہمنے تمہارے واسطے بھیجی ہی لالہ زار نے کہا لاؤ
گلوری مجھے دو برق نے گلوری نکال کے دی لالہ زار نے گلوری کو کھول کے دیکھا اگال ہی کہ یاقوت احمر
کے ٹکڑے ہین خوشی خوشی کھا گیا برق زہر مار زہر مار کہتا جاتا ہی لالہ زار نے کہا بی سوسن یہ کیا کہتی ہو
برق نے کہا نوش جان کے بدلے زہر مار کہتی ہون برا نہ مانیے مین آج ملکۂ عالم کو لاؤنگی جیسے ہی پیک
لالہ زار کے حلق سے اتری گھبرا کر کہا ای سوسن اس گلوری مین کیا تھا کہ میرا دل گھبرانے لگا برق نے
کہا ذرا ٹھہرو شعلہ جیسے ہی لالہ زار اٹھا بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کے گرا بیہوش ہو گیا برق نے
بتعجیل زبان مین سوزن دی پشتارہ باندھکر پشت سے سرنچہ چاک کر کے لالہ زار کو لے بھاگا میان
صورت نگار اپنی بارگاہ مین آئی مصور سے کہہ رہی ہو صاحب بڑے غضب کی بات ہی حیرت جادو
تو بالکل انکار کرتی ہین فرزند میرا نہایت بیقرار ہی بڑے افسوس کی بات ہی آخر کیا تدبیر کرون مصور
نے کہا صاحب چلو مین چلکر اپنے فرزند کو سمجھاؤن میان بی بی دونون چلے صرصر جاتی تھی اسکو بھی
بلا لیا بارگاہ مین آ کے دیکھا تھیٹر مین ناچ رہا ہی میان لالہ زار ندارد پشتارہ باندھنے کا نشان فرش پر
معلوم ہوتا ہی صرصر نے دیکھکر کہا لو غضب ہوا برق فرنگی کا پتہ معلوم ہوتا ہی صورت نگار
پیٹتی ہوئی دوڑی سامنے ملکہ حیرت کے آئی کہا حضور بڑا غضب ہوا برق فرنگی لالہ زار کو
گرفتار کر کے لیگیا حیرت نے زانو پر ہاتھ مار کر کہا ہاے کیا رسوائی ہی مذہب کا نام بدنام ہوا اب
مسلمان کیسے خوش ہونگے کہ خداوندزادہ مشکین بندھکر آیا ای صورت نگار مجھکو مذہب کا بڑا
خیال ہی ورنہ مین ہرگز دخل نہ دیتی مگر اب تدبیر رہائی کرنا واجب ولازم ہوا مین ابھی جاتی ہون یہ کہکر
حیرت جادو نے سحر کیا ستارۂ سحری بنکر چلی عقب مین صورت نگار ومصور بھی چلے سرباد
ابرلق ویاقوت ذمرد جنہنے سنا کہ ملکہ حیرت گئی ہین وہ بھی چلا میان وقت سحر ہی ملکہ مہرخ
بیرون بارگاہ تخت پر جلوہ فرما ہین تمام سرداران اسلام جمع ہین یہی ذکر ہو رہا ہی کہ دیکھیے یہ
لالہ زار کیا گل کھلاتا ہی چپ ندو پرند نے خبر دی ہی کہ وہ ملکہ حیرت پر عاشق ہوا ہی ملکہ مہار کو بیحد
تردد قلق ہوا کہا بڑی خرابی کی بات ہی خدا اپنا فضل شریک کرے اسمین جھگڑا ہی تو مزا ہی یہ باتین
ہو رہی تھین کہ دیکھا سامنے سے برق فرنگی پشتارہ بدوش آتا ہی خواجہ عمرو نے پکار کر آواز دی

ای برق کسے لائے برق نے وہین سے آواز دی اُستاد خداوندزادے کی مشکین باندھکر لایا ہون
یہی بلبلاتا تھا ملکہ مہرخ نے کہا اسے ستون سے باندھدو جسنے سنا کہ لالہ زار گرفتار ہو کر آیا ہی سب سردار
دوڑ ے آئے کرسیون پر بیٹھے خواجہ عمرو نے کہا اب ہوشیار کرو برق نے بڑھکر فتیلہ دافع دارو ے بیہوشی
دیا ایک چھینک آئی لالہ زار نے آنکھ کھول کے اپنے کو بندھا ہوا پایا زبان مین سوزن سامنے ملکہ مہرخ
تخت پر بیٹھی ہین گرد تمام سرداران نامی اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین ملکہ مہرخ نے پکار کے آواز دی
او لالہ زار تو نے قدرت پروردگار کو دیکھا ساری خدائی نکل گئی مشکین بندھکر ہمارے سامنے آئے
اب بہتر یہی ہی کہ غرور کو دماغ سے نکالو پیدا کرنے والے کو پہچانو باپ دادا پر اپنے لعنت کرو تمکو
بادشاہ لشکر کرینگے انشاء اللہ وہ رتبہ ہو گا کہ تم یاد کروگے لالہ زار آنکھین نکالنے لگا جب تو جھلا کے
خواجہ عمرو نے حکم دیا جلاد کو بلاؤ فوراً جلاد آیا لالہ زار کو زیر تیغ بٹھایا اب لالہ زار کی بیجانی زلفون پریشانی
گھبرا گھبرا کے چارجانب دیکھتا ہی کوئی دوست نہ مونس نہ غمخوار کوئی کلمہ خیر بھی بولنے والا نہین اب تو
لالہ زار نہایت گھبرایا جی مین کہتا ہی اب کیونکر میری جان بچیگی جلاد نے کوئلے کا خط گردن پر دیا اور
پکار کر آواز دی ای ملکہ عالم حکم اول ہی ذرا سمجھکر دیجیے گا قتل کرنا میرا کام ہی جلانا میرا کام نہین ملکہ مہرخ
نے فرمایا ہمنے خوب سمجھ لیا ہی کیون ای لالہ زار اعتقاد وحدانیت نہ کریگا یہ بھیا پھولا ہوا بیٹھا ہی ملکہ نے
تیسرا حکم دیا جلاد چلا کہ سر کاٹ لون جیسے جلاد نے ہاتھ مارا ایک برق گری کہ جلاد کے دو ٹکڑے
ہوے آواز آئی ای مسلمانان یہ بے ادبی منم ملکہ حیرت جادو اس زور وشور سے حیرت آگئی کہ کری
کچھ اشیاے سحر بھی پھینکے کہ آندھی سیاہ چلی اندھیرا ہو گیا حیرت نے اُترکر لالہ زار کی کمر مین پنجہ دیا لیکن آری
لالہ زار نے جو حیرت کو دیکھا ہاے پیاری کہکے گلے مین ہاتھ ڈالدیے حیرت نے ایک طمانچہ مارا
کہ لالہ زار بیہوش ہو گیا تڑاقے کی آواز سب نے سنی کہ صورت نگار تڑپتی ہوئی آکے پہونچی دوڑ کے
حیرت سے کہا یہ کیا کرتی ہو خداوندزادے کو طمانچہ مارا حیرت نے کہا مین مار ڈالونگی حرامزادہ بیحیا
گلے مین ہاتھ ڈالتا ہی صورت نگار مصور نے لالہ زار کو گود مین لے لیا حیرت طرف اپنی بارگاہ
کے روانہ ہوئین مصور صورت نگار لالہ زار کو لیے ہوے اسکی بارگاہ مین آئے لالہ زار کی زبان سے
سوزن کو نکالا اب جو ہوشیار ہوا کہا کیون حمی امان حیرت مجھکو نہ قبول کریگی صورت نگار نے کہا
بیٹا اس خیال کو دل سے دور کرو وہ زوجہ افراسیاب ہی ایسا نہو تمھارے باپ کو خبر ہو سمجھے

اور فساد برپا ہو لالہ زار نے کہا آپ جا کر اپنی بارگاہ مین بیٹھیے مین وہ تدبیر کرونگا کہ بی حیرت جادوگر
روز کی زمین اور اسباب کو طلاق دینا پڑے مین کیا اس فعل سے باز آؤنگا مین لاکھ ضبط کرتا ہون لیکن
نہین ہو سکتا نہایت پریشان ہون میرا دل نہین مانتا کوئی نہ کوئی تدبیر ایسی نکل آئیگی کہ وہ خود آئے
میری تو عجب کیفیت ہے اب یہ حالت ہے

نظم

لباس یار کو مین پارہ پارہ کیا کرتا ... قبائے گل سے اُسے استعارہ کیا کرتا
بہار گل مین ہین دریا کے جوش کی لہرین ... بھلا مین کشتی مے سے کنارہ کیا کرتا
نقاب اُلٹ کے جو منھ عاشقون کو دکھلائے ... نہین کہو کہ تمھارا نظارہ کیا کرتا
سنا جو حال دل زار یار نے تو کہا ... طبیب مرتے ہوے کا ہے چارہ کیا کرتا
ہلال عید کا ہر چند ہو جہان مشتاق ... تمھارے ابروؤن کا سا اشارہ کیا کرتا
حقیقت دہن یار کھولتا کیونکر ... نہفتہ راز کو مین آشکارہ کیا کرتا
قدم کو پیچھے رہ خوفناک عشق مین رکھ ... یہ پہلے دیکھلے دل ہے اشارہ کیا کرتا
خم شراب نے مجھ مست سے نہ منھ پھیرا ... کنار آب سے پیاسا کنارہ کیا کرتا
گداز موم سے بدا ستخون کو پاتا ہون ... پھر اور سوزش دل کا اشارہ کیا کرتا
بڑا ہی خوار علاقہ ہے گلشن الفت ... تری طرح کوئی اسمین اجارہ کیا کرتا
شراب خلد کی خاطر دہن ہے رکھنا صاف ... وضو مین ورنہ یہ زاہد غرارہ کیا کرتا
شکستہ دل نہو اُس بت کے ماننے کیونکر ... سلوک شیشے سے ہے سنگ خارہ کیا کرتا
بہار گل مین پیالہ لگا لیا منھ سے ... شراب پینے کو مین استخارہ کیا کرتا
بہار گل مین تھا جامے سے باہر آتش ... نہ کرتا مین جو گریبان کو پارہ کیا کرتا

عرصۂ دراز تک رویا کیا آنکھون سے تصویر ملکہ حیرت پھر رہی ہے تنہائی مین بیٹھکر ایک سحر کیا کچھ دستک
دی کچھ ماش کے دانے چارجانب پھینکے ملکہ حیرت اپنی بارگاہ مین بیٹھی ہے کہ ایک جھونکا ہوائے سرد کا چلا
آنکھ حیرت کی بند ہوگئی حیرت نے عالم خواب مین دیکھا کہ لالہ زار قاعدے سے میرے پاس بیٹھا ہے
حیرت نے گھبرا کر آنکھ کھولدی وزیرزادیون سے کہا اور غضب دیکھو اُس حرامزادے نے عجب طرح کا سحر
کیا ہے مجھکو یہ باتین معلوم ہوتی ہین جو خواب مین دیکھا وہ سب بیان کیا اور کہا کہ مجھکو اب بیٹھنا بھی دشوار ہے

مین جاکے افراسیاب سے اطلاع کرتی ہون وہ آکے انکی گردن لیگا حرامزادے کو بھاگنا دشوار ہوگا
یہ کہکر حیرت جادو نہایت غصے مین طرف باغ سیب کے چلی راہ مین بھی حیرت کو یہی معلوم ہوتا ہی کہ
لالہ زار میرے ساتھ ساتھ ہی اور غصہ بڑھتا جاتا ہی یہان افراسیاب باغ سیب مین بیٹھا ہی گرد
انیس جلیسین مصروف عیش و نشاط کہ دیکھا سامنے سے حیرت جادو مثل شعلہ جوالہ چلی آتی ہی افراسیاب
گھبرا گیا کہتا ہی سامری و جمشید خیر کرین کہ حیرت آگے پہونچی افراسیاب کو ایک دو تھپڑ مارا کہا او نامرد تجھکو
کچھ خبر بھی ہی کہ مجھپر کیا گذری افراسیاب نے کہا صاحب جلد بیان کرو حیرت نے کہا لالہ زار صنم پوش
بیٹا خداوند داؤد کا آیا ہی وہ مجھپر عاشق ہوا میان برق فرنگی تو بلاے روزگار ہین وہ پکڑ کے لیگئے تھے
مین نے جاکر رہا کیا اب اُسنے ایسا سحر کردیا ہی کہ مجھکو کسی مقام پر آرام نہین ہی یہی ثابت ہوتا ہی کہ وہ
میرے پاس بیٹھا مجھکو ستا رہا ہی یہ سنکر افراسیاب کانپنے لگا کہا مین ابھی جاکر یار ڈالونگا مشیر و وزیر
سب لپٹ گئے کہا ای شہنشاہ جو کچھ کیجیے سمجھکر کیجیے ایسا نہو خداوند داؤد کے خلاف ہو تو بڑی مشکل پڑے
اب سب نے یہ صلاح دی کہ خداوند کے پاس چلکر فریاد کیجیے وہ خود سزا دینگے وہ ایسے امر کو کبھی گوارا
نہ کرینگے افراسیاب جادو حیرت کو ساتھ لیکر تخت پر سوار ہوا طرف شہر داؤدیہ کے چلا راہ مین حیرت
کہتی جاتی ہی دیکھیے ای شہنشاہ سحر اُسکا بڑھتا جاتا ہی ابھی تک مجھکو وہی معلوم ہوتا ہی افراسیاب جادو
کہتا ہی قدرت کے سامنے سب حال بیان کرنا حیرت جادو کہتی ہی ایسا ہی ہوگا یہان خداوند داؤد
تخت پر بیٹھا ہی تمام وزرا و امرا حاضر ہین گھنٹے ناقوس بج رہے ہین کہ افراسیاب جادو آکے
پہونچا پایۂ تخت کو بوسہ دیا جھک کے سجدہ کیا حیرت جادو ہاتھ باندھکر سامنے کھڑی ہوئی داؤد
نے کہا ای بنی خاص خیر تو ہی حیرت نے سر جھکا لیا افراسیاب نے عرض کی یا خداوند آپکے
صاحبزادے نے ہمپر بڑا ظلم کیا اُسکو عرض نہین کرسکتا اپنے سے گذر گئے ہین انپر عاشق ہوے ہین سحر کردیا کہ
حیرت کو نا گوار معلوم ہوتا ہی غلام نے قدرت کا پاس کیا ورنہ آپ نے مجھکو وہ شرف عطا فرمایا ہی
کہ مین کسی سے پایہ کمی کا نہین رکھتا ہو سکتا تھا کہ مین جاکے انکو جواب دیتا لیکن قدرت کا خوف
غالب تھا کہ ایسا نہو آپکے خلاف ہو ہم فریادی حاضر ہوے ہین امیدوار ہین کہ اپنی داد کو پہونچین
یہ سنکر داؤد کانپ گیا کہا قدرت کبھی گوارا نہ کرینگے یہ عدالت یاد رہیگی یہ کہکر پکارکر آواز دی ارے
کوئی کنیز سامری حاضر ہی ایک پتلی گنبد سے اُتری حاضر حاضر کہکر سامنے آئی عرض کی کیا ارشاد

نیفض نبیا دہوتا ہی داؤد نے کہا تتلی افراسیاب مین جا فلان بارگاہ مین لالہ زار بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہی
اسکو جلد لا کے حاضر کر بہت اچھا کہکر تتلی چلی داؤد نے حکم دیا جلد میدان خونی کی تیاری کرو آج ہم
اسکو دار پر کھینچینگے تمام وزرا امرا کانپنے لگے کہ اب دیکھیے کیا ہوتا ہی حکم کی دیر تھی کہ ہزارہا کشتہ کش جلادان
خوک طینت میمون خصلت خرسا ہے بادیۂ ضلالت فوراً حاضر ہو گئے دار بین استادہ ہوئین مگر تتلی جو چلی
تھی لشکر حیرت مین آئی اُس بارگاہ پر آ کے ٹھہرائی لالہ زار بیٹھا سحر کر رہا تھا کہ تتلی کڑک کے گری لالہ زار
نے چاہا اپنے کو بچاؤن مگر نہ بچ سکا تتلی نے کمر مین پنجہ دیا لے اُڑی آسمان پر لیے ہوے جاتی ہی لشکر مین
ہلڑ ہوا کہ تتلی فرستادۂ خداوند داؤد تھی لالہ زار کو لیگئی خواجہ عمرو و برق وغیرہ صورتین بدل کر چلے
میان داؤد غصے مین کھڑا ہوا ہی کہ تتلی نے لالہ زار کو لا کے سامنے داؤد کے ڈالدیا کہا یہ گنہگار حاضر ہی
داؤد نے لالہ زار سے کہا او بیحیا یہ تو نے کیا حرکت کی ہماری بندی کو جا کر ستایا ہم ان سب کے خداوند
ہین انپر پرورش کرتے ہین یا انکو ستانے کے لیے ہین تو نے کچھ خوف نکیا کان پکڑ کے دو تین طمانچے مارے
جلاد سے اشارہ کیا اسے دار پر لٹکا دو قدرت اپنے جاہ و جلال کے پابند ہین جلاد نے بازو پکڑ کر لالہ زار
کو زنجیر مین باندھا سر دار مین سرنگون لٹکا دیا اسوقت ایک غریو بلند ہوا ہر ایک کا یہی قول تھا کہ عدالت
اسکا نام ہی بندے کے واسطے فرزند کو دار پر کھینچنا قدرت ہی کا کام ہی ہر شخص کانپ رہا ہی داؤد نے
حکم دیا کہ تیر و کمان لاؤ فوراً تیر و کمان آئی بارہ ہزار تیر انداز اسکی پشت پر آئے داؤد نے تیر کو سحر کمان مین
پیوست کیا بارہ ہزار تیر سحر کمان مین پیوست ہوے جب داؤد نے کمان کو کھینچا بارہ ہزار سحرہ ترکے
داؤد نے تیر کو رہا کیا بارہ ہزار طائران تیر پر کھول کے چلے جب قریب سینۂ لالہ زار کے تیر پہونچے ایک
جھونکا ہوا کا چلا برق کڑک کے گری تیر ظلم ہوے داؤد تو بیچارہ تیر پلٹ کر اورون کے سینون پر پڑے
مہرۂ پشت کو توڑ کر پار گذر سے بارہ ہزار جادوگر مر کر گرے ایک صدائے مہیب آئی کہ زمین کانپ گئی آواز تھی
کہ او نابنجار بدکردار تو نے غنیمت نجانا کہ ہم تیری خدائی پر راضی ہوے اگر ہم دعویٰ کرتے تو تجھکو کون
پوچھتا منم جمشید تالی کڑک سے گرا دار کے ٹکڑے اڑا دیے لالہ زار کو پنجے مین دبا پایا لے نکلا داؤد
نے چاہا جا پڑون وزرا و امرا لپٹ گئے کہا حضور آپ کے چچا ہین انھون نے آپ کے فرزند کو بارہ برس
پرورش کیا یہ خبر ہوئی آخر آپڑ سے بس سزا ہو گئی آپ اپنے نزدیک قتل کر چکے جمشید نے بلند ہو کر
آواز دی او افراسیاب خانہ خراب اگر اپنی خیریت چاہتا ہی حیرت جادو کو طلاق دے مہر ستم زندگے

پہلو مین سلا دے ورنہ قیامت برپا کرونگا طلسم ہوشربا مین رہنا مشکل ہوگا مگر یہ کہتا ہوا جمشید ثانی لالہ زار کو لیے ہوے طرف گنبد جمشیدی کے روانہ ہوگیا داؤد نے کہا اے افراسیاب اگر تیرے ملک مین یہ ملعون آئے مارے جوتیون کے سر توڑ ڈالنا افراسیاب نے کہا مین حضور سے ڈرتا تھا ورنہ ابھی سمجھا دیتا اسکی کیا مجال ہو کہ میرے ملک مین آسکے اب قدرت نے فرمادیا مین سمجھ لونگا افراسیاب جاؤ خداوند داؤد سے رخصت ہوا اپنے ملک مین آیا مگر جمشید ثانی لالہ زار کو لیے ہوے گنبد جمشیدی مین آیا مسند بچھائی لالہ زار کو اسپر بٹھایا اور کہا اے فرزند تم نہ گھبراؤ مین حیرت کو تمسے ملاؤنگا لالہ زار ضد لی کو رونے لگا کہا اے والد ماجد کیا عرض کرون کلیجے پر میرے چھریان چل رہی ہین آتش عشق سے ہڈیان جل رہی ہین میری تو اب یہ کیفیت ہی

نظم

تو گلدستون کو دیکھون دھیان آئے سرو دلجو کا
تصور عین کعبے مین بندھے محراب ابرو کا
کرون تحریر گر مضمون کوئی اُسکے گیسو کا
تو خوشبوئی سے خامے پر یقین ہو شاخ شبو کا
سوال وصل مین ہلنا پر یہ و تیرے ابرو کا
اشارہ ہو برات عاشقان بر شاخ آہو کا
گیا سجدے مین دیکھا جب تمھارے مصحف رخ کو
نہین کم سجدے کی آیت سے رتبہ بیت ابرو کا
چڑھاتی ہو دماغ افلاک کو انسان کی کم وزنی
کرے میل زمین شکلین جو ہو پلہ ترازو کا
اُسی دم مجھکو ہوتا ہو افاقہ درد ہجران سے
تصور باندھتا ہون جب ترے تعویذ بازو کا
نظر آتے ہین کیا پر درد مضمون فلک کرتے ہی
دکھاتا ہی مجھے عکس درون آئینہ زانو کا
جو کچھ ٹوٹے ہوے بال اُسکو نیسے لیف شکلین کے
تو عالم سوزن دیوار مین ہو ناف آہو کا
نظر آتی ہو صاف اسمین مجھے انجام کی صورت
جو گورستان مین دیکھا ہو کوئی آئینہ زانو کا
یہ سمجھا انتظار یار مین تکیہ لگا کر مین
کہ جوشن بنگیا ہون اپنے دروازے کے بازو کا
اگر لب سرخ ہین تو نشے سے آنکھین بھی ہین گلگون
بتون نے کردیا ہو ایک رنگ اعجاز و جادو کا
مین ہون عالم کے دیوانو نہین موزون تیغ دیوانہ
کرے مجھکو نشانہ گو وہ کے سنگ ترازو کا
دوائر حرفون کے بنتے ہین طوق گردن قمری
رقم کرتا ہون گر مضمون اپنے سرو دلجو کا
قرہ جو ہر دہ گویا اک زبان کا کام کرتی ہے
وہ عالم ہمنے دیکھا ہی کسی چشم سخنگو کا
یقین ہی سنتے سنتے اُسکا سر پھرنے لگے ناصح
بیان حسن سامنے جسکے کرون اپنی لگا ہو کا

ملک مالک کے جو اسنے یہ اشعار پڑھے جمشید ثانی نے کہا اے فرزند نہ گھبراؤ مین ملکہ حیرت کو لاکر تمھارے
پہلو مین بٹھاؤنگا مزا سحر و ساحری کا جب ہی ہے کہ بخوشی تیرا وصل قبول کرے مجھکو یہ خیال ہے کہ سرکشی
کریگی تجھسے زیادہ اُسکو تیری خواہش ہو مین ابھی جاتا ہون یہ کہکر جمشید ثانی عقاب بنکر چلا میان
ملکہ حیرت جادو ساتھ افراسیاب کے آئی اپنی بارگاہ مین آکے داخل ہوئی باغ سیب مین جاتا
لشکر مین آنا ہمیشہ ضرورت رہتی ہے قضائے کار ایک دن ملکہ حیرت جادو باغ سیب سے چلی طاؤس
زرین بال پر سوار طرف اپنے لشکر کے جاتی ہے تمام لشکر خواجہ عمرو مین یہ بات مشہور ہے کہ لالہ زار صندلی پوش
حیرت جادو پر عاشق ہوا ہے لالہ زار کے یہ سزا جزا ابھی ہوئی جمشید ثانی کہہ گیا ہے کہ مین حیرت جادو
کو لیجاؤنگا وقت سحر ہے ملکہ مہرخ سحر چشم تخت زرین پر جلوہ فرما ہین جملہ سرداران نامی حاضر خدمت ہین
خواجہ عمرو بھی بیٹھے ہین یکایک سب نے دیکھا ملکہ حیرت جادو طاؤس زرین بال پہ سوار طرف اپنے لشکر کے
جاتی ہین یکایک آسمان پر برق چمکی نعرہ ہوا منم جمشید ثانی او حیرت کہان جاتی ہے حیرت نے
چاہا سحر کرون اس زور و شور سے جمشید گرا کہ حیرت کی آنکھ بند ہو گئی جمشید نے کمر مین پنجہ دیا حیرت
کو لیچلا یاقوت و زمرد نے جاکر افراسیاب کو خبر کی افراسیاب بہ قہر و غضب تمام طرف گنبد جمشیدی
کے چلا بعد جانے افراسیاب کے یاقوت و زمرد و مصور سہرا و ابرق دونون وزیر لیکر سو سردار
پشت پر افراسیاب کے چلے خواجہ نے جو یہ معاملہ دیکھا اور مہیار نے ملک سے کہا خواجہ بڑا غضب ہوا
خدا حیرت کی آبرو بچائے جمشید بلائے روزگار ہے خواجہ نے کہا ملکہ مین ابھی جاتا ہون اگر خدا نے فضل کیا
تو حیرت کو بچاتا ہون یہ کہکر خواجہ عمرو بھاگے طرف گنبد جمشیدی کے چلے میان لالہ زار صندلی پوش
یاد حیرت مین بیقرار بیٹھا تھا کہ جمشید نے آواز دی اے فرزند مین تیری معشوقہ کو لایا جو کہ گیا وہ کیا
لالہ زار خوشی خوشی اُٹھا کہا آپ نے مجھکو زندہ کرلیا حیرت کو لاکے جمشید نے مسند پر بٹھایا کہا اے
فرزند زبان مین سوزن دے تو تب ہوشیار کرو ساحرہ زبردست ہے جب انکار کریگی مین تدبیر کرونگا
مثل تیرے یہ بھی عاشق ہو جائیگی لالہ زار نے زبان مین سوزن دی حیرت کو ہوشیار کیا حیرت
کی جو آنکھ کھلی اپنے کو اس حال پر ملال مین پایا بے اختیار رونے لگی جمشید نے قریب بیٹھکر کہا اے ملکہ
حیرت نے طلسمات تیار کروانگا کہ ہوشربا سے بہتر ہو اسکا تجھکو بادشاہ کرونگا کیا مجال ہے کہ افراسیاب
تجھسے آنکھ ملا سکے حیرت نے اشارے سے کہا او جمشید مجھے قتل کر ڈال مجھے بے طور ہاتھ لگاتا

لالہ زار صندلی پوش نے کہا اے والد نامدار دیکھیے وہی باتین پھر آئین سخت مشکل ہے کہ یہ مجکو قبول کرے
جمشید نے کہا اے لالہ زار یہ افراسیاب کے نام کی دشمن ہو جائے تیری خدمت مین کنیز بنکر رہیگی لالہ زار
نے کہا مجکو تو یقین نہین آتا جمشید نے کہا اے فرزند دیکھو ابھی ظہور ہوتا ہے یہ کہکر دوڑا ہوا گیا گنبد سے اپنے
ایک گلدستہ لایا لاکے مسند پہ رکھدیا جیسے ہی اُسکی بو دماغ مین حیرت کے پہونچی چہرہ سرخ ہوگیا
آنکھون مین لال ڈورے نشہ وحشت کے پڑ گئے تھرائے گری بیہوش ہوگئی جمشید ثانی نے کہا اے فرزند
اب مین گنبد مین جاتا ہون یہ ہوشیار ہوتے ہی تیری اطاعت کریگی جو تیرا حال اسکے عشق مین ہے وہی
اسکا بھی حال ہوگا یہ کہکر جمشید ثانی تو چلا گیا لالہ زار بیٹھا ہوا دامن کی ہوا دے رہا ہے کہ حیرت جادو
کی آنکھ کھلی اُٹھکے بیٹھی لالہ زار کو بہ نگاہ محبت دیکھ رہی ہے لالہ زار نے کہا اے جان جہان وا اے آرام دل
مشتاقان مین تیرا عاشق صادق ہون ہماری بات کا جواب دو حیرت نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا اے
لالہ زار میری خود تجھپر جان جاتی ہے مدت سے مین تجھپر عاشق تھی مگر مجبور تھی تجھ تک نہ آسکی اب مین حاضر
ہون جو تیرا حکم ہو بجا لاؤن لالہ زار پھول گیا تصدق ہوا نثار ہوا حیرت جادو ہر مرتبہ کہتی ہے صاحب کیون
اسقدر بیقرار ہوتے ہو مین تمھارے پاس حاضر ہون مین تو خود مدت سے تمھارے اوپر مرتی ہون مجبوری ہے
کہ ظالم کے اختیار مین تھی کیونکر آتی اب مین عمر بھر رہونگی ہوشربا سے مجھے کیا کام ہے وہان کی سلطنت سے
یہان کی فقیری بہتر ہے مجکو آرام ملیگا وہان جمشید گنبد مین بیٹھا ہوا اپنے ساتھوا لون سے کہ رہا ہے دیکھو حیرت جادو
کیا مزے سے باتین کر رہی ہے آتی بڑی ساحرہ بت ہوگئی میری زندگی بھر اسی حال مین رہیگی اگر افراسیاب
دخل دیگا سخت پچھتائیگا ظلم رام نے شہنشاہ لاچین کی سلطنت چھین لی کا زندے ملگئے اُسکو قید سے چھڑا کر
بادشاہ کرونگا یہان حیرت نے گلابی کھینچی جام بلورین لبریز کیا کہا لو صاحب پیو لالہ زار نے خود ہاتھ
بڑھا دیا پکار اُٹھا بیت الا یا ایہا الساقی ادر کاساً وناولہا ٭ کہ عشق آسان نمود اول دے افتاد مشکلہا
یہ شعر پڑھکے شراب پی گیا دوسرا جام اپنے ہاتھ سے بھرا حیرت جادو بھی بے اندیشۂ انجام جام پیکر بے لطف
پکار اُٹھی

نظم

آنکھون کو جانتے ہین پیالا شراب کا
مستون کو فرض عین ہے پینا شراب کا

میرا خمیر بادۂ انگور سے بنا
لغزش مین میری پڑ گیا قطرا شراب کا

طفلی سے تا بہ مرگ رہا دور جام مے
عاشق کا جسم بنگیا پتلا شراب کا

سرکش مزاج یار ہی عاشق ہی بادہ خوار / پتلہ وہ آگ کا ہی مین پتلا شراب کا
دل توڑ ڈالا ساقی مہوش نے ای قمر / دکھلا کے ٹکڑے کر دیا شیشا شراب کا

اس رنگ سے یہ اشعار حیرت نے پڑھے کہ لالہ زار بیقرار ہو گیا کہا صاحب سامنے کمرے مین چلو حیرت
اُٹھ کھڑی ہوئی لالہ زار جھومتا ہوا چلا حیرت ساتھ ساتھ جاتی ہین دونون عاشق و معشوق کمرے مین
داخل ہون وہان چھپر کھٹ لگا ہی کہ پہلو سے آواز آئی مبارک مبارک لالہ زار صندلی پوش نے پلٹکر دیکھا
ملکہ صرصر شمشیر زن دوڑی ہوئی آتی ہی ہنستی ہوئی دیکھکر آواز دی اس جوڑی کے نثار ہو ملکہ حیرت اب تمکو
معشوق ملا ایک خوشی کی خبر لیکر آئی ہون اسکے نزدیک سننے کو عاشق و معشوق چھپر کھٹ پر بیٹھے صرصر بھی بیٹھکر
باتین کر رہی ہی واری جب آپ کو جمشید لیکر آئے لشکرون مین بلوا ہوا سب سردار روتے پیٹتے پاس افراسیاب
کے پہونچے افراسیاب نے جو یہ خبر سنی بہت رویا تلوار کھینچکر اپنا گلا کاٹ ڈالا اب چلکر ہوشربا پر قبضہ کیجے
سب مشیر و وزیر کہ رہے ہین کہ ملکہ حیرت کے پاس چلین وہ ہماری شاہزادی ہی ایک کانٹا تھا وہ بھی اب
نکل گیا آج لونڈی بھی شراب خوب پیے گی یہ کہکر جام بھرا ایک لالہ زار کو دیا اور کہا کل مالک ہی آپ کا
قبضہ ہو گا لالہ زار نے وہ جام پیا ایک جام پی حیرت کو دیا یہ بھی بے اندیشہ انجام پی گئی ایک ایک
جام جو دونون نے پیے لالہ زار نے کہا کوئی کھینچے آسمان پر لیے جاتا ہی حیرت نے کہا میرا بھی یہی حال
ہی صرصر شمشیر زن نے کہا یہ شراب نوکشیدہ ہو گی ذرا اُٹھکر ٹہلیے جیسے ہی اُٹھے بیہوشی نے طمانچہ مارا
دونون لڑکھڑا کے گرے عمرو نے نعرہ کیا نعرۂ عمرو تصنیف مصنف

عمرو ذی حشم ہستم منتظران
اٹھاتا ہون کفار کے مین دھوئین
مری چال سے ہی صبا پائمال
مرا افسر ذی حشم نامدار
کہ آقا ہمارا جہانگیر ہے

مری نسل سے مکر پیدا ہوا
بھگاتا ہون دشمن کو ہر دم کنوئین
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
امیر عرب شیر پروردگار

مرا نام ہی خواجۂ خواجگان
مرے نام پر غدر شیدا ہوا
مرا مکر ہی گلشن قیل و قال
نشان تھا مری گرد پاپوش کا
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہی

نیچہ کھینچکر عمرو چلا میان جمشید تالی نے بیٹھے بیٹھے نقشے مین دیکھا
یہ پرواز پیدا کر کے چلا میان آگے دیکھا عمرو نیچہ کھینچکر چلا ہی وہین سے نعرہ کیا خبردار او ساربان زادے
کیا کرتا ہی عمرو نے دیکھا جمشید آتا ہی اور تو کچھ نہ بن پڑا بادھرے پائون مین باندھکر کوٹھے سے کود کے بھاگا
ملا نام جمشید دوڑے عمرو بھاگا کہ نکلا ون جمشید نے آتے ہوتے ہی لالہ زار و حیرت کو ہوشیار کیا کہا ارے

کھینچوا گر مین نقشہ نہ دیکھتا عمرو نے مارا ہوتا جمشید کا ایک جادوگر ملازم ہی اُسکا نام قہر جادو عمرو ایک نخل کے سائے مین پہونچا تھا کہ قہر نے لیر کی آواز دی دونون پاؤن عمرو کے زمین نے تھام لیے جمشید نے کوٹھے سے آواز دی ای قہر عمرو کا سر کاٹ لے ساربان زادہ مجھکو بھی افراسیاب سمجھا ہی قہر جادو تلوار کھینچکر چلا خواجہ عمرو نے جو دیکھا کہ قہر جادو تلوار کھینچے ہوے آتا ہی ملک الملک سے دعا کرنے لگے

نظم

بود ہمیشہ دم مرداں دم محفوظ — بشاہراہ طریقت شدہ قدم محفوظ
محال نیست بیک حال حالت انسان — نہ برقرار خوشی و نہ رنج و غم محفوظ
نہ ملک و دولت اسکندری سلامت ماند — نہ ماند تخت سلیمان نہ جام جم محفوظ
کسی بہ ہیچ رہائی ز دست مرگ نیافت — نہ مثل ماند سلامت از و نہ کم محفوظ
نہ عرش ماند نہ کرسی نہ آسمان نہ زمین — نہ لوح گشت میسر نشد قلم محفوظ
لکن بدست سخا گنج سیم و زر تقسیم — شد بکیسۂ حرص و طمع درم محفوظ
بود محافظ حسن عمل اگر ہمراہ — شود ز حملۂ رہزن رہ عدم محفوظ
ببوستان جہان باش مثل سرو آزاد — بہر بہار و خزان شود ز ہر الم محفوظ
بصلح کوش و سخاوت کہ در میان جہان — بود ز رنج و الم صاحب کرم محفوظ
کسے ز گردش گردون دون نہ جان بر شد — کسے نماند بدنیا ازین ستم محفوظ
نماند راست رو راہ ساقی ہندی — ز ہر فریب و ز ہر مکر و پیچ و خم محفوظ

عمرو تو ملک یلک سے دعا کر رہا ہی مگر افراسیاب کا حال تحریر کیا جاتا ہی کہ جب باغ سیب سے چلا راہ مین وزرا امرا ملے سر راہ مین کہا ای شہنشاہ ذرا دیکھیے تو کہ ملکہ حیرت کس حال مین ہین افراسیاب نے ران پر ہاتھ رگڑا اُسکو دیکھکر سر پیٹ لیا کہا یارو غضب ہوا جمشید نے سحر کر دیا حیرت اپنے ہوش مین نہین ہی آمادہ وصل ہو گئی اگر کہین ایسا اتفاق ہوا اپنی جان دیدونگا یہ کہتا ہوا چلا آتا ہی ہر مرتبہ ران پہ ہاتھ رگڑتا ہی اور کہتا ہی یارو بڑی خرابی ہی خود حیرت تحریک کر رہی ہی لو غضب ہی لالہ زار کے ساتھ تخلیے مین جاتی ہی بڑے زور و شور سے ڈٹا ہوا آتا ہی وزیر و امیر پشت پر لاکھو ساحران غدار ایکا ایک افراسیاب جادو قہقہہ مار کے ہنسا ساتھ والون نے پوچھا ای شہنشاہ کیا ہی

کہ آپ ہنسے افراسیاب نے کہا عمرو تمنے اسوقت مجھپر بڑا احسان کیا صرصر کی شکل بنکر پہونچا دونون کو بیہوش
کیا لیکن جمشید آگیا عمرو بچا گا شکر ہو کہ وصل تو معطل رہا لو غضب ہوا قہر جادو نے عمرو پر سحر کیا میرے
دوست صادق کو قتل کیا چاہتا ہی آج مجھکو یہ بخوبی ثابت ہوا کہ عمرو دل و جان سے میرا دوست ہی
اگر وہ دخل نہ دیتا عصمت حیرت کی نہ بچتی کسوقت پر عمرو پہونچا یہ کہکر افراسیاب اور تیز چلا تخت شعلہ جوالہ
جاتا ہی کوٹھے پر سے لالہ زار و حیرت دیکھ رہے ہین اور پکارتے ہین کہ عمرو کا سر کاٹ لے افراسیاب جلد
اسوقت آکے پہونچا کہ قہر چاہتا تھا ہاتھ تلوار کا مارون کہ سر اسکا کٹ جائے افراسیاب نے آسمان سے ہاتھ
ہلا دیا ایک برق کڑک کے گری قہر کے دو ٹکڑے ہوے جمشید نے جو افراسیاب کو دیکھا جھلا کر دوڑا
ساتھ والون سے کہا افراسیاب کو مار لو چار جانب سے کافر لوٹ پڑے افراسیاب ان سب کے بیچ مین
شیر نر لڑ رہا ہی قہر کے مرنے سے خواجہ جہوٹ کے حقہ ہا سے آتشبازی مارنے لگے افراسیاب کہ رہا ہی ای
خواجہ کیا کرتا خواجہ پکارکے آواز دیتے ہین مین تو حضور کا تابعدار ہون جان و مال سب آپ کے اوپر نثار
ہی لوگون نے مجھکو آپ سے جدا کر دیا افراسیاب نے کہا مین خوب پہچان گیا ہون افراسیاب جادو
ٹہے زور و شور سے لڑ رہا ہی ہر مرتبہ کہتا ہی او جمشید اب میرے ہاتھ سے کیونکر بچیگا جمشید نے اشارہ
کیا لالہ زار و حیرت بھی آ پڑے سب ملکر افراسیاب پر سحر کرنے لگے افراسیاب انکے سحر کو کب مانتا ہی
جسنے سحر کیا افراسیاب نے دفع کر دیا حیرت نے بھی بڑھ بڑھکر سحر کیے افراسیاب انکو دفع کر رہا ہی
کبھی جھلا کر کہتا ہی ایک سحر کر دون مگر حیرت پر رحم آتا ہی ایک طرف سے لالہ زار نے سحر کیا جمشید کے
سحر کو برابر دفع کر رہا ہی ہر مرتبہ یہ ارادہ کرتا ہی کہ جمشید کو پکڑ لون مگر جمشید برق جہندہ بنا ہوا سحر کر رہا ہی
ایک جانب سے لالہ زار نے سحر کیا ایک جانب سے حیرت نے شعلہ چمکایا جمشید بھی تلوار و خنجر برسا
رہا ہی افراسیاب کو مہلت نہین ملتی چوٹی پر کوہ کی پہونچا وہان سے نعرے کر رہا ہی فوج والون نے
وہ بلوہ کیا ہی کہ افراسیاب کو دم لینا دشوار ہی یکایک ساحر نقارہ بجا دیکھا سب کے سب سارے برف انداز
تین لاکھ فوج سے آکر پہونچا شراپ جنگ ہوا ساحران افراسیاب نے آکے زمین ہلا دی اتنی جو مہلت
افراسیاب نے پائی کڑک کڑک کے گرنے لگا جس ساحر پر جا پڑا کسی کی کمر مین پنجہ دیکر اٹھا لیگیا
چیر پھاڑ کر پھینک دیا کمزورون پر آگ برسائی برف برسانے ٹھنڈا کیا ملازمان افراسیاب نے
گھبرا ڈالا خوب جی کھول کر سحر کر رہے ہین سامنے گنبد جمشیدی کے ہنگامہ گرم ہی افراسیاب فوجون کو درہم برہم

کرتا ہوا جاتا ہی جس صف پر پہونچا ایک دو ہتھڑ مارا قاپ پیدا ہوا ہزارہا جادوگر غرق زمین ہو کے ہلاک ہوئے فریاد فریاد کی صدائین بلند ہین ہمراہیان جمشید دردمند ہین جمشید بھی بڑے زور و شور سے سحر کر رہا ہی جمشید کو افراسیاب ڈھونڈھتا ہوا جاتا ہی یہ بھی افراسیاب سمجھ گیا ہی کہ حیرت جادو نہایت پریشان ہی لالہ زار کو افراسیاب نے زخمی کیا یہ زخمی ہو کر پیچھے ہٹا یہ بھی افراسیاب سمجھ چکا ہی کہ حیرت جادو سحر پیچ جمشید کے مبتلا ہی جب تک جمشید نہ قتل کیا جائیگا حیرت اپنے ہوش مین نہ آئیگی جب لالہ زار کو افراسیاب نے زخمی کیا اور چاہا کہ سر کاٹ لون جمشید نے جو دور سے دیکھا وہین سے گولہ مارا لالہ زار کو آواز دی ای فرزند ہٹ جاؤ مین اس سے سمجھ لونگا یہ کہکر جمشید بڑھا لالہ زار تو کنارے آ کے ٹھہرا اپنا زخم باندھنے لگا کبھی بیقرار ہو کے کہتا ہی ہاے افسوس وصل معشوق سے محروم رہا چچا جان نے سب سامان کیا مگر تقدیر میری بری تھی افسوس صد ہزار افسوس کیا کرون کیونکر دل کو سمجھاؤن میری تو اب یہ کیفیت ہی

نظم

اس گل کی شکل پھرتی ہی چشم پر آب مین
اشکون مین تخت دل نہین گل ہین گلاب مین

دولی بہار حسن ہی کیف شراب مین
بھڑکے نہ کیونکہ آتش رنگ گل آب مین

ساقی کہان شراب ہی دیر خراب مین
پانی کی ہی تلاش عبث اس سراب مین

روشن ہی داغ گریۂ چشم پر آب مین
پوشیدہ آفتاب نہین ہی سحاب مین

کرتا ہی اک جہان بسر شب کو خواب مین
ہون کیون نہ مست بادۂ غفلت شباب مین

دم بھر یہ بزم عیش غنیمت ہی ساقیا
ہم بادہ خواری کرتے ہین جام حباب مین

سب بولے برج قوس مین داخل ہوا آفتاب
رکھا جو اسنے پاسے حنائی رکاب مین

بالون مین یون وہ گوشۂ ابرو نظر پڑا
ہو جسطرح ہلال نمایان سحاب مین

بے یار جام مین جو آنسو ٹپک پڑے
پیتے ہین جیسے پانی ملا کر شراب مین

چھوڑی تہین عذار عرقناک پر یہ زلف
گویا کہ تو نے مشک ملایا گلاب مین

بے وجہ زلف یار الجھتی ہے بار بار
کیونکر رہے نہ موے کمر پیچ و تاب مین

ہی رات چودھوین مجھے ساقی پلا شراب
روشن ہوا آفتاب شب ماہتاب مین

نامسخ نہین ہی اسکے سوا فخر کچھ مجھے
ہون امت جناب رسالت مآب مین

لالہ زار تڑپ رہا ہی چاہتا ہی لڑائی کا خاتمہ ہو مین معشوق کو لیکر اپنے محلون مین بیٹھون لیکن جمشید ثانی افراسیاب
پر جا پڑا لیپے لیپے گولے مارے افراسیاب جب اشارہ کر دیتا ہی گولہ پھٹ کے گر پڑتا ہی جمشید نے برقین
چمکائین تلوارین برسائین خنجر لڑائے پیکان تیر چکائے افراسیاب نے ان سب سحرون کو دفع کیا اب جمشید
تلوار پکڑے جا پڑا افراسیاب پر برس پڑا کئی ہاتھ مارے افراسیاب خالی دیتا جاتا ہی ایک مقام پر نفرو لیا
اور بچایا ایک وار ہمارا تو قبول کر منہ سے شعلہ چھوڑا شعلہ جوالہ سامنے جمشید کی آنکھون کے چمکا جمشید جھکا ہوا
سر جھکا لیا آنکھون کی روشنی کم ہوئی اوپر سے افراسیاب نے ہاتھ مارا جمشید نے سامری و جمشید کو پکارا
کئی سپرین فولادی اسکے سر پہ حائل ہوئین مگر تیغہ افراسیاب جو چمک کے گرا سپرین کٹین سر پر تلوار پڑی
ہرچند جمشید نے روکا مگر تیغہ برق تاب کب رکتا ہی جمشید کے دو ٹکڑے ہوئے سحر جمشید کا آندھی سیاہ اٹھی
سنگباری و برفباری ہونے لگی گنبد جمشیدی گرا افراسیاب پلٹا یا تو حیرت سحر کر رہی تھی یا لڑکھڑا کر گری
بیہوش ہوئی خواجہ عمرو نے قریب آکر دامن کی ہوا دی پانی کے چھینٹے بھی مارے اب حیرت جادو نے
آنکھ کھولی خواجہ کو اپنے بالین پر پایا کہا خواجہ تمنے بڑا احسان کیا آبرو میری بچالی عمرو نے کہا اے ملکۂ عالم
آپ میرے حال سے آگاہ نہین ہین مین دل و جان سے آپ کا خیر خواہ ہون حیرت نے کہا مجھے افراسیاب سے
بڑا تعجب ہی کہ مین نے کیسے کیسے سحر افراسیاب پر کیے اگر وہ کامل و اکمل نہوتے میرے سحر سے نہ بچتے
خواجہ نے کہا ملکہ شہنشاہ خوب آگاہ ہین کہ جمشید نے تمپر سحر کر دیا تھا خواجہ سے حیرت باتین کر رہی ہی کہ افراسیاب
بھی آکے پہونچا حیرت نے چاہا منہ چھپاؤن افراسیاب نے کہا اے ملکۂ عالم کیون شرماتی ہو مین بخوبی آگاہ
ہون کہ جمشید نے یہ فساد برپا کیا تھا تمنے دیکھا کہ خواجہ عمرو نے ہمارے ساتھ کیا احسان کیا مین بھی آج
خواجہ تمکو نہال کر دونگا دامن مدعا زر و جواہر سے بھر دونگا عمرو نے کہا ہم تو غلام ہین مجھے تو آپ سے
واسطہ ہی مین خاص اسواسطے آیا تھا کہ شہنشاہ کی ملازمت کرون یہان آتے ہی فساد برپا ہوگئے اگر مین
یہ عیاریان نکرتا کیونکر جان بچتی آج یہ حال سنکر میرا دل بیقرار ہو گیا سمجھا کہ یہ مقدمہ ناموس ہی آئین جانبازی
ضرور ہی افراسیاب نے کہا خواجہ عمرو تمکو تعویذ بازو بنا کر رکھونگا عمرو نے کہا مین بھی خوب راضی کر دونگا آپ
سمیت خوش ہونگے حیرت غصے مین آکے لشکر لالہ زار پر جا پڑی ایسے سحر کیے کہ لاکھون جادوگرون کو مارا
لالہ زار صندلی پوش زخمی ہو چکا تھا مگر دس ہزار آدمیون نے اسکا ساتھ دیا لیکن اب شکست کھا کے بھاگا
طرف صحرا کے روانہ ہو گیا اسکا ذکر زمانے مین تاریک تنگل کش کے ہوتا ہی قصہ قلیسر اسکو بادشاہ بناکر

لاتا ہی بعد لگچا سنے لالہ زار کے ساحران باقی ماندہ جادر ہلانے لگے خدمت مین افراسیاب کی حاضر ہوے
لڑائی فتح ہوئی افراسیاب نے کہا اسی مقام پر بارگاہ استادہ ہو خواجہ عمرو کا ہاتھ نہین چھوڑتا ملازمون نے
اسی مقام پر بارگاہ استادہ کی افراسیاب خواجہ کو ساتھ لیے ہوے بارگاہ مین داخل ہوا الٹی سو ساحران
نامی و ساحران گرامی موجود ہین کہ صرصر تنے پہونچی افراسیاب نے خواجہ کو بڑا بھاری خلعت دیا
صرصر شمشیر زن نے دیکھا کہ آج تو خواجہ مرغ زرین بنے ہوے بیٹھے ہین صرصر نے خادمون سے پوچھا آج
ساربان زادے نے کیا دام پھیلایا ہی افراسیاب نے کہا ای صرصر آج خواجہ نے وہ کارنمایان کیا
جی چاہتا ہی جان و مال دیدون حیرت کی آبرو بچالی اگر یہ نہ پہونچتے تو خاتمہ تھا صرصر نے اشارہ کیا
حضور سراسر مکر ہی ساربان زادے کے فریب مین نہ آئیے افراسیاب نے غصے مین منھ پھیر لیا حیرت نے کہا
ای صرصر تمکو یاد نہین جب ہم مبتلاے مصیبت تھے عمرو نے آج وہ کارنمایان کیا کہ دوستی عمرو کی ہم پر
ظاہر ہوگئی اب انکے مقدمے مین کچھ نہ کہو ہمنے خواجہ کو ملازم کیا کسی ملک کا بادشاہ کرینگے تاج انکے
سر پر رکھینگے اگر تمکو ناگوار ہی اسوقت چلی جاؤ ہم تو خواجہ کو اپنا رفیق بنا کر رکھینگے خواجہ عمرو نے پکار کر
آواز دی ای ملکۂ عالم یہ میری ہمپیشہ ہین یہ کبھی مجھکو اچھا نہ کہینگی جب ہم تمکو سرکار مین رہینگے انکو کون
پوچھیگا ایک دن مین مسلمانون کا خاتمہ کر دونگا مہرخ و بہار کی مشکلین باندھکر لاؤنگا سب کو مین
شہنشاہ کے قدمون پر گرا دونگا جب مین جا کر انسے کہونگا کہ مین نے افراسیاب کی نوکری کر لی
تم لوگ اپنا ٹھکانا کرو سب کے جی چھوٹ جائینگے سب رومال سے ہاتھ باندھ لائینگے صرصر نے کہا
او ساربان زادے خوب تو نے دام مکر پھیلایا خواجہ عمرو نے کہا تمھارے باوا کا اجارہ ہی آج سب کو
بخشش کرینگے بارگاہ لوٹ لینگے تمھارا جی چاہے بیٹھو جی چاہے چلی جاؤ اب تمکو یہان کوئی نہ پوچھیگا
صرصر تو بڑبڑاتی ہوئی چلی گئی باہر نکلکر اسنے صبا رفتار سے کہا آج تو ساربان زادے کا کیا جال پڑا ہی
حیرت و افراسیاب متحیر ہوگئے شہنشاہ نے ایسے کلمات فرمائے کہ مجھے تو بڑی حیرت ہی [illegible]
بھاری خلعت ملا ہی مرغ زرین بنا ہوا بیٹھا ہی صبا رفتار نے کہا اسوقت دخل نہ دیجیے ایسا نہو افراسیاب
بگڑ جائے جو باعث خرابی ہو دونون عیار بیابان بیرون لشکر ایک گوشے مین جا کر شہر مین مکر خیال لگا ہوا ہی
یہان خواجہ عمرو سامنے افراسیاب کے بیٹھے ہین صحبت آراستہ ہو رہی ہی کہ خواجہ نے کہا کیون شہنشاہ آج
صحبت بے نمک رہی افراسیاب نے کہا تمھاری صحبت ہی جسطرح جی چاہے آراستہ کرو خواجہ نے کہا

اے شہنشاہ دل تو آج یہ چاہتا ہے اسقدر شراب پیجیے کہ بیہوش ہو جایئے اور پھر ہوشیار ہو جیے آپکے سامنے غزلین گاؤن آپکو راضی کرین یہ بھی مشہور رہے کہ ایسا جلسہ کبھی نہوا تھا افراسیاب نے کہا جسطرح چاہے صحبت آراستہ کرو خواجہ عمرو نے کہا امید وار ہون کہ کنجی میخانے کی مجھکو ملے مین ساقی ہون کوئی باقی نہ رہے افراسیاب نے کہا تمھین اختیار ہے حیرت نے کہا خواجہ اب ہمین تمسے کچھ تسلط نہین افراسیاب نے کنجی میخانے کی خواجہ کو دی خواجہ عمرو میخانے مین پہونچے سب شراب کو خراب کیا اور پکارکے آواز دی یارو جسکا جی چاہے شراب لیجائے تمام ملازمان افراسیاب دوڑے شراب اُٹھاکے لیجانے لگے کوئی کنٹر لیلیا کوئی گلابی لیگیا کسی نے تپلہ اُٹھایا مثل مشہور ہے مفت کی شراب قاضی کو بھی حلال ہے شکر والے بے تکلف پینے لگے خواجہ عمرو سو کنٹر الماس نگار جسمین مے ارغوانی بھرے نہایت تکلف سے محفل مین لائے حیرت نے کہا دیکھو صاحب کس سلیقے سے شراب لایا ہے کہ جسے دیکھکر جی چاہتا ہے کہ پیجیے خواجہ عمرو نے کشتیان لاکر محفل مین رکھین کہا اے شہنشاہ آج گانا بھی سن لیجیے یاد کرینگے ملازمان ذکر کرینگے کہ خواجہ سامنے شہنشاہ افراسیاب کے گاتے تھے افراسیاب جادو نے کہا خواجہ مین تمھارے گانے کا بہت مشتاق ہون خواجہ عمرو نے سازندون کو اشارہ کیا ساز درست ہوے خواجہ نے گنگنا کے یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

اشعار

جی مرا مجھسے یہ کہتا ہے کہ ٹلجاؤنگا
ہاتھ سے دل کے ترے اب مین نکلجاؤنگا

لطف اے اشک کہ جون شمع گھلا جاتا ہون
رحم اے آہ شرربار کہ جلجاؤنگا

چین دینے کا نہین زیر زمین بھی نالہ
سوتون کی نیند مین کرنے کو خلل جاؤنگا

قطرۂ اشک ہون پیارے مرے تکتا ہے تو
کیون خفا ہوتے ہو پل مارتے ڈھلجاؤنگا

اس مصیبت سے تو مت مجھکو نکال اب گھر سے
تو کہے آج ہی جا مین کہون کل جاؤنگا

تیری صورت سے تو بیزار ہے ایسا تو دیکھ
شکل اس غم سے کوئی دن مین بدلجاؤنگا

بھیر مت بادبہاری کہ مین جون نکہت گل
پیار کر کہتے ابھی گھر سے نکلجاؤنگا

ساحل بحر جہان پر ہون کہ جون سنگ جشاب
نہ بہا پانی مین نہ تو آگ سے جلجاؤنگا

نطق کہتا ہے مرا آج یہ ہر ناطق سے
آخر ہو نشو ابھی طوطی کے سے ملجاؤنگا

کہتے ہین وہ جو ہے سودا کا قصیدہ ہے خوب
اُنکی خدمت مین لیے مین یہ غزل جاؤنگا

اس رنگ سے خواجہ نے یہ غزل گائی افراسیاب وحیرت تعریفین کر رہے ہین تمام اہل جلسہ کہتے ہین
کہ اس فن خاص مین عمرو کا کوئی نظیر نہین ہی خواجہ نے کہا اے شہنشاہ ابھی کیا سنا ہی سب کو خوب راضی
کرونگا سب خوش ہوگئے پھر کہکر شراب کا چرچا شروع کیا اول جام افراسیاب کو دیا افراسیاب ایسا
عمرو سے راضی تھا فورًا جام کو پیگیا عمرو نے دوسرا جام ملکہ حیرت کو دیا حیرت بھی خوشی خوشی پیگئی اب تو
خواجہ عمرو نے دور باندھا شراب چلنے لگی باہر والون نے بھی خوب شراب پی اب جوشے ہوسے
جوتی پیزار چلنے لگی ایک نے ایک کی پگڑی اُچھال دی ایک نے ڈھول لگائی کسی نے پائجامہ اتار کے
پھینک دیا ننگے دوڑے جاتے ہین بعض نے ارادہ کیا کہ اپنے گھر چلے جائین نشے سے جوش مین اُٹھے
سر جھکائے ہوئے جاتے ہین گانے کی عادت سبب ہی کسی ٹھمری کا خیال آیا اسکو گانے لگے لنگری جو لی
اُسی کے ساتھ اُلٹ گئے بعض مدت سے ایک رنڈی کو چاہتے تھے وہ بھی نشے مین ناکہ سے لڑکر نکلی
ایک نخل کے سائے مین ٹھمری گا رہی تھی اُدھر سے تماشا بین صاحب آتے تھے پکار کر آواز دی اے جان جہان
وائے آرام دل مشتاقان اب ضبط نہین ہوتا اپنا تو یہ حال ہی کہ عرض کرنا محال ہی نظم

الطاف جو وہ آپ کے پائے نہین جاتے	تکلیف تو کیا ناز اُٹھائے نہین جاتے
اتنے رہے بے درد سر مدفن عاشق	دو اشک بھی آنکھون سے بہائے نہین جاتے
جو ہمپہ گذرتی ہی کہین جلد گذر جائے	ہر روز کے صدمے تو اُٹھائے نہین جاتے
دشنام تمھارے لب شیرین سے نہین کیا	وہ تلخ لڑائے ہین کہ کھائے نہین جاتے
مے دینے مین یہ بخل ذرا سوچ تو ساقی	پانی کے بھی دو گھونٹ پلائے نہین جاتے
کوئی نہ پھرا قافلۂ ملک عدم سے	کیا پاؤن گڑے ہین کہ اُٹھائے نہین جاتے

یہ اشعار عاشقانہ جو تماشا بین نے پکار کے پڑھے رنڈی نے کہا صاحب کیون اپنی بیقراری بیان کرتے ہو
مین خود تمھاری مشتاق ہون مبتلائے فراق ہون جلد آؤ دیر نہ لگاؤ تماشا بین اُدھر سے دوڑے ٹھوکر جو لگی
منھ کے بل گر کے بیہوش ہوگئے تمام لشکر مین افراسیاب کے ہنگامہ گرم ہی کوئی دوڑا دوڑا پھرتا ہی
کوئی اُدک رہا ہی کوئی ڈاک رہا ہی کوئی دیوانہ وار وحشی مثال اُچھلتا کودتا پھرتا ہی کوئی نیہ گا رہا، دہر گر
غرض بلند کوئی لیشاش کوئی در۔ مسندہ و کاندارون کی دوکانین تباہ علم لشکر سرنگون افسردون کے کلیجے خون
میان دربار مین خواجہ عمرو نے سب کو شراب بیہوشی پلائی گاتے بھی جاتے ہین افراسیاب کا دل لبھاتے ہین

تو بیٹھے بیٹھے افراسیاب نشے میں مبتلا ہوا کہا خواجہ آج تمہاری شراب نے خوب رنگ جمایا دیکھو پرے دو بدو
خواجہ نونا گئے یہ کہکر اُٹھا بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی لڑکھڑا کے گرا بیہوش ہو گیا حیرت ہاں ہاں کر کے اُٹھی
بیچ میں گر کے بیہوش ہو گئی تمام اہل دربار ہاں ہاں کر کے اُٹھے سب گرے برلب فرش ہو گئے اب تو
خواجہ نے سنکے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ خواجہ عمرو تصنیف مصنف

عمرو ذی حشم مہتر مہتران
اڑاتا ہوں کفار کے میں دھوئیں
مری چال سے ہو صبا پائمال
مرا افسر ذی حشم نامدار
کہ آقا ہمارا جہانگیر ہے

مری نسل سے مکر پیدا ہوا
جھکاتا ہوں دشمن کو ہر دم کنوئیں
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
امیر عرب شیر پروردگار

مرا نام ہے خواجہ خواجگان
مرے نام پر غدر شیدا ہوا
مرا مکر ہے گلشن قیل و قال
نشان تھا مری گرد پاپوش کا
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہے

دوسرے پہلو سے ایک کنیز نے تڑپ کر نعرہ کیا نعرہ برق تصنیف مصنف

لقب ہے مرا برق خنجر گزار
کہے کون مکار عیار ہوں
در مکر پہ میرا پہرا رہا
پھیلا دیا ہوں میں نام کی برق کو

کہ استاد ہیں خواجہ نامدار
کروں سیکڑوں کوس کی راہ طے
تڑپ سے مری چرخ بہرا رہا

تڑپنے میں ہیں برق رفتار ہوں
ارسطوئے ذی علم شاگرد ہے
بزیر قدم غرب ہے شرق ہے

عمرو نے کہا اب تو کیونکر آیا برق نے کہا استاد میں بھی پھرتا ہوا
اس طرف نکل آیا تھا آپ کے اوصاف حمیدہ سے سب جادوگر یہی بیان کر رہے تھے کہ خواجہ عمرو نے
افراسیاب کی نوکری کر لی میں بھی ایک کنیز کی شکل بنکر مشہور رہا اب غلام بھی شریک ہوگا خواجہ نے کہا
آپ نے مہربانی فرمائی مجھکو سرفراز کیا مگر آجکل مصاحبوں کا بڑا بلوہ ہے میں نے دم دیکے یہ سامان کیا میری
تنخواہ تو ہاتھ لگائیے گا برق نے کہا غلام ہر بے خدمتگاری حاضر ہوا ہے خواجہ نے کہا جائیے ٹہلیے ورنہ آپ
میرے ہاتھ سے ذلیل ہونگے برق نے اتنے عرصے میں ایک نازنین مہ جبین کی انگوٹھیاں اُتار لیں خواجہ
نے ایک کھیڑ مارا کہا کہ خواجہ مارتے بیٹھے ہیں مگر برق لوٹے ہی جاتا ہے آخر خواجہ نے جھلا کر کہا لے
سب مال جمع کرتا رہا اب تو برق کی خوب بن پڑی دس انگوٹھیاں اُتاریں پانچ خواجہ کو دیں پانچ
دہانے زمین میں چھپا دیں کچھ نشان کر دیا کپڑے سب کے اُتار کے جمع کرتا ہے خواجہ نذر زنبیل کرتے
جاتے ہیں برق نے دیکھا کہ خواجہ دیکھتے جاتے ہیں حال میں سے لپکے ایک جادوگرنی کو نیچہ مار دیا خود
یہ کہ جادوگرنی کے مرنے سے اندھیرا ہوگا علامت بھی برپا ہوگی اسمیں اپنا کام کرونگا حقیقت میں مرنے

جادوگری کے اندھیرا ہوا خواجہ نے کہا ابے یہ تو نے کیا کیا برق نے کہا تماشا دیکھی لیجئے عمرو نے کہا مجھے
تو سب کو دیکھنا منظور ہے اب جو دو چار جادوگرنیان مرین علامت اُٹھ مرنے کی برپا ہوئی صرصر و صبا رفتار
ایک باغ ویران مین پڑی سو رہی تھین صرصر کی آنکھ کھل گئی کہا او صبا رفتار عمرو کا تنبیہ غائب ہوا
دیکھو جادوگرنیون کے مرنے کی آواز آرہی ہے دونون اُٹھکر دوڑین لشکر مین آکے دیکھا سب بیہوش
پڑے ہین صرصر نے کہا مین تو کہتی تھی مگر میرا کہنا نہ مانا بہر حال اُٹھا کے دیکھا دونون استاد و شاگرد
لوٹ رہے ہین صرصر نے للکارا او ساربان زادے یہ کیا کرتا ہے عمرو نے ہاتھ باندھکر کہا اے جان جہان
میرا نقصان چاہتی ہو تمھارے ہی واسطے ساری مشقت کرتا ہون جاؤ اس وقت چلی جاؤ صرصر نے
پتھر مارا عمرو نے پینترا بدل کے خالی دیا برق نے کہا استاد دونون کو سمجھا دون عمرو نے کہا ہنا بڑا خوف
یہ ہے کہین افراسیاب کو نہ جگا دے صرصر اسی فکر مین ہے کہ افراسیاب کو ہوشیار کرون کئی پتھر
عمرو کو مارے عمرو نے خالی دیے صبا رفتار نے بڑھکے افراسیاب پر حباب دافع دارو سے
بیہوشی مارا افراسیاب نے کروٹ لی عمرو و برق بھاگے صرصر و صبا رفتار نے افراسیاب و حیرت کو ہوشیار
کیا افراسیاب نے اُٹھکر دیکھا کہ تمام بارگاہ مزبلۂ قصابان بنی ہوئی ہے صدہا کے سر کٹے ہوئے پڑے
ہین بارگاہ لٹی ہوئی افراسیاب نے یہ دیکھکر سر پیٹ لیا اور کہا اے حیرت ساربان زادے کی حرکت
دیکھی حیرت نے کہا حضور اس ظالم کی باتین سمجھ مین نہین آتین ہے کیا حرکت گرگندا افراسیاب نے کہا
اے حیرت ساربان زادے کی قضا آئی ہے اسکو قتل کرونگا اب اسکو زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکر حیرت سے
کہا تم تو لشکر مین چلو مین وقت پر آؤنگا یہ کہکر افراسیاب جادو طرف پردۂ ظلمات کے روانہ ہو گیا

یہ داستان جلد سوم سے متعلق ہے

دو کلمہ داستان حیرت بیان آمد شہنشاہ شعلہ خیز و مرواریدگہر ریز از پردۂ ظلمات
و عیاری برق فرنگی و خواجہ عمرو و عجب داستان آخر عنوان ہے و دیگر حالات
متعلقہ داستان ہذا خمسہ عوض ساقی نامہ خمسہ

کسی لنگہ تا کے بعد مرن باشد
زداغ رشک عدو گرم سوختن باشد

بگشته جگر افشان و نعره زن باشد | خوش است خلوت اگر یار یار من باشد
نه من بسوزم و او شمع انجمن باشد

ہنر لگ آئے ہیں اب تجھکو چھوڑ دینگے ہم | ہمیں پسند نہیں بیوفا یہ لطف و کرم
کہ غیر سے بھی ملاقات ہو اگرچہ ہو کم | من آن نگین سلیمان بہیچ نستانم
که گاه گاه برو دست اہرمن باشد

کہاں تلک رہے خاطر میں حزن و رنج و ملال | کہاں تلک ستم رشک سے ہو جان پامال
بس اسکی محفل دلچسپ سے عدو کو نکال | روا مدار خدایا کہ در حریم وصال
رقیب محرم و حرمان نصیب من باشد

عدو کی بات بھلی اور برے مرے اشعار | پسند نالۂ زاغ اور رد نوائے ہزار
کہاں ہو جلد پہونچ ہدہد صبا رفتار | ہمائے گو مفگن سایۂ شرف زنہار
دران دیار که طوطی کم از زغن باشد

وفور وحشت و جوش قلق ہے روز افزون | نہیں ہے صبر و شکیب و قرار و تاب و سکون
اگرچہ خوار و زبون دشت دشت پھرتا ہوں | ہوائے کوئے تو از سر نمیرود بیرون
غریب را دل آواره با وطن باشد

میں کیوں وہ بات کروں جس سے ہو وہ شوخ خجل | وفور ولولہ کے التماس سے حاصل
ہر ایک حرف ہے یاں دل شگاف و تاب گسل | بیان شوق چہ حاجت کہ شرح آتش دل
توان شناخت ز سوزی که در سخن باشد

ہے موسن آگے ترے کیا ہی دم بخود حافظ | محال ہے جو کرے تجھسے جد و کد حافظ
تو رہنمائے سخن اور نابلد حافظ | لسان سوسن اگر وہ زبان شود حافظ
چو غنچه پیش توأش مهر بر دهن باشد

ہمرہ خفاجان مرحلہ جات دشت پر ہول عیاری و طے کنندگان منازل خارستان طراری اس داستان حیرت بیان کو یوں تحریر فرماتے ہیں شعر واقفانی که در سخن فروند ✤ شرح این داستان چنین کردند ✤ زمانہ وہ ہے کہ لشکر خواجہ عمرو پشتۂ رنگین حصار پر فروکش ہے ملکہ حیرت جادو زوجۂ افراسیاب

مقابلے مین اُتری ہوئی ہی اکثر سردار افراسیاب نے بھیجے کچھ تو ہاتھ سے عیاران اسلام کے مارے گئے
کچھ ہاتھ سے ملکہ بہار و مخمور و باغبان وغیرہ کے واصل جہنم ہوے ملکہ مہرخ نے حکم دیا ہی کہ یارو
دریافت کرو کیا سبب ہی کہ لشکر حیرت مین طبل جنگی نہین بجا شاید کسی کا انتظار ہی مہتر برق و چالاک
صورتین تبدیل کرکے لشکرون مین آکے ملے برق تو قلعہ مین رہا چالاک ایک کنیز کی شکل بنکر پشت پر ملکہ
حیرت کی آیا رومال ہاتھ مین لیکر مگس پرانی کرنے لگا لیکا یک ایک برق آسمان پہ چمکی ایک طائر سفید رنگ
آسمان سے پیدا ہوا کاندھے پر حیرت کے آکے بیٹھا گلے مین اُسکے ایک نامہ بندھا ہوا تھا وہ نامہ کھول لیا
اب جو حیرت نے اُسکو کھول کر پڑھا طرف سے افراسیاب کے مرقوم تھا کہ اے ملکہ عالم شہنشاہ لعل خیز و
زوجہ اُسکی مروارید گہر ریز جاکہ ان پردہ ظلمات تمھاری مدد کو آتے ہین سحر و ساحری مین طاق علم نیرنج و
شعبدہ مین شہرۂ آفاق سات لاکھ فوج سے قریب گلستان کوہ فروکش ہین اسی ہفتے کے اندر آجائینگے
ایک مسلمان کو زندہ نہ چھوڑینگے حیرت جادو یہ نامہ پڑھتی جاتی ہی چالاک بھی پشت پر کھڑا پڑھ رہا ہی حیرت
کیا جانے کہ کنیز بھی پڑھی ہوئی کھڑی ہی نامے مین یہ مرقوم تھا اس مضمون کو ابھی مشہور نہ کرنا حیرت نے نامہ
پھاڑ کر چاک کرکے اُگالدان مین ڈالدیا اگر کسی نے پوچھا کہ شہنشاہ نے کیا لکھا تھا حیرت نے کہا کچھ مقدمہ راز و
نیاز تھا وہ کہنے کے لائق نہین ہی سب خاموش ہو رہے چالاک ہٹا باہر نکلا کہ جاکر ملکہ مہرخ سے خبر دے ان
برق نے دیکھا کہ چالاک نے کچھ دریافت کیا اُسسے پوچھنا چاہیے یہ سوچ کے برق بھی الگ ہوا راہ مین
چالاک سے ملاقات کی پوچھا کیون خلیفہ صاحب اسوقت اس کاغذ مین کیا مضمون تھا چالاک نے کہا ابھی
تمسے ڈر معلوم ہوتا ہی ایسا نہو تم دوڑے جاؤ برق نے کہا بھلا مین بے صلاح آپ کے کوئی کام کرونگا آپ
فرمائیے تو چالاک نے کہا میان لعل خیز و مروارید گہر ریز یہ دونون زن و شوہر پردہ ظلمات سے آتے ہین
مین جاکے ملکہ مہرخ سے عرض کرونگا برق نے کہا جب یہان آئینگے سمجھا جائیگا ذرا مین اپنے لشکر کو
دیکھلون چالاک تو بڑھ گیا برق ٹھہر گیا پھر تڑپ کے لشکر سے نکلا صحرا مین آکے سوچنے لگا کہ برق اگر
ان دونون زن و شوہر کو مارا یا گرفتار کر لائے تو بڑا نام ہوگا اُستاد سے ذکر کرینگے وہ منع کر دینگے چاہینگے
بیٹے کا نام ہو چالاک کو بھیجینگے یا خود جائینگے یہ دل سے سوچتا ہوا طرف گلستان کوہ کے چلا ابھی
قطع منازل و طی مراحل ایک صحرائے سبزہ زار روح افزا دلکشا مین پہونچا دور سے دیکھا سات لاکھ ساحر کا
لشکر اُترا ہوا ہی ایک بارگاہ کلان استادہ ہی لشکر مین بڑی چہل پہل ہی برق فرنگی بیرون لشکر ایک نخل سے

سمائے مین کھڑا ہوا تماشائے لشکر دیکھ رہا ہی صبح کا وقت ہی ایک مہترانی نوجوان خیمے سے بیت الخلا کے طشت لیکر آتی ہی صحرا مین پھینک کے چلی جاتی ہی برق نے رنگ و روغن عیاری کا نکالا ایک جوان خدمتگار کی شکل بنکر تیار ہوا وہ مہترانی طشت لیکر آئی پھینک کے پلٹی جاتی تھی کہ برق نے آواز دی میان جانے والے ذرا ادھر دیکھتے جاؤ ہم بھی ایک نگاہ محبت کے مشتاق ہین مہترانی نے پلٹکر دیکھا ایک نوجوان کمسن گردن مین طوق منت کے پڑے ہوے لباس معقول زیب جسم اشارے سے اپنے قریب بلاتا ہی اُس مہترانی نے ہنسکر کہا کیون صاحب کیا کام ہی برق نے ہاتھ باندھکر کہا ذرا میرے قریب آئیے تو دل کا حال کہون عجب کیفیت ہی اصل مین یہ صورت ہی بقول شاعر

نظم

تمسے آباد ہو دل جان رہے یا نہ رہے
عمر ہو آکے یہ مہمان رہے یا نہ رہے

خواب غفلت ہی ہی بہتر کہ ہم آغوش ہی یار
آنکھ کھلنے پہ یہ سامان رہے یا نہ رہے

ڈھونڈھتا تھا دل گم گشتہ کو لیکن ڈھونڈھ چلے
اب کوئی زلف پریشان رہے یا نہ رہے

بندۂ عشق ہون اللہ سے کہتا ہون یہی
بت سلامت رہین ایمان رہے یا نہ رہے

جس پری نے ہمین دیوانہ بنا رکھا ہی
وہی کہدے کہ ہم انسان رہے یا نہ رہے

بھیجتے ہین کہین ہم دل کو مگر سوچ یہ ہی
ہم کے آپکا بھی کچھ دھیان رہے یا نہ رہے

میری حیرت کو نہ پوچھیگا تمھارے آگے
آئنہ بزم مین حیران رہے یا نہ رہے

کنگھی زلفون مین کرو کیا دل عشاق سے کام
ایسے دو چار پریشان رہے یا نہ رہے

سجدہ جسدن سے کیا اک بت کافر کو جلال
شک ہی ہمکو کہ مسلمان رہے یا نہ رہے

اس حسرت سے یہ اشعار برق فرنگی نے پڑھے کہ مہترانی کو اسکے حال پر رحم آگیا قریب آکے کہا مین کام سے فرصت کر کے آؤنگی خنوا کا باپ ہر وقت میٹھا رہتا ہی دیر ہوگی تو پوچھیگا برق فرنگی نے کہا ایک بات تو سن لو ہمکو میلے ہی کپڑے پسند ہین جسدن سے تمکو دیکھا ہی آب و دانہ ترک ہوا کالی کالی راتین ہجر کی تڑپ تڑپ کے کٹتی ہین کچھ تو میرے دل کو تسکین ہو مہترانی قریب آئی برق فرنگی نے باتین کرتے کرتے حباب مارکے بیہوش کیا کنارے لاکے ڈالدیا وہی لہنگا پہنا پھینک طشت خالی ہاتھ مین لیا وہی صورت وہی وضع وہی خال وہی خط کوے کو مٹکاتا ہوا چلا لشکر مین سپاہیون سے لڑتا ہوا آوازے کستا ہوا کسی کو انگوٹھا دکھا دیا کسی کا منھ چڑھا دیا ساحر کہتے ہین کنگلیا بڑی بلا ہی

گاڑھے کی کرتی پہنے ہوئے دونون نارپستان کلیجون کو برماتے ہین لنگیا بھی ہنستی ہوئی قریب خیمہ بیت الخلاکے آکے کھڑی ہوئی کہ یکایک ہلڑ ہوا چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین کہا اری لنگنیا ہوشیار ہوجا ملکہ مروارید گہر ریز آتی ہین برق فرنگی کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا مگر دل مضبوط کرکے سر اُنچے سے لپٹ کے کھڑا ہوا دیکھا ایک نازنین مہ جبین نہایت حسین وجمیل دریاے جواہر مین غوطہ زن پائنچے تھامے ہوے چند کنیزین پشت پر نہایت ناز سے آتی ہے برق فرنگی نے جھک کے سلام کیا مروارید گہر ریز نے پوچھا اری لنگیا چپ کیون ہے برق فرنگی نے کچھ جواب نہ دیا پردہ اُٹھاکر کہا حضور اندر چلین مروارید اندر خیمے کے گئی سب کنیزین باہر ٹھہرین برق فرنگی بھی بصورت مہترانی اندر آیا چولی وغیرہ درست کرنے لگا مروارید گہر ریز کے کان مین ہچکیون کی آواز آئی مروارید گہر ریز نے پوچھا اری لنگنیا خیر تو ہے کیون اسقدر روتی ہے برق فرنگی نے ہاتھ باندھکر کہا حضور میرا مجھکو بہت حیران کرتا ہے پیلکر قریب آئی کرتی پیٹھ پر سے ہٹاکر کہا دیکھیے نیل پڑے ہوے ہین مروارید گہر ریز نے کہا نہ گھبرا مین ابھی چلکر سزا دونگی برق فرنگی نے باتین کرتے کرتے اسکو بھی بیہوش کیا مگر خوف سے کانپ رہا ہے بتعجیل کپڑے اُتارے جلدی جلدی زیور بھی سب اُتار ارتاک وروغن عیاری کا لگاکر مروارید گہر ریز کی صورت بنکر تیار ہوا مروارید گہر ریز کو ایک چٹائی مین لپیٹ کر کونے مین کھڑا کردیا اب بہ صورت مروارید برق فرنگی اُس خیمے سے باہر نکلا کنیزون نے دیکھا کہ ملکہ کو اسوقت بڑا غصہ ہے تیور پر بل پڑے ہوے ہین کنیزون نے دست بستہ عرض کی حضور خیر تو ہے اسوقت حضور کو نہایت برہم پاتے ہین برق فرنگی نے کہا اسوقت ہمارا دھگڑ الہان ہے کنیزون نے عرض کی اسکو لونڈیان نہین سمجھین صاف صاف ارشاد فرمائیے برق فرنگی نے کہا یہ نگوڑا جلاد شعلہ خیز کہان ہے کنیزون نے کہا حضور بارگاہ مین تشریف رکھتے ہین مصاحبون سے کچھ باتین ہورہی ہین کہا اُس نگوڑے کو مصاحب کبھی چھوڑتے ہین جاؤ جاکر مصاحبون سے کہو باہر جاکر ٹھہرین ہم کچھ اُس جلاد سے باتین کرینگے کنیزین دوڑی ہوئی گئین جاکے شعلہ خیز سے کہا ملکۂ عالم کو آج بڑا غصہ ہے فرمایا ہے سب مصاحب باہر ٹھہرین آپ سے کچھ باتین کرینگی شعلہ خیز سمجھا مین شب کو نشے مین سوگیا اُسی کی شکایت ہوگی یہ سوچکر مصاحبون سے کہا باہر جاکر ٹھہرو گلابیان وغیرہ میز پر رکھوادین شعلہ خیز تنہا بیٹھا کہ مروارید گہر ریز غصے مین آئے پہونچی مروارید کو دیکھکر شعلہ خیز اُٹھکھڑا ہوا ہرچند کہ شعلہ خیز بھی بڑے خاندان سے تھا

تمر طلسمانی کا بیٹا ہی ہرگز وجہ سے بہت ڈرتا ہی کہا کیون صاحب مزاج کیسا ہی برق نے بیٹے پکڑ کے دو طمانچے مارے کہا کیون نگوڑے کیا مجھکو ننگا ہون مین کھا جائیگا مجھے ہر وقت گھورا نکر میرا خون صحبت ہلکا ہی مجھے بخار چڑھا آتا ہو دیکھ بیٹا اچھیکا ہی گلابی اُٹھا اور کچھ دل مین نہ سمجھنا ایک جام مین پیون ایک تجھے پلاؤن مین کیا تیری صورت کو آگ لگاؤنگی اب مین جا کر منھ ہاتھ دھوؤن شعلہ خیز نے جھک کر گلابی مینر پر سے اُٹھائی کہا لو صاحب یہ حاضر ہی پے تمہارے حلق مین کبھی ہاتھ نہ لگاؤنگا برق فرنگی نے مسکرا کر کہا ارے بیٹا تجھے اختیار ہی کلیجے پر چھری پھیر دے ایک چسکی ہمی لے لی شعلہ خیز نہایت خوش ہی برق نے راز و نیاز کر کے جام شراب لبریز کیا کہا لے بیٹا پی شعلہ خیز نے جام ہاتھ مین لیا جیسے ہی چاہا کہ لبون سے لگاؤن کہ بازو پر اسکے ایک سونے کا پتلہ بندھا ہی اُسنے سر ہلایا برق فرنگی نے اسکا بھی خیال نہ کیا چسکی لیکر کہا ارے بیٹا نہین شاید کچھ اور بات دل مین سوچ رہا ہی اور کچھ خیال نہ کر شعلہ خیز نے لبون کے قریب جو جام شراب پہونچایا اب تو پتلے نے مثل انسان کے آواز دی اے شہنشاہ اس جام کو نہ نوش فرمائیے گا انجام متغیر ہوگا اب تو شعلہ خیز نے بہ نگاہ قہر دیکھا کہا ارے تو کون برق فرنگی نے سنبھلکر کہا کچھ دیوانہ ہوا ہی تیرے باپ نے کیا کہا یہ کہکر چاہا کہ جا بہ مارون شعلہ خیز نے بہ نگاہ قہر طرف برق فرنگی کے دیکھا رنگ و روغن عیاری کا برق کے چہرے سے اُڑ گیا اب تو شعلہ خیز چھاتی پر چڑھ بیٹھا تلوار برہنہ گلے پر رکھکر کہا ارے تو کون ہی میری معشوقہ کو کیا کیا برق فرنگی نے ہاتھ باندھکر کہا حضور برق فرنگی میرا نام ہی خواجہ عمرو کا شاگرد ہون اب آپ خنجر میرے گلے پر سے ہٹا لیجیے ورنہ ملکہ کو صدمہ ہوگا مین بھوکا تھا نکل گیا ہون جو صدمہ مجھپر پہونچیگا وہی تکلیف آپ کی معشوقہ کو بھی ہوگی شعلہ خیز کلام سنکر کانپنے لگا خنجر گلے پر سے برق کے ہٹا دیا منتین کرنے لگا کہا ای برق جو تو کہیگا مین وہی کرونگا ملکہ میری معشوقہ کو بتا دے کہ وہ کہان ہی ورنہ تجھے زندہ نہ چھوڑونگا تو نے بڑا غضب کیا میری معشوقہ کو جلد بتا دے مین اپنے دل کی کیا کیفیت کہون دل تڑپ رہا ہی قلب پھڑک رہا ہی تو کیا جانے میرے کلیجے پر چھریان چل رہی ہین

نظم

فدا ہاے ہین خوان عشق کے جو ہم نوالے ہین	وطن والون کو ملا ہو گا نہ مرشد کے پیالے مین
کہا نکلی شوخیان یارب کھری نکلین میرے نالے مین	تڑپنے کی صفت پیدا ہوئی تڑپانے والے مین
تڑپ کے نکلی ہی اپنی کسی جانب شب فرقت	اندھیرے مین چلے ہین گھر سے بجلی کے اُجالے مین

اڑے جاتے ہیں شوق دشت پیمائی میں وحشی
سوار اک ہوا پر ہی جنون تیرے رسالے مین

پکاریں چاند کو جس شب کوئی آنکھوں میں پھر تاری
ہمارا چاند دھانون مین ہی تو ہر ایک ہالے مین

گلے کے ہار میں تیغ اپنی لٹکا لے اگر قاتل
تو پھر مالا سے تلوار مین تلوار مالے مین

ہو سننے کان رکھکر حال تم بیتابی دل کا
دکھا دیتا کہ مچھلی یون تڑپ جاتی ہی بالے مین

لبوں تک ہجر میں آکے رہ جاتا ہی دم اپنا
نہ دو جاب اتنا مسافر کو نہ چالے مین

بھر آئے کیون نہ دل رو رو کے تیری بزم میں ساقی
نہ دیکھیں اپنے چار آنسو بھی جب خالی پیالے مین

دل زخمی میں ایسی گدگدی کی یاد قاتل نے
ہنسی ہونے لگی زخم کہن مین اور نالے مین

دکھا دو آج تو جینے کا جوبن وصل کی شب ہی
چھپائے بیٹھے ہو کیا ان ترنجوں کو دوشالے مین

عجب در پردہ شوخی کی ہر گلچین سے جلال نے
چھپا ہی خون مرغان گلستان کا تو لالے مین

ان اشعار کو پڑھکر شعلہ خیز بہت رویا کہا اے برق فرنگی اگر تونے میری معشوقہ کو نہ دیا تو تجھے بھی زندہ نہ چھوڑونگا اب برق نے فقرے دینا شروع کیے اور کہا تھوڑی دیر کی مجھے فرصت دیجیے تو مین آپکی معشوقہ کو ڈھونڈھ لاؤن شعلہ خیز کہتا ہی اے برق آخر تونے میری معشوقہ کو کہان رکھا ہی برق ہر بات کو ٹال دیتا ہی جب شعلہ خیز بہت جھلاتا ہی تب برق کہتا ہی مین بتائے دیتا ہون شعلہ خیز رک جاتا ہی برق کہتا ہی کسی جادوگر کو میرے ساتھ کر دیجیے مین ملکہ کو ڈھونڈھ لاؤن شعلہ خیز کہتا ہی آخر بتا تو کہان ڈھونڈھنے جائیگا برق نے کہا راز و نیاز کی باتین نہ پوچھیے ایک لاکھ چوراسی ہزار بیچ کا بھائی ہون مین جھوٹ نہ بولونگا شعلہ خیز پھر خنجر کھینچتا ہی کہ تجھکو مار ڈالونگا برق فرنگی کہتا ہی حضور بہت غصہ نہ کیجیے میرا خون خشک ہوا جاتا ہی مجھکو مار کے بہت پچتائیے گا میری زندگی مین امید ہی ورنہ پھر ملکہ کو نہ پائیے گا شعلہ خیز کہتا ہی اے برق مین کیونکر تجھے سمجھاؤن برق کہتا ہی مین سب کچھ سمجھتا ہون میرا کہنا مانیے شعلہ خیز کہتا ہی یہان سے ایک قدم نہ ہٹنے دونگا اگر ہٹا اپنی جان تیری جان ایک کرونگا برق کہتا ہی آپ میرا کہنا نہین مانتے یہ بڑے غضب کی بات ہی گئی ہونی شی کا ماننا دشوار ہوتا ہی شعلہ خیز نے کئی لاکھ روپیہ کا جواہرات منگا کر سامنے رکھ دیا کہا اے برق اسقدر انعام دیتا ہون اور تجھکو ملازم کر لونگا اور ہمیشہ احسان مانونگا مگر میری معشوقہ کو مجھسے ملا دے برق نے سوچا کہ اب اسکے پنجۂ ظلم سے رہائی مشکل ہی اگر کچھ فقرہ دیکر مین نکل بھی گیا تو مروارید کمر ریز کو پہنچانا دشوار ہی

بیچ لشکر میں خیمہ بیت الخلا ہی یہ کام اُستاد سے ہو گا وہ ارسطو و افلاطون لقمان حکمت ہین مجھکو بھی نکال دینگے
اور اسکی زوجہ کو بھی لشکر میں نکل نہ سکونگا یہ دل مین اپنے سوچ کے چپ ہو رہا جب شعلہ خیز نے
نوکر رکھنے کے وعدے کیے اور جواہرات بھی سامنے رکھے برق فرنگی تڑپ کے اسقدر رویا کہ دامن و گریبان
تر ہو گئے شعلہ خیز نے کہا ای برق کیون اسقدر روتے ہو برق فرنگی نے کہا حضور آپ کی باتون نے
دل پر تاثیر کی اب مین بیان کیے دیتا ہون مگر رونا یہ ہی کہ اپنے بھائیون سے چھوٹتا ہون انھین کے
ساتھ پرورش پائی ای شعلہ خیز اصل یہ ہی کہ ہم لوگون کی تنخواہین تین تین روپے کی ہین بردہ فروشی
مین ہم اوقات بسر کرتے ہین کسی کی بہو بیٹی کو تاکا اُسے چرا لائے اسکو بیچ ڈالا سب ملکے آپس مین بانٹ
لیتے ہین مین نے یہ سب قبول دیا استاد ساتھ آئے تھے مجھکو یہان چھوڑ کے چلے گئے آپ کی زوجہ کو
وہی لیگئے مین مفصل عرض کردون لیکن اب وہ لوگ آپس مین مجھکو نہ ملا ئینگے یہی مجھکو بڑا افسوس ہی اب
آپ استاد کو بلوائیے تب فیصلہ ہو معشوقہ آپ کی بہ مشکل ملیگی تلاش کرتا میرا کام ہی اتنا عرض کیے دیتا
ہون آئندہ آپ کو اختیار ہی شعلہ خیز نے کہا مین ابھی عمرو کو بلواتا ہون یہ کہکے شعلہ خیز نے بازو سے
پتلی کھول پکار کے آواز دی ای تصویر سامری جلد جا عمرو اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہی اسکو اٹھا لا پتلی
یہ سنکر بھاگی یہان وہ وقت ہی کہ خواجہ عمرو آکے کرسی پہ بیٹھے ہین ایک ساقی بچہ شراب پلا رہا ہی جام
بے پایان چل رہا ہی صرصر شمشیر زن ایک کنیز کی شکل بنی ہوئی ایک گوشے مین یہ بھی کھڑی ہی رنگ محفل
دیکھ رہی ہی کہ پتلی آکے بیہوش ہی خواجہ عمرو کو تاک کے تڑپ کر گری خواجہ عمرو کی کمر مین پنجہ دیا اور پکار کے
آواز دی ہم فرستادہ شہنشاہ شعلہ خیز جب تک سر اٹھاتے اپنے مقام سے اُٹھین پتلی خواجہ عمرو کو لیکر بلند
ہو گئی اسقدر کسی کو مہلت نہین ملی کہ سحر کرکے بچاتا جب پتلی جا چکی سب کو تردد ہوا کہ یہ کون شخص خواجہ عمرو کو
لیگئی ملکہ بہار نے کہا شعلہ خیز و مروارید گہر ریز یہ دونون زن و شوہر پردہ ظلمات سے آتے ہین انھون نے خواجہ کو
بلوایا ہی مین جا کر تلاش کرتی ہون یہ کہکر ملکہ بہار گلعذار اپنے مقام سے اُٹھین بہ تلاش خواجہ عمرو چلین
مگر پتلی جو لیکر خواجہ عمرو کو بلند ہوئی تموج ہوا سے خواجہ بیہوش ہو گئے یہان میان برق فرنگی بیٹھے
باتین بنا رہے ہین کہتے ہین کہ ای شہنشاہ اب ہمنے عیاری و مکاری کو چھوڑا آپ ہی کی خدمت مین
بقیہ عمر اپنی بسر کرینگے آپ کی خدمت گزاری مین مصروف رہینگے اب مین ان لوگون سے چھوٹا وہ لوگ مجھکو
اپنے مین شامل کرینگے میری بدنامی ہوئی یہی فرمائیگے کہ اسنے سب حال کہدیا ہمارا پردہ کھولا اب

ہم مین رہنے کے لائق نہین ہی حیلوگرون کا دستور ہی کہ جو گرفتار ہو قتل ہو جائے مگر حال مفصل نہ کہے مجھے
آپ سے محبت ہو گئی آپ کے فرمانے پر دل کو اعتقاد ہوا شعلہ خیز خاموش بیٹھا ان باتون کو سُن رہا ہی کہ
تپلی نے لاکے خواجہ عمرو کو پہونچایا سامنے شعلہ خیز کے ڈالدیا شعلہ خیز صورت خواجہ عمرو کی دیکھکر بہت
ہنسا شعلہ خیز نے خواجہ کو ہوشیار کیا عمرو کی جو آنکھ کھلی ایک بادشاہ کو دیکھا ایکطرف میان برق فرنگی بیٹھے
ہین اب خواجہ گھبرائے برق نے کہا استاد آداب عرض کرتا ہون ہم تو اب آپ سے چھوٹے شہنشاہ شعلہ خیز
کے نوکر ہو گئے اب ہمین کیا پروا ہی انکی زوجہ کو دیدیجیے خواجہ عمرو نے کہا ابے کیسی زوجہ کیا کہتا ہی میری
سمجھ مین نہین آتا برق نے کہا غلام سے گستاخی نہ کرائیے مدتون آپ کی خدمت مین رہے ہنسے آج سے
وہ پیشہ قدیم چھوٹا میرے حصے کے پیسے لے لیجیے اب مین بردہ فروشی نہ کرونگا مجھے خدا نے مرتبۂ اعلیٰ دیا
اس پیشے مین آگ لگے بندگان خدا کو ناحق ستانا عورتین انکی بیچ کھانا اب یہ مجھسے نہ ہوگا جب تو خواجہ
نے برق کے ایک گھونسا مارا کہا ابے بیہودہ پرائی بارگاہ مین پیشے کا نام لیتا ہی شعلہ خیز دیکھ رہا ہی کہ
شاگرد اور استاد مین چاؤن چاؤن ہو رہی ہی جب عمرو نے برق فرنگی کو مارا آپس مین چاؤن چاؤن
ہونے جاتی ہی شعلہ خیز نے جھلا کے کہا میرے مطلب کی باتین نہین کرتے آپس مین جھگڑ رہے ہو برق
نے کہا حضور آپ کیا جانیے مدت کی باتین ہین کیونکر تصفیہ ہو آپ گیارہ پیسے منگوا دیجیے مین اپنے حصے
کی رقم پھیر دون آپ کی معشوقہ کو اونکی مقطار رہن ہو لی ہو گی اگر بک جاتی تو بھلا اور پیسے ملتے یہ
سنکر خواجہ عمرو نے برق سے کہا ابے بیہودہ کیا بکتا ہی مین نے بیچ ڈالا شعلہ خیز نے یہ کلمات سنکر کہا
خواجہ واسطہ سامری و جمشید کا یہ نہ کہو میرا کلیجہ پھٹا جاتا ہی خواجہ عمرو نے کہا صاحب مین کیا کرون
ایک سوداگر سے وعدہ تھا اُسے دیدیا اب اُسکا ملنا نہایت مشکل ہی جو ہمارا طریقہ تھا وہ ہمنے کیا یہ سنکر
شعلہ خیز نے ہاتھ باندھکر کہا خواجہ واسطہ سامری و جمشید کا جو روپیہ صرف ہوا ہو وہ روپیہ مجھسے لو
جسطرح سے بنے اُسے پھیر لاؤ خواجہ عمرو نے کہا بکے ہوے سودے کا پھرنا مشکل ہی بڑی جستجو کرنا پڑیگی
شعلہ خیز نے کہا مین اسقدر روپیہ دینے کو موجود ہون جسطرح سے بنے میری معشوقہ کو دلاؤ خواجہ عمرو
نے کہا راہ پر آئیے خلاف راہ نہ چلیے کچھ نقدی خرچ کیجیے تو البتہ آپ کی زوجہ مل جائیگی ورنہ نہایت مشکل ہی
شعلہ خیز نے کہا اے خواجہ جو کچھ تم کہو وہ ابھی دینے کو موجود ہون یہ کہکر دو لاکھ روپیے کا جواہر منگایا
دیے اشرفیان منگا کے رکھین خواجہ سے کہا لو اسقدر حاضر ہی خواجہ عمرو نے کہا بزار و نا تو یہ ہی

کہ ہمارا شاگرد ہے چھوٹا میرے سب شاگردون مین کوئی ایسا عیار نہین ہی جیسا یہ تیز تھا ایک رئیس
کی زوجہ کو لایا تھا تین مہینے نالے مین پڑا رہا وہین کھاتا تھا وہین پیتا تھا عرصہ دراز تک پڑا رہا
آخر اُس عورت کو لایا سات لاکھ روپیے کو ہنسے بچائی کس چھچھ آنے ملے تھے شعلہ خیر نے کہا
خواجہ یہ واہیات باتین نہ بیان کرو ان باتون سے کیا فائدہ خواجہ عمرو نے کہا یہ باتین اسواسطے مین
بیان کرتا ہون کہ میرا شاگرد کامل و اکمل چھوٹا ہی یہ کہکر خواجہ بلک بلک کے رونے لگے شعلہ خیر نے
کہا خواجہ برق فرنگی کو تو مین نے ذکر رکھ لیا خواجہ عمرو نے کہا مین صاف آپ سے کہون میرے فرزند
اب اسکو مار ڈالینگے اسکے زندہ رہنے سے ہمارا راز کھلیگا ایک لاکھ چوراسی ہزار بیک بچکو عقیق پہنا
ہو وہان عورتین جو لیکر بیچتے ہین ہمارا حصہ لگاتے ہین ہم میان جو کام کرتے ہین اُنکا حصہ لگاتے
ہین سب ملکر بانٹ لیتے ہین میان برق نے یہ حرکت کی مین تو نہ بولونگا مگر اور انکے بھائی بند انکو
زندہ نہ چھوڑینگے اُنے بڑا غضب کیا ہمارا عیب کھولا شعلہ خیر نے کہا اب معاف فرمائیے میری معشوقہ
کے ملنے کی صورت بیان کیجیے اسقدر روپیہ حاضر ہی جب خواجہ و برق سے لڑائی ہوئی تب خواجہ نے یہی
چپکے سے پوچھا اے مسخرے آپ تو قید تھا اور مجھکو پکڑوا بلایا یہ تو بتلا کہ عمروار بیگم ریزہ کو کیا کیا برق نے
اشارے سے کہا اُستاد وہ بیت الخلا کے خیمے مین ہی خواجہ عمرو یہ سنکر چپ ہو رہے کہا ای شعلہ خیر خراب
ہم تجھسے معاملے کی بات کرتے ہین خیر جو کچھ ہوا سو ہوا میان برق کو ہم اپنے مجمع مین نہ رکھینگے ایک دن کو
اپنے ساتھ لیجاوینگے اس سال مین جسقدر عورتین پکڑی گئی ہین اُن سب کا جمع خرچ لینے کا حساب
پوچھکر انکو بھیجدینگے ہمکو یہ خوف معلوم ہوتا ہی کہ ہم تمھاری زوجہ کو دیدین تم ساحر ہو ہمکو قید سے نہ چھوڑو
تو ہم کیا کرین شعلہ خیر قسمین کھانے لگا کہا ای خواجہ ہم اپنے عہد کے خلاف نہ کرینگے خواجہ عمرو نے کہا
صاحب معاملے مین قسم کا کام نہین طریقے سے جو کچھ ہوگا وہ ہوگا اسکا اطمینان کیجیے کہ ہمکو قید سے رہا کریگا
مگر برق کو ہم اپنے ساتھ لیجاوینگے حساب لکھوا کے چھوڑ دینگے یہ تمھارے پاس چلا آویگا اب یہ آپ ہی کے
پاس رہنے کے لائق ہی ہم ایسے کپے کو اپنے ساتھ نہ رکھینگے شعلہ خیر نے کہا خواجہ آپ کو اختیار ہی یہ
روپیہ اور جواہرات رکھا ہی جسطرح چاہیے لے لیجیے خواجہ عمرو نے کہا اسکی یہ تدبیر ہی کہ سب ہمارے
عیب آپ پر کھل گئے اب یہ تدبیر ہوسکتی ہی آپ کی زوجہ کو نہ بچا نہ رہن کیا اگر حکم دیجیے تو مین بتلا دون
کہ وہ اب کہان ہی مین نے بڑی حفاظت سے رکھا ہی یہ جو میری زنبیل ہی اسمین وہ موجود ہی شعلہ خیر نے کہا

یہ روپیہ اور جواہرات کی کشتیان اُٹھا لیجیے خواجہ عمرو نے کہا مین یون نہ لونگا جنگل مین چلیے ایک نخل کے
نیچے آپ روپیہ رکھدیجیے ایک نخل کے نیچے مین ملکہ کو لٹادون مگر زیور کا خیال نہ کیجیے گا شعلہ خیز نے
کہا زیور مین نہین مانگتا ہون معشوقہ میری مجھکو ملجائے عمرو نے کہا اسی ترکیب سے مین دونگا مین روپیہ
لیکے بھاگون آپ اپنی معشوقہ کو لیجیے مجھے آپ سے خوف معلوم ہوتا ہی آپ معشوقہ کو لیکر روپیہ نہ دین تو
ہم آپ کا کیا کر سکتے ہین شعلہ خیز نے کہا ای خواجہ مین آپ کے ساتھ کبھی بدعہدی نہ کرونگا آپ روپیہ
لیجیے مین اپنی معشوقہ کو لے لونگا یہ کہکر عمرو نے کہا چلیے شعلہ خیز نے وہ روپیہ اور جواہرات اٹھا لیا عمرو
نے کہا جب اُس مقام پر پہونچیے گا اُسی طرح دونگا شعلہ خیز بہت سے جادوگر ہمراہ لیکر چلا خواجہ عمرو نے
کہا ای شعلہ خیز اتنے جادوگرون کا کیا کام ہی آپ صرف اکیلے چلیے معشوقہ کو اپنی لیکر چلے آئیے گا شعلہ خیز
نے جادوگرون کو منع کیا کہ ہمارے ہمراہ کوئی جادوگر نہ آئے فقط چند خدمتگار ساتھ لے لیے خواجہ عمرو عیار
کا ہاتھ پکڑے ہوے شعلہ خیز کے ساتھ چلے برق سے خواجہ چپکے چپکے پوچھتے جاتے ہین ارے مرواریدپانخانے
کے خیمے مین ہی برق اشارے سے کہتا ہی اُستاد پھر کہان لیجاتا وہین بیہوش کیا وہین چٹائی مین لپیٹ کے
ایک گوشے مین کھڑا کردیا عمرو نے کہا وہ لباس و زیور تمکو دینا پڑیگا آپ نے میرا بڑا حرج کیا برق فرنگی
نے کہا استاد اب تو معاف فرمایئے مگر مروارید کو گرفتار کر لیجیے خواجہ نے کہا انشاءاللہ اُسے لیکر چلتا ہون خواجہ
شعلہ خیز سے باتین کرتے ہوے چلے آتے ہین جب قریب پانخانے کے پہونچے چلتے چلتے رُک گئے اور ایک
چیخ ماری کہ میرا دم نکلا جاتا ہی یہ کہکر خواجہ نے کہا ای برق جلد میرا علاج کر برق نے شعلہ خیز سے کہا
یہ دورہ اکثر اُستاد کو ہوتا ہی مین ابھی دفع کیے دیتا ہون چند دوائین لکھکر کہا اسکو منگا دیجیے اسی وقت شعلہ خیز
نے وہ دوائیان منگوا دین برق فرنگی نے جھٹ پٹ اسکی بھی پاس کے گولیان بنائین وہ گولیان خواجہ کو
نگلوا دین اوپر سے پانی پلا دیا جیسے ہی وہ گولیان حلق سے اتری پیٹ مین گڑگڑ ہونے لگی غرغان کی آواز آتی
ہی معلوم ہوتا ہی پیٹ مین بڑے بڑے گولے دوڑ رہے ہین خواجہ عمرو نے کہا ای برق ذرا تم پردہ کرو مجھکو
اسی مقام پر دست آئیگا شعلہ خیز نے کہا خواجہ خیمہ بیت الخلا مین جاؤ یہ تو مطلب ہی تھا خواجہ دوڑ کے
پانخانے مین گئے اول مروارید کو زنبیل مین کیا پھر پھٹ پھٹ کی آوازائی برق کہہ رہا ہی میان شعلہ خیر کیسا تیر وا
ہوا ہی دیکھیے اُستاد کو کھلکر دست آیا ہی اب طبیعت درست ہو جائیگی شعلہ خیز سنتا ہی کہ دھڑدھڑ کی آوازین
آرہی ہین تھوڑی دیر کے بعد خواجہ عمرو اندر سے نکلے شعلہ خیز نے کہا سامری و جمشید نے بڑا فضل کیا

درست آگیا طبیعت درست ہوگئی اب خواجہ عمرو کو شعلہ خیز ہمراہ لیکر طرف صحرا کے چلا برق نے اشارے
سے پوچھا استاد صحت ہوگئی یا ابھی کچھ اور رو داد بنا پڑیگی خواجہ عمرو نے کہا بخوبی صحت ہوگئی برق فرنگی
سمجھ گیا کہ استاد نے مروارید گہر ریز کو لے لیا شعلہ خیز سے باتین کرتا ہوا چلا کہا ای شہنشاہ ہم لوگون مین
یہ دستور ہی کہ جسکی عورت لے لیتے ہین پھر اسکو واپس نہین دیتے مگر آپ نے ایسی مہربانی فرمائی کہ
مین نے استاد کو گرفتار کرا دیا اب استاد مین اپنے حلقے سے نکال دینگے اب کچی رہی مین آپ ہی کی خدمت
مین رہونگا علاوہ اس عیاری و مکاری کے کہ اسکو تو اب ترک کیا کھانا عمدہ پکاتا ہون شمع ڈھالتا ہون
باغ کے کام مین مجھکو بڑا دخل ہی ایسا درخت بنا دون کہ ایک درخت مین دس طرح کا میوہ دس طرح
کے پھول پیدا ہون کسی رئیس کے میہان بھیجدیجیے گفتگو کراؤن بڑے بڑے کام کا ہون مین نے بھید
کی بات کہدی اب سب عیار میرے دشمن ہو جاینگے مگر مجھے کیا پروا ہی آپ ایسا افسر سر پر رکھتا ہون جو کوئی
ہوگا اسکے مقابلے کو موجود ہون مین کیا عمرو سے ڈرتا ہون سر میدان آنکی مشکین باندھونگا اب میرے
استاد نہین رہے وہ اب ہمکو کیا جانتے ہین ہم انکو کب مانتے ہین شعلہ خیز کہتا ہوا آتا ہی ای برق تمکو
اپنے لشکر کا بادشاہ کرونگا کہ سب عیار دنکو تنگ کرینگے برق باتین بناتے ہوئے چلے آتے ہین جب
صحرا مین پہونچے شعلہ خیز نے کہا خواجہ صاحب اب تو مہربانی فرمایئے عمرو نے کہا وہ سامنے جو درخت ہی
آپ اسکے نیچے روپیہ و جواہرات رکھ دیجیے دوسرے درخت کے سائے مین مین آپ کی معشوقہ کو نکال کے
رکھدون آپ دوڑکے ادھر بڑھیے مین آکے روپیہ اٹھا لون مگر افسوس یہ ہی کہ نئی بات ہوتی ہی پچاس
برس گذرے اس پیشے کو کرتے ہوئے ہزارون عورتین بیچ ڈالین اس برق نے آج ہمارا حال چھڑا دیا
خیر آپ سے رسم رہا شعلہ خیز کہتا ہی خواجہ مین اب تمھارے ساتھ دشمنی نہ کرونگا مین زوجہ کو لیکر پلٹ جاونگا
شعلہ خیز ایک درخت کے نیچے آیا روپیہ و جواہرات رکھا خواجہ عمرو جنگل کے سائے مین آئے شعلہ خیز
دیکھ رہا ہی کہ خواجہ نے ایک چھوٹی سی دری نکالی ایک گاؤ تکیہ بھی رکھا اب شعلہ خیز بغور دیکھ رہا ہی کہ خواجہ
نے زنبیل سے مروارید گہر ریز کو نکالا مگر بیہوش ہی ایک بیاری باندھے ہی خواجہ عمرو نے اسکو لٹا دیا
اور ایک چادر اوپر سے اڑھا دیا پکار کے آواز دی ای شعلہ خیز اب تم سطرف آؤ اپنی معشوقہ پر قبضہ
کر دیہ سنتے ہی شعلہ خیز دوڑا خواجہ جھپٹ کر ادھر آئے روپیہ و جواہرات اٹھا بھاگے شعلہ خیز کے ساتھ چند
کنیزین بھی تھین ایک کنیز نسترن نامے مروارید کی دایہ تھی دوڑ کے قریب پہونچی مروارید گہر ریز کا ہاتھ

پکڑ کے آواز دی بی بی اُٹھو ہاتھ جو کھینچا ہاتھ ٹوٹ کر ہاتھ میں کنیز کے آگیا یہ حال دیکھا سنے آواز دی
ای شہنشاہ ملکہ عالم تو گئیں دوسری کنیز نے پیٹ پر ہاتھ رکھا ہاتھ پیٹ میں گھس گیا شعلہ خیز ہائے
کنکر دوڑا سر جو پکڑا سر ہاتھ میں شعلہ خیز کے آگیا یہ حال مصیبت مآل دیکھکر پیٹنے لگا ارے یہ ساربان زادہ
میرے ساتھ کیا کر گیا اب جو بغور دیکھا میت شہاب کا پتلہ بنا تھا کہا یا سوروپیہ و جواہرات بھی گیا اور
زوجہ نہ ملی اب لشکر میں گھسکر عمرو کے سب کو قتل کرونگا عمرو و برق کو مار ڈالونگا بڑا فریب کر کے دونوں
استاد و شاگرد نکل گئے لیکن وہ اپنے حق میں کانٹے بو گئے اسکا انجام بہت بڑا ہوگا خواجہ مجھکو کیا کوئی
احمق سمجھے ہیں زمین جا کے ہلا دونگا طبقات آسمان زمین پر پہونچا دونگا یہ کہکر اپنے مقام پر آیا
اُسی وقت لشکر میں قرنا کرائی سب لشکر تیار ہوا شعلہ خیز اسباب سحر ہاتھ میں لیکر گھوڑے پر سوار ہوا طرف
لشکر خواجہ عمرو کے چلا خواجہ و برق جو بھاگے الگ الگ اُستاد و شاگرد چلے راستے میں خواجہ عمرو
پکارتے ہیں ابے برق ٹھہر جا برق فرنگی کب سنتا ہے یہ تو دونوں بھاگ کے نکل گئے انکا ذکر تحریر کیا جائیگا
مگر ملکہ مہار گلعذار جو تلاش میں خواجہ عمرو کے چلی تھیں اور حیرت جادو نے صرصر کو بھیجا ہے کہ جا کے مفصل
خبر لا کہ شعلہ خیز نے عمرو کو کیوں پکڑ منگایا ہے صرصر بھی تلاش کرتی ہوئی آتی ہے لیکن مہار جادو بہ
تلاش خواجہ عمرو بہ طاؤس زرین بال پر سوار دریا میں پھولوں کے غوطے مارتے ہوئے اُسی ہوائی چلی
آتی ہیں نیرنگ تاجدار خدا جگر ارا افراسیاب بارہ ہزار فوج سے شکار کھیلتا ہوا آتا ہے ایک پہاڑ کے بیچ میں
مہار گلعذار جو کڑک کر گذریں نیرنگ تاجدار کی نگاہ جمال جہان آرائے ملکہ مہار پر پڑی دیکھا کہ
ایک نازنین پھولوں میں لدی ہوئی کبک رفتار شیرین گفتار رشک قمر حور منظر ابرو ہلال آسمان خوبی
سینے پر دو نار پستان یا دو نقابہ اِرا گذرے ہیں یا دو سنانین ہیں کہ دل کے پار ہوتی ہیں یا دو ڈبیان
معجون حیات کی شکم تختہ الماس فلک اساس سیمبر پری پیکر جبیت مہر خند ۔ گر لب بر انگیختے ۔ نمک
بر دل خستگان ریختے ۔ و گر زلف معنبر بر مہ رویت تیرہ شب است و وادی موسیٰ جذبہ عبیر کوعت
عشقت دامن یوسف دست زلیخا ۔ نیرنگ تاجدار مہار گلعذار کو دیکھکر گیا بیقرار ہو کر پکار اُٹھا

اے جان جہان وای آرام دل عاشقان **نظم**

کرشمے غمزے سب او فتنۂ عالم سمجھتے ہیں	تری اس چشم دزدیدہ کے تیرہ یہم سمجھے ہیں
نظر میں بے ثباتی ہو میا ناسنگ و ارغوانی کی	صدائے خندۂ گل نالۂ ماتم سمجھتے ہیں

ڈراتا ہے کسے واعظ عذاب روز محشر سے
سوال مخلص ست ہمکو ا و صیاد کیا حاصل
جگہ کیونکر نہ دین اسپنے دل محروم راحت مین
گمان تعلق سے کشتون پہ حلم سرمہ پاشی ہے
دل صد چاک سمجھ آیا ہے بے تکلیف ہر دارو
نسیم دہوی ہم موجد باب فصاحت ہین

قیامت اک خیال کاکل بر ہم سمجھتے ہین
بہار گلشن ایجاد کوئی دم سمجھتے ہین
انیس وقت تنہائی تجھے ای غم سمجھتے ہین
دہان زخم چسپیدہ لب باہم سمجھتے ہین
سرشک دیدہ خونبار ہم مرہم سمجھتے ہین
کوئی اُردو کو کیا سمجھے گا جیسا ہم سمجھتے ہین

یہ اشعار بیقرار ہو کے نیرنگ نے جو پڑھے اور کچھ الفاظ بھی کہے مہار نے جھانک کے دیکھا ایک جوان تاجدار اشعار عاشقانہ پڑھ رہا ہے ملکہ مہار کو بہت ناگوار معلوم ہوا ایک بدھی نکال کے پھینک ماری کئی سو ملازم اسکے جل گئے اور کئی سو دیوانے ہو گئے نیرنگ نے دیکھا کئی سو آدمی دیوانے ہو گئے سر ٹکراتے پھرتے ہین اب جو نیرنگ نے سحر کیا گولہ اٹھائے مارا ملکہ مہار کا طاؤس جلگیا ملکہ زمین پر آئین سحر چلنے لگا نیرنگ نے اپنے ساتھ والون کو پکار کے آواز دی یار و چار جانب اسے گھیر لو اس معشوق پر میری جان جاتی ہے بارہ ہزار ساحرون نے چار جانب سے گھیر اڑالا یہی چاہتے ہین کہ بلوہ کرکے گرفتار کرلین ملکہ مہار گلعذار مثل شعلہ جوالہ ہر ایک غول سے نکلتی ہین پھر اُسی بلوے مین پھنس جاتی ہین پھر سحر کرکے نکلتی ہین نیرنگ نے دیکھا گرفتار ہونا اسکا نہایت دشوار ہے یہ سوچکر پکارتا ہوا چلا کہ ای جان جہان و آرام دل عاشقان میری تجھپر جان جاتی ہے ملکہ مہار رنگین آپسمین سحر ہونے لگے نیرنگ بڑھتا ہوا جاتا ہے جیسے ہی قریب مہار کے پہونچا ڈبیا خاک فرخشید کی نکال کر خاک اُڑادی ملکہ مہار رنگ کھڑا کے گرین بیہوش ہوگئین نیرنگ نے قریب آکے ملکہ کو اُٹھایا زبان مین سوزن دیدی کہ ہوشیار ہوتے ہی قیامت برپا کریگی ملکہ مہار کی جو آنکھ کھلی نیرنگ نے بارگاہ اپنی استادکرائی ہر منتین خوشامدین کر رہا ہے دمبدم یہی قول ہے کہ ای ملکہ عالم آپ پر میری جان جاتی ہے مجھکو شوہری قبول کرو مین آپ کا تابعدار ہون نظم

صدقے ترے جاؤن مرے پیارے مرے دلبر — تو کیون ہے مکدر
حاضر ہون ترے در پہ جھکائے ہوے مین سر — لے ہاتھ مین خنجر
جبتک کہ ہون خسپ جان غنیمت اسے دلبر — ہٹ کر نہ ستمگر

کھلوا نہ مرا منھ کہ نہایت ہون مکدر — کھل جائینگے دفتر
بیٹھے سب نظر آتے ہین جو دلبر ترے تیور — ہر وقت ہون مضطر
ہون زیست کے سامان میسر مجھے کیونکر — جب تو ملون مکدر
کیا پوچھتے ہو ہنسکے کہ تو کیون ہے مکدر — کیون رہتا ہی مضطر
ہر پارۂ دل آتش فرقت سے دہک کر — ہر سینے مین اخگر
پر حسن خداداد کہان اُسمین ہوا ہی جبان — تو کیون ہی پڑا ارمان
کیا بات ہی یوسف مین مرے آفت دوران — ہو تجھسے جو بہتر
کیا منھ سے کہون اسکے سوا شکر خدا ہی — جو کچھ ہی بجا ہے
سب جانتے ہین حال مرا مجھکو ملا ہی — معشوق ستمگر
کٹتی ہی بڑی کشمکش رنج مین اوقات — آفت ہی ہر اک رات
سنتا نہین وہ ظالم و بیدرد مری بات — اے وا ے مقدر
ہوتا ہی نہین شور کسی وقت ذرا کم — آشفتہ ہی عالم
رہتا ہی بپا کوچہ سفاک مین ہر دم — ہنگامۂ محشر
دربان ہین تو بھی ستم و جور مین کامل — بدکنے سے حاصل
کیون ہمکو کرتا ہی کہ قابو مین نہین دل — ہین عاشق مضطر
اک طرفہ تماشا یہ نمایان ہی مری جان — روتا ہون جو ہر آن
جو بوند گراتی ہی مری چشم دُر افشان — بنجاتا ہی گوہر
تدبیر ہی بیفائدہ اچھا نہین انجام — ہون عاشق ناکام
آئیگا شب ہجر مین کیونکر مجھے آرام — بے پہلوے دلبر
دل حاجت دنیا سے پریشان ہی کیسا — کوڑی ہی نہ پیسا
افلاس نے گھیرا ہی تو ہم آپ کو ایسا — اے وا ے مقدر

زرد رو کے نیرنگ نے یہ اشعار پڑھے کبھی قدمون پر گرتا ہی کبھی گرد پھرتا ہی ملکہ مہار اشارے سے کہتی ہین کیون شامت آئی ہی خبردار کبھی ایسا خیال نہ کرنا سبت پیٹائیگا میرے ہاتھ سے مارا جائیگا

نیرنگ کہتا ہے اے ملکۂ عالم اب تو میرے قبضے مین ہو کوئی میرا کیا کرسکتا ہے یہ باتین ہو رہی ہین کہ
ملکہ صرصر شمشیرزن جو تلاش مین نکلی تھی اس مقام پر آکے پہونچی اب جا سنے دریافت کیا معلوم ہوا
نیرنگ تاجدار خراجگذار شہنشاہ افراسیاب نے ملکہ بہار کو گرفتار کیا ہے طالب وصل ہے دیکھیے کیا
ہوتا ہے صرصر گھبرا گئی جھپٹ کے لشکر مین آئی بارگاہ نیرنگ مین پہونچی نیرنگ تاجدار کو جھک کے
سلام کیا کہا اے شہنشاہ ہرچند کہ افراسیاب کی یہ دشمن ہین انکے لشکر سے نکل گئین دشمنون کی جا کے
شریک ہوگئین مگر ملکہ حیرت جادو اس فعل کو نہ گوارا کریگی کہ میری بہن پر کوئی دست تعاز ہو افراسیاب
کو بھی نہایت خلاف ہوگا ملکہ بہار کو رہا کر دیجیے نیرنگ جوش عشق مین گھبرا یا ہوا تھا کہا اے صرصر یہ کیا
باتین بناتی ہو اسپر تو میری جان جاتی ہے آخر شہنشاہ کسی کے ساتھ شادی کرینگے پھر مجھ مین کیا برائی
ہے میرے ہی ساتھ شادی کردین مین ہمیشہ خدمتگزار رہونگا صرصر نے کہا اے نیرنگ تاجدار ہم براہ
خیرخواہی سمجھاتے ہین ملکہ حیرت جادو کے خلاف گذریگا نیرنگ نے جھلا کر جواب دیا ملکہ حیرت کے
خلاف ہوگا تو مین کیا کرون یہ کہکر پکار کر آواز دی یارو صرصر کو نکال دو ملازمون نے ملکہ صرصر کا ہاتھ پکڑ کر
باہر نکالدیا نیرنگ نے کہا مین کیا مجبور ونا چار ہون ایسا سحر کرون کہ بی بہار جادو خود مجھ پر عاشق
ہوجائین بہت سی موہنیان مجھکو یاد ہین ایک موہنی مین اسکا قلب اُلٹ جائیگا میری ہی محبت کا
دم بھرینگی اور مین افراسیاب کو کیا سمجھتا ہون وہ کیا کریگا اور افراسیاب کو اسمین کیا دخل ہے سیدھی
سیدھی بات ہے کہ میرے ساتھ شادی کردے یہ کہتا ہوا بیرون بارگاہ آیا ایک تخت بچھوا کر اسباب سحر
منگایا سامنے ملکہ بہار کے بیٹھکر گلدستے بنانے لگا سحر سے گلدستون کو شگفتہ کرتا جاتا ہے اور کہتا ہے اے ملکۂ
عالم مین آپ کی نہایت خدمتگزاری کرونگا یہ کہتا جاتا ہے اور سحر کر رہا ہے مگر صرصر شمشیرزن جو یہان سے
نکلی دل مین سوچی کہ اگر بہار جادو سے اسنے زبردستی وصل حاصل کیا ملکہ حیرت جادو کو بہت ناگوار
ہوگا مجھپر بہت خفا ہونگی اور کہینگی تو نے دیکھا اور ہمسے نہ کہا یہ سوچکر طرف لشکر حیرت کے چلی یہان ملکہ
حیرت جادو تخت پر بیٹھی ہین یہی ذکر ہو رہا ہے کہ نہین معلوم شعلہ خیر نے کیا کیا عمرو کو کیون بلوا لیا
وزیرزادیان عرض کرتی ہین اے ملکۂ عالم ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ کیا سرکہ ہوا شاید شعلہ خیر کو یہ منظور
ہوگا کہ سین سے بیٹھے بیٹھے خاتمہ کرون پہلے عمرو کو پکڑوا لیا اب سردارون پر ہاتھ ڈالیگا یہ ذکر تھا
کہ ملکہ صرصر شمشیرزن گھبرائی ہوئی آکے پہونچی مگر آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے یہ حال صرصر شمشیرزن کا دیکھکر

ملکہ حیرت نے پوچھا ارے خیر تو ہی صرصر نے کہا واری غضب ہوا نیرنگ تاجدار نے ملکہ مہار جادو
کو گرفتار کر لیا چاہتا ہی کہ وصل حاصل کرون ملکہ مہار بڑی کشمکش مین ہین مین نے جو نیرنگ کو سمجھایا وہ
حرامزادہ کہتا ہی آخر شہنشاہ کیسکے ساتھ شادی کرینگے میرے ہی ساتھ شادی کر دین مین بھی بادشاہ ہون
یہ سنکر حیرت کانپنے لگی کہا دیکھو صاحبو کیا غضب کی بات ہی ملکہ مہار نے اپنا یہ حال پہونچایا مجھکو یہ
افسوس ہی کہ اگر انکی عصمت پر حرف آیا تو کل کو والدین داغ پڑینگے شہنشاہ حیات اس ذلت کو
کیون کر جائز رکھینگے مین ابھی جا کر اس حرامزادے کو سمجھاتی ہون اگر مانا فبہا ورنہ سزا اسے سخت دونگی
میری زندگی مین کیونکر ہو سکتا ہی کہ مہار کی آبرو جائے وہ مجھکو دشمن جانتی ہین مگر مین کیونکر گوارا کرون
کہ انکی عصمت پر حرف آئے اور مین دخل نہ دون یہ کہکے حیرت جادو اُسی طاؤس زرین بال پر سوار
ہوکر چلی ملکہ حیرت کا جانا کہ یاقوت و زمرد و مصور و صورت نگار وغیرہ جملہ سرداران نامی و پہلوانان
ساحران گرامی بعد ملکہ حیرت جادو کے چلے ہر ایک کا یہی قصد ہی کہ جا کر نیرنگ تاجدار کو مارین
ملکہ مہار گلعذار کو بچائین یہان نیرنگ تاجدار بیٹھا ہوا سحر تیار کر رہا ہی کہ آسمان پر برق چمکی ملکہ حیرت
بقہر و غضب تمام آکر پہونچین وہین سے للکارا او نیرنگ کیا کرتا ہی کیون تیری شامتین آئی ہین
نیرنگ نے سر اٹھا کر حیرت کو دیکھا ایک شعلہ جوالہ پری رو معشوق خوشنما آنکھون مین سرمہ دیا ہوا نرگسی چشم
ماہ رخسار صنوبر قد خورشید خد دیکھکر مر گیا لپکار کر آواز دی اے صاحب آؤ مین تو تمھاری فکر مین تھا
دونون بہنون کے ساتھ شادی کرونگا اے شہنشاہ اقلیم خوبی واہ رنگ و بوئے گل حدیقۂ محبوبی
میری تم پر بھی جان جاتی ہی حیرت جادو جھلا کر جو گری گولہ اٹھا کر پھینک مارا دس بیس جا بجا ہو کر
سینے کو بر باکر نکل گیا اب تو نیرنگ تاجدار کا غصہ بڑھا اپنے مقام سے اٹھا حیرت پر سحر کرنے لگا
یہی خیال ہی کہ حیرت پر بھی قبضہ کرون کہ آسمان پر ایک لکۂ ابر پیدا ہوا سب نے دیکھا مصور
و صورت نگار وغیرہ آکر پہونچے دیکھا حیرت جادو لڑ رہی ہین تلوار چل رہی ہی ہنگامہ گیر و دار
بلند بلا زمان نیرنگ زردمند مصور و صورت نگار وغیرہ نے بھی آئے سحر کیا حیرت جادو نے زمین
ہلا دی یاقوت و زمرد لڑتی بھڑتی قریب حیرت کے پہونچین زمرد نے بڑھکر زبان سے مہار کو
آواز دی کو لکارا اب جو مہار گلعذار اُٹھین وہی گلدستے جو نیرنگ نے بنائے تھے اُسی مین سے ایک گلدستہ
مہار نے اُٹھا لیا سحر کرکے مارا مہار نے جو گلدستہ مارا پھول برسنے لگے ہوا سے مرد نے جھونکے چلے

طائر دن نے آنکھین کھولین ہنگامہ گرم ہوا مہیار کے سحر نے کئی ہزار کے قلب الٹ دیے کئی سو دیوانے ہو گئے اشعار عاشقانہ پڑھتے پھرتے ہین کبھی پکارتے ہین نظم

ہوتا ہے حسینون کے مقابل کئی دن سے — کچھ اور سمجھتا ہے مرا دل کئی دن سے
سینہ ہے تہ زانوے قاتل کئی دن سے — آسان نہین ہوتی مری مشکل کئی دن سے
جاتا ہے غش آ کشش آہ حزین مین — کھاتا ہے جو ٹھیس آبلۂ دل کئی دن سے
صیاد کی آمد سے ہے گلشن مین اداسی — سنتے نہین فریاد عنادل کئی دن سے
رک جاتے ہین نالے لب خاموش پر آ کے — کھلتی نہین منقار عنادل کئی دن سے
دامن سے مرے نور کی ریزش ہے زمین پر — آغوش مین ہے وہ مہ کامل کئی دن سے
خنجر کو مرے قتل نے بخشی یہ ندامت — منھ پر ہے لیے دامن قاتل کئی دن سے
جائیگی کسی عاشق جانباز کے سر پر — شمشیر ہے گردن مین حمائل کئی دن سے
اشکون نے کمی کی تو بڑھی اور ندامت — دامن ہے کشکول کف سائل کئی دن سے
وا عقدۂ زنجیر کیے زور جنون نے — صد چاک ہین پیوند سلاسل کئی دن سے
مرنے بھی نہ دیگی مجھے محرومی تقدیر — کیون آنکھ چراتا ہے وہ قاتل کئی دن سے
ہر ایک گل تر کی تمنا جو نسیم آہ — پھر صورت غنچہ ہے مرا دل کئی دن سے

یہ اشعار پڑھتے گلے اپنے کاٹ ڈالے مگر حیرت جادو لڑتی ہوئی قریب نیرنگ کے پہنچین للکارا اور بچایا اپنی معشوقہ پر قبضہ کر نیرنگ نے سحر کیا ملکہ حیرت نے ہاتھ ہلا دیا نیرنگ کا سر اڑ گیا نیرنگ جو مارا گیا ملازمان نیرنگ دست بستہ سامنے حیرت کے آئے عرض کی ہم مجبور و ناچار تھے اب ہم آپکے تابعدار ہین حیرت نے سبکو امان دی ملکہ مہیار کا ہاتھ پکڑے ہوے اپنی بارگاہ مین لائین کہا اے ملکہ مہیار تمنے دیکھا آخر ہمارے دل کو تاب نہ رہی ایک پیٹ مین دونون نے پاؤن پھیلا لیے ساتھ کھیلکر پرورش پائی انتہا سے عجب یہ ہے کہ جب ہم سال مین آنے مہمان بھی تمکو ساتھ لیتے آئے ہر چند کہ جانتے تھے افراسیاب کی نگاہ تم پر پڑتی ہے مگر ہمنے کبھی خیال بھی نہ کیا جنکو تمنے اپنا معین و مددگار قرار دیا تھا وہ لوگ اس مصیبت مین آکے نہ شریک ہوے آخر ہمین کو آنا پڑا لیکن ہمارے تمھارے جو رنج و ملال تھا اسکو دل سے اب نکال ڈالو ایسا نہین چاہیے ذرا سی بات کو انجل مین باندھا آج تک آپکا وہ غصہ نہین اترا اب بہت ہو

کہ ہماری اطاعت کرو چلے تمھین بادشاہ سے ملادین جو تمکو خیال ہو کہ شہنشاہ کچھ سزا دینگے کوئی امر مضرت نہ
پائیگا ہم سب خطائین معاف کرادینگے ملکہ مہار نے سر جھکالیا جب حیرت نے بہت کہا تب ملکہ مہار
نے جواب دیا ان باتون کی امید مجھسے نہ رکھو مین اب لات پرستی نہ کرونگی ذرا سا احسان کرکے آپ
ایسا جتلاتی ہین کہ ہم اطاعت کرین جب تو ملکہ حیرت کو غصہ آیا کہا کیون بوا اسوقت کوئی مسلمان
نہ بچانے آیا یا کسی عیار نے آکر نہ بچایا یہ کلمات ملکہ مہار نے سنکر فرمایا ای ہمشیرہ اپنی بزرگی رکھو ایسا نہو
کہ ہماری زبانسے جواب سخت نکل جائے اور تمھین خطادار کون بناتا ہی مذہب کے عقدے مین مشتبہ خیال ہوا پونے
دو سو خدا کیسے ٹکڑے بصورت پلید انکو خدا بنایا ہی وہ وحدہ لاشریک ہی بس یہی اعتقاد ٹھیک ہی بوا خفا نہو
عقل کو دخل دو لات و منات کون ہین سامری و جمشید قبل ہمارے تمھارے ساحر علم شعبدے سے
ماہر انکو خدا کہنا کیسا ہان جادوگر تھے چند مکارون نے شریک ہوکے انکو خداوند بنایا آپکے طلسم مین
بنانے والے بھی موجود ہین بی تاریک شکل کش میان مشتعل و احتقاق و شہنا نواز و میان نیلم زمہریر
صاحب یہ سب انکے مصاحب ہین ان لوگون نے گھڑ گھڑ کے انکو خداوند بنایا جب تو خدائی کی رونق ہوئی
عقل سے دریافت کرنا واجب و لازم ہی کبھی ہم اطاعت نہ کرینگے اب تو ملکہ حیرت کو بڑا غصہ آیا کبھی بگڑتی ہین
کبھی منت خوشامد کرتی ہین کبھی کہتی ہین کہ مین اگر تم اطاعت نہ کروگی تو مین تمکو گرفتار کرکے افراسیاب
کے پاس لیجاؤنگی ملکہ مہار نے کہا یہ تمھاری مجال نہین ہو تم میری مصیبت مین آکر کیون شریک ہوئین
کیا مین نے تمکو بلایا تھا آپ نے رہا کرکے بڑا احسان کیا حیرت جادو نے کہا بوا مین جانے نہ دونگی
مہار نے کہا جب میرا جی چاہیگا چلی جاؤنگی کوئی مجھکو روک نہین سکتا کیا مین کسی کی لونڈی ہون جو میرا جی چاہیگا
وہ کرونگی ملکہ مہار و حیرت سے آپسمین تکرار ہورہی ہی اُنمین جلیسین صلاح کر رہی ہین چاہتی ہین کہ
بہنون مین فساد نہونے پائے قضائے کار خواجہ عمرو جو شعلہ خیز کو دم دیکر بھاگے تھے اس مقام پر آکے
پہونچے دیکھا ابرہا لاشہ پڑا تڑپ رہا ہی ایک بارگاہ علیحدہ استادہ ہی ایک فیق کی صورت بنکر لشکر مین داخل
ہوے لوگون سے حال پوچھا سبھون نے حال مفصل بیان کیا کہ ملکہ حیرت نے آکے مہار کو بچایا اب
بہنون مین تکرار ہورہی ہی ملکہ حیرت آج سخت بری طرح پیش آئی ہی بی مہار کو ضرور اپنے ساتھ لیجائینگی
یہ حال مفصل سنکر خواجہ نے رنگ و روغن عیاری کا نکالا آئینہ رکھے آکے صرصر شمشیر زن کی شکل بنکر تیار ہوے
لشکر مین آئے غل ہوا کہ ملکہ صرصر شمشیر زن آتی ہین صرصر نقلی جادوگرون سے باتین کرتی ہوئی بارگاہ حیرت

مین آئی حیرت کو جھک کر سلام کیا پایہ تخت کو بوسہ دیا ملکہ حیرت نے کہا بی صرصر تمنے سنا بی مہار ہمسے
تکرار کرتی ہین پاس افراسیاب کے جانے مین انکار ہی صرصر نے اشارہ کرکے کہا آپ سے ملکہ مہار انکار
نہ کرینگی آپ نے وہ کام کیا جو بزرگ کرتے ہین اشارے سے کہا آپ مجھے حکم دیجیے مین الگ لیجا کے
سمجھاؤن عورت کی بات عورت مانتی ہی آپکے کلام سخت کرنے مین اور تکرار بڑھتی ہی اس سے کیا فائدہ
حیرت نے کہا اچھا صرصر لیجا کر سمجھاؤ صرصر ہاتھ پکڑ کر ملکہ مہار کا الگ جیسے مین لے گئی دستبستہ عرض
کی اے ملکہ عالم آپ بہن کی اطاعت کیون نہین کرتین مہار نے کہا اے صرصر مین نے سامری و جمشید
لعنتی کی بھی اطاعت کرکے کیا کردن صرصر نے کہا آپ نے مجھکو سمجھا نا مین ہون غلام آپ کا خواجہ عمرو
ملکہ مہار مثل گل کے شگفتہ ہوگئین کہا خواجہ مجھے یہان سے نکال لیچلو عمرو نے کہا آپ چلکر بارگاہ
مین بیٹھیے اتنا فقط حیرت سے کہہ دیجیے کہ جو ملکہ صرصر شمشیر زن کہینگی وہی کرونگی اب تمھاری اطاعت سے
گردن تابی نہوگی ملکہ مہار گلعذار نے کہا مجھسے یہ بات نہ کہی جائیگی عمرو نے کہا پھر بیل روزگار
کیونکر ہو تمھاری وجہ سے مین دو چار کوڑی کا روزگار کرلونگا تم نکل جانا خواجہ نے کہا بے تمھارے
کچھ نہوگا مگر مہار نے کہا خواجہ خدا کے واسطے اسوقت حیرت کو لوٹنے کا ارادہ نہ کرنا اسنے مجھپر بڑا
احسان کیا خواجہ عمرو نے کہا یہ نہ فرمائیے ایسا نہوگا ابھی جا کر کہدونگا کہ بی مہار سنتی نہین ابھی قیدہ
گرفتار کرکے لیجائیگی مہار نے کہا خواجہ جو کچھ ہو مگر احسان اسکا مجھپر ہی آج کوئی حرکت نہ کیجیے عمرو نے
کہا یہ نہوگا مین آج انکو ضرور لوٹونگا تمکو کچھ ہمارا حال بھی معلوم ہی مہاجنون نے مجھے آج کل گھیرا ہی قرضداری
بہت بڑھ گئی ہی ہم گرفتار ہو جائینگے مہار نے کہا خواجہ تمکو اختیار ہی مین تو یہی چاہتی تھی کہ آج کوئی
پریشانی حیرت کو نہو خواجہ نے کچھ جواب نہ دیا بصورت صرصر مہار کو لیکر باہر آئے حیرت سے کہا اے
ملکہ عالم مبارک ہو ملکہ مہار فرماتی ہین زبان سے مین کچھ نہ کہونگی باقی حکم سے آپ کے کیا عذر ہی
ملکہ حیرت نے مہار کو گلے سے لگا لیا کہا بوا مہار تمھارے نہونے سے باغ سیب مین سناٹا ہوگیا
جس باغ مین مہار نہو اسکی کیا کیفیت ہوگی ہر نخل پریشان گل بوٹے حیران نہ عندلیب غزلخوان نہ لف
سنبل پریشان شہنشاہ بہت خوش ہونگے کہ ملکہ مہار نے سرفراز فرمایا مہار گلعذار شرم سے
گڑی جاتی ہی ہر مرتبہ یہی جواب ہی آپ کو سب طرح کا اختیار ہی خواجہ نے دستبستہ عرض کی ملکہ عالم
مبارک ہو آج خوشی کا دن ہی بچھڑی ہوئی بہن ملین جی چاہتا ہی خوب گائین شراب پئین کبھی بیہوش ہوجائین

اور کبھی ہوشیار ہوتی یہ کہکر تپلہ منگایا بایان چھیڑنا شروع کیا گنگنا کے بہ الحان تمام صرصر نقلی نے
چند اشعار گائے

نظم

بندا تا ہی نظر جاتے ہیں سو سو بار ہم
جانتے ہیں یار کے دروازے سے کو دیوار ہم

مانگتے ہیں یہ دعا سونے کے وقت ای یار ہم
ہون ترے پاؤن کی آہٹ سے کہین بیدار ہم

عین غفلت میں ہیں مثل نرگس بیمار ہم
دیکھنے کو اپنی آنکھیں رکھتے ہیں بیدار ہم

یاد کوے یار میں ہیں رات دن بیدار ہم
آنکھیں وا رکھتے ہیں مثل روزن دیوار ہم

نقد دل دیتے ہیں اک محبوب بازاری آج
روز سودا مول لیتے ہیں سر بازار ہم

کیون جنازے کو اٹھا کے سب نے شرمندہ کیا
ایک کے دل پر نہ تھے جی پر سے تھے بار ہم

پھنس گئے ہیں واعظا گرداب دور جام میں
زیست بھر ہونگے نہ اس دریا سے ہوے پار ہم

سب چھپا گاگر میں کانٹا ہمارا دل دکھا
نرگس بیمار کے غم میں ہوے بیمار ہم

ناتوان ہر چند ہیں پر ایک شب اے رشک ماہ
پھاند نکلے دیوار مثل سایۂ دیوار ہم

ہیں جو غافل انکو سونے پر بھی آجاتی ہے نیند
پینۂ ترشک پہ ہیں منصور سان بیدار ہم

ہے سراپا راست اور اسکا دہن معدوم ہے
کیون نہ اسکے قد کو سمجھیں تیر بے سوفار ہم

دوڑتے ہیں پیچھے قاتل کے گریبان پھاڑکر
رکھتے ہیں کیا اشتیاق زخم دامن دار ہم

نفرت ایسی ہوگئی نظارہ بازی سے ہمین
گنتے ہیں تار نظر کو رشتۂ زنار ہم

سب رگین تن پہ نظر آتی ہیں مثل تار ساز
کرتے ہیں ناسخ جو اک مطرب پسر کو پیار ہم

اس رنگ میں یہ اشعار صرصر نے گائے کہ حیرت نے اپنے گلے سے موتیوں کا مالا اتار کر دیدیا اب خواجہ یعنے صرصر نے کہا حضور شراب کا چھ چاہو تو کیفیت حاصل ہو تسکین دل ہو حیرت نے کہا ای صرصر تمہین اختیار ہے خواجہ میخانے میں گھسے سب شراب کو خراب کیا لشکر والون سے پکار کر کہا یارو اب موسم بہار ہے شراب لیجاؤ اور لیجا کر پیو ملازمان حیرت دوڑے کوئی گلابی اٹھا لیگیا کسی نے کنٹر لیا کوئی پتلے لے بھاگا تمام میخانے میں ہنگامہ ہوگیا ہر مقام پر یہی ذکر ہے کہ آج بڑی خوشی کا دن ہے کہ ہین مبین ملین صبار نے آج داخلہ کیا باغ سیب میں روز آمد بہار ہے تمام باغ میں یہی پکار ہے سب خوشیان کر رہے ہیں خواجہ عمرو چالیس پچاس گلابیان کنٹر الماس نگار مع ارغوانی سے معمور تنکنے

صحبت مین حیرت کی بیکرآ ے حیرت نہایت خوش بیٹھی ہین مگر ملکہ مہار جادو کو یہ خیال ہر کہ اب گھڑی
بھر کے بعد خواجہ سب کو لوٹ لینگے اور اسباب میرے ساتھ دشمنی کریگا دیکھیے کیا آفت برپا ہو سب
مشہور ہوگا کہ ملکہ مہار نے حیرت کو لٹوا دیا ای مہار رونے کی بات ہر اُسنے تو آبرو بچائی بہنے اُسکو
لٹوا دیا چپ سنانے مین بیٹھی ہر دم بدم یہی سوچ ہر کہ دیکھیے انجام کیا ہو خواجہ میرا کہنا نہ مانینگے
اس سوچ مین بیٹھی تھی کہ خواجہ بصورت صرصر گلا بیان بیکرآ کے بیٹھے جام لبریز کرکے حیرت کو دیا
کہا لو بی بی پیو مبارک ہو بچھڑی ہوئی بہن کو سامری و جمشید نے ملایا آج ہم بڑی خوشی کرینگے
آج روز سعید ہر خیر خواہان دولت کے واسطے روز عید ہر حیرت جادو نے خوشی خوشی جام پیا دوسرا جام
خواجہ نے بیٹھ کے سادہ مہار کو دیا مہار حیران حیران دیکھنے لگی خواجہ نے اشارہ کیا پی جاؤ مہار
سمجھ گئی جام سادہ ہر اب تو خواجہ نے دورہ باندھا گاتے بھی جاتے ہین اب مصور کو جام دیا کہا کچھ
انعام دلوایئے مصور نے پانچ اشرفیان نکال کے صرصر نقلی کو دین اب خواجہ نے سب پر ڈھنگ
ڈالا کسی نے انگوٹھی کسی نے چھلا کسی نے نقد دیا خواجہ لیتے جاتے ہین طعنین مار رہے ہین چار گھڑی
کے عرصے مین ساری محفل کو شراب پہونچائی لشکر مین جوتی پیزار چلنے لگی میان محفل مین بھی دست درازیان
ہونے لگین میان مصور کا یہ بیٹھے بیٹھے نقشہ ہوا نشے نے زور کیا یہ کہکر اٹھے کہ صرصر گائینگی اور ہم
ناچینگے گت ناچتے ہوے اپنے مقام سے اُٹھے چند قدم چلکر گرے بیہوش ہو گئے سب سرداران
ہان کرکے اُٹھے برلب فرش ہوے حیرت یہ کہکر اُٹھی کہ مرشد زادے کو کیا ہو گیا حیرت جادو
بھی لڑکھڑا کے گری بیہوش ہو گئی اب تو خواجہ نے بڑھکر نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو تصنیف صنف

مرا نام ہے خواجۂ خواجگان
عرب نام پر غیرت رشید ہوا
مرا ملک ہے گلشن خیل و قال
نشان تھا مری گرد پاپوش کا
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہے

عمرو ذی حشم مہتر مہتران
اڑاتا ہون کفار کے مین دھوئین
مری چال سے ہر صبا پائمال
مرا افسر ذی حشم نامدار
کہ آقا ہمارا جہانگیر ہے

مری نسل سے ملک پیدا ہوا
جھکاتا ہون دشمن کو ہر دم کنوئین
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
امیر حمزہ بکشور پروردگار

یہ کہہ کر خواجہ عمرو چلے مہار
نے ہاتھ پکڑ لیا کہا خواجہ برائے خدا میری بہن کو قتل کرنے کا ارادہ نہ کرو اور سبھون کو لوٹو حیرت
کو ہاتھ نہ لگاؤ خواجہ نے کہا مین تو ضرور لوٹونگا یہ کہکر کنیزون کو لوٹنے لگے کسی کو برہنہ کیا کسی کا زیور

اُتار لیا کسی پر ہاتھ مارا کہ اُسکے دو ٹکڑے ہو گئے ایک طرف خواجہ لوٹ رہے ہیں ملکہ مہیار کانپ رہی ہیں یہی کہتی جاتی ہیں خواجہ بس اب نکل چلو دیکھو کوئی آفت نہ آجائے حیرت کو ہاتھ نہیں لگانے دیا قضا سے کالا افراسیاب جادو بیٹھے بیٹھے گھبرایا نقشہ اُٹھا کے دیکھا تاج دے مارا اپنے مقام سے اُٹھا بہ قہر و غضب تمام چلا دو کوس پرے آواز سُنی کہ جادوگرنیوں کے مرنے کی آواز آرہی ہے باغ او ساربان زادے لشکر مثل شعلہ جوالہ چلا یہاں خواجہ بے خوف لوٹ رہے ہیں کہ افراسیاب آسمان پر آکے چمکا وہیں سے نعرہ کیا کہ او ساربان زادے کیا کرتا ہے مہیار نے کہا خواجہ افراسیاب آگیا بھاگو خواجہ سوچے اگر بھاگا اسنے گرفتار کر لیا تو میں کیا کرونگا یہ سوچکر فوراً گلیم اوڑھ لی مہیار جادو نے دونوں پاؤں زمین پر مارے غرق زمین ہو کے اندر اندر چلیں خواجہ بھی نکل گئے جب افراسیاب زمین پر آیا کسی کو اُس مقام پر نہ پایا ناچار ہو آکے حیرت جادو کو ہوشیار کیا حیرت سر پیٹتی ہوئی اُٹھی پکار کر آواز دی کہ پانی منہ دھونے کو لاؤ چند کنیزیں پانی لیکر آئیں حیرت نے منہ دھویا مگر افراسیاب سے کہتی جاتی ہے کہ بیٹے ابوالمہیار کو ہاتھ سے خدنگ تاجدار کے بچایا اُنھوں نے ہمارے ساتھ یہ سلوک کیا ہم کیا جانتے تھے کہ ایسا کرینگے ساری بارگاہ کو تباہ کیا جو شعبدہ ہیں ابوالمہیار کو بُرا کہینگے اب میں کبھی انکا اعتبار نہ کرونگی اُنھوں نے اپنا اعتبار کھویا میرا کیا نقصان ہوا جسدن میں بگڑ جاؤنگی اُسدن زمین ملیگی نہ مہیار کو بھاگنے کی جگہ نہ ملیگی سامری و جمشید نے اسکا بدلہ لینگے پونے دو سو خداوند اُنکے ساتھ وہ بات کریں کہ اُنکی آبرو میں فرق آئے اُنے مجھے بڑا رنج دیا افراسیاب حیرت کو سمجھا رہا ہے کہ صبر کرو میں اسکا بدلہ لونگا حیرت ساتھ والیوں کو ہوشیار کر رہی ہے کہ صحرا سے گرد اُڑی سب دیکھنے لگے افراسیاب نے دیکھا کہ شہنشاہ شعلہ خیز آگئے آگے سات لاکھ کا لشکر پشت پر بہ قہر و غضب تمام آتا ہے افراسیاب و حیرت کو جو ایک مقام پر دیکھا گھوڑے سے کودا دوڑ کر قریب آیا دامن افراسیاب کا پکڑ لیا کہا اے شہنشاہ غلام کو عمرو و برق نے ستکے لوٹ لیا مال بھی لیا زوجہ کو بھی میری لیگئے افراسیاب جادو کو یہ سنکر سناٹا آگیا شرما کے سر جھکا لیا کہا اے شعلہ خیز اب کیا ارادہ ہے کہا منظور تو یہ تھا کہ یونہی جا کر لشکر میں عمرو کے گھس جاؤں سب سرداروں کو قتل کروں لیکن اب آپ ملے کوئی تدبیر آپ ہی فرمائیے کہ زوجہ میری کیونکر ملے میں لڑائی سے باز آیا اپنے ملک کو پلٹ جاؤنگا افراسیاب نے کہا اے شہنشاہ و شعلہ خیز نہ گھبراؤ ہم تمہاری زوجہ کو دلوا دیتے ہیں اسطرح جا کر لڑنے میں زوجہ نہ ملیگی مگر تم کسی نقصان میں

دخل نہ دینا ملکہ حیرت سمجھا لینگی شعلہ خیز نے کہا آپ کو اختیار ہو افراسیاب نے کہا اے حیرت تم جاکر
ایک رقعہ بہ مہر ہماری لکھنا عمرو کو بلوانا ہماری طرف سے لکھنا کہ شہنشاہ نے فرمایا ہو کہ جسطرح ہوسکے
مروارید کو اسکے حوالے کردو اسی مین تمہارے واسطے بہتر ہو ورنہ قیامت برپا کرونگا حیرت نے کہا
ایسا ہی کیا جائیگا افراسیاب تو چلا گیا حیرت شعلہ خیز کو ساتھ لیکر چلی شعلہ خیز نے راہ مین سب حال
رو رو کر بیان کیا کہ جسطرح دم دیا مال بھی عمرو لیگیا میری زوجہ کو بھی نہ دیا حیرت کہتی ہو آپ نہ گھبرائیے
اب تدبیر نکل آئیگی شہنشاہ نے خوب تدبیر بتائی یہ باتین کرتی ہوئی حیرت اپنے لشکر مین آئی آکے
تخت پر بیٹھی شعلہ خیز ونگل زرین پر بیٹھا ایک نامہ افراسیاب جادو کی طرف سے لکھا ہر لفظ سے یہی
منت و خوشامد پیدا تھی کہ خواجہ جسطرح ہوسکے بلا سے ملاقات حیرت آؤ ایسا نہو کہ فساد برپا ہو جائے
محکوم جادو کو نامہ لکھکر دیا محکوم نامہ لیکر چلا لشکر اسلام مین آیا آکے خواجہ کو نامہ دیا خواجہ عمرو نے
نامے کو پڑھتے ہی کہا بہت خوب شہنشاہ کے حکم سے کیا مین انکار کرسکتا ہون مین ابھی چلتا ہون مہرخ و
مبارز نے کہا خواجہ کیا تمکو اکیلا جانے دینگے جسکو لیجیے وہ ساتھ چلے عمرو نے کہا صاحب مین اپنے مالک
کے پاس جاتا ہون خوف کیا ہو یہ کہکر خواجہ محکوم کے ساتھ ہوے لشکر افراسیاب مین آئے ہرکارون
نے جاکر حیرت کو خبر دی کہ خواجہ محکوم کے ساتھ آتے ہین حیرت نے شعلہ خیز سے کہا تم کسی بات مین
دخل نہ دینا ہم سب طرح کلام کرلینگے شعلہ خیز نے کہا مین نہ بولونگا کہ خواجہ اندر آئے حیرت کو جھک کر سلام
کیا پایہ تخت کو بوسہ دیا حیرت نے کرسی عنایت کی خواجہ عمرو کرسی پر بیٹھے حیرت نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری
وای قطب فلک خنجر گزاری شاہ نے فرمایا ہو کہ جسطرح ہوسکے ملکہ مروارید کو حوالے کر دیجیے عمرو نے کہا حاضر ہو
مین کچھ کان مین حضور سے عرض کرونگا حیرت نے کہا کہو خواجہ عمرو نے ہاتھ باندھکر حیرت کے کان سے
منھ ملا دیا کہا اے ملکہ عالم آپ جانتی ہین کہ مین کس بلا مین مبتلا ہون راتین ہجر کی تڑپ تڑپ کے گذری ہین
دل مین ضبط کرتا ہون کچھ بن نہین پڑتا چاہتا ہون اگر وہ مجھکو ملے تو مین آپ کے زیر سایہ دامن دولت بسر
کرون مسلمانون کو گرفتار کرکے لاؤن حیرت نے کہا کیا مضائقہ ہو اب خواجہ سامنے شعلہ خیز کے ہاتھ
باندھکر کھڑے ہوے کہا مجھسے بڑی خطا سرزد ہوئی اب امیدوار ہون کہ معاف فرمائیے زوجہ کو اپنی لیجیے
مین عذر نہ کرونگا مگر جو شمشیرزن پر میری جان جاتی ہو آج اسکے ساتھ میرا نکاح کر دیجیے شعلہ خیز
نے کہا مین ابھی انتظام کرتا ہون مجھے تم سے ملال نہین ہو بس عمرو نے مروارید گوہر ریز کو زنبیل سے نکالا

ڈنگل پر بٹھا دیا کہا تو ملکہ حیرت میں آپ کا حکم بجالایا اب میں اپنی کیفیت کیا عرض کروں ملکۂ عالم آپ کے قدموں کی قسم اور شہنشاہ کے سر کی قسم جو مجھ پر گذرتی تھی اپنا مالک جانکر سب حال بیان کر دیا اب وقت ہمارا ان باتوں کا نہیں ہے لیکن ہماری غربت پر خیال فرمائیے وہ آقا ــ نامدار جسکے ساتھ کھیلکر پرورش پائی اُس سے چھوٹے انصاف فرمائیے صاحبقران زمان پردۂ قاف تشریف لیگئے نوشیروان ایسا دشمن کرور سوار و پیدل سے مجھ پر چڑھ آیا ملکہ مہر نگار جنت آرامگاہ میرے ساتھ تھیں قلعہ گھرا ہوا آب و دانہ بند فوج کم مزاج برہم لندھور و مہراب و سرداران زبردست تھے وہ دونوں پیشتر چلے گئے میں حیران تھا کہ آب و آزوقے کی فکر کروں یا ناموس کو آقا کے دشمنوں کے ہاتھ سے بچاؤں مگر بعنایت پروردگار اٹھارہ برس نوشیروان سے لڑا ناموس کو بھی بچایا اور ایک سائیس کو بھی قتل ہونے نہیں دیا جب صاحبقران تشریف لائے سب کو بخیر و عافیت پایا اب وہ آقا چھوٹا اہل و عیال وہاں تباہ ہیں میں یہاں پریشان اس ظالم کی محبت نے کسی کام کا مجھے نہیں رکھا میری تو یہ کیفیت ہے

نظم

ایسے ہم آماجگاہ تیر مژگان ہو گئے — رونگٹوں کی جا بدن پر سارے پیکان ہو گئے
جب ہوا سے بال زلفوں کے پریشان ہو گئے — مثل بلبل تار تار اکثر گریبان ہو گئے
باغ میں گلبن ہیں گلدستے مزاروں کے تمام — خاک میں کیا کیا ہی گل رخسار پنہاں ہو گئے
دل میں جب لایا تصور اسکو تب کہنے لگا — مثل یوسف ہم اسیر کنج زندان ہو گئے
گلشن عالم میں ہوں وہ عندلیب نغمہ سنج — زاغ جسکے زمزمے سنکر خوش الحان ہو گئے
رشک کو تونے یارے دنیا میں جتنے باغ تھے — گلشن شداد سان نظروں سے پنہاں ہو گئے
وصل کی شب پھٹ گیا جیب گریبان سحر — پیرہن میں یاں گریبان ہی گریبان ہو گئے
دیکھی اس گلگوں قبا کی باغ میں جب دم بہار — پھاڑ کر کپڑے ہزاروں غنچے عریان ہو گئے
گلشن رخسار جانان سے ہوئی رخصت بہار — صورت برگ خزان عاشق پریشان ہو گئے
ارمغان داغ سودا لیکے چلے سوئے وطن — دو دن اس وحشت سرا میں ہم بھی مہمان ہو گئے
جتنے میں داغ جنوں ہیں سکۂ شاہان حسن — اشک و دل میں روان کس کس کے فرمان ہو گئے
جس جگہ تھے قصر و منظر بن گئیں گوریں تمام — شہر جو آباد تھے شہر خموشاں ہو گئے

شانہ کرتے غیر کو دیکھا تو یہ نفرت ہوئی	گیسوے پیچیدہ مجھکو مار پیچان ہو گئے
رات دن رہتی ہی ناسخ ہمکو از خود رفتگی	آہ جیسے عاشق رفتار جانان ہو گئے

یہ اشعار پڑھکر خواجہ اسقدر روئے کہ دامن و گریبان تر ہو گیا شعلہ خیز نے آنسو پونچھے کہا
خواجہ نہ گھبراؤ ہم تمھارے مقدمے مین جانبازی کرینگے شہنشاہ سے کہینگے مرواریدہ گوہر ریز بھی
کہ رہی ہی ای شہنشاہ درج عیاری براے خدا سے نادیدہ صبر کیجیے دل پر جبر کیجیے عشق ایسی ہی چیز ہی
انسان مجبور و ناچار ہوتا ہی اب تمھارا انتظام بوجہ احسن ہو جائیگا حیرت کو بھی خوف ہوا کہ ایسا نہو
روتے روتے خواجہ کا دم نکل جائے اب شعلہ خیز کو یقین ہوا کہ حقیقت مین مرواریدہ اصلی ہی کنیزون نے
لباس فاخرہ پہنایا زیور بھی منگا دیا حیرت کو بڑی خوشی ہی حیرت نے کہا خواجہ تمنے مجھپر بڑا احسان
کیا یہ کہکر حکم دیا صرصر شمشیر زن کو تو باہر سے بلا لاؤ کنیزین گئین صرصر کو بلا کے لائین حیرت نے کہا
ای صرصر کہنا ہمارا مانو کسی نہ کسی مرد کے ساتھ ضرور شادی ہوگی پس ہمارا کہنا مانو عمرو مدت سے
تمپر جان دیتا ہی اب اسکو قبول کرو ہماری خوشی یہی ہی شعلہ خیز نے بھی یہی کہا کہ عمرو سا عیار
کسکو ملتا ہی لائق اسلیے ہی کہ اسکو تعویذ بازو بنائین صرصر نے منھ پھلا کر جواب دیا مین عمرو کے
ساتھ شادی نہ کرونگی حیرت نے کہا ہم سمجھے تمھاری شامتین آئی ہین مشکین باندھکر عمرو کے
ساتھ کر دینگے صرصر نے کہا اب کچھ نہ فرمایے مین کسی کی لونڈی نہین ہون جو کوئی مجھپر زبردستی کریگا
جان اپنی دیدونگی یہ کہکر اٹھی کہا آج سے مین بارگاہ مین نہ آؤنگی یہ کہکر صرصر باہر چلی گئی خواجہ یہ
حال دیکھکر رونے لگے کہا کیون ای ملکہ عالم اب کیا ہوگا مین نے آپ کے کہنے سے وہ کیا جو کبھی نہ کیا
تھا میان شعلہ خیز صاحب آپ کی تو مراد بر آئی میری جان پر بنی ہوئی ہی شعلہ خیز نے کہا خواجہ
آپ نہ گھبرائیے مین اپنا لاکھون روپیہ صرف کرونگا اور اسباب سے کہکر شادی کردونگا خواجہ تم
تردد نہ کرو خواجہ نے کہا میرا جو مدعاے دلی تھا وہ مین نے عرض کیا اب میرے مقدمے مین آپکو
اختیار ہی جو منظور پروردگار ہوگا وہی ہوگا حیرت نے کہا خواجہ تم نہ گھبراؤ مین اسکی تدبیر دل و
جان سے کرونگی یہ حرامزادی کہان جائیگی مین گرفتار کرا منگاؤنگی بھاگ کے کہان جائیگی ہم اسکو
پکڑوا بلائینگے ہمکو سب طرح کا اختیار ہی ہمارے ساتھ بغاوت اسکی نہ چلیگی خواجہ عمرو کو ملکہ حیرت
و شعلہ خیز وغیرہ تسکین دے رہے ہین سب لوگون نے یہی کہا کہ خواجہ اب تمسے ملکہ حیرت جادو

اقبال کرتی ہین ضرور یہ معاملہ ہوگا خواجہ نے کہا جان و مال سب راہ محبوب مین حاضر ہی ملکۂ عالم کا ارشاد
فرمانا باعث تسکین دل ہی مصاحبون نے کہا خواجہ نگھبراؤ شہنشاہ سے ذکر ہوکے اب یہ معاملہ ساتھ
نیکی کے ہوگا عمرو نے کہا ایک مجھکو بڑا غم ہی مین نے ایسے مگر آپ کے ساتھ کیے کہ میری بات
اعتبار جاتا رہا ہر چند کہ مین ہمیشہ سے شہنشاہ سے محبت رکھتا ہون مگر دل کی بات ظاہر نہو سکی ایک ہی
دن مین سب مسلمانونکو پکڑ لاؤنگا خواجہ تو یہ باتین کر رہے ہین وہان ملکہ مہرخ نے گھبرا کے برق سے
کہا ذرا جا کر دریافت تو کر و ملکہ خود آنکھ سے دیکھ آؤ کر خواجہ نے کیا کیا حقیقت مین وہ ارسطو فطرت لقمان
حکمت ہین جسکے قتل کا ارادہ کیا اُسکو نہ چھوڑا ہزارہا سردار لشکر یہان چلے آئے صدہا سردار نامی گرامی
جنکا عدیل و نظیر طلسم مین ممکن نہین وہ ہاتھ سے خواجہ کے قتل ہوے ماشاء اللہ خدا انکو سلامت رکھے
اس ناشستہ رنگین حصار پر مین ساٹھ ہزار ساحر لیکر آئی تھی مگر آمادۂ مرگ وھیاے قضا تھی الیقین کامل ہی
کہ جسوقت افراسیاب کو ثابت ہوگا کہ ملکہ مہرخ نے نواسی کا ساتھ دیا اُسی وقت آکر فساد کریگا یا بہ ذلت قید کرکے
بلائیگا کیا عنایت پروردگار ہی کہ بائیس لاکھ کا لشکر یہ سرداران نامور ایک ایک ساحر ہی عہد جمشید زمان
لیکن خواجہ عمرو کا اکیلا ور بار مین ایسے دشمن کے جانا خدا انکی آبرو بچائے ایسا نہو دشمنون کو گرفتار کرلے
ہم بہ اطمینان بیٹھے رہین اگر خبر منفصل ملے جا کر اپنی جان دین ای برق خبر لینا ضرور ہی قلب ناصبور ہی برق
نے کہا حضور ابھی جاتا ہون جا کے خبر لاتا ہون یہ کہکر ایک خدمتگار کی شکل بنکر بارگاہ حیرت مین آیا دیکھا
خواجہ خلعت فاخرہ پہنے ہوے بارگاہ مین بیٹھے ہین حیرت جادو سے باتین کر رہے ہین ایک کرسی جواہر نگار
پر مروارید گہر ریز بھی خواجہ کی سفارش کر رہی ہی برق ستون کی آڑ مین کھڑا ہر طرف خواجہ عمرو کو دیکھ رہا
ہی خواجہ چار جانب متوجہ ہین کنکھیون سے برق کو دیکھا سمجھا تا ایک پرچہ لکھکر ملکہ حیرت کو دیا مضمون
یہ تھا کہ ستون کی آڑ مین جو خدمتگار سبز کپڑے پہنے کھڑا ہی برق فرنگی عیار ہی مین جا کے گرفتار کرتا ہون
شاید میری کمند سے نکل جائے تو آپ سحر کرکے گرفتار کر لیجیے گا ایک بازو تو اہل اسلام کا ٹوٹ جائے مین
یہی چاہتا ہون و میدم زوران لوگون کا کم ہو فوراً اسکو گرفتار کرکے قتل کر ڈالیے گا یہ باتین کرکے خواجہ
اُٹھے اور جانب دیکھتے ہوے چلے کہ برق کو گمان بھی نہو برق سمجھا کسی کام کو خواجہ اُٹھے مین خواجہ
نے میل مین آکر حلقہ ہاے کمند برق پر مارے اور نعرہ کیا مین نے پہچانا برق نے جست کی مگر حلقہ ہاے
کمند سے نکل سکا خواجہ نے جھٹکا مارا برق منھ کے بل زمین پر گرا خواجہ نے چھاتی پر چڑھ کر مشکین باندھ لین

بارگاہ میں بتر ہوا کہ برق پکڑا گیا خواجہ عمرو نے کہا او بیحیا ہم اب شہنشاہ ہوشربا کے ملازم ہوے
اب تم لوگوں کی دال نہ گلیگی نہ اس مقام پر آنے پاؤ گے سب کو گرفتار کر کے قتل کراؤنگا اب میرے
ہاتھ سے کیونکر بچو گے میاں جانسوز رود غام وغیرہ میاں ہونگے جا کے بی مہرخ سے عرض کرینگے کہ
خواجہ عمرو شہنشاہ ہوشربا کے نوکر ہو گئے تمہارے ساتھ جو برسوں جانبازی کی کیا پھل پایا جو سزا
پایا اسے بارہا کیسی کیسی عیاریاں کی مگر کوئی فائدہ نہوا یاد رکھیے کہ آپ کو یاد ہو گا کہ جب سوداول
آپ پشتہ رنگین حصار پر تشریف لائی تھیں ساٹھ ہزار فوج ساتھ تھی اسقدر کد وکاوش کی کہ تم ہمنبرد
افراسیاب کہاں تک ہو گیا بادشاہ سمجھا کہ لونڈیاں باندیاں ایک دن میں سب کو مٹا دونگا ریاست
وامارت وسلطنت ہو چکی اب بہتر اسی میں ہے کہ رومال سے ہاتھ باندھکر حاضر خدمت فیض درجت شہنشاہ
ہوشربا ہو ورنہ آؤنگا سب کی گردن پکڑ کے لیجاؤنگا یہ نہ سمجھنا کہ ہم ساحران نامی ہیں سب سحر وساحری
مٹا دونگا وہی تم لوگ ہو کہ جنکو گرفتار کر کے مسلمان کیا اب گرفتار کر کے سامری وجمشید کو سجدہ کراؤنگا
برق فرنگی کو ایک لات ماری کہا کیوں بے میاں عیاری کرنے آیا تھا حیرت جادو سے کہا ای ملکۂ عالم
اس مکار کو جلد قتل کیجیے یہ آپ کے میاں بڑے غضب کی بات ہے کہ گرفتار کریں اور قتل نہ کریں یہنکر
حیرت نے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری اب آپ نے بھوریے کو گرفتار کیا آج ہی اسکا فیصلہ ہو جائیگا
شہنشاہ کو عرضی لکھی جائیگی یہ حال سنکر شہنشاہ خوش ہو جائینگے لکھونگی کہ حسب ایما ے حضور خواجہ عمرو
تشریف لائے ملکہ مروارید گہر ریز کو دیدیا لیکن صرصر شمشیر زن کے خواہان ہیں شہنشاہ فوراً صرصر کو سمجھاکر
راضی کر دینگے وہ اگر بخوشی نہ مانیگی شہنشاہ مشکیں باندھکر آپ کے ساتھ عقد کر دینگے خواجہ عمرو عقد
کے نام پر سیٹی بجاتے ہیں کبھی ملکہ حیرت کے تخت کے گرد پھرتے ہیں کہتے ہیں ای ملکۂ عالم کیا خوب کسی نے
یہ قطعہ فرمایا ہے وہ میرے حسب حال ہے قطعہ اگر بہر موے من گردد زبانے ✤ ز تو رانم بہر یک داستانی ✤
نیارم گوہر شکر تو سفتن ✤ سر موے ز احسان تو گفتن ✤ ای ملکۂ عالم کیا عرض کروں اس ظالم کی محبت نے
بیدست وپا کر دیا خانۂ دل غم والم سے بھر دیا **نظم**

ثمر شباب کو یوں رائگاں نہیں کرتے	نہی ہو دلپہ تو ضبط فغاں نہیں کرتے
وہ لطف ضبط کبھی رائگاں نہیں کرتے	جو غم کے مرتبہ دان ہیں فغاں نہیں کرتے
قفس سے پھینک دے مردہ سمجھ کے ہاں صیاد	اس آسرے پہ پڑے ہیں فغاں نہیں کرتے

حضور آپ کے حسرت نصیب فرقت میں
پکارتے ہیں قضا کو فغاں نہیں کرتے

شگون بد ہے وہ اور یاں امید شادی ہے
خیال وصل میں اس سے فغاں نہیں کرتے

میں چپ جو ہوتا ہوں تو درد اُٹھکے کہتا ہے
شب فراق ہے اور تم فغاں نہیں کرتے

سرھانے رکھکے قفس سو رہا نہ کر صیاد
کہ تیرے خوف سے قیدی فغاں نہیں کرتے

بری طرح سے جو دل پر ہیں چوٹ کھائے ہوے
ارے وہ ہجر میں کیونکر فغاں نہیں کرتے

زمانہ جانے نہ جانے اُنھیں غرض کیا ہے
جو محو یاد بتاں ہیں فغاں نہیں کرتے

ہمارے ضبط پہ صیاد رحم کھائیگا
اسی امید پہ ہسون فغاں نہیں کرتے

ہزار درد ہوں دل میں خموش رہتے ہیں
مزا ہے ضبط کا جنکو فغاں نہیں کرتے

قفس میں مرکے یہ ہم امتحان کرآئے
وہ چھوٹتے ہی نہیں جو فغاں نہیں کرتے

یہ کون در پہ مرے آکے لکھ گیا مصرع
جو رازدار ہیں ہرگز فغاں نہیں کرتے

خموش بیٹھا ہے صیاد سر جھکائے ہوے
اسیر آج قفس میں فغاں نہیں کرتے

کلیجہ آتا ہے منھ کو غرض یہ گھٹتا ہے دم
جو دل کا حال کسی سے بیاں نہیں کرتے

برق نے دیکھا کہ اب استاد کے ہاتھ سے بچنا دشوار ہے جانسوز رعد ضرغام و قران بیرون بارگاہ تھے انھوں نے بھی خبر سنی کہ خواجہ عمرو نے برق کو گرفتار کرلیا اسپر مار پڑرہی ہے تینوں عیار یہ خبر سنکر بھاگے جاکے ملکہ مہرخ کو خبر دی کہ اب وہ دربار جانے کے لائق نہیں ہے خواجہ عمرو سبکو گرفتار کررہے ہیں ہم لوگ انکے ہاتھ سے کیونکر بچینگے وہ تو ہر رنگ میں پہچان لیتے ہیں برق فرنگی کو ابھی گرفتار کیا ہے اور مروارید لہریز کو بھی دیدیا وہ اب پہلو میں اپنے شوہر کے بیٹھی خواجہ کی سفارش کررہی ہے مگر یہاں جب خواجہ اُٹھکر برق فرنگی کو لات گھی مارتے ہیں تب برق چپکے سے کہتا ہے اُستاد میرے چوٹ لگتی ہے خواجہ جھلا کر ملکہ حیرت جادو کی طرف رجوع ہوکے کہتے ہیں دیکھیے ملکہ عالم یہ مجھکو تسخیر کرتا ہے یہ نہیں جانتا کہ میں دل وجان سے مطیع افراسیاب ہوا اور کبھی فرماتے ہیں کہ میں تو اب خدمت فیضدرجت شعلہ خنجر میں رہونگا یہ دونوں صاحب مجھکو سرفراز کرینگے شعلہ خنجر کہتا ہے خواجہ میں تمھارا وہ مرتبہ کرونگا کہ عالم عالم رشک کرے تمکو اپنے لشکر کا بادشاہ کرونگا خواجہ فرماتے ہیں آپ کی مہربانی میں بھی خوب راضی کرونگا اسوقت دربار میں گرفتار ہونے سے برق کے

سب کو یقین کامل ہو گیا کہ اب مسلمانون کا لشکر تباہ ہو جائیگا اسی کی ذات سے سارا انتظام تھا اب ملکہ بہار جادو کی شادی ساتھ افراسیاب کے ہوگی افراسیاب جادو مدت سے ملکہ بہار پر عاشق ہو جب کوئی ساحر زبردست آتا ہو اور اہل اسلام گرفتار ہو جاتے ہین تو افراسیاب جادو راز مین گفتگو کرتا ہو کہ مخمور و بہار کو کوئی صدمہ نہ پہونچنے پائے آجتک افراسیاب کو بہار و مخمور سے وہی محبت ہی ہمیشہ سفارش کرتا ہو کہ خواجہ عمرو بیٹھے بیٹھے گھبرائے فرمانے لگے کہ اے ملکہ حیرت خالی صحبت مین دل گھبراتا ہو ایک دو غزلین گائین آپکا دل بہلائین ملکہ حیرت نے کہا خواجہ تمہارے گانے کے تو سب مشتاق رہتے ہین اگر خوشی ہو ایک آدھ چیز گاؤ یہ سنکر خواجہ عمرو نے خود بایان کھینچ لیا سیدھا سنبھالا چھیڑنے لگے حیرت جادو سے آنکھ ملا کر عرض کی دو چار اشعار سماعت فرمائیے شعلہ خیز و مروارید گہر ریز سے کہا براہ مہربانی آپ بھی متوجہ ہون مروارید نے کہا خواجہ ہم تو تمہارے گانے کے دل سے مشتاق ہین خواجہ نے یہ غزل شروع کی

نظم

ظہور آدم خاکی سے یہ ہمکو یقین آیا
تماشا انجمن کا دیکھنے خلوت نشین آیا

گیا بلقیس تک مکتوب شوقیہ سلیمان کا
قران مشتری و ماہ کا دورہ قرین آیا

ہمین تیرے کرم سے جام مثل برق اے ساقی
مبارک ہو وسے ہمکو ابر باران آفرین آیا

پری شیشے مین اتری کیسے یا قالب مین روح آئی
عجب انداز سے آغوش مین وہ نازنین آیا

ہمیشہ نقش حب کا مشتری کے روز لکھتا ہون
ستارہ نیک ہی میرا تو وہ زہرہ جبین آیا

نہ گھبرا چار دن کے واسطے اے روح قالب مین
گیا جب اس مکان سے پھر نہین اسکا مکین آیا

عجب دل مقرر اک نظر اسکو دکھا دینگے
جو کوئی مشتری بازار عالم مین حسین آیا

مشقت سی مشقت کی ہی راہ عشق مین ہمنے
پسینہ پاؤن کا کس روز یان سر تک نہین آیا

سمجھونگا کسی کو آسمان بے گو زمین بیٹھے
سمجھ زیر زمین اسکو جو بالا سے زمین آیا

گریبان تک کبھی دامن سے جنون ہو رسا اسکا
تنزل سے ہوئے دامن تک جو چاک آستین آیا

مصور کو تری تصویر کا سودا مبارک ہو
مقام گیسوی مشکین و خال عنبرین آیا

رجوع اپنے دل روشن سے کر آتش جو شعلہ ہو
گیا خرم جب اس درگاہ مین اندوہگین آیا

ملکہ مروارید کی آنکھون سے آنسو جاری ہوئے شعلہ خیز نے کہا حقیقت مین خواجہ بہار مثل نگین ہی

تمہاری لائق ہو کہ تمکو تو ید بازو بنا مین ساری محفل مین صداے آحسنت و آفرین بلند ہوئی ہر ایک کا
یہی قول ہو کہ خواجہ کا گانا سحر ہو خوش آواز صاحب سوز و گداز دل کو بیقرار کر دیتے ہین یہ سنکر خواجہ
رونے لگے کہا اے شہنشاہ شعلہ خیز ہمین اس حال پر بڑا افسوس ہوتا ہو اسقدر رنجکر کیے ہین کہ منھ
سے بات کرنے کو جی نہین چاہتا اسوقت موقع یہ تھا کہ گاتے بھی جاتے شراب بھی پیتے جاتے
صحبت عیش و نشاط ہوتی سب لوگ خوش ہوتے مگر اب منھ سے نہین نکال سکتے عیب مین کہینگے
کہ خواجہ نے جال پھیلایا اب سب کو بیہوش کرینگے اسوجہ سے مین کچھ نہین کہہ سکتا آج دل کو
میرے بڑی خوشی ہو شعلہ خیز نے کہا خواجہ اب تمپر کوئی کسی قسم کا گمان نہ کریگا مشہور ہو گیا کہ
خواجہ نے دل و جان سے اطاعت کی یہ سنکر خواجہ عمرو نے کہا جو آپ کے دل کو تسکین ہو تو پہر ہمین
کسکا خوف ہو جو کوئی کہیگا منھ کی کھائیگا یہ کہکر کہا کلید مینا نے کی ہمکو عنایت کیجیے تو مین ساقیگری
شروع کرون آج کوئی باقی نہ رہے ملکہ حیرت نے اشارہ کیا سب صاحب بیٹھ جائین شعلہ خیز
اپنے مقام سے اٹھا کنجی ملکہ حیرت سے لیکر عمرو کو دی کہا لو خواجہ تمہین اختیار ہو سب سے پہلے ہم
پینگے ہمین سب سے زیادہ دینا خواجہ کا ہمکو اعتبار ہو خواجہ عمرو نے جو کنجی پائی دوڑ کے میخانے مین
آکے سب شراب کو خراب کیا بیہوشی دل بھر کے ملائی اور پکار کے آواز دی یار و دوڑو شراب تقسیم ہوتی ہو
شراب کا نام سنتے ہی سب لوگ دوڑے قرابے گلابیان پتلے اٹھا اٹھا کے لیجانے لگے سارے لشکر مین
یہی ہنگامہ تھا کہ آج ذات سے شہنشاہ شعلہ خیز کے یہ جلسہ ہوا برق فرنگی بندھا بیٹھا ہو سب معاملہ
دیکھ رہا ہو دل مین کہتا ہو استاد کی خوب بن پڑی ہو کیا خوشی خوشی شراب تقسیم کر رہے ہین مگر حیران ہو
کہ استاد نے کیا سوچکر فیصل کیا مروارید گہر ریز کو کیون حوالے کر دیا جب باہر والے شراب لیجا چکے تب
خواجہ عمرو ڈیڑھ سو گلابیان و کنٹر الماس نگار مے ارغوانی سے معمور کر کے محفل مین لاے دیکھنے والے
خوش ہو گئے کہ خواجہ کس سلیقے سے شراب لاتے ہین اگر زاہد صد سالہ ہو تو رال ٹپک پڑے اسکا بھی
دل چاہے کہ آج شراب پیجیے خواجہ عمرو نے جام لبریز کیا پہلے شعلہ خیز ہی کے سامنے لائے کہا پیجیے
نوش فرمائیے شعلہ خیز نے کہا مین تو بندہ بے زر ہون عمرو نے کہا مین نے یہ تدبیر کی ہو کہ آپ کبھی
عاشق و معشوق جدا نہونگے شعلہ خیز جام لیکر بے اندیشۂ انجام پیگیا خواجہ نے دوسرا جام بھر کے
مروارید گہر ریز کو دیا مروارید بھی پیگئی شعلہ خیز نے پوچھا اے ملکۂ عالم خواجہ نے تمکو کیا دو نمبر کیا تھا

کسطرح رہین مروارید نے کہا اے شہنشاہ کیا بیان کرون میان تو خواجہ اکیلے بیٹھے ہین زنبیل مین انکی بڑی عملداری ہے جیسے مین زنبیل مین پہونچی پانچ چار کالی کالی لونڈیان دوڑ پڑین مجھکو گھیر لیا ایک کہتی تھی کپڑے اُتارو ایک کہتی تھی باورچی خانے مین کام کرو ایک کہتی تھی آٹا گوندھو مین حیران حیران سب کی جانب دیکھتی تھی ایک نے دو دست پنجے مار دیے ایک نے جلتا ہوا سوختہ منھ پر لگا دیا کھینچکر مجھکو باورچی خانے مین لے گئین کئی سو لونڈیان کھانا پکا رہی ہین ایک طرف پلنگ دیکھا باغات کے دروازے کھلے ہوے ہین سب باغ سرسبز و شاداب ہے حسرت جوش بہار طائران زمزمہ سرا کی پکار ابر تیرہ و تار آسمان پر چھایا ہوا ہے ننھی ننھی بوندیان پڑ رہی ہین کنارے حوض کے پر سرو قمریان طوق محبت بہ گلو شور کرکے صاف حسن سے ظاہر ہوکر اپنے معشوق کو ڈھونڈھ رہی ہین یہ اشعار انکی زبان سے مفہوم ہوتے تھے

اشعار

راز مخفی لب تلک آئے کہان مقدور ہے
دل ہمارا جلوہ گاہ شاہد مستور ہے

ایک شعلہ داغ سوزان کا ہے میرے آفتاب
آسمان نیلگون دود تن محرور ہے

دل مرا سیری مین ہے محو خیال زلف یار
نافہ مشک ختن پر پردہ کافور ہے

ساقیا مین زخمی تیغ نگاہ مست ہون
ہر دہان زخم مین خون بادہ انگور ہے

ناتوانی سے خط باریک ہے ایسا بدن
ہوچکی ہین مدتین زنجیر پاے مور ہے

حسن عالمتاب سے تیرے مثال مہر کیا
یہ [illegible] نور ہے وہ اک چراغ دود ہے

کم کسی صورت نہین کاشانۂ تن خلد سے
ہر نفس دل جلوہ گاہ حسن رشک حور ہے

ہوگیا بیہوش جسپر آنکھ تیری پڑ گئی
کسقدر لبریز مستی نرگس مخمور ہے

اور بھی شاعر زمانے مین ہین اکثر اے نسیم
پر جناب پاک کا کچھ اور ہی دستور ہے

کسی جانب عندلیبان خوشنوا مصروف زمزمہ سرائی محو رعنائی و زیبائی عجب رنگ کا وہ مقام ہے مطبوع خاص و عام ہے باغ کے بیان مین طول کلام ہے مختصر عرض کرتی ہون کہ قلعے جابجا آراستہ و پیراستہ ہین برجون پر چڑھی ہوئین گولہ انداز برق انداز شل رہے ہین کہین قلعہ لڑ رہا ہے پہلوان لڑتا جاتا ہے اُس پہلوان کا یہی قول ہے کہ خواجہ کا حکم ہے خراج داخل کرو قلعے دار کہتا ہے میرے میان ابکی خشک سالی ہوئی خواجہ سے عذر کرو ایک قصر مین ہزارہا تاج رکھے ہین ایک طرف تخت بچھا

جواہرات کے صندوقچے رکھے ہین نگہبان پکار رہے ہین کہ حکم ہی خواجہ عمرو کا ان مکانون کی جانب
کوئی شخص راستہ نہ چلے اگر کوئی اسطرف آئیگا فوراً گرفتار ہوجائیگا ایک جانب دریاے قہار
جاری ہی جہاز بجرے کشتیان آراستہ ہین شاہزادیان بجرون پر سوار ہوئے نواڑہ کھیل رہی ہین ہر ایک
یہی قول ہی کہ ہم خواجہ عمرو کی کنیزین ہین جدھر دیکھو عمرو ہی عمرو کا ذکر ہی بڑی عملداری ہی شہر آباد
رعایا دلشاد ہر مقام پر یہی ذکر ہی کہ خواجہ عمرو کی عملداری ہی کوئی ظالم مظلوم پر ظلم نہین کرسکتا ایک
شاہزادی بجرے سے جو اتری کئی سو کنیزین اُسکے ساتھ تھین اُسنے خود ہی پوچھا کہ آج کوئی لونڈی
نئی آئی کنیزون نے عرض کی باورچی خانے مین کام کررہی ہی اُس شاہزادی نے فرمایا ہمارے
پاس بلالاؤ وہی لونڈیان ظالم جو مجھے مارتی تھین وہ مجھکو اُس بی بی کے سامنے لیگئین اُس شاہزادی
نے مجھکو بہ محبت اپنی صحبت مین جگہ دی مہربانی فرمائی بی بی نہ گھبراؤ تم جلد قید سے چھوٹ جاؤگی
اور اگر شاید یہان رہنا ہوگا تو ہم تمکو اپنے قصر مین جگہ دینگے ہم سب خواجہ عمرو کے نوکر ہین
اُنکے حکم کے خلاف نہین کرسکتے ہین یہ سب مال و اسباب و جواہرات خواجہ عمرو ہی کا ہی مین
اُنسے باتین کررہی تھی اپنی مصیبت بیان کرکرکے روتی تھی کہ آواز آئی اُس کنیز کو بھیجو ہی کالی
کالی لونڈیان مجھکو یہان پہونچا گئین اُسی شاہزادی نے کہا لو مبارک ہو کہ تمھاری رہائی ہوئی
اور جو جو حال گذرے مہینون بیان کرون تو بیان نہو سکین زنبیل مین خواجہ عمرو کی کئی ملک
آباد ہین آپ وہ ہو معقول شاہان عادل کوئی کسی پر ظلم و بدعت نہین کرسکتا کرورہا روپئے کا مال
جمع ہی جو خواجہ عمرو نے لوٹا زنبیل مین داخل کردیا اتنے عرصے مین خواجہ عمرو نے حیرت وغیرہ کو
شراب پلائی برق فرنگی دمبدم کہتا ہی استاد میرے ہاتھ ٹوٹے جاتے ہین رسیان ڈھیلی کر دیجیے
خواجہ منھ پھیر لیتے ہین جواب نہین دیتے کبھی ایک لات ماردی کبھی پکار کے ملکہ حیرت سے کہا
دیکھیے یہ برق فرنگی مجھے بہکاتا ہی جلاد کو بلائیے اسکو قتل کیجیے ملکہ حیرت جادو فرماتی ہین خواجہ
شہنشاہ افراسیاب کو لکھا ہی جب وہ تشریف لائینگے اُنھین کے سامنے یہ قتل ہوگا خواجہ فرماتے
ہین ملکہ حیرت یہ انتظام تمھارے لشکر کا بُرا ہی دشمن کو جلد قتل کرڈالا جب قید رہیگا کوئی نہ کوئی
چھڑا لیجائیگا اور یہ عیار رجان لشکر اسلام ہین اگر یہ قتل ہوجائین جھگڑا پاک ہو حیرت جادو فرماتی ہین
اس قطع و برید مین تمھین کو اختیار دلوا دینگے خواجہ عمرو کہتے ہین اگر میرا اختیار ہوتا سب سے پہلے

اس بعود بے پیر کو قتل کرتا اسکی گستاخی دیکھو جھپٹ پٹ دوڑ سے آئے میری فکر مین آئے ہوسگے مین نے انکی گردن لی اب کہو کہان جائینگے کہ شعلہ خیز نے بیٹھے بیٹھے کہا خواجہ کچھ دو چار شعر تو گاؤ خواجہ نے گنگنا کے یہ غزل گانا شروع کی

غزل

وصل کی دولت ملی جذب دل بیتاب سے / کیمیا ہمنے بنائی ہر مگر سیماب سے

دن کو رات اُسنے کیا ہو گیسوے پرتاب سے / رات کو دن کر دیا ہو روے عالمتاب سے

استوا اُسکے ذقن پر جب ہوا ثابت ہوا / دور ہو جاتے ہین تنکے حلقۂ گرداب سے

بے حقیقت کو بلا سے کب ہو دنیا مین گزند / عکس تنکے کا بھی بہ سکتا نہین سیلاب سے

ہو مسرت راحتِ دنیا سے غفلت کے سبب / کون خوش ہوتا ہو بیداری مین عیشِ خواب سے

آسمان کے پاس سامان عیب پوشی کا نہین / کب کسی کا ستر ہوگا چادر مہتاب سے

آگے اُفتادون کے پاتے ہین کہین سرکش فروغ / سرد ہو جائے نہ کیون بازارِ آتش آب سے

پڑتے ہی عکس رخ جانان کی ہو تشبیہ تام / چوکھٹے کو ہالے سے آئینۂ مہتاب سے

غیر سے لگوائی مہندی اُسنے ہاتھون پر جو رات / پنجۂ مرجان کو ہمنے بھی رنگا مہتاب سے

ذقین گذرین کہ رکھتا ہون فراق یار مین / دن کو پروانے سے صحبت رات کو سرخاب سے

ہو نشو تیرے دیکھکر مجھکو ہوا جوش جنون / کرتے ہین کیونکر طبیب اصلاح خون عناب سے

کھائے ہین ایسے ترے محراب ابرو کے فریب / بھاگتے ہین دور ہم مسجد کی بھی محراب سے

خاک کوے یار ہو ناسخ مرے تن پر لباس / کام کیا مجھکو حریر و اطلس و کمخواب سے

مروارید گوہر ریز نے گھبرا کے کہا صاحب کس لطف سے عمرو نے یہ شعر گائے ہین کہ دلکو بیقرار کر دیا خانۂ دل غم و الم سے بھر دیا میرا جی چاہتا ہو کہ خواجہ عمرو گائین اور مین گت ناچون شعلہ خیز نے کہا مین بھی تمھارے ساتھ ہون میان بی بی کا ساتھ کسی مقام پر نہ چھوٹے خواجہ عمرو نے بھی فرمایا ہو کہ اب عاشق و معشوق کا ساتھ نہ چھوٹیگا بیہوشی تو تاثیر کر چلی تھی یہ کہکر دونون زن و شوہر گت ناچتے ہوے اُٹھے سب ہنسنے لگے چند قدم زن و شوہر چلے تھے کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا دونون لڑکھڑا کے گرے بیہوش ہوے انکے ساتھ چند آدمی اُٹھے وہ بھی گر گر کر بیہوش ہوے ہان ہان کا غل ہوا ایک اُٹھا چاہا گرے کوئی یہ کہکر اُٹھا کہ آج خوشی کا دن ہو یہ کہا اور گر کے بیہوش ہوا حیرت جادو

بہت ہوشیار عورت ہی شراب پیکر چپ چپ بیٹھی ہی کسی سے بات نہین کرتی یکایک نشے کا جوش ہوا یہ کہکر اُٹھی
کہ شہنشاہ کو بلانے جاتی ہون اُٹھتے ہی گری بیہوش ہوئی جو اُٹھا گرکے بیہوش ہوا تھوڑے ہی عرصے مین
سب اہالی دربار بیہوش فرش ہوے اول تو خواجہ نے شعلہ خیز و مروارید گہر ریز کو اُٹھا کے داخل زنبیل
کیا برق سے کہا میان صرف مادہ کو لیکر کیا کرتا اب زن و شوہر ایک مقام پر ہوے بچھون کی بھی امید
ہوئی برق جو کھلا رو رہا تھا کہتا تھا اُستاد آپ کی تو عیاری پوری ہوئی میری سب پسلیان ٹوٹ گئین
آپ نے ایسا بیدرد ہو کے مارا آپ کو اپنی عیاری کے سامنے کسی کا خیال نہین رہتا جی چاہتا تھا کہ مین
پکار کے حیرت سے کہدون کہ خواجہ نے شراب مین بیہوشی ملائی ہی خبردار کوئی شراب نہ پیے خواجہ عمرو
نے کہا سچ جو تم کہتے تو مین تمہین آج قتل بھی کر ڈالتا برق نے کہا اُستاد معاف کیجیے جہان کہین اب
موقع ہوگا دیکھا جائیگا عمرو نے کہا اب آپ یہان سے جائیے مین دو چار کوڑی کا روزگار کرلون برق
کب مانتا ہی یہ بھی لوٹنے مین مصروف ہوا ہر چند خواجہ منع کرتے ہین کہ ابے یہ کیا کرتا ہی برق فرنگی کہتا ہی
اُستاد مین نے بہت بڑی تکلیف اُٹھائی آپ نے سارا رنگ عیاری کا میرے ہی اوپر جمایا اب غلام کچھ
نفع بھی نہ حاصل کرے خواجہ عمرو نے چند کنیزون کو قتل بھی کیا مگر جب یہ ارادہ کرتے ہین کہ قریب ملکہ
حیرت کے جاؤن ہاتھ پاؤن مین رعشہ آجاتا ہی قلب خود بخود تھراتا ہی ساری بارگاہ کو [illegible]
مصور و صورت نگار کا منھ کالا کیا مصور کو بندر بنایا گلے مین پٹا ری اُسکی صورت نگار کے بائین ہاتھ مین
دہنے ہاتھ مین ڈگڈگی اس تماشے کو دیکھکر خود خواجہ عمرو خوش ہوے اپنے ہاتھ چوم لیے میان تو بارگاہ
حیرت کا یہ رنگ ہی وہان افراسیاب جادو باغ سیب مین بیٹھا مصروف عیش و نشاط ہی نازنینان
مہ جبین و زہرہ جبینان مہر تمکین غنچہ دہن رشک چمن خوش شمر و خوش تحر ناز و کرشمے مین طاق حسن مین شہرۂ
آفاق سامنے افراسیاب کے حاضر ہین باتین کر رہے تھے ایک نے کہا حضور اسوقت صحبت ملکہ حیرت
مین کیا ہو رہا ہی دوسری کنیز نے کہا اے شہنشاہ شعلہ خیز و مروارید گہر ریز یہ دونون زن و شوہر جو
پردۂ ظلمات سے تشریف لائے تھے اُنپر کیا گذری اُنکا کچھ احوال نہ معلوم ہوا اسوقت خود بخود دل گھبراتا
کلیجہ منھ کو آتا ہی قلب تھراتا ہی یہ سنکر افراسیاب جادو نے کہا ذرا کتاب سامری تو اُٹھا لاؤ ایک کنیز
گئی کتاب سامری اُٹھاکر لائی کہا لیجیے شہنشاہ یہ حاضر ہی افراسیاب نے کتاب کو جو کھول کے دیکھا
سارا نقشہ دربار ملکہ حیرت جادو کا آنکھون کے نیچے پھر گیا ایک چیخ ماری کہا یارو بڑا غضب ہوا عمرو

دربار کو حیرت کے لوٹ رہا ہی مروارید شعلہ خیز کو نذر زنبیل کر چکا حیرت پر دست انداز ہوا چاہتا ہی یہ کہکر افراسیاب غصے مین خود مثل شعلہ جوالہ چلا آسمان سے آکے دیکھا سارے لشکر مین ہنگامہ برپا ہی دوکاندار ناچ رہے ہین رنڈیان دوڑی دوڑی پھرتی ہین تماشا بینون کی خوب بن پڑی جسنے جسکو پایا گود مین اٹھایا اور لے بھاگا تا انکہ الگ بیہوش پڑے ہین کرن گسکرو کے دس پانچ رنڈیان لشکر سے غائب ہوگئین اب جو ناگہ ہوشیار ہوئی اپنی زچی کے لیے پیٹ رہی ہی کہ ہائے میری بچی کہان غائب ہوگئی افراسیاب یہ رنگ لشکر کا دیکھکر سخت پریشان ہوا ادھر سے نعرہ کیا باش او ساربان زادے اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا عمرو نے نعرہ افراسیاب کی آواز سنکر گلیم اوڑھلی برق سراپچہ چاک کرکے بھاگا افراسیاب نے پلٹکر دیکھا لشکر والون کی عجیب نوبت ہی دروازے پر چوبدار حاجب دربان کلموہے بنے ہوے ہین عمرو نے یہ تدبیر کی کہ ہاتھ مین انکے جوتی باندھ دی آنکھ جو کھلی ہاتھ اپنا منھ پر پھیرنے کو اٹھایا جوتی تڑسے منھ پر پڑی گھبرا کے دیکھا بغل مین دوسرا کلموہا پڑا ہی ہنسکر کہا کیا کیا ہمکو جوتی مارکے پھر پڑ رہے اچک کے اسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھے وہ اسکو کلموہا کہتا ہی یہ اسکو کلموہا کہتا ہی چہار جانب یہی ہنگامہ ہی ناچنے والے گانے والے فریاد و فریاد کر رہے ہین بعض اپنی دھن مین کچھ گا رہے ہین دوسرے نے کہا میان کیا بڑاتے ہو غزل عاشقانہ تو سنو کئی شعر متفرق میان قمر صاحب کے مجھکو یاد ہین وہ سناتا ہون یہ کہکے دھن مین گانے لگے

نظم

قمر ہم داغ بنکر عاشقون کے دل مین رہتے ہین
گل لالہ مین مسکن ہی مہ کامل مین رہتے ہین

خیال مہ جبینان عاشقون کے دل مین رہتے ہین
یہ لیلی وش ہمیشہ نور کی محمل مین رہتے ہین

عدم سے شوق مین آئے چلے دنیا سے حسرت مین
نہ اس عالم مین مسکن تھا نہ اس منزل مین رہتے ہین

ہمارے گھر پہ آکے ہنسکے کہتے ہین عزیزون سے
قمر جنکا تخلص ہی اسی منزل مین رہتے ہین

دوسرے نے کہا کیا بیہودہ بکتے ہو کیا میان قمر صاحب سے مجھسے ملاقات نہین ہی چند شعر تمکو انکے ایسے سناؤن کہ حیرت مین ہو جاؤ سنو عرض کرتا ہون

اشعار

جنون کو چاک جگر کی ہی آرزو باقی
رکھی نہ تار گریبان نے لئے رفو باقی

کوئی ہوس ہی نہ دل مین نہ آرزو باقی
ہوا ہے کوچہ گیسو ہی مو بمو باقی

بقا وجود کے جو بیچ ہین چار سو باقی
نہ تو نہ تیغ نہ ہم ہین نہ وہ گلو باقی

لنڈھائے دیتا ہے ساقی جو شام سے سب خم
سحر کے واسطے رکھ ایک تو سبو باقی

یہ عطر گل کو کہاں سونگھ کر مرے گل نے
شمیم ناز کی میرے ہے اسمین بو باقی

خزان مین کوئی نہ پوچھیگا اے گل رعنا
بہار حسن ہے جبتک ہے رنگ و بو باقی

کمر جو باندھی ہے عالم کے قتل پر ظالم
یقین ہے کہ اکیلا رہیگا تو باقی

غبار نے بھی مرے خاک چھانی عالم کی
ہوا سے وصل کی اب تک ہے جستجو باقی

لگا ہی لائینگے نشتر کو ہم کبھی نہ کبھی
جو رہ گیا کسی رگ مین کہین لہو باقی

دعا یہ کرتا ہے مینا صدائے قلقل مین
کہ تا بہ حشر رہین ساقی و سبو باقی

چلا نہ زور رقیبون نے لاکھ سر پٹکا
رہی ہین ہم وہی صحبت وہی ہے تو باقی

چھری تو پھیر چکی گردن پہ ابتو کھولدے پر
کہ رہ نہ جائے تڑپنے کی آرزو باقی

تڑپ کے مرگئی بلبل ہوئی نہ گل کو خبر
رہی نہ باغ جہان مین وفا کی بو باقی

قمر ہے بحر جہان کی تو نفستون کو زوال
یہی ہے چاہ کہ رہجائے آبرو باقی

افراسیاب جادو دیکھ رہا ہے کہ ہر شخص اپنے حال مین کوئی ناچتا ہے کوئی گاتا ہے کوئی بھاگا جاتا ہے کوئی بڑے سمجھ دار چپکے چلے جاتے ہین ایک طائر اڑکر جو سر پر سے نکلا سمجھے کہ کسی نے ڈھیلا مارا ارے کہکر پیچھے ہٹے لڑکھڑا کے گرے بیہوش ہوگئے سب اس کیفیت مین ہین کل ساحران غدار آفت و مصیبت مین ہین یہ رنگ باہر والون کا دیکھتا ہوا اندر بارگاہ کے آیا دیکھا سب بیہوش پڑے ہین افراسیاب نے باران سحر برسایا سب ہوشیار ہوے مصور نے اپنا یہ حال جو دیکھا گلے مین پٹا پڑا ہوا اسمین رسن بندھی ہوئی ایک عورت سونٹا ہاتھ مین لیے ہوے رسنا ہلا رہی ہے جھلا کر بولا او حرامزادی تو کون ہے مجھے بندر بنایا ہے صورت لنگور سونٹا لیکر اٹھی ڈگڈگی بجا کے کہنے لگی ناچ کھلاڑی دھنک دھنا افراسیاب قہقہہ مار کر ہنسا کہا مرشدزادے ذرا ہوش مین آؤ زوجہ کو کلمات سخت نہ کہو مصور نے کہا یہ ملکۂ عالم ہین افراسیاب جادو نے سب کو ہوشیار کیا حیرت سے پوچھا ارے یہ کیا معرکہ ہوا ملکہ حیرت نے کہا مین نے آپ کا لکھا ہوا رقعہ عمرو کے پاس بھیجا وہ رقعے کو دیکھتے ہی فوراً حاضر ہوا آگے مروارید گہر ریز کو دیا شہنشاہ شعلہ خبر نہایت خوش ہوے اُسنے اپنا رنگ جمایا کہا اب مین سامری پرست ہوا آپ ہی کی خدمت مین رہا کرونگا سب مسلمانون کو پکڑ لاؤنگا برق فرنگی

عیار بصورت خدمتگار میرے دربار میں آیا تھا اُسے عمرو نے گرفتار کر لیا اب سب کو اعتبار ہوگیا
کہ اسنے دل وجان سے اطاعت کی اور حسب مروارید گہر ریز کو دیدیا تو کہا اب میری شادی ساتھ
صرصر کے کر دیجیے میں راضی ہوگئی صرصر سے جو کہا اُسنے نہ مانا بگڑ کے مجھسے باہر چلی گئی بعد تھوڑی
دیر کے عمرو نے شراب کا چرچا کیا شراب پی پیکر سب بیہوش ہوے میں بھی بیہوش ہوئی اب
وہ دونوں زن وشوہر کو لیگیا افراسیاب نے کہا صرصر کو بلاؤ جا کر خبر لائے یہ ذکر تھا کہ ملکہ
صرصر شمشیر زن مُلتفی ہوئی آئین افراسیاب جادو نے کہا اے صرصر جاؤ دربار مہرخ میں ذرا
دریافت تو کرو کہ شعلہ خیز ومروارید گہر ریز پر کیا گذری صرصر یہ سنکر میان سے روانہ ہوئی اب
دربار ملکہ مہرخ کا ذکر کیا جاتا ہی کہ دربار مہرخ کا آراستہ وپیراستہ ہی سب ساحران نامی وسرداران
گرامی تمع ہیں یہی ذکر ہو رہا ہی کہ ابھی تک عمرو وبرق واپس ہوکے نہیں آئے نہیں معلوم انپر
کیا گذری کہ ادل برق فرنگی تڑپتا ہوا آکے پہونچا سب حال اسنے مفصل بیان کیا کہ خواجہ نے
زن وشوہر کو لیا دربار حیرت کا لوٹا افراسیاب آگیا استاد گلیم اوڑھکے بھاگے یقین ہی کہ وہ بھی
آتے ہونگے برق یہ باتیں کر رہا تھا کہ خواجہ عمرو بھی آکے پہونچے ملکہ مہرخ نے کہا خواجہ خیر تو ہی عمرو
نے کہا کیا عرض کروں ہمنے تو آج لُٹ گیا عین وقت پر افراسیاب آگیا ہم بھاگے دو صندوقچے
جواہرات سے بھری کمر میں تھے وہ بھاگتے وقت کہیں گر گئے اب مہاجنوں کا بلوہ ہوگا مگر انکا روپیہ ضرور
ادا کر دینگے ورنہ اعتبار جاتا رہیگا اسی وقت ملکہ مہرخ نے دس توڑے منگوا کے حاضر کیے کہا خواجہ
یہ تو حاضر ہی عمرو نے کہا خیر جو ملا وہی سہی میں قرض اور کسی سے لیکر ادا کر دونگا یہ سود میں داخل کر دونگا
ملکہ مہرخ نے کہا خواجہ شعلہ خیز ومروارید کو اب نکالیے خواجہ نے دونوں کی زبان میں سے سوزن دیکر
نکالا دونوں کو ہوشیار کیا اب جو زن وشوہر کی آنکھ کھلی دربار در دربار خواجہ عمرو کو دیکھا کہ تمام سرداران
نامی وساحران گرامی اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہیں مرقع دربار تصاویر سرداران سے معمور یہ کیفیت دیکھکر
دونوں زن وشوہر گھبرائے کہ ابھی تو ہم دربار ملکہ حیرت جادو میں بیٹھے شراب خواری کر رہے تھے
یہ کیا ماجرا گذرا کہ ہم دونوں زن وشوہر یہاں آگئے یہ دونوں اس سوچ میں متحیر ومتردد تھے
کہ خواجہ عمرو نے پکار کر آواز دی اے شعلہ خیز واے مروارید گہر ریز اب بہتر تمہارے واسطے اسی میں
ہی کہ اطاعت مذہب اسلام کرو مہرخ وبہار نے بھی بہت سمجھایا مخمور نے اُٹھکر کہا تم خوف نہ کرو دیکھو

افراسیاب نے ہمارا کیا کر لیا خدا خواجہ عمرو کو سلامت رکھے جو قصد کیا وہی کر لیا کبھی ہمکو قید نہ کر سکا
اور یہ بھی تمنے سنا ہوگا کہ میعاد طلسم تمام ہوئی انشاء اللہ افراسیاب کو قتل کرینگے اب کیا افراسیاب
زندہ بچیگا یہ سنکر زن و شوہر نے آپس مین اشارے کیے کہ جان بچانا فرض ہو ظاہر مین تو اطاعت
کرو عمرو کو گرفتار کرکے چلین یہ اشارے کرکے دونون پکار اٹھے ای ملکۂ عالم ہم دونون زن و شوہر
دل و جان سے اطاعت کو حاضر ہین ہمارے شریک ہونے سے آپ کو بڑا فائدہ ہوگا مہرخ نے
فوراً حکم دیا کہ زبان سے دونون کی سوزن نکالو حکم کی دیر تھی فوراً سوزن نکالی گئی پہلوے تخت
مین دونون کو کرسیان ملین دونون ان کرسیون پر آکے بیٹھے کہ رہے ہین ای ملکہ مہرخ ہم مقام
لوح کا بتا دینگے مرحلہ جات کی بھی فکر کرینگے پردۂ ظلمات کے بھی حال سے بخوبی آگاہ ہین وہ سب
راستے عرض کرینگے مگر دلون مین دونون کے یہی خیال ہو کہ آج ہی رات کو اپنا کام کرینگے عمرو کو
گرفتار کرکے لیجائینگے ظاہر مین یہ باتین کر رہے ہین کہ ہم راستہ بتا دینگے جا بجا مدد کرینگے لیکن صرصر جو
واسطے دریافت کرنے ان دونون زن و شوہر کے حال کے چلی تھی دربار مین ملکہ مہرخ کے آکر دیکھا
یہ دونون زن و شوہر مسلمان ہو گئے ملکہ مہرخ کے شریک ہوے کرسیون پر بیٹھے باتین کر رہے ہین صرصر نے
یہ حال مصیبت مآل اپنی آنکھون سے دیکھا بیقرار ہو کے بھاگی خدمت مین حیرت و افراسیاب کے
آئی عرض کی حضور زن و شوہر دونون مسلمان ہو گئے دربار مین بیٹھے کہ رہے ہین کہ ہم چلکر پردۂ ظلمات
فتح کرا دینگے لوح بھی دلا دینگے یہ سنکر افراسیاب جادو غصے مین کانپنے لگا کہا ای ملکہ حیرت حقیقت مین اگر یہ
دونون زن و شوہر لشکر مسلمانان مین رہ گئے سبت سے راز و نیاز بتا دینگے ماز داران طلسم سے ہین
یہ کہکر افراسیاب نے صرصر سے کہا جسطرح سے آج رات کو ان دونون کو پکڑ لا دو ای ملکہ حیرت تو بار ان
دونون کو سزا دینا حیرت نے کہا ایسا ہی ہوگا صرصر شمشیر زن تو یہان سے فکر مین ان دونون زن و شوہر
کے چلی لیکن شام کو دربار ملکہ مہرخ کا برخاست ہوا ملکہ بہار طرف اپنے خیمے کے چلین خیال بادشاہ
انجاہ کا بندھا ہوا ہو کنیزون نے جو بہار گلعذار کو پریشان دیکھا عرض کی داری کیسا مزاج ہو آج حضور
کو سبب پریشان پاتے ہین بہار نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا کیسا کیسین دیکھین فلک کیا دکھائے کب
یہ مصیبت ہمارے سر سے دفع ہو

لطف

کب تک وہ زلف دیتی ہو آزار دیکھیے | کٹتی ہو کسطرح سے شب تار دیکھیے

بیمار عشق مرتے ہیں اس اشتیاق میں
پی جائیے جو شربت دیدار دیکھیے

رغبت کی آنکھ ڈالیے ورنہ دن کیطرح سے
روشن جو آفتاب سا رخسار دیکھیے

بے موت روز مرتے ہیں عاشق خبر نہیں
اے شاہ حسن پرچۂ اخبار دیکھیے

جاتے ہیں کوسے یار سے ہم ایسے ہوئے تنگ
کعبہ بھی ہو تو پھر کے نہ زنہار دیکھیے

آہستہ پانون رکھیے قیامت نہ کیجیے
مخمور مست جتنے ہوتے ہیں بیدار دیکھیے

طاؤس و کبک کو ہے نکل چلنے کا خیال
چلتا ہے یار کونسی رفتار دیکھیے

سنبل کی طرح عشق جو ہمکو چمن سے ہو
سو جائیے تو خواب مین گلزار دیکھیے

قزاق کی نگہ سے کم اپنی نگہ نہیں
کیا لوٹیے جو دولت دیدار دیکھیے

جن جن کے قتل کیجیے انصاف شرط ہے
حاضر ہیں بیگناہ و گنہگار دیکھیے

عاشق مسیح بھی نہیں کتنے ہیں مہربان
حال اُسکا پوچھیے جسے بیمار دیکھیے

مشتاق دل ہے جنبش ابروے یار کا
چلتی ہے کس طرح سے یہ تلوار دیکھیے

سو دیکھیں ابروؤنکے ہون وہ ماہ ڈھونڈھتا
جبین کہ چاند و پلکے تلوار دیکھیے

عالم کی سیر کیجیے آتش ملیگا یار
یوسف جو چاہیں آپ تو بازار دیکھیے

صرصر کنیزون مین ملکہ مہبار کی ملی ہوئی ہے اک کنیز سے پوچھا شہنشاہ شعلہ خیز دمرواز بدگہر ریز پر
کیا گذری اُس کنیز نے جواب دیا ایک بارگاہ اُنکو رہنے کو ملی ہے ملکہ مہرخ نے بڑی خاطر کی اب انکو
عہدہ افسری ملیگا صرصر شمشیرزن یہ سنکر خاموش ہو رہی ایک کنیز سے پوچھا خواجہ عمرو کہان ہیں اُسنے
جواب دیا آج اُنھون نے سویرے سے آرام فرمایا ہوگا یا کسی بازار مین ہونگے صرصر شمشیرزن ہمراہی
بہار گلعذار سے الگ ہوئی جابجا سے خبرین دریافت کرتی ہوئی قریب بارگاہ شعلہ خیز کے پہونچی
دیکھا دروازے پہ حاجب دربان نگہبان حاضر ہیں یہ دو لون زن و شوہر کبھی باہر آتے ہیں اور کبھی
اندر جاتے ہیں اسی فکر مین ہیں کہ ذرا زیادہ رات جائے تو ہم عمرو کو گرفتار کرکے لیجائیں سامنے
افراسیاب و حیرت کے لیجا کے قتل کریں اسکے خون سے ہاتھ رنگین حکم سامری و جمشید مین رخنہ ڈالین
اسی ظالم نے ہمارے ساتھ یہ آفتین برپا کین ہم بدلا ضرور لینگے باہر کھڑے ہوئے تھے یہ کہتے ہوئے
بارگاہ مین آئے دو لون زن و شوہر یہی صلاحین آپسمین کر رہے ہیں صرصر نے کنارے سے انکے زانو و دہن

عیاری کا لکالا خواجہ عمرو کی شکل بنکر تیار ہوئی جھپٹ کے دربارگاہ شعلہ خیز پر آئی دونون زن و
شوہر نے جو سنا کہ خواجہ عمرو تشریف لاتے ہین دونون باہر نکل آئے کہا خواجہ صاحب ہم ابھی
آپ ہی کا ذکر کر رہے تھے آپ کی وجہ سے ہمنے بڑے مرتبے پائے ملکہ مہرخ نے سبت سرفراز کیا
ہم کبھی وقت پر کام آئینگے راستے بتائینگے طلسم ہوشربا بہت وسیع مقام ہے وہ راستے ہم بتائینگے صرصر
ہان ہان کرتی جاتی ہے کہا اے شہنشاہ مین برائے انتظام لشکر آیا تھا جی چاہا تمھاری بارگاہ مین
چلیں ایک جام شراب پیین کوئی گلابی ہے شعلہ خیز نے عرض کی حاضر ملکہ مہرخ کو خدا سلامت رکھے
انھون نے سب سامان عیش و نشاط ہمارے واسطے بھیجے ہین کسی شے کی کمی ہے یہ کہکر گلابی لاکے رکھدی
صرصر نے متھوپھیری کرکے شراب مین بیہوشی ملائی جام لبریز کیا چند شعر بھی سنائے جام بھر کے پہلے شعلہ خیز
کو دیا شعلہ خیز نے کہا کیونکہ خواجہ آپ نوش فرمائیے صرصر نے کہا یہ ادب کے خلاف ہے ایک ایک
جام آپ پی لین تو پھر مین بھی پیون شعلہ خیز بے اندیشہ انجام پیگیا دوسرا جام مہرواریدگہر ریز کو پلایا
بایان چھیڑ کے یہ غزل گانے لگی

غزل

افزا لگشون پہ تھا قلق دل تمام رات ۔۔۔ کاٹی ہے ہمنے یار یہ مشکل تمام رات
ہر لحظہ ولین شوق شہادت کے جوش سے ۔۔۔ ہمکو رہا تصور قاتل تمام رات
محظوظ تھا وہ دیکھ کے اپنا فروغ حسن ۔۔۔ آئینہ ماہ کا تھا مقابل تمام رات
فرصت نہ پائی ریزش گریہ سے ایکدم ۔۔۔ جاری رہا ہے قافلہ دل تمام رات
کیا پوچھتے ہو عاشق مضطر کی سرگذشت ۔۔۔ بیتاب ہیان تحسین صورت بسمل تمام رات
فرصت نہین تصور جانان سے ایکدم ۔۔۔ رہتا ہے سامنے مہ کامل تمام رات
دامن مین آکے اشک ٹپکتے ہین اے نسیم ۔۔۔ لٹتی ہے خوب دولت حاصل تمام رات

دونون زن و شوہر شراب پیکر بیہوش ہوئے صرصر نے دونون کا پشتارہ باندھا سراپردہ چاک کرکے
جنگل نخلستان کی آڑ پکڑتی ہوئی لشکر سے نکل گئی یہان صبح کا وقت ہے ملکہ حیرت بارگاہ مین بیٹھی ہین
یہی ذکر ہے کہ ان نمکحرامون کا کچھ حال نہ معلوم ہوا صرصر اسی فکر مین گئی تھی ابھی تک واپس نہین آئی
صبا رفتار نے کہا حضور استانی شام سے گئی ہین یقین ہے کہ لیے ہوئے آئینگی یہ ذکر تھا کہ صرصر زن و
شوہر کا پشتارہ لیے ہوئے آکر پہونچی دونون کے پشتارے ڈالدیے کہا حضور یہ دونون دل جان سے

مطیع ہوے ہین عمرو کی شکل بنگئی زن و شوہر یہی کہتے تھے کہ ہم راستہ بتا ئینگے مین نے دونون کو
شراب پلاکر بیہوش کیا حیرت نے کہا دونون کی زبان مین سوزن دیکر ہوشیار کرو یا حال زار تو دیکھین
یہان تو صرصر نے انکو ہوشیار کیا ان دونون نے اپنے کو دربار حیرت مین پایا حیرت نے کہا کیون نمکحرامو
تمنے کچھ ہمارا خوف نہ کیا اگر عمرو تمکو قید کرتا ہم رہا کر سکتے تھے ایسا نمکحرام جان کا خوف ہوا کہ اطاعت کی
دونون نے کہا اے ملکۂ عالم ہمنے مکر سے اُنکا مذہب اختیار کیا تھا آپ نے غضب کردیا ورنہ ہم کار نمایان
کرکے آتے عمرو کو لاتے بی مہرخ کا سر کاٹتے حیرت نے کہا اور فرمائیے ہمکو فقرے دیے جاتے ہین
خوب مضمون بنایا اب تمکو وہ سزا ملیگی کہ دیکھنے والون کو عبرت ہو پھر کوئی ایسی حرکت نہ کرے حیرت نے
جو یہ کلمات سخت کہے یہ زن و شوہر جو تھے ساحران جلیل مین نہایت غصہ آیا کہا اے حیرت تخت پر بیٹھکر
کیا بیہودہ بکتی ہو دوست کو دشمن بناتی ہو کلمات سخت زبان سے نکالتی ہو ہمسے ہو سکے قصور نہ کیا
جیسے کیا ویسا پایا یہان تو حیرت و زن و شوہر سے گفتگو ہونے لگی وہان بوقت سحر خواجہ عمرو رات بھر اسی
خیال مین رہے کہ دونون کچھ میرے ساتھ مکر نہ کرین یہ سوچتے ہوے بارگاہ شعلہ خیز پر آئے دیکھا
نگہبان رو رہے ہین عمرو نے پوچھا ارے کیا ہوا کہا حضور زن و شوہر بارگاہ مین نہین ہین کوئی چرا لیگیا
ہم عرض نہین کرسکتے آپ ہی بارہ بجے تشریف لائے تھے اُسوقت سے پھر کوئی نہین آیا عمرو داخل خیمہ ہوا
سمجھا کہ کوئی میری صورت بنا آیا زن و شوہر کو لیگیا یہ کہکر عمرو اندر آیا زن و شوہر کو نہ پایا بستر صرصر کا بچھا
عمرو نے یہ حال مصیبت مال دیکھکر آواز دی کہ یارو بڑا غضب ہوا دونون زن و شوہر کو چرا لیکے صرصر
لیگئی یہ کہکر عمرو خدمت ملکہ مہرخ مین آیا کہا اے ملکۂ عالم آپ نے سنا شہنشاہ شعلہ خیز و مروارید گوہر ریز
کو صرصر چرا لے گئی اب مین لشکر حیرت جادو مین جاتا ہون ملکہ مہرخ نے کہا ہم لوگ بھی آتے ہین
اُنکی رہائی مین کد و کوشش ضرور چاہیے ایسا نہو اپنے مقام پر کہین کہ اہل اسلام نے ہماری مدد نہ کی
خواجہ عمرو باہر نکلے برق سے ملاقات ہوئی برق نے پوچھا استاد خیر تو ہو خواجہ عمرو نے کہا بیٹا بڑا غضب
ہوا شعلہ خیز و مروارید گوہر ریز کو تمھاری استانی چرا لیگئین برق نے کہا غلام جاتا ہے یہ کہکے برق
روانہ ہوا جانسوز و ضرغام بھی چلے مہتر قران کو خبر پہونچی یہ بھی اپنے مقام سے روانہ ہوے یہان
ملکہ مہرخ نے لشکر کو تیار کیا بہار گلعذار نے اپنی کنیزون کو درست کیا مخمور سرخ چشم بھی اُٹھین رعد
برق بھی تدبیر کرنے لگے تمام لشکر مین ہنگامہ پڑگیا ہر ایک کا یہی قول تھا کہ یارو جلد اپنے کو پہونچاؤ

ایسا نہو وہ بیچارے قتل ہوجائین تو صدمۂ عظیم ہوگا یہ بھی جابجا چرچے ہین کہ اُنکی نیت کا اُنکو پھل ملا اُنھون نے
چاہا تھا کہ مکر سے مسلمان ہوکر خواجہ کو پکڑ لیجائین اُسکا یہ انجام ہوا کہ صرصر شمشیر زن اُنکو گرفتار
کرکے لیگئی وہان گفتگو ہوئی تھی حیرت نے عذر اُنکا قبول نہین کیا سُنا ہے کہ سامان قتل مہیا
ہوچکا ہے لیکن عیاران نامی صورتین بدل کے دربار مین حیرت کے پہونچے مقام مناسب پر جاکر
ٹھہرے یہان حیرت زن و شوہر پر غصہ کر رہی تھی کہتی ہے ای نمک حرامو تمنے غضب کیا جاتے ہی اطاعت
کر لی اگر مسلمان ہوئے تھے قتل کا ارادہ کرتے ہم تمھارے چھڑانے مین عاجز تھے اگر قید ہوتے رہا کرکے لاتے
ظلمات سے نکلتے ہی آفت مین مبتلا ہوگئے ہمنے ہر مقام پر خبر لی اپنے کو آفت مین پھنسایا مگر تمکو بچایا بادشاہ
پردۂ ظلمات کیا تھا اوبچیاؤ تمکو غیرت نہین آتی اب سارے طلسم مین مشہور ہوگا کہ نمک حرام ہارے گئے
انجام بخیر نہوا شعلہ خیز نے جھلا کر جواب دیا او حیرت کیا بیہودہ بکتی ہے تخت پر بیٹھکر ایسی اترائی حقیقت مین
اہل اسلام کا مذہب حق ہے ہماری نیت کا ہمکو پھل ملا ہماری نیت خراب تھی لیکن بہ آواز بلند کہتا ہون
مین اب صدق دل سے مطیع مذہب اسلام ہوا اگر کوئی عیار یا ہرکارہ موجود ہو تو خواجہ عمرو سے خبر کرے
غلام آپکا بصدق دل مطیع مذہب اسلام ہوا لیکن غلامون کو مہلت نہ ملی راہی ملک عدم ہوے ہمکو
فاتحہ خیر سے فراموش نہ کیجیے گا ملکہ مہرخ کی خدمت مین آداب و تسلیمات پہونچا و موضع ہوکہ غلام راہی
ملک عدم ہوے ہماری نیت کا انجام بد ہوا جیسا کیا ویسا پھل پایا مثل مشہور ہے چاہ کنندہ را چاہ
درپیش یہ جو پکار کے شعلہ خیز و مروارید نے کہا تمام دربار مین حیرت کے غریو بلند ہوا حیرت نے
کہا ہم تو بخوبی جان چکے تھے کہ تم دونون دل سے مطیع اسلام ہوے ملکہ حیرت نے کہا مین ابھی قتل
کرتی ہون اگر قید کرتی تو شاید ساربان زادہ کچھ فتور برپا کرتا اب کیا ہو سکتا ہے یہ کہکر حیرت نے
پکار کر آواز دی جلاد کو بلاؤ یہ کہنا تھا کہ صف سے ایک جلاد نکلا ڈھاٹا باندھے ہوے خنجر برہنہ
چمکاتا ہوا حیرت نے پکار کر آواز دی دونون کو قتل کر جلاد جھپٹ کر دونون کے قریب آیا زنجیرین
پکڑ کر جھٹکا مارا کہا ای گنہگارو سر جھکا کر بیٹھو بادشاہ سے سخت کلامی کرتے ہو اب قتل کیے جاؤ گے
امان نہ پاؤ گے چپکے سے کہا ای شہنشاہ شعلہ خیز منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری تمھاری
رہائی کو آیا ہون تم دونون زن و شوہر کی زبان سے سوزن لیتا ہون خوب سمجھکر اُٹھنا ملکہ مہرخ وغیرہ
بھی تمھاری مدد کو آتی ہین اب نہ گھبرانا شعلہ خیز مثل گل کے شگفتہ ہوگیا مروارید سے اشارہ کیا

وہ ہمارے مددگار آگئے اب کیا خوف ہی وقت رہائی آگیا عمرو نے پکار کر کہا ای ملکہ عالم حکم اول ہی سمجھ کے دیجیے قتل کرنا میرا کام ہی جلانا کام ساحری و جمشید کا حیرت نے کہا جلد قتل کر تین حکم برابر دیلے عمرو نے خانہ میں خنجر چمکایا اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو

تصنیف مصنف

عمرو ذی حشم مہتر مہتران
اڑاتا ہون کفار کے مین جو ٹین
مری چال سے ہی صبا پائمال
ہوا افسر ذی حشم نامدار
کہ آقا ہمارا جہانگیر ہی

مری نسل سے مکر پیدا ہوا
جھکاتا ہون دشمن کو ہر دم کنوئین
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
امیر عرب شیر پروردگار

مرا نام ہی خواجۂ خواجگان
مرے نام پر غدر پیدا ہوا
مرا مکر ہی گلشن قیل و قال
نشان تمہاری گرد پاپوش کا
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہی

عمرو نے نعرہ کرکے دونون کی زبان سے سوزن لیا دونون تڑپکے اُٹھے ایک بڑے جادوگر کے پہلو مین مہتر برق فرنگی کھڑا تھا نعرہ کرکے خنجر مارا وہ تڑپ کے گرا نعرۂ برق

تصنیف مصنف

ترپنے مین مین برق رفتار ہون
ارسطو سے ذی علم شاگرد ہی
زیر قدم غرب ہی شرق ہی
کئے ایک جادوگر کو بغداد
زعیاری من بہ لرزد زمین
جو من تیغ کین برکشم از غلاف
بمیدان جنگ آوران نامور

لقب ہی مرا برق خنجر گزار
کہ کون مکار غدار ہون
اور مکر پر میرا مدار ہا
پھلاوا ہون مین نام بھی برق ہی
[illegible] کے نعرہ کیا نعرۂ مہتر قران
منم مہتر ذی حشم نامدار
فتد لرزہ در کوہ و دشت مصاف

کہ استاد ہین خواجۂ نامدار
کرون سیکڑون کوس کی راہ طی
تڑپ سے مری چرخ بیزار ہا
ایک جانب مہتر قران کھڑے
منم مہتر و گرد میدان کین
لقب گشت مہتر قران ذوالفقار
منم افسر مہتران عمرو

ایک ایک عیار نے ایک ایک افسر نامی کو مارا یہ زن و شوہر اپنے مقام سے تڑپ کے اُٹھے سحر کرکے باہر نکلے جادوگرون کے مرنے سے اندھیرا ہوا عمرو نے اُس اندھیرے مین جال مارا کسی کی کلاہ کسی کی پگڑی عورتون کے دوپٹے تاجدارون کے تاج سب کھینچکر زنبیل کیے حیرت نے جو دیکھا دونون سحر کرکے باہر نکلے جادوگرون کے مرنے سے اندھیرا ہوا ہے تند چل رہی ہی ایک دستک دی شعلہ حمکا اندھیرا برطرف ہوا ذری بجلی باہر آئی دیکھا ان دونون جادوگرون نے دونون کو گھیری لیکن شعلہ جوالہ کی طرح اُس بلوے مین لڑے ہین جیسے غول پر جا پڑے برقین چمکائین خنجر کرا سفے کر زمین جلا دی ذ[illegible] ہزارون بار اُٹھنے بھڑنے آگے بڑھے حیرت نے پکار کر آواز دی خبردار یہ جانے نہ پائین سب ملکے ان کو گھیر لو

بڑے بڑے افسر بڑھے چہار جانب سے سحر ہونے لگے کسی نے برف برسائی کسی نے خنجر گرائے خنجر سے مروارید زخمی ہوا شعلہ خیز نے بڑھکر آگ برسائی خنجر گرائے اُس جادوگر کو بڑھکر مارا جسنے مروارید کو زخمی کیا تھا جب طرف سے اُسپر سحر کی بوچھار ہی جسنے بڑھکر سحر کیا اُسکو للکارا کئی سو جادوگرون کو مارا جیرہ نے بڑھکر سنگ دی برق چمک کر گری سر شعلہ خیز کا بھی زخمی ہوا اب دونون لڑکھڑائے یقین تھا کہ گرفتار ہوجائین کہ ہوا سرد چلی نعرہ ہوا انمّ ملکہ بہار جادو اُترے اُترے گلدستہ جو چلا آسمان سے پھول برسنے لگے پھولون نے آنکھین کھولین غنچے چٹک کر گل ہوئے عندلیبان خوشنوا نے یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

بہار غنچگی دیتا ہے جو دل خستہ ہوتا ہے — پس از خندیدن کی کھلا کے گل سربستہ ہوتا ہے
نشاط وصل ہے رنج جدائی چشم عرفان مین — کہ بعد از قطع شاخین ملکے اک گلدستہ ہوتا ہے
معانی زخم خوردہ لفظ نشتر سے بندشین اکثر — دل عاشق کی صورت شعر اپنا خستہ ہوتا ہے
ہمین ذی ہمتی صیاد ظالم کیون دکھاتا ہے — کب آزادی کے قابل طائر پربستہ ہوتا ہے
بھلا آسان ہو کیونکر موشگافی فکر مشکل کی — کہ ہر عقدہ بشکل زلف بستہ ہوتا ہے
کچھ ایسے دونون مصرع ایک ہوجاتے ہین مضمون مین — کہ سامع کو گمان ابروے پیوستہ ہوتا ہے

عندلیبان خوشنوا نے اسطرح یہ اشعار پڑھے کہ ملکہ حیرت جھومنے لگی لیکن زوجہ افراسیاب ہے زمین سے ایک طائر نکلا آواز دی اے ملکہ عالم آپ زوجہ افراسیاب ہین ساحرہ لاجواب ہین ہوشیار ہو جیسے حیرت کو ہوش آیا ہوش آتے ہی بہار پر جا پڑی اسطرح کے سحر کیے ابرو ملائے خنجر چمکائے کہ سر بہار کا زخمی ہوا ملکہ حیرت چلی زمین سے چند قدم اونچی ہوئی منظور یہ ہے کہ بہار کا سر کاٹ لون کہ زمین تک ہلنی رعد جادو نے سر نکالا دونون کانون پر ہاتھ رکھکر کڑکڑا کر کے چیخ ماری حیرت اُلٹ گئی کئی سو کے سر پھٹے گئی سو لڑکھڑا کر گرے مانی جو بیٹھے کے آواز سنی چمک کر گری کہ سر کاٹ کر حیرت کا نکل جاؤن کئی سو بیٹلے سر راہ ہوگئے اپنے سر کٹوا دیے مگر حیرت کو بچایا اب رعد و برق گرنے لگے رعد کی گڑگڑاہٹ برق کی چمک ایک طرف سے مخمور ہوئی ملکہ حیرت سب کے سحر روک رہی ہے قصد ہے کہ شعلہ خیز و مروارید کمر ریز کو مارون سردارون نے سینے سپر کیے لاشون سے میدان بھر دیے مگر حیرت بھی آتش کی کڑک کے گر رہی ہے جسپر گری اُسکو زخمی کیا صفین کی صفین درہم و برہم کر دین کچھ کے روکے سے نہین رکتی نہایت حیرت کو بھی غصہ ہے ہر مرتبہ یہی کہتی ہے کہ آج ان مسلمانون کو نہ چھوڑونگی جسنے گستاخ مین بار و جادو جاد و گر جو بدر کر آئے تھے وہ بھی لڑ رہے ہین

حیرت کا ارادہ ہی کہ ان سبکو گرفتار کرلون ہرچند کد و کاوش کرتی ہی یہ سردار بھی جان لگا رہے ہین حیرت پر سحر کی بوچھار ہی کہ ڈنکے پر چوب پڑی دیکھا ملکہ مہرخ سحر چشم بہ فرفریدونی دبہ حشمت جمشیدی مع کل لشکر کے آگے پہونچی باغبان قدرت پاے تخت ملکہ مہرخ پر ہاتھ رکھے ہوے چلا آتا ہی ایک طرف معمار قدرت ایک طرف ملکہ گلچین زوجۂ باغبان سردارون نے آتے ہی بلوہ کیا شعلہ خیز و مروارید کو تخت ہوادار پر سوار کیا سردارون نے ہوادار کو گھیر لیا سردار لڑنے لگے ہنگامۂ گیر و دار بلند کفار دردسند حیرت خود بسند تخت کی پابند ہر طرف سے سحر کی بوچھار ہورہی ہی مگر ملکہ مہرخ نے اشارہ کیا لڑتے بھڑتے نکل چلو اب ٹھہرنے سے کیا فائدہ جنکو لینے آئے تھے انکو لے لیا سردارون نے جگر سحر کیے لشکر حیرت ذرا ہٹا تھا کہ سرداران اسلام لڑتے بھڑتے نکلے ہرچند حیرت نے روکا یہ لوگ نہ رک سکے لڑ بھڑ کر نکل گئے آخر حیرت رنجیدہ کبیدہ پلٹی طرف افراسیاب کے چلی کہ جا کر افراسیاب سے یہ حال کہون اہل اسلام مصروف عیش و نشاط ہوئے

دو کلمۂ داستان شجاعت بیان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران روانگی امیر براے شکار روانہ کرنا افراسیاب کا تہدید بلندرکاب جادوگر کو براے انتظام لشکر مسلمانان پلٹنا صاحبقران کا شکار سے و بدعت تہدید باقی حالات متعلقۂ داستان بندا ساقی نامۂ مصنف

بیا ساقیا جام صہبا بیار	رحیق مصفا چو روے نگار	بیا ساقی ماہ طلعت بیا
بیا صاحب شان و شوکت بیا	ز دیدار رویت شوم بہرہ مند	تو لسیم بہ اوصاف او سطر چند
بیا ساقی ماہوش بے نقاب	زمینائے گلگون بیار آفتاب	رخت ماہ چرخ جلالت شعار
قدت سرو گلزار عز و وقار	سمن بو شکر لب دل آرام من	زجامت شود عیش انجام من
منم قمری سرو بالاے تو	بیا بر سر و چشم من جاے تو	توئی رونق محفل عاشقان
توئی شمع بزم فصاحت نشان	بدل اشتیاق تو ای سیمبر	زہجر تو بیتاب و غمگین قمر
دلم شد ماہی طپید در فراق	ستم کرد این چرخ نیلی رواق	زہجر تو بیتاب ہجران نصیب
ز وصل تو محروم حرمان نصیب	بدہ ساقیا جام آتش فشان	کہ در بزم رندان شود امتحان

غبار درش سرمۂ چشم من
شکر لب سمن بر صورت پری
ز رفتار قلب و جگر پائمال
معطر دماغم ز خوشبوے تو
منم مائل روے زیباے تو
رقم گشت با عز و جاہ و وقار

بہ پیش قدت پست سرو چمن
ز ابروی او خنجر آبدار
بزیر قدم کشتہ سر پائمال
زخود رفتہ بر یاد رفتار تو
نہال بہشت است بالاے تو

دہن غنچۂ گلشن دلبری
نگاہش برد صبر و ہوش و قرار
منم عندلیب گل روے تو
منم محو دیدار و گفتار تو
قمر داستان جلالت شعار

ہمہ تہور شعاران شمشیر زن و دلاوران جرات نشان صف شکن
اس داستان شوکت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر سخن سنج و غواص دریای ہوش چنین ریخت گوہر
بدامان گوش۔ افراسیاب جادو باغ سیب مین فردکش ہی انسین جلیسین حاضر ہین کہ ایک نامہ
لقا کا آیا ساحر نے لا کر دیا افراسیاب نے حکم دیا پڑھو سرمایہ برف انداز نے بآواز بلند پڑھنا شروع کیا
مضمون یہ تھا کہ ادبندۂ خاطی قدرت کو کتنا زمانہ گذرا تیرے حوالی مین آئے ہوئے ان بچاؤ نکو بھیجا کہ جو
غرور کرتے ہین قدرت کو غرور پسند نہین جب غرور کرینگے قدرت غارت کردیگی کسی ایسے کو بھیج کہ جسمین غرور
نام کو نہو قدرت کی خوشی پر کام کرین افراسیاب نے زانو پر ہاتھ مارا کہا بارہ مین کیا کرون مین نے
کیسے کیسے ساحر بھیجے اور وہان جا کر مارے گئے شدید بلند رکاب کو بلاؤ یہ جو افراسیاب نے کہا
آسمان پر برق چمکی دیکھا ایک ساحر سیہ فام بدانجام مخروطی دندان کام فیل خرام بارہ ہزار ساحر پشت پر بصد کر و فر
آکے پہونچا دست بستہ عرض کی کیا حکم ہوتا ہی افراسیاب نے کہا خدمت خداوند مین جاؤ خبردار غرور نہ
کرنا ورنہ قدرت غارت کردیگی ایک بات کا اور لحاظ رکھنا اپنے کو عیارون سے بچانا اگر عیارون سے
اپنے کو بچایا سب مسلمان غیر ساحر مین صرف حمزۂ عرب مالک اسم اعظم الٰہی ہی اُس سے خوف کرنا شدید
نے کہا مجھے سب باتون کا خیال رہیگا ایکدن مین سب کا خاتمہ کردونگا اور بھی فوج افراسیاب نے
ساتھ کردی ساٹھ ہزار ساحرون کو ساتھ لیکر طرف کوہ عقیق کے روانہ ہوا برائے ملاقات
خداوند جاتا ہی ور دیان فوج کی نئی اسباب عمدہ کے سانت چھکڑے لدے ہوئے منزل بمنزل جاتا ہی
پہلوے کوہ مین ایک قلعہ ہی کہ اسکو قلعۂ کوہستان کہتے ہین حاکم وہان کا جادوش قراق ہی اپنے
قلعہ پر بیٹھا ہوا صحرا کا تماشا دیکھ رہا ہی کہ صحرا سے گرد اڑی آمد فوج شدید شروع ہوئی جادوش نے دیکھا
چھکڑون پر صندوق لدے ہوئے اُن پر غلاف مخمل کا نشانی کے اہالی فوج وردیان زرق برق پہنے

اس پیچ و تاب سے اگر دامن صحرا مین فروکش ہوا چاوش قزاق لشکر کو دیکھکر بیقرار ہو گیا اپنی بارگاہ مین آیا
وزیرون مشیرون کو جمع کیا کہا یہ لشکر اگر اترا ہی لاکھون روپیہ کا مال ساتھ ہی کسی طرح اسکو لوٹ لیا چاہیے
تیز رنگ سبک خیز عیار بھی اسکا جلسے مین موجود ہی اسنے عرض کی اول مین جاکر دریافت کر لون کہ
کسکا لشکر ہی کہان جاتا ہی پھر تدبیر کی جائے کہ وہ بھی ساٹھ ہزار فوج ہی آپکی پچیس ہزار فوج ساٹھ ہزار کو نہین
لوٹ سکتی چاوش نے کہا جاکر دریافت تو کرکہ کون ہین کہان سے آتے ہین کہان جاتے ہین تیز رنگ بہانے
عیاری سے آراستہ ہو کر بشکل فقیر لشکر شدید مین آیا مخفی سب حال دریافت کیا وہان سے آکے سب حال
چاوش سے کہا اور کہا کہ یہ لشکر ساحرون کا ہی شدید بلند رکاب نام ہی برلے مقابلہ مسلمانان جاتا ہی اسکا
لوٹنا مشکل ہی خود ساحر زبردست ہی چاوش نے کہا ای تیز رنگ کوئی بات تو نکال تیز رنگ نے کہا ایک تدبیر
کہ شب کو مین جاکر اسے بیہوش کرون مثل دزدون کے دو چار صندوق ہم آپ نجر الامین امین دو چار
لاکھ روپیہ کا مال ہو گا چاوش نے قبول کیا گیارہ قزاقون کو ساتھ لیکر قلعہ سے باہر نکلا تیز رنگ پہلو
بارگاہ شدید پر آیا نقب کھودنا شروع کی مہرہ نقب کا بارگاہ شدید مین توڑا گیارہ آدمی اندر پہونچے
تیز رنگ نے شدید کو بیہوش کیا بارگاہ مین دیکھا جا بجا صندوق رکھے ہین گیارہ قزاقون نے گیارہ
صندوق اٹھائے لے نکلے شدید کا اسباب سحر کرسی پر رکھا تھا وہ بھی اٹھا لیا اور جو اشیاء عمدہ دیکھے
وہ بھی لیے اسطرح اسباب لیکر یہ سب نکلے اپنے قلعے مین آکر صندوقون کو توڑا اسباب نکلا کئی لاکھ
روپیہ کا اسباب تھا خوب آپسمین تقسیم کیا مطمئن ہو کر بیٹھ رہے میان شدید کی جو آنکھ کھلی حیران ہوا کہ اسباب
کیا ہوا اسباب سحر بھی ندارد ملازمون کو بلایا چوکی پہرے والون پر غصہ کیا آخر اس نقب کو دیکھا جادوگر
کہنے لگے یہ تو کسی بڑے بھاری جادوگر کا کام ہی شدید نے کہا قسم ہی سامری و جمشید کی جبتک اس
چور کا پتا نہ لگے گا یہان سے نہ جاؤنگا خداوند لقا نے یہین سے تقدیرین خلاف کرنا شروع کین مجھ ایسے
جادوگر کا مال چوری جائے اور پتا نہ ملے بڑے افسوس کی بات ہی یہ بات مشہور ہو گی تو مین بدنام ہونگا
سب ساحرون نے کہا بہت مناسب ہی شدید نے کہا یقین ہی کہ اسی صحرا مین ان چورون کا مقام ہو
گینڈے پر سوار ہو کر چہار طرف صحرا مین جاتا ہی پتا بھی لگاتا ہی نشان نہین ملتا ایک دن طرف قلعہ
کوہستان کے نکل گیا دیکھا ایک چھوٹا سا قلعہ پہاڑ سے کوہ مین واقع ہی شدید کھڑا ہو کر دیکھنے لگا
بالائے قلعہ کمرے مین پردے پڑے تھے یکایک پردہ اٹھا دیکھا ایک نازنین چہاردہ سالہ نوجوان

ملبسن دریائے جواہر مین غوطہ زن لباس مقطول پہنے ہوئے شرماکر بیچھے ہٹی شدید جمال دیکھکر بیتاب ہو گیا آنکھوں مین آنسو بھرے ہوئے عرصۂ دراز تک کھڑا رہا شمع شعلہ خو ہٹی جادوش کی شرماکر کنارے ہو گئی مگر اسنے دیکھا کہ وہ شخص حیران حیران کھڑا ہے بحسرت طرف پردے کے دیکھ رہا ہے شمع کم سن ہے طبیعت کو اسکی بھی لگاؤ ہوا مگر شرماکر پردہ چھوڑ دیا شدید آخر کھڑے کھڑے چلا آیا لیکن نہایت ہی بیقرار ہو اپنے لشکر مین پلٹ آیا کھانا بھی نہ کھایا دن بھر تڑپ تڑپ کے کاٹا شام کو پریشان ہو کر اٹھا ساتھ والون نے پوچھا آج حضور کا مزاج کیسا ہے دن کو خاصہ بھی نہین نوش فرمایا شدید کا دل بھر آیا کہا یارو اگر اُس قاتل کو پاتا مین تھام کر کہتا

نظم

مہربانی ہے دم مرگ یہ اے یار عبث
دیکھنے آئے ہین کیفیت گلزار عبث
کونسی بے ادبی کی جو کہا حال اپنا
ہو نہ آزردہ کہین کرتے ہو تکرار عبث

دیکھنے آئے ہو تم صورت بیمار عبث
آپکے بخل طبیعت سے اب امید نہین
تمسے بل کرنے لگے گیسوئے خمدار عبث

گو نہ تھے داغ جگر پر کو افسوس کہ ہم
لوٹتے آئے ہین ہم دولت دیدار عبث
ہان تو تمسے جو کہتا ہے وہ عیار نسیم

اسطرح رو رو کر یہ شعر پڑھے کہ مصاحب پوچھنے لگے حضور کیا معرکہ گذرا شدید نے رو رو کر بیان کیا کہ سامنے قلعۂ کوہستان ہے وہان ایک آفت جان کو دیکھا مائل ہوا اب جاتا ہون صبر مجھسے نہین ہو سکتا سحر کرکے اُٹھا لاؤنگا لا کر قدمون پر سر رکھونگا کیا عجب کہ قبول کر لے سب خاموش ہو رہے شدید چھپتا ہوا زیر قصر آیا شمع قصر پر بیٹھی تھی شدید نے یہین سے سحر کیا شمع بیہوش ہو گئی شدید سحر کرکے کمرے پر آیا شمع کو اُٹھایا پرواز کرکے اپنے لشکر مین آیا اسباب عیش مہیا کرکے شمع کو مسند پر بٹھایا سحر اُتارا ہوشیار کیا ہاتھ باندھکر قدمون پر گرا شمع نے کہا اے شخص تو کون ہے مین اپنے مکان سے یہان کیونکر آئی شدید نے سب اپنا حال بیان کیا مال کا غائب ہونا اُسکی تلاش مین جانا جمال دیکھکر عاشق ہونا سحر کرکے اُسکو اُٹھا لانا سب بیان کیا شمع نے سر جھکایا کہا اے شدید مجھے تجھسے انکار نہین لیکن اس حوالی مین ایک بادشاہ ہے وہ بھی ساحر ہے مخکوم جادو اُسکا نام ہے میرے باپ نے اُسکے ساتھ مجکو منسوب کیا ہے اُسنے تصویر بھی میری منگائی تھی اسی مہینہ مین شادی کا سامان تھا یہان یہ کیفیت ہوئی والد ضرور اُس سے اطلاع کرینگے وہ ضرور فساد برپا کریگا ایک تامل کرو مال بھی تمہارا والد ہی چرا لیگئے ہین شدید نے کہا مین اپنے مال کے واسطے قیامت برپا کرونگا قلعے مین آگ لگا دونگا اگر ابھی اشارہ کرون اور سحر کرون ملازم اُسکے اُسکو قتل کر ڈالین کل ہی

آفت برپا کرونگا محکوم جادو میرا کیا کریگا شمع نے کہا بہتر ہی تو تمھارے پاس موجود ہون ایک ہفتہ
تامل کرو آئندہ اختیار ہی شدید تو خاموش ہو رہا صبح کو جاوش کو خبر ہوئی کہ بیٹی کوٹھے پر سے غائب ہو گئی
اسنے فوراً محکوم کو نامہ لکھا کہ ای فرزند یہان یہ معرکہ گذرا افسوس بہ تمھاری غائب ہو گئی سنتے ہی محکوم
گھبرا گیا بارہ ہزار جادوگرون کو ساتھ لیکر قلعۂ کوہستان مین آیا پوچھا ملکہ کہان سے گم ہو گئی جاوش نے
کہا کوٹھے پر سے غائب ہو گئین محکوم نے کہا یہ تو کسی ساحر کا کام ہی مجکو وہان لیچلیے مین ابھی پتا لگا لونگا
کسکی مجال ہی کہ میری معشوقہ کو رکھ سکے یہ کہکے کوٹھے پر آیا نقش پاے شدید کا دیکھکر خاک اٹھائی اور
خاک ملا کر اسکا پتلا بنایا سحر کیا آواز دی بتلا تو کون ہی کہ ملکہ شمع کو لے گیا پتلے نے مثل انسان کے
آواز دی شدید ملازم افراسیاب جسکا لشکر صحرا مین اترا ہی وہ ملکہ شمع کو لیگیا فلان بارگاہ مین اسکو
رکھا ہی یہ سنتے ہی محکوم نے کہا ابھی جاکر آفت برپا کرتا ہون یہان شدید نے بھی کچھ لوگ تیار کیے تھے
کہ قلعہ پر جا کر آگ برساؤن اپنا مال اُس سے واپس لاؤن کہ دیکھا آگے آگے محکوم پشت پر بارہ ہزار
جادوگر ایک جانب جاوش بڑے زور و شور سے آتا ہی محکوم نے بڑھکر نعرہ کیا او شدید تو نے جبر غضب کیا
پرائے ناموس پر ہاتھ ڈالا دیکھ تو کیا کرتا ہون نعرہ کرکے لشکر شدید پر آگ برسائی خنجر گرائے منظور یہ ہی کہ
اُترتا بڑھتا خیمے تک جاؤن ملکہ کو نکال لاؤن شدید کے دو چار ہزار جادوگر جو مارے گئے اب سنبھلا سحر زنا
شروع کیے اسکے ساحرون پر تلوارین گرائین کئی سو کے سر اڑ گئے عیار شدید کا ساحر بھی ہی اور عیار بھی ہی یہی
ایک طرف کھڑا ہوا دیکھ رہا ہی محکوم نے جو دیکھا کہ شدید ساحر زبردست ہی بارگاہ ملکہ پر اندھیرا کر دیا
کہ بارگاہ نہین معلوم ہوتی محکوم نے چاہا کہ گھر کر نکل جاؤن اور کسی فطرت سے ملکہ کو لونگا یا تڑپ کے
ملکون پر پرواز پیدا کیے شدید نے کارد اپنی جھولی سے نکالی اپنے خون سے اسکو رنگین کیا محکوم پر
کھینچ ماری سینہ پر گینہ پر محکوم کے پڑی پشت کو توڑ کر نکل گئی اب ساحرون پر اسکے جا پڑا کچھ قتل ہوئے کچھ بھاگے
کچھ تڑپ کے مر گئے دم بھر مین قیامت برپا ہو گئی اب شدید کر آتون پر گرا سحر جو کیا آپس مین لڑنے لگے بھائی نے
بھائی کو مار لیا جاوش پر ایک گولا مار دیا اسکا بھی سر پھٹا قزاقون کو گھیر گھیر کر مارا لڑائی فتح کرکے پلٹا بڑی
خوشی ہوئی قلعے پر بھی قبضہ کیا تین دن اسی مقام پر رہا دل مین کہا مسلمانون کا خاتمہ کرکے شادی اپنی
بڑی دھوم سے کرونگا کہ سب آگاہ ہو جائین یہ لشکر کوچ کیا طرف کوہ عقیق کے چلا یہان زلزلۂ کاف
ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران کو ایک ہفتہ گذرا کہ لقا کے میان سے طبل جنگی نہین بجا معرفت عیاران

ظاہر ہوا کہ افراسیاب کو نامہ لکھا ہی جادوگر کا انتظار کرتے ہین جب کوئی ساحر آئیگا طبل جنگی بجیگا اب آخر
وقت ہی صاحبقران بیرون بارگاہ جلوہ فرما ہین کہ آسمان پر ابر آیا کچھ بوندیان بھی پڑین امیر نے فرمایا عرصہ
دراز سے شکار کا اتفاق نہین ہوا ہی بادشاہ جمجاہ سے متوجہ ہو کر فرمایا اگر حضور کے خلاف نہو تو شکار کھیل
آؤن بادشاہ نے کہا بسم اللہ مگر حضور جانتے ہین بختیارک ایسا دشمن موجود ہی جسوقت سنیگا کہ حضور
لشکر مین نہین ہین ضرور فساد برپا کریگا شب کو رہنے کا ارادہ نہ فرمائیگا امیر نے فرمایا انشاء اللہ دوپہر سے
پیشتر چلا آؤنگا مگر بادشاہ نے کچھ فوج بھی ساتھ کردی مقبل غلام کو ساتھ لیا جواہر خنجر زن عیار ساتھ
صبح کو قراول حاضر ہوے اُن سب کو ساتھ لیکر صحرا مین آکر شکار کھیلنے لگے عرصۂ دراز تک پرندون سے
ہوا کو خالی کیا فرمایا اس صحرا مین کوئی چرند نہین دو گنوارون نے آکر خبر دی یہان سے تین کوس پر ایک
دھانون کا کھیت ہی وہان چالیس پچاس آہو چرا کرتے ہین صاحبقران مقبل وغیرہ کو ساتھ لیکر چلے
آگے دیکھا بارہ چودہ آہو چر رہے ہین امیر نے سردارون سے اشارہ کیا اپنے اپنے گھوڑے بڑھاؤ فلان
آہو کو ہم شکار کرینگے اور سب کا تم صاحبون کو اختیار ہی اب جو گھوڑے گڑکائے آہو بھاگے کر چھالین بھرتے
ہوے چلے جس آہو کو امیر نے تاکا تھا اُسی کے پیچھے گھوڑا ڈالا آہو بھاگا ہوا جاتا ہی امیر نے بگشت گھوڑا
ڈالا پہر پہر کامل آہو بھاگا ہوا گیا ایک مقام پر آگے چوکڑی بھولا تیر مارا امیر نے اُتر کر بقربانی پہونچایا
پلٹ کے دیکھا ہمارے ساتھ کوئی نہین پہونچا انتظار مین ہین کہ کوئی قراول وغیرہ آجائے تو پلٹین
کہ سامنے سے ایک آہو تیر خوردہ پیدا ہوا امیر نے اُسکو بھی تیر مارا وہ بھی گرا اُسکو بھی ذبح کر کے
اُسی مقام پر ڈالدیا کہ صحرا سے گرد اُٹھی ایک جوان دیو خصال کو دیکھا کہ تیر و کمان ہاتھ مین اپنے
شکار کی جستجو مین چلا آتا ہی شکار جدا پڑا ہوا دیکھا غصے مین کانپنے لگا وہین سے نعرہ کیا او اجل گرفتہ
نابدولت کے شکار کو شکار کیا یہ کہکے قریب صاحبقران کے آیا کینڈے سے کودا تیغہ برق تابدار
قبضہ کیے ہوے کہا ای جوان اپنے نام سے آگاہ کر تونے کیا سمجھ کے نابدولت کے شکار کو شکار کیا
امیر نے کہا صحرا مین کسکا اجارہ ہی شکار کو دیکھا تیر مار دیا تیرے نے بھی خطا نہ کی نام نامی تونے سنا ہوگا
صاحبقران عالی شان داماد نوشیروان سرکوب لقا یہ سنکر اُس پہلوان نے آواز دی اب
او حمزہ مین تو تیری تلاش مین تھا تم شجر کوہی نخل حیات تیرا قلم کرونگا قدرت کو بڑے بڑے
صدمے پہونچائے ہین اکثر بھائی بند ہمارے گئے نہین معلوم کیا اُفتاد پڑی کہ وہ لوگ مارے گئے

لین تیرا سر کاٹ کے روانہ کرونگا امیر کو نہایت غصہ آیا فرمایا او بیحیا دور ہو شجر کوہی نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے پاٹ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالا ایک طمانچہ مارا شجر کوہی لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہو گیا امیر نے افسوس کیا یہ کیا جہالت سرزد ہوئی شجر کو دیکھا کہ آنکھین کھولتا ہی امیر کو دیکھکر بند کر لیتا ہی امیر نے فرمایا ای شجر اٹھ جہالت کا تمر ملا اب مین کچھ نہ کہونگا شجر جھاڑ پونچھکر اٹھا جھک جھک کے سلام کرنے لگا امیر نے فرمایا کہ جا شجر نے ہاتھ باندھکر عرض کی حضور کسی سے اسکا ذکر نہ کیجیے گا جرأت میری مشہور خاص و عام ہی ایسا ہین گستاخ کالین گے مین جڑ کی بات عرض کرتا ہون امیر نے فرمایا مین اسکا ذکر نہ کرونگا شجر کوہی گینڈے پر سوار ہو کر بھاگا نین کوس پر اسکا لشکر تھا اسمین جا کر بیوجا بارگاہ مین اکیلا جا کے بیٹھا خیال ذلت مین رو رہا ہی یہان صاحبقران اسی مقام پر اتر پڑے مقبل نے آکر بارگاہ استادہ کرائی صاحبقران نے فرمایا اب دن قلیل ہی انشاءاللہ صبح کو جائینگے سب ساتھ والے بھی اسی مقام پر اتر پڑے امیر دن بھر کے تھکے ماندے تھے خاصہ نوش کرکے آرام فرمایا مگر شجر کوہی بارگاہ مین اکیلا بیٹھا رو رہا ہی سلیم کوہی عیار اسکا ہی اسنے جو دیکھا کہ آقا بارگاہ مین اکیلے ہین جب سے شکار سے پلٹ کے آئے کسی کو یاد نہین کیا در بارگاہ پر آیا پکار کر آواز دی غلام حاضر ہونا چاہتا ہی شجر نے کہا آؤ سلیم نے آکر دیکھا شجر کی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے عارض پر آنکھون سے آنسو جاری سلیم قدمون سے لپٹ گیا عرض کی کیون حضور خیر تو ہی مین بہت آپکو کدر پاتا ہون ملال قلبی بیان فرمائیے غلام علاج کر سکتا ہی شجر نے کہا ای سلیم کیا بیان کرون حمزۂ عرب سے مقابلہ ہوا اگر غدر نہ کرتا مارا جاتا مین نے فریب کرکے اپنی جان بچائی مگر ای سلیم جی چاہتا ہی کہ حمزہ مشکین بندھ کر میرے سامنے آئے یا اپنی جان دیدون سلیم نے عرض کی حضور کیون گھبراتے ہین مین حمزہ کو گرفتار کر لاؤنگا یہ کتنی بڑی بات ہی حضور ابھی غلام جاتا ہی رنگ عیاری جماتا ہی کبھی حضور ان مسلمانون پر کوئی کرامات غالب نہین ہوا یا عیار ہو یا ساحر سحر کرکے پکڑے ورنہ جرأت مین یہ لوگ یکتا ہین مین گرفتار کرکے لاتا ہون سر کاٹ کر خدمت مین خداوندگی روانہ کر دیجیے شجر کو بہت پسند آیا کہا ای خیر خواہ دولت اگر تو سے یہ کام کیا وہ تیری آبرو کرونگا کہ وزیر اور امیر رشک کرین سلیم یہ سنکر اٹھا طرف لشکر صاحبقران کے چلا اسی فکر مین چلا تھا کہ صاحبقران کو گرفتار کرکے لاؤن پسران عمرو کے دھبہ لگاؤن

دو پہر رات گئے لشکر امیر مین آیا صورت بدلے ہوے پھرتا رہا کئی پھیرے لیے پشت بارگاہ امیر پر پہونچا
ایک نخل کی آڑ پکڑ کے نقب کھودنے لگا سہ پہر رات رہے دوسرا مہرہ نقب کا توڑ کیا دیکھا کہ بارگاہ
مثل عروس شب اول آراستہ ہے شمع ہاے مومی و کافوری روشن ہین سب روشنی اسنے گل کر دی
دو شالہ چہرے سے امیر کے ہٹایا امیر غافل سو رہے تھے اسنے بیہوشی دوا بنا کر پہونچائی امیر کی
بیہوشی کو پختہ کر کے پشتارہ باندھا اُسی نقب سے لے نکلا شجر کوہی رات بھر انتظار مین بیٹھا رہا صبح کو
دیکھا سلیم پشتارہ بدوش آیا شجر نے پکار کر کہا ای سلیم شیر باش زندہ باد عرض کی آپ کے اقبال سے
حمزہ کو لایا شجر کوہی خوش ہو گیا کہا ای سلیم تمنے بڑا کار نمایان کیا اب کیا کرنا چاہیے مین حمزہ
قتل کرون سر کاٹ کے خدمت مین خداوندی بھیجدون سلیم نے کہا ای شہریار حمزہ کے سرداران
نامی فرزندان گرامی بلاے روزگار ہین اگر خبر سُن پاینگے آپ کے قلعے مین دریاے خون
بہا دینگے جان بچانا مشکل پڑیگی میرے نزدیک یہ مناسب ہے کہ امیر کو تو قید کیجیے ایک عرضی
بخدمت خداوند روانہ فرمایے کہ ہمنے حمزہ کو بجرأت گرفتار کیا ہے کہیے زندہ روانہ کرون یا سر
بھیجون قدرت حمزہ کو قتل کر سکتے ہین آپ کی مجال نہین ہے کہ حمزہ کو قتل کرین شجر کو یہ بات
پسند آئی صاحبقران کو مسلسل کر کے قید خانے مین بھیجدیا ایک عرضی لقا کو لکھی سلیم کو دی کہا
ای برادر تمہین لیکر خدمت خداوند مین جاؤ سب کیفیت بخوبی عرض کرنا کہ اپنے پاس بلوا لیجیے
سلیم عرضی لیکر چلا مقبل وغیرہ صبح کو اُٹھے صاحبقران کو نہ پایا مہرہ نقب کا ملا معلوم ہوا
صاحبقران کو کوئی گرفتار کر کے لیگیا روتے پیٹتے لشکر مین آئے بادشاہ سے سب حال بیان کیا
بادشاہ نے ہرکارے واسطے تلاش کے روانہ کیے لیکن شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان
حال دادا کا سنکر بہت پریشان ہوئے بادشاہ کے سامنے کچھ نہ کہا بیرون بارگاہ آکے شبرنگ
بن عمرو اپنے عیار سے فرمایا ای شبرنگ مقام افسوس ہے کہ دادا جان کو نہین معلوم کون گرفتار
کر کے لیگیا یہ بیچارے ہرکارے کیا پتا لگائینگے جی چاہتا ہے ہم خود تلاش مین اپنے دادا جان کی نکلین
شبرنگ نے کہا بسم اللہ نور الدہر نے مخفی مرکب اپنا منگایا اسپ پری وش پر سوار ہوئے
شبرنگ کو ساتھ لیکر صحرا مین چلے چہار جانب نگاہ کی گھوڑے کو اڑاتے چلے آتے ہین دو روز
اُسی صحراے ہول خیز مین پھرتے ہوے گذرے ایک دن دو پہر کو ایک نخل کے سایے مین

ٹھہرے شبرنگ نے دیکھا کہ ایک عیار جست وخیز کرتا ہوا جاتا ہے شبرنگ نے عرض کی حضور
اسی مقام پر ٹھہرین مین اس عیار کو جاکر گرفتار کرون کیا عجب ہے کہ نشان صاحبقران دستیاب ہو
نورالدہر نے کہا بسم اللہ شبرنگ آگے بڑھا اور غنچہ گلستان مین چھپا کمندین سر راہ جس بوٹے پر کردین
عیار جب قریب کمندون کے آیا جست وخیز کرکے چلا تھا کہ شبرنگ نے شیر کی آواز دی عیار کا شبرنگ
جھٹکا مارا عیار گرا شبرنگ نے حباب مار کے بیہوش کیا تو بڑا کھول کر تلاشی جو لی نامہ نکلا
شبرنگ بہت خوش ہوا عیار کو تو ایک گوشے مین ڈالدیا نامہ لیکر خدمت مین نورالدہر کی آیا
نورالدہر نے جو وہ نامہ پڑھا پڑھکر فرمایا شبرنگ اب اگر ہم اسطرف نہ آتے اور یہ عیار پاس لقا کے
پہونچ جاتا تو باعث خرابی تھا جد عالی تبار کو سنجر کوہی نے گرفتار کیا ارادہ قتل کا رکھتا ہے اب وہن
چلنا چاہیے اگر کھس کے بارگاہ مین نہ مارا تو اپنا نورالدہر نام نہ رکھا ملعون لکھتا ہے کہ مین نے سنجر
امیر کو گرفتار کیا سراسر غلط ہے یہ فرماکر اُسی جانب چلے لیکن سلیم عیار کو درہ کوہ مین ڈالدیا تھا
کاہ کشون نے ہوشیار کیا سمجھا کہ کوئی عیار مجھکو گرفتار کرکے یہان ڈال گیا طرف لشکر لقا کے بھاگا
لشکر لقا مین آکر پہونچا کسی خدمتگار سے کہکر یاقوت شاہ سے عرض کرائی یاقوت نے
لقا سے کہا لقا نے سلیم کو بلوایا سلیم نے لقا کو آکے سجدہ کیا سب حال کہا کہ حمزہ کو آقا سے
نامدار نے قید کیا ہے نامہ میرے پاس تھا کسی عیار نے مجھسے لے لیا لقا نے کہا قدرت نے یہی تقدیر
کی تھی تمکو اُسکے ہاتھ سے بچایا سلیم نے کہا قدرت کی عنایت اب جو مناسب ہو وہ انتظام کیا جائے
لقا نے کہا ایک پہلوان کو چاہتے ہین فوج اپنے ساتھ لیکر جائے سپہ سالار کا سر کاٹ لائے قدرت
اسکی عبودیت دیکھنا نہین چاہتے مسبوق کوہی برادرزادہ سلیمان کوہی اُٹھا بیس ہزار فوج
لیکر طرف سنجر کوہی کے چلا قضائے کار شاپور شیردل کسی کام کو یہان آیا تھا خبر مفصل دریافت
کرکے جاکر ایرج نوجوان سے کہا کہ شہریار صاحبقران جو واسطے شکار کے گئے تھے اب احوال معلوم ہوا
کہ سنجر کوہی نے گرفتار کرلیا ہے مسبوق کوہی بحکم لقا گیا ہے ایرج نے کہا مین اُسکو جاکر راہ مین قتل کرتا ہون
مگر کسی کو خبر نہونے پائے ورنہ دست راستی ہوا داری نورالدہر کا دم بھرینگے فساد عظیم کرینگے
شاپور نے کہا کسی کو خبر نہوگی شب کو سوار ہوکر چلے ایرج نے بھی لیا شب کو گرد بن اشقر چڑھ
ہوئے طرف صحرا کے چلے وہان شاہزادہ نورالدہر مرکب کو اُڑاتے ہوئے چلے جاتے تھے

راہ مین ایک مقام پر ٹھہرے شبرنگ سے کہا ہمارے واسطے پانی تلاش کرکے لاؤ شبرنگ برائے تلاش آب روانہ ہوا نورالدہر زیرنخل کھڑے سیر صحرا کی کر رہے ہین کہ ایک آہوئے خوردہ سامنے سے آیا نورالدہر نے تیر مارا آہو گرا بقربانی پہونچا یاکہ نقاب دار بادلہ پوش بصد جوش و خروش اگر پہونچا نورالدہر سے تکرار کرنے لگا کہ ہمارے شکار کو کیون شکار کیا یہ کہکے تیغ ماری نورالدہر نے ہاتھ بچاکر کلائی پر ہاتھ ڈالا دوسرا ہاتھ کمر مین ڈال کر فانش زین سے اٹھالیا تکان جو پہونچی بند نقاب چہرے سے اٹھ گیا دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین گلرو سمن بو خوش خو خنجر آبدار ابرو آنکھین رشک دیدۂ آہو سرو قد نورالدہر جمال بیمثال کو دیکھکر حیران ہوگئے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا ملک ہاتھ سے چھوٹا مین خود ہی لڑکھڑا کے گرے بیہوش ہوگئے وہ نازنین سرہانے بیٹھ گئی اپنے بیمار کا سر اٹھاکر زانو پر رکھا گلچینی گلشن جمال کرنے لگی کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا شبرنگ بن عمرو عیار جو برائے تلاش آب گیا تھا چلا آتا ہے یہ نازنین شبرنگ کو دیکھکر گھبرائی دیکھا کہ اسیطرف آتا ہے دل مین جانے کو نہ چاہتا تھا مگر سر زمین پر نورالدہر کا رکھکر اپنی انگوٹھی نورالدہر کے ہاتھ مین پہنادی انکی انگوٹھی اپنی انگلی مین پہنی اپنی مادیان پر سوار ہوکر روانہ ہوگئی شبرنگ نے جو آکر دیکھا شاہزادہ بیہوش پڑا ہے شبرنگ نے پانی چھڑکا شاہزادے نے آنکھ کھولی شبرنگ نے پوچھا آقا مزاج کیسا ہے نورالدہر نے ٹھنڈی سانس بھرکر کہا

نظم

میرے مرنے کی خبر سنکر وہ کچھ ناشادان نہین
ہائے اب کیا کیجیے یہ بھی اسے ارمان نہین

اشک میرے پاؤن دھوئین خون دل کی دھنا
تم اگر آؤ تو حاضر کونسا سامان نہین

آہ میری نامرادی کسقدر منظور کر
لطف بھی وہ اُسنے سُمجھا جسمین کچھ احسان نہین

التماس حال کرتا ہون مین رو رو کر تو کیا
ذرہ عبث ہی اشک کا قطرہ کوئی طوفان نہین

سرنگون مجکو کیا کیون اے ہجوم انفعال
یہ تو طرز گفتگو ہے شکوہ جانان نہین

اس ترش روئی سے بلبے احسان ہی رہا بجا
تولیے بوسے مگر کچھ بھی فدا اے جان نہین

کسکی دزدیدہ نگاہین سینے مین کرتی ہین گھر
کفر یہ کیون کیسے ہے جو میرے دل مین کچھ ایمان نہین

یہ تو مشکل ہے کہ مین ہون اور کبھی دیکھے نہ غیر
آدمی ہون کچھ تمھارا اسندہ پنہان نہین

ہے جو اس بیرحم کی مرضی تو برسون سے نسیم
کشمکش سے روح کو حاصل فراق جان نہین

یہ اشعار جو نور الدہر نے پڑھے شبرنگ سمجھ گیا کہ کسی پر عاشق ہوئے کسی محبوب مطلوب کو دکھا عرض کی ای شہریار مین نے بھی ایک معشوق کو آپ کے سرہانے بیٹھے دیکھا تھا مگر مجکو آتے دیکھکر روانہ ہو گئی اب نور الدہر کی نگاہ ہاتھ پر پڑی دیکھا ایک انگشتری نہایت معقول یاقوت احمر کا نگینہ اور زیادہ شاہزادے کو بیقراری ہوئی کہا ای شبرنگ اُسکو بھی ہماری طلب ہی انگشتری پہنا جانے سے یہی مطلب ہی ای شبرنگ ہمکو اُس مغرور تک پہونچاؤ شبرنگ نے عرض کی حضور اسی مقام پر رہین مین برائے تلاش جاتا ہون یہ کہکر شبرنگ جسطرف سے ماہ یان گئی تھی اُسی راہ پر چلا نور الدہر زیر نخل بیٹھے ہین مسبوق کوہی جو طرف سے لقا کے چلا تھا اس مقام پر آکے پہونچا دیکھا کہ زیر نخل ایک جوان آفتاب مثال خورشید جمال بیٹھا ہی مسبوق نے شاطر سے کہا دریافت تو کرے کون شخص ہی شاطر گیا نور الدہر کو سلام کیا کہا ای شہریار ہمارا آقا آپکا نام پوچھتا شاہزادہ تو رنجیدہ بیٹھا تھا مفصل حال کہدیا شاطر نے جاکر مسبوق کوہی سے کہا نبیرہ حمزہ بیٹھا ہی مسبوق خوش ہو گیا کہا ای شاطر اسکو گرفتار کرکے لیے چلتا ہون یہ کہکے فوج کو اشارہ کیا اس جوان کو گرفتار کرلو بیس ہزار جوان لینا لینا کہکر چلے نور الدہر نے جو دیکھا گھٹا کفر کی چلی آتی ہی پشت مرکب پر سوار ہوئے تلوار کھینچی نعرہ کرکے جا پڑے نعرہ نور الدہر تصنیف مصنف

همای اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی
کہ شاہا لش جہانگیر و فلک گیتی ستاخوانند
پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز بیمش
عدو در رزمگاہش صد ہزاران الاماں خوانند
دگر از طفلی بجرات ہنر د استم
لقا را بیک دست برد استم
ظفر بر یلان عرب یافتم
چہ نوجوانان لقب یافتم
فوج کفار پر جا پڑے تلوار چلنے لگی

مگر شاہزادہ مبہوت لب پر مہر سکوت اسی محبوب مطلوب کا خیال قلب پر ہجوم غم و ملال یہی تصور ہی کہ دیکھین ہمارا یار وفادار ہمارے محبوب کی کیا خبر لائے دیکھین تقدیر کیا دکھاتی اسی خیال محال مین لڑ رہے ہین مسبوق نے دیکھا کہ کئی سو جوان افسر ہاتھ سے نور الدہر کے مارے گئے شاطر اسکا گلیم سیک رو ہی کہا ای شاطر اس جوان کے ہاتھ سے کتنے افسر مارے گئے کمند انداز ون کو لے جاکر گرفتار کرے گلیم سیک رو انہے چالیس پیک جوان کو لیکر چلا ایک رسالدار کو اشارہ کیا اُسنے سیاہ دکھایا نور الدہر رسالدار کیطرف چلے اُسنے گھوڑا بھگایا نور الدہر نے پیچھا کیا جب نخلستان مین پہونچے عیارون نے حلقہا سے کمند مارے شاہزادہ بند ہوگئے

گرا اسباب بچا لوٹ پڑے ازروے بلوے کے نورالدہر کو گرفتار کیا مسبوق نے اشارہ کیا جنگل آئے شاہزادے کو مسلسل و مطوق کیا عمر کب بھی شاہزادے کا گرفتار ہوا اب صلاح ہوئی کہ سحر کوہی کے وہان چلکر دادا پوتے کو قتل کرینگے یہ سوچکر شاہزادے کو اپنے پر سوار کیا طرف سحر کوہی کے چلا لیکن شبرنگ بن عمرو جو تلاش مین ملکہ کی نکلا تھا قریب ایک باغ کے اگر پہونچا اب جو دریافت کیا معلوم ہوا کہ یہ باغ ہے دختر سحر کوہی کا ملکہ نامید مرصع پوش نام ہے شبرنگ ولمین سوچا کیا عجب ہے یہی معشوقہ ہو یہ سوچکر ایک کنیز کو بیہوش کیا اسکی شکل بنکر اندر آیا محلدار نے کہا اری او اچھال چھکا شمشاد کہان اکڑتی پھرتی ہے کل سے ملکہ نے خاصہ نہین نوش فرمایا ہے اکیلی بارہ دری مین بیٹھی ہین تجکو کچھ بھی خیال ہے سنا ہے کہ اب اٹھی ہین جلد جا آفتابہ لیکر حاضر ہو شبرنگ سمجھ گیا جھپٹ کر اندر آیا دیکھا ملکہ اٹھی ہین مگر خاموش بیٹھی ہین شبرنگ نے جا کر طشت سامنے رکھا آفتابہ لیکر کھڑی ہوئی چپکے سے عرض کی کیون واری مزاج کیسا ہے حضور کو ہم بہت پریشان پاتے ہین کچھ ارشاد ہو ہم اس کام کو کرین جس کسی کی خواہش ہو اسکو لائین آخر ہملوگ کسواسطے ہین جب کنیز نے یہ بات کہی ملکہ کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے کہا اے شمشاد ہمارا درد لاعلاج ہے کیا بیان کرین

نظم

رخ انور دکھا کر خاک کا پیوند کرتے ہین — حسین ہونے کے طوفان نوح کے فرزند کرتے ہین
وہ شاہ حسن ہے تو گیسوے عنبر فشان تیرے — ہما کو اپنے سایے سے سعادتمند کرتے ہین
بہ منت اس صنم سے کیون نہون مین وصل کا سائل — دعا اللہ سے رو رو کے حاجتمند کرتے ہین
ارادہ ہے گریبان پھاڑ کر لون راہ صحرا کی — نصیحت سے مجھے دیوانے دانشمند کرتے ہین
دل بیتاب کو عاشق کے رکھتے ہین شکنجے مین — ستم اے کج کلہ تیری قبا کے بند کرتے ہین
تمہارے غیرت دیدار کی لذت نہین پاتے — ہزار اطلس مین آمیزش گلاب و قند کرتے ہین
بھر دنگا پنبہ مینا کو مین کانون مین اے ساقی — بہت واعظ مرے گوش آشنا پند کرتے ہین
محبت مین کمی آئی نہین فضل الہی سے — نیاز اپنا دہی ہے ناز وہ ہر چند کرتے ہین
نہا کر معرکے مین آتش آب تیغ قاتل سے — خدا چاہے تو پاک اس زندگی کا گند کرتے ہین

ملکہ نے رو رو کر جو یہ اشعار پڑھے شبرنگ نے عرض کی حضور یہ پہیلیان تو میری سمجھ مین نہین آتی ہین

مجھسے حال مفصل بیان فرمایئے مین انتظام کر دونگی تسکین کی جو بات کہی ملکہ بھی مقام سے اٹھی بارہ دری مین آکر کہا شمشاد بیٹھ جاؤ کیا کہون اگر مفصل بیان کرتی ہون راز عشق کا ظاہر ہوتا ہے اگر نہین کلیجہ منھہ کو آتا ہے دونون طرح مشکل ہے ترقی پر بیتابی دن ہے مین بر اسیے تسکار کی خود ہی شکار ہوئی ایک جوان خوش جبین جری بہادر صف شکن تیغ زن سے دوچار ہوئی وہ شخص بیہوش ہوکر گرا مین نے چاہا اُس کشتہ تیغ ابرو کا علاج کرون ایک عیار کو دیکھا کہ اُسی طرف آتا ہے آخر کچھ نہ بن پڑا اُسی حال پُر ملال مین اُس اسیر طرہ گیسو اور ذبح خنجر ابرو کو چھوڑا مجبوری سے اُس آشفتہ وادی محبت دسر گردان صحرا سودا سے منھہ موڑا پلٹ پلٹ کے دیکھا کہ اُسی عیار نے اسکا علاج کیا مین پلٹ نہ سکی یہ ڈوبنا نہ روز عجب رنج و ملال مین گذرے رات بھر کی تڑپ تڑپ کے کاٹی ہے یہ کیفیت ہے

لو ضعف سے اب یہ حال تن ہے
تمکو کیا حاجت کفن ہے
ہون بلبل بوستان تصویر
ہر زخم کا سبلے زبان دہن ہے

سایہ گھٹ گیس بدن ہے
مثل نکہت ہون جامہ کیسا
بخوف خزان مرا چمن ہے
لا ریب نسیم دہلوی تو

یان تن ہی نہین ہے لاغر اتنا ہے
اپنا تو بدن ہی پیرہن ہے
ہون کشتہ تیغ شرم جانان
اُستاد نزاکت سخن ہے

جب ملکہ نے رو رو کر سب حال بیان کیا سبز رنگ نے ہاتھ جوڑ کر عرض کی حضور نے نہین پہچانا مین اُنکا سیار ہون حضور ہی کی تلاش مین نکلا ہون آقا کا بھی یہی حال ہے جو آپ کی کیفیت ہے وہی اُنکی کیفیت ہے ایک صحرا سے ہول خیز مین زیر نخل مسکن قریب اُنکے نہ دوست نہ دشمن مین وعدہ کرکے آیا ہون کہ آپکی معشوقہ کو ڈھونڈھ کر لاونگا نہین معلوم اس دو دن مین آقا پر کیا گذری یہ سب حال جو سبز رنگ نے بیان کیا ملکہ نا ہید جبین شمع پوش بیقرار ہوکر رونے لگی کہا اے سبز رنگ بڑا کمال کیا اگر ایک روز دن اور نہ آتے تو ہمکو زندہ نہ پاتے ہم ابھی تمھارے ساتھ چلینگے تمنے بڑا غضب کیا کہ اس خستہ صحرائی کو اکیلا چھوڑ آئے ایسا نہو اُس شہر یار کو کوئی آزار ہو تجھے سبز رنگ نے عرض کیا کہ یہ حال ابتر تھا سوائے میرے اور کوئی ہمراہ نہ تھا آخر مین کیا کرتا جو کیفیت اُس شہر یار کی تھی جس حال پُر ملال مین چھوڑ کر آیا ہون اُسکو بیان نہین کر سکتا ملکہ نے کہا بھیا مجکو اپنے ہمراہ لے چلو سبز رنگ نے دیکھا اُنکا تو اُسسے بڑھا ہوا ہے اے سبز رنگ کیا کرون ایسی حسین جمیلا کا ساتھ لیکر جانا بڑی مشکل کی بات ہے خدا نخواستہ راہ مین کوئی افتاد پڑے تو مین کیا جواب دونگا

ملکہ کو جو دیکھا تو انتہا کا جوش و خروش ہی شبرنگ نے صورت اصلی بھی دکھائی مگر ناہید مرصع پوش
یہی کہتی ہی ای شبرنگ چلو شبرنگ کہتا ہی ای ملکۂ عالم مجکو جانے دیجیے مین شاہزادے کو لاؤن ملکہ
نہین مانتی کوٹھے پر بیٹھی ہوئی شبرنگ سے باتین کرتی ہی اور یہ بھی ملکہ نے شبرنگ سے بیان کیا
کہ میرے ہی باپ نے صاحبقران کو قید کیا ہی یہان سے تین کوس پر لشکر فردکش ہی یہ حال سنکر
شبرنگ اور زیادہ گھبرا گیا کہا ای ملکۂ عالم شاہزادہ خاص اسی فکر مین نکلا تھا یہ ذکر تھا کہ صحرا سے
گرد اڑی شبرنگ دیکھنے لگا ملکہ بھی کہ رہی ہین کہ ای شبرنگ کسی کا لشکر آتا ہی کہین والد نے قصد نہ کیا ہو
کہ اپنے قلعہ مین لے جاکر صاحبقران کو قتل کرین جب دامن گرد شگافتہ ہوا دیکھا آگے آگے ایک پہلوان
دیو خصال عفریت مثال سیہ فام بد انجام کرگدن مست پر سوار پشت پر بیس ہزار فوج علمہائے سیہ کے
پھریرے کھلے ہوئے نشان کفر و ضلالت ظاہر ایک راسبے پر شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان
چار جانب سے نیزہ دار گھیرے ہوئے شاہزادہ مسلسل و مطوق سرنگون با دل دار مین کلیجہ خون ملکہ
تو دیکھکر رونے لگی کہا ای شبرنگ یہ کیا غضب ہوا شاہزادے کو کسنے قید کر لیا شبرنگ نے کہا میرے
آنے کے بعد یہ معرکہ گذرا شاہزادہ زیر نخل تھا یہ لقا پرست ادھر سے آتا ہوگا اسکو معلوم ہوا کہ یہ نبیر
ہ صاحبقران ہی از ردے بلوے کے گرفتار کر لیا ہی مین جاکر دریافت کرتا ہون کہ یہ پہلوان
کون ہی کیونکر گرفتار کیا کہان لیجائیگا ملکہ تو بیتاب ہی یہی کہتی ہی کہ مجکو جانے دو مین جاکر اس شہریار پر
نثار ہون شبرنگ نے کہا مین جاکر خبر دریافت کر لون پھر آپ سے صلاح کرونگا ملکہ نے کہا بھیا جا کر
پائے نہین معلوم کس مقام پر گرفتار کیا آب و دانہ بھی پہونچاتے ہین یا نہین شبرنگ نے کہا مین
جاکر دریافت کر لونگا یہ کہکر شبرنگ اسی شکل پر کوٹھے سے اتر صحرا مین آکر صورت بدلی ایک فقیر کی
شکل بنکر لشکر مسبوق مین آیا دریافت کیا معلوم ہوا کہ پاس سحر کوہی کے لیے جاتے ہین وہان جاکر
قتل کرنے کا قصد کریگا شبرنگ سب حال دریافت کرکے پاس ملکہ کے پہونچا سب کیفیت کہی
اور کہا کہ حضور نہ گھبرائین مین آج شب کو جاکر شاہزادے کو رہا کر لونگا ملکہ نے کہا بھیا مجکو تسکین
دیتے ہو مین کیونکر یقین کرون کہ تم اکیلے اتنے بڑے لشکر مین جاکر شاہزادے کو چھڑا لاؤگے
وہان تک رسائی بھی دشوار ہوگی ہرچند شبرنگ نے کہا ملکہ نے نہ مانا کہا مجھے یقین نہین آتا میری تو
صلاح نہین ہی کہ بھیا شہ کی خبر گذری اگر اسکو معلوم ہوتا کہ یہان سے پانچ کوس پر سحر کوہی فروکش ہی

تو قصد کرتا اچھی طرح پہونچ جاتا بڑے شکر کی بات ہی کہ ہمارے باغ کے سامنے اتر ا ہین سے چند
کنیزین کہ میری ملازم ہین مین نے بھی فنون سیاہ گری حاصل کیے ہین مین بطور شبخون جاکر گردن
تم کسی تدبیر سے شاہزادے کو رہا کر دو کیا عجب ہی کہ تدبیر موافق پڑے بھئیا یہ تو ہم بخوبی جانتے ہین
کہ ہماری تقدیر مین رنج و ملال ہی لمحہ بھر کے واسطے شاد ہوے تھے کہ اب شاہزادے سے ملاقات
ہو گی انسکا انجام تقدیر نے یہ دکھایا نظم

زرگر و حداد خوش ہون وہ کرین تدبیر ہم | طوق زر تم پہنو پہنین آہنی زنجیر ہم
اور دیوانون سے رکھتے ہین ذرا توقیر ہم | ڈالتے ہین آپ اپنے پانون مین زنجیر ہم
کفر و دین کے قاعدے دونون ادا ہو جائینگے | ذبح وہ کافر کرے منہ سے کہین تکبیر ہم
یونہین خوش کرتے ہین دل اپنا امید وصل مین | کھینچتے ہین ایک جا اپنی تری تصویر ہم
آگیا جسدن خیال جوشش دیوانگی | خاک کر ڈالینگے اپنا نامۂ تقدیر ہم
سنتو او ظالم بھلا یہ بھی کوئی انصاف ہی | لائق الطاف اعدا قابل تعزیر ہم
وصل میرے انکے ہوگا کچھ اب آمین شک نہین | کہدو آمین دیکھیے اس خواب کی تعبیر ہم
روز کا جھگڑا اٹھائے کون کرلیتے ہین آج | امتحان کاوش قاتل تہ شمشیر ہم
کیون نہ مستغنی رہین فضل خدا سے ای نسیم | رکھتے ہین ملک سخن کی واقعی جاگیر ہم

ملکہ نے رو رو کر یہ اشعار پڑھے کہا بھئیا تسبر نگ مجکو کچھ نہین بن پڑتا ہی تدبیر ہی کہ کنیزون کو
آمادہ کرتی ہون انکو ہزار ہا روپیہ صرف کر کے تیار کیا ہی تسبر نگ ناچار ہوا اُسی کنیز کی شکل
بنا ہوا ہی ملکہ نے سب کنیزون کو بلایا کہا صاحبو تمنے سنا کہ ہم کس بلا مین مبتلا ہین سبھون نے
کہا ذرا ابھی آگاہ نہین ملکہ نے رو رو کر اپنا حال عشق نورالدہر بیان کیا اور کہا ای شیر
جرات کو قید کر کے سبوق کوہی پاس والد ماجد کے لیے جاتا ہی وہان پہونچے اور اُسنے قتل کیا اپنا
ارادہ ہی کہ رات کو شبخون ماریں شاہزادے کو چھڑا لین کنیزون نے کہا واری انکو دس کوس کر
لکھا جائینگے اس طور سے شبخون کرے کہ انکو بھاگنا مشکل ہو ملکہ نے سبکو آمادہ پایا سبکی سرگروہ بنفشہ
نام جشن خوب تیار ہی تیر اندازی مین طاق سحر و ساحری مین شہرۂ آفاق ہی اُسنے عرض کی واری
تیرون کی بوچھار کرینگے پھر بھالے سنبھال کے جا پڑینگے تسبر نگ نے کہا بوا بنفشہ ایک

علاج اور مناسب ہے کہ خیموں مین آگ لگا دیجائے کہ کوہی سنگدل گھبرا جائیں سب کنیزوں کو ملکہ نے
آمادہ کیا کوٹھے کھل گئے سلاح نکلنے لگے سب کنیزوں نے کمرین باندھین کمانین چلے کیا نیامین ہاتھوں مین
دو دو ترکش انمین تیر دل دوز بھرے ہوئے پیکان انکے زہر مین بجھائے سنانہائے نیزہ کو درست
کرکے دو پہر رات گئے تک سینے اپنے کو چالاک وچست کیا نقابین چہروں پر ڈالین شبرنگ نے کہا
اول مین جاتا ہوں جاکر شاہزادے کو رہا کرتا ہوں جب لشکر مین ہنگامہ ہو آپ اپنے کو پہونچائیے
اس لطف سے شبخون پڑے کہ کوہی گھبرا جائیں شاہزادے کو نکال لائیے ملکہ کو سمجھا کر اول شبرنگ
نکل گیا جو صورت منظور تھی وہ صورت بنکے لشکر مسبوق کوہی مین آیا دور سے دیکھا جس خیمہ مین
شاہزادہ قید ہے کیسے کیسے نگاہبان در خیمے پر رات کے جاگنے کے واسطے معین ہین ایک طرا
بیچ مین رکھا ہے اسپر ایک چراغ ہے سلفی کھیل رہے ہین غل ہے چہاے کیتے ہین ایک کہتا ہے سات تین
ایک نول اٹھا مین نے نو اٹھ بدے تھے تو نکھو دیکھو دش آئے یہ پیسے روپے رکھے ہین غرضکہ
تفصیل ہو رہا ہے شبرنگ نے خیال کرکے دیکھا کہ پشت پر خیمے کے سناٹا ہے شبرنگ اسطرف گیا
ایک نخل کی آڑ پکڑ کے نقب کھودنے لگا ملکہ یہان دریاغ بر گوش برآواز مین مگر شبرنگ
اندر خیمے کے پہونچا دیکھا شاہزادہ سرزنجیر پر سر رکھے ہوئے سو رہا ہے شبرنگ نے جاکر شاہزادے
سے کہا حضور بیدار ہوجیے نورالدہر نے شبرنگ کو دیکھا کہ وہ آمادہ ہے کہ ہتکڑیان بیڑیان نکالون
نورالدہر نے کہا تو کون ہے شبرنگ نے کہا غلام آپکا شبرنگ بن عمرو حضور یہ کیا معرکہ ہوا
نورالدہر نے کہا ای برادر تمہارے آنے کے بعد ہم زیر نخل بیٹھے کہ یہ بچا مسبوق کوہی آکر
پہونچا از روے بلوے کے گرفتار کیا پاس شجر کوہی کے لیے جاتا ہے شبرنگ نے سب حال ملکہ کا
بیان کیا کہ ای شہریار اسکا جوش وخروش آپ سے زیادہ ہے اگر دیر ہوگی بطور شبخون آئینگی
مین نے ہرچند روکا نہ مانا نورالدہر یہ سنکے گھبرا گئے کہا ای شبرنگ اگر ملکہ آئین بڑی مشکل
ہوگی شبرنگ نے کہا اب تو یہی صلاح ہوئی ہے یہ کہکر شبرنگ نے سوہن نکالا ہتکڑی کاٹنے لگا
کترانے کی آواز باہر پہونچی ایک سپاہی نے کہا ارے خیمے سے کیسی آواز آتی ہے دوسرا سپاہی پردہ
اٹھا کر دیکھنے لگا دیکھا ایک سیاہ پوش قیدی کی ہتکڑی کاٹ رہا ہے کون کہکر بڑھا شبرنگ نے
جھپٹ کر خنجر مارا وہ سپاہی گرا اور سپاہی لپٹا لپٹا کہکر دوڑے شبرنگ قید نکاٹ سکا کود گیا

بھاگا اُدھر سے گلیم سبکر و عیار مسبوق کا چالاک بیک نیکون سمیت پھرتا ہوا آتا تھا بڑھ کے دوڑا
شبرنگ کو عیاروں نے گھیرا شبرنگ تیغہ تیز پھرنے لگا ملکہ نے جو غلغلہ سنا تجھین کہ شبرنگ نے
شاہزادے کو چھڑا لیا گھوڑے کو بڑھایا قریب لشکر کفار کے آکر کمان کاندھے سے اُتاری تین تیر جوڑ کر
مارے اور نعرہ کیا باشید ای نابکاران بر دغا منم نقابدار بادلہ پوش شبرنگ نے دیکھا ملکہ آئی ہین
چند خیموں مین بھی کنیزوں نے آگ لگا دی ہے جو ہوا مسبوق کو بھی انھین ملتا ہوا آتا پوچھا ارے یہ کیسا
الم ہے خادموں نے کہا کہ ایک نقاب دار بادلہ پوش بطور شبخون آیا ہے ایک عیار خیمے مین قیدی کے
پہونچا تھا چاہتا تھا قید کاٹے نگہبانوں نے دیکھ لیا للکار آ پکڑے عیار نے گھبرا کر مگر نقاب دار نے خیموں مین
آگ لگا دی لڑتا ہوا طرف اُسی خیمے کے جاتا ہے یہ سنکر غصہ مین اُٹھا زنجیروں سے کمر باندھی تیغہ لیے ہوئے
خود آہنی سر پر موٹی کڑیوں کی زرہ پہنے ہوئے نکل کر گینڈے پر سوار ہوا دیکھا ہر طرف سے کہہ رہی
لینا لینا کرتے ہوئے جاتے ہین مسبوق نے بھی نعرہ کیا کہ یارو نقاب دار کو گھیر لو یا تو کوئی بھاگے تھے
افسر کے نعرے کی آواز سنکر ٹھہر گئے مسبوق نے کہا قیدی کا تو سر کاٹ لو زندہ بچکے نہ جانے پائے
کمیل کو بھی تیغہ کھینچکر خیمے مین گیا نور الدہر سرنگوں بیٹھے ہین کمیل نے بڑھ کر آواز دی او گنہگار
کوئی حامی تیرا یہان بھی موجود تھا یہ سنا جو خنجر نکالا یہ کہکے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے دونوں ہاتھ
اُٹھائے ہتکڑی کٹی نور الدہر نے قید آہن کو توڑ ڈالا بیڑی سر کمیل کے ماری کمیل کا سر پھٹ گیا
نور الدہر نے اُسی کی تلوار اُٹھائی خیمے سے لڑتے بھڑتے نکلے نکلتے ہی نعرہ کیا نعرہ نور الدہر نظیر
حمزۂ صاحبقران بہ حشمت و بہ قہر بشد ستارہ حشم شاہزادہ نور الدہر ایک سوار نے بڑھ کر نیزہ مارا اُسکو
نور الدہر نے قلم کیا سوار کو مار کر مرکب لیا ٹہلتے ہوئے چلے مگر خیال کرکے دیکھا ایک طرف شبرنگ
گھرا ہوا ہے زخم بھی کئی کھائے ہین پانچ سات بیک بجنبہ مار کر ڈال دیے ایک طرف نقابدار مصروف
جنگ ہے مگر کوہیوں نے جو بلوا کیا چند ہمراہیان نقابدار زخمی ہوئے چند کس مارے گئے نقابدار
گھرا ہوا لڑ رہا ہے نور الدہر اُسی طرف جا پڑے صفوں کو درہم و برہم کیا پکار کر فرمایا اے نقابدار بہادر
تمنے بڑا احسان کیا ہین نے اب رہائی پائی ہین اس نامرد سے سمجھ لونگا تمھارے ساتھ والوں کا زخمی ہونا
یا مارے جانا مجھے بہت شاق ہے نقابدار نے پکار کر آواز دی ہین تو آپ کے ساتھ ہوں ہرچند
نور الدہر نے کہا کہ نکل جاؤ لیکن نقابدار نے نہ قبول کیا نقابدار پر بھی وقت تنگ نور الدہر

بیچ مین کوہیون کے گھرے ہوئے ہین مسبوق کوہی دورسے للکار رہا ہو کہ یارو قیدی کو مارلو یہ
اکیلا ہزارون سے لڑ رہا ہو ہر طرف سے کوہی بلوہ کرکے آتے ہین کہ نورالدہر کو گرفتار کرلین مگر ممکن
نہین ہوتا قضاے کار نقدروح صدوان قاسم عالیشان شاہزادۂ ایرج نوجوان جو تلاش مین
صاحبقران کی نکلے تھے پھرتے پھراتے اسی صحرا مین ایک نخل کے سائے مین آکر بیٹھے شاپور نے
کہا حضور آرام فرمائین مین جاگتا رہونگا آخر رات مین آپ کو بیدار کرونگا پہر رات باقی تھی اُسوقت
شاپور نے ایرج کو جگایا ایرج شاپور سے باتین کر رہے ہین کہ یکایک کان مین آواز نعرۂ
نورالدہر آئی گھبرا کر کہا ای شاپور کشتی گیر زادے کے نعرے کی آواز آتی ہو کہین لڑ رہا ہو دریافت تو
کرو وہ کیا لڑیگا مین جاکے اُسکی مدد کرون جان اُسکی بچاؤن شاپور چلا ایک بلندی پر سے آکر
دیکھا نورالدہر کو ہیون مین گھرے ہین ہر طرف سے بلوہ ہو شاپور نے کہا ای شہریار شاہزادہ
نورالدہر گھرے ہوئے ہین کوہیون کا چہار جانب سے بلوہ ہو ایرج فورًا گھوڑے پر سوار ہوئے
شاپور نے رکاب پر ہاتھ رکھا ایرج نوجوان گھوڑا اُٹھا کر چلے قریب لشکر آکر پہونچے اپنے نام کا

نعرہ کیا نعرۂ ایرج نوجوان | ملک ایرج آن آفتاب منیر | کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر
اگر تیغ کین برکشم از غلاف | تزلزل فتد در میانِ مصاف | پکار کر آواز دی کہ برادر نہ گھبرانا

مین آپہونچا نورالدہر نے جو صداے نعرۂ ایرج سنی نہایت غصہ آیا پشت مرکب پر پڑی جمائی
ہاتھون سے کہا کہ وقت دستگیری ہو پاؤن سے فرمایا وقت ثابت قدمی ہو تلوار چمکا کر بصد جوش و خروش
کوہیون سے لڑنے لگے پرے کے پرے درہم و برہم کیے ایرج بھی جنگ کرتا ہوا تیغۂ دودم سکندری
پر قبضہ پشت کرۂ بن اشقر پر سوار نورالدہر کو یہ مشکل ہو کہ سر برہنہ اپنا مرکب نہین تلوار بھی
غیر کی لیے ہوئے ہین وہ جوہر اُسمین کہان کرتہ شنجوابی کا پہنے ہوئے اس حال مین مصروف جنگ ہین گو
زندگی سے تنگ ہین لیکن دل یہ کہتا ہو کہ ایرج کے سامنے کوئی حقارت نہ ہو ایرج نے چُن چُن کر
افسرون کو مارا نورالدہر مرکب بڑھاتے ہین مرکب طرارے نہین بھرتا کرۂ بن اشقر بلند پروازیان
کر رہا ہو کافرون کے سر ٹھکراتا پھرتا ہو نورالدہر کو بڑا خیال تھا بدار کا ہو طرف مسبوق کوہی
کے چلے بیچ مین جسنے روکا اُسکو مارا مسبوق نے دیکھا کہ یہ شیر دلیر میری تلاش مین آتا ہو وہین سے
للکارا کہ او جوان مین خود تیری تلاش مین ہون نورالدہر مرکب ٹھکرا کر سامنے پہونچے تلوار چلنے لگی

ایک سردار نے جو دیکھا کہ افسر سے ہمارے تلوار چل رہی ہے پشت پر سے آکر تلوار کا ہاتھ مارا نور الدہر
کا سر زخمی ہوا پلٹ کے قبضہ مارا کہ اُسکا سر پھٹ گیا مسبوق کو ہی نے نور الدہر کو زخمی دیکھا جا پڑا
چاہا کہ بڑھکر سر کاٹ لون یہ سوچ کر ہاتھ مارا نور الدہر کی آنکھوں پر قطرات خون آئے تھے مسبوق
نے تلوار جو ماری زخم سر چوپارہ ہو گیا اُس زخمداری مین دل کو مضبوط کر کے ہاتھ مارا کہ سر مسبوق کا
بھی زخمی ہوا گینڈا بھی اُسکا مارا گیا لوگ ٹوٹ پڑے مسبوق کو ہٹا لیگئے اب نور الدہر کو یہ معلوم ہوا
کہ آنکھوں مین اندھیرا آتا ہے قلب ٹھہراتا ہے تلوار کو نیام مین کیا دونوں ہاتھ گھوڑے کی گردن مین حمائل کیے
مرکب نے جو راکب کو سست پایا ایک جانب لے نکلا یہان شبرنگ عیاروں سے لڑبھڑ کر اپنے آقا کو
تلاش کرتا ہوا آتا ہے مگر کان مین آقا کی آواز نہین آتی عیار قریب ملکہ آیا کہا اے ملکہ عالم وقت انقلاب ہے
دل بیتاب ہے شاہزادے کی آواز کان مین نہین آتی ستارہ سحری جھپکا چاہتا ہے آپ لڑتی بھڑتی نکلجائیے
اب آپ کا ٹھہرنا بہتر نہین مین پتہ لگا کر آتا ہون آپ گھبرائیے گا ملکہ رونے لگی کہا اے شبرنگ اسی
اشتیاق مین آئے تھے کہ شاہزادے کو چھڑا کر لیجائینگے تقدیر نے نہ چاہا شبرنگ نے کہا بہتر یہ ہے
کہ نکل چلیے ملکہ بھی سمجھین کہ صبح کو حال کھلجائیگا باپ کا لشکر بھی قریب ہے بڑی خرابی ہوگی ملکہ نے مجبور و
ناچار ستارۂ سحری کو دیکھکر مرکب کو صف سے نکالا کنیزوں نے بڑھکر تیر اندازی کی کوہی ہٹے
ملکہ گھوڑا اڑا لیکر نکل گئین مگر شمار سے معلوم ہوا کہ چالیس پچاس کنیزین قتل ہوگئین گھوڑے کو مہمیز کر کے
پشت باغ سے داخل باغ ہوئین شبرنگ بن عمرو دیکھ رہا ہے کہ ایرج نوجوان یکہ و تنہا مصروف
جنگ ہین شبرنگ کو یقین ہے کہ زخمداری مین گھوڑا نور الدہر کو نکال لیگیا خدا انجام بخیر کرے
دعائین مانگ رہا ہے کہ صدائے مرغ سحر بلند ہوئی اب مسبوق نے دیکھا کہ ایک جوان اکیلا مصروف
نور الدہر جیسے زور و شور سے لڑ رہا ہے مسبوق نے اپنے عیار کو بلایا کہا کہ اے گلیم سبکرو یہ جوان
گرفتار نہ ہوگا قتل بھی اسکا ہونا دشوار ہے تو عیاروں کو لیکر جا اپنی تدبیر سے گرفتار کر لے وہ قیدی
ادھر نکل گیا نقابدار بھی طرف صحرا کے گیا نہین معلوم یہ نقابدار کون تھا گلیم سبکرو چند عیاروں
کو لیکر چلا پشت پر سے آکر حلقہائے کمند مارے عیار و سردار دونوں بندھکر گرے کوہی ٹوٹ پڑے
ایرج نے گرتے گرتے بھی چند جوانوں کو قتل کیا مگر ایک ایک ہاتھ پر دو دو دس دس گرے بلوہ کر کے
پکڑ لیا غرض ہوا کہ عیاروں نے سردار کو گرفتار کیا شبرنگ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا گرفتار ہونے کا

ایرج کے بڑا قلق ہوا جی مین کہتا ہی کہ شاہزادہ نور الدہر کو ڈھونڈھ کر لاؤن وہ آکر انکو سہارا کرین
یہ سوچ کر تلاش مین نور الدہر کی چلا یہان ملکہ جو پلٹ کر آئین وہ ہی بیقراری وہ ہی گریہ وزاری
کنیزین سمجھاتی ہین تو ملکہ فرماتی ہین صاحبو مجھے کیونکر آرام آئے اے ہمجولیو کو ہیون سے نہین معلوم کس طرف
نکل گئے دل کو قلق ہی غم سے کلیجہ شق ہی بمشکل کنیزون نے سمجھا بجھا کر لباس خون آلود تبدیل کرایا مگر
شاہزادۂ نور الدہر کو جو گھوڑا لیکر نکلا ہا ہوے دلیران کی صدا کان مین بھری ہوئی تھی رات بھر رہ روی
کرکے آیا صبح کو ایک جنگلے مین آکر پہونچا شاہزادہ زمین پر گرا مرکب چرا مین مصروف ہوا اقبال تاجدار
کوہستان کا رہنے والا اسکے پاس بھی نامہ سلیمان عنبری ہوے کوہی کا پہونچا تھا بارہ ہزار فوج
ساتھ لیکر طرف لشکر لقا کے جاتا ہی اس صحرا مین آکر پہونچا ساتھ والون نے اسکے دیکھا کہ ایک
مرکب تیر جسم پر پڑے ہوئے باگین کٹی ہوئین زین ڈھلکا ہوا چرا مین مصروف ہی کہ ایک شخص کی
نگاہ پڑی کہا حضور گھوڑے کا سوار بھی پڑا ہی لیکن انتہا کا زخمی ہی اقبال کی نگاہ پڑی ستارۂ سحری
زیر بخل چمک رہا ہی ملازمون سے کہا کہ اس جوان کو اٹھا کر لاؤ قزاقون نے چاہا کہ مال چھین لین مگر یہ
جوان خوب لڑا زخمی ہوا مگر مال نہین دیا دیکھو کسقدر زخم کھائے ہین مگر مال سب جسم پر باقی ہی موتیون
کے مالے کنٹھے یاقوت احمر کے سلاح بھی جسم پر نہین ہی صرف تلوار سے لڑا ملازمون نے آکر دیکھا
سینے پر ہاتھ رکھا کہا آمد و شد نفس کی باقی ہی ابھی زندہ ہی اٹھا کر اپنی بارگاہ مین لایا کہا مین اسی جوان کی
جرأت پر ناز کرتا ہون جرأت مین بمثل و بنظیر حسن مین ماہ منیر اسکو اپنا رفیق بناؤنگا جراحون کو بلایا
کئی ہزار روپیے دیے کہا اسکے زخمون مین ٹانکے لگاؤ جس وقت صحت پائیگا تم سب کو نہال کر دونگا
جراحون نے عرض کی کہ کوئی رگ و پٹھا ایسا نہین کٹنے پایا کہ جان کا ضرر ہو یہ کہکر ٹانکے لگائے زخم کو
دھویا پٹیان مرہم کی چڑھائین خود اقبال تاجدار رومال اپنے ہاتھ مین لیکر مگس رانی کرنے لگا
آرام جو پہونچا نور الدہر نے آنکھ کھولی دیکھا کہ ایک تاجدار سرھانے بیٹھا ہی بارگاہ عمدہ گرد ملازم
اٹھنے کا ارادہ کیا اقبال نے کہا کہ ای جوان ایسا نہ ہو ٹانکے ٹوٹ جائین ابھی اٹھنے کا ارادہ نکرو
نور الدہر کو پھر غش آگیا اقبال چاہتا ہی کہ ذرا اس جوان کو صحت حاصل ہو تو مین حال پوچھون تخنیز
تیار ہی جملہ اشیائے معقول تیار رکھی ہین کہ کسی طرح کی اس جوان کو تکلیف نہ ہونے پائے ملازمون
سے کہدیا کہ خبردار جس وقت جو ضرورت ہو اسی وقت درست کرنا کسی شی کی اسکو تکلیف نہ ہو لازم

ہر وقت موجود ہین اگر نورالدہر کو ہوش آیا ملازم سب طرح سے خدمتگزاری کرتے ہین یہ نوبت نہین آئی
کہ اقبال تاجدار نورالدہر سے حال پوچھتا کہ آپ کون ہین اور کہان زخمی ہوئے تین دن اسی رنگ
سے گذرے کہ ایک دن صبح کو اقبال تاجدار نے جو ایک مرکب عربی عمدہ کہ کئی لاکھ روپئے کو اُسکو خریدا ہر
وہ کس کر سامنے آیا ملازمون نے عرض کی کہ یہ اب شایستہ ہو گیا حضور اسپر سوار ہون یہ سنکر
اقبال تاجدار نے سلاح جنگی جسم پر آراستہ کیے گھوڑے پر سوار ہوا چند خادم چند سوار ساتھ
گھوڑا اگب دھرپان کرنے لگا طرارے بھرنے لگا چاہتا ہر کہ سبزۂ فلک کو پامال کرون سوارون نے
کہا کہ حضور صبح کا وقت ہر طرف صحرا کے چلیے تیز رفتاری اسکی ملاحظہ فرمائیے اقبال تاجدار گھوڑے
کو دوڑا رہا ہر کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا ایک نقابدار سیہ پوش کرگدن مست پر سوار بارہ چودہ
رفیق گرد و پیش صحرا کی سیر کرتا ہوا چلا آتا ہر اقبال تاجدار کو گھوڑا دوڑاتے دیکھا بیقرار ہو گیا
ساتھ والون سے کہا کہ یہ گھوڑا ابدولت لینگے ایک سوار سے اشارہ کیا کہ جا کر اس تاجدار سے کہو یہ
گھوڑا بطور نذر ابدولت کی خدمت مین پیش کرے سامنے پہاڑ پر ہمارا قلعہ ہر اقوال قزاق جہان
مین مشہور عالم بڑے بڑے شاہون کو مین نے لوٹ لیا اگر بخوشی نہ دوگے تو جان جائیگی سوار نے آکر
یہ پیغام اقوال کا اقبال تاجدار سے بیان کیا اقبال نے کہا یہ مرکب تو ہمارا منظور نظر ہر یہ تو
ہم نہ دینگے اسکے بدلے مین کچھ نقد ہم بھجوا دینگے سوار نے جا کر جو یہ اقوال سے کہا اقوال بد افعال
گینڈے کو جھکا کر قریب آیا کہا ای شاہ اپنی جان کو غنیمت نہین جانتا ابھی سب اسباب چھین لونگا
اقبال نے ایک سوار کو اشارہ کیا کہ اس بے ادب کو ادب نہین کرتا سوار نے اقبال تاجدار
کے اقوال پر نیزہ مارا اقوال نے نیزہ توڑ ڈالا سوار کو مع گھوڑے اُٹھا لیا اُٹھا کر زمین پر
مارا کہ سوار کے استخوان چور چور ہوئے اقبال تاجدار کانپنے لگا اقوال نے بڑھ کر کہا کہ گھوڑے
سے اُتر بے مہر اقوال قزاق اب ابدولت کو غصہ ہر یہی حال تمھارا بھی کرونگا ہمراہیان
اقبال نے گھوڑے بھگائے اقبال تاجدار نے اپنے کو تنہا پایا جان کا خوف ہوا ناچار گھوڑے
سے اُتر پڑا مگر نہایت قلق تھا ساتھ کے سب بھاگ گئے اقوال نے کہا ای اقبال تاجدار سیدھے
اپنے گھر چلے جاؤ ورنہ جان بھی جائیگی اقبال تاجدار نے سر جھکا کر کہا کہ او نامنصف مین پیدل
کیونکر جاؤن اقوال نے ایک سوار سے اشارہ کیا کہ اپنا گھوڑا اس تاجدار کو دے سوار اُتر پڑا

اقبال تاجدار رنجیدہ و کبیدہ اُس مرکب پر سوار ہو کر طرف اپنی بارگاہ کے چلا یہان صبح کا وقت آئی
شاہزادہ نور الدہر اُٹھکر بیٹھے ہین جراح نے زخم کھولا کہا ای شہریار خداوند لات و منات نے بڑا
فضل کیا زخم بہت لطف پر ہی اک وصاف ہی بھرتا چلا آتا ہی آج بادشاہ سے عرض کرینگے ہمکو انعام
ملیگا نور الدہر پوچھ رہے ہین کہ تمھارے بادشاہ کا کیا نام ہی ملازمون نے عرض کی حضور ہمارے
بادشاہ کا اقبال تاجدار لقب ہی چاہتے ہین نور الدہر کچھ اور پوچھین کہ چند سوار سامنے سے
پریشان آئے نور الدہر نے پوچھا کہ بادشاہ کہان ہین سوارون نے کہا حضور آج بڑا
غضب ہوا بادشاہ سیر کرتے ہوئے طرف کوہ اقوال کے نکل گئے اقوال قزاق بھی بر لب سیر تھا
مرکب شاہ کا پسند کیا ہمارے شاہ نے نہ دیا ایک سوار کو اشارہ کیا کہ اس بے ادب کو سزا دو
اُس سوار نے بڑھکر نیزہ مارا اُسنے نیزہ یون چھین لیا کہ جیسے لڑکے کے ہاتھ سے نیشکر سوار کو مع گھوڑے
اُٹھا کر زمین پر مارا کہ استخوان سوار کے ریزہ ریزہ ہو گئے اگر ہم جانتے تو اور فوج تیار کر کے ساتھ لیجاتے
نور الدہر نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا اُسنے بڑی بے ادبی کی ہم جا کر اُسکو سزا دینگے یہ کہکے کمر باندھی
سلاح جسم پر آراستہ کیے سوارون نے کہا کہ ای شہریار حال اُسکے زور کا آپنے سنا اور پھر سزا
دینے کو کہتے ہین نور الدہر نے کچھ جواب نہ دیا حکم دیا کہ ہمارا مرکب تیار کر کے جلد لاؤ ہماری بات
مین کوئی صاحب دخل نہ دین ورنہ ہمکو ملال ہوگا سوار و پیدل خاموش ہو رہے تھوڑی دور چلے تھے
کہ دیکھا اقبال تاجدار پریشان آکر پہونچا نور الدہر کو جو مسلح دیکھا کہا ای مہمان عزیز کیا
ارادہ ہی نور الدہر نے کہا آپ کا مرکب اقوال قزاق نے چھین لیا ہم اُسکو سزا دینے جاتے ہین
اقبال تاجدار گھوڑے سے کود پڑا کہا ای مہمان عزیز تم دخل نہ دو مین اُسپر لشکر کشی کرونگا قلعہ تک
کھدوا کر پھنکوا دونگا وہ میرے ہاتھ سے کیونکر بچیگا نور الدہر نے کہا کہ بڑے افسوس کی بات ہی کہ وہ
چھینا زبردستی گھوڑا چھین لے قزاق پر لشکر کشی کیسی ہم ابھی اُسکو سزا دینگے ہر چند کہ اقبال تاجدار
نے خوشامد بھی کی یہ بھی بیان کر دیا کہ سوار کو مع گھوڑے اُٹھا لیا نور الدہر نے کہا یہ کیا دمبدم ذکر
کرتے ہو سوار تمھارا ایسا ہی نامرد تھا یہ کہکر مرکب کو مہمیز کیا طرف کوہ اقوال کے چلے اقبال تاجدار
نے کہا کہ یارو لشکر جلد تیار کرو اگر وہ میرے مہمان کے ساتھ کچھ بے ادبی کریگا تو مجھپر بہت شاق ہوگا یہ سنکر
نور الدہر نے کہا لشکر کی کیا ضرورت ہی چلکر تماشا دیکھو اقبال خاموش ہو رہا پانچ ہزار سوار و پیدل

تیار ہوکر آئے اقبال ان سب کو ساتھ لیکر عقب مین چلا یہان اقوال قزاق اُسی مرکب صبا رفتار
پر سوار چند قزاق پہاڑ سے اُترے ہین اقوال گھوڑے کو مہمیز کر رہا ہو کہ پشت سے نعرے کی آواز
آئی صدا یہ بلند تھی کہ او مغرور بہتر یہ ہو کہ مرکب پر سے اُتر پڑ اگر اپنی جان بری چاہتا ہو منم
گل گلزار خلیل الرحمان نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم زنندۂ زمرد بے ایمان صاحبقران بن
صاحبقران شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نبیرۂ کوہ جاہ سلیمان نعرۂ نور الدہر نظیر
حمزۂ صاحبقران بحشم و لقبہ + شہ ستارہ حشم شاہزادہ نور الدہر + اقوال نے پلٹ کر دیکھا
کہ ایک جوان رعنا بلند بالا تنومند رستم زمان اسفندیار دوران جرأت مین لاثانی صورت مین
یوسف ثانی گھوڑے کو ڈالے ہوئے آتا ہو اقوال پلٹ پڑا کہا ای جوان جب مجکو زیر کریگا تب
مرکب دستیاب ہوگا آتے ہی تگاورزن ہوا ہر چند کہ مرکب نور الدہر کا اصیل نہین ہو غیر مرکب
پر سوار ہین مگر اس طرح پڑی جاتی کہ اگر مرکب پیچھے ہٹتا تو ہڈیان ٹوٹ جاتین چند قدم ہٹکر رہگیا
گھوڑا اقوال کا سات قدم پیچھے ہٹا سراپا نور الدہر کا دیکھکر اقوال عاشق ہوگیا دمبدم کہتا ہو
کہ ای نبیرۂ صاحبقران اگر تم میری اطاعت کرو تو اپنے لشکر کا بادشاہ کردون نور الدہر نے
کہا پہلے غرور تمھارے دماغ سے نکال لین پھر جو مناسب وقت ہوگا وہ کیا جائیگا اقوال نے کہا
کہ اول آپ وار کیجیے کہ کوئی حوصلہ دل مین باقی نہ رہے نور الدہر نے کہا کہ یہ ہمارا دستور
نہین جب تیرے حربے سے پروردگار بچائیگا ہم بھی حربہ کرینگے اقوال کے ملازم پشت پر جمے ہوئے
کھڑے ہین جب نیزہ اقوال نے مارا نور الدہر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ بازی ہونے لگی
کہ اقبال تاجدار بھی آ پہونچا ایک طرف کھڑا تماشا دیکھ رہا ہو لوگون نے بیان کیا کہ ای
بادشاہ عالیجاہ یہ نبیرۂ صاحبقران ہو اتنا اقبال تاجدار کے ہوش گم ہوئے کہ یہ جوان یہانتک
کیونکر آیا اقبال تاجدار یہ سوچ رہا ہو کہ نور الدہر نے نیزہ اقوال کا ہوائی کیا اقوال نے
قبضۂ شمشیر پہ ہاتھ ڈالا اور آواز دی کہ ای جوان یہ تیغہ برق مثال ہو کبھی اسکا وار خالی نہین جاتا
اگر پہاڑ پر ماردون تو وہ بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے یہ کہکے ہاتھ مارا نور الدہر نے ہاتھ بچاکر
کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا اُسنے گریبان پہ ہاتھ رکھا دونون چپٹے ہوئے زمین پہ آئے کشتی ہونے لگی
اقوال حیران ہو کہ پنجہ نہین قابو مین ہو تا جھلا جھلا کر لڑ رہا ہو دوپہر کامل کشتی ہوئی نور الدہر

بقوت صاحبقرانی لڑ رہے ہین دو پہر ڈھلتے ڈھلتے نعرۂ شیرانہ کیا کمر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا اقوال کو
اُٹھا لیا چاہا زمین پر مارین اقوال نے آواز دی کہ ای شہریار الامان مین آپ کا تابعدار ہوا جسطرح
کہ آپ نے مجکو زیر کیا اس طرح کبھی کسی نے میری پشت زمین سے نہین لگائی زمین پر نورالدہر نے
رکھدیا اقوال قدمون سے لپٹ گیا کلمۂ طیبہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا اقبال تاجدار کو پکارکر
آواز دی کہ یہ مرکب حاضر ہی اسپر سوار ہوجیے لیکن آپ نے ہمپر احسان کیا جان بخشی کی ہم اُسکے
بدے آپکو دولت ایمان عطا کرتے ہین اقبال تاجدار بھی کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا شاہزادہ
نورالدہر بن بدیع الزمان اقوال کو ساتھ لیکر شہر اقبالیہ مین آئے اقبال تاجدار سے کہا اب ہم
رخصت ہوتے ہین ہمکو ایک مہم درپیش ہی مسبوق کوہی کے ہاتھ سے زخمی ہوئے تمھارے ملک
مین آکر پہونچے اب ہمین اُس سے مقابلہ کرنا ہی جلد عالی تبار لشکر شجر کوہی مین قید ہین وہان بھی
جانا ضرور ہی ایسا نہو کہ صاحبقران کو قتل کرڈالے اقبال نے عرض کی کہ ای شہریار مین بھی
آپ کے ساتھ چلونگا مین نے اس واسطے اسلام نہین اختیار کیا ہی کہ دامن دولت کو چھوڑدون
امید یہ ہی کہ تاحیات ہمراہ رکاب سعادت انتساب رہون یہ ذکر تھا کہ چوبدار نے آکر عرض کی
در دولت پر آپ کا عیار حاضر ہی نورالدہر نے کہا کہ بُلا لو شبرنگ اندر آیا نورالدہر نے
کہا کہ ای یار وفادار ہمارے آنیکے بعد کیا گذری شبرنگ نے کہا کہ ای شہریار ایرج و شاپور
گرفتار ہوگئے میرے سامنے ملکہ شکل گئین باغ مین اپنے پہونچین اب مسبوق کوہی ایرج کو لیکر
پاس شجر کوہی کے جائیگا اب جلد چلیے حال ایرج کا سنکر نورالدہر کو قلق ہوا اُسی وقت لشکر
تیار کیا اقبال تاجدار کو تخت پر سوار کیا اقوال کو بعہدۂ سپہ سالاری بیس ہزار کا لشکر لیکر
طرف مسبوق کوہی کے چلے لیکن مسبوق کوہی ایرج و شاپور کو لیکر پاس شجر کوہی کے پہونچا
شجر نے بڑے اعزاز و اکرام سے لاکر اُتارا مسبوق نے حال رہائی نورالدہر و گرفتار کرنا
ایرج کو بیان کیا اور یہ بھی کہا کہ ایک نقابدار بادلہ پوش نے آکر شبخون مارا ای شجر کوہی
تمھاری عملداری ہی بتاؤ کہ نقابدار کون تھا اس طور پر اُسنے شبخون مارا کہ کئی ہزار کوہی
مارے گئے مین نے بمشکل ایرج کو گرفتار کیا جب تک نقابدار کا پتہ نہ لگیگا میرے دل کو آرام نہ ملیگا
شجر نے سلیم سبکر و عیار سے کہا کہ کیون ای سلیم تیری عقل مین کچھ آتا ہی کہ یہ نقابدار کون تھا

سلیم نے سر جھکا کر کہا مین عرض نہین کر سکتا مجکو دو دن کی مہلت ملے کہ مین مفصل دریافت کر کے عرض کرون مسبوق نے کہا کہ ای سلیم اگر تو حال نقابدار مفصل دریافت کر دے دولت دنیا سے نہال کر دونگا مجکو بڑا رنج پہونچا بڑے بڑے افسر میرے مارے گئے سلیم نے کہا کہ مین ابھی جاتا ہون یہ کہکے سلیم چلا باہر بارگاہ کے جب آیا شاگردون نے پوچھا کہ کیون اُستاد آپ کی عقل مین کچھ آیا کہ یہ نقابدار کون تھا سلیم نے کہا مین سمجھ گیا ملکہ ناہید مرصع پوش دختر شجر کوہی کا یہ کام ہو اور یہ سب طریقہ اُنھین کا ہو ہمیشہ سے فنون سپہ گری کا ذوق ہو مگر عقل یہ بھی کہتی ہو کہ ملکہ کو کیا غرض ہو جو اُنھون نے شبخون مارا اس باعث کو جا کر دریافت کرتا ہون سامنے بادشاہ کے نام نہین لے سکتا یہ کہکے چلا قریب باغ آیا شام کا وقت ہو در باغ پر سناٹا اندر سے باغ کے کچھ عورتون کے بولنے کی آواز آتی ہو سلیم پشت باغ پر آیا کمند مار کر دیوار پر چڑھا دیوار سے اُتر کر ایک کونے مین چھپا دیکھا کہ ملکہ ناہید مرصع پوش مسند پر سرنگون گرد کنیزین بیٹھی ہین عرض کر رہی ہین کہ ای ملکہ عالم صبر کیجیے بعنایت پروردگار شاہزادے سے ملاقات ہوگی ملکہ رو رو کر فرماتی ہین کہ ایسے ایسے خیال کر کے

طبیعت کو تسکین دیتی ہون مگر دل نہین مانتا نظم

اور چندے صبر کر دل ہو تمنا ہر کام کو		ایک دن ہوتی ہو گردش گردش ایام کو
بعد خواب مرگ بھی آنکھین ہین وقف انتظا		لطف بیداری میا ہو مر سے آرام کو
کسکی پابوسی سے ہو اس سر بلندی کا غلو		ہمسر عرش معلے دیکھتے ہین بام کو

ملکہ رو رو کر یہ اشعار عبرت آثار پڑھ رہی ہین کنیزین سمجھاتی ہین کہ واری خدا نے فضل کیا وہ رہا تو ہو گئے گھوڑا کسی طرف اُنکو نکال لیگیا انشاء اللہ ملاقات بھی ہوگی اگر شاہزادہ زخمی ہو کر نہ نکلجاتا تو صبح تک لڑائی فتح ہو جاتی کوئی کنیز کہتی ہو کہ واری دیکھیے میرے سر پر زخم لگا تھا ابتو خشک ہو گیا چند کنیزون نے اپنے اپنے زخم دکھائے سلیم نے سب معرکہ اپنے کانون سے سُنا آنکھون سے دیکھا جھلا کر باغ سے نکلا جی مین کہتا ہو کہ ای سلیم اس گیسو بریدہ نے بڑا غضب کیا ماں باپ کے قتل کرانیکا ارادہ کیا تھا ابھی تک اسکا وہی جوش و خروش ہو اسکا ذلیل ہونا ضرور ہو خود بادشاہ آئین اسکو گرفتار کر کے لیجائین ساتھ حمزہ و ایرج کے یہ بھی قتل ہو مین پہلے ہی سمجھ گیا تھا کہ یہ نبیرہ حمزہ پر مائل ہوئین اُنکے رہا کرنے کے لیے یہ کدو کاوش تھی

بکتا جھکتا لشکر مین آیا شاگردون نے پوچھا کہ کیسے اُستاد کچھ پتہ لائے اُسنے کہا کہ وہی ظالم دختر شاہ شاہزادہ
نور الدہر پر عاشق ہوئی اور جھوٹے ٹسوے لگا رہی ہی نشان یہ موجود ہی کہ چند کنیزین زخمی ہین پٹیان
مرہم کی اُنکے سرون پر چڑھی ہین یہ جو اُسنے پکار کر کہا چوبدار و یساول و حاجب و دربان وغیرہ نے
بھی سُنا شجر کوہی و مسبوق کوہی دربار مین بیٹھے ہین مسبوق یہی ذکر کر رہا ہی کہ نقابدار نے بڑا
ملال دیا قیدی رہا ہو گیا ایک چوبدار نے عرض کی میان سلیم صاحب کہتے ہین آپ کی صاحبزادی کا
نام لیتے ہین کون بول سکتا ہی کون کہے کہ یہ جھوٹ ہی یہ سُنتے ہی شجر غصے مین کانپنے لگا کہا ارے
یہ کیا کہتا ہی جلد اُسکو یہان بُلاؤ عیار گئے مہتر سلیم کو بُلا لائے شجر کوہی نے کہا کہ کیون ای سلیم
تجکو کچھ ہمارا پاس نہ ہوا سارے لشکر مین تو نے یہ ذکر کر دیا ہر خُرد و کلان یہی ذکر کر رہا ہی کہ یارو
غضب کی بات ہی کہ بیٹی باپ کے قتل کا ارادہ کرے سلیم نے سر جُھکا لیا عرض کی کہ حضور خود چلکے
ملاحظہ کرین کنیزین زخمی موجود ہین آپ دیکھینگے تو معلوم ہو جائیگا شجر کوہی و مسبوق کوہی لشکر
مین ڈنکا کرا کے سوار ہوئے طرف باغ ملکہ کے چلے حکم دیا کہ چہار طرف سے باغ کو گھیر لو کہ کوئی نکل کے
جانے نہ پائے بیس ہزار کوہی جلوہ کر کے چلے ایک کنیز ملکہ کی کسی کام کو نکلی تھی اُسنے جو لشکر کو آتے
دیکھا احوال بھی دریافت کیا وہانسے بھاگی ملکہ بیٹھی ہین کہ کنیز نے آکر خبر دی واری سلیم رات کو
یہان آیا تھا سب حال دریافت کر گیا خود آپ کے باپ آگئے ہین اور مسبوق کوہی بھی ساتھ ہی
صاحبقران و ایرج نوجوان کو بھی ارابے پر سوار کر لیا ہی کہ اپنے دوستون کا حال دیکھین ملکہ
یہ سُنکر گھبرا گئین سب سے کہا کہ کیون صاحبو اب مین کیا کرون میرے دادا جان قید ہین مفت مین
بھائی ایرج بھی گرفتار ہوئے وارث کو میرے مرکب نکال لیگیا اب مجکو کون بچائے کہ دوسری
کنیز نے بڑھ کر عرض کی کہ حضور باغ گھر گیا ملکہ گھبرا کر اُٹھین بیقرار و اشکبار کنیزون سے کہا کوٹھون
پر چڑھ جاؤ ان خطاشعارون کو تیر مارو جب تیر مارینگے وہ ہمکو آکر قتل کر ڈالینگے تو بہتر ہی وہ مالک
بچانیوالا ہی اگر ہاتھ پاؤن نہ ہلائینگے وہ آکر گرفتار کرینگے گرفتار ہونے سے قتل ہونا بہت بہتر
ہی سب راضی ہوئین ملکہ بیقرار ہو کر پکار اُٹھین ای معبود حقیقی و ای رب تحقیقی ذلت و رسوائی
سے مجکو بچا لے قتل ہونا گوارا ہی پھر فرمایا کہ صاحبو کیون گھبراتے ہو وہ مالک ہی بقول شاعر نظم

کرد خلاق جہان انسان ترا ۔۔۔ ساخت پیدا اشرف الحیوان ترا
مرحمت فرمود از راہ کرم

پایۂ دین رتبۂ ایمان ترا
بندگی در بندگان آموخت
کرد روشن چون مہ تابان ترا
مردہ بودی پیش ازین ای حق شناس
داد مولے این ہمہ سامان ترا
گنج اخلاص و یقین و صدق داد
کرد دلگیر بندۂ احسان ترا
داد علم و فضل و عقل و فہم و ہوش
حق عنایت کرد جسم و جان ترا
حضرت خالق مدد از غیب کرد
کرد بخشش دولت عرفان ترا
از کمال فضل بر اوج شرف
مرد دانا کرد ای نادان ترا
مفلس و نادار بودی و غریب
ہندیا در نظم این دیوان ترا

ایسے اشعار پڑھ کر دل کو مضبوط کیا کوٹھون پر چڑھ کے کنیزین دیکھ رہی ہین جیسے ہی کفار بلوہ کرکے چلے تین سو تیر بہانسے مارے تین سو بیچیا گرے لشکر مین ہلڑ ہوا ابتو یہان تیر پڑنے لگے جب تیر بارے سو دوسو گرے سوارون کے گھوڑے بدلگامیان کرنے لگے پیدل پشت پر سوارون کے چھپتے ہین افسر بھاگ رہے ہین چند کس نے بڑھ کر مسبوق کوہی و شجر کوہی کو خبر دی کہ باغ سے تیر چل رہے ہین کئی سو جوان آپ کے مارے گئے آگے کیونکر بڑھین شجر کوہی نے گینڈا بڑھایا کہا کہ مین ابھی جا کر سب کو گرفتار کیے لیتا ہون مسبوق نے کہا کہ بھائی صاحب مین بھی آیا باغ کا فتح کرنا کتنی بڑی بات ہے عورتون کے حربے کیا لیکن اس گیسو بریدہ سے پیشہ جرأت حاصل کیا ہے اسکو اب یقین ہوا کہ قتل کیجاؤنگی آمادۂ مرگ و مہیائے قضا ہے یہ کہکے دولون نے گینڈے بڑھائے گرز پر ہاتھ ڈالے سپر فولادی فراخ دامن سے اپنے کو چھپایا اب دولون چلے یہان ملکہ ناہید مرصع پوش تیر و کمان ہاتھ مین لیے ہوئے آمادۂ حرب و پیکار ہین کہ ایک کنیز نے خبر دی حضور فوج والے تو رک گئے مگر وہ دولون بیچیا آتے ہین ملکہ بیتاب ہوگئین کہا صاحبو یہ دولون پہلوان زبردست ہین باپ نے میرے اکثر قلعے فتح کیے اسکے نزدیک اس باغ کا فتح کرنا کتنی بڑی بات ہے پروردگار سے دعا کرو کہ وہ معبود مدد کرے اس بلا کو رد کرے یہ کہکے بال کھولدیے بیقرار ہوکر پکار اٹھی کہ ای بندہ نواز و ای سامع الدعوات و ای رفیع الدرجات ان دشمنون کے ہاتھ سے ہم بیکسون کو بچالے نظم

ای کہ در ہر مذہب و ملت توئی مقصود ما
بود تو شد باعث نابود نا بود ما
چہرہ بنا تا شود بر اوج نیکو طالعے
گرم بازار محبت ساختی ہر چار سو
درمیان ہر عبادت خانۂ معبود ما
گشت موجود از وجود تست ہستی موجود ما
روشن از نور سعادت طالع مسعود ما
اندرین سودا بیفزودی تو اصل و سود ما

سر بخاک عاجزی سودیم مثل بندگان — زانکہ بود اندر سجود بندگی بہبود ما
شعلۂ حسرت بسوزد خرمن آب وگلم — آتش جانسوز عشق از جہان برآرد دود ما
دائم از سوز دل سوزان گواہی میدہد — رنگ زرد و آہ سرد و چشم خون آلود ما
باز کن ای فاتح الابواب الطاف و کرم — چون بدست تست مفتاح در مسدود ما
دل منہ بر ہستی فانی این دنیائے دون — زانکہ نابود است ہنگام انتہائے بود ما

تمام کنیزین آمین آمین کی آواز دیتی ہین وہ دونون بڑھے چلے آتے ہین تیرون کو سپر پر روکتے ہوئے فوج والون نے جو دیکھا کہ افسر ہمارے جاتے ہین اپنے مقام سے بڑھے سپرون پر تیر روکے بعض نے قرولیان ہاتھ مین لین تیرون کو قلم بھی کیا دس بیس قدم باغ باقی تھا سوار و پیدل بلوہ کر کے آ گئے ملکہ ناہید نے سر زمین پر رکھا عرض کی کہ ای مسجود عالم مین نے تو اپنے کو ناموس خلیل الرحمان مین داخل کیا تھا نہین معلوم میرے وارث پر کیا گذری ان دشمنون کے ہاتھ سے مجھے بچا لے یا ملک الموت کو حکم ہو کہ میری قبض ارواح کرے کافرون کے قبضے مین اب نہ جاؤن نہین معلوم کہ کس طرح پیش آئینگے ملکہ نے جتہ دل سے بلک کر دعا کی دریائے رحمت الٰہی جوش مین آیا کہ صحرا سے گرد اڑی ملکہ نے کوٹھے سے دیکھا کہ دو گے آگے بیس علم نشان بیس ہزار سوار کا آگے آگے دو جوان قوی تن قوی من ایک گینڈے پر ایک تخت پر ایک بعہدۂ سلطنت ایک بعہدۂ سپہ سالاری سواران جنگی گھوڑون کو مہمیز کیے ہوئے بیچ مین ایک جوان حسین بعہدۂ صاحبقرانی حسن و جرأت مین لاثانی خود کی کلغی لچکتی ہوئی ایک عیار رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے بڑے زور و شور سے لشکر آتا ہے ایک کنیز نے پہچان کر کہا لیجیے حضور خدا نے کیا جلد فضل اپنا شریک حال کیا کہ آپ کے وارث آتے ہین یعنے شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان شبرنگ نے شاہزادے کو خبر دی کہ شجر کوہی و مسبوق کوہی نے آ کے باغ کو گھیرا ہے شاید ملکہ کا حال کھل گیا عورتین بلک رہی ہین نورالدہر نے وہین سے نعرۂ شیرانہ کیا نعرۂ نورالدہر

ہمای اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی — کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانده
پناہ لشکر اسلام نورالدہر کز ہمیش — عدو در رزمگاہش صد ہزاران الامان خوانده

دیگر

ز طفلی بجرأت ہنر داشتم — لقب را بیکدست بر داشتم
ظفر بر یلان عرب یافتم — ستہ نوجوانان لقب یافتم

ایک طرف سے اقبال تاجدار نے نعرہ کیا ایک طرف سے اقوال قزاق چلا شجر کوہی نے جو نور الدہر
کی آواز سنی اور اقوال قزاق کو دیکھا کہ مثل فیل مست جھومتا ہوا آتا ہے دونون بڑے فوج کو اشارہ کیا
فوجین جا پڑین تلوار چلنے لگی دونون لشکر ملگئے صاحبقران و ایرج نے ارابے پر سے دیکھا کہ
نور الدہر لڑتے ہوئے آتے ہین ایرج کو بہت ناگوار ہوا نور الدہر نے آواز دی کہ ای برادر
ایرج نہ گھبرانا مین آپہونچا ایرج کے بہت خلاف ہوا زنجیرین ہلانے لگے چاہتے ہین کہ قید توڑ ڈالن
ممکن نہین ہوتا مسبوق نے کہا کہ میرے قیدی کا تو سر کاٹ لے کہ ایک سوار گھوڑے کو بڑھا کر قریب
ایرج آیا کہا او قیدی چپ رہ کہ تیرا وقت مرگ قریب آگیا یہ کہکے ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے
ہاتھ اُٹھا دیا ہتھکڑی کٹی خانہ زور مین آکر قید کو مثل تار عنکبوت توڑ کر پھینکدیا اُسی سوار کو مار کر
تلوار لی گھوڑے پر سوار ہو کر جا پڑے لڑنے لگے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ ایرج نوجوان

ملک ایرج آن آفتاب منیر | که صاحبقرانیم و آفاق گیر
اگر تیغ کین برکشم از غلاف | تزلزل فتند در میان مصاف

صاحبقران زمان نے جو دیکھا کہ دونون شیر لڑ رہے ہین عجب
کیفیت حاصل ہوتی ہے ایرج نے بڑھ کر کمبدان کو مارا نور الدہر نے جا کر رسالہ دار کو ٹوکا
افسر کو مار کر رسالے کو شکست دی دونون آپس مین نگاہ ملا ملا کے لڑ رہے ہین ہر ایک یہی چاہتا ہے کہ
بڑھ کر علم فوج کو قلم کرون شجر کوہی نے کہا کہ ارے حمزہ کا تو سر کاٹ لو کہ ایک افسر گینڈے
کو بڑھا کر چلا کہا کہ ای امیر مین ابھی حمزہ کا سر لاتا ہون قریب ارابے کے آکر گینڈے سے کودا
غصے مین ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے دونون ہاتھ آگے کر دیے ہتھکڑی کٹی وہی ہتھکڑی
امیر نے اُس افسر کو کھینچ ماری سر اُسکا پھٹ گیا خون سر سے جاری ہوا امیر نے غصے مین قید کو
توڑ ڈالا اُسی افسر کی تلوار اُٹھالی بڑھ کر اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ امیر تصنیف مصنف

منم صاحب چتر و تیغ و علم | امیر عرب حمزهٔ ذی حشم | منم قاتل کافران جہان
ز تیغم گریزنده نوشیروان | چو رفتم بسنجان بگیرودار | غزیر رفت گنجاب ملعون فرار
چو در باختر جنگ شد آشکار | شده بر سرم فتح و نصرت نثار | گذر چون بجولانگہ قاف شد
جزائر پر از عدل و انصاف شد | زدم دیو عفریت را در مصاف | لرزه فتادند دیوان قاف
سمندون بدبخت گشته شکار | شدار چنگ بیدین ذلیل و نزار | دران جب جہ جاه وادب یافتم

سلیمان ثانی لقب یافتم | امیر کے نعرے کی صدا جو بلند ہوئی مسبوق کوہی نے بڑھ کر شجر کوہی
سے کہا کہ ای پہلوان دوران حمزہ نے رہائی پائی شجر کوہی تو صاحبقران کے ہاتھ سے زیر ہو چکا ہی
گھبرا کر کہا کہ حمزہ بڑا بہادر ہی مسبوق نے کہا کہ مین سر لاتا ہون یہ کہکے مسبوق کوہی چلا صاحبقران
کو للکارا کہ او حمزہ بدولت موجود ہین بہتر اسی مین ہی کہ میرے سامنے دست بستہ حاضر ہو اور تو قید
مین مردان عالم کی تھا قید کو کیونکر دور کیا صاحبقران مسبوق پر جا پڑے مسبوق نے کئی ہاتھ تلوار کے
مارے صاحبقران نے روک کر ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ مسبوق کے دو ٹکڑے ہوئے نور الدہر نے
بڑھ کر علم فوج قلم کیا مسبوق کا مارا جانا تھا کہ شجر کوہی نے چاہا بھاگ کر نکلجاؤن ایرج نے آکر روکا
کہ او نامرد کہان جاتا ہی شجر کوہی ایرج کو دیکھکر جا پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے ایرج نے بازو بچا کر
کلائی پر ہاتھ ڈالا بغل مین ہاتھ ڈال کے اُٹھایا طرف آسمان کے پھینکا اور آواز دی کہ او کشتی گیر زادہ
دیکھ مردان عالم پہلوان کو یون قتل کرتے ہین شجر کوہی کو چورنگ ہوائی قلم کیا فوج کوہیان مین
کھلبلی پڑی سوار و پیدل بھاگنے لگے کچھ گرفتار ہوئے کچھ قتل ہوئے اور کچھ بھاگ کر نکلگئے تھوڑے ہی
عرصے مین لڑائی فتح ہو گئی مگر ایرج نے دیکھا کہ کشتی گیر زادہ فوج لیکر آیا مین نگاہ مین دادا جان
کی حقیر ہونگا شاپور سے کہا کہ یہان ٹھہرنا بہتر نہین پروردگار فوج بھی مرحمت کریگا شاپور نے
بھی کہا کہ یہان ٹھہرنا بہتر نہین نکل چلیے ایرج نے گھوڑا اپنا لیا شاپور کو ساتھ لیکر ایک جانب
نکلگئے طرف ویرانے کے روانہ ہوئے یہان صاحبقران بعد فتح جنگ نور الدہر کو ساتھ لیکر طرف
باغ کے چلے نور الدہر سرنگون کہ دیکھیے ناہید کے سامنے جا کر کیا گذرے شبرنگ کو اشارہ کیا کہ جا کر
ملکہ سے کہو کہ دادا جان آتے ہین براے استقبال آؤ خبردار مجھسے کچھ کلام نہ کرنا لیکن صاحبقران نے
پلٹ کر فرمایا کہ ایرج نہین معلوم ہوتے چند سوارون نے عرض کی کہ شجر کوہی کو قتل کر کے طرف صحرا
کے نکل گئے صاحبقران نے فرمایا کہ اُنکے مزاج سے وحشت نہین جاتی اُنکو خدا کے سپرد کیا فوج کو
قریب باغ اُترنیکا حکم دیا کہ ملکہ کو شبرنگ نے خبر دی کہ صاحبقران تشریف لاتے ہین ملکہ اپنے
مقام سے اُٹھین کنیزین پشت پر قریب در باغ کے آکر ٹھہرین دیکھا کہ سامنے سے صاحبقران زنان
آتے ہین جھک کر سلام کیا صاحبقران نے بہت پسند فرمایا چاہتے ہین کہ در باغ کے اندر جاؤن کہ
آسمان سے ایک عقاب تڑپ کر گرا ملکہ ناہید مرصع پوش کو لے بھاگا کنیزون مین ایک شور گریہ وزاری

بلند ہوا صاحبقران نے فرمایا کہ ارے کیا ہوا کنیزون نے عرض کی کہ ایک عقاب آسمان سے
آیا ملکہ کو اٹھا لیگیا صاحبقران نے دیکھا کہ نورالدہر متغیر ہو گئے مگر بسبب صاحبقران کے
کچھ کہہ نہ سکے صاحبقران تین دن اُسی مقام پر رہے ملکہ کو بہت تلاش کیا کہین پتہ نہ ملا آخر لشکر
ساتھ لیکر مع نورالدہر و اقبال و اقوال طرف اپنے لشکر کے چلے شبرنگ بھی رہ روی کرتا
آتا ہی مگر ایرج نوجوان بارہ کوس نکلے تھے کہ ایک درخت کے سایے مین آکر ٹھہرے کہ صحرا
سے گرد اُڑی مقناطیس کو ہی بارہ ہزار فوج سے چلا ہی کہ بدلے مدد لقا جاؤن ایرج کو دیکھ
دریافت کیا کہ یہ نبیرۂ صاحبقران ہی فوج کو اشارہ ہوا کہ اس جوان کو گرفتار کر لو چار طرف سے
کا فراپڑے ایرج نے اڑ بھڑ کر مقناطیس کو اُٹھا لیا وہ بصدق دل مسلمان ہوا ایرج نے
حال پوچھا اُسنے عرض کی کہ حضور یہان سے قریب ایک کوہ ہی اُسکو کوہ رستخیز کہتے ہین سُنا ہی
کہ اندر اُس کوہ کے بڑا مال ہی کوئی اندر اُس کوہ کے جا نہین سکتا جب قریب کوہ پہونچتا ہی
سایۂ کوہ پڑتا ہی ایک شیر پیدا ہوتا ہی اُس شخص کو اُٹھا لیجاتا ہی ایرج نے کہا چلکر ہم بھی دیکھینگے
مقناطیس کو ساتھ لیکر سامنے کوہ رستخیز کے آئے دیکھا کہ حقیقت مین کوہ بلند بر سر کوہ نخلہاے سرسبز و
شاداب طائرون کی زمزمہ سرائی کوہ بہت وسیع ہی کئی کوس کے گردے مین واقع ہوا ہی
ایرج سلاح سے آراستہ ہو کر طرف کوہ کے چلے مقناطیس نے بہت منع کیا کہ ای شہریار میرے
سامنے کئی سو جوان غائب ہوئے پھر اُنکا پتہ نہ ملا آپ قصد نہ کرین ایرج نے نہ مانا طرف کوہ کے چلے
جب سایے مین کوہ کے پہونچے ایک شیر درے سے نکلا ایرج پر حملہ آور ہوا ایرج نے جھکائی دی کلائی
تھام کر چاہا کہ ایک گھونسا مارون شیر نے ایرج کو منہ مین دبا لیا لیکر درۂ کوہ مین غائب ہوا مقناطیس
وغیرہ رونے لگے کہ صحرا سے گرد اُڑی صاحبقران زمان آکر پہونچے پوچھا کہ تم لوگ کون ہو اور کیون
روتے ہو سب نے حال ایرج نوجوان کا بیان کیا صاحبقران کو بڑا ملال ہوا اُسی وقت آمادہ
ہوئے ہر چند کہ اقبال تاجدار و اقوال قزاق نے منع بھی کیا صاحبقران نے نہ مانا فرماتے ہین
جب مین لشکر مین جاؤنگا قاسم کو کیا منہ دکھاؤنگا وہ کہیگا کہ حضور نے غلام کا حال سُنا اور کوشش
نہ کی مین کیسا محجوب ہونگا یہ کہکر چلے نورالدہر نے بھی قصد کیا شبرنگ نے بڑھ کر سمجھایا کہ ای شہریار
آپ اپنے قاعدے کے خلاف کرتے ہین اول عبادت خانہ آراستہ ہو حضور بہ غیب رجوع کرین

دیکھیے تو کیا حکم ہوتا ہی موافق اُس حکم کے کاربند ہوجیے گا اس طرح جانا مناسب نہین ہی شبرنگ نے
بڑھکر امیر سے بھی یہی عرض کی صاحبقران نے نہ قبول کیا فرمایا شیر جو آتا ہی کوئی ساحر ہوگا جب
اسم اعظم پڑھونگا سحر اُسکا باطل ہوگا مین درۂ کوہ مین داخل ہو جاؤنگا سب خاموش ہوئے امیر چلے
جب سایۂ کوہ مین پہونچے درۂ کوہ سے شیر پیدا ہوا صاحبقران پر چلا اُسنے حملہ کیا صاحبقران
نے اسم اعظم پڑھا شیر بھاگا صاحبقران چند قدم اور بڑھے ابکی دو شیر درۂ کوہ سے نکلے قصد کیا کہ
صاحبقران پر حملہ کرین امیر نے پھر اسم اعظم پڑھا دونون شیر بھاگے ابکی مرتبہ تین شیر آئے قریب
درۂ کوہ پہونچتے پہونچتے بارہ شیر درۂ کوہ سے نکلے امیر پر حملہ کرنے لگے امیر ہر طرف جھپٹتے ہین شیر
ہٹجاتے ہین ایک شیر پر جو صاحبقران بڑھے زبان معجز بیان اسم اعظم آلہی پڑھنے سے رکی چارطرف سے
شیر ٹوٹ پڑے صاحبقران کو لیکر بھاگے لشکر مین غریو ہوا نور الدہر کو نہایت قلق ہوا تسنیم
سے کہا کہ بڑے افسوس کی بات ہی دادا جان جائین تاجزادہ بھی داخل ہوگیا ضرور جاکر ہلاک
ڈالدیگا یہ مقام طلسم ہی مین بھی جاتا ہون شبرنگ نے کہا کہ آپ عبادت خانہ آراستہ کرین جس طرح
بزرگان دین کا حکم ہو اُسی طرح جائیے نور الدہر نے حکم کیا عبادت خانہ درست ہونے لگا
نور الدہر ٹہل رہے ہین کہ آسمان سے ایک پنجہ گرا نور الدہر کو اُٹھا لیگیا اقوال و اقبال
و مقناطیس کو ہی سب لشکر کو لیکر کوس بھر ہٹکر اُترے انتظار مین ہین کہ صاحبقران آئین
تو بیان سنے چلین بیان تو یہ ذکر ہی حال اُس کوہ کا تحریر ہوتا ہی کہ اس مقام کا نام طلسم سقرلات
آہن کلاہ ہی سقرلات جادو اپنے مقام پر بیٹھا تھا کہ اول طیور جادو آکر پہونچا ملکہ ناہید
کو پیش کیا سقرلات نے کہا کہ ای طیور اس نازنین کا ہم محل کرینگے سحر بھی اسکو سکھائینگے کیسی
عمدہ جادوگرنی ہوگی طیور سناٹے مین آگیا اتنا تو اسنے کہا کہ حضور ایک باغ مین مین نے اسکو
دیکھا جمال اسکا پسند آیا غلام تو اپنے واسطے لایا تھا سقرلات نے کہا کہ ہم اس سے بہتر ڈھونڈھ کے
تمھاری شادی کر دینگے طیور ناہید مرصع پوش کو دیکر چلا گیا مگر نہایت الم ہی کہ بادشاہ نے
مجھپر ظلم کیا میری معشوقہ کو چھین لیا سقرلات نے ملکہ ناہید مرصع پوش کو ہوشیار کیا اور اپنے
وصل پر ترغیب دی ملکہ ناہید نے کہا او کریہ منظر خوک پیکر ہمکو قتل کر ڈال سقرلات نے ملکہ کو
قید کیا سقرلات سرنگون بیٹھا ہی ساتھ والون سے کہ رہا ہی کہ یارو اس نازنین کو دیکھکر

دل بیتاب ہو گیا ہائے کیا کرون وہ تو انکار کرتی ہو کیا اُسکی صفت کرون نظم

عکس رخسار سے ناقص ہو تو کامل ہو جائے — مہ نخشب مہ گردون کے مقابل ہو جائے
یار کے عارض انور کا اگر عکس پڑے — ماہ نو دم مین فلک پہ مہ کامل ہو جائے
تب مین جانون مری جانب سے کدورت نہ رہی — صاف جب صورت آئینہ ترا دل ہو جائے
خوب جی بھر کے نظارے رخ لیلے کے کرون — پردۂ چشم اگر پردۂ محمل ہو جائے
وصف مین یار کے گیسو کا بیان کرتا ہون — سننے والون کا پریشان نہ کہین دل ہو جائے
وہ حسین عارض انور سے اُٹھائے جو نقاب — دعوی حُسن مہ و مہر ابھی باطل ہو جائے
تیغ ابرو کا وہ سفاک اشارہ جو کرے — مرغ بسمل کی طرح دل مرا بسمل ہو جائے
گر بیان حال کرون دل کی پریشانی کا — بس پراگندہ ابھی یار کی محفل ہو جائے
نور دم بھر کو اگر وہ بت مغرور آئے — شمع رخسار سے روشن مری محفل ہو جائے

مصاحبون نے عرض کی کہ آپ نہ گھبرائیے جب تکلیف اُٹھائیگی آپ ہی راضی ہو جائیگی سقرلات
یہ باتین کر رہا تھا کہ کاہن طلسم آیا کہا ای شہنشاہ طلسم سقرلات آج طلسم کشا کا طلسم مین داخلہ ہوا
اُسکو دربار مین بلوائیے اگر وہ آپ سے اقرار کرکے طلسم سے نکل جائے فتاحی سے ہاتھ اُٹھائے تو اسکو غنیمت
جانیے سقرلات نے حکم دیا کہ جو قیدی آج آیا ہو اُسکو دربار مین لاؤ سارے شہر مین ہلڑ ہوا کہ
صدہا آدمی اس طلسم مین آئے قید پڑے ہین بہت سے مر گئے بہت سے زندہ ہین کبھی کاہن نجم جادو
ایسا نہ گھبرایا تھا آج ایک شخص قید ہوا ہی اُسکو طلسم کشا بتاتا ہی بادشاہ نے دربار مین طلب کا
حکم دیا ہی شمیم گیسو دراز بیٹی سقرلات کی اسنے جو یہ خبر سُنی کہ باپ نے طلسم کشا کو دربار مین بلایا
ہی باپ سے کہلا بھیجا کہ مین بھی اُس شخص کو دیکھونگی سقرلات نے ایک کمرہ خالی کرایا اُسمین شمیم آکر
بیٹھی کہ ایرج نوجوان کو مسلسل و مطوق کرکے لائے ایرج نے آتے ہی مثل اہل اسلام کے
صاحب سلامت کی شمیم نے کمرے سے جمال جہان آرا دیکھا دل و جان سے عاشق ہوئی بیہوش ہو گئی
کنیزون نے ہوشیار کیا ملکہ چپ ہو رہی ناچار ہو کر دیکھنے لگی کہ بادشاہ سے کیا کلام ہوتا ہی سقرلات
نے کہا ای نبیرۂ صاحبقران آپ نے کیون یہان آکر قدم مارا یہان کا قیدی تا قید حیات رہائی
نہین پاتا ایرج نے کہا کہ ہمارا طریقہ یہ ہی کہ جس عجائب و غرائب مین پہونچے بعنایت خدا اُسے

فتح کیا بڑے بڑے طلسم توڑے سقرلات نے کہا کیا مجال جو اس طلسم کا پتہ بھی ملے بہتر یہ ہی کہ ہمارے آپ کے مصالحہ ہو آپ فتاحی طلسم سے دست بردار ہون ہم آپ کو قید سے چھوڑ دین ایرج نے کہا کہ مسلمان ہو مال طلسمی ہکو دو سقرلات بہت بگڑا کہ ہم مسلمان کبھی نہ ہونگے لیجاؤ اس جوان کو قید کرو ایک مہینے کے بعد قتل کرینگے ایرج کو ملازمون نے لیجا کر پھر قید کیا کہ نجم جادو پھر دوڑا ہوا آیا کہا اے شہریار دادا طلسم کشا کا امیر حمزہ طلسم مین آیا شور انگیز جادو نے بڑی جانکاہی کر کے گرفتار کیا بارہ جادوگر جب گئے تب وہ گرفتار ہوئے ایک جوان خوبصورت کو ناسوت جادو گرفتار کر کے لائی ہو اپنے مکان مین لیجا کر رکھا ہی دونون کی خبر لیجیے وہ بھی طلسم کشا کا عزیز ہی علامت مین یہ بھی لکھا ہی کہ تین شخص اور ایک نازنین طلسم مین آئینگے فوراً فتور برپا ہوگا وہ سب صورتین ظاہر ہین غلام تو جاتا ہی آپ کو آگاہ کرنے آیا تھا نجم جادو تو یہ کہکے چلا گیا سقرلات نے ایک ساحر کو بلا کر حکم دیا کہ ناسوت کو بلا لاؤ وہ جادوگر ناسوت کے گھر پہونچا بلا کر ناسوت سے کہا معرفت کاہن کے شاہ کو خبر پہونچی کہ تم ایک جوان کو گرفتار کر کے لائی ہو اسکو لیکر خدمت شاہ مین چلو حاضر ہو سنکر ناسوت نے کہا کہ اچھا جادوگر کو تو رخصت کیا اور آپ یہ سوچنے لگی کہ اگر شاہ نے مجھسے لیکر اس جوان کو ارادہ قتل کا کیا تو مین اپنی جان دونگی شاہ میرا کہنا کاہیکو مانینگے بہتر یہ ہی کہ نبیرہ حمزہ کو لیکر نکل چلو یہ سوچکر تخت سحر تیار کیا نور الدہر کو اُسپر سوار کیا لیکر ایک جانب چلی کاہن نے شاہ کو خبر دی کہ ناسوت جادو عزیزدار طلسم کشا کو لیے جاتی ہی سقرلات گھبرایا اور رنگ آدمخوار کو حکم دیا کہ جلد جا کر ناسوت کو چیر پھاڑ کے کھا جا اُس قیدی کو ہمارے پاس لا جیسا مناسب ہوگا ویسا کرینگے اور رنگ آدمخوار نے سو جادوگر ساتھ لیے تعاقب مین ناسوت کے چلا ناسوت ایک پہاڑ پر آکر ٹھہری سوچ رہی ہی کہ کدھر سے نکلون نگہبان روکینگے کہ سامنے سے اور رنگ آدمخوار آکر پہونچا للکار کر آواز دی کہ او ناسوت کہان جاتی ہی ناسوت کے ہوش اُڑ گئے نور الدہر کے سامنے رونے لگی کہا اے جوان تیری محبت مین یہ انجام ہوا شاہ کی دشمن کہلائی ہائے اب کدھر جاؤن سو جادوگرون نے پہاڑ کو گھیر لیا ایک طرف سے اور رنگ خود چلا ناسوت نے سحر کیا اور رنگ آدمخوار نے سحر کو دفع کیا کئی سحر ناسوت نے کیے اور رنگ کب مانتا ہی چشم زدن مین کل سحر دفع کر دیے پہاڑ پر چڑھ آیا سو جادوگرون سے ناسوت اکیلی

اڑ رہی ہی کئی جادوگرون کو قتل کیا اورنگ جھومتا ہوا آتا ہی ناسوت نے دیکھا کہ اورنگ
قریب آپہونچا پیچھے ہٹگئی ناسوت حیران ہی کہ کیا کرون جب بہت جادوگرون کا بلوہ ہوا تو آکر
نورالدہر سے لپٹ گئی اور خوب چیخین مار کر روئی کہا کہ ای جان جہان اگر اورنگ میرے پاس
آجائیگا تو فوراً چیر پھاڑ کے کہا جائیگا سُنتی ہون کہ ایرج نوجوان کو شاہ نے طلب کیا تھا کہ اصلاح
کرین مگر سُنا کہ وہ شاہزادہ نہین راضی ہوا کہتا ہی کہ مال طلسم دو اور اسلام اختیار کرو آپسمین
اصلاح نہین ہوئی کیا کرے بمجبوری نورالدہر کے سامنے رو رہی ہی مگر نورالدہر کچھ جواب نہین دیتے
لیکن اسکی حسرت پر دل ٹکڑے ہوتا ہی کہ اورنگ نے للکارا کہ کیون ای ناسوت اب روتی ہی
دھگڑے کا بڑا خیال ہی نورالدہر نے کہا کہ ای ناسوت اطاعت دین اسلام قبول کر ناسوت
بے اختیار پکار اُٹھی ای خداے نادیدہ مین تیرا اعتقاد کرتی ہون مجھے بچالے جیسے ہی اسنے نام خداے
نادیدہ کا لیا آسمان سے ایک ستارہ گرا اورنگ کو جلا کر خاک سیاہ کیا ساتھ کے جادوگر جلنے لگے
ایک دناتا ہوا وہی ستارہ ناسوت و نورالدہر کو اُٹھا کر لے گیا چند کنیزین جو باقی رہین
اُنھون نے دیکھا کہ کسی کا نشان نہین بدحواس ہوکر بھاگین کہ جاکر شاہ سے اطلاع کرین بعد تھوڑے
عرصے کے نورالدہر کی جو آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک جادوگرنی ضعیفہ میرے پاس بیٹھی ہی ناسوت بھی
ہوشیار ہوئی جیسے ہی ناسوت نے لمعان جادو کو دیکھا کہا کہ ای لمعان یہ احسان تمنے کیا
کہ مجھکو بچا لائین لمعان نے کہا کہ ای ناسوت ہم نگہبانان طلسم مین سے ہین نشیب و فراز خوب دیکھے
بڑے بڑے حکیم و طبیب بارادۂ فتح طلسم آئے یہان آکر گرفتار ہوئے کسی کی عقل و فطرت
نہ چلی لیکن کبھی دل کو یہ ہول نہین ہوا جان پر صدمۂ عظیم ہی مجھکو اسوقت بیٹھے بیٹھے یہ خیال آیا کہ ناسوت
و نورالدہر کو بچالاؤن جاکر مخفی سحر کیا اورنگ کو جلا دیا اب مراد یہ ہی کہ جسوقت ایرج نوجوان
طلسم کو فتح کرین یہ ہمکو اُنکے ہاتھ سے بچالین نورالدہر نے کہا وہ میرا بھتیجا ہی اگر مین کہونگا وہ
اُسمین کد کریگا بلکہ میرے کہنے کے خلاف کریگا بہتر یہ ہی کہ تم فکر کرو لوح طلسمی ہمکو ملے ہم طلسم کو فتح کرین
لمعان نے کہا کہ آج شب کو مین شاہ سے پوچھونگی کہ لوح طلسمی کہان ہی اگر اُسنے بتا دیا تو فوراً
اپنے کو وہان پہونچاؤنگی لوح طلسمی آپ کو دلواؤنگی یہ کہکے ایک مکان مین لاکر ناسوت و شاہزادہ
نورالدہر کو رکھا آپ فکر مین لوح کی چلی لیکن کاہن یعنے نجم جادو اپنے مقام پر آیا نقشہ جمشید کا

کھولا صاف صاف لکھا تھا کہ اسی ہفتے مین طلسم ٹوٹ جائیگا جو طلسم کشا کا ساتھ دیگا آبرو پائیگا ورنہ مارا جائیگا گھبرا کر اپنے مقام سے اُٹھا یہ سوچتا ہوا جاتا ہے کہ کیا تدبیر کرون کہ طلسم کشا سے دوستی ہو کہ رونے کی آواز کان مین آئی سر جھکا کر جو دیکھا ملکہ شمیم گیسو دراز اپنے باغ مین بیٹھی ہوئی رو رہی ہے اُسکے ساتھ کی کنیزین بھی روتی ہین کاہن اُترا آکے ملکہ شمیم سے ملا کہا کیون ملکۂ عالم خیر تو ہے اسقدر رونے کا کیا باعث دل بھرا ہوا تھا شمیم اور بیقرار کے ہو کر روئی نظم

آئینہ خانہ کرینگے دلِ ناکام کو ہم
شام سے صبح تلک دور شراب آخر ہے
یادر کھنے کی جگہ ہے یہ طلسم حیرت
آنکھ وہ فتنۂ دوران کسے دکھلاتا ہے
فتنہ انگیزی بھی چھپتی ہے کہین پردے مین
خون قاصد کو وہ سفاک سمجھتا ہے حلال
پانون پکڑے ہین زمین نے یہ ترے کوچے کی
دیدۂ یار کہین کیا اسے کیف مے مین
سبزۂ خط سے ہوئی اُسکی کدورت دچند
لطف حاصل ہو جو زلفون مین گرفتاری کا
کوچۂ یار مین اپنا جو گذر ہوتا ہے
حُسن کو عشق کی خاطر ہے خدا نے بھیجا

پھیر لینگے اپنی طرف روے دل آرام کو ہم
روتے ہین دیکھکے خندان دہن جام کو ہم
صبح کو دیکھتے ہی بھول گئے شام کو ہم
شعبدہ جانتے ہین گردشِ ایام کو ہم
سُنتے ہین گبر و مسلمان سے ترے نام کو ہم
کسی غماز سے بھجوائینگے پیغام کو ہم
رہِ صد سالہ سمجھتے ہین اب اک گام کو ہم
پھونکر روز گزک کرتے ہین بادام کو ہم
اب صفائی کے لیے ڈھونڈھینگے حجام کو ہم
مول لین دل کی اسیری کے لیے دام کو ہم
نگران رہتے ہین حسرت سے درو بام کو ہم
کرتے ہین آتش اُسے آئے ہین جس کام کو ہم

نجم جادو نے کہا کہ بی بی اس مطلب کو مین نہین سمجھا مجھسے صاف صاف فرمائیے ملکہ سنتے رو رو کر کہا کہ اے نجم جادو تمکو ہم غمخوار کہتے ہین اس مقدمے مین ہمارا کوئی مونس و مددگار نہین اس وقت مین ہماری دستگیری کرو اصل یہ ہے کہ جب طلسم کشا کو والد نے بلوایا مجھ کمبخت بدنصیب نے باپ سے کہلا بھیجا کہ طلسم کشا کو ہم بھی دیکھینگے جس وقت سے اُس شیر بیشۂ جرأت کو دیکھا ہے راتون کی نیند اُڑ گئی آب و دانہ ترک ہوا اس وقت یہ قصد تھا کہ اپنی جان دون یہ جو مین نے کنیزون کے سامنے کہا سب رونے لگین کہ حضور ہمکو کون پوچھیگا یہ باعث بیقراری ہے یہ سُنکر نجم جادو خوش ہو گیا

کہا اے ملکۂ عالم مین نے نقشۂ جمشیدی مین دیکھا صاف لکھا تھا کہ اندر ایک ہفتے کے طلسم فتح ہو جائیگا
مین اسی فکر مین نکلا تھا کہ طلسم کشا سے دوستی پیدا کرون مین ابھی جاتا ہون طلسم کشا کو لیکر آپ کے مکان پر
آتا ہون میں ہر مقدمے کی خبر دینے والا تھا آپ کے عشق کی خبر نہ ہونچاؤ نگا بادشاہ کو غفلت رہیگی
فتح طلسم کی تدبیر ہو جائیگی یہ کہکے کاہن فکر مین ایرج نوجوان کی چلا ادھر سے تو نجم جادو جاتا ہے
ادھر لومدار جادو کہ جسکو آہنگ روشن رائے کہتے ہین اسنے اپنے مقام پر دیکھا کہ طلسم فتح ہو جائیگا
سقرلات نے آہنگ روشن رائے سے کہلا بھیجا کہ لوح لیکر ہمارے پاس آؤ آہنگ لوح لیکر
چلا مگر دل مین کہتا ہے کہ اسی کی وجہ سے میری آبرو ہے سب مجکو مانتے ہین جب لوح میرے پاس رہیگی
پھر مجکو کون پوچھیگا لوح لیے ہوئے جاتا ہے مگر دل دھڑک رہا ہے یہی خیال ہے کہ بادشاہ لوح لے لیگا
پھر ہمکو کون پوچھیگا ادھر سے تو یہ جاتا ہے اُدھر سے کاہن طلسم فکر رہائی ایرج نوجوان مین ڈاہا
چلا آتا ہے راہ مین دونون سے ملاقات ہوئی نجم جادو نے پوچھا ای برادر کہانسے آتے ہو
کہان جاتے ہو آہنگ روشن رائے نے کہا کیا پوچھتے ہو عجب طرح کا معرکہ در پیش ہے کہ ہمکو اتنا
کا پس و پیش ہے بادشاہ نے ہمسے لوح طلب کی ہے خواہ اپنے پاس رکھین خواہ کسی اور کو دین ہمارا
جو شرف تھا وہ مٹتا ہے کہ سب ساکنان طلسم ہماری خاطر کرتے تھے یہ سُنتے ہی نجم جادو خوش ہو گیا
کہا کہ ای آہنگ روشن رائے اصل یہ ہے کہ طلسم اب نہ بچیگا اسی ہفتے کے اندر فتح ہو جائیگا جو
طلسم کشا سے دشمنی کریگا مارا جائیگا اپنی جان بچانا ضرور ہے لوح چلکر طلسم کشا کو دو اسی حیلے سے
ہم تم ملاقات کرین طلسم کشا پر احسان ہوگا اہل اسلام محسن کو بہت عزیز رکھتے ہین ضرور وہ احسان مانیگا
اور تمکو ایک خبر دیتے ہین کہ دختر شاہ طلسم کشا پر عاشق ہے یقین ہے کہ طلسم کشا بھی اُسکو پسند کرے
ہماری تمھاری خاطر کرے اسپر آہنگ روشن رائے بھی راضی ہوا دونون چلے سقرلات جادو
اپنے مقام پر بیٹھا ہے مگر گھبرا رہا ہے وزیر اعظم اسکا مشتاق جادو پہلو مین بیٹھا ہے صلاح ہو رہی ہے
مشتاق نے کہا کہ ای شہریار طلسم کشا کو قتل کیون نہین کرتے سقرلات نے کہا میعاد مقرر ہے
جب تک میعاد نہ گذرے کیونکر قتل کرون مشتاق جادو نے کہا بہت آسان ہے بارہ ہزار
فوج میرے ساتھ کیجیے مین لیکر طلسم کشا کو بیرون طلسم جاؤن کسی صحرا مین قتل کر ڈالون بادشاہ کو
یہ بات پسند آئی کہا اے وزیر اعظم اگر تمنے طلسم کشا کو قتل کر ڈالا تمام اہل طلسم کی جان بچائی

بادولت کا خوبخود دل گھبراتا ہی کئی دن سے خواب پریشان دیکھ رہا ہون مشتاق نے کہا مین ابھی
جاتا ہون بارہ ہزار فوج بادشاہ نے ساتھ کی مشتاق چلا آکر قید خانے سے ایرج کو نکالا تخت پر
سوار کیا قصد ہوا کہ لیکر چلون کہ آہنگ روشن رامے و نجم جادو گھبرائے ہوئے آکر پہونچے
ارادہ یہ تھا کہ در زندان پر لڑائی پڑیگی اب ایرج کو تخت پر بیٹھے ہوئے دیکھا ہاتھ پاؤن مین
مار سیاہ لپٹے ہوئے ہین شاہزادہ حیران و پریشان نجم جادو نے بڑھ کر کہا کہ ای وزیر اعظم کیا
ارادہ ہی وزیر نے کہا کہ مین بیرون طلسم طلسم کشا کو لیجاؤنگا وہان جا کر قتل کرونگا نجم جادو نے
طرف آہنگ روشن رامے کے دیکھا آہنگ نے اشارہ کیا کہ مین لوح طلسم کشا کے گلے مین
ڈالے دیتا ہون نجم جادو نے اشارہ کیا بہتر ہی قضائے کار یہان تو یہ ارادہ ہی لیکن مشتاق جادو
خود حفاظت کو کھڑا ہی کہتا ہی کہ کوئی قریب طلسم کشا کے نہ جائے بادشاہ کی منادی ہی اسباب سحر
لیے گرد پھر رہا ہی مگر صاحبقران جہان قید ہین بارہ جادوگر ملکر صاحبقران کو قید کرکے لائے مین
اسباب سحر جسم پر صاحبقران کے آراستہ کردیا یعنے ماران سیاہ جسم مین لپٹے ہین افسر سب کا
لیس جادو مع بارہ ہزار جادوگرون کے بیٹھا ہی کہ صاحبقران کو ہوش آیا صاحبقران نے
جو اپنے کو اس حال پر ملال مین پایا سوچے کہ اسم اعظم تو یاد ہی اسم اعظم جو پڑھا ماران سیہ جلکر
گر پڑے امیر نعرہ کرکے اُٹھے لیس جادو نے جو دیکھا کہ ماران سیہ جل گئے کہا لو یارو یہ اتنا بڑا
ساحر ہی کہ ہمارے سحر کو دفع کیا ایک ساحر نے بڑھ کر گولہ مارا امیر نے اسم اعظم جو پڑھا گولہ پلٹ کے
اُسی جادوگر کے سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا امیر نے اُس جادوگر کو مار کے اُسکی تلوار لی لیس
سحر کرتا ہوا چلا آتا ہی اور صاحبقران بھی لڑتے ہوئے آتے ہین بارہ ہزار جادوگرون کو روندتے
ہوئے لیس جادو نے سحر کیا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا اُس سحر نے اورون کو ہلاک کیا کئی ہزار
جادوگر مارے جا چکے ہین سحر کی بوچھار کر رہے ہین مشتاق جادو ایرج نوجوان کو تخت پر
سوار کرکے چاہتا ہی کہ لیچلون نجم جادو و آہنگ روشن رامے کوئی پہلو نہین پاتے کہ لوح گلے
مین طلسم کشا کے ڈالدین موقع نہین ملتا مشتاق نے اشارہ کیا تخت کو جنبش ہوئی چاہتا ہی کہ
لے اُڑون یا لات و منات کی صدا بلند ہوئی دیکھا کہ صاحبقران جادوگرون کو قتل کرتے
ہوئے آتے ہین لیس جادو بھاگا ہوا آتا ہی مگر بڑھ بڑھ کے سحر کرتا ہی اپنے سحر سے اپنے کو

آپ ہی بچاتا ہی یہ جو مشتاق نے دیکھا گھبرا گیا کاہن نے کہا کہ ای وزیر اعظم اب وقت انقلاب ہے
بڑی بڑی آفتین دیکھتا ہون ای وزیر اعظم اپنے کو بچاؤ مشتاق نے بڑھکر صاحبقران پر سحر کیا
اتنی مہلت جو آہنگ روشن رائے نے پائی جلدی سے لوح گلے مین ایرج نوجوان کے
ڈالدی پاتو ایرج نوجوان سرنگون بیٹھے تھے لوح جو گلے مین آئی ماران سیاہ جلکر گرے
ایرج بل کرکے اُٹھے اپنے نام کا نعرہ کیا کہ باشید ای کافران بیحیا وای نابکاران پردغا اب
میرے ہاتھ سے بچکر کہان جاؤگے نعرۂ ایرج نوجوان

ملک ایرج آن آفتاب منیر | کہ صاحبقرانیم آفاق گیر
اگر تیغ کین برکشم از غلاف | تزلزل فتد در میان مصاف

تلوار کسی کی اُٹھالی برکت لوح سے کسی کا سحر تاثیر نہین کرتا جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے
لیس جادو نے جو یہ ہنگامہ دیکھا چاہا پر پرواز پیدا کرکے نکل جاؤن ایرج نے بڑھکر اُسکو قتل کیا
صاحبقران کو دیکھکر بجوش وخروش لڑنے لگے کئی مرتبہ پوچھا کہ حضور نور الدہر کہان ہین
صاحبقران نے فرمایا مجھے خبر نہین اب مشتاق گھبرایا سحر تاثیر نہین کرتا نجم جادو کاہن
اور آہنگ روشن رائے پشت پہ ایرج کے آگئے سحر کر رہے ہین سیکڑون جادوگر انھون نے
بھی قتل کیے ہر مقام پر عرض کرتے ہین کہ حضور لوح کو ملاحظہ کیجیے مشتاق نے آواز دی ای
نمکحرامو شاہ کا شہزادہ بیگا ایرج ہر مرتبہ چاہتے ہین کہ مین قریب داداجان کے جاؤن ممکن نہین ہوتا
بیچ مین ہزارون جادوگر ہین قضائے کار لمعان جادو نے نور الدہر و ناسوت کو اپنے مکان مین
بحفاظت رکھا تھا آپ اس فکر مین نکلی تھی کہ لوح کا پتہ لگاؤن اس مقام پر گذر ہوا کہ آسمان سے دیکھا
لیس جادو کا لاشہ پڑا ہی مشتاق جادو وزیر بارہ ہزار جادوگرون سے گھرا ہوا سحر کر رہا ہی
ایک طرف صاحبقران اسم اعظم پڑھکر لڑ رہے ہین ایکطرف ایرج نوجوان لوح گلے مین
پشت پر نجم جادو و آہنگ روشن رائے بڑے زور وشور سے لڑ رہے ہین لمعان نے
جو یہ معرکہ دیکھا سحر کرکے کنارے اُتری حال دریافت کیا مفصل خبر معلوم ہوئی گھبرا کے
پاس نور الدہر کے آئی کہا کہ ای شہریار طلسم کشا نے لوح پائی لوحدار نے خود جاکر لوح دیدی اسی
بھی رہا ہوے تلوار چل رہی ہی یہی وقت ہی کہ آپ بھی چلیے شاہزادۂ نور الدہر کو گھوڑے
پر سوار کیا ایک طرف لمعان جادو ایک جانب ناسوت عاشق جمال اسباب سحر دو نون کے

ہاتھ مین چار سو ملازم لمعان کی پشت پر اس گرد سے چلے اُس وقت آکر پہونچے کہ ایک طرف
صاحبقران رستمانہ جنگ کر رہے ہین ایک جانب ایرج نوجوان مصروف جنگ ہین
مشتاق جادو نے سحر کی بوچھار کر دی ہر آہنگ وشن راے و نجم جادو کو بھی زخمی کیا ہی
ایرج کو دیکھکر بھاگتا پھرتا ہی کہتا ہی کہ یارو عجب مشکل کی بات ہی کہ سحر جواب دیتا ہی جب اُسنے
لوح چمکا دی کیسے کیسے سحر مین نے کیے مگر باطل ہو جاتے ہین ایک ساحر جائے جا کر بادشاہ کو
خبر کرے کہ جو مناسب وقت ہو وہ بھیجے طلسم کشا کو لوح ملگئی ایک جادوگر پر پرواز پیدا کر کے بھاگا
کہ جا کر شاہ کو خبر کرون کہ مشتاق نے دیکھا پشت پر سے ہڑبڑا ہوا جادوگر بھاگنے لگے نعرہ شیر کی
آواز آئی نعرہ نور الدہر نبیرہ حمزہ صاحبقران بحشم و بقہر شہ ستارہ حشم شاہزادہ نور الدہر
ایک جانب لمعان جادو ضعیفہ سر ہلاتا ہوا موے سر سفید بقول شخصے نہ مُنھ مین دانت نہ پیٹ
مین آنت مگر علم سحر مین طاق نہایت مشاق ایک جانب ناسوت جمال جہان آرا پر نگاہ کبھی
واہ کبھی آہ مشتاق جادو بدحواس ہو گیا اب چہار جانب سے سحر ہو رہا ہی ہزارہا جادوگرون
کے لاشے تڑپ رہے ہین اگر کسی ساحر کلان نے پڑھ کر سحر کیا نور الدہر کا گھوڑا چلتے چلتے رکا
ہاتھ دستگیری نہین کرتا پاؤن سے ثابت قدمی جدا پڑھ کر ناسوت نے سینہ سپر کر دیا ایرج
نے جو نور الدہر کا یہ حال دیکھا پڑھ کر لوح کو چمکایا جس جادوگر کا یہ سحر تھا اُسکو تڑپ کر
مارا نور الدہر سحر سے چھوٹے پھر مصروف جنگ ہوے ایرج نے جھوم کر نعرہ کیا مردان عالم
یون جان بچاتے ہین سقرلات اپنے مقام پر بیٹھا تھا کہ جادوگر فرستادہ مشتاق جادو آکر
پہونچا کہا کہ ای شاہ سُنا آپ نے حمزہ نے رہائی پائی ایرج نوجوان کو لوح ملگئی مشتاق سے
لڑائی ہو رہی ہی سقرلات نے زانو پر ہاتھ مارا کہا ہاے طلسم بھی ہاتھ سے جاتا ہی اُس نازنین
ماہ پیکر نے مجکو نہ قبول کیا میرا تو یہ حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی نظم

رشک حُسن روے جانان سے قمر مین داغ ہی ۔ صورت لالہ بیابان میرے جگر مین داغ ہی
ہجر مین اُس لالہ رو کے کسقدر گل کھائے ہین ۔ جس طرح طاؤس کے ہر بال و پر مین داغ ہی
جب سے گلکاری کی انگیا یار کی دیکھی نہین ۔ تب سے لالے کی طرح میرے جگر مین داغ ہی
تیغ ابرو سے لگے شعلہ فروغ حُسن سے ۔ پھول ہر اک اُس گلِ تر کی سپر مین داغ ہی

پتلیان پتھراگئین دیکھا جو اُسکو گھور کر — تپش رخسار سے پاے نظر مین داغ ہی
آج تک فرقت کا اُس خورشید عالمتاب کی — ماہ تابان کی طرح اپنے جگر مین داغ ہی
دیکھنا تا نیر مضمونِ تپ ہجر صنم — جل گیا قرطاس قاصد کی کمر مین داغ ہی
روے تابان کی صفائی خال سے جاتی رہی — تل نہین رخسار پر جرم قمر مین داغ ہی
آتش رنگ حنا اے نور رحبڑ کی اسقدر — مثل موسئے صاف دست سیمبر مین داغ ہی

یہ اشعار پڑھ کے سقرلات بہت رویا کہا یار دچلتا ہون ایک آخر کا سحر ہی اُسکو کرتا ہون یہ سب الگ الگ ہوجائین ایک بڑی بات ہی کہ مرحلہ جات طلسم پر طلسم کشا کا گذر نہین ہوا یہ کہکے اپنے مقام سے اُٹھا افسران فوج نے قصد کیا کہ ہم بھی چلین سقرلات نے منع کیا کہ کسی اَور کا کام نہین ہی یہ کہکر ایک کوٹھا کھولا کچھ اشیاے سحر نکالے کچھ تحفہ جات لیکر ایک خوک پر سوار ہوا بڑے زور و شور سے چلا یہان جو حال عرض کرگیا ہون اُسی طور سے جنگ ہو رہی ہی ایک طرف شاہزادہ نورالدہر مصروف جنگ ہین ایک جانب صاحبقران ایک طرف ایرج نوجوان مشتاق کے پاؤن اُٹھے جاتے ہین مگر لمعان و ناسوت و نجم جادو کاہن و آہنگ روشن راے لوحدار اسپر جب مشتاق جادو جاپڑتا ہی زخمی کردیتا ہی کسی کے جسم پر آبلے ڈالدیے کسی کا سر زخمی کیا کسی کا شانہ نشانہ کیا سب مجبور و ناچار مصروف جنگ ہین ایرج نوجوان لوح کو چمکارہے ہین سب کو سحر مشتاق سے بچا رہے ہین ہر طرف غریو بلند ہی کہ آسمان سے آواز آئی او ناسوت او نجم او آہنگ روشن راے او لمعان تم سبھون کے مکان جلادونگا خاک مین ملادونگا یہان آکر حاضر ہو ورنہ ایک سحر ایسا کرونگا کہ زمین کانپے گی ایک بھی زندہ نہ بچیگا او لمعان تونے بڑا صدمہ دیا صدمے پر صدمے اُٹھائے سب نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ خود سقرلات جادو ایک خوک صحرائی پر سوار نعرہ کررہا ہی سب دیکھنے لگے ہلا ہوکر بادشاہ طلسم آیا آہنگ روشن راے نے کہا کہ اے شہریار آپکی کے ہاتھ سے یہ قتل ہوگا آپ فتاح طلسم ہین ایرج نوجوان نے کمان کیانی دوش سے اُتاری ترکش سے تین بھال کا تیر نکالا بچلہ کمان مین پیوست کیا اب جو سر اُٹھا کر دیکھا کسی کو نہ پایا تیر کے مارتے ہی خطا کار سہم کر گوشہ گیر ہوگیا ایرج مجبور ہوے کہا کہ اے آہنگ روشن راے وہ تو غائب ہوگیا آہنگ نے کہا کہ اے شہریار خدا خیر کرے کہ ایک آواز مہیب کان مین آئی آندھی سیاہ اُٹھی

اس زور سے جھوکے ہوا کے چلے کہ زمین ہلنے لگی اپنا ہاتھ اپنے کو آپ نہین معلوم ہوتا ہوا سے تند
چل رہی ہی اول تو کبھی ویرانے مین کوئی شی جمتی نہین گھاس تک ندار دنخل چند جابجا سے وہ جھوکون
سے ہوا کے گرے مشتاق کے کان مین آواز آئی کہ قدرت سے سامری و جمشید کی سب کام بوجہ حسن
بنگئے اب دیکھو سب کدھر غائب ہوے سب آوارہ ہوکر تباہ ہونگے یہ کہکر وہ جادوگر تو الگ ہوا
اس زور سے ہوا چل رہی ہی کہ زمین کو جنبش فلک کو مٹانے کی کوشش اُس وقت عجب کیفیت ہی
اُس عالم مین ایرج نوجوان نے پکار کر آواز دی کہ اے جد عالی تبار آپ کہان ہین اے شاہزادہ
نورالدہر بن بدیع الزمان تم کس مقام پر ہو چاہتا ہون کہ اپنے کو تمھارے پاس پہونچاؤن ہر چند کہ
نورالدہر نے ایرج نوجوان کی آواز سُنی مگر جواب نہین دے سکتے ہین ایرج نے دیکھا کہ چار جانب
سے فوج غم و الم نے گھیرا ہی ہر بھر کا بل وہ ہی اندھیرا رہا ہوا زور سے چلا کی بعد عرصہ دراز وہ
تاریکی دفع ہوئی اب جو امیر نے آنکھ کھولی دیکھا کہ نورالدہر مع جملہ سرداروں کے میرے ساتھ ہین
اور سامنے ایک دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہی ایک نازنین چاردہ سالہ گوٹا سا قد
گل نورس حدیقۂ خوبی قد سرو باغ محبوبی سینے پر اُبھار نار پستان کی رعنائی شکم صاف شفاف رُخ انور
رشک آفتاب ہی دل کو پیچ و تاب ہی ساق بلورین جسپر بنا ہے قصر حُسن قائم ہر نقش پا تاج سر
معشوقان افسر حسینان پشت پر بارہ سی کنیزین خرامان آتی ہی جب باہر باغ کے
وہ نازنین آئی صاحبقران کو جُھک کر سلام کیا صاحبقران بنگاہ محبت جمال بیمثال
کو دیکھ رہے ہین اُسنے سلام کرکے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا کہا تشریف لایے مین تو مدت سے آپ کی
مشتاق تھی شکر ہی کہ پروردگار نے آپ کو یہانتک پہونچایا اب طلسم سقرلات پر آپ کا قبضہ ہوا
بانیان طلسم نے اسی بادشاہ کے نام پر طلسم بند کیا تھا یہ بھی لکھ گئے تھے کہ اس زمانے مین خاتمہ ہوگا
میرے بزرگون نے ہدایت کی تھی کہ صاحبقران کی اطاعت کرنا آپ کی تصویر بھی کھینچکر مجکو دی
وہ تصویر دلپذیر میرے دل کے پہلو مین رہتی ہی اس طرح کی باتین کرتی ہوئی دم محبت کا بھرتی ہوئی
صاحبقران کو لیکر باغ مین آئی دوسری نازنین کہ ستارہ پہلوے ماہ تھی قریب شاہزادہ نورالدہر
کے آئی کہا اے شہریار بزرگون نے مجکو ساتھ حضور کے منسوب کیا تھا کتاب سامری مین صاف
صاف مرقوم ہی کہ نبیرۂ صاحبقران بھی ساتھ ہونگے تو اُنکی خدمت مین رہنا جفاے ہجر نہ سہنا

شاہزادہ نورالدہر نے اشارے سے کہا کہ سامنے دادا جان جاتے ہین اگر اس طرح مجکو اور تمکو ساتھ دیکھ لینگے یقین ہی کہ انکے خلاف ہوگا نازنین نے مسکرا کر جواب دیا کہ ہمارا قصر الگ ہی مہینون بھی صاحبقران آگاہ نہ ہونگے کہ ہمارا فرزند کہان ہی اتنا اُنکو معلوم ہوگا کہ ہمارا فرزند فلان قصر مین صحبت آرا ہی کبھی وہان تشریف نہ لائینگے آپ مطمئن رہین اور جو آدمی صاحبقران کے ساتھ ہین سب کے پہلو مین ایک ایک نازنین موجود ہی لمعان جادو و ناسوت بھی ہمراہ ہین کہ ایک نازنین نے آکر لمعان جادو کا ہاتھ تھام لیا کہا کہ کیون نانی امان آپ کئی دن سے کہان تھین ہم آپ کے واسطے بیقرار تھے لمعان نے بلائین لیکر کہا کہ بی ہمارا بھی یہی حال تھا شکر ہی کہ ہمارا تمھارا ساتھ ہوا ایک نازنین قریب ناسوت کے آئی کہا کہ ای مادر مہربان مجکو چھوڑ کے کہان چلی گئی تھین ناسوت نے مسکرا کے کہا ہم تو تمھاری باتون کے مشتاق تھے اب عمر بھر ساتھ نہ چھوٹیگا صاحبقران کو نازنین لیے ہوئے بارہ دری مین آئی مسند پر بٹھایا شراب وکباب حاضر ہوے لیکن وہ نازنین نورالدہر کو لیے ہوے ایک کمرے مین آئی ناسوت و لمعان الگ جا کر بیٹھین ہر جگہ سامان عیش و نشاط مہیا ہی امیر نورالدہر تو اس حال مین ہین شاہزادہ ایرج نوجوان بعد اُس آندھی کے جو ہوش مین آکے دیکھا کہ جملہ سردار ہمارے ضلم و فیلم وغیرہ دست بستہ کھڑے ہین اور عرض کر رہے ہین کہ ای شہریار آپ نے کیا کار نمایان کیا طلسم فتح ہوا چلیے باغ مین تشریف لے چلیے وہان مال طلسمی بھی ملیگا ایرج نوجوان اپنے سردارون سے باتین کرتے ہوے ایک باغ مین آئے ایک طرف سے گانے کی آواز آئی ایرج نوجوان گھوڑے سے اُتر پڑے دیکھا کہ سب کے آگے ایک نازنین نہایت حسین آگے آگے بڑھی ہوئی پیچھے اُسکے چالیس پچاس کنیزین ایک ایک چنگ مرصع سبھون کے ہاتھ مین تکلف سے اُنکو چھیڑتی ہوئین اشعار عاشقانہ وردِ زبان

نظم

ہی تو کیا ای چارہ گر تجھکو ہوا منظور آج — گھورتا ہی بیطرح کچھ دیدۂ ناسور آج

دور سے آئے تھے شہرہ سُنکے یہ امیدوار — بات بھی تو نے نہ پوچھی ای بت مغرور آج

کچھ عجب تاثیر کی تیغ نگاہ مست نے — زخم کے مُنہ سے ٹپکتی ہی مئے انگور آج

ہی خوشا قسمت کہ ہی پہلو مین وہ رشک قمر — جلوہ گر ہی بعد مدت خانۂ بے نور آج

حشر کے سامان سے کم سامان فرقت بھی نہیں
ہٹ پر آئے ہین اگر وہ آئین تو کچھ غم نہ کھا
پوچھتے کیا ہو تپ فرقت کی ای جان گرمیان
برچھیان کھائین نظر کی اسقدر پیہم نسیم

آرہی ہی میرے نالون سے صدائے صور آج
ہم بھی ای دل کب کمی کرتے ہین تا مقدور آج
ہاتھ بھی رکھنے نہین دیتا تن محرور آج
دل ہمارا ہو گیا ہی خانۂ زنبور آج

اس رنگ سے گاتی ہوئی آئین کہ ایرج نوجوان یا تو سرداروں سے متوجہ تھے یا گانون کیجاب دیکھنے لگے وہ نازنین جو سب کے آگے ہی بڑی بڑی انکھڑیان جٹی بھوین پیشانی تختی الماس عارض انور چاند کے ٹکڑے قد سرو باغ محبوبی گردن صراحی دار سینے پر ابھار کمر نازک موے میان معدوم یا طائر عنقا کہون یا آئینہ شکم مین بال آگیا مسکرا کر جو شکم کھولدیا ایرج نوجوان کی پریشانی بڑہی دو پٹہ سر سے معشوق کے ڈھلکا ہوا ایسے جو ہاتھ سے چھوڑ دیئے دل عاشق پامال ہوا قلب نازک کا عجب حال ہوا اس ناز معشوقانہ سے وہ قریب آئی جھک کر ایرج نوجوان کو سلام کیا کہا کہ ای رستم زمان مبارک ہو کہ طلسم فتح ہوا صاحبقران زمان باغ خوش رنگ مین داخل ہوے مصروف عیش و نشاط ہین آپ کو بھی جشن کرنا چاہیے ایرج نوجوان اچھا اچھا کہتے ہوے اُسکے ساتھ ہوے باغ دلکشا مین داخل ہوے وہ معشوق دپری چہرہ ناز و غمزے کرتی ہوئی ایرج کو لیچلی نخلستان پر طائران زمزمہ سرا بصد سوز و گداز اشعار عاشقانہ گا رہے ہین ایرج نوجوان جدہر نگاہ اُٹھاتے ہین سامان عیش و نشاط پاتے ہین کہا کیا خوش ہنتار کے پیچھے کبھی قفسے انکھڑ سے کوئی عندلیب عاشق بدنصیب اُڑتی ہوئی آئی پہلو مین گل کے پھول کے بیٹھی زمزمہ سرائی کرنے لگی یہ اشعار آبدار گارہی ہی ایرج کے دل کو لبھا رہی ہی

نظم

پیا جام مے چشم بتان آج
گریبان سایۂ دامن کریگا
تصور بھی نہین جاتا وہان تک
اشارون نے خبر دی مدعا کی
اُڑے اوراق گل باد خزان سے
عدم ہی میرا لاشہ کاہشون سے

ہوے پیرانہ سالی مین جوان آج
کہ ہی مشق جنون کا امتحان آج
محل ہی خوف چشم پاسبان آج
ہوے باہم کلام بے زبان آج
ہوئی برہم کتاب بوستان آج
کہین ڈھونڈھو مزار بے نشان آج

نہین حال کم رہین اول آخر — کہونگا درمیان کی داستان آج
اثر لینے لگا بوسے دعا کے — کہ تھا مطلوب اک غنچہ دہان آج
ہین ویران ہوا مرحبا چکے مقبول — چلو پوچھین مزاج باغبان آج
کھنچے شمشیرہان خالی نہ جا کے — یہ دولت ہو نصیب دشمنان آج
نگاہون سے جہان ہوتا ہی زخمی — لگاتے ہین وہ تیر بے کمان آج
نسیم اپنے کلام پاک سے ہی — بہار گلشن ہندوستان آج

جون جون ان اشعار کی آواز کان مین آتی ہی ایرج نوجوان کی محویت بڑھتی جاتی ہی وہ نازنین بانازوکرشمہ ایرج نوجوان کو لیکر بارہ دری مین آئی لاکر مسند پر بٹھایا اور ایک مہجبین سے اشارہ کیا کہ سامنے شاہزادے کے کچھ گاؤ سب نازنینان مہ جبین چنگ و صعی بجاکے گانے لگین یہ نازنین جو سب کی افسر ہی دامن تھامے ہوے بتا رہی ہی ایرج نوجوان بیقرار ہین سردار بھی ترغیب دیتے جاتے ہین کہ ای شہریار آپ کیا خوش نصیب ہین کیا معشوقہ پریچہرہ ملی حضور کیا گا رہی ہی شاپور شیر دل کھڑا لگس رانی کر رہا ہی کہ اُس نازنین نے گاتے گاتے طرف لوح کے اشارہ کیا ایرج نے بے اختیار لوح گلے سے اُتاری اُس نازنین کو دے دی اُس نازنین نے لوح کو لیکر رومال مین لپیٹ لیا بتاتے بتاتے تلوار مانگ لی سپر کو اشارہ کیا ایرج نوجوان نے سپر بھی بلا عذر اُسے دے دی جب سب سلاح لیچکی اُسی طرح گا رہی ہی ساتھ والیان کہ رہی ہین کہ ای ملکۂ عالم کیا کار نمایان کیا حقیقت مین آپ کا مثل نہین نازنین کہتی ہی کہ دیکھو اب مطلب نکلیگا قضاے کار شاپور شیر دل اصلی جو ایرج سے جدا ہوا تھا باسہاے عیاری سے آراستہ ہو کر تلاش مین اپنے آقا کی چلا پھرتا ہوا اس صحرا مین پہونچا دیکھا کہ ایک جادوگرنی دوڑی ہوئی جاتی ہی شاپور شیر دل نے صورت اپنی ایک جادوگر کی بنائی دوڑ کے اُس سے ملاقات کی کہا کہ ای ملکۂ عالم کہان جاتی ہو اب ہم لوگ ساکنان طلسم کہان رہینگے سنتے ہین کہ طلسم کشا آگیا دیکھیے کیا آفت برپا کرے جادوگرنی نے کہا کہ ای برادر نہ گھبراؤ ملکہ خوشرو کو شہنشاہ نے بھیجا ہی اُنھون نے جاکر اس تکلف سے ایرج کو گھیرا ہی یقین ہی کہ لوح لی ہو صاحبقران کو الگ کر دیا یہ سحر بادشاہ طلسم کا ہی خالی نہ جائیگا

شاپور نے کہا کہ ملکہ وہ باغ کہان ہو جادوگرنی نے کہا وہ سامنے ہو شاپور نے کہا کہ ملکہ تم نہ چلوگی اُس
جادوگرنی نے کہا نوخیز جادو میرا نام ہو صرف خبر لینے کو آئی تھی یہ مجکو یقین کامل ہو کہ اس سحر سے
کوئی نہ بچیگا لوح ملجائیگی میان نجم جادو یعنے کاہن صاحب و آہنگ روشن رائے بھی طلسم کشا
کے ساتھ مبہوت ہو رہے ہین اُنکو فوراً بادشاہ قتل کریگا ان دونون سے بہت جلا ہوا ہو سب غصہ
اُنھین کے اوپر اُتریگا اب تو شاپور شیر دل اس سے باتین کرتا ہوا چلا تھوڑی دور پر جا کے
کہا کہ دیکھو ایک ابر سیاہ اُٹھا ہو یقین ہو کہ کوئی ساحر زبردست آتا ہو نوخیز نے اُدھر مُنھ پھیرا
شاپور شیر دل نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے نوخیز لپٹی شاپور نے حباب مار امشکین باندھکر
اسکو تو ایک درۂ کوہ مین ڈالدیا تھی بیہوشی کی دماغ پر چڑھادی اب شاپور طرف اُسی باغ کے
چلا یہان خوشترو جادو نے گلکے بجاکے لوح لی سب سلاح لیے ایرج نوجوان نے چاہا کہ
گلے مین ہاتھ ڈالون اُس ساحرہ نے پکار کر آواز دی کہ او نبیرۂ حمزہ لوح ہمنے تجھسے لے لی
اب تم ہمارا کیا کرسکتے ہو حمزہ بھی گرفتار ہوکے آیا چاہتا ہو وہان صاحبقران کو بھی اسی طرح
اُس ساحرہ نے دم دیکر گرفتار کرلیا نورالدہر بھی گرفتار ہوئے لمعان جادو و ناسوت کی
زبانون مین سوزن دیا یہان ایرج نوجوان نے چاہا کہ اُنھون ساحرہ نے سحر کیا نجم جادو
و آہنگ روشن رائے نے بھی چاہا کہ اُنھین گرفتار ہو چکے تھے معشوقون نے جھولیان لے لین
شرابین پلا کے سحر فرموش کیا یہ بھی دونون گرفتار ہوئے ایرج نوجوان کو بھی گرفتار کیا
خوشترو بڑا ناز کررہی ہو اب ایرج نے دیکھا کہ جادوگرنیان بصورت کریہ منظر سیہ فام و بدنما
سامنے ٹہل رہی ہین ہر ایک کا یہ قول ہو کہ ہماری الکہ نے کس تکلف سے تمکو گرفتار کیا
خوشترو کہتی ہو صاحبو یہ سحر ہمارا کبھی خالی نہین جاتا یہ باتین تھین کہ ہرکارے نے آکر خبر دی
کہ صاحبقران و نورالدہر کو بھی گرفتار کرلیا آپ سے کہا ہو کہ خدمت شاہ مین آئیے ہم بھی
لیکر اُنکو آتے ہین اب صلاح یہ ہو کہ اسی وقت چلکر سب کو قتل کرین کبھی مبادا اگر ان لوگون کو قید
کرینگے تو مددگار انکے زمین و آسمان سے پیدا ہونگے ان لوگون کو قید کرنا مناسب نہین ہو
جس وقت ان لوگون پر قبضہ پائے فوراً قتل کرے ہر مقام پر کے جادوگرون نے تو کہنا کیا ہم
کسی کا کہنا نہ مانینگے کہ ایک کنیز نے بڑھکر خبر دی کہ اے ملکۂ عالم نوخیز بھی آتی ہین خوشترو لیے

کہاں کہ نوخیز نقلی نے آکر سلام کیا خوشرو نے پوچھا کہ کیوں خیر تو ہی نوخیز نقلی نے کہا بادشاہ نے
تمھارے واسطے خلعت وزارت تجویز کیا دارین استادہین بادشاہ کہتے ہین ہم میعاد معینہ کو
قبول نہین کرتے ایسا نہ ہو کہ کوئی اونکا اور مددگار پیدا ہو لمعان دناسوت داورنگ روشن
ونجم جادوان سبھون نے یکبارگی ہمارا ساتھ چھوڑا شاید اور بھی شریک ہو خوشرو نے کہا
ہماری بھی یہی رائے ہو کہ فورًا انکو قتل کیا جائے سب نے اس رائے کو پسند کیا نوخیز نے کہا
ای خوشرو لوح طلسمی کو تمنے کیا کیا خوشرو نے کہا کہ لوح مثل جان کے میرے پاس ہو سوائے
بادشاہ کے اور کسی کے ہاتھ مین نہ دونگی مجھے کسی کا اعتبار نہین نوخیز نے کہا ہوا مین لوح لیکر
کیا چولھے مین ڈالونگی چند باتین راز کی شاہ نے کہی ہین وہ کسی کے سامنے نہ کہونگی ذرا علٰحدہ
چلیے خوشرو نے ہاتھ پکڑ لیا نوخیز ایک کمرے کی جانب چلی راہ مین کہتی ہوئی کہ آپ کو عہدۂ وزارت
ملیگا سب تمسے دبینگے لوح بھی اپنے پاس رکھنا بادشاہ کو نہ دینا ہمیشہ بادشاہ پر تمھارا دباؤ رہیگا
خوشرو نے کہا ہوا قاعدے مین لکھا ہو کہ اگر اس جوان کے ہاتھ سے طلسم بچگیا تو ہزار سال تک
اسکو زوال نہ ہوگا اب کیا خوف ہو نوخیز نقلی کہتی ہو کہ لوا یہ نہ کہو ان لوگون کے مارے جانے
کے بعد پانچ ہزار پانچ سو پچیس صاحبقران کے سردار و فرزندان عالیوقار اس طلسم پر یلوہ کرینگے
ایک ایک نے دو دو چار چار طلسم فتح کیے ہین کوئی فرزند ایسا نہین ہو کہ جو قواعد طلسم کشائی
سے آگاہ نہ ہو اس طرح کی باتین کرتی ہوئی نوخیز نقلی خوشرو کو لیکر ایک کمرے مین آئی کہا
بی سُنو عہدۂ وزارت کو سمجھ بوجھ کے کرنا لوح ایسے مقام پر رکھو کہ کمند وہم وخیال بھی وہان
نہ پہونچے تب تمھاری وزارت کو زدر ہوگا اور بادشاہ کو خوف ہوگا کہ خوشرو کو آزردہ نہ کرین
ایسا نہ ہو ہمسے بگڑ جائے برسون اس طلسم پر معرکے پڑینگے دیکھو خود بادشاہ آتے ہین خوشرو
پلٹی جیسے ہی منھ پھیرا شاپور شیر دل نے حلقہ ہاے کمند گلے مین ڈالدیے ارے کہکے پلٹی
شاپور نے جھٹکا مار کے حباب مار دیا خوشرو بیہوش ہو کے گری شاپور نے اسکے دماغ پر
بٹی بیہوشی کی چڑھائی لوح جھولی سے نکال لی بشکل خوشرو باہر آیا کنیزون نے پوچھا نوخیز
کہان گئی خوشرو نے کہا کہ راز شاہی کی باتین نہ پوچھو کسی کام کو آئی تھی گئی ہوگی مین طلسم کشا
کو قتل کرونگی اگر اسکو مار لیا پھر طلسم پر کوئی ضرر نہ پہونچیگا یہ کہکے تیغ کھینچکر دوڑی قریب ایرج کے

آکر کہا کہ ای شہر یار ہوشیار رہو جیسے غلام آیا آگیا منم شاپور شیر دل لوح گلے مین ایرج نوجوان کے
ڈالدی قید ٹوٹ کر جسم سے گری جادوگرنیان بھاگین ہڑ ہوا کا ہے خوشرو نے غضب کیا اس
کدو کاوش سے لوح لی پھر حوالے بھی کردی ایک کتی ہو کہ پتا نہین معلوم خوشرو پر کیا گذری یہ تو
طلسم کشا کا عیار ہی نہین معلوم خوشرو کو کیا کیا دو چار جادوگرنیان سامنے آئین اُنکو ایرج نوجوان
نے قتل کیا نجم جادو کاہن و آہنگ روشن رائے کو قید سے رہا کیا دونون شاہزادے کے
گرد پھرنے لگے کہا ای شہر یار خدانے بڑا فضل کیا ورنہ اس ملعونہ نے دام مکر پھیلایا تھا
شاپور شیر دل نے کہا وہ ابھی زندہ ہی مین نے اُسے قتل نہین کیا کہ شاید اسکے مرنے پر کوئی
اور آفت برپا ہو اس وجہ سے زندہ رکھا اب لاکر اُسے قتل کرتا ہون خوشرو کو شاپور سامنے
شاہزادے کے لایا زبان مین سوزن دیکر ہشیار کیا اور سمجھایا اُسنے اشارہ کیا کہ مین اطاعت کرتی ہون اب
مجکو یقین کامل ہوا کہ آپ کا مذہب برحق ہی طلسم اب نہ بچیگا شاپور شیر دل نے سوزن نکالی
خوشرو قدمون پر ایرج نوجوان کے گری بصدق مطیع اسلام ہوئی عرض کیا کہ ای شہر یار
جلدی کیجیے کہ جب شاہ نے سحر کیا تھا واسطے آپ کی گرفتاری کے مجکو مقرر کیا تھا گلریز جادو
کو برلے گرفتاری صاحبقران مقرر کیا تھا یقین ہی کہ اُسنے بھی صاحبقران زمان کو
گرفتار کرلیا ہو جلد تشریف لیجلیے اگر سامنے بادشاہ کے پہونچگئے فوراً قتل کریگا حکم ہو تو
کنیز آگے بڑھے ایرج نوجوان مرکب پر سوار ہوئے نجم جادو و آہنگ روشن رائے نے کہا
ہم بھی ساتھ چلینگے ایسا نہ ہو کہ اِنکے دشمنون پر کوئی افتاد پڑے اس باغ مین چند قیدی ہین
اُنکو بھی رہا کیا اُن سبھون نے اسلام اختیار کیا برائے رہائی صاحبقران چلے خوشرو
و نجم کاہن و آہنگ روشن رائے پر پرواز پیدا کرکے چلے گلریز نے صاحبقران عالیشان
کو گرفتار کرکے بیہوش کیا لمعان و ناسوت کو بھی گرفتار کرلیا زبانون مین سوزن دی ایک
ارابے پر نور الدہر و صاحبقران ایک ارابے پر دونون جادوگرنیان گلریز لیکر چلی گوشۂ
باغ مین اسکی ساتھ والیان جو مخفی تھین وہ بھی نکلین پانچ سو جادوگرنیان ساتھ ہین ارابون
کو ساتھ لیکر جادوگرنیان چلین جیسے ہی باغ سے نکلین آسمان سے نعرہ ہوا کہ منم خوشرو او گلریز
کہان جاتی ہو کہ ایک طرف سے نجم جادو و آہنگ روشن رائے آپڑے گلریز نے جادوگرنیون

اشارہ کیا کہ ارے خوشرو شریک طلسم کشا ہوئی اسکو گرفتار کرو جادوگرنیون نے گھیرا خوشرو
رونے لگی نجم و آہنگ بھی سحر کر رہے ہین چاہتے ہین کہ صاحبقران و نور الدہر کو رہا کرین گلریز
مصروف سحر خوانی ہی آگ برسا رہی ہی ایک جادوگرنی سے کہا کہ جاکر بادشاہ سے اطلاع کرو
کہ جلد تشریف لائیے خوشرو نے قیامت برپا کی ہی وہ جادوگرنی گئی سقرلات بیٹھا ہوا نقشہ
جمشیدی دیکھ رہا ہی کبھی اُٹھتا ہی کبھی بیٹھتا ہی ساتھ والون سے کہتا ہی کہ یارو غضب ہوا
طلسم کشا قید ہوکے پھر چھوٹا خوشرو نے بڑا غضب کیا کمال بھی اُسنے ایسا کیا کہ طلسم کشا سے
لوح لے لی عیار طلسم کشا نے غضب کیا اطاعت بھی خوشرو نے کرلی یہ باتین کرتا تھا کہ ایک
کنیز گلریز کی آکر پہونچی کہا حضور گلریز کو آکر خوشرو و نجم جادو و آہنگ روشن راے نے گھیرا ہی
نہین معلوم کہ طلسم کشا کہان گیا گلریز نے عرض کی ہی کہ اگر صاحبقران کو دار پر کھینچا تو طلسم کشا
تڑپ کر جان دیگا یہ سُنتے ہی سقرلات اُٹھا اور اُسنے آواز دی تین لاکھ ساحر
تیار ہوکے آئے سقرلات سوار ہوا تین لاکھ ساحرون کو لیکر چلا یہان خوشرو نے کئی جادوگرنیان
ہمراہیان گلریز کو قتل کیا ہی گلریز پر کسی کا پنجہ قابض نہین ہوتا سحر سے آگ برسا رہی ہی جدھر جاتی ہی
اُسکو زخمی کیا للکار رہی ہی کہ او خوشرو مین تیرے خون کی پیاسی ہون بے قتل کیے تجکو
نہ چھوڑونگی خوشرو بھی جھگڑ رہی ہی ہر مرتبہ آواز دیتی ہی کہ او گلریز کیون اپنی جان کے
پیچھے پڑی ہی اب طلسم کسی صورت سے نہ بچیگا حاکمان مرحلہ جات بھی قتل ہوے مین نے کچھ سمجھ کے
اطاعت کی اپنی جان غنیمت ہی گلریز کہتی ہی مین تجکو قتل کرکے نکل جاؤنگی مگر صاحبقران کو
نہ چھوڑونگی یہ ذکر تھا کہ ڈنکے پر چوب پڑی سقرلات تین لاکھ ساحرون سے آکر پہونچا
آواز دی کہ او خوشرو کیون تیری شامت آئی ہی ای نجم و آہنگ تمنے غضب کیا کہ لوح
طلسم کشا کو دلوا دی اب میرے ہاتھ سے کیونکر بچوگے سقرلات کو دیکھکر ہاتھ پاؤن مین ان
تینون کے رعشہ آگیا خوشرو نے کہا کہ ای نجم بڑا غضب ہوا سقرلات آگیا آہنگ نے کہا
لیکن دل کھول کر سحر کرو جھگڑو اگر قضا ہی تو مجبور و ناچار ہین اگر قضا نہین ہی تو کون قتل کرسکتا ہی
یہ کہکر تینون ایک مقام پر ہوگئے سقرلات پہ سحر کرنے لگے سقرلات بادشاہ طلسم ہی سحر
انکے اشارون مین دفع کرتا ہی آہنگ جو قریب آگیا سقرلات نے للکارا کہ او نمک حرام کہان جاتا ہی

یہ کہکے گولہ فولادی مارا آہنگ روشن راے نے گولے کو کارد سحر سے کاٹا جیسے ہی گولہ کٹا اُسمین سے
دھوان نکلا آہنگ بیہوش ہوکے گرا سقرلات نے چاہا کہ سر کاٹ لون نجم جادو جا پڑا سقرلات
نے کارد سحر واسطے دفع سحر کے نکالی نجم کی روغنی مٹی یہ بھی لڑکھڑا کر گرا خوشرو نے دور سے دیکھا
جھپٹ پڑی للکار کر آواز دی کہ خبردار کیا کرتا ہی مین آپہونچی کئی سحر سقرلات پر کیے کئی سرکشین
اُس مقام پر قتل ہوئین سقرلات جھوم رہا ہی جسپر سحر کیا اُسکا سر اُڑ گیا سیکڑون لاشے
تڑپ رہے ہین جسپر سحر کرتا ہی وہ زخمی ہوا کوئی قتل ہوا خوشرو نے پکار کر آواز دی کہ یارو
یہ بادشاہ طلسم ہی اسپر سحر ہمارا تاثیر نہین کرتا طلسم کشا کو کیون عرصہ ہوا اپنے معبود سے رجوع
کرو وہ حافظ حقیقی ہی بچائیگا اس مصیبت مین سوا اُسکے کون کام آئیگا یہ کہکر خوشرو نے دست دعا
بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے پکار اُٹھی کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز و ای ارحم الراحمین
و ای مالک یوم الدین تیری ذات بابرکات سے سب طرح کی امید ہی اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے نظم

هست در وحدت توحید خدا اقرار شرط
بعد ازان ز اخلاص باطن از زبان اقرار شرط

میکند حق گرچہ آزار گنہ از توبہ دور
هست آینده مگر پرہیز ای بیمار شرط

صورت دلدار در دل مینماید مر ترا
هست آئینہ صفا ای طالب دیدار شرط

کار کن از کار خود فارغ مباش ای مرد کار
زانکہ بہر صاحب کار راست کردن کار شرط

بندہ باید کہ بہر بندگی بندد کمر
هست در ہر حال خدمت بہر خدمتگار شرط

باش در عہد محبت و انما ثابت قدم
زانکہ میباشد وفا در اتحاد ای یار شرط

دم مزن اندر قضاے حضرت پروردگار
در قیام دوستی باشد رضاے یار شرط

جان اگر جانان طلب دارد دریغ از وے مدار
نیست اندر مذہب صدق و صفا انکار شرط

ہرچہ آید حکم آمنا و صدقنا بگو
چون نباشد در اطاعت بندہ را تکرار شرط

حق بشرط عاجزی و توبہ می بخشد گناہ
بندۂ ناکارہ لیکن بشکند ہر بار شرط

گرچہ می بخشد سخی گنجینۂ زر بے سوال
هست زر کردن طلب ای ہندی نادار شرط

ملکہ بلبک کر سب نے دعا کی کہ صحرا سے گرد اُڑی ایرج نوجوان لوح گلے مین ڈالے ہوئے دم مین سے
نعرہ کیا کہ باشید ای کافران بحیا دای نابکاران بہ دغا نعرۂ ایرج ملک ایرج آن آفتاب منیر

کہ صاحبقران نیم روز آفاق گیر + ایک امر اور ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام ہو کہ ایرج نوجوان کو
آنے مین دیر کا باعث یہ ہوا کہ چلتے وقت لوح کو ایرج نے ملاحظہ کیا مرقوم تھا کہ سامنے جو کنوان
ہے اُسمین اپنے کو گرا دو آبدار جادو کو قتل کرو کہ مرحلہ فتح ہو ایرج بحکم لوح کنوین مین پھاندے
جب زمین سے پانون آشنا ہوے دیکھا پانی نہین ہے ایک دروازہ سامنے لگا ہے اندر دروازے
کے آئے دیکھا کہ صحراے ریگستان ہے ایک مقام پر ایک نخل چنار ہے اُسکے پتون سے پانی ٹپک رہا ہے
ایرج جو پہونچے شاخون سے بھی پانی ٹپکنے لگا اسقدر پانی گرا کہ صحرا مین دریا جوش مارنے لگا
ایرج نوجوان پیچھے ہٹتے چلے آتے ہین پانی کا جوش وخروش کم نہین ہوتا آخر مجبور ہو کر ایک درخت پر
چڑھ گئے پانی وہان بھی پہونچا اب ایرج حیران ہین کہ کہان جاؤن کہ اُسی دریا سے ایک نہنگ نکلا
منھ کھولکر طرف ایرج کے چلا ایرج نے تلوار چمکائی نہنگ غوطہ مار کے غائب ہوا دو نہنگ
پیدا ہوے الغرض جب ایرج تلوار چمکاتے ہین نہنگ غوطہ مار کے غائب ہوتا ہے ایک زیادہ ہو کر
نکلتا ہے یہانتک نوبت پہونچی کہ بارہ نہنگ نکلے ایرج نے لوح کو دیکھا مرقوم تھا کہ ای فتاح طلسم
دای سیار این عجائبات سب مین جو نہنگ کلان ہے وہی آبدار جادو ہے پیشانی پر خال سیاہ ہے
لوح اُس مقام سے مس کر دیجو قدرت خدا کا تماشا دیکھو ایرج نے لوح اُتار کر ہاتھ مین لی طرف
نہنگ کلان کے اشارہ کیا کہ یار دو مجھے کیون گھیرا ہے یہ لوح طلسمی حاضر ہے لیجاؤ میری جان چھوڑدو
نہنگ کلان لوح دیکھکر بڑھا جیسے ہی قریب آیا ایرج نوجوان نے لوح خال سیاہ پر مس کر دی
نہنگ جلنے لگا شعلے جسم سے نکلے اور نہنگون نے چاہا کہ بھاگ جائین اُنپر بھی شعلہ ہاے آتش گرے
سب جلکر خاک ہوے پانی بھی غائب ہوا اپنے کو شاہراہ پر پایا ایک طائر نے آکر زمزمہ سرائی
کی کچھ اشعار عاشقانہ پڑھے ایرج نوجوان جھومنے لگے لوح پر نگاہ پڑ گئی مرقوم تھا کہ ای فتاح طلسم
دای سیار این عجائبات اگر راہ مین طیران جادو ملے اور زمزمہ سرائی کرے لوح کا عکس اُسپر
ڈالدینا ایرج نے وہی کیا وہ طائر جلکر خاک ہوا ایسے ایسے کئی مقام ایرج کو ملے یہ باعث
دیر کا ہوا کہ سقرلات نے آفتین برپا کین اب خاتمہ قریب تھا کہ نعرہ کیا آکر گرے لوح جو چمکائی
ساحر نابینا ہو ہو کر بھاگے کچھ منھ کے بل گرے کچھ جلکر خاک ہوگئے قیدی جو ایرج نے
رہا کیے تھے سو جوان ساتھ ہین شاپور شیر دل نے آکر حقۂ آتشبازی مارے سقرلات نے

جو دیکھا کہ ساحر طلسم کشا کے نام سے بھاگے جاتے ہین سحر جو ہوے بھائی کو بھائی نے قتل کیا باپ کو
بیٹے نے مارا سقرلات نے پکار کر آواز دی کہ اونا مردو تم تین لاکھ ساحران زبردست ہو مین
آگ برساتا ہون پانی کا دریا جوش ماریگا بس آگ برسنے لگی زمین جابجا سے شق ہوئی پانی کے فوارے
پیدا ہوے ایک تھوڑے ہی عرصے مین تمام صحرا پانی سے مملو ہو گیا آسمان سے آگ برس رہی ہو مگر
جس مقام پر ایرج کھڑے ہین وہان پانی کی تاثیر نہین ایک ٹاپو مین کھڑے ہین شعلے آگ کے
انپر نہین گرتے مگر خوشرو ڈوبنے لگی شعلے بھی آگ کے گرے بدن پر آبلے پڑ گئے پکار کر آواز دی
کہ ای شہریار کنیز کی خبر لیجیے ایرج نوجوان نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ لوح کا عکس دریا پر
ڈالو ایرج نے لوح چمکائی خوشرو بھی ہوش مین آئی آبلے مٹے طرف آسمان کے لوح کو چمکایا
آگ برسنا موقوف ہوئی بارہ ہزار جادوگر سقرلات کے ڈوبے بارہ ہزار جلکر خاک ہوے
سقرلات نے سر پیٹ لیا کہا یارو تم لوگ کمی کرتے ہو اگر سب ملکر ٹوٹ پڑو اکیلا طلسم کشا
کیا کر سکیگا جادوگرون نے کہا ہم آپ سے زیادہ عقلمند ہین آپ کیون دور دور سے سحر کرتے ہین
آپ طلسم کشا پر ہاتھ ڈالین ہم بھی سب ٹوٹ پڑینگے سقرلات نے کہا یارو آؤ سب بلوہ کر کے
چلین سقرلات سب کے آگے آگے ایرج نے لوح کا ڈورا تھام کر لوح کو گردش دی جسپر
عکس پڑا جلکر رہگیا کسی پر ہاتھ تلوار کا مار دیا اس طرح شاہزادہ پامال کرتا ہوا جاتا ہی سقرلات
پر جا پڑا سقرلات ایرج کے قریب آیا ہاتھ تلوار کا مارا سحر بھی کیا تلوارین گرین آگ برسی خنجر
گرے ایرج پر کسی شی نے تاثیر نہ کی ایرج نے دیکھا یہ سب بلوہ کیے ہوئے آتے ہین سقرلات کا سحر چل رہا
ہی ہلیلہ جادو اسکے پہلو مین کھڑا تھا کہا ای شہریار اگر آپ کا حکم ہو تو طلسم کشا پر جا پڑون سقرلات
نے اشارہ کیا ہلیلہ جادو بل کرتا ہوا قریب ایرج آیا کئی ہاتھ تلوار کے مارے ایرج نوجوان
نے لوح چمکا دی یہ باعث ہی کہ کوئی جادوگر آگے نہین بڑھتا ایرج شیرانہ لڑتے جاتے ہین کہ
کان مین آواز آئی ای طلسم کشا کیون اسقدر گھبراتا ہی فتح تیرے ہاتھ ہی جرأت و شوکت تیرا
حصہ ہی لوح کو ملاحظہ کر کے کام کرنا ایرج نے دیکھا اُس حال پر ملال مین نجم جادو آواز دے
رہا ہی اگرچہ زمین پر پڑا ہی بسبب زخم کے اُٹھ نہین سکتا مگر آمادۂ خیرخواہی ہی ایرج نے لوح
کو چمکایا سقرلات اپنا سحر کیے جاتا ہی ایرج نے جا کر عکس لوح ڈالا نجم و آہنگ بھی اُٹھے

شیرانہ سحر کرنے لگے ہلیلۂ جادو نے سینک کی کمان نکالی سینک کا تیر اسمین جوڑا طرف ایرج کے
پھینکا ایرج نے لوح کو سامنے کردیا تیر اُلٹا پلٹا ہلیلۂ جادو کی پشت پر پڑا توڑ کر سینے کو پار نکلا
آواز آئی کشتی مرا نام مین ہلیلۂ جادو بود سقرلات نے جو سُنا سر پیٹ لیا کہا یار و غضب ہوا میرا
بڑا دوست صادق مارا گیا جھلا کے بڑھا ایرج پر ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے لوح جھکا کے
ہاتھ جو مارا سر اُس خود سر کا زخمی ہوا تڑپ کر زمین پر گرا چیخ ماری کہ یارو نکل چلو لشکر شامت
نے ہمکو گھیرا ہی پھر سامان کرکے آڑ نکا یہ کہکے بلند ہوا جادوگر اُڑنے لگے خوشرو نے آواز دی
کہ شہریار اگر یہ نکلجائیگا پھر فساد برپا کریگا ایرج نوجوان نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری
جب تک تیر بجر کمان مین پیوست کرین سقرلات بلند ہوگیا تیر اُس تک نہ پہونچا تیر نے خطا کی
اور جادوگر مارے گئے نجم و آہنگ و خوشرو نے سیکڑون جادوگرون کو مارا جو طائر بنکر
بلند ہونے سے رہگئے اُنھون نے فریاد کی کہ ہم اطاعت کرتے ہین آپ کا مذہب اختیار کرینگے
سقرلات پر لعنت کرتے ہین ایرج نے آنکر صاحبقران کو رہا کیا نورالدہر پر بھی عکس
لوح کا ڈالا نورالدہر بھی رہا ہوے ناسوت و لمعان نے بھی صحت پائی صاحبقران قلعۂ طلسمی
مین آئے مال طلسمی کے چھکڑے لدوائے تین دن اُسی مقام پر قیام کیا کسی کو قلعۂ طلسمی کا
حاکم کردیا لمعان و ناسوت و نجم و خوشرو و آہنگ روشن رائے ان سبنے عرض کی
کہ ہم ضرور ساتھ رہینگے صاحبقران نے فرمایا میرا دستور نہین ہی کہ ساحر کو ساتھ رکھون
لمعان نے عرض کی کہ حضور کو لشکر مین پہونچا کے چلے آئینگے صاحبقران عالیشان نے فرمایا
جلد تیاری کرو ملحوظ خاطر ناظرین والامقام رہے کہ معشوقۂ نورالدہر جو قید تھی یعنے ملکہ
ناہید مرصع پوش کو بھی رہا کیا اُسکو بھی ساتھ لیا اور دختر سقرلات شمیم گیسو دراز
قبضے مین ایرج کے آئی ساحر و غیر ساحر ستر اسّی ہزار کا لشکر ساتھ لیکر صاحبقران زمان
ایرج نوجوان و شاہزادہ نورالدہر کو لیے ہوے مع ساحران مذکور چلے جسدن امیر نے
کوچ کیا مقناطیس کوہی بھی آکر شریک ہوا اب لاکھ سوار و پیدل کا لشکر لیکر روانہ ہوے
صاحبقران تو منزل بہ منزل جاتے ہین انکا حال وقت پر تحریر ہوگا لیکن سقرلات جو بھاگا
بیس کوس پر ایک صحرا ہی اُس صحرا مین اُترا خستہ و شکستہ حیران و پریشان کچھ ٹوٹی ہوئی بارگاہین

جو ساتھ آئی تھین وہ استاد ہوئین سقرلات کہتا ہی کہ یارو نہین معلوم بعد میرے آنے کے وہان
کیا گذری دوسرے دن چند ساحر بھاگے ہوے آئے عرض کی بعد آپ کے آنے کے صاحبقران نے
قلعے پر قبضہ کیا دختر آپ کی طلسم کشا پر عاشق تھی اُسکو بھی صاحبقران لیگئے سقرلات نے
کہا مین جاکر ابھی قلعے پر قبضہ کرتا ہون ساحرون نے کہا کوئی آپ کا وہان ہم نبرد نہین ہی
جس وقت آپ کے جانے کی خبر جائیگی وہ سب بھاگ جائینگے آپ سے مقابلہ نہ کرسکینگے سقرلات
اس فکر مین اترا ہوا ہی کہ ساحر جمع ہولین تو جاکر اپنے قلعے پر قبضہ کرون آٹھ دن اسی فکرو
تردد مین حیران و سرگردان ستر ہزار جادوگر جمع کرچکا ہی یہی قصد ہی کہ امروز فردا مین کوچ کرن
سحر تیار ہو رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی ابر تیرہ و تار پیدا ہوا سقرلات دیکھنے لگا ابر سامنے آکر
شق ہوا شدید بلندر کاب جو طرف سے افراسیاب کے بر سر صاحبقران چلا تھا
معشوق ہمراہ عیش کرتا ہوا منزل در منزل آتا ہی سقرلات حیران ہوا کہ یہ کون ہی
شدید بلندر کاب نے بھی ہرکارون کو بھیجا کہ جاکر دریافت کرو کہ یہ کسکا لشکر فرودکش ہی
ہرکارون نے جاکر شدید بلندر کاب کو خبر دی کہ بادشاہ طلسم سقرلات ہی موسوم بہ سقرلات
جادو صاحبقران اسکے ملک مین پہونچے طلسم پر اُنھون نے قبضہ کیا یہ شکست خوردہ یہان
فرودکش ہی یہ سُنکر شدید کو بڑا ملال ہوا کہا ہم اسکا ملک آباد کرادینگے جاکر کہو کہ ہماری
ملاقات کو آئے شدید بلندر کاب اُسی مقام پر بارگاہ استاد کراکے اُتر پڑا سقرلات کو
جو یہ خبر ملی کہ یہ ساحر لاجواب فرستادۂ افراسیاب برائے مقابلۂ مسلمانان جاتا ہی لباس فاخرہ
پہنکر چند ملازم ساتھ لیے شدید کی بارگاہ مین آیا شدید نے بہت خاطر کی پہلو مین اپنے
بیٹھنے کو جگہ دی حال پوچھا سقرلات نے رو رو کے سب حال بیان کیا شدید بلندر کاب نے
کہا کہ ای برادر نہ گھبراؤ مین برائے قتل مسلمانان آیا ہون اُن سب کو قتل کرکے سر خدمت مین
شہنشاہ افراسیاب جادو کے روانہ کرونگا اتنے عرصے مین تمھارا ابھی قبضہ کرادونگا اب تم
میرے ساتھ چلو اپنے ملک کا بدلا اُنسے لو سقرلات راضی ہوا شدید و سقرلات نے
آپسمین ملکر طرف لشکر صاحبقران کے کوچ کیا بیان بادشاہ جمجاہ مقابلۂ لقا مین فرودکش ہین
اگر صاحبقران کے واسطے انتشار ہی لقا اپنے دربار مین بیٹھا تھا کہ خبر پہونچی شدید بلندر کاب

طرف سے افراسیاب کے آتا ہی یاقوت کو واسطے لینے کے بھیجا کنارے پر اپنے لشکر کے جواہر بن عمرو کھڑا تھا کہ اُسنے یاقوت شاہ کو جاتے ہوے دیکھا جھپٹ کے چلا ایک خدمتگار پیچھے رہگیا تھا اُسکو جواہر نے بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر ساتھ ہولیا شدید بلند رکاب جو خبر سُنی کہ خداوند کا فرزند جبرئیل قدرت آتا ہی بارگاہ سے نکل آیا سقرلات بھی ساتھ ہی یاقوت کو جھک کر سلام کیا بڑے اعزاز و اکرام سے اپنی بارگاہ مین لایا خاطرداری کی تمام حال سقرلات کا بیان کیا یاقوت نے کہا کہ قدرت نے تمکو یاد کیا ہی شدید نے کہا اسی وقت چلونگا آپ شب بھر یہین رہیے صبح کو آپ کے ساتھ چلونگا یاقوت کے لیے سامان عیش و نشاط مہیا کیا جواہر بن عمرو کہ خدمتگار بنا ہوا ہی بنگاہ غور دیکھ رہا ہی کہ شدید اشیاے نادرہ لا لاکر سامنے یاقوت کے رکھ رہا ہی مگر ایک خیمہ خالی ہی اُسمین دمبدم جاتا ہی پھر چلا آتا ہی جواہر بن عمرو بہت حیران ہوا کہ اس خیمے مین کیا ہی کہ شدید گھڑی گھڑی جاتا ہی آخر جواہر بن عمرو اپنے مقام سے اُٹھا ٹہلتا ہوا اُس خیمے کی پشت پر آیا سراچہ چاک کرکے دیکھا کہ ایک معشوقہ پریچہرہ مسند پر بیٹھی ہی شدید اُسکے پاس آتا ہی خوشامدین کرکے چلا جاتا ہی جواہر حیران ہوا کہ یہ معشوقہ کون ہی ایک عورت کی شکل بنکر سراچہ چاک کیا کر اُسکے سامنے آیا جھک کر سلام کیا کہا کیون حضور مجھے بڑی حیرت ہی کہ میان شدید بلند رکاب آپ پہ جان دیتے ہین مگر آپ کو ہمنے ملول و حزین پایا ہم طرف سے خداوند کے یہان لشکر مین آئے ہین اصل مین کیا معاملہ ہی دل تو شمسہ کا بھرا ہوا ہی رونے لگی کہا بُوا تمسے کیا کہون اصل کیفیت یہ ہی کہ میان شدید بلند رکاب نے ان باپ کا گھر تباہ کیا مجھکو چرا کر لے آئے ایسی مجبور و ناچار ہون خوشامد کرکے اپنی جان و آبرو بچاتی ہون دیکھیے اس ظالم سے کیونکر آبرو بچے اگر نکل جاؤن تو یہ ساحر زبردست ہی سیکڑون کوس سے تلاش کرکے لے آئیگا یہ بھی خوف ہی جواہر بن عمرو نے خوب گھُل مل کے باتین کین شمسہ نے سب دل کا حال کہا جواہر ڈرتا بھی جاتا ہی کہ ایسا نہ ہو شدید آجائے تو مشکل ہوگی باتین کرتے کرتے گلوری لگا کے ملکہ کو دی کتھے چونے مین بیہوشی ملائی ملکہ نے وہ گلوری کھائی کھاتے ہی بیہوش ہوگئین جواہر نے اسکو تو پلنگ کے نیچے ڈالدیا اسی کی شکل بنکر بیٹھا پہر رات پچھلی باقی ہی کہ شدید پھر آیا کہا اے جان جہان مین بہت بیقرار ہون اب مجھے شربت وصل سے سیراب کرو جواہر نے پنجے پکڑ کے

دو طمانچے مارے کہا حرامزادے مجکو کہاجا سحر کرکے چرالایا مان باپ سے چھڑایا اب تجھ سوا میرا
کون ہی لیکن دو چار روز تامل کر آرزو ہی کہ مین دُلھن بنون تم دولھا بن کے آؤ اور مجکو بیاہ کے
لیجاؤ اب تو تمکو جنگ درپیش ہی مجکو بڑا پس وپیش ہی کہ ایسا نہ ہو میرے وارث ہو کوئی افتاد
پڑے سُنا ہی کہ یہان فرزندان عمرو بلا کے عیار ہین ایسا نہ ہو کہ تمپر کوئی عیاری کرین مین کیسکے
بھروسے پر جیونگی شدید نے کہا ملکہ مسلمان سب غیر ساحر ہین ایک پہر بھر کا کام ہی سحر کرکے
سب کے سر کاٹ لونگا خدمت شہنشاہ مین روانہ کردونگا جواہر نے باتین کرتے کرتے ایک گلوری
لگا کر دی کہا نگوڑے جلاد میرے ہاتھ سے گلوری تو کھا شدید پھول گیا کہ ملکہ نے کبھی ایسی باتین
نکی تھین آج تو مالا مال محبت ہو ا ملکہ مجکو اپنا وارث جانتی ہی خوشی خوشی گلوری کھا گیا
جیسے ہی پیک حلق سے اُتری گھبرا کر اپنے مقام سے اُٹھا لڑکھڑا کر گرا گرتے ہی بیہوش ہو گیا
جواہر نے دو ڑکر مشکین باندھین زبان مین سوزن دی سراچہ چاک کرکے لے بھاگا یہان
یاقوت نے کہا میان شدید ملندر کا اب کہان چلے گئے ابتو سحر قریب ہی چلنے کی تیاری
کرین وہان قدرت مشتاق ہونگے ایک کنیز سے کہا کہ جا کر ہماری جانب سے کہو کہ تمکو
یاقوت شاہ نے بلایا ہی کنیز اندر اُس بارگاہ کے گئی شدید کو نہ پایا سراچہ چاک دیکھا
ملکہ بھی سامنے نہین ہین گھبرا کے پاس یاقوت شاہ کے آئی یاقوت شاہ سے کہا نہ تو ملکہ کا
نشان ہی نہ شہنشاہ معلوم ہوتے ہین یاقوت نے گھبرا کر کہا ای سقرلات جا کر دیکھو شاید
کوئی عیار ہمارے ساتھ چلا آیا ای سقرلات آٹھ پہر یہی خوف ہی ایک لاکھ چوراسی ہزار
پیک بچہ ہی اسی فکر مین پھرتے ہین کہ عیاری کرین سقرلات گھبرایا ہوا اندر خیمے کے
آیا دیکھا حقیقت مین سراچہ چاک ہی پشتارہ باندھنے کا نشان معلوم ہوتا ہی ستارۂ سحری
چمک چکا ہی یاقوت نے کہا کہ ای سقرلات جلد تدبیر کرو کوئی عیار اُسکو لیگیا مسلمانون کا
دستور ہی کہ فوراً قتل کر ڈالتے ہین یا اطاعت کرے سقرلات نے آواز دی سب لشکر تیار ہو
یہ تو سُن چکا ہی کہ مسلمانون مین کوئی ساحر نہین ہی سب غیر ساحر ہین ابتو پرواز پیدا کرکے
چلا لشکر سے کہا کہ عقب مین آنا لشکر تیار ہونے لگا یہان وقت صبح ہی بادشاہ جمجاہ بیرون
بارگاہ تشریف رکھتے ہین جملہ سرداران نامی و عیاران گرامی حاضر خدمت ہین ہرکارون نے

خبر پہونچائی کہ شدید بلبندر کاب فرستادہ افراسیاب ساٹھ ہزار جادوگرون سے آیا ہی اور
سقرلات جادو بھی اُسکے ہمراہ ہی یہ بھی غلامون نے خبر پائی ہی کہ سقرلات کے طلسم کو
صاحبقران و ایرج و نورالدہر نے فتح کیا وہ بھی اس فکر مین آیا ہی کہ اپنے عزیزون کے
خون کا بدلا لون بادشاہ نے فرمایا خدا مالک ہی جس روز سے کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر آئے
ساحرون سے مقابلہ رہا ہمیشہ لقا اسی فکر مین رہتا ہی کہ ساحر طرف سے افراسیاب کے
آئے وہ ہی اگر مقابلہ کرے اب دیکھین شدید کیا شدت کرتا ہی یہ ذکر تھا کہ آواز زنگ کی
کان مین آئی دیکھا کہ جواہر بن عمرو ایک ساحر کا پشتارہ لیے ہوئے گرتا پڑتا چلا آتا ہی آنے کی
پشتارہ ڈالدیا کہا حضور رہم کیا کرین آٹھ پہر اسی فکر مین رہتے ہین آپکے اقبال سے شدید
کو لایا بادشاہ خوش ہو گئے کہا اسکو ہوشیار کرو جواہر نے شدید بلبندر کاب کو ہوشیار کیا
شدید کی آنکھ کھلی اپنے کو مسلسل و مطوق پایا زبان مین سوزن ہزارون پیک بجہ کھڑا ہوا ہی
ایک عیار پکار رہا ہی کہ اے شدید سامنے بادشاہ بیٹھے ہین بہتر یہ ہی کہ اطاعت اسلام قبول کرو
شدید بلبندر کاب نے غصے سے اشارہ کیا کہ مین مسلمان نہ ہونگا بادشاہ نے کہا جلاد کو بلاؤ
ایک جلاد سامنے آیا ہاتھ پکڑ کے شدید کو کھینچا سب سردار و عیار اُسی مقام پر جمع ہین سقرلات
جو پر پرواز پیدا کر کے چلا تھا آسمان پر آکے چمکا دیکھا کہ شدید زیر تیغ بیٹھا ہی جلاد شلنگین لگا رہا ہی
گھبرا گیا مگر ساحر زبردست ہی جھولی سے گولہ نکالا نکال کے مارا کئی ہزار آدمی بیہوش ہو کے
گرے اُسی اندھیرے مین نعرہ کیا کہ منم سقرلات جادو زمین پر اُتر کے آیا زبان سے شدید کی
سوزن نکالی جلاد کو مارا کہا کہ اے برادر ہوشیار ہو لشکر بھی آتا ہی شدید بلبندر کاب یہ سنکے
اُٹھا کہ مین لاکھون سے مقابلہ کرسکتا ہون زبان سے سوزن جو نکلی بل کرتا ہوا اُٹھا
سنگریزے اُٹھا کر پھینکے پتھر برسنے لگے اہل اسلام مین تلاطم ہوا وسواس و خناس نے یہ خبر
جا کر لقا کو پہونچائی کہ شدید و سقرلات اہل اسلام سے لڑ رہے ہین اہل اسلام پر بڑی تباہی
ہی لقا بھی لشکر کو لیکر آپڑا ساحر بھی شدید بلبندر کاب کے آگئے کوہیون نے لشکر اسلام
کو قتل کرنا شروع کیا عیارون نے حقے بارے آتشبازی مارے چند جادوگر چند کوہی مر کر
گرے سقرلات و شدید نے وہ سحر کیا ہی کہ ہزارون اہل اسلام بیہوش پڑے ہین

اس بیکسی و بے بسی پر کو ہیون کی بن پڑی ہی جسکو سحر مین پھنسایا ہاتھ تلوار کا مارد یا اہل اسلام کو کچھ بن نہین پڑتا قتل ہو رہے ہین کئی سو عیار بھی مارے گئے عیارون نے آکر بادشاہ سے عرض کی سرکشی کفار کی حد کو پہونچی ہزارون بندگان خدا مارے گئے سحر دو لون جادوگرون کے قیامت کے ہین آگ برس رہی ہی اگر مناسب ہو ناموس کو سوار کرا کے نکل جائین بادشاہ نے آنکھون مین آنسو بھر کے فرمایا عورات کو تو لیکر نکل جاؤ مردون پر جو گذریگی دیکھا جائیگا اُسی پریشانی مین پکار اُٹھے کہ ای کریم و رحیم و ای سمیع و علیم اس مصیبت مین سواے تیرے کون کام آئیگا ان دشمنون سے تو ہی بچائیگا قطعہ

طالب مطلب بود ہر دم طلبگار غرض … با غرض دارد غرض ہر بندۂ زار غرض
دوست کر گردد بباطن بندۂ اہل نفاق … گر بہ بند دوستی باشد گرفتار غرض
دوست خود مطلب اگر باشد مدارش دوستدار … یار مشمارش ہر آن شخصیکہ شد یار غرض
غنچۂ باغ مرادش شگفد اندر جہان … ہر منافق را کہ باشد در جگر خار غرض
عاقلان بر گفتۂ اہل غرض کی دل دہند … گرچہ چرب و نرم و شیرین است گفتار غرض
دور بگریزد از و ہر صاحب صدق و صفا … بر رخ اہل غرض بیند چو آثار غرض
اہل مطلب را بود ہر دم بمطلب اشتغال … ہست بر اہل غرض مشغول در کار غرض
بے غرض کن با محبان صفا دل دوستی … تا کہ ننشیند بر ان آئینہ زنگار غرض
ہند یا ہرگز مکن بر اہل مطلب اعتبار … چون غرض حاصل شود گردد عدو یار غرض

بلک بلک کر سب دعا کر رہے ہین ناموس کو مقبل وفادار سوار کر کے لے نکلا بختیارک نے جو دیکھا کہ مقبل وفادار غلام صاحبقران عالیوقار ناموس کو لیے جاتا ہی اس ملعون نے چہرہ اپنا بڑھایا شدید بلند رکاب سے کہا ناموس صاحبقران نکلے جاتے ہین بڑھکر روکو شدید نے منتر پڑھ کر سحر کیا کہارون نے محافے رکھدیے کہتے ہین ہمارے پانون نہین اُٹھتے مقبل نے بڑھ کر تیر اندازی کی ہزارون کو تیرون سے گرا دیا شدید نے بڑھ کر سحر جو کیا مقبل و ہمراہیان مقبل کے ہاتھون سے کمانین چھوٹین ناموس نے محافون سے دیکھا کہ کہار زمین پر تڑپ رہے ہین غلام بھی گرے پڑے ہین کمانین سبھون کے ہاتھون مین نہ دار و شاہزادیون نے

بلک بلک کر دعائین کین شدید نے بختیارک کو آواز دی ای شیطان درگاہ خداوندی کو ہیون
کو بھیجو کہ ناموس پر قبضہ کرین کوہی بلوہ کرکے چلے سردارون نے اپنے سینے سپر کر دیے مرنا گوارا
کیا مگر کو ہیون کو بڑھنے نہین دیتے ہین لاش پر لاش گرہی ہے ساحر بڑھ بڑھ کر سحر کر رہے ہین ہنگامہ گیر دار
بلند اہل اسلام درد مند بادشاہ جمجاہ سر برہنہ زخم کھاتے پھرتے ہین ناموس کے بچانے کی فکر
تاجداران جلیل نے تاج سرون سے پھینکدیے بادشاہ جمجاہ کو بچاتے پھرتے ہین ہر طرف
سے آواز الامان الامان آتی ہے بدعت کفار سے زمین تھراتی ہے بادشاہ نے کہا کیا ازبانین
گھس گئین بیقرار ہو کر دعا کرو آج سب ناموس لٹا چاہتے ہین صاحبقران کو کیا منھ دکھائینگے
یہ کہکے دونون ہاتھ بلند کیے کہا یارو آمین کہو وقت مصیبت ہے خاموش نہ رہو **نظم**

ای کہ بر نام تو قربان جسم ما و جان ما	وی بذات تو تصدق دین ما ایمان ما
تازہ از فیضان حسنت ہر گل بستان ما	روشن از شمع جمالت کلبۂ احزان ما
باد جو دقرب ہستیم از بساط وصل دور	حیف بر مہجوری ما وای بر حرمان ما
بس توئی وردین و دنیا ای خبرگیر جہان	مالک ما صاحب ما شاہ ما سلطان ما
ہست عجز و انکسار و عذر تقصیر سجود	عزت ما حرمت ما عظمت ما شان ما
از زبان خامہ عرض حال داغ دل کنیم	چون نریزد جوش خون کلک گہرافشان ما
گرچہ سرتا پا گنہگاریم یا موسی گر	صرف بر فضل کمالت ہست اطمینان ما
حین ہر مشکل فقط مشکلکشا ے ما توئی	وقت درد و رنج و بیماری توئی درمان ما
حمد حق در پارسی کردیم ما ہندی رقم	دفتر توحید ہست اندر سخن دیوان ما

تمام لشکر نے آمین کہی انجام مصیبت مین دل بھی رجوع ہوے جب بندہ دل سے دعا مانگتا ہے
دروازے اجابت کے کھلجاتے ہین بیقراری پر اہل اسلام کی دریاے رحمت الہی جوش مین آیا
بدعت کفار حد پر پہونچی تھی کہ صحرا سے گرد اڑی مگر گرد عظیم بلند ہوئی لکہاے ابر سرخ و سیاہ
پیدا ہوے سب دیکھنے لگے سامنے آکر دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ
صاحبقران عالیشان آگے بڑھے ہوے ایک جانب نور الدہر ایک جانب ایرج نوجوان
پشت پر لاکھ ساحر وغیرہ ساحر شاپور شیر دل نے بڑھ کر خبر دی کہ لشکر کا حضور کے خاتمہ ہے یہ مسکر

صاحبقران نے مرکب بڑھایا نعرہ شیرانہ کیا نعرہ امیر تصنیف مصنف

کیومرث جاہ و فریدون خدم
شہنشاہ اقلیم جرأت منم
لقب گشت در دہر صاحبقران

ز تیغم بود در صف کافران
مہ آسمان جلالت منم

امیر جہانگیر والاحشم
بپا نالہ الامان الامان
مسخر کُن ملک ہندوستان

شاہزادہ نورالدہر نے بھی نعرہ کیا کہ منم گل گلزار خلیل الرحمان
نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم زنندۂ زمرۂ بے ایمان صاحبقران بن صاحبقران
شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان بیت نظیر حمزۂ صاحبقران بخشم و بقہر + شہ
ستارہ حشم شاہزادہ نورالدہر + ایک طرف سے ایرج نوجوان نے نعرہ کیا بیت
ملک ایرج آن آفتاب منیر + کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر + اب پانچون جادوگر جادوگریان
ناسوت و آہنگ و خوشرو و لمعان و نجم وغیرہ اسباب سحر لیکر جو گرے ہلکہ ڈالدیا زمین
ہلادی نیرنج و شعبدے کی لڑائی ہر طرف آگ برس رہی ہی کہین دریا کا جوش مچھلیون کا
نکلنا جسکے سر پر پڑین توڑکے پار گذرین آپسمین کفار کٹتے ہوے بھاگے کہ یارو غضب ہوا
صاحبقران آگئے دو پوتے شیر دلیر برابر کے لڑنے والے ہین جادوگر بھی ساتھ آئے ہین
اب وقت مشکل ہی اس طرح کی لڑائی دیکھنے کے قابل ہی ہر طرف یہی ہنگامہ ہی ملازمان صاحبقران
مصروف جنگ جسکے ہاتھ مار دیا اُسکے دو ٹکڑے ہوے شیرانہ و نہنگانہ و پلنگانہ امیر
جنگ کر رہے ہین جس وقت سے صاحبقران آئے اور آکر دیکھا کہ ناموس کی بربادی کی
تدبیر ہی بہلون کے گرد کفار جادوگرون نے کہارون کو بیکار کیا تھا چارون طرف پیادون نے
آگھیر لیا تھا سردارون نے ایسی ہی جانبازی کی تھی نہین تو اب تک کفار نے ناموس کو
لوٹ لیا ہوتا صاحبقران نے یہ حال جو دیکھا کہ ناموس کے بلکنے کی آواز آتی ہی طبع اقدس پہ
بہت شاق گذرا شیرانہ جنگ کر رہے ہین اب کفار کو بھاگنے کا راستہ نہین ملتا سردارون نے
بڑھکر عرض کی کہ آج کفار نے بڑی بے ادبی کی صاحبقران نے فرمایا آپ لوگون نے
بڑا کام کیا خوب جانبازی کی سقرلات کو ہی کو ڈھونڈتے پھرتے ہین فرماتے ہین وہ
مستغفی کہان ہی بین اُسکا جویا ہون ان بھیاون نے بڑی ہمتین کین سقرلات نے دیکھا کہ
صاحبقران میری تلاش مین لڑتے ہوے آتے ہین پرے کے پرے درہم برہم کردیے ہین

لاشہ ہائے کفار سے میدان بھر دیے ہین نجم جادو و آہنگ روشن راسے اسباب سحر ہاتھ مین
جمے ہوے لڑ رہے ہین ملازمان لقا ہمیشہ کے شکست خوردہ ہین نعرۂ صاحبقران کی صدا
سُنتے ہی ایک نے دوسرے کو اشارہ کیا کہ بھائی صاحب صاحبقران آگئے اب جان جانے
کے سامان ہین جس طرح بنے نکل چلو فتح جنگ سے ناامید ہوے یہ آپسمین کہکر بھاگنے پر
آمادہ ہوے پلٹنین رسالے خالی ہونے لگے کوئی طرف مشرق کے بھاگا زہر دشاہ باختری
یا توگینڈے پر سوار چنگھارتا ہوا آتا تھا کہ بندگان من دیدی قدرت مرا قدرت دبر گیر ہین مگر
سخت گیر ہین جس وقت سے نعرۂ صاحبقران کی صدا سُنی رنگ چہرے کا فق دل مین قلق
اشارے کر رہا ہے کہ ای بندگان من نکل چلو قدرت نے تقدیر گردنیہ کی اب بھاگنا ہی بہتر ہے
کچھ لوگ کہتے ہین خداوند کے مزاج کا ٹھیک نہین یا تو مسلمانون پر غصہ تھا کہ آج کسی کو زندہ
نہ چھوڑونگا یا اب فرماتے ہین کہ بھاگو ایسے کے مزاج کا کیا اعتبار نہین معلوم کیونکر خدائی کرتا ہے
ہم تو اسکی باتون سے بہت گھبراتے ہین اب کسی طرح جان بچائین لڑ بھڑ کر نکلجائین فرزندان
حمزہ کہ جنکی قدرت فرماتے ہین کہ بیشۂ قدرت مین پرورش کیا وہ انپر لعنت کرتے ہین قدرت
کچھ کر نہین سکتے صاحبقران زمان نے بڑھکر علم فوج سرنگون کیا سقرلات جادو غصے مین
ایرج نوجوان پر جا پڑا اونگار کر آواز دی کہ اوجوان تیرے باعث سے مین غریب الوطن ہوا
گھر بار چھٹ تمام مال و اسباب لٹا اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا یہ کہکر سحر کرنے لگا لوح
گلے مین ایرج کے پڑی ہی سحر نے تاثیر نہ کی غصے مین جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے تلوار کو
تلوار پر روکا جیسے ہی وہ تلوار مار کر پلٹا الجھادے سے ہاتھ نکالکر ہاتھ تلوار کا مارا اُسنے سپر سحر
کو اُٹھا دیا لوح کا عکس پڑا سحر باطل ہوا تیغۂ برقتاب نے سپر کو کاٹا سر پر گری سراسر سر کو
تراشا زمین کو آکر تلوار نے بوسہ دیا سقرلات کا مرنا طلسم کا بادشاہ تھا آندھی سیاہ
اُٹھی سنگباری و بر غباری ہونے لگی بعد عرصہ دراز آواز آئی کہ کشتی مرا نام من سقرلات جادو بود
شدید بلند رکاب نے جو یہ آواز سُنی ساتھ والون سے کہا کہ لو یارو بھائی صاحب کو تو
سامری و جمشید نے بُلا لیا اب قیامت برپا کرونگا وہ سحر کرونگا کہ زمین کانپ جائے آسمان سے
آگ برسے ہر ایک اہل اسلام ایک ایک قطرۂ آب کو ترسے یارو وقت ثابت قدمی ہے جمکر لڑو کہ

اہل اسلام بھی جان جائین کہ لڑنیوالے ایسے ہوتے ہین یہ کہکر سب ساحرون کو ساتھ لیا پرے
جمائے سب نے اسباب سحر ہاتھ مین لیا بڑھ کے سحر کیا ہزارون بندگان خدا مارے گئے پرے کے
پرے درہم و برہم کردیے صاحبقران نے آکر ناموس کو بارگاہ سلیمانی مین داخل کرایا کہ یکایک
بلڑ ہوا جواہر بن عمرو قریب تھا فرمایا اے جواہر بڑھ کر خبر تو لو پھر باعث انتشار ہوا جواہر گیا
چشم زدن مین واپس آیا عرض کی حضور نے سُنا شدید بلندر کاب پرے جمائے ہوے لڑتا ہوا
آتا ہی یہ اُسکے سحر نے آفت برپا کی ہی حضور پڑھکر اسم اعظم الٰہی پڑھ مین تب یہ بلا دفع ہو صاحبقران
پشت مرکب اشقر پر سوار ہوے نعرہ شیرانہ کیا نعرہ امیر

منم صاحب چتر و تیغ و علم
امیر عرب حمزہ ذیحشم
منم قاتل کافران جہان
ز تیغم گریزندہ نوشیروان
چو رفتم بسنجان پئے گیرودار
بذیرفت گنجاب ملعون فرار
چو در باختر جنگ شد آشکار
شدہ برسرم فتح و نصرت نثار
الذرچون بجولانگہ قاف شد
ہزاراں پر از عدل و انصاف شد
زدم دیو عفریت را در مصاف
بلرزہ فتادند دیوان قاف
سمندون بدبخت گشتہ شکار
شدار جنگ بیدین ذلیل و نزار
درانجا چو جاہ و ادب یافتم
سلیمان ثانی لقب یافتم

اب جو نعرہ صاحبقران کی صدا بلند ہوئی یا تو شدید بلندر کاب سحر کرتا ہوا جاتا تھا اب
فرزندان صاحبقران و سرداران نامی و پہلوانان گرامی اپنے آقا کی آواز سُنکر مصروف
جنگ ہوے ہر طرف سے برق شمشیر چمکی ساحرون نے بڑھ کر سحر کیے سب سے زیادہ آہنگ
روشن رائے جانبازی کررہا ہی ایسے ایسے سحر کیے کہ ساحران شدید جل رہے ہین زمین سے شعلہ ہائے
آتش نکل رہے ہین صدہا جادوگر مرکر گرے شدید بلندر کاب نے پلٹ کر دیکھا آواز دی کہ او
ساحر مغرور کیا مجکو سقرلات سمجھا ہی زمین ہلادونگا مین ملازم افراسیاب جادو ہون ساحر
لکتا ساکن طلسم ہوشربا کسی ملک کا ساحر جسے مقابلہ نہین کرسکتا آہنگ نے کار سحر پھینکی شدید
نے دستک دی کارد پلٹ کے شانے پر آہنگ کے پڑی شانہ آہنگ کا نشانہ ہوا زخم کاری لگا
لڑکھڑا کر گرا شدید نے چاہا کہ سر کاٹ لون بنجم جھک کر گرا شدید نے اُسکو بھی زخمی کیا پانچون
ساحران نامی و افسران فوج زخمدار ہوے فوج کو رولتا ہوا چلا لشکر مین بلڑ ہوا کہ پانچون افسر
زخمی ہوے شدید ساحر زبردست ہی فوج کو شکست دی صاحبقران کے کان مین جو یہ

آواز پہونچی کہ پانچون افسر زخمی ہوگئے فوج نے شکست کھائی صاحبقران بڑھے شدید پر جا پڑے
شدید نے بہت سحر کیے صاحبقران پر کب تاثیر ہوتی ہو اسم اعظم پڑھ رہے ہین جو سحر اسنے کیا
صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا سحر پلٹ گیا شدید ناچار ہوا سامنے سے صاحبقران کے ہٹا
ایرج نوجوان لڑتے ہوے آتے ہین شدید نے بڑھکر کمر بن پنجہ دیا لے بھاگا ساتھ والون سے
کہا کہ یارو نکل چلو مین اس جوان کا سر لیکر آؤنگا یہ کہکر بلند ہوا ایرج کو لیگیا نیلم وفیلم نے پکار کر
آواز دی کہ یارو شدید بلندر کاب آقا کو لیگیا یہ صدا سنکر شاپور شیر دل بھاگا جدھر شدید
گیا تھا اُسی طرف چلا لقا نے شکست کھائی فرار پر قرار کیا طبل امان بجا صاحبقران بفتح وفیروزی
پلٹے ساحرون کو رخصت کیا کہ اب تم طلسم مین جاؤ میرے ساتھ رہنے کا دستور نہین ساحر گئے
جب صاحبقران بارگاہ مین آئے مفصل خبر پائی کہ ایرج کو شدید لیگیا امیر نے فرمایا کہ
شاپور گیا ہی اُنکو خدا کے سپرد کیا ہی مگر شدید ایرج کو لیے ہوے کوہ فیروز پر آیا حیران جادو
یہان کا حاکم ہی شدید کو با آبرو اُتارا شدید نے سب حال رو رو کر عرض کیا کہا ای برادر مین نے
شکست فاش کھائی بڑی مصیبت اُٹھائی نبیرہ حمزہ کو لایا ہون آج شب کو قید کرو کل صبح کو اُسکو
قتل کرین سر لیکر طرف طلسم ہوش ربا کے جائین آئندہ جیسا حکم حاکم ہو گا بجا لائینگے حیران جادو
نے کہا بہتر ہی ایرج کو اُسی وقت قید خانے مین بھیجدیا حیران نے شدید کی دعوت کی کہ غم والم
اسکا دفع ہو رات بھر ناچ و رنگ رہا صبح کو میدان خون کی تیاری ہوئی کہا قیدی کو لاؤ لوگ گئے
جا کے دیکھا قید خانے مین قیدی نہین ہی مُہرہ نقب کا لگا ہی آکر حیران سے بیان کیا شدید نے
کہا بڑا غضب ہوا اب مین اپنے بادشاہ کو کیا مُنہ دکھاؤنگا فرائینگے تو نے جا کر کیا کیا حیران
نے کہا ای شدید نہ گھبراؤ میرے قیدی کو کوئی رکھ نہین سکتا یہ کہکر آواز دی کہ ہمارے عیار طرار
شبخواب حیلہ گر کو بلاؤ اُسی وقت عیار آیا نہایت چست و چالاک و بیباک و طرار و مکار و غدار
کئی سو پیک نیچے پشت پر حیران جادو کو آکر سلام کیا عرض کیا کہ آج کیا معاملہ ہی کہ غلام کو آپنے
تکلیف دی حیران نے کہا کہ ای شبخواب بڑی ذلت کی بات ہی کہ شدید بلندر کاب
مصاحب افراسیاب بطور مہمان آیا ایک قیدی کو لایا وہ رات کو غائب ہو گیا قلعے کے اندر
آکے یہ کام کیا جلد تلاش کر دو آکے ہمکو خبر دو شبخواب نے کہا آج ہی سارا قلعہ چھان ڈالونگا

آپ کے قیدی کو کوئی رکھ نہین سکتا ہی یہ کہکر شبخواب چلا بازار مین جا بجا سُنگُنی لیتا پھرتا ہی کہ کوتوالی
چبوترے پر آیا سنجاب شبگرد کوتوال سے کہا کہ بہتر انہون نے اقرار نامے لیجیے ڈھنڈھورا پٹچائیے
کہ کوئی اپنے گھر مین نئے آدمی کو نہ رکھے ورنہ گھر بار ضبط ہوگا قضاے کار شاپور شیر دل فقیر
بنا ہوا اپنے آقا کو ڈھونڈھتا ہوا اسی قلعے مین آیا دیکھا کہ اشتہار جا بجا لگے ہین فقیر بنا ہوا تھا
باتون باتون مین پوچھا مفصل حال معلوم ہوا کہ شدید بلندر کاب ایرج کو یہان لایا ہی
شب کو کوئی چُرا لیگیا جی مین کہتا ہی فرزندان صاحبقران بڑے صاحب اقبال ہین یہ سوچ کر
ڈھونڈھنے لگا معرکہ یہ گذرا کہ تین کوس پہ ایک قلعہ ہی قلعۂ قزاقان مشہور ہی حاکم وہان کا
ظہیر گرد اُسکو خواب ہوا کہ نبیرۂ صاحبقران آکر قید ہوا ہی ای ظہیر قید خانے سے نکال لا
ظہیر بارہ قزاقون کو لیکر آیا ایک خالی دوکان سے نقب دی ایرج کو نکال کر لیگیا اپنے
قلعے مین لاکر مقام صدر پر بٹھایا ہاتھ باندھکر سامنے کھڑا ہوا عرض کی کہ ای آقاے نامدار
مین نادیدہ مسلمان ہوا خواب مین میرے بزرگان دین آئے ایرج نے کہا کہ ای ظہیر تو نے
بڑا احسان کیا لیکن اب ہمپر واجب و لازم ہی کہ جاکر شدید کو قتل کرین حیران جادو کو
مسلمان کرین ظہیر نے عرض کی کہ ای آقاے نامدار وہان سب جادوگر ہین ایک ماش کے
دانے مین رستم ہو تو اُسکو بیکار کر دین ایرج نے کہا کہ ای برادر صدہا طلسم فتح کیے ساحر کُش
ہمارا القب ہی بعنایت خدا اس قلعے کو بھی فتح کرینگے شدید کو بے مارے نہ چھوڑینگے ظہیر بیشکر
ناچار ہوا چار ہزار قزاق جو اُسکے پاس موجود تھے سب کو تیار کیا قلعۂ قزاقان سے باہر
نکلے شبخواب ڈھونڈھتا ہوا اس طرف بھی آیا اب اُسنے ایرج نوجوان کو دیکھا ظہیر
مثل چاکران کمترین کے ہمراہ ہی شبخواب بھاگا اُسنے آکر حیران سے اطلاع دی حیران
اُسی وقت سوار ہوا شدید بھی ساتھ ہی شاپور فقیر بنا ہوا ایک نخل کے نیچے کھڑا تھا
اُسنے جو لشکر حیران کا دیکھا ایک ساحر سے حال پوچھا حال معلوم ہوا کہ اُس قیدی کا پتہ ملا
لشکر کشی کرکے جاتے ہین شاپور بھاگا ایرج وہان لشکر مین بیٹھے تھے کہ شاپور لشکر مین پہونچا
ایرج سے ملاقات کی عرض کی ای شہریار حیران لشکر کشی کرکے آتا ہی ایرج نے کہا ہمین خود یہی
منظور ہی کہ اُسپر لشکر کشی کرین شاپور نے کہا کہ آقا وہان سب ساحر ہین ایرج نے کہا یہ دو ہزار

ناک ہی انشاء اللہ اُسے قتل کرینگے یہ کہکے ظہیر کو حکم دیا کہ لشکر تیار کرو ہم اُسے راہ مین جاکر روکینگے
ظہیر خاموش ہی لشکر تیار ہوا شاپور بھی ہمراہ ہی حیران جادو دس ہزار ساحرون سے بیرون
قلعہ فرودکش تھا ارادہ ہی کہ کل لشکرکشی کرے ناگاہ خبر پہونچی دو جوان مع قزاقون کے ہمارے
مقابلے مین آتا ہی شدید بابندر کاب نے کہا یہ لوگ بڑے سرکش ہین کل سب کو جلاکر خاک کردونگا
قزاقون کی بھی شامت آئی ہی یہ باتین کر رہے تھے کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا کہ ایرج نوجوان
مرکب عربی پر سوار ظہیر قزاق مع چار ہزار قزاقون کے ہمراہ ہی حیران جادو نے کہا کہ ان
سب کو قضا کھینچکر لائی ہی لشکر ایرج کا مقابلے مین حیران کے آکر اُترا حیران جادو نے
دن سے طبل جنگی بجوا دیا لشکر ایرج مین بھی نقارۂ رزمی پر چوب پڑی تیاریان ہونے لگین
ایرج نے فرمایا ای ظہیر ایک خیمہ ہمارے واسطے صحرا مین استادہ کرادو شب کو اُسی مین رہینگے
تجسس ہمارے عیار کے کوئی اس مقام پر نہ آئے ظہیر نے ایک خیمہ زربفتی استادہ کرادیا روشنی بھی
کرادی ایرج مع شاپور اُس خیمے مین جاکر بیٹھے فرمایا کہ ای یار وفادار آج خود بخود دل پر
قلق ہی کچھ جان جانے کا خیال نہین ایسے ایسے معرکے بہت دیکھے غیب سے مدد ہوگی کوئی معین
آئیگا اس وقت کچھ گاؤ دل گھبرا رہا ہی شاپور شیر دل کا دل بھرا ہوا تھا پینگ مرصعی نکالا
ایرج کے سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا نظم

فصل گل ہی لوٹے کیفیت میخانہ آج — دولت ساقی سے مالا مال ہی پیمانہ آج
بادشاہ وقت ہی اپنا دل دیوانہ آج — داغ سودا ہمکو دیتا ہی جنون نذرانہ آج
دولت دنیا سے مستغنی ہون مین دیوانہ آج — گنج اُگل دیتا ہی میرے واسطے ویرانہ آج
نقش آسیب پری ہی صورت زیبا تری — ہوش مین آتا ہی تجکو دیکھکر دیوانہ آج
زلف کو لٹکاتے ہین رخسار پر سو طرح — آئنہ اُنکا مصاحب ہی مقرب شانہ آج
کل ہمارا اور اُنکا امتحان ہو جائیگا — آشنائی کا تری دم تو بھرے بیگانہ آج
میرے مرنے کی دعا مانگے وہ بت پڑھ کے نماز — کس طرف جاکر کرون مین سجدۂ شکرانہ آج
وصل کی شب ہی کہان ساقی تکلف برطرف — مین تمھین پیمانہ دون تم مجکو دو پیمانہ آج
دیکھون تو کیونکر پری ہوتی نہین شیشے مین بند — بعد مدت ہوش مین آیا ہون مین دیوانہ آج

مال ہی اپنا جو یوسف آگیا بازار مین
ہی زرِ قیمت کمر مین ہاتھ مین بیعانہ آج

عرش پر ہی اندلون مین اہل دنیا کا دماغ
کو لسا گھر ہی نہین ہی جسمین بالاخانہ آج

خال مشکین کو ترے ارزان سمجھکر مول لون
قیمت خرمن بھی گر دیگر سلے یہ دانہ آج

نزع کی مشکل بھی آسان ہوتی ہی آلتش نہ ڈر
شاہِ مردان سے طلب کر ہمتِ مردانہ آج

اس لطف سے شاپور شیر دل گارہا ہی ایرج نوجوان تعریفین کر رہے ہین فرماتے ہین ای یار وفادار اس مزے سے گاتے ہو کہ دل بیقرار کر دیا شاپور دمبدم ٹھمریان غزلین عاشقانہ گارہا ہی ایرج بہت خوش ہین وہان حیران وشدید ایک بارگاہ مین بیٹھے ہین حیران جادو کہہ رہا ہی کہ میری وجہ سے یہ فساد ہوا کل تم دخل نہ دینا مین سمجھ لونگا شدید کہتا ہی کہ ایرج کو مین قتل کرونگا سر خدمت مین شاہ کے لیجاؤنگا حیران نے جواب دیا کہ کل تم تماشا دیکھنا میرے سردار ؤدینگے ایک سحر مین مسلمان اپنے گلے اپنے ہاتھ سے کاٹینگے اپنی جان سے بیزار ہونگے میرے سردار بہت عمدہ سحر کرتے ہین یہ باتین ہو رہی تھین کہ آسمان پر برق چمکی سب نے دیکھا کہ تخت پر ایک نازنین رشک قمر سیمبر پری پیکر دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوے جوڑا ترچھا بندھا ہوا سوار ہی تخت آکر اُترا اُس نازنین نے حیران کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا اباجان ہم آپ سے بات نہ کرینگے آپ یہان چلے آئے ہمکو خبر بھی نہ کی مسلمانون کے نام سے دل کانپتا ہی مدت سے سُنتی ہون کہ جو ساحر مقابلے مین مسلمانون کے گیا آخر مارا گیا سالہا سال گذرے یہی خبرین مشہور ہین سنتے ہی دل گھبرا گیا اب آپ دخل نہ دیجیے مین سمجھ لونگی ایسا سحر کرون کہ زمین کانپ جائے سب بیہوش پڑے ہون دیکھنے والون کو عبرت ہو حیران نے کہا بیٹیا تمکو کیونکر اجازت دون میرا دل گھبراتا ہی کلیجہ کانپ جاتا ہی ای خوش چشم ابھی بہت لڑنے والے ہین تمھاری کیا ضرورت ہی خوش چشم نے کہا مین نہ مانونگی مین ابھی جاتی ہون نبیرۂ حمزہ کو دیوانہ بنا کر لاتی ہون یہ کہکر طاؤس پر سوار ہو کر چلی شدید بلند ر کاب اسکا جمال دیکھکر مر گیا پسینے پسینے ہو گیا آہ سرد دل پر درد سے کھینچنے لگا ایک عرصے تک چپکا بیٹھا رہا ہر چند دل کو سمجھایا دل نے نہ مانا حیران سے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ اسی معین دہ دگار تمھارے احسان سے سر نہین اُٹھا سکتا میری خاطر کی ہر وقت سامان عیش مہیا ہی شراب وکباب کا مزا ہی ایک امر عرض کرتا ہون اگر قبول کیجیے

تو عمر بھر غلامی کرونگا شاہ سے کہکر اور ملک تمھارا بڑھوا دونگا عزت و آبرو پائیگا حیران نے
کہا وہ کیا بات ہی مین جان و مال سے موجود ہون جو کہو وہ بجالاؤن شدید بلند رکاب نے کہا
ابھی جو تمھاری صاحبزادی تشریف لائی تھین اُنپر میری جان جاتی ہی خوش چشم کی نگاہون نے
دل پر چھری پھیر دی یہ سُنکر حیران جادو غصے سے کانپنے لگا چاہا کہ بات کو ٹالدون شدید نے
کہا کہ آخر کسی کے ساتھ شادی کروگے مجھ مین کیا بُرائی ہی اپنے ملک کا بادشاہ ہون مصاحب افراسیاب
ساحر میرا ادب کرتے ہین اور بھائی اگر نہ مانوگے تو مین کسی طرح پایہ کمی کا نہین رکھتا ہون ایک اور
لاکھ میرے سحر کے آگے سب برابر ہین اب تو حیران کو بہت ناگوار ہوا کہا کہ اے شدید بس خاموش
رہو اب ایسی باتون کا ذکر نہ کرو ورنہ مین جواب سخت دونگا شدید نے کہا کہ دیکھو غصہ کام
خراب کریگا ایسا نہ ہو کہ فساد بڑھ جائے آج ہی رات کو تمھاری بیٹی دلدادۂ بندۂ من ہو جائے
نعمان جادو بھائی حیران جادو کا پہلو مین بیٹھا تھا اُسنے ہاتھ بڑھا کر کہا کہ او شدید خاموش رہ
بھائی صاحب منع کرتے ہین تو اپنی کہے جاتا ہی ایسا نہ ہو کہ بھائی صاحب کو غصہ آجائے گردن
مین ہاتھ دیکر نکالدونگا شدید نے نعمان کو ایک طمانچہ مارا النعمان کا سر اُڑ گیا اب تو جادوگر لینا
لینا کہکر اُٹھے کوئی کہتا ہی کہ اسکا ہاتھ کاٹو کوئی کہتا ہی کہ اسکو بارگاہ سے نکالدو حیران بھی
اپنے مقام سے اُٹھا شدید بلند رکاب سحر کرنے لگا کئی جادوگرون کو مارا یہ کہکر سحر کرنے لگا
کہ مین تیری بیٹی کو لیکر جاؤنگا اسپر جادوگر اور بگڑے حیران نے کئی سحر کیے شدید نے دفع کیے
سب جادوگر دنگا شدید پر بلوہ ہی شدید کسی کو نہین مانتا جب سحر کیا کسی کا ہاتھ کٹا کسی کا پہنچا
برق چمک رہی ہی شعلے بھڑک رہے ہین خنجر اُڑائے تلوارین چمکائین گھایا پیکان کا مارا تیر سے چلے
خطا شعار سہم سہم کے گرے زخمی ہوکے چلاتے تھے گوشون مین چھپنے لگے لیکن خوش چشم دختر
حیران جو گرفتاری ایرج مین چلی تھی لشکر مین پہونچی کسی سے پوچھا کہ ایرج کس خیمے مین ہین
کسی نے پتہ بتادیا کہ لشکر سے علحدہ جو خیمۂ زربفتی استادہ ہی اُسمین شاہزادہ اپنے یار کا گانا
سُن رہا ہی خوش چشم اُس خیمے کے دروازے پر آئی نگہبانون کو سحر سے بیہوش کیا پردے کے
قریب کھڑے ہوکر گانا سُننے لگی اشعار جو عاشقانہ سُنے دل پر تاثیر ہوئی یا تو ارادہ تھا کہ ایرج
کو گرفتار کرکے لیجاؤن گانے کی آواز سُنکر بیقراری بڑھی پردہ اُٹھا کر اندر گئی نگاہ جمال جہان آرا

شیر بیشۂ صاحبقرانی پر پڑی کہ خود زرین سر پر کُرتہ شنجرفی کا زیب جسم بازو دن پر اکتے یا قوت احمر کے سراپا خوب جوان مرغوب سطوت و صولت چہرے سے ہویدا وظاہر تھرا گئی ایرج کی نگاہ پڑی معشوقہ خوبرو کو پسند کیا فرمایا آئیے تشریف لائیے کیونکر آنیکا اتفاق ہوا خوش چشم نے ہنسکر کہا کہ تمھارے گرفتار کرنیکو آئے تھے اسیر طرۂ گیسو و ذبیح خنجر ابرو ہوے ہم محل صحبت ہوے گانا موقوف ہو گیا شاپور تو عیار شوخ و شنگ ہو کہا حضور آئیے گانا آپ کے سامنے ہوگا یہ کہکے شاپور نے چنگ مرصعی کو پھر اُٹھایا خوش چشم سے آنکھ لائی گنگنا کے یہ غزل گائی نظم

ہو اہلِ کرم کیا مین کہون تم سے زیادہ
دہ می ہو مجھے بذل جو ہو حم سے زیادہ

مرنے کو مرے عیش سے بہتر ہو سمجھتے
ماتم کی تمنا ہو تر تم سے زیادہ

اشکون کی جو بارش سے نکلتی ہین صدائین
غل ہوتا ہو دریا کے تلاطم سے زیادہ

کیا سوچتے ہو آؤ گلے سے مرے ملجاؤ
گھبراتا ہو انسان تو ہم سے زیادہ

دہ رات کے دہان نگران ہین یہ شب و روز
آنکھین مری دار ہتی ہین انجم سے زیادہ

رُکتی نہین برسون سے مری جوشش گریہ
ہو قصد کہ بڑھ جائیے قلزم سے زیادہ

شاکر رہے تقدیر پر انسان تو بہتر
ملتا نہین کچھ رنج و تا لم سے زیادہ

یہ زیر قدم آپ کے رہتا ہو شب و روز
عزت مرے بستر کی ہو قاقم سے زیادہ

افزایش بیجا سے بہا ئم بھی نہین خوش
رکھتے نہین دہ نقل جو ہو سم سے زیادہ

روتے ہین وہ مُنھ پھیر کے کیونکر کہون بیدرد
دُکھتا ہو جو دل میرے تظلم سے زیادہ

کہتے ہین جو کہنا ہو وہ دو باتون مین کہیے
گھبراتا ہون مین طول تکلم سے زیادہ

لاریب نسیم آج ہو بے مثل جہان مین
اس فن مین نہین اور کوئی تم سے زیادہ

خوش چشم کی آنکھون سے آنسو جاری ہین تعریفین شاپور کی کر رہی ہو یہی قول ہو کہ ای مہتر والا گہر حقیقت مین تمھارا مثل نہین ہو ایرج نوجوان سے پوچھا کہ آپ کس ارادے سے آئے ہین یہان سب ساحران زبردست ہین بادۂ کبر و نخوت سے مست ہین آپ سحر نہین جانتے کیونکر مقابلہ کیجیے گا مین ہی آپ کو گرفتار کرنے کو آئی تھی اگر کہیے تو سحر دکھا دون سارے لشکر کو آپ کے دیوانہ کر دون جانور بنا دون کہیے سب کو بیہوش کر دون یا ایک سحر ایسا کر دون کہ

آپ کے ملازم جنکو آپ دوست سمجھتے ہین وہ ہی سب آپ کے دشمن ہو جائین سب کچھ ممکن ہو
آپ کیونکر اپنے کو بچایئے گا ایرج نے کہا کہ ای شہنشاہ خوبی و ای سرو باغ محبوبی ہم اپنے
پروردگار پر نگاہ رکھتے ہین ابھی تھوڑا ہی زمانہ گذرا کہ طلسم سقرلات کو فتح کیا مسبب الاسباب
نے ایسے سبب پیدا کیے کہ لوح طلسمی ملی وہانکے ساحر ہمارے شریک ہوے طلسم کو فتح کیا
بعنایت پروردگار بال طلسمی ملا غنچہ آرزو کھلا یہان بھی کوئی سبب پروردگار پیدا کر دیگا کیا اب
یہ مقام بچیگا ہم اسکو فتح کرکے جائینگے خوش چشم نے کہا کہ ہم آپ کے اعتقاد کے قائل ہوے
حقیقت مین ہین اور کام کو آئی تھی آکے آپ کی دوست ہوئی آپ کے اعتقاد کا ظہور ہوا قلب
کو سرور ہوا اب مین رخصت ہوتی ہون جہانتک ہو سکیگا آپ کی بہتری کی فکر کیجائیگی صبح کو
ساحران زبردست میدان کارزار مین نکلینگے اُنکو کیا جواب دیجیے گا ایرج نے کہا کہ
کوئی سبب پیدا ہو جائیگا خوش چشم نے کہا کہ اب تو آپ کا بچانا منظور ہی جسکے پاس یہ انگشتری وہ
مظفر و منصور ہوا اسکو ہاتھ مین پہنیے یہ وقت پر دستگیری کریگی کسی ساحر کا سحر آپ پر تاثیر نہ کریگا
جب کوئی ایسا ہی بڑا جادوگر ہوگا اور سبب کو سحر سے دریافت کریگا اور سحر بھی کامل رکھتا ہوگا
تب ہاتھ سے آپ کے انگشتر جدا کر سکتا ہی ہر ایک کا یہ کام نہین ہی انگشتر دیکر خوش چشم تو
روانہ ہوئی ایرج نے یہان آرام فرمایا خوش چشم پرواز پیدا کرکے چلی سوچتی ہوئی کہ جاکے
باپ سے کیا کہون کہ مین نے کیون نہ ایرج کو گرفتار کیا جب قریب لشکر کے پہونچی دیکھا کہ
لشکر مین قیامت برپا ہی شعلہ پیدا ایک جانب کھڑا ہوا سحر سے آگ برسا رہا ہی ہزارہا جادوگر
آگ برسانے مارے حیران وغیرہ سحر کر رہے ہین چاہتے ہین کہ سب ملکر گرفتار کر لین کسی کا بچہ
اسپر قابو نہین ہوتا بڑے زور و شور سے لڑ رہا ہی خوش چشم حیران ہوئی کہ یہ کیا غضب
ہوا ابھی تو مین سب کو آرام سے چھوڑ گئی تھی اُنکا قول کرسی نشین ہوا کہ اُنکے خدا نے سبب
پیدا کیا نہین معلوم کہ یہ کیا ہو گیا یہ سوچتی ہوئی اُتری شعلہ پیدا نے جو دور سے ملکہ خوش چشم کو
آتے دیکھا شعر عاشقانہ پڑھنے لگا پکار کر آواز دی کہ ای جان جہان میری تمہیں جان واقی ہی
سر حاضر ہی کاٹ لو خوش چشم کو بہت ناگوار ہوا کچھ جواب نہ دیا خوش چشم نے باپ سے
پوچھا کہ کیون حضور یہ کیا معرکہ ہی حیران نے تمام کیفیت بیان کی کہ تم پر عاشق ہوا ہی مین سنے

جھلا کے جنگ کی مگر یہ بہت بڑا زبردست ساحر ہی دیکھیں کیا گذرے خوش چشم نے کہاکہ ابھی جاکر اسکو
گرفتار کرتی ہون آئندہ جو مرضی خدائے نادیدہ کی حیران نے گھبرا کر کہا کہ ارے خدائے نادیدہ کو
تو کیا جانے خوش چشم نے کہاکہ ای والدہ نامدار اصل یہ ہی کہ سامری وجمشید مثل ہمارے تمہارے
انسان تھے لات ومنات پتھر کے پتلے انکو خدا بنا نا کیا وہ رحیم وکریم ہی سب کو پیدا کیا
اسی کی قدرت کا یہ باعث ہی کہ مسلمان سحر نہین جانتے اور ہمیشہ غالب رہتے ہین بس مناسب یہ ہی
کہ آپ بھی اسیطرح سے مصالحہ کریجیے اور انکے مذہب مین جو فرقان حمید و کلام مجید ترجمہ ہوا ہی بڑے
بڑے انکے علمانے لکھا ہی اسکو ملاحظہ فرمائیے دیدۂ دل روشن ہوگا حیران نے کہاکہ ارے یہ باتین
تجھے کیونکر معلوم ہوئین خوش چشم نے کہا حق ظاہر ہو جاتا ہی دیکھیے کہ شاہزادے کے دادانے
چاہ ماران وام الجبال وعنطلی آبادوزبرجد نگار وچاہ الماس وملک فرعونیہ یہ
سب مقامات ساحران نامی کے تھے سب کو صاحبقران نے فتح کرلیا اب اُن ملکون مین کوئی
سامری وجمشید کا نام بھی نہین لیتا حیران کو بہت ناگوار ہوا مگر خاموش ہو رہا ملکہ خوش چشم
چمک کر اسباب سحر ہاتھ مین لیے ہوے شدید پر جا پڑی آپسمین سحر ہونے لگے شدید بلند رکاب
ہر مرتبہ پکارتا ہی کہ ای ملکۂ عالم تمہاری نگاہ سحر آلود کا مارا ہوا ہون جنبش ابرو میرے واسطے
کافی ہی ہر چند اسنے منتین خوشامدین کین ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا ایک سحر ایسا کیا کہ شدید کا
سر زخمی ہوا خون پوچھتا ہوا پیچھے ہٹا پکار کر آواز دی کہ صاحب تم یون نہ مانوگی یہ کہکر
سر کا خون چلو مین لیا خوش چشم پر پھینک مارا جیسے ہی خون کی چھینٹین جسم پر ملکہ خوش چشم کے پڑین
لڑکھڑا کر گرین بیہوش ہوگئین شدید نے ملکہ خوش چشم پر قبضہ کیا اب تو لشکر مین حیران کے
ہلڑ ہوا شدید بلند رکاب نے ایک سحر ایسا کیا کہ دوسری جادوگر لشکر حیران سے نکلکر شدید
کے شریک ہو گئے اب تو شدید نے اور زیادہ شدت کی چمک کر سحر کرنے لگا حیران نے دیکھا کہ
ایسا نہ ہو کہ اور آفت برپا ہو جائے حیران نے آواز دی کہ طبل امان بجے نقارۂ رزمی پر چوب پڑی
دونون لشکر پلٹے اپنے اپنے مقام پر آکے اُترے خوش چشم کو شدید نے قفس مین قید کیا آپ سحر
تیار کرنے لگا کہتا ہی کہ مین حیران کو قتل کرونگا اور ملکہ کو اپنے ساتھ لیجاؤنگا بہتر یہ ہی کہ مجھسے
صلح کرلین اب دونون لشکر اُترے شدید کو بڑی کدوکاوش ہی کہا کہ کل میدان کارزار مین ہم جائینگے

ہماری ذات سے فساد ہی نبیرۂ حمزہ کو مٹاؤن تو پھر میان حیران سے سمجھونگا یہ کہکے صبح کو سوار ہوا
اسی وقت میدان کارزار مین آیا دس ساحر ساتھ ہین اُدھر سے ایرج نوجوان بھی میدان کارزار
مین آئے انگوٹھی دی ہوئی ملکہ کی ہاتھ مین ہی جب دونون لشکر میدان رزم مین آئے حیران جادو
بیٹی کے غم مین پریشان تماشا دیکھنے کو ایک طرف آکر ٹھہرا دل سے دعائین کر رہا ہی کہ شدید جس وقت
ایرج کو گرفتار کریگا ہمپر بھی دباؤ ڈالیگا کیا تدبیر کرون یہان صفین جمین شدید نے اشارہ کیا
نیرنگ جادو سب ساحرون کا افسر میدان کارزار مین آیا پکار کر آواز دی کہ اے فرقۂ خدا پرستان جسکو
تمناے مرگ ہو وہ نکلے نیرنگ نے جو یون پکارا ظہیر قزاق کھڑا کانپ رہا ہی کہ دیکھیے ہماری
سرکار پر کیا گذرے مگر ایرج نے مرکب ٹھکرایا ظہیر آکر قدمون سے لپٹ گیا کہا آقا مجکو جانے دیجیے
ایرج نے ظہیر کو گلے سے لگایا کہا کہ اے برادر نہ گھبراؤ دیکھو پروردگار کیا کرتا ہی یہ کہکے گھوڑا اٹھایا
مرکب طرارہ بھر کے چلا مقابلے مین نیرنگ کے آئے نیرنگ نے گولہ مارا ایرج نے انگشتر چمکائی
اور ایک ہاتھ تلوار کا مارا نیرنگ کے دو ٹکڑے ہوے عزیز جادو کو شدید نے اشارہ کیا
عزیز مقابلے مین آیا ایرج نے نیزہ مارا اسکے سینے کو توڑ کر پار گذر گیا اُکھیڑ کر زمین پر مارا استخوان
چور چور ہوے اسی طرح پر ایرج کے ہاتھ سے شام تک گیارہ جادوگر مارے گئے شدید رنجیدہ
کبیدہ پلٹا اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا حیران بھی اپنی بارگاہ مین بیٹھا کہہ رہا ہی کیون یارو یہ کیا
معرکہ تھا مشہور ہی کہ مسلمان سحر نہین جانتے گیارہ جادوگر مارے گئے کسی ساحر کے سحر نے تاثیر نہ کی
لیکن شدید نے شام کو چند ساحر جمع کیے کہا یارو مجکو بڑا افسوس ہی کہ یہ ساحر کیون مارے گئے
مین آج ایرج کو دھوکا دینے کو طبل جنگی بجواتا ہون رات کو جاکر پکڑ لاؤنگا یہ کہکے طبل جنگی بجوایا
ہرکارون نے ایرج کو خبر دی ایرج نے بھی طبل جنگی بجوایا ظہیر قزاق پھولا بیٹھا ہی کہ رہا ہی کہ
مین اپنے آقا کے تصدق ہو جاؤن ماشاء اللہ اس زور و شور سے ساحرون کو مارا ایک کا ل کو
للکارا کل شدید بلند رکاب میدان مین خود نکلیگا ایرج نے کہا نکلیگا تو مارا جائیگا ظہیر کہہ رہا ہی
کہ اے آقاے نامدار جادوگرون کے مارنے کا کیا باعث ہوا ایرج نے کہا کہ خدا کی قدرت سے اُنکی
موت تھی میرے ہاتھ سے مارے گئے ہر چند ظہیر نے پوچھا ایرج نے سبب اصلی نہ بیان کیا
پھر رات گئے دربار برخاست ہوا شاہپور شیر دل سے کہا کہ ہوشیار رہنا یہ کہکے آرام فرمایا

شاپور رہبر دن بارگاہ ایک نخل کے سائے مین آکر ٹھہرا دو پہر رات گئے شدید اپنے مقام سے اُٹھا صورت بدلے ہوئے لشکر ایرج مین آیا جسکو جہان جاگتے ہوئے دیکھا سحر کردیا کہ وہ بیہوش ہوا آپ آگے بڑھا قریب بارگاہ ایرج آیا شاپور جو منہ لپیٹے پڑا تھا اسنے دیکھا کہ ایک سیاہ پوش آتا ہے شاپور دیکھا کیا شدید نے کھڑے ہو کر یہان بھی سحر کیا سب سو گئے یہ بارگاہ مین پہونچا ایرج سوتے تھے بیہوش ہو گئے شدید بلبند رکاب نے کمر مین پنجہ دیا لے اُڑا شاپور نے دیکھا کہ ایک ساحر ایرج کو لیے جاتا ہے شاپور شیر دل عقب مین چلا شدید ایرج نوجوان کو لیے ہوے اپنی بارگاہ مین آیا اُسی حالت مین مسلسل و مطوق کیا ایک ساحر کو پکار کر اُس سے کہا کہ اس جوان کو قیدخانے مین لیجاؤ وہ جادوگر ایرج کو قیدخانے مین لیگیا شاپور نے چھپ کر یہ سب معاملے دیکھے اب منظور ہوا کہ اپنے کو آقا تک پہونچاؤن نقب دیکر مہرۂ نقب ایک مقام پر توڑا بالقدرت پروردگار اُس خیمے مین مہرہ نقب کا ٹوٹا کہ جہان ملکہ خوش چشم قید ہین شاپور شیر دل نے دیکھا کہ ملکہ خوش چشم قفس آہنی بند زبان مین سوزن شاپور شیر دل قریب آیا کہا اے ملکۂ عالم یہ کیا معرکہ ہے ہم جانتے تھے کہ آپ اپنے لشکر مین ہونگی ملکہ نے اشارہ کیا کہ زبان سے سوزن نکال لو شاپور نے سوزن زبان سے نکال ملکہ نے اب جو ہاتھ ہلایا قفس کے ٹکڑے اُڑ گئے ملکہ نے کہا کہ اے شاپور شکر ہے کہ تمنے اب بھی ہماری خبر لی جب ہم تجسے رخصت ہو کر آئے شدید اور والد سے سحر ہو رہے تھے مین بھی جا کر لڑی شدید نے مجکو گرفتار کر لیا جب مجسے سوال وصل کیا تب مین نے کلمات سخت کہے اُسنے مجکو قید کیا اے شاپور دیکھو تو اس وقت کیا قیامت برپا کرتی ہون کہا تم الگ ہو جاؤ مین جاتی ہون پہلے شاہزادۂ والاقدر کو رہا کردن اُسکے بعد میان شدید کی بھی خدمتگزاری کردن یہ کہکے بلند ہوئی اُس خیمے مین آئی کہ جہان ایرج نوجوان قید تھے مسلسل و مطوق بیہوش ہین دشمنون نے ابتک ہوشیار نہین کیا تڑپ کر ملکہ خوش چشم نے ایرج کو ہوشیار کیا سحر شدید کا اُترا ایرج نوجوان کی جو آنکھ کھلی معشوقہ کو قریب پایا ملکہ نے کہا کہ آپ تلوار کھینچکر آئیے مین جا کر شدید پر گرتی ہون ایرج کو تلوار دی ایرج نوجوان تلوار کھینچکر نکلے ہمراہیان شدید سے لڑنے لگے شدید بلبند رکاب اپنے خیمے مین پڑا سو رہا تھا مگر باطن مین جاگتا تھا اسنے دیکھا کہ آسمان پر برق جلی خود بھی سحر کرنے لگا ملکہ خوش چشم کڑاک کر آئین

شدید بلندر کاب نے سحر کیا ملکہ کو ہوا نے ہٹایا خوش چشم کو دیکھ گھبرا گیا باہر نکلا نعرہ ایرج کی آواز
کان مین آئی حیران تھا کہ یہ کیا ہوا اُٹھا کر ایرج کو گولہ مارا ایرج نے انگشتر چمکائی گولہ پھٹ کے گرا
ملکہ بھی زمین پر آئین ایک طرف سے ملکہ نے سحر کیا ایک طرف ایرج نوجوان لڑتے جاتے ہین ماجرا
جو ہوا حیران کو ہرکارون نے خبر دی کہ آپ کی صاحبزادی شدید بلندر کاب سے لڑ رہی ہین
ایرج نوجوان شمشیر زنی کر رہے ہین حیران جادو چلا اُس وقت آکر پہونچا کہ شدید نے ملکہ
خوش چشم کو زخمی کیا ہے ایرج کے مقدمے مین دریافت کر رہا ہے کہ کیا باعث ہے اس جوان پر
سحر تاثیر نہین کرتا کہ حیران جادو کے نعرے کی آواز آئی نعرۂ حیران کی صدا سُنکر شدید گھبرایا
دریافت نہ کرسکا کہ کس باعث سے ایرج پر سحر تاثیر نہین کرتا سحر کرنے لگا حیران پر بھی جا پڑا دستک دی
کہ برق چمک کر گری حیران کا بھی سر زخمی ہوا شدید بلندر کاب تیغہ کھینچکر چلا کہ حیران جادو
کا سر کاٹ لون شاپور شیر دل ایک گوشے مین کھڑا ہوا یہ معرکہ دیکھ رہا تھا ایک جادوگر کی
شکل بنکر جھپٹا پکار کر آواز دی کہ ای شہنشاہ کیا کہنا حیران کا سر کاٹ لیجیے معشوقہ پر قبضہ ہو
شدید نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک ساحر تعریفین کرتا ہوا آتا ہے گولہ اُسکے ہاتھ مین ایک جھولی ڈالے ہے
قریب آکر کہا کہ واہ کیا کہنا خوب سحر آپ نے کیے افراسیاب کے سامنے آپ کے اوصاف
بیان کرونگا تمام عالم مین آپ کا نام ہے دیکھیے طرف سے طلسم ہوش ربا کے ابر تیرہ و تار اُٹھا ہے
معلوم ہوتا ہے کہ کوئی آپ کی مدد کو آتا ہے شدید بلندر کاب خوش ہو گیا سمجھا کہ افراسیاب
ہمہ دان و ہمہ گیر ہے کسی کو میری مدد کو بھیجا ہوگا یہ سوچ کر پلٹا شاپور شیر دل تو برابر پہونچ چکا تھا
خنجر مارا شدید کا شکم چاک قصہ پاک جتنے جادوگر حیران کے اسکے شریک ہو گئے تھے سب پر سے
سحر اُترا عذر کرتے ہوئے دوڑے حیران سے منتین کرنے لگے کہ ای شہریار معاف کیجیے گا ہم سب
اپنے ہوش مین نہ تھے حیران نے بھی قدمون پر ایرج کے سر رکھا اپنی بارگاہ مین لایا خوش چشم
ایرج نے وعدہ کیا کہ انشاء اللہ تمکو طلب کرینگے شکر ہے کہ شدید مارا گیا ہر چند حیران جادو
نے کہا کہ مین ہمراہ چلون لشکر تک تو آپ کو پہونچا دون ایرج نے کسی طرح قبول نہ کیا چند عیار ساحر
اپنے ساتھ لیکر طرف کوہ عقیق کے روانہ ہوئے کوئی دس کوس چلے تھے کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا
ایک پہلوان گینڈے پر سوار چالیس ہزار فوج پشت پر ایرج کی خبر دریافت کرکے اُتر پڑا کہلا بھیجا کہ

او نبیرۂ حمزہ فولاد فولاد شکن کو ہی تمھارے ہاتھ سے مارا گیا چالیس عزیز ہمارے اُسکے ساتھ قتل ہوے
فولاد ہمارا چچا تھا اب ہمکو معلوم ہوا کہ تم اس حوالی مین آئے اب بھلا یہان سے زندہ بچ کے جاؤگے اگر
اپنی جانبری چاہتے ہو تو رومال سے ہاتھ باندھ کے چلے آؤ ہم جان بخشی کرینگے ورنہ سر میدان ہمسے
اور تمسے مقابلہ ہو جسکو خداوند لقا دے وہ لے ایرج نوجوان نے کہلا بھیجا کہ تمھاری موت کا
پیغام ہے جب تو تمھارے دماغ مین یہ بات سمائی ہے طبل جنگی بجوا کر میدان کارزار مین آؤ سمجھا جائیگا
اور جو تمسے ہو سکے قصور نہ کرو اوراق کوہی یہ جواب سُنکر بہت جھلایا کہا مین مثل فولاد فولاد شکن
کے نہین ہون یہ کہکے طبل جنگی بجوایا ایرج نوجوان نے بھی خبر سُنی یہان بھی طبل جنگی پر چوب پڑی
ایرج کے ساتھ فوج بہت کم ہے رات بھر تیاریان ہوئین صبح کو دونون لشکر میدان کارزار
مین آئے اوراق کوہی نے گینڈا اپنا صف سے نکالا میدان مین آکر نعرہ کیا ایرج نے بھی گھوڑا
اپنا بڑھایا مقابلے مین اوراق کے آئے بعد گفتگو نیزہ چلنے لگا شاپور شیر دل کم ہونے سے
فوج کے بہت گھبرا رہا ہے تھوڑی دیر کے بعد ایرج نے اُسکا نیزہ نکالا اُسنے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا
ہاتھ تلوار کا لگایا ایرج نوجوان نے بڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا وہ بھی لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی
شام تک ایک طور پر کشتی ہوئی ایرج نے جی چھوڑ دیے اوراق کوہی کا شیرازہ کھل گیا
کانپ رہا ہے ہر جزو بدن پر صدمہ پہونچا جب شام ہوئی تو اوراق نے کہا کہ او نبیرۂ حمزہ بس
اب لڑ چلے رات کو جا کر آرام کرو صبح کو پھر مقابلہ ہوگا ایرج نوجوان نے کہا کہ روشنی کرا دو رات
کا دن ہو جائے اوراق کوہی نے کہا کہ مین رات کو نہ لڑونگا یہ کہکے چھوڑ کے الگ ہوا ہر چند
ایرج کہتے ہین کہ ہمارا دستور نہین حریف کو چھوڑین پہر دو پہر مین حال غالب و مغلوب کا کھلیگا
اوراق کوہی کہتا ہے کہ مین ہرگز شب کو مقابلہ نہین کرتا یہ کہکے گینڈے پر سوار ہوا کہا اب کل
سمجھ لینگے ہم کیا کسی سے کم ہین یہ کہتا ہوا طرف اپنے لشکر کے روانہ ہو گیا شاہزادہ ایرج ناچار پلٹ آئے
لیکن اوراق کوہی جو لشکر مین آیا سر جھکا کر بیٹھا افسران فوج نے آکر عرض کی کہ اے شہریار کیا مزاج
ہے آج آپ کو نہایت پریشان پاتے ہین نبیرۂ حمزہ کو کیسا پایا اوراق نے کہا کہ یارو کیا بیان کرون
نبیرۂ حمزہ بہت زبردست ہے اگر پہر دو پہر اور کشتی ہوتی تو مجکو زیر کر کے لیجاتا لات و منات نے
مجکو بچایا حیلہ کر کے چلا آیا اب اگر مقابلہ پڑیگا تو ضرور مجکو زیر کر کے لیجائیگا سرداروں نے عرض کی

کیا مجال غلامان جانباز جانبازی کو حاضر ہین اوراق نے کہا کہ جب مجھپر وہ غالب آیا تو تمھاری کیا حقیقت ہی سب نے عرض کی کہ ہماری صلاح یہ ہی آج رات کو شبخون ماریے اس بات کو اوراق نے پسند کیا سات ہزار کا لشکر ساتھ ہی جوان بڑے بڑے قد کے دو پہر رات گئے سب لشکر تیار کیا شبخون لیکر چلے یہان چند سوار طلایہ دے رہے ہین کہ اوراق کوہی آ گرا قتل کرنا شروع کیا جب ہنگامہ ہوا شاپور شیر دل نے ایرج کو جگایا ایرج گھبرا کر اُٹھے ہتھیار لگائے گھوڑے پر سوار ہو کے نکلے نکل کے نعرہ کیا نعرۂ ایرج ملک ایرج آن آفتاب منیر + کہ صاحبقران نیم و آفاق گیر نعرہ کرکے لڑنے لگے جسپر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے کئی سو جوانون کو چشم زدن مین مار کر ڈالدیا اوراق نے نعرۂ ایرج نوجوان کی صدا سُنی تھرا گیا کہا لو یار و غضب ہوا وہی شوم دست آتا ہی پہلوانون نے کہا کہ چلیے گھیر لین کئی سو پہلوان ملکر آگئے اوراق کوہی نعرہ کرکے بڑھا ایرج نے جو اوراق کو آتے دیکھا مثل شعلۂ جوالہ جا پہونچے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نوجوان نے روک کر ہاتھ مارا اُسکا سر زخمی ہوا دو تین پہلوان ایرج کے ہاتھ سے مارے گئے آخر کوہیون کو شکست فاش ہوئی ایرج نے دو کوس تک پیچھا کیا بڑا او آ کے لوٹ لیا اب کوہی لوگ دم شکست خوردہ بھاگے شاپور شیر دل نے ایرج نوجوان کو ذو دکا ایرج فتح کرکے پلٹے اُسی مقام پر آ کر داخل بارگاہ ہوے مگر اوراق شکست کھا کے بھاگا ایک مقام پر جا کر اُترا اوراق کوہی رونے لگا سرداروں سے کہا کہ یارو غضب ہوا اب کیا تدبیر کرون عیار اسکا مسواق کوہی ہی اُسنے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو مین جا کر ایرج کو پکڑ لاؤن اوراق نے کہا کہ اے مسواق اگر ایسا کریگا تو تو نے گویا میری سلطنت بچائی عیار اُسی وقت روانہ ہوا لشکر مین ایرج کے آیا کسی سے دریافت کیا تو معلوم ہوا بیچ مین جو بارگاہ ہی اُسی مین سردار رہتا ہی مسواق کوہی پشت بارگاہ ایرج پر آیا نقب کھودنے لگا عمدہ نقب کا پہر رات رہے بارگاہ ایرج مین توڑا ایرج کو آ کر بیہوش کیا پشتارہ باندھ کر اُسی نقب سے لے نکلا بھاگا بھاگ جاتا ہی اوراق کوہی رات بھر جاگا صبح کو آواز زنگ کی بلند ہوئی دیکھا کہ مسواق کوہی پشتارۂ ایرج لیکر پہونچا اوراق نے کہا کہ ارے ایرج کو لایا مسواق نے کہا کہ آہنگرون کو بلاؤ آہنگرون نے آ کر ایرج نوجوان کو مسلسل و مطوق کیا اوراق نے اُسی وقت ایک عرضی لکھی مسواق سے کہا خدمت خداوند مین لیجاؤ ہم وہین قید لیکر

آتے ہین جیسا حکم خداوند ہو گا بجا لائینگے یہ دختر زادۂ خداوند لقا ہو اسی وجہ سے جرأت مین یکتا ہی مسواق کوہی عرضی لیکر چلا صبح کا وقت ہی لقا تخت پر بیٹھا ہی تمام اہالیان دربار جمع ہین یہ ذکر ہو رہا ہی کہ عرصہ دراز سے کوئی ساحر طرف سے طلسم ہوش ربا کے نہین آیا شدید بلند رکاب ایرج کو طلسم ہوش ربا مین لیگیا افراسیاب نے قتل کیا ہو گا عیار نورالدہر بن بدیع الزمان شبرنگ بن عمرو بصورت مبدل ایک طرف حاضر ہی خبر لے رہا ہی کہ چوبدار نے عرض کی کہ دروازے پر ایک عیار حاضر ہی حکم ہوا بلالو مسواق اندر آیا لقا کو سجدہ کیا سب حال اوراق کوہی کا زبانی بیان کیا کہا کہ مین ایرج کو گرفتار کرکے قید کر آیا ہون جیسا ارشاد ہو بجا لاؤن لقا نے جھوم کر کہا کہ ای بندگان من دیدی قدرت مرا کہان ایرج کو قدرت نے گرفتار کرایا ای مسواق کوہی نامہ لکھنے مین دیر ہو گی قدرت زبانی حکم دیتے ہین کہ اپنے آقا سے کہنا قید جلد لیکر یہان آؤ فوراً قتل کرینگے مسواق کوہی روانہ ہوا شبرنگ نے جو یہ خبر پائی بھاگا لشکر مین آیا شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان برائے تسلیم صاحبقران اپنی بارگاہ سے چلے تھے کہ شبرنگ سامنے سے آیا نورالدہر نے پکار کر کہا کہ ای یار وفادار آج تو ایسے ایسے خوشی خوشی آتے ہو کیا کوئی عمدہ خبر لائے ہو شبرنگ نے عرض کی کہ ای آقائے نامدار وای مولائے قدر شناس ایرج نوجوان کو شدید بلند رکاب لے گیا تھا جا بجا معرکے بڑے بڑے مقامات فتح کیے اوراق نے گرفتار کر لیا حکم لقا گیا ہی کہ زندہ ہمارے سامنے لاؤ یہ حکم لیکر مسواق روانہ ہو گیا چل کے اوراق کو مار کے تاجزادے پر احسان رکھیے وہین نورالدہر نے کہا گھوڑا لاؤ مرکب تیار ہو کے آیا طہماس کبھی گینڈے پر سوار ہوا چند سردار رفیقان نامدار بھی ساتھ ہوئے بعد قطع منازل وطی مراحل قریب لشکر اوراق کے پہونچے کوہ کے اُس پار اوراق کوہی ہی شام ہو چکی تھی کہ طہماس سے کہا بڑے شرم کی بات ہی کہ رات کو جا کر اُس سے مقابلہ کرین صبح کو سمجھا جائیگا اس رائے کو سب نے پسند کیا ایک نخل کے سائے مین اُتر پڑے وہان اوراق کوہی کہہ رہا ہی کہ کل لشکر خداوند مین پہونچ جائینگے رات کو عیلا آکر پہونچا کہا کہ ای اوراق کوہی قدرت نے تقدیر کرکے اس جوان کو گرفتار کرایا آپ کو قدرت نے بلایا ہی اس جوان کو دار پر کھینچیے گا طرۂ پیغمبری ملیگا اوراق خوش ہو گیا طرۂ پیغمبری کے

ملنے کی خوشی میں رات بھر نہ سویا چار گھڑی رات رہے سوار ہوا ایرج کو ارابے پر سوار کر لیا لیکر چلے کہ ایک کوس بھر پر نکلے ہیں کہ صحرا سے گرد اڑی ایک جوان کو دیکھا غزال چشم شیر خشم بہادر یکتا ایک جوان مثل فیل مست جھومتا ہوا پشت پر جوان حسین کے چلا آتا ہے اور بھی کئی جوان لباس ہائے معقول پہنے ہوئے خود ہائے زرین سر پر گھوڑوں کو ڈالے ہوئے آتے ہیں اوراق نے کہا کہ لو صاحبو پیغمبری کو میری اوج ہوا یہ فرشتگان رحمت آتے ہیں اب مجکو مژدۂ پیغمبری سنانے لگے نور الدہر نے دہن سے نعرہ کیا کر او نامرد غضب کیا نبیرۂ صاحبقران کو مکر و فریب کر کے گرفتار کر لیا اُسپر یہ ناز ہے منم گل گلزار خلیل الرحمن نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم زنندہ زمرۂ بے ایمان شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نعرۂ نور الدہر نظیر حمزۂ صاحبقران بخشم و بقہر شہ ستارہ حشم شاہزادہ نور الدہر نعرۂ شیر کی صدا بلند ہوئی نخل کانپے طائر آشیانوں سے اُڑے اوراق کوہی نے جھلا کر گینڈا بڑھایا کہا یاروان چند دست و پا شکستہ سے کب خوف کرتا ہوں اسکی بھی مشکیں باندھ کے لاتا ہوں گینڈا چمکا کر مقابلے میں نور الدہر کے آیا آتے ہی نیزہ مارا نور الدہر نے سنان کو بچا کر گلوگاہ پر ہاتھ ڈالدیا نیزہ توڑ کے پھینکدیا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے بہ آسیب سپر اسکے وار کو رد کیا اور قبضہ پر ہاتھ ڈالا شمشیر خار اشگاف سلیمانی نیام انتقام سے نکلی صاف ظاہر تھا کہ ناگنی کیچلی جھاڑ کے نکلی یا برق جہندہ پردۂ سحاب سے باہر آئی آنکھوں کے نیچے اوراق کے اندھیرا آگیا نور الدہر نے خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا اُسنے سپر کو چہرے کی پناہ کیا برق شمشیر تڑپ کر گری سپر کے دو ٹکڑے ہوئے شب فراق عاشقان کٹی سپر کو کاٹ کر جو تلوار گری یا تو قبۂ سپر پہ جھکی تھی یا زمین کو تلوار نے آکر بوسہ دیا زمین سے گرد اڑی نور الدہر نے نعرۂ شیرانہ کیا کوہیوں نے جو دیکھا کہ اوراق کوہی کے اوراق حیات پراگندہ ہوئے سات ہزار جوان ہیں چند کس کو دیکھکر دوڑے نور الدہر نے تلوار چمکائی پشت پر سے نعرہ ہوا کہ منم ہزبر بیشۂ قہر جنبۂ کلنگان صاحب ساطور گران صف شکن و صفدر طہماس بن عنقویل دیو پرور ایک طرف سے نعرہ ہوا کہ منم صدر ان ماہ منظر درج در در گوش زرہاب خاں بجن خاں لو سر دار جو آکر گرے طہماس نے جو ساطور ہلایا دس دس کے سر اُڑے مگر ایرج نے جو نور الدہر کو دیکھا بیقرار ہو گیا جی میں کہتا تھا کہ ایسی رہائی سے موت بہتر ہے یہ کشتی گیر زادہ کیوں آیا

چاہتے ہین قید تو ڑ دون نہین ٹوٹتی ایک کوہی نے چاہا قیدی کا سر کاٹ لون پلٹ کے ہاتھ مارا
ایرج نے دونون ہاتھ اُٹھا دیے ہتھکڑی کٹی اب تو ایرج نے سمٹ کر قید کو توڑا اپنے مقام سے
اُٹھے ایک کمیدان نے ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے اُسکی تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈال کے طرف
آسمان کے پھینکا چور رنگ ہوائی کا ٹھا اڑتا ہوا ایرج بھی چلا کئی پہلوانون کو بڑھ بڑھ کے للکارا
علم فوج کو سرنگون کیا کفار کا نشان شکست ظاہر ہوا کئی پہلوانون کو ایرج نوجوان نے لڑکر مارا
جھلا جھلا کے جو نعرہ کیا پکار کر کہا کہ اوراق کوہی کو کیا مارا مُردے پر ہاتھ اُٹھایا مردان عالم سے
چار آنکھین کرے تو معلوم ہو ایسے مُردون کو مارا تو کیا یہ کان مین آواز نور الدہر کے آئی پلٹ کر
دیکھا کہ ایرج بڑے زور و شور سے لڑتا ہوا آتا ہے نور الدہر نے جو یہ سُنا پکار کر آواز دی کہ
زیادہ زبان درازی نہ کرو اگر ہم نہ قید سے چھڑاتے تو کیونکر جان بچتی ایرج نے جھلا کر کہا کہ
او کشتی گیر زادے معاملہ طلسم فراموش کیا بادشاہ طلسم کو مارا تمکو رہا کیا نور الدہر نے کہا زبان
کو بند کرو ایرج نے جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر جب تک سپر اُٹھائین برق شمشیر چمک کر
گری سر نور الدہر کا زخمی ہوا نور الدہر نے زخم سر کو تھام کر ہاتھ تیغے کا مارا سر ایرج کا بھی زخمی ہوا
طہماس ہان ہان کرکے بڑھا ایرج نے ایک ہاتھ ماردیا طہماس کا شانہ جھول پڑا ایرج نے سب
سردارون کو زخمی کیا شیدائے کوہی بارہ ہزار سوارون سے برائے مدد لقا چلا تھا اُس وقت
آکر پہونچا کہ اسنے دیکھا صدہا کوہی مرے پڑے ہین چھ سات جوان سر زخمی جھوم رہے ہین بڑھ کر
شیدائے کوہی نے دریافت کیا معلوم ہوا کہ نور الدہر و ایرج آپسمین زخمی ہوے سات
سردار نور الدہر کے زخمدار ہین یہ سُنتے ہی شیدائے کوہی نے آواز دی کہ ان سب کو گرفتار
کرلو چار طرف سے کوہی ٹوٹ پڑے زخمی تو یہ سب ہو ہی چکے تھے حلقہ ہائے کمند مار کر گرفتار کرلیا تو
آدمی گرفتار ہوے شیدائے کوہی نے سب کو مسلسل و مطوق کیا بارہ ہزار سوار اپنے بیس پچیس ہزار
اوراق کوہی کے اب فکر ہوئی کہ کہان اُترین وقت آخر ہے ہرکارون نے کہا کہ یہان سے تھوڑی
دور پر ایک باغ ہے وہان چلکر اُتر لیے شیدائے کوہی چلا دیکھا کہ حقیقت مین چہار دیواری پختہ
دروازہ باغ کا کھلا ہے ایک امر ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے کہ شاپور عیار ایرج نوجوان
و شبرنگ عیار نور الدہر جب اُنھون نے دیکھا کہ مالک ہمارے گرفتار ہوے صورتین بدل کر لشکر حریف مین

مل گئے ان سب کے ساتھ یہ بھی باغ میں آئے شیدا نے دیکھا کہ باغ وسیع چمن ہائے طولانی بیچ باغ میں ایک چبوترہ بلور کا مثل برق چمک رہا ہے ایک طرف آکر شیدا نے فرش بچھوایا ساتھ والون نے کمرین کھولین قیدیون کو بھی ایک چمن مین بٹھا دیا کسی طرح کا خوف نہین ناچ دیکھا کیا شراب پی کے سویا ایکے ساتھ والے بھی کھلے باندے تھے سب سو رہے ایرج نوجوان دلیر زالدہر جاگ رہے ہین شاپور و شبرنگ بن عمرو بھی آگئے ہین اس فکر مین ہین کہ اپنے آقا کو رہا کرین یکایک باغ مین ایک ہوا سرد چلی دیکھا کہ بلور کے چبوترے پر خود بخود فرش مشجر بچھ گیا لالٹینین بھی روشن ہوگئین اب تو دونون عیار بغور دیکھ رہے ہین تھوڑے عرصے مین کچھ برقین چمکین ہوا سرد چلی دیکھا آسمان سے تخت پر ایک جادوگر گرد چند ملازم مگر ملول و حزین سر جھکائے ہوئے آکر پہونچا مسند پر بیٹھا خدمتگارون سے کہا کہ اُس ظالم سرکش کو لاؤ اپنا حال دل بیان کرون اب تو لبون پر دم ہے عجب عالم ہے کس سے کہون کیا حال دل بیان کرون راتین ہجر کی تڑپ تڑپ کر گذرتی ہین فراق نصیب عیش و راحت سے دور رنج و غم کے قریب کوئی ساعت ایسی نہین کہ آرام ملے اصل یہ ہے کہ نظم

روز مولود سے ساتھ اپنے ہوا غم پیدا — لالہ سان داغ اُٹھانے کو ہوئے ہم پیدا

ہون مین وہ نخل کہ ہر شاخ مری آرہ ہے — ہون مین وہ شاخ کہ ہون برگ تبر دم پیدا

مین جو روتا ہون مرے زخم جو ہنستے ہین — شادی و غم سے کیا ہے مجھے توام پیدا

بیاہنے والے ہزارون نئے موجود ہوئے — خط نے اُس گل کے کیا اور ہی عالم پیدا

درد سر مین ہو کسی کے تو مرے دل مین ہو درد — واسطے میرے ہوا ہے غم عالم پیدا

زخم خندان ہین بعینہ لب خندان اپنے — شادمانی مین ہے یان حالت ماتم پیدا

آسمان شوق سے تلوارون کا مینھ برسا نے — مہ نو نے ترے ابرو کا کیا خم پیدا

کام اپنا نہ ہوا جب کبھی ابر و سے — گیسوے یار ہوئے درہم و برہم پیدا

شبہ ہوتا ہے صدف کا مجھے ہر غنچے پر — کہین موتی نہ کرین قطرۂ شبنم پیدا

چپ رہو دور کرو مُنھ نہ مرا کھلواؤ — غافلو زخم زبان کا نہین مرہم پیدا

قلزم فکر مین ہر چند لگائے غوطے — دُر مضمون کوئی یارون سے ہوا کم پیدا

دوست ہی دشمن جان ہو گیا اپنا آتش — نوش دارو نے کیا یان اثر سم پیدا

[illegible]

مصاحبون نے کہا کہ حضور صبر کرین معشوقہ راضی ہو جائیگی آپ کی آہ تاثیر کریگی لیکن دیکھیے آج باغ
مین یہ کون لوگ اُترے ہوئے ہین جادوگر نے کہا کہ مجکو پہلے ہی معلوم ہوا میرا کسی کام پر دل نہین لگتا
ہو مسافر ہین رات کو رہینگے کل چلے جائینگے مصاحبون نے کہا کہ ہمنے عرض کر دیا ان لوگون کے ساتھ کچھ
قیدی بھی ہین اُسنے کہا کہ یارو کیا کہون بقول شاعر بہت کیلئے کیا خاک کوئی رو سکے + دل
ٹھکانے ہو تو سب کچھ ہو سکے + یہ کہکر وہ ساحر بہت رویا دو خدمتگار جو گئے تھے وہ ایک قفس آہنی
لیکر آئے قفس مین ایک معشوقہ مہ پیکر آنکھین نرگس شہلا دہن غنچۂ باغ حسن وجمال ابرو رشک ہلال
یا خنجر آبدار یا کھنچی ہوئی تلوار تیر مژگان برائے خلش دل عاشقان مثل سوزن آنکھین رہزن
شکم صاف وشفاف سینے پر اُبھار دو نون ہونٹھ مسیحا دندان سلک دُر یکتا کمر بقول نکتہ سنجان باریک
عدم یا رگ گل کہیے یا طائر عنقا تمام اعضا درست لیکن مغموم و رنجور و سرنگون نقش پا تاج سر
عاشقان کس کس شی کی اُسکے تعریف کرون سب طرح سے چست وچالاک اُس ساحر کا مرطوب جادو
نام ہے اُٹھ کھڑا ہوا قفس کو لیکر برابر مسند کے رکھا قفل کھولا کہا صاحب آؤ بیٹھو اُسنے آنکھون مین
آنسو بھر کر کہا کہ او ظالم مار ڈال مین تو جان دینے پر آمادہ ہون کیون نہین قتل کر ڈالتا جو تو
چاہتا ہے وہ کبھی نہ ہوگا اے مرطوب جادو کیون مجھپر بدعت کر رکھی ہے ایک دانہ آتش کا پڑھکر
مار دے کہ جلکر خاک ہو جاؤن اس کشاکش سے مہلت پاؤن قفس مین ہمکو بند کیا مثل جانورون کے
پنجرے مین رہتے ہین جفا ومصیبت سہتے ہین مرطوب منتین کرنے لگا کہتا ہے کہ اے ملکۂ عالم خطا تو مجھسے
سرزد ہوئی مین خود محجوب ہون کسی سے بات کرنے کو دل نہین چاہتا کہ کوئی اور ہمارے پہلو مین
بیٹھے ملکہ نے کہا کہ ہمین جو کچھ کہنا تھا کہہ چکے شاپور نے جو یہ معاملہ دیکھا گرتا پڑتا قریب چبوترے کے
پہونچا بیخ نخل سے لپٹا ہوا بیٹھا ہے کہ ایک کنیز سوسن نامے بولا کر واسطے پیشاب کے اُٹھی جہان
شاپور بیٹھا تھا وہین آکر واسطے پیشاب کے بیٹھی شاپور نے حباب مار کے اُسکو بیہوش کیا
کھینچکر کنارے لایا سوسن کی شکل بنکر تیار ہوا خرامان محفل مین آیا آکر بیٹھا فکر مین ہے کہ مرطوب
کو بیہوش کرون جب مرطوب نے بہت منت کی ہاتھ باندھے اور ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا سوسن نقلی
جھلا کر اُٹھی حضور ناحق آپ اسقدر بیقرار ہین میری طبیعت کو انتشار ہوتا ہے اگر حکم ہو تو ملکہ کو
واسطے بارہ دری مین لیجاؤن موافق اپنی عقل کے سمجھاؤن یقین تو ہے کہ راضی کرکے لاؤن یہ سنتے ہی

مرطوب خوش ہو گیا کہا کہ ای سوسن اگر اس سرکش کو راضی کر دو تو مجھپر احسان ہوگا جو مانگو وہ دون
سوسن نے قفس اُٹھا لیا گوشے مین آکر قفس رکھا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوا کہا کہ ای ملکہ عالم آپکا نام نامی
واسم گرامی کیا ہی اور یہ کیا معرکہ گذرا مجھسے مفصل فرمائیے اُس مصیبت زدہ نے ٹھنڈی سانس کھینچی
کہا کہ ای ہمدرد یہانسے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہی زمین آباد رعایا دلشاد بادشاہ وہان کا داراب
صف شکن مین بدنصیب موسوم بہ حسن دلکشا اُسکی دختر بلند اختر ہون ایک دن شب کو سوتی تھی
کہ عالم خواب مین ایک جوان رعنا کو دیکھا خلیق و حسین و جمیل و صفدر و صف شکن جوان تیغ زن مگر
دیکھا کہ ایک قید خانے مین بیٹھے ہین ایک جوان صاحب سطوت آیا لڑ پڑا اُس شخص کو مارا وہ جوان
چھوٹا مگر پھر کسی افتاد مین قید ہو گیا مین اس سوچ مین صبح کو حیران و پریشان کوٹھے پر کھڑی تھی
کہ یہ جادوگر بھیا مجکو اُٹھا لایا آج کئی دن کا زمانہ گذرا کہ بدعتین کرتا ہی مجھے اُسی جوان کی یاد ہی
یہ اپنی ہی کہے جاتا ہی یہ سنکر شاپور شیردل نے کہا کہ ای ملکہ عالم جس جوان کا آپ نے پتہ دیا
وہ میرا آقاے نامدار ہی شیدائے کوہی نے قید کیا ہی مین اُسکی رہائی کی فکر مین آیا ہون تمکو دیکھکر
دل بیقرار ہوا کنیز بنکر یہان آیا آپکو اس حال مین دیکھا مین اپنے آقا کے رہا کرنے کی فکر مین ہون
لیکن اب آپ ایک کام کیجیے مین ابھی چلکر اُسکو مارے لیتا ہون اتنا فقط زبان سے کہیے کہ مین تجھ
تمپر عاشق ہون تیری بدعت سے مجکو نفرت ہی مین تھوڑی دیر مین اُسکو قتل کر ڈالونگا یہ سنکر ملکہ نے
کہا کہ برادر تمنے اس وقت وہ مژدہ دیا کہ جی چاہتا ہی جان تمپر نثار کرین لیکن میرے مُنھ سے یہ کیونکر
نکلیگا کہ مین تجھپر عاشق ہون شاپور شیردل نے کہا کہ بے اسکے نہ بنیگا آخر بمجبوری ملکہ راضی
ہوئین شاپور پنجرہ لیکر محفل مین آیا مرطوب جادو سے کہا کہ واہ سبحان اللہ آپ نے کیا کارنمایان
کیا یہان مقدمہ کچھ اور ہی مین نے اچھی طرح دریافت کیا بہر نوع ہم سمجھ لینگے شاپور شیردل نے
کہا کہ چرچا شراب کا کیجیے مرطوب جادو نے حکم کیا گلابیان آنے لگین شاپور اُلٹ پلٹ
کرکے بیہوشی ملا رہا ہی کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا کہ ایک جادوگرنی طاؤس پر سوار چند کنیزین بھی
ساتھ گھبرائی ہوئی آکر پہونچی مرطوب جادو نے کہا کہ کیون بہن گلپوش اس وقت کیونکر
آنا ہوا گلپوش نے کہا کہ بھیا جب سے کوہ عقیق پر مسلمان آئے اور جادوگرون پر آفت آئی
ہزارہا جادوگر مارے گئے مین نے ایک دن مشقت کرکے سب عزیزون کے نام لکھے ایک گلدستہ بنایا

سب کے نام کے اُسمین پھول رکھے کہ جس عزیز پر کوئی آفت ہوگی پھول اُسکے نام کا مرجھا جائیگا آج شام
سے دیکھتی ہون کہ تمھارے نام کا پھول مرجھایا جاتا ہی مین نے پانی چھڑک چھڑک کر اُسکو شگفتہ کیا
آخراس وقت نہ چین پڑا دوڑی آئی کہ جاکر اپنے بھائی کو دیکھ آؤن دیکھو بھائی تم معشوقہ بھی سرکش
لائے ہو وہ تمسے راضی نہین ایسا نہو کہ اسی کی ذات سے کوئی فتور پیدا ہو مرطوب جادو نے
کہا کہ نہین ہمشیرہ اسکی طرف سے کون آنیوالا ہی بارہ کوس پر اسکا قلعہ بالاے کوہ ہر ایک کنیز بھی
ساتھ نہین لایا کچھ سحر مین فتور ہوا ہوگا گلپوش نے کہا کہ بھیا یہ کیا کہون مذہب مین ہمارے بڑی
احتیاط ہی نجوم مین اسی واسطے ہم لوگون نے دخل پیدا کیا ہی کہ اپنی جان کی حفاظت کرین ہم لوگون کو
کوئی مار نہین سکتا اگر لات و منات بھی ارادہ کرین تو مشکل پڑے مین اب جاتی ہون میری بات
کا خیال رکھنا شاپور شیر دل یہ باتین سنکر کانپ رہا تھا کہ دیکھیے کیا ہو مرطوب کو جلدی ہی کہ یہ
ملعونہ جائے تو مین اپنی معشوقہ سے وصل حاصل کرون آخر گلپوش اُٹھی اپنے مکان پر آئی اُس گلدستے
کو دیکھا پھول کو مرجھایا ہوا پایا گھبرا گئی پھر پرواز پیدا کرکے چلی یہ تو آسمان پر اُڑی آرہی ہی یہان
شاپور شیر دل نے چند اشعار عاشقانہ گائے پہلے جام بھر کر مرطوب کو دیا مرطوب جادو کا
پینا تھا کہ سب پینے لگے شاپور شیر دل نے پھر جام لبریز کرکے ملکہ کو دیا اور کنیزین جو بیٹھی تھین
اُن سب کو بھی جام پلائے مرطوب بیٹھے بیٹھے بلبلا یا گھبرا کر کہا کہ ای سوسن صد زبان آج تو نے
بڑا احسان کیا میری معشوقہ کو راضی کردیا مین تیرے گرد پھرونگا یہ کہکے اُٹھا بیہوشی تاثیر کرچکی تھی
لڑکھڑا کر گرا سب کنیزین بھی گرکر بیہوش ہوئین شاپور شیر دل تڑپ کر اُٹھا ایک خنجر مارا مرطوب
کا شکم چاک قصہ پاک ایک دندناتا ہوا گلپوش آسمان سے دیکھ رہی تھی کہ کان مین آواز آئی کشتی مرا
نام من مرطوب جادو بود گلپوش جادو نے گھبرا کر آسمان سے دیکھا کہ بھائی کا لاشہ تڑپ رہا ہی
منہ پیٹ لیا تڑپ کے گری شاپور پر سحر کیا شاپور کے پاؤن زمین نے تھام لیے گلپوش
اُتری کہا کہ او ظالم تو کون ہی میرے بھائی کو کیون مارا ہاے میرا دل دھڑک رہا تھا اُس کمبخت
کے خیال مین نہ آیا مین کہتی تھی کہ تیرا وقت مرگ قریب آگیا ہی اُس ظالم کو گھمنڈ تھا آخر کو مارا گیا
سچ بتا کہ تو کون ہی کیون میرے بھائی کو قتل کیا شاپور شیر دل نے کہا کہ مین عیار ہون لشکر اسلام
کا اس طرف گذر ہوا اسکو قتل کیا ہم عیارون کا یہی کام ہی گلپوش نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہین

جو یہان اُترے ہوے ہین شاپور نے کہا کہ یہ سب مسافر ہین یہان بھی اُتر پڑے اب گلپوش
شاپور کو لیکر بیٹھی کہ ستارۂ سحری آسمان پر چمکا گلپوش نے دیکھا کہ جو لوگ اُترے ہوے تھے کمرین
باندھ کر جانے لگے گلپوش دیکھ رہی ہو کہ ایرج و نورالدہر کو جو اُرابے پر سوار کیا اسکی نگاہ جمال
بیمثال ایرج نوجوان پر پڑی دل و جان سے عاشق ہوئی اب دل نے چاہا کہ انکو روکو مگر ملکہ
حسین دلکشا اُسی طرح قفس مین قید ہین گلپوش دیکھ رہی ہو کہ افسر لشکر شیدا ے کوہی گینڈے
پر سوار جا رہا ہو سب کو لیکر باغ سے نکلون گلپوش نے سحر کیا ایرج اُن سب سے علٰحدہ ہو گئے
شیدا ے کوہی جب باہر نکلا دیکھا کہ ایک قیدی نہین ہو گھبرا گیا کوس بھر بڑھ کے اُترا سمند کوہی
عیار سے کہا کہ ذرا تلاش تو کر ایرج کو کون لیگیا سمند کوہی چلا حیران ہو کہ حقیقت مین بکا یک
قیدی کہان غائب ہوا شبرنگ بن عمرو جو لشکر مین خدمتگار بنا ہوا داخل تھا یکایک ہلڑ سُنا کہ
ایرج غائب ہو گئے شیدا ے کوہی نگہبانون پر غصہ کر رہا ہو شبرنگ پلٹ کے باغ مین آیا
دیکھا کہ ایک ساحرہ بیٹھی ہو اور ایک نازنین بھی قفس مین ہو شاپور کو بھی مسلسل و مطوق پایا وہ
ساحرہ ایک لاشے کے اُٹھانے کی فکر کر رہی ہو شبرنگ ایک گوشے مین چھپا گلپوش نے چند کنیزون
کو حکم دیا کہ لاشہ بھائی صاحب کا لیجاؤ جنگل مین جلاؤ ہم بھی وقت پر آئینگے جب کنیزین لاشہ مرطوب
کا لیکر چلی گئین تو دیکھا اُسی مقام پر ایرج نوجوان ظاہر ہوے وہ ساحرہ منتین کرنے لگی شاپور
سے اشارہ کیا کہ اسکو راضی کر دو مین تکو رہا کر دونگی شاپور نے جو یہ پہلو پایا کہا کہ حضور مجھے
رہا کر دین مین ابھی اسکو راضی کر دونگا گلپوش نے کہا کہ او ظالم تجھسے خوف معلوم ہوتا ہو کہ تو نے
بھائی صاحب کو جھٹ پٹ قتل کیا شاپور نے کہا کہ حضور اُنھون نے میری قدر نہ کی آپ تو
قدردانی فرماتی ہین آپ کے ساتھ کبھی برائی نہ کرونگا شبرنگ نے گوشۂ باغ سے یہ سب باتین
سُنین سوچا کہ مین اپنا رنگ جماؤن اس ملعونہ کو قتل کرون میرے آقا کا اسپر احسان ہو یہ سوچ کر
کنارے آیا رنگ روغن عیاری کا لگا کر ایک کٹے برہمن کی شکل بنا دوڑا ہوا سامنے گلپوش
کے آیا کہا کہ حضور فریاد کرنے آئے ہین مرگھٹ قریب تھا کنیزون نے چاہا کہ آپ کے بھائی صاحب کا
لاشہ جلائین زمیندار وہانکا کہتا ہو کہ ساحر کا لاشہ نہ جلانے دینگے ساحر کے جلنے سے زمین نجس
ہوتی ہو لیکن ہمیشہ سے ہماری برت ہو آپکے اجداد کو جلایا سب کا کریا کرم کیا آج کیا یہ

نئی بات ہی کہ جو زمیندار رو کتا ہی گلپوش نے کہا کہ زمیندار کو کیا دخل ہی ادھر کی سب زمین ہمارے
قبضے مین ہی برہمن نے کہا کہ ذرا گھڑے گھڑے حضور چلین زمیندار کو سمجھا دین پھر ہم سمجھ لینگے یہ سنتے ہی
گلپوش جادو کو اسوقت کا جانا بہت ناگوار ہوا کہا برہمن دیوتا تم ہماری طرف سے جاکر زمیندار
کو سمجھا دو لاشہ جلوا دو برہمن نے کہا کہ حضور وہ نہین مانتا مین بھی دم بھر کے واسطے ٹھہر جاؤنگا
حضور کو ساتھ لیکر چلون گلپوش کی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا اے دیوتا اسی ظالم کی محبت
مین بھائی صاحب مارے گئے نہین معلوم اسکو کہانسے لائے پوچھا کہ یہ جوان کون ہی گلپوش نے کہا
کہ ان کو ہیون کا افسر اسکو لیے جاتا تھا مین نے چھڑا لیا ایک بھائی اسکا قید ہی اگر اسنے
مانا تو مانا ورنہ اسکو عذاب الیم سے قتل کر دنگی مجھے اپنے بھائی کا بڑا قلق ہی اس عورت کو اپنی
کنیزون مین رکھونگی برہمن نے کہا کہ حضور کوئی چیز گاؤن یہ کہکے تالیان بجاکے گانے لگا دو چار
شعر ایسے گائے کہ گلپوش خوش ہو گئی کہا کہ دیوتا خوب گاتے ہو برہمن نے کہا کہ آپ کو بہت
راضی کرونگا یہ کہکے گلابی کھینچی کہا کہ ایک جام پیجیے اس جوان کو جلائیے ایرج و حسین دلکشا
آپسمین بحسرت ایک کو ایک دیکھتا ہی ایرج نوجوان کی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے حسین دلکشا
کہتی ہی کہ اب وقت مرگ قریب آیا اب یہانسے بچنا دشوار ہی دیکھین کیونکر نکلین کہ برہمن نے
بہ تعجیل جام شراب لبریز کیا کہا کہ ملکہ میرے ہاتھ سے نوش فرمایے گلپوش نے ہاتھ بڑھا کے
خوشی خوشی پی لیا شبرنگ بن عمرو نے اور دو چار شعر پڑھے شراب بھی حلق سے گلپوش کے اُتری
چار جانب دیکھنے لگی کہا کہ میان برہمن کچھ اور گائیے شبرنگ نے کہا کہ اے ملکۂ عالم کیون
مزاج کیسا ہی گلپوش نے کہا کہ اس وقت گرمی بہت معلوم ہوتی ہی جی چاہتا ہی کہ سر زمین پر
دے مارون ہائے افسوس یہ مجھے قبول نہین کرتا بڑے افسوس کی بات ہی کہ مین خود طلبگار حسن
ہون اور یہ نہین سنتا ذرا اسکی بیمروتی کو دیکھو کہ کسی کا کہنا نہین مانتا شبرنگ بن عمرو نے جھک کر
کان مین ایرج نوجوان سے کہا ایرج کچھ مسکرائے گلپوش نشے مین لبلا کر اٹھی چاہا کہ شلوار
بیہوشی تاثیر کر چلی ہی لڑکھڑا کر گری شبرنگ کا نعرہ ہوا گلپوش کو خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک
آواز مہیب آنے لگی شبرنگ نے ایرج نوجوان سے کہا کہ اے شہریار نکل چلیے ایرج نے کہا
کہ اے برادر تمنے بڑا احسان کیا ایک مرکب کی تدبیر کرو شاپور شیر دل سنے بھی قید سے رہائی پائی

شاپور نے عرض کی کہ ای شہریار چلکر اُنکو قید سے چھڑائیے ورنہ بڑی قیامت ہوگی شیدائے کوہی
صحرا مین اُترا ہی دونون عیار جاکر ایک مرکب لائے ایرج نوجوان اُسپر سوار ہوے باغ کے باہر
آئے شاپور سے کہا ملکہ کو پشتارے مین باندھ کر لے لو شاپور نے یہی کیا کہ پشتارہ ملکہ کا باندھ لیا
ایرج نے آتے ہی اپنے نام کا نعرہ کیا کہ ا شیدای کافران بجیاد ای نابکاران پر دغا اب میرے
ہاتھ سے بچکر کہان جاتے ہو نعرۂ ایرج نوجوان نلک ایرج آن آفتاب منیر + کہ صاحبقرانیم و
آفاق گیر + تلوار کھینچکر لڑنے لگے چہار طرف سے کوہی دوڑے ایرج کو گھیر لیا شاہزادہ نورالدہر
بن بدیع الزمان نے جو ایرج کو لڑتے ہوے دیکھا طہماس سے کہا اے برادر بڑی شرم کی بات
ہے ہر مرتبہ ایرج ہمکو رہا کرتا ہے بارگاہ صاحبقران مین بیٹھ کر لاف وگزاف کریگا یہ دست پیچے
چاہتے ہین کہ ہماری تعریف کرو بارگاہ صاحبقران مین کسی کی مجال نہین کہ بیطور کلام کرسکے
بادشاہ جمجاہ کو دست راستیون پر توجہ ہے یہ سنتے ہی طہماس کو بہت شرم آئی کہا کہ اے آقاے نامدار
غلام قید کو توڑتا ہے یہ کہکے طہماس نے ہتہ مارا کہ ہتھکڑی ٹوٹی اب تو جملہ سردارون نے قید کو
توڑا نورالدہر بن بدیع الزمان نے جو اپنے سردارون کو رہا دیکھا طہماس چلے تھے کہ نورالدہر
کی ہتھکڑیان کاٹین نورالدہر نے بقوت صاحبقرانی ہتھکڑی کو توڑا اپنے نام کا نعرہ کیا قید کو
مثل تار عنکبوت توڑ کے پھینکدیا ایک سپاہی کو مارکے تلوار لی ایک ایک افسر نے ایک ایک
سپاہی کو مارا تلوار لیکر فوج کفار پہ گرے نہایت لطف سے لڑنے لگے یہ سب دلیر جو اپنے اپنے مقام
سے اُٹھے دونون عیارون نے حقہاے آتشبازی مارے لشکر مین شیدائے کوہی کے صداے
الامان الامان بلند ہوئی ایرج نے دیکھا کہ نورالدہر نے بھی رہائی پائی بڑے لطف سے لڑرہے ہین
جس کسی نے کہ ان شیرون پر وار کیا وار اُسکا خالی دیکر تلوار چھین لی اُسکو قاش زین سے اُٹھالیا
چرخ دیکر طرف آسمان کے پھینکا چورنگ ہوائی قلم کیا ہر کس کا یہی مقصد ہے کہ افسر کو مارین سب
اُسی طرف جاتے ہین نورالدہر نے بڑھ کر علم فوج کو قلم کیا علمدار لشکر کفار بھی مارا گیا مگر ایرج
لڑتے بھڑتے قریب شیدائے کوہی کے پہونچے للکارا کہ او نامرد کہان جاتا ہے ہم آ پہونچے
شیدائے کوہی لپٹا ایرج سے تلوار چلنے لگی نورالدہر نے جو دور سے دیکھا گھوڑے کو جھکا کر
چلے خیال ہے کہ جاکر افسر کو مارین بیچ مین گھوڑے کو ڈالدیا تلوار کھینچکر چھپٹے تھے افسرون کو

قتل کرتے ہوئے آتے ہیں کہ شیدا سے کوہی سے مقابلہ ہوا شیدا نے ہاتھ مارا ایرج نے آواز دی کہ
اے نورالدہر خبردار ہاتھ نہ ڈالنا میرا حریف ہے اگر تمھارے ہاتھ سے مارا گیا تو بہت بُری طرح
پیش آؤنگا تمکو بھی قتل کرونگا نورالدہر جوش جرأت میں کب سنتے ہیں جیسے ہی شیدا سے کوہی نے
ہاتھ مارا تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکالکر تلوار کا ہاتھ مارا شیدا کے دو ٹکڑے ہوے
نورالدہر نے بہت خوش ہو کر صدائے تکبیر بلند کی ایرج کو بہت ناگوار ہوا آنکھوں تلے
اندھیرا آگیا للکار کر کہا کہ او کشتی گیر زادے تو نے مجھکو پھر آنکھیں دکھایا نورالدہر نے کہا کہ ہمیشہ
دست جیسے مُردہ کشتی کرتے رہے کبھی کسی بہادر سے مقابلہ بھی نہیں پڑا اتنے ایرج نوجوان کو تاب
نہ باقی رہی حبیب کے ہاتھ تلوار کا مارا کہا زبان کاٹ لونگا طہماس وغیرہ بڑھتے پکارتے ہوئے
کہ اے شہریار لشکر کفار دبا دو انکو ایرج نوجوان نے کہا کہ جو قریب آئیگا میرے ہاتھ سے
مارا جائیگا طہماس گھوڑے سے کود پڑے کہا کہ حضور یہ سر حاضر ہے کاٹ لیجیے مگر برائے خدا
آپسمیں مقابلہ نہ ہو ورنہ خرابی ہوگی ایرج نہیں مانتے نورالدہر نے بھی کہا کہ اے ایرج مجکو
چھوٹے قبلہ وکعبہ کا خیال ہے ورنہ تمکو ابھی سمجھا دیتا اور ایرج کو زیادہ غصہ آیا کہا آج تمکو بے
قتل کیے نہ چھوڑونگا تمھاری قضا آئی ہے نورالدہر نے کہا کہ ہاں ایک نجومی نے کہا تھا ایک نامرد
کے ہاتھ سے تمھاری قضا ہے شاید وہ تمہیں ہو سر حاضر ہے ایرج نے کہا کہ قبضے پر ہاتھ رکھو تمکو تو
برابری کا دعویٰ ہے دیکھو تو کتنے ہاتھ مارتا ہوں پاس نہ جیسے اور تلوار چلے شاہزادہ نورالدہر
نے کہا کہ بس یادہ گوئی نہ کرو اب تو نورالدہر نے بھی قبضہ شمشیر خاراشگاف سلیمانی پر ہاتھ
ڈالا قریب تھا کہ تلوار چلے سرداروں کی بیقراری کہ پروردگار کیا غضب ہوگا اگر یہ دونوں شیر
نر ایک کو بھی چشم زخم پہونچا تو صاحبقران ہم لوگوں سے ضرور پوچھینگے کہ صحرا سے گرد اُٹھی
نقابدار زرین پوش جسکے سر پر باز سفید سایہ فگن رہتا ہے عیاروں نے اسکو خبر دی کہ نورالدہر
و ایرج آپسمیں لڑا چاہتے ہیں جلد اپنے کو پہونچایئے نقابدار زرین پوش نے آتے ہی بیچ میں گھوڑا
ڈالدیا ایرج کی جانب نگاہ قہر دیکھا کہا کہ کیوں اے ایرج نوجوان کفار کا حوصلہ بڑھاتے ہو
آپسمیں لڑنا کیسا ملیٹ کرتا شاہزادہ نورالدہر نے فرمایا کہ تمھاری سعادتمندی مشہور ہے لیکن آگ ہو گیا
ایرج ایسا آتشخو جواب نہ دے سکے سر جھکا کے الگ ہو گئے نقابدار نے کہا کہ تم دونوں صاحب آؤ لڑا

کفار پر جرات دکھیں یہ کہکے بڑھا چند ساعت شمشیر زنی کی لشکر کفار نے فرار پر قرار کیا لقا بدارے بارگاہ استادگرائی ان سب شیرون کو لیکر بارگاہ میں آیا شراب و کباب کا چرچا رہا ایک شب مہمان رکھا صبح کو باعزاز و اکرام رخصت کیا سب کو پیغام دیا کہ میری جانب سے صاحبقران اعظم کو آداب و تسلیمات عرض کرنا اور کہنا کہ غلام امیدوار ہے اسے صاحبقران ہی جرات غلام کی سرکار پر بخوبی ثابت ہے سب سردار بہت اچھا بہت اچھا کہکے طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوے بخیر و خوبی لشکر ظفر پیکر میں آکر پہونچے سُنا کہ لقا نے نامہ طرف طلسم ہوشربا کے بھیجا تھا وہانسے ساحر آیا چاہتا ہے صاحبقران مصروف عیش ہین لقا اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہے یہ داستان متعلق جلد دوم ہے

دو کلمۂ داستان شوکت بیان طلسم ہوشربا عیاری خواجہ کی لشکر حیرت مین عین وقت پر آنا افراسیاب کا سب کو بچانا بقہر و غضب جاکر گرفتار کرنا عمرو کو اور لیجانا کوہ کاوسیہ پر و دیگر حالات متعلقۂ داستان ہذا ساقی نامۂ مصنف

ساقی مجھے جام مے پلانا
مین بادۂ عیش سے ہون سرشار
گیسوے کلام ہے سخن سنج
تارے ہین میان زلف جانان
کس کسکو خیال سرکشی ہے
ہے جوش بہار سے سمر قند
سامان ہو وصل کا سراسر
دن رات کی آفتین سہونگا
اک رات تو عیش سے گذر جائے
قربان ہے تجھ پہ جان عاشق
ہم پیر و رند مشربان مین
ہے حسن مین رنگ طور سرمد

رندون کی مدد کا ہے زمانہ
ہر دم ہے خیال زلف جانان
آگاہ نہین کہ کیا غم و رنج
لیلاے خیال کا ہون پابند
اس راہ کو کرسکے نہ ہم طے
اے ساقی ماہرو ہمارے
ہو مہر قمر پہ اے سمنبر
مینائے قلم ہے بہ سر جوش
کیا باغ مراد سے ثمر پائے
ہے دل مین خیال بادہ نوشی
میخانے مین آج امتحان ہے
جو حسن مین بیمثال ہوگا

کسکو نہین آرزوے دیدار
ہے دل مین ملال زلف جانان
ہے گیسوے یار عنبر افشان
ظلمات کی راہ ہے بھلا بند
مضمون سے باغ ہے ہنر مند
دن ہجر کے کس طرح گذارے
شیدا ئے رخ و زلف کا بنونگا
کردے مجھے وصل سے ہم آغوش
اے دلبر دلبرا ان عاشق
کردیگا غفور عیب پوشی
کیون پیر مغان کو ہے یہ کد
ابرو رشک ہلال ہوگا

قدس رو یا حسن دلبری ہے
ضو جس مین ہو ماہ دخورشید ہے
عارض ہین کہ پھول ہین چمن کے
کیونکر ہو خزان نہ رنگ بلبل
عیاریون کا نشان بتاؤن

ہر آن مین دلبری کبری ہو
چہرے سے اگر نقاب اٹھیگی
ہم تو بندے ہین انکھین سے کے
ہر بات مین دلبری نزاکت
حیرت ہو دہ داستان سناؤن

ہو زلف سیاہ سنبل تر
خورشید کو تاب کب رہیگی
ہر درج دہن کہ غنچہ گل
ہر باغ جہان مین رنگ شہرت
چہرہ عیاران طرار وطراران

خنجر گزار اس داستان عجائب بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شہر مصنف راقم این کلام حسرت خیز اشہب کلک راکند مہمیز + یہ داستان حیرت بیان متعلقۂ جلد چہارم ہے افراسیاب جادو باغ سیب مین بیٹھا ہے حیرت جادو مقابلۂ صرح مین فروکش ہین کہ مصور جادو برائے ملاقات افراسیاب آیا افراسیاب نے پوچھا کہ کیون مرشدزادے جنگ کا کیا رنگ ہے مصور نے کہا کہ ای شہنشاہ کیا عرض کرون مین نے چالیس دن مشقت کرکے کل مسلمانون کی تصویرین کھینچین شاگرد عمرو برق نامور خدمتگار جنکے صندوقچہ عیاری کرکے لیگیا مین میدان کارزار مین نہ جاسکا آرزو تھی کہ میدان کارزار مین جاکر اُن تصویرون کو مسلمانون کے سامنے پیش کرونگا سب دیوانے ہوجائینگے وہ دن نصیب نہ ہوا جاکر لڑا آخر شکست کھائی ایسا ملال اُٹھایا کہ دو دن کھانا نہین کھایا کیا عرض کرون کہ کیا گذری افراسیاب نے کہا کہ مرشدزادے کو مسلمانون نے ستایا وہ صدمہ پہونچاؤن کہ تڑپ تڑپ کر اپنی جان دین کہا کہ قنطور بلاخیز کو بلادیہ کہکے افراسیاب نے ایک دستک دی کہ آسمان پر ابر سیاہ پیدا ہوا رعد گرجا برق چمکی طائرون نے زمزمہ سرائی کی آواز آئی غلام حاضر ہے افراسیاب نے کہا کہ آؤ ای خیرخواہ دولت دیکھا کہ ابر شق ہوا ایک جادوگر سر کھلا ہوا بال کمر تک یہ معلوم ہوتا ہے کہ شب دیجور اسی مین سماگئی ہے یا سواد شب تیرہ کہون یا سواد دیدۂ آہوے مثال دون یا پردۂ ظلمات مین سیاہی شب ہجران کی اسکے سامنے مات ہے ستر ہزار جادوگر بشکل ہاے مہیب پشت پر علم ہاے سُرخ وسیاہ کے پھریرے کھلے ہوے اُنپر تعریفین سامری وجمشید کی مرقوم اُسدفوج کی دھوم قنطور بلاخیز نے آکر سلام کیا دست بستہ عرض کی کہ ای شہنشاہ طلسم ہوش ربا آج کیا تھا کہ جو غلام کو طلب فرمایا افراسیاب نے کہا کہ ای قنطور مغرور لونڈی غلامون نے بہت سر اُٹھایا تم جاؤ سب کی مشکین باندھ کر لاؤ

با بدولت سزا دینگے قنطور نے عرض کی کہ وہ کون لوگ ہین افراسیاب نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی کہا کہ ای قنطور کیا کہون بہار گلعذار جا کر دشمنون سے ملین ای مخمور بھی نکل گئین کیا کہون کیا دل پر گذرتی ہی نظم

اُس اٹھلے کو آج تو کچھ ہم سے میل ہی	تقدیر کے تماشے ہین قدرت کا کھیل ہی
سو لگا ہوا ہی گیسو دل مین جو چھلبل ہی	یہ تو کہو تمھارے لبون مین بھی تیل ہی
لین بوسہ اُن لبون کا جنھین چوستا ہی غیر	دیتے ہو وہ شراب ہمین جسمین میل ہی
طول امل سے ہوتی ہی نشو و نما کسے	چسکا ہنسی نہین منھ سے جو کبھی یہ وہ بیل ہی
آنکھین کسی کے جلوے سے روشن خدا نے کین	گھی کے چراغ جلتے ہین کب انمین تیل ہی
جاتے جو عشق کیون نہ لہو پانی ایک ہو	کیا خون دل کا آنکھ کے آنسو مین میل ہی
فرقت مین اپنی دل لگیان ہین نئی نئی	رونا بھی اک ہنسی ہی تڑپنا بھی کھیل ہی
آنکھون مین کٹ رہی ہی شب ہجر یار آج	میرے چراغ خانے مین کس تل کا تیل ہی
بوچھار ہم پہ سنگ حوادث کی ہی جالل	چرخ خمیدہ پشت نہین ہی غلیل ہی

قنطور نے عرض کی کہ ای شہنشاہ چشم زدن مین گرفتار کر لاؤنگا افراسیاب نے کہا کہ عیارون سے بچنا قنطور نے کہا کہ عیارون کی یہ مجال ہی کہ میرے لشکر مین آئین اور آ کر عیاری کرین یہ سنکر افراسیاب نے کہا کہ یہ نہ کہو عیار بلاے روزگار ہین انسے بچنا مشکل ہی لیکن حفاظت کرنا قنطور نے یہ سب باتین سنکر اپنے ملازمون کو نگاہ مین کیا کچھ پڑھ کر پھونکا قنطور ربلاخیز کوچ کر کے چلا کئی منزل جا چکا ہی کہ یہ گروہ بلور آ کر ٹھیرا اب کہ مورخ اپنے دربار مین بیٹھی ہین تمام سرداران نامی و عیاران گرامی اپنے اپنے مقام پر موجود ہین کہ چرند پرند نے آ کر خبر دی کہ قنطور ربلاخیز ساٹھ ہزار ساحرون کی جمعیت سے برابر مقابلہ کو آتا ہی یہ سنتے ہی برق فرنگی اُٹھا عیارون نے کہا کہ میان برق کہان چلے برق نے کہا کہ جا کر قنطور کی خبر لون یہ کہکے چلا خواجہ سے کہکے اُٹھے کہ انشاء اللہ مین بھی خبر لونگا اگر پہنچا تو اُنکو لاتا ہون یہ کہکر خواجہ بھی چلے مگر برق فرنگی فقیر بنکے لشکر قنطور مین آیا دیکھا قنطور اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہی اور ایک آئینہ سامنے رکھا ہی اُسکو دیکھ کے ہنسا بلور جادو بولا جو بیٹھا ہی کہا کہ حضور برق فرنگی فلان بازار مین فقیر بنا ہوا خبر دریافت کر رہا ہی جا کر اُسکو پکڑ لاؤ

بلاؤ بلور چلا یہاں برق فرنگی ایک دوکان پر کھڑا تھا کہ بلور جادو نے کہا میاں برق چلو تمکو شاہ نے
بلایا ہی ہوش تو برق کے اُڑ گئے مگر ضبط کر کے کہا کہ آپ کس سے کہتے ہیں بلور نے کہا کہ اب زیادہ باتین
نہ بنائیے چلیے آپ کو قنطور بلا خیز نے بُلایا ہی برق نے کہا کہ مین بیچارہ برق کو کیا جانون فقیر ٹکڑ گدا
بلور نے مُنھ پر ہاتھ پھیر دیا رنگ و روغن اسکے چہرے کا اُڑ گیا بصورت اصلی ہو گیا گُندین بازو دون
پر تو بڑا عیاری کا لٹک رہا تھا لباس بھی معقول پہنے ہوے ہر چند انکار کرتا ہی بلور جادو نہین انتا
ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ چلیے برق ناچار ہو کر اسکے ساتھ ہو لیا تھوڑی دور چلے تھے کہ ایک جادوگر اور
آیا اُسنے بھی کہا کہ میان برق صاحب چلیے اسی طرح سات جادوگر دو ر پڑ آئے ہر ایک نے یہی
کہا کہ میان برق فرنگی چلو برق اپنے دل مین کہتا ہی خوف کیا معلوم ہوا ساحر زبردست ہی
سمجھ گیا ہی چلکے بات کرین جواب و سوال ہوگا ہمنے اُسکا کیا نقصان کیا ہی جو کچھ ہوگا سمجھ کر جواب دینگے کچ کاندھ
پر رکھے ہوے چلے جب دروازے پر پہونچے جادوگرون نے کہا کہ جا کر شاہ سے عرض کرو کہ آپ کا نیاز مند
حاضر ہی ایک جادوگر نے جا کر عرض کی حکم ہوا تم سب باہر رہو برق کو یہاں بھیجدو آکر کہا کہ میان
برق صاحب جائیے برق اندر آیا قنطور کو جھک کر سلام کیا کہا اصل کیفیت تو یہ ہی کہ ہمنے ہزارون
جادوگر قتل کیے لیکن آپ ایسا جلیل ہماری نگاہ سے نہین گذرا ایسا بیدار مغز کون ہوگا کہ ہم لشکر مین آئے
آپکو معلوم ہو گیا آپ نے بُلا لیا قنطور ہنسا کہا کہ میان برق صاحب اصل تو یہ ہی کہ جب آپنے لشکر مین
داخلہ کیا ہمکو خبر ہو گئی بس پھر کوئی کیا عیاری کر سکتا ہی برق نے کہا کہ حضور کیا مجال جو آپ پر عیاری
کرے مین نے تو ابھی تک کوئی خطا نہین کی فقط حاضر ہوے کہ حضور سے ملاقات کرینگے شکر ہی کہ بڑے
لطف سے ملاقات کی ہم چاہتے ہین کہ آپ کی خدمت مین رہین جو کامل ہوتا ہی وہ قدردان بھی ہوتا ہی
بس آپ کی قدردانی ضروری عزت افزائی کرلی مین جا کر سب کو آگاہ کر دون کہ خبردار ہمارے آقا
کے لشکر مین کوئی جانے کا ارادہ نہ کرے اگر آپ فرمائین تو مین عمرو کو پکڑ لاؤن اگر اُس ساربان زادے
کو قتل کیا تو سب سردار بلا تکلف آپ کی خدمت مین آ جائینگے آپ کی معرفت اصلاح ہوگی عمرو عیار
کے بھروسے پر سب سردار ہین کہ اُسی آئینے کی جانب پھر قنطور نے دیکھا مسکرا کر کہا کہ ای برق
خواجہ عمرو بھی تشریف لائے ہین ایک خدمتگار کو آواز دی کہ فلان بازار مین خواجہ عمرو بھی
بصورت ساحر پھر رہے ہین جا کر بُلا لاؤ وہ خدمتگار چلا دروازے پر چند جادوگر بیٹھے تھے وہ بھی چلے

یہان خواجہ عمرو داخل لشکر بصورت ساحر ہوے ہین کہ ایک ساحر نے آکر سلام کیا کہا کہ خواجہ صاحب
چلیے آپ کو قنطور بلاخیز نے بُلایا ہے خواجہ عمرو اپنے دہنے بائین دیکھنے لگے فرمایا کہ یہان تو کوئی نہین
اتنے عرصے مین چار پانچ جادوگر اور آکے پہونچے اُن سب نے بھی یہی کہا کہ قنطور بلاخیز نے بُلایا ہے
ایک نے مُنہ پر ہاتھ پھیر دیا خواجہ نے اپنے کو بصورت اصلی پایا ناچار اُن سب کے ہمراہ چلے
دربارگاہ قنطور پر پہونچے کہا شاہ سے عرض کرو کہ خواجہ عمرو حاضر ہے قنطور نے اندر بُلایا دیکھا کہ
میان برق بھی بیٹھے ہین باتین بنا رہے ہین قنطور نے کہا کہ خواجہ صاحب آئیے مین آپ کا
بہت مشتاق تھا خواجہ عمرو نے کہا کہ اے شہنشاہ اس جعلساز کو آپ نے کیون بُلایا برق نے
کہا کہ ہم تو اب شہنشاہ کے نوکر ہوگئے اب آپ کچھ نہ فرمایئے مہرخ و بہار کو پکڑ لا ئینگے پہلے میان
باغبان کی گردن لونگا قنطور کہتا جاتا ہے کہ میان برق فرنگی حقیقت مین تمھارا اچھا نام ہے برق
نے کہا کہ حضور سب آپ کی وجہ سے یہ لیاقت حاصل ہوئی اب مجھے ملکہ مہرخ و بہار سے کیا
کام اب تو مین خدمت مین شاہ کی رہونگا ملکہ مہرخ و بہار کو معلوم ہوگا تو میرا کیا کرینگی مین
کسی کا غلام نہین ہون خواجہ نے کہا کہ میان برق ذرا ہوشیار رہنا جس دن ملکہ مہرخ کی گرفتاری
کا قصد کروگے اُس دن تمھارے واسطے بڑی خرابی ہوگی تمھین جان بچانا مشکل ہوگی تم ایسے
لونڈے بہت سے میرے شاگرد ہین اُنکو تعلیم کر دیا آج تک تجکو عیاری نہین آئی ایسا نالائق کون ہوگا
کہ ابھی آئے ابھی نوکر بھی ہوگئے برق نے کہا کہ نالائق پایا اُسکے مطیع ہوگئے جب عمرو نے برق
کو نالائق نالائق کئی مرتبہ کہا تو قنطور بھی بول اُٹھا کہ خواجہ تمھارے شاگردون مین تو کوئی ایسا
نہین خواجہ نے کہا کہ آپ میرے شاگردون کو کیا جانیے برق نے کہا اے شہنشاہ اب خواجہ جب
آئینگے پہچان لیے جائینگے قنطور نے کہا کہ بہرنوع ہمارا یہ مطلب تھا اے شہنشاہ اوج عیاری
کہ اب ہمارے لشکر مین آنے کا ارادہ نہ کیجیے گا میرے پاس مرآت ملک موجود ہے خواجہ نے کہا کہ
ہم اُس مرآت کو بھی دیکھ لینگے میان برق صاحب اب آپ ہمارے لشکر مین بھی نہ آئیے گا برق
نے کہا کہ ہم خود حاضر ہونگے ہماری وجہ معاش کا سامان اچھی طرح ہوگیا وہان ٹوٹے جھونپڑے
مین پڑے رہتے تھے یہان بارگاہ زرنگار مین آرام کرینگے اور تمھیے ہوشیار رہیے گا خواجہ و
برق سے خوب تکرار ہوئی قنطور نے یہ کہا کہ خواجہ آپ کو بڑے صدمے ہو چینگے مجھے کسی

عیار کی ضرورت نہیں مگر برق فرنگی پڑا رہیگا خواجہ یہ باتیں سنکر اُٹھے قنطور نے کہا کہ خواجہ اب ہمارے لشکر میں نہ ٹھہریے گا عمرو نے کہا کہ ہماری پاپوش ٹھہرتی ہے یہی فخر آپ کے واسطے بھی ہوگا عمرو تو بڑبڑاتا ہوا چلا گیا برق نے کہا کہ اے شہنشاہ اب میں لشکر اسلام میں بھی جانے کے لائق نہ رہا قنطور نے کہا کہ میاں برق تم یہاں رہو تمھارے واسطے سب سامان ہو جائیگا برق نے کہا کہ آپ میرے کمالات سے تو آگاہ ہوجیے یہ کہکے بایاں اُٹھایا یہ غزل عاشقانہ شروع کی قطعہ

مزا وصال کا کیا گر فراق یار نہ ہو ۔ نہیں ہے نشے کی کچھ قدر گر خمار نہ ہو

نہ روئے تا کوئی عاشق یہ حکم ہے اُسکا ۔ کہ شمع بھی مری محفل میں اشکبار نہ ہو

جو ہچکی آئی تو میں خوش ہوا کہ موت آئی ۔ کسی کو یار کا اتنا بھی انتظار نہ ہو

ذقن ہے سیب تو عناب ہے لب شیرین ۔ نہیں ہے سرو وہ خوش قد جو میوہ دار نہ ہو

برنگ حسن بتاں ہے دل شگفتہ مرا ۔ جو اس چمن میں خزاں ہو تو پھر بہار نہ ہو

گئی ہے کیسی زمانے سے رسم سرگرمی ۔ عجب نہیں ہے جو پتھر میں بھی شرار نہ ہو

نہ ہنسنے سے کبھی ہم راز پوش واقف ہوں ۔ برنگ غنچہ جگر جنکا چاک فگار نہ ہو

تری مژہ کی جو تشبیہ اُس سے ترک کریں ۔ کسی کے تیر سے کوئی کبھی فگار نہ ہو

دم اخیر تو کرلیں نظارہ جی بھر کے ۔ الٰہی خنجر سفاک آبدار نہ ہو

کمال صورت بیدرد سے تنفر ہے ۔ نہ دیکھیں ہم کبھی اُس گل کو جسمیں خار نہ ہو

ہزار دن گور کی راتیں ہیں کاٹنی تلخ ۔ ابھی سے روز سیہ میں تو بیقرار نہ ہو

اس رنگ میں برق نے یہ غزل گائی کہ قنطور بہت خوش ہوا کہا کہ اے برق تم خوب گاتے ہو برق نے کہا کہ ابھی آپ نے کیا سُنا آپ کو بہت راضی کرونگا برق نے باتیں کرتے کرتے کسوت عیاری سے کچھ پرچے کاغذ کے نکالے قنطور نے پوچھا کہ اے برق اسمیں کیا ہے برق نے کہا کچھ تصویریں خیالی ہیں کچھ اصلی ہیں قنطور نے کہا کہ یہ تصویریں تمنے کیوں کھینچیں برق نے کہا کہ ہم عیاروں میں ایک پیشہ اور بھی ہوتا ہے اپنا عیب بھی آپ سے بیان کرتا ہوں رئیسوں زمینداروں کی بہو بیٹیوں کو پکڑ لاتے ہیں تاجروں کے ہاتھ فروخت کرتے ہیں ایک ایک عورت میں دو دو آنے تین تین آنے اکثر پاتے ہیں قنطور نے کہا یہ کیا برق نے کہا کہ حضور ایک لاکھ چوراسی ہزار

عیار ہین سب ہمکو حصہ دیتے ہین ہم بھی سب کو دیتے ہین اسی مین بسراوقات ہوتی ہی اب جو مین لاؤنگا کسی کو حصہ نہ دونگا یہ کہکے برق نے ایک تصویر نکالی کہا کہ دیکھیے اس عورت کی تلاش مین کئی مہینے سے پھر رہا ہون لیکن قابض نہین ہوتا تصویر جو لیکر قنطور نے دیکھی عجب نازنین مہ جبین کو دیکھا کہ لو نور کی چہرے سے نکل رہی ہی پتلے پتلے ہونٹھ کہ جنہین مسیحائی و رعنائی و زیبائی معشوقۂ دلفریب کمسن خوش ادا صاحب ناز و غمزہ قنطور نے گھبرا کے کہا کہ ای برق یہ نازنین کہان ہی برق نے کہا کہ یہان سے تین کوس پر ایک زمیندار رہتا ہی یہ اُسکی دختر بلنداختر ہی صدہا اُسکے عاشق ہین اُسکے باپ نے ابھی کسی کو قبول نہین کیا اپنے قصر پر آکے بیٹھتی ہی عاشق تن آکر جمع ہوتے ہین مین بھی فکر مین جاتا ہون ای شہنشاہ اگر آپ تشریف لیچلین تو سحر کرکے نکال لائیے گا بیچ مین دو ہزار روپے اب لونگا۔ دو ہزار روپیے بعد کو دینا ہونگے اب تو مین خواجہ سے جدا ہوا کسی کو حصہ بھی نہ دینا پڑیگا بنک گھر مین داخل کرکے ماہواری لیا کرونگا قنطور نے کہا کہ ای برق تم خاطر جمع رکھو مین اس محبوب مرغوب پر عاشق ہوا ایسا کچھ تمکو دونگا کہ تم عمر بھر یاد کرو برق نے کہا کہ اگر حضور مجھے اپنی خدمت مین رکھین مین لشکر اسلام سے بہار و مخمور کو چرا کر دس پانچ ہزار روپیے کو بیچ لاؤن یہ محبوب آپ کی خدمت مین رہے قنطور نے کہا چلو برق نے کہا کل چلیے گا قنطور نے کہا کہ ای برق مجھے رات نہ کٹیگی میرا تو عجب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی نظم

کہتے ہین سنکے تذکرے مجھ غم رسیدہ کے
افسانے کون سنتا ہی حال شنیدہ کے

کیا اپنی مشت خاک کی ہم جستجو کرین
ملتے نہین نشان غبار پریدہ کے

مین خاک بھی ہوا نہ گئی پر کشیدگی
غصے وہ ہی رہے مرے دامن کشیدہ کے

جو تم مین بات ہی وہ کسی اور مین کہان
جلوے کچھ اور ہی ہین گل نو دمیدہ کے

سیلاب چشم تر سے زمانہ خراب ہی
شکوے کہان کہان ہین مرے آب دیدہ کے

کچھ انتہا نہین ہی کہا تک سنائیے
قصے دراز ہین دل ناآرمیدہ کے

قطرے ملے جو تیرے پسینے کے گلبدن
خواہان رہے نہ لوگ گلاب چکیدہ کے

آہون کی دھوم ہی کہین نالون کے غلغلے
سامان نئے ہین روز ترے غم کشیدہ کے

آرام گاہ اشک ہی ویران ای جنون
دامن ہین تار تار قبائے دریدہ کے

او مست ناز کیف یہ تیرے سخن مین ہی ... رعد کے کلام پہ ہین شراب چکیدہ کے
دیوان مین وصف ہی عرق جسم یار کا ... مضمون کہان کہان ہین گلاب چکیدہ کے
مژگان ہیچ نسیم کہ ابرو کے پاس ہین ... یہ تیر بیٹھا ہین کمان کشیدہ کے

برق نے کہا کہ حضور کیون گھبراتے ہین اس سے بہتر تو مین نے سیکڑون بیچ ڈالین اگر حضور چلین تو آج ہی لے آئین ورنہ وہ ایک دیر مین بروز منگل پوجا کرنے آتی ہین اُس دن نے آؤنگا قنطور نے کہا کہ ای برق مین چلونگا برق نے کہا کہ بخوشی آپ کی مین خدمتگزاری کو حاضر ہون کسی مقام پر کمی نہ کرونگا قنطور ملاخیز لباس پہنکر تیار ہوا وہ تصویر تو کلیجے پر رکھے ہوے ہو برق نے بہت کہا کہ تصویر تو مجھے دیدیجیے قنطور نے کہا کہ جب صاحب تصویر کو پاؤنگا تصویر دیدونگا برق قنطور کو لگا کر لیچلا راہ مین باتین کرتا ہوا کہتا جاتا ہو کہ حضور آپ کو سامری و جمشید نے وہ جاہ و جلال دیا ہو کہ وہ خود دیکھکر عاشق ہو جائیگی قنطور کہتا ہو کہ جان و مال ایسے محبوب پر نثار ہو مین کیا کرون دل دھڑک رہا ہو کلیجہ پھڑک رہا ہو جب یہ معشوقہ قبضے مین آئے تب قلب کو تسکین ہو برق کہتا ہو کہ حضور آج شب کو بڑا چہرکھٹ بچھائینگے معشوقہ کو آپ کے پہلو مین لٹائینگے شراب و کباب حاضر ہو یہ حقیر آپ کا بیٹھکر غزلین ٹھمریان گائے حضور خوش ہون وہ بھی راضی ہو قنطور جادو کہتا ہو کہ ای برق تمھارے آنے سے مین بہت خوش ہوا مجھپر کوئی عیار عیاری نہین کرسکتا جس وقت لشکر مین تمنے داخلہ کیا مجکو معلوم ہو گیا آج ہی میرا جی چاہتا تو عمرو کو قتل کر ڈالتا لیکن تین روپے کے پیادے کو قتل کرنے سے کیا نفع مہرخ و بہار کو قتل کرونگا میان باغبان پر دام سحر پڑیگا دیکھون تو کیسے ساحر ہین رعد و برق سے سمجھونگا برق لامع پر سحر کرونگا کہ جنکو دعوی ہو ہماری کوئی صورت تبدیل نہین کرسکتا تڑپ اُنکی ہٹاؤن خاک مین ملاؤن برق درست کہتا ہوا چلا آتا ہو جب کوس بھر لشکر سے نکل چلے ایک مقام پر برق رکا کہا کہ حضور دیکھیے یہین سے وہ پہاڑ معلوم ہوتا ہو درہ ہاے کوہ مین عاشق بیٹھے ہین ہو حق کر رہے ہین وہ سامنے جو قصر کلان معلوم ہوتا ہو اُسی مین ملکہ آکر بیٹھتی ہین قنطور لپٹا کہا بھائی برق کہان برق نے ہاتھ اُٹھا کر کہا کہ وہ سامنے بلندی معلوم ہوتی ہو قنطور کہان کہکے لپٹا برق نے دل سخت کرکے حلقہاے کمند گلے مین ڈالدیے خوشی مین آکر نعرہ بھی کیا نعرۂ برق تصنیف مصنف

لقب ہے مرا برق غنچہ گزار | کہ اُستاد ہیں خواجۂ نامدار | تڑپنے میں میں برق رفتار ہوں
کہے کون مکار و غدار ہوں | کردن سیکڑوں کوس کی راہ طے | ارسطو سے ذی علم شاگرد ہے
دَرِ کمر پر میرا پھیرا رہا | تڑپ سے مری چرخ بھرا رہا | ہزیر قدم غرب ہے شرق ہے
چھلاوا ہوں میں نام ہی برق ہے

ارے کہہ کے قنطور لپٹا برق نے حباب مار کر بیہوش کیا فوراً زبان
میں سوزن دیا پشتارہ قنطور کا باندھ کرلے چلا گر ساحر زبردست ہے برق دبا جاتا ہے پشتارہ دمبدم
بھاری ہوتا جاتا ہے کبھی برق گھٹنے ٹیک دیتا ہے اس رنگ سے لیے جاتا ہے لشکر کوس بھر ہے خیال میں
ہے کہ ای برق کیونکر لشکر میں پہونچیگے گرتا پڑتا چلا مشکل کوس بھر کا راستہ طے کیا لشکر کے نشان معلوم ہوے
کسی قدر دل کو ڈھارس ہوئی کہ صحرا سے گرد اُڑی برق نے نخل کی آڑ پکڑی دیکھا کہ صرصر و صبا رفتار
دونون عیار بچیان افراسیاب کی دوڑی ہوئی آتی ہین برق نے چاہا کہ اپنے کو مخفی کرد ین چھپ جائے
لیکن صبا رفتار نے دیکھ لیا صرصر سے کہا کہ اُستانی نگوڑا مجھور یا کھڑا ہے پشتارہ بدوش ہے صرصر
نے کہا کہ سامری و جمشید خیر کرین کسی سردار کو لایا ہوگا ہمکو دیکھکر چھپتا ہے لیکن ہمارے لشکر کا
کوئی سردار معلوم ہوتا ہے ای صبا رفتار یہ جانے نہ پائے صبا رفتار نے وہین سے للکارا کہ او
مجھور یے بتا کہ اس پشتارے مین کون ہے برق سوچا کہ ان دونون سے بچنا دشوار ہے صرصر بڑی
مکار و غدار ہے پشتارہ لیکر سامنے آیا کہا اُستانی تمسے پردہ کیا مین جان اپنی دیکر قنطور کو لایا ہون
اس وقت اگر بولو گی تو اُستاد کا بھی پاس نہ کرونگا آج تمھاری ناک کاٹ لونگا صرصر نے سر پیٹ لیا
کہا کہ او ظالم غضب کیا کہ تو قنطور ایسے سردار کو پکڑ لایا اسی کے مقدمے مین افراسیاب فرماتے تھے
کہ ہمارے گھر مین اتنی فوج ہے کہ اگر لشکر کشی کرین تو گاو زمین بار نہ اُٹھا سکے اسی حال پُر ملال
مین صرصر نے پتھر مارا برق نے اک دائی ہوکر خالی دیا ایک طرف سے صبا رفتار چلی ایک طرف
سے صرصر دونون بلاے روزگار ہین پیچھے پکڑے گرین پیچھے مار رہی ہین جواب مین تلوار مارنا کیسا
برق کو جان بچانا دشوار ہے کبھی خالی دیتا ہے کبھی سپر پر گا نٹھتا ہے دونون عیار بچیان چاہتی ہین کہ
پشتارہ چھین لین برق نے دیکھا کہ اب جان نہ بچیگی پشتارہ کھولا کھسکا کر زمین پر گرایا گرد اُسکے
پھر رہا ہے اپنے کو بھی بچاتا ہے پشتارے پر بھی آنچ نہین آنے دیتا صرصر چاہتی ہے کہ یہ پشتارے
کے پاس سے ہٹے تو مین قنطور کو ہوشیار کردون برق نہین ہٹتا صبا رفتار نے ایک مقام پر

بیٹھکر پالٹ کا ہاتھ مارا برق نے جست کی چند قدم پیچھے ہٹا تھا کہ صرصر نے پشتارے پر قبضہ کیا
ا بتو برق گھبرایا کہ ایسا نہ ہو صرصر قنطور کو ہوشیار کردے لڑتا جاتا ہو اکثر چاہتا ہو کہ نکل جاؤن
تو وہ دونون اسکو روکے ہوے ہین جانے نہین دیتی ہین ہر طرف سے روک رہی ہین برق کی
ذرا پلک جھپکی تھی کہ صرصر نے قنطور کی زبان سے سوزن نکالی صبا رفتار نے بڑھکر حباب دافع
دار و سے بیہوشی مار دیا قنطور نے کروٹ لی برق بھاگا صرصر نے کہا کہ ای شہنشاہ قنطور اٹھیے
صبا رفتار نے ایک پتھر برق کو مارا پشت پر برق کی پڑا برق نے کچھ خیال بھی نہ کیا صرصر
نے کہا کہ ای صبا رفتار یہ جانے نہ پائے صبا رفتار نے اور پتھر مارا پاؤن برق کا زخمی ہوا دونو
عیار بچیان سدراہ ہوئین یا سامری و جمشید کہکر تیچے مارنے لگین برق کو ہٹنے نہین دیتی ہین
برق نے بلبلا کر دعا کی کہ ای حافظ حقیقی و ای مالک تحقیقی ان ظالمون کے ہاتھ سے بچالے بلبلا کر جو
برق نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا کہ کشیر جادو ملازم افراسیاب ہوپر اُڑی ہوئی
جاتی تھی اُسکی جو نگاہ برق فرنگی پر پڑی جی مین کہتی ہو کہ ای کشیر جادو برق کو لینا چاہیے اسکے
تو بڑے صدمے شہنشاہ کو پہونچائے ہین انعام و اکرام ملیگا غنچۂ آرزو کھلیگا یہ سوچی اور تڑپ کے
گری برق تو مصروف جنگ تھا کشیر نے گرتے ہی گرمین پنجہ دیا برق کو لے اُڑی طرف کوہ نیسان
کے چلی یہان صرصر و صبا رفتار نے قنطور کو ہوشیار کیا تھا یہ تڑپ کے اُٹھا صرصر نے سب
کیفیت بیان کی کہا برق کو کوئی لے گیا ا بتو آپ اپنے لشکر مین جائیے مین جاکر شہنشاہ کو اطلاع
کرتی ہون جو کوئی لے گیا ہوگا شہنشاہ کو معلوم ہوجائیگا دونون طرف باغ سیب کے چلین
قنطور کہتا ہو کہ بڑے عیب کی بات ہو کہ برق مجھکو کس فطرت سے پکڑ لایا مگر سامری و جمشید نے
بچایا اب مسلمان میرے ہاتھ سے زندہ نہ بچینگے یہ کہتا ہوا اپنے لشکر مین پہونچا افسرون نے حال
پوچھا قنطور نے کچھ حال نہ بیان کیا بڑا اججاب ہو کہ عیار بچیون نے مجھکو اس حال پرملال مین دیکھا
اُسی وقت لشکر تیار کیا طرف لشکر اسلام کے چلا دو منزلہ سہ منزلہ طے کرتا ہوا جاتا ہو لیکن کشیر
جو برق کو لیکر چلی اُڑی ہوئی جاتی ہو کہ جنگل مین اسنے دیکھا کہ ایک طفل خوشرو کھڑا ہوا گا رہا ہو کشیر
بیقرار ہوگئی آسمان سے اُتر آئی ایک نخل کی آڑ مین برق کو ڈالدیا قریب آکر کہا کہ میان صاحبزادے
کہانسے آتے ہو کہان جاتے ہو لڑکے نے کہا کہ ہم عورتون سے بات نہین کرتے اُس شخص کی نانی کا

ساٹھ برس کا سن ہی مگر محلے مین اُنکی وجہ سے آبادی ہی عمدہ کپڑے پہنکر دروازے پر کھڑی رہتی ہین محلے کے
لڑکے جمع رہتے ہین جو راہگیر نکلا اُسکو بھی بھیّا کہکے بُلا لیا دن بھر دروازے پر ہلڑ رہتا ہی مجھکو منع کر دیا ہی
کہ کسی عورت سے بات نہ کرنا ورنہ پھنس جاؤ گے بس میرے پاس سے جائیے مین پھنسنے والا نہین ہون
کشیر نے کہا کہ میان وہ غزل گاؤ جو ابھی گا رہے تھے لڑکے نے کہا کہ ہمین شراب پلاؤ ایک پیسہ دو ہم ایک
پیسے مین ایک غزل اور ایک ٹھمری گاتے ہین خالی نہ گائینگے کشیر نے کہا کہ شراب تو دور ہی پیسہ چیز لو گاؤ لڑکے
نے کہا کہ جب نشے مین ہوتے ہین تو خوب تان اُڑاتے ہین تم کون ہو کہانسے آتی ہو کہان جاتی ہو
کشیر نے کہا کہ میرا کشیر جادو نام ہی مصاحب افراسیاب برق فرنگی عیار کو پکڑ لائی ہون خدمت
مین شہنشاہ کے لیجاؤنگی تمھارا گانا سُنکے چلی آئی لڑکا رونے لگا کہا ہمکو نہ پکڑ لیجانا ہمنے سُنا ہی لڑکے پکڑے
جاتے ہین ہم تو غریب گویے ہین گا بجا کے چار پیسے پیدا کرکے لیجاتے ہین ہم پکڑے جائینگے تو بڑا غضب
ہو نانی روتے روتے جان دینگی چھوٹی بہن بھیا بھیا کہکے روئیگی کشیر نے کہا کہ نہین تمھین پکڑنے سے
کیا فائدہ تم ٹھہر جاؤ ہم شراب بھی لاتے ہین کشیر جاکے بھٹی پرسے بوتل شراب کی لائی کہا میان لڑکے لو
پیو اسکو لڑکا بہت خوش ہوا پیالی بھرکے کہا نہین تم پیو دونون کو نشہ ہوگا تو مزا ملیگا کشیر کو بھولی بھولی
باتین اچھی معلوم ہوتی ہین پیالی پی گئی لڑکے نے کہا کہ دو مارا کشیر نے کہا میان یہ کیا کہا لڑکے نے کہا
کہ اسمین سنکھیا تھی اب کیا زندہ بچوگی نانی نے یہ نسخہ ہمکو تعلیم کیا ہی کشیر گھبراکے اُٹھی لڑکھڑا کے گری گرتے ہی
بیہوش ہوئی خواجہ نے نعرہ کیا تم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجرگزاری یہ کہکے خنجر مارا برق بھی ہوشیار ہوا
خواجہ نے لباس کشیر کا اُتار لیا برق کو خواجہ نے ایک طمانچہ مارا کہا ابے کہان گیا تھا کیون گرفتار ہوا
قنطور کے یہان کیا گذری برق نے سب حال بیان کیا عمرو نے کہا کہ وہ لشکر پر آئیگا خواجہ و
برق لشکر مین آئے دیکھا کہ سرداران حیرت واسطے استقبال قنطور کے جاتے ہین عمرو نے کہا کہ خدا
خیر کرے پہر دن رہے صحرا سے گرد اُڑی سب نے دیکھا کہ قنطور بلاخیز تخت پر سوار لشکر ساحران پشت پر
حیرت بارگاہ سے نکل آئین قنطور نے حیرت کو سلام کرکے کہا کہ غلام اپنا لشکر الگ اُتارتا ہی
مین نے بڑا ملال اُٹھایا مگر آپ کی عیاربچیون نے بڑا کام کیا برق کو تو کوئی اُٹھا کے لے گیا حیرت
نے کہا کہ جسکی قضا آئی ہوگی وہ برق کو لے گیا ہوگا مارا جائیگا عیارون کے معرکے مین جسنے
دخل دیا وہ مارا گیا قنطور نے کہا کہ خیر اب حضور ملاحظہ کرینگی کہ مین لشکر سلامان کا کیا حال کرتا ہون

جو سانحہ مجھپر گذرا اسکا ذکر کرنا کیا ضرور ہی حضور ملاحظہ فرمائینگے جاکر طبل جنگی بجوائیے یہان مہرخ خود
کو بھی خبر پہونچی کہ قنطور بلا خیز آگیا خواجہ عمرو و برق بھی دربار مین موجود ہین برق نے کہا انشاءاللہ
زبان نہ ہلانے دونگا خواجہ نے کہا بیٹا یہ کیسا ستم ہی کہ جہان لشکر مین آئے کہ اسکو خبر ہو جاتی
ہی بڑا ساحر زبردست ہی پہلے ہی سے تدبیر کر رکھی ہی یہ باتین تھین کہ چند دیو پرند دوڑے ہوے آئے
حمد و دعا و ثنا کے عرض کی ملکہ حیرت نے نام پر قنطور کے طبل جنگی بجوا دیا قنطور لشکر کو لیکر الگ اترا
ہی لاف و گزاف کر رہا ہی یہ سنکر ملکہ مہرخ نے حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی
طبل جنگی بجے یہان بھی نقارۂ رزمی گڑگڑایا طیاریان ہونے لگین برق اپنے مقام سے اٹھا تدبیر مین
عیاری کی چلا خواجہ نے کہا بیٹا برق کہان جاتے ہو برق نے کہا استاد قنطور کی فکر مین جاتا ہون
عمرو نے کہا معاملہ سب دیکھ چکے ہو سمجھ کے کام کرنا ایسا نہو جاتے ہی پھنس جاؤ برق نے کہا آپ
چھڑا لینگے یہ کہکر برق چلا گیا جب کنارے پر لشکر قنطور کے آیا سوچ رہا ہی کہ میرے جاتے ہی اسکو خبر
ہو جائیگی ای برق کیونکر جان بچیگی یہ سوچکر خود تو کنارے ہوا ایک گنوار کو دو روپئے دیے کہا اس لشکر
مین جاؤ بازار بزازان تک ہو کے چلے آؤ وہ شخص بلا تکلف لشکر مین گیا قنطور بیٹھا ہوا آئینہ دیکھ رہا ہی
سب حال آئینہ ہی ملازمون سے کہا فلان بازار مین جاؤ ایک شخص حیران حیران چار جانب دیکھ رہا
ہی اسکو جا کے پکڑ لاؤ پانچ چار جادوگر چلے برق بیرون لشکر سے دیکھ رہا ہی کہ پانچ چار جادوگرون نے
آکے اس گنوار کو گرفتار کر لیا وہ ہر چند غل مچاتا ہی کہ یارو مین مرد مسافر ہون لیکن کوئی نہین سنتا
کشان کشان اسکو لیے ہوے چلے برق ایک خدمتگار کی شکل بنکر لشکر مین آیا چار جانب پھرتے پھرتے
پیچھے پیچھے اسی جوان کے یہ بھی چلا آتا ہی مگر چوکتا جادوگر اس مسافر کو لیے ہوے سامنے قنطور کے
آئے قنطور نے پکار کر کہا کیون او مکار پھر تو ہمارے لشکر مین آیا برق فرنگی خدمتگار بنا ہوا کھڑا تھا
دست بستہ عرض کی حضور یہ بڑا دغاباز ہی اسکو جھٹ پٹ قتل کیجیے قنطور غصے مین اٹھا اشارہ کیا
اسے لیجا کر قتل کرو برق باتین کرتے کرتے وہین بیٹھ گیا اسکو لیجا کر لوگون نے قتل کیا برق بیٹھا ہوا باتین
بنا رہا ہی کہتا ہی حضور آج آپ نے بڑا کام کیا عمرو کے لشکر مین یہ برق فرنگی بلائے روزگار تھا ہر شخص
اسطرح آنے کا ارادہ نہ کرتا قنطور کہہ رہا ہی دیکھو صبح کو کیا قیامت برپا کرتا ہون دل میرا تڑپ رہا ہی
وہ سحر تیار کیا ہی کہ لشکر مسلمانان تباہ ہو جائیگا کوئی امان نہ پائیگا برق بجا بجا کہہ رہا ہی قنطور نے کہا

سر اسکا نخلستان مین لٹکادو لاشے کے مقدمے مین اختیار ہی برق نے کہا حضور مسلمانون کے حوصلے
شکست ہو جائینگے آپ کے ہاتھوں سے امان نہ پائینگے قنطور کہتا ہی مین سمجھ لونگا وہ سحر کرون کہ بے
مہار و مجنون ہو جائینگے پھر جو جو نامی و گرامی سردار ہین مین نے اُن سب کی تدبیر کر لی ہی ابھی رات بھر سحر تیار
کرینگے باتین کرتے کرتے قنطور کی نگاہ آئینے پر پڑگئی صاف ظاہر ہوا کہ برق فرنگی عیار مجھسے باتین
کر رہا ہی غصے مین آکر کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا برق ہان ہان کرتا ہی قنطور نے کہا او مکار مجھکو مرآت اسرار
نے خبر دی اب مین کب مانتا ہون آخر ہوا کہ برق پکڑا گیا جب برق بہت تڑپا پھڑکا قنطور نے
منہ پر ہاتھ پھیر دیا رنگ و روغن عیاری کا چہرے سے اُڑ گیا صورت اصلی ظاہر ہوئی قنطور نے ملازمون
کو آواز دی ملازمون نے اُسکو مسلسل و مطوق کیا خواجہ عمرو کنارے لشکر کے کھڑے تھے طریقے سے معلوم
ہوا کہ برق فرنگی پکڑا گیا خواجہ کو تاب نہ باقی رہی ایک جادوگر کی صورت بنکر دوڑے لشکر مین پھرتے
پھراتے سامنے قنطور کے آئے کہا اے شہنشاہ ساحران آپ نے بڑا کام کیا کہ برق کو گرفتار کر لیا
ملکہ حیرت آپ کی تعریفین کر رہی ہین مجھکو دیجیے مین وہین لیجاؤن مردم خوار میرا نام ہی چیر پھاڑ کر
کھا جاؤن قنطور نے کہا لیجاؤ اُس ساحر نے کہا یہ تو فرمائیے کہ آپ کو کیونکر معلوم ہوا کہ یہ برق فرنگی
عیار ہی قنطور نے کہا مین نے مرآت اسرار مین دیکھا یہ آئینہ سامری و جمشید نے بنایا ہی عمرو نے سر زنجیر
برق کو پکڑا کھینچتے ہوئے لیچلے ایک خیمے کی آڑ مین آکے ہتھکڑیان بیڑیان برق کی کاٹ دین کہا جلد بھاگو
یہان قنطور نے آئینہ دیکھا منہ پیٹ لیا کہا یارو ایک سر ہزار سودے ہین ہر وقت کہانتک آئینہ دیکھا
کرون ذرا غافل ہوا غضب ہو گیا عمرو آکے برق کو لیگیا دونون اُستاد شاگرد بھاگے ہوئے جاتے ہین
سب نے کہا آپ ہر وقت آئینہ دیکھا کیجئے کہ سب حال آئینہ رہے قنطور نے کہا یارو مجھکو سحر تیار کرنا ہی
کیونکر ہر وقت آئینے کو دیکھون چند ساحر جائین فلان فلان مقام پر دونون بھاگے ہوئے جاتے ہین
اگر ملین تو گرفتار کر لائین چند جادوگر دوڑے سب جگہ تلاش کیا عمرو و برق کو نہ پایا مجبور ہوکے
پلٹ آئے قنطور تیاری سحر مین مصروف ہوا جادوگرون سے کہا تم حفاظت رکھو خواجہ عمرو و برق
بھاگ کر بیرون لشکر آکے کئی مرتبہ خواجہ گئے سب جگہ یہی حال ہوا حیران ہوکے پلٹ آئے چار پہر
رات گذر کر ستارۂ سحری چمک کر آسمان پر نمایان ہوا قنطور سوار ہوا حیرت بھی سوار ہوکر ایکطرف
آکے ٹھہری قنطور میدان کارزار مین پہونچا اُدھر سے لشکر مہرخ بصد کروفر آیا سب سردار آکر جمے

قنطور نے اپنا مرکب نکالا کہا کیون ای اہل اسلام عیارون کے بھروسے پر شہنشاہ طلسم ہوشربا سے مقابلہ
جلد کسی کو ہمارے مقابلے مین بھیجو ملکہ مہرخ نے سر اُٹھا کر سب کی جانب دیکھا نافرمان نے کہ مقدمۃ الجیش
لشکر اسلام پر طاوس کو بڑھایا ملکہ مہرخ سے اجازت لی سامنے قنطور کے آئی آپسمین سحر ہونے لگے
قنطور نے لڑتے لڑتے یا سامری و جمشید کہکر نعرہ کیا ایک برق تڑپ کر گری کہ سر ملکہ نافرمان کا زخمی
ہوا قنطور بڑھا کہ سر کاٹ لون کہ پہلو سے آواز آئی او نالائق بچیا کہان جاتا ہی ہم تیرے مقابلے
مین آتے ہین سر اُٹھا کر قنطور نے دیکھا ملکہ مہار گلعذار چھپکا موتیون کا سر پر پھولون مین لدی
ہوئی بدھیان زیب جسم خرامان خرامان سامنے قنطور کے پہونچی قنطور و مہار سے سحر ہونے لگے
دونون لشکر دیکھ رہے ہین کسی مقام پر قنطور کی نہین کرتا ایک مقام پر مہار نے گلدستہ مارا
پھول برسنے لگے اسنے گلدستے کو سحر سے کاٹا جی مین کہتا ہی ای قنطور اب تجھسے کون مقابلہ کرسکتا ہی
یہ کہکر دستک دی ایک برق چمکی سر مہار کو زخمی کیا چاہا مہار کو گرفتار کرلون باغبان نے
[illegible] سے نعرہ کیا او ملعون کیا کرتا ہی یہ کہکر باغبان آپڑا دونون مین سحر چلنے لگے دو گھڑی کامل تلوارین
برسین خنجر گرے ایک نے ایک کا سحر دفع کیا ایک مقام پر باغبان نے جلدی کرکے گیند پھولون کا
مارا قنطور نے اُسکو کاٹا گیند سے پھول زمین پر گرے قنطور چھپنا جبتک باغبان قصد کرے کہ
پیچھے ہٹون قنطور بلاخیز نے لپک کر ہاتھ تلوار کا مارا باغبان کا بھی سر زخمی ہوا ملکہ مہرخ مورے کا کل کشتا
جا پڑی مصنف عرض رسا ہی کہ یہ جنگ دو پہر قائم رہی قنطور کے ہاتھ سے چار سردار یاسے گئے
کچھ سردار زخمی ہوے قنطور یہ کہکر بلنا کہ ای مہرخ اگر تمکو اپنی جان بچانا منظور ہی تو رات کو آکے
حاضر ہو وعدہ کرتا ہون کہ شہنشاہ سے کہکر سب کی خطا معاف کرادونگا کسی کو سزا نہونے دونگا
دیر تک پکارا کسی نے جواب بھی نہ دیا آخر طبل بازگشت بجوا کر قنطور بلاخیز پلٹا لشکر مین آکر
داخل ہوا ایک ایک سے کہرہا ہی مین چاہتا تھا آج ہی خاتمہ کردون لیکن خیال آیا کہ شاید یہ مین
صلاح کرکے شریک ہو جائین اگر آج رات کو رومال سے ہاتھ باندھکر چلے آئے تو خیر ورنہ ان سبکی
قضا دامن گیر ہی کل ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا کسی مسلمان نے قتل سے منھ نہ موڑونگا یہ کہکر حیرت
کے پاس آدمی بھیجا کہ جا کر ملکہ عالم سے عرض کرو آج کی میدان داری تو حضور نے ملاحظہ فرمائی
اب کل بھی دیکھیے گا لیکن ملکہ مہار گلعذار کے مقدمے مین کیا حکم ہوتا ہی اگر ابکی میرے مقابلے مین آئیگی

ترقی کرد نگا آدمی بھیجکر منگایا ہر چالیس پچاس جادوگر رفیق شفیق حاضر ہین اسباب عیش و نشاط
مہیا کہ آسمان پر سنا ہوا قنطور نے سر اُٹھا کر دیکھا شہنشاہ طلسم ہوشربا افراسیاب جادو تخت پر
سوار تخت کو اُڑاتے ہوے آتے ہین قنطور نے اُٹھکر سلام کیا افراسیاب نے آواز دی ای یار وفادار
با بدولت نے ملاحظہ کیا کس لطف سے آج لڑے ہو قنطور نے سر جھکا لیا کہا آپ کی بندہ پروری
آپ قدردانی فرماتے ہین ابھی حضور نے کیا ملاحظہ کیا کوئی سحر مین نے ابھی تک نہین کیا جیسے تخت
قریب آیا قنطور نے اُٹھکر پایۂ تخت پر ہاتھ ڈالدیا اور کہا تشریف رکھیے اسوقت تشریف لانے کا
کیا باعث ہوا افراسیاب نے کہا ای قوت بازو وای زینت پہلو مین نے کتاب سامری مین دیکھا
کہ آج عیار ضرور آئینگے شراب کا بھی چاہی ہوگا مین نے اسواسطے القاب سامری کتاب مین سے نکالا مین
وہ القاب پڑھ کے شراب پلاؤنگا سو برس عمر بڑھ جائیگی پھر عیار کیا کر سکینگے اسوجہ سے چلے آئے
قنطور نے کہا آپ کی عنایت پرورش افراسیاب نے کہا قرابہ شراب کا منگاؤ مصاحبون نے عرض کی
ہم بھی فیضیاب ہونگے افراسیاب نے کہا کوئی باقی نہ رہیگا با بدولت کا یہی طریقہ ہے تم لوگ بھی پینگے
مین بھی پہونچے کوئی خرد و کلان باقی نہ رہے یہ فیض سامری ہے یہ جو جادوگرون نے سنا دربار
مین آکے حاضر ہوے باہر والے بھی مشتاق ہین کہ فیض شہنشاہی مین ہم بھی شریک ہونگے
گلابیان آنے لگین پیلے لاکر رکھے گئے افراسیاب نے قرابے کو اُٹھایا کچھ پڑھکر اُسپر دم کیا کہا یہ شراب
کے پیلون مین ملادو اُس قرابے کی شراب پیلون مین گلابیون مین ملائی گئی حکم ہوا لشکر والے پیلے
گلابیان اُٹھا کر لیجائین ایک ایک سانس مین جام پیا کہ انجام بخیر ہو اگر سانس ٹوٹ جائیگی
زندگی مین کمی ہوگی پچاس پچاس آدمیون مین ایک ایک پیلہ باہر جانے لگا ساحر دوڑے کسی نے
گلابی اُٹھائی کسی نے قرابہ لیا کوئی کنٹر اُٹھا کے لیگیا لیجا کر پینے لگے سارے لشکر مین یہی غل ہے کہ آج
شہنشاہ نے کیا فیض جاری کیا ایسے بادشاہ کی کیون نہ غلامی کرین اب عیار کیا کر سکینگے سر ٹکرا کر
خود مرینگے سو سو برس عمر بڑھیگی شہنشاہ نے القاب سامری پڑھکر دم کیا سب لشکر والے پی رہے ہین
یہان دربار مین افراسیاب نے اپنے ہاتھ سے جام بھرا کہا ای قنطور با بدولت کے ہاتھ سے شراب پیو
قنطور نے اُٹھکر سلام کیا جام بے اندیشہ انجام پیگیا افراسیاب نے آواز دی سب مصاحب وغیرہ بھی
پینے لگے سب محبت افراسیاب کا دم بھر رہے ہین کہ ہمارا بادشاہ بڑا منصف رعایا [illegible]

شعبدہ مین کامل ہے تھوڑی دیر مین پی چکا بعض نے چھپا چھپا کر دو دو جام پیے یا تو افراسیاب کی تعریفین
کرتے تھے یا پھبتیان کہہ رہے ہین کوئی کہتا ہے لولو ہے کوئی کہتا ہے بادشاہ ہمارا قرمساق ہے بعض کہتے ہین
مسخرا ہے تاج پھینکا یا ہے موتیون کے مالے کبھی پہنے ہے دیکھو مسخرے نے اپنی جورو کی عمر نہ بڑھائی غیرون کو
شراب پلوائی اسکے منھ پر تھوکینگے یہ بڑا احمق ہے جورو کی کچھ حقیقت نہین جانتا رات کو شراب پی کے سو رہتا ہے
وہ رات بھر تڑپتی ہے ایک نے کہا ہمپر نگاہ ڈالتی ہے ہم اُس سے جا ملینگے قنطور نے جو یہ باتین جادوگرون کی
سنین کہا یارو اسکا نام نہ لو وہ میری معشوقہ ہے مین جا کر اُسکے پاس سوؤنگا افراسیاب سے متوجہ ہوکر
کہا ہمکو حیرت نے بلایا ہے افراسیاب نے کہا جاؤ وہ تمہاری مان ہین قنطور جھوم کر اٹھا کہا ارے مان تو
تیری ہے ہم تو اُسپر مرتے ہین وہ ہمین چاہتی ہے ایک نے کہا ہمکو زوجہ مصور نے بلایا ہے ہم زوجہ مصور کا آج
اور نقشہ کرینگے قنطور نشے کے جوش مین اُٹھا کبھی پکارتا ہے ملکہ حیرت ہم آتے ہین چند قدم چلا تھا
کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کے گرا اب تو جادوگر اُٹھ اُٹھ کے گرنے لگے تھوڑے ہی عرصے مین سب
گر کے بیہوش ہوے افراسیاب نقلی نے بڑھکر اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو تصنیف مصنف

مرا نام ہے خواجۂ خواجگان
مرے نام پر غدر شیدا ہوا
مرا کام ہے کشتن و قتال
نشان تھا مری گرد پاپوش کا
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہے

عمرو ذی حشم مہتر مہتران
اُڑاتا ہون کفار کے مین دھوئین
مری چال سے ہے صبا پایمال
مرا افسر ذی حشم نامدار
کہ آقا ہمارا جہانگیر ہے

مری نسل سے مکر پیدا ہوا
جھکاتا ہون دشمن کو ہر دم کنوئین
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
امیر عرب شیر پروردگار

نعرہ کرکے عمرو جھپٹا سر سے
قنطور کے تاج لیا ہتھوڑا حضرت داؤد کا نکالکر مارا کہ سر قنطور کا پاش پاش ہو گیا اب تو عمرو نے
لوٹنا شروع کیا رات بہت قلیل باقی ہے میان برق نقرئی بنے ہوے اسکے لشکر مین پھر رہے تھے یہ
ہنگامہ جو سنا تڑپ کے چلے آواز مرنے کی قنطور کے سنی سمجھے کہ اُستاد نے فیض جاری کیا یہ باہر لوٹنے لگے کسیکا
پائجامہ اُتار لیا عورتون کا تمام زیور لوٹ لیا خنجر ہاتھ مین ہے قتل بھی کرتا پھرتا ہے باہر سے بھی مرنے کی جادوگر
آواز آنے لگی خواجہ حیران کہ باہر کون صاحب ہین پردہ اُٹھا کے دیکھا کہ میان برق تڑپ رہے ہین
پکار کے آواز دی ارے یہ کیا کرتا ہے سب چیزین میری چوری گئی ہین برق ایسے وقت مین کب جواب
دیتا ہے اُدھر سے منھ پھیر لیا جادوگرون کو قتل کر رہا ہے کبھی گرا مُردون مین لیٹ گیا زیور اُتار رہا ہے

خواجہ سوچے کہ بھوریا اسوقت جواب نہ دیگا پردہ چھوڑ دیا اندر بارگاہ کے کارسازی کرنے لگے سازندون کو الٹا لٹکا دیا تمام بارگاہ کو مزبلہ قصابان بنا دیا ادنی سے اعلی تک کی کملی کتھری کرلی تمام بارگاہ مین لوٹ مچی ہوئی ہی چوگھوڑے جنگیر عطردان پاندان خاصدان اُگالدان سب سمیٹ رہے ہین قضاے کار افراسیاب خانہ خراب باغ سیب مین بیٹھا ہی ناچ دیکھ رہا ہی ایک نازنین پریچہرہ سامنے افراسیاب کے یہ غزل گا رہی ہی

غزل

وہ خلق ہی عاشقانہ ہماری غزل تمام ــ چھائے ہوئے ہین کوے فرنگی محل تمام
وہ پھول کونسا ہی کہ سرنگسا نہین جسے ــ لٹکے ہوئے ہین باغ جہان کے پھل تمام
زیب کنار عطر وہ ملک ہوے تھے شب ــ اسباب مشک رہی ہی ہماری بغل تمام
دل کی کشش کا ایک بھی رکھتا نہین اثر ــ اپنے کیے ہوئے ہین یہ حُب کے عمل تمام
ڈھونڈھا ہی جس جگہ وہین پایا ہی آپ کو ــ اس شش جہت مین ہین یہ تمھارے محل تمام
داغون سے بھر چکا نہین سینہ مرا ہنوز ــ روشن نہین ہوے ہین ابھی یہ کنول تمام
آتش قدم وہ ہون مری ٹھوکر جو کھائے کوہ ــ پتھر ہون نرم جیسے کہ روئی کے پھل تمام
شانے کا کام کیجیے گستاخ ہاتھو سے ــ ناخن سے زلف یار کے عقدے ہون حل تمام
آنکھون مین جان حسرت دیدار لائی ہی ــ آئی نہ تاب اجل تو ہوے بے اجل تمام
کہتا ہی کہتے حالت دل روز وصل یار ــ فرقت کی شب مین ہوگی تمھاری زٹل تمام
ہر عضو ہی مناسب اندام نازنین ــ سر سے ہی تا قدم وہ صنم بے بدل تمام
آتش کی فکر کھودتی ہی زمین شعر ــ گنج نہان ہین جتنے کہ تجھ مین اُگل تمام

اسوقت ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہی ایک کنیز نے کہا کہ قنطور نے بڑے زور و شور سے جیلداری کی نہین معلوم اب اُسپر کیا گذری افراسیاب نے کہا ذرا کتاب سامری تو لاؤ کتاب جو آئی کھولکر افراسیاب نے دیکھا رنگ فق ہو تپنے لگا مارے غضب ہو گیا عمرو نے قنطور کو مار ڈالا تمام بارگاہ لوٹ رہا ہی اہل دولت خود جانتے ہین کہیا افراسیاب چلا بڑے زور و شور سے جاتا ہی میان خواجہ عمرو بلا تکلف بارگاہ لوٹ رہے ہین برق نے جو دور سے افراسیاب کو آتے ہوے دیکھا کود کے بھاگا یہ تو نکل گیا ایک جادوگر کی شکل بنکر دور سے کھڑا ہو کے دیکھنے لگا افراسیاب جادو

قریب بارگاہ قنطور پہونچا ہاتھ ہلا دیا قبۂ بارگاہ اُڑ گیا دیکھا عمرو لوٹ رہا ہے مال سب جمع کرتا ہے جب
ملکہ دیکھتا ہے کہ اب نا معقول ہوا جال مار کر خزانہ زنبیل کر لیا پھر لوٹنے لگا افراسیاب نے للکارا او
سار بان زادے تین روپئے کے پیادے ہاے تو تے میرے افسر کلان کو مارا خواجہ نے افراسیاب کے
دیکھکر گلیم اوڑھ لی افراسیاب حیران ہو گیا چار جانب دوڑا دوڑا پھرتا ہے کہین پتہ نہین ملتا ہار آگ
برسایا جو زندہ تھے وہ اُٹھے افراسیاب کو دیکھکر فریاد کرنے لگے کہ ای شہنشاہ غضب ہوا ہمارا
بھائی مارا گیا کوئی کہتا ہے میرا نوجوان بیٹا قتل ہوا آخر جو ہوا ملکہ حیرت جادو بارگاہ سے نکل آئین
ایک لڑکے سے کہا دیکھ تو یہ کیا ہنگامہ ہے ہرکارون نے آکر خبر دی عمرو نے قنطور کو مارا شہنشاہ
تشریف لائے ہین مگر عمرو بھاگ کے نکل گیا حیرت دوڑی آکے دیکھا افراسیاب خاموش کھڑا ہے
قنطور کے مارے جانے کا بڑا قلق ہے حیرت نے آکر سلام کیا افراسیاب نے کہا ملکہ تم نے قنطور کی
حفاظت نہ کی قنطور کا مارے جانا بڑا غضب ہوا بھائی اسکا ناسور زخم نصیب بلاے روزگار ہے
زمانے سے شہنشاہ لاچین کے سب اُسکی آبرو کرتے ہین جس معرکے مین جا کر لڑا کبھی بے فتح کیے نہین
پلٹا اگر وہ آئیگا تو کوئی مسلمان زندہ نہ بچیگا ایک ہی دن مین سب کو قتل کریگا لیکن وہ مجھسے بڑی
شکایت کریگا کہ میرا بھائی مارا گیا آپ نے اُسکے قاتل کو سزا نہ دی مین ابھی جا کر عمرو کو لاتا ہون
لیتے تمام ہے جا کر پھینکون کہ تا قید حیات رہائی نہ پائے یہ کہکر حکم دیا لاشہ قنطور کا اُٹھا کر لیجاؤ
ملازمون نے اُسکے لاشہ قنطور کا اُٹھا یا کسی صحرا مین جا کر جلا دیا میان افراسیاب نے صرصر سے
کہ لشکر مہرخ کی خبر تو لاؤ کہ ساربان زادہ کیا کرتا ہے ملکہ صرصر روانہ ہوئین میان خواجہ جو بارگاہ
مین آئے برق کو دو تین طمانچے مارے کہا کیون بے مشقت تو ہم کرین اور مال آپ لوٹین
برق نے کہا استاد مین تو لشکر سے نکلا بھی نہین خواجہ کو رلا لیکر اُٹھے ملکہ مہار وغیرہ نے ہاتھ
پکڑ لیا کہ خواجہ جانے دیجیے سمجھا بجھا کے خواجہ کو بٹھایا خواجہ کرسی پر بیٹھے ہوے ذکر قتل قنطور
کر رہے ہین کہ صرصر آکے پہونچی دور سے اسنے دیکھا کہ عمرو کرسی پر بیٹھا ہوا باتین بنا رہا ہے صرصر
نے آکر افراسیاب سے کہا بس افراسیاب غصے مین اُٹھا ایک چٹکی خاک کی اُٹھا کر اپنے اوپر ڈالی
سب نے دیکھا کہ افراسیاب نظرون سے غائب ہو گیا حیرت نے صرصر سے کہا جا کر دیکھ تو کیا ہوا
ہے شہنشاہ بڑے غصے مین گئے ہین دیکھیو کیا کرتے ہین صرصر صورت بدل کے بارگاہ مہرخ مین آئی

دیکھا خواجہ بیٹھے ہین ذکر قتل قسطور ہورہا ہی سب نے دیکھا ستون پر بارگاہ کے ایک طائر آکے بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا سب طرف طائر کے دیکھنے لگے عمرو نے سر اُٹھا کر دیکھا ثابت ہوا کہ زمزمہ سرائی مین وہ طائر یہ اشعار بہ الحان پڑھ رہا ہی اشعار

کون ای بت ہی تو خدا جانے
کہین ہوگا مری بلا جانے
ایک ہی ہین خدا و بت زاہد
چاہیے بوم کو ہما جانے
عشق ہی خوب شغل سمجھے ہم

کفر کیا شی ہی کوئی کیا جانے
مجھکو سمجھیگا نہ سمجھے ہی ظالم
وہی مشرک ہی جو جدا جانے
کشتی اُسکی نہ ڈوبے صورت موج
کوئی اسکو نجا نے یا جانے

دل کو پوچھا جو مین نے وہ بولے
راہ چلیتون کو آشنا جانے
جو کہ ہی بادشاہ ملک جنون
جو کہ طوفان کو ناخدا جانے

عمرو نے کہا یہ طائر کسی کا پالا چھوٹ گیا ہی مین اسے گرفتار کرتا ہون عمرو نے پہلو برآ کے حلقہ ہاے کمند مارے طائر کے گلے مین حلقے پڑے عمرو نے جھٹکا مارا طائر کا پو نا زمین سے آشنا ہوا طائر نے اُن کی حلقہ ہاے کمند جلد طائر نے پنجہ کمر مین عمرو کی دیا اے اُڑا مہرخ و بہار نے سحر کیے طائر نے جس سحر پر نگاہ ڈالی وہ سحر باطل ہوا جب سب ساحرون نے پیچھا کیا طائر بلند ہوا اور آواز دی وہ صدا ہیبت ناک تھی کہ سبکے کلیجے ہل گئے آواز آئی باشیدای مسلمانان منم شہنشاہ طلسم ہوشربا ساحر یکتا سب نے دیکھا عمرو تو بیہوش و مدہوش ہی افراسیاب جادو عمرو کو پنجے مین دبائے ہوے کہہ رہا ہی ای ساحران باغی اب عمرو کو نہ پاؤ گے اسنے اُس شخص کو مارا جسکا مثل نہ تھا اُسکا بدلا یہ ہی کہ اسکو لیجا کر ایسے مقام پر پھینکون کہ تا قید حیات رہائی نہ پائے تڑپ تڑپ کے مرے بس اب عمرو سے صبر کرو ساحرون نے چاہا افراسیاب سے جا کر لپٹ جائین عمر کو چھڑا ئین مہ بہار نے سب کو رد کا کہا صاحبو کیون شامت آئی ہی آج افراسیاب بہت غصے مین ہی اس قطع سے کبھی نہ آیا تھا ایسا طائر بنکر آیا کہ سب کے ہوش اُڑ سے آخر عمرو کو لیگیا خواجہ خود اپنی عقلمندی سے پھنسے اتنے عرصے مین افراسیاب نکلگیا سب سردار جمع ہوے یہی کہہ رہے ہین کہ نہین معلوم افراسیاب عمرو کو کہان لیگیا سنین تمام کسان قید کریگا جبکہ عمرو کو ہا کرین خواجہ کی وجہ سے سب کی جان کھنچی ہی سب آمادہ ہین مرق لامع کہتی تھی ہان عمرو قید ہوگا اُس مکان کو کاٹ کے نکلجاؤنگی رعد و برق کہتے ہین ہم زمین ہلا دینگے بہار نے کہا صبا نون کو تنگ جنوا کر مامردان مخمور نے کہا جبتک ہ کو دیوانہ کر دون اپنے اپنے طور پر سب کہہ رہے ہین

کہ چالاک آگر پہونچا کہا ہرا ے خدا آپ لوگ ایسا ارادہ نہ کرین مین اپنے قبلہ و کعبہ کی تلاش مین جاتا
ہون خدا چاہتا ہو تو لیکر آتا ہون مین سب صاحبون کی خدمت مین عرض کرتا ہون دربار مین حیرت
کے یہی ذکر ہو کہ قنطور کا بھائی ناسور زخم نصیب بلکہ ناسور زخم خوار بھی اسی کو کہتے ہین خبر اپنے
بھائی کے مارے جانے کی سنکر ضرور آئیگا سنا ہو کہ بلا ے روزگار ہو عیاری کا کیا ذکر لشکر کے گرد حصار
کرتا ہو عیار اسکے سامنے گیا رنگ و روغن عیاری کا اڑ جاتا ہو ایسے ایسے حالات اسکے سنے ہین کہ دل
نہین چاہتا کہ اس زمانے مین لشکر سے قدم باہر نکالین بھائی برق فرنگی اسکا خیال رکھنا جانسوز دم خام
بھی موجود ہین جہانتک ہو سکے تا بہ لشکر نہ آنے پائے وہین اسکی فکر ہو جائے آیندہ خدا کے اختیار ہو
اسوقت لشکر مین غریو بلند ہوا مخمور رو مہار نے کہا خدا نہ کرے کہ ناسور آئے چالاک نے کہا میرا جانا
مشہور نہونے پائے ایسا نہو کہ افراسیاب راستہ روک دے تو جانا مشکل پڑے اول تو یہ معلوم نہین کہ وہ
بیچارہ کہان گیا کدھر لیگیا قبلہ و کعبہ سے جلا ہوا ہو چالاک سب کو بخوبی سمجھا کر بانہا ے عیاری سے آراستہ
ہوا جب لشکر سے نکلا خیال مین گذرا کہ اس راز کو حیرت سے پوچھے شاید کوئی مطلب نکل آئے چالاک یہ
سوچتا ہوا طرف لشکر حیرت کے چلا جب لشکر حیرت مین آیا کنیزان حیرت کو بخوبی پہچانتا ہو ایک ایک کا
نام بھی جانتا ہو نسرین نامے خواص خاص خدمتگار ملکہ حیرت کی ہو اسکو کنارے بلا کر بیہوش کیا
اسکی شکل بنکر اندر بارگاہ کے آیا پشت پر کھڑا ہو کر مگس پرانی کرنے لگا جب شام کو حیرت دربار
برخواست کرکے اپنے پلنگ پر آئی چالاک بیٹھ کر پاؤن دبانے لگا کہا کیون واری شہنشاہ عمرو کو
کہان لیگئے کچھ مقام کا نام معلوم ہو سن تو لین کہ عمرو مارا گیا یا زندہ ہو یہ سنتے ہی حیرت نے پاؤن
کھینچ لیے کہا نسرین آج تجھکو کیا ہو گیا ایسی باتین کرتی ہو کہ مجھکو شک ہوتا ہو یہ کہکر اٹھ بیٹھی منہ سے
کچھ کہا رنگ و روغن عیاری کا چالاک کے چہرے سے اڑ گیا حیرت کوڑا لیکر اٹھی کہا چالاک مارتے
مارتے آج تجھکو ہلاک کر ڈالونگی بڑا گستاخ ہو گیا ہو یہ کیا حرکت کی جب تو نے حال عمرو کا پوچھا مین
اسی وقت سمجھ گئی چاہتا تھا کہ کوڑا مارے چالاک قدمون پر گر پڑا کہا ملکۂ عالم مین تو غلام ہون خیر جو موقع
پڑیگا تو میری جانبازی دیکھیے گا قدمون سے لپٹ کر خوب رویا پاؤن حیرت کے تر ہو گئے اور کہتا جاتا
ہو کہ جب کوئی مشکل پڑے تو سوا ے حضور کے کسکے پاس جاؤن حیرت نے ناز معشوقانہ سے کہا
نگوڑے تیری قضا آئی ہو افراسیاب اگر سن پائیگا بوٹیان کاٹ کے کھا جائیگا خیر تو بندہ ہو عیاری کی

قلق کر رہا ہی مجھے بھی اسوقت رحم آگیا چالاک نے عرض کی بقول مصنف کوڑے کی کیا ضرورت ہی
اصل مین یہ کیفیت ہی ابیات

زلف کو سونگھ لیا اتنی خطا میری ہی	بیڑیان پاؤن مین ڈالو یہ سزا میری ہی
آنسوؤن کی یہ تیین جھلکی ہین رونے مین	دامن ابر گہر بار قبا میری ہی

حیرت نے سر جھکا لیا کہا دور ہو میرے سامنے سے یہ جو حیرت نے کہا چالاک نثار ہونے لگا عرض کی
اے شہنشاہ اقلیم خوبی دا ورنگ و بوے گل حدیقۂ خوبی یہ تو مین جانتا ہون فرو جنبش تیغ نگہ سے
حبب کیا بسمل مجھے ہنسکے قاتل نے کہا یہ ناز معشوقانہ تھا ✦ حیرت نے کہا باتین نہ بناؤ میرے
سامنے سے ہٹ جاؤ مجھے تو دیوان کے دیوان یاد ہین کوئی کہا تنک سنے کل مین کسی تقریب مین
تا بہ باغ سیب جاؤنگی افراسیاب سے پوچھ کے تجھے کہونگی لیکن تو نے نسرین کو کیا کیا جسکی
شکل بنکر آیا ہی چالاک نے کہا آپ کی خواص پر کوئی صدمہ نہ پہونچیگا مین اسکو بخیر میان پہونچا دونگا
وہ نیک درہ کوہ مین ہی کہا جلد جا اسکو ہوشیار کرکے میان بھیجدے ورنہ بہت بری طرح پیش
آؤنگی چالاک نے کہا بہت خوب اب مین اصورت بناؤنگا یہ کہکر چالاک خوشی خوشی نکلا درہ
کوہ مین آیا نسرین کو لباس پہنایا ہوشیار کرکے الگ ہو گیا نسرین حیران کہ مجھکو میان کون
لایا آخر درہ کوہ سے نکلی اگر خواصون مین ملگئی صبح کو حیرت تخت پر سوار ہوئی چند کنیزون کو ساتھ
لیا کنیزون سے کہا مین حال پوچھنے ناسور کا جاتی ہون دیکھون کیا گذرے باتین کرتی ہوئی یہ
تو ادھر سے جاتی ہی اب حال افراسیاب جادو کا تحریر ہوتا ہی جو عمرو کو لیکر چلا کئی سو کوس کا
راستہ طے کرکے برابر کوہ رنگار رنگ کے پہونچا ملکہ رنگین قبا یہان کی حاکم بر سر کوہ بیٹھی ہی بارہ چودہ ہزار
کنیزین بیٹھی ہین اسباب عیش و نشاط موجود ہی کہ سامنے سے دیکھا شہنشاہ افراسیاب کسی کو بیچ مین
دبائے ہوے آتے ہین رنگین قبا کھڑی ہو گئی صف باندھکر سلام کیا افراسیاب نے پہاڑ پر آیا عمرو
کو یون ہی ڈالدیا سحر سے افراسیاب کے بیہوش و بدہوش پڑا ہوا افراسیاب کو اسقدر خیال ہی کہ
عمرو کو ہوشیار بھی نہین کیا رنگین قبا نے پوچھا یہ کون ہی کہا کہ نام اسکا عمرو عیار ہی رنگین قبا
نے کہا یہی عمرو عیار ہی اتنے ہزارون جادوگرون کو کیونکر مارا مین تو برسون سے نام سنتی ہون
افراسیاب نے کہا ایسا ہی کہ مین وہان سے گرفتار کرکے لایا ابھی مین نے ہوشیار نہین کیا

کہ یہ راستہ دیکھ لیگا تمھارے کوہ دیگار زنگ کے میلو مین کوہ جوش بلا ہو مردود جادو کو بلاؤ مین
سے اُسکے سپرد کرونگا میان کا قیدی کبھی رہا نہین ہو تا مردود نے سیکڑون آدمیون کو مار ڈالا
رنگین قبا نے ایک کنیز سے کہا مردود کو بلالاؤ کنیز گئی بعد تھوڑی دیر کے ایک آندھی سیاہ چلی تیرہ جسکے
ایک جادوگر پیدا ہوا بالکل سیاہ رنگ سواد ملک زنگ آکر افراسیاب کو سلام کیا افراسیاب
نے کہا اے مردود یہ عمرو عیار ہو عیاری مین بلائے روزگار ہو ہزارہا جادوگر اسکے ہاتھ سے
مارے گئے مین اب اسکو تمھارے پاس لایا ہون کہ اسکو قید کرو طلسم مین اسواسطے نہین لیگیا کہ
ایسا نہو وہان سے یہ ظالم رہائی پائے اور خاص طلسم مین قید رہے تو مشکل ہو مردود نے کہا اے شہنشاہ
بھلا یہ ساربان زادہ بیچارہ کس شمار مین ہے یہ تو عمرو عیار ہے اگر اُف کر دون تو جلکر خاک ہو جائے
اگر حضور خود ارادہ کرین تو دو چار دن کے بعد پتہ ملے آپ جائین مین سمجھ گیا کیا مجال کیا تاب و
طاقت کہ میان کچھ مکر و حیلہ کرے میان سے چھوٹ کے کوئی جا سکتا ہے سیکڑون آدمی قید مین
موت مانگتے ہین اُنکو موت نہین آتی پڑے تڑپ رہے ہین شہنشاہ کہین تو مین چار دن کے
اندر اسکا سر بکار کر دون جسم کو جلا کر خاک کر دون افراسیاب نے عمرو کو حوالے کیا دیکھیے
اب مردود کہان لیجا کر عمرو کو قید کرے وقت پر ذکر کیا جائیگا افراسیاب اُسی شب کو باغ
سیب مین آیا صبح کو بیٹھا تھا کہ ملکہ حیرت جادو آکے بیٹھین افراسیاب نے کہا کیون ملکہ
خیر تو ہے حیرت نے کہا مسلمانون کا طبل بجانا مجھکو نہایت ناگوار ہے کئی مرتبہ دل چاہا کہ اپنے نام پہ
طبل جنگ بجواؤن مگر ضبط کیا کہ بدون آپ کی اطلاع کے کیونکر کوئی کام کر دون افراسیاب نے کہا اے
ملکۂ عالم فضول کا مارے جانا کیا بالا بالا جائیگا بھائی اُسکا ناسور زخم خوار آیا ہی چاہتا ہے
دو چار دن مسلمان اور طبل بجالین ایک دن مین وہ سب کی گوشمالی کر دیگا ایک سحر نہ چلیگا عیارون کا
تو مین خاتمہ کر چکا عمرو کو ایسے مقام پر قید کیا ہے کہ اسی ہفتے کے اندر اسکے مرنے کی خبر آجاتی ہے ایسے
امور در پیش ہین کہ اسی ہفتے کے اندر سب حال کھلیگا مین نے بہت صبر کیا حیرت نے چپکے سے
پوچھا آخر عمرو کو کہان قید کیا افراسیاب نے کہا صاحب کسی سے ذکر نہ کرنا حیرت نے کہا مین
کس سے ذکر کرونگی جو آپ کو ایسا گمان ہو تو مجھسے نہ کہیے افراسیاب نے کہا اے جان جہان و اے
روح روان تمسے کیا پردہ ہے تم مالک طلسم ہو تمھین کو اختیار ہے چاہے طلسم کو آباد رکھو چاہے برباد کرو

کوہ رنگارنگ کے قریب ایک پہاڑ ہو اُس پہاڑ کو کوہ ویران بھی کہتے ہین مردود جادو وہان کا
حاکم و ناظم ہو اُسی کے سپرد کردیا وہ بڑا سخت مزاج جاہل ہے اُسکے سر کا تاج ہو اسی ہفتے کے اندر وہر
روانہ کرینگا عمرو خود تڑپ تڑپ کے مرجائیگا وہان کوئی جا نہین سکتا اول تو کوہ رنگارنگ
ملیگا پہلے اُس سے گذرے تب تا بہ کوہ ویران پہونچے پھر وہان جا کے کیا کرسکتا ہو اگر ارسطو
بھی جائے تو گرفتار ہو عمرو کے ساتھ تو وہ بدعت ہوگی کہ عمرو خود اپنی موت مانگیگا سب جال کھلجائیگا
میرے کلیجے پر چھریان پھر رہی ہین کہ قنطورا ایسے شخص کو مارا اسکو کچھ ہمارا خوف نہ آیا لیکن ایسی
سزا ہوئی کہ عمر بھر یاد کریگا جب آب و دانہ میہم نہوگا فریاد کریگا وہان کون سننے والا ہو حیرت جادو
خاموش ہو رہی مطلب حاصل ہوا حیرت افراسیاب سے رخصت ہوئی یہ بھی پوچھ لیا کہ ناسور
کب آئیگا افراسیاب نے کہا دو ہی چار دن مین آیا چاہتا ہو حیرت جادو وہان سے آئین
چالاک ایک جادوگر کی صورت بنا ہوا کرسی پر بیٹھا تھا کہ حیرت آکر پہونچی چالاک نے
اُٹھکر سلام کیا حیرت جب اندر بارگاہ کے چلی چالاک نے اور سب کو باہر ہی روکا کہا شہزادی
ملکۂ عالم منع کرتی ہین یہ کہکر چالاک اندر آیا ہاتھ باندھکر عرض کی جو حضور نے وعدہ کیا تھا
وہ دریافت کیا حیرت نے کہا تو کون چالاک نے عرض کی غلام آپ کا حیرت نے ہنسکر منھ
پھیر لیا مسکراکر کہا افراسیاب نے ایسے مقام پر جاکر قید کیا ہو کہ تا قید حیات رہائی نہ پائیگا مردود جادو
وہان کا حاکم و ناظم نہایت سخت مزاج ہو وہان جانیکا ارادہ نہ کرنا کوہ رنگارنگ پر ملکہ رنگین قبا
سکونت پذیر ہو بارہ چودہ ہزار کنیزین اُسکی ملازم ہین چالاک نے کہا اگر آپ کا اقبال یاور اور طالع
مددگار ہو تو شاید اُس تک رسائی ہو ورنہ ممکن نہین کہ کوئی وہان جاسکے حیرت نے کہا ای چالاک جانیکا
قصد نہ کرنا ورنہ پھنس جاؤ گے چالاک نے کچھ جواب نہ دیا ملکہ حیرت نے کہا باہر جاؤ ایسا نہو کوئی آجائے
تو باعث خرابی ہو چالاک باہر نکلا بانواع عیاری ہے آراستہ ہو کر طرف کوہ رنگارنگ کے چلا
آتے آتے سامنے کوہ رنگارنگ کے پہونچا دیکھا ملکہ رنگین قبا کوہ پر صحبت آرا ہو ایک خواص کو بیہوش
کرکے اُسکی شکل بنا اُسکو درہ کوہ مین ڈالدیا اُسی کی صورت پر بالائے کوہ آیا کہا واری ایک دو
خبرین مجھسے سنیے رنگین قبا نے کہا کیون گلنار رنگین بھی اس فن مین سواد ہو عرض کی سنیے لونڈی نے
جو کچھ کمایا اسی مین صرف کیا بڑے بڑے اُستاد جمع ہوے روپیہ اپنا کھلایا اس کمال کو اُنسے سیکھا

آج منظور ہوا کہ حضور کو بھی گاکے محظوظ کرون رنگین قبا نے کہا اچھا گاؤ گلنار نقلی نے بہ الحان تمام یہ غزل عاشقانہ شروع کی

غزل

ہون مین عاشق جان جاتی ہو مری اُس نور پر — وہ جو آیا تھا نظر موسیٰ کو جلوہ طور پر

کسکو لازم ہو حضوری عاشقون کے واسطے — دیکھ میرے دل مین دیکھا تھا جو موسیٰ طور پر

لطف دیدے بے تکلف مین ہو عاشق کے لیئے — آنکھ بھی جھپکی تو کیا موسیٰ نے دیکھا طور پر

ہر تعلق سے بری رہتا ہون مین مثل ملک — پر طبیعت آگئی ہو ایک رشک حور پر

یہ نزاکت یہ ادا یہ ناز یہ شوخی کہان — تجھکو دیکھا ہو پڑ گئی آنکھ کیونکر حور پر

ایک ہو گو نام مین لیکن جدا خصلت مین ہو — آنکھ رندون کی پڑے کیا زخم کے انگور پر

وقت بیہوشی جو لب پر نام انگور آگیا — ہاتھ ڈالا مین نے اپنے زخم کے انگور پر

وہ حرارت ہو کہ جو بہتا ہو آنسو آنکھ سے — اُسکے آتے سوکھ جاتا ہو تن محرور پر

وہ نہین آگاہ رسم دوستی سے جان جان — رحم کرنا چاہیئے کچھ عاشق مجبور پر

یہ غزل جو چالاک نے گائی ملکہ رنگین قبا بہت خوش ہوئی کہا اے گلنار کیا کہنا تو نے بڑا کمال حاصل کیا حقیقت مین تیرا نظیر نہین یہ کہکر کہا ارے کئی دن سے مردود جادو نہین آیا آج کوئی جاکر اطلاع کر آئے وہ بھی آکے جلسے مین شریک ہو تو گلنار کو گانے مین کچھ لطف حاصل ہو فرحت دل ہو ایک کنیز گئی جاکر مردود سے کہا کل ملکہ رنگین قبا نے جلسہ کیا ہو قریب قریب پہاڑون پر جو شاہزادیان رہتی ہین وہ بھی آکے شریک ہونگی مردود نے کہا ملکہ رنگین قبا سے کہدینا کہ آج کل کسی غیر کو اپنی صحبت مین نہ آنے دینا عمرو یہان آکر قید ہوا ہو اُسکے شاگرد ضرور فکر کرینگے کنیز نے کہا خیر میان کون آسکتا ہو ملکہ کی خواص خاص گلنار وہی گائیگی سب سنینگے شراب وکباب کا چرچا ہوگا مردود نے کہا مین نے احتیاطاً کہا ہو ملکہ کو آگاہ کر دینا کنیز نے کہا مین ضرور عرض کرونگی آپ خاطر جمع رکھین کنیز وہان سے پلٹکر آئی ملکہ رنگین قبا کو یہ سب خبرین آکے پہونچائین کہا حضور مردود کہتا تھا کہ زمانہ احتیاط کا ہو کسی غیر کو آج کل صحبت مین نہ آنے دیجیے ملکہ نے کہا مردود سے کہنا میان کون آتا ہو ایسے مقام پر یہ کوہ ہو کہ اسطرف کوئی نہین آتا البتہ کل قصد ہو کہ شاہزادیان جو قریب ہین اُن سب کو طلب کرون گلنار اسی لائق ہو کہ شوقین اسکا گانا سُنین حقیقت مین اُسنے ایسا کمال حاصل کیا ہو کہ سب

گانین جنکا یہ پیشہ ہی وہ کان پکڑتی ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ گلنار کا ل والمثل ہی یہ کہکر رنگین قبا
نے جا بجا نامے لکھے ہر ایک کا یہی مضمون تھا کہ کل شب جلسہ قرار دیا ہی براہ مہربانی آپ لوگ بھی
آکر اس جلسے مین شریک ہون کنیزون نے نامے پہونچا دیے دوسرے دن صبح سے ملکہ رنگین قبا نے
حکم دیا بہار پر تیاری ہو درختون مین جھاڑ لٹکانے جا مین کنول سے دو شاخے وغیرہ کی لگائے جائین
روشنی کا بخوبی سامان ہو اگلابیان شراب کی کشتیان کباب کی درست کی گئین بلانے والیون کو
بھی جوڑے ملے گلنار نقشی کو بھی بڑا بھاری جوڑا ملا چالاک اپنے کو خوب آراستہ کرکے صحبت مین
آکے بیٹھی ملکہ رنگین قبا مسند پر آکے جلوہ فرما ہوئین پہر دن پہلا باقی ہی کہ آسمان پر ایک ابر سیاہ پیدا
ہوا نہایت تکلف سے ابر آراستہ زمین پر آکے دو ابر شق ہوا ایک نازنین چار دہ سالہ تخت پر سوار
ملکہ سوسن رنگین پوش ملکہ رنگین قبا نے ہنس ہنس کہکر ہاتھ تھام لیا صحبت مین لاکے بٹھایا دوسرا
ابر زعفرانی اٹھا ملکہ زعفران پوش بڑے تکلف سے آکے پہونچین پکار کر آواز دی بوا
رنگین قبا آج ہمین کیون یاد کیا رنگین قبا نے کہا بوا گانا سنوانا منظور ہی ملکہ زعفران بھی آکر بیٹھین
کہ تیسرا ابر اٹھا وہ ابر سیمابی تھا ملکہ سیماب ریحان پوش آکے پہونچین ملکہ سیماب کا آنا السیر ہوا
سیماب نے پوچھا بوا آج کیسا جلسہ ہی رنگین قبا نے کہا آج ہم تمکو وہ گانا سنائین کہ بہت خوش
ہوگی سیماب بھی آکے بیٹھین ایک ابر اور اٹھا وہ بھی ابر آکے شق ہوا ایک زن جوان تاجدار تاج سر پر
نہایت کمسن ملکہ رنگین قبا نے آواز دی اہی شہسوار شور انگیز تم نے بڑی مہربانی فرمائی شہسوار
نے کہا سچ آج کل طلسم مین غدر ہی جو گھڑی آرام سے گذرے اسے غنیمت جاننا چاہیے عیارون نے
جا بجا قیامتین برپا کین جہان گئے اس ملک کو برباد کیا مین نے سنا ہی کہ کوئی عیار میان بھی آکے
قید ہوا ہی ملکہ رنگین قبا نے کہا عمرو عیار پاس مردود جادو کے قید ہی خود شہنشاہ میان پہونچ گئے
ہین شہسوار نے کہا سامری وجمشید خیر کرین عمرو کا میان آنا بہتر نہوا صاف صاف سامری نامے
مین مرقوم ہی کہ عمرو کی قضا کسی ساحر کے ہاتھ سے نہین ہی ساحرون کی قضا عمرو کے ہاتھ سے ہی اور
یہ بھی لکھا ہی سامری نے کہ ہمارے بندون کو چاہیے کہ عمرو سے احتراز کرین ملکہ رنگین قبا نے کہا
کہیا یہ جھگڑے الگ کرو یہ ذکر تھا کہ کئی ابر اور اٹھے چار پانچ نازنینان مہ جبین ومہ جبینان مہر تمکین
آکے پہونچین ملکہ رنگین قبا نے جلسہ آراستہ کیا شہسوار شور انگیز کہہ رہا ہی بوا گانے والی کو تو بلاؤ

رنگین قبا نے پکار کر آواز دی گلنار کو محفل میں لاؤ شہسوار نے دیکھا برج کرہ سے ایک ماہ تابان بلکہ مہر درخشان حسین مہ جبین نازک اندام خوشخرام کبک رفتار شیرین گفتار رنگین رشک دیدۂ غزال ابرو مثل ہلال دریاے جواہر میں غوطہ زن ہمتن غنچہ دہن نے آکر ملکہ رنگین قبا کو سلام کیا رنگین قبا نے کہا بڑا گلنار آؤ گلنار آگے بیٹھیں سازندون نے ساز ملاے گلنار نے بہ ناز و غمزہ گنگنا کے یہ غزل عاشقانہ گانا شروع کی

غزل

گو خطوں پہ جو طبیعت مری آئی ہوتی — مجھسے وصل کی طرح پھر نہ جدائی ہوتی
آنکھ آئینے سے تمنے جو لڑائی ہوتی — رات بھر میری طرح نیند نہ آئی ہوتی
تار سنبل کوئی کہتا ہو رگ گل کوئی — کمر یار جو ہوتی تو دکھائی ہوتی
عہد کرتے تو تری طرح نہ پھرتے اے یار — اپنے دل سے نہ نکلتی جو سمائی ہوتی
خواب میں وہ قد دلکش جو نظر آجاتا — جاگتا پھر نہ قیامت بھی جو آئی ہوتی
کمر یار بھی آنکھوں کو دکھائی دیتی — ناف تک تو ہر نگاہوں کی رسائی ہوتی
صاحب ظرف جو ہوتا نہ ہمارے دل سا — دو جہان میں نہ محبت کی سمائی ہوتی
چشم بلبل سے جو احباب نظارہ کرتے — بوے گل پیرہن یار سے آئی ہوتی
میرے گریہ کا فسانہ وہ پڑھی روشنتا — گوش گل تک تو نہ شبنم کی رسائی ہوتی
ہنستے چوما دہن یار کو گستاخی سے — مانگتا بوسہ وہ جس سے کہ گدائی ہوتی
کلیاں آب گہر کی بھی جو خوشہ کرتے — تیرے دانتوں کی نہ دانتوں میں صفائی ہوتی
سہل چھٹنا نہیں مرس راحت جان کا آتش — روح قالب میں ہے مشکل سے جدائی ہوتی

یہ غزل اس طور سے چالاک نے گائی کہ سب جلسے والے تعریفیں کرنے لگے شور انگیز نے جب سے اس نازنین کو دیکھا کشتۂ تیغ ابرو اسیر دام گیسو حیران حیران جمال جہان آرا کو دیکھ رہا ہے گھبرا کے رنگین قبا سے کہتا ہے ہمشیرہ حقیقت میں یہ نازنین بہت حسین ہے رنگین قبا نے کہا برادر اسنے لاکھوں روپیہ خرچ کیے بڑے بڑے کاملین سے سیکھا شور انگیز نے کہا بی گلنار ایک چیز اور گاؤ چالاک نے قصد کیا کہ چند اشعار اور گا کر تقریب شراب گردش کو محفل میں بلند ہو ملکہ رنگین قبا نے پوچھا کیا ہے کہا حضور مردود جادوگر آتا ہے آج بہت بوذان [illegible] سب [illegible] تینے لگے شور انگیز نے دیکھا ایک

ساحر سیہ فام اکڑتا ہوا خود آہنی سر پر زرہ لوہے کی پہنے ہوے آکر پہونچا سب نے اسکی تعظیم کی مرود آکر بیٹھا کوہ رنگا رنگ پر جلسہ آراستہ ہی چالاک اپنا رنگ جما رہا ہی قصد یہ ہی کہ شراب کی تقریب کرون مرود پہ نگاہ ڈالتا ہی لیکن شور انگیز نگاہ محبت دیکھ دیکھکر گلنار نقل سے اشارے کر رہا ہی چالاک بھی کبھی دوپٹہ کھسکا دیتا ہی شکم صاف و شفاف کا کھلنا ناربستان کا ابھار بقول مصنف شعر ناربستان کی کیا لکھون تعریف * یہ تو میوہ ہی باغ رضوان کا * کبھی شرما کے سر جھکا لیا کبھی غصہ کر کے انگوٹھا دکھا دیا کبھی منھ چڑھا دیا کبھی مسکرائی گوہر دندان کھلے برق چمکی خرمن ہوش و حواس کو جلا دیا شور انگیز مبہوت لب پر مہر سکوت دل مین دھڑکن قالب نازک پر جلن ملکہ رنگین قبا نے کہا کیون ای برادر شہسوار شور انگیز تمنے ہماری خواص خاص کا گانا سنا شور انگیز نے کہا ہان حقیقت تو یہ ہی کہ اسکا مثل نہین ہی خوش آواز حاکم عشوہ و ناز ہین تمسے اپنے قلب مضطر کا کیا حال لکھون اصل تو کیفیت ہی نظم

اگرچہ دلبر یہاں مین بلبل چمن مین مست ہی	ہر کوئی یاں اپنے اپنے پیراہن مین مست ہی
تشنۂ دولت سے منعم پیرہن مین مست ہی	مرد مفلس حالت رنج و محن مین مست ہی
دور گردون ہی خداوندا کہ یہ دور شراب	دیکھتا ہون جسکو مین اس انجمن مین مست ہی
آجتک دیکھا نہین ان آنکھون نے روے خمار	کون ہمیشا گنبد چرخ کہن مین مست ہی
گردش چشم غزالان گردش ساغر ہی یان	خوش رہین اہل وطن دیوانہ پن مین مست ہی
ہی جو حیران صفاے رخ حلب مین آئینہ	بوے زلف یار سے آہوے ختن مین مست ہی
غافل و ہشیار ہین اس چشم میگون کے خراب	زندہ زیر پیرہن مردہ کفن مین مست ہی
ایک ساغر دو جہان کے غم کو کرتا ہی غلط	ای خوشا طالع جو شیخ و برہمن مین مست ہی
وحشت مجنون و آتش مین ہی بس اتنا ہی فرق	کوئی بن مین مست ہی کوئی وطن مین مست ہی

ملکہ رنگین قبا نے فرمایا برادر تمھارے کلام حسرت انجام سے معلوم ہوتا ہی کہ تم گلنار پر عاشق ہوا تمھارے گھر کی لونڈی ہی اگر حکم ہو تو خدمت مین حاضر کر دون شہسوار شور انگیز خاموش ہو رہا مرود جلسے مین شریک ہو ورنہ یہ ہر وقت نندا نخاسے پر موجود رہتا تھا خواجہ عمرو یہ مرکہ لندا کہ فرانکو عالم بیہوشی مین لایا تھا مرود جادو کے حوالے کیا مرود جادو نے ایک مکان تنگ و تاریک مین

لاکر قید کیا خود آپ کرسی بچھائے بیٹھا رہتا تھا جب خواجہ کی آنکھ کھلی اپنے کو اُس مکان مین پایا
اسقدر اندھیرا ہی کہ پردۂ ظلمات کہون یا بخت سیاہ مہجوران یا شب فراق عاشقان عرصہ دراز تک
تو خواجہ ہر طرف نگاہ اُٹھا کے دیکھتے تھے اپنا ہاتھ اپنے کو نہین سوجھتا تھا جب نگاہ قائم ہوئی دیکھا
ایک ساحر سیہ فام بد انجام بیٹھا ہوا جھوم رہا ہی و سیہم کہتا ہی او ساربان زادے تیری موت درپیش
ہی ناحق کا تجھے پس و پیش ہی کچھ عیاری کرو تمہارے مکر کا مشتاق ہون خواجہ عمرو کیا جواب دین بوجہ
باتین سُنتا ہی کبھی غل مچاتا ہی کبھی نیرنگ سحر دکھاتا ہی کبھی زمین کو ہلاتا ہی دو شبانہ روز خواجہ کو اسی
حال پر ملال مین گذرے آج دیکھا اُسی کرسی پر ایک زنگن بیٹھی ہی سونٹا سیہ ہاتھ مین کہہ رہی ہی
کہ او ساربان زادے آج ہمارے آقاے نامدار و مولاے قدرشناس مردود جادو بالاے کوہ
رنگار رنگ جلسے مین تشریف لیگئے ہین سامری و جمشید اپنا فضل شریک کرین کہ صبح کو تشریف لائین
تجھکو بخیر و عافیت پائین عمرو نے کہا اے مادر مہربان یہ کیا مقام ہی اس قید خانے کا کیا نام ہی زنگن نے
کہا اسکو کوہ ویران کہتے ہین ہمارا بادشاہ مردود جادو میان کا حاکم و ناظم ہی وہ آج جلسے مین
تشریف لیگئے ہین عمرو نے کہا اے مادر مہربان کوئی صورت ایسی بھی ہی کہ ہم رہائی پائین زنگن نے کہا
ارے نگوڑے تیرے نام سے ساحر کانپتے ہین سامری نامے مین بُرائیان تیری لکھی ہین سامری و
جمشید صاف لکھ گئے ہین کہ عمرو کی کسی ساحر کے ہاتھ سے موت نہین ہی ہمارے بادشاہ کو یہ
منظور ہی کہ تحریر سامری و جمشید کو مٹائین تجھکو ایسے مقام پہ قتل کرین خطا تیری کون معاف کریگا عمرو نے
کہا اگر قیدی کے پاس مال و اسباب ہو وہ کون لیتا ہی زنگن نے کہا وہی جلاد لے لیتا ہی لیکن تیرے
بابت مین منظور ہی کہ شہنشاہ خود قتل کرین عمرو نے کہا ہم لوگون مین دستور ہی کہ جلاد سے احسان
بھی ہوتا ہی اگر یہ نہو تو روح ہماری ماری ماری پھرتی ہی امیدوار ہون کہ جو کچھ میرے پاس موجود ہی
اسکو خدمت مین حاضر کرون زنگن نے کہا تیرے پاس کیا ہی عمرو نے کہا میرے ہاتھ کھولدیجیے
جو کچھ میرے پاس ہی وہ حاضر کردون زنگن نے عمرو کا ایک ہاتھ کھولا عمرو نے کمر سے نکال کر کچھ روپیہ دیا
زنگن خوش ہوگئی اب تو عمرو ہمیان کھولنے لگا جب جھک کر دیکھا نکالا ایک حلقہ کھول لیا کئی مرتبہ
روپیہ نکال کے دیا کئی حلقے کھول لیے اب کی دفعہ جو جیب مین ہاتھ ڈالا ایک ڈبیا نکالی کہا لو یہ وہ
شے ہی کہ عمر بھر کو کافی ہی زنگن نے کہا مین اسے کھول کر دیکھون عمرو نے کہا اسکو کھولیے نہین یہ وہ

جانداد ہو کہ بادشاہون کو نصیب نہین ہوتی زنگن حیران کہ آخر اسمین کیا ہو خواجہ نے اسقدر مشتاق کیا
زنگن کا ڈبیا کے کھولنے کا ارادہ ہوا جیسے ہی اُسنے ڈبیا کھولی اُسمین سے دھوان نکلا زنگن بیہوش ہو کر
گر پڑی عمرو نے خنجر مارا شکر چالاک قصہ پاک جیسے ہی زنگن مری وہ مکان گر گیا سو جادوگر دو رُخے عمرو
نے نیمچہ کھینچا صاف ثابت تھا کہ یہ سب ساحر اس مکان کی دیوارون مین مخفی تھے مکان گرتے ہی ظاہر
ہوئے عمرو نے کسی کو کمند ماردی کسی پر بیہوشی اُڑائی کسی پر حباب مارا جب کئی سو جادوگر قتل کیے
زمین کانپی آواز آئی او ساربان زادے تو نے غضب کیا کہ میری زوجہ کو مارا مین الکن جادو ہون یہ کہکر
اسنے ایک دوہتڑ مارا کہ عمرو کے پانون زمین نے پکڑ لیے الکن تلوار کھینچکر دوڑا کہ عمرو کا سر کاٹ لون
جیسے ہی وہ قریب آیا خواجہ کے ہاتھ قابو مین تھے فقط پانون پر اسنے سحر کیا تھا عمرو نے حباب مارا
الکن دو ٹکڑے ہو کر گرا عمرو نے اسکو بھی خنجر مارا الکن کے مرتے ہی خواجہ نے دیکھا کہ ایک غبار بلند ہوا
اندھیرا ہو گیا صدائین عجیب آنے لگین اب عمرو خیال کرکے دیکھتا ہو کہ اپنا ہاتھ اپنے کو نہین معلوم
ہوتا صدائے گیر و دار آرہی ہو اور یہ بھی ثابت ہوتا ہو کہ کسی نے ہاتھ پکڑ لیا کوئی پانون تھامتا ہو
زنجیرون کی جھنکار کی صدا آتی ہو بعد عرصہ دراز کے صدائے ہا ہو موقوف ہوئی اب خواجہ نے دیکھا
کہ وہی مکان اُسی طور سے بنا ہوا مین ہتھکڑیان بیڑیان پہنے ہوے بیٹھا ہون ناظرین پر واضح ہو کہ
یہ مکر کیونکر ہوا مرود جادو صحبت مین ملکہ رنگین قبا کے بیٹھا تھا بیٹھے بیٹھے گھبرایا گلے مین موتیون کا
مالا تھا اُسمین سے ایک موتی ٹوٹا جب موتی گلے کا ٹوٹا گھبرا کے مرود نے کہا غضب ہوا اے رنگین قبا
عمرو نے فتور برپا کیا یہ کہکر موتیون کا مالا زمین پر مارا اُسی مالے مین سے موتی ٹوٹا تھا جیسے ہی
موتیون کا مالا زمین پہ مارا زمین شق ہوئی مرود جادو اسی زمین مین غائب ہوا بعد تھوڑی دیر کے
پسینے پسینے زمین سے نکلا ملکہ رنگین سے کہا عمرو نے غضب کیا زوجہ الکن کو مارا الکن کو بھی قتل کیا
مین پھر عمرو کو قید کر آیا اُسی طرح قید خانے مین قید ہو میرے دام مکر سے کب نکل سکتا ہو مین نے جاکر
قید کر لیا چالاک کے سنکر ہوش اُڑ گئے چالاک تخیل گلنار ہو خوب گایا شہسوار شور انگیز دل دیوانہ
عاشق ہوا ہو ہر مرتبہ نگاہ ڈالتا ہو قصد کرتا ہو کہ سے اُڑ دون جب مرود جادو نے یہ بیان کیا کہ مین عمرو کو
قید کر آیا چالاک نے خیال کیا کہ قبلہ و کعبہ بڑے سخت مقام پر قید ہین اسنے میان سے تیغے نکالے فتور
برپا کیا بڑا ساحر زبردست ہو شہسوار شور انگیز سے اشارون مین کہا کہ مرود جادو مجھکو محبت دکھاتا ہو

مین تو آپ سے راضی ہون شہسوار نے طرف مردود کے نگاہ ۔ پھر دیکھا مردود نے کہا کیون شہسوار جنگجو
کیا خیال ہی جو میری جانب اسطرح دیکھتا ہی شہسوار نے کہا اصل کیفیت یہ ہی کہ جو ہمارے دل مین ہی
آپ اودھر توجہ نہ فرمایے مردود نے کہا تو تو سفلہ مزاج ہی مجھے کسی بات کا خیال نہین شہسوار نے کہا
تو سفلہ مزاج ہی کہ آسمان پر برق چمکی ایک عورت کو دیکھا سیہ فام بدانجام زمین پر آئی مردود کے پہلو مین
آکے بیٹھی مردود کو اُسوقت آنا اپنی معشوقہ نمرودہ کا بہت ناگوار ہوا نمرودہ نے تیوری پر بل ڈال کے کہا
کیون صاحب میان شہسوار تجھسے کیون تکرار کرتے ہین مردود نے کہا ابھی کان تھام کے صحبت سے
اُٹھا دونگا شہسوار نے کہا تیری کیا مجال نمرودہ نے برق چمکائی شانے پر شہسوار کے پڑی شانہ اُسکا
نشانہ ہوا جب تو شہسوار اپنے مقام سے اُٹھا آوازدی او فاحشہ تو اپنے دل مین کیا سمجھی ہی یہ کہکر گولہ
مارا نمرودہ نے گولے کو کاٹا ایک دو ٹکڑے زمین پر مارا برق گری شہسوار کا زخمی ہوا زعفران پوش
شہسوار کی غمخوار ہی بگڑ کر اُسنے کہا کہ او مردود جادو اب تجھکو بڑا گھمنڈ ہی افراسیاب نے جو تیرے
میان لاکر عمرو کو قید کیا ہی اسپر پھولا نہین سماتا اپنے آپ سے باہر ہی مردود نے کہا اے زعفران
تمہین کیا دخل ہی کیا کسی سے دبتا ہون یہ کہکر زعفران پر سحر کیا زعفران نے بھی سحر کیا اب تو سب
شاہزادیان اُٹھین کوئی مردود کی طرفدار ہوئی کوئی شہسوار کی شریک ہوئی کنیزین بھی لپٹ لپٹ کر
دو دو مین ہزارہا کنیزونکے لاشے زمین پر گرے چالاک اُچک کے کنارے آیا منظور ہی کسی طور سے مردود دغا
کو ماردون کہ وہان قبلہ و کعبہ ہائی پائین کیا قلق ہوگا کہ رہا ہو کر پھر قید ہوگئے یہ فکر اسطرح رہا تھا کہ شہسوار
کی نگاہ پڑی کہ گلنار کنارے جاکر ٹھہری ہی سوچا جب مین نہ ہونگا لڑائی موقوف ہوجائیگی یہ سوچ کے
تڑپا اسطرح گرا کہ گلنار کی کمر مین پنجہ دیکے اُڑا میان ملکہ رنگین قبا نے چیخ کر کہا کہ صاحب جو
مین شہنشاہ سے فریاد کرونگی میرے جلسے مین خلل ڈالا میرے مکان پر فساد برپا کیا اپنے اپنے مکان
جایئے وہان جاکر مقابلہ و مجادلہ کیجیے یہ کہکر سب کو روکا ایک ایک سے ملوایا مگر شہسوار کو زیادہ ملال ہوا
کہ شہسوار گلنار کو لیگیا ملکہ نے کہا صاحب لیجانے دو وہ میرا عزیز ہی میری کنیز کو لیگیا سب سردار
اپنے اپنے مکان پر گئے مردود نے جو سنا شہسوار گلنار کو لیگیا جھلاتا ہوا اپنا قید خانے پر آیا دیکھا تو
اسی طرح بند ہی یاد معشوق مین جھومتا ہوا اپنے قصر تک آیا رفیق شفیق میان سب موجود تھے ندیمون
نے عرض کی حضور کیسا مزاج ہی آج آپ کو بہت پریشان پاتے ہین مردود کا دل تو بھرا ہوا تھا کہتے

آنسو ٹپک پڑے کہا یارو کیا پوچھتے ہو آج ملکہ رنگین قبا کے جلسے مین جا کر ایک ملال اُٹھا یا کہ کیا اُسکا حال بیان کرون جو کچھ قلب پر صدمہ ہی کس زبان سے کہون کیونکہ خاموش رہون نظم

دہن پر ہین اُنکے گمان کیسے کیسے ۔ کلام آتے ہین درمیان کیسے کیسے
زمین چمن گل کھلاتی ہی کیا کیا ۔ بدلتا ہی رنگ آسمان کیسے کیسے
تمھارے شہیدون مین داخل ہوے ہین ۔ گل و لالہ و ارغوان کیسے کیسے
بہار آئی ہی نشے مین جھومتے ہین ۔ مریدان پیر مغان کیسے کیسے
عجب کیا چھٹا روح سے جائے تن ۔ نئے راہ مین کاروان کیسے کیسے
نہ مڑکر بھی بیدرد قاتل نے دیکھا ۔ تڑپتے رہے نیمجان کیسے کیسے
نہ گور سکندر نہ ہی قبر دارا ۔ مٹے نامیون کے نشان کیسے کیسے
توجہ نے تیری ہمارے مسیحا ۔ توانا کیے ناتوان کیسے کیسے
دل و دیدۂ اہل عالم مین گھر ہی ۔ تمھارے لیے ہین مکان کیسے کیسے
غم و غصہ و رنج و اندوہ و حرمان ۔ ہمارے بھی ہین مہربان کیسے کیسے
ترے کلک قدرت کے قربان آنکھین ۔ دکھائے ہین خوشرو جوان کیسے کیسے
کرے جسقدر شکر نعمت وہ کم ہی ۔ مزے لوٹتی ہی زبان کیسے کیسے

مصاحبون نے عرض کی غلامان دولت اس معمے کو نہین سمجھے کہا یارو ملکہ رنگین قبا نے ایک کنیز کو تیار کیا ہی شعلہ جوالہ ایسی صورت زیبا تھی کہ مین دیکھکر مر گیا وہ بھی مجھسے راضی تھی مگر شہسوار اُسکو لیگیا ذرا جا کر خبر تو لاؤ کہ شہسوار کیا کرتا ہی مین وہین سے زنجیر کر لاؤنگا چند ملازم چلے یہان شہسوار گلنار نقلی کو اُٹھا کر اپنے مقام پر لایا چالاک تو جو ہوا سے بیہوش ہو گیا تھا اُسے ہوشیار کیا چالاک نے دیکھا چند کنیزین براے خدمتگزاری موجود ہین ایک باغ مین شہسوار لیکر آیا چپ سناٹے مین کہا چالاک یہ کیا ہوا اچھو بی پتہ چلکا تھا مردود کو مارکے قبلہ و کعبہ کو رہا کرتا یہ کیا ستم ہوا چپ بیٹھا ہی کہ شہسوار نے کہا اے جان جہان واے آرام دل مشتاقان تمھارے واسطے مین نے یہ فساد برپا کیے یہ بھی تمھارا گھر ہی بیٹھکر چین کرو چالاک نے کہا خیر جو کچھ ہوا وہ مناسب ہوا ہم تمکو دیکھکر مائل ہوے تھے ساری جمشید نے اپنا غسل شریک کیا ہم بھی تمھین خوب راضی کرینگے لیکن کہا دیکھیو صاحب وہان بھی جلسہ ہوا

ہم جان توڑ توڑ کے گائے بے نمک کی صحبت تھی شراب وکباب کا چرچا کرو شہسوار نے آواز دی ارے
گلابیان شراب کی لاؤ کنیزین شراب وکباب لائین چالاک نے بہ چالاکی سب مین بیہوشی ملائی یہ چند
اشعار عاشقانہ مضمون شراب کے گائے اشعار

غیر کے ہاتھ مین شراب ہی آج
رشک سے دل مرا کباب ہی آج

روے جانان جو بے نقاب ہی آج
شرم سے زرد آفتاب ہی آج

روز یہ غل ہی اس خرابے مین
اسکا کوچہ اُسکا یا تراب ہی آج

ہجر مین جاؤن کیا مین دریا پر
تیغ ہر ایک موج آب ہی آج

وصل صنم روز عید قربان ہے
ذبح کرنا مرا ثواب ہی آج

گل تو بوسے پہ بوسہ دیتے تھے
جان کس کا تمھین حجاب ہی آج

ہی مرادو دو آہ چھایا ہے
آسمان پر نہین سحاب ہی آج

نرگس گل کے ساتھ سویا ہی
کر پسینا ترا گلاب ہے آج

اسطرح کے اشعار گاکر شہسوار کو جام شراب پلایا اب تو چالاک نے دورہ باندھ دیا کنیزون کو پلا کر مست
کیا سب پی رہی ہین کہ ملازمان مردود یہ حال دیکھکر بھاگے آکے مردود سے بیان کیا کہ شہسوار
عاشق ہوکر بیٹھا ہی شراب چل رہی ہی وہ نازنین بھی خاموش بیٹھی ہی یہ سنتے ہی مردود جلگیا کہا ابھی
جاکر آگ لگا دونگا غلامون اور کنیزون نے چاہا کہ ساتھ جائین مردود نے قبول نہ کیا کہا مین کیا
کسی سے پایہ کمی کا رکھتا ہون ایسے ایسے لاف وگزاف کرتا ہوا چلا قبہ بارگاہ شہسوار پر آکے تھرایا
یہان وہ وقت ہی کہ شہسوار شراب پیکر نشے مین جھلاتا ہوا اٹھا چاہا کہ گلنار پر دست اندازی کرے
پاؤن کانپے لڑکھڑا کے گرا چالاک نے نعرہ کرکے خنجر مارا شہسوار کے دو ٹکڑے ہوے مردود نے
یہ حال اپنی آنکھون سے دیکھا حیران تھا کہ یہ کیا معرکہ ہوا اڑکے گیا اور کئی کنیزون کے سر اُڑ گئے
آواز دی سنم مردود جادو کنیزین جو زندہ تھین وہ گرکے بیہوش ہوئین مردود زمین پر آیا منظور ہوا کہ سحر کرون
لے اڑون قریب آکر گلنار نعل کے قدمون کو بوسہ دیا کہا ای ملکۂ عالم میری تیر جان جاتی ہی شہسوار کو بہت
بہت اچھا کیا مین ہر وقت یہی دعا کرتا تھا جیتے رقیب یار کے گھر کے قریب رہتا ہی ✦ نصیب اسکو الہی
وصال یار نہو ✦ لیکن ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان تمنے شہسوار کو کیون قتل کیا چالاک نے کہا

صاحب بخت تمھاری محبت مین یہ کام کیا تھین ہمسے پوچھتے ہو وہ چاہتا تھا کہ ہم پر دست اندازی کرے
ہمنے اُسے مار ڈالا اب یہ سر حاضر ہے تم کاٹ لو مردود اس بیان پر خوش ہو گیا کہا ملکہ عالم بڑا احسان
کیا اُسکو بڑا دعوی تھا کتے کی موت مارا گیا چالاک خاموش دریائے حیرت کا جوش اب مردود نے
گلنار نقلی کے واسطے تخت سحر تیار کیا لیکر طرف اپنے قصر کے چلا ادھر چالاک لگاؤ کرتا ہوا چلا آتا ہے
یہی کہتا ہے کیون صاحب جس عیار کو تمنے قید کیا تھا اُسکا کیا انجام ہوا مردود نے کہا وہ بلاے روزگار
ہے قید خانے مین بیٹھے بیٹھے زن و شوہر کو مارا مین گلے مین موتیون کا مالا پہنے تھا ایک موتی اُسمین سے
خود بخود ٹوٹ گیا مین سمجھا کسی نے میرے رفیق کو مارا سحر کرکے زمین مین غرق ہو کر پہونچا جاکر عمرو کو
پکڑا پھر اسی طرح قید کر دیا مگر بڑا مکار ہے جب مکان پر آیا اور مردود جادو کو مہربان پایا شراب کا چرچا نکالا
چند شعر بھی گائے مردود خود طلبلایا ہوا تھا شراب کا قرابہ منگایا کہا لیجیے حاضر ہے چالاک نے بہ تعجیل
جام بھرا کے کھالی سے پڑیا بیہوشی کی ملائی جیسے ہی مردود نے جام ہاتھوں لیا خوشی خوشی چاہا پیجاوے
ایک تڑاقہ ہوا شراب شعلہ بنکر اڑگئی جام ٹوٹ کر گرا مردود نے کہا ارے تو کون چالاک نے سر
جھکا لیا مردود نے بہ نگاہ قہر دیکھا رنگ و روغن عیاری کا جل گیا صورت اصلی ظاہر ہوئی چالاک
کو گرفتار کر لیا معلوم ہوا کہ یہ عمرو کا بیٹا ہے اپنے باپ کو رہا کرنے آیا تھا مسلسل و مطوق کرکے کہا اسے
بھی اُسی مکان مین لیجاؤ میان خواجہ عمرو اُسی قید خانے مین بیٹھے تھے کہ زنجیر کے غل کی آواز کان
مین آئی اب دیکھا خواجہ نے کہ چالاک بندھا ہوا چلا آتا ہے کلیجہ منھ کو آیا قلب تھرایا جو جادوگر
لیکر آیا تھا وہ تو چالاک کو چھوڑ کر چلا گیا خواجہ نے کہا اے فرزند یہ کیا ہوا چالاک نے سب کیفیت
بیان کی کہ گوہر نگار رنگ پر یہ اُفتاد پڑی میان جام ٹوٹ گیا اُسنے گرفتار کر لیا غلام دو دن سے
اسی فکر مین تھا گلنار بنکر سب کو تسخیر کیا تھا اُسپر یہ فتور برپا ہوا عمرو نے بھی بڑا افسوس کیا کہا بیٹا بڑا کام
کیا تھا ہماری تقدیر مین رہائی … عجب طرح کا شعبدہ ہے کہ جب مین نے زنگن کو مارا یہ مکان گر پڑا
جب مین گرفتار ہوا پھر اسی مکان مین آکر قید ہوا معلوم ہوتا ہے کہ یہ مکان نہ گرا تھا یہ شعبدے کبھی
نگاہ سے نہ گذرے تھے افراسیاب کے میان صدہا مرتبہ قید ہوے کبھی یہ رنگ نہ دیکھا جو عجائب و
غرائب میان نظر آئے خیر جو تقدیر مین ہے ہم جانتے ہین میان قضا لیکر آئی ہے مجھے تو پروردگار سے
وعدہ ہے آیندہ جو مرضی اُسکی مردود جادوگر تو ہر وقت خیال ہے جب چالاک کو بھیجوا چکا ساتھ ملا [illegible]

بار دعمرو قید خانے مین ہی ایسا نہو کہ شور برپا ہو الکن مع زوجہ کے مارا گیا ای کاؤس جادو تم جاؤ
بعد آٹھ پہر کے دو روٹیان خشک ایک آبخورہ پانی کا پہونچا دیا کرنا کاؤس اُٹھ کر چلا اُس مکان مین آیا
جہان خواجہ دچالاک قید ہین جیسے ہی کاؤس اندر آیا خواجہ نے جھک کر سلام کیا کاؤس نے دیکھا
ایک قیدی دُبلا پتلا بہت مودب ہوکے اُسنے سلام کیا کاؤس نے کہا ای شخص تو تو بہت غریب معلوم ہوتا ہی
کس جرم پر قید ہوا خواجہ رونے لگے کہا ای شہنشاہ ساحران آپ کیا پوچھتے ہین زبردستی مجھ غریب کو قید
کیا مین آپ کا بجک ہون گانے آیا کوئی دھن بگڑ گئی خفگی ہوئی مجھ کو حکم ہوا قید کرو ننھے ننھے بچے میرے
بھوکون مرتے ہونگے مین اکیلا گھر کا کمانے والا جورو خوش مزاج خدا اُسکو سلامت رکھے مین تو اُسکا شوہر
ہون کبھی اہل محلہ کا دل نہین دکھایا دل صاف باانصاف تڑکے سو کر اُٹھنا منھ ہاتھ دھویا چار اُنگلیان
مسی کی لگائین اُجلے کپڑے پہنے دروازے سے باہر جا کے محلے مین جس کسی کا دل چاہا کام کاج کر دئی تمام
گھرون مین ذکر ہوتا ہی کہ فلان کیا اچھی ہی جو کوئی عورت گھر پر آئی اُس نیکبخت نے بلاتکلف بلا لیا مجھے
اگر کہا میان کوٹھے پر جاؤ گھر مین ایک بی بی آئی ہین مین اُنکا پائجامہ بونٹ دون یا فلان کا کام کر دون
ہوا جورو دیادہ سے لیکے محلے والی کا بھی مطلب پورا کر دیا مجھے ہمیشہ محبت رکھی کسی کے دل کو رنجیدہ نہین کیا
اب وہ بھولی عورت کیسی تڑپتی ہوگی محلے مین جا کر منھ ڈھانک کے روتی ہوگی یہی کہتی پھرتی
ہوگی کہ میرا بھولا شوہر غائب ہو گیا مین میان چھپا بیٹھا ہون اگر جانتا اس مجرے کو سلام کرتا حضرت
خواجہ نے رو رو کر یہ حال بیان کیا کہ کاؤس کانپ گیا جی مین کہتا ہی بڑی بدعت کی بات ہی ایسے
غریبون کو بن قید کیا ایسی باتین کرتا ہی کہ کلیجہ منھ کو آتا ہی کوئی اپنی زوجہ کا اسطرح حال بیان کریگا
جسطرح اسنے بیان کیا یہ قوم کے ڈوم ڈھاڑی دو پیسے زیادہ دیدیے خوش ہو گئے انکا قید کرنا کیا
کاؤس نے پوچھا بڑے میان تمہارا نام کیا ہی کہا حضور سارے شہر مین مشہور ہی تان توڑ خان حضور سنین
تو حال معلوم ہو آپ مجھکو قید سے چھڑوا دیجیے آپ کو بڑا ثواب ہوگا آج سے مین کہین مجرے مین نجاؤنگا
جورو بڑی مفلس ہی وہ کہا یگی شام کو نمک تیل خرید لاؤنگا جو کچھ بک جائیگا سر جوڑ کر کھا لیا کرینگے کاؤس نے
کہا یہ دوسرا شخص کون ہی خواجہ نے کہا اسکا نام نہ پوچھیے یہ بڑا مکار ہی سنا ہی جادوگرون کو مار ڈالتا ہی
کوئی عمرو عیار ہی یہ اسکا شاگرد ہی یہ نگوڑا خونی جنونی جادوگرون کو مارتا ہی کسی عورت کی شکل نکل آیا
تھا میان مردود کے بھی چونا لگایا ہوتا وہ تو بڑے ہوشیار ہین اُنھون نے سحر کر دکھا تھا جب

اسنے انکو بیہوشی پلائی جام لوٹ گیا انجام بخیر ہوا اسکو قتل کیجیے مین حضور خونی کا ساتھ نہین دیتا مینے
آپ سے صاف صاف حال کہدیا جب آپ ایسا مہربان ملا تو مین کوئی بات کیون چھپاؤن حضور
بزرگون سے سنتا چلا آتا ہون کہ سچ بولنے سے آدمی کے منھ پر رونق ہوتی ہے مینے جو روپے چھپاکر
دو چار کو زیان جمع کر رکھی ہین وہ لے لیجیے مگر مین قید سے چھوٹ جاؤن جسوقت گھر پہونچونگا جورو
لپٹ لپٹ کر روئیگی تمام محلے مین ہلڑ ہو جائیگا ارے تان توڑ خان غائب ہو گیا تھا سب جگہ سے
تیل ماش آئینگے یہ کہکر خوب سٹکے یہ دو چار اشعار گانے لگے اشعار

یون مرے گھر سے الٰہی شب یلدا نکلے
جس طرح صبح کو بیمار کا صدقا نکلے

سا قیا رند بہت ذور دون پہ ہین آ نکلے
آج تو کوئی اُلٹا ہوا شیشا نکلے

مثل یوسف ہو تو بازار مین آنا کیا تھا
کیا ہو کوئی جو خریدار تمھارا نکلے

یہ ہمین ہین کہ محبت مین لہو روتے ہین
کہین دیکھا ہو کہ آنکھون سے کلیجا نکلے

چاندنی روزن در سے جو شب ہجر آجائے
جگنو بن کے مرے گھر سے اُجالا نکلے

سحر وصل ہو جاتے ہین وہ گھرا کے دل زار
دم جو ایسے مین نکل جائے تو اچھا نکلے

وہ جان دوست ہون ایذا پہ جو پہونچے ایذا
نہ کبھی منھ سے مرے ایک کا شکوا نکلے

کل انھین مین نے کہا تھا کہ تمھین دل دونگا
آج ہی کرتے ہوے گھر سے تقاضا نکلے

ہم وہ پیراک ہین طوفان الم مین نہ ڈرے
صورت موج رواں کاٹ کے دریا نکلے

ہم بھی آمادہ ہین نوک سر مژگان کی قسم
آپ سے چھیڑ نکلتی ہو تو اچھا نکلے

کھل گیا خانہ برانداز ون یہ حال اپنا صفیر
باندھ کر جب دردلبر کا ارادہ نکلے

اسطرح یہ اشعار خواجہ نے چہک چہک کر گائے تبا یابھی کاؤس بہت خوش ہوا خواجہ نے کہا مجھ
غریب کے پاس آؤ یہ ایک ڈبہ چاندی کا ہے اسکو لے لیجیے جو کچھ اسمین ہے بخوشی مین نے آپ کو بخشا
میرا ہاتھ کھول دیجیے کاؤس نے خواجہ کا ہاتھ کھولا اب تو خواجہ نے باتین کرتے کرتے ہتھکڑیان
بیڑیان کاٹین کاؤس نے ڈبہ جو کھولا بیہوشی اُڑی کاؤس بیہوش ہو کے گرا گرتے گرتے خواجہ نے خنجر مارا
شکم چاک قصہ پاک چالاک کی بھی ہتھکڑیان بیڑیان کاٹ دین کہا ارے کمبخت بھاگ چالاک تو
نکلکر ایک جانب بھاگا عمرو نے دیکھا مرتے ہی کاؤس کے اندھیرا ہوا صدائین مہیب آنے لگین مکان گر

کئی جادوگر لینا لینا کہکر دوڑے عمرو نے خیال کرکے دیکھا جیسے الکن کے مرنے سے ہزارہا جادوگر نکلے تھے اب چند کس گھبرائے ہوئے لینا لینا کہکر دوڑے عمرو نے کسی کو حباب مارا کسی کو حلقہ ہائے کمند مین پھنسایا ایک جادوگر سیہ فام بدانجام یہ کہتا ہوا دوڑا او ساربان زادے تو نے زندان تاریک مین آکر آفت برپا کردی میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا منم لرزان جادو جب راستہ چلتا ہو تو زمین کانپتی ہو صاف ثابت ہوتا ہو کہ زلزلہ آیا جب وہ تیغہ لیکر دوڑا خواجہ نے بھی سپر و شمشیر ہاتھ مین لی کہا او نامرد کیا مین تجھسے ڈرونگا اوسنے ہاتھ تلوار کا مارا خواجہ نے خم ہوکر خالی دیا لیکار کر آواز دی اسکا مکان ہے لرزان جادو سمجھا کوئی میری پشت پر آگیا اوسنے منھ پھیرا خواجہ نے ہاتھ مارا لرزان جادو کے دو ٹکڑے ہوئے صدائے گیر و دار بلند ہوئی خواجہ نے دیکھا زمین شق ہوئی خواجہ لڑکھڑا کے گرے دیکھا ایک مکان لوہے کا بنا ہوا اوسپر ایک بڑا قفل لگا ہے اوسمین سے آواز کراہنے کی آتی ہو کوئی درد رسیدہ جفائے گردون کشیدہ بصدائے نحیف و ضعیف یہ اشعار عبرت آثار اوسی بیقراری مین پڑھ رہا ہے اشعار

یون یہ تاثیر لخت دل شیدا نکلے — جیسے تابوت کے پیچھے کوئی روتا نکلے
ہائے کیون روٹھ کے مرے گھر سے احباب نکلے — اشک کے ساتھ مرے پارۂ دل کیا نکلے
ہائے رے وصل کی لذت کہ جو تڑپون تو بھی — زخم دل کا نہ مرے ایک بھی بخیا نکلے
جلوۂ برق تجلی نے کیا خاک سیاہ — طور کی اب نہ خبر لینے کو موسا نکلے
دل لگی کے لیے دی مجھکو زبانی تسکین — جسکو ہمراز بناؤن وہی جھوٹا نکلے
یار سے عالم ارواح مین تھے ہم مانوس — راز دل اپنے محبت روز ازل سے افشا نکلے
ہم بھی کچھ کہتے ہین جب چھیڑتے ہین ہمکو رقیب — مشکل ہے ہم لب اغیار سے گویا نکلے
چپکے بلبل دل کے تھے غنچۂ خنداں آج — تو تصور مین تمھارے لب گویا نکلے
ہدہد شوق نے پہونچایا نہ وان تک نامہ — حرف مطلب کے نقوش پر عنقا نکلے
سوچتا ہون صف محشر سے کہان لیجاؤن — داغ رسوائی اوسی دن ترا اعدا نکلے
باتین غیرون سے کرو ہمسے اشارے کیا خوب — اور اشارے بھی وہ ہین جنھین معما نکلے
نام الفت کا ڈبونے لگے یہ اشک صفی — جنکو اک قطرہ مین سمجھا تھا وہ دریا نکلے

ہر چند کہ خواجہ خود مصیبت مین مبتلا تھے ایسے قید خانے مین قید ہوکے مصیبتین اٹھائین لیکن یہ صدائے

درد ناک سنکر دل بیقرار ہو گیا حیران تھے کہ یہ کون درد رسیدہ آفت کا مارا بلک بلک کے رو رہا ہے
کبھی آواز آتی ہے کہ اے آسمان کے خدا اے نادیدہ میں نے تیری وحدانیت کا اقرار کیا اب صدمات
مصیبت نہیں اُٹھتے حکم دے ملک الموت کو کہ آکے میری قبض روح کرے یا واسطے رہائی کے حکم
دے اب بہت بیقرار ہون تو مدد کر مجھ بلا کو میرے سر سے رد کر نظم

خدا ست خالق و رزاق جملہ مخلوقات ۔ خدا ست موجد اسباب جملہ موجودات
بگیر گوشہ و فارغ ز رنج و راحت باش ۔ کہ دار فانی دنیا ست مسکن آفات
تو عاقلی و شوی بے تمیز صد افسوس ۔ تو آدمی و کنی کار وحشیان ہیہات
مباز بازی ناحق در جہان ہر دم ۔ کہ وقت مرگ ہمہ بازی تو آید مات
تلاش حضرت حق کن بہ دار خود بندگی ۔ مرو بخانۂ دیگر برائے تحقیقات

اور کبھی آواز آتی ہے جن بزرگون کی صورت زیبا خواب مین دیکھی ہے انکے جمال جہان آرا سے مشرف کر
اب تو قوت و طاقت نے جواب دیا عمرو نے بیقرار ہو کر سوچا پاس سے نکلا خوف دل مین لگا ہوا
ہے کہ ایسا نہو مردود ملعون آجائے قتل کاؤس کی خبر اُسکو ضرور ہوئی ہوگی دل مین یہ خیال قلب پر
ہجوم غم و ملال مگر قفل کاٹ رہے ہین بہت جلدی ہے کہ قفل کاٹون دیکھون یہ کون درد رسیدہ ہے
جب عمرو نے قفل کاٹ کر دروازہ کھولا ایک برق چمک گئی کہ آنکھین خواجہ کی بند ہوگئین نگاہ کو
قائم کر کے بغور دیکھا ایک نازنین جبین آفتاب جمال خورشید مثال عارض انور رشک قمر مین [illegible]
دہن تنگ نقطہ گوہر با مثل غنچہ گل ترا بروے خمدار کھنچی ہوئی تلوار لبون مین مسیحائی قدمین خدائی زیبائی ایک
ٹوٹا ہوا تاج سر پر ڈھلکا ہوا لباس بوسیدہ زیب جسم صاف ظاہر ہے کہ یوسف مصری در دورنگ کے
بیڑیون مین پابند گھر مین بسبب ترقی رنج و ملال پیشانی پر جھریان پڑی ہوئین کیون خاموش رہون
موجۂ دریائے حسن سے مثال دون نار پستان کا ابھار حباب دریائے نور کہیے یا جام سکوس ہین
بقول شاعر فرد یہی کہتا ہے اشارہ کوئی اُٹھتا جوبن + یون اُبھرتے ہین محل پا کے اُبھرنے والے +
بطین غنچۂ بلائے پریشانی آئینہ رخسار پر دو فور حیرانی شکم صاف و شفاف کو دریائے نور کہون
یا تختہ بلور سے مثال دون تشبیہ کرین خود گم ہین عدم کیونکر کہون طائر عنقا سے مثال دون یا
شکم کو دریائے نور کہا آئینہ دریائے نور مین بال آگیا قتل عاشقان پر کمر حسبت جملہ اعضا درست

بقول شاعر شیرین کلام نظم

گردش چشم سے سرمے کا اثر کیا ہوگا | دیکھ لوگے جو ادھر ایک نظر کیا ہوگا
ہم بھی اپنے دل بیتاب کو سمجھا لینگے | چپکے بیٹھے ہیں وہ سب دیدۂ تر کیا ہوگا
خالق اُس رشک مسیحا کو سلامت رکھے | ہیں اگر جان کبھی دینگا تو ضرر کیا ہوگا

ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پاؤں میں بیڑیاں طوق گلوگیر زبان میں سوزن سر لٹکائے خون آنکھوں سے آنسو جاری ہیں جوش بیقراری ان آنکھوں کی کیا صفت کہوں کیا خوب مطلع یاد آیا ہے مغرب بے نظیر حضرت نعمان تقریر مطلع جیسے نرگسی آنکھیں تری مستانہ ہیں + ان کھڑکیوں سے جھانکتے سہی ہیں تو فنا ہیں + دیگر زلف معنبر بر مہ رویت تیرہ شب سخت وادی برق + جائے صبر مرد درکف عشقت دامن یوسف دست زلیخا آنکھوں سے جو آنسو جاری ہیں عیاں ثابت ہی کہ شاید آفتاب نے موتیوں کا سہرا چہرۂ زیبا پر راستہ کیا ہی اگرچہ قطرے گہر رشک سر مژگان پر اٹکا کر رہ گئے صاف ظاہر ہوا کہ تیر سے آبداری بھی پیدا کی بقول شاعر بیت تیر نگاہ مست تو والی کی نا شکست + دل شکست و خوب شکست و بجا شکست + دیگر مطلع مصحف مطلع آنکھوں دہن نگاہ یار بھی شمشیر ہی + ہر اشارے میں ہمارے قتل کی تدبیر ہی + مطلع آنکھیں سر نیچا کیے بیٹھی اپنے حال زار پر پلک پلک کے رو رہی ہی عمر جرّار جمال محو دیدار ہو کیا غرضکہ دیر تک صورت زیبا کو دیکھا کیا اُسکے حال زار کو دیکھکر طبیعت بھر آگئی دل سے عمرو باتیں کرتا ہی کہ ایسی معشوق خوشرو تو خو یہ مصیبت اُس نازنین نے بہ نگاہ یاس سر اُٹھا کر طرف خواجہ کے دیکھا غنچہ دہن وا کیا گوہر ریزی زبان معجز بیان سے فرمائی کہ کیوں اے شخص میرے حال زار کو کیا دیکھتا ہی کاتب قسمت نے کلک قدرت سے جو کچھ صفحہ پیشانی پر تحریر کیا ہی وہ سب لوح پیش آتی ہی ہمارے حال زار پر تجکو حیرانی ہی لیکن اے شخص تو یہاں تک کیونکر آیا یہ وہ مقام حسرت انجام ہی کہ ہوا بھی نہیں آتی اگر کبھی کوئی جھونکا آیا ایسا گرم تھا کہ اعضائے نحیف و ضعیف کو جلا دیا ہوا کی ہوا بندھی اور زیادہ بربادی ہوئی تم یہاں تک کیونکر پہنچے مردود جادوگرنیاں ہمارا ساحر زبردست بادہ گیر [illegible] سست ہر وقت بدخو کمر باندھے رہتا ہی کوئی نقشہ تیار کر لیا ہی ہر وقت جھپٹا ہوا دیکھا کرتا ہی کسکی مجال ہو یہاں تک

بقول کسی شاعر کے کیا خوب فرمایا ہی نظم

شب وصال محبان سحر نہین ہوتی — سوا ے صبح گلو کچھ خبر نہین ہوتی

نگاہ و بازوان کی خاطر یہ قید بند ای شوخ — کچھ اپنے درد نظر پر نظر نہین ہوتی

یہ رنگ گمد گیا کبوترون کی بند مٹھی سے — حسین مین ہمت تقسیم زر نہین ہوتی

وہ کون لوگ ہین جو ساقیون کو چھوڑتے ہین — وبال دوش کو گردن سبک نہین ہوتی

شب فراق مین دست جنون سے لیجیے کام — نہ ہیہ چاک گریبان سحر نہین ہوتی

وہ کون ہین کہ جو فرقت مین جیتے ہین برسون — یہان تو عمر دو روزہ بسر نہین ہوتی

جگر پہ چلتے ہین خنجر خیال ابرو مین — سیاہ ہی شب ہجران سپر نہین ہوتی

نسیم صبح سے کہے ہمارا دل دیوانہ ہے — امید زیست ہے جب تک سحر نہین ہوتی

کشت سے بنتی نہین جب طبیعت آتی ہے — کچھ اپنے دل سے بدی جا نگر نہین ہوتی

جلینگے ہم بھی یہان تک جلانے جانا لم — یہ شمع آہ گل غم سحر نہین ہوتی

یہ آسمان ہے کہ کمپہ کرتو دیکھ سے شتا بد — تری نگاہ سے قطع نظر نہین ہوتی

صفیر بے ہنری سیکھو جو سیکھ سکو — کہ اس زمانے مین قدر ہنر نہین ہوتی

اسطرح ان اشعار کو رو رو کر اس نازنین نے پڑھا عمرو کا دل دکھ گیا کہا اے نازنین والا قدر اپنا حال مفصل بیان کر ان حالات کے سننے کی دل مین طاقت نہین ہم بھی گرفتار دام مصیبت ہین ایسا آخر وہ ملعون آجائے اس نازنین نے کہا پہلے یہ فرمایئے کہ آپ کا نام نامی سر برندہ جادوگران درِ شان تراشندہ کافران طرار فرار خواجہ عمر نامدار ہے عمرو نے گھبرا کر کہا آپ کو میرا نام کیونکر معلوم ہوا اس نازنین نے کہا مین سالہا سال اس زندان مصیبت مین گذرے بزرگان دین عالم خواب مین اے جمال جہان آرائے صاحبقران دکھایا آپ کا نام نامی بتایا یہی فرمایا تھا کہ سوائے خواجہ عمرو کے اس مقام پر کوئی نہین آسکتا اور ہمنے بھی اتنے عرصے مین دیکھا کوئی یہان نہین آیا آپ قفل کاٹ کے آئے دل کو یقین کامل ہوا کہ شہنشاہ عیاران آگئے عقل سے سب باتین ثابت ہوئی ہین یہان بیٹھے بیٹھے جملہ امور سے آگاہ ہوئی زبان سے سوزن لگا لیے مین قید سے رہائی پاؤن عمرو نے فوراً زبان سے سوزن کو نکالا اس نازنین نے ابرو ہلائے مار ن سیاہ جو جسم سے لپٹے تھے جلکر خاک ہوئے قید بدن سے جدا ہوئی کہا خواجہ ایک خبر اور آپ کو دیتی ہون کہ چالاک راہ مین پکڑ لیا گیا

بھاگا جاتا تھا صحراے آہوان مین پہونچا غزال جادو نے گرفتار کرلیا یہ بھی عرض کرون کہ آپ کس جرم
مین قید ہوئے قنطور جادو کو آپ نے مارا ناسور زخمخوار اُسکا بھائی آئیگا سب کو پکڑیگا بحول قوت
الٰہی ہم بھی وقت پر پہونچینگے خواجہ نے پوچھا کہ ای ملکۂ عالم تمھارا نام نامی واسم گرامی کیا ہی یہی قرینہ
جلیل تمکو ملا غنچۂ آرزو کھلا کہ بزرگان دین نے خواب مین آکر ہدایت کی میان تو یہ ذکر ہی اُس نازنین نے
نام اپنا گلگونہ زرنگین پوش تبلایا اور کہا خواجہ سب حال میر اتمپر ظاہر ہوگا خواجہ وگلگونہ جاتے ہین
کہ نکلین اب حال مردود ملعون کا تحریر ہوتا ہی یہ اپنے مقام پر بیٹھا ہی شرابخواری مین مصروف کہ یکایک
گھبرایا کہا یارو غضب ہوا کاؤس مارا گیا ساتھ والون نے کہا آپ کو کیونکر ثابت ہوا کہ کاؤس مارا گیا
کہا یارو یاقوت احمر کا دانہ جو میرے گلے مین پڑا ہی یہ سیاہ ہوگیا اگر ٹوٹ جاتا بہتر ہوتا اب مجھکو جاکر دیکھنا
چاہیے کہ کیا معرکہ ہوا زندانخانۂ تنگ وتاریک میرے قبضے مین ہی اُسکی خبر لینا واجب ولازم ہی یہ کہکے
بہ قہر وغضب تمام اُٹھا چند ساحر ہمراہ چلے پیچھے تاتا بندھا ہوا ہی یہی مردود کے مُنھ سے نکلگیا کہ صاحبو
سامری وجمشید خبر لین ملکہ گلگونہ کئی سال سے قید ہین ایسا نہو ساربان زادہ وہان پہونچ جائے
توشہنشاہ کو بڑے ملال پہونچینگے سامری نامے مین مرقوم ہی ہر ایک کو یہ راز معلوم ہی کہ اگر ملکہ گلگونہ
رہائی پائیگی اُسکے مان باپ رازدار طلسم ہین اُنکی بھی رہائی کی صورت ہوگی ہم شہنشاہ سے کہا کرتے
تھے کہ اسکو قتل کیجیے اُنھون نے ہمیشہ یہی فرمایا کہ میری اُسپر جان جاتی ہی مین کیونکر قتل کرون ایسے
ہاتھ کہان سے لاؤن آخر انجام کچھ ہوگا یہ کہتا ہوا چلا میان خواجہ وگلگونہ مکان سے نکلے ہین کہ
آندھی سیاہ چلی گلگونہ نے کہا خواجہ ہشیار مردود آتا ہی خواجہ تو گلیم اوڑھ کر الگ ہوے سیاہ آندھی
ختم ہوئی دیکھا مردود مثل شعلۂ جوالہ آتا ہی وہین سے للکارا او گلگونہ غضب کیا قید سحر جسم سے دور کی
دیوانہ کرکے مارونگا ساربان زادے کو لشکر سے پکڑ لاؤنگا بی چرخ دیہار کیا کرسکتی ہین گلگونہ نے
گاتی باندھی پکارکر آوازدی او نمکحرام شہنشاہ لاچین کو تم سبھون نے ملکر قید کیا یہ بدعت بالا بالا نہ جائیگی
مردود جو زمین پر آیا چار ہزار جادوگر اُسکے ہمراہ تھے اشارہ کیا یارو سب ملکر ملکہ کو گرفتار کرلو گلگونہ نے مسکراکر کہا
او بھیا تو خود آ ملبوس جادوگر سب کا افسر تھا سحر کرتا ہوا بڑھا ملکہ مسکرائین غنچۂ دہن وا ہوا گل سحر نے اپنا رنگ جمایا
گورے گورے ہاتھون کو ہلایا کہا کیون صاحبو ہم تو تمھارے مشتاق ہین یہ بھی نیرنگ زمانہ کے اتفاق ہین
تم ہمارے کیون دشمن ہو دیکھو صحراے پر بہار ہی نسیم چمن بادۂ محبت سے سرشار ہی ہر گل کا کٹورہ شراب شبنم سے معمور ہی

کیفیت انتظار مین عجیب سرور ہے زمزمہ سرا تمام جانور زمردی منقارین مرجان کے پاؤن طلبوس نے سر اٹھا کر دیکھا نسیم سحری معتدل چل رہی ہے نہ گرمی نہ سردی منہرون کو بحر محبت کا جوش موجۂ آب کو بیہوشی کا ہوش صبا نشۂ بادۂ محبت سے ٹکراتی ہے ہر مینا سے شجر سے سر ٹکراتی ہے عندلیبان خوشنوا کے جوش و خروش پہلوے گل مین چھولکر بیٹھی ہین اشعار عاشقانہ گا رہی ہین پھولونکو پکار پکار کر سنا رہی ہین نظم

کھینچے صورت بلبل ہزار صحبت مین
گلون کے دم کی ہو ساری بہار صحبت مین

مخل عیش کا کیا کام یار صحبت مین
عدو کا دخل نہو زینہار صحبت مین

لگی ہین جانب در خود بخود مری آنکھین
یہ کس کے آنے کا ہے انتظار صحبت مین

نہ جیف ہو سکین کچھ ہے خاطرین ز کی
آنکھین بلا کے ہوا شرمسار صحبت مین

مین رند ہون مجھے کیفیتون سے مطلب ہے
چلیے شراب شب وصل یار صحبت مین

بچھے ہین کشتیون مین کیون شراب کے شیشے
یہ کون آئیگا پروردگار صحبت مین

کسی کے سر سے دوپٹہ ہٹا ہے جو اے دل
ابھی ہے نکہت مشک تتار صحبت مین

ذرا حضور ادھر بھی ملاحظہ ہو جائے
ہین جمع دیدۂ امیدوار صحبت مین

لگے دو لوز کو دل کی طرح جو پہلو مین
سوا ہوا در تمھارا وقار صحبت مین

یہ اشعار عاشقانہ جو طلبوس نے سنے جھومنے لگا پلٹکر اپنے ہمراہیون کی جانب دیکھا سب جھوم رہے تھے سیر صحرا دیکھکر مست تھے پکار کر آواز دی اے ملکۂ عالم ہم سب غلام ہین چاہتے ہین کہ گلچینی گلشن جمال مین مصروف ہون ملکہ نے ہنسکر کہا تم ہمارے کیسے چاہنے والے ہو جو دو ہمارے قتل پر آمادہ ہو کر آیا ہے اسکا لیکر آئے ہم تمھارے ساتھ ہین عندلیبان خوشنوا کی جانب دیکھکر آواز دی کہ سواے پہلوے گل مین بیٹھنے کے کچھ اور بھی آتا ہے عندلیبان زمزمہ سرا شاخہاے گل سے اڑین گرد ان چارہزار جادوگرون کے چرخ مارا جسپر سایہ پڑا جھوم گیا کوئی پکارتا ہے اے ملکۂ عالم ہم تو غلام حلقہ بگوش ہین خوف سے اس جیا کے خاموش ہین لیٹے جھوم رہے ہین بیٹھے لیٹے یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہے ہین اشعار

داغ فرقت برق کی صورت چمک کر رہ گیا
آگ کا شعلہ سا اک دل مین بھڑک کر رہ گیا

پرتو خال رخ پہ نور شام زلف بن گیا
کرمک شب تاب کی صورت چمک کر رہ گیا

گلشن دہر مین کس کی آمد تھی جو گلزار رہین
فرط شادی سے ہر اک غنچہ چٹک کر رہ گیا

زیست کی امید کسکو تھی کیا خالق نے فضل ۔ درد دل مین اے بت مہرو جھمک کر رہگیا
یاد آئی صندلی رنگت جو مجھکو یار کی ۔ رات کو مین پٹیون سے سر پٹک کر رہگیا
باغ مین اُس گل کے یاد آئے جو عارض لال لال ۔ قطرۂ خون چشم بلبل سے ٹپک کر رہگیا
شوق مین نظارۂ عارض کے تڑپا اسقدر ۔ دم رگون سے کھنچ کے آنکھون مین اٹک کر رہگیا
یاد اُس سیمبر لطافت کی جو آئی ہجر مین ۔ بر مین دل مچھلی کی صورت سے پھڑک کر رہگیا
کہتے ہین آوازے لاغر حد سے پاکر وہ مجھے ۔ کچھ مری آنکھونمین کانٹا سا کھٹک کر رہگیا
اُس پری تمثال کے حسن کی شہرت اُڑی ۔ آشیان مین طائر سدرہ پھڑک کر رہگیا
کون عاشق ہی نہین محبسا زمانے مین کوئی ۔ جو حسین آیا نظر بس دل پھڑک کر رہگیا

عرصۂ دراز تک وہ یہ اشعار عاشقانہ پڑھا کیے مردود نے پکار کر آواز دی ای بکر امو ہم تمکو حکم دیتے ہین کہ اس عورت کو گرفتار کرکے ہمارے پاس لاؤ یہ کیا حرکات لغو کر رہے ہو ملکہ نے کہا حقیقت مین سچ کہتا ہی جلد اسکو گرفتار کرکے ہمارے سامنے لاؤ یہ لایق سزا دینے کے ہی ملبوس چار ہزار جادوگرون کو ساتھ لیکر طرف مردود کے چلا ہرچند مردود سحر کرتا ہی کبھی ترنج و نارنج اُچھالتا ہی وہ سب بلوہ کرکے مردود پر ٹوٹ پڑے جبراً قہراً گرفتار کرلیا جب مردود سحر کرکے تڑپتا ہی ان مجنون کے ہاتھ سے چھوٹ جاتا ہی ملبوس نے کہا اسکی زبان سوزن دوز ہو مردود نے چاہا تڑپکر نکلجاوے ملبوس نے گردن لی زبان مین مردود کی سوزن دی کشان کشان سامنے ملکہ کے لائے کہا حضور یہ گنہگار حاضر ہی ملکہ نے کہا قتل کرو ملبوس نے ہاتھ تلوار کا مارا سر لشکر مردود کا گرا آندھی سیاہ اُٹھی برق چمکی رعد گرجا اُن سب دیوانون کے بھی سر کٹکر گرے اب خواجہ عمرو ظاہر ہوے ملکہ کے ہاتھ چوم لیے کہا ملکہ ماشاء اللہ کیا سحر کیا ہی ملکہ نے کہا آپ اب طرف لشکر کے چلیے میری بارہ ہزار کنیزین قید مین انھین رہا کرکے ہمراہ لیکر آتی ہون مقام کا مفصل نام بتائیے خواجہ نے کہا پشتۂ نگین جہان پر لشکر فروکش ہی اُسی مقام پر آئیے خواجہ تو طرف لشکر کے چلے ملکہ نے راستہ بتا دیا کہدیا اس راہ کے خلاف نہ جائیے گا ملکہ پر پرواز پیدا کرکے ایک جانب گئین لیکن اولا ان اول حال چالاک بن عمرو تحریر ہوتا ہی چالاک جب قید خانے سے چھوٹکر بھاگا خائف و ترسان چار جانب دیکھتا ہوا چلا کہ پھر گرفتار نہون ایک صحرا مین گذر ہوا نزار ہا آہو کالی کالی آنکھین گردش کرتی ہوئین اُس صحرا مین پھر رہے ہین چالاک اُن آہوون سے دیکھکر بھاگا لیکن آہو پیچھے دوڑے تھوڑی دور تک گیا مگر اپنے بیچ مین سے آہوون نے نہ نکلنے دیا قبل اسکے

اس کوہ پر لڑائی پڑی تھی کہ ایک طرف سے دھرموکے کی شیر کے آواز آئی زمین تھرائی چالاک رُکا ایک شیر
قریب چالاک کے آیا چالاک نے چاہا تڑپکر نکلجاؤن شیر نے گردن لی چالاک کو لیکر بھاگا چالاک
بیہوش ہوگیا بعد تھوڑے عرصے کے جو آنکھ کھلی دیکھا ایک باغ پُربہار ایک ساحرہ مسند پر بیٹھی ہی اُسنے
پوچھا کیون چالاک مردود کے پنجے سے کیونکر رہائی پائی چالاک نے کہا مین نہین جانتا کہ مردود کون
تھا مین تو راہ راہ جاتا تھا آپ نے ناحق مجھکو گرفتار کرلیا مین بیگناہ ہون جبسے مین ہوشربا مین آیا
صحرا مین رہتا ہون باپ کے ساتھ نہین رہتا مانگ جانچ کے اوقات بسر کرتا ہون افراسیاب سے اکثر
کہا مگر وہ نامنصف ہی آپ ہمکو ملازم کرلیجیے عمرو کی مشکین باندھکر لا دینگے مشہور ہی کہ مہتر قران گرفتار نہین
ہوتے اُنکو گرفتار کرکے نہ لائین تو ہمارا نام نہین ملکہ غزالہ جادو نے کہا سارے فتور عمرو کی ذات سے
برپا ہوے اُس سے تو کیا لڑیگا تجھکو مین ابھی قتل کرونگی سر خدمت مین افراسیاب کی روانہ کرونگی یہ کہکر
کنیزون کو آواز دی کہ خبر تو لاؤ زندان مردود پر کیا گذری چند کنیزین گئین روتی پیٹتی آئین عرض کی
کہ اے ملکۂ عالم قید خانہ ٹوٹا عمرو عیار قید سے چھوٹا قریب قید خانہ لاشہ مردود کا پڑا ہی اب تو ایک
ساحر کی زبان پر یہی ہی کہ ہماری اقلیم کی آبروئی اُسی کی ذات سے سب انتظام تھا یہ ذکر ہو رہا تھا کہ ایک
کنیز نے بڑھکر عرض کی ملکہ صرصر در دولت پر حاضر ہی ملکہ غزالہ نے حکم دیا بلاؤ ملکہ صرصر اندر آئین غزالہ
کو سلام کیا نامہ غزالہ کے ہاتھ مین دیا غزالہ نے پڑھا مضمون یہ تھا کہ اے ملکہ غزالہ تُنے بڑا کمال کیا کہ
چالاک کو پکڑ لیا جلد اُسکو ہمارے پاس روانہ کرو غزالہ نے کہا اے صرصر تم چالاک کو کسطرح لیجاؤگی صرصر
نے کہا بیہوش کرکے گٹھری باندھکر لیجاؤنگی غزالہ نے کہا کیا مضائقہ ہی اے صرصر وہ سامنے نخل سرسبز و شاداب
ہی اُسکے سائے مین ہوکے چلی آؤ پھر اسے لیجانا عمرو کو یقین کامل ہوا کہ اس نخل کے سائے مین جانے سے
کوئی خرابی ہی بس باتین بتانے لگے غزالہ نے دیکھا کہ صرصر کو سایۂ نخل مین جانے سے انکار ہی شک تو ہو چکا تھا
جھولی سے ایک پتلی نکالی کہا اے شبیہ سامری اپنا کمال تو ظاہر کر وہ پتلی مثل انسان کے ٹہلتی ہوئی قریب
عمرو کے آئی عمرو نے چاہا ہٹ جاؤن قریب آکر ہاتھ اپنا اُسنے عمرو کے مُنھ پر پھیر دیا رنگ و روغن عیاری کا
اُڑگیا صورت اصلی ظاہر ہوئی اب تو ظاہر ہوا کہ یہ عمرو عیار ہی صرصر کی شکل بنکر آیا تھا ملکہ غزالہ نے کہا کمال
مکر ساربان زادے کا کھل گیا ملکہ غزالہ نے کہا او عمرو تو نے کھیل سمجھا تھا کہ صرصر بنکر چالاک کو لیجاوے بھلا
ہم اسطرح قید حوالے کرتے یہ کہکر کنیزونکو آواز دی لو صاحب طلسم ہوشربا پکڑ لیا میدان خونی کی تیاری کرو

اسی وقت وارین استاد ہونے لگین جلاد خنجر ہلاے برہنہ لیے حاضر ہوے خواجہ عمرو فریاد کر رہے ہین کہ ملکہ
غزالہ مین نے آپ ایسی جادوگرنی نہین دیکھی امیدوار ہون کہ مجھکو ملازم کیجیے مین خدمت اقدس مین حاضر
رہونگا بادشاہون کو مار کر شہرون پر قبضہ کرا دونگا یہ باتین سنکر ملکہ غزالہ کو بڑا لطف حاصل ہوا اُسی پتلی کو
پھر جھولی سے نکالا پوچھا کیون اے شبیہ سامری عمرو میری اطاعت کرتا ہے تمھاری کیا راے ہے پتلی نے
کانون پر ہاتھ رکھکر کہا ملکہ یہ ساربان زادہ بڑا مکار ہے اسکی بات کا کیا اعتبار ہے چاہتا ہے فقرہ دیکر آپ کو
قتل کرے یہ سنکر غزالہ بہت جھلائی کہا ارے جلد میدان خونی کی تیاری کرو شبیہ سامری نے عمرو کے
دل کا حال بتا دیا اُسی وقت جلادون نے عمرو و چالاک کو کھینچا لا کر زیر تیغ بٹھایا عمرو کا تڑپنا پھڑکنا
جلاد نے دونون کی گردن پر کونلے کا خط کھینچا خنجر لیکر کھڑا ہوا پکار کر آواز دی اے ملکہ عالم اول ہی سمجھکر دیکھیے
یہ عمرو عیار ہے اسکے خون کے دعویدار بہت ہین غزالہ نے کہا جلد دونون کا سر کاٹ لے جلاد خنجر کھینچکر
چلا عمرو نے سر اُٹھا کر طرف آسمان کے دیکھا کہا اے کریم کارساز وا ے رب بےنیاز مدد کر اس بلا کو ہمارے
سر سے رد کر مطلب کہ جو عمرو نے دعا کی باب اجابت وا تھا فوراً دعا قبول ہوئی ملکہ گلگونہ زنگین پوش
کنیزون کو ہمراہ لیے تخت پر سوار اُسی راہ ہو کر جاتی تھین سر جھکا کر دیکھا خواجہ عمرو و چالاک زیر تیغ بیٹھے
ہین جلاد قتل کیا چاہتا ہے یہ حال دیکھکر قلب تھرا گیا ہاتھ ہلا دیا برق تڑپکر گری دونون جلاد دو ٹکڑے ہو کے
سر اُڑ گئے گلگونہ نے پکار کر آواز دی او غزالہ مردود جادو مارا گیا بیٹھے رہائی پائی اب افراسیاب بے
سمجھا جاویگا غزالہ نے گولہ مارا ملکہ نے کہا مین اسپر کیا سحر کرون پھر اشارہ کر دیا ساتھ والیون نے آواز دی
او غزالہ تو نے غضب کیا ہماری ملکہ سے دشمنی کی چہار جانب سے کنیزون نے غزالہ کو گھیر لیا بلوہ کر کے
گرفتار کیا کشان کشان سامنے ملکہ گلگونہ کے لائین کہا حضور یہ گنہگار حاضر ہے گلگونہ نے مٹھی خاک کی
اُٹھا کر سر پر غزالہ کے ڈالدی ہر سر مو سے شعلہ ہاے آتش نکلے غزالہ جلکر خاک ہو گئی جادو کنیزین
غزالہ کی سامنے ملکہ گلگونہ کے آئین عرض کی حضور ہم تو بےخطا ہین ہمین معاف فرمایئے ملکہ گلگونہ نے
اُن سب کو مطیع اسلام کیا خواجہ عمرو کو آ کے رہا کیا چالاک کو بھی قید سے چھڑایا کہا آپ لوگ لشکر کو چلین
مین بھی حاضر ہوتی ہون خواجہ عمرو و چالاک روانہ ہوے بعد ان دونون کے جانے کے ملکہ گلگونہ اپنے
تخت پر سوار ہو کر طرف لشکر اسلام کے چلین افراسیاب طرف سے خواجہ کے مطمئن ہو کہ مین پاس
مردود کے قید کرا آیا ہون تا قید حیات وہان سے رہائی نہوگی اس سوچ مین بیٹھا تھا کہ ناسوز زنخوا

اگر پہونچا ساتھ ستر ہزار ساحران زبردست ہمراہ ہین ایک طرف آکر بارگاہ استاد گرامی افراسیاب کا
آکر دامن پکڑ لیا کہا حضور غلام آپ کا قنطور کہان گیا افراسیاب نے کہا اسکو عمرو نے مارا مین نے
آسے پاس مردود کے قید کر دیا ہی خود برائے گرفتاری گیا مہرخ و بہار کی سرکشی بڑھتی جاتی ہی جو ساحر
گیا علف شمشیر آبدار ہوا ناسور نے کہا غلام کو حکم ملے کہ اُن سب کو گرفتار کر کے لاؤن ہر چند افراسیاب نے
کہا کہ اے ناسور ابھی تامل کرو ناسور نے کہا مین نہ مانونگا جاتے ہی قیامتین برپا کر دونگا عمرو کو بلوائیے
مین اپنے ہاتھ سے قتل کرون بھائی کے خون کا بدلا لون میرا بھائی مارا جائے اور قاتل اُسکا زندہ رہے
آپ کی عنایت سے غلام کو سب طرح کا اختیار ہی افراسیاب نے کہا طلسم مین قید میعادی ہی اندر میعاد کے نہین قتل کر سکتے
کاہنان طلسم کی ممانعت ہی اگر کسی کو قتل کرین تو طلسم مین فتور برپا ہو تم مہرخ و بہار کو گرفتار کر کے لاؤ بنام
مردود کے مین نامہ لکھونگا عمرو کو حوالے کر دونگا تم اپنے ملک مین جا کر قتل کرنا یہ بھی سامری نامے مین
مرقوم ہی کہ جہان عمرو کا خون گریگا وہ زمین آباد نہوگی ناسور نے اُسی وقت طرف پشتہ رنگین حصار کے
کوچ کیا منزلین طی کرتا ہوا جاتا ہی [illegible] نے یہ خبر ملکہ مہرخ کو پہونچائی کہ ناسور زخمخوار اپنے بھائی کے
خون کا معاوضہ لینے آتا ہی ملکہ مہرخ نے کہا کیا افسوس کا مقام ہی کہ خواجہ عمرو کو افراسیاب پکڑ کے لیگیا
چالاک تلاش مین گئے ہین افراسیاب نے اُس ساحر کو روانہ کیا کہ جسکا مثل و نظیر نہین برق تڑپکر اپنے مقام
سے اُٹھا کہا آپ نہ گھبرائین مین اُسکی مشکین باندھکر لاتا ہون مخمور نے کہا ذرا سمجھ بوجھ کے جانا یہ بڑا ساحر
زبردست ہی اسپر یکایک ہاتھ نہ ڈالنا ورنہ مشکل ہوگی برق نے کہا مین ابھی لیکر آتا ہون یہ کہکر چلا پھرتا
پھرتا ایک پہاڑ پر پہونچا سر اُٹھا کر دیکھا لشکر ناسور فروکش ہی عقل سے سمجھ گیا کہ یہی لشکر ناسور کا ہی
پہاڑ سے اُتر کر لشکر مین آیا دیکھا کنارے پر لشکر کے ایک جادوگر بیٹھا ہوا پوجا پاٹ مین مصروف ہی برق
اُسکے پاس گیا جھک کر سلام کیا ساحر نے پوچھا کون کہا حضور آپ کے بھائی ہین نوکری کے واسطے آئے
ہین غرض ہوا اُسی جادوگر کو مار کر سامنے ناسور کے جاؤن باتین کرتے کرتے شراب مین بیہوشی ملا کر پیش
کی اُس جادوگر نے جام ہاتھ مین لیا چاہتا ہی پیے وہان ناسور بیٹھا نقشہ دیکھ رہا تھا بے اختیار ہنس پڑا
ساتھ والون سے کہا میان برق اُس بیچارے جادوگر کو گرفتار کیا چاہتے ہین ایک ساحر جائے جلد گرفتار کر کے
لائے ایک جادوگر تہمتن جادو مصاحب ناسور کا چلا یہان وہ ساحر جسکو برق نے جام دیا ہی یہ جلسہ
ہاتھ مین لیے ہوئے ہی برق اشعار پڑھتے ہین ہر مرتبہ فرماتے ہین بعشق سامری نوش فرمائیے القاب

جمشید پڑھتا ہوں ساحر حیران دیکھ رہا ہے برق نے کہا اب دیر نہ کیجیے اس جادوگر نے جام
منھ سے لگایا پیتے ہی گھبرایا اس شراب میں کیا تھا کوئی آسمان پر لیے جاتا ہے برق نے کہا ذرا اٹھ کر ٹہلیے
وہ جاکر اٹھا لڑکھڑا کر گرا برق نے خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم تہمتن فیلزور ارے نے
غضب کیا ملازم شاہی کو مارا برق نے دیکھا ایک جادوگر آسمان سے آتا ہے برق نے کمر سے ایک ترنج
سبز نکالا آواز دی او تہمتن تجھے قضا لیکر آئی ہے تہمتن زمین پر قائم ہوا چاہا سحر کروں برق نے ترنج
پھینک مارا اُس نے غصے میں ہاتھ مارا ترنج پھٹا پانی کی چھینٹیں اڑیں چند قطرے دماغ پر پڑے لڑکھڑا کر گرا
برق نے اُسکو خنجر مارا لشکر کے جادوگر لینا لینا کہکر دوڑے برق جست دخیز کہکر نکل گیا ناسور نے
کہا غضب ہوا تہمتن کو مار کر برق نکل گیا ابھی بلاتا ہوں ملکہ حیرت کے سامنے قتل کرونگا فوراً سوار
ہوا ملکہ حیرت کو خبر ہوئی کہ ناسور آتا ہے عیاروں نے بہت ستایا یاقوت و زمرد زیرزادیوں کو
واسطے استقبال کے بھیجا خود کنارے پر لشکر کے ٹہلنے لگی کہ ناسور آکے پہونچا ملکہ حیرت کو سلام کیا کہا حضور
نے سنا برق عیاری کرکے نکلگیا دیکھئے میں ابھی بلاتا ہوں کنارے پر لشکر کے اوترپڑا ملکہ حیرت سے کہا
آپ جاکر آرام فرمائیں میں ابھی برق کو لیکر آتا ہوں یہ کہکر خود چلا برق ایک غار میں چھپا ہوا تھا اس نے
غار سے دیکھا کہ ناسور جنگل میں دوڑا دوڑا پھر رہا ہے برق غار سے نکلکر بھاگا جنگل میں دیکھا ایک گنوار چلا
آتا ہے برق نے جھپٹ کر اُسے حباب مارا بیہوش کرکے اپنی صورت اُسے بنایا ہوشیار کرکے آئینہ ہاتھ میں دیا
کہا دیکھو خداوند نے کیا مرتبہ تمکو دیا تم کایا پلٹ ہوئے یہاں سے سیدھے چوک میں جاؤ ناسور زنخوار تمھیں
تلاش کررہا ہے پکار کر نعرہ کرنا منم تہمتن برق فرنگی تجھے قتل کرنے آیا ہوں وہ ساحر ہے گرفتار کرے گا
جس وقت قتل کرنے کا ارادہ کریگا سامری و جمشید تمکو بادشاہ کرینگے گنوار اکڑتا ہوا چلا برق کنارہ ہو گیا
دور سے ناسور نے دیکھا برق فرنگی آتا ہے تڑپ کر گرا کہ میں پنجہ دیکر بھاگا گنوار نے نعرہ کیا او بیحیا میں
تجھے قتل کرنے آیا ہوں ناسور کب سنتا ہے ملکہ حیرت بارگاہ میں بیٹھی ہیں کہ غل ہوا ناسور برق کو پکڑ لایا
قتل کیا چاہتا ہے گھبراکر چلیں کہ جاکر منع کروں کہ خبردار برق کو بدون حکم افراسیاب نہ قتل کرنا ناسور نے
لشکر میں پہونچتے ہی کہا ارے کوئی جلاد کو لاؤ جلاد نے آتے ہی حکم پوچھا ناسور نے حکم قطعی دیا جلاد نے ہاتھ
تلوار کا مارا برق نقلی کا سر کٹکر گرا غل ہوا برق مارا گیا ہرکارے لشکر کے یہاں موجود تھے یہ خبر لیکر بھاگے
ملکہ مہرخ سے جاکر اطلاع کی مہرخ و بہار رونے لگیں ہر ایک کا یہی قول تھا کہ ایسا جانباز سرفروش مارا گیا

سب سردار پریشان ہو رہے تھے خواجہ عمرو د چالاک آکر پہونچے تمام سرداروں کو گریاں و نالاں دیکھ کر
عمرو نے پوچھا ارے کیا ہوا ملکہ بہرخ نے کہا خواجہ غضب ہوا برق فرنگی کو ناسور زنخوار نے مار ڈالا
چالاک کا رنگ رو متغیر ہو گیا خواجہ نے سر پیٹ لیا کہا بڑا غضب ہو گیا قیامت کی عیاری کرتا تھا آج
میرا بازو ٹوٹ گیا چالاک ابھی پچھاڑیں کھا رہا ہے خواجہ نے کہا او چالاک کیا مثل عورتوں کے روتا ہے
ہم زندہ ہوں اور برق مارا جائے جاکر اُس کے قاتل کو قتل کر چالاک روتا ہوا چلا جب چالاک جا چکا تو
خواجہ نے کہا میں بھی جاتا ہوں ایسے جلاد سے خدا بچائے ناسور نے جب برق نقلی کو قتل کیا ملکہ حیرت نے
آکے دیکھا سر پیٹ لیا کہا اے ناسور یہ تم نے کیا کیا کیا افراسیاب اس کو نہ قتل کر سکتا تھا جب گرفتار کیا قید
رکھا اسی خیال پر کہ تین پڑے کے پیادہ کو کیا قتل کریں انکو قتل کرنے سے کیا نفع ہوگا ناسور نے کہا اسنے بڑی بے ادبی
کی میرے ساحروں کو قتل کیا تمھیں میرا مصاحب خاص اسطرح مارا گیا کہ مجھ سے صبر نہ ہو سکا آپ کیوں گھبراتی ہیں ملکہ
حیرت نے کہا ہر چند کہ ناتیا قید ہے مگر کالیا بغدہ تانے پھرتا ہے اس سے جان بچانا مشکل ہوگا شبیہ نے کہا
کہ لشکر سپہ سالار ہے کہا اے ملکہ عالم آپ کیوں گھبراتی ہیں ہم سب انتظام کر لیں گے ہم سے بچکر عیار کہاں جائینگے
یہ کہتے کہتے شبیہ گالیاں دینے لگا خدمتگار اُگالدان لیے پہلو میں کھڑا تھا اُسنے کہا حضور بمقدمہ عیاران کلمات
سخت نہ کہیئے گا وہ بھی قوم کے شریف ہیں شبیہ نے کہا تجھے کیا دخل ہے خدمتگار نے کہا دیکھیے شہنشاہ ساحران
منع کرتے ہیں جیسے ہی شبیہ اسطرف پلٹا خدمتگار نے نعرہ کرکے خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک اندھیرے میں
کئی جادوگروں کو مار کر چالاک نکل گیا ملکہ حیرت نے کہا اے ناسور تم نے دیکھا ناسور نے کہا میں ابھی
بلوالاتا ہوں میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جائینگے حیرت نے کہا غدر ہو جائیگا بیٹھنا اٹھنا مشکل ہوگا سب میں
زیادہ کالیا ہزاروں جادوگروں کو مار ڈالے گا ناسور نے کہا آپ جاکر آرام فرمائیے میں سمجھ لونگا سرداروں کی
بھی فکر کروں گا طبل جنگی بجواؤنگا بہار و مخمور کی مشکیں باندھونگا اب انکو زندہ نچھوڑونگا یہ کہکر کہا اے
اشہب تیز گام چالاک کو جلد لاؤ دیکھا پہلو سے ایک مرکب بازہ براق مرصع کار مثل ماہِ نو گنڈہ کیے ہوئے
گلے میں ہیکل چھم چھم کرتا ہوا سامنے آیا ناسور نے کہا جلد جا زندہ عمرو کو لیکر آ وہ گھوڑا اڑا ایسے بھرتا ہوا چلا
چالاک صحرا میں کھڑا تھا اُسنے دیکھا ایک گھوڑا ساز سے آراستہ قریب آکر کھڑا ہوا چالاک جدھر ہٹتا ہے
گھوڑا اسطرف جاتا ہے آخر کار چالاک قریب آیا گھوڑا اسطرح جھکا کہ چالاک کو اپنے اوپر سوار کر لیا اب
چالاک ناچار ہوا باگ پر ہاتھ ڈال دیا مرکب لیے ہوئے چالاک کو لشکر ناسور میں پہونچا ناسور نے

جو چالاک کو دیکھا کہا اے ملکۂ عالم دیکھیے عیارون کی یہ حقیقت ہے جادوگرون سے کہا اسے گرفتار کر لو چالاک
کو مسلسل کر کے سامنے لائے چالاک نے بہ نگاہ حسرت طرف ملکہ حیرت کے دیکھا حیرت نے کہا اے ناسور
یہ عمرو کا بیٹا ہے جبتک عمرو گرفتار نہو اسکا قتل کرنا مناسب نہین ناسور نے کہا مین ابھی عمرو کو بلاتا ہون
یہ کہکر اُسی مرکب سے کہا اے اشہب جاؤ عمرو کو لاؤ گھوڑا طرارے بھرتا ہوا چلا خواجہ عمرو نے دیکھا گھوڑا
میری جانب آتا ہے خواجہ نے گلیم اوڑھ لی گھوڑا اُسی مقام پر آیا گرد خواجہ کے پھر رہا ہے خواجہ گلیم اوڑھے
کھڑے ہین مرکب کبھی ٹیپے بھرتا ہے ٹاپین مار رہا ہے عرصۂ دراز تک گھوڑے نے یہ حرکتین کین عمرو کو نہ پایا ناچار
ہو کر پلٹا ناسور اور حیرت کھڑے ہین کہ گھوڑا پلٹ کر آیا ملکہ حیرت نے کہا کیون اے ناسور دیکھا تو نے کہ
عمرو دستیاب نہوا ناسور زمخوار نے کہا اے ملکۂ عالم اب مجھے حال معلوم ہوا اُسکے پاس گلیم عیاری ہے وہ چیز
بزرگون کی دی ہوئی ہے اُسپر سحر تاثیر نہین کرتا جب اُسنے گلیم اوڑھ لی اشہب گرد پھرا کیا اُسکو نہ دیکھ سکا
مین اُسکو اور تدبیر سے گرفتار کرونگا کل سردارون کو تو گرفتار کر لون عمرو کو اور طور سے پکڑ لونگا اب کہان
جائیگا آپ جا کر طبل جنگی بجوائیے دونون لشکرون مین طبل جنگی بجا خواجہ لرزان و ترسان اپنی بارگاہ مین آئے
مہرخ نے پوچھا کیون خواجہ خیر تو ہے عمرو نے کہا ناسور زمخوار جو آیا ہے یہ بہت بڑا جادوگر ہے خدا اُسکے شر سے
بچائے چالاک کو گرفتار کر لیا بہار نے کہا خواجہ آج کل باہر نہ نکلیے دونون لشکرون مین تیاریان ہو رہی
ہین ناسور نے شہلائے مردار خوار ایک ساحر زبردست ہے اُس سے کہا کل میدان کارزار مین تم نکلنا
مین الگ سے مدد کرونگا بڑے بڑے ساحرون سے مقابلہ ہے مثل باغبان قدرت و معمار لیے صاحبان
شوکت یہ میدان مین نکلینگے شہلائے مردار خوار نے عرض کی مین سمجھ لونگا جنکے آپ نے نام لیے انکی تو کچھ حقیقت
نہین ہے اسی ہنگامے مین چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا صدائے مرغ سحر بلند ہوئی لشکر میدان
کارزار مین جانے لگے ملکہ حیرت تخت پر سوار لشکر کو لیے ہوئے آئی ہے اُدھر سے لشکر مہرخ تیار ہو کر میدان
مین آیا ملکہ مہرخ نے دیکھا لشکر کفار آ کر جما ملکہ حیرت تخت پر سوار تمام ساحران غدار گھیرے ہوئے ہین
شہلائے مردار خوار لشکر کو آراستہ کر رہا ہے کہ ناسور زمخوار بھی آ کر پہونچا شہلا نے اجازت لی میدان کارزار
مین آیا پکار کر آواز دی کہ اے فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنائے مرگ ہو نکلے ملکہ مہرخ نے سر اُٹھا کر چہار جانب
دیکھا مخمور نے اپنا طاؤس بڑھایا ملکہ مہرخ سے اجازت لی طاؤس بڑھا کر چلین جب قریب پہونچین تو شہلا
نے دستک دیکر آواز دی اے عقاب اسے لینا آسمان پر سنّاٹا ہوا ایک عقاب پیدا ہوا اتر کر چلا کہ ملکہ مخمور کو

پنجے مین دباکر اٹھا لے مخمور نے آواز دی اے طاؤس لینا ایک طاؤس پیدا ہوا طاؤس و عقاب مین قتال
ہونے لگے چلکر پر ٹوٹ ٹوٹ کے زمین پر گرے دونون نے منھ سے شعلہائے آتش چھوڑے اول عقاب جلا
اُسنے پرون سے چنگاریان گرائین طاؤس بھی جلا دونون نے پھر دشمنین دین شیران صحرا پیدا ہوئے آپسمین
لڑے آخر دونون نابود ہوئے شہلا نے غصے مین ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا زمین کانپی ایک شعلہ چمکا مخمور
کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا قریب تھا کہ لہرا کر گرے کہ مخمور نے آواز دی ارے مجھے بہت شاق ہے دل
ترود منزل سحر جدید کا مشتاق ہے ایک نازنین مشعل ہاتھ مین لیے ہوئے پیدا ہوئی عکس مشعل کی جو مخمور پر پڑی
یا تو چہرہ دُھان تھا یا چہرے پر سرخی آئی کیا کیفیت بیان کرتین مخمور نے جھوم کر آواز دی اے نعمان گلعذار
شہلا کو لینا پہلو سے آواز آئی حاضر شہلا نے پلٹ کر دیکھا ایک نازنین حسین گلرخسار کبک رفتار شیرین گفتار
مسکرا کر سامنے آئی جھک کر سلام کیا شہلا نے جو جمال مہر تمثال دیکھا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا کہا کیون ملکہ
عالم کیونکر آپکا اتفاق ہوا کہا تمھارے مشتاق ہو کر آئے ہین ملکہ حیرت نے پکار کر آواز دی اے ناسور خبر لو
شہلا کا خاتمہ ہوا چاہتا ہے ناسور نے دستک دی کچھ ہونٹھ ہلائے ایک برق چمک کر گری کہ اُس نازنین کے
دو ٹکڑے ہوئے مخمور کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا زمین سے غبار اڑا اُس غبار نے خاک مین ملا دیا ملکہ مخمور
اُڑ مکڑا کر گرین شہلا نے چاہا گرفتار کرون ناسور ملکہ حیرت سے کہہ رہا ہے حضور نے خوبصورتی سحر کی دیکھی شہلا
نے چاہا مخمور کو اُٹھا لون کہ پہلو سے آواز آئی او ناہنجار او بدکردار دیکھ تو شہنشاہ کا کیا حکم ہے شہلا نے پھر کر
دیکھا ایک شیر سوار شیر کو اُڑائے ہوئے آتا ہے کاغذ ہاتھ مین تھا قریب پہونچکر نامہ ہاتھ مین شہلا کے دیا اُسنے
نامہ کھولا کاغذ جو کھلا ہوش اُڑی ارے کلکر کرا نامہ دار نے نعرہ مار کر نعرہ کیا نعرہ مہتر قہران

سر تیغ الماس چون باد بہاری | بجان سر نیزہ در خنجر گزاری
بمیدان اژدر آتش فشانم | منم مہتر قہران شیر ژیانم

نعرہ مار کے جست کر کے بھاگے ایک شعلہ چمکا آندھی سیاہ اٹھی آواز آئی
تھی مرا نام من شہلا ہے مردار خوار رو ناسور زخمی ہوا اسنے پلٹکر دیکھا ملکہ مخمور مثل برق جہندہ تڑپ رہی ہین
پکار کر آواز دی اے ملکہ حیرت جادو دو کسیکو بھیجو ملکہ حیرت نے کہا اے ناسور دیکھا تمنے ناسور نے کہا دیکھے
تماشا دکھاتا ہون آپ علیحدہ رہین یہ کہکر گل اُٹھا کر ایک جلا ملکہ مہار نے دیکھا کہ مخمور پر پلو کہ فاذ کا ہو لے
... نسرین و نسترن و غنچہ و لالہ و سوسن و رشک تین و شگوفہ و بنفشہ ...
... خزان اُنہیں جیسے ملکہ مہار نے ہاتھ ہلایا کنیزون نے دف و دائرہ بجایا چند کنیزین خوش آواز ...

گداز یہ چند اشعار بہ الحان گانے لگین اشعار

ہستی سے میرا نام و نشان تک مٹا دیا — خوش ہو گئے جو خاک مین مجھکو ملا دیا
کیا جانے تمنے کونسا فقرہ سُنا دیا — سوتے ہوئے کو خواب لحد سے جگا دیا
خط کا فروغ گالون سے گالون کا خط سے حُسن — ہالے کو چاند چاند کو ہالہ بنا دیا
کہتا ہی سُنکے میرا پیام طلب وہ شوخ — کیون آئین کچھ کسی کا ہی سمجھے لیا دیا
پہلو مین دی جگہ نہ کبھی دل کی شکل سے — جب پاس آکے بیٹھ گیا مین اُٹھا دیا
فرقت مین تھا قیامتِ کبرا کا سامنا — نالون سے خفتگان لحد کو جگا دیا
اللہ ری حرارت سوزِ فراقِ یار — ہر استخوان کو آگ کا شعلہ بنا دیا
موسیٰ وفور نور سے غش کھا کے گر پڑے — تمنے جو اپنے حسن کا جلوہ دکھا دیا

ایسے اشعار سبت سے کنیزون نے گائے پھول برسنے لگے پچکاریان چلین رنگ نے اپنا رنگ جمایا پھولونکی خوشبو جسکے دماغ مین پہونچی پھول گیا منقار جادو بارہ ہزار فوج کا افسر یا تو سحر کرتا ہوا آتا تھا یا رُکا پلٹکر پوچھا کیون بھائیو کیا ارادہ ہی ساتھ والون نے کہا ہم تو عاشق گلرخسار بہار ہین جی چاہتا ہی جا کر نثار ہون منقار نے کہا ہم تمھارے ساتھ ہین بہار نے پکار کر آواز دی شادی ہی خون کا رنگ کھیلو دشمنونکو ہمارے مارو ناسور زخمخوار کو گرفتار کرکے لاؤ معشوق کو بیاہ کے لیجاؤ وصل سے شادکام ہو عاشقان بہار دق مین نام ہو منقار جھوم گیا ساتھ والون کو لیکر ناسور پر جا پڑا ناسور نے دیکھا بارہ ہزار ساحر نے آفت برپا کردی خون کے دریا بہ گئے سب سے زیادہ منقار کو جوش ہی سحر کی بوچھار کردی گچھے پیکان کے مارے تیر برسنے لگے جس خطاکار کے سینے پر پڑا سنبھلکر اُٹھ نہ سکا گوشہ گیر ہوا پلے پر جا کر گرا زاغ لا لکا غلغلہ مزاج برہم خنجر بیدم شہنا کی آواز مین سعید گلے مین جھید تاشے چوبون سے سر پیٹتے تھے ہنگامہ گیرو دار بلند کفار روسیاہ ناسور نے جھلا کر ایک گولہ مارا منقار کا سر اُڑ گیا بارہ ہزار اسکے ساتھ والے [illegible] سب کٹ مرے لاشے دریاے خون مین لوٹتے تھے کئی ہزار کو مخمور نے مارا جسپر سحر کیا [illegible] مین نشہ آیا رعد و برق نے قیامت برپا کی برق لامع آ رہی تڑپی گری مصنف [illegible] [illegible] ناسور کے مارے گئے سارا میدان چمن لالہ زار بنا شکست و خیر گرتا ہوا ناسور [illegible] [illegible] گولہ جھولی سے نکالا پیشانی پر لگتا مارا اپنے خون سے گر کے تڑپا وہی گولہ بہار [illegible]

ملکہ مہیار نے انگلی اُٹھا دی گولہ پھٹا غبار زرد ظاہر ہوا اُس غبار زرد کی یہ تاثیر تھی کہ مہیار کا رنگ سحر شانے کی
تعبیر تھی ملکہ مہیار گرین گر کر بیہوش ہوئین مخمور رہ جا پڑین کہ مین مہیار کو اُٹھاؤن قریب مہیار ایک سر کٹا ہوا
پڑا تھا ثابت ہوتا ہو وہ سر اس سر سے آگاہ تھا قہقہہ مار کے ہنسا مخمور و مہیار غائب ہوگئین باغبان جادو
آسمان سے تڑپ کر ایک پنجہ گرا باغبان کو اُٹھا لیگیا رعد و برق بھی گر کے بیہوش ہوئے برق لامع نے
چاہا اُٹھا کر ون رعد و برق کو بچاؤن ناسور نے للکارا برق لامع بھی گر کر بیہوش ہوئی زمین شق ہوئی
رعد و برق و برق لامع اُسمین غائب ہوئے ناسور مار مار کرتا ہوا چلا جسپر جا پڑا اُسے بیہوش کیا ملکہ
مہرخ موسے کاکل کشا وغیرہ دو سو سردار گرفتار پنجہ تقدیر ہوئے کچھ اُسی خون کے دریا مین ڈوبے مہرخ
نے شکست فاش کھائی کنیزون نے بڑھکر عرض کی اے ملکہ عالم سب سرداران نامی آپ کے غائب ہوئے
ناسور منحوس نے سردارون کو غائب کر دیا لاشون سے میدان بھر دیا اب قدم نہین جمتا طبل امان بجوائیے
ملکہ مہرخ نے گھبرا کر کہا صاحبو دیکھو تو خواجہ کہان ہین ایک کنیز پشت پر ملکہ مہرخ کے حاضر تھی اُسنے دست بستہ
عرض کی مین خواجہ کو بلا لاؤن صلاح کیجیے یہ کہکر پشت تخل پر گئی مہرخ نے دیکھا خواجہ عمرو بیقرار و مضطر سامنے
آئے مہرخ نے کہا خواجہ آپ نے دیکھا کیسی لشکر کی تباہی ہوئی دو سو سرداران نامی و گرامی اُسکے سحر سے
غائب ہوئے مقام افسوس ہے بہتر یہ ہے کہ طبل امان بجوا دیجیے ناسور نے چاہا کہ لشکر کو جمع کرکے پھر حملہ کرون
کہ طبل امان پر چوب پڑی ناسور پلٹا ملکہ حیرت نے ناسور کو قریب بلا کر کہا اے ناسور حقیقت مین جیسا تمہارا
نام سنتے تھے ویسا ہی دیکھا کیا سحر کیے لیکن دو سو سردار ملکہ مہرخ کے لشکر کی جان کچھ غرق زمین ہوئے
کچھ پنجے آسمان سے گرے وہ اُٹھا کر لیگئے تمکو کچھ حال معلوم ہے کہ اُنکے لیے کیا ہوا عرض کی سب حاضر ہین ہان
غائب جادو قیدیون کو لاؤ دیکھا ایک آرا سے پر دو سو سردار زبانون مین سوزن ہاتھ پاؤن مین مار سیاہ لپٹے
ہوئے مثل حال زار سے سامنے آکر موجود ہوئے ملکہ حیرت نے کہا انکو حفاظت سے قید کرو عمرو چھوٹا ہوا ہے ایسا
نہو چھڑا لیجائے ناسور نے کہا کیا مجال جو کوئی قیدخانے تک آسکے ہان اے غائب جادو اپنے کو ظاہر کرو
ایک جادوگر سیہ فام بدانجام اکڑتا ہوا زمین سے نکلا ناسور نے کہا اے غائب جادو جسطرح تمہارا جی چاہے
شب بھر سوا سطے ان سب کو قید کرو چالاک کو بھی انھین مین شریک کرو غائب نے ایک خیمہ استادہ کرایا انھین
لیجاکر قید کیا آپ دروازے پر بیٹھا خیال ہے کہ اے غائب جادو یہ رات بہت سخت ہے سارہان زادہ
ہوتا ہے ضرور آج عیاری کریگا اس خیال سے بیٹھا ہوا چار جانب دیکھ رہا ہے مسطیر جادو اسکا خدمتگار قدیم

بادار مصاحب ندیم سامنے حاضر ہو مطیر سے غائب نے کہا تم اسباب سحر لا کر رکھو صبح کو سب قتل کیے جائینگے یقین ہو
مہرخ بلوہ کرے لڑ بھڑ کر اسکو بھی گرفتار کر لینگے مطیر نے ماش کے دانے کچھ مرغ گرفتار شدہ لا کر پاس رکھدیے
غائب نے کہا ایک شیشہ پانی کا بھر کر لاؤ روئی بھی لا کر رکھو ایک ابر تیار کرونگا مسلمانون پر گراؤنگا مطیر
بازار مین آیا شیشے کی تلاش ہو کہ ایک جادوگر نے آکر سلام کیا کہا آپ کو کس شے کی تلاش ہو کہا ایک شیشہ
چاہیے ہمارے مالک ابر سحر تیار کرینگے ساحر نے کہا میرے ساتھ آیئے مین آپ کو شیشہ دلوا دون اپنے
ساتھ وہ جادوگر لگا لیگیا ایک خیمے کی آڑ مین آکر کہا دیکھو میان غائب خود تشریف لاتے ہین مطیر لپٹا
ساحر نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے مطیر ارے کہکر ملیا ساحر نے جھٹکا مارا حباب مار کر بیہوش کیا اسکو نالے مین
ڈالدیا اُسکی شکل بنکر ایک شیشہ پانی کا لیا کچھ روئی کے گالے ہاتھ مین لیکر دوڑا ہوا آیا کہا اے شہنشاہ ساحران
جلد چلیے مین نے عمرو کو دیکھا ایک تختہ گلستان مین بیٹھا ہوا صورت بدل رہا ہے چلکر گرفتار کیجیے غائب خوشی
خوشی اُٹھا مطیر نقلی کے ساتھ چلا میان ناسور سحر درانی بارگاہ مین بیٹھا ہوا نقشہ دیکھ رہا ہے جب مطیر نقلی کے
ساتھ غائب کو لیکر چلا میان ناسور بیٹھا تلوار ٹیک کر اُٹھا یہ کہتا ہوا کہ غضب ہوا غائب کو عمرو لیے جاتا ہے
کیونکر روکون اس تردد مین چھپتا ہوا جاتا ہے خواجہ غائب کو لیکر ایک مقام پر آئے گھبرا کے کہا دیکھیے وہ سامنے
ساربان زادہ بیٹھا ہے جیسے ہی غائب دیکھنے کو جھکا عمرو نے حلقہ ہاے کمند گلے مین ڈالدیے حباب مار کے
بیہوش کیا خنجر مار اشکم چاک نصف پاک خواجہ اُسکے کپڑے اتارنے لگے کہ اُس مقام پر زمین شق ہوئی ایک
جادوگر زمین سے نکلا پکارتا ہوا اے عمرو منم غائب جادو تیری ہی تو فکر تھی کہ پہلو سے آواز آئی اے غائب
کیا کہنا کس لطف سے عمرو کو پکڑا غائب نے پلٹکر دیکھا ہمارا افسر تعریفین کرتا ہوا آتا ہے غائب نے جھک کے
سلام کیا کہا حضور مین جانتا تھا کہ سب سردار قید مین ہین عمرو آکے ضرور عیاری کریگا مین نے ایک پیر کو اپنی
شکل پر بٹھا دیا آپ غرق زمین ہوگیا یہی تدبیر کام آئی ناسور نے کہا دیکھو ملکہ حیرت کبھی آتی ہین غائب
پلٹا ناسور نقلی نے غائب اصلی کو خنجر مارا نعرہ کیا منم جانسوز بن قران مرتے ہی غائب کے ایک غبار بلند ہوا
آواز آنے لگی کشتی مرا نام من غائب جادو بود یہ آواز جو ناسور نے سنی چھپتا ہوا آتا تھا آسمان پر سے دیکھا عمرو
نے جانسوز کو گلے سے لگا لیا کہ رہے ہین اے فرزند بڑا کام کیا مجھکو تونے بچایا ناسور جلگیا وہین سے سحر کیا
دونون اڑ کر گرے ناسور زمین پر آیا دونون کو گرفتار کرکے لیچلا لا کر اُسی قید خانے مین عمرو و جانسوز کو
بھی قید کیا خبر غالم شیر دل لشکر مین عیاری کی تھا دور سے اسنے یہ معرکہ دیکھا کہ خواجہ و جانسوز گرفتار ہوگئے

دوڑتا ہوا بھاگا خدمت مین ملکہ مہرخ کی چلا۔ ملکہ مہرخ بارگاہ مین پریشان بیٹھی ہین تمام دنگل و کرسیان خالی
پڑی ہین آنکھون مین آنسو بھر کر فرماتی ہین سب ساتھ والے گرفتار بند تقدیر ہوئے ناسور بڑا ہی [illegible]
جب بہار وغیرہ گرفتار ہوئین میری کیا حقیقت ہے دیکھین تقدیر کیا دکھائے کہ ضرغام آکے پہونچا سب کیفیت
گرفتاری خواجہ و جانسوز بیان کی مہرخ نے کہا غضب ہوا خواجہ کے رہنے سے امید تھی کہ وہ سبکو چھڑائیگا
افسوس لشکر اسلام کا یون خاتمہ ہوا کس مصیبت سے لشکر جمع ہوا خواجہ نے کس کس کو مسلمان کیا بہار و مخمور
سب سردار گرفتار ہوئے اے ضرغام اب تمھارا یہ کام ہے کہ ہمکو خبر پہونچاؤ جسوقت وہ قتل کا انکے ارادہ کریگا ہم
بھی لڑ بھڑ کر جان دینگے اگر ہم زندہ رہے تو بیکار ہی نہین معلوم افراسیاب کس ذلت سے قتل کریگا ایسی ذلیل
ہونا کیا ضرور اب تمھاری خبر کے مشتاق ہین ضرغام بھی بہت رویا اسکے رونے پر سرداران باقی ماندہ رونے لگے
سحر کے انتظار مین آمادۂ مرگ و مہیائے قضا ہین مہرخ نے کہا انشاءاللہ یا تو کل اس ناسور کو مارا اپنے سرداروں کو
چھڑایا یا اپنی جان دی حیرت جادو سامنے ہوگی جنگ مین ضرور دخل دیگی یا سحر حیرت کون اٹھا سکیگا قیامت کا
سحر کرتی ہے کل ہمارے بھی سحر کا تماشا دیکھنا ناسور کو بھاگتے راستہ نہ ملیگا کہ چند دیر بند نے آکر خبر کی کہ لشکر مین
حضور کے بڑا انتشار ہے پلٹنین رسالے خالی ہوئے جاتے ہین سیکڑون تاجر دوکانین چھوڑ کر بھاگ گئے ہر ایک
کا یہی قول ہے کہ یارو اپنی جان بچاؤ اب یہان سے نکل چلو اب لشکر اسلام پر زوال ہے یہان ٹھہرنا مناسب
نہین ملکہ مہرخ نے فرمایا لشکر مین جاکر پکار دو کہ جسکو اپنی جان کا خوف ہو وہ نکل جائے ہم نہین چاہتے کہ ہمارے
ساتھ تم بھی جان دو ہم تو ضرور جان دینگے خواجہ ایسا محسن قتل ہو اور ہم اپنی جان بچائین چار پہر رات
اسی ہنگامے مین بسر ہوئی جب جلاد نیر اعظم خنجر انتقام ہاتھ مین لیکر نیزہ خطوط شعاع علم فوج ضیا ہمراہ میدان چرخ
زبرجدی مین برآمد ہوا فوج ماہ تابان نے شکست کھائی قلعہ مغرب مین جاکر فوج ثوابت و سیارگان چھپی ناسور
مغرور دل کرتا ہوا اٹھا ہر طرف ہنگامہ ہے کہ آج مسلمان قتل ہوتے ہین دارین استادہ ہو رہی ہین جلادان حرص
طینت میمون خصلت ابروؤن پر بل پڑے ہوئے خنجر برہنہ ہاتھ مین شلنگین لگا رہے ہین پکار رہے ہین بیت
سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست ❊ مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست ❊ جسکا سر رشتۂ حیات منقطع
ہوا اسکا پیمانۂ عمر لبریز ہوا کون مغضوب درگاہ سلطانی ہے تیغہ باڑھدار بازو پر قوت رکھتے ہین گنہگار کو موت کا مزا
چکھاتے ہین قتل کرنا ہمارا کام ہے جلاد ہمارا نام نہین دل مین رحم کا نام نہین ناسور نے حکم دیا قیدیان بلا کو لاؤ
ساحر دوڑے ملکہ بہار و باغبان وغیرہ کو زار بے پرستار کیا خواجہ عمرو و جانسوز چالاک سرنگون تختے کا [illegible]

حسرت و یاس گریبان گیر قتل کی تدبیر حیران حیران چہار جانب دیکھ رہے ہیں نہ معین نہ مددگار نام پروردگار زبان پر بیقرار و مضطر طرف آسمان کے ہاتھ بلند کیے بے اختیار پکار رہے ہیں کہ اے معبود حقیقی رب تحقیقی اس آفت ناگہانی سے بچائے اگر تیری عنایت ہو یہ مشکل چشم زدن میں آسان ہو بندون پر تیرا احسان ہو

نظم

بنه نه داغ محبت درون سینه چه داغ ۔۔۔ که مثل لاله ازان داغ بشگفد صد باغ

بمال دولت دنیای دون نه بند دل ۔۔۔ چو شد مجرد و تارک نقیر اهل فراغ

برین قیام و برین زندگی چرا دارد ۔۔۔ امیر صاحب دولت بجاه و خوش دماغ

بگو هر آنچه بود راست خالی از کم و کاست ۔۔۔ که نزد صاحب تفریق واجب است ابلاغ

ز سرخ و زرد و سفید جهان مشو نازان ۔۔۔ بچشم غور ببین هر آنکه این اصباغ

همیشه گلشن عالم بهار گل باشد ۔۔۔ نه آشیانه بلبل گهی نشیند زاغ

دوباره دیده زمستی بروی کس نگشاد ۔۔۔ هر آنکه از می توحید نوش کرد ایاغ

بجستجوی گل اندر جهان بحالت زار ۔۔۔ کسی بباغ رود عندلیب گه در راغ

ازین سرای جهان هر کسیکه رحلت کرد ۔۔۔ کسی نیافت ازان گم شده دوباره سراغ

بهر زمان و بهر موقع و بهر موسم ۔۔۔ برنگ تازه و بدرنگ باغ را اصباغ

طلب ملک کے سب دعائین کر رہے ہین ادھر ہرکارون نے خبر ملکہ مہرخ کو پہونچائی کہ جملہ سردار قریب دار پہونچ گئے قتل ہوا چاہتے ہین ملکہ مہرخ یہ سنکر گھبرا گئین طاؤس پر سوار ہوئین ڈیڑھ لاکھ ساحران غدار ثابت قدمان کوہ وفا ساحران یکتا سب ملکہ مہرخ کے ساتھ ہین عرض کرتے ہین جان دینگے اپنے سردار کو چھڑا لینگے میان ناسور زخمخوار انتظام کر رہا تھا قصد ہوا کہ سردارون کو دار پر کھینچون کہ ملکہ مہرخ کا نعرہ ہوا ڈیڑھ لاکھ فوج سے آگ اور سحر چلنے لگے ناسور نے دیکھا ملکہ مہرخ آج شعلہ جوالہ بنی ہوئین کسی پر ترنج سحر کسی پر خنجر پھینک مارا کبھی گچھے پیکان کے کھینچ مارے دس ہزار تیر برسے صدہا ہزار جادوگر مرگئے ناسور دیکھ رہا ہی کہ کسی مقام پر ملکہ مہرخ قائم ہون تو سحر کرون زخمی کرون یا گرفتار کرلون ملکہ مہرخ کسی مقام پر قائم نہین ہوتین کبھی کسی جادوگر کو صورت زیبا دکھائی اسنے آہ کا نعرہ کیا بیقرار ہوکے

اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا اشعار

بے صبر کو کہاں تپ داغ جگر سے فیض ۔۔۔ گلچین کو کب ہوا ثمر بار ور سے فیض

زاہد نگاہ پھر کے وہ بیدرد دیکھ لے
اتنا ہوا نہ خدمت اہل نظر سے فیض

یاد خط نگار ہے ہم زہر کھا مرے
کیا آب زندگی کا ہوا ہو خضر سے فیض

بالطبع گر کرم ہو تو مفلس بھی ہے کریم
ہوتا ہے سائے کا شجر بے ثمر سے فیض

شب بھر کیا ہے سجدہ بفیاض کا گلہ
تو بھی عیان ہوا نہ دعا سے سحر سے فیض

ترسا صنم پہ مر گئے ہم آہ جب نہین
جاری مسیح کے لب اعجاز اثر سے فیض

تصویر ہستہ تری مجھے تسکین دل کہان
کیا خاک تشنہ کام کو آب گہر سے فیض

کیونکر نہ غم ہو خلق کو مومن کی مرگ کا
تھا سب کو اُسکی ذات سراپا ہنر سے فیض

اسطرح صد ہا گلے کاٹ کر مر گئے ایک جادوگر فغفور رجادو نامے اُسنے ملکہ مہرخ کو تاکا جیسے ہی ملکہ تڑپ کر زمین سے نکلین اُسنے گولہ مارا ملکہ مہرخ نے خالی دیکر کمر مین پنجہ دیکر بالا سے آسمان لائین ہرچند فغفور تڑپا پھڑکا مگر ملکہ کے پنجے سے نہ چھوٹا چیر کر فغفور کو پھینکدیا قتل کرنے مین جو فغفور کے عرصہ ہوا ناسور نے سحر کیا ملکہ نے چاہا مین اپنے کو مخفی کرون اس زور سے جھونکا ہوا کا چلا کہ زمین پر گرین قصد کیا کہ برق بنکر اسپر گردون ناسور نے کارد سحر اپنے خون مین رنگین کر کے پھینک ماری مہرخ نے اپنے کو بہت بچایا لیکن شانہ نشانہ ہوا دوسرا سحر ناسور نے پھر کیا خنجر پھینک مارا کہ سر اُڑ جائے مہرخ نے ہاتھ مارا خنجر کے دو ٹکڑے ہوے قبضہ ٹوٹ کر الگ گرا پھل سر پہ پڑا سر زخمی ہوا ملکہ کا سر زخمی ہونا تھا کہ وہ تڑپین موقوف ہوئی ایک مقام پر قائم ہوگئین مثل شمع سحری چہرہ زرد لب پر آہ سرد دل مین درد میدان کارزار گرد پھرا اب ناسور طرف فوج کے متوجہ ہوا جب گولہ مارا دو سو کے سینے کو پھاڑ کر نکل گیا کبھی دستھر مارا زمین تھرائی ایک غار پیدا ہوا دو چار سو اُسمین غرق ہو گئے تھوڑے ہی عرصے مین پچاس ہزار ساحر مارے گئے اب ہرچند ملکہ مہرخ نے چاہا لشکر کو روکون فوج کے قدم نہ رکے لشکر پر شکست فاش ہوئی ملکہ مہرخ نے جان لڑادی کہ سپاہ وغیرہ کو روکون مگر وہاں تک نہ پہونچ سکین ناسور گردا گرد اُن کے چرخ مار رہا ہے کسی کو قریب نہین آنے دیتا اُسوقت ملکہ مہرخ کی بیقراری پکار کر آواز دی صاحبو نکل جاؤ افسوس جو ہمنے چاہا وہ نہوا جو اُسکی مرضی ہماری تقدیر مین ان سب کے داغ اُٹھانا تھے کلام حسرت انجام مہرخ پر سب رو رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہے کہ برسون مین لشکر تیار ہوا ایک دن مین تباہ ہو گیا ہے لوگ بھاگ کر کہان جائین جان جائیگی امان نہ پائینگے ناسور کہتا ہے زمین سے کسی کو زندہ نہ جانے دونگا آج سب کا خاتمہ کر دونگا بڑے زور و شور سے

سحر کر رہا ہی ہزارون جادوگر تڑپ تڑپ کے مرے ملکہ مہرخ نے بیقرار ہو کر آواز دی ای کریم کارساز ای رب بینیاز
اپنا رحم شریک کر اب تو نوبت بجان و کارد بہ استخوان ہین ای معبود وقت امتحان ہی بیقرار ہو کر جو ملکہ مہرخ
نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا آسمان پر ابر سیمابی پیدا ہوا رعد کی گرج برق کی تڑپ ہزارہا طائران
نغز سرا زیر ابر زمزمہ سرائی کرتے ہوے ابر منقش نقش و نگار سے آراستہ گلہاے رنگارنگ نخلہاے بوقلمون شاخہا
عمدہ ثمرہاے گوناگون سے ہری بھری بلبلون کی زمزمہ سرائی پھولون کی رعنائی و زیبائی تو جب آکر وہ ابر شق ہوا
سب نے دیکھا ملکہ گلگونہ رنگین پوش چالیس ہزار کنیزان خوشرو خوشخو خوشپشت پر اسباب سحر سے آراستہ ملکہ گلگونہ
نے جو یہ ہنگامہ دیکھا کسی کو پہچانتی نہ تھین خواجہ کرار ابے پر پایا چالاک بھی قید تھا دو زن کو پہچانا دین سے
نعرہ کیا او ناسور مغرور لعین نے پہچانا ملکہ حیرت جادو کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا یاقوت ذومرد سے کہا
شہنشاہ نے غضب کیا ایسی معشوقہ خوبرو کو مردود کے سپرد کیا تھا معلوم ہوتا ہی شریک مسلمانان ہو گئی او ناسور
اسکو روکنا اگر یہ زمین پر آگئی کوئی نہ بچیگا یہ بلاے روزگار ہی قہر سامری ہے اسکے واسطے آواز آئی تھی جس روز مین
گئی لات و منات کی تصویرین اسکو دیکھکے ہنستی تھین تحفہ جات بھی اسکو ملے ناسور بڑھا کہ ملکہ کو روکون تمام
فوج سد راہ ہوئی گلگونہ تڑپ کر گرین ایک دو تھپڑ مارا کئی ہزار جادوگرون کے سر کٹکر گرے دو دہارا تیغہ ہلالی
کمر سے نکالا تیغہ پھینک مارا وہ تیغہ جو چمکا کئی ہزار کے سر اڑ گئے ہر طرف سے صداے فریاد و الغیاث بلند ہوئی
ناسور نے کئی گولے مارے ملکہ نے فقط ہاتھ ہلا دیا گولے پھٹکر زمین پر گرے صدہا جلکر خاک ہوے ملازمون نے
آواز دی ای شہنشاہ ساحران ہاتھی کی شکل آپ نے پوری کی آپ کے سحر سے آپ ہی کے ساحر مارے جلتے ہین
چند افسر منہ چھپا چھپا کر بھاگے کنیزان ملکہ درختون کی آڑ پکڑے کھڑی ہین جو بھاگ کر نکلا اُس خطا شعار کو تیر
مار اغتاب تیر اُڑ رہے ہین ترکش سے منہ نکالے ہوے تاک رہے ہین اپنے اپنے حریف کو جھانک رہے ہین
کنیزین بھی تعلیم کردہ سحر گرین ہنس ہنسکر مارتی ہین جدھر سے غول نکلا ساحرون کی نگاہ پڑی اس دھج کو دیکھکر
کلیجے پکڑ لیے معشوقان پریچہرہ نے آواز دی کیا ہمین چاہتے ہو انھون نے للک کر جواب دیا چاہا کہدیا جان
حاضر ہی کہا اچھا تلوار کھینچو دیکھین کیونکر جان دیتے ہو کلام پُرتاثیر قتل عاشقان کی تدبیر نکلنا تھا انکا تقدیر کو
رونا تھا ہیچ جان کو کھونا تلوارین کھینچین گلون پر رکھین میان ابروے خمدار سے اُنھون نے تلوارین کھینچ لین
خود سرون کے سر کٹکر گرے آوازین مرنے کی بلند ہوئین ناسور نے پلٹکر دیکھا کئی ہزار کے لاشے پھڑک رہے
ہین کنیزین دوسرے غول مین جا پڑین افسرون سے بڑھکر لڑین زبان شیر دل علم شنیدہ مین کامل کسی

پھینکا کسی کو مسکرا کے رُلا دیا ملکہ گلگو نہ نے جمال جہان آرا دکھا کر ہزارون کو دیوانہ بنا دیا تیر قضا کا نشانہ بنایا
ایک طرف سے دس ہزار ساحر لڑتے ہوئے آتے تھے اکثر کنیزین بھی اُنکے ہاتھ سے قتل ہوئین ملکہ نے پکار کر
آواز دی او نامردو تمھین شرم نہین آتی ایسی نازنینون مہ جبینون کو قتل کیا ستارے زمین پر پڑے مین تمکو افسوس آیا
اگر لڑائی کی خواہش ہو سحر کرنے کی کاوش ہو زندہ سامنے دیکھو بی حیرت بادشاہ طلسم کی جورو لشکر جہاے کھڑی ہین
وہان جا کے مقابلہ کرو اُسکو قتل کر ڈالو کھلبلی ڈالدو کیا زبان مین تاثیر تھی مسلسل تقریر تھی دس ہزار ساحر
لشکر حیرت پر جا پڑے گوے ترنج و نارنج مارے حیرت حیران حیران دیکھ رہی تھی لشکر مین جو غریو بلند ہوا
دیکھا دس ہزار نے قیامت برپا کر دی زمین ہل رہی ہے جیسے پچیس ہزار مارے گئے حیرت کڑک کڑک کر ابر
گری تھوڑے ہی عرصے مین دس ہزار کو مار کر پلٹی ناسور نے منہ پیٹ لیا پکار کر آواز دی حضور آپ نے یہ کیا
غضب کیا بیگناہون کو مارا حیرت نے کہا مین کیا کرون لشکر کو تباہ کر دیا لاشون سے میدان بھر دیا ہان بڑھکر
مقابلہ کرو اے ناسور یہ بلا آئی ہے اتنی دیر جو ناسور ملکہ حیرت سے متوجہ ہوا ملکہ گلگونہ لڑتی بھڑتی قریب
آراب کے پہونچی پہلے سب سے مہیار گلعذار کی زبان سے سوزن کو نکالا مہیار نے اُٹھتے اُٹھتے مخمور کی
زبان سے سوزن لی مخمور نے برق لامع کو رہا کیا برق لامع نے رعد و برق کو چھوڑا یا سرخ مو نے کاکل کشا
کو بھی رہا کیا ہلال سحر فگن کہ انگشت نما تھی چھوٹتے ہی چمکی باغبان نے اُٹھتے اُٹھتے کچھ سنگریزے کھینچ مارے
تشکیل کا یہ نقشہ ہوا گویا شیر غضبناک اُٹھا سرخ مو نے بالون کو پریشان کر دیا تھوڑی دور تک اندھیرا ہوا
ساحر اندھیرے مین ٹٹولتے پھرتے تھے اُس تاریکی مین سرخ مو نے موے زلف عنبرین کو پیچ و تاب دیا زنجیر
مین سیکڑون کو پھنسایا کسی کے گلے مین طوق پڑے قمری پر فوق ہوا کسی نے ہتھکڑیان پہنین ہر طرف ہنگامہ
خانۂ زنجیر مین غل ہے دیوانون کا تسلسل ہے خواجہ عمرو نے جو رہائی پائی جا فسون و چالاک کو ساتھ لیکر چڑھ بیٹھ
آتشبازی ماری ہزارہا کے منہ جھلسے جو ساحر مرگیا خواجہ نے اُسکی کمر ٹٹولی اگر کمر مین ہمیانی نکلی تو خوش ہو گئے
ورنہ لباس اُتار لیا لاشہ ننگ خاندان کا برہنہ ہوا ناسور زخم خوار بھاگتا پھرتا ہے زبان بند دل دردمند سحر فراموش
ہو گیا ہے نامردی کا جوش ہے تصویر تصور خاموش ان دو سو سردارون نے چھوٹتے ہی ملکہ مہرخ کو تخت پر
سوار کیا مگر لڑنے لگے ہیں ناسور کو جان بچانا دشوار ہوا بھاگنے کا خیال دل مین کامل ہوا ناسور گھبرا کے
بھاگا گلگونہ نے للکارا ناچار ہو کر ناسور پلٹ پڑا کئی گولے مارے ملکہ نے سحر کو اُسکے دفع کیا تلوار پکڑ کے
جا پہنچا کئی سردار ملکہ کے بچانے کے خیال سے بیچ مین آئے تلوار سے ناسور کی زخمی ہوئے اور زیادہ ناسور

دلیر ہوا گلگونہ پر ہاتھ تلوار کا مارا ملکہ نے مسکرا کر اشارہ کیا چند سپرین فولادی سر پر قائم ہوئین تلوار جو ناسور کی پڑی زور سے سپر نشان شب ہجر تھا بڑی مشکل مین کٹا تلوار ناسور کی سپر مین اُلجھی اُسنے زور کیا پھل ٹوٹکر سپر مین رہا مقابلے کا یہی پھل تھا کچھ ثمر حاصل نہوا غنچۂ آرزو نہ کھلا ملکہ نے وہی پھل ناسور پہ کھینچ مارا گلوگاہ پر جو اُترا سر کو کاٹ کر پھل نکل گیا ناسور کے دو ٹکڑے ہوے مرنا ناسور کا آندھی سیاہ اُٹھی سنگباری و برفباری ہونے لگی کچھ زاغ و زغن اسکی لاش سے پیدا ہو کے بلند ہو کر غلغلہ کرنے لگے ایک زاغ سیاہ نے آواز دی کشتی مرا نام من ناسور زخمخوار بود یہ آواز جو حیرت نے سنی کہا صاحبو بڑا انقلاب ہوا ناسور ایسا جادوگر مارا گیا یہ کہکر رونے لگی جسپر جا پڑی کسیکو زخمی کیا کسیکا سر کاٹا کسی پر پتھر برسائے کہین برق چمکائی بہار نے جو یلغار دیکھا تو لشکر حیرت نے بلوہ کیا ہے حیرت بڑے زور و شور سے سحر کر رہی ہے پکار کے آواز دی ہمشیرہ مروت شرط ہے یہ کہکر گلدستہ مارا آواز دی اے نکہت گل اندام مرگئین یہ صدا دیتے ہی ہوائے سرد چلی طفلان غنچہ نے غون غان شروع کی نرگس شہلا نے آنکھین کھولین سوسن صد زبان کی غمازی گل بوٹون کی حیلہ سازی شاخین خنجر بران پتے ایسے چمکے کہ آئینۂ رخسار حیران نوجوانان چمن سبز پوش اپنے شباب کا جوش عندلیبان خوشنوا زمزمہ سرائی مین یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہی ہین

نظم

اس رخ کا ہے جو میرے دل بیتاب مین جلوہ
ہے آتش مہر کا سیماب مین جلوہ

رونے مین تصور رخ روشن کا بندھا ہے
اس غیرت خورشید کا ہے آب مین جلوہ

یوسف سا حسین کوئی مرے ہاتھ لگے گا
ایک حور کا مین دیکھتا ہون خواب مین جلوہ

ہر پھول مین آتا ہے نظر نور کا عالم
اس مہر کا ہے برگ گل شاداب مین جلوہ

کس طرح نگہ عارض پر نور پہ ٹھہرے
ہے مہر کا اس غیرت مہتاب مین جلوہ

دریا مین نظر آئے نہ کیون چاندی صورت
عکس رخ پر نور کا ہے آب مین جلوہ

ایسی کسی آئینے مین ہوگی نہ صفائی
حسن شکم صاف کا ہے ڈاب مین جلوہ

پر نور ہے خط عارض روشن کی ضیا سے
مہتاب کا ہے ہالۂ مہتاب مین جلوہ

اس مہر جہانتاب کا ذرون کی روش سے
اے نور ہے ہر کرمک شبتاب مین جلوہ

ملکہ حیرت نے بگوش ہوش جو یہ اشعار سنے چہرہ سرخ ہوا آنکھون مین لال ڈورے وحشت کے رنگ کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا پیشانی پر پسینہ آیا قلب تھرایا طرف بہار کے چلین بہار کے سحر نے اور بہار دکھائی

حیرت چاہتی ہو زبان سے کہون اے سہار گلچینی گلشن جمال کی کرونگی ہرگز وجہ بادشاہ طلسم ہو ایک طائر آسمان
سے پیدا ہوا اُس طائر نے گرد سر حیرت چرخ مارا ایک آہ کی اپنی آگ مین آپ جلا خاک ہو کر گری حیرت
ہوش مین آئی بڑا غصہ آیا پکار کر آواز دی ہے سہار کیون شامت آئی ہے یہ کہکر ایک دو ہتھڑ مین مارا برق کر کے
گری کہ سر سہار کا زخمی ہوا کنیزون نے دوڑ کر سنبھالا ملکہ حیرت غصے مین بھری تھی اتنے مین گلگونہ نے بڑھکر سینہ سپر کر دیا
ملکہ حیرت سے سحر چلنے لگے عمرو نے دور سے دیکھا کہ حیرت و گلگونہ سے مقابلہ پڑ گیا ملکہ گلگونہ جواب دے رہی
ہین کسی سحر مین ابھی تک کمی نہین ہوئی مزاج مین برہمی نہین ہوئی یقین ہے کہ حیرت غالب آئے عمرو بصورت
صرصر جادوگرنیون کو ہٹاتا ہوا قریب حیرت کے آیا کہا اے ملکۂ عالم یہ گلگونہ کون ہے کہ سرکار کے برابر جواب دیتی
ہے حضور سحر کرین مین اسطرح حباب مار کر بیہوش کرون یہ کہتے ہی دس حباب مارے حیرت نے ہرچند چاہا
کہ بچون کئی حباب دماغ پر پڑے گر کر بیہوش ہوئی گلگونہ نے چاہا بڑھکر اُٹھا لون ایک پتلہ فولادی زمین سے
پیدا ہوا حیرت کو اُٹھا کر لیگیا مصور و صورت نگار یاقوت و زمرد وغیرہ پر جو گلگونہ گری مرشدزادے زخمی
ہوے جورو کا ہاتھ پکڑ کر بھاگے کہا بی بی نکل چلو ورنہ جان جائیگی سب سردار زخمدار و بیقرار فرار پر قرار کیا ملکہ
مہرخ نے آکر پڑاو حیرت کا لوٹ لیا بارگاہین جلادین نقارۂ فتح و فیروزی بجین گلگونہ نے آکر ملکہ مہرخ کو سلام کیا
خواجہ عمرو نے سب سے گلگونہ کو ملوایا بڑی فتح نصیب ہوئی افراسیاب باغ سیب مین بیٹھا ہے نازنینان
مہ جبین پہلو مین بیٹھی ہین خود بخود گھبرایا کہا سامری و جمشید خیر کرین مجھے حیرت کو رنج و ملال پہونچا کنیزین دوڑتے
عرض کی لونڈیان جائین جا کر خبر لائین افراسیاب چاہتا ہے حکم دے کہ دیکھا پتلہ فولادی حیرت کو گود مین
لیے ہوے آکر پہونچا کہا حضور ملکہ بیہوش پڑی تھین مسلمان چاہتے تھے کہ قتل کرین غلام جانبازی کر کے
لایا افراسیاب نے پتلے کو رخصت کیا مگر حیران تھا کہ کل تو سب سردار گرفتار ہوے تھے آج کیا آفت آئی
کہ مصور و صورت نگار وغیرہ شکست خوردہ آکر پہونچے افراسیاب نے حال پوچھا مصور نے سب حال
گرفتاری سرداران و عیاری عمرو وغیرہ و آمد ملکہ گلگونہ سامنے افراسیاب کے ظاہر کیا افراسیاب نے کہا
ارے گلگونہ آگئی یہ کیونکر چھوٹی وہ سواے میرے ہاتھ سے اور کسی کے سحر کو نہ مانیگی لیکن وہ تدبیر کرونگا کہ
گلگونہ پھڑک کر جان دے قلعۂ مرجان نگار پر باپ اسکا مرجان الماس پوش و الماس یاقوت چشم مان اسکی
دونون وہان رہتے ہین بادولت جب اس مہ جبین پر عاشق ہوے ماں باپ کو اسکے پیغام بھیجا مرجان نے
جواب لکھا اے شہنشاہ طلسم ہوشربا جو کچھ آپ نے تحریر فرمایا ہمکو بدل و جان منظور ہے مگر گلگونہ قبول نہین کرتی

مین نے کئی دن کے بعد ایک صحرا مین جاکر اُسکو گرفتار کیا کوہ ویران پر لیگیا مردود کے سپرد کیا کئی سال کا
زمانہ ہوا مان باپ بھی اسکے حیران تھے کہ بیٹی کیا ہوگئی ہمیشہ روتے تھے اُنکو بھی پتہ نہ ملا اب مین مان باپ کو
اُسکے گرفتار کراکے بلواتا ہون اے ملکہ حیرت تم تو جاؤ مقابلۂ مسلمانان مین اُترو جیسا موقع ہوگا خبر کریگا ملکہ حیرت
تو اُسی وقت لشکر لیکر روانہ ہوگئین افراسیاب نے ایک دستک دی آسمان پر ہزارہا اژدر پیدا ہوے ایک اژدر
آکر زمین پر گرا غلطک مارکر بصورت انسان ہوا ایک ساحر قوی تن قوی من جتنے اژدہے تھے ہر ایک کے شکم سے
چار چار چھ چھ جادوگر نکلے پشت پر ہر ایک اژدر سوار کے صف باندھکر کھڑے ہوے افراسیاب نے کہا اے ہزبر
تمھین اسواسطے تکلیف دی کہ جاکر مرجان الماس پوش و الماس یاقوت چشم ان باپ کو گلگونہ کے گرفتار کرکے
لاؤ قلعے کو پامال کرو مکانون مین آگ لگادو کوئی دیہات باقی نرہے اگر فساد کرے سر کاٹ لاؤ کسی طرح
اُن لوگون پر رحم نکرنا انکی بیٹی نے صدمۂ عظیم دیا ہے ہزبر نے عرض کی اگر حکم ہو تو گلگونہ کو بھی لیتا آؤن افراسیاب
نے کہا اُسکی اور تدبیر ہوگی ہزبر اُسی وقت ساٹھ ہزار ساحرون کو ساتھ لیکر شکمہاے اژدران مین مخفی ہوا اژدہے
قتالہ ہاے آتشین منھ سے چھوڑتے ہوے طرف قلعۂ مرجان کے چلے حیرت مقابلہ مسلمانان مین فروکش ہوئی کہ حیرت نے
صرصر سے کہا جاکر بارگاہ مسلمانان کی خبر لاؤ گلگونہ کے تو بڑے مرتبے ہونگے دیکھو کیا مقام ملا ابھی مہرخ نے اپنے
وزیرون مین شریک کیا ہوگا صرصر بصورت مبدل بارگاہ مہرخ مین آئی دیکھا ملکہ گلگونہ کو کرسی قریب تخت مہرخ
ملی ہے صرصر بہ نگاہ حسرت دیکھ رہی ہے خواجہ عمرو کرسی پر بیٹھے ہین برق پشت پر خواجہ کی مگس رانی کر رہا ہے کہ عمرو
کی نگاہ پڑی کہ ایک کنیز جھک جھک کر ملکہ گلگونہ کو دیکھ رہی ہے عمرو نے پہچانا کہ صرصر ہے فکر گرفتاری گلگونہ مین
آئی ہے برق نے کہا اُستاد گرفتار کرون عمرو نے اشارہ کیا صرصر بھی سمجھی ادھر سے برق چلا صرصر پیچھے ہٹی باہر بارگاہ
کے نکل گئی برق نے پیچھا کیا صرصر بھاگی برق نے آواز دی اُستانی کہان جاتی ہو مین تمھاری خدمتگزاری کو آتا ہون
صرصر نے کچھ جواب نہ دیا بھاگی چلی جاتی ہے برق نے پیچھا نہ چھوڑا پانچ چار کوس تک تعاقب مین صرصر کی آیا صرصر
نے دیکھا بھوریا میرا پیچھا نہین چھوڑتا اُدھر سے صبا رفتار آتی تھی صرصر نے صبا رفتار کو لکارا کہ مونڈا بھوریا میرا
پیچھا نہین چھوڑتا آؤ ہم تم ملکر گرفتار کرین دونون پلٹین برق نے جو دونون کو آتے دیکھا تڑپ کے بھاگا کئی کوس
تک دونون نے پیچھا کیا برق ایک درۂ کوہ مین آکر چھپ رہا جب یہ ڈھونڈھکر چلی گئین برق درۂ کوہ سے
نکلا کھڑا ہوا دیکھ رہا ہے کہ مین بڑی دور نکل آیا دیکھون راستہ کیونکر ملے کہ آسمان سے ایک اژدر زمین پر آیا برق حیرت سے
دیکھنے لگا اژدر زمین پر لوٹا شکم سے چند ساحر نکلے اور ایک اژدر آسمان سے آیا جسکی پشت پر [illegible] کا

پیدا ہوا اُن جادوگرون نے وہ بارگاہ اُتاری بارگاہ اُستاد کی اب تو اژدہے آنے لگے ہر ایک اژدہے کے
شکم سے چھ چھ آٹھ آٹھ جادوگر نکلے لشکر آراستہ ہونے لگا بعد تھوڑی دیر کے نوبت نقارے کی آواز بھی آئی
برق دیکھ رہا ہے ایک اژدہا کلان زمین پر آیا اُسکے شکم سے ایک جادوگر نکلا تاج پہنے ہوئے لباس فاخرہ زیب جسم
وہ اژدہا بھی سب مین جا کر ملگیا اژدہے ریتی مین لوٹ رہے ہین برق حیران کہ یہ کیسا لشکر ہے ایک فقیر
کی صورت بنکر لشکر مین آیا دریافت کرنے لگا حال مفصل معلوم ہوا لیکن حفاظت معقول دیکھی حوصلہ نہ پڑا آ
خیال مین آیا کہ چلکر ملکہ سے اطلاع کرین برق بھاگا دربار مین ملکہ مہرخ کے آکر سب حال بیان کیا کہ ایک
جادوگر ہزبر اژدر سوار آتا ہے برائے بربادی قلعۂ مرجان جاتا ہے ملکہ گلگونہ نے گھبرا کر کہا مین جا کر اپنے مان
باپ کو بچاؤن چونکہ گلگونہ کا سب پر احسان ہے ملکہ مہار اپنے مقام سے اُٹھین کہا آپ تکلیف نہ کرین
مین جاتی ہون اگر چاہا پروردگار نے تو سر لیکر حاضر ہوتی ہون ہر چند گلگونہ نے روکا مہار نے نہ مانا چالیس ہزار
کنیزون کو لیکر چلین لشکر سے دو کوس نکلی ہین اُدھر سے صرصر آئی تھی لشکر مہار دیکھکر بشکل ضعیفہ لشکر مین آئی
لوگون کی زبانی دریافت ہوا کہ واسطے روکنے ہزبر کے جاتی ہین صرصر یہ حال سنکر بھاگی خدمت مین حیرت کی
آئی تمام کیفیت بیان کی حیرت نے فوراً نامہ افراسیاب کو لکھا افراسیاب باغ سیب مین بیٹھا ہے کہ ایک
کنیز نے آکر نامہ دیا نامہ پڑھکر بہت جھنجلایا آغاز ہی کوئی دختر ہے یہ کہتا تھا کہ سرجوش جادو نامے ایک جادوگر
آکر حاضر ہوا عرض کی کیا حکم ہوتا ہے افراسیاب نے کہا ملکہ مہار جادو برائے مقابلۂ ہزبر اژدر سوار جاتی
ہین راہ مین روک لو سرجوش جادو چالیس ہزار فوج لیکر چلا افراسیاب نے نامے کی پشت پر حیرت کو جواب لکھا
اے ملکہ [illegible] سرجوش کو واسطے روکنے مہار کے بھیجا ہے کیا مجال مہار کی کہ وہانتک جا سکے راہ مین سرجوش روکیگا
چالاک [illegible] عمرو [illegible] کنیز بنکر پشت پر [illegible] حیرت کی گھوڑا [illegible] رانی کر رہا تھا کہ طائر نے آکر نامہ حیرت کو دیا حیرت نامہ
پڑھنے [illegible] چالاک نے بھی تماشا کر پڑھ لیا حیرت نے نامہ پڑھکر چاک کر ڈالا چالاک یہ خبر سنکر بھاگا [illegible]
[illegible] سب [illegible] کہا گلگونہ نے کہ مجھکو [illegible] دیجیے باغبان قدرت اپنے مقام سے اُٹھا کہا ملکہ آپ تکلیف نہ کیجیے
مین جا کر سرجوش کا سر لاتا ہون باغبان بارہ ہزار جوانان صف شکن کو ہمراہ لیکر روانہ ہوا لیکن مرجان [illegible]
نہایت ساحرہ زبردست زوجہ اسکی الماس یاقوت چشم دختر کے غائب ہونے سے ہمیشہ رویا کرتی تھی جو بادشاہ کہ
قریب [illegible] تھے انھون نے آکر دلاسے دیا لیے جب مرجان سے وزرا امرا نے کہا آپ کے فریاد [illegible]
دیا تیے جواب دیا ہمین ملک و مال کی کیا ضرورت ہے وارث سلطنت کا غائب ہے آجتک حال نکھلا کہ کوئی دیو

یا جن میری بیٹی کو اٹھا لیگیا بادشاہ کو ہر وقت یہی الم ہے ایک دن شاہ سرنگون بیٹھا ہے زوجہ بھی قصر سے نکل آئی
زن و شوہر رو رہے ہین بیٹی کا نام ورد زبان کہ ہرکارون نے آکر عرض کی غلام آج وہ خبر لائے ہین کہ جو تیرون سے
ہمارے منہ بھر دیے جائین یہ جو خبر حضور نے سنی تھی کہ عمرو عیار نے آکر افراسیاب سے لڑائی ڈالی کئی سو
سردار افراسیاب کے شریک اسلامیان ہوئے عمرو کو قید کر کے افراسیاب نے کوہ ویران پر بھیجا تھا عمرو نے
وہان بھی عیاریان کین حضور کی صاحبزادی نے بھی رہائی پائی کوئی سردار مرد و جادو تھا اسکو ملکہ نے مارا
عمرو کی احسان مند ہوئین ناسور زنجوار نے لشکر اسلام کو تباہ کیا تھا ملکہ نے عین وقت پر آکر ناسور کو مارا
ملکہ حیرت کو شکست دی اب ہمراہ اسلامیان صاحبزادی حضور کی فروکش ہین افراسیاب نے جو یہ خبر سنی
ہزبر اژدر سوار کو برائے گرفتاری حضور روانہ کیا ہے یہ سنکر زن و شوہر خواجہ عمرو کو دعائین دینے لگے اور کہا
ہم بھی دل و جان سے انکے شریک ہوئے ہزبر آتا ہے تو آنے دو لڑ بھڑ کر چلینگے یہ کہکر حکم دیا جسقدر لشکر موجود ہے
تیار ہو زن و شوہر تخت پر سوار ہوئے ساٹھ ہزار کا لشکر لیکر بیرون قلعہ آئے لشکر اترنے لگا بارگاہین استادہ
ہو رہی ہین کہ صحرا سے گرد اڑی تمام جنگل مین اندھیرا ہو گیا زن و شوہر بارگاہ مین آ کے بیٹھے پردہ بارگاہ کا
اٹھا دیا ہزار ہا اژدہے قطار بہ قطار آتشین منہ سے چھوڑتے ہوئے سامنے آکے پہونچے ایک اژدہے نے چیخ ماری
اسقدر آگ منہ سے چھوڑی کہ ایک گنبد آتشین بنکر تیار رہا تھوڑے عرصے کے بعد وہ گنبد پھٹا دیکھا ایک
تاجدار تاج پہنے ہوئے کھڑا ہے دلکین کریہ منظر خوک پیکر ہزبر اژدر سوار نے کہلا بھیجا کہ شہنشاہ نے تم لوگون کو
طلب فرمایا ہے خوشی سے چلو گے تو بہتر ہے ورنہ گرفتار کر کے لیجائینگے مرجان الماس پوش نے جواب دیا کہ جا کر کہنا
جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر ہم افراسیاب کے خراجگزار نہین ہین شام کو ہزبر نے طبل جنگی بجوایا جانبین مین
تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا ہزبر اژدر سوار فوج لیکر میدان کارزار مین
آیا ادھر سے لشکر مرجان کا آیا نقیبون نے نقابت کی گرد کیت لڑکا کہ بیٹھے ہزبر نے میلو کی طرف نگاہ کی
نامان سیہ رو ہزبر کا خونریز دار گھوڑے کو چمکا کر سامنے آیا کہا حضور ابھی مشکلین باندھ لاتا ہون یہ کہکر
ناران میدان مین آیا جلوہ گری کر کے آواز دی میدان مین کسی کو بھیج مرجان نے ارادہ کیا کہ مین خود
میدان مین جاؤن کہ ہوا سے سرد چلی غنچے چٹک کر گل ہوئے نخل سرسبز و شاداب عندلیبان خوشنوا ہر
اشعار عاشقانہ پڑھنے لگین

اشعار

عاشق روے گلعذار ہون مین		حسن پر نثار ہون مین		کشتۂ ابروے نگار ہون مین

جو ہر تیغ آبدار ہون مین
بس رہی ہی جو بو سے گل تن مین
مثل طاؤس داغدار ہون مین
گل داغ جگر ہی نقش تجبر
نور سب کی نظر مین خار ہون مین

شمع تو ہو تو مین ہون پروانہ
کسی گل کے گلے کا ہار ہون مین
آگ کی طرح دل دہکتا ہی
خلق مین جیسے ان بہار ہون مین

تو اگر گل ہو تو ہزار ہون مین
اسقدر مین بسے تن چو گل کہا سے
اری پری غیرت شرار ہون مین
عجب سے اُس گل سے آشنائی ہی

پھر دیکھا صحراے گرد اُڑی ہزارہا نازنینان مہ جبین پیدا ہوئین سب کے آگے طاؤس پر ملکہ بہار گلعذار سوار دریا مین پھولون کے غوطہ مارے ہوے ملکہ بہار نے ساتھ والیون سے اشارہ کیا کنیزون نے پکار کر آواز دی اے مرجان ہمکو ملکہ گانگو نہ نے تمہاری مدد کو بھیجا ہی یہ کہکر ملکہ بہار نے طاؤس اُڑایا افسرون نے دامن پکڑ لیا کہا حضور ایک ذلیل کے مقابلے مین آپ نہ جائین غلامان جانباز اُسکو سزا دینگے بہار نے سب کو روکا کہا آپ لوگ تکلیف نہ کرین ملکہ گانگونہ کا مجھپر احسان ہی ملکہ بہار چاہتی ہین کہ چلین کہ صحراے ہزارہا جادوگر باد و بط و قرقرے پر سوار پیدا ہوے ایک ساحر بعدہٗ افسری اُنکے آتے ہی نعرہ کیا منم سرجوش آتشبار اے ملکہ بہار تم یہان پہونچ گئین ہم تمہاری تلاش مین نکلے ہین حکم شہنشاہ ہی تمکو خدمت شہنشاہ مین لیجائین ملکہ بہار نے مسکرا کر کہا افراسیاب یاوہ گو ہو کیا ہم اُسکے باپ کے نوکر ہین یہ سنتے ہی سرجوش لشکر بہار پر جا پڑا کنیزان زرین پوش نے بڑھکر سحر کیا سرجوش چاہتا ہی کہ اپنی فوج ملکہ بہار کے پہونچاؤن جب ملکہ بہار سحر کرتی ہین سرجوش سمجھتا ہی فوج کو ترغیب دے رہا ہی پر اُسنے نے بھی اشارہ کیا کہ سب ملکر ملکہ بہار کو پکڑلو ملکہ بہار نے جب گلدستہ مارا پھول برسے ہولے سرو چلی غنچے چٹکے گل ہوے شاخون نے ہاتھ بڑھاے پتے آئینہ بن گئے مرجان الماس پوش نے اشارہ کیا اُسکا بھی لشکر آیا کہ صحراے اور ایک گرد اُڑی دیکھا باغبان قدرت بعد صولت و شوکت آکر پہونچا دیکھا ملکہ بہار زخمی ہین تین لشکر آپس مین ملے ہوے ہین ہر طرف سے سحر ہو رہے ہین جب بہار نے گلدستہ مارا پھول برسنے لگا کوئی تھوما پکار کر آواز دی ہم گلچین گلزار حسن و جمال ہین قدمبوسی کے بڑے خیال ہین کسی نے گریبان چاک کیا بیقرار ہوے پکارنے لگا نظم

ہمدم میرا اُنکا بیان درد و ستم کیونکر کرین
مجھسے سب امتحان کبھی جور و کرم کیونکر کرین
لکھتے لکھتے ہی سیاہی حرف سے اُڑجاتی ہی

وہ خفا جس بات سے ہو اُسکو ہم کیونکر کرین
وہ ستائین غیر کو ایسا ستم کیونکر کرین
اے ... دل مضطر ستم کیونکر کرین

گر نگاہ ناز کو مشق ستم منظور ہو | دشمن اپنی نرگس تربت قلم کیونکر کرین
دیکھ لیوے عکس رخ تو کیا نے پھر دیکھو تو | گریہ اُسکے سامنے ای چشم نم کیونکر کرین
جب دل اغیار خون ہو کر قدم تک آگیا | پھیر لی ظالم نے غمزہ شمشیر دم کیونکر کرین
اضطراب شوق شاید غیر اُسکے پاس ہو | جانب چلمن نظارہ دمبدم کیونکر کرین
ہر شب فرقت مین مرگ افسانہ خوان بیغانہ | نام آرام آگیا خواب عدم کیونکر کرین
سب کو ہوتا ہی جہان مین پاس اپنے نام کا | ہم بھی تو مومن ہین دل نذر صنم کیونکر کرین

باغبان نے آواز دی ملکۂ عالم سبحان اللہ کیا رنگین سحر ہو رہے ہین گلچین گلشن جمال سکے اپنی جان کو روتے ہین باغبان پڑھتا پھرتا قریب سرجوش کے پہونچا اُسنے سحر کیا باغبان نے گیند مارا جتنے پھول گیند سے گرے اُتنے ساحرون کے سر کٹے فوج کو پامال کرتا ہوا قریب سرجوش کے پہونچ گیا اُسنے چاہا سحر سے اپنے کو بچاؤن باغبان نے مہلت نہ دی بڑے زور و شور سے جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا سرجوش کے دو ٹکڑے ہوے مرنے کی جو اسکے آواز بلند ہوئی اسکے فوج والے فریاد و فریاد کرتے ہوے بھاگے ہزبر نے جب یہ معاملہ دیکھا کہ باغبان و بہار نے قیامتین برپا کردین بہار کے سحر کا رنگ جما ہوا ہی اب ملحوظ خاطر ناظرین والا جاہ ہو کہ تمنچہا ے طولانی جو سحر سے ملکہ بہار کے تیار ہین جس ساحر کا اُس چمنستان مین گذر ہوتا ہی سر پہ ہاتھ رکھکر روتا ہی ہاے بہار ہاے بہار کرتا ہوا گریبان چاک کرتا ہی اس رنگ سے نجات نہین ہوئی بہار نے جب دیکھا کہ باغبان نے سرجوش کو مارا ساتھ والے اُسکے بھاگے پکار کر آواز دی اے باغبان کس طرف سرجوش کو مارا خود سر کا لشکر بھی بھاگا شاید اس سر سے آگاہ نہ تھا دفتر خود سری برہم ہوا آخر واصل جہنم ہوا اب کیا قصہ ہی ہزار و سوار ہمارا حصہ ہی باغبان نے کہا بسم اللہ ہمین کیا عذر ہی ایک طرف سے باغبان نے سحر کیا ملکہ بہار نے دو چار گلدستے مارے وہ باغ بخزان اور زیادہ سرسبز و شاداب ہوا پھول برسے پھولون نے سرکشی دکھائی موجہ نسیم خنجر بنگئی ہزبر نے دیکھا میرے ملازم آپسمین لڑنے لگے بھائی نے بھائی کو مارا باپ نے بیٹے کو للکارا جب باپ بیٹے کو قتل کر چکا اب شرمندہ ہوا اے فرزند کہکر تلوار اپنے گلے پر پھیر لی ہزبر نے جو یہ معرکہ دیکھا گھبرا گیا حیران تھا کہ اب کیا کرون باغ کی بہار بڑھتی جاتی ہی جدھر جاتا ہی اُدھر گلون کا ہنسنا غنچون کی آوازے کسنا ہزار جا بتا ہی اپنے کو بچاؤن کو خنجر سحر رنگین بہار سے نکلنا دشوار ہی باغبان نے جب دیکھا کہ ملکہ بہار کے دام سحر مین ہزبر پھنسیگا سحر سے ہاتھ کھینچا پڑھتا پھرتا قریب مرجان کے گیا

کہا اے برادر بجان برابر ملکۂ عالم نے آداب عرض کیا ہے یہ بھی کہا ہے کہ بروقت قدمبوسی سب کیفیت بدعت
افراسیاب بیان کرینگے اتنی بات کافی ہے کہ افراسیاب نے عاشق ہو کر ہمکو قید کیا تھا بعنایت پروردگار
خواجہ نے ہمکو رہا کیا چونکہ افراسیاب سے مقابلہ درپیش ہے اسوجہ سے مین حاضر نہو سکی مرجان رونے لگا کہا
اے باغبان ہمارے فرزند سے کہدینا کہ بیٹا تمھین ہماری آس مراد ہو ہمین بھی اعتقاد مذہب مسلمانان ہے ہم خود
فوج و لشکر لیکر آتے ہین افراسیاب کی بدعت سے خدا بچائے باغبان تو مرجان سے باتین کر رہا ہے ادھر
بھاگا بھاگا پھرتا ہے ملکہ بہار رنگ سحر جا رہی ہین ایک چمن نایاب بنایا ہے چاہتی ہین گھیر کر اس چمن مین
پہونچاؤن اس بھیا کو دیوانہ بناؤن کہ یکایک ایک شعلہ بھڑک کر گرا چمن مین آگ لگ گئی ملکہ بہار سمجھین کہ
ہیر نے سحر کیا قصد ہوا دوسرا گلدستہ مارون کہ اور چمنون مین بھی آگ لگ گئی آتش گل نے آگ لگا دی
غنچہ ہاے گل کے منھہ سے دھوئین نکلے عندلیبان زمزمہ سرا نے آہ کی آہ نے تاثیر دکھائی ہر نخل جلکر
خاک ہوا چمنہاے طلائی کا قصہ پاک ہوا ہر سمت شعلۂ آتش بلند ہوے ملکہ بہار بنگاہ حیرت دیکھ رہی
ہین حیران ہین کہ ہمارا سحر الٹا کیون ہو گیا تھوڑے ہی عرصے مین سب چمن جلکر خاک ہوے ہیر اپنی فوج
لیکر طرف دامن صحرا کے بھاگا بہار کو اور زیادہ پریشانی ہوئی مگر کچھ زبان سے کہہ نہین سکتین ایک گوشے مین
آکر ٹھہر گئین تین کنیزین پشت پر مگس پرانی کر رہی تھین ملکہ مثل آئینہ حیران بصورت زلف پریشان کنیزین
بھی حیران حیران دیکھ رہی ہین کہ یہ کیا معرکہ ہے یکایک ایک ہوا چلی تینون کنیزین لڑکھڑا کر گرین بیہوش ہوگئین
بعد تھوڑی دیر کے ہوشیار ہوئین ملکہ بہار کو اس مقام پر نہ پایا کنیزین رونے لگین دوڑی ہوئین قریب
باغبان کے آئین کہا اے وزیر اعظم دستور معظم اول تو چند شعلے آگ کے گرے چمن جل گئے پھر ایک ہوا کا جھونکا
چلا ہم بیہوش ہوے پھر جو آنکھ کھلی ملکہ بہار کو نہ پایا باغبان گھبرایا ہوا اس مقام پر آیا سحر کرکے دستک دی
کچھ نشان نہ ملا اب تو باغبان ناچار اسی مقام پر بیٹھا مرجان کو بلایا کہا اے برادر مقام تعجب ہے کہ ملکہ کا پتہ
نہین ملتا مرجان نے کہا اے باغبان میری عقل مین کوئی دشمن نہین باغبان نے کہا مین میان سے
کیونکر جاؤن جاکر ملکہ تہرخ سے کیا کہون معلوم نہین نیکی ہے یا بدی مرجان کو بھی بڑا تردد ہے مرجان نے کہا اگر حریف
پر گمان کرین ایک کو آپ نے مارا ایک شکست فاش کھا کر بھاگا ملکہ نے سحر کامل کیے اسکو کیا لیاقت تھی
کہ انکو لیجاتا مقابلے مین نہ تھم سکا بڑی مشکل کی بات ہے مین ایک عرضی خواجہ کو لکھتا ہون وہ ارسطو فطرت
آکر پتہ لگائینگے اگر شاید افراسیاب کا گذر ہوتا اسکو کسکا خوف تھا ظاہر ہو کر سحر کرتا میری کیا حقیقت تھی

کرین اُس سے مقابلہ کر سکتا عرضی لکھکر ایک ساحر کو دی کہا یہ کاغذ جا کر ہاتھ مین خواجہ کے دینا باغبان مرجان
اُسی مقام پر اُتر پڑے کنیزان مہار روتی پھرتی ہین باغبان کبھی گھبرا کے صحرا مین جاتا ہی چہار جانب پتہ لگاتا
ہی کہین پتہ نہین ملتا تلاش مہار مین غنچۂ آرزو نہین کھلتا یہان ملکہ مہرخ بارگاہ مین تخت نشین ہین جملہ سردار
بارگاہ مین جمع ہین خواجہ عمرو و برق و چالاک ملکہ گلگونہ کی تعریفین کر رہے ہین گلگونہ فرماتی ہین ہماری
شرکت کا لطف تلاش لوح مین کام آئیگا کہ ایک چوبدار نے بڑھکر عرض کی در دولت پر ایک ساحر عرضی باغبان
کی لیکر آیا ہی عمرو نے پریشان ہو کر کہا خدا خیر کرے جلد بلاؤ لڑائی مین کچھ فتور ہوا وہ ساحر اندر آیا دعا و ثناے
بادشاہی بجا لایا عرضی خواجہ کو دی خواجہ نے عرضی بآواز بلند پڑھی جسنے سنا کہ مہار غائب ہو گئین گل سے
چہرے کمھلا گئے خواجہ عمرو یہ لیکر اُٹھے کہ برق چلو شاید کوئی شخص ملکہ مہار کو اُٹھا لیگیا خواجہ عمرو و برق
چلے پھرتے پھراتے لشکر مین باغبان کے آئے خواجہ نے کہا ای برق تم جا کر لشکر مین ہزبر کے پتہ لگاؤ
برق بھاگا لشکر مین ہزبر کے آیا جا بجا پوچھتا پھرتا ہی یہی سب لوگ کہتے ہین کہ ہم نہین جانتے برق پہر رات
تک سارے لشکر مین پھرا کچھ مہار کا پتہ نہ پایا کنارے لشکر ہزبر کے ایک نخل تھا اُسکے سایے مین
آکے بیٹھا اس سوچ مین کہ ای برق اب کہان جاؤن دو پہر رات سے شب تجاوز کر چکی تھی کہ پہلوے کوہ
سے ایک مختصر سا لکۂ ابر اُٹھا وہ ابر بلند ہوا لشکر پر ہزبر کے محیط ہو گیا رعد گرجا برق چمکی موسلا دھار پانی برسنے لگا
برق اُسی نخل کی آڑ مین پڑا رہا دو پہر پانی برسا صبح کو برق نے دیکھا کہ لشکر ہزبر بدکردار پچیس تیس ہزار کا لشکر
بھی غائب ہو گیا سو کہین اسباب جا بجا پڑا ہی خیمون کے اُکھڑنے کا نشان پایا جاتا ہی تمام جنگل مین تلاش کیا
مگر کہین پتہ نہ ملا آخر خدمت مین خواجہ کی آیا تمام کیفیت بیان کی خواجہ بھی حیران ہو گئے باغبان نے
کہا طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ کوئی ساحر زبردست اس حوالی مین رہتا ہی اُسکا یہ شعبدہ ہی خواجہ نے کہا مین
خود جاتا ہون یہ کہکر خواجہ عمرو و برق روانہ ہوے اُسی صحرا مین آکے پہونچے خواجہ نے کہا ایک طرف مین
جاتا ہون برق ایک جانب روانہ ہوا تین چار کوس راستہ طی کیا تھا کہ دور سے ایک باغ معلوم ہوا دیکھا اُسکے
دروازے پر کچھ چوبدار حاجب دربان بیٹھے ہین برق ایک مسافر کی شکل بنکر قریب اُنکے آیا بیٹھکر حقہ پینے لگا
کہتا جاتا ہی آج کی منزل سخت ہی بڑے بڑے پہاڑ ملے راستہ پہاڑ ہو گیا کیون صاحبو یہ باغ کن صاحب کا
ہی ملازمون نے کہا ملک آثار عجائب نگار ہمارے شاہ کا نام ہی یہ باغ سیر گاہ ہی یہان سے بارہ
کوس پر قلعہ ہی اُسکو بھی عجائب نگار کہتے ہین یہان واسطے سیر کے تشریف لاتے ہین برق یہ حال دریافت کرکے

اسی جنگل مین پہونچکیا شام کو پشت باغ پر آیا کمند مار کر دیوار پر چڑھا باغ مین آکر ایک چمن مین چھپ رہا دیکھا ملازمون نے روشنی کی چبوترے پر فرش بچھا اسباب عیش و نشاط رکھا پہر رات گذری تھی کہ آسمان پر برق چمکی تخت پر ایک جادوگر اپنے کو آراستہ کیے ہوے چند خادم ساتھ تخت آکر اترا مسند پر بیٹھا مگر ملول و حزین خادمون نے عرض کی گائنون کو بلائین اُس تاجدار نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا یارو کیا پوچھتے ہو دل قابو مین نہین بقول شاعر نظم

ہستی سے میرا نام و نشان تک مٹا دیا	خوش ہو گئے جو خاک مین مجھکو ملا دیا
کیا جانے تمنے کونسا فقرہ سنا دیا	سوتے ہوے کو خواب لحد سے جگا دیا
خط کا فروغ گالون سے گالونسے خط کا حسن	ہالے کو چاند چاند کو ہالہ بنا دیا
کہتا ہو شیکے میرا پیام طلب وہ شوخ	کیون آئین کچھ کسیکا ہے جسنے لیا دیا
پہلو مین دی جگہ نہ کبھی دل کی شکل سے	جب پاس آکے بیٹھ گیا مین اٹھا دیا
فرقت مین تھا قیامت کبرا کا سامنا	نالون سے خفتگان لحد کو جگا دیا
افشردہ کی حرارت سوز فراق یار	ہر استخوان کو آگ کا شعلہ بنا دیا

خدمتگارون نے عرض کی حضور سنا ہیچے بیٹھے آپکو حضرت دام عشق مین پھنسایا عیش و آرام تلخ ہوا شیرین ادا کا گانا عرض کرتی تھی کہ سرکار کو بے ہماست چین نہ پڑتا تھا اب کئی دن سے کیون نہین یاد فرمایا سرکار صبر کرین جوانپنے کو نہ ہانسے اسیر کیون جان دین آزاد نے کہا یارو مین کیا کرون دل پر اختیار نہین شیرین ادا کا نام جو برق نے سنا دیکھا چمنی مین ایک نازنین بنی ٹھنی بیٹھی ہو سازندے بھی گرد ہین عقل سے سمجھا کہ شیرین ادا یہی ہو ایک کنیز کی شکل بنکر دیوار باغ سے لپٹا ہوا قریب چمنی کے پہونچا شیرین ادا نے کہا تم کہان سے آئی ہو کیون شگوفہ مزاج کیسا ہے برق نے کہا آپکی عنایت ہے یہ کہکر برق بیٹھ گیا کہا کیون شیرین ادا کی دشنی تمکو کیون نہین بلایا شیرین ادا تو رقم کی ڈومنی ہو مٹکنے لگی کہا ہوا ایک چھیتی کو لائے ہین وہ انکے نام پر جوتی بھی نہین مارتی برق نے کہا وہ کون ہو کہا بڑے خاندان کی ہے بی حیرت کی بہن شہنشاہ حیات کی بیٹی اب یہم تبہ ملا مخیہ آرزو کھلا بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد اسپر عاشق ہوے اسوجہ سے انکو اور زیادہ نخرہ ہوا جو ہوا شگوفہ یا تو مجھ ڈورے ڈالتے تھے مین نے منھ نہین لگایا جبدن سے اُس چربی کی پتلی کو لائے ہین پھر نگاہ نہین ڈالتے مین نے بھی بوا لگاوٹ اٹھا نہین دیکھا برق نے کہا بوا ذرا کنارے چلتے ایک بات

راز کی کھو ئی شیرین ادا کو اٹھا لیجا کر برق نے بیہوش کیا شیرین ادا کی صورت بنکر سازندون سے کہا ساز
تو درست کرو دیکھین تو شہنشاہ کیا کرتے ہین ہر چند کہ اپنے غم والم مین ہین دیکھین ہمارا بھی کچھ خیال ہی کہ نہین
اپنے کو آراستہ کر کے برق سامنے آزاد عجائب نگار کے آیا حجاب کر سلام کیا آزاد نے آنکھ ملی منھ چڑھا دیا
آزاد ہنس پڑا کہا بی شیرین ادا آؤ کیسا مزاج تمھارا برق نے کہا حضور ہمارا مزاج کیا پوچھنا حضور اپنی کیفیت
بیان کرین معشوق راضی ہوئی کہ نہین آزاد عجائب نگار نے کہا ای شیرین ادا کیا کہون دل تابو مین نہین نظم

ہانے نما کے منع تماشا سے دل کرون	مین غیر تو نہین کہ تماشا سے دل کرون
ہر جان بھی جائے کچھ تو مداواے دل کرون	کب تک مین دل پہ ہاتھ دھرے ہاے دل کرون
سو طرح سے زیان ہین رہنے مین اسکے گر	دشمن بھی مفت لے تو مین سوداے دل کرون
چھٹتا ہو جیسے جی کوئی زنجیر زلف سے	دیوانہ ہون کہ چارہ سوداے دل کرون
پیر ہم ہرزہ گردیون سے پاؤن گھس گئے	کیا ذکر جوشش حوصلہ فرساے دل کرون
کہتا ہون درد دل تو وہ کہتے ہین مجھکو کیا	مین کیا طبیب ہون کہ مداواے دل کرون
اس بت کو ترک دین سے نہین مومن اعتماد	کیونکر نہ مین شکایت اغواے دل کرون

برق نے کہا ای شہنشاہ آپکو دیوان کے دیوان یاد ہین ایک گھنٹہ بھر کے لیے مجھکو انکو تنہا کر دیجیے
مین انکے دل کا حال دریافت کرون اگر نہ راضی کر دون تو شیرین ادا نہ کہیے گا مین نے جو انکے تیور دیکھے
اس سے صاف ثابت ہی کہ وہ خود آپ کو چاہتی ہین کسی آپ کی بدعت سے انکو نفرت ہوئی ہی آزاد نے
خوش ہو کر کہا اچھا شیرین ادا جاؤ اگر تم اسکو راضی کر کے میرے پہلو مین بٹھا دو تو شیرین ادا جو مانگو گی دو
دونگا شیرین ادا نے کہا واری مین ابھی جاتی ہون آپ نے تو کئی دن سے شراب بھی نہین پی آپ کو
اسکے ہاتھ سے شراب پلواؤنگی آزاد نے کہا جاؤ بارہ دری مین پنجرہ رکھا ہی برق فرنگی تڑپکر چلا آزاد
نے کہا ای شیرین ادا یہ بھی کہنا کہ شہنشاہ فرماتے ہین ملک و مال کا تمکو اختیار ہی جسطرح چاہو انتظام
کرو مین راسخ الاعتقاد ہون شمشاد قد کا عاشق موسوم بہ آزاد ہون جو وعدہ کراؤ گی آنکھون سے بجا لاؤنگا
برق جھپٹکر بارہ دری مین آیا دیکھا بہار قفس مین بند رنگ رو متغیر سرنگون زبان مین سوزن مثل طائر
گرفتار قفس مین پھڑک رہی ہی برق نے اکر سلام کیا کہ ملکہ عالم مجھے پہچانا بہار نے کچھ جواب نہ دیا
برق نے ہاتھ باندھکر کہا آپ کا تابعدار ہون مین ہون مستر برق نام برق سنتے ہی ملکہ بہار شگفتہ ہو گئین

کہا اے برق کیونکر یہ پہنچے برق نے کہا آپ کے واسطے بیشک مین سب بیقرار ہین استاد بھی آئے ہین مین سمجھ گیا
استاد فکر مین ہونگے جبتک وہ آئین مین آپ کو لیے چلتا ہون چونکہ بہار کی زبان مین سوزن ہے اشارون
مین کلام کر رہی ہین میان آزاد نے کہا مین تو چھپ کر سنون کہ شیرین ادا سے کیا باتین ہو رہی ہین یہ کہکر
اُٹھا گوشے مین چھپکر سننے لگا میان برق نے کہا اے ملکہ عالم ایک جام اپنے ہاتھ سے پلانا پڑیگا اتنا فقط کہنا
کہ تمھاری بدعت سے مین نے انکار کیا مہار نے کہا یہ تو میری زبان سے نہ نکلیگا وقائع نگار حالات طلسم ہوشربا
لکھ رہے ہین مصنف صاحب میان قمر قلم اٹھائے ہر وقت اسی فکر مین رہتے ہین کہ کوئی مضمون عالی ملے کتاب مین
درج کرون اگر خدانخواستہ بادشاہ جمجاہ کے ملاحظے سے گذرا تو کیا فرمائینگے مہار نے اپنی زبان سے کہا کیسی بدنامی
کی بات ہے برائے خدا مجھکو بدنامی سے بچا لو ادھر میری زبان سے سوزن نکلا اور مین نے اسکو تنکے چھنوا دیے
یہ سب باتین آزاد سن رہا ہے یہ بھی سن لیا کہ یہ برق فرنگی عیار ہے برائے رہائی ملکہ مہار آیا ہے گوشے سے نکل کر آکے
مسند پر بیٹھ رہا خدمتگارون سے کہا ہم بارہ ہزار عیارون کے کیا کیسے ہین کس مقام پر خوف نہین کرتے کہ برق
مہار کو سمجھا کے خوشی خوشی چلے آتے ہین کہ اب اسکو قتل کرونگا مال بھی لونگا استاد کو ابھی تک میان کا
پتہ بھی نہین ملا اب جو برق نے آزاد کے تیور دیکھے ہوش اُڑ گئے جی مین کہتا ہے خدا خیر کرے آزاد نے پوچھا
کہو کیا شیرین ادا کیا گذری برق نے ڈرتے ڈرتے کہا حضور جو مین کہتی تھی وہی ہوا آزاد نے جھلا کر کہا منہ
آزاد عجائب نگار ہمکو قتل کرے تم زندہ بچکر جاؤگے برق اپنے مقام سے اُٹھا کہا حضور اسوقت آپ کا مزاج
برہم ہے مین پھر حاضر ہونگی چاہتا ہے چبوترے سے اُترے کہ آزاد نے ایک دوہتھڑ مار اگیر کی آواز دی برق کے
پانون زمین نے پکڑ لیے ہرچند برق ہان ہان کرتا ہے آزاد نے ایک شعلہ پھینکا منہ پر کا رنگ و روغن عیاری کا
اُڑ گیا صورت اصلی نکل آئی حکم دیا قفس آہنی منگوا کر برق کو بند کیا مہار مشتاق بیٹھی تھین کہ اب برق فرنگی
ہمارا قفس منگوا دیگا رہائی پائینگے کہ دیکھا چند خدمتگار قفس برق لیے ہوے آتے ہین ملکہ مہار کے ہوش اُڑ گئے
پوچھا اے برق خیر تو ہے یہ کیا ہوا برق نے کہا اے ملکہ عالم ہم بھی قید ہوے معلوم ہوتا ہے ہم جو آپ سے باتین
کرنے آئے اُسنے سن لیا میان سے جب مین گیا تو تیور بدلے پائے آخر اُسنے گرفتار کیا بے استاد کے کچھ نہوگا آزاد
نے یہان وزرا سے صلاح کی ان عیارون سے شہنشاہ عاجز ہو رہے ہین مین نامہ لکھ بھیجون کہ مین نے برق کو
گرفتار کیا شہنشاہ خوش ہو جائینگے مقدمہ مہار کا چھپانا واجب ہے سن پائینگے تو آکر مہار کو لیجائینگے سب نے کہا
بہت بہتر اُسی وقت آزاد نے ایک عرضی بخدمت افراسیاب لکھی مضمون یہ تھا کہ اے شہنشاہ ساحران مین نے

برق فرنگی کو گرفتار کیا قتل کرنا مناسب نہ جانا اگر حکم ہو زندہ بھیجون یا سر روانہ کرون ایک جادوگر اسفل جادو نامے
اُس سے کہا تم سیدھے طرف باغ سیب کے جاؤ ہاتھ مین افراسیاب کے یہ نامہ دینا فوراً جواب بھی لینا
اسفل نامہ لیکر چلا خواجہ عمرو ایک صحرا مین مارے مارے پھر رہے ہین دل سے کہتے ہین نہین معلوم برق پر
کیا گذری خدانخواستہ کسی بلا مین پھنسا وہ تو اسم بامسمیٰ ہے جھٹ پٹ عیاری کرتا ہے اگر چلگئی تو حریف کو مارا دیکھا
ایک جادوگر آسمان پر اُڑا ہوا آتا ہے خواجہ نے ایک ساحر کی صورت بنکر پکار کر آواز دی بھائی جانے والے
ذرا یہان آؤ دھوپ گرمی پڑ رہی ہے ایسا نہو کہ لون لگ جائے ابھی کئی آدمی اسی آفت مین مبتلا ہو چکے ہین
ذرا ٹھہر جاؤ ہم تم باتین کرینگے اسفل اُتر آیا خواجہ نے کہا بھائی یہ شدت گرمی اور اسطرح نکلنا تمکو اپنی جان کا کچھ
خیال نہین اسفل نے کہا اے برادر نوکری کے مقدمے مین کچھ بن نہین پڑتا ایک کاغذ خدمت مین شاہ کی لیے
جاتا ہون عمرو نے کہا کون شاہ کہا افراسیاب جادو ولیکن خوشخبری لیے جاتا ہون یقین ہے اسکو طلب کرین عمرو نے
کہا کس مقام سے آتے ہو کہا قلعہ عجائب نگار سے برق فرنگی عیار پکڑا گیا ہے عمرو کا دل ٹکڑے ہو گیا حیران تھا
کہ کیا کرون مین تو کہتا ہی تھا کہ وہ تڑپ کے جا پڑیگا خواہ مخواہ بڑھ سے اسی جلدی مین پکڑا گیا اسفل نے
کہا دوسری بات یہ ہے کہ ملکہ مہیار کو ہمارے آقا نے گرفتار کیا ہے اُسپر عاشق ہین عمرو نے کہا تمھاری باتون سے
معلوم ہوتا ہے کہ تم بھی ملکہ مہیار پر مائل ہو اسفل نے سر جھکا لیا کہا نہین بھائی ذرہ کیا آفتاب سے آنکھ ملا سکتا ہے
من آنم کہ خوب میدانم یہ حال سنکر خواجہ نے اسفل کو باتون مین لگایا گلوری کھلا کر بیہوش کیا نامہ نکال لیا
اسکی پشت پر طرف سے افراسیاب کے جواب لکھا کہ اے خیر خواہ با دولت تمنے بڑا کام کیا کہ برق کو گرفتار کیا
یہ وہ بلا سے روزگار ہے کہ اسپر کوئی ہاتھ ڈال سکتا ہے اسی اسفل کی معرفت برق کو بادولت کے پاس روانہ کرو
اسفل کو دہن درہ کوہ مین ڈالدیا اُسی کی شکل بنکر طرف عجائب نگار کے روانہ ہوئے اسفل میان پڑا تھا
کچھ گھسیارے گھاس چھیلنے آئے اُنھون نے اسفل کو ہوشیار کیا اسفل کی جو آنکھ کھلی نامے کو اپنے پاس نہ پایا
کمر مین چاندی کی کردھنی تھی انگوٹھیان تھین چھلے سب چیزین خواجہ لیگئے زیر جامہ بھی بمشکل چھوڑا اسفل بیٹھکر رونے لگا
قضائے کار صرصر شمشیر زن پھرتی ہوئی اسطرف آنکلی دیکھا ایک جادوگر بیٹھا ہوا رو رہا ہے صرصر نے آکر پوچھا
کیون اے شخص کیا ہوا اُسنے سب حال رو رو کر بیان کیا کہ مین نامہ لیے ہوئے جاتا تھا میان ایک شخص ملا
اُسنے بیہوش کر کے سب اسباب میرا لے لیا اب برہنہ کیونکر جاؤن صرصر نے جو حال برق و مہیار سنا سوچی کہ
افراسیاب پامال کردیگا مہیار پر جان دیتا ہے آجتک دل سے اُسکے مہیار کی محبت نہین گئی صرصر نے کہا

ارے عمرو عیار تجھا معلوم ہوتا ہو وہ تیری صورت بنکر پہونچا ہوگا صرصر نے کہا میرے ساتھ چلو جسقدر تیرا مال
گیا ہو اُسکا دونا دلوا دونگی ایک تخت سحر تیار کرو سحر کرتے ہوے باغ سیب میں پہونچو شہنشاہ اپنے ساتھ
تمکو لیجائینگے اشفل نے اُسی وقت شاخہاے نخل کا میں تخت تیار کیا دونون سوار ہوے چاہتے ہیں کہ تخت کو
اُڑاکر چلیں قضاے کار چالاک بن عمرو تلاش میں خواجہ کی نکلا تھا دور سے دیکھا صرصر اور ایک جادوگر تخت
سحر پر سوار ہوکر تخت کو اُڑایا چاہتے ہیں چالاک بتعجیل صبا رفتار بنلا آنکھیں دوپٹے سے ملتا ہوا مراد یہ ہی
کہ آنکھیں چھپاؤں یار آنکھیں ملو نے پائیں وہیں سے پکارا اُستانی کہاں جاتی ہو صرصر نے جو صبا رفتار
کو دیکھا سوچی اس سے کہوں کہ تو جاکر ملکہ حیرت سے اطلاع کر ادھر سے افراسیاب پہونچے اُدھر سے حیرت
بھی آجائیں سارا بانزادہ گرفتار ہو تخت ٹھہرا لیا چالاک نے کہا اُستانی صاحب کہاں جاتی ہو صرصر نے
سب حال بیان کیا کہ عمرو بشکل اشفل براے رہائی مہیار و برق گیا ہو میں جاکر شہنشاہ کو بھیجوں تم جاکر ملکہ حیرت
سے اطلاع کرو بہت خوب کہکر چالاک پیچھے ہٹا اشفل نے تخت اُڑایا باغ سیب میں افراسیاب بیٹھا تھا
کہ اشفل اور صرصر آکر پہونچے صرصر نے سلام کیا تمام کیفیت افراسیاب سے بیان کی افراسیاب نے اشفل کو
انعام دیا کہا اب مجھکو معلوم ہوگیا تم عقب سے آنا میں اپنے کو جلد پہونچاتا ہون یہ کہکر افراسیاب بلند ہوا ہوا کا سنا
ہوا چلا میاں آزاد منتظر بیٹھا ہو کہ اشفل نقلی آکے پہونچا جھک کر سلام کیا کہا حضور شہنشاہ آپ سے نہیت راضی
ہوے کہ آپ نے ایسے مکار کو گرفتار کرلیا فوراً برق کو قتل کرینگے آنے کو ہے یہ کہکر آزاد نے قفس مہیار و برق کو لایا
مہیار کے جلانے کو کہا اب یہ تمہارا مددگار بخدمت افراسیاب جاتا ہے عمرو جلدی کر رہا ہو کہ برق کا بیجانا تو
ممکن ہو مہیار کو بھی تو رہا کروں کہا اے شہنشاہ غلام نے لاکھوں روپیہ حضور کے گھر سے پیدا کیا سب
گوتون کو کھلایا حضور نہیں دیکھے کچھ آیا یا نہیں آج میاں آن دراز خان سے ملاقات ہوئی تھی وہ تین
تین گز کی تانیں لیتے ہیں میں نے بارہ گز کی تان لی وہ تو بڑی تعریفیں کرتے تھے مہیار سے بھی اشارے کرتے
ہیں برق تو دیکھتے ہی پہچان گیا افسوس کر رہا ہو کہ اب یہ گانے بجانے سب کو بیہوش کرینگے ہمکو طعن و تشنیع
دینگے فرمائینگے برق کو کچھ نہیں آتا آزاد سے کہدیں کہ یہ عمرو عیار ہے گرفتار ہو جائیں یہ دلیں کتنا ہمارے
کوڑون کے کھال گرا دینگے یہ باتیں چالاک ہی کو زیب دیتی ہیں لیکن خواجہ عمرو نے لنگنا کے سامنے
آزاد کے یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

سرمگیں آنکھوں سے تم نامہ لگاتے کیوں ہو	خاک میں نام کو دشمن کے ملاتے کیوں ہو

گرم جولان مرے مدفن پہ تم آتے کیون ہو — اپنے دل سوختہ کی خاک اُڑاتے کیون ہو
شعلہ ہاے تپ دل آگ لگاتے کیون ہو — گر ہو دلسوز مرے مجھکو جلاتے کیون ہو
کون سے سوختہ اختر کا خیال آتا ہی — سر بہ جیب دیتے ہو تم اشک بہاتے کیون ہو
بار گردن تو نہین تیغ ستمگار آخر — جان نثار و سر مشتاق جھکاتے کیون ہو
جن سے منظور وفا ہی ہو جفا بھی اُنپر — مجھسے کچھ کام نہین ہی تو ستاتے کیون ہو
اُسنے کیا غیر کو دزدیدہ نظر سے جھانکا — رخنہ ہاے در یار آنکھ چراتے کیون ہو
دم قدم سے ہی لگا جان نکل جائیگی — دیکھیو سینے سے مرے پاؤن اُٹھاتے کیون ہو
کھل گیا عشق صنم طرز سخن سے مومن — اب چھپاتے ہو عبث بات بناتے کیون ہو

اس رنگ مین عمرو نے یہ غزل گائی آزاد زچوٹ کھائے ہوے تھا آنکھون سے اشک حسرت جاری کر رہا ہی کہ ای اسفل جادو تونے تو آج دل کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا خانۂ دل کو غم و الم سے بھر دیا حقیقت مین تم کامل ہو عمرو نے قصد کیا کہ شراب کا ذکر کرون زمین کانپی خواجہ پیچھے ہٹے زمین سے افراسیاب نے سر نکالا آواز دی او سیار بانزادے کہان جاتا ہی عمرو بھاگا افراسیاب دوڑا عمرو نے چاہا جست کرون افراسیاب نے اشارہ کیا زمین نے پاؤن تھام لیے پلٹ کر افراسیاب نے جو مہار کو قفس مین دیکھا دل بیتاب ہو گیا کہا کیون او نمک حرام تونے برق کا حال لکھا تھا اور مہار کی اطلاع نہ کی آزاد نے سر جھکا لیا جب افراسیاب نے کئی مرتبہ کہا اور اسنے کچھ جواب نہ دیا اب مہار کی جانب متوجہ ہوا کہا کیون ای شہنشاہ حسن و خوبی وای سرو خرامان باغ محبوبی ہماری لگاوٹ کا یہ انجام ہوا کہ ہمارے خراجگزار نے تمکو قفس مین قید کیا یہ سب تمہارے خراجگزار ہین مناسب یہ ہی کہ ہمارے ساتھ چلو حیرت کی کیا مجال ہی کہ تمسے سرکشی کرے آخر مسلمانون کا کبتک ساتھ دوگی میرے خراجگزارون سے کہان تک لڑوگی اٹھارہ سو ملک کا مالک ہون عمرو کو بھی گرفتار کر لیا اب کیا مین انھین زندہ چھوڑونگا خواجہ ہاتھ باندھے کھڑے ہین کہہ رہے ہین مین تو غلام ہون یہی چاہتا تھا کہ زیر قدم اقدس پہونچون گرفتار ہو گیا مجھے آپسے وہی خصوصیت ہی مجھے حکم ہو مین مہار کو راضی کر دون کہا کرتی تھین کہ شہنشاہ مجھکو بلا کر بیاہ لین مین چلی جاؤن آج مراد پوری ہوئی آزاد کے کلیجے پر چھریان پھر رہی ہین جیہین کہتا ہی مدعاے دلی حاصل نہوا اب یہ مہار کو لیجائیگا جوش عشق مین بول اٹھا ای شہنشاہ مین نے مہار کو اسواسطے چھپا کر رکھا تھا کہ تنہائی مین لیکر حاضر ہونگا افراسیاب نے کہا تجھکو کچھ خیال نہ آیا یہ اہتمام تھا کہ مہار پر دست انداز ہو جسدن خبر پاجاتا قیامت برپا کرتا

آزاد کو کچھ بن نہین پڑتا کہ چمنستان سے تالیان بجانے کی آواز آئی کوئی بھاری آواز کا آدمی بھی سامری و
جمشید کا گار ہا ہے یہ سنکر افراسیاب نے جو دیکھا مرشد زادے میان مصور بند قبا کھلے تاج ڈھلکا ہوا تالیان
بجا بجا کے کہتے چلے آتے ہین نانا جان دادا جان تمھارے صدقے ایسے ہوتے تو خدائی کیونکر کرتے پرستے
دو جہان کے افسر مغرور و مخمور سر افراسیاب اٹھ کھڑا ہوا کہا کیون مرشد زادے خیر تو ہے کہا اے شہنشاہ مین پڑا سوتا
تھا دادا جان تشریف لائے کہا اے فرزند جلد جاؤ عمرو و برق پکڑے گئے بہار کے واسطے افراسیاب بیقرار ہے
وہ ہمارا بندۂ خاص ہے بندی باختصاص دل پر بہار کے پردہ پڑ گیا ہے اسوجہ سے افراسیاب سے انکار کرتی
ہے تم جا کر وہ پردۂ حجاب اٹھا دو بہار خود افراسیاب پر عاشق ہو جائے مین نے پوچھا پردہ کیونکر اٹھاؤن
دل کو بہار کے روشن کرون فرمایا ایک جام شراب اپنے ہاتھ سے ہمارا القاب پڑھکر پلا دو جو اسوقت شراب پیےگا
نام سامری و جمشید لیگا سو برس عمر بڑھ جائیگی سب خدمتگار بھی بیٹھ گئے مصور چونکہ نبیرۂ سامری ہے سب اسکے
کہہ رہے ہین قدرت اپنے فرزند کے خواب مین آئے مرشد زادے ایک جام ہمکو بھی پلا دیجے کا عمر بھر دعا دینگے مصور
نے کہا تپلا اٹھا کے لاؤ مین القاب دادا جان کا پڑھ دون آزاد نے اشارہ کیا ملازم تپلا اٹھا کے لائے مصور
نے اس تپلے پر القاب سامری پڑھا افراسیاب کہہ رہا ہے فصاحت و بلاغت تو دیکھو سب مرشد زادے کو بیوقوف
جانتے تھے آج لیاقت ظاہر ہوئی مصور نے جام بھرا کہا پہلے مین اپنے شہنشاہ کو پلاؤن جنکی زندگی سے ہماری
آبرو ہے یہ کہکر دو تین سمجن گائے کہا شہنشاہ ایک سانس مین جام پیجے گا آپ کو دو جام پلاؤنگا یہ کہکر افراسیاب
کو جام دیا دوسرا جام بھرا کہا میان آزاد تم اسوقت منصوب درگاہ شہنشاہی ہو دادا جان نے تمھارا بھی نام لیا تھا
تو تمھاری بھی سو برس کی عمر بڑھی آج دادا جان خواب مین آئے سب کو راضی کرونگا خدمتگار بھی نہ باقی رہین
قدرت کے نزدیک سب برابر ہین خادمون سے اشارہ کیا بجائیو یہ آج خوشی کا دن ہے جس باغ مین خزان تھی
اسمین بہار آئی بعد مدت عاشق و معشوق ملینگے وہ کون نادان ہین کہ بہار کو باغی بتاتے تھے خادم جام بھر بھر
کے پینے لگے بعضون نے نگاہ بچا کے دو دو جام پیے اپنے دل مین کہتے ہین دو سو برس عمر بڑھی بعض کہتے ہین
کہ گھوڑے کی چڑھی افراسیاب بیٹھے بیٹھے طرف آزاد کے متوجہ ہوا کہا او نمکحرام کچھ تجھکو ہمارا خیال نہ آیا آزاد
نے کہا کیا دمبدم کہتا ہے ہم جانتے ہین آخر بہار کی شادی کسی کے ساتھ کرتے ہم مین کیا برائی ہے عمرو و برق دیکھ
رہے ہین افراسیاب تیغ تیز کھینچ کر اٹھا آزاد نے کہا کیا مین تجھسے دبتا ہون یہ کہکر آزاد بھی اٹھا مصور نے کہا اے
افراسیاب اس بے ادب کو جینے نہ پائے آزاد سے کہا دبتا نہین دونون تلملا کے اٹھے بیہوشی تاثیر کر چکی تھی

دونون لڑکھڑا کے گرے بیہوش ہوے خدمتگار لینا لینا کہکر اُٹھے سب بر لب فرش فرش ہوے مصور نقلی نے
نعرہ کیا نعرہ چالاک عیاری مین آنم چست و چالاک * چشم دشمن انداز مکف خاک * نیابد بادگرد تیزگامم *
خلیفہ اولم چالاک نامم * اول زبان سے ملکہ بہار کی سوزنکو لا برق کو قفس سے رہا کیا خواجہ عمرو کہ سحر مین
افراسیاب کے پھنسے تھے بہار نے سحر اُتارا چھوتے ہی عمرو نے تاج افراسیاب لیا بہار نے کہا خواجہ
خدا کے واسطے ایسا نہو افراسیاب ہوشیار ہوجائے عمرو نے آزاد کی لکھی کتھری کہلی تاج اُتار لیا تنگ خاقان کو
برہنہ کیا سر کاٹ ڈالا بہار نے کہا خواجہ اب بھاگو ایسا نہو کوئی آفت برپا ہو خواجہ و چالاک و برق ایکطرف
بھاگے ملکہ بہار نے پر پرواز پیدا کیے جھونکا ہوا کا چلا یہ لوگ توبخیر و عافیت نکل گئے ماہیان زمرد پوش
پردۂ ظلمات مین بیٹھی تھی بیٹھے بیٹھے کہا میرا دل گھبراتا ہی معلوم ہوتا ہی میرے بچے پر کوئی آفت آئی نقشہ اُٹھا کے
دیکھا منہ پیٹ لیا پر پرواز پیدا کرکے چلی اُس مقام پر آئی جہان افراسیاب بیہوش پڑا تھا زمین پر اُتری افراسیاب
کو ہوشیار کیا کہا ارے یہ کیا ہوا افراسیاب نے لاشہ چرآزاد کا دیکھا کہا اس حیا کی ذات سے سارا فساد
برپا ہوا بہار کو اسنے قید کیا عیارون نے تار باندھ دیا عمرو بھی گرفتار ہوا تھا چالاک مصور بنکر آیا عیاری
کر گیا اس نمکحرام کو قتل کیا بڑا کام کیا مین ابھی جا کر سب کے سر لاتا ہون قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا آج ایک کو زندہ
نہ چھوڑونگا چاہا پر پرواز پیدا کرکے جاؤن ماہیان نے دامن پکڑ لیا کہا ارے کچھ دیوانہ ہوا ہی نہین معلوم
کس آفت مین پھنس جائے لاکھ لاکھ افراسیاب نے چاہا کہ جاؤن ماہیان نے دامن نہ چھوڑا افراسیاب
تڑپ کر رہگیا ماہیان نے اپنے ساتھ لیا طرف پردۂ ظلمات کے چلی کر اُنکا ذکر تحریر ہوگا ملکہ بہار قلعۂ مرجان
پر آئین باغبان قدرت واسطے بہار کے بہت پریشان ہو رہا تھا سب حال پوچھا بہار نے سب کیفیت
بیان کی خواجہ و برق و چالاک بھی آئے مرجان سے کہا اب آپ قلعے کو چھوڑیے ورنہ افراسیاب پھر
فوج روانہ کریگا یہان رہنا اچھا نہین اسی وقت مرجان الماس پوش والماس یاقوت چشم زن و شوہر
چالیس ہزار فوج اپنے ساتھ لیکر باغبان و بہار کے ہمراہ ہوے باغبان و بہار و مرجان الماس پوش
و ملکہ الماس یاقوت چشم طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوے خواجہ عمرو و برق و چالاک بھی ساتھ ہین لیکن ہزبر
جو باغبان و بہار کے ہاتھ سے شکست کھا کر بھاگا تھا صحرا مین فروکش ہو ساتھ والونسے کہہ رہا ہی کہ خدمت
شہنشاہ مین کیا منھ لیکر جاؤن فرمائینگے قلعۂ مرجان کو تباہ نکیا زن و شوہر کو قید کرکے نہ لائے اب مین
کیا تدبیر کرون جس پچیس ہزار جادوگر بھی اسکے ساتھ ہین ایک دن اسنے دیکھا کہ صحرا سے گرد اُڑی کچھ جھلیے

قرادل جادوگر ہزارون باز و لیطو و قرقرون پر سوار ساتھ ایک تاجدار کے شکار کھیلتے چلے آتے ہین وہ تاجدار
ایک عقاب پر سوار جس طائر کو تاکا ایک ماش کا دانہ پھینک مارا طائر گرا اُسکو اُٹھا کے آرابے پر ڈال دیا
نہایت سفر در تقل و فراست سے دور تمام صحرا کو بزور سحر پرندون سے خالی کر دیا ہزبر اژدر سوار نے جو دور سے
دیکھا ساتھ والون سے کہا یہ تو ہمارا دوست صادق محب واثق میثاق عہدشکن بادشاہ کوہ لاجورد ہی یہ
کہکر اپنے مقام سے اُٹھا اگر میثاق سے ملاقات کی میثاق بھی عقاب سے کود پڑا پوچھا کیا بھائی صاحب
تم بھی برائے شکار آئے ہو ہزبر نے سب کیفیت اپنی بیان کی کہا اے برادر ایسی ذلت ناش اُٹھائی باغبان
و مہیار کے ہاتھ سے شکست کھائی ہزارون جادوگر قتل ہوے اب مجھکو بڑا حجاب ہی حکم شہنشاہ تھا کہ زن و
شوہر کو گرفتار کر کے لاؤ یہ لوگ برائے مدد آگئے اہل اسلام کی رونق دن بدن بڑھتی جاتی ہی میثاق نے
کہا کہ بھائی نہ گھبراؤ مین تمکو کوہ لاجورد پر لیچلونگا زن و شوہر کو گرفتار کرا دونگا یہ دونون آپسمین باتین کر رہے
ہین کہ ابر آسمان پر اُٹھا چھلکہ ہا سے سرخ و سبز وہ ابر ایک صحرا مین آ کے شق ہوا ہزبر نے نگاہ غور دیکھنے لگا
دیکھا باغبان و مہیار و مرجان الماس پوش و الماس یاقوت چشم چارون ایک تخت پر سوار ایک تخت پر
خواجہ عمرو و برق و چالاک اُس تخت کو ساحرہ وش پر اُٹھائے ہوے ڈیڑھ لاکھ ساحرون کا لشکر جہان ہزبر و
میثاق فروکش ہین وہان سے تین کوس پر ایک صحرائے سبزہ زار تھا وہان یہ سب اُترے ہزبر نے کہا ای میثاق
زن و شوہر کو باغبان و مہیار لیے جاتے ہین میرے کلیجے پر چھری پھر رہی ہی زن و شوہر پر کیونکر قبضہ کرون
یہان باغبان و مہیار کو بھی معلوم ہوا کہ ہزبر و میثاق دامنہ کوہ مین اُترے ہین ملکہ مہیار نے کہا ای باغبان
ہزبر و میثاق کو ایک نامہ لکھنا چاہیے کہ اگر اسلام قبول کرو اگر اسمین تامل کرین سزا دیجائے باغبان نے کہا
اب نامہ لکھیے مین ایلچی بنکر جاؤنگا ہر چند مہیار نے کہا کسی اور کو بھیجو باغبان نے کہا میثاق میرا ہم مکتب ہی مین
سمجھا کر سے آؤنگا مہیار نے بمضمون مذکور نامہ لکھا باغبان نے نامہ دو ملتے سے باندھا پشت مرکب پر سوار ہوکر
بریسم اطمینکری چلا یہ خبر ہرکارون نے میثاق و ہزبر کو پہونچائی میثاق نے کہا ای ہزبر باغبان میرا ہم مکتب ہی
مجھکو اُس سے کچھ نہ بن پڑیگا ہزبر نے کہا مین کلام کرونگا تم نہ گھبراؤ کہ باغبان بارگاہ مین آکر پہونچا شل اہل
اسلام کے سلام کیا ایک دنگل پڑا کر بیٹھا نامہ ہاتھ مین میثاق کے دیا کہا ای برادر ہمارے تمھارے ہمیشہ سے ہم مراسم
رہا ہی ملکہ مہیار کو منظور ہی کہ تمسے مقابلہ کرین سحر کو مہیار کے جانتے ہو مین تمھین سمجھانے آیا ہون مہیار کا سحر جب چلیگا
تنگ چھوڑ دیگا ہزبر یہ ہر کہ میرے ساتھ چلو ساری نامے مین صاف صاف مرقوم ہی کہ عمر طلسم تمام ہوئی افراسیاب

اپنی خطا کی سزا پائیگا پس بہتر یہ ہو اُٹھو ہمارے ساتھ چلو قدموں پر ملکہ بہار کے گرو خطا معاف کرا دینگے میثاق نے کہا اے باغبان میں نہیں جا سکتا میں نے ہژبر کا ساتھ دیا اب نہیں ممکن ہو کہ تمہارے ساتھ چلوں جو تمسے ممکن ہو اسمیں قصور نکرو میدان کارزار میں بھی میں تمہارا پاس کرونگا باغبان نے جواب دیا ہم تو ذرّی محبت کا پاس نہیں رکھتے ہمارے بزرگوں نے یہی سمجھا دیا ہی باغبان رخصت ہوا میثاق نے کہا ای ہژبر اب معرکہ عظیم پڑیگا ہژبر نے کہا میں جان دینے پر آمادہ ہوں دونوں مصاحبین کر رہے تھے کہ آسمان پر لکہ ابر پیدا ہوا میثاق نے کہا ای ہژبر زرجد زرین پوش میرا بھائی ای ہر چند کہ مجھسے چھوٹا ہو مگر سحر میں طاق شہرہ آفاق ہو اب معرکہ پڑیگا زرجد باغبان و بہار کو گرفتار کرلیگا باغبان و بہار کی کیا حقیقت ہی یہ باتیں کرکے میثاق باہر آیا ابر کی جانب اشارہ کیا ارشق ہوا زرجد آکر اترا بھائی سے ملاقات کی زرجد نے پوچھا ای برادر تم واسطے شکار کے آئے تھے میثاق نے تمام کیفیت بیان کی زرجد نے کہا باغبان بہار سے مقابلہ کرونگا اُنکی کیا حقیقت ہی اگر میرے سامنے آئیں کان پکڑکے سامری و جمشید کو سجدہ کراتا مجال ہو کہ ہمارے سامنے لاف و گزاف کر سکیں میثاق نے کہا ای ہژبر تمنے سنا بھائی صاحب کیا فرماتے ہیں اب آمادہ حرب و پیکار ہو میاں باغبان جو واپس آئے بہار سے سب کیفیت بیان کی بہار نے کہا سمجھا جائیگا میاں زرجد نے حکم دیا طبل جنگی بجے ہرکاروں نے آکر ملکہ بہار و باغبان سے خبر کی یہ بھی بیان کیا کہ زرجد زرین پوش آیا ہی طبل بجا رہا ہی باغبان نے حکم دیا میاں بھی طبل جنگی بجے رات بھر تیاریاں رہیں صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے ملکہ بہار طاؤس زرین بال پر سوار پھولوں کے دریا میں غوطہ مارے ہوئے چھپکا موتیے کا سر پہ گجرے ہاتھوں میں لپٹے ہوے نگاہ جو زرجد کی جمال جہان آرائے بہار پر پڑی کلیجہ تھام لیا کہا بھائی میثاق صورت زیبائے بہار تو دیکھو یہ صورتیں کبھی کسی کی نگاہ سے گذری ہیں میں اسکے ساتھ شادی کرونگا بلے سامری بنظر انصاف خیال کرو

نظم

آنکھوں سے ضیا ٹپکے ہی انداز تو دیکھو — ہر بوالہوسوں پر بھی ستم ناز تو دیکھو
اس بت کے لیے میں ہوس مر سے گذرا — اس عشق خوش انجام کا آغاز تو دیکھو
چشمک مری وحشت پہ ہی کیا حضرت ناصح — طرز نگہ چشم فسوں ساز تو دیکھو
ارباب ہوس ہارکے بھی جان پہ کھیلے — کم طالعی عاشق جانباز تو دیکھو
مجلس میں مرے ذکر کے آتے ہی اُٹھے وہ — بدنامی عشاق کا اعزاز تو دیکھو
محفل میں تم اغیار کو دزدیدہ نظر سے — منظور ہی پنہاں نہ رہے راز تو دیکھو

اس غیرت ناہید کی ہر تان ہے دیپک — شعلہ سا چمک جائے ہے آواز تو دیکھو
دین پاکی دامن کی گواہی مرے آنسو — اس یوسف بیداد کا اعجاز تو دیکھو
جنت مین بھی مومن نہ ملا ہاے بتون سے — جور اجل تفرقہ پرداز تو دیکھو

میثاق نے کہا بھائی اپنے کو سنبھالو ملکہ مہار منظور نظر شہنشاہ افراسیاب ہے ہرچند میثاق زبرجد کو سمجھاتا ہے
زبرجد کہتا ہے مین کیا کرون میرا دل نہین مانتا اگر مین اس محبوب مطلوب کو نہ پاؤنگا تڑپ تڑپ کے جان دونگا
ہزبر نے کہا حضور اب تو میدان کارزار مین آئیے جانبین مین طبل جنگی بج چکے دونون لشکر آمادہ حرب و پیکار ہین
جب میدان کارزار سے پلٹیے گا اس مقدمہ خاص مین صلاح ہوگی میثاق نے کہا مین میدان مین جاؤن
ہزبر نے کہا مین جاکر لڑ کے لیتا ہون ہرچند سب نے منع کیا ہزبر میدان مین آیا سحر کے عجائب و غرائب دکھا
پکار کر آواز دی اے فرقۂ خداپرستان جسکو تمناے مرگ کی ہو نکلے مرجان و الماس زن و شوہر تخت پر بیٹھے ہین
باغبان نے مرکب پر سوار ہوا مرجان سے آکر اجازت خواہ ہوا کہا اے شہریار اجازت میدان مرجان نے کہا
اے باغبان قدرت خدا انکو مظفر و منصور کرے یہ سب مکار و غدار ہین ذرا سمجھکر انسے مقابلہ کرنا باغبان نے کہا
آپ ملاحظہ فرمائیگے انشاء اللہ مہلت نہ لینے دونگا یہ کہکر باغبان گیند پھولون کا ہاتھ مین لیے ہوے سامنے
ہزبر کے پہونچا ہزبر نے گولہ مارا باغبان نے اشارہ کیا گولہ اُلٹا پلٹا ہزبر نے بمشکل اپنے کو بچایا ترنج پھینک
مارا باغبان نے انگلی دستک دی ترنج اُلٹا پلٹا ہزبر اژدہے پر سوار تھا سر پر اژدہے کے پڑا تو ڈکر مقام پرانکے
پارگندہ ہزبر کانپ گیا جو سحر کرتا ہے وہ پلٹ کر اسی پر آتا ہے برق چمکائی تلوار اسی کے سر پر پڑی سر زخمی ہوا ایک
تیر مارا تا بنا سیکا نشانہ ہوا باغبان نے پکار کر کہا اے ہزبر ہے ہے تمھارے سب حربے رد کیے ابھی تک کوئی حربہ نہین
کیا ہوشیار رہنا ہم بھی سحر کیا چاہتے ہین ہزبر نے کہا اے باغبان آج شب زین نے سحر تیار نہین کیا اسکا
یہ باعث ہوا کہ سحر ناقص رہے آج مہلت دو کل میرے تمھارے مقابلہ ہوگا میرے سحر سے کوئی بچ سکتا ہے باغبان
نے کہا جاؤ تیے مہلت دی زخمی ہوکر ہزبر لشکر مین آیا کہا اے زبرجد مین نے اپنی جان بچائی زبرجد بلبلا رہا ہے
غولق جادو پہلو مین کھڑا تھا کہا اے غولق جاکر باغبان کو روک لے اپنے دریاے سحر مین غرق کر دے غولیق
بل کرتا ہوا جا پہنچا ایک دو پتھر زمین پر مارا ایک دریا جوش مارتا ہوا پیدا ہوا موجہ آب غولیق نے باغبان کی
طرف توجہ کی باغبان نے ہنسکر کہا او بے آبرو تجھکو خود ہی پناہ پانی مشکل ہوگی ہم تمھاری فکر مین تھے یہ کہکر باغبان
نے آواز دی اے نہنگ دریاے غرق غولیق کو لینا اسی دریا سے ایک نہنگ خون آشام پیدا ہوا غولیق نے چاہا بھاگ

نہنگ تر بگڑا غریق کو نگل گیا دریا مین جا کر غائب ہوا دریا بھی نابود ہوا بھائی اسکا حریق جادو جلکر باغبان
پر جا پڑا سحر جو کیا چند شعلہ ہاے آتش باغبان پر گرے باغبان نے اشارہ کیا وہ آتش سحر گری اپنی دکھا اس
جلے ہوے کو جلا وہ شعلہ ہاے آتش پلٹے آکر حریق پر گرے ہر سر مو و ہر بن مو سے چنگاریان نکلین حریق کو جلا کر
خاک کیا گیارہ ساحر مقابلے مین باغبان کے نکلے ہاتھ سے باغبان کے مارے گئے آخر طبل بازگشت بجا
دونون لشکر پلٹے ہنر بر نے آکر سامنے میثاق کے خود دے مارا کہا اے برادر تمنے دیکھا باغبان نے کیا قیامتین برپا
کین زبرجد نے کہا اے ہنر بر نہ گھبراؤ مین معشوق کی فکر کرلون ایک دن مین لڑائی فتح کر دونگا تم کنارے بیٹھو
طبل جنگی نہ بجواؤ یہ کہکر زبرجد اپنے مقام سے اٹھا کہا مین معشوق کو لینے جاتا ہون میثاق نے کہا اے برادر
تم نہین جانتے ہو ملکہ مہار بلاے روزگار ہے نام پر بادشاہ اسلام کے نثار ہے کوئی شخص اسکی نگاہ مین نہین جچتا
اسکا قول ہے کہ بادشاہ اسلام صاحب شوکت و شان نبیرہ نوشیروان فرزندزادہ صاحبقران حسین و جمیل اہل
اسلام کے کفیل جب ایسے سے واسطہ ہوا تو اور مرد کی کیا ضرورت ہے زبرجد نے کہا بھائی مین کیا کرون
میرا دل نہین مانتا کلیجہ منھ کو آتا ہے لیکن مین اس سہولیت مین جاؤنگا کہ کسی کو ذرا خبر نہوگی مین اپنے ہوش
مین نہین ہون بقول شاعر

نظم

ہم سمجھتے ہین آزمانے کو	عذر کچھ چاہیے ستانے کو		سنگ در سے ترے لگائی آگ
ہے نئے دشمن کا گھر جلانے کو	صبح عشرت ہے وہ نہ شام وصال		اے کیا ہو گیا زمانے کو
برق کا آسمان پر ہے دماغ	پھونک کر میرے آشیانے کو		سنگ سودا جنون مین لیتے ہین
اپنا ہم مقبرہ بنانے کو	شکوہ ہے غیر کی کدورت کا		سر مرے خاک مین ملانے کو
کوئی دن ہم جہان مین بیٹھے ہین	آسمان کے ستم اٹھانے کو	ق	چلکے کعبے مین سجدہ کر مومن
چھوڑا اس بت کے آستانے کو	نقش پاے رقیب کی محراب		نہین زیبندہ سر جھکانے کو

سب نے دیکھا نہر پر مبہوت ہو رہا ہے کسی کی نہین سنتا ہے مہار کو یاد کر کے سر دھنتا ہے سب خاموش
ہو رہے زبرجد غرق زمین ہو کر چلا یہان باغبان و مہار نے طبل جنگی کا انتظار کیا جب طبل جنگی نہ بجا باغبان
نے کہا اب اسکے جی چھوٹ گئے اب وہ مقابلہ نہین کریگا صبح کو سمجھا جائیگا سب نے اپنے اپنے مقام پر آرام
کیا مہار کا دستور ہے کہ گرد خیمے کے چمنہاے شگفتہ تیار رکھتی ہین رات دن ایک طور پر عندلیبان خوشنوا
زمزمہ سرائی کیا کرتی ہین اپنے حسب معمول جب آرام کرنے چلی عندلیبان خوشنوا گرد پھرین تصدق ہونین

ملکہ مہار نے کہا ہوشیار رہنا دشمن سے مقابلہ ہی عندلیبان خوشنوا نے سر ہلا کے پہلو سے گل مین جا بیٹھیں مصروف زمزمہ سرائی چمنستان کی رعنائی ہزیبائی زبرجد زمین مین نقب دیتا ہوا چلا جب قریب بارگاہ مہار پہونچا دیکھا چند نخل حائل ہین زبرجد سوچا باہر نکلو اگر کنیزین براے حفاظت بیٹھی ہونگی اُنپر سحر کرکے اندر چلو نگا یہ سوچکر باہر نکلا دیکھا چمنہاے شگفتہ عندلیبان خوشنوا زمزمہ سرائی کر رہی ہین دم محبت ملکہ مہار کا بھر رہی ہین ایک عندلیب نے جو غیر شخص کو سامنے دیکھا پکارکے مثل انسان کے آواز دی ای شخص یہ بارگاہ ملکہ مہار گلعذار ہی سنبھل کے کھڑا ہو ہوشیار ہو جا

نظم

دلبستگی سی ہی کسی زلف دوتا کے ساتھ
پالا پڑا ہی ہمکو خدا کس بلا کے ساتھ

کب تک نباہیے بت ناآشنا کے ساتھ
کیجیے وفا کہان تلک اُس بیوفا کے ساتھ

مانگا کرینگے رب سے دعا ہجر یار کی
آخر تو دشمنی ہی اثر کو دعا کے ساتھ

ہی کسکا انتظار کہ خواب عدم سے بھی
ہر بار چونک پڑتے ہین آواز پا کے ساتھ

یارب وصال یار مین کیونکر ہو زندگی
نکلی ہی جان جاتی ہی ہر ہر ادا کے ساتھ

اللہ رے سوز آتش غم بعد مرگ بھی
اُٹھتے ہین میری خاک سے شعلے ہوا کے ساتھ

ہر دم عرق عرق نگہ بے حجاب ہی
کسنے نگاہ گرم سے دیکھا حیا کے ساتھ

دست جنون نے میرا گریبان سمجھ لیا
الجھا ہی اُنکے شوخ کے بند قبا کے ساتھ

مومن وہی غزل پڑھو شب جس سے بزم مین
آئی تھی لب پہ جان زہ وجد ذا کے ساتھ

اُس عندلیب نے اس رنگ مین یہ اشعار سنائے کہ زبرجد کو سناٹا آگیا ہوش درست نہ رہے خیال مین آیا کہ معشوق کو پکارو وہ غنچہ دہن ہنستی ہوئی چلی آئیگی اُٹھاکے لیجاؤنگا یہ سوچکر پکارکے آواز دی ای ملکہ عالم آپ کا عاشق صادق مشتاق دیدار در دولت پر حاضر ہی زبرجد نے چلاکر جو آواز دی یا تو ملکہ سوتی تھین یا آنکھ کھل گئی غصے مین اُٹھین پھر زبرجد نے چلاکر یہی کلمے کہے رنگ روشن نہایت غضہ ہی کہ یہ کون بے ادب ہی جب تیسری مرتبہ اسنے پکارا ملکہ نے جواب دیا معشوق آتی ہی یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھین زبرجد آواز سنکر جھومنے لگا جیسے کتا ہی کہ جواب بھی معقول ملا ملکہ مہار نے پردہ اُٹھا کر دیا ایک تاجدار مگر بیقرار اشکبار آنکھین سرخ چہرہ گلنار بھی دمبدم کے جاتا ہی کہ عاشق صادق حاضر ہی ملکہ نے جو اس حال سے دیکھا سمجھ گئین کہ من کی ہوا انکو لگی ہی اپنے ہوش مین نہین ہین ملکہ مہار نے پوچھا ارے تو کون ہی کہا حضور زبرجد زرین پوش مجھکو کہتے ہین اب عاشق ہی

اسواسطے حاضر ہوا تھا کہ آپ کو بلا کر لیچلون ملکہ مہار نے کہا آپ نے بڑی مہربانی فرمائی مجھے چلنے مین کیا عذر ہی
لیکن ایک کام کرو لشکر مین تمھارے کون کون ہی جنکو افسر کہا جاتا ہی کہا حضور ہزبر ازدر سوار و میثاق عہد شکن
یہ دونون افسر موجود ہین ملکہ مہار نے کہا دونون کے سر لاؤ جلد جاؤ اور جلد آؤ دونون بہیا خاص ہمارے دشمن
ہین ایک گجرا اتار کے دیا کہا اسکو سینوز برجد نے اسکو مین لیا گجرا پہنتے ہی اور زیادہ محو ہو گیا تلوار کے قبضے پر ہاتھ
ڈالا مہار نے کہا جلد جاؤ بعد اسکے جلنے کے دو ہرکارے روانہ کیے کہ خبر لانا دیکھو یہ جاکر کیا کرتا ہی زبرجد جھومتا ہوا
چلا معشوق کی تصویر آنکھون کے سامنے پھر رہی ہی ولولہ بڑھتا جاتا ہی جب اندر بارگاہ کے آیا سب کو یقین ہوا
کوئی شرابی ہی میثاق نے پکار کر کہا کیون برادر خیر تو ہی کیون پلٹ آئے معشوق کو نہ لائے زبرجد نے کہا او بہیا
معشوق ہمسے زیادہ مشتاق ہی تمھارے سر مانگے ہین دو وطن بنی بنی ہی تمھارے سر ہوتین تو وصل معشوق سے
کامیاب ہون میثاق نے دیکھا گلے مین بدھی پڑی ہی سمجھا کہ ہار جیت ہو گئی یہ سحر مین مہار کے پھنسا ہی میثاق و
ہزبر بانٹنے لگے سمجھاتے تھے کہ اے زبرجد ہوش مین آؤ دوستون سے فساد نہ کرو ہم کد و کاوش کرکے ملکہ بہار سے
تمھین ملا دینگے جو جو یہ سمجھاتے ہین جوش و خروش اسکا بڑھتا جاتا ہی ہزبر نے بڑھکر ٹھوڑی مین ہاتھ دیا کہا اے
زبرجد کیون اپنی آبرو خاک مین ملاتے ہو تم جب معشوق کو لینے چلے تھے تب بھی ہم لوگ مانع ہوے تھے جا کے
آفت مین پھنسے کیا مہار سے مقابلہ ہوا تھا اسطرح جو ہزبر نے سمجھایا زبرجد نے ایک طمانچہ مارا کہا او بہیا نام معشوق کا
بے ادبی سے لیتا ہی ہاتھ ہلا دیا ایک برق چمکی ہزبر کا سر زخمی ہوا پانچ چار خدمتگارون کے بھی سر اڑ گئے اب زبرجد نے
تلوار کھینچی منہ عاشق مہار نکر لڑنے لگا چہار جانب سے ساحرون نے گھیرا ہی سحر ہو رہا ہی گولے چل رہے ہین
کئی سو ساحرون کو مار چکا ہی ان دونون کے سر کاٹ لون مگر یہ دونون دور ہی سے سحر کر رہے ہین قریب
نہین آتے یہان ملکہ مہار جب دربار مین آئین باغبان قدرت نے پوچھا مزاج مبارک کیسا ہی ملکہ نے کہا عجیب
ہو گیا نہ زبرجد با ارادہ فاسد آیا تھا رنگ چمنستان مین پھنسا عندلیبان خوشنوا نے گھیر لیا اسنے غل مچایا مین پیدا
ہوئی مین نے اسکو خوبی سمجھا دیا اب وہ میان سے گیا یقین ہی لڑ رہا ہو باغبان نے کہا از صدقہ یاپوش گوشت
و ندان سنگ ہو رہا ہوگا لہ ہرکارے آکر پہونچے تمام کیفیت بیان کی کہ زبرجد اکیلا لڑ رہا ہی اگر مناسب ہو لشکر کفار
پر چڑھکر یورش کیجے باغبان نے کہا اے ملکۂ عالم آپ تشریف رکھین مین جاتا ہون مہار نے کہا ہم بھی چلینگے
یہ لوگ اگر باقی رہینگے تو فساد برپا کرینگے باغبان و مہار و مرجان الماس پوش و الماس یاقوت چشم
سب ملکر سوار ہوے لشکر ہمراہ لے لیا آکے دیکھا زبرجد لڑ رہا ہی میثاق و ہزبر نے گھیرا ہی ہر طرف سے سحر ہو رہا ہی

باغبان نے بڑھکر نعرہ کیا مہار کا گلدستہ چلا زبرجد نے جو ملکہ مہار کو دیکھا اور زیادہ جوش وخروش ہوا پکار رہا ہے
اے ملکہ عالم آپ کو تکلیف ہوئی ملکہ مسکرائین غنچۂ دہن واکیا گلدستہ مارا پھول برسنے لگے ہر طرف خوشبو بلند ہو
ہنر پر ضعف سے آگے بڑھا ہوا اثر ہاتھا اسکی جو نگاہ جمال جہان آرا ے مہار پر پڑی بے اختیار پکار اٹھا اے شہنشاہ
خوبی جام سرو خرامان باغ محبوبی مین آپ کا تابعدار ہون زبرجد کا ساختہ و ڈنگا سر حاضر ہے **نظم**

اس طرح دیکھو نہ ہر دم بندہ پرور آئنہ — شربت دیدار سے بھر لیگا ساغر آئنہ
یان منہ و رخ معنی روشن ہو نیک و بد مین ایک — ایک صورت سب مین ہے جیسے برابر آئنہ
لاکھون کڑیان جھیلی ہین جسنے وہ ہم فولاد ہین — ہو گئے ان صیقلون سے صاف ہو کر آئنہ
ہوگیا سکتہ مجھے اے آستانے پر ترے — قد آدم لگ گیا اب تیرے در پر آئنہ
اہل حیرت پر بھی ہنستا اپنے او پر خندہ ہے — شکل جیسی ہو دکھا دیگا وہی ہر آئنہ
اے مصور کھینچ پشت آئنہ پر میری شکل — دیکھے شاید وہ پری پیکر الٹ کر آئنہ
اس زمانے مین حسینون کی بھی مٹی ہے خراب — جسم پر اپنے اٹھائے پھرتا ہے گھر آئنہ
منھ جو اپنا پھیر لے تو ایسی حسرت ہو کہ بس — عارسی بنجائے ہو نٹھ اپنے چبا کر آئنہ
یار کے آئینہ زانو کا حیران ہون صفیر — اس لیے پیش نظر رہتا ہے اکثر آئنہ

شکل زبرجد کے ہنر پر کا بھی قلب الٹا اپنے ساحرون کو آپ قتل کرنے لگا میثاق و باغبان سے مقابلہ پڑا
باغبان کے ہاتھ سے میثاق مارا گیا فوج اسکی شکست کھاکے بھاگی باغبان نے گھیر گھیر کے فوج کو مارا ہزارون کو
جلادیا دریا سے سحر بنایا کچھ ڈوب کر فی النار ہوے کچھ عشق مہار مین بیقرار ہوے ہنر پر نے پکار کر آواز دی اے زبرجد کیا
معشوق کا نام ساتھ ادب کے لینا زبرجد نے کہا تو چھوٹا ہے ہم در دولت پر حاضر ہوے کو سے محبوب کی زحمت سے جی جاتا
تھا اسی مقام پر بس جائین ہمکو ارشاد ہوا کہ ہنر پر و میثاق کا سر لاؤ تجھکو کچھ حکم نہین ہوا معشوق ہماری مدد کو آئی ہے
ہم چاہتے ہین اسکو تکلیف نہ پہونچے تیرا سر کاٹ کے لیجائین ہنر پر و زبرجد مین مقابلہ پڑا دو چار سحر ہنر پر نے کیے
زبرجد نے بڑھکر سحر دفع کر دیے آخر دونون مین تلوار چلی ہنر پر مارا گیا زبرجد چاہتا ہے دونون کے سر لیکر پیش کرون
ساحر چاہتے ہین اٹھا کرے بھاگین زبرجد نہین جانے دیتا قضا سے کار افراسیاب جادو باغ سیب مین بیٹھا
تھا کانون مین ونا نے سنا سنے کی آواز آئی افراسیاب نے کہا کوئی کمین قریب ہے انگشتر جمشید کا چھلا شعلہ بھڑکا
آواز آئی ملکہ مہار و باغبان و مرجان و الماس نے قیامت برپا کر دی مین کھینکر افراسیاب اپنے مقام سے اٹھا

کہا بہار کی شامت آئی ہو باغبان کو ایسے مقام پر قید کرون کہ تڑپ تڑپ کے مرے یہ کہکر چلا اسوقت بہو نچا
کہ بہار نے زبرجد کو زخمی کیا لڑ رہی ہو گلدستے مار رہی ہو کہ آسمان سے آواز آئی ای بہار گلعذار آگئے قدم شہنشاہ
منم شہنشاہ طلسم ہوشربا او بہار تو نے اسقدر سحر سیکھے سب بیکار ہین رنگ سحر کو مت رونق دے بہار نے جو افراسیاب
کو دیکھا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا قلب تھرا گیا مگر گلدستہ مارا افراسیاب نے جو نگاہ قہر دیکھا گلدستہ جلکر گرا بہار نے
دوسرا گلدستہ مارا افراسیاب نے ہنسکر کہا کیون دیوانی ہوئی ہو او باغبان طرزارہ ہمارا حکم بجا لا بہار کو گرفتار
کرے نگاہ ملا کر باغبان سے جو افراسیاب نے یہ کہا باغبان کا رنگ رو متغیر دست بستہ عرض کی جو ارشاد ہو
بجا لاؤن افراسیاب نے کہا بہار کو گرفتار کر جان الماس پوش کو آواز دی مین کو دیکھنے جاتا ہوں تجھکو جانے دونگا
ہنے تو جیتے بچین ان سب کو تمھارے مددگارون نے قتل کیا ای شلنگ فولاد پوش زن و شوہر کو لینا دیکھا
آسمان سے ایک جادوگر سیاہ رو تیرہ درون آنکھین جام خون خود آہنی پہنے ہوے زرہ لوہے کی زیب جسم حاضر
حاضر کہتا ہوا سامنے آیا مرجان الماس پوش و الماس یاقوت چشم کو گرفتار کر لیا دونون کی زبانین بند ہوگئین
باغبان و بہار کی جانب جب نہ گیا تو افراسیاب نے پکار کر آواز دی ای نہنگ مدہوش باغبان و بہار کو
لینا دوسرا ساحر شلنگ کی شکل کا پیدا ہوا آواز دی حاضر ہوا باغبان و بہار سے آنکھ ملا کر آواز دی منم
نہنگ مدہوش ملازم شہنشاہ ہوشربا حلم شہنشاہی ہو خاموش ہو جاؤ خبردار اب سحر نہ کرنا سامنے شہنشاہ
کے یہ بے ادبی میرے نام کی پیروی کر بہار لڑکھڑا کر گری بیہوش ہوگئی باغبان کو بھی اسطرح بیہوش کیا
ایک تخت سحر تیار کیا چاہو گنہگارون کو اسیر ڈال لیا لشکر والے بھاگے دم بھر مین افراسیاب نے فیصل کر دیا
خیمے جلا دیے پڑاؤ لٹوا دیا زبرجد کی جانب دیکھکر آواز دی بس ہوش مین آجا کیون بیہودہ بکتا ہو یہ کہکر افراسیاب
قریب آیا زبرجد نے چاہا ہاتھ تلوار کا مارون افراسیاب نے کلائی پر ہاتھ ڈال کے چشم پر فہرست اشارہ کیا
تلوار ہاتھ سے چھوٹ پڑی ہار جو گلے مین پہنے تھا اس ہار کو توڑ ڈالا زبرجد کے ہوش درست ہوے اعضا چاک
چست ہوے بھائیون کے لیے بیٹھکر بہت رویا کہا ای شہنشاہ مین اپنے بھائیون کے خون کا بدلا لونگا مہرخ پر
لشکر کشی کر کے جاؤنگا افراسیاب نے کہا وہ ان بڑے بڑے ساحر ہین اپنے کو بچا کر لڑنا کہا مین سمجھ لونگا سامنے
افراسیاب کے پشت گردن پر سوار ہو اطراف لشکر مہرخ کے چلا لیکن خواجہ عمرو و برق و چالاک جو لشکر زنبیل
بہار کے تھے چند کس جو بچے وہ بھاگ کر آئے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری عین وقت پر افراسیاب آگیا چارون
سردار گرفتار ہوے نہنگ و شلنگ لیگئے زبرجد نپ کے لشکر کی طرف گیا ای عمرو تنے کیا مین جا کر انکی گردن اڑاؤن

ایسا نہو غفلت مین کوئی غل کر بیٹھے ملکہ مہرخ تو غافل ہو گئی ہو نگی جاکر خبر کردون یہ کہکر خواجہ بھی اُدھر روانہ ہوئے برق نے چالاک سے کہا خلیفہ جی نہنگ وشلنگ کی فکر کرنا واجب ولازم ہو بڑے سردارون کو لیے جاتے ہین ایکطرف برق چلا ایک طرف چالاک روانہ ہوئے نہنگ وشلنگ تخت سحر پر سوار جادون سرداروں کی زبانون مین سوزن دیے ہوئے لیے جاتا ہو دونون بھائی آپسمین باتین کرتے ہوے جاتے ہین کہ کان مین اشعار عاشقانہ کی آواز آئی دونون نے پلٹ کر دیکھا ایک نازنین مہ جبین بھاری لباس پہنے ہوے بہت سج دھج سے لیکن دوپٹہ ڈھلکا ہوا پائچے ہاتھ سے چھوٹے ہوے یہ غزل گاتی ہوئی چلی آتی ہو **غزل**

التماس شکر مین دل رہگیا
ذبح کرتے کرتے قاتل رہگیا
صلح کی امید پھر گل ہو گئی
ابر اجل و بیداد قاتل رہگیا
جلوۂ رخسار نے ساکت کیا
رہگیا جو امر مشکل رہگیا

سر پہ کچھ احسان قاتل رہگیا
تنے اک بوسہ دیا احسان کیا
سہل ہو کر کار مشکل رہگیا
کاوش صیاد نے فرصت نہ دی
رنشہ ہو کر مقابل رہگیا
پھر طبیعت اپنی گھبرائی نسیم

رحم آیا ناتوانی پر مری
بات میری رہگئی دل رہگیا
تیری جلدی سے نہ برآئی مراد
دل مین ارمان عنادل رہگیا
غیر ممکن ہو کہ آسان ہو سکے
امتحان فکر کامل رہگیا

نہنگ وشلنگ کی جو نگاہ پڑی بیتاب ہو گئے صاحب کرشمہ وناز شباب آغاز گیسوے عنبرین دوش پر چھوٹے ہوے صاف ظاہر ہو کہ ناگنیان لہرا رہی ہین عارض انور کو دیکھکر یہ مثال سوجھی کہ صبح وشام مل رہے ہین دونون تخت اُتار نہنگ کے مُنھ سے نکلا کہ صاحب میان آؤ اس دشت ہولناک مین یار رہنہ تمھارا پھر نا بہت شاق ہو دل تمسے باتون کا مشتاق ہو اس نازنین نے بہ نگاہ حسرت طرف نہنگ کے دیکھا ابروے خمدار کسی بیداد گر کی تلوار آنکھین جام خون مخمور عقل وفراست سے دور پیشانی پر گرہ پڑی ہوئی جوان بلند بالا سا لکھو کا لٹھا کیون ایسے نامرد کو کس سے مثال دون وہ نازنین سراپا دیکھکر بیتاب ہو گئی ایک چیخ ماری نہین معلوم گھبراہٹ مین کیا کلمات کہے حسرت ویاس بات بات سے ظاہر تھی رمز عشق سے بخوبی ماہر تھی آخر گر کر بیہوش ہوئی ہاتھ مین ایک کاغذ تھا وہ زمین پر گرا نہنگ نے وہ کاغذ اُٹھا لیا اُسمین اپنا لکھا پایا اپنے ہی اعضاے نادرست کی نقشہ کشی ہوئی تھی نہنگ نے کہا بھائی شلنگ یہ تو میرے اوپر عاشق ہو دامن کی ہوا دینے لگا آخر اس نازنین کو ہوش آیا نہنگ نے کہا کیون صاحب تصویر ہماری کہان سے پائی ایک آہ بھر کر کہا یہ حال کیونکر بیان کرون اب اپنے دولت سرا پر چلیے شلنگ تو تخت مین بیٹھا تھا کہا بھائی نہنگ کیا ماجرا ہو بڑے افسوس کی بات ہو

پہلے میری نگاہ پڑی مجھے ملنا چاہیے تم ہاتھ نہ لگاؤ مجھے ناگوار ہوتا ہی ہُشنگ نے کہا واہ آپ اُس شخص کے بڑے
بھائی ہین میری تصویر پر وہ عاشق ہی مجھے اختیار ہی تمھین کیا کام شلنگ نے کہا نازنین سے پوچھو نازنین سے
جو پوچھا اُسنے ٹھنڈی سانس بھر کے کہا ارے یار و لیا پوچھتے ہو ہُشنگ نے پٹے پکڑ کر دو طمانچے مارے کہا او
لنگوڑے اب بھی پوچھتا ہی ایک سوداگر ایک صندوقچہ میرے ہاتھ بیچ گیا بعد عرصۂ دراز کے مین نے ایک دن صندوقچہ
کھولا یہ تصویر تھی کہ سودا بند ہی جنون کا جوش ہوا یہ نوبت بہم پہونچی نظم

جب اختیار قید سخن سے نکل گیا
نالہ کلام ہو کے دہن سے نکل گیا

کیا رنج ترک صحبت احباب کا ہوا
دو چار کوس جب مین وطن سے نکل گیا

آئی نظر نہ تربت پروانہ جب کہین
ہر اشک شمع بہ کے لگن سے نکل گیا

کیا حال دل چھپے کہ جہان دو گواہ ہون
رو کا نگاہ کو تو دہن سے نکل گیا

باقی رہی صراحی غنچہ نہ جام گل
سامان انبساط چمن سے نکل گیا

رنگین بنا کے پان سے رخسار نے لیے
مطلب ہمارا سانپ کے من سے نکل گیا

او دل ہزار حیف جو مقتل سے پا ہٹے
وہ سورما نہین ہی جو رن سے نکل گیا

رشک اسکندریا لب و دندان یار نے
گوہر عدن سے لعل یمن سے نکل گیا

افسون دل فریب سے ہم آشنا تھے
آخر کو یار حیلہ و فن سے نکل گیا

کس دھوم کی پڑھی ہی غزل آپ نے نسیم
تحسین کا شور بزم سخن سے نکل گیا

ارے کمبخت گھر چھوٹا یار چھوٹا ابھی تجھکو یہ نہین معلوم کہ ہم کس سے راضی ہین میان شلنگ صاحب آپ تو بیٹھے ہو
تخت پر لنگوڑے قیدی کون ہین انکو چھوڑ دو ہین تخت پر سوار کر کے میان ہُشنگ بیچ بیچ بیٹھے صاحب ہماری منظور
نہین ہی اسکو تمھارے واسطے بلا دینگے یہ سنکر شلنگ بہت جھلایا کہا بھائی صاحب عورت کے کہنے پر مغرور ہو جیے
آپ اسکو اپنا بزرگ جانیے پہلے میری ہی نگاہ پڑی تھی ہُشنگ آستینین چڑھا کر اُٹھا کہا بھائی صاحب بس
اب نہ کچھ فرمائیے گا مین کیا آپ سے کسی بات مین بند ہون بہار و باغبان دیکھ رہے ہین کہ دونون مین سحر چلنے لگے
جب شلنگ سحر کرتا ہی وہ نازنین پکارتی ہی صاحب اپنے کو بچاؤ اس لنگوڑے نے تلوار کھینچی تم خنجر پھینک مارو کہ
اسکا سر اڑ جائے نازنین نے بھی ایک تلوار اُٹھا لی کہتی ہی صاحب دیکھو مین لڑونگی یہ کہکر ایک نخل کی آڑ پکڑ کر کھڑی ہوئی
جب یہ سحر کرتا ہی ہُشنگ دفع کر دیتا ہی نازنین نے قریب آکر کہا ارے دیکھ کون آتا ہی شلنگ پلٹا نازنین نے ہاتھ مارا

پانوں اسکا کٹا اور گرا اسکے گرا مہنگ نے جھپٹ کے سر کاٹ لیا گیرودار کی آواز بلند ہوئی بعد عرصہ دراز کے آواز آئی کشتی مرا نام میں شانگ آہن پوش بود مہنگ بہت خوش ہوا کہ صاحب تمہاری مدد سے یہ بھی مارا گیا وہ نہیں معلوم کیا ہوتا ساحرین زبردست تھا افراسیاب اسکو اپنا قوت بازو زینت پہلو جانتا تھا جب تو اس کار بزرگ کیواسطے طلب کیا تھا نازنین نے کہا صاحب میری آرزو سے دل پوری ہوئی کہ ایسا ور اندازہ مارا گیا اب میان تو یہ قیدی ہیں کہیں تنہائی میں چلکر بیٹھکر باتین کرین مہنگ خوشی خوشی ہاتھ پکڑ کے لیچلا نازنین نے چلتے وقت مہیار کو ایک دو ہتھڑ مارا کہا نگوڑی تونے افراسیاب کو کیوں ناراض کیا سارہ بان زادے کا ساتھ دیا کیا نفع ہوا ملکہ مہیار نے کچھ جواب دیا وہ نازنین مہنگ کو ایکطرف درہ کوہ کے چلی درہ کوہ میں چادر بچھا دیا کہا آؤ صاحب بیٹھو مدت کے ہجران دیدہ آفت کشیدہ آج آرزوے دل نکلیگی مہنگ آکر بیٹھا کہا صاحب کہیں سے شراب لاؤ کہ ذرا دل کا حوصلہ نکلے مہنگ جاکر ایک بوتل شراب کی لایا پھر کابلی مٹر کباب وغیرہ بھی لیتا آیا نازنین نے بتعجیل جام بھرا مہنگ کو دیا کہا لو صاحب پیو مہنگ خوش ہو کہ معشوق عاشق خصال ملی کل آرزو کی کھلی جام پیگیا نازنین ہنستی جاتی ہے کہتی ہو صاحب آج سامری و جمشید نے بڑا فضل کیا کہ ہم تمہارے پاس پہونچے نسیم کے چار پانچ شعر تو سنیے

نظم

ہم تاب سوال لب سائل نہیں رکھتے	اسواسطے پہلو میں کبھی دل نہیں رکھتے
دامن نہ چھڑایئن خفگی سے کہ بجز مرگ	ہم اور تمنا کوئی قاتل نہیں رکھتے
انکار ہی تھ کر عبث یہاں نہ اٹھینگی	دل رکھتے ہیں پر آپ کے قابل نہیں رکھتے
رونے پہ اگر آئین تو عالم کو ڈبو دیں	دریا میں بھی ہم دامن ساحل نہیں رکھتے
کیوں ناز اٹھائینگے نسیم اہل دول کے	حاجت نہیں رکھتے کوئی مشکل نہیں رکھتے

اسی اثنا میں غیر کے مہنگ نے کہا صاحب میرا تو عجیب حال ہے کوئی مجھکو آسمان پر لیے جاتا ہے نازنین نے کہا اٹھکر ٹہلو مہنگ اٹھا چاہا ٹہلون بیہوشی تاثیر کر گئی تھی ڈگمگا کے گرا نازنین نے خنجر کھینچکر نعرہ کیا نعرہ برق ستم برق رفتار خنجر گزار + منم یکہ لیکن گران بر ہزار + نعرہ کر کے خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک مرنے لگی اسکے آواز بلند ہوئی برق جھپٹ کر قریب باغبان و مہیار کے آیا انکی زبانوں سے سوزن کو نکالا مہیار و باغبان ننگے سے لگا لیا کہا اے برق بڑا کمال کیا مرجان و الماس رطب اللسان تعریفین کر رہے ہیں کہ حقیقت میں برق نے لیا کام کیا برق سلام کر کے ایک سمت روانہ ہوا چاروں سردار بے پرواز جہد اکر کے طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوے لیکن خواجہ عمرو جہلا کی تین زرجد کی چلے تھے ملکہ مہرخ اپنے مقام پر فروکش ہیں کہ خبر پہونچی زرجد جادو

بحکم افراسیاب ہمارے مقابلے کو آتا ہی برق لامع نے عرض کی اگر حکم ہو تو مین جاکر روکون ملکہ نے حکم دیا برق لامع
بارہ ہزار جادوگر ہمراہ لیکر واسطے روکنے زبرجد کے چلی زبرجد کو بھی خبر ہوئی کہ برق لامع کو ملکہ مہرخ نے میرے
مقابلے کے واسطے بھیجا ہی ایک صحراے سبزہ زار مین اُتر پڑا اسی مقام پر مقابلہ ہوگا ایک عرضی ملکہ حیرت کو لکھی کہ غلام
کو رنج عظیم ہاتھ سے مسلمانون کے پہونچے اسکو آکر مفصل عرض کرونگا برق لامع میرے مقابلے مین آتی ہی مین اسکو
گرفتار کرکے حاضر خدمت ہونگا ایک جادوگر کو یہ عرضی دی کہ جاکر یہ تو مین ملکہ حیرت کے دیتا اُس ساحر نے آکر وہ عرضی
ملکہ حیرت کے ہاتھ مین دی ملکہ حیرت نے پڑھکر ساحر سے کہا تم جاؤ ہم جواب بھیجتے ہین جادوگر گیا ملکہ نے جواب
لکھا کہ اے زبرجد برق لامع بلاے روزگار ہی اس سے سمجھکر مقابلہ کرنا نامہ لکھکر صرصر کو دیا کہ جاکر یہ نامہ پاس زبرجد
کے پہونچا دو اگر ہو سکے تو برق لامع سے بھی ملاقات کرنا صرصر نے کہا بہت خوب کنیز سمجھ گئی صرصر نامہ لیکر چلی آئی
کوسون نکل گئی تھی ایک پہاڑ پر چڑھکر دیکھا کہ لشکر برق لامع صحرا مین فرودکش ہی بارہ ہزار ساحر ٹہل رہا ہی بارگاہ مین استاد
ہو رہی ہین بازارین آراستہ کی جاتی ہین صرصر پہاڑ سے اُتری کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا نکالا صورت عمرو
کی بنکر لشکر برق لامع مین آئی مشہور ہوا کہ خواجہ عمرو تشریف لاتے ہین کنیزین واسطے استقبال کے آئین صرصر
کنیزون کے ساتھ دربار مین برق لامع کے آئی دیکھا تخت زبرجدی بچھا ہی اُسپر ایک تیغہ برہنہ مثل برق چمندہ تڑپ
رہا ہی قبضہ تخت پر قائم دنبالہ جنبش مین آواز آئی خواجہ آپ کہان سے آتے ہین صرصر حیران کہ مین اسپر کیا عیاری کرون
دیکھیے کیا انجام ہو ڈرتے ڈرتے جواب دیا ملکہ عالم مین براے مقابلہ کافران گیا تھا راہ مین تمھارے لشکر کو دیکھا
خیال مین آیا کہ ملاقات کرلین آپ براے مقابلہ زبرجد جاتی ہین ذرا تنہائی مین چلیے مین آپ سے کچھ کہونگا کہا بیگم کی
بارگاہ مین خیمہ استادہ ہی اُسمین تشریف لے چلیے مجھکو بصورت اصلی پائیے گا مین براے مقابلہ زبرجد جاتی ہون
اسوجہ سے بصورت اصلی ملاقات کم ہوتی ہی لیکن آپنے فرمایا بجا آوری حکم ضرور ہی صرصر ڈرتی ہوئی اُس خیمے مین
آئی روزن سے دیکھا تلوار مین تڑپ پیدا ہوئی جیسے برق کے جابجا گرے صرصر کانپ رہی ہی کہ دیکھون تقدیر کیا دکھلاتی
آنکھ جھپکنے لگی اب آنکھ کھول کر دیکھا کہ برق لامع بصورت اصلی مسند پر بیٹھی ہی ایک لٹ سنہری ایک روپہلی مانگ مین
سیندور بھرا ہوا چہرہ آفتاب عالمتاب آنکھین رشک غزال لال ڈورے نشۂ وحشت کے پڑے ہوے وہ
لال ڈورے براے عاشقان دام تزویر ہین قتل کرنے کو عاشقون کے ابروے خمدار کھنچی ہوئی تلوار صرصر تھر تھر
کانپنے لگی ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا خوف ہوا ایسا نہو لٹ ہلا دین مین گرفتار دام گیسو ہون برق لامع نے پوچھا
خواجہ کیا فرماتا ہی آپ چپ کیون ہو گئے صرصر لاکھ چاہتی ہی کہ مین کلام کرون عیارہ طرارہ ہی مگر جلال برق لامع

دیکھکر حوصلہ نہین پڑتا کہ بات کرون ڈرتے ڈرتے کہا اے ملکۂ عالم مین بڑی دور سے آتا ہون شراب نہین پی برق لامع نے آوازدی خواجہ کے واسطے شراب لاؤ کنیزون نے لاکر گلابیان رکھین صرصر نے جام بھر اور ڈرتے ڈرتے گھائی سے پڑیا بیہوشی کی ڈالی طرف برق لامع کے ہاتھ بڑھایا برق لامع مسکرائین ایک برق کڑک گری جام ٹکڑے ٹکڑے ہوا شراب شعلہ بنکر اُڑگئی رنگ در وغن عیاری کا بھی چہرے سے صرصر کے اُڑ گیا برق لامع نے ہنسکر کہا لگاتہ ہم خدمت مین خواجہ عمرو کی رہے ہین جب تو نے کلام کیا تھا جب ہی ہم سمجھ گئے تھے اب کہو تمھارا کیا حال کرین صرصر نے چاہا بھاگون پاؤن زمین سے تھام چلی تھی زنہ نہ سکی اپنی صورت کا حال نہین معلوم تھا کہا ذرا ہوش درست کر دیجو صرصر نے کہا برق لامع نے آئینہ دکھادیا اب تو صرصر پشیمان ہوئی برق لامع نے کہا تم منظور نظر خواجہ عمرو ہو ہماری استانی اگر وصل خواجہ قبول کرو تو خیر ہے ورنہ آج تمھارا خاتمہ ہے تا ہو صرصر نے کہا اے ملکہ برق لامع آپ کو قتل کا اختیار ہے مین تو کبھی اُس موش صحرائی کو نہ قبول کرونگی اب ہڑبڑا کہ صرصر عیاری کرنے آئی تھی گرفتار ہو گئی سب کنیزین اندر آئین برق لامع نے اشارہ کیا جلاد کو بلاؤ جلاد حاضر ہوا ہاتھ پکڑ کے کھینچا قضائے کار خواجہ راہ کو طے کرتے ہوئے آتے تھے لشکر برق لامع جو دیکھا بلا تکلف چلے آئے سب نے کہا استاد آپ کی شکل بگڑی صرصر آئی تھین برق لامع نے گرفتار کرلیا جلاد قتل کیا چاہتا ہے خواجہ نے کلیجہ تھام لیا بیقرار ہو گئے دوڑے ہوئے اندر بارگاہ کے آئے دیکھا صرصر سر جھکائے بیٹھی ہے نرگسی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے چہرہ اُداس زندگی سے یاس عمرو نے کہا اے ملکہ برق لامع کیا کرتی ہو اگر صرصر قتل ہوئی مین بھی اپنی جان دیدونگا برق لامع نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری آپ کے وصل سے اسکو انکار ہے مین نے پہلے ہی سوال کیا تھا اسکو قتل ہو جانے دیجیے اسکی ذات سے بڑے بڑے فساد برپا ہونگے عمرو نے ایک آہ کی کہا ملکہ برق لامع مین کیونکر اپنے دل کو سمجھاؤن دل نہین مانتا اب تو یہ کیفیت ہی

نظم

قہر ہے موت ہے قضا ہے عشق
کہ مرے دل مین آچھپا ہے عشق
وصل مین احتمال شادی مرگ
دشمن آشنا نما ہے عشق
ہلکو تیغ تیسہ ہے سینے
نام دوزخ کا کیون دھرا ہے عشق

سچ تو یون ہے بڑی بلا ہے عشق
بوالہوس اور لاف جانبازی
چارہ گر درد بے دوا ہے عشق
کس ملاحت سرشت کو چاہا
دلربا حسن وجان ربا ہے عشق
قیس و فرہاد و وامق و عذرا

آفت جان ہے کوئی پردہ نشین
کھیل کیا سمجھ لیا ہے عشق
سوچیے کیونکر فریب دلاری
تلخ کامی پہ با مزا ہے عشق
دیکھ حالت مری کہین کافر
مر گئے سب ہی کیا وبا ہے عشق

برق لامع خواجہ کے ان اشعار پڑھنے سے بیتاب ہوگئیں کہا حضور آپ کا لشکر آپ مالک فوج جو مناسب جانیے
وہ کیجیے اتنا ضرور عرض کرونگی کہ اسکی ذات سے بڑے بڑے فتور برپا ہونگے مین تو آپ کی صحبت مین رہی ہون جیسے ہی
اپنے نام شراب کا لیا مین سمجھ گئی کہ اسمین فتور ہے کئی مرتبہ دل چاہا کہ اسکے گردن اسکے دو ٹکڑے کرون آپ ہی کا
خیال مانع رہا خواجہ نے کہا اسمین کئی خرابیان ہین اگر ہم صرصر کو قتل کرینگے یہ لوگ جو پکڑے جائینگے زندہ افراسیاب سبکو
قتل کروا ڈالیگا پھر کوئی عیار نہ بچیگا یہ کہکر حکم دیا صرصر کو قید کرو برق لامع نے کہا خواجہ آپ بھی ہمارے ساتھ چلیے
خواجہ نے کہا مین ضرور چلونگا برق لامع کا ایک غلام ہے شفیق جادو حکم ہوا اسی صرصر کو لیکر قید خانے مین قید کرے صرصر کو
لیجا کر شفیق نے قید کیا چونکہ اب خواجہ تشریف لائے برق لامع نے جلسہ آراستہ کیا خواجہ گانے صحبت آراستہ ہی
خواجہ نے بصورت اصلی آرام کیا صرصر شمشیر زن کہ حقیقت مین بلا ہے روزگار ہے شفیق کو جو دیکھا کہ جھکو یہ تکا ہے بہت
دیکھتا ہے پھر رات گئے جب سناٹا ہوا بے اختیار رونے لگی شفیق جادو نے کہا اے شہنشاہ حسینان کیون اسقدر رنجیدہ
ہو صرصر نے کہا اے شفیق افراسیاب ہمپر بہت مہربان ہے ہم پروردۂ مہد ناز و نعم ہے یہ رنج و غم ہمسے نہین اٹھتا ہتھکڑیان
بہت ستاتی ہین ذرا میان آؤ تو مین حال دل کہون شفیق محبت مین صرصر کی خود بیقرار ہو صرصر پہچان گئی کہ یہ مجھپر عاشق
ہوا ہے اس ناز سے کہا کہ شفیق بیقرار ہوگیا اندر آیا باتین کرنے لگا کہا اے صرصر چونکہ عمرو تمپر جان دیتا ہے ہم باہر
نہین نکال سکتے ہین جب سے تمھین دیکھا بہت بیقرار ہین صرصر نے کہا ذرا ہتھکڑیان بیڑیان کاٹ دو شفیق جادو
نے اسیوقت ہتھکڑیان ہاتھ سے صرصر کے کاٹ دین صرصر سے باتین محبت کرنے لگا صرصر نے باتون مین لگا کر شفیق
کو بیہوش کیا اپنی صورت بنا کر شفیق کو قید خانے مین ڈالدیا آپ بشکل شفیق باہر نکلی ساتھ والون سے کہا ذرا ہوشیار
بیٹھنا مین ابھی آتا ہون یہ کہکر دربارگاہ برق لامع پر آئی دیکھا کنیزین بھی ہین برق لامع و خواجہ اسی بارگاہ
مین سوتے ہین صرصر اندر آئی برق لامع کو دیکھا بصورت اصلی سو رہی ہے پہلے تو خیال مین آیا کہ عمرو کو لیچلو پھر سوچی کہ
برق لامع کو لیچلو قریب آکر کانٹے سے دوشالہ ہٹایا روے زیبا دیکھکر دنگ ہوگئی دل مین سوچی ایسا نہو اسکی
آنکھ کھل جائے تو غضب ہو بہتر ہے سے لکھوٹے ہو کر برق لامع کو بیہوش کیا پشتارہ باندھا پشت سے سر آئینہ جیب
کرکے لے نکلی راہ کو طے کرتی ہوئی جاتی ہے صبح ہوتے ہوتے لشکر مین زبرجد کے پہونچی زبرجد نے پوچھا اے صرصر بہت
لائین صرصر نے کہا مین بڑی بلا مین پھنس گئی تھی لیکن خداوند سامری و جمشید نے بچایا اب انکو قید کرو نامہ حیرت کا
پڑھو جب اسکے کارند ہوا زبرجد نے برق لامع کو قید کیا حیرت نے لکھا تھا اے زبرجد تم گھبرانا مت وقعہ تیری تقدیر کی من
جسے تمھارا بڑا مطلب نکلیگا خواجہ عمرو جو صبح کو سوکے اٹھے دیکھا پلنگ برق لامع کا خالی پڑا ہے خواجہ گھبرا گئے

دیکھا صرصر کا پیرا لگا ہے سمجھے کہ صرصر ہی تھی باہر آئے قید خانے میں آکر دیکھا تفتیش کو بصورت صرصر پایا اسکو ہوشیار کیا کہا
تفتیش تمنے بڑی غفلت کی صرصر برق لامع کو لے گئی اب تو لشکر میں بڑا ہوا سب سردار آکر جمع ہوئے خواجہ سے کہا آپ تامل
کریں ہم جاکر برق لامع کو لاتے ہیں خواجہ کہہ رہے ہیں بڑا غضب ہوا مرے کہنے سے قید کیا اُسنے فورا اپنا کام کیا سب لشکر
تیار ہیں لشکر بھی آراستہ ہو مگر زرجد نے بعد قید کرنے برق لامع کے کہا لشکر کو جلکر تباہ کرو صرصر تو چلی گئی زرجد لشکر لیکر
چلا میاں سب سردار آمادہ تھے کہ زرجد نعرہ کرکے گرا خواجہ تو کنارے ہوئے سحر آپس میں چلنے لگے مگر لشکر بے سردار گھبرا رہا ہے
زرجد نے تیب گولہ مارا سو دو سو کے سینے کو برباد کر نکل گیا ہزاروں ساحر مارے آخر سب کے پاؤں اُٹھے دو کوس تک
زرجد نے پیچھا کیا آخر طلازمان ملکہ برق لامع بھاگے زرجد سب کو بھگا کر پلٹا پڑاؤ لوٹ لیا خیموں میں آگ لگادی خواجہ
تو چھپکر ایک جانب روانہ ہوگئے لشکر مہرخ میں آئے سب کیفیت بیان کی سرداروں میں شور گریہ وزاری بلند ہوا
بادشاہ لشکر نے فرمایا کوئی تم میں ایسا ہے کہ جائے برق لامع کو رہا کرکے لائے زرجد کو قتل کرے ملکہ گلگونہ رنگین پوش
نے کہا ہم جائینگے عمرو نے یہ بھی بیان کیا کہ بہار و باغبان اور تمہارے والدین کو افراسیاب نے آکر گرفتار کیا مگر برق
و چالاک اس فکر میں گئے ہیں یہ ذکر تھا کہ ہوا سے سرو چلی سب دیکھنے لگے دیکھا بہار و باغبان و مرجان لعل پوش
و الماس و یاقوت چشم آکے پہنچے تمام کیفیت عیاری برق کی بیان کی ملکہ گلگونہ ماں باپ سے ملیں بہت خوش ہوئیں
اسی وقت گلگونہ نے اپنے کو آراستہ کیا اسباب سحر جھولی میں رکھا بارہ ہزار ساحروں کو ساتھ لیکر چلیں کنارے تک لشکر کے
سب سردار ساتھ آئے لشکر حیرت سامنے نظر گردش ہے سب دیکھ رہے ہیں کہ گلگونہ واسطے روکنے زرجد کے جاتی ہے
کہ صحرا سے گرد اُٹھی سب نے دیکھا کہ زرجد جادو دریا سے خون میں نہایا ہوا فوج بھی اسکی لڑی بھڑی ہوئی برق لامع
اُڑا سیاہ رتھ سے زرد رو شور سے آکے پہونچا ملکہ حیرت کو جھک کر سلام کیا کہا حضور ایک دشمن کو تو آپ کے پکڑ لایا حیرت
نے بڑا کام کیا برق لامع کو گرفتار کرکے لائی حیرت نے کہا اے زرجد اپنے کو عیاروں سے بچانا کہ حضور میں بہت
ہوشیار ہوں دیکھیے طبل جنگی بجا کر کیا تماشا ہیں برپا کرتا ہوں یہاں ملکہ گلگونہ پلٹ آئیں برق لامع کے قید ہونے کا
بڑا قلق ہے زرجد نے پاس ملکہ حیرت کے کہلا بھیجا کہ طبل جنگی بجوائیے ملکہ حیرت نے نام پر زرجد کے طبل جنگ بجوایا
ہرکاروں نے یہ خبر ملکہ مہرخ کو پہونچائی ملکہ مہرخ نے بھی طبل جنگی بجوایا دونوں لشکروں میں تیاریاں ہونے لگیں
چار پہر رات گذر کر ستارہ سحر کا آسمان پر چمکا ملکہ حیرت سوار ہوئیں زرجد ساتھ ساتھ آیا فوج [illegible] ڈیرے
لشکر مہرخ بصد کر و فر میدان کارزار میں آیا ملکہ گلگونہ مقرر ہوئیں نقیبوں نے نقابت کی کرکیت کرکا لشکر سے
زرجد نے مرکب پرند بڑھایا حیرت سے اجازت لیکر میدان کارزار میں آیا للکار کر آواز دی اے فرقہ خدا پرستان

جسکو تمنا مرگ کی ہو ملکہ گلگونہ نے اپنا طاؤس بڑھایا زبرجد کی جو نگاہ جمال بے مثال گلگونہ پر پڑی گلگونہ کا
جمال عابد کش زاہد فریب زلفین عنبرین عارض انور پر لہرا رہی ہین صاف ظاہر ہے کہ ناگنیان من کو ڈسنے آئی ہین
یا شب و روز آپس مین مل رہے ہین سنبل پیچان رخسار پر آنکھون کی گردش نرگس شہلا کو آنکھین دکھاتی تھی سفیدی و سیاہی آنکھون کی
نمود صبح و شام کی کیفیت اڑاتی تھی صف مژگان خونریزی پر لیس دلونکو مشتاق کرتی ہین ہر ایک مژگان کا سمند ناز کو
تازیانہ ہے جملہ سراپا بے مثال زیب نظر چہرہ ماہ منیر طاؤس جو چمکا کے صف سے نکلین زبرجد کی آنکھون مین اندھیرا
آگیا بنگاہ غور جملہ اعضا کو دیکھ رہا ہے کمر نازک جسکو شاعر عدم کہتے ہین آج تو کمر کا ہونا ثابت ہوا قتل عاشقان پر
چست کمر باندھی ہے ابروے خمدار کو تیغ ہاے اصفہانی سے مثال ہے خال عارض انور پر خال خال ہین اگر ہین تو باعث
ترقی حسن و جمال ہین یا انجم درخشان آسمان جاہ و جلال ہین ملکہ طاؤس بڑھا کر جب سامنے تخت مہرخ کے آئین
مہرخ نے پوچھا اے خوبی داے شمع انجمن محبوبی کیا ارادہ ہے عرض کی اس بیحیا نے بندگان عالی کو بہت صدمے
پہونچائے ہین اسکو قتل کرون ملکہ برق لامع رہا ہون تو دل کو خوشی حاصل ہو اگر حیرت آج مقابلے مین آگئین
تو یہ بھی یاد کرین کہ سحر کیا چیز ہے اسکو صدمہ پہونچے تو افراسیاب کو قلق ہو ملکہ مہرخ نے کہا بسم اللہ خدا تمکو مظفر
و منصور کرے ملکہ گلگونہ نے طاؤس زرین بال کو بڑھایا زبرجد نے کسی سے پوچھا یہ نازنین کون ہے حقیقت مین کیا
حسن و جمال ہے ماہ آسمان کمال ہے اُسنے کہا ملکہ گلگونہ رنگین پوش نام ہے شہنشاہ اسپر عاشق ہین آرزوے وصل مین کئی
سال قید کیا عمرو نے جا کر اسکو رہا کر لیا زبرجد نے کہا کیا ہوا اگر شہنشاہ کو نہین مانا اور کسی کو قبول کریگی جب ملکہ
میدان مین آئین زبرجد ہنستا ہوا سامنے آیا کہا ملکہ عالم آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہے گلگونہ نے کہا نام ہمارا
ملک الموت ساحران ہے او بیحیا یہ میدان کارزار ہے برق لامع کو قید کر کے بہت پھولا زبرجد نے چپکے سے کہا
اے ملکہ عالم خفا نہو جیے میرا تو ہاتھ آپ پر نہ اُٹھیگا چاہتا ہون عمر بھر خدمتگزاری کرون کوہ زبرجدی کا بادشاہ
ہون سلطنت بیکار جلکر اس مقام کو ملاحظہ فرمایئے ملکہ نے کہا تمھاری شہنشاہ گردن لینگے او بیحیا نے اسی خیال
پر کئی سال قید کیا خدا خواجہ عمرو کو سلامت رکھے کہ انھون نے ہمکو زندان مصیبت سے چھڑایا یہ میدان کارزار ہے
اب سحر کر زبرجد نے آنکھون مین آنسو بھر کے کہا مین کیا کرون دل نہین مانتا دام زلف عنبرین مین پھنسا ہوا اب
کشاکش مین پڑا ہون

نظم

زلف برہم مین کیا پھنسا ہے	رنگ رنگ کے صفیر بولتا ہے	عنبرین مست نظر لہرا رہا ہے
آہ یہ ظالم یہ کیا کیا ہے	تیری آنکھون مین گم کیا ہے	اے شوخ یہ ظالم سیاہ ہے

حاجت سرمہ کی تجھکو کیا ہی
اور بت بندے کا بھی خدا ہی
کعبے کی جو ہی صف میں محراب
یہ بھی یارون کا طور لعبا ہی
ساقی چمن دے گلابیون کو
وہ ختم رسل کا نقش پا ہی
تو مجھسے اگر چہ ناز کیا ہی
اور دمی اور دمی غضب گھٹا ہی

ملکہ گلگونہ نے جھلا کر کہا کیا بیہودہ بکتا ہی جو تو نے کھیلا ایسا پایا ہی اُسی دام مین پھینکا زبرجد نے کہا میرا سحر وایس نہو گا ایسا نہو طبع نازک پر ملال ہو پہنچے یہ کہکر زبرجد نے ایک گولا جھولی سے نکالا اُسکو اپنے خون مین تر کیا خبردار خبردار کہکر پھینکا ملکہ گلگونہ نے پھینکا گیا تراشی قطرے خون کے ہتھیلی پر لیے گولے کو اشارہ کیا لو یہ خون حاضر ہی ہم اپنا ان حیرت کا بھی خون بہا گولا ہتھیلی پر گرا قطرات خون پیگیا پی کر بلند ہوا لشکر حیرت پر جاکر پھٹا کئی سو ہلاک ہوے جسپر ایک ٹکڑا پڑا اُسکا سر پھٹ گیا کسی کے سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا اور ٹکڑے دوڑتے پھرتے ہین جب حیرت نے جھلا کے اشارہ کیا آواز دی ای خونخوار کیون دیوانہ ہوا ہی یہ لشکر شہنشاہ ہوشربا ہی تب وہ ٹکڑے تھوتھوا کر گرے زمین مین غرق ہو گئے ملکہ گلگونہ نے کہا کیون او زبرجد اور جو کچھ کریگا اسنے پھر سحر کیا گچھا پیکان کا پھینکا گلگونہ نے کہا او پیکان تیر حیرت کے ملازمون کو لینا لشکر حیرت پر تیر چلے جب حیرت نے اشارہ کیا برق چمکی تیر لشکر گرے الٹے کئی سحر زبرجد نے کیے حیرت ہی کے لشکر پر آفت آئی حیرت نے اپنے مقام پر کہا آج زبرجد کی خیر نہین معلوم ہوتی بیٹھ حسب پھنسا ہی میان گلگونہ نے مسکرا کر کہا کیون ای زبرجد تم ہمارے عاشق صادق ہو تمھاری جھولی مین خاک قبر جمشید ہی اک رتی بھر اُسے کھا لو پھر مزا عشق و عاشقی کا ملیگا زبرجد نے فوراً جھولی مین ہاتھ ڈالا ڈبیا خاک قبر جمشید کی نکالی ایک رتی خاک کھالی کھاتے ہی بیقرار ہوا بے اختیار بلبلا کر یکایک یہ نظم

گلشن مین لالہ مین ہون کہ جو دل مین جاے داغ
اپنے تو دلنشین نہین کچھ بھی سواے داغ
کیا دیکھو نہ دیکھیے عشق مین کیا کیا نہ پاے داغ
زخمون پہ تم نمک چھڑکے ہین داغون پہ کھاے داغ
سینا ہی کس کا جاے گلدوز غیر نے
کیون تنگ ہو گئی مرے تن پر قباے داغ
کرتا ہی سخت ناخن غم روز اشیان
دل کو ہی کیسے چہرے کے چیچک کے بجاے داغ
چھوڑا نہ لالہ زار مین ساتھ آتے غیر کا
سو بار سینہ چیر کے مین نے دکھاے داغ
دوزخ مین کچھ عذاب نہ پایا بسکہ مین
خو کردہ تھا یہ تاب و تپ شعلہاے داغ
تارون کے بدلے گن کے شب تار کاٹ دی
ایام ہجر مین مرے کیا کام آے داغ
جلتا ہون اہل نازکی تبدیل جلد سے
مومن غضب ہی آتش لذت فزاے داغ

یہ اشعار پڑھکر زبرجد کا چہرہ سرخ ہوا کہا ملکہ میں تو غلام ہون ملکہ مسکرائین سفیدی و براقی دانتون کی برق بن چمکی کہ خرمن ہوش و حواس کو جلا دیا کہا جو حکم ہو بجا لاؤن ملکہ نے کہا اگر ہماری خواہش ہو اور دل مین کامشتہ ہمارا ہو تو دو کام کر حیرت کا سر لاؤ اور برق لامع کو رہا کرو ہم بھی تمہاری مدد کو موجود ہین بہت خوب کہا زبرجد چلا سب حیران ہین کہ زبرجد کہان آتا ہی ملکہ حیرت نے کہا ہی کہ گلگونہ کے سحر مین مبتلا ہوا اب اسکو لشکر مین نہ آنے دو اسی کے جادوگر نگہبانِ ملکہ برق لامع پر نگہبان تھے زبرجد نے پکار کر آواز دی ای افسر جادو برق لامع کی خطا معاف ہوئی زبان سے سوزن نکال دے افسر جادو نے پڑھکر برق لامع کی زبان سے سوزن کو نکالا حیرت نے تخت پر بیٹھے بیٹھے آواز دی او برق لامع رہا ہوئی اب تڑپیگی صاحبو ہوشیار ہو جاؤ کسی نے حیرت کی بات کا جواب نہ دیا برق لامع کی زبان سے جو سوزن نکلی اپنے مقام پر تڑپی قید ٹوٹ کے گری اب جو بلند ہوئی آڑی ترچھی گری پہلے افسر ہی کے دو ٹکڑے کیے افسر کا مرنا نگہبان بھاگنے لگے ایک طرف تو برق لامع تڑپ رہی ہی ایک طرف پڑھکر گلگونہ نے سحر کیا لشکر حیرت پر آگ برسنے لگی ملکہ مہرخ نے بھی لشکر کو اشارہ کر دیا رعد و برق نے آکر اپنا سحر کیا بہار کا گلدستہ چلا مہرخ کا گولا اچھلا باغبان نے گیند پھولون کا مارا ہزارون دیوانے ہوئے سرخ مو سے کاکل کشا نے کاکل کھول پریشانی سے چہرہ دکھایا ہلال سحر افگن چلی انگشت نما ہونے لگی ہر طرف ہنگامہ گیرودار بلند ہی زبرجد حیرت کو تاکے ہوئے جاتا ہی چاہتا ہی حیرت کا سر لاؤن معشوق کی خوشی کرون حیرت بگاڑ بنے لگی بہار کے سحر کو مٹایا باغبان کے سحر نے آگ لگا دی ملکہ مہرخ سے سحر چلنے لگا حیرت نے گولا جو پھینکا طرف مہرخ کے چلا تخت پر گرا تخت ٹکڑے ٹکڑے ہوا حیرت نے چاہا پڑھکر مہرخ کو گرفتار کرون پشت پر سے زبرجد نے آکر ہاتھ مارا حیرت کا سر زخمی ہوا حیرت نے پلنگر زلفین عنبرین کو کھولا اب چرخ مارا یا سامری کہکر جھٹکی زلفین عنبرین سے چند شعلہ ہای آتش نکلے زبرجد پر گرے مثل ہیزم خشک جلنے لگا اب حیرت جدھر جاتی ہی آفت کا سامنا برق لامع تڑپکر گری کہ سر کاٹ کے نکل جاؤن حیرت نے دستک دی برق لامع دوسرے غول پر جا کر گری کئی سو کے سر اڑا دیے حیرت سب کے سحر روک رہی ہی مگر دیوانہ وار وحشی مثال سر سے خون جاری عالم بیقراری گلگونہ کے سحر نے بہت تنگ کیا ہی مصور صورت نگار بھاگ نکلے تمام سرا لامان الامان کرتے پھرتے ہین کئی سو سرداران نامی گلگونہ کے سحر سے مارے گئے حیرت ہر مرتبہ ملکہ گلگونہ پر جاتی ہی جب گلگونہ سحر کرتی ہی حیرت ہٹ جاتی ہی گلگونہ نے سحر سے آگ برس رہی ہی حیرت کی جان پر بنی ہی قضا سے کارِ حیرت تو اس آفت مین مبتلا ہی افراسیاب جادو باغ سیب مین بیٹھا ہی ناچ سامنے ہو رہا ہی نازنین چلبلین حاضر ہین دماغ تر سبان جہان میلو مین گائنین

لگا رہی ہین ایک نازنین شوخ و شنگ مرہم بہار چنگ تڑپ تڑپ کر سامنے افراسیاب کے یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہے اشعار

سرمہ ہین اس چشم جادو فن مین ہم — خاک ڈالین دیدۂ دشمن مین ہم
ناتوان ایسے ہین نہ چھوڑا آشنل خار — خود الجھکر رہ گئے دامن مین ہم
پھولے جامے مین سماتے ہی نہین — وصل شوخ چست پیراہن مین ہم
اور شبنم دن کو ٹھہرے کیا مجال — رو رہے ہین از ہر وشش گلشن مین ہم
کر دیا اس جوش نے مجنون سپلو — خاک اڑا دین وادی ایمن مین ہم
دل مین ناصح آئے کیا اپنا خیال — جا سکے کب یار کے مسکن مین ہم
جوشش وحشت نے اٹھا یا لاش کو — اپنے پاؤن سے گئے مدفن مین ہم
توڑا مومن نہ پیمانِ الست — ہین مسلم عاشقی کے فن مین ہم

افراسیاب ان اشعار آبدار کو سنکر جھوم رہا ہے کبھی آواز دیتا ہے اے نازنین شوخ و شنگ کس لطف سے یہ اشعار گا رہی ہین باغ سیب نہایت وسیع قطعہ دار پُر بہار پر اشجار بیشمار ایک نخل سوسن جسکو صد زبان بھی کہتے ہین جس میں نغمے افراسیاب کی آنکھ اسپر بھی پڑ گئی دیکھا پھول کھلے ہوئے غنچے دہن وا ہے بستہ شاخین ہاتھ پھیلا کر دعا مانگتی ہین کہ یا رب حقیقی اس باغ مین ہمیشہ بہار رہے خزان کی صورت نہ دیکھین افراسیاب نے جو بہ نگاہ غور اس نخل کو دیکھا عیش و عشرت کا تار بندھا ہوا ہے یکایک بیچ نخل شق ہوئی ایک طائر سفید رنگ تڑپتا ہوا زمین سے نکلا شاخ پر بیٹھکر افراسیاب سے آنکھ ملائی آواز دی او عیش پسند ذرا بغور سن کہان تک عیش و عشرت مین مصروف رہیگا ایک دن جفا سے گردون سہیگا اصل یہ کیفیت ہے

نظم

مر چکے جب پر کہ مرنا تھا ہمین — عمر کا پیمانہ بھرنا تھا ہمین
کر چکے جو کچھ کہ کرنا تھا ہمین — بوسہ گر لیتے تو کھاتے ہان قسم
اشک ریزی بے سبب اپنی نہ تھی — راستی سے کیا مکرنا تھا ہمین

اے شہنشاہ زمانہ انقلاب سے دل کو نہایت پیچ و تاب ہے خبر بھیجے کہ معشوق پر کیا گذری دشمنون نے اس پروردہ مہد ناز و نعم کو گھیر لیا عیش و عشرت نے اس سے منھ پھیر لیا بہار اپنے ہمرنگ پھول برساتی ہے خزان مین رنگ بہار دکھاتی ہے باغبان قدرت صاحب شوکت دلیا قت اُسنے زمین ہلا دی برق لامع شعلہ جوالہ بنکر ہزارون کو پامال کر دیا بجانے اسکا رعد جادو جب گرجا کسیکا کلیجہ پھٹ گیا کوئی بیہوش ہوا سرخ موسے کا کافشہ سحر کی ناگہان ہین کہ عاشقون کو دستی ہین ہلال کی رعنائی انگشت نمائی کسکی زبان مین طاقت ہے کہ یہ قصہ

بیان کرے آج جورو کو بچاؤ یہ کہکر طائر نے ایک چیخ ماری منھ سے شعلۂ آتش نکلا اپنی آگ مین آپ جلکر رہگیا
افراسیاب اُٹھ کھڑا ہوا کہا ارے گانا موقوف کرو طائر طلسمی نے ہوش اُڑا دیے کیسے انجمن کے نقوش مٹا دیے
جلدی مین افراسیاب نے انگشتر جمشید کو اُچھال دیا کیا کیا جبرین اس بیچارے کو ملکن ہین جیسے ہی انگشتر کو اُچھالا ایک
شعلۂ آتش بھڑکا آواز آئی اے افراسیاب آج حیرت پر آفت برپا ہے گلگونہ کے سحر نے رنگ جمایا ہے باغ سیب اُڑان
بنایا ہے عمرو عیار فکر مین ہے کہ ذرا غافل ہو پکڑون سب سے زیادہ وہی مہار فکر مین ہین لیکن حیرت وہ چالاک
چپت ہے کبھی ظاہر کبھی باطن سب کو جواب دے رہی ہے لیکن سر زخمی ہو چکا خودسری نہ رہی سراسر آمادۂ مرگ و
سیاست قضا کھڑی لڑ رہی ہے جیسے طلوع صبح کو شمع سحری لہراتی ہے صورت رخصت دکھاتی ہے چہرہ زرد لب پر آہ سرد لیکن
ہونہ عارض انور پر گرد یہ کلمات حسرت آیات سنکر افراسیاب نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا آج سب لونڈی غلامون کو
مار ڈالونگا ایک ذیحیات کو زندہ نہ چھوڑونگا دشمنون کے قتل سے منھ نہ موڑونگا کنیزون نے جو افراسیاب کو
غصے مین دیکھا دامن سے لپٹ گئین کہا اے شہنشاہ تو ساحر یکتا ہے طلسم ہوش ربا ہے ایسا نہو کوئی آفت برپا
ہو جائے افراسیاب نے سر جھکایا اشل بید کانپ رہا ہے اُسی غصے مین آواز دی اے پیراہن نہ قبا جلد حاضر ہو
بند وبست کرنا ہوگا کسی کو بے کلی نہو دامن و گریبان کا خیال رہے پردہ پوشی ضرور ہے اگر حکم کے خلاف ہوا تو عقل
کا قصور ہے کنیزین حیران کہ یہ نیا آج شہنشاہ نے نام لیا دیکھا ایک جھونکا ہوا کا چلا ایک سوالیہ کلی کا جامہ پہنے
آکر قائم ہوا افراسیاب نے کہا اے پیراہن نہ قبا تم پرستار سامری و جمشید ہو برائے ساحران میخوار جام امید ہو
اپنے کو ظاہر نہ کرنا گلگونہ کو گرفتار کرکے کوہ پردہ پوش پر لیجاؤ کسی پر حال ظاہر نہو ورنہ عیار اپنے کو وہان
پہونچائینگے اب مین تدبیر مٹانے کی مسلمانون کے کرتا ہون افراسیاب نے جو یہ بغصہ کہا اُس پیراہن کو جنبش ہوئی
اُڑتا ہوا غائب ہوگیا میدان جنگ ہو رہی ہے حیرت لڑتے لڑتے تھکی طرف باغ سیب کے دیکھ رہی ہے سر سے
خون بہ رہا ہے گلگونہ لڑتی ہوئی سامنے پہونچی سب طرف سے ساحرون نے سحر کیے حیرت نے غنچہ پھینک کر چاہا
کہ بلند ہون کہ صدائے مہیب آئی کہ اے حیرت نگھرانا منم ملکہ پیراہن نہ قبا پردہ پوش طلسم ہوشربا حیرت نے
سر اُٹھا کر دیکھا ایک لباس سامنے معلوم ہوتا ہے اور کچھ ثبوت متعین ہوتا مہرخ نے جو یہ آواز سنی گھبرا کر کہا اے گلگونہ
بچنا دیکھا ایک قفس خود بخود سامنے آکر قائم ہوا آواز آئی اے گلگونہ اب تمھارا یہی مقام ہے چند سے کوہ پردہ پوش
کی سیر کرو اب نہ دیر کرو دیکھا سب نے کچھ سنہری پنجے آکر جسم سے گلگونہ کے لپٹ گئے زبان مین سعدن کو دیا
اُسی قفس مین گلگونہ کو بند کیا مرجان الماس پوش چلایا ارے غضب ہوا میری دختر کو گرفتار کر لیا ایک چشم زدن مین

لباس زنگیں غائب ہوگیا اور ایک آواز آئی اے مسلمانان تمھاری بے ادبی کی انتہا ہوئی جاؤ اپنے مقام پر وغیرہ
سب مبتلائے بلا ہوگئے مہار رامیں ساحرہ نے اسباب سحر ہاتھ سے پھینک دیا دیوانہ وار حرکات انکو نے لگی
لڑکھڑا کر گر پڑی باغبان نے مہار کو اٹھایا باغبان کی بھی آنکھیں بند کر لیا تھا کہ گلچین نے ہاتھ پکڑ لیا
حیرت کے سر کا زخم غائب ہوگیا ہر سر مو ہر بن مو سے جو خون ٹپک رہا تھا وہ سب نابود ہوا سرداران اسلام
اسباب سحر پھینک پھینک کر بھاگ گئے لگے ملکہ مہرخ بھی پیچھے ہٹیں برق لامع و رعد و برق نے سرداران کو
سبھوں کو عالم غشی میں دیکھا ہوا دار پر سوار کر لیا مہرخ نے پکار کر آواز دی صاحبو نکل چلو طبل بازگشت پر چوب
پڑی حیرت کو مصور وغیرہ نے بیچ میں لیا تخت پر سوار کیا یہ تو سب خوشی خوشی پلٹے ملکہ مہرخ سحر چشم نے سب
سرداروں کو عالم غشی میں اٹھا لیا کسی کے سر پر زخم کسیکا شانہ نشانہ کسی کو یہ بہانا کہ سحر نے دغا دی یا وہ گیا مر
تھا اس حال پر ملال میں سب سرداران اسلام ملکہ اپنی اپنی بارگاہ میں آئے گلگونہ کے ماں باپ کا عجیب حال تھا
کہ واسطے قلب پر ہجوم غم و ملال ملکہ مہرخ سے عرض کی کہ اے ملکہ عالم ہماری دختر کا مانا دشوار ہے پردہ پوش
کا کبھی نام نہ سنا تھا نہیں معلوم کہ پیراہن نہ قبا کون شخص ہے کہ جسکی آواز سے سب بیہوش ہوئے تو جیتے نہ بچے بہت
مناسب ہوا کہ آپ نے طبل بازگشت بجوا دیا ورنہ حیرت ایک کو زندہ نہ چھوڑتی خواجہ عمرو و برق و چالاک و
جانسوز و ضرغام و قران محفل میں موجود ہیں انجمن مشاورت منعقد ہے صلاحیں ہو رہی ہیں مہار و مخمور نے کہا
ہم نہیں جانتے کہ پیراہن نہ قبا کا کہاں مقام ہے کہ وہ پردہ پوش کسے کہتے ہیں کہاں تلاش کرنے جائیں کیونکر
وہاں تک پہنچیں دو پہر رات آچکی تھی لیکن یہی چرچا ہے کہ کیا تدبیر کریں کہ زمین شق ہوئی سب نے دیکھا برجیس
زمین سے سر نکالا سب سردار برائے تعظیم اٹھے برجیس آ کر دنگل پر بیٹھا کہا اے ملکہ عالم ہم قصر جمشیدی میں تھے جو تماشا
تم پر گذرا بنگاہ غور دیکھ رہے تھے اتفاق سے ملکہ بران نے فرمایا کہ والد نامدار مرآت واقعہ میں دیکھیے کہ حال جنگ
آئینہ ہو ہم اور کوکب و بران مرآت واقعہ میں دیکھ رہے تھے کہ آپ سب صاحبوں نے وہ سحر کیے کہ حیرت اپنی جان سے
بیزار تھی پیراہن نہ قبا کا آنا دیکھا پلٹنے کو بھی اسکے خیال کیا خدا نے بڑی خیر کی کہ افراسیاب نے بھی کہا تھا کہ
گلگونہ کو گرفتار کر لینا اگر یہ حکم ہوتا کہ جا کر سحر کر دو اور وہ ملکہ مسحور کر دیتی تو کوئی سردار زندہ نہ بچتا اے شہنشاہ فوج عیاری
آپ بائیں جانب روانہ ہو جیسے مقامات ویران ملینگے بیچ میں لق قلعے ہیں ساحروں میں مہار و باغبان و مخمور
آپ کے ساتھ ہوں ہم بھی جا کر فکر میں مصروف ہوتے ہیں جس مقام پر موقع پائینگے ہم یا کوکب یا بران بھی سر آ
مدد کرینگے اب آپ دیر نہ کریں خواجہ نے کہا اے برجیس میرا جانا تو ممکن ہے بقول شاعر مصرع پراگندہ روزی پراگندہ دل

اگر تو ضدار نے گھیر لیا میری آبرو مین فرق آگیا مرجان الماس پوش در الماس یاقوت چشم نے دس دس ہزار روپیہ ہنگام پیش کیے کہا استاد یہ تو حاضر ہی خواجہ نے چادر بچھادیا کہا سب صاحب موافق اپنی اپنی لیاقت کے نذر کرین روپیہ اشرفی زیور سرداروں نے پھینکنا شروع کیا مبلغ خطیر جمع ہوا خواجہ نے وہ روپیہ اٹھا کر نذر زنبیل کیا اور پکار کر آواز دی ای منتظمان زنبیل جو یہ حقیر پہونچائے اُسکو تو داد رہی تدبیر ہوگی یہ کہکر زنبیل کو بند کیا باغبان و مبارز مخمور سے برہمن نے کہا آپ خود راز دار طلسم ہین افراسیاب نے بڑا جاہ و جلال دکھایا ایک ساحر کو بلایا یہ شعبدہ دکھایا آپ لوگ طرف مشرق کے جائین مین خواجہ کو ساتھ لیکر آتا ہون برق وچالاک سے کہا آپ لوگ ہمیشہ خواجہ سے دعوائے ہمچشمی رکھتے ہین کوہ پردہ پوش کو دریافت کرکے تشریف لائیے اور میرے ساتھ جانا مناسب نہین ہی برق وچالاک نے کہا ہمکو کسی کی احتیاج نہین خدا چاہیگا تو پہونچینگے اول باغبان و مبارز مخمور روانہ ہوگئے اسکے بعد برق وچالاک چلے برہمن نے خواجہ کو تخت پر سوار کیا آپ پہلو مین بیٹھا تخت اُڑتا ہوا چلا خواجہ کو لیکر ایک صحرا مین آیا تخت اُتارا خواجہ نے دیکھا ایک پردہ اُس صحرا مین کھنچا ہوا ہی برہمن نے کہا خواجہ یہ دیکھئے کوہ پردہ پوش ہی مین سحر کرتا ہون پردہ ہٹیگا اُدھر سے سب ساحر غل مچائینگے کہ آنے والے اسطرف نہ آنا ورنہ جان جائیگی آپ اسطور سے داخل ہو جیے کہ اپنے کو ساحرون سے بچائیے جہان محل ہو گا مین بھی حاضر ہونگا خواجہ کمر باندھ کر کھڑے ہوئے خنجر ہاتھ مین ایک کاندھے پر گلیم عیاری ایک کاندھے پر جال الیاسی لچھے کمند آصفائے باصفا کے بازوؤن پر لپٹے ہوئے برہمن نے ایک نخل کی آڑ پکڑ کے سحر کیا جھونکا ہوائے تند کا چلا پردہ اُٹھا خواجہ نے دیکھا کئی ہزار جادوگر نیزے اور تلوارین ہاتھوں مین لیے ہوئے کھڑے ہین جیسے ہی پردہ اُٹھا اُن جادوگرون نے آواز دی ای برہمن ہمنے پہچانا تیرے سحر سے پردہ اُٹھا عمرو عیار کو لیکر آیا ہی خبردار اسطرف نہ آنا کبھی کوئی شخص اس پردے مین نہین آیا یہ مقام کوہ پردہ پوش کا نہین ہی کیون دھوکا کھاتے ہو عمرو نے جو یہ غلغلہ سُنا یا تو ارادہ کیا کہ جست کرکے جاؤن لیکن اتنا پردہ گر پڑا برہمن نے کہا خواجہ غضب کیا مین دو دو تین بار سحر کرتا ہون اگر تیسری مرتبہ بھی آپ نہ گئے مین تو کیا ہی اگر تمام عالم آکر سحر کریگا تو پردہ نہ اُٹھیگا خواجہ نے کہا مین اب کی مرتبہ ضرور جاؤنگا برہمن نے پھر سحر کیا پردہ اُٹھا خواجہ نے آمادۂ مرگ و حیات تھا ہو کر جست کی پردے کے اُس پار پہونچے تمام ساحر تیر و تفنگ لیکر دوڑے عمرو نے گرتے گرتے کسی پر حباب مارا کسی پر حلقۂ کمند مارے حقۂ آتشباری داغ دیا دو چار دیا دو گر پڑے کسی کو خنجر مارا کسی کو تلوار ماری سبب دس پانچ جادوگر گر کے ہنگامۂ گیر و دار بلند ہوا غبار کا اندھیرا ہو گیا اُس اندھیرے مین خواجہ ایک جانب بھاگ گلیم عیاری کا اوڑھ لیا لیا ایک صدا آئی ہی خواجہ ایک درہ کوہ مین جاکر چھپے زبان سے دیکھ رہے ہین کہ صدہا جادوگ

چار جانب دو دو رسے پھر رہے ہین اگر کسی مسافر کو جاتے ہوے دیکھا عمرو جاتا ہی کمند ڈالدیا اکثر
مسافر گنوار اسی نام پر مارے گئے جب قتل کر چکے دیکھا صورت مین بدلی آپسمین چرچے ہوتے ہین کہ عمرو عیار نہ تھا
مفت مین مسافر مارا گیا شام تک جنگل مین یہی ہنگامہ رہا شام کو وہ جادوگر معہ راستے سلام ہوتا ہی کہ اپنے اپنے مقام پر
چلے گئے جب خواجہ نے دیکھا کہ جنگل مین بالکل سناٹا ہو گیا تابان فلک پر برآمد ہوا خواجہ ایک ضعیف کی شکل بنکے نکلے
لٹھیا ہاتھو مین کمر مین خم تمام جسم پر جھریان پڑی ہوئین وہ جھریان سطور صفحہ پیری کی ہین خم کمر خم کمان کہ ہمیشہ تیر تدبیر
پورا بیٹھتا ہی نشانہ نہین چوکتا صحرا طے کرتے ہوے جاتے ہین چار جانب سناٹا ایک نخل کے سایے مین خواجہ آکے بیٹھے
جیسے راہگیر تھک کر بیٹھتا ہی یاد کر رہے ہین برہمن نے جسے کیا کہا تھا خیال مین گذرا کہ یہی کہا تھا کہ اول اپنے کو
قلعہ خورشکان پر پہونچانا نہین معلوم کہ وہ قلعہ کہان ہی کہ دیکھا عمرو نے سامنے سے ایک جادوگر دوڑا ہوا آتا ہی جب
قریب آیا کہا کیون بڑی بی عمرو عیار تو اسطرف نہین گذرا ملکہ عالم نے پتہ دیا ہی کہ صحراے رستخیز مین عمرو آیا
ہی مجھکو ڈھونڈھتے ہوے عرصہ گذرا کہین پتہ نہین ملتا عمرو نے کہا میان دست دشمن کو تو مین نہین پہچانتی لیکن ایک شخص
دبلا پتلا ناٹا سا ایک گنوار کے ڈھنگ کے کپڑے پہنے آتا تھا اس ساحر نے کہا یہی عمرو کا پتہ ہی بڑی بی اسکے دامنگیر ہو گیا
گنوار اسکو پکڑ لیگئے عمرو نے کہا نہ جانے تو وہ دبلا پتلا تھا لیکن بڑے بڑے قد کے گنوار جسپر اسنے ہاتھ چلا دیا
وہ بیہوش ہوکے گرا پھر اسنے خنجر مارا دھوتیان سب کی اتار لین ننگے لاشے کنوئین مین ڈالدیے ادھر بھاگا ہوا گیا ہی
وہ جادوگر اسی جانب دوڑا رات بھی کسی قدر آچلی ہی وہ جادوگر دو تین کوس گیا کہین پتہ نہ پایا دیکھا آسمان سے ایک
پتہ اڑا ہوا آتا ہی وہ پتہ گود مین اس جادوگر کی آگرا اسپر طرف سے پیر آتش کے لکھا تھا ای اقلیم اسوقت بذریعہ علم نجوم جو
مین نے دیکھا صاف ثابت ہوا کہ جس بڑھیا سے تو نے پوچھا تھا وہی عمرو عیار تھا جا کر اسکو پکڑ لے اقلیم اس مضمون کو دیکھکے
دوڑا کہ پھر جاکر اسی سے دریافت کرون یون کیونکر کہون کہ نہ پکڑے اسکے کرون اس نخل کے پاس آیا بڑھیا کو وہان
نہ پایا سوچا کہ اور کسی طرف چلا گیا اس حیرانی مین کھڑا تھا کہ دیکھا ایک آہوے صحرائی جست وخیز کرتا ہوا آتا ہی لیکن دودھ
آہو لیتا وقت مین دودھ بھرا ہوا آدمی کو دیکھکر جست وخیز کرنے لگی اقلیم نے سمجھے گھاس کے توڑ کر ہاتھو مین لیے چمکارا
معلوم ہوا کہ مادہ آہو پالو ہی شستی ہوئی سامنے اقلیم کے آئی اقلیم نے گلے پر ہاتھ ڈالا مادہ آہو گری تڑپنے لگی اقلیم نے
کمر سے چاقو نکالا منظور ہوا ذبح کرون سینے پر گھسا کر چاقو کھلا سینہ جو چاک ہوا دودھ کی دھار بلند ہوئی منھ پر اقلیم کے دودھ کی
دھار پڑی لڑکھڑا کے گرا نشہ پیا ہوا ہوے گھٹنا بان کی نہین گھنڈیان کھول کر خواجہ پوست آہو سے نکلے نوکرانے
خنجر مارا جادوگر مرا اندھیرا ہوگیا خواجہ عمرو نے کپڑے اتار لیے کمر ٹٹول رہے ہین انگوٹھیان چھلے اتار رہے ہین اس عرصے مین

آسمان سے گڑگڑاہٹ کی آواز آئی صدا یہ تھی کہ او ساربان زادے غضب کیا میرے جوان بھائی کو مارا اب میرے ہاتھوں سے کیونکر بچیگا عمرو نے چاہا جست کر کے بھاگوں اُسنے سحر کیا آواز دی منم سلیم اختر شمار یہ کہکر زمین پر آیا خواجہ کو گرفتار کیا کہا او ظالم تو نے جوان بھائی کو مارا اب تیرے خون کے پیاسے ہیں خواجہ منت کرنے لگے کہ بھائی گیا کہنا ہمین نے ہزاروں جادوگر مارے لیکن تم ایسا ہوشیار ساحر زبردست لگا دے نہ گذرا تھا سلیم نے کچھ جواب نہ دیا لاکھ عمرو نے منتین کین سلیم نے کچھ خیال نہ کیا جہین کہتے ہین کہ خواجہ ابتدائی صحرا مین گرفتار ہو سکے سلیم نے بچہ گرمین خواجہ کی دبا لیکر چلا اُڑتا ہوا جاتا ہی فراش ماہ تابان نے فرش چاندنی بچھایا ہی ذرہ ہائے ریگ بیابان ستارہ ہائے آسمان سے ہمسری کر رہے ہین اکثر طائرون کو صبح کا دھوکا ہوتا ہی آشیانون سے جھانک اُٹھتے ہین بیت رنگ لائی تھی چاندنی کی بہار * ناغ پر تھا گان پر نیار * قضائے کار مالک قلعۂ خونفشان ملکہ آتش فشان جادو بالائے قلعہ فرش معقول بچھائے بیٹھی ہی اُسمین جلسین جمع ہین اسباب عیش و نشاط موجود شراب و کباب کا دور چلتا ہی ایک مہ جبین شوخ و طرار موسوم بہ گلعذار تانین اڑ رہی ہی یہ غزل بصد سوز و گداز گا رہی ہی غزل

مہربان اتنی تمھاری مہربانی چاہیے
شکل موسیٰ چاندسی صورت دکھانی چاہیے

ساقیا جام شراب ارغوانی چاہیے
عیش و عشرت سے بسر ہو زندگانی چاہیے

ضعف سے گیندے کی صورت میری رنگت زرد ہی
اُس گل ترکی قبا بھی زعفرانی چاہیے

فصل گل آئی مگر مینا سے دل خالی رہا
ساقیا مجھکو شراب ارغوانی چاہیے

کہتے سُننے پر رقیبون کے عمل لازم نہین
اپنے عاشق سے نہ تجھکو بدگمانی چاہیے

اے دل بیتاب بلبل کی طرح نالے نہ کر
غیر پر ظاہر نہو راز نہانی چاہیے

اشک خون رو رہا ہون برسون وصل لب کے واسطے
یاد مین دندان کے اب گوہر فشانی چاہیے

شربت قند لب شیرین کا بس پیاسا ہون مین
چشمۂ حیوان کا مجھکو میٹھا پانی چاہیے

زہر کھانے کوئی عاشق کوئی اپنا خون کرے
تجھکو اے لالہ رو پوشاک دھانی چاہیے

اے صنم وہ کشتۂ ابروی عالم ہو گو اہ
نور پر اب کیا تجھے تیغ آزمانی چاہیے

آتش افشان جادو مست بیٹھی ہی سر جو طرف آسمان کے اُٹھایا دیکھا کہ ایک جادوگر کسی کو پنجے مین دبائے ہوئے لیے جاتا ہی کنیزون نے پہچان کر کہا کہ سلیم اختر شمار ملازم ملکہ ہیرا ہی نہ جانے کس کو لیے جاتا ہی ملکہ آتش افشان نے آواز دی اے سلیم الگ الگ کہان جاتے ہو سلیم نے ٹھہرکر جواب دیا حضور یہ ٹھہرنے کا وقت نہین ہی اسوقت مجکو ملکہ

جسنے شراب کو اس سلیقے سے دیکھا منہ سے رال ٹپک پڑی کہا صاحبو کس سلیقے سے شراب لایا ہے نہ پیتا ہوا اُسکا بھی پینے کو
جی چاہے عمرو نے گھنگرو پاؤن مین باندھے جام سر پر رکھا غزل مضمون شراب کی پڑھتے ہوئے کبھی جام کو سر سے اچھال
پھر سر ہی پر روکا سب تعریفین کر رہے ہین سر سامنے آتش افشان کے جھکایا کہا لیجیے مالک کو سر سے شراب پلانا
چاہیے آتش افشان نے دونون ہاتھ بڑھائے جام لیکر پیا اب تو عمرو نے دورا باندھا شراب چلنے لگی جام بے پانو
چل رہا ہی تمام محفل مین تعریفین ہو رہی ہین محلے مین جوتی پیزار چلنے لگی بازار مین ہنگامہ ہی دوکاندار دوڑتے پھرتے ہین
بعض منہ کے بھل گرتے ہین ہر گلی کوچے مین جادوگرون کے انبار ہین مکان مین شراب پی ہوا کھانے کو کوٹھے پر چڑھے
بیہوشی نے جو تاثیر کی کوٹھے پر سے کود پڑے عورتون نے لڑکے گود سے پھینک دیے کہتی ہین ہمکو کوئی آسمان پر
لیے جاتا ہی اب پھینکا جاتا ہی گلیون مین اُلٹ ہی آج شراب نے بڑا مزا دکھایا بعض کو گانے کا شوق ہی جبتک راہ چلتے
نہ گاتے مین رستہ نہ کٹے یاد آیا کہ بی لذت بخش نے کیا عمدہ غزل گائی تھی اُسکے چند شعر یاد ہین یہ کہکر گانے لگے سم پر
پانون پڑتا ہی گنٹری کا مقام جو آیا گلا ہلا دیا تان جو ماری اُڑتے ہو گئے دُھمکڑ اگر گرے زمین پر پڑے ہین لیکن دماغ عرش معلی پر
پڑے پڑے کہ رہے ہین کہ ہم آسمان پر جائینگے تارے توڑ کر لائینگے دوست احباب کو دکھائینگے آج کی شراب نے بڑا لطف
دیا میان آج یہ رنگ ہی صحبت مین جو خواجہ نے سب کو شراب پلائی خواجہ کھڑے ہو کر غزل عاشقانہ گا رہے ہین آتش افشان
سے آنکھ ملا کر فرماتے ہین کیون ملکۂ عالم نشہ شراب کا ہوا آتش افشان کہتی ہی اُستاد کیا کہین نشہ شراب بڑی عمدہ چیز
ہی اسکا نہ پینے والا بدتمیز ہی کنیزین عمرو کو تاک رہی ہین کہتی ہین اُستاد تم نے بڑا کمال کیا ایک آدمی اور راستعلی
وہ جادوگر بڑا منصف تھا رات پھر گویا اوسکو قتل کرنے کو لیچلا تھا آخر کتے کی موت مارا گیا اب بھی سامنے چلا آتا ہی اسکو
نکالدین یہ کہتی ہوئی اُٹھین کہ او جادوگر بیٹ جا اُستاد سے نہ بولنا ہم لوگ گانا سن رہے ہین دیکھتا ہی خوشی مین
سر دُھن رہے ہین کنیزین اُٹھ اُٹھ کر گرنے لگین آتش افشان نے کہا آج میری کنیزون کو کیا ہو گیا آخر کس بات سے
گرتی ہین آتش افشان کے پاس مصاحبین جو بیٹھی ہین ایک نے دوسری سے کہا لو بوا غضب ہوا تمھین سانپ کا نشہ
آیا ہی جیسے کی جھاڑ کا سر برعکس اعتقاد رکھنے والی نے سمجھا سانپ سر پر بیٹھا ہی جسکے سر پر بتایا تھا کہ سانپ بیٹھا ہی
جوتی لیکر اُٹھی اُسکے سر پر جوتی ماردی اُسنے کہا واہ لو اسر پر ہمارے جوتیان مارتی ہو دونون مین دانتا کلکل ہوئی
لڑکھڑا کر گرین بیہوش ہو گئین ایک صاحب پڑے پائچون کا پائجامہ پہنے بیٹھی تھین آگے ڈھیر لگا تھا ایک نے بے نگاہ
غور دیکھا کہا بوا بڑا غضب ہوا تمھاری گود مین کتیا نے بچے دیے ہین وہ نشے کے جوش مین بولی کب کتیا حرامزادی
نے گود مین کیا دوسری نے کہا بوا نہ گھبراؤ مین اسے لیتی ہون اُٹھکر ایک لات ماری اُسکے پیٹ پر لات پڑی بعض

بیٹھے ہوئے مونچھوں کو بل دے رہے ہیں نشے کا جوش بیہوشی میں اپنی رعنائی کا ہوش ایک نے کہا بھائی تمہاری
مونچھ پر کوا بیٹھا ہے دوسرے نے کہا نہ گھبراؤ میں پکڑے لیتا ہوں یہ کہکر ہاتھ بڑھایا مونچھ پکڑ کے جھٹکا مارا کہا یہ تو
غضب ہوا کوا تو اڑ گیا مونچھ میرے ہاتھ میں رہگئی عجب عجب فقرے اس صحبت میں ہو رہے ہیں خواجہ اس فکر میں
ہیں کہ آتش افشان بھی بیہوش ہو تو میں دست اندازی کروں آتش افشان تال سم کی تعریفیں کر رہی ہے خواجہ
نے گٹکنا کے بھیرتان لگائی آتش افشان نے کہا استاد تم گاؤ میں بھی ناچونگی دل میں تو مزا بھرا تھا ہاتھ چمکاتی ہوئی
اپنے مقام سے اٹھی چند قدم چلی تھی پوری گت نہ ہونے پائی تھی کہ الٹی پڑی گت ہوئی خواجہ نے نعرہ کرکے خنجر مارا
آتش افشان کے دو ٹکڑے ہوئے مرنا اسکا ہنگامہ گیرودار بلند ہوا آوازیں مہیب آنے لگیں خواجہ غل کر دوڑنے
لگے قتل بھی کرتے جاتے ہیں جسے قتل کیا اندھیرا ہو گیا کنیزیں پڑی تڑپ رہی ہیں کسیکا دوشالہ اتار دیا کسیکا دوپٹہ اتار لیا
زیور سب کے اتار رہے ہیں خواجہ تو میاں لوٹ رہے ہیں لیکن پیراہن نہ قبا قلعہ پر وہ پوشش میں بیٹھی ہے گلگونہ
قفس لٹکا ہوا ہے مصاحبین گرد بیٹھی ہیں انسے کہہ رہی ہے افراسیاب نے میرے ساتھ بڑا احسان کیا گلگونہ کی قید
میرے سپرد کی عیاران اسلام میری خاطر میں چاہیں تو کیا مجال جو مجھ تک پہونچیں لو مبارک ہو سلیم اختر تمہارے سبب
عیاروں کے گروہ کو پکڑ لیا ہمیں اپنے ہوئے آتا ہے یہ کہکر مصروف عیش ہوئی انیس جلیس خوشیاں کر رہی ہیں کہ واری
آپ سے کون مقابلہ کر سکتا ہے آپ کا سحر تمام عالم میں مشہور ہے آپ کی محبت کا ہمکو بھی جوش ہے آپ کی ذات طلسم
ہوش ربا کی پردہ پوش ہے جیسے سحر آپ نے حاصل کیے کسی کو نہیں آتے سامری جمشید زندہ ہوتے تو
آپ کی قدر کرتے پیراہن نہ قبا خوش بیٹھی ہے بقول شخصے پیراہن میں نہیں سماتی کہ خبر پہونچی سلیم اختر شمار رمال
گیا بذریعہ نجوم کے معلوم ہوا عمرو نے قلعہ آتش افشان کو لوٹ رہا ہے کہا اے دامن جادو جلد جاؤ عمرو کو گرفتار
کر کے لاؤ اسنے تو غضب کیا قلعہ آتش افشان لوٹا ان کو بیہوش کر کے قتل کر رہا ہے دامن بہت خوب کہکر روانہ
ہوئی میاں خواجہ بارگاہ سے قتل کرتے ہوئے اب بیرون بارگاہ آئے کچھ سبز پوش پڑے تھے خواجہ کے
ہاتھ میں خنجر انکو بھی قتل کیا گھروں میں سب کے گھس جاتے ہیں اسباب لوٹتے پھرتے ہیں وہاں سے جو دامن جادو
بحکم پیراہن چلی تھی خواجہ ایک مکان میں گھسے ہوئے لوٹ رہے تھے دامن جادو نے دور سے دیکھا یہی عمرو
عیار ہے دیوار پر اگر پاؤں قائم کیے وہیں سے سحر کیا خواجہ کے پاؤں زمین نے تھام لیے دامن جادو زمین پر
آئی کہا او ظالم ہزاروں جادوگر مارے گئے کتنے لوگ تیرے ساتھ ہیں عمرو نے کہا میں غریب آوارہ دشت ہوں
مجھے رونا چاہیے میرے ساتھ تو کوئی نہیں دامن جادو نے کہا او ظالم تو تلاش میں گلگونہ کی نکلا ہے ہماری ملکہ

علم نجوم مین نہایت کامل و اکمل ہین وہین سے بیٹھے بیٹھے کہدیا کہ عمرو قلعہ آتش افشان مین ہو آتش افشان کو
مار ڈالا قلعے کو لوٹ رہا ہو وہی دیکھا جو ملکہ سے حکم لگایا تھا اب تم اپنی فکر کرو یہ بھی فرمایا ہو کہ چالاک و برق بھی
ہماری فکر مین نکلے ہین جسوقت قصد کرینگے انکو بھی گرفتار کرینگے خواجہ نے کہا جو تقدیر مین ہوگا وہ پیش آئیگا دامن
نے قلعے کو اسی حال پر ملال مین چھوڑا خواجہ کو لیکر روانہ ہوگئی طرف پیراہن ثمہ قبا کے چلی کہ اسکا ذکر وقت پر
کیا جائیگا اتنا تحریر کرنا ضرور ہو کہ بحر اسکا مخفی جاتا ہو دامن لیکر خواجہ کو سامنے پیراہن کے آئی پیراہن اچھلنے
کودنے لگی کہا آج مین نے سارے طلسم ہوشربا پر احسان کیا وہ شخص گرفتار ہوا کہ جسکے مقدمے مین سامری و جمشید
بھی عاجز ہو کر لکھ گئے ہین کہ عمرو کی موت کسی ساحر کے ہاتھ سے نہین ہو حقیقت مین اسنے ملک کے ملک سالہا کو
مٹا دیے غضلی آباد مین کہ ستر ہزار جادوگر رہتا تھا سب کے قتل کا یہی باعث ہوا خدائی زرد بہشت کی پڑے
زوروں پر تھی وہان کے اکثر عجائب و غرائب ہوشربا سے تھے سمجھتے تھے اسکو بھی اسی نے برباد کیا جلد نامے تیار کرو
ہمارے خواجگان دین کو بھیجو اسی قلعے پر آکر جمع ہون اُس روز جشن کرینگے اسکا اور گلگونہ کا سر کاٹ کے خدمت مین
شہنشاہ کی روانہ کرینگے شہنشاہ کو بھی معلوم ہو کہ پیراہن نے طلسم ہوشربا کو بچا لیا حکم سامری و جمشید خلاف نکلا کئی
سو نامے لکھے گئے ساحر لیکر چلے کہ ان سب کا ذکر وقت پر تحریر ہوگا اب یہان سے حال خیریت مآل برق و چالاک
کا لکھا جاتا ہو کہ یہ دونوں کئی دن ساتھ رہے ایک دن برق نے کہا خلیفہ صاحب الگ الگ ہو کر چلیے جب یہ وقائع
لکھے جائینگے صاحبقران الفاف فرمائینگے کہ خواجہ کو بہم ہمین لیکر نے ہمکو حکم ہوا کہ وہین آؤ جسنے نشان سے خبردار
نہین مگر رہبر کامل منزل مقصود پر پہونچائیگا گوہر مراد ہاتھ آئیگا صاحب میری صلاح یہی ہو کہ آپ الگ جائیے مین الگ
جاتا ہون حافظ حقیقی ہمکو بھی پہونچا دیگا چالاک و برق الگ الگ روانہ ہوے اول حال برق تحریر ہوتا ہو
برق کے خیال مین آیا کہ یہ طلسم ہوشربا ہو میان کے عجائب و غرائب غضب کے ہین ایسا نہو کسی آفت مین
پھنس جائین ایک گوشے مین بیٹھکر رنگ و روغن عیاری کا نکالا صرصر کی شکل بنکر تیار ہوا ایک مقام پر جاکر دیکھا جنگل ہی
ایک جنگل سرسبز و شاداب اُسپر جھولا پڑا ہو چند نازنینان مہ جبین نہایت حسین خوش رو خوشخو جھول رہی ہین جیسے ہی
برق قریب آیا ایک نازنین نے پکار کر آواز دی ای ملکہ صرصر شمشیر زن ذرا میان آؤ ہمکو پینگ دیدو دیکھو چار طرف
آگ لگی ہوئی ہو ایک نے کہا یہ چند اشعار مضمون آگ کے تو سن لو پڑھے اُستاد کے کہے ہوے ہین اشعار

کس دیکھ سکے وہ عذار آتش
دل کے ترے اب نگار آتش

کیا کیا ہی جلی ہو یار آتش
ہووے نہ مقابل تف دل

بھوکا تپ غم نے جی کو جلائے
بھڑکا نے کوئی ہزار آتش

اُف رہی تب گرمیِ محبت
یاں دل میں لگی نگار آتش
میں آہ زبان کش جو کھینچوں
لگ اٹھتی ہو ایک بار آتش

اس نام پہ جان نثار آتش
مست آئینہ میری خاک پر تو
باندھے ہو ابھی حصار آتش

تونے تو وہاں لگائی مہندی
برسے ہو سر مزار آتش
پڑھتا ہو کہیں غزل جو مومن

ایک نازنین نے تو صرصر سنکر پکارا ایک نے یہ غزل بہ ردیف آتش پڑھی میری
نے کہا لو جلدی آؤ پینگ جھکو دو چوتھی نے کہا بہجا نو تو یہ حس نہیں ہے اب برق کا پانچویں نے کہا ہوا اور کیا
ہو برق فرنگی کے دماغ میں بیراہٹ تو قضا کی نکلا ہے اب کوہ پردہ پوش کی بربادی کا وقت قریب آیا یہ نگوڑا جانے
نہ پائے چالاک کہاں گیا عمرو قید ہوگیا بلکہ گلگلو قفس میں بند ہیں یہ باتیں جوان نازنینان مہ جبین سے کہیں
برق بھاگا جہیں کہتا ہے خدا خیر کرے ہائے استاد پکڑ لیے گئے یہ حرامزادیاں سچ کہتی ہیں خدا ایسا نفس کرے کہ ہم
جاکر استاد کو رہا کریں میاں پرہیز نہ پہنچیں کئی کوس بھاگا ہوا گیا وہی آوازیں کان میں آرہی ہیں کہ برق
بھاگا جاتا ہے کوہ پردہ پوش کی پردہ پوشی سامری و جمشید کریں برق کے ہوش درست نہیں کبھی کسی پہاڑ پر
چڑھ گیا وہاں سے گھبرا کر اترا جب کئی پہاڑ طے کیے تب وہ آوازنا موقوف ہوئی ایک درخت کے سائے میں
بصورت صرصر ٹھہرا اُس درخت پر ایک عندلیب خوشنوا نغمہ زمزمہ سرائی کر رہی تھی یکایک پکار اٹھی میاں برق جناب
تشریف لائے ہیں برق نے پتھر زمین میں رکھکر مارا عندلیب نے اُف جی کی پتھر قطرہ آب بنکر زمین پر گرا عندلیب
آواز دی بھلا نگوڑے تو بڑا گستاخ ہے صحرائے طلسمی بہت فراخ ہے برق وہاں سے بھی بھاگا کوس بھر تک یہی
آواز کان میں آئی کہ بلبل پکار رہی ہے بھی للکار رہی ہے کہ برق کو پکڑ لو یہ جانے نہ پائے برق پانچ کوس
نکل گیا دوڑتے دوڑتے پسینے پسینے ہر مقام پر یہی یقین ہے کہ اب گرفتار ہو جاؤنگا وہاں جاکر ٹھہرا میدان میں
بوندے گرد کے اڑتے ہیں خیال میں آیا کہ یہاں ٹھہریں درہ کوہ سے ایک ساحر نکلا پکار کر آواز دی
بی صرصر آج صحرائے طلسمی میں کیوں آئیں برق نے کہا بھیا میں راستہ بھول گئی ہوں صحرائے طلسمی میں ماری
ماری پھرتی ہوں اُس ساحر نے کہا ہم تمہیں خوب پہچانتے ہیں مشیر شہنشاہ ہو تمہاری ذات سے عیاری کا نام
روشن ہے میں تمہیں راستہ بتاؤں یہ کہتا ہوا ساحر قریب آیا اور ہاتھ تھام لیا کہا کیوں حرامزادے ان حواس
آگیا کوہ پردہ پوش تک نہ پہنچیگا تیرا استاد پکڑا گیا دیکھ دو سانسے راستہ ہے پیچھے تیرے استاد کے پاس بھیجدوں برق
نے داہنے ہاتھ سے ب مارا دماغ پر جادوگر نے تڑپ کر دم [illegible] برق نے خنجر مارا اٹھکر چاک قصر پاک آواز آئی
کشتی مرا نام سن [illegible] سردار جادو دیو برق وہاں سے بھاگا تین کوس بھاگ کر آیا تھا کہ صحرائے گرد اڑتی دیکھا ایک نازنین

ہوادار پر سوار پشت پر چار سو ساڑھے چار سو کنیزین گلدستے سب کے ہاتھ مین ہنستی ہوئی چلی آتی ہین برق ڈر کا ایسا نہو یہ بھی پہچان لین دل کو پتھر کرکے آگے بڑھا وہ نازنین ہوادار سے اُتری کہا اے صرصر اسوقت تمھارا ملنا عنایت سامری و جمشید ہے کوہ پردہ پوش پر عمرو و گلگونہ کے قتل کی تاریخ مقرر ہوگئی مجھکو تمنے نہ پہچانا ہوگا عشق پیچان میرا نام ہے تم بھی میرے ساتھ چلو یہ بھی سامری نامے مین صاف صاف مرقوم ہے کہ روز قتل عمرو چالاک و برق ضرور آئینگے برق نے کہا اے ملکۂ عالم میری موجودگی مین برق و چالاک کیا آسکتے ہین جس رنگ مین آئینگے پہچان لونگی عشق پیچان نے ایک تخت سحر تیار کیا کہا صرصر اسپر سوار ہو برق اُچک کر تخت پر بیٹھا عشق پیچان بھی تخت پر سوار ہوئی سب جادوگرنیان گرد آگئین عشق پیچان نے تخت اُڑایا طرف کوہ پردہ پوش کے چلی لیکن چالاک نے چار دن اُس صحراے ہولخیز کی خاک اڑائی پانچوین دن زیر کوہ آکر ٹھہرا کئی جادوگرون کی زبانی سن چکا ہے کہ خواجہ قید ہوگئے اسوجہ سے زیادہ بیقرار ہے بلک بلک کے دعائین مانگ رہا ہے کہ اے پروردگار اے رہبر کامل مجھکو جلد وہان پہونچا اپنے قبلہ و کعبہ کو رہا کرون تیری ذات سے ہر طرح کی امید ہے نظم

گر تو میخواہی کہ گردی از غم دوران خلاص — سر بسر زین دام دامنگیر کن دامان خلاص
قطع کن سر رشتۂ دنیاے فانی قطع کن — شو از ین بند گران اے بندۂ نادان خلاص
عقدہاے این عقدۂ لاحل کی بزودی حل شود — کی بآسانی شود محبوس این زندان خلاص
بندۂ آزاد گر ہستی میان بندگان — خویشتن را کن ازین بند غم دوران خلاص
مرغ جانش تا رہا گردد نہ از دام وجود — کی شود زاندیشۂ دنیاے سرگردان خلاص
بر سر ما ابر رحمت ہند یا بار دگر — گردد از گوہر فشانی دیدۂ گریان خلاص

چالاک دعائین مانگتے مانگتے ایک درہ کوہ مین گھس گیا درۂ کوہ کو طے کرکے اُسپار پہونچا نگاہ اُٹھا کر دیکھا سامنے ایک باغ بہشت آئین دروازے پر چند خدمتگار بیٹھے ہین چالاک نے رنگ و روغن عیاری کا لگا صبا رفتار کی شکل بنکر چلا پاس خدمتگارون کے آیا ایک نے کہا بی صبا رفتار کہان سے آتی ہو صبا رفتار نقلی نے کہا مین واسطے خبر کے نکلی تھی بھٹککر اس صحرا مین آگئی یہ باغ کسکا ہے خدمتگارون نے کہا بی صبا رفتار بھولتی ہو ملکہ سوسن رنگین تو یہان تشریف رکھتی ہین اندر جاؤ ملکہ سے ملاقات کرو چالاک نے کلیجے کو تھم کیا اندر باغ کے آیا دیکھا گلہاے نگارنگ شگفتہ ہاے بوقلمون اشجار بار اثمار سے سر بسجود نہر حوض سلسبیل آسا فوارے چھوٹ رہے ہین صاف ثابت ہے کہ موتی برس رہے ہین طائران زمزمہ سرا مصروف زمزمہ سرائی باغبان قضا و قدر کی حمد مین مصروف عندلیبان خوشنوا

گلہاے گلشن کی تعریف مین زبان کھولتا بہ خوش الحانی بولتا چالاک سیر کرتا ہوا چلا آتا ہی کنیزین جا بجا پھر رہی ہین جو کنیز ملی اُسنے بہ محبت پوچھا بوا صبا رفتار کیونکر آنیکا اتفاق ہوا چالاک نے وہی جواب دیا کار ضروری کو نکلی تھی صحرا سے ہو کر ادھر مین آ کر پھنس گئی بڑے صدمے اُٹھاے ملکۂ عالم کہان ہین کنیزون نے کہا بارہ دری مین جا چالاک بارہ دری مین آیا دیکھا ایک نازنین نہایت حسین بیٹھی ہی طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ ابھی سو کر اُٹھی ہی طشت آگے رکھا ہی ایک کنیز آفتابہ لیے کھڑی ہی ایک کنیز آئینہ دکھا رہی ہی چالاک نے آ کر سلام کیا سوسن نے بڑی محبت سے کہا بوا صبا رفتار آج بعد مدت کے تمھارا آنا ہوا تمنے تو ہمارے پاس آنا بھی چھوڑ دیا چالاک نے کہا ای ملکۂ عالم جبسے قدم مسلمانون کا طلسم ہوشربا مین آیا ہم لوگون کا عیش و آرام ترک ہو گیا آٹھ پہر لڑائی رہتی ہی بڑے بڑے جادوگر مارے گئے عیاران اسلام بلا سے روزگار ہین جو قصد کرتے ہین وہ کر گذرتے ہین شہنشاہ عاجز ہو رہے ہین آٹھو پہر دوا دوش کرتے گذرتا ہی سوسن نے کہا بوا صبا رفتار اتفاق سے تمھارا آنا ہوا اب دو چار دن نہ جانے دینگے چالاک نے کہا ای ملکۂ عالم ضرورت خبر کی رہتی ہی سوسن نے کہا بوا سب خبرین ہم تمکو منگوا دینگے ہم تمھارے گانے کے بہت مشتاق ہین چالاک خوش ہو گیا کہا ملکۂ عالم اگر آپ کی خوشی ہی مین کچھ سنا دون یہ کہکر باجا کھینچا سید ھا سیدھا ٹھیکا چھیڑا اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے

اشعار

جو سر پہ باندھے دلبر چاند سورج	نہ نکلین پھر فلک پر چاند سورج	ترے رخ پر ہین عاشق یہ شب و روز
کیا کرتے ہین چکر چاند سورج	اگر پڑ جائے عکس روے انور	بنے گردون پہ اختر چاند سورج
نقاب اُٹھے اگر رخ سے مرا یار	ابھی گم ہون فلک پر چاند سورج	تمھارے عارض انور کے آگے
خجل ہین ماہ پیکر چاند سورج	رخ پر نور سے اُس رشک مہ کے	نہین ای نور بہتر چاند سورج

ملکہ سوسن تعریفین کرنے لگین کہا ای صبا رفتار حقیقت مین تمنے اس کمال کو خوب حاصل کیا چالاک نے کہا ای ملکۂ عالم گانے کا جو کمال ہی وہ ذات پر عمرو کی موقوف ہی بلا سے روزگار خوش آواز آواز مین سوز و گداز اشعار مین تاثیر جادو کی استانی سے وصل کی تدبیر آپ یہ ہی کہ استانی بھی دل سے لگاو رکھتی ہین ظاہر مین برا بھلا کہتی ہین باطن مین دریافت کیا محبت فرمایا کہ عمرو کا کوئی مثل نہین اور اسباب ایسے بادشاہ کو عاجز کر رکھا ہی سوسن نے کہا ای صبا رفتار وہ نام اب مٹتا ہی چالاک نے گھبرا کر پوچھا وہ کیا صورت ہی سوسن نے کہا میرا امن کہ قبا کے پاس قید ہی وہ گلگونہ کو بھی گرفتار کرکے لائی ہی آج شب کو سب جمع ہونگے کل یہ دونون قتل کیے جاوینگے کیا عجب ہی کہ ہماری بھی خبر کٹ ہی چالاک یہ سنکر خاموش ہو رہا جب دن قلیل باقی رہا ملکہ نے حکم دیا دعوتی کی تیاری کرو المختصر تمام باغ مین نصب ہوئی

چبوترے پر فرش معقول بچھایا گیا اسباب عیش و نشاط مہیا کر دیا گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی طرح قرینے سے لگا کر
جھاڑ کنول مردنگیان لاکر رکھین ملکہ سوسن بھاری جوڑا پہنکر آکر مسند پر بیٹھین گرد کنیزین جمع ہوئین چالاک نے دیکھا
عارض انور کی چھوٹ پڑ رہی ہو بڑے ناز و کرشمے سے بیٹھی ہو نازنین غنچہ دہن رشک چمن دریائے جواہر مین غوطہ زن
کبک رفتار شیرین گفتار ماہ رخسار ابروئے خمدار کھنچی ہوئی تلوار سینے پر ابھار چالاک مسکرا مسکرا کے باتین
کرتا جاتا ہو کبھی کہتا ہو سامری و جمشید آپ کو سلامت رکھین کیا حسن و جمال ہو کیا کسی کے آنیکا خیال ہو سوسن
نے ہنسکر کہا جو کوئی آئیگا تمکو حال کھل جائیگا چالاک خاموش ہو رہا دن بہت قلیل باقی تھا روشنی ہو گئی کہ ہوا
سرد چلی غنچے چٹک کر گل ہوئے پھولون نے آنکھین کھولدین غنچے مسکرانے پہلو مین سوسن کے ہمتن دریزاد
بیٹھی ہو چالاک اسکو بہ نگاہ محبت دیکھ رہا ہو ہمتن بھی کہتی ہو ای ملکۂ عالم صبا رفتار شعلۂ جوالہ ہو یقین ہو اسپر
افراسیاب کی نگاہ پڑتی ہو اس ہوشربا مین حسینان ماہ پیکر کا مجمع ہو افراسیاب نے پردۂ پرستان کو گرد
کر دیا معشوقان پریچہرہ سے طلسم ہوشربا کو بھر دیا کیا بہار آراستہ ہین شاہزادیون کی حکومت ہو سلطنت
کرتی ہین یہ ذکر تھا کہ یا تو ہوائے سرد چلی تھی یا آسمان پر ایک ابر آکر محیط ہوا برق چمکنے لگی سوسن مع کنیزون
الجھری ہو گئی وہ ابر آکر پھٹا چالاک کانپ رہا ہو کہ دیکھون کون آتا ہو جب ابر شق ہوا دیکھا ابریق کوہ شگاف
بڑے تکلف سے آیا لباس فاخرہ پہنے ہوئے مندیل وزارت سر پر موتیون کے مالے گنٹھے یاقوت احمر کے
زیب گلو ابریق نے جو صبا رفتار کو دیکھا پکار کر آواز دی ای صبا رفتار تمھارا کیونکر آنا ہوا چالاک نے کہا
صحرا سے ہو کر یہان آکر پھنس گئی تھی ملکۂ عالم نے مہربانی فرمائی ابریق اترا سوسن کا ہاتھ پکڑ لیا مسند پر آکر بیٹھا
کہا صبا رفتار تم چھپکر یہان آتے ہین ملکہ سوسن سے رسم ہو اگر افراسیاب کے سامنے اسکا ذکر نہ کرنا اگر
اہل خانہ کو خبر ہوگی بڑا رنج و ملال ہوگا چالاک نے کہا نہین حضور ہمیں کیا ضرورت ہو کہ ان باتون کا ذکر کرین
ابریق نے کہا صبا رفتار گانا اپنا ملکۂ عالم کو سناؤ انکو گانے کا بڑا شوق ہو چالاک نے بایان کھینچا یہ غزل گانے لگا

صورت دکھا دیئے جو کبھو جا کے خواب مین
بیدید آنکھ کھولدے جھنجلا کے خواب مین

شب وہ جو سو رہے مرے پاس آکے خواب مین
جاگے تھے بخت خفتہ تمنا کے خواب مین

وہ ہو بغل مین تو بھی یہان نیند اڑ گئی
یہ سوچ ہو گیا نہ ہوا عدا کے خواب مین

نیرنگ عشق سے نہو غافل ہو ایک رنگ
اس دل کے جاگتے ہین زلیخا کے خواب مین

اسکی گلی ہو نالۂ زنجیر غل نہ کر
یان پانؤن جاگتے ہین کوئی جاگے خواب مین

سو جاؤن روتے روتے کہا ہنس کے طعن سے	کتا ہی سوتے ہو مرے بن آکے خواب مین
کیا کفر ہی کہ چھوڑ دے سونا ہی گر کبھی	مومن نظر پڑے بت ترسا کے خواب مین

ابرق نے کہا کیون صاحب تمنے سُنا اب چالاک حیران ہی کہ مین کیا فکر کرون رنگ جما ہی گانے کی سب فرمائش کر رہے ہین لیکن چالاک شراب کا نام نہین لیتا اسی خیال سے کہ انکو بیہوش کرنے سے کیا نفع ہوگا اسی خیال مین تھا کہ آسمان پر برق چمکی ایک جادوگر کو دیکھا کہ نہایت تیزروی سے اُڑتا ہوا آیا ابرق کو سلام کیا ایک نامہ ہاتھ مین سوسن کے دیا سوسن نے وہ نامہ پڑھکر ابرق کو دیا ابرق نے نامے کو پڑھکر پاس رکھ لیا ساحر کو کچھ انعام دیا کہا جا کر عرض کرنا کہ ہم بھی اور ملکہ بھی فوراً آتے ہین جادوگر کو رخصت کیا کہا اے صبار فتار سنا تمنے ملکہ گلگونہ جہان قید ہوئین وہان کی مالک پیراہن تہ قبا ہین سحر و ساحری مین یکتاے روزگار سامری و جمشید کی پرستار انہنے آج کی تاریخ قتل عمرو و گلگونہ مقرر کی ہی لہذا ملکہ سوسن کو طلب فرمایا ہی ضرور جانا ہی کنیزون سے کہو تیاری کرین وقت قریب ہی جو اس جلسے مین شریک نہو بڑا بے نصیب ہی اُسی وقت تخت ہاے سحر تیار ہوے کنیزون نے لباس تبدیل کیے جوڑے زر پیچھے باندھے سامنے حاضر ہوئین تخت سحر پر ابرق سوار ہوا پہلو مین سوسن کو جگہ دی صبار فتار کو بھی پہلو مین بٹھا لیا طرف مکان پیراہن تہ قبا کے چلے میان پیراہن تہ قبا نے آج کے دن جلسہ آراستہ کیا جادوگر آتے جاتے ہین مسندین آراستہ ایک قفس مین خواجہ ایک قفس مین ملکہ گلگونہ نگہبانی پر جادوگر گرد بیٹھے ہین جلاد حاضر ہین دارین استادہ ہین جو جادوگر آیا پیراہن تہ قبا نے استقبال کیا لا کے اُسکو مقام صدر پر جگہ دی ہزارہا جادوگر صف باندھے کھڑے ہین یکایک ابر سبز چمکا عشق پیچان تخت پر سوار پہلو مین صرصر شمشیر زن کنیزین گرد تخت کو گھیرے ہوے وہ تخت آکر زمین پر اترا ملکہ پیراہن نے تعظیم کی اور کہا بہنین پیراہن کی جلسے مین موجود ہین گریبان گیر دامن پوش و خلعت آرا سے شادی و غم نہین سنین مسند پر بیٹھی ہین کہہ رہی ہین کہ اب گانا شروع کرو عمرو کا قتل ہونا بڑی سعادت ہی افراسیاب نے کیا کیا رنج و ملال اٹھائے ہر چند انکو تلاش کیا کہین پتہ نہ پایا لیکن پیراہن نے عشق پیچان سے پوچھا کہ آج تمنے صرصر کو کہان پایا عشق پیچان نے کہا تقدیر کی رسائی ہماری طرف تو صرصر استغراب ہین کسی سبب مین ان لگنڈ ہو امیت پریشان تھین مین اُدھر سے تمھارے یہان آتی تھی انکو راہ مین پایا اپنے ساتھ لیتی آئی انکا گانا اکثر مین نے سنا ہی حقیقت مین حضور یہ نمک صحبت ہین انکے ہونے سے محفل مین رونق ہوتی ہی اور اتنا کی زبان سے مشہور ہی کہ جسدن عمرو و گلگونہ قتل ہونگے اُسدن عیاران اسلام

ضرور اس صحبت مین آئینگے جب ان ایسی پہچاننے والی موجود ہوگی تو کیا آسکتے ہین اگر آئینگے گرفتار ہونگے پیراہن نے کہا
تمنے خوب کیا یہ ذکر تھا کہ ایک اور ابر اٹھا سب دیکھنے لگے یہ ابر بڑے زور و شور سے اُٹھا جو شاہزادیان بیٹھی تھین سبکے
منھ سے نکلا کہ ملکہ سوسن تشریف لاتی ہین سب واسطے استقبال کے کھڑے ہوگئے سوسن اُتری ملکہ پیراہن
کو سلام کیا صبا رفتار نے جو صرصر کو دیکھا ہوش اڑ گئے ادھر صرصر بھی چھپنے لگین دل کو تھر کر کے صرصر نے پکار کر کہا ای
صبا رفتار تمھارا کیونکر آنا ہوا صبا رفتار نقلی اس خیال سے بڑھی کہ صرصر کو باتون مین لگا کر الگ لیجاؤن وہان انکی مشکین
باندھون یہی ارادہ صرصر کا بھی ہو برق نے بھی پکار کر کہا او صبا رفتار میرے پاس آؤ اس صحبت مین بڑی بڑی
شاہزادیان بیٹھی ہین سبکا امتحان لو یہ کہکر چالاک نے گلابی اٹھالی اپنے دوپٹے مین چھپا کر چلا برق نے بھی ایک اودھا
اٹھا لیا جب دونون قریب پہونچے صرصر نے جام لبریز کر کے کہا لو لو تم پی لو اسکے بعد مین بھی پیونگی صبا رفتار
نقلی نے ہاتھ بڑھا دیا جام لیکر دماغ سے لگایا بھبک بیہوشی کی آئی مگر سوچا کہ تمکو پہچانا تو نہین جام دینا باعث
محبت ہو لیکن بمجبوری منھ سے لگا کر پی گیا پیتے ہی معلوم ہوا آگ لگ گئی جیب مین ہاتھ ڈال کر سوکھا کباب نکالا
اسکو کھا لیا وہ کباب دافع دارو بیہوشی تھا بیہوشی دفع ہوئی دوسرا جام بھر کر صبا رفتار نے صرصر شمشیر زن
کو دیا الغرض دو جام چلے دونون نے دافع دارو بیہوشی کھا لی دونون کے ہوش اڑ گئے صرصر یعنی برق جی مین
کہتا ہو سوا سے عمرو کے کسکا یہ کلیجہ ہو کہ اتنے بڑے جلسے مین بلا تکلف چلا آئے یقین ہو کہ یہ چالاک ہو آخر
دونون ایک گوشے مین آئے اب برق اس فکر مین ہو کہ صبا رفتار غافل ہو تو مین حلقہ ہائے کمند مارون چالاک
بھی اسی فکر مین ہو کہ صرصر کو حلقہ ہائے کمند سے گرفتار کرون باتین کرتے کرتے دونون کی آنکھین چار ہوگئین ایک
نے دوسرے کو پہچانا آپسمین لپٹ گئے برق نے کہا خلیفہ صاحب اب اس جلسے کی فکر کیجیے قبلہ و کعبہ دلگلونہ کو رہا کرنا
دونون صلاحین کر کے محفل مین آئے پیراہن تہ قبا سے کہا ای ملکہ عالم سب شاہزادیان صحبت مین جمع ہین پکار کر
کہدیجیے کوئی صاحب رنجیدہ نہون ہم بطور امتحان سب صاحبون کو دیکھینگے زلف لیلا سے شب کم سے گذر چکی ہی
وقت قتل ہو آپ نے کیا کمال کیا کہ ان لوگون کے قتل کا سامان کیا عیاران اسلام ضرور بفکر رہائی عمرو و گلگونہ
مین آئے ہونگے لیکن ہماری موجودگی مین کیا مجال کہ زبان ہلا سکین سر پٹک پٹک کر رہجائینگے سب شاہزادیان
اپنے کو دیکھنے لگین ایک کو ایک پر گمان ہو پیراہن تہ قبا نے کہا ای صرصر و صبا رفتار تم عیارون مین کامل و اکمل ہو
کیا مجال کہ کوئی ہماری صحبت مین دخل دے سکے برق نے کہا اب شراب منگائیے ایک ایک جام نوش کیجے عمرو کو خنجر ماریے
عمرو نگوڑے موے مونڈی کاٹے نے مجھکو مطعون بھی کیا ہو مین اپنے ہاتھ سے عمرو کا سر کاٹونگی پیراہن نے کہا

تو اس بات پر مغرور ہی کہ مجھکو کوئی بیہوشی نہین پلا سکتا برق نے جب دیکھا کنیزین گلابیان لانے لگین جھپٹ کر میخانہ
کے دروازے پر آیا دیکھا داروغہ میخانہ ایک جوان قوی تن قوی من خود و زرہ سر پر قباے قلمکار پہنے ہوے
دنگل پر بیٹھا ہی جیسے ہی صرصر و صبا رفتار در میخانہ پر آئین پکار کر کہا داروغہ صاحب بھجوائیے شراب کو ہم درست کر کے
صحبت مین لیجاوین داروغہ صاحب نے کہا بس اب زیادہ طراری و زاری نہ کرو شراب خوب درست ہی یہ حقیر بھی چالاک
و چست ہی اس بات پر برق کے کان کھڑے ہوے آنکھین ملانے لگا قریب آکر کہا داروغہ صاحب آپ نے کیا فرمایا
مین نہین سمجھی داروغہ نے کہا جاکر اپنا کام کرو بعد اختتام جلسہ سمجھ جاؤگی برق نے طرف چالاک کے دیکھا
مدعا یہ تھا کہ پہچانو تو یہ کون شخص ہی چالاک نے بڑھکر داروغہ سے آنکھ ملائی برق سے کہا کیون گھبراتی ہو مدعاے
دلی حاصل ہوا اب تو برق نے بڑھکر شراب مین بیہوشی ملائی اٹھا کے نیچے سے پتلے محفل مین لانے لگا راہ مین آکر
چالاک سے پوچھا کیون خلیفہ یہ داروغہ کون ہی چالاک نے کہا برہمن رویین تن داروغہ بنا بیٹھا ہی برہمن
نے سحر کر رکھا ہی کہ جب صحبت مین شراب بیہوشی ملا کر کوئی پلاے کسی پر بیہوشی تاثیر نہ کرے جام ٹوٹ جاے شراب
شعلہ بنکر اڑ جاے برہمن رویین تن اس سحر کو روک رہا ہی اب جلدی کرو ایسا نہو کوئی فتور ہو یہ وہ جلسہ نہین ہی کہ شراب
پلا کر بیہوش کر لیا خدا انجام بخیر کرے اے برق تم جلد صحبت مین گانا شروع کرو برہمن رویین تن نے اشارہ
بھی کیا ہو کہ اب دیر نہو برق تڑپ کر محفل مین آیا کہا کیون ملکہ پیراہن دشمنون کے قتل کی خوشی کرین پیراہن
نے کہا سب سامان ہمنے درست کر رکھا ہی کیا مجال کہ اس جلسے مین کوئی گستاخی کر سکے برق فرنگی نے کہ بصورت
ملکہ صرصر سازندون کو اشارہ کیا جب سازندون نے ساز درست کیے برق نے یہ غزل عاشقانہ گائی غزل

عدو نے دیکھے کہان اشک چشم گریان سرخ — نہ آستین ہی نہ رومال ہی نہ دامان سرخ
نمود حسن خط یار سے نہو کیونکر — بہار ہی جو تو سبزہ ہو نمایان سرخ
تمھارے دشنہ کا دست صفا نے کام کیا — ہی زرد رنگ گلو حلقۂ گریبان سرخ
ملی ہین حنا نے پاے نگار سے آنکھین — سرشک خون سے نہین پنجہ ہاے مژگان سرخ
کہان قہر سے اپنا تو زرد رنگ ہی اور — سیاہ مستی مے سے ہی چشم جانان سرخ
مرا ہون عشق مین گلبدن کے واجب ہی — مرا کفن بھی ہو جون جامۂ شہیدان سرخ
نہ یہ مرگ آنکھین ہوئین زخمی لب یار — کہ رنگ پان سے ہوے اور لعل خندان سرخ
نظارۂ رخ مردم سے کیون نہ غم ہو کہتا — ہمارا رنگ بھی پیش از دو روز ہجران سرخ

ہمارے خون کا دھبہ نہ جائے حشر تلک — وہ لاکھ بدلے قبا پر رہیگا داماں کا سرخ
عزیق گریۂ خونی رہا نہ کہ مومن — لباس یعنی پہنتے نہیں مسلمان سرخ

اس رنگ میں یہ غزل برق نے گائی کہ تمام اہل محفل تعریفیں کرنے لگے برق گانے میں سب کو لگائے ہوئے ہے جان
توڑ توڑ کے گا رہا ہے چالاک بشکل صبا رفتار شراب لا لا کر دے رہا ہے پیراہن نہ قبا کو اپنے سحر پر گھمنڈ ہے کہ میری محفل
میں کوئی کسی کو بیہوشی نہیں پلا سکتا جب بیہوشی شراب میں ملیگی جام ٹوٹ جائیگا انجام بد ہو گا رد و قدح نکریگی
شراب شعلہ بنکر اڑ جائیگی یہ سوچکر سحر پڑھ رہا ہے برہمن در میخانہ پر بیٹھا ہوا دور سحر پیراہن کر رہا ہے اب چالاک نے
جام لبریز کیا بہن پیراہن کی دامن دراز ہے اسکے سامنے جام لیکر آیا چند شعر گا کر جام دیا دامن جام بے اندیشۂ
انجام پی گئی لباس زرین دوسری بہن برابر تھی اسکو جام دیا وہ بھی پی گئی آدھے جلسے میں شراب چالاک پلا چکا
ہے جب لباس زرین کو نشہ ہوا پیراہن کو اشارے سے اپنے پاس بلایا جب پیراہن قریب آئی لباس زرین نے
کہا بوا میرے ہاتھ پاؤں میں رعشہ ہے کوئی مجکو آسمان پر لیے جاتا ہے صاف ظاہر ہے کہ بیہوشی سے تاثیر کی دکھتی
شراب پی وہ حرکات لغو کر رہا ہے پیراہن نے کہا واہ عجب طرح کا معاملہ ہے میں نے سحر کیا ہے کہ جب شراب میں بیہوشی
ملائی جائے اور شراب جام میں آئے جام شکست ہو شراب سے آگ اٹھے انکا جند بست ہوا سوقت میں نے خیال کیا اسکو
بیر کو تدبیر کرکے بلایا میرے پاس نہ آیا اب مجھے تردد ہے کہ کوئی ساحر زبردست میری محفل میں آگیا میں افراسیاب
کو اطلاع دیتی ہوں لباس نے کہا بوا ضرور ضرور یہ کہتے کہتے بیہوش ہوئی پیراہن نہ قبا نے تھوڑی سی خاک
اٹھائی سحر سے اسکا طائر بنایا طائر سے کہا اے طائر ساحری جلد اپنے گرو پاس افراسیاب کے پہنچا کو نامہ میں میں نے
سب کچھ لکھ دیا ہے لیکن زبانی بھی کہنا کہ اے شہنشاہ محفل کا رنگ دگرگون ہے جلد تشریف لایئے طائر تو اڑکر چلا چالاک
کہ بشکل صبا رفتار ہے حیران ہوا کہ پیراہن کیا کر رہی ہے جسواسطے چالاک نے یہ کام کیا تھا وہ نہوا پیراہن نے پکار کر
کہا اے صبا رفتار ذرا تامل کرو ہم ابھی شراب نہ پینگے چالاک کو سناٹا آگیا کہ ہائے اب کیا کروں رنگ بگڑا ہوا معلوم ہوتا ہے نہیں
معلوم اس حرامزادی نے کیا انتظام کیا ہے چالاک وہاں سے اٹھا برق نے دامن پکڑا کہا کیوں خلیفہ صاحب کیا ہے
کہا اے برق معلوم یہ ہوتا ہے پیراہن کو خیال آگیا ہے کچھ انتظام کر رہی ہے چالاک برق سے یہ باتیں کرکے پاس برہمن
کے آیا برہمن نے کہا کیوں چالاک خیر تو ہے چالاک نے کہا عجب طرح کا معرکہ گذرا ادرون نے شراب پی اور تم
کی پیراہن نے منع کیا کہ ہم ابھی شراب نہ پینگے معلوم ہوتا ہے کہ سمجھ گئی یہ سنکر برہمن نے کچھ سحر پڑھا دستک دی زمین سے غبار
اڑا آواز آئی اے برہمن ہوشیار ہو جاؤ افراسیاب آیا چاہتا ہے برہمن نے ایک سنگریزہ اٹھایا تیلی کا قلم بھی لے

سنگریزے پرچے لکیرین کھینچین اور پھینک دیا مگر افراسیاب جادو باغ سیب مین بیٹھا تھا کہ ایک نظارنے آکر آواز دی ای شہنشاہ آپ کو ملکہ پیراہن نے طلب کیا ہو افراسیاب اُٹھا بقہر و غضب تمام چلا ادھر برہمن نے جو سنگریزہ پھینکا تھا پاس کوکب کے پہونچا کسی نے کان مین کوکب کے کہا جلد جائیے آپ کو برہمن نے بلایا ہو کوکب بھی چلے یہان برق فرنگی نے بڑھکر پیراہن سے کہا ای ملکۂ عالم یہ کیا غضب ہو رہی ہو آپ اپنے گھر کی مالک ہین عمرو و گاگلونہ کو قتل کیجیے شراب سے آپ کو شک ہو کوئی شراب نہ پیے عمرو و گاگلونہ کو زیر تیغ بٹھائیے منظور ہو کہ صحبت عیش جیسی ہوا بھی نہ بجائیے رقص شروع ہو شراب کو پھنکوا دیجیے پیراہن نے کہا عمرو و گاگلونہ کو لاؤ حرص نے خوب صلاح بتائی چالاک نے یہ تعمیل اپنے پاس سے بڑی سی نے نکالی نے مین بیہوشی بھری یہ غزل عاشقانہ شروع کی اور ناچنے لگا غزل

آفت جان ہو ترا ای سرو گل اندام رقص
ساتھ ہر ٹھوکر کے کرتا ہو ہمارا کام رقص

طبع عالی باز رکھتی ہو تماشے سے مجھے
بام پر گویا کہ مین ہون اور زیر بام رقص

کس طرح کرتا ہو وہ ذلت گوارا آدمی
فی الحقیقت کچھ نہین غیر خیال خام رقص

ای دل پر داغ بیتابی سے کچھ حاصل نہین
ہوسکا طاؤس سے کب قابل انعام رقص

دم فنا ہوتا ہو دامن کی ہر اک ٹھوکر کے ساتھ
خرمن امید کو ہو برق کا پیغام رقص

حرص دنیا سن غارتگر کو رکھتی ہو خراب
مہر زر کرتے ہین محبوبان نسیم اندام رقص

سینہ کوبی کی صدا ہو یہ گھنگھرو کی صدا
بیقراری ہو تری یا ای دل ناکام رقص

الکیدن لایا تھا جام ہو ترے ہو ٹھوکرن تاتاک
آجتک کرتا ہو یہ گردون مینا فام رقص

چشم راحت کار ذلت مین خیال خام ہو
غم سے بجز رقاص کو رکھتا ہو بے آرام رقص

اپنی صورت سامنے اپنے تماشا گاہ ہو
کیا سمجھ کے روا رکھتے ہین خاص و عام رقص

دل ہو اس پہلو مین آتش پیش از ین بیتاب تھا
یہ وہی جا ہو جہان ہوتا ہو صبح و شام رقص

چالاک نے یہ غزل گا کر نے سے بیہوشی اُڑائی نے کے طور سے نے بجائی برہمن سحر کر رہا ہو کنیز مین قفس عمرو و گاگلونہ اُٹھا کر محفل مین لائین خواجہ تو سمجھے کہ برق و چالاک عیاری کر کے آگئے چالاک نے سے بیہوشی اُڑا رہا ہو خواجہ و گاگلونہ نے دم بخود روئی رکھ لی اب جو بیہوشی اُڑی بارگاہ مین سب پر تاثیر ہوئی پہلے سب کے پیراہن یہ کہکر اُٹھی کہ مین صدیا رستا رکھا ساتھ دو بلی اُٹھتے اُٹھتے گر پڑی اور بھی سب بیہوش ہو کر گرے برہمن نے جھپٹکر گاگلونہ کی زبان سے سوزن کو لیا گاگلونہ نے فوراً قید اپنے جسم کی دور کی برق و چالاک نے خواجہ کو رہا کیا خواجہ عمرو رہا ہوتے ہی جنون پر پیراہن کی گرے

بقول شخصے جنون کا جوش لباس کا کسکو ہوش دامن و گریبان کے ٹکڑے اڑا دیے بہنین جو پیراہن
کی مرین ایک دناتا ہوا افراسیاب جادو راہ مین آتا ہے برہمن کہتا ہے اے خواجہ جلدی کرو لیکن خواجہ
ایسے لوٹ مین پڑے ہین جسکو مارا اوسکا لباس بھی اُتار فرماتے جاتے ہین سو پراگندہ روزی پراگندہ دل برہمن
خود بڑھا کہ پیراہن کو چاک چاک کرے کہ زمین شق ہوئی صدائے غیب آئی کہ او برہمن آگے نہ بڑھنا اب دیکھا
برہمن نے کہ افراسیاب بقہر و غضب تمام زمین سے نکلا گلگونہ کی جانب چلا للکارا کہ او جان جہان اب کہان
جاوگی میرے ہاتھ سے بچنا دشوار ہے گلگونہ نے بال نوچ کر پھینک مارے صدہا ماران سیاہ افراسیاب پر
گرے افراسیاب نے اُن کی ماران سیاہ جلکر خاک ہوے خواجہ افراسیاب کو دیکھا گلیم اوڑھ کر غائب ہوے
برق و چالاک ایک گوشے مین چھپے برہمن اور افراسیاب سے سامنا ہوا افراسیاب نے ایک ہاتھ سے
باران سحر برسایا ایک ہاتھ سے تلوار کھینچکر برہمن پر جا پڑا افراسیاب پر گلگونہ نے تیر برسا دیے افراسیاب
اُن تیرون کو کاٹ رہا ہے پیراہن نے کہا اے شہنشاہ اس گیسو بریدہ پر توجہ نہ کریں آپ برہمن سے مقابلہ
کریں عیار ساتھ شریک ہوکر مکاری کرتے ہین ملکہ گلگونہ سحر افراسیاب کو دفع کرکے اور دربار و گرنے
پر گری کئی سو کو قتل کیا برہمن اور افراسیاب سحر چلنے لگا پیراہن نے ملکہ گلگونہ کو للکارا او گیسو بریدہ
مجھسے مقابلہ کر یہان تو افراسیاب اور برہمن مین دنا دن ناٹ چلنے لگے کبھی تیر رسے کبھی تلوارین چلین
برہمن نے جب سحر کیا مکانات کوہ پردہ پوش کے گرنے لگے ہزارون ساحر مرے گلگونہ نے افراسیاب
پر سحر کیا خنجر گرے افراسیاب نے خنجر توڑے افراسیاب ان سحرون کو مٹا رہا ہے برہمن نے پہلو سے آکر
ہاتھ مارا سر افراسیاب کا زخمی ہوا ایک طائر نے آکر زمزمہ سرائی کی سر اپنا سر افراسیاب سے مس کیا
سر افراسیاب کا زخم غائب ہوا پھر تجلا کر چلا افراسیاب اور برہمن سے تلوار چلی شعلے بھڑک کر گرے
ہزارون جادوگر جلنے لگے افراسیاب نے چیخ ماری اب مسلمانون کو معلوم ہوگا کہ افراسیاب کیا ذی کمال ہے برہمن
کے ہاتھ سے زخم کھایا فوراً اندمال ہوا اب شعلہ جوالہ بنا ہوا اور رہی ہے دونون کے تیر جو ہوا پیراہن نے
گلگونہ کو دیکھا کہ سینہ سپر کیے ہوے اڑ رہی ہے پیراہن جا پڑی اور تیر سے مین خاک قبر جمشیدی پھینک دی
گلگونہ بیہوش ہوکر گری پیراہن نے گرتے ہی بچہ ریا لے اڑی اس ہنگامے مین نہ ٹھہر سکی گلگونہ کو لیکر نکل آئی
چالاک نے دیکھا جسوا سطے ہنسے جانبازی کی پرانے دربار مین گھس پڑے اُسی کو لیے جاتی ہے چالاک وہان سے
کود اتعاقب مین گلگونہ کے جاتا ہے یہان افراسیاب و برہمن مین خوب سحر ہوے افراسیاب بھی دنگ ہے

افراسیاب برہمن سے سحر چل رہا ہے ایک مقام پر برہمن نے دستک دی ایک پتلا زرّین پوش پیدا ہوا افراسیاب
نے ایک تیغ ماری فولادی پتلہ زمین سے نکلا دونون پتلون مین جنگ ہونے لگی اتنے عرصے مین افراسیاب نے چاہا کہ
برہمن کو شکست دون گرفتار کرون برہمن نے کہا اے شہنشاہ یہ حوصلہ ہی رہیگا مگر افراسیاب غصے مین تلوار کھینچ کر
جا پڑا پھر تلوار چلی افراسیاب نے ایک تیغ ماری کہ کیا ہوشربا فتح ہو گیا حجرہ ہفت بلا برباد ہو گئے یہ جو افراسیاب نے کہا
سات پتلے فولادی پیدا ہوے افراسیاب نے کہا تمکو کیونکر خبر ہوئی پتلون نے عرض کی ہم صحرا مین تھے سرکار
کی آواز سنکر آئے حکم ہو ورنہ حاضر ہین افراسیاب نے کہا سب ملکر برہمن کو پکڑ لو ساتون پتلے چلے ایک پتلے
نے بڑھ کر برہمن پر ہاتھ ڈالا برہمن نے ایک طمانچہ مارا سر پتلے کا اڑ گیا ایک طاؤس نے قریب آکر منقار مین
سر پتلے کا اٹھایا جسم پہ پھر لگا دیا اب یہ ساتون چلے برہمن گھبرایا افراسیاب بھی سحر کر رہا ہے برہمن
پریشان ہوا کچھ بارش سے دانے پتلون پر مارے پتلے رک رک کے آتے ہین برہمن نے دست دعا بدرگاہ
قاضی الحاجات اٹھائے بلبلا کر پکارا اے مالک اے خالق یہ بیچارا دشمن طلسم ہوشربا ہے مین اس سے بازی کمی کا نہین
رکھتا مگر پتلون نے پریشان کیا ہے

نظم

می پرستد ذات حق را صبح و شام — نیک و بد خرد و کلان و خاص و عام
بندگانش هر فقیر و هر امیر — تابع فرمان همه شاه و غلام
چرخ گردون زیر حکمش چرخ زن — هر زمان هر وقت هر دم صبح و شام
نے بجنبد حق مقام اعتراض — نے بود اندیشہ جائے کلام
دیدہ بکشاید ز فرط بیهشی — از مئے وحدت بنوشد هر کہ جام
از سر اخلاص بر نام خدا — جان و دل سازد فدا ابر اہل نام

برہمن نے جو بیتاب ہوکے دعا کی تیر دعا ہدف اجابت پر پہونچا از قدرت سبحان لم یزل و عزیز بیدل
آسمان سے آواز آئی منم صاحب جاہ و توقیر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر تیغ پکڑے کوکب گرا دیکھا ساتون پتلے
برہمن پر بلوہ کیا چاہتے ہین کوکب بیچ مین پتلون کے آیا تلوار کھینچ کر لڑنے لگا جسے ہاتھ مارا دو ٹکڑے کیے
کوکب نے پکار کر آواز دی او بیحیا تمھاری بھی یہ لیاقت ہے کہ ہمسے مقابلہ کرو جس پتلے کو مارا تھا اسکا سر کٹ کر
گرا وہی طاؤس پیدا ہوا چاہا سر پکڑ کر منقار سے تن پر نصب کرون کوکب نے ماش کا دانہ مارا طاؤس
کوکب کی طرف پلٹا پر کھولے کہ رقص کرون کوکب نے دونون پاؤن پکڑکر طاؤس کو چیر ڈالا افراسیاب نے

سرپیٹ لیا چھوٹن پتلے بلوہ کرکے کوکب پر آئے کوکب نے تیغۂ برق تاب سے تیلون کو قتل کیا مگر افراسیاب
وہ بلائے روزگار ہی کہ کوکب و برہمن دونون کو جواب دے رہا ہی دونون دو طرف سے تلوارین کھینچکر افراسیاب
پر آئے افراسیاب نے دھکتی ہی اور آواز دی او برق بلا خواران دونون کو لینا ایک برق چمک کر گری دونون
کے سر زخمی ہوے تڑپ کر برق آسمان مین ڈوب گئی برہمن تو پیچھے ہٹا زخم سر باندھنے لگا افراسیاب کوکب پر
جا پڑا کوکب پیچھے ہٹا افراسیاب نے سایہ مین تلوار کے لیا چاہا کوکب کا سر کاٹ لون کہ بیلوسے آواز آئی اے شہنشاہ
کیا کہنا دونون اُستاد شاگردون کو مار لیٹ کر دیکھا صرصر شمشیر زن حلقہ ہائے کمند ہاتھ مین لیے ہوے قریب افراسیاب
کے آگئی کہا حضور ہاتھ تلوار کا مارین مین حلقہ ہائے کمند مین گرفتار کرلونگی افراسیاب تیغ خون آلود لیکر بڑھا
صرصر نے پکار کر کہا دیکھیے برہمن نے بھی سحر کیا افراسیاب اُدھر پلٹا صرصر نے حلقہ ہائے کمند گلے مین افراسیاب
کے ڈال دیے افراسیاب نے چاہا پلٹے جھٹکا مار کر جاب مارا افراسیاب چرخ مار کر گرا عمرو نے نعرہ کیا نعرۂ عمرو

علم را کہ کلاہ از سر قیصر ببرم	رنگ از رخ تخنگ بہ آہستہ برم	در مجلس خسروان چو گردم ساقی
تیغ و سپر و سبو و ساغر ببرم		

نعرہ کرکے عمرو نے آواز دی ای کوکب لینا کوکب و برہمن چلے گئے کہ آسمان سے
نعرہ ہوا منم ملاحیان زمرد پوش تڑپ کر گری افراسیاب کی کمر مین پنجہ دیا لے بھاگی کوکب و برہمن نے کوہ زمرد پوش
کو خوب تباہ کیا عاقبین گرد مین مکانات جلا دیے آخر صدائے فریاد بلند ہوئی سب دائرۂ اسلام مین آئے لیکن جب افراسیاب
نے باران سحر برسایا ابر وق کوہ شگاف ہوشیار ہوا زخمی ہوکر بھاگا یہ صحیح و سالم نکل گیا برہمن نے کہا اے شہنشاہ
کوکب بڑا غضب ہوا آپ تشریف لیجائیے مین تلاش مین پیراہن کی جاتا ہون گلگونہ کو بے بس کرکے لیگئی عمرو نے کہا
چالاک گیا ہی کوکب تو سطح زخمدار و بیقرار طلسم نور افشان کی طرف روانہ ہوے برہمن تلاش مین پیراہن کی چلا
زخم سر باندھ لیا مگر پیراہن بخوف برہمن گلگونہ کو لیکر بھاگی چالاک بھی برابر بھاگنے لگے بچانا اگر وہ ساحرہ تھی تڑپ کر
نکل گئی چالاک جنگل مین مارا مارا پھر رہا ہی نہایت پریشان اس فکر مین کہ جسکے لیے یہ کد و کاوش کی وہ دستیاب نہوئی پیراہن
لیکر نکل گئی چالاک تو اس فکر مین ہی لیکن پیراہن جو گلگونہ کو لیکر چلی کوہ ہفت رنگ پر آکر جھکی افہام تاجدار تخت
لوہ پر بیٹھا تھا تو جوان چالیس پچاس ہزار آدمی جابجا اُترے ہین پیراہن چونکہ گھبرائی ہوئی تھی ساحرون کا جو مجمع
دیکھا سمجھ گئی کہ اس حوالی مین ملازمان افراسیاب ہونگے یہ سوچکر اُتر پڑی افہام نے پیراہن کو پہچانا کہا کیون ملکہ
عالم خیر تو ہی پیراہن رونے لگی کہا اے تاجدار جلیل جو سنا کرتی تھی اُسی کا ظہور ہوا مسلمانون سے جو اُلجھا اُسکا گھر تباہ
ہوا یہی گلگونہ پر شہنشاہ عاشق تھے حرتون قید کیا اُسنے شہنشاہ کو نہ قبول کیا عمرو قید ہوکر وہین گیا اُسکو بھی رہا کیا یہاں

شہنشاہ نے میرے سپرد کیا عیارون نے آفت برپا کر دی برہمن رو مین تن بھی پہونچا مین اس ظالم کو لے بھاگی کو وہ فسخ ہو گیا ہوگا گلگونہ کو چادر مین لپیٹے ہوے ہون افہام نے کہا مین تو دیکھون یہان بھی شہنشاہ کی عملداری ہو اسی مقام پر قتل کیجیے پیراہن نے گلگونہ کو چادر سے نکالا ثابت ہوا پردہ سحاب مین ماہ تابان تھا برق عارض انور چمکی فہام کی آنکھ جھپک گئی بعد عرصہ دراز نگاہ قائم ہوئی دیکھا ایک نازنین پری پیکر سمن بر عارض رشک قمر ابروے خمدار خنجر آبدار آنکھین نرگس شہلا حُسن و جمال کا جلوہ سراپا خوب معشوق مرغوب سرو قد غنچہ دہن جوبن کا اُبھار بقول مصنف نارستان کی کیا لکھون تعریف ؛ یہ تو میوہ ہی باغ رضوان کا ؛؛ افہام کی آنکھون مین اندھیرا آگیا قلب تھرا گیا آثار حضرت عشق کے ہویدا و آشکار مثل طائر بسمل تڑپین بیقرار آہ کلیجے سے نکل گئی جاما گریبان چاک کر دن منھ پر خاک ملون لہرا کر گرا بیہوش ہو گیا خدمتگار مصاحب شہر یار شہر یار کرکے دوڑے گلاب کیوڑہ بید مشک چھڑکا آنکھ کھولی مصاحبون نے عرض کی کیون حضور مزاج کیسا ہی فہام نے ٹھنڈی سانس کھینچکر کہا ؛ رو گیا کھون تیر مژگان نے دل کو مشبک کیا یہ نوبت بہم پہونچی نظم

کیجیے برق تجلی کو اشارہ اپنا ۔۔۔ لا اُٹھیگا حسن جہان سوز حرارا اپنا
یاد خاطر رہے جنبش ترے مژگان کو صنم ۔۔۔ کنک کو ہو نہ فراموش اشارا اپنا
کسی تدبیر سے ہاتھ آئے نہ پائے بت شوخ ۔۔۔ حق تو یہ ہی نہیں تقدیر سے چارا اپنا
رنگ زرد و لب خشک و مژہ خون آلود ۔۔۔ گنہ عشق مین بس ہی یہ کفارا اپنا
تیغ ابرو بھی چلے تیغ کے ساتھ اے قاتل ۔۔۔ ہم بھی دو ٹکڑے ہون دل بھی ہو دو پارا اپنا
آئنہ صاف ہوا دور سکندر آیا ۔۔۔ خود پسندون کو مبارک ہو نظارا اپنا
راہ دے صورت موسیٰ ہمین بحر ہستی ۔۔۔ کشتی دل سے نہو دیگا گزارا اپنا
زیر دیوار رہین ہم بام سے اوپر وہ ماہ ۔۔۔ ہم زمین پر ہین فلک پر ہی ستارا اپنا
بحر ہستی مین یہ طوفان ہی عدم چھٹنے سے ۔۔۔ غوطے کھلواتا ہی ساحل سے کنارا اپنا
صبح محشر بھی نہون خواب لحد سے بیدار ۔۔۔ منھ نہ دکھلائے ہمین عمر دوبارا اپنا
سالہا سال سے تحصیل سخن ہی آتش ۔۔۔ اس قلمرو مین ہی مدت سے اجارا اپنا

مصاحب گھبرا گئے کہ حضور نے یہ کیا فرمایا طرف ملکہ گلگونہ کے دیکھکر اشارہ کیا کہ اس قاتل نے مارا شعر
انگشت کہ خون کرد دو دل بُرد بیسے را ؛ بسم اللہ اگر تاب نظر ہست کسی را ؛ پیراہن نے کہا

ای افہام اپنے کو سنبھالو ایسا نہو کہ زوال دولت ہو اس معشوق پر افراسیاب عاشق ہوا ہے کئی برس قید کیا اس
ظالم نے نہیں مانا اب تو دشمنی پڑی ہے افہام نے کہا ای پیراہن عمر بھر کو غلام ہو جاؤنگا تم میرے حوالے کر دیں
اس معشوق سرکش کو راضی کرونگا پیراہن نے کہا ارے ظالم یہ خبر کہ سلطان ہوئی ابھی ابھی ہمارا پہاڑ آبلو ملک
یون تباہ ہوا یقین ہے کہ اب کوئی سامری و جمشید کا نام بھی نہ لیگا میں اسواسطے آئی تھی کہ اپنے ملک پر شکست
کھائی یہان ٹھہر کر آرام لون تم ہاے واے کر رہے ہو اس ظالم کا رکھتا دو شاہان جلیل سے دشمنی پیدا کی ہے افراسیاب
تو اسپر عاشق ہو گیا کب روشن ضمیر برہمن روئین تن تورافشان جادو ملکہ مہرخ نامدار عمرو عیار یہ سب
دشمنی کرینگے افراسیاب خاک اڑا دیگا افہام نے ہاتھ باندھ کر کہا ای مہربان صاحب جود و احسان افراسیاب
کا ہمکو دشمنی کرینگا افراسیاب کو تو اسنے قبول نہیں کیا میں خدمتگزاری کرونگا افراسیاب سے بھی کہدونگا کہ اس
معشوق کو رکھ لو کیا کیجیے گا پیراہن نے کہا تو اپنی ہی کہے جاتا ہے ہمارے سمجھانے کو نہیں خیال میں لاتا تو بھاگ کر میں
لیے جاتی ہوں اور کہیں جا کر ٹھہرونگی یہ کہکر چاہا ملکہ گلگونہ کو اٹھا لے افہام نے گولہ مارا اور کہا کہ او نالائق
معشوق کو ہاتھ نہ لگا ناخون کے دریا بہینگے پیراہن تڑپ کر کنارے ہوئی ورنہ گولہ سینہ توڑ کر نکل جاتا افہام
نے جادوگرون کو اشارہ کیا اسکو پکڑ لو جو نٹھے پکڑ کے میرے سامنے لاؤ اب تو پیراہن بھی سنبھلی گاتی ہاتھ جھکر
پچاس ہزار ساحرون پر گری پچاس ہزار ساحر بلوہ کیے ہوے چاہتے تھے کہ گرفتار کریں پیراہن جب اڑ کر لگی
پچاس کے سر اڑا دیے کبھی برق بنکر گری سو کو مار کر نکل گئی ہنگامہ ڈالا دیا کبھی خنجر برسائے کبھی ایسا سحر کیا کہ
آندھی سیاہ چلی جادوگر سر ٹکرا کر مرے دریاے خون بہا افہام کہتا ہے یارو سب ملکر گرفتار کر لو پیراہن کہتی ہے کیا
کبھی میرے حق میں مسلمان ہو گئے جس طرح سے ان ظالمون نے بلوہ کیا اسو اسے بدلا لینگے اور یکہ تن پڑا
ای افہام ملک تباہ کر دونگی لاشون سے میدان بھر دونگی اب کچھ جادوگر پہاڑ پر ہیں کچھ زیر کوہ مگر پیراہن خیمہ
کر ڈاک کر گری پہاڑ کو جنبش ہوتی ہے پتھر برس رہے ہیں افہام بھی سحر کر رہا ہے پیراہن چاہتی ہے کہ لا ٹھٹ کر
گلگونہ رنگین پوش کو لیلون یہان سے لیکر کہ جاؤن کوہ تک اب رسائی نہیں ہوتی جادوگرون کے پہرے
بندھے ہوے ہیں مگر پیراہن کے سحر سے عاجز ہو رہے ہیں آپس میں ایک سے ایک کہتا ہے یارو ہمارے
شاہ نے بیٹھے بیٹھے یہ کیا آفت مول لی چین سے بیٹھے تھے انہیں فرق آیا دس بارہ ہزار جادوگر مارے گئے
ہواے گرم چل رہی ہے ہر شاخ تر جل رہی ہے تمام صحرا گلابی پوش دریاے خون کا جوش و خروش
قضاے کار رہتی ہن مہتر چالاک بن عمرو قلاش میں ملکہ گلگونہ رنگین پوش کے پہونچ گیا دیکھا کہ پیراہن

پچاس ہزار جادوگرون مین گھری ہوئی بڑے جوش وخروش سے لڑ رہی ہو چالاک حیران ہوا کہ یہان کہان آکر گھری ذرے گلگونہ کیا ہوگئی سر اُٹھا کر دیکھا بر سر کوہ ملکہ گلگونہ بیہوش پڑی ہو زبان مین سوزن صدہا جادوگر گرد گھیرے ہین چالاک جادوگر بنکر تیار ہوا ایک ساحر سے پوچھا یہ کیا معرکہ ہو کیسا ہنگامہ ہو اُس جادوگر نے سب حال بیان کیا چالاک سُنکر کنارے ہوا بالاے کوہ پہونچا دیکھا ملکہ بیدار ہین آنکھین کھولے ہوے چار جانب دیکھ رہی ہو چالاک کا دل ٹکڑے ہوگیا کہ ایسی مہ جبین پر یہ آفت منھ منھ کرتا ہوا قریب پہونچا کہا یارو ذرا ہٹ جاؤ ہمارے تاجدار نے کچھ پیغام دیا ہو وہ ہم ملکہ سے کہینگے یہ کہکر قریب آیا آنکھ ملا کر کہا مین آپ کی زبان سے سوزن لیتا ہون بڑی عقلمندی یہ ہو کہ کسی سے اُلجھو نہین لڑ بھڑ کر نکل چلو ملکہ نے اشارہ کیا اے چالاک کوئی مجھکو نہ روک سکیگا خدا چاہے تو لڑ بھڑ کر نکل جاؤنگی چالاک جھپٹ کر قریب آیا زبان سے ملکہ کی سوزن لی آپ تو بھاگ کر کنارے ہوا گلگونہ تڑپ کر اُٹھی گویا فتنۂ خوابیدہ بیدار ہوا افہام نے پلٹ کر دیکھا کہ گلگونہ گاتی باندھے ہوے لڑ رہی ہو گھبرا کر کہا ارے یارو یہ کیا غضب ہوا اگر اسی طرح ہماری موت ہو تو مجبوری ہو ورنہ کسی کی کیا مجال کہ نگاہ کج سے دیکھے افہام نے کئی سحر کیے گلگونہ نے دفع کر دیے پیراہن نے جو دیکھا کہ گلگونہ رہا ہوئی سمجھی کہ عیار یہان بھی آپہونچے نگوڑے بلاے روزگار ہین طرف ملکہ گلگونہ کے چلی کہ جا کر اسکو گرفتار کرون لیکر نکل چلون ملکہ نے گولہ مارا پیراہن نے کاٹا ایک آندھی سیاہ اُٹھی گلگونہ نے اسی واسطے یہ سحر کیا جادوگر سر ٹکرانے لگے گلگونہ ستارہ بنکر چلی آسمان مین ڈوب گئی افہام و پیراہن دونون چار جانب دیکھنے لگے افہام تو شری ہوگیا سر ٹکراتا پھرتا ہو کہتا ہو ہاے معشوق کیا ہوئی مین اسکے فراق مین زندہ نہ رہونگا کالی راتین ہجر کی کیونکر بسر کرونگا تڑپ تڑپ کے جیتے جی مرونگا نظم

ہوتا ہو تیرے عشق مین جل جل کے دل تمام	گرلی ہو روح مرحلہ آب و گل تمام
حقا کہ عشق رکھتے ہین تجھسے حسین دہر	دم بھرتے ہین تراب چین و چگل تمام
بیگانے زخم ہجر پر اے ترک کیا کرین	خالی ہین تیل سے ترے چہرے کے تل تمام
دیکھا ہو جب تجھے عرق آگیا ہو یار	غیرت سے ہوگئے ہین حسین منفعل تمام
عشق بتان کا روگ نہ اے دل لگا مجھے	تھکوا کے خون کرتا ہو آزار سل تمام
قدسی بھی کشتہ ہین تری شمشیر ناز کے	مارے ترے ہین متصل و منفصل تمام
درد فراق یار سے کہتا ہو بند بند	اعضا ہمارے ہوگئے ہین مضمحل تمام
ساری عدالت الفت صادق کی ہو گواہ	شہرون سے ہو لبی ہوئی اپنی کل تمام

کہتے ہین غیر یار سے میرا بیان حال — الفت سے ہو گئے ہین موافق مخل تمام

تیر نگاہ ناز کا رہتا ہی سامنا — چھلنی ہوا ہی سینہ مشبک ہی دل تمام

ہوتا ہی پردہ فاش کلام دروغ سے — وعدے کا ون سمجھ لے وہ پیمان گسل تمام

خلوت مین ساتھ یار کے جانا نہ تھا ہمین — ارباب انجمن ہوے آتش خجل تمام

پیراہن نے جو افہام کو اس حال زار مین دیکھا غصے مین کڑک کے گری افہام کا کام تمام کیا تمام ساتھ والے
بھاگ گئے یہ بھی وہان سے چل کھڑی ہوئی ایک صحرا مین جا کر سوچی کہ ای پیراہن گھر بار چھوٹا ملک و مال بچ
ہوا گیسو بریدہ بھی نکل گئی افراسیاب بہت رنجیدہ ہوگا لشکر مسلمانان مین گئی ہوگی وہین چلکر آفت برپا
کرون پچاس ہزار جادوگرون سے طرف لشکر اسلام کے چلی کوئی دو کوس رستہ طے کیا ہوگا کہ دیکھا ایک مقام
پر ساٹھ ستر ہزار جادوگر اترے ہوے ہین بارگاہ زربفتی استادہ ہی ایک نازنین نہایت حسین تخت پر بیٹھی ہی
گرد انکے ہمنشین جلیسین جمع ہین پیراہن نے بنظر غور دیکھا پہچانا کہ میری خالہ زاد بہن ہی یعنی ملکہ سوزن زرشتہ دا
پیراہن خوش ہوگئی اتر آئی سوزن نے جو پیراہن کو دیکھا بہت پریشان پایا اسکا ملک بہت وسیع تھا اسی
سبب سے ساتھ متانت کے کھڑی ہوگئی اور کہا ہمشیرہ خیر تو ہی پیراہن نے قریب آکر کہا بہن کیا کہون عجب
مصیبت مین ہون سوزن اسکو لیکر بارگاہ مین آئی مقام صدر پر جگہ دی پیراہن تو اپنے جامے سے باہر
تھی حال اپنا رو رو کر بیان کیا اور کہا بوا تم خوب جانتی ہو کہ مقام غار افراسیاب پر ساحران زبردست برائے
امتحان جاتے ہین جب وہان گئی سند کمال پائی بڑے بڑے جادوگرون نے اپنا افسر جانا لیکن عیارون نے ایسا
تنگ کیا کہ ملک مال سب چھوٹا ابھی غصے مین افہام کو مار ڈالا اب تلاش مین گلگونہ گیسو بریدہ کے لشکر مسلمانان پر جاتی
ہون وہان جا کر انکی چٹیا لونگی چرخ و بہار کی بھی قضا میرے ہاتھ سے ہی سوزن نے کہا بوا تم نہ گھبراؤ میرے
پاس بھی فرمان شہنشاہی آیا تھا چلو میرے ساتھ چلو یہ سب لشکر تمہارا ہی ہی مین آنکھون سے خدمتگزاری کرونگی
چونکہ پیراہن گھبرائی ہوئی تھی سوزن نے بہت تسکین دی پیراہن خوش ہوگئی کہا بوا میرا تو یہ ارادہ تھا
کہ یوہین جا کر لشکر مسلمانان پر گرون افسرون کو قتل کر ڈالون گلگونہ کو پکڑ لیجاؤن سوزن نے کہا ضرور جو
لشکر ساتھ لیجیے بارگاہ و خیمہ سراپردے سب کچھ حاضر ہین اول تو جسطرح آپ کو منظور ہو طبل جنگی بجوا کر اپنے
مسلمانون کے کلیجے مین دھوئین اٹھین بہر نوع پیراہن سوزن کے ساتھ ہوئی لشکر کو ہمراہ لیکر کوچ کیا
چالاک اس معرکے سے بھاگ کر ایک صحرا مین آکر ٹھہرا تھکا ماندہ تھا شب کو ایک درخت پر سو رہا صبح کو

نخل سے اترا چاہتا ہو کر لشکر کی طرف روانہ ہوں کہ آسمان سے برق چمکی دیکھا ملکہ گلگونہ آ پہونچیں چالاک نے صورت اصلی دکھلا کر آواز دی ذرا حضور ٹھہر جائیے گلگونہ نے چالاک کو دیکھا خوشی اتر آئی چالاک کے ہاتھوں کو بوسہ دیا کہا تمنے جان بچائی چالاک نے کہا ملکہ ہمارے یہی کام ہیں اب چالاک اور گلگونہ ملکر ساتھ چلے صحرا کا مقدمہ ہمہ مخلع بالطبع صحرا میں بلا تکلف چلے آتے ہیں کہ آسمان پر فرّاٹا ہوا سر اٹھا کر دیکھا ایک باز بلند پرواز نے طاؤس کو گھیرا ہوا تھا نیچے مارتا ہوا زمین پر لاتا ہے ملکہ و چالاک بھی تماشا دیکھنے لگے باز نے ایک پنجہ آنکھ پہ مارا طاؤس زمین پر گرا باز کُندے باندھ کر سینے پر آیا طاؤس کو نوچنے لگا کہ صحرا سے گرد اڑی کڑاکے کی سم مرکب کے صدا بلند ہوئی ایک نوجوان تاجدار گھوڑے پر سوار اس خیال میں کہ باز میرا شکار سے باز نہ آئیگا آتے معلوم ہوا دور سے جو اُس تاجدار نے باز کو دیکھا گھوڑے سے کود پڑا چمکار کر باز کو اٹھا لیا طاؤس کا سینہ چاک کیا باز کو دیا باز کھانے لگا بیلیے قراول میر شکار کچھ سوار پیدل آ کر ہو بچے اس جوان تاجدار نے جب باز سے اطمینان حاصل کیا پلٹ کر ملکہ گلگونہ کو دیکھا دیکھتے ہی بیتاب ہو گیا ہائے وائے کرنے لگا چالاک نے کہا ملکہ گلگونہ یہ بھی تمپر عاشق ہوا ملکہ کے تیور پر بل پڑ گئے مگر وہ تاجدار کہتا ہوا دوڑا اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان میری جان جاتی رہی اب میری زندگی اور موت تمہارے ہاتھ ہے دل پر قابو نہیں اپنے ملک کا بادشاہ ہوں تاج و تخت کا تمکو اختیار ہے میں غلامی کو حاضر ہوں کسی مقدمے میں دخل نہ دونگا امیدوار ہوں کہ عرض میری قبول ہو سعادت رسال حصول ہو

نظم

روز جزا جو قاتل دلجو خطاب تھا | میرا سوال ہی مرے خونکا جواب تھا
ناصح ہم طعنہ زن مری ناکامیوں پہ کیا | دلجوئیوں سے تیری کبھی کامیاب تھا
پھر سنے سے شام وعدہ کھٹکے یہ کہ سو رہے | آرام شکوہ ستم اضطراب تھا
گویا کیا شکن دیے ہیں دل آزار کو مگر | اُسکے خیال میں ورق انتخاب تھا
عاشق ہوئے ہیں آپ کہیں گواہی پہ ہوں | شب حال غیر مجھ سے زیادہ خراب تھا
وقت وداع بے سبب آزردہ کیوں ہوئے | یوں بھی تو ہجر میں غم و رنج و عذاب تھا
وہ چشم انتظار کہاں یار بعد مرگ | دیکھا تو ہمنے آنکھ نہ لگنا بھی خواب تھا
بے پردہ غیر سے نہ ہوا ہو گا شب کہ صبح | آنکھوں میں شرم تھی نہ نظر میں حجاب تھا
دیکھا نہ ہو یہ رشک دہ دستہ بلا کا آج | سنبل کو تیری زلف کا سا پیچ و تاب تھا

ہون کیون نہ محو حیرت نیرنگہاے شوق	جو دل مین شعلہ تھا وہی آنکھون مین آب تھا
کیا جی لگا ہی تذکرہ یار مین عبث	ناصح سے مجکو آج تلک اجتناب تھا

ملکہ نے جھڑک دیا کہ کیا بیہودہ بکتا ہی ملازمون نے دیکھا ہمارے آقا کو اس عورت نے کلمۂ سخت کہا سب طرف کے
حملہ کر کے چلے ملکہ نے چند سنگریزے اٹھا کر مارے کئی کے سر پھٹ گئے اخلاص تاجدار نے جب دیکھا کہ کئی
جادوگر اس نازنین نے مارے دام جمشیدی مارا ملکہ دام مین پھنسی برق بن کے تڑپی جال کو توڑ کر الگ گری
جال جل گیا معلوم ہوا بے دام کا تھا جال پھیلایا دام گیسو مین خود پھنسا ملکہ نے دیکھا پانچ ہزار جادوگر آگئے
چالاک تو بھاگ کر ایک نخل کے نیچے چھپا جادوگر بنکر نکلا دو چار حقہ ہائے آتشبازی مارے اخلاص تاجدار
کے ساتھ پانچ ہزار ساحر تھے جب ملکہ نے دیکھا اخلاص تاجدار ہر مرتبہ کلمات لاطائل کہتا ہوا میری جانب
آتا ہی ہاتھ چمکا دیا اخلاص کے دو ٹکڑے ہوے پانچ ہزار جادوگرون نے دیکھا کہ اس نازنین نے تھوڑے سے
ہی عرصے مین کئی سو جادوگرون کو مارا افسرون نے فریاد کی طناز سنگ انداز سب کا افسر تھا اسنے پہچانکر
کہا یارو یہ ملکہ گلگونہ زنگین پوش ہی اسکے سحر سے کوئی نہ بچیگا بہتر یہ ہی کہ اطاعت کرو رومال سے ہاتھ
باندھکر خود سامنے آیا اور کہا اے ملکہ عالم مین نے آپ کو پہچانا مرجان الماس پوش کی آپ دختر بلند اختر
ہین طناز مع لشکر مطیع اسلام ہوا اسی مقام پر بارگاہ استادہ ہوئی ملکہ مقام صدر پر آکر بیٹھین دو دن اسی صحرا
مین صحبت عیش و نشاط آراستہ رہی تیسرے دن ملکہ نے کوچ کا حکم دیا طرف لشکر اسلام کے چلین اب تھوڑا سا
ذکر لشکر ملکہ مہرخ واجب و لازم ہی ملکہ مہرخ مع سرداران تہمتن و تاجداران صف شکن کے جلوہ گر
تھین اول خواجہ و برق آکر پہونچے تمام حالات بیان کیے لشکر مین خوشی ہو رہی ہی ملکہ مہرخ سریر جہانبانی پر جلوہ فرما
ہین کہ چند ہرکارے آکر حاضر ہوے بعد دعا و ثنا کے عرض کی پیراہن نہ قبا سوزن رشتہ دار مع ساٹھ
ہزار فوج کے برجے خیمے مین آئی ہین جابجا شکست پائی ملکہ حیرت نے عرض کی ہی کہ حضور کنیز کے مقدمے
مین دخل نہ دین سب مسلمانون کی مشکین باندھکر حاضر کرونگی اگر حکم ہو سب کے سر کاٹون ملکہ حیرت نے کہا
تمھین اختیار ہی دونون نے طبل جنگی بجوایا کل انکا ارادہ ہی کہ نکلکر معرکہ آراے نبرد ہون آتش کینہ و عناد و فساد
دو بالا ہی ملکہ مہرخ نے فرمایا ہمارے لشکر مین بھی بتفضل ایزدی و بتائید ربانی براے مقابلہ پیراہن و سوزن
طبل جنگ بجے غرض یہان بھی طبل رزمی پر چوب پڑی دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین سب
تیار بھی موجود ہین جب طبل جنگی بج چکا برق فرنگی اپنے مقام سے اٹھا خواجہ نے فرمایا کیون جی میان

برق کہان چلے برق نے کہا لشکر کی سیر کرنے جاتا ہون عمرو نے کہا تم عیاری کرنے جاتے ہو کبھی عیاری تمسے
نبن پڑی ہی نہ بن پڑیگی جا کے اُسے ہوشیار کر دوگے برق نے کچھ جواب نہ دیا باہر آیا جانسوز بن قران
سے ملاقات ہوئی جانسوز نے پوچھا کہ بھائی برق کہان چلے برق نے اشارہ کیا کہ طرف لشکر سوزن و
پیراہن کے جاتا ہون جانسوز نے سر ہلا دیا برق جا کر لشکر جادوگران مین پہونچا پیراہن ایک
بارگاہ استادہ کر کے ٹھہری ہی برق پھرتے پھرتے اُسی بارگاہ کے دروازے پر آیا دربانون سے دریافت کیا
معلوم ہوا کہ سوزن بھی اسی بارگاہ مین ہی برق نے کنارے آ کر ایک رقعہ تیار کیا صرصر کی شکل بنکر در بارگاہ
پر آیا چوبدارون سے کہا جا کر بی پیراہن سے عرض کرو کہ ملکہ صرصر شمشیر زن فرستادہ ملکہ حیرت در دولت
پر حاضر ہی چوبدار نے جا کر پیراہن سے کہا حکم ہوا بلا لو برق اندر آیا پیراہن کو سلام کیا رقعہ سبے تکلف
ہاتھ مین دیدیا پیراہن نے دیکھا لکھا ہی اے پیراہن وہ رنج و ملال تمنے اُٹھائے جسکا بدلہ نہین ہی جو ارادہ تمنے
کیا اگر سوزن کو تھوڑی دیر کے لیے صرصر کے ساتھ کر دو پیراہن نے کہا اے سوزن شاید ملکہ حیرت نے
تمھارے لیے کوئی سحر بھیجا ہی جاؤ صرصر سے تخلیہ مین حاصل کر لو سوزن اُٹھی برق سوزن سے باتین
کرتا چلا ایک خیمے مین لایا کہا ایک انگیٹھی مین آگ روشن کیجیے سوزن نے آگ روشن کی صرصر نقلی نے لوبان اپنے پاس
سے نکالا اور کہا اے ملکہ اسے آگ مین ڈالو اُسنے جیسے ہی لوبان آگ مین ڈالا دھوان نکلا سوزن بیہوش ہوکر
گری برق نے نعرہ کیا نعرہ برق منم برق رفتار خنجر گذار منم یکی لیکن گران بر ہزار سوزن کی زبان مین
سوزن دی اور پشتارہ باندھ کر لے بھاگا پیراہن نے جب دیکھا کہ عرصہ ہوا کہا دیکھو تو سوزن کیا کر رہی ہین
غلام اسکا پردہ پوش کھڑا تھا جھپٹ کر اُسنے دیکھا کہا حضور کوئی عیار تھا ملکہ سوزن کو لیگیا کہا اے پردہ پوش جا
لینا کنارے پر لشکر کے زیر درخت چنار پشتارہ درست کر کے باندھ رہا ہی یہ غلام چلا حقیقت مین برق کنارے
لشکر کے آ کر پشتارہ سوزن کو درست کر رہا تھا کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم پردہ پوش غلام ملکہ پیراہن
برق نے چاہا پشتارہ چھوڑ کر بھاگون جست کی تھی پردہ پوش نے سحر کیا برق کے پانون زمین نے پکڑ لیے
پردہ پوش اُترا خنجر لیکر طرف برق کے چلا برق نے تڑپ کر دعا کی کہ پہلو سے آواز آئی اے پردہ پوش
کیا کرتا ہی خبردار قتل نہ کرنا پردہ پوش نے پلٹ کر دیکھا کہ پیراہن چلی آتی ہی کہا حضور آپ نے کیون
تکلیف کی پیراہن نے کہا تو عیار کا لباس عمر قطع کرتا ہی یہان حکم ہی کہ بدون حکم افراسیاب کوئی عیار قتل نہو
یہ کہکر پیراہن نے کہا دیکھو شہنشاہ آتے ہین جیسے ہی پردہ پوش اُدھر پلٹا نعرہ کیا منم جانسوز او خنجر مارا

پردہ پوش کا پردہ کھل گیا برق کے پانون زمین نے چھوڑ دیے جانسوز نے کہا ای برق پشتارہ اٹھاؤ برق چلا کر پشتارہ اٹھائے بیان پیراہن نے نقشہ دیکھا کہا غضب ہوا پردہ پوش مارا گیا یہ کہکر خود کڑکی جانسوز برق سے کہہ رہا ہی کہ بھاگو اتنے مین آسمان سے نعرہ ہوا منم پیراہن نہ قبا جانسوز اور برق دونون چاہتے تھے کہ بھاگ کر نکلین پیراہن نے سحر کیا دونون لڑکھڑا کر گرے اور جادوگر بھی آ گئے تھے لشکر مین غل ہوا کہ برق و جانسوز پکڑے گئے جادوگرون نے آکر دونون کی مشکین باندھین سوزن کو ہوشیار کیا سوزن گھبرا گئی پوچھا ملکہ کیا ہوا کہا تمکو برق گرفتار کرکے لیچلا تھا غلام بھی میرا مارا گیا جادوگرون سے اشارہ کیا ان دونون کو لیجا کر قید کرو ساحرون نے لیجا کر قید کر دیا پیراہن اور سوزن آکر ایک ہی مقام پر بیٹھین پیراہن نے کہا ای سوزن ساتھ ہوشیاری کے رات بسر کرو سوزن نے کہا اب مین نے سونا بھی موقوف کیا سب جمع ہوکر بیٹھین صحبت مین شراب چلنے لگی قضاے کار خواجہ عمرو کنارے پر لشکر کے کھڑے ہوے تھے اتنے مین ہرکارون نے آکر خبر دی کہ برق و جانسوز گرفتار ہوگئے خواجہ گھبرا گئے ایک جانب چلے دیکھا ایک مقام پر خیمہ استادہ ہی صحبت آراستہ ہی پیراہن اُسی خیمے مین مقام صدر پر بیٹھی ہی سوزن پہلو مین متمکن ہی انیسین جلیسین حاضر ہین ایک گائن بصد سوز و گداز یہ اشعار گا رہی ہی نظم

کہتے ہین عطر جسکو یہ مردم گلاب کا
ای ترک دُرد ہی تری جعد کی شراب کا

خط دیجو تیجیے یار کے ہاتھون مین نامہ بر
پہلے سوال کیجیو خط کے جواب کا

دیکھا ہی تو نے سامنے رکھکر جو آئینہ منھ
آئینہ برج بنگیا ہی آفتاب کا

کیا کیا طرارے توسن جانان نے بھرے
بوسہ لیا جو مین نے تڑپ کر رکاب کا

مشق خرام مین عرق افشان ہی روے یار
چھڑکاؤ ہو رہا ہی زمین پر گلاب کا

[illegible] آہ کے دود کھینچنے سے رکتا ہی دم مرا
انگور سے خوشش آتا ہی کھینچنا شراب کا

حرص و ہوا کو سینے مین غافل جگہ نہ دے
مطلب کو فوت کرتا ہی کیڑ الکتاب کا

خانہ خرابی پہ کمر موج بندھ چکی
باہر نکالا سیل نے خیمہ حباب کا

زینت پسند وہ نہین جو ہین شکستہ دل
محتاج موے چینی نہ دیکھا خضاب کا

کرتے ہین سجدہ اُسکی طرف کیا سمجھ کے لوگ
کعبہ ہی نام ایک کنشت خراب کا

رویا کا حال یار کے آگے کہونگا مین
یوسف کے منھ سے لطف ہی تعبیر خواب کا

دریامین ڈالدو مرے مردے کو دوستو		آباد ہوا سیر سے زندان حباب کا
اڑتے دکھائی دینگے پرون کی طرح سے		کھینچیگا صدمہ دام مرے اضطراب کا
آتش کی آرزو یہی اے شہسوار رہی		اُسکا غبار سرمہ ہو چشم رکاب کا

خوب جلسہ آراستہ وپیراستہ ہو کہ آسمان پر سناٹا ہوا رلیجا افراسیاب جادو تخت پر سوار تخت آکر رکھا گیا سب
واسطے استقبال کے اُٹھے پیراہن سنے دست بستہ عرض کی شہنشاہ کے آنے کا کیا باعث ہوا اُسنے کہا مین نے
سُنا کہ تمنے طبل جنگی بجوایا ہو کل مسلمانون سے مقابلہ ہو دل کو آرام نہ آیا مین سنے کہا کہ جاکر دیکھون عیار
یہان بلاے روزگار ہین پیراہن سنے کہا مین نے دو عیار گرفتار کیے افراسیاب نے گلے سے لگا لیا کہا اے
پیراہن بڑا کام کیا عیار قیامتین برپا کرتے ہین پیراہن نے سب حال بیان کیا افراسیاب نقلی باتون
مین رنگ جما رہا ہو لیکن یہان صرصر شمشیر زن پاس حیرت کے بیٹھی تھی اسنے کہا حضور دو عیار پکڑے
گئے ہین اب عیارون کا تانتا لگ جائیگا ذرا ہان کی خبر منگوایئے حیرت نے یاقوت سے اشارہ کیا کہ ذرا جاکر
خبر تو لے دیکھ تو دربار مین کیا ہو رہا ہو یاقوت وزیرزادی چلی قریب بارگاہ پہونچی پردہ اُٹھاکر دیکھا کہ
افراسیاب جادو مقام صدر پر بیٹھا ہو ادسے لکر پیچھے ہٹی چوبدار نے کہا کیون بی وزیرزادی خیر تو ہو یاقوت
سنے کہا افراسیاب مقام صدر پر جو بیٹھا ہو یہ نقلی ہو چوبدار سنے پوچھا تمنے کیونکر جانا اسنے کہا ہمکو ملکہ حیرت سنے
بھیجا ہو عیار جو پکڑے گئے ہین سب کو فکر ہو کہ اب عمرو پیراہن کو مار ڈالیگا عیارون کو چھڑا لیجائیگا نگوڑا
عمرو افراسیاب بنا بیٹھا ہو شراب کا ذکر ہو رہا ہو چوبدار نے کہا اے ملکہ اگر یہ عمرو ہو تو چلو ہم تم ملکر اسے
گرفتار کرلین ہمارا تمھارا نام ہوگا ادھر نخل کی آڑ مین آؤ مین تدبیر بتلادون یاقوت پیچھے ہٹی چوبدار باتین
کرتا ہوا چلا اگر تم سحر کرنا مین ہاتھ پکڑلونگا یہ کہتا ہوا نخل کی آڑ مین لیکر آیا کہا دیکھو سامنے ملکہ حیرت خود آتی
ہین وہ پلٹی تھی کہ چوبدار نے حلقے کمند کے مارے اور نعرہ کیا منم ضرغام شیردل اور یاقوت کو بیہوش کرکے
زیر نخل ڈالدیا پھر ضرغام جھپٹ کر بارگاہ مین آیا افراسیاب نقلی کو سلام کیا اور اشارون مین سمجھادیا کہ اے
سردار جلدی کیجیے آپ کی فکر ہو رہی ہو عمرو نے کہا اے پیراہن جلد شراب منگواؤ ضرغام بشکل چوبدار کھڑا ہو
اشارون مین سمجھا رہا ہو خواجہ جلدی کر رہے ہین مگر یہان یاقوت کو ایک ساحر سنے ہوشیار کردیا پوچھا کہ اے
وزیرزادی یہ کیا معرکہ تھا اُسنے جواب دیا عیار مجھکو بیہوش کرکے ڈال گیا نگوڑے ہر مقام پر موجود رہتے ہین
یہ کہکر یاقوت بھاگی ملکہ حیرت کی خدمت مین آئی کہا اے ملکہ عالم عمرو وہان بصورت افراسیاب رنگ جما رہا ہو

ضرغام بھی موجود ہوگا آپ جلدی جائیے ورنہ دونون کا خاتمہ ہوا چاہتا ہی یہ سُنکر حیرت چھپٹی برق تڑ
آسمان پر چمکی مصور وصورت نگار عقب سے چلے ساحرون نے جو خبر سنی سب اپنے اپنے مقام سے آگئے
چہار جانب سے آکر بارگاہ پیراہن کو گھیر لیا خواجہ یہان گھبرا رہے ہین دل کو دھڑکن قلب کو پھڑکن ضرغام
دعائین مانگ رہا ہی ای پروردگار قبلہ وکعبہ کی عیاری کو پورا کرنا ایسا نہو کوئی زوال آجائے ای معبود حقیقی
ای رب تحقیقی تیری صفت مین کیا کرون تو مالک بے نیاز ہی تو خالق کارساز و بندہ نواز ہی کنشت و دیر مین
تیرا ہما جلوہ ہی چشم وحدت شرط ہی

نظم

کن عبادت باہزاران اشتیاق — تا شوی زان بندگی حاصل مذاق
سُست باش ای بندہ ہنگام گنہ — در عبادت تندرست و چست و چاق
سرنگون شو در سجود بندگے — پیش آن شاہنشہ ملا لیطاق
زال دنیا چون زن شوہر کشست — دہ طلاقش دہ طلاقش دہ طلاق
در تجرد فرد باشے و فرید — گر شوی اندر جہان از جفت طاق
بر کلامت ہندیا تحسین کنند — شاعران ہند و ایران و عراق

خواجہ کو بھی جلدی تھی شراب منگا کر بیہوشی ملائی چاہتا تھا کہ پیراہن کو پلا کر قتل کرے کہ آسمان سے برق
چمکی اور آواز آئی او ساربان زادے تو پیراہن کو جامۂ ہستی سے باہر کیا چاہتا ہی او پیراہن شراب نہ پینا
عمرو نے یہ آواز جو سُنی جام کو پھینکا چاہا خنجر مارون حیرت نے وہین سے سحر کیا خواجہ وضرغام دونون کو
ساحرون نے گرفتار کیا حیرت نے آکر کہا ای پیراہن غضب ہوا تھا اول مین نے تمہاری خبر کے واسطے یاقوت
کو بھیجا اُسکو ضرغام نے بیہوش کیا مگر جب کسی طرح وہ ہوشیار ہوئی تو مجھکو خبر دی اب تو بہتر ہوا کہ خواجہ
وضرغام دونون قید ہوے جہان برق وجانسوز ہین وہین عمرو وضرغام کو بھی لاکر رکھا پیراہن
نے کہا عیارون کو قتل کرون حیرت نے کہا کل سردارون سے مقابلہ کر دیبن شہنشاہ کو عرضی لکھونگی عیارون
کے بارے مین جب حکم آجائیگا تب تمہین اختیار ہی لیکن نگہبان عمدہ مقرر کرو پیراہن نے اُسی وقت در
زندانخانہ پر کئی ہزار ساحر مقرر کیے اور سب کو حکم دیدیا کہ شب بھر جاگتے رہنا ملکہ مہرخ دربار مین
جلوہ فرما ہین بہار و مخمور آپس مین صلاحین کر رہی ہین سحر تیار ہو رہے ہین کہ ہرکارون نے آکر خبر
دی خواجہ و برق و جانسوز و ضرغام قید ہو گئے ملکہ مہرخ نے تاج دے مارا کہا خدا خیر کرے

یہ ملعونہ بلاے روزگار ہی دیکھیے سحر مین کیا کیفیت ہوتی ہی جادو مین طاق شہرۂ آفاق ہی سب ساحرا پنے اپنے
مقام پر سحر تازہ تیار کرنے لگے چار پہر رات گذر کر ستارہ سحری آسمان پر چمکا پیراہن زرین پوش آفتاب عالمتاب
شہنشاہ ماہ تابان کا گریبان گیر ہوا ماہ نے شکست فاش کھائی فوج ضیاء شعاع کا بندوبست ہوا پیراہن و
سوزن دونون بہنین تخت پر سوار ہوئین ایک طرف ملکہ حیرت جادو کا لشکر بڑے زور و شور سے آکر میدان
کارزار مین پہونچا ادھر سے ملکہ مہرخ مع ساحران صف شکن و سرداران تیغزن میدان قتال مین آکر پہونچین
صفین آراستہ و پیراستہ ہوئین پیراہن اڑتا تخت سے کودی ملکہ حیرت سے اجازت لی میدان کارزار
مین آکر نعرہ کیا اور چار گولے چار جانب پھینکدیے اور آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ آکر مقابلہ کرے ملکہ ہلال
سحر افگن نے اپنا طاؤس زرین بال بڑھایا ملکہ مہرخ سے اجازت لی جیسے سامنے پیراہن کے پہونچی پیراہن
نے آواز دی ای چہار چشم لینا چار جادوگر چار جانب سے پیدا ہوے ہلال کو زبردستی پکڑ لیا زبان مین سوزن
دی پھر آواز دی سرخ مو نکلی پیراہن پکار اٹھی کہ ای زمین گیر اس نازنین کو لینا زمین سے دھوان
نکلا آنکھون مین لگا بیہوش ہو کر گری سات ساحر اسی طرح نکلے پیراہن نے انکو اسی طرح گرفتار کیا جب تو ملکہ
بہار جادو کو غصہ آیا طاؤس کو بڑھایا ملکہ مہرخ سے اجازت طلب کی ملکہ نے کہا بسم اللہ خدا مظفر و منصور
کرے بہار نے طاؤس بڑھایا مقابلے مین پیراہن کے پہونچین پیراہن نے آواز دی ای زمین گیر بہار کو
لینا زمین شق ہوئی جیسے ہی دھوان زمین سے نکلا بہار نے چند پھول اس مقام پر پھینکے اور آواز دی ای لالۂ رنگا
زمین گیر کو لینا وہ پھول جو وہان پر گرے دھوان چرخ مار کر زمین مین نابود ہوا جھلا کر پیراہن نے ایک چیخ ماری
ای چہار چشم اسے لینا چار جوان گوشہ ہاے صحرا سے پیدا ہوے بہار نے جو ان چارون کو آتے دیکھا چند درخت
راہ مین حائل کیے آواز دی ای سمنبر ذرا چہار چشم کو روکنا مجھ تک نہ آنے پائین فوراً درختون مین ایک
ایک پھل پیدا ہوا چارون جوانون نے درختون کے پھل کھائے درختون کی بیچ مین پاؤن مار کر غائب ہوے
بہار نے پیراہن پر گلدستہ مارا گلدستہ آکر پھٹا ہوا ٹھنڈی چلی پھول برسے عندلیبان خوشنوا نے یہ غزل عاشقانہ
گانا شروع کی

نظم

شوق اگر کوچۂ محبوب کا رہبر ہوتا
گام اول مین قدم کعبے کے اندر ہوتا

گوشۂ خوبان مین لٹکتا جو مین گوہر ہوتا
زر جو ہوتا تو حسینون ہی کا زیور ہوتا

حق ہی ایجاد کہ تجھ سا نہین دلبر ہوتا
دل عالم مین نہین تیری طرح گھر ہوتا

اسقدر اہل جہان کو ہی محبت زر سے
پیٹ مین مارتے سونے کا جو خنجر ہوتا

اُس پری تک جو خطِ شوق مرا لیجاتا
تاج ہُدہُد کے سزاوار کبوتر ہوتا

خال کی بو بھی ہی اُس رُخ کے پسینے کی شریک
شامل عطر ہی فی الواقعی عنبر ہوتا

توڑتا پانؤن کو جو تخت کی خواہش کرتے
کاٹتا سر کو اگر مائل افسر ہوتا

قابل دید ہی ہر چند صفاے وہ رُخ
آئنہ تھا جو مروت کا بھی جوہر ہوتا

بحر ہستی مین نظر آتے نہ مانند حباب
خالی اک لحظہ ہوا سے جو تری سر ہوتا

میٹھی باتون کا عجب کیا ہی دہن سے انکے
بیشتر لب پہ تری آلودۂ شکر ہوتا

میرے زندان مین گرم بادِ بہاری کرتی
نکہت گل کی طرح جامے سے باہر ہوتا

جام بھر بھر کے مئے ناب سے دیتا جمشید
آئنہ تجھکو دکھاتا جو سکندر ہوتا

گرد پھرتا کبھی آغوش مین لیتا گاہے
یار کے قد سے جو اونچا نہ صنوبر ہوتا

تیری فرقت مین شب اے ترک یہ تنگ آیا تھا
چیرتا پہلوے خالی کو جو خنجر ہوتا

عشق ہو بندگیِ حُسن سے کیونکر باہر
دوست اللہ کا کیسا ہی پیمبر ہوتا

ساغرِ مے کا طلبگار نہین اے ساقی
دونون آنکھون سے تری مستِ دو ساغر ہوتا

باغ بے یار جو جاتا تو پے غارت دل
تختۂ لالہ قزلباش کا لشکر ہوتا

باغ عالم کے تماشے کا ہی حاصل ہی
لالہ تھا داغ محبت جو میسر ہوتا

سوزش عشق مین یہ دل ہی ہی قائم آتش
پانی ہو ہو کے بہا کرتا جو پتھر ہوتا

حیرت نے دیکھا بہار نے جو گلدستہ مارا طائران نغمہ سرا اپنا رنگ جمانے لگے پکار کر آواز دی ایمرین حیرت کے کہنے سے ہوش مین آئی یا تو صحرا ہرا بھرا ہونے لگا تھا یا تبدل نے صورت دکھائی نخل جلنے لگے طائر پرون کو کھول کر اُچھلنے لگے مدت نیر اعظم نے صحرا کو گرہ نار بنا دیا عین بہار مین خزان کا مژدہ سُنایا بہار نے اور گلدستے مارے گرمی مین رنگ نہ جما طائر جلکر کباب ہوے ساکن صحرا شدت گرمی سے بیتاب ہوے رنگ بہار متغیر ہوا سوزن نے بھی اپنے مقام سے سحر خوانی کی دونون بہنون کے سحر سے گجرے پھولون کے کملانے لگے چمپکا موتیے کا ٹوٹ کر سوسمر گرا بہار زرفت اُگٹ کرتی طرف پیراہن کے جلی مخمور نے جو یہ رنگ بہار کا دیکھا بے اختیار آہ کی کہا بڑا غضب ہوا عاشق مرنج پر یہ سختی نہین معلوم شہزادہ نور الدہر پر کیا گذری

اسوقت دل بہت بیقرار ہی خدا خیر کرے نظم

پلاسے جان مجھے ہر ایک خوش جمال ہوا ۔ چھری جو تیز ہوئی پہلے مین حلال ہوا
گرو ہوا تو اسے چھوٹنا محال ہوا ۔ دل غریب مرا مفلسون کا مال ہوا
کمی نہین تری درگاہ مین کسی شی کی ۔ بہار آئی تو ہر نخل بھی نہال ہوا
دکھاکے چہرہ روشن یہ کہتے ہین شرما ۔ وہ آفتاب نہین ہی جسے زوال ہوا
دکھا نہ دل کو صنم اتحاد رکھتا ہون ۔ مجھے ملال ہوا تو سبب تجھے ملال ہوا
سمجھایا آنکھون نے وہ رخ تلاش مضمون ۔ خیال یار مرا شعر کا نہال ہوا
ترے شہید کے جیب وکفن مین ای قاتل ۔ گلال سے بھی ہو رنگ عبیر لال ہوا
بلند خاک نشینی نے قدر کی میری ۔ عروج مجھکو ہوا جبکہ پائمال ہوا
غضب مین یار کے شان کرم نظر آئی ۔ بنایا سرو چراغان جسے نہال ہوا
دہان یار کے بوسے کی دل نے رغبت کی ۔ خیال خام کیا طالب محال ہوا
رہا بہار و خزان مین یہ حال سودے کا ۔ بڑھا تو زلف ہوا گھٹ گیا تو خال ہوا
گنہ کسی نے کیا تھرتھرایا دل اپنا ۔ عرق عرق ہوے ہم جسکو انفعال ہوا
ترے دہان و کمر کا جو ذکر آیا یار ۔ گمان و وہم کو کیا کیا نہ احتمال ہوا
کمال کون سا وہ ہی جسے زوال نہین ۔ ہزار شکر کہ مجھکو نہ کچھ کمال ہوا
وہی ہی لوح شکست طلسم جسم آتش ۔ جب اعتدال عناصر مین اختلال ہو

یہ اشعار پڑھا ایک جوش پیدا ہوا بہار کی مدد کو چلی پکار کر آواز دی ای بہار ہوشیار پیراہن کے سحر نے تیر
کی بوندے گرد کے اڑسے زمین تپ رہی ہی چند زاغ و زغن شدت گرمی سے منھ کھول کر زمین پر گرے
تڑپ تڑپ کر مرے بہار و مخمور دونون ادھر سے بڑھین پیراہن نے بھی سحر کیا مخمور نے آکر بہار کا
ہاتھ پکڑا کہا بہن کہان جاتی ہو اپنے ہوش و حواس درست کرو بہار نے گرمی کا اشارہ کیا کہ شدت گرمی سے
دل جل گیا دیکھو زبان مین چھالے پڑ گئے مخمور بھی اُف اُف کرنے لگی بہار و مخمور قصد کرتی ہین کہ جھولی پر
ہاتھ ڈالین سحر کا دفعیہ کرین مگر ہاتھ پاؤن مین رعشہ ہی اتنے مین پیراہن نے آواز دی اے ساحرہ انداز
لینا ان دونون کو دیکھا تو ایک قراٹا ہوا گوشہ صحرا سے ایک عقاب پیدا ہوا اُسنے بہار و مخمور کے سر پر

سایہ ڈالا دونون بیہوش ہوکر گرین پیراہن نے بڑھکر دونون کی زبان مین سوزن دیا ملکہ مہرخ نے آواز دی
کہ صاحبو لینا بہار و مخمور جانے نہ پائین سب سے پہلے کنیزان بہار ایک ایک غنچہ دہن سرو قد جا پڑین حیرت
نے بھی لشکر کو اشارہ کیا حیرت کا بھی لشکر چلا مہرخ نے بھی تخت بڑھایا دونون لشکر مل گئے اپسمین
سحر چلنے لگا جسنے جسکو گولہ مارا سر پھٹ کر گرا کنیزان بہار آپڑین لیکن چیں و بکیس رنگ چہرے کا متغیر
حربہ ہاے سحر ہاتھون سے گرے جاتے ہین لڑائی پر تلی ہوئین نشان فوج کے کھلے ہوے اسباب سحر
تیار صداے گیر و دار بلند باغبان قدرت چاہتا ہے بہار و مخمور کو چھین لون ساٹھ ہزار ساحر
پشت پر جب جمکر سحر کیا آگ برسا دی مجمع متفرق ہوا کہ حیرت نے پکار کر آواز دی کہ ای پیراہن
ہوشیار ہوجاؤ باغبان قدرت نے جنگ کو روک لیا پیراہن پلٹی پکار کر آواز دی کہ اے
سایہ انداز باغبان کو لینا ایک عقاب گوشۂ صحرا سے پیدا ہوا باغبان پر سایہ ڈالا باغبان
زور کھڑا کر گرا بیہوش ہوا پیراہن بلوہ کرکے چلی برق لامع تڑپ کر گری کسی سردار نامی کو قریب
باغبان نہ آنے دیا کئی سو جادوگرون کو کاٹ کر نکل گئی سوزن و پیراہن نے ملکر سحر کیا آگ برسنا
موقوف ہوئی ہوا ٹھنڈی چلی برق لامع جھونکے سے ہوا کے زمین پر گری برق لامع و باغبان
کو بھی پکڑ لیا اب تو پیراہن لشکر اسلام پر گری ملکہ حیرت جادو یا تو دور سے دیکھ رہی تھین یا سحر
کرتی ہوئی بڑھین جسپر کڑک گرتیں اسکو اٹھالے گئین بلندی پر لاکر چیر کر پھینکدیا ملکہ مہرخ نے کہا
کہ افسوس ایک شہنشاہ اوج عیاری کے نہونے سے یہ آفت برپا ہوئی حاضرین وقت سے صلاح کی
طبل بازگشت بجوا دیا جائے سب نے عرض کی کہ بہت مناسب ہوگا سوزن و پیراہن نے قیامت برپا
کی ہے ابھی وقایع نگار نے خبر دی ہے کہ لاکھو ساحر لشکر اسلام کے مارے گئے ملکہ مہرخ نے مجبور ہوکر
طبل بازگشت بجوایا لشکر علیحدہ ہوے مہرخ کو انتہا کا ملال ہے فرماتی ہین کہ دو صاحبون کے سبب
سے یہ جفائین اٹھائین لاکھ جوانون کا مارا جانا لشکر مین برہمی ہوگئی اب کچھ زور نہین چلتا چار دن
عیارون کو بھی پیراہن لیگئی ہے مین بڑا افسوس ہے رنجیدہ و کبیدہ اپنی بارگاہ مین آئین کہا صاحبو
آج مین نے بڑا صدمہ اٹھایا دل چاہتا ہے کہ اپنے کو ہلاک کرون لیکن کیا کرون حکم خدا کے خلاف ہے
ہاے کیا کرون کیونکر اپنے سردارون کو بچاؤن جان دیدون کیون لشکر مسلمانان ہٹ آیا افسوس
کہ مین خواجہ کو کیا جواب دونگی اس فکر مین بیٹھی ہین کہ ہرکارون نے آکر عرض کی کہ ملکہ پیراہن نے

پھر طبل جنگی بجوا دیا بمقدمۂ قتل عیاران افراسیاب کو نامہ بھی لکھا ہو دیکھیے جواب وہانسے کیا آئے
فلک کجرفتار کیا دکھائے ملکہ نے کہا کہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے پروردگار
مالک ہی حیرت نے کہلا بھیجا کہ ای پیراہن وای سوزن آج کی شب اپنی حفاظت کرنا کالیا باقی ہی
وہ کبھی آج تک قید نہین ہوا ایسا نہو کہ کسی کی شکل بنکر چلا آئے بغدہ ماردیگا اُستاد اُسکا قید ہی
پیراہن و سوزن نے یہ سُنکر گرد بارگاہ کے خندق کھدوائی اُسمین آتش سحر روشن کی بارگاہ
مین بیٹھی ہوئی گانا سُن رہی ہی کہتی ہی کہ میرادہ پہاڑ برباد ہوا کہ ابھی تک قلق ہی لیکن مہتر قران نے
جو یہ حالات مفصل سُنے کہ چارون عیار گرفتار ہوے ساحران زبردست گرفتار ہوگئے بغدہ لیکر
اپنے مقام سے اُٹھے ساحر کی صورت بنے ہوے اثنا پیراہن مین آئے جا بجا پھرنے لگے سامنے
بارگاہ پیراہن و سوزن کے پہونچے دیکھا گرد بارگاہ کے آگ جل رہی ہی دل ٹکڑے ہوگیا ایک
نخل کے نیچے بیٹھ گئے اس انتظار مین کہ صبح کو جب لشکر لیکر چلیگی سر میدان جان دینگے یہ تو انتظار مین
ہین پیراہن و سوزن نے رات بھر سحر تیار کیے صبح کو بارگاہ سے نکلین ایکطرف سے لشکر حیرت
آتا ہی مہتر قران ایک بوڑھے ساحر کی شکل بنے ہوے ہین حیرت نے صرصر سے کہا کہ ای صرصر
جاکر خبر تو لو صرصر پھرتی پھراتی قریب تخت پیراہن کے آئی نگاہ اسکی پڑی کہ مہتر قران کمر چست اسپر
باندھے ہین کہ دونون جادوگرنیون کو مارلین کہ صرصر نے قریب آکر کہا ارے مہتر قران چلا آتا ہی
سوزن کمان لیکر ہلنے پایا کہ سحر کرون مہتر قران نے جان پر کھیل کر ایک بغدہ سوزن کو مارا
سوزن کا سر پھٹا اندھیرا ہوا اُسی اندھیرے مین قران بھاگے پیراہن نے سر پیٹ لیا کہا ای
صرصر تو نے چپکے سے نکہا سر میدان کہ بیٹھی صرصر شرمندہ ہوئی کہ مین نے کیون کہا اُدھر سے لشکر
مہرخ حیران و پریشان میدان کارزار مین آکر پہونچا افسران نامی نامدار دمعزین صف ماتم معلوم ہوتا
ہین بہار و مخمور و باغبان کا نہ ہونا باعث خرابی ہی مگر مجبور و ناچار ہین کہ کیا کرین خیال ہی کہ دیکھیے
اب کیا ہو کہ پیراہن تخت سے کودی سامنے تخت حیرت کے آئی کہا کہ داری میرا ملک و مال تباہ ہوا
مقام پیدائش سامری وہان یہ خونریزی آج مسلمانون کو دربدر خاک بسر کردونگی میرے ہاتھ سے
کہان جاتے ہین ملکہ حیرت نے اجازت دی پیراہن جوشان و خروشان میدان مین آئی اور پکار کر
آواز دی کہ ای مہرخ جن سردارون پر کہ تمکو ناز تھا سب کو پکڑ لیا آکر حیرت کے قدمون پر گرد خطا

اپنی معاف کراؤ یہان سے جواب ملا کہ اوبجیا کیا بکتی ہر لڑبھڑ کر مرجائینگے اطاعت افراسیاب نہ کرینگے پیراہن نے کہا کہ پھر کسی کو بھیجو ملکہ مہرخ چہار جانب دیکھتی ہین کوئی مقابلے مین پیراہن کے نہین جاتا ملکہ مہرخ تخت سے کود پڑین تاج سر سے اُتار کر تخت پر رکھا کہا لو صاحبو تم سب کو خدا کے سپرد کیا اُس وقت لشکر مین ایک غریو بلند ہوا سبھون نے دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے تڑپ تڑپ کر دعائین مانگ رہے ہین کہ ای پروردگار رد کر اس بلا کو رد کر ای رب بینیاز و ای خالق کارساز وای کریم و رحیم وای سمیع و علیم دعا ہماری قبول ہو سعادت دارین حصول ہو نظم

باید اندر کار حق مصروف دست و پاے تو
سرنگون در سجدہ ہاے بندگی اعضاے تو

ای مسافر رخت بربند از سراے این جہان
زانکہ این خانہ نباشد مسکن و ماواے تو

مید ہر بے ناغہ روزی مر ترا شام و صباح
خالق تو مالک تو شاہ و تو مولاے تو

کی بدیگر کس بغیر از دلربا گیرد قرار
طالب دلبر اگر باشد دل شیداے تو

عاشق صادق چو مجنون باش در سیداے عشق
تا نماید جلوہ خود از ہر طرف لیلاے تو

کس نمی شنود بغیر از حضرت فریاد رس
در زمانہ شور تو فریاد تو غوغاے تو

گاہ اندر کعبہ معبود تو می آید نظر
رخ نماید گہ ز بتخانہ بت رعناے تو

الغرض در جلوہ گاہ دہر حق آید نظر
گر نباشد نقص اندر دیدۂ بیناے تو

سب سردار آکر ملکہ مہرخ کے قدمون سے لپٹ گئے کہا کہ آپ نے اس عدالت سے سلطنت کی کہ ہم سب آپ سے راضی ہین چاہتے ہین کہ جان دین مگر آپ میدان کارزار مین نہ جائین ملکہ مہرخ نے کہا کہ صاحبو بڑے ہتک کی بات ہر کہ وہ ملعونہ پکارے اور ادھر سے کوئی مقابلے مین نہ جائے مین جاکر اسکو جواب دونگی بحول و قوت الٰہی اسکو قتل کرونگی تم سب دعا کرو مین جاکر اس سے مقابلہ کرون خدا چاہتا ہر تو سرلاتی ہون ہرچند کہ گرفتاری بہار و مخمور سے دل شکستہ ہوا مگر پروردگار مالک ہر یہ کہکر ملکہ مہرخ نے طاؤس زرین بال طلب کیا اُسپر سوار ہوکے برائے مقابلہ پیراہن نہ قیا چلین اُس وقت تمام لشکر مین عجب تلاطم ہر کوئی دامن سے لپٹا کوئی گریبان سے ہر ایک کا یہی قول ہر کہ بادشاہ لشکر کا جانا مناسب نہین اگر مغلوبہ کو حکم دیجیے تو ہم سب لڑبھڑ کر جان دین یا اس حرامزادی کو قتل کرین ملکہ بہت مجبور ہین کہ اہل لشکر نہین مانتے ای مہرخ کیا کرون ای پروردگار تو کارساز و

بندہ نواز ہے حاکم راز و نیاز ہے سب مشکلیں تیرے نزدیک آسان ہیں افراسیاب کا مقابلہ تیرے ہی احسان ہیں نظم

سپکنند خسرو و کلان از حضرت داور خوف ‏ رعب نیکوکار در دل دارد و بدکار خوف

گل اگر باشد بحالت مہربان ای عندلیب ‏ نیستت اندر بہار بوستان از خار خوف

کن یقین در دل کہ حق بخشد گناہ بندگان ‏ لیک در دل زان جناب لاابالی دار خوف

باش اندر دوستی با دوستان ثابت قدم ‏ اندران حالت مدار از دشمنان زنہار خوف

آنکہ از خوفش ہمی لرزد زمین و آسمان ‏ دار در دل زان خداوند جہان ای یار خوف

ہست شہراہ طریقت راست تر از ہر طریق ‏ ہست از رہزن بہر منزل مگر ہر بار خوف

اصل ایمان است ہندی پیش حق خوف و رجا ‏ اہل ایمان دارد امید قوی بسیار خوف

اس وقت عجب تلاطم ہر سب کا ملکنا تڑپنا کہ آسمان پر ایک لالۂ ابر گلنار پیدا ہوا برقین لوٹ کر زمین
پر گرین رعد کی گرج برق کی چمک ابر ہیبتناک مگر چست و چالاک ابر گلنار سے یہ ہویدا ہے کہ یہ ابر
خون برسائیگا صنم پرستوں کو ایک قطرۂ آب سے ترسائیگا وہ ابر لشکر مہرخ پر محیط ہوا آواز آئی
کہ اے ملکۂ عالم و اے بادشاہ لشکر اسلام و اے مقبول خاص و عام اس بھگوڑی کا آپ مقابلہ نہ کیجیے
ہمارے ہی مقابلے سے بھاگی ہے جب کنیزیں حاضر ہیں تو بادشاہ گیتی ستان کو کیا ضرور ہے کہ تکلیف کریں
ایسے بھگوڑوں کے مقابلے میں جائیں ملکہ مہرخ اس صدائے محبت آمیز کو سنکر حیران ہو گئیں کہ یکایک
ابر شق ہوا دیکھا سب نے کہ ایک شاہزادی والا قدر چہرہ رشک خورشید و بدر تاج شہنشاہی بر سر
لباس گلنار زیب جسم انور دریائے جواہر میں غوطہ زن غنچہ دہن سیمتن معشوقۂ حور نژاد سحر میں
کامل و استاد کلائیاں شاخ بلور جوڑا ترچھا روشنی بخش کوہ طور ابرو خمدار ہلتے ہوئے چہرۂ زیبا پر
غصہ ظاہر فنون سحر و ساحری سے بخوبی ماہر پہلو میں میاں مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو با بہلے
عیاری سے آراستہ پشت پر پانچ ہزار جادوگر استادہ ہوا ملکہ گلگونہ رنگین پوش آگئیں گورے
گورے ہاتھوں سے دستک دی کہ ایک طاؤس زرین بال شال ماہ نو گنڈھا تیے ہوئے دم چتور
خراماں خراماں قریب ملکہ گلگونہ آیا ملکہ جست کر کے طاؤس پر سوار ہوئیں تخت کو اشارہ کیا
تخت اور وہ سب ساحر لشکر میں آکر اترے چالاک نے جو یہ خبر سنی کہ سب عیار گرفتار ہو گئے بیقرار ہو کر
بھاگا کہ جا کر قبلہ و کعبہ کی صورت رہائی کروں حیرت نے بھی دور سے دیکھا کہ گلگونہ آگئی

یاقوت و زمرد سے کہا کہ بڑا غضب ہوا یہ گیسو بریدہ فنون علم سحر سے معمور ہی جبر سے پر ظالم کے دیکھیو کہ
کیا نور ہی پیراہن کا رنگ رو متغیر ہوا اگر اب تو میدان مین کوٹھی ہی مقابلہ کرنا پڑا گلگونہ نے غنچۂ دہن کو وا کیا
گل کلام یون پیشکش کیے کہ کیون او پیراہن پھر لباس غرور پہنکر آئی وہان سے دامن چھڑا کر بھاگی
اب سحر کیجیے کہ ہم آپ کے عجائب غرائب دیکھین پیراہن نے پیچھے ہٹکر جھولی سے خنجر نکالا اُسکو
اپنے خون سے رنگین کیا کبھی ران حیران ہوکر تراشی کبھی پیشانی پر نشتر مارا اپنے جسم کے کئی مقام کا
خون لیا سحر کو خوب پختہ کیا کچھ اسم سحر پڑھ کر پھینک مارا ملکہ گلگونہ پیچھے ہٹین آسمان پر لکۂ ابر سرخ
آیا پیراہن اشارہ کرتی جاتی ہی کبھی دستک دیتی ہی پکار کر آواز دی کہ ای گلنار خونی کفن
اپنی تاثیر کامل دکھا ایک لکۂ ابر گلنار سے خنجر برسنے لگے گلگونہ اپنے کو بچاتی ہین ایک پرچۂ کاغذ
سیاہ کا کاٹ کر پھینکا وہ سپر فولادی بنکر بالاے سر قائم ہوا جو خنجر گرا سپر نے سینہ سپر کیا سیاہی
اُسکی بخت کافران یا پردۂ ظلمات کہیے یا سواد دیدۂ مردم پھول دامن مین رنگ بہار گلشن چین
خنجر برسنا موقوف نہین ہوتے ملکہ گلگونہ نے صدہا خنجر توڑ کے دار خالی دیے ایک خنجر طاؤس پر
گرا سر طاؤس کا کٹا اس سحر سے کون آگاہ تھا گلگونہ نے وہی سر اُٹھا کر ابر پر پھینک مارا ابر
لخت لخت ہوا ایک ساحر سیہ فام بد انجام اُس ابر سے رہا ہو کر کے نکلا طرف گلگونہ کے چلا گلگونہ
نے مسکرا کر کہا کہ کیون بھیا ہمارا یہ اشتیاق تمھارا یہ زور و شور ذرا الگ رہو دیکھو ہم کیا کرتے ہین نظم

شوق وصلت مین ہی شغل اشک افشانی مجھے	ہجر مین کرنا پڑا آخر لہو پانی مجھے
یاد مین آئینۂ رُخ کے ہی حیرانی مجھے	زلف کے سودے مین رہتی ہی پریشانی مجھے
فی الحقیقت تو ہی اے دلبر سزاوار سجود	کوئی دکھلائی نہین دیتا ترا ثانی مجھے
ہون وہ دیوانہ کہ اپنا نام پڑھنے کے لیے	اک پری نے دی ہی تسبیح سلیمانی مجھے
ایک حرف اُسکی عبارت کا پڑھا جاتا نہین	لکھ دیا کس خط مین ہی یہ خط پیشانی مجھے
عشق میرا مہربان ہی حسن بندہ یار کا	آئینہ سا رُخ ملا ہی اُنکو حیرانی مجھے
کونسے گلشن مین بلبل چہچہے کرتا نہین	یار کے کوچے مین زیبا ہی غزلخوانی مجھے
ساقیانِ ماہ پیکر پر کیا کرتا ہون حکم	میکدے مین عالم مستی ہی سلطانی مجھے
خاک مین ملوا رہا سوداے زلفِ یار ہی	مثل گردِ راہ رہتی ہی پریشانی مجھے

حُسن کے جلوے سے اُس رُخ کا اشارہ ہی یہی | کافری زلفون کو زیبا ہی مسلمانی مجھے
شہر خوبان مین نہین آتش مروت کا رواج | تشنہ لب مرجاؤن تو ممکن نہ ہو پانی مجھے

ملکہ گلگونہ نے جو یہ اشعار سامنے ساحر سیہ فام کے پڑھے بھوت ہو گیا ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ ای ملکۂ عالم وای شہنشاہ اقلیم حُسن وجمال وای مہر تابان آسمان کمال مین تابعدار ہون جو حکم ہو بجالاؤن اس بیراہن حرامزادی نے آپ سے لڑوایا بڑا افسوس کرتا ہون مین حضور کی غلامی کو اپنا فخر جانتا ہون مین مشتاق جمال ساحر کس سال تم اختر برج آسمان خوبی ہو گل گلزار محبوبی ہو میری مجال ہی کہ آپ سے مقابلہ کرون اگر حکم ہو تو اس بچیا ساحرہ مکارہ بازاری آوارہ کے گریبان سے لپٹ جاؤن سر کاٹ کر خدمت اقدس مین لاؤن غلام جانباز کی یہ کیفیت ہی اب جینے کی کون صورت ہی نظم

پکارتے ہین مرغ خوش الحان نئے نئے | دکھلا رہا ہی رنگ گلستان نئے نئے
کیونکر چبا چبا کے نہ باتین کرے وہ شوخ | نکلے ہین منھ مین یار کے دندان نئے نئے
بدتر ہی حال اُس چہ غبغب کے شوق مین | دیتا ہی داغ سیبِ زنخدان نئے نئے
دریاے قہر یار جو آجاے جوش مین | پیدا ہون ہر تنور سے طوفان نئے نئے
زخمی تیغ عشق وہ ہون روزگار مین | مُنھ سے لگے ہین جسکے نمکدان نئے نئے
ای ترک جیسے منزل سودا ہی سر مرا | گیسو ترے ہوے تھے پریشان نئے نئے
ہون کہنہ عاشقِ رُخِ محبوب آئینگے | سوم مین میرے حافظ قرآن نئے نئے
رہتی ہی فکر تازہ مضامین کی منتظر | اس گھر مین آنکلتے ہین مہمان نئے نئے
قید نقاب و قید حیا و حجاب و شرم | یوسف ہمارا رکھتا ہی زندان نئے نئے
کیا باغ کوے یار ہی سیر اسکی کیجیے | آتش شگوفے پھوٹتے ہین یان نئے نئے

یہ اشعار پڑھ کے وہ ساحر سیہ فام رومال سے ہاتھ باندھ کر سامنے آیا کہا کیا حکم ہوتا ہی گلگونہ نے کہا کہ اگر ہمارے طالب ہو تو بی بیراہن کا گریبان لو دامن محبت نہ چھوٹے ہمارا تمھارا چولی دامن کا ساتھ ہی تمھارا گریبان ہمارا ہاتھ ہی یہ سُنکر وہ ساحر سیہ فام بقہر وغضب تمام بیراہن پر جا پڑا کہا کہ او بچیا معشوقہ پرپرزے لڑواتی ہی بیراہن نے گولہ مارا ساحر سیہ فام نے وہ گولہ مُنھ مین لے لیا اُسنے ماش کے دانے ارے ساحر نے ہاتھ مین لیکر پھانک لیے جب حیرت نے دیکھا کہ ساحر سیہ فام

پیچھا پیراہن کا نہین چھوڑتا مسنکر اگر برق گرائی ساحر کے دو ٹکڑے ہوے پیراہن نے تعریف کی گلگونہ
نے ہنسکر کہا کہ واہ بوا حیرت پیراہن سے تمکو رونا پڑیگا حیرت نے کچھ جواب نہ دیا گلگونہ نے
بجلی کان سے نکالی پیراہن پر پھینک ماری ایک غبار بلند ہوا پیراہن اُس غبار مین چھپی تھوڑے
عرصے مین ملکہ نے دستک دی وہ غبار شق ہوا پیراہن کھڑی رو رہی ہی گلگونہ نے پوچھا کہ کیون
اپنے جامے سے باہر ہوئی ہین اب راز سحر سے ماہر ہوئی تمکو حکم دیا جاتا ہی کہ رونا پیٹنا موقوف کرو
بی حیرت کا سر لاؤ اگر دیر ہوئی تو پھر مہلت نہ ملیگی کلی آرزو کی نہ کھلیگی گلگونہ نے جو یہ ہنسکر کہا پیراہن
پلٹ کر لشکر حیرت پر جا پڑی پرون کو درہم و برہم کرنے لگی حیرت سحر کرکے روکتی ہی پیراہن نہین
رکتی ہی یا تو لشکر جما کھڑا اتھا یا فوج مین تہلکہ ہوا پرے کے پرے زیر و زبر ہوے چالاک بن عمرو
بیقرار ہو کر لشکر حیرت مین آیا ایک ساحر کی صورت بنا ہوا ہی دور سے دیکھا کہ ایک خیمے پر بڑا
جماؤ ہی تلوارین برہنہ لیے ہوے جادوگر کھڑے ہین چالاک نے پوچھا کہ اس خیمے مین کیا ہی کسی نے
کہا کہ سب مسلمان یہان قید ہین چالاک کنارے آکر بصورت صرصر تیار ہوا دوڑتا ہوا قریب
اُس خیمے کے آیا کہا یارو دیکھتے ہو مسلمانون نے بلوہ کر دیا پیراہن اپنے جامے سے باہر ہی برائے
قتل حیرت جاتی ہی تم لوگ جا کر شریک جنگ ہو مین قیدخانے مین جا کر سب کے سر کاٹ لون
ملکہ حیرت نے حکم قطعی دیا ہی صرصر کے حکم سے کون گردن تابی کر سکتا ہو سب ساحر جا کر جنگ مین
شریک ہوے چالاک قیدخانے مین آیا پہلے ملکہ بہار کی زبان سے سوزن نکال پھر باغبان کو
رہا کیا یہ دونون اپنے اپنے مقام سے اُٹھے برق لامع و سر خموے کا گلکشا و ہلال سحر افگن
وغیرہ کو بھی رہا کیا خواجہ عمرو کو آکر سلام کیا کہا کہ قبلہ و کعبہ اُٹھیے وقت رہائی آگیا بہار نے سب کے
سحر اُتارے خواجہ و برق و جانسوز و ضرغام چالاک کی تعریفین کرتے ہوے اُٹھے یہی سب کا
قول تھا کہ چالاک عیار بےنظیر ہی کیا کارنمایان کیا بہار نے نکلکر معرکہ دیکھا کہ پیراہن نہ قبا
لڑ رہی ہی لشکر حیرت نے اُسکو گھیرا ہی جس غول پر جا پڑی درہم و برہم کر دیا حیرت چاہتی ہی کہ اُسکو
گرفتار کرون قتل نہ کرون بخطا ہی گلگونہ کے سحر مین ہی ملکہ بہار نے باغبان کو اشارہ کیا دونون
نے پڑھ کر سحر کیا بہار نے گلدستہ مارا باغبان نے گیند پھولون کا مارا برق لامع کڑک کر گری کئی
ہزار کے سر کاٹے بہار کے گلدستے سے پھول برسے کئی سو دیوانے ہو گئے سر ٹکراتے پھرتے ہین گریبان چاک

چہرون پر خاک ہزارون فریاد کر رہے ہین ہر طرف سے یہی صدا ہے کہ بہار کے گل رخسار نے رنگ جمایا ہر طرف غل مچاتے ہین منھ کے بل گرتے ہین

نظم

دکھائے آئنہ ہو اور مجھ مین جان نہین
کہو گے پھر بھی کہ مین تجھسا بدگمان نہین

جو یار صلح پہ ہے اب تو آسمان نہین
وہ مہربان ہوا تو یہ مہربان نہین

ترے فراق مین آرام ایک آن نہین
یہ ہم سمجھ چکے گر تو نہین تو جان نہین

نہ پوچھ کچھ مرا احوال میری جان مجھسے
یہ دیکھ لو کہ مجھے طاقت بیان نہین

یہ گل ہین داغ جگر کے انھین سمجھ کر چھیڑ
یہ باغ سینۂ عاشق ہے گلستان نہین

نہ چاہون روز جزا داد یہ ستم دیکھو
کب آزماتے ہین جب وقت امتحان نہین

نہ پوچھے حال تو جبتک کہ مین بیان نہ کرون
مرے زبان نہین گر ترے دہان نہین

وہ حال پوچھے ہے اور چشم سرمگین کو دیکھ
یہ چپ ہوا ہون کہ گویا مرے زبان نہین

نہ کیون نثار ہو جان فرط کین جانان پر
کہ اسکو میرے سوا اور کا دھیان نہین

نکل کے دیر سے مسجد مین جا رہ اے مومن
خدا کا گھر تو ہے تیرے اگر مکان نہین

سیکڑون نے سر ٹکرا کے سر جھوے کا کل گلکشانے کا کل کھولی سیکڑون کو پریشان کیا ہلال سحر افگن بھی ایک جانب نمایان ہوئی سیکڑون کو کاہیدہ کر کے مارا حیرت نے جو دیکھا کہ سرداران اسلام نے رہائی پائی گھبرا گئی کہا کہ اے یاقوت وزمرد سرداران اسلام نے رہائی پائی دیکھ بہار کا گلدستہ جل رہا ہے کون سنبھال سکتا ہے سحر بہار کے رنگ جمے ہین اب مین پیراہن کو سنبھالون یا سرداران اسلام سے لڑون چالاک نے غضب کیا کہ عیاری کر کے سب کو چھڑایا کیون صرصر کوئی تدبیر ہو سکتی ہے صرصر نے کہا کہ عین گرمی جنگ مین عیاران اسلام ہی کا کام ہے کہ عیاری کرین دیکھیے کیا صحبت بہ رہا کیا حیرت اس تردد مین ہے کہ پیراہن کے سحر نے قیامت برپا کی ہے جہان صورت زیبا سے گلگونہ کو دیکھا اور گلگونہ مسکرائین آواز دی کہ کیون پیراہن وعدہ نہ پورا کرو گی پیراہن کا جوش وخروش بڑھا صفون پر جا پڑی ہزار دو ہزار کو ہلاک کیا صفین کی صفین مٹا دین جب حیرت نے دیکھا کہ پیراہن نہین رکتی یہی قصد کرتی ہے کہ حیرت کو جا کر مارون کئی گولے نارنج وترنج مارے حیرت نے جست کر کے خالی دیے سامنے آکر حیرت کے سحر کرنے لگی حیرت نے جھلا کر ایک گرز مارا

پیراہن کا لباس حیات تبدیل ہوا ملک الموت کفیل ہوا مرنے پر پیراہن کے ایک آندھی سیاہ اُٹھی
کہ اندھیرا ہو گیا صدائیں مہیب آئیں آواز آئی کہ کشتی مرا نام ہن پیراہن جادو بود حیرت نے مُنھ
پیٹ لیا کہا کہ صاحبو رکن طلسم گر گیا کچھ زاغ و زغن خاک سے پیراہن کی پیدا ہوے اُنھوں نے آسمان
پر آکر آواز دی کہ ای حیرت تو نے خوب کیا کہ پیراہن کو مارا اب طلسم ہوش ربا نہ بچیگا حیرت نے
غصے مین اُن زاغ و زغن کو بھی جلایا کہا کہ صاحبو مین لاکھ پردہ ڈالون اب طلسم برباد ہوگا ملکہ گلگون
نے چاہا کہ حیرت پر جا پڑے دن حیرت نے بھی گاتی باندھی سونے کا پاندان کھولا منظور رہوا کہ آپس
مین مقابلہ ہو مصور و صورت نگار بیچ مین آگئے کہا کہ ای ملکہ عالم اس فتنہ پرداز سے نہ مقابلہ کیجیے
سامری نامے مین مرقوم ہے کہ جب گلگونہ شریک مسلمانان ہوگی طلسم ہوش ربا ضرور فتح
ہو جائیگا یہ مقدمہ شان فتح طلسم ہوش ربا ہے سامری و جمشید نے نکتہ نکتہ لکھا ہے بربادی طلسم کا
بھی حال لکھ گئے ہین مصور نے کہا کہ ہم پر احسان کیجیے طبل بازگشت بجوا دیجیے حیرت جادو نے
ناچار ہو کر طبل بازگشت بجوایا اہل اسلام مین اس فتح کی بڑی خوشی ہوئی ملکہ گلگونہ کو بیچ مین لیا نوبت
نقارے بجاتے ہوے لیے داخل بارگاہ ہوے چالاک کو بڑا بھاری خاصت ہوا خواجہ نے بیرون
بارگاہ آکر چالاک کو گلے سے لگایا کہا کہ ای فرزند تیری وجہ سے میرا نام ہے مگر یہ عطیہ شہنشاہی گھڑی
گھڑی نہین ملتے ہین سوائے تمھارے ہماری جائداد کا لینے والا کون ہے ایسے دم دیے کہ آخر
چالاک نے خلعت اُتار دیا اہل اسلام مصروف عیش و نشاط ہوے بڑا جشن عالی ترتیب ہوا
اگر اس جشن کو تحریر کرون تو دوسری کتاب نایاب تیار ہو یہ داستان بھی متعلق جلد چہارم تھی ان
سب کو مصروف عیش و نشاط رکھا پھر وقت پر ذکر کیا جائیگا

ذو کلمہ داستان جلالت عنوان ملکہ مخمور رنجور کا پھنسنا طلسم کاؤسہ مین اور فتح ہونا اُس طلسم کا ہاتھ سے شاہزادہ نور الدہر و ابرج نوجوان کے و دیگر حالات متعلقہ

داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

پھر اب توسن کلک کی باگ لی	یہ ثابت ہوا سب کو آندھی چلی	طرار دل سے صحرا ہوا گرد ہود
اُٹھی چار جانب سے پھر گرد زرد	وحوش و طیور بیابان سے چلے	مجھے لطف باد سحر کا ملے

کہین بلبلون نے کیا ہی جماؤ
ہوا بحر الفت کا ہر دن کو جوش
کھلا حال پھر کبک کی چال کا
گلون نے دکھایا ہی رنگ جنون
کہ قیس ہنر مین داخل نجد ہی
کہ قیس ہنرمند مجنون ہوا
کیا بلبلون نے چمن مین خروش
چمن مین جما رنگ اور رنگ کا
نہالان گلشن اکڑنے لگے
کہ ہر رنگ پر آج بوے چمن
چہکنے لگے عندلیبان باغ
ہواے فرح خیز چلنے لگی
لکھون داستان جلالت نشان
کہ پھر غنچۂ آرزو کھلگیا

کہ رنگین ترانہ قمر کو سناؤ
حباب لب جو ہین چشم غزال
کہ ہر چال مین رنگ بھونچال کا
کہین قیس و فرہاد کا ذکر ہی
عبث حال فرہاد پر وجد ہی
جو وادی پر ہول سکن ہوا
کہ نالون سے اُنکے اُڑے گل کے ہوش
گل فکر کا ہر چمن جوش پر
کہ صیاد و گلچین بھی الٹنے لگے
لگائی ہین شاخون نے بھی ڈالیان
کہ لالے کا دل ہوگیا داغ داغ
قمر جم گیا رنگ مضمون نو
کہ ہر جوش زن بحر طبع روان
لکھون حال مخمور رنجور کا

ہوا بلبلون کا چمن مین خروش
ہر اک نخل کو کر دیا ہی نہال
مضامین گلشن مین ہون سرنگون
مضامین نو کی مجھے فکر ہی
کرون ذکر لیلی شیرین ادا
ہوا ذکر لیلی تو گلشن ہوا
مرے بلبل دل نے نالہ کیا
پڑی اوس صیاد کے ہوش پر
ہوا باغبان محو ردے چمن
ہر اک برگ ہر یا کہ برق طپان
بہار گلستان کی آمد ہوئی
کہ ہر جوش پہ آج جیحون نو
ثمر باغ عالم سے یہ ملگیا
صریر قلم رنگ دے صور کا

چہرہ آدارگان صحراے پُرجفاے جانبازی و شہسواران عساکر معرکہ مضامین فتنہ پردازی اس داستان دلستان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف حسینان بزم جلالت نشان + چنین مینگارد این داستان + جب لشکر اسلام کو فتح و فیروزی یہ عیش نصیب ہوا بڑے لطف کا جلسہ آراستہ کیا گیا سامان عیش و نشاط جو ہوا طوائف ہند نے اپنا رنگ جمایا مخمور رنجور ہجران دیدہ آفت کشیدہ عرصہ دراز سے مبتلاے رنج و مصیبت فراق کے صدمے جو اُٹھائے کلیجہ خون نوبت بجنون صحبت سے جو اُٹھین اپنی بارگاہ مین آئین انیس جلیسین حاضر ہین سب نے پوچھا کہ کیون واری کیسا مزاج ہی اہل اسلام کو بڑی فتح نصیب ہوئی کہ اس حرامزادی ہیراہن نے آکر اپنا رنگ جمایا خدا نے فلگونہ کو وقت پر بھیجا ملکہ نے آہ کی کہا کہ صاحبو ہماری فتح یہ ہی کہ کالی راتین ہجر کی کاٹین آٹھ پہر شوگا کرین نظم

وعدۂ وصلت سے ہو دل شاد کیا
تجسے دشمن کی مبارکباد کیا

کچھ قفس میں ان دنوں لگتا ہے جی — آشیاں اپنا ہوا برباد کیا
نالۂ پیہم سے یاں فرصت نہیں — حضرتِ ناصح کریں ارشاد کیا
شوخ بازاری تھی شیریں بھی مگر — ورنہ فرق خسرو و فرہاد کیا
جب مجھے رنج دل آزاری نہ ہو — بیوفا پھر حاصلِ بیداد کیا
پانوں تک پہونچی وہ زلفِ خم بہ خم — سرو کو اب باندھیے آزاد کیا
کیا کروں اللہ سب ہیں بے اثر — دل لگیا نالہ کیا فریاد کیا
دلربائی زلف جانان کی نہیں — پیچ و تابِ طرۂ شمشاد کیا
گر بہائے خون عاشق ہو وصال — انتقامِ زحمتِ جلاد کیا
بتکدہ جنت ہے چلیے بے ہراس — لب پہ مومن ہرچہ بادا باد کیا

کنیزوں نے عرض کی کہ داری دل کو قوی رکھیے خدا خواجہ کو سلامت رکھے اب طلسم ہوش ربا فتح ہوگا افراسیاب ارا جائیگا صاحبقران یہاں تشریف لائینگے شاہزادہ نورالدہر بھی ساتھ ہونگے اس کفرآباد میں صدائے اذان بلند ہوگی روح سامری دردمند ہوگی مخمور نے کہا کہ صاحبو اگر تم لوگ پردہ پوشی کرو مشہور نہ ہونے پائے تو ہم جاکر کوہ عقیق پر شاہزادہ نورالدہر سے ملاقات کر آئیں سب نے کہا کہ حضور بسم اللہ جس طرح ارشاد ہوگا خیرخواہان دولت وہی بجا لائینگے راز حضور کا نہ ظاہر ہونے پائیگا مخمور نے اسی وقت لباس تبدیل کیا اسباب سحر جسم پر آراستہ کیا شام کو دربار میں آئیں جب دربار برخاست ہوا دہانسے چاہا کہ اپنی بارگاہ میں جاؤں بیرون بارگاہ پہونچیں شب تیرہ و تار اہالی طلایہ کی آواز آتی ہے اور زیادہ دل کو وحشت ہوئی دامن صبر و دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل سنگ بدعت عشق سے ٹوٹا کنیزوں کو اشارہ کیا کہ تم بارگاہ میں چلو ہم آتے ہیں اگر شاید ہمکو عرصہ ہو مشہور کردینا کہ مخمور کی طبیعت علیل ہے اس وجہ سے حاضر دربار نہیں ہوئیں کل یا پرسوں یا شاید اندر ایک ہفتے کے آجاؤنگی کنیزیں بارگاہ میں گئیں مخمور جوش محبت شاہزادہ نورالدہر میں بیرون لشکر آئیں ایک طاؤس تیار کیا اُسپر سوار ہوکر دربندوں پر طلسم ہوش ربا کے جب پہونچیں ستارہ بنکر نکل گئیں اس زور و شور سے ملکہ مخمور چلیں کہ پہر رات پچھلی باقی تھی کوہ نیرنگ پر اُتریں پہاڑ کو پہچانا کہ شہر میں مگر شب تیرہ و تار سر اُٹھا کر چار جانب دیکھا اپنے نزدیک دست راست کم

جانا تھا ذہن مین آیا کہ طرف دست چپ کے چلو طاؤس کو اُڑا دیا ناگاہ ستارۂ سحری چمکا دیکھا کہ ایک صحرائے سبزہ زار نواح دلکشا ہے ایک سمت طائرون نے آشیانون سے سر نکالے ہین بزبان حال تعریف ایزد متعال مین مصروف ہین نہرین جوش مار رہی ہین موجون کا پیچ وخم زلف محبوب سے کیسے یا سنبل پُر پیچ وتاب سے مثال دیجیے حباب شناوری کر رہے ہین چشمے نے براے سیر صنعت باغبان قدرت آنکھین لگا دین گرداب گویا سپر یا شمشیر یا خنجر برہنہ کہون کس شے سے مثال دون ملکہ مخمور اُس صحرا کی سیر کرنے لگین یکایک چند طائر نخل سرو پر زمزمہ سرائی کرنے لگے منقارین کھولے ہین پرون کو تول رہے ہین جوش محبت باغبان قضا وقدر مین بول رہے ہین ملکہ مخمور دیکھ رہی ہین وہ طائر بزمزمہ سرائی ان اشعار عبرت آثار کو بڑے جوش وخروش مین گا رہے ہین نظم

جا کر قفس مین عاشق صیاد ہو گیا
بلبل کا حال قابل فریاد ہو گیا

نور وشنی عالم ایجاد ہو گیا
ویرانہ تیرے جلوے سے آباد ہو گیا

سختی ہجر یار سے دل مین ہوا جو درد
موم ہماری آہ سے فولاد ہو گیا

زلفون کو رکھ کے ایہ سودا ہوا وہ شوخ
دو پر لگا کے یار پریزاد ہو گیا

سائے کی طرح سے مرے پھرتا ہے ساتھ ساتھ
عشق اُس پری جمال کا ہمزاد ہو گیا

کپڑے رنگے جو خون احبا سے یار نے
مریخ چرخ کشتۂ بیداد ہو گیا

رنگوایا بلبلون کے جو خون سے بہار مین
گلزار رشک خانۂ صیاد ہو گیا

اے سوز عشق نرم دل سخت یار کر
اکسیر ہو جو کشتہ یہ فولاد ہو گیا

نقش اُس الف سے قد کا کیا جبکہ عشق نے
دل صاف ہو کے چہرۂ آزاد ہو گیا

غیرت کے مارے یار ہوا غیر سے خلاف
یہ اتفاق بھی ہے خدا داد ہو گیا

پھرتے ہین ڈھونڈھتے نظر آتا نہین کہین
گورے بتان بھی گلشن شداد ہو گیا

بوسون کے بدلے ملتی ہین آتش کو گالیان
شایان لطف مورد بیداد ہو گیا

ملکہ مخمور کو ایک حیرت ہے کہ زبان سے طائرون کے الفاظ اشعار آبدار عجوبی ثابت ہین معلوم ہوتا ہے کہ کوئی شاعر شعر پڑھ رہا ہے کہ ایک جانب سے فراٹا ہوا دیکھا کہ ایک باز بلند پرواز تڑپ کے گرا وہ طائر جو اشعار پڑھ رہا تھا اُسی کو باز نے پنجے مین دبا یا مخمور کو بہت ناگوار ہوا کہ کمبخت باز چنگل باز کرکے

اُس طائر زمزمہ سرا کو لیے جاتا ہی مسکرا کے ہاتھ جو ہلا دیا باز کا سر اُڑ گیا لاشہ زمین پر گرا طائر پنجے سے چھوٹ کر شاخ پر پہونچا اب زمزمہ سرائی مین کہتا ہو کہ بی مخمور مین نے تمھین پہچانا تم معشوقۂ شہنشاہ افراسیاب ہو اپنی سرکشی سے خراب ہو افراسیاب بادشاہ جلیل ہو ساحرون کا کفیل ہو کیون ملکہ یہ تمنے کیا غضب کیا باز کو کیون مارا آپ کو یہ مناسب نہ تھا مخمور کو یہ کلمات ناگوار معلوم ہوے کہا کہ او نامنصف ہمنے تیری جان بچائی تو یہ کیا کہتا ہو افراسیاب کون مردود ہو ہم تو عاشق دین اسلام ہین پروردگار انجام بخیر کرے طائر نے کہا جو کچھ چاہو کہو جس دن افراسیاب جادو کو غصہ آئیگا مشکین باندھ کر لیجائیگا مخمور نے غصے مین ہاتھ ہلا دیا طائر کا سر اُڑ گیا طائر کا مرنا تھا کہ قیامت برپا ہوئی مخمور کے ہوش اُڑے اندھیرا ہو گیا آوازین مہیب آنے لگین زمین کو گردش قلب مین سوزش اُس خاک سے طائر کے آواز آئی کہ ای ملکہ تمام قید ہونا طلسم کا وسیہ مین مبارک ہو اب بچکر کہان جاؤگی مخمور نے یہ صدا سُنکر دانہ یاقوت احمر کا ہاتھ مین لیا زمین جا بجا سے شق ہوئی دریاے آب نے جوش مارا مخمور جس ٹیکرے پر ہین اُس بلندی پر تو خیر و عافیت ہو باقی تمام صحرا عالم آب ہو گیا دریا کا غراما موجون کا سناٹا مخمور حیران کہ یہ کیا معرکہ ہو دریا سے ایک مچھلی نے منھ نکالا مچھلی کی پشت پر ایک تاجدار یاقوت پوش دریاے جواہر مین غوطہ زن ملکہ مخمور سے آنکھ ملائی پکار کر آواز دی کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان مین مدت سے تمھارا اشتیاق تھا میری تجھپر جان جاتی ہو کیا تیری صفت کرون زبان ایسی کہا سے لاؤن

نظم

ای شہ عرش سریر و مہ خورشید عذار … در دولت پہ ترے انجم افلاک نثار
سائلون کا ترے کوچے مین دم فیض ہجوم … جیسے گلزار مین ہنگام سحر جوش ہزار
صرصر عاد سے غالب ہو کہ جنبش نہ کرے … دہ ورق جسمین رقم ہون ترے اوصاف وقار
موسم گل مین سیہ مست جوان تائب ہو … روز باران مین کرے پیر مغان استغفار
شکوۂ غمزۂ سفاک نہین عاشق کو … اُٹھ گئی تیرے زمانے مین یہ رسم آزار
مقتبس ہین مہ و خور راے درخشان سے تری … ہو منجم کو اسی واسطے کشف اسرار
سنکر افسانۂ یوسف ترے ایام مین گرگ … غم تہمت مین ہوے جنس سے اپنی بیزار
سیل خود دوڑے ہو گلِ ہکے لیے لیکر پانی … کرے تعمیر مکان کا جو ارادہ معمار

کہا اوصاف حمیدہ و اخلاق پسندیدہ تمھارے بیان کرون خاص ہماری ملاقات کے لیے تکلیف
فرمائی مین جانتا تھا کہ آپ میری مشتاق ہین آؤ چلی آؤ ایک بوسہ دو گلے ملو پاس ہمارے بیٹھو
اتنے مخمور کو انتہا کا غصہ آیا دانہ یاقوت احمر کا ہاتھ مین تھا کہا کہ او ملعون نامرد مردان عالم کی
پابوس کی گرد ہم جسکے مشتاق ہوکر آئے ہین وہ شہنشاہ اقلیم جرأت دلیہ تازمیدان جلالت ہو تجھ جیسے
کمرمعون کا وہان سلام بھی قبول نہین ہوتا ہماری کنیزین بھی تیری مشتاق نہ ہونگی دانہ یاقوت
کا جو پھینکا مچھلی نے دریا مین غوطہ مارا ماہیت سے اُسکے آگاہی نہ ہوئی کماہی حال تحریر ہوگا مچھلی
اور تاجدار تو غائب ایک حلقہ گنبد گلے مین ملکہ مخمور کے پڑا آنکھین نکلنے لگین ہڈیان سوز بدعت
سے جلنے لگین مگر تڑپ کر ایسا اسم پڑھا کہ ایک سُنہرا پنجہ پیدا ہوا پنجے نے دستگیری کی وہ ریشمی
گنبد تا استخوان پہونچی تھی قریب تھا کہ آنکھین نکل آئین روح مجروح ہوکر قفس جسم خاکی سے نکلجائے
اس پنجے نے گنبد کو توڑا مخمور نے چاہا کہ اس صحرا سے چمک کر نکلجاؤن دریا مین شور ہوا کہ ارے
یہ بڑی ظالم ہے گنبد طلسمی کو توڑا جانے نہ پائے دریا سے جو یہ آواز آئی غرا تھا پانی کا بڑھا ایک
مچھلی اُڑتی ہوئی نکلی مُنہ مثل قعر بلا کے کھولے ہوے تڑپ کر گری کہ مخمور کو نگلجاؤن مخمور نے
دونون گلے پکڑ کے بقوت سحر چیر ڈالا لاشہ ہاتھ سے پھینکا دیکھا کہ وہی تاجدار زیر نخل کھڑا ہوا
منتین کر رہا ہے کہ ہمارے پاس آؤ سرکشی نہ کرو ورنہ بڑی خرابی ہوگی مخمور نے ہاتھ ہلایا برق گری
تاجدار کے دو ٹکڑے ہوے لاشہ اُسکا بے آگ جلنے لگا زمین سے دھوان نکلنے لگا وہ دھوان جو
آنکھون مین مخمور کی لگا مخمور بیہوش ہوکر گری کہ آسمان سے ایک پنجہ پیدا ہوا مخمور کو اُٹھا کر
لے گیا ناظرین والا مقام پر واضح ہو کہ یہ دہنہ طلسم کا وسیع ہے مقام قید مخمور اور مخمور پر جو راحت یا
مصیبت گذری ہے یا گذریگی انشاءاللہ اسکو تحریر کرونگا مگر اب حال حیرت مآل گل گلزار خلیل
الرحمان نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم زنندۂ زمرۂ بے ایمان صاحبقران بن صاحبقران
شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان شعر نظیر حمزۂ صاحبقران ہشتم و لقمہ دشنۂ ستارہ
حشم شاہزادہ نور الدہر + اُس زمانے مین لقا کے یہان کوئی جادوگر نہین آیا یہ بہت فکرمند ہے
سلیمان عنبرین موسے کو بھی اکثر کہتا ہے کہ میرے نام پر طبل جنگی بجواؤ بختیارک کہتا ہے کہ اے
پہلوان دوران واے گرشاسپ جہان اندھے کی ایک ہی لاٹھی ہے اگر آپ پر کوئی زوال آیا

قدرت کہان جائینگے کہین ٹھکانا ہی خراجگزار سب مارے گئے دو ہفتے گذرے اسی وجہ سے طبل جنگی نہین بجا ایک شب کو نورالدہر نے جو آکر آرام کیا دیدۂ ظاہری بند ہوے دیدۂ باطنی وا تھے کہ دیکھا ملکہ مخمور سرخ چشم ایک مکان تنگ و تاریک مین قید مین زبان مین سوزن چہرہ اداس عالم یاس جیسے ہی نورالدہر نے دیکھا بیقرار ہوکر دوڑے پوچھا کہ کیون ملکہ خیر تو ہی آپ کو کس حال مین پاتا ہون میرا دل بیقرار ہوا برائے خدا مفصل بیان کرو ملکہ نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا کہ ای شہریار اصل یہ ہی نظم

ہی نرالی کشش عشق جفاکار کی راہ — چاہ کنعان مین ملی مصر کے بازار کی راہ

رہنما یاد الٰہی کا ہوا عشق صنم — پہونچے ہم کعبۂ مقصود کو کہسار کی راہ

کثرت شوق نے ازبسکہ کیا عرصہ تنگ — مردہ نکلا نہ مرا کوچۂ دلدار کی راہ

شہرۂ حسن سے دیدار کا مشتاق کیا — نکہت گل نے بتائی مجھے گلزار کی راہ

پیشتر سب سے کیا طالع بد نے بیدار — حشر کے روز بھی دکھلائی مجھے یار کی راہ

تنگدستی نے زمانے مین برپا ہی رواج — یوسف اس عہد مین تکتا ہی خریدار کی راہ

نہین سمجھا کوئی دنیا مین سکندر طالع — آئینہ رو نے مجھے قتل کیا پیار کی راہ

لب بام آکے جو دیدار کرے عالم وہ شوخ — ایک ہو جائے ابھی کافر و دیندار کی راہ

پیار سے کہتے ہین انکو جو مسیحا عاشق — ناز سے چلتے نہین خانۂ بیمار کی راہ

دیکھکر صورت احباب کو پھر جاتا ہی — کج ادائی سے ہی الٹی ترے رخسار کی راہ

حسن کے عشق نے ہستی مین عدم سے کھینچا — شوق یوسف نے دکھائی ہمین بازار کی راہ

کھینچ لی ہی تو لگانے مین تامل نہ کرو — گھوٹی ہوتی ہی میان آپکی تلوار کی راہ

غیر حق کو مین سمجھتا ہون خیال باطل — آتش اک دل مین نہین ہوتی ہی دو چار کی راہ

کنیز کی راسخ الاعتقادی بہ نسبت حضور کے واضح ہی قصد کیا تھا کہ آپ سے ملین کوہ نیرنگ تک دیدہ سے آئے وہان پر آکر راستہ بھولے ایک صحرائے سبزہ زار مین پہونچے اتنا سنا کہ یہ طلسم کا وسیع ہی ہم سے کچھ نہ ہو سکا اصل تو یہ ہی شعر نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے ہوے نہ ادھر کے ہوے + سبب تجھے چاہ کے ہم تو خدا کی قسم نہ ادھر کے ہوے نہ ادھر کے ہوے + اس درد و ملال سے ملکہ مخمور سے نے

ان الفاظ کو بیان کیا کہ کلیجہ نور الدہر کا ہل گیا عاشق صادق ہین فرمایا کہ ملکۂ عالم ہین کیا کرون تمسے کیونکر
ملون محمور زار زار روئین کہا حضور مین تو نہ عرض کرونگی کہ آپ یہان تشریف لائیے مقام عجائب
وغرائب ہی مین نے وہ وہ سحر کیے کہ زمین ہیانکی ہلادی مگر کچھ نہ بن پڑا آخر گرفتار ہوئی اب ہمارے
آپکے ملاقات عدم مین ہوگی وہان بھی روح بھٹکیگی اب آرام ہمکو ملنا دشوار ہی نور الدہر چھیٹے
کہ مین ہتھکڑیان بیڑیان توڑ ڈالون ایک سنگ سیاہ پڑا تھا اسکی ٹھوکر لگی منھ کے بھل گرے
محمور نے کہا کہ خدا حافظ اب زندگی مین ملاقات نہ ہوگی روح کو فاتحہ خیر سے یاد فرمائیے گا آپ
فاتحہ آکر پڑھینگے روح کو راحت قلب کو قوت ہوگی سنے والون کو حیرت ہوگی شعر چہ آید بمروت
بعد مردن بر مزار ما + باستقبال تو مستانہ برخیزد غبار ما + حسرت یہ تھی کہ زندگی مین صحبت عیش و
جیش ہو تقدیر مین نہ تھا یہ زبان سے نہ نکلا قدر روشن شد از وصال تو شب ہائے تار ما + صبح قیامت است
چراغ مزار ما + اگر خدا نے اپنا فضل کیا تو زندگی مین جمال جہان آرا دیکھا ورنہ خدا حافظ خدمت مین
صاحبقران کی رہیے پروردگار آپ کو رنج و ملال کا منھ نہ دکھائے ہمنے کوچۂ عشق مین بڑے ملال
اٹھائے آنکھ نور الدہر کی کھل گئی مگر یہ آواز بن کان مین نور الدہر کے آئین آنکھ کھول کر اپنے
مقام کو دیکھا چیخ مارکر رو دئے شبرنگ بن عمرو عیار بھی در دولت پر حاضر تھا صدا نور الدہر
کی سنکر اندر آیا دیکھا کہ شاہزادہ زار زار مثل ابر نوبہار رو رہا ہے پوچھا کہ کیون شہریار خیر تو ہی
نور الدہر نے کہا کہ ای شبرنگ ملکہ محمور طلسم کاوسیہ مین قید ہوگئین شبرنگ نے کہا کہ آپسے
کسنے کہا نور الدہر نے کہا کہ بھائی خواب دیکھا اُسی خواب کے خیال مین رو دیا سامنے تصویر خیالی
موجود ہی جو خواب مین صحرا دیکھا وہ صحرا آنکھون کے نیچے پھر رہا ہی خبردار لشکر مین اسکا ذکر نہ کرنا ہم
آج شب کو نکل چلینگے یا اپنی جان دینگے یا اُنکو چھڑا لینگے کیا کہون ای شبرنگ کس عالم یاس مین
مجھسے چند فقرات کہے کلیجے پر چھریان چلین شبرنگ نے بہت سمجھایا نور الدہر نے کہا کہ ای شبرنگ
جانا تو واجب و لازم ہی آج خواجہ زادون سے کسی حیلے سے پوچھو کہ طلسم کاوسیہ کا کون فتاح
ہی اس منازل عجائب و غرائب کا کون سیاح ہی شبرنگ نے کہا کہ غلام آج ہی دریافت کریگا شاہزادہ
نور الدہر خاموش ہو رہے شبرنگ نے منھ ہاتھ دھلایا کہا دربار مین چلیے مگر چہرے کی اُداسی موقوف
فرمائیے جو دیکھیگا درد مند جانیگا مین بارگاہ خواجہ زادگان مین جاتا ہون دریافت کرکے حاضر ہونگا

نورالدہر لباس پہنکر بارگاہ سلیمانی مین آئے امیر کو سلام کیا بادشاہ کے پایۂ تخت کو بوسہ دیکر ڈنگل پر
بیٹھے ایک جانب نقد روح وروان قاسم عالیشان ایرج نوجوان بھی بیٹھے ہین شاپور سر پگس ہوائی
کررہا ہی ایرج نے شاپور سے کہا کہ آج کشتی گیرزادہ ملول وحزین ہی کیا غضب ہی کہ آج رات کو یہ
کہین بائے زبان شبرنگ بارگاہ مین فرزندان بزرجمہر کی گیا سلام کرکے عرض کی کہ حضور ذرا
ملاحظہ فرمائین کہ طلسم کاؤسیہ کا کون فتاح ہی خواجہ زادے ہنسے کہا کہ اے شبرنگ ہر دن پرسش
ہمنے شب کو جو کتاب دیکھی تو معلوم ہوا کہ ایرج نوجوان کا آج داخلہ ہوجائیگا نورالدہر بھی پہونچینگے
فتاح خاص نورالدہر ہین اکثر قلعہ جات متعلقہ طلسم کاؤسیہ ہاتھ سے ایرج کے فتح ہونگے شبرنگ
نے کہا کہ مین نے خیالی بات آپ سے پوچھی ایرج و نورالدہر کا تو ذکر بھی نہین خواجہ زادون نے کہا
کہ بس زیادہ باتین نہ بناؤ تھوڑی دیر مین ظہور ہوگا شبرنگ بارگاہ فرزندان بزرجمہر سے پلٹا
راہ مین شاپور سے ملاقات ہوئی شاپور نے پوچھا کہ کیون شبرنگ آج تمھارے آقا کا مزاج کیسا ہی
شبرنگ نے کہا کہ فضل الٰہی ہی ہر چند شاپور نے پوچھا شبرنگ نے کچھ بیان نہ کیا ایرج نوجوان
نے جب کوئی خبر نہ پائی بارگاہ سے نکلے شاپور سامنے آیا شاپور سے پوچھا کہ اے دوست صادق
و اے محب وائق کچھ حال معلوم ہوا شاپور نے کہا کہ کچھ نہ دریافت ہوا فرمایا کرہ بن اشقر لاؤ ذرا شکار
کو جائینگے ایرج کرہ بن اشقر پر سوار ہوے چند بیلے قرادل بلائے چاہتے ہین کہ واسطے شکار کے
روانہ ہون کہ مرکب ایرج کا تھرایا پر پرواز پیدا کیے دور سے شاپور وشبرنگ نے دیکھا پریشان
ہوکر دوڑے شاپور نے آواز دی کہ آقا ہوشیار ہوجائیے دیکھیے گھوڑے کے پر پیدا ہوے جب تک
ایرج کودین گھوڑا شاہزادے کو لیکر اُڑ گیا شاپور تو اُسی جانب بھاگا دربار مین ہلڑ ہوا صاحبقران
باہر نکل آئے نورالدہر بھی ساتھ ہین سب نے عرض کی کہ اے شہریار ایرج کے مرکب نے پر پرواز پیدا کیے
آنکھون کے سامنے سے لیکر اُڑ گیا شاپور بھاگا ہوا گیا ہی صاحبقران نے سر جھکا لیا فرمایا خدا اُنکا
حافظ ونگہبان ہی نورالدہر نے شبرنگ سے پوچھا کہ خواجہ زادون نے کیا کہا شبرنگ نے عرض کی
کہ جو خواجہ زادون نے کہا وہ ظاہر ہوا طلسم کے فتاح آپ ہی ہین مگر ایرج کے ہاتھ سے بھی کچھ درجے
فتح ہونگے نورالدہر نے پشت دست کاٹ لی کہا کہ اے شبرنگ تمنے بڑی غفلت کی پیشتر مجھے اطلاع
نہ کی کہ ہم پہلے نکلجاتے اب یہ تاجر زادہ بہت جلبلا بیٹھا سب پر یورش تیار کرو شبرنگ نے گھوڑا

تیار کیا پشت مرکب پہ سوار ہوے امیرے مجلۂ شکار روانہ ہوے مگر ایرج نوجوان کی جو آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک باغ بہشت آئین جسمہاے طولانی باغ پر بہار و لاثانی ہی اپنے کو ایک مسند پہ پایا پہلو مین ایک نازنین چند کنیزین دست بستہ استادہ ہین ایرج نے گھبرا کر کہا کہ کیون صاحب یہ کیا مقام ہی اور تمھارا کیا نام ہی اُس نازنین نے کہا کہ اے شاہزادہ والا قدر اے آسمان جلالت کے بدر یہ سرحد طلسم کا دسیہ ہی کاوس سبز رنگ نازنیان کا بادشاہ ہی ملکہ مخمور سرخ چشم منظور نظر افراسیاب اس طلسم مین داخل ہوئین کاوس اُسکو دیکھکر مائل ہوے علامت طلسم پر خود گئے مخمور کو گرفتار کرکے لائے وزرا سے کہا کہ اسے ہمارے وصل پر راضی کرو ہم لوگون نے جا کر کلام کیا وہ مبہوت بیٹھی ہی تمھاری یاد مین رو رہی ہی تمھارا نام لیکر پکارتی ہی بادشاہ نے کہا کہ اسکے معشوق کو لاکر قتل کر ڈالو میرا نام ہی شمیم سحر بند چار وزیر مرد ہین چار ہم شاہزادیان میرے نام حکم ہوا کہ اسکے عاشق کو لا کر مار ڈالو مین تمکو اُٹھا لائی تمکو دیکھکر محبت ہوئی ایرج نے کہا کہ او نابینا میرا نام ایرج نوجوان ہی وہ شیر بیشۂ جرأت یکہ تاز میدان جلالت نور الدہر ہی وہ ہی مخمور پہ عاشق بھی ہی شمیم نے کہا کہ مجھے تم سے مطلب ہی اُنکو بھی اُٹھا لاؤنگی اور بہتر ہوا کہ وہ میرے ہاتھ سے بچ گئے اور تمھین بھی اس بادہ وصال سے رکھونگی کہ شاہان جہان رشک کرینگے ایرج نے کہا کہ کیا بیہودہ بکتی ہی ہم سحر و ساحری پر لعنت کرتے ہین ایرج نے چاہا کہ تلوار اُٹھاؤن شمیم نے سحر کر دیا ہاتھ پاؤن بیکار ہوے کنیزون سے کہتی ہی کہ اس جوان کو سمجھاؤ میرا وصل قبول کرے کنیزین عرض کرتی ہین کہ آپ نے فوراً اپنے عشق کا حال کہدیا مردون پر محبت نہین ظاہر کرتے خود عاشق ہو جاتا اب ہم سب سمجھائینگے صحبت عیش و طرب آراستہ کیجیے صحبت رقص و سرود و شراب کا چرچا ہو اُس وقت راضی ہو جائیگا شمیم نے قبول کیا صحبت کو آراستہ کیا گائین بیٹھ کر گانے لگین دورہ شراب کا ہوا ایک حسین و خوش گلو گائن یہ اشعار عاشقانہ گانے مین مصروف ہوئی

نظم

کوئی غارتگر نہین دیوانون کے اسباب کا	خانۂ زنجیر کو کچھ غم نہین سیلاب کا
ساقیا لا جام مے در پیش ہی جنگ سخن	ہی بجا تیغ زبان پر آنچ ہونا آب کا
خلق کی پیشانیون پہ ہی یہی مضمون رقم	سجدہ واجب ہی ترے دروازے کی محراب کا
ہی مری دیوانگی کا باعث اک دریاے حسن	سلسلہ ہو موج کا اور طوق ہو گرداب کا

بنگیا ہر روزن دیوار چشم انتظار
شوق ہی کیا اپنے گھر کو آمد سیلاب کا

جس حسین کو دیکھتا ہون مین اُبل آتے ہین اشک
میری آنکھون مین ہی عالم معدن سیماب کا

سرکشی کرنا نہ برباد ہی تن خاکی کی ہو
خاک کو اُڑنے نہین دیتا چھڑکنا آب کا

پاک طینت جو کہ ہین اُنسے تعلق دور ہی
خار سے کیا اُلجھے نقشہ چادر مہتاب کا

ملتی ہی عاشق کو لذت فرقت معشوق مین
اختیاری ہجر ہی سرخاب سے سرخاب کا

ہی تنزل مین ترقی صاف دل کے واسطے
دیکھ لو بنتا ہی موتی خشک قطرہ آب کا

پانون جو رکھتا ہی کھاتا ہی سر اُسکا ٹھوکرین
یہ حریم کوے جانان ہی مقام آداب کا

جور اعدا پر بھی کر سکتا نہین ترک وطن
دھیان آتا ہی جو ناسخ فرقت احباب کا

لیکن شاپور شیر دل جو تلاش مین اپنے آقا کی چلا تھا قریب اس باغ کے آکر بہو بخاد دیکھا مرکب ایرج کا ایک تھان پر بندھا ہی سمجھ گیا کہ آقا اسی باغ مین ہین پشت باغ پر آکر کمند باری دیوار پر چڑھ آیا دیکھا ایرج مسلسل بیٹھے ہین ایک نازنین مسند پر مگر آنکھون مین آنسو بھرے ہوے شاپور ایک گوشے مین آکر ٹھہرا گائن واسطے پیشاب کے اُٹھی شاپور نے گائن کو بیہوش کیا اُسی کی شکل بنکر محفل مین آیا گاتے گاتے کہا کہ ای ملکہ اگر حکم ہو تو اس جوان کو مین راضی کردون شمیم نے کہا کہ ای حسن آرا اگر تو نے اسکو راضی کیا تو بڑا احسان ہوگا شاپور قریب ایرج کے آیا کہا کہ ای شہریار غلام حاضر ہی آپ ایک کلمہ کہدیجیے کہ مین تجھپر عاشق ہون مین ابھی اسکو مارے لیتا ہون ایرج نو پرورش کردہ خواجہ عمرو ہین ایسی باتین بنائین کہ آخر کو شاپور نے شراب کا چرچا کیا شراب پلا کر تھوڑے ہی عرصے مین ساری محفل کو شاپور نے بیہوش کیا شمیم سحر بند کو قتل کیا ایرج نوجوان کو چھڑا لیا لیکر باہر نکلا مرکب کو اُس تھان سے کھولا شاہزادے کو سوار کیا ایرج و شاپور ایک جانب چلے کوئی کوس بھر راستہ طی کیا تھا کہ ایک نخل کے سائے مین آکر ٹھہرے اپنے لشکر کا راستہ خیال کر رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھی کہ ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر بارہ ہزار سوار و پیدل [illegible] ردی کرتے ہوے آتے ہین قیلاب کوہی قلعہ سیلاب کا حاکم برائے مدد لقا چلا ہی نگاہ پڑی جمال جہان آرا سے ایرج پر شبکر وعیار ساتھ تھا اُس سے کہا کہ دریافت تو کر یہ کون جوان کھڑا ہی شبکر قریب شاہزادے کے آیا جمال جہان آرا دیکھہ

حیران ہو گیا جھک کر سلام کیا پوچھا کہ ہمارے آقاے نامدار پوچھتے ہین کہ آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی کہان سے تشریف لاتے ہین کہان تشریف لیے جاتے ہین ایرج کو حرکت پر جادوگرنی کی نہایت غصہ تھا فرمایا جا کر کہدو کہ نقد روح و روان قاسم عالیشان نبیرۂ لقاے بے ایمان ایک ساحرہ گرفتار کر کے لائی تھی اُسکو قتل کیا اب براے سرکوبی لقا جاتے ہین عیار یہ سُنکر بھاگا قیلاب سے سب احوال بیان کیا قیلاب بہت خوش ہوا کہا کہ مین براے مدد خداوند جاتا تھا کچھ نذر کو میرے پاس نہ تھا اسی جوان کو لیجا کر پیش کرونگا یہ کہکر ساتھ والون سے کہا کہ اس جوان کو گرفتار کرلو چہار طرف سے سوارون اور پیدلون نے ایرج نوجوان پر حملہ کیا ایرج نوجوان نے قبضۂ دودمۂ سکندری پر ہاتھ ڈالا نعرہ کیا کہ باشید ای کافران بیحیا و ای نابکاران پر دغا هرکه داند و هرکه نداند بشناسد نعرهٔ ایرج نوجوان

ملک ایرج آن آفتاب منیر
که صاحبقرانم و آفاق گیر
اگر تیغ کین بر کشم از غلاف
تزلزل فتد درمیان مصاف
منم میر میدان جنگ و جدل
منم نعمت خوان جنگ و جدل
منم شیر دل صف شکن پهلوان
منم ابن فرزند صاحبقران

شاپور شیر دل نے بھی نیمچہ سنبھالا لشکر کفار پر جا پڑے تلوار چلنے لگی کئی سو سپہ سالاران لشکر ہاتھ سے ایرج کے مارے گئے قیلاب غصے مین قریب شاہزادہ کے پہونچا فوج والون کو منع کیا کہ صاحبو تم ٹھہر جاؤ مین گرفتار کیے لیتا ہون یہ کہکر قریب آیا ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے تلوار کو تلوار پر روکا بہادر شیر دل صف شکن کامل فنون سپہ گری کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر پھینک دی کمر مین ہاتھ ڈالکر بقوت صاحبقرانی اُٹھایا قیلاب گھبرایا پکار کر آواز دی کہ ای شہریار الامان شاہزادے نے فرمایا امان بشرط ایمان عرض کی جب تک زندہ ہون غلامی سے گردن تابی نہ کرونگا ایرج نے ہاتھ سے زمین پر رکھدیا بہ سنون کر کے مسلمان ہوا ایرج سے کہا کہ ای شہریار اب مین آپ کے ساتھ چلونگا اُسی مقام پر اُترا جلدی بارگاہ استادہ کرائی لشکر بھی اُسی مقام پر اُترا پاے انداز بچھاتا ہوا ایرج کو بارگاہ مین لایا مقام صدر پر بٹھایا شاپور نے کہا کہ ای شہریار یہ مکار معلوم ہوتا ہی ایرج نے کہا یہ مرد سپاہی ہی تم عیار ہو تمکو سب مکار ہی معلوم ہوتے ہین لیکن قیلاب نے شراب مین بیہوشی ملائی تھیلی پر رکھکر جام سامنے شاہزادے کے پیش کیا ایرج بے اندیشہ انجام پی گئے شاپور کو بھی پلا سکا

پلایا تھوڑی دیر مین دونون بیہوش ہوے آہنگرون کو بُلایا دونون کو مسلسل و مطوق کیا منظور ہوا
خدمت مین لقا کی بیجلون سب نے کہا کہ آج اسی مقام پر اُتر پیے کل کوچ کیجیے ایرج و شاپور کو قید خانے
مین چھوڑ آپ بارگاہ مین آکر بیٹھا کہ عیار نے بڑھ کر عرض کی آپ کے بھائی صاحب آفتاب شعلہ مزاج
تشریف لاتے ہین شکار کو آئے تھے خبر جو پائی آپ کی ملاقات کو آتے ہین قیلاب اُٹھا استقبال کر کے
بارگاہ مین لایا آفتاب نے پوچھا کہ کیون بھائی صاحب یہان اُترنے کا کیا باعث ہی قیلاب نے
کہا کہ ای برادر آج عجب معرکہ ہوا مین جو اس طرف گذرا قاسم کا بیٹا جو نبیرۂ رستم کہلاتا ہی گھوڑے پر سوار ملا
مین نے لبسولیت دریافت کرایا کہ آپ کون ہین کہان جاتے ہین جھلا کے کہلا بھیجا کہ سر کوب لقا
مجکو بہت ناگوار ہوا مین جا پڑا مین نے کہا کہ ادبیہودہ تو نے یہ کیا کہا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا مین نے
تلوار چھین کے ایک طمانچہ مارا گھوڑے پر سے گرا مین نے مشکین باندھ لین عیار و سردار لشکر مین
قید ہین آفتاب نے کہا کہ کیا نام ہی کہا ایرج بن قاسم آفتاب نے کہا کہ بھائی یہ تو کہیے کہ اُسنے
طہماس کے بیٹے ماسب کو کیونکر زیر کیا میعاد عاد رشک دراز گردن کہ انسانون مین دیو ہی کر
وہ اُسکا رفیق ہی بھلا تمسے وہ کیا زیر ہوگا ما بدولت ہوتے تو شاید زیر بھی ہو جاتا تمھارے حال کو
تو مین خوب جانتا ہون قیلاب نے کہا کہ بھائی صاحب ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہی بُلا کے پوچھ لیجیے
آفتاب نے کہا کہ ضرور بُلاؤ قیلاب نے کہا بھائی صاحب بُلانے سے کیا فائدہ دربار خداوندی
مین چلکر دیکھیے گا کہ مین کس طرح پیش آتا ہون آفتاب نے کہا کہ مین ضرور بلواؤنگا جس دن یہ قلعۂ
ذوالامان پر چڑھ گیا ہی مسلمانون کو تنگ کر دیا بادشاہ سلیمان فارسی ایسا کاردان تھا کہ جو اُسنے
ناموس حمزہ کو بچایا جب لیغز کیا قلعہ لے لیا ہر طرف سے مددگار آتے تھے ناموس صاحبقرانی کو
بچاتے تھے قیلاب نے کہا کہ مین یہ جھگڑا نہین جانتا مین نے قید کیا ہی آفتاب نے کہا کہ بلوائیے
قیلاب نے سبکرو سے خفیہ کہا کہ تو جا کر ایرج کو سمجھا دے جب بھائی صاحب پوچھین تو کہدے کہ
قیلاب نے مجکو زیر کیا کہنا کہ مین قید سے چھوڑ دونگا اگر خلاف کروگے تو ابھی قتل کرونگا سبکرو
نے جا کر ایرج سے کہا ایرج نے کہا کہ ہم کہدینگے قیلاب نے ایرج کو بلوایا ایرج نے دربار مین
آکر مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی آفتاب نے کہا کہ ای نبیرۂ صاحبقران آپ بڑا بل کرتے تھے
ہمارے بھائی صاحب نے آپ کو ایک طمانچے مین زیر کیا آپ کو شرم نہین آتی ایرج نے کہا کہ تم

یقین آیا آفتاب نے کہا کہ مجھے تو یقین نہین آتا قیلاب نے بدلا کر کہا کہ او نبیرۂ حمزہ صاف صاف
نہین کہتا ایرج نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہو آفتاب جو ہنسا قیلاب کو ناگوار گذرا تلوار پکڑکر
اُٹھا کہ او نبیرۂ حمزہ مین تجکو ابھی قتل کرونگا آفتاب ہان ہان کرتا رہا قیلاب نے ہاتھ تلوار کا
مارا ایرج نے ہاتھ اُٹھا یا ہتھکڑی کٹی ایرج نے غصے مین آکر قید توڑ ڈالی تلوار چھین کے قیلاب
کی پھینکدی ایک طمانچہ مارا کہ سر قیلاب کا جنبر گردن سے اُڑ گیا آفتاب دوڑ کر قدمون سے
لپٹ گیا کہا کہ ای شہریار مین تو مدت سے جویا تھا کہ قدمبوسی کرون یہ بھی مجکو یقین تھا کہ یہ جھوٹا ہے
یہ کہکر آفتاب بصدق دل مسلمان ہوا دونون لشکر دائرۂ اسلام مین آئے سب سرداروں نے
بصدق اطاعت کی ایرج اُسی مقام پر فروکش ہوئے آفتاب مصروف خدمتگاری ہوا ایرج
نے کہا کہ ای برادر بیٹھ جاؤ آفتاب نہ بیٹھتا تھا ایرج نے بمحبت تخت پر بٹھایا ناچ ہونے لگا
نازنینان سمنبر گارہی ہین ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہو ایرج نے پلٹ کر دیکھا کہ آفتاب زار زار
رو رہا ہو ایرج نے گانیوالی کو منع کیا فرمایا کہ کیون ای بہادر خیر تو ہی مین تمکو نہایت ملول پاتا ہون
کیا رنج و ملال ہو عرض کی کہ ای شہریار حال لائق عرض کرنے کے نہین ہو فرمایا بیان تو کرو عرض کی کہ
ایک مشکل سخت ہو اس غلام کو یہ خیال آیا میرا فرزند ارجمند ماہتاب ببر سوار جری و بہادر
صف شکن بچپن سے اُسنے فن سپہگری کو خوب حاصل کیا بڑے بڑے پہلوان اُسنے زیر کیے جس قلعے
پر گیا اُسکو فتح کیا یہان سے قریب ایک قلعہ ہو قلعۂ سرحد اُسکو کہتے ہین سرحد طلسم کاوسیہ کی وجہ
سے اُسکو قلعۂ سرحد کہتے ہین بادشاہ کاوسیہ کا وہ خراجگزار ہو قلعہ دار وہان کا ملک انجم ستارہ شناس
بڑا کاہن زبردست ہو اسی واسطے بادشاہ طلسم کاوسیہ نے اس سرحد پر اُسکو مقرر کیا ہو کہ طلسم کشا کو
روکیگا بیٹا میرا اُسکی بیٹی پر عاشق ہو کر چڑھ گیا اُسنے کہا کہ میری بیٹی کا مہر بہت گران ہو جب تک
طلسم کاوسیہ فتح کرو اُس طلسم مین ایک قصر ہو کہ اُسکو قصر مروارید کہتے ہین مروارید بے بہا سے
وہ معمور ہو ایک بار شتر مروارید اُس قصر سے نکالو وہ مہر مین میری بیٹی کے دو یہ اُسکا مہر ہو اور
اُسنے غضب یہ کیا کہ یا تو اُسنے نام ہی سُنا تھا اُسنے تصویر کھنچوا کر دیدی اُس تصویر کو دیکھکر اور
زیادہ جوش و خروش ہوا الملکہ ممتاز گوہر لوش اُسکا لقب ہو یہان سے بارہ کوس پر ایک دشت
ہو اُس دشت مین ایک کوہ ہو وہ ہی مقام داخلے کا ہو میرا فرزند گیا اُس پہاڑ سے ایک شیر پیدا ہوا

اُسے اُٹھا لے گیا لشکر پر اُسکے برقیین گر پن کئی ہزار جوان مارے گئے آخر لشکر بھاگ آیا ایرج نے یہ سنتے ہی
کہا کہ مجھے بھیجو مین فتح کرونگا بیٹے کو تمھارے رہا کر لاؤنگا انشاء اللہ اُسکی بیٹی سے اُسکی شادی کرونگا
آفتاب رونے لگا کہا کہ اے شہریار کیونکر عرض کرون کہ حضور وہان جانیکا ارادہ کرین ایرج
نے کہا کہ اے برادر مجکو تو جانا واجب و لازم ہے مین خاص کر کے برائے تلاش طلسم کاوسیہ نکلا تھا
ہمارے ہمچشم کی معشوقہ اُسمین قید ہے اگر اُسکو رہا کر لیا سب دست راستیون پر احسان ہوگا اگر
تم نہ لیجاؤ گے مین خود جاؤنگا اول چلکر ملک انجم سے عہد واثق لین کہ ہم ایک بار شتر مروارید
بھی تمھاری بیٹی کے جہیز مین دینگے اور طلسم بھی فتح کرینگے آفتاب ناچار ہوا دوسرے دن وہانسے
کوچ کیا برائے مقابلۂ انجم سرحد ادھر چلے بیان کیفیت یہ ہوئی کہ جب ملکہ مخمور گرفتار طلسم کاوسیہ
ہوئین آنکھ کھولکر اپنے کو ایک مکان مین پایا جادوگرنیان بیٹھی ہین کاؤس اورنگ نشین کہ جو
بادشاہ طلسم ہے جب ملکہ مخمور نے صاحب علامت کو مارا اتفاق سے کاؤس اورنگ نشین
اُس طرف سے جاتا تھا اُسنے اپنا سحر کر کے ملکہ مخمور کو گرفتار کیا رات بھر اشتیاق ملاقات ملکہ مخمور
مین تڑپا ہجر کی کالی رات پہاڑ ہو گئی کبھی اُٹھتا ہے کبھی بیٹھتا ہے خادمون نے جا کر باہر ذکر کیا کہ آج
شاہ نے آرام نہین فرمایا مصاحب یہ خبرین سنکر حاضر ہوئے دیکھا کہ کاؤس اورنگ نشین پلنگ
پر سر برہنہ بیٹھا رو رہا ہے مصاحبون کو دیکھکر آنسو پوچھ ڈالے مگر رنگ چہرے کا زرد لب پر آہ سرد
دل مین درد سب نے عرض کی کہ سرکار کو عجب حال پر ملال مین پاتے ہین غمخواران شاہی بہت
گھبراتے ہین ارشاد تو ہو کہ آپ کو کیا ملال ہے دل کو شہنشاہ کے کس بات کا خیال ہے غمخواران
شاہی پیروی کرین کاؤس اورنگ نشین نے منہ پیٹ لیا کہا کہ یارو کیا کہون کیونکر اس راز
کو چھپاؤن دیوانہ وار کسی صحرا مین نکلجاؤن نظم

دل لیتی ہے وہ زلف سیہ فام ہمارا	بجھتا ہے چراغ آج سر شام ہمارا
ایسا کوئی گمنام زمانے مین نہ ہوگا	گم ہے وہ نگین جسپہ کھدے نام ہمارا
ہم گو کہ ہین دیوانے مگر غرق یم اشک	یونان کے مانند ہوا نام ہمارا
مرپائی نہ پینے کو تو ہم پی گئے آنسو	اشکون نے بھی ساقی نہ بھرا جام ہمارا
کعبے مین بھی وحشت کی رہی دست درازی	صد چاک کیا جامۂ احرام ہمارا

الفت میں تھی اک دوا جو بیچارگی کا نذر	آغاز سے کیا خوب ہی انجام ہمارا
آل آ دھو رہے جسم مشابہ میں تراتیر	خالی نہ کبھی صید سے ہو دام ہمارا
کام اور دون کے جاری رہیں نام ہیں ہم	اب آپ کی سرکار میں کیا کام ہمارا
نا سنج کہیں جاہ آ کے کہے قاصد جانان	خط لیجئے دلوائیے انعام ہمارا

مصاحبون نے عرض کی کہ خداوندان جہانبان اس جملے کو نہین سمجھے کاؤس نے کہا کہ یارو کل میری شان
تھی کہ مین اسیرا ہوا جاتا تھا اندر طرف سے علامت طلسم کے ہوا دیکھا کہ علامت پر آفت برپا ہی مجھکو جانا
پڑا سحر کیا نگاہ اُس جمال جہان آرا ے معشوق عاشق کش پر پڑی چھریان کلیجے پر چل گئین ہرچند کہ اُسکو
قیدخانے بھیجدیا مگر دید کا مشتاق ہون ایک مقدمہ اور زیادہ نازک ہی دریافت جو کیا تو معلوم ہوا
کہ نام نامی اس ظالم کا مخمور سُرخ چشم ہی افراسیاب مدت سے اسپر عاشق ہی اس زمانے مین
کوئی باعث ایسا ہوا کہ یہ شریک مسلمانان ہوگئی نبیرہ صاحبقران نورالدہر بن بدیع الزمان پر
مائل ہوئی اسپر افراسیاب سے فساد ہوا افراسیاب درپئے آزار ہی اُسکا قصد ہی کہ طلسم ہوشربا
مین نہ رہنے دون اگر کہین اُسکو معلوم ہوا تو میرے ساتھ ضرور فساد برپا کریگا مین حیران ہون کہ
کیا کرون وزرا نے عرض کی کہ اے شہریار کل اُسے دربار مین بلائیے پیام وصل دیجیے یہ بھی وعدہ
کر لیجیے کہ سلطنت طلسم کا تجھے اختیار ہی اگر قبول کرے لطف سے سلطنت کیجیے مسلمان آپ کا کچھ
نہین کر سکتے اس طلسم کو آپ کے بزرگون نے ایسی ترکیب سے بنایا ہی کہ جو کوئی آنے کا ارادہ کرے
گرفتار بلا ہو کسکی مجال ہی کہ لوح کا نشان پائے لوح کو اور زیادہ سخت کیجیے کاؤس نے سر جھکالیا
کہا کہ یارو افراسیاب سے کوئی کیسے یا نہ کیسے وہ خود کامل واکمل سحر مین طاق فنون وعلم کیمیا
وسیمیا و ریمیا مین شہرۂ آفاق کسکی مجال ہی کہ اُس سے مقابلہ کرسکے وزرا نے عرض کی کہ یہ طلسم
وہ مقام ہی کہ اگر آپ پاؤن کھینچکر اندر طلسم کے بیٹھ رہینگے تو افراسیاب نہ آسکیگا لوح ایسے
مقام پر ہی کہ کوئی وہان جا نہین سکتا لیکن ایک امر غلام عرض کرینگے کہ ایک کاہن طلسم ابکی مرتبہ
وعظ مین بیان کرچکا ہی کہ عمر طلسم تمام ہوئی اسکی فکر واجب ولازم ہی کاؤس نے کہا کہ مین نے بھی اکثر
کتب مین دیکھا کہ عمر طلسم تمام ہوئی مگر اسکا مجکو اعتبار نہین کسی کی مجال نہین ہی کہ میرے طلسم مین
داخل کرے یہ طلسم بہت سخت ہی میرے بزرگون نے بنایا ہی مین ہی جانتا ہون اس بات کو چھپاؤ

کہ افراسیاب کو خبر نہ ہونے پائے مصاحبون نے عرض کی کہ کسی کو خبر نہ ہوگی انھین باتون مین شب تڑپ
تڑپ کر بسر کی جب ستارۂ سحری آسمان پر چمکا مصاحبون کو ساتھ لیے ہوے دربار مین آیا حکم دیا
کل کے قیدی کو لاؤ اندراس جادو کہ داروغۂ زندانخانہ تھا اُسکے نام حکم ہوا قیدی ملکہ مخمور کو
لاؤ لیکن یار دار اُس محبوب خوشرو کو کوئی صدمہ نہ پہونچنے پائے بہت احتیاط سے لاؤ اندراس
گیا چند کنیزین بھی ساتھ ہین نہایت احتیاط سے ملکہ مخمور کو دربار مین لایا مخمور حجاب سے عرق عرق
رنگ چہرے کا فق دل مین قلق سر جھکا کر کھڑی ہوئین کاؤس نے مصاحبون سے اشارہ کیا چند
مصاحب اُٹھے قریب ملکہ مخمور کے آئے عرض کی کہ اے ملکۂ عالم یہ طلسم کاؤسیہ ہے بڑے بڑے لوگون
نے قصد کیا کہ اسکو فتح کرین مگر فتح نہ کر سکے شہنشاہ ہمارے آپ پر عاشق ہوے ہین طلسم کی سلطنت
لیجیے آپ کو نیک و بد کا اختیار ہے کوئی آپ کے مقدمے مین دخل نہ دیگا شہنشاہ ہر وقت آپ کی
خدمتگزاری مین مصروف رہینگے مخمور کو غصہ آیا چہرہ سُرخ ہوگیا اشارے سے جواب دیا کہ اگر
ایسا ارادہ کریگا تو ہمکو زندہ نہ پائیگا بہت پچتائیگا عرصہ دراز تک منت کی کنیزون نے بھی بہت
بہت سمجھایا ملکہ نے جواب سخت دیے مشیرون نے کہا کہ ابھی طائر نو گرفتار ہے اُسی نبیرۂ حمزہ کے
واسطے بیقرار ہے دو چار دن گذر نے دیجیے ضرور قبول کریگی کاؤس نے بمجبوری و ناچاری قبول کیا
ملکہ کو قیدخانے مین بھیجکر بیٹھا ہے اپنے دل کا حال کہ رہا ہے دریا چشمۂ چشم سے بہ رہا ہے کہ آسمان سے
برق چمکی اور ہامِ فلک سیر کاہن طلسم کتاب بغل مین دبائے ہوے آکر پہونچا عرض کی کہ اے شہنشاہ
جو عورت آکر قید ہوئی ہے اور سرکار اُسپر مائل ہین یہ اچھی بات نہین ہے اس سے فساد دور تک
پہونچیگا دیکھیے صاف صاف لکھا ہے کہ معشوقۂ افراسیاب کا آکر قید ہونا نشان بربادی طلسم ہے
ایک جوان اور کل پرسون آکر قید ہوگا اُسکے بعد طلسم کشا آئیگا اُسکے ہاتھ سے بربادی طلسم لکھی ہے
سرحددار کو اطلاع دیجیے کہ جو کوئی آئے اُس سے بجرأت مقابلہ کرے طلسم مین نہ آسنے دے اب ہر کسی کا
طلسم مین آنا بہتر نہین اسی ضمن مین داخلۂ طلسم کشا بھی ہوگا سرکار کو بہت تکلیف پہونچیگی کاؤس
مبہوت بیٹھا تھا اچھا اچھا کہکے ایک نامہ سرحددار کو لکھ بھیجا جب کاہن چلا گیا کہا بیہودہ بکتا
ہے کتابون کی تحریر کا کیا اعتبار میرے بیان کیا کتاب سامری نہین ہے مراد اس بیان سے یہ تھی کہ سب کو
اطلاع ہوگئی کہ طلسم کشا آنیوالا ہے اب حال ایرج کے نوجوان تحریر ہوتا ہے کہ ایلجم اختر شناس کو خبر پہونچی

آفتاب تاجدار باپ ماہتاب کا نبیرۂ حمزہ کو لیکر آتا ہے چونکہ نامہ پہونچ چکا ہے اب سوچا کہ مقابلہ کرون تو مشکل ہے یہ لوگ صف شکن تیغ زن مشہور عالم لقا ایسے سرکش کو در بدر خاک بسر کر دیا بلکہ باختر مین صاحبقران بارہ برس لڑے بدیع دقاسم نے وہ وہ شبخون مارے کہ لقا کو بھاگنے کے سوا کچھ نہ بن پڑا شہنشاہ نوشیروان کہ پوتا جمشید جم کا تھا اُسکو یون مٹایا کہ نوشیروان در بدر خاک بسر ہوا یارد کہان کہان ملکون کا نام لون جن ملکون اور جن شہرون مین ان مسلمانون کا قدم گیا اُنکو برباد کیا اب تم سبھون کی کیا صلاح ہے میرے نزدیک تو اسی مین فلاح ہے کہ طلسم کی جانب روانہ کر دون وہان جاکر گرفتار ہو جاوینگے ہرچند کہ شاہ طلسم نے تحریر کیا ہے کہ عمر طلسم تمام ہو گئی اور کاہنان طلسم نے بھی حکم لگا دیا کہ اب طلسم کشا آئیگا اور طلسم کشا خاندان صاحبقران سے ہوگا کون پہچانے کہ طلسم کشا کون شخص ہے اسی پردے مین طلسم کشا بھی آئیگا مین اس جوان سے مقابلہ نہین کر سکتا جاکے استقبال کرون اور دو روز دعوت کرکے عرض کرون کہ مہتاب پر سوار کو رہا کیجے لائیے مین شادی کر دون وہ رہا کرنے جاوینگے خود گرفتار ہونگے طلسم مین بڑے بڑے جادوگر مین ستارہ شناس کہ زمین کو آسمان پر پہونچا مین ایک شخص کا گرفتار کرنا کیا مشکل ہے سب وزرا و امرا نے عرض کی کہ بہت بجا ارشاد ہوا جو حضور نے تجویز کیا یہی مناسب وقت ہے یہ سب ذکر کرکے بادشاہ نے سامان استقبال کیا بیرون قلعہ آکر اُترے تیسرے دن دیکھا کہ ایرج نوجوان لقر فریدونی دحشمت جمشیدی آفتاب آگے انتظام کرتا ہوا کئی افسر شاہزادے کو گھیرے ہوے اسی ہزار فوج پشت پر شاپور شیر دل ایک عیار طرار و فراز خنجر گزار رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے بادشاہ واسطے استقبال کے بڑھا شاپور نے جو اس طرح بادشاہ کو آتے ہوے دیکھا سراپا پر نگاہ ڈالی عرض کیا کہ ای شہریار یہ بادشاہ مجکو مکار معلوم ہوتا ہے ایرج نے کہا کہ دیکھا جائیگا بادشاہ استقبال کرکے ایرج کو اپنی بارگاہ مین لایا ایرج نے بیٹھتے ہی کہا کہ ای انجم اختر شناس تمنے ماہتاب پر سوار کے ساتھ کیا کیا عرض کی کہ ای شہریار مین نے اُسنے کہا تھا کہ طلسم کو فتح کرکے آئیے ایک بار دختر مرواریہ لائیے ملکہ ممتاز گوہر پوش کو بیاہ کے لیجائیے وہ برائے فتاحی طلسم گئے پھر پلٹ کے نہ آئے مین مجبور و ناچار ہون ایرج نے کہا کہ مین اُسی تقریب کا مشتاق ہون اگر آپ کو دعوی زور بازو ہو تو بسم اللہ طبل جنگی بجوائیے میدان کارزار مین آئیے ورنہ جو آپ کو منظور ہو وہ فرمائیے مین

بسر و چشم بجا لاؤنگا ایرج نے جو بل تیوری پہ ڈال کر یہ کلمات کہے انجم کانپنے لگا دست بستہ عرض کی
کہ پہلے دولہا کو لائیے اگر سرکار کو منظور ہو تو مین آپ کے حکم سے گردن تابی نہین کر سکتا وہ کنیز حاضر ہو
سوار کر کے لیجائیے طلسم فتح کیجیے وہین شادی بھی کر لیجیے ایرج نے سر جھکا لیا کہا انشاء اللہ ہم جلد شکست
کرینگے ماہتاب سبز سوار کی رہائی کا بندوبست کرینگے یہ کہا بارگاہ انجم سے اٹھے اپنی
بارگاہ مین آئے کہا کیون بھئی شاپور اُسنے سب باتین معقول کہین ہین اُسکا کیا جواب دون طلسم پر
جاؤنگا شاپور نے کہا کہ آقا مجھکو سراسر فتور معلوم ہوتا ہے اول تو زبانی غضنفر کے معلوم ہوا
کہ خواجہ زادون نے بملاحظہ نجوم فرمایا کہ فتاح اس طلسم کے نور الدہر بن بدیع الزمان ہین آپکے
ہاتھ سے چند در بند فتح ہونگے مین فرمانے کو خواجہ زادون کے کیونکر خلاف کہون ایرج نے
کہا بیہودہ شے کو جب تلوار مردان عالم کی کھنچی سب شعبدے بیکار ہو جاتے ہین شاپور نے سر
جھکا لیا جانتا ہے کہ یہ آتشخو شعلہ مزاج جاہلون کے سر لے تاج میری بات کا ہیکو مانینگے جو انکے
ذہن مین آویگا وہی کرینگے خاموش ہو رہا ایرج نے بعد اکل طعام کے منزلون کے تھکے ماندے تھے
آرام فرمایا شاپور شیر دل کو اسکا گمان تھا کہ کسی سے مقابلہ و مجادلہ نہین یہ بھی شام سے
جا کر سو رہا آفتاب نے ہر چند کہ بیٹے کے فراق مین بیقرار ہے طلایہ وغیرہ مقرر کیا یہ بہانہ ہوا
یہ کوئی نہ جانتا تھا کہ فتنۂ خوابیدہ بیدار ہوگا شب بھر سب نے آرام کیا بوقت سحر شاپور اُٹھا کہ جا کر
آقا کو برائے نماز جگاؤن بارگاہ مین جو آیا دیکھا کہ غضب ہو گیا پتہ کسی عیار کا معلوم ہوتا ہے زیر پلنگ
نقب لگی ہوئی ہے شاہزادہ پلنگ پر ندارد شاپور نے ایک چیخ ماری کہ یارو غضب ہوا آقا
پلنگ پر نہین ہین کوئی چرا لے گیا آفتاب وغیرہ دوڑے شاپور کو دیکھا کہ سر پر ہاتھ رکھے ہوے
رو رہا ہے آفتاب نے کہا کہ کیون اے شاپور تمھاری عقل مین کیا آتا ہے شاپور نے کہا کہ مین جا کر
انجم سے پوچھتا ہون کہ یہ حرکت کسنے کی کون ہمارے آقا کو چرا لے گیا اُسکا پتہ لگائیے ورنہ ہم آپ کے
دامنگیر ہونگے آفتاب و شاپور دربار مین انجم کے آئے تمام کیفیت چوری جانے ایرج کی
بیان کی انجم تاجدار نے کہا کہ قسم ہے لات و منات کی مین اس حال سے بالکل آگاہ نہین
تیز رو میر اعیار ہے مین ابھی اُسکو بلاتا ہون وہ پتہ لگا دیگا تمام شہر کو چھان ڈالیگا جسنے یہ
حرکت کی ہوگی اُسکو سزا ملیگی اس طرح انجم نے بیان کیا شاپور نے آفتاب سے اشارہ کر دیا

کہ اسکے کلمات سے صداقت ظاہر ہے کچھ سختی نہ کیجیے آفتاب کا ارادہ تھا کہ مین اسی وقت انجم سے
مقابلہ کرون اوربھڑ کے اپنی جان دون شاپور مانع ہوا انجم نے اُسی وقت تیز رو عیار کو بُلا کہا
کہ ای تیز رو شاہزادہ ایرج کو کوئی فرش خواب سے چُرا لے گیا جلد پتہ لگاؤ تیز رو نے کہا غلام
ابھی جاتا ہے چالیس پیک بچون کو ساتھ لیکر گیا شاپور بھی وہان سے نکلا آفتاب سے کہتا ہوا کہ کچھ
لڑنے سے مدعا حاصل نہ ہوگا ہمکو خوب یقین ہوا کہ انجم اس مقدمے سے ناواقف ہے مین خود پتہ
لگاؤنگا آپ حفاظت لشکر مین آمادہ رہیے آفتاب کو طرف لشکر کے بھیجا شاپور تلاش مین
ایرج کی نکلا اب حال ایرج نوجوان کا تحریر کرتا ہون کہ جب ایرج دربار مین انجم کے آئے
ممتاز گوہر پوش اسکی ایک بیٹی ہے کہ جسپر ماہتاب عاشق ہوا دوسری دختر بلند اختر
شہباز پریچہرہ نہایت حسین و جمیل سرو قد خورشید خد سمنبر عارض رشک قمر غنچہ دہن شیرین سخن
کبک رفتار شیرین گفتار موے میان نازک اندام خوشخرام اُسنے جو خبر سُنی کہ نبیرہ صاحبقران
جنکی مان ملکہ گیتی افروز ہین وہ آج دربار مین آپ کے باپ کے تشریف لائینگے ملکہ ممتاز تو
کسی قدر بیمار تھین ملکہ شہباز کنیزون کو ساتھ لیکر کوٹھے پر آئین جھروکون مین بیٹھکر دیکھنے لگین
یکایک آفتاب عالمتاب شہریاری وکوکب حشمت افروز جہانداری شاہزادہ ایرج نوجوان
بصد شوکت وشان آئے کہ خود زرین سر پر لباس پُر تکلف زیب جسم انور زرہ یاقوت نگار پہلو مین تلوار
سپر پشت پر ہلال و بدر کا ساتھ چار آئینہ جسم پر آراستہ جس سے دیکھنے والے حیران ہون کیونکر شان
وشوکت کے سامان عیان ہون غزال چشم شیر خشم دیکھتے کے ساتھ ہی ملکہ شہباز کو پسینہ آیا
قلب تھرایا ہر چند ضبط کیا نہ ہوسکا بیقرار ہوکر اُٹھنی چاہا کہ اپنے مقام خاص پر چلی جاؤن سلطان
عشق کی کشور دل پر چڑھائی ہوئی لڑکھڑا کر گرین بیہوش ہوگئین کنیزین گود مین لیکر بھاگین بارہ دری مین
لائین پلنگ پر لٹایا گلاب کیوڑہ بیدمشک چھڑکا ملکہ نے آنکھین کھول دین کنیزون نے پوچھا
مزاج مبارک کیسا ہے حضور کو بہت پریشان پاتے ہین کیا کیفیت ہے ملکہ نے ٹھنڈی سانس
کھینچی کہا کہ صاحبو کیا بیان کرون جو دل کی حالت ہے نظم

خلق کی تسخیر کو ہر نقش پا افسون ہوا	سایہ دیکھا اُس پری کا جسنے وہ مجنون ہوا
فرقت خال سیہ مین مردہ مین محزون ہوا	موت افیونی کی آئی جبکہ بے افیون ہوا

اس ادا سے دھوئین ہین دستِ حنائی آپ نے
ہر حبابِ آب جو اک دیدۂ پرُ خون ہوا

نکلو نگا مثلِ شرر سنگِ صنم سے روز حشر
زیرِ دیوارِ حرم گو آج مین مدفون ہوا

بو سہ خالِ سیہ دیتے نہین صاحب اگر
ایک دن سُننا کہ بندہ کشتۂ افیون ہوا

ماہِ تابان ہین ہوا ہالہ ہوا مارِ سیاہ
چودھوین شب گر خیالِ کاکلِ شبگون ہوا

چین کی جا کوئی دنیا مین نہین جز غمکدہ
کیا ہی دانا تھا کہ ساکن خم مین افلاطون ہوا

ہم شہیدون کی جو خاک اُسکی سواری سے اُڑی
ایک دم مین توسنِ بادِ صبا گلگون ہوا

طوق ہالے کا پڑا اُسکے گلے مین کسلیے
ہے ماہ بھی شاید اُسی کے عشق مین مجنون ہوا

ہر وہ تیغ اُسکی نگہ دیکھی اگر میری غزل
طائر بسمل وہ ہین ہر طائر مضمون ہوا

باغ مین تقطیع اُس سروِ روان کی دیکھکر
سرو کا مصرع مری نظرون مین ناموزون ہوا

کیونکر اے ناسخ خوار عجل دشمن ہو نخوار
کیسے موسیٰ کا علیؑ شیر خدا ہارون ہوا

کنیزون نے عرض کی کہ لونڈیان اس جملے کو نہین سمجھین مفصل سمجھائیے کہ ہماری سمجھ مین آئے وزیرزادی گل اندام نے ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ حضور کنارے چلین مین کسی قدر سمجھتی ہون اور حضور سمجھا بھی دینگی مین بدل وجان بجا آوری کرونگی مطلب دلی حاصل ہوگا کنیزون کو ہٹا دیا جب تنہائی ہوئی گل اندام نے کہا کہ میری عقل مین یہ آیا یقین ہے کہ خلاف نہو حضور نبیرۂ صاحبقران پر مائل ہوئین کچھ ہرج نہین ہے شاہ اور شہزادیون کا یہی کام ہے ملکہ گیتی افروز وجہان افروز دختران خداوند زمردشاہ باختری پسران حمزہ پر عاشق ہوکر نکل گئین وہی باعث زوال دولت خداوند کا ہوا دختر نوشیروان ملکہ مہر نگار اس طرح نکل گئین کہ زوال سلطنت نسل کیان ہوا ملکہ نے سر جھکا لیا کہا گل اندام خوب سمجھین یہ کہتے ہی ڈبڈبا کر آنسو آنکھون سے جاری ہوے گل اندام نے دوپٹے سے اشک حسرت پونچھے کہا حضور کیون مایوس ہوتی ہین لونڈی فکر کرتی ہے مین حضور سے اُنکو ملا دونگی یہ کہکے ایک کنیز کو پکارا کہا کہ میرے بھائی خوش آہنگ عیار کو بُلا لا کنیز گئی خوش آہنگ نے جو سُنا کہ ہمشیرہ بُلاتی ہین دوڑا ہوا آیا بچپن سے اسنے محل مین پرورش پائی ہے سامنے ملکہ کے آیا عجب حالت دیکھی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے چہرہ اُداس عالم یاس وزیرزادی سے کچھ سرگوشی ہورہی ہے اسنے دست بستہ عرض کی کہ غلام کو کیون یاد فرمایا ہے

بسر و چشم حاضر ہون جو حکم ہو بجا لاؤن گل اندام نے الگ لیجا کر کہا کہ ای برادر خوش آہنگ تم جانتے ہو کہ ملکہ کی وجہ سے ہماری عزت و آبرو ہو اگر اُنکے دشمنون پر کوئی افتاد پڑی ہمکو کوئی دمڑی کو نہ پوچھیگا نبیرۂ صاحبقران شاہزادہ ایرج نوجوان جو تشریف لائے ہین ہماری ملکۂ عالم اُنپر عاشق ہوئین ہو سکتا ہو کہ کسی ترکیب سے اُنکو یہان لے آؤ خوش آہنگ نے کہا کہ مین آج ہی لاتا ہون ہرچند کہ عیار اُنکا بہت کامل و اکمل ہو اگر اُسکے ہاتھ سے بچا اور اُسکو غافل پایا تو آج ہی لایا یہ کہکر خوش آہنگ دن ہی سے چلا لشکر ایرج نوجوان مین آیا شاپور کو دیکھتا ہو کہ یہ کہان رہتا ہو بارگاہ ایرج کے مقامات دیکھے شاپور کو دیکھا کہ شام سے جاکر سو رہا خوش آہنگ ایک گوشے مین آیا نقب کنی شروع کی مُہرہ نقب کا توڑا ایرج نوجوان کو بیہوش کرکے لے گیا ملکہ شہباز سے ملاقات ہوئی ایرج بھی معشوق پر عاشق ہوے اُسی باغ مین صحبت آرا ہین تیز رو و شاپور براے تلاش نکلے ہین مگر تیز رو عیار طرار و فرار اول تو اپنے منترانیون سے اقرار نامہ لیا کہ جس گھر مین نیا مہمان ہو ہمکو خبر پہونچانا آپ خود جا بجا دیکھتا پھرتا ہو لیکن شاپور آفتاب تیغزن کو مطمئن کرکے چلا پھرتا پھراتا اُسی باغ کی پشت پر آیا گانے کی آواز سُنی سمجھا کہ کیا عجب ہو جو آقاے نامدار یہان ہون یہ سوچ کر بذریعہ کمند دیوار پر آیا دیکھا کہ شاہزادہ والا قدر پہلو مین ایک معشوقہ کو لیے بیٹھے ہین ایک نازنین شعلہ خو خوش رو سامنے ایرج کے بیٹھی گا رہی ہو **نظم**

وحشیون کو کیا ہی مجنون جسے یارا نہ ہوا
تیشۂ کا پنجہ براے موے سر شانہ ہوا

تیرے آگے باغبان نے نوچ ڈالے سب چمن
باغ مین ہر گل برنگ سبزہ بیگانہ ہوا

بزم مین خالی نظر آیا جو ساقی کا مقام
شیشۂ مے کا دہن لبریز پیمانہ ہوا

آتش رنگ حنا سے شمع ہین سب اُنگلیان
دست جانان مین مرا مکتوب پروانہ ہوا

زلف جانان سنگنی ہو گور مین مار عذاب
تھا جو افسون چشم جادو کا وہ افسانہ ہوا

صورت اُسکی دیکھتا ہون ہر در و دیوار سے
اندلزن کا شانہ میرا صاف تھانہ ہوا

رندی اپنی پارسائی سے مبدل ہو گئی
ہجر مین ہر قطرۂ مے سُبحہ کا دانہ ہوا

پیش غیر آتا نہین باہر وہ اق چشم سے
طفل اشک اپنا جو نادان تھا بڑا دانہ ہوا

عشق سے چونکا کے مجکو ہنس کے وہ کہنے لگا ‏ ‏ بعد مدت آج کیونکر آپ مین آنا ہوا

ہو گیا ہر غیر کیا سودائی تجہیر اے پری ‏ ‏ ہو گیا کتا ترے کوچے مین دیوانہ ہوا

مثل اخگر ہر چراغ خانہ پنہان خاک مین ‏ ‏ بام اپنا پستی طالع سے تہ خانہ ہوا

ذکر کیا شبہاے فرقت مین چراغ و شمع کا ‏ ‏ آگ لگنے سے کبھی روشن سیہ خانہ ہوا

جانور اچھے کہین ناسخ برے انسان سے ‏ ‏ شہر سے وحشت ہوئی مانوس ویرانہ ہوا

شاپور نے جو یہ رنگ صحبت دیکھا جی مین کہتا ہر کہ فرزندان صاحبقران کیا صاحب نصیب ہین انکے واسطے ہر مقام پر عیش و نشاط موجود ہر ہم تو انکے واسطے مارے مارے پھرتے ہین یہ معشوق پریچہرہ کو لیے پہلو مین بیٹھے ہین دیوار سے اترا ایک کنیز کی شکل بنکر سامنے آیا کہا داری ذرا میرا گانا سُنیے یہ گل اندام وزیر زادی پر عاشق ہوا ہر گل اندام نے کہا کہ کیون سوسن یہ زبان درازی تو گانا کیا جانے شاپور نے وزیر زادی کی بلائین لین کہا مین صدقے مین قربان مین نے یہ کمال اپنا کبھی ظاہر نہین کیا آج سماعت تو فرمایے سازندون سے اشارہ کیا ساز درست ہوے شاپور بشکل سوسن سامنے ملکہ کے تانین مارنے لگا

نظم

جوش سودا ہر سواد شب ہجران اپنا ‏ ‏ نہ ہوئی صبح ہوا چاک گریبان اپنا

نہین ممکن کہ کوئی خار تعلق چبھ جاے ‏ ‏ اپنے دامن کو سمیٹے ہو بیابان اپنا

ذکر گل کا ہر تو کیا انجمن آراے چمن ‏ ‏ کہ نہ الجھا کبھی کانٹے سے بھی دامان اپنا

آگ پردے کو لگا دے نہ کہین نالۂ دل ‏ ‏ اے پری رو نہ چھپا چہرۂ تابان اپنا

ایسے لاغر جو نہ ہوتے تو سماتے کیونکر ‏ ‏ تنگ ہر خانۂ زنجیر سے زندان اپنا

چوندھیا کر ابھی گرتے ہین زمین پر تارے ‏ ‏ کیون بدن زیر فلک کرتے ہو عریان اپنا

کچھ جوانی ہی مین ہم مست مے عشق نہین ‏ ‏ کہ خمستان کے سوا تھا نہ دبستان اپنا

نعرہ زن مین نہین محفل مین تو کہتا ہر وہ گل ‏ ‏ آج بے بلبل نالان ہر گلستان اپنا

ہر ورق بال پری سے ہر مشابہ ناسخ ‏ ‏ کہ پریزادون کے ہر وصف مین دیوان اپنا

شاپور نے اس رنگ سے اس غزل کو گایا کہ گل اندام بیقرار ہو گئی کہا سوسن تو نے آج [illegible] گانا کسنے سکھایا شاپور نے کہا کہ یہ جو شاہزادہ والا قدر بیٹھے ہین انھون نے سکھایا [illegible]

شفقت میری رات کو جو میری آنکھ کھل دیکھتی ہون پائینتی بیٹھے ہوے پاؤن دبا رہے ہین اُٹھ بیٹھی انکو
ڈھکیل دیا یہ قدمون پر گر پڑے یہ سُننا تھا کہ ملکہ کا چہرہ سُرخ ہو گیا کہا صاحب سوسن تمکو مبارک
ہو مجھسے تمھین کیا مطلب اسکو لیجائیے سوسن تو رونے لگی کہا حضور سراسر دروغ ہی میری یہ حقیقت ہی
کہ میرے قدمون پر سر رکھتا ایرج نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا دیوانی تہمت لیتی ہی ایک ہاتھ مارون کہ سر اُڑ جائے
شاپور نے قدمون پر سر رکھدیا جھٹکی لی عرض کی کہ غلام کو نہین پہچانا غلام قدیم آپ کا شاپور ہی
ایرج نے گلے سے لگا لیا شاپور نے کہا کہ ای ملکۂ عالم ملاحظہ فرمائیے مین نے پتہ ٹھیک ٹھیک دیا آب
یاد آیا ملکہ رونے لگین کہا صاحب یہ بے اعتدالیان مجکو نہین پسند آتین بی سوسن کو لیجائیے ایرج
نے کہا کہ ای ملکۂ عالم کیون پریشان ہوتی ہو یہ میرا عیار طرار تمھاری کنیز کی شکل بنکر آیا ہی شاپور
نے اپنے کو ظاہر کیا اب تو خوشیان ہونے لگین ایرج نے یہ بھی کہا کہ بی گل اندام کو میان
شاپور نے پسند فرمایا ہی گل اندام نے کہا کہ نوج نگوڑے موش صحرائی کو قبول کرون اپنی صورت
کو تو دیکھے کبھی آئینہ تو میسر نہ ہوا ہو گا چینی مین پیشاب کرکے تو اپنی صورت دیکھی ہو گی اب تو
خوشی ہونے لگی شاپور نے کہا کہ ای آقاے نامدار لشکر مین سب پریشان ہین آپ یہان آکر بیٹھ رہے
ایرج نے کہا کہ انشاء اللہ کل لشکر مین چلینگے قضاے کار یہان تو بتکلف جلسہ آراستہ ہی میان
شاپور کا غزلین ٹھریان گانا معشوق رشک غزال کا دام مضمون مین طریقے سے پھنسانا گل اندام
بچین ہو رہی ہی علم موسیقی مین کمال رکھتی ہی سمجھ سمجھ کے تعریفین کر رہی ہی لیکن تیزرو عیار فرستادہ
انجم تاجدار پھرتا پھرتا اس طرف بھی آنکلا گانے کی آواز جو کان مین آئی خیال مین آیا کہ دیکھون
باغ مین ملکہ عالم کے کیا چرچا ہی پہلے سوچا کہ یہان جانا کیا ضرور ہی آخر یہی دل مین آیا کہ دیکھو
تو لین کیا ہو رہا ہی یہ سوچ کر دیوار باغ پر آیا بنگاہ غور دیکھا کہ ایرج نوجوان پہلو مین بٹھائے
بیٹھے ہین شاپور قریب گل اندام مسخرہ پن کر رہے ہین تیزرو جل گیا کہ اس گیسو بریدہ نے غضب کیا
مسلمان کو پہلو مین بٹھایا باپ کی آبرو کا خیال نہ کیا بی گل اندام بھی عیش کر رہی ہین ان سب کو
قتل کراؤن یہ سوچ کے بھاگا در دولت انجم اختر شناس پر آیا محلدار سے کہا کہ شاہ کو جاکر
بیدار کرو عرض کرو کہ تیزرو در دولت پر حاضر ہی محلدار گئی شاہ کو جگایا نام عیار کا سُنکر آنکھین
ملتا ہوا انجم باہر آیا تیزرو نے کہا کہ حضور سوار ہون کل فوج کو حکم ملے ڈیڑھ لاکھ سوار و پیدل سب

تیار ہون انجم نے کہا کہ ای تیز رو مفصل حال تو بیان کر تیز رو نے کہا کہ حضور سوار ہون راہ مین سب کیفیت عرض کرونگا مقدمہ اسی لائق ہی کہ چارون قتل کیے جائین انجم سوار ہوا فوج مین قرنا ہوئی سب فوج تیار ہو کر حاضر ہو گئی کمیدان و رسالدار عرض کر رہے ہین کہ آخر کسپر لشکر کشی ہی دھوئین اُڑا دین شہنشاہ کا حکم ہو رستم و اسفندیار سے مقابلہ کرین انجم نے راہ مین کہا کہ ای تیز رو اب تو مفصل بیان کرو تیز رو نے سب حال مفصل بیان کیا کہا حضور اس گیسو بریدہ ننگ خاندان نے کچھ آپکی آبرو کا خیال نہ کیا یہ آگ بی بی گل اندام نے لگائی عیار کو پہلو مین لیکر بیٹھی ہین یہ سُنکر انجم بھی آگ ہو گیا کہا کہ ای تیز رو نبیرہ حمزہ کو قضا لیکر یہان آئی ہی اس طور سے قتل کرون کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اُنکے حال پر روئین اور مجکو رحم نہ آئے فوج سے پلٹ کر کہا کہ باغ شہباز کو چہار جانب سے گھیر لو کوئی نکل کر جانے نہ پائے کل فوج نے چہار جانب سے باغ کو گھیرا ایک کنیز نے کہا واری کڑاکے کی تم ہاے مرا کیسی کیسی آواز آتی ہی یہ کہکر کوٹھے پر چڑھ گئی وہانسے ہانپتی کانپتی ہوئی آئی کہا کہ ای شہریار غضب ہوا کہ انجم کو خبر ہو گئی ڈیڑھ لاکھ فوج نے باغ کو گھیرا ہی شاپور نے کہا کہ آقا آپ نکل کر مقابلہ کرین مین چھپ چھپا کر نکل جاؤن فوج سرکاری کو لاؤن ایرج نے کہا کہ کچھ ضرورت نہین کوئی مرکب تیار کرو ایک مرکب بادشاہ نے بیٹی کو دیا تھا شبرنگ تیز رو دریائی اُسکا نام تھا سالہا سال سے بندھا رہتا تھا زمین پر ٹاپین مارتا تھا کسی کو اپنے قریب نہین آنے دیتا تھا ملکہ نے کہا کہ صاحب یہ مرکب خونی ہی اُسپر کوئی سوار نہین ہوتا ایرج نے کہا کہ اُسپر ہم سوار ہونگے انشاء اللہ انجم سے سمجھنا ہی یہ کہکر اُسی مرکب کو تیار کرایا ایرج کو دیکھکر وہ مرکب شیہے بھرنے لگا زبان سے سینہ چاٹا تھوتھنی قدمون پر رکھدی ایرج بسم اللہ کہکر سوار ہوے کنیزون نے کہا کہ واری ماشاء اللہ کیا صاحب اقبال ہین یہ گھوڑا انسے رام ہو گیا مُنھ قدمون تک ملتا ہی خدا انکو مظفر و منصور کرے یہ بلا انکے سر سے دور کرے ایرج دروازے سے باہر نکلے اُس وقت ملکہ کی بیقراری و اشکباری کبھی پکارنا کہ ای فلک کجرفتار و ای گردون غدار جس طرح پشت دکھا کر جاتے ہین اسی طرح پھر روے زیبا دیکھون اپنی تقدیر سے یہ امید نہین نظم

ای بخیہ گر معاف یہ احسان گر نہین		چھپ جائین منھ دکھاکے وہ زخم جگر نہین	
گو مژدہ قبول دعا ہی مگر مجھے		احسان بخت بد سے امید اثر نہین	

کیا کیا رہی نشیب و فراز نظر مگر ثابت یہی ہوا کہ دہان و کمر نہین

آنکھون سے آنسو باری دو پٹہ ڈھلکا ہوا پائچے ہاتھ سے چھوٹے ہوئے ایرج نوجوان نے گھوڑا باہر نکالا فوج کو دیکھکر نعرہ کیا کہ باشید ای کافران بیحیا و ای نابکاران بد دغا ہر کہ داند داند و ہر کہ ندانند بشناسد

نعرۂ ایرج نوجوان

ملک ایرج آن آفتاب منیر
کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر
اگر تیغ کین برکشم از غلاف
تزلزل فتد در میان مصاف
منم شیر دل صف شکن پہلوان
ہزبر دمان ایرج نوجوان

انجم نے فوج کو اشارہ کیا تلوار چلنے لگی ملکہ کوٹھے پر سے دیکھ رہی ہین کوئی بیحیا منھ پر نہین چڑھتا دور سے نیزہ و تلوار مار کر بھاگتے ہین جہان کسی نے پشت سے وار کیا ملکہ نے کلیجہ پر ہاتھ رکھ لیا کہا کہ ای گل اندام خدا سے دعا کرو اس حربے سے خدا اس شیر کو بچائے بجز دغا نامردنے پشت پر سے آکر وار کیا ہے ایرج نے خالی دیکر قبضہ مارا کہ اس بیحیا کا سر پھٹ گیا ملکہ اچھل پڑین کہا کہ کیون ای گل اندام تونے اس جرأت کو دیکھا ماشاء اللہ کس لطف سے اپنے کو بچایا حریف کو مارا مگر چہار جانب سے فوج کا بلوہ ہر کس کس کو روکین کس کسکو ٹوکین ہر طرف سے صدہا وار پڑ رہے ہین تیر پیام قضا لیکر آتے ہین ایرج نوجوان حکم کر رہے ہین طائران تیر کے پر کٹتے ہین کئی تیر اور نیزے جو جسم اطہر پر پڑے فوارے خون کے بلند ہین ملکہ فوارہ خون کا جب دیکھتی ہین دل ہل جاتا ہے بے اختیار پکار اٹھتی ہین ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز اس مشکل کو آسان کر ہم گنہگارون پر احسان کر نظم

ای خداوند خالق دو جہان
بانی خانۂ زمین و زمان
دور گردون و گردش دوران
پرتو افگن ز نور تو گشتند
ہمہ مخلوق تست ای خلاق
جن و دیو و ملائک و انسان
ہست لا ریب بہر تو شایان
توئی خلاق و قادر و قیوم
ختم بر ذات تست ای باری
حرمت و قدر و فخر و عزت و شان
برہمہ خلق میکنی احسان
بہ تن ناتوان توان تو دہی
قطرۂ آب را گہر سازی
نطفہ را صورت بشر سازی

بے شک و ریب در حکومت تست
مہر رخشندہ و مہ تابان
خامہ وصف تو ہر چہ بنویسد
توئی رزاق و راحم و رحمان
نیک و بد را تو میدہی روزی
تو بہ بخشی بجسم بیجان جان

بیقرار ہو کر جو ملکہ نے دعا کی شاہزادہ لڑتا بھڑتا قریب انجم کے پہونچا للکارا کہ او نامرد مردان عالم کے پاپوش کی گرد یہ دھوکا کیا انجم نے ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے بار بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر پھینکدی دست حق پرست

بڑھایا مگر زنجیر مین ہاتھ دیکر اُٹھا لیا چاہا کہ زمین پر مارون انجم نے آواز دی کہ ای شہریار الامان فرمایا امان بشرط ایمان
انجم نے عرض کی کہ جب تک زندہ ہون غلامی سے گردن تابی نہ کرونگا ایرج نے زمین پر رکھدیا انجم
نے فوج کو منع کیا خبردار کوئی ہاتھ نہ اُٹھائے بخوشامد و منت ایرج و شاپور کو ساتھ لیکر اپنی بارگاہ مین
آیا کلیجے مین دھوئین اُٹھ رہے ہین کہ اس ظالم نے میرے خاندان مین دھبا لگایا گھڑی دو گھڑی خاطر
و مدارات کی ایرج کے خوش کرنے کو یہ کہدیا کہ بیٹی کی شادی آپ کے ساتھ کرونگا کل عقد ہوجائے بعد
تھوڑی دیر کے دو جام شربت کے بھر کے لایا کہا کہ حضور ہمارے خاندان کا طریقہ ہی کہ نسبت پختہ کرتے ہین
تو دولھا کو اپنے ہاتھ سے جام شربت پلاتے ہین شاپور کے ساتھ گل اندام کو منسوب کیا شاپور بھی
خوش ہوگیا ایرج نوجوان نے بخوشی جام لیا بدون رد و قدح پیگئے شاپور نے بھی پیا پیتے ہی سر
کو گردش ہوئی شاپور نے عرض کی کہ ای شہریار بیہوشی ہے اور آپ کو دیکھی ہی بڑا دھوکا کھایا انجم کے
اُٹھتے بیہوشی کام کر چکی تھی لڑکھڑا کے دونون گرے انجم نے حکم کیا کہ آہنگرون کو بلاؤ دونون کو سلاسل
مطوق کیا تیز رو سے کہا کہ پہلے چلکر اُس گیسو بریدہ کو قتل کرون انکی تدبیر تو ہوجائیگی یہ کہکر دس بیس
سوار ساتھ لیے برائے قتل ملکہ شہباز چلا یہان ملکہ بعد جانے ایرج کے نہایت پریشان تھین
کہہ رہی تھین کہ صاحبو شاہزادے نے غضب کیا اُسکے ساتھ دربار مین چلے گئے ایسا نہ ہو کہ وہ بگڑ
پیش آئے ایک کنیز سے کہا کہ بڑھکر خبر تو لے کہ وہان کیا گذری کیا کہکر دل کو سمجھاؤن نظم

وہ بیزار مجھسے ہو ازار مین ہون	وہ مےخوار غیرون مین ہی خوار مین ہون
نہین عشق سے زرد اور زار مین ہون	اگر ہی وہ یوسف خریدار مین ہون
ہوئی جمع بیدردی و دردمندی	دل آزار وہ ہی تو بیمار مین ہون
اُسے ہی عداوت مجھے ہی محبت	جو خونخوار وہ ہی تو غمخوار مین ہون
وہ ہی سرو قد طوق سے مین ہون قمری	وہ آزاد ہی تو گرفتار مین ہون
کسی کے مٹانے سے مٹتا ہی کوئی	ترے کوچے مین نقش دیوار مین ہون
وہ کرتا ہی باتین مین کرتا ہون آہین	گہربار وہ ہی شرربار مین ہون
یہ غم ہی نہ کردے جدا کوئی گلچین	وہ گل باغ عالم مین ہی خار مین ہون
وہ ہی بولتا ہی جو مین بولتا ہون	اگر ہی وہ بلبل تو منقار مین ہون

دگرگون ہی ہر آن وضع محبت　　کبھی غیر مین ہون کبھی یار مین ہون
کہا حضرت درد نے خوب ناسخ　　کہ زلفِ بتان کا گرفتار مین ہون

اس پریشانی مین ملکہ ٹہل رہی ہین دل کو آرام نہین آتا کہ جو کنیز خبر کو گئی تھی وہ دوڑی ہوئی آئی عرض کی
کہ حضور غضب ہوا آپکے باپ نے دونون کو گرفتار کرلیا اب آپ کی گرفتاری کو آتے ہین ملکہ یہ سنکر
رونے لگی کہا کیون صاحبو اب مین کیا کرون اگر باپ لیجائیگا قتل کریگا دیکھیے تقدیر کیا دکھانے کنیز نے کہا
کہ حضور جو کچھ کیجیے جلد کیجیے وہ آتے ہی گھس پڑینگے بہت بے ادبی کرینگے ملکہ نے کہا کہ صاحبو مین اپنی جان
و آبرو کے خوف سے طرف صحرا کے نکل بھاگون شاید پھرتے پھراتے اُنکے لشکر مین پہونچون اُنکے دادا جان سے
عرض کرون اس شہریار کے بھائی چچا سب شمشیرزن تیغ‌زن ہین سنتے ہی آئینگے میان انجم کو بھاگتے راستہ نہ
ملیگا کنیزین بھاگنے لگین گیارہ کنیزین و گل اندام وزیرزادی باقی رہگئین گل اندام نے عرض کی کہ
ہم آپ کے ساتھ ہین بسم اللہ سوار ہو جیے ملکہ بادپایان عربی پر سوار ہوئین بارہ گھوڑے اور تیار کیے اُنپر وہ
کنیزین سوار ہوئین کنیزون نے باغ مین چلتے چلتے آگ لگا دی طرف صحرا کے روانہ ہوئین ملکہ نے پلٹ کر
فرمایا توکلت علی اللہ وہ رہبر کامل منزل مقصد پر پہونچائیگا جب ملکہ نکل گئین بعد تھوڑی دیر کے انجم آکر
پہونچا باغ کو دیکھا کہ جل رہا ہے کنیزین بھاگی جاتی ہین ایک کنیز کو پکڑا اُس سے حال پوچھا اُسنے کہا کہ ملکہ
نکل گئین چند سوارون کو انجم نے برائے گرفتاری ملکہ روانہ کیا وہ تھوڑی دیر مین واپس آئے کہا حضور
کہین پتہ نہین ملتا نہین معلوم کس طرف گئین انجم رنجیدہ و کبیدہ پلٹ کر آیا وزیرون اور مشیرون کو جمع کیا
کہا کہ کیون صاحبو اب کیا صلاح ہے نبیرہ حمزہ کو قتل کرون سب نے کہا کہ آپ قتل نہ کرین ورنہ غضب ہوجائیگا
جو مسلمان خبر پائیگا لشکرکشی کرکے آئیگا جان بچانا دشوار ہوگا بہتر یہ ہے کہ ان دونون جوانون کو ساتھ
لیجیے خدمت خداوند مین چلیے وہ تقدیر کرکے قتل کرینگے یہ صلاح اُسکو پسند آئی ایرج و شاپور کو اراے
پر سوار کیا ڈیڑھ لاکھ فوج سے انجم طرف لقا کے چلا فوج بہت ہے پہلوان بھی بڑے بڑے ساتھ ہین
یہ خبر وحشت اثر آفتاب تیغ‌زن کو پہونچی سب سے صلاح کی کہ کیون یارو اگر تم سب دستگیری کرو
تو اسپر شبخون مارون آقا کو رہا کرلون سب نے کہا کہ اُسکے ساتھ فوج بہت ہے شبخون سے کچھ نہ ہوگا ہم لوگ
خود گرفتار ہوجائینگے ہم آپ سب صاحب خدمت مین صاحبقران کی چلین اُنسے بیان کرین کہ انجم قید
کو ایرج نوجوان کی لیے ہوے آتا ہے مارکر شاہزادے کو چھین لیجیے وہ قصد کرینگے تو سب کچھ بن پڑیگا

اُس شہریار کے والد نامدار جد عالیتبار رستم ذیوقار اور پہلوانان نامی و سرداران گرامی وہاں موجود ہین
بہ آسانی رہا کر لینگے اس راے کو سب نے پسند کیا آفتاب مع بائیس ہزار جوانون کو لیکر دوسرے
راستے سے طرف لشکر صاحبقران کے چلا جبدن سے ایرج نوجوان غائب ہوے شاہزادہ نور الدہر
شبرنگ سے فرماتے ہین کہ ایرج نے جا کر آفت برپا کی ہوگی ایسا نہ ہو کہ تمھورر کو رہا کر لے عمر بطعن و تشنیع کریگا
لشکر مین مشکل ہوگا شبرنگ نے کہا کہ بسم اللہ تشریف لیچلیے حسب ارشاد فیض بنیاد خواجہ زادگان
وہ اگر واسطے فتاحی طلسم کا وسیلہ جائینگے صدمہ عظیم اُٹھائینگے شب کو یہ صلاح ہوئی صبح کو شیر بیشۂ
صاحبقران نامور پشت مرکب پر یوش پر سوار ہوے صرف عیار کو ساتھ لیا سردارون نے پوچھا
کہ کہان جانیکا ارادہ ہے فرمایا کنارے پر لشکر کے شکار کھیلینگے شبرنگ نے رکاب پر ہاتھ رکھا
تو قدمے پر مرکب کو ڈالا پشت سے آواز آئی کہ ای آقاے نامدار و ای مولاے قدر شناس یہ غلام
بھی حاضر ہوتا ہے نور الدہر نے پلٹ کر دیکھا کہ ہمارا عاشق صادق و یار موافق ہنر پیشۂ کانکنان
صاحب ساطور گران صف شکن و صفدر طہماس بن عنقوئیل دیو پر در مادہ گردن کو بڑھائے ہوے
کہتا ہوا آتا ہے کہ غلام تو ہمزاد ہے جہان حضور جائینگے وہین مین بھی چلونگا نور الدہر نے مرکب
ٹھہرالیا طہماس قریب آیا کہا آقا چلیے مین قصد سے حضور کے واقف ہون ہمراہ چلونگا اب
نور الدہر و طہماس و شبرنگ ہمراہ چلے کنارے تک لشکر کے دیکھتے بھالتے آئے اب مرکب کو
بڑھایا طہماس ساتھ ہے کوئی تین کوس یا چار کوس نکلے تھے کہ ایک آہو ملا دور جا کے اُسے شکار کیا
ایک نخل کے سائے مین ٹھہرے اُسکے کباب درست کرنے لگے شبرنگ سب کام کرتا جاتا ہے کہ صحرا سے
گرد اُڑتی دیکھا کہ گینڈے پر ایک پہلوان پشت پر تیس ہزار جوان اسی طرف آتا ہے نور الدہر کو دیکھکر
گینڈے سے اُترا آکر سلام کیا عرض کی کہ حضور کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہے شبرنگ نے نام
بتایا بس وہ جوان رونے لگا کہا کہ ای شہریار آفتاب تیغ زن میرا نام ہے غلام ایرج نوجوان
انجم نے پکڑ کر اُنکو گرفتار کیا لیے ہوے آتا ہے پاس لقا کے لیجائیگا نور الدہر نے کہا کہ کیا مجال اُسکی
گھوڑے پر سوار ہوے طہماس پیچھے پیچھے گھوڑے کو ٹھکرایا دس کوس پر آکر ٹھہرے دیکھا کہ حقیقت
مین ایرج و شاپور مسلسل و مطوق ایک آرابے پر انجم اختر شناس ڈیڑھ لاکھ فوج سے آتا ہے

نور الدہر نے بڑھ کر نعرہ کیا نعرۂ نور الدہر

همای اوج رفعت شاه ہما از عرصۂ مردی		کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خواندہ
پناہ لشکر اسلام نورالدہر کز بیمش		عدو در رزمگاہش صد ہزاران الاماں خواندہ
ز طفلی بجرأت ہنر داشتم	دیگر	لقا را بیکدست بر داشتم
ظفر بر یلان عرب یافتم		شہ نوجوانان لقب یافتم

طہماس نے بھی نعرہ کیا لشکر کفار پر جا پڑے تلوار چلنے لگی ایرج نے جو نعرۂ نورالدہر کی صدا سنی شرم سے عرق عرق ہو گئے کہا کہ اے شاپور وہ کشتی گیرزادہ آگیا بڑے شرم کی بات ہے کہ ہمکو قید سے چھڑا لے آفتاب بھی فوج کو لیکر پہونچا لڑتا ہوا طرف ایرج کے چلا یہ بندھے ہوئے ہیں اس بلا کو دفع کرتے ہوئے لڑتے بھڑتے آتے ہیں لیکن ایرج نے کہا آفتاب نے بڑا غضب کیا اسکو کیا ضرورت تھی کہ کشتی گیرزادے کو اطلاع کی آفتاب طرف انجم کے جاتا ہے منظور یہ ہے کہ آقا کو رہا کر دے ایک سپاہی نے بڑھکر ایرج پر ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے ہتھکڑی کو اٹھا دیا ہتھکڑی کٹی ایرج نے قید کو توڑا شاپور کو بھی رہا کیا لڑائی ہونے لگی اپنا مرکب بھی لیا اسپر سوار ہوئے لڑتے ہوئے قریب آفتاب کے آئے اسنے جھک کر سلام کیا کہا کہ حضور چلیں اب یہاں رہنا مناسب نہیں ایرج نے گھوڑا بڑھایا اپنا مرد نورالدہر سے لڑ رہے ہیں ایرج اور انجم سے مقابلہ پڑا ایرج نے انجم کو زخمی کیا گھوڑے بڑھا کر نکل گئے نورالدہر بھی لڑتے بھڑتے آتے ہیں پشت پر طہماس ایسا جوان مجمع کفار کو منتشر کرتا ہوا مگر نورالدہر نے اپنے کو قریب انجم کے پہونچایا تلوار اسکی چھین لی ہاتھ تلوار کا مارا کہ زخم سر اسکا چوپارہ ہوا چاہا کہ کمر میں ہاتھ ڈالکر اٹھا لوں اسنے آواز دی کہ میں آپکا غلام ہوں کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا حیران جمال و محو دیدار تھا حیران ہے کہ کیا جرأت و شوکت کا آدمی ہے کیا صورت زیبا ہے یہ جوان جرأت میں بھی یکتا ہے شب کو سب حال شاہزادے سے کہا کہ مہتاب طلسم میں قید ہے اس وجہ سے میں نے ایرج کو بھی پکڑ لیا تھا میں حضور کی اطاعت کرتا ہوں فوج کو بھی منع کیا بارگاہ استاد کرائی نورالدہر کو لیکر بارگاہ میں آیا طلسم پر چلنے کا اقرار کیا ایک دن اسی صحرا میں رہے انجم نورالدہر کو ساتھ لیکر طرف طلسم کے چلا دور سے دکھا دیا نورالدہر قریب صحرائے طلسم کے پہونچے رو دبے دیکھا کہ ایک طرف دریا ایک طرف صحرا ایک طرف کچھ درخت ہیں نورالدہر نے چاہا کہ صحرائے طلسم میں جاؤں شبرنگ نے دامن تھام لیا اور کہا کہ اے شہریار یہ طریقہ

نہین ہی بس اسی مین خیر ہی کہ پلٹ چلیے نور الدہر نے حکم دیا کہ عبادت خانہ درست کرو عبادت خانے مین
داخل ہوے بوقت شب حکیم صاحب انکے خواب مین آئے فرمایا کہ اے شاہزادے یہ جو ارادۂ فتح طلسم کیا ہی
انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا جب بخضوع و خشوع عبادت کی بزرگان دین سے ہدایت ملی ایک مکتوب بھی
دستیاب ہوا کہ جب تک لوح نہ ملے اسکی تحریر پر کام کرنا بوقت سحر نور الدہر عبادت خانے سے باہر آئے
انجم سے کہا کہ تم اسی مقام پر ٹھہرو ہم طلسم مین جاتے ہین طہماس نے کہا کہ مین بھی ساتھ چلونگا
نور الدہر نے کہا کہ طلسم مین دو شخص نہین جاتے ہم اکیلے جائینگے طہماس نے کہا کہ مین اپنی جان دونگا
نور الدہر ناچار ہوے مکتوب کو دیکھا مضمون اسکا یہ تھا کہ اسم حاشیہ پڑھتے ہوے قریب دریا جاؤ
ایک نہنگ سر نکالیگا جب وہ منھ کھولے دہن مین اسکے پھاند پڑو مقام مقصد پر پہونچو گے نور الدہر
بڑھے طہماس و شبرنگ پیچھے پیچھے جب دریا کے قریب آئے دریا مین تلاطم ہوا پانی نے جوش مارا دس
مچھلیان دریا سے نکلین ایک مچھلی شبرنگ کو اُٹھا لیگئی ایک مچھلی طہماس پر گری ہر چند کہ طہماس
نے چاہا اپنے کو بچاؤن نہ بچ سکا مچھلی اُٹھا لیگئی اسکی ماہیت سے کوئی آگاہ نہین ہوا نور الدہر
قریب دریا کے آئے اسم پڑھا نہنگ پیدا ہوا اُسکے دہن مین نور الدہر پھاند پڑے انجم تاجدار
بہت رویا کہ اسنے دل سے اطاعت کی تھی نور الدہر کی جو آنکھ کھولی اپنے کو ایک صحرائے ہولخیز مین
پایا نور الدہر حیران ہین کہ یہ کیا معرکہ ہی کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ او طلسم کشا تجھے قضا لیکر آئی ہی شاہزادے
نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک دیو دار ہلاتا ہوا قریب آگیا ہاتھ دار کا مارا نور الدہر نے دار کو قلم کیا
ایک ہاتھ تلوار کا دیو کو مارا دیو کے دو ٹکڑے ہوے آندھی سیاہ اُٹھی آواز آئی کشتی مرا نام من
عفریت جادو بود نور الدہر نے اپنے کو دوسرے جنگل مین پایا ایک نخل پر ہزارہا طائر بیٹھے ہوے
زمزمہ سرائی کر رہے ہین ایک طائر کلان تڑپ کر شاخ نخل پر بیٹھا یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا نظم

چشم جانان اور ہی چشم غزالان اور ہی — وضع انسان اور ہی ترکیب حیوان اور ہی
گر کتان اُس سے پھٹے اِس سے جگر ہو چاک چاک — ماہِ تابان اور ہی رخسار تابان اور ہی
سیر مقتل مت سمجھ گلگشت اے نازک مزاج — باغ و بُستان اور ہی گنج شہیدان اور ہی
ایک یوسف وان گرا یان گر گئے دلہائے خلق — چاہِ کنعان اور ہی چاہِ زنخدان اور ہی
برق اُس پر ہنستی ہی روتا ہی اِس پر اک جہان — ابر باران اور ہی یہ چشم گریان اور ہی

خاک جنت مین لگیگا بعد مردن دل مرا
اسمین ہی داغ فراق ای مسیح اُسمین آفتاب
دل سے ہی کاوش اُسے تلووں سے ہی اسکو خلش
جانور اُسپہ ہی عاشق اسپہ عاشق آدمی
ہوتے ہین خون اسکے دیکھے سے تو اُسکی ضرب سے
گرچہ دونون خاک بر غلطان ہین لیکن فرق ہی
ناتراشیدہ ہی وہ اور یہ ہی سانچے مین ڈھلا
باعث ایمان ہی وہ غارت گر ایمان ہی یہ

ناز غلمان اور ہی انداز انسان اور ہی
یہ گریبان اور ہی تیرا گریبان اور ہی
خار مژگان اور ہی خار مغیلان اور ہی
سرو بستان اور ہی سرو چراغان اور ہی
جسم عریان اور ہی شمشیر عریان اور ہی
سنبلستان اور ہی زلف پریشان اور ہی
شاخ مرجان اور ہی دست حسینان اور ہی
نظم قرآن اور ہی رخسار جانان اور ہی

یہ زمزمہ سرائی جو طائر نے کی نورالدہر اُسکی جانب متوجہ ہوے دل کو لطف ملا چاہتے ہین کہ یہ طائر اسی طرح زمزمہ سرائی کیے جائے ہاتھ پاؤن ہین رعشہ قلب کو پریشانی آئینۂ رخسار پر حیرانی کبھی ٹھنڈی سانسین بھرتے ہین کبھی بیٹھ جاتے ہین کبھی اُٹھ بیٹھتے ہین دل چاہتا ہی طائر کی آواز بگوش ہوش سنون اسی کی صدا پر نوحہ کرون کہ پہلو سے آواز آئی کہ ای طلسم کشا ای جوان یکتا بس طلسم کشائی ہو چکی اُستاد تو تمھارے پاس موجود ہی مکتوب کو نہین دیکھتے کہ سب حال واضح ہو اب جیسے کوئی سوتے سے جاگتا ہی نورالدہر کو خیال آیا کہ مکتوب کو کیون نہ ملاحظہ کیا شاید کسی دوست نے آواز دی جب یہ صداے طائر سے بہوت ہوے تھے ایک درخت کلان پر دیکھا کہ ایک عندلیب خوشنوا زرین بال آواز دیکر غائب ہو گئی اُن طائرون نے اُسکی جانب دیکھا آپس مین چاؤن چاؤن کرنے لگے کچھ زور نہ چلتا تھا حیران حیران دیکھ رہے ہین نورالدہر نے بموجب آواز دینے عندلیب زرین بال کے مکتوب کو ملاحظہ فرمایا نوشتہ پایا کہ یہ طائر کلان جو زمزمہ سرائی کر رہا ہی اسکے سینے پر ایک خال سیاہ ہی اگر قادر انداز ہو تو خال سیاہ پر تیر مارو اگر اور مقام پر پڑا مکتوب قبضے سے نکل جائیگا گرفتار ہو جاؤ گے احتیاط ضرور ہی نورالدہر نے اسم حاشیہ ورد کیا قربان سے کمان اور ترکش سے تیر یازدہ مشتی زرنگار خدنگ سفتہ سوفار زرین پیکان عقاب پر بچلہ کمان مین پیوست کرکے مارا تیر دلدوز مقام مذکور پر جا کر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا بجاے خون اُس طائر کے جسم سے شعلہ ہاے آتش نکلے سب طائر جلنے لگے صداے مہیب آئی آواز آئی کہ کشتی مرا نام من طائر شعلہ خیز بود نورالدہر نے اپنے کو ایک صحراے

نشیب مین پایا دیکھا خاک اُڑ رہی ہی نخل جلے ہوے پتے کف افسوس مل رہے ہین ہواے گرم چل رہی ہی ہر
شاخ نخل جل رہی ہی نور الدہر پریشان جو جُو کا ہواے گرم کا چلا معلوم ہوا کہ چہرہ پھنک گیا یقین ہی کہ
آبلے پڑ جاتے مگر گرمی بیابان کی دیکھکر نور الدہر گھبرائے اُسی پریشانی مین مکتوب کو دیکھا نوشتہ پایا کہ اس
اسم کو پڑھو گرمی نہ معلوم ہوگی بہلوے صحراے ہولخیز مین باغ شعلہ خیز جادو ہی وہان جاکر اُسکو قتل کیجے
ابھی گرمی موقوف ہو نور الدہر اسم پڑھتے ہوے طرف اُس باغ کے چلے تھوڑا راستہ طی کیا تھا کہ دیکھا
دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہی جو نشان کہ مکتوب مین لکھے دیکھے تھے وہ نشان پائے بسم اللہ کہکے
باغ مین داخل ہوے دیکھا کہ گلہاے رنگا رنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون چمنہاے طولانی سرسبز و شاداب
جوانان چمن اکڑ رہے ہین نرگس شہلا کی دیدہ بازی سوسن صد زبان کی غمازی موتیا رشک مروارید
بے بہا غنچہ ہاے ناشگفتہ یا طفلان غنچہ کہون دہن معدوم معشوق سے مثال دہن پھولون کو عارض
النور محبوب مطلوب کہون صبا نشۂ بادۂ محبت سے لڑکھڑاتی ہی ہر مینائے شجر سے سر ٹکراتی ہی ہر گل کا
کٹورہ شراب شبنم سے معمور کیفیت انتظار مین عجب سرور زمزمہ سرا تمام جانور بشکل گلہاے رنگا رنگ و
خوشرنگ اُنکے پر خوشنما پہلوے گل مین پھول پھول کر بیٹھے ہین زمزمہ سرائی کر رہے ہین نظم

گذر کرے سوے گلشن جو باغبان نگاہ — عجب نہین گل و نسرین بنے گلے کا ہار
عجب نہین جو اُسی دم وہ ہوئے زمزمہ سنج — شبیہ مرغ چمن گر کشند بر دیوار
ہوا نے قوت بالیدگی یہ بخشی ہی — کہ نخل یکشبہ پہونچے ہی تا سر دیوار
چمن کو دیکھ کے دیکھین اگر بدن اپنا — نظر پڑین پر طاؤس کے سے نقش و نگار
مہک رہا ہی جو گلشن بتمام خوشبو سے — یہ غنچے شاخ پہ ہین یا کہ نافہ ہاے تتار
ہر اک شگوفے نے اپنا ہی عطر دان کھولا — شمیم گل کا ہی دوش نسیم پہ انبار
ہی نہر مین حلبی آئنے کی خاصیت — تو دیکھتے ہین جو انان باغ اپنا عذار
اگرچہ خود نہین پھرتا ہی سرو گلشن مین — پر اُسکا عکس تو آب روان مین ہی سیار
کہین ہی لالہ کہین جعفری کہین گل سُرخ — لباس پر گل سوسن کے بھی ہی طرفہ بہار
گل و ثمر سے درختون کو دیکھکر سرسبز — کھلے ہی پنجۂ دست دعا اُٹھا کے چنار
مین بے ثمر ہون مجھے بھی ثمر عطا کیجو — الٰہی حرمت فیض ہوا و فصل بہار

نورالدہر نے جو رعنائی و زیبائی باغ کی دیکھی حیران تھے کہ شعلہ خیز کو کہان تلاش کرون یہان انسان
و حیوان کا نام بھی نہین اس سوچ مین تھے کہ طرف سے بارہ دری کے کچھ عورتون کی آواز آئی سر اُٹھا کے
دیکھا کہ چند نازنینان ماہ پیکر قمر منظر حور مثال مہر جلال آسمان خوبی کی ماہ کمال اُنمین سے ایک نازنین نے
جو سب کے آگے تھی بڑھ کر نورالدہر کو سلام کیا مثل ہلال شب اول خم ہوئی دست بستہ عرض کی کہ اے شہریار
آپ نے کنیز کو سرفراز کیا طائر جادو جسکو آپ نے مارا اُسی نے مجھکو قید کیا تھا ان سب کنیزون سے پوچھیے
مین نے جو آپ کا ذکر کیا اعتقاد مذہب کا ذکر آیا بس مجھکو قید کر لیا جب آپ نے طائر جادو کو مارا مین نے
رہائی پائی مین کنیز ہون آپ کو شاہ طلسم تک پہونچا دونگی ورنہ راہ مین بڑی بڑی مشکلین پڑینگی ابھی لوح
آپ کو نہین ملی جب آپ تلاش لوح مین جائینگے بڑی بڑی جفائین اُٹھائینگے یہ کہکے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا
طرف بارہ دری کے لیچلی نورالدہر سراپا کو اُسکے دیکھتے ہین حیران جمال محو دیدار ہو رہے ہین وہ بناز و
کرشمہ باتین کر رہی ہے بارہ دری مین شاہزادے کو لائی کنیزون سے کہا کہ اری کمبختو مہمان عزیز تشریف
لائے ہین انکی خاطر و مدارات کرو شراب و کباب کا چرچا ہو کنیزون نے دوڑ کر ڈالیان میوے کی
گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی سامنے لاکر چن دین اُس نازنین نے جام لبریز کیا اپنے پنجۂ نگارین
پر رکھکر سامنے نورالدہر کے پیشکش کیا عرض کی اسکو نوش فرمایئے کنیز کی آبرو بڑھایئے پھر مین
آپ سے سب حال طلسم بیان کرونگی تا بہ بادشاہ طلسم پہونچا دونگی نورالدہر نے جام ہاتھ سے لیا اُس
نازنین شعبدہ باز نے کچھ گلابیان کچھ ڈالیان میوہ جات کی قریب کھینچین کبھی پہلو سے ملکر بیٹھی آخر تدبیر کرکے
مکتوب کمر سے نکال لیا نورالدہر نے جب جام ہاتھ سے لیا چاہا نوش کرین وہی عندلیب زرین بال
نخل پر ظاہر ہوئی زمزمہ سرائی کرنے لگی اُس زمزمہ سرائی مین یہ آواز تھی افسوس صد ہزار افسوس
اُستاد پاس ہو اور اُس سے ملاقات نہ کرے برائے خدا مکتوب ملاحظہ فرمایئے نورالدہر نے کمر مین ہاتھ
ڈالا کمر مین مکتوب نہ پایا نورالدہر گھبرا گئے جام شراب کو پھینکا وہ نازنین تڑپ کر بھاگی پکار کر آواز دی
کہ منم شعلہ خیز جادو مکتوب لے لیا اب کہان جاؤ گے نورالدہر نے چاہا کہ بارہ دری سے
نکلون دیکھا چہار جانب دیوارین بلند ہین نکلنے کا راستہ نہین ہاتھ پاؤن مین قوت نہین آنکھون
مین بخوبی بصارت نہین حیران ہو کر اُسی مقام پر بیٹھے شعلہ خیز جو بھاگی سیدھی خدمت مین بادشاہ
طلسم کے پہونچی کاؤس اورنگ نشین تخت پر بیٹھا ہے وزرا و امرا سب پریشان سب سے صلاحین

کر رہا ہی کہ یارو اب کیا کرون مکتوب طلسم کشا کو ملگیا جادوگر مارے گئے ایسا نہ ہو کہ اُسکو لوح ملجائے مقام شعلہ خیز پر فساد پڑیگا یہ ذکر تھا کہ شعلہ خیز آکے پہونچی مکتوب پیش کیا کہا کہ ای شہریار مکتوب مین نے لے لیا جام پلاتی تھی کہ کوئی دراندازشریک ہوگیا آواز دی خبردار شراب نہ پینا بڑی بات یہ تھی کہ مکتوب مین پہلے ہی سے لے چلی تھی طلسم کشا نے کمر ٹٹول مکتوب نہ پایا شراب پھینک کے میری طرف چلے تھے کہ مین نکل بھاگی لیکن سحر کر کے چلی آئی بارہ دری سے وہ نکل نہین سکتے گویا اُسمین بند ہوے کاؤس نے کہا کہ پھر کیا گھبراہٹ ہی بے آب ودانہ ہلاک ہوجاینگے یہ کہکے مکتوب شعلہ خیز سے لیا سامنے صندوق رکھا تھا اُسمین مکتوب رکھدیا باطمینان بیٹھا شعلہ خیز سے کہا کہ تم دو چار دن یہین رہو باغ مین نہ جاؤ یقین ہی کہ طلسم کشا ہلاک ہوجائیگا شعلہ خیز ایک بارہ دری مین جا کر بیٹھی مگر شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان اُس مکان تنگ وتاریک مین مجبور ونا چار آب ودانہ بند انتہا کے دردمند خیال مین ہی کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی زندہ نکلنا یہانسے دشوار ہی دن بھر اسی سوچ مین گذرا دیوارون سے سر ٹکراتے ہین انتہا کے گھبراتے ہین یہی سوچ ہی کہ ای نورالدہر دیکھیے یہانسے نکاسی کیونکر ہو معلوم ہوتا ہی کہ قضا لیکر یہان آئی تھی بلک بلک کر دعا مانگتے ہین نظم

مالکِ ملکِ زمین و آسمان
تابع فرمان ہمہ دور زمان
کارفرمایان عناصر مان حضور
ہست بر روے زمین گوہر فشان

خالقِ خلق و خداوند جہان
جن و انسان و ام ودد وحش وطیور
بندۂ فرمان ہمیشہ بندگان
خانہ دار خانۂ عالم خداست

ہر دمہ حلقہ بگوش بندگی
ہر زمان بنہادہ سر بر آستان
از فلک ہر وقت ابر رحمتش
حق مکاندار است اندر ہر مکان

دن بھر شاہزادہ مثل طائر نو گرفتار کے تڑپا وہ وقت آیا کہ شہنشاہ زرین پوش کو شکست فاش ہوئی فوج ضیا وشعاع لیکر بھاگا قلعۂ مغرب مین جاکر محصور ہوا شہنشاہ ماہتاب مع جمعیت فوج ثوابت و سیارگان سپہر نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہوا شاہزادہ اندھیرے مین سر ٹکرانے لگا بلک بلک کے درگاہ بے نیاز مین عرض کرتا ہی کہ یہ مقام نہایت تنگ وتاریک ہی کاشکے وہ ملعونہ آئے یہانسے ہمکو گرفتار کر کے لیجاے تا قید حیات اس قید سے نجات نہ ہوگی جب طائر روح قفس جسم خاکی سے چھوٹیگا تب ہم بھی نجات پائینگے بس تڑپ تڑپ کر اسی مقام پر مرجائینگے امان نہ پائینگے شاہزادہ بیتابی مین دعائین کرتے کرتے فرش خاک پر گرا بیہوش ہوگیا آنکھین بند ہوش وحواس باختہ کبھی

گھبرا کے آنکھیں کھولدین اندھیرے کو دیکھکر پھر بند کرلیں یکایک دریاے رحمت الٰہی جوش مین آیا ایک مقام
پر دیوار مین روزن پیدا ہوا روزن بڑھتے بڑھتے مثل دروازے کے ہوا ایک نازنین ماہ رخسار دریا
جواہر مین غوطہ مارے ہوے مگر چوکنا چارجانب دیکھتی ہوئی کہ کوئی آنہ جائے قریب نورالدہر
کے آکر کہا کہ ای شہریار افسوس ہمارے کہنے کو خیال نہ کیا اپنے کو اس بلا مین پھنسایا شعلہ رخسار نے
مکتوب پہلے ہی سے لیا ایسا آپ کو باتون مین مبہوت کیا کہ آپ نے مکتوب کو خیال بھی نہ فرمایا جب وہ
لیچلی تب آپ کو مکتوب کا خیال آیا مکتوب خدمت مین بادشاہ کی پہونچا بادشاہ نے اُسکو بحفاظت
رکھا ہی شعلہ خیز نے جو آپ کے قید ہونیکا حال بیان کیا بادشاہ بہت خوش ہوے شعلہ خیز کو انعام واکرام
ملا آپ کو براے تلاش لوح لیے جلتی ہون مگر مقام ربط وضبط ہی ما کہ لوحداران بعد ایک مہینے کے
جلسہ کرتی ہین سب شاہزادیان وہان جمع ہوتی ہین آپ کو اپنی وزیرزادی کی صورت بنا کر لیچلونگی
نورالدہر نے فرمایا کہ ای شہنشاہ اقلیم خوبی وای سرو باغ محبوبی اس قدر شفقت کا کیا باعث ہی تمھارا
نام نامی واسم گرامی کیا ہی یہ سُنکر اُس معشوقۂ خوبرو نے آنکھون سے اشک حسرت ٹپکائے ایک دریا تھا کہ
آنکھون سے جاری ہوا کہا ای شہریار ملکہ جمال جواہر پوش میرا لقب ہی طاؤس زرین پوش کی بیٹی
ہون کاؤس اورنگ نشین کہ جو اس طلسم کا بادشاہ ہی وہ اسکا بڑا بھائی تھا اُنکے سامنے اسکی کیا
مجال تھی کہ تخت پر بیٹھتا اس مکار نے زہر دلوا کر میرے باپ کو مارا مین فنون سحر و ساحری مین طاق
شہرۂ آفاق ہو چکی تھی جب یہ بادشاہ ہوا مجکو حکم دیا کہ شہر طلسم مین چلکر بسو جا بجا مجکو کام پر بھیجا کرتے ہین
جس روز کہ آپ نے طلسم مین آنیکا ارادہ کیا مجھ بدنصیب کو حکم ہوا کہ تم جا کر مرحلے کو قائم کرو مین گئی
آپ نے وہ راستہ ہی چھوڑا اور راستے سے آنیکا ارادہ کیا راہ قدیم طلسم چھوٹی ایک اور راستے
سے آگئے مین نے جب آتش سحر سے مقامات روشن کیے جمال جہان آرا دیکھکر قلب اُلٹ پلٹ ہو گیا
چاہتی تھی کہ آپ مکتوب سے کام کرین آپ نے نہ ملاحظہ کیا خیر اب تو تشریف لیچلیے شاہزادے نے فرمایا
بسم اللہ چلو مگر ای ملکہ بیقرار نہ ہو یہ مجھے بہت شاق ہی کہ مین عورت کی شکل بنکر چلون انشاءاللہ
لوح حاصل ہو گی اگر یہان یہ کیفیت نہ ہوئی اور لوح نہ ملی تو کیسی خرابی ہو گی مگر خداے ما بزرگ است
ملکہ نے ایک تخت بنایا اُسپر نورالدہر کو بٹھایا کسی کی صورت نہین بنایا تخت کو اُڑاتی ہوئی چلیں راہ
مین بہکاتی جاتی ہین کہ ای شہریار آج مکان پر لوحداران کے سب شاہزادیان جمع ہونگی بہت حفاظت کے

ساتھ چلیے گا۔ جب ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہوگا مین آپ کو اشارہ کرونگی آپ ڈریے گا نہین اگر قریب لوح
کے پہونچے اور لوح کو پا گئے تو خوشی کا مقام ہی اگر ہاتھ لوح پر نہ پڑا تو باعث خرابی ہوگا نور الدہر نے کہا
کہ عورت بننا مجھپر بہت شاق ہی ملکہ نے کچھ نہ کہا تخت پہ سوار ہو کر چلین کوئی تین کوس باغ سے نکلی تھین
کہ آواز رونے کی کان مین آئی کہ جیسے کوئی درد رسیدہ بلک بلک کر رو رہا ہی پکارتا ہی کہ ای پروردگار
مجکو میرے آقا سے ملا دے آج شاید کچھ اُنکے دشمنون پہ رنج و ملال ہی نہایت بیقراری ہی نور الدہر
نے کہا کہ دیکھو ملکہ یہ کون رو رہا ہی تخت قریب لیچلو ملکہ بہار جواہر پوش نے تخت بڑھایا دیکھا
کہ نخل کے سائے مین ایک جوان گرد کا پتلا بنا ہوا بلک رہا ہی کبھی پکارتا ہی بیت ما را زخاک کوییت
پیراہن است بر تن + آن ہم ز اشک حسرت صد چاک تا بدامن + کبھی پکارتا ہی کہ ہائے کس ساعت
سے جدا ہوے کہ پھر شاہزادے سے ملاقات نہ ہوئی نہین معلوم کہ اُس آفتاب آسمان جرأت
پر کیا گذری ہمارے دل کو بہت بیقراری ہی نور الدہر نے کہا کہ ملکہ کیا عجب ہی کہ میرا عیار ہو
یہ کہکے تخت اُتارا زمین پر آئے نور الدہر نے آواز دی کہ ای یار وفادار و ای مونس غمگسار ای دوست
صادق و ای محب وائق ای سرو باغ الفت و ای رنگ و بوے گل حدیقۂ مودت، ای بہترین بہتر
شبرنگ بن عمرو ہمکو جواب دو یہ سُنکے وہ شخص اپنے مقام سے اُٹھا دوڑ کر قدمون سے لپٹ گیا
عجب درد سے روتا تھا کہ کلیجہ ٹکڑے ٹکڑے ہوتا تھا نور الدہر نے اپنے عیار کو دیکھا مگر عیار روتے روتے
کئی مرتبہ بیہوش ہوا آخر ضبط کر کے عرض کیا کہ ای شہریار کہان تھے نور الدہر نے کہا کہ ای شبرنگ کیا
بیان کرین بڑی بڑی جفائین اُٹھائین رہبر پاس تھا وہ بھی چھوٹا ملکہ نے کہا کہ ای شبرنگ آج بڑی
ایک مشکل درپیش ہی ہمکو انتہا کا اس وقت پس و پیش ہی لوحدار اِن کے مکان پہ جاتے ہین انکو بشکل
ناظر بنائینگے تم بصورت وزیرزادی چلو سب کام بن پڑیگا بشکل خواجہ سرا ہون تم میرے اشارے
پر مقام لوح پر جانا جس طرح ہو سکے لوح کو لے لینا اگر لوح لی اور انکے گلے مین پہنا دی مین تو
بھاگ کر نکلونگی شاہزادہ نعرہ کرکے اُس مقام پر لڑے لوحدار اِن کو قتل کرے پھر آگے جیسا
لوح حکم دے وہ بجا لائے شبرنگ نے کہا کہ مین ابھی آپ کی وزیرزادی کی شکل بنون اور
شاہزادے کو خواجہ سرا بناؤن مگر تصویر دیجیے ملکہ نے کہا کہ تصویرین دیتی ہون یہ کہکے تصویرین
ہاتھ مین دین شبرنگ نے دیکھا کہ ایک تصویر ناظر کی ایک وزیرزادی کی لیکن ناظر نوجوان شکیل

شملہ سر پر بندھا ہوا وزیر زادی کی یہ صورت ہو کہ سانولی رنگت محبوب سبزہ رنگ شوخ و شنگ موسوم بہ گار نگ شبرنگ اُسی محبوب کی شکل بنکر تیار ہوا نورالدہر کو خواجہ سرا بنایا ملکہ تعریفین کرنے لگین کہ ای شبرنگ بڑا کمال کیا ذرا خال وخط مین فرق نہین کیا کہنا اب ملکہ نے دونون کو پاس بٹھا کر تخت اُڑایا طرف مکان لوحداران کے چلین مگر حال ایرج نوجوان کا یہ لکھا ہو کہ مغلوبہ سے نکل گئے پھر نورالدہر کا انکا سامنا نہ ہوا آفتاب تیغزن بیس ہزار فوج سے ساتھ ہو کسی صحرا مین نہین ٹہرتے جب کوئی مقام معقول ملا پہر دو پہر کو ٹہر گئے پھر چل نکلے روا روی کرتے ہوے جاتے ہین فرمایا ای شاپور میری آرزو یہ ہو کہ مین نورالدہر سے پیشتر طلسم کا وسیہ پر پہونچون مخمور کو قید سے رہا کرون کشتی گیر زادے پر احسان ہو کبھی حجاب سے آنکھ نہ چار کرے ہمیشہ شرمندہ رہے اسی سوچ مین جاتے تھے کہ توپ کی آواز کان مین آئی کہا کہ ای شاپور کوئی قلعہ لڑ رہا ہو چلین چلکر دیکھین کہ کسنے گھیرا ہی یہ کہ کے اُسی جانب مرکب کو بڑھایا ملک بلیمان تاجدار گھرا ہوا ہو شاہور زنگی چلا آتا ہو یہ چاہتا ہو کہ خراج لون بلیمان تاجدار دُہائی دے رہا ہو کہ ای شاہور ہمارے یہان خشک سالی ہوئی اس سال معاف کرو شاہور کہتا ہو کہ حکم شاہی اسی طرح پر ہو شاہور مع تیس ہزار جوانون کے یلغر کیے ہوے آتا ہو بلیمان تاجدار نے ارادہ کیا کہ پھاٹک کھولکر نکل پڑون لڑ بھڑ کر اپنی جان دون مشیرون وزیرون نے منع کیا کہا کہ حضور یہ زنگی بہت زبردست ہو جب قلعے مین آئیگا سمجھ لینگے تو ہین ارر ہا ہو شاہور زنگی نے گینڈا اپنا صف سے بڑھایا گرز کو ہلاتا ہوا چلا بلیمان بیقرار ہوا سامری و جمشید کو پکار رہا ہو کبھی لات و منات کو پکارتا ہو شاہور نے چاہا کہ قلعے پر جا پڑون دس بیس قدم خندق باقی رہگئی ہو کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا سب نے ایک جوان آفتاب جمال خورشید مثال مرکب سہ جشتی زیر ران صاحب شوکت وشان گھوڑے کو اُڑائے ہوے آتا ہو دہین سے نعرہ کیا کہ او زنگی سیاہ رو آگے نہ بڑھنا ورنہ بہت پچتائیگا اُسنے کچھ جواب بھی نہ دیا ایرج نے فوج کو اشارہ کیا کہ اسکی فوج پر جا پڑو فوج اُدھر گئی دونون لشکر آپس مین مل گئے تلوار چل رہی ہو دریاے خون بہ گیا ایرج گھوڑے کو اُڑاتے ہوے قریب شاہور کے پہونچے فرمایا کہ او ہیبا ہم منع کرتے ہین تو نہین سُنتا زنگی نے کہا کہ ہمارے بادشاہ نے حکم دیا ہو کہ یا سر لانا یا خراج ہم کیونکر کہین ایرج نے کہا کہ تمھارے بادشاہ نے جھک مارا ہو وہ عذر کرتا ہو کہ ہمارے یہان خشک سالی ہوئی شاہور نے کہا کہ

تو کون ہی کہا مالک الموت جان کا فران اُسنے نیزہ مارا ایرج سے نیزہ چلنے لگا آخر ایرج نے نیزہ اُسکا
نکالا اُسنے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا ایرج نے تلوار کو تلوار پر روکا جلیسے ہی وہ
تلوار مارکر پلٹا کہ ایرج نے بجرأت ہاتھ مارا برق شمشیر تڑپ کر گری خرمن حیات کو شاہور کی جلادیا
شاہور کا مارا جانا تہا کہ یلمان تاجدار بھی فوج کو لیکر نکل آیا کہا کہ ای شہریار آپ نے بڑا احسان کیا
اس ظالم کے ہاتھ سے جان بچائی ورنہ یہ زندہ نہ چھوڑتا ہمارے قتل سے مُنھ نہ موڑتا ایرج یلمان کو ساتھ
لیکر فوج زنگیان پر جا پڑے خیمون مین اُنکے آگ لگا دی بازارین لوٹ لین زنگی آخر بھاگے یلمان نے
عرض کی کہ غلام کو حضور سرفراز کرین آج سرکار کی مع فوج دعوت ہی ایرج نے کہا کہ ای بادشاہ
اگر ہمسے رغبت ہی تو ادیان باطلہ پر لعنت کرو دین پروردگار کا اختیار کرو ورنہ ہمارے جانے کی کیا
ضرورت ہی یلمان تاجدار دل ایرج نوجوان پر عاشق ہو ہی چکا تھا کلمہ پڑھ کر بصدق مسلمان ہوا
ایرج نوجوان کو ساتھ لیے ہوے قلعے مین آیا ایرج کو مقام صدر پر جگہ دی فوج کو لطف سے
اُتارا جب صحبت گرم ہوئی ایک نازنین حور پیکر قمر منظر نازک اندام مقبول طبع خاص و عام سامنے
ایرج کے کھڑی ہوئی چونکہ جمال جہان آرا پہ مائل ہوئی ہی تیغ ابرو کی گھائل ہوئی ہی مسکرا کے
با ناز و ادا یہ غزل عاشقانہ گانے لگی

نظم

روے جانان پہ ہوا خطِ معنبر پیدا
ہو گئے حُسن کے پرواز کو شہپر پیدا

آتشین رُخ پہ ہوا خط معنبر پیدا
بدلے بالن کے ہوا آگ سے عنبر پیدا

سعی سے گوہر مقصد نہین ہوتا حاصل
نہ کبھی آب روان مین ہوے گوہر پیدا

زلف کو دیکھیے کیا مار سیہ سے تشبیہ
سایۂ زلف سے ہو جاتے ہین اژدر پیدا

ایک دل کیسا ہی سو دل ترے قامت پہ نثار
شکل دل کیون نہ ہو ہر شاخ صنوبر پیدا

ہون مین وہ صید کہ ہین جزو بدن تک دشمن
تیر دن کے واسطے ہوتے ہین مرے پر پیدا

ہون وہ گریان کہ پس از مرگ مری تربت پر
سبزۂ تر کی عوض ہو مژۂ تر پیدا

سایہ میرے تنِ پر داغ کا پڑ جائے اگر
مثل ہیزم ابھی گلبن سے ہون اخگر پیدا

کیون نہ آئینہ ہو حیران کہ سکندر تو کہان
نہین ہوتا کہین اب عکس سکندر پیدا

رنگ و داغ گُلِ لالہ سے یہ معلوم ہوا
حُسن اور عشق ہوے دونون برابر پیدا

حرف سخت اُسنے کہے مجکو لب رنگین سے	جائے حیرت ہے ہوے لعل سے پتھر پیدا
ہے ازل سے وہ مراقبلۂ ایمان ناسخ	جسکو خالق نے کیا کعبے کے اندر پیدا

اس زور و شور سے وہ نازنین اس غزل کو گا رہی ہے کہ ملیان تاجدار سناٹے مین آگیا ہے ایرج بھی خاموش بیٹھے ہین اس خیال مین ہین کہ پروردگار ایسا سامان کرے کہ مین جا کر مخمور کو رہا کر دون پھر وہ کشتی گیر زادہ حجاب سے سر نہ اُٹھا سکیگا یکایک آسمان پر ایک ابر تیرہ و تار پیدا ہوا اُس ابر کو دیکھکر ملیان گھبرا گیا دست بستہ ایرج کے سامنے آیا کہا کہ حضور اب جاکر آرام فرمائین کچھ مقدمہ راز و نیاز ہے کہ حضور کے سامنے عرض نہین کر سکتا صبح کو حضور کے سامنے بصبروین اُڑیگی مین اسکا بھی حال عرض کرونگا ایرج نوجوان اُٹھ گئے شاپور نے راہ مین کہا کہ کسی ساحرہ سے اور ملیان سے رسم و مراسم ہے اسی واسطے آپ کو ہٹا دیا ایرج نے کہا کہ ہوگا ہمین اس سے کیا مطلب ایرج نے جاکر آرام فرمایا وہ ابر آکے شق ہوا ایک ساحرہ نہایت حسین و جمیل تخت پر سوار چالیس پچاس کنیزین ساتھ ملیان تخت سے اُٹھا کہا ملکۂ عالم آیئے جلسہ جو جمع ہوا دیکھا ملکہ صبح دلکشا نے کہا کہ کیون ای ملیان تاجدار ہمارے آنے سے قبل یہ جلسہ آراستہ تھا اسکا کیا باعث شاید کسی مہمان کی خاطر ہو ملیان رونے لگا کہا کہ کیا بیان کرون عجب معرکہ گذرا اگر تم یہان آتین ہمکو نہ پاتین خدا نے فضل اپنا شریک حال کیا نبیرۂ صاحبقران نے آکر شاہور زنگی کو مارا مین نے اُس شیر کی اطاعت کی وہ ہی دربار مین تشریف رکھتے تھے اُنھین کے سامنے جلسہ ہو رہا تھا اُنکو ہٹا دیا حُسن مین یوسف ثانی جرأت مین رستم وقت اگر اسفندیار و سام اس زمانے مین ہوتے حلقہ ہائے غلامی کان مین ڈالتے اس زور و شور سے شاہور زنگی کو مارا کہ زمین تھراتی تھی وہ زنگی دیو تھا ایک ضرب شمشیر مین دو پر کالے کیے اسطرح پر ملیان تاجدار نے جو بیان کیا صبح دلکشا مشتاق جمال بیمثال ہوئین کہا ای ملیان اصل کیفیت یہ ہے کہ آجکل ہمارے بادشاہ کو یہ انتشار ہے کہ طلسم کشا نے داخلہ کیا کاہن بیان کرتے ہین کہ یہی جوان فتاح طلسم ہے لیکن شعلہ خیز نے قید کر لیا ہے کاہن کہتے ہین کہ طلسم کشا کا قتل ہونا بہت دشوار ہے قید سے چھوٹیگا طلسم کو لوٹیگا اور بھی ایک فرزند صاحبقران کی خبر ہے کہ وہ بھی اس طلسم مین داخلہ کرینگے لیکن نور الدہر فتاح طلسم ہین شعلہ خیز نے مکتوب توڑ لیا کاہن نہین قائل ہوتے یہی حکم لگا رہے ہین کہ لوح وہ جوان پا جائیگا لیکن ای ملیان تاجدار جو ہوگا وہ دیکھا جائیگا اسوقت تمنے اس شیر کو کیون صحبت سے اُٹھا دیا ہم بھی

ملاقات کرتے یلمان نے کہا کہ اب تو مین کہچکا صبح کو تشریف لائینگے صبح دلکشا خاموش ہو رہی مگر دمبدم یاد آتی ہی ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہی کبھی گائن کا گانا سنکر خود بھی یہ اشعار پڑھتی ہی **نظم**

نظر آجاؤ کہین ہم بھی بصر رکھتے ہین ۔ بار جاتا ہی جدھر ساتھ نظر رکھتے ہین
رات دن سوے در و بام نظر رکھتے ہین ۔ گھر مین ہم رہتے ہین پر اُسکی خبر رکھتے ہین
دشمن و دوست جو سنتا ہی وہ خوش ہوتا ہی ۔ مثل بلبل مرے نالے بھی اثر رکھتے ہین
رتبۂ راندۂ درگاہ بھی دیکھ اے زاہد ۔ لوگ قرآن مین طاؤس کا پر رکھتے ہین
بھیجتے ہین جو خط اُس شمع تجلی کو ہم ۔ سر پہ اب پیک بھی پروانون کے پر رکھتے ہین
اُس بھبھوکے کے نظارے سے نہ جل جائے کہین ۔ اسلیے آنکھون کو ہم اشک سے تر رکھتے ہین
چھوٹین خاتم جمشید کو اے رشک پری ۔ ہاتھ مین جو کہ ترا حلقۂ در رکھتے ہین
پیرہن سُرنے کا جوانی مین گمان ہی جیسے ۔ ہم شب ہجر مین امید سحر رکھتے ہین
بتی ہی بازو کی مچھلی بھی وہین ماہی آب ۔ آستین دیدۂ گریان پہ اگر رکھتے ہین
ساقیا پاتے ہین ہم تیغ حوادث سے پناہ ۔ جام پیتے نہین ہم منھ پہ سپر رکھتے ہین

کئی مرتبہ جو ایسے اشعار صبح دلکشا نے پڑھے یلمان نے کہا کہ کیون ملکۂ عالم آج مزاج کیسا ہی آپ کو پریشان پاتا ہون صبح دلکشا نے ٹالدیا کہا صاحب وہی طلسم کے جھگڑے یاد آتے ہین انھین باتون مین رات گذری بوقت سحر یلمان تاجدار صبح دلکشا سے وعدہ کرکے گیا ایرج نوجوان نماز پڑھ کے بیٹھے ہین کچھ وظائف پڑھ رہے ہین یلمان تاجدار نے آکر سلام کیا عرض کی کہ اے شہریار شب کو مین نے اس واسطے حضور کو تکلیف دی کہ ملکہ صبح دلکشا ایک نازنین حور مثال شیران سلطنت کاؤس اورنگ نشین ہے ہی کہ جو بادشاہ طلسم کا وسیر کو کبھی کبھی تشریف لاتی ہین اصل یہ ہی کہ غلام کو کوئی سابقہ بہم نہین ہوا جانبین مین خواہش ہی لیکن حجاب مانع رہا شب کو مین نے حضور کے احسان کا ذکر کیا شوکت و جلالت و جراٴت آپ کی کیا بیان کر سکتا مگر کسی قدر مین نے ذکر کیا وہ آپ کی مشتاق ہین اور طلسم کے حال سے بخوبی واقف ہین طلسم کشا کا داخلہ طلسم مین ہو گیا اس وقت حضور کی ملاقات کی مشتاق ہین حالت طلسم دریافت کیجیے گا تکلیف نہ ہو تو تشریف لے چلیے ایرج نوجوان نے لباس زیب جسم کیا خود زرین سر پر رکھا زرہ پہن کر سپر و شمشیر آراستہ کی یلمان تاجدار کے ساتھ چلے شاپور شیر دل گمس پرانی کرتا ہوا

ساتھ ساتھ دربار مین تشریف لائے صبح دلکشا کی نگاہ پڑی ایک جوان شیر صولت صاحب جلالت یکہ تاز
میدان ہمت رستم وقار سہراب اطوار صاحب گرز سام بن نریمان صاحب شوکت و شان اس رعب و دبدبے
سے دربار مین جلوہ فرما ہوے سب مشیر و وزیر کھڑے ہو گئے صبح دلکشا جمال بیمثال دیکھکر عاشق ہوئین کہا
تشریف لائیے بیٹھئے تخت سے الگ بیٹھی کہا کہ ای شہریار تخت پر آپ قدم رنجہ فرمائیے ادب و لحاظ سے بعید
ہو کہ ہم آپ کے سامنے تخت پر بیٹھین ایرج نے مسکرا کر کہا کہ ہم مرد سپاہی ہین تاج و تخت تمکو مبارک ہو خدا
ہمارے تاجدار ذیوقار کو سلامت رکھے یہ فرما کر دنگل پر جلوہ فرما ہوے فرمایا کہ ای ملکہ صبح دلکشا تمکو طلسم
گاؤ سیہ سے کیا نسبت ہو صبح دلکشا نے کہا کہ مین مشیران سلطنت سے ہون نور الدہر نے داخلہ طلسم مین
کیا مکتوب دستیاب ہوا مگر فی الحال صورت زوال ہی شعلہ خیز مالک مرحلہ نے باغ مین اُنکو قید کر لیا
مکتوب چھین گیا مگر کاہن کہتے ہین کہ وہ قید سے رہائی پائینگے ایرج نے کہا کہ ہو سکتا ہی ہم چلکر اُنکو رہا کرین
صبح دلکشا نے خوش ہو کر کہا کہ کنیز حضور کو لیچلیگی مگر دیر نہ کیجیے ایرج نے کہا کہ اُنکو رہا کر کے چھوڑ دین
صبح دلکشا نے کہا کہ چلیے ایرج نوجوان خوش ہو گئے صبح دلکشا اپنے مقام سے اُٹھی ایرج کو تخت پر
سوار کیا شاپور نے کہا کہ مین بھی چلونگا صبح دلکشا نے کہا کہ صورت بدل لو ایرج کی بھی صورت تبدیل
کرو تب میرا ساتھ ہو ایرج کی تو صورت نہ بدلی شاپور ایک کنیز کی شکل بنکر ساتھ ہوا صبح دلکشا تخت
اُڑاتی ہوئی چلین قریب اُس باغ کے پہونچین دیکھا کہ طائر زمزمہ سرائی کر رہے ہین صبح دلکشا دل سے اپنے
باتین کر رہی ہی کہ اس شہریار پر ایسے احسان کرون کہ لوح کا پتہ بتاؤن طلسم فتح ہو کاؤس مارا جائے یقین ہی
کہ مجکو قبول کرینگے عشق اپنا ظاہر نہ کرون کسی کو اس حال سے ماہر نہ کرون ایرج بھی آگاہ ہوے کہ یہ ہمسے
محبت کرتی ہی صبح دلکشا شاہزادے کو لیے ہوے اندر باغ کے آئین قریب بارہ دری کے جو پہونچین دیکھا
دیوار قائم ہی مگر دیوار مین ایک روزن کلان ہی ہتھکڑیان بیڑیان کٹی ہوئی پڑی ہین نور الدہر نہین معلوم ہو چلے
صبح دلکشا نے بڑھ کر اُس روزن کو دیکھا نشان نقش پا کی مٹی اُٹھائی وہ سونگھی ہنسکر کہا کہ عجب طرح کا
مقام ہی زبان سے کہ نہین سکتی ای شہریار آپ لوگ بڑے صاحب اقبال ہین اس وقت مجکو یہ ثابت ہوا
کہ ملکہ ہمارے جواہر پوش دختر بادشاہ طلسم نور الدہر کو رہا کر کے لیگئین اُس سے زیادہ کون واقف کار
ہو گا بادشاہ کی بیٹی نہین معلوم کہان لیگئی ایرج کو بڑا افسوس ہوا ملکہ نے کہا کہ ای شہریار بیٹھیے مین فکر کر کے
لوح پیدا کرونگی تب آپ سے اطلاع کرونگی صبح دلکشا ایرج کو لیکر پلٹی لیکن کاؤس اورنگ نشین

قلعۂ طلسمی مین تخت پر بیٹھا ہی شعلہ خیز حاضر خدمت ہی کہ شعلہ خیز نے عرض کی اگر ارشاد ہو طلسم کشا کی جاکر
خبر لون بادشاہ نے کہا کہ ای شعلہ خیز جاکر اور زیادہ سختی کرو کہ جس سے نور الدہر جلد تمام ہو جائے یہ سنکر
شعلہ خیز چلی آکر باغ مین پہونچی دیوار مین روزن دیکھا مکان کو خالی پایا قیدی کا نشان نہین دیوار کو سحر سے
غائب کیا چہار طرف ڈھونڈھا کہین نشان نہ پایا پریشان ہوکر پلٹی مگر بدحواس کہ یہ کیا غضب ہو گیا
جوش و خروش مین جاتی ہی کہ دور سے اسنے دیکھا ایک تخت اڑا ہوا جاتا ہی سمجھی کہ کوئی نور الدہر کو لیے جاتا ہی
تڑپ کر بلند ہوئی برق بنکر گری تخت ٹکڑے ٹکڑے ہوا ایرج ایک جانب گرے شاپور ایک جانب صبح دلکشا
سنبھلی ایرج و شاپور پر سے سحر اُتارا اب ایک دو خنجر زمین پر مارا شعلہ خیز ظاہر ہوئی صبح دلکشا
کو دیکھکر للکار آواز دی کہ او کیسو بریدہ طلسم کشا کو کہان لیے جاتی ہی مین نے بمشکل جان اپنی مثار مکتوب
لیا تو چھڑا کر لیچلی چونکہ صبح دلکشا نے ایرج کی حفاظت کے واسطے ایک حباب شیشے کا اوپر ڈھک دیا ہی
شعلہ خیز سمجھتی ہی کہ یہی طلسم کشا ہی ایرج نور الدہر سے ہم شبیہ بہت ہین زلفین خابلی خال سبز رنگ
ہاشمی جھپٹ جھپٹ کر سحر کرنے لگی صبح دلکشا کبھی ستارۂ سحری بنکر گری کبھی تلوار چمکائی کبھی خنجر پھینک مارا
شعلہ خیز اپنے کو بچاتی جاتی ہی ہر مقام پر یہی خیال ہی کہ طلسم کشا کو لے نکلون جب طرف ایرج کے چلتی ہی
صبح دلکشا سینہ سپر ہوتی ہی قریب ایرج کے نہین جانے دیتی سحر پر سحر ہو رہا ہی آگ جل رہی ہی نخل
صحرا پھنک رہے ہین شاپور نے اپنے کو ایک غار مین گرا دیا تھا انگلیون مین حباب دبا کے حلقہ ہائے
کمند بازوون پر خنجر برہنہ لیے ہوے غار سے نکلا درختون کی آڑ پکڑتا ہوا دونون کے سحر دیکھ رہا ہی
صبح دلکشا نے ایک خنجر کمر سے نکالا اپنے خون سے رنگین کیا شعلہ خیز پر پھینک مارا شعلہ خیز نے لاکھ
بچایا نہ بچ سکی سر پر پڑا کہ سر زخمی ہوا شعلہ خیز نے غصے مین خون اپنا چلو مین لیا اُسپر سحر کامل پڑھکر
صبح دلکشا پر پھینک مارا صبح دلکشا نے اپنے کو ہرچند بچایا نہ بچ سکی خون جسم پر پڑا خون کی چھینٹین
پڑتے ہی بیہوش ہو کر گری ایرج نوجوان نے جو دیکھا کہ ملکہ صبح دلکشا بیہوش ہو کر گرین دل بیقرار ہو گیا
کہ ای ایرج یہ تمھاری معین و مددگار ہی اگر یہ نہ ہوتی تو ابتک قتل ہو گئے ہوتے اسکو بچانا چاہیے
بیقرار ہو کر دعائین مانگنے لگے پروردگارا اسکو بچالے اگر اسپر کوئی زوال آیا باعث بدنامی کا ہی
تو معبود حقیقی حاکم رنگارنگ عالم مسبب الاسباب سامع الدعوات رحیم و کریم سمیع و علیم کہ لطف سے

بیاید بہ آرزو انسان خال		نہد گر در سجود عجز سر خاک		گہربار د سحاب لطف بر خاک

اگر ساید جبین عجز بر خاک
شود پاک از کدورت مشت خاکش
نمیسازد نظر این بے خبر خاک
رود بکدم بہوائے بد دماغی
کہ ہست این خاک آخر خاک در خاک

شود زر فی الحقیقت خاک انسان
اگر شوید بآب چشم تر خاک
چرا گردد بدنیا خانہ خانہ
چو مرگ افشاندش آخر بسر خاک
رود چون خاک پاک از جسم مندی

کند خود را تصور او اگر خاک
چرا بر ابتدائے حالت خویش
چرا بر باد سازد در بدر خاک
چرا از خاک دارد عار انسان
بہ بندد از جہان رخت سفر خاک

شاہزادہ تلوار کھینچکر جو قریب شعلہ خیز کے پہونچا شعلہ خیز نے جو صورت زیبا کو دیکھا حیران ہوئی کہ یہ وہ جوان نہین ہی ای شعلہ خیز یہ کیا معرکہ ہوا یہ جوان کیونکر بدل گیا خیر سمجھا جائیگا یہ سوچ کر ایک دو ہتھڑ مارا دیا ایرج کے قبضے سے تلوار نکل گئی لڑکھڑا کر گرے شعلہ خیز نیمچہ کھینچکر چلی کہ پہلے اسکا سر کاٹ لون صبح دلکشا کو گرفتار کرکے سامنے شاہ کے لیجاؤن شاپور نے جو یہ دیکھا کہ آقا قتل ہوتے ہین ایک ساحر کی شکل بنا صبح دلکشا زمین پر پڑی تڑپ رہی ہی اُٹھ نہین سکتی کہ شاپور نے نعرہ کیا خبردار اس بیگناہ کو قتل نکرنا شعلہ خیز نے دیکھا کہ ایک ساحر دوڑا ہوا آتا ہی کلمات سخت کہتا ہوا کہ دیکھ تو تیرے باپ نے کیا کہا ہی کسی کو پہچانتی بھی ہی کہ یہ کون شخص ہی کیون بلا وجہ قتل کرتی ہی شعلہ خیز نے کہا کہ آپ کو کسنے بھیجا ہی کہا دیکھ لے اس کاغذ مین سب کچھ لکھا ہی یہ کہکے قریب آیا کاغذ ہاتھ مین دیا کہا دیکھ بادشاہ بھی آتے ہین اب تجھکو حال کھلیگا شعلہ خیز پلٹی شاپور نے خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک شعلہ خیز گری صبح دلکشا کو ہوش آیا دوڑکر شاپور کے ہاتھ ملکہ نے چوم لیے کہا کہ ای یار وفادار تمنے بڑا کام کیا خدا نے اپنا فضل شریک کیا اگر یہ گرفتار کرکے لیجاتی حال ہمارا کھل جاتا شاپور نے کہا کہ ای ملکہ خدا نے پردہ رکھ لیا لیکن اُسکا بھی حال معلوم ہوگیا کہ دختر شاہ نکال لیگئی صبح دلکشا نے کہا کہ ای شاپور یہ امر بہت مشکل ہی یہ مقدمہ متعلق تقلیم کہانت ہی ہر شخص اس سے ماہر نہین مین نے اس علم کو بخوبی حاصل کیا تب مجھکو ثابت ہوا ورنہ ثابت نہوتا ایرج کو ہم تخت پر سوار کیا طرف قلعہ سلیمان تاجدار کے چلین یہان سلیمان منتظر تھا کہ ملکہ آکر پہونچین سلیمان نے پوچھا کہ خیر تو ہی صبح دلکشا نے سب کیفیت بیان کی کہ خدا نے بچا لیا صبح دلکشا نے پھر ایرج سے کہا کہ ای شہریار آپ یہان آرام فرمائین مین خدمت شاہ مین جاتی ہون دیکھون وہان کیا رنگ ہی ایرج نہ مانتے تھے یہی فرمایا کہ ہمکو جانے دو سب چیزون کا پتہ پروردگار بتادیگا صبح دلکشا نے شانا قدمون پر سر رکھدیا کہا اتنا تامل فرمائیے کہ لونڈی پلٹ کر آجائے ایرج نے کہا کہ ایسا نہو کہ

نور الدہر کو لوح مل جائے ہم تم دم بین صبح دلکشا نے کہا یہ نہ ہوگا لوح بہت سخت مقام پر ہے یہ کہکر تخت
پر سوار ہوئی قلعہ طلسمی مین آئی دیکھا کہ کوہ و برزن مین جابجا یہی ذکر ہے کہ کسی نے شعلہ خیز کو مار ڈالا
طلسم کشا کو چھڑا کے لے گیا یہ حال سنتی ہوئی دربار مین شاہ کے آئی شاہ نے کہا کہ اے صبح دلکشا تم نے دیکھا
کہ کیا غضب ہوا کچھ ساحر اس راہ سے جاتے تھے لاشہ شعلہ خیز کا پڑا ہوا پایا ابھی لاشہ آیا ہے کنیزون نے جاکر
باغ کو بھی دیکھا قیدی وہان سے غائب ہوگیا ہم چاہتے ہین کہ تلاش کرو کہ کس دشمن نے یہ حرکت کی اسکو
سزا دیجائے طلسم کشا کو گرفتار کرین ایسا نہ ہو کہ وہ مقام لوح پر پہونچ جائے صبح دلکشا نے پوچھا کہ حضور
لوح کس مقام پر ہے بادشاہ نے کہا کہ یہ لفظ اپنی زبان سے نہ کہونگا اتنا کہتا ہون کہ تا بہ لوح کوئی نہین
جا سکتا صبح دلکشا نے کہا کہ جو مناسب ہو مگر کنیز واسطے تلاش طلسم کشا کے جاتی ہے باتون مین
شاہ کو لگا کر یہ بھی پوچھ لیا کہ باغ رنگا رنگ جسکی حاکم لوحداران جادو ہے اُس چمن مین لوح طلسمی ہے
صبح دلکشا جب ہو رہی براہ خیرخواہی ایک تخت پر سوار ہوئی عرض کی کہ جب تک کنیز واپس نہ آئے
کوئی اور انتظام نہ کیجیے گا مین آپ سے وعدہ کرکے جاتی ہون کہ جس نمک حرام نے یہ حرکت کی ہے اُسکی مشکین
باندھ کر لاؤنگی یہ کہکر روانہ ہوگئی یہان ایرج انتظار مین تھے یہی دمبدم فرماتے ہین کہ مین تلاش لوح مین
نکلون بے اپنے لیے کچھ نہ بن پڑیگا یہان ایرج مشتاق تھے کہ صبح دلکشا ہنستی ہوئی آئی کہا کہ اے شہریار
اب مین لوح لینے جاتی ہون ہر چند کہ ایرج نے چاہا ہم بھی ساتھ چلین مگر صبح دلکشا نے نہ مانا ایرج بہت
پریشان ہین لیکن صبح دلکشا چلین طرف باغ رنگا رنگ کے ہمارے جواہر پوش نور الدہر و
شبرنگ عیار کو ساتھ لیکر چلی ہین نور الدہر بشکل خواجہ سرا شبرنگ بشکل کنیز دل آرام نام آکر
باغ رنگا رنگ مین داخل ہوا دیکھا کہ ملکہ لوحداران جادو مسند پر بیٹھی ہے شاہزادیان آئی جاتی ہین
ایک جانب الماس پوش ایک جانب یاقوت رنگین پوش یہ دونون شاہزادیان بیٹھی ہین
ملکہ ہمارے جواہر پوش آکر پہونچین سب واسطے تعظیم کے اٹھے لوحداران نے حیران ہوکر کہا کہ واری آج
تشریف لانیکا کیا باعث ہوا آنکھین ہماری مشتاق جمال رہتی ہین لطف جلسے کا ہمیشہ بڑھتا جاتا ہے ابتو سب
شاہزادیان تشریف لائی ہین ملکہ نے مسکرا کر جواب دیا کہ اے لوحداران تمنے سنا کہ آجکل طلسم مین کیا
غدر ہے طلسم کشا نے داخلہ کیا سب کا یہی قول ہے کہ یہ شخص طلسم کشا ہے دو ایک جادوگر بھی اُسنے مارے مگر
اب کچھ تدبیر بھی ہوگئی طلسم کشا دھرے گئے اب نکلنا انکا دشوار ہے شعلہ خیز ایسی ساحرہ نے آگ لگائی کتوب

سے لیا ہم تمھارے جلسے کے بھی مشتاق تھے لوح کو بھی حفاظت سے رکھو لوصداران نے کہا کہ واری کیسی لوح لوح طلسم کا ڈسیہ کہان ہو نظر سے سب کی نہان ہو اس طلسم کے بانی حکماے اشراقین نے طلسم بنایا لوح نہین بنائی میرا نام فقط لوصداران رکھدیا ہو ملکہ چپ ہو رہین کہ اور ایک لکہ ابر اُٹھا نہایت رعنائی سے پھول برستے ہوے طائران زمزمہ سرا اشعار پڑھتے ہوے ایک ایک طائر رنگ ہجر و وصل سے بخوبی ماہر کوئی پکارتا ہو

نظم

بے سبب کیونکر لب زخم پہ افغان ہوگا — شور محشر سے بھرا اُسکا نمکدان ہوگا
آخر امید ہی سے چارۂ حرمان ہوگا — مرگ کی آس پہ جینا شب ہجران ہوگا
مجمع بستر مخمل شب غم یاد آیا — طالع خفتہ کا کیا خواب پریشان ہوگا
دل مین شوق رخ دشمن نہ چھپے گا ہرگز — ماہ پردے مین کتان کے کوئی پنہان ہوگا
درد ہر جان کے عوض ہر رگ دل مین سمائے — چارہ گر ہم نہین ہوتے کہ جو درمان ہوگا
شومی بخت تو ہی جبین سے ای وحشت دل — دیکھہ زندان ہی کوئی دن مین بیابان ہوگا
نسبت عیش سے ہون نزع مین گریان یعنے — ہے یہ رونا کہ دہن گور کا خندان ہوگا
بات کرنے مین رقیبون سے ابھی ٹوٹ گیا — دل بھی شاید اُسی بدعہد کا پیمان ہوگا
چارہ جو اور بھی اچھا وہ کریگا ٹکڑے — پردۂ شوخ جو پیوند گریبان ہوگا
دوستی اُس صنم آفت ایمان سے کرے — مومن ایسا بھی کوئی دشمن ایمان ہوگا

اُن طائرون نے یہ اشعار جو پڑھے سننے والے جھومنے لگے لوصداران نے کہا کہ ملکہ رنگین گیسو کشا آتی ہین ماشاءاللہ کیا آمد کا زور و شور ہو سب کھڑے ہو گئے ملکہ ہما بیٹھی رہین ابر شق ہوا ملکہ رنگین گیسو کشا زلفون کو پیچ و تاب دیتی ہوئین معلوم ہوتا ہو کہ ناگنیان لہرا رہی ہین بڑے ناز و انداز و کرشمہ و ناز سے آکر اترین ملکہ ہما سے جواہر پوش کو سلام کیا کہا آج تو حضور بھی تشریف لائی ہین ملکہ نے کہا کہ تمھارے مشتاق تھے چلے آئے رنگین آ بیٹھی ملکہ ہما نے کہا کہ ای رنگین ہمکو خوب معلوم ہو کہ تمکو علم موسیقی مین بڑا دخل ہو آٹھ پہر اسی کے شغل کی فکر رہتی ہو ہماری کنیز دل آرام نے بھی ہزار ہا روپیہ خرچ کرکے علم موسیقی حاصل کیا ہو ذرا اُسے سُنیے رنگین نے کہا کہ ضرور سنین گے سب شاہزادیان آجائین کہ پھر ابر اُٹھا ابر گلنار کہ کتا ہوا زیر ابر ہزار ہا طاؤس پرے پر ملائے ہوے رقص کرتے ہین ابر شق ہوا ملکہ گلنوش تاجدار

آکر داخل ہوئین نور الدہر و شبرنگ دیکھ رہے ہین پہر بہر مین چالیس شاہزادیان آئین اب جلسہ آراستہ ہوا سب نے ملکہ ہمائے جواہر پوش سے خواہش کی کہ دل آرام کو گوائیے شبرنگ آکر بیچ مین بیٹھا سازندون نے ساز درست کیے شبرنگ نے بنگاہ غور دیکھا کہ چالیس شاہزادیان ماہ رخسار کسی کے سر پر برق چمک رہی ہے کسی کے سر پر ستارے کسی کے سر پر چاند لہرا رہے ہین دل تو شبرنگ کا کانپ رہا ہر مگر یہ غزل شروع کی نظم

حسرت کہ شب وصال کو ٹھنڈا جانہ کر چراغ ظالم جلا ہے میری طرح عمر بھر چراغ
پروانے کیون نہ صدقے ہون اس آگ کے کہ ہے ہر رشتۂ فتیلۂ زخم جگر چراغ
ہم سوختہ جگر ہین کہ پیمانہ و سبو بنتے نہین ہین خاک سے میری مگر چراغ
زلفین اٹھاؤ رخ سے کہ دل کی جلن مٹے بجھ جائے ہے جہان مین وقت سحر چراغ
اس مہروش کے جلوے کے قربان کیون نہون پروانے کو بھی رات نہ آیا نظر چراغ
کیا بے تکلف آئے صدا اے شمع رو گر میرے آب اشک سے ہو نوحہ گر چراغ
ہم پیشہ کے ہے سامنے عرض ہنر ضرور جلتا ہے میرے گھر مین بطرز دگر چراغ
کیا خوب روشنی ہے کہ چہرے کی تاب سے ہے داغ بوالہوس تری مجلس مین ہر چراغ
غمخانہ تنگ دتا رہے اور ہم سیاہ روز جلتے ہین لینے چاہیے آٹھون پہر چراغ
ہے شام انتظار تماشائے سوختن جلتے ہین تا بہ صبح ادھر ہم ادھر چراغ
اس شعلہ رو نے تاکہ پس مرگ بھی جلون جلوائے دشمنون سے مری گور پر چراغ
مومن یہ شاعرون کا مرے آگے رنگ ہے جون پیش آفتاب ہو بے نور تر چراغ

اس رنگ مین شبرنگ نے یہ غزل گائی کہ سب اہل محفل دنگ ہوگئے ملکہ رنگین بہت خوش ہوئین کہا حضور آپ بادشاہ طلسم کی صاحبزادی ہین یہ تحفہ آپ کو لات و منات نے دیا ذی استعداد علم موسیقی کا ایسا کوئی خوش گلو نہین ہوتا دل آرام مین بڑا تکلف ہے ذی استعداد ہے خوش آواز بتانے مین کرشمہ و ناز نہایت بیمثل ہے کیا تعریف کرین شبرنگ نے اٹھکر سب کو سلام کیا عرض کیا کہ آپ سب صاحبون کی قدر دانی ہے یہ کمال حضور نے کیا دیکھا اگر ملکہ ہمائے جواہر پوش کے ہوش اڑے ہوے ہین کہ اس مقام بزرگ پر صد ہا نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہ تمکین سحر و ساحری مین طاق شہرۂ آفاق سب جادوگرنیان بیٹھی ہین علم کہانت و علم رمل مین سب کو دخل ہے اگر ارادہ کرین تو زمین و آسمان کا حال دیکھین ایسی ایسی

کامل و اکمل ہین کہ ہفت آسمان کا ابھی حال ثابت ہوا لیسا نہ ہو کہ شبرنگ کا حال معلوم ہو جائے لیکن شبرنگ فخر دودمان عنبر ہتران جسکا حال نامے مین ناظرین نے ملاحظہ فرمایا ہو گا کہ جب عنبر بلاشور فرزندان خواجہ عمرو کو قتل کرتا تھا تو حال شبرنگ و شاپور کی ذات سے کھل گیا تھا اور انھین دونون نے جا بجا بلاشور کو زد کا مثل خواجہ عمرو کامل و اکمل ہین بس دل مضبوط کرکے شبرنگ کہ بیٹھا کہ حضور نے یہ گانا کیا سُنا اور کمال رکھتی ہون ساقی گری بوجہ احسن کرون ہاتھ سے بتاؤن جاؤن سر سے شراب پلاؤن پاؤن سے ناچون منھ سے گاؤن ساری محفل کو چشم زدن مین راضی کرون یہ سُنکر ملکہ لوحداران و جملہ شاہزادیون نے کہا کہ ای دل آرام ہم تو اس کمال کے مشتاق ہوے شبرنگ نے کہا کہ کلید میخانہ مجھے دیجیے ابھی تماشا دکھاؤن سب کو راضی کرون ملکہ ہمارے جواہر پوش گھبرائین کہ لوحداران کہتی ہو کہ لوح یہان نہین ہو بس انجام کیا ہو گا اب اس عیاری سے مراد یہ ہو کہ سب کو بیہوش کریگا شبرنگ تو کلید میخانہ لیکر میخانے مین آیا شراب کو خراب کرنے لگا بیہوشی ملاکر آواز دی کہ آج ہم ساقی ہونگے کوئی باقی نہ رہیگا جسکو شراب پینا ہو لیجائے صاحب خانہ کا یہ فیض عام ہو شبرنگ نے جو آواز دی ملازمان ملکہ لوحداران و دیگر شاہزادیون کی کنیزین مع ملازم دوڑے چلے گلابیان قرابے اُٹھا کر لیجانے لگے بقول شخصے کہ مفت کی شراب قاضی نے بھی حلال کی ہو کوئی ایسا نہ تھا کہ شراب پینے نہ آیا ہو دوکاندار بھی دوڑے شراب لیگئے دوکانون پر بھی شراب چلنے لگی تین سو گلابیان یاقوت نگار و الماس نگار مے ارغوانی سے معمور کرکے جس رنگ کی گلابی اُسی رنگ کی شراب تکڑے اُنکے تمامی سے باندھ کر طرف محفل کے لیکر چلا ملکہ ہمارے جواہر پوش کو انتہا کا انتشار ہو کہ دیکھیے انجام کیا ہو آخر تاب نہ آئی کلیجہ دھڑک رہا ہو قلب پھڑک رہا ہو لوحداران سے کہا کہ تو سچ بتا لوح طلسمی کہان ہو مجھکو تردد ہو کہ ایسا نہ ہو میرے باپ کا زوال دولت ہو اگر مقام سخت نہ ہو سحر اپنا قائم کرین لاکھ دو لاکھ آدمی آئین تو نہ آسکین لوحداران نے ہنسکر کہا کہ حضور نہ گھبرائین مسلمانون نے بڑے بڑے طلسم فتح کیے پہلو پر جو قصر ہو اسکو قصر مروارید نگار کہتے ہین بزرگان دین نے ایک تختہ سنگ مقرر کیا ہو اُسپر بائیس گلدستے رکھے ہین سرسبز و شاداب غنچہ ہاے گل کی رعنائی و زیبائی پھول چشم حیرت سے چہار جانب دیکھ رہے ہین قریب ایک شجر ہو اُسپر عندلیبان زمزمہ سنج بزبان حال توصیف و تعریف باغبان قضا و قدر مین مصروف ہین انھین کے اشارون پر لوح ملنے کے طریقے موقوف ہین ای ملکۂ عالم آپ بادشاہ طلسم کی دختر بلند اختر ہین مگر آپ کے دمبدم پوچھنے سے کنیز کو شک ہوتا ہو اب تو مین نے بتا دیا مگر اب مجھے کچھ نہ پوچھیے گا ورنہ مین بادشاہ طلسم کو

ملکہ بھیجو نگی ملکہ ہما کانپ گئین کہا تو اکیون بگڑتی ہو تم تو ہوا سے لڑتی ہو مین اپنے والد سے پوچھ کر آئی ہون اُنھون نے
حکم دیا ہی کہ لوح کا انتظام کرو طلسم کشا چھوٹ گیا نہین معلوم کہ ہمارا دشمن کون بیٹھا تھا کہ باغ شعلہ خیز سے
جھگڑا کر کے گیا اور اہل طلسم کو داغ دے گیا شعلہ خیز بھی قتل ہوئی نہین معلوم سامری و جمشید کو کیا منظور ہی
قلب ناصبور ہی اس طرح کی باتون مین ملکہ ہما سے جواہر پوش نے نوصداران کو ٹھنڈا کیا ورنہ
بہت برہم ہوئی تھی کہ کیون دمبدم آپ نے لوح کا حال پوچھا یہ وہ شئی ہی کہ جسقدر بندگان سامری
و جمشید اس طلسم مین رہتے ہین سب کی روح روان ہی اگر لوح طلسم کشا پا جائے سب سحر و ساحری بیکار ہی یہ ذکر
تھا کہ شبرنگ بلبل دل آرام گلا بیان لیکر پہونچا سب تعریفین کرنے لگے کہ دیکھو کس سلیقے سے شراب
لائی ہی کہ اگر زاہد صد سالہ ہو تو ڈال ٹپک پڑے پینے کی خواہش کرے شبرنگ نے لاکر گلابیان رکھین
اور اسی گھنگرو پاؤن مین باندھے بھاری پیشواز پہنی با ناز و کرشمہ گت شروع کی بقول شاعر نظم

ناچی گت اس طرح وہ ماہ لقا
ماہ تابان پہ چھا گیا بادل

وجد کرنے لگا تدرو ادا
جسکی جانب بتا کے سسکی لی

سر پہ رکھا اُلٹ کے جب آنچل
جان اُسنے سسک سسک کر دی

کبھی ہاتھ اُٹھا دیا کبھی ٹھوکر کی کبھی جھُرکی کبھی ہنسی یہ جل سامنے سب کے مچل رہا ہی عرصہ دراز تک ناچا پھر یہ غزل
مضمون شراب کی شروع کی نظم

ہی مری ہستی کو عشق ساقی کوثر شراب
راتدن پیتا ہون مین بے شیشہ و ساغر شراب

خون آتا ہی نظر صاف اُس تن نازک سے یون
جس طرح مینائے بلوری مین ہو احمر شراب

ہی دل مجروح کی اُس چشم میگون پہ شفا
کام مرہم کا کرے کیونکر نہ زخمون پر شراب

گرچہ ہون میکش پر ای زاہد نگر غیبت مری
گوشت کھانے سے برادر کے تو ہی بہتر شراب

کانپتے ہین اہل عصیان دہشت تعزیر سے
رعشہ دار انسان کو کر دیتی ہی اکثر شراب

لذت عشرت ہوئی سب تلخکامی کب حصول
ذائقے مین دیکھ لو رکھتی ہی تلخی ہر شراب

میکشی سے زاہدون کو اس لیے انکار ہی
مانع ان بدباطنون کے کھولدے جوہر شراب

ہین جو عالی ہمت اُنکو میکشی سے عشق ہی
آدمی کی عرش پروازی کو ہی شہپر شراب

ہو نجس ہرچند لیکن پاک کر دیگا وہ ہی
جسکی نزدیکی سے ناسخ ہوتی ہی اطہر شراب

اس غزل کو اس زور و شور سے گایا کہ تمام اہل محفل دنگ ہین عجب گانے کے رنگ ہین نوصداران کو

کھٹکا پیدا ہوا شبرنگ نے جب آکر جام دیا برابر اسکے کنیز بیٹھی تھی سب کی نگاہ بچاکر اُسکو جام دے دیا تھا
شبرنگ نے دورہ باندھا نور الدہر بشکل خواجہ سرا پہلوے ملکہ ہما سے جواہر پوش مین بیٹھے ہین یہ
سب معاملے دیکھ رہے ہین ملکہ ہما سے جواہر پوش کانپ رہی ہین نور الدہر چپکے چپکے کہ رہے ہین اب سب کو
شبرنگ نے لیا سب بیہوش ہونگے ملکہ کہتی ہین کہ انجام بخیر ہو لوحداران بہت ہوشیار ہین شبرنگ نے
تھوڑے ہی عرصے مین سب کو شراب پہونچائی بیرون بارگاہ جو شراب گئی تھی سب نے پی آپس مین
دست درازیان ہونے لگین کوئی گارہا ہے کوئی ہاتھ چمکا رہا ہے بعض شراب بیکر نشہ جو ہوا بہوتنی نے تاثیر کی
ٹہلتے ہوے اُٹھے صحن خانہ مین کوان تھا جھک کے دیکھا اپنی صورت نظر آئی ایک چیخ ماری کہ ہاے بھائی
تمکو کسنے قید کیا مین بھی آتا ہون یہ کہکے کود پڑے غرق دریاے لعنت ہوے بعض عورتین طفل شیرخوار کو
گود مین لیے ہوے نشے کے جوش مین کوٹھے پر چڑھ گئین پڑوسن کو پکارا وہ بھی تو شراب پی چکی تھین بایچے
سنبھال کے کوٹھے پر آئین کہا بوا کیون پکارتی ہو ہمارے عیش مین خلل ڈالا ہم اپنے میان کے پاس بیٹھے تھے میٹھی
میٹھی باتین کر رہے تھے تمھارے پکارنے نے ہمارے مزے کو کھو دیا دس بیس عورتین کوٹھے پر چڑھ آئین آپس مین
چاؤن چاؤن ہونے لگی آخر جھونٹم جھاٹا کی نوبت پہونچی کوٹھون سے گرین کسی کا سر پھٹا کسی کا ہاتھ ٹوٹا ہر گلی کوچے
مین ہزار ہا لاشہ پڑا ہے دوکاندار دوکانون پر لبلبا رہے ہین حلوائی پوریان پکار رہا تھا آگ روشن رشک نار جہنم
گلخن نشے کے جوش مین پھاند پڑا اُسکی عورت یہ کہکر کودی کہ مین ستی ہوتی ہون بیٹا یہ کہکے کودا کہ ماں باپ کو
نکال لاؤن ہرچند کہ مقام صدر ہے مگر تمام شہر مین غدر ہے یہان رنگ محفل دگرگون ہوا کنیزین گھبرا کے اُٹھین
آپس مین لڑ رہی ہین بعض ناچ رہی ہین کہتی ہین واہ بوا دل آرام تمھارے شراب پلانے سے دل کو آرام ہے
تمھارا گانا مقبول خاص و عام ہے شاہزادیان اپنے مقام سے اُٹھین دلون مین مزا بھرا ہوا ہے ہاتھ چمکاتی آئین
کسی کا دوپٹہ گرا کسی نے دوشالہ اُتار کے پھینکدیا کہ لباس مین کون اُلجھے کوئی رابطہ و ضابطہ خاموش کھڑی ہے
غزل کا جو شعر یاد آگیا تان لگائی اُسی کے جھونک مین گری لوحداران یہ سب معرکہ بچشم حقیقت دیکھ رہی ہے مسند
پر سر رکھ دیا کہ دیکھون اب کیا ہوتا ہے یہ کیا معرکہ ہوا سب اہالی محفل دیوانے ہو گئے تھوڑے ہی عرصے مین
سب لب فرش فرش ہوے ظاہر مین لوحداران بھی بیہوش پڑی ہے ملکہ ہما سے جواہر پوش نے کہا کہ اے
شبرنگ کیا کہنا خوب سب کو بیہوش کیا نور الدہر سے کہا کہ اب چلکر لوح پر قبضہ کیجیے کوٹھے پر تختہ سنگ ہے
اُسپر بائیں گلدستے رکھے ہین ایک مین لوح ہے بسم اللہ کہکے ہاتھ ڈال دیجیے دیکھیے جو لوح ملجائے یہ سب

باتین لوحداران نے سُنین نورالدہر وہماد شبرنگ کوٹھے پر چلے لوحداران پیچھے پیچھے اب نورالدہر بصورت اصلی ہوے کوٹھے پر جاکے دیکھا کہ حقیقت مین بائیس گلدستے رکھے ہین اسی مقام پر ایک نخل ہر اُسپر چند طائر بصورت غیر بکر رہا تو سر جھکائے بیٹھے تھے یا زمزمہ سرائی کرنے لگے کبھی غل مچاتے ہین کبھی منقارین کھولکر آواز دیتے ہین کہ ای ملکہ لوحداران جلد آؤ کہ یہ غیر شخص کون آئے ہین لوح لینے کا ارادہ ہی کوئی بچانیوالا نہین ایک طائر کہ سب مین کلان ہی منقار کھولکر بزمزمہ سرائی یہ اشعار عبرت آثار پڑھ رہا ہی نظم

کیا اسیری مین کرین شکوہ ترا صیاد ہم
وان بھی کچھ دام ہی کب گل سے نہ تھے آزاد ہم

آج کل سے کچھ نہین اپنی زبان معجز بیان
نطق عیسیٰ کی طرح رکھتے ہین مادرزاد ہم

یہ زمین ہی بیوفا یہ آسمان بے مہر ہی
جی مین ہی اب اک نیا عالم کرین ایجاد ہم

روک لے اک بات کی بات اپنے دست و تیغ کو
دے لین ای قاتل رقیبون کو مبارکباد ہم

قید ہستی تک ہین تیرے دام گیسو مین اسیر
تن سے سر آزاد ہو جائے تو ہون آزاد ہم

جب سے دیکھی ہی گل رخسار جانان کی بہار
ہو رہے ہین صورت برگ خزان برباد ہم

خندہ زن ہوتا نہین اپنا وہان زخم بھی
کوئی دنیا مین نہ ہوگا جیسے ہین ناشاد ہم

پہلے تیشہ مارتے خسرو کو ای شیرین دہن
جی نہ کھوتے مفت اپنا ہوتے گر فرہاد ہم

پہلے اپنے عہد سے افسوس سودا اُٹھ گیا
کس سے ناسخ اس غزل کی جاکے لین اب داد ہم

اُس طائر کلان نے جو یہ اشعار پڑھے پھولون نے آنکھین کھولدین طفلان غنچہ غوغان کرنے لگے تیے تالیان بجانے لگے شاخین جھکی جاتی تھین بیچ سے ہر نخل کے دھوان نکل رہا ہی چاہتا ہی کہ بلند ہو جاؤن دھوان پیچیدہ ہوکر بڑھتا جاتا ہی لوحداران جاپڑی مگر خیال یہ ہی کہ بادشاہ کی دختر ہی شاید کسی ضرورت کو آئی ہو دیکھون کہ یہ کیا کرتی ہی نورالدہر نے چاہا کہ گلدستے پر ہاتھ ڈالین جھوکے نے ہوا کے انکا ہاتھ ہٹا دیا ملکہ بہانے بڑھ کر سحر کیا کہ ہوا سے تو تند ہوئی نورالدہر بڑھے پاؤن پھسلا گرے جب قدم اُٹھاتے ہین لڑکھڑاتے ہین گلدستون کے قریب نہین پہونچتے ہماسے جواہر پوش نے کہا کہ ای شہریار نہین معلوم اس مقام پر کیا شعبدہ ہی کہ سحر جواب دیتا ہی ایک سحر آخر کا کرتی ہون منظور ہی کہ لوح ظاہر ہو جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک پرچہ کاغذ سیاہ کا نکالا اُسپر سحر کرکے اُڑا دیا فوراً ایک ابر آکر محیط ہوا پانی برسا دستور ہی کہ پانی سے سرسبزی بڑھتی ہی لیکن قطرے پانی کے جو پڑے گلدستے مرجھانے لگے پھولون نے آنکھین بند کین طفلان غنچہ سر جھکا کے خاموش ہوے

پتیان مثل برگ خزان دیدہ شاخین دست ہوس سب گلدستون کے بیچ مین جو گلدستہ تھا وہ ہرا رہا ایک ستارہ اُسمین
چمک رہا ہو ہماے جواہر پوش نے کہا کہ اے شہریار اس گلدستے مین لوح ہے چمک اُسی کی معلوم ہوتی ہے
مین سحر کرتی ہون آپ پڑھین جیسے ہی نور الدہر پڑھے وہ گلدستہ زمین پر سے معلوم ہوتا ہے کہ طرف طلسم کشا
کے آتا ہے بڑا انتقام وسیع ہے دیکھیے کیونکر نتیجہ قابض ہو اب لوحداران کو تاب نہ رہی ہات کر ہاتھ ہلا دیا باران سحر
برسنے لگا جسپر قطرہ پڑا وہ ہوشیار ہوا تمام شاہزادیان اُٹھین لوحداران نے آواز دی لو صاحبو ہمارا آستین
گرگ بغل کو دیکھو بیٹی باپ کے گھر کو برباد کرتی ہے مسلمان دگرنے پر مرتی ہے تمام شاہزادیان دوڑین ہماے جواہر پوش
کے ہوش اُڑے شبرنگ تو ایک گوشے مین چھپا ملکہ ہما نے سحر کیا کہ نور الدہر لوح لے لین لوحداران نے
خون اپنا گلدستے پر پھینکا وہ جو ستارہ چمکتا تھا مخفی ہوا ہر طرف سے صدائے مہیب آنے لگی لوحداران نے
جو آواز دی کہ اس گیسو بریدہ ظالم کو گرفتار کرو تمام شاہزادیان بڑھین اُس وقت ملکہ ہماے جواہر پوش
کی بیقراری کہ چالیس شاہزادیان مجھپر سحر کرینگی مین کس کس کو روکونگی یہ سحر کیونکر دفع ہو گا ایسے خیال سوچ کر
نہایت بد حواس بعالم یاس چالیسون شاہزادیون نے چاہا کہ ملکہ ہما پر سحر کرین شبرنگ نے دیکھا غضب ہوا
ملکہ گرفتار ہو جائیگی ایک حقہ آتشبازی نکالا اُسمین بیہوشی بھری داغ کر پھینکا کہ دغا نہ کرے وہ حقہ جو پھٹا
جسکی ناک مین دھوان گیا وہ بیہوش ہو کر گری وہ گلدستہ جسمین ستارہ چمکتا تھا نظرون سے مخفی ہو گیا
اب وہ سرسبزی و شادابی کہان اور سب گلدستے مرجھائے ہوے ہین ملکہ ہما کو لوح سے یاس ہوئی ایک
گولہ مارا کہ دنناتا ہوا زمین کا ہنی اُسی ہنگامے مین ہماے نور الدہر و شبرنگ کی کمر مین پنجہ دیا
لے اُڑی چلتے چلتے ایک اور گولہ مار دیا چار طرف آگ لگ گئی لوحداران وغیرہ آگ بجھانے لگین پانی
برسایا لوحداران نے پکار کر کہا کہ لو صاحبو ظالم نکل گئی طلسم کشا کو بھی لے گئی جب اُسنے لوح کو مجھے
کُھود کُھود کے پوچھا مین جب ہی سمجھ گئی تھی ان نوجوانون نے بڑے بڑے گھر برباد کیے لقا ایسا شخص
سلطنت کیسی خدائی کرتا ہے مگر گیتی افروز و جہان افروز و مہر افروز یہ نوجوانین نکل گئین زوال دولت
لقا ہوا بادشاہ کو لکھو کہ ایسا نہ ہو وہان جا کر کچھ آفت برپا کرے یا لوح کا راز پوچھے سب شاہزادیان
کوٹھے سے اُترین نامہ لکھا جانے لگا سب شاہزادیان کہہ رہی ہین کہ ہماری طرف سے بھی لکھو کہ ہمارے
سامنے یہ کل معرکے گذرے اگر راز لوح سے آگاہ ہوتین تو لوح لیجاتین ملکہ لوحداران نے بڑی عقلمندی کی
اپنے اپنے طور پر سب شاہزادیان لکھوا رہی ہین کہ صبح دلکشا جادو ایرج سے وعدہ کرکے چلی تھین اُسوقت

آکر پہونچین دیکھا کہ کیسا عیش وطیش باغ رنگارنگ مین عجب تلاطم ہی جن کنیزون کے ہاتھ منھ ٹوٹے رونا پیٹنا ہو رہا ہی فرش مین شکن صاف ثابت ہی کہ فرش بھی چھین جھپٹ ہی پردے مکانون کے ہوا سے اڑ اڑ کر گرتے ہین معلوم ہوتا ہی کہ سر ٹکرا رہے ہین عجب طرح کی باغ مین بربادی ہی صبح دلکشا بلا تکلف ادہر آئی لوحداران کو آکر سلام کیا کہا کہ داری آج یہ کیا معرکہ ہی لوحداران نے سب کیفیت بیان کی کہ ای صبح دلکشا بڑی خیر ہوئی حقیقت یہ ہی کہ سامری وجمشید کی خدائی برحق ہی اپنے بندون کو دشمنون کے ہاتھ سے بچا لیا مگر صاحبزادی نے بڑا غضب کیا طلسم کے برباد کرنے کی فکر ہی لوحداران نے کہا کہ اب ہم شہنشاہ کو لکھتے ہین انکا حکم اتنا آجائے کہ ہمارے جواہر پوش کو گرفتار کرکے لاؤ پھر کہان نکل کے جا سکیگی لوح اب عمر بھر نہ ملیگی اب ہم انتظام کامل کرینگے نامہ لوحداران نے طرف بادشاہ کے روانہ کیا لیکن صبح دلکشا کو کچھ بن نہ پڑا سلام کرکے اٹھی کہا کہ مین جاکے شاہ سے عرض کردون یہ کہکے چلی مگر ملول و حزین جی مین کہتی ہی کہ اب لوح کا ملنا دشوار ہی یہ تو اس حال مین طرف ایرج کے جاتی ہی لیکن ایرج نوجوان پاس ملیمان تاجدار کے فرماتے ہین کہ ای ملیمان ہمیں بڑا اشاق ہی کہ ہمکو لاکر لوح بی صبح دلکشا دین ایسی فتاحی سے ہم باز آئے یہ باتین کر رہے تھے کہ ہرکاروں نے آکر خبر دی میکال چرم پوش تین لاکھ فوج سے برائے فتاحی قلعہ آتا ہی یہ بھی خبر اسکو معلوم ہوگئی کہ نبیرۂ صاحبقران یہان ہین اور ملیمان تاجدار مسلمان ہوگیا اس بات پر اسکو بڑا غصہ ہی کہتا ہی دشمن سے کیون ملا بادشاہ طلسم کا خراج گذار ہی آجکل طلسم مین بھی ہنگامہ ہی ایرج نے کہا کہ ای ملیمان کیون گھبراتے ہو اس سے ہم مقابلہ کرینگے لشکر باہر نکالو دس بارہ ہزار فوج باہر لیکر نکلے دوسرے دن میکال چرم پوش بجمعیت کثیر آکر پہونچا طبل جنگی بجوایا یہان بھی طبل جنگی بجا صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے میکال نے گینڈا نکالا پکار کر آواز دی کہ ای ملیمان یا تو خود آ یا نبیرۂ حمزہ کو بھیج ایرج نے مرکب نکالا ملیمان سے رخصت ہو کر مقابلے مین میکال کے آئے اول نیزہ چلا ایرج نے نیزہ اسکا ٹالا اسنے قبضے پر ہاتھ ڈالا ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے کلائی پر ہاتھ ڈالا دیا وہ گینڈے سے کودا آپس مین کشتی ہونے لگی ایرج اس زور وشور سے لڑے کہ میکال کا جی چھوڑ دیا ہانپ رہا ہی کانپ رہا ہی ایرج شیرانہ لڑ رہے ہین کئی مرتبہ پکڑ لائے ایسے دو چار جھٹکے مارے کہ میکال چرم پوش کے جی چھوٹ گئے جی چاہتا ہی کہ چت ہوجائیے کہ جان تو بچے لٹھیا لٹھیا کے لڑ رہا ہی بمشکل شام ہوئی ایرج نے اپنے کو چھڑایا کہا بس اب مین نہ لڑونگا شام ہوئی رات

واسطے عیش و آرام کے ہی ایرج نے کہا کہ ہمارا دستور نہین روشنی منگاؤ میکال نے کہا کہ مین مقابلہ نہ کرونگا میرا
دستور نہین ہرچند کہ ایرج نے چاہا نہ جانے دون میکال نے نہ مانا گینڈے کو بڑھا کر روانہ ہوگیا شاپور نے
عرض کی کہ حضور چلیے لشکر والے سب گھبرا رہے ہین زیر کرنے سے بھگانا بہتر ایرج ناچار ہو کر لشکر مین آئے یلمان
خوشی خوشی ایرج کو لیے ہوے بارگاہ مین آیا ناچ راگ ورنگ شروع ہوا چونکہ تھکے ہوے تھے سویرے سے
آرام فرمایا لیکن میکال جو پلٹ کے آیا کسی کو اپنے ساتھ بارگاہ مین نہ لایا اکیلا بیٹھ کر رونے لگا عیار اسکا
نیرم سبکروح حاضر ہوا میکال سے کہا کہ کیون حضور اسقدر پریشان ہین کہا کیا کہون مین سمجھا تھا کہ نیزہ حمزہ
کو زیر کرونگا میرا نام ہوگا ای نیرم وہ تو بلاے روزگار ہی مین ہی ایسا تھا کہ جان بچا کر چلا آیا کل فنون مین
طاق شہرۂ آفاق نیزہ بازی مین ایسا ہی کامل شمشیر زنی مین بیمثل کشتی مین دنگ کر دیا مجھ ایسا جہاندیدہ
نہ ہوتا تو اُسکے ہاتھ سے نہ بچتا کسی طرح نہ مانتا تھا کہتا تھا کہ لڑے جاؤ رات کو روشنی کراؤ مین نے کہا کہ مین
کل پھر مقابلہ کرونگا بمشکل اُسنے مجھکو آنے دیا نیرم نے کہا کہ پھر اب کیا قصد ہی کہا کہ کچھ بن نہین پڑتا اگر بھاگ جاؤن تو
سدراہ ہوگا جانے نہ دیگا شبخون مارون تو بھی مشکل ہی کیا تدبیر کرون نیرم نے کہا کہ مین عرض کرون اگر مناسب ہو
تو یہ تدبیر کیجیے آپ کی آشنا ملکہ سرفراز جادو آپ سے اُنسے مدت سے رسم ہی اُنکو بلوائیے اُنسے یہ سب
معاملہ کہیے وہ سحر کرینگی آپ کا زور بڑھیگا دشمن کا زور گھٹیگا سر میدان زیر کیجیے وہ ایک دن مین لشکر کو
مٹا دینگی یہ سنکر میکال خوش ہوگیا کہا کہ ای یار وفادار تونے یہ بات خوب بتائی مین نامہ دیتا ہون تو ہی
لیکر جا سب حال بیان کرنا اپنے ساتھ لیکر آنا مین فوراً طبل جنگی بجوا کر میدان مین جاؤنگا اُنکی مدد سے مشکین
باندھ کر لاؤنگا یہ کہکے اسنے نامہ لکھا مہر کر کے نیرم کو دیا نیرم نامہ لیکر چلا سرفراز جادو آجکل جو اسنے
یہ خبرین پائین کہ طلسم کشا باغ رنگارنگ مین پہونچا خواہش لوح مین گیا تھا لیکن نہ لے سکا آخر دختر شاہ
کہ طلسم کشا پر مائل ہی پیچھے مین دبا کر لے گئی یہ خبر تمام عالم مین مشہور ہی متعلقین طلسم کا دسیہ گھبرا رہے ہین
اسی سوچ مین سرفراز جادو بھی بیٹھی ہی کہ نیرم عیار نے آکر نامہ دیا نامہ پڑھ کر سرفراز بہت جھلائی کہا کہ
ای نیرم میکال نے یہ کیا کیا مسلمانون سے پگڑی اُلجھائی ہرچند کہ یہ لوگ ساحر نہین ہین مگر ساحر کش ہین
اب کیا کرون تم چلکر طبل جنگی بجواؤ مین آتی ہون کہا کہ حضور آپ میرے ساتھ ہی چلیے اب وہ بہت
گھبرائے ہوے ہین ایسا نہ ہو کہ اپنے کو ہلاک کرین سرفراز اُٹھی نیرم کو بھی تخت پر بٹھا لیا تخت
اُڑاتی ہوئی چلی پاس میکال کے آکر پہونچی میکال تنہا بارگاہ مین بیٹھا انتظار کر رہا تھا سرفراز کو دیکھکر خوش ہوگیا

کہا کہ ملکہ تمنے بڑا احسان کیا سرفراز جادو نے کہا کہ تم تو سرفراز ہوے ہین اپنی جان کی پڑی ہی طلسم مین
آفت برپا ہی اسی جوان کا عزیز دار حصول لوح کی فکر کر رہا ہی دختر شاہ اُسپر عاشق ہی ایسا ہی تیرا خیال تھا کہ
مین چلی آئی اس زمانے مین سب کے پاس نامے پہونچے ہین کہ جس طرح بنے طلسم کشا کو گرفتار کرو صدہا جادوگر
اسی فکر مین نکلا ہی دیکھین تقدیر کیا دکھائے مگر اب تم طبل جنگی بجواؤ مین صبح کو عین وقت پر سحر کرونگی تم اُسپر
غالب آؤگے مگر اس معرکے سے جھٹ پٹ رسلت کر کے فکر میں طلسم کشا کی نکلو مین بھی اس وقت مین کوئی کام
ایسا کرون کہ بادشاہ پر احسان ہو میکال نے اُسی وقت طبل جنگی بجوایا ایرج نے بھی خبر سُنکر طبل جنگی بجوایا
دونون لشکرون مین تیاریان ہوئین صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین آئے سرفراز جادو اُڑکر
آسمان پر آئی عقاب بنکر سحر کرنے لگی ایرج مقابلے مین میکال کے آئے بعد نیزہ و شمشیر نوبت کشتی کی
آئی ایرج دیکھتے ہین کہ مین ہر چند چاہتا ہون کہ پیچ باندھون مگر کسی نے ہاتھ پاؤن کی جان نکال لی شاپور
حیران ہو رہا ہی کہ آج آقا کو کیا ہو گیا کس خرابی سے لڑ رہے ہین دوپہر بمشکل لڑے جب زوال آفتاب ہوا
زوال زور بھی شاہزادے کا ہوا اُسنے زور کیا ایرج بیہوش ہو کے گرے اُسنے گرفتار کر لیا شاپور
حیران ہی کہ یہ کیا معرکہ ہوا میکال نے پکار کر آواز دی کہ ای ملیان تاجدار کل تمسے سمجھونگا دشمن شہنشاہ
سے ملے دیکھو تو کیا کیفیت کرتا ہون ملیان تاجدار رنجیدہ پلٹا شاپور سے کہتا ہوا کہ ای متردالاگہر
یہ کیا غضب ہوا شاہزادے کو کس زور و شور سے گرفتار کر کے لے گیا مین نے خبر پائی ہی کہ ایک جادوگرنی
اسکی آشنا ہی شاید وہ آگئی ہو اُسی کا یہ شعبدہ ہی شاپور نے کہا کہ ای برادر خوب بات کہی اب مین
تدبیر کر لونگا اُسی وقت شاپور نے بانہ ہائے عیاری جسم پر آراستہ کیے لشکر مین میکال کے آیا خدمتگار
کی شکل بنا ہوا پھرتا پھرتا بارگاہ مین میکال کی پہونچا جاکے دیکھا کہ ایک ساحرہ پہلو مین میکال کے
بیٹھی ہی ترغیب دے رہی ہی کہ ای میکال کل ملیان کو بھی گرفتار کرو لشکر کو شکست دو مین ایسا سحر کرونگی
کہ سب بے لڑے بھڑے بھاگین فوراً ان دونو کو قتل کر کے جستجوے کار ضروری مین مصروف ہون
میرے نام بھی حکم آیا تھا کہ طلسم کشا کو تلاش کرو شاپور کھڑا سُنا کیا جب دن تمام ہوا ایک گوشے مین
چھپ کر بیٹھا فقیر کی شکل بنا کے قریب منزلہ جا کر بیٹھا نقب کھودنے لگا پہر رات رہے مہرہ نقب کا
بارگاہ مین سرفراز کی توڑا دیکھا کہ پڑی سو رہی ہی شاپور نے اُسکو بیہوش کیا پشتارہ باندھا نقب
سے نکلا جست و خیز کرتا ہوا چلا ملیان تاجدار مشتاق بیٹھا ہی کہ شاپور سرفراز جادو کو لیکر آیا

یلمان تاجدار نے کہا کہ ای مہتر والا گہر بڑی مشکل یہ ہو کہ آقا ہمارے وہان قید مین اگر ہم اسکو قتل کرین ایسا نہو
کہ وہ اُنکو آزار پہونچائے شاپور نے کہا کہ یہ بڑی مشکل کی بات ہو اسکو قید کرو یہان تو یہ ذکر ہو رہا ہو میکال
صبح کو اُٹھا خیمے مین سرفراز جادو کے آیا کہ جاکے ملکہ سے عرض کرون مین بر سر لشکر مسلمانان جاتا ہون
آج خاتمہ کر دونگا خیمے مین آکر دیکھا کہ پلنگ خالی پڑا ہو مہرہ نقب کا لگا ہو ہاتھ پانون مین رعشہ آگیا اپنے
عیار کو پکارا عیار آیا کہا کہ ای نیرم دیکھو یہ کیا غضب ہوا کوئی ملکہ عالم کو چرا لے گیا نیرم نے کہا کہ ایرج کا
عیار شاپور شیر دل فخرزہ وہان خواجہ عمرو کہلاتا ہو وہی آکر لے گیا ہوگا جلد سوار ہو کر چلیے یلمان
سے تو آپ زور مین کم نہین ہین لشکر بھی آپ کا زیادہ ہو چلکر یلمان تاجدار کو پکڑ لیجیے ملکہ کو رہا فرمائیے یہ سنکر
میکال سوار ہوا مع لشکر چلا یہان شاپور تدبیر اسکے قید کی کر رہا ہو کہ نعرہ میکال کی آواز آئی لشکر
مین ہنگامہ ہوا شاپور نے کہا کہ لو یلمان تاجدار غضب ہوا میکال مع لشکر آگیا یلمان نے ہتھیار لگا
باہر آکر دیکھا کہ لشکر گھرا ہوا ہی بارگاہین جل رہی ہین بازارین لُٹ رہی ہین ہزارون بندگان خدا
مارے گئے ہین تین لاکھ فوج سے میکال لڑتا بھڑتا آتا ہو یلمان تاجدار نے نعرہ کیا فوج کو بھی کسیقدر
تسکین ہوئی سبھون نے کمر باندھی لڑائی ہونے لگی یلمان تاجدار و میکال چرم پوش سے مقابلہ پڑا
چار طرف سے اسکے پہلوان لڑتے بھڑتے آتے ہین یلمان تاجدار انتا کا زخمی ہوا چار جانب سے
پہلوان ٹوٹ پڑے یلمان تاجدار کو گرفتار کر لیا تو ساتھ والے لڑ رہے تھے اب شکست فاش ہوئی
شاپور بھی جان بچا کے ایک طرف بھاگا میکال لڑتا بھڑتا بارگاہ مین پہونچا دیکھا کہ سرفراز جادو
بندھی ہوئی پڑی ہو زبان مین سوزن میکال گینڈے سے کودا زبان سے اُسکی سوزن نکالی سرفراز
کی آنکھ کھلی جھلا کر اُٹھی سحر کرنے لگی ہزارون کو جلا دیا لشکر یلمان کو شکست فاش ہوئی بھاگنے کی
سب کو تلاش ہوئی سب بارگاہین قیمتی لوٹ لین خزانہ اپنے قبضے مین کیا بفتح و فیروزی پلٹا شاپور کو کب
آرام آتا ہو آقا قید ہوے لشکر یون برباد ہوا فقیر بنا ہوا لشکر میکال مین پھر رہا ہو اسی فکر مین ہو کہ کیا
تدبیر کرون مقدمہ ساحرہ سے بہت پریشان ہو سوچتا ہو کہ اگر مین نے آقا کو رہا بھی کیا تو ساحرہ پھر گرفتار
کرلیگی آخر کیا تدبیر کرون اس فکر مین پھر رہا ہو سرفراز جادو نے میکال سے کہا کہ آج ہی میدان خون
کی تیاری کرو دونون کو دار پر کھینچو میکال نے حکم دیا کہ جلدی میدان غول کی تیاری کرو دارین استادہ
ہونے لگین جلاد آکر موجود ہوے اب شاپور گھبرایا کہ یہ کیا غضب ہوا ایرج و یلمان کو آرے پہ سوار کر

دائے میکال نے اشارہ کیا جلاد انکو دار پر کھینچو سرفراز جادو بھی موجود ہر کہتی ہر کہ ای پہلوان اگر تو نے آج انکو قتل کیا مین جانونگی تو بڑا اقبالمند ہر یہ لوگ قتل نہین ہوتے کوئی معین و مددگار پہونچ جاتا ہے شاپور نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ آقا قتل ہوا چاہتے ہین بلبلا کے رونے لگا دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے تہ دل سے پکار اُٹھا

نظم

خدائے حافظ و ناصر کند نگہبانی ۔۔۔ بوقت مشکل و رنج و غم و پریشانی
بکوہ و دشت و بیابان و چارسوے زمین ۔۔۔ سحاب رحمت حق لرز گوہر افشانی
بحال بندۂ ناچیز و مید مدم شب و روز ۔۔۔ شود عنایت مولائے فضل ربانی
بشرق و غرب دہد تازہ روشنی ہر روز ۔۔۔ چو آفتاب درخشند ظل سبحانی
بباب دولت خدام بارگاہ آلہ ۔۔۔ کنند سکندر و دارا ہمیشہ دربانی
خدا است مالک و مملوک عالم و دنیا ۔۔۔ خدا است باقی و جن و بشر ہمہ فانی
چو نقش کاتب قدرت بدید حیران ماند ۔۔۔ بشکل آئنہ از حسن خویش ثانی
چو در عبادت معبود میکند غفلت ۔۔۔ شود ز بندۂ نادان کمال نادانی
رسد بمطلب خود طالب خدا ہندی ۔۔۔ ز مدح گوئی و وصافی و ثنا خوانی

شاپور بلک بلک کر دعائین مانگ رہا ہر کہ ای پروردگار میرے آقا کو بچالے مین صاحبقران کو کیا منھ دکھاؤنگا قبلہ و کعبہ پوچھین گے کہ او نامرد تیرے سامنے ایرج قتل ہو گیا تجھسے کچھ نہ ہو سکا ہاے مین کیا جواب دونگا بلک رہا ہر تڑپ رہا ہر کہ سرفراز جادو نے حکم دیا پہلے ایرج کو قتل کرو جلاد سر پر ایرج کے آیا کوئلے کا خط گردن پر دیا شاپور سے ضبط نہ ہو سکا جیسے ہی جلاد نے چاہا خنجر مارے شاپور نے پتھر مارا کہ سر جلاد کا اُڑ گیا سرفراز نے کہا کہ کیا یہ جلاد دیوانہ تھا کہ خنجر پھرا پھرا کر اپنے سر پر مار لیا مگر ضیرم عیار نے دور سے دیکھا کہ وہ فقیر سامنے کھڑا ہر اُسنے پتھر مارا ملکہ نے دوسرے جلاد کو اشارہ کیا کہ جلد سر کاٹ لے دوسرا جلاد آگے چلا شاپور نے پھر پتھر مارا ابکی مرتبہ ضیرم نے بخوبی دیکھ لیا پکار کے آواز دی کہ اس شخص کو لینا چار جانب سے سپاہی ٹوٹ پڑے شاپور نے تیغ کھینچا شیرانہ لڑنے لگا جب ہاتھ کا ہاتھ مارا چار چار کے پاؤن اُڑا دیے قریب جا کے خنجر مارا چار پانچ کے سر گرا گئے سو جوان شاپور نے تھوڑی دیر مین مار کر ڈالدیے اور ہر مرتبہ ضیرم کو ٹوکتا ہر کہ او نامرد تو مقابلے مین آ غیبون کو کیون

قتل ماش کرتا ہی نیرم ڈر کے مارے سامنے نہین جاتا شاپور اس فکر مین ہی کہ نیرم کو ماردن مگر تردد ہی کہ
پہلے نہ کیونکر بچاؤنگا ہزار ہا آدمی گھیرے ہوے ہین جب نیرم مقابلے مین شاپور کے نہ آیا تو شاپور نے
پتھر گوپھن مین رکھکر مارا کہ شانہ نیرم کا نشانہ ہوا نیرم چیختا ہوا بھاگا کہ لو ملکہ سرفراز جادو مجھے
اسکے عیار نے زخمی کیا ذرا ملاحظہ فرمائیے یہ عیار کی جنگ ہی کہ سو جوان مارکر ڈالدیے تلوار چمک رہی ہی
برق تڑپ رہی ہی دیکھیے کتنے سر برس گئے مثل حباب دریاے خون مین بہہ رہے ہین ایک ماش کا دانہ
پھینک ماریے ان سب کا خون آپ کی گردن پر ہوتا ہی یہ سنکر سرفراز جادو کو غصہ آیا ہٹو ہٹو کہکر
بڑھی سپاہی جو ہٹے شاپور کا سامنا ہوا پکار کر آواز دی کہ او نا عیار ہتھیار پھینکدے ورنہ آتش
قہر و غضب مین پھونک دونگی شاپور نیمچہ پکڑ کے جھپٹا جب تک سرفراز سحر پڑھے جب تک شاپور سر پر پہونچا نیمچہ
سر پر مارا سرفراز نے ہاے کا نعرہ کرکے اپنے کو گرادیا لوٹ مار کر الگ ہوئی قصد کرتی ہی کہ اڑجاؤن شاپور نے
برس پڑا کئی نیچے مارے کئی زخم سر کھائے سرفراز نے آخر کو جھلا کے آواز گیر دی شاپور کے پانون زمین نے
پکڑ لیے اب تو شاپور نا چار ہوا کافرون نے بلوہ کرکے چار جانب سے گرفتار کرلیا غل ہوا کہ عیار پکڑا گیا
سرفراز نے کہا کہ اس لنگوڑے مونڈی کاٹے کو جلد قتل کروا اسنے مجھے مار ڈالا ہوتا سامری و جمشید نے بچالیا
شاپور کو دار پر کھینچ دیا اور تیر و کمان لیکر سرفراز کھڑی ہوئی ایرج نے جو اپنے یار وفادار کو دار
پر دیکھا پکار کر کہا کہ او بیحیا کیا کرتی ہی جب کسی نے جواب نہ دیا بیقرار ہو کر آواز دی کہ ای خالق بے نیاز و
ای رب کارساز میرے یار وفادار کو بچالے تو کریم و رحیم ہی

نظم

خدایا دعاے دل مستمندان — مشو وقت مشکل بدنیا ہراسان
خداے جہان کرد برحال زارت — کرم بے نہایت عنایت فراوان
دلت کرد روشن بانوار عرفان — بعقل و خرد ساخت رہنمائی
بشکرانہ کن سجدہ گر بندۂ تو — ادا کن ادا کن ادا حق احسان
خدا کرد پیدا ترا شکل انسان — مشو غافل از سجدہ یک لحظہ ہندی

خدا چارۂ حالت دردمندان
کہ سازد خدا مشکلت زود آسان
ربود از درونت غبار کدورت
نمودت عطا دولت دین و ایمان
بمخلوق خود اشرف الخلق کردت
اگر وصل حق خواہی و قرب یزدان

ایرج کی بیقراری بلمان تاجدار کی اشکباری شاپور کا تڑپنا پھڑکنا سرفراز نے چند کمان کش اپنی پشت
پر کھڑے کرلیے کہ جب مین تیر ماردن سب کے تیر چلین خطا نہ کرنا سرفراز نے کمان کو کھینچا سب خطا شعار آمادہ
ہو کر کمانون کو کھینچنے لگے کشاکش کی صدا بلند ہوئی تیر مارنے طائران تیر پر کھول کر چلے قریب تھا کہ تیر

سینے پر شاپور کے پڑین یکایک تیر بلٹے کمان خم ہوئی سرفراز نے اپنے کو بچایا اور ون کے سینہ پر کینے کو توڑ کر پار گذر ے
کئی سو جوان سہم سہم کر گرے بعض چلاتے تھے مثل کمان خم ہوئے سرفراز نے کیا کرا رت کیا سر اُٹھا کے دیکھا کہ برسر
دار ایک ٹکڑہ ابر چھوٹا سا تغرار ہا ہی اُسی ابر سے ہوا چلی اُسنے تیرون کو پلٹایا جھلا کے سرفراز نے ایک گولہ مارا کہ
ابر شق ہوا تب سب نے دیکھا کہ ایک نازنین خوبصورت قمر طلعت سرو خرامان باغ خوبی و غنچۂ نودمیدۂ حدیقۂ
محبوبی ایک طاؤس زرین بال پر سوار سحر کر رہی ہی اور آواز دی کہ او بیحیا تیری بھی یہ مجال ہی کہ شاہزادہ والاقدر
کو قتل کرے یہ کہکے کڑک کر گری دار کے ٹکڑے اُڑا دیے ایرج پر گری قید کو کاٹ کر پھینکدیا ایرج کی جو ہتھکڑیان
کٹین بیڑیون کو مروڑ کر پھینک دیا دار سے شاپور چھوٹا اب جو ایرج نے رہائی پائی ایک سوار کو مار کر تلوار
اپنے قبضے میں کی فوج کفار پر جا پڑے ملکہ صبح دلکشا تڑپ تڑپ کر گرنے لگی غول کے غول تباہ کر دیے لاشون سے
میدان بھر دیے سرفراز جادو گھبراگئی کہا کہ کیون اے میکال ہمنے نہین کہا تھا کہ ان لوگون کا قتل ہونا دشوار ہی
یہ گیسو بریدہ کہان سے آگئی ناک مین دم کر دیا اگر ہو سکے تو نکل چلو میکال ایک طرف گینڈا چڑھا کر چلا کہ پہلو سے نعرہ
شیر کی آواز آئی کہ او نامرد کہان جاتا ہی میکال نے دیکھا کہ ایرج نوجوان دریا سے خون مین نہائے ہوے
شمشیر زنی کرتے ہوے آتے ہین میکال نے جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے تلوار کو تلوار پر روکا ہاتھ کو
اُلجھاوے سے نکال کر بقوت صاحبقرانی ہاتھ مارا اُس ردسیاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا برق شمشیر چمک کر
گری سپر کے دو ٹکڑے ہوے یا قبہ سپر پر چمکی تھی یا زیر تنگ جا کر زمین کو بوسہ دیا میکال ایسے دیو خصال کے
دو ٹکڑے ہوے کافرون کے رنگ کٹ گئے ہر طرف یہی غل تھا کہ بڑا شخص مارا گیا نبیرۂ حمزہ فخر رستم صاحب
شوکت وحشم ہی جسقدر انکی تعریف کرین کم سے کم ہی سرفراز نے جو دیکھا کہ میکال مارا گیا چاہا کہ تڑپ کر نکل جاے ادہر سے
ملکہ صبح دلکشا نے للکارا کہ خبردار آگے نہ بڑھنا دھگڑے کا مارا جانا بہت شاق ہوا یہ کہکے گولہ مارا
سرفراز نے گولے کو کاٹا اُسی گولے سے دھوان نکلا کہ سرفراز نابینا ہو گئی چہار جانب ٹٹولنے لگی
حیران تھی کہ کیا کرون جو سحر کیا مٹ گیا آخر صبح دلکشا ستارۂ سحری بنکر گری کہ سرفراز جادو مثل ہیمۂ خشک جلنے لگی
تھوڑے ہی عرصے مین جل جل کر خاک ہوئی لشکر میکال پر بلا نازل ہونے لگی ایک طرف سے ایرج نوجوان
قتل کرتے ہوے آتے ہین ایک طرف سے شاپور حقہ ہاے آتشبازی مار رہا ہی ایک جانب صبح دلکشا
مثل شیر خشمناک تمام لشکر کو پامال کر رہی ہی چند ملازمان بلمان جو بھاگ کر رہا سے کوہ مین چھپے تھے خبر سُنی کہ ہمارا
آقا دلیمان بھی رہا ہوے سب تلوارین کھینچکر آپڑے تلوار چلنے لگی لشکر کفار نے جو اپنا یہ حال دیکھا امان مانگی

ایرج نوجوان نے صبح دلکشا کو منع کیا کہ اب سحر نہ کرو ہمارے واسطے باعث بدنامی ہی ساحرہ قتل ہو چکی
صبح دلکشا کہ بڑے زور و شور سے سحر کرتی تھی ایرج کے کہنے سے رُک گئی اب چھپ چھپ کے سحر کر رہی ہر کسی پر
نگاہ سحر آگین ڈالدی کہ وہ لوگ دیوانے ہوگئے سر ٹکراتے پھرتے ہین اشعار عاشقانہ پڑھ رہے ہین کبھی پکارتے
ہین کہ یارو اس مطلع کو سمجھو مطلع بلبلو اتنا اثر پیدا کرو فریاد مین + چاہیے منقار چٹکی لے دل صیاد مین + حرکت
ان نالائقون نے بہت خلاف کی یہ مناسب نہ تھا بعض کہتے ہین کہ یارو اپنی جان بچاؤ اب تیغ بے دریغ سے
ایرج کے بچنا دشوار ہی ہماری کدو کاوش بیکار ہی آخر سب فوج والون کو سمیٹ کر ایرج نوجوان نے
صبح دلکشا کو ایک محل مین پہونچایا آپ دار الامارۂ شاہی مین آکے جلسہ آراستہ ہوا نازنینان پریچہرہ
گا رہی ہین شراب چل رہی ہی ہنگامۂ عیش و نشاط پُر جوش ہر طرف صدائے نوشا نوش ہی اُسوقت ملکہ صبح دلکشا آئین
کہا کہ ای شہریار باغ رنگار رنگ مین نور الدہر پہونچ گئے تھے لوحدار ان جادو نے ایسا انتظام کیا ہی
کہ لوح نہ پائی اسپر کہ دختر شاہ ہمہ دان ہمہ گیر سحر و ساحری مین مثل نہین رکھتی ملکہ ہمارے جواہر پوش بعید
جوش و خروش ساتھ تھین مگر کچھ نہ چلی اتنا کیا کہ نور الدہر و شبرنگ کو لے گئین یہ سنکر ایرج نے کہا کہ ہم
باغ رنگار رنگ مین جانے کا ارادہ کرین شاپور نے بڑھکر عرض کی کہ ای ملکۂ عالم شاہزادے بجا ارشاد فرماتے ہین لیکن
لوحدار ان جادو ولا بے بدہی اُسنے صبح کر دی کسی کا سحر نہ چلتا تھا وہان جانا دشوار ہی صبح دلکشا نے
کہا کہ آپ تشریف لے چلیے کنیز فکر کر لیگی ایرج نے کہا کہ مین تیار ہون ملیان تاجدار نے لشکر تیار کیا ایرج
سوار ہوے مع لشکر طرف باغ رنگار رنگ کے چلے صبح دلکشا نگاہ طرف آسمان کے ڈالے ہوے جاتی ہین
انکو تو اس حال پُر ملال مین چھوڑیے اب حال نور الدہر بن بدیع الزمان لکھا جاتا ہی کہ انکو ہمارے
جواہر پوش اُٹھالے گئی تھی پر پرواز پیدا کیے ہوے لیے جاتی ہی قضائے کار ایک مقام ہی کہ اُسکو کوہ نیلم
کہتے ہین وہانکی حاکم و ناظم سیما سے نیلم پوش اپنے باغ مین بیٹھی ہی کئی سو کنیزین گرد باغ پُر بہار سیما سے
نیلم پوش کی نگاہ جو پڑی بغور دیکھا کہ ہمارے جواہر پوش دو شخصون کو بغل مین دبائے ہوے آتی ہی
پریشانی چہرے پر ظاہر دوپٹہ ڈھلکا ہوا بال پریشان عارض انور رشک قمر صبح و شام کا ساتھ ملکہ سیما
کھڑی ہو گئی پکار کے آواز دی کہ ای ملکۂ عالم آئیے ملکہ ہمارے جواہر پوش تھک گئی تھین اس باغ پُر بہار
کو دیکھکر غنیمت جانا اُتر آئین سیما دوہما مین بڑی محبت ہی ہمامسند پر بیٹھین نور الدہر کو ایک دنگل پر
بٹھا دیا اور شبرنگ بن عمرو کو جو ہوش آیا اپنے کو اس باغ پُر بہار مین پایا نور الدہر کی پشت پر دعا ل

لیکر کھڑا ہوا مگس پرانی کرنے لگا سیماے نیلم پوش کی جو نگاہ جمال جہان آراے نور الدہر پر پڑی اسیر طرۂ گیسو و ذبیح خنجر ابرو ہوئی شرماکر سر جھکا لیا پوچھا کہ کیون ہمشیرہ کہانسے آتی ہو یہ کون صاحب ہین ملکہ ہماے جواہر پوش نے کہا کہ بہن کیا کہون کہ ان لوگون کو جسنے دیکھا وہ مائل ہوا نور الدہر بن بدیع الزمان یہی ہین سیما نے کہا کہ طلسم کشائی آپہی کے نام پر ہو تمام طلسم مین غلغلہ پڑا ہوا ہو کاہن نجومی حکم لگا رہے ہین کہ اب انقلاب ہمیشہ ہوگا ساحر مارے جائینگے تیغ بید ریغ طلسم کشا سے بچنا مشکل ہو لیکن سُنا ہو کہ باغ زنگار رنگ مین عجب طرح کی بات ہوئی تمھارے نام پر مشہور ہو کہ طلسم کشا کو بصورت مبدل باغ زنگار رنگ مین لے گئین لوحداران سے جو لوح کا حال پوچھا اُسکو کھٹکا ہوا انتظام کر دیا لوح نہ ملی مگر آپ نکل آئین یہ سُنتا تھا کہ ملکہ ہماے جواہر پوش نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا بُوا کیا کرون فلک درپے آزار ہو شکایت بیکار ہو کوئی ساعت ایسی نہین گذرتی کہ صورت عیش و آرام دیکھین راحت سے بیٹھین اصل کیفیت یہ ہو نظم

ہو نچا سنان یہ اُسکی ابھی میرا سر کہان نخل مراد عشق نے پایا ثمر کہان
طول شب فراق کے شکوے سے فائدہ مین جان بلب ہون مجکو امید سحر کہان
ترکیب کو کمال ہوتا ہو شیر زاہدا بے بادہ ہو دعاے قدح مین اثر کہان
جاتا ہو صید گاہ مین وہ چھوڑ کر مجھے اے مرغ روح تیرے گئے بال و پر کہان
آنکھون مین منتظر ہین عبث پارہاے دل آتا ہو ناوک نگہ یار ادھر کہان
ہو خاک کوئی منعم ظالم سے منتفع حلقوم آب تیغ سے ہوتا ہو تر کہان
حاصل نہین ہو دست تمنا کو غیر یاس اس باغ مین چنار نے پایا ثمر کہان
عالم سے اہل فیض کو ہوتا نہین گزند ہو نخل میوہ دار کو رنج تبر کہان
نفرت شب وصال سحر سے نہ کر دلا اک دن شب فراق مین ہو یہ سحر کہان
ہمسکو تری کمر کی صنم ہو عبث تلاش جسکو خدا چھپائے وہ آئے نظر کہان
عاشق ہجر پر ابھی نہین فرقت ہوئی نصیب ہو اضطراب کی تجھے ناسخ خبر کہان

سیماے نیلم پوش نے کہا کہ بُوا تمین بڑا جوش و خروش ہو ملکہ ہماے جواہر پوش نے کہا کہ بُوا اس بلا مین پھنسے ہوے عرصہ ہوا کیا کہین کہ کیا کیا صدمے اُٹھائے چونکہ ملکہ سیماے نیلم پوش نور الدہر پر عاشق ہوئی ہین حیران ہین کہ کیا کرون یہ تو ضرور خیال آیا کہ حُسن میر احسن ہماے جواہر پوش سے

کہ نہین ضرور اس شیر نے بھی مجکو بنگاہ محبت دیکھا ہوگا کیونکر اسکا امتحان کرون کچھ اور تو نہ کہا یہ بول اُٹھی کہ ہُوا افسوس کا مقام ہو کہ بادشاہ طلسم کی دختر بلند اختر ہو راز دنیا ز لوح سے نہین آگاہ ہم چاہینگے تو لوح مل جائیگی ورنہ ہزار برس کوشش کرو گی تو لوح نہ ملیگی لوح کا ملنا آسان بھی ہو اور مشکل بھی ہو ہم پیروی کرینگے شگوفہ نام ایک کنیز بیٹھی ہو یہ مضمون سُنکر چلی گئی سوچی کہ اگر طلسم کشا لوح پائیگا سب جادوگر مارے جائینگے مذہب سامری و جمشید کا کون نام لیگا جا کر شاہ طلسم سے اطلاع کرو کہ یہ دونون نوجوانین جمال ظاہری طلسم کشا کا دیکھکر مبہوت ہوئی ہین انکو سزا ملے یہ سوچ کر پیچھے ہٹی مگر سوچتی ہو کہ تابہ قلعۂ طلسمی مین جاؤن پھر وہا سے آؤن بڑا عرصہ ہوگا ساحرہ ہو اُڑکر چلی سب ہی طرح کے خیال ہین کوس بھر نکلی ہو کہ ایک پہاڑ پہ دیکھا کہ قتال جادو وزیر شاہ طلسم اکیلا پہاڑ پر بیٹھا ہوا شراب پیتا ہو کنیز اُتر آئی قتال کو سلام کیا قتال نے کہا کہ تو کون ہو اسنے کہا کہ مین سیاہ نیلم پوش کی کنیز ہون باہمانے جواہر پوش طلسم کشا کو لیکر انکے باغ مین آئی ہین حصول لوح کی تدبیر ہو رہی ہو اگر آپ چلیے دونون کو مع طلسم کشا گرفتار کیجیے یہ سُنکر قتال اُٹھا کہا کہ مین ابھی چلتا ہون شہزادہ مرتبہ کراونگا کہ شاہان دربند رشک کرین شگوفہ ساتھ ہوئی قتال نے ایک شیشہ پانی کا بھرکے ہاتھ مین لے لیا کہا کہ اسی پانی سے سب کو بیہوش کرونگا دونون چلے یہان سیاہ نیلم پوش و ہمانے جواہر پوش سے صلاحین ہو رہی ہین شاہزادہ نورالدہر بات کرتے ہین سیاہ نیلم پوش نہال ہو جاتی ہو باتون مین چھیڑتی بھی جاتی ہو کبھی کہتی ہو کہ حضور اگر ملکہ ہمانے جواہر پوش آپ پر عاشق نہ ہوتین عمر بھر لوح طلسمی نہ ملتی نورالدہر نے غصّے مین جواب دیا کہ ہم تائید پروردگار پر رکھتے ہین آپ لوگ کد و کاوش نہ کرین ہمکو جانے دین دیکھین لوح طلسمی ملتی ہو یا نہین ملکہ ہمانے زانو پیٹ لیا کہا کہ اے شہریار یہ تو مجھسے کبھی نہ ہوگا کہ آپ کی خیرخواہی سے ہاتھ اُٹھاؤن آپنے دل کا تو یہ حال ہو قلب پر ہجوم غم و ملال ہو

نظم

پوچھتا اشک اگر گوشۂ داماں ہوتا	چاک کرتا مین جنون مین جو گریبان ہوتا
نالہ ملتا جو فلک سے ضررِ جان ہوتا	سر نہ ہوتا جو میسر مجھے سامان ہوتا
نازک ایسا ہو وہ کافر ہین ہوتا بدمست	گذر آسکا جو کبھی زیر مغیلان ہوتا
سنگ چقماق بھی بنتا تو مرا ضبط مرے ہے	نہ مری قبر کا پتھر شرر افشان ہوتا
ہون وہ وحشی کہ اگر دشت مین پھرتا شب کو	آگ کے شعلے دہن غول بیابان ہوتا

نکہت کاکل پیچان سے جو دیتے تشبیہ
کی مکافات شب وصل خدا نے ورنہ
ایک دم یار کو بوسون سے نہ ملتی فرصت
کسکی پریان شہ جنات کو بھی آنکھ مہر
ای اجل ایک دن آخر تجھے آنا ہی ولے
کون ہی جو نہین مرتا ہی ترے قامت پر
کیا قوی ہی یہ دلیل اُسکی پریزادی کی
ای بتو ہوتی اگر مہر و محبت تم مین
حسرت دل نہین دیتا ہی نکلنے ناسخ

عطر مجموعہ کا ہر شیشہ نہ پریشان ہوتا
کیلیے مجھپہ عذاب شب ہجران ہوتا
گردہن دیدۂ عالم سے نہ پنہان ہوتا
ہی یہ حسرت کہ سگ کوچۂ جانان ہوتا
آج آتی شب فرقت مین تو احسان ہوتا
کیون نہ ہر سرو چمن قالب بیجان ہوتا
ربط انسان سے کرتا جو وہ انسان ہوتا
کوئی کافر بھی نہ واللہ مسلمان ہوتا
ہاتھ شل ہوتے میسر جو گریبان ہوتا

ملکہ سیماے شیلم پوش کہتی ہین کہ اس جفا سے خدا سب کو بچائے کہ آسمان پر نعرہ ہوباش اوسیماے شیلم پوش وسیماے جواہر پوش دشمن کو اپنے گھر مین جگہ دی لوح ملنے کی صلاح ہو رہی ہی ضیغم قتال آجتیرا اب میرے ہاتھ سے کیونکر بچوگی سب حال مجکو معلوم ہوا سیماے نے یہی دیکھا کہ کنیز جاری شگوفہ ساتھ ہی سمجھ گئین کہ اسی نے جاکے سب کچھ کہا سب حال کھل گیا دیکھین تقدیر کیا دکھائے دونون شاہزادیان اپنے مقام سے اُٹھین شیر پلنگ سے ان عمرو نے جو جادوگر کو آتے ہوئے دیکھا ایک جانب بھاگا نخل کی آڑ مین چھپا جبتک دونون شاہزادیان اُٹھین چاہا کہ قتال آہن پیکر پر سحر کرین قتال نے دو شیشہ پھینک مارا جسپر قطرہ پانی کا پڑا وہ بیہوش ہو گیا سیماے شیلم پوش وسیماے جواہر پوش سحر بھی نہ کرنے پائین پناہ پانی مشکل ہوئی آبرو مٹی روکھڑا کر دونون گرین بیہوش ہوگئین آنکھین کھلتی نہین ہاتھ پاؤن بیکار ہین کنیزون کی یہ کیفیت ہی کہ کسی کا سر اڑ گیا کسی کا ہاتھ کٹا کوئی بیہوش ہوئی باغ مین لالہ زار کھل گیا دریاے خون بہنے لگا نورالدہر نے تلوار کھینچکر اُٹھے چاہا کہ اس ساحر پر جا پڑون قتال آہن پیکر نے اشارہ کر دیا یہ بھی گرے بیہوش ہوگئے ہاتھ پاؤن بیکار مجبور و ناچار تلوار الگ جا گری سپر نے پشتیبانی نہ کی تلوار نے اپنا جوہر نہ دکھایا کمان مین تمام خنجر بیدم تیر بیکار پر بند ترکش مین دردمند قتال بڑھا کہ سب کی مشکین باندھون گرفتار کرکے خدمت شاہ مین لیجاؤن اس خیرخواہی مین رتبہ جلیل پاؤن بل کرتا ہوا چلا اس بات پر بہت خوش ہی کہ میرے ایک سحر مین سب بیہوش ہوے بی سیماے شیلم پوش وسیماے جواہر پوش کو اپنے سحر پر بڑا ناز تھا آج

بچونہ چلی یہ سب از صراف اپنے سامنے شاہ طلسم کے بیان ہونگے بڑے بڑے ساحر خدمت مین شاہ کے حاضر رہتے
ہین سب وجد کرینگے کہینگے کہ ای قتال یہ تمہارا ہی کام تھا دشمنان شہنشاہ کو ایسا جلدی بیہوش کیا بیٹی
شاہ کی جو سامنے شاہ کے جائیگی تمام اہالی دربار کو عبرت ہوگی کہ بیٹی باپ کا گھر مشتاق ہو ایسے مقدمات
کہتے ہوے شرم آتی ہو ایسے ایسے خیال کرتا ہوا وہ مسحور ساحری کا بھرتا ہوا کہ ان سب کی مشکین باندھون
چند قدم چلا تھا کہ پیچھے باغ سے رونے کی آواز آئی کسی نے پکارا کہ ای وزیر اعظم داہی دستور معظم فریاد کو
وقت امداد ہو قتال آبریز نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک نازنین نہایت حسین شباب کا عالم جوانی پھٹی پڑتی ہو بقول شخصے
کہ اپنے سائے سے لڑتی ہو بھولے بھولے گال گلوری گلے مین دبی ہوئی شکم صاف و شفاف کھلا ہوا تختہ بلور
جانت نور کی نازک اندام مقبول طبع خاص وعام ایک جوتی پاؤن مین ایک پاؤن مین چھوٹ گئی جوانی مین
اسکی خبر نہین پامال ہونے والون پر نظر نہین عجب بیچ و پیچ سے آتی ہو کہ دیکھکر طبیعت گھبراتی ہو جیسے ہی قتال
سے چار آنکھین ہوئین ہنسی کے مارے لوٹی جاتی ہو پکار کے کہا کہ ذرا ادھر تو آؤ تم گھورنے والے غارت ہو جاؤ
نگاہون مین کھائے جاتا ہو ارے تیری آنکھین پھوٹین گھٹنے ٹوٹین سر نہ جھکا میری بات کا جواب دے ارے
جلدی یہان آ دوڑ کے جو عیار بھاگ گیا تھا وہ سامنے نخل کے کھڑا ہو بی شگوفہ کو بھی ساتھ لیتے آؤ شگوفہ
و قتال دونون دوڑ کے چلے وہ نازنین ہاتھ سے اشارہ کیے جاتی ہو کہ ارے قدم اٹھا کر چلو ورنہ حریف
بھاگ جائیگا عیار طرار چلاوہ ہو نگوڑے عمرو کے سب تعلیم کردہ ہین یہ کہکے آپ ہی اپنے منھ مین طمانچے
مارنے لگی کہ ہئے ہئے مین نے کس کا نام لیا کچھ نگوڑے کے نام مین تاثیر ہو سامری و جمشید جان بچاوین
قتال نے اشارہ کرکے کہا کہ اری پیاری عیار کہان کھڑا ہو اسنے اشارہ کرکے کہا کہ نخل کے
سائے مین بیٹھا کپڑے بدل رہا ہو البو لہنگا پہنا پھر یا بھی پہن لی ارے اس نگوڑے کو خدا غارت کرے
چھاتیان بنا رہا ہو قتال حیران ہو کہ اسکی زبان کیا قینچی چل رہی ہو شگوفہ نے کہا کہ عالم یاس ہی
عیار نے کچھ اسکو صدمہ پہونچایا ہو اسی وجہ سے بیتاب ہو دونون جب قریب پہونچے قتال نے
اُس نازنین کا ہاتھ پکڑ لیا اُسنے ہاتھ جھٹک کر کہا کہ الگ رہو مجھسے لپٹے نہ جاؤ پہلے دشمن کو تو مار لو پھر
مجھسے بات کرنا مین کوئی خیلہ دیوانی نہین ہون قتال نے کہا کہ ارے عیار کہان ہو اسنے ہاتھ اٹھا کر
کہا کہ ارے وہ سامنے بیٹھا ہو چھوٹے کپڑے پہن رہا ہو قتال اُدھر جھکا کہا کہ بی شگوفہ ذرا تم بھی دیکھو
یہ تو فقط مجکو گھورنا جانتے ہین آنکھون کے آگے ناک سر جھے کیا خاک مین تو انکی ناک کٹوا ڈالونگی

قریب کا آدمی نہ سوجھتا ہوگا جیسے ہی قتال و شگوفہ جھکے کہا کہ ارے کہان ہو اُس نازنین نے دونون کے گلے مین حلقے کمند کے ڈالدیے کہا کہ اب تو سوجھا دونون نے چاہا کہ پلٹین حلقے کمند کے گلے مین پھنس چکے تھے ایک جھٹکا مارا دونون مُنھ کے بھل گرے لپٹ کر خنجر مارا قتال کا شکم چاک شگوفہ کا بھی قصہ پاک ان دونون کے لاشے تڑپنے لگے اندھیرا ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من قتال و شگوفہ بود ہاے حسرت لیکر پردۂ دنیا سے گئے سیماے نیلم پوش و ملکہ ہماے جواہر پوش کو بھی ہوش آیا نورالدہر بھی اُٹھے کنیزین بھی ہوشیار ہوئین پھر وہی صلاح ہونے لگی ہما و سیما کہ رہی ہین کہ اب یہان ٹھہرنا مناسب نہین بڑا شخص مارا گیا اگر کہین شاہ طلسم کو ثابت ہوا فوراً فوج آئیگی بھاگنا مشکل ہوگا قتال آبریز کا مارا جانا بڑا غضب ہوا وزیر شاہ طلسم تھا کوئی نہ کوئی خبر ہو جائیگا ہاے اب کیا کرین ہم یہ سمجھے تھے کہ اس مقدمہ خاص مین سمجھکر صلاح کیجائیگی یہ نہ سمجھے تھے کہ فوراً آفت آجائیگی ہاے تقدیر کی خوبی عشق کی نیرنگی کیا جلد یہ سامان دکھایا اب تو یہ کیفیت ہو نظم

ایک عالم ہو مری غفلت و ہشیاری کا
کام خونریزی ہو اُس یوسفِ بازاری کا
وصف خط ہو کہین دیوان مین کہین وصف کمر
کور آنکھین ہون کسی طور سے روتے روتے
معنیٔ شعلۂ آواز مین شک ہو جسکو
ہو یہ وہ راہ کہ تا عرش پہونچتا ہو بشر
نشے مین جسپر قدم یار نہین گرتا ہون
ہو وہ نخلِ چمن حسن یہ ہین پھول اُسکے
شہسواری کا جو اُس چاند کے ٹکڑے کو ہو شوق
تو وہ خورشید ہو چہرے سے اُٹھائے جو نقاب
رو سے گلرنگ اگر حوض مین ہو عکس فگن

خواب دیکھا نہ کبھی بخت کی بیداری کا
جان بیچے جو کرے قصد خریداری کا
ساتھ ہو جد دل زنگار رکے اک باری کا
اور چارہ ہی نہین دیدہ کی بیماری کا
دیکھے عالم مرے نالون کی شرر باری کا
دل مین دروازہ ہو اس گنبد زنگاری کا
بیخودی مین بھی مجھے دھیان ہو خودداری کا
جسم محبوب مین کرتا نہین پھلکاری کا
چاندنی نام ہو شبدیز کی اندھیاری کا
ہو ہر اک ذرے مین عالم وہین چنگاری کا
طور فوارے کا ہو رنگ کی پچکاری کا

ملکہ کر سیماے نیلم پوش رو رہی ہین کبھی طرف نورالدہر کے متوجہ ہو کر کہتی ہین کہ آپ کے حُسن عالم سوز نے تمام دنیا کو جلادیا یہ شگوفہ حرامزادی کیونکر گئی وزیر کو کہان پایا کیونکر لیکر آئی اب کیونکر

دریافت کرون لیکن اب تدبیر یہ ہی کہ جرأت کا کام ہی اسی مین نام ہی میرے باغ سے نقب لگی ہی جہان گلدستے
رکھے ہین وہین مہرہ نقب کا ٹوٹا ہی جس وقت آپ پہونچینگے ایک دیو آکر حملہ کریگا آواز دیگا کہ او خونخوار کہان
تیری قضا آئی ہی اگر آپ نے اُسکو مار لیا گلدستے شگفتہ ہونگے بسم اللہ کہکر ایک گلدستے پر ہاتھ ڈالیے گا
لوح ہی پر ہاتھ پڑیگا اپنا قبضہ کیجیے ہم بھی پہونچ جائینگے لوحداران سے لڑائی سخت پڑیگی اگر اُسکو مارا پھر
مقامات ہین لوح آپ کو خود تعلیم کریگی خلاف لوح قدم نہ اُٹھانا اچھا آپ کو نقب مین روانہ کرو ہم تم سحر
تیار کرکے بالاے آسمان چلین قتل خونخوار مین کوشش کرین جو ہونا تھا وہ ہوا لیکن اے طلسم کشا ہماری
ہدایت پر عمل رہو تو اسطرح کار بند ہوا اور لوح دستیاب ہو لوحداران کو ہم ہی پر ناز تھا کہ جب تک سیما
شریک نہ ہوگی لوح نہ مل سکیگی آپ کے اقبال نے ہمکو شریک کرلیا یہ کہکے سیما و ہما اُٹھین نور الدہر کو لیکر
بارہ دری مین آئین آپ ستارہ سحری بنکر بلند ہوگئین یہ کہ گئین کہ جو سامنے کمرہ ہی اُسمین نقب پختہ ہی بسم اللہ
کہکر اُسمین داخل ہو جیسے عیار کو حکم ہوا کہ تم الگ سے جاؤ ساتھ جانا تمھارا مناسب نہین طریقہ کشا ہی کہ طلسم کشا
اکیلا جائے شبرنگ تو ایک جانب چلا یہان نور الدہر بسم اللہ کہکے نقب مین داخل ہوے دیکھا کہ
نقب پختہ اسقدر بلند ہی کہ ایک سوار جا سکتا ہی رہروی کرتے ہوے واسطے لوح کے جاتے ہین لیکن
بعد جانے ملکہ ہما کے لوحداران نے کنیزون سے کہا اور جو شاہزادیان مہمان آئی ہین اُن سب سے
کہا کہ آپ لوگون نے انقلاب دیکھا بیٹی چاہتی ہی کہ باپ کا گھر برباد کرے اگر مین ملنے یہ انتظام نہ کر رکھا
ہوتا تو لوح ہاتھ سے گئی تھی مگر اے منتظم جادو تم کوٹھے پر جاکے بیٹھو جب تک ملکہ سیماے نیلم پوش نہ شریک
ہوگی طلسم کشا یہانتک نہ پہونچیگا لیکن فکر ضرور ہی طلسم کشا صاحب اقبال ہی پہلے ہی اُسکو یہ شرف ملا کہ
دختر شاہ طلسم شریک ہوگئی اسقدر درپے آزار ہی کہ چاہتی ہی طلسم برباد ہو منتظم جادو بالاے بام آئی
گلدستون کو دیکھ رہی تھی گلدستے اپنی حالت اصلی پر مین شگفتہ ہونے لگے ہواے سرد چلی ایک طائر پیدا ہوا اُسنے
زمزمہ سرائی کرکے آواز دی کہ اے منتظم تو نے اب تک کچھ کام نہ کیا طلسم کشا آیا چاہتا ہی آیا اور لوح لے لی
سیماے نیلم پوش شریک ہوگئی سب تدبیرین بتا دین یہ ذکر تھا کہ زمین شق ہوئی آواز آئی کہ باشیداے
کافران ہمیا شمع گل گلزار خلیل الرحمان نور دیدہ مومنان و مسلمانان نبیرہ صاحبقران نعرہ نور الدہر

ہماے اوج رفعت شاہباز عرصہ مردی		کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خواندہ
پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز بیمش		عدو در رزمگاہش صد ہزاران الاماں خواندہ

لقا را بیکدست برداشتم	دیگر	ز لطف علی بجرأت ہنر داشتم
سرِ نوجوانان لقب یافتم		لقب بر یلانِ عرب یافتم

منتظم جادو دوڑی ایک دو ہتھڑ مارا نورالدہر لڑکھڑا کر گرے منتظم نے تلوار کھینچ کر سر کاٹ لون آسمان پر
دونون شاہزادیان چپ رہی تھین سیماے نیلم پوش نے کہا کہ ملکہ بڑا غضب ہوا شاہزادہ قتل ہوتا ہے
ملکہ جواہر پوش نے کلیجہ پکڑ لیا کہا کہ ارے یہ کیا غضب ہوا شاہزادہ بیحس و حرکت پڑا ہے منتظم
قتل کرنے جاتی ہے ملکہ سیما نے کہا کہ تو جلدی کر ورنہ قتل کیا چاہتی ہے سیماے نیلم پوش دعا کرنے لگی
جواہر پوش ستارہ بنکر گری منتظم کے دو ٹکڑے ہوے منتظم کے مرتے ہی نورالدہر اُٹھ کھڑے ہوے نعرہ کیا کہ اے
خونخوار کہان ہے کیون ہماری نظرون سے نہان ہے کہ زمین کانپی ایک ساحر زبردست قوی من قوی تن دار شمشاد
ہاتھ مین غصہ بات بات مین للکارتا ہوا زمین سے نکلا کہ اے طلسم کشا منتظم کو مارا دونون جادوگرنیان تیری
شریک ہین اُنکی بھی فکر ہو جائیگی شاہ طلسم کو خبر ہوجائیگی قیامت برپا ہوگی تمکو اور اُنکو سزا دیجائیگی یہ کہکے شاہزادہ
نورالدہر پر حملہ کیا نورالدہر نے گُرز کا ٹکڑا عمود پر ہاتھ ڈالدیا گرز چھینکر پھینکدیا خونخوار لپٹ پڑا کشتی
ہونے لگی دونون شاہزادیان آسمان سے دیکھ رہی ہین کہ دونون سے کشتی ہو رہی ہے نورالدہر نے لڑتے
لڑتے نعرۂ شیرانہ کیا ایک ہکہ مارا کہ سر خونخوار کا زمین سے ملا دیا کمر زنجیر مین ہاتھ دیکر بقوت صاحبقرانی
اُٹھا لیا اُکھیڑ کر زمین پر مارا کود کر چھاتی پر سوار ہوے فرمایا کہ در شناخت پروردگار چہ میگوئی خونخوار نے
بقہر و غضب جواب دیا کہ اے طلسم کشا مین تیرا مذہب نہ اختیار کرونگا نورالدہر نے اُٹھکر ایک پاؤن دونون
پاؤن سے دبایا ایک پاؤن کو دونون ہاتھون سے تھام کے خونخوار کو چیر کر پھینکدیا ملکہ لوحداران مسند پر
بیٹھی ہے چالیسون شاہزادیان یہ انقلاب دیکھا ابھی تک نہین گئین یہی ذکر ہو رہا ہے کہ اس ہنگامے کی اطلاع
بادشاہ طلسم کو کیجیے لوحداران نے کہا کہ مین نامہ لکھ چکی کچھ جواب نہین آیا جب تک سیماے نیلم پوش
نہ شریک ہوگی طلسم کشا یونہی بھٹکتا پھریگا اگر ہم قبل سے واقف ہوتے گرفتار کر لیتے مگر شاہ کا پاس تھا
کہ اُنکی دختر بلند اختر ہے کیونکر دست اندازی کرتے دربار شاہی مین ذکر ہوتا کہ باپ کی نوکر بیٹی کا پاس
نہ کیا افسوس کا مقام ہے یکایک کان مین منتظم کے مرنے کی آواز آئی لوحداران نے گھبرا کے کہا کہ ارے کسی نے
منتظم کو قتل کیا آگے آگے لوحداران پیچھے پیچھے چالیسون شاہزادیان سر برہنہ پریشان حال جناب
بیقرار طرف کو بیٹھے کے چلین راہ مین آواز آئی طائر ولہے نے آواز دی کہ خونخوار بھی مارا گیا یہ صدا سنکر

لوحداران اور زیادہ گھبرا گئی کہا لو صاحبو خونخوار بھی مارا گیا یہان نورالدہر نے خونخوار کو مار کر طرف
گلدستون کے دیکھا سب گلدستے مرجھا گئے جو گلدستہ بیچ مین ہے وہ نہایت سرسبز و شاداب گلہاے رنگا رنگ
غنچہ ہاے گلدستہ درج کہ بمثال دہان معشوق پری پیکر چار جانب حسرت سے دیکھ رہے ہین نرگس شہلا
کی آنکھین سوجی ہوئین گیسوان سنبل پریشان بیچ مین ایک شے مثل ستارۂ سحری چمک رہی ہے آسمان
سے دونون شاہزادیون نے آواز دی کہ اے شہریار جلدی کیجیے لوح پر قبضہ فرمائیے لوحداران آتی ہے
لڑائی پڑیگی یہ آواز سنکر نورالدہر پڑھے بسم اللہ کہکر ہاتھ مارا لوح طلسمی پر ہاتھ پڑا اب اٹھایا
پیشانی پر مرقوم تھا کہ لوح طلسم کا وسیہ نورالدہر نے لوح کو گلے مین ڈالا کہ لوحداران مع صدہا
کنیزون اور چالیس شاہزادیون کے بالاے بام آکر پہونچی دیکھا کہ نورالدہر کا قبضہ لوح پر ہوگیا کہا کہ
ارے مارلو ابھی یہ علم لوح سے آگاہ نہین ہوا چار طرف سے جادوگرنیان حربہ ہاے سحر لیکر نورالدہر کی
طرف متوجہ ہوئین کسی نے آگ برسائی کسی نے سحر کیا دریاے آتش پیدا ہوا کسی نے خنجر برسائے کسی نے تلوارین
گرائین ملکہ سیماے نیلم پوش و ہماے جواہر پوش نے جو آسمان سے دیکھا کہ شاہزادہ گھرا ہوا ہے مگر
تلوار کھینچ کر جاڑا جادوگرنیان بھاگتی پھرتی ہین نورالدہر نے جسپر ہاتھ مار دیا اُس جادوگرنی کے دو ٹکڑے
ہوے مگر جادوگرنیان پیچھا نہین چھوڑتین لوحداران پکار رہی ہے کہ اگر طلسم کشا بچکر نکل جائیگا تو طلسم کا وسیہ
مین کوئی نام مذہب سامری و جمشید کا نہ لیگا جادوگرون کو بھاگتے راستہ نہ ملیگا اس بات پر جادوگرنیان
اور جان دے رہی ہین جانتی ہین کہ طلسم کشا پر غالب ہونگے یہی قصد ہے کہ لپٹ کر بوٹیان کاٹ کے کھالین
طلسم کشا کو زندہ نہ چھوڑین یہ ہمارے قبیلے کا دشمن ہے جادوگرون کے واسطے رہزن ہے سیماے نیلم پوش
و ہماے جواہر پوش نے جو یہ ہنگامہ شاہزادے پر دیکھا ایک آہ کی کہا کہ صاحبو ہم کیونکر چین آئے
شہریار کس آفت مین پھنسے ہین افسوس صد ہزار افسوس نظم

میرسد ہر دم بخاص و عام فیض عام عشق — میشود تقسیم بر ہر نیک و بد انعام عشق
تا دم آخر بماند دم بخود از بیخودی — بسمل تیغ محبت کشتۂ صمصام عشق
روز گردد شب فرقت بحال انتظار — کی شود صبح مسرت اندران غم شام عشق
وحشت و خواری و بدنامی است فخر عاشقان — ہست رسوائی و ذلت عزت و اکرام عشق
عیش و آرام است بودے اندرین دنیا حرام — ہر کہ باشد بندۂ زار محبت رام عشق

طالب دنیا کند بنیاد دنیا پائدار
ہندی از عشق و محبت در زمانہ رو متاب

عاشق حق خواہد از حق صرف استحکام عشق
تا شود حاصل ترا در نام داران نام عشق

دونوں بیقرار ہو کر آسمان سے گرین سحر کرنے لگیں خنجر توڑے آتش سحر بجھائی تلواروں کو توڑا کچھ سپرین سر پہ
نورالدہر کے حائل کیں کبھی خود شاہزادے کے سامنے آکر سینہ سپر ہوتی ہیں لوحداران جب جا پڑی دونوں
کو ایک ایک زخم لگایا کسی کا سر زخمی ہوا کسی کا شانہ نشانہ کیا جب نورالدہر بن بدیع الزمان نے دیکھا کہ
لوحداران نے دونوں کو زخمی کیا لوحداران پر جا پڑے لوح کو گردش دی جسپر عکس پڑا وہ اندھا
ہوگیا اوپر سے ہاتھ مارا دو ٹکڑے کیے اسقدر جادوگرنیوں کا بلوہ ہے کہ لوح نہیں دیکھ سکتے ہیں چاہتے ہیں
کہ احکام لوح دیکھکر جنگ کروں موقع نہیں ملتا لوحداران نے سحر کے اندھیرا کر دیا ہے ایک ساحرہ نے ٹھوکر
ہما سے جواہر پوش پر سحر کیا پاؤں ملک کے زمین نے تمام سے چاہا کہ مجھے ماروں کہ سر اڑ جائے نورالدہر نے جھوک
لوح کو چمکایا گلنار زعفران پوش آئینہ دار حیران الشکل گیسو پریشان خاموش کھڑی تھی کہ سیما نے جھپٹ کر
ہاتھ مارا دونوں پاؤں گلنار کے اڑ گئے پاؤں کے کٹتے ہی اسنے ایک چیخ ماری پکار کر آواز دی کہ اے لوحداران
لعینا تمھیں کچھ شرم و حجاب نہیں لڑائی میں مصروف ہیں ہر طرف ہنگامہ گیر و دار بلند ہے کہ طلسم کشا کو پکڑو ایسا نہو
کہ بچ کر نکل جائے بڑی بدنامی ہوگی یہی لوگ کہینگے کہ طلسم کشا نکل گیا وہ حرکت نہ ہو کہ اس طلسم میں بدنامی ہو جب
جادوگرنیوں نے ملکر آمادہ کیا ہے کہ نورالدہر کو گرفتار کریں سیما و ہما برق جہندہ بنی ہوئی لڑ رہی ہیں جسپر جا پڑیں اسے
قتل کیا کسی کو گولہ مارا نورالدہر نے لوح چمکا کر سیکڑوں کو نابینا کیا اوپر سے ہاتھ مارا دو ٹکڑے کیے اس طرح پر صدہا
جادوگرنیوں کو مار ڈالا کنیزیں چلی ہی آتی ہیں جان دینے پر آمادہ ہیں ہزاروں نے لڑ بھڑ کر جان دی نورالدہر لڑتے
بھڑتے قریب لوحداران کے پہونچے لوحداران نے آگ برسائی انکے پاس لوح طلسمی ہے آگ نے تاثیر نہ کی جو شعلہ
قریب آیا بجھ کر گر پڑا پانی ہو کر نابود ہوا ہر طرف سے لعینا لعینا کی صدا بلند ہے نورالدہر شیرانہ لڑ رہے ہیں لوحداران
نے کئی سحر کیے نورالدہر پر تاثیر نہ ہوئی پکار کر آواز دی کہ یارو بد اقبالی کا وقت ہے طلسم کشا کو لوح ملگئی اب کیا کر سکتے ہیں
سحر تاثیر نہ کریگا بلکہ عکس لوح سے سحر فراموش ہوا اور ہائے حیرت کا جوش ہوا دیکھیں اب تقدیر کیا دکھائے چلکر بادشاہ
طلسم سے فریاد کرو وہ بادشاہ ہیں فوج بھیجینگے یا کچھ اور تدبیر کرینگے یہ کہکے تڑپی سب جادوگرنیوں نے بیچ میں لیا
ارادہ ہوا کہ قندیل فلک ہو جاؤں نورالدہر کی نگاہ لوح پر پڑی ہی جانے برق بھی چمکائی مضمون صاف صاف
لکھا پایا کہ اگر لوحداران نکل گئی فنا ہو جاؤ گے نورالدہر نے تعجیل تمام قربان سے کمان ترکش سے تیر کمان میں

پیوست کرکے تا کاسیر کمان کا کڑکا عقاب تیر کھُلا کر چلا بڑے مقام پر جا کر پڑا گدّی کو توڑکر پار گذرا بجلے خون کے شرارے آتش کے نکلے اور جادوگرنیون پر گرے مثل ہیمۂ خشک سب جلنے لگین لوحداران زمین پر گری تڑپ تڑپ کر جان دی پاس سامری وجمشید کے پہونچی اور سب جادوگرنیان جلنے لگین تھوڑی دیر مین آواز آئی کشتی مرا نام من لوحداران جادو بود اور سب جادوگرنیون کے مرنے کی آوازین بلند ہوئین جو جادوگرنیان گرفتار ہوئی تھین وہ بھی قتل ہوئین ایک عجب ہنگامہ ہر گئی دن اسی مقام پر جنگ مین گذرے اسی شیر کا کلیجہ تھا کہ ایسی جنگ کو سر کیا ساحرون کو زیروزبر کیا بعد تھوڑی دیر کے ہوا صاف ہوئی سب کے لاشے پڑے ہین دفن وکفن کا کون سامان کرتا نورالدہر وہان سے اُترے ایک ایک سے پوچھتے ہین کہ لوحداران کی بہن موسوم بہ ببران جادو وہ کس مقام پر رہتی ہے جب کسی نے مفصل نہ بتایا بارہ دری مین آئے شہر تک کے جویا ہین کہ سیاد ہمادو لون آکر پہنچین کہا کہ ای شہر یار اسی باغ مین زندانخانہ ہے اس ملعونہ کا یہ دستور تھا کہ جو تاجر ادھر سے نکلا رات کو سحر کرکے پانی برسایا سوداگر گھبرایا اُسی وقت جاکے لوٹ لیا اُسکو لاکے قید کیا کئی ہزار بندگان خدا اسی طرح قید ہین اُنکو رہا کیجیے نورالدہر یہ سُنکر اُٹھے ایک سمت چل نکلے گوشہ باغ مین آکر دیکھا کہ ایک قصر سیاہ بنا ہے اُسمین قفل لگا ہے لوح طلسمی کو قفل سے مس کیا قفل ٹوٹ کر گرا اندر مکان کے آئے دیکھا کہ کئی ہزار بندگان خدا ہاتھ مین ہتھکڑیان پاؤن مین بیڑیان پہنے ہوے بیٹھے ہین آمد نورالدہر جو ہوئی ماران سیاہ ان سبھون کے گرد بیٹھے تھے جب لوحداران قتل ہوئی ماران سیاہ پانی ہوکر بہ گئے قیدیان بلا آپس مین چرچے کر رہے تھے کہ یارو آج نئی بات ہے کہ ماران سیاہ ہلاک ہوے شاید کسی نے لوحداران کو مارا ایک نے کہا کہ یارو سالہا سال ہمکو اسی قیدخانے مین گذرے مگر کوئی صورت رہائی ممکن نہ ہوئی لیکن آج معاملہ عجیب غریب پیش آیا ہے یہ ذکر تھا کہ دروازہ کھلا شاہزادے کو دیکھکر سب خوش ہوگئے نورالدہر نے فرمایا کہ یارو خوشی کرو کہ جسنے تمکو قید کیا تھا وہ داخل جہنم ہوئی اب وقت رہائی ہے سب سلام کرنے لگے نورالدہر نے اُن سب کو رہا کیا ہتھکڑیان بیڑیان کاٹین تین ہزار جوان تھے سب کو ساتھ لیکر نکلے دوسرے پہلو مین ایک قصر دیکھا اُسکو بھی کھولا اُسمین اسباب بہت نکلا نورالدہر نے اُسکو نکال کر انبار کرایا تین ہزار جوان آکر اُترے ایک بارگاہ استادہ ہوئی اُسمین شاہزادہ داخل ہوا کچھ جادوگرنیان جو بھاگ کر چھپی تھین جب نورالدہر چلے آئے تو وہ نکلین لاشہ لوحداران کا اُٹھا لیکر طرف طلسم کا دسیہ کے چلین یہان کاؤس اورنگ نشین تخت پر بیٹھا ہے گرد مشیران سلطنت وزیران ابہت تمام سردار آج کل جمع ہین نامے لکھکر سب کو بلوا لیا ہے پہلوان

ساحران زبردست کاہن نجومی سب اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہیں کہ دربارگاہ سے رونے پیٹنے کی صدا آئی کاؤس نے کہا کہ ارے یارو یہ کون روتا ہی چوبداروں نے باہر نکل کر دیکھا کہ چند جادوگرنیاں دریائے خون میں نہائی ہوئیں لاشے اُنکے افسروں کے لدے ہوئے گریان و نالان اندر بارگاہ کے آئیں لاشے سامنے رکھدیے کہا کہ اے شاہ غضب ہوا سیماے نیلم پوش بھی شریک طلسم کشا ہوئیں اول قتال وزیر آپکا مارا گیا بعد اسکے آکر لوح لی آپ کی صاحبزادی ملکہ ہماے جواہر پوش و سیماان دونوں نے آپس میں ملکر لوحداران کو قتل کرایا باغ کے قیدی چھوٹے در باغ زنگار رنگ پر طلسم کشا مع تین ہزار جوانوں کے فروکش ہی کوچ کرکے آپ پر آئیگا قاعدہ بتانے والیاں طلسم کشا کے ساتھ ہیں یہ سنکر کاؤس بہت گھبرایا کہا کہ یارو تم میں کوئی ایسا ہی کہ طلسم کشا کو گرفتار کرکے لائے لوح طلسمی بھی چھین لے عیوق دیرانہ نشین پہلوان زبردست بادہ کبر و نخوت سے مست اپنے مقام پر بیٹھا تھا جھومتا ہوا اُٹھا کہا کہ اے شہنشاہ عالیجاہ فرزندان حمزہ کو اپنی جرأت پر بڑا گھمنڈ ہی میں جاکر مقابلہ کرونگا اول تو لوح طلسمی چھین لونگا بعد اسکے اُنکی مشکیں باندھونگا کاؤس اورنگ نشین نے خلعت رخصتی دیا عیوق ساٹھ ہزار جوان لیکر برائے مقابلہ نور الدہر چلا قضائے کار راہ میں اسکا بھائی ساروق اژدر سوار رہتا ہی اُسنے جو خبر سُنی کہ بھائی صاحب آتے ہیں برائے استقبال نکلا عیوق سے ملاقات کی پوچھا کہ بھائی صاحب کہاں جاتے ہو اُسنے سب حال بیان کیا ساروق نے کہا کہ آج تو میں نہ جانے دونگا بعد مدت آپ کا آنا ہوا ہی دو دن نہ جانے دونگا بیرون قلعہ بارگاہیں استادہ کرائیں بازاریں درست ہوئیں بڑے تکلف سے عیوق کو ساروق نے اُتارا طائفے جمع ہوئے نازنینان مہ جبین نے مجرا شروع کیا ایک نازنین شوخ وطرار موسوم بہ گلعذار سامنے کھڑی ہوکر یہ غزل گانے لگی

نظم

نا رسیدہ سے سوا شرم کے حاصل نہ ہوا — غیر پر ظلم کیے میرے مقابل نہ ہوا
خود گلا کاٹ موا جبکہ میں بسمل نہ ہوا — انکو آسان نہ ہوا جو مجھے مشکل نہ ہوا
کس طرح بزم میں وہ آنکھ چراتے مجھسے — دل کو کھو کر یہ ڈرا تھا کہ میں غافل نہ ہوا
خود چھپانے کو مری لاش سے کہتا ہی وہ شوخ — مجھکو یہ غم ہی کہ میں کیوں ترا قاتل نہ ہوا
یاد کاکل میں بھی خود رفتگی اپنی نہ گئی — جوش وحشت سے ہوں پابند سلاسل نہ ہوا
دل دی لیسی وہ وم [illegible] دشمن — [illegible]

خون مرا ہاں گلے کا نہ ہو کیون ای قاتل — دست رنگین مری گردن مین حمائل نہ ہوا
آتش سینۂ تفتیدہ کو کیا مین روؤن — اشک جانب کرۂ آب کے مائل نہ ہوا
دیتے تکلیف شب ہجر مین آہ اپنے پاس — نقد جان پیشکش مرگ کے قابل نہ ہوا
بے حجابی کا گلہ کیجے تو کہتا ہے ترسے — پردۂ چشم کی تقصیر کہ حائل نہ ہوا
کیا گلے ہوتے گر اور دن یہ بھی رحم آجاتا — شکر صد شکر کہ میرا سا ترا دل نہ ہوا
مر گیا جسپہ نہین گھر مین رسائی اُسکے — تھا تو مومن مین دلے خلد مین داخل ہوا

سب کافر جمع ہین دورۂ شراب بے اندیشۂ انجام سب بست بیٹھے ہین پردے بارگاہ کے اُٹھے ہوے ہین کہ صحراسے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک جوان نہایت حسین وجمیل مرکب سہ چشمی پر سوار پشت پر ساٹھ ہزار سوار و پیدل فوج کے دل کے دل بارگاہین خیمے چھکڑون پر لدے ہوے آسمان پر لکۂ ابر گلنار چھایا ہوا وہ جوان آکر اُسی صحرا مین فروکش ہوا عیوق وساروق نے ہرکارون سے کہا کہ دریافت کرو یہ کون شخص ہے کہان جاتا ہے عیوق نے کہا کہ مین نے تصویر طلسم کشا کی دیکھی ہے خال وخط کچھ قدوقامت مین فرق ہے مرکب بے نظیر حسن بے رشک اہ منیر کیا عجب ہے کہ یہی طلسم کشا ہو ہرکارے گئے آکر خبر دی کہ طلسم کشا کا عزیز دار ایرج نامدار فکر طلسم کشائی مین یہ بھی جاتا ہے کئی قلعے فتح کیے یہ سُنکر عیوق نے کہا کہ ای برادر اس جوان سے کہلا بھیجو کہ ہمارے صحرا مین نہ اُترے ورنہ ہم لڑ والینگے یہ حکم لیکر ہرکارہ لشکر اسلام مین گیا گذر ہونا بارگاہ تک دشوار تھا شاپور سے اتفاق ہوا ہرکارے نے تمام کیفیت شاپور سے کہی شاپور نے کہا کہ جاکے اپنے آقا سے کہو کہ غرور اپنے دماغ سے نکالو ہم مسافرانہ جاتے ہین مقام معقول دیکھا اُتر پڑے صبح کو چلے جائینگے اگر یہ نہین منظور ہے بسم اللہ طبل جنگی بجوا دیں صبح کو میدان کارزار مین آئین سب حال کھل جائیگا یہ سُنا تھا کہ ہرکارہ غصے مین پلٹا آکر عیوق کے سامنے بیان کیا کہ حضور یہ لوگ بڑے سرکش ہین عیوق نے یہ سُنتے ہی طبل جنگی بجوایا ایرج کو خبر ہوئی انھون نے بھی طبل جنگی بجوایا رات بھر تیاریان رہین صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین آئے صفین آراستہ ہوئین نقیب نقابت کر کے ہٹے کڑکیتون نے بڑھکر اشعار عبرت آمیز پڑھے کہ بہادر جھومنے لگے **بند**

جسنے دیکھا ہے تواریخ مین ای اہل نظر — ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر
وجہ ہے اُسکی یہ ظاہر عقلا کے اوپر — یعنے وہ کہتا تھا یہ دست تہی دکھلا کر
زاد رہ ہیچ نداریم چہ تدبیر کنیم — سفر دور و دراز است و ما بے خبریم

لوگیتون نے جو یہ اشعار پڑھے بہادر جھومنے لگے قبضۂ شمشیر چومنے لگے ہر طرف یہی ہنگامہ تھا کہ لڑین بھڑین نام
کرین عیوق اُدھر جھوم رہا ہے جب نقیب ہٹے عیوق نے گینڈا نکالا میدان مین آکر نعرہ کیا کہ کہان ہین نبیرۂ حمزہ
مقابلے مین مابدولت کے آئین تو حال معلوم ہو مگر شب کو جو اس مقام پر اُترے تو صبح دلکشا نے ایرج
سے کہا کہ دو دن آپ اسی مقام پر قیام کیجیے مین جاکر حال لوح دریافت کرون صبح دلکشا اس تلاش مین
چلی گئین یہان جب عیوق نے نعرہ کیا ایرج نوجوان نے مرکب عربی بڑھایا کرہ بن اشقر بہار ہو اور مرکب
پر سوار ہوے مقابلے مین عیوق کے آکے عیوق نے جو جمال جہان آرا دیکھا حیران ہو گیا کہا کہ اے شہریار مجھے
آپ کے شباب پر ترس آتا ہے اس وقت مین آپ نے کیون قصد کیا مین نے جس سے مقابلہ کیا اُسکو مارا اگر آپ
میرے ہاتھ سے مارے گئے بڑا قلق ہوگا ایرج نے کہا کہ کیون غرور کی باتین کرتا ہے یہ میدان کارزار ہے زبان تیغ سے
سوال و جواب ہو زبانی کلام ہونا مناسب نہین مگر عیوق سمجھا رہا ہے جب ایرج نے نہ مانا کہا کہ اے
جوان مین ناچار ہون مجبوری سے تجھسے مقابلہ کرتا ہون حربہ تو کرلے کہ تیرے دل مین حوصلہ نہ رہجائے
ایرج نے کہا کہ یہ اپنا دستور نہین جب تیرے حملے سے پروردگار بچائیگا تب ہم بھی حربہ کرینگے اُسنے خبردار
خبردار کہکے نیزہ مارا ایرج نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ بازی ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے
ہین کس زور و شور سے نیزہ چل رہا ہے سب طرف سے صداے احسنت و آفرین بلند ہین گرمی جنگ ہے کہ صحرا
سے جھنائے کی آواز آئی کہ جسکی صدا سے گوش گردون کر ہو سب نے دیکھا کہ ایک دیوانہ ژولیدہ مو کمر مین
لنگ بندھا ہوا ایک زنجیر پانون مین اُسکو کھینچتا ہوا آتا ہے بال فتیلہ فتیلہ چھوٹے ہوے کمر سے نیچے تک ایک چوبدست
گران سنگ آہنی کئی ہزار من کی اُسکو چرخ دیتا ہوا پکارتا ہوا کہ او جہان مابدولت رہتے ہین تم
یہان مقابلہ کرتے ہو مثل برق جھپٹ کر آیا اس جلدی مین چوبدست لگائی کہ ایرج تو مصروف نیزہ بازی تھے
چوبدست اُسکی چل گئی ہرچند کہ ایرج نے چاہا بچون جب پڑی شانہ جھول گیا بایان ہاتھ مارا گھوڑے کے سر پر
چوبدست آئی گھوڑے کا سر بیٹھا ایرج اُس حال مین گرے پانون زیر شکم مرکب دبا شاہزادہ بیہوش ہو گیا عیوق
کو تاب نہ آئی ڈانٹا کہ او دیوانے یہ تو نے کیا کیا میرے معشوق کو مارا دیوانے مبہوت نے وہی چوبدست سر عیوق کے
ماردی عیوق مع گینڈے پرانچا ہوکے رہگیا اس ضرب دست کو دیکھکر سب تھرا گئے کسی کا حوصلہ نہ پڑا کہ اسکے
مقابلے مین جائے دیوانے نے ایرج کو اُٹھا لیا اسی طرح جھومتا ہوا طرف اپنے بیٹھے کے روانہ ہوا شاپور بھی
چلا مگر چھپتا ہوا جاتا ہے جنگل مین آکر دیوانے نے ایک چیخ ماری کئی سو ملازم اسکے دوڑے ہوے آئے کہا کہ اس

جوان کو تو علاج کرو جب صحت پائیگا اسکو اپنا رفیق بنائینگے لازمون نے ایرج نوجوان کو ہاتھون ہاتھ لیا کنارے سے لاکر مرہم پٹی کی ایک مکان مین فرش بچھا دیا علاج مین مصروف ہوے سرشار دیوانہ ہر روز اپنے ملازمون سے پوچھتا ہی کہ اُس جوان نے صحت پائی ملازم روز عرض کرتے ہین کہ حضور اب وہ جوان اُٹھنے لگا ہی عنقریب صحت پائیگا قضاے کار ایک ہفتہ ایرج نوجوان کو اس مقام پر گذرا ہی سرشار دیوانے کو اپنے زور و طاقت پر گھمنڈ ہی کہ ایرج نوجوان کو مسلسل و مطوق بھی نہین کیا شاہزادہ اُسی طرح اُس مکان مین بیٹھا رہتا ہی پہلو مین اُس مکان کے ایک قصر بلند ہی کہ دو پہر رات گئے ایرج نوجوان کی آنکھ کُھل گئی شاہزادہ اپنے حال پر رویا بے اختیار یہ اشعار عبرت آثار زبان سے نکل گئے **نظم**

نماند رستم و اسفندیار روئین تن — نماند دولت دارا و حشمت بہمن
نماند پیر و جوان و نماند خرد و کلان — نہ طفل ماند نہ بالغ نہ مرد ماند نہ زن
نماند وقت خزان و نماند فصل بہار — نہ گل بماند نہ بلبل نہ سبزہ و نہ چمن
نماند عابد و زاہد شریف و نیکوکار — نماند جاہل و غافل رذیل و تردامن
نماند ہمت بازوے زور سر پنجہ — نماند قوت جسم و نماند طاقت تن
ہر آنکہ بندۂ حق شد شد از بلا آزاد — ز درد و رنج و محن گشت در جہان ایمن
ز ہر تعلق و ہر رشتہ بے تعلق شو — علاقہ دار بحق لاتخف و لاتحزن
مدہ بخاطر خود دخل حرص دنیا را — ز چار سمت برین خانہ بند کن روزن
قباے عشق و محبت بقد موزون دوز — ز ذوق و شوق الٰہی تلاش کن سوزن
بہ بند رخت سفر زین سراے فانی دہر — کہ نیست جاے قیام تو اندرین مسکن
بہ دوستان صفاکیش دوست شو ہمدمی — مدار در دل غمگین خود غم دشمن

شاہزادہ بیقرار ہو رہا ہی کہ دیکھا کوٹھے سے ایک سیاہ پوش بذریعہ کمند اُترتا چلا آتا ہی جب زمین پر آیا اُسنے کمند ہاتھ سے رکھدی ایرج نے اپنی آنکھین بند کر لین وہ برقع پوش قریب آیا سر ایرج کا اُٹھا کر اپنے زانو پر رکھا آنکھون سے اشک حسرت ٹپکائے عارض پر ایرج کے آنسو گرے ایرج نے آنکھین کھولدین دیکھا کہ ایک نازنین ماہ پیکر نیک سرشت فخر حور بہشت گلعذار ماہ رخسار کبک رفتار شیرین گفتار سینے پر اُبھار نار پستان موے میان حسن مین بیمثال ابرو رشک ہلال عارض انور ماہ آسمان کمال ناز و ادا مثل

کنیزان کمترین دست بستہ ہمراہ ایرج کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا پوچھا کہ اے ماہ رخسار کیونکر یہان آنیکا اتفاق ہوا آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہے اُس نازنین نے سر کو جھکالیا کہا صاحب مجھ سوختہ بخت کا کیا نام پوچھتے ہو مین سرشار دیوانے کی دختر بلند اختر ہون نام میرا نمکین شیرین کلام ہے جسدن وہ آپکو لیکر آیا مجھ سوختہ بخت نے دیکھا بیقرار ہوئی برچھی عشق کی دل کے پار ہوئی نظم

ناز و ادا ہے تجھسے دل آرام کے لیے — یہ جامہ قطع ہے ترے اندام کے لیے

وحشت مین کعبے کو جو گیا کوے یار سے — لتّے جنون نے جامۂ احرام کے لیے

عاشق ہون ہر طرح سے گنہگار ہون ترا — حاجت قصور کی نہین الزام کے لیے

طفل کے گریہ کا یہ کھلا حال وقت مرگ — آغاز ہی مین روتے تھے انجام کے لیے

اچھا نہین مقابلہ اُس چشم شوخ سے — اک دن شکست فاش ہے بادام کے لیے

ہرچند اپنا نامۂ عصیان سیاہ ہے — ہو گا سفید صبح ہے ہر شام کے لیے

نامرد اور مرد مین اتنا ہی فرق ہے — وہ نان کے لیے مرے یہ نام کے لیے

مثل کمند اپنی رسائی ہوئی اگر — اے قصر یار بوسے لب بام کے لیے

رکھوا کے زلفین یار نے لاکھون ہی مرغ دل — پیدا کیے ہین کشمکش دام کے لیے

دل مین سوائے یار جگہ ہو نہ غیر کی — خلوت سراے خاص نہین عام کے لیے

آتش جو چاہے پاے توکل کو محکمی — جو صبح کو ملے نہ رہے شام کے لیے

کیا اپنی کیفیت عرض کرون آپ کی غربت کا بھی خیال ہے کیون صاحب یہ کیا نادانی تھی کہ ایسے زبردست دیوانے سے مقابلہ کیا کہ اس حوالی مین جسقدر پہلوان تھے سب کو اسنے مٹایا کوئی پہلوان اس حوالی مین باقی نہ رہا ایرج نے کہا کہ مین تو عیوق سے لڑ رہا تھا یہ زبردستی جا پڑا غفلت مین ہاتھ مارا ورنہ اس دیوانے کو ہوشیار کر دیتا ستارۂ سحری آسمان پر چمک چکا ہے نگہبانون نے جو دوسرے کی آواز سُنی دروازے سے دیکھا کہ بیٹی پہلوان دوران کی ایرج سے باتین کر رہی ہے ڈر کے مارے کانپ گئے آپس مین کلام کیا کہ یارو اگر دیوانہ سُن پائیگا سب کو مار ڈالیگا ایک کو زندہ نہ چھوڑیگا ایک نے کہا کہ مین جا کر اطلاع کرتا ہون ہم تو جرم سے بری ہو جائین ایک شخص دوڑا ہوا پاس سرشار دیوانے کے پہونچا دیکھا اُدھر شلنگین لگا رہا ہے گویا کثرت کا وقت ہے پہاڑ کے پتھر اُٹھا اُٹھا کے پھینک رہا ہے جو دست ہلا ہلا کے

درختون کو گرا رہا ہی جس درخت پر چوبدست ماردی پرزے پرزے کردیا کبھی پہاڑ پر چوبدستین مارتا ہی پہاڑ تھرا جاتا ہی وہ شخص جاکر ہاتھ باندھکر کھڑا ہوا کہا کہ میان دیوانے صاحب آپ کی بیٹی گنہگار سے باتین کر رہی ہی ہم کچھ نہ کہہ سکے اطلاع کرنے آئے ہین یہ سُنتے ہی دیوانے کو غصہ آیا اُس شخص کو ایک چوبدست ماری کہ ہمارے سامنے ایسی بات بے ادبی کی کہتا ہی وہ تو پڑا ہوا ٹھا ہو کر رہگیا دیوانہ چوبدست لیکر چلا کہتا ہوا کہ میرا تو یہ ارادہ تھا کہ اس آقاے سُرخ کو اپنا رفیق بناؤن سر پر مکان بناکے اُسمین بٹھاؤنگا یہ لیے پھرونگا اسنے نرزک پر نگاہ ڈالی بٹھیا باتین کر رہی ہی یہان ایرج باتین کر رہے ہین نمکین شیرین کلام سے کہ زنجیر کے جھنانے کی آواز آئی وہین سے نعرہ کیا کہ او آقاے سُرخ باہر تو نکل نرزک کو لیکر بیٹھا ہی یہ آواز جو ملکہ نے سُنی تھرا گئی کہا لو صاحب غضب ہوا ایرج نے کہا کہ آنے دو آج اس دیوانے کو ہوشیار کردونگا ملکہ رونے لگی ایرج نے دروازہ کھولدیا اور ملکہ کے گلے مین ہاتھ ڈالکر ایک بوسہ لیا اب تو دیوانہ بہت جھلایا ایرج جست کرکے باہر آئے دیوانے نے چوبدست کو چرخ دیکر ہاتھ لگایا ایرج نے خالی دی ملکہ زار زار رو رہی ہین پٹ پر ہاتھ رکھے دیکھ رہی ہین چوبدست جو زمین پر پڑی تتق گرد بلند ہوا دیہ لنے آواز دی زدم دلبست کردم مارا اور کام تمام کیا ایرج نے پہلو سے آواز دی کہ او بچیا کسے مارا مین موجود ہون دیوانہ پلٹ پڑا چوبدست پھینک کر ایک جنگل مارا کہ پیراہن ایرج مع گوشت و پوست نوچ لے گیا ایرج کے زخم سے خون جاری ہوا ایرج نے لپک کر ایک طمانچہ مارا تڑاقے کی آواز ہوئی دیوانے نے چرخ کھایا لپٹ پڑا ایرج سے کشتی ہونے لگی دیوانے نے شانے پر ایرج کے ایک چلت مارا بوٹے کا بوٹا کاٹ لے گیا ایرج نے ایک گھونسا مارا مُنہ سے بوٹی نکل پڑی دیوانہ کانپ گیا اشارہ کرتا ہی کہ اب نہ کاٹونگا کشتی لڑ رہا ہی ملکہ بیقرار کھڑی کشتی ہو رہی ہی پہر بھر کامل کشتی ہوئی آخر ایرج نے اُکھیڑ کر مارا چاروں شانے چت کو دکر چھاتی پر سوار ہوے دیوانہ ہاتھ جوڑنے لگا کہتا ہی کہ آقاے سُرخ خواب مین بڑے آقا آئے تھے آپ کی صورت دکھا گئے تھے آپ کا نام نامی کیا ہی آپ صاحبقران کے پوتے ہین ایرج نے بزرگون کا نام بتایا دیوانہ قدمون پر گرا کہا کہ آقا مین مسلمان ہوتا ہون ایرج نے کلمہ پڑھایا دیوانے نے دوڑ کر بیٹی کو کاندھے پر سوار کرلیا خلنگین لگانے لگا کہتا ہی کہ ای نرزک تیری وجہ سے مجھے دولت ایمان ملی تو نے خوب مین مٹکا کیا آقا کو کہان دیکھا تھا وہ بیچاری کیا بولے سر جھکا چپ ہی ایرج نے جھپٹ کر ہاتھ پکڑا کہا کہ او دیوانے بس مکان پر چل دیوانے نے کہا کہ آقا اس نرزک کو آنکھون کے اندر رکھونگا تو نے اسے سرفراز کیا مین اسکا غلام ہون اور مین تجھسے ابھی زیر نہین ہوا میرا پاؤن پھسل گیا گر پڑا ایرج نے ملکہ کو کاندھے سے اُتار لیا دیوانہ لپٹ گیا ایرج نے پھر اُکھیڑ کر مارا چھاتی پر سوار ہو کر زانو سے دبایا دیوانہ بولا کہ آقا

میرے سینے مین درد ہوتا ہو اب بھی میرا دل نہین بھرا تو کیا کر دیتا ہو کہ مین گر پڑتا ہون ایرج نے کہا پھر آپکے سات
مرتبہ ایرج نے زیر کیا اب دیوانہ راضی ہوا ایرج کو ساتھ لیکر چلا راہ مین جو دوکاندار ملا کہا بھائی خوشی کرو ہم آقا کے
شریک ہوے آج ہمکو بڑی خوشی ہو مکان کھولا فرش مشجر بچھایا ہاتھ باندھکر سامنے ایرج کے کھڑا ہوا خوشامدین
کر رہا ہو اونچے سامنے پر نگاہ جو پڑی اکڑنے لگا ایک چوبدست سامنے پر ماری عکس کو کچھ تاثیر نہوئی چوبدست پھینک کر
زمین سے لپٹ گیا ایرج ہان ہان کرتے ہین سکتے ہین اور دیوانے نے مجبول بخت برگشتہ نامعقول یہ کیا کرتا ہی دیوانہ
کہتا ہو آقا یہ دشمن میرا پیچھا نہین چھوڑتا ایرج نے کہا تم چھوڑ دو ہم ابھی مار ڈالینگے جیسے ہی دیوانہ اٹھا ایرج نے
دیوانے کو دھوپ سے ہٹا کر سایے مین سے آئے اب دیوانے نے دیکھا تو کوئی نہ معلوم ہوا کہا آقا یہ کہان گیا ایرج
نے کہا کہ ہمنے اُسے مار ڈالا دیوانہ بہت خوش ہوا کہا آقا یہ دشمن رات دن ستاتا تھا یہ باتین کرکے لاکر ایرج کو مسند پر بٹھایا
نوکرون سے کہا خوشیان کرو آقا سے سرخ آئے ہین ملکہ نگین شیرین کلام کو پردے مین داخل کیا ایرج نے
کہا کچھ ڈیپیان بچھوا سکتے ہین دیوانے نے کہا کہ آقا سب کچھ ہو سکتا ہو بہت سی کوٹھریان بند ہین کسی مین خود
کسی مین جلیدار و تبردار وغیرہ بند ہین کسی مین کسبیان بند ہین وہ سب ایرج سے فریاد کرنے لگے کہ ہمکو ناحق بند کیا ہی
ایرج نے کہا کیون بھئی یہ کیا حرکت ہو زمیندار نے آکر عرض کی دیوانہ جب گانون مین آتا ہو ان سب کو جاکر زبردستی
پکڑ لاتا ہو کام لیکر کوٹھری مین بند کر دیتا ہو دیوانے نے کہا آقا مین مزدوری دونی دیتا ہون جہان انھون نے
مجھے آتے دیکھا بھاگ جاتے ہین اسواسطے قید کر رکھتا ہون سب نے کہا ہم اب کبھی نہ بھاگینگے ایرج نے سب کو
رہا کیا ایرج نے گانے کا حکم کیا ناچ ہونے لگا دیوانے نے ایرج کے ساتھ اپنی بیٹی کا عقد کیا کئی دن تک
دعوت و ضیافت رہی بعد کئی دن کے ایرج نے کہا اب ہم رخصت ہونگے نہین معلوم سارون پر کیا گذری دیوانے
نے کہا آقا مین بھی ساتھ چلونگا ایرج اور دیوانے کو ساتھ لیکر مع ملکہ نگین شیرین کلام کوچ کرکے چلے مگر
عیوق جو مارا گیا اسکے ساتھ کے خیذکس خدمت مین شاہ طلسم کی پہونچے تمام کیفیت بیان کی کاؤس اور رنگ نشین
نے جھلا کر مستحق جادو کو حکم دیا کہ تم اپنے تئین جلد پہونچاؤ لشکر ایرج کو جاکر تباہ کر دو اگر ایرج ملجائے تو شکنجے
باندھکر لاؤ مستحق جادو بارہ ہزار جادوگرون کو ساتھ لیکر چلا سارون سے آکر ملاقات کی سارون نے
کہا میرا خود ارادہ تھا کہ طبل جنگی بجوا کر مقابلہ کرون آپ آگئے اور بہتر ہو گیا یہ کہکر طبل جنگی بجوایا آفتاب تیغ زن
کو خبر پہونچی اسنے بھی طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین رات بھر تیاریان ہوئین صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین
آئے مستحق کا قصد ہو کہ مین مجبر ساحر منکر نامہ پیدا کرون گینڈے کو نکالکر میدان مین آیا پکار کے آواز دی

جیسے تمام رگ کی ہو نکلے آفتاب تیغزن نے چاہا نکلون کہ صحرائے گردآلود کی ایرج نوجوان مع اشترار دیوانے کے
آکر پہونچے صفین درست ہونے لگین مستحق نے جو دوسری آواز دی ایرج نے مرکب ہمیز کیا آسمان پر برق چمکی صبح دلکشا
آکر پہونچین مگر حیران و پریشان مقام لوح کو ویران دیکھا حیران کہ یہ کیا ہوا اب مستحق للکار رہا ہی ایرج اُسکے مقابلے
مین جایا ہی چاہتے ہین وہین سے آواز دی کہ ای شہریار تامل فرمائیے یہ ساحر ہی ایرج رُکے صبح دلکشا نے آکر مقابلہ
کیا آپسمین سحر ہونے لگے مستحق خونخوار تنک تر تھا ایک مرتبہ ملکہ صبح دلکشا نے کارد سحر جھولی سے نکالی مستحق کے
سینے پر کھینچ ماری مستحق کے سینے کو توڑ کر پار گذری جب یہ مر گرا صبح دلکشا نے پکار کر آواز دی او ساروق اور کسی کو بھیج
ورنہ آکر اطاعت کر ساروق نے دیکھا اشترار دیوانہ مثل چاکران کمترین کے ساتھ آیا ہی بجز اطاعت کچھ نہ بن پڑا آکے
شریک ہوا کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا مگر دل مین بغاوت ہی کہ ملکر ان لوگون کو مارون کہ حال اسکا لکھا جائیگا ایرج ان
سب کو ساتھ لیکر نوبت نقارے بجاتے ہوئے پلٹے آکر داخل بارگاہ ہوئے ملکہ صبح دلکشا بھی آکر بیٹھین کہا ای
شہریار مین تلاش لوح مین گئی تھی عجب معرکہ دیکھا مقام لوح ویران پڑا ہی وہان کسیکا نشان بھی نہین شاید لوح
طلسم کشا کو ملگئی ایرج نے کہا پروردگار مالک ہی کسی طرح مل ہی جائیگی اب طرف بادشاہ طلسم کے کوچ کرو صبح دلکشا
نے کہا راستے بند ہین اگر لوح پاس ہوتی تو راستہ ملتا اُس راہ پر جانا دشوار ہی ساروق نے کہا مین راستہ بتا دونگا
صبح دلکشا نے ہرچند منع کیا ایرج نے نہ مانا کوچ کرکے چلے صبح دلکشا نے دیکھا کہ ایک محافہ زرین بھی ساتھ ہی
حیران ہوئین کہ اسمین کون ہی لوگون سے دریافت جو کیا معلوم ہوا کہ نمکین شیرین کلام بیٹی دیوانے کی شاہزادے کے
ساتھ اسکا عقد ہوا ہی صبح دلکشا کو بہت ناگوار ہوا خیال تھا کہ ہم ہی خدمت مین رہینگے اور یہ بھی دیکھا کہ ایرج رات کو
خیمے مین نمکین کے جاکر آرام کرتے ہین راتون کو صبح دلکشا کو نیند نہین آتی جب خیال آتا ہی کہ معشوق پہلو سے غیر مین
بیٹھا ہوگا تڑپ جاتی ہی بہت گھبراتی ہی ایک دن ایرج دربار مین جلوہ فرما ہین باتین ہو رہی ہین یہی صلاح ہی کہ
جلد تا بہ قلعہ کاؤسیہ پہونچین صبح دلکشا نگاہ بچاکر اُٹھی غرق زمین ہوکر چلی کچھ سحر بناتی ہوئی جاتی ہی کہ ہر گام پر یہی خیال ہی
کہ اپنی سوت کو مٹاؤن اپنے کو ظاہر کرون یہ سوچکر قریب خیمۂ نمکین شیرین کلام نکلی جھانککر دیکھا کہ نمکین شیرین کلام
بھاری کپڑے پہنے بیٹھی ہی پھر غرق زمین ہوگئی ملکہ نمکین شیرین کلام بیٹھی ہین کہ دیکھا زمین سے ایک طائر سیاہ فام پیدا ہوا
اُسنے منہ سے شعلۂ آتش چھوڑے چند کنیزین جلین باقی ملکہ کو چھوڑکر بھاگین ملکہ نے چاہا مین بھی اُٹھکر بھاگون طائر نے ایک
چیخ ماری ملکہ ڈگمگا کر گرین طائر نے کمر مین پنجہ دبا کے اُڑا آسمان پر جاکر غائب ہوگیا کنیزین فریاد کرتی ہوئی خدمت ایرج
مین آئین سب کیفیت بیان کی کہ ایک طائر ملکہ کو اُٹھا کر لیگیا ایرج نے گھبرا کر کہا کہ صبح دلکشا کو بلاؤ لوگ ڈھونڈھنے لگے

صبح دلکشا کو راہ مین پایا سب حال بیان کیا صبح دلکشا نے کہا یہ کام تو کسی ساحر کا ہی کہ کنیز ہوئی دربار مین اے زمین کھیا ایرج کا عجیب حال ہی گریان و نالان حیران و پریشان صبح دلکشا کو دیکھکر کہا کہ تجھے سنا ہے کہ اے شہریار یہ کام کسی جادوگر کا ہی کنیز تلاش کریگی پہلو مین ایرج کے آکر بیٹھین سمجھاتی جاتی ہین ایرج نہایت بیقرار ہین ہر دم ارادہ کرتے ہین کہ گریبان چاک کرون طرف صحرا کے نکل جاؤن سب سرداران گھیرے بیٹھے ہین جب ایرج قصد کرتے ہین سردار قدمون سے لپٹ جاتے ہین کہ اے آقا نہ گھبرائیے معشوق سے ملاقات ہوگی ایرج فرماتے ہین مین دل کو کیا کرون کبھی ٹھنڈی سانس کھینچتے ہین فرماتے ہین اب تو میری یہ کیفیت ہے سوداؤن کی سی حقیقت ہی **نظم**

وحشت نے ہمین جبکہ گلستان سے نکالا — غیرت سے نشہ ہم نے بیابان سے نکالا
کالی ہوئی شوخی سے تیرے ہاتھ کی مہندی — یہ رنگ نسیا شیشۂ مرجان سے نکالا
سوزن نے کیا خار کف پا سے جو باہر — گویا کہ رگ گل میرے گریبان سے نکالا
باتین نہ سنین اسکی مشتاق سے تھے جسکے — مطلب جو کچھ اپنا تھا وہ قرآن سے نکالا
جھپکی نہ دم قتل جو قاتل سے مری آنکھ — کھنچوا کے مجھے گنج شہیدان سے نکالا
گردن مری اے دست جنون تو نے جھکائی — آزاد کیا بند گریبان سے نکالا
وحشت نے کیا خانۂ زنجیر سے باہر — صحرا کی ہوا نے مجھے زندان سے نکالا
مستی کا مہین رنگ لب یار کے اوپر — ظلمت سے نئی ہی چشمۂ حیوان سے نکالا
دیوانہ ہوا دیکھکے پریون کی ادائین — وحشت نے مجھے ملک سلیمان سے نکالا
نالان رہے ہم کوچۂ محبوب سے آتش — بلبل نے سنا اپنا گلستان سے نکالا

صبح دلکشا نے عرض کی کہ حضور اپنے کو پریشان نہ کرین کنیز ابھی جاتی ہی دم بھر مین پتہ لگا کے آتی ہی ایرج نے فرمایا خدا کو اختیار ہی سارق نے ایک عرضی بادشاہ طلسم کو لکھی کہ اے شہنشاہ میرے قلعے تک عیوق آیا تھا ایرج نے سب کو قتل کیا غلام بخوف جان ایرج کے ساتھ ہی فلان مقام پر لشکر فروکش ہی یہان لوہ صبح دلکشا تیج کرتا ہوا آتا ہی اگر یہ دونون ایک مقام پر ہونگے تو بہت سرکار کو انتشار ہوگا لہذا روکنا اسکا اسی مقام پر بہتر ہی ابہتہ اپنے وزیر سے حکم دیا کہ تم کوہ ویران پر جاؤ جاکر آواز دینا اے منظور نظر سامری و جمشید تمکو بادشاہ نے یاد فرمایا ہی ایک جادوگر تمھارے سامنے آئیگا یہ نامہ ہمارا اسکو دینا پڑھکر جو وہ تمکو جواب دے بموجب اسکے کام کرنا وہ ساحر کوہ ویران پر گیا اسی طرح آواز دی پہاڑ شق ہوا ایک ساحر قوی تن قوی ہن سیہ فام بد انجام اکڑتا ہوا سامنے آیا

اُسنے وہ نامہ دیا اُس ساحر نے پڑھکر قہقہہ مارا خوب ہنسا اُسی وقت ایک آواز دی کہ کوئی نہ سمجھا کچھ آثار نمایان ہوے پھر اُسنے ایک آواز دی ارے جلد حاضر ہو حکم شہنشاہی نافذ ہوا ہو کہ براے مقابلہ اسلامیان چلنا چاہیے ہر گوشے سے دس دس بیس بیس ہزار جادوگر پیدا ہوے بارگاہین از دران آتش فشان پر بار ساحر اسباب سے درست چالاک وچست تھوڑے سے ہی عرصے مین ڈیڑھ لاکھ ساحرون کا لشکر آکر جمع ہوگیا وہ ساحر موسوم ویران صحرا نشین فوراً ایک اژدر مہیب پر سوار ہوا براے مقابلہ ایرج نوجوان چلا ملکہ صبح دلکشا نے جو ملاتکین کو ایک طائر سنگی بارگاہ سے اُٹھایا ایک درہ کوہ مین لاکر رکھا منظور ہو کہ یہ نازنین تڑپ تڑپ کر مرجائے لیکن ایرج کو جز زیادہ پریشان پایا لعبت نازنین کہ ایسا نہو شاہزادہ اپنے کو ہلاک کرے اب اُسی درہ کوہ مین آئی ملکہ کو ہوشیار کیا کچھ کھانا پانی کھلایا کہا اے ملکہ عالم آپ کو ایک ساحر عاشق ہو کر یہان اُٹھا لایا ہو مین تلاش کرتی ہوئی یہان پہونچی اُسنے سحر کر دیا ہو جسکے مارے مین آپ کو لیکر نکل نہین سکتی نہین معلوم کیا آفت برپا ہوگی اگر مین بھی قید ہو جاؤن تو عجب نہین مین بڑی سختی سے یہان تک پہونچی ہون ملکہ نے کہا تمھین اختیار ہو لعبت ایک قفس مین بند کرکے ملکہ کو لشکر اسلام مین پھر حاضر ہوگی ایسا نہو وہ ساحر آجائے تو مجھکو نکلنا مشکل ہوگا ملکہ کو تو یہ دم دیکر صبح دلکشا لشکر مین آئی ایرج سے آکر کہا حضور مین نے پتہ لگایا ہو آپ نگھبرائین دو ایک دن مین لے آؤنگی چاہتی ہو کہ وہ ہلاک ہوجائے لیکن ویران صحرا نشین منزلین طے کرتا ہوا قریب اُسی کوہ کے پہونچا لشکر اُترنے لگا خود ویران ٹہلتا پھرتا ہوا اُس کان مین آواز آئی کوئی مصیبت زدہ آفت کا مارا مجبور اپنے عاشق صادق سے دور بلبلاتا ہلک کے یہ اشعار

بعید سوز و گداز پڑھ رہا ہو اشعار

اندھیری روشنی مرے سینے کے داغ کی	اندھیاری رات مین نہین حاجت چراغ کی
کثرت سیہ نے کام کیا بعد مرگ بھی	رنگین مرسے ہو سے ہر منقار زاغ کی
ظاہر ہوا ہے مجھے یہ بلندی سرو سے	کرتی ہو کام خاک کبھی عالی دماغ کی
سوتا ہے تو نے بلند کرے باغبان تو کیا	ہمت کے آگے پست ہو دیوار باغ کی
رخ کیا ملائیگا رخ رنگین یار سے	لالے کو کیا خبر نہین ہو چار داغ کی
ابر کرم کے فیض نے ایسا کیا ہو سبز	سبزی کی شئی ہو گئی دیوار باغ کی
جلتی ہو شوق آتش رخسار یار مین	ہر شمع سوختہ اُسی چشم و چراغ کی
پاتے نہین زمانے مین آتش خوشی کا نام	غنچہ ہوا سپنے دور مین گردش ایاغ کی

ویران صحرا نشین نے جو یہ صداے دردناک سنی بیقرار ہوکر اندر درہ کوہ کے آیا دیکھا ایک قفس آہنی مین ایک نازنین
حسین بلک بلک کے رو رہی ہے یہ دیکھتے ہی عاشق ہوا قریب قفس کے ٹہلتا ہوا آیا کہا کیون اے گل گلزار خوبی واے
ماہ آسمان محبوبی کسنے تجھکو اس بلا مین مبتلا کیا مجھسے تو حال بیان کیجیے اُس شخص کو خاک مین ملا دون مشیران سلطنت
طلسم کا وسیلہ سے ہون براے گرفتاری مسلمانان چلا ہون ملکہ نے اپنا منھ چھپا لیا بے اختیار رونے لگی کہا اے شخص
تو نامحرم ہے میرے پاس سے ہٹ جا مین کیا اپنا حال بیان کرون میری کیفیت لائق سننے کے نہین ہے فلک کجرفتار درپے
آزار مجبور و ناچار و مونس و غمگسار مین تیرے ہاتھ سے اپنی رہائی نہین چاہتی یا تو قضا لیکر اس مقام پر آئی ہے
یا شاید فقط یہین رہائی ہو ویران صحرا نشین عاشق ہو چکا ہے چاہتا ہے کہ ضبط کرون لیکن دامن صبر دشت استقلال سے
چھوٹا جاتا ہے ملکہ نے جو بے رخی سے یہ باتین کین ملکہ اسکا سامنے چلا آنا ناگوار ہوا ہر مرتبہ یہی فرماتی ہین کہ تو سامنے
سے ہٹ جا اسنے کہا کہ اے جان جہان اگر چھوڑ کر جاؤنگا زندہ نہ رہونگا جان تمھارے ساتھ ہے ملکہ نے کہا اے شخص
کیا زبردستی کی باتین کرتا ہے ایک ہاتھ تلوار کا مار دے کہ ہمارے دو ٹکڑے ہون یہ باتین تیری سُنی نہین جاتین قتل کا
تمکو اختیار ہے ہمنے خون اپنا بحل کیا بار سر سے اُتار دے یہ سنکر ویران صحرا نشین کو بہت غصہ آیا قفس اُتار لیا ہر چند
ملکہ نے غل مچایا اسنے نہ سُنا قفس کو اپنے دامن مین چھپائے ہوے اپنے لشکر مین آیا بارگاہ مین جا کر قفس لٹکا دیا
اسی وقت وہان سے کوچ کرکے روانہ ہو گیا یہان ایرج نوجوان پریشان ہین صبح دلکشا سمجھاتی ہے حضور نہ
گھبرائین مین ملکہ کو ڈھونڈھ لاؤنگی ایرج خاموش ہو رہتے ہین بیٹھے ہوے ہین پردہ بارگاہ کا اُٹھا ہوا ہے شاپور
[illegible] کر رہا ہے جب صبح دلکشا نے بہت سمجھایا اور اُٹھکر باہر گئی شاپور نے کہا اے شہریار میری عقل مین آتا ہے کہ
یہ فعل صبح دلکشا کا ہے یہ باتین کر رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی ویران صحرا نشین بجمعیت کثیر آکر پہونچا مقابلے
مین شاہزادہ ایرج کے اُترا شاپور شیر دل سے ایرج نوجوان نے کہا اس عقدے کو دریافت کرو مین صبح دلکشا
پر دباؤ ڈالون شاید اسی نے یہ حرکت کی ہو شاپور کو شک تو اسکو بہت تھا لیکن صبح دلکشا ڈھونڈھنے کو حیلے سے اُس
درہ کوہ مین آئی قفس نہ پایا اب گھبرائی چہار جانب ڈھونڈھا کہین نشان نہ ملا آخر پلٹکر اپنی بارگاہ مین آئی شاپور نے
ایک کنیز کو صبح دلکشا کی بیہوش کیا کہ اُسکو تقرب زیادہ تھا اُسی کی شکل بنکر خیمے مین صبح دلکشا کے آیا دیکھا تو
سر جھکائے بیٹھی ہے دل مین سوچ رہی ہے کہ اے صبح دلکشا اب کیا کرون ابتک تو مجھکو یہ گمان تھا کہ مین ملکہ سے
وعدہ کر چکی ہون لاکر ایرج کے پاس پہونچا دونگی یہ کیا ستم ہوا کوئی درہ کوہ سے اُسکو لیگیا کنیز نے آکر سلام کیا کہا
کیون واری آج مزاج کیسا ہے مین آپ کو بہت متغیر پاتی ہون کنیز تو خیرخواہ دولت ہے مجھسے فرمایے کہ کیا صدمہ ملا نازک

کہ رنگ رو متغیر ہو آج خاصہ بھی نہین نوش فرمایا دل تو اسکا بھرا ہوا تھا بے اختیار رونے لگی کہا ای افسوس مین کیا کرون
بقول شخصے خود کردہ را درمان نیست مین نمکین شیرین کلام کو اُٹھا کر لیگئی تھی یہی خیال مین تھا کہ اُس سے عہد و پیمان لونگی
لا کر ملا دونگی کل تک تو اسی طرح دڑگوہ مین تھی آج درہ کوہ سے قفس غائب ہوگیا ایرج نوجوان نہایت بیقرار ہین
اب مین کیا کرون شاپور یہ سنکر خاموش ہوگیا سوچا کہ اگر اسوقت مین ایرج سے کہکر کسی طرح کا اسپر دباؤ ڈالون
ایسا نہو خوف جان سے بھاگ جائے ساحر سے مقابلہ ہونے کو ہو ایرج اپنی بارگاہ مین آ کے بیٹھے شاپور بھی
حاضر ہوا ایرج نے فرمایا کیون شاپور کچھ پتہ ملا شاپور نے کہا غلام فکر کر رہا ہو عرض کریگا ایرج نوجوان خاموش ہو
ویران صحرا نشین نے طبل جنگی بجوایا ایرج کو خبر ہوئی صبح دلکشا دربار مین آتے شرماتی ہو یہی خوف ہو کہ اگر شاہزادہ کو
معلوم ہو گیا کہ صبح دلکشا ملکہ کو اُٹھا کر لیگئی تو بہت ناگوار ہوگا اسی فکر مین حیران رہتی ہو جب ایرج کو خبر ہوئی کہ لشکر
ویران صحرا نشین مین طبل جنگی بجا فرمایا ای شاپور ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی بجے دونون
لشکرون مین تیاریان ہونے لگین شاپور کو بڑا تردد ہو کہ یہ ساحر بڑا زبردست ہو گھبرا کر لشکر سے نکلا اسی فکر مین ہو کہ
اس ملعون کو جا کر گرفتار کرون اپنے آقا کو اسکی بدعت سے بچاؤن پھرتا پھرتا ایک بڑھیا کی شکل بنا ہوا لشکر مین
ویران صحرا نشین کے آیا اسی تردد مین پھر رہا ہو کہ اپنے کوتا بہ افسر پہونچاؤن دریافت کیا معلوم ہوا کہ فلان خیمے مین
ہو اُسکے دروازے پر آکر ٹھہرا دیکھا خادم خدمتگار کوئی اندر نہین جاتا چوبدار کی شکل بنا ہوا تھا ایک سے پوچھا آقا کس
کام مین ہین اُسنے جھلا کر جواب دیا جنگل سے ایک عورت کو لائے ہین اُسپر جان دیتے ہین وہ قبول نہین کرتی اُسی کو
سمجھا رہے ہین شاپور کو خیال ہوا شاید ملکہ نمکین شیرین کلام کو پا گیا خدا اُسکی آبرو بچائے یہ سنکر الگ ہوا کہ اندر سے
آواز آئی نیرنگ خدمتگار کو بھیجو چوبدار پکارنے لگا ارے نیرنگ کہان گیا شہنشاہ یاد فرماتے ہین شاپور نیرنگ
خدمتگار کی شکل بنکر سامنے آیا کہا مین حاضر تو ہون کہا اندر جاؤ شاپور اندر آیا دیکھا ساحر تو مسند پر بیٹھا ہو سامنے قفس
ملکہ نمکین شیرین کلام کا رکھا ہو شاپور ملکہ کو دیکھکر بیقرار ہوگیا جی مین کہتا ہو کہ یہ کیا غضب ہوا ملکہ کہ رہی ہین کہ تو مجھے
قتل کر ویران نے کہا بہت خوب ذرا مین مقابلہ مسلمانون سے مہلت پاؤن تو تمہاری تدبیر کرونگا ایسا سحر کرون کہ شل پیکر
تمہارا ابھی حال ہو شاپور نے دستبستہ عرض کی اگر حکم ہو تو غلام سمجھائے ویران نے کہا اختیار ہو شاپور قفس کو لیکر
الگ آیا کہا ای ملکہ عالم مین ہون شاپور شیر دل آقا کا عجیب حال ہو آٹھ پہر آپ ہی کو یاد کیا کرتے ہین ہمکو بھی دریافت
ہوا کہ یہی صبح دلکشا نے یہ فساد برپا کیا ملکہ نے کہا ای شاپور کیا کہون وہ ناحق کو میری دشمن ہوگئین مین نے اُنکی
کیا خطا کی تھی شاپور نے کہا کہ جو کچھ ہوگا دیکھا جائیگا لیکن اب رہائی کی صورت ہونا چاہیے اسی حیلے مین اُسے قتل کرون

آپ روا ہوں شہریار بہت بہتر ہیں ملکہ نے کہا بھیا جو مناسب جانو وہ کرو مگر میری عصمت پر زوال نہ آنے پائے شاپور نے کہا آپ اتنا کہہ دیجیے کہ میں خود تجھ پر مائل ہوں پھر میں سمجھ لونگا ملکہ نے کہا بھیا یہ تو میرے منہہ سے نہ نکلیگا شاپور نے کہا فقط اتنا ہی کہہ دیجیے کہ جو یہ خدمتگار کہتا ہی مجھے بدل و جان منظور ہی ملکہ نے کہا بھیا اچھا جو تمھاری خوشی ہو شاپور قفس رکھکر ہنسا کہ اب میں گانے کو رنگ جماؤں قضا سے کار نیرنگ خدمتگار اصلی دروازے پر آیا خدمتگاروں نے کہا تم تو ابھی اندر گئے تھے باہر کہاں سے آئے نیرنگ جھینپکر اندر آیا دیکھا میری شکل پر ایک خدمتگار رکھڑا ہوا شاہ سے باتیں کر رہا ہی پکار کر آواز دی حضور یہ کوئی جعلساز ہی غلام حاضر نہ تھا اب خبر سنکر حاضر ہوا شاپور نے جو یہ معرکہ دیکھا گھبرایا لیکن اب حیران ہی کہ کیا کروں بڑھکر عرض کی حضور یہ کوئی مکار معلوم ہوتا ہی میری صورت بنکر آیا ہی آپ یہ کہتا ہوا باہر چلا میں سب کو بلا لاؤں سب گواہی دینگے کہ میں شام سے در دولت پر حاضر تھا حضور آگاہ ہو جائینگے ویران صحرا نشین نے کہا تو کہاں جاتا ہی شاپور نے کہا میں حاضر ہوتا ہوں میں اس مقدمے کو ابھی طرح سے سرکار ظاہر کر دوں کہ میں خدمتگار قدیم ہوں یہ نیا میری شکل بنکر آیا ہی ویران ہان ہان کرتا رہا شاپور جست کر کے باہر آیا کہا یارو تم سب اندر چلو مجھے ناحق بدنام کرتے ہیں میں دوکانداروں کو بلا لاؤں یہ کہتا ہوا نکل گیا میاں نیرنگ بگڑے کہ ہے ہے ہوا منہہ ہاتھ دھلا یا گیا اب بخوبی ثابت ہوا کہ وہ کوئی عیار تھا ویران صحرا نشین گھبرا گیا ملکہ کا قفس منگا دیا شاپور اس فکر میں ہی کہ اب کیونکر جاؤں بازار میں جا کے دیکھا دوکان پر ایک تاجر بیٹھا ہی شاپور نے ایک دوکاندار کو سلام کیا کہا تاجر صاحب آپ نے کیا کیا اسباب منگا یا ہی تاجر بیان کرنے لگا شاپور نے کہا ذرا کنارے چلیے تو میں آپ سے بیان کروں کہ مالک کو کیا کیا چیز کی ضرورت ہی یہ کہکر تاجر کو کنارے لیگیا کنارے لیجا کر بیہوش کیا اسی تاجر کی صورت بنکر دوکان پر آیا کچھ اسباب کشتی میں لگا یا طرف در دولت ویران کے چلا دروازے پر آیا خدمتگاروں سے کہا عرض کرو فلان تاجر در دولت پر حاضر ہوا لائق پسند سرکاری اشیا لایا ہوں خدمتگار نے اگر ویران صحرا نشین سے کہا اسنے حکم دیا بلا لو شاپور اندر آیا جھک کر سلام کیا کشتی پیش کش کی ساحر ان سب چیزوں کو دیکھنے لگا شاپور نے عرض کی کہ آج حضور نے شراب نہیں نوش فرمائی میں نے حضور کے واسطے خاص ولایتی شراب منگائی ہی یہ کہکر ایک دھاکلا جام لبریز کر کے کہا نوش فرمائیے ویران صحرا نشین نے جام ہاتھ میں لیا کچھ سحر پڑھنے لگا شراب شعلہ بنکر اڑ گئی جام ٹوٹا شاپور نے چاہا کہ اٹھکر بھاگوں اسنے سحر کیا شاپور کے پاؤں زمین نے تھام لیے ویران نے گرفتار کر لیا رنگ و روغن عیاری کا سحر سے اڑا دیا اب تو پہچانا گیا ویران نے مسلسل و مطوق کر کے قید خانے میں بھیجدیا ملکہ نے دیکھا کہ شاپور پکڑا گیا بلبک بلبک کے رونے لگین فرماتی تھین

کہ ہماری بدنصیبی تھوڑی دیر مین اُسنے دو عیاریان کین آخر گرفتار ہوا یہ خبر ہرکارون سنے ایرج سے کہی صبح دلکشا
بیٹھی تھی گھبرا کر اُٹھی ایرج نے کہا اے ملکہ کہان چلین کہا حضور سحر تیار کرنے جاتی ہون صبح کو جس سے مقابلہ پڑیگا
یہ لشکر باہر آئی سوچی کہ اے صبح دلکشا اب حال کھل جائیگا ایرج تیرے دشمن ہو جائینگے مقابلہ بھی ساحر زبردست سے ہے
صبح کو مقابلہ پڑیگا وہ گرفتار کریگا یہ سوچکر بھاگی مگر عشق مین ایرج کے بیقرار ہے تو ایک پہاڑ مین جا کر چھپی کہ اسکا
حال لکھا جائیگا یہان چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا ساحر زرین پوش بعد جوش و خروش ہو نخانہ
مغرب سے باہر آیا چرخ زبرجدی پر آکر ٹھہرا فوج ضیا و شعاع ہمراہ دونون لشکر میدان کارزار مین آکر پہونچے
ویران صحرا نشین میدان مین آیا پکار کر آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے ایرج نے مرکب بڑھایا ساحر نے
ایک دو ستھرا مارا گھوڑا بدلگامی کرنے لگا ہتھیا کھل کر گرے اُس بیقراری مین اسنے گرفتار کر لیا اب جو گولہ لیکر لشکر
پر چلا ملازمان ایرج نے بھی بلوہ کیا جب اسنے گولہ مارا دو چار سو بیہوش ہو کر گرے چار گھڑی کے عرصے مین
سب لشکر کو بیہوش کر دیا چالیس سرداران نامی چنکر گرفتار کر لیے سکو آدمانے پر ڈالا لیکر طرف طلسم کے چلا تفنس ملکہ کا
بھی ساتھ ہی باتون کو جلسہ آراستہ کرتا ہے منتین خوشامد مین کیا کرتا ہے ملکہ کا وہی قول ہے کہ تو ہمین قتل کر ڈال
ہم تیرا کہنا نہ مانینگے ویران صحرا نشین کیسا کیسا جھلاتا ہے چار منزلین طے کر کے ایک صحرا مین آکے اترا ہے قضا کار
شیر نابکار بن عمرو کا اُسطرف سے گذر ہوا اسکو جو معلوم ہوا کہ ساحر ایرج کو گرفتار کیے لیے جاتا ہے نہایت پریشان
بھاگا کہ جا کر شاہزادہ نورالدہر کو خبر کرون نورالدہر دریاے رنگا رنگ پر فروکش تھے کہ شیر نابکار آکر پہونچا تمام
کیفیت بیان کی کہ ویران صحرا نشین ایرج کو مع سردارون کے گرفتار کر کے لیے جاتا ہے یہ سنکر نورالدہر بیقرار ہوئے
اُسی وقت پشت مرکب پر سوار ہو کے تین ہزار جوان کو ساتھ لیکر طرف ویران صحرا نشین کے چلے یہ اپنی بارگاہ
مین بیٹھا ہوا ملکہ سے منتین کر رہا ہے کہ نعرہ نورالدہر کی آواز کان مین آئی گھبرا کر اٹھا تفنس ملکہ کا ہی مقام پر چھوڑا
یہ جو خبر پائی کہ طلسم کشا صاحب لوح آگیا حیران ہوا کہ کیا تدبیر کرون نکلتے ہی قرنا کرائی گھوڑے پر سوار ہوا دیکھا
نورالدہر قتل کرتے ہوئے آتے ہین ساحرون کا بلوہ جسے سحر کیا نورالدہر نے لوح کو چمکایا وہ سحر اُسی ساحر کے
سینہ پر کینہ پر پڑا توڑ کے پشت دیوار گذر آئی ہزار ساحر تھوڑے عرصے مین مارے گئے ویران صحرا نشین الگ
الگ سحر کرتا ہے قریب نورالدہر کے نہین جاتا دور سے ایسے ایسے سحر کیے کہ چند کس ہمراہیان نورالدہر مارے گئے
ڈنر ہوا الحو ساحرون کا بلوہ مگر ایرج نے جو صدا سے نورالدہر کی کہا اے شاپور اس رہائی سے تو موت بہتر کوئی
قسم کر دو ہم تو مبتلاے سحر نہین مین شاپور نے جمعدار کو بلایا کہا کیون جمعدار صاحب کس سے لڑائی ہو رہی ہے جمعدار نے کہا

طلسم کشا آپڑا شاپور نے کہا کہ اگر ہمکو رہا کر دیجیے تو مین ایک بات عرض کرون ایسی تدبیر بتاؤن کہ طلسم کشا سے لوح
لے لیجیے جمدار نے خوشی خوشی قید توڑی شاپور نے باتین کرتے کرتے حباب مارکر بیہوش کیا بیہوش کرکے کنارے
ڈالدیا آپ اصلی شکل بنکر نکلا ایرج کی قید کاٹی سب سرداران کو قید سے رہا کیا سب کو لیکر نکلا کہا اے شہریار کچھ خبر ہے
کہ صبح ولکشا کہان گئین ایرج نے کہا کئی دن سے انکا پتہ نہین ہے شاپور نے کہا انھین کی وجہ سے ملکہ پر آفت
آئی ملکہ بارگاہ ویران صحرا نشین مین موجود ہین چلکر رہا کر لیجیے ایرج شمشیر زنی کرتے ہوے قریب بارگاہ آئے دیکھا
وہ ہے کہ ملکہ نمکین شیرین کلام رنجیدہ وکبیدہ روتے عیش نادیدہ ملک ملک کے رو رہی ہین کبھی بے اختیار
ہو ہو کے پکارتی ہین

نظم

کہے ہی چھیڑ نیکو میرے گر سب ہون مرے بس مین — نہ درد ن سلتے کسی معشوق اور عاشق کو ہمین
اگر مشہور ہوا افسانہ اپنی بت پرستی کا — برہمن کیا عجب ایمان سے آ دین بنارس مین
نہین دم لینے کی طاقت فلک ورنہ بتا دیتے — کہ یہ تاثیر ہوتی ہے فغان آسمان رس مین
ترا کاہیدہ سے اپنے مین خوش ہون اے تقع پر — کہ الفت آ گئے تیرے مرغ عشرت خانۂ قفس مین
رقیب بوالہوس نے رو رہا مین تیری کب جان دی — وہ نو وارد ہے کیا جانے طریق عشق کی رس مین
نہ مین اپنا نہ دل اپنا نہ تم میرے نہ جان میری — اثر کس کس کو ہو دے ہے مگر فریاد و بیکس مین
کہون گر غیر سے مت مل تو کہو سے طعن سے رک کر — یہ کیون کس واسطے ہم اپنے تیرے ہو گئے بس مین
ذرا سمجھو تو جان من وصال غیر سے ہر دم — مری جان کون ہے یہ کس کی جھوٹی کھاتے ہو قسمین
ور میشا کہ عشق تباہ اور اب اے مومن — یہ حضرت آ گئی اکبار کیا طبع مقدس مین

یہ صدائے دردناک سنکر ایرج بیقرار ہو گئے بارگاہ مین جاکر دیکھا ملکہ کو قفس مین پایا فوراً رہا کیا ایک مادیان پر سوار
کرکے لے نکلے کہا کیون اے شاپور اب اس مقام پر ٹھہرنا مناسب نہین ہے البتہ بھڑتے نکل چلو اور روز بند پر چلکر نگاہ
ڈالو اگر اسکو لوح طلسمی مل بھی گئی تو ہم چلکر بادشاہ کو قتل کر ینگے شاپور نے کہا بہت مناسب ہے ایک جانب
لڑتے بھڑتے چلے یہ خبر ہرکارون نے ویران صحرا نشین کو پہونچائی کہ قیدی چھوٹ گیا ملکہ کو ساتھ لے لیا یہ سنکر
ویران صحرا نشین گھبرا گیا چاہا کہ جاکر روکون کہ سامنے سے نور الدہر لڑتے بھڑتے آئے للکارا دیکھا کہان جاتا ہے
ویران صحرا نشین پلٹ پڑا آگ برسادی نور الدہر نے لوح کو چمکایا سحر باطل ہوا کئی سحر اسی طرح کیے آخر تلوار پکڑ کے
جا پڑا تلوار کا ہاتھ مارا نور الدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا جھنجھنانے کی صدا بلند ہوئی الجھا دوسرے ہاتھ نکال کے

لوح کو چمکایا اوپرسے ہاتھ مارا ویران صحرانشین کے دو ٹکڑے ہوئے اسکا مارے جانا آندھی سیاہ اُٹھی سنگ باری و
زرباری ہونے لگی بعد عرصۂ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من ویران صحرانشین بود تمام ساحر یہ صدا سنکر گھبرا گئے بھاگنے
لگے چند ساحرون نے پکار کر آواز دی کہ الامان مضراب جادو دس ہزار جادوگرون کا افسر تھا دس ہزار جادوگرونکو
لیکر حاضر خدمت ہوا مطیع اسلام ہوا نورالدہر نے سب کو ساتھ لیا آکر بارگاہ مین لوٹین ایرج کا کہین پتہ نہ ملا شہزادے
بن عمرو نے عرض کی حضور وہ لڑتے بھڑتے نکل گئے احسان آپ کا ناگوار ہوا نورالدہر نے کہا اُنکو رہائی ہو گئی ہمین
مطلب اسی امر سے تھا میان اس جادوگر کے مارے جانے سے ملازمان ایرج جو بیہوش پڑے تھے ہوشیار ہوئے
کدایرج آکر پہونچا اس لشکر ظفر اثر کو ساتھ لیکر کوچ کیا میان شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان بعد فتح اس
جنگ کے اپنے مقام پر آئے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا اے طلسم کشا جب لوح طلسمی حاصل ہو مرحلے پر وقواق بن
اشفاق بن مرواق کے جانا چاہیے یہ مرحلہ جان طلسم کا اوسیہ ہے یہ ساحر نہایت مکار وغدار ہے قدم بقدم لوح دیکھنا
اس مرحلے پر جانیکی یہ صورت ہے کہ باغ رنگارنگ مین بیٹھکر اسم حاشیۂ لوح پڑھو ایک طائر ہفت رنگ پیدا ہوگا اُسکی
پشت پر سوار ہوکر جاؤ نورالدہر سب سے رخصت ہوئے باغ مذکور مین آئے بیٹھکر اسم حاشیۂ لوح کو پڑھنا شروع کیا بعد
تھوڑے عرصے کے طائر ہفت رنگ آسمان سے پیدا ہوا زمزمہ سرائی کرتا تھا اُسکی زمزمہ سرائی مین یہ اشعار
معلوم ہوتے تھے

اشعار

آجائے موت بلبل ناشاد کے لیے
تکلیف رحم بھی نہو صیاد کے لیے

جاتے ہین جسطرف دل شوریدہ لیچلے
اب قید کیا ہے بندۂ آزاد کے لیے

صد سکوت توڑ دیا ہے بہار نے
منہ کھولنا پڑا ہمین فریاد کے لیے

اے چرخ ڈھونڈھ کر کوئی تسکین دلپذیر
رکھ چھوڑنا مری شب فریاد کے لیے

اترے فلک سے حسینون کی دید کو
کیا مرتے ہین حسن خداداد کے لیے

گھبرا گیا کشاکش ہستی سے اپنا دل
کچھ ہین راستے عدم آباد کے لیے

ہر رنگ مین نظیر تمھارا نہین نسیم
زیبا ہے رشک حاسد ناشاد کے لیے

یہ اشعار پڑھتا ہوا طائر زمین پر آیا نورالدہر کو صدائے عشق آمیز طائر کی بہت پسند آئی طائر آکر سامنے بیٹھ گیا اشارہ
کرتا تھا کہ میری پشت پر سوار ہو جئے منقار سے زمین پر لکھا کہ مین آپ کو مرحلے پر وقواق بن اشفاق بن مرواق کے
لیچلونگا راستہ طلسم کا جبھی ملیگا جب یہ ساحر مارا جائیگا نورالدہر پشت پر طائر کی سوار ہوئے طائر لیکر نورالدہر کو بلند ہوا

ایک صحراے سبزہ زار نظر آیا طائر نے عرض کی اے شہریار اس صحرا مین چلکر چند ساعت ٹھہریے مین اپنے کو آب و دانہ سے
سیر کرلون پھر حضور کو لیچلون نورالدہر اُترے زیر نخل زین پوش بچھا دیا اُسپر بیٹھے سیر صحرا دیکھنے لگے طائر چُگتا ہوا ایک
جانب گیا مگر کاؤس اورنگ نشین تخت پر بیٹھا تھا کہ چند ساحر روتے پیٹتے آئے کہا حضور ویران صحر آئین مارا گیا
کاؤس نے کہا طلسم کشا مجھ تک نہین آسکتا بیچ مین صحراے مصیبت خیز ہے بھٹک بھٹک کر وہین رہیگا کاہن نے عرض کی
طائر ہفت رنگ کمیل جنی لاکر آپ کے سر پر پہونچا دیگا وہ کمین رکھنے والا ہے کمیل جنی ہمیشہ سے دشمن ہے اب طلسم کشا کے
اصلی ملازم اسکو راہ بتائیگا مرحلہ وقواق بن اشفاق بن مرداق پر پہونچا دیگا یہ مرحلہ فتح ہوا اور راست کھلا ایسی تدبیر
کیجیے کہ کمیل جنی مارا جائے پھر طلسم کشا مرحلہ مذکور پر نہ پہونچ سکیگا صحراے مصیبت خیز مین پھنسیگا یہ لکھکر کاہن نے
قرعہ پھینکا نقش کلین دیکھکر سر پیٹ لیا کہا بیجے طلسم کشا چل چکا صحراے مینو سواد تک آگیا اسوقت یہان سے کوئی ہے
کمیل جنی مارا جائے طلسم کشا وہین رہجائیگا ریگستان کو نہ طی کر سکیگا کیا عجب ہے کہ ہلاک ہو یہ سُنکر کاؤس نے ایک
چیخ ماری کہ ارے کوئی حاضر ہو ایک دیو سامنے آیا نعرہ کیا منم آدمخوار جادو بادشاہ نے کہا اے آدمخوار کمیل جنی
طلسم کشا کو صحراے مینو سواد تک لایا ہے خود بھی وہان پھر رہا ہے تو جا کر کمیل جنی کو کھا لے طلسم کشا سے متعرض نہ ہونا
وہ جوان دیوبند ہے ہوشیار رہ یہ سنکر آدمخوار چلا کمیل جنی بشکل طائر ہفت رنگ ایک نخل کے سایہ مین کھڑا ہوا
پھل کھا رہا ہے کہ سامنے سے نعرہ ہوا منم آدمخوار طائر بھاگا آدمخوار تعاقب مین چلا نورالدہر بیٹھے تھے کہ دیکھا سامنے
سے طائر بھاگا ہوا چلا آتا ہے پکارتا ہوا کہ اے شہریار غلام کو بچائیے نورالدہر تلوار کھینچکر اُٹھے نعرہ کیا او نامرد کیا آتا ہے
مگر آدمخوار کب مانتا ہے لپک کر ایک چنگل مارا کہ طائر اُسکے ہاتھ مین آیا گولی بنا کر پھانک گیا نورالدہر کو بہت ناگوار ہوا
یہ بھی خیال ہے کہ اس صحرا سے کون لیجائیگا لوح نے بھی خبر دی ہے کہ راہ مرحلہ مذکور مین صحراہاے حیرت خیز و عبرت انگیز
ہین جست کرکے برابر دیو کے پہونچے دیو نے چنگل مارا نورالدہر نے کلائی پر ہاتھ ڈالکے گھونسہ مارا دیو تھرا گیا
ایک چیخ ماری کہ او آدمزاد چھوڑ دے نورالدہر کو نہایت غصہ ہے دو تین گھونسے مارے بال پکڑ کے ہکّا مارا کہ منہ زمین
سے ملگیا دیو لپٹ پڑا ہوا ہے جسم دیو نے جسم شاہزادے کا غربال کر دیا مگر کشتی لڑ رہے ہین آخر کو دے پلا دے کے مارا
چارون شانے چت گرا چھاتی پر سوار ہو کر کہا او ملعون تو نے غضب کیا کہ طائر کو کھا گیا اب شناخت مین خدا کی کیا کہا
ہر دیو نے کہا لاکھو جانین میری خداوند اس الشیاطین پر نثار ہین تیجر کا بت بامین کرتا ہے سب دیوزاد اسکو سجدہ کرتے
ہین نورالدہر نے غصے مین ایک ہاتھ سر کے نیچے رکھا ایک ہاتھ ٹھوڑی پر رکھکر پیچ دیکر جھٹکا مارا کہ سر دھڑ سے گردن
کھینچلی لاشہ اُسکا تڑپ تڑپ کر سرد ہوا اب نورالدہر مجبور ہو نا چار ایک چشمہ آب پر آ کے وضو کر کے لوح کو ملاحظہ کیا

مرقوم تھا کہ اگر کسیل جنی مارا گیا مصیبت کا سامنا ہی صحراہاے مصیبت خیز ہول انگیز راہ مین ملینگے اُنکا طی کرنا بہت دشوار
ہی لیکن طرف مشرق کے جاؤ رہبر کامل سب مشکل آسان کریگا نو بالدہر اُسی سمت چلے مقصود تمہارا راستہ طی کیا تھا کہ صحراے
ریگستان ملا بوٹے گرد کے براے تعظیم اُٹھنے لگے ہواے گرم چلی معلوم ہوا جسم پھنک گیا سبزہ صحرا مین نہ دارد لالہ
کا پیاس سے عجیب حال ہی نخل خارستان طعن و تشنیع دیتے ہین اگر کوئی طائر بھٹک کر آگیا خارستان مین پھنسا پھڑک
پھڑک کر تمام ہوا دھوپ تھراتی ہوئی معلوم ہوتی ہو زمین ناہموار شاہزادہ شدت تپش سے مضطر و بیقرار ہی اُس
دھوپ مین براے تلاش آب دوڑ دھوپ کر رہے ہین کوسون پانی نہین معلوم ہوتا سواے چشمۂ آفتاب چشمۂ آب
نایاب اگر کسی مقام پر کوئی چشمۂ آب ملا پانی قلیل پینے کی کیا سبیل پانی کھول رہا ہی کبھی دور سے دیکھا پانی موج مار
رہا ہی جتیاب ہو کر وہان پہونچے دیکھا دریاے ریگ رواں ہی حیران و پریشان وہان سے پلٹے پسینہ خشک ہو گیا دھوپ
تمام زمین محیط خشک دوپہر کا وقت ہی آفتاب تمازت و غبار رہا ہی سایہ تیغ سے درختون کا بیٹھا ہوا تمام صحرا
تپ رہا ہی شاہزادہ اپنی جان سے بیزار اکثر درختون کے نیچے بیٹھا کہ سائے مین آرام ملے سایہ خود چاہ سے پانی کی
کنوئین مین اُترا ہی ہوا کا سناٹا صحرا کا ویرانہ مین دھوپ کی جلن شاہزادہ ایک جانب بیقرار ہو کر دوڑا کہ شاید دور جا کر
پانی دستیاب ہو ایک مقام پر ٹھوکر لگی شاہزادہ منھ کے بل زمین پر گرا زمین گرم نالہ ہو رہی ہی شاہزادہ شدت تپش
بیہوش ہو گیا قضاے کار مالک مرحلہ و قواق بن اشفاق بن مرواق کہ جو اس سرزمین کا حاکم و ناظم ہی اُسکی دختر
بلند اختر ملکہ صمصام جوہر دار اپنے قصر مین بیٹھی تھی خود بخود بیٹھے بیٹھے گھبرائی کنیزون سے کہا آج کیا ماجرا ہی کہ خود بخود
دل گھبراتا ہی کلیجہ منھ کو آتا ہی ایک طاؤس لاؤ کنیزون نے طاؤس زرین بال حاضر کیا سحر مین طاق شہرۂ آفاق
حسن مین بے نظیر رشک ماہ منیر طاؤس پر سوار ہو کے چلی اول صحراے لالہ زار ملا گل لالہ کو دیکھا اور دل پر داغ
ہوا وہان سے پھری بلبل نے دیکھا کہ چراغ لالہ روشن داغون سے اپنا سینہ رشک گلشن اُس صحرا کو ترک کیا کہ
دل کو آرام نہ آیا اور دھڑکن بڑھ گئی صحراے پر بہار مین آئی نگاہ اُٹھا کے دیکھا نرگس شہلا آنکھین لڑا رہی ہی
سنبل پیچان ہواے عاشق دام بچھا رہا ہی سوسن صد زبان کی زبان درازی بلبلون کی پھولون سے غمازی
ہوا کی ہوا بندھی ہی اتراتی پھرتی ہی کبھی لغزش بادہ جوش مودت سے لڑکھڑا کر گرتی ہی غنچے چٹک رہے ہین
غنچون کا ہنسنا کبھی مسکراتا ہوا کو ہوا اپنا تا عرصہ دراز تک سلسلہ بیان کبھی ٹھہرین غنچۂ تر مژدۂ خاطر کو شگفتگی حاصل
نہ ہوئی تسکین دل نہ ہوئی خیال مین گذرا چلو صحراے ریگستان کی کیفیت دیکھین یہ سوچ کر بڑھین تھوڑی دور
چلی تھین کہ جھونکا ہواے گرم کا آیا گل سا چہرہ کمہلا گیا اور آگے بڑھین دیکھا ریت کا دریا موج مار رہا ہی پریشان حال

اور آگے بڑھین دیکھا بیچ صحرا مین ایک ستارہ چمک رہا ہی حیران ہوکہ ای صمصام یہ کیا شی ہی اسکو دیکھنا چاہیے کچھ سحر کیا
تو خنکی حاصل ہوئی ہوا بھی ٹھنڈی چلی حیران و پریشان اُس مقام پر آئین دیکھا ایک جوان رشک ماہ کنعان بیہوش و
مدہوش پڑا ہی چہرہ گرد آلود کوئی اُٹھانے والا نہین جبین کہتی ہی کہ ای صمصام اس مسافر پر کیا مصیبت پڑی
کہ اس صحراے پر آفت مین یہان آکر بیہوش ہوا آنکھون مین آنسو بھر آئے دل بیتاب ہوگیا اُتر آئین طاؤس کو الگ
ٹھہرایا آپ قریب نور الدہر کے آئین سر زانو پر اُٹھا کر رکھ لیا ایسا ایک سحر کیا کہ ایک نخل سایہ دار پیدا ہوا اُس سے
ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا آنے لگی بر فندی برسائی دھوپ اُس مقام پر معلوم نہین ہوتی آنکھون سے اشک حسرت گرے حیران
ہوکہ مین کیا کرون کیونکر یہ شخص بیدار ہو لیکن اشکون نے کام گلاب کا کیا بوے زلف عنبرین جو دماغ مین پہونچی اُسنے
کروٹ لینے کا کیا شاہزادے نے آنکھ کھولی زیر سر تکیۂ زانوے محبوب پایا دیکھا ایک نازنین خوبصورت صاحب تاج و
شوکت دونون عارض گلاب کے پھول آنکھڑیان نرگس شہلا ہونٹھ مسیحائی مین طاق ناز و کرشمے مین شہرۂ آفاق
قد دلجو سرو لب جو ماہ رو مہر طلعت حسن مین رشک قمر میرا حال دیکھکر رو رہی ہی نور الدہر اُٹھ بیٹھے ملکہ نے شرما کر
سر جھکا لیا ایک طرف راز اکیطرف نیاز ادھر کشش اُدھر کوشش ایک دام محبت مین اسیر ایک کو شرم دامنگیر
ایک کے کشور دل پر سلطان عشق کی چڑھائی ایک معروف رعنائی و زیبائی ہونٹھون کی مسیحائی مردہ دلون کو
زندہ کرتی ہی چار آنکھین جو ہوئین جانبین سے تیر چلے تیرہاے مژگان تودہ اسے دل پر لب معشوق ہوے لعل
تو آنکھڑیان رہزن نگاہ یار بھی شمشیر ہی ✤ ہر اشارے مین ہمارے قتل کی تدبیر ہی ✤ آخر نور الدہر نے
ضبط کرکے کہا ای شہنشاہ اقلیم حسن و جمال داغ ماہ آسمان کمال اس صحراے ویران مین تجھ ایسی پریزاد کے آنیکا
کیونکر اتفاق ہوا اُس نازنین نے سر جھکا کر کہا آپ کا اقبال محبت کا خیال ہمکو کشان کشان یہان تک لایا مجھے
اب تو شدت گرمی نہین ہی ہوا بھی ٹھنڈی چل رہی ہی خاص اس مقام پر کس قدر رعنائی و زیبائی ہی نور الدہر
نے دیکھا حقیقت مین ایک شجر سر سبز و شاداب سر پر سایہ فگن ہی پھولون کی مہک غنچون کی چٹک مقام پر بہار ہی
کہا اصل مین کیا بات ہی آپ کا ارشاد کرامات ہی اس نخل نے جان بخشی کی حضرت خضر نے آکر جان بچائی پانی اس مقام
پر ممکن نہین ملکہ نے کہا پلٹ کر دیکھیے نور الدہر نے پلٹ کے دیکھا ایک چشمہ پانی کا جوش مار رہا ہی نور الدہر نے
پانی پیا منھ ہاتھ دھویا ملکہ نے کہا آپ اپنا تو حال بیان فرمائیے کہ آپ یہانتک کیونکر آئے نور الدہر نے کہا ای
ملکۂ عالم مین براے طلسم کشائی چلا تھا راہ مین کمیل تیغی کو ایک دیو لکھا گیا مین آوارۂ دشت ادبار مصیبت مین گرفتار
ہوا اس صحرا تک پہونچا شدت تپش سے یہان بیہوش ہوا آپ نے آکر جان بخشی کی بقول شاعر اشعار

اگر رخِ چشم سے سُرمے کا ضرر کیا ہوگا — دیکھ لو گے جو ادھر ایک نظر کیا ہوگا
ہم بھی اپنے دلِ بیتاب کو سمجھا لینگے — پھیر لے ہمسے وہ سب دید نظر کیا ہوگا
خالق اُس رشکِ مسیحا کو سلامت رکھے — ہین اگر جان بھی وہ دیگا تو ضرر کیا ہوگا

یہ اپنی کیفیت کیا بیان کرون کیونکر خاموش رہون ملکہ نے کہا جس مرحلے پر آپ چلے ہین وہ میرے باپ سے متعلق ہے وہان جانا بہت دشوار ہے کہین صحرا راہ مین ملینگے اُن جنگلون سے گذرنا مشکل ہوگا بڑے بڑے ساحرون کا مہر اہی نورالدہر نے کہا میرے پاس لوح موجود ہے ملکہ نے کہا ہزارہا دھوکے پڑینگے یہ ساحر بڑے مکار و غدار ہین بادشاہ کے نامے سب کے پاس آگئے ہر ایک کے نام حکم ہو جسطرح بنے لوح طلسم کشا سے دو لو سب آمادہ ہین اس مرحلے پر بڑے گھنٹہ مین آخرِ لید گفتگوے بسیار ملکہ نے کہا یہان سے قریب ایک میرا خانہ باغ ہے وہان جاکر تشریف رکھیے جسدن مین عرض کرون ان جنگلون سے گذر کیجیے نورالدہر ملکہ کے ساتھ ہوے اُس باغ مین آئے چند کنیزین بھی وہان تھین شاہزادے کو وہان رکھا کہا آپ یہان تشریف رکھین مین جاکر دریافت کرون یہ کہکر ملکہ روانہ ہوئی کنیزین خاطرداری مین مصروف ہین شاہزادہ اُسی باغ مین جلوہ فرما ہے رات کو جو خیال آیا شاہزادہ صحنِ باغ مین آکر ہر ایک گل بوٹے کو دیکھکر خیالِ روے محبوب آیا بیقرار ہوکے پکار اُٹھے

نظم

گلون نے کپڑے پھاڑے ہین قباے یار پر کیا کیا — حنا پیس پیس گئی ہے دست و پاے یار پر کیا کیا
کیے ہین شکر کے سجدے جفاے یار پر کیا کیا — رہا ہے دل مرا راضی رضاے یار پر کیا کیا
گلے کو کاٹ کر اپنے شہیدانِ محبت نے — لہو کے گھونٹ گھونٹے ہین خفاے یار پر کیا کیا
خیال آتا ہے اُس خورشیدرو کی صورت نمائی کا — ہوے ہین آئنے حیران صفاے یار پر کیا کیا
کیا ہے ٹکڑے ٹکڑے آئنے کو غیرت سے جسنے — ہوا ہے رشک صورت آشناے یار پر کیا کیا
سمجھا رکھا ہے احوالِ قیامت ہنستے آنکھونکو — بندھی ہے ٹکٹکی اپنی لقاے یار پر کیا کیا
رہا مجمع ہمیشہ عاشقانِ بے تحمل کا — اڑے مفلس درِ دولت سراے یار پر کیا کیا
کیا ہے جو شخص ماہ کا عالم جو دکھلا کر — ملی ہین ہنستے آنکھین لشت پاے یار پر کیا کیا
کیا ہے اک جہان دیوانہ اُسکی جامہ زیبی نے — گریبان چاک ہوتے ہین قباے یار پر کیا کیا
قباے تنگ پر رکھے کلاہ کج جو دیکھا ہے — ہماری جان نکلی ہے اداے یار پر کیا کیا
نہین انکا میرے سجدہ شانے کا خیال آتش — پڑینگے پیچ گیسوے رساے یار پر کیا کیا

بیان شاہ ہوے کہ وحشت ہر وہاں ملکہ کی بھی یہی کیفیت ہو کر رات پہاڑ ہو گئی مضطر تھی سانس بھر بھر کہتی جاتی
باپ سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص بیابان آنیکا ارادہ کرے تو کیونکر آسکے باپ نے جواب دیا بی بی ان باتوں کا ذکر کیا
فی الحال طلسم کشا آباد صحراے ریگستان میں تباہ ہوشاہ نے لکھ بھیجا تھا کہ کیل جنی کو طلسم کشا سے جدا کیا اب
طلسم کشا بیابان آنیکی فکر کریگا میں نے ساحروں کو نامے لکھ بھیجے اپنے اپنے مقام پر دو دن تک حیلہ جرأت جیسا
موقع ہوگا ویسا کرینگے طلسم کشا کو آنے نہ دینگے برزنگل وہ ساحر براے شکار جاتے ہیں دن بھر شکار گاہ میں رہتے
ہیں سامری و جمشید ایسا کریں کہ طلسم کشا اس روز نہ قصد کرے ورنہ شاہ ہوگا میں اپنے مقام پر آنتیں بر پا کرونگا
کیا مجالی ہو کہ یہاں سے طلسم کشا گذر جائے ہر چند ملکہ نے باتوں میں چاہا کہ دریافت کروں مگر وثواق نے کوئی
صورت نہ بیان کی ملکہ رنجیدہ وکبیدہ اپنے مقام پر آئیں وقت سحر پاس نورالدہر کے آئیں کہا صاحب سب خبرین
والد کو ہو گئیں وہاں انتظام بھی ہو گئے سواے سنگل کے ممکن نہیں کہ آپ گذر کریں ہر طرف سے بلوے ہونگے
ساحر عام مار پھیلاوینگے جان بچانا مشکل ہو گی میرے نزدیک تو یہی بہتر ہے کہ سنگل کو سویرے سے سوار ہو جیے گا
انشاء اللہ مقام خاص پر پہونچ جایئے گا جنگ عظیم واقع ہو گی ملکہ دن بھر صحبت آرا رہیں شام کو قصد کیا کہ جاؤں نورالدہر
نے کہا ملکہ تمہارے مبد جانے کے یہ شب تیرہ و تار کیونکر کٹیگی ملکہ نے کہا صاحب میرا زیادہ ٹھہرنا مناسب نہیں
ایسا نہو کہ والد کو خبر پہونچے تو فساد عظیم ہو نورالدہر نے مانا ملکہ تو رات کو میں رہیں لیکن ایک کنیز بے تمیز
نرگس نام بقول شخصے آنکھوں کی اندھی اسکو بہت ناگوار ہوا دل میں کہتی ہے ہو نرگس اگر یہ حال کسی طرح
کھلا بادشاہ ہمارے ساتھ بہ بدی پیش آئینگے فرمائینگے تمنے ہمیں اطلاع نہ کی یہ سوچ کر کسی کام کے حیلے سے
بھاگی قضاے کار بھائی ملکہ کا اقلام اژدر سوار کہ پہلوان زبردست ہے اسنے سحر نہیں سیکھا ہے جاے شکار گیا
تھا وہاں سے پلٹا ہوا آتا ہے راہ میں اسنے کنیز کو دیکھا پوچھا کیوں نرگس ہمشیرہ کا مزاج کیسا ہے نرگس تو بھری
ہوئی تھی اُبل پڑی کہا واری آپ کیا پوچھتے ہیں آپ کی ہمشیرہ نے بڑا غضب کیا دشمن کو گھر میں جگہ دی اب روانہ
کیا جائیگا خود بھی برلے مدد جائینگی راہ سے مقامات فتح کرائینگی آپکے والد کا بچنا دشوار ہو گا یہ تدبیرین ہو رہی
ہیں عشق کا جوش ہے دیکھیے یہ عشق کیا کرے یہ سنکر اقلام غصے میں کانپنے لگا کہا والد سے کیوں اطلاع کردیں
چلکر بھائی دونگا مشکیں باندھ کر لیجاؤنگا یہ کہکر مع کنیز پیچھے پیچھے چلا یہاں صبح کا وقت ہے نورالدہر و ملکہ بیٹھے ہیں
خمار شکنی کے واسطے ایک دو ایک جام پیا ہے کہ ایک کنیز نے آکر خبر دی آپ کے بھائی صاحب تشریف لائے ہیں دروازے
پر محلدار کو مار ڈالا اسی جوش میں آتے ہیں ملکہ گھبرا گئیں نورالدہر نے کہا آنے دو اگر بے ادبی کریگا تو سزا پائیگا

کر سامنے سے نعرہ ہوا اور برباد کن خانمان ساحران عالم تو میدان تک آگیا اس بھیا نے مجھکو جگہ دی اب دونون کو قتل
کرونگا تلوار کھینچکر چلا نورالدہر کود کر سامنے آئے اقلام نے بڑھکر ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے بازو بچاکر کلائی پر ہاتھ
ڈالدیا وہ لپٹ پڑا نورالدہر نے تیسرے پیچ پر اُکھیڑ کر مارا چارون شانے چت گرا نورالدہر کود کر چھاتی پر سوار
ہوئے کہا شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہو اقلام نے کہا جب تک زندہ ہون غلامی سے گردن تابی نہ کرونگا غلام
کا یہی عہد تھا کہ جو مجھکو زیر کریگا اُسکی بدل وجان اطاعت کرونگا آپ مجھپر بجرات غالب آئے جال جہان آرا دکھیو
کون ایسا کو ظاہر کو باطن ہوگا کہ آپ ایسے بہادر سے محبت نکرے مین جان ودل سے آپکا شریک ہون مگر یا آقبالندی
ہو لوح پر اس طلسم کی بڑی سختی تھی آپنے لوح پائی نورالدہر نے کہا لوح میرے پاس موجود ہوا اقلام کلمہ پڑھ کر
بصدق دل مسلمان ہوا ملکہ کے قدمون پر گرا کہا ہمشیر تمہاری وجہ سے یہ نعمت پائی دولت لازوال ہاتھ آئی اسپنے چاہنے والے کو
لیکر باغ پر اترا نرگس نے جو یہ معاملہ دیکھا محبت گھبرائی ملکہ کو بڑی خوشی حاصل ہوئی نرگس رات کو ہمین باغ مین
رہی پڑے پڑے سوچی کہ اگر حال میرا ملکہ کو معلوم ہوگا نہین معلوم کیا سزا دیگی یقین ہو کہ قتل کرین شراب پی کر
دونون سوئے ہین لوح طلسم لیکر خدمت شاہ مین چلون بڑا مرتبہ ملیگا یہ سوچکر دبے پاؤن اُٹھی جہان عاشق و
معشوق سو رہے تھے وہان آئی دیکھا چاند سورج ایک برج مین یا دو گوہر بے بہا ایک درج مین خوف سے
کانپی مگر مقراض سے لوح کا ڈورا کاٹا لوح لے لی لپٹ کے الگ ہوئی دیوار باغ پھاند کر باہر آئی کسی قدر سحر بھی جانتی
ہو اب بھاگا بھاگ چلی کوئی دو کوس راستہ طے کیا تھا کہ کان مین گانے کی آواز آئی اُس گانے کی جانب متوجہ ہوئی

دیکھا زیر سایۂ شجر ایک نازنین مہ جبین بیٹھی ہوئی یہ غزل گا رہی ہو غزل

لگایا آپ پتھر اسنے مجھ شوریدہ مجنون کو — رکھون کیونکر نہ سر پر داغ سودا سے ہمایون کو
خیال اس صید افگن کا ہوا ہو صید ہامون کا — تمنا آمد لیلی کی تھی جس طرح مجنون کو
خدا نے کیا دیا ہو رنگ اُسکے روئے گلگون کو — کہو اُسکے پسینے سے خجالت قطرۂ خون کو
کیا ہو کیا ہی وحشت نا مری وحشت نے ہامون کو — کہ سایہ بھاگتا ہو چھوڑ کر اب بید مجنون کو
غزالان حرم کا کیون نشکار ہو تیرے مفتون کو — جو دیکھے طاق ابرو مین تری چشمان میگون کو
بادۂ نشہ کی ہر کہ بیہوشی مین گر چکا ہون — پٹک مارون زمین پر مین ابھی مینائے گردون کو
پسینا اپنے ماتھے کا نہین جھاڑا ہو انگلی سے — یہ اُس بیقدر نے توڑا ہو سیلاب ثریا کو
کوئی بید و گل ایسا نہ گا باغ عالم مین — سمجھتا ہو گل لالہ وہ میری چشم پر خون کو

جو اُس خورشید رو کے عشق میں ہاتھ آسمانی نالہ خ
تو ذروں کی طرح دم میں اُڑا دوں گنج قارون کو

نرگس بیقرار ہو گئی وہ نازنین اسطرح نالہ مار رہی ہو کہ طائر آشیانوں سے سن رہے ہیں خارون کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں نرگس نے پوچھا کیوں حضور آپ کا نام نامی واسم گرامی کیا ہو اُس نازنین نے آنکھوں میں آنسو بھر کے کہا ہم آوارہ دشت ادبار مصیبت میں گرفتار ادھر بھی نکل آئے دل گھبرایا کچھ بلنے لگے ہماری باتوں کا خیال نکرو اپنا راستہ لو ہمارے پاس ٹھہرنے سے سوائے رنج و غم کے کیا حاصل ہوگا لہذا کیا ضرور ہو کہ ہمسے کلام کیجیے مفت اپنے کو بدنام کیجیے نرگس بیقرار ہو گئی کہا بی بی سامری و جمشید نے آپ کو یہ صورت زیبا عطا کی ہو کہ اگر دشمن بھی دیکھے پروانہ شمع جمال ہو ایسا آپ کو کیا غم و الم ہو کہ جسکو آپ ظاہر نہیں کرتیں جب نرگس نے بہت کہا اُس نازنین نے ایک ٹھنڈی سانس بھر کے کہا بی بی عالم خواب میں ایک تمثال عالم کو دیکھا اسی نے برباد کیا پھرتے پھراتے یہاں پہونچے گھر بار چھوٹا نہ یار نہ مددگار نہ مونس نہ غمگسار ناز و نعم میں پرورش پائی اس دشت نوردی کی خبر نہ تھی گلگونہ گلگون پوش میرا نام ہو افتخار شاہ کی بیٹی ہوں جبسے عشق نے دامن پکڑا برسوں ضبط کیا آخر دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل سنگ محبت الفت سے ٹوٹا آوارہ دشت ادبار ہونوں میں خوار و زار ہوئے آج اس صحرا میں گذر ہوا تمنے حال زار پوچھا بیان کرنا پڑا لیس اپنا راستہ لو زیادہ تعرض نکرو شعر ہم خاک نشینوں کا ستانا نہیں اچھا + ہلجائینگے افلاک جو فریاد کرینگے + نرگس یہ سنکر رونے لگی کہا بی بی تمھارے حال پر ملال نے کلیجے کے ٹکڑے کر دیے میں نے ایک کار نمایان کیا ہو کہ طلسم کشا طلسم کا دسیہ کو فتح کرتا ہوا جاتا تھا ہماری بی بی ملکہ صمصام جوہر دار اُسپر عاشق ہوئین اپنے باغ میں جگہ دی میں نے جو پہلو پایا لوح چُرا لی لیے ہوئے خدمت شاہ میں جاتی ہوں میرا بڑا مرتبہ ہوگا تمھارے واسطے بھی سفارش کرونگی میرے ساتھ چلو سب اہل طلسم پر میرا احسان ہوگا ملکہ گلگونہ گلگون پوش رونے لگی کہا بوا یہ کب ممکن ہو کہ ہم تمھارے ساتھ چلیں جنون ہمارا دامنگیر بربادی کی تدبیر اب فکر بیکار ہو نرگس نے کہا میرا دل نہیں چاہتا کہ میں تمھارے پاس سے جاؤن نازنین نے کہا اگر مہربانی فرمائی ہو تو ایک جام شراب کا بھی پلا دو دل مست بیقرار ہو نرگس نے کہا میں ابھی لائی یہ کہکر دوڑی گئی بگھی پر سے ایک بوتل لائی کہا لو صاحب پیو اُس نازنین نے جام بھرا جوش میں آکر چند اشعار پڑھے نرگس نے کہا پہلے تم پیو نازنین نے نمانا کہ اگرچہ میں نے کئی دن سے نہیں پی مگر تمھارے بعد پیونگی نرگس جام پی گئی نازنین نے کہا وہ مارا نرگس تو جام پیتے ہی اُبلنے لگی کہا بی بی میرا دل چاہتا ہو ناچتی ہوئی آسمان پر جاؤن یہ کہکر اُٹھی چاہا گشت ناچوں بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کے گری بیہوش ہوئی یا تو وہ نازنین ولی بنی معشوق پر یچہرہ تھی یا جلاد جنگی نعرہ کیا شمشیر بنگ بن عمرو یہ کہکر خنجر مارا نرگس کے دو ٹکڑے ہوئے لوح لیکر تیز تگ بھاگا ذمین کتنا ہو کہ بڑا غضب ہوا فقط

کو لوح بھیجی تھی اگر میں اسوقت اس تدبیر سے نہ بیٹھتا تو یہ لیگئی تھی میاں صبح کو باغ میں غل ہوا ملکہ سے شاہزادے نے
کہا لوح طلسم کوئی لیگیا ملکہ روشن نگین کو صاحب بڑا غضب ہوا مجھکو گمان یہ تھا کہ لوح ہو سنے پر آپ کو بڑی سختیاں
پڑینگی دیکھیے میرے باپ تک کیونکر پہونچتا ہے آخر یہ تو دریافت ہو کہ اس باغ میں ہمارا کون دشمن تھا جو یہ حرکت کر گیا اقلام
اژدر سوار آیا اتنے کہا اے شہریار نرگس کنیز نے مجھسے بیان کیا تھا کہ آپ یہاں تشریف لائے ہیں یہی سنکر میں یہاں حاضر ہوا
تھا شکر ہے کہ سینے سرکار ہوا اسوقت مجھے خیال نہ آیا کہ حضور سے ذکر کردوں کہ نرگس خلاف ہے کل ہی سزا ہو جاتی نرگس
کی ڈھونڈھین نکلواتے اب تلاش کرو کہ نرگس ہے کہ نہیں کنیزون نے ڈھونڈھا کہیں نہ پایا پشت باغ پر کمند کا نشان پایا گیا
اب تو باغ میں غل ہوا کہ نرگس لوح لیگئی اب شاہزادے کو پریشانی ملکہ کو حیرانی اقلام اژدر سوار کہتا ہے کہ جب تلوار
اقلام ان سر کی کھینچیگی ساحر بھاگتے پھرینگے آپ تردد نکریں شاہزادہ فرماتا ہے کہ اے اقلام اژدر سوار خدا کی عنایت سے
ایسے ہنگامے اکثر ہوئے ہیں مگر پروردگار نے مدد کی چین میں طلسم گوہر نگار کو فتح کیا مشکل خاقان جادو اسکا حاکم تھا خانہ
طلسم باغی ہوگیا مگر عنایت سے خدا کی اس طلسم کو فتح کیا اسی طرح اس لوح کا بھی پتہ ملیگا پھر غنچہ آرزو کھلیگا دیکھو تو کیا ہوتا ہے
اقلام اژدر سوار دیکھ رہا ہے کہ شاہزادے کو بالکل انتشار نہیں مگر ملکہ یہی کہ رہی ہیں اگر بادشاہ کو لوح پہونچ گئی فوراً ساحر
روانہ کریگا یا خود سب اہل طلسم بے دست و پا ہو رہے ہیں یا شیر ہونگے بڑی مشکل ہوگی کثیر ہوکے کو موجود ہے جو حاکمان بند بند
ہیں سب میرے دیکھے بھالے ہیں مگر ان جب باپ سے مقابلہ ہوگا مشکل پڑیگی وہ بڑا ساحر زبردست ہے شاہزادے نے اسیوقت
ہتھیار لگائے کہا او ملکہ ہم تمہارے باپ ہی سے مقابلہ کرنے جاتے ہیں اگر قتل ہو جائیں تو فاتحہ خیر سے فراموش نہ کیجیے گا
ملکہ رونے لگیں کہا اے شہریار خدا نکرے کہ آپ کے دشمنوں کا ملال دیکھوں میں نے جبھی سے دامن دولت کو تھاما ہے یہ
آرزو ہے کہ آپ بخیر و عافیت طلسم فتح کر کے تشریف لیجائیں کنیز برائے خدمتگاری ساتھ ہو اپنے دل کی کیفیت آپ سے
کیا عرض کروں بقول شاعر نظم

رسوا تنائے کرے دل بیقرار ہو — بدتر ہے عشق عیب سے جب آشکار ہو
حاضر ہیں ہم جو معرکۂ کارزار ہو — مرغ فیل مست کے اوپر سوار ہو
لنگ جامہ سرخ کف دست یار ہو — خون شہید مہر و وفا سا نمودار ہو
یارب اسیر زلف دل داغدار ہو — طاؤس دام ابر سیہ کا شکار ہو
زاہد فریب نرگس جادو سے یار ہو — بیمار ہو رہی کہ جو پرہیزگار ہو
کج رکھے وہ کلاہ جو چڑھتے ہیں اسپ پر — گردن پہ ان کی خون ہمارا سوار ہو

مستِ شرابِ عشق کب آتے ہین ہوش مین — نشہ وہ نہین ہی کہ جسکا خمار ہو
او آفتابِ حسن یہ حدت ہی بعدِ مرگ — ہر ذرہ میری خاک کا تجھپر نثار ہو
بلبل کو مول لیکے حوالے کرون چمن — کوچے مین یار کے جو مرا اختیار ہو
کب سے دل و جگر ہین نشانہ بنے ہوے — دیکھون کدھر سے تیرِ نگہ کا گذار ہو
چنگاریان جھڑین عوضِ قطرہ ہاے اشک — برسائے آگ ابر جو دل کا بخار ہو
دھوکا جو تیرے آتشِ رخسار کا نہ کھائے — سیماب آگ مین نہ کبھی بیقرار ہو
گلگشت کا خیال جو آجائے آپ کو — تم آگے پیچھے پیچھے تمھارے بہار ہو
لازم نہین ہی وصل کی شب مین نہین نہین — ایسا نہ غمزہ کیجیے جو ناگوار ہو
آتش ہو دل دو نیم سخن چین اگر سنے — اپنا کلام معجزۂ ذوالفقار ہو

شاہزادے نے فرمایا ملکہ کیون اسقدر بیقرار ہوتی ہو ہم انشاء اللہ طلسم فتح کرکے بیٹھینگے انشاء اللہ لوح لیکر آئینگے
پروردگار سب سامان کریگا شاہزادہ یہ باتین فرما رہا ہو کہ ایک کنیز نے آکر عرض کی در باغ پر حیاتاب کا حاضر ہی
نورالدہر نے فرمایا بلاؤ شہرنگ اندر آیا جھک کر سلام کیا عرض کی کیون شہریار خیر تو ہی نورالدہر نے اشارے سے کہا
لوح طلسمی ایک کنیز لیگئی شہرنگ نے لوح کمر سے نکالی گلے مین نورالدہر کے ڈالدی ملکہ نے کہا او عیار طرار تجھنے
لوح کہان سے پائی کہا حضور نرگس کو قتل کیا لوح اُس سے لے لی اب تو خوشی ہونے لگی کہ خدا نے اپنا فضل شریک کیا
اقلام کا اعتقاد اور زیادہ ہوا کہا او شہریار آپ کی جرأت کے نثار بیشک آپ کا اعتماد کامل ہی جو آپ فرماتے تھے
وہی ہوا ملکہ نے بڑی خوشی کی اور بڑی دھوم سے روشنی وغیرہ کا سامان کیا ایک کنیز نے آکر عرض کی کہ صحرا سے
گردِ عظیم اُڑی ہی لشکر ساحرون کا آتا ہی آپ کی بغاوت کی خبر شاید جاکر صحراے لالہ زار تک پہونچ گئی داغدار جادوگر
منتظم صحراے لالہ زار ہی تیس ہزار ساحران غدار کی جمعیت سے مشہور ہی وہ آتا ہی نورالدہر نے اقلام اژدر سوار
سے کہا لشکر تیار کرو ہمارا اور بھی لشکر آتا ہی باغ سے آگے بڑھکر مقابلہ ہو ملکہ نے کہا او شہریار وہ ساحر غدار
بڑا مکار ہی نورالدہر نے کہا سمجھا جائیگا شہرنگ نے کہا او ملکہ عالم آپ نہ گھبرائیے جعلساز کا ہم انتظام کرینگے
اسی وقت شاہزادۂ والا قدر لشکر کو لیکر باہر نکلے وہ تین ہزار جوان جنکو قید سے چھڑایا تھا وہ بھی آکر پہونچے لشکر کو
آراستہ کیا بارگاہ استادہ ہوئی نورالدہر بیرون بارگاہ بیٹھے ہین کہ تمام لشکر ساحران ترویش ہوئی داغدار جادو
ایک اژدر پر سوار پشت پر تین لاکھ ساحران غدار بازو بط وقرقرے پر سوار بڑے زور و شور سے آکے پہونچا

لشکر اُترا واغدار نے لشکر نورالدہر کو دیکھا نظروں میں حقیر معلوم ہوا کہا یہی طلسم کشا کا لشکر ہی صمصام نے بڑا انتظام
کیا حکم شہنشاہی صادر ہوچکا ہی کہ بی صمصام کو روانہ کرو کل ہم قید روانہ کر دینگے ساتھ والوں نے کہا حضور طلسم کشا
کے پاس لوح ہی وہان کوئی کیونکر جائیگا ملکہ پر کیونکر قبضہ ہوگا واغدار نے کہا ہم تو سے آدینگے تم ان باتوں میں
دخل نہ دو واغدار جاکر داخل بارگاہ ہوا بیٹھا ہوا سوچ رہا ہی پہر دن رہے دیکھا کہ ملکہ صمصام جو ہر دار طاؤس زرین بال
پر سوار سات ہزار نازنینان مہ جبین پشت پر نہایت چہک دمک سے آکر پہونچین داخل بارگاہ نورالدہر ہوگئین واغدار
دیکھا کیا ہرکارے مقرر کیے کہ خبر لاؤ صمصام کس بارگاہ میں رہینگی ہرکاروں نے خبر دی کہ پہلے بارگاہ طلسم کشا
میں جو بارگاہ زرنفتی استادہ ہے اُسمین صمصام تشریف رکھینگی لیکن طلایہ اُنھین کی صلاح سے مقرر ہوا ہی
سب حال دریافت کرکے پہر رات گئے واغدار نے حکم دیا کہ طبل جنگی بجے طبل جنگی پر چوب پڑی نورالدہر کو خبر ہوئی
اُنھوں نے بھی طبل جنگی بجوایا مگر واغدار سب خبرین دریافت کرچکا یہ بھی اسنے سُنا کہ ملکہ صمصام نے طلایہ مقرر کیا
خود بھی اعمدانک پہرا کین پہر رات گئے داخل بارگاہ ہوئین جب واغدار کو خبر پہونچی کہ ملکہ صمصام داخل خیام
خیمہ ہوئین یہ بھیا غرق زمین ہوکر چلا بارگاہ میں صمصام کی پہونچا ایک گوشے میں نکلا دیکھا ملکہ صمصام چھپر دار
چھپر کھٹ پر آرام فرما رہی ہین چند کنیزین گرد حاضر ہین چند سو رہی ہین واغدار نے کھڑے ہوکر سحر کیا سب کنیزین سوگئین
واغدار آگے بڑھا اور ملکہ پر بھی سحر کیا ملکہ سوتی تھین بیہوش ہوگئین کمر میں بچہ دیکر اُسی طرح غرق زمین ہوا صبح ہوچکی
تھی کہ اپنے خیمے میں آکے پہونچا ملازموں سے اپنے پکار کے کہا جلد حاضر ہوا ایک ساحر زبردست تجویز کیا جائے کہ ملکہ
کی قید لیکر بخدمت دقواق بن مرواق پہونچا دے ساحر تجویز ہونے لگے دیوٹ جادو کہ سب
ساحروں میں زبردست ہی اسنے بڑھکر عرض کی کہ یہ کام غلام کریگا مجھسے شہنشاہ فرماتے تھے کہ اے دیوٹ ہماری
دختر باغی ہوگئی ہی اُسے گرفتار کرکے لاؤ یہان تو یہ تدبیر ہو رہی ہی واغدار کہہ رہا ہی جتنا لشکر چاہے لیجاؤ
دیوٹ نے کہا مجھے زیادہ لشکر کی کچھ ضرورت نہین ہی مین اکیلا کہیے تو قید لیجاؤن لیکن وہان شاہزادہ نورالدہر
جو بیدار ہوے بعد نماز صبح سلاح جسم پر آراستہ کیے فرمایا اے شبرنگ ابھی تک ملکہ نہین آئین شبرنگ کچھ جواب
دیا چاہتا تھا کہ چند کنیزین روتی ہوئی پہونچین عرض کی ملکہ کو کوئی مجرا کر لیگیا یہ ذکر تھا کہ ہرکارے جو لشکر کفار میں
تھے وہ حاضر ہوے عرض کی اے شہریار ملکہ عالم کو واغدار مجرا کر لیگیا اب ارادہ ہی کہ قید روانہ کرے اقلام بھی
حاضر ہو عرض کی حضور ابھی تامل فرمائین غلام جاکر ابھی صین کو رہا کرکے لاتا ہی نورالدہر نے فرمایا کہ اے برادر
مقام افسوس ہی کہ تم جاؤ اور ہم نہ جائین ہم بھی چلتے ہین یہ کہکر فوراً نورالدہر سوار ہوے طرف لشکر کفار کے چلے

اقبال افروز سوار بھی ساتھ ہے اب تو لشکر میں ظاہر ہوا کہ شاہزادہ جاتا ہے ساتھ دینا چاہیے تعاقب میں چلا میان دیوث چاہتا ہے کہ ملکہ کو اپنے پر سوار کرے کہ لشکر میں تہلکہ پڑا ہر کانون نے بڑھا کر عرض کی ہے شہریار غضب ہوا طلسم کشا لشکر کو قتل کرتا ہوا آتا ہے یہ سنکر واغدار نے کہا یارو تم میں کوئی ایسا ہے کہ طلسم کشا کو میان تک نہ آنے دے دیوث کا بھائی کاؤس کھڑا ہو گیا کہا میں جا کر ابھی لاتا ہوں چاہتا ہے کہ باہر نکلے دربارگاہ پر پہنچ ہنگامہ ہوا شیر کے نعرے کی آواز آئی نعرہ نورالدہر جاسے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی * کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانده * پناه لشکر اسلام نورالدہر کز بیمش * عدو در رزمگاہش صد زبان الامان خوانده * باہر سے جادوگر بھاگ کے اندر آئے کہا اے شہریار طلسم کشا دربارگاہ تک لڑتا بھڑتا آگیا جادوگر بھاگ رہے ہیں نہیب شمشیر شیر دلاور سے کانپ رہے ہیں کئی ہزار جادوگر مارے گئے نورالدہر نے ستون بارگاہ پر ہاتھ رکھکر کہ مارا وہ بارگاہ اڑکھڑائی نورالدہر نے ستون چھوڑ دیا بارگاہ گر پڑی کئی ہزار جادوگر دبے اجب عجیب ہنگامہ ہوا کہ طلسم کشا کو غصہ آیا بارگاہ گرادی کچھ جادوگر دوڑے کہ نورالدہر کو پکڑ لیں نورالدہر شیر انہ لڑ رہے ہیں تمام ملکون میں پھوسے ہرے یہ کپ دھوکا کھاتے ہیں جب کسی نے قصد کیا کہ مکر کرے نورالدہر تاک کر اسی کو مارتے ہیں واغدار ہر مرتبہ چاہتا ہے کہ نورالدہر کو گزند کرون از سبب لحج کے قریب نہیں پہونچتا شبرنگ بھی ایک سپاہی کی صورت بنا ہوا الرہا ہے اسنے جو دیکھا کہ ملکہ کا بیٹا وہ ایک گوشے میں رکھا ہے بیقرار ہو گیا ایک ساحر کی شکل بنکر قریب واغدار کے آیا کہا کیون اے شہنشاہ کوئی ایسی حرکت کرتا ہے ملکہ کو قتل کر ڈالا ہوتا واغدار نے کہا تجھسے ہو سکتا ہے کہ جا کر سر کاٹ لے تیرا نام ہوگا شبرنگ چلا تلوار کھینچے ہوے بشوبشو کرتا ہوا قریب ملکہ کے آیا سب جادوگر ہٹ گئے شبرنگ نے کہا شاہ نے حکم قتل دیا ہے پردہ تیغ منھ سے اٹھایا ملکہ نے آنکھ ملا کر کہا تجھکو کچھ خوف نہ آیا اپنے بزرگون سے برگشتہ ہوئی یہ کہکر سر جھکایا کہا اے ملکۂ عالم میں شبرنگ بن عمرو آپ ہی کیواسطے تو آیا ہون شبرنگ نے ملکہ صمصام کی زبان سے سوزن کو نکال لی سوزن کا نکلنا تھا کہ ملکہ ٹھہر میں سب قید تھی کھل گئی اب جو تڑپ کے گری کئی سو کے سر قلم کیے جھولی میں ہاتھ ڈالا مالش کے دانے لگائے ٹھیکے کا منھ کھلنا تھا کئی سو ساحر جلکر خاک ہوے برقین چمک چمک کر گرنے لگین نورالدہر نے سر اٹھا کر دیکھا ملکہ صمصام جوہر دار نے تلوارین برسا مین خنجر گرا کے دریاے آب نے جوش مارا ہزار ہا آدمی ڈوب کر غنڈے ہوے شاہزادہ نورالدہر بدیع الزمان دیکھ رہے ہیں کہ ملکہ نے لشکر تہ و بالا کر دیا جس غول پر گرین ہزارون کو قتل کیا عجب زور و شور سے تحرو ہا کر رہی ہین افسر کو ملکہ نے اسکا سامنا کیا لگا دیکھتا میں تو الدی پوچھا مزاج مبارک کیسا ہے اسنے ہاتھ باندھکر عرض کی اے ملکہ عالم کیا گذارش کرین اصل کیفیت یہ ہے

نظم

تار تار پیرہن میں جو گئی بوئے دوست / مثل تصویر نمائی میں ہوں پہلوئے دوست

چہرۂ رنگین کو دکھا دیا ہے رنگین ہر گھڑی / حسن مطلع بین مسین مثال ہو معاف ابروئے دوست

ہجر کی شب ہو چکی روز قیامت ہو نہ اب / دوش سے نیچے نہیں اترے ابھی گیسوئے دوست

دور کر دل کی کدورت محو ہو دیدار کا / آئنہ کو سینۂ صافی سے دکھا یا روئے دوست

واہ ری شانے کی قسمت تمکو یہ معلوم تھا / پنجۂ شل سے کھلینگے عقدہ ہائے موئے دوست

داغ دل پر خنجر گذری تو غنیمت جانیے / دشمن جان ہیں جو گیسو دیکھی ہیں سوئے دوست

دو مرینگے زخم کاری سے تو حسرت سے ہزار / چار تلواروں میں شل ہو جائیگا بازوئے دوست

فرش گل لب نہ تھا اپنا خاک پر سوتے ہیں اب / خشت زیر سر نہیں بالکیہ تھا زانوئے دوست

یاد کر کے اپنی بربادی کو روتے ہیں ہم / جیب اڑاتی ہے ہوا سے تند خاک کوئے دوست

اس بلا سے جان سے آتش دیکھیے کیونکر بچے / دل سوا شیشے سے نازک دل سے نازک خوئے دوست

ایسے اشعار پڑھکر وہ سردار ہاتھ باندھ کر سامنے آیا کہا جو حکم ہو بجا لاؤن اسکے سنے اشارہ کر دیا داغدار کا سر لاؤ وہ سردار بھی کہتا ہوا داغدار پر جا پڑا آخر داغدار کے ہاتھ سے مارا گیا اسطرح کئی سرداروں کو مارا سیکڑوں دیوانے ہو کر سے گئی۔ ادھر ہاتھوں سے داغدار کے مارے گئے بعض نے تڑپ تڑپ کے جان دی بعض روتے پیٹتے طرف صحرا کے نکل گئے کسی چشمے یا چاہ میں ڈوب گئے اب جو داغدار نے بغور دیکھا کوئی افسر باقی نہ رہا ایک طرف سے صمصام تند دیا او موالا ایک طرف سے نور الدہر نے روکا اب داغدار گھبرایا سبھوں سے کہا کہ یارو مین نے بڑے بڑے ساحروں سے مقابلے کیے مگر ایسا مقابلہ کبھی نہیں پڑا تھا جان بچنا دشوار ہے لوح طلسم کشا کے قبضے میں ہے امیر سحر تاثیر نہیں کرتا اس قتال عالم نے قیامت برپا کر دی لاکھوں جادوگر مارے گئے اب میں کیا کروں نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن سب نے کہا حضور آپ نے تو خوب انتظام کیا تھا کہ صمصام بد انجام کو باز لیا اسی کی وجہ سے تدبیر لوح کی بھی ہو جاتی یہ کہتا ہوا داغدار جا تا تھا کہ سہارے نور الدہر کی آواز آئی قصد تھا بھاگ جاؤں غیرت نے دامن پکڑ کر سانحوارے ہنسینگے آواز سے کسینگے یہ سوچ کر ٹھہر گیا نور الدہر پر بحر کیا تلواریں برسیں خنجر لیے لیکن کسی نے تاثیر نہ کی غصہ ہو آیا تلوار کھینچکر یا بڑا کئی ہاتھ تلوار کے لگائے نور الدہر وار کو اسکے روک رہے ہیں رو سکتے رو کتے تیغ خار اشگاف چلی کا ہاتھ مارا اسنے سپر کی تھام دیا سپر کے دو ٹکڑے ہوئے وہاں سے سر پر گری یا تو قبہ سپر پر بجلی تھی یا زمین پر زلزلہ پڑا یا صف بوسیدہ کے گرد داغدار سے ایک غبار بلند ہوا پریوں نے غل مچایا ہزار ہا تدبیریں کیں لیکن زمین پر آواز آئی کشتی مرا نام من داغدار جادو دیو

جادوگرون نے جو یہ سنا بھاگنے لگے ہر طرف یہی غل تھا کہ یا موکل چلو بعض بھاگے بعض معالی سے ہاتھو بامعر جانکر
خدمت ہوے تھوڑے عرصے مین لڑائی فتح ہو گئی مال و اسباب کافرون کا قبضے مین مسلمانون کے آیا بارگاہ مین آکر جب
سب بارگاہ مین آکر بیٹھے ملکہ صمصام نے عرض کی اے شہریار حاکم صحرا سے لاتزار مارا گیا اب آپ لوح ملاحظہ فرمائین
جیسا حکم ہو وہ کیجیے اب دیر کرنا مناسب نہین شاہزادہ نورالدہر نے تیاری کا حکم دیا شبرنگ بھی تیار ہو کر مین ساتھ
چلونگا ملکہ بھی آمادہ ہوئین سب افسر مسلح کھڑے ہین کہ شاہزادہ چلے تو ہم بھی ساتھ دین نورالدہر نے لوح کو ملاحظہ فرمایا
نوشتہ پایا کہ اے فتاح این طلسم واے سیاح این عجائبات اگر خدا فضل کرے اور داغدار تمھارے ہاتھ سے مارا جائے جس
مقام پر اسکی بارگاہ استادہ تھی اُس مقام پر کھڑے ہو کر اسم جانشینہ لوح ورد زبان کرو تب زمین شق ہو گا ایک اژدر
مہیب قالبہ آتشین منھ سے چھوڑتا ہوا ظاہر ہو گا کچھ خوف نہ کرنا اُسکے دہن مین سما نہ پڑنا اُسکا اژدر کے گلعذار ان
مین پہونچو گے نورالدہر باغ باغ ہو گئے یہ بھی لکھا تھا اور کسکی مجال ہو کہ تمھارا ساتھ دے تم صاحب لوح ہم
نورالدہر نے لوح کو جیب مین ڈالا سب سے کہا آپ لوگ سب باطمینان آرام کرین کوئی میرے ساتھ نہین جا سکتا
ملکہ صمصام یہ حال سنکر گھبرائین کہا کنیز ضرور ساتھ چلیگی اُن ساحرون سے مقابلہ ہو کہ جو کل علوم مین کامل جانبیدہ
کار آزمودہ ہین معلوم کیا کیا مکر کرینگے نورالدہر نے اسم پڑھا اژدر پیدا ہوا اور جا اژدر مین داخل ہو سب صاف ثابت ہوتا تھا
کہ کسی بلندی سے گرتا ہون ادھر تو شاہزادہ گیا ادھر ملکہ صمصام پر پرواز پیدا کر کے اڑ گئین شبرنگ بن عمرو بھی
ایک جانب روانہ ہو گیا کہ جانثار اپنے آقا سے جدا لشکر مین رہنے سے کیا فائدہ ادھر شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان
بصد شوکت و شان صحرائے سبزہ زار مین پہونچے دیکھا ہر نخل پر ہزارہا طائران بے زبان بزبان حال تعریف مین
ایزد منان کی معروف ہین منقارین کھولتے ہین پر تولتے ہین نورالدہر کو دیکھکر سب طائرون نے بر سر کوہ مجمع
کیا ایک طائر خوش آواز بعد زمزمہ ناز بول اٹھا اے طلسم کشا بڑی تکلیف اٹھائی یہانتک کیونکر پہونچے یہ
عجب مقام ہر گلزار طلسم اس صحرا کا نام ہر

نظم

آئے بہار جائے خزان ہو چمن درست	بیمار سال بھر کے نظر آئین تندرست
تیشے سے جب کریگی تجھے پیرزن درست	صورت دکھائی دیگی نہ اے کوہکن درست
سجدے کرین تجھے بت و زنار توڑ کر	جانین حقیقت اپنی اگر برہمن درست
رنگین خیال میری طرح ہو جو باغبان	ہر ایک فصل مین رہے رنگ چمن درست
سکتے ہین آپ پانون کہین پشتے مین کہین	رفتار کا تمھاری نہین ہو چلن درست

کم شاعری بھی نسخۂ اکسیر سے نہیں / مستغنی ہو گیا جسے آیا یہ فن درست
پرچھاواں انکا عاشق و معشوق پر پڑے / برسوں رہا معاملۂ روح و تن درست
عنبر بت زردوں کے حال کا افسانہ چھیڑتے / ہوتی اگر طبیعت اہل وطن درست
مستوں کے حلقے سے کوئی حلقہ نہ خوب تھا / اپنا مزاج رکھتی جو یہ انجمن درست
مشق سخن نے بندش الفاظ چست کی / سچ ہے یہ بات کرتی ہے ورزش بدن درست
قاتل کے اشتیاق میں خود کاٹیے گلا / آراستہ ہے گور ہماری کفن درست
دہ رشک باغ سبزہ کو آتا ہے باغ میں / کہدو کہ ہوں میں گل و سرو و سمن درست
پانی نہ نکلے جس میں سے ناقص ہے وہ کنواں / نزدیک اپنے تو نہیں چاہ ذقن درست
آتش وہی بہار کا عالم ہے باغ میں / تا حال ہے دماغ ہوا سے چمن درست

یہ آواز جو شاہزادے نے سنی صدا طائروں کی بہت پسند ہوئی کھڑے ہوئے سن رہے ہیں کہ آسمان پر برق چمکی
ماہ صمصام طاؤس پر ظاہر ہوئیں آواز دی اے شہریار اسقدر تساہل صدا میں ان طائروں کی نہ سنیے ہوش اڑینگے
جلد لوح کو ملاحظہ کیجیے نورالدہر نے لوح کو دیکھا مرقوم تھا کہ یہ طائر کلاں جو زمزمہ سرائی کر رہا ہے جسوقت یہ دہن
کھولے حلق میں اسکے ایک تیر مارو اگر اور مقام پر پڑا اور تیر نے خطا کی لوح قبضے سے نکل جائیگی نورالدہر نے
فورا کمان کیانی دوش سے اتاری شست و مشت کو درست کرکے نشانے کو تاکا حلق میں طائر کے تیر مارا تڑپ کر گرا
گویا گنبد اسپ خانہ جلا گیا کہ ہوسے آواز آئی اے صمصام کیوں گھر کو برباد کرتی ہو صمصام تڑپ کر آسمان میں ڈوب گئی
مگر نورالدہر کو سمجھا دیا کہ ملاحظہ لوح سے غافل نہ ہو جیے گا نورالدہر نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ برسر کوہ جا کر آواز دو
اے طنطال جنی برادر کمیل جنی جلد آ کہ بھائی تمھارا مارا گیا اسکے عوض کا کام کرو نورالدہر برسر کوہ آئے آواز دی
پہلوے کوہ سے ایک جوان قوی تن قوی ہیکل گرز ہاتھ میں لیے ہوے پیدا ہوا اس جلدی میں آیا کہ شاہزادہ
سنبھلنے نہ پایا اسنے گرز مارا شاہزادے نے گرز کو گرز پر روکا شاہزادے کے پاؤں زمین میں غرق ہو گئے وہ جوان
غائب ہو گیا شاہزادے نے اپنے کو بمشقت تمام زمین سے نکالا کہ پھر وہی جوان اسی زور و شور سے آیا اور گرز
مارا شاہزادہ گھٹنے تک زمین میں غرق ہوا خیال میں تھا کہ اگر اب کے ایک ضرب لگائی تو میں پیوند زمین ہو جاؤنگا
کہ پھر وہ جوان پیدا ہوا ویسی اسی زور و شور سے آتا ہے کہ تاب نہیں ہوتا ابھی نورالدہر نے جان دینے کا ارادہ کیا
جیسے اسنے گرز مارا نورالدہر نے آڑے ہو کر کلہ عمودیہ ہاتھ ڈالدیا ایک جھٹکا مارا ہرچند کہ ہاتھوں سے

تون ٹپکنے لگا مگر کلۂ عمرو کو ہاتھ سے نہ چھوڑا دو تین جھٹکے جب مارے گرز کو چھینکر پھینک دیا وہ لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی
اُس جوان کو زیر کیا جب زیر کیا تو وہ قدمون پر گرا کہا حقیقت مین آپ طلسم کشا ہین جرأت و شوکت مین یکتا ہین زندہ
صاحبقران صاحب عظم و شان غلام کا خلخال جنی نام ہی کیل جنی میرا بھائی مارا گیا غلام پر طلسم بند ھا ہی جو ارشاد
ہو بجالاؤن نورالدہر نے لوح کو دیکھا فرمایا ہمکو مقام پر وقواق بن اشفاق بن مرواق کے پہونچا دو خلخال جنی
نے عرض کی وہ فوج مہیب رکھتا ہی وہان سے گذرنا دشوار ہی غلام کو یقین کامل ہوا کہ آپ طلسم کشا ہین لیکن یہ مقام بہت
سخت ہی خدا حضور کی آبرو رکھے نورالدہر نے کہا ہم کیا کرین یہی راستہ ہی ضرور اسی طرف سے جائینگے خلخال نے عرض کی
غلام چاہتا ہی کہ وہ لوگ مجھکو نہ دیکھین اگر آگاہ ہونگے تو میرے بھی دشمن ہو جائینگے یہ کہکر بیٹھا ایک طائر کی شکل بنکر تیار ہوا
نورالدہر پشت پر اسکی سوار ہوے جب پہاڑ سے اترے تو خلخال جنی نے عرض کی کہ غلام مرکب بنتا ہی خوف میرے دل کی
نکلگیا میری پشت پر سوار ہو جیے مین خاص شہر مین پہونچا دونگا اگر آپ نے اُسکو مارا بادشاہ طلسم کی کمر ٹوٹ جائیگی کیا
عجب ہی کہ بخوف نہ سب آپ کا اختیار کرے مگر اس بھائی کی وجہ سے شاہ طلسم کو بڑی تقویت ہی یہ کہکر خلخال جنی مرکب
کی شکل بنکر تیار ہوا شاہزادہ سوار ہوا گھوڑا ہوا سے باتین کرتا ہی طرارے بھرتا ہوا چلا کنوان گڑھا کھائین خندق سب
سامنے اُسکے برابر ہی پہاڑ کو فرا کے نکل جاتا ہی مگر یہ شہسوار بھی نہایت عمدہ سوار ہونے والے تُرّی جمی ہوئی مرکب
اڑاتے ہوے جاتے ہین شہر پھیر پھیر کر مرکب زبان جنی مین باتین کرتا جاتا ہی لیکن وقواق بن اشفاق بن مرواق
داغدار کو بیجد مطلن بیٹھا ہی وزرا امراجع ہین کہتا ہی کہ داغدار بڑے بڑے کارنمایان کریگا مگر صمصام کو کیا ہوا کہ
شریک مسلمانان ہوئی مقام افسوس ہی اُسکو اپنے ہاتھ سے قتل کرونگا وہ تو ابتک روکے روٹی مانگتی تھی مین کیونکر ایسا کہ
امر ہوا دشمنون نے یہ خبر مشہور کی ہی وہ بھی ڈر کے سبب سے نہین آئی داغدار کے آنے پر سب حال کھل جائیگا یہ ذکر تھا
کہ ایک ساحر آکے پہونچا روتا ہوا گریبان چاک. منھ پر خاک آتے ہی عرض کی غلام نے فکر کرلی تھی پرواز جادو
مارا گیا اگر تھوڑی دیر طلسم کشا لوح کو نہ دیکھتا تو مین گرفتار کرلیتا آسمان سے برق تجلی آواز آئی اے طلسم کشا ہوشیار ہوجا
بس غضب ہوگیا پرواز کو تبر مارا غلام بھاگ آیا اب طلسم کشا آتا ہی قریب شہر پہونچ چکا غلام فکر معقول کریگا مگر حضور
آمادہ ہو جائین کسی طور لوح سے لیجائے پھر طلسم کشا کو گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہی مگر صف شکن تیغ زن صاحب جاہ و
جلال حسن مین رشک ماہ کمال کسی مقام پر طلسم کشا نے کمی نہین کی ہر فن میں طاق جرأت مین شہرۂ آفاق وقواق نے
حکم دیا لشکر تیار ہو قلعے کا پھاٹک بند ہوا انتظام ہونے لگا خود وقواق قلعے پر آ بیٹھا سحر تیار کر رہا ہی کہ دوسرے ہرکارے
پہونچے اُنھون نے آکر خبر دی کہ داغدار جادو مارا گیا اب طلسم کشا کو کوئی روکنے والا نہین وقواق نے کہا ہم جائینگے

یہ کہکر جو شاکر یا مد طلسم کشا آ پہونچا یہ کہکر بالائے قلعہ آیا اور ٹہلنے لگا کہ دیکھا صحرا سے گرد اڑی شیر بیشۂ جرأت یکتاز میدان
جلالت شاہزادہ نورالدہر والا قدر آسمان خوبی کے بدر پشت مرکب پر سوار یکہ و تنہا اسطرف آتے ہین وقواق نے کہا
اسنے دو زندہ بچکر کہان جا سکتا ہے لو چھار تیرون کی گرداب جانے نہ پائے یارو تم لاکھون ہو وہ یکہ و تنہا اسطرف آنا
انہین کا کام ہے جب تو تمام عالم مین نام ہے وقواق نے ایک چیخ ماری اور آواز دی توپین پڑین گولہ اندازون نے
توپون کو چلایا نہین معلوم کان مین آنکے کیا پھونکا توپین کڑکین گرجین آگ اگلنے لگین مگر شاہزادہ گرز گران سنگ ہاتھ
مین لیے ہوئے گولون کو روکتا ہوا آتا ہے جب گولہ اپنے پر گیا تعرض نہ کیا بائین پر بھیجا جا سند یا جب گولہ سامنے آیا گرز کا
طمانچہ مارا اڑ کر الٹا پلٹ گیا اسطرح گولے رد کرتے ہوئے برابر خندق کے پہونچے خندق مین بھی آگ روشن ہے گھوڑا خود
قصد کرتا ہے کہ برسر قلعہ پہونچون اشارے پر کام کرتا ہے جب نورالدہر برابر خندق کے پہونچے پکار کر آواز دی او مکار
غدار ایسے فریبون سے کیا ہوتا ہے مین آیا پھاٹک کھولدے ورنہ گرز سے پھاٹک کو توڑ کر آؤنگا وقواق نے کہا او طلسم کشا
یہ کیا خیال خام تصور ناتمام ہے پلٹ جا یہ وہ مقام نہین ہے کہ یہان آسکے بادشاہ طلسم نے بھی کبھی خلاف مرضی ہماری
ان راستون کو طے نہین کیا نورالدہر نے جواب دیا او بیحیا دیکھ ہم آتے ہین وقواق نا مکستولا وغیرہ بھیانسہ ہا ہو نورالدہر
سپر پر سب روک رہے ہین برابر خندق کے جو لوح کو چمکایا نور نگاہ خلیل الرحمن ہین اسم حاشیۂ لوح پڑھکر جو دم کیا
خندق کی آتش سرد ہوئی اور خلخال جنی مرکب بنا ہوا زیر ران ہے اب جو ایڑ کرتے ہین گھوڑا اڑا ہوا پہونچے خندق کے اس پار
پہونچا گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو پھاٹک پر مارا پھاٹک اڑا اڑا کے گرا نورالدہر اندر پہونچے دیکھا کئی لاکھ
ساحر جمع ہین وقواق نے آواز دی یارو طلسم کشا کا داخلہ ہوا چار جانب سے بلوہ کر کے گرفتار کر لو تین لاکھ ساحرون نے
حربہ ہائے سحر پھینکے عجب ہنگامۂ عظیم برپا ہوا آگ مین تلوارون مین خنجرون مین نورالدہر چھپ گئے خلخال جنی نے کہا
لوح چمکائیے اسمائے الٰہی ورد زبان رہین لوح ملاحظہ ہوتی رہے نورالدہر نے لوح کو دیکھا اسمائے حاشیۂ لوح پڑھے
لوح کو گردش دی آگ بجھگئی تلوار و خنجر ٹوٹے کئی ہزار ساحر مر کر گرے صدا مرنے کی ساحرون کے بلند ہوئی وقواق
نے پکار کر کہا یارو سحر نہ کرو بجرأت طلسم کشا کو گرفتار کر لو چار جانب سے بلوہ کر کے پکڑ لو نیزے اور تلوار لیکر ساحر چلے
اسقدر حربے پڑنے کہ ہر چند نورالدہر مستانہ جنگ کر رہے ہین مگر پشت و پہلو پر زخم آئے جنگ ایک طور سے ہو رہی ہے
سب طرف سے راستے ساحرون نے بند کیے ہین دروازے کی جانب مقام خالی کر دیا مطلب یہ ہے کہ طلسم کشا نکل جائے
قلعے مین نہ رہے نورالدہر کو لوح خبر دے چکی ہے کہ جسطرح بنے وقواق کو قتل کرو ہر مرتبہ اسی کی جانب جاتے ہین وقواق
دور سے سحر کرتا ہے ہنگامۂ گیر و دار بلند ہے تلوارین چل رہی ہین نورالدہر لڑتے بھڑتے خول تک پہونچے سب ساحرون نے آگے

ایکا کر لیا ہی تلوارین مار رہے ہین ہزار ہا تیر ایک مرتبہ چلتا ہی ایک ساحر نے دوڑ کر گرز مارا نورالدہر کے شانے پر
پڑا شاہزادہ غصے مین گھوڑے پر سے کود پڑا پیدل شاہزادہ لڑنے لگا جس ساحر نے گرز مارا تھا بڑھکر اُسکو قتل کیا پا[?]
سبھون نے مرکب کو پکڑ لین مرکب زمین مین غائب ہو گیا ایک غل یہ تھا کہ یارو گھوڑا طلسم کشا کا غائب ہو گیا لیکن مجمع دو[?]
لنے کہ دس ہزار سوارون کا افسر ہو سب سے اشارہ کیا کمندین رسیان زنجیرین پڑنے لگین نورالدہر کس کس کو کاٹین برکت
سے لوح کی بچتے تھے وقواق نے سحر کرکے اپنی صورت شیر ملک بن عمرو کی بنائی پہلو سے روتا ہوا سامنے آیا کہا اے تھوا[?]
میرے کلیجے مین درد ہی ساحرون نے سحر کامل کر دیا ہی ذرا لوح طلسمی مجھے دیجیے اُس پریشانی مین نورالدہر نے لوح
دیدی لوح کا قبضے سے نکلنا تھا کہ ساحرون نے گرفتار کر لیا وقواق کہتا ہی جلدی قید روانہ کرو گنتے اٹھو اولا شہ[?]
ہنشاہ بلا سے اتنے ساحر مارے گئے طلسم کشا کو تو گرفتار کر لیا کیون یارو تمنے دیکھا مین نے کیا تدبیر کی سب ساحر تعریفین
کر رہے ہین کہ سلطنت کاؤس اورنگ نشین آپ کے دم سے قائم رہی ورنہ طلسم کشا کے ہاتھ سے کوئی نہ بچتا اب چلکر
لشکر کو بھی گرفتار کرینگے تین ہزار قیدیان بلا بھی ساتھ ہین اُن سب کا گرفتار کرنا واجب و لازم ہی جلد عرضی تحریر کرو مضمون یہ ہو
کہ اے شہنشاہ طلسم کاؤس یہ غلام نے طلسم کشا کو گرفتار کر لیا لوح بھی لے لی لوح اور طلسم کشا کو آپ کے پاس بھیجتے ہین قتل کا
آپ کو اختیار ہی اُسی وقت عرضی تیار ہوئی سمتین جادو کو حکم ہوا کہ قید طلسم کشا و لوح لیکر جاؤ اب دربار مین سب ساحر
جمع ہین یقین ہی سمتین روانہ ہو کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی در دولت پر ایک نامہ دار فرستادہ شہنشاہ طلسم حاضر ہی وقواق
نے خوش ہو کر کہا بلا لو چوبدار نے جا کر کہا جائیے ایک ساحر قوی تن قوی من سامنے آیا نامہ ہاتھون وقواق کے دیا
وقواق نے دیکھا سر نامے پر مہر شاہ طلسم کی ہی کھول کر پڑھا اُسمین لکھا تھا اے وقواق بن اشفاق جنمرد[?] کیا کمال
کیا طلسم کشا کو پکڑا لوح بھی لے لی تمکو ہمنے نائب اپنا قرار دیا اپنے تمعین طلسم کا اختیار ہی لیکن قید طلسم کشا و لوح طلسمی ساتھ[?]
جبار جادو روانہ کرو جبار ہمیشہ ہمیشہ تمھارے یہان رہتا ہی مناسب ہی کہ اسکو اپنا افسر جانو ہمیشہ خدمت مین سامری و
جمشید کی جاتا ہی ساحرون کے بھی پیغام لاتا ہی یہ وہ جبار ہی کہ جسکو ساحرون پر اختیار ہی ایک دن ساحرون پردے سے
نکلین جبار کھڑا تھا ساحرون سے اشارے ہونے لگے سامری نے جو دیکھا برہم ہوے یہ کہدیا کہ اب زمین پر رہنا
آسمان پر نہ آنا جب سے زمین پر آیا صرف مصارف اسکو طلسم سے ملتا ہی یہ پڑھکر وقواق بہت ہنسا کہا کیون اے جبار تمہارے
جوان ایسے ایسے کام کرتے ہین مصیبت پر قدرت کی مرتے ہین یہ کہکر قید نورالدہر حوالے کی جبار نے مروڑ کر مشکین باندھین
کہا لوح کسی اور کے ہاتھ بھیجیے گا وقواق نے کہا لوح بھی تمھین کو لیجانا ہوگی تم ایسا معتبر کہان ملیگا یہ کہکر لوح طلسمی
بھی دیدی جبار نے بکراہت تمام لوح لی لوح لیکر باہر نکلا ایسے ساحرون کا بلوہ ہی کہ جبار طلسم کشا کو لیے جاتا ہی لوح تو

بادشاہ کردیگا طلسم کشا کو جو پچھاڑ سکے کہا جائیگا ہمکا بھی پیٹ بھرے ہمارا بھی مطلب ہو جبار جب وزیر زحی میں آیا سب کو ہٹا دیا
کہا یارو ہٹ جاؤ سب ہٹے جبار نے لوح طلسمی گلے میں نورالدہر کے ڈالدی جھک کر سلام بھی کیا اور کہا غلام کو حضور نے
پہچانا منم خلخال جنی آپ نے بڑی غفلت کی اگر لوح دم بدم دیکھتے تو یہ آفت نہ برپا ہوتی نورالدہر نے خلخال کا بڑا احسان
مانا قید کو توڑ کر پھینک دیا خلخال نے ایک تلوار بھی ہاتھ میں دی کہا بسم اللہ بارگاہ میں چلیے میاں وقواق سب خوش و خرم
بیٹھے ہیں اپنے ساتھ والوں سے کہہ رہے ہیں کہ ہماری لیاقت دیکھی اب بادشاہ طلسم ہمسے دیگا کل طلسم پر ہمارا اختیار ہوگا
جسکو چاہیں موقوف کریں جسکو چاہیں بحال کریں سب کہہ رہے ہیں بہت بجا ہے آپ کا کون مقابلہ کر سکتا ہے یہ ذکر تھا کہ زمین
تھرائی نعرہ شیر کی آواز آئی نعرہ نورالدہر **تصنیف مصنف**

چو چشم نگون شد سر کافران
منم فخر برزو و سہراب و گیو
جدا کردم از باغ این خار را

منم حامل رایت سروری
ز قہرم فتد بر زمین نرہ دیو
منم قاتل کافران جہان

منم سرکش لشکر کافران
بہ فوج عدو میمنہ تم ابتری
شکستم طلسم گہر بار را
منم ابن فرزند صاحبقران

وقواق نعرہ نورالدہر سنکر گھبرا گیا بعض ساحروں کو غش آگیا حیران تھا کہ کیا غضب ہوا کیونکر رہا ہوا پہلو میں نورالدہر
کے خلخال جنی تلوار کھینچے ہوئے نعرے کر رہا ہے کہتا ہے کیوں بے وقواق تو نے مجھے قید کیا تھا میں نے کیسا جو تلوار
جبار رہا ہو آیا کیسا قہر کیا وقواق نے کہا یارو اسے مار لو اسنے بڑا غضب کیا طلسم کشا کو رہا کر دیا چاروں طرف سے جادوگر
چلے سحر تو کر نہ سکے خوف تھا کہ لوح طلسم کشا کے پاس ہے نیزے تلواریں لیکر چلے نورالدہر نے بدیع الزمان شمشیر بکف جسکو ہاتھ
تلوار کا مارا اسکے دو ٹکڑے ہوئے خلخال الجنی بھی لڑ رہا ہے کہ ہاتھ تلوار کا مارا جادوگر قتل ہوا آپ غرق زمین ہو گیا ساحر
حیران ہوتے ہیں کہ خلخال جنی کہاں غائب ہو گیا دور جا کر ظاہر ہوا جھکر ہاتھ مارا دو چار کے پاؤں قلم کیے دس بیس
جادوگر جو مارے گئے وقواق گھبرایا چاہا پر پرواز پیدا کر کے نکل جاؤں نورالدہر برابر پہونچ گئے تھے آخر اسنے ناچار ہو کر
ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا کھاوے سے ہاتھ نکال کر سر کو بیتا کے کمر پر ہاتھ مارا وقواق کے
دو ٹکڑے ہوئے اندھیرا چھا گیا زمین کانپی سنگباری و برفباری ہوئی بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام تھا وقواق بن
شقاق بن مرواق بود صدہا مکاں گرے باغات اسکے سحر کے چلے قید خانہ بھی یہاں تھا کئی ہزار جوانوں کو رہا کیا
وہ سب دائرہ اسلام میں آئے فوج نورالدہر بھی آکے اس مقام پر جمع ہو لی مال بھی اس قلعے میں بہت نکلا مال
اسی قلعہ میں جمع ہے نورالدہر تیار کر رہے ہیں کہ آسمان سے نوبت نقارے کی آواز آئی قضا سے کا نقارہ بار زن بول
بعد جوش و خروش تخت زبرجدی پر سوار فوج دیوان پشت پر عیار طرار نقاب چہرے پر ڈالے ہوئے پشت پر کھڑا

گلفشانی کر رہا ہی کہ عیار کی نگاہ پڑی کہ صحن قلعہ مین بہت سا مال جمع ہی اور نورالدہر بن بدیع الزمان نے شاید اس قلعے کو فتح کیا ہی یہ سنکر نقابدار نے کہا آج کل فوج کی تنخواہ بھی چڑھی ہی ہان یارو مال اٹھالو دپوزاد تڑپکر گرے ستره لاکھ نعرہ ہاے دیو کا گرنا ایک ایک تیغ اٹھالی اور لیکر بلند ہوے نورالدہر تلوار کھینچکر دوڑے کہا ای دیوان بیہا یہ کیا بے ادبی کرتے ہو کہ نقابدار زرین پوش نے آسمان سے نعرہ کیا او جوان بس اپنے مقام پر ٹھہرا رہ ایسے ایسے مال غازیون کے واسطے ہین ہماری فوج کی تنخواہ چڑھی ہی ہمین خواہش ہی اپنے دادا جان سے کہدینا کہ یا نہ ہا صاحبقرانی حوالے کردین ورنہ ہم میان مقابلہ کرونگا اب تامل نہوگا ہم بزرگان دین سے دریافت کرچکا نورالدہر نگہ نقابدار زرین پوش کے بیان سے شوکت و جلالت آشکار ہی باز سفید سر الور پر سایہ فگن سرداران ہمعنان جوانان صف شکن ہمراہ اس فصاحت و بلاغت سے فرمایا کہ نورالدہر ایسا جوان شیر دل رستم زمان صاحب شوکت و شان نبیرہ صاحبقران کچھ جواب نہ دیسکا نقابدار نے سب مال لیا تختون پر لدوا کر نوبت نقارے بجاتا ہوا نکلگیا اب نورالدہر نے کچھ لوٹے اور جو باقی تھے انکو کھلوایا خزانہ دار کی معرفت جو مال ملا اسکو اپنے قبضے مین کیا تین لاکھ فوج سب ساحر و غیر ساحر جمع ہوے انکو ساتھ لیکر نورالدہر نے کوچ کیا طرف قلعہ کاؤسیہ کے روانہ ہوے **خلخال جنی** بعہدہ مصاحبت ساتھ ہر منزل ہی نورالدہر کو کہ سامنے سے ایک قلعہ معلوم ہوا اس قلعے کو دیکھکر **خلخال جنی** رونے لگا نورالدہر نے فرمایا کیون خیر تو ہی **خلخال جنی** نے کہا کیا عرض کرون جو کچھ کیفیت ہی زندگی دشوار عشق سر پر سوار کسکے سامنے اپنا حال بیان کرون راتین ہجر کی سختی سے کٹتی ہین بقول شاعر

نظم

حال بیتابی دل پردہ نظر کرتا نہین
ہجر مین کس شب تڑپ کر مین بسر کرتا نہین

دیر بیجانے مین خط کے نامہ بر کرتا نہین
یہ کبوتر وہ ہی اڑنے مین کمر کرتا نہین

ہجر گل مین حال کب طرح دگر کرتا نہین
چاک دامن صورت جیب سحر کرتا نہین

بیٹھے روتے ہین کیون میرے جنازے پر عزیز
کون ہی جو دار دنیا سے سفر کرتا نہین

گل پہ بلبل شیفتہ ہی سرو پر قمری فدا
عشق بھی کس کس جگہ اپنا گذر کرتا نہین

درد دل بچین رکھتا ہی سحر تک شام سے
کونسی شب ہی جو آہین رات بھر کرتا نہین

حسن ہی مشہور عالم مین حسینون کا عبث
صورت آئینہ کوئی دل مین گھر کرتا نہین

دل سیہ سا بھڑک رہا ہی آتش فرقت سے دل
کچھ دوا سے سوزش داغ جگر کرتا نہین

پھنسے دام مصیبت مین کہان اسقدر ہین یار
نغمہ سنجی بلبل بے بال و پر کرتا نہین

آج کل شعلہ و نمانہ ہر گل داغ فراق
اُگیا تمیز پہ سبزا دل تعجب کیون ہوا
ایک بھی سنتا نہین عاشق کی اشد رسے خوبی
بت لگیا ہین خمود لت سے لتا ہی خدا
کیا ہوا وحشت مین مین نے چھو لیا گر زلف کو

اس چمن کی سیر وہ رشک قمر کرتا نہین
کیا کوئی الفت کسی سے او قمر کرتا نہین
نفتین مین شام سے کب تا سحر کرتا نہین
بہ غلط سمجھے ہو ہر جا کام زر کرتا نہین
بیخودی مین سانپ کا انسان ڈر کرتا نہین

نورالدہر نے کہا ای برادر صاف صاف کہو ابھی میرے ذہن مین نہین آیا خلخال رونے لگا کہا ای شہریار کیا بیان کرون جب مین پردۂ قاف مین تھا ملکہ دُردانہ گوہر پوش پریزاد بادشاہزادی پردۂ عیار مرقاف کہ اُسکی محبت مین سالہا سال دیوانہ رہا بعد عرصہ دراز اُسکو میرے حال پر رحم آیا ملاقات ہونے لگی دراندازون نے اُسکے باپ فغفور جنی کو خبر کی اُنھون نے جنات مقرر کیے کہ جہان کہین ایک ساتھ ان دونون کو دیکھو گرفتار کرکے لاؤ پر سون ہم دونون چھپتے پھرے یہ بھی خبر فغفور نے سنی اپنے وزیر میوش جنی کو واسطے میری گرفتاری کے مقرر کیا کوہ بلور پہ میرے اُسکے ملاقات ہوئی رو رو کے مجھسے اُسنے کہا کہ جسطرح بنے پردۂ قاف سے نکل جاؤ ای شہریار اُسی روز ہم اور دُردانہ پری پردۂ قاف سے نکلے بیابان کے صحرا مین اُکے پہونچے جادوگرون نے آکے گھیرا سواری بادشاہ کی گئی اُسنے ساحرون سے کہکر مجھے گرفتار کرا لیا شاہور جادو اُسکا وزیر ساتھ تھا اُسکے سپرد کیا اور یہ بھی کہدیا کہ پریزاد کو ہمارے واسطے راضی کرو شاہور ملعون نے مجھپر طلسم باندھدیا کہ بندگان خدا کو بہکایا کرون اور بادشاہ سے باغی ہو کر اس قلعے مین آ کے رہا ہم کبھی اسطرف آنے بھی نہ پاتے تھے اسوقت جو اس قلعے کو دیکھا دل تالو مین نہ رہا اب حضور جب سے آپ تشریف لائے اور لوح طلسمی دستیاب ہوئی سب کو اپنی اپنی جان کی پڑی ہی یقین کامل ہے کہ اب زندہ نہ چھینگے شاہور نے بادشاہ سے میل لیا اور کہا مین جا کر طلسم کشا کو قتل کرون وہ آپکے مقابلے مین گیا آپکے ہاتھ سے مارا گیا بیٹا اُسکا منظور مردار خوار نبرد دُردانہ پر عاشق ہو قلعے کو قبضے مین کیا اس غلام کو یاد آگیا کہ اس محبوبہ جانی یار جادو دانی پر کیا گذر رہی ہوگی نورالدہر نے فرمایا کہ ای برادر اگر تمام عمر مین صرف ہو جائے تو ہم ملیے دُردانہ گوہر پوش کے یہان سے قدم آگے نہ رکھینگے مقدمۃ الجیش کے نام حکم ہوا اسی جانب لشکر پھیرو اُسی جانب لشکر چلا لشکر جو فوج کش ہوا نقاصے وغیرہ جیسے منظور مردار خوار بارگاہ مین بیٹھا تھا گھبرا کے کہا دریافت تو کرو دیکھیا نقارہ بجا جیدیا ہی سامنے حاضر تھے اُنسے حکم ہوا کہ دریافت تو کرو یہ معرکہ کیا ہے کسکا لشکر آیا ہے بہا گے دم بھر مین پلٹ کر آئے عرض کی حضور طلسم کشا قلعہ کشایان فتح کرتا ہوا آتا ہے دقواق بن اشفاق بن مرواق کو مارا

قیدیوں کو چھڑا لیا خلخال جنی اُنکے ساتھ ہر ادھر سے جاتے تھے قلعے کو دیکھا خلخال نے تمام کیفیت بیان کی طلسم کشا
کو رعیت پروری کا بڑا خیال ہے فوراً ایلچی پیش خواہش رکھتے ہیں کہ ملکہ دُردانہ کو آپ سے لیں ورنہ طلسم کشا صاحب لوح ہے
تسخیر کریگا خود جری و مبارز ہے وفواق ایسے کا جب قلعہ لیلیا ہے گھسکر اُسکو مارا تو اس قلعے کی کیا حقیقت ہے یہ سنکر
منظور دار خوار نے کہا میں سمجھ لونگا رعنون کو بلاکر کہا فوج کتنی تیار ہے عرض کی موافق اس قلعے کے دو ہزار آدمی
لازم ہے منظور نے کہا میں ایسی تدبیر کرونگا کہ اسقدر فوجیں میدان آئیں کہ زمین بار نہ اُٹھا سکے ملک عرضی بادشاہ
کو لکھو مضمون یہ ہو کہ طلسم کشا با فوج قاہرہ آپ کی جانب آتا تھا میں نے اس قلعے پر روکا ہے اگر مدد سرکار سے ملے تو
میں طلسم کشا کو گرفتار کرکے روانہ کردوں اب یہ کلام تھا میں نے دُردانہ کو آپ کے واسطے راضی کیا ہے لیکن طلسم کشا
سے مہلت پاؤں تو خدمت میں لیکر حاضر ہوں خاص آپ کے واسطے راضی کرچکا لیکر آنے کو تھا کہ طلسم کشا آگیا اس مضمون
مذکور کی عرضی روانہ کی کاؤس سنکر بہت گھبرایا فوراً پکار کر آواز دی یارو تمنے سُنا طلسم کشا آ پہونچا وفواق ایسا
جانباز مارا گیا منظور دار خوار کہ خیرخواہ ما بدولت ہے اُسنے چھوٹے سے قلعے پر روکا ہے کوئی ایسا ہے کہ جاکر اُسکی مدد
کرے اتفاق سے وہاں بھی اُسکی ملکہ فیروزہ گوہر پوش بیٹھی ہے یہ سنتے ہی اُٹھ کھڑی ہوئی کہا لونڈی جاتی ہے طلسم کشا کو
گرفتار کرکے لائیگی بادشاہ نے دو لاکھ فوج ساتھ کی کہا اے فرزند ایک خیال رکھنا پسران حمزہ بہت خوبصورت ہیں
صاحبزادی نکل جائے جیسے دل لیا تو تمھیں بھی یہی خیال ہو تو بڑی مشکل پڑے فیروزہ نے کہا ملکہ صمصام کو ہمیشہ سے
کانے بجانے کا شوق تھا مجھے حصول علم کا خیال رہا یہ کہکر اُسی وقت سوار ہوئی طرف لشکر اسلام کے چلی یہاں قلعے
سے منظور دار خوار بہ تین ہزار جادوں کو لیکر باہر نکلا ہے لشکر طلسم کشا دیکھ دیکھ کر گھبرا رہا ہے اتفاق سے جب قلعہ
وفواق فتح ہوا ملکہ صمصام جوہر دار اس فکر میں چلی تھیں کہ اپنے کو تابع طلسم کشا پہونچاؤں نورالدہر نے میدان قلعہ
فتح کیا جو ابھی عرض کرچکا ہوں ملکہ صمصام جوہر تی چپاتی اسطرف آئیں قلعے نو اسلام آباد پایا اور خبر پائی کہ طلسم کشا فتح کرکے
گئے اب بادشاہ سے مقابلہ ہے اسوقت آکر پہونچیں دیکھا نورالدہر کا لشکر اُترا ہوا ہے طاؤس سے اُتریں نورالدہر سے
ملاقات ہوئی مبارکباد دی کہ حضور نے بڑے مقام کو فتح کیا کنیز کو امید نہ تھی بیرون بارگاہ کرسیاں بچھیں ایک کرسی پہ
نورالدہر آکر بیٹھے ایک کرسی پر ملکہ صمصام جلوہ فرما ہیں جملہ سردار گرد بیٹھے ہیں کہ ناگاہ ابر آسمان پر اُٹھا ملکہ صمصام
نے جو لکہ ابر کو دیکھا کہا میں شہریار طرف سے شاہ طلسم کے کوئی مددگار آتا ہے ہر چند کہ منظور دار خوار منظور
درگاہ شہنشاہی تھا مگر اب اُسنے میل کیا ملکہ دُردانہ گوہر پوش پہ بیزار منظور نظر شہنشاہی بیان قید ہے مضمون معلوم ہم
کیا گذری کہ وہاں ابر آگیا ترا ملکہ فیروزہ گوہر پوش اس ابر سے ظاہر ہوئیں پانچ چار کنیزیں گرد دو لاکھ ساحروں کا لشکر

علمہاے زنگاری کے پھر پھرے نکلے ہوے آثاے بارگاہون کے اژدران آتش فشان پر لدے ہوے کہ کنیزون نے ملکہ فیروزہ سے عرض کی ملکہ صمصام کیا خوشی خوشی پہلوے طلسم کشا مین بیٹھی ہین طلسم کشا بھی جلوہ فرما ہی ملیٹ کر فیروزہ نے دیکھا ملکہ صمصام جوہر دار بالمبر فاخرہ پہنے ہوے دریاے جواہر مین غوطہ زن کرسی جواہر نگار پر جلوہ فرما ہی ایک کرسی پر آفتاب عالمتاب بسطوت و شوکت ماہ چرخ جلالت و لیاقت صاحب شوکت و شان نورالدہر بہادر بدیع الزمان مثل ماہ تابان گرد سر دار مانند ثوابت و سیارگان خود زرین سر پر زیبندہ جواہر نگار زیب جسم انور سپر و شمشیر پہلو مین کمان کیانی دوش پر ہزار تیرون کا ترکش مثل دم طاؤس بائین ہاتھ پر لٹک رہا ہی تیر دلدوز اُس ترکش مین کہ سینہ دشمن کو فگار کرین یہ جاہ و حشم جو نورالدہر کا بہ نگاہ غور دیکھا مشاطہ حسن و عشق نے پیش قدمی کی آنکھون کے آگے اندھیرا آگیا قلب تھرا گیا ہر چند ضبط کیا مگر نہو سکا تھرا کر زمین پر گرین بیہوش ہو گئین کنیزین دوڑین سر اُٹھا کے اپنے زانو پر رکھا گرد و غبار پاک کیا گلاب کیوڑہ بید مشک روے زیبا پر چھڑکا بمشکل تمام ہوش آیا رنگ رو متغیر حیران و پریشان چہرہ اُداس عالم یاس کنیزون نے دست بستہ عرض کی واری یہ کیا حال ہی فوراً رنگ رو متغیر ہو گیا ملکہ نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا کیا کہون کیونکر خاموش رہون

نظم

درد دل کا جو کہا مین نے فسانہ شب وصل | نیند آنے کا ہوا اُسکو بہانہ شب وصل
نہین کوتاہ کسی حال مین ہمت میری | خشک ہو ہاتھ تو ہو زلف کا شانہ شب وصل
حسرت جلوہ دیدار بہت ہی مجھکو | چاہیے میرے لیے آئنہ خانہ شب وصل
صبح ہوتے ہوے اُس بت نے قدم رنجہ کیا | نذر ہا شکر و شکایت کا زمانہ شب وصل
مین نے صندل کی طرح ماتھے کو رگڑا تا صبح | درد سر کا جو کیا اُسنے بہانہ شب وصل
مرتے ہین رشک کے مارے پس دیوار رقیب | شور کرتا ہی جو پازیب کا دانہ شب وصل
یار کیا مجھکو ملا دولت پائندہ ملی | ہاتھ آیا مرے قارون کا خزانہ شب وصل
چاندنی آئنے مین مین نے اُسے دکھلائی | سیر دریا کا جو لایا وہ بہانہ شب وصل
خط سے پیغام زبانی نے ترقی کی ہی | آجکل تیر دعا کی ہی نشانہ شب وصل
دونون مہمان دم چند ہین دیکھون پہلے | جان جاتی ہی کہ ہوتی ہی روانہ شب وصل
آتش اس گل کو ہی لیجا کے چمن مین رکھنا | ہو مبارک تجھے بلبل کا ترانہ شب وصل

کنیزین گھبرا گئین کہا حضور یکایک اسقدر متغیر ہونا کیا باعث ہی لونڈیان نہین سمجھین کہ حضور نے کیا فرمایا ملکہ بیہوش ہین۔

ت ہو ایسا نہو کہ راز عشق ظاہر ہو شہزادہ کے سامنے ذکر آچکا ہی بادشاہ نے فرمایا تھا کہ مثل صمصام نے کھینچا دی جو ظاہر
با خاموش ہو رہیں کسی کو کچھ جواب نہ دیا اُٹھ کر اپنی بارگاہ میں آئیں لیکن بڑا سوچ ہی کہ کیا انجام ہوگا دیکھوں فلک کیا
کھلائے ایک منظور مردار خوار نے طبل جنگی بجوایا نور الدہر کو خبر ہوئی ملکہ صمصام نے فرمایا اے شہریار حضور اس
عام کو فتح کر کے آئے کہ جہاں کوئی قدم نہ رکھ سکتا تھا خود بادشاہ طلسم کو ناز تھا کہ اگر قلعۂ وقواق پر کوئی لشکر کشی کریگا
اور لشکر حریف مثل موج دارا نا اسکندر رہو تو سالہا سال لڑائی پڑے وہ قلعہ ایک دن میں فتح ہوا اس قلعہ کی کیا حقیقت ہی
بی فیروزہ صاحب تشریف لائی ہیں اُنسے بھی مقابلہ پڑیگا آپ دخل نہ دیں میں فتح کر لونگی نور الدہر نے طبل جنگی بجوایا
کہا ملکۂ عالم ہمارے یہاں عورتوں پر جہاد ساقط ہی آپ اپنی بارگاہ میں آرام کریں ہم سمجھ لینگے دونوں لشکروں میں
تیاریاں ہونے لگیں مگر فیروزہ تڑپتے تڑپتے رات کو اپنے مقام سے اُٹھی خیال محال دل میں بھرا ہوا جی میں کہتی ہی
کہ اے فیروزہ کیا تدبیر کروں اگر صبح کو میں نے مقابلہ کیا اور طلسم کشا کو کوئی آزار پہونچا تو بھی باعث خرابی ہی اور اگر نہ لڑی
تو خبر بادشاہ کو پہونچیگی کہ فیروزہ نے جا کر کیا کیا حال عشق کھلا تو بُری بات ہی ماموں جان فرمائینگے کہ جو ہمنے کہا
تھا وہی ہوا مگر صمصام کیا صاحب نصیب ہی اپنے معشوق کے قریب ہی میرے مقدمے میں ضرور دستانداز ہوگی
فتور ڈالیگی یہ سوچکر لشکر میں نور الدہر کے آئی دیکھا لشکر میں گھمگھر روشنی ہو رہی ہی ملکہ صمصام کی ایک کنیز
گلعذار نازک بدن چالیس کنیزوں کو ساتھ لیے ہوئے گرد بارگاہ طلسم کشا پھر رہی ہی خیال میں گذرا گلعذار کی
کیا حقیقت ہی کہ جو مجھکو روکے اسکو بیہوش کر کے طلسم کشا سے ملاقات کروں شاہزادے کو آگاہ کر دوں کہ ہمارے
ہاتھ سے کوئی آزار نہ پہونچیگا یہ سوچکر عقاب کی صورت بنا کر چلی گلعذار نازک بدن کرسی پر بیٹھی ہی کنیزیں صلائے حاضر باش
و ناظر باش دے رہی ہیں ایک شاخ نخل پر دیکھا کہ ایک عقاب آکر بیٹھا شاخ نخل جھک گئی جبین کہتی ہی کہ اے گلعذار
عقاب کے جسم میں یہ گرانی شاید کوئی ساحر ہی احوال کھل جائیگا جھولی میں ہاتھ ڈال کر ایک ترنج نکالا اُسپر اسم
سحر پڑھا اب جو ترنج مارا ملکہ فیروزہ غفلت میں آ کر بیٹھی تھیں ترنج پھٹا فیروزہ شاخ سے گریں گلعذار نے دیکھا ایک
نازنین مہ جبین نہایت حسین سرو قد خورشید خد غنچہ دہن زمین پر گری ہی گلعذار کے منہ سے نکلا اسکو لینا جانے نپائے
شاید ہمارے آقا کی فکر میں آئی تھی چالیسوں کنیزوں نے سحر کیا گلعذار نے بھی ماش کے دانے مارے خنجر برسے
تلواریں گریں فیروزہ بلائے روزگار ہی ایک دستک جو دی وہ سحر اُلٹے پلٹے تلواریں چاک کر گئیں سب کے سر اُڑ گئے
گلعذار کا بھی سر کٹکر گرا ملکہ صمصام نیند سو رہی تھیں کان میں جو آواز آئی کشتی مرا نام من گلعذار نازک بدن بود ملکہ
صمصام کی کنیز مقرب تھی دل بیقرار ہو گیا گھبرا کر اُٹھیں کہتی ہیں کہ ارے کسنے میری کنیز کو مارا یہاں کچھ لوگوں نے فیروزہ کو

گھیرا ہو فیروزہ مثل برق چمک رہی ہین جسنے سحر کیا اُسکے سحر کو اُلٹا پلٹ دیا کسیکا سر پھٹا کسی کا ہاتھ ٹوٹا کسیکا سر اُڑ گیا کہ ملکہ صمصام باہر نکلین دیکھا چالیس لاشین کنیزون کی پڑی تڑپ رہی ہین ستارے زمین پر پڑے تڑپ رہے ہین ملکہ صمصام کو نہایت ناگوار ہوا یہ بھی اپنی آنکھون سے دیکھا کہ فیروزہ نے کئی سو جوانون کو ہمارے سامنے جلا دیا لکار کر آواز دی کہ او فیروزہ کیا کرتی ہی خبردار اب آگے نہ بڑھنا فیروزہ نے جو صمصام کو بہ شوکت و شان دیکھا جلگئی یقین کامل ہوا کہ یہ ہر وقت صحبت مین رہتی ہی کسقدر اسپنے بناؤ سنگار کا خیال ہو ترقی پر جاہ و جلال ہو اسکی عزت و آبرو مٹاؤن جادہ راہ عدم دکھاؤن یہ سوچکر سحر کیا ہاتھ ہلایا سکرائی دو پتھر زمین پر مارا آواز دی ای عجائب نگار لینا جہان صمصام کھڑی تھین سب نے دیکھا ایک نازنین گلدستہ ایک ہاتھ مین دوسرے ہاتھ مین ایک کاغذ وہ کاغذ پڑھ رہی ہی اُسکا مضمون یہ ہی کہ ای صمصام ہوشیار ہو جا ورنہ بڑی ذلت اُٹھائیگی وہ نازنین کاغذ پڑھتی جاتی ہی اور گلدستہ کا غذ کا ہلاتی ہی مگر اہالی قلعہ حیران حیران دیکھ رہے ہین اُس نازنین نے جو ہنس ہنسکر کلام کیے پھولون نے اپنا رنگ جمایا غنچہ ہا گل نے اپنا طور دکھایا ملکہ صمصام کو محویت ہو گئی وہ جو نازنین پھولون کا گلدستہ لگا رہی تھی ارادہ کیا پیچھے ہٹون کہ صمصام کے پہلو سے زمین شق ہوئی ایک اور مہ جبین ظاہر ہوئی لکار کر آواز دی او کنیز تو نے ہماری ملکہ کو دیوانہ بنایا اب چاہتی ہی پلٹ جاؤن مین تجھکو نہ جانے دونگی مین تیرے ساتھ بدلہ کرونگی یہ کہکر آگے بڑھی چاہا لپٹ جاؤن فیروزہ نے آواز دی ارے کوئی حاضر ہو صمصام بول اُٹھی کہ خاموش رہ چپ ہو کے فیروزہ گوہر پوش کھڑی ہوئی پہلو سے دیکھا ایک نازنین یہ اشعار گاتی ہوئی پیدا ہوئی

اشعار

مجھکو فرقت کی اسیری سے رہائی ہوتی	کاش عیسیٰ کے عوض موت ہی آئی ہوتی
گر نہو شمع تو معدوم ہین پروانے بھی	تو نہوتا تو صنم کب یہ خدائی ہوتی
غیر سے کرتے ہو ابرو کے اشارے ہردم	کبھی تلوار تو مجھپر بھی لگائی ہوتی
اُسکی ہردم کی نصیحت سے مین تنگ آیا ہون	کاش ناصح سے کبھی آنکھ اُسنے لڑائی ہوتی
ہمن وہ غم دوست کہ سب اپنے ہی دلمین بھرلا	غم عالم کی اگر اسمین سمائی ہوتی
خط کے آغاز مین تو مجھسے ہوا صاف تو کیا	لطف تب تھا کہ صفائی مین صفائی ہوتی
ابر رحمت سے تو محروم رہی کشت مری	کوئی بجلی ہی فلک تو نے گرائی ہوتی
دھوئی کیون اشک کے طوفان سے لوح محفوظ	سرنوشت اپنی ہی ناسخ نے مٹائی ہوتی

یہ اشعار پڑھکر جس نازنین کے ہاتھ مین گلدستہ ہی اُسکو اشارہ کیا گلدستہ پھینکدے یہان رنگ نہ جمیگا لشکر طلسم ہار کے

ملکہ صمصام منع کرتی ہین تلوار کھینچ سر قدمون پر نثار کر فیروزہ وہان سے منع کرتی ہو او عجائب نگار لیا تیری تقدیر کا نوشتہ برا ہی کیون جان دیتی ہو نازنین چاہتی ہو کہ بھاگے جسکو صمصام نے طلب کیا ہو جھپٹ کر اوسنے ہاتھ پکڑ لیا کچھ منھ سے کہا وہ چلنے لگی جل جلکر خاک سیاہ ہوئی آندھی سیاہ اٹھی آواز آئی کشتی مرا نامم من عجائب نگار بود فیروزہ بہت جھلائی آواز دی او صمصام تیری قضا آئی ہو یہ کہتی ہوئی فیروزہ خنجر لیکر بڑھی قریب صمصام کے پہونچی آہستہ پیچھے چلنے لگا ملکہ صمصام ہنستی جاتی ہین کہ بی فیروزہ کیون قضا آئی ہو فیروزہ جوش مین نہین مانتی برابر تک ہو کہ ہاے یہ پہلو سے طلسم کشا مین بیٹھی ہو یہ سوچکر خنجر مارا صمصام نے نیچے کو کھینچے پر روکا جھپٹا نے کی صدا بلند ہوئی ہرکارون نے یہ خبر منظور مردار خوار کو پہونچائی کہ بی فیروزہ لشکر مسلمانان پر جا پڑین اسنے سارے لشکر مین پکارا کہ صاحبو چلو ملکہ فیروزہ لشکر طلسم کشا پر جا پڑین رات ہی کو لڑائی شروع ہو گئی سب لشکر کو اپنے ہمراہ لیکر منظور پہونچا لشکر اسلام قتل ہونے لگا صمصام نے دیکھا کہ مین تو فیروزہ سے لڑ رہی ہون ایسا نہو لشکر پر شکست واقع ہو یہ سوچکر مسکرائین کہا بی فیروزہ تمکو مجھپر کیون غصہ ہو میش و آرام ہمارا حصہ ہو فیروزہ نے کہا مجھکو تمھارا بن ٹھنکر بیٹھنا پہلوے طلسم کشا مین ناگوار ہوتا ہو صمصام نے کہا پلٹ کر دیکھو شہریار کیا فرماتے ہین فیروزہ پلٹی دیکھا نورالدہر کھڑے نہایت آن بان سے فرما رہے ہین کہ کیون فیروزہ تمکو گوارا ہو کہ منظور مردار خوار لشکر کو لیکر آیا ہو وہ ہمکو قتل کرے اور تم آنکھون سے دیکھو اگر تمکو ہمسے محبت ہو تو منظور کا سر لاؤ ننگ عشق نہو نظم

عشق ہی تازہ کار و تازہ خیال
ہر جگہ اسکی اک نئی ہی چال
کہیں یہ خونچکان حکایت ہی
کہیں آنسو کی یہ سرایت ہی
کہیں طالب ہوا کہیں مطلوب
دونون باتین غرض ہین اسکی خوب
گہہ نمک اسکو داغ کا پایا
گہہ تپنگا چراغ کا پایا

تم بھی ہماری چاہنے والی ہو جاکر اسکو مار ڈالو پھر ہمارے پاس آؤ جو لوگی وہ کرینگے شربت وصل سے سیراب ہو گی اسقدر نہ بیتاب ہو گی یہ جو نورالدہر نے کہا فیروزہ مبہوت ہو گئی چہرہ کا تمام رنگ روشن کیا صاحب تمھارا حکم آنکھون سے منظور ہو ابھی منظور مردار خوار کا سر لاتی ہون پلٹ کر ملکہ صمصام سے کہا اب آپ جاکر بیٹھین مین سمجھ لونگی یہ کہکر پلٹی لشکر منظور پر جا پڑی صمصام نے اپنے ساحرون کو منع کیا اب تم لڑو گے تو ذکر فیروزہ سمجھ لیگی یہان اصل مین شاہزادہ نورالدہر بیٹھے ہوے سو رہے تھے جب یہ ہوا تو آنکھ کھلی شبرنگ سے پوچھا یہ کیا معرکہ ہو شبرنگ نے تمام کیفیت بیان کی نورالدہر اپنے مقام سے اٹھے ہتھیار جسم پر لگائے تیغہ خارا شگاف سلیمانی کھینچکر بارگاہ سے نکلے دیکھا تلوار چل رہی ہو ملکہ صمصام کھڑی ہنس رہی ہین نورالدہر کو دیکھکر عرض کی فیروزہ آپ کو گرفتار کرنے آئی تھی ذرا سے بچا لیا

دیکھیے اب فیروزہ اپنے لشکر کو قتل کرتی ہی آپ نہ دخل دیجیے بلکہ قلعے کے لینے کی فکر کیجیے نور الدہر لشکر بیس ہزار سوار ساتھ لیے ہوے دوسرے پہلو سے طرف قلعے کے چلا جو لوگ قلعے پر تھے اُنھون نے فریاد کی اے منظور طلسم کشا قلعے پر آتا ہی ملکہ دُردانہ گوہر پوش پریزاد ایک مکان مین مثل قیدیون کے مسلسل و مطوق بیٹھی ہی نگہبانون نے ہل چل کیا کہ او صاحبو غضب ہوا خلخال جنی طلسم کشا کا رفیق ہی منظور وہان لڑائی مین پھنسا ہی خلخال جنی و طلسم کشا اسطرف آتے ہین دُردانہ نے جو سُنا اپنے عاشق کو دعائین دینے لگی کہ خلخال کو ہماری فکر ہی خوب سلسلہ نکالا خدا اسکو مظفر و منصور کرے مدتین ہمکو اسی قید خانے مین ہو گئین اے خالق بے نیاز اے رب کارساز اس قید سے ہمکو جلد نجات دے اب صدمات قید نہین اُٹھتے نظم

خداست منبع الطاف و معدن اشفاق — خداست مخزن اعطاف و مصدر اخلاق
خدا عظیم و خدا اعظم و خدا خلّاق — خدا رحیم و خدا راحم و خدا رزّاق
خداست مونس و ہمراز و محرم و دمساز — رفیق و ہمدم و دلدار و ارفق در رفاق
خدا پرست نکوکار باشد اندر دہر — بہ نیکنامی و اخلاق شہرۂ آفاق

بلک بلک کے دعائین کرتی ہی نگہبانون نے کہا اب رہائی غیر ممکن ہی منظور مردار خوار ہمارا افسر نامدار سب کو قتل کر ڈالیگا ملکہ نے کہا او بیحیاؤ کیا خدا کو بھول گئے ہو کہانتک جفائین اُٹھائین پروردگار اپنا رحم کریگا اب وہ شیر بیشۂ جرات آتا ہی ہمکو آ کے چھڑاتا ہی نظم

یار آیا تو ہوے دیدۂ ناکام سفید — جیسے ہون آمد سلطان مین در و بام سفید
پڑے عکس اُسکے لب سرخ کا گر ساغر مین — ہو خجالت سے وہین بادۂ گلفام سفید
دید اس چشم سیہ کی نہ میسر ہووے — دیدۂ غیر ہون مثل گل بادام سفید
بل بے طول شب فرقت نہوئی اب تک صبح — ہو گئے آہ مرے موے سیہ فام سفید
سوجھے مضمون بیاض رخ جانان جو مجھے — ہو گیا رنگ مرکب دم ارقام سفید
سرخ پوش [illegible] شوخ یہ ہو رنگ بدن — پہنے پوشاک جو وہ سرو گل اندام سفید
گر پہنتا نہین ہے جامۂ رنگین تو آج — کفن اک روز ملیگا تجھے خود کام سفید
غرّہ کر حسن دو روزہ پہ نہ اے سیم اندام — رنگ سب رنگون مین ہوتا ہی بہت خام سفید
اپنے رخسار پہ چھوڑے نہ کبھی تو جو نقاب — ہو ابھی صبح امید ابلق ایام سفید

حروف مطلب جو لکھوں صاف نہ دیتا ہو جواب
بھیجتا ہو مجھے کاغذ وہ دلارام سفید

تیرے محبوب سے قاصد نے کہا کیا ناسخ
ہو گیا منھہ ترا سنتے ہی جو پیغام سفید

ملکہ اس بیقراری مین دعائین مانگ رہی ہین کہ دروازہ طلسم کا نورالدہر نے آ کر توڑا کو دبرزن مین تلوارین چلنے لگین ہنگامہ گیر و دار بلند ہو نگہبان بازو شکار بھاگے خلخال حبشی زنار بجر تا قریب قیدخانے کے آیا معشوق کو جو گرفتار زنجیر دیکھا دیوانہ ہو گیا جھپٹ کر قریب پہونچا جا کر زنجیرین توڑین دردانہ کو قید سے چھڑایا اپنے قبضے مین کیا اُوتے بھرتے باہر نکلے منظور کو یہ خبر پہونچی کہ نورالدہر نے قلعہ فتح کر لیا دردانہ کو قید سے رہا کر لیا تب تو فیروزہ کی آتے ہین میان فیروزہ کو وہی جوش و خروش ہی سیکڑون جادوگرون کو مارا منظور پر جا پڑی منظور نے کئی سحر کیے ملکہ فیروزہ نے سب سحر رد کیے ایک گرز مار منظور کے سینے کو توڑ کر پار گذر اترکر کے گرا آواز ای تنی مرا نام مین منظور مردارخوار بدمنظور کا مارے جانا فوج بھاگنے لگی ملکہ صصام نے دیکھا کہ فیروزہ کا وہی جوش و خروش ہو پکار کر آ رہا زہی بی فیروزہ منظور کو تو مارا اللہ کشا سے دعوی عشق کا ہی فیروزہ نے ہاتھ باندھ کہا مین ترک نہیں میرا تو یہ حال ہی قلب پر مرے بوجھ غم و ملال ہی نظم

ہم نہیں گر روسیاہی ہو خدا کے سامنے
سرخرو ہون اُس بت ناآشنا کے سامنے

ہون تصور مین کسیکے بادپا کے سامنے
ہی چراغ زندگی میرا ہوا کے سامنے

داغ ہو طاؤس اُس گلگون قبا کے سامنے
سانپ ہی رسّی سے کم زلف دوتا کے سامنے

سجدہ کرتا ہون بت ناآشنا کے سامنے
بندے ہین کیا چیز ہین گمدون خدا کے سامنے

مین نہ فریادی بتون کا ہون خدا کے سامنے
آشنا کا کیا گلا ناآشنا کے سامنے

زلف ہو یا خال ہو یا چشم ہو یا ہو مژہ
سامنے ہو جاتا ہون ہر کالی بلا کے سامنے

بوسے کا سائل ہون کیونکر مجھکو نہ کہے دور دور
قدر کیا محتاج کی حاجت روا کے سامنے

مجھسے کہتے رہے رقیبوں کو اگر پیغام موت
کیا بڑا یہ کام ہی پیک قضا کے سامنے

مجھکو جام نرگس بیمار کا دھیان آ گیا
کیون طبیب لائے تم کاسے دوا کے سامنے

منہ بنا خوا ہون سے لیتا جا سینگے ماہ جبین
کشتہ ہین در دور کے ہم پیک صبا کے سامنے

کہربا مین ہی کشش آہن ربا مین جذب ہی
دل بچے کیونکر ہمارا دلربا کے سامنے

جسم ناسخ خاک سر جا سپاہ مین ہو مر کے لحد
لیتی ہی وہ شاہ کربلا کے سامنے

صمصام نے کہا مین تمکو عشق مین صادق جانتی ہون شہریار فرماتے ہین جانبازی دکھاؤ فیروزہ نے تلوار کھینچی
اپنا گلا اپنے ہاتھ سے کاٹ ڈالا فیروزہ کا مرنا آگ برسنے لگی آواز آئی کشتی مرا نام تھا فیروزہ گوہر پوش بادشاہ
طلسم کاؤس اورنگ نشین تخت پہنچا تھا اتفاقات قضا وقدر سیران رنگین پوش مان فیروزہ کی آئی
اور بادشاہ سے پوچھ رہی ہے کہ میری بیٹی کہان گئی کاؤس کہہ رہا ہے کہ برائے مقابلہ طلسم کشا بھیجا ہے قلعہ منظور
پر ہنگامہ ہے ملکہ فیروزہ کو برائے مدد بھیجا ہے مان اسکی گھبرا گئی کہا اے شہنشاہ غضب ہوا جو مسلمانون کے مقابلے
مین جاتا ہے وہ زندہ نہین پلٹتا کاؤس کہہ رہا ہے ایسا نہ ہوگا وہ واپس آئیگی سامنے میز پر گلدستے سب
سرداروں کے نام سے رکھے ہین دیکھا ایک گلدستہ فیروزہ کے نام کا جلگیا سیران نے کہا دیکھیے حضور غضب
ہوا کسی نے اسکو مارا کاؤس کو سناٹا آگیا اب کیا جواب دے سیران نے کہا حضور مین جاؤنگی قاتل کو اپنے فرزند
کے قتل کرونگی یا جان دونگی ہرچند کاؤس نے روکا سیران نے کہا میرا گھر برباد ہوگیا جوان بیٹی حسین جمیل
مین کیونکر صبر کرون مین اکیلی جاتی ہون لشکر طلسم کشا کو الٹ دونگی یہ کہکر اکیلی ایک عقاب پر سوار ہوئی طرف
لشکر نورالدہر کے چلی یہان نورالدہر فتح کر کے پلٹے ہین قلعہ منظور رعنا خوار کے فردکش ہین غلغال جنی کی
شادی ساتھ ملکہ وزروانہ کے کی غلغال جنی کہتا ہے اے آقائے نامدار آپنے بڑا احسان کیا بعد کئی برس کے
غلام دلشاد ہوا اس روز لشکر مین جشن بھی ہوا غلغال و مہ عرض بھی کرتا ہے اب حضور جلدی کرین بادشاہ طلسم
سے بھی فیصلہ ہو نورالدہر نے فرمایا کل انشاء اللہ کوچ ہوگا غلغال بھی تیاری لشکر مین مصروف ہے کہ کل شاہزادہ
کوچ کریگا پلٹنون رسالون مین تیاریان ہو رہی ہین سردار جاگ رہے ہین جانتے ہین کہ سویرے کوچ ہوگا
زلف لیلائے شب کرے گذری ہے کہ پہلے ایک آندھی سیاہ اٹھی دس بیس آدمی اسمین پامال ہوئے کچھ خیمے گرے
تھوڑے عرصے کے بعد ایک ابر تیرہ و تار اٹھا پانی برسنے لگا ملازمون نے گرد خیمے کے پشتے بنائے بعد تھوڑی دیر کے
یہ نوبت پہنچی کہ پشتے بیکار ہوئے خیمے گرنے لگے پانی بڑھتا چلا آتا ہے نورالدہر جس بارگاہ مین ہین اسمین
پانی ابھی تک نہین آیا نورالدہر گھبرا کے باہر نکلے دیکھا ہزارہا بندگان خدا ڈوب رہے ہین جدھر بھاگ کر
جاتے ہین گرتے اور ڈوبتے ہین فریاد کی صدائین بلند ہین نورالدہر نے کہا اے شبرنگ یہ کیا آفت آئی شبرنگ
نے کہا جس بارگاہ مین حضور ہین اسمین پانی کم آیا مجھکو تو معلوم ہوتا ہے آپ لوح چمکائیے اسمائے لوح پڑھیے
کیا عجب ہے کہ یہ بلا دفع ہو نورالدہر نے حسب کہنے شبرنگ بن عمرو کے لوح چمکاتے ہوئے چلے جدھر عکس ڈالا
ایک [illegible] جاتا ہے پانی [illegible] اسمائے الٰہی پکار کر پڑھے پانی غائب ہونے لگا اب تو نورالدہر تمام لشکر مین

دوڑنے لگے مگر ایک طرف مٹائے جاتے ہین جب ہٹجاتے ہین پھر ویسا ہی پانی ہوجاتا ہی جتنی دیر عکس لوح رہا
اور نورالدہر کھڑے رہے اُتنی دیر وہان پانی موقوف رہتا ہی اب تو نورالدہر حیران و پریشان چار ناچار
دوڑتے پھرتے ہین شبرنگ نے جب دیکھا کہ آقاے نامدار ایسا نہو کسی مقام پر گر پڑین یا دشمنون پر کوئی آفت
پڑے یہ سوچکر شبرنگ بھاگا ایک نخل کے سائے مین کھڑے ہوکے دیکھا کہ پانی کدھر سے آتا ہی اُسی جانب پلا
دیکھا کہ ابر چھایا ہوا ہی ایک پہاڑ پر ابر جمع ہوتا ہی بعدہ طرف لشکر اسلام کے جاتا ہی اب تو شبرنگ کو یقین
کامل ہوا کہ کسی ساحر کا یہ فتور ہی ایک ساحر کی شکل بنکر دوڑا ایک نخل پر چڑھکر دیکھا ایک ساحرہ سن رسیدہ
بال سر کے سفید زندگی سے ناامید روئی کے گالون پر پانی کے چھینٹے دے رہی ہی کبھی اُٹھتی ہی کبھی بیٹھتی ہی لکہ ہاے
ابر کو جو سمت پایا اور زور زور دے رہی ہی ابر تڑپ تڑپ کے لشکر نورالدہر پر جاتا ہی پانی زور و شور سے
برساتا ہی شبرنگ نخل سے اُترا ساحر کی شکل بنا ہوا اپنے کو آراستہ کرکے طرف پہاڑ کے چلا صحرا اُجاڑ راہ چلتا
پہاڑ گھاٹیون کو طے کرتا ہوا جب قریب پہونچا تو آواز دی کہ او جیا ذرا ہوشیار ہو جا اسی منھ پر دعویٰ کیا دیکھ
لکہ ہاے ابر سمت ہین بعض پلٹے آتے ہین جس لشکر مین طلسم کشا موجود ہی صاحب لوح وہان یہ فریب کیا
کام آئیگا کیون اپنی آبروریزی کرتی ہی چل تجھکو بلایا ہی یہ کہتا ہوا شبرنگ قریب پہونچا سیران نے کہا میان
ساحر تحسین کسنے بھیجا ہی کلمات سخت نہ فرمایئے شبرنگ نے کہا اری تجھے کسنے بھیجا ساحرہ کے منھ سے نکلا
کہ مجھکو بادشاہ طلسم نے بھیجا ہی شبرنگ نے کہا ہمکو بھی بادشاہ نے بھیجا ہی کہ تو نے اتنی دیر کیون کی اول تو تجھکو
مناسب تھا کہ طلسم کشا سے لوح لیتی بعد اُسکے سحر کرتی سیران نے کہا کہ لوح لینا کیا کھیل ہی خلخال جنی ایسا
واقف کار وہان موجود ہی بغیر فریب کے کام نہ چلتا میان تو شبرنگ یہ رنگ جما رہا ہی لیکن کاؤس اورنگ نشین
تخت پر بیٹھا ہی رئیس امیر جمع ہین ساحرون نے کہا حضور سیران سبت غصے مین گئی ہی لشکر طلسم کشا پر آفت برپا
کر رکھی ایک ساحر کے منھ سے نکلگیا کہ ذرا نقشے مین تو ملاحظہ فرمایئے سیران پر کیا گذری کسی عیار نے مار نکالا
ہو یہ سنکر کاؤس گھبرا گیا کہا او رفیق سچ کہتا ہی نقشہ اُٹھا کر دیکھا کہا اے شہباز جادو جلد جاؤ عیار طلسم کشا
بشکل ساحر رنگ جما رہا ہی جاتے ہی گرفتار کرے شہباز چلا میان شبرنگ بُرا بھلا کہکے رنگ جما چکا ہی اب
منظور ہی کہ کچھ کھلا پلا کے قتل کرون ایک سیب اپنے پاس سے نکالا کہا اے ماما سیران اس سیب کو کھا کر سحر کرو
کبھی تمنے سیب نکھائی ہوگی یہ سیب باغ سامری کا ہی سامری و جمشید اس سیب کے درخت مین خود پانی دیتے تھے
یہ کہکر چھیلنے لگا چاہتا ہی کہ تراش کر کھلاے کہ آسمان سے نعرہ ہوا خبردار اے سیران کوئی شے نکھانا بلند شہباز جا

شبرنگ نے دیکھا ایک جادوگر آسمان سے آتا ہی دونون پیر جاکر پہاڑ سے کود پڑا لنگڑاتا ہوا بھاگا شہباز نے
پیچھا کیا سیران سے پکار کر کہا گیا کہ اے سیران مین بھیجا ہوا شاہ کا آیا ہون تم اپنے کام مین مصروف رہو مین اس
ناعیار کو لاتا ہون شبرنگ درختون مین چھپتا ہوا جاتا ہی نورالدہر بن بدیع الزمان کو راحت بھرا ہی دوا دوش
مین گذری اکناف لشکر مین اسما سے لوح پڑھتے پھرتے ہین لوح کا عکس سب پر ڈالتے ہین اسوقت کنارے
پر آکر کھڑے ہوے چار جانب دیکھ رہے ہین کہ صحرا سے گردا ڑی ایک شخص کو دیکھا کلاہ سر پہ نمدار بھاگا ہوا آتا ہی
جیسے ہی نورالدہر سے آنکھ ملی پکار کر آواز دی اے شہریار مین ہون شبرنگ شہباز جادو میری فکر مین آتا ہی
نورالدہر بڑھے شبرنگ چاہتا ہی کہ جھپٹ کر پاس آقا کے پہونچون کہ آسمان سے نعرہ ہوا انم شہباز جادو
تڑپ کر گرا شبرنگ کی کمر مین پنجہ دیا سے اڑا نورالدہر نے جلدی مین کمان کیانی دوش سے اتاری تیر چلہ
کمان مین پیوست کرکے مارا شہباز کے پانون پر پڑا پانون زخمی ہوا اور تڑپ کر بلند ہو گیا نورالدہر نے جو لوح
دیکھا خلخال جنی وغیرہ مودب سے عرض کی آقا خیر تو ہی فرمایا شبرنگ کو ایک ساحر لیگیا مجھکو بھی جانا چاہیے ایسا نہو
اسکو قتل کروا دے بڑے صدمے اہل طلسم سے اٹھانے ہین یہ کہکر لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا اے فاتح طلسم واے
سیار این عجائبات جسوقت منظور مرد از خوار ما [illegible] نے فورًا اپنے کو قلعۂ طلسمی مین اس صورت سے پہنچا
کہ خلخال جنی بصورت مرکب پے آسپ سوار ہو کر بتعجیل جا دربار مین مقابلہ پڑیگا جب تک کاؤس نہ قتل ہوگا
ہزارون بلائین نازل ہونگی نورالدہر نے خلخال جنی سے اشارہ کیا خلخال جنی بصورت مرکب تیز رفتار بنا
نورالدہر سوار ہوے لشکر مین ظاہر ہوا جن لوگون نے پانی سے مہلت پائی تھی وہ جھپٹ کر ساتھ ہوے ساٹھ ہزار
جوان ساتھ ہو گئے نورالدہر طرف قلعہ کاؤسیہ کے چلے لیکن ایرج نوجوان جو چند سردارون کو لیکر
نکلگئے تھے اپنے لشکر کو جمع کیا خبر پائی کہ قلعہ کاؤسیہ پر ہنگامہ ہی اب فقط قلعۂ طلسمی باقی ہی شاپور نے خوب
کی کہ وہان بادشاہ طلسم ہوشربا کا سحر ہیگا ایرج نے کہا جب تلوار کھنچی سب سحر و ساحری معدوم ہوتی ہی کل
لشکر لیکر ایرج چلے راہ مین ایک قلعہ ہی آفاق قلعہ دار وہان کا حاکم و ناظم ہی اسنے جو خبر سنی کہ نبیرۂ صاحبقران
طرف قلعہ کاؤسیہ کے جاتے ہین بیس ہزار ساحرون کا لشکر لیکر آفاق قلعہ دار قلعے سے باہر نکلا دیکھا لشکر ایرج
کا آتا ہی ایک نخل کے سائے مین کھڑا ہو کر سحر کرنے لگا لشکر ایرج پر تباہی آئی کوئی جھونکے بہل گرا کسی کے جسم سے
آگ پیدا ہوئی کوئی جھونکے مین ہوا کے اڑگیا شاپور نے جو یہ آفت دیکھی لشکر سے نکلکر بھاگا دیکھتا ہوا چلا یہ
آگاہ ہوچکا تھا کہ لشکر ساحران سے آگ برس رہی ہی اسی جانب چلا ایک گوشے سے آکر دیکھا کہ سب ساحر تو

سحر کر رہے ہین اُنکے سحر سے بھی آفت برپا ہی مگر ایک ساحر تاج پہنے ہوے بلا کے سحر کر رہا ہی جب وہ پتھر مارا
آگ برسنے لگی شعلے بھڑکے لگ رہا ہے ابر گرجے شاپور نے کنارے آکر اپنی صورت ایک رسالہ دار کی بنائی پُشتک
ہوا چلا قریب تاجدار کے پہونچا پکار کر آواز دی اس لشکر کا کون مالک ہی آفاق نے کہا مین بادشاہ قلعہ ہون
تمھارا کیا مطلب ہی شاپور نے کہا ہمکو ایرج نوجوان نے بھیجا ہی فرمایا ہی کہ ہم تجسے مصالحہ کرتے مین تمھارا
مذہب بھی اختیار کرینگے آفاق یہ سنکر خوش ہو گیا شاپور نے کہا سحر موقوف کیجیے آفاق نے ہاتھ روکا شعلے بھڑکنا
موقوف ہوے شاپور باتین کرنے لگا کہ سحر ملین کر لیجیے ایسا نہو کہ بعد فتور ہو اب رنگ جم رہا ہی لیکن ملکہ صبح دلکشا
بُرج کو مین اس خیال مین ٹھہری تھین کہ ایسا نہو ایرج نوجوان کو شان گذرے کئی دن اسی مقام پر رہین ایکدن
شب کو پڑی سو رہی تھین عالم خواب مین دیکھا کہ ایرج نوجوان چلے آتے ہین ملکہ اُٹھین جمال جہان آراد یکھکر
جھکین سلام کیا کہا حضور کا کیونکر آنیکا اتفاق ہوا ایرج نے کہا ملکہ تمھارے مشتاق تھے تمھین ڈھونڈھتے ہوے
آتے ہین تمھارا مزاج کیسا ہی صبح دلکشا نے کہا اے شہریار کیا کیفیت عرض کرون کیونکر خاموش رہون اصل مین
یہ صورت ہی عجب حالت ہی بقول شاعر

نظم

تن سے بار سرِ آمادہ سودا اُترا	شکر ہی خنجرِ قاتل کا تقاضا اُترا
حال مجنون تو نہین نوعِ دگر دیکھا کچھ	ساربان آج ہی کیون چہرۂ لیلا اُترا
اسقدر اپنے ہیم اشک نے کی موج زنی	آخرِ کار نظر سے مری دریا اُترا
درد سر عشق کا سر سے نہ سرے دور ہوا	جل کے جن تجھسے نہ اے آتش سودا اُترا
وصل کے بعد نکسطرحسے ہو رنج فراق	درد سر ہوتا ہی جب نشۂ صہبا اُترا
چشمۂ حسن کی موجون سے اشارہ ہی یہی	روتے روتے جو مُوا عشق کا دریا اُترا
ذقنِ یار مین کی خط نے رسائی پیدا	چاہِ یوسف مین خضر بہر تماشا اُترا
کیا عجب رونے جو ماتم مین بہاسے وہ تب	بیشتر کوہ کے اوپر سے ہی دریا اُترا
باغ سے بادِ بہاری کی ہی آمد آمد	طاقِ میخانہ سے ہی ساغر مینا اُترا
ذہن یار کا رہتا ہی تصور اسمین	شیشۂ دل مین پری بنکے ہی عنقا اُترا
شاخ گل کو بھی نہ آتش نے چھوا تھا ہیہر	خون تری آنکھون مین اے بلبل شیدا اُترا

ایرج نوجوان نے کہا ملکہ تم صاحب اختیار ہو اگر قصد کرو تو ملاقات کر سکتی ہو تمھارے چلے جانے کا کیا باعث ہوا

صبح دلکشا نے چاہا کچھ عذر کرے کہ آنکھ کھل گئی وہی کوہ ویران سنسان میدان ملکہ گھبرا کر اُٹھیں حیران کھڑی ہیں
خود شاہزادے نے کلمۂ اشتیاق فرمایا اب چلکر تلاش کرنا چاہیے یہ سوچکر پر پرواز پیدا کیے اُڑ کر چلیں مگر اشتیاق
مین ڈوبی ہوئی خواب کی باتون کا خیال دل پر ہجوم غم و ملال آسمان پر چلتی ہوئی جاتی ہین میان شاپور نے
باتین کرتے کرتے جب دیکھا کھلا سے پلانیکا موقع نہین ہو گیا دیکھیے مسلمان کیسے جل رہے ہین جیسے ہی آفاق اپنا
شاپور نے حلقہ ہاے کمند گلے مین ڈالدیے آفاق اُف کرکے گر کا حلقے کمند کے جلے شاپور گرا آفاق نے
خنجر کھینچا کہا ارے تو کون شاپور نے کہا تمھین قتل کرنے کو آیا تھا تمھاری موت ابھی نہین ہے آفاق نے چاہا
خنجر مارون کہ سر اُڑ جائے شاپور سامان ہاں کرتا ہے دور سے ایرج نے دیکھا ایک ساحر شاپور کو قتل کیا چاہتا
ہے کئی تیر مارے اُسنے سحر کرکے جلا دیے اسی وجہ سے قتل مین دیر ہوئی کہ صبح دلکشا نے آسمان سے دیکھا ایک
ساحر شاپور کو قتل کرتا ہے سب جادوگر لشکر پر ایرج کے آگ برسا رہے ہین بیقرار ہو کے ایک گولہ پھینکا کہ آگ
برسنا موقوف ہوا برق بنکر آفاق پر گری یہ تو ایرج کی جانب دیکھ رہا تھا آفاق کے دو ٹکڑے ہوے فوراً
سنم صبح دلکشا ساحرون پر کڑک کڑک کر گرنے لگی سیکڑون کے سر اُڑا دیے فریاد فریاد کی صدا بلند ہوئی لشکر ایرج
کے پانی برسا دیا ساحرون نے دُہائی دی کہ ہم اطاعت کرتے ہین ایرج نے تلوار روکی ملکہ صبح دلکشا کو منع کیا باقی
جادوگر مطیع اسلام ہوے افسر انکا سراب جادو سبکو لیکر حاضر خدمت ہوا ایرج نے سراب کو سردار کیا صبح دلکشا
سے حال پوچھا صبح دلکشا نے سب کیفیت اپنی بیان کی رشک کا ذکر نہین کیا ایک شب ایرج نوجوان
اسی مقام پر رہے اس قلعے پر مفصل حال سُنا کہ نور الدہر نے سب مرحلے فتح کیے اب صرف قلعۂ کاؤس پر جانا
ہے دوسرے دن لشکر کو ہمراہ لیکر بعظم و شان تمام چلے کاؤس اور رنگ نشین کو خبر پہونچی کہ طلسم کشا آتا ہے تمام
قلعہ جات تسخیر ہوے کہا سب لشکر جمع کرو چار لاکھ ساحر و غیر ساحر جمع کرکے کاؤس اور رنگ نشین قلعے سے
باہر نکلا لشکر کو آتا را ساحر کہ رہے ہین کہ حضور نہ گھبرائین ایک سحر مین زمین ہلا دینگے کاؤس نے کہا اے برادران
سحر کا آگے طلسم کشا کے کیا زور ہے صاحب لوح بچہ مگر کچھ حیلہ کچھ جرأت اگر کی تو خیر ورنہ جان دینا ہے صبح کا وقت ہے
کاؤس اور رنگ نشین بارگاہ مین بیٹھا ہے یہی ذکر ہو رہا ہے ہر ایک کا قول ہے کہ حضور مرنے والا بہت بڑا ہوتا ہے
مرتے مرتے ہزارون کو مار کر مرینگے طبقۂ زمین کے آسمان پر پہونچا دینگے یہ باتین تھین کہ صحرا سے گرد اُڑی نوبت
نقارے کی آواز آئی سب دیکھنے لگے دیکھا آگے آگے شاہزادہ ایرج نوجوان پشت پر لشکر گران نوبت نقارے
بجتے ہوے ملکہ صبح دلکشا تاج سر پر لباس فاخرہ زیب جسم انوار طاؤس کو اُڑاتے ہوے پچاس ہزار ساحرون کی

ایک طرف غیر ساحر بجے ہوئے آتے ہین اس لشکر کو دیکھکر کاؤس گھبرا گیا ہرکارون سے کہا دریافت تو کرو یہ کون شخص ہی
ہرکارے گئے خبر لیکر آئے کہ طلسم کشا کے ہمچشم بعد قہر و خشم دربندون کو فتح کرتے ہوئے آتے ہین راہ مین آفاق جادو
کو مارا کاؤس نے زانو پیٹ لیا کہا یارو میرا قصد تھا کہ اگر یہان شکست ہو گی تو مین قلعے مین آفاق کے چلا جاؤنگا
افسوس وہ بھی برباد ہوا ایرج سامنے آکر اُترے بازار مین آراستہ ہوئین شاپور شیر دل ایسا مختلط طلب فوج مین
بارگاہ زر لفتی استادہ کی اُسمین ایرج داخل ہوئے ملکہ صبح دلکشا در بارگاہ پر بعہدۂ نگہبانی آکر بیٹھین میر طلایہ
مقرر کیا ہمین جادو پانچہزار ساحرون کو لیکر گرد لشکر پھرنے لگا کاؤس نے رفیقون سے کہا کیا یہ بھی میرے واسطے
طلسم کشا ہی میدان دیکھتا ہو طبل جنگی بجے صبح سب کو پھونک دونگا ایک زندہ نہ بچیگا طبل جنگی پر چوب پڑی یہ خبر
ہرکارون نے ایرج کو پہونچائی ایرج نے بھی حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے میان بھی نقارۂ رزمی
گڑگڑایا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا لشکر خیل خیل
طرف میدان کارزار کے چلے جب دونون لشکر میدان مین پہونچ گئے نقیبون نے نقابت کی گرگشت کر کے الگ ہٹے
کاؤس اورنگ نشین چاہتا ہی کسی کو حکم دے کہ صحرا سے گرد اُڑی نوبت نقارے کی آواز آئی ابر ہائے سیاہ
چمک رہے ہین چونکہ ایرج کے لشکر مین سُن پایا تھا کہ صبح دلکشا ساحرہ ہو اسیر سب خوش تھا کہ صبح دلکشا کی کیا
مجال ہی جو ہمسے مقابلہ کر سکے خوشی خوشی کاؤس کھڑا دیکھ رہا ہی کہتا ہی کہ ایک سحر مین اس لشکر کو پامال کر دونگا
وہ گرد غلیظ جو اُٹھی تھی قریب آکر شق ہوئی ابر ہائے سیاہ جو اُٹھے تھے وہ بھی پھٹے ابر سے بڑے بڑے ساحر ین
غدار اژدران آتش فشان پر سوار بڑے کرو فر سے آکر پہونچے ایک ایک کو ناز ہی کہ ہم طلسم کشا کے ساتھ ہین بادشاہ
طلسم کو قتل کرینگے روپیہ مال لوٹینگے گرد سے طلسم کشا ظاہر ہوئے کہ میدان رسالہ دار گرد گھیرے ہوئے مرکب پری پیکر
پر سوار نشست پر لاکھون سوار و پیدل فوج کے دل کے دل آگے آگے سب کے شاہزادہ نورالدہر لوح طلسم
گلے مین سرداران صف شکن جوانان تیغزن چپ و راست نورالدہر مرکب باد رفتار کو بڑھائے ہوئے آتے ہین کاؤس
نے نورالدہر کو پہچانا گھبرا کر کہا یارو غضب ہوا طلسم کشا آگیا اب مشکل ہو گی مین اس جوان کو سمجھا تھا کہ اسکا گرفتار
کرنا کتنی بڑی بات ہی مگر ہمرنگ طلسم کشا کرامات ہی ساحر بھی بجیاب ساتھ ہین لیکن ایرج نے نورالدہر کو دیکھا
آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا کہا ای شاپور دیکھا تو نے کتنی گیرزادے کو کچھ خوف نہ آیا ہمارے سامنے آکر ہے ہین
مرحلہ بات توڑ کے آئے ہین شوکت و شان دکھاتے ہین یہ کہکر مرکب کو بڑھا دیا للکار کر آواز دی جسکو تمنا مرگ
کی ہو وہ ہمارے سامنے آئے خواہ مسلمان ہو خواہ کافر ہم سب سے موجود ہین جسقدر ملک فتح کیے اُنکے بادشاہ جو

ہین ابھی آفاق جادو کو مارا بڑے بڑے کافرون کو للکارا ایرج نے جو طرف ساحرون کے رخ کیا نورالدہر
بیتاب ہو گئے کہ ایسا نہو کہ کوئی ساحر نکل کر سحر کر دے تو اس تاجزادے کو جان بچانا مشکل ہوگا یہ سوچ گھوڑا بڑھا
پکار کر آواز دی اے یکتاز میدان جلالت والی صاحب سطوت و شوکت آپ ایسے ہی مبادر ہین رستم و اسفندیار کا
نام مٹا دیا مگر اسوقت موقع جنگ و جدل کا تمھارے نہین ہے تامل کرو ایرج کو اور زیادہ غصہ آیا طرف نورالدہر
کے بڑھے کہا بس کنارے رہیے میرے قریب نہ تشریف لائیے گا ورنہ بڑے قبلہ و کعبہ سے شرمندگی ہوگی نورالدہر
نے کہا مین آپ سے جنگ نہین کر سکتا مگر طلسم کی تباہی میرے نام تھی آپ کو ملال ہوئیگا نورالدہر یہ عذر کرتے
ہوے قریب پہونچے منظور یہ تھا کہ انکو سمجھا کر پھیر دون مین لشکر کاؤس سے جنگ کرون ایسا نہو بادشاہ طلسم کہے
خدانخواستہ دشمنون پر انکے کوئی خرابی آئے جب قریب ایرج کے پہونچے ایرج نے تلوار کھینچکر ہاتھ مارا کہا
لو جا جانے پر بڑا ناز ہے خبردار اب کبھی ڈنگل رستم کا نام نہ لینا ورنہ زبان کاٹ ڈالونگا ہر چند نورالدہر نے اپنے
کو بچایا مگر پھلیہ تلوار کا سر پہ پڑا کسی قدر زخم آیا نورالدہر کو بہت ناگوار ہوا تلوار کھینچی اور غصے مین منھ سے نکل گیا
کہ او تاجزادے ڈنگل رستم ہمارا حق ہے ہمارے قبلہ و کعبہ نے تمھارے دادا کی جا بجا مدد کی تب انھون نے ڈنگل
رستم دیا اب جو نگاہ ڈالی تو آنکھ پھوڑ ڈالونگا ہم سمجھاتے ہین آپ اپنے آپ سے باہر ہوے جاتے ہین یہ کہکر
ہاتھ مارا ایرج کا سر زخمی ہوا دونون جوانون سے تلوار چلنے لگی لشکرون مین ہنگامہ ہوا آپسمین لگے سحر بھی
ہونے لگا تلوارین کھنچ گئین طائران تیر اڑنے لگے جسکے سینے پر پڑے پشت کو توڑ کر پار گذرے نیزون نے
سرکشی دکھائی سنان ہاے نیزہ چلین سینے غربال ہونے لگے کاؤس اور رنگ نشین نے جو یہ معرکہ دیکھا کل
فوج کو اشارہ کیا کہ مسلمانون کو مارو تمام فوج کفار لشکر ایرج و نورالدہر پر جا پڑی اب تینون لشکر مل گئے
کاؤس نے جب سحر کیا ہزار ہزار دو دو ہزار جوان غربال ہوے جا بجا پامال ہوے طرف سے ایرج نوجوان
کے ملکہ صبح دلکشا نے اپنے طرف والون کو بچانا شروع کیا طرف سے نورالدہر کے ملکہ صمصام جانبازی کر رہی
ہین جب کاؤس کا سحر چلا سینہ سپر کر دیا اپنے اوپر زخم کھائے مگر لشکر نورالدہر کو بچایا بڑے زور و شور سے لڑ رہی
ہین یہ بھی خیال ہے کہ لشکر کو شاہزادے کے بچاؤن ایک مقام پر ملکہ صبح دلکشا سحر کر رہی ہین بی صمصام سحر
کرتی ہوئی آئین آپسمین ملاقات ہوئی صمصام نے کہا کیون بوا ایسے جا بجا بھی کہین دیکھے ہین آپسمین لڑ رہے
ہین دونون شیر زخمی ہوے کاؤس کا زور بڑھا ہزارہا بندگان خداے بے خطا مارے گئے بادشاہ طلسم نے سحر کیا ہین
روکے دونون جوان جھوم رہے ہین صبح دلکشا نے کہا کیون بوا ڈنگل رستم کیا چیز ہے جس پر یہ جھگڑا ہے صمصام

نے کہا ہوا بلا جانے کر دنگل رستم کیا چیز ہے کہ آپس کا جھگڑا ہے یہ کہا بادشاہ ملکہ صمصام کا قصد ہوا کہ میں بادشاہ طلسم سے مقابلہ کروں جیسے ہی سامنے پہونچیں کاؤس دیکھکر جلنگیا کہا او گیسو بریدہ ننگ خاندان تو نے طلسم کشا کو راستہ بتایا مرحلۂ و قواق ایسا مقام تھا کہ اسکو کوئی فتح کرسکتا لیکن وہ بھی کتے کی موت مارا گیا یہ کہکر سحر کیا صمصام کا سر زخمی ہوا کئی تیر بھی مارے صمصام نے کچھ خالی دیئے کچھ جسم پر پڑے جسم سے خون جاری ہوا صبح دلکشا نے جو دور سے دیکھا کہ صمصام زخمی ہوئیں تمام جسم فوارہ بنا ہوا ہے نعرہ کرکے جا پڑیں ملکہ صمصام جو ہر جار تو کنارے ہوئیں صبح دلکشا و کاؤس اور نگ نشین سے مقابلہ ہونے لگا کئی سحر ملکہ صبح دلکشا نے کیے کاؤس کب مانتا ہے سحروں کو دفع کرکے ایک چیخ ماری کہ زمین تھرا گئی برق گری سر ملکہ صبح دلکشا کا بھی زخمی ہوا ساحران نامی لشکر نورالدہر کے سب زخمی ہیے کئی ہزار ساحروں کو مارا قریب ہے کہ لشکر ایرج و نورالدہر کو شکست ہو نورالدہر کوشش کر رہے ہیں ہنگامہ گیر و دار لشکر اہل اسلام در دمند کاؤس بہت خوش ہے کہ میں نے فوج مسلمانان کو شکست دی اب میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جائینگے طلسم کشا زخمی و بیقرار ہو چلے اور سب کو گرفتار کروں پھر طلسم کشا سے سمجھا جائیگا ہر طرف دوڑتا پھرتا ہے جہان ساحر نامی کو پایا قتل کر ڈالا یا زخمی کیا عجب رنگ ہے ہزار ہا لاشہ پھڑک رہا ہے ساحروں کے مرنے کی صدا بلند فلاں مارا گیا فلاں مارا گیا نورالدہر کا جوش و خروش بڑھتا جاتا ہے سر کے زخمی ہونے سے شاہزادہ تشنم سحر کے اثر سے ہوا ایک تخل کے سامنے میں آکر بیٹھے تماشا جنگ کا دیکھ رہے ہیں جب کاؤس نے گرد مارا یا سو دو سو گر گئے غضب آفت بپا ہے جب نورالدہر نے دیکھا گھبرا گئے ساتھ والوں سے فرمایا بڑا غضب ہوا کس مصیبت سے طلسم توڑا جا بجا ساحروں کو مارا قلعۂ و قواق پر کیا کیا مصیبتیں پڑیں یہ انقلاب منظور ہوا کہ ہزار ہا مسلمان مارے گئے اسی کی گردن پر خون ہوا اے پروردگار اپنا رحم شریک حال کر یہ لڑائی فتح ہو اے معبود تیرے نزدیک سب آسان ہے تیرا آپ بندۂ خاکی پر سراسر احسان ہے

نظم

حق است آنکہ بنیاد دین است
بہر مسند خدا مسند نشین است
خداوند جہان در حسن و خوبی
کہ حق پروردگار عالمین است
گہے پیدا گہے پوشیدہ باشد
گہے خاقان چین گہ خوشہ چین است

خدا مشترک صدق و یقین است
خدا پاک از چنین است و چنان است
جمیل است و شکیل است و حسین است
بہ پیش بارگاہ ایزدانش
گہے شادان گہے اندوہگین است
ز ہر صورت خدا صورت نماید

بہر کشور خدا دارد تسلط
تنبرہا ز جهان است و جهین است
ز لطفش نیست کس محروم و مایوس
زمین و آسمان سر بر زمین است
گہے دریوزہ گر گہ شاہ آفاق
نقاب از چہرہ انور کشاید

شاہزادہ بیقرار ہوکر یہ دعا مانگ رہا ہے نہایت نوجوان بھی بیقرار ہیں شاپور سے کہ رہے ہیں اے شاپور
اب شکست ہوجاتی ہے شاپور کہتا ہے آقا آپ نے غضب کیا لڑائی میں نور الدہر بادشاہ طلسم ہے اسکے سحر کو کون
روک سکے آج شامت ہوئی شاپور نے پھر کہا تھا آپ کا غصہ بعض مقام پر خرابی کرتا ہے آج بڑا غضب ہوا دیکھیے
کیا ہوتا ہے مگر نور الدہر نے دعا کرتے لوح کو چمکانا شروع کیا جس طرح چمکاتے ہیں کبھی گھونٹا بڑھاتے ہیں
جس ساحر کے سامنے لوح چمکائی وہ نابینا ہوا اور پرے ہاتھ مارا صد ہا جادوگر ہلاک ہوئے مگر کاؤس کے سحر نے
قیامت برپا کی ہے ہزارہا بندگان خدا مارے گئے اور قتل ہو رہے ہیں جہاں کاؤس نے سحر کیا ہزار دو ہزار بیکار ہوئے
ہاتھ تلوار کا نہیں چلتا سپر پشتیبانی نہیں کرتی طائران تیر بے پر گرے پڑے ہیں ایرج کو بھی نہایت انتشار ہے کہ
آج کی جہالت نے بندگان خدا کو قتل کرایا یہ بھی دعا مانگ رہے ہیں جو سردار بیچین و بیکس ہو رہے تھے بلک بلک
کے دعائیں مانگ رہے ہیں کہ آسمان سے نوبت نقارے کی آواز آئی قضا سے کہ نقابدار زریں پوش سیر کرتا
ہوا جاتا ہے فوج نترہ ہاے دیو بھی ہمراہ بارہ ہزار جوانان صف شکن دیوزادوں کی گردنوں پر سوار مرکب ان کے
انکی بغل میں دبے ہوئے نقابدار نے جیسے ہی دیکھا کہ ایرج و نور الدہر زخمدار آنبر پرورش ساحران غدار ہوچکے
ہی کمال غصہ آیا دیوزادوں سے کہا کہ تم طرف صحرا کے جاؤ خبردار شریک جنگ نہ ہونا وہ باز سفید ہر وقت سر پہ
سایہ فگن رہتا ہے نقابدار بارہ ہزار جوانوں سے آگے گرا آتے ہی صفوں کو درہم و برہم کرنے لگا جس غول پر پہنچا اسکو
تاک کر مارا ایرج و نور الدہر کی جانب پکار کر آواز دی کہ اے جوانان صف شکن و اے شیران تیغ زن یہ کیا حالت ہے
کہ کفار کو زور دیا بندگان خدا قتل ہوے یہ کسپر عذاب ہوا خبردار اب کبھی ایسی حرکت نہ ہو یہ کہتا جاتا ہے اور مصروف
جنگ ہے اسم اعظم بآواز بلند پڑھ رہا ہے باز سفید جسپر سایہ ڈالتا ہے وہ جلکر رہ جاتا ہے کسی پر منقار ماری کسی کو پنجے سے
غربال کیا لوگ حیران ہیں کہ یہ کیسا طائر ہے صف شکنی کر رہا ہے اپنے آقا کو بچاتا جاتا ہے ساحر کو قریب نہیں آنے دیتا
نقابدار لڑتا بھڑتا ہوا جاتا ہے نور الدہر کو بڑی شرم آئی ایرج کی جانب دیکھا کہا کیوں برادر آپس کے منافقے کا
انجام دیکھا جان بچانا مشکل پڑا آئندہ دیکھیں کیا ہوا ایک طرف سے ایرج ایک طرف سے نور الدہر شمشیر زنی کرتے
ہوے چلے جدھر جا پڑے قیامت برپا کر دی اگر ایرج کسی کے سحر میں پھنسے نور الدہر نے بڑھکر لوح چمکائی سحر
ایرج جا پڑتے ہیں اسطرح جنگ ہو رہی ہے کفار تنگ ہیں تین شیر آمادہ جنگ ہیں نور الدہر لڑتے بھڑتے لوح کو
چمکاتے ہوے جاتے ہیں ادھر سے کاؤس اورنگ نشین آگ برساتا ہوا آتا ہے نور الدہر نے للکارا او نامرد ازلی
و ابدی خدا کو کیا قتل کرتا ہے مردان عالم سے نگاہ چار کر اسنے بڑھکر ایک ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا

سامنے لقابدار کے شوکت نمائی بھی منظور ہی جیسے ہی اُسنے دوسرا وار کیا نورالدہر نے کلائی پر ہاتھ ڈالا اور غصے میں
طمانچہ مارا سر کاؤس کا اُڑ گیا مرنا کاؤس کا کہ ساحر دہائی دینے لگے ہر طرف سے آواز فریاد فریاد کی بلند ہوئی لقابدار
سب ساحرون کو خدمت مین نورالدہر کی لائے کہا انکو امان دیجیے نورالدہر نے سر جھکا لیا ساحرون کو امان دی
مطیع اسلام ہوے لقابدار خود رہا اپنی بارگاہ استاد کرائی نورالدہر مع ایرج کو ساتھ لیکر اپنی بارگاہ مین آیا
دونون کی اپنے ہاتھ سے زخم دوزی کی شب بھر بالین پر انکے بیٹھا مرہم سلیمانی کی پٹیان چڑھا مین بس صبح
کو زخم اچھے تھے جب دونون جوان اُٹھکر بیٹھے لقابدار نے اشارہ کیا ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز
حاضر ہوے جام گردش مین آیا ایک پری وش مشتری خصال زہرہ جمال سامنے کھڑی ہوکے بہ خوش الحانی
یہ غزل گانے لگی

غزل

تصور ہر نفس ہو پیش چشم اُس روے روشن کا
نگہبان برق کو مین نے کیا ہے اپنے خرمن کا

مجھے مقصود دل پردہ دری ہے عیب پوشی مین
گریبان پھاڑ کر کرتا ہون مین پیوند دامن کا

تواضع دشمن جان کی زیادہ قتل کرتی ہے
خم شمشیر معشوقون کا نمونا ہے گردن کا

گریہ دل سنے لیجا کر مجھے قعر زنخدان مین
لکھا تھا ڈوبنا قسمت مین میری چاہ گلشن کا

سبک رضعون کا احسان کھینچتا ہے داغ پیشانی
گلستان مُتا ہے دے زخم سے کب تار سوزن کا

کیا قتل اُسنے کہنے سے رقیب تیرہ باطن کے
رکھا گردن پہ اپنی دوست نے احسان دشمن کا

چمن کا عالم آتا ہے نظر گنج شہیدان مین
قدم یاد بہاری ہو مرے قاتل کے توسن کا

حبیب بیمروت سے ہو عرض حال لاحاصل
نہ بخشے نفع ہرگز کوٹنا کچھ سرد آہن کا

وہ جلا دیکھتا ہون زلیس مین میرے زندان مین
نظر آتا ہے چشم منتظر ہر چشمہ روزن کا

فروغ ظاہری کو داغ روشن دل سمجھتے ہین
چراغ بادہ ای آتش نہو محتاج روغن کا

جب ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہوا لقابدار طرف نورالدہر کے متوجہ ہوا کہا اے شیر بیشہ جرأت و اے یکہ تاز میدان
جلالت ایرج سے کہا آپ بھی سماعت فرمائیے ایرج بھی متوجہ ہوے لقابدار نے کہا آپس کا مناقشہ اچھا
نہین تم لوگون کی جرأت کے سکے ہین جو کارہاے نمایان تمھارے ہاتھ سے سرزد ہوے اگر اسکا ذکر کرین سالہا
سال مین ختم نہو کوئی تمھاری جرأت پر حرف گیر ہو سکتا ہے حال جواب طلسم سے نکلا اسکے تین حصے کیجیے ایک تو
مرحمت ہو وے مجھے آپ دونون صاحب لیجیے اور لشکر ظفر اثر صاحبقران مین جائیے میری جانب سے صاحبقران

زمان سے دست بستہ عرض کیجیے کہ ای شہریار برای خدا مجھسے مقابلہ نہ کیجیے بانہ باسے صاحبقرانی مجھکو دیجیے اگر
آپکو انکار ہی بزرگان دین سے دریافت فرمائیے جنکے حکم سے مین آیا ہون یہ راز بھی وقت پر کھلیگا اور آپ لوگون سے
بتاکید کہتا ہون کہ راہ مین آپسمین فساد نہو صاحبقران کو آپکے نہونیکا نہایت غم و الم ہوا ہے رکنا مناسب نہین
ایرج و لنڈہور دیکھتے ہین کہ نقابدار صبا رفتار نے اس فصاحت و بلاغت سے کلام کیے سواے بہت خوب کے
کچھ جواب نہ دیسکے نقابدار نے یہ بھی کہا کہ اب میرا رکنا مناسب نہین ہی میرے ملک پر بھی جنگ و جدل کا سامان کر
دیوزاد چڑھ گئے ہین قہقہہ سہر چشمی بڑی فوج لیکر آیا ہو اوس سے مقابلہ پڑیگا یہ کہکر نقابدار اوسی وقت سوار ہوا
فوج دیوان حاضر ہوئی نقابدار بصد کر و فر رخصت ہوکر روانہ ہوا بعد جانے نقابدار کے ایرج و لنڈہور نے قلعے
مین آنکے مال طلسمی جمع کیا ملازمان نقابدار کو ایک حصہ دیدیا تھا ایک حصہ لنڈہور نے لیا ایک ایرج کو
بصد منت و خوشامد دیا لیکن ایرج صاف نہوے کئی دن اسی قلعے پر دونون شیر رہے بعد کئی روز کے اس
قلعے سے ایرج و لنڈہور نے بکر و فر فریدونی و حشمت جمشیدی کوچ کیا نقابدار ایسا سمجھا گیا تھا کہ دونون
جوانون مین میل ہو یہ بھی خیال ہو کہ آپسمین فساد کرینگے تو نقابدار آکر تنبیہ کریگا یہ بھی آپسمین ذکر رہتا ہو کہ
نقابدار حقیقت مین صاحبقران ہو سطوت و صولت رعب و دبدبہ سب سامان ظاہری اسکو خدا نے دیا ہو
اسکا دعوی سچا ہی جس مقام پر اترتے ہین منزلون خبر جاتی ہو کہ طلسم کاؤسیہ فتح کیے ہوے شاہزادہ لنڈہور
جاتا ہو طلسم سے مال بہت پایا ہو قضاے کار غلاق کوہی کہ اسکے پاس نامہ لقا کا آچکا ہی تین لاکھ فوج
سے اسکا قصد ہو کہ کوچ کردن عیار اسکا سمار سبکرو دوڑتا ہوا آیا عرض کی ای شہریار ہم آپ سے کہا کرتے تھے
کہ اس حوالی مین طلسم کاؤسیہ ہو کہ اوسمین مال بہت ہو آپ نے تساہل کیا فرزندان حمزہ نے آکر فتح کر لیا مال لیے
ہوے جاتے ہین فوج کچھ بہت ساتھ نہین ہو دونون شیر کسن دو چار پہلوانون کو جو زیر کیا ہو جبلاے ہوے
ہین آپ سے کیا مقابلہ کرسکینگے آپ کے شاگرد اونسے بہتر ہین غلاق کوہی ایک تو مغرور تھا ہی عیار سے جو یہ سنا
کہین کھڑا ہو گیا کہا لشکر تیار کرو یہ مال مفت مین جاتا ہی چلکر لینا چاہیے تین لاکھ کا لشکر تیار ہوا غلاق کوہی چلا
کہتا ہوا اس مال طلسم پر ہم قبضہ کرینگے میان لنڈہور و ایرج ایک صحراے سبزہ زار مین اوترے ہین دونون
جوانون مین باتین ہو رہی ہین کہ دادا جان یاد کر رہے ہونگے دونون عیار بھی حاضر ہین کہ رہے ہین کہ اب سرکار
جلد چلیں لشکر مین انتشار ہوگا کہ سامنے سے گرد اوڑی غلاق کوہی مع تین لاکھ لشکر کے آ پہونچا سامنے اوتر پڑا
ایلچی بھیجا کہ ای جوانو تمنے طلسم کاؤسیہ فتح کیا بڑی بے ادبی کی وہ طلسم ہماری عملداری مین تھا مال اس طلسم کا

جو تمھارے ساتھ ہو اسکو ہمارے پاس بھیجدو ورنہ آفت برپا کرونگا ایرج و نورالدہر بیٹھے تھے کہ سرخاب کوہی
نے آکر یہ پیغام دیا ایرج تو غصے مین بیٹھے تھے ساتھ نورالدہر کا بہت ناگوار ہو مگر حکم نقابدار سے ساتھ جاتے
ہین جب سرخاب نے یہ مضمون بیان کیا ایرج نے کہا خلاق جھک مارتا ہو وہ کیا طلسم شکست کرتا فتح طلسم
ہماری ذات پر موقوف ہو سرخاب نے کہا او جوان کان پکڑکے لیجاؤنگا استاد مہربانی فرماتے ہین آپ مرتے
ہین مین خالی پھیا ہر نہین ہون گرفتار کرکے لیجاؤنگا سب مال حساب کرکے لونگا ایرج نے کہا کیون دیوانہ ہوا
ہو سرخاب نے ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے وار خالی دیکر زمین سے اٹھا کے دے مارا چھاتی پر چڑھکر کہا کیون جیا یا سر طلسم
کہ سر کھینچکر پھینکدون سرخاب منتین کرنے لگا ایرج نے کہا جا دور ہو خبردار جو اب کبھی مال طلسمی کا نام لیا تو گھسکر
مار ڈالونگا سرخاب کوہی جھاڑ پونچھکر اٹھا گینڈے پر سوار ہوکر بھاگا پاس خلاق کوہی کے آیا کہا حضور
مسلمان تو بڑے سرکش ہین دس بیس آدمی میرے لپٹ گئے مین اپنی جان بچاکر چلا آیا ورنہ مجھے قتل کرتے
خلاق سنکر جلگیا کہا ابھی طبل جنگ بجے طبل جنگ بجگیا بلبلا رہا ہی کہ صبح کو قیامت برپا کرونگا ان مسلمانون نے
بڑا صدمہ دیا اتبک تو مجھے یہ خیال تھا کہ مال لیلونگا مگر جان انکی چھوڑ دونگا اب مال بھی لونگا اور جان بھی لونگا
انھون نے میرے ساتھ فساد برپا کیا اب مین نہ مانونگا نورالدہر نے بعد جانے سرخاب کے کہا بھائی تمنے کیون
تکلیف کی کفار کے یہی طریقے ہین ہمیشہ مکر و حیلے کے پابند رہتے ہین کہ ہرکارون نے آکر خبر دی حضور اسنے طبل جنگ
بجوایا ہی نورالدہر نے کہا ہمکو تو جلدی ہو کہ لشکر مین پہونچین اسنے فساد برپا کیا اب دیر ہوگی ایرج نے کہا بھائی تم
آپ دخل نہ دیجیے مین سمجھ لونگا یہ کہکر حکم دیا طبل جنگی بجے یہان بھی تیاریان ہونے لگین صبح کو دونون لشکر میدان کارزار
مین آئے خلاق نے میدان مین گھوڑا للکارا وہ لوگ کہان ہین جنھون نے میرے شاگرد کو حقیر کیا ایرج نے
گرہ بن اشقر کو بڑھایا ہرچند نورالدہر نے کہا تم نہ جاؤ ایرج نے کہا تمنے آپسے کہا تھا کہ آپ اس مقدمے مین
دخل نہ دیجیے آپ پھر لیا ہی فرماتے ہین ایسا نہو کہ آپسے فساد ہو بڑے قبلہ و کعبہ کا مجھکو خیال ہو فرمائینگے میرے
فرزند کو کیون ذلیل کیا ہرچند کہ نورالدہر کو بہت ناگوار ہوا مگر سر جھکا لیا کہا بسم اللہ آپ کو اختیار ہو اب مین کبھی آپکے
مقدمے مین دخل نہ دونگا ایرج مرکب کو مہمیز کرکے میدان مین پہونچے بعد گفتگو اسنے نیزہ مارا ایرج نے
نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ چلنے لگا غصہ انتہا کا تھا گیارھوین طعن مین ایرج نے نیزہ اسکا نکال دیا
غصے مین آکر اسنے تلوار پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا ایرج نے غصے مین کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اسنے بھی
گریبان مین ہاتھ ڈالا دونون جوان گھوڑے سے کودے آپس مین کشتی ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین

کہ نملاق سے کشتی ہو رہی ہے ہر چند ایرج چاہتے ہین کہ جلدی زیر کرون مگر ممکن نہین ہوتا چار پہر ایک طور پر کشتی
ہوئی کشاکش کے زور ہو رہے ہین کبھی ایرج ریل کر لیگئے کبھی نملاق کوہی ریل کے لیجاتا ہے ایک مقام پر نملاق
ایرج کو ریل کر لیچلا تھا دو تین مرتبہ جو زور ہوے ایک مقام پر نملاق نے ہکہ مارا ایرج نے دونون پیر بڑھا کے
وہان پر موش خانہ تھا ایرج کا کود اُتر گیا نملاق کوہی باندھ کر لیگیا نورالدہر کو بڑا قلق ہوا نملاق نے لاکر زخم
کو درست کرایا کہا لیجا کر قید کرو صبح کو دربار سجا جائیگا نورالدہر نے اپنے مقام پر فرمایا بارگاہ مین نملاق کی دریا
دون بیادہ دنگا شاپور کو بڑا قلق ہے جیبن کہتا ہے اگر آقا کو انھون نے رہا کیا ایرج کو بڑا رنج ہوگا ایسے شیر بیشۂ
جرأت پر مصیبت جان دون مگر آقا کو جا کر رہا کرون یہ سوچتا ہوا ایک ضعیفہ کی شکل بن کر لشکر نملاق مین آیا دیکھا
بجا بجا چوکی پہرا ہے ایک گوشے مین آیا فرش پر بیٹھ کے نقب کھودنے لگا پہر رات سے مہرہ نقب کا قید خانے
مین جا کر توڑا دیکھا شاہزادہ سرنگون بیٹھا ہے شاپور نے آکر سلام کیا کہا غلام حاضر ہے ایرج خوش ہوگئے کہا اے
شاپور بڑا کام کیا شاپور نے کہا لشکر بہت ہے یہان سے کیونکر نکلنا ہوگا ایرج نے کہا مین لڑتا بھڑتا نکل جاؤنگا
مگر کشتی گیرزادہ میری مدد کو نہ آئے شاپور نے قید ایرج کی کاٹی ایک نیمچہ ہاتھ مین دیا ایرج باہر نکلے دروازے
پر قید خانے کے تلوار چلنے لگی شاپور نے کئی حقے آتشبازی کے مارے اندھیرا ہوا ایرج نے اُس تاریکی مین ایک
جوان کو مار کر گھوڑا لیا منگا نہ اٹھتے ہوے چلے جب کئی سو جوان مارے گئے ہرکارون نے یہ خبر نملاق کوہی کو
پہونچائی یہ لنگر لنگوٹے پر سوار ہوا للکار کے آواز دی اے کوہیان صف شکن دلاور جوانان تیغزن یہ جوان نکلکر جانے
نہ پائے چہار جانب سے گھیر لو مین ابھی کان پکڑ کے لاتا ہون قید مردان عالم کی حسب سے دور کی بڑی خطا سرزد ہوئی
یہ کہتا ہوا چلا مشعلین بھی روشن کی گئین کل فوج نے ایرج پر بلوہ کیا شبرنگ نے یہ خبر نورالدہر کو پہونچائی نورالدہر
اسی فکر مین پڑے تڑپ رہے تھے نیند کب آتی ہے دمبدم یہی خیال ہے کہ اگر ایرج پر کوئی آفت آگئی یا موے جسم
اُسکا میلا ہوا تو مین چھوٹے قبلہ و کعبہ کو منہ نہ دکھا سکونگا فرمائینگے تمنے ایرج کی خبر نہ لی جیسے ہی خبر سُنی کہ ایرج پر
ہو رہی جنگ ہو رہی ہے لنگر گھوڑے پر سوار ہوے کہا یارو ایرج نے رہائی پائی سب کو چلنا چاہیے کل لشکر کو
لیکر چلے اُسوقت آگے پہونچے کہ ایرج پر کل فوج کا بلوہ ہے مگر ایرج اُس حال مین بھی سردارون کو ٹوک
ٹوک کر قتل کر رہے ہین نملاق کوہی کے جو نعرے کی آواز سنی پشت مرکب پر بیٹھی جا لی لڑتے بھڑتے چلے کہ نعرہ
نورالدہر کی آواز آئی ایرج چلائے کہا او شاپور دیکھا تمنے اس کشتی گیرزادے نے پھر شوکت دکھائی آج میرے
دشمن سے مارا جاتا مگر مین سبب سے سمجھ لونگا بڑے قبلہ و کعبہ جب شکایت کرینگے انکو بھی جواب دے لونگا کہ تھے پہر

منھ پر چڑھتے تھے مین ایسون کی مدد نہین چاہتا شاپور نے ہرچند کہا جانے دیجیے آپ اسکا خیال نہ کیجیے ایرج نے غصے مین کچھ جواب نہ دیا طرف نملاق کے چلے جیسے ہی نملاق پر نگاہ پڑی للکارا او نامرد ہم تیرے نشانے تھے نملاق بھی پلٹ پڑا ہو ہو کرتا ہوا قریب آیا نورالدہر نے جو دور سے دیکھا کہ ایرج نوجوان کے جسم پر لباس نہین خود سر پر نہ دارو اکثر تیر پڑتے ہین خون جسم سے جاری نورالدہر کا دل بیقرار ہو گیا سوچے کہ ایسا تنومند نملاق پہلوان زبردست ہو ایرج کے واسطے کچھ خرابی ہو یا کوئی زخم کاری آجائے وہین سے للکارا او نملاق مجھ سے مقابلہ کر یہ کہکر مرکب کو جھکایا ایرج نے پکار کر آواز دی او کشتی گیر زادے میرے حریف سے مقابلہ نہ کرنا ورنہ ہاتھ قلم کرونگا نورالدہر نے کہا ای برادر تمھارے سر پر خود نہین زرہ نہ دارو زخم بھی کسی قدر کھائے ہین مین مقابلہ کر لونگا ایرج نے کہا ہم خود و زرہ کے بھروسے پر نہین لڑتے یہ ہاتھ کافی ہین مردان عالم کو کیا پروا ہے نورالدہر مقابلے مین نملاق کے جا پڑے سمجھے کہ جاہل کی بات کا کیا جواب دون نملاق نے نورالدہر پر ہاتھ مارا نورالدہر نے تیغ خاراشگاف پر روکا بہ قہر و غضب تمام جواب مین ہاتھ مارا کہ نملاق کے دو ٹکڑے ہوے ایرج کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا فرمایا کیون کشتی گیر زادے پھر شوکت دکھائی یہ کہا اور تلوار چمکا کر جا پڑے نورالدہر نے کہا دیکھو ایرج اب تمکو ملال ہوگا ہم بزرگون سے شرمندہ ہونگے ایرج نے کہا آج تمھارے ہاتھ کا ڈنکا لشکر دشمن کو تو انکے ساتھ والون نے تار تار کر دیا دونون شیر چاہتے تھے کہ ہمنبرد ہون کہ نقابدار زرین پوش یکہ و تنہا گھوڑا اڑاتا ہوا بیچ مین آگیا کہا بھائیو پھر وہی حرکت کی دونون کو جنگ سے ممنوع رکھا کہا خبردار اگر راہ مین کسی مقام پر فساد کیا تو دونون صاحبون کو ملال ہوگا اب نورالدہر و ایرج اسوقت کچھ جواب نہ دیسکے جب نقابدار چلا گیا تو مونچھون پر تاؤ پھیرنے لگے کہا اس نقابدار کی شامتین آئی ہین ہر مرتبہ آکے اپنی شوکت دکھاتا ہے ایکدن مارا جائیگا غرض بہ فتح و فیروزی یہ دونون شیر آکے داخل لشکر ظفر اثر ہوے اب یہ داستان سیان پر چھوڑی جاتی ہے پھر یہ ذکر لشکر لقا تحریر کیا جائیگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان افراسیاب جادو آنا ملکہ لیلائے محمل نشین کا برائے ملاقات افراسیاب و آمد قیس با دیگر دو عاشق ہونا لیلائے محمل نشین پہ فساد آپس کے و عیاری خواجہ عمرو و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

ادھر ہو مرے ساقی خوش ادا
سراسر ترا اس پہ احسان ہے
لکھوں راز پوشیدۂ عاشقان
کہ جس حال دل کا شتابی کھلے
قسم تجھکو جام و صراحی کی ہے
کرم دے جام صہبائے لطف و کرم
تجھے غمزہ و ناز کی دون قسم
پلے خنجر ابرو گلعذار
پلے بجت اری آشفتگان
سنانا ہے عاشق کو غم کی خبر
شراب مضامین کا ذکر آگیا
کہ لکھنا ہے مجھے لطف کی داستان
نہال مضامین ہوئے سبز پوش
دھوان جسکے اٹھا جان بیتاب سے
ہوئی لطف عشق بیان کی وجہ
تو اس باغ کی سیر کی کہ ہوئی
قلم طبع روشن بھی بیباک ہے

مجھے جام صہبائے حیرت پلا
پلا دے مجھے جام صہبائے عشق
گلابی اٹھا جلد اے مہربان
مرے حال سے تو آگاہ ہے
کہ یہ منزل سخت کر جلد طے
قسم گیسوئے مشک بو کی تجھے
دکھا دے مجھے آج سیر ارم
پلے آدھا جا نگاہ الفت پسند
پلے تار زلف جلالت نشان
سلامت رہے ساقی عشوہ گر
کہ مضمون دلکش سے لکھ دیا
خبر لے مری ساقی مہربان
ہوا ان کو بحر الفت کا جوش
جو قمری کی کو کو سے سر پھر گیا
کہ جاری ہوئے رنگ گل کے پیام
مضامین نو کی ہوئی دھوم دھام
تو یہ توسن کلک چالاک ہے

فدا تجھپہ یہ جان و ایمان ہے
مرے دل میں آ کر جگہ پائے عشق
نگاہیں لڑی ہیں گلابی کھلے
مرا ساقی مہر وش ماہ ہے
تجھے ناز پیر مغان کی قسم
دکھا سیر دشت ختن کی مجھے
پلے تیر دلدوز مژگان یار
پلے زخم خندان جنت پسند
نمو میکدے میں کبھی شور و شر
پلاتا ہے جام شراب سہن
پلے جام صہبائے وحشت نشان
کہ آئی ہے جس رنگ پر داستان
کھلی چشم نرگس کی سیر خواب سے
تو سرو چمن آنکھ سے گر گیا
بہار مضامین کی آمد ہوئی
کیا کلک نے غنچۂ گل کا کام
چہرہ عاشقان آشفتہ تا گیسو

دو بجان خنجر آبدار بر اس داستان محبت عنوان کو صفحۂ قرطاس پر یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف
راقمان فسانہ ہائے عجیب ✦ رقم نگارندہ داستان غریب ✦ شہنشاہ افراسیاب بصد شوکت و جلالت
بہ باغ سیب میں تخت حکومت پر بیٹھا ہے تمام رئیسان سلطنت و وزیران اسبت گرد اگرد بیٹھے ہین ذکر لشکر مہرخ
ہو رہا ہے افراسیاب کہتا ہے ان مسلمانون کو تڑپا تڑپا کر ماردونگا جسدن قصد کیا اسی دن خاتمہ کر دونگا تمام سردار
عرض کر رہے ہین ان غلامون کی کیا مجال کہ سرکار سے روسکیں مگر حضور نے عیارون کو بہت سر چڑھا لیا
ہے بہت گستاخیان کرتے ہین افراسیاب نے کہا جسدن تک ماہ بدولت کو خیال نہین ہے خیریت ہے جسدن غضب کیا

اُمیدین بھاگتے راستہ نہ ملیگا عمرو کا تو وہ حال کرونگا کہ عیاری سے توبہ کرے کبھی نام عیاری کا نہ لے یہ باتین تھین
کہ ہواے سرد آئی طفلان غنچہ نے بہ حیرت تمام طرف آسمان کے دیکھا پھولون نے آنکھین کھولین نرگس شہلا کو
دیدہ بازی کا شوق ہو گلچین و باغبان کو آبپاشی کرنے کا ذوق ہو تمام باغ پُر بہار ہوگیا مصاحبون نے کہا
حضور یہ کسکی آمد ہو افراسیاب نے سر اُٹھاکر دیکھا اور کہا ملکہ لیلاے محمل نشین تشریف لاتی ہین چند کنیزین مصاحبین
واسطے استقبال کے کھڑی ہوگئین ابر گلنار شق ہوا دیکھا تخت نقرئی پر ایک پریزاد دُر در گوش مرصع پوش تاج کج سر
جواہر انمول و بیش قیمت زیب جسم انور گرد کنیزان ماہ رخسار گلعذار کبک رفتار شیرین گفتار بارہ چودہ ہزار کنیزین
تخت کو گھیرے ہوے تخت زمین پر آیا وہ نازنین اُتری افراسیاب کو سلام کیا افراسیاب سراپاے لیلا کو
بحسرت دیکھنے لگا کہا کیون اے لیلا کہان سے آتی ہو لیلاے محمل نشین نے عرض کی کنیز دشت نجد مین براے
شکار آئی تھی وہان خبر سُنی کچھ لونڈی غلام سرکار کے بے ادبی کر رہے ہین جا بجا شغل بیٹھے ایک خبر وحشت اثر
ایسی سُنی کہ اسکو عرض نہین کرسکتی ہرکارون نے خبر بیان کی کہ حضور وجدہ حضور کی قبضے مین عمرو کے آگئے تھے
افراسیاب نے کہا اے لیلا مین نے رحم کیا کہ لونڈی غلامونکو کیا قتل کرون نانی جان نے ضد بھی کرلیا تھا اسوجہ
سے تامل کیا ورنہ ایک اشارے مین سب کے سر کٹکر گر پڑتے لیلا ہاتھ باندھکر بجا و درست کہہ رہی ہو افراسیاب
اس ادا پر مر گیا ہاتھ پکڑکے اپنے پاس بٹھا لیا کہا اے لیلا اسوقت تمھارے آنے سے دل باغ باغ ہوگیا اب دو چار
دن نہ جانا ہمارے باغ مین رہنا لیلا نے کہا لونڈی براے سرکوبی مسلمانان آئی ہو ایسی دُھن ہے اور بیان
سُنتی ہین کہ لونڈی کو بڑا غم ہو جاکر بی بہار کو سزا دون بی مخمور کی مشکین باندھکر لاؤن بی مہرخ عزیزدار سرکار کی
اور ایسی بے ادبی کرین بی مخمور پہ سرکار کی کیا پرورش تھی تمام خراج گزارانے دبنے تھے کیا سمجھکر یہ حرکت کی تھین
انکو یہ مناسب نہ تھا جو ہی سمجھاؤنگی اگر مان لیا تو خیر ورنہ گوشمالی کرونگی افراسیاب نے کہا اے لیلا تمھارا جانا
مناسب نہین جانتا عیار بڑے غضب کے ہین ایسا نہو تمھارے واسطے کچھ خرابی ہو لیلا نے عرض کی حضور کیا مجال
عیارون کی بھی یہ حقیقت ہو کہ ہم تک آسکین افراسیاب نے کہا یہ نہ کہو عیار چھلاوہ ہین کہ جدہر کو پھنسا لیا لیلا
یہ باتین کر رہی ہو افراسیاب ہنستا جاتا ہو کہتا ہو کہ مین عیارون کے نام سے خائف ہون وہ بلا کے ہین سب جگہ
پہونچ جاتے ہین یکایک دوسرا ابر تیرہ و تار اُٹھا برقین چمک کر گرنے لگین ابر قریب آکر شق ہوا دیکھا ایک تاجدار
گرد اُسکے بارہ چودہ ہزار ساحران خونخوار طاؤسان سیہ پر سوار علمہاے سیہ کے پھریرے کھلے ہوے افراسیاب
نے کہا ہمارا جان نثار قیس بادیہ گرد بھی آپہونچا قیس نے آتے ہی سلام کیا کہا اے شہنشاہ غلام نے بے اعتدالیان

مسلمانون کی نہین غلام کو بہت ناگوار ہوا مین ابھی جا کر عمرو کو لاتا ہون اسی دو دن مین اگر مین نے سب عیارون کو نہ قتل کیا تو مجھکو قیس بادیہ گرد نہ کہیے گا مین مجنون دیوانہ نہین ہون افراسیاب نے کہا یک نہ شد دو شد ملکہ لیلا کو عرصے سے سمجھا رہا تھا تم سب ہمارے دوست صادق تب دلی ہو تمکو حال سنکر ناگوار ہوا لیکن عیارون کا قتل ہونا نہایت دشوار ہے بلکہ لیلا کو روکا ہے یہ کہکر ہاتھ جو اٹھایا طرف لیلا کے اشارہ کیا اب جو نگاہ قیس کی جمال جہان آرائے لیلا پر پڑی ایک معشوق طرحدار صاحب کرشمہ و ناز بڑی بڑی انکھڑیان ابروے خمدار تیغ اصفہانی موے ابرو جوہر شمشیر بے پناہ زہے آہو کہ عاشق مرے عارض نور رشک شمس بس قیس بیتاب ہو گیا ساتھ والون نے جو رنگ رو متغیر دیکھا ایک مصاحب نے بہ محبت پوچھا حضور کا عجیب حال ہے ایکایک کیا ہو گیا اپنے مصاحبون کی عرض قیس متوجہ ہوا کہا بھائی ہو گیا کیون کچھ کہہ نہین سکتا کلیجے پہ چھریان چل رہی ہین مگر جو غش نہین سانس بھر کے کہا بیت نہ مجھ مین ہے نہ ہاتھ آتا ہے یارو دل میرا ۔ یہ کیا ہوا مرے پروردگار دل میرا ۔ کبھی بیقرار ہو کر اپنے مقام سے اٹھا پھر بیٹھ گیا کبھی کہتا ہے شعر جگر کو چیر قاتل دیکھتا تھا دل جو پوچھا مین کیا دل دیکھتا تھا ۔ یار و مصاحب اٹھا و بڑی ساتھ والے حیران ہین کہ ہمارے شاہ کو کیا ہو گیا دیوانہ وار وحشی مثال کبھی خاموش کبھی دریائے محبت کا جوش لیلا کو دیکھ رہا ہے کبھی دل مین ارزو ہے اس کی جستجو ہے کہ پروانہ وار گرد شمع جمال پھرون کلام کرنے کی بھی صورت نہین افراسیاب ابا بادشاہ قاہر و جابر سامنے بیٹھا ہے چپکے چپکے اپنے مصاحبون سے قیس بادیہ گرد کہتا ہے کہ یارو دیکھا کردن **نظم**

زخم کاری کے جو کھانے کو مرا دل دوڑا ۔ سر کھف مین طرف کوچہ قاتل دوڑا
ناتوانی نے یہ حالت مری پہونچائی ہے ۔ دو قدم مین جو چلون سیکڑون منزل دوڑا
نہوئی اب دعا بھی مجھے آفت سے نجات ۔ بھاڑ کھانے کو سگ کوچہ قاتل دوڑا
اے نسیم سحری دیکھیو کدھر ہے تیرا ۔ تھک گیا چار قدم جو مرے شامل دوڑا
دشت پر خار مین تا چند رہون سرگردان ۔ بس زیادہ نہ اب از دوری منزل دوڑا
رونق بزم سمجھے کیے تیرے بیٹھنے کو ۔ تا در خانہ ہر اک صاحب محفل دوڑا
تیغ زن دل کو کیا ہے صف مژگان نے خراب ۔ رو رہے جیسے کسی زہ پہ سپاہی غافل دوڑا
منزل عشق کی جو راہ ہو رکھتے ہی قدم ۔ نکلے قزاق ہر اک حور شمائل دوڑا
ملک الموت نے پیری مین کرم فرمایا ۔ گشت بخت ہوئی آتش کے مقابل دوڑا

رقم کرتے ہین حضور دربار افراسیاب ہے قتل مسلمانان کی فکر پڑی ہے اور کسی تدبیر سے فکر جائیگی یا افراسیاب کے سامنے

لکھوا ایسے کار نمایان کیجیے اور وہ آپ کے عشق سے آگاہ ہو بادشاہ صاحب اختیار ہے کیا عجب ہے کہ گفتگو کرکے شادی کرادے مصاحبون کی یہ باتین سنکر قیس طرف افراسیاب کے ملتفت ہوا کہا اے شہنشاہ غلام کو عیارون پر بڑا غصہ ہے تمام عالم مین مشہور ہو گیا کہ آپ کو گرفتار کر لیا تھا نانی جان نے آکے بچایا مین ضرور عمرو کو لاؤنگا اتنا کلمہ تو اسنے کہا کہ ابھی تو ملکہ لیلا تشریف رکھینگی افراسیاب نے کہا یہ ہمارے باغ کی رونق ہین اب انکو نہ جانے دیجیے قیس نے کہا غلام جاتا ہے عمرو کو گرفتار کرکے لاؤنگا تلوار سے سر نہ کاٹونگا کوڑے مار مار کے مار ڈالونگا افراسیاب نے کئی مرتبہ منع کیا جب اسنے نہ مانا تو افراسیاب نے کہا تمہین اختیار ہے لیکن سمجھ کر جانا قیس نے کہا حضور غلام گیا اور عمرو کو لایا بڑا خیال یہ ہے کہ مین عمرو کو قتل کرون شہنشاہ لیلا کو راضی کرکے میرے ساتھ کر دین ورنہ زندگی دشوار ہے آخر نہ ضبط ہو سکا بے اختیار پکار اٹھا اے شہنشاہ حال غلام کا نہایت ابتر ہو گیا گذارش کرون نظم

اپنی زبان کو طبل اندوہگین جلا	یا برق نالہ سے قفس آہنین جلا
بھڑکا یا تھا یہ کیسا نسیم بہار نے	گلچین کا ہاتھ آتش گل سے نہین جلا
نز تو بنا کے سر و چراغان نظارہ کر	تیری بلا سے مین اگر اے نازنین جلا
مین بھی تو دیکھون گرمی تری اشک آتشین	مشعل کی طرح سے تو مری آستین جلا
دنیا مین ہم سا سوختہ قسمت کوئی نہین	دکھا جو اپنا حال دل شانہ مین جلا
لیلی کی زلف سا ہے دھوان کیسا بلند آج	مجنون کے نالے سے کوئی جنگل کہین جلا
ڈرے سبیح یار کا دھوکا نہ دل کو دے	وہ نازکی کہان نہ سمجھے یاسمین جلا
کس لعل آتشین کا ہے دل اپنا شیفتہ	تب ہمارا نام لکھ داد وہ نگین جلا
آہ شب زغشان کا برا ہو شب فراق	انکھون مکان امن سے نزدیک مکین جلا
لالہ رخون کے عشق مین گل کھائے جسم پر	نایاب پوستین ہے نہ یہ پوستین جلا
اندھیر ہو نہ ہووے اگر دل مین روشنی	آتش چراغ کو لیے گھر مین ہمین جلا

افراسیاب نے کہا اے قیس یاد رہے کہ ہم تمہارے مطلب کو نہین سمجھا قیس نے دست بستہ عرض کی کہ حضور کو سمجھا دونگا اب تو عمرو کو لینے جاتا ہون جب سے غلام نے سنا کہ خاص سرکار کے ساتھ بے ادبی کی مجکو بڑا صدمہ ہوا بغیر عمرو کو گرفتار کیے مجھے چین نہ پڑیگا یہ کہکر قیس چلا چلتے چلتے ملکہ لیلا سے کہا ابھی آپ تشریف نہ لیجائیے گا ملکہ لیلا نے کہا شہنشاہ فرماتے ہین مین ابھی دو چار دن رہونگی اتنی بات کرتے قیس نہال گیا

فوراً یکہ و تنہا لشکر باغ سیب میں چھوڑ کر روانہ ہوگیا گزشتہ رنگین حصار پر آیا تو خیال میں آیا کہ ملکہ حیرت سے
ملاقات کروں اپنا حال دل بھی عرض کروں یہ سوچتا ہوا لشکر میں آیا دیکھا لشکر میں ہر طرف ساحر شغل رہے ہیں
اژدہان آتش فشاں منہ سے شعلہ ہائے آتشین چھوڑ رہے ہیں دیکھتا بھالتا دربارگاہ پر آیا درگہ سالار سے کہا
ملکۂ عالم سے عرض کرو کہ در دولت پر قیس بادیہ گرد حاضر ہو حیرت نے سنکر کہا بلاؤ قیس اندر آیا ملکہ کو سر پر
تخت جانی پر پایا اتفاق سے پانچون عیار بچیاں بھی حاضر ہیں مصور و صورت انکا اور سرداران نامدار گرد اگرد بیٹھے
ہیں حیرت نے کہا اے قیس کیونکر آنے کا اتفاق ہوا قیس نے کہا ایک عرض لیکر سرکار کے پاس آیا ہوں کل مقابلہ
مسلمانان کا اجارہ لیتا ہوں تیسرے دن سب کا خاتمہ کر دونگا آج تو عمرو کو لینے آیا ہوں صرصر نے کہا اے قیس
یہ کیا غضب کیا بھلا اب عمرو کیا گرفتار ہوگا سر دربار پکار کر کہا تمھاری جان ہی بچ جائے تو بڑی بات ہے کوئی
عیار اسوقت بھی دربار میں ضرور ہوگا تم پلٹ جاؤ میاں نہ ٹھہرو قیس نے کہا بی صرصر کیا بکتی ہو کوئی عیار سنیگا
تو کیا کریگا جبدن سے سنا کہ شہنشاہ کے ساتھ بے ادبی کی آب و دانہ حرام ہوگیا ہم ایسے ملازم جسکے موجود
ہوں اُسپر عیار دست اندازی کرے اور پھر اسکو ہم زندہ دیکھیں میرے مقدمے میں کوئی صاحب دخل نہ دیں عمرو
کا تو وہ حال کرونگا کہ کبھی کسی کو ایسی سزا نہ ملی ہوگی غرض اے ملکۂ عالم میری غرض یہ ہے کہ بی مخمور و بہار کا بڑا زور
شور ہے یوں گرفتار کروں کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اُنکے حال پر گریہ و زاری کریں میاں باغبان بھی جاکر
شریک ہوگئے ہیں دیکھیے اُنکا کیا حال کرتا ہوں مگر اے ملکۂ عالم دوسری عرض یہ ہے کہ ملکہ لیلاے محمل نشین
سرکار کی خانہ جگر زاد ہیں اُنپر غلام مائل ہوا سب مسلمانوں کے سر نجھے سے لیجیے اور لیلا کی میرے ساتھ شادی کر دیجیے
ملکہ حیرت نے سر جھکا کر کہا اے قیس ماننے نہ ماننے کا لیلا کو اختیار ہے ہم تو ترغیب ضرور دینگے قیس نے کہا آپ
تدارک ضرور کریں حیرت نے کہا بہتر لیکن اے قیس بقول صرصر تجھے برائے گرفتاری عمرو پکار کر کہا ضرور اُسکو خبر ہوگئی
ہوگی وہ ضرور بھاگ جائیگا قیس نے کہا حضور آپ کچھ نہ فرمائیے میں ڈھونڈ کر گرفتار کر لونگا یہ کہکر باہر نکلا ٹہلتا ہوا
چلا لشکر حیرت نہایت اوج پر ہے بڑے بڑے ساحر فروکش ہیں اپنے اپنے خیموں کے دروازوں پر بیٹھے ہوئے عجائب
و غرائب دکھا رہے ہیں قیس دیکھتا بھالتا جاتا ہے کہ سامنے سے ایک ساحر نے سلام کیا کہا حضور کہاں جاتے ہیں
قیس نے کہا میں برائے گرفتاری عمرو چلا ہوں ساحر نے کہا حضور نے بڑا غضب کیا پیدل جاتے ہیں اگر کوئی
عیار آیا ہوگا فوراً مار ڈالیگا آپ پر پرواز پیدا کیجیے اُڑ کر چلے جائیے قیس نے کہا تجھے کیا دخل ہے مجھے کوئی نہیں
پا سکتا ساحر نے کہا جو میں عرض کروں اُسکو کیجیے عمرو کو پکڑ لیجیے لشکر سے باہر زر نخلستان میں بیٹھا ہوا

لنگا پھر یا مین رہا ہی قیس خوش ہو گیا ساحر کے ساتھ چلا ساحر باتین کرتا ہوا قیس کو بہلاتا ہوا کہ وہ سامنے
جو زرغنہ نخلستان معلوم ہوتا ہی اُسمین عمرو بیٹھا ہی آپ سحر کیجیے گا مین مشکین باندھ کر لے آؤنگا قیس جب لشکر سے تھوڑی
دور چلا آیا ساحر نے کہا وہ سامنے دیکھیے ظالم بیٹھا ہوا لنگا پہن رہا ہی قیس نے مُنھ پھیرا ساحر نے حلقہ کمند کے گلے
مین ڈالدیے اور نعرہ کیا منم مہتر برق فرنگی قیس پلٹا برق نے حباب مارا قیس بیہوش ہوا برق مشکین باندھنے لگا
وہان افراسیاب سے لیلاے محمل نشین نے پوچھا کیون شہنشاہ قیس اب عمرو کو گرفتار کر کے لائیگا ملاحظہ تو فرمایے
کہ قیس کیا کر رہا ہی افراسیاب نے کتاب سامری کو اُٹھایا اب جو دیکھا تو صاف معلوم ہوا کہ برق فرنگی میان قیس
کی مشکین باندھ رہا ہی افراسیاب نے کہا ای نگہبان آؤ زمین شق ہوئی ایک پتلہ فولادی پیدا ہوا کہا ای شہنشاہ
کیا حکم ہوتا ہی افراسیاب نے کہا کہ مہتر برق فرنگی قیس بادیہ گرد کی مشکین باندھ رہا ہی جلد جا خبردار دونون کو لا تا
وہ پتلہ مثل شعلۂ جوالہ چلا یہان برق فرنگی نے پشتارہ باندھا چاہا لیکر بھاگون دل دھڑکا برق نے کہا خدا خیر کرے
یہ سوچکر ایک غار مین کود پڑا وہان سے دیکھ رہا ہی کہ آسمان سے ایک پتلا آیا اُسنے قیس کو اٹھا لیا عیار جانب گھبرا
گھبرا کر دیکھتا ہی اور زبان سے کہتا بھی جاتا ہی یا خداوند سامری برق عیار کہان گیا شہنشاہ پوچھینگے تو مین کیا کہونگا
قضا سے کار ایک ساحر لشکر حیرت کا اُدھر سے نکلا پتلے نے اُسکو پکڑ لیا دونون کو لیکر روانہ ہوا برق غار سے نکلکر بھاگا
یہان افراسیاب بیٹھا تھا کہ پتلہ لیکر دونون کو آیا قیس بیہوش تھا افراسیاب نے ہوشیار کیا افراسیاب نے ساحر کو
دیکھکر پوچھا کہ تو کون ہی اُسنے کہا مین لشکر حیرت کا رہنے والا ہون افراسیاب نے پتلے سے کہا ارے برق کہان گیا
پتلے نے کہا مین نے سب طرف ڈھونڈھا یہ ساحر ملگیا اسکو لے آیا افراسیاب نے کہا یہ برق فرنگی نہین ہی مُنھ ہاتھ دھوکر
اُسے رخصت کر دیا قیس اُٹھتے ہی بہت بگڑا کہا ای شہنشاہ مین نادانستہ تھا اب کوئی بھی عیاری نہ کر سکیگا اب مین کسی
سے بات ہی نہ کرونگا افراسیاب نے کہا ای قیس عیار بڑے بلا کے ہین قیس نے کہا مین اپنی جان دونگا مین تو مُنھ
سے کہ چکا بے قتل کیے عمرو کے نہ مانونگا ملکہ لیلاے محمل نشین نے کہا ای قیس کیون ضد کرتے ہو جو کچھ شہنشاہ فرماتے
ہین اُسکو قبول کرو اگر شہنشاہ منع نہ کرتے برق پکڑ کر بھیجا ہوتا پتلے نے جا کر تمکو بچایا مگر دیکھا کیا ہوشیار رہنا پتلے کو آتا
دیکھا بھاگ گیا قیس تو بدحواس ہو رہا تھا کہا ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان تمھارے واسطے ساری پیروی
کر رہا ہون ملکہ حیرت سے بھی کہ چکا اب شہنشاہ سے عرض کرتا ہون کہ مجھے آپ کے قدمون پر گرا دین مجھکو اپنی غلامی
مین قبول فرمایے لیلا نے کہا قیس تو نام ہی کچھ دیوانہ ہوا ہی ای شہنشاہ انکو منع کیجیے ایسے خیالات فاسد دل سے
نکالڈالین مین خدمت شہنشاہ مین حاضر ہوئی یہ کیا کلمات بیہودہ کہتا ہی قیس رونے لگا کہا ای شہنشاہ خوبی یہ ہی کہ

بوسے گل صدقۂ محبوبی مین سب طرح پر حاضر ہون جو کچھ شہنشاہ فرمائین اسی وقت مین برائے جانبازی موجود ہون اے ملکۂ عالم آپ میرے حال دل سے آگاہ نہین شبہائے تاریک کی کیا کیفیت کہون جی چاہتا ہی تڑپ تڑپ کر اپنی جان دیدون نظم

ناخدا سا ہر بحر مین ہی چشم دریا بار کا — کیا عجب ڈوبے سفینہ گر مرے اشعار کا
کر دیا موقوف خط نے جور زلف یار کا — خط نہ سمجھو یہ لکھا ہی کوئی افسون مار کا
عاملون نے اُسپہ آسیب پری ثابت کیا — پڑ گیا جس شخص پر سایہ تری دیوار کا
آتی راحت طالع واژون کی قسمت مین نہ تھی — لیگیا ہی خواب میرے دیدۂ بیدار کا
خوف کیا مجھکو ہو آسیب بلائے ہجر سے — ڈھونڈ پر تعویذ کے بدلے ہی نامہ یار کا
کیون نہ کھٹکون آسمان کو رات دن مین ناتوان — آبلے کی شکل ہی اُسمین مجھ مین عالم خار کا
رات بھر ہر ایک اختر سے لڑا کی میری آنکھ — تھا تصور دل مین تیرے رخنۂ دیوار کا
تیرے رستے سے جو گذرا کی پری مجنون ہوا — داغ سودا ہی فقط سودا ترے بازار کا
دور سے دیگی دکھائی روشنی جائے سواد — یاد رکھو قاصد نشان ہی یہ دیار یار کا
مانع صحرانوردی پاؤن کی ایذا نہین — دل دکھا دیتا ہی میرا ٹوٹ جانا خار کا
بنگیا ہو دید کے آزار سے تار نگاہ — دیکھنا ممکن نہین ناسخ کے جسم زار کا

یہ غزل جو قیس نے پڑھی اور باتین عشق آمیز کین لیلا کو بڑا غصہ آیا کہا او بیہودہ کیا بکتا ہی خبردار اب کبھی جو ایسا کلمہ زبان سے نکالا زبان گدی سے کھینچ لونگی افراسیاب نے بھی منع کیا کہ ای قیس عورت کے سامنے یون خلاصہ اشعار پڑھنا بہت خلاف ہی خبردار یہ خیال خام تصور ناتمام اپنے دل سے دور کر قیس نے دیکھا کہ اسوقت خاموش ہو رہنا بہتر ہی اگر میرے ہاتھ سے کہان جائیگی ہاتھ باندھکر عرض کی حضور معاف فرمائین یہ خیال تھا کہ مجھکو ملکہ قبول فرمائینگی لیکن آپ کی رائے اقدس کے خلاف ہی جو مناسب وقت مگر غلام وعدہ کر آیا ہی ان مسلمانونکو بذلت و رسوائی قتل کرونگا مین لشکر مین ضرور جاؤنگا افراسیاب نے کہا جیسا مناسب ہو قیس نے اُسی وقت سب لشکر تیار کیا گنبذ سے پر سوار ہو کے روانہ ہو گیا یہان لیلائے محمل نشین نے عرض کی کنیز کو خالی رہنا بہت شاق ہی کنیز بھی ملاقات ملکہ حیرت کی مشتاق ہی ہرچند افراسیاب نے منع کیا لیلا نے نہ مانا کل لشکر کو تیار کیا افراسیاب سے رخصت ہو کر طرف پشتۂ رنگین حصار کے چلی یہان قیس اول آیا لشکر اپنا کنارے پر لشکر حیرت کے اُتارا آپ برائے ملاقات ملکہ حیرت آیا آکر سلام کیا حیرت نے پوچھا ای قیس کیا ہوا قیس نے سب کیفیت اپنی بیان کی کہا شہنشاہ نے حضور پچا لیا

اب میں سمجھ گیا حضور تین دن میرے مقدمے میں دخل نہ دیں میں سب کو گرفتار کرلاؤں اور بی لیلا مجھسے انکار کرتی ہیں بعد فتح جنگ مسلمانان اُنپر بھی قبضہ کرونگا ملکہ حیرت نے کہا اچھا جاؤ مگر سمجھ کر مقابلہ کرنا قیس اپنی بارگاہ میں آیا دربارگاہ پر بیٹھ کر لشکر مسلمانان کو دیکھنے لگا سوچ رہا ہے کہ راتوں کو جاؤنگا ملکہ مخمور و مہیار کو گرفتار کرکے لے آؤنگا میاں باغبان بھی غفلت ہی میں گرفتار ہونگے ورنہ یہ بڑے بڑے ساحر ہیں علم نیرنگ و شعبدہ سے بخوبی ماہر ہیں یہ سوچ رہا تھا کہ طرف سے باغ سیب کے لکا ابر مرواریدی پیدا ہوا بڑی چاک و تک سے آیا ہے قیس بیقرار ہو گیا قریب آکر ابر شق ہوا دیکھا ملکہ لیلا سے محمل نشین دریائے جواہر میں غوطہ زن غنچہ دہن شیرین سخن کبک رفتار اعجاز گفتار گرد کنیزان زرین پوش کئی لاکھ ساحر پشت پر اژدران آتش نشان پر اٹھائے بارگاہ کے لدے ہوئے اس جاہ و حشم سے ملکہ لیلا آکر پہونچیں لشکر قیس سے اپنا لشکر الگ اُتارا اول حیرت کی ملاقات کو گئیں بعد اُسکے اپنی بارگاہ میں آئیں اس خیال میں کہ اب طبل جنگی بجواؤنگی مسلمانوں سے مقابلہ کرونگی لیکن قیس بادیہ گرد نے جو ملکہ لیلا کو اس آن بان سے دیکھا اُٹھکر اپنی بارگاہ میں آیا مصاحبوں سے منع کیا کہ کوئی ہمارے پاس نہ آئے تنہا آکر بیٹھا سوچنے لگا کہ قتال عالم آگئی کیونکر اسپر قبضہ کروں کیونکر جان بچیگی تقدیر نے یہ کیا سامان دکھایا راتیں ہجر کی کیونکر کٹینگی تڑپ تڑپ کے جان جائیگی کیونکر ضبط کروں نہ کوئی مونس نہ غمگسار کیا کروں نظم

جسم اپنا خشک فرقت میں سراسر کیجیے چشم تر کو بھی مثال درج گوہر کیجیے
بیٹھیں ہی ہو جائیے اس سرو قامت پر فقیر بس کسی آزاد کے تکیے میں بستر کیجیے
بیوفا ہیں کو دکان سنگ زن کو چھوڑیے وادی وحشت کو چلیے دل کو پتھر کیجیے
اپنے دل سے کیجیے اُنس اس سہی قد کے عوض چھوڑ کر اب سرو کو عشق صنوبر کیجیے
گر وحلیں صحرائے وحشت سے بلایا ہے ہمیں پھر پرند اب خط جانان کو شہپر کیجیے
اور شاعر سرو سے تشبیہ دیتے ہیں تو ہیں کیا درختوں کو ترے قد کے برابر کیجیے
لعل خندان سے ذرا دانت اپنے چمکا دیجیے درج مروارید کو اسباب وینج تر کیجیے
جلوۂ خورشید سے ذرے اگر چمکے تو کیا آپ اپنے پرتوے سے ریزۂ زر کیجیے
شہر میں کیا کاٹیے ایام گردش اے جنون گرد بادوں کیطرح صحرا میں چکر کیجیے
دفتر عالم بجائے لخلخہ ہے آپ کو کیجیے ترتیب دم میں دم میں ابتر کیجیے

اپنے حال زار پر بہت رویا آخر خیال میں آئی کہ پہلے معشوق پر پھیرہ پر قبضہ کروں پھر مسلمانوں سے مقابلہ کروں

یہ سوچکر خاموش ہو رہا شب گذرنے کا انتظار کر رہا ہو چونکہ شب فرقت ہو گھڑیال دیر مین بجتا ہو کبھی گھبرا کر اٹھتا
کبھی بیٹھتا کبھی سوچتا ہو کہ جاکر قدمون پر گرون پھر آپ ہی کہتا ہو وہ معشوق سرکش قبول نکریگی وہی باتین ہر کسی
کی ظاہر ہونگی لیکن چرندو پرند ہرکارون نے آکر ملکہ مہرخ کو خبر پہونچائی کہ قیس بادیہ گرد و ملکہ لیلیٰ سے محمل نشین
آپ کے مقابلے کو آئے ہین یہ خبر سنتے ہی میان برق اپنے مقام سے اُٹھے خواجہ نے کہا آپ کہان چلے صاحبزادے
خیر بنی اور تمنے قصد کیا عیاری مین تمکو دخل نہین جاکر ہوشیار کردیتے ہو برق نے کہا جی وہان نہین جاؤنگا اپنے
لشکر کی حفاظت کرونگا یہ کہکر برق نے چالاک سے اشارہ کیا چالاک بھی باہر آیا دونون مین صلاح ہوئی
کہ ملکہ لیلیٰ و قیس برائے بربادی لشکر اسلام آئے ہین چلکر عیاری کرین اُستاد تو بارگاہ مین تحصیل کررہے ہین برق
سے چالاک نے کہا تم چلو مین بھی آتا ہون آپس مین اشارے کنائے ہوگئے برق ایک ساحر کی شکل بنا ہوا
لشکر قیس مین آیا جابجا پھرتے پھرتے دربارگاہ قیس تک پہونچا دیکھا خادمہ خدمتگار در دولت پر حاضر ہین ایک
سے پوچھا شہنشاہ کیا کررہے ہین ایک ساحر نے خبر دی کہ عشق مین مبتلا ہین اکیلے بیٹھے ہوئے اشعار پڑھ رہے
ہین برق نے پوچھا کسپر عاشق ہوئے ہین ساحر نے کہا لیلیٰ سے محمل نشین پر مرتے ہین وہ خیال بھی نہین کرتی
شہنشاہ کو جواب سخت دیے اب کچھ اور سوچ رہے ہونگے یہ سنتے ہی برق کنارے آیا رنگ و روغن عیاری کا
لگاکر صبا رفتار کی شکل بنا دوڑا ہوا دربارگاہ پر آیا خدمتگارون سے کہا مین ملکہ حیرت نے بھیجا ہو کچھ عرض کرنا
ہو ساحرون نے کہا جائیے برق تنتنا ہوا اندر آیا جھک کر سلام کیا کہا کیون حضور مزاج کیسا ہو حیرت جادو
نے فرمایا ہو کہ آج طبل جنگی کیون نہین بجوایا قیس نے کہا آج غلام سحر تیار کررہا ہو کل طبل جنگی بجواکر دکھلاؤنگا دیکھو
لشکر مسلمانان پر بھیجون کہ تڑپ تڑپ کر جان دین برق بیٹھ گیا کہا تعجب کی بات ہو کہ آج حضور کے دربار مین
شغل میخواری نہین قیس نے کہا اے صبا رفتار برق عیار نے بڑا دھوکا دیا ہو اب ہوشیاری مین ہون یہ قصد
ہو کہ جب مقابلہ مسلمانان پر ہوگا کسی کے ہاتھ سے کوئی چیز نہ کھاؤنگا مین سامنے شہنشاہ کے وعدہ کرچکا ہون
کہ سب کا خاتمہ کرونگا بی بہار و ثمنور کہ منظور نظر شہنشاہی ہین اُنکو گرفتار کرکے لاؤنگا باغبان و برق لامع
سے معرکہ عظیم پڑیگا مین نے اسکی بھی تدبیر کی ہو برق سوچا کہ شراب و کباب کے ذکر کرنے سے تو یہ انکار کرتا ہو
کچھ اور تدبیر کرون کہا حضور ایک سحر ملکہ حیرت نے دیا ہو اُسے تیقنیے مین کر لیجیے قیس تنہا بیٹھا تھا بیرون بارگاہ
اسکے مصاحب وغیرہ فروکش ہین برق نے آگ منگالی کوئلے منگا کر انگیٹھی مین سلگائے لوبان اپنے پاس سے
نکال کر دیا کہا یہ لوبان آگ پر ڈالیے بنور دیکھتے رہیے ایک پری پیدا ہوگی سب حال ظاہر کریگی قیس نے لوبان

ہاتھ مین لیا جیسے ہی آگ پر ڈالا دھوان بلند ہوا قیس بادیہ گرد محبت مین ملکہ لیلا ے محمل نشین کی مبہوت ہو رہا ہی جیسے ہی دھوان نکلا دماغ مین پہونچا لڑکھڑا کر قیس گرا برق نے خنجر کھینچا ہاتھ مارا سر قیس کا کٹ گیا برق نے چاہا جست کرکے بھاگون کہ پہلوے زمین شق ہوئی نعرہ ہوا او ناعیار منم قیس بادیہ گرد یہ کہکر ایک دو ہتھڑ مارا برق لڑکھڑا کے گرا اسنے گرفتار کرلیا کہا ادبحیا جب تو دربارگاہ پر آیا تھا میرے سحر نے مجھکو خبر دی کہ برق حیا آتا ہی مین چاہتا جب ہی گرفتار کرلیتا مگر سوچا کہ دیکھون یہ کیا کرتا ہی اپنے غلام کو اپنی صورت بنا کر بٹھا دیا مین غرق زمین ہو گیا مگر حقیقت مین بلاے روزگار ہو اب تمکو خدمت شہنشاہ مین روانہ کرونگا ہاے غضب دو پہر رات گذر چکی نظارہ جمال جہان آراے ملکہ لیلا سے محروم ہون دیکھیے تقدیر کیا دکھائے برق کو تو مشکین باندھکر ایک گوشے مین بٹھا دیا آپ سحر کرکے غرق زمین ہوا نقب کاٹتا ہوا قریب بارگاہ ملکہ لیلا پہونچا نقب بارگاہ مین جاکر نکلا دیکھا ملکہ لیلا پڑی ہوئی سو رہی ہین شباب کی نیند زلفین عنبرین عارض انور پر پسینہ جو آیا صاف ثابت ہوتا ہی کہ ان سیاہ اوس چاٹنے آئے ہین ساق بلورین کھلی ہوئی ہاتھ کہین پاؤن کہین سینہ صاف و شفاف کھلا ہوا دو حباب دریاے نور کے یا دو گینہ بلور کے یا دو نقابدار سرکش عجب آن بان سے وہ مہوش سو رہی ہی قیس بیقرار ہو گیا جی چاہتا تھا کہ دیکھے دن پروانہ شمع جمال بنون تھر چھاتی پر رکھا سحر کرنے لگا دو چار کنیزین جو جابجا جاگ رہی تھین تاثیر سحر سے وہ بھی بیہوش ہو گئین قیس قریب آیا پہلے بلائین لین ترقی حسن و جمال کی دعائین دین سحر سے بیہوش تو کر ہی چکا ہی یہ بھی خوف ہی کہ ساحرہ زبردست ہی بادہ حسن و جمال سے سرمست ہی پہلے زبان مین سوزن کو دے لیا بہ احتیاط تمام پشتارہ باندھا اُسی نقب سحر مین کو دا اپنی بارگاہ مین آیا لا کے مسند پر بٹھایا سامان عیش و نشاط لاکر رکھا اب اسنے ملکہ کو ہوشیار کیا ہاتھ باندھکر عرض کی مین غلام ہون غلام کو اپنی خدمت مین قبول فرمائیے ملکہ لیلا غصے مین کانپنے لگین زبان مین سوزن مجبور ہو نا چار اشارے سے جواب دیا کہ ادبحیا قتل کر ڈال مگر ہماری عصمت کا نام نہلے تو اس لائق ہی کہ ہم تجھکو قبول کرین قیس نے تاج قدمون پر رکھدیا کہا اے ملکہ عالم مین زندہ نہ بچونگا میرا عجیب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی اگر آپ نے مجھکو نہ قبول فرمایا تو آپ کے واسطے بڑی خرابی ہوگی ہاے کیا کہون جو میرا حال ہی نظم

پھر قیامت نہ ہوا ہلنا لب خاموش کا	پھر نظر آئیگا موسم جنون کے جوش کا
شوق عریانی نے پھر کھین پیرہن کی دھجیان	پھر اُتروایا جنون نے بوجھ میرے دوش کا
لگ گئی ہی پھر جوان روز روشن چپ سی مجھے	آگیا ہی دھیان پھر اُس کا فسر خامش کا

نعرہ زن جا جا کے گلزار مین پھرتا ہون جو مین
برگ گل پر پھر گمان ہونے لگا ہی گوش کا

پھر پڑا رہتا ہون مین بیہوش ہو مستون کیطرح
پھر تصور بندھ گیا مجھکو کسی مینوش کا

آئے پھر ایام سرما پھر ہوا شوق وصال
چادر تربت پہ پھر عالم ہی بالا پوش کا

آگئی ہی یاد مجھکو وصل کی پھر مئیکشی
پھر ہوا میرے لہو مین طور مے کے جوش کا

کر گیا ہی پھر کوئی خالی مری آغوش کا
پھر خیال آیا ہی مجھکو گور کی آغوش کا

اُس مسیحا نے کیا پھر قبر پر آنے کا قصد
پھر جنازہ بار ہوگا دوستون کے دوش کا

پھر جدائی سے ہوئی منظور روپوشی مجھے
پھر ستاتا ہی نہ ملنا اک بت روپوش کا

ساحل دریا مرے رونے سے پھر آغوش ہی
رونا یاد آتا ہی پھر اک طفل ہم آغوش کا

پھر کھلونے کی طرح بیدم ہی میلا کالبد
کھیلنا یاد آیا پھر اک طفل بازی گوش کا

پھر ہوا ضبط فغان دشوار ہی ناسخ مجھے
پھر قیامت ہذا ہوا ہلنا لب خاموش کا

ہر طرح سے قیس نے لیلا کی منتین کین لیلا نے نہ قبول کیا یہی کہا کہ تجھکو قتل کرنے کا اختیار ہی تیرا کہنا ہم نہ قبول
کرینگے قیس نے ملکہ کو تو اپنی بارگاہ مین چھوڑا غصے مین کانپتا ہوا پاس ملکہ حیرت کے آیا کہا حضور کچھ سنا کہ سرکار
سرکار کے کیا حال ہی ظاہر مین بی لیلا برائے مقابلہ مسلمانان آئین باطن مین یہ منظور تھا کہ آپ کو گرفتار کرکے لیجائین
مین خبر پا گیا گرفتار کر لیا رات کو برق فرنگی عیار کو بھی گرفتار کر لیا دونون میرے پاس قید ہین اب اسوقت
دربار عام مین بلوائیے اُنسے سوال اپنی اطاعت کا کیجیے حیرت کو یہ سنکر بڑا غصہ آیا کہا بی لیلا و برق کو دربار مین
لاؤ ملازم گئے لیلا و برق کو دربار مین لیکر آئے لیلا کو بہت ناگوار ہوا حیرت نے کہا بی لیلا تم مسلمانون سے
مل گئین مقام افسوس ہی تمنے کچھ ہمارے نمک کا خیال نہ کیا لیلا کو یہ کلمہ نہایت ناگوار گذرا دل مین کہا اول تو سر دربار اس
ذلت سے بلایا اُس ناہنجار کا کہنا مانا حیرت نے ہمارا کچھ خیال نہ کیا قدر شناسی مسلمانون ہی پر موقوف ہی جب تو
ہمارا ایسی عزیز جان حضور معشوقہ سرکار کہلاتی تھین کچھ تو صدمہ پہونچا کہ جا کر شریک مسلمانان ہو گئین انھین کے چلکر
ہم بھی شریک ہون تو مناسب ہی یہ مذہب بھی خلاف معلوم ہوتا ہی دل مین یہ باتین کرکے کہا بی حیرت صاحب
آپ بادشاہ ہوکر ہمین ایک نالائق کے کہنے سے ہماری آبرو کا خیال نہ کیا ہم جان و دل سے شریک مسلمانان ہین جو
ہوسکیگا وہ کرینگے ایسی آپ عادل و منصف ہین کہ کسی کا بھی پاس نہ کیا وہ بھی نکل گئین برق تو پہلو مین بیٹھا ہی
کہا ای برق افسوس ہی کہ تو خواجہ عمرو سے ملاقات نہوئی یہ حسرت لیکر پردہ دنیا سے چلے تم ہمارا اسلام خدمت مین

خواجہ عمرو کی پہونچانا برق نے پکار پکار کر کہنا شروع کیا حیرت نے بے سبب لیلا کو کلمات سخت کہے لیلا نے
بآواز بلند کہا کہ سب حاضرین وقت آگاہ رہیں میں نے سامری و جمشید پر دل سے لعنت کی اور مذہب خواجہ
قبول کیا مگر افسوس ہے کہ اس باغ بخزان میں نہ پہونچی کہ ملکہ مہرخ کو دیکھتی حقیقت میں کیا دربار ہوگا ہماری تقدیر
نے رسائی نہ کی بے اختیار ہو کر مارے جاتے ہیں برق نے کہا ملکہ نگھبراؤ پروردگار فضل کریگا کیا عجب ہے کہ رہائی
ہو برق تڑپ تڑپ کر دعائیں مانگنے لگا کہ اے خالق لیل و نہار اے پروردگار تو رحم اپنا اسوقت شریک کر تیرے
نزدیک سب آسان ہے

نظم

زیک حکم کن گشت پیدا جہان
منور شد از مہر و مہ آسمان
کسی گشت محکوم و فرمان گزار
کسی شد بر آن حافظ و پاسبان
بہر وقت و ہر موسم و ہر بہار
گہے ابر باران گوہر فشان
شد از گل بگلزار روشن چراغ

مکین و مکان و زمین و زمان
وجود جہان رخ نمود از عدم
کسی شد شہنشاہ دور زمان
کسی شد جوان و کسی گشت پیر
گل تازہ بشگفت در بوستان
گہے گل ز صحن چمن رخ نمود
جہان شد ز نظارہ اش باغ باغ

ز انسان زمین زینت تازہ یافت
عیان گشت از بے نشانی نشان
کسی مالک ملک و گنجینہ دار
کسی خرد گشت و کسی شد کلان
گہے برق شد خندہ زن بر چمن
گہے بلبل آمد بشور و فغان

ملکہ لیلا آنکھوں میں آنسو بھرے
بیٹھی ہیں کہہ رہی ہیں کیوں اے برق اے حیرت جادو کی بے اعتدالی تم نے دیکھی انھیں حرکتوں سے ہم انکی
کُل گئیں برق کہتا ہے انشاء اللہ پروردگار اپنا فضل کریگا کہ حیرت نے جلاد کو اشارہ کیا جلاد تلوار کھینچکر
سر پر آیا پکار کر آواز دی اے ملکہ عالم حکم اول ہے ذرا سمجھ بوجھ کر دیجیے گا قتل کرنا میرا کام ہے جلانا میرا کام نہیں
حیرت نے کہا ہمنے سو حکموں کا ایک حکم دیا ہے پہلے برق پر ہاتھ مار ہم شاہ سے کہہ لینگے جیسے ہی جلاد نے
چاہا کہ برق پر خنجر مارے ایک پتھر سر پر پڑا سر اڑ گیا اب تو ہلڑ ہوا کہ جلاد کو کسنے مارا حیرت نے دوسرے جلاد
کو اشارہ کیا ایک جلاد صف سے نکلا پکارتا ہوا حضور میں قتل کرونگا لیکن پہلے نگر امی کا قتل کرنا واجب
ولازم ہے یہ کہتا ہوا قریب لیلا کے پہونچا جھک کر کوٹلے کا خط گردن پر کھینچا اور کہا اے ملکہ عالم آپ نے دم محبت
اسلام کا بھرا ہم حاضر ہیں چالاک بن عمرو میرا نام ہے آپ کو رہا کرنے آیا ہوں ملکہ مہرخ و بہار آمادہ ہیں
آپ کی مدد کو آیا چاہتی ہیں ہیں زبان سے سوزن نکالتا ہوں ملکہ لیلا نہال ہو گئیں تم ہیں کہتی ہیں وہاں
سب قدردان جمع ہیں ایسی جگہ رہنا مناسب ہے خوش ہو کر کہا زبان سے سوزن نکالو وہاں ضم رہنے کی قسم کیا

بھی بیٹھا ہوا ہی ملکہ حیرت کے سامنے دوستی کا دم بھر رہا ہی کہتا ہی ای ملکۂ عالم ہم خیرخواہان دولت سے ہین اگر ہمارے
سر پر آرے بھی چلین تو کبھی شریک مسلمانان نہون اگر مین شب کو نہ گرفتار کر لاتا اب تک خدمت مین مہرخ کی
پہونچ جاتین یہ برق فرنگی اسی واسطے آیا تھا اتنی جو حیرت کی پلٹ چھپکی چالاک نے سوزن زبان سے
لیلا کی نکالی سوزن کا نکلنا کہ لیلا تڑپی تمام قید آہن کشکر ٹوٹی ایک پنجہ لگا اُسنے برق کی قید توڑ دی یہ سحر لیلا
کا تھا برق بھی تڑپ کر اُٹھا اپنے نام کا فقرہ کیا نعرہ برق فرنگی

کہ اُستاد ہین خواجہ نامدار — تڑپنے مین مین برق رفتار ہون — مرا نام ہی برق خنجر گزار
کرون سیکڑون کوس کی راہ طے — ارسطو سے ذی علم شاگرد ہی — لے کون مکار و غدار ہون
تڑپ سے مری چرخ ہی اسا — بزیر قدم غرب ہی شرق ہی — ور مکر پر میرا مدار ہا
چھلاوا ہون مین نام بھی برق ہی

برابر ایک جادوگر کھڑا تھا اُسکو خنجر مارا وہ مر کر گرا اُسکے مرنے سے اندھیرا ہوا برق نے حقۂ آتشبازی کا مارا لیلا
جو تڑپ کر اُٹھی کئی سو کے سر اُڑا دیے برق و لیلا لڑتے ہوے باہر نکلے اسی تاریکی مین جا تے ہین کہ نکلا مین
کہ قیس نے اُٹھکر سحر کیا برق تو ٹھٹھرا کے گرا ملکہ لیلا پر آگ برسنے لگی ایک خنجر گرا سب سحر تو ملکہ لیلا نے مٹائے
آگ پانی سے اپنے کو بچایا خنجر نے سر زخمی کیا لیلا لڑکھڑائین برق ہر چند قصد کرتا ہی کہ زمین سے اُٹھون مگر ممکن
نہین ہوتا زمین نے پیر تھام لیے جادوگر چلے کہ برق کا سر کاٹ لین لیلا بدحواس ہی کہ میرے واسطے برق
مارا جاتا ہی مجھکو کیا لوگ بدنام کرینگے ہر چند کہ زخم سر سے حال ابتر ہی مگر ہاتھ ہلاتی جاتی ہین کسی جادوگر کو برب
برق کے آنے نہین دیتین قیس نے پکار کر کہا مین ابھی اسکو بیکار کرتا ہون یہ کہکر بڑھا جھولی مین ہاتھ ڈالکر
ایک طائر نکالا طائر کو چھوڑا طائر نے اُڑکر گرد سر لیلا چرخ مارا چرخ مار کر ایک چیخ ماری آہ کر کے جلگیا خاک
سر پر لیلا کے گری خاک کا گرنا کہ غبار بلند ہوا لیلا تھرائی ہاتھ ٹھکے یہ اب تو قیس تلوار کھینچکر چلا اشارہ سے
کہتا ہی اب بھی راضی ہو تو جان بچا لون لیلا نے پکار کر آواز دی او بیحیا کیا بیہودہ بکتا ہی جو تجھسے ہو سکے قصور
نکر ہم اپنی جان دینگے مگر تیرا کہنا نہ مانینگے قیس نے کہا مین آتا ہون سر کاٹے لیتا ہون یہ کہتا ہوا جاتا ہی کہ جا کر ہاتھ
ماردن کہ زمین شق ہوئی رعد جادو زمین سے نکلا نکلتے ہی ایک چیخ ماری کہ زمین کانپی قیس لڑکھڑا کے گرا
ناک سے خون نکلنے لگا تھرتھر کانپا کئی سو جادوگر دکے گرے سر اُنکے پھٹ گئے ناک کان سے خون نکلنے لگا
وہ جو گرے ہوے تڑپ رہے تھے آسمان سے نعرہ کر کے برق جادوگری اُن سبھونکے سر کاٹ کے چلی لیلا
کے بھی ہوش درست ہوے لڑنے لگی رعد و برق گرد پھر رہے ہین لیلا سے محمل نشین باغ باغ ہو گئی جمین

کہتی ہیں کہ سبحان اللہ کیا جانباز ہیں کیا سرفروش ہیں انکو جرأت کے جوش ہیں رعد و برق لڑ رہے ہیں حیرت نے جو رعد و برق کو دیکھا آواز دی اے شمشیر بران دونوں کو بینا ایک تلوار گری کہ اُس سے سر رعد و برق کا زخمی ہوا دونوں لڑکھڑائے بیلا اسوقت جانبازی ساحرون کو قتل کر رہی ہین جو ساحر زد پہ آیا اسکو مار کر گرا دیا حیرت نے کہا ارے بلوہ کرکے پکڑ لو ہین نے دونوں کو زخمی کیا جادوگر بلوہ کرکے چلے جاتے ہیں کہ رعد و برق کو پکڑ لیں ان دونوں کی اُسوقت بیقراری کہ آسمان سے ہوا سے سرد چلی پھول برسنے لگے غنچے چٹکے پھول شگفتہ ہوے شاخون نے ہاتھ بڑھائے پتے تالیان بجانے لگے ہر سمت سے آواز آئی مطلع الجنون رکھیو بیابان میں سواری تیار ٭ اندنون چلنے کو ہے باد بہاری تیار ٭ دیگر نسیم صبح جا جا کر گلستان میں پکار آئی مبارک بلبلو تمکو بہار آئی بہار آئی ٭ سب نے دیکھا ملکہ بہار گلعذار تاج زرین سر پر رکھے ہوے دریا مین پھول ٹکے غوطہ زن غنچہ دہن رشک چمن آتے ہی گلدستہ مارا گلدستہ جو پھٹا پھول برسنے لگے جسپر پھول گرا پھول گیا یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے

اشعار

وصل کی شب شام سے میں سو گیا
یہ تو نہ جانے کہیں وہ آ گیا
میں وہ بیرو ہوں کہ وہ شمع رو
ملک عدم سے نہ پھر آ کے گیا
شوخی قاتل کے میں قربان ہوں
جس سے کہ بیزار تھے تم سو گیا
زلف کی بو آئیگی ہم کو اگر
خیر ہے مومن تمھیں کیا ہو گیا

جاگ نہ ہجران کا بلا ہو گیا
اُٹھ جلدی سے پلنگ سے وہ کہیں
شام کو آیا تھا سحر کو گیا
ساتھ نہ چلنے کا سبب تو دیکھو
کہتے رہے سب یہ گیا وہ گیا
رشک اثر تھا کہ دو تم سا ان
غیر کے گھر دستہ شبو گیا

دل نہ پھرا جان نہ ٹھہرے خدا
دل ہی نہیں ہاتھ سے دیکھو گیا
طالع برگشتہ مرے کیا حسین
آکے مری نعش پہ وہ رو گیا
صبح نہیں شام فراق آج کو
نالہ مرے کام سے یاں رو گیا
اے صنم ہائے صنم لب پہ یوں

ہر طرف ہنگامہ ہے پھول برس رہے ہیں ملکہ حیرت بہار کو دیکھکر جل گئیں بہار نے لیلا کا بازو تھاما اہا ہا لیلا نہ ٹھہرانا ایک طرف سے ملکہ مخمور سرخ چشم کا نعرہ ہوا ایک طرف سے باغبان قدرت کا نعرہ ہوا آتے ہی گیند پھولوں کا مارا کئی ہزار جوان بیکار ہو کر گرے اب تو اہل اسلام نان شروع ہوئی جو سردار آیا اُسنے لیلا کا ہاتھ تھام لیا اور کہا اے ملکہ عالم ٹھہرو تھوڑے ہی عرصے مین سردارون کا جادو ہو گیا سرخ مو کے کاکل کشادہ ملکہ ہلال سحر افگن و برق لامع وغیرہ آگر پہونچین لیلائے محمل نشین کو بچایا ایکطرف سے نقارے پر چوب پڑی ملکہ مہرخ سحر چشم تخت زرین پر سوار گرد سرداران نامدار سے فوج ظفر موج

اگر سہو نہین تو رہ کیا اے لیلاے محمل نشین تمہارے واسطے سب حاضر ہین لیلاے محمل نشین کی خوشی قیس کا
جلنا لیکن جس ساحر پر جا پڑا اُسکو زخمی کیا اکثر سردار اس ملعون کے ہاتھ سے مارے بھی گئے سحر مین بلا سے ہوگا
عجائب وغرائب سب طرح کے تیار تھے زور وشور سے سحر چل رہا ہے حیرت گھبرائی مصور و صورت نگار بھی
زخمی ہوئے مصور نے کہا بی بی نکل چلو یہاں ٹھہرنا مناسب نہین میان بی بی بھاگے مصور کا بھاگنا کئی ہزار
جادوگر بھاگ نکلے حیرت نے پکار کر کہا ارے نامرد تیرے بھاگنے سے لشکر پر شکست ہوئی مصور نے جواب بھی
نہ دیا آخر حیرت نے جھلا کر طبل بازگشت بجوایا ملکہ مہرخ لیلاے محمل نشین کو ساتھ لیے ہوئے بہ فتح و فیروزی
پلٹین لیکن حیرت کا پلٹنا اور لیلا کا نکل جانا قیس کو بہت ناگوار ہوا کہا اے ملکۂ عالم آپ نے کیون جلدی طبل امان
بجوا دیا غلام سب سے سمجھ لیتا آپ نے ذرا تساہل فرمایا ہوتا مین سب سردارون کو سزا دیتا حیرت نے کہا اے قیس
تم کیا جانو عیاریان ہر مین ساربان زادہ بلاے روزگار ہے یہ میان برق جو رہا ہو کر گئے ہین یہ بڑے تیز ہین
یہ بھی عیاری کرتے ہین نے جو مناسب جانا وہ کیا تم کنارے بیٹھو یہ سنتے ہی قیس رونے لگا کہا اے ملکۂ عالم
مین اپنا حال کیا کہون مجھسے اب صبر نہین ہو سکتا میری جان پہنچ ہر مین جان دیتا اگر لیلاے محمل نشین کو بچانے دیا
اُس ظالم کا دامن تھامکر عرض کرتا

نظم

برہم ہے وہ غیرت مسیحا سے
جاؤ جاؤ جی بلا سے
ٹوٹے کانٹے تو زخم روئے
ایسے بے درد بےوفا سے
رو لین آؤ گلے لپٹ کر
اتنا کہو بھی صبا سے
دیکھا سب کو تبسم بکیا

مانگین کچھ اور بھی خدا سے
کیا حال کہین دل و جگر کا
آنسو ٹپکے فراش پاتے
مطلوب وہی جس سے فریاد
فرصت پھر ہو نہو قضا سے
لذت کیا جس سے جان دیدی
خاموش بیان دعا سے

اچھا اچھا عدو سے ملیے
ٹکڑے ٹکڑے ہو یا بجا سے
راحت طلبی سمجھ کے اے دل
کلیکا کام کیا دعا سے
ہم تک بھی کرائی نسیم گیسو
پوچھو تو آ اپنے مبتلا سے

ملکہ حیرت نے کہا اے قیس اتنا
نہ گھبراو قیس نے کہا حضور غلام کو ایک ہفتے کی مہلت ملے مین سحر کامل تیار کر کے حاضر ہونگا ملکہ نے کہا اختیار ہے
قیس بادیہ گرد اُسی وقت کل فوج کو ساتھ لیکر طرف صحرا کے روانہ ہوا صحرا مین آکر اترا ملکہ مہرخ جو لیلا کو لیکر
بارگاہ مین آئین پہلو مین ملکہ بلال سحر افگن کے جگہ ملی کئی سو کنیزین واسطے خدمت کے مقرر ہوئین ایک بارگاہ
عمدہ استادہ کرادی ملکہ لیلاے محمل نشین ان سردارون مین آکر بہت خوش ہوئین ملکہ مہرخ سے کہا حضور کی

قد مبو جی میرے واسطے بڑا فخر ہوا ملکہ مہرخ نے کہا اے لیلا یہان رہنا ہر وقت موت کا سامنا ہے جس وقت فوج یا
آتا ہے جان پر بنجاتی ہے کبھی بھاگتے ہین کبھی لڑتے ہین خدا خواجہ عمرو کو سلامت رکھے کہ یہ جان بچا لیتے ہین
کفار کو شکست دیتے ہین لیلا نے کہا اسکا کچھ خوف نہین شکر ہے کہ مذہب حق مین تو پہونچے لات و منات پر
لعنت کی سامری و جمشید کیا سمجھے تھے خداے حقیقی کے قائل ہوے عجب شرف حاصل ہوے اب حکم ہو تو
کنیز اپنی بارگاہ مین جائے ملکہ مہرخ نے کئی سرگینین ساتھ کین ملکہ لیلاے محمل نشین اپنی بارگاہ مین آئین آگے
حال مصیبت مآل قیس بادیہ گرد کا لکھا جاتا ہے کہ بیچارہ جو صحرا مین پہونچا ایک مقام پر آ اتر پڑا رات کو جو بیٹھا یاد
مین ملکہ لیلاے محمل نشین کی رونے لگا ہر چند مصاحب سمجھاتے ہین یہ کہتا ہے یاسو تمسے حال دل کیا کہون

تم کیا مجھے سمجھاتے ہو نظم

ہان تو کیونکر نہ کرے ترک بتان اے واعظ — ایسی حورین تری قسمت مین کہان اے واعظ
منتظر ہو کسی بت کا تو نہین تو کیون ہے — مجلس وعظ مین ہر سو نگران اے واعظ
اب ذرا سن تو دے تو کوسے بتان کی باتین — ہو چکا تذکرۂ باغ جنان اے واعظ
تیغ ہے کافر تری تقریر سے کیونکر بچین — شعلۂ آتش دوزخ ہے زبان اے واعظ
حور کی مدح مین کیا ترک صنم کا مذکور — یہی باتین ہین مرے دل پہ گران اے واعظ
ڈر رہی آہ سے ظالم جلا جی نہ کہین — یہ جہنم سے تو کم شعلہ فشان اے واعظ
دل جنت سے کرو لیری حور کا ذکر — ایسی باتین کوئی سنتا نہین یان اے واعظ
جو مین تجھسے بصد شوق وہ کیا ہونگے مگر — بس مرے سامنے حورون کا بیان اے واعظ
کیسے آرام لپس مرگ مگر کافر تو — اہل اسلام کا ہے دشمن جان اے واعظ
شرم کی بات نہین ہے یہ اثر ہو کیونکر — نہ مین مومن ہون نہ تو پیر مغان اے واعظ

یارو مجھے کیون سمجھاتے ہو جب تک مین اس معشوق سے نہ ملونگا یہ سے دل کو آرام نہ آئیگا میرا ارادہ اب یہ
ہے کہ لشکر مسلمانان مین جاؤن اس ظالم کو گرفتار کرکے لاؤن جب سکے سمجھا جائیگا سب نے کہا حضور لشکر
مسلمانان مین جانا اتنی بڑی ساحرہ کو لیکر آنا ایسا نہو کوئی خرابی ہو قیس نے کہا مین بھیس بدل کے جاؤنگا کوئی مجھکو
نہ دیکھ سکیگا مجال کسی کی کہ مجھے روک سکے یہ کہکر اسباب سحر اپنے جسم پر آراستہ کیا اکیلا و تنہا طرف لشکر مسلمانان
چلا لشکر مین آکر پہونچا بصورت مبدل پھرنے لگا پھرتے پھرتے ایک جادوگر سے پوچھا کہ ملکہ لیلاے محمل نشین کا

خیمہ کو اُسنا ہو ساحرے نے کہا خیمہ کیسا وہ سامنے جو بارگاہ زر نقش استادہ ہے اُسمین اُس شاہزادی کا داخلہ ہے ملکہ مہرخ
نے بڑی قدر کی قیس یہ سنکر چلگیا ہمین کہتا ہے کہ مسلمانون نے بڑی خاطر کی خیر کہان جاتے ہین یہ کہکر سحر کرتا ہوا
ایک نخل پر آیا جو کنیزین دروازے پر تھی تھین اُنپر سحر کیا ہوائے سرد چلی وہ سب سو گئین قیس درخت سے
اُترا ٹہلتا ہوا اندر آیا دیکھا وہ آرام جان چھپرکھٹ پر آرام فرما رہی ہے پکارا اُٹھا اے آرام جان وای نور دیدہ
مشتاقان تمہارا اشتیاق یہانتک کھینچ لایا ہے جب تک تمسے نہ ملینگے غنچہ آرزو نہ کھلینگے دیر تک سرہانے
کھڑا ہوا انکا کیا صورت زیبا دیکھکر وجد مین ہے جب اُسنے کچھ سحر کیا ملکہ سوتی تھین بیہوش ہوئین اوّل اُسنے زبان
مین سوزن کو دیا پھر پرواز کیا کے ملکہ کو لیکر اُڑ گیا اپنے لشکر مین آ کے پہونچا صحبت شراب و کباب درست
کر کے ملکہ کو ہوشیار کیا ملکہ کی جو آنکھ کھلی اپنی زبان مین سوزن پائی قیس با دیدہ گریہ کو دیکھا کہ برہنہ بیٹھا ہے
کہہ رہا ہے کیون ملکہ دیکھا تمنے مین تمکو لے آیا مسلمانون مین نہ رہنے دونگا بہتر اسی مین ہے کہ مجھکو قبول کرو
ملکہ نے تیوری پر بل ڈال کے وہی جواب دیا کہ اگر ہمارا دشمن ہے تو قتل کر مگر ہماری عصمت کا نام نہ لے خبردار
اب ہمسے سوال و جواب نہ کرنا قیس عرصہ دراز تک منت خوشامد کیا کیا کہتا ہوا اے شہنشاہ اقلیم خوبی وای
سرو باغ محبوبی آپکے غصہ کرنے سے میری زندگی نہوگی امیدوار ہون کہ خطا معاف فرمائیے ملکہ نے جواب دینا
موقوف کیا قیس بیقرار ہو کر یہ اشعار حسرت آثار پڑھنے لگا اشعار

روز مولود سے ساتھ اپنے ہوا غم پیدا — لالہ سان داغ اُٹھانے کو ہوے ہم پیدا
ہون مین وہ نخل کہ ہر شاخ مری اژدہا ہے — ہون مین وہ شاخ کہ ہون برگ تبر دم پیدا
مین جو روتا ہون مرے زخم جگر ہنستے ہین — شادی و غم سے کیا ہے مجھے توام پیدا
درد سر مین ہو کسی کے تو مرے دل مین ہو درد — واسطے میرے ہوا ہے غم عالم پیدا
زخم خندان ہین بعینہ لب خندان اپنے — شادمانی مین ہے یان حالت ماتم پیدا
آسمان شوق سے تلوارون کا منہ ہر ساوے — نہ ہوئے ترے ابرو کا کیا خم پیدا
کام اپنا نہوا حیف کبھی ابرو سے — گیسوے یار ہوئے درہم و برہم پیدا
چپ رہو دور کرو منہ نہ مرا کھلوائو — نہ ہوا زخم زبان کا نہین مرہم پیدا
قلزم فکر مین ہرچند لگائے غوطے — دُر مضمون کوئی یارون سے ہوا کم پیدا
دوست ہی دشمن جان ہو گیا اپنا آتش — نہ کسی دارو نے کیا یان اثر سم پیدا

قیس سامنے ملکہ کے یہ اشعار پڑھکر بہت رویا ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا تب اسنے ملکہ لیلا کو ایک قفس مین بند کر دیا
چند کنیزونکے وہ قفس سپرد کیا آپ باہر آیا مشیرون وزیرون کو جمع کر کے کہا یارو یہ غم میرے واسطے جانکاہ
ہے حال میرا فراق مین بہت تباہ ہے مین اس سرکش کو پکڑ لایا مگر اُسکی زبان پر وہی بات جاری ہے میری صورت
سے بیزاری ہے اب کیا صلاح ہے پاس افراسیاب کے لیچلون دیکھین شہنشاہ کیا فرماتے ہین سب نے کہا
شہنشاہ کا پرائے دل پر کیا اختیار ہے غصہ کرینگے دباؤ ڈالینگے اُسکا قبول کرنا بہت دشوار ہے ایک امر ہم سب کے
ذہن مین آتا ہے اگر وہ حضور کرین تو کچھ عجب نہین کہ آہوے دشتی رام ہو خوش ہو کر قیس بادیہ گرد نے کہا بیان
کرو بھائیو میری تو جان پر بنی ہے وہ ظالم اپنی ہی کہے جاتی ہے سب نے کہا ہمارے نزدیک بہتر یہ ہے کہ ملکہ لیلا
کو خدمت خداوند لقا مین لیچلیے اُنھون نے سب کو پیدا کیا ہے وہ دل پھیر دینگے یہ آپ پر مائل ہو جائیگی اگر قدرت
رکھین تو بیان کر دیجیے گا کہ مین مسلمانون کو قتل کرنے آیا ہون ایک غرض اپنی بھی لایا ہون اگر قدرت کہین کہ کہو
تو سب حال مفصل بیان کر دیجیے گا وہ فوراً قلب پر سے قفل کھولدینگے یہ فوراً آپ پر مائل ہو جائیگی مصاحبون نے
جو اسطرح سمجھایا قیس بہت خوش ہوا کہا یارو تمنے خوب صلاح بتائی قدرت نے سب کو پیدا کیا دل کا پھیر دینا
اُنکے نزدیک کتنی بڑی بات ہے اس بات پر قائم ہوا وہ دن اُسی صحرا مین رہا کنیزین مصاحب دن بھر ملکہ لیلا
کو سمجھاتے رہے لیلا کا وہی سوال وہی جواب آخر کو یہ صلاح ہوئی کہ اب کوچ کیجیے تمام لشکر کو قیس نے تیار کیا
ملکہ کا قفس ایک تخت پر رکھا چند کنیزین گرد مقرر کین بڑے زور و شور سے طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے
روانہ ہوا یہ تو منزلین طے کرتا ہوا جاتا ہے ناظرین کو یاد ہوگا حقیر نے اکثر داستانون مین شاہزادہ غضنفر بن اسد کی تحریر
کی ہین طریقہ غضنفر کا یہ ہے کہ اسی ہزار دیوانے انکو قزاق بنایا قواعد سکھائے اب وہ دیوانے برق جہندہ ہین
اشارون پر کام کرتے ہین جہان کوئی علاقہ آباد دیکھا زمیندار سے کہلا بھیجا کہ آج ہماری تمہارے یہان دعوت ہے
اگر اُسنے نمانا جا کر لوٹ لیا پس فرزند طلسم کشا لوٹ مار کرتے پھرتے ہین نسیم جالندری ساحرہ اُنکے ساتھ ہے اور
قمر پیکر ایسی معشوقہ ہمراہ ایک قریہ آکر لوٹا ہے وہان فروکش ہین زمیندار سامنے بندھے ہوے ہین روپیہ مانگا
جاتا ہے دیوانے درختون کے سایے مین فروکش ہین ناچ جا بجا ہو رہے ہین دیہات کی کسبیان ناچ رہی ہین
دیوانے خود بھی گاتے ہین غضنفر سب کے بیچ مین بیٹھا ہے چہرہ افتاب عالمتاب گرد مصاحب ہرکارے واسطے خبر کے
مقرر کیے ہین کہ مالدار کا پتہ لگاؤ ناگاہ دو ہرکارے دوڑے ہوے آئے بعد دعا و ثنا کے عرض کیا ایک
ساحر چار لاکھ ساحرون کی جمعیت سے طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے جاتا ہے بڑا ساحر زبردست مشہور ہے

لشکر خواجہ عمرو سے بھی لڑا تھا اب برائے ملاقات لقا جاتا ہے یہ سنکر شاہزادہ غضنفر نے مونچھوں پر تاؤ دیکر پوچھا
کہ یہاں سے کتنی دور ہے عرض کی یہاں سے بارہ کوس پر اترا ہوا ہے کہا آج شب کو انکی فکر ہو جائیگی قزاقون نے
بھی خبر سنی کہ ہمارے شہریار شہنشاہ قزاقان برائے شبخون تشریف لیجائینگے چہل کرنے لگے ایک کو ایک مژدہ خوشخبری
دیتا ہے کہ چلکر مال لوٹینگے اب کمین اور ناچ راگ رنگ ہوگا زمینداروں کو یہ کہکر چھوڑ دیا تمسے پھر سمجھا جائیگا
زمینداروں مین جان آگئی لیکن حیران ہین کہ چار لاکھ پر اسی ہزار سے جائینگے کیونکر فتح پائینگے دیوانون سے لڑکے
ایک ایک ہم مین کا ہزار ہزار سے لڑیگا اسی ہزار سبت مین جلتے ہی بدحواس کر دینگے لاشون سے میدان بھر دینگے
جانے کی دیر ہے زمینداروں سے غضنفر نے کہا اب ہم تمہارے علاقے سے جاتے ہین مگر خبردار جب کبھی بادشاہ
اسطرف آئین اور کہلا بھیجین کہ ہماری دعوت ہے فوراً کل سامان لیکر حاضر ہونا اگر تامل ہوا تو یہی حال کرینگے
گھریان جلا دینگے مکانونکو پھونک دینگے عورتین پکڑ لیجائینگے زمیندار ہاتھ باندھے سامنے کھڑے ہین کہہ رہے
ہین کہ گستاخ جو آپ فرماتے ہین جب ادھر سے آپ کا لشکر نکلیگا ہم دعوت لیکر حاضر ہونگے غضنفر نے کہا اگر ایسا
کروگے عزت و آبرو پاؤگے دو پہر رات گئے سوار ہوئے بوق ترکی بجا یا ای قزاقان تیار شوید گھوڑے جو
صحرا مین چرا کر رہے تھے دوڑ دوڑ کر اپنے اپنے سوار کے پاس آئے سر جھکا کر کھڑے ہوئے مراد تھی کہ ہمین تیار
کرو زین وغیرہ ڈالو کہ افسر نے دوسری آواز دی زین پڑ گئے تیسری آواز مین سب قزاق تیار ہو کر صفین جمائے
ہوئے سامنے آئے اسلحہ و ملبس آمادہ حرب و پیکار قتل دشمنان پر تیار یہی دل مین ہے کہ اگر صفین لوہے کی ہون تو
توڑ کے نکل جائین ملکہ نسیم جالندری بارہ ہزار کنیزین ساتھ لیے ہوئے طاؤس زرین بال پر سوار سامنے آگے
پہونچین ایک مچانے مین ملکہ قمر پیکر نسیم نے عرض کی اگر خلاف مزاج منور نہ ہو عرض کرون غضنفر نے کہا فرمائیے
نسیم نے کہا اے شہنشاہ قزاقان قیس بادیہ گرد بلا کا ساحر ہے علم نیرنج و شعبدہ سے بہت ماہر ہے اگر حکم ہو تو لونڈی
سحر کریگی چشمزدن مین سب کو تباہ کر دیگی غضنفر نے فرمایا اے نسیم خدا چاہیگا تو وہ سحر نہ کرنے پائیگا یہ کہکر گھوڑے
اشارہ دیے سواروں کی کرتے ہوئے چلے پہونچنا انکا گذارش کیا جائیگا بیان قیس بادیہ گرد اسی صحرائے سبزہ زار
مین فروکش ہے اس خیال پر کہ ملکہ بہت خوشامد سے پھر کیون شاید ہمین راضی ہو جائے تو قدرت کے پاس جانا
کیا ضرور ہے سوچکر جلسہ شراب وکباب درست کیا کنیزین مصاحب سب جمع ہوئین ملکہ لیلا سے محمل نشین قیس نے
منگاکے رکھا ہے سب سمجھا رہے ہین قیس سے عرض کرتا ہے اے ملکہ عالم مجھپر ہجر مین بہت سختی گذرتی ہے کس نے بندے
عرض کرون اصل مین یہ کیفیت ہے نظم

ہین ہر سر مژگان سے چکان اشک تر ایسے | جان دیتا ہون قیمت مین اگر ہون گہر ایسے
اڑ کر بھی اُنہین پا نہ سکے طائر ادراک | پنہان ہین نزاکت سے دہان و کمر ایسے
بیفائدہ خوفِ قفسِ کہنہ ہی صیاد | طاقت ہی نہ بازو مین نہ ہم تیر پر ایسے
پیغام قضا ہین یہ بلاخیز نگاہین | وقفہ کہین دیتے ہین خدنگ نظر ایسے
تعلیم تبسم ہی ہر ایک غنچۂ گل کو | پیہم ہین مرے خندۂ زخم جگر ایسے
کروٹ بھی نہ کی راحت آغوش لحد مین | بند آنکھ کے ہوتے ہی ہوے بیخبر ایسے
ہم بوسۂ خنجر لب زخم سے لینگے | دل مین ہین بھرے شوق اجل کے اثر ایسے
طول کھینچے گا مرحلہ ہاے عدم و حشر | باقی ہین ابھی اور بھی اے دل سفر ایسے
بچپن ہی سے اشکون کو ٹپک جانیکی خو ہے | طفلی ہی سے بگڑے مرے نور نظر ایسے
جمشید نہ دارا نہ سکندر نہ فریدون | دنیا سے نسیم اُٹھ گئے دیکھو بشر ایسے

اشعار پڑھ پڑھ کے ملکہ لیلا کے سامنے رو رہا ہے کہ ملکۂ عالم مجھے سرفراز فرمائیے کبھی جھلا کر کہتا ہے اے ملکۂ عالم یہی خوب خیال رکھیے اگر آپ نے غلام کا کہنا نہ مانا تو قید سے نہ چھوڑونگا آپ کی جان جائیگی مین بھی جان دیدونگا زندہ نہ بچونگا یہ وہ سودا نہین ہے کہ اتر جائے سر مین سودا ہاتھ پانون مین رعشہ زندگی سے بیزار مجبور ناچار ملکہ لیلا فرماتی ہین کہ اے قیس تجھکو اختیار ہے خواہ قتل کر خواہ بخش ہم جان دینے پر آمادہ ہین قیس نے کہا اب تمکو خواجہ لقا کے پاس لیے چلتا ہون وہ تمھارا دل پلٹ دینگے خود مجھپر عاشق ہو جاؤ گی وصل حاصل کرونگا ملکہ لیلا نے کہا اگر وہ ساحر ہے اور سحر کر دیگا تو جب کبھی ہوش آئیگا اپنی جان دیدینگے آئندہ تجھے اختیار ہے یہ باتین ہو رہی تھین کہ لشکر مین ہنگامہ ہوا اسی ہزار دلیرانون نے بوق ترکی بجایا صاف ثابت تھا کہ صور اسرافیل پھنک رہا ہے تمام لشکر مین ہنگامہ ہے ساحرون کے قتل ہونیکی آواز آنے لگی یہ سنتے ہی قیس دیوانہ ہو گیا مجنون کی حرکتین کرنے لگا کہتا تھا کہ یارو یہ کیا معرکہ ہے کیسی آوازین آرہی ہین سات لاکھ ساحرون کا لشکر اسپر لگا ایک یہ آفت مصاحبون سے کہتا جاکر دیکھو کسکی شامت آئی ہے جو میرے لشکر پر اسوقت آیا مصاحب باہر نکلے آکر عرض کی اے شہنشاہ ساحران شہنشاہ قزاقان یعنی فرزند اسد نوجوان شبخون آیا ہے لشکر لٹ رہا ہے بارہ بارگاہین جل گئین لاکھون ساحر بھاگ گئے نسیم جالندری ایسی ساحرہ ساتھ ہے کہ آگ برسا دی بازارین سب لٹ گئین نقال قتل ہوے ساجنوکو ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر گرفتار کر لیا خزانے پر قبضہ ہے مہتمم خزانہ گرفتار ہو گیا اسکو ہاتھ لیجاینگے

کہتے ہین اسکی پشت پر سولہ گھی بنا لینگے یہ سُنکر قیس بارگاہ سے خود نکلا کہتا ہوا قزاقون کی کیا حقیقت ہی کہ بادشاہ
کے لشکر کو ذرہ مین ایک سحر مین سب کو مٹا دونگا میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائینگے ملکہ لیلا نے جو یہ سنا کہ فرزند
طلسم کشا نے شبخون مارا خوش ہوگئین قفس مین تڑپ رہی ہین بیقرار ہین کہ مین فرزند طلسم کشا کو کیونکر دیکھون
قضائے کار قیس جو باہر نکلا دیکھا لاکھون جادوگر بھاگ گئے کئی لاکھ قتل ہوئے خون کے دریا بہ رہے ہین قزاقون
نے جو گھوڑے دوڑائے کئی ہزار کو پامال کیا جو خیمہ راہ مین ملا یا طناب کاٹ دی یا آگ لگا دی ہر طرف خیمے
جل رہے ہین زمین سے شعلے نکل رہے ہین قیس نے نعرہ کیا ای ساحران غدار کہان بھاگے جاتے ہو یہ سب غیر ساحر
ہین سحر کرکے گرفتار کر لو بھاگے ہوئے ساحر پلٹے غضنفر بن اسد اسپ بادپا پر سوار انگشتر مہر و ماہ ہاتھ مین تیغ
روئین شگاف کھنچا ہوا جس کسی کو بڑھکر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے جادوگرون کا یہ حال ہی کہ سحر کی بوچھار
کر رہے ہین جب غضنفر بن اسد نے ہاتھ ہلا دیا انگشتر مہر و ماہ چمکی سحر ساحرون کے باطل ہوئے جادوگرون نے
سحر کا دریا بنایا اسپ بادپا دریائے سحر کو طی کرکے نکل گیا تیغ روئین شگاف مثل برق چمک رہا ہی مرکب طرارے
بھرتا پھرتا ہی قیس بادیہ گرد یہ معاملہ حیرت افزا دیکھکر پریشان ہوگیا کہ یہ کیا معرکہ ہی غضنفر پر سحر تاثیر نہین
کرتا بلکہ اگر کوئی قزاق سحر مین کسی کے پھنسکر گرا یا مرکب بدلگامی کرنے لگا غضنفر بن اسد نے بڑھکر ہاتھ چمکایا
انگشتر مہر و ماہ کا عکس پڑا سحر ساحر کا باطل ہوا وہ قزاق پھر اٹھکر جنگ مین مصروف ہوا اسطرح اپنے ساتھ والون
کو بھی بچاتا پھرتا ہی اور آپ تو ہزارون ساحر قتل کیے قیس بادیہ گرد کو بڑی حیرانی ہی مثل زلف پریشانی ہی
کہ یہ کیا معاملہ ہی قضائے کار یہ تو اس حیرانی و پریشانی مین ہی مگر بھائی اسکا لیس جادو جبدق سے قیس
ملکہ لیلا کو لایا تھا یہ دل ہی دل مین ملکہ کو دیکھکر پیسا تھا کوئی صورت نہ بن پڑتی تھی آج جو قیس بادیہ گرد باہر
نکلا لیس جادو آنکھ بچاکر اندر خیمے کے پہونچا ملکہ کے سامنے ہاتھ باندھکر کھڑا ہوا کہا ای جان جہان داغ آرام
دل عاشقان بھائی صاحب تو میرے دیوانے ہین نام ہی قیس ہی انکی بات کا کیا اعتبار مگر مین نے جبدن سے
آپ کو دیکھا جان جاتی ہی روح جسم مین گھبراتی ہی کیا کہون قطعہ

جیسے مجھے بلوشے تم اسد اکبر رات کو	ذبح کرتے ہی جو ہوتا پاس خنجر رات کو
پنی آواز قدم سے بھی وہ ڈر کر رات کو	مڑکے پیچھے دیکھتا تھا ہر قدم پر رات کو
ہم مین کیا باقی رہا تھا اے ستمگر رات کو	جان بلب تھے بچ گئے قسمت سے مگر رات کو
ہان جو تو اے مہروش تھا جلوہ گستر رات کو	چھٹ رہی تھی کیا ہوائی مہ کے منھ پر رات کو

ہمرہ آہ و فغاں اور شعلہ زن طوفانِ اشک / ہیچ سامانِ خرابی تھا مرے گھر رات کو
بوئے گل کا اے نسیمِ صبح اب کس کو دماغ / ساتھ سویا ہے ہمارے وہ سمنبر رات کو
بزمِ دشمن میں نہو وہ نغمہ گر آتی رہے / ہر فغاں نے کے ساتھ لب پر جان مضطر رات کو
روزِ ہجراں سے شبِ فرقت نہو کیوں سخت تر / کاٹے کاٹے دن کو سٹے تھے وہ اکثر رات کو
رہ گئے ہم جھانکنے سے بھی یہ کیا اندھیر ہے / بند غصے کر دیئے تھے روزن و در رات کو
بن ترے پیش نظر تھی یہ اندھیری چھا گئی / جا میں آنکھیں پھوٹ گر دیکھے ہوں اختر رات کو
رو کر گھر میں تو میں پہونچا میں ترے پر کیا کروں / دم نکلتا تھا کھٹکے سے برابر رات کو
کیا کہوں تم جو نہ آئے کیا قیامت آ گئی / میہماں تھا میرے گھر میں روزِ محشر رات کو
کیا اسی تجانے کو فرماتے ہو ظلمت کدہ / حضرت مومن جہاں جاتے ہو چھپ کر رات کو

لیکن ملکۂ عالم میرا کچھ زور نہ چلتا تھا جب وہ آپ کو صحبت میں بلا کر دباؤ ڈالتا تھا جی چاہتا تھا چھاتی پر
چڑھ بیٹھوں لیکن مجبور تھا کہ وہ بڑے بھائی کہلاتے ہیں افراسیاب نے انھی کو ساتھ کر دیا ہے رتبے میں میں زیادہ
ہوں میرا عہدہ مصاحبت ہے میرے ہی واسطے ملک کی سلطنت ہے باج و خراج سب میرے ہی پاس آتا ہے سب
عامل پیلے دار میرے حکم سے کام کرتے ہیں غلام کی آپ پر جان جاتی ہے امیدوار ہوں کہ مجھکو اپنی غلامی میں قبول
فرمائیے تمام ملک و مال کا آپ ہی کو اختیار ہے بھائی صاحب تو میدان معروف جنگ ہیں میں آپکو لیکر نکل چلوں
کسی کو خبر بھی نہو گی ملکہ جی میں کہتی ہیں کہ اسکو لیلا عمر بھر عاشق ہوا ہے نہیں معلوم یہ بھیا کیا سمجھا ہے مگر اسکے چونکنا نہ
چاہیے کہ عمر بھر یاد کرے یہ سوچکر جواب دیا کہ اے لیس قیس بد صورت تم البتہ ہمکو پسند آئے ہم روز یہی دیکھتے
تھے کہ اگر تم خواہش کرو تو ہم قبول کریں آج آرزوئے دل پوری ہوئی لیکن کیسے جھوٹے عاشق ہو تمہارا دل
کیونکر گوارا کرتا ہے کہ ہم مثل طائروں کے قفس میں بند ہیں کیسے درد مند ہیں زبان میں سوزن قلب پر ہجوم غم و
محن ہیں قفس سے نکالو بیٹھ کر باتیں کریں دل کا حوصلہ نکلے اسطرح جو ملکہ نے کہا لیس کی رال ٹپک پڑی کہا حضور
میں تو غلام ہوں حقیقت میں فرزند طلسم کشا اس زور و شور سے لڑ رہا ہے کہ تمام لشکر تہ و بالا کر دیا لاکھوں جادوگر
مارے گئے میں اسی واسطے میاں آکر چھپا ہوں آپ سے کلام کرنے کی بھی آرزو تھی تقدیر ہی کی جستجو تھی اح
سانات کا شکر کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے قبول فرمایا ملکہ نے کہا میں تو خود تمپر مرتی ہوں مگر مجھسے بیوفائی نکرنا
اب عمر بھر نباہنا ساتھ رہیگا دل جانے فراق تمہارا جلدی سے لیس نے قفس کھول کر ملکہ کو قفس سے نکالا

ملکہ نے اشارے سے کہا کہ زبان سے سوزن تو نکال لعیں نے سوزن کو بھی نکالا زبان سے سوزن کا نکلنا ملکہ
کچھ بول سکتی نہیں فرمایا ذرا الگ رہیے جب زبان نے ذرا آرام پایا ملکہ نے کہا کیوں او بھیا کیا جھک مارتا ہے ہم
بعنایت خدا سامری و جمشید پر لعنت کرتے ہیں تم ایسے جیالوں کا سامنے بھی جھینا ناگوار ہے لعیں گھبرا گیا
کہا حضور یہ کیا فرماتی ہیں ملکہ نے کہا ہم کئی دن صحبت میں خواجہ عمرو کی رہے اپنے کو رہا کرا لیا اگر اپنی جان
بچانا منظور ہو تو ہٹ جاؤ ورنہ میں بری طرح پیش آؤنگی تمکو تنکے چنوا دونگی لعیں سوچتا ہے کہ اب کیا کروں
ملکہ لیلا نے کاتی باندھی ملکہ کا اٹھنا تھا کہ لعیں نے سحر کیا ملکہ نے کہا خدا کی قدرت آپ سحر بھی کرنا جانتے
ہیں اُس نے سحر کیا تھا کہ ملکہ پر آگ گری ملکہ نہیں منہ پھیرنے لگا آگ بجھی بارگاہ میں جھولی قیس کی رکھی تھی
ملکہ نے وہ جھولی اٹھالی ہاتھ جو ڈالا کارد سحر ہاتھ میں آئی کچھ اسم سحر پڑھ کر پھینک ماری لعیں کے سینے
پر پڑی پشت کو توڑ کر پار نکل گئی خیمہ جلنے لگا ملکہ تڑپ کر نکلیں قیس یہاں سحر کر رہا تھا کہ کان میں بھائی
کے مرنے کی آواز آئی گھبرا گیا پلٹ کے دیکھا آسمان پر برق چمکی نعرہ ہمانم ملکہ لیلا اے محمل نشین قیس
نے گھبرا کے کہا یارو میرے بھائی کی خبر لاؤ خادم گئے دم بھر میں روتے ہوئے آئے کہا حضور آپ کے بھائی صاحب
کا لاشہ پڑا ہوا تڑپ رہا ہے گھبرا کے کہا یہ کیونکر مارا گیا اس سرکش کو کسنے رہا کیا ایک خدمتگار نے بڑھ کر بیان
کیا کہ حضور آپ کے بھائی صاحب ملکہ لیلا پر مرتے تھے اس وقت ملکہ کو قفس سے نکالا سوزن بھی نکالا ایسا
معلوم ہوتا ہے کہ انھیں کے ہاتھ سے قتل ہوئے یہاں تک حال غلام نے دیکھا تھا نہیں معلوم مقابلہ
کیونکر ہوا قیس گالیاں دینے لگا بھیا نامرد میرے پاپوش کی گرد میرا بھائی کاہے کو تھا کمین لونڈی
گھر میں تھی اسیر بابا جان جا پڑے اسی لونڈی سے یہ پیدا ہوا گھر بار اسکا پھونک دو یہ سنتے ہی خادموں
نے کہا حضور معاف فرمائیں جیسا انھوں نے کیا ویسا پایا اب ملکہ لیلا کے سحر کو دیکھیے گرفتار کرنے کی
تدبیر ہو قیس بادیہ گرد نے کہا میں ابھی تدبیر کیے لیتا ہوں یہ کہکر یہ تو پیچھے ہٹا غضنفر لڑتا ہوا چلا آتا ہے
کہ لیلا اے محمل نشین کی نگاہ پڑی دیکھا کہ ایک نوجوان کمسن آتش رخسار بے دود قدرت رب ودود
محراب ابروے خمدار برائے عاشقان مقام سجود چہرہ آفتاب عالمتاب شہر یاری خال چہرہ انور کوکب بلند
اختری جرأت میں سب سے بہتری خود سر انور پر کج رکھا ہوا زرہ سونے چاندی کی کڑیوں کی زیب جسم سپر و
شمشیر ہاتھوں میں گویا ہلال و بدر کا ساتھ ہے کمان کیانی دوش پر صاف ثابت ہے کہ ماہ تاباں برج قوس میں
آگیا نشست مرکب بادرفتار پہ بیٹھی ہوئی گھوڑا طرارے بھر رہا ہے عرصۂ فوج کو پامال کر رہا ہے جا بجا ہے

اگر مالک اشارہ کرے تو سرحد دنیا سے گذر جاؤن سبزۂ فلک کو پامال کرون آنکھین رشک چشم غزال باستحا پیدا کامل آسمان جلال ملکہ لیلا حیران جمال و محو دیدار ہو گئین آنکھون مین آنسو بھر آئے قصد ہوا کہ اپنے کو سامنے پہونچاؤن شاہزادہ مجھے دیکھے ایک مقام پر چند سرداران غضنفر پر ساحر سحر کر رہے تھے ملکہ تڑپ گئی گرین کسی کا سر اڑا دیا کسیکا ہاتھ کٹا کسی کے دو ٹکڑے ہوئے کسی کی جانب دیکھکر مسکرائین وہ بیلانہ ہو گیا کئی جادوگر نگاہ سحر آگین دیکھکر دیوانے ہوئے کوئی غل مچاتا ہے کوئی چیخ رہا ہے کوئی پکارتا ہے اے جان جہان وائے آرام دل عاشقان ہم مرتے ہین دن زندگی کے بھرتے ہین ایک اور نگاہ محبت ادھر بھی ہو جائے ہم تو نگاہ محبت کے خواہان ہین طالب دیدار عاشق صادق محب واثق خواہش ہے کہ قدمبوسی کرین سر قدمون پر دھرین ہنگامہ جو ہوا غضنفر نے نگاہ اٹھا کے دیکھا ایک نازنین شیرین ادا ماہ آسمان شرم و حیا گلگون قبا نازک روے زیبا پر پھول فدا چہرہ ماہ آسمان حسن و جمال ابرو رشک ہلال گلے نازنین صراحی بادۂ جان بخش کی ہونٹھون مین مسیحائی ہر بات مین رعنائی و زیبائی گل اعضا درست معشوق چالاک و چست سینے پہ ابھار سنانانے سینہ سے دل عاشقان فگار کبک رفتار شیرین گفتار کمان ابرو معشوق خوشخو غضنفر کا عجب حال ہو گیا دیوانہ مزاج جاہلون کے سر کا تاج تلوار کو روکا آئینہ رخسار کو دیکھ رہا ہے ملکہ لیلا نے شرما کر سر جھکا لیا غضنفر بن اسد سے ضبط نہو سکا بے اختیار پکار اٹھے نظم

زخم دل مین تیری فرقت سے جگر مین داغ ہے
ایک گھر مین گل محبت ایک گھر مین داغ ہے
رخ ترا بیداغ ہے روے قمر مین داغ ہے
دیکھلے جو چاہے آنکھون کی نظر مین داغ ہے
عشق کی دلسوزیون سے بحر و بر مین داغ ہے
یہ وہ آتش ہے کہ جس سے خشک و تر مین داغ ہے
آج کل ہوتا ہے ہم آغوش وہ رشک بہار
بوے گل دیتا ہے جو جو اپنے بر مین داغ ہے
اشک کے پانی سے نہلا دے مجھے اے چشم تر
گرمیون سے سوزش دل کے جگر مین داغ ہے
اشتیاق گور مین دیتا ہے ایذا طول غم
منزل مقصود کی دوری سفر مین داغ ہے
کوتہی کرتے ہین راہ دشت وحشت مین قدم
آبلہ پائی کے ہاتھون منزل سر مین داغ ہے
زلف و خال یار پر جبسے پڑی ہے اپنی آنکھ
مشک چین و عنبر سارا نظر مین داغ ہے
وان تلاش ایذا ہے دیتی اور یہان شوق وصال
زخم ہا ہر اپنی قسمت کا ہے گھر مین داغ ہے
ناگوار اپنے سوا ہے یار دل کو دخل غیر
سائے کا بھی ساتھ تیرے رہگذر مین داغ ہے

کوئی گردن پہ تڑپ زیبندہ ہی خال سیاہ	خوشنما خورشید سے بھی اس سحر مین داغ ہی
داغ کھانے سے مزہ ایسا دیا ہی عشق مین	دوڑتی ہی روح اُس پر جس ثمر مین داغ ہی
عیب شاعر کو لگا دیتا ہی آتش نقص شعر	داغ جب پھل مین لگا عین ثمر مین داغ ہی

ملکہ لیلاے محمل نشین نے سر اُٹھا کر ہاتھ سے کچھ اشارہ کیا قیس دور سے یہ سب معرکہ دیکھ رہا ہی اسکو بھی تاب
ہوا کہ لیلا غضنفر پہ عاشق ہوئی ہین حیران حیران جمال بمثال غضنفر کو دیکھ رہی ہین اُسوقت قیس بادیہ گرد نے
سحر کیا برق چمک کر سر پر ملکہ لیلاے محمل نشین کے گری کہ سر غفلت مین زخمی ہوا سر سے خون جو جاری ہوا
لگا غضنفر کی پڑی خون کو دیکھکر اور سوار بڑھا گھوڑے کو چمکا کر نعرہ کیا او بھیا ہمسے مقابلہ کر عورت کو زخمی کرکے
بہت مغرور ہوا اسپر تجھے قصور ہوا قیس بادیہ گرد غصے مین پلٹ پڑا کہا او جوان دیوانہ کرکے تجھے مارونگا
یہ کہکر کئی دستے پتھر مارے خنجر برسے تلوارین چمکین آگ کے شعلے بھڑکے قیس بھا سحر نے تاثیر کی تلوار کھینچے ہوئے
قریب پہونچا ہاتھ تلوار کا مارا غضنفر نے تیغ آزمین شگاف پر روکا انگشتر مہر و ماہ بھی چمکی آنکھون کے نیچے اندھیرا
آیا غضنفر نے اوپرے ہاتھ مارا اسنے سپر سحر کو اُٹھا دیا سپر سحر کٹی سر پر تلوار پڑی قیس نے ہاے کہکر اپنے تئین
گرا دیا کہتا ہی ہاے یہ کیا ہوا روح سامری و جمشید مین تاثیر جاتی رہی جیسے ہی یہ زمین پر گرا غضنفر نے اسپ
گھوڑے پر سے پھاند پڑا چاہا چھاتی پر چڑھ بیٹھون قیس بادیہ گرد لوٹ مار کر بھاگا اسکا بھاگنا کل فوج کے
پانون اُٹھ گئے قزاقون نے بوق ترکی بجایا ساحر بھاگے ملکہ لیلاے محمل نشین ٹھہر گئین غضنفر کے
سامنے آئین غضنفر نے قزاقون سے کہا جلد بارگاہ استادہ کرو فوراً بارگاہ زرنگی استادہ ہوئی قزاق مال و اسباب
لوٹ کے اپنے اپنے مقام پر آگے اُترے جا بجا ناچ ہونے لگا غضنفر نے ملکہ لیلا کے ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا
مقام صدر پر لاکے جگہ دی لیلاے محمل نشین سے غضنفر نے پوچھا اے شہنشاہ خوبی لالہ رنگ و بوے
گل حدیقۂ خوبی آپ اس لشکر مین کس طور سے تھین ملکہ نے آنکھون مین آنسو بھر کے فرمایا اے شیر بیشۂ جرأت وای
بلکہ تازسیدان جلادت مین کیا اپنا حال بیان کرون ملک در پے آزار ہی اس بھیا نے میرے ساتھ بڑے بڑے
فساد برپا کیے افراسیاب نے اسکو براے مقابلہ مسلمانان بھیجا مین بھی لشکر کشی کرکے آئی اسنے فتور شروع
کیے مین نے جو ملکہ بہار کو لشکر اسلام مین دیکھا دیدہ جلا اہل اسلام نے کیا قدر دانی کی جب مین نے دیکھا بہار نے
حیرت کی مقابلۂ افراسیاب جادو مین فروکش ہین مجھکو بھی کسی قدر مذہب اسلام کا اعتقاد ہوا اس ملعون نے
مجھے پیغام وصل دیا مین نے جواب سخت و مکر کہدیا کہ خبردار کبھی ایسا خیال فاسد کرنا اُسنے مجھکو گرفتار کر لیا

ملکہ حیرت سے کہا یہ اہل اسلام سے ملگئین وہ ایسی ناانصاف کہ آمادۂ قتل ہوئین خدا اہل اسلام کو سلامت رکھے
میری مدد کو اُنے رہا کرکے مجھکو لیگئے وہان سے پلٹون چرالایا میان خدا نے آپ کو پہونچایا کہ مین سہا ہوئی
مگر آپ کیا کرتے پھرتے ہین غضنفر نے فرمایا نسیم جالندری میرے ہمراہ ہین مجھکو مکان افراسیاب نہین ملتا
مین نے قریات و دیہات سب ویران کردیئے ملکہ نے سر جھکالیا سمجھین کہ دیوانہ مزاج ہین کہ ملکہ نسیم جالندری
بھی آکر پہونچین ملکہ نسیم نے جو ملکہ لیلا کو قریب غضنفر کے دیکھا جل گئین نہایت رشک ہوا ملکہ ملکہ لیلا نے
بھی کہا کہ حضور افراسیاب بادشاہ طلسم ہی اُسکے مقام کو آپ کیا پوچھتے ہین ہر مقام پر موجود ہی لشکر حیرت
مین آتا ہی ہر مقام پر ملسکتا ہی غضنفر نے کہا اے ملکہ لیلا مین کئی سال سے تباہ ہون قریات و دیہات لوٹتا پھرتا
ہون ہزارہا جادوگر قتل کیے قریے کے قریے خالی کردیے اگر افراسیاب ملجائے تو مین اُسکا سر لیکر خدمت
مین ملکہ مہرخ کی جاؤن کچھ لشکر کا حال بیان کرو ملکہ لیلا نے کہا خواجہ عمرو عیاران اسلام وہ وہ کارہا
نمایان کررہے ہین کہ مین نے افراسیاب کی زبانی سُنا کہ وہ کہتا تھا اگر کسی نے عیارون سے اپنی جان
بچائی تو سوارون کو مار لینا کچھ بات نہین مگر وہ صبر صبی تاکید سختی کہ اپنے کو عیارون سے بچانا سر دربار آکر
چالاک نے عیاری کی مجھکو اور برق فرنگی کو رہا کرلیا غضنفر نے کہا اے سرداران تہمتن واے جوانان
صف شکن اب چلکر افراسیاب کو مارینگے قبلہ وکعبہ کو کچھ زبن پڑا قید ہوسکے میعو ر ہے غضنفر نے حکم دیا واسطے
ملکہ لیلا کے محمل نشین کے ایک بارگاہ الگ استادہ کرو چند کنیزین واسطے خدمت کے مقرر کیجائین جب ملکہ
لیلا اُس بارگاہ مین گئین ملکہ نسیم نے آکے کہا اے ملکہ لیلا یہ آپ نے کیا غضب کیا کیا ہم مقام
افراسیاب کو نہ جانتے تھے یہ جاہل مزاج دیوانون کے سرکا تاج نہ جانے کس واسطے انکے یہ کلمہ کیا کرتے
تھے کہ مکان افراسیاب نہین ملتا اسکے پاس یہ تحفہ ہی کہ اسپ بادپا پر سوار ہوتے ہین انگشتر مہرو ماہ ہاتھ مین
تیغ زمین شگاف پر قبضہ یہ چیزین تحفہ جات ساختۂ ساحر مشتش طلسم بند ہین انپر سحر کسیکا تاثیر نہین کرتا مگر
افراسیاب جادو ان چیزون کو مٹا سکتا ہی اب جو دربار مین سامنا ہوگا تو کہیگا کہ مین مکان افراسیاب
دریافت کرلون تو مفصل عرض کرون ایسا نہو کہ وہ جا پڑین کوئی عالم مین ہمسر وا فراسیاب نہین ہی لا کہین
ایسے بادشاہ کو کہ دنیا سلطنت پر قبضہ کیا جو کچھ فرمائیے گا سمجھکے فرمائیے گا ورنہ اُسی وقت یہ قید کرلیگے
پھر کسی کے بس کے نہ کینچے نسیم نے لیلا سے محمل نشین کو خوب سمجھایا مگر طبیعت کو رشک ہی کہ نیا نیا عشق
ہو دیکھیے کیا رنگ لاتا ہی وقفہ دراز تک لیلا و نسیم سے باتین رہین بعد اُسکے نسیم وہان سے چلی آئین شب کو

غضنفر نے جلسہ آراستہ کیا نسیم و قمر چہرکو بلایا کہا ملکہ لیلاے محمل نشین کو بلا لو لیل اصحبت مین آئین باتین ہونے لگین ملکہ نسیم جا بلندری کی پریشانی کنیزون سے فرماتی ہین دیکھین اب تقدیر کیا دکھائے افسوس صد ہزار افسوس نظم

بیر سے کوچے مین عدو مضطر و ناشاد رہا ۔ شب خدا جانے کہان وہ ستم ایجاد رہا
اس روانی سے ذرا تیغ رہ بیداد رہا ۔ بارے اک دم اثر نالہ و فریاد رہا
بیکسی نے نہ دیا ہائے تہ خاک بھی چین ۔ تا قیامت الم گریۂ جلاد رہا
نقد جان تھا نہ سزا دیت عاشق حیف ۔ خون نہ رہا ذمۂ گردن نہ رہا در رہا
لذت جور سے دم لینے کی فرصت نہ رہی ۔ کیا اثر منتظر دعوت فریاد رہا
یاد بھولا اسے ای غیر ہو نسیان عدو ۔ یاد رکھ بھول گیا جسکو وہی یاد رہا
سر پٹکنے نے مرے سنگ در اسکا توڑا ۔ یہی سودا ہی تو گھر کا ہمیکو آباد رہا
کرہ خاک ہی گردش مین تپش سے میری ۔ مین وہ مجنون ہون کہ زندان مین بھی آزاد رہا
چھوٹنا دام شکستہ سے بھی آسان نہین ۔ مین گرفتار خم گیسوے صیاد رہا
لیجا جوش جنون جانب صحرا افسوس ۔ جب مرے کوچے مین آکر وہ پریزاد رہا
گر غم دور گیئے عشق بتان ای مومن ۔ مین سدا سوختۂ حسن خداداد رہا

کنیزون نے کہا حضور آپ کیون گھبراتی ہین آپ کے سامنے کسی کا رنگ نہین جم سکتا آپ نے جو جانبازی و سرفروشی اس شہریار کے ساتھ کی کسی کی مجال ہی کہ اسقدر جانبازی کرے حقیقت یہ ہی کہ آپ کا قدم اگر درمیان مین نہوتا تو اتبک نہین معلوم کیا آفت برپا ہوتی آپ نے شہریار کو شہرون مین نہین جانے دیا دیہات و قریات سے ناسطہ رکھا میان تو یہ کیفیت ہی مگر غضنفر بن اسد اس فکر مین ہین کہ افراسیاب جادو یہ جا پڑون یہان سے کوچ دارف لشکر حیرت کے کرون لیکن قیس بادیہ گرد جو بھاگا تھا دو ہزار جادوگر اسکے ساتھ ہین جہان اترا کہتا ہی یار و مین مقام محبوب سے جدا ہوتا ہون اب آگے نہ بڑھونگا ساتھ والے کہتے ہین ای شہریار ایسا نہو اس دیوانے کو خبر ہو جائے وہ بلاے روزگار ہی پھر شبخون مارے تو کیونکر جان بچیگی قیس بادیہ گرد کہتا ہی آپ ہین اور فکر کرونگا جو تھا دن ہی قریب ایک درہ کوہ کے اترا ہوا ہی مگر تردد مین ہی کہ کیا کرون کہ صحراے گرد اڑتی دیکھا ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر چار لاکھ سوار وہ پہلوان

نیزہ ہلاتا ہوا گینڈا اچھکاتا ہوا آتا ہی قیس بادیہ گرد نے پہچانا کہا ہو اقبال صف شکن پہلوان تیغزن کہانسے آتے ہو اسنے جو قیس بادیہ گرد کو میچھے دیکھا گینڈے سے کود پڑا قیس کے قریب آیا کہا او شہنشاہ آپ یہان کیون بیٹھے ہین قیس نے سب حال اپنا رو رو کے بیان کیا اقبال یہ حال سنکر بلبلانے لگا کہا او شہنشاہ ساحران وہ دیوانہ مجہول کون ہی جسنے سرکار کے ساتھ یہ حرکت کی ہین اسکو چیر پھاڑ کر پھینک دونگا آپ مجھے دکھا دیجیے اب تو قیس بہت خوش ہوا کہا میرے ساتھ چلنا مین دکھا دونگا مگر سحر اسپر تاثیر نہین کرتا جوان صف شکن پہلوان تیغزن ہی سنتا ہون طلسم کشا کا بیٹا ہی دیہات افراسیاب لوٹتا پھرتا ہی ہزار ہا قریات اسنے ویران کر دیے افراسیاب نے اکثر ناظمون کو بھیجا اسنے انکو بھی لوٹ لیا میری سات لاکھ فوج تھی سب تباہ کر دی تمام مال و اسباب لوٹ لیا صرف دو ہزار جوان میرے ساتھ اب باقی ہین اور میری معشوق اسی کے پاس ہی اگر تم بہ جرأت اس سے مقابلہ کرو تو مین اپنی معشوق کو بھی لے آؤن معشوق کے نکل جانے سے بہت پریشان ہون اقبال نے کہا آپ کیون گھبراتے ہین مجھسے بہرام فلک بھی مقابلہ نہین کر سکتا ایک قلعے کا حاکم میرا خراجگزار تھا اسنے کئی سال سے خراج نہین بھیجا اسکو سزا دینے جاتا تھا اب آپ کے ساتھ چلونگا ابھی وہان نہ جاؤنگا پہلے آپ کی مشکل آسان ہو آپ کے مجھپر بڑے بڑے احسان ہین شاید کسی قدر سبکبار ہون قیس بادیہ گرد نے کہا مین خود تمھارا ممنون و مشکور ہونگا فراق محبوب مین عجیب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی ای بھائی کیا کہون عجیب آفت مین مبتلا ہون

نظم

حشر کو بھی دیکھنے کا اسکے ارمان رہگیا
دن ہوا پر آفتاب آنکھون سے پنہان رہگیا

بندگی حق مین کبھی بھولا نہین یاد صنم
توبہ مین کی و لیکن داغ دامان رہگیا

جوش وحشت مین بیابان کو گیا مانند روح
جسم خاکی کی طرح سے میرا زندان رہگیا

ای صبا جا وے چمن مین تو تو کہیو یار سے
باغ مین جا کر تو اب سرو خرامان رہگیا

پہلے ہی پرزے اڑا ہونے نہ پایا سینہ چاک
بار ثابت وقت بد مین اک گریبان رہگیا

بستیان ہی بستیان ہین گنبد افلاک مین
سیکڑون فرسنگ مجنون سے بیابان رہگیا

چال ہی مجھ ناتوان کی مرغ بسمل کی تڑپ
ہر قدم پر نقش پا ان رہگیا دامان رہگیا

کرکے آرائش جو دیکھی اس صنم نے اپنی شکل
بند آنکھین ہو گئین آئینہ حیران رہگیا

راہ الفت مین نہین اندیشۂ پست و بلند
گرکے کب یوسف میان چاہ کنعان رہگیا

جان شیرین ہو فراق یار سے کیونکر عزیز
مرگ صاحب خانہ ہو فاقہ جو مہمان رہ گیا

میری وحشت نے چراغ راہ جو سمجھا اُسے
آنکھ دکھلا کر مجھے غول بیابان رہ گیا

کھینچکر تلوار قاتل نے کیا مجھکو نہ قتل
شکر ہے گردن تلک آتے آتے احسان رہ گیا

کاروان نکہت گل کر گیا گلشن سے کوچ
صورت نقش قدم گلزار حیران رہ گیا

شام ہجران صبح بھی کر کے نہ دیکھا روز وصل
سانپ کو کچلا پر آتش گنج پنہان رہ گیا

اقبال نے کہا بھائی اسقدر نہ گھبراؤ خداوند لات و منات رحم کرینگے معشوق کو آپ سے ملا دینگے صلاح مشورہ کر کے مع لشکر کوچ کیا طرف لشکر غضنفر کے روانہ ہوئے بیان غضنفر اپنے مقام پر فروکش ہے لشکر فراوان بصد عظم و شان فروکش ہے غضنفر کی صحبت آٹھ پہر ملکہ لیلائے محمل نشین سے گرم رہتی ہے اکثر تنہائی مین اختلاط ظاہری بھی ہوا جب صحبت تخلیہ مین ملکہ لیلا جاتی ہین جان ملکہ لیلا نے حکایت و شکایت کی باتین کین غضنفر بن اسد نے دونون ہاتھ پھیلا دیے کہا اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان میری خود تمپر جان جاتی ہے جسدن سے تمکو دیکھا معشوقان قدیم سے بات کرنا ترک کر دیا لیلائے محمل نشین ان حالات پر غضنفر کے ہنستی ہین دل مین کہتی ہین اچھے دیوانے سے سابقہ پڑا دیکھین انجام کار کیا ہو ایک دن دو پہر رات گئے صحبت سے غضنفر کی ملکہ لیلائے محمل نشین اُٹھین اٹھلاتی ہوئی چلین خمار نشہ شباب خواہ نشہ شراب پیر ڈالتی ہین کہین پڑتا ہے کہین دام کمند گیسو مین دل اُلجھا ہوا حیران و پریشان چند کنیزین پشت پر ہیں پہلو مین دل مضطر تڑپ رہا ہے لیکن قیس بادیہ گرد نے جب کئی منزلین ساتھ اقبال پہلوان کے طے کین ایکدن رات کو بڑے گھبرایا بیتابی مین کہنے لگا یا لات و منات یا تو میری معشوق ملے یا حکم ہو ملک الموت کو کہ آکے قبض روح کرے اب دل میرے قابو مین نہین قرار و چین کسی پہلو مین نہین آپ سے شکایت ہے نظم

جلوہ ہے دام میں وہ نرگس فتان مجھکو
چار دیوار قفس ہے صف مژگان مجھکو

دور کر چہرہ روشن سے نقاب اے محبوب
داغ دیتا ہے چراغ تہ دامان مجھکو

شادی وصل مین جامے سے ہون باہر دیوانہ
ہین برہنہ اُسے دیکھون تو وہ عریان مجھکو

دیکھ کون بہار مے کے انگیٹھی مین اے دست جنون
رشتہ دون نہ جو دے چاک گریبان مجھکو

یاد رخسار کتابی جو رہا کرتی ہے
دل سمجھتا ہے مرا حافظ قرآن مجھکو

پھرتے نکلون مین چمن سے جو صبا تیری طرح — غنچہ گل ہون کبھی دیکھ کے خندان مجھکو
خاک مین ملکے بھی لپٹونگا ترے دامن سے — اپنے کوچے کی سمجھ گرد پریشان مجھکو
فکر اشعار کو لازم ہے دماغی قوت — سونگھنا چاہیے وہ سیب زنخدان مجھکو
موسم گل نہین آتا ہے اجل آتی ہے — گور سے تنگ ہوا جاتا ہے زندان مجھکو
دست رنگین کی تری بیعت اُسے کرتا تا — ہاتھ آتا جو کوئی پنجہ مرجان مجھکو
لب محبوب کی سرخی ہون مین اسمین سنتا — لعل کو دیکھنے جاتا ہے بدخشان مجھکو
کم ہے جتنا کہ ہون ممنون ترا بندہ نواز — صورت انسان کی دی جوہر انسان مجھکو
ہے تن ہو کے جو دل اُسمین گرین ہے آتش — رکھے یوسف کی طرح چاہ زنخدان مجھکو

جب انتہا کا فراق محبوب مین بیقرار ہوا اپنے مقام سے اُٹھا باہر نکلا لشکر اقبال کا اترا ہوا ہے چار جانب
آنکھین پھاڑ پھاڑ کے دیکھا آخر سوچا کہ لشکر غضنفر مین چلون شاید نظارہ جمال محبوب ہو جائے کہ دل تردد
منزل تسکین پائے یہ سوچکر یہ پرواز پیدا کے اُڑتا ہوا چلا رات قلیل باقی تھی ایک صحرا مین آکر صبح ہوئی زمین
پر آیا دل مین جوش ہے کہ ایک نگاہ دیکھ لون سواے اسکے کوئی صورت تسکین کی نہین قضاے کار
جوش محبت مین راستہ بھولا طرف لشکر مہرخ کے جا نکلا لشکر مہرخ تین کوس پر تھا صبح کا وقت ہے مہر
عیاری قطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران عیار عمرو بن اُمیہ ضمری نامدار مسافرون کی تلاش مین نکلے
ہین ایک درخت کے سائے مین کھڑے ہوے انتظار کر رہے ہین لبون پر یہی دعا ہے کہ کوئی مالدار گذرے
دو چار کوڑی کا روزگار ہو جائے قرضدارون نے بہت حیران کیا ہے اب تقاضاے شدید ہے اس سوچ مین
کھڑے تھے کہ دیکھا سامنے سے ایک ساحر چلا آتا ہے تاج زرین سر پر جوشن سونے کے بازوون پر اور بہت سا
اسباب جواہرات پہنے ہوے ہے جلدی جلدی چلا آتا ہے خواجہ کے منہ مین پانی بھر آیا دل سے کہتے ہین کہ اگر
اس سے معاملہ ہو جائے ایک مہینے کا سود تو نکل آئیگا یہ کہکر کنارے آئے رنگ و روغن عیاری کا لگا
جادوگر کی صورت بنکر سر راہ آئے پکار کے آواز دی کہ بھائی صاحب کہان جائیےگا دل مین یہ بھی خیال ہے
کہ لشکر حیرت کا جانے والا ہے طریقے سے معلوم ہوتا ہے جب کئی مرتبہ خواجہ عمرو نے پکارا تو آہستہ جواب دیا
کیون بھائی صاحب کیا ہے خواجہ نے کہا کہ ہم طرف سے شہنشاہ افراسیاب کے اس صحرا کے حاکم ہین سارے
کی حفاظت کرتے ہین عیاران اسلام طلاے رونگا ہین جسکو پایا مار ڈالا براے رفاہ عام شہنشاہ نے

مجھکو مقرر کیا کہ کوئی کسی کو ستانے نہ پائے آپ اسوقت کہان تشریف لیجائینگے قیس بادیہ گرد نے کہا مین لشکر
غضنفر بن اسد مین جاؤنگا اب تو خواجہ گھبرائے فرمایا لشکر غضنفر سے کیا واسطہ ہی قیس بادیہ گرد نے گھبراکر
کہا میری معشوقہ وہان موجود ہی اب خواجہ سوچے کہ وہ تو قزاق ہی معشوقہ بھی اسکی لوٹ لی ہوگی ایسا نہو
یہ وہان جاکر آفت برپا کرے اب ہمسے ملاقات ہوئی ہی انکی گردن لینا واجب و لازم ہی یہ سوچکر اُسکے ساتھ
باتین کرتے ہوے چلے تھوڑی دور بڑہکے کہا دیکھیے وہ سامنے غضنفر بن اسد یکہ و تنہا کھڑا ہی اسوقت کوئی
نشاط بھی اُسکے ساتھ نہین ہی آپ سحر کرین تین جاکر گرفتار کرلون قیس بادیہ گرد نے منھ پھیرا خواجہ عمرو نے
حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے قیس بیٹا خواجہ عمرو نے حباب مارا اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو

مرا نام ہی خواجۂ خواجگان
مرے نام پر عندر شیدا ہوا
مرا کمر ہر گلشن قیل و قال
نشان تھا مری گرد پاپوش کا
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہی

عمر ذی حشم مہتر مہتران
اڑاتا ہون کفار کے مین دھوئین
مری چال سے ہی صبا پائمال
مرا افسر دبدبہ نامدار
کہ آوازہ ہمارا جہانگیر ہی

مری نسل سے مکر پیدا ہوا
جھکاتا ہون دشمن کو ہر دم کنوئین
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
امیر عرب شیر پروردگار
قیس بادیہ گرد بیہوش ہو خواجہ

نے تلن لیا جو جواہرات پہنے تھا اُسپر بھی قبضہ کیا لباس بھی اُتار لیا ننگ خاندان کو برہنہ کرکے زبانین
سوزن کو یا لنگوٹا باندھکر لے بھاگے خواجہ عمرو چاہتے ہین کہ اسکو لیکر خدمت مین ملکہ مہرخ کی پہونچین
قضاے کار اُدھر سے ملکہ صرصر شمشیرزن و صبا رفتار دو عیار بچیان لشکر افراسیاب سے آئی تھین منظور
ہوا کہ لشکر خواجہ دیکھلین صرصر کی دور سے خواجہ عمرو پر نگاہ پڑی صبا رفتار سے کہا دیکھو عمرو کسی ساحر کو
لیے جاتا ہی اکیلا ہی جانے نہ پائے صبا رفتار نے بڑھکر للکارا خواجہ صاحب کہان جاتے ہو ذرا ٹھہر جاؤ
عمرو نے پلٹ کر کہا بیٹا تیرے واسطے میرا خلیفہ مہتر قران بہت بیقرار ہی ایک دن زبردستی پکڑ لیجائیگا کہ
دوسری طرف سے نعرہ ہوا ٹھہر ملکہ صرصر شمشیرزن اور ساربان زادے بتا گٹھڑی مین کسے لیے جاتا ہی
خواجہ عمرو نے جو صرصر کو دیکھا آنسو بہانے لگے کہا ای جان جہان وای آرام دل عاشقان اب تو بہت دن
ہین ہجر مین تمھارے بیخور و خواب ہین دو چار دن مین کسی پہاڑ پر چڑھکے دریا مین پھاند پڑینگے ہم جان
دیدینگے تم بدنام ہو جاؤگی ہم ایسا چاہنے والا کہان پاؤگی صرصر نے کہا آج تمھاری قضا لیکر آئی ہی
دونون عیار بچیان انیچے کھینچکر آپڑین خواجہ عمرو پر وار کرنے لگین نیچے بھی مارتی ہین کمند بھی مار رہی ہین

خواجہ جست وخیز کرکے اپنے کو بچاتے ہین پیچھے ہٹتے جاتے ہین چاہتے ہین کوئی مقام ملے تو اپنے کو مخفی کرین
مگر دونون عیار بچیان اسطرح خواجہ کو گھیرے ہوے ہین کہ نکلنے نہین دیتین کچھ چل رہا ہی خواجہ فرماتے
ہین دیکھو ملکہ صرصر مجھسے بھی بے ادبی ہوگی ایسا نہو ہاتھ چل جائے چاکی کا ہاتھ ماردونگا ناک اڑجائیگی
جدھر جاؤگی ہو بھگاؤ کے کہینگے نکٹی آئی ہی صرصر گالیان دیتی جاتی ہی کہ ارساربان زادے یہ تو بتا کہ پشتارے
مین کسکو لیے جاتا ہی خواجہ عمرو نے کہا بی بی صاف صاف کہدون گھر کی عورت سے چھپانا کیا ضرور ملکہ مہرخ
کا ایک غلام ہی کچھ خطا کی حکم ہوا اسے جنگل مین لیجاکر قتل کردو برائے قتل اسے جنگل مین لیے جاتا ہون صرصر کہتی
ہی ارساربان زادے تو جھوٹا ہی کسی کو لیے جاتا ہی ہمارے شہنشاہ کا خراجگزار ہوگا صرصر نے باتون مین لگا
صبارفتار نے جھٹکے کمند کے اسے خواجہ لڑکھڑا کے گرے صرصر نے حباب مار ابیہوش کرکے مشکین باندھین
اب جو پشتارہ کھول کر دیکھا قیس بادیہ گرد کو پایا حیران ہوکر کہا ارے یہ کہان گیا تھا شہنشاہ اکثر اسکا ذکر
کیا کرتے تھے صرصر نے اسکی زبان سے سوزن کو نکالا قیس بادیہ گرد کو ہوشیار کیا قیس نے ہوشیار ہوتے
ہی صرصر و صبارفتار سے اپنا حال بیان کیا کہا اس ساربان زادے کو ہمارے حوالے کردو مین لیجاکر
اپنے لشکر مین قتل کرونگا مین نہین معلوم کس ضرورت کو نکلا تھا ادھر پہونچ گیا اس ساربان زادے نے
مجھے دھوکا دیا مین اسکو لیجاکر سامنے غضنفر بن اسد کے قتل کرونگا اس لشکر مین میری معشوقہ ہی اسپر بھی
قبضہ کرونگا صرصر شمشیر زن نے کہا اے قیس بادیہ گرد تم جاؤ عمرو کا دشمن افراسیاب جادو ہی وہ اسکو
قتل کریگا مین تمہین دے نہین سکتی مین اسے خدمت مین افراسیاب کی لیجاؤنگی انکو قتل کرنے کا اختیار ہی
ہرچند قیس بادیہ گرد نے اصرار کیا مگر صرصر نے کہا مین عمرو کو ندونگی صبارفتار سے کہا تم جاکر ملکہ حیرت
کو اطلاع کردو کہ باغ سیب مین تشریف لائین مین وہین لیکر عمرو کو جاتی ہون صبارفتار طرف لشکر
حیرت جادو کے روانہ ہوئی قیس بادیہ گرد ایک جانب چلا مگر اسی فکر مین ہو کہ جاکر ملکہ لیلائے محمل نشین
کو اون طبیعت کو تسکین دون یہ سوچکر چلا گیا صبارفتار ادھر گئی صرصر نے عمرو کو ہوشیار کر لیا پشتارہ
باندھ کر لیچلی راہ مین خواجہ عمرو سے باتین ہوتی جاتی ہین خواجہ فرماتے ہین کیون صاحب اب کہان ہمین
لیجاؤگی ذرا انصاف تو کرو اگر آجتک دخل ہوا ہوتا تو کٹنی لڑکے اب تک ہوتے عیار طرار مکار غدار
سرہنگ نامی افراسیاب پر عیاریان کرتے لاشہ ہاے ساحران سے میدان بھرتے صرصر بھی ہنستی جاتی
ہی کہتی ہی خواجہ اس ہوس مین عمر بھر رہو گے کبھی یہ دن نصیب نہوگا قضاے کار ملکہ قیطوس غزال نوش

مصاحب افراسیاب اُڑی ہوئی آسمان پر جاتی تھی صرصر کو جو شپتارہ بدوش دیکھا آسمان سے اُتر آئی ملتفت
ہوئی قریب صرصر کے پہونچی صرصر نے سلام کیا کہا ملکہ قیطوس کہان سے آتی ہو قیطوس نے کہا اسوقت
جاکر ملکہ حیرت کو خبر دو کہ نئی ساحران زبردست بردہ ظلمات سے چلے ہین وہ آتے ہی مسلمانون کو قتل کرینگے
اُنکی بخوبی خاطر کرنا تمکو شپتارہ بدوش دیکھا اُتر آئی تمنے کسکو گرفتار کیا عمرو نے کہا حضور مین ہون انکا چاہنے والا
میرا انکے نام پر دم نکلتا ہی حضور نے سنا ہوگا کہ مین نے لاکھون روپئے کھلا دیے انھین کے اشتیاق مین
اپنے آقاے نامدار سے چھوٹا برسون جنکے ساتھ پرورش پائی اُنسے جدا ہونا بہت شاق ہوا یہ باتین جو عمرو
نے کین قیطوس زعفران پوش نے کہا ای صرصر ذرا شپتارہ رکھدو ہم اس مکار سے باتین کرین صرصر
نے کہا واری اس دغاباز جعلساز کے مکر سے سامری و جمشید بچائین باتون مین جال پھیلا دیگا آپ براے
ملاقات ملکہ حیرت جادو جائیے میری طرف سے بعد آداب و تسلیمات کے عرض کر دیجیے گا کہ آپ باغ
سیب مین آکر روبروے افراسیاب عمرو کو قتل کیجیے صبا رفتار سے بھی مین نے یہی کہلا بھیجا ہی مگر آپ
بھی بتاکید کہدیجیے گا قیطوس نے کہا میرے ساتھ نگوڑا کیا مکر کریگا مشکین تو بندھی ہوئی ہین ایک سحر مین
تو ہمارے سحر کے پہاڑ گر پڑتے ہین اسکی کیا حقیقت ہی کہ میرے ساتھ کچھ مکر و حیلہ کر سکے مگر تمنے اسکا کچھ جواب نہ دیا
کہ وہ کہتا ہی مین نے لاکھون روپیے کھلا دیے صرصر نے کہا واری یا وہ گوئی کرتا ہی نگوڑا فاقون سے مرتا ہی
مین ایسے کی بات کا کیا جواب دون یہ بھی سارے طلسم مین مشہور ہی کہ تمام عالم مین مین پھرتی ہون مگر ابھی
اجتک کسی نے کوئی بات میری نہین سُنی بڑی بڑی شاہزادیان وزیرزادیان پردے کی بیٹھنے والیان
مین مکار کے لگ گئین کسی نے اُنکا کیا قیطوس نے کہا کیون صرصر تو بڑی بدزبان ہو گئی ہی تو نے
پردہ نشینون کو کیا سمجھ کے کہا خبردار اب کبھی ایسی بات زبان سے نہ نکالنا تیرے منہ پر تو عمرو نے جوتی
ماردی لاکھون روپئے اسکے کھا گئین اسکا جواب نہ دے سکین صرف یہی آتا ہی کہ یہ مکار و غدار ہی مین تیرا منہ
توڑ ڈالونگی جو کبھی کسی شاہزادی کو ایسی بات کہی بی مہیار و مخمور لگ گئین بڑا ہی طعنہ ہی جنکو کہنے کو دست
ہو گئی ہمارے کبھی دامن سے گرد بدنامی نہین لپٹی صرصر نے کہا بی بس بس مہربانی فرمائیے جو جسنے
کیا ہوگا مین ضرور کہونگی کبھی خاموش نہ رہونگی مین بدکار نہین ہون قیطوس زعفران پوش نے کہا اور تو
کسکو بدکار سمجھا ہو یہی تیرا آشنا ہی عمرو دیکھا شاد ہو ملکہ عالم یہ جسکو جو جی چاہتا ہی وہ کہتی ہی ہمنے بڑے
بڑے جادوگرون کو مارا ناک لوٹ کے کہا کیا سب انھین کو کھلا یا اب اسوقت جو چاہے کہین اور مین تو

خاتمے کرتا ہون بکیا عرض کرون کہ جو میری ابذوبت ہے نظم

آسمان پر سے تو راحت ہو کہین تھوڑی سی | پانون پھیلانے کو ہاتھ آئے زمین تھوڑی سی
خود بخود دیکھ دل شیدا کو ہوا اندوہ و ملال | شکن چین سے جبیلے دور کار ہوئی تھوڑی سی
کونسا گل نہین گلزار جہان مین مغرور | کسکے چہرے پہ نہین ہے بار چین جبین تھوڑی سی
سیہ کارون مین ہون اس خوان ہلاکت کے بھی | اپنی قسمت کی بھی ہو نان جوین تھوڑی سی
ہرگز ان دانتون سے کرتا نہ صفا کا دعوی | آبرو تیری ہوا اے دُرِ ثمین تھوڑی سی
عفو ہو جائینگے ہر چند کہ لاکھون ہون گناہ | یہ عطا ہو تری رحمت سے تو ہین تھوڑی سی
چار دن اپنے جو بچھڑون سے محبت کرتے | لذت عشق بھی پہ چکھتے یہ حسین تھوڑی سی
اے جنون تنگ نہو وسعت کونین کو دیکھ | یہین تھوڑی سی جگہ ہے وہین تھوڑی سی
چند پریان بھی کرون مثل سلیمان تسخیر | یہ قلم دیکھی رہے زیر نگین تھوڑی سی
توبہ کرلی ہے گناہون سے تو کرلے غافل | ورنہ فرصت ہے دم باز پسین تھوڑی سی
مدت العمر ہوا اے جشمزدون کا وقفہ | زاہدین ہو حق یہ خرابات نشین تھوڑی سی
نگر نگین سے لگا دیتے بھی اک داغ آتش | ربع مسکون سے الگ ہے یہ زمین تھوڑی سی

پھر کہا اے ملکہ قیطوس زعفران پوش اسکے عشق مین فقیر ہو گیا گھر خرچ جانا موقوف ہوا یہ ظالم نہایت سرکش ہے گو معشوق موتی سا ہے آپ میری سفارش کیجئے کبھی کہنا مانتی ہے کبھی سرکشی دکھاتی ہے آجتک اس ظالم کے مزاج کو نہ پہچانا قیطوس نے کہا او بی صرصر تمنے جو شاہزادیون کو کہا تمھارا ابھی عیب کھلگیا اب کس منھ سے انکار کرو گی صرصر نے کہا بس اب خاموش رہیے ایسا نہو میرے منھ سے بھی کچھ نکل جائے قیطوس نے کہا او تفتل تیرے منھ سے کیا نکلیگا مین جوتیون سے تجھے سمجھاؤنگی یہ کہکر جوتی اتارنے لگی صرصر سوچی کہ ایسا نہو ابھی بیٹھے بٹھلائے سامنے کھڑی ہوئی قیطوس بھی یہ عیارہ ہے ایسا نہو حلقہ اسے کمند مار دے یہ سوچکر اسنے ہاتھ بڑھا دیا صرصر دور کھڑی ہو کے گری قیطوس نے کہا او تفتل اب بتا تیرا کیا حال کرون عمرو نے پکار کر کہا اے ملکہ عالم ذرا میرا ہاتھ کھولدیجئے تو مین آج کا حال مفصل بیان کرون کہ مجھے کسواسطے باندھا ہے مین آپ کے ساتھ بخدمت شہنشاہ افراسیاب چلونگا میری صفائی کرا دیجیے مین چاہتا ہون قدمون پر شاہ کے گردون ایک دن مین مسلمانون کا خاتمہ کردون قیطوس نے کہا خواجہ اس تفتل کا حال بیان کرو خواجہ عمرو نے کہا

میرا ہاتھ کھولدو آج کا حال مفصل عرض کرون قیطوس نے جھکا ہاتھ عمرو کے کھولدیے صرصر نے کہا بی
قیطوس آپ نے بڑا غضب کیا عمرو کے ہاتھ سے آپ کی موت معلوم ہوتی ہی خواجہ نے کہا ای صرصر اب
سب حال صاف صاف کہونگا آج کا معاملہ مفصل بیان کردونگا اور ہم قتل بھی کرینگے تیری بات کا کیا
اعتبار ہی ہم تو اب خدمت مین شہنشاہ افراسیاب کی رہینگے صاف تو یہ ہی کہ تبتک کوئی صفائی کرانیوالا
نہ ملا تھا اب مصاحب شاہ سے ملاقات ہوئی اب ہم برق و قران کو قتل کرائینگے ساتھ شہنشاہ کے
اپنا ننگ جانینگے صرصر شمشیرزن خاموش ہی جی مین کہتی ہی کہ دیکھیے کیا غضب ہونا ہی عمرو نے کہا بی قیطوس
صاحب سنیے اپنے قید ہونے کا حال بیان کرتا ہون بی صرصر آج مجھکو جنگل مین ملین مین نے ایک مسافر کو
مارا تھا میرے کپڑے اسکے پاس سے نکلے تھے مین نے انکے سامنے پیش کیے کہ بی صرصر تھوڑی سی تکلیف
ہی یہ تمھارے واسطے لایا ہون یہ راضی ہوئین مین نے کپڑے دیے کپڑے لیکر انھون نے اصل بات کو نہ مانا
مجھکو دھوکا دیا کہا دیکھ مسافر آتا ہی مین ادھر پلٹا اس مکارہ نے گلے مین میرے حلقے کمند کے ڈالدیے نہ
کپڑے دیے اور نہ اصل مطلب ہی پر راضی ہوئی دینے کا یہ شرف ملا کہتی تھین آج تمکو قتل کراؤنگی اونکی آج
ایسا اتفاق ہوا یہ دھوکا دیتی ہین رقم لے لیتی ہین ہاے مین تو کوڑی کوڑی کو محتاج ہوگیا دیکھیے کیسی
سواری آتی ہی ہاتھی گھوڑے سب ساتھ ہین قیطوس زعفران پوش ادھر پلٹی خواجہ عمرو نے قریب آکر
حلقہاے کمند گلے مین ڈالدیے وہ ارے کہکر ادھر پلٹی لپٹ کر عمرو نے خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک جیسے ہی
قیطوس زعفران پوش گری صرصر اسکے سحر سے چھوٹی اٹھ کھڑی ہوئی کہا او ظالم اسکی قضا ہی لیکر یہان
آئی تھی عمرو نے ہاتھ پھیلاے صرصر نے کہا جا دور ہو تو نے رہائی پائی بی قیطوس کی قضا تیرے ہاتھ سے
تھی عمرو نے کہا اسکو اسواسطے مارڈالا کہ تمکو کلمات سخت کہے تھے مجھکو نہایت ناگوار ہوا تھا صرصر شمشیرزن
ایک جانب بھاگی خواجہ عمرو کو بھی رہائی غنیمت ہوئی یہ بھی ایک جانب روانہ ہوے لیکن قیس بادیہ گرد
جو یہان سے چھوٹ کے بھاگا عشق ملکہ لیلاے محمل نشین مین مبہوت جنگل جنگل پھرتا ہوا آنکھون مین آنسو
سینے پر ہاتھ مارتا ہی کہ محمد بیقرار ہو کے پکارتا ہی نظم

نالے کا تنگدے مین کیا ہم خیال کرتے ۔ سنتا تھا کون کس سے اظہار حال کرتے
ہنسکر کلام ہمسے یوسف جمال کرتے ۔ کانون کو آشناے فرخندہ فال کرتے
حسن شباب انکا موسم بہار کا ہی ۔ جو ٹانا تھا قد دکھاتے مجھکو نہال کرتے

باہر بساط سے تھے ہم عشق کے بوتے میں — دل ہارتے تو جان سے گوہر کو مال کرتے
آزردہ دل سے جان ہو جانے رُکا ہوا اب — تم درمیان پڑ کر رنج ملال کرتے
منظور ہوتی ہمکو محبت جو اس دہن میں — اندیشے کو نہ سوجھیں وہ احتمال کرتے
لگاتے روش سے کبھی تصور اسا انکو صاحب — بازو کی مچھلیوں کا زلفوں کو جال کرتے
ابجشمی آہوؤں سے زیبا نہ تھی وہ کیونکر — چشم سیہ کو کیفیت سے ژلال کرتے
سودا زدہ جو تیرے خالوں کا جا نکلتا — قربان مشک نافے اسپرغزال کرتے
رخ یار کا نہ ہوتا تو چھپا ند چودھویں کا — اندھیرا بروں کے دونوں ہلال کہتے
سودا زدہ سے اپنے پھر جاتی ہیں وہ ہم سن — مجنوں سے بھی ہیں وحشت تسلی غزال کرتے
فصل بہار آتی سر سبز باغ ہوتا — ظاہر شگوفے اپنے اپنے نہال کرتے
فرقت کی شب میں سنتا باتیں جو دل ہماری — یاد اُس کی بخیہ ذکر روز وصال کرتے
غم سے زیادہ پیدا کرتا وہ ظرف آتش — مٹی جو میری صرف ساغر کلال کرتے

گوشے میں بیٹھ کر بہت رویا آخر یہی خیال میں آیا لشکر غضنفر میں چلیں معشوق کو دیکھیں اس جھگڑے میں کئی دن گذر گئے اب شب کا مشتاق ہوا کہ رات ہوئے تو جاؤں ایک گوشے میں آکر بیٹھا وہاں صبح کو جو اقبال سو کے اٹھا خادموں سے کہا دیکھو تو قیس بادیہ گرد کیا کر رہا ہے خدمتگار گئے واپس آکر خبر دی وہ اپنے مقام پر نہیں ہیں اقبال تیغ زن نے کہا قیس مرد دیوانہ ہے کہیں چلا گیا ہوگا لشکر تیار ہو راہ میں کسی مقام پر مل جائیگا یہ کہکر سب لشکر کو تیار کرایا وہاں سے کوچ کرکے ایک منزل پر آکے اترا اب یہاں سے بارہ کوس پر لشکر غضنفر ہے وہاں غضنفر ملکہ لیلا سے صحبت آرا ہیں انکو ہمیشہ جشن رہتا ہے ملکہ نسیم جالندری پر بہت مشتاق ہے مگر صحبت میں حاضر ہیں کہ ہرکارے نے آکر پہونچے بعد دعا و ثنا کے عرض کی اے شہریار قیس بھاگ کر پاس اقبال تیغ زن پہلوان کے پہونچا چار لاکھ فوج سے آپ کے مقابلے کے لیے آتا ہے یہاں سے بارہ کوس پر فروکش ہے یہ سنتے ہی غضنفر نے حکم دیا کہ لشکر تیار ہو اسی وقت اسی ہزار قزاقوں کا لشکر تیار ہوا غضنفر بھی پشت مرکب بادپا پر سوار ہوے لیلا ے محمل نشین نے پوچھا کہاں کا شہریار کیا ارادہ ہے غضنفر نے کچھ جواب نہ دیا لیلا بھی ساتھ ہیں اُسی زور و شور سے جو طریقہ ہے چلے تمام قزاق ہم رہ گئے کہ کسی کے رہنے کا سامان ہے اقبال تیغ زن اپنی بارگاہ میں بیٹھا ہوا ہے دو پہر سے شب گذر چکی ہے

گھماسان زیل کی آواز کان مین آئی اقبال تیغزن کے لشکر مین ہجوم ساحرون کے مرنے کی آوازین آنے لگین اقبال گھبرا کر باہر نکلا دیکھا آگ سی لگی ہی ہزارون بھاگے جاتے ہین ہنگامہ گیر ودار بلند ہی اقبال تیغزن گینڈے پر سوار ہوا اپنی فوج کو جو بھاگتے ہوے دیکھا نعرہ کیا خبردار یارو کہان بھاگے جاتے ہو اب جو اسنے نعرہ کیا فوج دوہرے پلٹے نسیم و لیلا سرکوہ سے یہ تماشا دیکھ رہی ہین شاہزادے کا حکم ہی کہ غیر ساحرون کے مقدمے مین تم دخل نہ دیا کرو جب کوئی ساحر آئے اُسوقت تمھین اختیار ہی دونون بیگانہ حسرت بالاے کوہ سے دیکھ رہی ہین لیلاے محمل نشین ہر مرتبہ فرماتی ہین کس جاہل سے مقابلہ پڑا ہی ایک سحر مین سب کو تباہ کر دون مگر وہ نہین مانتے یہان اقبال تیغزن نے جو نعرہ کیا اور اہالی فوج کو جو غیرت دلائی کہ یارو قزاقون سے بھاگے جاتے ہو چارجانب سے ان سب کو گھیر لو فوج دوڑے پلٹ پڑے اب جبکہ تلوار چلنے لگی غضنفر بن اسد آگے بڑھے ہوے شمشیر زنی کر رہے ہین اقبال تیغزن بھی آگے بڑھا ہوا سپہ کو ترغیب دے رہا ہی کہ یارو یہ جوان جانے نہ پائے ہر طرف سے فوج اقبال کے بلوہ کیا قصد ہی کہ غضنفر کو پکڑ لین لیکن غضنفر شعلۂ جوالہ شیرانہ نہنگانہ لڑ رہا ہی جو جوان سامنے اسکے آیا پکار کر آواز دی اسکا سر کاٹ لے وہ سمجھا میرے پیچھے کوئی آگیا وہ پلٹا غضنفر نے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوے اس زور و شور سے یہ شیر دلیر لڑتا ہوا جاتا ہی اقبال تیغزن دیکھکر حیران جمال محو دیدار ہو گیا کبھی سراپا کو دیکھتا ہی کبھی جمال جہان آراے غضنفر کو دیکھتا ہی کبھی یہ خیال کرتا ہی کہ اس سنی مین یہ جرأت ہی حقیقت مین کیا لیاقت ہی اگر یہ میری رفاقت اختیار کرے تو اپنے لشکر کا بادشاہ کر دون یہ سوچتا ہوا گینڈے کو ٹھوکر دے کے قریب آیا پکار کر آواز دی کہا او طفل ذرا ٹھہر جا مجھے کچھ تجھسے کہنا ہی غضنفر نے مرکب گردون کا گھوڑا رانون مین تڑپ رہا ہی اقبال نے پیشانی پر ہاتھ رکھا غضنفر نے علیک السلام کہا اقبال نے کہا ای جوان یہ جواب سلام کیسا غضنفر نے کہا شرعی صاحب سلامت ہمارے میدان مین ہی اقبال تیغزن نے کہا ای جوان تیری جرأت پر ناز کرتا ہون بڑے بڑے پہلوان تیرے ہاتھ سے مارے گئے مین نے ابتک شمشیر زنی کا ارادہ نہین کیا ہی مین چاہتا ہون اگر تو میری اطاعت کرے تو تجھے اپنے لشکر کا بادشاہ کر دون تجھ سا بادشاہ مجھ ایسا سپہ سالار خوب عملداری ہوگی تمام دنیا مین گز و سکہ تیرے نام کا جاری کر دونگا کسکی مجال ہی کہ سرکشی کرسکے غضنفر نے کہا اب زیادہ یاوہ گوئی نہ فرمائیے تیرہ اُٹھائیے زبان تیغ سے سوال و جواب ہی اگر تو میری اطاعت کرے اور لات و منات پر

لعنت کرے توکل قزاقون کا سپہ سالار کرزن اقبال تیغزن جلگیا کہا ای جوان مین تجھے سمجھانے آیا تھا یا تجھے
دبکر کہتا ہون نیزہ و گرز تلوار تیر تبر خنجر سب طرح کے حربے مجھپر کرے کوئی دل مین حوصلہ نہ رہے مین ایک ہی ضرب
مین خاتمہ کر دونگا تجھکو قتل کرکے بہت پچھتاؤنگا غضنفر نے کہا پیش دستی ہمارا دستور نہین ہی اگر تیرے
حربے سے خدا بچائیگا تو ہم بھی حربہ کرینگے حال کھل جائیگا یہ سنکر اقبال تیغزن نے نیزہ مارا غضنفر سے نیزہ
چھینے لگا ناگاہ شہنشاہ فلک چہارم نے فوج کواکب و سیارگان کو شکست دی تاج زرین آفتاب سر پر نیزۂ خطوط شعاعی ہاتھ مین
تیغہ مہر کو حمائل کرکے توسن فلک پر جلوہ فرما ہوا یہان غضنفر و اقبال سے چند طعنین رد و بدل ہوئی مین
کہ غضنفر نے نیزہ گینڈے کی آنکھ پر مار دیا اور نیزے کو ہاتھ سے چھوڑ دیا گینڈے نے ملک کر حسبت کی ہر چند
اقبال تیغزن نے چاہا کہ اپنے کو پشت کرگدن پر قائم رکھون مگر نہو سکا گینڈے سے گرا غضنفر نے تلوار
کھینچی پیلے سے خود سر گرایا اور پرے سے سر برہنہ پر ہاتھ مارا سر اقبال کا زخمی ہوا اتنو غضنفر پر سا بڑے اسقدر
ہاتھ تلوار کے مارے کہ اقبال تیغزن بھاگا غضنفر نے نعرہ کیا او نامرد ازلی و ابدی اب کہان بھاگا جاتا
ہی برق شمشیر چمک رہی ہی کیونکر ٹرکے لیکا یک لشکر غضنفر مین ہنگامہ ہوا قزاقون کے سر کٹ کٹ کے گرنے لگے
ایک طرف سے دریاے تہارنے جوش مارا ایک طرف سے شیران سحر ادھر ڈوبے مارتے ہوے آکر گرے
ہزارہا قزاق پامال ہوے پہاڑ سے ملکہ لیلاے محمل نشین نے دیکھا ایک لکہ ابر لشکر اسلام پر چھایا
ہوا ہی اُسمین سے یہ آفتین برپا ہین لشکر غضنفر پامال ہو رہا ہی دریا بھی جوش مار رہا ہی شیر بھی پیدا ہوے
آگ بھی برس رہی ہی ملکہ لیلاے نسیم سے کہا دیکھو بی بی سحر ہونے لگا اب مجھسے دیکھا نہین جاتا تھوڑے
ہی عرصے مین کئی ہزار قزاق کشتہ ہوکر گرے کچھ ڈوبے کچھ طعمہ دہان شیر ہوے یہ کہکر ملکہ لیلا نے ایک گولہ
اُٹھا کر اُسی ابر پر مارا ابر پھٹا دیکھا قیس بادیہ گرد عقاب پر سوار بڑے زور و شور سے سحر کر رہا ہی اُسی کے
سحر سے یہ آفت برپا ہی ملکہ لیلاے محمل نشین نے للکارا او نامرد میدان کارزار مین آ تو حال معلوم ہو کیا مخفی
ہوکر سحر کرتا ہی لیلا نے جو غصے مین یہ کہا قیس کی تو جان جاتی ہی بے اختیار پکارا اُٹھا ای لیلاے محمل نشین
تمھاری محبت نے ہمکو مار ڈالا اب دیکھیے کیونکر زندگی ہو بقول شاعر نظم

سب ستم سارے وہ سامان مصیبت یاد ہین	ہم ابھی کنج قفس سے مرغ نو آزاد ہین
جوش خون کیسا یہان تن خشک ہی مانند بید	اور دیوانے ہین وہ جنکے لیے فصاد ہین
تاکجا انکا اسیری رسم ای صیاد کر	مورد بیداد ہین جو صاحب بیداد ہین

ظالمان پر ہوس خیل مگس سے کم نہین ہو نہ دو کچھ پاسبان خانۂ تقاد ہین
حکم ہو مرنے نہ پائین بسمل تیغ جفا اس ستم ایجاد کے کیا کیا نئے ایجاد ہین
ہم اسیران قفس کیا جانین لطف بوستان مدتون سے مبتلاے زحمت صیاد ہین
ایک سی رہتی نہین ہر گردش لیل و نہار ساتھ ویرانی ہو اُنکے جو یہان آباد ہین
آسمان و عرش و کرسی ایک بھی خالی نہین ہر جگہ دو چار اپنے مسکن فریاد ہین
ایک جا بیتابی دل سے نہین ہمکو قرار صورت خاک پریشان رات دن برباد ہین
کونسا وہ گل ہو جسکی دید ہم کرتے نہین عندلیب نغمہ سنج گلشن ایجاد ہین
کب یقین ہو تمکو بے آغوش آئی ہو گی نیند رات سے کیا کیا گمان خاطر ناشاد ہین
کس تمنا پر کسی کے بار خاطر ہو جیے چند دن کو وارد دنیاے بے بنیاد ہین
ہاتھ کھینچا جب جہان سے بینیازی بڑھ گئی کب کسی کے ہم بھلا منت کش امداد ہین
خاکسارون کو غرور طبع بیجا ہے نسیم اپنے منھ سے کب کہا ہے کہ ہم استاد ہین

اے جان جہان وا ے آرام دل عاشقان تمھارے فراق نے ہمارا عجیب حال کر دیا ہے ملکہ لیلا نے برق چمکائی کہ دریا غائب ہوا شیرون کو قتل کیا آگ برسنا موقوف ہوئی اب تو ملکہ لیلا قیس سے سحر چلنے لگا اقبال تیغزن زخمدار بیقرار کئی زخم پشت پر ہین سر بھی زخمی تمام جسم سے خون ٹپکتا ہوا گوشۂ لشکر پر آیا زخم سر باندھا کہتا ہے یارو اس لڑکے نے تو قیامت برپا کر دی گینڈا مارا گیا زمین پر آنا تھا کہ دبرس پڑا اگر مین نہ بھاگتا تو جان کیونکر بچتی دوسرے گینڈے پر سوار ہوا دور سے تماشاے جنگ دیکھنے لگا کہ ملکہ لیلا و قیس سے سحر ہو رہے ہین قیس گھبرایا ہوا ہے کبھی اشعار عاشقانہ پڑھتا ہے کبھی کہتا ہے کہ اے ملکۂ عالم مین تو آپ کے واسطے تباہ و برباد ہوا قلعہ میرا ویران پڑا ہو گا افراسیاب جادو سے کیا وعدہ کر کے چلا تھا اُسکا یہ انجام ہوا کہ راتین ہجر کی نہین بسر ہوتین ملکہ لیلا سے محمل نشین شرماتی ہین کہ ایسا نہو اسکے کلمات مہمل کو شاہزادہ سن لے تو کیا پریشان ہو گا کبھی ہٹ جاتی ہین مگر سحر برابر چلا جاتا ہے اُدھر سے شاہزادہ غضنفر اقبال تیغزن کو بھگا کر پلٹے ہین دور سے دیکھا کہ قیس تلوار کھینچکر طرف ملکہ لیلا کے چلا ہے ملکہ اپنے کو بچاتی ہین ہر مرتبہ سحر ایسا کیا کہ قیس نے کئی زخم کھائے غضنفر نے بیچ مین گھوڑا ڈالدیا کہا او نامرد عورت سے کیا لڑتا ہے مردان عالم پر وار کر تو حال معلوم ہو قیس نے دیکھا اس جوان

مار لینا کتنی بڑی بات ہے یہ سوچکر ہاتھ تلوار کا مارا اسم سحر بھی پڑھے صدہا تلواریں شاہزادے پر گریں مگر بسبب
انگشتر مہر و ماہ کے کچھ تاثیر نہوئی غضنفر نے اُلجھاوے سے ہاتھ نکالا تیغہ روئین شگاف کا وار کیا اُسنے
سپر سحر کو اٹھا دیا تیغہ روئین شگاف نے سپر کو کاٹا سر پر گری زمین پر آ کے بوسہ دیا اُدھر تو قیس مر کے گرا
اندھیرا ہوگیا آوازیں آنے لگیں کشتی مرا نام من قیس بادیہ گرد بود اقبال نے جو یہ آواز سنی سر پیٹ لیا
کہا یارو بڑا دوست میرا مارا گیا اب میرے ہاتھ سے یہ لڑکا کہاں جائیگا غضنفر نے ملکہ لیلا سے کہا اب آپ
پہاڑ پر جا کر ٹھہریے سحر کا قصد نہ کیجیے گا ملکہ لیلا رنجیدہ و کبیدہ پہاڑ پر پاس نسیم کے آئیں کہا اے
نسیم تمنے دیکھا میں دو حملوں میں لشکر کا خاتمہ کر دیتی مجھکو منع کیا میں چلی آئی اب خدا اُنکو دشمنوں کے ہاتھ سے
بچائے شاہزادہ غضنفر لڑتے بھڑتے سامنے اقبال تیغ زن کے پہونچے للکارا او بھگوڑے کہاں جاتا
ہے للکار کر جا پڑے اقبال کو مرنے کا قیس کے بڑا قلق ہے دل نہیں چاہتا کہ غضنفر کا سامنا کروں
لیکن کشت کے زخموں سے اب بھی کراہ رہا ہے فوج نے بھی بلوہ کیا غضنفر نے آکر لگا ور لگائی کہ بد نگاور کے
اقبال تیغ زن نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے غضنفر نے روکتے روکتے سر کو بچا کر کمر پر ہاتھ مارا اقبال
کے دو ٹکڑے ہوے اقبال تیغ زن کا مارے جانا علم فوج کر کھی غضنفر نے قتل کیا علمدار کو مارا چار لاکھ
میں تین لاکھ مارے گئے خستہ شکستہ جو بچے جانبازی کر کے لاشہ اقبال تیغ زن کا اُٹھایا اس خیال
سے کہ اسکی وجہ سے قلعے میں امان پائینگے راہ میں بھی تاجدار اسکی لاش کو روکیں تو عجب نہیں یہ سوچکر
لاش کو لیکر بھاگے غضنفر نے مال و اسباب لوٹ لیا بہ فتح و فیروزی داخل بارگاہ ہوے سامان عیش و
نشاط مہیا ہوا اتراق خوشیاں کر رہے ہیں درختوں کے نیچے بیٹھے ہیں دائرے بج رہے ہیں ہر مقام
پر دمیاتے دستی و تصلی وضع گلبدن کے پائجامے طول کی گوٹ لگی ہوئی زیور موٹا موٹا گلے میں طوق
چاندی کا جوشن بازوؤں پر ڈھلکے ہوے ہر بستر کے قریب ایک رنڈی ناچ رہی ہے یہاں دربار میں
شاہزادہ غضنفر مقام صدر پر بیٹھے ہیں ایک پہلو میں ملکہ نسیم قدیم ندیم ایک جانب ملکہ قمر پیکر ایک
جانب ملکہ لیلا سے خمل نشین سامنے ایک نازنین پریچہرہ بصد سوز و گداز عشوہ کرشمہ و ناز
یہ غزل عاشقانہ گا رہی ہے

غزل

بہار آئی مراد چمن خدا نے دی — شگفتہ غنچے ہوے بوے گل صبا نے دی
دکھائے روے مخطط نے یار کے اعجاز — گلیم پوش کو پیغمبری خدا نے دی

گئی ہو دیر سے ابتک پھری نہین شاید
در قبول سے اوپر ڈھی دعا نے دی

کفن کی فکر ہمارے لیے بھی واجب ہی
نقاب کی جو تمھین مشورت حیا نے دی

دم اخیر تصور بندھا ترے رخ کا
طرف کو کعبے کے کروٹ مجھے قضا نے دی

لڑائے آنکھ تجھے آنکھین غزال چین ختن
شکست آنکو تری چشم سرمہ سا نے دی

جہان سے حسرت منزل کا داغ لیکے گیا
تمھاری راہ مین جان اک شکستہ پا نے دی

محال کیا کوئی سودہ زدہ جو دم مارے
گلو مین پھانسی ہی اُس کاکل رسا نے دی

فقیر ہو کے جو تجھپر موا ہی اے شہ حسن
جگہ ہی سائے مین اپنے اُسے ہما نے دی

کیا ہی عشق نے بالاے یار کے بیخود
پری کے سائے کی ایذا ہی اُس بلا نے دی

رہ عدم مین سب آواز اپنی بھول گئے
صدا نہ قافلۂ اشک مین درا نے دی

ہوا نہ کوئی توجہ کا یار کی شاکر
دعا نہ اس شہ خوبان کو کس گدا نے دی

عبث نہ داغ محبت کو رکھتے ہو آتش
نشانی اپنی ہی کس لالہ گون قبا نے دی

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی ملازمان اقبال لاشۂ اقبال لیے ہوے جاتے ہین قریب کوہ بلور کے پہونچے تھے اُدھر سے ملکہ صرصر شمشیر زن آتی تھین دور سے دیکھا کہ ایک لاشے کو چند کس اُٹھائے ہوے روتے پیٹتے لیے جاتے ہین صرصر نے بڑھ کر ان سبھون سے ملاقات کی پوچھا صاحبو یہ پہلوان کہان مارا گیا کس کے ہاتھ سے قتل ہوا اُن لوگون نے کہا حضور قیس بادیہ گرد ہمارے آقا کو برائے مقابلۂ فرزند طلسم کشا لیگیا وہان بی لیلا بھی موجود تھین قیس و اقبال دونون ہاتھ سے فرزند طلسم کشا کے مارے گئے ہمنے اُڑتی اُڑتی خبر سُنی کہ فرزند طلسم کشا پر بی لیلا مائل ہین ہر وقت ہنگامۂ عیش و نشاط گرم رہتا ہی دن عید رات شب برات فرزند طلسم کشا نے علاقے کے علاقے برباد کر دیے ہزارہا زمیندار مارے گئے یہ سُنکر صرصر کو بڑا ملال ہوا سوچی کہ بی لیلا نے بڑی آفت برپا کی وہ لوگ تو روتے پیٹتے چلے گئے صرصر بیٹھکر سوچنے لگی کہ ملکہ حیرت نے فرمایا تھا کہ بی لیلا صاحب نکل گئین کچھ اُنکو سزا نہوئی یقین ہی کہ ملکہ حیرت بہت خوش ہون چلکر لیلا کو گرفتار کر لاؤن لشکر قزاقان مین جانا کتنی بڑی بات ہی سب دیوانے عیش پسند ہیا اپنے اپنے مقام پر جشن کر رہے ہونگے جاتے ہی سے آؤنگی یہ سوچکر صورت تبدیل کی طرف لشکر غضنفر کے چلی ایک ضعیفہ کی صورت بنی ہوئی لشکر غضنفر مین آئی عجب طرح کا لشکر دیکھا درختون کے نیچے قزاق

اُترے ہوئے ہین ناچ ہر مقام پر ہو رہے ہین ہنگامۂ عیش و نشاط ہر مقام پر گرم ہے ایک طرف دیکھا بارگاہ زرنگی
استادہ ہے بیچ مین غضنفر ایک سمت بی لیلا بیٹھی ہین ایک طرف نسیم جالندری ایک جانب ملکہ قمر پیکر بیٹھی
ہین نازنینان مہ جبین ناچ رہی ہین دور جام شراب بے اندیشۂ انجام چل رہا ہے نوجوان مصاحب دربار مین
جمع ہین ہنسی ٹھٹھول لگی ہوئی ہے برق برق تیز پا عیار پشت پر غضنفر کی کھڑا ہوا مگس رانی کر رہا ہے یہ محفل
عیش و نشاط دیکھ کر صرصر کو بڑا رشک ہوا جی مین کہتی ہے یہ دیوانہ بڑے عیش کرتا ہے ایکطرف قزاق ڈفلیان ہاتھ
مین لیے ہوئے ناچ مین اُتار رہے ہین صرصر کنارے آکے ٹھہری جب دربار برخاست ہوا ملکہ لیلا اپنے
خیمے مین اٹھکر چلین صرصر نے پیچھا کیا ایک کنیز کو بیہوش کرکے کنارے ڈالدیا اُسی کنیز کی شکل بنکر ساتھ لیلا
کے چلی اندر بارگاہ مین آئی دیکھا بارگاہ مثل عروس شب اول آراستہ ہے ملکہ لیلا اسے محمل نشین نے مشکل پر
خاصہ نوش کیا چھپر کھٹ پر آکے آرام فرمایا صرصر کنیزون مین طرح چپ پڑ آئی اور کنیزون کو لوگ گلوریان کھلا کر
بیہوش کیا آپ تڑپ کے اُٹھی لیلا اسے محمل نشین کے چہرے سے دوشالہ ہٹایا جیسے آفتاب پردۂ ابر سے
نکل آیا دماغ مین بیہوشی دیکر بیہوش کیا پشتارہ باندھا چاہا سراپچہ چاک کرکے نکل جاؤن دیکھا صد ہا قزاق بارگاہ
کو گھیرے ہوئے ہین دروازے پر برق عیار بیٹھا ہے صرصر حیران ہوئی کہ اب کسطرف سے نکلون آخر کئی طرف
راستہ نہ ملا نقب کھودتی ہوئی چلی پھر نقب کا سامنے مین ایک نخل کے تو ڑا وہان جاکے نکلی اب تڑپتی ہوئی
چلی کسی مقام سے تڑپ کر نکل گئی کسی مقام پر بیٹھ گئی پھر رات پچھلی باقی ہے قزاق اب بھی جابجا بیٹھے ہوئے
جاگ رہے ہین گانے سے فرصت نہین بڑی مشکل مین صرصر لشکر سے نکلی اب تو میدان پایا چپت و خیز
کرتی ہوئی چلی راہ مین صبح ہوگئی اور خوف پیدا ہوا کہ ایسا نہو کہین مجبور یا وغیرہ آتا ہو گرتی پڑتی اٹھتی بیٹھتی بعد
خرابی بسیار لشکر حیرت مین پہونچی غلغلہ ہوا کہ صرصر کسی کا پشتارہ لائی حیرت نے سنتے ہی کہا جلد اسکو
ہمارے سامنے لاؤ صرصر لیلا کا پشتارہ لیے ہوئے سامنے حیرت کے پہونچی کہا حضور گنہگار کو لائی ہون حیرت
نے کہا کون ہے صرصر نے کہا حضور لی لیلا اسے محمل نشین نے جاکر طلسم کشا کے بیٹے کے ساتھ آشنائی کی
مین اُسطرف گئی تھی خیر تھی انکو چرا لائی ہر چند کہ حضور لشکر مسلمانان بہت بڑا لشکر ہے مگر فرزند طلسم کشا کے لشکر مین
عجیب چہل پہل ہے شہرون سے نفرت ویرانے سے رغبت جنگل کو منگل بناتے ہین مین بڑی مشکل سے انکو لائی
ہون چوکی پہرے کا وہ انتظام ہے کہ ہوا بھی نہین گذر کر سکتی حیرت نے کہا آج انکو قید کرو شہنشاہ کے
پاس عرضی بھیجی جائیگی جیسا حکم ہوگا بجا لائینگے اس حال کی عرضی لکھکر طرف افراسیاب کے روانہ کی لیلا کو

مسلسل کرکے قید کیا گئی سرجادوگرنیان قیدخانے پر مقرر کین یہان شاہزادہ غضنفر بن اسد صبح کو
دربار مین آئے سرداران نامی آنے لگے نوجوانون کا مجمع ہوا کہ رونے پیٹنے کی آواز آئی غضنفر نے پوچھا
کہا ارے خیر تو ہے دیکھا کنیزان ملکہ لیلا روتی ہوئی سامنے آئین عرض کی فرش خواب سے کوئی ملکہ
لیلا کو چرا لیگیا صبح نقب کا بارگاہ سے شروع ہوا ایک نخل کے سائے مین جاکر ٹوٹا ہے لیجانے والا بڑی
تدبیر سے لیگیا یہ سنکر غضنفر نے طرف رف رف عیار کے بنگاہ غضب دیکھا فرمایا کیون اے رف رف
تم اب ایسی غفلت کرتے ہو کہ غیر ہمارے لشکر مین آیا اور ملکہ کو چرا کر لیگیا ذرا تمکو خبر نہوئی جلد پتہ لگاؤ ورنہ
تمھارے واسطے بہت خرابی ہوگی ہے تمھارے واسطے عہدہ سرہنگی تجویز کیا تمکو کچھ خیال نہین جلد پتہ
لگا کر مجھے خبر کرو کہ فلان مقام پر ہین رف رف یہ سنتے ہی کانپتا ہوا بارگاہ ملکہ لیلا مین آیا اور ایک
کنیز کو کنارے بیہوش پایا یقین کامل ہوا کہ اسی کنیز کی شکل بنکر کوئی آیا اُسی نقب مین پھاند پڑا جہان سے
پر نقب کے آیا نشان نقش پا دکھائی دیا تاکہ یہ پتہ کسی عورت کا ہے دیکھتا ہوا نشان نقش پا کو پایا نشان
نقش پا پر آنکھین لگا دین دیکھتا بھالتا چلا جاتا ہے آہستہ آہستہ ایک صحرا مین پہونچا وہان تک نشان پایا صحرا
مین ایک جادوگر سے ملاقات ہوئی رف رف نے ساحر سے پوچھا تم کہان رہتے ہو اُسنے کہا مین لشکر
حیرت مین نوکر ہون اب تو رف رف نے اُس سے کھل ملکر باتین کرنا شروع کین پوچھا کیون بھائی
آج کل لشکر مین حیرت کے کس طرح لڑائی ہو مسلمان بھاگتے پھرتے ہین یا لڑنے پر آمادہ ہین شہنشاہ نے
کس کسکو قید کیا ہے بی لیلا اب ہوگی نکل گئین تھین اُنپر کیا گذری یہ سنکر اُس ساحر نے کہا بی لیلا تو پکڑی
آئین عرض خدمت مین شہنشاہ کے ہے بڑا ہے سنکر ملکہ لیلا کا حکم آیا ہوگا سب حال رف رف
نے پوچھا اب یقین کامل ہوا کہ ملکہ لیلا لشکر حیرت مین ہین چلکر دیکھنا چاہئے آئین شہنشاہ قرقان ضرور
شبخون مارینگے لیلا کو رہا کرنے آئینگے مقام دیکھ لینا ضرور ہے رف رف بشکل مبدل لشکر حیرت جادو
مین آیا دیکھا لشکر مین ہنگامہ ہے ساحر جابجا ذکر کررہے ہین کہ ملکہ لیلا کے قتل کا حکم آگیا کل اُنسے وجہ
بغاوت دریافت کی جائیگی بیلوے بارگاہ حیرت مین ایک خیمہ استادہ ہے اُسمین ملکہ لیلا قید ہین رف رف
یہ سب خبرین دریافت کرکے بھاگا لشکر غضنفر مین آیا خبر سنکر شاہزادے نے شب سے خاصہ نہین نوش
فرمایا ہے رف رف گھبرا گیا بارگاہ مین غضنفر کی آیا لیکن کانپتا ہوا زمین ادب کو لب عبودیت سے
بوسہ دیا عرض کی اے شہنشاہ قرقان ملکہ صرصر کے لشکر مین آئین ملکہ لیلا کو چرا کے لیگئین

افراسیاب کا حکم برائے قتل ملکہ لیلا آگیا کل قتل کا ارادہ ہی یہ سنکر غضنفر نے قبضۂ تیغہ رویین شگاف پر ہاتھ
ڈالا فزاقون کی جانب متوجہ ہوے کہا بھائیو سنا تمنے ہم تو فکر قتل افراسیاب مین تھے مین اور میان
افراسیاب کو یہ اختیار ہوا کہ قتل ملکہ لیلا کا حکم دیا ہی سب نے کہا آج رات کو چلکر شکار کیجیے غضنفر نے
کہا ای برادران صف شکن و ای قزاقان تیغ زن خدا فضل کرے تو لی حیرت زوجۂ افراسیاب کی آج کچھ
خدمتگذاری ہو فزاقون نے کہا ای شہریار قضا مین کاٹ دین بارگاہ گرے پھر اسمین آگ لگا دی جاے
بعد اسکے سرکار کھڑے ہوکے تماشا دیکھین غضنفر نے سب کو آفرین کہی دن گذرنا پہاڑ ہو گیا ملکہ نسیم
نے آکر بہت دلدہی کی لیکن غضنفر شگفتہ نہوے ملکہ قمر پیکر نے کہا ای شہریار آپ کو بہت پریشان پاتی
ہون گائکون کو بلائیے گانا سنیے ذرا دل بہلے یہ سنکر غضنفر نے ایک آہ کی غم سے حالت اپنی تباہ کی
کہا کس منھ سے مین بیان کرون کہ دل پر کیا گذر رہی ہی لیلا کے قید ہونے نے نہایت پریشان کیا ہی نظم

مین تو دیوانہ تھا اسکی عقل کو کیا ہو گیا	قیس کہتا ہی مجھے ناصح کو سودا ہو گیا
جوش عشق و حسن نے کیا رنگ بدلا دیکھنا	شاخ خونی سے مرے منھ زرد اسکا ہو گیا
سینہ زن یا جامہ در رہتا ہی بن ماتم کوئی	آپ اپنے ہاتھ سے مین ہائے رسوا ہو گیا
صور تھی منقار مرغ صبح پہلو سے مرے	وہ قیامت قد جو اٹھا حشر برپا ہو گیا
زخم کھایا زہر کھایا تو بھی کچھ ہوتا نہین	دیر گذری مرگ کو کیا جانیے کیا ہو گیا
یکسی سے جو کہا ان لطفون پہ گستاخی نہو	غیر ہمسا کب ہوا ہر چند ہمسا ہو گیا
یون لب خنجر کے بوسے منفعل بیٹھے تھے	زخم کاری کی ہنسی مین کام اپنا ہو گیا
سحر تسخیر سے ہم خود مسخر کیون نہون	آنکھ کی پتلی جو تھی جادو کا پتلا ہو گیا
نو فلک مین کیا کرے یہ نالۂ آتش نشان	ایک دشمن کے سبب سے لکھو یا اور پیدا ہو گیا
کفر ہی پے گلرخ ترسا تماشائے چمن	گلشن اپنے حق مین ای مومن کلیسا ہو گیا

مجھکو گرفتار ہونا ملکہ لیلا کا بہت شاق ہوا مین کھانا ملٹ کر کھاؤنگا غضنفر نے تڑپ تڑپ کے دن کاٹا
رات کا ہوتا کہ غضنفر نے بوقت ترکی بجایا نسیم کانپتی پھرتی ہی کئی مرتبہ آکر عرض بھی کی ای شہریار اگر حیرت
پر آفت ہوگی تو افراسیاب ضرور آئیگا وہ بلاے روزگار ہان تحفہ جات کو مٹا دیگا حضور بہت سمجھکر چلین
ایسا نہو دشمن کسی بلا مین کھینچ لین غضنفر نے کہا ہم برائے رہائی ملکہ لیلا جاتے ہین اگر افراسیاب آئیگا

اُس سے بھی مقابلہ کرینگے بلکہ نسیم کی ہوا نہ بندھی کہا اے شہریار قمر پیکر تو یہین چھوڑ دیجیے ایسا نہو کہ افراسیاب
ذخیرے تو آپ کا تعاقب کرے وہ مدت سے اسیر عاشق ہی غضنفر نے منھہ پھیر لیا کہا ناموس کا ساتھہ رہنا
ضرور ہی دو پہرے شب گذر چلی تھی کہ غضنفر سوار ہوے اسی ہزار دیوانون کو لیکر چلے شب تیرہ و تار لشکر حیرت
ہو دہ لاکھہ ساحر فروکش ہین نشان مصور و صورت نگار ایک جانب فروکش ہی اور بہت ساحر مدد کیواسطے جابجا
سے آئے ہین دو پہر رات گئے غضنفر آگر اخیمون کی طنابین کاٹین اور آگ لگادی غضنفر خیمۂ قید خانہ لیلا پر
پہونچے کئی ہزار جادوگرنیان جو نگہبان تھین اُنھون نے سحر کیا غضنفر نے جسکو ہاتھہ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوے جب کئی سو
جادوگرنیان قتل ہوئین ایک کنیز تلوار کھینچکر چلی کہ لیلا کو قتل کر ڈالون لیلا نے پردہ اُٹھاکر کہا اے شہریار کنیز رخصت
ہوتی ہی افسوس ہی کہ یہ کنیز خدمت سے مشرف نہوئی نظم

مست لسدرجہ نگاہ ساقی مستانہ ہی — گردش سر ہکو مثل گردش پیمانہ ہی
اسقدر بیہودہ دیکھو عادت پیمانہ ہی — آشنا ہر لب سے اور ہر ایک سے بیگانہ ہی
جو سخن منھہ سے نکلتا ہی مرے مستانہ ہی — ہاے دہن مینا ہے ہی ہر لب پیمانہ ہی
اشک محرومی سے کیا امید رکھین بدنصیب — آب رحمت سے منہو سرسبز یہ وہ دانہ ہی
پردۂ عصمت نہین ہوتا حسینون کا حجاب — شمع کا فانوس مین بھی حسن معشوقانہ ہی
آجتک باقی وہی ہی مجھہ مین تاثیر جنون — کھائی جس کتے نے ہڈی وہ سگ دیوانہ ہی
ساکن مسجد کبھی گہ معتکف ہی دیر کا — ملت و دین نسیم دہلوی رندانہ ہی

غضنفر آواز ملکہ کی سنکر گھوڑے سے کود پڑے اندر خیمے کے پہونچے اُس کنیز پر ہاتھہ تلوار کا مارا اُسکے دو ٹکڑے
کیے جیب کمر بیان سے لیلا کی سوزن کو نکالا ملکہ لیلا تڑپ کر اُٹھین تمام قید آہن ٹوٹ کر گری ملکہ لیلا سے
تنکر کہا اے شہریار نکل چلیے آپ نے غضب کیا لشکر حیرت پر شبخون مارا ایسا نہو کہ حیرت کو خبر ہو جائے نہ جہ
افراسیاب سحر اُسکے نایاب بلکہ انتخاب ولاجواب غضنفر نے کہا اُنکی بھی خدمت کرلین تو چلتے ہین لیلا
کہتی ہین اے شہریار حیرت سے مقابلہ کرنا اچھا نہین غضنفر کب سنتے ہین گھوڑا اُڑاتے ہوے قریب بارگاہ
حیرت پہونچے لیلا ابھی تڑپ تڑپ کے گرنے لگین جس غول پر گرین اُس غول کو پامال کیا کئی بارگاہین جلا دین
غضنفر نے قریب بارگاہ حیرت پہونچکر طناب کاٹ کئی ستون قلم کیے بارگاہ لہرائی حیرت پڑی سو رہی تھی
کہ کنیزون نے غل مچایا کہ حضور بارگاہ گرا چاہتی ہی حیرت آنکھین ملتی ہوئی اُٹھی ایک دستک دی کچھہ نہ سنہری

پیدا ہوے بارگاہ کو روک لیا حیرت نے کہا یہ کیا آفت ہو کنیزون نے عرض کی حضور فرزند طلسم کشا نے آکر شبخون
مارا لیلا کو پھر الیا حیرت غصے مین باہر نکلی نکلکر دیکھا ہزارون بارگاہین جل رہی ہین ہنگامہ گیر و دار بلند ہی
قزاقون نے زمین تہ و بالا کردی حیرت نے قزاقون پر سحر کیا کئی سو قزاق گرے حیرت نے بڑھکر جادوگرون سے
کہا ان سب کے سر کاٹ لو غضنفر غول پر ساحرون کے جا پڑا کئی سو جادوگرون کو مار گرایا حیرت ہان ہان
کر رہی ہی مگر کون سنتا ہی لاکھون جادوگرون کے لاشے پڑے تڑپ رہے ہین حیرت نے سحر کیا گولہ پھینکا
وہ گولہ سر پر غضنفر کے پہنچا گھوڑا پا تو طرارے بھر رہا تھا یا رک گیا غضنفر نے انگشتر مہر و ماہ کو چمکایا عکس
انگشتر پڑتے ہی گھوڑا طرارے بھرنے لگا حیرت نے دیکھا کس شے نے سحر باطل کردیا یہ بھی حیرت دیکھ رہی ہی
غضنفر نے جسکے ہاتھ مارا وہ ساحر نہ بچا سحر کی بوچھار ہی غضنفر پہ کسی کا سحر تاثیر نہین کرتا حیرت نے پکارکر
ایک آواز دی ارے کیا ہوشربا فتح ہو گیا اتنا تو بتاؤ کہ اس شخص پر کیون سحر تاثیر نہین کرتا حیرت کے پکارتے
ہی ایک طائر پیدا ہوا طائر نے مثل انسان کے آواز دی اے ملکۂ عالم اسپ بادپا انگشتر مہر و ماہ و تیغہ
رومین شگاف ساختہ ساحر شمشش کہ وہ ان چیزون کو طلسم بند کر گیا ہی وہ اسکے پاس ہین ان چیزون پر کبھی سحر
تاثیر نہ کریگا ہم تو جاتے ہین کہ اب انکو جانے دیجیے حیرت نے کہا یہ میرے لشکر پر شبخون کیون آیا کیا اس دیوانے
نے مجھکو مثل ساحران قربات سمجھا ہی یہ کہتی ہوئی حیرت بڑھی کئی قزاقون کو مارا دو چار کے مرنے کی جو خبر غضنفر نے
سنی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا گھوڑے کو مہمیز کرتا ہوا چلا رادین حیرت کا سامنا ہوا لیلا نے جو دیکھا کہ
غضنفر مقابلہ حیرت مین جاتے ہین راہ مین ہزارہا جادوگرون نے انبوہ کیا ہی ہر طرف سے سحر کی بوچھار ہو رہی ہی
تڑپ کر گرین ساحرون کو قتل کرنے لگین حیرت کی جو نگاہ لیلا پر پڑی للکارا او گیسو بریدہ اس لونڈے
پر تو عاشق ہوئی ہی لیلا نے چاہا صف کاٹ کر پلٹین بڑے زور و شور سے اس مقام پر تلوار چل رہی ہی کہ غضنفر
لڑتا بھڑتا سامنے حیرت کے پہونچا حیرت نے چاہا تڑپ کر نکلون کہ غضنفر نے ایک تیر مارا شانہ حیرت کا زخمی
ہوا دہی خون حیرت نے چلو مین لیکر لیلا پر پھینک مارا لیلا اڑکر اگر گری بدن پر آبلے پڑ گئے کنیزون نے
دوڑکر ملکہ لیلا کو گرفتار کر لیا غضنفر نے چاہا چھڑاؤن حیرت نے ایک دستک دی دیوار آہنی بیچ مین
حائل ہوگئی غضنفر نے دیکھا حیرت آنکھون سے مخفی ہو گئی لیلا گرفتار ہوئین غضنفر نے بڑا افسوس کیا
کہ جس کام کو آئے وہ مطلب نہوا حیرت نے غائب ہو کے پھر ایک دستک دی اس سے ایک غبار بلند پیدا
ہوا غضنفر کو اندھیرا معلوم ہوا بعد تھوڑے عرصے کے غضنفر نے اپنے کو ایک صحرا مین پایا بہت پریشان ہوے

زف رف سے کہا ہم برائے رہائی ملکہ لیلا آئے تھے یہان صحرا مین کیونکر ہونچے ہو سکتا ہے کہ جاکر خبر لاؤ
زف رف بھاگا کہا حضور مین خبر لاتا ہون غضنفر ایک درۂ کوہ کے قریب آکر اترے مگر نہایت قلق ہے
یہی فرماتے ہین کہ لیلا کا گرفتار ہونا مجھے بہت شاق ہوا گیا کہون کہ کیا میرے دل کی کیفیت ہے **نظم**

پھر اسکے سینہ مین جا رہے ہین کہ جسکے پہلو مین جا چلے تھے — وہی مصیبت اٹھا رہے ہین کہ جو مصیبت اٹھا چکے تھے
کہو جو بیجا بجا ہے مجھکو سزا ہے جو نا سزا ہے مجھکو — کہا کہ کار زونا پڑا ہے مجھکو جو مدتون تک رلا چکے تھے
جو انکی خو تھی سو انکی خو ہے جو گفتگو تھی سو گفتگو ہے — مجھے انہے ملنے کی آرزو ہے جو ہر طرح سے مٹا چکے تھے
عدو کا بھی ہون عدو مقرر یا بڑا کے ہوئے برابر — کھلا بدلتا نہ رنگ کیونکر وہ رنگ اپنا جما چکے تھے
کسی سے کوئی نہ دل لگائے نسیم کیا کیفیت بتائے — وہی اب آنسو بہانے آئے لہو جو میرا بہا چکے تھے

سردار عرض کر رہے ہین ای شہریار بلند بخت کو شبخون مارئیے فلاں مکان جا نہ روعدہ کرتے ہین کہ حیرت کی مشکین باندھ لائینگے نسیم روتی ہوئی سامنے آئی کہا ای شہریار خدا نے بڑا فضل کیا کہ حیرت نے آپ کو ہٹا دیا آپ کو گرفتار نہ کیا اگر گرفتار کرنے کا ارادہ کرتی سرکار کو نکلنا مشکل ہوتا سب سردارون نے غضنفر کو سمجھایا کہ اب شبخون جانا لشکر حیرت پر بہتر نہین غضنفر زف رف کا راستہ دیکھ رہے ہین زف رف آکر لشکر حیرت مین داخل ہوا صورت بدل کر پھرنے لگا دریافت کیا کہ ملکہ لیلا ایک خیمے مین قید ہین کئی ہزار نگہبان مقرر ہین زف رف دن بھر پھرا کیا اسی فکر مین ہے کہ رات ہو تو خیمہ ملکہ لیلا مین پہونچون یا نکون جار بجے بھی دیکھا کہ جا بجا پھر رہی ہین رات کو رنگ و روغن عیاری کا لگا کر زف رف صبا رفتار کی صورت بنا طرف سے خیمہ قید خانے کے نکلا گلفام رنگین پوش جو نگہبانون کی افسر ہے اُسنے پوچھا صبا رفتار اسوقت کہان سے آتی ہو زف رف نے کہا ملکہ حیرت نے فرمایا تھا کہ جاکر دیکھو سب جاگ رہے ہین نگہبانی مین فرق تو نہین ہے گلفام رنگین پوش نے کہا ای صبا رفتار ملکہ عالم سے عرض کرنا کہ ہم رات بھر جاگتے ہین کیا مجال کہ نگہبانی مین فرق ہو لیکن ہمارے واسطے آج شراب نہین آئی صبا رفتار نقلی نے کہا ہم شراب بھجوا جائینگے یہ کہکر زف رف وہان سے ہٹا شراب کی بھٹی پر آیا ایک تپلہ شراب کا خرید امزدور کے سر پر رکھوا کے لایا کہا او ملکہ گلفام حاضر ہے ملکہ حیرت نے کہا اسوقت میخانے مین بلا ہے تم کسی بھٹی پر سے شراب خرید کرکے لیجاؤ صبح سرکار سے ملجائیگی سب شراب کی بھوکی ہو رہی تھین آپسمین شراب تقسیم ہونے لگی زف رف نے کہا آج ہم بھی تمھارے ساتھ شریک ہونگے شراب جو تقسیم ہوئی صبا رفتار نقلی نے

گنگنا کے سامنے گلفام رنگین پوش کے یہ غزل گائی غزل

عتاب لب کا اپنے مزا کچھ نہ پوچھیے
عجز و غرور شاہ و گدا کچھ نہ پوچھیے
کیا کیا نگہ پھسلتی ہی رخسار یار پر
کھولے ہین کسکے بند قبا کچھ نہ پوچھیے
قدرت نے کیا ہی کسے بادشاہ حسن
کیا رنگ لا رہی ہی حنا کچھ نہ پوچھیے
کیا تشنہ وہ کمر جو گذرتا ہی یہ خیال
کٹتی ہی زلف یار رسا کچھ نہ پوچھیے

کس درد کی ہین آپ دوا کچھ نہ پوچھیے
خوشبو سے ہو رہا ہی معطر دماغ جان
کیا یہ آئینہ ہی صفا کچھ نہ پوچھیے
آئینہ لیکے کیجیے اپنا مشاہدہ
سر پر ہی کسکے ظل ہما کچھ نہ پوچھیے
ناگفتنی ہی عشق بتان کا معاملہ
آتی ہی غیب سے یہ صدا کچھ نہ پوچھیے
آتش گناہ عشق کی تعزیر کیا کہین

ناز و نیاز عاشق و معشوق کیا کہین
چلتی ہی کس طرف کی ہوا کچھ نہ پوچھیے
جامے سے باہر اپنے جو ہوتے عجب نہین
ہمسے سلوک شرم و حیا کچھ نہ پوچھیے
رنگین کیے ہین یار نے جیسے کہ دست و پا
ہر حال مین ہی شکر خدا کچھ نہ پوچھیے
کوتاہ خیال روے منور ہی کسقدر
مشفق جو کچھ ہوا اسکی سزا کچھ نہ پوچھیے

اس رنگ مین رف رف نے یہ غزل گائی کہ تمام کنیزین تعریفین کرنے لگین بیہوشی نے تاثیر جو کی تو آپس مین دست درازیان ہونے لگین کسی نے کسی کی چوٹی پکڑی کسی نے کسیکا دوپٹہ کھینچا گر گر کر بیہوش ہونے لگین گلفام نے پکار کر کہا آج کنیزون کو کیا ہو گیا یہ کہکر اپنے مقام سے اٹھی ایک نے کہا تمکو کیا ہوا ہی کس بات پر گھمنڈ ہی جو تمھارے پاس وہ ہمارے پاس گلفام نے چاہا کھینچکر اسکو سزا دون دو قدم چلی تھی کہ لڑکھڑا کر گری بیہوش ہوئی رف رف اٹھا کنیزون کو تو ہاتھ نہ لگایا خیمے مین آکر ملکہ لیلا کو سلام کیا لیلا نے کہا تو کون ہی عرض کی غلام آپ کا رف رف سرکار نے بھیجا ہی کہ ملکہ کو رہا کرکے لاؤ لیلا نے کہا میری زبان مین سوزن لگا لو مین آپ تیرے ساتھ نکل جاؤنگی رف رف نے سوزن کو نکالا عطر بیہوشی سنگھایا لیلا بیہوش ہوئین رف رف پشتارہ باندھ کرکے لگا اضلاع کار ملکہ صرصر پھرتی پھراتی اسطرف آنکلی دیکھا سب کنیزین بیہوش پڑی ہین خیمے مین ملکہ لیلا نہ ادھر ادھر گھبرا گئی کہ صبح کو بڑی خفگی ہوگی نشان نقش پا دیکھتی ہوئی چلی دل کو بڑا تردد ہی مگر رف رف لشکر حیرت سے نکلکر ایک صحرا مین آکے پہونچا ایک جھیل پر گٹھر پشتارہ ملکہ لیلا کا ایک تختہ سنگ پر رکھدیا آپ خود پانی پیا اپنے کو آراستہ کر رہا ہی کہ صحرا سے گرد باریک اڑتی دیکھا صرصر شمشیر زن دوڑی ہوئی آتی ہی رف رف نے چاہا چھپون لیکن صرصر نے دیکھ لیا دہین سے للکارا و نا عیار خبردار یہ پشتارہ کہان لیے جاتا ہی رف رف نے کہا [illegible] کھینچا یہی صرصر شمشیر زن نے دیکھ لیا کہ کوئی نیا عیار ہی یہ [illegible] وغیرہ سے ڈرتی ہی اور کسی کو کب مانتی ہی یہ بغور دیکھکر

نیچہ کھینچ کر جا پڑی دونوں میں نیچہ چلنے لگا رُف رُف فرزند خواجہ عمرو بلاے روزگار کب کسی سے دبتا
ہی سینہ سپر کرکے لڑنے لگا کبھی چاہتا ہی حلقہ ہاے کمند ماروں کبھی قصد ہی کہ اگر یہ ذرا پیچھے ہٹے تو مین
پشتارہ مارے بھاگوں مگر صرصر شمشیر زن بھی دم نہیں لینے دیتی اگر رُف رُف نے حلقہ ہاے کمند مارے
صرصر سبک ہوکے نکل جاتی ہی اپنے کو ہر طرح پر بچاتی ہی یہی حال رُف رُف کا بھی ہی رُف رُف کے
خیال میں آیا کہ ملکہ لیلاے محمل نشین کو ہوشیار کردوں لڑتے لڑتے یہ خیال جو آیا کئی نیچے بیٹھ بیٹھ کر
مارے ذرا جو صرصر شمشیر زن پیچھے ہٹی رُف رُف نے پلٹ کے حباب دافع دارو بیہوشی منھہ پر ملکہ
لیلا کے ماردیا لیلا ہوشیار ہوئیں صرصر نے جو دیکھا کہ عیار نے صاحب پشتارہ کو ہوشیار کردیا چاہتی ہی
جست کرکے نکل جاؤں لیلا نے اُٹھتے اُٹھتے سحر کیا پکار کر کہا اے رُف رُف تم ہمکو بیہوش کرکے کیوں
لائے ہم اُڑکے نکل جاتے رُف رُف نے کہا مین سوچا کہ شاید کوئی آفت نہ آجائے اسواسطے مین آپ کو بولنا
لیجاتا تھا مگر صرصر پر جو لیلا نے سحر کیا تھا بی صرصر اکڑ گئے گرین لیلا نے اشارہ کیا کہ اسکی مشکین باندھ لو
اے رُف رُف تم جانتے ہو کہ یہ کون صاحب ہین آپ کے والد ماجد انپر عاشق ہین انکو اُنکے پاس بھیجینگے
وہ دربار سمجھ لینگے رُف رُف نے کہا مین ملاقات کا قبلہ و کعبہ کی مشتاق تھا اسی حیلے سے جاکر قدمبوسی
کرونگا یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی معدوم مردار خوار دس ہزار فوج کو ساتھ لیے ہوے یہ خدمت ملکہ
حیرت جاتا ہی لیلا نے کہا اے رُف رُف غضب ہوا خداجگرار افراسیاب آگیا اب صرصر کا لینا دشوار ہی
تم چلے جاؤ مین لڑبھڑ کر نکل آؤنگی معدوم نے جو دور سے دیکھا کہ صرصر زمین پر پڑی ہی لیلا کو تو سب جانتے ہین
وہین سے آواز دی کیوں بی لیلا شہنشاہ سے بغاوت کی تمھاری سب خبرین ہمنے سُنین پہلے تو نے سحر کیا کہ
صرصر ہوشیار ہوئی جست کرکے یہ تو الگ ہوگئی معدوم نے کل فوج کو اشارہ کیا کہ لیلا کو گرفتار کرلو
چار طرف سے ساحروں نے بلوہ کیا لیلا نے وہ سحر کیا کہ ساحر سر ٹکرانے لگے معدوم پر جاپڑی خنجر کمر سے
نکال کر پھینک مارا معدوم کا سر زخمی ہوا رُف رُف ایک گوشے سے دیکھ رہا ہی کہ لیلا نے سب کو اپنے سحر مین
پھنسالیا معدوم کا سر زخمی ہوا بھاگا بھاگا پھرتا ہی چاہتا ہی مقابلے مین لیلا کے نہ جاؤں لیلا نے لشکر کو
اسکے ویران کردیا کئی ہزار جادوگر مارے جس غول پر جاپڑی کسی کو صورت دکھا کر دیوانہ کیا کسی کو دیکھکر
غنچہ دہن واکیا مسکرا دین سیکڑوں جھومنے لگے کوئی ایسا گلا گاتا ہی کوئی چیخین مارتا پھرتا ہی کوئی جوش
مین عشق کے منھہ کے بھل گرتا ہی ہر طرف سے لشکر مین معدوم کے ہنگامہ بلند ہی معدوم اسکا دردمند ہی

ساتھ والون سے کہتا ہی رق رق الگ کھڑا ہوا یہ تماشا دیکھ رہا ہی معدوم مردارخوار کی جان پر بنی ہی بعض
سردارون سے کہتا ہی کہ یارو مین کس آفت مین پھنسا لیلا کا سحر بلا کا ہی سیکڑون کو دیوانہ کر دیا ہزارون کو صورت
دکھا کر لیلا نے مجنون بنایا اب کیا تدبیر کرون مصرصر ایک جانب کھڑی رو رہی ہی قضاے کار افراسیاب جادو
باغ سیب سے سوار ہوا طرف کوہ مقناطیس کے جاتا ہی خبر سُنی ہی کہ ساحران ظلمات آتے ہین منظور یہ ہی
کہ انکو جاکر بلیون اکیلا تخت پر بیٹھا ہوا جاتا ہی کہ کان مین ساحرون کے مرنے کی آواز آئی سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک
طرف جنگل مین شعلہاے آتش بھڑک رہے ہین افراسیاب اُس طرف پلٹا اب جو نگاہ اُٹھا کر دیکھتا ہی ایک طرف صحرا مین
لیلاے محمل نشین ہزارون جادوگرون سے لڑ رہی ہی چار طرف سے سحر پڑ رہا ہی لیلاے محمل نشین
سب کے وار روکتی ہی جب اپنا وار کیا سو دو کے سر اُڑا دیے کسی کو دیوانہ کیا کسی کے دو ٹکڑے کیے افراسیاب
کو بہت ناگوار معلوم ہوا سابق مین اسیر عاشق بھی ہوا تھا جمال جہان آرا بھی دیکھ رہا ہی کہ معشوق خود دریاے
سحر بی ناز و عشوہ محبوبی پکار کر آواز دی کہ ای لیلا خبردار اب آگے نہ بڑھنا لیلا نے جو سر اُٹھا کے دیکھا شہنشاہ
افراسیاب کو جو بقہر و غضب آتا ہی گھبرا گئی ہونٹھ کانپنے لگے سحر فراموش ہونے لگا مگر ربط و ضبط کو کام فرمایا
جیسے ہی افراسیاب زمین پر آیا لیلا نے زیور اپنا اُتار کر پھینک مارا افراسیاب پر برقین گرین تلوارین
چمکین خنجر گرے سیکڑون آفتین افراسیاب پر آئین لیکن افراسیاب ان سحرون کو کب مانتا ہی اشارون
مین دفع کر دیا معدوم مردارخوار کو آواز دی کہ خبردار سحر نہ کرنا تجھے کیا غرض ہی کہ جو تو نے اس معشوقہ پر سحر کو
گھیرا معدوم علیحدہ ہوا افراسیاب اڑتا ہوا پاس ملکہ لیلا کے پہونچا افراسیاب نے آواز دی کہ ای
لیلا مین نے تیری کیا خطا کی تھی کہ جو تو شریک مسلمانان ہوئی لیلا نے خوف کے مارے کچھ جواب نہ دیا
افراسیاب نے ہاتھ پکڑ لیا لیلاے محمل نشین کچھ بول نہین سکتی افراسیاب نے تخت پر بٹھایا کہا کہ
چلو تمکو باغ سیب مین لیچلین جب لشکر معدوم چلا گیا افراسیاب نے چاہا کہ تخت اُڑا دون پہلو سے
آواز آئی کہ لونڈی بھی حاضر ہوتی ہی افراسیاب نے دیکھا کہ صرصر سامنے آئی کل کیفیت افراسیاب کے
سامنے بیان کی کہ لونڈی انکو گرفتار کر لائی تھی عیار غضنفر چھڑا کے لیگیا تھا مین نے آکے یہان گھیرا اُسی وقت
معدوم بھی آگیا اب مین ملکہ حیرت سے کہدونگی کہ شہنشاہ لیلا کو لے گئے افراسیاب لیکر چلا صرصر
کو رخصت کیا رق رق یہ سب معرکہ دیکھتا تھا جب افراسیاب چلا گیا آنکھون مین آنسو بھرے ہوے
جی مین کہتا ہی کہ مین شاہزادے سے جا کر کیا کہونگا اس سوچ مین جاتا تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا آفتاب عالمتاب

آسمان عیاری وکوکب درخشان برج مکاری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری جست وخیز کرتے ہوے آتے ہیں برق رف
نے جھک کر سلام کیا دوڑ کر عمرو نے گلے سے لگا لیا کہا بیٹا کہاں سے آتے ہو برق نے عرض کی کہ کیا
گزارش کروں میں لیلاے محمل نشین کو چھڑا کر لایا تھا صرصر نے مجکو گھیرا اُس سے تو میں لڑا کسی مقام پر کمی نہ کی
معدوم مردار خوار جادو گر آگیا میں نے لیلا کو ہوشیار کر دیا لڑائی ہو رہی تھی کہ افراسیاب آگیا ملکہ
کو پکڑ کر ابھی لے گیا عمرو نے کہا کہ بیٹا جاؤ میں لیلاے محمل نشین کو رہا کر کے لشکر میں لیجاؤنگا برق
نے کہا کہ قبلہ وکعبہ میں غضنفر سے کیا کہوں اُنکی اُسپر جان جاتی ہو ضرور فرمائینگے کہ کیوں نہ لایا عمرو نے
کہا کہ ہماری جانب سے دعا کہنا اور کہنا کہ بیٹا تا بہ رہائی احمد صبر کرو جو ملکہ بران و ملکہ محمور و ملکہ بہار کی
ہوگی وہی تدبیر تمہاری بھی ہوگی بیٹا اب جاؤ افراسیاب دور نکل جائیگا برق بطرف لشکر غضنفر
کے چلا خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری چھپے دور سے دیکھا کہ تخت افراسیاب کا اُڑا ہوا جاتا ہو عمرو نے بادبہر
اپنے پاؤں میں باندھے صورت اپنی تبدیل کی سفید بھرہ ہاتھ میں لیکر جست جو کی پچاس گز زمین سے بلند ہوکے
آواز دی کہ او افراسیاب خانہ خراب کہاں جاتا ہو منم معلم خداوندان جو پلٹ کر افراسیاب نے دیکھا کہ
ایک شخص قوی تن قوی مسن سراپا کہ کبھی گلابی کا بُرج دہن اقدس مروارید ناسفتہ کا دُرج دونوں ہاتھ
درخت کے ٹھنٹے پٹکا زربفت کمر سے بندھا ہوا گدھے کے سم سونے چاندی کے کمر میں لگے ہوے ایک جا
زیب جسم ہو کہ رنگ بدل رہا ہو کبھی سبز ہوا کبھی سُرخ ہو گیا جتنے پیوند ہیں اُتنے ہی رنگ بدلتا ہو ہوا پر
پاؤں ہاتے ہوے اس طرح کی آواز دی کہ افراسیاب ایسا ساحر کانپ گیا تخت اُتار لیا پوچھا کہ یہ صورت
کون ہو افراسیاب نے کہا کہ میری ملازم خرا جگر ادہر شریک مسلمانان ہوگئی کہا کہ ہمارے
شاگردوں کو سجدہ نہیں کرتی افراسیاب نے کہا کہ سجدہ کیسا اپنے دوسرے خداؤں کو بُرا کہا جو
مسلمان ہوتا ہو خداوندوں کو بُرا کہنا ہوتا ہو تب مسلمان اپنے ساتھ لیتے ہیں یہ سُنکر معلم صاحب نے ایک
چیخ ماری زمین کانپ گئی اور دوڑ کر پشت پر لیلاے محمل نشین کے ہاتھ رکھا کہا کہ او زن حسین کیا شامت
آئی کہ تو نے مسلمانوں کا ساتھ دیا اور کان میں جھک کر کہا کہ منم عمرو عیار جلد سجدہ کر لیلاے محمل نشین
تھر تھر کانپنے لگی فوراً سجدہ کے واسطے جھکی کہا کہ میری آنکھوں پر پردے پڑے تھے معلم صاحب کے دیکھتے ہی
وہ پردے اُٹھ گئے معلم صاحب صاحب کشف و کرامات ہیں افراسیاب خوش ہو گیا لیلاے محمل نشین
سنتی خوشامدیں کر رہی ہو یہ بھی کہدیا کہ اے شہنشاہ آپکے حکم سے انکار نہیں ہو معلم صاحب نے جیب میں

ہاتھ ڈالکر ایک سیب نکالا کہا کہ یہ خاص باغ سامری کا ہی سامری نے اس درخت کو سینچا تب یہ سیب پیدا ہوا
یہ خاص تیرے واسطے ہی یہ کہکے سیب تراشا ایک بھانک افراسیاب کو کھلائی کھاتے ہی افراسیاب نے
کہا کہ میرا دل گھبراتا ہی کوئی مجکو آسمان پر لیے جاتا ہی کہا کہ اسے خون بڑھتا ہی افراسیاب تخت سے اترا اور
ٹہلنے لگا دو چار قدم چلا تھا کہ لڑکھڑا کر گرا عمرو نے نعرہ کیا کہا کہ ای لیلا بھاگو لیلا پر پرواز پیدا کرکے بھاگی
عمرو نے پہلے تاج افراسیاب لیا قصد ہوا کہ اسکو جلا دون آسمان سے نعرہ ہوا کہ باش ای عمرو کیا کرتا ہی
عمرو نے دیکھا کہ ماہیان زمرد پوش بصد جوش و خروش آکر گری افراسیاب کو اٹھا لیا خواجہ نے گلیم
اوڑھ لی ماہیان نے دیکھا کہ عمرو غائب ہوا ناچار ہوئی افراسیاب کو لیکر طرف پردۂ ظلمات کے روانہ ہوئی
ملکہ لیلاے محمل نشین و خواجہ عمرو بخیر و عافیت داخل لشکر اسلام ہوے ملکہ مہرخ نے بڑی خوشی کی
برق سے فرمایا کہ کیون مترحالا کہ حیرت نے کئی دن سے طبل جنگی نہین بجوایا خبر تو لاؤ کیا سبب ہی برق بڑہیانے
واسطے خبر کے چلا لشکر مین لیلاے محمل نشین کے آنیکا بڑا جشن ہی اس داستان کو اسی مقام پر چھوڑا جاتا ہی

یہ داستان متعلق جلد سوم ہی

دو کلمۂ داستان رنگین بیان آمد ساحران از پردۂ ظلمات براے مدد حیرت و ذکر عیاری عیاران اسلام باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا ساقی نامۂ مصنف

پلا ساقیا ساغر امتحان
ترے دور مین لطف عشرت ملا
گھرون سے چلے رند با صد خوشی
کہ رندون سے یہ حکم بھی عام ہی
چلا دورۂ جام با صد خوشی
یہ یاران صحبت نے فردے گئے
صراحی اٹھا ساقیِ مہ لقا
عجب رنگ پر ہی گلِ داستان
اسی باغ مین قصد ہی ساقیا

کہ آئی ہی پھر رنگ پر داستان
گلابی اٹھا ساقیِ مہ لقا
کہ ساقی ہوا دورہ خوش دلی
جو صحبت مین میخوار آنے لگے
کہ رندون کی اک جا پہ صحبت ہوئی
کہ ہی آج گلشن مین سامان عیش
کہ رندون کا صحبت مین مجمع ہوا
کہ ہر غنچۂ دل شگفتہ ہوا
کہ ہو وصل معشوق سے بر ملا

یہ پیر مغان سے اشارہ ہوا
کہ تمہر پہ تری مہر ہی ساقیا
ترے دور مین سب کو آرام ہی
تو لطف محبت اٹھانے لگے
حسینون کے ہر جا پہ ہین جھمگھٹے
رہین بلبلین بھی نگہبان عیش
چلے دورۂ جام لطف بیان
تو باغ ریاض معانی مین کھلا
کہ پوشش ہی معشوق غنچہ دہن

کون اُسکو یوسف کہ سرو چمن
صدا از تنگ کی قیس نے جب سُنی
بیابت فدا جان و ایمان من
تمہی عشق مین جان کھوتا ہون مین
پھرا ہون ترے ہجر مین کو بکو
قمر ہجر اور وصل کا ذکر کیا

ہر اک نخل گلزار ہو وجد مین
کلی آرزو کی شگفتہ ہوئی
محبت مین مجنون لقب ہو گیا
ہنسی کی جگہ ہر کہ روتا ہون مین
نہ لیلی نے مجنون کی خواہش سُنی
لکھو داستان مسرت فزا

کہ لیلی کا ناقہ گیا نجد مین
صدا دی کہ ای جان و جانان من
مری عرض سُن لیلی مہ لقا
مری جان تجھپر فدا ماہ رو
تڑپتا رہا دل کو کاہش ہوئی

چہرہ ساخران ہجفانہ شعبدہ بازی دماہران نیرنگ و رموز سرابازی اس داستان سحر عنوان کو بہ تکلف تمام یون تحریر فرماتے ہین شعر تہمتن توان رستم داستان ٭ چنین داد رخش سخن را عنان ٭ مہتر برق فرنگی بحکم ملکہ مہرخ لشکر حیرت مین آیا پھرتا پھراتا دربارگاہ حیرت پر پہونچا ایک کنیز کو بیہوش کرکے کنارے ڈالدیا اُسکی شکل بنا ہوا اندر بارگاہ کے پہونچا دیکھا کہ ملکہ حیرت تخت شاہی پر بصد شوکت جلوہ فرما ہے گرد اُسکے جلیسین کہ آسمان پر تڑاقا ہوا دیکھا کہ ایک طائر سُرخ رنگ آسمان سے آیا کاندھے پر حیرت کے آکر بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا اُس زمزمہ سرائی مین

یہ صدا تھی طائر کی آواز حیرت افزا تھی نظم

وصل کے نام سے آزردہ جو تو ای جان ہے
آج سمجھے ترے کہنے سے کہ لے شکر تو کر
کہنے سننے سے بدل جائے نہ کیونکر زاہد
بیخودی مین ترے صدقے اُنھین راضی کروے
ای مسیحا آج تو شہ کنارہ کر بہا

منفعل ہون کہ مرے دل مین وہی ارمان ہے
جس سے مرجاتے ہین عاشق وہ ستم احسان ہے
کیا ہمارا دل بیتاب ترا ایمان ہے
سمجھین عاشق نہ مجھے دل مین کہین حیران ہے
مختصر وصل کی ہر رات صنم مہمان ہے

طائر نے عرصہ دراز تک زمزمہ سرائی کی حیرت نے کہا کہ بس اصل مطلب تو بیان کر طائر نے پکار کر آواز دی کہ ای ملکہ عالم ظلمات تیرہ بخت رئیس پردہ ظلمات سات لاکھ فوج سے بحکم ملکہ ماہیان زمرد پوش آ پہونچا یہانسے بارہ کوس پر فروکش ہے حکم شہنشاہ ہے کہ کسی کو برائے استقبال بھیجو ملکہ نے یہ سُنکر طائر کو اُڑا دیا یاقوت و زمرد کو حکم ہوا کہ جلد آؤ برائے استقبال ظلمات تیرہ بخت جاؤ لیکن جادوگر بڑا آبرودار ہے بہت لطف سے لانا بارہ ہزار جادوگرون کو ساتھ لیکر واسطے استقبال کے روانہ ہوئین یہان برق فرنگی یہ خبر سُنکر بارگاہ مہرخ مین آیا عرض کی کہ غلام آپکو اطلاع کرنے آیا ہے مین بھی جاکر دیکھون کہ ظلمات کا

لشکر کیا ہی خواجہ نے کہا کہ میاں برق صاحب آپ نہ جائیے یہاں آنے دو سمجھا جائیگا تم جا کے ہوشیار کر دوگے
برق نے کہا کہ مین کچھ عیاری نہ کرونگا دیکھکر چلا آؤنگا خواجہ تو خاموش ہوے برق نکلا راہ مین چالاک سے
ملاقات ہوئی چالاک نے کہا کہ بھائی برق کہان چلے برق نے کہا کہ میان ظلمات کی فکر مین جاتا ہون یہ سنکر
چالاک نے کہا کہ ہم بھی چلینگے چالاک و برق الگ الگ روانہ ہوے اول برق فرنگی گرتا پڑتا سامنے
لشکر ظلمات کے پہونچا دیکھا کہ لشکر کا ہیلو ہر ایک دریاے قہار موج مار رہا ہو لاکھون جادوگر صورتین ہیبتناک
لباس سیاہ پہنے ہوے ہر ایک شخص گھوڑے پہ سوار لشکر مین ٹہلتا پھرتا ہو بعض مقام پر اژدران آتش فشان
شعلہ ہاے آتش منھ سے چھوڑ رہے ہین ناندے جا بجا گڑے ہین اُسمین دانہ بھرا ہوا ہر مرتبہ اژدر آتے ہین
دانہ کھا کے چلے جاتے ہین کسی جانب شیر صحرائی ڈکارتے پھرتے ہین ایک درخت پہ ہزارہا طائر بیٹھے ہوے
زمزمہ سرائی کر رہے ہین بڑا لشکر مین سامان ہو بیچ مین بارگاہ استادہ ہو ظلمات تیرہ بخت اپنے مقام پر بیٹھا گرد
چند ساحر گرد اس رعب و دبدبے سے ظلمات تیرہ بخت بیٹھا تھا برق نے ہر چند ارادہ کیا کہ مین بارگاہ مین جاؤن
حوصلہ نہ پڑا لشکر سے باہر نکلا خیال مین ہو کہ اے برق اسپر عیاری بڑی مشکل سے ہوگی برق یہ سوچ کے
نکلا کہ چالاک کو ڈھونڈھ کے لاؤن دو نون مل کے عیاری کرینگے یہ سوچتا ہوا چلا آتا ہو کہ راہ مین دیکھا
کہ ایک طرف سے گرد اڑی برق ایک درخت کی آڑ پکڑ کر دیکھنے لگا کہ ملکہ یاقوت و زمرد وزیرزادیان
حیرت کی جو براے استقبال چلی تھین اُسی صحرا مین آ کر اُتری ہین برق ٹھہر گیا ایک بڑھیا کی شکل بنکر
چلنے کا ارادہ کیا پھر سوچا کہ اس صورت کی کیا ضرورت ہو رنگ و روغن عیاری کا لگا کر صرصر کی شکل بنکر
تیار ہوا لشکر مین جو آیا معلوم ہوا کہ بی صرصر آئین برق دربارگاہ پر پہونچا یاقوت و زمرد نے کہا کہ بلالو برق
نے جا کر سلام کیا یاقوت نے کہا کہ صرصر کہاں سے آتی ہو برق نے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ ملکۂ عالم نے
فرمایا تھا کہ ہماری وزیرزادیون کی حفاظت کرنا مین آتی تھی کہ مین نے دیکھا برق فرنگی جنگل مین پھر رہا ہو
مجکو خوف ہوا مین نے کہا کہ چلکر دیکھ لون مجھے کچھ تنہائی مین بھی عرض کرنا ہو یاقوت کا ہاتھ پکڑ کر برق فرنگی
ایک خیمے مین لایا باتین کرتے کرتے گلوری کھلا کے بیہوش کیا اب کہاں لیجائے ایک صندوق مین
بند کر دیا یاقوت کی شکل بنکر باہر نکلا زمرد نے پوچھا کہ صرصر کہاں گئی یاقوت نقلی نے کہا کہ ملکۂ عالم
کو ہماری بڑی فکر ہو صرصر کو واسطے انتظام کے مقرر کیا ہو جنگل مین اُسنے برق کو دیکھا تھا ہوشیار کرنے
تلاش مین برق کے گئی ہوگی زمرد خاموش ہو رہی تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ برق بشکل یاقوت بیٹھا ہوا تھا

ہے تو یقین کامل ہے کہ آج سفر نہ ہو گا کہ ایک کنیز نے بڑھ کر عرض کی کہ در دولت پر صبا رفتار حاضر ہے امیدوار
بار یابی ہے یاقوت نقلی کے تو کان کھڑے ہوے زمرد نے کہا کہ بلا لو صبا رفتار اندر آئی برق نے جو
آنکھ ملا کر دیکھا پہچان گیا کہ چالاک بن عمرو ہے چالاک آکر بیٹھا یاقوت سے دمبدم کہتا ہے کہ الگ چلو
مین کچھ کہونگی برق دمبدم کہتا ہے کہ صبا رفتار ذرا مجھسے آنکھ ملاؤ جب چالاک نے آنکھ ملائی تو پہچانا کہ
ہمارے بھائی برق بیٹھے ہوے ہین آپس مین اشارے ہوے برق نے اشارے سے کہا کہ مین نے تو یاقوت
کو پکڑ لیا اب زمرد کو لیجاؤ اسکو تم گرفتار کرو صبا رفتار نقلی نے زمرد کا ہاتھ تھام لیا کہا کہ الگ چلو
مین کچھ کہونگی الگ لاکر چالاک نے زمرد کو بیہوش کیا ایک صندوق مین انکو بھی بند کر دیا اب چالاک
و برق مقام یاقوت و زمرد پر آکے بیٹھے لشکر کو تسخیر کرنے لگے رات بھر اُسی مقام پر رہے صبح کو کوچ کیا
اب دونون کی صلاح ایک ہے دونون وزیرزادیون کو ایک صندوق مین بند کیا آپ تخت پر سوار ہو کر چلے
بارہ چودہ ہزار کنیزین ساتھ ہین اس گروہ سے طرف لشکر ظلمات تیرہ بخت کے چلے ظلمات اپنے مقام پر
بیٹھا ہے کہ ہرکارون نے خبر دی ملکہ یاقوت و زمرد آتی ہین ظلمات نے چند سردارون کو حکم دیا کہ ملکہ حیرت
کی وزیرزادیان آتی ہین استقبال کر کے لاؤ لیکن بھائیو اتنا خیال رکھنا کہ جب مین نے آنیکا قصد کیا ہے تو
ملکہ ماہیان نے فرمایا تھا کہ عیارون کا خیال رکھنا ہر مقام پر ہوشیاری رہے سردارون نے کہا کہ حضور
آپ کے یہان کوئی عیار نہین آئیگا کئی سردار بیرون لشکر آکر ٹھہرے چالاک و برق کو بھی خبر ملی کہ کئی سردار
ظلمات کے برای استقبال بیرون لشکر کھڑے ہین سردارون نے یاقوت و زمرد کو دیکھا بڑے تکلف سے
لیکر چلے برق و چالاک پریشان ہین کہ دیکھین تقدیر کیا دکھائے یہ سوچتے ہوے بارگاہ ظلمات مین آئے برق تو
بلاے روزگار ہے بڑھ کر ظلمات کو سلام کیا اس ناز و کرشمے سے سامنے آیا ظلمات بیتاب ہو گیا چہرہ زیبا طلعت
جہان آرا لباس یاقوت نگار سینے پر اُبھار کرشمہ و انداز مثل کنیزان کمترین پشت پر عارض رشک قمر نازنین
سیمبر مسکرا کے جو ظلمات سے بات کی گوہر دندان سے برق چمکی خرمن ہوش و حواس کو جلا دیا ظلمات لٹو
ہو گیا کہا کہ ملکہ یاقوت آئیے برق سمجھا کہ اب مجھپر مائل ہوا پھر گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہے ظلمات کنکھیون سے
دیکھتا ہے جی مین کہتا ہے کہ کیا نازنین ماہ پیکر ہے شیرین ادا وضع مین لیلی مرا جاتا ہے یاقوت نے زانو پر
ہاتھ رکھکر کہا کہ کیون میان ظلمات مزاج کیسا ہے ملکۂ عالم نے یاد فرمایا ہے آج شب کو اسی مقام پر رہیے
رات کو جلسۂ عیش و نشاط قائم ہو صبح کو یہان سے کوچ کرو ملکۂ عالم کے لشکر مین پہونچ جاؤگے ظلمات کہ رہا ہے کہ

اے شہنشاہ ملک اقلیم حُسن وجمال دائے آسمان خوبی کی ہلال جس طرح فرمائیے گا بجا لائینگے اُسی وقت سے حکم ہوا کہ صحبت شراب وکباب آراستہ کرو گائنون کو حکم پہونچا کہ در دولت پہ حاضر رہین ملکۂ عالم کی وزیرزادیون نے سرفراز فرمایا ہے آج شب کو دعوت ہے سب سامان مہیا رہے ظلمات دوڑا دوڑا پھر رہا ہے مصاحبون سے کہتا ہے کہ جس مالک کی وزیرزادیان ایسی ہین وہ مالک کیسا ہوگا جو مصاحب واقفت کار ہین عرض کرتے ہین کہ حسن وجمال ملکہ حیرت کا ایسا ہے کہ طلسم ہوشربا مین شہرہ ہے حُسن مین کوئی اُنکا مثل نہین افراسیاب بڑا صاحب نصیب ہے معشوقہ ایسی ملی طلسم ہوش ربا پر کس دھوم سے قبضہ ہوا سب وزیرون کو ملالیا کارندون نے سنکر امی کی شہنشاہ لاچین گرفتار ہوگئے معشوقہ دختر حیات جادو محبوبہ خوشنحو ظلمات کلیجہ پکڑے پکڑے پھرتا ہے برق سے جو لگاوٹ کی باتین کین مصاحبون سے کہتا ہے کہ آج معشوقہ پر قبضہ کرونگا دل بیقرار ہے دن بھر تو یہ سامان رہے شب کو جلسہ آراستہ ہوا ساقیان سیمین ساق ومطربان خوش آواز جام عشرت انجام گردش مین ملکہ یاقوت نے اٹھکر کئی مرتبہ چیلون کو شراب کے جھوٹے گلابیان بھی اُٹھائین شراب کی تعریف کرنے کے حیلے سے اُٹھا اُٹھا کے رکھدین ظلمات تیرہ بخت سمجھا ہے کئی گائنین گا چکین سب نے تعریف کی ملکہ یاقوت نے کچھ نہ کہا ملکہ منہ بنالیا ظلمات نے کہا کہ کیون ملکۂ عالم ہماری گانے والیان اچھی ہین ملکہ یاقوت نے کہا کہ صاحب کیا کہنا ہے مرد نقلی نے زانو دبا کر کہا کہ بھیا مجھسے پوچھو ہمشیرہ ایسی گاتی ہین کہ زہرۂ فلک کو سکتہ ہو ملکہ حیرت جادو وافراسیاب جادو انکے گانے کے قدردان ہین ابتو ظلمات منتین کرنے لگا کہ ملکۂ عالم سب مشتاق ہین ایک چیز تو آپ بھی گائیے ملکہ یاقوت نے ظاہر مین بہت انکار کیا بھن نے بھی کہا کہ لو آپا یہ تمھارے مہمان ہین اپنے مہمانون کی سب خاطر کرتے ہین ملکہ یاقوت کا چہرہ سُرخ ہوگیا جب ظلمات نے انتہا کی منت کی سب اہل دربار نے بھی کہا کہ ملکہ ضرور گائیے مجبور ہوکر ملکہ یاقوت نقلی اپنے مقام سے اُٹھین سازندون کے بیچ مین آکر بیٹھین جانتی ہین کہ ظلمات تیرہ بخت اسیر طرۂ گیسو وذبیح خنجر ابرو ہوچکا ہے اسی سے آنکھین ملاکے یہ غزل عاشقانہ شروع کی

نظم

ظہور آدم خاکی سے یہ ہمکو یقین آیا
تماشا انجمن کا دیکھنے خلوت نشین آیا

گیا بلقیس تک مکتوب شوقیہ سلیمان کا
قران مشتری وماہ کا دورہ قرین آیا

ہنسین تیرے کرم سے جام مثل برق ای ساقی
مبارک ہو زمانہ ابر وباران کا قرین آیا

پری شیشے مین اُتری کیسے یا قالب مین روح آئی
عجب انداز سے آغوش مین وہ نازنین آیا

ہمیشہ نقش جب کا مشتری کے روز لکھتا ہون — ستارہ نیک ہر میرا تو وہ زہرہ جبین آیا

حنا دیکھی تو ہوش چشم تیرے دست نازک سے — تری انگشتری یاد آئی جب نام نگین آیا

نہ گھبرا چار دن کے واسطے ای روح قالب مین — گیا جب اس مکان سے پھر نہین اسکا مکین آیا

نہایت تشنۂ دیدار ہین خوب اسکو چوسین گے — اگر اپنے لبون تک کوئی لعل آتشین آیا

نہ چھوڑیگا کسی کو آسمان بے گور مین سمجھے — سمجھ زیر زمین اُسکو جو بالاے زمین آیا

گریبان تک بھی دامن سے جنون ہو رہنا اسکا — بغل سے ہو کے دامن تک جو چاک آستین آیا

مصور کو تری تصویر کا سودا مبارک ہو — مقام گیسوے مشکین وخال عنبرین آیا

رجوع اپنے دل روشن سے کر آتش جو مضطر ہو — گیا خرم جب اُس درگاہ مین اندوہگین آیا

جتنی دیر مین یاقوت لعل نے یہ غزل گائی اتنے عرصے مین چالاک نے گلابیون مین بیہوشی پہونچائی اب سب سامان تیار ہے برق کا ارادہ یہ ہے کہ اب بیہوشی ملی ہوئی شراب پلاؤن اپنا رنگ جماؤن کہ بیٹھے بیٹھے ظلمات گھبرایا کہا کہ ملکۂ عالم تھوڑی دیر مجھے معاف فرمایئے مین ابھی حاضر ہوتا ہون یہ کہکے اُٹھا ایک خیمہ تخلیے کا ہے کہ سب اشیاے سحر وہان موجود رہتے ہین اور چار پتلیان سنہری میز پر رکھی رہتی ہین جیسے ہی ظلمات اُس خیمے مین پہونچا ایک پتلی ہنسی دوسری نے کہا کہ بوا کیا ہنسین تیسری نے کہا کہ بوا مجھسے پوچھو چوتھی نے کہا کہ تم کیا جانو جو پہلے سب سے ہنسی تھی اُسنے کہا کہ بوا اتنا کافی ہے کہ آج کل انقلاب ہے ساحرون کی مٹی خراب ہے کہین خرابیان سے جا بجا مارے گئے ہر مقام پر مشہور ہے آج ہمارے مالک یہان آئے ہین ای بوا تمنے غزل بھی سُنی تیسری نے کہا کہ بوا مین تو کان لگائے سُن رہی تھی ظلمات کے کان کھڑے ہوے بگوش ہوش سننے لگا چوتھی نے کہا کہ بوا نام تو بتاؤ جو پہلے ہنسی تھی وہی بول اُٹھی کہ بوا نام کون بتائے اتنا بڑا ساحر زبردست رہنے والا پردۂ ظلمات کا اُسکی آنکھون پر یہ پردے پڑے ہین ہماری بلا کو کیا غرض ہے کہ ہم نام بتائین شراب بھی خراب ہو چکی اب مالک ہمارے چراغ سحری ہو رہے ہین ایک نے کہا کہ بوا اور غضب ہوا یاقوت پر عاشق ہوے ہین اُس عشق مین سب مطلب ہو گیا یہ باتین ہو رہی تھین کہ پھرتی پھراتی صبا رفتار بھی آئی در دولت پر اسنے پہونچکر پوچھا کہ کیون صاحبو محفل مین کیا ہو رہا ہے سب چوبدارون نے کہا کہ ناچ گانا ہو رہا ہے بی یاقوت نے خوب لعل اُگلے کیا غزل گائی ہے خوب رنگ جمایا صبا رفتار نے کہا کہ یاقوت گانا کیا جانے خادمون نے کہا کہ بی صبا رفتار صاحب آپ نے نہین سُنا ملکہ یاقوت کا وہ گانا ہے آج کسی کو کیا لیاقت ہے کہ مثل

اُنکے گانے صبا رفتار نے کہا کہ سامری و جمشید خیر کرین معلوم ہوتا ہے کہ عیار پہونچ گئے یہ باتین صبا رفتار کر رہی ہے کہ ارے کمبخت مجکو جانے دو مین جا کر پہچانون کہ دیکھا سامنے سے ظلمات غصے مین کانپتا چلا آتا ہے غرض کہ صبا رفتار نے کہا کہ اے شہنشاہ مین حضور کی خیر و عافیت دریافت کرنے آئی تھی گانے کی کیفیت سنکر دل کو شک ہوا ہے یاقوت گانا کیا جانے معلوم ہوتا ہے کہ عیار پہونچ گئے ظلمات نے کہا کہ مین پہلے ہی دریافت کر چکا چار کنیزان سامری بزرگون کے وقت سے میرے ساتھ رہتی ہین مین نے اُنسے پوچھ لیا ہے جا کے اُنکی گردن لیتا ہون یہان برق و چالاک نے جو دیکھا کہ ظلمات گیا دیر کیون ہوئی آپس مین کچھ اشارے کر کے اُٹھ کہتے ہوے کہ شہنشاہ نے کیون عرصہ کیا ساحرون نے کہا کہ حضور آتے ہین تامل فرمائیے ایک ساحر کے پہلو مین برق کھڑا ہے ایک کے پہلو مین چالاک کہ پردہ بارگاہ کا اُٹھا دیکھا کہ آگے آگے ظلمات پیچھے پیچھے صبا رفتار انکو جو دیکھا کہ ایک مقام پر کھڑے ہین وہین سے پکار اُٹھا کہ او مکار و کہان جاتے ہو منم ظلمات تیرہ بخت جس جادوگر کے پہلو مین دونون کھڑے تھے ایک کو برق نے مارا اور ایک کو چالاک نے خنجر سے ہلاک کیا دونون نے اپنے نام کے نعرے کیے نعرہ چالاک

بچشم دشمن اندازم کف خاک | نہ آید باد گرد تیز گامم

جو عیاری مین نامم جست و چالاک
خلیفہ اولم چالاک نامم

برق نے بھی اُسی اندھیرے مین اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ برق

کہ اُستاد ہین خواجۂ نامدار
کرون سیکڑون کوس کی راہ طے
تڑپ سے مری چرخ بھر ارہا

تڑپنے مین مین برق رفتار ہون
ارسطوے ذی علم شاگرد ہے
بزیر قدم غرب ہے شرق ہے

مرا نام ہے برق خنجر گزار
کے کون مکار و غدار ہون
در یکہ پہ میرا ابھسرا رہا
چھلاوہ ہون مین نام ہی برق ہے

اُسی اندھیرے مین دونون نکلے باہر آکے کئی جادوگرون کو مارا ساحر حیران کہ یکایک یہ کیا آفت آگئی کیا سبب ہوا کہ ساحر یون مارے گئے جب یہ دونون جست و خیز کرتے ہوے نکل گئے ظلمات نے زانو پر ہاتھ مار کہا کہ یارو حقیقت مین مجھسے بڑی غلطی ہوئی مین نے دور سے کیون نعرہ کیا وہ تدبیر سے کھڑے تھے کار ہاے نمایان کر کے نکل گئے ارے تلاش کرو باہر نکل کے دیکھا کہ کئی جادوگرون کے لاشے پڑے ہین ظلمات کی آنکھون کے تلے اندھیرا آگیا ساحر چہار طرف دوڑے تھے پلٹ پلٹ کے آئے کہا کہ حضور سب طرف تلاش کیا مگر وہ نکل گئے کہین پتہ نہ ملا غلامون نے جا بجا تلاش کیا ظلمات کو بڑا قلق ہے یاقوت و زمرد کو صندوق سے نکالا اِن دونون سے سب حال کہا یاقوت و زمرد نے کہا کہ حضور برق و چالاک بلا کے عیار ہین

انکا منہ نہین عمرو کوان دونون پر بھا ناز ہو اب تشریف لیچلیے ملکہ عالم آپ کا انتظار کر رہی ہین سامری و جمشید
نے ہماری جان بچائی ظلمات نے کہا کہ سب شراب خراب کر گئے شراب پھنکوا دو سب شراب پھینک دی گئی
یاقوت و زمرد کو اب جلدی ہو کہ لشکر مین ملکہ حیرت کے پہونچین ملکہ فرماتی ہونگی کہ کیون عرصہ ہوا یہان
کمبخت عیارون نے یہ آفت برپا کی صبح ہوتے ہی ظلمات نے سب لشکر آراستہ کیا یاقوت و زمرد کو ساتھ لیا
نوبت و نقارے بجاتا ہوا چلا یہان ملکہ مہرخ بارگاہ مین بیٹھین کہ اول چرندہ و پرندہ نے آکر خبر دی کہ چالاک و
برق نے جا کر عیاری کی تھی حال انکا کھل گیا مگر یہ بھی سنا کہ نکل آئے گرفتار نہین ہوئے یقین ہو آتے ہون یہ ذکر
تھا کہ چالاک و برق آکر پہونچے عمرو نے کہا کہ کیون بے مینے تجکو منع کیا تھا اگر تو نے کہنا نہ مانا آخر جا کے
اسکو ہوشیار کر دیا برق نے کہا کہ استاد مار لیا ہوتا صبا رفتار نے جا کر آفت برپا کر دی آخر غلام لڑبھڑ کے
نکل آئے عمرو نے کہا کہ ارے بھیا مین تو جانتا تھا کہ تو اسے ہوشیار کرنے جاتا ہو جو منظور تھا وہ کر آئے برق نے
سر جھکا لیا کہا کہ اب وہ آتا ہو حضور عیاری کرینگے عمرو نے کہا کہ اب ہم تو اسے مارینگے یہ کہکے خواجہ اٹھے
کہ برق کی گوشمالی کرون برق نکل کر بھاگا کہ ہرکارے حاضر ہوے عرض کی کہ ملکہ یاقوت و زمرد ظلمات کو
لیے ہوے آتی ہین سب سردار باہر نکل آئے آگے آگے ملکہ مہرخ سب سردار ملکہ مہرخ کو گھیرے ہوے ایک
جانب بہار گلعذار ایک جانب ملکہ مخمور سرخ چشم اور ایک جانب باغبان قدرت ایک جانب
ملکہ لیلاے محمل نشین و رعد و برق و ملکہ ہلال سحر افگن وغیرہ ملکہ مہرخ آکر باہر ٹھہرین سائبان
زربفتی کھینچ گیا ملکہ مہرخ آکر تخت پر بیٹھین گرد سرداران لشکر تمام فردکش ہین سب کو خبر ہو گئی کہ ساحر ظلمات آتا ہو
سب مشتاق ہین اسی جانب دیکھ رہے ہین کہ صحراے گرد اڑی لکہاے ابر نمایان ہوے آگے آگے ملکہ یاقوت
و زمرد با اہتمام سواری کرتی ہوئین ظلمات تیرہ بخت تخت پر سوار سات لاکھ کا لشکر پشت پر بڑے زور و شور
سے آکر پہونچا ملکہ حیرت کنارے پر لشکر کے ٹہل رہی ہین آمد ظلمات کا انتظار ہو کہ ظلمات آکر پہونچا ابھی
ملکہ حیرت کے قریب نہین پہونچا تھا کہ اسنے پلٹ کر لشکر اسلام کو دیکھا قضاے کار خواجہ عمرو کرسی پر جلوہ فرما
ہین تمام عیار اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین خواجہ عمرو کی کرسی پایہ تخت پر بچھی ہو ظلمات نے ملکہ یاقوت
سے پوچھا کہ یہ کون شخص بیٹھا ہو یاقوت نے سر جھکا لیا کہا کہ حضور اس شخص کا نام نہ پوچھیے اسکا نام لیتے
خوف آتا ہو ایسا نہ ہو کہ کوئی آفت آجاے ظلمات نے وہین تخت روک لیا کہا ملکہ جب تک نام نہ سن لونگا آگے
نہ بڑھونگا کل ہی تو مسلمانون کا خاتمہ کر دونگا نام کیون نہین بتاتین یہ کیا کوئی بڑا ساحر زبردست ہو جو اسکے

نام لینے مین خرابی ہی زمرد نے کہا کہ حضور یہ وہی شخص ہی کہ جسکا لقب ہی سر برندۂ جادوگران وریش تراشندۂ
کافران بس زیادہ نہ پوچھیے ایسا نہ ہو کہ کچھ خرابی آجائے ظلمات نے بگڑ کر کہا کہ ابدولت موجود ہین کیا آفت
آسکتی ہی کیا کوئی بڑا ساحر ہی آخر یاقوت نے جھلا کے کہا کہ عمرو عیار اسکا نام ہی یہ سُنتے کے ساتھ ہی ظلمات
نے کہا کہ واہ اسنے بڑے بڑے ساحر مارے اسی کی گردن پر سب کا خون ہی ملکہ زمرد نے کہا کہ حضور ساحر شمشیر
کو دریائے قلزم مین جاکر مارا جتنے نامی جادوگر مارے گئے اسی ظالم نے قتل کیے اس ہوشربا مین بھی ہرچند کہ
قتل نہین کیا مگر تاریک شکل کش پر بھی عیاری کر کے گیا گنبد تاریک مین بھی پہلے عمرو ہی پہونچا وہان بھی
جا کے عیاری کی ایسا جا کر گا یا کہ ملکہ تاریک گانے پر عمرو کے عاشق ہوئین اور بڑے بڑے ساحرون کو مارا
مشعل ایسا شخص کہ جو مقبول بارگاہ سامری تھا اُسکے چراغ حیات کو گُل کیا یہ سُنکر ظلمات غصے
مین کانپنے لگا اور کھڑا ہو گیا کہا کہ عمرو کو ابھی لاتا ہون زمرد نے کہا کہ اے شہنشاہ ایسا ارادہ نہ کیجیے
یاقوت و زمرد نے ہرچند سمجھایا ظلمات کب مانتا ہی فوراً پکار کر آواز دی کہ ہمارے مشیر خوش تدبیر
آفت آدمخوار کو بلاؤ ہڈیان عمرو کی سامنے ملکہ حیرت کے پیش کیجائینگی یہان ملکہ حیرت حیران ہین
کہ ظلمات کا تخت کیون رُک گیا ظلمات بلبلا رہا ہی دیکھا کہ ایک جادوگر قوی تن قوی سن سیاہ فام
بد انجام تنتا ہوا سامنے آیا ظلمات نے کہا کہ کیون اے آفت آدمخوار کچھ بھوک لگی ہی آفت آدمخوار
نے کہا کہ آدمی کے گوشت کی خواہش ہی اگر ایک آدمی کا گوشت ملتا تو کلہ گرم ہو جاتا ظلمات نے کہا کہ
مین عمرو کو لاتا ہون تو کھا جانا گوشت اُسکے جسم مین بہت کم ہی ہڈیان بھی چبا لینا آفت آدمخوار
نے کہا کہ حضور لائین تو ہڈیان کھانا میرا کام ہی ظلمات نے اپنے مقام سے اُٹھا تڑپ کر بلند ہوا یہان
کسی کو خبر نہین خواجہ عمرو کرسی پر سے اُٹھے ٹہل رہے ہین ظلمات اُتر کر ایک نخل کے سایے مین آیا
کسی نے دیکھا بھی نہین عمرو کو تاک کے جو گرتا ہی کمر مین پنجہ دیکر لے اُڑا ہلڑ ہوا کہ عمرو کو ساحر لیے جاتا ہی
بہار و باغبان نے قصد کیا کہ برق فرنگی نے اشارہ کر دیا کہ کوئی صاحب نہ جائین کچھ انتظام
ہو چکا ہی سب سردار کف افسوس ملکر رہ گئے یاقوت و زمرد نے دیکھا کہ ظلمات عمرو کو بغل مین
دبائے ہوے عمرو بیہوش و مدہوش عیار بچون نے جو یہ معاملہ دیکھا کہ ظلمات عمرو کو لے آیا بھاگین کہ
جا کر ملکہ حیرت سے خبر کرین یہان ظلمات نے آواز دی کہ اس ساربان زادے کو لے خبردار ہڈیان تک
نہ چھوڑنا ساحر شمشیر خداوند ساحران کا خون اسکی گردن پر ہی آفت آدمخوار نے عمرو کی کمر مین

پنجہ دیا بدن ٹٹول کے کہا کہ گوشت کا تو اسکے جسم مین نام نہین ظلمات نے کہا کہ ہم تو پہلے ہی کہ چکے تھے کہ ہڈیان
بھی تیرا ہی حصہ ہے آفت آدمخوار نے کہا کہ حضور دیکھیے تو تھوڑی دیر مین کیا ہوتا ہے یہ کہتا ہوا عمرو کو
لیکر چلا ظلمات نے کہا کہ بی یاقوت و زمرد اسی شخص کا یہ غلغلہ تھا آج ہی خاتمہ کر دیا لیجیے عیاری کا تو
اختتام ہوا یاقوت و زمرد کہتی ہین کہ حضور آپ نے تو کارنمایان کیا لیکن عمرو کو ہمنے کبھی مرتے نہین دیکھا
ہمین ڈر ہے کہ ایسا نہ ہو کہ آفت آدمخوار مارا جائے تو عجب نہین ظلمات نے کہا کہ آفت آدمخوار کو
کون قتل کر سکتا ہے سر لیکے عمرو کا آتا ہوگا یہان تو انتظار ہے آفت آدمخوار عمرو کو لیے ہوے جاتا تھا
کنارے پر لشکر کے آکر پہونچا عمرو کی آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک ساحر مجکو لیے جاتا ہے منتین کرنے لگے کہا کہ بھائی
مجھے کیا مطلب ملکہ مہرخ کو پکڑو کچھ مطلب حاصل ہو آفت آدمخوار نے کہا کہ او ساربان زادے خود
ظلمات تجکو گرفتار کرکے لائے میرے پیٹ مین آج تیری جگہ ہے سیکڑون آدمی کھا گیا ایک نخل کے سائے
مین یہ باتین ہو رہی ہین خواجہ عمرو منتین کر رہے ہین آفت نہین مانتا کہتا ہے کہ مجھے تیرے کھانے کی
خواہش ہے تو قائل بزرگان دین ہے تیرا کھانا ثواب ہے جب آفت آدمخوار عمرو کے کھانے پر آمادہ ہوا
عمرو بیقرار ہو کر دعائین مانگنے لگا کہ اے رحیم و کریم میرے تیرے وعدہ ہو چکا ہے مین نے اُس بڑی چیز کا
خیال بھی نہین کیا یہ بیجا مجکو کھانا چاہتا ہے تو ہی بچائیگا نظم

توبہ گر عاصی کند بعد از گناہ
شیر را روبہ کند آن زورمند
سروران دہر عالی پاگاہ
ہندی مداح میدارد امید

ذرۂ ناکارہ گرد آفتاب
کوہ را سازد بیکدم مثل کاہ
لاشریک و بے مثال و بے نظیر
صرف بر فضل کمالت یا الہ

حق بہ بخشد جرم ہر نامہ سیاہ
گر کند آن مہربان برمے نگاہ
سرنگون دارند بر خاک نیاز
ذات مولیٰ بیشک و بے اشتباہ

عمرو کے رونے پر آفت آدمخوار
ہنستا ہے کہ پہلو سے آواز آئی کہ او آفت آدمخوار تو نے اس دشمن کے کھانے مین کیون دیر لگائی بڑا گنہگار
ہوا سامری و جمشید خفا ہوتے ہین آفت آدمخوار نے پلٹ کر دیکھا کہ ظلمات خود دوڑا ہوا آتا ہے قریب
پہونچا تا کہ سنبھالتا ہوا کہا کہ ارے غضب ہوا عمرو کے نام پر سب ساحر جان دیتے ہین مہرخ و بہار
آٹھ پہر مبتلا عمرو کا سر کاٹ لیجاؤن مسلمانون کو دکھاؤن تو نے اسقدر دیر کیون کی یہ کہتا ہوا قریب آیا
کہا کہ دیکھو برق لامع آتی ہے اسکو بھی کھا ئیگا یہ سنکر آفت آدمخوار پلٹا مہتر قران نے بندہ مار اپنے
نام کا نعرہ کیا نعرۂ قران
منم مہتر گرد میدان کین
زعیاری من بلرزد زمین

منم مہتر ذی حشم نامدار	لقب گشت مہتر قران ذوالفقار
ہمہ دشمنان را کنم گرد برد	چو لغد و کُتم در میان نبرد

آفت کا سر اُڑ گیا خواجہ چھوٹ کر بھاگے یہان ظلمات کا تخت آہستہ
آہستہ چلا آتا ہے منظور یہ ہے سر عمرو کاٹ لون جاکر ملکہ حیرت سے کہون سر عمرو بطور نذر پیش کرون دیر جو ہوئی کہا
جاکر دیکھون تو آفت آدمخوار عمرو کو کہان لے گیا سر جلد لائے ملکہ عالم بادولت کی مشتاق ہین کنارے پر
لشکر کے کھڑی ہین مجھے تکلیف ہوتی ہے چند ساحر گئے جاکر دیکھا کہ جنگل مین لاشہ آفت آدمخوار کا پڑا ہے سر
کٹا ہوا لباس ندارد لاش اُٹھا کر لائے کہا کہ حضور عمرو کا تو نشان بھی نہین انکا لاشہ پڑا تھا اُٹھا لائے
ظلمات کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا لشکر مین غل ہوا کہ آفت آدمخوار کو مار کر عمرو چھوٹا کثافت
مردارخوار بھائی آفت کا روتا پیٹتا سامنے آیا کہا کہ حضور میرا بازو ٹوٹ گیا اب حضور دخل نہ دین مین
معاوضۂ خون برادر مین ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا ہزارون کا خون کرونگا غلام پر بہت شاق ہوا اب مین قتل
مسلمانان کا مشتاق ہون ظلمات کو بڑا افسوس ہوا کہا کہ اے کثافت صبر کرو کیا مین معاوضۂ خون آفت
نہ لونگا چل کے ملکہ حیرت سے تو ملاقات کرو ظلمات کبیدہ و رنجیدہ چلا ملکہ حیرت کو آکر سلام کیا ملکہ
حیرت نے دیکھا کہ ظلمات مُنھ پھلائے ہوے ایک ساحر سیاہ فام ہائے بھائی ہائے بھائی کہکے روتا ہوا اپنا
مُنھ اشکون سے دھوتا ہوا حیرت بارگاہ مین لیکر آئی کہا کہ کیون اے ظلمات کیا ہوا ظلمات نے کہا کہ
حضور مین نے سُنا کہ عمرو کی ذات سے بڑا فتور ہے مین پکڑ لایا آفت آدمخوار کو دیا کہ اسکو کھالے تھوڑی
دیر کے بعد اُسکا لاشہ آیا غلام کو حیرانی ہوئی کہ یہ کیا معرکہ ہوا بھائی اُسکا کثافت رو رہا ہے اگر میدان
مین نکلا بہار وغیرہ کو چیر پھاڑ کر پھینکدیگا حیرت نے کہا کہ اے ظلمات عیار قیامت کے پرکالے ہین پہلے تو
اُنسے جان بچاؤ بعد اُسکے پھر کسی کو قتل کرنا کثافت نے عرض کی کہ حضور ملاحظہ فرمائینگی ہر چند کہ
ملکہ حیرت نے منع کیا کثافت نے نہ مانا ملکہ حیرت نے کہا کہ تمھین اختیار ہے ظلمات دربار سے ملکہ
حیرت کے اُٹھا اپنی بارگاہ مین آکر داخل ہوا کثافت نے کہا کہ میرے نام پر طبل جنگی بجوائیے آخر کثافت کے
نام طبل جنگی بجا اہل اسلام کو خبر پہونچی یہان بھی طبل جنگی بجا تیاریان ہونے لگین لیکن مہتر برق فرنگی نے
خبر وحشت اثر سُنکر لشکر سے نکلا فوج ظلمات مین آیا دیکھا کہ بڑی تیاریان ہو رہی ہین جابجا ساحرون مین
سحر تیار کرنیکا حکم ہے ہر خیمے مین ساحر بیٹھے ہوے سحر تیار کر رہے ہین لکہ ہاے ابر بنائے ہین اُسمین چھریان
کٹاریان بھری ہین اُس ابر کو اُڑا رہے ہین سحر نئے نئے بنا رہے ہین برق کنارے آکر ایک نازنین کی

شکل بنکر تیار ہوا اور دروازے پر آیا دروازے پر آکر کہا کہ میان کثافت سے عرض کرو کہ شہنشاہ ہوش ربا نے اپنی کنیز کو بھیجا ہے خدمتگارون نے جاکر کثافت سے کہا کثافت نے کہا کہ جلد بلالو برق اندر پہونچا تن کر سلام کیا سینہ اُبھارا مُسکرا کر کہا کہ کیون صاحب مزاج کیسا ہے آپ سپہ سالار ظلمات تیرہ بخت ہین شہنشاہ نے یہ کاغذ دیا ہے اداے معشوقانہ دیکھکر کثافت ٹھنڈی سانسین بھرنے لگا کہا کہ آئیے تشریف لائیے کیا حکم ہے کنیز نے جھولی سے نامہ نکالا ہاتھ پر رکھکر کثافت کو نذر دیا اور کہا صاحب جو راز و نیاز کی بات ہے وہ الگ کہونگی اُسمین مُہر افراسیاب پائی نامے کو پڑھا اُسمین لکھا تھا کہ اے کثافت تمھارے بھائی کا حال سُنکر ہمکو نہایت قلق ہے اب تم مقابلے کو میدان مین جاؤ گے مابدولت بھی تشریف لائینگے تمھاری عین وقت پر مدد کرینگے اور کنیز جو راز و نیاز مین بیان کر دیگی اُس حکم کے بھی کاربند رہنا کثافت اُٹھ کھڑا ہوا چاہتا ہے کہ اسکے ساتھ لگا دو کروں اپنی معشوقہ بناؤن کم سن غنچہ دہن سیمتن سرو بلغ حسن و جمال ماہ آسمان کمال ایسی معشوقہ کسکو میسر ہوتی ہے ساتھ ساتھ چلا تنہائی مین آیا کنیز بھی پاس آکر میٹھی باتین میٹھی میٹھی کرنے لگی کثافت مرا جاتا ہے دل مین کہتا ہے کہ کیا پیاری باتین ہین افراسیاب نے کس ظالم کو بھیجا ہے اسکی باتین سُن سُنکر مرا جاتا ہون کبھی سینے پر ہاتھ مارتا ہے کبھی کفِ افسوس ملتا ہے کبھی اس خیال مین کہ کیونکر راضی کرون پشت پر ہاتھ رکھا کنیز نے ایک اُلٹے ہاتھ سے طمانچہ مارا کہا کہ ادب سے نہین بیٹھتا ہاتھو برق نے وصول دیجیے پر رکھ لیا کبھی مسخرہ بن کرتا ہے کبھی مُنہ چڑھا دیا کبھی انگوٹھا دکھا دیا کبھی چھادلی بنا کر اُٹھا کہ صاحب مین جاتی ہون شہنشاہ سے کہدونگی کہ اصلی بات میری نہین سُنی کبھی گھبرا کے کہتا ہے کہ او نامرد ازلی مجھے کیون چھیڑتا ہے مین شہنشاہ کے سامنے فریاد کرونگی یقین ہے کہ ہر شخص کو خوف ہو میرے ساتھ ایسی باتین نہ کرو مجھے کیا چھیڑو گے مین واہیات بات نہ گوارا کرونگی شہنشاہ سے کہونگی مجھے ایسے مقام پر بھیجا کیسے نگوڑے بازار کے پھرنے والے اُنکے سامنے بہو بیٹیون کے جانے کی کیا ضرورت ہے کثافت ہاتھ باندھ کر بیٹھتا ہے کہتا ہے کہ اے ملکہ خفا نہ ہو دم بھر اور بیٹھو اصلی بات کہو میرے دل کی عجب کیفیت ہے اب تو یہ حالت ہے

نظم

کہاں وطن سے ہوں مین خانمان خراب جدا — ہوا بیاض سے کب شعر انتخاب جدا
ہوا ہے آج جو وہ رشک ماہتاب جدا — بدن کو جان سے کرتا ہے اضطراب جدا
ہوا نہ پیری مین بھی ساغر شراب جدا — یہ وہ ہے صبح نہ ہو جس سے آفتاب جدا

نہین ہی غم جو بدن سے ہو سر جدا ساقی
اگر نہ ہاتھ سے ہو ساغر شراب جدا

ہمارے دیدۂ تر سے ہو گیا جدا رومال
کہ روے یار سے ہوتی نہین نقاب جدا

جو چشم جال سے نیکے وہ دانت ہیرے کے
گہر سے ہو عرق شرم بنکے آب جدا

کرے شراب سے کیا ربط وہ مہ تابان
کہ آفتاب سے رہتا ہی ماہتاب جدا

کہا جو مین نے کہ پاس آ تو بول اُٹھا چل دور
مرا سوال جدا ہی ترا جواب جدا

کہان یہ پیک اجل اے فلک کہان قاصد
جواب نامہ جدا نامے کا جواب جدا

پہونچ رہینگے برابر ہی حشر مین بد و نیک
رہ خطا سے کہان ہی رہ ثواب جدا

ہی اصل ایک مین عاشق ہوا ہون تو معشوق
مرا خطاب جدا ہی ترا خطاب جدا

کہا ہی خوب ہی دیوان تو نے او ناسخ
کسی کے ہاتھ سے ہوگی نہ یہ کتاب جدا

نازنین نے کہا کہ آپ اسقدر کیون گھبراتے ہین ایک جام شراب تو پیجیے دوڑ کر گلابی اُٹھا کے لایا برق نے جام لبریز کیا مسکرا کر کہا کہ نوش فرمایئے مسکرانے پر کثافت نثار ہو گیا جام لیکر بے اندیشۂ انجام پی گیا برق نے وہ بیہوشی ڈالی تھی کہ بلبلا کے کھڑا ہو گیا کہا کہ اے جان جہان شراب مین کیا ملا تھا کوئی مجکو آسمان پر لیے جاتا ہی برق نے کہا کہ ٹہلیے کثافت ٹہلنے کر چلا بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کے گرا برق نے نعرہ کر کے خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک نعرۂ برق فرنگی تصنیف مصنف

کہ اُستاد ہین خواجۂ نامدار
تڑپ سے مری چرخ بیزار ہا
چھلاوہ ہون مین نام بھی برق ہی

تڑپنے مین ہین برق رفتار ہون
در مکر پہ میرا پہرا رہا

مرا نام ہی برق خنجر گزار
کہے کون مکار و غدار ہون
بزیر قدم غرب ہی شرق ہی

مرنے سے کثافت کے ایک غبار اُٹھا آندھی سیاہ چلی ظلمات اپنی بارگاہ مین پڑا سو رہا تھا کہ آواز مہیب کان مین آئی گھبرا کے اُٹھا آنکھین ملتا ہوا باہر نکل آیا سر اٹھا کر دیکھا کہ کثافت کا خیمہ جل رہا ہی تڑپ کر بلند ہوا دیکھا کہ آگ برس رہی ہی آندھی سیاہ اُٹھی قبۂ بارگاہ اُڑ گیا لاشہ کثافت کا تڑپ رہا ہی ایک عیار کو دیکھا کہ خنجر برہنہ خون ٹپکتا ہوا ہاتھ مین ٹٹولتا پھرتا ہی اندھیرے مین راستہ نہین ملتا یہ جو دیکھا ظلمات جل گیا کہ اس عیار نے میرے رفیق کو مارا تڑپ کر گرا برق کو پکڑ لیا خنجر ہاتھ سے چھین لیا کھینچتا ہوا برق کو بیرون بارگاہ لایا آندھی جو سیاہ چلی اور مرنے کی آواز کثافت کے آئی جسقدر ساحر قریب بارگاہ تھے بھاگ گئے کہتے ہوے کہ یارو کسی نے آقا کو مارا ظلمات

اکیلا کھڑا ہوا برق پر غصہ کر رہا ہی ہر مرتبہ خنجر گلے سے ملاتا ہی چاہتا ہی کہ سر کاٹ لون برق ہاتھ باندھ کر
عرض کرتا ہی کہ حضور سُنیے تو عمرو کا بیٹا تھا چالاک قتل کر کے بھاگ گیا مجھے حضور چھوڑ دین مین ابھی پکڑ لاؤن
کہ بیادے بارگاہ سے زنانی آواز آئی دیکھا کہ ملکہ صرصر شمشیر زن چھپی ہوئی آئین کہا کہ حضور اسنے
چالاک کو بھی پکڑ لیا دونون نے ملک کثافت کو مارا آپ مجھے دیجیے جلاد تلوار کھینچے کھڑے ہین دونون کے
سر کاٹ کے پھینک دیے جائین حقیقت مین آپ کا بڑا رفیق مارا گیا ان دونون ظالمون نے بڑا غضب کیا ملکہ
حیرت کھڑی فرما رہی ہین کہ ہم شہنشاہ سے کبھی نہ پوچھین گے قاتلان کثافت کو فوراً قتل کرینگے یکایک حباب
مارا برق بیہوش ہوا پشتارہ باندھ کر کہا کہ آپ بھی تشریف لایے گا آپ کا انتظار کرین بانہ کرین ظلمات نے
کہا کہ مین آکر کیا کرونگا میرے دونون سردار ایسے مارے گئے لمیرے دونون بازو ٹوٹے سر کاٹ کے انکے
خدمت شاہ مین بھیجدو صرصر نے چلتے وقت ایک پرچہ کاغذ کا ظلمات کے ہاتھ مین دیا کہا کہ اسکو پڑھ لیجیے گا
ملکہ حیرت نے لکھا ہی ظلمات تو پرچہ کھولنے لگا صرصر پشتارہ لیکر بھاگی جنگل مین آکر برق کو چالاک نے
ہوشیار کیا کہا کہ برق بھاگو برق نے چالاک کا شکریہ ادا کیا دونون باتین کرتے ہوے طرف لشکر کے
چلے یہان ظلمات نے پرچہ پڑھا اسمین لکھا ہی کہ منم چالاک ابن عمرو تیری آنکھون مین خاک ڈال کے اپنے بھائی
کو لے گئے اب رات تمام ہو چکی ہی بڑے بڑے ستارے آسمان پر نمایان ہین چھوٹے چھوٹے چھپ گئے ہین نسیم سحر
چل رہی ہی طائر آشیانون سے نکل نکل کر تعریف مین اپنے معبود کی مصروف ہین صدائین دے رہے ہین کہ تو
علیم و خبیر ہی تو سمیع و علیم رحمن و رحیم ہی تو رب کریم ہی لیکن ظلمات نے جو یہ فقرہ پڑھا کہ تیری آنکھون مین
خاک ڈال کر برق کو لے گیا غصے مین کانپنے لگا تڑپ کر چلا چند جادوگر دن سے دیکھا کہ قاعد و جاتے ہین وہ
جادوگر بھی چلے ظاہر ہوا کہ کثافت کو برق نے مارا چالاک برق کو ہوا لیکر مسلط ہو رشہنشاہ جاتے ہین
جسنے سنا وہ چلا ملکہ ہلال سحر افگن طلایہ دیکر کنارے پر لشکر کے کھڑی ہین تاجرون کی دوکانون کو
دیکھ رہی ہین تاجرون سے پوچھ رہی ہین کہ خیر و عافیت تو ہی تاجر دست بستہ عرض کرتے ہین کہ حضور ملکہ
مہرخ کی سلطنت مین شیر و بکری ایک گھاٹ پانی پیتے ہین دزد حنا کا سر دست ہاتھ باندھا جاتا ہی
معشوق آنکھ نہین چراتے آپ کی عنایت سے سب طرح خیر و عافیت ہی نہ دیکھا سامنے سے برق و چالاک
دوڑے ہوے آتے ہین ہلال نے پکار کر پوچھا کہ ارے خیر تو ہی برق نے پکار کر کہا کہ ملکہ مین نے کثافت کو مارا
لیکن فوج آتی ہی ہلال نے کہا کہ آنے دو اسباب سحر ہاتھ مین لیکر آمادہ ہو گئین کہ ظلمات آسمان سے تڑپکا

برق وچالاک کو پنجے مین دبالیا اور دیگر چیلا ہلال نے گولہ مارا کلائی پر ظلمات کی تڑا برق وچالاک
ہاتھ سے چھوٹے ہلال نے ساحرون کو اشارہ کیا کہ ارے ان عیارون کو بچانا کنیزین دوڑین ظلمات کڑک کر
ملکہ ہلال پر گرا بایان شانہ نشانہ ہوا کنیزون نے برق وچالاک کو ہوشیار کرکے علیحدہ کیا ظلمات کو
گھیر لیا ظلمات اُنکے روکے سے کب رُکتا ہر کنیزون کو قتل کرنے لگا لشکر ظلمات بھی آگیا ملکہ سُرخ مو سے
کاکلکشا طرف دربار کے جاتی تھین انھون نے جو سُنا کہ ملکہ ہلال وظلمات سے مقابلہ پڑ گیا اُس وقت
آکر پہونچین کہ کنیزان ہلال کو شکست ہوا چاہتی تھی سُرخ مو نے آکر بلوے کو روکا دونون بہنین لڑنے لگین
افسران لشکر ظلمات کوئی دس ہزار سے آیا کوئی افسر کلان بیس ہزار سے آیا تیغ بڑھنے لگا ملکہ لیلا سے
محمل نشین اپنی بارگاہ سے نکلی ہین لڑ جو ہوا کہ مغلوبہ ہوگئی ملکہ لیلا بھی پہونچین لیکن دیکھا کہ ظلمات
بڑے زور وشور سے لڑ رہا ہر کئی افسر اسکے ہاتھ سے مارے گئے اب ہنگامہ ہوا ملکہ مہرخ وبہار بھی اپنی
بارگاہ سے نکلین کُل لشکر مین قرنا ہوئی ادھر ملکہ حیرت کو خبر پہونچی کہ ظلمات لشکر مسلمانان پر جا پڑا حیرت
سوار ہوئی مصور وصورت نگار اور جسقدر افسر تھے سب ملکہ حیرت کے ہمراہ ہوے حیرت جب پہونچین
کہ دونون لشکر مل چکے ہین اسنے اپنے لشکر کو اشارہ کیا یاقوت وزمرد وزیرزادیان مصور وصورت نگار
صمصام وقمقام وشبدیز وخونریز یہ سب سردار فرداً فرداً آکر پہونچے مغلوبہ ہونے لگی ظلمات قیامتین
برپا کر رہا ہر ملکہ حیرت بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہین کہ ظلمات نے صفین کی صفین درہم وبرہم کردین جس غول کو
گراتہ وبالا کردیا ملکہ حیرت تعریفین کر رہی ہین کہ ای ظلمات کیا کہنا کیا مزے سے لڑ رہے ہو تمھاری جرات
سبکو معلوم ہر تمھاری شوکت ولیاقت کی پردہ ظلمات مین دھوم ہر ظلمات خوشی مین پھولا ہوا ہر مصروف
جنگ ہر ایک طرف سے ملکہ لیلاے محمل نشین لڑتی ہوئی آتی ہین ظلمات نے جو دیکھا پکار اُٹھا کہ ای
لیلی حُسن وجمال وای آفتاب عالمتاب چرخ جلال وکمال ادھر تو نگاہ اُٹھاؤ مشتاقان جمال کو چہرہ
بینظیر دکھاؤ مدت سے تمھارا اشتاق تھا آج اچھی طرح سے تمھارا جمال وکمال دیکھا چاہتا ہون مین کہ
سر جھکاؤن اپنے ہاتھ سے دار کو بار سا کتار دو روح کو راحت قلب کو قوت ہو ملکہ لیلا نے جو یہ سُنا
پلٹ کر آواز دی کہ کیا قیس کا حال نہین سُنا کس ذلت سے مارا گیا کیا تم بھی قیس کے پاس جاؤ گے
ظلمات نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ مجھپر تو نگاہ مہر ووفا چاہیے ایک نگاہ محبت کے مشتاق ہین بقول شاعر نظم

دل مین ساکن ہر خیال اک بت بے پروا کا	آشیانہ مرے ویرانے مین ہر عنقا کا

جب لگا نبض مری دیکھنے ظاہر یہ ہوا | نور ہی دستِ مسیحا مین کفِ موسیٰ کا
کسکے گیسو کے تصور مین ہی طوفان سرشک | حلقۂ زلف ہی گرداب مرے دریا کا
شجر طور ہی قد اور ہی رُخ شعلۂ طور | دست دلدار مین عالم ہی ید بیضا کا
کیون ملین عالم بالا سے نہ مضمون بلند | ہر دم فکر خیال اُسکے قدِ بالا کا
ہو گیا سیلیِ اُستاد سے تغییر جو رنگ | چہرۂ یار مین عالم ہی گُل رعنا کا
تو وہ خورشید ہی اُلٹے جو گلستان مین نقاب | چہرۂ گُل مین تلون ہو وہین حربا کا
کیا جنون کم ہو مرا سنگِ ملامت سے بھلا | جو پڑا نیل وہ اک داغ ہوا سودا کا
باغبان اپنے گُل و میوے سے رکھ خاطر جمع | مین تو مشتاق چمن مین ہون چمن آرا کا
بعد مردن بھی جو ہی نرگسِ مشکون کا خیال | گنبد قبر مین ہی جوش خم صہبا کا
جاتے ہین عالم بالا کو جو نالے سید سے | ہی خیال آج مجھے ایک سہی بالا کا
دین و دنیا کی عبث فکر ہی تجکو ناسخ | وہی ہوگا جو ارادہ ہی مرے مولا کا

ملکہ لیلا ہنسین فرمایا کہ ارے کیون دیوانہ ہوا ہی قیس کا سا تیرا بھی حال ہوگا بڑے بڑے صدمات اُسنے بھی اُٹھائے آخر بڑی ذلت و رسوائی سے مارا گیا ظلمات نہین مانتا بڑھتا چلا آتا ہی ملکہ حیرت نے دور سے دیکھا کہ ظلمات لیلا کے تعاقب مین جاتا ہی تیور کو دیکھا کہا کہ ای یاقوت و زمرد غضب ہوا ظلمات ملکہ لیلا پر عاشق ہو گیا اور لیلا مذہب قدیم سے بیزار ہی ہم لوگون کو بُرا جانتی ہی ای صرصر بڑھکر دیکھ ایسا نہ ہو کہ کوئی عیار دیکھ لے یہ تو عیارون کا ادنی شعبدہ ہی لیلا کو چھپا لینگے اُسی کی شکل بنکر اسکی فکر کر لینگے ای صرصر ذرا فکر رکھنا ملکہ حیرت یہ فرما رہی ہین اور ظلمات تعاقب مین لیلا کے دوڑا دوڑا پھرتا ہی کبھی منت کبھی خوشامد کبھی غصہ بھی کرتا ہی کہتا ہی کہ ایسا نہو مجھسے بے ادبی ہو اور ایک سحر مین گرفتار کر لونگا ملکہ لیلا فرماتی ہین کہ مین تو تیرے سحر کی مشتاق ہون بہت سمجھ کے آنا یکایک ہواے سرد چلی خوشبو آئی صاف ثابت تھا کہ صحراے ختن قریب ہی ہزارہا مشک نافہ کھل گیا بوے خوش ہر طرف سے آنے لگی رنگ گلہاے خودرو کا اسقدر تیز ہوا کہ عکس سے زمین رنگین ہو گئی غنچون نے مسکرا کر دہن معشوق کا پتہ بتایا سوسن صد زبان قصد کرتی ہی کہ زبان درازی دکھاؤن سنبل پیچان چاہتا ہی کہ دام زلف براے گرفتاری عاشقان پھیلاؤن نرگس شہلا نے خوش نگاہی آغاز کی عندلیبان خوشنوا

زمزمہ سرائی کر رہے ہین یاد الٰہی مین دم بھر رہے ہین ایک عندلیب نے زبان اپنی اشعار عاشقانہ مین کھولی نظم

اپنے ابرو آئنے مین دیکھکر بسمل ہوا
کھینچکر تلوار اپنا آپ وہ قاتل ہوا

بھاگ کر کب تجھسے جانبر کوئی ای قاتل ہوا
اُڑ چلا گر ہوش اپنا طائرِ بسمل ہوا

ہر یہ غم جانکاہ خالِ ابروِ خمدار کا
کعبے مین کاہیدہ ہو کر سنگِ اسود دل ہوا

دھوئے ہین دھوبی نے دریا مین جو کپڑے یار کے
آج کوسون تک معطر دامنِ ساحل ہوا

بجھ گیا میرا چراغ داغ وصلِ یار مین
نورِ مہ نزدیکِ خورشید سے زائل ہوا

مجھ پہ یہ دب بیٹھتا ہی آکے اُٹھ سکتا نہین
ابتو نقشِ بوریا کا خوب مین حائل ہوا

جذبِ جنسیت بہم رہنے نہین دیتا فراق
گل بنا جو جسمِ خاکی آج گل در گل ہوا

ہاے کس قاتل ادا سے کی شروع اُسنے نماز
نکل جب تکبیر اُسکے منہ سے مین بسمل ہوا

کہتے ہین زاہد مری دیوانگی کو دیکھکر
بت پرستی کے سبب قہرِ خدا نازل ہوا

جب تصورِ یار کا باندھا ہم آپ آئے نظر
سامنے آنکھون کے آئینہ ہمارا دل ہوا

عاشقِ بے ننگ سے ہوتا ہی معشوقون کو ننگ
پیرہن مجنون کا چھٹکر پردۂ محمل ہوا

روح ناسخ ہی اُسی کی روح اقدس پر نثار
بارہا جسکے لیے روح القدس نازل ہوا

ظلمات یہ رنگ بہار دیکھ کر بند قبا کھولنے لگا غنچہ و گل پر نگاہ کبھی واہ کبھی آہ کبھی صفت باغبان قدرت کرتا ہی کبھی ٹھنڈی سانسین بھرتا ہی آمد فصل کو دیکھکر ایسا بھولا لتعاقب لیلا کو بھولا اسی حیرانی مین کھڑا تھا کہ ایک طرف سے ہنگامہ ہوا ہزارہا کنیزین گلعذار ماہ رخسار کبک رفتار شیرین گفتار عارض پھول سے غنچہ دہن نایاب پیشانی رشکِ گلِ گلاب رنگ کھیلتی ہوئی چلی آتی ہین جب پچکاریان چلین پھول سے عارض گلنار ہوگئے آب روان کے دو پٹون پر جو رنگ پڑا سینے کا اُبھار اور کھلا بیچ مین ایک گلعذار چمپکا موتیے کا بدھیان آڑی ترچھی پڑی ہوئین بھرے پھولون کے ہاتھون مین شیرینی و نمکینی باتون مین بوجھا قند باغ باغ مسکراتی ہوئی جو ظاہر ہوئی ظلمات کے ہوش اُڑگئے بدحواس ہوا چیخین مارنے لگا پکارا کہ ای گلرو دای معشوق خوشخو ایک نظر خوش گذر چاہنے والون سے نگاہ ملاؤ ذرا ادھر بھی تشریف لاؤ عاشقون کو نہ جلاؤ ملکہ بہار نے مسکرا کر غنچہ دہن وا کیا گل کلام اس رنگینی سے پیش کیے کہ ای عاشق صادق کیا چاہتا ہی ظلمات نے ہاتھ باندھکر عرض کی غلام جانباز ہون چاہتا ہون قدمبوسی کرون

پروانہ وار گرد شمع جمال چہرون ملکہ بہار نے کہا کہ ای گلبدن یہ تحفہ تو لیجا ہمارے چاہنے والے کے پاس پہونچا ایک
کنیز حسین و جمیل کشتی لیکر چلی قریب ظلمات کے آئی تو رے پوش ہٹایا ظلمات نے دیکھا ایک طرہ اور ایک
بدھی کشتی مین رکھی ہی طرہ یہ کہ طرہ کان مین لگایا بدھی گلے مین پہنی ہار جیت ہوئی ابلانے لگا کبھی
پکارتا ہی کہ ای ملکہ عالم حکم قضا تشیم سے آگاہ فرمائیے مین بجا لاؤن ملکہ بہار نے کہا کہ ای ظلمات ملکہ حیرت
ہماری دشمن ہی بندہ اُنکا سر لاؤ یہ سُنکے ظلمات بلبلاتا ہوا چلا صفون کو درہم و برہم کرتا ہوا جاتا ہی جسنے راہ
مین روکا یا ٹوکا اُسکو مار کر نکلا ہزارہا جادوگر ہاتھ سے ظلمات کے مارے گئے حیرت نے جو دور سے دیکھا یاقوت
و زمرد سے کہا کہ بڑا غضب ہوا ظلمات سحر مین بہار کے پھنس گیا میرے قتل کو آتا ہی اگر بن پڑے تو اسے
روکو یاقوت و زمرد اسباب سحر لیکر بڑھین حیرت نے یہ بھی کہا کہ اگر ظلمات پہ کوئی زوال آیا تو افراسیاب
کو ناگوار ہوگا اُسنے بڑے زور و شور سے اسکو بھیجا ہی یہ وعدہ کرکے آیا تھا کہ مین مسلمانون کا خاتمہ کردونگا
سحر مین بہار کے پھنس کر دیوانہ ہوا یہ ذکر تھا کہ یاقوت و زمرد نے آگ برسائی ہر چند روکا لیکن ظلمات
نڈر کا حیرت کے تخت کے قریب آیا نعرہ کیا کہ او حیرت تو نے غضب کیا کہ ملکہ بہار کے دل نازک کو
صدمہ پہونچایا اب میرے ہاتھ سے بچکر تو کہان جائیگی حیرت گھبرائی کہ ہو سکتا ہی اسکو قتل کردون لیکن یہ
ہوش مین نہین ہی شہنشاہ کہینگے کہ وہ اپنے ہوش مین نہ تھا کیون اُسے قتل کیا اگر قصد ہو کہ گرفتار کرلون ساحر
زبردست ہی گرفتار نہ ہوگا صرصر نے کہا کہ لونڈی جاتی ہی عیاری کرکے اسکو گرفتار کرتی ہی حقیقت مین اگر
قتل ہوگا تو بڑی بدنامی ہوگی شہنشاہ دامنگیر ہونگے فرمائینگے کہ ظلمات ایسے ساحر کو کیون قتل کیا یہ
کہتی ہوئی صرصر چلی کتراتی ہوئی جاتی ہی حلقہ ہاے کمند ہاتھ مین لیے ہوے ارادہ ہی کہ جاکر ظلمات پر
عیاری کردن کمند و حباب مار کر بیہوش کردن کہ پہلو سے ایک کنیز نے آواز دی کہ ملکہ صرصر کہان جاتی ہو
صرصر نے پلٹ کر کہا کہ چپ رہ مین براے گرفتاری ظلمات جاتی ہون کنیز نے کہا کہ مین بھی آئی جھپٹ کر قریب
صرصر کے پہونچی کہا دیکھیے ملکہ نے سحر کیا ظلمات جھوم گیا صرصر اُدھر پلٹی کنیز نے کمند مار کر حباب مار دیا
صرصر بیہوش ہوکر گری کنیز نعرہ کرکے بھاگی کہ منم مہر سپہر عیاری دور سے صبا رفتار نے دیکھا کہ صرصر
بیہوش ہوکر گری صبا رفتار بھی چلی کہ جاکے اُستانی کو ہوشیار کردن یہ کہتی ہوئی چلی کہ کیا عیار بلا کے
ہین صرصر چلی تھین ظلمات پر عیاری کرنے کہ عمرو نے صرصر کو بیہوش کر دیا مین جاکے اُستانی کو اُٹھا دون
کہ پہلو سے آواز آئی کہ تم نہ جاؤ عیار پھیلے ہوے ہین مجھے ڈر معلوم ہوتا ہی دیکھو صرصر کو کوئی گرفتار کرے

جیسے ہی صبا رفتار مثل برق فرنگی کیطرف حباب و حلقۂ کمند کے مارے صبا رفتار بھی بیہوش ہوئی حیرت نے
تخت سے دیکھا کہ برق نے صبا رفتار کو بیہوش کیا صرصر کو عمرو نے جادوگرنیان گئین صرصر و صبا رفتا
کو اُٹھا لائین اتنے عرصے مین ظلمات نے کئی ہزار جادوگر مارے جس طرف سے گذرتا ہی ساحر رہ گئے ہین کتابہ
حیرت نہ جانے دین یہ مبہوت عشق بہار ہی لب پر مُہر سکوت جم کر سحر کرتا ہی ہزارون لاکھون سے لڑتا جھڑتا
بڑھا حیرت کا نام جو بہار نے لے دیا ہی اُسی نام پر گالیان دیتا ہوا جاتا ہی یہی قصد ہی کہ ملکہ حیرت کو
قتل ... سر لیکر خدمت مین بہار کی جاؤن حیرت ناچار ہو رہی ہی صرصر و صبا رفتار کو ہوشیار کیا
ان دونون نے کہا کہ حضور کیا کرین ان عیارون نے وہانتک نہ جانے دیا آپ نے ملاحظہ کیا کہ کیا کیا کام
کرتے ہین جو اُنکی مراد تھی وہ پوری ہوئی اتنے عرصے مین ظلمات نے کئی ہزار جادوگر مارے حیرت بہت
پریشان ہو رہی ہی صرصر و صبا رفتار کا حوصلہ نہین پڑتا کہ تا بہ ظلمات جائین حیرت نے بیقرار ہو کر
دستک دی اور آواز دی کہ ای شہنشاہ آپ کیا کر رہے ہین نگہبانان طلسم شہنشاہ کو نہین خبر کرتے کہ میری
جان آفت مین ہی قتل کرون تو مشکل صورت گرفتاری ناممکن سحر بہار کا رنگ جم گیا یہ جو حیرت نے پکار کر
کہا افراسیاب جادو باغ سیب مین تخت پر بیٹھا ہی کنیزین حاضر ہین کہ حیرت کی آواز کان مین آئی
کہ پکار رہی ہی شہنشاہ کیا کرتے ہین ایک طائر بھی سامنے آیا پکار کر آواز دی کہ ای شہنشاہ ملکۂ عالم پر عجب
وقت ہی ظلمات سحر بہار مین پھنسا ہی وہ سحر نہین اُترتا یہ سُنتے ہی افراسیاب اُٹھا منہ دھو رہا تھا
آفتابہ پھینکا طشت کو لات ماری سحر کر کے بلند ہوا اُس وقت پہونچا کہ ظلمات قریب تخت ملکہ حیرت
پہونچ چکا ہی چاہتا ہی کہ ہاتھ تلوار کا مارون کہ آسمان سے نعرہ ہوا کہ او ظلمات خبردار یہ کیا بے ادبی ہی
ای مہرخ و بہار وغیرہ تمھاری کیون شامت آئی ہی اپنی اپنی جان بچاؤ ورنہ ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا
ظلمات چرخ کھا کر زمین پر گرا گرتے ہی بیہوش ہو گیا مہرخ و بہار وغیرہ یا تو بڑے زور و شور سے
لڑ رہی تھین یا سحر ہاتھ سے پھینک پھینک کر بھاگین باغبان قدرت ایک جانب سب سردار بھاگے
افراسیاب یا تو غصے مین آیا تھا سب کے بھاگنے سے خوش ہو گیا ملکہ حیرت کو لیکر پلٹا حیرت نے کہا ابھی
کہ مسلمانون کو چشم نمائی تو ہو جائے کہ پھر کبھی ایسی حرکت نہ کرین افراسیاب نے کہا کہ جانے دو دہ سب
دیکھتے ہی مجلو بھاگ گئے حیرت خاموش ہو رہی افراسیاب ظلمات کو لیکر بارگاہ مین آیا تخت پر
لٹا دیا طرہ کان کا نکالا بدھی توڑنے لگا خوف ہوا کہ ایسا نہ ہو رشتۂ حیات ٹوٹ جائے آواز دی

کادارے گل فروش حاضر ہی دیکھا کہ ایک باد گر پھولون مین لدا ہوا شگفتہ مزاج غنچے کا سر پر تاج ہنستا ہوا
افراسیاب کے سامنے آیا کہا کہ کیا حکم ہوتا ہی کہا ہار کا رشتہ توڑ لے اُس ساحر نے بڑھکر باجبر گلے مین ظلمات
کے پڑا تھا اُسکو توڑا پھول پاؤن سے مل ڈالے ظلمات کو ہوش آیا قدمون سے لپٹ کر افراسیاب کے
رونے لگا کہا کہ شہنشاہ میرے واسطے بڑی ذلت ہوئی اب مین پردۂ ظلمات مین کیونکر جاؤنگا وہانکے
ساحر مجھپر ہنسین گے آوازے کسین گے مین بہار کو زندہ نہ چھوڑونگا افراسیاب نے کہا کہ ای ظلمات
ہمارے پگڑی نہ اُلجھاؤ بہار بلائے روزگار ہی اگر اُس سے مقابلہ پڑ گیا یہی تیرا بھی حال ہوگا ای ظلمات
یہ گمان نہ تھا کہ بہار ہمسے یون باغی ہوگی سحر کتابون سے تلاش کر کرکے تعلیم کیے اپنے سامنے امتحان لیے
اب وہ ہمپر حرف گیری کرتی ہین بقول سعدی بیت کس نیاموخت علم تیر از من + کہ مرا عاقبت
نشانہ نکرد + ہر چند کہ افراسیاب نے سمجھایا ظلمات نے کہا کہ مین اپنا گلا کاٹ ڈالونگا حضور
دخل نہ دین افراسیاب نے کہا کہ تم جانو ہمین بھی تکلیف ہوگی افراسیاب تو چلا گیا ظلمات سامنے
حیرت کے بلبلانے لگا کہا کہ ای ملکۂ عالم شہنشاہ نے مسلمانون کو سر چڑھایا ہی اُنکا پاس کرتے ہین بی بہار
کا وہ حال کرونگا کہ خود گلا کاٹ کر مر جائین یاقوت و زمرد نے اشارہ کیا کہ ای ظلمات بس اب
کلمات سخت نہ کہو نہین جانتے کہ ملکہ بہار ملکہ حیرت کی بہن ہین ایسا نہ ہو کہ اُنکو ناگوار ہو اسی سے
شہنشاہ منع کرتے تھے کہ بہار پر قصد نہ کرو فصل کا مٹنا نا ممکن ہی باغبان قضا و قدر نے بہار و خزان
مقرر کی ہی ظلمات غصے مین بارگاہ حیرت سے اُٹھا اپنی بارگاہ مین آیا ساحرون سے سب حال
بیان کیا دن بھر تو تامل کیا رات کو اپنے مقام سے اُڑ کر برائے گرفتاری بہار چلا ہر چند کہ اپنے ہوش
مین ہی لیکن صورت زیبائے بہار آنکھون کے نیچے پھر رہی ہی جنگل کا سناٹا جو دیکھا دل مین خیال ہی
کہ جس وقت ملکہ بہار کو لاؤنگا پہلے وصل حاصل کر لونگا اگر وصل نہ حاصل ہوا تڑپ کر جان دونگا
ای فلک کجرفتار و ای گردون غدار ہمپر یہ آفت عشق کی مصیبت نظم

سر پر پہاڑ اُنکے نہ ای آسمان گرا	جو برگ گل کو سمجھین کہ سنگ گران گرا
ساقی کے ہاتھ سے جو گرا شیشۂ شراب	سمجھا مین بادہ کش کہ خم آسمان گرا
شیشی وہان کی لے گئے عطار بھر عطر	اُس رشک گل کے رخ سے پسینا جہان گرا
رشک چمن ہوا ہی ہر اک سرو نونہال	کٹک کے تیر عشق مین کیا کیا جوان گرا

پائی شکست دل نے برنگ شکستہ رنگ
بالائے سنگ شیشہ مرا بے فغان گرا

آزاد ہین قیود سے افتادگانِ خاک
اُڑتا پھرا شجر سے جو برگِ خزان گرا

عالم کو تیرے چاہِ زنخدان سے عشق ہی
یوسف بھی اس کنوئین مین مع کاروان گرا

پامال جو کرے گا مجھے پائیگا سزا
شیشے کی طرح خاک پہ مین ناتوان گرا

لغزش رہِ سلوک مین افتادون کو ہو کیا
ٹھوکر نہ کھاکے ایک دن آبِ روان گرا

کیا مال رعب فقر کے آگے ہی سلطنت
رویا مین سر سے افسرِ نوشیروان گرا

ناسخ نگاہِ مست سے دیکھا جو یار نے
مانند مست ہر شجر بوستان گرا

کبھی پکارتا ہی کہ یا سامری و جمشید بہار مجھے دستیاب ہو اور وصل حاصل کرون وصل بہار سے دل باغ باغ ہو غم سے فراغ ہو یہ باتین دل سے کرتا ہوا قریب لشکر پہونچا پھرتا پھراتا اول تو بارگاہ شاہی کو دیکھا وہانسے پلٹا بارگاہ باغبان قدرت دیکھی کہ دو شیر صحرائی اٹھارہ اٹھارہ ہاتھ کے دروازے پر ٹہل رہے ہین وہانسے آگے بڑھا دیکھا بارگاہ زربفتی قبہ بارگاہ سنہرا طلس مثل آفتاب چمک رہا ہی گرد بارگاہ چمنہائے طولانی گلہائے رنگا رنگ و شگوفہ ہائے بوقلمون طائران زمزمہ سرا ہرچند کہ وقت شب ہی مگر طائران زمزمہ سرا کا حمد الٰہی سے مطلب ہی چہک سے پھولون کی صاف ثابت ہی کہ ستارہ ہائے چرخی چمک رہے ہین ہوا ٹھنڈی جو چلی ظلمات کو اور زیادہ اشتیاق ہوا کہ ملکہ بہار کو دیکھون کوئی کنیز انیس جلیس پہرے پر نہ تھی نہ طلایہ اُس مقام پر نہ کوتوال خود سر جلیسین پڑی ہوئی ہین پردہ اُٹھا کر ظلمات اندر آیا دیکھا کہ بارگاہ مثل عروس شبِ اول آراستہ ہی چھپرکھٹ پر ملکہ بہار آرام فرما رہی ہین سرہانے ایک نخل پھولون کا بڑے تکلف سے آراستہ ہی شاخین اُس نخل کی خم کھا کر سر پر ملکہ بہار کے سایہ فگن ہین ایک طائر خوش رنگ ایک شاخ پر خاموش بیٹھا ہی جیسے ہی ظلمات قریب چھپرکھٹ کے پہونچا طائر نے سر اُٹھایا منقار کھول کر آواز دی کہ او آنے والے مودّب باش قریب نہ آنا ورنہ بہت پچتائیگا بجز حسرت کچھ ہاتھ نہ آئیگا نظم

کیا بحرِ حسن کی ہی کمر پیچ و تاب مین
یہ پیچ و تاب کب ہین بھلا موج آب مین

صدمے دیے ہین مجکو یہ اک رشک حور نے
مصروف ہین ہزارون فرشتے حساب مین

تعبیر ہی کہ یار کی ٹرجائیگی نگاہ
بجلی گری ہی رات کو کل مجھ پہ خواب مین

سب سے زیادہ صبح بہاری ہوئی سیاہ
جو شیب مین کیا نہ کیا تھا شباب مین

نسبت ہی کیا ہلال کو اُسکی رکاب سے
خالی ہلال پاے حنائی رکاب مین

ہم مست بھی ہین تارک لذات زاہدا
اک دن تو دیکھ کیسی ہی تلخی شراب مین

سوداے چشم یار کی ہی یہ بھی اک دلیل
خشکی کمال ہی جو ہرن کے کباب مین

بحرِ فنا مین مجھسے ہی سائل زبانِ موج
ہی روح جسم مین کہ ہوا ہی حباب مین

[illegible] شبِ وصال کے ہوتے ہی ہم کہان
ہی زہر ساقیا قدح آفتاب مین

کیا پڑ گیا ہی عکس تری چشم مست کا
نرگس کی شاخ بنگئی ہر موج آب مین

بحرِ فنا مین منہ ہی تعین سے یکدگر
پانی جو موج مین ہی وہی ہی حباب مین

اے کلک فکر ایسی غزل اس زمین مین لکھ
چھانٹا نہ جائے شعر کوئی انتخاب مین

جب طائر نے یہ اشعار عبرت آثار پڑھے ظلمات وجد مین آکر جھومنے لگا چہرہ سُرخ آنکھون مین لال لال ڈورے بڑھا کہ ملکہ بہار پر دست انداز ہون طائر نے بقہر و غضب آواز دی کہ اے آنے والے کہان آتا ہی یہ بہت ادب کا مقام ہی ظلمات نے سر اُٹھا کر طائر سے آنکھ ملائی طائر نے مسکرا کر کہا کہ ذرا ہوش مین رہو وہی حال قدیم بہتر ہی جا کر سر حیرت لاؤ ملکۂ عالم کو سوتے مین نہ جگاؤ ظلمات یہ سُنتے ہی پیچھے ہٹا کچھ کھڑا ہوا سوچا کیا اور کہا کہ اے طائر مین تیری بات کو سمجھا ابھی جاتا ہون سر حیرت کا لیکر آتا ہون یہ سُنکر طائر خاموش ہوا ظلمات ہنستا ہوا باہر نکلا سوار و پیدلون نے دیکھا چاہا کہ اسکو ٹوکین ایک آواز آئی کہ اے ملازمان ملکہ مہرخ یہ اپنے حال مین ہی اسکو جانے دو نہ روکو اب ظلمات نے پر پرواز پیدا کیے اُڑتا ہوا لشکر حیرت مین آیا اپنی بارگاہ مین نہ گیا دربارگاہ ملکہ حیرت پر پہونچا نگہبانون نے کہا کہ کون آتا ہی ظلمات نے آواز دی کہ منم ظلمات تیرہ بخت برائے ملاقات ملکۂ عالم آیا ہون ملکہ سے کچھ کہنا ہی یہ کہکے بڑھا ایک چوبدار نے قصد کیا کہ ہاتھ تھام لون ظلمات نے ایک طمانچہ مارا کہ چوبدار جل کر خاک ہو گیا اب ظلمات نے چاہا کہ پردہ اُٹھا کر اندر جاؤن کئی ساحرونے بڑھ کر روکا ظلمات نے اشارہ کیا کہ کئی برقین گرین اُن سب کے سر کٹ کے گرے غلغلہ سُنکر ملکہ حیرت اُٹھین آنکھین ملتی ہین پکار کر پوچھا کہ ارے یہ کیا ہلڑ ہی ایک نگہبان نے بڑھ کر کہا کہ ظلمات آپکے پاس آتے ہین ہمنے جو روکا کئی نگہبانون کو قتل کیا حیرت اُٹھکر دوڑی دیکھا کہ ظلمات تیرہ بخت

نگہبانون کو قتل کر رہا ہی حیرت نے للکارا کہ کیون ظلمات تو نے ہمارا کہنا نہ مانا آخر بلا مین مبتلا ہوا ظلمات
تیغہ کھینچکر چلا حیرت نے زمین پر دو ٹھوکر مارا زمین شق ہوئی ظلمات زمین مین سما گیا ملکہ حیرت نے کہا
کہ صاحبو یہ رات کو کہان گیا کہ جو آفت مین مبتلا ہو کر آیا ہرکارون نے خبر دی کہ برائے گرفتاری بہار
گیا تھا وہ سو رہی تھین مگر ایسا سحر کرکے سوتی ہین کہ یہ وہان ہوا کھاکے مبہوت ہوا ملکہ حیرت نے کہا کہ
ایک کنیز خدمت مین شاہ کی جائے سب کیفیت عرض کرے اُسی وقت ایک کنیز روانہ ہوئی یہان
افراسیاب جادو سو کر اُٹھا ہی کہ کنیز نے آکر سب کیفیت عرض کی کہ ظلمات برائے گرفتاری ملکہ بہار گیا
تھا وہانسے دیوانہ ہو کر آیا ملکہ حیرت نے سحر کرکے ظلمات کو غرق زمین کر دیا حضور کو تکلیف فرمانا چاہیے
جو مناسب ہو اُسکے مقدمے مین کیجیے بس افراسیاب جادو غصے مین اُٹھا یہ کہتا ہوا کہ لونڈی غلامون
نے بہت حیران کیا ہی پرواز پیدا کرکے چلا لکہ ابر ہفت رنگ نے افراسیاب کو ہر طرف سے گھیر لیا
یہان ملکہ حیرت بیٹھی تھین کہ آمد افراسیاب ہوئی ملکہ حیرت واسطے اقبال کے اُٹھین افراسیاب
ابر سے نکلا بارگاہ حیرت مین آیا حیرت نے سب کیفیت بیان کی افراسیاب چُپ بیٹھا سُن رہا ہی
وہان وہ وقت ہی کہ ملکہ بہار سوکے اُٹھی ہین طائر جو زمزمہ سرائی کر رہا تھا اُس طائر نے پکار کر آواز دی
کہ آپ کے چھپرکھٹ کے نزدیک ایک شخص آیا تھا مین نے اُسکو دیوانہ کرکے پھیر دیا برائے قتل حیرت
گیا ہی یہ سُنکر بہار گھبرا کر اُٹھین مُنہ ہاتھ جلدی دھویا نشان نقش پا کی خاک زمین سے اُٹھائی پتلہ بناکے
پوچھا کہ ارے ہمارے سوتے مین کون آیا تھا کہا کہ حضور ظلمات جادو ملکہ بہار بارگاہ مہرخ مین آئین
سب سردار جمع تھے ملکہ بہار نے سب کیفیت بیان کی کہ ظلمات پھر دیوانہ ہو کر گیا ہی یہ ذکر تھا کہ ہرکارے
آکر سہو نجے عرض کیا کہ افراسیاب جادو آیا ہی حیرت نے ساری کیفیت بیان کی افراسیاب سُن رہا ہے
ملکہ مہرخ نے کہا کہ جاکر دریافت کرو افراسیاب نے کیا کہا ہرکارے دوڑے وہ وقت ہی کہ افراسیاب
نے دستک دیکر ظلمات کو پکارا ظلمات کانپتا ہوا زمین سے نکلا آتنی دیر مین نیم بسمل ہو گیا ہی رنگ
چہرے کا اُترا ہوا تھر تھر کانپتا ہوا افراسیاب نے کہا کہ کیون ای ظلمات تجھے ہمارا کہا نہ مانا آخر کیا
نوبت ہوئی ظلمات نے کہا کہ ای شہنشاہ اب تو نوبت بجان دکارد بہ استخوان ہون ملکہ حیرت نے اس
حال مین مجکو قید کیا کہ تمام جسم کا خون خشک ہو گیا افراسیاب نے کہا کہ اب تو بہار کا نام نہ لوگے ایک
کنیز سے کہا کہ اسکا منہ بھی دھلا دے کنیز نے جیسے ہی چاہا کہ منہ دُھلائے ظلمات نے منہ پھیر لیا

کنیز کو ایک تھپڑ مارا کہ سر کنیز کا اُڑ گیا اور جھوم جھوم کر کہا کہ مین تو برائے قتل حیرت آیا ہون کیا زندہ چھوڑونگا
ظلمات ہست کہتا ہوا بڑھا چاہا کہ ملکہ حیرت پر ہاتھ مارے افراسیاب نے کلائی پر ہاتھ ڈال کر ایک
طمانچہ مارا کہ ظلمات کا سر اُڑ گیا لاشہ جو ظلمات کا گرا سرشق ہوا اُسمین سے ایک طائر پیدا ہوا اُسنے آواز دی
کہ او افراسیاب یہ بھی بنائے بربادی طلسم ہے عمر طلسم تمام ہوئی جو بدعتین تھے بادشاہ سابق پر
کیے اُنھین کا اب تم بھی سامنا کرو افراسیاب نے ایک آتش کا دانہ مارا کہ وہ طائر بھی جل کر خاک ہوا
دوسرا طائر اُس خاک سے پیدا ہوا اُسنے بھی یہی آواز دی افراسیاب نے اُسکو بھی جلایا مصنف عرض کرتا ہے
کہ سات طائر پے در پے پیدا ہوے اور سب نے یہی آواز دی افراسیاب نے اُنکو جلا کر خاک کیا
جون جون طائر جلے اور دوسرا طائر پیدا ہوا عمر طلسم کا نام لیا ایک طائر نے تو یہ کہا کہ او افراسیاب
اپنی جان کی خیر منا کہ کیا ہو نیکو ہے بیوجہ غصہ کرتا ہے بس افراسیاب نے ساتوین طائر کو جلا کر آواز دی
کہ یا سامری اب طائر نہ پیدا ہو ہمارا مرکب پرندِ مشکین لاؤ افراسیاب کے کہتے ہی ایک مرکب مشکین
اُڑتا ہوا آسمان سے آیا اور افراسیاب نے غصّے مین یہ کہا کہ سامری و جمشید اس طلسم مین
بڑے بڑے عجائب بنا گئے ہین ایک ایک ذلیل و حقیر کہتا ہے ناشایستہ ہمارے سامنے کہتا ہے آج ہم
مسلمانون کو مٹائے دیتے ہین جس وجہ سے نالائقون کو یہ حوصلہ ہوا لونڈی غلامون نے بہت سر اُٹھایا
یہ کہتا ہوا افراسیاب سوار ہوا طرف لشکر ملکہ مہرخ کے چلا غصّے مین کف تو مُنہ سے جاری ہے تیغ
برہنہ ہاتھ مین چرندو پرند ہرکارون نے جو یہ معرکہ دیکھا بھاگے کہ جا کر ملکہ مہرخ کو خبر کرین کہ افراسیاب
خود آتا ہے یہ کہتا ہوا کہ آج ایک مسلمان زندہ نہ بچیگا ملکہ مہرخ نے جو یہ خبر سُنی آواز دی کہ صاحبو تیار
ہو جاؤ باہر نکل کر نفیر بجائی لشکر مین قرنا ہوئی تمام لشکر تیار ہوا سردار سب جم کر کھڑے ہوے کہ سامنے
سے دیکھا افراسیاب جادوگر نیزے اُٹھاتا ہوا تلوار ہلاتا ہوا گھوڑا چمکاتا ہوا سامنے پہونچا دیکھا
کہ سب سردار جمے کھڑے ہین افراسیاب نے پکار کر آواز دی کہ باشید اے مسلمانان بادولت کا ہتھیار
دیکھنا چاہتے ہو یہ کہہ کر ایک دستک دی کہ ایک سیاہ آندھی چلی آگے آگے ایک شخص سیاہ فام اُسکے پیچھے
ہزارہا بلکہ لاکھون شخص نیچے پنجون مین خنجر برہنہ ہاتھ لئے ہوئے جو افراسیاب نے نعرہ کیا ہر سردار
کے گلے پر خنجر رکھا ہوا تھا ہر چند سحر کرتے ہین کچھ عمل نہین ہوتا وہ جو ساحر سیاہ فام سب کے آگے تھا اُسنے
خنجر گلے پر ملکہ مہرخ کے رکھا پکار کر افراسیاب نے آواز دی حکم دون ابھی خنجر کھینچ لین سب کے سر

کٹ کر گرین ملکہ مہرخ نے اُس حال پر ملال مین بھی آواز دی کہ او افراسیاب تجھے اختیار ہی ہم کیا تیرے
ہمسر ہین یہ ہم جانتے ہین کہ یہ مقام طلسم ہوش ربا ہی تو بیشک ساحر یکتا ہی ہم کیا جواب دے سکتے ہین لیکن
ہمنے جو کیا وہ کیا سامری وجمشید پر لعنت کی بس افراسیاب نے غصہ مین آکر اشارہ کیا کہ ای
جلاد طلسمی بکش ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے کہ جسقدر لشکر ملکہ مہرخ کا ہی ایک ایک ساحر پیچھے
سب کے گلے پر خنجر رکھے ہوئے ہی اور وہ جلاد سیاہ فام گلے پر ملکہ مہرخ کے خنجر رکھے ہوئے پیش پیش
کھڑا ہی جیسے ہی افراسیاب نے آواز دی بکش حیرت لشکر کو لیکر آئی ہی سب لشکر جا کھڑا ہی جیسے ہی
افراسیاب نے بغیظ وغضب آواز دی جلادنے خنجر کھینچا آسمان سے ایک صدائے مہیب آئی برق
تڑپ کر گری کہ جلاد کے دو ٹکڑے ہوئے سب بیچے جل گئے خنجر زمین پر گرے ایک آواز تڑاقے کی ہوئی کہ کئی
ہزار ملازمان افراسیاب کا سر کٹ کر گرا یہ شعبدہ جو افراسیاب نے دیکھا ایک چیخ ماری آواز دی
کہ ارے یہ کون بے ادب ہی سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک لکہ ابر سیاہ آسمان پر تھا اُسی سے برق گری کہ جلاد
مر اُسی سے شعلۂ آتش گرے کہ سب بیچے جل کر خاک ہوئے اُسی سے تلوار بھی چمکی کہ ملازمان افراسیاب
کے سر کٹے افراسیاب نے اُس ابر پر گولہ مارا دیکھا کہ ابر پھٹا نورافشان جادو کھڑا ہوا ہاتھ چمکا رہا ہی
افراسیاب نے کہا کہ ای نورافشان مین نے تمسے بھی کچھ حاصل کیا ہی آج تمنے بڑا غضب کیا کہ جلاد
طلسم کو مارا بہتر یہ ہی کہ سامنے سے چلے جاؤ مین آج کسی کو زندہ نہ چھوڑونگا نورافشان نے جواب دیا
کہ ای افراسیاب یہ تو تو بخوبی جانتا ہی کہ ہم ان سب کے دل وجان سے شریک ہین تجھے بھی تیرا ایک
بار بچپن مین تو کتاب بغل مین دبا کر آتا تھا وہی خیال اب بھی دل مین ہی ہر چند کہ تو تمام کامل ہوا مگر
ہمارے خیال مین وہی ہی افراسیاب نے کہا کہ اب آپ پلٹ جائیے مین جلاد طلسمی کے بھروسے پر
نہین ہون ایک سحر مین سب کا خاتمہ کر دونگا نورافشان نے کہا کہ ہم جانتے ہین کہ تو بادشاہ
طلسم ہوش ربا ہی سحر وساحری مین بھی یکتا ہی لیکن ان سحر نے ہلو بھی خبر ہو تجا دل اب تو آگے انکی
مصیبت کیونکر دیکھین آج پلٹ جاؤ آیندہ تمھین اختیار ہی یہ سُنکر افراسیاب نے چند سنگ ریزے لشکر
اسلام پر پھینکے نورافشان نے دستک دی لشکر افراسیاب پر پتھر برسنے لگے بارہ ہزار جادوگر
مر کر گرے افراسیاب نے کہا کہ ای نورافشان آج مین قیامت برپا کر دونگا تمھارے ان شعبدون
سے نہ ڈرونگا یہ کہکر افراسیاب نے پکار کر کہا کہ ارے لا ایک پیزادہ آکر پہونچی اُسنے ایک گولہ

افراسیاب کو دیا افراسیاب نے وہ گولہ طرف لشکر مہرخ کے پھینکا نور افشان نے بڑھکر ایک
تھپکی دی وہ گولہ اُلٹا پلٹا لشکر حیرت پر جاکر پھٹا دناتا ہوا کئی ہزار آدمی لشکر حیرت کے پھر مرکر
گرے افراسیاب تیغہ کھینچکر خود چلا کہ لشکر مہرخ پر جا پڑے دن نور افشان بھی زمین پر آکے کہا کہ ای
افراسیاب مین تجکو نہ جانے دونگا مجھسے مقابلہ کرے تو اُنیر جا افراسیاب کب مانتا تھا نور افشان
پر وار کیا تلواروں کے جھنائے ان دونون کے سحر کے سنائے ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا تبتو نور افشان کو
بھی غصہ آیا کہا کہ ای افراسیاب اگر مین تیرا کچھ نہین کرسکتا تو تو بھی میرا کچھ نہین کرسکتا دیکھ بہتر اسی مین
ہے کہ پلٹ جا کیون اپنے کو رسوا کرتا ہے افراسیاب نے کچھ سحر تلوار پر کیا چلا تھا کہ ہاتھ مارون کہ آسمان
سے برق چمکی ماہیان زمرد پوش آکر پہونچی آواز دی کہ او افراسیاب کیا کرتا ہے آگے نہ بڑھنا
افراسیاب نے کہا کہ ای نازنجان آپ چلی جایئے مین آج نور افشان کو زندہ نہ چھوڑونگا ماہیان
نے اشارون مین کہا کہ ای افراسیاب نور افشان سے مقابلہ بہتر نہین تو بادشاہ طلسم ہے نور افشان
کچھ تیرا کر نہین سکتا مگر تو بھی اسکا کچھ نہین کرسکتا کیونکہ نور افشان بھی تعلیم یافتہ صحبت سامری و جمشید
ہے ہر طرح کے عجائب و غرائب سے آگاہ ہے بڑی بڑی مشکلین پڑینگی اور اگر تجکو آج مسلمانون کا مار ہی لینا
منظور ہے تو مین نور افشان کو ہٹائے لیے جاتی ہون تو اپنے کو مخفی کر افراسیاب نے ایک چٹکی خاک کی
سر پہ ڈال اُسی مقام پر غائب ہوا ماہیان زمرد پوش بھی دونون پاؤن زمین پر مار کے غرق زمین ہوئی
نور افشان حیران ہے کہ یہ دونون نانی نواسے کہان گئے اس خیال مین دیکھ رہا تھا کہ صحرا سے نوبت ونقارے
کی آواز آئی نور افشان دیکھنے لگا دیکھا کہ ایک برات گنوارون کی آتی ہے بیچ مین محافہ آگے دولہا
سر پہ کاغذ کا مور رکھے ہوے چند گنوار بڑے بڑے لٹھ کاندھون پر نفیر و ڈھولہ بجتا ہوا آدھا میدان برات
نے طے کیا تھا کہ دوسری طرف سے کچھ پاسی تیر کمٹے لیے ہوے پیدا ہوے ڈیوڑھ تیرون کی ماری کہ کئی سر
جوان اُن تیرون سے گرے باقی بھاگے پاسی کچھ مال لوٹکر طرف صحرا کے گئے افسر پاسیون کا سب پاسیون کو
بھگا کر طرف محافے کے دوڑا جیسے ہی قریب محافے کے پہونچا اُسمین سے دلھن نکل کر طرف نور افشان کے چلی
پکارتی ہوئی کہ ای بزرگ مجکو اس ظالم سے بچالے یہ میری عصمت پر نگاہ ڈالتا ہے نور افشان نے بڑھکر
اُس گنوار کو ایک طمانچہ مارا کہ سر گنوار کا اُڑ گیا گنوار کا لاشہ جو زمین پر گرا اندھیرا ہو گیا آوازین مہیب
آئین کچھ غل سنا تھوڑی دیر کے بعد نور افشان نے دیکھا کہ لشکر اسلام اور لشکر حیرت کا نشان نہین

اپنے کو تنہا کھڑا ہوا پایا دیکھا کہ اور نازنین یہ کہتی ہوئی چلی آتی ہے کہ اے مرد بزرگ خدا تجکو سلامت رکھے
تو نے بڑا احسان کیا میری بہن کی ان دشمنون کے ہاتھ سے آبرو بچائی یہ اشعار سُن لیجیے کہ آپ کی روح کو راحت
ہو قلب کو فرحت ہو یہ کہکر یہ اشعار بہ الحان پڑھنے لگی

نظم

کیا کہین مرگِ احبا مین جو ہمکو غم ہوا
گر ہوا دشمن کوئی اُسکا بھی اک ماتم ہوا

بخل جتنا ہو زیادہ جود اُتنا کم ہوا
آج تک پیدا نہ کوئی دوسرا حاتم ہوا

خاکسارون سے ملا کرتے ہین جھک کر سربلند
آسمان پیشِ زمین بہرِ تواضع خم ہوا

ناتوانی سر اُٹھانے دیتی ہے سجدے سے کب
سنگِ درِ تیر انگین حلقۂ خاتم ہوا

زیست بھر سوجا نہ مجکو چارۂ سودائے عشق
پارے کا فور حنوط اب داغ کو مرہم ہوا

ہو گیا گورِ غریبان مین عیان حالِ جہان
کاسۂ سر جو نظر آیا وہ جامِ جم ہوا

اپنے سر کو ٹھوکرین لگتی ہین اپنی راہ مین
قد ہمارا ناتوانی سے نہایت خم ہوا

سبز آتے ہین نظر اشجار سمومون کی طرح
فرقتِ جانان مین آنا فصلِ گُل کا سم ہوا

نام ہے روشن زمانے مین مرا اشعار سے
سر جھکایا فکر مین زانو پہ جب حاتم ہوا

یاد ان مین اُس پاکدامن کے تصدق سے نجات
جسکی پابوسی کو پیدا بچۂ مریم ہوا

نقدِ جان مانگے جو سائل کوئے جانان کا تو دون
ان دنون مین عشق کی دولت بڑا حاتم ہوا

رازپوشی مین ہوا ناسخ مجھے ایسا کمال
یار بھی ہرگز نہ تیرے عشق سے محرم ہوا

نور افشان کھڑے ہوئے ان اشعار عبرت آثار کو سُن رہے ہین وہ نازنین ہاتھ باندھے کھڑی ہے کہتی ہے کہ
اے مرد بزرگ تو نے بڑا احسان کیا میری ہمشیرہ کی عصمت بچائی برائے چند ساعت مجھے سرفراز فرمایئے جو کچھ
کہ آش اس ذرہ بیمقدار کو میسر ہے تناول فرمایئے نور افشان جادو اس حال مین کھڑے ہین دل مین
آپ کہین حیران و پریشان یہ بھی یاد نہین کہ مین کس واسطے آیا تھا اب کہان پہونچا اُس محبوب دلفریب کے
چہرۂ زیبا کو بنگاہ حسرت دیکھ رہا ہے بھول بھولی صورت آفتاب جمال خورشید مثال سرو قد نخل کی سرکشی
ہونٹون کی مسیحائی کلام فرحت انجام مین رعنائی و زیبائی نور افشان نے اُسکا ہاتھ تھام لیا کہا کہ
آپ کا دولتخانہ کہان ہے نازنین پتہ نشان بتاتی ہوئی نور افشان کو اپنے ساتھ لیے جاتی ہے وہان
افراسیاب جادو یہ شعبدہ کر کے زمین سے نکلا مہرخ نے قصد کیا تھا کہ لشکر لیکر پلٹ جاؤن کہ

افراسیاب زمین سے پیدا ہوا پکار کر آواز دی کہ اے مہرخ و بہار اب میرے ہاتھ سے کہان جاؤگی تلوار
کھینچ کر ملا کہ جا کر مہرخ کو مارون کچھ تیر برسائے آواز دی کہ اے صیحہ جو سرکشان سب کو لینا تلوارون کے
جوہر شاد سے یہ کہتا ہوا بڑھا چلا آتا ہی ہر چند کہ سردارون نے روکا مگر افراسیاب کب رُکتا ہو لکہہاے
ابر آسمان پر پیدا ہوے سامنے آکر شق ہوے جن سردارون کو افراسیاب نے مخفی کر دیا تھا وہ ظاہر نہ ہوے لکہ ابر سے
ایک جوان تاجدار تاج کلان سر پر اسباب سحر سامنے رکھا ہوا پشت پر لاکھ جادوگر افراسیاب سے کہا
آپ ٹھہر جائیے غلامان جانباز موجود ہین یہ سنتے ہی افراسیاب نے پکار کر آواز دی کہ اے مذبوح اسوقت
کسی کی ضرورت نہین مذبوح شعلہ مزاج نے کہا کہ مین نہ مانونگا اب تو مین اپنے ملک سے آچکا بے
کام کیے نہ جاؤنگا طائران سحر نے مجکو خبر دی کہ مسلمانون کے ہاتھ سے تنگ ہین خود شہنشاہ آمادہ جنگ
ہین اسی وجہ سے حاضر ہوا کیا مین کھڑا ہو کر تماشا دیکھون افراسیاب کو بہت ناگوار ہوا کہا کہ اے
مذبوح آج مجکو منظور ہی کہ مسلمانون کا خاتمہ کرون لاشون سے میدان کارزار بھر دون میرے
تساہل کی وجہ سے رازداران طلسم باتین نکالتے ہین کہتے ہین کہ عمر طلسم تمام ہوئی ہوش ربا کی عمر
دس ہزار سال کی ہی ادبد دولت کے سامنے کسی کا رنگ نہین جم سکتا ہی اگر قصد کرون طنابین آسمان کی
زمین پر کھینچون مذبوح دوڑ کر قدمون پر گر پڑا کہا کہ اب اگر سرکار سحر کرینگے تو اپنے کو ہلاک کرونگا مین بھی
کسی کو زندہ نہ چھوڑونگا بنت افراسیاب کو ہٹایا افراسیاب ناچار ہوا حیرت سے پکار کر کہا
کہ لشکر پھیر لیجیے مذبوح شعلہ مزاج سمجھ لیگا حیرت لشکر کو لیکر پلٹی مذبوح نے ایک دستک دی
لشکر سے اشارہ کیا سارا لشکر مسلمانان پر جا پڑا سحر ہونے لگے لیکن مذبوح نے جو دستک دی تھی
اُسکی یہ تاثیر پیدا ہوئی کہ مار آتشین آسمان سے برسنے لگے مارنے جسکو کاٹا وہ ہلاک ہوا بڑے بڑے
سردار بیہوش ہوے ملکہ بہار نے جو یہ ہنگامہ دیکھا پیچھے ہٹ کر گورے گورے ہاتھون سے دستک دی
ایک بہشتی پھولون کی چھڑی ایک ابر تیرہ و تار پیدا ہوا چہار جانب غلغلہ ہوا بیت تند و پر شور و
مست زکہسار آمد + مے کشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد + زیر ابر کئی سو طاؤسان زرین بال
منقارین کھولے ہوے آوازین لگاتے ہوے مصروف رقص مست آوازین آکے جو گرے ماران آتشین
کو نگلنا شروع کیا مذبوح اس جواب کو دیکھکر ملال ہو گیا ایک برق چمکائی اپنے ابر کو آپ مٹایا
ملکہ بہار نے بھی طاؤسان زرین بال کو غائب کیا مذبوح نے بڑھ کر آواز دی کہ ذرا پلٹ کر دیکھو

بہار نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک نخل سایہ ندارد بے برگ و بار تپے خشک شاخین پریشان بیخ سے دھوان
نکل رہا ہی بہار نے ایک طرہ پھینک مارا نخل زمین پر گرا ہیزم خشک تھا ایک نخل اور تر و تازہ پیدا ہوا
پتے سبز شاخون مین مثل دست حسینان رعنائی ایک شاخ مین پھول نرگس کا مثل چشم محبوب رنگ خوب
اُس پھول سے آواز آئی کہ ای بہار ہمارے پاس آؤ بہار نے کان سے دوسرا طرہ نکالا تھا کہ اسم سحر پڑھون
طرہ پھینک مارون کہ جھوکا ہوائے گرم کا چلا رنگ روے بہار متغیر ہوا سب نے دیکھا کہ لکہ بہار
غائب ہوگئین اُس پھول کی گردش بڑھتی جاتی ہی اُس گردش کو دیکھکر باغبان بھی پکارتا ہوا دوڑا
بموجب مضمون مطلع **تمسطلع** اسقدر گردش نہین لازم ہی چشم یار کو + ہر سفر موجب ضرر کا مردم بیمار کو
باغبان بھی قریب نخل کے جا کر غائب ہوا نخل مین ایک پھول اور پیدا ہوا **برق لامع** نے دور سے دیکھکر
آواز دی کہ یہ سحر بدعت ہی جا ہا کہ کون اس نخل کے ٹکڑے اُڑا دون جیسے ہی **برق لامع** قریب نخل کے
پہونچین تڑپ کر گرین شاخ نخل قلم ہوئی برق لامع بھی غائب ہوئین ایک پھول سبز پیدا ہوا اتبو تانتا
بندھ گیا جو سردار قریب نخل کے پہونچا جا کر غائب ہوا کئی سو سردار قریب نخل کے جا کر غائب ہوے
پھول بڑھتے جاتے ہین جتنے سردار غائب ہوے اُتنے ہی پھول درخت مین بڑھ گئے دور سے جو ملکہ
مہرخ نے دیکھا پکار کر آواز دی کہ صاحبو یہ **مذبوح** کا سحر ہی جو اسکے قریب جائیگا اُسپر یہی جفا ہوگی
مذبوح نے اب ایسا سحر کیا کہ اس نخل کے سوا ایجا اور نخل پیدا ہوے لشکر والے اُن درختون مین غائب
ہونے لگے ملکہ مہرخ نے دیکھا کہ لشکر مین بربادی پانچون عیار بصورت مبدل درۂ کوہ مین کھڑے ہین
جب قصد کرتے ہین کہ ہم واسطے عیاری کے جائین جھوکا ہوائے گرم کا چلتا ہی اُن کے درۂ کوہ مین
چلے آتے ہین عیاری کے واسطے جا نہین سکتے حیران ہین کہ ارادے مین ہمارے کیون فرق آتا ہی خود بخود قلب
تھراتا ہی کیونکر عیاری کرین **مہتر قران** بھی حیران کھڑے ہین لیکن **نور افشان جادو** ساتھ اُس
نازنین کے باتین کرتے ہوے جاتے ہین تھوڑی دور چلے تھے کہ ایک قصر ظاہر ہوا وہ نازنین نور افشان
کو اُس قصر مین لائی ایک تخت بچھا تھا اُسپر فرش معقول گسترده مسند آراستہ گلابیان شراب کی کشتیان
کباب کی اُس نازنین نے نور افشان کو مسند پر بٹھایا جام لبریز کر کے کہا کہ ای شہنشاہ ساحران مین
مدت سے آپ کی مشتاق تھی میری آرزو پوری ہوئی اصل کیفیت یہ ہی **نظم**

دل سے لونگا مین کام رہبر کا   کیا پتا جا بجے ترے گھر کا
حال لکھتا ہون دیدۂ تر کا

موج دریا ہی تار بستر کا
مرغ دل داغ کھائیگا جو یہین
بادشہ ہو وہ ہفت کشور کا
مثل مینا ملون نہ کیون جھک کر
کہ نہ مصرع ملا برابر کا
ہی شب ہجر تا ابد نہین صبح
طور ہی تر بتون کی چادر کا
جب ہوا گور مین عذاب فشار
حسن محتاج کب ہی زیور کا

تھا جو یوسف ہوا نہ وہ بھی عزیز
شبہہ ہوگا گلی کبوتر کا
مست کہتے ہین جسکو ابر بہار
آج ہی دور دور ساغر کا
مرغ دل تب سے آپ کا ہی صید
نہ رہا خوف روز محشر کا
رشک صنال پہ ہی کیا اسکو
دھیان آیا کنار مادر کا
کیا ہی ناسخ جواب خط کا ذکر

کیا برادر کو غم برادر کا
کرے یاد خدا جو اک ہفت
گوشہ ہی میرے دامن تر کا
کیون نہ مصرع رہے قد موزون
جب کبوتر اڑاتے تھے پر کا
ہجر مین چاندنی سے کیا خوش ہون
رنگ بدلا جو تیرے چنبر کا
ید بیضا سے ہاتھ آئی یہ بات
نہ ملا ایک پر کبوتر کا

نور افشان نے کہا کہ مجھے بھی تیرا دل سے اشتیاق ہی نازنین نے جام شراب لبریز کیا دست نگارین پر رکھکر سامنے نور افشان کے پیش کیا کہا کہ ای شہنشاہ ساحران دل اس صحبت کا مدت مدید سے خواہان تھا آج آرزوے دل بر آئی ایسی ایسی باتین کہکے جام پیش کیا نور افشان نے ہاتھ بڑھایا کہ قہقہے کی آواز آئی صدا یہ تھی کہ ای شہنشاہ بے غفلت بیپا تو تو کہ یہ کون ہی دشمن جان تشنۂ خون بادشاہ پردۂ ظلمات وہ نازنین چار جانب دیکھنے لگی کوئی آواز دینے والا نہ معلوم ہوا پھر نور افشان نے قصد کیا کہ جام پی جاؤن آسمان سے ایک برق گری اُس نازنین نے اُف کر کے منہ پھیر کیا نور افشان نے بہ نگاہ غور دیکھا کہ ماہیان زمرد پوش پہلو مین بیٹھی ہوئی باتین بنا رہی ہی نور افشان جادو نے نعرہ کیا کہ او بیسا مین نے تجکو پہچانا یہ دریاے مکر کا جوش و خروش کہان جائیگی ماہیان نے چاہا کہ بھک کر نکلون نور افشان کو اپنی غفلت پر بہت شرم آئی کہ مین جنگ افراسیاب سے اسکے ساتھ چلا آیا نہین معلوم افراسیاب نے لشکر اسلام کا کیا حال کیا ہوگا ہاتھ پر ہاتھ ڈالدیا ماہیان نے کچھ کہا نور افشان کے ہاتھ مین آبلہ پڑ گیا ضبط کر کے ایک طمانچہ مارا ماہیان کے منہ سے نکل گیا کہ تجھ پر کیون ہاتھ مارتا ہی اگر یہ لفظ نہ کہتی تو ماہیان کا سر اُڑ جاتا تھپڑ پر ہاتھ پڑا کہ انگلیون سے قطرے خون کے ٹپک پڑے ماہیان تڑپ کر بلند ہوئی نور افشان غصے مین چلے اُس وقت کر سہو پنچہ کہ مذبوح شعلہ مزاج نے آفت برپا کر دی ہی صدہا نخل جابجا پیدا ہوے اُس نخلستان مین سردار و غیر سردار غائب ہو رہے ہین اور نخل سے

کراہنے کی آواز آتی ہے جیسے کسی پر کوئی بدعت ہو یہ جو نور افشان نے دیکھا للکارا کہ او نامرد تو نے غضب کیا
اہل اسلام کو غارت کیا ہوتا خدا میرے فرزند کو سلامت رکھے کہ ہم ہمن رویین تن سے بچا یا عین وقت
پر اُسکو خبر پہونچی کہ ماہیان لگا کر ہمکو لے گئی ہے خدا نے اُس مکارہ کے مکر سے ہمکو بچایا اب کہان جاؤگے
یہ کہکر نور افشان زمین پر آئے جس نخل کے قریب پہونچے اُسے جڑسے اُکھیڑ ڈالا پھولون پر پانی برسایا
جس پھول پر قطرہ آب گرا ملکہ سُرخ مو دہلال سحر افگن وغیرہ ظاہر ہونے لگین جو سردار ظاہر ہوا
لڑائی مین مصروف ہو گیا نخل سیکڑون کاٹ کر گرا دیے سحر نور افشان کو کون روک سکتا ہے ہر ایک
ساحر کو سکتا ہے مذبوح نے جو یہ ہنگامہ دیکھا للکار کر آواز دی کہ اے نور افشان افراسیاب نے
بڑا دھوکا کھایا مین کیا تجسے کم ہون سحر و ساحری مین محکم ہون یہ کہکر نور افشان پر گولہ مارا نور افشان
نے فوراً ہاتھ ہلا دیا گولہ پھٹ کر زمین پر گرا اب تو مذبوح نے تار باندھ دیا چاہتا ہے کہ کوئی ایسا سحر کرون
کہ نور افشان زمین پر گرین مین سر کاٹ لون لیکن جو اسنے سحر کیا نور افشان نے اشارون مین دفع کر دیا
اتفاق سے لشکر حیرت بھی آپڑا تھا جب حیرت نے خبر شکست لشکر اسلام سُنی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ
ملکہ بہار و باغبان وغیرہ سحر مین مبتلا ہوے مذبوح نے سب کو گرفتار کر لیا تب حیرت نے کہا کہ اب
چل کے مہرخ کو گرفتار کرین لشکر حیرت کو جو نور افشان نے دیکھا پکار کر آواز دی کہ اے حیرت
تم تو پلٹ جاؤ بی ماہیان نے آج میرے ساتھ شعبدہ کیا مین تو حال معلوم ہو بھاگ کر پردۂ
ظلمات مین چلی گئین ایک ہلکا سا طمانچہ کھایا حیرت نے دیکھا کہ ایسا نہ ہو نور افشان مجھپر آپڑے
حیرت نے تخت اپنا ہٹایا یاقوت و زمرد بھی بھاگین مگر مذبوح اُسی طرح سحر کر رہا ہے نور افشان
لڑتے بڑھتے چلے آتے ہین جو شجر راہ مین ملا تبر سحر سے قلم کیا یا کوئی اسم دم کیا صدہا نخل کاٹ کر گرا دیے
مذبوح نے جو یہ زبردستی دیکھی اسی طلسم کا رہنے والا ہے نام سے نور افشان کے خوب آگاہ ہے دیکھا کہ
رنگ سحر تباہ ہے چاہا کہ بھاگ کر نکل جاؤن نور افشان نے کہا کہ اے مذبوح اب تم ذبح ہوے تمھارے
ارادے کو ہم سمجھے طوق اجل گریبان گیر ہے تمھارے قتل کی تدبیر ہے مذبوح پیچھے ہٹا تھا کہ نور افشان
نے آواز دی کہان جاؤگے اب شجر سحر نہ بناؤگے بوڑھا شیر لڑتا ہوا آتا ہے کون روکے کون ٹوکے
جھپٹ کے قریب مذبوح کے پہونچے مذبوح نے بڑے بڑے سحر کیے نور افشان نے دفع کیے مذبوح
نے ہاتھ تلوار کا مارا نور افشان نے بلا تکلف کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ایک طمانچہ مارا کہ سر مذبوح کا اُڑ گیا

مرنا مذ لوح کا جو سردار کہ گم تھے وہ سب اُسی صحرا مین ثابت ہوے وہین پر موجود تھے آگر نور افشان سے
ملاقات کی لشکر مذ لوح نے فرار پر قرار کیا نور افشان اہل اسلام کو ساتھ لیکر بفتح و فیروزی پلٹے
سب کے ساتھ باتین کرتے ہوے جاتے ہین خواجہ عمرو و جانسوز و ضرغام وغیرہ بھی حاضر ہین خواجہ
نے نور افشان سے کہا کہ اُستاد آج تمنے بڑا کام کیا کہ یکایک زمین شق ہوئی ایک ریگ ماہی زمین سے
نکلی خواجہ کو لپٹ گئی اتنی جلدی نکلی کہ سب کی آنکھین جھپک گئین خواجہ نے ایک چیخ ماری کہ ای نور افشان
مجکو بچانا نور افشان نے پلٹ کر دیکھا کہ خواجہ کو مچھلی لیکر غرق زمین ہو گئی کوئی سردار فکر نہ کر سکا نور افشان
نے کئی دفعہ ٹھوکر زمین پہ مارے زمین شق ہوئی کچھ مدعا حاصل نہ ہوا نور افشان نے کہا کہ خیر بی ماہیان
ہمارے ساتھ کچھ شعبدہ کر گئین سمجھا جائیگا خواجہ کو کوئی قتل نہین کر سکتا سب سردار بارگاہ مین آئے
ملکہ مہرخ نے کہا کہ اُستاد کچھ خواجہ کی تدبیر ہونا چاہیے نور افشان نے جھولی سے ایک ورق نکالا
اُسکو دیکھکر کہا کہ کوہ نیرنگ کے آگے ایک صحراے خارستان ملیگا وہان خواجہ کو لیجا کر قید کیا ہے
وہین سے رہائی ہو گی برق تڑپ کر اپنے مقام سے اُٹھا نور افشان نے کہا کہ برق تم نہ جاؤ تمپر کوئی
افتاد پڑیگی برق نے کچھ جواب نہ دیا نور افشان نے چالاک سے اشارہ کیا کہ ای چالاک وہ مقام
پُر آشوب ہے تم فرزند خواجہ عمرو ہو سب عیارون سے بہتر ہو طرف سے کوہ نیرنگ کے جانا اپنے
قبلہ و کعبہ کا پتہ لگانا لیکن جو کام کرنا وہ سمجھ بوجھ کے کرنا ورنہ گرفتار ہو جاؤگے چالاک سب سے
رخصت ہو کے نکلا نور افشان طرف اپنے قصر نور افشانی کے روانہ ہو گئے سب سردارون نے چالاک
سے کہا کہ ہمکو بھی ساتھ چلیں چالاک نے کہا کہ کسی کی ضرورت نہین برق فرنگی چالاک کی نگاہ
بچا کر نکل گیا چالاک باہر نکلا برق کو تلاش کیا نہ پایا جست و خیز کرتا ہوا چلا آتے آتے کوہ نیرنگ
کے قریب پہونچا درہ کوہ مین داخل ہوا درہ کوہ کو طے کر کے بیرون کوہ نیرنگ آیا ایک نخل کی آڑ پکڑ کے
دیکھنے لگا دیکھا کہ ایک صحراے خارستان کانٹون کے جابجا درخت زمین سخت صدائین مہیب آ رہی ہین
اکثر طائر کانٹون مین اُلجھ گئے ہین پھڑک پھڑک کر مر گئے خواجہ عمرو ایک عرق باندھے ہوے اُس جنگل مین
دوڑتے پھرتے ہین اسقدر خواجہ کو پسینا آتا ہے کہ جس مقام پر کھڑے ہوتے ہین تھالا مین بن جاتا ہے
خواجہ پھر گھبرا کر وہان سے بھاگتے ہین خواجہ کو ڈر معلوم ہوتا ہے کہ ایسا نہ ہو اپنے پسینے مین خود غرق
ہو جاؤن اس خوف سے دوڑتے پھرتے ہین چالاک یہ حال خواجہ کا دیکھکر ایک غار مین چھپ گیا

مگر بہت رویا حیران حیران دیکھ رہا ہو وہ جو نور افشان نے کہا تھا کہ ای چالاک جو کام کرنا سمجھ کے کرنا
اب چالاک سوچ رہا ہو کہ کیا سبب ہو قبلہ و کعبہ اپنے ہوش مین ہین اس صحرا سے نکل کیون نہین جاتے لباس
جسم پر نہ ہونے کا کیا باعث ہو کہ برہنہ پھر رہے ہین چالاک یہ باتین سوچ رہا ہو کہ پشت سے گرد اُڑی
دیکھا کہ میان برق تڑپتے ہوے چلے آتے ہین چالاک سمجھے یہ خواجہ کو دیکھکر رُکیگا لیکن برق بھاگا
ہوا آیا تھا ہانپ رہا ہو جیسے ہی خواجہ کو دیکھا بیقرار ہو گیا پکار کر آواز دی کہ اُستاد یہ کیا حال ہو مین بھی
آؤن آپ کس حال مین ہین عمرو نے ہر چند اشارہ کیا کہ مجھسے بات نہ کرو برق نہ سمجھا پکارے ہی گیا ایک
برق چمک کر برق پر گری چالاک نے دیکھا کہ برق غائب ہو گیا چالاک حیران حیران دیکھ رہا ہو کہ
یہ کیا غضب ہو گیا وا الدمغ کرتے تھے برق نے نہ مانا چالاک اس حیرانی مین تھا کہ دیکھا برق فرنگی کو
ایک جادوگر کشان کشان لاتا ہو جس حال سے خواجہ تھے اُسی طرح برق کو بھی لاتا ہو اُسی جنگل مین لاکر
چھوڑ دیا برق بھی پیچھے خواجہ کے دوڑتا پھرتا ہو وہی پسینے کا برق کے بھی حال ہو چالاک نے یہ بھی
خیال کر کے دیکھا کہ جون جون پسینا جسم سے نکلتا ہو اعضا گھلتے جاتے ہین چالاک بدحواس ہو گیا کہ
دو چار روز مین یہ دونون آدھی بھاگینگے اس سوچ مین بیٹھا ہو یہی سوچ رہا ہو کہ کیا کرون اسی سوچ
مین چالاک کو دن بھر گذرا جب دن قلیل باقی رہا تو دیکھا کہ برق و عمرو کے ہاتھ پاؤن مین ہتکڑیان
بیڑیان ہین جب بالکل شام ہونے لگی ہوا سرد چلی وہی صحرا خارستان نمونہ گلستان ہونے لگا
نخل پھولنے پھلنے لگے کانٹون کے نخل جلنے لگے برق و خواجہ غائب ہو گئے اب چالاک حیران ہوا کہ
یہ کیا غضب ہوا دونون صاحب کہان غائب ہوے اب کہان تلاش کرنے جاؤن دل سے اپنے یہ
باتین کرتا ہو سرنگون بیٹھا ہو اب جو سر اُٹھایا اُسی صحرا خارستان کو رشک باغ بیخزان پایا جوانان چمن
سبز پوش میخواران گلستان کو بیہوشی مین ہوش جام گلہائے رنگین شراب شبنم سے مخمور کیفیت آمد بہار مین مسرور
ہر سرو لب جو قمریون کی کوکو فاختہ قلندر مشرب آمادہ عیش و طرب دلق خاکستری زیب جسم عاشق
عارفان باغ آیسمین حق سرہ کی صدا بلند کر رہے ہین یاد الٰہی مین دم بھر رہے ہین کانٹون کی اُنگلیان اُٹھی ہین
جوش بہار کا نشان بتا رہی ہین پھولون نے جشن کیا ہو پھولون نہین سماتے عندلیبان خوشنوا ہر چند کہ
وقت شب ہو کیونکر زمزمہ سرائی کرین یاد الٰہی مین دم محبت کا بھرین مفتی بہار مسند زنگار رنگ پر جلوہ فرما
صبا آکر مژدہ آمد بہار قاضی صاحب کو سناتی ہو مقدمات شرعی در پیش ہین ہر رنگ مین پیش و پیش ہین

چالاک حیران ہوگیا کہ یا تو وہ خارستان یا پُر بہار گلستان لیکن خواجہ و برق کہان غائب ہوگئے ہاے کہان تلاش کرون لیکن دیکھا کہ نخل سرو پر ایک طائر ہفت رنگ زمزمہ سرائی کر رہا ہے کس لطف سے غزلخوان یہ اشعار حیرت انگیز ورد زبان

نظم

ہے دلا کسکو دوام اس گردش افلاک مین
زاہدا ہے فرق جتنا جود اور امساک مین
کیا ہی چالاک ہے تیرے توسن چالاک مین
دیکھکر دانتون کی تیرا ل جوعش آیا مجھے
فاقہ مستی پر قناعت ہو جو تمکو میکشو
کہ رہی ہے یہ لب جو پُر زبان موج ہے
گریہ ہے تیرے قدم سے باغ کی بالیدگی
مست عالم کو کیا چشم سیاہ یار نے
مقبرے کو جاے شادی سمجھے وہ دیوانہ ہے
دور سے دونون کا نظارہ ہے نزدیکی محال
اُسکے ہوتے آنے دے حمام مین مجکو اگر
کیون اُٹھا لائے ہین ہمدم مجکو ناسخ بعد قتل

خاک کے پتلے ہزارون لگئے ہین خاک مین
جان اُتنا ہی تفاوت ہے مین اور تریاک مین
مرغ دل اپنا فلک پر واز ہے فتراک مین
عالم انگشت حیرت ہے تری مسواک مین
ہے لبالب بادۂ عشرت خم افلاک مین
پاک مین ہے کب وہ کیفیت جو ہے ناپاک مین
دانۂ انگور ہونگے شیشۂ مے تاک مین
ساغر مے کا ہے عالم ساغر تریاک مین
دفن لاکھون ہوگئے اس گنبد افلاک مین
فرق کیا ہے آفتاب اور روے آتشناک مین
ڈالدون مین نقد جان کو کیسۂ دلاک مین
چین سے لاشہ پڑا تھا کوچہ سفاک مین

چالاک نے دیکھا کہ طائر کے غزل پڑھتے ہی باغ مین روشنی ہوئی طائر غائب ہوا روشنی ہوتے ہی چبوترے پر فرش بچھا چند کنیزین دست بستہ حاضر ہین بیچ مین مسند شاہانہ شراب وکباب رکھا ہے معلوم ہوتا ہے کہ کنیزین کسی کی منتظر ہین تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا کہ ماہیان زمردپوش بصد جوش وخروش تخت زرین پر سوار تخت اُڑاتی ہوئی چلی آتی ہے تخت آکے اُترا چالاک بن عمر و نے دیکھا کہ ماہیان مسند پر آکے بیٹھی بیٹھتے ہی ایک کنیز سے اشارہ کیا کہ میرے بچے کی تو خبر لاؤ کیا کر رہا ہے کہنا کہ بیٹا اگر فرصت ہو تو براے چند ساعت صحراے رنگارنگ مین آکر بیٹھو کہ اسی کو صحراے خارستان بھی کہتے ہین وہ کنیز روانہ ہوئی تھوڑے عرصے کے بعد دیکھا کہ افراسیاب جادو بکبر ونخوت بصد شوکت تخت پر سوار آکر بیٹھا تخت سے اُترا ماہیان نے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا ماہیان نے پوچھا کہ اے

افراسیاب کہان گیا تھا مین شام سے تیری مشتاق تھی اتنا عرصہ کیون ہوا افراسیاب نے کہا کہ مین سب
حال آپ سے عرض کرونگا یہ فرمایئے کہ عمرو کا کیا انتظام ہوا ماہیان نے ہنسکر کہا کہ یہ قید ی تا قید حیات
یہانسے نہین چھوٹ سکتا ای افراسیاب وہ تدبیر بن پڑی کہ عمرو تڑپ تڑپ کر مریگا اس جنگل مین اسقدر
پسینہ نکلتا ہی کہ طبیعت کو فرحت ہوتی ہی لیکن پسینہ نکلنے سے جسم گھلتا جاتا ہی گیارھوین دن صرف ہڈیان
باقی رہجائینگی سولھوین دن ہڈیون پر مینہ برسےگا کہ ہڈیان مثل تار عنکبوت ہوجائینگی بائیسوین دن وہ
ہڈیان تنکا ہوکر ہوا سے صحرا مین اڑتی پھرینگی پچیسوین دن خاک ہوکر اڑجائیگا میان برق فرنگی عیاری
کرنے آئے تھے وہ بھی گرفتار ہوے استاد و شاگرد کا ایک حال کرونگی افراسیاب خوش ہورہا ہی مگر
چالاک ایک غار مین بیٹھا ہی یہ سب معاملہ دیکھ رہا ہی افراسیاب نے کہا کہ ای نانی جان جب عمرو
کا خاتمہ ہونے لگیگا نور افشان و برہمن وکوکب سب اسکی مدد کو آئینگے ماہیان نے کہا کہ
اسکی بھی تدبیر کرونگی چالاک غار سے نکلا اندھیرے مین ٹہل رہا ہی ایک کنیز ماہیان کی براے
پیشاب بولائی ہوئی آئی جس مقام پر بیٹھی چالاک جھپٹ کر پہونچا جیسے ہی کنیز پیشاب کرکے اٹھنے لگی
چالاک نے حلقہ ہاے کمند مارے حباب مار کر بیہوش کیا اسکو کنارے ڈالدیا اسی کا زیور و لباس پہنکر
اسی کی صورت بنا اب چالاک نازو کرشمہ دکھاتا ہوا محفل مین آیا جھک کر شہنشاہ کو سلام کیا
افراسیاب کی نگاہ پڑی کہ ایک کنیز نہایت حسین سینہ ابھار دکھا رہی ہی افراسیاب نے جو
آنکھ ملائی انگوٹھا دکھادیا منہ چڑھادیا افراسیاب ہنسنے لگا ماہیان نے پوچھا کہ ای فرزند کیا ہنسے
کہا یہ کنیز جو سامنے کھڑی ہی اسکا کیا نام ہی ماہیان نے کہا کہ مین نے اسکو بچپن سے پالا ہی سحر مین
طاق حسن مین شہرۂ آفاق ہی اس طرح کی نازنین نگاہ سے نہین گذری بڑی شوخ و شنگ ہی کنیز نے
بڑھکر عرض کی کہ نانی امان ابھی میرے کمال سے آپ آگاہ نہین ہین مین نے لاکھون روپے خرچ کرکے
گویون سے گانا سیکھا ہی ماہیان نے کہا کہ کچھ ہمکو بھی سناؤ کنیز سازندون کے بیچ مین آکر بیٹھی
اور یہ غزل شروع کی

نظم

ہوگیا مہتاب سُنکر آدھہ مہتاب کی	میرے سیم اندام کی حالت ہوئی سیماب کی
شغل رونے کا ہی تیرے عشق مین ای بحر حسن	رات دن بیٹھا گنا کرتا ہون لہرین آب کی
ہونٹھ دونون صورت عناب آتے ہین نظر	آب کی مسواک گویا شاخ ہی عناب کی

زخمی اُس مہ نے کیا تیغ ہلالی سے مجھے — چاہیے پٹی کو دیجی چادر مہتاب کی
ہمکو بھولینگے نہ دنیا کے تماشے بعد مرگ — یاد بیداری مین آئینگی یہ باتین خواب کی
ہوگیا اک رنج میری جان کو عیش وصال — آگئی جس رات آواز حزین سُرخاب کی
حضرتِ غم آگئے ہین فرقت ساقی مین آپ — لیجیے کوئی پیالی پیجیے خوناب کی
دیدۂ تر سے مژہ پر لخت دل آتے نہین — رہتی ہین قالب ہین یہ کر مچھلیان تالاب کی
آپ ویران ہی نہ لاؤ بحر ساقی مین شراب — خانۂ دل کے لیے حاجت نہین سیلاب کی
ہون وہ سرگشتہ جو دیکھا مین نے مُنھ اپنا کبھی — آئینے مین صاف صورت ہوگئی گرداب کی
زاہدا جائے نہ یان مسجد کے دھوکے سے کہین — میکشو میخانے مین حاجت نہین محراب کی
وادی غربت مین ناسخ ہی وطن میرے حضور — خود فراموشی مین بھی ہی مجھکو یاد احباب کی

اس طرح چالاک نے یہ غزل سامنے افراسیاب کے گائی اور دوسرا کمال چالاک یہ کرتا ہی زیادہ چھل بل نہین کرتا جب خیال کیا افراسیاب جادو کی تیوری پر بل آئے اس طور سے اپنے کو چھپاتا ہی تیوری پر بل افراسیاب کے نہین آنے دیتا جب افراسیاب کو ذرا بدگمانی ہوتی ہی کہ عیارون کی یہی حرکت ہی چالاک شرماکر سر جھکالیتا ہی بھولی بھولی باتین کرتا ہی کہ افراسیاب کے مُنھ سے نکلا کہ نانی امان عمرو اور برق کو رات کو آپ کہان رکھتی ہین ماہیان نے کہا کہ اے افراسیاب جادو وادی آبلہ پا میرا مصاحب قدیم اُسکو اسی کام پر مقرر کیا ہی کہ دن بھر حفاظت کرے اور وقت شب باغ گلفام جادو مین لیجائے ایک ہفتے کی تکلیف ہی کہ دن بھر دھوپ مین عمرو و برق دوڑے دوڑے پھرتے ہین آخر گھل جائینگے یہ مقام وہ ہی کہ کبھی سامری و جمشید نے آرام نہین پایا گوشۂ پردۂ ظلمات کہلاتا ہی بڑے بڑے ساحر آئے چاہا کہ اس تاثیر کو مٹادین زندگی مین وادی آبلہ پا کے ممکن نہ ہوا بڑے بڑے ساحرون نے قصد کیا کہ اس عہدے پر رہین مین نے جواب یہ دیا کہ یہ ہمیشہ سے اس عہدے کو کرتا ہی مین نے اسکو تبدیل نہین کیا افراسیاب خاموش ہو رہا اب چالاک حیران ہی کہ باغ گلفام کہان ہی کیا تدبیر کرون جب تک وادی آبلہ پا نہ قتل ہوگا تب تک رہائی قبلہ و کعبہ غیر ممکن ہی کہ ہاتھ باندھ کر چالاک نے سامنے افراسیاب کے عرض کی کہ میری بھی ہاتھ سے ساربان زادے کے قتل ہو مین مین عمرو کو حال خراب مین دیکھا چاہتی ہون نانی امان نے بڑا کمال کیا کہ عمرو کو اس حال سے رکھا ماہیان نے

کہا کہ مین ابھی بلواتی ہون یہ کہکے ماہیان نے دستک دی اور نام لیکر پکارا کہ ای وادی آبلہ پا شہنشاہ
یاد فرماتے ہین کہ ایک آندھی سیاہ چلی ایک جادوگر کود کہا کہ سر جہاڑ منہ پہاڑ سامنے ماہیان کے
آیا جھک کر سلام کیا عرض کی کہ ای ملکہ عالم خلاف وقت غلام کو کیون طلب فرمایا کہا کہ شہنشاہ فرماتے ہین
عمرو و برق کو لاؤ کنیز نے اٹھکر وادی کو سلام کیا کہا کہ میان میری کئی بہنین ہاتھ سے ساربان زادے
کے قتل ہوئین مین نے آپ کو تکلیف دی ہی چاہتی ہون کہ حال خراب سے اُستاد و شاگرد کو دیکھون کہ میرے
دل کو ہوس ہی کہ اپنے ہاتھ سے ساربان زادے کو کچھ سزا دون بوٹیان اُنکی کاٹ کاٹ کے کھاؤن مین
سب بہنون مین بدصورت ہون وہ نہایت حسین وجمیل تھین وادی آبلہ پا سے جو آنکھون مین آنسو بھر کے
کنیز نے باتین کین اور جمال عابد کش و زاہد فریب پر اُسکی نگاہ پڑی آنکھ سے آنکھ لڑی کشتۂ تیغ ابرو گرفتار طرۂ
گیسو ہوا جیسے ہی چالاک سے اُسنے آنکھ ملائی اشارے سے کہا کہ ہمکو باغ گلفام مین لیچلو کہ اُن دونون
کو تمھارے سامنے سزا دین تنہائی مین گانا سنا مین وادی آبلہ پا نے ملکہ ماہیان سے کہا کہ دن کو عمرو
و برق کو تو قید سے رہا کر دیتا ہون کہ صحرائے خارستان مین دوڑے دوڑے پھرین اعضا اُنکے
حدت و حرارت نیر اعظم سے گھلین گے شب کو قید کر دیتا ہون کہ قید آہن سے اُنکو صدمہ پہونچے دو دو
روٹیان خشک اور ایک ایک آبخورہ پانی کا شب کو پہونچاتا ہون شدت تشنگی سے دونون بیقرار رہتے ہین
آٹھ پہر جفائین سہتے ہین اگر آپ کا حکم ہو تو بی گلپوش کو اپنے ساتھ لیجاؤن باغ گلفام کے عجائب و
غرائب دکھاؤن مگر افراسیاب نہ چاہتا تھا کہ آنکھون کے سامنے سے یہ نازنین ہٹے لیکن نگاہ
محبت سے دیکھنا افراسیاب کا گلپوش کو ماہیان کے خلاف گذرا جانتی ہی کہ یہ سفلہ مزاج ہی
ایسا نہ ہو کہ یہ گلپوش پر بھی دست انداز ہو وادی آبلہ پا سے کہا کہ اچھا گلپوش کو اپنے ساتھ
لیجاؤ لیکن تھوڑے ہی عرصے مین یہان پہونچا دینا افراسیاب کچھ نہ کہ سکا وادی آبلہ پا نے
ایک تخت بنایا اُسپر گلپوش کو سوار کیا طرف باغ گلفام کے لیچلا اب جو چالاک نے راہ مین وادی
کو تنہا پایا ناز و غمزے کی ترقی کی کبھی چٹکے بکر لیے کبھی گورے گورے ہاتھون سے بلائین لین کہا صاحب مین تو
تمھارے اشتیاق مین چلی آئی لیکن مجکو ہاتھ نہ لگانا مین اور باتون سے آگاہ نہین ہون الگ سے باتین کرو
کبھی پہلو سے پہلو ملا دیا کبھی ہنسایا کبھی رُلایا بوتا سا قد کبھی اُٹھ کھڑا ہوا کہا کہ دیکھو صاحب تم مجکو گھورتے ہو
میرا خون گھٹا جاتا ہی مین تخت سے کود پڑونگی وادی آبلہ پا نے ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ صاحب ایسا ارادہ نہ کرنا

ماہیان زمرد پوش پوچھینگی کہ میری کنیز کو کیا کیا مین شرمندہ ہونگا چالاک نے راہ مین سر جھکا کر کہا کہ صاحب اگر تمھارا دل نہین مانتا ہو مجاؤ شراب پلا کے بیہوش کر نا خنجر میرے گلے پر پھیر دینا مجکو تمھاری بدعت کی خبر نہو ورنہ تڑپ کر مرجاؤنگی تجھ ایسے ظالم سے کیونکر جان بچاؤنگی وادی آبلہ پا نے کہا کہ گلفام جادو میری آشنا ہو تمکو دیکھکر بہت جلیگی لیکن مین تدبیر کرونگا اُسکو خبر نہونے پائیگی اُسکو شراب پلا کے بیہوش کر دینگے ہم تم مزے اڑائینگے تم کیون گھبراتی ہو دیکھو میرا کلیجہ دھڑک رہا ہی مگر تمھین ملال نہ پہنچے چالاک نے راہ بھر مین وادی آبلہ پا کو خوب شیشے مین اُتارا تھوڑے عرصے کے بعد باغ گلفام دکھائی دیا چالاک نے دیکھا کہ باغ نہایت آراستہ ہی وسط باغ مین ایک چبوترہ اُسپر فرش مشجر گستردہ ہی گلفام مع کنیزون کے بیٹھی ہی صحبت شراب وکباب آراستہ کنیزون سے کہہ رہی ہی اس وقت ملکہ عالم نے اپنے خدمتگزار کو کیون طلب فرمایا کنیزین عرض کرتی ہین عمرو و برق کے بارے مین کچھ تاکید فرمائی ہوگی کہ سب نے کہا دیکھیے تخت آتا ہی ایک نازنین بھی خوبصورت ساتھ ہی گلفام نے سر اُٹھا کر دیکھا مگر تیور پر بل پڑگئے جب تخت زمین پر آیا چالاک نے تخت سے کود کر جھک کر سلام کیا دست بستہ عرض کی کہ حضور نے کنیز کو پہچانا گلفام نے کہا کہ صاحب مین نے تمکو کبھی دیکھا نہین چالاک نے کہا کہ مین کنیزان ملکہ ماہیان زمرد پوش مین منسوب ہون اس وقت گانے کا چرچا تھا آپ کا بھی ذکر آیا مین نے کہا کہ مین ملکۂ عالم کے سامنے جا کر گاؤنگی مین نے ملکہ ماہیان کا لاکھون روپیہ صرف کیا کچھ آئین بائین شائین حاصل ہو گیا حضور بھی سُنین عمرو و برق کو دیکھنے آئی ہون میری بہنون کے یہ عیار قاتل ہین مین بھی اُنھین تکلیف پہونچاؤن جب اس طرح چالاک نے سامنے گلفام کے رو رو کر باتین کین اپنی بہنون کا بھی غم کیا گلفام نے کہا کہ تو آ بیٹھو ہم تمھارے دشمنون کو بلواتے ہین چالاک سر جھکا کر بیٹھا دل مین پیچ و تاب ہی کہ کیونکر انکو قتل کرون کہ قبلہ و کعبہ و برق رہا ہون سامنے گلفام کے بیٹھ گیا بھولی بھولی باتین کر رہا ہی گلفام نے کنیزون کو اشارہ کیا کہ ارے ساز درست کرو ساز آراستہ ہوئے آپس مین ساز کیا در عیش و عشرت باز ہوا چالاک نے سامنے گلفام کے یہ غزل عاشقانہ گنگنا کے شروع کی

نظم

اس ابر مین یار سے جدا ہون — بجلی کی طرح تڑپ رہا ہون
بلبل ہون اگر تو بے نوا ہون — گلبن ہون اگرچہ ہون مین بے برگ
گو بیٹھ رہا ہون ایک جا لیکن — دن رات تصور یہی ہی ہر
پامال بسان نقش پا ہون — دیوانہ مین اندلون بنا ہون
افتادہ خاک ہون ولیکن

مین سایۂ شہپر ہما ہون
ای ابر شب فراق دے ساتھ
مین سرو قدون کا خاک پا ہون
سر رکھ کے کبھی وہ سو گیا تھا
کانٹون پہ اُسکو کھینچتا ہون
ثابت ہی گناہ خشکی زہد
توبت ہی مین بندۂ خدا ہون

چلتا نہین آپ گرچہ اک گام
رونے پر مستعد ہوا ہون
تو رنگ چمن مین ہوش بلبل
اپنگ زانو کو سونگھتا ہون
آئینۂ دل مین ہی ترا عکس
تر دامن موج بوریا ہون
ہی مہر و وفا سراسر اُمین

پر میل کی طرح رہنما ہون
کیونکر مری خاک بھی نہ ہو سرد
تو نکہت گل تو مین صبا ہون
وحشت نے نکالا اُس گلی سے
دن رات مین تجکو دیکھتا ہون
ممکن نہین اجتماع ضدین
تاسنج کیونکر اُسے نہ چاہون

گلفام جادو وجد کرنے لگی کہا بی گلپوش کیا کہنا ارے عمرو و برق کو بلاؤ بی گلپوش اُنکو سزا دین لیکن تو اگلپوش اُنکو سزا کیا دوگی آٹھ پہر مبتلاے رنج و مصیبت دن کو دوا و دوش رات کو زنجیر و طوق کی کشاکش ہمرف دو روٹیان بعد آٹھ پہر کے ملتی ہین چالاک نے کہا کہ ذرا بلوائیے تو میری بہنون کو کس حسرت و یاس سے قتل کیا اُنکی صورتین آنکھون کے سامنے پھرتی ہین براے مدد ملکہ حیرت گئین ایسی ساعت بد سے نکلین کہ پھر زندہ پلٹ کر نہ آئین ان لوگون کا یہی دستور ہی کہ جو انکے قبضے مین آیا فوراً اُسے قتل کر ڈالا آپ کے یہان یہ کیا دستور ہی کہ اگر گرفتار کیا قید کیا ابھی انکو قتل کیجیے وادی آبلہ پا نے سر پیٹ لیا کہا کہ ای گلپوش اصل یہ ہی کہ یہ طلسم ہی نہین ممکن ہی کہ بے دلیل کسی کو قتل کرین ایک صورت تو وہ ہی کہ جس طرح اسد غازی قید مین سات برس کی میعاد مقرر ہی سات برس کے اس طرف نہین قتل کر سکتے ایک صورت یہ ہی کہ کسی کو گرفتار کر لائے اب اُسکو ایسے صدمات پہونچائین کہ خود تڑپ تڑپ کر مر جائین عمرو و برق کو من کی شقت شب کو مصیبت آب و دانے کی کمی مزاجون کی برہمی یہ کہکر حکم دیا عمرو و برق کو لاؤ یہ سُنکر حبشنین گئین عمرو و برق کو کشان کشان لائین یہ حال پر ملال عمرو و برق کا دیکھکر چالاک کا قلب اُلٹ گیا کلیجہ پھٹ گیا دیکھا کہ زنجیرون مین جکڑے ہوے ہونٹھ خشک شکم و پشت ملا ہوا نحیف و زار نالان و بیقرار فریاد کی صدا دیتے ہوے اُن حبشنون نے سامنے لا کر بٹھا دیا چالاک اُٹھا نیمچہ لیکر چلا کہ مین اپنی بہنون کے خون کا بدلا لون گلفام نے ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ بی گلپوش یہ مناسب نہین ہی قانون کے سراسر خلاف ہی گلپوش کہتی تھی کہ مجھے چھوڑ دو مین اپنی بہنون کے قاتلون کو قتل کر دون میری آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا ہی

گلفام نے کہا کہ ای گلپوش اگر یہ اختیار ہوتا تو اب تک کیون نہ قتل کرتے لیکن ایسے صدمات پہونچائینگے
کہ یہ تڑپ تڑپ کر مر جائینگے چالاک کا گر رنگ تو جا چکا ہو کہا کہ بی گلفام صاحبہ آپ قتل نہین کرنے
دیتی ہین ایک کام تو کیجیے سب صاحب ملکر شراب پئین نشے مین آکے پھر بدعت کرین کہ یہ اپنی جان سے
بیزار ہون وادی آبلہ پا نے اشارہ کیا شراب کی ترقی ہو سب نشے مین ہونگے ہمارا تمھارا مطلب
نکل جائیگا دل آرام پائیگا اتنے عرصے مین چالاک نے گلابیان قرابے اُلٹ پلٹ کرکے بیہوشی ملائی
جام بھر کے ہاتھ پر رکھا پکار کر آواز دی کہ ہمارے ہاتھ سے کون شراب پئے گا مطلع قمر بھی پڑھا مطلع
ساقی شراب شوق سے دل چور چور ہی + اُس چشم مست کا مجھے اب تک سرور ہی + اس خوش الحانی سے
یہ مطلع پڑھا کہ گلفام نے ہاتھ بڑھا کر کہا کہ ای گلپوش پہلے ہمکو پلاؤ چالاک نے گلفام کو جام
دیا گلفام کے بعد کنیزون پر دورہ باندھا وادی آبلہ پا نے اشارے ہین کہ صاحب نہ گھبراؤ مین سبکو
بیہوش کردونگی تیرا تمھارا مطلب نہ جانے پائیگا وادی آبلہ پا نہایت خوش ہو کہ اب سب بیہوش ہونگے
میرا مطلب حاصل ہوگا چالاک نے گلفام کی آنکھ بچا کر کہا کہ ای وادی آبلہ پا تم بھی پی لو آنکھوں سے
اشارہ کیا مراد یہ تھی کہ تمکو مشقت پڑیگی اب تو وادی آبلہ پا خوش ہو پھولا نہین سماتا جام نگاہ بچا کر
گلفام سے پی گیا چالاک نے اُسمین بھی بیہوشی ملائی ہو وہ بیہوشی ہو کہ اگر دریا مین ڈالدین تو مچھلیان
بلبلا کر نکل آئین وادی آبلہ پا پیتے ہی بیٹھ گیا عمرو و برق دیکھ رہے ہین دعائین کر رہے ہین کہ خداوند
عیاری کو چالاک کی پورا کر۔ یہان تو چالاک نے دورہ شراب کا ہنگامہ کیا ہو افراسیاب نے
ماہیان زمرد پوش سے کہا کہ آج گلپوش ایسی گائی مجھکو گمان ہوا ہو کہ کسی عیار کا فعل ہو عمرو و
برق قید ہین شاید چالاک آیا ہو ذرا گلپوش کو تو دریافت کرو یہ سنتے ہی کنیزین دوڑین
جا کر ایک نخل کے نیچے دیکھا کہ گلپوش بیہوش پڑی ہو کنیزین روتی پیٹتی سامنے افراسیاب کے آئین
عرض کی کہ ای شہنشاہ گلپوش کو کسی نے بیہوش کرکے ڈالدیا افراسیاب نے کہا کہ مین پہلے ہی سمجھ گیا تھا
ہر چند کہ آج چالاک نے اس طور سے گفتگو کی کہ میرا گمان ہوتا تھا اور پھر پلٹ جاتا تھا نانی اماں
جلد چلو نہین معلوم باغ گلفام مین کیا قیامت برپا ہو گی افراسیاب و ماہیان اپنے مقام
سے اُٹھے یہان چالاک سب کو شراب پلا رہا ہو کہ ایک پرچہ گود مین آکے گرا اُسمین لکھا تھا کہ ای
چالاک ہوشیار ہو جا کہ ماہیان و افراسیاب آتے ہین منم نور افشان جادو بنگالی راہ مین

روکونگا لیکن دونوں بلائے روزگار ہین انکا روکنا دشوار ہی چالاک نے جو یہ مضمون دیکھا بدحواس ہوگیا
ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا جلدی مین کنیزون سے کہا کہ اپنے اپنے ہاتھ سے شراب پیو مین اکیلی کس کس کو پلاؤن
کنیزین پینے لگین جب چالاک نے دیکھا کہ سب شراب پی چکے خود اپنے مقام سے اٹھا اسکے اٹھتے ہی
گلفام بھی اپنی جگہ سے اٹھی کہتی ہوئی کہ تو ابھی گاوگی نہین ایک چیز اور سناؤ گلفام اٹھتے ہی گری
وادی آبلہ پا بھی اٹھا یہ بھی بیہوش ہوا کنیزین سب اٹھ اٹھ گرین چالاک خنجر لیکر اٹھا وادی آبلہ پا پر
خنجر مارا کہ اسکے دو ٹکڑے ہوئے افراسیاب و ماہیان زمرد پوش جو اڑے ہوئے آتے تھے کان مین
آواز آئی کہ کشتی میرا نام مین وادی آبلہ پا بود افراسیاب و ماہیان نے جو یہ آواز سنی کہا لو غضب ہوا
وادی آبلہ پا مارا گیا چالاک چاہا کہ گلفام کو بھی قتل کرون جب وادی آبلہ پا کو مارا تھا عمرو و برق
بھی رہا ہوئے تھے برق فرنگی تو بلائے روزگار ہی کنیزون کو لوٹنے لگا خواجہ عمرو کھڑے دیکھ رہے تھے یہ
بہت ناگوار گذرا کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم ساحر یکتا شہنشاہ طلسم ہوش ربا خواجہ نے تو گلیم اوڑھ لی
ہنکار کر کہا کہ ارے کمبختو بھاگو چالاک و برق چلے تھے کہ ماہیان نے سحر کیا آواز دی کہ خبردار کہاں
جاتے ہو برق و چالاک لڑکھڑا کے گرے خواجہ تو گلیم اوڑھ کر غائب ہوگئے ہین سب معرکہ دیکھ رہے ہین
کہ افراسیاب و ماہیان زمین پر آئے لاشہ وادی آبلہ پا کا دیکھکر بڑا افسوس کیا باران سحر برسا کے
گلفام کو ہوشیار کردیا سب کنیزین اٹھنے لگین گلفام نے جو لاشہ وادی آبلہ پا کا دیکھا بہت افسوس
کیا افراسیاب کے قدمون سے لپٹ گئی کہا کہ حضور نے ملاحظہ فرمایا وارث میرا مارا گیا نہایت قلق ہے
ترقی غم و الم سے کلیجہ شق ہے افراسیاب نے تسکین دی کہا کہ اے گلفام ان دونون کو قید رکھو ہم
قتل کا حکم بھیجین گے یہ کہکے افراسیاب و ماہیان روانہ ہوئے گلفام نے چالاک و برق کو قید کیا
آپ مسند پر آکے بیٹھی لاشہ وادی آبلہ پا کا جلوایا غصے مین کہہ رہی ہے کہ ساربان زادے کا نکل جانا مجھ پر بہت
شاق ہوا مین لشکر سے گرفتار کر لاؤنگی میرے ہاتھ سے زندہ نہ بچیگا اس فکر مین بیٹھی ہے مگر قتل ہونے کا
وادی آبلہ پا کے بڑا غم ہے کہتی ہے کہ صاحب مین نے اپنی عمر انکے ساتھ ضائع کی اپنی زوجہ سے چھپ کر
آتے تھے صحبت مین رونق ہو جاتی تھی افسوس ہے کہ ہماری صحبت ویران ہوئی نظم

سرو مثل جادہ ہے پامال تیری چال کا	صید ہے کبک دری نقش قدم کے جال کا
ہے طلب سے اسقدر نفرت کہ رہتا ہے خیال	آ نہ جائے لفظ لب پر باب استفعال کا

رونگٹا بھی مین نے سر سے پاؤن تک دیکھا نہین
سرو ہی باغ جہان مین وہ صنم نام خدا
تو کبھی کافر کی زلفون سے جدا ہوتی نہین
طوق ہر گرداب ہی ہر موج ہی زنجیر پا
تو شراب آتشین پیتا ہی وہ کھاتا ہی آگ
حادثات دہر سے محفوظ ہین ارباب فکر
عالم حیرت ہوا عالم دکھا اپنا جمال
پھر نہ میرے پاس آیا جاکے ای جان جہان
ایسی اپنے لاشۂ سوزان سے گرمائی زمین
جنگ مین غالب امیرون پہ نہ ہون کیونکر فقیر
ہی قوی تر دوست ای ناسخ جو دشمن ہی قوی

افترا تیرے بدن پہ ہی کمر کے بال کا
ہی عجب اُسکو پسند آئے جو کپڑا جال کا
طائر نامت بھی قیدی ہو گیا اس جال کا
ہی ہر اک آب روان دیوانہ تیری چال کا
بس یہ نہین ہوگا مقلد کبک تیری چال کا
غم نہین ہرگز زمین شعر کو بھونچال کا
منتظر آئینہ خانہ ہی تری تمثال کا
طور کیا سیکھا ہی تو عمر روان کی چال کا
بنگیا گنبد ہماری قبر پہ تبخال کا
زور چل سکتا نہین ململ کے آگے شال کا
ساتھ مہدی کے ہون مین کچھ غم نہین دجال کا

گلفام اس طرح بیقراری کر رہی ہی کنیزین سمجھاتی ہین کہ حضور اس طرح غم نہ کرین کہ کنج باغ سے آواز آئی فدا ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان مین زندہ موجود ہون مین کیا نادان تھا کہ عیارون کو قید کرکے اصلی صورت پہ بیٹھتا ایک بیر مارا گیا میرا کیا خرچ ہوا گلفام نے پلٹ کر دیکھا کہ وادی آبلہ پا تنا ہوا چلا آتا ہی گلفام دوڑی پکار کر کہا کہ صاحب بڑا کمال کیا ان مکارون سے کیونکر جان بچائی بس جاتے ہی ہاتھ تھام لیا وادی آبلہ پا ہنستا ہوا آکے مسند پہ بیٹھا سب کنیزین خوش ہوگئین جلسہ آراستہ کر وادی آبلہ پا کہہ رہا ہی صاحب مجکو یقین تھا کہ عمرو قید ہی اُسکے عیار ضرور آئین گے وہی ہوا اگر یہ فکر نہ کرتا کیونکر جان بچتی گلفام کو بڑی خوشی حاصل ہی کہا اب چالاک و برق کو بلاؤ ہم انکو قتل کرین کر دل کو خوشی ہو گلفام نے کہا کہ شہنشاہ فرما گئے ہین کہ مین حکم قتل بھیجونگا تب انکو قتل کرنا وادی آبلہ پا نے کہا کہ ہم اُنکے حکم کو کب مانتے ہین انکو قتل کرلون تو جاکے عمرو کو لاؤن وہی دونون جشنین چالاک و برق کو کشان کشان لائین وادی آبلہ پا نے آنکھین ملاکر کہا کہ کیون مکارو اب تمکو کس عذاب الیم سے قتل کرون تمھارے گرو کو بھی جاکر لاتا ہون کیا عمرو میرے ہاتھ سے بچیگا کہان جاکر چھپیگا پھر کہا صاحب خوشی کرو تم ملک بلک کے روتی تھین مین گوشے سے سُن رہا تھا شراب منگاؤ گانیون سے کہو

گائین سامری وجمشید نے غم والم کو دفع کیا یہ کہ کے جام اپنے ہاتھ سے لبریز کیا گلفام سے کہا کہ پی لی نوش کرو طبیعت کو فرحت ہو روح کو راحت ہو یہ کہ کے جام پلایا کنیزون سے کہا کہ تم بھی شراب پیو آج روز عید ہی بلکہ روز سعید ہی کنیزین بھی پینے لگین تھوڑے ہی عرصے مین سب کو شراب پلائی آپس مین دست درازیان ہونے لگین کنیزین اٹھ اٹھ کے دوڑین چمنستان مین جا جا کر گرین بعض سراسیمہ دوڑی دوڑی پھرتی ہین نہر مین جا کر گرتی ہین گلفام نے جھلا کر کہا کہ ارے ان کمبختون کو کیا ہو گیا پھولون کی چھڑی ہاتھ مین لیکر گلفام اُٹھی چند ہی قدم چلی تھی بیہوشی تاثیر کر چلی تھی لڑکھڑا کر گری کنیزین بھی بیہوش ہوئین نعرہ ہوا منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری نعرۂ عمرو

منم خواجۂ خواجگان عمرو ذیحشم
مرا نام ہی خواجۂ خواجگان
مری نسل سے مکر پیدا ہوا
مرے نام پہ غدر رشیدا ہوا
اڑاتا ہون کفار کے مین ہوئین
جھکاتا ہون دشمن کو ہر دم کہین
مرا لکر ہی گلشن قیل وقال
مری چال سے ہی صبا پائمال
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
نشان تھا مری گردپاپوش کا
مرا افسر ذیحشم نامدار
امیر عرب شیر پروردگار
یہی فتح ونصرت کی تدبیر کی
کہ آقا ہمارا جہانگیر ہی

عمرو نے پہلے گلفام کو خنجر مارا کنیزون کو لوٹنے لگے برق وچالاک نے رہائی پائی عمرو نے سب کنیزون کو لوٹ لیا باغ مین اسباب بھی لوٹتے پھرتے ہین تمام باغ کو ویران کر دیا ہی کئی مکان جل گئے کئی قصر گرے جھنڈے طولانی مین آگ لگی شاخین جل رہی ہین غنچہ ہائے ناشگفتہ منھ کھول کر فریاد کرتے ہین جھونکے ہوا کے گرم کے چل رہے ہین یہان خواجہ برق وچالاک لوٹ رہے ہین قضائے کار افراسیاب جادو و ماہیان زمرد پوش پردۂ ظلمات مین بیٹھے شراب پی رہے ہین آپس مین اختلاط ظاہری ہو رہا ہی افراسیاب نانی امان کہتا ہی ماہیان فرزند کو کے گلے مین ہاتھ ڈال دیتی ہی کنیزین شرماتی ہین کہ افراسیاب نے بیٹھے بیٹھے کہا کہ نانی امان میرا دل گھبراتا ہی برق وچالاک تو قید ہوے وہ بلا سے اور گلفام رنگ کیا ایسا نہ ہو کہ گلفام پر عیاری کرے ماہیان نے کہا کہ گلفام کیا نادان ہی افراسیاب نے کہا کہ بہانہ عیاری کا سامنے موجود ہی ہزارون عیاریان عمرو کی نگاہ مین ہین اب میرے سامنے عیاری نہین کر سکتا جو بات وہ سوچیگا اُسکا توڑ میرے پاس موجود ہی ذرا خبر منگاؤ کہ باغ گلفام مین کیا گزری ایک کنیز پرواز پیدا کرکے چلی سو پچاس قدم وہ باغ باقی تھا کہ کنیز کے کان مین آواز آئی اور گلفام کے مرنے کی خبر پہونچی

کنیز اُلٹی بھاگی افراسیاب کے سامنے آکر کہا کہ ای شہنشاہ گلفام قتل ہوگئی کنیزین بھی ذبح ہوئین باغ گلفام عمرو نے لوٹ لیا دیکھیے اب کیا ہوتا ہی افراسیاب نے زانو پر ہاتھ مارا کہا یہ تو مین جانتا تھا کہ گلفام کا بچنا دشوار ہی ہم لوگون مین سے کسی کی شکل بنکر مارا ہوگا لیکن یہ عیار کہان جاتے ہین یہ کہکے افراسیاب نے آواز دی کہ ای گردش صحرا نورد عمرو و برق و چالاک کہین نہ جانے پائین یہان تو افراسیاب نے یہ کہا عمرو و برق و چالاک باغ کو لوٹ کر نکلے ہین صحرا کو طی کرتے ہوے جاتے ہین کہ غبار بلند ہوا صدا آئی کہ ای عیاران اسلام اب چندے اسی مقام پر مقام کرو آگے نہ بڑھو یہی تمھارے واسطے مقرر ہی آب و دانہ بند ہوا تینون عیار گھبرا گئے اب جو نگاہ اُٹھا کر دیکھا یا تو صحرا ویران تھا اب جابجا نخل دیکھے پہاڑ بڑے بڑے ظاہر ہوے طائر جابجا زمزمہ سرائی کر رہے ہین ہرطرف سے آواز آتی ہی کہ ای آیندہ و روندہ یہ مقام گردش جمشیدی ہی یہان سے گذرنا دشوار ہی یہ کد و کاوش بیکار ہی عمرو نے کہا کہ یارو نکل چلو جھپٹ کر جدھر جاتے ہین وہ ہی بڑے بڑے پہاڑ پاتے ہین عمرو نے برق کو ایک لات ماری کہ تیری بدنصیبی سے راستہ رُک گیا میرے ساتھ سے جاؤ چالاک نے کہا کہ قبلہ و کعبہ آپ بھی آفت مین مبتلا ہین اس وقت مین ساتھ رہنا ضرور ہی صلاح کرکے عیاری کرینگے عمرو نے کہا کہ مین کسی کی صلاح نہین چاہتا ہرچند کہ چالاک و برق نے منت کی خواجہ نے نہ مانا اپنے ساتھ سے رخصت کیا یکہ و تنہا ایک جانب چلے برق و چالاک ایک درہ کوہ مین گھس گئے دیکھا کہ درے مین اندھیرا ہی برق نے چالاک سے کہا کہ الگ الگ چلیے اُستاد نے تو کہنا نہ مانا چالاک ایک گوشے مین سے ہو کر بیرون درہ کوہ آیا برق نے دیکھا کہ صحرا سرسبز و شاداب ہی سبزہ خوابیدہ بیدار طائرون کی ہرطرف زمزمہ سرائی نرگس شہلا کی آنکھون مین خمار ہوا ٹھنڈی چل رہی ہی برق دیکھتا بھالتا ایک طرف چلا حیران و پریشان ہی کہ کہان جاؤن اُستاد سے بھی چھوٹے کہ ایک طرف سے گانے کی آواز آئی کوئی خوش آواز بعد سوز و گداز یہ غزل گا رہا ہی نظم

آئینہ داری مجھکو سوجھی ہی
دل نہ گھر کا ہوا نہ باہر کا
چاہیے مجھکو شربت دیدار
سینہ نکلا اسی سے تیغ کا

آزماتا ہی آنکو خنجر کا
دیکھنا منہ ذرا سکندر کا
نکہت کاکل معنبر سے
کون پیاسا ہی آب کوثر کا
دل بھر آتا ہی یاد ساقی مین

درد جاتا رہیگا اب سر کا
رہگیا راہ کوے جانان مین
درد کافور ہوگیا سر کا
تھا وہ بچپن سے سخت سنگین دل
دیکھتا ہون جو دور ساغر کا

انکے رخسار پر دم گلگشت
کھول دیتے ہین پر کبوتر کا
زلف سے زلف بل کی لیتی ہی
شور ہی میرے دیدۂ تر کا
خواب مین شب کو یار آیا تھا
خیر لکھا مرے مقدر کا

صاف دھوکا ہوا گل تر کا
غیر کیا ہو گئے رقیب اپنے
کب گوارا ہی کبر ہمسر کا
جیسے دریا سمائے کوزے مین
رنگ بدلا ہوا ہی بستر کا
نقش رعنا تک آ مسیحا دم

عاشقون کے حضور روز وہ برزخ
سایہ تک ہی عدو برابر کا
جسکو کہتے ہین نوح کا طوفان
اب یہ عالم ہی دیدۂ تر کا
مرکے پایا جواب نامۂ یار
کام یان ہی بس ایک ٹھوکر کا

برق اس آواز کو سنکر اُسی جانب چلا تھوڑی دور آکر دیکھا کہ ایک مقام پر چند نازنینان مہ جبین مہ جبینان مہر تمکین بیٹھی ہوئی غزلین گا رہی ہین مگر ایک ایک حسین مہ جبین سب کو خوبصورت دیکھکر برق پیچھے ہٹا خواہش ہوئی کہ ان سب مین جاکر ملون کنارے آیا رنگ و روغن عیاری کا نکالا ایک مہ جبین کی شکل بنکر تیار ہوا گنگناتا ہوا ٹھمریان اُڑاتا ہوا برق چلا اُن سب نے جو دیکھا کہ ایک مہ جبین گاتی ہوئی جاتی ہی اُن سب نے پکار کر کہا کہ بوا یہان آؤ ہمارے پاس بیٹھ کے گاؤ برق تو یہ چاہتا تھا جھپٹ کے اُن سب کے قریب آیا ڈھول اپنے آگے کھینچا ٹکڑے باندھنے لگا اُن سب نازنینون سے آنکھین ملائے ہوئے یہ غزل عاشقانہ گا رہا ہی

نظم

کس سے کہون کٹی ہی تڑپ کر شب فراق
دکھلائے پھر نہ مجھکو مقدر شب فراق

ای ماہرو جو تجھکو نہین دیکھتا ہون مین
وا فتنہ کاٹتا ہی مجھے گھر شب فراق

یارو تڑپ تڑپ کے بسر کی ہی شام ہجر
موت آئیگی جیونگا نہ دم بھر شب فراق

تو کیون ہی بیقرار گذرتی ہی دل پہ کیا
پوچھا نہ ایک دوست نے آکر شب فراق

جنبش اُن ابروون کی جو یاد آگئی مجھے
دو چل گئے کلیجے پہ خنجر شب فراق

یاد آئیگا ترا قدِ موزون جو باغ مین
نالے کرونگا زیر صنوبر شب فراق

جب دیکھتا ہون ماہ شب چاردہ کو مین
آتا ہی یاد عارض دلبر شب فراق

رویا لہو جو دستِ حنائی کی یاد مین
تر خون سے ہو گیا مرا بستر شب فراق

آئی نہ مجھکو نیند نہ چین ایک دم ملا
پوچھو نہ کچھ بسر ہوئی کیونکر شب فراق

اُس ماہ وش کے دانت جو یاد آگئے مجھے
تا صبح مین گنا کیا اختر شب فراق

پہلو سے نکلوں میں جو مجھے رو کیے نہ آپ	کہتا ہو مجھ سے یہ دل مضطر شب فراق
اُس شمع رو کی یاد میں سطوت بیان ہو گیا	کس طرح میں نے کاٹی ہر رو کر شب فراق

سب نازنینان مہ جبین تعریفین کر رہی ہین برق بھی کمپا ہوا گھلا ملا ہوا ڈھول بجا بجا کر اُنکے ساتھ گا رہا ہی گاتے گاتے کہا کہ بُوا اس وقت کیا ہوا سنک رہی ہی طبیعت پھڑک رہی ہی دل تو یہ چاہتا ہی کہ کوئی معشوق جوان ہوتا اُسکے ساتھ ہنسی دل لگی کرتے لطف زندگی ملتا غنچہ آرزو بھی کھلتا وہ تو ممکن نہین مگر دور شراب تو ہو معشوق کا نام جو برق نے لیا وہ سب رونے لگین کہا بُوا بانیان طلسم نے مرد کو ہمپہ حرام کیا ہی اسی جنگل مین مارے مارے پھرتے ہین کوئی دن ایسا بھی ہو کہ بادشاہ طلسم افراسیاب جادو ہمارے واسطے کسی کو مقرر کرے لیکن اپنے بخت واژگون وطالع نگون سے امید نہین نہین معلوم اسمین کیا بھید ہی کہ سامری وجمشید نے ہمکو یہ جمال بیمثال دیا لیکن مرد ممکن نہین تمنے اس وقت ذکر کرکے دل ٹکڑے ٹکڑے کر دیا خانۂ دل کو غم والم سے بھر دیا لیکن شراب وکباب ابھی منگاتے ہین یہ کہکے آواز دی کہ ای انجام جادو شراب وکباب لاؤ دیکھا طرف سے نخلستان کے ایک کنیز پریصورت نے کئی قرابے ایک کشتی مین رکھے ہوے کچھ کباب لاکر سامنے رکھے جسنے انجام کہکے آواز دی تھی اُسنے کہا کہ تم اتنی شراب کیون لائین دوسری نے کہا کہ جسقدر ہی کافی ہی ایک نے کہا کہ بُوا ایک بات کا خوف ہی اُسکا خیال رکھنا برق نے پوچھا کہ وہ کیا بات ہی جو شراب لائی تھی اُسنے کہا کہ یہ حال نہ پوچھو اُسمین بڑا راز ونیاز ہی برق حیران ہو گیا کہ یہ کیا ماجرا ہی ہر چند پوچھتا ہی کوئی ناز نین نہین بتاتی برق سوچا کہ کوئی بات ہوگی اب ان سب کو شراب پلاکر بیہوش کردن اور قتل کرکے نکل جاؤن اس سوچ مین قرابے اسنے آگے کھینچ لیے بیہوشی ملائی جسنے انجام جادو کو پکار کر شراب منگائی تھی برق نے پہلے اُسی کو جام دیا اُسنے کہا کہ مین ہیون برق نے کہا کہ نوش فرمایئے اُسنے دوسری کو دیا برق ڈھول بجانے لگا دیکھا کہ کوئی شراب نہین پیتی برق نے جسکو شراب دی تھی نہین معلوم وہ کیا انجام سوچی کہ بدون رد وقدح دوسری کو دے دیا اب جام بے پاؤن چل رہا ہی کوئی پیتا نہین برق حیران کہ یہ کیا کیفیت ہی ان سب کو مبہوت کردن سیدھا سیدھا ٹھیکا چھیڑ رہا ہی یہ غزل عاشقانہ بہ ردیف شراب سب کو سُناکے گانے لگا نظم

بے یار کیا مزا مجھے دیگی بھلا شراب	مجکو پلا رہا ہی جو تو ساقیا شراب

خون جگر فراق مین پیتا ہون جاے می
ابر بہار آکے چلی ہی ہوا اے سرد
جی چاہتا ہی ساقی مہوش کے ہاتھ سے
ہوگا ہر ایک قطرۂ مے رشک آفتاب
گردون وقار ہی مرا محبوب ساقیا
ہی عشق چشم مست صنم کا جو دَور دَور
موقوف ہی اسی پہ مری زیست ناصحا
افسوس اپنے دست نگارین سے ایک روز
اُس رشک آفتاب کی فرقت مین رات دن
مخانۂ غدیر کا میکش ہون ساقیا
سطوت ہی مست ساقی کوثر کے عشق سے

بے یار مجھکو دیگی نہ لذت ذرا شراب
گلشن مین جلد چل کے پلا ساقیا شراب
تجکو دکھا دکھا کے پیون واعظا شراب
مجھکو پلائیگا جو مرا مہ لقا شراب
ہان مہر و مہ کے جام مین بھر کر پلا شراب
پیتے ہین رند بھٹیون پر بر ملا شراب
کس طرح چھوڑون ہو گئی میری غذا شراب
تو نے پلائی مجھکو نہ ای دلربا شراب
خون جگر مین پیتا ہون ساقی کجا شراب
ہی میرے حق مین عشق دلی غذا شراب
میخانۂ جہان مین پیے کیا بھلا شراب

جب برق نے غزل گائی اور کہا کہ صاحب یہ جام دوڑتا پھرتا ہی کوئی صاحب پیتے نہین ایک نے کہا کہ بوا کیونکر پئین مسرور جادو جو ہمارے افسر ہوتے تو پیتے تم مہمان ہو تمھاری خاطر مد نظر ہی جام دوڑا دوڑا پھریگا آخر شراب کو پھیر دینگے مسرور جادو ہوتے تو ہم لوگ پیتے برق نے کہا کہ یہ کبھی پہلو سے آواز آئی کہ او مکار خبردار کہان جاتا ہی ای حسینان مہ جبین اسکے جال مین نہ پھنسنا شراب نہ پینا ورنہ غضب ہوگا او برق مین نے تجھے پہچانا برق نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک جادوگر نہایت قوی تن سر جھاڑ منہ پہاڑ جھومتا ہوا آتا ہی اُن نازنینان مہ جبین نے کہا کہ او مکار اب کہان جائیگا ایک نے برق کی کلائی پر ہاتھ ڈالا برق نے اُسکو خنجر مارا جست کرکے بھاگا مرتے ہی اُس نازنین کے اندھیرا چھا گیا برق نے اپنے کو ایک غار مین گرا دیا کچھ پتے وغیرہ اپنے اوپر ڈال لیے مسرور دوڑا ہوا آیا اُن سب سے کہا کہ ای کمبختو ہم تمکو خبر سنا چکے تھے کہ تین عیار آوارہ ہوے ہین اس صحراے اُنکو نکلنے کا حکم نہین ہی پھرتے پھرتے ادھر ضرور آئینگے جاؤ اپنے اپنے مقام پر بیٹھو قطرہ زن کی قضا آئی تھی وہ مارگئی مسرور نے اُسکا لاشہ اُٹھا کے ایک طرف پھینک دیا وہ سب نازنینان مہ جبین اُسی صحرا مین غائب ہو گئین مسرور جادو جھومتا ہوا ایک طرف چلا گیا برق حیران ہی کہ یہ کیا معرکہ ہی راستہ پھر بند ہوا اب اس صحرا سے نکلنا

دشوار ہی یہاں سے قریب کوہ پر ایک قصر بنا ہی اُسمین مسرور رہتا ہی بحکم گردش صحرا النورد ہر وقت بیٹھا ہوا نقشۂ سامری دیکھا کرتا ہی جس سے ہر وقت معلوم ہوتا ہی کہ عیار فلان مقام پر ہین وہ نقشہ دیکھکر دوڑا ہوا آیا تھا جب برق نکل گیا تو یہ پلٹا اپنے مقام پر جاتا ہی کہ کان مین رونے کی آواز آئی کہ کوئی فلک کا ستایا ہوا بلک بلک کے پکارتا ہی کہ ای فلک کجرفتار و ای گردون غدار کہان تک کجروی کریگا یا سامری و جمشید ملک الموت کو حکم ہو کہ میری قبض روح کرے اب یہ مصیبت مجھسے نہین اُٹھتی یہ صحراے ویران نہ کوئی دوست نہ مونس نہ غمگسار دلجعین تقدیر کیا دکھائے سب عزیزون نے ساتھ چھوڑا ہماری محبت سے مُنہ موڑا اب تو روح جسم مین گھبراتی ہی اور کبھی اُس بیقراری مین یہ اشعار مصیبت خیز وحشت انگیز کی آواز آتی ہی نظم

دل عبث شیفتۂ حُسن پریزاد ہوا — مجکو برباد کیا آپ بھی برباد ہوا
دوست دشمن ہوے رسوا ہوا برباد ہوا — جب سے عاشق مین ترا او ستم ایجاد ہوا
مرمٹا ہجر مین مین غم سے برباد ہوا — گو مجھے رنج ہوا اُنکا تو دل شاد ہوا
ہار پھولون کے قفس پر مرے ڈالے لاکر — مہربان سُنکے کہانی مری صیاد ہوا
ہاے پہلو مین کسی روز نہ آکر بیٹھے — جان جان تجسے نہ اک دن مرا دل شاد ہوا
ای صبا جاکے مرے رشکِ پری سے کہدے — دشتِ ویران ترے دیوانے سے آباد ہوا
عمر بھر رنج دیے ہجر کے غم مین گذری — خوش کبھی تجھ سے نہ میرا دل ناشاد ہوا
فائدہ عشق مین کوئی نہ ہوا جز نقصان — غم سے جان گئی مفت مین برباد ہوا
ہا مین گردن مین مری ڈال کے سطوت شیخ — ہنس کے کہتا ہی کہ اب تو ترا دل شاد ہوا

یہ اشعار سنا اور صداے دردناک سُنتا ہوا سر دُھنتا ہوا مسرور رجادو پلٹا جون جون قریب جاتا ہی الفاظ درد آمیز و حسرت انگیز کان مین پہونچتے ہین جی چاہتا ہی کہ اپنے کو چھری ماریے دور سے دیکھا کہ ایک شخص درخت کی بیچ مین سر ڈالے ہوے پلنگ پوش اُوڑھے ہوے بیٹھا ہی مگر آواز سے معلوم ہوتا ہی کہ کوئی عورت ہی کیسی بلک بلک کے رو رہی ہی مسرور قریب پہونچا چاہتے تو اسنے آواز دی کہ کیون صاحب تم کون ہو رونے کا کیا سبب ہی کچھ اُسنے جواب نہ دیا تب اسنے قریب آکر پلنگ پوش چہرے سے ہٹایا کہا کہ ای کشتۂ تیغ حسرت و ای گرفتار دام مصیبت جواب تو دے تیری بیقراری نے میرے دل پہ تاثیر کی ہی جیسے ہی

مسرور نے پلنگ پوش اُٹھایا صاف ثابت ہوا کہ لکۂ ابر روے ماہتاب سے ہٹا بھولی بھولی صورت دوپٹہ آب روان کا پائجامہ اطلس کا بیل اُسپر بنی ہوئی گوٹ اُسمین چڑہاتے کی مگر خار خار ہو رہی ہی زنخ نخل مین سر ڈالے ہوے رو رہی ہی آنکھون سے جو آنسو بہے مین صاف ثابت ہوتا ہی کہ صدف کا منھ کھلا ہی گوہر آبدار اشک ٹپک رہے ہین لڑیان بندھی ہوئین اس ہیئت سے مسرور نے دیکھا کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا آتش عشق کی گرمی ہاتھ پاؤن مین رعشہ قلب تھرایا کلیجہ منھ کو آیا اُسی مقام پر بیٹھ گیا کہا کہ ای مہ جبین تو کون ہی کس مصیبت کا سامنا ہی لات و منات کو پکارتی ہی کیا مصیبت پڑی ہی اس صحراے ہولناک مین کیونکر پہونچی اُس مہ جبین نے منھ تو اپنا چھپا لیا کہا کہ ای شخص کیا پوچھتا ہی فلک درپے آزار ہی مجبور و ناچار ہون بیت چہ گویم از سر و سامان خود عمریست چون کاکل + سیہ بختم پریشان روزگارم خانہ بردوشم ہمارا شوہر ہمکو بیاہ کے لیے جاتا تھا جنگل سے کچھ شیر نکلے شوہر نامرد سب کے پہلے بھاگا مین کمبخت بدنصیب اس طرف نکل آئی کچھ گنوارون نے لوٹا بھی کئی طرح کی مصیبتین پڑین کئی شبانہ روز گذر رہے اسی صحرا مین ماری ماری پھرتی ہون کوئی شیر بھیڑیا ایسا نہ آیا کہ مجھ بدنصیب کو کھا جاتا اس کشاکش سے چھوٹتی اب تو صدمات نہین اُٹھتے تین فاقے بھی گذر رہے ہین آب و دانہ بھی میسر نہین ہوا مگر دم نہین نکلتا اس طرح اُس نازنین نے رو رو کر بیان کیا کہ دل مسرور کا ہل گیا کہا کہ صاحب میرے مقام پر چلو سامنے پہاڑ پر مقام ہی وہان سب کچھ ممکن ہی اُس نازنین نے کہا کہ صاحب تم نامحرم ہو مین کیونکر تمھارے ساتھ جاؤن مرد عورت کا ایک مقام پر ہونا بہتر نہین دنیا کے لوگ کیا کہین گے میری تو بھوک پیاس سے عجب نوبت ہی تین شبانہ روز ایک طور پر گذر رہے کیا سخت جان ہی سواے پیدا کرنے والے کے حال دل کس سے کہون صدمہ بھوک پیاس کا کیونکر اُٹھاؤن

نظم

پیدا ہی یون جہان مین وہ جان جہان روح / پنہان ہی جس طرح سے بدن مین نشان روح
فرقان مین جب قلیل ہی راز نہان روح / کیا خاک پھر سناؤن تجھے داستان روح
کثرت مین یون ہی جلوۂ وحدت کہ جس طرح / بو بوستان مین جسم مین جیسے نشان روح
اس مظہر اتم مین بھی ارض و سما ہی دیکھ / دل ہی اگر زمین تو دماغ آسمان روح
آکر بدن مین روح کا رتبہ گھٹا نہین / روح القدس سے بھی ہی کہین بڑھ کے شان روح
ہی جسم مین کہ عالم ارواح مین مکین / رہتا نہین جہان مین راز نہان روح

ہر روح کے حدوث و قدم کا یہ ماجرا	گر ہر مکان وجود عدم لامکانِ روح
ادراک و علم خاصۂ ارواح ہر نظام	حُسنِ عشر کے ہاتھ مین ہر عنانِ روح

مسرور نے قدمون پر سر رکھدیا کہا کہ صاحب پہاڑ پر چلو مین سب طرح پر تمھاری خاطر کرونگا جان
تک تیر نثار ہر نازنین ناچار ہوئی لڑکھڑاتی ہوئی اُٹھی کئی مقام پر گر بھی پڑی مسرور نے ہاتھ تھام لیا
کہا کہ صاحب نہ گھبراؤ کبھی قد کو دیکھتا ہر کبھی روے زیبا پر نگاہ پڑتی ہر کبھی عالم شباب پر نگاہ کبھی واہ
کبھی آہ اس طرح لیکر بالاے کوہ آیا نازنین نے کہا کہ صاحب غیرون سے مکان کو خالی کرو مسرور نے
کہا کہ چند غلامان جانباز ہین سب صاحبان راز و نیاز ہین میرے پرورش کردہ آپ نہ گھبرائین گھاٹیون
کو طی کرکے بالاے کوہ آیا دیکھا کہ قصر عالی بنا ہوا ہر اُس قصر مین نازنین کو لیکر مسرور جادو آیا چند
غلام حاضر ہین اُنھین نے فوراً اشارے سے مالک کے شراب کی گلابیان لاکر رکھین مسرور نے جلدی
مین دست بستہ عرض کی کہ اے ملکۂ عالم نوش فرمایئے غلامون نے بڑھکر عرض کی کہ نازنینان صحرائی حاضر ہین
مسرور نے کہا کہ بُلا لو وہ ہی نازنینان مہ جبین جو جنگل مین برق کو ملی تھین وہ آکر حاضر ہوئین نازنین
نے اشارے سے پوچھا کہ صاحب یہ کون ہین کہا کہ انکا نازنینان صحرا نورد لقب ہر دن بھر صحرا مین پھرتی ہین
شب کو یہین آکر رہتی ہین نازنین نے سر جھکا لیا وہ بھی آکر بیٹھین اُن سب نے مسرور سے پوچھا کہ کیون صاحب
انکا کیا نام ہر مسرور نے کہا کہ حال انکا لائق ذکر کے نہین ہر صحرا مین آوارہ ہوئین عزیزون نے ساتھ چھوڑا
ایک نے اُنھین سے اشارہ کیا کہ اے افسر اُن مکارون مین سے کوئی نہ ہو اور ہمنے خبر پائی ہر کہ مہتر برق فرنگی
ایک غار مین چھپا تھا اب جنگل مین پھر رہا ہر حکم دیجیے تو لائین مسرور نے اُسکو اشارہ کیا آپ پلٹ کے نقشے پر
نگاہ ڈالی نقشہ دیکھتے ہی عجب حال ہوا غصے سے کانپنے لگا نعرہ کیا کہ او مکار خوب رنگ جمایا میرے گھر مین
چلا آیا چالاک نے چاہا جست کرکے نکلون مسرور نے ایک دو ہتھڑ مارا چالاک لڑکھڑا کے گرا ایک شعلہ
آتش بھڑکا رنگ و روغن عیاری کا جلا دیا صورت اصلی ظاہر ہوئی وہان برق فرنگی جو غار سے نکلا صحرا مین
آوارہ پھر رہا ہر خیال تھا کہ جب کسی مقام پر عیاری کرنا ہوگی تو صورت بدلونگا اصلی صورت پر پھر رہا تھا
کہ کنیز وقت پر پہونچی دیکھا کہ برق فرنگی صورت اصلی پر پھر رہا ہر کنیز تڑپ کر گری برق کی کمر مین پنجہ دیا
برق کو لے بھاگی ہر چند کہ برق چیخا پیٹا کہ ارے مجھکو کہان لیے جاتی ہر مین عیار نہین ہون ٹھہر تو جا
دو چار باتین تو کر لے مین بیچارہ مسافر آفت کا مارا یہان پھر رہا ہون مجھے کیون لیے جاتی ہر اُسنے

جواب دیا کہ او جعلساز و مکار تو نے ہم بھون کو مارا ہوتا ہماری بہن کو مار کر نکل گیا اب اُسکا بدلہ ہوگا اس صحرائے خارستان مین سب جانتے ہین کہ تین عیارون کو آوارہ کیا گیا ہر ایک اُنمین سے تم ہو برق پہنچتے پہنچتے بیہوش ہو گیا یہان چالاک پر مسرور غصہ کر رہا ہر چالاک کہ رہا ہر کہ آپ میری بات تو سُنیے مسرور کہتا ہر کہ او ظالم تو نے وہ رنگ جمایا کہ مجھ ایسا جہاندیدہ مبہوت ہو گیا جی چاہتا تھا کہ تیرے نام پر جان دون حقیقت مین بلائے روزگار ہو تمھارے دام مکر سے نکلنا کمال دشوار ہر فرزند عمرو ہر ایک مکارہ غدار ہر یہ ذکر تھا کہ کنیز آکر پہونچی کہا حضور برق کو لائی برق نے چالاک کو دیکھا چالاک نے برق پر نگاہ ڈالی اپنی حسرت پر دونون روئے چالاک ملبلا کے خوب رویا اُس بلکنے مین اور بیتابی مین یہ چند اشعار زبان سے نکل گئے

نظم

کھو چلے پہلے ہی ناموس کو اور نام کو ہم
پہونچے آغاز محبت ہی مین انجام کو ہم

لن ترانی تری موسیٰ کی زبانی سُنکر
دیکھتے روز ہین آآکے ترے بام کو ہم

بیخود الفت عارض تھے اور اب بندۂ زلف
صبح کے بھولے ہوئے آئے مگر شام کو ہم

خوب انصاف ہر سرکار مین ماشاء اللہ
مہربانی کے لیے غیر ہین دشنام کو ہم

مرغ جان کے لیے مانع قفس چرخ نہین
توڑ کر صاف نکل جائینگے اس دام کو ہم

جلوۂ کثرت و وحدت ہر حقیقت مین ایک
خاص کو عام کہین خاص کہین عام کو ہم

دیر مین یار ملا کفر ہوا دین رعنا
کیون سلام اب نہ کرین کعبۂ اسلام کو ہم

ان اشعار کو سُن سُنکر مسرور بیتاب ہوتا ہر مگر کہتا ہر کہ صاحبو ان مجنون کی باتین نہ سُنو طبیعت کو پریشانی ہوتی ہر جلد انکو قتل کرو اُسی وقت جلاد سامنے آکر موجود ہوا پکار کر آواز دی کہ ای مسرور آج کسپر غصہ ہر مسرور نے کہا کہ ای جلاد صحرائی آج غضب ہوا تھا بیٹا عمرو کا عورت بنکر میرے پاس چلا آیا بہاڑ تک پہونچا بڑی بات یہ ہوئی کہ کنیزان صحرا نوردا گئین اُنھون نے مجکو ہوشیار کیا ورنہ مین اس ظالم کے مکر مین گرفتار ہوتا قتل ہی کر چکا تھا اب میان برق و چالاک دونون گرفتار ہوے انکو جلد قتل کر دشہنشاہ نے گردش صحرا نورد سے مکر تین عیارون کو پھنسایا یہ دونون گرفتار ہوے سے جلد انکو قتل کر جلاد شلنگین لگانے لگا دونون کی گردن پر کولے کا خط دیا اب حکم کا منتظر ہر مسرور کہ رہا ہر کہ جلد قتل کر جلاد دلائل جلادی ختم کر رہا ہر کہ حضور حکم اول ہر سمجھ بوجھ کے دیکھیے جون جون یہ حکم دیتا ہر

برق و چالاک بلک بلک کے دعائین مانگ رہے ہین کہ ای خالق لیل و نہار و ای پروردگار اس نہفت ناگہانی سے بچالے اس مصیبت آسمانی سے نجات دے تیری ذات سے سب طرح کی امید ہے نظم

ای خداوند جہان پروردگار
ای بہنگام مصیبت دوستدار
یافت انسان از تو تاج اقتدار
لطف بے حد و عنایت بیشمار
مبتلاے رنج و غم لیل و نہار
بیدل و بیدست و پا بے اختیار
ہست این ناچیز عاجز خاکسار

ای تسلی بخش اہل اضطرار
قصر عالم را تو کردی استوار
عز و حرمت بندگان جان نثار
بندۂ زارت منم ای کردگار
مضطرب غمگین پشیمان بیقرار
بندہ تنہا دشمن جان صد ہزار
بر کمال فضل تو امیدوار

ای بوقت محنت و غم غمگسار
خاک را بردی باوج افتخار
میکنی بر خلق عالم بار بار
منفعل نادم نہایت شرمسار
لاغر و بے طاقت و زار و نزار
اندرین رنج و ملال و حال زار

مسرور انکے رونے پر ہنس رہا ہے کہتا ہے کہ کیون ای مکارو کل ایک کنیز صحرا نورد کو مار آج میری فکر مین آکے اپنے حال زار پر روتے ہو شرمندہ نہین ہوتے ہو یہ ذکر تھا کہ ایک آندھی سیاہ اٹھی کوہ و صحرا کو اس آندھی نے سیاہ کر دیا صدہا نخل اکھڑ اکھڑ کے گرے پتے اڑتے پھرتے ہین مسرور پکارنے لگا یا سامری و جمشید میری مدد کو آؤ اس آندھی مین برباد ہونے کا ڈر ہی بلاے کوہ میر اگھر ہی ایسا نہ ہو کہ پہاڑ اڑ جائے بڑے غضب کی آندھی چل رہی ہی پتھر ٹکرا رہے ہین ایسا نہ ہو کہ پہاڑ اڑ جائے مسرور مع کنیزون کے کانپ رہا ہی کنیزون کے ہوش اڑے ہوے ہین سب کو یہی خوف ہی کہ پہاڑ نہ اڑ جائے زندگی دشوار ہی ہر خرد و کلان بیقرار ہی آندھی شق ہوئی ہوا تھمی مسرور نے دیکھا کہ گردش صحرا نورد ایک تخت پر سوار چند ساحر و مصاحب ہمراہ ہنستا ہوا چلا آتا ہی مسرور نے جھک کر سلام کیا گردش صحرا نورد مع مصاحبون کے تخت سے کودا مسرور کو گلے سے لگا لیا کہا کہ ای مسرور ہم تم سے بہت خوش ہوے تم نے ان دونون مکارون کو گرفتار کر لیا یہ صحرا مین غدر ڈالدیتے زندگی دشوار ہو جاتی یہ دونون بلاے روزگار ہین عمرو کو مین گرفتار کرونگا جب مجکو معلوم ہوا کہ چالاک و برق گرفتار ہو گئے قریۂ صحرائی مین آیا دریافت ہوا کہ ایک مہاجن کو عمرو لوٹ کے لے گیا وہ پیٹ رہا تھا کہ ایک شخص چور بنکر آیا پانچ سیر چاندی کا اسباب بیچ کر چلا گیا وہ سب جستے کا بنا ہوا نکلا مین نے سمجھایا کہ نہ گھبرا مین اس مکار کو پکڑ کر لاتا ہون صحرا مین ڈھونڈھتا پھرتا ہون اس ظالم کا کہین پتہ نہین ملتا کئی خوانچے والون کو لوٹ لیا چورن کے روپیے دیے مٹھائی پوریان کچوریان تھال تک لے گیا وہ خوانچے والے بھی روتے پیٹتے ہین

اگر تمھاری صلاح اس مقدمے مین ہو انکو ابھی قتل نہ کرو عمرو بھی گرفتار ہوجائے تینون کو ساتھ قتل کرین
مسرور نے کہاکہ آپ مالک ہین معطل رکھیے مین کیا اور میری صلاح کیا جیسا مناسب وقت ہو گردش
صحرا نورد نے مسرور کو اپنے ہاتھ کا بنا ہوا نقشہ دکھایا کہاکہ دیکھو صاف صاف سامری وجمشید لکھ گئے ہین
کہ ساحر کے ہاتھ سے عیارون کی قضا نہین ہی جو انکے قتل کا ارادہ کریگا خود قتل ہوجائیگا مسرور
کانپنے لگا کہاکہ ای شہنشاہ ساحران مجکو خوف پیدا ہوا آپ کے دم سے یہ صحرائے ویران آباد ہین اگر آپ پر
کوئی افتاد پڑی ہم لوگ بے سروپا ہوجائین گے ہمکو کون پوچھیگا شہنشاہ نے اس بلا کو ہمارے اور آپکے
سپرد کیا اپنے سر کی آفت ہمپر ٹالی ہم لوگ کیونکر اسنے مہلت پائین گے گردش صحرا نورد نے کہاکہ ای
مسرور کیون گھبراتا ہی مین حکم سامری وجمشید مین رخنہ ڈالونگا عمرو کو ڈھونڈھ کر قتل کر دونگا آج
اسی فکر مین نکلا ہون اُستاد و شاگرد آپس مین باتین کر رہے ہین گردش صحرا نورد کا ارادہ ہی کہ تلاش
عمرو مین جاؤن ڈھونڈھ کر گرفتار کرلون چالاک وبرق مسلسل ومطوق بیٹھے ہین کہ آسمان پر
سناٹا ہوا دیکھاکہ افراسیاب جادو تاج زرین سر پر رکھے ہوے اکیلا تخت اڑاتا ہوا آتا ہی مگر کمال غضب
تیور پر بل پڑے ہوے پہاڑ کے سامنے آکر نعرہ کیاکہ منم ساحر یکتا شہنشاہ طلسم ہوش ربا سب نے
جھک کر سلام کیا کنیزین تھرا کر پیچھے ہٹین مسرور وگردش سامنے جم کر کھڑے ہوئے جھک جھک کر سلام
کر رہے ہین گردش کہتا ہی کہ ای شہنشاہ اس وقت آپ کا آنا بہت غنیمت ہوا برق وچالاک کو
گرفتار کیا ہی کیا حکم ہی قتل کرین یا عمرو کی بھی فکر کرین سامری وجمشید تو صاف صاف لکھ گئے ہین کہ
عیارون کی قضا ساحر کے ہاتھ سے نہین ہی افراسیاب نے اُن دونون کے ہاتھ سے نقشے لے لیے اُنکو پھاڑ
کر پھینک دیا کہاکہ اس مہمل کو نہ دیکھو مجھے نام سے سامری وجمشید کے نفرت ہوتی ہی جو جاہل لکھ گئے
دونون نے کہاکہ حضور نقشے کیون پھاڑ ڈالے افراسیاب نے کہاکہ اسمین احکام سامری مرقوم تھے
انکا سالم رہنا مناسب نہین مین اپنے طور کے نقشے بنا دونگا تمکو حال آئندہ وگذشتہ دکھا دونگا دونون
نے سر جھکا لیا افراسیاب نے کہاکہ اہدولت کے آنیکا اس وقت یہ باعث ہوا کہ باغ سیب مین تشریف
رکھتے تھے از روے کتاب سامری معلوم ہوا کہ چالاک وبرق گرفتار ہوے یہ بھی اُس کتاب مین لکھا تھا
کہ گردش صحرا نورد ومسرور کی قضا بہت قریب ہی عیار قتل نہ ہونگے دونون پر آفت آجائیگی اہدولت
اٹھکر باغ سامری مین گئے دیر مین جاکر دعا کی وہانسے حکم ملا کہ پہلوے دیر مین ایک پڑیا رکھی ہی اسکو

جلد لیجاؤ شراب مین ملاکر دونون کو پلاؤ کنیزین بھی محروم نہ رہین ہزار ہزار سال کی عمر انکی بڑھ جائیگی گردش صحرا لنورد و مسرور افراسیاب کے گرد پھرنے لگے کہا شہنشاہ نے بڑا احسان کیا یہ تکلیف فرمائی افراسیاب نے کہا کہ شراب لاؤ یہ بھی افراسیاب کہتا جاتا ہے کہ بعد شراب پلانے کے نقشے بھی بنا دونگا دمبدم حال دریافت کرنا آج سب باتین پختہ کردونگا شراب آکے رکھی گئی افراسیاب نے شراب مین پڑیا ملائی مسرور و گردش صحرا لنورد افراسیاب کی مہربانی پر وجد کر رہے ہین کہ یہ عنایتین اور یہ پرورشین شہنشاہ لاچین مین کہان تھین اپنے ملازمون کی پرورش فرمائی ہماری زندگی مین یہ کوشش کی جام لبریز کر کے اپنے ہاتھ سے گردش صحرا لنورد کو دیا گردش نے اٹھکر سلام کیا جام بے اندیشۂ انجام پیگیا افراسیاب نے مسرور کو بھی جام دیا اور کہا کہ اے مسرور خوش ہو مین القاب سامری بھی پڑھ رہا ہون یہی چاہتا ہون کہ تم لوگ قوت بازو زینت پہلو رہو مسرور نے جھککر سلام کیا جام پیگیا کنیزین سرنگون کھڑی تھین کہا ارے تم کیون پریشان ہو عمر دو دو ہزار برس بڑھیگی عاقبت کے بورئے تھین سمیٹو گی کنیزین جھک جھک کے سلام کرنے لگین بلائین لیتی ہین ترقی جاہ و جلال کی دعائین دیتی ہین جام لے لے کے سبھون نے پئے چالاک برق سے کہ رہا ہے کہ قبلہ و کعبہ آگئے انشاء اللہ وقت رہائی قریب ہے گردش صحرا لنورد بدنصیب ہے اب ہماری لیاقت ظاہر ہوگی برق اسباب محفل تاک رہا ہے کہ چھوٹتے ہی لوٹونگا چالاک کہتا ہے کہ ارے قبلہ و کعبہ خفا ہونگے برق کہتا ہے خفا ہونے دو وہ خوش کب ہوتے ہین یہان تو یہ کیفیت ہے کہ دست دراز بان ہونے لگین کنیزین ہاتھ مٹکا رہی ہین چاہتی ہین کہ اٹھکر ناچین ایک کنیز شوخ و شنگ موسوم بہ اورنگ افراسیاب کی طرف نگاہ ملاکے یہ غزل گانے لگی **نظم**

دل کسی سے لگے خدا نہ کرے
کب ہے معشوق جو جفا نہ کرے
یہ رقیبون کی ہے سخن سازی
خاک عاشق کو کیمیا نہ کرے
آج آیا نہین وہ غیرت گل
شور محشر کہین بپا نہ کرے
خون بہایا ہے تیغ رعنا کا

کہین اللہ مبتلا نہ کرے
خضر اللہ موت دے لیکن
بے وفا آپ ہون خدا نہ کرے
خاک خاک شفا ہے جب بس مرگ
باغبان منھ ادھر صبا نہ کرے
موت آجائے تو غنیمت ہے
کیون وہ دعوائے خونبہا نہ کرے

کب وہ عاشق ہے جو وفا نہ کرے
بحر الفت کا آشنا نہ کرے
عشق ممکن ہے جو نہ ہو اکسیر
کیون یہ دل قصد کربلا نہ کرے
تیری خلخال پا کا کھٹکا ہے
پر صنم سے خدا جدا نہ کرے

افراسیاب نقلی کہہ رہا ہے کہ

نازنینان مہ جبین گاتی ہین دل لبھاتی ہین گر افراسیاب اصلی باغ سیب مین بیٹھا ہو نازنینان جبین
ومہ جبینان پر تمکین کے ساتھ عیش کر رہا ہے کسی کے منھ سے نکلا ہو عیارون کو حضور نے آوارہ کیا تھا
اُنپر کیا گذری افراسیاب جیسے سوتے سے ہوشیار ہوا کہا کہ بدولت نے فراموش کیا تھا یہ شخص اُنپر نگہبان
ہے گردش صحرا نورد بالیقین معتقد سامری و جمشید ہے دل کو امید ہے کہ اُسکی نمکحلالی سے نہین
نکل سکتے دوڑا دوڑا کر مار ڈالیگا یہ کہکر افراسیاب نے کتاب اُٹھائی کتاب کو دیکھتے ہی تاج دے مارا
کہا کہ یار و غضب ہوا میری صورت بنا ہوا عمرو سب کو شراب پلا چکا ہے اب قتل کیا چاہتا ہے یہ کہکر خود اُٹھا
کہا کہ جاکے سار بان زادے کو لاتا ہون ملکہ گلعذار جادو بیٹھی تھی اُسنے عرض کی کہ سرکار کیون تکلیف کرتے
لونڈی جاتی ہے ابھی تینون عیارون کو لیکر آتی ہے یہ کہکے گلعذار چلی ہوا کو کاٹتی ہوئی جاتی ہے یہان عمرو نے کہا کہ
اے گردش صحرا نورد ذرا اُٹھکر ٹہلو گردش صحرا نورد جیسے ہی اُٹھا لڑکھڑا کے زمین پر گرا مسرور بھی اُٹھا
اور بیہوش ہوا کنیزین لینا لینا کرکے دوڑین بیہوشی تاثیر کر چکی تھی سب لڑکھڑا کے گرین عمرو نے اپنے نام کا

نعرہ کیا نعرۂ عمرو تصنیف مصنف	مرا نام ہے خواجۂ خواجگان	عمرو ذیشم مہتر مہتران
مری نسل سے مکر پیدا ہوا	مرے نام پر غدر شیدا ہوا	اڑاتا ہون کفا سے مین دھوئین
جھکاتا ہون دشمن کو ہر دم کنوئین	مرا مکر ہے گلشن قیل و قال	مری چال سے ہے صبا پائمال
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا	نشان سخا مری گردباپوش کا	مرا افسر ذیشم نامدار
امیر عرب شیر پروردگار	یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہے	کہ آقا ہمارا جہانگیر ہے

عمرو نے جھپٹ کر گردش صحرا نورد کو خنجر مارا اندھیرے مین کنیزون کو قتل کرنے لگا ذرا روشنی ہوئی تھی عمرو نے
مسرور کو خنجر مارا فوراً مسرور کا بھی سر کاٹ لیا اسباب محفل کا لوٹنے لگے برق نے کنیزون کے
کپڑے اُتارے کسی کے جھومر کڑے کسی کے چھلے اُتارے عیار مجلس کو لوٹ رہے تھے راہ مین گلعذار نے
آواز سُنی کہ گردش صحرا نورد مارا گیا یہ سب سے چلا رہے تھے غل مچا رہے تھے گلعذار سُنکر دوڑی اُس وقت
آکر پہنچی کہ تینون عیار اسباب محفل کا لوٹ رہے ہین عمرو نے جال مارا تمام اسباب کھینچکر داخل زنبیل
کیا برق نے جو دیکھا کہ تمام اسباب غائب ہو گیا چھت پر دے کاٹنے لگا کہ آسمان سے نعرہ ہوا کہ اے شیطان
ای نا عیاران اب میرے ہاتھ سے کیونکر بچو گے منم ملکہ گلعذار جادو عمرو نے جو دیکھا کہ گلعذار قریب
آگئی برق و چالاک تو ایک جانب بھاگے گلعذار نے سحر کیا چالاک و برق دونون گرے عمرو نے

اپنے کو مردون مین گرا دیا گلعذار چارجانب دیکھتی ہوئی دہلا پتلا۔ انتہا کیا ہوا وہ ہی سب کا اُستاد ہی صاحب ظلم و بیداد ہی پھرتے پھرتے اُس مقام پر پہونچی کہ جہان عمرو مُردے سے لپٹا پڑا تھا انسعف مُردہ اپنے اوپر سے لیا گلعذار دیکھتی ہوئی بڑھی عمرو نے اُٹھ کر حلقہ پاسے کمند گلے مین ڈالدیے کہا کہ او ملعونہ اب کہان جائیگی جھٹکا مارا حباب مار کے بیہوش کیا جھپٹ کر خنجر مارا گلعذار کا شکم چاک قصہ پاک آندھی سیاہ اُٹھی عمرو کود کے بھاگا یہان افراسیاب کے سامنے گلدستہ جو گلعذار کا تھا وہ جلا افراسیاب نے کہا کہ غضب ہوا گلعذار کو بھی مار امیر الحمر تباہ کر دیا ایسی ساحرہ نا ممکن ہی نہین معلوم کس فریب مین پھنسی یہ کلمات حسرت کہکے افراسیاب خود چلا اُس پہاڑ پر آکر پہونچا دیکھا لاشے سب کے پھڑک رہے ہین مکان سب لُٹا پڑا ہوا افراسیاب کو بہت ناگوار ہوا دیر تک اُنکی لاشون پر کھڑا ہو کر رو دیا بعد اُسکے سوچا کہ آج عمرو کو مار ڈالونگا یہ سوچ کر افراسیاب تلاش عمرو مین چلا ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے کہ یہ داستان حیرت عنوان متعلق جلد سوم تھی جاتا افراسیاب کا ملنا عمرو کا یا نہ ملنا ناظرین پر ظاہر ہو گا اس داستان کے آگے داستان عجائب عنوان شعلہ خوار آتشی کہ شیطان بچہ ہونا ظاہر ہو گا

دو کلمہ داستان جلالت عنوان شعلہ خوار آتشی کہ شیطان بچہ رازدار طلسم ہو سوا تحفہ جات طلسمی کے بہت سے تحفہ جات ایسے ہین کہ جابجا افراسیاب نے رکھے ہین الکہ زمانہ لاچین سے جو شی جس مقام پر ہے وہان سے منتقل نہین ہوئی اُن سب کا یہ شیطان بچہ رازدار ہے یہ حال بتصریح تحریر ہو گا باقی حالات متعلقہ داستان ہذا۔ ساقی نامہ مصنف

کدھر ہی تو اے ساقیِ ارجمند
ہوئی جبکہ گردش تو ساغر چلے
جو عارض کو ماہ دو ہفتہ کہا
قد یار کو سرو گلشن کہا
نہ ہو کیا سے ذکر مین قیل و قال
پڑھی آبرو دُرج گوہر کہا

ادائین تری دل سے آئین پسند
وہ دست بلورین کہ مینا سے ہو
کمال ہنر کا بھی رتبہ گھٹ جا
یہ کب کیا مکے ناز و انداز ہین
کہ مردے بھی ہونے لگے پائمال
سخن مین سراسر کرامات ہے

ملی آنکھ اور مست ہین دل چلے
لکھون شاخ مرجان تکلف یہ ہے
مضامین نو کا تجسس ہوا
عجب چال مین اُنکی اعجاز ہین
دہن غنچہ گلشن مدعا
صفت کیا لکھون راز کی بات ہے

وہ زلف سیہ نافہ مشک ہے
خطا و ختن بھی معنبر ہوا
صبا کوے گیسو مین جب آگئی
مجھے عطر فتنہ سنگھانے لگی
دل غمزدہ غم سے پامال ہے
پھرے ہجر جانان مین ہم کوبکو
مجھے رو روداد الفت کیا
کہ شاہ طلسمات ہے جنگ پر

رہ تار کرنا پڑی ہمکو طے
یہ مضمون نو ہے سراسر پسند
یہ خوشبو جو سونگھی تو یاد آگئی
شب ہجر کا ذکر کیون آگیا
سنایا جو کچھ ہجر مین حال ہے
کبھی سوے صحرا روانہ ہوا
ستم چرخ نے ہجر کا بھی دیا

دماغ مضامین معطر ہوا
کیے مشک تر زلف کو یاکمند
ہوئی ابتری رنگ لانے لگی
دل غمزدہ غم سے بھر آگیا
مضامین نو کی ہوئی جستجو
کہ دل تیر غم کا نشانہ ہوا
قلم داستان آگئی رنگ پر

چہرہ شفقہ کشایان علم ہاے جنگ سازی و پرچم نمایان رایت عساکر جانبازی لشکر ظفر اثر بیان حیرت عنوان کو یون آراستہ کرتے ہین شعر مصنف ترنم طراز فصاحت مقال + چنین مینگارد زکلک خیال + گزارش کرچکا ہون کہ افراسیاب جادو بصد قہر و غضب تلاش مین خواجہ عمرو کی چلا ہے افراسیاب تخت پر سوار ابر گلنار کا سر پر سایہ طائران مزبرا نغمہ سنجی کرتے ہوے نشان سواری افراسیاب ظاہر تقضاے کار ملکہ احسن حسن آرا کوہ قتنہ پر مع اپنی انیسون اور جلیسون کے صحبت آرا ہین صحبت شراب وکباب درست نازنینان پری پیکر چالاک و چست ایک ایک عنبرین مو ماہ رو قد سرو لب جو خال ہند و چشم جادو شعر بہر خندہ دگر لب برانگیختی + نمک بر دل خستگان ریختی + نازدادا سامنے اپنے مالک کے یہ غزل گا رہی ہین نظم

ہم خون دل کو پیتے ہین بدلے شراب کے
مثل حباب ہستی ہے موہوم بے ثبات
افلاک پر چمکتے ہین تارے جو اسقدر
کچھ لائے سمجھے نہ لیچلے آخر کچھ اپنے ساتھ
پیاسے ہوے جو رند پلائی سبیل ہے
ہے لذت وصال کا فقر اک واسطے
کرتے نہین وہ بات تلک بھی شب وصال
رعنا خدا کے سامنے کہدینگے ہم تو صاف

لخت جگر سے لطف اٹھائے کباب کے
بحر جہان مین نقش ہین ہم روے آب کے
ذرے ہین سب یہ خاک در بوتراب کے
محشر مین وسوسے نہین ہمکو حساب کے
سیر جہان سے کام کیے ہین خواب کے
تخچیر ہو مے سیتے ہین جھکسکر رکاب کے
انداز کچھ نرالے ہین شرم و حجاب کے
بندے ہین بارگاہ رسالت مآب کے

ملکہ احسن حُسن آرا مسند پر جلوہ فرما ہین صحبت عیش و نشاط آراستہ ہی کہ ملکہ نے سر اوٹھا کر دیکھا ایک ابر
گلنار سے موتی برس رہے ہین زیر ابر طائران خوش الحان پر ون کو کھولے ہوے مصروف زمزمہ سرائی
ابر گلنار کی رعنائی و زیبائی ملکہ احسن حسن آرا نے کہا کہ شاید شہنشاہ تشریف لاتے ہین اوٹھ کھڑی ہوئین
کہ ابر پہلوے کوہ مین پہونچا ملکہ نے پکار کر عرض کی کہ ای شہنشاہ عادل سخی و با ذل ہمارے کوہ کے قریب
سے جانا اور کنیزان راسخ الاعتقاد کو سرفرازنہ کرنا عنایت بے نہایت سے بعید ہی افراسیاب نے پلنگ
دیکھا کہ ملکہ احسن حُسن آرا دریاے جواہر مین غوطہ زن گرد کنیزان ماہ رو شعلہ خو کھڑی پکار رہی ہین
حقیقت مین عجب ناز و انداز سے پکاری ہی جی مین کہتا ہی کہ ای افراسیاب معشوق قیامت خیز ہی مسدس

چوٹی اک کالی بلا سر پہ ہی میرے اسوار — آہو چشم ہوے دام مین کاکل کے شکار
آستین کے ہین وہ افعی جو گلے کے ہین ہار — مانگ چوٹی ہی نہ کنگھی ہی نہ سرمہ نہ سنگار

بوے کاکل سے دماغ اپنا اوڑا جاتا ہی
طائر حُسن بھی جنجال مین گھبراتا ہی

دم اُلجھتا ہی اگر زلف مین اُلجھا شانہ — تاب سے ہی دلِ سودہ زدہ بیتابانہ
کان کی بالیون تک بار ہوا دُر دانہ — ہی سد اگوش بر آواز دلِ دیوانہ

صاف تقدیر کا بل ہو گئی ماتھے کی شکن
خاک افشان کی جگہ ملتی ہون بسکر جو گن

سراپا خوب معشوق محبوب دل عاشق کو مرغوب افراسیاب نے فوراً تخت کو اُتارا ابر غائب ہوا
طائر مخفی ہو گئے افراسیاب نے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا اس محبوب مطلوب کو دیکھکر ایسا بھولا مقدمۂ عمرو کو
بالکل بھولا ملکہ نے پوچھا کہ اس وقت حضور کہان سے تشریف لاتے ہین کیا کسی کار ضروری کو جاتے ہین
افراسیاب نے کہا کہ ای شہنشاہ اقلیم حُسن و جمال وای اورنگ نشین ممالک جاہ و جلال اس وقت
تلاش مین عمرو کی چلا تھا کئی سردار اُسنے ایسے مارے کہ دل پر داغ ہی ملکہ احسن حُسن آرا نے کہا کہ عمرو کا
گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہی نامہ حضور کا میرے پاس بھی پہونچا تھا مین تیاری مین مصروف تھی امروز
فردا مین خدمت ملکہ حیرت مین حاضر ہوتی حضور تشریف رکھین اگر حکم ہو تو مین خود جاؤن ساربان ادا
کو گرفتار کر لاؤن افراسیاب نے کہا کہ جسوقت جی چاہیگا اُس ساربان زادے کو گرفتار کر لونگا یہ

تم سے کہاں جائیگا آخر دام کر مین پھنسے گا تم تکلیف نہ کرو تمھاری تکلیف مجھپر بہت شاق ہو دل تمھاری سحر بیانی کا مشتاق ہو احسن حسن آرا نے سر جھکا لیا کہا کہ مین حضور کی رفع تکلیف کے لیے عرض کرتی تھی یہ سنکر افراسیاب نے کہا کہ مین نے تنہا قصد کیا تھا ابر سحر سر پر لہرایا طائرون نے تمھارے کوہ کا راستہ بتایا احسن حیران ہو کہ مین کیا کرون یہ تو جھاڑ کا کانٹا بن گیا لاکر مسند پر بٹھایا شراب و کباب کا چرچہ ہوا اگا نین سامنے موجود ہین رقص و سرود کا چرچہ ہوا افراسیاب تو یہان مصروف عیش و نشاط ہو جمال جہان آرا بے احسن کو دیکھ رہا ہو یہی خیال ہو کہ آج شب کو بھی یہین رہون اس معشوقہ سے مزے اڑاؤن لیکن خواجہ جو کوہ کو لوٹ کر ساحران مذکور کو قتل کر کے چلے تھے چالاک و برق تو الگ نکل گئے مگر خواجہ عمرو عیار تنہا صحرا کی سیر کرتے ہوے مال و اسباب جو بہت لوٹا ہو دل مین حساب کر رہے ہین اُٹھے ہوے چلے آتے ہین کان مین آواز گانے کی پہونچی سر اُٹھا کر دیکھا کہ شہنشاہ افراسیاب ایک معشوقہ کو پہلو مین لیے بر سر کوہ بیٹھا ہو ناچ گانا ہو رہا ہو دیکھتے ہی خوش ہو گئے خیال مین گذرا کہ اس جلسے کو بھی درہم برہم کرین طرف کوہ کے چلے دیکھا کہ گھاٹی پر ایک کنیز بیٹھی ہو غیرون کے آنے جانے کی روک ٹوک ہو خواجہ با تکلف گھاٹیون کو طے کرتے ہوے چلے ایک بڈھے سپاہی کی شکل بنے ہوے کنیز نے جو دیکھا کہ ایک بڈھا آتا ہو پکار کر آواز دی کہ بڈھے میان کہان آتے ہو خواجہ نے سر جھکا لیا کنیز نے کئی آوازین دین جب لاجواب قریب آئے تو کنیز نے ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ بالاے کوہ نہ جاؤ خواجہ نے کہا کہ گھڑی بھر سوے ہو غصہ کنیز سمجھی بڈھا بہرا ہو کان سے منھ لگا کر کہا کہ پہاڑ پر نہ جاؤ شہنشاہ بیٹھے ہین ملکہ احسن نے بھی لیا ہو خواجہ یہ سنکر بہت ہنسے کہا کہ بی بی اب مین سمجھا ہم نہ جائین ابھی یہانسے پلٹین نوکری کا خیال تھا اس وجہ سے چلے آئے ابھی تمھارے سامنے سے گئے بھول گئین ہمارا خزانے پر پہرا ہو ہم پلٹے جاتے ہین اگر خزانے کا تمکو اہتمام کرنا ہو گا دیکھو یہ ڈبا جواہرات کا ہو ایسا نہ ہو ہمین کوئی پکڑ لیجائے اسے کیونکہ لاکھون کروڑ روپے کا جواہرات ہو شہنشاہ کو میرا بڑا اعتماد ہو مین اسکو لیے لیے پھرتا ہون کنیز نے ڈبا ہاتھ مین لیا خواجہ کہتے ہین کہ ملاحظہ فرمائیے جیسے ہی کنیز نے ڈبا کھولا اسمین سے دھوان نکلا کنیز بیہوش ہو کر گری خواجہ اُسے کھینچ کر کنارے لائے کپڑے اُتار لیے اُسی کنیز کی صورت بنکر جلسے مین آئے دیکھا کہ افراسیاب کس محبت سے احسن حسن آرا کو دیکھ رہا ہو کہ رال ٹپکی پڑتی ہو چاہتا ہے کہ گلے مین ہاتھ ڈال دے مگر اختلاط ظاہری کرون احسن اپنے کو کھینچے ہو کبھی کہتی ہو کہ اے شہنشاہ ملکہ حیرت جادو سُن پائینگی تو فساد

نجا ئینگی مجھسے اُنسے بڑی محبت ہی افراسیاب کہتا ہی کہ وہان کون کہنے جائیگا ان باتون کا خیال نکرو حسن خاموش ہو رہتی ہی گائن جو سامنے گا رہی تھی بولا کر اپنے مقام سے اُٹھی واسطے پیشاب کے ایک گوشے مین آئی عمرو بھی جھپٹ کر وہین پہونچا حباب مار کر اُسے بیہوش کیا گائن کی شکل بنکر محفل مین تھتے ہوے آئے افراسیاب پر جو نگاہ ڈال تیکھے جو صورت دکھائی افراسیاب بھی اس طرف دیکھنے لگا کہا کہ ای احسن حسن آرا تمھاری گائن بڑی طرار معلوم ہوتی ہی اس سے کہو کہ کوئی غزل گائے خواجہ کو اشارہ کی دیر تھی ساز بنا رہی گنگنا کے یہ غزل شروع کی

نظم

دامن صحرا لیا دامان در جانان چھوڑ کر
جیسے آیا قیس ناحق کوے جانان چھوڑ کر

رنج و غم درد و قلق حرمان و حسرت یاس تھے
جان عاشق کیون نکل آئی یہ مہمان چھوڑ کر

کر دیا عالم تہ و بالا سمند یار نے
خاک اُڑایا کیجیے گور غریبان چھوڑ کر

جذب الفت لے گیا یوسف کو ورنہ مصر مین
بادشاہی کے لیے جاتا وہ کنعان چھوڑ کر

کھینچے کیا عشق گیسو عشق ابرو کرکے ترک
دیر کب جاتے ہین کعبے کو مسلمان چھوڑ کر

لیگئی قسمت بیابان مجکو کوے یار سے
ورنہ بلبل بھی کہین جاتی ہی بستان چھوڑ کر

بزم جانان مین سبھے لایا مرا جذب رسا
جائیگی بلبل کہان اب گل کا دامان چھوڑ کر

پانکے فرصت خانۂ محبوب مین جاؤن ابھی
جائے دم بھر بھی در جانان جو دربان چھوڑ کر

ہر بیابان کوچۂ محبوب کے آگے بہشت
کون جاتا ہی بیابان کو گلستان چھوڑ کر

واسطہ بس روح کا ہی ورنہ دیکھو بعد مرگ
جاتے ہین کیون قبر مین انسان کو انسان چھوڑ کر

کارخانہ تھا جو دنیا کا نہایت بے ثبات
چل دیے نواب مردان علیخان چھوڑ کر

اس رنگ مین یہ غزل گائی کہ افراسیاب نے کہا کہ احسن حسن آرا اس وقت تمھاری گائن کا گانا اس طور کا ہی کہ جیسے عمرو گاتا ہی اگر وہ ظالم دشمن جان و تشنۂ خون نہ ہوتا تو اس لائق تھا کہ اُسکو تعویذ بازو بنا کے رکھتے کس کس طرح مین نے چاہا کہ عمرو کو تسخیر کردن اُسکے دل سے ہماری دشمنی نہین جاتی مکاری اُسکے رگ و ریشے مین بھری ہی احسن نے کہا کہ میری پرانی گائن ہی ہمیشہ سے خوب گاتی ہی افراسیاب جادو خاموش ہو رہا عمرو اشارے کنائے کیے جاتا ہی افراسیاب پیا جاتا ہی نگاہ سے نگاہ مل رہی ہی اُبھر اُبھر کے اپنے کو دکھاتا ہی کبھی دوپٹہ سینے سے ہٹا لیا شکم صاف و شفاف دکھایا افراسیاب بھی

اشارے کرنے لگا گائن اپنے مقام سے اٹھی دست بستہ عرض کی کہ ای شہنشاہ آج صحبت بے لطف ہے کیونکہ
شراب کا چرچہ نہین افراسیاب نے احسن کی جانب دیکھا کہا کہ ملکہ سنتی ہو تمھاری گائن کیا کہتی ہے
احسن نے کہا کہ کیون شگوفہ کیا چاہتی ہے عمرو نے دست بستہ عرض کی اتفاق سے شہنشاہ کا آنا اس وقت
ہوا آج روز سعید ہے بلکہ بہتر از عید ہے میخانے مین حکم دیجیے آج کنیز انتظام کرے قرابے نکال کر لاؤ
گلابیان درست کرون ملکہ احسن نے کنجی میخانے کی شگوفہ کو دی شگوفہ شگفتہ ہو گئی میخانے مین پہونچی
کہا کہ داروغہ صاحب آپ اطمینان سے بیٹھے ہین آج شہنشاہ تشریف لائے ہین عمدہ عمدہ شراب نکالو
دعوت کا سامان کرو عمرو نے قرابے نکالنا شروع کیے داروغہ صاحب بھی شریک ہین سب طرح کے اسباب
ٹھیک ہین یہان افراسیاب نے احسن سے کہا کہ اس وقت اس گائن نے وہ حرکت کی کہ جو خاص
عیارون کی ہے مجکو شک ہوتا ہے ذرا سمجھ لون یہ کہکر انگشتر جمشید انگلی سے اتاری یہان خواجہ عمرو
کا کلیجہ دھڑکا داروغہ صاحب سے کہا کہ قرابے محفل مین لیجاؤ دیکھو تو کیا چرچہ ہو رہا ہے داروغہ قرابے
لیکر آیا یہان افراسیاب نے انگشتر جمشید کو اچھالا یہ کہکے کہ شگوفہ گائن کون ہے شعلہ سے آواز آئی
کہ شگوفہ گائن نہین ہے عمرو عیار شراب لینے گیا ہے افراسیاب نے کہا کہ ملکہ خاموش رہو جس وقت وہ
شراب لیکر آئے گرفتار کرلون مین اسکی تلاش مین تھا وہ خود میری فکر مین ہے داروغہ نے سب باتین سنین
افراسیاب تو انتظار کر رہا ہے کہ عمرو آئے تو گرفتار کرون داروغہ نے آکر عمرو سے کہا کہ شگوفہ تمنے کچھ
اور بھی سنا افراسیاب تمکو عمرو سمجھا ہے عمرو سمجھا کہ کلیجہ دھڑکنے کا یہی باعث تھا عمرو نے فورًا گلیم اوڑھی
افراسیاب یہان انتظار کر رہا ہے کہ اگر عمرو آئے تو گرفتار کرون داروغہ گلابیان لیکے آتا ہے جب
کئی مرتبہ داروغہ ہی آیا تو افراسیاب نے کہا کہ ارے شگوفہ کہان ہے داروغہ نے کہا کہ گلابی لیکر آتی ہے
افراسیاب نے کہا کہ تلاش تو کرو سب لونڈیان ڈھونڈھنے لگین چہار طرف ڈھونڈھا کہین شگوفہ کا پتہ
نہین لگا افراسیاب نے کہا کہ ساربان زادہ نکل گیا حقیقت مین کیا بات ہے اسکی عیاری کرامات ہے
مین نے یہان کہا انگشتر جمشید کو اچھالا اسکو بھی خبر ہو گئی اب داروغہ بیچارہ اہتمام کر رہا ہے شراب
لا لا کے رکھی تیسری مرتبہ خود داروغہ میخانے مین آیا دیکھا کہ شگوفہ کھڑی رو رہی ہے داروغہ نے کہا کہ اے
شگوفہ تیری تلاش ہے شگوفہ نے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا کہ داروغہ صاحب مجھے بچائیے ایسا نہ ہو کہ مجھے
قتل کرین باتین کرتے کرتے عمرو نے حباب مارا داروغہ بیہوش ہوا داروغہ کو تو عمرو نے کپے مین ڈال دیا

اسکی شکل بنکر محفل مین آیا کہا کہ حضور شگوفہ دیوار کود کر بھاگ گئی ہین اگر جانتا کہ یہ عمرو عیار ہی تو اُسکو پکڑ لیتا
مین آگاہ نہ ہوا وہ نکل گیا افراسیاب نے کہا کہ اب جو کہین دیکھنا تو پکڑ لینا داروغہ نے کہا کہ حضور ایسا ہی ہوگا
وہ مجکو دھوکا دینے آئیگا یہ کہتا جاتا ہی اور گلابیان رکھ رہا ہی جب گلابیان آراستہ ہو چکین داروغہ نے
دست بستہ عرض کی اب حضور نوش فرمائین شراب محفل مین چلنے لگی پہلے افراسیاب ہی نے پی احسن حسن آرا
کو بھی شراب پلائی کنیزون کو اشارہ ہوا کہ تم بھی پیو کنیزون نے بھی شراب پی تھوڑے ہی عرصے مین بیہوشی
نے اپنی تاثیر کی افراسیاب تو ضبط کرتے کرتے مسند پر سر ڈال کے رہگیا ملکہ احسن حسن آرا بھی بیہوش
ہوئین عمرو نے لوٹنا شروع کیا خوب محفل کو برباد کیا عمرو نے ملکہ احسن حسن آرا کو جو نہایت حسین و
جمیل پایا اُٹھا کر زنبیل مین رکھ لیا افراسیاب کا تاج کمند پھینک کر کھینچ لیا افراسیاب کو چاہا کہ آزار
پہونچاوے آسمان سے نعرہ ہوا کہ خبردار او ساربان زادے کیا کرتا ہی منم ماہیان زمرد پوش خواجہ
پہاڑے کو دپڑے ماہیان افراسیاب کو لیکر پردۂ ظلمات مین آئی پردۂ ظلمات مین لاکر ہوشیار کیا
ہوشیار ہوتے ہی افراسیاب جھلانے لگا کہا کہ نانی اماں تم مجکو کیون لائین مین تو عمرو کی تلاش مین تھا
یا جان دونگا یا عمرو کو پکڑونگا ہرچند ماہیان نے منع کیا مگر افراسیاب نے نہ مانا براے تلاش
خواجہ عمرو چلا یہان خواجہ عمرو احسن حسن آرا کو لیے ہوے اپنے لشکر مین آئے ملکہ مہرخ وغیرہ سے
ملے ملکہ مہرخ نے سب حال پوچھا عمرو نے کہا کہ ایک نازنین مہجبین کو لایا ہون ملکہ مہرخ نے کہا کہ
خواجہ نکالو خواجہ عمرو نے عین بارگاہ مین احسن حسن آرا کو زنبیل سے نکالا ملکہ مہرخ نے پکار کر
آواز دی کہ ای ملکہ احسن حسن آرا خدا کی قدرت دیکھو کہ ہم مقابلۂ افراسیاب مین لشکر لیے ہوے اُترے ہین
برابر مقابلے ہو رہے ہین ہنوز خدا بچا لیتا ہی عمر طلسم تمام ہو چلی انشاء اللہ اسد غازی چھوڑیگا قاتل
افراسیاب وہی جوان ہی کتاب سامری ہر جگہ موجود ہی ملاحظہ فرمائیے اسد کی تصویر بانیان طلسم
ہر جگہ کھینچ گئے ہین جب گنبد نور پر ملکہ حیرت نے اسد کو گرفتار کیا شعلہ بن شرارہ تندخو سے
جنگ جو جو ہاتھ سے اسد کے ذلیل ہوئی ملکہ حیرت نے کتاب منگوا کر تصویر اسد نامدار دیکھی ہوش و
حواس اُڑ گئے ہی کلمہ فرمایا کہ طلسم کشاے اصلی آگیا دیکھین اب کیا ہو صحراے حیرت مین جا کر قید ہوئی
دختر افراسیاب عاشق ہوئی ملکہ مہرخ نے پھر فرمایا کہ ہم آکر شریک ہوے اُسی دن سے سردارون کا
تانتا بندھ گیا آج ہمنبرد افراسیاب کہلاتے ہین آیندہ پروردگار مالک ہی یہ وہی سزا ہی کہ

افراسیاب نے بوجہ سلطنت لاچین بے لی اُس مقدس کو قید کیا وہ بھی اب قید سے چھوٹیگا ای
احسن حسن آرا وہ معرکہ دیکھو کی کہ جسپر قتل کو رسائی نہو احسن نے نگاہ اُٹھا کر دیکھا بہار گلعذار
حسن ملکہ حیرت کی بیٹھی ہین تمام سرداران نامی و ساحران گرامی بارگاہ مین جمع ہین دیکھکر دل
خوش ہوگیا دل مین اپنے کہتی ہے اگر ان سب کو افراسیاب قتل کریگا ہم بھی ان سب کے ساتھ
قتل ہوجائینگے اگر یہ سب بچینگے ہم بھی بچینگے حقیقت مین عمرو بلاے روزگار ہے افراسیاب نے وہان
انگشتر کو پھیلا احوال عمرو کا کھلا یعنی عمرو کیونکر غائب ہوگیا کسنے ہمکو بیہوش کیا ایسے صاحبان فراست
کہان ہوتے ہین ایسی ایسی باتین سوچکر اشارہ کیا کنیز اطاعت کرلی ہے ملکہ مہرخ نے اپنے ہاتھ سے
اُٹھکر سوزن نکالا احسن قدمون پر گری ملکہ مہرخ نے گلے سے لگا لیا سب سردارون سے
ملی دل سے مطیع اسلام ہوئی یہان حیرت جادوئی بارگاہ مین بیٹھی تھی کہ افراسیاب پھر آکے
پہونچا حیرت نے تعظیم کی افراسیاب تخت پر آکے بیٹھا حیرت با ناز و کرشمہ سامنے موجود ہے مگر
افراسیاب کس بات پر توجہ نہین کرتا کہ صرصر عیار فتا آکر پہونچی عرض کی ای شہریار احسن
دل سے مطیع اسلام ہوگئین آج تو اہل اسلام مین بڑی خوشی ہے یہ سنکر افراسیاب تلملا گیا کہا ارے
احسن نے بوجہ احسن اطاعت کی صرصر نے عرض کی اب کھلی ملی ہوئی تھی اپنی لیلا سے بڑے رسم و
مراسم مین آپس مین باتین ہورہی ہین یہ سنکر افراسیاب نے کہا ساربان زادے نے کلیجہ پکا دیا
دیکھو جاکر کیا آفت برپا کرتا ہون سب فتور ساربان زادے کی فطرت کے ہین یہ کہکر افراسیاب
اپنے مقام سے اٹھا ایک چٹکی خاک کی اپنے اوپر ڈال لی بیٹھے بیٹھے غائب ہوگیا یہان دربار آراستہ
ہے ناچ ہورہا ہے سب سردار احسن سے کھلے ملے باتین کررہے ہین خواجہ عمرو بھی کرسی پر جلوہ فرما
ہین ذکر دربار افراسیاب ہورہا ہے خواجہ عمرو فرماتے ہین افراسیاب کی دہشت سے خدا بچائے
کہ دیکھا افراسیاب جان و مضمون کو پامال کرتا ہوا چلا آتا ہے جو جادوگر سامنے آگیا کسی کو طمانچہ
مار دیا کسی کو پامال کیا کبھی تلوار چلا دی سو دو سو کے سر اُڑ گئے بڑے زور و شور سے آتا ہے [illegible]
بھاگنے لگے خواجہ عمرو تو کرسی سے اُٹھکر بھاگے افراسیاب نے دیکھا کہا او ساربان زادے کہان
جاتا ہے عمرو نے کچھ جواب نہ دیا سب سردار بارگاہ سے نکل آئے افراسیاب پر سحر کرنے لگے افراسیاب نے
تقہر و غضب تمام آواز دی جاؤ سامنے سے میرے دور ہو سب ساحر سحر کرکے بھاگے افراسیاب نے

کسی کا تعاقب نہ کیا جدھر عمرو گیا تھا اُسی طرف گیا خواجہ عمرو جو بھاگے ایک پہاڑ پر آکے ٹھہرے
اور گلیم اوڑھے سر کوہ پر کھڑے ہین افراسیاب ایک نخل کے سایے مین آکر ٹھہرا ران پر ہاتھ رگڑ کر
دیکھا معلوم ہوا عمرو اُس پہاڑ پر کھڑا ہی افراسیاب نے آواز دی ای طاؤس ہفت رنگ جلد حاضر ہو
ایک طرف سے سناٹا ہوا ایک طاؤس ہفت رنگ سامنے سے پیدا ہوا قریب افراسیاب کے
آکر رقص کرنے لگا افراسیاب نے کہا اس پہاڑ پر جاؤ عمرو کو سامنے لاؤ طاؤس اُڑ کے پہاڑ
پر پہونچا چار جانب دیکھتا ہی کچھ معلوم نہین ہوتا حیران ہی کہ عمرو کو کیونکر گرفتار کرون اتنی سحر کی
تاثیر ہی کہ جہان خواجہ عمرو گلیم اوڑھے ہوے کھڑے ہین اُسی مقام پر طاؤس آتا ہی منقار بڑھاتا ہی
کہ دامن پکڑلون خواجہ ہٹ جاتے ہین دو گھڑی کامل طاؤس نے اُسی مقام پر منقار بڑھائی گردن
پھرا آخر ناچار ہو کر پلٹا افراسیاب کے سامنے آکر رونے لگا کہا ای شہنشاہ مجھکو مدت گذری جہان
گیا اُسکو گرفتار کر لایا بڑے بڑے ساحر گرفتار کیے کبھی کسی نے نہین دیا غلام جبھی پہاڑ پر پہونچا یقین
کامل ہوا کہ عمرو اسی مقام پر کھڑا ہی لیکن دکھائی نہین دیتا دو گھڑی کامل اُسی مقام پر ٹھہر آیا مجھکو یقین
کامل ہی کہ گرد عمرو کے پھرا انگشت دہلو کوئی مقام نہین چھوڑا لیکن عمرو نہ دکھائی دیا غلام قدیم آپکا
ناچار ہوا اب جو فرمایے وہ بجا لاؤن افراسیاب نے کہا کیا باعث کہ نہین دکھائی دیا طاؤس
ہفت رنگ نے طرف آسمان کے دیکھا کہا ای شہنشاہ عمرو گلیم عیاری اوڑھے ہوے ہی
افراسیاب نے کہا ای طاؤس ہفت رنگ ہم تجھکو اسی مقام پر مقرر کرتے ہین عمرو کو گرفتار کرکے
لانا کب تک ساربان زادہ گلیم اوڑھے رہیگا جب ظاہر ہو گرفتار کر لینا طاؤس نے کہا غلام فوراً گرفتار
کر لیگا کہان عمرو کو لیکر آؤن افراسیاب نے کہا کوہ لاجورد پر آنا ملکہ لاجورد زمرد پوش نے
مجھکو نامہ لکھا تھا مین اُسی مقام پر جاتا ہون طاؤس نے کہا غلام فوراً لیکر آئیگا افراسیاب جادو
تو روانہ ہو گیا طاؤس اُسی صحرا مین ٹہلتا پھرتا ہی جدھر خواجہ جاتے ہین اُسی طرف طاؤس پہونچتا
ہی چاہتا ہی کہ مجھے دکھائی دین تو گرفتار کرون خواجہ گلیم اوڑھے ہوے ہین طاؤس ڈھونڈھتا
پھرتا ہی خواجہ نے زنبیل سے ایک مار سیاہ نکالا پیٹ مین اور منہ مین اُسکے بہوتی بھردی اُسکو
چھوڑ دیا مار سیاہ لہراتا ہوا چلا طاؤس مار کو دیکھنے لگا اب جو طاؤس اُسکی طرف بڑھا مار سیاہ بھاگا
مگر طاؤس سے کب بھاگ کر جا سکتا ہی طاؤس دوڑ کر قریب پہونچا دم کو پنجے سے دبایا کفچہ اُسکا منہ مین

رکھا نگلنے لگا نصف نگلگیا مارسیاہ کے منھ کی بیہوشی پیٹ مین طاؤس کے پہونچی وہ تڑپنے لگا
بدحواس ہوکر چاہتا ہی کہ مارسیاہ کو اُگل دون آدھا مارسیاہ باہر آدھا طاؤس کے شکم مین جست
کرکے طاؤس چلا تھا کہ لڑکھڑا کے گرا بیہوش ہوگیا خواجہ نے جھپٹ کر خنجر مارا طاؤس کا سر کٹا اندھیرا
ہوگیا آواز آئی کشتہ مرا نام مین طاؤس ہا ہفت رنگ بود عمرو نے دیکھا ایک جادوگر کا لاشہ پڑا ہوا
ہی خواجہ عمرو اسکے کپڑے اُتار چکے ہین کہ صحراے رونے کی آواز آئی چار زنگی سیاہ و بدخو آئے
پہونچے لاشہ طاؤس جادو کو لیکر روتے پیٹتے طرف کوہ لاجورد کے چلے خواجہ عمرو بھی
پیچھے پیچھے چلے نخلستان کی آڑ پکڑے ہوے چھپتے ہوے جاتے ہین جب وہ چارون زنگی کوہ
لاجورد پر آکے پہونچے خواجہ نے سر اُٹھا کر دیکھا افراسیاب مسند پر بیٹھا ہی پہلو مین ایک
مہ جبین سر جھکائے ہوے دریاے حیا مین غرق گردکشان زرین پوش اپنے اپنے عہدے پر
موجود ہین کہ وہ زنگی قریب افراسیاب کے پہونچے فریاد کی اے شہنشاہ صحراے ہو تحیر مین طاؤس
مارا گیا عمرو نے عجب تدبیر سے اسکو مارا ہے لاشہ جو دیکھا خدمت سرکار مین لائے افراسیاب
نے جو لاشہ طاؤس کا دیکھا کانپ گیا کہا لیجا کر اسکو جلاؤ کئی سو جادوگر واسطے تلاش عمرو کے بدو
کیے خواجہ نے رات کو اُسی صحرا مین قیام کیا وہ سب جادوگر آکے پہونچے خواجہ کو ڈھونڈھ رہے
ہین خواجہ گلیم سر سے نہین اُتارتے افراسیاب نے کوہ لاجورد سے انتظام کیا ہی دم بدم
یہی حکم ہی کہ عمرو کو لاؤ جادوگر جاتے ہین اور پلٹ آتے ہین کئی جادوگر طائر بنکر گئے اور پلٹ
آنے عرض کی حضور سارے جنگل مین چھانا کہین پتہ نہ ملا آخر ایک جادوگر یہ کہکر اُٹھا کہ غلام عمرو کو
لے ہی کے آئیگا طیران تیز پر نام ہوا اُڑکر چلا اُسی جنگل مین آیا خواجہ نے دیکھا ایک طائر آکے
نخل پر بیٹھا شاخ نخل جھکی خواجہ سمجھ گئے کہ یہ ساحر ہی شاخ نخل تھرا رہی ہی خواجہ گلیم اوڑھے
ہوے زیر نخل آئے زنبیل سے ایک بانس نکالا اُسمین پھندہ موے دُم مرکب کا آراستہ تھا عمرو
نے اُس بانس کو بڑھایا پھندہ گلے مین طائر کے ڈالا جھٹکا مارا طائر گرا عمرو نے خنجر مارا سر جدا
ہوگیا صورت تبدیل ہوئی معلوم ہوا ایک ساحر سیہ فام بدانجام پڑا ہوا تڑپ رہا ہی خواجہ
نے شکر پروردگار کیا کہ یہ ساحر میرے گرفتار کرنے کو آیا تھا خدا نے اپنا فضل شریک کیا
ورنہ گرفتار کرکے لیجاتا میان افراسیاب جادو طیران کو بھیجکر خوش بیٹھا ہی خیال جو آیا

کتاب اُٹھا کر دیکھا مُنھ پیٹ لیا کہا لو صاحب جو غضب ہوا اس جادوگر کو بھی عمرو نے مارا کوئی ساحر
تیز رو ایسا ہی کہ اپنے کو جلد پہونچانے عمرو نے جو اس جادوگر کو مارا الچی تو انتہا کا ہی کپڑے اُتار رہا
ہی کوئی اتنی جلدی پہونچے کہ کپڑے نہ اُتارنے پائے جا کر گرفتار کرے منصور جادو و فغفور جادو
ایسے ایسے گیارہ جادوگر اُٹھے کہا اے شہنشاہ عمرو کی کیا حقیقت ہی اگر حکم ہو تو عمرو کو اٹھالاوین
افراسیاب نے کہا بغیر ما بدولت کے گئے ممکن نہین کہ عمرو گرفتار ہو ما بدولت خود جاتے مین
یہ کہکر پر پرواز پیدا کیے بہ قہر و غضب تمام چلا میان خواجہ کپڑے اُتار چکے ہین کہ آسمان پر سناٹا
ہوا خواجہ نے گلیم اوڑھ لی افراسیاب نے آکر دیکھا لاشہ اُسی ساحر کا برہنہ پڑا ہی عمرو کا نشان
نہین افراسیاب کو نہایت شرم آئی سوچا اب اگر خالی پلٹ کر جاؤنگا صحبت نشین طعن و تشنیع
کرینگے اب بے عمرو کو لیے نہ جاؤنگا خواجہ گیارہ دن برابر اُسی صحرا مین پھرے کلچہ حضرت خضر کا
کھایا اُسی مشکیزے سے پانی پیا سوچے کہ اب افراسیاب نہوگا کئی مرتبہ یہ بھی دیکھا کہ ساحران
لشکر ہمکو ڈھونڈھنے آئے مثل ہلال سحر انگیز فلکن وغیرہ جنگل مین جا بجا پکارتے پھرے کہ اے شہنشاہ
اوج عیاری آپکے نہونے سے لشکر مین پریشانی ہی ایسا نہو کہ حیرت جادو ہمپر دھاوا کر ڈالے
ملکہ مہرخ آپ کی مشتاق ہین خواجہ نے کسی کو جواب نہ دیا سوچے کہ ایسا نہو اسمین بھی فریب
ہو گیارھوین دن لشکر مین آئے دیکھا جا بجا ہمارا ہی ذکر ہو رہا ہی سب ساحرون کو انتشار ہی فوج
مین جا بجا یہی پکار ہی کہ خواجہ عمرو آج گیارھوان دن ہی کہ تشریف نہین لائے خدا خیر کرے
افراسیاب اُنکی فکر مین گیا ہی خواجہ نے سب کی باتین سُنین یہ بھی دل کو یقین ہوا کہ سب کو
ہمسے محبت ہی بارگاہ مین تشریف لائے گلیم نہین اُتاری دیکھا ملکہ مہرخ رو رہی ہین ملکہ بہار
فرماتی ہین خواجہ کا نہونا باعث خرابی ہی آج ہم تلاش کو جائینگے ایسا نہو خواجہ عمرو گرفتار ہو گئے
ہون باغبان نے کہا مین جاؤنگا ہر سردار تکرار کر رہا ہی کہ ہم خواجہ کو ڈھونڈھنے ضرور جائینگے
ملکہ مہرخ اپنے مقام سے اُٹھین کہا اے باغبان بعد خدا کے لشکر تمھارے سپرد ہی اگر خواجہ
پر کوئی افتاد پڑی لشکر کا جینا مشکل ہوگا جب ملکہ مہرخ تیار ہوئین خواجہ نے اپنے کو ظاہر کیا
کہا ملکہ نہ ٹھہرو آج مجھکو گیارہ دن گذرے جنگل مین بسر کی ہی ملکہ افراسیاب میری فکر مین ہی
کئی سو جادوگر تلاش مین آئے دو کو تو مین نے مارا اے ملکہ مہرخ موجب تم جنگل مین گئی ہو

اور مجھکو پکارتی پھرتی تھین مین نے سنا اسی خوف سے جواب نہ دیا کہ شاید یہ بھی کوئی شعبدہ ہو خواجہ یہ
باتین کر رہے تھے نگاہ اُٹھاکے دیکھا کہ صرصر ایک کنیز کی صورت بنی ہوئی کنیزون کی پشت سے دیکھ
رہی ہی عمرو نے مہرخ سے اشارہ کیا کہ آپ مجھکو رخصت کرین مین صرصر کو پکڑلون میری ہی فکر مین آئی ہی
ملکہ مہرخ نے کہا خواجہ جاکر خاصہ نوش فرمایئے روز آپ کا انتظار رہتا تھا خواجہ کترا کے چلے صرصر نے
بھی سمجھ لیا کہ عمرو نے مجھکو دیکھ لیا یہ پیچھے ہٹی خواجہ نے تعاقب کیا جب صرصر باہر نکلی عمرو نے پکار کے
آواز دی ای جان جہان کہان جاتی ہو صرصر بیرون لشکر آئی خواجہ جھپٹ کے برابر پہونچے صرصر سے
پیچھے چلنے لگا صرصر ہٹتی جاتی ہی جب صحرا مین پہونچی کہا خواجہ آج تمھاری قضا لیکر آئی ہی یہ کہکر آواز دی
ای شہنشاہ آیئے دیکھا درۂ کوہ سے افراسیاب کا نعرہ ہوا کہ خبردار او ساربان زادے صرصر پہ ہاتھ نہ
ڈالنا جیسے ہی خواجہ نے افراسیاب کو آتے ہوے دیکھا گھسکر ایک نیچہ صرصر کو مارا صرصر تو چت کر کے
بھاگی عمرو نے گلیم اوڑھ لی ذرا پلک افراسیاب کی جھپکی تھی کہ دیکھا عمرو ندارد کہا ای صرصر کسطرح
یہ ساربان زادہ غائب ہو جاتا ہی خواجہ سب باتین سن رہے ہین صرصر نے کہا مین تو اسواسطے لگا کے لائی
تھی کہ یہان آپ گرفتار کر لینگے میرے پکارتے ہی وہ سمجھ گیا افراسیاب نے کہا ای صرصر آج مجھکو
گیارہ دن گذرے کہ دن بھر صحرا مین مارا مارا پھرتا ہون شب کو باغ سیب مین جاتا ہون اگر عمرو کو
نہ گرفتار کرونگا تو مجھکو بڑی شرمندگی ہوگی سردارون کے سامنے بے اختیار کہا یا اب مجھکو شرم آتی ہی
صرصر نے کہا ای شہنشاہ عمرو کا ملنا بہت دشوار ہی افراسیاب نے کہا ای صرصر مین تو عہد کر چکا
ہون کہ عمرو کو لیے بغیر نہ جاؤنگا قید کے لیے ایسا مقام تجویز کیا ہی کہ تڑپ تڑپ کر مرے موت مانگے
اور موت نہ آئے صرصر سے باتین کر کے افراسیاب تو غائب ہو گیا صرصر طرف لشکر کے گئی خواجہ
بھی ایک طرف بھاگے خواجہ ایک جنگل مین پھر رہے تھے دیکھا ایک مسافر آتا ہی خواجہ عمرو ڈر کی وجہ
سے گلیم نہین اُتارتے جب وہ مسافر قریب آیا تو عمرو نے حباب مار کر اُسکو بیہوش کیا اپنی صورت
تو مہیب مثل ملک الموت کے بنائی مسافر کو اپنی صورت بنایا ویسا ہی لباس پہنایا لمبی ٹوپی اور
جامہ کپی ہی گلی کا پہنا کر اُسکو ہوشیار کیا اُسنے اپنے قریب ملک الموت کو پایا تھر تھر کانپنے لگا عمرو
نے کہا ای شخص تجھپر سامری و جمشید مہربان ہوے عمرو عیار کی صورت تجھکو مرحمت فرمائی یہ کہکر آئینہ
دکھایا اب تو وہ مسافر بھی سمجھنے لگا عمرو نے کہا قدرت نے فرمایا ہی جو کوئی قصد کریگا تجھکو گرفتار کرے

قدرت اُسکا عدو تجھکو دینگے تو بادشاہ طلسم ہوشربا ہوگا بہت سی باتین سمجھا کر مسافر کو رخصت کیا یہ
تنتا ہوا چلا خواجہ الگ سے گلیم اوڑھے دیکھ رہے ہین جیسے ہی مسافر کو افراسیاب نے دیکھا دور سے
للکارا او ساربان زادے کہان جاتا ہی منم شہنشاہ طلسم ہوشربا ساحر یکتا مردِ مسافر نے آواز دی
منم عمرو بن اُمیہ ضمری مین ساحرون کو جوتیان مارتا ہون ہزارون جادوگرون کو قتل کیا افراسیاب
نے آکر ہاتھ پکڑ لیا کہا او ظالم اب میرے ہاتھ سے کیونکر بچیگا وہ مقام تیرے لیے تجویز کیا ہی کہ خود موت کا
خواہان ہو اور موت نہ آئے مرد مسافر یہی کہے جاتا ہی مین تو عمرو عیار ہون ساحرون کو جوتیان مارتا
ہون افراسیاب کمر مین پنجہ دیکر لے اُڑا باغ سیب مین آیا صرصر یہی ذکر کررہی ہی کہ شہنشاہ ناحق
تکلیف اُٹھاتے ہین اب مشہور ہوچکا کہ شہنشاہ عمرو کی فکر مین ہین ہروقت اسی ذکر مین ہین وہ اپنے کو
کیا ہی نذر کریگا دیکھا شہنشاہ عمرو کو لیے ہوئے آتے ہین سب مصاحب کھڑے ہو گئے باغ سیب مین
غلغلہ ہوگیا کہ شہنشاہ عمرو کو لاتے ہین صرصر بھی موجود ہی عمرو کو لاکر افراسیاب نے ڈالدیا کہا اس
ساربان زادے نے بہت پریشان کیا صرصر نے کہا ہوشیار رہیے افراسیاب نے اشارہ کیا پائون
زمین نے تھام لیے عمرو نقلی نے آنکھین کھولین وہ باغ سیب مملو از عجائبات نخل سرسبز و شاداب
چمن ہاے طولانی جواہرات کے طائر الوانی زمزمہ سرائی کررہے ہین ہرطرف ہنگامۂ عیش و نشاط گرم
ہی ایک طرف ایک طائر ہفت رنگ بصد خوش الحانی منقار کھولے ہوے یہ اشعار بہاریہ گا رہا ہی
حسینان باغ کو سُنا رہا ہی

اشعار

فصل گل آئی ہی ہر سو شور نوشا نوش ہی	جوش گل سے بادہ گلگون کا بڑھکر جوش ہی
عاشقون کے جیب و داماں چاک پھر ہونے لگے	پھر وہی وحشت ہی سودا ہی جنون کا جوش ہی
گل جو میخانے مین جاکر اُلٹا قالب سیر کی	ہر طرف دیکھا کوئی بیخود کوئی بیہوش ہی
ہی کہین ساغر کہین شیشہ صراحی ہی کہین	خُم تو ہی لبریز اور اُترا ہوا سرپوش ہی
آتش خمخانہ سے گرمی مستان ہی تیز	ہر سبو ہر خُم سے پڑا مین عجب اک جوش ہی
ساقی و پیر مغان ہشیار اور سب مغبچے	ہو ہر اک مخمور ہر سو شور نوشا نوش ہی
راز کرتا ہون یہ ای غافل مین تجھپر آشکار	غور سے سنلے اگر تجھکو ذرا بھی ہوش ہی
خانۂ دنیا تو میخانہ ہی اور غفلت شراب	نفس امارہ کا یہ پیر مغان ہمدوش ہی

آئیگی جب موت ہو جائینگے سب نشے ہرن
رند آخر دیکھنا جب چشم عبرت وا ہوئی
لحد وا شب بند کرے دیدہ انجم فلک
مار گیسو نے نہین دل کو ڈسا گر اے نظام

ہوش مین اب بھی ذرا آجا اگر ذی ہوش ہے
گور مین حسرت ہی تو حسرت سے ہم آغوش ہے
عاشق اک پردہ نشین سے آج ہم آغوش ہے
کس لیے ایسا یہ بیخود نخچیر بیہوش ہے

نخل سرکشیدہ جوانان سبز پوش نشہ بادہ مبارزی سے بہوش باغ وسیع عمارت اسے رفیع تخت پر افراسیاب
بیٹھا ہوا گرد ہزارون جادوگر کا قران بے ہنر اب میان مسافر صاحب کے ہوش اڑے ساحرون نے
جو للکار کر کہا عمرو گرفتار ہو کر آیا اسکو قتل کرو دشمن شہنشاہ ہی مسافر گھبرا کے چار جانب دیکھنے لگا
افراسیاب نے پکار کر آواز دی او ساربان زادے اب کس حال مین اپنے کو پاتا ہی مگر وہ جو عمرو نے
سکھا دیا ہی مسافر وہی پکار اٹھا مین خواجہ عمرو جادوگرون کو جوتیان مارتا ہون ہزارون جادوگر مین نے
قتل کیے افراسیاب نے کہا او ساربان زادے اب تجھکو حال اس گستاخی کا معلوم ہوگا ایسا مقام
تیرے واسطے تجویز کیا ہی کہ تو موت مانگے اور موت نہ ملے تڑپ تڑپ کر مرے مسافر نے پھر وہی جواب دیا
صرصر نے بڑھکر کہا اے شہنشاہ یہ تو عمرو عیار نہین معلوم ہوتا افراسیاب نے کہا کیا بیہودہ بکتی ہی
مابدولت خود گرفتار کرکے لائے بارہ دن جنگل مین مارے مارے پھرے اس ظالم کی تلاش مین
سب عیش و آرام اپنا ترک کیا صرصر نے کہا حضور اسکا منھ دھلوائیے سب حال کھل جائیگا افراسیاب
نے کہا گرم پانی لاؤ گرم پانی آیا منھ دھلوایا دیکھا ایک مسافر مصیبت کا مارا بینام مزدور خاص و عام
اب تو بڑا ہوا صرصر نے کہا یہ حرکات بکھار کیا تھا مصاحبان افراسیاب جو ہنسے افراسیاب کو
نہایت ناگوار ہوا جھلا کے کہا ارے تو کون ہی وہ اب بھی وہی کہے جاتا ہی کہ مین تو ساحرون کو جوتیان
مارتا ہون افراسیاب نے کہا اب تو تیری صورت اصلی ہو گئی اب کیون مکرتا ہی آئینے قد آدم سامنے
لگے تھے آئینے پر جو نگاہ پڑی اب میان مسافر کی قلعی کھلی صورت اصلی دیکھکر رونے لگا کہا حضور مین
مسافر غریب واسطے نوکری کے نکلا تھا اس آفت مین پھنس گیا افراسیاب نے کہا ہمارے
کارخانے مین اسکو چھوڑ دو کھانا بھی کھائیگا اور کچھ نقدی بھی ملجائیگا مسافر کو تو کارخانے مین بھیجا
افراسیاب جادو یکبارگی اٹھا کہ اب مابدولت ہون گرفتاری عمرو واپس نہونگے سردار اٹھکر
قدمون سے لپٹ گئے کہا اے شہنشاہ آپ کا ایسا فرمانا مناسب نہین ہی غلامان جانباز جائین جسطرح بنے

عمرو کو گرفتار کرکے لائین جب کئی سو سردار قدمون سے لپٹ گئے تو پھر افراسیاب کو کچھ نہ بن پڑا جھجکا
تخت پر بیٹھا اغلال کوہ پیکر مصاحبان افراسیاب مین سے ہو اپنے مقام سے اُٹھا کہا ای شہنشاہ اگر
عمرو کی مشکین باندھکر نہ لایا تو مجھکو غلام شہنشاہی نہ فرمایئے گا صرصر نے کہا ای اغلال جب شہنشاہ
ایسے جلیل نے وعدہ کا کہا یا تو تمہارا دام مکر عمرو مین پھنسنا کیا بڑی بات ہو جب مین اُسکو لگا کے
لاؤن اور عمرو سے مقابلہ ہونے لگے اُسوقت عمرو گرفتار ہو جائے تو کچھ عجب نہین اغلال اسپر راضی
ہوا آپسمین مصالحت ہو گئین پہلے صرصر روانہ ہوئی بعد اُسکے اغلال کوہ پیکر روانہ ہوا خواجہ عمرو
مسافر کو اپنی صورت پر روانہ کرکے لشکر مین آئے ملکہ مہرخ وغیرہ سے ملے کہا اب کئی دن کو
فرصت ہو گئی ایک عمرو پکڑ گیا سب نے حیران ہو کر پوچھا خواجہ کیا ہوا خواجہ عمرو نے سب
کیفیت بیان کی سردار ہنسنے لگے خواجہ عمرو سردارون سے ملاقات کرکے برائے انتظام لشکر
نکلے بازارون کو دیکھتے ہوئے جاتے ہین کہ دیکھا صرصر ایک ضعیفہ کی شکل بنی ہوئی بازار بزازان مین
پھر رہی ہو خواجہ عمرو نے للکارا او صرصر کس فکر مین ہو صرصر بھاگی خواجہ عمرو نے پیچھا کیا اُدھر سے
برق فرنگی آتا تھا اُسنے دیکھا اُستانی بھاگی جاتی ہین اُستاد دوڑے ہوئے آتے ہین برق نے
دیا صرصر کو بڑلون صرصر نے پیچھے ہٹکر جاب مارا کہ برق فرنگی لڑکھڑا کے گرا صرصر پھر بھاگی جب
جنگل مین خواجہ پہونچے صرصر نے کہا او ساربان زادے جا کیون قضا آئی ہو خواجہ یہ کہکر دوڑے
کہ مین تو غلام ہون ذرا قدمبوسی کرون گرد پھرون تصدق و نثار ہون صرصر ہان ہان کرتی جاتی
ہو خواجہ عمرو چاہتے ہین دوڑکر لپٹ جاؤن کہ اغلال آسمان سے کڑک کے گرا نعرہ کیا منم
اغلال کوہ پیکر او مکار و غدار اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا کیونکر جان بچائیگا یہ کہکر
عمرو کو لے اُڑا صرصر ایک جانب چلی وہان برق کو کسی نے ہوشیار کر دیا راہ مین صرصر سے ملاقات
ہوئی صرصر نے کہا تمہارے اُستاد گرفتار ہوئے افراسیاب کو بڑا غصہ ہو ایسے مقام پر قید کریگا
کہ اپنی زندگی سے بیزار ہونگے برق یہ سنکر بھاگا مطلب تو برق سمجھ گیا کہ صرصر لگا کے لیگئی اغلال
نے گرفتار کر لیا برق فرنگی صورت بدلتا ہوا جاتا ہو تھوڑا راستہ طی کرکے آگے بڑھا نقشہ کھینچا ہوا
پاس ہو صرصر کی صورت بنکر تیار ہوا اغلال آہستہ آہستہ جاتا تھا دل مین سوچتا ہوا کہ مین نے
شہنشاہ سے کچھ وعدہ نہ کر لیا اب انعام معقول نہ ملیگا کچھ ہزار دو ہزار دیدینگے یہ وہ ظالم ہو

کر اسکی ذات سے جنگ طلسم ہوشربا قائم ہو لی لاکھ دو لاکھ لینا چاہیے ایک پہاڑ کے درے مین اگر
ٹھہرا سوچ رہا ہی کہ عمرو کو کہین رکھدون تو شہنشاہ سے جاکر وعدہ پختہ کرون جو کہونگا وہی دینگے یہ
سوچ رہا تھا کہ دیکھا سامنے سے صرصر آتی ہی صرصر کی آن بان دیکھکر دل بیقرار ہوتا ہی جی چاہتا ہی
گرد پھرون خاک اسکے قدمون کی آنکھون سے لگاؤن صرصر نقلی چارجانب دیکھتی ہو لے اغلال
کہان گیا اغلال کوہ پیکر نے پکار کر آواز دی اے شہنشاہ اقلیم خوبی و دای سرو خرامان باغ محبوبی
کسکی تلاش مین ہو برق فرنگی نے جو اغلال کوہ پیکر کو دیکھا دوڑا پکار کے آواز دی اے شہنشاہ
ساحران ہم تو تمھاری تلاش مین تھے اب کسی مقام پر ٹھہرو نہین جلد اپنے کو خدمت شہنشاہ
مین پہنچاؤ شہنشاہ تمھارا انتظار کر رہے ہونگے اس ساربان زادے کے گرفتار ہونے سے بہت خوش
ہونگے یہ وہ ظالم عیار ہی کہ صدہا گھر ویران کردیے دمامہ ایسی ساحرۂ زبردست کو مارا یہ بھی برق
نے دیکھا کہ مجھکو بہ نگاہ محبت دیکھ رہا ہی خفگی لیکر کہا اب جلد جاؤ ہم بھی اپنے دل کو سمجھا لینگے تم لوگون سے
محبت کرنا سراسر حماقت ہی تم شاہ کے مصاحب ہو تمھارے بڑے مرتبے ہین ہم بازاری لوگ ہین ہمارے
تمھارے کون نسبت یہ جو مسکرا کر صرصر نقلی نے کہا اور میان برق کے لگاوٹ کی منہ سے مسکرا کر چٹکی
لے لی کبھی ٹھنڈی سانس کھینچی کبھی پٹھون پر ہاتھ ڈالدیا کہا کیون مجھے گھورتا ہی کیا آنکھون مین مجھکو
کھا جائیگا میان تو بہت ہلکا ہی مین تیری صورت دیکھکر سمجھی جاتی ہون اور مجھکو سب باتین تمھاری
مجہول معلوم ہوتی ہین بقول شاعر

نظم

جاکے قاصد نے جو کی یار سے تقریر غلط — ہوگئی وصل کی تقدیر سے تدبیر غلط
خود غلط ہی جو کہے ہوتی ہی تقدیر غلط — کہین قسمت کی بھی ہوسکتی ہی تحریر غلط
زلزلہ عرش کو آتا تھا مرے نالون سے — اب ہوا کیا کہ ہوئی آہ کی تاثیر غلط
روبرو اسکے مہ مصر کا کیا رتبہ ہی — سامنے مہر کے ہی ماہ کی تنویر غلط
لب معشوق ہو تیر نظر کیون اسکا — قادر انداز کے ہوتے ہین کہین تیر غلط
ماہ وہ جسم کے عوض مصر کا زندان دیکھا — خواب یوسف کی مگر ہوگئی تعبیر غلط
دخل اغیار کا ممکن نہین اسکے گھر مین — ہون رقیبون سے کبھی وہ شکر و شیر غلط
حاشیہ مصحف رخ سے قلم انداز کرو — دیکھیو قرآن کی نہین چاہیے تفسیر غلط

رہنما خضر ہو ہمدم ہو مسیحا اپنا
جذبِ الفت کا تماشا اُسے دکھلا دینا
پیرِ میخانہ سے ہے رندون کو بیعت زاہد
قبر مین بات کبھی مجھسے نہ نکیرین نے کی
سحر ہے یا کوئی اسرار کہ ہو جاتی ہے
محفلِ یار مین موقع نہ رہا اب رعنا

پھر ہوس راہ سے راہِ دمِ شمشیر غلط
گر گیا راہ مگر نالۂ شبگیر غلط
افترا ہے جو اُنھین کہتے ہین بے پیر غلط
دھیان مین یار کے کی مین نے جو تقریر غلط
یار کے سامنے تاثیر مزامیر غلط
آپ کو ہے ہوس عزت و توقیر غلط

سے لپس جاؤ ایسا نہو کہ کہین کوئی عیار آ جائے تمھاری میری دونون کی گردن بے عیاران اسلام
بلاے روزگار ہین اغلال کوہ پیکر ان باتون پر مر گیا کہا اے صرصر تو نے مار ڈالا مین تو میان سے
جا کر زندہ نہ رہونگا شہنشاہ جو مجھسے پوچھیگے کہ تو نے کارنمایان کیا عمرو ایسے عیار کو گرفتار کر کے لایا
کیا مانگتا ہے تو مین عرض کرونگا اے شہنشاہ ہوش ربا دو ساحر یکتا صرصر شمشیر زن کے ساتھ میری شادی
کر دیجیے صرصر نقلی نے ہنسکر کہا دور بھی ہو کیا بیہودہ بکتا ہے مین کیا شہنشاہ کی لونڈی ہون اگر وہ مجھے
یہ کہین مین اُسی وقت انکار کرون نوکری چھوڑ دون اغلال کوہ پیکر و صرصر نقلی سے باتین ہونے لگین
برق فرنگی نے باتون مین دیوانہ کر دیا کہ اغلال کوہ پیکر منتین کرنے لگا کبھی ہاتھ باندھتا ہے کبھی
قدمون پر گرتا ہے کمر سے چادر کھول کے بچھا دیا کہا ملکہ صرصر اچھی طرح بیٹھو صرصر نقلی نے کہا مین بیٹھی
ہون کیا مجھے کھا جاؤ گے یہ کہکر بیچے پاڑے منھ پر منھ رکھدیا کہا او ظالم کیا تیری آنکھون مین موت چھپی
ہے جس وقت سے تجھسے آنکھ ملی اُس وقت سے دل کو آرام نہین روح کو راحت نہین قلب مین قوت
نہین جی چاہتا ہے گریبان پھاڑ کر طرف صحرا کے نکل جاؤن اغلال کوہ پیکر نے کہا مین خدمت مین
ہر وقت حاضر ہون اے ملکہ صرصر شمشیر زن کبھی مجھسے خلاف مرضی نہوگی صرصر نقلی نے ہنسکر کہا او ظالم
کیا چاہتا ہے اغلال کوہ پیکر نے کہا چاہتا ہون کہ تصدق ہون نثار ہون شربت وصل سے کبھی سیراب
ہون برق نے کہا او ظالم ایک گلابی شراب کی کہین سے لا بڑے عیش سے شراب پئین پی اغلال
دوڑا ہوا گیا جنس پر سے ایک بوتل شراب کی لایا برق فرنگی نے گلابی لیکر اپنے آگے رکھ لی کہا سب
شراب تو مین پیونگی ایک جام تجھکو بھی دیدونگی اغلال کوہ پیکر نے ہاتھ باندھ کر کہا اے ملکۂ عالم
مین ایک ہی جام کا امیدوار ہون کہ ایک جام تو آپ کے ہاتھ سے پیون برق فرنگی نے کہا

منھ کھولو جتنی ہماری جی چاہیگا اتنی پلا دینگے اغلال کوہ پیکر نے منھ کھول دیا خواجہ بیہوش پڑے ہین صرصر نقلی نے بوتل کی بوتل منھ مین اغلال کوہ پیکر کے انڈیل دی اغلال شراب پیتے ہی گھبرایا معلوم ہوتا ہی کلیجے مین آگ لگ گئی شعلے بھڑکنے لگے گھبرا کر کہا اری ملکہ صرصر میرے پیٹ مین تو آگ لگ گئی معلوم ہوتا ہی کہ کوئی آسمان پر لیے جاتا ہی صرصر نے ہنسکر کہا کیون گھبراتا ہی اٹھکر ٹہل کیا کم ظرف ہو ذرا نشہ جو ہوا گھبرا گیا اغلال گھبرا کر اٹھا دو قدم چلا تھا کہ لڑکھڑا کر گرا برق نے نعرہ کیا نعرۂ برق تصنیف مصنف

لقب ہے مرا برق خنجر گزار
کہ استاد ہین خواجہ نامدار
تڑپنے مین مین برق رفتار ہون
کسے کون مکار و غدار ہون
کرون سیکڑون کوس کی راہ طے
ارسطو سے ذلیل شاگرد ہے
زر مکر پر میرا ابھرا رہا
تڑپ سے مری چرخ بھرا رہا
بزیر قدم غرب ہے شرق ہے
چھلاوا ہون مین نام بھی برق ہے

برق نے نعرہ کرکے اغلال کوہ پیکر کو خنجر مار دیا شکم چاک قصہ پاک مرنے سے اغلال کے خواجہ عمرو کو ہوش آیا اٹھتے ہی اغلال کے کپڑے اتارنے لگے برق کہتا ہی استاد اب بھاگ چلیے کئی دن سے لشکر مین آپ کی تلاش ہی بھلا خواجہ کب مانتے ہین برق تو نکلکر بھاگا اور کہتا ہوا کہ استاد چلے آئیے ایسا نہو کوئی آفت آجائے خواجہ نے بسہولت کپڑے اتارے چاہتے ہین کہ درہ کوہ سے نکلکر بھاگون قضائے کار افراسیاب جادو باغ سیب مین بیٹھا ہی اسوقت ذکر کر رہا ہی کہ مصاحب میرا اغلال کوہ پیکر برائے گرفتاری عمرو گیا ہی مجھے یقین نہین کہ عمرو کو گرفتار کر سکے لیکن صرصر شمشیر زن بھی گئی ہی شاید وہ لگالائے تو گرفتار ہو جائے مصاحبون نے کہا ذرا کتاب تو دیکھیے افراسیاب نے کتاب سامری اٹھائی اب جو کتاب کو دیکھا تاج دے مارا اپنا سر پیٹنے لگا کہا یارو غضب ہوا اغلال کوہ پیکر عمرو کے نکالا تھا راہ مین برق فرنگی نے صرصر کی صورت بنکر مارا عمرو اسکے کپڑے اتار رہا ہی یہ کہکر افراسیاب جادو چلا جست کرکے بلند ہوا کچھ ستارے چمکے کچھ شعلے بھڑکے طائرون نے زمزمہ سرائی کی ہر طرف سے ہنگامہ ہوا شہنشاہ جاتے ہین خواجہ عمرو اغلال کے کپڑے اتارکے درہ کوہ سے نکلا چاہتے ہین کہ اب بھاگ کر نکل جاؤن ایک نخل پر نگاہ پڑی ایک طائر نے مثل انسانون کے آواز دی او عمرو کہان جاتا ہی آگے نہ بڑھنا عمرو نے چاہا کہ گلیم اوڑھلون یہ سمجھ گئے کہ تاثیر سحر ہی زنبیل پہ ہاتھ ڈالا کہ گلیم نکالون ہاتھ مین رعشہ آیا زنبیل تک ہاتھ نہ پہونچا طائر تڑپ کے گرا پاؤن عمرو کے زمین سے

تھام یے دیکھا پہلو سے افراسیاب چلاآتا ہو نعرہ کرتا ہوا او ساربان زادے اب میرے ہاتھ سے بچکر
کہان جائیگا اب تجکو ایسے مقام پر قید کرونگا کہ موت مانگے اور موت نہ آئے خواجہ عمرو ہنس پڑے
کہا اے شہنشاہ مجھے آپ سے بڑی امید ہو آپ مجھپر پرورش فرمائینگے مین تو ہمیشہ سے تابعدار ہون خاص
سرکار کی ملاقات کو ٹھہر گیا یہان لڑائی پڑگئی غلام سب طرح پر حاضر ہو افراسیاب جادو نے
کہا او ساربان زادے تیری سب باتین مکر ہین یہ کہکر مین عمرو کی افراسیاب نے پنجہ دیا لے
اڑا خواجہ عمرو باتین کرتے جاتے ہین افراسیاب اسقدر بلند ہوا کہ برابر کہکشان فلک کے پہونچا
ہوسے دراز تک عمرو کو افراسیاب لیے ہوے اڑا تموج ہوا سے کبھی خواجہ ہوشیار ہو جاتے ہین
کبھی آنکھ بند ہو جاتی ہو افراسیاب کو لاشہ اغلال کوہ پیکر کا دیکھکر نہایت غصہ ہو اب بلندی سے
طرف پستی کے مائل ہوا ایک پہاڑ پہ جاکے ٹھہرا خواجہ عمرو نے دیکھا تمام صحرا مین ہزارہا جوان جمع
ہین میلے کا سا سامان معلوم ہوتا ہو کہین ڈھول بج رہے ہین کسی طرف سے جھانجھ کی آواز آتی ہو
عجب طرح کا ہنگامہ برپا ہو سب گنوار آوازین دے رہے ہین یا خداوند شعلہ خوار آتش خو جلد
ہماری مرادین پوری کیجیے کوئی ہاتھ باندھے ہوے کھڑا ہو بیچ مین صحرا کے ایک شوالہ ہو اُسی کے
سب گرد پھر رہے ہین ایک جانب ہزارہا فقیرون کا جماؤ ہو کسی نے ایک ہاتھ اُٹھا دیا وہ ہاتھ خشک
ہوگیا ہو کسی کے دونون ہاتھ خشک ہین بعض نے اپنے کو درخت مین لٹکایا ہو بعض نے تخت کو
بچھایا ہو اُسمین ہزارہا کیلین نصب ہین اُنھین کیلون پر لیٹے ہین نام خداوند شعلہ خوار آتش خو
لگائے رہے ہین کہ ایک طرف سے ہنگامہ ہوا دیکھا ایک زمیندار ایک دزد کو لیکر آیا مشکین اُسکی بندھی
ہوئین زنجیرون مین جکڑا ہوا سامنے شوالے کے لاکر کھڑا کیا زمیندار کا مبہوت زنگی نام ہو اُسنے
پکار کر آواز دی یا خداوندا سنے چوری کی اسکو ۔ ۔ ۔ ٹے دیکھا سب نے شگون سے ایک برق چلی
وہ برق اُسی دزد پر گری دزد کے دو ٹکڑے ہوے اسی طرح کئی گنہگار آئے اور مارے گئے
خواجہ عمرو حیران ہین یہ سب معاملات دیکھ رہے ہین افراسیاب نے خواجہ عمرو کو تو اُسی
پہاڑ پر ڈالدیا آپ ٹہل رہا ہو کہہ رہا ہو اے خواجہ یہ سب تماشا دیکھ لو اب اسی شوالے مین تمکو
رہنا ہوگا بڑی مصیبت پڑیگی خواجہ نے کہا اے شہنشاہ معلوم ہوا کہ اس شوالے کی بربادی کا
وقت آگیا اور جو کوئی اسمین رہتا ہو اُسکی بھی اب قضا آئی ہو کوئی ساحر زبردست ہوگا یا کوئی دیوتا

افراسیاب نے کہا او سار بان زادے ان خداوند کی کیا بات ہو سب طریقون مین کرامات ہی
عمرو نے کہا مین سب کرامتون کو مٹا دونگا تب حال کھلیگا بوٹیان کاٹ کے کھا جاؤنگا ساری
خدائی خاک مین ملا دونگا افراسیاب ہنستا ہو کہتا ہو خواجہ وہ حال تمھارا ہوگا کہ یاد کروگے
افراسیاب نے عمرو کو بہت سہت ڈرایا دل تو خواجہ کا کانپ رہا ہو مگر بجرات باتین کر رہے
ہین یہ نہ افراسیاب کو ثابت ہو کر عمرو ڈرتا ہو افراسیاب عرصہ دراز تک کھڑا رہا بعد تھوڑی
دیر کے وہ زمیندار گیا مجمع متفرق ہو جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ صبح کو یہان جماؤ ہوتا ہو پوجا پاٹ
کرنے سب آتے ہین خداوند بھی کرامت دکھاتے ہین جب مجمع متفرق ہو چکا افراسیاب عمرو کو
کھینچتا ہوا دروازے پر شوالے کے لایا پکار کر آواز دی یا خداوند شعلہ خوار آتش خو ہر چند کہ مجھکو
آپ کا اعتقاد نہین ہو نہ معتقد سامری وجمشید ہون لیکن اس طلسم سے آپ کو بھی تعلق ہو دشمن
کو طلسم کے لایا ہون اس شوالے مین قید کرتا ہون اسکو کھا جایئے اندر سے شوالے کے آواز آئی
اے افراسیاب ہمکو بھی معلوم ہو کہ طلسم پر وقت زوال ہو جیسی تو نے لاچین پر بدعت کی اسیکا بدلا
ہو مگر خبردار اب کبھی ایسا نام نہ لینا کہ ہمین آپ کا اعتقاد نہین ہو ہم سارے طلسم کو سنبھالے ہوے
ہین اگر ہمارا قدم درمیان مین نہوتا تو طلسم تمام ہو جاتا افراسیاب نے کہا جسدن اسد کو قتل کرون
اور سب سردار میری اطاعت کرین وہی سلطنت کا رنگ و ڈھنگ ہو تو مین تمھاری نذر چڑھاؤن تمکو
خداوند طلسم ہوشربا بناؤن اس دشمن کو کھا جایئے اب یہ زندہ نہ نکلے آواز آئی اپنا سحر اُتار کے
اندر شوالے کے پھینکدے ہمارا ن بھی نہ باقی رہیگی افراسیاب جادو نے اپنا سحر اُتار لیا عمرو
کے ہاتھ پاؤن قابو مین کر کے آواز دی کدھر سے پھینکون یہ کہنا تھا کہ ایک دروازہ شوالے مین پیدا
ہوا آواز آئی دیکھو یہ بھی ایک کرامت ہو کہ دروازہ ظاہر ہوا اب تو ہماری خدائی سے مایوس ہوا چنگل
افراسیاب نے کچھ جواب نہ دیا خواجہ عمرو کو اندر شوالے کے پھینک دیا عمرو نے گرتے گرتے
گلیم اوڑھ لی دروازہ غائب ہو گیا افراسیاب تو عمرو کو پھینک کر چلا گیا عمرو نے دیکھا ایک لڑکا
نہایت خوبصورت سامنے کھڑا ہی جب ہاتھ چمکاتا ہو ایک شعلۂ آتش نظر آتا ہو آواز دیتا ہی منم
خداوند شعلہ خوار آتش خو مگر حیران اس بات پر ہو کہ افراسیاب جادو نے جسکو اس شوالے
مین پھینکا تھا مین نے دیکھا ایک شخص دبلا پتلا تا نتیا تھا گرتے گرتے غائب ہو گیا یہ کیا معرکہ ہوا

خواجہ عمرو کو ہاتھوں سے ٹٹولتا پھرتا ہی کبھی تیغ مارتا ہی شوالہ ہل جاتا ہی خواجہ کانپ رہے ہیں اور
ارادہ کرتے ہیں کہ اسکو گرفتار کریں مگر دل قابو میں نہیں تین چار مرتبہ وہ لڑکا سب طرف پھرا
آخر تڑپ کے انھیں شبکوں سے نکلگیا خواجہ نے دیکھا جا بجا اسباب کی مبت پڑا ہی شیرینی کا انبار
لگا ہوا ہی خواجہ سمجھ گئے کہ اب رات کو یہیں آئیگا گو حیران ہیں کہ اسی گنبد کے در سے نکلا ہی کیونکر بولے
شیرینی تو خوب نوش فرمائی اسباب اُٹھاکر وہ اُلٹ پلٹ کیا اب اس سوچ میں بیٹھے ہیں کہ کیونکر اب
اس شوالے سے نکلوں کس قدر رات باقی ہی گلیم کو زنبیل میں رکھ لیا ہی بہ اطمینان خواجہ بیٹھے ہیں
خیالی جو مبت کھائی پیٹ پھول گیا ہی پیٹ سہلا رہے ہیں کہ شیشے سے برق چمکی خواجہ نے چاہا
گلیم اوڑھلوں خواجہ گلیم اوڑھنے نہ پائے تھے کہ وہ طفل زمین پر آ کھڑا ہوا جیسے ہی عمرو کو دیکھا
ایک چیخ ماری کہ شوالہ ہلگیا آواز دی کہ او تاتیے کل افراسیاب نے تجھکو پھینکا تھا تو کہاں
غائب ہوگیا تھا خواجہ عمرو نے چاہا بھاگوں اُس نے ہاتھ پکڑلیا خواجہ کو یہ معلوم ہوا کسی نے انگارہ
رکھدیا بدن جلنے لگیں ہر عضو جسم سے چنگاریاں نکلنے لگیں خواجہ ہر چند غل مچاتے ہیں مگر وہ ہاتھ
نہیں چھوڑتا کسی حکمت نہ دیتا ہی بوٹیاں خواجہ کی نوچ رہا ہی خواجہ اپنی جان سے بیزار ہیں فریاد
فریاد کر رہے ہیں مگر شیطان بچہ ہاتھ نہیں چھوڑتا عمرو کی بوٹیاں کاٹ کاٹ کے کھا رہا ہی خواجہ
حیران ہیں کہ پروردگار کیونکر جان بچیگی کبھی وہ کہتا ہی او تاتیے بتا کل سے تو کہاں غائب ہوگیا
تھا صاف مجھے بتا دے خواجہ فرماتے ہیں آپ میرا ہاتھ چھوڑ دیجیے تو میں آپ کو بتا دوں کہ میں
کہاں چھپا تھا میں آپ کو سجدہ کرونگا شعلہ خوار آتش خو کبھی آنکھیں نکالتا ہی کہ خواجہ عمرو اُسکی
آنکھوں کی وحشت دیکھکر بیزار ہو جاتے ہیں بڑی بڑی آنکھیں صورت وحشت خیز جسم میں عجب
گرمی ہی صاف ثابت ہوتا ہی کہ تمام اعضائے جسمی سے انگارے نکل رہے ہیں عمرو نے ہاتھ
باندھکر کہا حضور کا نام نامی کیا ہی میں نادیدہ سجدہ کرچکا ہوں خداوند گنبد نشین کہتا ہوں اُس
لونڈے نے کہا او ساربان زادے قدرت کو تیری چالاکی سے خوف آتا ہی اُن بڑے بڑے
ساحروں کو تو نے کیونکر مارا ہمارا نام قدرت کا شعلہ خوار آتش خو ہی جسقدر گرمی سارے
عالم میں ہی وہ ذات سے قدرت کی ہی اگر قدرت اسقدر گرم مزاج نہوتے سب بندے ہمارے
برودت سے مرجاتے اسوجہ سے قدرت نے اپنے کو شعلہ خوار آتش خو بنایا ہی اور

جب قلم قدرت سے قدرت نے نسخۂ قدرت پر تصویر کھینچی ساری فطرت عقلمندی اُسی مقام پر جمع تھی قدرت کو دھوکا کھانے کا خوف ہی عمرو نے کہا میری کیا مجال کہ جو قدرت کے سامنے کوئی مکر کرون جس مقام پر کسی بلا مین پھنستا ہون آپ ہی کو پکارتا ہون عمرو نے خیال کیا کہ باتین کرنے سے بوٹیان تو جسم کی بچین مگر ہاتھ پکڑے ہوے ہی یہ عمرو کو ثابت ہوتا ہو کہ ہڈیان جلکر خاک ہو جائینگی دل سے کہتے ہین کہ یہ مین کیا جانتا تھا در مین کلیم اوڑھے رہتا باتون مین خواجہ نے لگا یا خوشامدین شروع کین دست بستہ عرض کی چوٹے مین لقا کے آپ ہی کو دیکھا فرعون شاہ وزیر جمشید شاہ ان سب کی خدائی کے آپ ہی بانی تھے اگر مجھکو حکم دیجیے تو حمزہ کو بلا کر لاؤن وہ بھی سجدہ کرین سمجھا دون کہ خداوند حقیقی یہی ہی اس بات پر شیطان بچہ بہت خوش ہوا کہا ای عمرو اُسکو تو قدرت نے بہت سرفراز کیا پردۂ قاف مین اُسکو پہونچایا دیوزادون کو اسکے ہاتھ سے قتل کرایا عمرو نے کہا جب ہی حمزہ اپنے کو قاتل سمندون دعفریت بتاتا ہو آپ بیشک حمزہ کے ساتھ تھے شیطان بچہ خوب ہنسا جب ہنستا ہی تو ایک شعلہ بھڑک جاتا ہو عمرو کو ڈر ہوتا ہو کہ ایسا نہو مین پھکنے لگون خدا اسکی قید سے بہت جلد رہائی دے لیکن باتون مین مصروف ہی یکایک سحر ہوگئی شعبدہ باز طلیعہ دیا ہم شعبدہ اور بات شعاع وضیا پیدا کرکے تخت جرخ زر جدی پر جلوہ فرما ہوا تمام گنوار شعلہ کے قریب آکر جمع ہوے یا خداوند یا خداوند کی آوازین اٹین الغت دنا قوس بجنے لگے آوازین آرہی ہین یا خداوند شعلہ خوار آتش خور ہم گنہگار حاضر ہین چوری بھی کی کئی آدمی بھی قتل کیے اسکو سزا دیجیے گنوار دیکھ رہے ہین کہ آج شگون سے برق نہین چمکتی ہلاکر رہے ہین کہ شاید خداوند سوتے ہین عمرو نے کہا یا خداوندان مجبون کی داد دیجیے ایسا نہو کہ یہ بندے آپ سے پھر جائین مین آپ کے پاس سے کہان جاؤنگا ایک دن قدرت شب کو خواب مین تشریف لائے علم موسیقی کا مجھکو بادشاہ کیا میرے گلے پر ہاتھ پھیرا اور کہا آج سے تجھکو علم موسیقی کا بادشاہ کیا ایک غزل تو سنیے

غزل

تو نہائے اگر اے رشک چمن پانی مین
اڑگے مرغان چمن آئین معاً پانی مین

آپڑی زلف دم غسل جو اُسکے رخ پر
مین یہ سمجھا کہ ہوا چاند گہن پانی مین

دم رقت جو بندھا گوہر دندان کا خیال
آگیا صاف نظر در عدن پانی مین

غرق گریہ سے ہون اسطرح غریق رحمت | مردم چشم کا ہے جیسے وطن پانی مین
موج ہو موجۂ بوے گل تر آب گلاب | ہے جو وہ نکہت گل عکس فگن پانی مین
چاہیے توبہ سے یونس کی طرح دامن پاک | گو ہے نام کو اک عمر وطن پانی مین
پوچھ دریا سے جس مین ہو کسکے بیتاب | آبلے موج کے پا مین ہین شکن پانی مین
بلبلے پانی مین اُٹھتے ہین بجاے بلبل | پھونک دیتا ہے جو وہ غنچہ دہن پانی مین
خون منہ رہا دمِ گریہ خسرو پہ رہا | اشک شیرین سے بہا جوے لبن پانی مین
شرم مین سے ہو عجب قدرت خالق ظاہر | اک جہان کا نظر آتا ہے وطن پانی مین
گل پہ شبنم نہین آغوش مین بلبل کے گل | غرق شرم مین ڈوبا ہے وطن پانی مین
ضبط گریہ کے نمود اسکی ہے رعنا ورنہ | غرق ہو جائے ابھی چرخ کہن پانی مین

باتون سے تو شیطان بچہ مبہوت ہو ہی چکا تھا گانا تو خواجہ کا سحر ہے اس رنگ مین غزل گائی کہ وہ شیطان بچہ جھومنے لگا کہا اے بندۂ من قدرت تجھکو اپنا نائب کرینگے تعویذ بازو بنائینگے عمرو نے کہا پہلے قدرت بندون کی داد فریاد سن لیتے ہین تو خدا شکرگزار ہون شیطان بچے نے کہا اے عمرو یہان لاکھون روپیہ کا مال رکھا ہوا تھا وہ تونے لے لیا اچھا کیا اور تجھکو ہزارون روپیہ کا مال دلواؤنگا عمرو نے کہا مین اب عمر بھر خدمت مین رہونگا شیطان بچے نے ہاتھ چھوڑ دیا خواجہ عمرو کو معلوم ہوا کہ جان مین جان آگئی شیطان بچے نے باہر آکر بموجب قاعدۂ قدیم ہاتھ چمکانے شروع کرین کنہ گار کچھ خلل ہوے کچھ جلا کر رہ گئے خواجہ عمرو پشت پر کھڑے دیکھ رہے ہین حلقے کمند اصفہاے یاصفا کے ہاتھ مین لیے ہوے جال الیاسی کاندھے پر شیطان بچہ منہ پھیرے ہوے ہاتھ چمکا رہا ہے عمرو نے چلو وہ حلقے کمند کے گلے مین اُسکے ڈالدیے اُسنے چاہا تڑپ کے نکلون عمرو نے جھٹکا مارا جیسے گرگٹ تڑپتا ہے وہ بہت تڑپا پھڑکا مگر نہ نکل سکا کمند تحفۂ بزرگان دین ہے استخوان تک پہونچ گئی عمرو نے حباب مارکر بیہوش کیا جال الیاسی مین لپیٹا کمند سے مشکین باندھین اُس شیطان بچے کو نذر زنبیل کیا اب منظور ہوا کہ دو چار کوڑی کا روزگار بھی کرلین سفید مہرہ نکال کر آواز دی اے بندگان من سب قریب شوالے کے آکر جمع ہو قدرت کو اپنے بندون پر پرورش منظور ہے مبہوت زنگی زمیندار و وزرا سب گنہگارون کو اپنے ہمراہ لیکر جب قریب شوالے کے پہونچا پکار کے آواز دی قدرت کیا فرماتے ہین

عمرو نے اُسی سفید پھرے مین آواز دی قدرت کو منظور ہی کہ تم سب کو امیر کر دینگے اب تو غربا نے غل مچایا
قدرت کی پرورش اور عنایت ہی شوالے کے اندر سے آواز آئی اب سے شام تک شوالے کے سامنے
لا کے جسقدر مال ہو جمع کرو آج شب کو قدرت تشریف لائینگے سب مال کو دونا کر دینگے ہم چاہتے
ہین کوئی کسیکا دست نگر نہو سب دعائین دینے لگے کہ کیا پرورش ہی خداوند کی اب کوئی کسیکا محتاج
نہوگا سب کے پہلے میان مہوت زمیندار دوڑے روپیہ اشرفیان جورو کا سب گہنا بڑی ایک
چاندنی مین باندھ کر لائے قریب شوالے کے رکھدیا غربا لوگ اپنی اپنی عورتون کا زیور لیکر چلے
آتے ہین بعض جنکو نہین میسر ہی وہ پڑوس مین دوڑے گئے کہا ہمین اپنے جوشن اور چوڑیان ذرا
مانگے دیدو اُنھون نے کہا واہ بھائی اچھے دن مانگنے آئے ہو آج کا تو وہ دن ہی کہ اگر ہمین کو اور
ملجائے تو خدمت خداوندی مین لیکر جائین صبح کو دونا کر کے لائین گانون مین ہلڑ پڑا ہوا ہی جنکو
اور کچھ نہین میسر ہی اُنھون نے تانبے کے ظرف ہی لا کے رکھدیے بعض شخصون نے اناج لاکر
رکھا ہی شام تک انبار عظیم ہو گیا شام کو خواجہ عمرو نے نکلنے کی تدبیر کی سارے شوالے مین دوڑے
دوڑے پھرے مگر راستہ نکلنے کا نہ ملا سخت حیران ہوے کہ کیا کرون شبکے اسقدر مختصر ہین کہ انمین
سے نکلا ہی نہین جا سکتی آخر خواجہ کو کچھ ذہن پڑا نقب کھودنا شروع کی نقب کھود کر باہر نکلے مال
کو دیکھا جال نکالا آواز دی اے جال جنجال ہو کر ناٹی تک یہان کی نہ چھوٹے تمام کھینچکر زنبیل
مین رکھا اب خواجہ یہان سے طرف لشکر کے بھاگے قضا سے کار صرصر نے افراسیاب سے
کہا حضور نے عمرو کو کہان قید کیا افراسیاب نے پتہ دیا کہ بیابان گرد آباد مین جو شوالہ ہی
وہان چھوٹے خداوند خدائی کرتے ہین وہان کے کئی ہزار آدمی انھین کے معتقد ہین مین نے اُسی
شوالے مین عمرو کو چھوڑ دیا وہ خداوند عمرو کو ذبح کر کھا جائینگے اپنی آتش قہر و غضب مین
پھونک دینگے شعلہ خوار آتش خوار خداوند کا نام ہی ساحری و جمشید سے چھوٹے اور
خداوندون سے بڑے ہین وہان سے اب عمرو زندہ نکل سکیگا صرصر شمشیر زن نے کہا شہنشاہ
آپ نے غضب کیا معلوم ہوتا ہی کہ اُس شوالے سے بھی خلاصی کا وقت آ گیا مین براے خبر
جاتی ہون کسی ساحر کو حکم دیجیے کہ مجھے وہان پہونچا دے نسیم تیزرو ایک ساحر قریب
کھڑا تھا افراسیاب جادو نے کہا اے نسیم تیزرو صرصر کو بیابان گرد آباد مین پہونچا دے

نسیم تیز رو نے صرصر کی کمر مین پنجہ دیا اے اُڑا گویا ہوا سے تیز چلی نسیم نے تھوڑے ہی عرصے مین صرصر کو
بیابان گرد آباد مین پہونچا دیا میان گنوارون کو از حد خوشی ہی رات بھر نیند نہین آئی کہ مال ہم اپنا
دونا لینگے بوقت سحر سب اہالی قریہ ڈھول جھانجھ بجاتے ہوے اپنے اپنے گھرون سے نکلکر قریب
شوالے کے آئے دیکھا مال ندارد ایک طرف سے نقب لگی ہوئی ہی شوالے سے جو برق چمکا کرتی
تھی آج اُس برق کا بھی نشان نہین گنوار پکارتے ہین یا خداوند مال ہمارا دیدیجیے لاکھ سر پیٹتے
ہین چیختے ہین کچھ آواز نہین آتی سب کہ رہے ہین خداوند کا تو پتہ ہی نہین ہمارا مال لیکر بھاگ گئے
ادھر صرصر شمشیر زن آکے پہونچی صرصر نے کہا ارے کمبختو کیون غل مچاتے ہو دیکھو نقب لگی ہوئی
ہی مال وہ سب لیگیا آؤ دیکھو نقب کی راہ سے کئی گنوارون کو اندر شوالے کے لیگئی دیکھا
شوالہ خالی پڑا ہی گنوار رونے لگے گریبان پھاڑ ڈالے سر پیٹتے تھے کہ قدرت ہمکو لوٹ کر لیگئے
صرصر نے کہا تمھارے خداوند پر بھی آفت آئی نہین معلوم کہ اب کیا کیا آفت برپا ہوگی گنوارون
نے کہا اگر ہم کو نشان ملے تو ہم سارباں زادے کی بوٹیان کاٹ کر کھا جائین صرصر نے کہا
چلو ہم بتا دین مبہوت زمیندار نے اپنی گنوار جمع کی بارہ ہزار گنوارون کو لیکر چلا یہی خیال مین ہی
کہ جاکر لشکر مسلمانان کو تباہ کرون ادھر سے تو مبہوت زمیندار جاتا ہی اُدھر ہلال سحر افگن جب
کئی دن خواجہ کو گذرے اور برق فرنگی بھی دریافت کرکے آیا کہ خواجہ کو افراسیاب گرفتار
کرکے لیگیا زبانی صبا رفتار کی یہ بھی معلوم ہوا کہ افراسیاب نے پکار کر یہ کلمہ کہا تھا کہ ایسے
مقام پر قید کرون کہ عمرو تڑپ تڑپ کے اپنی جان دے ملکہ ہلال سحر افگن بیتاب ہوکے یکہ و
تنہا بتلاش خواجہ عمرو نکلین ایک مقام پر آکے دیکھا ایک بارگاہ استادہ پانچ سات ہزار جادوگر نیان
نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین پھر رہی ہین جابجا چھوٹے چھوٹے خیمے استادہ ہین مالک
اس لشکر کی ملکہ گلشن جادو چھوٹی بہن ہلال کی دربارگاہ پر پہنچی ہی گلشن نے دیکھا ایک طرح
آسمان پر ہلال چمکا بہ نگاہ غور جو دیکھا پہچانا کہ ملکہ ہلال سحر افگن آتی ہین کئی سال کے بعد
جو دیکھا پکار کے آواز دی بوا ہلال مہر و وفا سے قدیم کو بالکل فراموش کیا کہان اسوقت جاتی
ہو ہلال نے جو چھوٹی بہن کو دیکھا اُتر آئین گلشن بہت خاطر سے پیش آئی مقام صدر پر جگہ دی
پوچھا بوا کہان تھین ہمنے سنا تھا کہ تم مسلمانون کی شریک ہوگئین ہلال نے کہا شکر ہی کہ مذہب

حق مین سوچیے خدا سلامت رکھے خواجہ عمرو کو کہ اُنکی ذات سے راہ ضلالت سے نکلے چشمۂ ہدایت پر پہونچے ملکہ گلشن نے کہا بوا تمکو کیونکر اعتقاد ہوا ہلال نے جواب دیا اپنی جس کتاب کو معتبر جانو اوسی کتاب کو اٹھا لو حال حق و ناحق کا کھل جائے ہلال نے کہا سامری نامہ رکھا ہے یہ تو خداوندی کی لکھی ہوئی کتاب ہے ہلال نے کہا ابھی تمپر حال کھلیگا سامری نامہ جو اُٹھایا پہلے یہی مضمون نکلا کہ عمر طلسم تمام ہوئی افراسیاب جادو قتل ہوگا اسد غازی قاتل افراسیاب ہے جرأت مین لاجواب ہے گلشن گھبرائی کہا بوا یہ تو عجیب مضمون دل خراش ہے ہلال نے کہا تحقیقات مذہب مین ایک لفظ کافی ہے یہ بوٹے دو ہی خداوند خدائی نہین کر سکتے وہ وحدہٗ لاشریک اکیلا پروردگار ہے جو مناسب جانتا ہے وہ کرتا ہے اکیلے کو سب طرح کا اختیار ہے گلشن اُسی وقت مطیع اسلام ہوئی ملکہ ہلال سحر افگن کو اپنی بہن کے مسلمان ہونے کی بڑی خوشی حاصل ہوئی اب دونون بہنین ملکر بیٹھین بیرون بارگاہ سائبان زربفتی کھنچا ہوا ہے دونون بہنین تخت پر بیٹھی ہین گرد کنیزان زرین پوش جمع ہین ایک گائن عمدہ سامنے ان دونون شاہزادیون کے بصد ناز و کرشمہ یہ غزل عاشقانہ گا رہی ہے

غزل

ہون وہ واماندہ نشان ہمرہان ملتا نہین — کاروان کیسا غبار کاروان ملتا نہین
ڈھونڈتے ہین پر نشان بے نشان ملتا نہین — جان جسپر دی ہے وہ جان جہان ملتا نہین
عشق لاتا ہے جو شبخون غارت دل کے لیے — جز شکیب و صبر کوئی پاسبان ملتا نہین
آپ میرے گھر قدم رنجہ کیا کرتے ہین ہان — عذر ہے معقول ہین اے مہربان ملتا نہین
باہمہ رفعت تصدق روز ہے ہر صبح و شام — کون کہتا ہے زمین سے آسمان ملتا نہین
جان شیرین کا مجھے دینا ہے آسان تھا پر — ڈوب مرنے کو زنخدان سا کنوان ملتا نہین
جوش گل سے کہین کیا گلشن مین جا باقی نہین — عندلیبون کو مقام آشیان ملتا نہین
روز مجھ ہی بیگنہ پر تیز ہوتی ہے چھری — بوالہوس کیا تمکو پھر امتحان ملتا نہین
ڈھیر ہو جاتا ہے ناحق خاکسارون کے ہما — خاک کھائیگا کہ نام استخوان ملتا نہین
دختر رز پر جو فصل گل مین ہے رنگ شباب — اب مزاج حضرت پیر مغان ملتا نہین
دشت وحشت مین ہون اک مدت سے سرگرم تلاش — جسمین یوسف ہو مرا وہ کاروان ملتا نہین
واہ ری قسمت کھلے قاتل کو جو ہر بعد قتل — کیسے پچھتاتے ہین رعنا سا جوان ملتا نہین

خیر تو ہی اسوقت رنگ رو متغیر ہو گیا صورت زیبا کی عجب کیفیت دیکھتی ہون ملکہ بران شمشیر زن نے آہ کی کہا شگوفہ کیا پوچھتی ہو فلک کجرفتار در پئے آزار ہی بلاے ناگہانی سر پہ سوار ہی دیکھیے تقدیر کیا دکھائے ہاے کیا کہین کیونکر ضبط کرین **نظم**

دل کو پسند سیر ریاض جنان نہین
جسکی ہوا ہو سر مین یہ وہ بوستان نہین

وہ دل نہین ہی جسمین خیال بتان نہین
ہی جس جگہ نہ کوئی مکین وہ مکان نہین

آئے ہین ایک رو نکو کی تلاش مین
کچھ بے سبب ورود ہمارا یہان نہین

شام و سحر فراق مین ہی زلف و رخ کی یاد
کس وقت ذکر غیر یہ ورد زبان نہین

کاکل کا قصہ ہجر کی شب سے کے آئی نیند
کیا کہیے قصہ گو کو کہ جادو بیان نہین

تازہ رہینگے داغ جگر اپنے عمر بھر
یہ وہ سدا بہار ہی جسکو خزان نہین

دل ہم نے نذر کر چکے اُسی سفاک پر فدا
عالم کو جسکے تیر نگہ سے امان نہین

صدمے اٹھائین صبر کرین راہ عشق مین
لازم یہ آہ و نالہ و شور و فغان نہین

وصل صنم تو جان کے بدلے بھی مفت ہی
ہی سودا ایسے سودے مین ہرگز زیان نہین

اُس گلبدن کے ہجر مین داغ ملال ہین
پھولون کی میرے سینے پہ یہ بدھیان نہین

دل مین اگر دکھاتے ہم الفت کی انتہا
خوبون مین کیا کرین کہ کوئی قدردان نہین

ہوتا موئے تحفے ہستی مین ای **نظام**
افسوس اُنکا نام کو باقی نشان نہین

ملکہ شگوفہ نے عرض کی واری حقیقت مین آپ کا غم و الم ایسا ہی ہی ملکہ بران شمشیر زن نے کہا اب زندگی مین ملاقات ہونا بہت دشوار ہی ای غم مین تڑپ تڑپ کر مرینگے ای شگوفہ اگر تمہاری خوشی ہو تو ہم کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر ہو آئین شاید شاہزادے سے ملاقات ہو جائے یقین تو ہی وہ بھی ہمکو یاد کرتے ہون شگوفہ نے کہا واری جب مین نے ذکر سنا تو یہی سنا کہ انکو بھی آٹھ پہر آپ ہی کی یاد رہتی ہی لیکن ایسا نہو آپ کے والد کو یہ خبر معلوم ہو جائے تو غضب ہو گا ملکہ بران نے فرمایا سربازی ہی عشق و الفت کی حیلہ سازی ہی مجھے بھی ہر وقت یہی خوف رہتا ہی کہ والد نامدار ہمہ دان و ہمہ گیر ہین صاحب جاہ و توقیر ہین جسوقت خیال کرین اور معاملہ اصلی کو سمجھ لین تو انکے دل پر جو گذرے وہ گذرے مگر سواے میرے قتل کے انکو کیا چارہ ہی میرے قلب محزون کو تو یہ بھی گوارا ہی

لیکن اُنکے واسطے کوکب کیا کریگا مجھکو خوف یہ ہو کہ اُنکے کل لشکر کی تباہی و بربادی نکرے کُل لشکر ہو بنہ جاپڑین خدا آبرو کا بچانے والا ہو اُنکی آبرو و جان سب پروردگار کے ہاتھ ہو ہزار طرح کے خوف درپیش ہین خدا اسکا انجام بخیر کرے شگوفہ سحر ساز کہتی ہو کہ حضور جانا بہتر نہین ایسا نہو راز کھل جائے تو بڑی خرابی ہو ملکہ بران نے ایک ٹھنڈی سانس کھینچکر فرمایا ہو شگوفہ اب ہمکو نہ سمجھاؤ دل آج نہین مانتا مثل طائر بسمل تڑپ رہا ہو کلیجہ بھڑک رہا ہو کیا کہون فقدان طاقت ربط و ضبط ہو اس عشق خانہ خراب مین سراسر خبط ہو

نظم

بیقراری مین مری یا رو اثر پیدا ہو — سر کو دیوار سے ٹکراؤن تو در پیدا ہو
خوش جمالون سے زمانہ نہین ہوتا خالی — مہر پنہان ہو نظر سے تو قمر پیدا ہو
ابر نیسان کے کرم سے ہو ٹپکتا لاکھون — گوش تو کوئی سزاوار گہر پیدا ہو
شعر گوئی مین مری طبع کو قدرت ہو پسند — خشک دو لب ہون تو اک مصرعۂ تر پیدا ہو
بے نمودون کو بھی ہو شوق نموداری کا — ناف کی طرح و ہ معدوم کمر پیدا ہو
مجھ مسافر کی تو صورت نہ کسی نے دیکھی — ہین تو پوشیدہ ہاگر دسفر پیدا ہو
ایک دم مین ہین لُٹا دون ابھی نشے مین ہے — مجھکو دولت سے اگر نشۂ زر پیدا ہو
باغ عالم مین ہوا چلتی ہو وہ وحشت خیز — صورت بید ہو مجنون جو شجر پیدا ہو
عہد پیری مین طبیعت کو جوان ہم بھی کرین — خوبصورت جو وفادار بشر پیدا ہو
حلقۂ زلف سے وہ چہرۂ روشن نظر آئے — ظلمت شام مین بھی نور سحر پیدا ہو
میرے اشعار گل اندام پڑھین اے آتش — فکر رنگین مین مری رنگ اثر پیدا ہو

شگوفہ سحر ساز نے دیکھا کہ آج سمجھانے سے کچھ نہو گا ملکہ ضرور جائینگی میرا کہنا نہ مانینگی آخر عرض کی حضور کو اختیار ہو بسم اللہ جائیے ملکہ بران شمشیر زن شگوفہ کو سمجھا کر طاؤس زرین بال پر سوار ہوئین سب کی نظرون سے مخفی ہو کر چلین سناٹا بھرے ہوئے جاتی ہین دل مین محبت ایرج کا جوش ہو راہ مین خیال آیا کہ اگر خواجہ عمرو سے تو اُسے بھی ذکر کر دیتے کہ ہم کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر جاتے ہین ذرا خیال رکھیے گا شاید کوئی نئی بدی ہو گی تو وہی خبر لینگے سوا اُنکے اور کوئی پوچھنے والا نہین اُنکی ذات سے طلسم ہوش ربا مین رونق ہو طرف سے ایک صحرا کے جو گذر ہوا کان مین خواجہ عمرو کے گانے کی

آواز آئی حیران حیران چہار جانب دیکھنے لگین اور طاؤس کو ٹھہرایا سر جھکا کر دیکھا ایک صحرائے سبزہ زار ہی بیچ مین اُس صحرا کے ایک بارگاہ استادہ گرد دو ہزار کنیزین کھڑی ہوئی ہین بیچ مین دو شاہزادیان اور خواجہ عمرو بیٹھے ہوے گا رہے ہین ملکہ بران خواجہ عمرو کو دیکھکر خوش ہو گئین طاؤس سے اُتر آ کے خواجہ کو سلام کیا خواجہ نے کہا اے فرزند آؤ اسوقت کہان سے آتی ہو کہان جانے کا قصد ہی ملکہ نے سر جھکا لیا خواجہ عمرو سمجھ گئے کہ اسوقت ملکہ بران مبہوت ہو رہی ہی گلے سے لگا لیا پاس اپنے بٹھایا اب ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے کہ ملکہ ہلال سحر افگن و گلشن جادو بنت ہلال کی مع مصاحبین ایک جانب ملکہ بران ایک طرف خواجہ کے گانے کی آواز سنکر سب کنیزین قریب آ گئین خواجہ عمرو ان سب کے بیچ مین بیٹھے ہوے یہ اشعار گا رہے ہین

اشعار

فقیری سلطنت ہو خاکسار کوے جانان کو
مبارک جام ہو جمشید کو خاتم سلیمان کو

مذاق اسکو ہی جو چوسے لب شیرین جانان کو
دماغ اسکا ہی جو سونگھے کسی سیب زنخدان کو

تم ابروے قاتل پھر گیا ہی اپنی آنکھون مین
لیا ہی بوسہ دیکھا ہی جو ہمنے تیغ عریان کو

تمھارے چہرۂ پرنور کے بیداغ ہونے نے
نظر سے اپنی آنکھون کے گرایا ماہ تابان کو

غم الفت کو کتنا ہی نگلیے دل نہین بھرتا
یہ وہ نعمت ہی بھوکا رکھتی ہی جو اپنے مہمان کو

انھین سے جوہری فریاد کرنے انکی آتے ہین
پلے جاتے ہین موتی بیچتے ہین جب وہ دندان کو

محبت کی نگہ سے لطف ہر اک رنگ مین پایا
تماشا تھا جو دیکھا چشم بلبل سے گلستان کو

کیے ہین کافر و دیندار ان زلفون نے سودائی
ہوئی ہین جان کا جنجال ہندو و مسلمان کو

خیال آتا ہی صحرا کا جو شب کو جوش وحشت مین
بناتا ہون فتیلہ پھاڑ کر مین جیب و دامان کو

ترا مجروح مثل ارغوان ہوتا جو گلشن مین
گل خندان کو شرماتا دکھا کر زخم خندان کو

زہے اقبال سیم و زر زہے خوش قسمتی آتش
تمام آرائشون مین ہے حنا اُس رخ نے افشان کو

تمام کنیزین تعریفین کر رہی ہین ہر ایک کا یہی قول ہی خواجہ عمرو گانے مین عدیل و بے نظیر ہین گانا انکا دل کو کھینچتا ہی طائر آشیانون سے اُتر آتے ہین آہوان صحرا جنگل سے دوڑے ہوے آئے ہین گرد خیمے کے سر ٹکرا رہے ہین قضائے کار مبہوت رنگی زمین ار جو تلاش مین خواجہ عمرو کی چلا تھا سوار دوی اکر کے آیا ہی صرصر شمشیر زن ساتھ ہی دور سے صرصر کے کان مین خواجہ کے گانے کی آواز پہنچی

صرصر نے گھبرا کر کہا عمرو کمین گار رہا ہے اے مہبوت تم بڑے صاحب نصیب ہو اب بلوہ کر کے عمرو کو گرفتار کر لینا یہ کہتی ہوئی صرصر آگے بڑھی دیکھا ایک بارگاہ استادہ ہے اُسمین عمرو بیٹھا ہوا گا رہا ہے مہبوت سے کہا دیکھو وہ سامنے عمرو بیٹھا ہے یہ کہکر آپ بکنار ہو گئی مہبوت نے جو عمرو کو دیکھا وہین سے دوڑا اور ساتھ والون کو آواز دی ہان بچا کر لینا وہ ساربان زادہ بیٹھا ہے مہبوت نے جو اپنے ساتھ والون کو اشارہ کیا چہار جانب سے گنوار لپٹ لپٹ کر دوڑے پاسیون نے تیر کھینچے سنبھالے مہبوت زنگی زمیندار نے پکار کے آواز دی او ساربان زادے تو نے خداوند کو کیا کیا شوالہ خالی پڑا ہے ملزم ہوا خواجہ عمرو نے طرف بران کے دیکھا کہا تم نے دیکھا یہ لوگ میرے گرفتار کرنے کو آتے ہین ہلال سحر افگن نے کہا انکی کیا مجال جو آپ کو ہاتھ لگا سکین گلشن بھی اپنے مقام سے اُٹھی جب گنوارون نے تیر مارے ملکہ بران نے اشارہ کیا یا ہاتھ ہلا دیا تیر اُلٹے پلٹے اُنھین پاسیون کے سینے پر پڑے توڑ کر سینون کو پار گذرے کنیزون کو جو ملکہ گلشن نے اشارہ کیا کنیزون نے سحر کیا شروع کیا کنیزان گلشن نے باغ لگا دیا بلبلین چہکنے لگین پھولون نے آنکھین کھولین طفلان غنچہ مسکرا گئے ہر طرف موسم بہار طائرون کی پکار زیر گل پھولون سے انبار طائرون کی زمزمہ سرائی چمنستان کی رعنائی و زیبائی سحر گلشن نے اسپر ترقی کی کچھ پھول اُٹھا کر پھینکے ملکہ بران نے بھی سحر کیا ہلال نے ایسا سایہ مہبوت زنگی پر ڈالا ہر طرف سے میان مہبوت پر سحر کی بوچھار ہوئی مہبوت زمیندار لڑتے لڑتے مبہوت ہوا سحر کرنے مین سکوت ہوا ایکا یک جھوم کے پکار اُٹھا اے شہنشاہ خوبی وا ے سرو خرامان باغ محبوبی اے نازنینان مہ جبین و اے مہ جبینان مہر تمکین مین سب کا دل و جان سے مشتاق ہون ذرا میرے سامنے آؤ صورت زیبا دکھاؤ تم سب کی یاد مین میرا البدن پر دم ہر دلبر ہجوم غم و الم ہے اب سے کیا دل کی کیفیت کہون نظم

چھٹے اُس در سے جو بھوٹے ہوئے ہین گھر اپنا	چھکے بیٹھے ہین پیٹے ہوئے بستر اپنا
دونون ہاتھون سے بلائین لو ہمین کیونکر اے شوق	رکھکے سوتے ہین مرے ہاتھ پہ وہ سر اپنا
پاس رکھو ہمیں گر بد نظر ہو مرا قتل	دیکھ لیجے نگہ غیظ سے خنجر اپنا
خواب کی بات تھی یا تھی شب وصلت یارب	صبح کو ہم ہین وہی اور وہی بستر اپنا
ساتھ ہر سانس کے آتی ہے صدا حسرت کی	آج دم توڑ رہا ہے دل مضطر اپنا

کسکی گردن نے ہین کنگے چین یہ ترے ہو ہار
کیون ہین دیکھے سب روتے ہین ای بجبری
اسقدر گردش قسمت نے پھرایا ہی ہمین
شرم بھی قہر کی ہی حسن پہ مغرور بھی ہین
آئنے مین مری آہون کا اثر دیکھتے ہین

بیخودی جنکو بنائے ہوے زیور اپنا
آج کس در سے اٹھایا گیا بستر اپنا
کہ نظر آتا ہی پھرتے ہوے سب گھر اپنا
آنکھ بھی ہی اٹھاتے ہین مگر سر اپنا
نظر آتا ہی جو چہرہ متغیر اپنا

اسطرح بلبلایا کہ اپنے ساتھ والون کو قتل کرنے لگا ملکہ بران نے پکارکر کہا اد مہبوت یہ کیا بے ادبی
ہی جاکے افراسیاب خانہ خراب کا سر لا مہبوت زمیندار جہوما ساتھ والون سے کہا سنتے ہو
معشوق پریچہرہ نے کیا حکم دیا مین ابھی سر افراسیاب لاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا قضاے کار
یہان وہی سب شاہزادیان بھی ہین مہبوت کے رنے کا کچھ خیال بھی نہین ہوا ایک ایک سحر کردیا
وہ پلٹ گیا یہان وہی جلسہ پھر آراستہ ہوا گانا خواجہ عمرو کا ہونے لگا خواجہ جی توڑ توڑ کے گا رہے
ہین یہ بھی خیال ہی کہ ملکہ بران شمشیرزن طرف کوہ عقیق کے جاتی ہین انکو نہ جانے دون گانے
مین بہلاؤن اسوجہ سے خواجہ بھی دل توڑ توڑ کے گا رہے ہین مہبوت زنگی زمیندار جو چلا
تو تین ہزار گنوار اسکے ساتھ ہین برہے گاتے ہوے چلے جاتے ہین مگر ملکہ شعلہ جوالہ کہ ساحران
پردہ ظلمات سے ہی برائے مقابلہ مسلمانان جاتی ہی اس صحراے مین کوس پر اتری ہوئی ہی
افراسیاب جادو برائے ملاقات ملکہ شعلہ جوالہ آیا ہی بیٹھا ہوا سمجھا رہا ہی کہ ای ملکہ عالم پردہ
ظلمات مین تمھارا شہرہ ہی عیارون سے اپنے کو بچانا عیاران اسلام بلاے روزگار مین ملکہ
شعلہ جوالہ بھڑک کر جواب دیتی ہی نگوڑے عیار میرے پاس آکے کیا کرینگے اگر دکھائی دین تو مین
آتش قہر و غضب مین پھونکدون افراسیاب نے کہا بھائی کے سامنے بھائی بنکر آتے ہین باپ
کے سامنے بیٹے کی صورت بنکر دھوکا دیتے ہین انکو کون پہچان سکتا ہی افراسیاب جادو
وملکہ شعلہ جوالہ سے یہ باتین ہو رہی ہین کہ کان مین آواز آئی کہ کوئی یہ غزل گا رہا ہی نظم

کمی کرتا ہی ای شوق شہادت جذب کچھ دل کا
نکلنا ہو گیا دشوار تن سے جان بسمل کا
مرے پاس آئے ہین کوسونے لیکن دور ہین دلسے

یہ کھینچ رہنا ستم ہی کھینچے ہمیں تیغ قاتل کا
مگر کیون رہ فلک یہ بھی کوئی ارمان ہی دل کا
ابھی تک تجھ مین انمین فاصلہ ہی ایک منزل کا

کسی کو کھینچ لائیگا اگر یونہین رہا دل مین — ذرا وہ جذب ناقص کا تف فنا شوق کامل کا
کوئی شوخی کوئی رنگین ادائی چلتے چلتے بھی — بجاتے جاؤ رنگ اُکھڑا ہوا عاشق کی محفل کا
وصال یار کی حسرت کو دم سینے سے نکلا — اسی کا کام تھا آسان کرنا ایسی مشکل کا
گلا کاٹیگی اک دن آرزو سے ذبح خود بنا — رگ گردن مین پوشیدہ ہی خنجر میرے قاتل کا
وہ حیران ہون ادھر ہی دیکھتے ہین جتنے بیٹھے ہین — بنایا ہی ہین آئینہ اُسنے اپنی محفل کا
ادھر آ اس دل گمراہ سے کہتی ہی آنکھ اُسکی — دیا کرتا ہی میل سرمہ وہ کا میل منزل کا
کسیکا تجھکو ہو رہنا ضرور ای درد الفت تھا — جگر کا جان کا سینے کا پہلو کا مرے دل کا
جلال آتا ہی کیا کوئی اُدھر سے میرے لینے کو — غبار اُٹھ اُٹھ کے کسکو دیکھتا ہی آج منزل کا

افراسیاب جادو نے کہا ارے یہ کون غزل گا رہا ہی اتنا منھ سے نکلنا تھا کہ لینا لینا کا غل ہوا افراسیاب نے دیکھا کہ ایک زمیندار کانی ٹٹوی پر سوار چار ہزار گنوار ڈھال پھٹکے باندھے ہوے انگوچھے سرون پر لپیٹے ہوے لشکر پر آ گرے جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے اور افراسیاب کا نام لے لیکر گالیان دیتے ہین کہ او نمکحرام بد انجام کہان ہی ہم اُسکا سر کاٹینگے افراسیاب حیران ہو گیا کہا ای ملکہ شعلہ جوالہ کہین بہار ہے اور اس سے سامنا پڑ گیا بہار کی اب قضا آئی ہی یہ بہت بلبلائی ہی شعلہ جوالہ نے کہا ای شہنشاہ یہ نشان سحر بہار نہین معلوم ہوتا یہ تو اتنا کا مبہوت ہو رہا ہی اپنی جان دینے پر آمادہ ہی افراسیاب نے سر اٹھا کر دیکھا کہا حقیقت مین یہ نشان سحر بہار نہین ہی لیکن اسقدر ولولہ ہی کہ اپنے ساتھ والون سے کہتا ہی افراسیاب کہان گیا اسکو پکڑ لاؤ مین سر کاٹ کے لیجاؤن معشوق کے آگے سرخ رو ہون ساتھ والے کہتے ہین دیکھیے وہ سامنے افراسیاب بیٹھا ہی چلیے سر کاٹ لین حکم معشوق مین تامل نہ کرین ہم سمجھون سے ملکہ عالم نے فرمایا تھا کہ ہمارے عاشق کا ساتھ دینا مبہوت کانی ٹٹوی سے کود پڑا کنیزان شعلہ جوالہ لڑ رہی ہین چاہتی ہین کہ گنوارون کو نہ آنے دین گنوار نہین مانتے سرکشی کر رہے ہین چند کنیزین جو شعلہ جوالہ کی قتل ہوئین افراسیاب جادو کو غصہ آ گیا اپنے مقام سے اٹھا للکارا او نامردین اہیونچا اب کسکی مجال ہی کہ زبان کھول سکے افراسیاب جادو نے بائین دیکھتا ہوا چلا جو گنوار ملگیا کسی کو طمانچہ مار دیا کہ اسکا منہ [illegible]

کسی پر ہاتھ تلوار کا مار دیا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے ہزار ہا مشعل کا سہ گدائی ٹھوکرین کھاتے پھرتے ہین ہاتھ
جو ٹکڑے گرے ہین معلوم ہوتا ہی کہ دریا سے خون مین مچھلیان پھڑک رہی ہین ہر طرف ہنگامہ برپا ہی
افراسیاب صفون کو درہم و برہم کرکے برابر مبہوت زمیندار کے پہونچا مبہوت نے للکارا او نمکحرام تیری
نمکحرامی کا یہ اثر ہوا کہ خداوند شولے کو چھوڑکر غائب ہو گئے ہماری سرحد مین خاک اُڑ رہی ہی ملک
ہلال و گلشن و بران کا حکم ہی کہ نمکحرام کا سر لاؤ ہم بغیر سر لیے تیرا نہ جانینگے یہ کہکر ہاتھ تلوار کا مارا
افراسیاب ایسون کو کب مانتا ہی اُف جو کی تلوار اُسکے ہاتھ سے چھوٹ گئی افراسیاب نے کلائی
پر ہاتھ ڈال کر ایک طمانچہ مارا کہ سر مبہوت کا اُڑ گیا مبہوت کو مار کر ہاتھ جو ہلایا ایک برق چمکی سب
گنوارون کے سر اُڑ گئے سب گنوارون کو مار کر پلٹا ہی لیکن بڑی شرمندگی ہی کہ ایک گنوار نے مجھکو نمکحرام
کہا شعلۂ جوالہ نے سُنا یہ ذکر پردۂ ظلمات تک پہونچیگا کہ صرصر آکے پہونچی صرصر نے کہا اے شہنشاہ
عمرو وہان سے چھوٹ گیا وہان کے خداوند کو بھی لیگیا یا مار ڈالا وہان سناٹا پڑا ہی یہ سب اُسکے
پرستار تلاش مین عمرو کی نکلے تھے عمرو صحراے نیلو فر مین مع ہلال و گلشن و بران بیٹھا ہوا گا رہا تھا
بلکہ اب بھی وہین بیٹھا ہی اُن سب کے سحر سے یہ دیوانہ ہوا یہ سنتے ہی افراسیاب اپنے مقام سے اُٹھا
کہا دیکھوا ابھی جاکے سب کو سزا دیتا ہون بی بران کو بھی یہ حوصلہ ہو گیا ہمارے مرنے لیے مبہوت کو
بھیجا یہ کہکر افراسیاب چلا شعلۂ جوالہ نے عرض کی اے شہنشاہ مین بھی ساتھ چلونگی افراسیاب نے
کچھ جواب نہ دیا شعلۂ جوالہ نے آواز دی سب لشکر تیار ہو اُسی وقت سب لشکر تیار ہوا نقارے پر چوب
پڑی بارہ ہزار نازنینان مہ جبین ساتھ چلین افراسیاب بقہر و غضب تمام گھوڑے کو اُڑائے ہوے
جاتا ہی اگر کوئی نخل راہ مین ملگیا اشارہ کر دیا نخل گرا افراسیاب نکلگیا اس زور و شور مین گھوڑے کو
بڑھائے ہوے جاتا ہی اگر کوئی پہاڑ ملگیا اُسپر کوڑا مار دیا بیچ سے دو ٹکڑے ہوا اُسمین گھوڑے کو ڈال کر
نکلگیا یہان سب گانا خواجہ عمرو کا سُن رہے ہین ملکہ بران شگفتہ بیٹھی ہین کہ یکایک لشکر پر پتھر
برسنے لگے بارگاہون مین آگ لگی دریاے قہار نے جوش مارا خواجہ عمرو نے کہا لو یارو غضب ہوا
افراسیاب آگیا یہ کہکر خواجہ اُٹھے اُٹھتے اُٹھتے گلیم اُوڑھلی بی بران و ہلال و گلشن یہ تینون
شاہزادیان اُٹھین دیکھا افراسیاب صفون کو پامال کر رہا ہی اور اسکا لشکر بھی ہمارے لوگون کو قتل
کر رہا ہی ان تینون نے بھی بڑھکر سحر کیے جنگل مین آگ لگ گئی لشکر شعلۂ جوالہ کو جلانا شروع کیا

شعلۂ جوالہ نے بڑھکر آگ بجھائی بران شمشیر زن نے سحر افراسیاب کو روکا پتھرون کو ہٹا کے
لشکر شعلۂ جوالہ پر گرایا ہزارون کے سر پھٹے سیکڑون کے ہاتھ پاؤن ٹوٹے کہ لڑنے سے بیکار ہوے
افراسیاب نے دیکھا ہزار ہا ہمراہیان شعلۂ جوالہ تباہ ہوے افراسیاب پر جو بجلین گرین اسنے
اشارون مین رفع کردین افراسیاب ان تینون شاہزادیون کی جانب جھپٹا ہو کنیزین سینہ سپر کرتی
ہین افراسیاب کو روکتی ہین کئی کوس تک جنگل مین شعلے بھڑک رہے ہین ملکہ ہاے ابر آتش فشان
آسمان پر لہرا رہے ہین طائران زمزمہ سرائی پھولون کی رعنائی و زیبائی گلشن نے کئی
سحر ایسے کیے کہ افراسیاب کو صدمہ پہونچا تمام جادوگر ماش کے دانے پھینک رہے ہین کلوا
بھیرون تار سنگھ کو یاد کرتے ہین افراسیاب جادو ڑنا بجز تا سحر کرتا قریب اُن تینون شاہزادیون
کے پہونچا تینون شاہزادیان بخوف آبرو سامنے سے بھاگین لشکر سے نکل گئین افراسیاب جادو
نے پیچھا نہ چھوڑا تعاقب کیے ہوے چلا آتا ہے ملکہ بران نے جو دیکھا کہ افراسیاب پیچھا نہین چھوڑتا
کانون سے بجلیان و بالیان نکال کے افراسیاب پر پھینک مارین افراسیاب پر برق تین گرین
تلوارین خنجر برسے یہ سوچ کر سب چیزین پھینک مارین کہ مین نکل جاؤن افراسیاب نے سب کو دفع
کیا لیکن ایک خنجر شانے پر گرا افراسیاب کے شانے پر زخم آیا افراسیاب جادو نے غصے مین خون
اپنا چلو مین لیا یا سامری و جمشید کہکے بران و گلشن و ہلال پر پھینک مارا آسمان پر گڑگڑاہٹ
ہوئی ایک گنبد سیاہ رنگ آسمان سے گرا اُسکے اندر بران و گلشن و ہلال بند ہوگئین کنیزون
نے لاکھ لاکھ سحر کیا لیکن اُس گنبد کو خبر بھی نہ ہوئی افراسیاب نے بڑھکر دستک دی اور آواز دی
اے گنبد قہر سامری ان بے ادبون کو لینا سب کنیزین بھی غائب ہوگئین اُس صحرا مین سناٹا ہوگیا
خواجہ عمر و کلیم اوڑھے یہ سب معاملہ دیکھ رہے تھے حیران ہو گئے افراسیاب نے کھڑے ہو کے
کئی دستکین دین مین شیر جنگل سے آئے افراسیاب جادو نے کہا اے شیر آتشبار تم لوگ اس گنبد کا
نگہبان کیا اور یہ بھی پکار کر آواز دی سارہان زادہ ضرور دیکھ رہا ہوگا اُسکو آگاہ کرتا ہون کہ جا کر اپنے
سردارون اور اُنکے والد نامدار سے اطلاع کرے کہ آکے یہان سحر کرین اپنی بیٹی کو چھڑا لیجائین
تو دیکھون اب تا قید حیات انکی رہائی ممکن نہین یہ کہکر افراسیاب نے ملکہ شعلۂ جوالہ کو حکم دیا
کہ تم بھی اپنا لشکر لیکر اسی مقام پر چھاؤنی ڈالو شعلۂ جوالہ یہ سحر بھی دیکھ رکھو بعد سامری کے کسی نے

ایسا سحر نہ کیا ہوگا شعلہ جوالہ بھی اُسی مقام پر اُتر پڑی خواجہ عمرو یہ معاملہ دیکھکر بھاگے ملکہ بران
کے واسطے دل بیقرار ہی کہ ہاے کیا غضب ہوگیا ملکہ بران یون قید ہوگئین پلٹ کر خواجہ لشکر مین آئے
سب حال رو رو کر بیان کیا ملکہ مہار فوراً اپنے مقام سے اُٹھین کہا ہم جا کر ملکہ بران کو چھڑا لینگے
ملکہ بہار کے ساتھ رعد و برق و برق لامع اور کئی سردارون نے ساتھ دیا ملکہ لیلاے محمل نشین
بھی ساتھ ہوئین میان شعلہ جوالہ بھی فرو کش ہی کہ دیکھا ملکہ بہار وغیرہ آکے پہونچین بہار نے دیکھا
شعلہ جوالہ اُتری ہوئی ہی تین شیر صحرائی دہن کھولے ہوے غرش کر رہے ہین اُنکے تیور سے
یہ معلوم ہوتا ہی کہ اگر جو کوئی قریب گنبد آئے اُسکو چیر پھاڑ کر پھینک دین ملکہ بہار نے جوان شیرون کو
دیکھا مسکرا کر فرمایا افراسیاب دیوانہ ہی یہ شیر کیا کر سکتے ہین کل حال کھلیگا شعلہ جوالہ ایک طرف اُتری
ہوئی ہی ملکہ بہار نے پکار کر کہا اے شعلہ جوالہ تم گنبد مین جانے کو ہمکو روکوگی عین وقت پر دشمن کو ٹوکوگی
شعلہ جوالہ نے تہرا کے جواب دیا مین صرف معاملہ دیکھنے پر مامور ہون بہار خاموش ہوگئین شام کو
طبل جنگی بجوایا ہو محانہ بھی آراستہ ہوا رات بھر سحر تیار کیے لیلاے محمل نشین نے بھی اپنے خیمے مین
بیٹھکر دو چار سحر ایسے تیار کیے جنپر ناز ہی چار پہر رات اسی ہنگامے مین بسر ہوئی بوقت سحر بصد کر و فر
ملکہ بہار گلعذار طاؤس زرین بال پر سوار گرد سرداران نامی و نازنینان گرامی میدان کارزار مین آکر
پہونچین شعلہ جوالہ ایک جانب اکڑی ہوئی جسکے طریقے سے ثابت ہوتا ہی کہ صرف تماشا دیکھنے آئی
ہی جب صفین جم چکین ملکہ بہار نے قصد کیا کہ مین میدان مین نکلون لیلاے محمل نشین نے
اپنا اژدہا بڑھایا بہار کو آکے سلام کیا دست بستہ عرض کی کہ میرے سامنے حضور نہ جائین مین جا کر
گنبد کو توڑتی ہون تینون شاہزادیون کو اگر نہ رہا کیا تو نام اپنا لیلاے محمل نشین نہ رکھا
ہرچند ملکہ بہار گلعذار نے کہا کہ آپ لوگ تماشا دیکھین کہ کیا معرکہ گذرتا ہی لیلا نے کہا ہمارے
حوصلے سے باہر ہی یہ شہنشاہ نے نمونہ ہیچ غضب کا بنایا ہی گنبد قہر سامری اسکا نام رکھا ہی یہ کہکر
لیلاے محمل نشین اژدہے کو بڑھاتی ہوئی سامنے گنبد کے پہونچین شیرونکو دیکھا جیسے کھڑے ہین
ایک شیر ملا ہوا دیوار گنبد سے کھڑا ہی صاحبون کا یہ حال ہی کہ بنگاہ غور دیکھ رہے ہین کہ لیلا
نے ایک دستک دی صحراے ایک آہوے دشتی پیدا ہوا وہ غریب سب کے آگے کھڑا تھا وہ آہو
جست کرکے سامنے اُسی شیر کے آیا شیر پر حملہ کیا شیر نے ایک طمانچہ مار دیا کہ آہوے صحرائی کا سر اڑ گیا

سر آہو کا اڑتے ہی ایک اندھیرا سا اس جنگل مین معلوم ہوا چار غزال صحرائی اس شیر پر آکر حملہ کرنے لگے
شیر انکے حملون کو روک رہا ہے ایک آہو نے سینگ جھکا کر شیر کے پیٹ مین مار دیے کہ شیر کا شکم چاک ہوا
شیر لڑکھڑا کے زمین پر گرا دوسرا شیر جو بیچ مین کھڑا تھا وہ جا پڑا چارون آہوون نے ملکر اس شیر کو بھی
مارا تیسرا شیر جو دیوار گنبد سے لپٹا ہوا کھڑا تھا بڑے جوش وخروش سے غراتا ہوا چارون آہوون پر آپڑا
آہوان وشیر صحرا مین حملے ہونے لگے اسقدر حملے کیے کہ آخر اس شیر کو بھی چارون آہوون نے ملکر مارا اب
چارون آہو جست کرتے ہوے طرف گنبد کے چلے قریب گنبد کے پہونچکر دیوار گنبد پر سینگ مارنے لگے
شگلون سے برق پیدا ہوئی جس آہو پر گری اسکے دو ٹکڑے ہوے لیلاے محمل نشین نے جب
دیکھا کہ چارون آہو مارے گئے اپنے اژدر آتش فشان کو بڑھایا تھوڑی دور جاکر اژدہے سے کود مین
تازیانہ مار نشین کا اژدر پر مارا اژدہا تڑپ کر قریب دیوار گنبد کے آیا ایک ٹکر ماری کہ گنبد ہلگیا
ایک کنگرہ گنبد کا گرا کہ اژدہا دب کر مرا مرنے سے اژدہے کے اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے دیکھا
کہ کنگرہ اپنے مقام پر قائم ہے اب تو ملکہ لیلاے محمل نشین نے بڑھکر سحر لیے گاتی باندھی پائچون مین
گرہ دی جھک کر بلند ہوئین اس زور وشور سے گنبد پر گرین سب کو یقین ہوا کہ گنبد کو اڑا دیا لیکن
گنبد پر ملکہ لیلاے محمل نشین لڑکھڑا کے گرین بیہوش پڑی ایڑیان رگڑ رہی ہین کہ گنبد مین
خود بخود دروازہ پیدا ہوا ایک شیر نکلا ملکہ لیلاے محمل نشین کو اٹھا کر اندر گنبد کے لیگیا ملکہ
برق لامع نے جو یہ معرکہ لیلا کا دیکھا در کا خود بخود ظاہر ہونا اور ایک شیر کا نکلنا اور ملکہ لیلا کو لیجانا
بہت ناگوار ہوا ملکہ بہار سے بھی پوچھا اس زور وشور سے گنبد پر جا کر گری کہ گنبد ہلگیا تین مرتبہ
برق لامع تڑپ تڑپ کر گری چوتھی مرتبہ اس زور وشور سے ٹکر ماری کہ خود لڑکھڑا کر گری بیہوش
ہوگئی رعد وبرق نے چاہا کہ جاکر اٹھا لین گنبد مین خود بخود دروازہ پیدا ہوا ایک عقاب اندر سے گنبد
کے آیا برق لامع کو اندر گنبد کے لیگیا یہ حال مصیبت مآل دیکھکر رعد وبرق جو بڑے مان بیٹے تھے
بڑے زوردار تھے رعد نے کچھ چیخین ایسی لگائین کہ گنبد ہل ہل کر رہگیا آخر یہ دونون مان بیٹے
بھی بیہوش ہو کے گرے اندر سے گنبد کے ایک عقاب نکل آیا دونون کو اٹھا کے لیگیا دروازہ نابود
ہوگیا چالیس سرداران نامی وساحران گرامی ملکہ بہار کے اسی طرح فوراً فوراً گئے جاکے گنبد مین غائب
ہوگئے بہار گلعذار کو کسی نے جانے نہ دیا ناچار ہو کر بیٹھین اپنی بارگاہ مین آئین دنگل نشینان

بارگاہ کو نہ پایا کلیجہ بھر آیا بیقرار ہوکر رونے لگیں کہا صاحبو ہمارے پہلو نشین کیا ہوے افسوس ہین کہ آپ لوگون نے نہ جانے دیا اگر اب کل کوئی صاحب ہجور وینگے تو ہمت بچا یئنگے ادھر ہم اپنے حال مین مبتلا ہین نہین معلوم ظل اللہ کس حال مین ہین جی یہ چاہتا ہی کہ اپنی جان دین اس کشاکش غم والم سے چھوٹین اس مصیبت سے مہلت پائین نظم

اے قضا احسان تجھپر کرچلے — ہم ترے آنے سے پہلے مرچلے
کوچۂ جانان مین جانا ہی ضرور — چاہے ارہ سر پہ یا خنجر چلے
بس یہ ہی کوے بتان کی سرگذشت — سر پہ میرے سیکڑون پتھر چلے
کوے جانان کا نہ پایا کچھ نشان — خضر کے ہمراہ ہم دن بھر چلے
سیر نیرنگ جہان کیا خاک کی — ششدرجہت مین آسکے ہم ششدر چلے
دیکھیے دیکھینگے کیا روز جزا — یان بشر آئے وہان باشر چلے
ہی خزان کیونکر نہ گلشن کی بہار — جب یہان بعد صبا صرصر چلے
خون تری ترچھی نگاہون نے کیا — لاکھ خنجر ایک کشتہ پر چلے
فرش پر پریون خرامان رشک ماہ — عرش پر جیسے کوئی اختر چلے
دیکھکر بلقیس و زہرہ لوٹ جاے — ناز سے گر وہ پری پیکر چلے
کب ہوئی سوداے مژگان سے شفا — نشترون پر سیکڑون نشتر چلے
طے ہو ہر گز رہ ظلمات زلف — دل مرا گو بنکے اسکندر چلے
دیکھنا ہمراہ ہوئیگا نظام — سوے رب جب شافع محشر چلے

بہار نے یہ اشعار پڑھکر کہا ہمارے دل کو آرام نہ آئیگا کل اس گنبد پر سر زنش ہو جان دینے کی کوشش ہو خواجہ عمرو بھی بیٹھے ہوے ہین مگر سر نگون کلیجہ خون کہ آسمان سے پھول برسنے لگے ہوا بھی ٹھنڈی چلی نخل جھومنے لگے شاخون نے ہاتھ پھیلائے بہار نے بے اختیار کہا صاحب کسی ذی کمال کی آمد ہی سب نے سر اٹھاکر دیکھا باغبان قدرت پشت مرکب پرند پر سوار عقب مین ساٹھ ہزار فوج گویا دریا کی موج آپ آگے بڑھا ہوا چلا آتا ہی چند ملازمان بہار قریب باغبان کے پہونچے باغبان نے حال پوچھا وہ سب بیان کرتے ہین کہ چالیس

سردار گنبد مین جاکے غائب ہوگئے ملکہ شعلہ جوالہ مقابلے مین اُتری ہوئی ہو مگر اُسنے دخل نہین دیا گنبد کے عجائب وغرائب بہت بڑھے ہوئے ہین ایک دروازہ گنبد مین پیدا ہوتا ہو اُسمین سے کوئی جانور پیدا ہوا اور سردار کو اُٹھا کے لیگیا وہ دروازہ پھر معدوم ہو جاتا ہو بڑی بڑی جادوگرنیان مجبور و ناچار ہوکر بیکار رہگئین ورنہ ایسے ایسے سحر کیے کہ گنبد ہل گیا باغبان نے کہا خیر دیکھا جائیگا سب حال زبانی ملازمان مہار کے سنکر باغبان پاس ملکہ مہار کے آیا سب حال رو رو کے ملکہ مہار نے بھی بیان کیا باغبان نے کہا بہت خوب کل سمجھا جائیگا نقارۂ رزمی بج چکا ہو ہنگامۂ گیر و دار بلند ہو تیاریان ہورہی ہین ساحر سحر تیار کر رہے ہین غیر ساحر ہتھیار درست کر رہے ہین چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا ملکہ مہار لشکر کو ساتھ لیکر مع باغبان قدرت میدان کارزار مین آئین شعلہ جوالہ بھی آراستہ ہوکر کھڑی ہوئی جب لشکر جم چکے نقیبون نے نقابت کی کہ بیت یہ اشعار عبرت آثار پڑھنے لگے

اشعار

اے مقیمان تہ سقف سپہر غدار
آیۂ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو
اُس مکان مین کبھی دربار رہا کرتا تھا
رات دن چہلین رہا کرتی تھین سرکار نمین
قصر کو جانے دو باشندۂ نکوان کے دیکھو
سینہ لبریز تمنا و لب مہر سکوت
نہ وہ چہلین نہ ترنگین نہ خود آرائی ہی

تا بہ کہ حسرت فرزند و زن و شہر و دیار
ہو خرابے مین اگر قصر فریدون کے گذار
جلوہ فرما تھا کوئی خسرو باعز و وقار
عیش و عشرت کا وہان گرم تھا ہر سو بازار
تکیۂ گور کو دیکھو زن آج ہو ہر اک کا مزار
نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ماتم دار
کنج تاریک ہو اور عالم تنہائی ہی

یہ اشعار عبرت آمیز حسرت خیز جو نقیبون نے پڑھے سرداروں کے دل کانپ اُٹھے آنکھون مین آنسو بھر آئے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ دنیا ناپائدار ہو اسکا کیا اعتبار ہو نقیبون نے کیا اشعار پڑھے زندگی کا خاتمہ ہوا مگر آنکھین نہین کھلتین آٹھ پہر خواہش عیش و عشرت مین دنیائے بیوفا کی محبت مین مصروف رہتے ہین اپنے پیدا کرنے والے کو نہین یاد کرتے مگر باغبان قدرت نے اسنا مرکب با رفتار صف سے نکالا سامنے مہار گلعذار کے آئے کہا اے ملکۂ عالم اجازت میدان ملکہ مہار نے فرمایا اے باغبان قدرت یہ تو کبھی نہوگا باغبان نے کہا اے ملکۂ عالم

اپنی زندگی مین ہین آپ کو تو کبھی نہ جانے دونگا ملکہ مہبار نے کہا اے باغبان گل مین نے مصیبت
رنج اُٹھائے ہین اب قلب مین صدمات اُٹھانے کی طاقت نہین ہے باغبان گھوڑے کو دپٹا
کہا ملکہ تمھارے وجہ سے باغ لشکر مین بہار ہے ہم تمکو کیونکر جانے دین ہمارے بعد آپ کو اختیار ہے باغبان
نے منت و خوشامد ملکہ مہبار سے اجازت لی بڑے زور و شور سے طرف گنبد کے چلا جیسے ہی قریب
پہونچا گنبد پھولون کا مارا وہ گنبد گنبد پر جا کر پھٹا آواز ہیبت ناک آئی اور ایک برق چمک کر گری
کہ سر مرکب باغبان کا اُڑ گیا باغبان پیدل ہوا اب اسنے دونون پاؤن زمین مین مارے
غرق زمین ہو گیا مہبار وغیرہ سب دیکھ رہے ہین خواجہ عمرو بھی گلیم اوڑھے ایک جانب کھڑے
ہوئے ہین کہ عرصہ ہوا باغبان کو غرق زمین ہوئے یکایک بعد عرصۂ دراز قریب دیوار گنبد کے
شعلہ ہاے آتش زمین سے نکلنے لگے ملکہ مہبار نے کہا باغبان پہونچ گیا حقیقت مین باغبان
نے برابر دیوار گنبد کے سر نکالا دیوار ہاتھ پر لیے ہوئے چاہا کہ بلند کرون کوئی ہاتھ بھر دیوار کو بلند
کیا تھا سب نے دیکھا کل سردار ملکہ بران ایک طرف ہلال ایک جانب گلشن و رعد و برق و
برق لامع وغیرہ سب مبہوت بیٹھے ہین ایک سے ایک بات نہین کرتا جیسے کوئی سوچ مین بیٹھا ہوتا
ہے اسطرح سب بیٹھے ہین بال بکھرے پریشان حیران و مضطر بیقرار و ششدر سب دیکھکر حیران
ہو گئے بہار گلعذار نے کہا قیدی بڑی مصیبت مین ہین سحر سب کو فراموش ہین دریاے حیرت
کے جوش ہین ہر خورد و کلان مثل تصویر خاموش سب کو بیہوشی کا ہوش لشکر مین بہار کے ایک
غل بلند ہوا کہ یارو عجب حال مین قیدیان بلا کو دیکھا باغبان چاہتا ہے کہ دیوار کو ہاتھ پر لیکر بلند
ہون کہ زمین سے ایک شیر نے سر نکالا باغبان پر دھڑ کا مارا دونون پنجے اُٹھا کر چاہتا ہے کہ
باغبان پر مارے کہ باغبان کے ہاتھ کانپے دیوار ہاتھ سے چھوٹی شیر باغبان کو اُٹھا کر
لیگیا گنبد پھر اُسی طرح زمین پر قائم ہو گیا ملکہ مہبار کا قصد ہوا کہ جا پڑون کہ تفرا ے گرد اُڑتی دیکھا
کہ شہنشاہ کوکب روشن ضمیر مرکب باد رفتار پر سوار تاج سر پر ڈھلکا ہوا بند قبا کھلے ہوئے چند
سواران زرین پوش پشت پر بطور چہار دست رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے اس جاہ و حشم
سے کوکب آکر پہونچا ملکہ مہبار نے سب حال بیان کیا کوکب نے گھوڑا بڑھایا ہر چند مہبار
نے کہا کنیز کا تماشا دیکھیے کوکب نے گھوڑا بڑھایا گولہ جیب سے نکالا کچھ اسم سحر پڑھکر گولہ گنبد پر مارا

وہ صدائے ہیبت ناک آئی کہ زمین تھرائی کئی سو جادوگر بیہوش ہو گئے خوف ہوا کہ کان کے
پردے منشق ہو جائیں اسقدر اندھیرا ہوا کہ پردۂ ظلمات معلوم ہوتا تھا آوازیں مہیب آئیں کئی
سو نخل صحرا کے زمین پر لہرا کے گرے طائروں کے کلیجے پھٹ گئے ہزارہا زاغ و زغن کا ہجوم لینا لینا
کی دھوم اُٹھی اندھیرے میں ایک برق چمکی کہ سر اسپ کوکب اُڑ گیا کوکب زمین پر چو آیا اندھیرا
دفع نہیں ہوتا غصے میں کانپنے لگا چہرہ سرخ ہو گیا آستینیں چڑھائیں تاج سر پر درست کیا اپنے کو
چالاک و چست کیا اب گنبد نہیں معلوم ہوتا اُس مقام پر اندھیرا ہی غبار زمین سے اُڑ رہا ہی تلوار
جو کوکب نے کھینچی برق چمکی مگر گنبد نہیں معلوم ہوتا سب آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے دیکھ رہے ہیں
جس مقام پر گنبد تھا ایک نخل سرو معلوم ہوتا ہی گنبد کا نام و نشان بھی نہیں کوکب نے اپنے
نام کا نعرہ کیا چاہا چاہا پڑوں کہ ایک برق دست راست سے چمکی ادھر ایک دست جیب سے دکھا
برہمن روئین تن دلنواز افشان جادو دونوں نے کوکب کے ہاتھ تھام لیے کہا ای
شہنشاہ یہ غصے کا مقام نہیں ہی آپ نے وہ سحر کیا کہ اگر سامری و جمشید ہوتے تو داد دیتے
ہر ایک کا یہی قول ہوتا کہ آپ نے سحر کر کے گنبد غائب کیا اگر دوسرا اس مقام پہ ہوتا جسطرح
گھوڑے کا سر اُڑ گیا تھا آپ کا بھی یہی حال ہوتا آپ ایسا جلیل کہ اُس برق سے بچا یہ طلسم
ہوش ربا ہی اگر آپ جانے کا قصد کرینگے اسوقت ساعت خراب ہی ایسا نہو واسطے دشمنوں کے
کوئی خرابی ہو جسکا سنبھالنا مشکل ہوگا گنبد غائب ہوا نخل ظاہر ہوا اب کل فساد اور قیدیان بلا
اسی نخل کے سائے میں ہیں جب خدا فضل کرے اور یہ نخل قلم ہو تب رہائی بران وغیرہ کی
ہوگی کٹنا درخت کا ممکن نہیں ہم لوگ علم ستارہ شناسی سے بخوبی دیکھ آئے ہیں وقت پر پہونچے
اگر آپ جا پڑتے باعث رسوائی تھا افراسیاب نے سحر طلسمی کیا ہی اسکا دفعیہ جسطور سے ہو گا
وہ ظاہر کیا جائیگا اب پلٹ چلیے کوکب نے کہا بڑے شرم کی بات ہی کہ میں بدون رہائی بران
وغیرہ پلٹوں نور افشان نے کہا تمہارے ہاتھ سے رہائی بران وغیرہ کی ناممکن ہی
یہ کہتے آواز دی خواجہ عمرو بھی تشریف رکھتے ہیں جلد میاں آئیں کوکب کو سمجھائیں خواجہ
گلیم اوڑھے کھڑے تھے اپنے کو ظاہر کیا پاس کوکب کے آئے کہا ای شہنشاہ یہ دونوں خیرخواہ
دولت ہیں انکے کلام سے انحراف کرنا مناسب نہیں پلٹ چلیے حقیقت میں آپ کے سحر نے

صورت بدلدی یا تو گنبد سیاہ تھا یا صرف نخل سرو معلوم ہوتا ہی نورافشان نے کہا ای شہنشاہ اوج
عیاری از روے علم ستارہ شناسی جو کچھ ثابت ہوا ہی اُسکو زبان پر نہین لا سکتا یہ سحر کائنات ہوشربا ہی
نورافشان و برہمن و خواجہ نے اسطرح کوکب کو سمجھایا کہ کوکب کو کچھ بن نہ پڑا غصے مین یہ تو جواب دیا
کہ آپ لوگ ناحق گھبراتے ہین مین ابھی نخل کو قلم کرکے آتا ہون مگر جو آپ لوگ فرمائین بجا ہی اُستاد کے
قول سے گردن تابی کرنا روا نہین ہی کوکب ان سب کے ساتھ پلٹا سب بارگاہ مین آکے بیٹھے مہیار
نے جو تعریف کی کہ ای شہنشاہ طلسم نورافشان آپ کے سحر کے مزے ہمنے اُٹھائے حقیقت مین عجب
سحر کیا تھا نیان تو صلاحین ہونے لگین نورافشان جو اصل بات ہی اُسکو زبان پر نہین لاتے دبدبہ
کہتے ہین خواجہ مین تمسے تنہائی مین کہونگا خواجہ فرماتے ہین آپ فرمائیے مقدمۂ اصل ظاہر کیجیے
صورت رہائی بران وغیرہ سے ماہر کیجیے مین تدبیر کرونگا نورافشان کہتے ہین آپ ہی کی
ذات پر سب مقدمات موقوف ہین مین کہونگا جلدی نہ کیجیے ایسا نہو کوئی خرابی ہو دل کو نیا دو جیتا بی ہی
لیکن ملکہ شعلہ جوالہ یہ سب معاملہ دیکھکر پلٹی ایک عرضی افراسیاب کو لکھی مضمون یہ تھا کہ ای
شہنشاہ ہوشربا داور ساحر یکتا یہان یہ معرکہ گذرا کہ چالیس سرداران نامی مسلمانون کے پکڑ لیے
گنبد سیاہ مین قید ہوے شہنشاہ کوکب روشنضمیر عین وقت پر آنے وہ سحر کیا کہ زمین تھرائی تھی
الامان الامان کی آواز آتی تھی وہ ضد دراز تک اندھیرا رہا ایک برق چمکی سر کب کوکب اُڑ گیا
اب جو روشنی ہوئی گنبد سیاہ تو غائب ہوا ایک نخل سرو ظاہر ہوا ہی کوکب کو نورافشان و برہمن
پھیر کر لیگئے بارگاہ مہیار مین صلاحین ہو رہی ہین ایک کنیز کو نامہ دیکر روانہ کیا کنیز نے لاکر وہ نامہ
افراسیاب کے پاس پہونچایا افراسیاب مصروف عیش و نشاط ہی نازنینان مہ جبین جمع ہین ایک
مہ جبین بہ صد ناز و نیاز و بہ سوز و گداز یہ غزل عاشقانہ مومن دہلوی کی گا رہی ہی غزل

آہ فلک فگن ترے غم سے کہان نہین — جو فتنہ خیز اب ہی زمین آسمان نہین
کہنا پڑا مجھے پئے الزام پند گو — وہ ماجرا جو لائق شرح و بیان نہین
ڈرتا ہون آسمان سے بجلی نہ گر پڑے — صیاد کی نگاہ سوے آشیان نہین
اظہار دوستی کی خوشی کیا شب وصال — دشمن سے سُن چکا ہون کہ تو مہربان نہین
باتین تری وہ ہوش ربا ہین کہ کیا کہون — جو کوئی رازدان ہی مرا رازدان نہین

نومیدی جواب ہی کیون اتنے شوق پر
پیش عدو سمجھ کے ذرا حال پوچھنا
لگ جائے شاید آنکھ کوئی دم شب فراق
ہر ذرہ میری خاک کا برباد ہو چکا
نالے کے ساتھ دم کے نکل جانیکا ہی خوف
مین جانتا ہون نعش پہ آنے کا مدعا
اُس بت کی ابتدائے جوانی مراد ہی

یہ کیا ہوا کہ مین لب قاصد روان نہین
قابو مین دل نہین مرے بس مین زبان نہین
تا صبح ہی کوسے آؤ گر افسانہ خوان نہین
بس ای خرام ناز کہ تاب و توان نہین
پر کیا علاج طاقت ضبط فغان نہین
آسودگی پسند تری شوخیان نہین
مومن کچھ اور فتنۂ آخر زمان نہین

کنیز اپنے دل مین کہتی ہی شہنشاہ ہر وقت مصروف عیش و نشاط رہتے ہین عیش پسند ہین اسی وجہ سے مقابلۂ مسلمانان مین دردمند ہین یہ سوچ کے عرضی پیش کی افراسیاب نے نامے کو پڑھا ہنسکر کہا خیرخواہان دولت سے کہدینا تم نگھبراؤ اگر گل طلسم نورافشان ملکہ صلاح کرے تو مطلب اصلی نہ حاصل ہوگا کچھ مجھکو تردد نہین اگر کوکب سحر کریگا خود بھی جا کر بلا مین پھنسینگے نورافشان بیچارے کیا کر سکتے ہین بس بڑا کام یہ کیا کہ کوکب کو پھیر کر لیگئے پشت پر نامے کے اتنا لکھدیا کہ ای خیرخواہ تم تردد نہ کرو اُسی طرح فروکش رہو جو معاملہ ہوا ہے دیکھو ہمسے اطلاع ضرور کرنا کنیز نے جا کر وہ جواب شعلۂ جوالہ کو دیا وہ تو اس جواب سے بہت مطمئن ہوئی یہان انجمن مشاورت منعقد ہی خواجہ وسیدم فرماتے ہین ای نورافشان والا مقام آخر تمھاری کیا صلاح ہی کس امر مین فلاح ہی نورافشان نے کہا خواجہ کیا کہون طائران سحر نے مجھکو خبر پہونچائی تھی کہ افراسیاب نے ملکہ بران کو گنبد قہر سامری مین قید کر لیا مین اُسی دن سے فکر مین تھا کہ تمھارے کہانت اُلٹ ڈالین وہ سختیان تحریر پائین جنکو زبان پر نہین لا سکتا لیا اپنی زبان بے کہون ای کوکب ایک بات عرض کرتا ہون کہ آئندہ و گذشتہ غصے کو کام نہ فرمایئے گا قریب اس نخل کے نہ جایئے گا ورنہ کسی بلا مین مبتلا ہو جیے گا عمرو نے کہا آخر رہائی بران بھی ممکن ہی یا نہین نورافشان نے کہا خواجہ کیا بیان کرون کتاب مین مرقوم ہی کہ اگر افراسیاب سحر گنبد قہر سامری کرے جو اُسکے قریب جائیگا گرفتار ہوگا کوکب کے سحر سے گنبد غائب ہو جائیگا ایک نخل سرد ظاہر ہوگا اُسکے قطع ہونے کی یہ صورت ہی کہ اول شعلہ خوار آتش خو شیطان بچہ تسخیر ہو وہ تدبیر قطع نخل سرو کرے طرف مشرق کے ایک کوہ عظیم الشان ہی کہ اُس کوہ کا کوہ غراب

نقب ہی وہان کا حاکم غرائب جادو بڑا بے ادب ہی چالیس کوس کے گرد میں اوسکی عملداری ہی
اول وہ قتل ہو بعد اوسکے وہی شیطان بچہ اوس کوہ پر جائے اندر کوہ کے ایک قصر ہی اوس قصر میں ایک
صندوق کلان ہی اوس صندوق میں تیغہ جوہر بار سامری رکھا ہی اوس تیغے کو لاوے یہ بھی لکھا ہی کہ قریب
نخل اوسدن ہنگامہ عظیم ہوگا خواجہ عمرو اپنے کو قریب اوس نخل کے پہونچائیں ہاتھ تیغہ جوہر بار سامری کا اوس
نخل پر لگائیں جب وہ نخل کٹیگا تب قیدیوں کو ہوش آئیگا سوائے اس تدبیر کے اگر تمام عالم کے ساحر جمع ہوکر
سحر کریں تو رہائی بران وغیرہ کی ناممکن ہی یہ سنتے ہی خواجہ قہقہہ مار کر ہنسے کہا ای نور افشان ناحق کا
دل پر پیچ و تاب ہی نقب پاک اوس کریم کا مسبب الاسباب ہی میں جا کر اوس شوالے میں قید ہوا تھا وہ
شیطان بچہ میرے پاس قید ہی میں نے آجتک اوس سے کلام بھی نہیں کیا یہ ہنگامے درپیش ہوے
انتہا کے پس و پیش ہوے ای نور افشان اوس شیطان بچے کو نکالتا ہوں اوسے تسخیر کرو وہ مجھے ساتھ
لیجانے پر راضی ہو خدا چاہیگا تو غرائب جادو کو قتل کرونگا نکالنا تیغے کا اوسی کی ذات پر موقوف ہی خدا
چاہیگا تو وہ ضرور ساتھ چلیگا نور افشان نے کہا بسم اللہ نکالیے وہ شیطان بچہ کمند آصفاے با قمعا میں
بندھا ہی جال الیاسی میں لپٹا ہی خواجہ نے اوسکو زنبیل سے نکالا کوکب و نور افشان دیرہ میں کہ یہ تینوں
ساحران زبردست ہیں نشۂ بادۂ جرأت سے مست ہیں اپنے اپنے سحر تیار کرکے بیٹھے خواجہ نے اوسے
ہوشیار کیا شیطان بچہ ہوشیار ہوتے ہی مثل برق کے تڑپا مگر دام بزرگان دین میں ہی کیونکر نکل سکتا ہی تڑپ
تڑپ کے ساکت ہوا نور افشان وغیرہ نے دیکھا ایک لڑکا نہایت خوبصورت منھ سے اوسکے دھوان
نکل رہا ہی ناک کان سے شعلہ ہاے آتش بھڑک رہے ہیں ہمہ تن شعلۂ جوالہ معلوم ہوتا ہی آنکھیں اوسکی
چنگاریاں آگ کی نور افشان نے پکار کر آواز دی او شعلہ خوار آتش خو تو نے قدرت پروردگار کو دیکھا
خواجہ عمرو نے تجھکو کسطرح گرفتار کیا اب بہتر یہ ہی کہ اہل اسلام کے شریک ہو ایسے کار ہاے نمایاں کرکہ
افراسیاب دنگ ہو اپنی زندگی سے تنگ ہو جب عرصہ دراز تک نور افشان و کوکب نے سمجھایا بلکہ تمہین
و ملکہ بہار گلعذار بھی ایسے ایسے کلمات کہ رہے ہیں بعد عرصہ دراز اوس شعلۂ جوالہ سے آواز آئی کہ یارو میں
خیر خواہان طلسم سے ہوں کیونکر ستانے کی فکر کروں یہ صورت بربادی طلسم ہی میں برائی افراسیاب
کی نہیں چاہتا ان قیدیوں سے ہاتھ اوٹھائیے نور افشان نے کہا ای شعلہ خوار آتش خو عمر طلسم تمام
ہوئی تم تو کیا ہو اگر سامری و جمشید بھی قبر سے اوٹھ آئیں تو یہ طلسم اب نہ بچیگا خیال تو کرو کہ ملازمان افراسیاب

افراسیاب سے برابر لڑ رہے ہین ہر مرتبہ افراسیاب کے ملازم قتل ہوتے ہین ساکنان طلسم اپنی بدنصیبی پر روتے ہین جب نورافشان دلکوکب نے اسطرح سمجھایا اور عمرو نے جھاڑ کر دو تین تازیانے مارے تازیانہ حضرت اسحاق کا جو پڑا ملاب گیا تڑپنے لگا کہا خواجہ فریاد کرتا ہون جو کہوگے وہ کرونگا سب طرح خدمت مین حاضر رہونگا مگر براے خدا کمندون سے مجھکو کھولو میری ہڈیان ٹوٹی جاتی ہین خوف ہی کہ اعضا شکست ہوجائین مین کبھی مجسم گرفتار نہوا تھا اس کمند مین پھنسا اب تمھاری اطاعت کرتا ہون صحراے عجائب مین پہونچا دونگا اُسکے سحر سے بھی تمکو بچاؤنگا تیغہ سحر بار ساحری نکال لاؤنگا تا فتح طلسم حاضر خدمت رہونگا اور کسی ملک مین جاکر دعوی خدائی کرونگا عمرو نے کہا او کمبخت براے خدا دعوی یکتائی سے باز آ ورنہ مغضوب بارگاہ رب اکبر ہوگا شیطان بچے نے کہا آٹھو پہر جلتا ہون جلنا ہماری تقدیر مین ہی جلتا ہون اور جلونگا نورافشان نے کہا اگر اطاعت دین اسلام کروگے جلنے سے باز رہوگے خنکی حاصل ہوگی تسکین دل ہوگی اطاعت رب اکبر خالی از لطف نہوگی اسطرح کوکب دل نورافشان نے سمجھایا کہ زنگ کفر دل سے شیطان بچے کے دور ہوا قلب کو سرور ہوا خوش ہوکر کہا خواجہ ان باتون کو مجھکو نہ سمجھائیے مین ہر حال مین آپ کا مددگار ہون آپ کی خدمتگزاری سے گردن تابی نہ کرونگا اور یہ بھی اُسنے کہا کہ موے سر میرے تراش کر اپنے پاس رکھیے جسوقت انکو آپ پیچ وتاب دینگے فوراً مین حاضر خدمت ہونگا جب بخوبی اقرار صادق وعہد واثق لے لیے اور موے سر بھی خواجہ نے تراش لیے تب کمندہاے باصفا سے شیطان بچے کو کھولا شیطان بچہ رہا ہوتے ہی قدمون سے خواجہ عمرو کے لپٹ گیا کہا چند شعر جو آپ نے میرے سامنے گائے تھے وہ لطف ابتک باقی ہی اگر مہربانی فرمائیے تو چند اشعار سنائیے مین اُس صداے جگرسوز کا عاشق ہون خواجہ عمرو نے اسی تخلیے مین جلسہ آراستہ کیا کہ وہان صرف ملکہ مہارو نورافشان دلکوکب دیر تمن ہین اور وہ شیطان بچہ سامنے بیٹھا ہوا ہی عمرو نے زنبیل سے نے نکالی نئے طورسے یہ غزل عاشقانہ گانا شروع کی

غزل

دل لگی اپنی ترے ذکر سے کس رات نہ تھی	صبح تک شام سے یاہو کے سوا بات نہ تھی
التجا تجھسے کب ای قبلۂ حاجات نہ تھی	تیری درگاہ مین کس روز مناجات نہ تھی
اب ملاقات ہوئی ہی تو ملاقات رہے	نہ ملاقات تھی جب تک کہ ملاقات نہ تھی
غنچۂ گل کو نہ ہنستا تھا تری صورت سے	چھوٹے سے منھ کے سزاوار بڑی بات نہ تھی

ابتدا سے تجھے موجود سمجھتا تھا مین
میرے تیرے کبھی پردے کی ملاقات نتھی

ای نسیم سحری بہر اسیران قفس
تحفۂ نکہت گل سے کوئی سوغات نتھی

جن دنون عشق رلاتا تھا ہمین صورت ابر
کونسی فصل تھی وہ جسمین کہ برسات نتھی

کیا کہون اُسکے جو مجھ پر کرم پنہان تھے
ظاہری یار سے ہرچند ملاقات نتھی

جسنے باندھے ہوے گاتی تجھے دیکھا بچھڑا
دلربائی تھی مری جان تری گات نتھی

خاک مین ملگئے ای شاہ سوار اہل نیاز
ناز معشوق تھا توسن کی ترے لات نتھی

لب کے بوسے کا ہی انکار تعجب ای یار
پھیر سائل سے جو منھ کو وہ تری ذات نتھی

کمر یار تھی ازبسکہ نہایت نازک
سو جھتی بندش مضمون کی کوئی گھات نتھی

جن دنون ہوتا تھا تو گھر مین ہمارے شب باش
روز روشن سے کم ای مہر لقا رات نتھی

بے شعورون نے نسمجھا تو نسمجھا آتش
نکتہ سنجون کے لطیفے تھے تری بات نتھی

خواجہ کے گانے پر شیطان بچہ جھوما کیا خواجہ سے کہا ای آواز پر عاشق ہون جہان طلب کروگے وہان حاضر ہونگا نور افشان نے کہا ای شعلہ خوار آتش خوار اگر تیری خوشی ہو تو مین بھی ساتھ چلون مین نے زبانی افراسیاب کی سنا ہی کہ حد کوہ غرائب نہایت سخت مقام ہی شعلہ خوار نے جواب دیا کچھ احتیاج نہین اصل کام تو ذات پر خواجہ کی موقوف ہین مین ہر مقام پر اپنے کو مہونچاؤنگا اب مین آپ لوگون سے صاف مفصل عرض کرتا ہون اول کوہ دخان ملیگا ملکہ دخان سیہ رو ایک ساحرہ وہانکی حاکم ہی قوم کی زنگن مسلمانون کے نام سے بدظن خدا اسکی صورت کسیکو نہ دکھائے اگر شب تیرہ و تار مین کوئی دیکھلے تو غش آجائے اول سرحد کوہ دخانیہ پر چلیے جب دخان سیہ رو قتل ہوجائیگی تب کوہ غرائب کا راستہ کھلیگا وہان کے عجائب وغرائب سے آپ خود آگاہ ہونگے مین بھی وقتاً فوقتاً حاضر خدمت ہونگا آپ لوگ مقابلے مین ملکہ شعلہ بجوالہ کے فروکش رہین اب مین خواجہ کو لیکر جاتا ہون نور افشان نے کہا بسم اللہ کوکب تو اسی مقام پر داخل بارگاہ ہین یہی ذکر ہو رہا ہی کہ خدا خواجہ کو بخیر و خوبی پہونچائے شعلہ خوار آتش خو خواجہ عمرو کو پنجے مین دبا کر بلند ہوا کبھی کاندھے پر سوار کر لیتا ہی باتین محبت آمیز خواجہ سے کرتا ہوا راہ کو طی کر رہا ہی بعد عرصۂ دراز کے دور سے ایک پہاڑ معلوم ہوا کہ اُسمین سے دھوان نکل رہا ہی شیطان بچے نے کہا وہ کوہ دخانیہ سامنے معلوم ہوتا ہی مین آپ کو اُتارتا ہون آپ کسی طور سے

اُس سے ملاقات کرین اگر آپ نے مار لیا فبہا ورنہ مین آپ کو پہونچ لونگا موذے سر پیر سے آپ کے پاس موجود ہین کوہ دخانیہ سے چند قدم پر خواجہ عمرو کو شیطان بچے نے اتارا خود تو غائب ہوا خواجہ تنہا آگے بڑھے ایسا مقام پُر آشوب ہے کہ خوف آتا ہے ہر طرف سناٹا صدا سے چند و بوم آتی ہے بونڈے گرد کے اُٹھ رہے ہین صبا خاک اُڑاتی ہے ہر نخل نشان نخل ماتم تنہائی سے ہر مقام پر ہجوم غم و الم کسی طرف نخل مغیلان سراپا کانٹون سے بھرے ہوئے گویا انگلیان اُٹھاتے ہین کہ اے راندہ درگاہ کوہ دخانیہ کے نہ جانا یہ مقام دخان سیہ رو ہے وہ قوم کی زلتین انسان کے نام کی دشمن ہے حیران حیران چہار جانب خواجہ دیکھ رہے ہین آخر مجبور ہو کر قریب کوہ آئے رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ایک پیر کلاونت کی صورت بنکر تیار ہوئے طنبورہ ہاتھ مین لیا ایک نخل خاردار کے نیچے بیٹھ کر طنبورے کو چھیڑا اور بصد سوز و گداز یہ غزل مومن دہلوی کی گانے لگے

غزل

ہم ہین اور نزع شب ہجر مین جان ہونے تک
صبر آتا ہے کوئی تاب و توان ہونے تک

آسمان فتنہ کچھ ایسا نہین اے اہل جہان
کوئی باقی نہین رہنے کا امان ہونے تک

شمع سان اپنی تپش ہے تو سُنے یا نہ سُنے
طے نہو دیگا یہ افسانہ زبان ہوتے تک

اے چمن زار کا حسرت سے نظارہ کرے
اے نگہ دیدہ ہر سو نگران ہوتے تک

کون جیتا ہے لگا ہون مین سبک ہونے کو
سخت جانی ہے ترے دل پہ گران ہوتے تک

گریہ و نالہ جانکاہ کے ہین شور و شغب
دم رہا کا ہیکو تاثیر فغان ہوتے تک

ہاتھ شاید کہ دھرا یہ حسن آ جائے
کچھ نہ کچھ فائدہ ہے جی کے زیان ہوتے تک

غم و غصے سے ہے خلقت مری جون طفل تناک
نہین کرنے کی وفا عمر جوان ہوتے تک

عند ہولی محتسب و پیر مغان مین مومن
عید ہر روز ہے اب کے رمضان ہوتے تک

گانے کی جو خواجہ کے آواز بلند ہوئی دخان سیہ رو اپنے قصر مین بیٹھی ہوئی شراب پی رہی ہے چند نگین جمع ہین بلا ہو رہا ہے شراب اسقدر پی کہ اُدک رہی ہے ذاک رہی ہے شغال زنگی آشنا اسکا ہے جھلے بیٹھے پکڑے ہوئے اُسکو مار رہی ہے کہتی ہے کہ مجھکو متراکی کو تو نے آج کیون کھو رہا بتادہ تیری کون ہے مین نے خود دیکھا کہ تو اُسکو آنکھون مین پیے جاتا تھا زنگی اپنی جان سے عاجز ہو جاتا ہے کہ اس سے کس طرح چھپا چھوڑاون یکایک کان مین گانے کی آواز آئی شغال کو چھوڑ دیا کہا جا کنارے جھرو دیکھ یہ کون گا رہا ہے دل

اُبھارا ہی شغال نے کہا یہ تو کوئی مقبول بارگاہ سامری معلوم ہوتا ہی کنیز سے کہا باہر نکلکر دیکھ تو اس صحرائے
ویران مین یون ایسا شگفتہ مزاج ہی کہ بیان گا رہا ہی غزل کے اشعار ہین کہ سنائین دل کے پار ہین دخان
نے کہا اسے کیا دریافت کرتا ہی تجھے نہین معلوم کہ افراسیاب بھاگا پھرتا ہی تہ گنبد سامری کیا ہوا اب
ہماری تلاش ہوگی شوہر نے اسکے کہا میان کسکی مجال ہی جو آسکے کیون بیہودہ بکتی ہی تو خود جاکے دیکھ
دخان بیہرد جھومتی ہوئی چلی ایک چبوترا کا کونہ سر ایک زمین پر لوٹتا ہوا نشے مین منہ سے
کف جاری جھومتی ہوئی پہاڑ پر آئی نگاہ اُٹھا کر دیکھا ایک نخل کے سایہ مین ایک بڈھا بیٹھا ہوا آہین لگا رہا
ہی دخان نے آواز دی او گانے والے ہمارے پاس آ ہم اس مقام کے حاکم ہین طرف سے افراسیاب
کے عالم مین عمرو نے سر اُٹھایا ایک دیوانی کو دیکھا کہ پہاڑ پر آ رہی ہی عمرو نے پیچھے نظر کی ایسا معلوم ہو
کہ بہرے ہین گویا سنا نہین جب دخان نے دو تین آوازین دین اور عمرو نے کچھ جواب نہ دیا دخان نزدیک
گری عمرو کی کمر مین پنجہ دیا اُٹھا کر اپنے قصر مین لائی قصر مین لا کر بٹھا دیا کہا او شغال سے گویا آیا گانا
سُن مگر دورہ شراب مین فرق نہ آئے گویا تو نگوڑا بڈھا ہی شاید اس سے بھی کوئی مطلب نکلے شغال نے
کہا او بیہودہ آٹھ پہر تجھکو یہی فکر ہی دخان نے کہا ارے مسخرے یہی دنیا کا مآل ہی تو تو ناحق گھبراتا ہی
تجھکو پھل شجر مراد کے کھلاؤنگی آٹھ پہر دیوانہ رہیگا تجھکو انگلیون پر نچاؤنگی مگر کیا کرون وہ شجر خشک ہوگیا
ثمر اسمین نہین ہوتا یہ تیری بدنصیبی شاید کوئی لڑکا پیدا ہوتا تیری جان کو ٹھیکرے دیتا یہ کہکر شراب پینے لگی
کہا ہان بڑے میان صاحب کچھ گاؤ خواجہ نے دو چار شعر گائے مگر اس محفل کو دیکھکر گھبرا رہے ہین
ہر ایک زگمن اُچھل کود رہی ہی دخان سب سے زیادہ گھڑے کے گھڑے شراب کے پیے جاتی
ہی چیختی ہی غل مچاتی ہی خواجہ کے ہوش پراگندہ ہین لیکن مجبور ناچار دو تین غزلین گائین دخان
رونے لگی کہا مین اپنے خداوند سے جاکر پوچھون کہ وقت انقلاب دور ہوا یا ابھی زمانہ خرابی کا باقی ہی
خواجہ یہ سنکر گھبرائے ایک طرف ایک چوکی ٹوٹی سی رکھی تھی اُسپر ایک بت پتھر کا رکھا تھا اُسکے آگے
کچھ ہار پھول رکھے تھے دخان اُچکتی ہوئی سامنے بت کے آئی کان سے منہ لگا کر آواز دی کیون خداوند
اب کیا منظور ہی بت نے منہ پھیلایا منہ سے کچھ دھوان نکلا اسقدر دھوان منہ سے نکلا کہ خواجہ
گھبرا گئے بسبب دھوئین کے آنکھون سے آنسو نکلنے لگے خواجہ رومال سے منہ پونچھنے لگے یہ خبر نہین
کہ رنگ و روغن عیاری کا دور ہوا جاتا ہی سامنے ایک آئینہ رکھا تھا اُسپر نگاہ جو خواجہ عمرو کی پڑی

دیکھا مین تو بہ صورت اصل بیٹھا ہون گھبرا کر اُٹھے چاہا بھاگ کر نکل جاؤن زمین نے پاؤن تھام لیے دخان سیہ رو نے پلٹ کر آواز دی او ظالم اس قصر کی یہی تاثیر ہو دشمن کے مٹانے کی تدبیر ہو اب کہان جائیگا مین نے بھی سنا تھا کہ عمرو عیار میری فکر مین آئیگا اب تو خواجہ گھبرائے طنبورہ ہاتھ سے چھوٹ گیا جان سے بیزار یقین کامل ہوا کہ موت قریب آگئی دخان سیہ رو نشے مین اُچھل رہی ہی گا رہی ہی ہر مرتبہ مُنھ کھول کے آتی ہی کہ عمرو کو کھا جاؤن خواجہ ہاتھ باندھتے ہین کہ مین تو غلام ہون ہمیشہ خدمت گزاری کرونگا مین عیاری مکاری کیا جانون کبھی دل کو رجوع کرتے ہین کہ ای پروردگار اس جلاد کے ہاتھ سے بچائے ایسا نہو کہ یہ ملعونہ کھا جائے ایک طرف سے شغال زنگی پکار اُٹھا کہ او ساربان زادے میری معشوقہ کو مارنے آیا تھا مین تجھکو بڑے مزے سے بھون بھون کر کھاؤنگا کیون صاحب مجھکو حکم دو کہ تمھارے دشمن کو کھا جاؤن دخان سیہ رو نے کہا ہم تم نفیر کرکے کھائینگے آگ تو روشن کرو شغال زنگی آگ روشن کرنے لگا نمک مرچ لا کر رکھا اور کار دیگی لایا اب عمرو نے دل کو اپنے طرف خدا کے رجوع کیا ملک بلک کے خواجہ دعا کرنے لگے کہ ای رحیم و کریم وقت مدد ہی تو اگر رحم کرے تو یہ بلا ابھی رد ہی

نظم

بندہ ام پابند صد رنج و الم
نفس و شیطان میکند بر من ستم
وا اسے صد حسرت کہ در دنیای دون
بر طریق بندگی ثابت قدم
نیست اندیشہ ز بد خواہان مرا
گر دنم زر سجدہ اخلاص خم
ہست این ناچیز عاجز خاکسار

عاجز و مسکین اسیر درد و غم
ز آتش غم سینہ سوزد مثل برق
نقد عمر خویشتن ضائع کردہ ام
بر مآل کار خود واحسرتا
تو کنی بر من اگر فضل اتم
کن عطا ای مصدر جود و عطا
بر کمال فضل تو امیدوار

ای ہمیشہ فریاد رس فریاد رس
دیدہ مثل ابر گرید دمبدم
از رجوع دل نماندم ای دریغ
در دل اندیشہ نہ کردم بیش و کم
دارم چون گردون زدن ای کردگار
کن کرم ای صاحب لطف و کرم

جب آگ روشن ہوئی اور شغال شوہر دخان سیہ رو کا شراب پیا اُٹھا اسوقت عمرو کو موے سر شیطان بچہ یاد آئے فوراً کمر پہ ہاتھ ڈالا ان بالون کو جو پیچ و تاب رہا دروازے سے آواز آئی او شغال ملعون خبردار ہمارے مہربان پر ہاتھ نہ اُٹھانا شغال نے پلٹ کر دیکھا دروازے سے ایک دیو مثل قہر بلا کو سے ہوے آتا ہی شغال نے چاہا بھاگون دھڑ سے شغال پر آ پڑا دخان سیہ رو چلائی یا خداوند میرے شوہر کو بچائیے

یہ کیا بلا نازل ہوئی ہے اُس دیو نے دخان کو ایک لات ماری شغال کو چیر پھاڑ کر کھا گیا ہڈیاں تک چبا لین
دخان سیہ رو نے سحر کیا گولہ اُٹھا کر مارا وہ دیو آنکھوں کے سامنے سے غائب ہو گیا گولہ اسکا ایک زنگن
کے سر پر پڑا کہ زنگن کا سر پھٹا دخان سیہ رو نے دیکھا وہ دیو میرے پہلو مین کھڑا ہے چاہا کود کر بھاگوں وہ
کب جان چھوڑتا ہے ایک تھپکی ماری گولی بنا کر نگل گیا کنیزین چیخنے لگین دیو کے منھ سے شعلہ ہاے آتش
چھوٹے خیمے جلنے لگین اب اُس دیو نے نعرہ کیا سنو شعلہ خوار آتش خو کیون خواجہ اپنے دوست کو
ایسا بھولے مین صحرا مین پھر رہا تھا اور کہتا تھا کیا سبب ہے کہ خواجہ نے تجھکو یاد نہین کیا خواجہ عمرو نے جو
مکان کو خالی پایا اسباب لوٹنے لگے تمام مکان کو لوٹ لیا شعلہ خوار حیران ہے کہ یہ اسباب خواجہ کہان رکھ
لیتے ہین عمرو نے کہا اے شعلہ خوار زنبیل دیکھو گے شعلہ خوار نے کہا مہربانی فرمائیے اب طرف کوہ غرائب
کے تشریف لے چلیے جیسا مقام ہوگا اُسی صورت پر اُڑ لگا خواجہ کو ساتھ لیکر شیطان بچہ پہاڑ کے نیچے اُترا طرف
کوہ غرائب کے چلا غرائب مردار خوار بادشاہ کوہ غرائب اپنے مقام پر بیٹھا ہے مصاحب جمع ہین کہ قصر کا
ایک کنگرہ گرا غرائب نے کہا ارے یہ کیا ہوا اندا دخان سیہ رو کی تو خبر لاؤ شہنشاہ ہوشربا نے غضب کیا
تجھکو لنبساری مین براں وغیرہ کو پھنسایا ہم لوگون کے اختتام کا وقت قریب ہے ہر چند کہ یہ وہ مقامات
ہین کہ اگر سامری و جمشید قصد کرین تو نہ آسکین مگر عمرو وہ بلا کا عیار ہے کہ جسنے ملکہ آنات وافراسیاب کو
گرفتار کر لیا تھا نانی جان وقت پر پہونچ گئین اُنھون نے سب کو بچایا ورنہ اُسی دن خاتمہ تھا
یہ تو ہمین معلوم ہے کہ عمرو نے اسطرف کا رخ کیا ہے ایک جادوگر کو حکم دیا کہ خبر لاؤ ہماری طرف سے دخان کو سلام
محبت التیام کہنا مگر اے قیطوس جادو راہ مین جو کوئی ملجائے اُسے مار ڈالنا صاف صاف مرقوم ہے کہ
سواے عمرو کے اس سرحد مین کوئی اور نہ آئیگا قیطوس چلا غرائب انتظار مین ہے لیکن کوہ دخان سے
تھوڑا راستہ طی کیے شیطان بچہ خواجہ سے کہنے لگا اے شہنشاہ اوج عیاری اب ساتھ چلنا مناسب نہین
اگرچہ یہ مقامات طلسم ظاہر ہین مگر شعبدے یہان کے طلسم باطن سے سخت ہین آپ اپنے کو اب کوہ غرائب پر
پہونچایے خواجہ لرزان و ترسان طرف کوہ غرائب کے چلے ایک مسافر نوجوان کی صورت بنالی
جب بازار کے نکڑ پر آئے اور آگے بڑھے وہان ایک لڑکا کھڑا تھا عمرو نے کہا میان صاحبزادے صاحب
غرائب جادو کا کونسا مقام ہے یہ سننا تھا کہ اُس لڑکے نے ایک چیخ ماری آواز دی او ظالم ہمارے
شہنشاہ کا نام پوچھتا ہے عمرو لڑکھڑایا یقین ہوا کہ پٹ لگا عمرو نے گرتے گرتے اپنے کو سنبھالا گیم اور کمل

وہ لڑکا حیران چار جانب دیکھ رہا ہے اور پکارتا ہے کہ او مکار تو کہاں گیا مجھے کچھ نہیں سوجھتا خواجہ
گھبرا اُٹھے مکڑے ہیں مگر حیران کہ یہ حال مکاری اسے کیونکر معلوم ہوا کیونکر پوچھوں ایسا نہو کہ پوچھنے
میں کچھ خرابی ہو وہ لڑکا گلیوں میں دوڑتا پھرتا ہے عمرو نے کنارے جا کر ایک ضعیفہ کی صورت بنائی مٹھائی
ہاتھ میں لیکر دوسرے گوشے سے نمایاں ہوئے لڑکے نے بڑھکر آواز دی بڑی بی صاحب اسطرف
کوئی مسافر گیا ہے عمرو نے کہا بیٹا میں نے نہیں دیکھا اس مٹھائی پر سامری و جمشید کی نذر دیدو اسی
میری ماندی ہو گئی تھی میں نے نذر مانی کہ سامری و جمشید کی نذر دلاؤنگی اب اُسنے صحت پائی یہ کہکر لڑکے
کے ہاتھ میں دونہ مٹھائی کا دیا لڑکے نے سامری و جمشید کی نذر دی عمرو نے دو ڈلیاں بڑی بڑی
نکالکے لڑکے کو دیں کہا بیٹا یہ تم کھالو اُسنے وہ ڈلیاں کھالیں کھاتے ہی گھبرایا کہا او مکار تو نے
مجھکو بیہوشی کھلا دی یہ کہکر عمرو کی طرف دوڑا کہ جا کر لپٹ جاؤں خواجہ پیچھے ہٹے بیہوشی تاثیر کر چکی تھی
لڑکا لڑکھڑا کر گرا خواجہ نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ خواجہ عمرو

عمرو کی حشم مہتر مہتران
اڑاتا ہون کفار کے مین دھوئین
مری چال سے ہر صبا پائمال
مرا افسر ذی حشم نامدار
کہ آقا ہمارا صاحب نگین ہے

مری نسل سے مکر پیدا ہوا
جھکاتا ہون دشمن کو ہر دم کنوئین
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
امیر عرب شیر پروردگار

مرا نام ہے خواجہ خواجگان
مرے نام پہ عندر شیدا ہوا
مرا مکر ہے گلشن قیل و قال
نشان تھا مری گرد پاپوش کا
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہے

دیا یا بچہ لڑکے کو مار ڈالا کہ پہلو سے آواز آئی او مکار کیا کرتا ہے میرے
بچے نے کیا خطا کی عمرو نے پلٹکر دیکھا ایک بڑھیا ہوا کی نالی ساحرہ لاٹھی ٹیکتی ہاتھ میں دوڑی ہوئی
آتی ہے خواجہ عمرو نے چاہا بھاگوں اُس بڑھیا نے سر زمین پر دے مارا پکار کر آواز دی یا سامری یہ
گنہگار جاتا ہے میرے بچے کو کیا کھلا دیا کہ وہ بیہوش پڑا ہے خواجہ لڑکھڑا کے گرے بڑھیا نے آکے اول انکو
ہوشیار کیا لڑکے نے ہشیار ہوتے ہی عمرو کی مشکیں باندھیں لڑکا اور بڑھیا لیکر چلے عمرو نے کہا بڑی بی صاحبہ
مجھکو کہاں لیے جاتی ہو کہا نگوڑے تو عمرو عیار ہے ایسی جگہ قید کروں کہ تا قید حیات رہائی نہ پائے خواجہ
خوشامد کرنے لگے کہا بڑی بی صاحب مجھکو چھوڑ دو اب میں ادھر کبھی نہ آؤنگا بڑھیا نے کہا تو یہاں کیونکر آیا
خواجہ نے کہا یہاں گاؤں میں ایک زمیندار کی برات تھی رات کو وہاں رہا خوب مال لوٹا غلہ گھر بار میں
جمع تھا وہ بھی میں نے اُٹھا لیا بڑھیا نے کہا وہ غلہ کہاں ہے عمرو نے زنبیل دکھائی کہا اسی میں سب کچھ

چاہتے ہین تاج اُٹھالین بڑھیا کہتی ہی بیٹا ایک صندوقچہ جواہر کا اُٹھالو دونون نے ہاتھ بڑھائے عمرو نے
دونون کے چوتڑون مین ہاتھ دیکر زنبیل مین ڈالدیا بڑھیا کو تو دور کر کالی کالی لونڈیون نے پکڑ لیا اور
کہا چل باورچی خانہ مین آگ سلگایا کر جلد کپڑے اُتار ہمین حساب دینا پڑیگا لڑکے کو مزدورون نے پکڑ کر ٹوکری
سر پر رکھی کپڑے اُتار لیے میٹ نے پکار کر کہا دیوان جی صاحب ایک نیا مزدور اور آیا ہی نام لکھ لیجیے مگر اسکو
دو ہی پیسے دیجیے گا گارہ اُٹھایا کریگا دونون چیختے ہین پیٹتے ہین بیان کون سنتا ہی خواجہ ان دونون کو زنبیل
مین ڈال کر آگے بڑھے کہ پہلو سے آواز آئی اُستاد کیا کہنا عمرو نے پلٹ کر دیکھا شیطان بچہ چلا آتا ہی کہتا ہوا
خواجہ پیران جادو و اطفال جادو یہ دونون اس صحرا کے نگہبان تھے کیا مزے سے انکو لیا خواجہ
نے کہا بھئی مجھکو تو کوئی نہین ملا شیطان بچے نے کہا انکار نہ کیجیے مین سب کھڑا دیکھ رہا تھا اب آپ جائیے
یہ کہکر شیطان بچہ غائب ہوا خواجہ آگے بڑھے لیکن غرائب جادو نے جو قیطوس جادو کو براے خبر
کوہ دخان روانہ کیا تھا اسنے کوہ دخان پر آکے دیکھا سناٹا پڑا ہوا ہی مکان کا فرش فروش تک نذر دخان
کنیزون کے لاشے تڑپ تڑپ کر سرد ہوے ہین یہ سب حال قیطوس دیکھکر گھبرا گیا حیران تھا کس سے حال
پوچھون کنیزین تک قتل ہو گئین عرصہ دراز تک اس مکان مین پھرا کہ کوئی بھی زندہ ہو تو اس سے حال پوچھون
جب کوئی مکان مین زندہ نہ ملا سر پیٹتا ہوا چلا ان سب سے ملاقات و محبت تھی ایک ایک کا نام لیکر روتا ہوا
پہاڑ سے یہ بختی اُترا خاک اڑاتا ہوا جاتا ہی خواجہ کوہ غرائب سے پانچ کوس الگ ایک مقام پر کھڑے ہین
کہ کان مین رونے کی آواز آئی پلٹ کے دیکھا ایک جادوگر سر برہنہ خاک اڑاتا ہوا آتا ہی خواجہ بھی بہ تعجیل
ایک ساحر کی شکل بنکر تیار ہوے پکار کر پوچھا بھائی صاحب خیر تو ہی قیطوس نے پوچھا ای شخص تو کون ہی
اس صحرا مین کیونکر پہونچا عمرو نے کہا مین مفلوک غریب مانگتا کھاتا ادھر بھی چلا آیا ارادہ ہی خدمت مین شہنشاہ
غرائب جادو کی جاؤن اپنی مصیبت بیان کرون تمھارا حال زار دیکھکر گھبرا گیا قیطوس نے کہا ای
شخص کیا پوچھتا ہی ہم سبھون کی راحت و آرام مین خلل آیا عمرو عیار اس حوالی مین آگیا مالک کوہ
دخان کو مارا وہ لوگ تو بڑے ہوشیار تھے تعجب ہی کہ کیونکر قتل ہوے کوئی ذیحیات نہین بچا کہ جس سے
حال دریافت ہوتا عمرو نے باتین کرتے کرتے کہا دیکھو ایک ناگن آتی ہی جیسے ہی قیطوس پلٹا خواجہ نے
حلقہ اسے کمند گلے مین ڈالدیے حباب مار کر بیہوش کیا قیطوس کی شکل بنکر تیار ہوے طرف کوہ غرائب
کے چلے غرائب جادو اپنے قصر مین بیٹھا ہوا کہہ رہا ہی کہ یارو میرا دل گھبراتا ہی نہین معلوم کوہ دخان پر

کیا گذری مصاحبون نے جو دیکھا کہ آج شہنشاہ بہت پریشان ہین جی بہلانے کو ایک گائن سے اشارہ کیا وہ گائن سامنے بیٹھکر غزل گانے لگی غزل

پنجۂ پر نور کو زلفون مین شانہ کیجیے
شمعون سے روشن کبھی زنجیر خانہ کیجیے

موت بندے کی جو صاحب آپ کو منظور ہے
آج بھی کوئی نہ آنے کا بہانہ کیجیے

نقش شیرین کو ہوس ہے آپ کے پاپوش کی
بس اسی پتھر کو اپنا آستانہ کیجیے

لکھیے تیرے خال مشکین سے مضامین ایسے
سارے حرفون کے نقط کو مشک دانہ کیجیے

پرتو عارض سے ہر ہر تار مو تار شعاع
پنجۂ خورشید سے زلفون مین شانہ کیجیے

بہ بیابان مرگ ہین یار ہمارے قیس
دامن دشت جنون کا شامیانہ کیجیے

اب دل مین اڑ گیا ہے توسن عمر روان
توڑ کر تار نفس کو تازیانہ کیجیے

قصد رکھتا ہے یہ اس صیاد کا تیر نگاہ
جسم کیا ہے مرغ جان کو بھی نشانہ کیجیے

کوے جانان گر نہین تو کنج زندان ہی سہی
کوئی اے جوش جنون پیدا ٹھکانہ کیجیے

سر کے بدلے شوق سے سر لیجیے عشاق کا
گنجفے کے طور سے برہم زمانہ کیجیے

رات دن غربت مین تلخ ایسی رہتی ہے
کوئی خط لکھیے کوئی قاصد روانہ کیجیے

غرائب کہتا ہے کہ میرا دل نہین ملتا نہین معلوم کہ وخان پر کیا گذری یہ ذکر تھا کہ رونے کی آواز کان مین آئی سب گھبرا کے دیکھنے لگے دیکھا قیطوس جادو روتا ہوا آتا ہے کہ ہاے ملکہ وخان سیہ رو تیری خوبصورتی ہاے شغال زنگی ایسی زوجہ سے بسر کرنا تیرا ہی کام تھا مردون مین تیرا نام تھا ملکہ وخان کے لاشے کو دیکھکر کلیجہ پھٹ گیا کون ایسا صاحب بیداد تھا کہ جسے تجھ ایسی معشوقہ پریچہرہ کو قتل کیا کیونکر ایسی حسین پر ہاتھ اٹھا غرائب نے کہا اے قیطوس کیا ہوا جلد مفصل بیان کر تمہارے رونے سے دل ہلتا ہے یہ رنج والم کا ملتا ہے قیطوس نے سر پیٹ کر کہا حضور دریا مین کود پڑینگے اپنی جان دیدینگے ہم کو اب زندہ نہ رہینگے اے شہریار لطف زندگی اٹھ گیا کسی نے زن وشوہر کو مار ڈالا اور کنیزون تک کو قتل کیا مکان تک لوٹ لیا یہ سنکر غرائب نے کلاہ دے ماری کہا ساربان زادہ آگیا سب جو رونے لگے کہ وہ غرائب کو غش ہوئی غرائب نے کہا یارو غضب ہوا پہاڑ کو جنبش ہے معلوم ہوتا ہے کہ عمرو کہ وہ غرائب پر آگیا ملازمون نے کہا یہ بات مقرر تھی سامری وجمشید لگوٹے ہین

مگر جب کوہ غرائب پہ عمرو آنکلا تو کوہ کو جنبش ہوگی غرائب جادو نے ملازمون سے کہا کوہ تو پہلے قصر
ہی مین ہو ذرا جاکر تلاش تو کرو اگر ملجائے تو گرفتار کر لاؤ یہ بھی علامت بربادی کوہ غرائب مرقوم ہو کہ
بعد تباہی کوہ دخان اس پہاڑ پر بھی بربادی آئیگی جادوگر دوڑے خواجہ تو سر جھکائے بیٹھے ہین
یہ باتین سنکر پریشان ہو رہے ہین جی مین کہتے ہین کہ یہ بڑا ہوشیار ہے چند ساحر گئے تھوڑے
عرصے مین پلٹ کر آئے ایک جادوگر نے کان مین غرائب کے کچھ کہا غرائب طرف قیطوس نقلی
کے پلٹا کہا اے قیطوس آزردہ نہو تو ایک بات کہین عمرو نے گھبرا کر کہا فرمائیے غرائب نے کہا اے قیطوس
سارے پہاڑ پر تلاش کرایا کہین پتہ نہ ملا لیکن جب سے تم آئے ہو اسوقت سے کوہ غرائب کو جنبش ہے
عمرو نے گھبرا کر کہا مین پہاڑ سے اُتر جاؤن غرائب نے جادوگرون سے کہا دروازے کو بند کر دو کیا
ہم ایسی بات مین عاجز ہین خواجہ نے دیکھا کہ سدباب ہوا غرائب نے ایک دو مٹھو زمین پر مارا آواز دی
یا خداوند سامری و جمشید مجھکو قیطوس پر دھوکا ہوتا ہے یہ مقام تو آپ کے تشریف لانے کا ہے اپنی
کرامت ظاہر فرمائیے جیسے ہی غرائب نے یہ کلمہ زبان سے کہا ایک شعلہ بھڑک کر جسم عمرو پر گرا رنگ و
روغن عیاری کا جلا دیا صورت اصلی ظاہر ہوئی پانون بھی عمرو کے زمین نے پکڑ لیے غرائب نے آواز دی
او مکار ضمیر غرائب عجائب لگا رقص مین ہاتھ ہوا سب جادوگرون نے کہا حضور بڑے تعجب کی بات
ہے پیران جادو و اطفال سے یہ کیونکر بچا غرائب تلوار کھینچکر اُٹھا عمرو نے فلک کر دعا کی کہ اے
پروردگار میرے تیرے وعدے مین فرق آتا ہے یہ بیجا قتل کرنے پر جھکتا ہے سب جادوگر نیچے کھینچ
کھینچ کر چلے کوئی نیزہ دکھاتا ہے کوئی چھری سے ڈراتا ہے کوئی سامری و جمشید کی تعریفین کر رہا ہے کوئی
کہتا ہے او ساربان زادے تو نے ملکہ دخان سیہ رو کو کیونکر مارا ایسی حسینہ پر کیونکر ہاتھ اُٹھا جلاد
کا تو نے کام کیا غرائب نے چاہا دوڑ کے ہاتھ تلوار کا مارے عمرو کو سہ شعلہ خوار آتش خو یاد آئے
فوراً کرے لگانے جیسے ہی انگو تیغ و تاب دیا چھت شق ہوئی ایک زنگی قوی تن زمین پر گرا سب جادو
گھبرا گئے کہ یہ کون ہے کہان سے آیا دروازہ بند تھا چھت توڑ کے پہونچا خوف کا مقام ہے اس زنگی
نے زمین پر آتے ہی غرائب پر حملہ کیا غرائب جادو نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے زنگی نے سب
تلوارین سپر پر کھائین لیکن کوئی خط بھی نہ پڑا دونون پانون غرائب کے پکڑ کر زنگی نے چھرا اُٹھا مارا
جیسے پھینک دیا اندھیرا ہو گیا سنگباری و زرباری ہوئی بعد صد انداز آئی کشتی مرا نام من

غرض اب جادو بود اُسی زنگی نے سب جادوگرون کو قتل کرنا شروع کیا تھوڑے ہی عرصے مین سب کا
خاتمہ کر دیا خواجہ نے دیکھا ایک مکان مین قفل لگا ہوا ہی اُس قفل کو کاٹا دیکھا اُس مقام پر توڑے روپون
کے چُنے ہوے ہین خواجہ خوش ہوگئے سب توڑے اُٹھا کر نذر زنبیل کیے اب شعلہ خوار آتش خو کہا ہاے
خواجہ مقام تیغہ جوہر بار سامری تلاش کرو جسواسطے آئے ہو وہ مطلب حاصل ہو خواجہ نے اور قفل بھی
کھولے کہین روپیہ نکلا کہین ظروف مسی کہین کپڑے اسباب مختلف ہر مقام پر ملے خواجہ نے وہ
سب اسباب نذر زنبیل کیے مگر صندوق تیغہ جوہر بار سامری نہین ملتا خواجہ نے کہا اے شعلہ خوار
ان مکانون مین تو تیغہ مذکور نہین ہی شیطان بچے نے کہا خواجہ یہ وہ تحفہ ہی کہ بانیان طلسم نے اسکے رکھنے
مین بڑے بڑے اہتمام کیے ہین اگر غلام آپ کے ساتھ نہوتا اور آپ میان کے مکان کھول کر پھینک دیتے
تو تیغے کا پتہ نہ ملتا یہی قفل جو سامنے ہی وسط مکان مین ستون نصب ہی یہی قید ہی کہ لینے والا تیغے کا
اُس ستون کو اُکھیڑے تب قفل ظاہر ہو گا صندوق بھی ملیگا مین نے آپ سے عہد واثق کیا تو آپ کے
ساتھ مجھکو اُس مجمع عام مین چلنا ہو گا جہان نور افشان و افراسیاب سب مجمع ہونگے جسوقت
آپ نخل کو قلم کرینگے اُسوقت میری جانبازی ملاحظہ فرمائینگے خواجہ عمرو نے اُس ستون کے اُکھیڑنے کو
کمند اصفاے باصفا کو نکالا ایک حلقہ ستون مین باندھا ایک سرا ہاتھ مین لیکر کھڑے ہوے معجز طلب
کیا کمند کھینچی وہ ستون گرا مہرہ نقب پختہ کا ظاہر ہوا شعلہ خوار آتش خو نے کہا خواجہ اب آپ اس
نقب مین داخل ہو جیے خواجہ مع شیطان بچے کے نقب مین داخل ہوے چند سیڑھیان طے کی تھین کہ
دیکھا ایک مختصر سا حجرہ ہی اُسمین ایک صندوق کلان رکھا ہی بجاے قفل کے مارسیہ لپٹا ہوا ہی پاؤن کی
آہٹ پاتے ہی کفچہ بلند کیا شعلہ خوار نے بڑھ کر اُس مارسیہ کو ہاتھون سے کل ڈالا اب صندوق کو
کھولا تیغہ نکالا تیغہ برق مثال خواجہ نے اُس تیغے کو اپنے پاس رکھا اب شیطان بچے نے خواجہ کو
اپنے کاندھے پر سوار کیا لیکر چلا میان افراسیاب باغ سیب مین بیٹھا ہی صرصر نے عرض کی اے
شہنشاہ خود کوکب مقابلہ شعلہ جوالہ مین اُترا ہوا ہی عمرو نے اُس شوالے سے رہائی پائی ایسا نہو کہ
شیطان بچہ تسخیر ہو جائے عمرو اگر نخل سحر کو قلم کرے سب کو رہا کر کے لیجائے اُس سے کسی بات کا تعجب
نہین ہی آپ لشکر کشی کرین کوکب کو وہان سے ہٹا دین یا کوکب ملا شعلہ جوالہ پر جا پڑے اُسکو قتل
کر کے قطع نخل کی تدبیر کرے افراسیاب نے کہا اے صرصر تیغہ جوہر بار سامری کا ملنا بہت دشوار ہی

بلکہ ناممکن مگر مین لشکر کشی کرتا ہون سب وزرا امرا نے اس راے کو پسند کیا افراسیاب نے ایک نامہ
ملکہ حیرت کو لکھا کہ لشکر کشی کر کے صحراے گرد آباد مین جاؤ مقابلۂ کوکب مین لشکر کو اتارو مابدولت بھی
آتے ہین ایک نامہ ماہیان زمرد پوش کو لکھا ایک نامہ آفات چاردست کو تحریر کیا یہ سب نامے
روانہ کر کے افراسیاب جادو بھی سوار ہوا لیکن یہان شہنشاہ کوکب مقابلۂ شعلۂ جوالہ مین فروکش
ہین ملکہ شعلۂ جوالہ نخل سرو کو گھیرے ہوے اُتری ہوئی ہو آٹھو پہر حفاظت کرتی ہو طایر بھی کوئی نخل پر
آکر نہین بیٹھتا ایک قمری طوق محبت بہ گلو خوش آواز صدا مین سوز و گداز بوقت سحر وہ قمری نخل پر آکر بیٹھتی ہو
زمزمہ سرائی کر کے چلی جاتی ہو اور کیا مجال کسی طایر کی کہ جو نخل سرو کے قریب بھی آسکے صبح کو کوکب
دربارگاہ پر بیٹھے ہین ایک جانب ملکہ بہار گلعذار یار ہین اپنے سردارون کی غمگین و ملول کوکب سے
فرما رہی ہین کیون اے شہنشاہ اس نخل کا کیا انجام ہوگا ہمارے دل مین بھی حوصلہ ہو کہ ایک دن ہم بھی
اس نخل پر سحر کرین کوکب کہتے ہین جب تمھارا دل چاہے سحر کرو مگر شعلۂ جوالہ ضرور حایل ہوگی اسکی تدبیر
چاہیے بہار نے کہا انکو مین تنکے چنوا دونگی خدا چاہے تو یہ خود پکار کر کہین کہ نخل کو قلم کرو ہرکارون نے
یہ خبر شعلۂ جوالہ کو پہونچائی ملکہ بہار کا یہ ارادہ ہو کہ نخل پر سحر کرین شعلۂ جوالہ نے اپنے مقام پر بھڑک کر
کہا ملکہ بہار اسکے سائے مین بھی نہین آسکتین اگر قصد کرینگی تو سخت پچتائینگی مین خود طبل جنگی بجواتی ہون
نخل کے گرد چوکی پہرے متعین ہو گئے چونکہ گرم مزاج ہو جاہلون کے سر کا تاج ہو طبل جنگی بجواہی دیا ہرکارون نے
آکر کوکب و بہار کو یہ خبر پہونچائی بہار نے شگفتہ ہو کر کہا اے شہنشاہ یہ نیا گل پھولا کل کیفیت ظاہر
ہوگی آپ بھی طبل جنگ بجوائیے یہان بھی نقارۂ رزمی گرگرایا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین
شب تیرہ و تار طلایہ دارون کی پکار جانبین کے ساحر آمادۂ حرب و پیکار ملکہ شعلۂ جوالہ آج بذات خود
طلایہ دے رہی ہو سامنے لشکر کوکب کے آکر جیب منھ کھول دیا دھوان نکلا دس بیس نابینا ہوے
دس بیس جلکر خاک ہوے کئی مرتبہ ملکہ بہار کو یہ خبر ہوئی کہ بی شعلۂ جوالہ یہ بدعتین کر رہی ہین کئی ہزار
آدمی بیکار ہوے ملکہ بہار نے فرمایا شب تیرہ و تار مین وہ اپنی گرمی دکھائین صبح کو سمجھا جائیگا جس گھڑی
بہار پیراے عالم نے باغ جہان کو شگفتہ کیا شاخ شفق پھولی گل خورشید بصد زیب و زینت گلشن فلک مین
رنگ دکھانے لگا ہواے سرد چلی طایرون نے زمزمہ سرائی شروع کی بموجب عادت قدیم قمری خوش آواز
بصد سوز و گداز زمزمہ سرائی کر رہی ہو دونون لشکرون کو یہ غزل عاشقانہ سُنا رہی ہی غزل

جلتا ہون ہجر شاہد و یاد شراب مین
شوق شراب نے مجھے ڈالا عذاب مین

کہتے ہین تمکو ہوش نہین اضطراب مین
سارے گلے تمام ہوے اک جواب مین

پھیلی شمیم یار مرے اشک سرخ سے
دل کو غضب فشار ہوا پیچ و تاب مین

ہم کھو تو بیٹھے جب نہ کیا یار نے پسند
ای حسرت اسقدر غلطی انتخاب مین

رہتے ہین جمع کوچۂ جانان مین خاص و عام
آباد ایک گھر ہے جہان خراب مین

آنکھ اسکی پھر گئی تھی دل اپنا بھی پھر گیا
یہ اور انقلاب ہوا انقلاب مین

بدنام میرے گریۂ رسوا سے ہو چکے
اب عذر کیا رہا نگہ بے حجاب مین

مطلب کی جستجو نے یہ کیا حال کر دیا
حسرت بھی اب نہین دل ناکامیاب مین

ناکامیون سے کام رہا عمر بھر ہمین
پیری مین یاس ہے جو ہوس تھی شباب مین

ہے اختیار یار مین سود و زیان مگر
فاضل تھے ہم جہان سے قضا کے حساب مین

کیا جلوے یاد آئے کہ اپنی خبر نہین
بے بادہ مست ہون مین شب ماہتاب مین

سیمین بجو دیا ہے صنم پر دم وداع
مومن خدا کو بھول گئے اضطراب مین

کوکب مرکب پر سوار ہوے پشت پر تمام لشکر ایک طرف ملکہ بہار گلعذار گرد کنیزان ماہ رخسار جیسے ہی قمری نے یہ غزل گائی کوکب نے دیکھا رنگ روے بہار متغیر ہونے لگا زلفون کو پریشانی آئینۂ رخسار پر حیرانی کوکب نے جو بہار کا یہ حال دیکھا کچھ اسم سحر پڑھکر آواز دی کیون بہار مزاج کیسا ہے بہار نے غنچۂ دہن وا کیا کہا ای شہنشاہ کوکب صداے قمری سنکر دل کانپ رہا تھا جی چاہتا تھا نخل سرو کے گرد پھرون آپ کی صداے روح کو راحت قلب کو قوت حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی کوکب نے کہا ای ملکہ بہار ہوشیار ہو اسوقت سحر کی بوچھار ہے مین نے طائران سحر کو اڑتے ہوے دیکھا تھا تمھین نہین معلوم ہوتے اور تمھاری ہی فکر ہے شعلۂ جوالہ بلا کی ساحرہ ہے تمھاری فکر مین لگی ہے بہار نے کہا اب مین ہوشیار ہون آپ مطمئن رہین کہ صفین جبین لشکر آراستہ ہوا نقیب نقابت کر کے ہٹے شعلۂ جوالہ بھڑکتی ہوئی میدان مین آئی کان سے شعلۂ آتش ناک سے چنگاریان منھ سے دھوان نکلتا ہوا ایک طاؤس پر سوار پکار کر آواز دی ملکہ بہار گلعذار کہان ہین آج نکلین تو احوال معلوم ہو تو سہی کہ غنچۂ آرزو شگفتہ نہو گل حیات کو پژمردہ کرون باغ عالم مین بے ثمر رہین اپنی سحر و ساحری پر بہت پھولی ہین

ہین عندلیب خوشنواے باغ سحر و ساحری ہون یہ کہکر جواب نے پکارا ملکہ بہار نے اپنا طاؤس زرین بال
بڑھایا شہنشاہ کوکب سے اجازت لی میدان مین آکے پہونچین شعلۂ جوالہ نے منہ کھول دیا دھوئین
نے تمام میدان کو گھیر لیا کنیزان بہار مین غل بلند ہوا چنگاریان آگ کی یون چمکتی تھین جس طرح
شب تیرہ و تار مین جگنو چمکتے ہین بہار دھوئین مین بند ہوگئین شعلۂ جوالہ نے پکار کر آواز دی وہ مارا
بعد تھوڑی دیر کے دھوئین سے ایک برق چمکی کچھ لونڈیان بڑھین تمام دھوان غائب ہوا دیکھا ملکہ
بہار شگفتہ طاؤس اُڑا رہی ہین آواز دی نسیم سبک رو کمان چلی گئی وقت تیرا ہی کام ہے یہ کہکر ستک
دی ایک گجرا پھولون کا ہاتھون سے کھول کر طرف شعلۂ جوالہ کے پھینکا شعلۂ جوالہ نے منہ کھول کر
دستک دی ایک خنجر چمک کر گرا اُسنے گجرے کو کاٹا پھول مرجھا کر زمین پر گرے ہواے گرم چلی ملکہ بہار
کا چہرہ متغیر ہوا شعلۂ جوالہ بڑھی ملکہ بہار نے جھولی پہ ہاتھ ڈالا ایک آبخورہ پانی بھرا ہوا نکالا طرف
شعلۂ جوالہ کے پھینکا آواز دی ہوا ہوشیار ہوجاؤ ہوا ٹھنڈی چلی وہ گجرا کٹا ہوا جو زمین پر پڑا تھا وہ پھول
پھر شگفتہ ہوے ہوا نے اُسکو اُڑایا بارش پھولون کی ہونے لگی نسیم کے جھوکون سے آواز آئی او شعلۂ جو

نظم

گوش ہوش سے سن

کشتۂ اک عالم ہے چشم لعبت خودکام کا / استخوانون مین مزا پاتے ہین سگ بام کا
ہے تپ غم گور مین کھیل جوانی مین مجھے / دوپہر ہے موسم گرما مین وقت آرام کا
تختۂ میت فراق یار مین معراج ہے / دھی آتا جاتا ہون موت کے پیغام کا
بادشاہی ہے گدائی کوچۂ دلدار کی / زیر پا ہر اک قدم ہے یان محل آرام کا
رہے صنم عاشق سے ملتی ہی نہین آنکھ تری / نشہ اترے سے شراب حسن کے دو جام کا
طوق زرین گردنون مین قمریون کی جا بجا / سیر گلشن کو ہے عزم اُس سرو سیم اندام کا
داخل کعبہ ہوا کشتہ قدم سے برہنہ / پردہ عاشق نے نہ رکھا جامۂ احرام کا
گیسوون نے کردیا وہ جیب حسن کو رے بار / نور ہوتا ہے زیادہ تر چراغ شام کا
ہے سیہ مستی مین اپنی عالم دیوانگی / حلقۂ چشم پری خط ہے ہمارے جام کا
سرکشی آخر فرومایہ کو دیتی ہے شکست / ٹوٹتا ہے کنگرہ پر اب بام خشت خام کا
بادہ جو آیا طواف کعبہ مین آتش وہ ماہ / حال بدتر تھا کتان سے جامۂ احرام کا

یہ صدا جو کان مین شعلہ جوالہ کے پہونچی جھومنے لگی آنکھین بند ہونے لگین کہ زمین شق ہوئی ایک پتلی زمین
سے نکلی اُسنے چھینٹا پانی کا منھ پر شعلہ جوالہ کے مارا کہا بی بی ہوشیار ہو چھینٹا دیکر وہ زمین مین غائب
ہو گئی شعلہ جوالہ ہوش مین آئی کہا اے مہاراب کہان جاؤ گی چاہا کہ دستک دوں ملکہ مہار نے موتیا کا
چھپکا سر سے اُتار آواز دی کہ او شعلہ جوالہ ذرا ہوشیار ہو جا جیسے ہی چھپکا ٹوٹا پھولون نے اپنے رنگ
دکھائے غنچے ناشگفتہ شگفتہ ہوے شعلہ جوالہ کی بیقراری بڑھی ایسی پھولون کی بارش ہوئی کہ گرد
شعلہ جوالہ کے پھولونکا انبار ہو گیا اُٹھا اُٹھا کر پھولون کو شعلہ جوالہ سونگھنے لگی ایک طرف سے آواز آئی
مین بھی حاضر ہون تحفہ لیکر آئی ہون باغ عالم کے عجب رنگ ہین ہمارے یہی ڈھنگ ہین شعلہ جوالہ
نے پلٹ کر دیکھا ایک نازنین مہ جبین پھولون مین لدی ہوئی سامنے آئی گلے سے اپنے ایک ہار اُتار کر وہ
گلے مین شعلہ جوالہ کے پہنا دیا کہا بو احشق مہار مین بڑے مزے ہین ہمیشہ شگفتہ رہو گی گوش ہوش
واکرو بدل یہ اشعار سُنو اشعار

کانون مین ترے دیکھے سونے کے کرنپھول
پیدا کرے سو رنگ کے گر خاک چمن پھول
ساقی یہ بہار چمنستان ہے دو ہفتہ
دل سادگی یار کے اوپر ہے لٹکتا
زلفون کی لٹک دیکھ کے سودائی ہو سنبل
سنتے ہین جو شہرت تری نازک بدنی کی
عشرت کدہ عاشق و معشوق ہمین باغ
بلبل سے جو کی ہے کبھی اُس شوخ نے گرمی
بیفائدہ قمری کا ہے یہ دردِ سرِ عشق
آنکھون کو نہ دکھلائین ترے غنچے کی صورت
سوجھے یہ الگ رسم آغوشی کا لیکا
قرآن کے عوض چپکے پڑھو مطلع رنگین

اے سرو روان بھول گئے مرغ چمن پھول
ممکن نہین رنگ سا ترے اک غنچہ دہن پھول
پانی بھی جو مانگون تو پلا شفق مین پھول
جھمکا ہو نہ مدنظر اپنا نہ کرن پھول
نازک بدنی پر تری گل کھائے سمن پھول
ہوتے ہین خوشی ایسے کہ جاتے ہین اُن پھول
روٹھا ہی بلبل نہ تو اک شب نہ دلہن پھول
جھنکوائے گئے بہار مین سیکڑون من پھول
پھل ہی نہ تو رکھتے ہین نہ کچھ سر چمن پھول
نعمانِ اپنی چھین پری کی زین چمن و شکن پھول
کیا تن اپنا ہی نہ اُنکا ہے بدن پھول
آتش سے سخن گو سے ہین اے اہل سخن پھول

اُس نازنین نے یہ غزل سامنے شعلہ جوالہ کے گائی اور سب پھولون کا زیور اُتار کے شعلہ جوالہ کو پہنا دیا

کیا بو تجھمین پھولی پھلی رہو کبھی نکلی منھ بہار پیارے عالم کی ضمانت مین تملو دیا مہار سے منھ نہ پھیرنا یہ کہکر وہ نازنین غائب ہوئی شعلۂ جوالہ چپ کھڑی ہی پھولون کو سونگھتی جاتی ہی بعد عرصۂ دراز میدان سے بڑی چٹکیان بجاتی ہوئی کچھ چٹکلے چیپلے گاتی ہوئی زیور پھولون کا جواپنے بدن مین دیکھا پھول گئی پکار اٹھی اے ملکہ بہار گلعذار یہ کنیز مشتاق جمال ہی آپ کی شگفتگی سے یہ دعاگو بھی نہال ہی ذرا سامنے تو آئیے رنگ روے انور دکھائیے ملکہ بہار ہنستی جاتی ہین کئی مرتبہ سامنے آکر چہرۂ بے نظیر دکھایا اب بیقراری شعلۂ جوالہ کی اور بڑھی چاہتی ہی خدمت مین ملکہ بہار کی حاضر ہون گرد پھرون تصدق ہون نثار ہون ملکہ بہار اشارہ کر رہی ہین کوکب نے پکار کر آواز دی اے بہار کیا کرتا کیا رنگین سحر کیا دشمنون کو خار دیا شعلۂ جوالہ بھڑکتی ہوئی آتی ہی کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا سب نے ملکہ حیرت جادو تخت یاقوت نگار پر سوار گرد شاہزادیان وزیرزادیان تخت ملکہ حیرت گھیرے ہوے یاقوت زمرد پایۂ تخت پر ہاتھ رکھے ہوے پانچون عیاریان خواص خستہ لشکر ملکہ حیرت آگے آگے اہتمام کرتی ہوئین صرصر کی جو نگاہ شعلۂ جوالہ پر پڑی کہا اے ملکۂ عالم غضب ہو آپ کی ہمشیرہ نے شعلۂ جوالہ کو کس رنگ مین پھنسایا دیکھیے تو اسکا کیا حال ہی سات لاکھ جادوگرون کا لشکر حیرت کی پشت پر سب نے شعلۂ جوالہ کو دیکھا مبہوت لب پر مہر سکوت جوش و خروش مین ملکہ بہار کی جستجو کر رہی ہی کبھی بیقرار ہو کر پکارتی ہی حضور کس مقام پر ہین لونڈی کو جلد اپنے پاس بلا لیجیے زیادہ نہ ترسائیے

نظم

کوچۂ یار مین چلیے تو غزلخوان چلیے
بلبل مست کی صورت سے گلستان چلیے

دن کو ملتا نہین وہ ماہ نہین تو کہتا
رات بھر کے لیے گھر مین مرے مہمان چلیے

پانون مین تاب ہے رفتار کی طاقت باقی
پیچھے پیچھے ترے اے عمر گریزان چلیے

زلف مین لعل لب یار کا مشتاق ہی دل
ہند سے کوچ جو کیجے تو بدخشان چلیے

شوق صحرا کا جو ہوتا ہی تو کہتا ہی جنون
تیغ کی طرح سے میدان مین عریان چلیے

دم فنا کیجیے اپنا نفس سرد کے ساتھ
ٹھنڈے ٹھنڈے طرف گور غریبان چلیے

کان سے عشق فرشتے کی نہین سنتے ہین
کس سے کہتا ہی وہ غارتگر ایمان چلیے

ہاتھ سے ہاتھ میرا اکڑ رہ گئے ہین جب سے
قصہ رہنا ہی یہی پانون کو یان وان چلیے

رہنما جوش جنون سا ہی بہار گل مین
طوق و زنجیر پہن لیجے زندان چلیے

بس بہت دیکھ چکے خواب پریشان چلیے	زلف کے سودے مین اک عمر بسر کی آتش

حیرت نے جو دور سے یہ معاملہ دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ ملکہ بہار رنگ سحر دکھا رہی ہین حیرت کو بہت غصہ آیا پکار کر آواز دی کیون بہار تمھاری بے ادبی نہین جاتی یہ کہکر آواز دی ای طائر زرّین شعلہ جوالہ کو بچانا دیکھا ایک طائر آسمان سے پیدا ہوا گرد شعلہ جوالہ کے چرخ مارا زمزمہ سرائی کی منھ سے شعلۂ آتش نکلے طائر جلگیا وہ خاک شعلۂ جوالہ پر گری شعلۂ جوالہ کو ہوش آیا ملکہ حیرت کو دیکھکر بہت شرمائی لشکر کو اپنے آواز دی ارے ملکہ بہار کو مار لو یہ باغی جانے نپائے تمام لشکر شعلۂ جوالہ کا جا پڑا اودہر بہار کی بھی کنیزین آپڑین جب تک لشکر حیرت پہونچے یہ دونون لشکر باہم ملگئے سحر ہونے لگے بہار نے گلدستے مارے پھول برسائے ہزارون کو دیوانہ کردیا شعلۂ جوالہ کو زخمی بھی کیا ہزارون جادوگر شعلۂ جوالہ کے سر تکرار رہے ہین غل مچا رہے ہین کوکب روشن ضمیر یہ سب معاملے دیکھ رہے ہین تخت ملکہ حیرت بصد شوکت جو قریب آکر پہونچا دیکھا لشکر بہار زوال مین ہی شعلہ جوالہ پر وہ آفت ہی جہان پھولون کا انبار دیکھا پلٹ پڑی پھول اٹھا کر سونگھنے لگی جوش و خروش بڑھتا جاتا ہی حیرت کو نہایت ناگوار ہوا آواز دی کیون بہار ہم سب باتون کو تاڑتے ہین تمہاری بے ادبی بڑھتی جاتی ہی بس اب سحر نہ کرنا ورنہ تمکو ملال ہوگا تمہارا سحر تمھاری ہی گردن پر سوار ہوگا بہار کے مزاج مین جوش و خروش ہی بوٹا سا قد سائے مین نخل کے کھڑی ہوئی ہاتھ ہلا رہی ہین رنگ رو سرخ پکار کے آواز دی او شعلہ جوالہ کیون نہین بہرکتی انجام سحر کا مزا دکھا دے کچھ ہمکو بھی سنادے ہم تو تیرے مدت سے مشتاق ہین یہ جو پکار کے بہار نے کہا شعلۂ جوالہ کا اور زیادہ چہرہ سرخ ہوا بیتاب ہوکر پکار اٹھی جنون مین کبھی مین کبھی اصل کیفیت یہ ہی

نظم

قینچی کی طرح چلتی ہی فر فر زبان دل	اڑ جاتے ہوش سنتے جو دم بھر فغان دل
ہی برگ گل زبان تو غنچہ دہان دل	کیونکر مزے اڑائین نہ اس کمر و ناز سے
کہتا تمھارا ظلم جو ہوتا دہان دل	ای بت خدا کے سامنے فردائے حشر مین
حیرت یہ ہی نظر نہین آتا دہان دل	باتین شب فراق مین کرتا ہی رات بھر
ہوتا اگر تمھارے جو چشم و دہان دل	لیتا لبون کے بوسے دکھا کر رقیب کو
تنا بدہ ہی تنگ صورت غنچہ دہان دل	آتا نظر نہین کمر یار کی طرح

کیا مصلحت تھی ہمین خدا سے قدیر کی	دل تو بنایا پر نہ بنایا دہان دل
حسرت ہی کیا نشانۂ تیر نگاہ کی	سوفار کی طرح جو کھلا ہو دہان دل
کرتا ہی زار صورت بلبل یہ کس طرح	ظاہر بہ رنگ گل تو نہین ہو دہان دل
ہوتا ہی تخلیے مین یہ چپ ہمکلام کون	سنتے تو ہین یہی کہ نہین ہی دہان دل
آتی ہی بے دہن جو صدا دل سے آہ کی	ثابت ہی اس دلیل سے ہمپر دہان دل
ای نور ایک قافیے مین ہی غزل تمام	موزون ہزار طرح کیے ہین دہان دل

یہ اشعار پڑھ کر پنجے کے قبضے پر ہاتھ ڈالا حیرت نے دیکھا کہ خاتمہ ہوتا ہی اب شعلۂ جوالہ اپنی جان دیدیگی میری بات نہ سنیگی غصے مین تخت سے کود پڑی ایک دستک دی کہا ای گلفروش لینا ایک برق چمک کر شعلۂ جوالہ پر گری اب جو بہ نگاہ غور دیکھا ایک سنہری پنجہ چمکتا ہوا گرا اُسنے زیور پھولون کا جسم شعلۂ جوالہ سے نوچکر پھینک دیا اُسی سنہرے پنجے نے شعلۂ جوالہ کا مُنھ دھلایا شعلۂ جوالہ کو ہوش آیا شرمندہ ہوکے کھڑی ہوئی حیرت کو جھک جھک کر سلام کرنے لگی حیرت نے پھر دستک دی اور آواز دی بی بہار کو لینا ایک پنجہ چمک کر طرف بہار کے چلا بہار نے ہر چند روکا نہ رُکا بہار کے مُنھ پر پنجے نے ایک چھینٹا پانی کا مارا بہار مبہوت ہوئی طرف حیرت کے چلی اور پکار کر آواز دی ہمشیرہ مجھے تمسے کیا عذر ہی مین نے تو کبھی سرکشی نہین کی دیکھو شعلۂ جوالہ کا سحر اُتار دیا اپنے ہوش مین ہی مین بھی حاضر ہون مجھے کب خدمت سے عذر ہی یہ کہکر بہار دوڑی جھک جھک کر کئی سلام کیے اب تو کوکب کو بہت ناگوار ہوا پکار کر آواز دی او حیرت بس کہانتک سرکشی کروگی یہ کہکر گھوڑا بڑھایا حیرت نے ایک گولہ کوکب پر بھی مار دیا وہ گولہ کوکب نے جو آتے دیکھا ایک چٹکی ماری گولہ پھٹ کر زمین پر گرا کہا حیرت دیکھو اُسی گولے سے ایک عورت نکلی اُس عورت کے ہاتھ مین پچکاری تھی وہ پچکاری مُنھ پر بہار کے ماری بہار کو ہوش آیا کوکب گھوڑا بڑھاکر حیرت پر جا پڑا حیرت نے سحر کی بوچھار کر دی کوکب ہنس رہا ہی جب گوہر دندان نمایان ہوے سحر پلٹ جاتا ہی حیرت کو دفع کرنا مشکل ہوتا ہی جب دس پانچ سحر حیرت نے کیے تو کوکب نے کہا او حیرت مین بھی کوئی سحر کرون گھبرا جائیگی امان نہ پائیگی شعلۂ جوالہ کی اب جو شامت آئی اُسنے اپنا سحر تیار کیا کوکب پر برق چکائی وہ برق کاندھے پر کوکب کے گری زرہ کو کاٹا کوکب نے پلٹ کر اُسی برق کو اشارہ کیا وہ برق کڑک کر شعلۂ جوالہ پر گری شعلۂ جوالہ کے دو ٹکڑے ہوے

شعلہ جوالہ کا رنا کہ پھر حیرت سے کوکب نے کہا بس میرے سامنے سے ہٹ جا مجھکو خیال آتا ہی کہ افراسیاب
مجھسے شکایت کریگا حیرت کب مانتی ہی کوکب پر سحر کیے ہی جاتی ہی ہمار ہر مرتبہ فرماتی ہین ای شہنشاہ
آپ ہٹ جائیے مین اسکو جواب دونگی کوکب نے کہا تمھارے روکے سے نہ رکیگی حیرت نے کارد سحر
پھینکا ماری کوکب نے کارد پر ہاتھ مارا کارد تڑپ کر سر پر حیرت کے گری سر حیرت کا زخمی ہوا
کوکب نے چاہا حیرت پر جا پڑون کہ آسمان پر ابر ہفت رنگ پیدا ہوا افراسیاب اُسمین مخفی ہی زیر ابر
طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوے ابر رنگ سرخ و سبز و زرد بصد رعنائی بدلتا ہوا پشت پر کنیزان زرین پوش
بصد ناز و ادا رنگ رلیان کرتی ہوئی پکارتی ہین آمد شہنشاہ افراسیاب کی یہی صورت ہو انقلاب کی
یہ جو سب نے دیکھا کہ اس دھوم سے افراسیاب آتا ہی ہواے سرد چلی غنچے چٹکے پھولون نے رنگ
پکڑے شاخون نے ہاتھ بڑھائے نخل سرسبز و شاداب وجد مین آئے وہ ابر قریب آکر شق ہوا دیکھا افراسیاب
تاج پہنے ہوے گرد مصاحبان دمساز مگس رانی کرتے ہوے کیا مجال ہی کہ کوئی جانور قریب افراسیاب
آسکے طائران ابر طائر غیر کو پر مارتے ہین کبھی طائر اُڑتے ہوے اُس غول مین آئے طائران ابر نے چیر پھاڑ
کر انکو پھینک دیا افراسیاب نے جو حیرت کو زخمی دیکھا غصے مین آواز دی کیون او کوکب تو نے
ہمارا پاس نہ کیا کوکب نے کہا صحیح عالم ہی جب اسنے سحر کی بوچھار کی تب مین نے بھی ہاتھ ہلایا اسکا سر
زخمی ہوا شعلہ جوالہ کا لاشہ دیکھا افراسیاب بہت گرم ہوا طرف کوکب کے چلا کہا ای کوکب آج امتحان
سحر ہو شعلہ جوالہ کو مارا حیرت کو زخمی کیا اب کوکب نے بھی آستینین اُلٹین کہ آسمان پر برق چمکی آواز ملی
او افراسیاب کیا کرتا ہی آسمین لڑیگا ہزارہا بندگان سامری مارے جائینگے سب نے دیکھا کہ ماہیان
بصد جوش و خروش آکر پہونچی برابر افراسیاب کے آکر کھڑی ہوئی کہا ای کوکب اپنی جان کو غنیمت جانو
اور چلے جاؤ اگر ہم دونون ملکر سحر کرینگے تمھین جان بچانا مشکل ہوگی کوکب نے کہا ای افراسیاب شرم کر
نانی امان تمھاری زبان دراز ہو رہی ہین مین سحر کرون تو زبان کنگ ہو جائے ماہیان نے کہا کیا مجال
ای کوکب مین بادشاہ پردۂ ظلمات ہون وہ سحر کردون کہ راستہ نہ ملے نکلنا دشوار ہو ادھر سے ماہیان
بڑھی ادھر سے کوکب نے قصد کیا کہ ماہیان پر جا پڑون کہ پہلو سے نعرہ ہوا ای شہنشاہ طلسم نور افشان
تمھارا یہ مرتبہ نہین ہی کہ اس نامنصب سے مقابلہ کرو مین آکے انکی گردن لیتا ہون سب نے دیکھا ایک مرد
روئین تن جوان صف شکن بڑے زور و شور سے آکے پہونچا گھوڑے پر سوار زنار زمیہ گلو

جوان خوش رو سپر پشت پر تیغہ برقناب تیغے مین کئی سو جوان زناردار بصد شوکت و وقار نیزے ہلاتے
گھوڑے چکاتے پیدا ہوے برہمن طرف ماہیان کے متوجہ ہوا کوکب نے افراسیاب پر قصد کیا
طرف سے کوہ زبرجدی کے ابر تیرہ و تار اٹھا اسمین برق کی چمک رعد کی گرج عورتون کی باتون کی آواز
سب اسی طرف نکلنے لگے دیکھا آفات چہار دست بدست تخت اڑاتی ہوئی لال چھتری سر سے
ڈھلکی ہوئی چندیا جھلکتی ہوئی چالیس پتلیان سنہری چہار طرف سے اسکو گھیرے ہوے چاؤن چاؤن
کرتی ہوئین خبر آئندہ و گذشتہ زبان پر جاری ایک کہتی ہوئی کہ لو اب زمانہ انقلاب ہی دل بہت بیتاب ہی
دوسری کہتی ہی لو ہمارا کوئی کیا کر سکتا ہی تیسری کہتی ہی لو جب زوال آیا سب انہین مبتلا ہونگے ایک
کہتی ہی ہم خدمت سامری مین جائینگے جفا و مصیبت نہ اٹھائینگے اپنے اپنے طور پر خبر آئندہ و گذشتہ
بیان کر رہی ہین آفات منع کرتی ہی بیبیو یہ باتین نہ کرو میرے بچے کو ناگوار ہوتا ہی جو ہونا ہوگا وہ
تو ہوگا سب حالات میرے ناخنون پہ لکھے ہین لیکن بیان کرنے سے کیا فائدہ آفات جو آئی کمر
افراسیاب کی مضبوط ہوئی پکار کر آواز دی کیون کوکب تو نہین مانتا آ بزور کنیزان سامری کو
خلوت مین لیجا کر چیر پھاڑ کر پھینک دین کوکب طرف آفات کے پلٹتے تھے کہ طرف سے قصر نور افشانی
کے ایک ابر گوہر فشان پیدا ہوا اور آواز ہیبت ناک آئی او آفات خبردار اگر ایک موے جسم کوکب کم ہوا
سب پتلیون کو جلا دونگا تیرے طلسم و شان خاک مین ملا دونگا سب نے دیکھا شہنشاہ نور افشان
بصد شوکت و شان تخت یاقوت احمر پر سوار کچھ پتلے سنہرے گرد تخت کے نیچہ ہاے برہنہ ہاتھ
مین لیے ہوے کہتے ہین آفات آج کنیزان سامری پر حاوی ہین ان شتلون کو چیر پھاڑ کر پھینک دین
نور افشان نے آفات کو للکارا آفات نے طرف نور افشان کے رخ کیا نور افشان طرف
آفات کے متوجہ ہوے برہمن مقابلہ ماہیان مین کوکب بمقابلہ افراسیاب نور افشان سامنے
آفات چہار دست کے ہوے غرض زمین مین لشکر ہاے بیشمار آسمان پر لکہ ہاے ابر چھا رہے
ہین ہزار ہا طائر اڑ رہے ہین زمین سے غبار زرد اٹھتا ہی تختہاے ہوا کانپ رہے ہین معلوم ہوتا ہی
آسمان گر پڑیگا عجب طرح کا ہنگامہ ہی اس ہنگامے مین آفات نے ایک سنہری پتلی کو اشارہ کیا ادھر سے
نور افشان نے حکم دیا سنہرا پتلا پتلی پر جا پڑا دونون مین جنگ ہونے لگی شعلہ ہاے آتش دونون
طرف سے چھوٹ رہے ہین پتلا پتلی بھناتے کے ساتھ جل رہے ہین آفات بھی اشارہ کر رہی ہی نور افشان نے

ابروے خمدار ہلا کے لگی خنجر چمک کر تیلی پر گرے۔ تیلے نے ہاتھ جھکا کر بیچ مارا تیلی نے سر آگے کر دیا بیچ
اچٹ گیا نورافشان نے کہا او ظالم قتل میں اس مشتعل کے اتنی دیر کیون خوش کرتا ہے تیلہ یہ سنکر
تیلی سے لپٹ گیا آپس میں کشتی ہونے لگی تیلی اپنے کو بچاتی ہے تیلہ پیچھا نہیں چھوڑتا کبھی بچاتا ہے کبھی
ہاتھ دونون ریل کرے دوڑ دون کبھی طمانچہ مار دیا تڑاقا ہوا سب نے آواز سنی آفات نے کہا او مشتعل
کیون دیتی ہے تیلے کی کیا حقیقت ہے تو ساکن کوہ زبرجدی ہے تیلی تڑپ کر تیلے سے لپٹنے لگی تیلے کا
چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا نورافشان کا بھی کچھ اشارہ ہوا تیلے نے دونون پاؤن تیلی کے تھامے
پھر اٹھا مارا تیلی کو چیر کر پھینک دیا تیلی کا مرنا صورت انقلاب تو ظاہر تھی کہ غبار زرد بلند ہوا تیلی کا مرنا
غضب ہو گیا وہ اندھیرا چھایا کہ تمام صحرا ظلمات بن گیا آندھی سیاہ اٹھی آواز آئی کشتی مرا نام میں
کنیز سامری بود افراسیاب کو کب پر جا پڑا ماہیان زمرد پوش پر مثل برق تن جا پڑا
آفات دلورافشان سے سحر چلنے لگا اس وقت کا ہنگامہ کیا تحریر کرون زمین کو جنبش آسمان پر
لکہ ہاے ابر لہرا رہے ہیں طائر غل مچا رہے ہیں چالیس منزل کے گرد میں وہ صحرا اسمین یہ ہنگامہ ہے
افراسیاب کے ہاتھ سے گولے چل رہے ہیں ماہیان زمرد پوش کے عجائب و غرائب آفات
کے شعبدے ہر خرد و کلان مصروف سحر سازی ساحرون کی شعبدہ بازی ہنگامہ گیر و دار طلب ہے
ہر کس و ناکس دردمند ہے لاکھون لاشے زمین پر لوٹ رہے ہیں آڑے زور و شورت سحر چل رہے
ہیں تختہاے صحرا مثل شمع کافوری جل رہے ہیں ان چیدہ ساحرون کے سحر قیامت کے وتاے
طائرون کے اڑنے کے سناٹے برق خاطف کی چمک بہار کے پھولون کی مہک جب گلدستہ
مارا گورے گورے ہاتھون سے دستک دی ہزار دو ہزار جادوگر پھولون کی بو سونگھ کر مست ہوے
ردیف بہار میں یہ اشعار حسرت آثار پڑھنے لگے اشعار

شاخ گل پر کب چہکتے ہیں یہ مرغان بہار — شکر کرتے ہیں گلستان میں غزلخوان بہار
گل کھلے ہیں موسم گل ہے ہر سامان بہار — عندلیبون کو ہی لازم شکر احسان بہار
چاہیے غنچے بلائیں لیں تصدق ہو نسیم — گلگشت گل ہین دھونے تشنہ ہاے مہمان بہار
گل ہر شاخ بادہ ہر شبنم نوسافی ہے صبا — [illegible] گلشن ہر مستان بہار
جوش مستی سے ہوا جوش گلشن کیونکر نہ ہو — [illegible] مرغان بہار

رقص کبک و نغمۂ بلبل سے جنت ہی چمن — نرگس و گل کا نصب ہی حور و غلمان بہار

ہر روش گلدستۂ گل اس سے ہی آراستہ — تختۂ گلزار ہی اورنگ سلطان بہار

برگ در برگ کا ذکر کیا ہین خار تک زیر نگین — کشور گلزار مین جاری ہی فرمان بہار

عندلیبون کو گلون سے ہی ہم آغوشی نصیب — وصل اب بیواسطہ ہی بہر مرغان بہار

فصل گل مین توبہ گل سے ہی رعنا کو الم — بے مے و ساقی ہی سب برباد احسان بہار

افراسیاب نے جو دیکھا تماشۂ سحر بہار جادو ہزار جوان سر ٹکراتے ہوے آتے ہین ہزارون نے جان دیدی سیکڑون جان دینے پر آمادہ ہین کوئی مجنون کو پکار رہا ہی کوئی فرہاد کا نام لیکر للکار رہا ہی کوئی کہتا ہی ہمنے قصۂ عشق یوسف و زلیخا خوب سنا ہی ایک کہتا ہی ہمنے قصۂ لیلی و مجنون کتابون مین دیکھا ہی ایک کہتا ہی مین دیوانہ ہو جاؤنگا افراسیاب نے اشارہ کیا درۂ کوہ سے ایک نازنین مہ جبین پیدا ہوئی ان سبھون کے سامنے یہ اشعار عبرت آثار پڑھنے لگی نظم

نہ دیا شربت وصلت بت ترسا ہو کر — خوب بیمار کو اچھا کیا عیسا ہو کر

کھوکے ناموس ہوا وصل صنم ہمکو نصیب — پہونچے ہم منزل مقصود کو رسوا ہو کر

قہر ہی عشق پر آشوب کا طوفان دیکھو — دل اب آنکھونسے بہا جاتا ہی دریا ہو کر

عشق صادق مین نہین نام کو کچھ ننگ کا نام — چھوڑ دے دامن یوسف کو زلیخا ہو کر

رات کو اس در دندان کا تصور جو بندھا — جب رخ پہ مجھکو نظر آگیا تارا ہو کر

بند گیسو کے بندھا ہی مجھے ابرو کا خیال — خانۂ کعبہ مین پہونچا ہون کلیسا ہو کر

شوخ چشمی تری اللہ ری چشم بد دور — پتلیان بھی نظر آتی ہین تماشا ہو کر

تجھ ہو بزم سے وہ آفت جان اٹھتا ہی — فتنے کردے نہ قیامت کہین برپا ہو کر

قتل کرتے ہو کرو شوق سے اب بسم اللہ — یہ کہے دیتے ہین پچتاؤگے رسوا ہو کر

دین بھی نذر بتان کرتے ہو اے حضرت دل — دم نہ دو ہرچند اچھے مسیحا ہو کر

بیدل آنداز تو ہین نام کے دلدار فقط — دل حسینون کو دیے دیتے ہو رعنا ہو کر

جب اس نازنین نے یہ اشعار گائے ان سب کے ہوش درست ہوے ہر چند سحر بہار کا رنگ جما ہی افراسیاب اسے مٹا دیتا ہی ایک ہنگامہ برپا ہی افراسیاب کہتا ہی آج یقین ہی کہ فوج مین نہ باقی رہین

لاکھوں کے خون ہونگے آفات کہتی ہے آج کوکب کو زندہ نہ جانے دونگی ہر مرتبہ آفات چہار دست
نور افشان کے سامنے سے بھاگتی ہے کوکب کی طرف قصد کرتی ہے برہمن روئین تن جوان صف شکن
کوکب پر سینہ سپر ہے جس کسی نے کوکب پر سحر کرنیکا ارادہ کیا برہمن پہلے آگے بڑھ جاتا ہے سینہ سپر کرتا ہے
کوکب کو بچاتا ہے لکار کر افراسیاب کو یہ سناتا ہے کہ او بے غیرت تجھکو شرم نہیں آتی نانی دادی کے
بھروسے پر دعوی سلطنت ہوشربا ہے ہم کبھی کسی مقام پر نہیں رُکتے مستورات کا میدان میں آنا تجھکو
مبارک ہوئے سنکر افراسیاب اور زیادہ جھلایا جیک جہاک کے لڑنے لگا عین گرمی جنگ ہے نخل سرو
لٹتے ہوئے الگ آگئے ہیں وہی قمری جو روز مرہ شغل پر زمزمہ سرائی کرتی تھی وہ قمری ابھی زمزمہ سرائی
کر رہی ہے مگر نہایت ملول و حزین رنجیدہ و غمگین زمزمہ سرائی میں وہ مزا نہیں کہ پہلے سرو سے قمرے
کی آواز آئی کہ یا شیدای کافران بیحیا وای نابکاران پر دغا منم ہنر بر دشت طراری منم نہنگ بحر عیاری ماہ
آسمان جلالت و جرأت یکہ تاز میدان سطوت و شوکت نعرہ خواجہ عمرو تصنیف مصنف

مرا نام ہے خواجہ خواجگان
مرے نام پر غدر شیدا ہوا
مرا مکر ہے گلشن قیل و قال
نشان تمہاری گرو بالوش کا
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہے

امر و ذی حشم مہتر مہتران
اُڑاتا ہوں کفار کے میں دھوئیں
مری چال سے ہے صبا پائمال
مرا افسر ذی حشم نامدار
کہ آقا ہمارا جہانگیر ہے

مری نسل سے مکر پیدا ہوا
جھکاتا ہوں دشمن کو ہر دم کنوئیں
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
امیر عرب شیر پروردگار

افراسیاب نے پلٹ کر دیکھا
عمرو ایک دیو کی گردن پر سوار آسمان سے اُترتا ہوا آتا ہے افراسیاب نے چاہا بلشون نور افشان
نے جھپٹ کر گولہ مارا کہ افراسیاب پر آگ برسنے لگی افراسیاب اُسکو دفع کرنے لگا اتنے عرصے میں
عمرو قریب نخل پہونچا آفات دماہیان بھی مجبور ہیں برہمن و نور افشان و کوکب کے سحر سے
تلواریں برس رہی ہیں کچھ پتلے سنہری پیدا ہوے تھے لڑائی میں مصروف تھے افراسیاب اُن سبکا
علاج کر رہا ہے جب دستک دی پانی پڑا انگارے برسائے خنجروں کو سپر سے روکا سپریں فولادی
گرد سر پھرا رہی ہیں جو خنجر اُن سپروں پر گرا خنجر ٹوٹا پتلے کے سر پر تاثیر نہوئی افراسیاب نے جلال
تاج سر کا عکس ڈالدیا پتلہ جلکر خاک ہوا اسطرح سحروں کو مٹا رہا ہے مگر مہلت نہیں ملتی کہ قریب نخل
سرو جائے کوکب و برہمن و نور افشان بڑے زور و شور سے لڑ رہے ہیں عمرو نے قریب نخل پہونچکر

قمری پر ہاتھ ڈالا قمری تڑپ کر اڑی اس دیو نے چنگل مار کر کھا لیا قمری کا مرنا ایک آواز مہیب آئی
کہ زمین تھرائی بیتاب ہو کے کہا افراسیاب خانہ خراب قمری قتل ہوئی اب کیا کرون سوائے اسکے کہ
اپنی جان وہان اب بھی آ جا مجکو بچا تو بڑی بات ہے لیکن افراسیاب نہیں جا سکتا کہ عمرو نے دوڑ کر
تیشہ جو ہمارے ساحری کر کے بھیجا افراسیاب گھبرا گیا کہ تیشہ عمرو نے کیونکر پایا ہر چند چاہتا ہے کہ کون
کوکب و نور افشان نکلنے نہیں دیتے عمرو جیتنگ برابر نخل سرو کے پہونچا جیسے ہی تیشے کا عکس نخل پر
پڑا میان سر گشتہ شاخین تھرائین عمرو نے ہاتھ مارا اسوقت صدائین ہیبت ناک ازحد آئین نخل
کے ٹکڑے ہوئے ایک دہاڑ ہوا طبقات زمین ہلگئے بیخ نخل سے ایک طائر نکلکر آسمان پر آیا پکار کے
آواز دی اے ساکنان طلسم آگاہ ہو کہ جاسے بربادی طلسم ظاہر ہوئی اس گنبد کا منا خاص صورت
بربادی طلسم ہے اب افراسیاب بھی ہاتھ سے اسد کے مارا جائیگا افراسیاب نے جھلا کر ایک دانہ
آتش کا طائر پر پھینک مارا طائر جلگیا گرد نخل کے اندھیرا چھا پہلو سے نعرہ ہوا شیدائی کافران پر دغا
راہ نکال ان طلسم ہوشربا منم باغبان قدرت ایک طرف سے نعرہ ہوا منم صفدر صف شکن ملک
بران شمشیر زن ایک طرف سے رعد برق و برق لامع و ملکہ ہلال سحر افگن و ملکہ گلشن وغیرہ
کا نعرہ ہوا پانسو سردار جیسے شکر جو لشکر افراسیاب پر گرے کئی لاکھ ساحر مارے گئے آفات نے
دیکھا زور لشکر مسلمانان کا بڑھتا ہے ہمارے لشکر پر تباہی افراسیاب پریشان ایک طرف سے دو شیطان بچہ
عمرو کو کاندھے سے اتار کر لڑائی میں مصروف ہوا ہزارون کو چیر کر پھینک دیا خواجہ عمرو گلیم اوڑھے
ہوئے لوٹتے پھرتے ہیں ہزارون مردے جادوگرون کے برہنہ پڑے ہیں کمر ٹوٹی اور برہنہ کر دیا سب
عیاریان سرپٹکی پھرتی ہین آفات عیار دست نے ماہیان سے کہا دیکھا تو نے کہ عمرو نے
جا کر گلیم کو و عجائب کو غارت کیا شیطان بچے کو تسخیر کر لیا اسکی ذات سے بڑے بڑے کام نکلینگے
ہزارون جادوگر ہیں شیطان بچے نے بڑے بڑے افسرون کو چنگل مارا ایسا نہو کہ افراسیاب
کو کوئی صدمہ پہونچائے تم افراسیاب کو لیجاؤ مین حیرت کی حفاظت کرونگی ماہیان بھی اپنی
جان سے عاجز ہو رہی تھی کہتی تھی کیا لڑائی بگڑی بیشک ثمر اسی نے اب رنگ دکھایا سبت کو
افسوس کرکے افراسیاب پر گری گر مین پنجہ دبائے اڑی افراسیاب گالیان دیتا ہے کہ ارے
مجھکو کہان لیے جاتی ہے گنبد سحر ساحری برباد ہوا مین آج ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا ماہیان

کہ مارکر جو بلند ہوئی افراسیاب بیہوش ہوگیا جب آفات نے دیکھا کہ افراسیاب لڑگیا جھپٹ کر دو تین گولے ایسے مارے کہ اندھیرا ہوگیا اُس اندھیرے مین ملکہ حیرت و چند سرداران نامی کو دام جمشیدی مارکر کاندھے پر لیا اور ایک آواز دی کہ خبردار اب کوئی جنگ نہ کرے لشکر علیحدہ ہوجائین نورافشان وغیرہ نے چاہا آفات کو روکین مگر آفات نذر کی نکل گئی لشکر والے الگ ہوے کوکب دمہاراج جیسے بارگاہ مین وغیرہ اپنے خیمے مین گئیں کوکب بران سے ملے غنچہ آنو کیطے کوکب و نورافشان و بہمن خواجہ عمرو سے ملے نورافشان نے کہا خواجہ کیا کمال کیا سرحد کوہ غرائب وہ مقام تھا کہ کبھی کسی نے اُس طرف قدم نہین رکھا افراسیاب نے جب طلسم ہوشربا پر قبضہ کیا یہ نہو سکا کہ بادشاہ کوہ غرائب کو بلانے یہ بھی خوف رہا کہ ایسا نہو باغی ہوجائے تو باعث خرابی ہو اسکا تو غرور استقدر بڑھا ہوا تھا کہ جواب مین لکھا ہمکو بخوبی معلوم ہوا کہ شہنشاہ لاچین نے انتقال فرمایا افراسیاب کو اپنے مقام پر بخوشی بٹھا گیا ہم بھی بعد صرف جو کچھ بچیگا بطور خراج روانہ کرینگے افراسیاب خاموش ہورہا کہ ایسا نہو بگڑ جائے آج تک اُسنے افراسیاب کو خراج نہ دیا تھا یہ باتین کرتے ہوے بارگاہ مین آئے ناچ راگ رنگ شروع ہوا نازنینان مہ جبین حاضر ہوئین غزلین اُستادان سخنور کی گانے لگین ایک گائن سامنے کھڑی ہوکر یہ غزل گانے لگی

نظم

ہون وہ واماندہ نشان ہمرہان ملتا نہین
کاروان کیسا غبار کاروان ملتا نہین

ڈھونڈھتے ہین پر نشان بے نشان ملتا نہین
جان جسکی ہو وہ جان جہان ملتا نہین

عشق لاتا ہو جو شبخون غارت دل کے لیے
جز شکیب و صبر کوئی پاسبان ملتا نہین

آپ جیسے اگر قدم رنجہ کیا کرتے ہین ہان
عذر ہو مقبول ہین اے مہربان ملتا نہین

باہمہ رفعت تصدق روز ہو ہر صبح و شام
کون کہتا ہو زمین سے آسمان ملتا نہین

جان شیرین کا مجھے دینا ہے آسان تھا
ڈوبنے کو زنخدان سا کنوان ملتا نہین

جوش گل سے دلمین کیا گلشن مین جا باقی نہین
عندلیبون کو مقام آشیان ملتا نہین

روز مجھ پر جیسے برتنر ہوتی ہے چھری
بوالہوس کیا تجکو ہر امتحان ملتا نہین

ڈھیر پر آتا ہے ناحق خاکسارون کی ہما
خاک کھائیگا کہ نام استخوان ملتا نہین

دختر رز پیر جو فصل گل مین ہو رنگ شباب
اب فراغ حضرت پیر مغان ملتا نہین

حسین یوسف ہو مراوہ کاروان ملتا نہین کھلکے بیچا تے ہین رعنا سا جوان ملتا نہین		دشت وحشت مین ہون اک سے سرگرم تلاش وادری قسمت کھلے قاتل کو جو ہر بعد قتل	

بڑے لطف سے جشن ہوا رات بھر جلسہ رہا صبح کو کوکب و نورافشان و برہمن ملکہ بران کو اپنے ساتھ لیکر طرف طلسم نورافشان کے روانہ ہوے خواجہ بیٹھے ہین صبح کا وقت ہی جو سردار جانے والے ہین رخصت ہوتے جاتے ہین باغبان وہلال وغیرہ آئے خواجہ نے کہا باغبان تیاری کرو ملکہ مہرخ گھبراتی ہونگی ہلال وغیرہ آئین ملکہ لیلا بھی آئین سب سردارون کی سواریان تیار ہین باغبان نے لشکر آراستہ کیا نوبت نقارے بجنے لگے طاؤسان زرین بال واژدران آتش فشا جھل رہے ہین دمبدم خواجہ فرماتے ہین ملکہ مہار نہین تشریف لائین کہ ایک طرف سے رونیکی آواز آئی خواجہ گھبرا کے دیکھنے لگے دیکھا چند کنیزان مہار رجھائی ہوئی سامنے خواجہ کے آئین کہا ای شہنشاہ اوج عیاری ملکہ مہار بستر خواب پر نہین ہین خواجہ نے کلیجہ تھام لیا کہا لو صاحبو غضب ہوا دوڑے ہوے خیمے مین آئے خواجہ کے ساتھ باغبان وغیرہ بھی موجود ہین خیمے مین آکر دیکھا ملکہ مہار کا پلنگ خالی پڑا ہی نقب بھی نہین لگی تنبو بھی نہین پھٹا سراچہ بھی چاک نہین عمرو نے کہا ای باغبان یہ کیا معرکہ ہی باغبان نے کہا خواجہ یہ کسی ساحر کا کام ہی عیار کا طریقہ نہین ہی عمرو نے کہا ای باغبان دریافت تو کرو باغبان نے کہا کسی ساحر نے ایسے تکلف سے سحر کیا ہی کہ کوئی شی سحر کی نہین چھوڑی اگر کوئی ماش کا دانہ ہوتا یا کوئی شی اشیاے سحر سے ہوتی تو اُس سے شناخت کرتا اُسی شی سے بتلا دیتا کہ کسکا سحر ہی ایسے تکلف سے اُسنے سحر کیا کہ کوئی شی نہ چھوڑی اب تو خواجہ حیران ہوے سب کی صلاح یہ ہوئی کہ اُس شیطان بچے سے دریافت کیا جائے کہ ملکہ مہار کو کون لیگیا خواجہ نے اُسی وقت اُسکے موے سر کو پیچ و تاب دیا فوراً شیطان بچہ حاضر ہوا خواجہ نے کہا ای شعلہ خوار آتش خو بتا کہ مہار کو کون لیگیا شعلہ خوار نے کہا مین تو آپ سے رخصت ہو کر اپنے بھائی بندون مین گیا تھا مین نے بھی جشن کیا مجھے خبر نہین مگر مین دریافت کرتا ہون یہ کہکر غائب ہوا بعد تھوڑے عرصے کے ہنستا ہوا آیا کہا خواجہ عجیب معرکہ گذرا ملکہ سمن بنت یاسمن اس راہ سے جاتی تھین تین لاکھ کا لشکر ساتھ تھا جب افراسیاب کو ماہیان پردہ ظلمات مین لیگئی افراسیاب جب ہوشیار ہوا اپنی بدنصیبی پر بہت رویا کہا نانی امان سار بان زاد

نے ایسا کام کیا کہ عقل مین نہین آتا رات کو ماہیان کو دھوکا دیکر افراسیاب چلا کہ جاکر لشکر مسلمانان پر شبخون سحر کرون لاکھ دو لاکھ کو مٹا دون آپ کا لشکر پانچ کوس پر باقی تھا وہان پر ملکہ سمن فرو کش تھین افراسیاب کو دیکھکر بہ تعظیم اُٹھین شب ماہ مین لاکر اپنی بارگاہ مین بٹھایا افراسیاب ایسا رنجیدہ تھا کہ شگفتہ نہوا ملکہ سمن بنت یاسمن نے پوچھا شہنشاہ کو سبب رنجیدہ پاتی ہون آپ کی پریشانی سے ازحد گھبراتی ہون افراسیاب کو اُسوقت ملکہ بہار کا خیال تھا آنکھونسے آنسو ٹپک پڑے کہا اے ملکہ سمن بنت یاسمن قلب پر ہجوم غم و الم ہی نہ مہ پارہ رہتی ہو بہار نمود ہو دونون نکل گئین بہار کے نکل جانیکا داغ ہی کب غم سے دل کو فراغ ہی کیا اپنی کیفیت بیان کرون باغ سیب مین سناٹا ہی ہر پھول مرجھایا ہوا ہی جب غنچے چٹکتے ہین آہ کی آواز آتی ہی پھولون کا رنگ متغیر نہرون کو دیکھکے دل بھر آتا ہی بحر غم و الم کے جوش آٹھ پہر یہ فراق دیدہ خاموش ہر وقت رو یا کرتی ہون باغ سے دل گھبرایا کرتا ہی اب یہ کیفیت ہی

نظم

موے پہ مجھسے وہی رنج یار باقی ہی — ملا یا خاک مین لیکن غبار باقی ہی
رہا نہ کوئی غم یار کے سوا ہمراہ — بس ایک قبر مین یہ یار غار باقی ہی
میان تو ہستی موہوم سے ہین نقشے ہزار — تجھے ابھی وہی غافل خمار باقی ہی
اڑائین دامن صحرا کی دھجیان مجھ — کہان ہمارے گریبان مین تار باقی ہی
تمھارے تیر نگہ نے جہان کو صید کیا — اب اک غزال حرم کا شکار باقی ہی
عدم وجود برابر ہو ملک ہستی کا — فنا جہان کو ہی پروردگار باقی ہی
اڑائی خاک یہ مقتل مین آکے کشتون کی — نشان تک نہین اک شہسوار باقی ہی
خدا کا ڈر ہو تو ڈر جور و ظلم عاشق سے — کسی پہ جبر نہ کر اختیار باقی ہی
کسی کی حسرت دیدار مین مگر عنا — کھلی ہی آنکھ ابھی انتظار باقی ہی

رنجیدہ و کبیدہ ہوکر جو افراسیاب نے یہ غزل پڑھی سمن بنت یاسمن نے کہا حضور تردد نکرین کنیز اُسکو لے آئیگی آپ کے سامنے کیا مجال ہی کہ سرکشی کرسکین حضور آپ کے سامنے مجال ہی کہ لفظ انکار زبان پر لائین مدت مدید سے کنیز یہ حالات سن رہی ہی مجھکو اشتیاق تھا کہ بی بہار سے مقابلہ کرون جب یہ ثابت ہوا کہ منظور نظر سرکار ہین تو اب مقابلہ نہ کرونگی مگر اُنکو لے آؤنگی سمجھا کر

خدمت مین شہنشاہ کی پہونچا دونگی یہ سُنکر افراسیاب باغ باغ ہوگیا کہا ای سمن اگر یہ کام تجسے بن پڑا
تو تجھکو نائب طلسم کردونگا ملکہ سمن نے افراسیاب کو سمجھا کر رخصت کیا آپ شب کو نقب سحر دیکر اُس جگہ
کہ انتظام بہار تھا لیکن سمن سحر کرکے پہونچی ملکہ بہار کو گرفتار کرکے لیگئی ایسا اُسکو اشتیاق تھا کہ رات ہی
کو ملکہ بہار کو ہوشیار کیا اور سمجھایا بہار نے کہا کیا بیہودہ بکتی ہو جو تجسے ہو سکے قصور نہ کر اب تو تو گرفتار
کرلائی ہو شیطان بچہ نے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری مین تلاش کرنے گیا ملکہ بہار کو دیکھا آیا اب
سمن نے افراسیاب کو نامہ لکھا ہو یقین ہو کہ افراسیاب آئے آپ اپنے کو قبل آنے افراسیاب کے
وہان پہونچایئے جسطرح مناسب ہو رہا کرلائیے غلام سے جانیکا موقع نہین ہو یہ سب حال بہار کا
شیطان بچہ نے بیان کیا باغبان وغیرہ آمادہ ہوے کہ ابھی جاکر سمن سے مقابلہ کرین بہار کو
رہا کرکے لائین خواجہ نے سب کو منع کیا کہا مین جاتا ہون جاکر بہار کی فکر کرتا ہون اگر مناسب ہو وقت
پڑا تا شیطان بچہ رخصت ہوا خواجہ عمرو طرف لشکر سمن کے روانہ ہوے دور سے آگے دیکھا لشکر ملکہ
سمن کا فروکش ہو دربارگاہ پر سمن بیٹھی ہو گرد کنیزین مصاحب یہی ذکر ہو رہا ہو کہ بہار سرکشی کرتی ہو
مین نے شہنشاہ کو بلوایا ہو وہ آکر سمجھا لینگے خواجہ عمرو نے کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا
ملکہ صرصر کی صورت بنکر تیار ہوے ٹہلتے ہوے سامنے ملکہ سمن کے پہونچے سمن نے پکار کر آواز دی
ملکہ صرصر کہان جاتی ہو خواجہ پلٹ پڑے سمن نے بلا لیا سب کیفیت بیان کی کہا ملکہ صرصر بیٹھو مین نے
شہنشاہ کو نامہ لکھا ہو وہ بھی تشریف لایا چاہتے ہین صرصر نقلی نے کہا آپ بہار کی مزاج دان نہین ہین
ہم تمھین سے مزاج دان رہے ابھی سمجھا دینگے سمن نے کہا ای ملکہ صرصر اگر بہار کو راضی کیا مجھپر احسان
ہوگا شہنشاہ مجھسے بڑا وعدہ کر گئے ہین خواجہ اندر خیمے کے چلے سمن باہر بیٹھی ہو خواجہ نے اندر جاکے
ملکہ بہار سے ملاقات کی کہا ای ملکۂ عالم مین آ پہونچا اب تمکو رہا کرونگا بہار نے کہا آپ میری زبان
سے سوزن نکالیے مین نکل چلونگی خواجہ نے کہا مر تجھی تو مدد گار کوڑی کا روزگار کرلین ملکہ سمن سے
اتنا کہدو کہ جو تم کہو گی مین قبول کرونگی مسلمانون کو چھوڑا شہنشاہ کے ساتھ رہونگی بہار نے سر جھکا لیا
خواجہ نے آکر سمن سے کہا ملکہ بہار راضی ہین شہنشاہ کو بلوائیے صرف اس بات کو ڈرتی ہین کہ شہنشاہ
مجھکو سزا نہ دین میرا مرتبہ مجھکو ملے سمن نے کہا ایسا ہی ہوگا ای صرصر جاکر بہار کو لاؤ خواجہ عمرو تو اندر
گئے سمن باہر بیٹھی ہو دیکھا سامنے سے صرصر چلی آتی ہو سمن گھبرا گئی کہ یہ کیا ماجرا ہو ایک صرصر اندر اور

دوسری صرصر باہر ایسی ہوا گڑی پکار کر آواز دی ملکہ صرصر ذرا میرے پاس آؤ جیسے ہی صرصر قریب آئی
سمن نے بیان کیا ایک صرصر تمھاری شکل کی اندر خیمے کے مہار کو سمجھانے گئی ہی صرصر نے کہا وہ
عمرو عیار ہی مین جب چھپ جاؤن تم اسکو بلا کے گرفتار کر لیجیے یہ کہکر صرصر ایک گوشے مین جا کر چھپ رہی
خواجہ مہار کو لیکر باہر آئے سمن نے للکارا او ساربان زادے اب کہان جائیگا مین نے تجھکو پہچانا
خواجہ حیران کہ یہ کیا انقلاب ہوا اتنی دیر مین ہوا بدل گئی صرصر مصیبت چل گئی چاہا جست کر کے
نکل جاؤن سمن نے سحر کیا خواجہ کے پاؤن زمین نے تھام لیے کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا افراسیاب
یکہ و تنہا آکر پہونچا صرصر اصلی نے بھی اپنے کو ظاہر کیا سمن خواجہ و مہار پر عتاب خطاب کر رہی ہی
کہ ملکہ مہار بڑا ملال اٹھاؤ گی اب میدان سے چھوٹ کر کیونکر جاؤ گی عمرو کے آنے کو بڑا غنیمت جانا
تھا اسکو بھی میں نے گرفتار کر لیا کبھی خواجہ سے کہتی ہی او ساربان زادے تجھکو اپنی مکاری پر بڑا ناز ہی
لا افراسیاب زمین پر آیا ملکہ سمن نے بڑھ کر سلام کیا کہا ای شہنشاہ مین ملکہ مہار کو گرفتار کر لائی
خواجہ عمرو چھڑانے آئے تھے لونڈی نے انکو بھی گرفتار کر لیا افراسیاب نے کہا ذرا ساربان زادے
کو میرے سامنے لاؤ مجھے اس سے کچھ کہنا ہی کنیزین عمرو کو کشان کشان افراسیاب کے سامنے
لائین افراسیاب نے کہا او ساربان زادے اب تیرا کیا حال کرون عمرو نے کہا آپ کو اختیار ہی
مین تو آپ کا تابعدار ہون مین آپ کی نوکری کرنے آیا تھا آپ نے مجھے لڑائی آغاز کی مین ناچار
ہوا افراسیاب نے کہا او ساربان زادے تو تا بہ کوہ عقائب کیونکر پہونچا عمرو نے کہا آپ کا اقبال
آپ کی عنایت و پرورش آپ ہر جگہ پہونچا دیتے مین جب افراسیاب نے بہت پوچھا عمرو نے
سب حال بیان کیا افراسیاب کے ہوش اڑ گئے عمرو نے کہا مہار کو بھی بلوائیے مین آپ کے
واسطے راضی کر دون مہار کو بھی لا کر قریب عمرو کے بٹھایا عمرو نے افراسیاب کو باتون مین لگا کر
موے سر شیطان کمر سے نکالے انکو پیچ و تاب دیا افراسیاب باتین کر رہا ہی کہ ایک دیو سامنے سے
پیدا ہوا وہ صورت ہیبت ناک تھی کہ افراسیاب ایسا ساحر زبردست جھجک گیا اس دیو نے
بڑھ کر ایک بغچہ کمر مین عمرو کی اور ایک بغچہ کمر مین مہار کی دبا آواز دی او افراسیاب خانہ خراب عمرو
میرا مہربان ہی مین اسکو لیے جاتا ہون افراسیاب اٹھا اور نعرہ کیا او شیطان بچے مین نے تجھکو
پہچانا ہر چند افراسیاب چیخا چلایا شیطان بچہ نہ رکا تب جانے کا ارادہ کیا سمن نے نہ چھوڑا کہا حضور

آرام کرین مین پختہ وعدہ کرتی ہون کہ مہار کو تسخیر کرکے لاؤنگی افراسیاب کو سمن نے سمجھا کے
رخصت کیا مگر افراسیاب یہ کہ گیا کہ ای سمن یہ بڑا غضب ہوا کہ شیطان بچہ عمرو کے شریک ہوا جس
مقام پر عمرو قید ہوگا یہ آکر چھڑا لیجائیگا اور کسی کے روکے نہ رکیگا یہ کہکر افراسیاب چلا گیا راہ مین
سوچتا ہوا جاتا ہی کہ مین کوہ حیلہ سازان پر جاؤن وہان شیاطین جمع ہوتے ہین اُنسے کہکر اسے
گرفتار کراؤن مگر ملکہ سمن نے اُسی وقت لشکر تیار کیا برائے مقابلۂ مسلمانان جلی شیطان بچہ عمرو دو
مہار کو لیے ہوئے لشکر مین آیا یہ سب نوبت نقارے بجاتے ہوئے آکر ملکہ مہرخ سے ملے مہرخ نے
ان دونون کے آنے کی بڑی خوشی کی تیسرے دن دربار جما ہوا ہی سب سردار اپنے اپنے مقام پر بیٹھے
ہین کہ ہرکارون نے آکر خبر دی ملکہ سمن بنت یاسمن برائے مدد ملکہ حیرت آتی ہی یہ سنتے ہی برق
اپنے مقام سے اُٹھا خواجہ نے کہا اے نور بصر چلا عیاری کو خراب کریگا برق نے کچھ جواب نہ دیا تڑپتا
ہوا چلا بصورت مبدل لشکر مین سمن کے آیا دیکھا ایک خیمہ استادہ ہی گھبرایا ہوا پھر رہا ہی بیقرار ہی کہ کیونکر
اندر جاؤن یہ بھی خبر سُنی کہ سمن بیٹھی ہوئی سحر تیار کرری ہی اور بچشم خود دیکھا کہ اُس خیمے سے شعلے
آگ کے نکل رہے ہین پھرتا پھرتا دن ڈھلے ایک گوشے مین آیا نقب کھودتا ہوا چلا اُسی نقب مین
اپنی صورت ایک ساحر کی بنائی ملکہ سمن بنت یاسمن اپنے خیمے مین بیٹھی ہوئی سحر تیار کرری ہی ایک
ابر سحر بنایا اُسمین چھریان کٹاریان بھری وہ ابر بلند ہوا ہی اُسکو زور دے رہی ہی کہ برق خاک مین
اَٹا ہوا زمین سے نکلا زمین سے ظاہر ہوتے ہی آواز دی منم فرستادۂ شہنشاہ افراسیاب ای سمن کیا
سحر تیار کرری ہی سمن جھجک گئی اپنے کو روک کر کہا ای شخص شہنشاہ نے کیا فرمایا ہی تو زمین سے
کیون آیا برق نے کہا ای سمن شہنشاہ نے فرمایا تھا جو ساحر ظاہر مین جاتا ہی عیار اُسکو عیاری
کرکے مار لیتے ہین اسواسطے مین زمین سے آیا کہ مجھکو کوئی نہ دیکھے آپ کے پاس تو پہونچ گیا شہنشاہ
نے فرمایا ہی عیارون سے اپنے کو بچانا جو سحر کرنا سمجھ کے کرنا سمن ہوشیار بیٹھی ہی دیکھا برق نے ایسا نہو
پہچان لے کہا بس مین رخصت ہوتا ہون ملکہ سمن نے کہا شہنشاہ سے آداب و تسلیمات عرض کرنا
اور کہنا کہ مین نے سحر ابر آتشبار تیار کیا ہی رات کو اُسکو اور زور دونگی لشکر مسلمانان پر جاکر آگ
برسائیگا برق نے کئی مرتبہ قصد کیا کہ شراب کی بوتل سامنے رکھی ہی کسی حیلے سے اسکو شراب پلا کر
بیہوش کرون مگر حوصلہ نہ پڑا ایک باعث اور بھی ہوا کہ برق نے صرصر کی آنا سُنی کہ کنیزان سمن سے

کر رہی ہے کہ ملکہ اکیلی بیٹھی ہیں حفاظت کرنا برق گھبرا گیا نقب میں کود کر بھاگا خوف ہوا کہ صرصر یہاں نہ آجائے
برق تو نکل گیا صرصر پاس سمن کے آئی کہا ملکہ تم کس سے باتیں کر رہی تھیں سمن نے کہا ایک ساحر
فرستادہ شہنشاہ آیا تھا یہ کہہ گیا کہ ملکہ عیاروں سے اپنے کو بچانا بہت ہوشیاری سے سحر تیار کرنا صرصر
نے کہا ملکہ غضب ہوا تمسے کوئی عیار حال ابر کا پوچھ گیا اب اس ابر کی خیر نہیں ملکہ سمن نے کہا اگر کوئی
حال پوچھ گیا تو کیا کر سکتا ہے برق جو نکل کر بھاگا لشکر میں اپنے آیا کنارے پر لشکر کے باغبان قدرت
کھڑا تھا برق نے کہا اے باغبان میں اسوقت پاس ملکہ سمن کے گیا تھا ایک بات دریافت کر آیا
ہوں وہ جو آسمان پر ابر تڑپ رہا ہے تمہارے لشکر پر سمن نے بنایا ہے آہن گرائیگی میں نے اُستانی کی
وہاں آواز سنی بھاگ آیا باغبان نے کہا اے برق بڑا کام کیا میں ابھی تدبیر کرتا ہوں برق تو
علیحدہ ہوا ابھی فکر میں چلا چالاک نے جو یہ فقرہ سنا کہ برق سمن سے باتیں کر کے آیا ہے چالاک
بھی چلے کہ اب تو عیاری آسان ہے برق رنگ جما آیا ہے چالاک تو اس فکر میں روانہ ہوئے سمن
دربارگاہ پر ٹہل رہی ہے ابر آسمان پر تھرا رہا ہے برق سے جو باغبان نے یہ سنا تڑپ کر بلند ہوا قریب
ابر کے آکر ایک گیند پھولوں کا مارا کہ ابر تڑپا دوسرا گیند مار کر باغبان تو کنارے ہوا سحر ابر میں اثر
ہوا طرف اپنے لشکر کے چلا مگر وہ ابر لشکر میں سمن کے برسنے لگا چھریاں کٹاریاں گرنے لگیں ہزاروں
جادوگر مرے فریاد فریاد کی صدا بلند ہوئی کچھ جادوگرنیاں دوڑتی ہوئی پاس سمن کے آئیں کہا کہ
ملکہ عالم یہ کیا غضب ہوا ابر سے آگ برس رہی ہے کئی ہزار جادوگر پامال ہو چکے جس پر چھری پڑی
سینے کے پار گذری برائے سامری و جمشید جلد ابر کو روکیے ایسا نہ ہو سب لشکر تباہ ہو جائے
سمن دوڑی کہا صرصر سچ کہتی تھی برق جو دریافت کر کے گیا اُسی نے یہ آفت برپا کی سمن نے آکر
دیکھا کہ ابر برس رہا ہے چھریاں گر رہی ہیں ہزاروں جادوگر قتل ہو چکے لاشے اُنکے تڑپ رہے ہیں
سمن نے سحر کیا اپنے ابر کو آپ مٹایا مٹتے مٹتے ابر کے کئی ہزار جادوگر اور پامال ہوئے جب ابر مٹ گیا
سمن سر پیٹتی تھی اور کہتی تھی کہ صرصر نے مجھسے کہا تھا میں نے نہ مانا افراسیاب ہی کا کام ہے ان
سب سے مقابلہ کرنا کیسے کیسے ساحران زبردست شریک مسلمانان ہوئے میں نے کس مشقت سے
ابر تیار کیا ایک لمحے میں اُنہوں نے اُلٹی تاثیر دکھائی لشکر میرا تباہ ہوا کل میدان کارزار میں سمجھ لونگی لیکن
صرصر شمشیر زن کنارے پر لشکر کے ٹہل رہی تھی دیکھا باغبان قدرت سحر کر کے بلند ہے کنارے کر

رنگ و روغن عیاری کا لگا کر برق کی شکل بنکر تیار ہوئی دوڑی ہوئی سامنے باغبان کے آئی سمجھ تو چکی
تھی پکار کر آواز دی ای باغبان مطلب حاصل ہوا باغبان نے کہا ای متر برق مین نے جا کر سحر کردیا
اہر لشکر ہمن کے برس رہا ہی صرصر نے کہا بڑا کام تمنے کیا آخر بنا سحر اُسنے آپ ہی سمایا یہ باتین کرتی ہوئی
باغبان سے چلی باغبان شگفتہ ہوکر کلام کر رہے ہین صرصر چاہتی ہو کوئی پہلو ملے تو باغبان
کو بیہوش کرون کہ قریب ایک نخلستان کے آکر پہونچے صرصر نے کہا ای باغبان اُسنے پھر سحر تیار کیا
بڑے زور و شور سے ابر اُٹھا ہی باغبان پلٹا صرصر نے حلقہ ہائے کمند گلے مین ڈالدیے حباب مار کر
بیہوش کیا پشتارہ باندھ کر لے بھاگی صرصر پشتارے کو لیے جاتی ہو مگر ابھی تک برق کی صورت
بنی ہوئی ہی اُدھر سے چالاک آتا تھا دور سے دیکھا کہ برق پشتارہ بدوش آتا ہو سمجھا اُسنے ہمن
کو گرفتار کیا پکار کر آواز دی بھائی برق کسکو لائے صرصر نے ہاتھ ہلایا مراد یہ تھی کہ ادھر نہ آنا
چالاک پیچھے ہٹا صرصر پشتارہ باغبان کا لیے ہوئے داخل لشکر ہمن ہوئی چالاک حیران
ہو سمجھا تھا کہ برق ادھر آئیگا جب ادھر نہ آیا تب چالاک کو خیال آیا کہ ہو چالاک یہ عیاری ہوئی
یقین ہو صرصر تھی اب یہ تردد ہوا کہ آخر کسکو لیگئی اس فکر مین کھڑا تھا کہ دیکھا برق پھرتا ہوا آتا ہی
چالاک نے پکارا بھائی برق کہان سے آتے ہو برق قریب آیا کہا مین فکر مین ہمن کی پھر رہا
ہون چالاک نے سب حال بیان کیا برق نے کہا شاید باغبان قدرت تھا اُستا کی گرفتار
کر کے لیگئی ہین اب تو برق و چالاک بخوبی آگاہ ہوے کہ باغبان پر افتاد پڑی یہ دونون بصورت
مہمل لشکر ہمن مین آئے سنا کہ جا بجا آمد ہی کہ ملکہ صرصر شمشیر زن باغبان کو گرفتار کر لائین برق
و چالاک کف افسوس ملتے ہین پھرتے پھراتے دونون بشکل ساحر دربارگاہ ہمن پر آئے دیکھا ہمن
کرسی پر بیٹھا ہو نازان ہو کہ باغبان گرفتار ہوے باغبان سامنے ہمن کے سرنگون بیٹھا ہی ہمن بنت
یا ہمن بعتاب خطاب کر رہی ہو کہ کیون ای باغبان تمنے شہنشاہ کے نمک کا پاس نہ کیا باغبان
غصے مین کچھ جواب نہین دیتا قضائے کار ہرکارے لشکر اسلام کے چرند و پرند جو لشکر کفار مین
موجود رہتے ہین یہ خبر دریافت کر کے بھاگے باغبان قدرت ملکہ گلچین سے کچھ رنجیدہ ہوکے
نکلے تھے گلچین پریشان ہو کر بارگاہ سے نکلی ہو ایک ایک سے پوچھتی ہو کہ باغبان کو دیکھا تھا
کسی نے بیان کیا باغبان سے کچھ برق نے آکر کہا باغبان طرف لشکر ہمن کے گئے ہوے ہین

گلچین گھبرا کر کنارے پر لشکر کے آئی دیکھا چرند و پرند ہرکارے گھبرائے ہوے آتے ہین گلچین نے
جھپٹ کر پوچھا ارے کیا خبر لائے دونون نے عرض کی باغبان قدرت گرفتار ہو گئے ہیمن
پہ عتاب خطاب کر رہی ہی اسکو اپنے شوہر سے نوبت عشق کی پہونچی ہی مدحواس ہو گئی ہاے میرا شوہر
کہکر چلی آسمان پر آکے جھکی دیکھا اسنے شوہر میرا زمین پر بیٹھا ہی ہزارون جادوگرون کا جماؤ ہی اپنے
اپنے طور پر سب برا کہہ رہے ہین گلچین کو تاب نہ رہی نعرہ کر کے گری آواز دی باشیدای کافران
بیجا نیم گلچین اس زور و شور سے گری کہ کئی سو ساحرون کے سر کٹے باغبان پر گری گرتے
گرتے باغبان کی زبان سے سوزن کو لیا باغبان اکڑ کے اٹھا اٹھتے اٹھتے زمین سے سنگریزے
اٹھا کر مارے کئی ہزار جادوگر گرے انکے کام تمام ہوے اب زن و شوہر شانہ بشانہ پہلو بپہلو
لڑ رہے ہین ہیمن چاہتی ہی بلوہ کر کے ان دونون کو گرفتار کر لون مگر باغبان و گلچین مثل
برق جہندہ لڑ رہے ہین چہار طرف سے ساحرون کا بلوہ ہی یہ دونون زن و شوہر سنگریزے
اٹھا اٹھا کر مار رہے ہین جب سنگریزہ مارا سو دو سو کے سر پھٹے بلوہ جو ہوا حیرت نے پوچھا
ارے یہ کیا ہنگامہ ہی ہرکارون نے خبر دی صرصر باغبان کو پکڑ لائی تھی گلچین نے آکے
شوہر کو رہا لیا اب دونون بڑے زور و شور سے لڑ رہے ہین یقین ہی کہ ہیمن ماری جائے نصف
لشکر کو دونون نے قتل کیا کوئی صورت فتح کی نہین معلوم ہوتی ملکہ حیرت فوراً تخت پر بیٹھی ہین
کماریون نے تخت اٹھایا باہر جو نکلین جسنے سنا وہ چلا مصور صورت لگا رہا یاقوت زمرد
کئی سو سردار ملکہ حیرت کو گھیرے ہوے بڑے زور و شور سے ملکہ حیرت آکر پہونچین حیرت
نے دیکھا دونون زن و شوہر بیچ مین لشکر کے لڑ رہے ہین ہر چند کہ جادوگرون کا بلوہ ہی لیکن
باغبان مثل فیل مست جھوم رہا ہی حیرت نے آواز دی لینا بارہ لاکھ جادوگرون نے آکر
چہار جانب سے گھیرا سحر چلنے لگا باغبان نے دیکھا گلچین نے کئی زخم کھائے باغبان نے
گلچین کا ہاتھ پکڑ کر سنبھالا کہا صاحب ہوشیار ہو جاؤ گلچین نے سر اٹھایا دیکھا فوجون کے
بلوے ہین اب باغبان کو یہ مشکل ہی کہ زوجہ کو سنبھالے یا ساحرون سے لڑے مگر جدھر باغبان
رخ کرتا ہی پرے کے پرے ساحرون کے بھاگتے ہین مگر گلچین کا سنبھالنا باعث خرابی ہی
کئی مرتبہ گلچین نے کہا صاحب تم میرا خیال نہ کرو بڑھ کر لڑو بلکہ اگر بن پڑے تو نکل جاؤ مین کسیطرح

آجاؤنگی مین اگر گرفتار بھی ہو جاؤنگی خدا تمکو سلامت رکھے میری رہائی کی تدبیر کرنا باغبان نے کہا یہ مجھسے نہو سکیگا کہ تمکو اکیلا اس حال پرملال مین چھوڑ جاؤن حیرت نے جو دیکھا کہ باغبان کسی کے روکے نہین رُکتا تخت سے کود ی سامنے آکر نعرہ کیا ای نمکحرامو تمکو خوف شاہ نہین باغبان جھپٹا کہ حیرت پر سحر کرون لکی سو کنیزین حیرت کی بیچ مین تھین باغبان اُنکو مار کر آگے بڑھا گیند پھولونکا حیرت پر مارا حیرت نے ہاتھ مارا گنبد پھٹ کے زمین پر گرا حیرت نے دوپٹہ سر سے ہٹایا بالونکو کھول کر جو چرخ مارا باغبان اور گلچین کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا تیسری گردش مین حیرت کی زن و شوہر لڑکھڑا کر گرے حیرت نے کہا ان دونون کو گرفتار کرلو کنیزون نے دونون کی زبانمین سوزن لو دیا حیرت نے زن و شوہر کو مسلسل و مطوق کرلیا اراب پر ڈال کر طرف اپنی بارگاہ کے لیچلی چمن نسبت یاسمن نے عرض کی کہ یہ دونون گنہگار میرے ہین مجھکو مرحمت ہون تو مین انکو قتل کرون حیرت نے کہا اے چمن باغبان قدرت وزیر اعظم ساحر محترم و محتشم ہدون حکم افراسیاب نہین قتل ہو سکتا حیرت نے لاکر دونون کو ایک خیمے مین قید کیا ایک عرضی واسطے افراسیاب کے لکھی چاہتی تھی کہ روانہ کرے کہ ایک برق چمکی طائر ہفت رنگ کاندھے پر آکر حیرت کے بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا اُس زمزمہ سرائی مین یہ اشعار حیرت جادو کو سُنائے

اشعار

ہاتھون مین یار کے نہین ساغر شراب کا — دستِ مسیح مین ہی قدح آفتاب کا
آنکھون مین تیرے چاہنے والونکی داغ ہی — شبنم پسند ہو ویگا حسن آفتاب کا
اُنگشتین یہ مہدی کی ہین مین ہون فریفتہ — اک ناک خشک ایک پیالہ شراب کا
چاہیے شکست جہل تو تحصیل علم کر — وابستہ یہ طلسم ہی لوح کتاب کا
اس ترک تک پہونچنے کی تدبیر ہی کی — تعویذ خط ہی بازو مرغ کباب کا
پروانے سے لڑایا ہی بلبل کو رات بھر — شمعون مین عطر یارنے مل کر گلاب کا
کس ترک نوجوان نے کیا ہی یہ شوق تیر — چھپتا ہی بازوون سے ہر اک پر عقاب کا
جھڑے نکل چلا ہی بہت سر یہ پوچھیے — لگتا ہی داغ موے مژہ کو خضاب کا
دیکھے جو تیرے دست حنائی کے رنگ کو — شرمندگی سے رنگ ہو نیلا شراب کا
دریا مین غسل کے لیے اُترا جو وہ صنم — ناقوس مچھلیون نے بجایا حباب کا

جو چاہیں لکھ لیں کاتب اعمال چار دن | دیکھوں گا روز حشر میں کاغذ حساب کا
بیخود ہو سنکے مدعی شور و شر پسند | افسانہ اپنا شعر ہے فتنے کے خواب کا
آتش کی التجا ہے یہی تمسے یا علی | صدمہ نہو فشار لحد کے عذاب کا

یہ زمزمہ سرائی کر رہے تھے کہ کان میں حیرت کے کہا اور اُڑ کر چلا گیا حیرت نے کہا حکم شہنشاہ آیا ہے کہ اے
ملکہ یاسمن باغبان و گلچین کو لیکر تم ہمارے پاس جلد آؤ طائر یہی کہنے آیا تھا یاسمن نے کہا واری
مجھے تو عین آرزو ہے کہ نمک حراموں کو لیکر خدمت شاہ میں جاؤں اپنے ہاتھ سے قتل کروں تب میرے
دل کو آرام ہو اُسی وقت حیرت نے ارابہ تیار کرایا باغبان گلچین کو اُسپر سوار کیا یاسمن بنت یاسمن
تین لاکھ فوج اپنے ساتھ لیکر طرف باغ سیب کے روانہ ہوئی بوقت سحر یہ خبر لشکر اسلام میں
پہونچی کہ باغبان و گلچین کو گرفتار کرکے حیرت نے طرف باغ سیب کے روانہ کر دیا یاسمن بنت
یاسمن لیکر گئی ہے یہ سنتے ہی ملکہ بہار اپنے مقام سے اُٹھیں کہا میں برائے رہائی باغبان ضرور
جاؤنگی ملکہ مہرخ نے منع بھی کیا کہ ہم اور کسی کو بھیجینگے خواجہ عمرو برق و چالاک نے کہا ہم جاتے
ہیں ملکہ بہار گلعذار نے فرمایا صاحبو باغبان و گلچین کو رنج ہوگا کہ بہار ہماری مدد کو نہ آئیں
باعث شکایت ہوگا یہ کہکر ملکہ بہار روانہ ہوئیں بعد جانے ملکہ بہار کے برق و چالاک و
خواجہ بھی چلے کنارے پر لشکر کے خواجہ نے کہا میں کسی کے ساتھ نہیں جاتا اپنی اپنی ڈفلی اپنا اپنا
راگ چالاک نے کہا میں آپ کے ساتھ کب جاتا ہوں یہ کہکر چالاک الگ چلا برق بھی الگ
روانہ ہوا خواجہ ایک جانب چلے مگر ملکہ یاسمن بنت یاسمن قید باغبان و گلچین لیکر چلی ہے چند منزلیں
طے کیں ایک صحرائے سبزہ زار میں لشکر اسکا اُترا ہوا تھا کہ صحرائے گرد اُڑی سہمناک زنگی کہ خود بھی
ساحر ہے بجمعیت بارہ ہزار ساحران واسطے شکار کے نکلا تھا دور سے جو لشکر ساحروں کا دیکھا ادھر
پلٹ پڑا ملکہ یاسمن نے جو اسے آتے ہوئے دیکھا جانتی ہے کہ خراجگذار افراسیاب ہے اور ساحر زبردست
بھی ہے نکلکر استقبال کیا یہ جو بارگاہ سے نکلی چند کنیزیں پشت پر دریائے جواہر میں غوطہ زن سہمناک
نے جو ملکہ یاسمن کو دیکھا بیقرار ہو گیا ہاتھ میں ہاتھ ڈالدیا یاسمن کو ناگوار بھی ہوا مگر سمجھی کہ مہمان ہے
بارگاہ میں لائی مقام صدر پر جگہ دی سہمناک نے بہ محبت کہا ملکہ آئیے میرے پاس تشریف رکھیے
ملکہ یاسمن نے جو خیال کرکے دیکھا سہمناک ٹھگا بیٹھا ہے یاسمن ہنسکر بیٹھی سہمناک نے پھر کہا میرے

پاس آکے بیٹھیے سمن نے کہا میں اچھی بیٹھی ہوں سہمناک نے پوچھا ملکہ کہاں کا قصد ہے سمن نے کہا قید باغبان فلک بیگر گلچین بخدمت شہنشاہ ہوشربا جاتی ہوں سہمناک ہر مرتبہ لگاو کرتا ہے کبھی پہ منت کہتا ہے میرے پاس آکر بیٹھیے سمن نے جھلا کر کہا صاحب میں اچھی طرح بیٹھی ہوں تم بھی تو اب جاوگے براے شکار آئے تھے سہمناک نے کہا حضور براے شکار آیا تھا میں خود شکار ہوا کیا کیفیت عرض کرون ملکہ نے منہ پھیر لیا سہمناک نے کہا میں بھی آپ کے ساتھ چلونگا مجھے بڑا قلق ہے آپ توجہ نہیں فرماتیں میرا جی چاہتا ہے میرے پاس بیٹھیے آپ سے باتیں کروں اب دو چار دن یہیں رہونگا جب حضور کوچ کرینگی اُسدن میں بھی آپ کے ساتھ چلونگا سمن نے کہا کیا ضرورت ہے تم واسطے شکار کے آئے تھے جنگل میں جاکر شکار کھیلو مجھسے کیا واسطہ سہمناک نے دست بستہ عرض کی میں تابعدار ہوں اسیر طرۂ گیسو ذبح خنجر ابرو ہوں میرے حال زار پر رحم فرمائیے

نظم

آئے نہیں ہیں آپ یہ کیسا تپاک ہے ۔ مدت سے انتظار میں عاشق ہلاک ہے
گلشن سے کوچ کی کسی گل رو کے ہے خبر ۔ بلبل کی طرح گل کا جگر چاک چاک ہے
سنکر مری فغان لب دیوار سُن ہوا ۔ بولا یہ کسکی آہ دل دردناک ہے
تربت سے بعد مرگ گل اشرفی اُگے ۔ اکسیر جسکا نام ہے [illegible] میری خاک ہے
عصیان سے دامن اپنا مکدر ہے تم نہیں ۔ دامان دل تو کفر کے دھبے سے پاک ہے
آتا ہے میکدے کو بہانے سے محتسب ۔ در پردہ دختر رز کی شب و روز تاک ہے
سیر چمن میں ہمکو ہے بلبل سے اتفاق ۔ گلگشت اس بہار میں بالاشتراک ہے
ہمنام ہے جو شیر خدا سے جلیل کا ۔ بزدل عدو ہوا یہ لئے رعنا کی دھاک ہے

یہ اشعار جو سہمناک زنگی نے سامنے ملکہ سمن کے پڑھے اور خلاصہ الفاظ کیے سمن نے غصے سے جواب دیا اے سہمناک تم اپنے ہوش میں ہو یا نہیں میں عشق و عاشقی کے رنگ سے آگاہ نہیں دو چار دن میاں رہونگی آپ تشریف لیجائیے ایسا نہو میرے آپ کے فساد ہو سہمناک رنجیدہ بارگاہ سمن سے اُٹھکر باہر آیا لشکر تو اُسنے ملاکر اُتارا بارگاہ الگ استادہ کرائی بارگاہ میں آیا سر جھکاکر بیٹھا ساتھ والوں نے پوچھا کیوں حضور باعث انتشار کیا ہے سہمناک نے ایک ٹھنڈی سانس کھینچی

کہا مین تو برائے ملاقات ملکہ سمن آیا تھا تیر مژگان تو دہ دل پر لب معشوق ہوئے اپنے ہوش مین نہین ہون مین نے جو سوال کیا اور پردہ در پردہ کہا ملکہ سمن بت یاسمن بہت رنجیدہ ہوئین آمادۂ حرب و پیکار ہین مین رنجیدہ ہو کر چلا آیا مگر اسکا انجام بہتر نہوگا ساتھ والون نے کہا حضور کیا ضرور ہے فساد برپا ہوگا آخر کو شہنشاہ سنینگے بہت رنجیدہ ہونگے سہمناک نے کہا میرے دل پر کیا قابو ہے ہر چند دل کو سمجھاتا ہون مگر دل نہین مانتا نظم

دل جلے تو رنگ مانند طلا پیدا کرون
گر ہو یہ سیماب کشتہ کیمیا پیدا کرون

مضطرب ہون یا وہ زلف دلربا پیدا کرون
درد جب دل مین ہو اس دل ہی کو ناپیدا کرون

کاروان اشک خون ملے کہے جب الرحیل
اس سر خالی سے مین بانگ درا پیدا کرون

بندۂ بت ہو یا اب مانگون دعا اللہ سے
دل کوئی اس قلب کافر سے جدا پیدا کرون

وہ کرین انکار ہین کہ اور مین پھر سکون
نفی اثبات اور تکرار لا پیدا کرون

لذت غم ہے یہ خواہان ہون تڑپکر جان دون
خلق یار باوفا مین بیوفا پیدا کرون

لن ترانی بھی نہین سنتے بلانے پر مرے
مشق کرتا ہون کہ موسیٰ کی صدا پیدا کرون

جان سے رکھی ہے دل کی اک صنم کی یاد نے
اور آفت لون جو فکر ماسوا پیدا کرون

خضر لے چلتے نہین رستہ بتاتے ہین مجھے
اپنے مطلب کا کوئی اب رہنما پیدا کرون

تیرے تو طالب ہزارون ہین بجا ہے کبر و ناز
مین کہان سے اور تجھسا دوسرا پیدا کرون

بے اثر میرے نظر اور با اثر انکے خلاف
ہے تردد آہ سے کیا کھو دون کیا پیدا کرون

سجدے آئینے پہ کرتا ہے وہ کافر خود پرست
ضد میری تھی اپنی صورت کا خدا پیدا کرون

مصاحبون نے عرض کی یہ مناسب نہین ہے ہر چند سب نے سمجھایا مگر سہمناک کا سودا بڑھتا ہی جاتا ہے سہمناک ہر چند اپنے کو سنبھالتا ہے مگر نہین سنبھلتا دن گذرا شب فراق کا سامنا ہوا اور زیادہ گھبرایا شمعہائے مومی و کافوری روشن ہین مگر اسکو اندھیرا معلوم ہوتا ہے پھر اگر کبھی بیرون بارگاہ جاتا ہے کبھی اندر آتا ہے دل لوالہ جنون دل پر طاری ترقی پر بیقراری آنکھون سے اشک جاری اوج پر گریہ و زاری ادھر اودھر ٹہلتا پھرتا ہے دونون ہاتھون سے کلیجے کو دبائے ہوئے ہے کبھی شکوۂ فلکی کرتا ہے کہ اے فلک کجرفتار روا ہے گردون غدار یہ کیا کجروی تو نے میرے ساتھ کی جی چاہتا ہے طرف کوہ نجد کے جاؤن استاد

قیس کی قبر پر فقیر ہو کر بیٹھیون شاید خواب مین تشریف لائین کچھ تعلیم کر جائین کہ عشق مین کیونکر بسر کرین
یا سر ٹکرا ٹکرا کر مرین یہ جفائین ہمسے اٹھائی نہین جاتین جب زلف لیلاے شب کمر سے گذری رات کی
مزاج کی برہمی بیٹھے بیٹھے سوچا کہ جستجو واجب و لازم ہو دل دیکھنے جمال بیمثال کا عازم ہو یہ سوچکر
دونون پانون زمین مین مارے غرق زمین ہوا نقب سحر کاٹتا ہوا چلا اندر بارگاہ سمن بنت یاسمن
کے جا کر سر نکالا دیکھا ملکہ سمن پڑی سو رہی ہین شباب کی نیند ہاتھ کہین پانون کہین سینہ کھلا ہوا
سہمناک کو یہ حال دیکھکر یقین تھا کہ غش آجائے مگر اپنے کو بمشکل تمام سنبھالا قریب پلنگ کے
آیا سوتے مین سحر کیا ملکہ سمن سو تو رہی تھین بیہوش ہو گئین چونکہ خوف ہو کہ یہ ساحرہ ہو زبان مین
سوزن کو دیدیا بقچہ کمر مین دبا کے بھاگا اُسی نقب سے اپنی بارگاہ مین پہونچا اُسوقت رات کا
سناٹا بیتابی دل ترقی پر مضطر و متشدد سمن کو مسند پر بٹھایا گلابیان شراب کی کشتیان کباب
کی گرد چن دین ملکہ سمن کو ہوشیار کر کے آپ دست بستہ بیٹھا سمن کی جو آنکھ کھلی دیکھا گرد اسباب
عیش و نشاط مہیا ہو زبان مین سوزن سانٹے وہ دشمن گھبرا کر چہار جانب دیکھنے لگی سہمناک دیکھی
نے دست بستہ عرض کی مین تابعدار ہون بیقراری نے نہ مانا آخر اسیر قرار ہوا کہ آپ کو لے آیا اب
امیدوار ہون کہ مجھکو غلامی مین قبول فرمائیے ای ملکۂ عالم مدت سے تمھارے حسن جہان سوز کا
طالب تھا اب جو جمال جہان آرا دیکھا اپنے ہوش مین نہ رہا آخر عقل نے یہی صلاح دی کہ
آپ کو لے آیا حال دل اپنا عرض کیا ملکہ سمن بنت یاسمن نے بقہر و غضب تمام جواب دیا کہ یہ
خیال خام ولیکن ورنا تمام دلسے دور کر گرفتار کر کے لایا ہی قتل کر ڈال سہمناک زنگی بہت رویا
قدمون پر گرا اور دست بستہ عرض کی

نظم

از دل شدگان حجاب تا کے
گر دہ ترک ثواب تا کے
ساقی برخیز و جام می دہ
ای دختر رز حجاب تا کی
وادی برباد دین و ایمان
این بوسہ حساب تا کی

رخسار تو نقاب تا کے
تو بہ ز شراب ناب تا کے
در موسم گل حجاب تا کی
مغرور جمال و حسن تا چند
ای دل دگر اضطراب تا کی
از آتش ہجر جان و تن سوخت

ساقی صبح ست خواب تا کے
این نقش بر روے آب تا کی
در شیشہ ز چشم شوق رندان
نادان عہد شباب تا کے
او گفت شب وصال با من
بر سوختگان عذاب تا کے

از دیدہ نقاب شرم بردار ای نرگس مست خواب تا کی	در وصل آخر حجاب تا کے رعنا رہ یار گیسو نشین	بر من نظرے فگن خدا را آخر خانہ خراب تا کی

ملکہ سمن نے جواب دیا ارے سہمناک کیون دیوانہ ہوا ہی تجھے تو دیوان کے دیوان یاد ہین میان
رات بھر یہ معاملہ رہا سہمناک کے اصرار ملکہ سمن کے انکار صبح کو لشکر مین سمن کے غل ہوا کہ کوئی
ملکہ کو چرا لیگیا گلعذار طرف سے سمن کے لشکر کی افسر ہی سب کنیزین روتی ہوئین سامنے گلعذار
کے آئین سب حال بیان کیا گلعذار نے ہرکارے روانہ کیے کہ جا کر تلاش کرو کئی ہرکارے لشکر سہمناک
مین پہونچے وہان لشکر مین مشہور ہی کہ سہمناک ملکہ سمن بنت یاسمن کو چرا لایا ہرکارے یہ خبر سنکر
بھاگے آکر گلعذار سے بیان کیا گلعذار نے اسی وقت قرنا کرائی کہا سہمناک کی بھی یہ مجال ہی
کہ ہماری مالک کو گرفتار کر کے لیجائے سب لشکر فورًا تیار ہوا جنے سنا کہ ملکہ گرفتار ہو گئین بلا تکلف
براے رہائی چلا لشکر سہمناک نے جوان سب کو آتے ہوے دیکھا یہ بھی تیار ہوے آپس مین گولہ ترنج
و نارنج چلنے لگا تیر ہوا جادوگرون کے لاشے گر گرے جانبین مین بڑے زور و شور سے سحر چل رہا ہی
سہمناک کو خبر پہونچی کہ لشکر بحق ہمارے لشکر پر آ پڑا سحر چل رہا ہی یہ بھی جھلا کر نکلا ملکہ سے یہ کہہ کر
چلا کہ تمھارے لشکر کو جا کر ابھی مٹائے دیتا ہون ہی گلعذار کا سر کاٹ کے لاتا ہون باہر آ کے
سحر کرنے لگا جہان باغبان و گلچین قید ہین سب سپاہی یہان کے بھی جا جا کے شریک جنگ
ہونے لگے ایک جمعدار بھی انہین تھا جب دو دو چار چار سپاہی جانے لگے تو جمعدار نے پکار کر کہا یارو
مجھکو اکیلا چھوڑے جاتے ہو اُنکے منھ سے نکلا کہ قیدیون کے ایسے وقت مین سر کاٹ لو اور آ کے
شریک جنگ ہو جمعدار تلوار کھینچکر طرف گلچین کے چلا باغبان نے للکارا او ملعون ہمارے سامنے
زوجہ کا سر کاٹتا ہی ادھر آ پہلے ہمارا سر کاٹ وہ ادھر پلٹا یہ کہکر باغبان پہ ہاتھ مارا او گنہگار تو ہی
لے ہماری افسر سے وہان تلوار چل رہی ہی ہم جا کر شریک ہون باغبان نے ہتھکڑی اٹھا دی
ہتھکڑی کٹی باغبان نے وہی ہتھکڑی اُس جمعدار پر پھینک ماری اُسکا سر پھٹ گیا اُسی ہاتھ سے
گلچین کی زبان سے سوزن کو نکال لیا گلچین جو تڑپی قید آہن جسم سے ٹوٹ کر الگ گری گلچین نے
اُٹھتے اُٹھتے باغبان کی زبان سے سوزن کو لیا دونون زن و شوہر طرف لشکر سہمناک کے چلے
گلعذار نے جو دیکھا کہ سہمناک تڑپ تڑپ کے لڑ رہا ہی کئی سو جوان مار گرا دیے فوج والون سے

کہا تم جھگڑ لڑو مین ملکہ سمن کو رہا کر کے لاتی ہون یہ کہکر غرق زمین ہوگئی اسی بارگاہ مین آئی جہان
سمن قید ہو دیکھا ملکہ سمن کی زبان مین سوزن سرنگون کھنچی ہوئی سو رہی ہین گلعذار نے نکلتے ہی
زبان سے سوزن کو لیا کہا واری پچھلے سہناک نے ہزارون کو قتل کیا لونڈی سے صبر نہو سکا مین
بھی مع لشکر آپہونچی سمن بھی اپنے مقام سے اٹھی گلعذار پشت پر دونون باہر نکلین سمن نے
نعرہ کیا تمام لشکر والے عاجز ہو رہے تھے سب اسکی پشت پر آکے جھگڑنے لگے اب تو سہناک
گھبرایا سمن کے سحر سے بھاگتا پھرتا ہی سمن نے کئی مرتبہ للکارا کہ او زنگی سیہ رو اپنے ہوش سے باہر ہوا اب
کہان جائیگا بحکم سامری و جمشید مہلت نہ پائیگا سہناک طرف سمن کے چلا ہی نعرہ ہوا انجم
گلچین و باغبان سہناک نے پکار کر آواز دی ای ملکہ عالم میری کیا مجال ہی کہ آپ سے مقابلہ
کر سکون مگر قید ہی آپ کے چھوٹ گئی ہین یہ دونون زن و شوہر بلاے روزگار ہین ہم پیدا یک
طرف ہو کے انکو پکڑ لین سمن نے کچھ جواب نہ دیا کہ باغبان و گلچین سحر کرتے ہوے نمایان ہوے
گلچین نے کچھ شاخہاے نخل توڑ کے پھینکین باغبان نے درختون کو اشارہ کیا جو نخل تھے اکھڑ گرا
سو دو سو آسمین دبے گلچین نے اسی نخل کے پتے توڑ کے کافرون پر پھینک مارے کئی سو جوان جلکر
خاک ہوے دونون زن و شوہر لشکرون کو پامال کر رہے ہین اب دونون لشکر ملکے باغبان
و گلچین پر سحر کرنے لگے باغبان لڑتا بھڑتا سامنے سہناک کے پہونچا للکارا او سیہ رو کہان جاتا ہی
سہناک نے باغبان پر سحر کیا باغبان نے سنگریزہ اٹھا کر مارا سر پر سہناک کے پڑا اسکا
سر پھٹ گیا لشکر مین ہنگامہ ہوا کہ سہناک مارا گیا فوج والے بدحواس ہو گئے کہ ہمارا افسر قتل ہوا
سمن نے جو یہ معرکہ دیکھا گھبرا گئی کہ باغبان نے سہناک کو مارا دیکھیے میری جان کیونکر بچتی ہی
قضاے کار خواجہ عمرو و برق و جالاک بہ صورت مبدل براے ہالی باغبان و گلچین
آکر دور سے یہ تماشا دیکھا کہ باغبان نے سہناک کو مارا اب سمن کی فکر مین دونون زن و
شوہر جاتے ہین الگ کھڑے ہو کر دیکھنے لگے خواجہ ایک ساحر کی شکل بنے ہوے ہین چاہتے ہین
اپنے کو پاس باغبان کے پہونچاؤن مگر وہ فوج کا بلوہ ہی کہ باغبان تک نہین پہونچ سکتے
گلچین لڑتی ہوئی قریب سمن کے پہونچی سمن نے ساحرون سے اشارہ کیا جادوگرون نے
آگ برسا دی گلچین سب کے سحرون کو دفع کر رہی ہی سمن نے خنجر پھینک مارا خنجر سے برق چمکی

سر گلچین کا زخمی ہوا سمن نے اشارہ کیا گلچین کا سر کاٹ لو سمن نے زخمی کر دیا گلعذار تلوار کھینچکر چلی کہ گلچین کا سر کاٹ لون گلچین زخمی ہونے سے لہرا رہی ہی دور سے باغبان نے دیکھا کہ گلچین زخم سر سے بیتاب ہی آگ برس رہی ہی گلچین آگ سے اپنے کو بچاتی ہی گلعذار تیغ کھینچکر پہونچی ہی کہ گلچین کا سر کاٹ لون باغبان فوراً جھپٹا اپنے کو قریب گلعذار کے پہونچا نعرہ کیا او شغل کہان جاتی ہی گلعذار پلٹ پڑی وہی تیغ اسنے باغبان پر مارا باغبان نے بخوف کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ایک طمانچہ مارا کہ سر گلعذار کا اڑ گیا گلچین کو ہاتھ پکڑ کے سنبھالا کہا صاحب ہوشیار ہو گلچین نے آنکھین کھولدین شوہر کو اپنے قریب پایا دوپٹہ پھاڑکر زخم سر باندھا سر کو باندھ کر لڑائی مین مصروف ہوئی باغبان لڑتا ہوا قریب سمن کے پہونچا سمن نے گولہ مارا باغبان نے وہ گولہ کاٹا سمن نے سحر کی بوچھار کر دی مگر باغبان لڑتا بھڑتا سحر کرتا پاس سمن کے پہونچا سمن کو بھاگنا بن نہ پڑا تیغ اٹھا کے سر باغبان پر مارا باغبان نے الٹا ہاتھ لگا دیا کہ سمن کے ہاتھ سے تیغ چھوٹ پڑی تیغ باغبان نے اٹھا لیا نعرہ کر کے وہی تیغ سمن پر مارا سمن کے دو ٹکڑے ہوے مرا سمن بنت یاسمن کا اندھیرا ہو گیا آوازین ہیبت ناک آنے لگین بعد حیرت دراز آواز آئی کشتی مرا نام مین سمن بنت یاسمن بود فوج سمن کے جی چھوٹ گئے چاہتے ہین کہ اپنی جان بچائین بھاگ کر نکل جائین مگر ممکن نہین ہوتا باغبان و گلچین نے گھیر ڈالدیا ہی ہر نخل سے شعلہ ہاے آتش نکل رہے ہین جدھر گئے مارے گئے قضاے کار افراسیاب خانہ خراب باغ سیب مین بیٹھا تھا حیرت کا نامہ دار پہونچا افراسیاب نے پڑھا مرقوم تھا کہ گلچین و باغبان کو بدست سمن بنت یاسمن روانہ کیا ہی خدمت مین پہونچا چاہتے ہین افراسیاب نے کہا کیا باعث ہوا کہ نامہ دار پہونچ گیا اب تک سمن نہین پہونچی پلٹ کر دیکھا میز پر گلدستہ ہاتھ کا سمن نے رکھا تھا وہ گلدستہ مرجھایا ہوا ہی افراسیاب نے کہا غضب ہوا سمن تو قتل ہو گئی اٹھا کے کتاب کو دیکھنے لگا کتاب مین وہ مضمون دیکھا کہ ریش فش نوچنے لگا غصے مین اٹھا تیغہ ہاتھ مین لیکر افراسیاب خود چلا اُسوقت آکر پہونچا کہ باغبان و گلچین نے ہزارون کو قتل کیا جدھر بھاگ کر جاتے ہین سر اٹھاتے ہین زمین سے تختی شعلے آتش کے نکل رہے ہین آسمان پر سے نعرہ کیا او باغبان کیون غریبون کو قتل کرتا ہی منم شہنشاہ طلسم ہوشربا افراسیاب کو دیکھکر زن و شوہر کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا افراسیاب زمین پر آیا ایک سحر کیا کہ فوج والے

الگ ہوئے زن و شوہر نے اپنے کو دیکھا ایک نخل کے سائے مین کھڑے ہین افراسیاب سامنے
سے چلا آتا ہی باغبان نے زچی داری کرکے بڑھکر تیغے کا وار کیا افراسیاب نے کلائی پر ہاتھ
ڈالدیا کچھ منھ سے کہا تھا کہ زن و شوہر چیخ کھا کر زمین پر گرے افراسیاب نے موے سر توڑ
سحر کرکے زنجیر بنائی دونون کو اُسی زنجیر مین باندھا لیکر چلا خواجہ عمرو برق وچالاک نے
یہ معاملہ اپنی آنکھون سے دیکھا الگ الگ فکر مین چلے افراسیاب تخت پر سوار ہی ان دونون
کو تخت پر ڈال لیا ہی لیے ہوے جاتا ہی خواجہ کسی مقام پر پہلو نہین پاتے کہ عیاری کرین کوئی
پانچ کوس افراسیاب نکلا ہی وہان سوچا کہ ان دونون کو کہان لیجاؤن دیکھا ایک مقام پر
صحراے سبزہ زار نواح دلکشا ہی وہان ایک لشکر اُترا ہوا ہی ابدوس دریاشکن تین لاکھ فوج لیے
اُترا ہی اسکے پاس نامہ افراسیاب کا پہونچا تھا براے مدد لقا چلا ہی لشکر کو آراستہ کررہا ہی کہ کوچ
کرونگا اسکی نگاہ پڑی کہ شہنشاہ تخت پر سوار گلچین و باغبان کو گرفتار کیے ہوے لیے جاتے ہین
ابدوس نے ہاتھ باندھکر سلام کیا پکار کر آواز دی حضور کے حکم سے مین براے مدد لقا جاتا ہون غلام
کو سرفراز کیجیے ملتمس ہوکے پایۂ تخت پر ہاتھ بھی ڈالدیا افراسیاب نے تخت اُتارا بارگاہ مین ابدوس
کی آیا باغبان و گلچین کو الگ ڈالدیا آپ آکر مقام صدر پر بیٹھا ابدوس نے پوچھا اے شہنشاہ ان
گنہگارون کو کہان سے پایا افراسیاب نے سب کیفیت بیان کی گلچین کے مرنے کا حال جو افراسیاب
نے کہا ابدوس چیخین مار مار کر رونے لگا کہا اے شہنشاہ کیا گذارش کرون سالہا سال شفقت کرکے
مین نے اُس سے رسم بڑھایا تھا اب وہ معشوق پری وش تسخیر ہوئی تھی برسون راتین ہجر کی جھیلین
سالہا سال حکایتین شکایتین رہین اب چندے سے آمد و رفت کا سامان ہوا تھا مدتون تحفہ جات
لیکر جاتا خدمت مین پیش کرتا اکثر بد مزاج پایا منت خوشامد کرکے تسخیر کیا کبھی قدمون پر گر کر راضی کیا
ہاے اسوقت دل کو بڑا صدمہ پہونچا نظم

وار دل کعبہ اگر وہ بت پرفن ہوجاے — شیخ بھی چھوڑکے اسلام برہمن ہوجاے
تار شمشیر کرے جنبش ابروے صنم — دل مین تیر نگہ ناز سے روزن ہوجاے
ہنسی مالیدہ دہن غنچۂ سوسن ہی اگر — ہنس پڑین آپ تو گل غنچۂ سوسن ہوجاے
حسرت خلد برین ہی نہ تمناے ارم — کوچۂ یار مین یارب کہین مسکن ہوجاے

دل میں بجلی سی ہوئی ہے آتش غم ڈرتا ہوں	بعد مرنے کے نہ آتشکدہ مدفن ہو جائے
ایک لٹ بالوں کی لٹکا کے اگر دو جنبش	حق میں عشاق کے اڑتی ہوئی ناگن ہو جائے
تیغ ہاتھوں سے سنبھالی نہیں جاتی ہے اگر	حکم دیجئے تو سلامی ابھی گردن ہو جائے
ہو خزاں فصل بہاری سے مبدل یارب	شاخ گل پہ نہیں بلبل کا نشیمن ہو جائے
وصل کی شب بھی نہ کل آئی دل رعنا کو	ڈر یہی تھا نہ خفا وہ بت پرفن ہو جائے

اسطرح کے اشعار پڑھ کر ابدوس خوب رویا کہا اے شہنشاہ آج میری جان پر بنی ہے قاتلوں کو مجھے
دیجئے زن وشوہر کو اس حسرت سے قتل کردن کہ ماہیان دریا ومرغان ہوا انکے حال پر روئیں اور
غلام کو ترس نہ آئے افراسیاب نے بہت سمجھایا کہا اے ابدوس ہمکو یہ حال معلوم نہ تھا ابدوس نے کہا
آج غلام مٹ گیا باغبان وگلچین کو افراسیاب سے ابدوس نے لیا افراسیاب تو چلا گیا
بہت سمجھایا کہ اے ابدوس تم برائے مدد خداوند لقا جاؤگے وہ پھر زندہ کر دینگے یہ سنکر ابدوس
خوش ہو گیا بعد جانے افراسیاب کے دونوں کی زبان میں اپنے سوزن کو دیکر ہوشیار کیا کہا کیوں
اے باغبان تمکو کچھ رحم نہ آیا ایسی معشوقہ پریچہرہ کو قتل کیا باغبان نے کہا لڑائی میں کیا پان
پھول بٹتے ہیں اُنے سحر کیا ہم بچے ہمارے سحر سے وہ نہ بچی اب جو تجھسے ہو سکے قصور ہو کوتاہی نہ کر
معشوق کا بدلے خواجہ عمر وکلیم اوڑھے ہوئے یہ سب معرکہ دیکھ رہے تھے جب افراسیاب چلا
گیا خواجہ صرصر کی شکل بنکر سامنے ابدوس کے آئے تن کر سلام کیا کہا شہنشاہ نے مجھے بھیجا
ہے فرمایا ہے میرے یہ دونوں دشمن ہیں باغبان وگلچین نے جاکر لشکر مسلمانان کو سرسبز وشاداب
کیا مجھے خار دیا انکو ایسے طور سے قتل کرو کہ صحبت عیش ونشاط آراستہ ہو ایک ایک جام شراب سبکے
ہاتھ میں ہو اور انکے سر پہ تلوار پڑے تب میرے دل کو خوشی حاصل ہو اور تسکین دل ہو اور میں
بیٹھ کے غزلیں گاؤں یہ دشمنان شہنشاہ قتل ہوں تمہارے غم کا شہنشاہ کو بڑا رنج ہے فرماتے تھے
اگر میں ایسا جانتا تمکو نہ روانہ کرتا مگر نہ گھبراؤ خداوند زندہ کر دینگے یہ کہکر پان کھینچا کہا یہیے
صحبت عیش کا آغاز ہوتا ہے سید جا سید جا ٹھیکا بجانے لگا کہا اے ابدوس دریا شکن یہ اشعار
دل لگا کے سنو تا رنج تردد ہو اشعار

بات کرنے کو ہے چپ رہنے کی عادت مانع	جنبش لب کو ہے اس لب کی نزاکت مانع

رخ بے پردہ کا جلوہ بھی نہ ہم دیکھ سکے — ہوئی نظارۂ محبوب کی حیرت مانع
بار ہا لیگئی بیتابی دل تا در یار — غیر سے بڑھ کے ہوئی کچھ مری غیرت مانع
وہ تو آئے تھے کہ نظر دہمین سما جائین مگر — پڑ گئے آنکھوں مین پردے ہوئی غفلت مانع
دو قدم گھر ہی مرا کیا تھا جو پھر آ نہ سکے — پانون کی مہندی ہوئی تھی کہ نزاکت مانع
تیری آنکھون مین حیا آگئی کیونکر شب وصل — آج شوخی ہوئی مانع نہ شرارت مانع
دل بیتاب نہ پہلو مین ٹھہرتا اب تک — ہی مگر کوئی تمنا کوئی حسرت مانع
ہمنے جب وادی غربت سے کیا قصد وطن — سدرہ ہو گئے آہو ہوئی وحشت مانع
سحر وصل نے جب لی دے کا شانے کی راہ — وہین روکا ہوئی بڑھکر شب فرقت مانع
سبب منع فغان ضبط سے پوچھا جو کبھی — ضبط بولا کہ ہی تا خیر قیامت مانع
ای جلال آتش دوزخ مین جلا نیکو گناہ — لے چلے تھے ہوئی اللہ کی رحمت مانع

ابدوس بیقرار ہو گیا کہا ملکہ صرصر تمنے دل کو بیقرار کر دیا خانۂ دل کو دولت غم و الم سے بھر دیا ارے صحبت عیش و نشاط آراستہ کرو ملازمون نے گلابیان لاکر رکھنا شروع کین خواجہ شراب مین بیہوشی ملاتے جاتے ہین گلابیان شرب کی رکھی ہین کشتیان کباب کی آتی جاتی ہین خواجہ سب کو اپنے قاعدے سے درست کر رہے ہین قضاے کار صرصر شمشیر زن اصلی پھرتی پھراتی اطراف آئی پوچھا لشکر مین کیا خوشی ہی ساحرون نے کہا ملکہ آپ کے آنے سے خوشی ہوئی ہی بڑا تعجب ہی کہ ایک صرصر اندر اور ایک باہر صرصر سمجھ گئی کہ میری صورت پر کوئی عیار آیا ہی چلکر اسکا رنگ دیکھون ابدوس مسند پر خوش بیٹھا ہی دیوث بھائی ابدوس کا جمال صرصر دیکھکر عاشق ہوا ہی قریب بیٹھا ہی کبھی زانو پر ہاتھ رکھدیا کبھی کہتا ہی ای ملکہ صرصر تمہارے گانے نے دل کو بیقرار کر دیا آپ یہین تشریف رکھیے مین الگ بارگاہ استاد کرا دون خواجہ سمجھ گئے کہ یہ مجھ پر مائل ہی خواجہ بھی گھل مل کے اس سے باتین کر رہے ہین کہ صرصر اصلی نے پردہ اٹھا کر دیکھا کہ عمرو اپنا رنگ جما رہا ہی پکار اٹھی ای ابدوس لینا یہ مار بان زدہ ہی اس شراب کو کوئی نہ پیے براے رہائی باغبان گلچین آیا ہی ابدوس نے کہا لینا عمرو نے دیکھا دربارگاہ سے صرصر آتی ہی ابدوس نے جو کہا لینا عمرو نے دیوث کو خنجر مارا اسکا شکم چاک ہوا قصہ پاک ہوا اندھیرا ہو گیا اسی اندھیرے مین خواجہ نے

گلیم اوڑھ لی جست کرکے بھاگے لینا لینا کا غل ہوا دیوث کے مرنے کا ایسا اندھیرا ہوا کہ خواجہ
اور کئی جادوگرون کو مار کر نکل گئے ابدوس گھبرا گیا صرصر نے خواجہ کا پیچھا کیا برق فرنگی
بیرون لشکر کھڑا تھا صرصر کو جو دیکھا مسافر کی شکل بنکر دوڑا قریب صرصر کے پہونچکر حلقے کمند کے مارے
صرصر نے چاہا پلٹون برق نے حباب مار کر بیہوش کیا ایک نخل سے صرصر کی مشکین باندھ دین
کہا استانی اب تم میان شمر دصرصر کی بیتابی و بیقراری برق نے سامنے صرصر کے رنگ و روغن
عیاری کا توڑے سے نکالا صورت صرصر کی بن رہا ہے پوچھتا جاتا ہے کہ کیون استانی کوئی
فرق تو نہین ہے جو نقص ہو بتا دیجیے صرصر جھلا کر جواب دیتی ہے میری پاپوش جانے برق
ہاتھ باندھتا ہے کہتا ہے استانی خفا نہو جیے برق دم بھر مین صورت صرصر کی بنکر تیار ہوا
صرصر سے رخصت ہو کر چلا صرصر نے کئی مرتبہ کہا او بد نصیب مجھے تو کھولدے برق نے کہا
استانی تم اسی لائق ہو اب برق ٹہلتا ہوا چلا صرصر حسرت دیکھکر رہگئی برق کو راستے مین
ایک مسافر ملا برق نے بڑھ کر اسے بیہوش کیا ایک گٹھڑ حلق مین مسافر کی ٹھونس دیا
عمرو کی صورت بنا کر پشتارہ پشت پر لادا طرف لشکر ابدوس کے چلا جب خیال ابدوس
کو اپنی معشوقہ کا آتا ہے باغبان و گلچین کو دیکھتا ہے اور جھلاتا ہے چاہتا ہے تلوار پکڑ کر جا پڑے وزرا
مصاحب سمجھا رہے ہین کہ حضور عیارون سے جان بچے تو بڑی بات ہے عمرو صرصر کی شکل بنکر آیا کون
پہچان سکتا تھا صرصر نے آکر رنگ سنایا ورنہ وہ سب کو قتل کرکے نکل جاتا صرصر تعاقب مین
گئی ہے یقین ہے کہ آئے ابدوس نے کہا یارو میرے دل پر عجب رنگ گذر رہا ہے یاد نے

ملکہ سمن بنت یاسمن کی مارا نظم

گیا دل مفت ہاتھون سے تجھے رہ رہ کے یہ غم ہے — غضب کا ماجرا ہے اور قیامت کا یہ ماتم ہے
چمن کا رنگ ہے بڑھکر جو رنگ باغ رضوان سے — بتا اے باغبان یہ آج کس گلرو کا مقدم ہے
مرا گریہ غم فرقت مین طوفان خیز ہے ایسا — سمندر سامنے جسکے بقدر اشک شبنم ہے
تمنا ہے در فردوس کیا ہے مجھکو اے زاہد — در دولت ترے یار کیا فردوس سے کم ہے
تعجب کچھ نہین اسکا جو بیجانون مین جان آئی — تری ٹھوکر نہین ہے معجز عیسی مریم ہے
خدا جانے کہ آفت آئیگی کس کس پہ اے رعنا — اسے غیرون نے بھڑکایا ہے ظالم گل سے برہم ہے

مصاحب کہتے ہین حضور شہنشاہ فرماگئے ہین کہ خداوند لقا زندہ کردینگے یہ باتین تھین کہ زنگ کی
آواز آئی سب نے دیکھا ملکہ صرصر شمشیر زن عمرو کا پشتارہ لیے ہوئے آتی ہین وہین سے پکارتی
ہوئی ای شہنشاہ مین نے بڑی مشقت سے اس ساربان زادے کو گرفتار کیا ابدوس خوش ہوگیا
کہا اس ظالم نے میرے بھائی کو بھی مارا برق نے پشتارہ سامنے ڈالدیا ابدوس جھلا کر اُٹھا
ایک تیغہ مارا کہ سر کٹ کے الگ ہوگیا باغبان نے جو یہ معرکہ دیکھا روح قالب مین تھرائی کہا
خواجہ عمرو یون مارے گئے گلچین بھی رو رہی ہو ابدوس مونچھون پر تاؤ پھیر رہا ہو کہتا ہی مین نے
عمرو ایسے عیار کو مارا اب برق حیران ہو کہ کیونکر رنگ جما دُون شراب کا ذکر ہو چکا ہی اب کیا تدبیر
کرون ابدوس سے کہا ای شہنشاہ اب باغبان گلچین کو بھی قتل کیجیے مگر جسطرح عمرو کو قتل کیا
اسطرح انکو قتل کیجیے اگر آپ کی خوشی ہو عیش و جشن ہو اس ہنگامے مین انکو نش کیا جائے یہ سنکر
ابدوس نے کہا جو تمھاری خوشی برق نے جھپٹ کر گلابی اُٹھائی جام لبریز کیا کہا حضور عمرو
کا تو گانا آپ نے سنا مجھسے تو ذرا ایک غزل سنیے جام میرے ہاتھ مین ہو آپ بہ گوش ہوش یہ
غزل سماعت فرمائیے

غزل

شکوہ یہ پیر مغان تجھسے ہی میخوارون کو
آنے دیتا تھا نہ میخانے مین ہشیارون کو

غیرت عشق نے کانٹون مین گھسیٹا مجھکو
لیگئے غیر گلی سے جو ترے یارون کو

نا امید اہل خرابات نہین رحمت سے
بخش دیگا وہ کریم اپنے گنہگارون کو

تمکو غیرون سے ہی صحبت جو شب و روز تو خیر
پیار کر لینگے کہین ہم بھی طرحدارون کو

نخل قامت ہی زنخ پھل ہی تو گیسو شاخین
منھ کو غنچہ کہین اور گل ترے رخسارون کو

دھیان مین رخ کے نظر رکھتے ہین ان کے سو گھر
یاد دندان مین گنا کرتے ہین ہم تارون کو

گھر ترا گلشن فردوس ہی اے رشک چمن
حور و غلمان کہین کیونکر نہ پرستارون کو

کیجیے صیاد کی بے رحمی کا شکوہ کس سے
موسم گل ہی مین بے پر کیا پردارون کو

نقد دل لیکے وہ ہوجائین نہ کیون بے پروا
کبر مفلس سے ہوا کرتا ہی زردارون کو

قصد اُس یوسف ثانی کا ہی اب جانب مصر
دو خبر یوسف کنعان کے خریدارون کو

ابروؤن تخل مین دوپٹے کے چھپاتا ہی بجا
ترک کیا میان مین رکھتے نہین تلوارون کو

سدرہ ہوتا ہی دربان جو درِ جانان پر | چھاند جاتا ہین آسمان کی دیوارون کو
قُم باذنی مرے حق مین ہی صداے جان بخش | سنکے جی اُٹھتا ہون پازیب کی جھنکارون کو
شب فرقت مین کسی رشک قمر کی رعنا | شام سے تا بسحر گنتے رہے تارون کو

اس رنگ مین برق نے یہ غزل گائی کہ ابدوس تعریفین کرنے لگا گلچین و باغبان سامنے مین
اُسی جوش مین برق نے ابدوس کو جام دیا یہ بھی خوشی مین پی گیا اب تو برق نے دورا باندھا
کہا سب صاحبون کو جب خوب نشہ ہو تب باغبان و گلچین پر تلوارین پڑین شراب سب پی رہے
ہین برق نے دیکھا ابدوس تو پی چکا بیٹھا ہوا جھوم رہا ہی برق نے دو پتلے اُٹھا کر فوج مین بھیجے
باہر بھی شراب چلنے لگی صحبت مین بھی سب پی رہے ہین تھوڑے عرصے مین برق نے سب کو شراب
پہونچائی پکار کر آواز دی اب باغبان و گلچین پر تلوارین چلین پہلے آپ نیمچہ لیکر دوڑا کہا اول
باغبان کو مین قتل کرون گلچین کا بھی سر کاٹون باغبان پہچان گیا تھا کہ یہ برق فرنگی ہی
نیمچہ جھکا کر برق نے کہا اے باغبان سر جھکا کر بیٹھو مین تمکو قتل کرون مگر خواجہ عمرو جو بھیس بدلے جنگل
مین دور سے دیکھا کہ صرصر تخل سے بندھی ہوئی ہی سمجھ گئے کہ یہ کام برق کا ہی جی مین کہتے ہین
کہ یہ بڑا تیز ہو گیا ہی ہم بھاگ کر نکل گئے اُسکی عیاری بن پڑی یہ سوچکر طرف لشکر ابدوس کے چلے
لشکر مین آکے دیکھا ہنگامہ ہو رہا ہی سب نے شراب پی ہی ناچ رہے ہین گا رہے ہین کوئی دوڑا دوڑا
پھرتا ہی کوئی منھ کے بھل گرتا ہی بعض رابط و ضابط سر جھکائے ہوے جاتے ہین تھوڑی دور جاکر
لڑکھڑائے منھ کے بھل گرے اپنی پرچھائین کو دیکھکر پکار رہے ہین مین نے حریف کو مارا لشکر مین
عجب ہنگامہ برپا ہی خواجہ سمجھے کہ برق کا ناٹک جمگیا سب شراب پی چکے بارگاہ مین اپنا کام کر رہا
ہوگا چلکر تماشا دیکھین خواجہ چھپے ہوے شرابیون کے بیچ سے نکلتے ہوے دربارگاہ پر پہونچے
چوبدارون کو دیکھا بیہوش پڑے ہین خواجہ اندر آئے دیکھا برق نے باغبان کی زبان سے
سوزن کو نکالا باغبان نے اُٹھتے اُٹھتے گلچین کی زبان سے سوزن نکال لی زن و شوہر
تڑپ کر اُٹھے برق نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ برق فرنگی تصنیف مصنف

مرا نام ہی برق مخبر گزار | کہ استاد ہین خواجہ نامدار | تڑپنے مین ہین برق رفتار ہون
کے کون مکار و غدار ہون | کرون سیکڑون کوس کی راہ طی | ارسطوے دجل شاگرد ہی

در پیکر پہ میرا پھریرا رہا   تڑپ سے مری چرخ پھرا رہا   بزیر قدم غرب ہے شرق ہے
پھیلا رہا ہوں میں نام بھی برق ہے   جیسے ہی عمرو نے برق کا نعرہ سنا خواجہ نے بھی اپنے نام کا
نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو تصنیف مصنف

عمرو زنبیلشم مہتر مہتران
اڑاتا ہوں کفار کے میں دھوئیں
مری چال سے ہے صبا پائمال
مرا افسر زنبیلشم نامدار

مری نسل سے مکر پیدا ہوا
جھکاتا ہوں دشمن کو ہر دم کنوئیں
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
امیر عرب شیر پروردگار

مرا نام ہے خواجۂ خواجگان
مرے نام پر عیار شیدا ہوا
مرا مکر ہے گلشن قیل و قال
نشان تھا مری گرد پاپوش کا
یہ فتح و نصرت کی تدبیر ہے
کہ اسنا ہمارا جہانگیر ہے

خواجہ بھی لوٹنے لگے ابدوس ویل زمان ابدوس سب پڑے ہیں برق نے جھپٹ کر ابدوس کے خنجر مار دیا ابدوس کا سر کٹ کر الگ ہوا اندھیرا ہو گیا برق نے اندھیرے میں تاج ابدوس کا لے لیا سمجھا کہ اگر استاد دیکھینگے تو چھین لینگے اسی اندھیرے میں بھاگا خواجہ لوٹ بھی رہے ہیں اور قتل بھی کرتے جاتے ہیں باغبان و گلچین نے سحر کر کے ہزاروں کو جلا دیا جیسے پھونک دیے تھوڑی ہی دیر میں سب کا خاتمہ ہوا باغبان نے خواجہ کا ہاتھ پکڑ لیا کہا لشکر بہت دور ہے آپ میرے ساتھ چلیے گا خواجہ نے جو تاج ابدوس کا نہیں پایا بڑا غصہ ہو فرماتے ہیں ابے باغبان برق کا پاجی پن تم نے دیکھا تاج ابدوس کا لیکر بھاگ گیا باغبان نے کہا جانے دیجیے خواجہ نے کہا جانے کیونکر دوں آپ ہی لوگوں کی باتوں نے ان لونڈوں کو دلیر کیا ہے اسکی بھی یہ حقیقت تھی کہ تاج لیکر بھاگ جائے باغبان نے ایک تخت تیار کیا باغبان گلچین اسپر سوار ہوئے خواجہ کو بھی زبردستی تخت پر بٹھا لیا باغبان و گلچین تخت کو اڑاتے ہوئے روانہ ہوئے مگر لشکر اسلام پہ یہ گزرا کہ ملکہ حیرت بیٹھی تھیں کہ ہرکاروں نے آکر عرض کی ملکہ شاہین بلند پرواز آتی ہیں ملکہ حیرت نے کہا شاہین تو ساحرہ بڑی مغرور ہے وہ کیونکر آئی ہرکاروں نے عرض کی شہنشاہ کا نامہ پہونچا تھا اقلیم حیرت افزا سے کوچ کر کے آئی ہے حیرت نے یاقوت و زمرد کو برائے استقبال روانہ کیا ملکہ شاہین بڑے زور و شور سے آکر پہونچیں بڑی حسین و جمیل ساحرہ ہے آتے ہی ملکہ حیرت کو سلام کیا حیرت نے پہلوئے تخت میں کرسی دی شاہین آگے بیٹھی کہا میں نے بڑی خبریں خراب سنی ہیں ملکہ حیرت نے

سب حال بیان کیا شاہین نے سنکر کف افسوس ملے کہا حضور جو بہار نے سحر کیے وہ تو خیر سامری
جمشید نے سحر کو یہی تاثیر دی ہی عیارون کی عیاری کیسی کہ غیر ساحر نے ساحرون کو مارا یہ میرے
ذہن مین نہین آتا ملکہ حیرت نے زانو پر ہاتھ مار کر کہا اے شاہین ساحرون کے رد سحر کی تدبیر ہو جاتی
ہی عیارون کی عیاری نہین رکتی اب آئی ہو حال معلوم ہوگا شاہین بہت جھلائی بارگاہ سے
ملکہ حیرت کی اُٹھی اپنی بارگاہ مین آکر طبل جنگی بجوایا یہ خبر ملکہ مہرخ کو ہوئی زانو پر ہاتھ مار کر کہا
خواجہ و برق و چالاک کا پتہ نہین یہان لڑائی درپیش ہی نہین معلوم باغبان و گلچین پر
کیا گذری مگر حکم دیا کہ طبل جنگی بجایا جائے شاہین اُٹھکر باہر آئی اپنی بارگاہ کے گرد حصار سحر کیا
بیرون لشکر آکر اہل اسلام کے لشکر پر ماش کے دانے پھینکے لشکر اسلام پر بھی حصار کیا کہ کوئی لشکر
سے نہ نکل سکے رات بھر تیاری رہی صبح کو جو اہل اسلام اُٹھے چاہا واسطے رفع حاجت کے جائین
دیکھا گرد لشکر ایک نشان سنہرا پڑا ہوا ہی معلوم ہوتا ہی کہ شعلہ ہاے آتش بھڑک رہے ہین
کوئی بیرون لشکر نہین جا سکتا لشکر مین باہر ہوا یہ خبر ملکہ مہرخ کو پہونچی کہ گرد لشکر حصار سحر ہی
کوئی باہر نہین جا سکتا ملکہ بہار اُٹھ کر آئین چاہا کہ حصار کو دفع کرون شاہین لشکر لیکر میدان
مین پہونچی ملکہ مہرخ نے خبر سُنی کہ شاہین فوج لیکر آگئی طاؤس اپنا صف کر رہی ہی مبارز طلبی ہی
ملکہ مہرخ اُسی وقت تخت پر سوار ہوئین سردارون کو ساتھ لے لیا مبارز بھی پلٹ پڑین باہر
نہین جا سکتین ابھی حصار کے اندر سب کا لشکر ہی باہر کوئی نہین آسکتا ملکہ بہار نے چاہا مین
حصار کو دفع کرون کہ شاہین نے بڑھکر چار گولے اسیطرف مارے حصارون کے مقام سے دھوان
پیدا ہوا تمام لشکر مین وہ دھوان پھیل گیا جون جون شاہین سحر کرتی ہی دھوان بڑھتا جاتا
ہی ملکہ بہار و رعد و برق تڑپ تڑپ کر جاتے ہین کہ دھوئین سے نکلین مگر ممکن نہین ہوتا جب
قریب دھوئین کے پہونچے دھوان آنکھ مین لگا نابینا ہو کر زمین پر گرے اسی طرح کئی سو سردار
نابینا ہو چکے ہین سب سے پہلے ملکہ بہار کہ یہ بلند ہو گئین کئی گلدستے دھوئین پر مارے گئے
پھٹے جلکر گرے ایک گلدستہ جو بہار نے مارا دھوان متفرق ہو کر قریب آیا آنکھون مین لگا نابینا
ہو کر زمین پر آئین ہر چند اپنے کو بچایا لیکن نہ بچ سکین ملکہ ہلال سحر افگن مہرخ مہ وغیرہ نے
بھی بڑے بڑے زور مارے مگر دھوان شکست نہوا یہ بھی دونون سردار نابینا ہو کر زمین پر آئے

نابینا ہوکر غل مچا رہے ہین اور سب سردار اپنے اپنے مقام پر سحر کر رہے ہین مگر سحر تاثیر نہین کرتا کئی
سردار اسی طرح نابینا ہوے جانسوز وضرغام درۂ کوہ مین کھڑے ہوے یہ سب معاملہ دیکھ
رہے ہین کہ شاہین کھڑی ہوئی سحر کر رہی ہی اور پکار کر کہتی ہی کہ ہمنے سنا تھا کہ بہار کا سحر نکلے
چھوتا ہی مگر ہلکو نکلنے نہ چھوڑا عجائب وغرائب سحر نہ دکھائے ملکہ بہار آنکھون کو بند کیے کھڑی ہین
کنیزین گرد گھیرے ہوے ہین جسقدر زیور پھولون کا پہنے ہوے تھین سب مرجھا گیا گجرے توڑ کے
پھینکدیے جانسوز وضرغام نے آپسمین صلاح کی کہ بھائی بڑی بدنامی کی بات ہی چالاک
وبرق واستاد لشکر مین نہین کہین افسوس ہی کہ عیاری نہو جانسوز نے کہا مین ابھی جاتا ہون
اگر بنتا ہی تو اسکی مشکین باندھ کر لاتا ہون بڑی قیامت کا سحر ہی تمام لشکر پریشان ہو رہا ہی دشمنون
نے سارے لشکر کو گھیر لیا ہی جانسوز نے صورت بدلی ایک جادوگر کی شکل بنکر چلا شاہین ٹہل رہی
ہی سحر کی بوچھار کر رہی چاہتی ہی سب لشکر کو ایک حال مین کردون ایک گولہ سحر کا پھینکا وہ گولہ جاکر
پھٹا ایک سناٹا ہوا اسکی ہزار آدمی اسکی آواز ہیبت ناک سے کر وگنگ ہوگئے اسی طرح کئی گولے
پھینکے وہ جاکر پھٹے کوئی گونگا بہرا ہوگیا کوئی نابینا ہوگیا کوئی لڑکھڑا کر گرا کہ ایک طرف سے آواز آئی
ای ملکۂ عالم کیا کہنا مین جانتا تھا جبدن شاہین آئیگی تمام لشکر مٹا دیگی شاہین نے پلٹکر دیکھا ایک
جادوگر شلنگین لگاتا ہوا آتا ہی ایک کاغذ بڑا سا ہاتھ مین قریب آکر سلام کیا کہا ای ملکہ شاہین کیا
کہنا شہنشاہ ہوشربا باغ سیب مین تمھاری تعریفین کر رہے ہین مجھکو بھیجا ہی کہ یہ نامہ ملکۂ عالم کو
دینا جو منظور تھا اسی کاغذ مین لکھ دیا ہی شاہین نے نامہ ہاتھ مین لیا زمین شق ہوئی ایک طائر پیدا
ہوا اڑکر گرد سر شاہین چرخ مارا جلکر زمین پر گرا ہڈیان بھی جل گئین خاک مین ملگیا طائر کا نکلکر
جلنا شاہین نے چاہا تھا کاغذ کھولون طائر پرمتو کہ گندرا لپٹ کر آواز دی او نابکار جادو رہو
یہ کہتے ہی ایک شعلہ بدن مین جانسوز کے لپٹ گیا کھینچکر سیدھ لشکر مین پہونچا دیا جانسوز نے اپنے
کو دیکھا رنگ وروغن عیاری کا دور ہوگیا بصورت اصلی نابینا قریب تخت ملکہ مہرخ لوٹ رہا ہون
حیران حیران نام باغبان قدرت لیکر پکار رہا ہی کسی ساحر نے جواب دیا کہ ای جانسوز باغبان
کہان ہین باغبان کے گرفتار ہوتے ہی باغ اسلام پر خزان آئی ضرغام نے جو دیکھا کہ جانسوز
گرفتار ہوا ایک کنیز کی شکل بنکر ضرغام بھی چلا سامنے آکر شاہین کو سلام کیا کہا ای ملکۂ عالم

آپ کا سحر بے نظیر ہی ایک سحر مین سب کو پھنسا لیا مجھکو ملکہ ماہیان زرد پوش نے بھیجا ہی تجھکو کان
مین عرض کرونگی شاہین نے انگوٹھی ہاتھ سے اُتار کر پھینکدی کہا اسکو اُٹھالا جیسے ہی ضرغام نے
انگوٹھی اُٹھائی انگشت دست گیری نہ کی ایک شعلہ بھڑک کر لپٹ گیا رنگ و روغن عیاری کا جلا صورت
اصلی ظاہر ہوئی شاہین نے اشارہ کیا او شعلۂ سحر اس عیار کو بھی مجمع عام مین پہونچا دے ایک زنجیر
کمر مین پڑی کھینچکر ضرغام کو اُسی مجمع مین ڈالدیا جانسوز و ضرغام ایک ہی مقام پر دونون پڑے تڑپ
رہے ہین کئی ہزار اہل اسلام اسی حال پر ملال مین نابینا سحر فراموش دریاے حیرت کا جوش بیتاب
و بیقرار ہوکر پکار رہے ہین ای خالق لیل و نہار و ای پروردگار ہمکو اس آفت ناگہانی سے بچالے
عجب بلا مین مبتلا ہین

نظم

ناتوانان را تو می بخشی توان
سرنگون در سجده ات گردن کشان
مهر و مه حلقه بگوش بندگی
کی رقم گردد بکلک دو زبان
حامی ام هستی بوقت بیکسی
هر زمان اندر عیان و در نهان

خفته جانان را دهی آرام جان
گاه از نطفه بشر پیدا کنی
تابع فرمان همه دور زمان
مشکلم حل کن توای پروردگار
وقت تنهائی محافظ پاسبان
هست این ناچیز عاجز خاکسار

خاکبوس درگهت شاهنشهان
گاه از قطره کنی دریا روان
حالت سوز دل این خسته حال
چون توئی عقده کشای بندگان
در زمانه واقف حالم توئی
بر کمال فضل تو امیدوار

ہر طرف سے صدائین آتی ہین یا رب یا مستغیث اس آفت سے بچالے شاہین نے سحر کی بوچھار کردی
دھوئین کا زور بڑھتا جاتا ہی چنگاریان دھوئین سے نکل رہی ہین اہل اسلام کی فریاد شاہین
کی بیداد حیرت تعریفین کر رہی ہی کہ ای شاہین کیا کہنا کیا مضبوط سحر کیا ہی شاہین نے کہا ان
عیارون کا حال آپ نے دیکھا حیرت نے کہا ای شاہین کیا کون وہ ظالم نہین ہی کہ جسکی عیاری
کرامات ہی مگر سامری و جمشید تمکو بچائین حقیقت مین کمال کیا مہار ایسی کو مبتلاے سحر کیا شاہین
جھک جھک کر سلام کر رہی ہی مصنف عرض کرتا ہی کہ شام تک شاہین نے سحر کو مضبوط کیا ملکہ حیرت
سے بڑھ کر عرض کی اب دو روز یہ مسلمان تڑپین پھڑکین تیسرے دن آکے ان سب کو قتل کرونگا شاہین نے
سحر کو خوب زور دے دیا ہی اب اسمین سے کوئی نہ نکل سکیگا حیرت نے تخت سے اُتر کر شاہین کو گلے سے
لگا لیا کہا ہوا تجھے بڑا ملال کیا اب یہ دو دن خیر و عافیت سے گذرین شہنشاہ کو حضور مبارک کا بڑا خیال ہی

مین چاہتی ہون دونون قتل ہو جائین ان دونون کی ذات سے مجھے بڑے رنج و ملال پہونچے
نوبت نقارے بجاتی ہوئی شاہین کو حیرت لیے ہوے پلٹی واسطے شاہین کے الگ بارگاہ استاد
کرادی شاہین نے اپنی بارگاہ کے گرد حصار سحر کیا اور داخل بارگاہ ہوگئی خوشیان ہونے لگین میدان
اہل اسلام مبتلاے آفت سارے لشکر مین دھوان چھایا ہوا ہی اہل لشکر گر رہے ہین جو نابینا ہونے سے
بچے ہین وہ اب نابینا ہو رہے ہین دعائین کر رہے ہین دو راتین اسی ہنگامے مین گذرین بوقت سحر حیرت
سے شاہین نے کہا کہ بجا ہو ملکۂ عالم میدان کارزار مین آئیے تماشاے قتل مسلمانان دیکھیے سب کے
پہلے مخمور و بہار کو قتل کرونگی مجھے تو آپ کی ذات سے واسطہ ہی شہنشاہ نے مجھے یہی کہا تھا کہ جاکر
کل مسلمانون کو قتل کر دو بہی مین نے کیا یہ سنکر حیرت نے لباس فاخرہ پہنا تاج مرصع سر پر رکھکر
تخت پر سوار ہوئی سب سردار تخت کو گھیرے ہوے مصور و صورت نگار ساتھ یاقوت و زمرد
آگے آگے اہتمام سواری کرتی ہوئی شاہین بلند پرواز سب سے آگے بڑھی ہوئی اپنے گھمنڈ مین
پھولی ہوئی کہتی ہی کہ ملکۂ عالم لونڈی نے آج خاتمہ کر دیا کئی سال لڑائی مین گذرے کنیز کو اب تک
خبر نہ تھی مین حاضر ہوتی یہ تکلیف نہونے پاتی ملکہ حیرت نے کہا وقت بیوقوف ہی تمھارے ملک
کے قریب کے کئی ساحر آئے جو آیا مارا گیا مگر اب مسلمانون کا وقت بربادی آگیا شاہین کہتی ہی ذرا
ملاحظہ تو فرمائیے اب مین اس دھوئین مین دروازہ پیدا کرونگی آپ کے ملازم جاکر سب کو قتل کرینگے
اس سحر مین یہ کمال ہی کہ دشمن پر تاثیر کرے دوست سے تعرض نہو یہ کہتی ہوئی میدان کارزار مین آکر
پہونچی نیسان جادو اسکی وزیرزادی سامنے حاضر تھی شاہین نے کہا ای نیسان جاکو بارہ
ہزار جادوگریان ساتھ لو دھوئین مین دروازہ پیدا کروان سب اندھون کو گرفتار کرکے لاؤ ملکہ حیرت
کو تماشا دکھاؤ نیسان نے بارہ ہزار جادوگرنیون کو ساتھ لیا چاہتی ہی کہ جاکر دھوئین مین دروازہ
پیدا کرین گولہ دیا ہوا شاہین کا ہاتھ مین اسم سحر پڑھتی ہوئی چلی لیکن باغبان و گلچین و
خواجہ عمرو ساتھ ہین لشکر عدو کو تباہ کرتے آتے ہین باغبان کو بڑی جلدی ہی کہ جلد اپنے
کو لشکر مین پہونچاؤن لیکن چونکہ خواجہ ساتھ ہین باغبان کو منظور ہی کہ بحفاظت انکو لیجاؤن رات
جہان ہوتی ہی فوراً پہاڑ پر اتر پڑتے ہین خواجہ آرام فرماتے ہین باغبان و گلچین جاگ کے
بسر کرتے ہین جس صبح کو یہان یہ آفت بپا ہوئی کہ شاہین برائے قتل مسلمانان آئی ہی اس شب کو

خواجہ نے ایک کوہ پر آرام کیا ہے باغبان گلچین جاگ رہے ہین دیکھا خواجہ سوتے سوتے چیخ اُٹھے باغبان نے ہاتھ پکڑ کر کہا کیون شہنشاہ اوج عیاری خیر تو ہے خواجہ گھبرا کر اُٹھے کہا ارے باغبان وہ خواب پریشان دیکھا کہ خدا اس خواب کو جھوٹ کرے مین نے کل لشکر کو مصیبت مین مبتلا دیکھا مہیار دمخمور بھی مبتلاے آفت ہین تمام سردار نابینا ہوگئے ہین ملکہ مہرخ کا تخت زمین پر رکھا ہے ہاتھون سے ٹٹول رہی ہین ماں باپ کے پروردگار کو پکارتی ہین سارے لشکر کا یہی حال ہے سب کے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے باغبان نے کہا خواجہ مین نے بھی شام سے ایسے ایسے خواب پریشان دیکھے گلچین نے کہا جب میری آنکھ بند ہوئی سب کو نابینا پایا لشکر مین عجب آفت برپا ہے خواجہ نے کہا باغبان اسی وقت چلو یہ رویاے صادقہ ہے باغبان نے اُسی وقت تخت تیار کیا سوار ہوکر چلے بڑے زور و شور سے باغبان سحر کر رہا ہے تخت مثل ہوا کے جاتا ہے ایک کوہ فلک شکوہ کے برابر پہونچے تھے کہ کان مین آواز گانے کی آئی کوئی نئی بجا بجا کر نئے طور سے اس غزل کو گا رہا ہے ساز بھی بج رہے ہین نظم

یا خدا اُنکو میان سے جاگے نیند آئی نہو | ایک شب کے جاگنے والے کی رسوائی نہو
غیر نے اُنکو کہین یہ بات سمجھائی نہو | آپ کے اسوقت وان جانے سے رسوائی نہو
بہر تسکین مجھکو مضطر دیکھکر بولے تو یہ | وہ محبت چاہیے جسمین کہ رسوائی نہو
وعدہ آنے کا وہ کرتے ہین بھی اس شرط سے | کہتے ہین اقرار یہ کر لو کہ تنہائی نہو
سینے مین گھٹ گھٹ کے مرجاے دل اپنا پسند | میری مونس گر شب فرقت کی تنہائی نہو
کہتے ہین وہ خواب مین آیا ہون ایسی رات کو | جسمین تو بھی خوش ہوا ور میری بھی رسوائی نہو
ہو اسے اک صاحب عصمت تصور سے غرض | کسطرح پردہ نشین آنکھون سے بینائی نہو
کچھ سجھائی دے جسمین نام اُسکا ہے شباب | آنکھ وہ ہی آنکھ ہے جسمین کہ بینائی نہو
تیرہ بختی سے مری شبخون کا ہے خوف ہے | شام فرقت کسطرح گھبرائی گھبرائی نہو
ضبط پردہ پوش راز عشق ہے پر کیا کرے | درد کے آنے کی دل مین جب خبر پائی نہو
جا وا ے بے تعلق اُس جوانی کے نثار | اُسپہ صدقے جان تک جو انکو تنہائی نہو
چاہتے ہین وہ ہی ایسی کسی تدبیر سے | دلکا دل مل جائے رسوائی کی رسوائی نہو

خواجہ حیران ہوئے کہ کون گا رہا ہے باغبان سنتے ہو خاص کوئی میری نقل کر رہا ہے سب تعریفیں
کر رہے ہیں سارنگ کس لطف سے گملا ملا نج رہا ہے باغبان نے کہا پہاڑ بہت بلند ہے ہزار ہا شعلہ
نکلتا رہا ہے باغبان نے تخت بلند کیا بر سر کوہ آکر پہونچے دیکھا خواجہ نے ہمارا دوست صادق
المحبت دائی شعلہ خوار آتش خوار ایک تاج مکلل بجواہر سر پر بھاری لباس الماس دوز پہنے ہوئے
ڈنڈا ہاتھ میں جھوم جھوم کے غزلیں گا رہا ہے سازندے بج رہے ہیں سارنگیاں بج رہی ہیں طبلے کی گمک آسمان
پر پہونچتی ہے مجیرے ابھی تک بج رہے ہیں خواجہ نے پکار کر آواز دی بھائی شعلہ خوار مزاج تو اچھا ہے خواجہ
کو شیطان بچے نے دیکھا کھڑا ہو گیا کہا استاد آپ کے جلسہ جما ہوا ہے اور یہ بھی پکار کر آواز دی ارے
بھائی ہوا اپنے کو ظاہر کرو ہمارے شہنشاہ آگئے اپنی صورت دکھاؤ میں انھیں کا غلام ہوں انکے
گانے کی نقل کر رہا تھا اب اصل کو سنو شعلہ خوار نے جو پکار کر کہا ہزار ہا شعلہ جو گرد تھا ایک بلور سے
بلند کا زمین پر آکر چھپا اب جو عمرو نے دیکھا ہزار ہا طفل ظاہر ہوا ایک ایک لنگوٹی باندھے ہوئے
ایک خاندان بالکل ننگے سر منڈے ہوئے ایک ایک چٹیا لمبی سب کے سروں پر چھوٹے شعلہ ہائے
آتش چھوڑتے ہوئے پرا باندھ کر سب نے خواجہ کو سلام کیا ہر چند کہ باغبان ساحر زبردست ہے مگر
یہ سب کو دیکھ کر ہوش اڑ گئے مثل بید کانپ رہا ہے وہ سب شیطان بچے خواجہ کے گرد پھر رہے ہیں
کوئی ہاتھ چومتا ہے کوئی قدموں کو بوسہ دیتا ہے کوئی بلائیں لیتا ہے شعلہ خوار نے کہا خواجہ کچھ گائیے
میں آپ کے گانے کی نقل کر رہا تھا سب خوش تھے اب آپ کا گانا سنکر محظوظ ہونگے عمرو نے کہا اے
شعلہ خوار میں عجب مصیبت میں ہوں عمرو نے سب حال اپنا باغبان کے قید ہونے کا سامنے
شعلہ خوار کے بیان کیا کہا آج میں نے خواب پریشان دیکھا ہے شعلہ خوار نے کہا میں ابھی خبر منگائے
دیتا ہوں اے شہنشاہ اوج عیاری یہ سب لشکر آپ کے ساتھ چلیگا ایک کی طرف دیکھکر کہا کہ جاکر
خبر لاؤ ایک وہیں سے منگا بہت خوب کہکر روانہ ہوا شعلہ خوار نے نَے خواجہ کے ہاتھ میں دی کہا حضور اب
گائیے سارا لشکر میرا آپ کے گانے کا مشتاق ہے ہر چند کہ خواجہ عمرو بہت پریشان ہو رہے ہیں مگر یہ بھی
خیال ہے کہ یہ سب جو میرے ساتھ چلینگے لشکر حیرت پر بڑی آفت آئیگی سب کے بیچ میں آکر بیٹھے
نہایت تکلف سے یہ اشعار سامنے شعلہ خوار کے گائے نظم

ہم یہ دعا مانگتے ہیں اپنے خدا سے | احمد بچائے شب فرقت کی بلا سے

بیمار محبت ہون بچونگا نہ دوا سے / چارہ نہین اب مجھکو کسی طرح قضا سے

اُلجھی سحر وصل جو اُس زلف رسا سے / کیا کیا نہوا دست و گریبان مین صبا سے

چلمن جو اُٹھائی بھی تو کس شرم و حیا سے / دکھلا دیا جلوہ مجھے سو ناز و ادا سے

لاتا ہی بلا راہرو دون پر یہ دو راہا / اُلجھے دل دشمن بھی نہ گیسوے دوتا سے

بگڑے ہوے تیور ہین خدا خیر کرے آج / ہو جب مجھے وہ نظر آتے ہین خفا سے

وصلت کا ہمین شکر نہ فرقت کی شکایت / مطلب ہین ترے کام ہو تسلیم و رضا سے

چھٹے فلک اور بعید فنا ارض نے پیسا / دو دن بھی تو مہلت نہ ملی ارض و سما سے

اللہ ری یہ گرمی فرط محبت / بگڑا جو وہ بت مجھسے تو بگڑا مین خدا سے

گو رم عنان شوق سے ہو امر بت طناز / پامال ہون عشاق کے دل تیری بلا سے

اُس شوخ کی آنکھون پہ لشکر کیون نہون عاشق / مشتاق چلے آتے ہین آہو بھی ختا سے

جب حشر مین محبوب نے دکھلایا ہی جلوہ / کیا رشک تظلام آیا ہی محشر مین خدا سے

سب شیطان بچے جب بیٹھے مین گانے پر خواجہ کے جھوم رہے ہین بعضے چیختے ہین غل مچاتے ہین بعضے خوش ہو کر ناچنے لگتے ہین شعلے بدن سے نکل رہے ہین بعض بلند ہوے بڑے بڑے شعلے ہو گئے پھر اُڑتے ہوے زمین پر آئے وجد کرنے ہین تالیان بجاتے ہین کبھی خود بھی کچھ گاتے ہین آواز تحسین ناک سے دھوان کان سے شعلے نکل رہے ہین جب منھ کھول دیتے ہین تمام جسم شعلۂ آتش بنجاتا ہی وہ شیطان بچہ جو واسطے خبر کے گیا تھا دوڑا ہوا آیا خواجہ کے گرد پھر اکہا آپ ہمارے افسر کے مالک ہین قدمبوسی ضروری ہی جو خواب آپ نے بیان کیا وہ سب حقیقت مین سچ ہی شاہین ایک ساحرہ آئی ہی جس مین شبانہ روز گذرے کہ سب اہل اسلام دھوئین مین گرفتار ہین شور فریاد بلند ہی کس و ناکس دردمند تمام لشکر نابینا ہو گیا ایک ساحرہ نیسان نام بارہ ہزار جادوگرون کو لیکر چلی ہی کہ سب کو جاکر قتل کرے یہ سُنکر خواجہ کی آنکھون سے آنسو جاری ہوے شعلہ خوار نے کہا اُستاد آپ کیون گھبراتے ہین شاہین کو چیر پھاڑ کر پھینک دونگا یہ غلام آپ کے دو ہزار ہین دس لاکھ پر غالب آئینگے ایک جاکر تخت حیرت اُلٹ دیگا ہمکو کوئی نہ دیکھیگا ہم سب کو دیکھ دیکھکر مارینگے حیرت کو ایسا پریشان کرینگے کہ وہ سب سحر کرنا بھول جائے اے خواجہ عمرو اگر افراسیاب آگیا

اسکا تاج اتار کر آپکو دیدونگا حیرت کا دوپٹہ اتار لونگا بی یاقوت وزمرد پر طمانچے پڑینگے ایک تو
غزل اور سنا دیجیے عمرو نے کہا وہان جنگ نہ آغاز ہوجائے شعلہ خوار قدمون سے لپٹ گیا خواجہ
نے خاطر سے شعلہ خوار کی چند شعر عاشقانہ اس زور وشور سے گائے کہ سب شیطان بچے چیخین مارمار کر
رونے لگے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ حقیقت مین خواجہ علم موسیقی کے آپ بادشاہ ہین آسمان عیاری
کے ماہ ہین آپکے گانے نے ہم سب کو بیقرار کردیا کبھی ایسا گانا نہ سُنا تھا دو ہزار شیطان بچے اچھل
رہے ہین کود رہے ہین کوئی خواجہ عمرو کے ہاتھ چومتا ہی کوئی قدمون کو بوسہ دیتا ہی خواجہ نے کہا
اے شعلہ خوار اب جلد چلو ایسا نہو شاہین جا پڑے تو مجھکو بڑی شرمندگی ہوگی شعلہ خوار نے کہا آپ
چلیے مین حاضر ہوا خواجہ و باغبان گلچین تخت پر سوار ہوکے چلے کوہ سے چند قدم بڑھے تھے صدائین
ہیبت ناک کان مین آنے لگین ہزار شعلہ پہاڑ سے چمکا خواجہ دیکھتے ہوے بڑھ گئے باغبان سے
کہا تخت کو جلد بڑھاؤ اے باغبان مجھے شگون کا اعتبار نہین آتا باغبان نے کہا اگر مع فوج
آپکا لشکر حیرت مین ملکہ پڑ جائیگا حیرت کو بھاگتے راستہ نہ ملیگا باتین کرتے ہوے خواجہ وگلچین باغبان
چلے باغبان بڑے زور وشور سے تخت اڑائے ہوے لیے جاتا ہی میان نیسان بارہ ہزار
جادوگرون کو لیکر اس مقام پر آئی کہ جہان دھوئین نے تمام لشکر مہرخ کو گھیرا ہی اندر سے آہ آہ کی
صدا آرہی ہی شاہین بلند پرواز تین لاکھ جادوگرون کا لشکر لیے ہوے کھڑی ہی اس امید پر کہ نیسان
جاکر دروازہ پیدا کرے سرداران مسلمانان قتل ہونے لگین تو مین بھی جا پڑون سرداران نامی کو گرفتار
کرلاؤن ملکہ حیرت تخت پر سوار خوب بناؤ کیے ہوے مع لشکر تماشا دیکھ رہی ہی کہ نیسان جادو
نے بڑھ کر گولہ مارا قصر دود مین در پیدا ہوا شاہین بلند پرواز بھی لشکر لیکر بڑھی منظور ہوا کہ ملکہ
بہار مخمور کو پکڑ لاؤن سامنے حیرت کے لاکے قتل کرون حیرت بھی بلبلا رہی ہی ہر مرتبہ پکارتی
ہی اے شاہین بلند پرواز جلدی کرو ایسا نہو کوئی انکا مددگار آجائے بعد انکے خاتمے کے صاحبان
طلسم نور افشان سے مقابلہ پڑیگا کوکب بھی آکے لڑیگا بران نے بڑے بڑے کمال کیے
دریاے خون روان مثل پل پر یزادان کو توڑا آخرکو عشاق سبز رنگ نے سحر سے مارا
پھر وہ بھی مارا گیا بی بران اچھی ہوئین ابھی تھوڑے دن ہوے شہنشاہ کے غصے مین آکے گنبد قہر
سامری گرایا ساربان زادے نے اسکو بھی فتح کیا شاہین بلند پرواز نے کہا حضور مین سب کے

بجھ لونگی مین کیا کسی سے پایہ کمی رکھتی ہون کوکب کی کیا حقیقت ہی بران کو بھی قتل کرونگی سب تیرے
دیکھے بھالے ہین یہ کہتی ہوئی شاہین بڑھی ملکہ حیرت نے بھی لشکر کو بڑھایا اب سب اسی فکر مین
ہین کہ مسلمانون کو جلکر لوٹ لین اور شاہین بلند پرواز اس فکر مین ہی کہ مہار و مخمور کو جاکر گرفتار
کرلون نیسان نے گولہ مارا قصر دود مین دروازہ پیدا ہوا نیسان نے چاہا کہ اندر قصر دود کے قدم
رکھون کہ آسمان سے نعرہ ہوا باش او نیسان کہان جاتی ہی خبردار آگے نہ بڑھنا منم باغبان
خواجہ تو تخت سے کود کر الگ ہوے باغبان و گلچین سینہ سپر کرکے لڑنے لگے نیسان نے رنگ
برساوی چاہا باغبان کو مبتلاے سحر کرون باغبان نے گیند پھولون کا مارا کہ نیسان کا سر اڑگیا
اسکے ساتھ والون نے چاہا ملازمان مہرخ کو قتل کرین گلچین بڑھی تڑپ تڑپ کے گرنے لگی کئی
ہزار جادوگرون کو مارا شاہین بلند پرواز نے جو یہ معرکہ دیکھا کل لشکر کو لیکر جا پڑی حیرت جادو
نے بھی اپنے لشکر کو بڑھایا جمیل جادو برابر تخت حیرت کے کھڑی تھی حیرت نے اُس سے کہا
جاکر مہار کا سر کاٹ لے باغبان و گلچین لشکر مین گھرے ہوے لڑرہے ہین کہ جمیل جادو
تڑپ کر قریب مہار کے آئی چاہا کمر مین پنجہ دیکرے اڑون باغبان نے جو دور سے دیکھا گھبرا گیا کئی
گولے پھینکے لیکن تا جمیل جادو نہ پہونچے لاکھون جادوگر باغبان کو گھیرے ہوے ہین نکلنا
مشکل ہوگیا چلا کر آواز دی اے گلچین مہار کا خاتمہ ہوتا ہی اگر مہار نہین تو باغبان و گلچین کو پھر
کون پوچھیگا گلچین نے چاہا مجمع سے نکلون جادوگرون نے نہ نکلنے دیا باغبان و گلچین کو بڑی کد
یہ ہی کہ کوئی ملازم مہرخ قتل نہو لاکھون مین جاکر گھر گئے جیسے ہی جمیل نے ملکہ مہار کی کمر مین پنجہ
دیا اور قصد کیا کہ لے اڑون کہ پہلو سے آواز آئی منم شعلہ خوار آتش خوار جمیل کیون قضا آئی ہی
جمیل گھبرا گئی پلٹ کے دیکھا ایک شعلہ بھڑکتا ہوا آتا ہی اسنے ملکہ مہار کو چھوڑ دیا جھپٹ کر ایک گولہ
مارا شعلے کے اندر سے ایک ہاتھ کالا کالا پیدا ہوا گولے پر تھپکی ماردی گولہ پھٹکر زمین پر آیا الٹی ملازم
شاہین بلند پرواز کے جلے جمیل حیران ہی کہ یہ کیا معرکہ تھا نہ کوئی سحر تھا نہ کوئی شعبدہ تھا یہ کیا
بات تھی پھر طرف مہار کے پلٹی کہ شعلہ قریب آیا جمیل کا ہاتھ کسی نے پکڑ کے ایک طمانچہ مارا کہ جمیل کا
سر اڑگیا جمیل مرکر زمین پر گری وہی شعلہ گرد مہار کے آکے پھرا منہ پر ہاتھ بھی پھیر دیا مہار کی
آنکھین کھلین اب مہار نے دیکھا کہ ہزار ہا اڑکے ننگے لشکر شاہین بلند پرواز مین دوڑ سے

دوڑے پھر رہے ہین کسی کو طمانچہ مار دیا اُسکا سر اُڑ گیا کسی کو پکڑ کے چیر ڈالا کسی کے سامنے جا کے
منھ کھول دیا شعلۂ آتش نے ساحر کو جلا دیا حیرت نے جو تخت پر سے دیکھا کہ گرد مسلمانون کے شعلۂ
آتش پھر رہے ہین کسی ساحر کو قریب نہین آنے دیتے حیران ہو گئی کہ یہ کیا معرکہ ہی غصّہ کو بھڑک کے
نعرہ کیا منم حیرت جادو اے مسلمانون کہان جاتے ہو مین آ پہونچی اب میرے ہاتھ سے بچ گئے
حیرت جادو نے چاہا تخت بڑھاؤن ایک شعلۂ کلان بھڑک کر زیر تخت آیا اُسنے تخت حیرت
اُلٹ دیا ملازم دوڑ پڑے کنیزون نے ملکہ حیرت کو سنبھالا ملکہ حیرت حیران کہ یہ کیا سحر تھا کچھ
ذہن مین نہ آیا کہ یہ شعلۂ آتش کون چکا تا ہی کنیزون نے پھر تخت کو درست کیا ملکہ حیرت پھر تخت پر
سوار ہوئین اپنے نام کا نعرہ کیا جیسے ہی تخت پر سوار ہوئین ایک شعلے نے پھر تخت کو گرا دیا کئی مرتبہ
ملکہ حیرت نے قصد کیا کہ تخت پر سوار ہون جب تخت پر سوار ہوئین ایک شعلے نے تخت کو اُلٹ دیا
آخر تخت ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا حیرت ناچار ہو کر پیدل چلی ہر جادوگر کے سر پر ایک شعلہ چکا اُسکو جلا دیا
ایک شعلے نے دو دو ہزار جادوگرون کو مارا شعلۂ کلان افسرون پہ جا گرتا ہی مصور کو ایک شعلے
نے آ کے ڈھکیل دیا اوپر سے صورت نگار کو گرا دیا دونون زن و شوہر لپٹے ہوئے پڑے ہین
اُٹھتے ہین تو اُٹھ نہین سکتے جب اُٹھتے ہین شعلۂ آتش پھر گرا دیتا ہی مصور و صورت نگار ڈگمگا کر
پھر گر پڑتے ہین مانی و بہزاد بھی تلے اوپر گر رہے ہین ہزارہا سردار نامی و گرامی زمین مین پڑے
لوٹ رہے ہین شعلۂ آتش سب کے سرون پر چپک رہے ہین ایک طرف سے نعرہ خواجہ عمرو کی
صدا بلند ہی لوٹتے پھرتے ہین زندون کی کمر ٹٹول رہے ہین مُردون کے لباس اُتار لیے ایک شعلۂ
کلان طرف شاہین کے چلا ایک آواز ہیبت ناک آئی کہ او شاہین کہان جاتی ہی شاہین
نے پلٹ کر دیکھا ایک شعلۂ کلان میری جانب آتا ہی چاہا کہ بھاگون اپنی جان بچاؤن ایک شعلۂ
خرد نے شاہین کو ڈھکیل دیا اوپر سے ایک کنیز کو گرا دیا شاہین اُٹھ نہین سکتی جب اُٹھتی ہی لڑکھڑا کر
گر پڑتی ہی شعلۂ کلان قریب پہونچا شاہین کی دونون ٹانگین پکڑ کر چیر کر پھینک دیا شاہین کے
مرتے ہی اندھیرا ہو گیا ابر لخت لخت ہوا ٹوٹ کر زمین پر گرا کچھ روئی کے گالے سے تھے کہ زمین پر اُڑتے
پھرتے ہین مرنے سے شاہین کے سب سردار بینا ہوئے سب کو از حد غصّہ تھا مہیار کا گلدستہ جانی محمود
نے دانہ یاقوت احمر کا مارا ہلال چپک چپک کر گرنے لگی سرخ موسے کاکل لشانے بال کھول دیے

رعد و برق تڑپ تڑپ کر گرنے لگے برق لامع بھی آڑی ترچھی گر رہی ہی ساحران حیرت حیب دیکھتے ہین کہ کسی سردار نے ہاپر گولہ اُٹھایا اُسنے جھولی سے ترنج نکالا چاہا پھینک مارون کہ ایک شعلۂ خودبخود پیدا ہوا ہاتھ پر تھپکی ماری اُسکے ہاتھ سے ترنج گرا ملازم مہرخ نے گولہ مارا اُس ساحر کا سر پھٹ گیا دھوان جو لخت لخت ہوا ملکہ بہار نے حیرت سے کہا ہوا کہان جاتی ہو حیرت نے چاہا کہ سحر کرون ایک شعلۂ آتش نے حیرت کو گرا دیا کنیزون نے آکر سنبھالا اب کئی کنیزین صف باندھ کر کھڑی ہوئین بہار نے گلدستہ مارا وہ گلدستہ پھٹا پھول برسنے لگے ہوائے سرد چلی درختون نے اُن سب پر سایہ ڈالا بلبلا کے پکارا اُٹھین ای ملکۂ عالم ہماری جان پر بنی ہوئی ہی ہم تو آپ کے عاشق ہین ہملوا اپنی خدمت مین قبول کیجیے نظم

پاس رسوائی جانان دل ناشاد رہے — بے صدا مثل اثر نالہ و فریاد رہے
وان بھی ہر لحظہ جو بیداد مین ایجاد رہے — یان بھی ہر دم نئے انداز کی فریاد رہے
ای قضا تاب کجا طاقت فریاد رہے — ہم رہین دہر مین اب یا دل ناشاد رہے
راز دل منھ سے نکل جائے جو بیتابی مین — اپنے دامن مین چھپائے ہوئے فریاد رہے
چند اشکون کا جو محتاج پس مرگ بھی ہو — ایسے بیکس کی نہ کیون لاش بھی برباد رہے
ساتھ اُسکے رہے یہ جان حزین مثل خیال — ننگی شمشیر لیے ہاتھ مین جلاد رہے
خون آنکھون سے اُبل جائے جو فصل گل مین — پھر نہ آوے جوش جنون حاجت فصاد رہے
مردے جاگ اُٹھین صدا صور کی ہو نالہ مین — دامن حشر دلا دامن فریاد رہے
دی وہ تصویر مصور نے جسے کھینچا تھا — آپ ہر رنگ مین جلا دکے جلاد رہے
عالم فکر و مسرت مین سدا شل ہوا — قید سے قید ہم آزاد کے آزاد رہے
دل بیتاب کو گر برق فنا چاک کرے — ذرے ذرے مین کی چمک نکلے تری یاد رہے
تحسین کرنے لگے تمام سے جاتے ہی شریر — واہ کیا خوب گلے اُنکے تمھین یاد رہے

ہزارہا کنیزین غزلین گاتی پھرتی ہین کوئی سر ٹکراتی ہی کوئی غل مچاتی ہی اسیطرح ہزارون جادوگر بھی مرے حیرت عجب آفت مین ہی کہ جب سحر کرنے بڑھتی ہی ایک شعلہ دھکیل دیتا ہی حیرت جھاڑ پونچھ کر پھر اُٹھتی ہی ایک شعلۂ آتش قریب آیا جھولی شانے سے حیرت کے اُتار کر پھینکدی اور کان حیرت کا

توڑ دیا کہا اری جاتی نہیں ورنہ پکڑ کر لیجاؤنگا در کوہ میں لیجا کر ڈالدونگا پڑے پڑے سڑ جائیگی
یہ صدا سنکر حیرت پیچھے ہٹی جب پیچھے ہٹتی ہو خیر و عافیت ہو جب آگے بڑہی وہی صلیب ہو جھولی ندا
لباس پارہ پارہ ہو گیا ہے عرض کرتی ہیں واری فوج مسلمانان کا بادہ ہے بلی سہار سحر کرلی ہوئی آتی
ہیں انکو بڑھکر روکیے ایک سحر ایسا کیجیے کہ انکا گلدستہ جلے حیرت نے کہا میں خاک سحر کرون جب سحر کرنے کا
ارادہ کرتی ہون کوئی نہ کوئی ڈھکیل دیتا ہے تمام لباس پارہ پارہ جھولی پاک نذر ہی کا ہے
بے سحر کرون آخر کو حیرت بھاگی یہ جنگ شیطان کبھون کی بہت طولانی تھی حقیر نے اسکو کم کر کے
لکھا کہ ناظرین ملول نہون حیرت و مصور صورت نگار پر یہی آفت رہی کہ وہ میان بی بی
ٹنگے اوپر گرتے ہیں حیرت صد ہا مرتبہ زمین میں گری یاقوت کو کسی نے زہر دہر پھینک مارا مگر کوئی
گرانے والا معلوم نہیں ہوتا جب ملازمان حیرت لیند دھڑ کا ہونے لگے اور صد ہا کے سر پھٹے
ہاتھ منہ ٹوٹے سب سرداران اہل اسلام سحر کر رہے ہیں ملازمان حیرت سحر نہیں کر سکے سحر کرتے
چلے اور منہ کے بل گر پڑے شعلۂ آتش نے جلا دیا یا انکو یہیں پکڑ کر چیر ڈالا ایسے کیسے سحر حیرت نے کیے
مگر کچھ نہ ہو سکا آخر کار شکست فاش ہوئی بھاگنے کی تلاش ہوئی طبل امان بجوا کر پلٹی سرداران
اسلام تو رک گئے مگر شعلے بھڑکتے ہوئے چلے آتے ہیں بارگاہون کو شعلہ ہائے آتش نے جلا دیا
اسباب اٹھنے لگا حیرت حیران ہے کہ سرداران اسلام تو رک گئے لیکن یہ شعلۂ آتش نہیں رکتے
آخر حیرت پڑاؤ پر سے بھی بھاگی دیکھا بارگاہیں جل رہی ہیں خزانہ لٹ گیا اسباب بھی جابجا کا لٹا
حیرت نے نہایت غم کے دیکھا شعلۂ آتش ساتھ چلے آتے ہیں آخر حیرت جادو گھبرا کر چیخ اٹھی کہ اے
ہمارے مددگار مدد کے کوئی نہیں مددگار باقی نہیں رہا ایک پتلۂ فولادی پیدا ہوا اسنے حیرت
کو کمر میں پکڑ دیا اور دو پتلے فولادی مصور صورت نگار کو اٹھا لیگئے انکا لشکر سے نکلنا
تمام لشکر سر پر پانون رکھکے بھاگا کوئی درۂ کوہ میں جا کر چھپا کوئی شخص دامن صحرا کو منزل دہن جادہ
بانگ چلا گیا کوئی آبرو کے خوف سے دریا میں گرا کسی کو پناہ پانی مشکل ہوئی چاہتا تھا بچین کون
ہیں آگ کر جان دی ہزارون یون مرے یہان افراسیاب جادو اپنے مقام پر باغ سیب
میں بیٹھا ہے جشن راگ و رنگ آراستہ ہے گانا ہو رہا ہے کہ پتلۂ فولادی حیرت کو لیے ہوئے پہنچا
دو پتلے مصور صورت نگار کو لائے افراسیاب نے دیکھا حیرت کا لباس پھٹا ہوا

چہرہ گرد آلود رنگ رو متغیر متردد و متحیر مصور و صورت نگار کا عجب نقشہ ہے زن و شوہر کے سر سے
خون ٹپک رہا ہے میاں مصور آہ کر رہے ہیں صورت نگار کہتی ہے خداوند تجھکو غارت کریں نگوڑا
جب گرا میرے ہی اوپر گرا میری ہڈیاں ٹوٹ گئیں مصور ہاتھ باندھ کر کہتا ہے جی بی کیا میں آپ سے گرا
کوئی مجھکو گرا دیتا تھا کمبخت نے پہلے تمکو ڈھکیلا پھر مجھکو دھکا مار دیا میں مجبور و ناچار تھا مجھکو معاف
کرو صورت نگار نے ایک طمانچہ مارا افراسیاب یہ کہکر اٹھا کہ قدرت کی بہو یہ کیا کرتی ہو ایسے غریب
شوہر کے ساتھ یہ بدعت یہ کہکر مصور کو الگ کیا صورت نگار کا ہاتھ پکڑ لیا حیرت سے پوچھا
صاحب یہ کیا معرکہ گذرا حیرت چینخیں مار مار کر رونے لگی کہا اے شہنشاہ کیا بیان کروں آج مجھپر
وہ مصیبت گذری کہ جسکا حد و پایان نہیں یہ کہکر حیرت نے سب حال بیان کیا نیسان کا مارا جانا
ہاتھ سے باغبان کے پھر سے شعلہ ہائے آتش کا چمکنا شاہین کا مارے جانا اپنا تخت سے گرنا مسلمانونکا
بنیا ہونا تمام خرابیاں حیرت نے بیان کیں اور یہ بھی کہا کہ جب میں نے سحر کا قصد کیا کوئی گرا دیتا
تھا شعلے بھڑک رہے تھے میں نہ سمجھی کہ کیا شعبدہ تھا اب دیکھیں تقدیر کیا دکھائے اسقدر حیرت
نے بیقرار ہو کر یہ معاملہ بیان کیا کہ افراسیاب یہ حال مصیبت مآل سن کر دنگ ہو گیا فوراً
کتاب سامری اٹھائی عرصۂ دراز تک کتاب کو دیکھا کیا زانو پر ہاتھ مارا گھبرا کر کھڑا ہو گیا
پھر بیٹھا کہا اے حیرت میں بادشاہ طلسم ہوشربا ہوں کوئی شے دنیا کی ایسی نہیں کہ جسکو میں نہیں
جانتا بڑا خلل پڑا یہ فوج شیطان بچے کی تھی اب میں قبر سامری پر خود جاؤنگا فوج شیاطین جمع کر کے
شیطان بچے اور فوج شیطان بچے کو پکڑ لونگا یہ کہکر افراسیاب اٹھا کہا صاحب اب تم مقابلے میں
مسلمانوں کے جاؤ میں جاتا ہوں تسخیر کر کے فوج شیاطین کو لاتا ہوں اگر شعلہ خوار کو نہ گرفتار کرونگا
تو بڑی خرابیاں در پیش ہونگی با بدولت سب علوم سے آگاہ ہیں یہ کہکر افراسیاب نے چاہا کہ روانہ ہوں
اسوقت نامہ کوہ عقیق گلزار سلیمانی سے لفافہ آیا یہ مضمون تھا کہ کسی ساحر زبردست کو جلد بھیج افراسیاب
نے جھلا کر طرف باغ کے دیکھا غنچہ چٹکا ایک شعلہ بھڑکا سب نے دیکھا ایک ساحر سامنے افراسیاب
کے آیا جھک کر سلام کیا کہا غلام کو کیوں طلب فرمایا افراسیاب نے کہا اے غنچۂ آتشباز
کوہ عقیق پر جاؤ مگر خبردار غرور نہ کرنا صدہا جادوگر اسی غرور میں مارا گیا غنچۂ آتشباز نے کہا اے
شہنشاہ غلام جاتے ہی سب کو گرفتار کر لیگا قدرت کو بالائے قیطول پہونچا دونگا افراسیاب نے کہا اے غنچۂ آتشباز

اگر تمنے یہ کام کیا تو خداوند ہمکو مشیر قدرت قرار دینگے غنچۂ آتشباز نے آواز دی پھول پتوں سے شعلۂ آتش نکلے
تھوڑے ہی عرصے مین ساٹھ ہزار جادوگر مع کل سامان لشکر حاضر ہوئے غنچۂ آتشباز اسی وقت اُن
سب ساحرون کو ساتھ لیکر تخت سحر پر خود سوار ہوا طرف کوہ عقیق کے روانہ ہو گیا یہان خواجہ جب
لڑائی فتح کر کے پلٹے بڑی خوشی حاصل ہوئی شعلہ خوار نے اپنے کو ظاہر کیا بیرون بارگاہ ہزار ہا شعلہ
چمک رہا ہے خواجہ نے کہا سب کو اندر بارگاہ کے بُلا لو سب اپنے کو ظاہر کرین ملکہ مہرخ وغیرہ سب مشتاق
ہیں سب شعلۂ آتش اندر بارگاہ کے آئے شعلہ خوار نے ایک چیخ ماری سب ظاہر ہوئے ملکہ مہرخ وغیرہ
نے دیکھا دو ہزار کالے کالے لڑکے لنگوٹیاں باندھے ہوئے چٹیان سرون پر سب کے مُنھ سے دھوئیں
نکلتے ہوے ملکہ مہرخ کو سب نے سلام کیا سب سردار کانپ گئے مہرخ نے کہا خواجہ انکو رخصت کیجیے
شعلہ خوار نے کہا ایک پیالہ شراب کا سب کو مرحمت ہو ملکہ مہرخ نے دِلوا دیے شیطان بچوں نے
بیرون بارگاہ خوب شراب پی بعد تھوڑی دیر کے خواجہ سے عرض کی غلام اب رخصت ہوتے ہیں
جسوقت ضرورت ہو ہمکو طلب فرمائیے گا آج جنگ مین اگر افراسیاب آتا تو اُسکی بھی یہی حالت کرتے اُسکو
بھی بجز بھاگنے کے کچھ نہ بن پڑتا جسوقت طلب فرمائیے گا یہ سب حاضر ہونگے آج آپکے بادشاہ کو دیکھ کر
بہت خوش ہوے یہ کہکر شیطان بچے رخصت ہو کر روانہ ہوے انکا ذکر وقت پر تحریر ہوگا کہ دیکھیے
افراسیاب ان کے ساتھ کیا کرتا ہے اس داستان کو اسی مقام پر چھوڑا جاتا ہے انشاء اللہ جلد دوم میں ان
شیطان بچون کی داستان بہ کیفیت تمام تحریر کرون گا یہ جلد اس مقام پر ختم کی جاتی ہے انشاء اللہ
جلد ثانی مین حال کیفیت مآل ناظرین پر بخوبی واضح ہوگا اور طلسم ہفت پیکر کے بھی ناظرین والا مقام
مشتاق رہین جب وقت اُسکی تحریر کا آئیگا تو پڑھنے والا لطف اُٹھائیگا۔ والسلام فقط

تمّت

خاتمۃ الطبع۔ الحمدللہ والمنۃ کہ داستان فرحت افزا جلد اوّل بقیۂ طلسم ہوش رُبا مصنفہ نثار زمان
منشی احمد حسین صاحب قمر جو اس سے پہلے چند مرتبہ مطبع منشی نولکشور موسوم بہ اودھ اخبار واقع لکھنؤ مین
چھپی اور اب مطبع منشی نولکشور واقع کانپور میں بعلو ہمتی ذی المجد والمحاسن معلی القاب عالیجناب منشی پراگ نرائن
رائے بہادر مالک مطبع دام اقبالہ باہتمام منشی بھگوان دیال صاحب ایجنٹ بماہ مارچ ۱۹۱۱ء باراوّل طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد بیحد و تعریف لاانتہا اس پروردگار کو زیبندہ اور سزاوار ہے کہ جسکا لقب پاک ستار و مختار و غفاری
بانی بنائے دو جہان چارہ ساز رب بے نیاز جسنے ایک کلمہ کن کے کہنے مین زمین و زمان ثوابت
و سیارگان خلق فرمائے زبان انسان ضعیف البنیان کی کیا حقیقت ہے کہ صفت ایسے حکیم کریم
کی زبان پر لائے زہے جہالت کیا نہ ہے عز و شان اوصاف خدا دل لطف اٹھاتا ہے لکھنے والیکا
قلب مزا پاتا ہے کیا کیا عنایت فرمائی معرفت پیغمبران سلف راہ نیک بتائی تا بندگان بی نیاز راہ حق
سے برگشتہ نہوں ہدایت پائیں جفائے عدم نہ اٹھائین انس و جن دیو پری ہو دیار کار رزاق مطلق
ہے وقت سختی مین چارہ ساز برحق ہے ادنی عنایت یہ ہے کہ ہمکو امت مین اس اپنے حبیب کی
پیدا کیا کہ مثل و نظیر نہین ہے روز حشر عجب دن ہوگا حضرت یعقوب فراق یوسف مین اسقدر
روئے کہ نابینا ہوگئے مگر اسدن قہر و جلال پروردگار دیکھکر عرض کرینگے کہ ای رب اکبر و ای بانی
شمس و قمر مجھکو بخش دے مقدمہ یوسف مین مجھکو اختیار ہے کل پیغمبر یہی عرض کرینگے کاش اسدم
حبیب خدا کی ہو وے نجات قہر و غضب پروردگار سے بچے مگر ہمارے حضرت اسوقت بھی امتی امتی فرمائینگے

نعت سرور کائنات باعث بنائے موجودات اشرف انبیا حبیب خدا

پروردگار نے اپنے حبیب مطلق کو اپنی خدائی کا اختیار دیا بروقت مرض الموت جبرئیل امین بحکم رب العالمین
حاضر خدمت ہوئے عرض کی ارشاد رب اکبر ہے کہ اے حبیب میرے فردوس اعلی مین حوران جنان کو؛

ہمارا اشتیاق ہے دریاہائے جنان میں جوش تسنیم و کوثر کو تمھاری محبت کا جوش ہے بہشت عنبر سرشت
نہایت آراستہ و پیراستہ ہے اگر تمھاری خواہش ہو تو صندوق بہشت میں تمکو بلالیں حضرت نے عرض
کی اے جبرئیل رب اکبر سے عرض کرو کہ میں اپنی امت سے جدا ہونا نہیں چاہتا میری قبر کی زیارت سے
مشرف ہوں شرف کو نہیں حاصل کریں کیوں ای جبرئیل بعد مدہ گنہگاران امت کیا ارشاد ہوا جبرئیل
نے سجدہ کیا عرض کی کہ کیا گذارش کروں انھوان طبقہ جہنم کا خاص آپ کے گنہگاران امت کو واسطے
ہزار بابا ہے حضرت اسقدر روے کہ ریش اطہر تر ہوگئی حکم رب اکبر ہوا ای حبیب میرے کیوں اسقدر
ملول ہو ایسی عنایت ہوگی کہ راضی ہوگے لفظ فترضی ارب اکبر نے ارشاد فرمایا عجب کلمہ جامع ہے مراد
رب اکبر یہ تھی کہ تمھارے دشمن اور تمھاری آل کے دشمن جہنم میں جائیں دوست لذمات جنت
عنبر سرشت کھائیں اسوقت سر جناب حبیب خدا آغوش میں جناب سیدہ کی تھا باپ کا حال زار دیکھکر
بیقرار ہو کر روتی تھیں کہ دیکھیے والد نامدار کو کیونکر صحت حاصل ہو کسی عرب نے دروازے پر سے
آواز دی کہ میں مسافر غریب راہ دور و دراز طے کرکے آیا ہوں چاہتا ہوں کہ زیارت رسول مختار
سے مشرف ہوں سیدہ روتی ہوئی دروازے پر گئیں کہا اے بھائی رسول مختار شدت بخار سے
بیہوش ہیں یہ وقت ملاقات نہیں ہے یہ فرماکر جناب سیدہ واپس آئیں کہ پھر اس عرب نے
آواز دی جناب سیدہ نے پھر وہی جواب دیا تیسری مرتبہ اسطرح کی آواز ہیبت ناک دی کہ رنگ
روے جناب سیدہ متغیر ہوگیا جناب رسول خدا نے گھبراکر آنکھ کھولی پوچھا اے نور نظر کیوں اسقدر
بیقرار ہو جناب سیدہ نے کل کیفیت بیان کی جناب رسول خدا نے فرمایا اے سیدہ دوسرا کی کنیز
خاص کبریا یہ مرتبہ پروردگار نے تیرے ہی گھر کو دیا ہے کہ ملک الموت بدون حکم کے گھر میں تیرے نہیں
آسکتا کسی نبی و ولی سے یہ نہیں ڈرتا حکم خالق زمین و زمان لیکر آتا ہے یہ مرتبہ تجھکو حاصل ہے کہ بغیر
تیرے حکم کے اندر نہیں آتا کیا مرتبے پروردگار نے رسول مختار کو دیے کیا راقم عرض کرے جسطرح
صفات الہی ناممکن ہے اسی طرح بیان اوصاف رسول مختار بھی غیر ممکن ہے بس یہی لفظ کافی ہے کہ
حبیب خدا مالک دوسرا اشرف انبیا ہیں

منقبت جناب حیدر کرار صاحب ذوالفقار وصی احمد مختار کرار غیر فرار

آپ نے کبھی کسی جنگ میں پشت نہیں دکھائی ہر مقام پر ظفر نمود ہوئی جنگ خیبر میں کئی صاحب علم لیکر گئے بے نیل مرام پلٹ آئے تیسرے دن علم لشکر ظفر اثر جناب حبیب خدا نے جناب علی مرتضیٰ کو دیا اول جناب حارث کو واصل جہنم کیا مرحب کو نوک کرمار اور شمشیر علی کی زخم شقاوت موج فرار پر قرار کیا جب اہل قلعہ نے امان مانگی تب آپ نے تلوار رکھا مع انتقام عدو کی جناب اشرف انبیا کے پاس جبرئیل امین حاضر ہوے عرض کی پروردگار فرماتا ہے کہ اپنے وصی بطلاق جانشین برحق کا استقبال کرو آج علی نے وہ جہاد کیا کہ فرشتے فخر کرتے ہین علی کو آج بڑا عقدہ تقاتل شجاعت نے جنگ کو فتح کیا اپنے جی کی خاطر کرو گئے لگاو جناب اشرف انبیا نہایت خوش ہوے اس قصیدے پر منقبت حیدر کرار کا خاتمہ

قصیدہ در مدح حیدر کرار تصنیف مصنف

نہال ہون جو مے حب بوتراب ملے — علی کی مہر سے ذرے کو آفتاب ملے
نجف میں ساغر حب ابو تراب ملے — جو میکدہ ہو تو کیفیت شراب ملے
کرم سحاب علی ہو جو قطرہ زن سوئے یم — ہر ایک قطرے کو گوہر کی آب و تاب ملے
نجف کی دید بحرمت نصیب ہو یا رب — طواف کعبہ کو ے ابو تراب ملے
وہی ہے مرسل رحمت حق علی ولی — مرے امام کو بیشک سب خطاب ملے

قطعہ

گئے جو عرش پہ معراج کو رسول کریم — تو جناب آپ کو ہر چند حجاب ملے
وہ لامکان میں عرش علا پہ سد سقف — ہر اک مقام پہ حضرت کو بوتراب ملے
نثار ساقی کوثر کی بزم دلکش کے — سرور ہو جو اسی دور میں شراب ملے
سحاب جود علی ولی کے فیض کو دیکھ — یمین کو پھول سے بحر کو حباب ملے
محیط دہر میں نشو و نما کی کیا امید — ہوائے دید میں دم توڑ کے حباب ملے
فنا لگی ہے سے سر کشان تر دامن — ابھر چلے تھے کہ بس خاک میں حباب ملے
نصیب جاگ اٹھے آگئے لحد میں علی — بوقت خواب شرف ہم کو انتخاب ملے
نجف کے شوق میں ہی سجدہ پیشانی — بنا کے سر کو قدم گرد رہ تو آب ملے
لکھوں جو مدح علی عمر صرف ہو جائی — ضعیف ہو میں تو کیفیت شباب ملے
قسم ستارہ بخت رسا چمک جائے — زمین کربلا گر برائے خواب ملے

دو کلمہ داستان شوکت بیان صاحبقران زمان آتقلان کوہی بروزادہ سلیمان عنبرین موی کوہی کا برائے مدد لقا آنا و مقابلہ صاحبقران و آمد غنچہ آتشبار جادو بروقت جنگ و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

کدھر ہے تو اے ساقی شوخ و شنگ
تجھے یار ناز و ادا کی قسم
یہ ہے التجا تجھ سے اے سرو ناز
کہ جنگ و جدل کا تماشا دکھا
کہ کس رنگ مین جنگ تحریر ہو
کہ مستی مین بھی رنگ کی فکر ہو
مرا بلبل فکر ہے نغمہ زن
تو ہر غنچہ دل شگفتہ ہو
سُریلی صدائین جو آنے لگین
صدائین لگے دینے خوش ہو کے
ہوا عندلیبان گلشن کو جوش
صبا نے کہا گل کے یہ گوش مین
تم عیش و عشرت کے سامان ہین
کہ مشتاق ہین آج پھر سامعان
لکھون داستان جلالت نشان

کہ در پیش ہر رند مشرب ہے جنگ
کیا صحبت غیر نے دل کو تنگ
کہ ہو رزم اور بزم مین امتیاز
سبھی ناظران خجستہ خصال
شا دیکھا ہوا طرز تقریر ہو
امیر جہانگیر والا حشم
دکھاتا ہے ناظر کو سیر چمن
مرا صوفی کلک ہے حال مین
ترانے کا مضمون سنا دیکھین
سنالان گلزار ہین وجد مین
اوڑاتے ہین گل عندلیبوں کے ہوش
بہار گلستان کی آمد ہوئی
کہ رنگ طبیعت سے لحان ہین
چل ہے تو سن کلک جادو طراز
کہ ہو طبع روشن کا پھر امتحان

تجھے اپنے جور و جفا کی قسم
لڑائی کی دل مین بھری ہے امنگ
قلم سے دم نظم ہے لعب
ہین مستغنی ناظم باکمال
مے و جام و ساقی کا بھی ذکر ہو
رہین جنگ مین آج ثابت قدم
اگر بلبل و گل کا ذکر آگیا
کہ ہر حال کا لطف اس قال مین
ہوا بزم گلشن مین ہو حق کا شور
خبر لی کبھی قیس کو نجد مین
اگر غنچہ گل ہنسا جوش مین
تو زاہد کو میخوار سے کد ہوئی
کرون داستان شگفتہ بیان
دکھا دے جہان کا نشیب و فراز
بچرہ غازیان دیندار و مجاہدان

تہور شعار اس داستان خجستہ اطوار کو یون تحریر فرماتے ہین **شعر تصنیف مصنف** دیرو ہنر مند و شیرین مقال ⁂ چنین مے نگارد ز کلک خیال ⁂ **لشکر صاحب قران** زمان مقابلہ زمرد شاہ باختری مین بر سر کوہ **عقیق گلزار سلیمانی** فروکش ہے صاحبقران بارگاہ مین جلوہ فرما

ہین سرداران نامی وپہلوانان گرامی اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین ایک لاکھ چوراسی ہزار پیک بچہ
دربار جلالت شعار مین موجود ہی کہ لشکر لقا سے نوبت نقارے کی آواز آئی صاحبقران نے جواہر
عمرو سے فرمایا جاکر لشکر لقا مین دریافت تو کرو یہ کیسا نوبت نقارہ بج رہا ہی جواہر چلا چند پیک
بچے بھی صورتین تبدیل کر کے چلے کنارے سے اپنے لشکر کے دیکھا بختیارک ویاقوت شاہ طرف
صحرا کے جاتے ہین جواہر نے بڑھکر دریافت کیا معلوم ہوا استقلان کوہی بھتیجا سلیمان کا برائے
مدد لقا آتا ہی جواہر بھی بہ تبدیل صورت بختیارک کے ساتھ ہولیا اور پیک بچے بھی بصورت مبدل
جنگل پیادل چلے جاتے ہین صحرا مین ایک مقام پر جاکر ٹھہرے کہ صحرا سے گرد اوڑی چند شتر سوار سامنے
سے نکل گئے اونکے بعد ساٹھ علم ساٹھ ہزار سوار کے نشان نمایان ہوے علمہاے زنگاری پر
تعریف لقا مرقوم آمد کوہیون کی دہوم ان سبکے گذر جانے کے بعد دیکھا ایک پہلوان دیو خصال
گینڈے پر سوار مست مئ نخوت ابروے خنداز خنجر ظلم وبدعت جوڑا تیغہ کمر سے لگا ہوا ہاتھون سے خون
ٹپکتا ہوا پشت پر ساٹھ ہزار جوان غرق دریا آہن اس شد ومد سے استقلان کوہی آیا کہ جواہر
کانپ گیا جاہ وجلال اس بھیا کا دیکھکر حیران تھا کہ ای پروردگار خیر کرنا اس دیو سے کون مقابلہ کریگا
بختیارک نے بڑھکر سلام کیا اس مغرور نے نظر بھی اوٹھا دی بختیارک حیران کہ یہ تو بڑا مغرور
ہے عقل وفراست سے دور ہے لیکن بختیارک ساتھ ہوگیا بڑھکر لسنے عرض کی آپ کا
خداوند نے مزاج پوچھا ہے اسپر بھی استقلان نے کچھ جواب نہ دیا یاقوت شاہ کو سلام بھی
نہ کیا بختیارک نے بڑھکر کہا بھی کہ اے پہلوان دوران جبرئیل قدرت آپکے استقبال کو آئے
ہین اس مغرور نے اسپر بھی کچھ جواب نہ دیا بختیارک حیران ہی کہ اس بھیا سے کیونکر بات کرون
یہی سوچتا ہوا داخل لشکر ہوا ایک مقام پر سلیمان نے بہت مستقبل بارگاہ استادہ کرائی لشکر بھی
اسکا اوسی مقام پر اوترا پھر در گاہ لقا مین آیا لقا کو تخت یاقوت نگار پر پایا دیکھا ہر موے ریش مین
مروارید بے بہا آویزان ہین استقلان دیکھکر حیران ہوگیا کہ یہ کیسے خداوند ہین دل مین یہ کہکر
لقا کی طرف دیکھا لقا نے کہا ای بندۂ قدرت آؤ یہ بیٹھو دنگل پر بیٹھ جھوم رہا ہی جب دو چار جام
شراب کے پیے دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا اور زیادہ بے شرم ہوا ہاتھ باندھکر عرض کی یا خداوند
یہ بندے آپ کے کون ہین جو آپ سے ڈرتے ہین آپ جس وقت چاہین غارت کردین

لقا نے کہا میرا یہ سالار قدرت ہی نے اوسکو ہمیشہ جلالت مین پرورش کیا دیوان قاف کو اوسکے
ہاتھ سے قتل کرایا خود قدرت اوسکے سامنے سے بھاگے کہ جاہ وجلال اوسکا بڑے بختیارک
کی طرف دیکھکر اشارہ کیا کہ ای شیطان درگاہ حال سلمان کا سامنے ہمارے قدرت کے بیان
کرو بختیارک تو خواہان تھا کہ ذرا مجھسے بات کرے تو اسکو مکر وحیلہ تعلیم کرون حقیقت مین ایسا
زبردست کوئی کوہی نہین آیا یہ ضرور حمزہ کو قتل کریگا یہ سوچکر سامنے کرسی بڑھائی اول یہی بیان
کیا کہ نبیرہ حمزہ دختر قدرت کو نکال کر لیگیا مگر قدرت نے دم نہ مارا ابتک جاہ وجلال بڑھاتی ہین استقلان
نے کہا اگر حکم ہو تو بارگاہ مین گھسکر سر کاٹ لاؤن جب میرے پاس نامہ چچاجان کا پہونچا مین شکارگاہ
مین شکار کھیل رہا تھا پھر قلعے مین اپنے نہ گیا اسی طرف حاضر ہوا غلام کو جلدی ہے قلعے مین میرا بیٹا
سی میزبان کوہی حکومت کررہا ہے ایسا نہو کوئی خرابی پڑے فقط مینے اتنا لکھ بھیجا تھا کہ برائے
مدد جاؤ ورنہ جاؤنگا سلطنت کے ہوشیار رہنا اب آپ طبل جنگی بجوائیے اوسی وقت بختیارک نے
طبل جنگی بجوایا ہرکارے لشکر اسلام کے موجود تھے خبرین لیکر بھاگے سامنے صاحب قران
کے آنے بعد دعا وثنا کے عرض کی استقلان کوہی ساٹھ ہزار فوج سے برائے مدد لقا آیا ہے
اوسی نے طبل جنگی بجوایا ہے کل بندگان عالی سے مقابلہ کریگا چند کوہی جو یہان موجود ہین اونسے
دریافت کرکے عرض کی حضور یہ بڑا زبردست ہے اسکے شر سے خدا مسلمانون کو بچائے یہان بھی طبل جنگی
بجا تیاریان ہونے لگین مگر ہر سردار ہر عیار تعریفین اسکی کررہے ہین سب کو اشتیاق ہے کہ صبح کو
استقلان کوہی سے مقابلہ کرین جبکہ رستم میدان چرخ چہارم میدان سپہر زبرجدی مین آکر جلوہ فرما
ہوا دونون لشکر بہ قاعدۂ قدیم میدان کارزار مین پہونچے صفین جمین نقیبون نے نقابت کی
کڑکیت کرکا کہکر ہٹے استقلان کوہی نے گینڈا بڑھایا لقا سے اجازت لی طرف میدان کارزار
کے چلا اتنا بڑا پہلوان ہے کہ جب گینڈا بڑھاتا ہے زمین تھراتی ہے چند ٹھیکون مین گینڈا اسکا میدان
کارزار مین پہونچا سمند کوہی عیار اسکا ساتھ ہے استقلان کوہی نے سیر میدان کا کرلیا
پکارکر آواز دی اے فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو میرے مقابلے مین آئے مگر کوئی ایسا
ہو کہ مجھکو مزا سپاہگری کا ملے ساٹ سے ملک کوہستان کے میرے نام سے تھراتے ہین اس طرح
کے کلمات لاف وگزاف اسنے کہے بائین پرے سے لشکر اسلام کے طنبور گرگرا بلٹنین گوڑونکی بڑھین

دیکھا سب نے کہ رستم پیلتن علمشاہ تیغ زن فرزند دلبند حمزہ صف شکن اپنی صف سے نکلے
سامنے سعی بن قباد کے آئے دست بستہ عرض کی اجازت میدان بادشاہ نے گلے میں ہاتھ
ڈالدیئے کہا اے عم نامدار آپ تکلیف نہ فرمایئے عرض کی آپنے اوسکا لاف وگزاف بھی سنا اپنے
تن و توش پر اسکو بڑا غرور ہے آج ضرور اجازت ملے بادشاہ نے بہ مجبوری حکم دیا رستم گھوڑے پر
سوار ہوئے اسپ مالا کبود فرنگی کو اوڑاکے چلے اسقلان کی جو نگاہ پڑی ایک جوان حسین و
جمیل تیغہ کپتبان فرنگی پہلو میں سپر فولادی پشت پر گھوڑا اطارے بھرتا ہوا آتا ہے اسقلان
حیران جمال محو دیدار ہوا علمشاہ آکے نگاورزن ہوئے تین قدم گھوڑا علم شاہ کا پانچ قدم گینڈا
اسقلان کا ہٹا گویا پہاڑ نے اپنے مقام سے جنبش کی اسقلان نے کہا اے جوان تیرا نام نامی
اسم گرامی کیا ہے علم شاہ نے کہا مَیں رستم پیلتن علم شاہ نوجوان فرزند صاحب قران اسقلان
نے کہا آپ لوگوں نے اپنے گھر میں رستم نام رکھ لیے میرے سامنے کسکی رستمی نہیں چلتی ہم
رستم کو بہتان علمشاہ نے کہا او مغرور کیا بکتا ہے زبان تیغ سے بات کرنا چاہیے اسقلان
نے کہا اپنا حربہ تو کر لیجیے کہ حوصلہ نہ باقی رہے علم شاہ نے کہا ہمارا دستور نہیں جب تیرے حربے
سے پروردگار بچائیگا تب ہم بھی حربہ کرینگے اسقلان نے نیزہ مارا نیزہ آپس میں چلنے لگا دونوں
لشکر نگراں ہیں کہ دونوں لڑ رہے ہیں دو گھڑی کامل نیزہ چلا علمشاہ نے ایک مقام پر نیزہ
اسقلان کا نکال دیا اسقلان کی آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا غصے میں آواز دی او دیوان
غضب کیا دو دریا سے لشکر دیکھ رہے ہیں اور تو نے نیزہ میرا نکالا یہ تیغہ بیدریغ اگر پہاڑ پر مارو
تا بیخ کاٹوں یہ کہکر او س دیو خصال نے تیغہ مارا رستم نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا جب تیغہ
قریب سر کے پہونچا سپر کو گردش دی دستانہ مارا کہ تیغہ اسکا چھوٹ پڑا کلائی پر ہاتھ ڈال دیا چاہا
ہاتھ مروڑ کر تلوار چھین لوں اوسنے گریبان میں ہاتھ ڈالا آخر دونوں جوان گھوڑے و کشیدہ
لوٹے کشتی ہے دنگل دونوں لشکر جمع ہوئے کھڑے ہیں تماشائے جنگ دیکھ رہے ہیں
کہ رستم اس دیو ہیکل سے لڑ رہے ہیں کسی عالم پر کمی نہیں کرتے اگر اسقلان چار قدم لیکر
لیگیا تو علم شاہ دس قدم لیجاتے ہیں بڑے زور و شور سے کشتی ہو رہی ہے تین پہر تک ایک طور
پر کشتی ہوئی اسقلان کے ہوش اوڑے ہوئے ہیں کہ مجھ سے دیو سے برابر لڑ رہا ہے حقیقت میں تنہا

صاحب شوکت و جرأت ہی پہر دن رہے کشاکش کے زور ہونے لگے ایک مقام پر استقلان ریل کر لیچلا
علمشاہ چند قدم ہٹکر پلٹے قدم جو بڑھا کر رکھا وہان پر موش خانہ تھا علمشاہ کا کولا و تگیا استقلان
نے خیال بھی نہ کیا اوسی حال مین علمشاہ کی مشکین باندہ لین صاحبقران کو انتہا کا قلق ہوا
جواہر بن عمرو کو واسطے خبر کے بھیجا یہ جو علمشاہ کو لیکر آیا کہا اس جوان کا کولہ سمجھاو آرام خیمے مین لیجا
جب یہ جوان صحت پائیگا مین اسکو لات پرست کرکے اپنے لشکر کا بادشاہ کرونگا یہ خبر جواہر بن عمرو نے
صاحبقران کو پہونچائی امیر کو اطمینان ہوا کہ جب دربار بھیجیگا ہمکو خبر ہوگی لشکر کشی کرکے علمشاہ
کو تھوڑا لائینگے یہان استقلان دربار مین خوش بیٹھا ہی کہ مینے فرزند حمزہ کو زیر کیا نہایت خوش ہی
پہر رات آچکی کہ عیار نے اسکے کچھ کان مین کہا سمند کوہی اوسکا نام ہی سنتے ہی استقلان ہنسا
کہا تونے خوب یاد دلایا اوسی وقت حکم دیا کاؤس کوہی کو بلاؤ کاؤس کوہی دس ہزار سوار کا
افسر ہی اوس سے کہا رات ہی رات فرزند حمزہ کو طرف قلعہ استقلانیہ کے لیجا کاؤس نے اوسی وقت علمشاہ
کو ارابے پر ڈال لیا دس ہزار سوار اونکو ساتھ لیکر طرف قلعہ استقلانیہ کے روانہ ہوگیا رات ہی رات
نکلگیا صاحبقران کو اس بات کی خبر نہوئی جب کاؤس کوہی قریب قلعہ استقلانیہ پہونچا ایک نامہ
میزبان کوہی کو لکھا کہ مین قید پسر حمزہ لیکر آتا ہون شہر کو آراستہ و پیراستہ کرو تمام شہر مین
ڈھنڈورا پٹے کہ استقلان کوہی نے پسر حمزہ کو زیر کرکے بھیجا ہی میزبان کو یہ نامہ پہونچا اسنے
تمام شہر مین مشہور کیا کہ قید پسر حمزہ کی آتی ہی سب لوگ تماشا دیکھنے آئین قضا ہی کار استقلان کوہی
کی بیٹی ملکہ الماس پریچہرہ نہایت حسین و جمیل اپنے محل مین بیٹھی تھی کہ ایک کنیز نے آکر خبر دی کہ
آپکے والد نے پسر حمزہ کو گرفتار کرکے بھیجا ہی کاؤس کوہی قید لیکر آئیگا تمام شہر کے لوگ تماشا جاتا ہی
حضور یہ وہ جوان ہی جسنے فرنگستان مین مرزوق شاہ فرنگی کو مارا کپینان فرنگی اسکے ہاتھ
سے مارا گیا نہین معلوم کس طرح گرفتار کیا ہی ملکہ الماس پریچہرہ یہ سنکر بہت مشتاق ہوئین کہا چوک
مین جو سرکاری مکان ہی اوسکو آراستہ کرو ہم بھی قیدی کو دیکھنے جاینگے کنیزون نے جاکر مکان کو
زینت کیا فرش عمدہ بچھ گیا ملکہ صبح ہوتے ہی اوس قصر مین داخل ہوئین شہر مین دیکھا کہ مجمع عام ہی
دکانون مین تماشائی جمع ہین ایک ایک دکان مین صدہا تماشائی بھرے ہوئے دکانین سجی ہوئی تمام
بازار آئینہ بندی کو بھول نہر طولانین کھڑی ہین ملکہ الماس پریچہرہ بھی اوس مکان کے کمرے مین بیٹھی ہین

که شہر مین غل مچا ہر ایک کی زبان پر یہی جاری ہر که پسر حمزہ کی قید آتی ہر کاؤس کو ہی قید رستم لیے ہم
جو چلا راہ مین بمشکل قید لایا ہی جہان اسنے دیکھا که شاہزادے کو غصہ آیا منت و خوشامد سے کام نکالا
اسطرح یہانتک قید لایا ہی گھوڑا ارابے کے برابر جیسے کوئی شیر کو بہلا کر لیجاتا ہی ارابہ کڑکڑاتا ہوا آتا
جب چوک مین ارابہ پہونچا علمشاہ نے کہا بھئی کاؤس تھوڑی دیر ارابہ ٹھہرالو ہم بھی تمہارے چوک
کا تماشا دیکھ لین کاؤس نے منہ پھیر لیا کہا حضور چلیے تھوڑی ہی دور رستہ اور باقی ہی علمشاہ کو غصہ آیا
ہر چند که ہاتھ مین ہتھکڑیان ہین مگر دونون ہاتھ ارابے پر جماکر لنگر مارا که پہیے ارابے کے دھنس گئے
ہر چند گاڑیبان غل کرتے ہین فلک تک کی صدا بلند ہی لیکن ارابہ ایک قدم آگے نہین بڑھتا غل مچا
ملکہ الماس پری چہرہ نے جھک کر دیکھا نگاہ جمال جہان آرا ے رستم پر پڑی ایک جوان رعنا غضنفر
گردن بلند بالا قوی تن درشت چنگال شیر صولت رستم ہیبت سہراب جلال نریمان ضمال حسین و
جمیل پہلوانان عالم کا کفیل چہرہ آفتاب عالمتاب ابرو خمدار پر قہر و عتاب صاف ظاہر ہے که تیغہ ہائے
اصفہانی نیام انتقام سے نکل رہے ہین آنکھین نرگس شہلا ابرو رشک ہلال جبین بدر آسمان کمال دیو
آہن جسم پر مضطر و ششدر ملکہ کی جو نگاہ پڑی تیر مژگان جو کمان خانہ ابرو مین ملبس تھے تو وہ دل پر پڑے
مہرہ پشت کو توڑ کر پار ہو گئے بے اختیار ہو کر آہ کی یہ اشعار عاشقانہ زبان سے نکل گئے نظم

کس قہر کا اون پیاری نظرون مین اثر ہی　　اونکو مرے ارمان بھرے دل کی خبر ہی
آخر جو شب وصل ہی صد چاک جگر ہے　　مطلوب مجھے مہر کا نور سحر ہے
مرتے بھی رہے اور گئی جان بھی کسی پر　　جسکو نہ کبھی تھی نہ اوسے آج خبر ہے
ہر بار وہان دوسرے ہو جاتے ہین تیور　　شاید که مری آہ مین اک تازہ اثر ہے
چھپتی ہی نہین لاکھ چھپانے اسے کوئی　　کمبخت عجب چیز محبت کی نظر ہے
چھپکر جو چلا ہون در دلدار کی جانب　　ہر ایک قدم راہ مین سو طرح کا ڈر ہی
جلنے کے لیے جو ہوتے اوٹھتے ہین یہ کہکر　　اس نیند کے ہاتھون مجھے رسوائی کا ڈر ہی
وان نیند جوانی کی یہان شوق بلا کا　　غافل وہ پڑے سوتے ہین یان بالونپہ بستر
یا شوق کی ہو جائین اشارون ہی مین باتین　　وان شرم کچھ ایسی ہر که نیچی ہی نظر ہے
فتنہ نہ کھڑا ہو یہی سوچ کے دل مین　　جسکی که ہمین کھاتے تھے قسمین وہ سر ہے

ہر دم مین ہوجاتی ہے یان دوسری حالت | سو طرح کا اک دل کی خموشی مین اثر ہے
دن ڈھلنے سے ثابت ہے کہ آئی شب ہجر | وہ دن ہون جیسے موت کے آنیکی خبر ہے
ہوجاؤن فنا دل ہے جو اوس بت کے یہین نکالا | پتھر مین ہون مین بتا ہون مرا نام شرر ہے

یہ اشعار پڑھکر ہر چند ضبط کیا نہو سکا غش کھا کر گری بیہوش ہوگئی کنیزون نے جو غل مچایا علمشاہ کی بھی
نگاہ ادھر گئی دیکھا ایک نازنین مہ جبین کو چند کنیزین گود مین لیے ہوے غل مچا رہی ہین یہان
کاؤس نے ہاتھ باندھے کہ اے شہریار مجھسے خطا ہوئی رستم نے ہاتھ ہٹا لیے ادہر غل گیا کنیزین ملکہ کو
لیکر باغ مین آئین باغ شہلا اوس باغ کا نام ہے ملکہ کو بارہ دری مین پہونچایا گلاب کیوڑہ عرق بیدمشک
چھڑک کر ملکہ کو ہشیار کیا ملکہ نے آنکھ کھول کر سر اوٹھایا خیال تھا کہ وہ صورت زیبا وطلعت جانفزا
سامنے ہوگی اب جو صورت رستم کو نہ دیکھا آنکھون مین آنسو بھر آئے ہر چند کنیزون نے پوچھا
ملکہ نے کچھ نہ بتایا آنکھون مین آنسو بھرے ہوے سرنگون غم سے کلیجہ خون گھبرا کر یہ جواب دیا
کہ تم سب ہمارے پاس سے ہٹ جاؤ کیا مجھکو قیدی مقرر کیا ہے ہر وقت گھیرے بیٹھی رہتی ہو
کنیزین باہر گئین ملکہ نے پردے چھوڑ دیے تنہا پلنگ پر بیٹھین آنکھون سے آنسو جاری دل مین
سوچ رہی ہین کہ کیا ہوگا وہان رستم کی قید دربار مین میزبان کوہی کے پہونچے میزبان سے
سخت کلامی ہوئی میزبان نے چاہا قتل کرون کاؤس نے کہا اے پہلوان دور از رای ہے گر صاحب
جہان بادشاہ کا یہ حکم نہین ہے ابھی اس جوان کو قید کرو جب وہان سے حکم آئیگا قتل کیا جائیگا
میزبان نے بھجوا کر علمشاہ کو قیدخانے مین بھیجا نگہبان مقرر کیے یہان ملکہ الماس پری چہرہ جو
تنہائی مین بیٹھے جب عرصہ ہوا تو وزیرزادی رنگین ادا گھبرا کے قریب پردے کے آئی رونیکی آواز جو
سنی پردہ اوٹھا کر اندر آئی دیکھا ملکہ کی آنکھین سرخ ہو رہی ہین آنکھون سے آنسو جاری وزیرزادی کو جو
ہوی دیکھا ڈلائی سے منہ چھپا لیا رنگین ادا نے آنکے بلائین لین عرض کی واری یہ کیا حال ہے لونڈیان
گھبراتی ہین کیا معرکہ گذرا کہ حضور اسقدر ملول و محزون ہین مجھسے ارشاد فرمایئے جو حکم ہو بجا لاؤن ظاہر تو
یہ معلوم ہوتا ہے کہ سرکار کی طبیعت کسی پر آئی ہے اگر ایسا ہو تو لونڈی آپکے معشوق کو تلاش کرے اگر سرکار
کا معشوق آسمان پر ہو تو مثل دعاے مظلومان پہونچین اگر تحت الثری مین ہو مثل قطرہ آب
جذب ہو جائین آپ کے معشوق کو آپسے ملائین اسطرح جو دلدہی کرکے رنگین ادا نے کہا

ملکہ الماس پری چہرہ نے آہ کی کہا اے رنگین ادا کس زبان سے کہون اوس غلام کی کیا تعریف کرون اے رنگین ادا سنو **نظم**

واہ کیا حسن کیسا جوبن ہے	کیسے ابرو ہین کیسی چتون ہے	جسکو دیکھا وہ نور کا بقعہ ہے
یہ پرستان ہے کہ لندن ہے	عبث اونکو مسیح کہتے ہین	مار رکھنے کا اوسمین چھپن ہے
حسن دکھلا رہا ہے جلوۂ حق	روی تابان سے صاف روشن ہے	رسم اولٹی ہے خوبرویون مین
دوست جسکے بنو وہ دشمن ہے	بائے عشاق کو بتاتے ہین	اور ابھی خیر ہے لڑکپن ہے
دل رعنا نکل نہ جائے کہین	زلف خمدار کو یہ قدغن ہے	رنگین ادا نے کہا کنیز کو سمجھا کر

زمانے مین اس معمے کو نہین سمجھی ملکہ نے کہا اے رنگین ادا کہون یہ قیدی جو آیا ہے اپنے متاع صبر و شکیبائی کو لوٹ لیا ہے رنگین ادا کیا کہون اوسکی غربت پر دل پستا ہے ہرچند ضبط کرتی ہون مگر نہین ہو سکتا رنگین ادا نے کہا واری یہ کیا مشکل ہے کنیز قیدخانے سے لے آئیگی ملکہ نے کہا اے رنگین ادا اگر یہ کام کیا تو مجھپر بڑا احسان ہوگا رنگین ادا نے کہا کنیز تدبیر کرتی ہے یہ کہکر اسنے بہت سا کھانا پکوایا اوس مین بیہوشی ملائی آپ فنس مین سوار ہوئی چند کنیزون کے سر پر خوان کھانے کے رکھے طرف قیدخانے کے روانہ ہوئی جب سامنے قیدخانے کے پہونچی نگہبانون نے آواز دی کون آتا ہے اسنے کہا مین وزیرزادی ملکہ عالم کی ہون سب نگہبان کھڑے ہوگئے رنگین ادا نے خوان کھانے کے اوتروا کے کہا کہ ملکہ عالم کے سر مین درد تھا صحت ہوئی ہے نذر کا کھانا لائی ہون قیدیون کو دیدو اون سب نے کہا رات کا وقت ہے قیدخانہ نہ کھلیگا رنگین ادا نے کہا تم سب ملکر کھا لو مین دیکھ کر قیدیونکو تقسیم کر دیا سب نگہبان مع افسر اوس کھانے کو کھانے لگے تھوڑے ہی عرصے مین سب بیہوش ہوئے رنگین ادا نے سبکے سر کاٹ ڈالے قیدخانے مین آکر علمشاہ کو لیکر باغ مین آکر ہوشیار کیا ملکہ کا سامنا ہوا ناگاہ رستم کی جو جمال بے مثال ملکہ پر پڑی دیکھا ایک معشوقہ کمسن پری پیکر رشک قمر ماہ وش آفتاب طلعت بیٹھی ہے ملکہ رستم کو دیکھکر شرمائین رنگین ادا نے شراب و کباب پیش کیے کہا اے ملکہ عالم مہمان نوازی ضرور ہے ملکہ نے جام بھر کر سامنے کیا علمشاہ نے مقدمہ مذہب پیش کیا ملکہ کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوئین جام آپسمین چلنے لگا جب دو دور ہوئے تو نکو نشہ ہوا ناز و نیاز عاشق و معشوق ہونے لگے کئی دن رستم کو اس مقام پر گذرے میزبان کو بھی کو بعد جانے

اسقلان کے میزبان کو بڑا خیال ہے کہ بعد بادشاہ کوئی انقلاب نہو جائے صبح کو خبر ہوئی کہ قیدی
کو کوئی قیدخانے سے لیگیا۔ یہ سنکر میزبان بدحواس ہوگیا عیار اسکا سہراب شبگرد ہے اُسکو بلاکر
کہا اے سہراب تو نے سنا کیسی بدنامی کی بات ہے قیدی کا غائب ہونا بادشاہ ہمارا پہلوان زبردست آکر
زیر کرکے بھیجا تھا شکایت کرینگے کہ تم نے قیدی کی حفاظت نہ کی اے سہراب تلاش کرو یہ کسنے بدذاتی
کی اگر تلاش کرکے لائیگا دولت دنیا سے نہال کر دونگا سہراب شبگرد ہے تلاش چلا راہ مین جاتا
تھا کہ دیکھا ایک ڈولی آتی ہے کہار ہمراہ ہیں اسنے پوچھا یہ ڈولی کہان سے آتی ہے کہارون نے کہا ملکہ کی خواص
خاص باغ سے ملکہ کے آتی ہین اپنے جانیکا قصد ہے سہراب نے کہا ڈولی روک لو کہارون نے ڈولی
رکھدی سہراب نے پوچھا کیون بی شمشاد کیا باغ سے آتی ہو آج کل باغ مین ملکہ کے کیا
ہو رہا ہے صاف صاف بتا دو ورنہ بُری طرح پیش آؤنگا شمشاد ڈری کہ ایسا نہو یہ بذلت پیش
آئے کہا اے سہراب اصل یہ ہے کہ ملکہ الماس پریچہرہ رستم پسر حمزہ پر عاشق ہوئی ہین بی
رنگین ادا جاکر قیدخانے سے لے آئین سب نگہبان قتل کیے تمنے جو سمجھایا تو ہمکو باتین سنائین
مین تو آج رخصت لیکے اپنے گھر جاتی ہون اب دو چار دن نہ آؤنگی سہراب یہ سنتے ہی بھاگا خدمت
مین میزبان کوہی کے پہونچا میزبان کوتوال وغیرہ پر خفا ہو رہا تھا کہ سہراب آکر پہونچا عرض کی
حضور کسی پر غصہ نہ کرین ذرا علیحدہ اوٹھیے تو مین عرض کرون میزبان کوہی اوٹھکر الگ آیا
سہراب نے منھ پیٹ کر کہا کیا عرض کرون عجب معرکہ درپیش ہوا کہ جسکو عرض نہین کرسکتا میزبان کوہی
نے گھبرا کر پوچھا ارے کیا ہوا سہراب نے کہا اے شہریار ملکہ الماس پریچہرہ نے نگہبانون کو قتل
کرایا علمشاہ کو چھڑا منگایا اب کئی دن سے مزے ہو رہے ہین اور سمجھانے والون پر آفت ہے یہ
سنتے ہی میزبان کوہی غصے مین کانپنے لگا کہا جلد لشکر کو تیار کرو دس ہزار جوانون کو ساتھ لیکر بقہر
غضب تمام چلا خود گینڈے پر سوار ہوا دس ہزار جوان پشت پر کہا مین کیسے بھروسے پر نہین جاتا ہون
ایسا نہو وہ جوان سنکر بھاگ جائے تم لوگ بڑھکر باغ کو گھیر لو دس ہزار جوان گھوڑے بڑھا کر چلے یہان رستم
پہلو مین ملکہ کے بیٹھے ہین کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی اے شہریار باغ چار جانب سے گھر
گیا سنتے ہین کہ میزبان کوہی کو خبر پہونچ گئی یہ سنکر رستم نے حکم دیا گھوڑا تیار کرو ملکہ الماس
کہنے لگین کہ صاحب یہ میرے باپ کا نوکر ہے مین سمجھا دونگی کہ تیرے باپ کا کیا اجارہ ہے تو جاکے بیٹھ

ہمارے باپ کو لکھ بھیج جیسا وہ حکم دینگے ویسا کرنا ہم خود سرکاٹ کے بھیجدینگے رستم نے کہا صاحب مجبوری یہ
طرف سے تمھارے باپ کے حاکم ہے ان عذرات کو ہرگز نہ سنیگا ناموس میں نامحرم کا آنا اچھا نہیں علم
نے کہا صاحب دس ہزار سوار ہیں علمشاہ نے کہا سب خلف شمشیر آبدار ہیں ایک وار میں بھاگے
بھاگے پھرینگے یہ کہکر علمشاہ نے اپنے ہاتھ سے مرکب تیار کیا پشت مرکب پر سوار ہوئے نیزہ ہاتھ میں
لیے ہوئے باہر چلے باہر آکے مرکب کو مہمیز کیا چند قدم باغ سے آگے بڑھکر کھڑے ہوئے نیزہ گاڑ دیا اور سپر
تکیہ کرکے کھڑے ہوئے کہ ایک سوار نے دیکھا کہ ایک جوان نہایت حسین خفشہ نور جمال سے تمام میدان
نورانی ہو رہا ہے سوار نے جاکر میزبان کوہی سے اطلاع کی کہ وہ جوان بیرون باغ کھڑا ہے میزبان
نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہے کہیں چھپتا پھرتا ہوگا یہ کہکر گینڈا بڑھایا سامنے آکے دیکھا کہ وہ جوان آفتاب
تمثال گھوڑے پر سوار کھڑا انتظار کر رہا ہے میزبان نے گینڈا بڑھایا سامنے آکر کہا اے جوان تجھکو کچھ
خوف نہیں میزبان کوہی کہ نہایت پہلوان زبردست ہے دس ہزار فوج سے تیرا آتا ہے نکل جاؤ
ہم تمکو پناہ دیتے ہیں علمشاہ نے کہا اے شخص تو نکل جا ہم میزبان سے نہ کھینگے اے جوان تو مرد
سپاہی معلوم ہوتا ہے یہ مناسب ہے کہ ناموس کو مجمع دشمنان میں چھوڑ دیں اور اپنی جان بچا لیں مقابلے
جرأت یہ ہے کہ اپنی جان دیں اور ناموس کو بچائیں یہ سنکر میزبان کانپنے لگا کہا اے پہلوان مجھے
تیری بات سے شرم آگئی لے میں یہ بھی قبول کرتا ہوں کہ معشوق کا محافہ بھی ساتھ لے لے اور یہاں سے
نکل جا علمشاہ نے کہا اب تو مردان عالم کا قدم آیا شیر کا بیشے میں آنا اور بدون شکار کے جانا شیوہ
نہیں ہے اب انشاءاللہ میزبان کوہی کو بھی مسلمان کرینگے بظاہر شادی کرکے لیجائینگے میزبان
کوہی نے کہا اے جوان تو بڑا جاہل معلوم ہوتا ہے میں ہی میزبان کوہی ہوں صورت تیری دیکھ
مجھکو رحم آیا اگر یکہ و تنہا پر میں نے ظلم کیا تو کیا بڑا کمال ہوا علمشاہ نے کہا اے میزبان اسکا کچھ خیال
نہ کر وبسم اللہ جنگ شروع ہوا اس عرصے میں فوج بھی آپہونچی اب میزبان نے گینڈا مہمیز
کیا کہا اے شہریار آئیے مجھے بہادر بنام کرینگے علمشاہ نے کہا کوئی کہنے والا نہیں میزبان
نے سینہ بچاکر نیزہ مارا علمشاہ نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس میں نیزہ بازی ہونے لگی
دس ہزار جوان اسکے دیکھ رہے ہیں ملکہ بھی کوٹھے پر سے ملاحظہ فرما رہی ہیں مگر عالم بیقراری ہے
ایک کنیز نے آکے سب کیفیت بیان کی کہ واری میزبان کوہی پناہ دیتا تھا مگر عجب طرح کا

مزاج ہوا انھون نے نہ مانا یہانتک شوہر نے کہا کہ ملکہ کو ساتھ لیکر چلے جاؤ وہ اپنی ہی کہے گئے دیکھیے وہ اب بھی بجا بجا کے نیزہ بازی کر رہا ہے اب خدا انجام بخیر کرے یہ سنکر ملکہ رونے لگین کہا ہائے اگر وہ یہ کہتا تھا تو کیون نہ مانا کسکے سامنے اپنی پریشانی بیان کرون جو کچھ دل کی کیفیت ہے وہ دل ہی خوب جانتا ہے نظم

گھر میں بیٹھ سکتے نہیں ستم دیدہ ہم
دیکھو دل لیا بچا بچاتے ہیں ہم
نہ ہو ہیری [illegible] سنا ہم
آتش فرقت سے جلتے جاتے ہیں ہم
آسیا ہے چرخ کی گردش ہر دم
اتنے عاشق تیرے کہلاتے ہیں ہم

ہوش میں پھر ون نہیں آتے ہیں ہم
گر وہ آج آیا نہیں کل آئیگا
ہر قدم پر ٹھوکرین کھاتے ہیں ہم
اے مسیحا تو کبھی آتا نہیں
صورت دانہ پسے جاتے ہیں ہم
اسقدر سطوت سہتے ہیں رنج و غم

قدر کچھ تو نے نہ کی او بیوفا
یون دل غمگین کو سمجھاتے ہیں ہم
ہجر میں اس شعلہ رو کے دیکھئے
ہجر میں تیرے مرے جاتے ہیں ہم
دوسرے سے دل لگائیں کیا بھلا
نام سے فرقت کے تھراتے ہیں ہم

یہ اشعار پڑھکر ملکہ بہت روئین کنیزین کہتی ہین واری خدا آپکو سلامت رکھے ہمارا عیش و آرام آپ ہی کے دم سے ہے اگر دشمنون کے لیے کچھ خرابی ہوئی تو ہم لوگ کہان جائینگے یہان علمشاہ نے نیزہ میزبان کوہی کا نکالا اب تو میزبان کو غصہ آیا للکار کر آواز دی او جوان تو نے غضب کیا دس ہزار جوان دیکھ رہے ہین تو نے نیزہ میرا نکالا یہ کہکر قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا یہ تلوار وہ تلوار ہے کہ کبھی اسکا وار خالی نہین گیا بڑے بڑے قلعے ویران کیے ہین مجبور ہون کہ تیری قضا آئی ورنہ یہان کیونکر آتا ہمارے شہنشاہ نے مجھکو پیرکیسے کہ بھیجا علمشاہ نے کہا تھا بادشاہ بڑا مکار ہے مجھکو بہ مردی زیر نہین کیا میرا گھوڑا اڑ گیا وسے گرفتار کر لیا اب حال کھل جائیگا میزبان نے تیغہ مارا علمشاہ نے بازو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا دونون جوان گتھ گئے آپس مین کشتی ہونے لگی دس ہزار جوان کھڑے دیکھ رہے ہین جب چار پہر دن تمام ہوا میزبان نے چاہا پلٹ جاؤن علمشاہ نے کہا ہمارا دستور نہین کہ بدون فیصلہ پلٹین آخر دو شب و روز کشتی ہوئی رات بعد کشتی ہوئی صبح کو علمشاہ میزبان کوہی کو زیر کیا مع فوج کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا ملکہ الماس پر سپہر دکو باغ سے سوار کرایا علمشاہ قلعے مین آئے دن کو انتظام سلطنت کرتے ہین شب کو پاس ملکہ کے رہتے ہین بعد دو دن کے علمشاہ نے میزبان سے فرمایا جلد تیاری کرو ہمراہ لشکر مین جائینگے

نہیں معلوم وہان استقلان کوہی سے کیا گذری اگر ہمارے جانے تک وہ ہاتھ سے بھاگنے نہ پائے تو وہ سخت مجرم ہے
پہنچ گیا تو انشاء اللہ ہم زیر کرینگے میزبان نے دست بستہ عرض کی حضور جسوقت فرمائینگے اوسی وقت
سامان ہوگا غلام بھی ہمراہ چلیگا علمشاہ نے کہا کل سوار ہونگے میزبان کوہی نے لشکر تیار کیا
ملکہ کے واسطے محافہ زرین درست ہوا کنیزون کے لیے رتھ تانگے گاڑیان تیار ہوئین بڑی
شان وشوکت سے بیرون قلعہ آئے کسی شے کی ضرورت تھی اسوجہ سے اوس شب کو رہنا ہوا
بوقت سحر رستم گھوڑے پر سوار ہوے پہلو مین میزبان کوہی کھڑا ہے زنانی سواریان ہورہی
ہین کہ صحرا سے گرد اوڑی سب دیکھنے لگے دامن گرد کا شگافتہ ہوا ایک جوان کوہی وضع پچیس ہزار آدمی
پشت پر علمشاہ کو دیکھتے ہی اوسنے گینڈے کو روکا شاطر سے کہا دریافت تو کر یہ جوان کون ہے
لشکر بیرون قلعہ کیون نکلا ہی استقلان کہان ہین تو اونکی ملاقات کو گھر سے آیا تھا یہان یہ کیا
معرکہ ہے ہرکارے گئے بعد تھوڑی دیر کے خبر لیکر آئے عرض کی اے شہنشاہ استقلان کوہی برائے
مقابلہ مسلمانان گیا ہے پسر حمزہ کو قید کرکے بھیجا تھا وہ یہان آکر اونکی صاحبزادی پر عاشق ہوگیا
میزبان کوہی جو اونکی طرف سے یہان منتظم تھا وہ مسلمان ہوگیا اب ملکہ الماس پری چہرہ
کو لیکر پسر حمزہ اپنے لشکر مین جاتا ہی یہ سنکر وہ کوہی قہرمان نام کانپنے لگا کہا قدرت لات و منات
کہ ہماری منسوبہ کو پسر حمزہ لیجائے جاکر میزبان سے اطلاع کرو کہ پسر حمزہ کی مشکین باندھکر ہمارے
پاس بھیجدے اور آپ رومال سے ہاتھ باندھکر حاضر خدمت ہو سب خطائین معاف کردونگا
اگر اسکے خلاف کیا تو بہت سخت مقتول دونگا کہ لوگ عبرت کرینگے میزبان نے جسوقت
آمد قہرمان کوہی کی دیکھی اوسوقت سے تھرا رہا ہے دمبدم عرض کرتا ہے اے شہریار ملکہ عالم
قہرمان کوہی سے منسوب ہین اب دیکھیے یہ کیا فساد برپا کرتا ہی علمشاہ فرماتے ہین تم کیون
متردد ہو پروردگار مالک ہے اگر نسبت بھی ہوگی اب کیا نسبت ہے اب وہ ہمارا ناموس ہے یہ ذکر تھا کہ
عرض ہوئی دردولت پر ایک سوار نامہ قہرمان کوہی کا لیکر آیا ہی میزبان نے کہا بلالو اوس سوار نے
آکر نامہ ہاتھ مین میزبان کے دیا نامے کو پڑھکر میزبان کے ہاتھ پانون مین رعشہ آگیا میزبان
نے وہ نامہ علمشاہ کو دیا کہا جو مناسب ہو وہ جواب دیا جائے علمشاہ نے نامے کو پڑھکر
پھاڑ ڈالا سوار سے کہا جاکر کہدینا کہ کہا ہے ہمین اب کچھ اختیار نہین جو آپسے ہوسکے وہ

قصور نہ کیجیے فرزند صاحبقران کا تابعدار دو سوار عجب وضع دیکھکر بھاگا ساتھ قہرمان کے
آیا سب کیفیت بیان کی قہرمان نے سب حال سنکر طبل جنگی بجوایا علمشاہ کو خبر پہونچی انہون نے
بھی حکم دیا نقارہ بجگیا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات تیاری مین گذری
صبحکو دونون لشکر میدان کارزار مین آئے نقیب نقابت کرکے ہٹے کوئے کرا گیا کہ چلے قہرمان
کوہی نے گیند اپنا صف سے نکالا جولان جہان آرا ہے علمشاہ کو دیکھکر حیران ہوگیا دل مین کہتا ہے
یہ جوان انسان ہے کہ سامری و جمشید اس مین سما گئے ہین کہا اے جوان تجھکو کچھ خوف نہ آیا دیار
منہ سیہ کو اپنے قبضے مین کیا علمشاہ نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہے قہرمان کوہی نے جھلاکر نیزہ مارا علمشاہ
نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا دونون لشکر دیکھ رہے ہین ہر طرف سے صدائے احسنت و آفرین بلند ہے
قہرمان اس حوالی مین بہت نامی و نامور ہے جب استقلال کوہی نے اپنی [illegible] انکے ساتھ منسوب
کی تھی پہر بھر کامل نیزہ چلا ایک مقام پر علمشاہ نے شست کو سست پایا جھٹکا دیکر پیترا کیا کہ نیزہ ہاتھ
سے قہرمان کوہی کے نکل گیا دونون لشکرون مین ہلڑ ہوا قہرمان کوہی نے جھلاکر قبضے
پر ہاتھ ڈالا آواز دی اے جوان تیری قضا معلوم ہوا کہ میرے ہی ہاتھ سے ہے یہ کہکر تلوار کا ہاتھ مارا علمشاہ
نے گرداسپر کا سر کھینچا جیتون تلوار کی دھار کے ساتھ لگی ہوئی ہے مرکب کو گدگدایا کہ زیر بغل جاکر اسکی
تلوار کو گاضون اور کلائی پہ ہاتھ ڈالدون وہان ہوش خانہ تھا گھوڑے نے سکندری کھائی
گرد اسپر کا سر سے ہٹا ہاتھ تلوار کا پڑا خود سر کٹاتا دو ابرو علمشاہ کے تیغہ پہونچا علمشاہ
نے دستانہ مارا تیغہ چھینا کر نکالا چاہا در خون کی سر پر آئی قہرمان کوہی نے چاہا سر کاٹ لون
میزبان کوہی جا پڑا اور ہے فوج قہرمان کوہی کی آئی دونون لشکر آپس مین ملگئے
علمشاہ نے بھی زخم سر کو باندھا مصروف جنگ ہوے علمشاہ نے زخم کاری کھایا تھا بعد تھوڑی
دیر کے لڑتے لڑتے آنکھون کے نیچے اندھیرا آنے لگا تلوار کو نیام انتقام مین کیا دونون ہاتھ
حمایل گردن مرکب کیے فرمایا اے مرکب اصیل مجھکو لے نکل مرکب نے جو اپنے مالک کو سست
پایا شتابی مین مارتا ہوا طرف صحرا کے نکل گیا میزبان ہاتھ سے قہرمان کوہی کے زخمی ہوا فقرن نے
[illegible] قلعے مین چلے علمشاہ کو مرکب نکال لیگیا میزبان کوہی زخمی [illegible] بیقرار ملکہ کو ساتھ
لیکر قلعے مین [illegible] پھاٹک بند کر لیا [illegible] کیا قلعے [illegible] آگ دین [illegible] قہرمان کا [illegible]

نے لشکر کو وکا پکار کر آواز دی اے میزبان ایسے ایسے گھروندے میں نے بہت بگاڑ دیے ہیں جس دن ارادہ کرونگا اوسی دن قلعے کو لیلونگا ملکہ کو بغیر لیے نہ جاؤنگا استقلان کو ہی سے بھی ہیجو لونگا اگر وہ راہ راست پر رہا تو میرا بزرگ ہی اگر سرکشی کی تو قلعے کو پامال کر دونگا یہ کہکر حکم دیا قلعے کو گھیر لو قلعو تو چار جانب سے گھر گیا میزبان کو ہی حیران و پریشان کہتا ہے دیکھو یارو کیا ہوتا ہی ملکہ الماس جو قلعے مین آمین بلک بلک کر روتی ہین فرماتی ہین کہ صاحبو کیا غضب ہوا دیکھیے اوس شہریار کی خیر و عافیت کیونکر ملتی ہی نہین معلوم گھوڑا اونکو کس طرف لیگیا کیونکر تلاش کرین اونکو کیا معلوم کہ ہم کس مصیبت مین ہین افسوس صد ہزار افسوس جور فلکی نے ہمین اس حال کو پہونچایا کس سے کہین **نظم**

اڑا یا تند باد جور صرصر نے گلستان سے — بگولا بنکے نکلی خاک میری کوی جانان سے
نہ ممکن ترک الفت ہی نہ صحبت ہی برابر اوس سے — ہوئی جنجال جی کی دوستی محبوب نادان سے
بھلا پارہ کہین ہوتا سنا ہی آگ پر قایم — بر آئے صحبت عشاق کیونکر شعلہ رویان سے
بہت چاہا نہ پایا اوس لب جانبخش کا بوسہ — پھرا تشنہ سکندر کی طرح مین آب حیوان سے
پڑے ہین آبلے تلوون مین لیلی میں مجنون ہون — نہین کھٹکا رہی مین مجھے خار مغیلان سے
دل سودا زدہ کو مرتبہ تسکین خاطر ہو — اوڑا لانے صبا نکہت اگر اوس زلف پیچان سے
مرے اوس یوسف ثانی کا اک عالم کو سودا ہی — خریداری کو جسکی لا کمہ یوسف آئین کنعان سے
مکدر خاطر نازک ہو نہ خاکساروں سے — ذرا انکار کر جائیے گو رخ ریان سے
نصیب دشمنان دشمن ہے جو ہمنام رعنا تک — ہوا اغیار کو یہ رشک مرن ان علیخان سے

کنیزین ہر چند سمجھاتی ہین ملکہ کو صبر نہین آتا اب **علمشاہ نوجوان** کا حال تحریر کیا جاتا ہی کہ انکو جو گھوڑا لیکر نکلا ہوے دیران کی صدا کان مین بھری ہوئی ہی چار پہر برابر لیکر آیا صبح ہوئی ایک صحرای سبزہ زار مین پہونچا جیسی پہ بنی پیادہ چار پچھے گھانس کے کھائے بدن کو جنبش دی ماہ اوج **صاحبقرانی** برج زین سے زمین پر گرا اکان جو پہونچی **علمشاہ** کی آنکھ کھلی دیکھا گھوڑے نے گھٹنے ٹیک دیے ہین زبان سے زخمون کو چاٹتا ہی **علمشاہ** نے گھوڑے کو بٹھایا قبور سے رشتہ و سوزن نکالا آئینہ بھی لیکر سامنے رکھا اپنے ہاتھ سے اپنے زخمون مین ٹانکے دیے شدہ تحت الحنک سے زخم سر کو باندھا ٹہلتے ہوے صحرا مین چلے گھوڑا پیچھے پیچھے چلا آتا ہی **علمشاہ** تلاش کرتے ہین

کوئی مقام ایسا ملے کہ جہان ٹھہر کر زخمون کو صحت دین زخمون کا حال ابتر ہے یہ بھی خیال ہو کہ لشکر ہم دور آ گئے نہین معلوم میزبان کوہی پر کیا گذری قہرمان کوہی مجاز بردست ہو خدا اون سبکو بچائے نہین معلوم کیا معرکہ گذرا تصویر خیالی معشوق کی آنکھون کے نیچے پھرتی ہو کبھی یاد مین ملکہ الماس پریچہرہ کی ٹھنڈی سانسین بھرتے ہین فرماتے ہین اے فلک کجرفتار واے گردون غدار تو نے کیا کجروی کی اب دیکھین وہان تک کیونکر پہونچین اے فلک تو نے اوس معشوق عاشق مزاج سے جدا کیا کیا کہین کیا رنج دلپر گذرتے ہین نظم

شود وا عقدۂ آن زلف چون عنبر اگرے | بجان عاشق شیدا رسد زان افعی اثرے
صبا چون کاکلش افگند بر رویش بہ پہلو | بچشم خویشتن دیدیم شب مینے سحرے
تم درخانہ دل درکوے جانان راہ پیاشد | عجب در حیرتم درخانہ نیمے در سفرے
گہے ہر صبح میکوشی دگا ہے جنگ میجوئی | یقینم شد دلت موم ست نیمے و حجرے
بریز از شیشہ اندر جام مینا تا خط ساغر | مرا از نیم مخموریست ساقی دردسرے
زسوز و در دہجرش زہرہ شد آب و قلم خون شد | زراہ دیدہ آمد لعل نیمے و گہرے
ملب خندہ با بروغنچہ شب بزم میدیدم | بہ رعنائی نمودی آشتے نیمے و شرے

فراق مین ملکہ الماس پریچہرہ کے علمشاہ کا عجب حال ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہو کہ ایک طرف سے نعرہ کی آواز آئی علمشاہ گھوڑے کو ایک شجر کے سایہ مین چھوڑ آپ صدا کو سننے لگے دیکھا ایک دیوانہ ژولیدہ مو چوب بست کاندھے پر شانگین لگاتا ہوا آتا ہے علمشاہ کو جو سامنے دیکھا مرد مثل آفتاب تیغہ کھینچ قبضہ تن سپر فولادی پشت پر زخم سر کو باندھے ہوے شل ہاتھ آواز دی او آقاے سرخ میری عملداری مین کہان آیا چوب دست لیکر دوڑا اس جلد مین ہاتھ لگایا کہ علمشاہ کو سنبھلنا مشکل ہوگیا مگر پہلو تہی کر گئے چوب بست کو ڈال دیا دیوانے نے نعرہ کیا کہ افسوس آقاے سرخ میرے ہاتھ سے مارا گیا علمشاہ نے پہلو سے نعرہ کیا او دیوانہ مجہول بخت برگشتہ و نامعقول کسے مارا او رکسے قتل کیا حریف تیرا مین موجود ہون دیوانے نے جو رستم کو قریب پایا چوب بست پھینک کر لپٹ گیا چٹکی مار کہ زرہ کو نوچ لیا جسم سے علمشاہ کے خون جاری ہوا رستم کو غصہ جو آیا ایک گھونسا مارا کہ دیوانہ تھرا گیا منہ کھول دیا ہانپنے لگا تھوڑی دیر کے بعد

درست ہو کر پھر لپٹ پڑا اب کشتی ہونے لگی مگر جب اسکو وحشت زور کرتی ہے تو نعرہ کرتا ہے منم
گردان کوہی یہ کہکر شانے پر رستم کے ایک چکت ماری جو دیوانے کے منہ میں آگئی علمشاہ
نے ایک تھپڑ مارا کہ بوٹی منہ سے نکل پڑی دیوانہ کانپ گیا جب دیوانہ کاٹنے کا ارادہ کرتا ہے علمشاہ
طمانچہ دکھاتے ہیں دیوانہ رک جاتا ہے پھر بھر کال کشتی ہوئی علمشاہ نے دیوانے کو ایک مقام پر دے مارا
چت کرکے چھاتی پر چڑھ بیٹھے کہا شناخت میں پروردگار کی کیا کہتا ہے دیوانے نے کہا اپنا خود سر
ہٹائیے جب علمشاہ نے خود سر سے ہٹایا زلفین خلیلی دیکھکر قدموں پر گر پڑا عرض کی آقاے بزرگ
خواب میں آئے تھے فرما گئے تھے کہ کل آقاے فرد آئیگا اسکی اطاعت کرنا میں غلامی میں
حاضر ہوں اس صحرا میں مدت سے عملداری ہے آپ ہی کے اشتیاق میں اس صحرا پر ہول خیز
میں رہتا ہوں دس ہزار دیوانے میرے مطیع ہیں لیکن آقا مجھے یقین نہیں آتا کہ تو نے مجھکو زیر کیا
چھوٹا سا آدمی مجھپر کیونکر غالب آیا میرا پانوں پھسل گیا تھا میں گر پڑا اب پھر لڑونگا یہ کہکر لپٹ
گیا علمشاہ نے دوسرے پیچ پر پھر اوٹھاکے دے مارا چاروں شانے چت گرا علمشاہ چھاتی پر
سوار ہوے تلوار نیام انتقام سے نکالی برق شمشیر جو چمکی دیوانہ رونے لگا کہا اے شہریار میں اس سے
بہت ڈرتا ہوں ایسا نہو کہ تو مجھکو حلال کر ڈالے اب میں آپسے زیر ہوا علمشاہ نے چھوڑ دیا
دیوانہ جھاڑ پونچھکر اوٹھا پھر اوسی طرح بلبلانے لگا علمشاہ نے پھر زیر کیا تین چار مرتبہ اسیطرح
بگڑا علمشاہ نے زیر کیا آخر اپنے ساتھ لیکر چلا کہا میں آگے بڑھکر اہتمام کرونگا علمشاہ جانتے تھے
کہ یہ کیا اہتمام کریگا مگر گردان کوہی دیوانہ بڑھا جس گھر میں اسکے ماں باپ رہتے تھے دوڑا ہوا
آیا کہا اے گرگی گرگا میرا آقاے سرخ آیا ہے چلکے استقبال کرو بڑھیا نے کہا بیٹا آقا کہاں ہیں
دیوانے نے ایک چوبدست ماری بڑھیا پرا تھا ہو کر رہ گئی بڈھا غل مچاتا ہوا بھاگا علمشاہ
نے دیکھا ایک بڈھا بھاگا ہوا آتا ہے پیچھے پیچھے دیوانہ چوبدست ہلاتا ہوا غل مچاتا ہوا کہ ادھر سے
کہاں جاتا ہے تیری نزدیک کو میں نے مار ڈالا بڈھے نے غل مچایا کہ اے شہریار مجھے بچائیے ماں کو
تو اسنے اپنی مار ڈالا اب میری فکر میں ہے علمشاہ نے جھپٹ کر ہاتھ پکڑ لیا کہا او مجہول کیا کرتا
ہے کان پکڑکے دو طمانچے مارے دیوانے نے کہا آقا گرگی کو مینے سمجھایا اوسنے میرا کہنا نہ مانا
مینے بھی چوبدست ماری [illegible] اٹھا ہو گیا علمشاہ نے بڑا افسوس کیا بڈھے کو بچایا اوسکے ساتھ

دیوانے نے صحرا مین ایک چیخ ماری دس ہزار دیوانے جمع ہوگئے سیطح کے دیوانہ مزاج جو بد بلانے ہوئے علمشاہ کے قدمون پر گرے علمشاہ سب کو لیکر مکان پر گردان کوہی کے آئے اسی صحرا مین بنگلہ بنا ہوا تھا بڑے دھوم سے علمشاہ کی دعوت کی رنڈیان بھی ایک مکان مین بند تھین وہ جو نکلین چہرے زرد کپڑے میلے سب رو رو ہ گئین کہا آقا ہمکو کوٹھری مین بند کر رکھا ہے رستم نے کہا کیون دیوانے یہ کیا کہا آقا یہ بلانے سے نہین آتین جب گانون مین جاتا ہون بھاگ جاتی ہین اسواسطے مینے قید کر رکھا ہے آپ تو مجھکو دیوانہ جانتے ہین علمشاہ نے کہا انکو رہا کرو خبردار اب بدعت نہ کرنا دیوانے نے کہا آقا تمہاری بھی شامتین آئی ہین ایک چوبدست مار دونگا پرا اٹھا ہو جاؤگے علمشاہ نے کہا پھر تمہاری وحشت نے زور کیا دیوانے نے چوبدست ماری علمشاہ پھر لیے مڑ کے چوبدست پھینک پھینک دی ادھا گے دے مارا چھاتی پر چڑھ کے فرمایا ابھی تمکو مار ڈالونگا یہ کہکر علمشاہ نے خنجر نکالا دیوانہ رونے لگا کہا آقا اب معاف فرمایئے اب کبھی نہ لڑونگا شب کو بڑی دھوم سے دعوت ہوئی دیہاتین خوب ناچین علمشاہ نے سبکو انعام دیا قیدسے دیوانے کی رہا کرایا صبح کو فرمایا اب ہم جائینگے نہین معلوم قلعہ سقلانیہ پر کیا گذری قہرمان کوہی نے قلعے کو گھیرا ہوگا دیوانے نے کہا آقا مین بھی ساتھ چلونگا علمشاہ نے گردان دیوانے کو ساتھ لیا طرف قلعہ اسقلانیہ کے چلے یہان قہرمان کوہی نے قلعے کو چار طرف سے گھیرا ہے روز میزبان کوہی کو پیغام بھیجتا ہے کہ میری معشوقہ کو حوالے کردو میزبان کوہی کئی مرتبہ در دولت پر ملکہ الماس کی آیا عرض کی حضور سنتی ہین ہر روز آپ کو طلب کرتا ہے دس بیس ہزار آدمیون کی جان آفت مین ہے ملکہ الماس نے کہا بھیا یہ تو کبھی نہ ہوگا مین اپنی جان دونگی لیکن اس ملعون کا کہنا نہ مانونگی دس کہو آکر قتل کرے لاش لیجائیگا زندہ کیا پائیگا تقدیر کا لکھا پیش آیا دیکھیون اب تقدیر کیا دکھائے نظم

سبب کب دل جواب نامہ سے ایس ہے — بال مرغ نامہ بر شکل کف افسوس ہے

نقش خاطر ہے جدا وسکے روہی گلگون کو ذوق — از دو عالم داغ ہے دل شہپر طاؤس ہے

عالم ہے اختیاری ست ہے از خود رفتگی — ناصحا بت سے دل وحشی ترخ سے مایوس ہے

ہے لطافت کا یہ عالم اور ہی کلوسے صاف ہے — رنگ پان مانند شمع پردہ فانوس ہے

ہمسفر ہستی مین رہنا چاہیے یا در رکاب
آمد و رفت نفس گویا صداے کوس ہے

کر دیا کافر ہی آخر اوس صنم کے عشق نے
دل مرا بتخانہ ہے نالہ مرا ناقوس ہے

ہمدمو کیا پوچھتے ہو عشق کا رعنا سے حال
دشمن ننگ و حیا و عزت و ناموس ہے

ملکہ نے کہا بھیجا تم کچھ خوف نہ کرو میرا سر کاٹکر اوسکے حوالے کردو میزبان کوہی بالاے قلعہ آیا
پکارکر جواب دیا اور قہرمان جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر ہم آمادہ مرگ و مہیاے قضا ہین یہ سنکر قہرمان کوہی
نے طبل جنگی بجوایا تین لاکھ کا لشکر خود جوان زبردست لشکر مین ہے کل قلعے مین داخلہ کرینگے مال
خوب لوٹینگے میزبان کو خبر پہونچی پریشان خاطر بالاے قلعہ آکر بیٹھا گولا اندازونے توپون کو درست
کیا سبھون نے کفن سر سے لپیٹے آمادہ ہوکر بیٹھے بوقت سحر قہرمان کوہی سب لشکر کو ساتھ لیکر چلا
سامنے آکے ٹھہرا دیکھا قلعہ خوب آراستہ ہے توپین درست گولا انداز چالاک و چست بالاے قلعہ ٹہل
رہے ہین قہرمان کوہی نے پلٹ کر طرف فوج کے دیکھا کہا یارو کیا ارادہ ہے سب نے کہا حکم کی دیر ہے
اگر حکم ہو ابھی قلعہ لے لین قہرمان کوہی نے اشارہ کیا تین لاکھ کوہی لینا لینا کہکر چلے میزبان
نے یہان سے ہوائی داغی سب گولا انداز آمادہ ہوگئے توپون کو جھکا کر سیدھ باندھی گولہ چلایا
تیراندازون نے تیر مارے سنگ اندازون کے پتھر چلے سات ہزار کوہی مارا گیا کچھ گولون مین
اُڑ گئے بعض پر پتھر پڑے بعضون پر تیر برسے سات آٹھ ہزار کوہی جب مرا اور سب شکست
کھاکے بھاگے غلغلہ کرتے ہوے کہ ہمارا حربہ نہین پہونچتا قہرمان کوہی نے کہا کیا مین تمھارے
بھروسے پر آیا تھا مین ابھی جاکر قلعہ لیتا ہون یہ کہکر زنجیرون سے کمر باندھی دو سوے گینڈے پر سوار
ہوا طرف قلعے کے چلا قلعے پر سے پھر گولے پڑنے لگا دیدبان نے میزبان کوہی سے عرض کی حضور
قہرمان کوہی اکیلا آتا ہے میزبان نے کہا آنے دو گولے مارو مگر قہرمان کوہی گینڈے کو
ممیز کرتا ہوا بیچ مین میدان کے آیا پکار کے آواز دی ای میزبان اب بھی کچھ نہین گیا دروازہ کھول
کے چلا آ جو لوگ میرے مارے گئے اونکا بھی خون معاف کیا میزبان نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہے تیرے
بکنے سے کیا ہوتا ہے اب تو قہرمان کوہی اور جھلایا گینڈے کو مہمیز کرکے چلا گولا انداز گھبرا کر قلعے
سے اوترا کوئی چاہتا ہے کھڑکی کھول کر نکل جاؤن عورتون کے ہاتھ پکڑے پکڑے پھر رہے ہین
رستہ نکلنے کا نہین ملتا کیسے گھبراتے ہین بیقرار روتا ہے سب لے آئے [illegible] دیکھو امیران ہی ب

کدھر جائیں بیقرار ہو کر غل مچاتے ہیں کہ اے پروردگار اے ستار و غفار ہمکو بچالے عجب بلا میں مبتلا ہیں کیسے کیسے گناہ کیے حکم پروردگار نہ بجالائے اوسی کا یہ انجام ہے او دل خانہ خراب یہ تونے کیا کیا انجام کا خیال نہ ہوا

نظم

براے حاصل دنیاے دون مکر و دغا کردی — نہ از خالق تبرسیدی نہ از خلقت حیا کردی
نہ از آئینۂ خاطر غبار تیرگی شستی — نہ از بغض و تعصب سینۂ خود را صفا کردی
براے حق نہ شد سرزور دست ہمت کاری — ہر آن کاریکہ کردی از پی حرص و ہوا کردی
پے لقمہ بہ پیش ہر کس و ناکس شدی سایل — بہر کوچہ بگردیدی بہر خانہ صدا کردی
فزون کردی تعلق بر تعلق اندرین دنیا — بہ آفت دیدہ و دانستہ خود را مبتلا کردی
بہر دشمن نبودی ربط و ضبط دوستی قایم — بغیر از حق محبت بر خلاف دلربا کردی
گنہگار خداے کبریا گشتی معاذ اللہ — چرا کردی چنین کاری چرا کردی چرا کردی
جزاے خیر اندر دین و دنیا حق ترا بخشد — بدان محنت کہ در تحریر دیوان ہندیا کردی

ہر طرف دست دعا بلند ہیں سب عاجز و درمند ہیں میزبان کو بھی گھبرایا ہوا ہے قہرمان قریب خندق کے پہونچا آواز دی او میزبان دروازہ کھول کیون سبکو خراب کرتا ہے اگر میں قلعے میں آونگا ایک ذی حیات کو زندہ نہ چھوڑونگا جب قہرمان قریب خندق کے آیا کنیزون نے جا کر ملکہ الماس پریچہرہ کو خبر پہونچائی کہ واری غضب ہوا قلعہ فتح ہوا چاہتا ہے قہرمان کوہی پیکر خندق کے آگیا اب قلعہ بچتا معلوم نہیں ہوتا یہ سنکر ملکہ نے سر زمین پر دے مارا پکار کر آواز دی صاحب ہمکو آکر بچاؤ کس سے فریاد کرین کیون صاحب کس سے کہون کہ تمھاری صورت ہمکو دکھا دے اگر سامنے ہوتے تو دست بستہ عرض کرتے

نظم

جفا چھوڑو کرو عادت وفا کی
مری عادت ہے تسلیم و رضا کی
نہ آئی صورت جانان شب ہجر
ہزاروں سنگدل سے التجا کی
مرے سمجھتے ہوئے گر استخوان ہما

تو آخر خدائی ہے خدا کی
لکھے شعر و نہیں کیا کیا وصف گیسو
بہت کین منتین تنے قضا کی
نہیں ہو جہ کا فرا اسلام
ابھی منقار جلجائے ہما کی

نہ شکوہ جور کا نے رحم کا شکر
ہماری بھی طبیعت ہے بلا کی
نہ آنا تھا نہ آیا ہے وہ آخر
تو اک شان ہے تم میں خدا کی
بہار گل مبارک ہو عنادل

چمن مین آمد آمد ہی صبا کی
پھنسا یا طائر روح رواں کو
حقیقت ایک ہی شاہ و گدا کی
اڑائی خاک تک میری پس مرگ
مین مرکے جی اٹھا قدرت خدا کی
کھلے بند دن وہ سوتے ہین شب وصل
مقرر آج رعنا نے قضا کی

نشان ملتا نہین دیر و حرم مین
رسائی دیکھنا زلف رسا کی
خدایا ہو چکی آخر شب وصل
خدا ترسی نہ کافر نے ذرا کی
مسلمان ام ہو جائین بتون کے
اثر کچھ لین جذب دل ذرا کی

تلاش یار ہمنے جا بجا کی
کلاہ و تاج مین ہی نام کا فرق
کہا مانو بہت اچھو حیا کی
ترے آنے سے جان آئی مسیحا
خدائی بت کرین قدرت خدا کی
حسینون مین ہے گھر گھر شور کہرام

قہرمان کوہی نے پکار کر آواز دی ای میزبان کوہی آفت پڑا ہے سب قلعے والے رو رہے ہین پھاٹک کھولدے کیون اپنی جان دیتا ہی اپنا خون اپنی گردن پر لیتا ہے بہتر یہ ہے کہ اب دروازہ کھولدے میزبان نے کہا جو تجسے ہوسکے قصور نہ کر ہمارے آقا کا یہی قول تھا کہ قضا و رضا اوسکے اختیار مین ہے اگر ہماری موت آگئی ہے تو بسم اللہ **فرد** سر نمی پیچم ز شمشیر حبیب ؛ ہرچہ آید بر سر من یا نصیب ؛ اور اگر ہماری موت نہین ہے تو تو ہمکو قتل نہین کر سکتا **شعر** اگر تیغ عالم بجنبد ز جاے ؛ نبرد رگی تا نخواہد خداے ؛ جواب خلاف مزاج سنکر قہرمان بہت جھلایا دریاے فوج کو بھی جنبش ہوئی اسلئے آمادہ ہونیسے سب فوج والے بھی درست ہوکر آئے میزبان نے بیتاب ہوکر دست دعا بدرگاہ برآرندہ حاجات اوٹھا دیے پکارا اوٹھا ای کریم کارساز و اے رب بے نیاز اس کافر کے سامنے سرخرو کردے دامن دعا گہرہاے آرزو سے بھردے میزبان نے جو دعا کی سب قلعے والون نے آمین کہی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا باب اجابت وا ہوا صحراے گرد اوڑی زنجیرون کی جھنکار کی آواز آئی سب مشتاق دیکھنے لگے جیب امید گل کا شگفتہ ہوا آگے آگے رستم پیلتن مرکب بادرفتار پر سوار گردان کوہی دیوانہ رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے دس ہزار دیوانے پست و چہ بدشتین کاندھون پر رکھے ہوے آپس مین لڑتے بھڑتے چلے آتے ہین علمشاہ نے جو دیکھا قہرمان قلعے مین جایا چاہتا ہی دہیں سے نعرہ کیا باشید ای کافران ہیچ وای نابکاران مردہ خوار **نعرہ علمشاہ تصنیف مصنف** ارشد اولاد امیر عرب ؛ **بیت** علمشاہ رستم لقب ؛ علمشاہ رومی شہ شیرزور ؛ کہ بنجت مرزوق افگند شور علمشاہ نعرہ کرکے بڑھے دیوانون نے چوبدستین سنبھالین لشکر کفار پر جا پڑے گردان کوہی دیوانے نے علمشاہ سے کہا

آقا میرا کہنا مانیے ورنہ ایکدن آپکو ماریگا اس بہیا سے تو مین مقابلہ کرون اور آپ تماشا دیکھیے علمشاہ
رُخ کے طرف لشکر کفار کے چلے گردان دیوانہ قہرمان کوہی جا پڑا قہرمان کوہی سمجھا تھا کہ مثل
پہلوانون کے رد و قدح ہوگی دیوانے نے جاتے ہی چرخ دیکر چوبدست ماری کہ قہرمان کوہی
مع گھوڑے کے برابر ہو کر رہگیا ایک مرکب جدا نہو سکتے تھے آپس مین محبت مل گئے میزبان کوہی
نے جو دیکھا کہ آقا دیوانون کو ساتھ لیکر آئے افسر دیوانگان نے قہرمان کوہی کا خاتمہ کیا پھاٹک کھولکر
مع دس ہزار کوہیون کے قلعے سے نکل آیا یہ بھی آکے شریک جنگ ہوا دیوانون کی جنگ کوہی اپنی جان سے
تنگ جب دیوانے چوبدست ہلاتے ہین چار چار کے سر پھٹ جاتے ہین جہان چوبدست لگائی کافر گر گرا اسکی
لاش پر آکے پکارتے ہین بھائی اٹھو تم بھی حربہ کرو تم تو ایسے خفا ہوے کہ منھ سے بھی نہین بولتے جب آواز
نہ آئی ایک چوبدست ادھر ماری بڑی دہوم دھام سے لڑ رہے ہین ہزارون کوہی مار کر ڈالدیے کوہی
بھاگے پھرتے ہین علمشاد تاک تاک کر افسرونکو مار رہے ہین میزبان کوہی کے ساتھ والون نے
زمین الٹ دی جلے ہوے تھے جسکو ہاتھ مارا اوسکے دو ٹکڑے ہوے آخر قہرمان کے ساتھ والون نے
کہا کہ افسر تو ہمارا مارا گیا اب فتح جنگ کی امید نہین بھاگ چلو بمشکل لاشہ قہرمان کوہی کا اوٹھایا روتے
پیٹتے طرف صحرا کے چلے دیوانون نے دور تک پیچھا کیا کئی ہزار آدمی مارے علمشاہ پیچھا چھوڑتے تھے
میزبان کوہی نے بڑھکر قدمونکو بوسہ دیا عرض کی حضور بس واپس ہوجیے علمشاہ پلٹے بارگاہ مین
خیمے لوٹ لیے خزانہ قبضے مین کیا بہ فتح و فیروزی داخل قلعہ عقلانیہ ہوے میزبان کوہی نے عرض کی اے
شہریار ملکہ کا عجب حال ہے حضور اندر تشریف لیجائین علمشاہ ادھر اندر تشریف لیگئے ملکہ الماس نے
جو سنا کہ شہریار آتے ہین دوڑین استقبال کرکے لیگئین ملکہ نے کیفیت پوچھی علمشاہ نے سب حال
اپنا بیان کیا گردان کوہی اپنے دیوانون مین تھا اٹھا اکڑتا ہوا بارگاہ مین آیا پوچھا آقا کہان
ہین دیوانے کو دیکھکر سب گھبرا جاتے ہین میزبان کوہی نے کہا آقا محل مین تشریف لیگئے ہین دیوانے
نے کہا محل کیسا کیا نزرک کے پاس گئے ہین ہم آقا کی نزرک کو دیکھینگے یہ کہکر طرف محل کے چلا علمشاہ پاس
ملکہ الماس کے بیٹھے ہین کہ دروازے پر بلڑ ہوا علمشاہ نے کہا کیسا ہنگامہ ہے محل ار چوبدارنیان
دوڑی ہوئی آتی ہین کوئی تو منھ کے بل گری کوئی درخت کے پیچھے چھپی کھڑی ہے علمشاہ گھبرا کر
بارہ دری سے نکل آئے ملکہ بھی ساتھ ساتھ ہین کہ دیکھا دیوانے نے ایک کنیز کو اوٹھا کر کاندھے پر سوار کر لیا ہے

وہ عمل مچاتی ہی کہ ای شہریار کنیز کو بچائیے دیوانے نے جو علمشاہ کو دیکھا پکار کر آواز دی کیا تیری قضا
میرے ہاتھ سے فرزک کے پاس چلا آیا اور مجھسے نہ پوچھا یہ فرزک میری پسند کی میرے کاندھے پر
سوار کر دے ملکہ تو کاٹنے لگیں کہتی ہیں اے شہریار دیوانے کے سامنے نچائیے اوسکے منہ میں آگ لگے
پکار پکار کر کہتا ہی کہ مار ڈالونگا علمشاہ جھپٹ کر قریب آئے دیوانہ لپٹنے چلا علمشاہ نے کلائی پکڑ کے
ایک طمانچہ مارا کہا کنیز کو اوتار دے دیوانے نے کہا میں تو نہ دونگا کیون آقا تو فرزک کے پاس بیٹھے اور میں
اکیلا رہون علمشاہ نے کان پکڑ کے کہا بیٹھ جاؤ اب دیوانے کو ڈر ہوا کہ کان اوکھڑ نہ جائے بیٹھ
گیا علمشاہ نے کنیز کو اوسکے کاندھے سے اوتارا کنیز کانپ رہی ہی علمشاہ نے دیوانے
سے کہا باہر جاؤ دیوانہ رونے لگا کہا مجھے تو یہی مقام اچھا معلوم ہوتا ہی علمشاہ نے ایک صحنچی میں
بیٹھنے کا حکم دیا دیوانے نے کہا آقا میں کپڑے بھی پہنونگا علمشاہ نے اوسکو کپڑے پہنائے کنیزوں کو جو زیور
گل میں لدا ہوا دیکھا کہا میں بھی پھول پہنونگا پھولوں کا زیور بھی ملگیا پھولوں کا زیور پہنکر میاں دیوانے
صاحب اکڑ کے بیٹھے دور سے دیکھا کہ آقا کے گرد کنیزیں جمع ہیں سامنے ڈومنیاں گا رہی ہیں پھر دوڑا
ہوا آیا علمشاہ کھڑے ہو گئے دیوانہ آستینیں پھاڑے ڈالتا ہی گریبان چاک کر ڈالا کہا آقا یہ تو قیدے
خیر جو کچھ ہے بہتر ہے مگر آقا تمھارے گرد اسقدر نازنین ہیں اور میں اکیلا بیٹھوں علمشاہ نے کہا
میں کنیزیں بھیجدون مگر تم ستاؤ گے دیوانہ ہاتھ جوڑنے لگا کہا آقا میں کسیکو نہ ستاؤنگا چند نازنین
مجھے بھی دیجیے علمشاہ نے کنیزوں کو حکم دیا کنیزیں کہتی ہیں حضور یہ نوچ ڈالیگا علمشاہ نے کہا اے
گردان خبردار کنیزوں کو نہ ستانا دیوانے نے کہا آقا انکو بھی منع کر دیجیے کہ یہ بھی مجکو نہ ستائیں ایک
ڈومنی اور چند کنیزیں علمشاہ نے بھیجدیں میاں دیوانے صاحب بیچ میں سب کے بیٹھے گانا ہونے لگا میاں
دیوانے بھی ناچ رہے ہیں سب دیوانوں نے جو سنا کہ آقا ہمارا باغ میں ہی چوبدستیں لیکر چلے در باغ پر بلوہ
کیا علمشاہ باہر آئے بڑھکر کسیکو طمانچہ مارا کسیکی چوبدست چھین لی کسیکے بال پکڑکر جھٹکا مارا اب تو
سب بھاگے دہائی دیتے ہوئے کہ ہمارے افسر کو آقا نے چھین لیا علمشاہ نے آکر میاں گردان
سے کہا کہ تمھاری فوج والے چیخ رہے ہیں اب تم باہر جاؤ دیوانے نے کہا آقا میں تو نہ جاؤنگا بمشکل
کان پکڑ کر علمشاہ نے باہر نکالا دیوانوں نے جو گردان کو دیکھا کپڑے پہنے ہوئے زیور گل میں
لدے ہوئے مگر آستینیں گریبان نذار رہے کہا ہم آقا سے کہینگے یہ سب چیزیں ہمیں بھی دیجیے افسر تمہا

کباس پہنے اور پھولون کا گہنا پہنے اور ہم یون ہی ننگے رہین ہمارے لیے بڑا ننگ ہی علمشاہ نے سلو
جوڑے باندہے پھولون کے زیور تقسیم کیے دیوانون نے بدہیان ہار پھولون کے طوق سب اپنے
زیب جسم کیے مگر فرش خاک پر بیٹھے ہین گردان اون سبکے بیچ مین بیٹھا ہوا ہی گانا سنکر جو آیا ہے
وہی سب باتین دلمین بھری ہین اچھل رہے ہین کود رہے ہین یہان گردان ناچ رہے ہین جب
کئی دن علمشاہ اس مقام پر رہے میزبان نے ملکہ کی شادی ساتھ علمشاہ کے کی اب علمشاہ نے
تیاری کوچ کی کی میزبان نے کہا مین بھی ساتھ چلونگا ہامان لوہی بھائی میزبان کا ہی اسکو
اسی قلعے مین برائے حفاظت ملکہ الماس چھوڑا بروقت رخصت ملکہ نہ مانتی تھین کہتی تھین کہ اے شہریار
کنیز کو بھی ساتھ لیتے چلیے کنیز کی یہان کیونکر بسر ہوگی کنیز کو جان دینا پڑیگا کون ہمکو سمجھائیگا ہر بات
پر رونا آئیگا راتین ہجر کی کیونکر بسر ہونگی کیا کہون کیا کیفیت ہے بقول شاعر **نظم**

داغون سے باغ دل مین ہر عالم بہار کا
کیا عشق گل کھلاتا ہی اوس گلعذار کا

حیرت مین آکے مانی و بہزاد رہ گئے
نقشہ کسی سے کھینچ نہ سکا اوس نگار کا

سیماب ہی خیال رخ آتشین مین یہ
ممکن نہین قرار دل بیقرار کا

نیرنگی جہان سے ہے کہ تبدل کر فراق
کیا رنگ ہر دورنگی لیل و نہار کا

عاشق یہ عشق سرو قد یار مین ہے محو
سیدھا لیا ہی راستہ مجرم نے دار کا

شیرین کے در کو چھوڑ کے کیا دلمین آگئی
رستہ جو کوہکن نے لیا کوہسار کا

ہاتھو نہین نازکی سے سنبھلتی نہین جو تیغ
ہے ہمین کیا گناہ ترے جان نثار کا

دنیا سے غنچہ عشق گیا کون میرے ساتھ
ممنون ہون مزار مین اوس یار غار کا

پھولا نہین سماتا ہون شادی سے اسلیے
بوسہ ملا ہے آج کسی گلعذار کا

آئینہ سان خدا نے بنایا ہی دلکو صاف
دل مین ہمارے نام نہین ہے غبار کا

تخت روان سے مجھکو سلیمان کے کام کیا
ساکن ہون خاکسار رہون مین کوئے یار کا

پھر مرغ دل نے اپنے لیے بال و پر درست
رعنا قریب آیا ہے موسم بہار کا

القصہ علمشاہ نے کہا اے ملکہ عالم تمہارا چلنا مناسب نہین ہی اسقلان کو ہی شر سے پروردگار
عالم مسلمانونکو بچائے ملکہ الماس کو سمجھا کر علمشاہ سوار ہوے میزبان کو ہی گردان دیوانہ بھی جد سے لا کر

ساتھ ہین دو منزلہ سہ منزلہ کیتے ہوے جاتے ہین مگر وہان اسقلان کوہی نے پھر طبل جنگی بجوایا کئی پہلوان
جان سے مارے قاسم وایرج زخمی ہوی سات دن اسقلان نے میدانداری کی بارہ چودہ
پہلوان ہاتھ سے اسقلان کے سیاگلشن جنان ہوی بارہ چودہ سردار زخمدار ہوے آٹھوین
دن جو میدان مین آیا خوب جلبلایا زورون پر چڑھا ہوا سات دن کی میدانداری کی ہی پکار کر آواز
دی اے فرقہ خداپرستان سب مسلمانون کو دیکھ لیا مین حمزۂ عرب کا مشتاق ہون امیر نے
جوا ، عمرو سے فرمایا میدان قرق کرو معلوم ہو سبکو کہ ہم خود میدان مین جاینگے جواہر بن عمرو
نے زرین بجائی سبکو معلوم ہوا کہ خود صاحبقران میدان مین نکلینگے سب سردار پیدل ہو کے
حاضر ہوے ہر ایک کا قول تھا کہ آقا غلامون کو رخصت دیجیے صاحبقران نے فرمایا اے برادران
مین سب صاحبون کو اپنے سے بہتر جانتا ہون اوسنے میرا نام لیکر پکارا مجھے جانا ضرور چاہیے یہ کہکر اشقر
کو بڑھایا بادشاہ سعد بن قباد سے اجازت لیکر میدان کیطرف چلے اسقلان کوہی دیکھ رہا ہے
کہ ایک جوان ماہ آسمان کمال صاحب سطوت وجلال مرکب سے جستی زیر ران گھوڑا اطارے بھرتا
ہوا آتا ہے صورت زیبا و طلعت جہان آرا دیکھکر حیران ہوگیا صاحب قران زمان آگے تکاور زن
ہوے پانچ قدم گینڈا اسقلان کوہی کا چار قدم اشقر دیوزاد ہٹا بعد گفتگو کے بسیار نیزہ
چلنے لگا صاحبقران نے بعد تھوڑی ہی دیر کے نیزہ ہاتھ سے اسقلان کوہی کے نکالا
اسقلان نے جھلا کر قبضے پر ہاتھ ڈالا تلوار کا وار کیا صاحبقران نے بآسانی بار دیا اور کمر
پر ہاتھ ڈالدیا وہ گریبان گیر ہوا دونون جوان لپٹے ہوے زمین پر آگئے کشتی ہونے لگی دو دریاے
لشکر تماشاے جنگ دیکھ رہے ہین صداے احسنت و آفرین بلند ہے بختیارک برابر لقا کے کھڑا ہے
کہ رہا ہے یا خداوندا آج اسقلان کوہی کی خیر نہین معلوم ہوتی حمزہ عرب سے مقابلہ ہے حمزہ دن
کا زیر ہونا غیر ممکن ہے حیران ہون کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے دن بھر ایک طور پر کشتی ہوئی اتنے صاحبقران
زیادتیان کرنے لگے اسقلان کوہی گھبرا گھبرا کے لڑ رہا ہے چاہتا ہے کہ کسی طرح حمزہ
سے چھوٹون کشاکش کے زور ہو رہے ہین ہر مقام پر صاحبقران چاہتے ہین کہ کوئی موقع
ملے تو اوسکو لے دوڑون کہ آسمان پر لکہ ابر سرخ نمایان ہوا وہ ابر قریب آکے شق ہوا اونمین سے
آتشباز خسکو کہ افراسیاب جادو نے روانہ کیا تھا وہ اوسوقت آکے پہونچا زمین پر اترا

لقا کو سجدہ کیا حال پوچھا بختیارک نے سب کیفیت بیان کی غنچہ آتشار آگے بڑھکر کھڑا ہوا یہان
استقلان کوہی صاحبقران کو ریل کرکے دوڑا سات قدم تک ریلا کھایا دہاڑ کر آگے بڑھکے ہاتھ مارا پائے
گستنہ صاحبقران کا ہٹکا غصے مین لنگر باندھا زانو تک غرق زمین ہوگئے استقلان دوڑا آکر چھایا زنجیر کمر
مین ہاتھہ ڈال کر زور کیا صاحبقران کے لنگر کو حرکت بھی نہ ہوئی تین زور ویسے کیے کہ اگر پہاڑ پر کرتا اکھیڑ
لیتا مگر اوس کوہ وقار کے لنگر مین حرکت بھی نہ آئی تھک کر ہاتھہ ہٹا لیا صاحبقران اپنے مقام پر اوٹھے
استقلان کو ریل کرکے دوڑے گیارہ قدم ریل کر لاٹ دہاڑ کر ہاتھ مارا استقلان کوہی کے دونون
آشنا بہ زمین ہوئے اٹھانا چاہا تڑپ کر لنگر قائم کر دئن امیر نے دونون ہاتھون کو ستون کیا کمر زنجیر مین ہاتھ
ڈالا نعرہ تکبیر کہکر اوٹھا لیا غنچہ آتشار نے جو دیکھا کہ صاحبقران نے استقلان کو اوٹھا لیا کوہیون
سے اوسنے کہا یارو تم کیسے نامرد ہو تمھارے افسر کو حمزہ نے اوٹھا لیا حمزہ کو مار لو تین لاکھ کوہی
لینا لینا کہکر دوڑ پڑے چہار جانب سے حملے جو کیے صاحبقران کو سنبھلنا مشکل ہوگیا استقلان
کوہی ہاتھ سے چھوٹا یہ تو چھوٹتے ہی بھاگا کوہیون نے اسکو گینڈے پر سوار کیا جب دونون لشکر
ملگئے اور جنگ ہونے لگی غنچہ آتشار سحر کرتا ہوا بڑھا اسکے ساتھ ہزار ساحر بھی سحر کرنے
لگے ہزارہا اہل اسلام سحر مین مبتلا ہوکر گرے بلنٹین ریاے آفت مین پھنسے لندھور و مالک یا تو تیرا
جنگ کر رہے تھے اب جو غنچہ آتشار نے سحر کیا حیران ہوکر رک گئے تلوار اوٹھاتے ہین ہاتھہ دستگیری
نہین کرتا پاؤن سے شیوہ ثابت قدمی دور ملازمان لقا نے ہزارہا بندگان خدا کو مجبور و ناچار پاکر
قتل کیا صاحبقران نے جو لشکر کا حال دیکھا اسم اعظم با آواز بلند پڑھتے ہوے بڑھے لندھور اور
مالک کے جو کان مین آواز اسم اعظم کی پہونچی سحر اوتر گیا پھر مصروف جنگ ہوے ملازمان استقلان
کوہی جان دے رہے ہین جسطرف غنچہ آتشار کا سحر غالب ہوتا ہے مسلمان لڑتے لڑتے تھمتے
ہین کوہی نعرہ کرکے جا پڑتے ہین بے بسی مین اہل اسلام کو قتل کرتے ہین اس طرح ہزارہا بندگان
خدا بے بسی و بیکسی مین قتل ہوے صاحبقران دو دو دوش کر رہے ہین اس آمد و رفت مین
صاحبقران زخمی بھی ہوے مصنف عرض کرتا ہے کہ رات بھر اسی طور سے تلوار چلی ہزارہا بندگان خدا
سے غنچہ آتشار کے پامال ہوے جب ستارہ سحری آسمان پر چمکا شہنشاہ زرین پوش بصد جوش
و خروش فوج ضیا و شعاع لیکر ہیبت ان چرخ زبرجدی مین آیا تمام عالم کو پر نور کیا

صاحبقران زمان نے دیکھا کہ لشکر میرا پامال ہو رہا ہے سرداروں کا عجیب حال ہے ساحر بڑھتے ہوئے چلے آتے ہیں لشکر لقا نے زور ڈالا ہے صاحبقران نہایت حیران و پریشان ہیں یکایک نگاہ اٹھا کر کہا اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز اپنے بندوں کو اس آفت سے بچانے اپنا فضل شریک حال کر تیرے نزدیک کیا بات ہے ہر جگہ رحمت تیری ساتھ ہے

نظم

خدایست ہمدم و دمساز و یار و دوست رفیق	خدایست صاحب و مصاحب انیس و شفیق
خدا چو نور منیر ست بچشم حق بین داد	بکن میان بد و نیک و خیر و شر تفریق
کمر برائے اطاعت بصبح و شام ببند	رسد چو وقت عبادت دران مکن تعویق
طریق بندگی آموخت بندہ را مولے	بنود راہ طریقت بسالکان طریق
ز فیض لطف آفت نہ گرد سر میران	ہر آنکہ گشت بہ بحر ہوا و حرص غریق
بغیر خضر ہدایت کہ آردش بیرون	کہ ہست طالب دنیا غریق چاہ عمیق
بخلق کارکن ای یار در جہان شب و روز	کہ گویدت ہمہ خلق جہان ادیب و خلیق
نوشت ناظم ہندی بپارسی دیوان	بپاس خاطر اہل تصوف و تحقیق

صاحبقران نے یہ مناجات پڑھ کر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا دیکھا صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی بجنے کی آواز آئی جب دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا اسپ دیکھنے لگے دیکھا رستم پیلتن علمشاہ نوجوان پشت مرکب پر سوار ایک طرف میزبان کوہی دس ہزار دیوانے چوبدستیں ہلاتے ہوئے غل مچاتے ہوئے آگے پہونچے اسقلان نے جو میزبان کوہی کو علمشاہ کے ساتھ دیکھا عیار نے اسے کہا اسے دریافت تو کر میزبان کوہی مسلمان کے ساتھ کیوں ہوا عیار گیا روتا ہوا سامنے آیا کہا اے شہریار غضب ہو اقلعہ اسقلانیہ اسلام آباد ہوا ایک خبر تو ایسی واہیات سنی ہے کہ اوسکو عرض نہیں کر سکتا اسقلان کوہی نے کہا بیان تو کر کیا معرکہ ہے عیار نے عرض کی حضور آپ کی صاحبزادی علمشاہ پر مائل ہوئیں انہیں کے عشق نے یہ سب آفتیں برپا کیں میزبان کوہی بھی مسلمان ہوا قہرمان کوہی واسطے شادی کے آیا تھا وہ بھی اسی شیر کے ہاتھ سے مارا گیا اور گردان دیوانہ جسنے آپکی سرزمین دبائی تھی آپنے تامل فرمایا اوسکو اس جوان نے اپنا رفیق بنایا یہ حالات سنکر اسقلان کوہی بہت بگڑا کہا میں اس جوان کو ابھی قتل کرونگا یہ کہکر گھنڈی کو بڑھایا

اس فکر مین چلا کہ علمشاہ سے مقابلہ کرون غنچہ آتشبار بڑے زور شور سے سحر کر رہا ہے سحر سے اوسکے ریت
رل ہی ہو رات کو اپنے اندہیرے مین بہت لوگ مارے اب روشنی مین صاحبقران اسم اعظم پڑہہ
رہے ہین جس سردار کو مبتلاے سحر دیکھا اوسکے قریب آکر اسم اعظم پڑہا سحر اوتارا صاحبقران
لڑتے جاتے ہین علمشاہ نے جو اسقلان کوہی کو دیکھا اوسی کیجانب چلے منظور ہے کہ اسی سے
مقابلہ کرون گردان دیوانے نے آتے ہی تہلکہ ڈالدیا دس ہزار دیوانے جو بدستین ہاتھون مین لیے
ہوے جس غول مین پہونچے اوس غول کو تہ وبالا کر دیا فوجونکو پامال کر ڈالا جس طرف جا پڑے سوار پیدلونکو
شکست دی دیوانون سے کوئی نہین لڑسکا ہر طرف بھاگو بھاگو کا غل ہے فقط غنچہ آتشبار سحر سے
روک رہا ہے ورنہ ابتک فوج کفار کو شکست حاصل ہوئی ہوتی مگر رستم لڑتے ہوے سامنے اسقلان کے
پہونچے اسقلان نے جو رستم کو آتے ہوے دیکھا گھوڑا بڑھا کر جا پڑا للکار کر آواز دی او پسر حمزہ کہان
جاتا ہے تو نے میرے شہر مین جا کر بڑا غدر ڈالدیا اوس کمینہ بریدہ کا دیکھو کیا حال کر دونگا علمشاہ نے
کہا تمہین زندہ بچ کر وہان جانا نصیب ہوگا اسقلان نے بڑھکر ہاتھ تلوار کا مارا کوہی جو بڑھے
گردان دیوانہ للکار کر جا پڑا آواز دی او نامرد میرے آقا کے سر کے قریب جانا مین آپ سزا
دیلونگا اور کوئی میرے آقا پر ہاتھ نہ اٹھائے دیوانے نے بڑھکر جو چوبدست ہلائی دس پانچ کو ہیون
واصل جہنم کیا مجمع کو درہم و برہم کر دیا اسقلان کوہی علمشاہ سے بخوبی مقابلہ ہو گیا اسقلان
کوہی جاتے ہی برس پڑا کبھی ہاتھ تلوار کے مارے علمشاہ وار اوسکے روک رہے ہین کبھی خالی
دیتے ہین کبھی ہٹ جاتے ہین تیغہ کیتیان فرنگی انکے ہاتھ مین ہے ایک مقام پر خبردار خبردار کہکر علمشاہ
نے ہاتھ مارا اسقلان کوہی نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تیغہ کیتیان جو تڑپ کر گرا برق تیغ نے
سپر کے دو ٹکڑے کیے خود کو کاٹا مع گینڈے چار ٹکڑے کیے تمام کوہی بھاگے اب تو یہ خبر سب نے
سن لی کہ علمشاہ قلعہ اسقلا نیہ فتح کر کے آئے ہین میان میزبان منصب کامل ہین نہین معلوم
قلعے مین کیا گذری ہوگی ملازمان اسقلان لاش بھی اسقلان کی نہ اوٹھا سکے اپنی جان
بچا کر بھاگے یہان صاحبقران لڑتے بھڑتے چلے بہ سبب ساحرون کے اسم اعظم ورد زبان ہے
شکست سے لشکر کی حیران و پریشان ہزار ہا جادوگر پیتے مین ہین غنچہ آتشبار تک نہین پہونچے جواہر بن عمرو
مثل خواجہ کے ہمراہ رکاب . اہر ملک نیچے چہار جانب چلے جاتے ہین صاحبقران کے منہ سے

نکل گیا رستم نے آکر شکست کو روکا لیکن آتشبار کے سحر نے آفت برپا کردی ہر ہائے خواجہ عمرو ہوتے
کسی نہ کسی طور سے ابتک اس ساحر کو قتل کیا ہوتا جواہر بن عمرو رکاب کو چھوڑ کر بھاگا ادھر سے
ابوالفتح اصفہانی ایک ساحر کی شکل بنے ہوئے آتے تھے جواہر کو جو دیکھا کہ گھبرائے ہوئے
جاتے ہین ابوالفتح نے بڑھکر پوچھا کیون خلیفہ صاحب خیر تو ہے جواہر نے کہا اے برادر کیا کہین
ہزار ہا جگہ گھس گھسکر عیاریان کین مگر آج تک صاحبقران کو عمرو ہی کی یاد ہے فرماتے تھے کہ ابتک کب کا
عمرو نے غنچۂ آتشبار کو مار لیا ہوتا کیا اب ہم چھوڑ دینگے ابوالفتح نے کہا بھائی مین بھی چلون جواہر
نے کہا تمھاری کیا ضرورت ہے ابوالفتح نے کہا مین لگا لاؤنگا اب ابوالفتح و جواہر چلے ساحرون
کیصورت بنے ہوئے بیچ مین سے گھوڑون ہاتھیون کے نکلتے ہوئے قریب غنچۂ آتشبار کے پہونچے اول
ابوالفتح گیا جاکر جھک کر سلام کیا کہا حضور آپنے بڑی جانبازی کی لیکن اسم اعظم حمزہ کا بند کیجیے ابھی تو
سب لشکر تباہ ہوتا ہے مینے سحر کیا گھوڑا حمزہ کا زکا دوسرا جادوگر میرے ساتھ ہوتا اسم اعظم حمزہ کا بند
کرلیتا ایک سحر مین کل لشکر کا خاتمہ تھا غنچۂ آتشبار نے کہا کہ جو تو کہے وہ قبول کرون ابوالفتح نے
کہا حضور ابھی میرے ساتھ چلین اسم اعظم بند کرادون مین سحر کرون حمزہ کا گھوڑا رکے آپ سحر کرکے
حمزہ کو بیکار کیجیے بعد اسکے اسم اعظم بند کیجیے غنچۂ آتشبار ساتھ چلا ابوالفتح لگا کر لیے جاتا ہے جب
سامنے صاحبقران کے پہونچے غنچۂ آتشبار نے گولا مارا صاحبقران پر آگ برسنے لگی
ابوالفتح نے کہا ایک سحر اور ایسا کیجیے کہ حمزہ کا گھوڑا رکے جواہر خنجر زن دور سے یہ معرکہ دیکھ رہا ہے
غنچۂ آتشبار گولا لیکر بڑھا ابوالفتح نے کہا دیکھیے حضور ایک ابر بڑے زور و شور سے اوٹھا ہے کوئی سا
حر امداد آتا ہے جیسے ہی غنچۂ آتشبار پلٹا جواہر بھی اتنی دیر مین برابر پہونچگیا تھا لپٹ کر خنجر مارا غنچۂ
آتشبار کا شکم چاک قصہ پاک مرنا اسکا کہ جواہر خنجر زن نے صاحبقران سے آکے عرض کی کہ مینے
غنچۂ آتشبار کو مارا جملہ سرداران نامی دیلوانان گرامی یا تو سحر ساحرون سے سست ہو رہے تھے
یا فوجین لیکر بڑھے ساحرون نے جو اپنے مالک کے مرنیکی آواز سنی بھاگے ادھر برق شمشیر مسلمانان چمکی کسی کے
منہ سے نکلا کہ بھائیو بھاگنا ہو تو بھاگو اب قدم نہ رکیگا دیکھو خداوند بھی بھاگے جاتے ہین میان
سلیمان عنبر بن موسے کوہی کو بڑھکر لندھور نے زخمی کیا علمشاہ نے بڑھکر علم فوج قلم کیا
لشکر کفار پر شکست فاش ہوئی لقا کو بھاگنے کی تلاش ہوئی لقا نے فوراً طبل بازگشت بجوادیا لشکر چلا

صاحبقران نے رستم سے ملاقات کی رستم کو گلے سے لگا لیا فرمایا اے فرزند بتا دے آپسے لڑائی
فتح ہوئی رستم نے عرض کی آپکا اقبال صاحبقران سبکو ساتھ لیکر ملیئے داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوے
تھا خستہ و شکستہ اپنی بارگاہ میں آیا افراسیاب جادو کو پھر نامہ لکھا کہ اُنے سرور غنچہ آتشبار آتے ہی
مارا گیا ایسے مغرور کو نہ بھیجا کر قدرت جلدی قتل کرا دیتے ہیں اب وہ بہشت میں سیر کر رہا ہے نامہ تو بھیجا
گیا لیکن ملازمان غنچہ آتشبار جو لاش غنچہ آتشبار کا لیکر چلے تھے پندرہ کوس رستہ طے کیا تھا
ایک صحرا میں ملکہ ابر ماہ سیما شکار کھیل رہی تھی یہاں سے قریب ایک قلعہ ہے وہاں رہتی ہے اسنے
رونیکی جو آواز سنی کہا ارے دیکھو تو کون روتا ہے کنیزوں نے دریافت کر کے عرض کیا کہ حضور غنچہ
آتشبار برائے مقابلہ مسلمانان گیا تھا وہاں اسنے تو واری کوئی زندہ نہیں پلٹتا یہ بھی مارا گیا یہ سنکر ابر ماہ سیما
کو سنا تا آگیا کہا وہ تو ہمارا عزیز دار تھا ہوشربا سے رشتہ قطع ہوا میں جا کے مسلمانوں کو مٹاؤنگی نعوذن
نے تو غضب کیا یہ کہکر لاش اپنے سامنے منگوائی ارتھی بنوا کے اوسیوقت لاش کو جلایا غصے میں حکم
دیا تمام لشکر تیار کرو ساٹھ ستر ہزار کنیزیں تیار ہوئیں ابر ماہ سیما مع فوج روانہ ہوئی راہ میں سب سے
صلاح کرتی جاتی ہے کہ عیاروں کا وہاں بڑا زور ہے اسنے بچنا چاہیے میں تنہا جاتی ہوں تم اسی
مقام پر ٹھہرو ایسا سحر کر کے چلی آؤں کہ مسلمان تڑپ تڑپ کر مریں یہ کہکر طاؤس کو اوڑایا کوہ
عقیق گلزار سلیمانی پر آکے ٹھہری نگاہ اوٹھا کر دیکھا لشکر صاحبقران اترا ہوا ہے ابر ماہ سیما
نے سحر کرنا شروع کیا لکہ ہاے ابر آسمان پر آئی گرد لشکر صاحبقران شعلہ ہاے آتش نکلنے لگے عیار طلایہ پر
پھر رہے تھے ان سبھوں نے جو یہ دیکھا کہ آسمان پر لکہ ہاے ابر آنے لگے گرد لشکر کے چنگاریاں آگ کی نکل
رہی ہیں جواہر خنجر زن وغیرہ نکلکر بھاگے سمجھ گئے کسی ساحر نے سحر کیا عیار تو جا کر درہ کوہ میں ٹھہرے
وہاں سے دیکھ رہے ہیں یہاں ابر برسا آگ کے شعلے بلند ہوے تمام لشکر کو شعلہ آتش نے گھیر لیا بڑا غل
لشکر میں ہوا صاحبقران بارگاہ سلیمانی سے باہر نکل آئے ایک ایک سے پوچھتے ہیں یہ کیسا ہنگامہ ہے
ہرکارونے مرعکر عرض کی سارے لشکر پر ابر تیرہ و تار چھاتے جاتے ہیں گرد لشکر اول تو چنگاریاں آگ کی
تھیں اب شعلہ آتش بلند ہوگئے کوئی نکل نہیں سکتا اسیوجہ سے یہ ہنگامہ ہے صاحبقران نے اسم اعظم
پڑھنا شروع کیا کچھ پانی پر اسم اعظم پڑھا آسمان کیطرف اوچھالا لکہ ہاے ابر شق ہوے آگ پر پانی
پھینکا شعلے بھی ناپدید ہونے لگے ابر ماہ سیما نے پہاڑ پر سے جو یہ حرکت دیکھی گھبرا کر واپس آئی ہو لکہ ہاے

ابر تھرا رہے ہیں شق ہو ہو کر الگ ہوئے ہیں پر پرواز پیدا کیے اڑ کر بلند ہوئی زمین پر اتر کر بصورت مرد
لشکر اسلام میں آئی پھرنے لگی ایک شخص سے پوچھا کیوں صاحبو ابھی کیسا ابر تھا لوگوں نے کہا کہ کسی نے سحر کیا
تھا اب صاحبقران دروازے پر کھڑے ہوئے اسم اعظم پڑھ رہے ہیں اسوجہ سے وہ سحر کم ہوا لیکن بالکل
نابود نہیں ہوا ابر ماہ سیما کو جو یہ معلوم ہوا کہ اسم اعظم کی وجہ سے سحر نہیں تاثیر کرتا یہ حال دریافت کر کے بالائے کوہ
آئی اپنا خون جسم سے نکالا ماش کے آٹے میں ملا کر ایک طایر بنایا اوس پر سحر کیا وہ طایر اوڑتا ہوا چلا جہان
صاحبقران کھڑے تھے وہاں آیا گرد سر صاحبقران چرخ مارا امیر کی زبان بند ہوئی وہ طائر
چرخ مار کر روانہ ہو گیا پاس ابر ماہ سیما کے آیا ابر ماہ سیما نے اوس طائر کو ایک شیشے میں بند کیا وہان
صاحب قران خاموش ہو کے پلٹ آئے اب خاموش ہو کے بارگاہ میں بیٹھے سحر کی ترقی ہوئی
ابر بھی گھر کر آیا شعلہ ہاے آتش کو بھی رو رہا بھڑک بھڑک کر بلند ہونے لگے پہر بھر کے عرصے میں سارا
لشکر مبتلاے سحر ہوا عیاروں نے درہ کوہ سے جو یہ معرکہ دیکھا کہ لشکر اسلام پر ابر چھا گیا شعلہ ہائے آتش
نے تمام لشکر گھیر لیا قطرہ ہاے زیبق لگا کر تلاش میں سحر کرنے والے کے نکلے کوئی مشرق گیا کوئی جانب
مغرب روانہ ہوا ابر ماہ سیما نے خوب سحر کیا جب اسنے دیکھا کہ ابر اور شعلوں نے لشکر اسلام کو گھیر لیا
شیشہ اسم اعظم کا لیے ہوے پہاڑ سے اوتری پر پرواز پیدا کر کے اوڑی اپنے لشکر میں آئی کنیزوں نے پوچھا
واری کیا ہوا ابر ماہ سیما نے کہا میں نے کل لشکر کا خاتمہ کر دیا ایک تہنیت نامہ شہنشاہ ہوشربا کو
روانہ کرونگی یقین ہے شہنشاہ بہت خوش ہونگے سب نے کہا بہت مناسب ہے اوسی وقت اسنے کاغذ کو
اوٹھا کے ایک عرضی لکھی مضمون یہ تھا کہ اے شہنشاہ غنچہ آتشبار کا لاشہ کنیز نے دیکھا میرا بھائی تھا کنیز
کو بہت ناگوار ہوا کنیز نے جا کر سحر کیا سب مسلمانوں کو آتش و آب میں پھنسا لیا حضور اس سحر سے آگاہ ہیں
یہ سحر آب آتش ساختہ سامری ہے انشا اللہ ایک ہفتے کے سب کا خاتمہ ہو گا ایک کنیز نسترن نامے حاضر تھی
کہا یہ نامہ طلسم ہوشربا میں لیجا ہاتھ میں ملکہ حیرت کے دینا وہ شہنشاہ کو پہونچا دینگی نسترن
اوسی وقت نامہ لیکر روانہ ہو گئی صحرا و جنگل طے کرتی ہوئی جاتی ہے کوئی دو دن کا راستہ پشتہ رنگین حصار
رہگیا تھا خواجہ عمرو پھرتے ہوے صحرا میں آئے دور سے دیکھا پہاڑ پر ایک ساحرہ کھڑی ہوئی چہار
جانب سر اوٹھائے دیکھ رہی ہے خواجہ عمرو نے زنگ روغن عیاری کا لگایا ایک ساحر کی شکل بنکر سامنے اوس
کوہ کے آئے پکار کر آواز دی اے ملکہ عالم کسکی تلاش ہے میں اس صحرا کا طرفے افراسیاب کے

مالک ہون ہم تم ایک ہی جھولی کے چٹے بٹے ہین نسترن بہارت اور قرآن کہہ میان ساحر صاحب
مین خدمت مین ملکہ حیرت کے جاؤنگی خواجہ نے کہا مین پہونچا دونگا تم نہ گھبراؤ اب یون باتین
کرتے ہوے چلے راہ مین تھوڑی دور جا کر نسترن نے کہا کہ اب بستہ کہتی ہو ونہی خواجہ نے جواب دیا
دیکھو وہ سامنے ملکہ آتی ہین جیسے ہی نسترن نے منہ پھیرا خواجہ نے حلقہ کمند کے گلے مین ڈالدیئے
جھٹکا مارا وہ ارے کہکر گری خواجہ نے جاب مار کر بیہوش کیا لاش کو کھینچ کر کنارے لائے تلاشی جو
لی جھولی مین سے نامہ نکلا اوسکو پڑھ کر خواجہ عمرو بے قرار ہوگئے کھیچ کر تے ہوے طرف اپنے
لشکر کے چلے دل سے باتین کرتے ہوے کہ اے خواجہ یہ کیا غضب ہوا نہین معلوم عیار کیا بحث کیا
کرتے ہین ایک جادوگرنی نے اتنا بڑا جبر کیا کہ اسم اعظم بھی بند کرلیا اور سارے لشکر کو مبتلاے سحر کیا
یہ تو دل سے باتین کرتے ہوے جاتے ہین قضاے کار ملکہ بران شمشیر زن قصر مین اپنے بیٹھے
بیٹھے گھبرائین معشوق پر جو رنج پہونچا انکے بھی قلب مضطر کو صدمہ گذرا بقول شاعر شعر دل را بدل

رہیست درین گنبد سپہر ❊ از سوے کینہ کینہ و از سوے مہر مہر ❊ گھبرا کر اوٹھین اپنے باغ کے
چمنستان مین جو ٹھہرین شمیم گل دماغ مین پہونچی باغ مین ٹہلنے لگین سرو کی سرکشی دیکھکر قد معشوق
یاد آیا رنگ گل پر جو نگاہ پڑی عارض ایلور کے تصور مین مثل عندلیب بینوا گریان و نالان یہ اشعار

بصد سوز و گداز ورد زبان کیے

نظم

ہوگیا وصل کی حسرت مین وصال بلبل	خلد جا پہونچی ہے اللہ رے کمال بلبل
موسم گل ہی اگر ہے تو کمال بلبل	باغبان فصل خزان مین ہی زوال بلبل
گل ہی ساغر تو سبو غنچہ ہے می ہے شبنم	آج کیا گل سے ہی سامان وصال بلبل
وصل ہوتا ہی میسر جو کبھی وس گل سے	ہمصفیر دیکھ مجھے آتا ہے خیال بلبل
باغبان ہی نہین صیاد ہوا گلچین ہو	سب یہ پڑ جائیگا گلشن مین وبال بلبل
پھول پھولون سے کیے یاد وصلنے ماتم	ہوا کسکو نہ پس مرگ ملال بلبل
مانع وصل رہا گل کو مگر حسن غرور	مر گئے پر نہ ہوا گل سے وصال بلبل
دخل صیاد ہو جنت مین نہ گلچین کا للہ	ہوگا محشر مین یہ رضوان سے سوال بلبل
نکلا پھر اب کی برس قرعہ بنام صیاد	دیکھی گلچین نے گلستان مین جو فال بلبل

باغ مین اسکے مزاحم نہو گلچین سے کہو	دخل بے حکم کیے تجھ یہ مجال بلبل
گفتگو آج ہی کچھ وصل کی شاید گلچین	کان مین گل کے صبا کہتی ہی حال بلبل
کیسی ناکام گئی باغ جہان سے ہیہات	مجھکو رہ رہ کے یہ آتا ہے خیال بلبل
چتر گل سر پہ ہی اور تخت ہے گلشن پہ جلوس	چشم بد دور ہے کیا جاہ و جلال بلبل
داغ لالہ کو ہمیشہ ہمی سے سنگ اسود	کعبہ گلشن ہے یہ ہی خام خیال بلبل
در بدر خاک بسر دونون ہین گلچین صبا	باغبان پڑتا ہی یون دیکھ زوال بلبل
گلشن دہر مین رعنا شعرا دیتے ہین	گل کو معشوق سے عاشق ہی مثال بلبل

چمن مین جاکر حشمت ملکہ بران شمشیر زن کی زیادہ بڑھی تصور معشوق مین بیقرار و اشکبار شگوفہ وزیرزادی نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ ملکہ چمن مین اکیلی ٹہل رہی ہین قریب آکر بلائین لین عرض کی واری خیر تو ہی مین عجب حال مین آپکو پاتی ہون درحقیقت آپکا رنج و ملال بجا ہے ہی مگر انشاء اللہ وہ بھی دن ہوگا کہ پردہ فراق درمیان سے اوٹھ جائیگا دل مترددہ آرام پائیگا ملکہ بران اور زیادہ رونے لگین کہا اے شگوفہ آج مین نے عجب خواب پریشان دیکھا اوس خواب کے خیال مین عرصہ دراز تک دیا کی اب اسوقت اور بیقراری زیادہ ہوئی یہ سنا تھا کہ افراسیاب جادو نے بہت ساحر روانہ کیے ہین نہین معلوم وہان کیا گذری بڑا افسوس تو یہ ہے کہ جو ساحران نامی مطیعان اسلام ہین انکو صاحبقران لشکر مین نہین رہنے دیتے اکیلے صاحبقران صاحب اسم اعظم ہین اور سب فرزندان عالی وقار اس امر سے محروم ہین اگر کسی ساحر نے جاکر کچھ آفت برپا کی تو کون دفع کرے صاحبقران اکیلے کس کس سے لڑینگے سب صاحبزادے آتش خو شعلہ مزاج کیسا ہی ساحر ہو ادسپر جا پڑتے ہین اسکا خیال نہین کہ یہ ساحر ہی علم سحر سے آگاہ نہین مگر سب صاحبان اقبال ہین ایسے اسباب پیدا ہوتے ہین کہ ساحرون پر غالب آجاتے ہین مگر دفعات بسیار کے بعد جانین بچتی ہین ہر روز سامنا موت کا خدا انکو مکارون سے بچائے شگوفہ اگر شاید کوئی نامہ و پیام والد نامدار کا آئے تو کہدینا کہ طرف ہزار درے کے تشریف لیگئی ہین مین اس فکر مین جاتی ہون کہ تا بکوہ عقیق تو جانا بہت دشوار ہے شاید کوئی آیندہ و روندہ راہ مین ملے کلی آرزو کی کھلے اوسسے حال پوچھکر چلی آؤنگی شگوفہ نے کہا بسم اللہ لیکن واری جو کام کیجیے گا سمجھ بوجھکر کیجیے ایسا نہو کسیطرح یہ خبر آپکے والد کو معلوم ہو جائے تو باعث

خرابی ہو ملکہ بران نے کہا اے شگوفہ خدا مالک ہے یہ کہکر ملکہ بران طاؤس پر سوار ہوئین ساحرہ
نے اپنے پاس کھڑا لیا طاؤس کو اڑا کر چین ہر طرف پہاڑون جنگلون کو دیکھتی بھالتی ایک صحرا مین پہونچیں
دیکھا خواجہ عمرو ایک مسافر کے کپڑے اتار رہے ہین ہر چند کہ تصور مین محبوب کے بیقرار مگر پکار کر اواز دی
اے عمر نامدار یہ کیا معرکہ ہے عمرو نے جو بران کو دیکھا کپڑے تو مسافر کے اوتار لیے ٹانگ پکڑ کے
اوسکو ایک غار مین ڈالدیا ملکہ بران زمین پر آئین خواجہ نے کہا بی عجب معرکہ ہے ابرماہ سیما کو کی ساحرہ
ہوا اوسنے لشکر اسلام پر سحر کیا اوسکی کنیز نامہ لیے ہوئے جاتی تھی مینے اوسکو گرفتار کیا نامہ میرے پاس ہے
اسی خیال مین دل اوداس ہے ملکہ بران نے کہا خواجہ مین نے بھی خواب پریشان دیکھا جسکا ظہور
یہ ہوا کہ آپکی زبانی تمام حال معلوم ہو گیا اب جو فرمایئے وہ کیا جائے عمرو نے کہا اتنا دریافت کیجیے
کہ کیا تدبیر کرین بران نے کہا آپ کے سامنے مین کیا عرض کر سکتی ہین عمرو نے کہا نامہ تو میرے
پاس ہے مین کسی طرح وہان تک پہونچ جاؤن تب حال سحر کھلے مگر یہ ہم جانتے ہین کہ ملنا واجب
لازم ہے خواجہ و بران سے عرصہ دراز تک یہی باتین رہین آخر کو یہ امر طے ہوا کہ ہان چلیے چلکر
دیکھا جائیگا ملکہ بران نے خواجہ کو بھی طاؤس پر سوار کر لیا طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے
چلین تمام جنگلون کو طے کر کے قریب کوہ عقیق کے پہونچین دور سے دیکھا ایک لشکر اوترا ہوا ہے
بارگاہ کلان استادہ ہے بران نے خواجہ عمرو سے کہا شاید کسی ساحر کا لشکر اوترا ہوا ہے مگر لشکر مین بڑی
چہل پہل ہے خواجہ نے کہا مجھے اوتار دو تم پہاڑ پر جا کر ٹھہرو مین دریافت کر کے ابھی آتا ہون ملکہ بران
ایک پہاڑ پر آکے ٹھہرین خواجہ کو اوتار دیا خواجہ ایک ساحر کی شکل بنکر اوس لشکر مین آئے دیکھا ہزارہا جادو
ذرہ پوش ہین ہر مقام پر ناچ و راگ و رنگ ہو رہا ہے خواجہ دیکھتے بھالتے ایک مقام پر آکے ٹھہرے پردہ در پردہ
حال پوچھنے لگے کہ کیون صاحب کسکا لشکر ہے کہان سے آتا ہے کہان جائیگا ایک نے بیان کیا یہ لشکر
ابرماہ سیما خراجگزار افراسیاب کا ہے ہماری مالک نے جا کر لشکر اسلام کو آفت مین پھنسایا اب اپنے
قلعے کیطرف جاتی ہین افراسیاب کو ایک نامہ لکھا تھا یقین ہے وہانسے کچھ جواب آتا ہو آدمی شوخ دیدہ
حسن پسندیدہ اسی مقام پر اوترے ہین خواجہ یہ حال سنکر بہت گھبرائے جی مین کہا کہ آپ کچھ تدبیر کرنا
چاہیے وہان ابرماہ سیما جسوقت سے سحر کر کے آئی ہے اور اسم اعظم بند کر کے لائی ہے شیشہ اسم اعظم کا
سامنے رکھا رہتا ہے علم سحر مین ایسی کامل و اکمل ہے کہ نقشہ جات ہر وقت تیار رہتے ہین وسکو دیکھا کرتی ہے

اسوقت جو نقشہ اوٹھا کر دیکھا معلوم ہوا کہ عمرو عیار میرے لشکر مین آیا ہی عیاری کریگا اوسیوقت
ایک جوان سحر سے بنایا اور کہا کہ فلان مقام پہ جا فلان صورت پر عمرو عیار کھڑا ہی اوسکو بلالا وہ
جوان سحر کا پتلا چلا مثل انسانون کے جیسا ہوا جاتا ہی خواجہ دریافت کرکے چاہتے ہین کہ عیاری کیواسطے
چلین کہ ایک شخص نے آکر سلام کیا کہا خواجہ عمرو صاحب چلیے آپکو ملکۂ عالم نے بلایا ہی خواجہ یہ سنتے ہی
گھبرا گئے اپنے پیچھے دیکھنے لگے کہا عمرو عیار کہان ہی میرا تو کوئی یار دوست نہین ہی اوس جوان نے ہاتھ
پکڑ لیا کہا خواجہ میرے ساتھ مکر و حیلہ نہ کرو مین نمونہ سحر سامری ہون یہ کہکر منہ پر بھی خواجہ کے ہاتھ
پھیر دیا رنگ روغن عیاری کا اوڑ گیا بصورت اصلی ہو گئے ہاتھ پکڑ کر کھینچتا ہوا وہ جوان لیچلا خواجہ
ہر چند راہ مین اوسے دم دلاسا دیتے ہین وہ جواب نہین دیتا جب خواجہ بہت عذر کرتے ہین تو وہ ہنسکر
کہتا ہی او مکار کیون باتین بناتا ہی مین ساختہ سامری و جمشید ہون مین سامنے ملکہ کے تجھکو ضرور
لیچلونگا ابر ماہ سیما بیرون بارگاہ آکر بیٹھی ہی مصاحبون سے کہہ رہی ہی کہ صاحبو یہ کمال تو دیکھو نگوڑا سارا
زادہ طلسم ہوشربا یہان کیونکر آگیا اہل اسلام پر مصیبت ہوئی اور یہ پہونچا اب گرفتار ہو کر آتے ہین
کہ سب نے سامنے سے دیکھا وہ پتلا عمرو کا ہاتھ پکڑے ہوے کشان کشان لیے آتا ہی پکار کر ابر ماہ سیما
نے آواز دی تو ہوشربا سے یہان کیونکر پہونچا ہمکو بھی معلوم ہو گیا تیری عیاری یہان نہ چلیگی
وہ ساحر نادان تھے جو تیرے ہاتھ سے مارے گئے غیر ساحر کے ہاتھ سے ساحر مارا جاے بڑے تعجب
کی بات ہی سب ساحر کمال پر ملکہ ابر ماہ سیما کے تعریفین کر رہے تھے کہ ملکۂ عالم جب آپ پیدا ہوئی
ہو تو ان عیارون سے جان بچانے یہ سب ہمارے روزگار ہین ابر ماہ سیما نے کہا کیون خواجہ
تمھارے ہاتھ سے صدہا جادوگر مارے گئے اب تمھارے واسطے وہ جفا ہو کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا
تمھارے حال پر گریہ و زاری کرین اور ہمکو ترس نہ آئے عمرو نے کہا اے ابر ماہ سیما سنو یا تمھاری قضا
ہی یا میری دونون مین سے ایک ضرور قتل ہوگا ملکہ نے حکم دیا جلاد کو بلاؤ جلادان خرس طینت میمون
خصلت خرس سیما بادیہ ضلالت شلنگین لگاتے ہوے سامنے آئے پکار کر آواز دی اے ملکۂ عالم کیا حکم
ہوتا ہی ابر ماہ سیما نے کہا آج قاتل مامہ مشتمس قبضہ ہو کر آیا ہی روح سامری کو اسکے قتل کرنے سے
راحت ہوگی طلسم ہوشربا مین آفتین برپا ہین آٹھ نو سے سرداران شہنشاہ باغی ہو گئے روز
لڑائی پڑتی ہی یہ لوگ غالب آتے ہین میٔنے تو نامہ روانہ کیا ہے جواب آتا ہوگا یقین ہی کہ خلعت ملے

وعدہ بھی حاصل ہوا ایک جلاد نے عمرو کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا عمرو کی اوس وقت حیرانی و پریشانی خواجہ
کہتے ہین یہان موت لیکر آئی تھی بیقرار ہوکر دعا کی پروردگار میرے تیرے وعدہ ہو چکا ہے کہ جبتک
مین اوس بڑی چیز کو نہ مانگونگا میرے قریب آئیگی آج تو ملک الموت کا سامنا ہے تجھے سب طرح کا
اختیار ہے بندہ مجبور و ناچار ہے **نظم**

لطف کن بر من ایخدا اے رحیم
روز تا شب نگون سر تسلیم
چونکہ این بندہ صداقت کیش
از رہ لطف خاص فضل عمیم
لطف کن اے خدائے بندہ نواز
حرمت و فخر و عزت و تکریم
سینہ ام کن صفا چو آئینہ

کن کرم ایجاب رب کریم
بر د عجز دایما جسم زار
بست پابند بند نفس لئیم
گنج عرفان مرا عطا فرما
ہمن عاجز و غریب و یتیم
حب دنیا ببر ز خاطر من
از غبار تعصب و کینہ

دار بر خاک آستانہ خویش
سر تسلیم دگردن تعظیم
مخلصی کن عطا ازین زندان
پاک کن دل ز خواہش زر و سیم
در فقیران و خاکساران بخش
دور کن از من این عذاب الیم
خواجہ عمرو تو زیر تیغ بیٹھے ہین

ادہر حضرت عمرو و شعبان خنجر گزار تین عیارون کو ساتھ لیکر جو برائے تلاش نکلے تھے پھرتے پھراتے
یہان آکر پہونچے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ لشکر ابر ماہ سیماہراہی نے لشکر اسلام پیچر کیا ہے اب اس
اشتیاق مین یہان اوترے ہوئی ہے کہ خبر برباد ہی مسلمانان سن لون تو یہان سے لشکر کوچ کرون یہ بھی عیار
بصورت مبدل اس لشکر مین آئے یہ بھی دریافت ہوا کہ خواجہ عمرو آتے تھے وہ گرفتار ہو گئے اب عیار
حیران ہوے کہ خواجہ عمرو یہان کیونکر آئے یہ عیار جواہر وغیرہ بھی اوسی مجمع مین آکر کھڑے ہوے
دیکھ رہے ہین کہ خواجہ عمرو زیر تیغ بیٹھے ہین گھبرا رہے ہین جواہر نے کہا ہمارے قبلہ و کعبہ
یہان کیونکر آئے اور گرفتار ہوے بدحواس پھر رہے ہین ابوالفتح کہتا ہے تلوار کھینچکر اسپر جا پڑون
اپنے ماموں جان کو رہا کرون شعبان خنجر گزار کہ فرزند دلبند ملکہ یاقوت ملک ہے
نہایت بے قرار ہے بارہ ہزار برس کے بچے لیکر آیا تھا مان نے اسکو تمام فنون تعلیم کیے ہین دفتر
صندلی نامہ مین یہ داستان تحریر ہین کہ جب دود کش آدمخوار نے لشکر اسلام پر آفتین برپا
کین اور خواجہ پریشان تھے اوسوقت مین شعبان خنجر گزار آکے پہونچا تھا اور دود کش
کو پکڑ لیا یہ عیار رہا کرے روز گار ہے ایک گوشے مین تپکا کھڑا ہی جیسے ہی جلاد نے ہاتھ تلوار کا سر عمرو پر

مارا شعبان نے ایک تیغ کلان کلہ گوپھن مین رکھکر مارا کہ جلاد کا سر اڑگیا ظاہر ہوا کہ جلاد دیوانہ تھا اسنے ہاتھ سے اپنے خنجر مارلیا آواز دی ابرماہ سیما نے کہا کہ دوسرے جلاد کو بلاؤ شعبان جلاد بنکر دوڑا حاضر حاضر کہتا ہوا سامنے آیا کہا حضور ساربان زادے کا سر کاٹ لون ابرماہ سیما نے حکم دیا شعبان نے بڑھکر نیمچہ مارا عمرو نے ہاتھ اوٹھا دیا ہتھکڑی کٹی خواجہ تڑپ کے اُٹھے پانچون عیارون نے نیمچے کھینچے حقہ ہاے آتشبازی چلنے لگے ساحران مقدار شل ہیمہ خشک جلنے لگے عمرو کو سب عیارون نے بیچ مین لیا چاہتے ہین کہ عمرو کو نکال لیجائین آدھے لشکر تک لڑتے ہوے آئے ابرماہ سیما کہتی ہے ارے سحر کرو عمرو کو نکالے لیے جاتے ہین جب جادوگر بڑھتے ہین عیار حقہ ہاے آتشبازی مارکر گرا دیتے ہین کئی ہزار جادوگر مارے گئے جب کوئی جادوگر مرتا ہے اندھیرا ہوجاتا ہے ساحرون کا قلب تھرا جاتا ہے جب وسط لشکر مین اسیطرح لڑتے بڑھتے پہونچے ابرماہ سیما نے دور سے دیکھا پانچ عیار عمرو کو گھیرے قبلہ و کعبہ کہتے ہوے لیے جاتے ہین ابرماہ سیما نے ایک گولہ پھینکا وہ گولہ جو جاکر پھٹا چھون عیار لڑکھڑا کر گرے ابرماہ سیما نیمچہ کھینچکر دوڑی ان عیارون نے جو اسے نیمچہ کھینچکر آتی ہوے دیکھا بے قرار ہوکر دعائین مانگنے لگے پکارتے تھے اے معبود حقیقی واے رب تحقیقی کیا تیری صنعت کرین تو ہم سبھون کی جان بچالے تیرے نزدیک سب آسان ہے

نظم

ابتدا را ابتدا غیر از تو نیست	انتہا را انتہا غیر از تو نیست	دوستان ہنگام مطلب دوست اند
صاحب صدق و صفا غیر از تو نیست	حل مشکل از کہ گردد یا الٰہ	درجہان مشکلکشا غیر از تو نیست
وقت حاجت بندہ محتاج را	مالک حاجت روا غیر از تو نیست	نیست جز تو رافع درد جگر
چارہ ساز لادوا غیر از تو نیست	از کہ جوید مدعا اہل سوال	صاحب جود و سخا غیر از تو نیست
درزمان حاکم بجز تو نیست کس	درجہان فرمانروا غیر از تو نیست	خالق و رزاق و رب العالمین
در خدائی ایجدا غیر از تو نیست	نیست غیر از تو بغربت آشنا	دوست ہنگام بلا غیر از تو نیست
ہست این ناچیز عاجز خاکسار	برکمال فضل تو امیدوار	ای معبود حقیقی ہمکو اس آفت سے

بچالے یہ تو سب ہاک بلک کے دعائین مانگ رہے ہین ابرماہ سیما تلوار کھینچے ہوے آتی ہے مگر ملکہ برّان شمشیر زن جو پہاڑ پر ٹھہری تھین جب خواجہ عمرو کو گئے ہوے عرصہ ہوا تو یہ حیران ہوئین کہ نہین معلوم خواجہ پر کیا گذری یہ سوچکر اپنے مقام سے اوٹھین دلمین کہتی ہین اب سنو خواجہ

گرفتار ہو گئی ہوں جلد دیکھ آؤں تو بہتر ہے بلند ہو کر آسمان پر آئیں خواجہ عمرو و دیگر پنج عیار زمین پر پڑے تڑپ رہے ہیں ابر ماہ سیما تلوار کھینچے ہوئی جاتی ہے تمام جادوگروں نے بلوہ کیا ہے کہ عیارون کو جلد قتل کرو عیار تڑپ رہے ہیں پھڑک رہے ہیں مالک ملک کر دعائیں مانگ رہے ہیں ملکہ برّان کی آنکھوں میں اندھیرا آ گیا غصے میں آ کر ہاتھ چمکایا برق گری کئی سو کے سر اوڑ گئے کسی کا ہاتھ ٹوٹا کسیکا سر پھٹ گیا کوئی منہ کے بل زمین پر گرا ایک ہنگامہ برپا ہو گیا ہر طرف یہی غلغلہ ہے کہ آسمان سے برق چمک رہی ہے آفت آسمانی آئی ابر ماہ سیما نے سر اٹھایا دیکھا صفدر وصف شکن ملکہ برّان شمشیر زن آسمان پر سے سحر کر رہی ہیں ابر ماہ سیما نے جو یہ معرکہ دیکھا پکار کر آواز دی اے برّان میں نے پہچانا برّان نے زمین پر اترتے اترتے چند تپے پھینکے کہ وہ سنہری پنجے بنکر عیارون پر گرے سب کو اوٹھا کر لیگئے خواجہ عمرو ہر چند غل مچاتے ہیں چیختے ہیں پیٹتے ہیں کہ مجھکو اسی مقام پر رہنے دو دو چار کوڑی کا روزگار کر دونگا مجھے کب سنتے ہیں دستگیری کرنے کے لیئے ملکہ برّان سحر کرتی ہوئی زمین پر ایسا سحر کیا کہ سارا لشکر گھبر گیا بعض ٹکراتے ہیں بعض غل مچاتے ہیں کہ ضوبک نظر ہے خوش گندی نظم

گر دم قتل بھی دیدار میسر ہوتا
آب حیوان سے مجھے آب دم خنجر ہوتا

لاکھ معراج سے حق میں مرے بہتر ہوتا
کوچے قاتل میں جو نیزے پہ مرا سر ہوتا

کوئی عاشق بھی نہ اس عشق سے جانبر ہوتا
تجھسا بیرحم زمانے میں جو دلبر ہوتا

دم گریہ ترے دانتوں کا جو کرتا میں خیال
اشک گر کر صدف چشم سے گوہر ہوتا

اے بت پردہ نشین شہرۂ آفاق ہے تو
کیوں ترے حسن کا مذکور نہ گھر گھر ہوتا

ہجر محبوب میں کیا کیا نہ اذیت کھینچی
موت آجاتی تو اس زیست سے بہتر ہوتا

دیکھتا صورت آئینہ جو اوسکا نہ جمال
ششجہت میں نہ کبھی آگ میں سمندر ہوتا

رحم آیا نہ اوسے ورنہ مرے نالوں سے
پانی ہو جاتا وہیں کیسا ہی پتھر ہوتا

چھوڑ کر وصل جو لون نہ کبھی باغ بہشت
نقد سے وام بدلنا نہیں بہتر ہوتا

قامت یار کہاں اور کہاں سرو چمن
کہیں ہمسر نہیں طوبی سے صنوبر ہوتا

موتیوں کا ہے جبین پر ترے جھمکا اس طرح
جسطرح ماہ ہے پروین کے برابر ہوتا

کچھ بسر اور بھی اسانون میں کرتے نظام
عمر بھر میں بھی اگر وصل میسر ہوتا

جان نے سارے لشکر مین قیامت برپا کردی ہے ابر ماہ سیما نے کہا بی بران نے تو غضب کر رکھا
ہے سارا امیر الشکر تباہ ہوگیا بران نے پکار کر آواز دی تو مقابلے مین نہین آتی تیل ماش بھیجتی ہے سنکر
ابر ماہ سیما جھاگئی سحر کرتی ہوئی بڑھی کئی گولے مارے ملکہ بران نے اشارہ کردیا گولے پھسکر گرگر
ابر ماہ سیما نے بڑے بڑے سحر کیے بھلا ملکہ بران اوسکے سحر کو کب مانتی ہین جب اشارہ کردیا سحر دفع ہوگیا
جب ابر ماہ سیما سحر کرتی ہوئی قریب پہونچی ملکہ بران شمشیر زن نے جھولی سے کارد سحر نکالی وار دی
او ابر ماہ سیما لے اوسی غصے مین کارد کھینچ ماری سینہ پرکینہ ابر ماہ سیما پر کارد سحر پڑی مہرہ پشت کو
توڑ کر پار گذری ابر ماہ سیما کا مرنا کہ آندھی سیاہ اوٹھی سنگباری و برفباری ہونے لگی بعد عرصہ دراز
آواز آئی کشتم مرا نام بن ابر ماہ سیما بود بیان توکل ساحرون کو ملکہ بران نے گھیر کر مارا کوئی ساحر
زندہ بچا وہان لشکر صاحبقران مین یہ وقت تھا کہ تین دن اس سحر کو گذر چکے تھے صاحبقران
بسبب حرز ہیکل کے بیہوش تو نہین ہوے مگر اسم اعظم مند دل درد مند سارے لشکر کو دیکھا مبتلاے آفت
گرد لشکر آگ بھڑک رہی ہے آسمان سے برف برس رہی ہے سب طلازم بیہوش پڑے ہین صاحبقران بیقرار
و اشکبار چہار جانب دوڑتے پھرتے ہین جدھر جاتے ہین سردارونکو بیہوش پاتے ہین کوئی دعایئن
مانگ رہا ہے کوئی رو رہا ہے اشکون سے منہ دھو رہا ہے باپ چاہتا ہے کہ بیٹے کو اوٹھائے خود بھی اوسی
آفت مین پھنستا ہے برف کا برسنا اہل اسلام کا قطرہ آب کو ترسنا صاحبقران حیران اس حال
مصیبت مآل کو دیکھ رہے ہین اور دعایئن مانگتے ہین کہ اے پروردگار واے ستار و غفار یہ کیا معرکہ ہے
یہ آفت آسمانی کیسی آئی کہ کل اہل اسلام تباہ ہوے جاتے ہین گلزار ابراہیمی پر خزان آئی مالک
ہو صاحبقران نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا یکایک دنا تا ہوا کہ دل سب کا ہلگیا
ابر شق ہوکر غائب ہوا آگ بجھ گئی ہر طرف سے صداے تکبیر بلند ہوئی خوشیان کرتے ہوے
سب سردار اوٹھے صاحبقران نے فرمایا کسی ساحر یا ساحرہ نے سحر کیا تھا معلوم ہوتا ہے کسی ہمارے
دوست نے اوسکو مارا بادشاہ نے فرمایا عیار پہلے ہی نکل گئے تھے یہ فرزندان عمرو مین کوئی انکو
عیاری کرکے ساحر کو مارا الشکر لقا مین یہ خبر پہونچی کہ اہل اسلام اس آفت مین مبتلا تھے اوس آفت
پر طرف ہوئی اسوقت بڑی خوشیان ہو رہی ہین لقا نے کہا یہی تقدیر نے نوے ہزار برس مشتری کی
تھی کہ مسلمان آفت مین پھنسینگے اور پھر بچ جاینگے یہان تو یہ باتین ہو رہی ہین صاحبقران بارگاہ سلیمانی مین

اکر بیٹھے ناچ گانا ہونے لگا مگر خیال ہو کہ عیار واپس آئین تو حال مفصل معلوم ہو کہ ساحر کو کسنے مارا
نہین معلوم یہ کون ساحر تھا صاحبقران زمان تو اس انتظار مین ہین مگر وہان ملکہ بران لڑائی منسخ
کرکے ملیٹین بارگاہین خیمے سب وہین چھوڑ دیے بُران اوس پہاڑ پر آئین کہ جہان سب عیارون کو
پنجون کے ہاتھ روانہ کیا تھا سب عیار بیہوش ہوگئے تھے آکر ہوشیار کیا جیسے ہی خواجہ عمرو
کی آنکھ کھلی گھبراکر اوٹھے پوچھا کیون ملکہ بران وہان کیا گذری بُران نے کہا آپکا اقبال اور رحمت
پروردگار سے اوس بچا کو اس کنیز نے واصل جہنم کیا یہ سنکر خواجہ اپنے مقام سے اوٹھے کہا مین خیمے
وغیرہ جاکر قبضے مین کو کرلون ملکہ بُران ہان ہان کرتی ہین مگر خواجہ کب سنتے ہین پہاڑ سے کود کر
بھاگے جاتے ہی سب بارگاہین خیمے نذر زنبیل کیے جادوگرون کے مردے بھی خواجہ نے لوٹ لیے
جابجا مُردون کی کمرین ٹٹولتے پھرتے ہین جسکی کمر مین ہمیانی پائی نکال لی اگر ہمیانی دستیاب
نہوئی ایک لات ماردی کہ اودنی عمر بھر خوب پیدا کیا اور کچھ ہمارے واسطے نہ رکھا کوئی مردہ باقی
نہ رہا سب کو لوٹ کے بالاے کوہ آئے ملکہ بران شمشیر زن نے کہا اب تو لشکر قریب ہے خواجہ اگر
تمھاری خوشی ہو تو لشکر صاحبقران مین ہوتے چلیے عمرو نے کہا میرا جانا مناسب نہین صاحبقران
مجھکو روکینگے یہ سنکر ملکہ بُران نے کہا خواجہ اگر وہان جانا مناسب نہین یہ عیار تو لشکر اسلام مین جائینگے
اگر آپ کی خوشی ہو تو ایک نامہ بنام ایرج نوجوان لکھدون خواجہ نے کہا بسم اللہ لکھدو ابو الفتح
کو پہونچا دیگا ملکہ بُران کے دل مین نہایت اشتیاق بھرا ہوا تھا کاغذ و قلم و دوات جھولی سے نکالا
نامہ لکھنا شروع کیا نامہ غزال صحراے بے اعتنائی و پروردہ مہد کج ادائی زاد اللہ عشقکم بعد آرزوے
ملاقات اشتیاق آیات واضح ضمیر مہر منیر شہریار جلالت آثار ہو کہ یہ فراق دیدۂ ہجران گشتہ اس
کوہ تک آئی بڑی سختی اوٹھائی آپ کی ملاقات کا دل کو نہایت اشتیاق تھا مگر آپ تک آنا
مناسب نہوا یہان ابر ماہ سیما کو مارا جسنے آپکے لشکر ظفر اثر کو مبتلاے سحر کیا مگر دل کی بیقراری کا
کیا حال لکھین اکثر سمجھانے والے سمجھاتے ہین ہم پہرون ہوش مین نہین آتے اپنے ہجر کا حال
لکھین تو برسون تک نہ لکھ سکین کس کس کا ذکر کرین دل بیقرار آنکھین اشکبار ہاتھون کو خواہش
چاک گریبانی دل کو پریشانی ہے پانون کو کوچہ گردی کے شائق قلب کو دیدار فرحت آثار کا
اشتیاق کیا کہین عجیب کیفیت ہے بقول آخر شیہ ین کلام نظم

نہ آہ سینے مین ہی نہ پیچ و تاب سے فارغ
نہ آنکھ مین ہے نگہ نہ حجاب سے فارغ

کیا فلک نے ہو فکر شراب سے فارغ
رہے نہ وعدۂ احتساب سے فارغ

کسیلی یاد نے مجھکو کہکے وقت مرگ کیا
سوال و جزا کے جواب سے فارغ

گناہ جسنے کیے بیحساب خوب رہا
کہ جلد حشر مین ہوگا حساب سے فارغ

زسونے دیکھی پیش دل کی چین سے پس مرگ
جو ہم ہوے بھی بحکے حساب سے فارغ

ملا ہی دیدۂ بیدار بخت خفتہ ہمین
یہ فکر خواب مین وہ فکر خواب سے فارغ

تسلیان مجھے دیتا ہی اسلیے وہ شوخ
کہ تا کبھی نہ رہون اضطراب سے فارغ

عجب ہی چرخ کی ایام ہجر مین گردش
یہ دن وہ ہین کہ ہی دہر انقلاب سے فارغ

بہشت مین بھی ہین رند اور بادہ طہور
کہین نہین ہین وہ شغل شراب سے فارغ

خوشا طبیعت آزاد کر دیا جسنے
تعلقات جہان خراب سے فارغ

جلال رہے کتابی کی یاد مین شب و روز
رہی نگاہ نہ سیر کتاب سے فارغ

دل نہین مانتا اگر ہوسکے کسی طرح اس نیازنامے کا جواب ضرور لکھیے گا اگر جواب نامہ ہم تک پہونچا تو دل کو تسکین روح کو راحت قلب کو قوت آنکھون مین بصارت ہوگی زیادہ کیا لکھون آفتاب حسن وکمال زائق جاہ وجلال تابان و درخشان رہے یہ لکھکر لفافے پر اپنی مہر کی نام **ابوالفتح** کو دیا کہا بھیا یہ نامہ مخفی انکو پہونچانا **ابوالفتح** نے نامے کو لیا **خواجہ** نے ایک عرضی بنام **صاحبقران** لکھی کہ غلام نے آکر **ابر ماہ سیما** کو قتل کیا جسکی وجہ سے آپکے لشکر پر آفت تھی غلام کا حاضر ہونا مناسب تھا ورنہ قدمبوسی کرتا اب تو قتل **افراسیاب** کی فکر ہے آئندہ ہیرہائی **اسد** کا ذکر ہے چند فقرات لکھکر یہ عرضی **شعبان** کو دی کہا اے فرزند یہ عرضی آقاے نامدار کو دینا زبانی بھی عرض کرنا کہ غلام نہایت مشتاق دیدار فرحت آثار ہے آپکے اقبال سے غلام نے **افراسیاب** کے جی چھڑا دیا انشاء اللہ بہت جلد **اسد غازی** کو بھی رہا کرتا ہون بہت کچھ **عمرو** نے کہا **شعبان** نے عرض کی اسی طرح عرض کردونگا یہ پانچون عیار رخصت ہوکر **خواجہ عمرو** سے طرف لشکر **صاحبقران** کے روانہ ہوے **ملکۂ بران** **خواجہ** کو لیکر طرف **طلسم نورافشان** کے چلین عجائب وغرائب دیکھتی ہوئی جاتی ہین گذر **ملکہ بران** کا طرف سے قلعہ **مینوشان** کے ہوا **مینوش جادو** یہان کی حاکم ہی اس قلعہ کا دستور ہے کہ ہر وقت

شراب خواری ہوتی ہے نشے میں یہاں کے رہنے والے بلبلاتے پھرتے ہیں مستورات میں کسی کی شناخت
نہیں نشے میں چور مزاج کے مغرور عقل و فراست سے دور حماقت سے معمور جو جسکے یہاں گیا نام اوسکا
لیکر پکارا صاحب خانہ جو گھر سے نکلا گھڑا شراب کا لیے ہوئے ایک تختہ میں کابلی شطرنجیاں بچھ گئیں جو
آیا بیٹھ گیا شراب چلنے لگی اوسی نشے میں دختر کو دیکھا کہ آتی ہے پکار کر کہا بیٹا کہاں سے آتی ہے اوسنے بھی
نشے میں جواب دیا ایک کام کو گئی تھی وہ بھی آکے شریک ہوئی شراب خواری میں سب مصروف ہوگئے
کوئی جوان اپنے ساتھی کو لیے بیٹھا ہے ہنگامہ شرابخواری بلند ہے **شار جادو** کوتوال قلعہ ہے آج اوسکی
شادی کا دن ہے اوسکے مکان پر سب ساکنان شہر جمع ہیں مٹکے شراب کے رکھے ہیں چار ہزار آدمی جمع
ہیں برات کے سامان درست دولہا مسند پر بیٹھا ہے نشے میں ڈوبا ہوا کبھی کپڑے اوتارتا ہے کبھی خود
ناچتا ہے کسی طرح چین نہیں گانیوالی بھی اسی حال میں ہے گانیوالی پر ساحروں کے ہجوم ہیں حوض
شراب بھرا ہے گئے اور غوطہ مارا دریائے حماقت کے پار ہوئے اور زیادہ بیقرار ہے **خواجہ عمرو** نے جو آسمان
سے یہ معرکہ دیکھا کہ دولہا لباس فاخرہ پہنے ہوئے چاندی سونے کے زیور میں لدا بیٹھا ہے خواجہ
کے منہ سے رال ٹپک پڑی کہا ای یزدان کیا نعمہ مجمع ہے میرا بھی دنیا کوڑی کا روزگار ہو جائے ذرا
مجھکو اوتار دو ملکہ بران نے **خواجہ** کو ایک طرف اوتار دیا آپ نخل پر عقاب بنکر بیٹھیں پتوں میں
چھپی ہوئی ہیں یہاں سب محفل میں بیٹھے ہیں کہ سب نے دیکھا ایک بڈھا گویا طنبورہ کاندھے پر رکھے
چہرہ پر پیا دھے ہوئے مشروع کا پاجامہ کرتا چکن کا گنگناتے ہوئے محفل میں آئے پکار کر آواز دی
اعلیٰ علیٰ مراتب رہیں یہ صحبت آباد دولہا دولہن دلشاد ہم پرانے گانے والے ہیں دولہا کی ان کے
بیاہ کے لائے دولہا کی نانی کو گودیوں میں کھلایا بعضوں نے کہا بڑے میاں صاحب آئیے ہیں
آپ کا نام یاد نہیں کہا حضور استاد خورد برد میرا نام راضی کرنا سبکو یہی کام ہے سب صاحب مجھکو پہچانتے
ہیں ملکہ **مینوش** کو گودیوں میں کھلایا اونکے باپ بچپنے سے تھے اونکو گود میں لیکر بھی ہیں
جاکے ٹکے کا مجرا ایلانا تھا سب نے کہا میاں پیر کلاونت صاحب اچھی طرح بیٹھیے کچھ گانا سنائیے ہم لوگوں کو
آپ کا بڑا اشتیاق ہے **خواجہ** نے بیچ میں بیٹھکر ڈول طنبورہ ملایا سب جانتے تھے کہ بڈھا کیا گائیگا
کچھ مسخرہ پن کرے گا لیکن **خواجہ** نے یہاں یہ غزل گانا شروع کی

غزل

نئی اندازے راحت روز کے دکھ سہنے کو	مزا دینے لگا غم آپکے غم کھانے والے کو

مری نسل سے کم ہویدا ہوا
جھکاتا ہون دشمن کو ہر دم کہین
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
امیر عرب شیر پروردگار

مرے نام پر غدر شیدا ہوا
مرا کر ہے گلشن قیل وقال
نشان تھا مری گرد پاپوش کا
یہی فتح ونصرت کی تدبیر ہے

اڑاتا ہون کفار کے مین ہوش
مری چال سے ہر صبا پایمال
مرا افسر ذی حشم نامدار
نہ آقا ہمارا جہانگیر ہے

پہلے دولھا کا لباس لیا بعد اوسکے سبکے کپڑے اتارنے لگے یہان تو خواجہ محفل کو لوٹ رہے ہین ملکہ
بران جو نخل پر بصورت عقاب بیٹھی تھین شاخ نخل پر سر رکھا جھونکا ہوا سرد کا چلا کئی رن کی جاگی
ہوئی تھین آنکھ بند ہوگئی مگر مینوش جادو جو اس قلعہ کی حاکم ہے سوتی جو اوٹھی ایک جام شراب کا پیا
گزک لینے کو کمرے مین گئی یہ مقام بھی متعلق طلسم ہوشربا ہے دو پتلیان سنہری بیٹھی ہین اونھون نے
جھک کر سلام کیا مینوش نے پوچھا کیون کدر ہو رہی ہو ایک نے کہا اپنے شہر کی خبر لیجیے دشمن
سامری ساربان زادہ جسکا نام لینا مناسب نہین اس شہر مین وہ آگیا کوتوال کی برات کو لوٹ
رہا ہے دختر کوکب بھی اوسکے ساتھ ہے جسنے ہزارون سامری پرستون کو مارا ہمارے کان مین تو
اور بھی آوازین آتی ہین دل گھبراتا ہے یہی عرض کرنا واجب لازم ہے کہ آپکی خیر ہو یہ سنتے ہی مینوش
بصد جوش وخروش یہان سے چلی خواجہ خوب اطمینان سے برات کو لوٹ رہے ہین کپڑے بھی سب کے
اتار لیے کمر مین ٹٹول رہے ہین دست بدعت دراز خنجر برہنہ ہاتھ مین جسکو جی چاہا مار دیا اسکا شکم
چاک قصہ پاک مینوش نے دور سے آواز مرنے کی ساحرون کے سنی آکے دیکھا اوس مقام کو
عمرو نے مزبلہ قصابان بنا دیا ہے دریا خون جاری لاشے تڑپ رہے ہین وہین سے للکارا او دشمن
سامری خبردار کیا کرتا ہے مین آپہونچی خواجہ عمرو نے چاہا بھاگون مینوش نے اشارہ کیا زمین
نے پانون عمرو کے تھام لیے اب تڑپ کر گری کمر مین عمرو کی پنجہ دیا لے اوڑی اور یاران سحر بھی بیدار
سب ہوشیار ہوے بھائی نے بھائی کا لاشہ دیکھا باپ نے بیٹے کو مردہ پایا کوئی روتا ہے کوئی پچھاڑین
کھاتا ہے مینوش جو چلی سب اسکے ساتھ چلے کہتے ہوے سب کو کسنے مارا گویا کیا ہوا مینوش کہتی ہے وہ
نہ تھا یہ ساربان زادہ تھا روسیہ کج نہاد دشمن ساحران قاتل سامری پرستان یہ کہتی ہوئی قریب
اپنی بارگاہ کے آئی عمرو کو لیے ہوے ہین یہ پہونچی سب نے صورت دیکھکر کہا ہمارا یہ گویا نہین ہے
یہ تو موش صحرائی معلوم ہوتا یا کسی خربیسے کا کوئی جانور ہے یہ تو ثابت کیجیے کہ نر ہے یا مادہ بالفعل مینوش ملدم

معلوم ہوتا ہے منوش کہتی ہزار ے کمبخت یہی عمرو عیار ہے صورت بدل لیتا ہے ساحروں کو دھوکا دیتا ہے
یہ کہکر عمرو کو سامنے ڈالدیا کہا جلاد کو جلد بلاؤ خواجہ حیران ہیں کہ میں اس آفت میں مبتلا ہوں ملکہ پر ان
پر کیا گذری معلوم ہوتا ہے چلی گئیں اب میں یہاں کیونکر بچونگا اگر کسی تدبیر سے جان بچی تو تا بہ لشکر مجھے کون
پہونچائیگا تڑپ رہے ہیں پھڑک رہے ہیں جب دیکھا کہ منوش نے جلاد کو بلوایا سوچے کہ خواجہ اب تو
کچھ عیاری کرنا چاہیے منوش نے کہا اسباب مجمل کیا ہوا خواجہ یہ سنکر خوب ہنسے کہا اے ملکۂ عالم
ایک دن افراسیاب نے آپ کا ذکر کیا تھا میں آپ کا عاشق ہوں ادھر جو گذر ہوا بات
میں آپکو نہ پایا سوچا کہ اگر ان سبکو قتل کرونگا آپ ضرور آئینگی میں نے صورت زیبا کو دیکھ تو لیا
آرزوے دلی پوری ہوئی دیکھیے یہ ہوا جو میرے پاس ہے اسی میں سب اسباب رکھا ہے الگ مجھکو لیجلیے
میں سب آپ کو پورا پورا اسباب دکھا دوں اور بھی بہت کچھ ہے جو آپ پسند کیجیے میں حاضر کروں
میں تو آپکے نام پر قربان ہوں افراسیاب کو قتل کروں آپکو تخت پر بٹھاؤں منوش نے کہا
خواجہ یہ نہ کہو اگر شہنشاہ سن پائینگے بڑی آفت برپا ہوگی عمرو نے کہا وہ معذور ہے عقل و فراست سے
دور ہے منوش نے کہا خواجہ اسباب کہاں ہے زیادہ باتیں نہ بنائیے عمرو نے کہا کنارے چلیے
منوش جادو کو نہایت اشتیاق تھا عمرو کو لیکر تنہائی میں آئی سحر بھی خواجہ پر سے اوتار لیا اپنے خیال
سے کہ میرے سامنے سے بھاگ کر کہاں جائیگا عمرو نے کنارے آکر زنبیل کا منہ کھولا کہا آئیے ملاحظہ فرمائیے
منوش نے سر ڈالکر دیکھا ہزارہا باغات دروازے اونکے مثل آغوش عاشق کھلے ہوئے ٹھنڈی ٹھنڈی
ہوا چل رہی ہے نوجوانان حسین اکڑ رہے ہیں گلچین و صیاد لڑ رہے ہیں اس عرصے میں دیکھا ایکطرف ایک گوشے
میں ہمارا بھی مال رکھا ہے حیران ہے دل سے کہتی ہے اے منوش یہ کیا معرکہ ہے کبھی سر باہر نکال لیا اپنے کو اوسی
مقام پر پایا پھر تماشا دیکھنے میں مصروف ہوئی ہے جب اسکا نصف جسم زنبیل میں پہونچا خواجہ نے جو تڑ دونوں
میں ہاتھ دیکر زنبیل میں ڈالدیا جیسے ہی منوش زنبیل میں گری پانچ چار جادوگرنیاں گرد آئیں ایک نے
چوٹی پکڑی ایک نے کان تھامے کہا کپڑے اوتار دے ہمیں حساب دینا پڑیگا اسنے چاہا کہ سحر کرے ان
اب جو یاد کرتی ہے سحر یاد نہیں آتا ایک عرق بندھوا دی ٹوکری سر پر رکھی منوش نے تامل کیا
میت نے ایک سر تنا مارا کہا چلتی ہے کہ نہیں سرکار شاہ عمرو کا یہ مقام ہے یہاں کسی کی
سرکشی نہیں چلتی ناچار مجبور منوش ٹوکری ڈھونے لگی یہاں ملکہ بران شمشیر زن جو بسر نخل ہو گئی تھین

ہوا زور سے چلی آنکھ کھل گئی نگاہ اوٹھا کر دیکھا اوس مقام پر عمرو کو نپایا بہت گھرائیں نخل سے اوتریں دیکھا ہزارہا لاشے پڑے تڑپ رہے ہیں مگر خواجہ عمرو زادہ ملکہ بہار توا یس طرف سے ڈھونڈھتی ہوئی چلیں اودھر خواجہ عمرو نے جب مینوش کو گرفتار کیا اوسی کی شکل بنکر باہر آئے پکار کر آواز دی صاحبو عمرو کو تو میں نے غرق زمین کر دیا اب تم سب صاحب بیٹھو آج تم سب کی ہمارے یہاں دعوت ہے کنیزیں دوڑ کر شراب لائیں گزک وغیرہ بھی لا کر رکھی کہا دیکھو صاحبو ساربان زادہ اسی طرح گاتا تھا دیکھو میں بھی گاتی ہوں یہ کہکر اس غزل کو گانا شروع کیا

غزل

مائل جور و جفا جب وہ بت طناز تھا — عاشقو صبر و تحمل پہ مجھے بھی ناز تھا
قتل ابرو کے اشارے سے ہر اک جانباز تھا — قتل گہ میں کل عجب اوس ترک کا انداز تھا
میکدے میں کیوں نہ ملتی میکشو مجھکو شراب — ربط تھا ساقی سے مجھکو مدتوں سے ساز تھا
دیکھنے معشوق آتے تھے مجھے عاشق تو کیا — جبتلک سبزہ نہ عارض پر ترے آغاز تھا
چھینکر دل لیگئے وہ کس سے میں باتیں کرون — ہجر میں ہمدم وہ تھا میرا وہی ہمراز تھا
خلع مجھسے ہو گئی جب غیر سے بگڑا وہ یار — کھل گیا آخر یہی اک مفسدہ پرداز تھا
میرے مرقد پر وہ پڑھکر فاتحہ کہنے لگے — یہ غضب مجکو نہ تھی تو عاشق جانباز تھا
کیا ضرر میرا ہوا گر چاک کر ڈالا یہ دل — اسمین تھی یاد آپ ہی کی آپ ہی کا راز تھا
کیوں نہ توبہ کرلی اے غافل یہ تو نے کیا کیا — بند تھے جب تک نہ آنکھیں باب توبہ باز تھا
تھا قفس میں شوق مجھ بلبل کا قابل دید کے — ہائے بے بال و پری میں مائل پرواز تھا
سچ کہو کیا میرے پہلے غیر آیا تھا کوئی — کل تو صاحب بت کدے کا نیا انداز تھا
کیا ہوا جو جن وہ آئینے میں دیکھو اپنی شکل — تمکو اس حسن دو روزہ پہ نہایت ناز تھا
وقت مشکل ساتھ چھوڑا ہی اونہیں احباب نے — ہائے سطوت دوستی پہ جنکی مجکو ناز تھا

یہ غزل جو خواجہ نے گائی سب ساحر سر کے بل گئے کہا ای ملکہ عالم حقیقت میں یہی عمرو کی آواز تھی اسوقت تو حضور نے ایسی نقل کی کہ نقل کو اصل سے ملا دیا کیا حضور نے کمال ظاہر کیا خواجہ عمرو نے کہا صاحبو تم نے ابھی کیا کمال دیکھا اسی طرح ساقیگری بھی کرون جسطرح کہو اوسیطرح شراب بھی پلاؤں وہی رنگ دکھاؤں یہ کہکر سبکو شراب پلانی گانا بھی سنایا گھنگرو بھی پاؤں میں باندھے صحبت میں رنگ باندھا بعد یہ سب

بیہوش کرکے لوٹ بھی لیا اور جادوگرون کو قتل بھی کیا اور دھرتے ڈھونڈھتی ہوئی ملکہ بران شمشیرزن
آئی تھین جادوگرون کے مرنے کی آواز جو کان مین آئی ملکہ بران سمجھ گئین کہ کہین خواجہ نے رنگ
جمایا اوسی طرف چلین آکے دیکھا خواجہ عمرو جادوگرونکو قتل کر رہے ہین پکارکر آواز دی خواجہ مین بھی
آپہونچی عمرو نے کہا واہ بی بران خوب تجھے خبر لی ہم قتل بھی ہو گئے ہوتے بران نے کہا خواجہ مین تخت
پر بیٹھے بیٹھے سو گئی تھی اب جو آنکھ کھلی آپکو نہ پایا لاشے پڑے لوٹ رہے تھے مین ڈھونڈھتی ہوئی چلی راہ مین
جادوگرون کی دہائی آواز سنی اسطرف چلی آئی اب جلدی کیجیے یہانسے نکل چلیے ایسا نہو خدانخواستہ افراسیاب
کو خبر پہونچ جائے تو پھر غضب ہو یہ کہکر ایک تخت سحر تیار کیا اوسی پر خواجہ عمرو کو بھی سوار کر لیا بڑے زور و شور
سے تخت کو اوڑاتی ہوئی چلین یہان افراسیاب باغ سیب مین بیٹھا ہے اکثر عرض کر چکا ہون کہ
اٹھارہ سو ملک کی تصویرین باغ سیب مین نصب ہین افراسیاب مست بیٹھا ہے کنیزان زہرہ جمال
مصاحبان حور تمثال گرد بیٹھی ہین کہ افراسیاب نے نگاہ اوٹھا کر طرف تصویرون کے دیکھا قلعہ مینوشان
اجڑا پڑا دیکھا [illegible] قلعہ کا تو نشان نہین رعایا کا بھی پتہ نہین معلوم ہوتا قلعے مین سناٹا معلوم ہوتا
ہے یہ جو افراسیاب نے دیکھا منہ پیٹ لیا کہا یہ کیا غضب ہوا قلعہ مینوشان پر بھی کچھ زوال آیا سارے شہر
مین سناٹا معلوم ہوتا ہے [illegible] پکارکر آواز دی اسرار ساحری کہان ہو ایک کمرے سے ایک سنہری پتلی
نکلی سنہرے پر [illegible] گاؤدی گلے مین پڑی ہوئی لیکن تیور پر بل افراسیاب نے کہا اے اسرار ساحری
قلعہ مینوشان کی کیا خبر ہے اسرار ساحری کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے کہا اے شہنشاہ کیا عرض
کرون جلدی نہین عرض کر سکتی جبتک کہ کام نہین لے سکتی ایسا نہو گویا ابھی مقام پر آجائے قلعہ
مینوشان مین اوسکا گذر ہوا سارے قلعے کو لوٹ لیا اب بران شمشیرزن کے ساتھ تخت پر
سوار آتا ہے طرف صحراے بہار خزان کے گذر ہوگا افراسیاب نے کہا تم جاؤ مین ابھی
اوس فتنہ انگیز کو لاتا ہون یہ کہکر افراسیاب بلند ہوا یہ کہتا ہوا چلا کہ آج بران کو مار ڈالونگا یہان
تخت پر بران خواجہ سوار اوڑے ہوئے چلے آتے ہین یکایک ایک جھونکا ہوا سرد کا آیا نہایت فرحت
حاصل ہوئی پھر ایک طرف سے جھونکا ہوا گرم کا چلا کہ منہ پھنک گیا بران نے کہا خواجہ خدا خیر کرے
جھکا کر دیکھا ایکطرف صحراے سبزہ زار نواح دلکشا نخل خودرو سرسبز و شاداب پھولون سے لدے جیسے
غنچہ [illegible] کے [illegible] پھول رنگ رنگ ہر نخل کے سائے مین [illegible]

ہمسران گلزار عندلیبان زمزمہ سرائی کا لب پر یہ اشعار آبدار جاری ہیں اشعار

ہر اِک گل در گلشن پہ پاسبان صیاد — عبث ہوا ہے ہمارا عدوئے جان صیاد
ابھی سے توڑ رہا ہے بہ غنا دل کو — ستم دکھائیگا ہو گا اگر جوان صیاد
نہ آئی تھی ابھی سیر چمن کی بھی نوبت — کہ آ گیا سر بلبل پہ ناگہان صیاد
نشانۂ گل بلبل سے یادگار چمن — سنی فصل خزان تک نہ داستان صیاد
نہ آئے چاک قفس بھی تا ہوا سے ہیں — قفس میں اور لگاتا ہے تیلیان صیاد
خدا کی شان ہر دو دن میں ہو گیا مانوس — اسی پہ رکھا ہے پھولونکی بھیان صیاد
نہ اب وہ ذوق چمن ہے نہ شوق سنبل و گل — ہے نکہت گل بھی مجھے گران صیاد
نہ ہے غیرون کی صحبت نہ گل کا نظارہ — نہ وہ بہار نہ گلشن نہ باغبان صیاد
بہار قید قفس میں کٹی عبث دل کو — پڑیگا تجھ پہ مقرر وبال جان صیاد
خدا کا خوف نہ کچھ باغبان کا کھٹکا ہے — چمن میں پھرتا ہے کیا مطلق العنان صیاد
چمن میں یوسف گل کی اب آمد آمد ہے — چلا ہے باد بہاری کا کاروان صیاد
ہزار مرتبہ مر مر کے میں جیا لیکن — نہ غم سے باغ جہان میں ملی امان صیاد
لکھی ہے تازہ قوافی میں وہ غزل تمنا — کہ رند کاٹتے کہتا ہے ہمزبان صیاد

ہر طرف ہنگامۂ شورش بہار عندلیبان خوشنوا زمزمہ سرائی کر رہی ہیں بلبل بہار کی خوشیان ہیں مثل برق کے چمک رہی ہیں شاخیں دست تمنا کو بڑھا لا کھلا ہوا ہے سبزۂ خوابیدہ بیدار صبا کی اٹکھیلیاں گویا گل میں خبر عشرت اثر بہار پہونچانا کبھی اترانا کبھی نشۂ بادۂ شبنم سے مست ہو کر رو کھڑاتی ہے ہر مینا سے شجر سے سر ٹکراتی ہے ہر گل کا کٹورہ شراب شبنم سے معمور کیفیت بہار میں عجب سرور ایک جانب صحرا ویران سنسان میدان بونڈے گرد کے اوٹھ رہے ہیں خار صحرا عرقی دکھاتے ہیں چند دیوانے وحشت زدہ خاک منھ پر ملے ہوے غل مچاتے پھرتے ہیں جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ

نظم

تیغ نگہ دیدۂ خونخوار نکالی — کیون آپ نے عاشق پہ تلوار نکالی
بھولے ہیں غزالان حرم راہ خطا سے — تیرے عجب انداز کی رفتار نکالی
دم کا مرے نالے کا رہا منع سحر کو — آواز شب وصل نہ زنہار نکالی

ہر گھر میں کہے رکھتے ہیں کہرام بپا ہوگا
آخر مری تربت سے اوگا ہی گل نرگس
ہیں وصل کا سائل ہوتی وعدہ کا طلبگار
جلجائیگا یہ خرمن ہستی ابھی اے دل
دل لیکے بھی رعنا کا دیا پاس افسوس

گر نعش ہماری سر بازار نکالی
کیا بعد فنا حسرت دیدار نکالی
باتوں میں بہت آپ نے تکرار نکالی
سینے سے اگر آہ شرربار نکالی
کچھ حسرت دل تو نے نہ عیار نکالی

دیوانوں کی وحشت دمبدم بڑھتی جاتی ہے کوئی پانوں سے کانٹے نکالتا ہے آپ ہی پھوٹ پھوٹ کے رو رہا ہے ہوائے گرم کے جھونکے چل رہے ہیں زرد پتے درختوں کے مثل چہرہ معشوق نرگس بیمار کی آنکھیں جھکی ہوئیں سرنہیں اٹھاتی جب جھونکا ہوائے گرم کا چلا نخلہائے سرسبز و شاداب کا مرجھانا آفتاب میں مدت صحرا کی عجیب کیفیت پانی نا ممکن چشمے خشک پڑے ہیں سوائے چشمہ آفتاب دوسرا چشمہ نایاب ملکہ برّان نے بہار و خزاں کا عجیب رنگ دیکھا کہا خواجہ ذکر سنا کرتے تھے کہ طلسم ہوشربا میں صحرائے بہار و خزاں ہے وہ آج آنکھوں سے دیکھ لیا حقیقت میں کوئی عجائب غرایب ایسا نہیں ہے جو اس طلسم میں ہو خزاں کیطرف رخ نہ کیجیے صحرائے بہار میں چند ساعت ٹھہر جائیے خواجہ عمرو نے کہا اے ملکہ براق مجھکو خوف ہے کہ ایسا نہو افراسیاب کو خبر ہو جائے ملکہ برّان نے کہا خواجہ افراسیاب جادو یہاں کہاں آئیگا اسکو اپنے عیش و نشاط سے فرصت نہیں غرض برّان و خواجہ ایک جھیل پر آکر ٹھہرے تماشا گل و بلبل کا دیکھنے لگے خواجہ رہ رہ کر فرماتے ہیں اے ملکہ عالم میرا دل گھبراتا ہے کلیجہ منہ کو آتا ہے برّان ہر مرتبہ یہی کہتی ہیں اے خواجہ تھوڑی دیر یہاں کا تماشا دیکھیے پھر چلتے ہیں گھبرائیے نہیں یہاں کون آسکتا ہے برّان و خواجہ یہ باتیں کر رہے تھے کہ آسمان پر سے آواز آئی پاش او گیسو بریدہ تیری ذات سے وہ وہ صدمے اوٹھائے کہ جسکی حد نہیں او ساربان زادے تیری بھی فکر میں تھا برّان و خواجہ نے اوٹھاکر افراسیاب کو دیکھا کہ چلا آتا ہے خواجہ نے برّان سے کہا غضب ہوا جو میں کہتا تھا وہی پیش آیا نعرہ کرتا ہوا افراسیاب زمین پر آیا آتے ہی سحر کیا برّان نے بھی سحر کیا آپسمیں سحر چلنے لگے ملکہ برّان بھی سحر پڑھ پڑھ کے پھینک ماری بلائیں کھینچ مارین افراسیاب پر آفت برپا کردی افراسیاب ہر طرف مڑ مڑ کے دیکھتا ہے کہ ساربان زادہ کہاں گیا ملکہ برّان کے سحر اشاروں سے دفع کر رہا ہے مگر خواجہ نے تکیہ اوچھالی ہے کنارے کھڑے ہوئے تماشا دیکھ رہے ہیں کھڑے کھڑے سوچے کہ اب کچھ عیاری کریں

یہ سوچکر کنارے آئے رنگ مٹ روغن عیاری کا نکالا صرصر کی صورت بنکر تیار ہوئے اور دور سے پکارتے
ہوئے چلے اے شہنشاہ مین بھی آپہونچی اب یہ بُران کہان جائیگی افراسیاب نے پلٹ کر دیکھا کہ صرصر
چلی آتی ہے صرصر کو دیکھکر کہنے لگا بران کے سحر تو اشارون مین دفع کر رہا ہے تو نشان پر ہاتھ رگڑ کر دیکھا
معلوم ہوا کہ عمرو عیار بشکل صرصر آتا ہے افراسیاب نے پکار کر آواز دی ای صرصر جلد بران کو آکر گرفتار کرلے
خواجہ عمرو جھپٹ کر قریب بران کے آئے چاہا حلقہ ہائے کمند ماروں دل مین یہ ہے کہ بران کو
بیہوش کرکے افراسیاب پر اپنا اعتبار جماؤن یہ سوچکر قریب بران کے پہونچے بائین آنکھ کا تل
بھی بران کو دکھا دیا بران نے تامل کیا خواجہ نے حلقہائے کمند مار دیے حباب مار کر بیہوش کیا اب
پکارتے ہوئے چلے اے شہنشاہ جلد آکر اسکا سر کاٹ لیجیے افراسیاب نے جو دیکھا کہ اب بران بیہوش
ہوچکی ہے جلد آواز دی او ساربان زادے مینے پہچانا لیکر اشارہ جو کیا خواجہ کے پاؤن زمین نے تھام لیے
دم سے گرے افراسیاب تیغ کھینچکر چلا عمرو نے دیکھا کہ آج افراسیاب کو بہت غصہ ہے
مار ہی ڈالیگا زندہ نہ چھوڑیگا خیال کیا کہ کیا تدبیر کرون کہ اب جان بچے یاد آگیا کہ موئے سر شعلہ خوار
میرے پاس ہین فوراً کمر سے نکالے اونکو پیچ وتاب شروع کیا اور پکار کے آواز بھی دی ای شعلہ خوار
جلد آیہ وقت مدد ہے جیسے ہی افراسیاب جھپٹ کر چلا پہلو سے ایک شعلہ پیدا ہوا افراسیاب نے ایک
لات بھری کہ افراسیاب دم سے زمین پر گرا وہ شعلہ گرد خواجہ و بران کے پھرا اور پکار کر آواز دی
خواجہ اٹھکر بھاگو خواجہ و بران اوٹھے افراسیاب جب اوٹھتا ہے کوئی دھکا دیکر گرا دیتا ہے
افراسیاب کے منہ پر ایک ہاتھ بھی آگیا جب افراسیاب سحر کرنیکا ارادہ کرتا ہے وہ ہاتھ منہ کو افراسیاب
کے دبا دیتا ہے افراسیاب سحر نہین کرنے پاتا جب بران و خواجہ اوٹھے آواز آئی ارے بھاگ کر
نکل جاؤ مین اسکو روکے ہوئے ہون افراسیاب اوٹھ نہین سکتا جب اوٹھتا پھر کوئی گرا دیتا ہے
خواجہ و بران بیقرار ہوکر بھاگے افراسیاب پڑا ہوا دیکھ رہا ہے اس ڈر کے مارے نہین اوٹھتا کہ پھر
کوئی لات مار کے گرا دیگا حیران ہے کہ میرا منہ کسنے بند کر دیا ایک شعلہ گرد پھر رہا ہے افراسیاب آنکھین پھاڑ
پھاڑ کے چار جانب دیکھتا ہے یہ کیا بلا مجھپر نازل ہوئی جب عمرو و بران دور نکل گئے تب وہ شعلہ غائب
ہوا افراسیاب جھاڑ پونچھکر اوٹھا انگشتر جمشید کو اچھالا اور آواز دی یا خداوند سامری و جمشید
یہ آج کیا آفت تھی کہ مین گر پڑا اپنے مقام سے نہ دلہ سکا کسینے منہ پر بھی ہاتھ رکھدیا سحر نہ کر سکا یہ کیا معرکہ تھا

انگشتری سے ایک شعلہ چمکا آواز آئی ای افراسیاب خود کردہ را علاج نیست عمرو کو تونے لیجا کر شیشے
مین قید کیا شعلہ خوار آتش خو کو اوسنے تسخیر کرلیا اوس شیطان بچے نے موے سر اپنے عمرو کو
دیدیے ہین اسوقت عمرو نے اون بالون کو پیچ و تاب دیا فوراً شعلہ خوار آیا اون دونونکو بچایا
تمکو لات مارکر گرادیا ایک ہاتھ منہ پر بھی رکھدیا کہ سحر نہ کرسکو یہ مضمون سنکر افراسیاب
کانپنے لگا انگشتر جمشید کو ہاتھ مین پہن لیا بہ قہر و غضب تمام ارتا ہوا چلا افراسیاب تو اوڑتا ہوا
جاتا ہی خواجہ عمرو اپنے لشکر مین پہونچے ملکہ بران شمشیر زن بہ فتح و فیروزی مثل باد نوروزی
اپنے باغ نگارین مین آکے پہونچین ان سب کا حال وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان شعلہ خوار آتش خو پہونچنا افراسیاب جادو
کا پاس ملکہ سنجاب کے کل زار کے سنجاب کا بخاطر افراسیاب بہار و مخمور کو گرفتار
کرکے لانا و کیفیت آنے بار کان دونون پر عاشق ہونا رہائی بہار و مخمور کی سنجاب
کا کل دراز کے سحر سے و پہونچنا خواجہ عمرو کا عین وقت پر و ذکر بدعت
شعلہ خوار آتش خو و فکر کرنا افراسیاب جادو کا بمقدمہ گرفتاری شعلہ خوار
آتش خو باقی حالات متعلقہ داستان ساقی نامہ تصنیف مصنف

چل اے منشی کلک حاضر جواب
کہ ہے بر سر جنگ افراسیاب
تردد میں ہے حاکم ملک و مال
طلسمات پر آگیا اب زوال
جو تھے دوست آخر کو دشمن ہوئے
جو رہبر بنائے وہ رہزن ہوئے
عمر و ر و تکبر کا پایا [illegible]
ذرا سلطنت کا جو اعیان گرا
شہنشاہ لاچین والاجناب
سخاوت شجاعت میں تھا انتخاب
اودھر کی [illegible] یا یا تم
نہ شاخ تمنا ہوئی بارور
گل آرزو اوسکا مرجھا گیا
طلسمات پر خوب جلوہ ہوا
وزیران ذیشان جدا ہوگئے
موافق جو تھے وہ فدا ہوگئے
لکھا منشی فکر نے بیدرنگ
کہ ظاہر ہے ہر سمت سامان جنگ
بہار گلستان کی کیا رنگ ہین
کہ طائر بھی گلزار کے تنگ ہین
صنم نے اوڑادئے ہین بلبل کے ہوش

لی دوڑ کر گھس گئی گل کے گوش
خ گل کا ہونے لگا امتحان
بھینکا ہے لائے زکیون سر کا تاج
زان کا ہوا دخل گلزار مین
آیا شہنشاہ دور خزان
یاطین کا بلوہ ہوا فوج پر
نے ظلم و بدعت بڑی فکر ہے

یہ کہتی پھری صحن مین برملا
گل زعفران ہے کہ یہ زعفران
جو دیکھا تو گلچین بھی ہے باغ باغ
لگی آگ لالے سے کہسار مین
سخن ہے قمر آپ کا لاجواب
ہوا ظلم و بدعت کا آخر گذر
عمل ہے خزان کا جو گلزار مین

خزان کی اب آمد کا سامان ہو
ہر اک نخل گلشن کو کہتا ہے آج
جلاتے ہین مینا دکھی کے چراغ
سر نخل بلبل ہوئی نوحہ خوان
پھنسا اب تو آفت مین افراسیاب
شیاطین مین ہر دم یہی ذکر ہے
تو زنجیر کا قفل ہے کہسار مین

سواران عرصہ گاہ جانبازی و جہیز کنندگان مراکب حیلہ سازی اس داستان سحر عنوان کو یون تحریر
کرتے ہین شعر سخن سازی کہ معنی ساز کردہ سخن را چنین آغاز کردہ **افراسیاب** خانہ خراب بعد
ران دو خواجہ کے نکل جانے کے حیران و پریشان جاتا ہے نہایت رنج ہے کہ اے **افراسیاب** یہ کیا معرکہ
ما مدولت سے کچھ نہو سکا اب اس شیطان بچے کو حوصلہ ہوا ہر جنگ مین آکر شریک ہوا کریگا مین اسطرح
ہو رہو جایا کرونگا تو بڑی مشکل ہو گی اس فکر مین افراسیاب وڑا ہوا جاتا ہے یا غصہ ہے کہ لشکر مسلمانان
جا پڑے ان صورت مخمور و بہار آنکھون کے نیچے پھرتی ہے کلیجہ پر ہاتھ رکھتا ہے کہ ہاے یہ معشوقان پریچہرہ
ن سب مجھ سے ہو گئے بی بہار گلعذار نے جا کر یہ غار دیا کہ اپنے کو گل گلزار **صاحبقران** کا عاشق
مشہور کیا مخمور سرخ چشم نے اپنے کو نام سے نور الدہر کے بدنام کیا ان دونون نے زرع کو صدمہ
یا اب آرام نہ ملیگا مگر اس شیطان بے ایمان کی کچھ تدبیر کرنا چاہیئے ورنہ یہ شیطان بچہ بڑی آفتین
یا کریگا کہ دور سے دیکھا ایک لشکر سامنے فروکش ہے نازنینان مہجبین جا بجا پھر رہی ہین بیچ مین ایک
رگاہ کلان استادہ ہے قبہ بارگاہ قبہ فلک سے ہمسری کر رہا ہے **افراسیاب** نے پہچانا کہ ملکہ **سنجاب**
با کل دراز کا یہ لشکر ہے اپنے کو خوب آراستہ کر کے چلا **سنجاب** بارگاہ مین بیٹھی ہے کہ ایک کنیز
نے بڑھکر عرض کی واری شہنشاہ **افراسیاب** تشریف لاتے ہین **سنجاب** برائے استقبال اوٹھی
بیرون بارگاہ آکے کھڑی ہوئی کئی ہزار کنیزین ساتھ ہین کہ **افراسیاب** سامنے آپہونچا **سنجاب** نے
جھک کر سلام کیا عرض کی ای شہنشاہ تشریف لائیے **افراسیاب** اوتر آیا مسند صدر پر آکے بیٹھا
سنجاب کے جمال جہان آرا کو دیکھ کر بہار و مخمور کی یاد آئی بیقرار ہو کر ٹھنڈی سانس لی کلیجہ پر ہاتھ رکھ لیا

کہا اے سنجاب کیا کہون کیونکر خاموش رہون دل نہین مانتا ہائے کیا کرون **قطعہ**

ہاتھ دوڑاؤن نہ کیون اپنے گریبان کیطرف
پاؤن بھی دوڑتے ہین دشت کے دامان کیطرف

دل تو کہتا ہی کہ چل کوچۂ جانان کی طرف
حکم وحشت یہ ہی کہ عزم بیابان کی طرف

ایسی نفرت ہی اگر خاک بھی ہوجاؤن مین
اوڑکے جاؤن نہ کبھی کوچۂ جانان کیطرف

گلعذارو یہ ہوئی ہے مجھے بیزاری
آنکھ اوٹھا کر نہ کبھی دیکھون گلستان کیطرف

خشک ہوجائے خدایا دہن شانے کی طرح
ہاتھ جائے جو مرا کاکل پیچان کی طرف

کور ہوجاؤن نظر پھر نہ کوئی شے آئے
جائے گر میری نگہ عارض تابان کیطرف

آنجائے کہین اوس روئے کتابی کا خیال
خواب مین بھی کبھی دیکھو نگا نہ قرآن کیطرف

لعل و گوہر ہین مرے لخت دل و اشک مجھے
کیون نظر جائے کسی کے لب و دندان کیطرف

ہٹ گیا ہے یہ کسی گیسو و رخسار سے دل
کہ کبھی رخ نہ کرون گبر و مسلمان کی طرف

ہر مژہ خار مری آنکھون مین ہوجائے وہین
گر مین دیکھون کسی محبوب کی مژگان کیطرف

قبض ہوجائے مری روح بھی یوسف کی طرح
دھیان آئے جو ترے سیب زنخدان کیطرف

ضعف سے طاقت رفتار نہین ہی ناسخ
دیکھون حسرت سے نہ کیون خار بیابان کیطرف

اس زاری و بیقراری سے افراسیاب نے یہ اشعار پڑھے کہ ملکہ سنجاب نے کہا اے شہنشاہ نصیب دشمنان آپکو کس بات کا ملال ہے افراسیاب نے کہا کیا کہون مخمور کا نکل جانا آجتک ستا رہا ہے فراق نے کا جاتا رہا بہار کے چلے جانے سے باغ سیب مین خزان آگئی سنجاب نے کہا اگر حکم سرکار ہو ملکہ بہار و مخمور سے میری ملاقات ہے جسوقت سمجھاؤنگی دونون راہ پر آجاوینگی میرے کہنے سے انکار نہ کرینگی افراسیاب نے کہا اے سنجاب اگر تو نے مخمور و بہار کو راضی کردیا عمر بھر احسان مانونگا تجھکو بادشاہ طلسم ہوشربا کرونگا سنجاب نے کہا حضور تشریف رکھین کنیز جاکر لاتی ہے سنجاب نے افراسیاب کو بارگاہ مین لاکر بٹھایا کنیزون سے کہدیا سرکار کی خدمت کرنا شہنشاہ کو کوئی تکلیف نہونے پائے یہ کہکر سنجاب چلی لشکر مسلمانان مین اپنی صورت بدلکر پھرنے لگی قریب بارگاہ مخمور و بہار پہونچی اوسوقت مخمور و بہار بارگاہ سے نکلی ہین بیرون بارگاہ آکر کرسیون پر بیٹھین آپس مین باتین کررہی ہین مخمور کہتی ہین اے بہار اگر ہوسکے تو کوہ عقیق پر چلو شہر یار کو دیکھ آئین لیکن حسرتین بھری ہین کھکر چلے آئین بہار کہتی ہین اے مخمور

ہمارا استعارا جانا دشوار ہے ایسا نہو راہ مین افراسیاب پا جائے تو قیامت برپا ہو زندگی کا کیا اعتبار ہے ہر شخص مجبور و ناچار ہے

نظم

بے تپاقی ہی نہایت حسن بے ناموس کو | پا یاری ہوتی ہی کم شمع بے فانوس کو
ہی گریزاں اوس زلف کو میرے تن پر داغ سے | بھاگتے ہین سانپ جیسے دیکھ کر طاؤس کو
جیسے مین نالان لگا رہنے بتون کے عشق مین | توڑ ڈالا کافرون نے دیر مین ناقوس کو
اشک بہتے ہی دل پر داغ جلانے لگا | نالے یاد آئین نہ کیون برسات مین طاؤس کو
اسلیے جھوٹا بھی وعدہ وصل کا کرتا نہین | تا دل تسکین ہو کبھی میرے دل مایوس کو
عشق کامل اسکو کہتے ہین کہ قاتل سے مرا | تن سے ہوتے ہی جدا دوڑا تری پابوس کو
فرقت زندان تن ہی روح کو جس طرح شاق | یون رہائی ہی وبال اوس زلف سے محبوس کو
کیون جدا اوس صحبت رخ سے دل پر داغ ہی | رکھتے ہین اکثر مصاحف مین پر طاؤس کو
دل اگر فارغ نہین ناساز ہی ساز نشاط | جیسے بے زن رنج ہوتا ہے دل مجبوس کو
وہ نہین میرا جنون ناسخ جو ہو درمان پذیر | نبض اگر دیکھے مری سودا ہو جالینوس کو

دونون صلاحین کرکے اپنے مقام سے اوٹھین باتین کرتی ہوئی طرف صحرا کے چلین سنجاب کاکل دراز نے پیچھا کیا یہ دونون صحرا مین آکر ایک نخل کے سایہ مین ٹھہرین سنجاب نے ایک نخل کی آڑ پکڑ کے سحر کرنا شروع کیا ایک جھونکا ہوا کا سرد کا چلا مخمور و بہار نے آپس مین کہا ہوا دیکھو کیا ٹھنڈی سوا چلی ہی ہر دوبارہ بوے خوش باغ مین آئی دونون جھومنے لگین جھومتے جھومتے لڑکھڑائین یہ نہ سمجھین کہ کسی نے ہم پر سحر کیا آخر دونون گر کے بیہوش ہوگئین سنجاب نے ایک تخت سحر بنایا تخت پر دونون کو سوار کر لیا زبان مین دونون کی سوزن کو بھی دیدیا تخت کو سحر کرکے بلند کیا اوڑاتی ہوئی چلی راہ مین جاکر اونھین ہوشیار کیا اب جو بہار و مخمور کی آنکھ کھلی اپنے کو آفت مین مبتلا پایا حیران ہوئین کہ یہ کیا ہوگیا ہوا سنجاب نے کہا اے مخمور و بہار گھبرانا نہین ہم تمکو تمھارے آقا کے پاس لیے جاتے شہنشاہ تمھارے بہت مشتاق ہین تمھارے واسطے آٹھ پہر بیقرار رہتے ہین جو تمکو خوف ہی وہ بات نہوگی تمکو یہ ڈر ہے کہ وہ کچھ سزا دینگے وہ ہرگز سزا نہ دینگے وہی عہدے ملینگے وہی جاہ وہی پیار ملکہ حیرت کو تمھارے معاملے مین کچھ دخل نہوگا تمھارے واسطے وہ مرتے ہونگے کہ عالم عالم رشک کرے جب شہنشاہ تمپر مہربان ہونگے

تمھارے واسطے کوئی کیا کر سکتا ہے محمور نے اشارے سے کہا بوا سنجاب ہم سمجھ گئے تمنے ہمکو غفلت مین
گرفتار کر لیا اگر آگاہ ہو جاتی تمھاری کیا مجال تھی کہ ہمکو گرفتار کر سکتین ابھی تمھارا جی چاہے سوزن کو لگا
دیکھ لو حال کھل جائے خدا ہمارے وارثون کو سلامت رکھے انشاء اللہ وہ ہمارے رہا کرنیکو ضرور آئینگے
افراسیاب سے ہمارا واسطہ ہونا بہت دشوار ہے ہمارے اوسکے دشمنی ہو چکی سنجاب نے بہت بہت
سمجھایا ان دونون نے جواب سخت دیے یہی کہا افراسیاب سے اب ملنا نہایت دشوار ہے سب سے
زیادہ تو یہ مشکل ہے کہ اوسکے ہونے دو سو خداوند ہین ہمارا ایک پروردگار کیونکر ہمارے اوس وقت
گذریگی اعتقاد ہمارے پختہ ہو چکے سنجاب نے راہ مین سر پیٹ لیا یہی سمجھاتی جاتی ہے کہ ہائے ایسے
بادشاہ عادل کو چھوڑ کر یہ مذہب اختیار کیا ہے خیر سمجھا جائیگا یہی کہتی ہوئی سنجاب لیے جاتی ہے یہان
افراسیاب کئی دن بیٹھے بیٹھے گھبرا گیا بیرون بارگاہ ٹہل رہا ہے کہ دور سے دیکھا سنجاب محمور بہار
کو لیے ہوئے آتی ہے افراسیاب نے مرحبا کہا لیا یہان دونون مہر منیر برج جلال ماہ آسمان کمال سر جھکائے
ہوئے رو رہی ہین معشوقون کی تصویرین آنکھون کے نیچے پھر رہی ہین اپنے فعل پر منفعل ہین کہ ہم لشکر
سے نکلکر کیون صحرا مین آئے تقدیر نے کس بلا مین پھنسایا یہ کیا سامان ہوا یہ تو اس سوچ مین ہین
سنجاب دونون کو سامنے افراسیاب کے لائی کہا اے شہنشاہ لیجیے یہ دونون حاضر ہین افراسیاب
نے بھی بہت بہت سمجھایا ڈرایا دھمکایا تسلی و دلاسا دیا لیکن یہ کب مانتی ہین یہی کہے گئین کہ یہ خیال خام
و تصور ناتمام ہے کبھی اسکا خیال دلمین نہ رکھنا ہمکو جو تونے گرفتار کر کے منگا لیا اگر قضا آگئی تو خیر ورنہ
انشاء اللہ رہائی پائینگے جاکر ملکہ مہرخ سے ملینگے افراسیاب نے دونون کو قید کا حکم دیا اور سنجاب
نے بھی یہی کہا کہ ابھی طایران نو گرفتار ہین جب دو چار دن تکلیف دیکھینگی اطاعت سرکار کی کرینگی
افراسیاب جادو کہین گیا نہین اسی لشکر مین ٹھہرا ہوا ہے وہان خواجہ عمرو اپنے لشکر مین بیٹھے
اس بات کی خبر نہین شام کا دربار جو ہوا محمور و بہار کو دربار مین ندیکھا باغبان سے فرمایا آج
بہار و محمور دربار مین نہین آئین ذرا دریافت تو کرو یہ دونون کہان ہین یا کچھ طبیعت ناساز ہے
باغبان نے کنیزون سے پوچھا کہ بہار و محمور کہان ہین کنیزون نے سکوت کیا باغبان نے تیوری
بل ڈالکر کہا بادشاہ لشکر پوچھتے ہین مفصل بتاؤ اگر اسکے خلاف ہوا تم لوگون پر بہت خفگی ہوگی یہ سنکر
کنیزون نے کہا کہ بہار و محمور کچھ صلاحین کر کے طرف صحرا کے گئی ہین پھر پلٹ کر نہین آئین خدا جانے

نے عجب اکر کہا ارے کہین عیار چھپا ن نہ آگئی ہون برق سے کہا ذرا لشکر حیرت مین جاکر دریافت تو
برق و چالاک بصورت مبدل گئے لشکر حیرت مین پھرے ایک ایک سے دریافت کیا کہین پتہ
نہین ملا ناچار پلٹ اونے یہی بیان کیا کہ اوس لشکر مین تو ایسا تھا ذکر بھی نہین کوئی نام بھی مخمور و بہار
کا نہین لیتا نہین معلوم یہ کیا معرکہ ہے اب تو ملکہ مہرخ گھبرائین کہا خواجہ دیکھو کوئی افتاد پڑی اونکا
نام لینے سے ہمارا دل دھڑکتا ہے باغبان قدرت اپنے مقام سے اوٹھا کہا غلام جاکر ڈھونڈھتا ہے
بہار کا نہونا غلام کو کیونکر چین پڑے ہر مقام پر تلاش کرینگے ایسا نہو کوئی دشمن گرفتار کرکے لیگیا
ہو خواجہ نے کہا مین ابھی دریافت کرتا ہون تنہائی کے خیمے مین آئے باغبان ساتھ ہے خواجہ نے
موے سر شعلہ خوار آتش خو نکالے جیسے ہی اونکو پیچ و تاب دیا ایک شعلہ چمکا شعلہ خوار بصورت
اصلی سامنے خواجہ کے آیا قدمون سے لپٹ گیا کہا کیون شہنشاہ عیاران غلام کو کیون طلب کیا کیا
مطلب ہے جلد بیان کیجیے دلکو تردد ہے خواجہ غم و ذکیا ملکہ بہار و مخمور غائب ہوگئی ہین سبکو اونکے نہونیکا
نہایت غم ہے ذرا دریافت تو کرو یہ کیا معرکہ گذرا شعلہ خوار نے کہا غلام ابھی جاتا ہے یہ کہکر شعلہ خوار
بھڑک کر غائب ہوا تھوڑی ہی دیر مین پلٹ کر آیا کہا حضور سنجاب کاکل دراز یہان آئی تھی یہان سے
گرفتار کرکے دونون کو لیگئی افراسیاب بھی وہان موجود ہے آپ چلنے لشکر کشی کرین مین دونونکو
قید سے رہا کر دونگا باغبان اوٹھا کہا اے شعلہ خوار مین مقابلے مین چلتا ہون باغبان قدرت
کا چلنا تھا ملکہ مہرخ موی کاکل کشا و بلال سحر افگن وغیرہ چند سردار تین لاکھہ کا لشکر لیکر
برسر سنجاب چلے خواجہ عمرو بھی لشکر کے ساتھ ہوے ہر چند کہ افراسیاب یہان بہت گھبرایا مگر
ایک شب یہان اور رہا اس امید پر کہ شاید مخمور و بہار مان جائین اور مجھکو قبول کرین صبح جو ہوئی گھبرا کر
کہا مین تو طرف پردہ ظلمات کے جاتا ہون تم یہان اونکو سمجھاؤ مین یہان کا خیال رکھونگا یہ کہکر
افراسیاب چلا گیا سنجاب کاکل دراز بیرون بارگاہ آکر بیٹھی دمبدم اوٹھکر اوس خیمے مین جاتی
ہے جہان مخمور و بہار قید ہین منت خوشامد کرتی ہے جب نہین مانتین پھر چلی آتی ہے بیرون رہے
بیرون بارگاہ آکر بیٹھی ہے مصاحبون سے کہتی ہے صاحبو مین کیا کرون مینے شہنشاہ سے وعدہ کیا ہے کہ
بہار و مخمور کو راضی کر دونگی شہنشاہ آئینگے تو مین کیا جواب دونگی فرمائینگے تمنے اب تک راضی نہین کیا
ان ظالمون نے جو اول سے کہا ہے وہی کہے جاتی ہین راہ پر نہین آتین یہ باتین سنجاب کر رہی ہے کہ

صحرا ہی گرد اوڑی نوبت نقارے کی آواز آئی بلکہ ہاے ابر آسمان پر کرگتے ہوے جب دامنہ گرد کا شگافتہ
ہوا سبنے دیکھا باغبان قدرت چند سردار چار جانب سے گھیرے ہوی تین لاکھ فوج پشت پر علمہاے
سبز و سفید کے پھریرے کھلے ہوے اوسپر تعریف خدا و نعت جناب اشرف انبیا نہایت لطف
سے مرقوم آمد فوج کی دھوم سنجاب کاکل دراز باغبان کو دیکھکر گھبرائی مصاحبوں سے کہا لو جناب
شاید مسلمانوں کو خبر ملگی مگر میں اس بات کو چھپاؤنگی مخمور و بہار میرے یہاں نہیں قید ہیں اودھر باغبان
مقابلے میں آکے اوترا ایک ساحر کو بھیجا کہ جاکر سنجاب سے کہو کہ ملکہ بہار و مخمور کو ہمارے حوالے کر دو
ورنہ بہت آمادہ حرب پیکار ہو وہ ساحر پاس سنجاب کاکل دراز کے آیا باغبان کا پیغام بیان کیا
سنجاب نے کہا بیٹا بہار مخمور میرے لشکر میں نہیں ہیں مقابلہ کا اونہیں اختیار ہے جادوگر
پلٹا باغبان سے آکر کہا وہ کہتی ہے کہ میرے یہاں بہار و مخمور نہیں ہیں باغبان نے ناچار ہو کر
طبل جنگ بجوا دیا شام کو خواجہ بھی آئے پہونچے معلوم ہوا کہ دونوں لشکر میں طبل جنگی بج گئے
پہر رات رہے شعلہ خوار کو خواجہ نے طلب کیا اوسنے آتے ہی سلام کیا عمرو نے کہا ای فرزند ہم سب
آمادہ ہیں طبل جنگی بج چکا تیاریاں ہو رہی ہیں صبح کو سلح کرینگے کہ دشمنوں کے دانت کھٹے ہو جائیں
سنجاب کاکل دراز باغبان کو دیکھکر گھبرائی اوٹھکر اپنی بارگاہ میں آئی سر جھکا کر بیٹھی سب
افسران فوج جمع ہیں یہاں خواجہ عمرو نے شعلہ خوار کو حکم دیا کہ جاکر بہار و مخمور کو رہا کر لاؤ یہ فوراً
غرق زمین ہو کر چلا راہ میں دو اژدہے ملے شعلہ خوار نے اون اژدہوں کو مارا قیدخانے میں پہونچا
بہار گلعذار نے شعلہ خوار کو دیکھکر پہچانا کہا اے شعلہ خوار تم کہاں آئے شعلہ خوار نے کہا
تمہیں رہا کرنیکو آیا ہوں چاہتا ہوں کہ تمکو رہا کروں یہ کہکر دونوں کی زبانوں سے سوزن کو نکالا
سوزن کا نکلنا تھا کہ یہ دونوں کی دونوں تڑپیں بلند ہو کر سحر کرنے لگیں شعلہ خوار غرق زمین ہو کر چلا
خواجہ باغبان سے آکر اطلاع کی کہ میں نے دونوں کو رہا کر دیا باغبان لشکر لیکر چلا یہاں سنجاب
بارگاہ میں اپنی بیٹھی تھی کہ آسمان سے آگ برسنے لگی ہزاروں جلے کچھ ساحر دیوانے ہوے سحر بہار
کی بھی تاثیر ہوئی کہ ساحر اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے **نظم**

ایک خلقت ہے اسیر ایمان تیری چال کی
جسم اگر ہے ناتوان تو جان ہے ایسی چلی

نقش پا جلتے ہیں جادہ میں ہے صورت جال کی
کچھ تو ہے تدبیر اوس قاتل کے استقبال کی

ناتوان ہین اور تو کچھ ہم سے ہو سکتا نہین　　کرتے ہین تعریف ہم تیری کمر کے بال کی
بجلی وحشت جنون سے جانب دشت عدم　　ہے زیادہ ہر برس سے وحشت اب کے سال کی
یار آیا ساتھ غیرون کے گلے لگنا کہان　　کیا خوشی ہو بھلا ہو غرۂ شوال کی
عشق لیلی مین ہوا ہے قیس کو حاصل کمال　　ہے یقین زنجیر سے نکلے صدا خلخال کی
شوخیان ہین ناخن پا مین ہین چشم حور کی　　تیرے تلوؤن مین صفائی ہے پری کے گال کی
ہر گھڑی زیادہ لگتی ہے ہمارے دلکو چوٹ　　ہجر مین قسمت ملی ہے کیا ہمین گھڑیال کی
نامۂ محبوب کا رہتا ہے دن رات اشتیاق　　فکر مجھکو کچھ نہین ہے نامۂ اعمال کی
دیکھتا ہے قاصد آتا نہ سنتا ہے پیام　　کسطرح ہو اطلاع اوسکو ہمارے حال کی
جسطرح سے ابر برپا ہو گیا طوفان نوح　　حاجت اپنی چشم گریان کو نہین رومال کی
نقش ہستی محو ہوتے ہین برنگ نقش پا　　کچھ خبر ہے راہ چلنے مین کسی پامال کی
غافلو کرتے ہو کیا اپنی سواری کا غرور　　ایکدن ہوگی جنازے سے بدل یہ پالکی
روز محشر بیگمان ناسخ وہ بخشا جائیگا　　ہے محبت جسکو محبوب خدا کی آل کی

ایک طرف مخمور نے سحر کیا وہ بھی ساحر دیوانہ وار پیچ و تاب کھاتے ہین کبھی منہ کے بل گرتے ہین سنجاب گھبرا کر اوٹھی باہر آئی دیکھا ایک جانب سے باغبان قدرت کا نعرہ ہوا صف آکے گرا خیمون مین آگ لگادی تڑا تڑ لاشے لگے ہزارون جادوگرون کے لاشے پھڑک رہے ہین سنجاب بھی مصروف جنگ ہوئی لاکھ لاکھ کوشش کرتی ہے لیکن کچھ نہین ہو سکتا باغبان و بہا مخمور کے سحر نے زمین ہلادی آسمان سے آگ برس رہی ہے اور بجلی اسطرح سے سبز و زرد آکر جاتی ہین اوسمین سے تلوارین گرتی ہین جسپر تلوار گری اوسکے دو ٹکڑے ہوے اس ہجوم و ازدحام سے باغبان زور رہا ہے سنجاب کو ڈھونڈھ رہا ہے مگر رات کو معلوم نہین ہوتا کہ سنجاب کدھر ہے باغبان نے جب دیکھا کہ اندھیرے مین کچھ معلوم نہین ہوتا مخمور سے کہا روشنی کرو مخمور نے پڑھکر ایک سنگ دے کی بجلی کا شعلہ اوتار کر پھینکی چند شہری پیدا ہوکر ہاتھون مین مشعلین بجھتا کر لیے ہوے پھرا رہے ہین اسطرح کی روشنی ہوئی کہ دن معلوم ہوتا تھا بہر تیغ بھی چمک رہی ہین سنجاب نے جو دیکھا کہ روشنی ہوئی اب باغبان نے للکارا کہ او مکارہ کہان جاتی ہے سنجاب کا کل دراز جا با تڑپ کر نکل جاؤن پشت سے مخمور کا نعرہ ہوا کہ او لکا تا کہان جاتی ہے سنجاب نے سحر کرنا شروع کیا بھولی سے گولے نکالا مخمور

وہ پھینک مارا محمور نے گرز کا کر جھونک ہی کار دستہ نکالی سینہ پر کینہ سنجاب کو تا کا کارد کو کھینچ مارا سنجاب
کی پشت کو توڑ کر پار گذری مرنا اسکا کہ سب جادوگر بھاگ نکلے باغبان و محمور و بہار نے گھیر ڈالا
جدھر سے جو بھاگا ادھر طرف قتل ہوا افراسیاب خانہ خراب باغ ظلمات میں بیاد ماہیان
بی بیٹھا ہے شراب پی رہا ہے سامنے نخل پر جو نگاہ پڑی دیکھا ایک طائر رو رہا ہے افراسیاب نے پوچھا کیوں
اے طائر کیوں روتا ہے ہر چند کہ طائر کے ہوش اڑے ہوے تھے لیکن پکارا کہ اے شہنشاہ آپکی خدمتگذار سنجاب
کاکلہ دراز کو محمور نے مار ڈالا اور سبکا قتل ہو رہا ہے یہ سنتے ہی افراسیاب غصے میں اپنے مقام سے
اٹھا چھینک ہوئی بلی راستہ کاٹ گئی ماہیان نے دامن پکڑ لیا کہا اے افراسیاب اسوقت نہ جانا
افراسیاب نے کہا ان لونڈوں غلاموں کے مقابلے میں ساعت نیک و بد کیا ہے یہ کہکر چلا ہر چند ماہیان نے
کہا افراسیاب نے نہ مانا بڑے زور و شور سے آیا آتے ہی نعرہ کیا باش اے باغبان کہاں جاتا ہے محمور و
بہار تو نعرہ افراسیاب سنتے ہی غرق زمین ہو کر بھاگ گئیں خواجہ عمرو نے کہ سب کو لوٹتے پھرتے تھے
نعرہ سنکر گلیم اوڑھ لی مگر باغبان مرد مردانہ سامنے افراسیاب کے آیا افراسیاب باغبان کو
دیکھکر چلایا ایک دو پتھر مارا کہ او نمک حرام ہم سے مقابلہ کریگا باغبان نے ہر چند چاہا کہ سنبھلوں ممکن
نہوا لڑکھڑا کے زمین پر گرا ہاتھ پاؤں میں قوت کم مزاج برہم افراسیاب تیغ کھینچکر چلا کہ سر کاٹ لوں
خواجہ عمرو نے جو دیکھا کہ باغبان مارا جاتا ہے آنکھوں میں آنسو بھر آئے فوراً اسوقت سر شعلہ خوار کمر سے
نکالا پیچ و تاب دیکر آواز دی اے شعلہ خوار آتش خو لینا جیسے ہی افراسیاب بڑھا پہلو سے ایک شعلہ
چمکا ہاتھ پر بجلی پڑی تیغ ہاتھ سے افراسیاب کے نکل گیا کسی نے زور سے ایک دھکا بھی مار دیا افراسیاب
زمین پر گرا اس زور سے گرا یقین ہوا کہ ہڈیاں ٹوٹ جائینگی اب افراسیاب نے چاہا اٹھوں پھر ایک
دھکا پڑا اس شعلہ آتش نے اسقدر دھکے افراسیاب کو دیے کہ یہ کنارے پر لشکر کے پہونچ گیا کوئی منہ پر
بھی ہاتھ رکھے تھا ہے اس پریشانی میں سحر فراموش منہ بند دل دردمند حیران و پریشان لباس پارہ پارہ ایک
نخل کے نیچے بیٹھکر رونے لگا آواز دی اے کوئی حاضر ہے سب مر گئے جدہ نکو کیا ہوا کہ آسمان سے آفات جبار
پیدا ہوئی تڑپ کے گری گود میں لیکر افراسیاب کو زمین سے بلند ہو گئی باغبان نے دیکھا بھاگا شعلہ بھڑک کر
بلند ہوا آفات کے پیچھے چلا اور گرد اسکے حصار کر لیا آخر شعلہ پلٹ آیا باغبان کے ساتھ ہوا اے طفیلیان
بارگاہ میں خیمے کیطرف آئے لشکر کو دیکھا ہو گئی ملازمان صحیح سنجاب شکستہ جنگلوں میں بھاگ کر جھیل میں جا دو کر

کوئی کنوئیں میں گرا یون لشکر سحر کا تباہ ہوا بعد سب کے جاکر خواجہ نے دیکھا عمرو نے ہزار ہا جادوگرون
کے لاشے پڑے ہین منہ میں پانی بھر آیا کہ یہ رقم مفت جاتی ہے آکر جیب بارگاہ مین سب نذر زنبیل کین جادوگرون
کے لاشے برہنہ کرڈالے لباس اوتار لیے کمرون سے سب کی ہمیانیان کاٹ لین لوٹ مارکر خوشی خوشی
طرف اپنے لشکر کے چلے راہ مین شعلہ خوار آتش نوش سے ملاقات ہوئی شعلہ خوار خواجہ کے گرد پھرنے
لگا کہا اوستاد تمہارے گانے کا مین بہت مشتاق ہون فلان دن کوہ تمثال پر جلسہ ہے سب ہمراہی میرے
جمع ہونگے آپ بھی سرفراز فرمائیے خواجہ نے کہا ہم ضرور آئینگے شعلہ خوار نے کہا اوستاد مین نے چاہا تھا
کہ آفات کو بھی جیت جیت کر دون مگر مین نہ جاسکا عمرو نے کہا آفات نے صعار سحر کر لیا ہوگا شعلہ خوار
نے کہا پھر کسیدن سمجھا جائیگا یہ کہکر شعلہ خوار آتش نوش رخصت ہوا خواجہ عمرو طرف اپنے لشکر کے گئے
مگر آفات جہاردست افراسیاب کو اپنے ساتھ لیے ہوئے بالای کوہ زبرجدی آئی
سنہری تپائیان جمع ہین آپس مین کھیل رہی ہین افراسیاب کو لاکر آفات نے تخت پر بٹھایا افراسیاب
ہوشیار ہوا کہا ای مہ پارہ اس شیطان بچہ نے مجھکو بہت حیران کیا ہے آج تو اسقدر چوٹ آئی کہ جوڑ بند بدن
مین درد ہورہا ہے آفات نے افراسیاب کو روئی سے سینکا پٹیان باندھدین کہ دوسری طرف سے
رونے کی آواز آئی افراسیاب نے دیکھا کہ ایک تپلی رو رہی ہے افراسیاب نے کہا کیون ای کنیز
سامری خیر تو ہے اس تپلی نے کہا آپ کے حال پر روتی ہون افسوس ہے ایسا انقلاب ہوا کہ آپ کو
شیطان بچہ نے دھکیل دیا افراسیاب نے کہا مین نے انتظام کیا تھا کہ باغبان کو مار ڈالون مگر دشمن دھکیل
جب سحر کرنیکا ارادہ کرتا تھا میرا منہ دبا دیتا تھا سحر بھولا جاتا تھا دل مین دھڑکن قلب مین تھرکن دوسری
تپلی بول اوٹھی آپ سا سرکشا بادشاہ طلسم ہوشربا مین آپ کی سب کچھ ہو سکتا ہے تیسری نے کہا
اری صاف صاف کہہ چوتھی نے کہا مین رہبری کرتی ہون پانچوین نے کہا کیسے شہنشاہ ہین چھٹی نے
کہا کبھی قبر سامری پر بھی جانے کا اتفاق ہوا ہوگا ساتوین نے کہا اری شہنشاہ مغرور ہین عقل و
فراست سے دور ہین آٹھوین نے کہا اب پردہ اوٹھادو قبر سامری کا نشان بتادو ایک تپلی
جھلاکر بول اوٹھی ہوا میری بات سنو افراسیاب نے جھلاکر کہا جیدہ ان حرامزدیون کو منع کرو آفات
نے ایک دو ہتھڑ مارا کہا ارے کمبخت یہ کنیزان سامری و جمشید مین انکی باتون پر ابھی ہنسی [illegible] کیا
ہے کہتی ہے علاج شعلہ خوار زبان ہورہا ہے تیرہ نصیب کی بات ہے انکا قول و فعل کرامات ہے ایک تپلی پھر

تراب کربلا آدمی شنین جاہے نہ مین ہم تو سمجھا دین کوہ ریگستان پڑ جائین وہان جاکر اسم سحر پڑھین کوہ ریگستان شق ہوگا ایک دیو پیدا ہوگا اوسکو بقوت شاہی مارین تب قبر سامری ظاہر ہوگی یا ابلیس قبر پر بیٹھکر پڑھین ایک دن و ایک رات جب گذر جائے اور آب و دانہ ترک رہے صبح ہوتے قبر سامری شق ہوگی اول ایک جوان سیہ فام بدانجام بصورت عجیب و غریب پیدا ہوگا چار ہاتھ دو سر ہر سر مین دس دس دہن ہر دہن مین دس دس زبانین ہر زبان سے نئے لغت مین کلام کریگا اور پکار کے کہیگا کہ مین بیلوفشین سامری و جمشید ہون خداوند باطل پرستان ہمارا بھیجا ہی جب وہ جوان اسطرح کہے تو شہنشاہ فرمائین کہ اپنی فوج کو بھی بلاؤ اوسی قبر سے خنگار زبان نکلینگی ہر خنگار سے ایک ایک شیطان بچہ پیدا ہوگا اوس جوان عجیب غریب کا نام ابلیس شیاطین پرست ہے سب شیطانون سے زبردست تھوڑی عرصے مین وہ خنگار زبان زمین پر گرینگی کچھ دھوان نکلیگا بارہ ہزار شیطان بچے درہ کوہ کے اندر سے ظاہر ہوگا سب ننگے ہونگے چھاتیان سر و بر اے شہنشاہ فوج شعلہ خوار مین اور اونمین اتنا فرق ہے کہ وہ سب کمسن اور کے معلوم ہوتے ہین یہ سب جوان [illegible] اس فوج کو لیکر وہ آتش رنگ کو گھیریگا اوسکے ساتھ صرف دو ہزار ہین آپ جب بارہ ہزار سے ہونچیگا اون دو ہزار کو زیر کیگا مگر آپ الگ ہی رہیگا ورنہ وہ لڑکے جس جوانکو لپٹ جائینگے بوٹیان کاٹ کر پھینکدینگے سبکو ابلیس شیطان پرست ترغیب دیگا آپ لینا لینا کہیگا جنگ کی جفا نہ سہیگا جو کچھ کنیز نے عرض کی یہی تدبیر کیجیے ورنہ ہر مقام پر شعلہ خوار آئیگا اونکا رنگ جمائیگا آفات جہاردست نے اب بغور دیکھا کہ تیلیان یہ باتین کرکے خاموش ہوئین در معروف عیش و نشاط ہوئین ایک نے طبلے کھینچا ایک نے سارنگی اوٹھائی ایک نہایت شوخ و شنگ لباس کاسنی رنگ یہ غزل عاشقانہ افراسیاب سے آنکھین ملاکر بازو انداز سے گانے لگی (غزل)

بے سبب آپکا جانا ہی نہ تھا مدفن مین	کیون لگا لاتے نہ خاک شہدا دامن مین
کسی عاشق کا ہے یہ دل روشن یعنی	ایک دانہ نظر آتا ہے تری سمرن مین
کم نہین باد صبا سے تری ٹھنڈی سانسین	پھول بارہ کے کھلے جاتے ہین خود گردن مین
دلمین میرے تو اسی طرح چلا آتا ہے تب	یاد حق آتی ہے جیسا کہ دل روشن مین
دیکھنا تو سبب آپ ہوئے ہین مجھسے	اینٹھ لینا نہین دل اسی الفت مین

ڈھلکتی جو ہی میں جو پڑا ہے لب جان بخش کا عکس
ہو گئیں پھولوں کی لڑیاں رگ جان گردن مین

جان عاشق ہو جو معشوق تو عاشق غیر
ہے نضاعت کی جو بجلی نہ گرے خرمن مین

کبھی پانی کا برسنا کبھی منھ کا کھلنا
ہے گل اندامون کے ملنے کا مزا ساون مین

مین حاضر ہون اگر آپ کی مرضی ہے یہی
تیغ دیدیجیے مجھے کف دشمن مین

دل ہے جس پیچ مین لکنت تری کتنی ہے صفیر
عشق کاکل کی نشانی ہے تری الجھن مین

ابھی بیٹھا تھا بغل مین مری جو شوخ صفیر
لیگیا دل کو سمیٹے ہوے وہ دامن مین

پوچھتا کون ہے اسوقت سخنگو کو صفیر
اسنے حاصل کیا یکبار کمال اس فن مین

بڑی دھوم دھام ہے تیلیان نازنین افراسیاب سے آنکھین ملا ملا کر گا رہی ہین کچھ مسخرہ پن کرتی ہین کوئی بولی پھبتی ہے اس ظالم کے ظلم سے بندگان سامری کو شاہا اب وقت انقلاب قریب آیا افراسیاب کہتا ہے حیرت سنتی ہو یہ حرامزادیان تیرے سامنے ایسی ایسی باتین کرتی ہین مجھکو ناگوار ہوتا ہے مینے کسی پر ظلم ایک تیلی تالیان بجا کر بولی دشمنی ہے شہنشاہ فلک جاہ اپنے ولی نعمت کو قید کیا انکو نیابت مین کیا برائی تھی اپنے سر عذاب لیا زن و شوہر کو قید کیا افراسیاب نے کہا تمہارے باپ کا کیا اجارہ ہے جو دل چاہا وہ کیا ایک نے کہا ہماری تمہاری دونون کی جان کی خیر نہین ہے افراسیاب نے منھ پھیر لیا کہا حیرت مین جاتا ہون یہ بڑی گستاخ ہین جو چاہتی ہین کہتی ہین آفات نے پیار دست سے گلے سے لگا لیا کہا اے فرزند انکی باتین علم سامری و جمشید ہین انکی باتون مین بھید ہین افراسیاب خاموش ہو رہا آفات نے کہا خبردار کوہ جوال پر ضرور جانا جبتک شیطان بھی مطیع ہوگا بڑی خرابی ہوگی افراسیاب نے کہا مین ابھی جاتا ہون سب عیش و آرام ترک کیا یہ کہکر افراسیاب اٹھا لباس درست کیا کہا حیرت اب مین طرف کوہ ریگستان کے جاتا ہون جا کر بیان شعلہ خوار کی فکر کرونگا افراسیاب اپنے کو آراستہ کر کے طرف کوہ ریگستان کے چلا آفات نے کہا مین بھی خیال رکھونگی افراسیاب جادو ایسے ساحر نے کبھی کوہ ریگستان کا نام بھی نہین سنا تھا چار جانب اڑا اڑا کر جاتا ہے جنگلون کو چھان رہا ہے کبھی بلند ہوتا ہے لیکن کہین پتہ نہین ملتا کبھی زانو پر ہاتھ مارتا ہے کہ حرامزادی کنیز ساحرہ نے عجب نام بتایا نہین معلوم کیسے طلسم مین ہے یکایک کان مین گانے کی آواز آئی جس نے افراسیاب کو کھینچا معلوم ہوا رشتہ باتون مین بندھ گیا اسی جانب اڑتا ہوا آیا دور سے دیکھا ایک صحرا

سبزہ زار عمدہ گلزار طائران زمزمہ سرا کی پکار صبا بادۂ بہار سے سرشار ایک نخل کلان نہایت سرسبز و شاداب پھل اوسمین ہزارون پھول بھی ہزار رنگ کے صاف ظاہر ہے کہ نخل کلان ہے یا نمونہ جنتستان ہے ریشم کی رسن کا اوس مین جھولا پڑا ہوا ہے وہ اوسکا گلنار ہارہ نازنینان حسین مہر تمکین گلنار جوڑے پہنے ہوے مہندی ہاتھون مین لگی ہوئی بناز و کرشمہ اس غزل کو گا رہی ہین غــــزل

کندن کو کیا بلاتے ہو تم دست و پا کیسا　　بوٹی بھی کیمیا کی پسی ہے حنا کے ساتھ
رو رو کے تمکو دفن کیا اونکی آہ کے ساتھ　　جا گر مری نصیب تو خواب فنا کے ساتھ
صبر و قرار جاتے ہین تیری ادا کے ساتھ　　پھر دیکھیہ کیا رہا ہے تری مبتلا کے ساتھ
میلے کو دیکھنے تو چلے ہو ادا کے ساتھ　　دیکھو ذرا ہجوم مین رہیو حیا کے ساتھ
یارب اثر وہ دے کہ تصور کیطرحسے　　وہ آکھڑی ہون سامنے میری دعا کے ساتھ
بھیجون حواس کو کہ وہ مدعا تباسے　　اپنا بھی کوئی چاہیے پیک صبا کے ساتھ
دل رہ گیا ہے مہندی بھری مٹھی مین جکڑ کو　　ہے ضبط اپنا مال بھی وزد حنا کے ساتھ
چار و نطرف سے غیر دون نے گھیرا ہمارا گھر　　کیسی بلا مین پڑ گئے ہم تمکو لا کے ساتھ
مہندی لگا دے میرے لہو کی ابھی ابھی　　اک شاخ مینہدی کی لگی ہے حنا کے ساتھ
منھ مین زبان ہیکی دبانا وہ دانتون سے　　شوخی سے دیکھنا مری جانب حیا کے ساتھ
ہر رنگ کا سنگار جو منظور ہو تمھین　　بس جائے سارا باغ تمھاری حنا کے ساتھ
اک ٹوٹکا نیا ہمین سوجھا ہے ہجر مین　　بھیجینگے خون دل کو ملا کر حنا کے ساتھ
آمادہ شام سے تو وہ آنے کو تھی صفیر　　لے آئے آدھی رات کو آخر حیا کے ساتھ

افراسیاب یہ صدائین سنکر ستعزا ہو گیا جی مین کہتا ہے میرے طلسم مین ہزارون عجائب و غرائب ہین اکثر مین نے نہین دیکھے مین اس مقام پر آجتک نہین آیا یہ کہتا ہوا آسمان سے اُتر کر زمین پر آیا اون سب نے جو افراسیاب کو آتے ہوے دیکھا پکار اوٹھین شہنشاہ آئے ایک نے کہا یہ شہنشاہ افراسیاب دوسری نے کہا ساحر لاجواب ہین تیسری نے کہا مین تو مدت سے مشتاق تھی چوتھی نے کہا مجھے خیال رہا پانچوین نے کہا مین سب حال سے آگاہ ہون چھٹی نے کہا بی غیرت کہ شوہر ہین ساتوین نے کہا دریائے شرافت کے گوہر ہین بارھوین نے اسی طرح بارہ باتین کہین جب افراسیاب بیٹھا ایک نے کہا

کسی ضرورت میں ہیں ایک نے کہا ہمیں سے غرض نکلیگی ورنہ ماری ماری پھرینگی افراسیاب جب
قریب آیا وہ عورتیں جھونپڑی سے کودیں افراسیاب کو جھک جھک کر سلام کرنے لگیں پوچھا اے
شہنشاہ آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں کس شے کی جستجو ہے افراسیاب نے بیقرار ہو کر کہا کوہ ریگستان
کس مقام پر ہے ایک اونمیں سے خوب قہقہہ مار کر ہنسی ایک نے کہا جب یہ نوبت بہم پہونچی شاہ شیطان بچی نے
پریشان کیا اب سرکار کو مشکل پڑی کہ کوہ ریگستان کو ڈھونڈھتے پھرتے ہیں اس صحرا کے بعد ایک
جنگل ملیگا اوس جنگل میں صرف ببول کے درخت ہیں کانٹوں سے جنگل معمور ہے کیا مجال جو اوس صحرا میں انسان
راستہ چل سکے اوس صحرا کے بعد کوہ ریگستان ملیگا ریت جم جم کر کوہ کلاں بنگیا ہے انتہا کا بلند اور
مرتفع ہے کہ پلک خیال نہیں پہونچ سکتا بہت جلد ملجائیگا یہاں سے قریب ہے لونڈیاں بھی آپ کے
چلیں افراسیاب نے کہا میں آج تین دن سے تباہ و برباد پھر رہا ہوں تمامی عالم میں مارا مارا پھرا
کہیں پتہ کوہ ریگستان کا نہ ملا وہ سب کنیزیں افراسیاب کے ساتھ ہوئیں افراسیاب کو راستہ
بتاتی ہوئی لیچلیں اور یہی کہتی جاتی ہیں کہ ہم آپ کی نوکر ہیں عمر بھر آپکا نمک کھایا آپکے کام میں اگر
سختی پڑی تو بھی ہمکو گوارا ہے اس صحرای پر آشوب کے ہم مالک ہیں یہاں کی حکومت ہمارے سپرد ہے اور
یہاں کا خراج و باج ہم پہونچاتے ہیں حضور نہ گھبرائیں کسی بات کا تردد دلمیں نہ لائیں اس کانٹوں کے
جنگل کو ابھی طے کرتے ہیں خارستان کو طے کرتی ہوئی افراسیاب کو وہ کنیزیں بہلاتی ہوئی لیے جاتی
ہیں جب صحرای خارستان میں پہنچیں افراسیاب سے کنیزوں نے عرض کی حضور بڑھیں کنیزیں
آتی ہیں افراسیاب نے دو چار قدم بڑھا تھا کہ پلٹ کے دیکھا اونہیں کانٹوں میں وہ بارھوں
کنیزیں غائب ایک آواز آئی کہ اے شہنشاہ آپکی رہبری سے یہ شرف ملا کہ کانٹوں میں پھنسے افراسیاب
نے دیکھا کنیزیں تو غائب ہو گئیں اب کانٹوں کی زبانیں دراز زبانوں سے شعلے نکل رہے ہیں کانٹے
مثل شعلہ جوالہ جلنے لگے افراسیاب یہ معرکہ حیرت افزا دیکھکر متحیر ہو گیا کہ یہ کیا معاملہ ہے عجب عجب
طرح کے شعبدے ظاہر ہوتے ہیں اوسپر کہیں بادشاہ طلسم ہوں مگر یہ جھگڑے درپیش ہوتے ہیں کنیزان
سامری جو بیان کرتی ہیں کہ طلسم کشا طلسم شکست کریگا مگر ان شعبدوں سے کیونکر بچیگا اگر سامری
و جمشید بھی قصد کریں تو اس طلسم کو شکست نہیں کر سکتے غیر ساحر کی کیا مجال ہے اون حرامزادیوں
کو ناحق کا خیال ہے یہ وسوسے کی باتیں کرتا ہوا جاتا ہے کانٹوں نے سخت تکلیف پہونچائی ببول کے درخت خاردار

وقت ایک مقام سے بہ مشکل نکلا دو سطر زرد اور معلوم ہوا چاہتا ہے اور سوچ ہی کر کے بڑھوں کہ ایک
طرف سے آواز آئی او نمک حرام کہاں جاتا ہے اب آگے نہ بڑھنا راستہ تباہی والیوں کو تو ہمیں گرفتار
کر لیا اب بیان ہے کیونکر جائیے گا **افراسیاب** نے پلٹ کر دیکھا ایک زنگی سیہ رو نہایت قوی
جسیم **سامری و جمشید** کا ندیم تیغ کھینچی ہوئی چلا آتا ہے **افراسیاب** نے پشت پر اپنی گروہ سپر کا
لیا اوس زنگی نے آتے ہی تلوار کے ہاتھ مارنا شروع کیے **افراسیاب** روک رہا ہے اتنی مہلت نہیں
ملتی کہ اپنا وار کرے جب چھ سات ہاتھ اوسنے مارے اور **افراسیاب** سپر رہ گیا تھا یکایک آسمانی آواز
آئی ای **افراسیاب** القاب سامری پڑھ **افراسیاب** نے سر اوٹھا کر **آفات جبار دست**
کو دیکھا کر پکار رہی ہے ای **افراسیاب** وقت جرأت ہے سپہ گری دکھا دے اس کلموہے کو مار اوس
افراسیاب نے اوسی وقت القاب **سامری** پکار کر پڑھا ادھر تو **افراسیاب** نے پکار کر القاب **سامری**
پڑھا ادھر وہ زنگی صدائے القاب سنکر مضطر ہوا زنگی کا تلوار ہاتھ سے چھوٹی مثل قطرۂ آب زمین میں
غائب ہوا ایک سناٹا ہوا کہ اندھیرا ہو گیا **افراسیاب** حیران تھا کہ یہ کیا کیفیت گذری تھوڑی دیر کے
بعد روشنی ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام ہے خارجادو ہوا اب جو روشنی ہوئی **افراسیاب** جادو
نے دیکھا وہ صحرائے **خارستان** غائب ہو گیا میں سامنے ایک کوہ فلک شکوہ کھڑا ہوں اور
کوہ کی اسقدر بلندی ہے کہ کمند وہم و خیال بھی نہیں پہونچ سکتی ور تند ہوائے گرم چل رہی ہے اور آوازیں
مختلف آتی ہیں **افراسیاب** چلا جاتا ہے لیکن مجھ کو کیا گذرے نہایت غصہ سے تلوار پکڑ کر پڑھا
ٹیک کے تلوار کو بالائے کوہ پہونچا بطور مذکور شہکر اسم پڑھا کوہ شق ہوا دیکھا قبر **سامری** نبی ہے فوراً
افراسیاب بھاگ کر قبر کے قریب بیٹھکر جسطرح کہ نیز ون نے کہا تھا اوسیطرح یا **ابلیس** کا اسم پڑھا دشتاً
روزنا افراسیاب کو اوسی مقام پر گذری ہے آب و دانہ غصہ میں ہوا ای کہتا ہے شعلہ خوار کی فکر نے مجکو
پریشان کر دیا اور ابھی تک مطلب بھی نہیں حل ہوا وہ اسم کامل پڑھکر قبر **سامری** پر ایک ٹھوکر
مارا اور آواز دی یا سامری میری مدد کیجیے جیسی ہی ہے کہا اور دو ٹھوکر مارا زمین تھرائی روشنی آواز
آئی دیکھا قبر سے دھواں نکلا قبر کے پہلو سے ایک جوان سیہ فام نکلا بالکل برہنہ تیغ و سپر ہاتھ میں لیے ہوئے
آیا اور نعرہ کیا اسم پہلو نشین **سامری افراسیاب** نے کہا ای پہلو نشین **سامری** علاج شعلہ خوار
چاہتا ہوں اوس جوان نے زمین پر بیٹھ کر منہ کھولدیا منہ سے دھواں نکلا وہ جوان اندھا ہو گیا

زمین پر لوٹنے لگا بیقرار ہو کر کہا ای افراسیاب تیری دوستی ہی یہ ثمر ملا کہ آنکھوں سے نابینا ہو گئے لیکن سامری
و جمشید میری مددگار ہیں تو علاج ہو جائیگا یہ کہتا ہوا اوٹھا قبر پر ایک لات ماری آواز دی ای خلاف
باطل پریشان میں جانتا ہون تو ہیلو نشین شیاطین ہی جلد حاضر ہو چہار جانب سے دھوان نکلنے لگا
وہ پہاڑ مثل کرۂ آتش جلنے لگا چنگاریان ہر طرف سے چمکین جوانے کو ہیلو نشین سامری کہتا تھا آگ
شعلۂ کلان اسکے گرد آکر پھر ایک پنجہ سیاہ ظاہر ہوا وہ ہاتھ اسکی آنکھوں تک پہونچا اوس جوان کی آنکھیں
روشن ہوئیں کھڑا ہو گیا کہا اے شہنشاہ آپ نے بڑے صدمے اوٹھائے فوج میری سب حاضر ہی پہلے
خاصہ نوش فرمائیے یہ کہکر ایک چیخ ماری کہ افراسیاب کی آنکھیں بند ہو گئیں بعد تھوڑی دیر کے اپنے
کو دیکھا کہ ایک باغ میں بیٹھا ہون دسترخوان سامنے بچھا ہے وہ بارھوں کنیزین سیلفچی آفتابے لیے
حاضر ہیں دسترخوان پر کھانا چنا ہوا ہی افراسیاب بیقرار ہو رہا تھا اون کنیزوں نے ہاتھ منھ دھلایا کنیزیں
مسکراتی جاتی ہیں کہتی ہیں ای شہنشاہ اب آپ شیطان کامل ہے خاصہ نوش فرمائیے افراسیاب
بھوکا تھا ہاتھ دھو کے بیٹھ گیا کھانا کھانے لگا مگر ایک بوی بد دماغ میں آئی ہر کر افراسیاب گھبرا
کے چہار جانب دیکھتا ہی کنیزین کہتی ہیں آپ خاصہ نوش فرمائیے بو کا خیال نہ کیجیے یہ مقام فوج شیاطین
ہے آپ خاصہ نوش فرمالیں تو وہ سب شیطان بھی حاضر ہون افراسیاب نے کھانا کھا کے دو جام
شراب کے بھی پیے اب وہ بارھوں کنیزیں مگس رانی کرنے لگیں کہتی ہیں آپ کی خدمتگزاری ہی بہت
تکلیفیں اوٹھائیں تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ ایک گوشے سے باغ کے ہزارہا شعلہ ہای آتش پیدا ہوئے کچھ
آوازیں مختلف آئیں افراسیاب نے دیکھا وہی جوان آگے آگے غرقی باندھے ہوئے چٹیا سر کی
ہوا میں اوڑتی ہوئی تلوار برہنہ ہاتھ میں پشت پر بارہ ہزار جوان وہی اسی قطع کے تیغ چمکاتے ہوئے
آکے صفیں جما کر سامنے افراسیاب کے کھڑے ہوئے بجاے نقارے کے انگشت دن نے گوز زدگی
کی سب شیطان بھی اسیطرح اپنے اپنے کام میں مصروف ہوئے ایک تخت کاٹھ کا ٹوٹا ہوا بہت بوسیدہ
افراسیاب کے سامنے لاکر رکھا کہا ای شہنشاہ سوار ہو جیے افراسیاب کو بہت ناگوار ہوا
کنیزون نے کہا ای شہنشاہ دیر نہ کیجیے فوج ہیلو نشین سامری بڑے جوش و خروش میں ہی ان سب کو ساتھ
لیکر کوہ جوالہ کو جا کر گھیر لیے وہیں شعلہ خوار سے ملاقات ہو گی افراسیاب ناچار اوسی تخت پر
سوار ہوا چار شیطان بجون نے تخت کو اوٹھایا اس جاہ و حشم سے افراسیاب شیطان بھی لیکر چلا افراسیاب ادھر ہی تا

مگر اب حال شعلہ خوار آتش خو بھی تحریر کرنا واجب و لازم ہی ناظرین والاتمام کو یاد ہوگا کہ شعلہ خوار نے خواجہ عمرو سے وعدہ لیا تھا کہ سب شیطان بچے آپ کے گانے کے مشتاق ہین بر وعدہ سب شیطان بچے کوہ جوالہ پر جمع ہو ئے شعلہ خوار نے کہلا کر خواجہ عمرو کو لاؤ اپنے ساتھ والون نے کہا اے افسر آج دل نہین چاہتا کہ یہان بیٹھین خود بخود دل گھبراتا ہی ایسا نہو اور اسباب کچھ تدبیر کرے اور نے بڑے پیچ اوٹھائے ہین وہ بڑا صاحب اختیار ہے کچھ نہ کچھ تدبیر ضرور کریگا شعلہ خوار نے کہا ہم تک کون آسکتا ہے سب جمکر بیٹھے آپسمین گانا ہونے لگا دمبدم ہی صلاحین کہ کوئی جا کر خواجہ عمرو کو لائے شعلہ خوار نے کہا سوا میرے وہ کسی کے بلانے سے نہ آئینگے یہ کہکر شعلہ خوار چلا دو ہزار شیطان بچے کوہ جوالہ پر جمع ہین آپس مین ناچ گانا ہو رہا ہی یہان خواجہ عمرو دربار مین ملکہ مہرخ کے بیٹھے تھے کسی کام کو باہر آئے پھرتے پھراتے کنارے پر لشکر کے پہونچے کہ ایک طرف سے آواز آئی اے شہنشاہ اوج عیاری ذرا اسطرف آئیے خواجہ عمرو نے دیکھا ایک نخل کے سایہ مین شعلہ خوار کھڑا بلا رہا ہی خواجہ عمرو ٹہلتے ہوئے قریب پہونچے شعلہ خوار نے قدمونکو بوسہ دیا کہا اوستاد تشریف لیچلئے کوہ جوالہ پر سب بھائی بند جمع ہین سب آپ کے گانے کے مشتاق ہین آپ کے سرفراز فرمانے کی دیر ہی خواجہ عمرو نے کہا تم چلو مین ابھی آتا ہون شعلہ خوار چلا گیا یہان سب شیطان بچے جمع ہین اپنے طریقے سے ایک شیطان بچہ اس غزل کو گا رہا ہی سب کا دل لبھا رہا ہی غزل

جل اوٹھا باغ اوسکی برق حسن کی تاثیر سے　　پھول اب گلچین اوٹھاتے ہین تو آتشگیر سے
چھوٹتا ہی کب ہو میرا کسی تدبیر سے　　تیغ جوہردار قاتل ہی سواد نخچیر سے
فاش ہو باغ جہان مین راز دل ممکن نہین　　سیکھے ہین طرز فغان ہم بلبل تصویر سے
بندھ سکے مضمون نہ میری وحشت پر زور کا　　نقل سودائی کوئی باندھے اگر زنجیر سے
شمع ہی وصف رخ پرنور لکھنے مین قلم　　ہے بجا نسبت جو دن قط گیر کو گلگیر سے
نرم کرتے دل ترا گر عشق کھو دیتا نہ عقل　　کرتے ہین تیم آوپانی شیشہ گر تدبیر سے
بے گنہ ایذا نہ دے ہمکو صنم بہر خدا　　امن ہی سودا انکو جرم کی تعزیر سے
بعد مردن بھی تصور ہی کسی شبگرد کا　　حشر برپا ہی عدم مین نالۂ شبگیر سے
مے پرستو آؤ کرلین محتسب کو سنگسار　　بج رہی ہین سنگ میخانیکی کچھ تعمیر سے

بچ سکا قاتل نہ میرے خون دامنگیر سے لکھنؤ میں آئیگی روح غنی کشمیر سے	موج خون بھی شفق رنگ رہی دامن کے ساتھ ہی ریاض فکر ناسخ کی جو شادابی یہی

سب شیطان بچے خوش ہو رہے ہین کہ آج خواجہ عمرو کا گانا سنینگے مالک ہمارا لینے گیا ہی کہ دیکھا صحرا سے
ہزارہا شعلہ ہای آتش پیدا ہوی شیطان بچے گھبرا گئے جا با کہ پہاڑ سے اوترین پہاڑ کو چار جانب سے شعلون
نے گھیر لیا اب سب نے دیکھا کہ افراسیاب تخت پر سوار بارہ ہزار جوانون نے آکر پہاڑ کو گھیرا ہی وہ جوان
بڑے بڑے قد کے تلوارین چمکاتی ہین شلنگین لگاتی ہین پہاڑ پر چڑھتے چلے آتے ہین جب ان سب نے دیکھا
کہ اب پناہ نہ ملیگی پہاڑ سے کود پڑے افراسیاب نے دیکھا دو ہزار شعلہ ہای آتش پہاڑ سے زمین پر گر پڑی
بڑے شعلے چھوٹے شعلون سے لپٹ گئے آپس مین کی آوازین آنے لگین شعلے بلند ہوتے ہین لڑتے
ہوی زمین پر آتی ہین ایک غائب ہو جاتا ہی ایک زیادہ بھڑکتا ہی اوسیہ بھی دیکھا کہ زمین پر چنگاریان
آگ کی پڑی ہوئی ہین لاشہ کسیکا نہین معلوم ہوتا عجب طرح کا ہنگامہ ہے بارہ ہزار نے دو ہزار کو گھیرا
ہے آپسمین جنگ و جدل ہو رہی ہی افراسیاب حیران ہے کہ یہ عجب طرح کی جنگ ہی لاشہ کسیکا
معلوم نہین ہوتا معلوم ہوتا ہی کہ ریگستان مین ہزارون چنگاریان چمک رہی ہین عجب ہنگامہ برپا ہی
تھوڑی ہی عرصے مین اون دو ہزار شعلہ ہای خرد کو یہ بارہ ہزار شعلہ کلان مٹا کر پلٹے افراسیاب
نے کہا شعلہ خوار آتش تو کہان ہی افسر نے کہا ہمین مین تلاش کرو سارا جنگل چھان ڈالا کہین نشان
نہ ملا افراسیاب نے کہا ای پہلو نشین سامری شعلہ خوار کیا ہو گیا اسنے آنکھین بند کین بعد تھوڑی
دیر کے آنکھین کھول کے کہا ای شہنشاہ وہ اسوقت اس مجمع مین نہ تھا آپ چلیے ہم تلاش کرینگے فوج کو
اوسکی مٹا دیا اب اوسکو پکڑ لینا کتنی بڑی بات ہی افراسیاب نے کہا ای پہلو نشین سامری ہر چند
کہ میرے طلسم مین ایسے بڑے بڑے جادوگر ہین ایک ایک بلا روزگار اگر اونکو بھیجون دم بھر مین لشکر مسلمانان تباہ
کر دین مگر سب میری لونڈیان غلام ہین اونکا مٹانا نہین چاہتا تم سب کو چلکر پکڑ لو تمھارے ہاتھ سے
جلد گرفتار ہو جائینگے یہ سنکر افسر نے کہا اے شہنشاہ مسلمانون پر لشکر کشی ہم نہین کر سکتے ایک
لفظ زبان سے مسلمان کہتے ہین کہ ہمیں تیر برستے ہین جان بچانا مشکل ہوتی ہی افراسیاب نے کہا وہ کونسا
لفظ ہی اون سب نے کہا ہمین سے آپ پوچھتے ہین ہم وہ کلمہ زبان سے نہ نکالینگے مگر چلیے اب
شعلہ خوار کو تلاش کرین جہان کہین ہوگا ہم ڈھونڈھکر تلاش کر لینگے افراسیاب اوسی طرح سے

ان سب شیطان بچونکو ساتھ لیے کوہ جوال سے چند قدم آگے بڑھا ہی کہ طرف سے صحرا کے شعلہ کلان
بھڑکتا ہوا آتا ہی افراسیاب نے غور کرکے دیکھا معلوم ہوا شعلہ خوار آتش خو آتا ہی شعلہ خوار
نے جو اس فوج شیاطین کو دیکھا گھبرایا چاہتا تھا کہ بھاگ کر نکلجاؤن کہ افسر نے آواز دی ای بھاگو اسکو لینا
اسی نے شہنشاہ کو بڑی بڑی صدمات پہونچائے ہین چار جانب سے شیطان ٹوٹ پڑے ہرچند شعلہ خوار نے
منہ سے شعلہ آتش چھوڑی کئی سو کو جلا دیا دھوان منہ سے چھوڑا کئی سو اندھے ہوے لیکن ہزارون شیطان
تھے لپٹ پڑے منہ سے اسکے جو شعلہ آتش نکل رہی تھی افسر نے بڑھکر منہ بند کردیا اب ناک سے دھوان نکلنے
لگا لیکن چار طرف سے جو سب گرے ہاتھون ہاتھ پکڑ لیا افراسیاب جادو کے سامنے کشان کشان
لائے افراسیاب نے بہ عتاب خطاب کیا او شیطان بچے تو دعوی خدائی کرکے بیٹھا تھا ہمنے عمرو کو تجھی اسواسطے
دیا تھا کہ تو کہا جائیگا کھانا کیسا اور ہلاک کرنا کیسا تو اوسکا دوست بنا اور بدولت کو دھکیل دیا
ہرگاہ اوسکی مدد کو آیا کچھ خوف نہ کیا ہی شرط کہ آتش قہر و غضب مین بھونا دون شعلہ خوار آتش خو
نے کہا او افراسیاب مین خود آتشی ہون مجھکو تو کیا جلا سکتا ہے لیکن تجھ سے کہتا ہون کہ زمانہ انقلاب
قریب آگیا او افراسیاب کتاب سامری مین صاف صاف مرقوم ہی اب تو ساری طلسم مین یہی دھوم
ہی کہ عمر طلسم تمام ہوئی طلسم کشا چھوٹیگا طلسم کو لوٹیگا مرحلہ جات شکست ہونگے سامری کے بھاگنے کے
بند و بست ہونگے تجھ میرا اگر اعتبار نہو نا کتاب مین دیکھ لیجیے کا سب حال آپ پر کھلجائیگا میرا نام ضرور مرقوم
ہی ترکیبین بھی سب لکھی ہین اتنے عرصے مین جو دعت چاہیے وہ کرلیجیے مجھکو آپ قتل نہین کرسکتے ہیلو نشین
سامری نے کہا ای شہنشاہ مین اسکو لیجا کر کوہ ریگستان مین قید کرتا ہون کیا مجال جو کوئی وہان اسکے
سحر و ساحری مین زبان ہلاسکے افراسیاب نے کہا اچھا اسے تمہین لیتے جاؤ افسر نے شیطان بچے
کی مشکین باندھ لین طرف کوہ ریگستان کے لیکر روانہ ہوگیا کوہ ریگستان مین یون قید کیا جاتا
ہی کہ کل فوج والے ہیلو نشین سامری کے چلے گئے یہ اکیلا شعلہ خوار کو کوہ ریگستان مین لیکر آیا زنجیر
ہای آہنی پاؤن مین باندھکر اوندھا لٹکا دیا خود بعہدہ نگہبانی موجود رہتا ہی ظاہر مین کوئی اوسکو دیکھ نہین
سکتا اگر کوئی اس کوہ مین آئے تو یہ دیکھے کہ ایک شخص حسین زنجیرون مین بندھا ہوا الٹا لٹکا ہوا ہی یہان
شعلہ خوار تو اسطرح قید ہوا لیکن خواجہ عمرو حسب وعدہ شعلہ خوار طرف کوہ جوال کے چلے جب پہاڑ
پر آکے پہونچے دیکھا وہان سناٹا پڑا ہی خواجہ حیران ہوے کہ یہ کیا ماجرا ہی پہاڑ سے ناچار اترے

صحرای ریگستان مین دیکھا ہزارہا چنگاریان چمک رہی ہین لیکن ضو و نہین بنین ہی خواجہ نے پکار کر آواز دی
شعلہ خوار نے یہان جلسہ کیا تھا ملازم اوسکے سب جمع تھے کیون سناٹا پڑا ہی ایک چنگاری سے آواز آئی
گو صدای دردناک تھی کہ ای خواجہ عمرو تمہاری محبت مین ہم سب تباہ ہوے افراسیاب کوہ ریگستان
پر گیا پیلو فیشین سامری شیاطین ابلیس پرست کی بارہ ہزار فوج لیکر آیا ہم سب کو آکے گھیرا ہم دو ہزار نے
چار ہزار کو مارا مگر دو ہزار کس کس سے لڑتی آخر ماری گئی لیکن ہم قوم شیاطین ہین زندگی دنیا خدا ہمکو دیگا
ہی جسدن ہمارا افسر رہا ہوگا ہم پھر زندہ ہو جاینگے افسر کا اپنے ساتھ دیکھینگے اب آپ بھی یہان نہ ٹھہرئیے چلے جائیے
خواجہ پریشان ہوے یہ بھی سنا کہ شعلہ خوار گرفتار ہوگیا کوہ ریگستان مین قید ہی خواجہ کو بڑا قلق
ہوا سر جھکا کر ہوے چلے مگر افسوس کرتے ہوے کہ ہاے ہمارا دوست یون قید ہوگیا اوس سے
بڑے بڑے کام نکلتے تھے کہ ایک طرف سے رونے کی آواز آئی خواجہ نے پلٹ کر دیکھا ایک ضعیفہ
سر جھکا کے رو رہی ہی خواجہ عمرو کو اوسکے حال پر رحم آیا قریب اوسکے گئے اور کہا کیون ای مادر مہربان کس
حال پر ملال مین ہو اوس ضعیفہ نے سر اوٹھایا کہا ای شخص تیرا کیا نام ہی خواجہ عمرو نے کہا مجھے کوئی مصیبت زدہ
ہی نام اصلی بتا دیا یہ سنکر وہ ضعیفہ قہقہہ مار کر ہنسی اور کہا او ساربان زادے منم پیران جادو مین تیری ہی
تلاش مین نکلی تھی ملکہ شعلہ آتشبار کہ پردہ ظلمات سے کوچ کر کے آئی ہین مجھکو حکم دیا تھا کہ ساربان
زادہ صحرای پر خار مین ملیگا اوسکو پکڑ لاؤ مین صبح سے تجھکو ڈھونڈھتی پھرتی تھی اب پایا عمرو نے چاہا بھاگین
پیران نے اشارہ کیا عمرو کے پاؤن زمین نے تھام لیے پیران جادو نے عمرو کی مشکین باندھین لیکر
چلی یہان شعلہ آتشبار کہ ملکہ ماہیان سے وعدہ کر کے چلی ہی کہ پہلے عیارون کا خاتمہ کر دونگی پیران کو تو
اسطرف روانہ کیا طران اسکی بہن کو براے گرفتاری برق بھیجا پیران تو عمرو کو لیے جاتی ہی طران
جادوگر براے تلاش برق گئی ہی برق فرنگی لشکر مین بیٹھا تھا سب کو خیال ہی کہ خواجہ عمرو جلسے مین شعلہ
خوار کے گئے ہین کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ ابھی ملکہ حیرت کے پاس ایک طائر نے آکر بحکم افراسیاب خبر دی
کہ ملکہ شعلہ آتشبار بادشاہ ممالک پردہ ظلمات سات لاکھ جادوگرون کی جمعیت سے صحرای نیلوفر مین آ کے
اتری ہی ایک ساحرہ مصاحب شعلہ آتشبار خواجہ عمرو کی فکر مین گئی ہی اور ایک ساحرہ برق کی تلاش
مین آئی ہی یہ سنکر ملکہ مہرخ نے کہا او برق اب تم لشکر سے کہین نہ جانا ایسا نہو گرفتار ہو جاؤ خدا خواجہ کو
[illegible] استاد کر ڈھونڈھ کر اونکو اس امر کی اطلاع دون یہ کہکر برق

بھاگا جنگل مین آیا ہر طرف دوڑا دوڑا پھرتا ہی کہ اوستاد ملین تو اونکو ہوشیار کر دون کہ دور سے اونے دیکھا ایک جادوگرنی خواجہ عمرو کو گرفتار کیے ہوے لیے جاتی ہی یہ معرکہ دیکھکر برق فرنگی تڑپ گیا بتعجیل تمام رنگ و روغن عیاری کا نکالا بصورت صرصر تیار ہوا پکار کے آواز دی ای ملکہ عالم یہ نگوڑا ساربان زادہ تمہارے دام مکر مین کیونکر پھنسا ملکہ حیرت نے مجکو بھیجا ہی کچھ فرمایا ہی دو تین باتین سنلو پیران نے جو صرصر کو آتی ہوی دیکھا ٹھہر گئی برق فرنگی بصورت صرصر قریب آیا کہا ملکہ حیرت نے فرمایا ہی کہ عمرو کو ہمارے پاس لاؤ پھر اپنے لشکر مین لیجانا اب باتون مین برق رنگ جما رہا ہی کہ باتون مین مصروف ہو تو اوسکو بیہوش کرون خواجہ عمرو بھی سمجھ گئی ہین کہ ہمارا بھوریا آگیا دلمین کہتے ہین حقیقت مین یہ بھایا تیز ہی باتون مین رنگ جما رہا ہی قضای کار طیران جادو جو تلاش مین برق کی چلی تھی لشکر مہرخ مین آئی چار جانب پھری مگر کہین برق کو نہ پایا لشکر اسلام سے نکلی کہ صرصر اصلی سے ملاقات ہوی طیران نے کہا بوا صرصر برق کا نشان نہین ملتا برق کہان ہی صرصر نے کہا مین ابھی طرف سے صحرا کے آتی تھی برق میری صورت بنکر طرف صحرا کے گیا ہی یہ سنکر طیران پر پرواز پیدا کر کے اوڑی جیتی ہوئی جاتی ہی کہ دور سے اوسنے دیکھا پیران جادو نے عمرو کو گرفتار کیا ہی صرصر کھڑی ہوی باتین کر رہی ہی طیران سمجھ گئی کہ یہ برق فرنگی ہی وہین سے نعرہ کیا باش او مکار مین نے تجھے پہچانا اور یہ بھی پکار کر کہا ای پیران یہ جانے نہ پائے یہ صرصر نہین برق عیار ہی برق نے چاہا تڑپ کر بھاگون پیران نے اشارہ کیا برق کے پاؤن زمین نے تھام لیے طیران بھی زمین پر آئی برق کو گرفتار کر لیا برق و عمرو کو لیکر دونون چلین اب برق و عمرو کی بے قراری دونون دعائین مانگ رہی ہین کہ ای پروردگار اس بلا سے نجات دے یہ ظالم زندہ نہ چھوڑیگی شعلہ آتشبار وعدہ کر کے آتی ہی کہ عیارون پر آفت برپا کرونگی ای کریم کارساز تو ہی اس آفت سے نجات دے تیری کریمی سے بڑی امید ہے یہ بندہ کس لایق ہے کہ تعریف کرے

نظم

نیست انسان گر ندارد آدمیت آدمی	تودۂ خاک است در معنی بصورت آدمی
آدمی باشد اگر دارد شرافت آدمی	بے شرافت نیست انسان فی الحقیقت آدمی
بندہ آن باشد کہ باشد مستعد در بندگی	عبد باشد گر کند کار عبادت آدمی
مہربان باشد بجائش حضرت پروردگار	گر بود ہر وقت حاضر در اطاعت آدمی

مرشد شام و سحر در سجدہ عجز و نیاز — خواستہ از سرفرازان تاج عزت آدمی
چون مکانش لامکان آخر شود ناحق چرا — می کند بر گنبد گردون عمارت آدمی
چون نہ باشد حسن و پیر دار دنیا بر قرار — خوش چرا باشد نہ اندر رنج و راحت آدمی
می برد با خود چہ از دنیای دون وقت سفر — غیر درد و حسرت و رنج و ندامت آدمی
یکدم از یاد خدا غافل نباشد در جہان — جز زمان واللہ دم خود را غنیمت آدمی
خامہ بردارد از منظوم مہتدی بی جان — چونکہ باشد محرم از اسرار وحدت آدمی

دونون بلک بلک کر دعائین مانگ رہے ہین برق اشارے کرتا ہے اوستاد کچھ عیاری کیجیے خواجہ
عمرو کہتے ہین میان کیا عیاری کرون اس ملعونہ نے مجکو بڑے مکر سے گرفتار کیا بڑھیا بنی رو رہی تھی
مین اسکے دام مکر مین پھنس گیا کہ ایک طرف سے آواز آئی ای پیران و طیران شہنشاہ جادو شہنشاہ نے
حکم دیا ہے کہ ان دونون کو سامری و جمشید جہنم مین پہنچا آؤ اب یہ زندہ نہ بچینگے پیران و طیران نے
پلٹ کر دیکھا کہ سہراب برت انداز آتا ہے یہ وزیر اعظم افراسیاب ہے پیران و طیران دونون
ٹھہر گئین سہراب نے قریب آکے کہا ان دونون ظالمون نے شہنشاہ پر بڑی بڑی چوٹین کین شہنشاہ قہر مجسم
سامری کی گئی [illegible] عرض کی عمرو و برق کو گرفتار کرنا چاہتا ہون حکم ہوا کہ پیران و طیران گرفتا
رنگی دونون کو باپ باجے گانون دی جائین یہ سامنے جو ٹیکرا ہے اسپر سامری و جمشید بیٹھے ہین
فرشتگان عذاب بھی سامنے ہین آپ جلکر دونون کو سامری و جمشید کے سامنے کردین وہ دعا
لیجائینگے یہ سنکر پیران و طیران دونون طرف اوسی بلندی کے چلین جب قریب بلندی کے آئین
دیکھا وہان پر سناٹا پڑا ہے پیران و طیران نے کہا ای سہراب یہان تو کوئی معلوم نہین ہوتا سہراب نے کہا تین
دونون نہ سوجھیگا آنکھین بند کرکے بیٹھو ہاتھ باندھکر عرض کرو کہ یہ گنہگار حاضر ہین تب تم دیکھو گی یہ کیا سامنے خداوند
بیٹھے ہین پیران و طیران نے عمرو و برق کو ایک طرف ڈالدیا اب دونون اپنی آنکھین بند کرکے بیٹھین سہراب
نقابی نے حلقہ کمند کے دونون کے گلے مین ڈالدئے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ چالاک بن عمرو تصنیف مصنف

بہ عیاری من آنم جست و چالاک — بچشم دشمن اندازم کف خاک
نہ آمد یادگار تیزگامم — خلیفہ اول چالاک نامم

خبر سے دونون کے سر کاٹے خواجہ عمرو و برق نے رہائی پائی خواجہ اوٹھتے ہی گر پڑے اونا لگے

برق نے انگوٹھیان اوتارلین عمرو نے ایک لات ماری کہ ابے بھاگ جادوگر آگئے ہین برق کب مانتا ہی لپٹا
ہی جاتا ہی تینون عیار لوٹ مار کے بھاگے وہان شعلہ آتشبار اپنی بارگاہ مین بیٹھی تھی کہ ایک طائر پیدا ہوا
پکار کر آواز دی ای ملکۂ عالم دونون مصاحبین پران وطیران قتل ہوگئین جو برائے گرفتاری عمرو
برق گئی تھین یہ سنتے ہی شعلۂ آتشبار رو دی گی کہا صاحب غضب ہوا ایسی مصاحبین قتل ہوئین کہ
جنکا مثل ونظیر نتھا میرا بازو ٹوٹ گیا جلد لشکر تیار کرو مین جاکر مسلمانون سے مقابلہ کرونگی تین لاکھ کا لشکر
اسکے ساتھ ہے سب ساحران غدار سیہ دستان روزگار لشکر کو تیار کرکے حاضر ہوئے شعلۂ آتشبار نے
کوچ کیا طرف لشکر حضرت کے چلی خواجہ عمرو وبرق چالاک جوان دونون جادوگرنیون کو قتل کرکے
چلے تھے ایک نخل کے سایے مین آکر ٹھیرے ہین کہ سامنے سی گرد اوڑی دیکھا شعلۂ آتشبار تخت پر سوار ہی
لاکھ کا لشکر پشت پر بعد کرو فر آتا ہی پھر پھرے علمہای سیہ کے کھلے ہوئے خواجہ نے کہا ای برق یہ برائے
مقابلہ لشکر فوج جاتی ہی راہ مین اسکو روکنا چاہیے برق نے کہا استاد غلام جاتا ہی ابھی اسے روکے
لیتا ہی یہ کہا اور تڑپ کر چلا خواجہ عمرو نے کہا ابے سن تو صلاح کرکے کہ کیونکر روکیگا کسکی صورت بنکر
جائیگا برق چاہتا ہی کہ کچھ عرض کرے کہ دوسری گرد اوڑی جب دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا ایک جادوگر
گینڈے پر سوار ساٹھ ہزار ساحر پست پر جیسے ہی ملکہ شعلۂ آتشبار نے اس جادوگر کو آتے ہوئے دیکھا
پکار کے آواز دی ای محیط کوہ نشین کہان سے آئے ہو محیط کوہ نشین نے نگاہ اوٹھا کر دیکھا
شعلۂ آتشبار کو نوجوان ساحرہ بھولے بھولے گال سینے پر ادبھار مسکرا کے جو پوچھا محیط
کوہ نشین شہید تیغ تبسم ہو غرق حواس گم حیران حیران دیکھنے لگا گینڈا بڑھا کر قریب آیا زانو پر
ہاتھ رکھکر کہا اے ملکۂ عالم تم کہان سے آتی ہو اور اب کہان جاؤگی شعلۂ آتشبار نے یہ سنکر
کہا صاحب تمھین کیا ہے جو پکارا تو چپا چپا کے باتین کرنے لگے تجھے کیا کہین اپنی تو یہ کیفیت ہی

خود بخود دل کو پریشانی آئینہ قلب پر حیرانی نظم

تھی وصل مین بھی فکر جدائی تمام شب	وہ آئے تو بھی نیند نہ آئی تمام شب
وان ہمت تیر یار یہان شکوہ زخم زیر	باہم تھی کس مزے کی لڑائی تمام شب
رنگین ہی خون سر سے وہ ہاتھ آجکل ہی	جس ہاتھ مین رہا وہ دست حنائی تمام شب
[illegible] یان زبان سحر تک نہین لگی	تھا کسکو شغل نغمہ سرائی تمام شب

زرکش مین جب اونھون نے خبر پائی کہ ملکہ کو شاہ زبر اسے مقابلہ سلیمانان روانہ کیا اونھون نے اوسی وقت شہنشاہ سے آکے عرض کی کہ غلام کی زوجہ واسطے مقابلہ سلیمانان کے گئی ہے مین بھی وہین جاونگا لہذا اونکو بھی حکم ہوا کہ تم بھی جاؤ آپ کا لشکر دیکھکر اسی طرف ملنے ہین آتے ہین شعلہ آتشبار گھبرا کر اوٹھی محیط کوہ نشین سے کہا صاحب اب مین اپنی بارگاہ مین جاتی ہون ہمارے تمھارے وقتاً فوقتاً ملاقات ہوا کریگی یہ کہکر چلی محیط کی آنکھون آنسو بھر آئے کہا اے ملکہ عالم مین بھی وقت بیوقت حاضر ہونگا مگر تمھاری یاد مین روح تڑپتی ہے شعلہ آتشبار چپ ہو گئی مگر دل پر صدمہ ہی کہ اوس نگوڑے سے پھر سامنا ہوگا یہ مجبوری بارگاہ محیط کوہ نشین سے نکلی کہ دیکھا ہے رفتار سا ونت شروع ہوئی ساونت نے جو اپنی زوجہ کو بارگاہ محیط سے آتے ہوئے دیکھا جل گیا اگرچہ مست سے کو دا اور حملہ کر دیا آیا شعلہ آتشبار نے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا دونون باتین کرتے ہوئے بارگاہ مین آئے ساقی بچونکو حکم دیا ساقی نے کے گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی لیکر حاضر ہوئے کہا گائنون کو بلاؤ گائنین آئین ناچ ہونے لگا ایک گائن نے یہ غزل شروع کی

نظم

زخم دل بھرتا ہے جلوہ چہرہ پر نور کا ۔۔۔ چاندنی مین یان اثر ہے مرہم کافور کا

سختی ایام ہے میرے لیے سامان عیش ۔۔۔ خشت بالین کو سمجھتا ہون مین زانو حور کا

کچھ نہ حاصل ہوے کیسی ہی مشقت کیجئے ۔۔۔ عشقبازی کام ہے بیگار کے مزدور کا

وین نہ ارباب صفا ہرگز کبھی دل کو رنج ۔۔۔ گوشہ دامن ہے او نچا جا رکب بلور کا

مین وہ میکش ہون چمن مین جسکی صوت دکھکر ۔۔۔ آب ہو جاتا ہے شیرہ دانہ انگور کا

آکے سینے سی لبون پر دم اٹکتا ہے عبث ۔۔۔ ٹھہرنا اچھا نہین جب ہو ارادہ دور کا

ہو نہ اوس لیلی وحشی کا دل دیوانہ محو ۔۔۔ بید مجنون سے کہان پیوند نخل طور کا

رنج سے راحت نصیب طبع شیرین کار ہے ۔۔۔ بار لاتا ہے قلم ہونے سے نخل انگور کا

دست قدرت سے بنایا ہے خدا نے قصر تن ۔۔۔ دخل سمارا سین ہے نے دخل ہے مزدور کا

مال موذی سی تنفر آدمی کو چاہیے ۔۔۔ سنگ کھکر سگ چھوڑ دیتا ہے عسل زنبور کا

حمد میری مین کرون کیونکر نہین ترک جام ہے ۔۔۔ دفع کرتی ہے صبوحی درد سر مخمور کا

صفحہ پر اک میر دیوا نگاہے نقش تنک چشم ۔۔۔ یان سفیدی پر سیاہی سے ہے عالم نور کا

ناچ گانا ہو رہا ہی صحبت عیش و نشاط مہیا ہی مگر شعلہ آتشبار پریشان پریشان بیٹھی ہی چاہتی ہی یہ
کسی طرح اوٹھ جاے تو مین محیط کو بلاؤن جب ساونت نے جام بھر کے شعلہ آتشبار کو دیا اوسنے منھ
پھیرا کے کہا اسوقت میرا جی نہین چاہتا ہر چند ساونت نے کہا ملکہ شعلہ آتشبار نے شراب نہ پی ساو
نت بہت برہم ہوا اکثر رونق جو کہا چلا کر شعلہ آتشبار نے کہا میرا دل نہین چاہتا کیونکر پیون کیا زبردستی
پی لون دن بھر یونہی شراب کا چرچا رہا رات کو بھی جلسہ برخاست ہوا شب کو بھی سب نے شراب پی
ساونت نے منین کر کے کہا ای ملکہ عالم دن کو تو شراب پی رات کو تو شراب پیو ہر چند سب نے اوس ساونت
نے کہا مگر شعلہ آتشبار نے شراب نہ پی اسی تصور مین ہے کہ اپنے چاہنے والے سے ملاقات کرون
وہ میرے واسطے کیسا پریشان ہوگا اگر مجکو جلسے سے معلوم ہوتا مین اس صحبت مین نہ آتی ساونت
نے پھر پوچھا اے ملکہ عالم آج تو آپ نے دن بھر پریشان کیا اسوقت بھی عرض کرتا ہون اور آپ
انکار کرتی ہین آخر مزاج کیسا ہے شعلہ آتشبار نے کہا سر مین میرے درد ہے دیکھو نیند اچٹکا ہی اب
جلسہ برخاست کرو ساونت حیران ہو کہ یہ کیا معرکہ ہی اور خواجہ عمرو و برق و چالاک یہ تینون
عیار بصورت مبدل داخل لشکر ہین یہی انکو فکر ہے کہ کچھ عیاری کرین یہان ساونت جلسہ
برخاست کرکے اوٹھا شعلہ آتشبار کا ہاتھ پکڑے ہوے چلا جب بارگاہ مین آکے پھر کھٹ پر سویا
شعلہ آتشبار جاگا کی رات کو بھی اسنے دو جام ساونت کو پلا دیے لیکن ساونت جب
آیا ہی اسکو خیال ہی کہ زوجہ میری کسی رنگ مین ہی یہ سویا نہین ظاہر مین گو اپنے کو سوتے مین
مین ڈالدیا باطن مین جاگتا گیا شعلہ آتشبار نے جب دیکھا کہ ساونت کو بھی اب سو گیا
چپکے سے اوٹھی سحر کرکے بلند ہوئی طرف بارگاہ محیط کوہ نشین کے چلی وہان محیط کو بھی نیند
نہین آئی تڑپ رہا ہے اسکو بھی ملکہ شعلہ آتشبار کا ہی خیال ہے صحن بارگاہ مین ٹہل رہا ہی
یاد مین معشوقہ کی یہ اشعار عاشقانہ زبان پہ بیقرار و مضطر ہے

نظم

کیا شب فرقت مین صدمہ ہین دل بیتاب پر	مثل زخمی لوٹتا ہون چادر مہتاب پر
ہجر مین سو جاؤن کیا مین تو شک کمخواب پر	سے کھٹکے ہین بال پلکون کے برائے خواب پر
مثل ہالہ رات صدمے ہوتی ہی مہتاب پر	یہ خط مشکین نہین رخسار عالمتاب پر
آگیا یاد آہ محبوب نمازی کا رکوع	آنکھ میری جا پڑی مسجد کی جو محراب پر

گنبد مدفن مری اشکون سے ہون ہی بعد مرگ | حبابے ترتے نظر آتے ہین جیسے آب پر
چھوٹا یانی یار کا تصویر ایلا دی جیسے | ہی شفا موقوف اپنی شربت عناب پر
خیمہ لیلی نظر آتا ہی او مجنون حباب | نجد کے وادی مین سیل اشک کی سیلاب پر
وہ جو قائم ہوئے زر اسکو نام رہینگے | فوق ہی میرے دل بیتاب کو سیماب پر
عین دریا مین بھی گردش سے نہین ہی مفر | سعی کرنا ختم ہے اے سالک گرداب پر
رند مشرب مقدور رکھتی نہین فوق شراب | ہا ہی کیا رکھتا ہی رغبت غم مرے خوناب پر
بنگیا نور آئمہ اختر شناس | جا پڑی جب آنکھ اوس خورشید عالمتاب پر
عالم اسباب مین ہر چند ہون ناسخ مگر | ہے نظر میری مسبب پر نہین اسباب پر

یہ اشعار پڑھتے پڑھتے محیط نے نگاہ جو اوٹھائی تو دیکھا آسمان پر برق چمکی محیط نے دیکھا شعلہ آتشبار کو کہ بہ اشتیاق چلی آتی ہی محیط نے پکار کے آواز دی ای ملکہ عالم آئیے آج کی رات او بہت طولانی ہو گئی اور گھبرا کر اوٹھ بیٹھا ارادہ تھا کہ خود تمھارے خیمے مین آؤن مگر جانتا تھا کہ وہ کلموہا ساونت بیٹھا ہوگا یہ شعر پڑھکر اپنے دل کو تسکین دیتا تھا شعر قیب یار کے گھر کے قریب رہتا ہی نصیب اوسکو اپنی وصال یار نہو شعلہ آتشبار زمین پر آئی محیط نے دوڑکر ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا شکایت شب ہجر کرتا ہوا اپنی بارگاہ مین لیکر آیا مسند پر آئے دونون بیٹھے تیر انداز کرنے لگے اختلاط ہو رہا ہی یہان ساونت نے جو پلنگ خالی پایا تخت پہ اوٹھا باہر آیا کہین اپنی زوجہ کا نشان نہ پایا سوچا کہ شاید محیط کے خیمے مین گئی یہ سوچکر طرف خیمہ محیط کے چلا کچھ افسر وغیرہ ملازم مل گئے اونھون نے پوچھا حضور کہان جاتے ہین اسنے غصے مین کہا یارو کیا کہون عجب طرح کا معرکہ گذرا زوجہ میری پہلو سے اوٹھکر چلی گئی شاید محیط کے پاس گئی یہ سنکر سب نے کہا حضور چلیے غلام بھی ساتھ ہین گھسکر اوس بیحیا کو مارینگے دس بیس افسر بھی اسکے ساتھ ہوئے اتنا جو اسکے منہ سے نکلا یہ خبر لشکر مین اڑ گئی کہ ملکہ شعلہ آتشبار زوجہ ساونت کی محیط سے پھنس گئی ہین آج خوب تلوار چلیگی غول کے غول غٹ کے غٹ ہر طرف سے چلے یہان محیط بیٹھا ہوا شراب پی رہا ہی کہ عیار اسکا دوڑا ہوا آیا عرض کی حضور ساونت مع فوج آتا ہی شعلہ آتشبار تھرا گئی کہا صاحب وہ بڑا آتش تو شعلہ مزاج ہی مین تو نکل جاؤن محیط نے ہاتھ پکڑ لیا کہ صاحب بیٹھو وہ کیا کر سکیگا یہ ذکر تھا کہ دروازے پر غوغا ہوا اور محیط بیحیا باہر نکل تو حال معلوم ہوا کہ ساونت گولا مارا بارگاہ محیط کی

بیٹھ لگا محیط تیغ کھینچے ہوئی باہر نکلا شعلۂ آتشبار نے دیکھا کہ اب تو حال کھل گیا جو کچھ ہو سو ہو یہ بھی محیط کی
ہمراہ لڑتی ہوئی باہر آئی ساونت نے جو اسکے اپنی زوجہ کو دیکھا تلوار کھینچکر جا پڑا آپس میں تلوار چلنے لگی
ساونت سے اور محیط سے یہانتک سحر چلے کہ اتنے عرصے میں لشکر ساونت کا اور محیط کا آگیا
دونوں لشکر آپس میں ملگئے تلوار چلنے لگی ساونت اور محیط سے سحر ہو رہے ہیں تلواریں برس رہی ہیں
ساونت ساحر زبردست ہے ایک مقام پر لڑتے لڑتے اسنے گولا مارا جب وہ گولا بیٹھا لپیٹیں پہونچیں
کی آتش محیط سونگھنے لگا ذرا جو پلک جھپکی ادھر سے ساونت نے ہاتھ تلوار کا مارا کہ محیط کے دو
ٹکڑے ہوگئے بارہ چودہ ہزار کنیزیں شعلۂ آتشبار کے گرد آگئیں لڑائی میں مصروف ہوئیں شعلۂ
آتشبار نے گھبرا کر کہا ہا جواب میں کہاں جاؤں محیط تو مارا گیا وہی کا سہارا تھا کنیزوں نے کہا واری
اب یہ ذکر تا بہ افراسیاب پہونچیگا شہنشاہ آپکے دشمن ہوجائینگے جان بچا کر سوار ہوجائیے اب مناسب
ہے کہ لشکر میں حمزہ کے چلیے وہ لوگ بچالینگے افراسیاب سے برابر لڑ رہے ہیں ہر روز یہی ارادہ
کرکے افراسیاب جاتا ہے کہ آج سب کو مار ڈالونگا لیکن کچھ بھی نہیں ہوتا وہ تو ہر روز ملک لیتے
جاتے ہیں نصف ملک اون سب کے قبضے میں آگئے شعلۂ آتشبار کو یہ بات پسند آئی اور سب
لشکر کے تو ساونت کا ساتھ دیا مگر بارہ ہزار کنیزیں کہ جنھوں نے اسکی ذات سے عزت پائی تھی وہ سب اسکے
ساتھ ہوئیں شعلۂ آتشبار بھاگی لشکر محیط تو پراگندہ ہوگیا مگر لشکر ساونت نے چار طرف سے
اسکو گھیرا ہے یہ بارہ ہزار کنیزوں سے بھاگی ہوئی جاتی ہے خواجہ عمرو چالاک و برق بصورت مبدل
اسکے لشکر میں داخل تھے یہ سب ہو رہے انھوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا شعلۂ آتشبار نے کئی مرتبہ پکار کر
کہا اے لشکر اسلام کا راستہ کدھر سے ہے راہ راست پر چلو خواجہ عمرو نے برق سے کہا یہ ہمارے
لشکر کی جویا ہے چلکر لشکر میں خبر کرنا چاہیے تینوں عیار بھاگے یہاں رات کا وقت ہے آج باغبان
قدرت طلایہ دیے ہوا تھا کنارے پر لشکر کے کھڑا ہے کہ اسنے دیکھا برق و چالاک و خواجہ عمرو
دوڑے ہوئے آتے ہیں باغبان نے بڑھکر آواز دی کیوں خواجہ خیر تو ہے عمرو نے کہا
اے باغبان جلد چلو شعلۂ آتشبار زوجہ ساونت تمھارے لشکر میں آتی ہے ساونت نے اوسے
گھیرا ہے باغبان نے لشکر کو آواز دی اسکے ساتھ کے بارہ ہزار جوان آگئے باغبان نے کہا فلک
ایک عجیب کو بجادیجئے باغبان پر پرواز کرکے اوڑا بارہ ہزار جوان اسکے پیچھے

پیچھے پیچھے چلے یہان جنگل مین ساونت نے جو دو چار گولے مارے کئی سو کنیزین شعلۂ آتشبار کی جلکر
خاک ہوئین چارطرف سے فوج ساونت نے گھیر لیا ساونت پکار رہا ہے کہ اے صاحبو اس گیسو
بریدہ کو پکڑ لو مین اسکو ابھی قتل کرونگا اسنے بڑا صدمہ دیا اور سکے پاس چلی گئی خوف نکیا ریطا کو تو
پہلے مارا اب اسکو بھی زندہ نہ چھوڑونگا شعلۂ آتشبار انمر سات سے کنیزون کو ہمراہ لیے ہوئے گھبرا رہی
ہر مگر کنیزین بھی عاجز ہین آخر شعلۂ آتشبار گھبرا کر پکار اٹھی اے آسمان کے خدای نادیدہ مجھکو اس آفت سے
بچالے مین نے تیرا اعتقاد کیا کنیزین بھی پکار رہی ہین کہ ہمنے بونے دو سو خداوندون کو چھوڑا اے
خدای نادیدہ تیرا ایمان لائے شعلۂ آتشبار نے طرف آسمان کے ہاتھ اوٹھا کر اور پکار کر کہا اے
خدای نادیدہ ہم تو اچھی طرح تیرے نام سے بھی آگاہ نہین ہماری مدد کر نظم

نکرد بندگی این بندہ خدا افسوس	نہ قرب وصل خدا ماند خود جدا افسوس
رہا ز دام تعلق نگشت این قیدی	بہ بند حرص و ہوا ماند مبتلا افسوس
برای بندگی آمد درین جہان لیکن	نگشت حق عبادت ازو ادا افسوس
نکرد قابل تحسین بہ ابتدا کارے	ندید از رہ غفلت بہ انتہا افسوس
بماند دور تر از منزل مقاصد خویش	قدم نہاد کج از راہ مدعا افسوس
نکرد گردن تسلیم مثل گردون خم	بر آستان خداوند کبریا افسوس
بہیچ درد و الم ماند در جہان تا ماند	چو رفت رفت ز دور زمانہ با افسوس
رسد بکوچہ و بازار در بدر گردد	چو سگ بحاصل یک لقمہ ای گدا افسوس
بجستجوی زر و سیم روز و شب گردد	بکوہ و دشت بیابان برہنہ پا افسوس
بکن براہ خدا خرج مال زندہ ہندی	بدل بگرہ نماند ازین ترا افسوس

شعلۂ آتشبار نے جو بلک کے دعا کی در اجابت وا تھا تیر دعا ہدف مراد پہ پہونچا آسمان پر برق
چمکی اور نعرہ ہوا منم باغبان قدرت باغبان بارہ ہزار جوانون کے اگر گرد دشمن گو رہا کر
کئی ہزار جوان مر گر گئے ہر طرف ہڑبڑا ہوا باغبان قدرت آگیا باغبان فوج کو پامال کرتا ہوا آقا
قریب ساونت کے پہونچا ساونت حیران تھا کہ باغبان کو کسنے خبر کر دی جب دیکھا کہ
باغبان قریب آگیا بڑھ کر ہاتھ تلوار کا مارا سحر بھی کرتا جاتا ہے باغبان نے کچھ اشارہ کیا تلوار ہاتھ

ساونت کے چھوٹ گئی چہرے پر ہوائیان اڑنے لگین باغبان نے یہی تلوار او ٹھالی ہاتھ مارا ساونت نے اپنے کو بہت بچایا مگر نہ بچ سکا سر اوسکا زخمی ہوا ساتھ والونکو یہی باغبان نے اشارا کیا ملکہ شعلہ آتشبار کو اپنے بیچ مین لیلو خبر دار اسپر کوئی زوال نہ آنے پائے ساونت تو زخم کھاکر بھاگا فوج والونکو اپنے آواز دی یارو نکل چلو باغبان سے مین نہین لڑسکتا وہ بلا روزگار ہے افراسیاب کا وزیر اعظم تھا اب مسلمانونکا دل و جان سے طرفدار ہے دیکھین انجام کیا ہو ساونت نے جو یہ آواز دی سب اسکے ساتھ والے بھی بھاگے باغبان نے پیچھا کیا جاتا ہے ساونت کو پکڑون آخر ساونت پر پرواز پیدا کرکے بھاگا لعفت فوج ست زیادہ قتل ہوگئی جب شعلہ آتشبار نے دیکھا کہ باغبان پیچھا کئے ہوئی جاتا ہے پکارکر آواز دی اے معین و مددگار اب اس نامرد کا پیچھا نکرو باغبان بمجبوری پلٹا شعلہ آتشبار کو ساتھ لیا اور طرف لشکر اسلام کے چلا یہان سب لشکر مین تھے کہ باغبان کو ابھر آیا گلچین ملکہ مہرخ کے سامنے فریاد کر رہی تھی کہ مجھکو نشان بتا دیجئے مین اپنے شوہر کے ساتھ جاکر لڑون اپنی جان دون اپنے وارث کو بچاؤن میرا دل نہین مانتا قطعہ

ہجر مین مٹیا میان کم کی ہین اس تدبیر سے	قلب مضطر کو دبایا ہی تری تقدیر سے
زخم کے منھ مین زبان خنجر کہیگا [illegible]	پوچھ لینا حال دل تم آپ ہی تیر سے
ہچکیون نکلے ذالقہ کی درد کی طالب جو ہین	یا ہمارے دل سے پوچھین یا تمہارے تیر سے
شرم کا کر کے بہانہ سامنے سے ٹل گئے	رنگ رخ بدلا جو میری آہ کی تاثیر سے
دست چارہ گر چھڑاتا ہی جو اک دم کا ساتھ	دل گلے مل مل کے روتا ہی تمہارے تیر سے
تیرے وحشی نے نکالا ہی یہ طرفہ مشغلہ	رات دن آنکھیں لڑاتا ہی تری تصویر سے
اک نزاکت کے سبب تا حشر باقی رہ گیا	سخت جانی سے مجھے اونکو گلہ شمشیر سے
جب خیال آیا ترے جور و تغافل کا ہمین	سامنے رکھکر گلے کرنے لگے تصویر سے
ناامیدی کی دم فریاد آتی ہے صدا	یہ وہ نالے ہین کہ کوسون دور ہین تاثیر سے
پڑھ کے حال ضعف بلوایا ہی یا رب خیر ہو	کیا مجھے جھوٹا کرینگے وہ مری تحریر سے

ملکہ مہرخ نے کہا بیبی اری [illegible] گلچین اسطرح نہ گھبراؤ خدا کو یاد کرو ساونت کی کیا حقیقت ہے انشاء اللہ تعالیٰ اوسکو قتل کرکے آتی ہونگی یہ باتین ہو رہی تھین کہ ہرکارے دوڑے ہوئے آئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی

حضور مبارک ہو باغبان قدرت بہ ہمہ صولت و شوکت جاکر ساونت سے لڑی ساری فوج کو
اوسکی شکست دی ساونت زخمی ہوکر بھاگا شعلۂ آتشبار کو لیے ہوے آتی ہین ملکہ گلچین سنکر
خوش ہوگئین سب سردار منتظر ہین کہ باغبان شعلۂ آتشبار کو لیے ہوے سامنے ملکہ مہرخ
کے آئے شعلۂ آتشبار نے جھک کر سلام کیا ملکہ مہرخ نے خلعت دیا پہلو مین جگہ ملی سب حال پوچھا
شعلۂ آتشبار نے کل کیفیت بیان کی مگر ساونت جو شکست کھاکے بھاگا ملکہ حیرت کو یہ سب
خبرین گذرین یاقوت زمرد سے کہا دیکھو صاحبو کس طور سے سرداران نامی و ساحران گرامی
کم ہوتے جاتے ہین بیٹھے بیٹھے یہ کیا انقلاب ہوا اب زوال کا زوال ہونا مشکل ہے وزیرزادیان عرض
کرتی ہین حضور نہ گھبرائین لونڈی غلامون کا مار لینا کیا مشکل ہے صدقے شہنشاہ قصد کرینگے سب
کو مار لینگے حیرت نے کہا یہی کہتے کہتے سالہا سال گذر گئے اور روز بروز زور مسلمانون کا بڑھتا جاتا ہے
یہ ذکر تھا کہ خبر پہونچی ساونت شکست خوردہ آتا ہے ملکہ حیرت نے یاقوت و زمرد کو اشارہ کیا
کہ اوسے استقبال کرکے لاؤ اگرچہ اسوقت تباہ ہے مگر اپنے ملک کا بادشاہ ہے سردار گئے ساونت کو
لیکر سامنے آئے کہا حضور زوجہ میری لشکر مسلمان مین چلی گئی محیط کا حال بھی بیان کیا ملکہ حیرت نے
کہا نہ گھبراؤ ہم ابھی شہنشاہ کو عرضی لکھتے ہین اسکا انتظام اچھی طرح ہوگا زوجہ تمھاری لشکر مین مسلمانون
[illegible] پائیگی گرفتار ہوکر آئیگی یہ باتین ہورہی تھین کہ ہرکارے نے آکر پہونچ عرض کی حضور شہنشاہ تشریف
لاتے ہین ابر ہفت رنگ نمایان ہوا ہے حیرت جادو اوٹھ کھڑی ہوئی بیرون بارگاہ آکے ٹھہری
دیکھا ابر ہفت رنگ قریب آکر پھٹا شہنشاہ تخت پر سوار ایک ساحرہ مہیب صورت پایۂ تخت کی
ہاتھ ڈالے ہوے پشت پر بارہ چودہ ہزار جادوگر حیرت حیران ہوگئی کہ یہ ساحرہ سیہ فام کون
ہے افراسیاب کا تخت آکر زمین پر اوترا اوس ساحرہ نے جھک کر ملکہ حیرت کو سلام کیا افراسیاب
نے کہا اے ملکۂ عالم تمنے انکو بھیجا تھا ملک جاروب کا ہلش انھین کا نام ہے قبر سامری پر ہمیشہ جھاڑو
دیتی ہین میرے سلام کو آئی تھین حال مسلمانان جو سنا انکا بہت ناگوار ہوا فرمایا کہ مین ایک ہی دن مین
سب کو مٹا دونگی جھاڑو سے بہر دونگی ملکہ حیرت نے اشارے سے کہا چپ رہیے ایسا نہو کوئی
عیار سنتا ہو تو ابھی آئیگی فکر ہو جائے افراسیاب نے کہا عیار انکا کیا کرینگے یہ ایک دن مین سبکو
مٹا دینگی حیرت نے کہا کچھ اور بھی حال آپ نے سنا کیا آفت برپا ہوئی ہے شعلۂ آتشبار نکل گئین

شوہر صاحب اونکے زخمی ہو کر آئے ہین زوجہ وہان بیٹھی ہین باغبان قدرت انکو زخمی دیکھ کے زوجہ
انکی بیٹھنے افراسیاب نے یہ سنکر کہا بدولت تو ٹھہر نہین سکتے ملکہ جاروب کا کشش سمجھ لینگی حیرت
نے جو افراسیاب کی یہ باتین سنین خاموش ہو رہی افراسیاب تخت پر سوار ہو کر روانہ ہو گیا
حیرت جادو جاروب کو ساتھ لیے ہوے بارگاہ مین آکر بیٹھی ساونت بھی آکے حاضر ہوا اودہر
جو ہوا کہ جاروب کش قہر سامری آئی ہے میان مہتر برق فرنگی بصورت مبدل بارگاہ مین آئے
کھڑے دیکھ رہے ہین کہ جاروب نے کہا اے ساونت تم جاکر اپنی زوجہ کو لے آؤ لشکر مسلمانان مین
جاؤ بصورت مبدل پھرنا جب زوجہ تمہاری بیرون بارگاہ آئے دکھلانا مین بھی ابطبل جنگی
بجواتی ہون ملکہ حیرت نے اشارہ کیا مینے سب قالع پڑھا حال مسلمانان سے خوب آگاہ ہوئی پہلے
عیارون کا گرفتار کرنا ضرور ہے یہ کہکے اپنی بارگاہ مین آئی کئی لاکھ روپیہ پاس اپنے منگا کے
رکھ لیے پردہ بارگاہ کا اوٹھا دیا کہا غریب و غربا کو خبر کرو کہ مجھسے آکر انعام لین تو ڈھیر ہوے ہین ہزارہا
مساکین آنے لگے ایسے کسیکو وسوسہ نہ خیال ہے کہ اسی مجمع مین عمرو آئیگا مہتر برق فرنگی بھی
بصورت فقیر سامنے جاروب کا کشش کے آیا پکارکر آواز دی اے ملکہ عالم مین رہنے والا ملک سرفرازآباد
کا ہون سات لڑکیان شادی کرنیکو بیٹھی ہین امیدوار ہون کچھ غلام کو مرحمت ہو جاروب کے ایک پہلو
مین توڑے رکھے ہوے ہین ایک پہلو مین نقشہ کہانت بنا ہوا رکھا ہے برای شناخت عیاران جو کوئی
آتا ہے یہ فوراً نقشے پر نگاہ ڈالتی ہے جب برق نے بڑھکر اسطرح کہا جاروب نے پلٹ کر نقشہ
دیکھا نقشے کو دیکھتے ہی معلوم ہوا کہ یہ برق فرنگی عیار ہے فقیر نہین ہے برق نے ہاتھ پھیلایا
جاروب نے ہاتھ پکڑ کے ایک جھٹکا مارا اور آواز دی او مکار میرے ساتھ یہ عیاری برق منہ کے بل
زمین پر گرا جاروب نے ہاتھ مروڑ کے مشکین باندھین قریب توڑون کے ڈالدیا پہرہ ہوا کہ برق
فرنگی عیار پکڑا گیا ہرکارے جو اہل اسلام کے حاضر تھے یہ خبر پاکے بھاگ لشکر اسلام مین آکر خبر دی کہ مہتر
برق فرنگی پکڑا گیا یہ سنکر خواجہ عمرو اپنے مقام سے اوٹھے پوچھا کسوجہ مین گرفتار ہوا ہرکارون نے بیان
کیا کہ جاروب اپنی بارگاہ کے دروازے پر بیٹھی ہوئی روپیہ بانٹ رہی ہے برق فکر مین عیاری کی فقیر
بنکر روپیہ مانگنے گیا تھا اوسنے پہچانا گرفتار کر لیا خواجہ عمرو یہ حال دریافت کرکے بصورت مبدل لا
سوچتے ہوے لشکر مین جاروب کا کشش کے آگے پھرنے لگے جب در بارگاہ جاروب پر پہونچے حال الیاس

کاندھے پر ڈال لیا کمند اصفہا باصفا کے لیے بازو دن پر پیٹنے اس سج دھج سے اندر تشریف لائے دیکھا
جاروب کا ہکش بیٹھی ہے روپیہ بیشمار رکھا ہے میان برق اوسی مقام پر پڑے ہین جاروب
غربا کو روپیہ بانٹ رہی ہے عمرو نے آکر سلام کیا جاروب نے کہا کون عمرو نے کہا سائل اور یہ بھی
کہا کہ یہ کون شخص بندھا پڑا ہے جاروب نے کہا یہ برق فرنگی عیار ہے عمرو نے کہا اے ملکہ عالم آپ
نے کیونکر پہچانا جاروب نے کہا میرے پاس نقشہ بنا ہوا رکھا ہے اوسکو دیکھکر پہچان لیا عمرو نے کہا
اب تو نقشہ دیکھیے کہ مین کون ہون کسیوقت مین غفلت نہ کیجئے جاروب کا ہکش ملکی کہ نقشہ
دیکھون عمرو نے جال لباسی مارا وہ پچاس توڑے اور برق کو جال مار کر کھینچ لیا ایک حقہ آتشبازی کا
مار دیا اندھیرا ہوگیا جبتک جاروب اوٹھے خواجہ عمرو نکل گئے جاروب گھبرا کر اوٹھی دیکھا وہ توڑے
اور برق فرنگی کو عمرو لیگیا چلانے لگی کہ ساربان زادے نے غضب کیا میرے سامنے سے مال لیا اور
اور اپنے شاگرد کو بھی لیا اور لیکر نکل گیا مگر اب کہان جائیگا مین دم بھر مین گرفتار کرونگی لیکن ساونت
حسب نمائش جاروب کا ہکش لشکر اسلام مین بصورت مبدل آیا جابجا پھرنے لگا ملکہ شعلہ
آتشبار دربار سے ملکہ مہرخ کے اوٹھی ہین لشکر مین اپنے انتظام کر رہی ہین ساونت نے
یہ دور سے دیکھا جلگیا غصے مین قریب آیا اول تو اسنے ایک گولہ مارا ملکہ شعلہ آتشبار جیب ہوکر
لکڑی ہوگئین عقل مین خلل آیا سحر فراموش ہوا ساونت تڑپ کے گرا نیچہ کمر مین دیکر بھاگا
آسمان پر جاکے نعرہ کیا منم ساونت جادو اب لشکر مین ہلڑ ہوا بہار وغیرہ بارگاہ سے باہر نکل
آئین سنا کہ ساونت آیا تھا اپنی زوجہ کو اوٹھا کر لیگیا سب سردار پریشان تھی کہ خواجہ عمرو تشریف
لائے مگر گھبرائے ہوے ملکہ مہرخ نے پوچھا کیون خواجہ خیر تو ہے عمرو نے سب کیفیت بیان کی بہار نے
کہا برق کو نکالیے اوسپر سے سحر کو اوتارین عمرو نے برق کو نکالا بہار و باغبان نے ملکر برق پر
سے سحر اوتارا برق تڑپ کر اوٹھا خواجہ نے کہا آپ نہ جاسیے گا اب مین جاتا ہون برق رکا
خواجہ عمرو چلے یہان جاروب غصے مین بیٹھی ہے ارادہ تھا کہ ہر سے گرفتاری عیاران جاؤن کہ آسمان
پر برق چمکی دیکھا ساونت اپنی زوجہ کو لیے ہوے لاکر سامنے ڈالدیا کہا یہیچ مین جن کسیو بریدہ کو ڈھونڈ
جاروب تو غصے مین بیٹھی ہوئی تھی کوٹنا لیکر اوٹھی کہا کیون بی شعلہ آتشبار اپنے شوہر کو چھوڑ کر
جاکے مسلمانونکی شریک ہوئین اور کچھ خوف نہ آیا ہے شرط کیا ہے کوڑون کے کھال گرا دون ساونت

روڈ نے لگا کہا اے ملکہ عالم میرا عجیب حال ہے مین کیونکر گوارا کرون کہ اسیر کو ڈرے پھر ن اور مین دیکھون اُسکے لیے آٹھ پہر تڑپتا ہون **نظم**

بری جوانی باغ مین تجھ غش ادا کے ساتھ
کیفیت اور آنکھون مین چھائی گھٹا کی ساتھ

کشتہ ترا جہان مین جو پہونچا قضا کے ساتھ
حورین بلائین لینے لگین کس ادا کے ساتھ

میری گلی سے شب کو چلے ہین نما کے ساتھ
کسکو یہ آپ ہین لیے جاتے چھپا کے ساتھ

دشمن ہو میری جان کے تم عشق غیر مین
کچھ اور تو مجھے نہ کھلا دو دوا کے ساتھ

اپنے مریض کی یہ خبر لی مسیح نے
حل کرکے زہر بھیجدیا ہے دوا کے ساتھ

خود دوا سے بھی زیادہ ہے بیداد گر دل
افتہ مجکو بھیجدیا کس بلا کے ساتھ

بس اک نگاہ دیکھتے ہی سینے جان دی
الفت کی انتہا بھی ہوئی ابتدا کے ساتھ

غیرون کی بزم مین نے تجھے دیکھا نہیگا
بے دیکھے چل نہ مجھے آنکھین کھا کے ساتھ

تو بھی نہان ہے آنکھون سے تیرا خیال بھی
بہلاؤن اپنے دلکو مین کس آشنا کے ساتھ

بوے عروس مات ہے او نو بہار حسن
خوشبو ملی جلی ہے بدن کی حنا کے ساتھ

کیا کیا نہ زندگی کا مزا ہو تمام عمر
کھانا جو کھائین روز کسی خوش ادا کے ساتھ

اپنے سخن کے لطف کا دیوانہ ہے صفیر
غنچے ہین کہتے چاک گریبان صبا کے ساتھ

اے ملکہ عالم اس ظالم نے میرا بالکل خیال نہ کیا میرے دل سے اسکا خیال نہین جاتا **جاروب کاہکش** نے کہا ہم تمہاری شادی بڑی دھوم سے کرینگے ایسی شاہزادی بیاہ کے لائین کہ شاہان جہان رشک کرین **ساونت** نے کہا اے ملکہ **جاروب کاہکش** میرا دل نہین مانتا کیا کہون کہ دل کی کیا حالت ہے آپ اسکو اسطرح سے سمجھائیے کہ راضی ہو جاے **جاروب** نے کہا اے **شعلہ آتشبار** اپنے شوہر کے حال زار پر رحم کر جو گذرا سو گذرا اختلاط صاف ہو جائیگی اب دونون زن و شوہر خوشی رہو یہ سنکر **شعلہ آتشبار** نے بگڑ کر جواب دیا اے ملکہ **جاروب** میری تو اب آنکھین کھلین مذہب اہل اسلام اختیار کیا جسوقت دعا کی اوسی وقت باغبان مددکو آیا فوراً مشکل آسان ہوئی اب مجسے لات و منات کو سجدہ نہ کیا جائیگا سامری و جمشید پر لعنت کر چکی یہ کلمات جو اسنے کہے **جاروب** کو بہت ناگوار معلوم ہوا تلوار تو **جاروب** کی ہاتھ سے **ساونت** نے پہلے ہی زلی تھی یہ کوڑا لیکر

بڑھ چلا کچھ سزا دون کہ دروازہ پر کھڑا ہوا خادمون نے عرض کی حضور شہنشاہ افراسیاب تشریف
لاتے ہین جاروب بڑھی دروازہ پر آکے دیکھا تخت افراسیاب کا آسمان سے اوترتا ہوا چلا آتا ہے
جب تخت زمین پر آگے پہونچا ساونت نے جھک کر افراسیاب کو سلام کیا افراسیاب نے
گلے سے لگالیا اور جاروب کی پشت پر ہاتھ رکھکر کہا اے جاروب تم اسقدر نہ پریشان ہو سرکار
سامری سے حکم ہوا ہے کہ شعلہ آتشبار نے ہمکو برا کہا اوسکا خون لاؤ ہماری صورتون پر چھڑکو مین اب
اس مکارہ کو لیے جاتا ہون یہ سنکر ساونت بے قرار ہوگیا ہاتھ باندھکر افراسیاب کے قدمون
پر گر پڑا کہا اے شہنشاہ اسکے حال زار پر رونا آتا ہے وہ باتین کہتی ہے کہ سنتے ہی سامری و جمشید اسکو
جہنم مین پھینکدینگے آپ اتنی تکلیف کیجیے کہ مجکو بھی اپنے ساتھ لیتے چلیے مین قدرت سے عجز وانکسار
عرض کرونگا شاید اسکی خطا معاف کردین اسکی جان بچ جائے اور یہ راہ راست پر آئے افراسیاب
نے کہا ہم کیسے اپنے ساتھ نہ لیجائینگے صرف اسی کے واسطے ہمکو حکم ہوا ہے ساونت تڑپا پھڑکا لیکن
افراسیاب نے نہ مانا شعلہ آتشبار کا ہاتھ پکڑ کر اپنے تخت پر سوار کرلیا تخت کو اوڑا کے روانہ ہوگیا
یہان جاروب وحشی خوشی بیٹھی ہے کہ شہنشاہ آکے گنہگار کو لیگئے اور ساونت کو ملال ہوا حیران
و پریشان بیقرار و مضطر خیال مین اپنی زوجہ کے بیٹھا ہے کہ ملکہ حیرت جادو تشریف لائین صرصر
بھی ساتھ ہے اسنے کہا کون تشریف لائے تھے جاروب کاہش نے سب کیفیت بیان کی یہ سنکر
صرصر شمشیرزن نے کہا اے ملکہ جاروب وہ شہنشاہ نہ تھے شاید ساربان زادہ بصورت شہنشاہ
آیا شعلہ آتشبار کو لیگیا ملکہ جاروب کاہش نے کہا ارے یہ بات کیا سچ ہے حیرت نے
کہا ایسے معاملات صدہا مرتبہ گذرے ساونت نے جو یہ سنا بیقرار ہوکر رونے لگا کہا اے
ملکہ عالم مین معشوق سے چھوٹنا نہ ملک مرگ آزار دل تردد منزل انتہا کا بے قرار ہے نظم

وہ میرا دل ہے کہ جسکو کبھی قرار نہو — وہ وعدہ آپ کا جسکا کہ اعتبار نہو
خدنگ آہ سے کیونکر وہ دل فگار نہو — کبھی جو تو وہ تیر نگاہ یار نہو
نہین وہ چشم تراجسمین انتظار نہو — نہین وہ دل کہ جو الفت مین بیقرار نہو
کدورت اوسکی طبیعت سے نکلے اے گردون — کہ طرف سے جو دل مین ترے غبار نہو
چمک دکھاؤ نہ کبھی دل کے داغ سوزش مین — جو برق متصل زلف تابدار نہو

کے چلا للکارا او گیسو بریدہ تو دشمنان شہنشاہ سے آکے ملی کچھ خوف نہ کیا مگر اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگی
شعلۂ آتشبار تھرائی بے اختیار منہ سے نکلگیا ملکہ بہار مجکو بچا تیرے ساونت کی پشت پر پانچ
سات ہزار جادوگر لڑتا بھڑتا چلا آتا ہے خیمون مین آگ لگادی کئی سو جادوگر بھی مارے جاتا ہے کہ یہ سنکر
شعلۂ آتشبار پر جاپڑون بہار کا غدار نے للکارا ارے کہان جاتا ہے او ساونت خبردار اب کی
نہ بڑھنا ساونت نے پلٹ کے دیکھا ایک نازنین مہ جبین سرو قد خورشید خد غنچہ دہن سنبل گیسو
آنکھین نرگس شہلا رعنا و زیبا دریا مین پھولون کی غوطہ زن پشت پر کئی ہزار کنیزین ایک ایک پری پیکر
قمر منظر حور طلعت پاک طینت رنگ کی پچکاریان سبھون کے ہاتھ مین ناز و کرشمہ بات بات مین صورت زیبائے
بہار کو دیکھکر مثل آئینہ حیران و مشکل زلف پریشان ملکہ بہار نے گلدستہ مارا وہ گلدستہ جا کر پھٹا
پھول برسنے لگے نخل سرسبز و شاداب ہوے عندلیبان خوشنوا پکار اٹھین اے ساونت ذرا ادھر تو
دیکھ کونسی فصل ہے دیکھ تو بہاری کیا اصل ہے زعفران زار کھلا ہے زرد زرد پھولون مین کیا کیفیت
ہے غور تو کر عجب صورت ہے

نظم

گھر گھر ہے اب جہان مین گانا بسنت کا — آیا بہت قریب زمانا بسنت کا
تیری ہنسی سے نرم ہوئی کشت زعفران — یاد آگیا جہان کو گانا بسنت کا
ہون مرے پاؤن تک مین تمھارے بغیر زرد — رنج فراق مین ہے بہانا بسنت کا
سیر چمن کو آؤ تو ہم عندلیب سے — ہر انجمن سنائین سہانا بسنت کا
گل زرد ہوا ہون موسم گل مین ترے بغیر — گلدستہ میری قبر پہ لانا بسنت کا
آجاؤ اب بھی ہے کوئی دن موسم بہار — شکوہ اگر ہے تمکو مٹانا بسنت کا
باد خزان چلی نہ رہی اب بہار گل — پھر دیکھیے کب آئے زمانا بسنت کا
بزم چمن مین دھوم ہے غنچون کو گل کو حال — بلبل سنا رہی ہے ترانا بسنت کا
ملک چمن مین فصل بہاری کا ہے عروج — ہے گلشن جہان مین زمانا بسنت کا
شبنم شراب ناب ہے ساقی نسیم ہے — بلبل کا قہقہہ ہے ترانا بسنت کا
دلکش ہے سنبل اور ہے شبنم بھی دلربا — وہ مرغ دل کو دام ہے دانا بسنت کا
جوبن کی کیسی جنبش مجرم سے ہے بہار — معمور حسن سے ہے خزانا بسنت کا

گلگشت نوبہار ہو ساتھ اسکے گر نصیب	رعنا کو کیون نہ بھائے پھرانا بسنت کا

پھول بسے زبانی عندلیبان خوشنوا کے اشعار بہاریہ سنے ساونت جھومنے لگا ہاتھ باندھتا تھا کبھی پکارتا تھا اے گل بوستان خوبی واے رنگ و بوے گل گلدستۂ محبوبی میری تو جان جاتی ہے مین چاہتا ہون گلچینی گلشن جمال کی کرون اس بوستان ہجران مین حاضر رہون مین گلچین و صیاد ڈرتا ہون مثل عندلیبان خوشنوا گل رخسار کی یاد مین ٹھنڈی سانسین بھرتا ہون کبھی دوڑتا ہے کبھی حیران حیران روے زیباے بہار گلعذار کو دیکھتا ہے ٹھنڈی سانسین بھرتا ہے کبھی بان جہان کیسکے گرد پھرتا ہے جوش و خروش سے وجد مین ہے کبھی پکارتا ہے صاحب میری بات تو سنو میری جان جاتی ہے اے ظالم او قاتل عالم اب تو صبر نہین ہو سکتا دل کو نہایت پریشانی ہے مثل آئینہ حیرانی ہے تو معشوقہ لاثانی ہے جی چاہتا ہے نثار ہون

نظم

جلوہ ہر رنگ مین دیکھا ترا گل رو پیدا
ہر گل باغ جہان سے ہے تری بو پیدا

جب ہوا زلف کی ادھر سے وہ ابر پیدا
مین یہ سمجھا کہ ہوا مار سے بچھو پیدا

تمکو دیوانہ اگر ہے ہزارون مین نہ خیر
ہم بھی کرینگے کوئی قصا یہ پیرو پیدا

تمنے آئینے کو گلزار بنایا دم زیب
عکس عارض سے ہے گل زلف سے شب بو پیدا

دام مین مرغ دل اپنا کبھی آتا نہ اگر
دانۂ خال نہوتا نہ گیسو پیدا

جلوۂ برق کے ہمراہ برستا ہے سحاب
درد دل ہی سے ہوا کرتے ہین آنسو پیدا

قطع کب تک نہ کرون دل سے امید وصلت
حیلہ کرتا ہے نیا روز جفا جو پیدا

الفت چشم کا بانی ہے موسے پر بھی اثر
ہین مری قبر پہ نقش سم آہو پیدا

حق دیا عل مین دلادرمن سا کا ہے فرق
کیا کرے مرتبہ اعجاز کا جادو پیدا

کتنی ابرو کے تلے شوخ ہین آنکھین تری
وہ کیا حق نے حرم مین سے آہو پیدا

بات کچھ ہوگی شگفتہ کرو اے غنچہ دہن
گل کے کھلنے سے ہوا کرتی ہے خوشبو پیدا

پھینکدی مے ہمین ساقی نے سمجھکر کٹ بال
جام مے مین جو ہوا سایۂ گیسو پیدا

اے خدا تنگ ہے جینے سے نہایت رعنا
اس سے بہتر تھا کہ کرتا نہ ادھر تو پیدا

پانچ سات ہزار جادوگر جو ساونت کے ساتھ تھے ان سب مین ہنگامہ پڑ گیا کوئی رخ زیبا کی

تعریفین کرتا ہی کوئی کہتا ہی کہ کیا معشوق خوشرو ہی کوئی کہتا ہی دام بلا گیسو ہی قد سرو لب جو ہی ملکہ بہار
نے ایک کنیز کو اشارہ کیا وہ کشتی لیکر حاضر ہوئی بہار نے بدھی اپنی گلے سے اوتاری کشتی مین رکھدی
طرہ یہ کہ رنگ سحر جمایا خار صحرای حماقت کو دام سحر رنگین مین پھنسایا وہ کنیز کشتی لیے ہوے سامنے
ساونت کے پہونچی جھک کر سلام کیا کہا حضور ملکہ عالم نے فرمایا ہی کہ یہ تحفہ حاضر ہے ساونت نے
تورہ پوش ہٹایا دیکھا ایک بدھی ایک طرہ رکھا ہی بدھی تو لیکے گلے مین پہن لی طرہ کان مین لگایا
خوشبو جو پھولون کی دماغ مین پہونچی جھومنے لگا اپنے آپ سے باہر ہوگیا پکار کے آواز دی اے
ملکہ عالم کیا ارشاد ہوتا ہی مین تو تابعدار ہون ملکہ بہار نے فرمایا اے ساونت بڑے افسوس کی
بات ہی جاروب کا ہکش ہمکو قتل کرنے آئی ہی اور تم دیکھ رہے ہو اسکا سر لاؤ یہ حکم سننا تھا کہ ساونت
بپھرا کہا حضور کیا مجال کہ آپ سے جاروب آنکھ ملا سکے میرے ہاتھ سے زندہ بچکر کہان جا سکتی
ہی یہ کہا اور پانچہزار جادوگرون کو ساتھ لیکر بلبلاتا ہوا غل مچاتا ہوا طرف جاروب کے
چلا جاروب نے جو دیکھا کہ ساونت بلبلاتا ہوا آتا ہے یہ حیران ہوئی کہ کیا معرکہ ہی کہ ساونت
جوش و خروش مین آتا ہی کنیزون نے عرض کی دادی ساونت مع پانچہزار جادوگرون کے حضور کو
کلمات سخت کہتا ہوا آتا ہے آمادۂ فساد ہی یہ سنکے جاروب نے کہا ہمیزنی بہار نے رنگ جمایا دیکھو
تو کیا کرتی ہون یہ کہکر بیٹھی تھی کہ ساونت مع فوج کے آگے گرا جسکے ہاتھ تلوار کا مارا دو ٹکڑے
دو ٹکڑے ہو ہی پانچہزار جادوگر ساتھ والے ساونت کے ایسے لڑے کہ دس ہزار کو مار کر گرا دیا
جب جاروب نے دیکھا کہ لشکر پامال ہوا جاتا ہی تب تو یہ خود ہی جا پڑی پکار کر آواز دی او ساونت
کیون تیری قضا آئی ہی پلٹ جا اپنی زوجہ کو گرفتار کرنے دے تیری خاطر سے آئی اب کیا مسلمان
سمجھتی ہی یہ کہکر ساونت نے گرز مارا کہ او جاروب تیری خود قضا لیکر آئی ہی اب تو دونون
مین [illegible] لگے جاروب بچا بچا کر سحر کرتی ہی مگر ساونت برس پڑا ساتھ والو سے کہتا ہی
یار دری [illegible] کی بات ہی معشوق نے فرمایش کی کہ جاروب کا سر لاؤ تم سب صاحبو نے
فراموش کیا کوئی جواب نہین دیتا ساونت چاہتا ہی کہ جھپٹکر جاروب کا سر کاٹ لون جب
جاروب سحر کرتی ہی ساونت گر پڑتا ہے جاروب نے کوڑا بنا دیا جب گرز مارا دو چار کے
سر اڑا دئے فوج والو نکر قتل کر رہی ہی ساونت کو بچا دیتی ہی فوج کو اسکی پامال کر ڈالا اب جو پلٹ

پلٹ کر ساونت نے دیکھا فوج والے سب قتل ہوئے سر پیٹ لیا کہا کہ ہائے سب عاشقان بہار مارے گئے یہیں عمرو اونٹھا نے کو رہگیا مگر جاروب پر کچھ نہیں قابض ہوتا بالقبول شخصے جب جھاڑو کا بندھن کھل گیا تنکا تنکا الگ ہوا وہ رعنائی نہ رہی ساونت تلوار پکڑ کے جاروب پر جا پڑا جاروب و ساونت سے مقابلہ پڑا سرداران اسلام نے جو اتنی مہلت پائی علم فوج قسلم کیا افسر انکو چن چن کے مارا باغبان و بہار کے سحر کا رنگ جا رعد و برق نے ہزار ونکو مارا جب رعد گرجا کانون پر ہاتھ رکھکر چیخ ماری سو دو سو چیخ مار کر زمین پر گرے ناک سے خون جاری سر پھٹ گئے برق آڑہی ترچھی گر رہی ہے برق لامع نے زلفین کھولین شعلے چمک رہے ہین اندھیرا ہو جاتا ہے اوس اندھیرے مین سو دو سو کو قسلم کیا پھر آسمان پر برق جانے چمکی ایک طرف ہلال چمک رہا ہے سنج موی کا کل کشا کی کا کل کھلی ہوئی سب سردار دو تیغ ملکر زمین ہلا دی ساونت و جاروب سے مقابلہ پڑگیا ساونت نے کئی گولے مارے جاروب نے جب اشارہ کیا گولے پھٹ کر الگ گرا قریب جا کر ساونت نے ہاتھ مارا جاروب نے کلائی تھام کر ایک طمانچہ مار دیا کہ سر جسم گردن سے اڑگیا ساونت کا مارے جانا اسکے ساتھ والے جو باقی رہگئے تھے وہ بھی بھاگے جاروب نے پلٹ کر دیکھا کہ فوج اب کم رہگئی سرداران مسلمانان نے بڑے بڑے سحر کیے ہین زمین تھرا رہی ہے ملک بہار کا گلدستہ جل رہا ہے جب گلدستہ مارا ہزار دو ہزار بلبلا نے اشعار عاشقانہ پڑھتے ہوئے کوہ و دشت و بیابان کیطرف بھاگ گئے جاروب اب گھبرائی کہ کیا کرون کسی طرح لڑائی نہین جمتی اب شکست نہین تھمتی جاروب نے بہار کو تاکا بہار سحر کر رہی ہین کہ اسنے ایک گولہ پھینکا اندھیرا ہوگیا ملکہ بہار نے چاہا پلٹون کہ جاروب نے بڑھکر ایک دست کشی آسمان سے ایک پنجہ گرا بہار کو اوٹھا کر لیگیا باغبان نے جو دیکھا کہ بہار کو اس خار صحرائے ذلت و رسوائی نے غائب کر دیا باغبان چھپا کہ جا کر اس بیجا کو قتل کرون تو بہار ظاہر ہو باغبان کا بڑھنا کہ جاروب نے اپنے ماتھے پر نشتر مارا خون ہتھیلی پر رکھکر آواز دی اے عقاب سامری مجھے بچا فوراً آسمان سے عقاب پیدا ہوا ہتھیلی پر آ کے بیٹھا خون پیا جاروب کی کمر مین منقار دی طرف آسمان کے لیکر اڑگیا جب جاروب چلی گئی لشکر والون نے پناہ مانگی فریاد کی طلب امان کی جو باقی لشکر والے تھے تو لوٹ گئے اہل اسلام بھی واپس ہوئے لیکن

سب ساتھ والے جاروب کے حیران تھے کہ جاروب کہاں چلی گئی لشکر میں جو آتے دیکھا جاروب
اپنی بارگاہ میں بیٹھی سحر کر رہی ہے کہتی ہے دیکھوں اب عیار میرے ساتھ کیا عیاری کرتے ہیں اور بہار کو
کیونکر رہا کرتے ہیں بہار کا پتہ بھی نہ ملیگا یہ باتیں کر رہی ہے کنیزوں نے عرض کی حضور نے لینے کو خوب بچایا
جاروب نے ہلپٹ کر کہا صاحبو آج میں نے امتحان سحر مسلمانان کر لیا اب میں سمجھ کر ان سے لڑونگی یہ بھی
جان گئی کہ لشکر مسلمانان میں بڑے بڑے کامل و اکمل جمع ہیں جنکا سحر دفع کرنا دشوار ہے ایک ایک کامل
بلائے روزگار ہے بہار کو تو گرفتار کر لیا اب میاں باغبان کی بھی فکر ہو جائیگی یہاں تو یہ باتیں ہو
رہی ہیں مگر اہل اسلام جو واپس آئی بارگاہ میں آکے سب جمع ہوے اور ملکہ مہرخ کو معلوم ہوا کہ
بہار لڑتے لڑتے غائب ہوگئیں نہایت صدمہ ہوا ہرکاروں نے آکے خبر پہونچائی کہ اپنے مقام پر
جاروب کہہ رہی ہے کہ ملکہ بہار کو میں نے ایسے مقام پر قید کیا ہے کہ وہاں کوئی جا نہ سکے گا
ملکہ مہرخ نے خواجہ سے کہا کچھ تدبیر رہائی بہار کیجیے بہار کے حال پر دل ٹکڑے ہوتا ہے خواجہ یہ سنکر
باہر نکلے خواجہ کو بھی بڑا قلق ہے کہ برق سامنے سے آیا خواجہ نے کہا بیٹا برق تمنے سنا کہ
بہار کو جاروب پکڑ لیگئی اور اپنے مقام پر یہ کہتی ہے کہ جس جگہ بہار قید ہے وہاں کوئی جا نہیں سکتا
دریافت تو کرو برق نے کہا استاد میں ابھی جاتا ہوں جا کر دریافت کرتا ہوں خواجہ نے کہا اب
تیرے مزاج سے جلدی نہیں جاتی برق منہ بنا کر بولا حضور ہر کام میں میں ہی کام آتا ہوں خواجہ
نے ایک تھپڑ مارا کہا خبردار اب تو نہ جانا ہم خود دریافت کر لینگے برق ایک طرف بھاگا یہ کب رکتا ہے
خواجہ بھی ایک جانب سوچتے ہوے چلے برق جو وہاں سے بھاگا دوڑا ہوا لشکر جاروب میں آیا پھرتے
پھرتے دروازے پر بارگاہ جاروب کے پہونچا دیکھا کنیزیں دروازے پر کھڑی ہیں برق کنارے آیا
ایک نوجوان خدمتگار کی صورت بنکر آیا کنیز کو بلایا کنارے لیجا کر بیہوش کیا اوسی کنیز کی شکل بنکر سامنے
جاروب کے آیا کہا واری لشکر مسلمانان بڑا اولٹے ہے جاروب نے کہا اری شعلہ رو تجھکو کیونکر
معلوم ہوا کہا حضور ہرکاروں کی زبانی خبر سنی لیکن حضور عیار تلاش میں نکلے ہیں کوئی آپ سے
بھی پوچھنے آئیگا آخر آپ نے بہار کو کہاں قید کیا ہے اپنے خیمے میں منگا رکھیے تم لوگ حفاظت کریں
جاروب نے کہا نہیں صحرائے نرگس میں اوسے قید کیا نرگس جادو وہاں کی حاکم و ناظم ہے
کیا مجال جو کوئی وہاں جا سکے برق کے منہ سے نکلا کہ یہی مطلب تھا یہ کہکر اوٹھا اور ٹھٹے سے کہا

کہا لونڈی سمجھ گئی جاروب کھٹکی کہ شاید یہ کوئی عیار ہے پکار کر کہا او شعلہ رو سن تو برق نے کہا مین
حاضر ہوتی ہون یہ کہکر چاہا باہر نکل جاؤن جاروب نے گھبرا کے آواز گیر کی دی برق کے پاؤن
زمین نے تھام لیے اب جو جاروب نے اشارہ کیا رنگ و روغن عیاری کا بھی چہرے سے اڑگیا ہلڑ ہوا
برق فرنگی عیار ہے عیاری آیا تھا گرفتار ہوا وزیر زادی اسکی سرمنشا شکر ملکہ لالہ زار جادو
دوڑی ہوئی آئی کہا واری جب اسنے شعلہ رو کو بیہوش کیا تو مجھکو خبر معلوم ہوئی تھی مین شعلہ رو
کو بیدار کرکے لائی ہون لیکن آپ نے خوب پہچانا اب اس نگوڑی کو قتل کیجیے جاروب نے کہا یہی تو
بڑی خرابی کی بات ہے کہ ہم عیارونکو قتل نہین کر سکتے حکم شہنشاہ ہے کہ بغیر حکم بادولت کے عیار کو
قتل نکرو وزیرزادی نے کہا حضور اسنے آپ سے کیا پوچھا اور آپ نے کیا کہا جاروب نے کہا
اسنے مجھسے حال بہار کی قید کا پوچھا مجھکو کھٹکا گذرا اور عجب کلمہ اسنے کہا کہ مین یہی چاہتی تھی اسی
سبب کان کھڑے ہوے مینے سحر کیا تب یہ گرفتار ہوا مگر نگوڑی بلا روزگار ہے مینے جب اسکو رو کا اور
رنگ و روغن عیاری کا اڑا دیا تب معلوم ہوا کہ یہ برق فرنگی عیار ہے لالہ زار نے عرض کی
آخر حضور نے بہار کو کہان قید کیا مجھسے بھی شک آپکو ہوگا سحر کرکے دریافت کر لیجیے کہ مین کوئی عیار
تو نہین ہون جاروب نے کہا اے لالہ زار تو ایسی بات کہتی ہے مینے بہار کو صحرائے نرگس مین
قید کیا ہے لالہ زار نے کہا حضور مین برق کو پاس ملکہ حیرت کے لیجاؤن اور اونسے حکم قتل
لون اور وہین اسکو قتل کرون جاروب نے کہا اچھا لیجاؤ لالہ زار نے مُردوں کے مشکین باندھ
کہا اپنا سحر اوتار لیجیے جاروب نے سحر اتارا لالہ زار نے پشتارہ دوش پر لگایا لیکر بھاگی جب
اسکو لالہ زار لیکر نکل گئی اوسی وقت لالہ زار اصلی بھی آئی جاروب نے کہا کیون اے
لالہ زار تم اتنی جلدی کیون واپس آئین حیرت نے کیا حکم دیا برق پر کیا گذری لالہ زار نے
کہا واری مین کیا جانون مین تو صبح سے حاضر بھی نہین ہوئی اب تو جاروب گھبرائی کہا اے
لالہ زار مینے تجھے صحرائے نرگس کا بھی پتہ بتایا تو کہتی ہے مین آئی نہین اور مینے سب کچھ کہدیا بڑا غضب
ہوا جاکر ملکہ حیرت سے دریافت کرو یہ سنکر لالہ زار روانہ ہوئی پاس ملکہ حیرت کے پہونچی
ملکہ حیرت نے پوچھا تم کہین بھیجی تھی لالہ زار نے جو سب حال بیان کیا ملکہ حیرت نے کہا بی بی اسیر
اسی سبب سے سیکڑون گذرتے ہین عمرو عیار ہوگا آکے اپنے شاگرد کو لیگیا اور ملکہ جاروب کی

مقام قید بہار بھی پوچھ گیا اب بی نرگس کی خیر ہو لالہ زار دہان سے بلبلی آکے جاروب سے کہا جاروب
نے کہا مین ابھی راستہ بند کرتی ہون یہ کہکر جاروب نے ایک دستک دی آواز دی ای ملکہ جادو
جادو بمقام نرگس کا راستہ نہ دینا کوئی عیار سردار جانے نہ پائے یہان جب خواجہ برق فرنگی کو
لشکر مین لیکر آئے مشاہین اسکی کمو لین کہا کیون بیٹا دریافت کر آئے برق نے کہا غلام نے
دریافت تو کیا لیکن گرفتار ہو گیا خواجہ نے کہا اب نہ تکلیف فرمایئے گا مین طرف صحرای نرگس
کے جاتا ہون یہ کہکر خواجہ یکہ و تنہا چلے جو پتے نشان جاروب سے پوچھے تھے اون نشانون
کو دیکھتے ہوے جاتے ہین جب پانچ کوس راستہ طے کیا دیکھا ایک مقام پر ایک کوہ نہایت بلند در
اوسکے سب بند کسیطرح سے راستہ جانے کا نہین خواجہ وہان سے پلٹ آئے قضای کار دریا کے
کنارے پر لشکر کے باغبان کھڑا تھا خواجہ کو جو آتے ہوے دیکھا بڑھکر پوچھا کیون اوستاد خیر تو
ہے خواجہ عمرو نے کہا ای باغبان عجب طرح کا معرکہ ہے مینے خود جاروب سے پوچھا اوسنے بالتصریح
بتایا کہ نرگس جادو نگہبان ہے وہین ملکہ بہار قید ہین اب جو مین گیا راہ مین ایک پہاڑ ملا اوسکا
کوئی درہ نہین کھلا تھا صحرای نرگس تک نہ پہونچنے پایا باغبان نے کہا معلوم ہوتا ہے آپکے
تشریف لیجانے کے بعد اوسکو ثابت ہوا کہ خواجہ عمرو عیاری کرکے برق کو لیگئے اور مقام
قید بہار بھی دریافت کر گئے ہین اب اوسنے آپ پر راستہ روکا ہے سحر کرکے پہاڑ بنا دیا
غلام آپکے ساتھ چلتا ہے میرا بہار کے واسطے دل بیقرار ہے اگر بہار لشکر مین نہین تو زندگی
باغبان کی بیکار ہے اور بہار سے ہمیشہ میل رہا لشکر افراسیاب سے بہار نکلین دشمنی کیوجہ
سے ہم بھی گلچین گلشن اسلام ہوے یہ کہکر باغبان رونے لگا خواجہ نے سمجھایا ہے کہ ای باغبان اسقدر
صدمہ نہ کرو انشاءاللہ بہار بہت جلد رہا ہوگی اب خواجہ و باغبان چلے راہ مین برق بھی ملا
چالاک سے بھی ملاقات ہوئی خواجہ نے کسی سے کچھ نہ کہا باغبان کو ساتھ لیے ہوے قریب اوس کوہ
کے پہونچے باغبان نے کہا خواجہ آپ ہٹجایئے مین جاکر سحر کرون خواجہ تو ایک گوشے مین آئے
باغبان قدرت ٹہلتا ہوا چلا آگے بڑھکر دیکھا پہاڑ نہ معلوم ہوا اب باغبان حیران کہ تھا
ابھی پہاڑ تک نہین پہونچے اس سوچ مین تھا کہ ایک باغ معلوم ہوا دروازہ اوسکا بند باہر سے
قفل لگا ہوا ہے باغبان نے قفل توڑا اندر باغ کے آیا دیکھا باغ نہایت معقول پھول کھلے ہے

چمنہاے طولانی نخلہاے لاثانی عندلیبان خوشنوا زمزمہ سرائی کر رہی ہین بعض طائران خوشنوا زمزمہ سرائی مین یہ اشعار گا رہے ہین

اشعار

گل چھری یا بنینگے جتنے ہین اسیران قفس
دن کو مہمان قضا شبکو ہین مہمان قفس

دے کہین رخصت فریاد انھین بھی صیاد
تنگ آئی ہین بہت ضبط سے مرغان قفس

مژدہ اے قسمت بد دام بلا مین آکر
میہمان چمنستان ہوے مہمان قفس

پنبہ درگوش نہ رہ بہر خدا اے صیاد
سن ذرا زمزمۂ نالۂ مرغان قفس

مژدہ چاک قفس کیا ہی اسیرون سے ہی
آنکھ کھولے ہوی بیٹھے ہین نگہبان قفس

برگ گل فرش قفس چاہی کرتا صیاد
جی کو بہلا مین لوہن کاش اسیران قفس

فصل گل آئی ہی مرغان چمن مین نشاط
کہدو صیاد سے تیار رہو سامان قفس

مخلصی دی ہمین پھر شوق اسیری بخشا
یاد آنے لگی وہ صحبت یاران قفس

چھوڑ دے توڑ کے بازو کہین اے صیاد
تنگ آتا ہے اٹھانا ہمین احسان قفس

چھٹکے ہم سکتی نہ اسی بھی رنجیدہ رہے
مر تون دلمین رہی حسرت ہجران قفس

اشک خونی کے ہین قطرے مری بصورت گل
دیکھ صیاد ذرا لطف گلستان قفس

ہوگئی ایک ہی پرواز مین خالی آغوش
کیا غضب ہی نہ برآیا کوئی ارمان قفس

رنج عشرت سے نہین کم ہون حباب تسنیم
مغتنم جان تو یہ صحبت یاران قفس

ہر طرف سے صدائے زمزمہ سرائی آرہی ہے باغبان بہار باغ دیکھتا ہوا قریب بارہ دری کے پہونچا یکایک بارہ دری سے رونے کی آواز آئی اور صدائے دردناک اسطرح کی تھی کہ باغبان کا دل ہلگیا گھبرا کے چار جانب دیکھتا تھا کہ کہان سے یہ صدائے دردناک آئی آخر بارہ دری کے اندر گیا جاکے دیکھا ایک نازنین مہ جبین نہایت حسین و جمیل ہاتھ مین ہتھکڑیان پانون مین بیڑیان پہنے بیٹھی ہے سر جھکا ہوا آنکھون سے آنسو جاری بلک بلک کے رو رہی ہے صدائے دردناک دیتی ہے کہ اے فلک یہ کیا میری ساتھ کجروی ہے جو تونے کی اب تو میرے ساتھ کجرفتاری سے توقف کر اب یہ صدمات ہم سے نہین اوٹھتے اے فلک تونے وہ صدمے دیے کہ جو لایق اس نحیف ضعیف کے اٹھانے کے تھے نہین خوب جانتی ہون یہ عجائب غرائب یہ تیری تقدیر سے مجھ پر گذرے اب صدمات نہین اوٹھ سکتے

باغبان ان کلمات حسرت آیات کو سنکر بیتاب ہوگیا قریب جاکر پوچھا اے گل بوستان حسن و جمال و اے
سرو حدیقہ جاہ و جلال کس حال مین تمکو دیکھتا ہون یہ کیا حال ہے کس ظالم نے تمہاری یہ کیفیت کی
یہ کہنا تھا کہ اوس نازنین کی آنکھون سے اور زیادہ آنسو جاری ہوئے کہا اے شخص تو کیون ہمارا حال
پوچھتا ہے کوئی غمزدہ دست پوچھنے نہ آیا کسی نے حال زار نہ دریافت کیا سب نے ہماری محبت سے ہاتھ
کھینچا ایک دل اور ہزار مصیبتین ایک سر اور ہزار آفتین ظالم جلاد کا سامنا وہ ظالم یہ نہین کرتا
کہ سر کاٹ لے روز کی کشاکش سے مہلت پائین کونسی تدبیر کرین کہ اس جفا سے چھوٹین اگر ای
شخص تو یہان سے چلا جا ایسا نہو وہ ظالم جلاد آجائے تو تجھکو کچھ ضرر پہونچے باغبان نے کہا وہ کون شخص
ہے میرے نزدیک کسی طاقت دار کی حقیقت نہین مین سو دو سو کو اکیلا قتل کر سکتا ہون اوس نازنین
نے کہا آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہے باغبان نے کہا طلسم ہوشربا کے سنگریزے تک مجھکو
پہچانتے ہین باغبان قدرت منتظم ریاست افراسیاب اب ہدایت پروردگار سے شریک
مسلمانان ہوا افراسیاب کا ہمسر دکھلاتا ہون اکثر مقابلے پڑھے ہین کتب پارینہ سے یہ ثابت
ہے کہ افراسیاب پر زوال آئیگا طلسم فتح ہو جائیگا بائیس لاکھ کا میر لشکر ہون اسوقت مین تلاش مین
جادہ جادو کی آیا ہون اب تم بھی حال اپنا مفصل بیان کر دو یہ سنا تھا کہ اس نازنین نے کہا
ایک آہ سرد اپنے دل پر درد سے کھینچی اور بعد حیرت و افسوس لبون پر لاکر کہا ای افسر لشکر
عمرو میری حقیقت قابل بیان کرنے کے نہین ہے اس سرزمین کا حاکم جادہ جادو ہے اوسکا ملازم
رہنمای جادو ہے مین ایک بادشاہ کی بیٹی ہون رہنمای جادو مجھپر عاشق ہوا سوتے مین اوٹھا کر
لے آیا سوال وصل کیا مین نے اوس ظالم سے انکار کیا اوس ظالم کو غصہ آیا دن بھر مجھکو قید رکھتا ہے جفائین
دیتا ہے شام کو یہان جلسہ جمتا ہے پھر وہی سوال پیرا انکار اوسکو غصہ وہ شراب پیکر بُرے بُرے
صدمے دیتا ہے لیکن تم صاحب اختیار ہو خواجہ عمرو کے لشکر کے افسر نامدار ہو ہمکو قید سے
تو رہا کرو وہ بھی بڑا ساحر زبردست ہے لیکن تمہارے نام سے اطمینان ہوا کہ شاید اوس پر
غالب آؤ باغبان نے کہا اوس بچہ کو تنکے چنوا کے مارونگا میرے ہاتھ سے زندہ نہ بچیگا یہ کہکے
باغبان نے اوس نازنین کے ہاتھ سے ہتھکڑیان نکالین مسند پر بٹھایا اوسنے کہا صاحب اس
باغ مین دو چار کنیزین بھی ہین وہی خدمتگاری کرتی ہین اگر حکم ہو تو اون کنیزون کو بلا لون

کہ دربار مین معروف ہون باغبان نے کہا کیا مضایقہ ہے ادس نازنین نے پکار کر آواز دی ارے کوئی ملازم
ہے گوشہ ہاے باغ سے کنیزین آنے لگین پانچ سات کنیزین آئین ادس نازنین نے کہا ارے
کمبختو ذرا ہوشیار ہو جاؤ آج ہماری رہائی کی صورت خدا ے نادیدہ نے دکھائی ہے ہمنے کیونکے
دو سو خداوندون سے منہ پھرا خداے نادیدہ کے مذہب کو اختیار کیا تم لوگ بھی یہی اعتقاد
کرو وحدہ لاشریک کو یاد کرو کنیزین دوڑین اسباب عیش نشاط لانے لگین بارہ دری مین
لاکے جمع کیا باغبان بیٹھے ہین وہ نازنین اسباب کا انتظام کر رہی ہے جب وہ قریب آتی ہے کبھی
آنکھون آنسو بھر لاتی ہے کبھی کہتی ہے صاحب مین حیران ہون کیا تمھاری نگاہ مین جادو ہے جسوقت

ہے تمکو دیکھا دل کی عجب کیفیت ہے کس زبان سے تمھاری تعریف کرون نظم

جلوۂ مہر جو پھیلا ترے رخسارون سے
روشنی اڑ گئی جگنو کی طرح تارون سے

بہ چلا بار پسینہ ترے رخسارون سے
باس پھولون کی نہ جائیگی ترے ہارون سے

میل نے رنگ نکالا ترے رخسارون سے
راکھ اکسیر بنی آڑ کے ان انگارون سے

جاکے گلشن مین جو مین یاد قدن مین روؤن
عرق شرم ابلنے لگے فوارون سے

چٹکلے بھرنے ہی تو گھبرا اُٹھنگے قیدی صبا
کچھ لگاوٹ ہے ہم تازہ گرفتارون سے

لپٹے رہتے ہین گلو سے تری ایجان سب ہی
رشک ہے دست تمنا کو ترے ہارون سے

بلبلو نالۂ جانسوز نہ میرے سیکھو
ڈر کہین شعلے نکلنے لگین منقارون سے

ملگئی ہجر مین آ ماہ رہی تا دم صبح
ڈبڈبائی ہوئی آنکھین نہ جھپکین تارون سے

وقت افراط جنیون کی خرابی دیکھو
دل بکنے کو نکلنے لگے گلزارون سے

ہے وصل بناوٹ ہے وہ بیرونے لگا
اپنے جانیکا شگون او نے لیا تارون سے

انتظار خط جانان مین ہے دعوت ہر روز
گھر بھرا رہتا ہے یان ڈاک کے ہرکارون سے

بے ہو بختی ہے صاحب تری آنے کی خبر
مُرجھکے گل تھا نکتے ہین باغ کی دیوارون سے

عشق کے واسطے ہلو گو نکی خلقت ہے صفیر
اب یہی کام تو ہم جڑتا ہے بیکارون سے

اس لطف سے ادس نازنین نے یہ اشعار پڑھے اور اپنا حال عشق باغبان پر ظاہر کیا کہ باغبان بیقرار
ہو گیا ادس نازنین نے جام لبریز کیا باغبان کو دیا باغبان اسکی محبت مین ایسے مبہوت

ہو رہی تھی کہ جام بے اندیشۂ انجام پی گئی دو جام اوس نازنین نے باغبان قدرت کو دیے تھے کہ پہلو میں باغ کے
فورہ ہوا کہ باش ہو باغبان اب کہان جاتا ہے ہم جادۂ رہنما ملکہ جاروب نے اسیواسطے ہمکو مقرر کیا تھا
وہ کام ہمنے کیا اب جو پلٹ کے باغبان نے دیکھا وہ نازنین تو غائب ہو گئی کنیزین ہیبت ناک
بیباک اسباب سحر ہاتھ مین لیے ہوے سامنے کھڑی ہین اور سامنے سے جادۂ جادو نعرہ کرتا ہوا
چلا آتا ہے باغبان نے چاہا اب اوٹھ کر سحر کرون سحر فراموش دریاے حیرت کا جوش زن ہوا ٹھوکر کھا کے گرا بیہوش ہوا
جادۂ جادو ہنستا ہوا قریب آیا کہا صاحبو یہ باغبان لشکر مسلمانان کا سرگروہ ہے اب اسکے
برابر لشکر مین مسلمانون کے کوئی ساحر نہین ہے ملکہ جاروب اب سب کو گرفتار کر لیگی یہ کہکر
باغبان کی زبان مین سوزن دیا مشکین بھی اسکی باندھین سب کنیزونکو جمع کیا کہا صاحبو
صحراے نرگس تک تو جانا بہت دشوار ہے اول تو ہمین سے گذرنا مشکل ہے مین ذہمان سب انتظام
کر لیا پہلے ہی سے یہ نازنین سحر کی بنا کے بٹھادی تھی کہ یہ سب انتظام کر لیگی بڑے لطف سے اوسنے
اسکو گرفتار کیا انکو اپنے سحر پر بڑا ناز تھا اب صحن باغ مین آ کے بیٹھا چالیس جادوگرنیان جمع
ہین جادۂ جادو کے سحر کی تعریفین ہو رہی ہین ایک کا یہی قول ہے کہ اے افسر تو نے
خوب انتظام کیا اب جادۂ جادو کا قصد ہے کہ تخت سحر تیار کرے باغبان کو اوسپر سوار کرے
طرف صحراے نرگس کے لیجائے کہتا ہے مہار کے پاس سے بھی قید کر لونگا سب کنیزین کہتی ہین حضور جلد
آپ تشریف لیچلیے جادۂ جادو پھولا ہوا ہے کہتا ہے اب شہنشاہ طلسم ہوشربا ہماری ملکہ جاروب
کاہکش کو منتظم کل طلسم کا کرینگے خوب انتظام طلسم ہو جائیگا کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا سب نے
ملکہ جاروب کاہکش تخت پر سوار تشریف لائین وہین سے آواز دی اے جادۂ جادو کیا کہنا اے
فرزند تم نے بڑا کام کیا مگر ہمنے بھی خوب فکر کی تجھ ایسے ساحر کامل و اکمل کو مقرر کیا تو میرا نائب ہے اب مجھے
اطمینان ہو گیا لیکن اب طرفین لشکر اسلام کے چڑھائیان ہونگی رعد و برق و برق لامع
و بنی مخمور یہ سب صاحب آوینگے مگر جب تو نے باغبان ایسے ساحر کو گرفتار کر لیا تو اور کسی کی
تیرے آگے کیا حقیقت ہے مین بھی وہ چیز تیرے واسطے لائی ہون کہ آج تک شہنشاہ کو ممکن نہوئی
جادۂ جادو جاروب کاہکش کو دیکھکر مع سب کنیزون کے براے استقبال کھڑا
ہو گیا کہا اسوقت آپ کے آنے سے دل کو قوت ہوئی ایسے قدردان کے سامنے کام کرے

غلام نے کس بطف سے انتظام کیا جاروب نے کہا مین نقشہ دیکھ رہی تھی ای جادوہ جادو مین نے
ایک نقشہ بنایا ہی اوسکو آتشہ پھر دیکھا کرتی ہون بڑے لوگون سے مقابلہ ہی وہ سب کابل ہی اکس مین اور
افراسیاب نے میری واسطے یہ پڑیا خاک قبر جمشید کی بھیجی مراد اس سے یہ ہی کہ یہ نعمت کبھی کسیکو نہین ملی
مین تو بیان ہون قبر سامری پر جاروب کشی نہین ہوتی خاک جمع ہو گی قبر سامری سے آو ابنا
آئی آج کل ہمارے بند و بنیر آفت ہی یہ شراب مین ملا کر پلائی جای سو برس عمر بڑھے افراسیاب نے
بلا کر مجھسے کہا مین نے اس پڑیا کو لیلیا کہ مین جاکر اپنے فرزندونکو پلاؤن کہ جو میری جان کا نگہبان ہی
جلد شراب منگاؤ کنیزین شراب لائین ملکہ جاروب نے شراب مین اوس خاک کو ملایا جاروب نے جام
بھر کر کہا میری جان کا نگہبان تو ہی پہلے تو پی جا کنیزین حسرت سے دیکھنے لگین اری نگوڑیو تم کیا ٹکر ٹکر
دیکھتی ہو اپنے فرزند کے تصدق مین تمکو بھی ایک ایک جام دونگی جادوہ جادو تو پھول گیا جام
ہاتھ مین لیکر کہا اے ملکہ عالم آپ نے وہ احسان کیا کہ جسکا بدلا نہین کر سکتا گرفتاری جملہ سرداران
اسلام کی مین نے اپنے ذمہ لی جب باغبان ایسے ہوشیار کو نے دام مکر مین پھنسایا تو اور کسیکی
کیا حقیقت ہی ایکی سبکو گرفتار کرونگا یہ کہکر جام پی گیا ملکہ جاروب زہر بار زہر بار کرتی جاتی ہین
کنیزین دیکھ رہی ہین جب جام جادوہ جادو پی چکا تو کنیزون کے آگے گلابیان ہٹا دین کہا تم
بھی پیو تو عمر بڑھیگی یا ابھی موت آجائیگی کنیزون نے کہا واری ہم نہ پینگے جاروب نے کہا پیو نہ ایک بات
کہدی اری سو برس نہین تو پچاس برس ضرور عمر بڑھیگی مگر اونہین ہٹا میرا جی چکا اب یہین کیا مدعا
جسواسطے مین آئی تھی میرا مطلب پورا ہو گیا کیون جادوہ جادو تو نے باغبان پر تو یہ مکر کیا اور مجکو
نہ پہچانا جادوہ جادو نے کہا آپ میری مالک ہین عمرو نے کہا مین تیرا باپ ہون دیکھ پہچان عمرو عمرو

مرا نام ہے خواجہ خواجگان
مرے نام پر عدو اشید ہوا
مرا مکر ہے گلشن قتیل و قتال
نشان تمامی گرد پابوس کا
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہے

عمرو ذی حشم مہتر مہتران
اڑاتا ہون کفار کے دم مین
مری چال سے ہے صبا پائمال
مرا افسر ذی حشم نامدار
کہ آقا ہمارا جہانگیر ہے

مری نسل سے مکر پیدا ہوا
جھکاتا ہون دشمن کو ہر دم کو مین
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
امیر عرب شیر پروردگار
جادوہ جادو کو مگر اپنے مقام سے

اوٹھا کہ کنیزین بیہوش ہو چکی ہین کچھ دیر بیہوشی مین ہین۔ جادوہ جادو بھی بیہوش ہو کر گرا باغبان حیران حیران بیٹھی

مگر باغبان سمجھ گیا تھا کہ خواجہ عمرو واسطے میری رہائی کے تشریف لائے ہین جادۂ جادو جو بیہوش
ہوکر گرا خواجہ نے نعرہ کرکے خنجر مارا جادۂ جادو کا شکم چاک قصہ پاک کنیزون نے جو دیکھا گھبرا کر اٹھین اٹھتے
اوٹھتے گرین بے ہوش ہوئین خواجہ عمرو لڑکھڑا کر گرے اوسکے مرنے سے باغبان کو ہوش آیا سحر جادو
اوسکے جادو اٹھا سکتے ہی سب قید ٹوٹی ماران سیہ جو جسم مین لپٹے ہوے تھے ماش کے آٹے
کے تھے اب کنیزون پر باغبان جا پڑا غصہ مین جسکو طمانچہ مارا اوسکا سر اڑگیا دم بھر مین باغبان
نے سب کنیزونکو قتل کیا خواجہ نے اوٹھتے اونکے لباس سب کے اوتار لیے باغ کو بھی خوب لوٹا تمام عمارتین
جل گئین جنہاے طولانی جھکے ہنگامۂ گیرودار بلند ہونے کی جادوگرونکے آوازین آرہی ہین اب خواجہ و
باغبان باہر نکلے وہ جو بہار تھا وہ بھی جلکے خاک ہوا باغبان نے کہا خواجہ جادۂ جادو نے رستہ
روکا تھا وہ مارا گیا اب راستہ ملیگا باغبان نے بلندی پر آکے دیکھا دور سے ایک صحرا معلوم ہوتا ہے اودھر
سے پیشین پھولون کی آرہی ہین باغبان نے کہا خواجہ وہ سامنے صحراے نرگس ہے نہین معلوم یہان
کہان قید ہے نرگس جادو کے رہنے کا کہان مقام ہے مگر اب مین جاتا ہون آپ الگ ہو جیے چلتے چلتے
عمرو نے کہا اے باغبان دیوانے نہ ہو جانا اپنے پرائے کو پہچاننا صحراے نرگس کو کھیل نہ جاننا خواجہ
نے باغبان کو خوب سمجھایا باغبان نے کہا اب آپ ملاحظہ کرینگے یہ کہکے خواجہ کو باغبان نے الگ کیا اور
وتنہا طرف صحراے نرگس کے چلا خواجہ ایک نخل کی آڑ مین چھپے ہوے ہین باغبان جیسے گوشۂ صحراے
نرگس مین پہونچا چاہتا ہے اندر چمنستان کے داخل ہون ارادہ درست چالاک چست کہ ایک طرف سے
آواز آئی صاحب مجھے بچاسے باغبان نے پلٹ کے دیکھا ایک جادوگر سیہ فام بدانجام ملکہ گلچین کا ہاتھ
پکڑے ہوے ہے گلچین روتی ہے باغبان نخل بچاتی ہے کہ ظالم نے مجھے چھوڑدے باغبان لپٹا اوس جادوگر
نے آواز دی او باغبان کہان آتا ہے میرے مقدمے مین دخل نہ دینا ورنہ مشکین باندھکر
لیجاونگا اب زندہ نہ چھوڑونگا باغبان جھپٹ کر چلا اوس جادوگر نے گولہ مارا باغبان نے
گولہ تھام لیا بہ قہر و غضب تمام وہی گولہ کھینچ مارا اوس جادوگر کا سر پھٹا اوسی سر سے برق
چمکی گلچین پر گری گلچین کے دو ٹکڑے ہوے گلچین کا مرنا باغبان کا کلیجہ پھٹ گیا دوڑکر
لاشے سے لپٹ گیا پکارتا تھا کہ کیون صاحب ساتھ ہمارا چھوڑا کیون صاحب فلک کی کیا شکایت
کرین فلک نے ہمکو لوٹ لیا کیون بی بی اب تنہائی مین کیونکر بسر ہوگی تڑپ تڑپ کر صبح ہوگی

تمکو کون سمجھائیگا ہر وقت تمھاری یاد مین رونا آئیگا آخر یہ کہکر چلا نے لگا ان فقرات سے عیار کو تسکین دونگا نظم

لیجیے بیتی کرو مین تجھ بن جو گھبراتا ہون مین　　نام لینے تیرا تو نکو جلاتا ہون مین

غیر جب کہتا ہی اسپر مین بھی مرتا ہون تب آہ　　وہ کو کیا مرتا ہی بس غیرت سے مرجاتا ہون مین

آنکلتا ہی کبھی پر بات وہ کرتا نہین　　بولتا ہی تو یہ کہتا ہی کہ اب جاتا ہون مین

گو وہ ہی آتش کا پرکالہ کہ تیری سامنے　　آفتاب آکر کہے جاڑے سے تھراتا ہون مین

ناتوانی نے نکل جانیکا ڈر تو کھو دیا　　یار کو اب اپنے مرجانے سے دھمکاتا ہون مین

گر چلین راہ طلب مین تو نہ ڈالون نیچے پاؤن　　بن کبھی ساقی کی آگے ہاتھ پھیلاتا ہون مین

دور تر نہین پالون جب دامان صحرا کی طرف　　ہاتھ بھی سوی گریبان تھوڑا لاتا ہون مین

باغبان بلک بلک کر رو رہا ہی چاہتا ہی اپنی جان دیدون خواجہ کو جب یہان دیر ہوئی باغبان کی حال سی خبر نہوئی تو خواجہ گھبرا کر چلے کہ کان مین آواز آئی ہائے اے زوجہ من اے مونس ہمدم عمر دیتھرا ہوکر دور سے آگے دیکھا باغبان لاش کو گلچین کے لپٹا ہوا رو رہا ہی خنجر کھینچا ہی کہ اپنا گلا کاٹ لون عمر و ہوکر دوڑے پکار کر آواز دی او باغبان کیا کرتا ہی خبردار خنجر نہ مارنا عمرو نے دوڑ کر باغبان کا ہاتھ پکڑ لیا کہا ای باغبان یہ کیا کرتا ہی کچھ دیوانہ ہوا ہی باغبان نے کہا خواجہ مین زندہ رہون گلچین سیار گلشن جنان ہون عمرو نے کہا ای باغبان کیون دیوانہ ہوا ہی اری گلچین یہان کہان مرا سچ تو یہی اس ساحر نے ملکہ گلچین کو کیوں نکر پایا ذرا سحر کرکے دیکھ باغبان کو یہ سنکر ہوش آیا اپنی جھولی مین ہاتھ ڈالا شکے دانے نکالے اونپر سحر کیا لاش پر گلچین کے کھینچ مارے شعلہ بھڑکا بعد دم بھر کے بعد دیکھا لاش سے آدمی کا پتلہ ہی باغبان کے ہوش آئے کہا خواجہ کیا غضب کا سحر کیا تھا میری ہوش درست نہ تھی عمرو نے کہا بڑی خیر ہوئی کہ مین آگیا مین نے تمھارے رونیکی آواز سنی دوڑا ہوا آیا اب باغبان غصے مین اوٹھا کہا خواجہ دیکھو تو کیا معاوضہ کرتا ہون صحرائے نرگس کو ابھی خاک مین ملا دونگا باغبان جھومتا ہوا قریب چمن نرگس آیا گیند پھولونکا پھونک کے نکالا نخل ہائے نرگس پر کھینچ مارا نخل نرگس جلنے لگے ایک نخل کلان ہی اوس مین ایک گل کلان آراستہ ہی جو شعلہ نکلا اوس گل کلان سے قطرات سے گرے شعلونکو بجھا دیتے ہین جلنے سے بچا لیتے ہین باغبان نے جو یہ دیکھا اور غصہ بڑھا پکار کر آواز دی او خبیث مین نے تجکو بھی پایا سامنے آکر مقابلہ کر

پہ کیسے گنبد بہولوں کا مارا وہ گل کلان بہی جلنے لگا چیخنے کی آواز آئی جلے پہولون سے جادوگر نکلنے لگے اوس گل
کلان سے اسطرح کا دنتا ہوا کہ زمین ہل گئی ایک جادوگرنی بڑی بڑی آنکہین مگر سیہ فام بدانجام جسم
پر آبلے پڑے ہوے ہوے لڑکہڑاتی ہوئی باغبان پر جا پڑی جادوگر جو پہولون سے نکلے تہے الگ کہڑے تہے
اس جادوگرنی نے کہا اے گلہای صحرائے نرگس باغبان کو لینا وہ سب جادوگر باغبان پر ٹوٹ
پڑے باغبان نے جو تمر ہندی اوٹہائی تہی لاشہ زوجہ پر رونا خواجہ کا آکر تسکین دینا نہایت غصہ تہا
سنگریزے اوٹہا کر مارے پتہر برسنے لگے جس جادوگر پر پتہر پڑا اپس کر رہگیا ہر جادوگر پر پتہر برسنے لگے سیکڑون
جادوگر مر کر گرے نرگس چاہتی ہی بہاگ کر گل جاؤن باغبان نے پلٹ کر دیکہا آنکہین چمکا رہی ہی پرواز
کر رہی ہی باغبان نے اون جادوگرون پر ایک گیند دور مارا اون جادوگرون پر آگ برسنی لگی سیکڑون
ناری جلے واصل جہنم ہوے نرگس نے غلطک ماری چاہا کہ بلند ہو کر نکلون باغبان نے پلٹ کر کارد سحر
کہینچ ماری نرگس کے سینے کو توڑ کر پار گذری نرگس کا مرنا کہ گلستان مین آگ لگ گئی وہ نخل کلان بہی
جلنے لگا آواز آئی کشتی مرا نام من ملکہ نرگس جادو بود دہ کوہ پہٹا زمین پر گرا ملکہ بہار جادو کو دیکہا
ایک قفس مین بند زبان سوزان قلب پر ہجوم رنج و محن یاد مین بادشاہ لشکر اسلام کی آنکہون سے آنسو
جاری اشارون سے یہ اشعار ادا ہوتے ہین نظم

جب رونے پہ آنکہ آگئی ہے
وحدت ہمہ تن سما گئی ہے
یاد آ کے رواں کی محرمون کی
سر سے مرے اک بلا گئی ہے
رخسار پہ لہو میں اس سے بے چین

طوفان نیا اوٹہا گئی ہے
الفت تری کارساز عالم
ہمچشمون مین کیا جلا گئی ہے
خدا رہ وہ کاکل پریشان
خلوت تری یاد آگئی ہے

دل مین نہین غیر کا گمان بہی
گہرون مین مری سما گئی ہے
مشکل ہو گئی ہے ہجر کی شب
خجال مین جی بہی سما گئی ہے
باغبان نے جو بہار کو اس حال

مین دیکہا بیقرار ہو کر دوڑا باغبان کو دیکہکر بہار مین جان آگئی جاکے قفس کو توڑا بہار
کی زبان سے سوزن نکالا خواجہ کو بہار نے دیکہا کہ سر جہکائے کہڑے ہین بہار نے پوچہا کیون خواجہ
آپ کیون سست ہین خواجہ نے کہا اتنی بڑی جادوگرنی کو قتل کیا بہار خالی پڑا ہے ایک بہی کام ساتہ
نہ ملا بہار نے کہا مین آپکے لیے تدبیر کرتی ہون یہان تو اوسنے مجکو قید کیا تہا اوسکے رہنے کا مقام دوسرا
ہو گئی ہی جادوگر وہان قید ہین صمصام جادو ایک جادوگر ہے اوسپر عاشق تہی اوسپر دباؤ ڈالتی تہی

تھی مگر ہمین معلوم کیا باعث تھا کہ اوس نے اوسکو قبول نہین کیا وہ بھی وہین قید ہے وہان چلیے
سب کچھ موجود ہے یہ کہکر بہار آگے بڑھی جس مقام پر نخل کلان تھا وہ طبقہ اوٹھ گیا ایک دروازہ
ثابت ہوا ایک زنگی اوس دروازے پر بیٹھا اوسکو باغبان نے مارا باغبان و بہار نے ملکر وہ دروازہ
کھولا پیچھے سب کے خواجہ اندر گئے دیکھا ایک باغ جسکو دیکھکر دل باغ باغ ہو طائر خوشنواز زمزمہ سرائی
کر رہی ہین نخل سرسبز و شاداب عندلیب ہجر گل مین بیتاب سرو چمن کا اکڑنا نرگس کی دیدہ بازی
سوسن کی غمازی نسیم عنبر شمیم چل رہی ہے غنچے مسکراتے ہین صیاد اپنی بدنصیبی پر سر ٹکراتے ہین ایکطرف
چھوٹی سی بارہ دری فرش شجر بچھا ہوا اسباب عیش و نشاط آراستہ خواجہ جھپٹ کر بارہ دری مین
گئے جال مارنا شروع کیے تمام مال و اسباب اوٹھا کر نذر زنبیل کیا ایک جانب سے زنجیرونکی آواز آئی
دیکھا وہ تین سو جوان زبانون مین سب کے سوزن گرفتار دام رنج و محن ایک جوان تاجدار سلسل و
مطوق بیٹھا ہے باغبان نے جھککر اس جوان تاجدار کو رہا کیا زبان سے اوسکی سوزن نکالی وہ جوان
قید توڑ کر اوٹھا باغبان و بہار کے قدمون پر سر دیا باغبان نے نام پوچھا کہا اس حقیر کو
صمصام جادو کہتے ہین آپ نے کیون تکلیف کی نرگس اگر آنکھین لگائیگی باغبان نے کہا
نرگس تو ماری گئی یہ ملکہ بہار جادو افسر لشکر اسلام مین ہے ملکہ بہار نے باغبان کی تعریف کی تاجدار کا حال
پوچھا کہا حضور سب کے ملازم ہین بڑے اشتکار اس جوانی مین آیا نرگس عاشق ہوکر مجکو گرفتار کرلائی
یہان اگر طالب وصل ہوئی مینے قبول نہین کیا قید کرکے چلی جاتی تھی شب کو پھر آتی تھی ایک دن
شب کو مین بہت بیقرار ہوا اور یہ دعا کی کہ اے حقیقی پیدا کرنے والے مذہب اصلی کا خواہان
ہون اوسی شب کو ایک بزرگ خواب مین آئے فرمایا اطاعت دین اسلام کو سرداران اسلام آکر
تجکو قید سے رہا کرینگے تو رفیقان طلسم کشا مین منسوب ہوگا شکر ہے کہ آپ لوگ تشریف لائے جس
شبکو خواب دیکھا تھا بہت رویا اوسی خیال مین جب صبح ہوئی سب جوانون نے میرے قول کی تصدیق کی اور کہا
ہمنے بھی یہی خواب دیکھا ہے سب مطیع الاسلام ہوئے آج پروردگار نے مشکل آسان کی باغبان نے اوسی وقت ایک تخت تیار کیا
جب سب جوانونکو قید سے رہا کرلیا اب جو باغبان نے ذکر کیا اپنے لشکر کا جمع ہونا خواجہ کی عیاریان وہ جوان خوش ہوگئے
کہا مجکو خدمت مین ملکہ مہرخ کی لیچلیے باغبان نے صمصام کو تخت پر سوار کیا ایکطرف باغبان ایکجانب بہار
و صمصام اور تختون پر تین سو جادوگر بیٹھے پیچھے خواجہ بھی سارے مکان کو لوٹ مار کر آئے سب حال سنا

بہار سے بیان کیا کہ ملکہ ہمنے تو یہان سے نکلنے بھی نہ پایا قرضدار بہت ستانے لگے ناگہ بہار ذکہنا جاری ہے لشکر
مین چلکے سرداران نامی خدمتگزاری کرینگے کہجا سباب ہی مکان سے نکلا بارگاہین اژدر دو نبرد دائین نوبت
نقارے بجتے ہوئے اس عظم و شان سے طرف لشکر اسلام کے چلے یہان جب سے باغبان و خواجہ گئی ہین جاروب
خدمت مین ملکہ حیرت کے آئی سرداران اسلام انتظار مین برق کنارہ پر لشکر کے کھڑا ہے وہان با
حیرت کے جاروب بیٹھی ہے ملکہ حیرت کر رہی ہین ارے جاروب جہان تمنے بہار کو قید کیا عیار لشکر
نے تم سے پوچھ لیا اب ضرور سردار جائینگے زمرد نے کہا حضور مین خبر سن چکی باغبان قدرت:
خواجہ تشریف لیگئے ہین مخمور نے آج صبحکو کہا تھا کہ مین تلاش مین باغبان و بہار کی جاؤن
ملکہ مہرخ ذکہنا دو روز انتظار کرو پھر فوج کثیر لیکر جانا مسلمانون مین ایک کا ایک عاشق ہے ایک
کیواسطے ایک جان دیتا ہے نہ کہ بہار کا قید ہونا سارا لشکر بیقرار ہے سبھی سردار جاوینگے یہ باتین
ہو رہی ہین جاروب کہتی ہے مینے بہار کیواسطے دو دو نگہبان مقرر کیے ہین جادوہ جادو بڑا
مکار و غدار ہے نرگس ان کو مخفی رکھتی ہے کوئی اوس تک نہین جاسکتا یہ باتین تھین کہ نوبت و نقارے
کی آواز آئی سب دیکھنے لگے جاروب نے دیکھا صمصام جادو تخت پر سوار تین سو جادوگر
گھیرے ہوئے ایکطرف باغبان و بہار نوبت نقارے بجتے ہوئے بارگاہین اژدران آتش فشان پر لدی
ہوئین جسکے آگے آگے خواجہ بعد کرو فر شلتگین لگائے ہوئے چلے آتے ہین جاروب نے جو ملکہ بہار
کو دیکھا کہا غضب ہے بہار چھوٹ گئی صمصام کو دیکھکر جاروب رونے لگی کہا ارے اس ظالم نے
کیونکر رہائی پائی یہ نرگس کا معشوق ہے بے شک اوسکا گھر لٹا بڑی تباہی ہوئی واری آج میرا آباد
گھر لٹ گیا ایک کنیز کو حکم دیا یہان سے جاؤ خبر تو لاؤ دیکھو تو جادوہ جادو و نرگس پر کیا گذری باتی
وہ ایسی جانباز و سرفروش تھے بے جان دیے انکا گذر وہان نہوتا اور صمصام کئی سال سے
وہان قید تھا ہائے اس ظالم تک یہ لوگ کیونکر پہونچے اسکو کیونکر رہا کیا یہ سب سامان ظاہری اوسی کا
ہے کنیز جو یہان سے گئی تھی اوسنے جا کے لاشہ جادوہ جادو کا دیکھا باغ لٹا ہوا وہان سے آگے بڑھی
دیکھا نرگس نہین ہے جا کر دیکھا کہ مکان ویران پڑا ہے لاشین سڑ گئی ہین ہزار دو ہزار جادوگر نکا وہان
نصیب ہے خاک اڑ رہی ہے کنیز روتی پیٹتی ملکہ کے سامنے حیرت کے پہنچی جاروب سے عرض کی حضور
ہوا سب جادوگر مارے گئے علاوہ جادوہ جادو و نرگس و شعلہ خیز کے اور بھی ہزارہا لاشے پڑے ہوئے ہین

معلوم ہوتا ہی لشکر سے مقابلہ بڑا ملکہ حیرت نے کہا ایک بہار لاکھون سے لڑسکتی ہی باغبان قدرت کیا کم
مسعود و مسعودی کیا حقیقت ہی جاروب نے سر پیٹ لیا کہا صاحبو بڑا غضب ہوا نرگس نے بڑا تیر کیا
ان دنون اوسکی جفت صمصام پر مرتی تھی ایکدن مجھسے کہا تھا کہ آپ بھی اوسکو سمجھائیے بڑا طولانی نامہ لکھا
مضمون یہ تھا کہ شاید اسلیے سمجھانے سے یہ ظالم مان جاے اور سر بیزاری مین یہ اشعار بھی اوسنے لکھے تھے نظم

اوس نازنین مین عشوہ ہی ناز و ادا بھی ہی	انداز بھی ہی غمزہ بھی شرم و حیا بھی ہے
آب رواں ہی سبزہ بھی گل بھی بہار بھی	ساقی ہی یار بادہ ہی باد صبا بھی ہے
ڈھاتی ہو میرے کعبۂ دل کو عبث عبث	اوس سنگدل تجھے نہین خوف خدا بھی ہی
ایمان بھی جان بھی کھو چکے ناموس و ننگ بھی	اے دل تباہ تو عشق کی کچھ انتہا بھی ہی
جاے نجات پوچھتی ہین آپ مجھسے کیا	کعبہ بھی ہی مدینہ بھی ہی کربلا بھی ہے
دم ہی لبون پہ ہجر مین رعنا کا ہمسے	دم دیتی ہین مسیح کے چشم شفا بھی ہی

نرگس نے یہ نامہ بڑا طولانی لکھا تھا آج مجھے یاد آیا کہ نرگس نے بڑا صدمہ اوٹھایا اب مین جاکر طبل خفگی
بجواتی ہون کل دیکھیے تو کس کس کا خون بہاتی ہون نرگس کا مارا جانا بالا بالا انجام پائیگا اگر پہلے مجھکو خبر
معلوم ہوجاتی کہ میان باغبان بہار کے ہای بہار کے جاتی ہین مین خود جاکر روکتی یہ کہکر جاروب
چاہتی ہی اوٹھے کہ آسمان پر لکہ ابر چمکنے لگا سقف گرد اوڑی کرہ ہوا آفتاب چھپ گیا ملکہ حیرت نے کہا ارے
یہ کون آتا ہی شرما کر جاروب نے کہا آخر انکو چین نہ آیا دوڑے ہوے آئے کیونکر نہ گھبرائین راتین اونپر کیونکر
گذری ہونگی میری وجہ سے جیل جیل رہتی تھی کہا حضور میرا شوہر ہی بادانگیز پنجہ کش اب دیکھیے وہ کیا
برپا کریگا بی بہار و میان باغبان کو بھاگتے مراستہ نملیگا سوراخ مور و مار مین چھپینگے بڑے بد مزاج ہین
جادوون کے سر کے تاج ہین کنیزون نے کہا خبردار انکے سامنے کچھ ذکر نکرنا ابھی لشکر اسلام مین گھسجاوینگے
بہار و باغبان کو پکڑ لاوینگے شہر دشمن اونکا نظیر نہین یہ ذکر تھا کہ ابر قریب آکر شق ہوا جاروب
کھڑی ہوگئی دیکھا ایک جادوگر بڑے قد و قامت کا دیو ہی کہ قالب انسان مین سمایا ہوا ہی تاج زرین
سر پر پہنے ہوے جواہرات جسم پر آراستہ بی جاروب ہنس رہی ہین کبھی کہتی ہین ہمارے صاحب کو کچھ
جواہرات بہت پسند ہی موتیون کے مالے تو سب ہی پہنتے ہین مگر اون کے گلے مین اچھے معلوم ہوتے
ہین ملکہ حیرت بحیرت دیکھ رہی ہی جاروب باغ باغ ہو رہی ہی اپنے آپ سے باہر ہے ملکہ حیرت

سے ہنس ہنسکے کہتی ہے آپ شہنشاہ ہو کہو بھول گئے ہماری صاحب کو ہماری آنکھ بہر بادہی باد انگیز پنجہ کش تخت
سے جھومتا ہوا اُترا جادوگر بہت سرپشت پر آکے حیرت کو سلام کیا جاروب سے کہا کیون صاحب تم تو
دو روز کا وعدہ کر کے آئین تھین اسقدر عرصہ کیون کیا جاروب نے کہا صاحب اب تو لشکر مسلمانان
سے مقابلہ ہے اسے ایک جان کے ہزارون دشمن ہین اب طبل جنگی بجوا دنگی کل مقابلہ ہوگا باد انگیز پنجہ کش نے
کہا میرے سامنے تم کیا مقابلہ کروگی مین کل سب کو قتل کردونگا اتنے مین جاروب خوب قہقہہ مار کر ہنسین
حیرت سے کہا کیون حضور شاہ بھلا مین کیونکر گوارا کرون کہ مین دیکھون یہ مقابلہ کرین پھر باد انگیز نے
کہا اپنے لشکر مین چلو جو مناسب ہوگا وہ کیا جائیگا جاروب خوشی خوشی اوٹھی شوہر کا ہاتھ تھام لیا
ہنس ہنسکے باتین کرتی ہوئی کہ صاحب ایک ہفتہ مجھ پر برابر ایک سال کے گذرا راتون کو گھبراتی تھی
تمہاری صحبت یاد آتی تھی کنیزون سے پوچھے کل شبکو مین نے کھانا بھی نہین کھایا دمبدم میرا یہ حال
تھا اور یہ کہتی تھی

نظم

مہربان مجھپہ وہ عیسیٰ جو کسی دم ہوتا
لاش پر میری نہ زنہار یہ ماتم ہوتا

نہ تو وحشت مجھے ہوتی نہ پہنتا زنجیر
میری ہاتھون مین جو وہ گیسوئے پرخم ہوتا

دھوم عالم مین یہ گر مری آجاتی
آپ آتے تو عجب لاش کا عالم ہوتا

گو نہ آتے وہ مگر غیر کا زباتی نہ غدر
درد ہوتا تو مرے دلمین مگر کم ہوتا

لطف اوسوقت وصال گل و بلبل کا تھا
جسم برگ گل کے زیر پیراہن شبنم ہوتا

آبرو ابر کی سب خاک مین ہی ملجاتی
مائل گریہ اگر دیدۂ پرنم ہوتا

زہر ہا آہ رقیبون نے کیا انکا اگال
کھاتا رعنا کو میسر جو کہین سم ہوتا

باد انگیز پنجہ کش ہنستا جاتا ہے کہتا ہے اے ملکۂ عالم آج شب کو جلسہ ہو صحبت عیش و طیش کی نہایت
آراستہ ہو ناچ گانا بھی ہو شغل شراب و کباب بھی ہو غرضکہ یہ کار زن و شوہر تو باتین کرتے ہوئے باہم
جاتے ہین ادھر برق فرنگی ایک جادوگر کی شکل بنے ہوئے لشکر مین جاروب کے پھر رہے ہین یکایک مشہور
ہوا کہ باد انگیز پنجہ کش شوہر جاروب آیا ہے آج جا لینے بھی طلب ہونگے برق نے بہ تبدیل صورت
اپنی ایک جوہار کی نہایت سامنے ایک خیمہ کسبی کا تھا بڑی عمدہ گانیوالی برق نے جا کر کہا صاحب
آج تمھین مجرا کرنا پڑیگا مگر ذرا کن رسے چلو مین تمھین سمجھا دون ہاتھ پکڑ کے کسبی کو کنارے لیگیا

باتین کرتے کرتے بیہوش کیا اور اسکی شکل بنکر اپنے مقام پر آبیٹھا تماشہ بین جمع ہین ناز و کرشمہ کر رہا ہے میان
جاروب نے جلسہ آراستہ کیا حکم کیا طائفہ لاؤ چوبدار چلے پہلے چوبدار نے آکر برق سے کہا برق بازو
پر شمشیر باندھ کر سوار ہوکے چلے ساز بجانے والے ساتھ ہین جدھر سے گذر ہوا لوگ آوازہ کستے ہین برق
ایک ایک کو جواب دیتا ہے کسیکو کہا آنکھین پھوٹین گی نگوڑے آنکھون مین کھائے جاتے ہین جہان سے نکلی
نگوڑے گھورتی ہین میرا جوبن ہلکا ہے میرا سینہ اچکا ہے دسر مین خلل ہوا ہوتا ہے جوانان نظارہ باز دو چار
پھیرے ہین سب سے لڑتا بھڑتا در دولت ملک جاروب پر پہونچا بہلی دفعہ کے سازندونکو ساتھ لیے ہوے
اندر آیا دیکھا بادانگیز پنجہ کش مسند پر بیٹھا ہے پہلو مین جاروب کاہ کش ناز و کرشمے کر رہی ہے کنیزین گلابیان
شراب کی کشتیان کباب کی تمامدہ سے چن رہی ہین برق نے مسکرا کر انگوٹھا دکھا دیا مسکرانے مین جو آدھر
دندان کھلے بجلی چمک گئی سفیدی براقی دانتون کی ظاہر ہوئی یا لڑیان موتیونکی ستیہ او بہار کے جو صورت
دکھائی بادانگیز پنجہ کش ٹھنڈی سانسین بھرنے لگا ہر دم زانو مرتا ہے سینہ آگیا پلٹ کے جاروب
ہو دیکھا ناز نین تیر آنکھین لڑا رہی ہے الٹے ہاتھ سے ایک طمانچہ مارا کہا کیون اپنی حالت آنکھین لڑا رہے ہو
بی گنتا پیچ جاؤ تمہین گانیکو بلایا ہے آنکھین نہ لڑاؤ مین کیا مستی بھری ہون یہ کیسے کہا میرا شوہر ایسا نہین
ہے وہ کسی پر نگاہ نہین ڈالتا رنڈیان خود لوٹی پڑتی ہین میرا میان جوان ہی ایسا ہی گنتا کہہ گا و برق نے
سامنے کھڑے ہوکے ہلکی گت ناچی اہل محفل کی بری گت ہوئی اوسی گرمی مین آتش کی غزل
گانا شروع کی

نظم

کوچۂ یار مین کس روز مین نالان نہ گیا　　بلبل مست سے سودائے گلستان نہ گیا
حسن کیطرح سے آیا نہ مری عشق مین فرق　　زلفین ان منہ کی ہین یان جان پریشان نہ گیا
دادہ رہی لوہے کبھی سان کے اوپر جو ہنسے　　تیغ ابرو نہ گئی خنجر مژگان نہ گیا
ہمرہی روح رواں کی تن خاکی نے کی　　ساتھ یوسف کے زنانے سے یہ زندان نہ گیا
صبح کی شام نظارہ مین رخ روشن کے　　رات بھر گھر سے ہمارے مہ تابان نہ گیا
اڑ کے سینچا ہو جوش جنون سے وان تک　　پانون سے اپنے مین دیوانہ بیابان نہ گیا
روز و شب زلف و رخ یار کا افسانہ رہا　　ذکر صبح وطن و شام غریبان نہ گیا
مرغ بسمل کیطرح رقص کرینگے طاؤس　　جا رون اور اگر ابر گلستان نہ گیا

کون ہے دل مین نہین یار تری عشق کا نقش
کس قلمرو مین نہ حسن کا فرمان نہ گیا
صادق القول نہین دوسرا مجھسا مئی کش
شیشہ سے عہد تو پیمانے سے پیمان نہ گیا
کون ہے شانی کا سینہ نہ کیا زلف نے چاک
کون سا آئینہ اس حسن کا حیران نہ گیا
خاک پا تونے نہ اوس حسینی نفس کی چھڑکی
باغبان نرگس گلزار کا پرتمان نہ گیا
مجھسا غم دوست سنو ہوگا کوئی دنیا مین
کونسی مجلس ماتم مین مین مہمان نہ گیا
ای قمر ہون ستم آتش قدمی کا تیری
کونسی دنیا سے تری طرح گریزان نہ گیا
پھوٹ کر آبلونے خشک نہ باتین ترکین
تیسے شرمندہ مین آ کے خار مغیلان نہ گیا
عاشق اوس غیرت بلقیس کا ہوے آتش
بام تک جسکے کبھی مرغ سلیمان نہ گیا

اس لطف سے برق نے تڑپ کر یہ غزل گائی کہ بادانگیز پنجہ کش مست ہوکر اشارے کرنے لگا برق نے اشارہ کیا کہ تمھاری خالا بیٹھی ہین ہمارے تمھارے وصل کیونکر ہو ارے کمبخت مین خود تیری مشتاق ہون بڑی ناک تیری دیکھکر مری جاتی ہون اس نگوڑی کو کسیطرح سے ہٹا دو پھر مین حاضر ہون بادانگیز نے خدمت گار کو بھیجا کہ جاکر پوچھو مین کیا تدبیر کرون برق نے الٹے ہاتھ سے خدمت گار کو طمانچہ مارا کہا اپنے باپ سے کہنا کہ محفل مین شراب کا چرچا رہے سب کو دو دو تین تین جام پلائین یہ نشے مین مبہوت ہون ہم تم فرصے اڑائین بادانگیز نے یہ سنکر حکم کیا ہان پی گنا سبکو شراب پلاؤ برق نے شراب کو الٹ پلٹ کیا بیہوشی ملائی بڑا سا جام بھر کے جاروب کو بلایا مصاحبونکو کنیزونکو بھی پلانا شروع کیا کنیزین بھی پی رہی ہین برق نے اشارہ کیا بادانگیز سے کہا ایک جام تم بھی پیو برق نے ایک جام بھر کر بادانگیز کو بھی پلایا اب جو سب نے شراب پی بیہوشی مین سب دست درازیان کرنے لگے کوئی گھبرا کر اٹھا دھم سے گر کر بے ہوش ہوا تقاضای کار جاروب بھی گھبرا کر اوٹھی اوٹھتے اوٹھتے گری بیہوش ہوئی جاروب کا بیہوش ہونا بادانگیز نے کہا ای جان جہان آ دمیرے گلے سے لپٹو برق نے کہا تم آکے گود مین اوٹھا لو بادانگیز اپنی مسند سے اوٹھا چاہا تھا کہ گھبرا کر گرا بیہوش ہوا تب برق نے تڑپ کر نعرہ کیا نعرہ

لقب میرا برق خنجر گذار
کہے کون مکار و غدار ہون
دو رنگ پر میرا پھیرا رہا

اگر اوستادین عوا نامدار
کرون سیکڑون کو جس کی راہ پر
تڑپ سے مری چرخ پھرتا رہا

تڑپنے مین مین برق رفتار ہون
ارسطو نے جی علم شاگرد ہی
ترے زیر قدم غرب ہے مشرق ہی

پھلا دہ ہون مین نام بھی برق ہی ؎ خنجر بلند کرکے چاہا تھا کہ جاؤن کہ صرصر شمشیر زن اسطرف پھرتی پھرتی
آئی دروازے پر دیکھا چند چوبدار بیہوش پڑے ہین سمجھ گئی عیار کا گذر ہوا پردہ اوٹھا کر دیکھا
برق فرنگی خنجر بکف باد انگیز کو قتل کیا چاہتا ہی نعرہ کیا خبردار او بھور یہ کیا کرتا ہی برق نے پلٹ کر
دیکھا کہا اوسنانی خدا کے لیے چلی جاؤ مینے بڑی مشکل مین اسکو بیہوش کیا ہی میرا ہرا نقصان ہوگا اوسنا
ہم کہدونگا تمکو جلی لیسوا لیسوا کر مار ڈالینگے صرصر کب مانتی ہی اتنے برق کو تیر مارا برق نے خالی دیا
صرصر تیغ کھینچکر جا پڑی برق سے تیغ چلنے لگا برق ڈرتا ہی کہ ایسا نہو کہین باد انگیز کو ہوشیار کردی
کہ اب صرصر نے بڑھکے برق کو تیغ مارا برق پیچھے ہٹا صرصر نے پلٹ کر حباب دافع دارو بیہوشی
مارا برق نے دیکھا کہا غضب ہوا باد انگیز کو ہوشیار کر دیا برق کود کر بھاگا باد انگیز کی جو آنکھ کھلی صرصر
کو قریب پایا صرصر نے کہا صاحب ہوشیار ہو جیسے موت اسوقت ٹلی برق فرنگی نے سبکو بیہوش
کیا تھا باد انگیز نے باران سحر برسا کے سبکو ہوشیار کیا غصے مین اپنے مقام سے اوڑا اوسی غصے مین
پر پرواز پیدا کر کے چلا جاروب نے ہرچند پکارا باد انگیز نے کچھ جواب نہ دیا اب جاروب رونے لگی
اور کہنے لگی کہ صاحب جواب تو دو باد انگیز نے پلٹ کر جواب دیا کہ برق کو گرفتار کرنے جاتا ہون
جاروب نے کہا مین بھی آؤن باد انگیز نے کہا کہ خبردار صاحب تم نہ آنا جاروب ٹھہر گئی باد انگیز
اوڑتا ہوا چلا پہر رات پچھلی باقی ہی برق جو بھاگا کنارے پر لشکر کے پہونچا دیکھا کہ ہلال سحر افگن
طلایہ پھر رہی ہی برق کو جواتے ہوی دیکھا پکار کر آواز دی کیون برق خیر تو ہی برق نے کہا کہ
عیاری کی تھی اوسنانی نے آکر رنگ مٹایا برق ہلال سے باتین کر رہا ہی کہ باد انگیز آکر جھپٹا برق
کو دیکھکر تڑپ کے گرا لشکر مین تیغ دبانے اور ڈرا ہلڑ ہوا کہ برق کو جادوگر لیے جاتا ہے مشہور ہو ہوا
خواجہ ایک دوکان پر پڑے سو رہے تھے غل سنکر دوڑے آکر دیکھا ہلال سحر افگن کا قصد ہی
کہ مین جاؤن عمرو نے منع کیا کہ تم نجاؤ مین جاتا ہون یہ پوچھ لیا کہ معرکہ کیا گذرا ہلال نے کہا برق
نے عیاری کی تھی صرصر نے آکر غضب کیا عمرو نے کہا وہ ظالم تو میرے نام کی دشمن ہی مین بھی اوسکے
واسطے جان دونگا یہ کہکر بھاگے راہ مین جاتے جاتے صرصر کی صورت بنکر تیار ہو گئے سبت و تیز کرکے
چند قدم آگے بڑھ گئے لیکن قبول شخصی ہوا چلنا کیا مشکل تھا چند قدم باد انگیز سے آگے بڑھ کے چلنے لگی
رہی باد انگیز وہان پر پہونچا پکار کر آواز دی او بے مروت ذرا ادھر آ تنہائی مین مجھسے

باتین کرون ارے بدنصیب تیرے دلکو لگی تھی کہ مین تجھکو بجا ذکی تجھکو خیال بھی نہین دو باتین کرلے پھر جا
بادانگیز نے جو صرصر کو دیکھا کہ صاحب مین ایا کہا دور ہو نگوڑے تجھکو ہمارے دلکی کیا خبر ہے ہماری
جب کیفیت ہے تیری نگاہ کا بیہ اثر ہے

نظم

لہو سے مردم دیدہ اگر وضو کرتے ۔ بلند اشکون کی کوثر سے آبرو کرتے
بھلا کن آنکھوں سے شوق رخ نکو کرتے ۔ تمہاری پابوسی کی کس منہ سے آرزو کرتے
نہ نکلی حسرت دل ایک بھی ہزار افسوس ۔ عدم سے آئے تھے کیا کیا ہم آرزو کرتے
خیال کو بھی رسائی تھی جب تلک مشکل ۔ ہم اوسکے وصل کی کسطرح جستجو کرتے
ہمارا چاک جگر تھا نہ چاک جیب سحر ۔ مجال تھی کہ رفوگر اسے رفو کرتے
بچا کے پان اوٹھاتے جو قتل پر بیڑا ۔ مجھے رقیب سیہ رو سے سرخرو کرتے
کبھی وہ مست جو آتا شراب نوشی کو ۔ ہم اپنے دیدہ و دل ساغر و سبو کرتے
مئے گلرنگ محبت نہ صفحۂ دل سے ۔ یہ لوح مشق نہین جسکی شست و شو کرتے
تہے شہید نہ دیکھینگے بھر کے کوثر کو ۔ گئے ہین آب بقا سے ذرا گلو کرتے
کیا ہے خانۂ دل مین تصور دلدار ۔ تلاش کس لیے ہم اوسکو چار سو کرتے
کسو خیال مین کسکے اوداس ہو رعنا ۔ کسی سے تم جو نہین آج گفتگو کرتے

بادانگیز نے کہا اے ملکہ صرصر مین برق کو پکڑ لایا کہا صاحب تمہاری جان بھی ہے تو تمہاری سلامتی کی
دعا مانگتے ہین لاؤ مین برق کو قتل کرون بادانگیز نے برق کو زمین پر ڈالدیا صرصر نقلی نیمچہ بلیکے چلی
کہا صاحب تمہاری زوجہ بڑی بدمزاج ہین اور اونکے دل مین بڑا شک ہے ہمنے تو قتل ہونے سے بچایا وہ
کستی یقین کہ تم کدون آتے ہین مجکو بہت ناگوار ہوا اوسوقت مین نے جواب دینا مناسب نہ جانا دیکھیو تمہین
لاتی ہین بادانگیز بلیا عمرو قریب تو کھڑا تھا وہ ہی نیمچہ مارا کہ سر بادانگیز کا اوڑ گیا خواجہ ذکیہ ہوا اتار
لیے برق و خواجہ باتین کرتے ہوے چلے میان زوجہ بادانگیز اپنی ساتھ والیونسے کہہ رہی تھی
کہ صاحب کا جانا مجھے بہت شاق ہوا ارے ذرا خبر تو لو کہ میرے وارث پر کیا گذری ایسا نہو کہ کوئی عیار
اونکو گھیرے میان عیار بڑے تھر کے ہین انکی وجہ سے زندگی دشوار ہے ساحر انکے سامنے
بالکل بیکار ہین یہ باتین یقین کہ منہ پر گلدستہ بادانگیز نے بھدا کا بنایا ہوا رکھا تھا یکایک وہ جل گیا

جاروب نے سر پیٹ لیا کہا صاحبو بڑا غضب ہوا معلوم ہوتا ہے میرا شوہر مارا گیا چند کنیزیں دوڑیں حضرت نیند
اگر لاشہ باد انگیز کا پایا سب کنیزیں لاشہ اوٹھا کر لائیں ملکہ جاروب سر پیٹنے لگی ادھر ہوا کے لاشہ
شوہر کا جلایا روتی پیٹتی سامنے حیرت کے آئی کہا حضور نے سنا شوہر میرا مارا گیا اب صبح کو جان
دونگی یا ایک کو زندہ نچھوڑونگی حیرت نے بڑا افسوس کیا کہا کل اونھوں نے آکر ایسی باتیں کہیں کہ مجکو
خوف آیا وہی ہوا عیاروں نے نہ چھوڑا جاروب نے کہا استاد دریافت کر دیکھو کہ میرا شوہر کسطرح مارا گیا میں
اوس سے بدلہ لونگی ملکہ حیرت نے اوراق دیکھکر بتایا کہ عمرو نے صرصر بنکر مارا کہا بس حضور اب عمرو زندہ
نبچیگا صرصر نے کہا سرور بارنہ ۔ فرمائیے ابہی عمرو کو خبر پہونچ جائیگی اوسکے شاگرد آپکی فکر میں نکلینگے
اونکا فکر کرنا کافی نجائیگا جاروب نے رو کر کہا دو گھڑی رات باقی ہے اب میں سامان لشکر کشی کرتی
ہوں کہ لشکر تیار ہوا اے ملکہ حیرت آپ بہی تماشہ دیکھئے گا حیرت نے کہا میں ضرور میدان کارزار
میں آؤنگی جاروب نے لشکر تیار کیا ہزبر آتشیں پر سوار ہوکر چلی ملکہ حیرت بہی سوار ہوئیں مصور
وصورت نگار و یاقوت وزمرد سب سردار ملکہ حیرت کے ساتھ چلے اس زور وشور سے لشکر کفار
میدان کارزار میں آئے اودہر ملکہ مہرخ بہی سوار ہوئیں طرف میدان کارزار کے چلیں یہاں
گلعذار و باغبان قدرت بصد صولت وشوکت ایک جانب رعد وبرق وبرق لامع وغیرہ
ایک طرف دونوں لشکر میدان کارزار میں پہونچے جاروب کھڑی رو رہی ہے کنیزیں کہتی ہیں حضور
صبر کیجیے آپکا تو عجیب حال ہے جاروب ٹھنڈی سانس کھینچکر کہتی ہے صاحبو میں کیا کہوں جو میرا
حال ہے ہائے وہ یہاں قتل ہونے کو آئے تھے ہائے کس سے اپنا حال کہوں یا سامری و
جمشید کیا اونکی کیفیت بیان کروں

نظم

دل کو میرے خم می خانہ بنایا ہوتا — کاسہ سر کو بھی پیمانہ بنایا ہوتا
ہوں فقط عقل کی افراط سے شیدا یار — اس سے بہتر تھا کہ دیوانہ بنایا ہوتا
کاش ہوتی صدف دُر مری چشم گریاں — دانہ اشک کو دُردانہ بنایا ہوتا
گر سلیمان کا حشم مجکو دیا تھا تو نے — خانہ دل کو پری خانہ بنایا ہوتا
آتش غم سے جلانا ہی اگر تھا منظور — تو مجھے شوق سے پروانہ بنایا ہوتا
تیرہ بختی کا جو قسمت میں لکھا تھا سودا — کاش خال رخ جانانہ بنایا ہوتا

خاکساری مجھے ملتی تو بڑی رفعت تھی ۔ خاک کا شانۂ جانانہ بنایا ہوتا ::
اس غم آبادی سے بہتر تھا کہ اے رب جہان ۔ دل کی اقلیم کو ویرانہ بنایا ہوتا
غم دوری سے ہے انگشت بدندان رعنا ۔ تم نہ تھا حال جو ستانہ بنایا ہوتا

کنیزین کہتی ہین واری صبر لازم ہے سب ملکہ جاروب کو سمجھاری ہین جاروب کہتی ہے آج سبکو مزہ دکھاؤنگی اس غصہ مین لشکر آراستہ ہوا نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کمر سے جاروب نے اپنا اژدہا بڑھایا ملکہ حیرت سے اجازت لی ملکہ حیرت نے کہا اے جاروب سمجھ بوجھکر مقابلہ کرنا جاروب نے کہا حضور ملاحظہ کرین جاروب اجازت لیکر ملکہ حیرت سے میدان کارزار مین آئی اژدہے کو جولان کیا اژدہا قلابۂ آتشین چھوڑ رہا ہے پکارکر آواز دی اے زرقۂ خداپرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو میرے سامنے آئے مین اپنے شوہر کے خونکا بدلہ لونگی باد انگیز تیغ کش کا خون بہا یا لانچا ئیگا یہ جو کہکر جاروب نے للکارا باغبان قدرت نے مرکب اپنا بڑھایا ملکہ مہرخ سے آکر اجازت کی گھوڑا چمکاکر چلا گیند پھولون کا ہاتھ مین اوچھالتا ہوا آتا تھا کہ جاروب نے گولا کھینچکر مارا باغبان قدرت نے اسم سحر پڑھکر گولے کو پلٹایا گولا پلٹ کر جس اژدہے پر جاروب سوار تھی اوسکے سر پر پڑا اژدہے کے سر کے ہزار ٹکڑے ہوے مرا اژدر کا کہ جاروب گری اپنے کو سنبھال کر ہاتھ چمکایا برق چمکی باغبان کا بھی گھوڑا مارا گیا اب دونون پیدل لڑنے لگے ملکہ حیرت دیکھ رہی ہین باغبان نے جاروب پر حملہ کیا جاروب ہٹتی جاتی ہے باغبان بڑھے ہوے آتے ہین چاہتے ہین کہ زد پر آئے تو ہاتھ تلوار کا مارون کہ اسکا سر اوڑ جائے کہ آسمان پر نوبت نقارے کی آواز آئی اور صدا رونے کی بھی آئی باغبان نے پلٹ کر دیکھا ایک جوان تخت پر سوار بجاتا ہوا بھابی صاحب میرے بھائی کو کیا کیا جیسے ہی جاروب نے خونخوار جوہر دار برادر باد انگیز کو دیکھا چیخ مار کر رودی بال اپنے سر کے نوچنے لگی کہا بھیا کیا بیان کرون جو آفت درپیش ہوئی وہ جوان تخت سے کود اترا ملکہ جاروب کے آیا دونون لپٹ کے خوب روے خونخوار جوہر دار بھائی کے رنج و غم مین روتا جاتا ہے اور کہتا جاتا ہے بھابی صاحب تم اپنے لشکر مین جاؤ مین سمجھ لونگا بھائی صاحب اگر زندہ ہوتے تو تمکو کبھی میدان آنے نہ دیتے اب مین تمھاری خدمتگزاری کرونگا کسی خدمت سے باہر نہین ہونگا جاروب نے کہا بھیا مجھے تو سب امید ہے مین بھی تمھاری دل وجان سے

خدمتگزاری کرونگی خونخوار نے اسکو بلبلا دیا اب باغبان کے مقابلے مین آیا دونون نے آپس مین
اشارے بھی کر لیے تھے جاروب بھی کھڑی ہوئی سحر کر رہی ہی خونخوار و باغبان سحر جلا دو جا
ایسے سحر چلے کہ آگ کے آسمان نے ستارے جھڑے اور گولیان ہین ماہ تابان زال کا گولہ دھوئین
اوڑ رہے ہین ایک مقام پر باغبان تلوار لیکر جھپٹا کہ اسکا سر کاٹ لون ادھر سے جاروب نے نعرہ کیا
خبردار او باغبان بے ادبی نہ کرنا یہ دیکھ یہ کیا ہی باغبان نے دیکھا ایک طایر شاخ نخل پر بیٹھا ہوا
یہ اشعار پڑھ رہا ہے

نظم

جلوہ ہر رنگ مین ہی تیرا جو گلرو پیدا — ہر گل باغ جہان سی ہی تری بو پیدا
تمکو دیوانے اگر سمجھے ہزارون مین تو خیر — ہم بھی کرلینگے کوئی ہمسا پریرو پیدا
شاید اوس پردہ نشین تک بھی رسائی ہو جائے — چلے دربان سے دلا ربط تو کر تو پیدا
صورت معنی و لفظ اوسکی عجب شان ہی واہ — آپ پنہان ہی مگر جلوہ ہے ہر سو پیدا
دام مین مرغ دل اپنا کبھی آتا نہ اگر — دانہ خال نہ ہوتا تہ گیسو پیدا
جلوہ برق کے ہمراہ برستا ہی سحاب — درد دل ہی سی ہوا کرتے ہین آنسو پیدا
بال باندھا کمر یار کا لکھون مضمون — تا نہ اشعار مین ہو فرق سر مو پیدا
قطع کب تک نہ کرون دلسی امید وصلت — حیلہ کرتا ہے نیا رنجہ جفا جو پیدا
ماہ اوس مہر لقا سی تجھے کیا نسبت ہی — منہ بنا کر ابھی خال و خط و ابرو پیدا
الفت چشم کا باقی ہی موی پہ بھی اثر — ہین مری قبر پہ نقش سم آہو پیدا
حق و باطل مین دلا ارض و سما کا ہی فرق — کیا کرے مرتبہ اعجاز کا جادو پیدا
طرز تاثیر ہی مجنون کی سیہ بختی مین — قبر لیلے سے ہوے ہین گل شبو پیدا
کتنی ابرو کے تلے شوخ ہین آنکھین تیری — واہ کیا حق نے حرم مین کیے آہو پیدا
بات کچھ ہوگی شگفتہ کرو اے غنچہ دہن — گل کے کھلنے سی ہوا کرتی ہی خوشبو پیدا
چھلکدی مے وہین ساقی نے سمجھکر کعبلا — جام مے مین جو ہوا سایہ گیسو پیدا
اے خدا تنگ ہی جینے سے نہایت رعنا — ایسے بت کا کرتا نہ اوسی تو پیدا

باغبان کی یہ اشعار سنکر پلک جھپکی ملکہ حیرت جالوزکو دیکھنے لگی خونخوار نے چاقو باسے کھینہ

سحر باغبان پر مارا باغبان گرا خونخوار نے کچھ خاک اوڑادی باغبان بیہوش ہوگیا خونخوار نے اوسے گرفتار کیا زبان میں سوزن دی ... مان باغبان دو ڈیڑی بہار نے ہر چند کہا کہ ہان ہان کیا کرتی ہو خونخوار نے جو دیکھا کہ تمام لشکر سے جہہ جلوہ کیا جاروب دو ڈیڑی فوج کو بھی اشارہ اب بہار کو بھی خیال ہوا کہ باغبان کو جاروب اوٹھالیا ایک تخت پر ڈالکر بارہ ہزار ملازم کردیے کہا اسی تیاری سے خبردار رہنا ساحرونکا لشکر آپسمین ملگیا گو سے چلنے لگے جاروب ساتھ جانبازی کے اڑرہی ہے پرے درہم برہم کردیے مگر بہار نے خونخوار کو تاکا دیکھا ایک طرف کھڑا ہوا سحر کررہا ہے جسپر گولہ مارا اوسکا سر پھٹ گیا بجھا بیکان کا نکالکر طرف آسمان کے پھینکا لشکر اسلام پر تیر برسنے لگے ملکہ بہار نے جھولی مین ہاتھ ڈالکر سیاہ کاغذ نکالا اوسکی سپرین کائین سحر کرکے اوڑادین ہر ایک سردار کے سر پر سپر آہنی فولادی ٹہراتی ہے جو تیر گرا سپرون نے اپنے اوپر لیا بہار نے مسکراکر برق چمکائی تیر قلم ہوے کچھ اولٹ پلٹ کر خونخوار کے لشکر پر گرے اوسکے لوگ بہت ضایع ہوے اگرچہ اگر خونخوار نے سحر کیا تیر برسنا موقوف ہوے یہان باغبان کی جو آنکھ کھلی اپنے کو ملاے سحر پایا گرہ زبان میں سوزن بارہ ہزار جادوگر گھیرے ہوے ہین سحر آپسمین ہورہا ہے بہار نے ہزارون کو دیوانہ کیا رعد و برق مان بیٹے لڑ رہے ہین بہار نے توڑ ہکر آن بارہ ہزار ملازمون پر گلدستہ مارا پھول برسے اون سب کے دماغ مین بوی خوش پہونچی جھومنے لگے یہ اشعار عاشقانہ پڑھتے تھے غل مچاتے تھے کہ یار و دشت نجد مین جائینگے مجنون سے ملاقات کرینگے اوس سے کہینگے تمہاری ملاقات کو آئے ہین تحفہ محبت لائے ہین

نظم

بہت غنچہ ہون اس باغ دہر مین دلتنگ	نکالی نکہت گل کی روش سے دل کی امنگ
حیا کا پاس ہے جبتک تو عشق ہے بس خام	مقام عشق مین رہتا نہین ہے نام کو ننگ
بڑا ہے طالع منحوس مین مرے مریخ	مین اوس سے صلح کا خواہان وہ مجھسے برسر جنگ
قضا کیطرح سے کیا جلد آتی ہے شب ہجر	شب وصال مین اللہ اکبر ایسی درنگ
ادا ہے ناز ہے شوخی ہے حسن دلکش ہے	تمام اوسمین ہین عاشق کو مار رکھنے کے ڈھنگ
قبا ہے مری جان جہان کا اے ناصح	کشادہ سینہ ہے تیلی کمر دہن ہے تنگ
نہ ہو گا رشتہ الفت کسیطرح سے رشک دعجب	نظام روز اڑاتا ہے اوس پر یہ پتنگ

وہ لوگ جب دیوانے ہوئے بہار نے زمین کر مین جاکر باغبان کو رہا کرنے یہان خونخوار جو سحر کر رہا تھا
اوسکے پہلو سے زمین شق ہوئی چاہا کہ ہٹون دیکھا رعد نے سر نکالا دونون کانون پر ہاتھ رکھکر ایک
چیخ ماری کہ خونخوار چیخ مارکر زمین پر گرا امان نے جو بیٹے کی آواز سنی کڑک کے گری خونخوار کے دو
ٹکڑے کئے ادھر بہار نے باغبان کی زبان سے سوزن نکالی باغبان کڑک کر اوٹھا اب باغبان
بہار نے ملکر سحر کیا خونخوار کے مرنے کی جو آواز جاروب نے سنی گھبرا گئی سر پیٹ لیا کہا لو یارو میرا دیور بھی
مارا گیا روتی پیٹتی سامنے ملکہ حیرت کے آئی کہا واری مین کو لٹ گئی میرا شوہر بھی قتل ہوا دیور
بھی مارا گیا مگر اہل اسلام کی تیرے ہاتھ سے قضا ہے اب تو طبل امان بجوا دیجیے آج شب کو سحر تیار
کرونگی صبحکو ایک بھی میرے ہاتھ سے زندہ نہ بچیگا حیرت جادو نے طبل امان بجوا دیا لشکر ملیٹے یہان
اہل اسلام بفتح و فیروزی واپس ہوے لیکن جاروب جو پلٹ کر آئی آتے ہی اسنے حکم دیا ہومخانہ
تیار کرو ہومخانہ درست کرا کے بیٹھکر سحر تیار کرنے لگی کبھی ابر بناتی ہے کبھی برق چمکاتی ہے کبھی کچھ دھوان
نکلا کبھی چھریان پھینکتی ہے ہنگامہ برپا کر رہی ہے جا بجا یہ مشہور ہوا جاروب نے ابر سحر تیار کیے ہین خواجہ
عمرو کنارے پر لشکر کے ٹہل رہے تھے کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ جاروب کاہ کش نے ہومخانہ
آراستہ کرایا اوسمین بیٹھی سحر تیار کر رہی ہے خواجہ ٹہلتے ہوے چلے صورت بدل لی ایک جادوگر کی
شکل بنکر لشکر مین جاروب کے آئے دور سے دیکھا اسکے خیمے پر ایک ابر سیاہ گھرا ہوا ہے خواجہ ٹہلتے ہوے
جاروب کی دربارگاہ پر آئے خادم خدمتگار دروازے پر بیٹھے تھے خواجہ نے کہا ملکۂ عالم سے جاکر عرض
کرو در دولت پر ایک جادوگر حاضر ہے چاہتا ہے کہ کچھ عرض کرے خدمتگار نے کہا اسوقت ملکہ ہومخانے
مین ہین ہم نہین عرض کر سکتے ہین ایک چوبدار نے کہا میان ساحر صاحب آپکو کیا عرض کرنا ہے عمرو
نے کہا یہ ڈبیا میرے پاس ہے ایک شوالے مین ملی تھی اور سامری نے آواز دی تھی جو اس ڈبیا کو کھولیگا
وہ سحر نکلیگا کہ لاکھ دو لاکھ جادوگر مرکر گر پڑینگے چوبدار نے کہا مین ضرور جاکر عرض کرونگا چوبدار نے
جاکر جاروب سے عرض کی ایک جادوگر نہایت نحیف و ضعیف حاضر ہے عرض کرتا ہے کہ ایک سحر
میرے پاس ایسا ہے کہ لاکھ دو لاکھ جادوگرونکو قتل کرے جاروب نے کہا اوسے بلا لے چوبدار نے کہا بڑے میان
صاحب آئیے آپکو ملکۂ عالم بلاتی ہین خواجہ عمرو اندر پہونچے دیکھا جاروب بیٹھی سحر تیار کر رہی ہے کچھ
آدمیونکی کھوپڑیان رکھی ہین کچھ جانورونکی استخوان بھی ہین ابر سر پر پھر رہا ہے جاروب نے پوچھا

بڑی میان صاحب کیا کہتے ہو عمرو نے کہا یہ ڈبیا منی شوالے مین بابی سامری نے خواب مین آکر خبر دی کہ
اسمین ہمارا سحر ہے اسکو کھولکر جس لشکر پر اشارہ کرو لاکھ دو لاکھ کے سر کٹکر گرین جاروب نے کہا لاؤ وہ
ڈبیا ہمین دو خواجہ چاہتے ہین کہ ڈبیا نکالکر جاروب کو دون صرصر شمشیر زن پھرتی پھراتی جو دربارگاہ
برائی پکار کر پوچھا اری خیر و عافیت تو ہے چوبدار نے کہا بی صرصر ایک بڈھا جادوگر آیا ہے ایک ڈبیا ایسی
لایا ہے کہ جسکے سحر سے لاکھون جادوگر مارے جاوینگے صرصر نے سنتے ہی کہا غضب ہوا ارے وہ عمرو
عیار ہے یہ لکہ صرصر جیسی خواجہ کھڑی تھی کہ صرصر نے پردہ اوٹھا کے کہا اے جاروب ہوشیار
ہو جائیے یہ عمرو عیار ہے جاروب نے چاہا سحر کرون عمرو نے جھپٹ کر ایک دولتی ماری جاروب
منہ کے بل گری خواجہ جست کر کے قنات کو ذرا اگے صرصر نے منہ کے بل گرتے ہوئے دیکھا جاروب
اوٹھی تڑپ کر بلند ہوئی خواجہ عمرو بھاگ کر قریب لشکر کے پہونچے ملکہ سرخ مو کا محل کشادہ پایا
پھر ہی بیٹھی دیکھا خواجہ گھبرائے ہوئے آتے ہین پکار کر پوچھا کیون خواجہ خیر تو ہے خواجہ عمرو نے ٹھہر کر
سرخ مو سے سارا حال بیان کیا سرخ مو کہہ رہی ہے اب نہ جانے گا جاروب آسمان پر چمکی تڑپ کر گری
خواجہ کا کمر مین پنجہ دیا لے اڑی سرخ مو نے جو دیکھا کہ خواجہ کو لیے جاتی ہے بیقرار ہو کر اپنے بال
سر کے کھولے جاروب کی آنکھون مین اندھیرا آیا جاروب نے کچھ اسم سحر پڑھا اندھیرا آنکھون کا
دفع ہو گیا سرخ مو کو جو جاروب نے دیکھا گولا مارا سرخ مو نے گولہ کا ناگولہ لگتے ہی دھوان نکلا آنکھون
مین سرخ مو کے لگا سرخ مو بیہوش ہونے لگی جاروب نے بڑھکر کمر مین پنجہ دیا سرخ مو و خواجہ کو
لیکر چلی بارہ ہزار کنیزین جو سرخ مو کو گھیرے کھڑی تھین اونھون نے چاہا کہ جاروب پر جا پڑین جاروب
نے ایک گولا اونپر بھی پھینکا کئی سو کنیزین منہ کے بل گرین فریاد فریاد کرتی ہوئی بھاگین برق
فرنگی نے جو یہ ہلڑ شادو ڑا ہوا آیا کنیزان سرخ مو نے بیان کیا کہ خواجہ کچھ عیاری کر کے آئے تھے جاروب
خواجہ و سرخ مو کو گرفتار کر کے لیگئی کئی سو کنیزین قتل ہوئین یہ سنتے ہی برق بھاگا چلا جاتا تھا
کہ لشکر جاروب مین پہونچون راہ مین صرصر سے ملاقات ہوئی برق نے پکار کر کہا استانی
تم بڑا کرتی ہو اوستاد تمھارے واسطے روپیہ جمع کرتے ہین تم ہر مقدمے مین دخل دیتی ہو
جسدن اوستاد کے قبضے مین آؤگے بہت بچاؤ گی صرصر غصے مین پنجہ پکڑ کے جا پڑی
کہا لنگوڑے بھورے مین تجھسے یا تیرے اوستاد سے ڈرتی ہون صرصر و برق نے پنجہ چلنے لگا اودھر

سے پلٹی ہوئی جاروب آتی تھی ایک خیمہ میں عمرو و سرخ مو کو دبائے ہوئی اسنے جو دیکھا کہ برق و صرصر لڑ رہی ہیں آواز دی ای صرصر گھبرانا مین آ پہونچی یہ کہکر سحر کیا کہ برق فرنگی گرا جاروب نے موئے سر توڑکر لٹکا دیا زنجیر میں برق کو باندھا اب مشتون کو لیکر چلی صرصر نے دیکھا اب جاروب برق کو بھی لیگئی دل میں خوش ہے آڑ میں ایک نخل کی چالاک بن عمرو بیٹھا تھا صرصر نے جو ارادہ کیا کہ اب چلوں چالاک نے نعرہ کیا امان جان آداب و تسلیمات عرض ہے آج تو آپ نے بڑا ستم کیا برق کو بھی پکڑوا دیا مجھے کچھ عرض کرنا ہے ٹھہر جائیے صرصر کا دم تو نکل گیا مگر ٹھہری خیمہ کھینچ لیا جیسے ہی چالاک قریب آیا صرصر نے خیمہ مارا چالاک نے کہا کیوں مادر مہربان اپنے فرزند پر یہ جبر میں تو آپ پر ہاتھ نہ اوٹھاونگا آپکا غلام ہوں صرصر خیمہ مار رہی ہے چالاک روک رہا ہے کبھی خالی دیتا ہے لڑتے لڑتے چالاک نے کہا ای جانسوز مادر مہربان کے ہاتھ پکڑنے صرصر سمجھی پیچھے کوئی آگیا صرصر نے جیسے پلٹ کر دیکھا چالاک نے حلقہ ہائے کمند مار جاب بیہوشی کی فوراً مار دیا صرصر بیہوش ہوکر گری چالاک نے صرصر کو اوٹھایا ہاتھ بہ ادب لگاتا ہے ایک نخل سے صرصر کو باندھا ہوشیار کیا صرصر کی آنکھ جب کھلی اپنے کو بندھا ہوا پایا چالاک ہاتھ باندھے کھڑا ہے کہہ رہا ہے ہم تو منع کرتے تھے آپ چھوٹونکو اپنے سے گستاخ کرتی ہیں اب میں آپکی شکل بنکر جاونگا برق سرخ مو والد نامدار کو چھڑا دونگا لیکن ذرا اصلاح فرمائیے میں آپکی صورت بنتا ہوں صرصر نے دیکھا کہ چالاک نے رنگ و روغن عیاری کا نکالا صرصر کی صورت بنکر تیار ہوا کہتا جاتا ہے کیوں مادر مہربان خال چہرے کا بنا کوئی فرق تو نہیں ہے ذرا بغور ملاحظہ فرمائیے صرصر جلا کے کہتی ہے میری بلا پوش جائے دم بھر میں چالاک بشکل صرصر تیار ہوا کہا مادر مہربان اب آپ تو اسی مقام پر ذرا ٹھہریے میں قبلہ و کعبہ کو لینے جاتا ہوں انکو و نکے سپرد کر دونگا وہ آپ سے کچھ باتیں کرینگے حقیقت میں وہ آپکو بہت بے قرار رہتے ہیں صرصر نے کچھ جواب نہ دیا چالاک و عمرو کو کوس رہی ہے کہتی ہے نگوڑا غضب کا مکار و غدار ہے وہ مجھکو نخل میں باندھ گیا میری صورت بنکر گیا ہے وہاں جا کے آفتیں برپا کریگا یہاں جاروب سرخ مو و خواجہ و برق کو لیکر اپنی بارگاہ میں آئی برق و سرخ مو و خواجہ کو زمین پر ڈال دیا ساتھ والیوں سے کہا انکو لشکر مسلمانان سے جا کر پکڑ لائی میاں برق راہ میں ملے حیرت سے اطلاع بھی نہ کرونگی ابھی اون

تینون کو قتل کرونگی یہ کہکر مسند پر بیٹھی شوہر و دیور جو یاد آے آنکھون مین آنسو بھری ہوی ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہے کہ دروازے پر غل ہوا ملکہ صرصر تشریف لاتی ہین جاروب نے کہا بلا لو عمرو کو اپنے ہاتھ سے سزا دونگی آج صرصر نے ہمارے ساتھ بڑا کام کیا ہے بھی ادنے دشمن کو گرفتار کر لیا کہ صرصر نقلی تنتی ہوئی آئین جاروب کو سلام کیا جاروب نے کہا اے صرصر تمنے دیکھا لشکر مسلمانان ہے ہمکو کوئی روکنے نکلا مین تو مہار و باغبان کی مشتاق تھی کوئی صاحب نہ آئے اسیطرح ان سب کو پکڑ لاونگی دیکھون توکون روکتا ہے صرصر نقلی نے عرض کی آج میرے دلکو یقین ہوگیا کہ کوئی آپکا سامنا نہ کریگا سب آپ سے ڈرتے ہین جاروب خوش ہوگئی صرصر نقلی نے کہا اب کیا حکم ہوتا ہے جاروب نے کہا عمرو کو قتل کرو صرصر نے کہا واری یہ بڑا شخص ہے اسی کے نام سے سارا لشکر اسلام آباد ہے مہرخ و مہار کی کمر ٹوٹ جائیگی لیکن شراب وکباب منگائیے اب شوہر و دیور کو یاد نہ کیجیے وہ کام آپ کے ہاتھ سے نکلا کہ جس سے شہنشاہ عاجز رہے آج آپ نے ادس کو پکڑا جسنے دمامہ و مشتش کو مارا کیسے کیسے ساحرون کو للکارا جاروب نے کہا اے صرصر تمکو اختیار ہے اگر تمنے نہ بچایا ہوتا تو عمرو نے مجکو مار لیا ہوتا تمنے عین وقت پر خبر لی خوب تم وقت پر پہونچین صرصر نے کنیزون سے کہا شراب وکباب لاؤ جو مرگیا وہ مرگیا اب ادسکی یاد کیا ضرور ہے آج روز عید ہے بلکہ روز سعید ہے کنیزین شراب وکباب لائین جاروب بھی خوش بیٹھی ہے صرصر نے بایان کھینچا گنگنا کر یہ غزل شروع کی

نظم

بھری ہوئی جو جہان سے نظر کو دیکھتے ہیں
ہم آج طبع مبارک مین شر کو دیکھتے ہین

جو کاکل و رخ رشک قمر کو دیکھتے ہین
ہم وہ جلوۂ شام و سحر کو دیکھتے ہین

کمال تنگ ہین وہ میری سخت جانی سے
کبھی کلائی کو گاہے خنجر کو دیکھتے ہین

مکان غیر کے دھوکے سے شب جو آنکلے
کبھی وہ مجکو کبھی میرے گھر کو دیکھتے ہین

شب وصال مین ہے آج نور کا عالم
زیادہ طور سے ہم اپنے گھر کو دیکھتے ہین

بہار مین ہے تمنا دل سے یہ گمان صبا
قفس کو تاڑتے ہین بال و پر کو دیکھتے ہین

مجھے یہ ڈر ہے کہ لاتی مین خم نہ پہونچا ہو
حضور کیون مرے چاک جگر کو دیکھتے ہین

نہین ہے اسلیے غم خشک و تر کا اے عنا
شفیع اپنا نہ بحر و بر کو دیکھتے ہین

یہ غزل اس رنگ سے گائی کہ جاروب جھومنے لگی کہا ای صرصر کیا خوش آواز ہو تمھاری گانے سے غم و الم
دور ہوا اسوقت دل خوش ہوگیا صرصر نے بڑھکر گلابیان اوٹھائین شراب کو الٹ پلٹ کیا بیہوشی
ملائی کہا ملکہ عالم نوش فرمایئے نشے مین شراب کے ان سب کو قتل کرین جاروب بھی خوش
بیٹھی ہے عمرو برق و صرصر مو حیران حیران دیکھ رہے ہین صرصر نے پکار کر آواز دی جلادون کو
بلاؤ پھر آپ ہی کہا جلاد کی کیا ضرورت ہے مین خود انکو اپنے ہاتھ سے قتل کرونگی جاروب نے کہا اے
صرصر تمکو اختیار ہے تم جیسی خیرخواہ افراسیاب ہو کوئی ایسا سردار نہین ہے صرصر نے کہا آپ کی
عنایت یہان چالاک نے سامان رہائی مہیا کیا ہے شراب مین بیہوشی ملا چکا ہے حیرت اپنی بارگاہ
مین بیٹھی ہے کہ آسمان پر برق چمکی حیرت نے دیکھا ایک ساحرہ طاؤس پر سوار ایک آئینہ ہاتھ مین زمین پر
آئی ملکہ حیرت کو جھک کر سلام کیا کہا حضور نے مجھکو بھیجا تھا حیرت نے کہا ای مرآت آئینہ دار تم
ہر وقت خدمت شہنشاہ مین حاضر رہتی ہو اسوقت آنے کا کیا باعث ہوا مرآت نے عرض کی مین
برای سلام شہنشاہ حاضر ہوئی شہنشاہ نے کہا ذرا آئینہ مین دیکھو جاروب کیا کر رہی ہے مین نے
جو آئینہ دیکھا تمام حال آئینہ ہوا کہ جاروب کو چالاک قتل کیا چاہتا ہے عمرو برق و صرصر مو
گرفتار ہوکر آئے ہین چالاک بصورت صرصر آیا ہے چاہتا ہے جاروب کو مارکر انکو رہا کردے یہ سنکر
ہی حیرت گھبرائی مرآت نے کہا گھبرایئے نہین جاروب کو اطلاع دیجیے اور مجھے بھی آج شہنشاہ
سے حکم مل چکا ہے مین بھی لشکرکشی کرکے حاضر ہونگی مگر بہت جلدی کیجیے ورنہ چالاک اپنا کام کر گذریگا
جیسا چالاک عیار مبارک ہے ویسا کوئی فرزند عمرو نہین ہے مرآت یہ کہکر جسطرح آئی تھی اوسیطرح
روانہ ہوگئی حیرت نے ایک پرچہ پر لکھا کہ ای جاروب آگاہ ہو یہ صرصر نہین ہے چالاک بن عمرو
ہے جلد اسکو گرفتار کرلو حیرت نے وہ کاغذ ہاتھ پر رکھکر منہ سے پھونک دیا کاغذ اڑ گیا چالاک
نے رنگ جما کے ارادہ کیا کہ شراب پلاؤن کہ جاروب کی گود مین آکر کاغذ گرا جیسے ہی جاروب
نے دیکھا چالاک کی بھی نگاہ پڑی کہ کاغذ گود مین جاروب کی گرا چالاک جام چھوڑکر
بھاگا کہا مین حاضر ہوتی ہون جاروب نے کاغذ کو دیکھا چالاک کے پیچھے دوڑی چالاک
بھاگا ہوا جاتا ہے جاروب ڈپٹتی ہوئی جاتی ہے یہان ملکہ بہار جادو کنارے پر لشکر کے کھڑی
ہین جسوقت سے سنا کہ خواجہ و صرصر مو گرفتار ہوے قصد کر رہی ہین کہ میں جاکر خواجہ

کور ہا کر دون دیکھا چالاک بھاگا ہوا آتا ہے ذرا ٹھہر جا کہ آسمان سے برق چمکی آواز آئی او نا عیار کہان جاتا
ہے سنبھل ملکہ جاروب کا کشتی ترتیب کے جوگری چالاک کو اوٹھا لیا بہار نے جو دیکھا کہ جاروب نے
چالاک کو اوٹھا لیا گلدستہ مارا کہا او جاروب خبردار چالاک کو چھوڑ دے ورنہ بہت پریشان
ہوگی جاروب نے ایک گولہ مارا کہ گلدستہ جلکر گرا بہار نے پیچھا کیا جاروب چالاک کو پنجہ مین دبائے
ہوے ایک ہاتھ سے سحر کرتی ہوئی بھاگی جاتی ہے بہار پیچھا نہین چھوڑتی کنارے تک لشکر کے پہونچی
تھی حیرت برائے ملاحظہ لشکر نکلی ہے اسنے جو یہ معاملہ دیکھا للکارا او بہار خبردار پلٹ جا کیا قضا
دامنگیر ہے تیرے بھی قتل کی تدبیر ہے بہار نے حیرت پر گلدستہ مارا حیرت و بہار سے سحر
چلنے لگا جاروب ایک نخل کے سایہ مین کھڑی ہوئی ہے یہان خواجہ و برق و مرغ مو قید
بیٹھے ہین سب کنیزین تماشا دیکھنے چلی گئین ایک کنیز جادوگرنی گلنار جادو نام برائے حفاظت
بیٹھی ہے خواجہ بیٹھے بیٹھے طرف گلنار کے پلٹے کہا کیون ملکہ عالم اب ہمارا کیا انجام ہوگا گلنار نے
کہا خواجہ اب قتل کیے جاؤگے اب ملکہ تمھارے بیٹے کی تلاش کو گئی ہین اوسکو پکڑ کے لائینگی
تب سبکو قتل کرینگی خواجہ نے کہا ملکہ گلنار ہمارے پاس کچھ جائداد ہے ہم چاہتے ہین کہ اوسے تم لیلو
ہماری نذر و نیاز کرا دینا ہماری روح کو راحت ہوگی گلنار نے کہا خواجہ کیا شے ہے عمرو نے
کچھ روپے نکالکر دکھائے کہا یہ لو مین اور بھی نکالتا ہون اوسنے پوچھا سارا مال کہان ہے عمرو
نے زنبیل دکھائی کہا ملکہ میرے ہاتھ کھولدو تو اس زنبیل سے اور نکالدونگا گلنار سوچی مین ساحرہ
ہون بھاگ کر کہان جائیگا سب ہاتھ پانون خواجہ عمرو کے ملکہ گلنار نے کھولدیے عمرو نے زنبیل کھولی
کہا لو اسمین جھک کر دیکھو مال جابجا رکھا ہے گلنار نے جھک کر جو دیکھا مال لاتعد رکھا ہے حیران حیران
مبہوت ہو کر دیکھنے لگی خواجہ نے کہا اوٹھا لو وہ ہاتھ بڑھا کر جھکی جیسے ہی جھکی عمرو نے گلنار کو زنبیل مین
ڈالدیا اسکو زنبیل مین ڈالکر خواجہ ویسی کنیز کی شکل بنا کر تیار ہوے برق کو رہا کیا کہا اے فرزند
نکل جاو مرغ مو کی زبان سے سوزن نکالی ملکہ مرغ مو بلند ہوئین سحر کرتی ہوئی چلین برق ایک
جانب بھاگا خواجہ بصورت گلنار جستجوی جاروب مین چلے یہان وہ وقت ہے کہ ملکہ بہار و حیرت
سے سحر چل رہی ہین جاروب کھڑی دیکھ رہی ہے کہ دیکھا گلنار آتی ہے چالاک سحر مین مبتلا ہے حیرت
جادو ہر چند چاہتی ہے کہ بہار کو گرفتار کرلون مگر ممکن نہین ہوتا گلنار دوڑی ہوئی قریب جاروب کے

آئی کہ ملکۂ عالم حکم ہو تو ان تینون کو قتل کردون چالاک کو آپ پکڑ لائین اسکو بھی لیجاؤن جاروب
نے کہا یہ تیر سحر مین تیز کہا حضور مین اسکی شکلین باندھ لون تو آپ اپنا سحر اوتارین کہا اچھا جاروب
نے سحر اوتارا گلنار سے کہا لیجا چارونکو قتل کر گلنار نے مشکین باندھ کر پشتارہ دوش پر لگایا اور
کھڑی ہو کر کہا لو یعنی شہنشاہ تشریف لائے ہین جاروب ادھر پلٹی گلنار نقابی نے خنجر مارا شکم چالاک قہقہہ
پاک اپنے نام کا نعرہ کرکے خواجہ بھاگے کان مین جو حیرت کے آواز آئی کہ جاروب قتل ہو گئی
حیرت پلٹی دیکھا قاتل بھاگ گیا بہار نے جو اتنی مہلت پائی اور خواجہ نے سفید مہرہ مین آواز
دی اے بہار نکل چلو بہار نے جو یہ آواز سنی بہار تو نکل گئی حیرت نے لاش جاروب
کی اوٹھائی لاشہ جلانے کا حکم دیا لاش جلائی گئی حیرت اکر اپنی بارگاہ مین بیٹھی مگر نہایت متردد ہی کہ
اسے حیرت اب کیا ہوگا جاروب ایسی ساحرہ قتل ہوئی شہنشاہ کو سنکر بڑا ملال ہوگا یہان
ملکہ مہرخ اپنی بارگاہ مین تشریف رکھتی تھین خواجہ و برق وغیرہ کا غم والم سے ملکہ مہرخ مو اکر
سوچتین کہا حضور خواجہ نے جاروب کو مارا حیرت و بہار سے خوب سحر چلے ذکر تھا کہ اتنے مین
بہار بھی آکر سوچتین ہم تھیان ہوونکی مرجھائی ہوئی تھی کلیا سو تیر کا لگ گیا مہرخ نے پوچھا ای
بہار کیا ہوا بہار نے عرض کی ہر مقدمے مین آپکا اقبال کام آتا ہی حیرت سے مقابلہ رہا کچھ
ذکر سلین آخر پلٹ گئین یہ ذکر تھا کہ خواجہ بھی آئے برق و چالاک بھی پہونچے جانسوز و ضرغام
بھی آئے مہتر قران کا بھی گذر ہوا سب سردار جمع ہین محفل عیش و نشاط آراستہ ہی قصد ہے
کہ لشکر یہان سے تیار کرو اور کوچ کرین زیر گنبد نور چلکر رہین اسد غازی رہا ہون تب کام چلے
قصاحی طلسم ہو یہان حیرت رنجیدہ بیٹھی تھی نہایت صدمے سے آنکھون مین آنسو بھری ہوئی کہ آسمان سے
نوبت نقارے کی آواز آئی ہرکارے بھی دوڑے ہوئے آئے عرض کی ملکۂ عالم مبارک ہو شہنشاہ نامدار
نے ملکہ مرآت آئینہ دار کو سات لاکھ ساحران غدار سے روانہ کیا ہی اور حکم نکلی ہی سبکو جاتی ہی گرفتار
کرلو مشکین باندھکر روانہ کرو دربار ان سب کا باعث سبب مین سمجھا جائیگا ملکہ حیرت باہر نکل آئین اور لشکر
مرآت کی دیکھنے کو کہ مجسم آئینہ ہو جاسکے لشکر مرآت کا کسطرح آتا ہی ملکہ حیرت دیکھ رہی ہین وزیر زادیان
امیرزادیان ساتھ ہین پہلو کوہ سے علمہای زرنگاری دکھائی دیے سامنے آکر ظاہر ہوا کہ سات
سے علمدار نشان سات لاکھ کے لشکر کا علمدار ہاتھیون پر سوار علمونکو جلوہ دیتے ہوئے

لچکیان لچکتی ہوئین یہ سامنے سے گذر گئے اونکے بعد ہزارہا ساحران نمودار منہ سے شعلہائے آتشین چھوڑتے
ہوئے تمام میدان دھوان دھار سامنے سے گذر گئے اب تخت ملکہ **مرآت** کا نمایان ہوا ملکہ **مرآت**
آئینہ دار کا تخت چار اژدہون پر کسا ہوا ایک آئینہ سامنے رکھا ہے اوسکو بہ کبر و نخوت دیکھتی ہے
پشت پر سات لاکھ ساحر جھولیان بائین ہاتھو پر پڑی ہوئین سامری و جمشید کے نام کی پکار
اس جاہ و وقار سے لشکر **مرآت آئینہ دار** کا آکر پہونچا ملکہ **حیرت** نے تخت سے اتر کر سلام کیا پہلو
مین لشکر کے صحرا پر سیاہی سامنے لشکر اہل اسلام کے اترنے کا حکم دیا ملکہ **مہرخ** و بہار نے بھی آمد
لشکر **مرآت** کو دیکھا **خواجہ عمرو** قریب کھڑے تھے دیکھا رنگ رو سب کا متغیر ہے **مخمور** و بہار تو باعث
بہت پریشان ہین **عمرو** نے جو پوچھا اون سب نے کہا **خواجہ** کیا کہین یہ آئینہ جسکو دکھا دیگی اوسکی
آنکھ کھل جائیگی بیہوش ہو جائیگا قلب آرام نہ پائیگا آپ لوگ اگر عیاری کا قصد کرینگے آئینہ مین وہ دیکھ
لیگی اوسکو معلوم ہو جائیگا کوئی عیار عیاری نہ کر سکیگا جب ہمارے حواس مین اختلال ہوگا سحر نہ یاد رہیگا
ہمارا کیا زور چلیگا آپ لوگون کی عیاری کا بھی یہی حال ہے کہ آپ یہان سے قصد کرینگے آئینہ مین
اوسکو معلوم ہو جائیگا کہ فلان عیار فلان کام کو چلا ہے وہ انتظام کریگی سحر مین بھی بیمثل و بینظیر ہے
خدا اسکے شر سے محفوظ رکھے **خواجہ** نے کہا ملکہ اسقدر نہ گھبراؤ اگر پروردگار چاہیگا تو آئینہ اونکے پاس
نہ رہیگا شاید آئینہ آپ کے پاس آجائے **باغبان** نے کہا **خواجہ** نہایت مشکل ہے یہ بڑی ہوشیار
ساحرہ ہے سب پلٹ کر اپنے اپنے مقام پر آئے عیار اپنی اپنی تدبیر مین نکلے **مرآت آئینہ دار**
جو آکر فرودکش ہوئی ملکہ **حیرت** نے **صرصر** کو حکم دیا کہ جاکر **مرآت** سے کہو کہ ملکہ **حیرت** نے اسکو
تمھاری حفاظت کیواسطے بھیجا ہے صرصر وہان سے پاس **مرآت** کے آئی آکے سلام کیا کہا ملکہ
حیرت نے مجھکو بھیجا ہے **مرآت** نے ہنسکر کہا مین تمھاری تکلیف نہین چاہتی میرے پاس وہ شے
موجود ہے کہ جب عیار عیاری کا ارادہ کریگا مجھکو معلوم ہو جائیگا یہ بھی سنا کہ عیار دن کے اب سر اوٹھا
کر دیکھا زور نہین چلتا سنتی ہون کہ تم تو **خواجہ عمرو** عاشق ہو **صرصر** نے کہا واری جو جیسے
بھی ارادہ کیا کر گذرے **مرآت** نے کہا مین تو نہ کرونگی لیکن شہنشاہ نے **باغبان** کی سبت
شکایت کی ہے اگر تمسے ہو سکے پکڑ لاؤ مین خدمت شاہ مین روانہ کردون حکم ہے کہ **باغبان** کو
ایسی [illegible] نہ پہونچ سکے **صرصر** نے کہا مین جاتی ہون قیدی کرنیکا ایکو

اختیار ہی صرصر جلی صورت اپنی بدل لی لشکر مین اکر پہونچی پھرتی پھراتی جاتی ہی میان باغبان
بیٹھی بیٹھی یہ کہکر اوٹھا کہ مین بھی جاکر درہ کوہ مین بیٹھون ایک سحر تیار کرون کہ جس سی آئینہ پر غبار آجائی
یہ کہکر باغبان بیرون بارگاہ آیا ٹہلتا ہوا طرف کوہ کے چلا باغبان درہ کوہ مین گیا سحر بنانی
لگا صرصر نے جب دور سے دیکھا کہ باغبان درہ کوہ مین ہی بہ تعجیل صورت اپنی تبدیل کی گلچین جادو
کی شکل بنکر تیار ہوئی ایک ادھا شراب کا بیہوشی کی اور ہاتھ چند کباب اسطرح قریب درہ کوہ کی آئی
اندر پہاڑ کے داخل ہوئی باغبان نے بھی دیکھا کہ زوجہ میری آتی ہی پکار کر آواز دی کیون صاحب
خیر تو ہی گلچین نے کہا صاحب مین کیا کرون میرے دلکو ارام نہ آیا مین دوڑی آئی لو جاکر دیکھ آؤن
وہان سب آپکا انتظار کر رہے ہین باغبان ہنس ہنسکر باتین کر رہا ہی کہ گلچین نے جام لبریز کیا
آنکھین سرخ ہوگئین خود بخود پسینہ آنے لگا گلچین نے جام لبریز کرکے دیا کہا لو صاحب پیو باغبان
نے بلا تکلف جام لیلیا جام پیتے ہی یہ معلوم ہوا کوئی آسمان پر لیے جاتا ہے گھبرا کر باغبان اوٹھا
اور اٹھتے ہی گرا بیہوش ہوا صرصر نے زبان مین سوزن دی پشتارہ باندھکر بھاگی ردا رد ی
کرتی ہوئی آئی ادھر کہ کوئی عیارہ ملی ہی یہان گلچین جادو نے برق فرنگی سی کہا کہ باغبان
درہ کوہ مین سحر تیار کرنے گئے ہین ذرا خبر لینا برق اوسیوقت تڑپتا ہوا درہ کوہ پر آیا اندر آ کر
دیکھا باغبان ندارد برق گھبرا کر باہر نکلا زمین پر نشان صرصر کا پہچانا ہوش اڑ گئے جی مین
کہتا ہی اے برق غضب ہوا استانی آ کے باغبان کو لیگئین صورت بدلتا ہوا لشکر مرآت مین
آیا خبر سنی کہ ابھی صرصر پشتارہ باغبان کا لیکر آئی ہی اب تو برق چلا یہان حقیقت مین
مرآت آئینہ دار مسند پر بیٹھی ہے چند جادوگرنیان اسکے ساتھ کی گرد بیٹھی ہین کہ صرصر باغبان
کو لیے ہو پہونچی کہا حضور مین باغبان کو لائی پشتارہ ڈالدیا پردہ بارگاہ کا اوٹھ گیا کمیدن
سالار ساحران غدار آکر بارگاہ مین جمع ہوگئے صرصر کو مرآت نے اپنے قریب بٹھالیا اشارہ کیا باغبان
کو ہوشیار کیا مرآت نے کہا کیون باغبان تجھکو کس حال مین پاتا ہی شہنشاہ تجھسے بہت ناراض ہین
مجھے بھی اختیار قتل دیا ہی اگر جی چاہے ابھی قتل کرون باغبان نے اشارہ کرکے کہا جو کچھ سے
ہو سکی قصور نہ کر مرآت نے جھلا کر کہا جلاد کو بلاؤ مجمع سے ایک جلاد نکلا پکار کر آواز دی آپ کا
غلام حاضر ہے ابھی اسکو قتل کرتا ہون جھپٹ کر باغبان کو کھینچا اسنے کا خطا بھی گردن پر دیا

اور نعرہ کیا ملکہ عالم حکم اول ہی سمجھ کے حکم دیجئے گا ایسا نہ شہنشاہ دامنگیر ہوں یہ وزیر اعظم تھا یکایک
باغی ہوا غدار سلطنت و دشمن شہنشاہ ہی مرآت نے کہا ہمیں اختیار دیا ہے خواہ قتل کریں خواہ بخشیں
اگر شہنشاہ مجکو اختیار نہ دیتے میں کبھی نہ آتی سر کاٹ ڈالو اب جلاد نے قریب باغبان آکر
اشارہ کیا اے باغبان سنبھل کر بیٹھو منہ میرے برق فرنگی زبان ہی سوزن لیتا ہوں باغبان
ہوشیار ہو گیا سنبھل کر بیٹھا برق نے خنجر مارنے کا حیلہ کیا زبان سے باغبان کی سوزن نکالی سوزن
نکلتے ہی باغبان تڑپا سنگ ریزے اوٹھا کر مارے پتھر برسنے لگے کئی سو جادوگرونکے سر پھٹے اندھیرے
میں برق فرنگی تڑپ کر بھاگا جو راہ میں جادوگر ملا اوسکو خنجر مار دیا باغبان نے بارگاہ مرآت
جلانی سحر کرتا ہوا باہر نکلا جب باغبان باہر نکلا لشکر کو پامال کرتا ہوا چلا پتھر برساتا ہوا جاتا ہی
مرآت نے دیکھا بارگاہ جلی جب باغبان نکل گیا مرآت تڑپ کر باہر نکلی دیکھا تو لشکر میں فریاد
فریاد کی صدا بلند ہی خیال کرکے جو دیکھا کئی ہزار جادوگروں کی لاشیں تڑپ رہی ہیں باغبان آدھے
لشکر کو طے کر چکا ہی کچھ ساحروں نے وہاں پر گھیرا اونسے جنگ کر رہا ہی جو افسر بڑھا باغبان نے اوسکو مارا
ہزار ہا جھولیاں سحر کی پڑی تھیں ایک جھولی اوٹھالی اوسی میں سے اسباب سحر لیکر لڑ رہا ہی کہ مرآت
آ پہونچی آئینہ بغل میں دبا ہوا ہی باغبان نے اوس غول کو بھی مٹایا اب کوئی ساحر قریب باغبان نہیں
جاتا یہ شیرانہ لڑتا ہوا جاتا ہے کہیں پتھر برساتا کبھی دو دو ساحرونکو گردن پکڑ کر لڑا دیا مرآت نے
آواز دی او باغبان کہاں جاتا ہے فوج شاہی کو تو نے قتل کیا اب کہاں جاتا ہی خبردار
آگے نہ بڑھنا باغبان نے پلٹ کر ایک گولا مارا مرآت نے وہی آئینہ سامنے کیا آئینہ سے ایک شرارا
[illegible] پیدا ہوا گولے پر جھپکی پڑی وہ گولا پانوں پر باغبان کے آکر پڑا کہ باغبان کا پانوں زخمی ہوا
باغبان سحر کرکے شرمندہ ہو لیے سحر باغبان نے کیا اوسنے آئینہ دکھایا اولٹا اوسی پر سحر پڑا
یعنی زخم باغبان نے کھائے مرآت نے بڑھ کر آواز دی او باغبان منم ملکہ مرآت آئینہ دار
یہ کہکر آئینہ زمین پر رکھا اور ایک دستک دی باغبان نے جو سر اوٹھا کے دیکھا ایک
غار عمیق ہی اوسمیں گلچین کھڑی بلا رہی ہے کہ اے باغبان یہاں آؤ باغبان بیتاب
ہو کر غار میں پھاند پڑا پھر آواز بلند ہوئی باغبان غائب ہوا مرآت نے آئینہ اوٹھا لیا
برق فرنگی یہ ساری دیکھکر روتا ہوا بھاگا یہاں ملکہ مہرخ دربار میں ہیں گلچین زار زار رو رہی ہے

میرے وارث پہ کیا گذری کہ برق روتا ہوا آیا کہا صاحبو غضب ہوا آج نئی طرح کا سحر دیکھا میں نے
باغبان کو علاوہ نیکر پھرایا جادو نکا طریقہ تھا اوسی طرح اڑتے ہوئے نکلے ماشاء اللہ ہزاروں جادوگر دن
کو مارا مرآت نے جو آئینہ سامنے رکھدیا باغبان نے جست کی اور غائب ہوگئے مرآت پلٹ گئی یہ
سنتے ہی خواجہ عمرو اپنے مقام سے اوٹھے مہرخ نے کہا اوستاد آپ کہان جاتے ہین عمرو نے کہا مین جا کر
تدبیر کرون مہرخ رونے لگین کہا خواجہ آپ یہان سے قصد کرینگے مرآت پر آئینے مین آئینہ ہوگا
وہ تدبیر کریگی مین تو عرض کرتی تھی باغبان ایسا ساحر زبردست یون مجبور ہوکر پھنسا ہے
گلچین کی بیقراری یہ خبر وحشت اثر سنکر سب سردارونکو حیرت ہوگئی گلچین کو سب سمجھانے لگے
گلچین نے کہا مین کیا کرون دل نہین مانتا مین اپنے شوہر سے کبھی جدا نہین ہوئی ہون **نظم**

نزاکت آئی وہ جسم نزار کے نزدیک　　نہ صبر آیا دل بے قرار کے نزدیک

ہجوم غم نے مرے ملک دل مین آکے کہا　　خوشی نہ آئیگی اب اس دیار کے نزدیک

عجیب چہچہے کرتی ہے باغ مین بلبل　　دن آگئے ہین جو فصل بہار کے نزدیک

شکست الیق لیل و نہار کو دنیا　　یہ ایک کھیل ہے اوس شہسوار کے نزدیک

بھلا فقیر سے کیا بادشاہ کو مطلب　　وہ کیونکر آئینگے مجھ خاکسار کے نزدیک

بہشت سے بھی مین بہتر اوسے سمجھتا ہون　　قرار ہے جو مرا کوئے یار کے نزدیک

جو روز حشر گناہونکو میرے عفو کرے　　بے اصل کیا مرے پروردگار کے نزدیک

جو رنگ و بو پھول سے تشبیہ دی ہے عاشق نے　　گناہ ہوگا یہ اوس گلعذار کے نزدیک

شگفتہ دل ہی لاکے جو بو زلف یار کی مجکو　　یہ بات کیا ہے نسیم بہار کے نزدیک

پھنسے گا دام مین ایسا کہ پھر نہ چھوٹیگا　　جو دل گیا مرا گیسوئے یار کے نزدیک

ضعیف لاکھ ہے آجائیگی توانائی　　اگر وہ آئینگے بیمار زار کے نزدیک

رہینگی کوچہ جانان مین حشر تک بس فرق　　ہوا نہ آئی ہمارے غبار کے نزدیک

حرارت تب فرقت سے خشک ہو جاتے　　ہین جا کے ان کے شجر سایہ دار کے نزدیک

سمجھ مین ہوتا ہے وہ دفن جا کے اے سطوت　　جو نیک بندہ ہے پروردگار کے نزدیک

اسطرح بلبلک کے روتی تھی کہ شہزادیاد سکے ساتھ روتی تھی سب سردار بے قرار ہوگئے

تھی آخر ملکہ مخمور کو تاب نہ آئی اپنے مقام سے اوٹھین رہا ای گلچین نے گھبرا دین جا کر یا تو جان دیتی
یا باغبان کو رہا کرکے لاؤنگی اور یہ بھی سمجھو کہ باغبان ایسا شخص نہین ہے کہ جسکو مرآت
آئینہ دار قتل کرڈالے حکم افراسیاب کی ضرورت ہے مگر سحر نجومی چلگیا باغبان کی ہوش درست
نہ ہے اسنے کو بلامین پھنسایا نہ سمجھ سکی کسی مقام پر باغبان کو قید کیا ہے جب تک حکم دستخطی
افراسیاب کا نہ آئیگا تب تک کوئی باغبان کو قتل نہین کرسکتا مین فکر کرتی ہون یہ کہکر ملکہ مخمور
ایک گوشے مین آبیٹھین کچھ سحر تیار کرنے لگین ملکہ گلچین نے جو مہلت پائی اپنی بارگاہ جانے کے بہانے
بہانے سے کنارے آئین مراد یہ تھی کہ مرآت کو جاکر مارون پر پرواز پیدا کرکے چلی خواجہ عمرو نے
جو گلچین کو نہ پایا بیقرار ہوگئی گھبرا کر ہرکارون سے کہا دیکھو خبر تو لو گلچین جادو برائے مقابلہ مرآت آئینہ دار
گئی ہے ہرکارے بھاگے مرآت آئینہ دار کا لشکر حیرت سے الگ ہے دربارگاہ پر اپنے بیٹھی کہہ رہی تھی
میان باغبان کو اپنے سحر پر بڑا ناز تھا مگر آئینے کو دیکھتے ہی حیرت ہوئی کچھ سحر نہ کیا
ہرکارے لشکر اسلام سے الگ آکر ٹھہرے مرآت کو دیکھ رہے ہین لشکر اسکا سامنا اترا ہوا
ہے اسکی بارگاہ کو سب گھیرے ہوے ہین سرداران لشکر مثل حیران جادو امکان جادو
ریحان جادو وغیرہ لیے ہوے فوج کو تیار کر رہے ہین کہ ایک جھونکا ہوا کے گرم کا چلا سب کے
آگے حیران جادو کھڑا تھا کہ منہ اسکا جھلک گیا گھبرا کر اسنے کہا یا سامری و جمشید خیر
کرنا اسوقت کیسی ہوا چلی ہڈیان چٹخنے لگین کلیجہ جل رہا ہے سامنے مثل غبار تھا نعرہ کی آواز
آئی منم ملکہ گلچین جادو زوجہ باغبان سامنے حیران کے پہونچی حیران نے جو گلچین کو
دیکھا گھبرا گیا مثل شعلہ جوالہ آتی ہے جال سے گلچین کے زمین تھراتی ہے حیران نے گولہ مارا گلچین نے
گولے کو ہاتھ مین پکڑ لیا وہی گولہ پھر پھینک مارا گلچین نے آواز دی او حیران لے اور یہ بھی کہا او کم
آہن آدم خوار حیران نہ بچ پائے حیران کے سینے پر گولہ پڑا توڑ کر پشت کو پار گزرا چند جادوگر جو
اوسکے پاس کھڑے تھے کسیکا سر پھٹا چند غرق زمین ہوگئے گلچین حیران کو مار کر طرف مرآت
کے متوجہ ہوئی آواز دی او مرآت میرے شوہر سے مجھے ملا دے مین اپنے وارث کے
پاس پہونچون مرآت اوٹھی آئینہ ہاتھ مین لیے ہوے جو گلچین نے سحر کیا مرآت نے آئینہ دکھلایا
عکس آئینے کا پڑ سحر باطل ہوا گلچین نیمچہ کھینچکر چلی کہ مرآت کا سر کاٹ لون مرآت نے آئینہ زمین پر

رکھدیا آواز دی یا سامری اسکو بھی لینا میر سحر روشن رہا ایک غبار اوٹھا گلچین نے مشعل سحر جلائی
جب روشنی ہوئی گلچین نے دیکھا ایک باغ مین باغبان کھڑا پکار رہا ہی اے گلچین آ ہمارے پاس
آ ملکہ گلچین جب غائب ہوگئین مرآت نے آئینہ اوٹھا لیا ہرکارے یہ حال دیکھکر بھاگے مہرخ سے آکر
خبر دی کہ ملکہ گلچین اسطرح جاکر زمین آخر غائب ہوگئین یہ سنکر ملکہ مہرخ کو سناٹا آگیا خواجہ عمرو ہوتے
تھے فرمایا اے محمور کو منع کرو کہ جانیکا ارادہ نکرے آئینہ بڑے غضب کی چیز ہے کیا گلچین و باغبان
کسی کمال مین کم تھے جاکر پھنسے سردار گئے جاکر دیکھا محمور خیمے مین نہین ہین خواجہ ہوگئی کہا غضب
ہوگیا محمور بھی واسطے مقابلہ مرآت آئینہ دار کے گئی خواجہ کو بڑا تردد ہے گھبرائے ہوئے جاتے ہین
یہان مرآت بیٹھی ہوئی غور کر رہی ہے کہ زمین نے گلچین و باغبان دونون کو گرفتار کیا ان زن و شوہر
کو اپنے سحر پر بڑا ناز تھا اب دیکھیون کسکی شامت آتی ہے کہ ایک لشکر مین ہنگامہ ہوا دیکھا ملکہ محمور مہرخ
چشم بہ صد قہر و خشم لشکر پر مرآت کے گری ہے اور پکار رہی ہے کہ نی مرآت کہان مین آئینہ لیکر
آئین تو حال کھلے مرآت آئینہ لیکر اوٹھی محمور نے کئی سردارون کو مارا کئی بارگاہین گرادین کئی ہزار
جادوگر مارے مرآت جھپٹ کر پہونچی پکار کر آواز دی او محمور ان غربا نے کیا لیا ہے مجھسے مقابلہ
کر تو تجھکو مزا چکھاؤن یا کوئی سحر آئینے پر کر یہ کہکر مرآت نے آئینہ زمین پر رکھدیا یا سامری جمشید
کہکر آواز دی محمور نے آئینہ پر گولہ مارا پہلو سے آئینے کے ایک زنگی پیدا ہوا اوسنے بڑھکر
محمور پر حملہ کیا محمور نے زنگی کو چیر کر پھینکدیا مرآت نے زمین پر دو ہتھڑ مارا آواز دی او بہرام
آدم خوار اس ظالم کو لینا دیکھا ایک شیر پشت سے آئینے کی پیدا ہوا دھڑکا مار کر محمور
پر آیا محمور نے پیچھے ہٹکے آواز دی اے ہزبر شیر شکن اسے لینا ایک شیر پہلوی محمور سے پیدا ہوا
یہ شیر اوس شیر پر جا پڑا آپس مین پنجہ چلنے لگا شیر نے محمور کے اوس شیر کو طمانچہ مارا کہ اوسکا
اوڑ گیا لاشہ جلکر خاک ہوا محمور کا شیر غائب ہوا پھر محمور طرف آئینے کے چلی منظور ہے کہ زد پر پہونچکر
گولہ مارون مرآت سد راہ ہوئی آواز دی اے عقاب پنجہ گیر اسکو لینا ایک عقاب
آسمان سے گرا چاہا محمور کو منقار سے اوٹھا لون محمور نے پرون پر ہاتھ ڈالا عقاب جست
کرکے بلند ہوا محمور بھی بلند ہوگئی ہوا پر محمور عقاب سے مقابلہ ہونے لگا عقاب نے کئی پنجے
محمور پر مارے محمور غربال بھی ہو مین دو تین پنجے جب محمور نے کئی جھلا کر کان سے بجلی اوتارے

مین ذوق آیا نگاہ اوٹھا کے دیکھا باغبان و گلچین سامنے کھڑی ہین کہا ای مخمور ہمارے پاس آؤ ہم تمہاری
مشتاق ہین مخمور نے ایک جست کی غائب ہوئی مرات نے [illegible] اوٹھا لیا طرف دربار ملکہ حیرت کے
چلی ملکہ حیرت نے یہ خبر سنی کہ باغبان و گلچین [illegible] مرات نے قید کر لیا ملکہ حیرت نے حکم دیا مرات
کو بلاؤ کنیزون نے عرض کی وہ خود میان تشریف لاتی ہین [illegible] حیرت نے کرسی بچھوا دی مرات
آئینہ دار جھومتی ہوئی آئی کرسی پر آکر بیٹھی ملکہ حیرت سے سب حال بیان کیا ایک منبر بارگاہ حیرت
مین لگا ہوا ہے اوسپر اسباب سحر رکھا ہے مرات نے آئینہ اوسی منبر پر رکھدیا غرضکہ سارا حال سامنے حیرت
کے بیان کر رہی ہے کہتی ہے حضور مخمور کی گرفتاری مین بڑی محنت ہوئی اس کنیز کا خون خشک ہو گیا
بلاے روزگار ہے کیا کیا سحر کیے ہین عقاب سحر نشین وہ مارا جانا ایسا دشوار تھا کوئی دخل نہ دیسکتا
تھا لیکن کنیز نے شکست کھا کے سب [illegible] پست کیا اور مخمور کو بھی پست کیا اب تینون ایک مقام
پر قید ہین اب کسیکی مجال نہین جو وہان جاسکے آج شام کو کنیز طبل فتح بجوائیگی صبحکو میدان مین
تماشہ دیکھیے گا دو دو ہزار چار چار ہزار اسی آئینہ مین جا کر غائب ہونگے یہ سحر خاص سامری جمشید
کا ہے اس سحر پر کبھی کوئی غالب نہین آیا تحفہ آپ ہی کی کنیز کو ملا یہ باتین ہو رہی تھین کہ کنیزون
نے بڑھکر عرض کی در دولت پر حکیم بقراط الحکمت حاضر ہین چاہتے ہین کہ حضور سے قدمبوس
ہون حیرت نے کہا بقراط الحکمت کون کنیز نے کہا مین نہین جانتی ایک بڑے میان بڈھے آدمی
ہین دس بارہ آئینے بغل مین دبائے ہوے بہت لمبی داڑھی شرعی پائجامہ ڈھیلا جوتہ چار پانچ
تھان کا عمامہ سر پر فرماتے ہین کہ مین کچھ عرض کرونگا مجھکو [illegible] خدا نے بھیجا ہے
سب کنیزون سے چوبدارون سے باتین کر رہے ہین سب حکیم صاحب کی باتون پر ہنس رہی ہین [illegible]
ٹوٹے ہوے [illegible] گلوری بھی کھائے ہوے پیک ٹپک ٹپک کر داڑھی پر گر رہی ہے حیرت
نے کہا بلا لو مین دیکھون تو کون ہے کنیزین گئین کہا جناب چلیے بڑے میان صاحب
اندر آئے سب بے اختیار صورت دیکھکر ہنسنے لگے حکیم صاحب نے فرمایا آپ لوگ
کیون ہنستے ہین حیرت نے کہا یہ بدتمیز ہین آپ تو ہر دل عزیز ہین بڑے میان نے
سب آئینے منبر پر رکھدیے ایک آئینہ لیکے آئے وہ ملکہ حیرت کو دکھایا کہا اسکو کھولکے دیکھیے تو
سامری و جمشید نے فرمایا ہے ایک آئینے کی کیا حقیقت ہے ہزار آئینے بھیجدین بی مرات تبت

متو وہین دیکھو کیا خوب ارشاد فرمایا ہی خداوند نے حکم دیا ہی کہ ان سب آئینونکو سامنے لشکر اسلام
کے رکھوا دیجیے سب لشکر انھین مین غائب ہو جائیگا مرآت نے کہا یہ آئینہ سامری وجمشید کا
بنایا ہوا ہی سالہا سال مین تیار ہوا جناب حکیم صاحب نے وہ آئینہ ملکہ حیرت کے ہاتھ مین دیا کہا
اسکو دیکھیے مرآت نے کہا مین دیکھون اب جو آئینہ کھولا مرآت نے دیکھا میرا بڑا سا چہرہ آنکھین بڑی
بڑی قد برابر دیو کے ہے حکیم صاحب نے کہا کیون بی مرآت دیکھو خداوند بیٹھے ہین سب آئینہ کھولون
ابھی سب عجائب دکھاؤن لشکر اسلام کے سامنے رکھدیجیے ابھی سب غائب ہو جاوینگے انھین بڑی
کرامتین ہین مین کچھ ایسے مانگتا نہین سامری وجمشید نے حکم دیا مین لیکر آیا ورنہ مین نہ آتا آپ
جا کر مین سامری وجمشید سے کہدونگا کہ آپکے تحفے کی اونکو کچھ ضرورت نہین یہ کہکر اوسکے میز کے
پاس کھڑی ہوی سب آئینے کھولکر دیکھے الٹ پلٹ کرکے آئینہ اصلی اپنے قبضے مین کیا نقلی سب
وہین چھوڑے یہ کہتی ہوے کہ ہم زبردستی چھوڑے جاتے ہین امتحان کا اپکو اختیار ہے جب کوئی
وقت پڑے اور مسلمان دباؤ ڈالین تو اسنے بھی کام لیجئےگا جب باہر نکلے تھوڑی دور
لوگون نے جاتے دیکھا پھر غائب ہو گئی حیرت خوشیان کر رہی ہین کہ ایک آئینے سے تو
مسلمانونکو پناہ نہ تھی اب تو اتنے آئینے ہوے کہ صرصر آئی اوسنے پوچھا کیا ہو کہ
بقراط الحکمت آئے تھے یہ آئینے دیگئے وہ تو صرف نزول رحمت تھے شراب بھی بیان کی نہین پی
صاحب دربان کہتے ہین تھوڑی دور ستی مین جاتے دیکھا کھڑے کھڑے غائب ہو گئے کشف وکرامات
تھے فرستادہ لات ومنات تھے صرصر نے ہنسکر کہا خدا خیر کرے ارے بی مرآت تمہارا آئینہ ہی
طرح سے معلوم ہوتا ہی کہ ساربان زادہ آیا آئینہ لیگیا یہ بیکار آئینے چھوڑ گیا مرآت نے کہا ایک
آئینہ مینے دیکھا تھا میرا چہرہ برابر کلہ فیل کے معلوم ہوتا تھا مین کرامات دیکھ بھی چکی آنکھونسے جو نظر
ڈالی صاف ثابت تھا کہ وہ جام خون بھری ہوی مین صرصر نے کہا ساربان زادہ اپنا کام کر گیا
بحوی نام کر گیا مرآت نے کہا مین ابھی دیکھتی ہون اب جو ان آئینون کو اوٹھا کے دیکھا
کسی مین چہرہ چھوٹا معلوم ہوتا ہی کسی مین بڑا ثابت ہوتا ہی یہ حالات دیکھکر مرآت نے سر پیٹ
لیا کہا بیشک یہ میرا آئینہ نہین ہی ساربان زادے نے بہت بڑا غضب کیا اسوقت
سبکی آنکھون مین خاک ڈال گیا لیکن کہان جاتا ہی صرصر نے کہا بی مرآت اب اور کچھ تدبیر

گرو جو تھی قبضہ مسلمانان مین گئی اوسکا ملنا دشوار ہی مرآت نے سر پیٹ لیا کہا ارے غضب یہ ہی
اگر بہار اوس آئینے کو دیکھ پائیگی اوس آئینے سے کام لیگی تو میری جان نہ بچیگی مین ابھی جا کے لاتی
ہون سب ہان ہان کرتے رہے مرآت آئینہ دار نے نقارہ باہر نکال کر نفیر بجائی سب لشکر
تیار ہوا کہا صاحبو لشکر مسلمانان کو لینا چار جانب سے لشکر تیار ہوا سات لاکھ کا لشکر طرف مسلمانان
کے چلی ہرکارون نے جو یہ معاملہ دیکھا خبر لیکر بھاگے ملکہ مہرخ بارگاہ مین جلوہ فرما ہین کہ ہرکارون نے
اکر عرض کی مرآت آئینہ دار آتی ہے ملکہ نے بھی لشکر تیار کیا بلے کھڑی ہوئین ایک جانب ملکہ
بہار اور جملہ افسران نامی و سرداران گرامی صفین جمائے کھڑے ہین کہ مرآت آئینہ دار کا
نعرہ ہوا پکار کر آواز دی ای مہرخ دیکھو ساربان زادہ بڑا غضب کر گیا مکر کرکے آئینہ لیگیا اوس
سے دلوا دو ورنہ ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی ملکہ مہرخ نے طرف بہار کے دیکھا کہا خواجہ چونا لگا آئی
ملکہ بہار نے ہنسکر جواب دیا اوسکو بڑا غصہ ہے اوسی غصے مین آئی ہے جانتے ہین کہ بلای روزگار ہی
خدا اوسکی شر سے بچائے مرآت آکے گری بہار الگ بھری ہین مرآت نے اول اکر لشکر پہ جو
سحر کیا ملکہ مہرخ موی کاکل کشا کہ انکو مخمور سے بڑی محبت ہے اسوقت بڑے زور وشور سے ابن آرزو
مین جا پڑین کہ اسکو قتل کرین تو باغبان و مخمور و گلچین رہائی پاوین مرآت نے جھک سے کیا
دو چار سے کنیزان مہرخ موی کی سر کٹ کر گرے مہرخ مو کو جو غصہ آیا او لکاتا کہتے بڑھین لیکن مرآت
نے جو دیکھا کہ سرخمو نے بال کھولے کاکل کو پیچ وتاب دیا بوی خوش آئی صاف ظاہر تھا کہ ہزارہا
مشک نافہ کھل گیا بو سونگھ کر جھومی جھومتی جھومتے اوسے دستک دی دستک دیتے ہی وہ
ہوائے فرحت انگیز مشک بیز موقوف ہوئی ایک برق چمکی کہ سرخمو کا زخمی ہوا سر پھرنے لگا
یقین تھا کہ لڑکھڑا کر گرے کنیزون نے سنبھالا لیکر بھاگین ہلال سحر افگن بہر امداد سرخمو پہونچی
ہلال نے سحر چمکایا اوسنے اونگلی سے اشارہ کیا ہلال پر ملکہ پر آگیا سنیک کی کمان نکال کر اوسی
کا تیر جوڑ کر مارا کہ نشانہ ہلال کا نشانہ ہوا ہلال بھی سامنے سے ہٹین رعد وبرق کڑکتی ہوئی آئے اوتھے
رعد کی گرج برق کی چمک ہزارونکو مارا رعد کا جو سامنا ہوا رعد نے کانون پر ہاتھ رکھا تھا کہ چیخ
مارون کہ ابن سینے پہ ہاتھ ہلایا کارد سحر کھینچ ماری رعد تا بھی مر زخمی ہوا برق کڑک کر گری مرآت نے
تیغ بجز را کہ برق کی چمک مٹی یہان شہونکا زخمی ہونا برق لامع چمک کر آئی کمئی سے ملازمونکو مرآت

کے قتل کیا آڑی ترچھی گر رہی ہے مرآت کھڑی دیکھ رہی ہے کہ ذرا یہ رکے تو میں سحر کروں برق لامع
چار پانچ مرتبہ آڑی ترچھی گری ایک مقام پر ذرا ٹھہری تھی کہ مرآت نے خنجر پھینک مارا کچھ اسم سحر بھی
سر برق لامع کا بھی زخمی ہوا ایک گولہ جھپٹ کر مارا کہ تخت مہرخ کا ٹکڑے ٹکڑے ہوا مہرخ کا تخت سے
گرنا علم فوج سرنگون ہوا سب کے پاؤں اوکھڑ گئے مرآت سحر کرتی ہوئی جاتی ہے مگر وہ قیامت کی
سحر کرتی ہوئی کبھی زمین سے دھواں نکلا کبھی آسمان سے آگ برسی کبھی تلواریں گریں کبھی تیر برسائے پکار پکار
کر کہتی ہے اے مہرخ اسی میں بہتر ہے کہ آئینہ میرا حوالے کر دو ورنہ آج ایک زندہ نہ چھوڑوں گی سامری
جمشید کی قسم کھاتی ہوں کوئی نہ تیرا سر رہے گا اب میرے ہاتھ سے کیونکر بچو گی ابھی تک جو میرے
سحر میں وہ نہیں ہوا ہے اب وہ سحر کرونگی کہ زمین تھرائے گی آسمان سے شعلہ گرینگے بہار کنارے سے
لشکر کے یہ معاملہ دیکھ رہی ہے سحر کو اسکے دیکھا خیال کیا کہ حقیقت میں جو سحر ہے وہ بے نظیر ہے اسکے
قتل کی کیا تدبیر ہے جب دیکھا کہ ساری لشکر کو شکست ہوتی اور لشکر بھاگا جاتا ہے مرآت پیچھا نہیں
چھوڑتی قصد ہوا کہ جا کر لڑوں مگر دل کو پنتا ہے تھوڑی دور بڑھی تھیں کہ مرآت سے سامنا ہو گیا
دیکھتے ہی اوسنے جھولی پر ہاتھ ڈالا کچھ ماش کے دانے پھینکے بہار نے گجرا پھولوں کا مارا ابر سیاہ
آسمان پر آیا پھول برسنے لگے مرآت نے ہنس کر کہا او بہار اس سحر کا رنگ سامنے افراسیاب
کے جمیگا وہ تمھارے عاشق ہیں ایسے سحر میری کنیزیں کرتی ہیں یہ کہکر ہاتھ ہلایا شعلہ ہائے آتش
بھڑکے سب پھول جل گئے بہار نے طرے گجرے برچھیاں پھولوں کی پھینکیں کئی مرتبہ پھول
برسائے مرآت نے پھول جلا دیے سحر کا رنگ نہیں جمنے پاتا جب سحر کیا مرآت نے مٹا دیا ایک مقام پر
بہار نے نکہت گل اندام کو آواز دی گلدستہ ملا غنچہ آرزو کھلا مرآت نے ایک دستک دی
برق چمک کر گری سر بہار کا زخمی ہوا کنیزیں بہار کی بیچ میں آگئیں ملکہ بہار الگ آ کے بیٹھ
بہار سے کے زخم سر باندھنے لگیں مرآت نے دیکھا بہار زخم سر باندھ رہی ہے چاہتی ہے
کنیزوں نکو مار کر بہار کو بھی گرفتار کر لوں پھر ساری لشکر کو پکڑ لوں کنیزوں سے لڑنے لگی دو چار سے
کنیزوں نکو مارا جلایا آتش سحر روشن کر دی ہر طرف آگ بھڑک رہی ہے کنیزیں گھبرا کر بھاگیں بہار
نے دیکھا سب لشکر کو بھی شکست ہوئی سب کسیکا پاؤں نہیں جمتا دعا کرنے لگی کہ پروردگارا اپنا
فضل تیرا شامل کر [illegible] شکست [illegible] کی بیقرار ہو کر بہار نے دعا کی اور پکار اوٹھی بیت

شاہا دو ہی گزین جہان در سفریم ؛ دلخستہ و دور ماندہ بے بال و پریم ؛

بہار نے یہ دعا کی تھی کہ دریائے رحمت الٰہی جوش میں آیا دیکھا کہ خواجہ سامنے سے چلی آتی ہیں
خواجہ نے بہار کو دریائے خون میں نہائے ہوئے دیکھا خواجہ گھبرا گئیں سارے لشکر کو شکست میں دیکھا
بیتاب ہو گئیں کہ یہ کیا غضب ہو گیا علم فوج سرنگون تھا ملکہ مہرخ کو تخت پر نہ پایا پکار کر پوچھا
بہار خیر تو ہے بہار نے کہا آپکی عیاری نے غضب کیا مرآت چلی آئی سارے لشکر کو شکست دی سب
سردار زخمی ہوئے آپ ذرا میرے پاس آئیے خواجہ قریب بہار کے آئے بہار نے کہا خواجہ
آئینہ کہاں ہے آئینہ خواجہ نے زنبیل سے نکالا بہار نے آئینے کو دیکھا کہا لو خواجہ اب یہ حرامزادی
کہاں جاتی ہے یہ کہکر خواجہ کے ہاتھ سے آئینہ تو لے ہی چکی تھی کچھ ورق اپنی جھولی سے نکالے کچھ مضمون
اون اوراق سے پڑھکر آئینے کا عکس اپنے سر پر ڈالا زخم سر سے صحت پائی بہار نے کہا خواجہ بڑا
تحفہ نایاب ملا سب مشکلیں آسان ہو جائینگی اسم سحر پڑھکر کہا خواجہ بڑی نعمت لائی اب یہ ملعونہ
کسطرح بچتی ہے یہ کہکر بہار نے آئینہ چمکایا ایک برق چمک کر گری دس ہزار جادوگر لشکر مرآت کے
مارے گئے بہار چمکاتی ہوئی آئینے کو چلی بہار نے جو آئینہ پڑھکر چمکایا تھا غول لشکر مرآت کے بیچ
ہوتے تھے شاہباز جادو ستر ہزار فوج کا افسر اسکی پشت پر بڑے بڑے نامور ساحر سب سحر
لشکر اسلام پر کر رہے تھے بہار نے بڑھکر ایک طرہ پھینکا آواز دی ای شاہباز بلند پرواز ہی نکرنا
ذرا ادھر متوجہ ہو شاہباز نے آنکھ ملائی تھی کہ بہار کا گلدستہ چلا پھول برسنے لگے شاہباز بھولا
ہو رنگ سحر بہار ہی پکار کر آواز دی اے ملکۂ عالم اس کیفیت تو یہ ہے ہر چند کہ موسوم بہ شاہبازانہ
ہوں مگر کشتۂ تیغ ناز ہوں

نظم

مہرو تیری جو اسے مہر درخشاں ہونگے ؛ ماہرویان جہان سخت پشیمان ہونگے
یاد میں زلفوں کی راتوں کو پریشان ہونگے ؛ دیکھو آئینۂ رخ دیکھکے حیران ہونگے
پنجۂ عشق کی گر دست درازی ہے یہی ؛ چاک کس کسکے نہ دامان و گریبان ہونگے
حال طول غم ہجران جو کرونگا موزون ؛ تو مرتب کئی اس نظم سے دیوان ہونگے
خیر خالی کا سفینہ تو گیا سب خالی ؛ اُنکی دیکھینگے تو اوس ماہ پہ قربان ہونگے
نظر آیا جو ترا حلقۂ گیسوئے خم ؛ تہدی اسلام کے سو جان سے مسلمان ہونگے

ہوگا وہ غیرت بلقیس سحر جسدن — بخدا رہتے ہین ہم مثل سلیمان ہونگے
دل ہے حسرت زدہ تصویر پہ اور اسی جانی — لوگ رعنا تجھے دیکھینگے تو حیران ہونگے

شاہباز یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا بڑھا کہ ملکہ مہرخ نے پکار کر آواز دی اے بہار یہ مرآت ساحری
ہے اسمین بڑی بڑی اثر ہین کیون تکلیف کر رہی ہو آئینہ اسکے سامنے رکھدو سر ٹکرا کر مر جائیگا ملکہ بہار
نے آئینہ رکھدیا رکنا تھا شاہباز نے جو اپنی صورت اوسمین دیکھی ایک چیخ ماری کہ زمین تھرائی اوچھلتا
ہے کودتا ہے مونچھون پر تاؤ پھیرتا ہے کبھی کہتا ہے کیا کیفیت ہے مجھسے زیادہ کون خوبصورت ہے مجھے سامری
جمشید بلا رہے ہین آئینہ دیکھ دیکھکر مست ہو رہا ہے کبھی ہنستا ہے کبھی روتا ہے آخر تلوار کمر سے
کھینچی اپنا گلا کاٹ ڈالا بہار نے آئینہ اوٹھا لیا غل بلند ہوا مرآت کے کان مین آواز آئی
کشتی مرا نام من شاہباز جادو بود مرآت نے جو یہ آواز سنی منہ پیٹ لیا کہا صاحبو غضب ہوا
مسلمانون پر آئینہ کا حال آئینہ ہوا وہان بھی تو سب رازداران طلسمی جمع ہین کنیزون نے بڑھکر
عرض کی حضور مہرخ نے سب حال کہا مرآت کہتی ہوئی چلی یا تو قضا مجکو لیے جاتی ہے یا افسر کا سر لاتی
ہون سردار مرآت کو گھیرے ہوئے ہین سب کہتے ہین ملکہ عالم آپ نہ جائیے شاہباز کا بھائی بھی
طیران بانند پروانہ روتا ہوا سامنے آیا کہا حضور میرا بازو ٹوٹ گیا ابھی جا کر بہار کا سر لاتا ہون
مرآت نے کہا اے طیران تمہارا بھائی تم سے سحر مین زیادہ تھا یہ آئینہ ساختہ سامری ہے اسکی ہر طرح
مین شعبدہ بازی بھری ہے بچتا رہو گے طیران نے نہ مانا تڑپ کر صف سے نکلا پکار کر آواز دی اے
بہار گلعذار ذرا مجسے مقابلہ کرو تو حال کھلے بہار پلٹی تھین کہ اسنے گولہ مارا وہ گولہ قریب بہار کے
آکر پھٹا کچھ شعلہ ہاے آتش نکلے کچھ دھوان نکلا بعد دھوئین کے دھماکا ہوا ملکہ بہار نے کانون پر
ہاتھ رکھ لیے کئی سو جوان چیخ مار کر گرے بہار نے اپنے کو سنبھالا طیران تیغہ کھینچے ہوے قریب
بہار کے پہونچا تھا کہ بہار نے وہی آئینہ دکھا دیا آئینے مین جو صورت نحس اپنی دیکھی طیران
کے ہوش اڑ گئے جس تلوار سے بہار کو قتل کرنے چلا تھا وہی تلوار اپنے گلے پر رکھ لی پکار
اوٹھا او ملکہ عالم ہم تو نثار ہوتے ہین ہمین یاد رکھنا بھول نہ جانا

نظم

مجکو فقط شکایت سوز نہان نہین — ہے کون رنگ عشق جو رخ سے عیان نہین
خانہ خراب عشق نے کیا کیا کیا ذلیل — پھرا کہان کہان دل بے خانمان نہین

آہون کا قافلہ نظر آیا تو کب کرین — یوسف ہمارا حسین ہو وہ کاروان نہین
وصلت بھی ہو نصیب تو باتونکا ذکر کیا — اونکے دہان نہین مرے منھ مین زبان نہین
حسرت مین نکلی سامنے اونکے نہ منھ سے بات — جیسے دہان زخم مین گویا زبان نہین
جو ہم پیالے تھے وہی ہم سے نفور ہین — جسدن سے لطف حضرت پیر مغان نہین
رعنا نہ پوچھ وسعت دشت جنونکا حال — یہ وہ زمین ہے جسکا کہین آسمان نہین

دیر تک یہ اشعار پڑھی آخر گلا اپنا کاٹ ڈالا طیران کا مرنا مرآت پر بہت شاق ہوا پکار کر آواز دی
ای بہار مین لشکر کو شکست دی چکی تھی میری ہی شعبدہ نے روکا الٹی مین شرمندہ ہوئی مگر تمہارے
واسطے بہت ہون تم اپنی جان بچاؤ یہ کہکے مرآت سحر کرتی ہوئی بڑھی بہار نے دھی تار کھینچ کر ایک
ماری پھول برسنے لگی پھولون کے انبار ہوگئے مرآت نے ایک دستک دی شعلہ آتش چمکے پھولون کو جلا
دیا مہرخ نے دور سے آواز دی اے بہار کیا کرتی ہے اسکی وہی تدبیر ہے آئینہ سامنے کر دے لیکن آئینہ
سے بہت ہوشیار رہنا بہار نے یہ سنتے ہی آئینہ بغل سے نکالا آئینہ مرآت آئینہ دار کو دکھایا
پکار کر کہا ہوا ذرا ادھر متوجہ ہو آئینہ دیکھو قلعی کھلے حیرت سنو جیسے مرآت نے آئینے مین اپنی
صورت دیکھی ایک چیخ ماری غل مچانے لگی بال نوچتی تھی جو اسکے سردار اسکے قریب تھے کسیکو
طمانچہ مارا کہ اوسکا سر اڑ گیا کسیکے پیٹ مین تلوار بھونک دی کسیکو خنجر مارا چالیس سردار اسکے
گرد کھڑے تھے اون سبکو مارا اور سب یہ کہکے بھاگے اور غضب دیکھئے کہ اپنے ساتھ والون کو
قتل کرتی ہین اب ہم اسکا ساتھ نہ دینگے یہ کہتے ہوے بھاگے اب مرآت جھومتی ہوئی چلی کبھی ہنستی
ہے کبھی روتی ہے کبھی رنجیدہ ہوتی ہے بڑھی چلی آتی ہے پکار کہتی ہے ای بہار گلعذار مجھے اپنے پاس تو آنے
دو مین تمہاری کنیز ہون کیا تیری اطاعت مین عذر ہے مین ہمیشہ سے تیری اطاعت کی خواہان
تھی آج میری آرزو پوری ہوئی کبھی اپنے کو سنبھالتی ہے مبہوت ہے بنکو ٹالتی ہے کہ زمین شق ہوئی مین
سے ایک زاغ نکلا سر پر آکے مرآت کے کانون کانون کرنے لگا جیسے اوس زاغ نے آواز دی اوس
ہوش و حواس مرآت کے درست ہونے لگے چار جانب آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے دیکھنے لگی کبھی
پکارتی ہے اری مجھے کیا ہو گیا مہرخ نے پکار کر کہا ای بہار کیون کمی کرتی ہو جلد آئینہ دکھاؤ ایسا
نہو ہوش مین آجائے تو پھر سحر کرے گی ملکہ بہار نے بڑھکر آئینہ زمین پر رکھا اب کی جو نگاہ

پڑتی کبھی پچھاڑنے لگی ایک چیخ ماری تلوار کھینچی ملکہ حیرت ہان ہان کرتی ہین مگر مرآت کب سنتی تھی
مرآت نے اپنا گلا کاٹ ڈالا ایک اندھی سیاہ اوٹھی وہ ڈھانپا ہوا کر اوسکے ملازمون کے کلیجے پھٹ
گئے اوسدم مرآت کا زمین پر پڑا لاشہ سے چنگاریان نکلین ملازمون پر گرنے لگین جسپر چنگاری پڑی
وہ جلا ایک نے دوسرے کو جلایا جب ایک سے ایک لپٹا اسقدر آگ نکلی کہ سات لاکھ کا لشکر جلکر خاک ہوا سات
لاکھ کے سرکشتہ اور نعش ہیمہ خشک جلنا حیرت نے جو دیکھا دریائے حیرت مین غرق ہوش و حواس مین
فرق میسر ہونے لگی پکارتی تھی یارو تم نے دیکھا اس آئینہ نے کیا غضب کیا مرآت کا خاتمہ ہوا اوسکے
ہمراہ سات لاکھ کا لشکر جلا دیکھئے یہ آئینہ اب کیا کرتا ہے یہ کہکر رونے پیٹنے لگی پلٹی یہان ملکہ مہرخ
نے شکست خوردہ لشکر کو درست کیا بہار گلعذار کو بیچ مین لیلیا رزشار کرتی ہوئی چلین لشکرگاہ
مین آکر بیٹھین ملکہ مہرخ نے کہا خدا نے فضل کیا ورنہ مرآت نے کل لشکر کا خاتمہ کردیا تھا خواجہ نے
کیا کمال کیا کہ آئینہ بدل لائی ورنہ ایک زندہ نہ بچتا یہ باتین تھین سب خوش و محظوظ بیٹھے ہین اس
فتح کی بڑی خوشی حاصل ہوئی کہ خواجہ و برق و چالاک دوڑے ہوئے آئے نے کہا ملکہ جب بہار نے
یہان مرآت کو مارا ہم کنیزونکی شکل بنے ہوئے بارگاہ حیرت و بارگاہ مرآت مین پہونچے
گمان یہ تھا کہ جب مرآت قتل ہوگی باغبان و گلچین و مخمور وہان قید ہونگے ہمسے ملاقات ہوگی
اونکو رہا کرکے لاوینگے وہان کہین اونکا پتہ نہین دو چار کنیزین جو بھاگ گئی تھین کہ مرآت کی وہ رازدار
تھین اونسے جو پوچھا اونکی زبانی معلوم ہوا کہ باغبان و گلچین و مخمور کہین اور قید ہین لیکن ایک
کنیز کہ نہایت ضعیف و ضعیفہ ہے اوسنے یہ بتایا کہ ایک کوہ سنگین صحرائے آفت مین واقع
ہے اگر کوئی جاکر وہان سنگین جادو کو قتل کرے تب مخمور و باغبان و گلچین کی رہائی
ہو اور یہ بھی اوسنے کہا جاتا ہے کہ کوہ سنگین و صحرائے آفت بہت مشکل ہے اور یہ بھی اوس
کنیز نے بیان کیا کہ جو حال دریافت کرو آئینے سے ایک تاجدار پیدا ہوگا وہ سب حال
بیان کریگا اب آپ لوگ انجمن مشاورت منعقد کرین احوال دریافت کیا جائے کہ کسکو وہ ہمت
کرے وہ واسطے رہائی سرداران مذکور کے جاوے اوسیوقت ایک بارگاہ علیحدہ استادہ
ہوئی ملکہ بہار و مہرخ و شکیل و عمرو برق و برق لامع یہ چند سردار تینون عیار
اوس بارگاہ مین آکر بیٹھے گرد کشتگرد کش ہے ملکہ بہار نے آئینہ کو بیچ مین رکھا پکار کر آواز دی
اے آئینہ سامری بحق سامری ظاہر کر کہ مخمور و باغبان و گلچین کس مقام پر قید ہین دکھا

ایک دفعتی ہوئی آئینے سے ایک تاجدار نے سر نکالا پکار کر آواز دی اے مہرخ و بہار حقیقت مین زمانہ انقلاب
کا ہے طلسم ہوشربا کی عمر تمام ہوئی افراسیاب کی نمک حرامی اور غرور نے یہ رنگ دکھایا اب لاچین
رہا ہونگے اور طلسم کشا کو کوئی قتل نہین کر سکتا آپ لوگ مطمئن رہین عمرو نے کہا اے تاجدار جلیل ہم پوچھتے
ہین کہ مرآت قتل ہوئی مخمور و باغبان و گلچین کا پتہ نہین ملتا اوس تاجدار نے ہنس کر کہا اے
شہنشاہ فوج عیاری مجلو جانکا ڈر ہے افراسیاب آیا چاہتا ہے وہ مالک تحفجات سامری و جمشید
ہے یہ ایک ادنی تحفہ ہے ایسے ایسے تحفے ہزارون افراسیاب کے قبضے مین موجود مین اوسکا کوئی جواب
نہین دیسکتا اول آپ لوگ برائے تلاش قیدیان طرف مشرق کے جاوین ایک صحرا پر آفت ملے گا
اوس صحرا کو طے کر کے وسط صحرا مین ایک نخل سرسبز و شاداب ہے تم وہ دیکھکر طائر اوڑینگے ایک طائر سیاہ
بھاگے جدھر وہ بھاگے اوسی طرف جاتے وہ ایک چاہ مین کودیگا اوس چاہ مین پھاند نے گا ایک دروازہ
باغ کے اندر جاکر ملکہ سنگین کوہ در اتنا فقرہ تاجدار نے کہا تھا کہ زبان مین لکنت ہوئی اشارہ کر
کرنے لگا اشارون سے مراد یہ تھی کہ غلام اب رخصت ہوتا ہے خواجہ نے کہا کیون اے تاجدار خیر تو ہے تاجدار
کچھ اشارے کرتا ہے منہ سے نہین بول سکتا اب عمرو حیران ہوگیا مگر اسب کہتے ہین اے تاجدار جلیل
سنگین کوہ در کے آگے کچھ نہین کہتے تاجدار کانپ رہا ہے آئینے پر غبار آنے لگا خواجہ نے برق
سے اشارہ کیا کہ کچھ آفت آیا چاہتی ہے یہ کیا رنگ ہے بہار بھی پوچھتی ہے اے تاجدار بیان کر قسم
ہے تجکو سامری کل راز و نیاز کی باتین سمجھا دے ہم خود بے راہ ہوئی جاتے ہین ملکہ سنگین کوہ در اوس
باغ مین رہتی ہے کچھ مفصل بیان کرو تامل نہو کہ اتنے مین زمین کانپی خواجہ و برق و چالاک
دعا فرمین دفعت گھبرا کر چار جانب دیکھنے لگے کہ یہ کیا سحر کہ ہے کہ پھر ایک صدا ہیبت ناک آئی زمین پھٹ گئی
پہلوئے خیمہ سے افراسیاب جادو بہ قہر و غضب تمام پیدا ہوا آواز دی او بہار تجکو یہ حوصلہ
ہوا کہ تحفجات پر قبضہ کیا تو نے مرآت کو منع کیا تھا کہ آئینہ لیکر یہان نجا وہان مکارون کا جماؤ ہے
یاد رہیں نہ کہ تو مٹاتا ہے؟! اب مسلمانون کا قبضہ ہوا آئینہ تجسس ہو گیا اب داخل خزانہ نہین ہو سکتا
برق ایکطرف تڑپ کے بھاگا چالاک لوٹ مار کر سراچہ سے لپٹا خواجہ نے
گلیم اوڑھ لی ساحران مذکور تھرا کے بھاگے بہار کہین گئین مہرخ کہین چھپین
برق لامع غرق زمین ہوئین رعد و برق آسمان مین ڈوبے خواجہ

طلسم اوڑتے ہوئے دیکھ رہے ہین اور چہرہ تاجدار کا جو باہر آئینے سے نکلا ہوا تھا
افراسیاب نے آکر ایک پنجہ مارا کہا او بے حیا تجکو شرم نہین آتی حال راز دنیا سامری
و جمشید سامنے مسلمانون کی بیان کرتا ہی ہونے دو سے خداوندون کی روح پر صدمہ ہوا طمانچے
سے افراسیاب کے تاجدار کا سر پھٹ گیا تاجدار کو مار کر افراسیاب نے طرف آئینے کے دیکھا
آواز دی او مرآت سامری تجکو بھی غیرت نہ آئی مقام شرم و حجاب ہی کہ مسلمانون سے کلام کیا
وقائع نگار یہ پرچہ لکھینگے مورخین درج کتاب کرینگے اب یہ بات مشہور خاص و عام ہوگی کہ آئینہ
سامری نے باتین کین صورت بدنامی کی ہی آئینے سے آواز آئی او افراسیاب تیرے غرور نے
ساری طلسم کو ڈھایا اور جو باقی ہی یہ بھی مٹیگا تو ہاتھ سے اسد کے مارا جائیگا افراسیاب کے ہاتھ مین
جو دانت اوس تاجدار کے تھے وہی افراسیاب نے آئینے پر کھینچ مارے آئینے کے ہزار ٹکڑے ہوئے
ایک صدای دردناک آئی او افراسیاب خانہ خراب تونے آج توڑا مہر سامری توڑا اب تو بھی
زندہ نہ بچیگا افراسیاب نے ایک لات ماری کہ سب پرزے جلکر خاک ہوئے آئینہ کو جلا کر افراسیاب نے
پکار کر آواز دی اے صرصر و بہار سامنے سے بھاگ گئین ساربان زادہ بھی بھاگا ورنہ سب کو
گرفتار کر لیتا ایسی ایسی باتین کر کے افراسیاب تو چلا گیا ناظرین والا مقام
پر واضح ہو کہ یہ داستان متعلق جلد سوم ہی

دو کلمہ داستان حیرت بیان جانا خواجہ عمرو کا واسطے رہائی باغبان و ملکہ گلچین و ملکہ مخمور کے و قتل سنگین کوہ نشین باقی حالات متعلقہ داستان، ساقی نامہ تصنیف مصنف

ساقی مرا ماہر دکدھر سے
دیدار کو بھی ترس گیا ہون
زنجیر جنون کڑی پڑی ہے
کیون کرتے ہو امتحان عاشق

عاشق کے بھی حال پر نظر ہی
سودائی زلف یار ہون مین
دیوانون کی طبع پھر لڑی ہے
جانباز ہین عاشقان خودسر

اس فکر مین چار سو پھرا ہون
آشفتہ و بیقرار ہون مین
ای مشفق و مہربان عاشق
قدمون پہ رکھا ہی سر بھی اکثر

جان اپنی نثار کر چکے ہین
گیسو کے خیال مین پھنسینگی
انجم ہین فلک پہ تیرہ و تار
مجنون کی یہ دل مین کیا سمائی
مشتاق جمال یار ہے یہ
تیشہ پر دھڑ سے مارتا ہی
ہی دل مین کہ وصل ہو میسر
اب جان یہ اوسکے نکلتی ہی
کیون کاٹ رہا ہی کوہ فرہاد
ہی کیونکر تجھکو ہوا گوارا
شیرین شیرین جو ہین پکارا
اب عاشق نامور کہان ہین
عاشق معشوق کو ملایا
دونون نے فنا مین اپنی جا کی
اس رنگ مین داستان ہو تحریر

زندہ ہین کہ تم پہ مر چکی ہین
کیا ہجر کی رات کا بیان ہو
پوشیدہ نقاب مین رخ یار
فرہاد جنون زدہ کہان ہی
بس ہجر مین بے قرار ہی یہ
سختی مین جو دل پھنسا ہوا ہی
یہ سخت مہم نہ ہوئیگی سر
مشتاق دہر نے ستایا
پتھر سے سخت ہے یہ بیداد
جوش الفت نے کیا سمائی
فرہاد نے سر پہ تیشہ مارا
بیتاب ہوئی سکینہ شیرین
سر داغیون مین ہوا یہ شہرا
ای ساقی ماہ وش کرم بھی
کھینچے نقاش آکے تصویر

راتمین فرقت کی جان لینگی
مہتاب فلک پہ جب عیان ہی
لیلاے شب فراق آئی
تیشہ کن کوہ مین نہان ہی
شیرین شیرین پکارتا ہی
اس کوہ کو غم سے کاٹتا ہے
یہ عشق کی داستان سنی ہی
فقرہ عاشق کو یہ سنایا
معشوق سدھاری عدم سدھار
تیشہ کوہ کنی نہ کام آئی
نیرنگ بھی عشق کی عیان ہین
دی اوسنے بھی آکے جان شیرین
ایسی الفت کو کیون نہ مانین
ہین مست خیال یار ہم بھی
چہرہ سحر کا رنگ بھی جب دو

قصہ اس ڈھنگ کا سناؤ | چہرہ مرحلہ پیمایان دشت کربت و غربت و طی کنندگان مسافت

رنج و مصیبت اس داستان سحر عنوان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر سخن سازان بزم خوش بیانی و چنین سحر کردہ لن ترانی نہ مصنف داستان حیرت بیان ناظرین والا مقام سے عرض رسا ہی کہ جب افراسیاب خانہ خراب آئینہ کو توڑ کر گیا اوسی غصہ مین بارگاہ ملکہ حیرت مین آیا ملکہ حیرت نے تخت پہ بٹھایا افراسیاب نے کہا ای ملکہ عالم اس مرآت حرامزادی نے اکر صدمہ عظیم دیا آئینہ سامری توڑنا پڑا اگر یہ شکست کرتا تو کوئی سردار سلمانون سے نہ رکھتا مرآت آئینہ دار ایسی زبردست ساحرہ تھی اوسی آئینہ سے قتل ہوتی ہی اب ایا بدولت جاتی ہین ایسی ساحر کو جا کر بھیجینگے کہ مسلمانونکو جان مشکل ہوگی ملکہ حیرت نے کہا

انتظام نہوگا کوئی سردار نہ بچ سکیگا افراسیاب نے کہا اے حیرت بڑا غضب یہ ہوا کہ آئینہ
سامری مین ایک تاجدار پیدا ہوا اسلئے ان دنون تزلزل ہے باغبان و گلچین نے جو چہرہ ہی تھے جب سے
جا کر تاجدار کو دکھایا آتش کو توڑ ڈالا اب مین انتظام راہ گذر ساربان زیادہ جانیگا باغبان
گلچین مخمور کی رہائی کی صورت نکالونگا حیرت نے کہا آپکو اختیار ہے افراسیاب نے
کہا ایک دن مین سب کا خاتمہ کرونگا کسکی مجال ہے کہ ماہ دولت سے لڑ سکے حیرت ہمہ تن گوش ہوکر
سن رہی ہے چالاک کھڑا ہوا سر پر حیرت کے مگس رانی کر رہا ہے اسکو ہر دن دیکھے حیرت کو گمان
بھی نہین ہوتا ہے حیرت نے سر جھکا لیا کچھ جواب نہ دیا افراسیاب نے کہا ماہ دولت جاتی ہین اب رکنا بہتر نہین
ایسا انتظام کرون کہ عیار وہان تک نہ جا سکین افراسیاب نے چالاک نے آنکھ ملائی نازک نازک
ہاتھ اوٹھا کر اشارہ جو کیا سینہ اوبھارا جب افراسیاب نے آنکھ ملائی تنہائی کے خیمہ کا اشارہ کیا
افراسیاب نے کہا حیرت یہ جو سامنے زرد جوڑا پہنے کھڑی ہے اسکا کیا نام ہے حیرت نے کہا
کیون آپکو کچھ توجہ ہوئی افراسیاب نے کہا مین اس سے ایک بات پوچھونگا حیرت نے کہا
اختیار ہے زعفران اسکا نام ہے افراسیاب اپنے مقام سے اوٹھا حیرت حیران
ہے کہ یہ کیا معرکہ ہے افراسیاب نے پکار کر کہا اے زعفران ذرا ہمارے پاس آؤ چالاک
اوسوقت نہایت ہی حسین صورت تھا ہی اصل مطلب یہ تھا کہ افراسیاب نے چالاک کو پہچان لیا
جب افراسیاب نے پکارا اور افراسیاب پردہ اوٹھا کر خیمہ مین گیا چالاک نے کنارے
آکر دیکھا ایک اور خواص زعفرانی جوڑا پہنے کھڑی تھی چالاک نے اوس سے کہا جا تجھے شہنشاہ بلاتے
ہین آپ تو کنارے ہوگیا وہ خواص اندر گئی افراسیاب ٹہل رہا ہے جیسے ہی وہ خواص اندر
آئی افراسیاب نے کہا ہم حکم دیتے ہین بیٹھ جاؤ اوسنے ہاتھ باندھکر کہا میری کیا مجال افراسیاب
نے کہا ہم حکم دیتے ہین بیٹھ جاؤ وہ کنیز بیٹھی افراسیاب نے ایک دستک دی کہا اے ہوا اوڑا
لینا چوکی زمین سے بلند ہوئی وہ خواص چیخی کہ اے شہنشاہ مجھکو کوئی ہوا پر اوڑائے لیے جاتا ہے
افراسیاب نے کہا او نالائق مین نے تجھکو پہچانا اب عالم بالا کی سیر کر عمر گذر گئی سو گز زمین سے چوکی
بلند ہوئی ہوا پر اوڑتی پھرتی ہے افراسیاب باہر خیمہ کے آیا ملکہ حیرت سے کہا چالاک بن
تھا مین نے اوسکو اوڑا دیا اب دنکی دھوپ رہ گئی ہے اوس مین تڑپ تڑپ مر جائے گا حیرت

کو ہی چالاک کی محبت پر خیال ہو سنا آگیا جی مین کہتی ہو ای حیرت بڑا غضب ہو گیا مفت مین بیچارہ
مارا گیا افراسیاب کی زنان نے کہا خیر ایک عیار تو کم ہوا افراسیاب تو تخت پر سوار
ہو کے چلا گیا لیکن وہ جوکی اڑتی ہوئی جاتی ہی چالاک بھاگا ہوا لشکر مین آیا سب احوال خواجہ
سے بیان کیا خواجہ عمرو نے گلے سے لگا یا کہا اے فرزند کیا کتنا خوب افراسیاب کو دھوکا
دیا چالاک نے کہا بہتر یہ ہی کہ برای رہائی باغبان و گلچین و مخمور تدبیر کیجئے خواجہ نے کہا مین جاتا ہون
بہار نے کہا خواجہ مین بھی چلونگی مجھے مخمور کے گرفتار ہونے کا بڑا صدمہ ہوا مین ضرور چلون گی
خواجہ نے بہار سے کہا اور وعدہ کیا کہ اول مین اوس صحرا مین جاتا ہون جہان کے طائر رہبری کریگا
اوس تاجدار نے اتنا کہا تھا کہ کوئین مین جاکر ایک باغ ملیگا وہان سنگین کوہ و رہنین معلوم ہی
رہتا ہی سنگین کوہ ور لکھنے ہوش ہوا تھا کہ افراسیاب آگیا آفت برپا ہو گئی بہار نے کہا
خواجہ باغ مین سنگین کوہ وری ملاقات ہوگی مین بھی وہان پہونچونگی تجبی آ بیسین وعدہ کرکے
بہار نے دستانہ دی ایک جھونکا ہوا کا چلا بہار مثل بوی گل غائب ہوئی خواجہ باسا عیاری سے
آراستہ ہوکر تاجدار نے سمت کہی تھی اوسی سمت سب سے رخصت ہوکر چلے راہ کو طی کرتے ہوتے جاتے
ہین اکثر راہ مین مسافر بھی ملے اونکی بھی خبر لی بعد تھوڑے عرصے کے ایک صحرا ملا کہ اوس مین
نخل بہت تھے ایک نخل وسط صحرا مین نہایت سرسبز و شاداب تھا اوس پر ہزارہا طائر بیٹھے ہوئے
زمزمہ سرائی کر رہے تھے ایک طائر سیاہ رنگ منقار کھولے ہوئے خوش الحانی و شیرین زبانی
کرتے کرتے اپنے مقام سے اڑا خواجہ جی مین کہتے ہین اب تک تو قول اوس تاجدار
کے صحیح ہین عقب مین اوس طائر کے چلے وہ طائر قریب ایک چاہ کے پہونچا جب چاہ دکھائی
دیا طائر نے قیل مارکر اوس چاہ مین گرا خواجہ پہلے تو بہت ڈرے اور آبرو کا خیال کرکے
جاتے تھے نہ کودتے لیکن قول تاجدار کا یاد آنا ناچار و مجبور ہوکر کود ہی پڑے جب
زمین سے پانون آشنا ہوئے دیکھا ایک دروازہ بہت معمول ہی جھانک کے دیکھا ایک
باغ بہشت آئین نخل پھولون سے لدے ہوئے بار اثمار سے سر بسجود کل طائران زمزمہ
سرا شاخون پر بیٹھے ہوئے کر رہے ہین کبھی پرونکو کھولتے ہین بجوش الحانی بولتے ہین
نہرین جوش مار رہی ہین ہر موج آب روان لبان زلف محبوب حباب نہایت مرغوب مطرب

چشمے نے براے نظارۂ چمنستان آنکھیں کھولیں گرداب سیر لاجواب مچھلیاں تڑپ رہی ہین جب پانی سے
باندھ ہوئین برق چمک گئی زمین خجستہ آئین روشون پر سرخی کٹی ہوئی مالنین باغبان بچیان حسین جمیل
لہنگے بھاری پہنی ہوئی سنہری کٹوریان ہاتھ مین گلی سری پھل اوٹھاتی پھرتی ہین زرد تبون کا قشان بنین
ہر چمن سر سبز وشاداب پھول لاجواب نسیم گل کا پیچ وتاب باغ پر بہار عندلیب خوشنوا کی پکار وہ طائر
سیہ فام جسکے تعاقب مین خواجہ آئے ہین بارہ دری کے تپے پر آکے بیٹھا ہے سر اوٹھا اوٹھا کر بار بار
چہار جانب دیکھ رہا ہے زمزمہ سرائی تو موقوف کی کبیدگی سے ظاہر ہوتا ہے کہ رنج وغم مین ہے خواجہ
حیران ہین کہ مین کیا کرون گلیم اوڑھے باغ مین گئے دور سے دیکھا بارہ دری کے پردے بندھے
ہین ایک نازنین سو کے اوٹھی آنکھیں ملتی ہوئی سب کنیزین دوڑین کہتی ہوئین کہ ملکہ ہماری
سنگین کوہ در بیدار ہوئین خواجہ بڑھکر ایک نخل کے سایے مین آئے ایک باغبان بچی کو اشارے
سے بلایا کنارے لیجا کر اوسے بیہوش کیا اوسی باغبان بچی کی شکل بنکر طرف بارہ دری کے چلے سب
باغبان بچیان پیچھے ہین سامنے بارہ دری کے پہونچے سنگین نے پکار کر کہا اے گل اندام میرے پاس آ مجھے
تجھ سے کچھ کہنا ہے خواجہ جھپٹ کر بارہ دری پر گئے ملکہ نے کہا ارے چمن زعفران بھی درست کیا خواجہ
نے جواب دیا حضور آٹھ پہر اسی کام مین رہتی ہو ملکہ نے کہا دیکھو تو نخل سب خشک پڑے ہین جیسے ہی
خواجہ ادہر پلٹے تمام کنیزین خواجہ کے لپٹ گئین خواجہ ہان ہان کرتے ہین سنگین کوہ در نے
کہا اونگوڑے یہان کہان آیا طائر پکار پکار کہ رہا ہے تمکو تو منع کرتا تھا تم نے اوسکی بات کو نہ سمجھا
کیسے عیار ومکار ہو اب دیکھون میرے ساتھ کیا کرتے ہو ہم ابھی تمکو قتل کرینگے یہ کہکر کنیزون سے اشارہ
کیا چمن باغ مین اس شخص کو لیچلو کنیزین کشان کشان خواجہ کو لیکر صحن باغ مین آئین جو چبوترہ
بنا تھا وہان بٹھائین گردن پر خواجہ کی کوڑے کا نشان دیا سنگین بھی آکر کھڑی ہوئی کہا جلد قتل
کرو ایک کنیز جب تلوار کھینچکر سر پر آئی شلنگین لگانے لگی کہا ملکہ حکم دو کہ مین اسکو قتل کرون ادہر حضرت
عمرو کی بے قراری آہ وزاری پکار پکار کر بخضوع وخشوع دعا مانگ رہے ہین اے رب
کارساز اے خالق بے نیاز بچالے نظم۔

همه خلق شاه وگدا خاص وعام	خدارا پرستش کنند صبح وشام
چه نام ست نام خدا نام حق	که هم نام او نیست در دهر نام

به یاد خدا هر که عادت کند — بماند به هر دو جهان شادکام
نیاید به هوش آنکه اندر جهان — ز دنیای الفت کند نوش جام
کند شغل مرد خدا حق پرست — به ذکر شب و روز فکر دوام
قدم هر که اندر طریقت نهاد — کند طی ره خضر سی در دو گام
بحکم خدا هر که گردن نهاد — شود خادمش خلق و عالم غلام
بحق هست انجام و آغاز خلق — از او ابتدا و بر او اختتام
خدا واحد و لاشریک است و بس — بسے را درین نیست جای کلام

اس طرح ملک ملک کے دعائین مانگین یہ بھی عرض کی اے معبود حقیقی کوہ مرا ندب یہ تونے
تجھ سے وعدہ کیا تھا کہ جتنے تین مرتبہ بھری تیغ کی تجھ مانگا ہے جاحنبا کے اسکا سامنا ہو گا آج یہ کیا غضب ہے اب ملک الموت
کا سامنا ہے سنگین کوہ در کھڑی ہے گرد کنیزین ایسا ایک کا یہی قول ہے کہ جلد اس بے زبان دل کی
کو قتل کیجئے اسکی وجہ سے صدہا ملک ایران تیغ سے مار رہی ہے ان ستونکا نام منتاب ہے یہ قتل ہو جا تو مذہب
سامری پرستون کو رونق ہو یہ سب ذکر کر رہی ہین سنگین کوہ در نے اشارہ کیا کہ یہ کاٹ دو
جشن تلوار کھینچکر آگے بڑھی کہ سر کاٹے آسمان سے ایک برق چمکی عمرو نے دیکھا کہ ملکہ بہار گلشن آرا
طاؤس زرین بال پر سوار زمین پر آئی تڑپتی ہوئی ہے ایک پھول اوٹھا کر پھینکا یا جسکے ہاتھ مین
تلوار تھی اُسکے سر پر پڑا جلنے لگی سب کنیزون نے بہار پر بلوہ کیا سنگین آواز دے رہی ہے اسکو مار ڈالو
یہ جادو ہے بارے بہار نے بھی سحر کیا کنیزین منہ کے بل گرین سنگین کوہ در نے آواز دی اے سیہ فام جادو
دیکھو مددگار عمرو کی یہ آگئین وہ طائر سیہ پر جو بارہ دری پر بیٹھا زمزمہ سرائی کر رہا تھا زمین پر
گرا دیکھا ایک زنگی شمشیر دو دستی کر رہا بہار نے بڑھکر گلدستہ مارا زنگی نے ہاتھ روک
لیا گلدستہ کو پھینکدیا سنگین کوہ در نے پکار کر کہا اے بہار اس باغ مین یہ گلدستہ کام نکریگا یہ باغ
اور رنگ ہی دکھاتا ہے بہار نے مارے زنگی نے ہاتھ مین روک لیے آخر مین بہار نے گلے سے بدھی اوتاری جب
وہ پھینکی زنگی تھو پاسنگین نے للکارا اری کیون دیوانہ ہوئی ہے دیکھ ہوش مین آ زنگی بہار پر جا پڑا چاہتا تھا
کہ لڑے بہار نے [illegible] زنگی نے سر آگے کر دیا زنگی کا زخمی ہوا قطرات خون سر کے بہار پر جو قطرے
خون کے پڑے تو رنگ رد سیہ ہوا چیخ مار کر گری بیہوش ہوئی لیکن جب بہار گری آکر سحر آزاد جشن جادوگر خواجہ جیوث

کر جاے کے کنارے کھڑی دیکھ رہی تھی دیکھا وہ زنگی ملکہ بہار کو بیہوش کر کے قتل کرنے چلا کہ پہلو سے آواز
آئی اے سنگین کیا کرتا ہے سیہ فام بڑی شخص ہے باغ لشکر اسلام مین اسی کی بہار ہے یہی گلعذار ہے
زنگی نے پلٹ کر دیکھا شہنشاہ طلسم ہوشربا افراسیاب جادو چلے آتے ہین دونون کی تعریفین کرتے
ہوے زنگی نے جھک کر سلام کیا افراسیاب نے اشارے سے اپنے پاس بلایا زنگی کو آواز دی
تم بھی ہمارے پاس آؤ سنگین کوہ ورد سیہ فام دوڑے ہوے قریب آئے افراسیاب نے کہا
اے سنگین اے سیہ فام عمرو تمھارے سامنے چھوٹا سامری و جمشید نے گرفتار کر لیا دیکھو اوسکو
پھر بہار کے کھڑے ہین تمکو نہ معلوم ہوتا ہوگا دونون شانے سے شانہ ملا کر کھڑے ہو آنکھین بند کرو تب تمکو
سامری و جمشید معلوم ہون دیکھو ساربان زادہ کس حال مین ہے دونون شانے سے شانہ ملا کر
کھڑے ہوے آنکھین بند کر لین افراسیاب آگے نے دونون کے گلے مین حلقہ ہاے کمند ڈالدئے دونون گرے
حباب مار کر بیہوش کیا دونون کو قتل کر کے عمرو نے کپڑے اوتارے بہار کو بھی ہوش آیا باغ جلنے لگا عمارتین
گر پڑین سارا باغ جلکر خاک سیاہ ہوا آوازین مرنے کی جادوگرون کی آئین بہار نے کہا خواجہ کیا کار نمایان کیا
اب چلنا چاہیے بہار تو سحر کر کے غائب ہوئی خواجہ عمرو بھی چلے اوس صحرا کو طے کر کے صحرا مین پہونچے
دیکھا سامنے ایک کوہ ہے اوس پہاڑ پر ہزار ہا جنگل لگی ہوئی ہے اب خواجہ عمرو حیران ہین کہ کیا تدبیر کرین
سوچتے سوچتے زنگ نے روغن عیاری کا نکالا ایک گڈری کی صورت بنکر تیار ہوے طنبورہ زنبیل سے نکالا ایک
نخل کے سایے مین بیٹھکر گانا شروع کیا خواجہ بیٹھے ہوے گا رہے ہین پہاڑ کی جانب نگران مثل آئینہ حیران
دیکھا یکایک اندر سے اوس پہاڑ کے بجلی چمکی ایک نازنین کو دیکھا سانولی صورت دریاے جواہر مین غوطہ زن
غنچہ دہن رشک چمن ہنستی ہوئی آتی ہے خواجہ دزدیدہ نگاہ سے اوسکو دیکھ رہے جب وہ قریب
آئی خواجہ خاموش ہوے اوس کنیز نے آکر سلام کیا مسکرا کر کلام کیا بڑے میان صاحب اس
صحراے ہولناک خیر وحشت انگیز مین آپ کیونکر آنا ہوا تھوڑے دنون سے یہ راستہ بند ہے سنگین نے ایسی
طلسمات سے انتظام کیا کہ اب کوئی نہین آ سکتا تم وہ کیسا آوارہ دشت ادبار مصیبت مین گرفتار
پھرتے پھرتے ادھر بھی آ نکلے شاید کسی سے دانا کی ملاقات ہو سب جادوگر نابکار گئے مسلمانون کی جانب
بدعملداری یہان گری ہے خبر آئی کہ مسلمانون کا دغدغہ ہے کسی کو نکلنے نہین دیتے پہاڑ مین کون صاحب
رہتے ہین ہم تو تم لوگون کو بھیک دیتے ہین کنیز نے کہا ملکہ اقبال گیسو اس پہاڑ مین رہتی ہین شہنشاہ کی

بڑی نظر رحمت ہی اکثر تشریف لاتی ہین ملکہ سوتے سوتے اوٹھی تھین تمھاری گانیکی آواز سنکر
فرمایا کہ جاکے دیکھ یہ کون گاتا ہی لیکن یہ سب میان ملکہ دختر ماہنداختر خفران ظلماتی ہین تمام پردہ
ظلمات کی حاکم ہین یہان بھی ہمارے جانب عملداری ہی شوہر نے اونکی انتقال کیا سب شوہر کی جاگیر
انھین کو ملی یہ مزاج بہت ہین خواجہ نے کہا ہم غریبون پر نظر مہر و وفا ہوگی کنیز نے کہا اگر مہربان جانگی
اور شہنشاہ کو سنوادینگی تو پھر ایسا کچھ ہوجائیگا کہ تمام عمر تونکو چھٹی ہوگی عمرو نے کہا کیا کہون آپ مجھکو
وہانتک لیچلئے پھر مین ہی ملاقات کی تدبیر کرونگا کنیز نے خواجہ کو ساتھ لیا اپنے ساتھ لیکر چلی درہ کوہ سے
جو گذری دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہوا ہی سوا مرد کے آرہی ہے کنیز ساتھ لیکر عمرو کو
اندر باغ کے آئی دیکھا ہزارہا قفس طائرونکے درختون مین لٹکتے ہین طائر منہ جھکائے بیٹھے ہین کوئی طائر
آواز نہین دیتا جیسے عمرو روش پر ہی گذرا طائرون نے پرون کو کھولا چاہتے تھے منہ کھولین چہچہے
آوازدین لیکن کچھ اشارہ کرکے رہجاتے ہین بعض طائران ہفت رنگ بعضون کے سینون پر گل بوٹے
مثل عقد پروین ہوا بھی چل رہی ہی خواجہ روشونکو طی کرکے قریب بارہ دری کے پہونچے دیکھا
یہ ایک جادوگرنی بڑی قد قامت کی بد صورت بیٹھی ہی ابرو دن پر بل پڑے ہوئے کنیزین صدہا گرد کھڑی
ہین کسیکے ہاتھ مین آفتابہ کسی نے لاکر طشت سامنے رکھا ہے کسیکے ہاتھ مین رومال ہی کس رانی کا ری
ہی گروہ ساحرہ درہم وبرہم بیٹھی ہی کنیزون سے کہتی ہی آج کیسا انقلاب ہی طائرونکو ہائے بسین وغیرہ
پہونچایا زمزمہ سرائی نہین کرتے دن دل گھبراتا ہی ہوا اکثر باغ مین چل رہی ہی پھول شگفتہ ہوکر
کیون مسکراتے ہین کیا میرا منہ چڑھاتے ہین آج کسیکا گذر میرے باغ مین ہوا کنیزین عرض کرتی ہین
حضور یہان کون آسکتا ہی فصل گرما دفع ہوئی سردی کی آمد ہی اسی وجہ سے ہوا سرد چل رہی ہے
ساری باغ مین حضور کا اختیار کسکی مجال ہی کہ یہان آسکے آمد بہار قریب گلچین وصیاد سے نصیب
کہ اتنے مین خواجہ سامنے آکر کھڑے ہوئے خواجہ نے اپنے قاعدے سے سلام کیا ہاتھ اوٹھا کر دعائین دینے
لگے عمر کی ترقی ہو شکر ہی سامری و جمشید کا کہ اونکے بندون مین گذر ہوا جسطرف جاتے ہین غلغلہ ہی
مسلمانان باز نہین رہتے بندگان سامری و جمشید کہان گئے جو انھون روز ترقی کی ہے
ملک یہان تک بھی مسلمانون نے لیلی ساحرہ نے نگاہ قہر طرف خواجہ کے دیکھا کہا کیون اے
مخنث اس ہیرا مین کیونکر آیا تجکو ملکہ سنگین کیون نہین روکا عمرو نے کہا مین تو

سنگین کوہ در کو نہین جانتا مبتلای رنج و مصیبت فاقہ کشی و غربت کا مارا پھرتے پھرتے اسطرف بھی نکل آیا عمرو نے جو بھولی بھولی باتین کین ساحرہ نے حکم دیا فرش بچھاؤ کنیزون نے فرش بچھایا کہا اوستاد جی وہان چلکر بیٹھیے خواجہ وہان سے فرش پر آکر بیٹھے مگر پریشان جی مین کہتے ہین اس بد مزاج سے خدا بچائے کہ اقبال گلپوش آکر بیٹھی گرد کنیزین کہا اے شخص تیرے آنے سے مجھکو بہ تردد ہے کہ تو ہم تک کیونکر پہونچا اور دکان کیا نہین معلوم ملکہ سنگین کوہ در پر کیا گذری عمرو نے کہا ملکہ مین نہین بتاتا بہت مجکو یہان سے آیا ساحرہ نے کہا اچھا گاؤ عمرو ناچار ہوکر بدقت منہ کانپ رہا ہے طنبورہ چھیڑا طنبورے کو درست کرکے اوسی جادوگرنی سے آنکھین ملائین اوسی کی تعریف مین غزل گائی

نظم

جہان مین کب کوئی تجسا حسین ہے — ہلال ابرو مہ تابان جبین ہے
تیرے کوچے کی اے بت جو زمین ہے — خدا کی شان ہے عرش برین ہے
علی وہ باب شہر علم دین ہے — کہ دربان جسکا جبرئیل امین ہے
پتا ہون مین بیان اوسکے دل و جان کے — الہی مین کہین ہون وہ کہین ہے
ترے کشتے کی اتنی ہی خموشی — دہان زخم تک گویا نہین ہے
سلیمان مین ہی اپنے وقت کا ہون — پری رو آپ سا زیر نگین ہے
بدن پر بار ہے پھولون کا سایہ — مرا محبوب ایسا نازنین ہے
نجا کوچے مین اوسکے دیکھ زاہد — وہ کافر غارت ایمان و دین ہے
مٹا دینگے لکھا تقدیر بد کا — در جانان ہے اور اپنی جبین ہے
حقیقت خاک الفت کی تبا مین — نہین جسکا فلک یہ وہ زمین ہے
رخ روشن یہ خال اور زلف مین چین — یہ ملک ہند وہ اقلیم چین ہے
عبث کھاتے ہو قسمین دیکھ لینگے — ہمین صاحب کے آنے کا یقین ہے
سمجھکر اوسکے گیسو کو لگا ہاتھ — یہ کافر دیکھ مار آستین ہے
اگے جب تربت عاشق ہے تو نرگس — یہ مردم خیز ایسی سرزمین ہے
نہین ترشا ہے خنجر دم قتل — دلا صد آفرین صد آفرین ہے
لکھا رعنا نے وصف خال جانان — مقرر ایک ہی وہ نکتہ چین ہے

عمرو نے جو یہ غزل گائی اقبال گلپوش گانے سے جھوم تو گئی لیکن کہتی ہے اے شخص تیرے آنے سے دلکو کھٹکا
ہوتا ہے جانور میرے سب خاموش بیٹھے ہین ہوا ٹھنڈی چل رہی ہے اسکا کیا باعث عمرو نے کہا حضور
میری بدنصیبی کنیزون کیطرف متوجہ ہوئی کہتی ہے کیون صاحبو کبھی تمنے ایسا دیکھا تھا کہ طائر میرے
زمزمہ سرائی نہ کرین ہوا کو دمبدم اعتدال بڑھتا جاتا ہے شاید باغی کا میرے باغ مین گذر ہوا عمرو
حیران ہے کہ مین کیا اسکو جواب دون کہا حضور شاعر نے آپ ہی کی تعریف مین سراسر شعر کہے ہین
وہ عرض کرون اقبال گلپوش نے کہا اے اوستاد زمانہ حقیقت مین تو بڑا خوش آواز
ہے گانے مین بھی سوز و گداز ہے لیکن مین جب سے اوٹھی ہون کیا کہون میرے قلب کا کیا حال
ہے طبیعت رہ رہ کے گھبرائی ہے مین ذرا امتحان تو کر لون سامنے قفس آہنی رکھا تھا اوسمین
ایک طائر سرنگون بیٹھا تھا اقبال گلپوش نے کہا کیون اے طائر سامری آج مزاج کیسا ہے؟
کچھ زمزمہ سرائی کرو تعریف مین خداوندون کی مصروف ہو ہماری بھی روح کو راحت اور دل کو
فرحت حاصل ہو تمھارے خاموش بیٹھے رہنے سے دل کو ہول ہوتا ہے یہ کہنا تھا کہ اوس
طائر نے سر اوٹھایا منہ کھول کر زمزمہ سرائی کرنے لگا پھر مثل انسان کے آواز دی اے
ملکۂ عالم ہم خاک نشین ہوئیں نام سامری و جمشید مٹانے والا تمھارے پہلو مین ہے اسکو لینا
یہ ہرگز جانے نہ پائے ہوائے سرد کا باعث یہ ہے کہ بہار کا اس باغ مین گذر ہوا کیونکہ ہوا
کو اعتدال ہو جب طائر نے یہ کہا رنگ و روغن بھی عیاری کا چہرے سے خواجہ کے
اوڑ گیا بصورت اصلی ہو گئے خواجہ عمرو نعرہ کرکے اقبال پر جا پڑے اقبال گلپوش نے ایک
دو ہتھڑ مارا خواجہ لڑکھڑا کر گرے اقبال نے دیکھا ایک نخل سامنے پھولون سے لدا ہوا ہے
اوسپر گولہ مارا نخل لہرا کر گرا نیچے کے پاس ایک دنا ٹھا ہوا کنیزون نے دیکھا ملکہ بہار
گلعذار خاموش کھڑی ہین ظاہر ہوا کہ ملکہ خوب پہچانا تمام کنیزین و اقبال گلپوش بہار
کی جانب چلین سب کے سحر بہار پر پڑھنے لگے ملکہ بہار سب کے سحر دفع کر رہی
ہین جسقدر قفس [illegible] کے لٹکے تھے سب طائرون نے منقارین کھولین یکایک
کر مثل انسانون کے آواز دیتے ہین اے ملکہ عالم ہماری خاموشی کا سبب کھلا
یہ باعث تھا کہ ہم زمزمہ سرائی نہ کرتے تھے اب بھی ہمکو بڑا ملال ہے دیکھئے انجام کار

کیا ہوا ای ملکہ عالم اپنی کو بچاسے ورنہ آفت آیا چاہتی ہی طائرون نے اسقدر غل کیا کہ باغ مین ہنگامہ
ہو گیا ہر طرف سے آوازین آتی ہین ای اقبال اپنے کو بچانا بس آج تیری واسطے باعث خرابی
ہی بہار کا باغ مین آنا موت تیری قریب ہی ہر ساکن باغ نے نصیب ہی اقبال کیسی گھبرائی ہی کہتی ہی
اری کمبختو یہ کیا فال بد منھ سی نکالتی ہو ایسے الفاظ منھ سی نہ نکالو میرا دل گھبراتا ہی مجھکون مار سکتا ہی
بہار کی یہ مجال ہی جاتی تھی کہ میرے باغ مین آکر باغبان گلچین و محکومہ تیرے ہین ضرور شمہ و غبار
آئیگا وہ ظہور ہوا ای طائران سامری تمکو کیا انتظار ہی اری جمشید جور پرست کو خبر کردو وہ آ کے
اسکو پکڑ لیگا ایک طائر قفس توڑ کر نکلا آسمان مین جا کر غائب ہوا تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ ابر آسمان پر
پیدا ہوا یہان ملکہ بہار نے سب کنیزون کو دیوانہ کر دیا ہی اقبال سر پیٹ رہی ہی کہ اری کمبختو اپنے
کو سنبھالو ہوش مین رہو دو چار پرچہ بہار نے سر کیا وہ مبہوت ہو کر اقبال گلپوش پر حملہ کرنے لگین ایک
نے بڑھ کے طمانچہ مارا پھر اقبال نے ان سب کو قتل کیا روتی جاتی ہی کہتی ہی ہائے میری کنیزان جانباز
ہو گیا کہ ابر سیاہ پھٹا دیکھا ایک ساحر تخت پر سوار تاج پہنے ہوئی موتیون کے مالے گلے مین پہنے ہاتھ
امر کے اسباب سحر سامنے رکھا ہوا ملکہ بہار طرف اقبال گلپوش کے چلی ہین کہ آواز
آئی سنو جمشید ثانی مجھ تو ہے اقبال گلپوش نے پکار کر آواز دی ای عاشق صادق میرے
مجھ سے کبھی انکار نہین کیا ہمیشہ پابند حکم رہی جب تم نے بلایا بلا تکلف چلی آئی آج ان ظالم نے
سب کنیزونکو میری قتل کیا کنیزونکا خاتمہ ہو گیا ساری باغ مین دریا خون کا بہ رہا ہی جمشید نے
کہا کہان اقبال گلپوش نے کہا وہ سامنے کھڑی ہے بہار گلعذار منظور نظر بادشاہ ہوشربا
رنگ سحر شگفتہ ساحرون مین یکتا اسی ظالم کا نام ہے پلٹ کے جمشید نے دیکھا ایک مہ جبین
ماہ وش بوٹا سا قد گلعذار غنچہ دہن کبک رفتار نام نامی ملکہ بہار حقیقت مین رشک بہار
گلعذار سرو قد نخل جوانی بہار حسینان جہان کی افسر دیکھتے ہی جمشید مر گیا سینہ آیا
قلب تھرایا منھ سے دھوان نکلنے لگا سوز عشق سے کلیجہ جلنے لگا کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا مگر
اقبال کا یہ آشنا ہے زمین پر آیا دل سے کہتا ہے ایسی مہ جبین کو قتل کردون اسکے
خون سے ہاتھ بھرون کہا اے اقبال تیری محبت کا دل پر نقش ہے برسون گذرے
لیکن بہار نے غضب کیا باغ پائمال کیا اقبال کبھی پھر نے لگتہ باد نخوت سے چور ہی

اقبال نے کہا صاحب جلد اسکو قتل کرو چند کنیزین جو باقی رہی ہین یہی بچ جائین تو بڑی بات ہے
جمشید نگاہ محبت سے بہار کو دیکھتا ہے دل سے کہہ رہا ہے اگر یہ معشوق پری وش ملے غنچۂ آرزو
پر مکان ملا ہوا ہے اس معشوق کے ساتھ عیش کرون اقبال سے کہا تو بڑا عجب سحر کرین
اسکو بے ہوش کرکے ماردون لیکن اسوقت غصہ سے ایسا نہو مجھسے زیادہ ہو جلدی مین ایک ہی
کردونگا اقبال گلپوش تو اس جوش مین بڑھی کہ پشت پر سر اپنی بان موجود ہے
بہار پر گولہ مارا بہار نے بڑھی چوبون کی گونے پر ماردی کہ گولہ پھر گرا جمشید نے گولہ سحر کا
تیار کرکے باطمینان تمام بہار کو دکھایا کہ تمہارے دشمن کو قتل کرتا ہون میری جانبازی کا خیال
ہے بہار نے مسکرا کے منہ پھیر لیا جمشید نے گولہ مارا پشت پر اقبال کی پڑا سینے کو توڑ کر پار گذرا ایک
آواز مہیب آئی جمشید تو اقبال گلپوش کو مار کر غائب ہوا جو کچھ دل مین ہو جائے اوسکا خیال
ہوگا یہان آندھی سیاہ چلی باغ تمام جلنے لگا خواجہ نے رہائی پائی اپنے مقام سے اوٹھ بارہ دری کی
جانب دوڑی فرش وغیرہ لوٹنے لگے جو تھے بانی عدو زنبیل کی چند کنیزین جو باقی رہی تھین اونکو
بہار نے قتل کیا اب تلاش مین مخمور و باغبان و گلچین کے چلے ایک مکان سے کراہنے کی
آواز آئی ملکہ بہار و خواجہ اوس مکان کی جانب چلے اوس مکان مین قفل لگا تھا قفل کو کاٹا
دیکھا مین قفس لٹکے ہوے ہین ہزار آتشین جسم مین جسکے تھے وہ جلگئے باغبان یہی کہہ رہا ہے شاید اقبال
گلپوش قتل ہوئی اب سوزن زبان سے نکالے کہ دیکھا بہار و خواجہ آکر پہونچے بہار نے بڑھکر قفس
توڑے زبان سے اون تینون کی سوزن کو نکالا تینون نے رہائی پائی باہر مکان کے آکے دیکھا سارا
باغ ویران پڑا ہے قفس جلے ہوے طائر مرے ہوے نخل سب جل گئے چمنستان سے حال اوس باغ کا دیکھکر
ایک عبرت ہوئی ایسا باغ سرسبز و شاداب مرنے سے اوسکے یون تباہ بہار نے باغبان سے بیان
بھی کیا کہ عجب طرح کا سانحہ گذرا جمشید ثانی بڑا ساحر زبردست ہے ہمراہ اقبال آیا میری جانب
ہنس ہنسکے دیکھتا تھا مجکو دکھا کے پشت پر اقبال کے گولہ مارا مین معلوم مسخرہ کیا سمجھا کہا اوسکی
مین آیا باغبان نے کہا خدا خیر کرے وہ ضرور تمپر عاشق ہوا یقین ہے کہ فساد برپا کرے یا راہ مین روکے
اوسکا مطلب یہ رکھا تھا بہار نے کہا وہ کیا بے حیا سمجھا جائیگا مخمور نے کہا اوسکی کیا حقیقت ہے
گلچین نے کہا وہ بڑا زبردست ہے اگر مقابلہ پڑیگا تو بڑی خرابی ہوگی آخر صلاح ہوئی کہ اب

بیان سے نکل جاؤ ملکہ مہرخ گھبراتی ہونگی ایک تخت تیار کیا بہار مخمور و گلچین باغبان ایک
تخت پر سوار ہوئی خواجہ سے کہا آپ بھی سوار ہولیجئے خواجہ نے کہا آپ لوگ مہربانی فرمائیے
ہم اپنے چلے آئینگے ساحرون کے ساتھ نہین جاتے ہم پہونچ جائینگے خواجہ کو ایک جانب چلے
یہ چارون سردار تخت اوڑاتے ہوے چلے جاتے ہین لیکن جمشید ثانی کہ یہ ساحر زبردست
ہی اپنے سحر کے آگے کسیکی حقیقت نہین جانتا قتل کرکے اقبال گلپوش کو جو باغ قلعہ لالائیہ
اسکا مقام ہی سب مصاحب جمع تھے کہ جمشید گھبرایا ہوا آیا مصاحبون نے دیکھا آنکھون مین
آنسو بھری ہوی ہونٹون پر خشکی حواس مین ابتری لڑکھڑاتا ہوا سر جھکا کر بیٹھا مصاحبون نے پوچھا حضور
کہان گھبرائے ہوے گئے تھے جمشید نے ایک ٹھنڈی سانس کھینچی کہا یارو کیا بیان کرون
ملکہ اقبال نے اسطرح بیقرار ہو کر آواز دی تم لوگ جانتے ہو کہ کئی سال سے میرے اوسکے رسم
مراسم تھا بیقرار ہو کر دوڑا گیا جا کے جو دیکھا تو ملکہ بہار سے مقابلہ پڑا ہی ہمیشہ نام سنتا تھا کبھی صورت
ربا اوس ظالم کی نہ دیکھی تھی جب جمال جہان آرا پر اوسکے نگاہ پڑی دیکھتے ہی تیر مژگان نے
کلیجے کو مشبک کیا یارای صبر و جبر نہ رہا سوچتا تھا کہ کیا کرون حضرت عشق نے یہ سمجھایا کہ اقبال گلپوش
کو قتل کرو کہ یہ معشوق پریوش آفت سے بچے نہین معلوم وہان کیونکر پھنس گئی اور یارو مین نے
برسون کی ملاقات کا خیال نہ کیا ایک مار دیا اقبال کا سر اڑ گیا مینے ہر چند بہار سے اشارے کیے
اوسنے کچھ خیال نہ فرمایا دل تڑپتا ہی قلب پھڑکتا ہی یارو کیا حال ہے - نظم

پوچھیں کیونکر حال تلخی عاشق دلگیر کی
ہو گئے ہین بند لب تیری نئی تقریر کی

جو فن وحشت کشمکش اوس ناتوان لاغر کی
جو نہ در تک پہونچے صحن خانہ زنجیر سے

دوستو لے آؤ قاتل کو کسی تدبیر سے
سر کٹائینگے کہ اپنی جنگ ہی تقدیر سے

صبحدم جاتا ہی پہلو سے مری وہ مہ جبین
دن سیہ ہوتے ہین کیا کیا مہر کی تنویر سے

وہم سینہ واری سے دلکو نشہ تنگ آ گیا
ہوش جاتی ہین تری بیکی ہوا تقریر کی

لذت وحشت سے ڈرتا ہون کہین بھاگے نہ دل
ہین مشابہ آپکی زلفین سب زنجیر کی

کام جز الفت نہین ہی کاتب اعمال یان
فائدہ حرف نگر رکی بھلا تحریر سے

رشک داماں جواہر اور لکھی ہی غزل
جسکو مفلس بھی نہ دے نسخہ اکسیر سے

یہ اشعار پڑھکے خوب رویا کہا یاردین نے اوسکو اسواسطے قتل کیا کہ بہار پر عاشق ہو قتل کرکے چلا آیا
کہ اتنو خیال رہیگا اب حیران ہون کہ کیا کرون کچھ بن نہین پڑتا راہ مین جاکر روکون کسطرح سامنا کرون
نقاب نے کہا یہ تو دریافت کیجئے کہ بعد قتل اقبال گلپوش کہان تشریف لیگئین یہ سنتے ہی ساحری
اسنے اوراق جمشیدی نکالی اوسمین دیکھا کہ بہار کدھر جاتی ہے اسنے کہا کہ یار و لشکر تیار کرو ساتھ ہزار کا
لشکر اوسیوقت اوسکے سامنے تیار ہوکر آیا عشق بہار مین بیقرار تھا بارگاہین عمدہ عمدہ اژدردان آتش فشان
بلدوامین خزانہ بہت کچھ ساتھ لیا اسباب ظاہری کی ترقی ہر کہا جو طرف صحرائے بلور کے ملکہ
بہار کا گذر ہوگا اوسی طرف چلکر روکتا ہون تخت زرین پر سوار ہوا نوبت نقارہ بجا ہوا طرف کوہ
بلور کے چلا اوراق نے دیکھ دیکھا ہی دو منزل کرکے قریب صحرائے مشکبار کے پہونچا لشکر وہان آترا
خود ٹہل رہا ہی کہ صحرا سے گرد اوٹھی گمنام آتشبار گینڈے پر سوار پارہ چودہ ہزار ساحران خدا
پشت پر طائرون کو سر سے گراتا ہوا آرا لے طائرون سے معمور دیدہ جوا اسنے جمشید ثانی کو دیکھا
بڑی آپسمین ملاقات ہی جمشید بھی آگے بڑھا گمنام کو دوڑ کر جھک کر جمشید کو سلام کیا آپکے ملاقات
کی دونون آپسمین بغلگیر ہوئے گمنام نے پوچھا بھائی صاحب کہانسے آتے ہو کہان جاتے ہو جمشید نے
کہا ای برادر کیا کہون ایک ایسی ضرورت درپیش ہی کہ نہایت پس وپیش ہے جب تو اپنے گھر سے نکلا
ہون گھر مین بیٹھا چین کرتا تھا فلک نے آوارہ کیا گمنام نے کہا بھائی مجھسے مفصل کہو تمہاری باتون سے
دل فکر ہوتا ہی سامری و جمشید نے تمکو ملک و مال جاہ و جلال عطا فرمایا تمہین غم و الم کیا شہنشاہ
تمپر مہربان ہین تمہاری واسطے پریشانی کیسی مین اگر حال سنو تدبیر کرون زر خرچ ہو سحر د ساحری مین بھی
علم نہین تمکو بھی اوستادان کامل نے تعلیم کیا فخر ظلمانی اپنے مقام پر فخر کرتا ہی کہ مین نے جمشید ثانی
کو خوب تعلیم کیا پس کس بات کی مشکل ہے کہا بھائی گمنام وہ بات بیان کرنے کے لایق نہین ہر چند
گمنام نے پوچھا لیکن جمشید نے کچھ نہ بیان کیا جب گمنام نے بہت اصرار کیا جمشید رونے
لگا کہا بھائی کیا بیان کرون میری یہ کیفیت ہے

نظم

خون دلکی ساتھ ہی لخت جگر کا انتظار	موسے مژگان کو ہے شاخ آسا ثمر کا انتظار
مر قد یار کے سمند نکارہتا ہی خیال	خشک کرتا ہی لب مصراع تر کا انتظار
تارے تارے گنتے گنتے شبکو صبح کردیتا ہون مین	نیند اڑا دیتا ہی اک رشک قمر کا انتظار

شب جو تمنے صبح وعدہ باغ چلنے کا لیا ہر گھڑی دلکو زیادہ تھا گجر کا انتظار
راہ سے آنکھونکی نکلے جان مضطر چاہیے شام سے فرقت کی شب مین ہے سحر کا انتظار
گلشنکی سیر سے ہوا ہی رکتا ہی ہمیشہ سوی در مردم دیدہ کو اوس نور نظر کا انتظار
قطع کر دکھیو کفن اپنے سیلے آسمان ہو نہ ہنگام سفر رخت سفر کا انتظار
کود پڑنے کا زبس ہے یار کے گھر مین خیال ہے اندھیری رات مین پچھلی پہر کا انتظار
عشق پیدا کر کمی کچھ حسن و خوبی کی نہین سودۂ صندل ہے تیرے دردسر کا انتظار
خود چلونگا یار سے لینے جواب خط شوق اور مین کرتا ہون دو دن نامہ بر کا انتظار
ناتوان ہو جاتا ہے فکر سخن سے آدمی رشتہ کر دیتا ہے آتش اس کمر کا انتظار

یہ اشعار عبرت آثار سنکر گمنام نے کہا صاف ظاہر ہوتا ہی کہ کسی پر عاشق ہو جمشید نے اسکا بھی کچھ جواب نہ دیا گمنام ساتھ جمشید کی بارگاہ مین آیا چرچہ شراب وکباب کا ہوا جمشید گھبرایا ہوا ہی کہ مین جلد کوچ کر دون ایسا نہو کہ ملکہ کوہ بلور سے گذر جاوے یہ سوچکر کہا کہ لشکر تیار کرو گمنام نے کہا اے برادر تم اس پریشانی مین ہو مین بھی ساتھ رہونگا اسوقت مین ساتھ نہ چھوڑونگا جمشید نے کہا تمہارا میرے ساتھ رہنا مناسب نہین تم اب رخصت ہو مین اسوقت کوچ کرونگا گمنام سوچا کہ ساتھ نہ چلو الگ سے دیکھنے لگے ایسا نہو میرے دوست پر کچھ افتاد پڑجاے دلکو اشتیاق بھی ہوا کہ یہ کسی عمدہ معشوق پر عاشق ہوا ہے جب تو یہ بیقرار ہے ظاہر مین جمشید سے رخصت ہو گیا لشکر سے کہا تم صحراے ویران مین ٹھہرو مین اپنے بھائی کی خبر کو جاتا ہون یہ کہکے ایک عقاب کی شکل بنکر چلا جس مقام پر لشکر جمشید اوترتا ہے کسی نخل پر بیٹھ رہتا ہے صبحکو جب کوچ ہوتا ہے یہ بھی ساتھ ہو لیتا ہے قریب صحراے بلور لشکر جمشید آکر اترا بیرون بارگاہ ٹہل رہا ہے اسی انتظار مین کہ اب سواری معشوق پری پیکر حور منظر کی آتی ہوگی ایک نخل پر گمنام پتون مین چھپا ہوا بیٹھا ہے جمشید دربارگاہ پر کلیجہ پکڑے ٹہل رہا ہے کہ یکایک ہواے سرد چلی خوشبو آئی کہ دماغ جان معطر و معنبر ہوگیا چہار جانب گھبرا کر دیکھنے لگا کہ دیکھا ابر تیرہ وزی کڑکتا ہوا پیدا ہوا ہواے سرد چل رہی ہے اوسی ابر سے خوشبو بھی آتی ہے وہ ابر آکر برسا جمشید ثانی نے دیکھا ایک تخت پر ملکہ بہار گلعذار بیٹھی ہے ملکہ مخمور ایسی خوشرو خوشنما خال سینہ چشم جادو ایک طرف باغبان قدرت پہلو مین گلچین ایسی نازنین بیٹھی ملحوظ ہے کہ جب وہ ابر اوٹھا اور عشق ہوا گمنام ظاہر ہوا گمنام آتشبار نے اون معشوقان پر نظر کی دیکھا اور بہار سے

باغبان سے کہا دیکھو جمشید ثانی کھڑا ہی معلوم ہوتا ہی ہمارا راستہ روکنے آیا ہی جمشید کی جو نگاہ پڑی پکار کر آواز دی کہ لسے ملکہ عالم میرا احسان آپکو یاد ہی میں نے اپنی معشوقہ کو قتل کیا اب مجھکو سرفراز فرمائیے ملکہ بہار نے آواز دی او جمشید کچھ دیوانہ ہوا ہی اگر تونے اوسکو قتل کیا بہتر ہوا گوشت خر دندان سگ جمشید نے سحر کیا کہ تخت چلتے چلتے رکا اب تو باغبان کو غصہ آیا للکار کر آواز دی او بیحیا کچھ دیوانہ ہوا ہی یہ کہکے باغبان تخت سے کودا گلبند جو نکالکر مارا ملکہ بہار بھی کودیں سحر کرنے لگیں کہ نخل سے آواز آئی بہار گلعذار یہ نگاہ نہ ڈالیے گا ورنہ میرے آپکے فساد ہوگا میرا عجب حال ہے میں عاشق صادق ہوں مجھ سے صبر نہ ہوگا

نظم

حیرت ہی ہو نہ زلف و رخ یار سی بگاڑ
رہتا ہے دربہ کافر دیندار سے بگاڑ

شکل نسیم ہوں چمن روزگار ہوں
گل سے نباہ ہی مجھے خار سے بگاڑ

رنجیدہ جب سے ہمسے وہ خانہ خراب ہی
گھر سے بگاڑ ہی در و دیوار سے بگاڑ

بوسہ طلب کروں تو مجھے گالیاں ملیں
بیوجہ ہو نہ عاشق رخسار سے بگاڑ

اوس مہ کی مہربانی تلک اپنی تھی زندگی
غیرت سے مرگئے جو ہوا یار سے بگاڑ

آزردہ ہیں وہ بوسۂ لب کے سوال پر
شیرینی کے لیے ہے نمکخوار سے بگاڑ

تیری سوا کسی سے علاقہ نہیں مجھے
لازم نہیں ہی خادم سرکار سی بگاڑ

اے بحر حسن نہر یہ کیا آئی ہی تجھ پر
رکھتا ہے اپنے تشنہ دیدار سی بگاڑ

دیوانے آجکل کہ کچھ آشتی نہیں ہیں تم
مدت ہوئی کہ ہے سر و دستار سی بگاڑ

یہ اشعار پڑھکے کئی مرتبہ جمشید کو منع کیا کہ آپ اس مقدمہ خاص میں دخل نہ دیجئے میں اسواسطے آیا تھا کہ آپکی مدد کروں لیکن معشوق پریچہرہ کو دیکھکر دلمیں قوت ربط و ضبط نہ رہی ای جمشید میرے تمھارے مقابلہ ہوگا مخمور و بہار نے قباحتیں برپا کردیں جب گلدستہ مارا سود و سو کو دیوانہ کردیا منور کا کنشا یا قدرت انھر کا چل رہا ہی باغبان ایک طرف پامال کرتا پھرتا ہی گلچین کا سحر بساختہ تکلف کے ہی جمشید نے پکار کر آواز دی ای گمنام شاید تیری قضا دامنگیر ہی مابدولت کی معشوقہ کا نام لیتا ہی کیوں شامتیں آئی ہیں خبردار ایسے کلمات مہملات زبان پر نہ لانا ورنہ پہلے تجھی کو سزا دونگا یہ جواب پر عتاب سنکر گمنام فوج جمشید پر سحر کرنے لگا مثل فیل مست

ساحر زبردست جدھر سے گذرا غنچون کے در ا بہا دیے بلبلین رسائی پامال کی گمنام چاہتا ہے
کہ دیدبڑے قریب بہار کے پہونچون اپنا حال زار عرض کرون شاید معشوق خوشخو گل اندام خوبرو
بر مرا رحم آجائی ادھر سے جمشید آتا تھا مگر جمشید کو کچھ نہین ہوتا باغبان کا جب کچھ
چلا زمین بل گئی ایک طرف بہار کا سحر مخمور کے عجائب غرائب گمنام قتل کرتا پھرتا ہے جمشید کس کس کو
روکے کسکو کسکو ٹوکے گمنام نے بھی ارادہ کیا ہے کہ سب کو درہم برہم کرکے معشوق پر قبضہ کرون کہ رنج
کو راحت قلب کو قوت حاصل ہو جمشید نے للکارا او نامراد ازلی جب تو میرا دشمن ہوا تو مین دشمنی
قدیم کا کیا خیال کرون ارے اسی معشوق کیواسطے نہ گلپوش اسی محبوبہ کو قتل کیا مگر ظالم کو بالکل حیا
نہین جمشید گمنام مین سحر چلنے لگا دو سحر جمشید نے گمنام کرف کیے تیسری مرتبہ جھلا کر دستکری
برق کڑک کر گری کہ سر گمنام کا زخمی ہوا پیچھے ہٹا اب جمشید جھومتا ہوا جاتا ہے ادھر سے ملکہ
بہار نے کچھ ساحرون کو بھگایا سحر بھی کیا ایک ساحر نے جو گولا پھینکا پشت پر بہار کی پڑا کچھ سحر نے
تاثیر نہین کی مگر بہار کو بہت ناگوار ہوا جھپٹ کر اوس جادوگر پر تبر بھی پھینک ماری چند جادوگر
مجبوری افسرے گریبان اپنا پھاڑا پھول سونگھتے ہوئے یہ اشعار عبرت آثار پڑھتے ہوئی بڑھے

نظم

کہین ہین اسیرے جدا ادب ہم کہین ادھر کی وہن نہین ہے
دہن تو یوہی بڑی تنگ ایسا چمن جا کہن نہین ہے

نہین ہین تنہا کچھ صبا یہانتک لب تک لاش گھس گئی ہے
کہ ہمکو کافی ہے نکہت گل کا سعد بار تن نہین ہے

ہوئی ہین اسیر جب نشان ہم نہ جستجو سے ملین کسیکو
کہ ہین غبار صبا پر یہ کہین ہمارا وطن نہین ہے

ادبھی ہکو جو چادر شب کو لاغری سے نہ کام آئے
کفن ہوا بھی اگر میسر تو کیا کرین ہم بدن نہین ہے

گرو نہ منت کشی مسیحا اوٹھا نہ دست دعا اجل کو
شفا ہو مرہم سے جسکو حاصل وہ میرا داغ کہن نہین ہے

گئی چمن مین جو سیر کو ہم تو یہ کہا دل نے بوستان مین
بہار گلشن کی کون دیکھے کہ بلبل نغمہ زن نہین ہے

یہ رحم صیاد بھی ستم ہے کری خزا مین جو وا قفس کو
بہار دیکھیگی کسکی بلبل کہ اب وہ لطف چمن نہین ہے

عبث تکلف بس تنہا ہے محمد یہ بیچارگانگی ہمدم
ہمین تو کافی ہے تو ہی سبزہ جو چادر یاسمن نہین ہے

یہ جوش وحشت ہے اندنون مین گرانی سایہ بھی ہے
کہ کون خود کو غزال وحشی تو کوئی ایسا ہرن نہین ہے

جو ہین نزاکت پسند عالم کہینگے بیشک وہ منصفی کر
بہت ہین استاد یون تو لیکن نسیم کا سا سخن نہین ہے

یہ سب اشعار پڑھتے چلے اور بہار نے اشارہ بھی کیا کہ جمشید کی شکلین بانمد عکر لاؤ بھکو قتل کرنیکو کہتا
ہے دو ہزار جوان آگے آگئی ایک طرف ایک افسر موسوم بہ ابرام جادو جمشید نے جو یہ معاملہ دیکھا بہت
ہی بگڑ لکار کر آواز دی ای بہار ہم تو یہ سمجھے تھے کہ ہمارا احسان یاد کر کے ہماری پہلو نشین ہوگی تو میرا
اختیار دیکھو یہ کہکے ہزار جوانون پر جا پڑی زور و شور سے جا کر گرا ابرام جادو کو ہاتھہ تلوار کا مارا ابرام
تو واصل جہنم ہوا کئی ہزار جادوگرون کو ظلم و بدعت سے قتل کیا جب لاشان سبھون کے دیکھی بہت
رویا کہا ہاے یہ سب بے گناہ مارے گئے بہار نے چاہا لپک کے گلدستہ مارون جمشید نے
کہا خیر اب آپکی تدبیر اور طرحسے ہوگی یہ کہکے دونون پانون زمین مین مارے غرق زمین ہوا بہار
تو حیران کہ یہ کدھر گیا اور ساحرون سے لڑنے لگی پشت پر ملکہ بہار کی جمشید آکر نکلا باغبان
نے آواز دی ای بہار ہوشیار رہنا بہار جبتک پلٹین دام جمشیدی اسکی کاندھے پر تھا وہ دام
جلسازنے بہار پر مارا تھا کہ جمشید بھی اڑا دی باغبان نے مخمور جھپٹ کر بہار کو دبا کر
جمشید نے اپنے ساتھہ والونکو آواز دی کہ یارو لڑ بھڑ کر نکل آؤ معشوق کو میں پایا صحرائے ویران مین آؤ
یہ کہکے دونون پانون زمین مین مارے باغبان مخمور نے کئی گوئے زمین پر پھینکے جمشید نر کا غرق زمین
ہوگیا لشکر والے بازبط بنکر بھاگے کوئی غرق زمین ہوگیا دو جا کر نکلا کوئی بشکل کبوتر اڑا تھوڑی
دیر مین باغبان گلچین و مخمور نے دیکھا صحرا مین سناٹا ہوگیا گمنام بھی اپنا سارا لشکر صحرائے
ویران مین چھوڑ آیا تھا زخمی ہوکر دین پہونچا باغبان و گلچین و مخمور چلے آتے ہین
جا بجا لاشے پڑے ہین کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا خواجہ عمرو چلے آتے ہین باغبان و
مخمور کو جو دیکھا بارگاہین خیمے چھکڑے جا بجا لدے ہوے کھڑے ہین خواجہ لوٹنے لگے
باغبان نے کہا استاد جان تو سنئے ملکہ بہار کو جمشید لے گیا خواجہ نے کہا یہ
مال مفت کا پڑا ہے تو لیلین پھر بات کرنا خیمے بارگاہین قبضے مین کین جو بارگاہ جمشید کی
استادکرائی تھی اوس بارگاہ مین آکر باغبان و گلچین تھے مخمور ٹہلتی ہوئی آتی ہے
خواجہ عمرو اندر بارگاہ کے جا چکے ہین کہ ایک پنجہ آسمان سے گرا مخمور کو پنجہ اوٹھا لے
گیا باغبان و گلچین باہر نکل آئے مخمور نے ہرچند زور کیا پنجے نے جھٹکا مارا کہ
مخمور بے ہوش ہوگئی پنجہ لیکر غائب ہوا اب تو باغبان کو نہایت تردد

ہوا صلاحین ہونے لگین خواجہ نے کہا یقین ہے کہ جمشید ہی نے مخمور کو بھی بلوایا ہوگا یا خود ہی آکر لیگیا ہے تن بتا
ہون جاکی فکر کرتا ہون باغبان نے کہا دوست مین بھی آتا ہون لشکر مین جاکر کیا منھ دکھاتینگے بہار کی
ہمارے واسطے کیا کیا کوشش کی خواجہ مجواس پریشان ایک جانب چلے باغبان دگلچین نے پرواز
پیدا کرکے تلاش مین مخمور و بہار کی چلے اب حال پرملال جمشید تحریر ہوتا ہے کہ ملکہ بہار کو لیکر صحرا
ویران مین آیا لشکر بھی اسکا آکر پہونچا ادھر گمنام بھی اپنے لشکر مین آیا جمشید نے بہار کو ایک قفس
مین بند کیا پنجرا قیسر ونکو دیا کہا تم سب قلعہ لالائیہ پر چلو مین بھی آتا ہون پھر پرواز پیدا کرکے طرف
صحرای بلورکے چلا مخمور کو آکر اوٹھا لیگیا مخمور بیہوش ہے نیبہ کمر مین دبی ہوئی جاتا ہے جہان جمال دیکھکر حیران
حیران باتین کرتا ہے کہ لیسے ان حمزہ کیا خوش نصیب ہین کہ ایسی معشوقان پریچہرہ اونپر عاشق ہین یہ سوچتا
ہوا جاتا ہے کبھی ویسی کہتا اگر بہار نہ قبول کرے یہ پری پیکر کیا بہار سے کم ہے بلکہ حسن وجمال مین زیادہ ہے
کیا حسین وجمیل ہے لیکن مسلمانون کی کفیل ہے دیکھیے کیونکر قبول کرے یہ سوچتا ہوا جاتا ہے لیکن خواجہ
جو چلا قریب کوہ فیروزہ کے پہونچے ملکہ گوہر فیروزہ پوش اپنے پہاڑ پر بیٹھی ہین کئی سو کنیزین گرد
ناچ ہورہا ہے دور شراب بے اندیشہ چل رہا ہے خواجہ نے جو یہ معاملہ دیکھا منھ مین پانی بھر آیا رنگ و
روغن عیاری کا لگاکر طرف پہاڑ کے چلے ایک کنیز کی شکل نے ہوے ہین ایک گھاٹی پر سے پہونچے
شگوفہ نامے کنیز ہیسے پر بیٹھی تھی عمرو نے اوسکو بیہوش کیا شگوفہ کی شکل بنکر آواز
دی اوسے پہرانہ بدلا جائیگا دوسری کنیز سنتے ہی پہرے پر آئی خواجہ بشکل شگوفہ محفل
مین آئے بن ٹھنکے ملکہ گوہر فیروزہ پوش کے سامنے پھرنے لگے گانا جو تھا مین لگا رہی
تھی کبھی اوسکا منھ چڑھاتے ہین کبھی منہ بناکر سر ہلاتے ہین ملکہ گوہر نے آواز دی کیون
بی شگوفہ تمکو گانا گلرنگ کا نہین پسند آیا شگوفہ نقلی نے کہا حضور یہ گانا کیا جانے
بے سری ہے دیکھیے گانا اسے کہتے ہین گانا بہت دشوار ہے یہ کہکے تعجیل میں گئی طبلے
والی سے کہا لو سیدھا ٹھیکہ بجاؤ مبت نہ ہو مین یہ کہکر کہا حضور سنیے گانا اسکا نام
ہے مین نے لاکھون روپے خرچ کیے جب یہ کمال حاصل کیا۔

نظم

اگا فی بس ادسکو نستہ سے بوی تیز کا	ہو بوجہ جبکے ہاتھ مین ساغر حباب کا

ہر ہر قدم پہ پہونچنے جاذبین آ ملے
نقش قدم مین طور ہی چشم پر آب کا

کہتے ہین تیرے عارض و قامت کو دیکھکر
بالاے سرو پھول کھلا ہے گلاب کا

دیکھی جو اوسکی زلف ہوا محو داغ دل
ہوتا ہی وقت شام غروب آفتاب کا

ہر صبح وہی صبح ہی ہر شام وہی شام
انسان پر ہی زور فقط انقلاب کا

مشکل بغیر ساقی مہوش ہے دور می
محتاج آفتاب ہوا ماہتاب کا

اوسکی نگاہ گرم جو پڑتی ہے غیر پر
ابلیس اب نشانہ ہی تیر شہاب کا

تیری بہار نے یہ اڑائی گلونکی رنگ
ذرات جوش باغ مین ہی ماہتاب کا

محشر مین ہمکو نامۂ اعمال دیکھکر
قاصد خیال آئے گا خط کے جواب کا

ارض و سما کے طبق ہین بازی گنجفہ
چوتھا فلک ہی ایک ورق آفتاب کا

آتی ہی خشک و تر سے مجھے بوے زلف یار
ہے مشک کی زمین تو دریا گلاب کا

تیری بغیر ہم نے نہ دیکھا طلوع صبح
گذرا شب فراق مین موسم شباب کا

اپنی غزل پہ آب مین لکھتا ہون اب غزل
دیکھو جواب ہے سخن لاجواب کا

گانا تو خواجہ کاشش سے کے ہے گوہر فیروز پوش نے ہنسکر کہا تم نے تو اے شگوفہ آگ لگا دی حقیقت مین کسیکی کیا مجال ہی کہ تیرے گانے کا جواب دے سب اہل محفل نے کہا حقیقت مین کبھی ایسا گانا نہ سنا تھا شگوفہ نے تو گل کھلائے تھے طور کے نقرے سنانے خواجہ نے کہا یہ حضور آپ نے کیا سنا دوسرا کمال دیکھئے ساقی گری کرتی ہون سر سے شراب پلاؤن پانون سے تا چون ہاتھ سے تتاؤن ملکہ گوہر نے کہا اے شگوفہ یہ کمال تو عمرو مین سنے تھے کہا حضور جب کمال عمرو کا تمام جہان مین پھیلا اور کنیز نے بھی سنا اپنے اوستاد سے کہا کہ جو جو کمال عمرو مین ہین وہ مجھے بتائیے اوستاد نے کہا بیٹا شفقت کرو سب کچھ آ جائیگا کنیز نے برسون شفقت کرکے یہ کمال حاصل کیے اب حضور ساعت فرما دین کہ کنیز نے سب وہی ڈھنگ اوتارے ہین اگر عمرو عیار بھی اس جلسے مین ہوتا تو حال معلوم ہوتا گوہر نے کہا خدا نہ کرے سامری و جمشید نہ چاہین کہ ساربان زادہ ہماری محفل مین آئے جس صحبت مین گیا وہ گھر برباد ہوا بڑے بڑے ملک اوسنے برباد کیے شہنشاہ طلسم ہوشربا اوسکی شکایت کرتے ہین شگوفہ نے

تقی نے عرض کی حضور ذرا ملاحظہ تو فرمائیں میخانے کی کنجی مجھ سے گوہر نے کنجی میخانے کی شگوفہ تقی کو دی عمرو نے جا کر شراب کو خراب کیا پکار کے کنیزوں کو آواز دی ہم ساقی ہوتے ہیں آج کوئی باقی نہ رہیگا شراب تقسیم ہونے لگی چالیس گلابیاں تکلف سے آراستہ کر کے محفل میں لائی گوہر نے کہا دیکھو شگوفہ کس سلیقے سے شراب لائی ہے خواہ مخواہ دل چاہتا ہے کہ بھیجئے خواجہ بشکل شگوفہ وسط محفل میں آ کے بیٹھے گوہر فیروزہ پوش سے آنکھ ملائی جام شراب سر پر یہ غزل گاتی ہوے لے چلے نظم

پنجۂ شانہ سے تو زلف گرہ گیر نہ کھینچ — دل ہے دیوانے کو مت چھیڑ یہ زنجیر نہ کھینچ

ہم تو بچتے نہیں تا شام وہ آئے بھی تو کیا — اے دعائے سحری منت تاثیر نہ کھینچ

اے ستم پیشہ مرے بعد کہاں نشۂ عشق — دیکھ خمیازۂ حسرت ہے یہ شمشیر نہ کھینچ

ہے دوا میری وہی سو نہیں ممکن کہ ملے — چارہ گر رنج و مصیبت پئے تدبیر نہ کھینچ

میں نہ کہتا تھا مصور کہ وہ ہے شعلہ عذار — دیکھ تو صفحۂ قرطاس پہ تصویر نہ کھینچ

ہم جوان مرد محبت بھی سمجھ لینگے بھلا — اپنی ایذا سے تو ہاتھ اے فلک پیر نہ کھینچ

روز غم کون بھلا آنکے ہوتا ہے شریک — انتظار اے اثر نالۂ شبگیر نہ کھینچ

اتنی زحمت دے ستمگر کہ پہونچ جائے اجل — دم کو دم اور بھی سینے سے مرے تیر نہ کھینچ

مومن اب کیش محبت میں کہ ہے یہ جائز — حسرت حرمت صیاد و غم اسیر نہ کھینچ

مہ رخ کے سامنے گوہر نے عرض کی اب ایسی شہزادیوں کو میری شراب پلانا چاہیئے گوہر بھی بے اندیشۂ انجام شراب پی گئی اب تو خواجہ نے دور باندھا مصاحبوں کو کنیزوں کو پلانے لگی کنیز دستی اشارہ کیا صاحبزادی تم نے بھی پی ہیں تو سب کو پلاتے پلاتے تھک گئی کنیزیں خود پینے لگیں تھوڑے ہی عرصہ میں ساری محفل کو شراب پلائی کنیزیں بیہوش ہونے لگیں چند ساعتیں گذری تھیں کہ تمام محفل مع گوہر کے بیہوش ہوئی خواجہ نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ عمرو

مرا نام ہے خواجۂ خواجگان — عمرو ذی حشم مہتر مہتران — مری نسل سے مکر پیدا ہوا

مرے نام پر قدر شیدا ہوا — اوڑاتا ہوں کفار کے دم میں — جھکاتا ہوں دشمن کو ہر دم کو میں

مرا مکر ہے گلشن قیل و قال — مری چال سے ہے صبا پائمال — فلک کی جو گردش کا سامان ہوا

نشان تھا مری گرد پاپوش کا — مرا افسر ذی حشم نامدار — امیر عرب شیر پروردگار

یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہی		کہ آقا ہمارا جہان گیر ہے		یہ نعرہ کرکے مغل لوٹنے لگے

یا نو بچہ نگارین تھا یا بچہ جلاد ہو گیا لوٹ بھی رہی ہین قتل بھی کر رہی ہین جادوگرنیون کو جو قتل کیا
مرنیکی اونکی صدا بلند ہوئی قضاے کار جمشید ثانی مخمور کو پنجے مین دبائے ہوئے جاتا تھا کہ جادوگرنیون
کے مرنے کی آواز کان مین آئی حیران ہوا کہ یہان کون جادوگر قتل ہو رہی ہین کہین ساربان زادی کا
گذر ہوا اوسی صدا پر متوجہ ہوا آسمان سے دیکھا کوہ فیروزہ پر سب جادوگریان بیہوش پڑی ہین عمرو
کپڑے اوتار اوتار کر قتل کر رہا ہے جی مین کہتا ہے کہ اے جمشید ثانی ساربان زادی نے بڑی قیامتین برپا
کی ہین شہنشاہ کو خاک خیال ہے سحر کر کے مخمور کو برسر ہوا ٹھہرایا آپ تڑپ کے گرا نعرہ کیا باش او
ساربان زادی منم جمشید ثانی اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا خواجہ نے چاہا کہ گلیم اوڑھکے بھاگون
جمشید نے سحر کیا کہ پانون خواجہ کے زمین نے تھام لیے جمشید زمین پر آیا خواجہ کو پنجے مین دبا یا باران
سحر برسا کے سب کو ہوشیار کیا اب جو گوہر کی آنکھ کھلی دیکھا دریا خون جاری ہے صدہا کنیزین
بے سر پڑی ہین عمرو کو جمشید ثانی پنجے مین دبائے ہے گوہر نے گھبرا کر پوچھا اے جمشید تم کیونکر
پہونچے کہا حضور مجھے مسلمانون سے معرکہ پڑا ہے مخمور کو دیکھئے ہوا پر ٹھہرایا ہے آپ کو بچایا ساربان
زادی کو گرفتار کیا شہنشاہ اسکے ہاتھ سے عاجز ہو رہی ہین سر اسکا کاٹ کر روانہ کرونگا ملکہ گوہر
نے کہا اس ظالم نے میری بہار پر یہ آفت برپا کی کہا حضور اب ایسی سزا پائیگا کہ اپنی ساری عیاری
بھول جائیگا اس عذاب الیم سے قتل کرونگا کہ ساحرون کے گھرون مین گھی کے چراغ جلین
کہ دشمن خداوند مارا گیا ہر چند گوہر نے کہا کہ اس ساربان زادی کو میرے حوالے کرو جمشید نے نہ مانا
عمرو و مخمور کو لیکر روانہ ہو گیا اونہی لشکر مین آکر پہونچا سب سردار انتظار مین
تھے ملکہ بہار کو قفس آہنی مین قید کیا ہے مخمور کو بھی ایک قفس مین رکھا ہے منشا جادو
مدار المہام سے کہا تم عمرو کو قید کرو قلعہ لالانیہ پر چلکر قتل کرینگے ہم خدمت مین شہنشاہ کی
جائینگے ہم منشا عمرو کو لیکر آیا اوسیوقت لشکر تیار کرایا طرف قلعہ لالانیہ کے چلا مگر گمنام جو
باہر لشکر مین آیا کہا یارو ہرکارے جائین جاکر دریافت کرین کہ جمشید کہان گیا ہرکارے گئے دریافت
کر کے آکے عرض کی جمشید بہار و مخمور کو گرفتار کر لایا آج شب کو منزل بین الطرفین پر اتریگا
وہان سے دو طرف راستہ ہے اسوجہ سے اوسکو بین الطرفین بیان کرتے ہین یہ سنکر گمنام نے

کہ لشکر تیار ہو تو جاد سکے لشکر پر شبخون مارونگا معشوق کو چھین لونگا بڑا غضب ہے کہ ملکہ مخمور کو بھی
لیے جاتا ہے سحر میں وہ مجھسے زیادہ ہے مگر قیامت برپا کرونگا پھر دن رہے سے لشکر تیار کیا تلاش میں
لشکر جمشید کی چلا یہاں جمشید اسی منزل پر اگر اترا جب لشکر اتر چکا تو اسنے ایک بارگاہ
کو آراستہ کرایا اسباب عیش و نشاط رکھا شراب و کباب سب مہیا کیا قفس ملکہ بہار و مخمور کا سامنے
رکھا ہاتھ جوڑتا ہے منتیں کر رہا ہے کبھی بہار کے سامنے کبھی مخمور کے روبرو خوشامدیں کر رہا ہے
یہ دونوں ہجران دیدہ آفت کشیدہ اسکو کلمات سخت کر رہی ہیں کہتی ہیں او جمشید تو ہم کو
بخدمت افراسیاب روانہ کردے اسکو اختیار ہے جو چاہے ہمارے ساتھ کرے اگر تجکو
ہمارا قتل کرنا منظور ہو تو قتل کر ڈال سر ہمارا حاضر ہے لیکن ایسے کلمات مہملات ہمارے روبرو نہ کر
ہم جان دینگے تیرا کہنا قبول نہ کرینگے جمشید نے قفس دونوں لٹکا دیے آپ چھپرکھٹ پر آکے
لیٹا ہی تھا کہ آواز نوبت کی گمنام کے آئی گولے چلنے لگے تلواریں برسیں تبر گرے ہنگامہ لشکر
میں بلند ہوا جمشید نے خدمتگاروں سے کہا دریافت تو کرو کہ یہ کیسا ہنگامہ ہے خدمتگار باہر گئے
دیکھا خیمہ بارگاہیں جل رہی ہیں گمنام ساحر دنکو قتل کرتا پھرتا ہے ہزاروں جادوگروں کے
لاشے زمین پر پڑے ہیں آکر جمشید سے خبر کی کہ گمنام شبخون آیا ہے ہزاروں کو قتل کر رہا ہے
لشکر بھاگا جاتا ہے سنتے ہی جمشید اٹھا اسباب سحر لیے ہوے باہر آیا دیکھا لشکر قتل ہو رہا ہے
گمنام نے وہ سحر کیے ہیں کہ بارگاہیں جل رہی ہیں شعلے بھڑک بھڑک کر گرتے ہیں بارگاہوں کو جلاتے
ہیں کسیکے کیے کچھ نہیں ہوسکتا جادوگر ناچار و مجبور بھاگتے پھرتے ہیں ہر طرف ہنگامہ ہے جمشید
نے اپنے نام کا نعرہ کیا فوج پر گمنام کی جا پڑا پکار کر آواز دی یارو کہاں بھاگے جاتے
ہو میں ابھی اس بے حیا کو سزا دیتا ہوں یہ کہتا ہوا جمشید چلا ادھر سے یہ گھوڑا اڑاتا
ہوا جاتا تھا ادھر سے گمنام آتا تھا دونوں سے مقابلہ ہوا آپس میں سحر چلنے لگے جمشید نے برق
چمکائی سر جو گمنام کا زخمی ہوا دونوں پانوں مار کے غرق زمین ہو گیا زمین کاٹتا ہوا چلا خبر
تو پا چکا ہے کہ فلاں خیمے میں ملکہ مخمور و بہار ہیں منظور ہے کہ جا کر انکو رہا کروں میں بارگاہ
میں جا کے نکلا دیکھا قفس مخمور و بہار لٹکا ہے قضاے کار باغبان قدرت و گلچین پھرتی ہوئی
اسطرف آنکلے تھے ہوے ساحران کی صدا کان میں آئی باغبان و گلچین اس طرف متوجہ

ہوے آگے دیکھا کہ جمشید ثانی اژدر پر ایک لشکر نے آکر شبخون مارا ہے باغبان گلچین بصورت
سبدل اترے خدمتگارون سے پوچھا کہ مخمور و بہار کہان قید ہین خدمتگارون نے بتادیا کہ سامنے
خیمے مین قید ہین باغبان نے گلچین سے کہا تم تو اس لشکر کا تماشہ دیکھو مین بہار مخمور کو لاتا ہون
یہ کہکے باغبان غرق زمین ہوگیا گلچین آمادہ کھڑی ہین کہ باغبان نکلے تو مین سحر کرون
باغبان غرق زمین ہوکر اوسوقت خیمے مین پہونچا کہ گمنام جو زمین سے نکلا اور بہار کو
قفس مین دیکھا بیقرار ہوکر دو ایک اشعار پڑھتا ہوا چلا

نظم

سن تو سہی جہان مین ہے تیرا فسانہ کیا — کہتی ہے تجھکو خلق خدا غائبانہ کیا
کیا کیا الجھتا ہے تری زلفون کے تار سے — بخیہ طلب ہے سینۂ صد چاک شانہ کیا
زیر زمین سے آتا ہے جو گل سو زر بکف — قارون نے راستے مین لٹایا خزانہ کیا
اڑتا ہے شوق راحت منزل سے اسپ عمر — مہمیز کہتے ہین کسے اور تازیانہ کیا
زینہ صبا کا ڈھونڈھتی ہے اپنی مشت خاک — بام بلند یار کا ہے آستانہ کیا
چارون طرف سے صورت جانان ہو جلوہ گر — دل صاف ہو ترا تو ہے آئینہ خانہ کیا
صیاد اسیر دام رگ گل ہے عندلیب — دکھلا رہا ہے چھپکے اوسے دام و دانہ کیا
طبل و علم ہے پاس ہمارے نہ ملک و مال — ہمسے خلاف ہوکے کریگا زمانہ کیا
آتی ہے کس طرح سے مری قبض روح کو — دیکھون تو موت ڈھونڈھ رہی ہے بہانہ کیا
یون مدعی حسد سے نہ دے داد تو نہ دے — آتش غزل یہ تونے کہی عاشقانہ کیا

چاہتا ہے کہ قفس بہار سے جا کر لپٹون کہ باغبان زمین سے پیدا ہوا آواز دی او بے ادب خبردار
بہار باغبان کو دیکھکر مثل گل شگفتہ ہوگئی گمنام نے کہا ارے تو کون ہے میری کاوش شوق پر [illegible]
یہ جان جاتی ہے مینے جمشید پر شبخون مارا زخمی ہوکر یہان تک پہونچا باغبان برابر پہنچ گیا
گمنام نے تلوار کا ہاتھ مارا باغبان نے کلائی پکڑ کے ایک طمانچہ مار دیا گمنام کا سر اڑ گیا
آندھی سیاہ اوٹھی سنگ باری برف باری ہوئی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتم مرا نام
مین گمنام جادو بود جمشید نے جو یہ آواز سنی گھبرا کر کہا ارے گمنام کو کس نے مارا کیسی آواز
آرہی ہے خدمتگارون نے کہا حضور بس خیریت ہے بہار و مخمور ہین اوس خیمے سے آواز آئی

جمشید اوسی خیمہ کیطرف چلا کہ ایک بجلی چمکی مخمور و بہار سحر کرتی ہوئی چلین ادھر گلچین نے بھی
سحر کیا باغبان جھومتا ہوا نکلا بہار نے ایک نخل سحر کا ادر پھول توڑ کے لشکر پر پھینک مارے پھول
برسنے لگے ہوا ٹھنڈھی چلی پھول شگفتہ ہوئے غنچے مسکرانے لگے ہزار جادوگر مبہوت ہوکر سر ٹکرانے
لگے کوئی اپنا گلا کاٹتا ہے کوئی اشعار عاشقانہ پڑھتا پھرتا ہے کوئی مخمور کے سحر سے دیوانہ ہوا باغبان
نے بھی زمین ہلادی ہزار ہا لاشہ پڑا ہی جمشید نے جو دیکھا کہ چارون کے سحر نے خون کے دریا
بہا دیے طبقے زمین کے ہلا دیے نصف سے زیادہ لشکر تباہ ہوا گھبرایا کہ اب قدم نہ ٹکینگے
بھاگ کر نکل چلا ان ظالمون کے ہاتھ سے بچنا مشکل ہوگی چارون ساحر برابر کے جو سحر
باغبان نے کیا گلچین نے اوسکو نیچا کر دیا بہار و مخمور ملکر سحر کر رہی ہین بہار نے پھول برسائے
مخمور نے خون کا دریا بنایا سیکڑون کو ڈبو کے مارا یہ بھی معلوم ہوا جمشید کو کہ گمنام ہاتھ
سے باغبان کے مارا گیا اب مشکل ہوگی گمنام کی فوج کے لوگ بھاگ گئے یا تو شبخون
مارا تھا ملک کے مرنے کی جو آواز سنی جی چھوٹ گئے لاشہ ملک کا لیکر بھاگے جمشید نے قید
خانے سے آکر خواجہ عمرو کو لیا چند افسر دشمن کہا رنگ لڑائی کا دگرگون ہے مین ان لوگون کے
سحر مین کم نہین ہون مگر رات کا وقت ہے لڑائی بگڑ گئی ہین اپنے قلعے مین پہونچون تو کچھ
لڑائی کا سامان کرون افسر خود گھبرائے ہوئے تھے سب نے کہا نکل چلیے اب ٹھہرنا بہتر
نہین عمرو کو تو جمشید نے قبضے مین کیا چند افسرون نے ساتھ دیا پروا نہ کی بھاگا باغبان
وغیرہ جانتے ہین کہ جمشید لڑ رہا ہے رات بھر ساحرون کو قتل کیا جب گریبان سحر چاک ہوا
اور ساحر زرین پوش ہو مخانہ مغرب سے نکلکر چرخ زبرجدی پر آکے ٹھہرا اب احوال روشن
ہوا دس پانچہزار ساحر جو رہ گئے تھے وہ فریاد کرتے ہوئے سامنے باغبان کے
آئے افسرون نے دہائی دی کہ ہم آپ کی اطاعت کرتے ہین باغبان نے ان دو کا
پوچھا جمشید کہان گیا ایک واقف کار نے بیان کیا کہ قید خواجہ کو لیکر طرف اپنے
قلعے کے گیا باغبان کو بڑا قلق ہوا بہار نے کہا لشکر مین کیا منہ دکھائینگے سب کی یہی
صلاح ٹھہری کہ چپ چلو پانچہزار ساحران مطیع الاسلام کو ہمراہ لیکر طرف قلعہ لالانیہ کے چلے
بیان خواجہ کو لیکر جمشید قلعہ لالانیہ مین آیا سرخ پوش جادو سے کہا اب

ساربان رادے کو قید کرواکر وہ لوگ یہان آوینگے انھین کے سامنے عمرو کو قتل کرونگا عمرو کو مسلسل
اور مطوق کرکے قید خانے مین رکھا اور سرخ پوش بطور نگہبانون کے دروازے پر بیٹھا
چند جادوگر ساتھ ہین جمشید تخت پر آکے بیٹھا کوٹھے کھلوانے اسباب سحر منگوارہا ہی چاہتا ہی
کہ کچھ تعویذ جات سامری نکلین تو سحر تیار کرون جمشید اس فکر مین تھا یہان خواجہ جب قید خانے
مین آئے کبھی ہنستے کبھی روتے سرخ پوش نے دروازہ کھول کے دیکھا کہا ارے قیدی کیون روتا ہی
عمرو نے کہا ذرا اندر تشریف لائیے تو مین کچھ عرض کرون سرخ پوش ذرا آیا عمرو نے کہا دروازہ بھیڑ
دیجیے سرخ پوش دروازہ بھیڑ کر بیٹھا عمرو نے کہا کیون اے سرخ پوش ہماری کوئی صورت رہائی کی بھی
ہی سرخ پوش نے کہا خواجہ تم سے جمشید بہت بدظن ہی یہ بھی خبر مشہور ہے کہ باغبان وغیرہ لشکر لیکر
آئے ہین جمشید کا یہ ارادہ ہی کہ انکو سامنے بہار وغیرہ کے قتل کرے خواجہ نے کہا میری مراد یہ ہی کہ ہم
مسلمانون مین قاعدے مقرر ہین تیجہ دسوان چہلم ہوتا ہی میرے پاس دو چار پیسے ہین وہ مین کہلو
دیدون میری فاتحہ کر دیجیے گا سرخ پوش نے کہا آخر تمھارے پاس کیا ہی عمرو نے کمر سے روپیے نکالے
سامنے سرخ پوش کے رکھدیے کہا میری ہتھکڑیان نکالیے بیڑیون سے بھی رہا کیجیے تو مین اور کچھ
کنکر تجھے بھی عادون لقا کے تاج سے نگینے نکالے تھے وہ میرے پاس ہین وہ بھی تم اپنے پاس رکھو
خیر ایک مہربانی تو کیجیے مت سلیقے سے نذر و نیاز کرو گے سرخ پوش سوچا کہ بلا سے یہ بھاگ کر کہان
بھاگ کر جائیگا ایک سحر مین گرفتار کرونگا یہ سوچ کر عمرو کے جسم سے قید بند اتاری اب خواجہ
رہا ہوئے نبس ہنسکر باتین کرنے لگے پوٹلیان کمر سے نکالنے لگے سرخ پوش دیکھ دیکھ کر خوش
ہو رہا ہی عمرو نے ایک ڈبیا نکالی کہا او میان سرخ پوش یہ وہ شی دی ہی کہ بادشاہون کو نصیب
ہوئی ہوگی جب نمرود دستگاہ کو [illegible] سرخ پوش نے پوچھا کیا کوئی الماس ہے
عمرو نے کہا مین اسکا حال نہ بتاؤنگا [illegible] دیکھیے یہ مین آپ ہی کو دیتا ہون جب گھر
مین جائیے گا بھابی صاحب کے سامنے کھولکے دکھائیے گا بھابی صاحب بہت خوش ہونگی
تمھاری وہ جورو میری بھاوج ہین میرا اسلام کہہ دینا سرخ پوش نے کہا خواجہ مین دیکھو تو لون
عمرو نے کہا میری بلا سے دیکھو ایسی چیز ہے کہ دیکھ کے دیوانے ہو جاؤگے سرخ پوش نے
خوشی مین ڈبیا کو کھولا اسمین سے بیہوشی اڑی سرخ پوش بیہوش ہوا خواجہ نے زبان مین سوزن

دی گلے مین گیند ٹھونس دیا کہ بول نہ سکے اپنی صورت پر اُسکو بنایا آپ اُسکی صورت بنکر باہر نکلے
مونڈھے پہ لا کے بیٹھے نگہبانون سے کہا تم حفاظت رکھنا آپ طرف بارگاہ جمشید کے چلے یہان
جمشید بیٹھا ہر تحفہ جات عمل رہے ہین کہ خبر پہونچی سرخ پوش آتا ہے جمشید نے کہا جلد بلاؤ سرخ پوش
سامنے پہونچا جھک کر سلام کیا جمشید نے پوچھا کیون اے سرخ پوش سارہان زادے کی حفاظت پر
کچھ فریب تو نہین کیا کہا حضور میرے سامنے کیا مکرو فریب کر سکتا ہے ذرا اُلٹا برآیا مین نے دو ہاتھ
مار دیے نیم بسمل ہو رہا ہے مجھے کچھ حضور سے عرض کرنا ہے مین نے ابھی خبر پائی ہے آپ سے
عرض کرون آیندہ آپکو اختیار ہے جمشید ساتھ ہوا تنہائی مین لیکر آیا خواجہ باتین کرنے لگے
کہ حضور اختلاط کرین مین نے خبر پائی ہے کہ باغبان و بہار وغیرہ نشکر لیکر آتے ہین یہ باتین کرتے
کرتے گلوری نکالکر عرض کی حضور کا منہ سوکھا ہوا ہے سرخ رو رہیے جمشید نے گلوری کھائی
جیسے ہی پیک حلق سے اُتری جمشید نے گھبرا کر کہا اے سرخ پوش میرا دم گھبراتا ہے کہا حضور ٹھلکر
ٹہلین اُٹھتے ہی لڑکھڑا کر گرتے ہی بیہوش ہوا خواجہ نے جلدی مین زبان مین سوزن بھی نہ دی
ایک چٹائی مین لپیٹ کر کنارے کھڑا کر دیا آپ جمشید کی شکل بنکر باہر نکلے تخت پر آ کے
بیٹھے چونکہ کو تنے گلے مین خواجہ نے حکم کیا جواہر خانے کھولو جواہر خانے سے سند وچمچے آنے لگے
خواجہ دیکھ دیکھ کر زنبیل کر رہے ہین قضائے کار افراسیاب باغ سیب مین بیٹھا تھا ساحرون نے
ذکر کیا کہ جمشید ثانی سے مقابلے پڑے ہین افراسیاب نے کتاب ساری اُٹھا کر دیکھی کہ
جمشید کس حال مین ہے مسلمانون سے مقابلہ کر کے تو بچنا دشوار ہے جو اُنسے زیادہ مارا
گیا یہ خیال کر کے کتاب کو دیکھا جمشید کا حال صاف معلوم ہوا کہ جمشید کو عمرو نے
پکڑ لیا اُسکی شکل بنا ہوا تخت پر بیٹھا ہے یہ دیکھتے ہی افراسیاب گھبرا گیا کہا یار غضب ہوا
عمرو نے جمشید کو پکڑ لیا ما بدولت خود جاتے ہین سرمایہ برق اندازاور ابریق کوہ شکاف
بھی حاضر ہین ان دونون نے عرض کی غلام جاتے ہین افراسیاب نے کہا وہ نہایت طرار
و فرار ہے جست و خیز کر کے نکل جائیگا ما بدولت خود ہی جا وینگے یہ بات کہکے افراسیاب
خود اُٹھا غصے مین چلا یہان خواجہ تخت پر بیٹھے ہین جواہرات طلب فرما رہے ہین
افراسیاب نے جب دیکھا کہ مین قلعے کے قریب آگیا سوچا کہ ذرا میرا سایہ بھی دیکھ لیگا

تو بھاگ جاٸیگا غرق زمین ہو کر چلا خواجہ مستند و تھے جواہرات کے اٹھا اٹھا کر نذر ذلیل کر رہے ہیں
اب خزانہ طلب فرمایا ہر کہ برابر تخت کے زمین شق ہوئی افراسیاب نے سر نکالا للکار کر آواز
دی او سار بان زادے خواجہ نے چاہا اُکھڑ ن افراسیاب نے اشارہ کیا تخت نے پانوں
خواجہ کے پکڑ لیے خواجہ ناچار ہو ے افراسیاب نے نکلتے ہی خواجہ کو گرفتار کیا کہا جیلا جمشید
کہاں ہے عمرو نے کہا بھلا حضور سے میں جھوٹ بولونگا آپ ہی تو میرے قدر دان ہیں یہ کہکے کہا کہ
موجود ہیں افراسیاب نے جمشید کو جا کر ہوشیار کیا جمشید اپنا حال دیکھکر بہت گھبرایا
افراسیاب نے تمام کیفیت بیان کی جمشید رونے لگا کہا حضور مسلمانوں نے مجھے بہت صدمے
دیے حضور نے بڑا احسان کیا ورنہ نہیں معلوم یہ ساربان زادہ میرا کیا حال کرتا جواہر خانہ تو
غاٸب کر چکا اب روپیہ طلب کیا جاتا تھا افراسیاب تخت پر بیٹھا ہے جمشید حال اپنا کہہ
رہا ہے سرخ پوش کو قید خانے سے بلوایا اُنکو بھی ہوشیار کیا اب افراسیاب تھمتا ہوا جمشید
و سرخ پوش اُسکے ہمراہ ہیں افراسیاب کھڑا ہوا ہے کہ دیکھا صحرا سے ایک گرد اُڑی
ملکہ اے ابر گلنار پیدا ہوے نہیں پھولوں کی آمین افراسیاب بہ نگاہ غور دیکھنے لگا دامن گرد شگافتہ
ہوا دیکھا باغبان قدرت سوار مرکب باد رفتار پر اور ملکہ گلچین طاؤس زرین بال پر تخت پر ملکہ بہار و
مخمور ملکہ ابر گلنار سر پہ سایہ فگن پھول برس رہے ہیں بہار گلعذار کی رعناٸی زیباٸی
ملکہ مخمور سخنگو جمال افراسیاب نے زانو پر ہاتھ مارا کہا اے جمشید ثانی ان دونوں نے
مجھکو بے موت مارا بہار کے نکلنے سے باغ سیب میں سناٹا ہو گیا راتیں تڑپ تڑپ کے
گذرتی ہیں ہاے جمشید کیا کہوں کیونکر صنا موخش ہوں نظم

نظارہ آے جو حسن دل آزار نے کیا　　　اندھیر گیسوے سیہ یار نے کیا
گل سے جو سامنا ترے رخسار نے کیا　　　مژگان نے وہ کیا کہ جو کچھ خار نے کیا
غمزہ و ادا کو ترک وہ بے یار نے کیا　　　غمزہ نیا یہ ترک ستمگار نے کیا
افشان سے گشتہ ابرو خمدار نے کیا　　　جو ہر سے کام یار کی تلوار نے کیا
قامت تری تحلیل قیامت کی ہو گٸی　　　کام آفتاب حشر کا رخسار نے کیا
سودا سے زلف میں مجھے آیا خیال رخ　　　مشتاق روشنی کا شب تار نے کیا

فرصت ملی نہ گریہ سے اک لحظہ عشق مین | پانی مرے لہو کو انھی آزار نے کیا
سیماب کیطرح سے شگفتہ ہوا مزاج | آسیر مجکو میرے خریدار نے کیا
پتھر کے آگے سجدہ کیا تو نے برہمن | کافر تجھے ترے بت پندار نے کیا
حلقے کی ناف یار کی تعریف کیا کرون | گول ایسا دائرہ نہین پرکار نے کیا
دیوان حسن یار کی آتش جو سیر کی | دیوانہ بیت ابروے خمدار نے کیا

عشق بہار مین اشعار جو سامنے جمشید کے افراسیاب نے پڑھے جمشید جلکر خاک ہوگیا جی مین کُڑھتا ہی اور غضب دیکھیے ملکہ بہار بد عاشق ہو سامنے تو نہ کچھ کہ سکا سر جھکا کر خاموش ہو رہا بہار و مخمور جو اترین اور باغبان کی نگاہ پڑی کہ افراسیاب بالا سے قلعہ کھڑا ہی ہوش اڑ گئے پلٹ کر بہار سے کہا وہ غضب ہوا افراسیاب یہان موجود ہی ہرکارے نے بھی خبر دی کہ جو لوگ گرفتار ہو گئے باغبان نے کہا بڑا غضب ہوا بہار کا بھی رنگ رو متغیر ہوا مخمور کے مُنھ پر ہوائیان اڑنے لگین تھر تھر کانپتی ہی اور کہتی ہی اگر افراسیاب لشکر لیکر آگے تو کیا غضب ہو باغبان نے کہا ہرچہ رود بر سرم چو تو بندی ولاست اب جو خدا چاہیگا وہ ہوگا مخمور و بہار کو بڑی بیقراری ہی افراسیاب نے کہا ای جمشید لشکر مقابلے مین نکالو ما بدولت بھی نہ جاوینگے ان سبھون کو سحر کا وصلہ دے کے کل ان سبکو گرفتار کرلونگا جمشید نے اسی وقت لشکر بیرون قلعہ نکالا مگر حیران ہی کہ کیا ہوگا اگر افراسیاب بہار کو گرفتار کرکے لیجائیگا میرے دلکو کیونکر صبر آئیگا اس پریشانی مین بارگاہ ... دن قلعہ استادہ کرائی مگر پیٹ پکڑے پکڑے پھرتا ہی افراسیاب بھی آکر بارگاہ مین داخل ہوا مخمور و بہار وغیرہ پریشان ہین افراسیاب نے جمشید سے کہا طبل جنگی بجوا دے جمشید نے طبل جنگی بجوایا باغبان کو بھی ہرکارون نے خبر دی باغبان نے بھی طبل جنگی بجوایا اب یہان جمشید پریشان ہی کبھی قلعے مین جاتا ہو حیران ہی کہ مین کیا کرون آخر گھبرایا ہوا در قید خانے پر آیا سرخ پوش بیٹھا ہوا تھا اُسنے پکارا کون آتا ہی جمشید سامنے سرخ پوش کے رونے لگا کہا اے سرخ پوش کیا کہون ہر چند کہ شہنشاہ نے مجھکو آکر رہا کیا اگر وہ تشریف نہ لاتے تو بیشک میرے ملک کا خاتمہ تھا اگر شہنشاہ نے مجھکو بچایا اب ہاعث بھی وہ ہی کہ جو دل سے اُٹھ نہین سکتی صبح کو جو معرکہ پڑیگا شہنشاہ میدان مین خود دیکھین گے کون انسے مقابلہ کریگا اگر بہار کو گرفتار کرکے

لگے ہین اپنی جان دونگا مجھسے یہ صدمہ نہ اُٹھیگا جب بہار کو دیکھتا ہون گل عیش شگفتہ ہوتا ہے چاہتا ہون کہ جان اپنی اُسکے قدم پر نثار کرون روح کو راحت قلب کو قوت آنکھون کو بصارت ہوگی اُس کا دیدار فرحت آثار ہے ہائے مین کیا کرون شہنشاہ کے سامنے کچھ نہین کہہ سکتا کبھی سوچتا ہون جا کر بہار کی شرکت کرون لیکن شہنشاہ سے لڑ نہین سکتا اگر مقابلہ کرونگا گرفتار ہونگا کیون اے **سرخ پوش** مین کیا کرون کوئی تدبیر معقول بتاؤ مجھکو کشاکش سے چھڑاؤ جب مین اُسکے جمال جہان آرا کو دیکھتا ہون سخت قالب مین تڑپتی ہے کیا کہون کہ کیا گذرتی ہے جی چاہتا ہے گریبان چاک کرون طرف صحرا کے نکل جاؤن

نظم

اے جوش نالہ کاوش ہردم کہان تلک
یون موت سے شکایت پیہم کہان تلک

اُس مہروش کا رونے سے کیا حصول
اے اشک بیقرار سے شبنم کہان تلک

گردن جھکی ہوئی بھی وہی بار دوش ہے
اے دل خیال ابروے پرخم کہان تلک

جل جلکے میرے دل کی طرح خاک ہو گیا
اے آہ سینہ سوز سے ہمدم کہان تلک

مین سمجھ اُسکے گھر کا سمجھتا ہون گور کو
اللہ مجھپے تنگ ہے عالم کہان تلک

سینے کے سارے آبلے ناسور ہو گئے
اے دست وصل عیش کا ماتم کہان تلک

ہے جستجوے یار مین سعی رہ عدم
اے شوق دیکھیے کہ رہ دم کہان تلک

تاثیر کو بھی آگئی موت اُسکے ساتھ ہائے
کیا کرون امید اثر سم کہان تلک

اس زندگی سے میرا دم آیا ہے ناک مین
آخر تحمل قلق و غم کہان تلک

اللہ سینہ کوبیون سے ہاتھ تھک گئے
پیٹین گے اپنی جان کو یون ہم کہان تلک

سرخ پوش نے جو دردکر اپنا حال بیان کیا اور طالب ہوا کہ صلاح نیک بتاؤ **خواجہ عمرو** قیدخانے مین بیٹھے ہوے سب حال سُن رہے تھے پکار کر آواز دی اے شہنشاہ ساحران ذرا میرے پاس آئیے مین آپ کو صلاح بتاؤن معشوق سے بھی ملاؤن اگر میری عرض پر پابند ہجیے معشوق بھی ملے سلطنت **ہوش ربا** بھی لیجیے یہ باتین سُنکر **جمشید** شادان و فرحان اندر آیا کہا اے ارسطو فطرت ولقمان حکمت اے شاہ آسمان عیاری اے انجم درخشان بیحطراری دیکھیے تو قیامت برپا ہے میری جان پر بنی ہے کہ کیا تدبیر کرون **افراسیاب** نے آکر مجھکو بچایا اب دوسری مصیبت یہ ہے کہ بہار پر

وہ واقف ہے اب طبل جنگی بجوایا اُس سے کون مقابلہ کر سکتا ہے جو کہتا ہے وہی کریگا عمرو نے کہا
آپ کیوں گھبراتے ہیں میں وہ تدبیر کروں کہ آپ بادشاہ طلسم ہوشربا ہوں اشارہ سے ملک میں
ڈنکا بجے میرا کہنا مان لیجیے مجھے رہا کیجیے آپکو بیہوش کرکے صندوق میں بند کردوں آپ کی شکل
بنکر سامنے افراسیاب کے سامنے جاؤں بہار وغیرہ سب میرے قبضے میں ہیں بہار کو سمجھا دوں
کہ جمشید کے ساتھ شادی کیجیے میرے کہنے سے مجال نہیں کہ جو انکار کریں میں نے ہزار جگہ جان
بچائی اگر انکار کریں گرفتار کر لاؤں جمشید نے کہا خواجہ مجھے بیہوش نہ کرنا عمرو نے کہا
جو آپ کے نزدیک مناسب ہوگا وہی کیا جائے گا افراسیاب کو یہاں پکڑ کے مار ڈالیے صبح کو
چلکر تخت سلطنت ہوشربا پر بیٹھیے تمام ملک میں مشہور ہو جائے کہ شہنشاہ جمشید ثانی نے طلسم
ہوشربا پر قبضہ کیا کسکی مجال ہے کہ آپ کے حکم سے گردن تابی کرے اگر کوئی سرکشی کرے گا میں
عیاری کرکے پکڑ دوں گا ملکہ صرصر کو کس عہدے پر پہونچایا اب بائیس لاکھ فوج ہے ہم ہر افراسیاب
کہلاتی ہیں جو سردار سرکشی کریگا اُسکو عیاری سے گرفتار کروں گا تمہارے قدموں پر گرا دوں گا یہ جو
خواجہ نے فصاحت بیانی کی جمشید قدموں پر گر پڑا کہا اے شہنشاہ اقلیم عیاری تم کو وزیر
اعظم دستور المعظم کروں گا تمہارے ہی پاس باج و خراج آئیگا مجھے فقط معشوق پریچہرہ سے مطلب
ہے عمرو نے کہا معشوق لیجیے سلطنت بھی کیجیے لیکن اس راز سے کوئی آگاہ نہو میرے
آپ کے درمیان میں یہ راز رہے آپ نے سرخ پوش سے سب حال کہدیا دروازے پر بیٹھا ہے
سن بھی رہا ہے ایسا نہو افراسیاب سے کہدے کہ جان بچانا مشکل پڑے شراب منگائیے اُسکو
بیہوش کرکے مار ڈالیے اسی طرح پردہ رہے میں ابھی چلکر افراسیاب کو لیتا ہوں جمشید خوشی خوشی
دوڑ گیا ایک کنٹر شراب کا اُٹھا لایا خواجہ کے جسم سے قید دور کی اب جو خواجہ رہا ہوئے
کہا سرخ پوش کو اندر بلا لیجیے جمشید نے پکارا اے سرخ پوش یہاں آؤ سرخ پوش اندر
آیا عمرو نے جمشید کو دکھا کر بیہوشی ملائی سرخ پوش کو جام پلایا سرخ پوش خوشی
خوشی پی گیا پیتے ہی گھبرایا جمشید سے کہا میرا دل گھبراتا ہے جمشید نے کہا ذرا ٹھہر کر ٹہلو سرخ پوش
اُٹھا اُٹھتے ہی گرا جمشید نے اپنے ہاتھ سے قتل کیا کہا او خواجہ دردانہ کو مارا اب میری تمہاری
عہد ہوتا ہے کہ تم کو طلسم ہوشربا کا مدار المہام کروں گا تمہاری رائے پر کار بندی ہوگی عمرو نے

کہا اب مجھکو قدردان طلاب مین سب کچھ کرون گا مرغ وغیرہ کو تباہ کرون گا ایک دن مین سبکو مٹا دونگا
طلسم ہوشربا پر بڑے سلطنت سے قبضہ ہو ملکہ حیرت و بہار کا محل کر دونگی نازنینان مہ جبینان
ہین سب پر تمہارا قبضہ ہو شاہزادیون کے ساتھ تمہاری شادی ہو یہ سب محل ہونگے جو سرکشی کریگا
اُسے پکڑوا لاؤنگا تمہارے قدمون پر گراؤنگا حمزہ کیا تھا ایک معمار زادہ خانہ کعبہ جینے **نوشیروان**
کو مٹایا **حمزہ** کو بادشاہ جلیل بنایا اب اُنکا کون مقابلہ کرسکتا ہے میرے ہی مٹانے سے وہ مٹینگے
سب جگہ تمہاری سلطنت ہوگی اتنو **جمشید** جھومنے لگا **خواجہ** کی باتین سنکر مسوت ہوگیا کہا خواجہ
مین غلام ہون جو تم کہوگے وہی کرونگا **عمرو** نے کہا ایک جام شراب تو پیو **جمشید** نے کہا جو خوشی ہو
آپ کی **عمرو** نے خوش کرنے کو **جمشید** کے یہ چند اشعار بھی گائے

نظم

فراق غیر میں ہے بیقراری یا رب اپنا سا — بنایا تونے اُسکو بھی دل بیتاب اپنا سا
کسی کا سوز دل ہرگز تجھے باور نہین آتا — تو سب کو جانتا ہے اے مہر عالمتاب اپنا سا
جواب خون ناحق میرا ایسا کیا دیا تونے — کہ ظالم رہ گئے منہ دیکھ سب احباب اپنا سا
اگر مرضی یہی ٹھہری کہ تجھکو چھوڑ دون مجھکو — بتادے اور کوئی غیرت مہتاب اپنا سا
یہ رنگ آمیزیان کیسی ہین کسکا ڈر ہے دیکھو تو — مجھے تو کچھ نظر آتا ہے یہ خون ناب اپنا سا
بناوٹ سے وہ زلفین لاکھ بل کھایا کرین لیکن — یہ ممکن ہی نہین ہے ہو دے پیچ و تاب اپنا سا
اگرچہ شعر مومن بھی نہایت خوب کہتا ہے — کہان ہے لیک معنی بند مضمون یاب اپنا سا

جمشید یہ اشعار سنکر جھومنے لگا جام شراب پی گیا پیتے ہی بیہوش ہوا **عمرو** نے **جمشید** کو اُٹھا کر
نذر زنبیل کیا جمشید کی شکل بنکر باہر آیا سب نگہبان ساتھ ہوئے کہا جواہر خانے مین حکم پہونچا دو
بارگاہ مین صندوقچے آئین مگر جلدی کرنا ہمین جنگ کا انتظام کرنا ہے داروغہ دوڑا صندوقچے
جواہرات کے لاکر بارگاہ مین رکھے **خواجہ** آئے سب صندوقچے اُٹھا کر نذر زنبیل کیے خزانہ
منگوایا وہ بھی نذر زنبیل کیا آپ جمشید کی شکل بنے ہوئے طرف بارگاہ **افراسیاب** کے
چلے لشکر مین حکم دیتے ہوئے چلے آتے ہین سب تیار ہین افسر لوگ ہوشیار رہین صبح کو لشکر
سلمان کو لوٹنا ہے یہ کہتے سنتے بارگاہ مین آئے **افراسیاب** تخت پر بیٹھا ہوا انتظار جمشید
کر رہا ہے کہ اب جمشید نقی نے آکر سلام کیا **افراسیاب** نے کہا اے **جمشید** کیا انتظام کیا کہا خوب لشکر

تیار ہے صبح کو سرکار دیکھین گے سبکو گرفتار کرلاؤنگا اب سرکار آرام فرمائین شراب کو نوش کرین افراسیاب نے کہا خوشی تمھاری جمشید نقلی نے جام لبریز کیا بیہوشی ملائی سامنے افراسیاب کے پیش کیا افراسیاب نے جو جام شراب کا دیکھا آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا ای جمشید کیا کہون جیسا جدائی نے بہار کی صدمہ دیا ہر وقت اُسی کا تصور رہتا ہے دل تڑپتا ہے قلب بھر گیا ہے نظم

بلبل گلون سے دیکھکے تجھکو بگڑ گیا — قمری کا طوق سرو کی گردن مین پڑ گیا
چین بر جبین ہوا ہے بت چین رہ غرور پر — تصویر کا ہے عیب جو چہرہ بگڑ گیا
آئی تو مجھے پسند اسے چال یار کی — سُن لیجیو پانون کبک دری کا اکھڑ گیا
پیچھے ہٹا نہ کوچۂ قاتل سے اپنا پانون — سر سے تڑپ کے چار قدم آگے دھڑ گیا
کھینچی جو میری طرح سے قمری نے آہ سرد — جاڑے کے مارے سرو چمن مین اکڑ گیا
نکلا نہ جسم سے دل نالان شریک روح — منزل سے تنگ ناقے سے اپنے بچھڑ گیا
پاتا ہون شوق وصل مین احباب کی کمی — حسن و جمال یار مین کچھ فرق پڑ گیا
لاشون کو عاشقون کے نہ اٹھوا لگی بہار — بسنے کا پھر یہ گانون نہین جب اُجڑ گیا
ہر سو کی راہ آگے عزیزان نکل گئے — افسوس کاروان سے مین اپنے بچھڑ گیا
آیا جو سرخ لعل لب یار کا خیال — جھنڈا اقلیم کا اپنے بدخشان مین گڑ گیا
سینے لیا بغل مین پری رو وصال کو — دیو فراق کشتی مین مجھسے بچھڑ گیا
آتش نہ پوچھ حال تو مجھ درد مند کا — سینے مین داغ داغ مین ناسور پڑ گیا

افراسیاب عرصہ دراز تک رویا عمرو نے کہا حضور اسکا خیال نہ کرین جو گذرا وہ گذرا کل سب حضور کی خدمت مین حاضر ہوگی افراسیاب نے کہا اُس ظالم کو اب انکار ہے بادشاہ لشکر اسلام پر عاشق ہے ہمکو دشمن جانتی ہے عمرو نے کہا آپ جام نوش فرمائیے اور آرام کیجیے صبح کو غلام سمجھ لیگا افراسیاب نے جام شراب پیا پیتے ہی جلکے چھپر کھٹ پر لیٹا لیٹتے ہی بیہوش ہوا خواجہ نے تاج تو الگ سے لیا آپ بارگاہ سے نکل لشکر والون کو ترغیب دیتے ہوے چلے سبنے کہا حضور کہان تشریف لیے چلے جمشید نقلی نے کہا شہنشاہ نے واسطے ایک کام کے بھیجا ہے لشکر مسلمانان مین جاتا ہون یہ کہکے بھاگے ملکہ مخمور و بہار و باغبان و گلچین حیران و پریشان بیٹھی ہین

آپس مین کر رہے ہین دیکھیں تقدیر کیا دکھائے بڑے ظالم سے مقابلہ ہے افراسیاب کا سحر کون دفع کریگا باغبان کہتا ہے بڑا غضب یہ ہے کہ خواجہ عمرو قید مین اگر وہ ارسطو فطرت لقمان حکمت رہا ہوتے تو کوئی تدبیر کرتے اے بہار و مخمور دیکھیں تم لوگ رات ہی رات کہین نکل جاؤ مین صبح کو روؤنگا اپنی جان دونگا ملکہ بہار رونے لگین کہا اے باغبانی یہ ہو سکتا ہے کہ تمکو اس بلا مین چھوڑ کر ہم اپنی جان بچائین افسوس یہ ہے کہ تا لکوہ عقیق نہ پہونچے کہ ایک مرتبہ زیارت شہنشاہ کر لیتے تقدیر کے نتیجا اب دلکی یہ کیفیت ہے دیکھیں تقدیر کیا دکھائے صبح کو کیا پیش آئے افسوس دلکی دل ہی مین رہی لشکر سے جدا ہوئے اس آفت مین مبتلا ہوئے بقول شاعر نظم

شرح زلف پر جان کھویا گیا
اندھیرے اجالے مین رویا گیا

ہمیشہ لکھے وصف دندان یار
قلم اپنا موتی پرویا گیا

کہوں کیا ہوئی عمر کیونکر بسر
مین جاگا کیا بخت سویا کیا

رہی عمر بے فکر گشت سخن
نہ جوتا گیا مین نہ بویا گیا

برہمن کو باتون کی حسرت رہی
خدا نے بتون کو نہ گویا کیا

مزا اشک کھانے کا جسکو پڑا
وہ اشکون سے ہاتھ اپنے دھویا کیا

زنخدان سے آتش محبت رہی
کوئین مین مجھے دل ڈبویا گیا

بہار کے رونے پر مخمور بھی بیقرار ہے باغبان کہ رہا ہے اے بہار و مخمور تم نکل جاؤ برائے خدا اب تمھارا رہنا بہتر نہین ہم پر جو گذریگی وہ جھیلینگے جان پر سہینگے بہار و مخمور کہتی ہین اے باغبان یہ غیر ممکن ہے اپنے مالک بے نیاز سے رجوع کرو چار دن دعائین مانگ رہے ہین اے معبود بے نیاز اے خالق کارساز ہمکو اس آفت سے بچائے اس ظالم کے ہاتھ سے نجات دے بہار نے کہا اے مخمور اسکی عنایت شریک ہو سب آسان ہے نظم

جلوہ شان بہ بیند گر ز صنعت آدمی
سیر سد در منزل وحدت ز کثرت آدمی

بعض نادان است گر بہر حاجتی چند روز
ہست پابند ریاضت بے ضرورت آدمی

وا اسے صد حسرت کہ بخواہش نفس شریر
عمر ضائع میکند در عیش و عشرت آدمی

سود نہ ماند ز دنیائے دنی وقت سفر
با وجود ملک و مال و جاہ و حشمت آدمی

آدمی آخر ز خدمت میشود مخدوم خلق	میکند حاصل ز محکومی حکومت آدمی
باشد از سر تیر نشتر محفوظ با عجز و نیاز	پایدار صدق عبادت قدر عظمت آدمی
ہست باچیت ریشن است آخر ازین والمحن	پس چرا باشد بفکر استقامت آدمی

اسوقت دربار مین ملکہ بہار کی عجب کیفیت ہے سب سردار بیقرار اہالی لشکر اشکبار مگر ثابت قدم
کوہ جرأت آمادۂ مرگ و مہیاے قضا ہر ایک کا یہی قول ہے کہ لڑینگے مرینگے اپنے مالک کا ساتھ
نچھوڑینگے ہرچند **باغبان** نے کہا **بہار** نے جانا قبول نہ کیا کہ آواز زنگ کی کان مین آئی سر
اُٹھا کر سب دیکھنے لگے دیکھا **خواجہ عمرو** بھاگے ہوے آتے ہین سب خوش ہوگئے **بہار** و **مخمور**
نے کہا او **باغبان** مبارک ہو **خواجہ عمرو** تشریف لاتے ہین اب سب مشکلین آسان ہوگئی ہین
تردد و انتشار نہوگا اسقدر دل بیقرار نہوگا ہمارے سرپرست آگئے جو مناسب یہ جانین گے
وہ کرینگے ہمکو ظالم کے ہاتھ سے بچا لینگے **خواجہ** نے آتے ہی کہا اے **باغبان** جلدی کر اب
یہان سے نکل چلو **افراسیاب** کو بیہوش کرکے آیا ہون صبح ہوتے ہی ہوشیار ہوگا میان
جمشید ثانی کو مین نے زنبیل مین رکھ لیا لشکر مین چلکر اسکا دربار سمجھا جائیگا **باغبان** و
گلچین و **بہار** و **مخمور** آمادہ ہوئین **باغبان** نے نکلتے ہی آواز دی سب افسران فوج تیار ہوکر
آئے کہ شاید اسی وقت مقابلہ پڑے گا اسباب سحر سے درست چالاک و چست **باغبان**
نے کہا کل لشکر کو تیار کرو افسرون نے سب کو تیار کیا رات ہی رات طرف اپنے لشکر کے چلے
خواجہ ایک جانب روانہ ہوے یہ لیکے گئے سب جلد آؤ راہ مین کہین نہ ٹھہرنا رہوار روی کرتے
ہوے جاتے ہین سرداران مذکور دو منزلہ سہ منزلہ کرتے ہوے جاتے ہین رات کو بھی کسی مقام پر
نہین ٹھہرتے یہ لوگ تو اسطرح جاتے ہین کہ انکا ذکر وقت پر تحریر ہوگا **افراسیاب** کا حال
عرض کرتا ہون کہ **افراسیاب** جو صبح کو اُٹھا مدت بیہوشی باقی تھی پریشان ہوکر کہا **جمشید**
کہان ہین دست بستہ ملازمون نے عرض کی حضور قلعے مین ہونگے کہا جاکر بلا لاؤ خدمتگار گئے تھوڑی
دیر مین پلٹ کے آئے عرض کی حضور قلعے مین **جمشید** کا پتہ نہین جا بجا تلاش کیا کہین نشان نپایا
مشکل ہے **افراسیاب** برہم بیٹھا ہے کہ چند ساحر روتے ہوے آئے عرض کی حضور عجب معاملہ ہے کہ قید خانہ خالی
پڑا ہے سرخ **پوش جادو** کی لاش اُس مقام پر ہے **عمرو** قید خانہ مین نہین ہے **افراسیاب**

جھلا کر اٹھا داروغہ قید خانہ نے جا یا لاش سرخ پوش کا دیکھا کہ عمرو اسکو مار کر نکل گیا لاش باہر لاؤ
لاش جو باہر آئی سینے کا زخم دیکھکر افراسیاب نے کہا یہ تو کسی ساحر نے مارا ہے یہ کہکر افراسیاب
نے انگشتر جمشید کو اچھالا آواز آئی کہ اسکو جمشید ثانی نے مارا افراسیاب نے کہا یارو
تم جانتے ہو کہ جمشید نے سرخ پوش کو کیوں مارا آخر جمشید کیا ہوا جھلا کر ایک دستک دی
سامنے ایک تخت پیدا ہوا اسپر ایک نازنین گلرخ حسین ماہ پیکر رشک قمر سنہرے لہرے پہنے
ہوئے گچھا کنجیوں کا ازار بند میں بندھا ہوا افراسیاب نے کہا اے کندن جلد جاؤ کوہ طور
جو کوٹھا بند ہے اسمین کتب خانہ سامری ہے اسمین کتاب رکھی ہے کتاب سوانحات سامری
اسکو جلد لاؤ کندن نے سر جھکایا رنجیدہ ہوکر عرض کی اس کتب خانے کے کھولنے کا حکم نہین ہے
لونڈی سمجھ گئی کہ آپ کو کوئی ضرورت ہے انگشتر جمشید سے دریافت کیجیے آپ کو سب طرح کا اختیار
ہے میں کچھ نہین کہہ سکتی افراسیاب نے کہا تیرے باپ کا اجارہ ہے ابھی کنجیاں چھین لونگا تجھکو معزول
کرونگا ہم تجھ سے قاعدہ کب پوچھتے ہیں ہمین لفظاً لفظاً دریافت کرنا ہے کندن روانہ ہوئی بعد تھوڑی
عرصے کے کتاب لیکر آئی لیکن آنکھوں مین آنسو بھرے ہوئے کتاب ہاتھ مین دیکر کہا ہم سبکے
زوال کا وقت آگیا آپکی بدعت نے خوب سر کھینچی لاحین وبلقیس کی آہ نے آسمان کو ہلا دیا
کھول کر کتاب دیکھیے سر کتاب پر یہی لکھا ہے جب کتب خانہ سے یہ کتاب منگائی جائیگی بس اسی
سال مین طلسم ہوشربا فتح ہوجائیگا افراسیاب نے کہا لکھنے والوں نے جھک مارا قلم ہاتھ
مین تھا جو چاہا لکھدیا ہوشربا کو کوئی فتح کرسکتا ہے ایسی ایسی بلائین ہین کہ اگر ایک ساحر کو
بلا بھیجوں ایک دن مین تمام عالم کا خاتمہ کر دے وہ سب ماہ دولت کے ملازم ہین مین
ایسی واہیات بات کو دیکھکر کیا کروں کندن سر جھکائے سنا کی آخر کو چپکے سے اتنا بولی
کہ جو ارشاد ہے وہ بجا ہے اس غرور نے یہ نوبت ہم سب کو پہنچائی صورت انقلاب دکھائی افراسیاب
نے کہا تجھے کیا مطلب ہے یہ کہکے کتاب کھول کے دیکھی اس کتاب مین لفظاً لفظاً احوال معلوم ہوا
کہ جمشید بہار پر عاشق ہے آپ نے جو اپنے عشق کا حال بیان کیا جمشید کو بہت خلاف
گذرا اسنے رات کو عمرو سے میل کیا عمرو نے سرکار کو بیہوشی پلا کے غافل کیا جمشید
کو زنبیل مین رکھ لیا آپ طرف اپنے لشکر کے گیا بہار وغیرہ بھی گئین افراسیاب کا

چہرہ سرخ ہو گیا مثل بید کے کانپنے لگا کتاب تو بند کرکے کندن کو دی کہا اسے جاکر کوٹھے
مین بند کر دے یہ وہ تحفہ ہے کہ سامری و جمشید نے جسدن سے اسکو تصنیف کرکے اس مکان
کے سپرد کیا آجتک یہ کتاب باہر نہ نکلی تھی تو بیٹا کندن ہمارے غصے کا خیال نکر تا کتاب کو جاکر
بہت حفاظت سے رکھنا جمشید بیچارا جمال بہار دیکھکر عاشق ہوا اس حسد مین اُسنے عمرو سے
میل کیا یہ حرکت کر گزرا یہ نہ سمجھا کہ شہنشاہ مائل ہین جسدن میرا اُس کا سامنا ہوگا صفائی ہو جائیگی
مین ذرا بھی عذر کرون بہار قبول کریگی یہ عرض کرونگا

نظم

ادب تا چند ای دست ہوس قاتل کر دامنگیر
سنبھل سکتا نہین اب دوش سے بوجھ اپنی گردن کا

غضب ہے جانکو سیلے مین ہو تا بسر دشمن کا
محل خوف ہے ہمسایہ عتاب و برہمن کا

جو سویا ساتھ بھی قاتل تو خنجر درمیان رکھکر
ہماری اُسکے پردہ رہگیا دیوار آہن کا

بہار اک دل کی داغون نے دکھائی تختہ گل کو
وہان زخم سینہ بنگیا دروازہ گلشن کا

جبینی افشان جو پیشانی پہ اُسکی چاندنی چھٹکی
ملی ستی تو آئینے مین پھولا تختہ سوسن کا

اندھیرے مین جو ڈر کر مجھ پر وہ خورشید ولٹیا
شب تاریک مین ہاتھ آیا مضمون روز روشن کا

کرو اب آگے مردان خدا کے چل نہین سکتا
کف داؤد مین یکسان ہے عالم موم و آہن کا

در فردوس پر رضوان سے رخصت کون لیتا ہے
سمجھتا ہون مین کھیل اک پھاندنا دور آتش کا

کیا اک آن مین تیغ قضا نے صاف دو ٹکڑے
گمان ہی رہگیا دشمن کو آتش اپنی جوشن کا

افراسیاب بہت بیقرار رہا یہی کہتا تھا کہ مجھی پر بڑا صدمہ ہے کہ جمشید اپنے مزاج مین کیا سمجھا جو
بہار پر عاشق ہوا جاکر قیامت برپا کرتا ہون اُنھین ساحرون مین سے ایک ساحر زبردست کو
قلعے کا حاکم کیا آپ پرواز پیدا کرکے چلا کوہ فیروزہ پر گزرا افراسیاب نے دیکھا کوہ فیروزہ
ویران پڑا ہے چند سپاہی جابجا بیٹھے ہین افراسیاب اُتر آیا پوچھا گوہر فیروزہ پوش
کہان ہے سپاہیون نے عرض کی عمرو یہان آیا تھا سبکو بیہوش کرکے لوٹ رہا تھا کہ جمشید نے اُسکو
گرفتار کیا ملکہ کو ہوشیار کیا ملکہ کو بہت ناگوار تھا جمشید تو عمرو کو لیگیا ملکہ لشکر تیار کرکے برای قتل مسلمانان
تشریف لیگئی ہین افراسیاب اُس پہاڑ سے بڑھا ایک صحرا مین دیکھا لشکر گوہر فیروزہ پوش
اُترا ہے لشکر مین چہل پہل ہے افراسیاب اُتر آیا گوہر استقبال کرکے آئی افراسیاب کو بارگاہ مین لائی کہا ای شہنشاہ

مین جاتے ہی مسلمانون پر آفت برپا کرونگی عمرو نے کئی سے کنیزون کو قتل کیا مین نگوڑی عمرو کو جانتی
بھی نہ تھی عمرو کو جمشید نے گیا قتل بھی کیا ہوگا وہ کہتا تھا مین زندہ نہ چھوڑونگا افراسیاب نے سب حال
جمشید کا بیان کیا کہا جمشید کو عمرو گرفتار کرکے لیگیا بیچارا ملکہ ام بہار پر عاشق ہوا اُسی جوش
عشق مین آفت مین پھنسا اب مین جاکر اسکی فکر کرتا ہون گوہر نے کہا حضور تکلیف نہ فرماوین طرف
باغ سیب کے جائین مین جاکر سب سے سمجھ لونگی افراسیاب نے زانو پر ہاتھ مارا کہا اے گوہر
مسلمانون کی کوئی حقیقت نہین مگر عیار بلاے روزگار ہین جو ساحر اُنکے مقابلہ مین گیا پھر زندہ
نہ پلٹا گوہر نے کہا کنیز سمجھ گئی اب مجھ پر کوئی عیاری نہ کریگا حضور تشریف لیجائین آپ لونڈی غلامون
کے بارے مین کچھ تکلیف نہ کرین افراسیاب طرف باغ سیب کے گیا گوہر نے ایک
عرضی بخدمت ملکہ حیرت لکھی کہ کنیز برائے قتل مسلمانان آئی ہے اب حضور کو تکلیف نہوگی فلان
مقام پر کنیز فروکش ہے طرف سر صحراے گلرنگ کے آئی ہے ملکہ حیرت تخت پر بیٹھی ہین چالاک بن
عمرو پروانہ شمع جمال حیرت ایک کنیز کی شکل بنا ہوا پشت پر مگس رانی کر رہا ہے کہ ایک طائر نے
آکر گوہر کا نامہ دیا طائر تو نامہ دیکر چلا گیا حیرت نامے کو پڑھ رہی ہین چالاک جھک جھک کر
دیکھ رہا ہے حیرت نے نامہ پڑھکر چاک کیا چالاک یہ خبر لیکر نکلا بارگاہ مہرخ مین آیا کہا حضور
گوہر فیروزہ پوش دو لاکھ ساحرون کی جمعیت سے آئی ہے بڑا اپنے سحر پر دعوی رکھتی ہے قبلہ
و کعبہ کا بھی پتہ لکھا تھا کوئی جمشید نامی جادوگر قبلہ و کعبہ کو گرفتار کرکے لیگیا ہے انکا بھی پتہ چلیگا
لی گوہر کو بڑا غرور ہے یہ سُنکر ملکہ مہرخ نے کہا یہان آنے دو سب حال معلوم ہوجائیگا افسوس
باغبان گلچین و مخمور و بہار کا ابتک کچھ احوال نہ معلوم ہوا اُسی مقام پر خواجہ بھی ہونگے
یا دشمن گرفتار ہوگئے ہونگے چالاک یہ سوچکر باہر نکلا تلاش مین لشکر گوہر فیروزہ پوش کی چلا
یہان حیرت نے نامہ پڑھکے صرصر و صبا رفتار کو بلا کہا جاکر دریافت کرو ملکہ گوہر سے ملاقات
کرنا اور کہنا اب جنگ تمہاری ذات پر موقوف ہے جب تم آؤگی تب طبل جنگی بجیگا صرصر بحکم حیرت
چلی مگر چالاک بن عمرو کئی دن کے بعد صحراے گلرنگ مین پہونچا ایک پہاڑ سے چڑھکے دیکھا
ایک لشکر فروکش ہے چالاک پہاڑ سے اترا فقیر بنکر لشکر مین آیا دریافت کرنے سے معلوم ہوا
یہی لشکر گوہر فیروزہ پوش کا ہے کنارے آکر رنگ و روغن نکالا صرصر کی شکل بنکر

لوٹتا پھرتا ہے صرصر و صبا رفتار چلیں تھیں لشکر میں جا کر جو بھی تھیں رنگ دگرگون دیکھا صرصر نے
کہا کوئی عیار پہونچ گیا صرصر و صبا رفتار نے کہا گھوڑی خبر لگانے رہتے ہیں دونوں دوڑیں
ہر جگہ ساحروں کو بے ہوش پایا حملہ کر پردہ اوٹھا کر دیکھا کہ سب اہالی دربار بیہوش پڑے ہیں اور
چالاک لوٹتا پھرتا ہے قتل بھی کر رہا ہے صرصر و صبا رفتار پیچھے جھپٹ آئیں کہا ایسا نہو گوہر
فیروزہ پوش کو قتل کر ڈالے لیکن صبا رفتار نے کہا میں مقابلہ کرتی ہوں یہ ظالم جانے نہ پائے
گوہر کو ہوشیار کر دو صبا رفتار للکار کر چالاک پر جا پڑی چالاک سمجھا تنہا ہیں اسکو گرفتار
کروں گا جھپکے اوڑنے لگا صرصر نے جھپٹ کر گوہر کو ہوشیار کیا گوہر نے آنکھ کھولکر دریائے خون
جاری دیکھا اگر صرصر و صبا رفتار کو مارنے چلی صرصر نے کہا ضرور چالاک لوٹ رہا ہے
گوہر نے پلٹ کر چالاک پر سحر کیا چالاک کے ہاتھ سے خنجر چھوٹ پڑا لڑکھڑا کر گرا گوہر نے یاران سحر
پرسا کے سب کو ہوشیار کیا جسنے آنکھ کھولکر یہ رنگ دیکھا گھبرا گیا اب سب ہوشیار ہوے چالاک
کو بھی گرفتار کیا باہر نکل کے لشکر کا عجیب حال دیکھا لشکر کو بھی سحر کر کے ہوشیار کیا جب سب ہوشیار
ہوے کہا لشکر میں قرنا کرد قرنا ہوتے ہی سب لشکر جگر سامنے آیا کہا میدان خونی کی تیاری کرو صرصر
کی بڑی خاطر کی میدان خونی کی تیاری ہونے لگی آرہ کش تسمہ کش جلاد آکر حاضر ہوے دار رسن
استادہ ہوئیں جلاد سلفچیں لگانے لگے چالاک کو پکڑ کے کشان کشان زیر دار لائے پاؤں میں
زنجیر باندھکر چالاک کو دار میں لٹکایا اسوقت چالاک کی بیقراری اشکباری اپنے خدا سے
دعا مانگ رہا ہے گوہر کل لشکر لیے کھڑی ہے چالاک پکار رہا ہے اے معبود اس آفت سے نجات
دو ہاتھ سے دشمنوں کے بچالے دمبدم غم و الم کی ترقی ہے دلکو بیقراری ہے چالاک ہماری
کوئی خبر کو نہ آیا مقام افسوس ہے کہ کوئی وقت پر نہ پہونچا اے خالق تو سرپرست ہے اس عالم غربت
میں سوا تیرے کون کام آوے تو ہی حامی و مددگار ہے

نظم

خداست مونس و غمخوار و ہمدم و یکتا
فروغ خوبی گلہا در چمن دو بالا گشت
خدا نبود گہ ناخدا بکشتی نوح
بعجز و الفت و اخلاص و بندگی گردد

خداست واقف حال و خداست محرم راز
جو گشت قمری و بلبل دران بلند آواز
چگونہ زان ہمہ طوفان نجات یافت جہاز
بہ بندگان خدا بندۂ خدا ممتاز

چالاک تڑپ رہا ہے پھڑک رہا ہے اپنے پروردگار سے اپنے قلب کو رجوع کر رہا ہی گوہر نے پکار کر
آواز دی کہ جلد اسکا سر کاٹ لو جلاد چلا تھا کہ جا کر چالاک کو قتل کرے کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا
باغبان قدرت و گلچین و بہار مخمور سامنے سے پیدا ہوئے دس ہزار ساحران غدار ساتھ
باغبان کی نگاہ پڑی پکار کر آواز دی ای بہار غضب ہوا چالاک زیر تیغ بیٹھا ہی بہار نے
کہا ای باغبان لینا باغبان بر ای رہائی چالاک چلا بہار نے مخمور کو لیکر لشکر پر گرتی گلدستہ
بہار کا چلا پھول برسے مخمور کا کنٹھا چلا خون برسنے لگا زمین کانپی باغبان نے بڑھکر چالاک کو لیا
سحر بھی کیا کئی ہزار جادوگروں کو مارا چالاک کو رہا کر کے الگ کیا باغبان لڑنے لگا گلچین پیت
شو ہر کے سحر کر رہی ہے ہر طرف ہنگامہ گرم ہی گوہر و مخمور سے مقابلہ پڑا مخمور نے برق چمکائی سر گوہر کا
زخمی کیا باغبان نے بڑھکر علم فوج کو قلم کیا مخمور نے بارگاہ میں آگ لگا دی گوہر کو سوا بھاگنے
کے کچھ نہ بن پڑا فوج سے بھی قدم اٹھے ساحران مذکورین کو سوں تک مارتے ہوئے گئے آخر باغبان
نے کہا ٹھہر جاؤ چالاک کو تو رہا کر لیا گوہر بھاگ کر نکل گئی باغبان و بہار و مخمور و گلچین
مع چالاک طرف لشکر اسلام کے چلے یہاں اول خواجہ ہمیشہ پہنچے ملکہ مہرخ سے اپنی سب کیفیت بیان
کی کہ ہرکاروں نے عرض کی باغبان و بہار بھی آتے ہیں چند سردار گئے استقبال کر کے سب کو لائی
ملکہ مہرخ سے سب کیفیتیں اپنی گذارش کیں مہرخ نے کہا خدا نے فضل کیا کہ تم لوگ بخیر و عافیت آئی
خواجہ نے بیان کیا کہ میں جمشید ثانی کو لایا ہوں ملکہ مہرخ نے کہا لائیے صرصر خبر کو آئی ہی ایک
کنیز کی شکل بنی ہوئی کھڑی ہی عمرو نے زنبیل سے جمشید ثانی کو نکالا ستون سے باندھ دیا سب
سمجھانے لگے اپنے مذہب حق کی صفت بیان کر رہے ہیں جمشید کچھ جواب نہیں دیتا خاموش کھڑا ہی
خواجہ نے کہا یہ مغرور جواب نہیں دیتا اسکو قتل کر دو یہ سنتے ہی جلاد بڑھا جلاد نے جمشید کو کھینچا
چاہتا ہی مہرخ حکم قتل دیں کہ زمین تھرائی آواز مہیب آئی افراسیاب جادو زمین سے پیدا ہوا
ملکہ مہرخ خوف سے افراسیاب کے تخت سے گر پڑیں بہار و باغبان وغیرہ بھاگے چند دم برق فلا
زمین ہو گئے برق لامع کڑک کر آسمان پر پہنچی سب صدا الامان الامان ہو گئی افراسیاب نے
با اطمینان جمشید کو لیا جھومتا ہوا باہر نکلا لشکر والوں نے جو افراسیاب کو دیکھا سب بھاگنے لگے
افراسیاب بیچ میں سے لشکر کے جمشید کو لیے ہوئے اپنی بارگاہ میں آیا جمشید کو ہوشیار

کیا کہ دیکھا جائیگا گوہر فیروزہ پوش شکست خوردہ آکر ہوئےحین افراسیاب کو جو تخت پر دیکھا دہائی
دینے لگیں ای شہنشاہ مجھکو مخمور و بہار نے لوٹ لیا پہلے چالاک نے عیاری کی پھر یہ لوگ
ہو بچے میرے لشکر کو تباہ کیا آخر شکست کھا کر بھاگی جمشید نے کہا اے گوہر اب میرے ہاتھ سے
بچکر کہان جائینگے جمشید سے گوہر نے کہا کہ تم میرے ساتھ رہو شہنشاہ سے عرض کیے دیتے
ہین کہ ہم طبل جنگی بجوا کر میدان مین نکلین گے جو گرفتار ہوگا اُسکو قتل کر ڈالین گے ہمسے کوئی باز پرس
نکرے افراسیاب نے کہا اے جمشید صرف مخمور و بہار کے صدمے مین کہتا ہون کہ ان
پر جان جاتی ہے اُنکی جدائی سے بڑے صدمے اُٹھائے خیر اب تمہین اختیار ہے جمشید
و گوہر دربار سے افراسیاب کے اُٹھے قریب لشکر حیرت بارگاہ استاد کرائی لشکر بھی تہا
اُسی مقام پر اُتارا اب خبر سنو لشکروں مین کہ جمشید و گوہر برائے مقابلہ مسلمانان آئے ہین
سنتے ہی ہرکارے لشکر اسلام کے خبر نہ دو تیر ند خبرین لیکر بھاگے خدمت مین ملکہ مہرخ کی آئے
اُسوقت دربار مین جملہ سردار اور سب عیار موجود ہین ہرکارون نے آکر خبر دی کہ جمشید
گوہر نے دعوی کیا ہے کل مقابلے کو نکلین گے ملکہ بہار نے کہا اُسکی شامتین آئی ہین برق
و چالاک اپنے مقام سے اُٹھے کہا ہم ذرا خبر تو لے آئین ملکہ مہرخ نے منع بھی کیا کہ تم
دشمن کے لشکر مین نہ جاؤ اُسنے بڑے صدمے اُٹھائے ہین جس کسیکو پاجائینگے بہت ستائینگے
برق و چالاک نے کہا دیکھا جائے گا صورتین بدلکر لشکر جمشید مین آئے جمشید لشکر کو
دیکھتا پھرتا ہے گوہر بارگاہ مین بیٹھی ہے برق چالاک سے جدا ہو رنگ روغن
عیاری کا لگا کر ایک کنیز کی شکل بنا بلا تکلف بارگاہ مین گوہر کی آیا جھک کر سلام کیا کہا حضور مجھکو
ملکہ حیرت نے بھیجا ہے سبکو حضور ہٹا دین مین کچھ عرض کرونگی گوہر نے تخلیہ کیا برق باتین کرنے
لگا کہا ملکہ نے فرمایا ہے کہ عیاران اسلام تمھاری تلاش مین آئے ہین ذرا ہوشیار رہنا گوہر نے
کہا کوئی عیار ہم تک نہین آسکتا برق نے کہا اگر آپ کے پاس عیار آوے تو کیونکر پہچانیے
صورتین بدلکر آتے ہین انھین آپ کیا پہچان سکتی ہین ملکہ حیرت نے ایک سحر دیا ہے کہ ہر وقت ایک
کنیز تمھاری پشت پر کھڑی رہے گی دمبدم آپ کو آگاہ کرتی جاویگی کہ فلان عیار فلان مقام پر
آیا فلان کام کر رہا ہے فوراً پہچان لیجیے گا گوہر اس بات سے بہت خوش ہوئی گوہر

۸۰

نے کہا کیون گلنار کیا تدبیر ہو کہ وہ کنیز ہر وقت حاضر ہے کہا مین ابھی عرض کرتی ہون کہا آگ
اور کوئلے منگائیے گوہر نے آگ اور کوئلے منگائے گوہر کو بڑا اشتیاق ہے کہ وہ کنیز کیونکر لاتی ہے
جب آگ روشن ہوئی کنیز نے اپنے پاس سے لوبان نکالا کہا اسکو آگ پر ڈالیے جب دھوان نکلے
ناک لگا کر سونگھیے جیسے لوبان آگ پر ڈالا دھوان نکلا گوہر سونگھنے لگی بیہوشی نے تاثیر کی لڑھکا کر
گری بیہوش ہوئی برق نے اشتارہ باندھا اور مراحیہ چالاک کرکے لے بھاگا یہان صرصر
پھرتی ہوئی قریب بارگاہ گوہر آئی دروازے پر دیکھا کنیزین کھڑی ہین صرصر نے پوچھا
بی بی گوہر کیا کرتی ہین کنیزون نے کہا ایک کنیز فرستادہ حیرت آئی ہے اس سے باتین کر رہی ہین
صرصر نے سنتے ہی سمجھ لیا کہا ارے کوئی عیار آیا مجھے تو خیال تھا کہ عیار آکر آفت برپا کرینگے یہ
کہکے صرصر اندر آئی اشتارہ باندھنے کا نشان دیکھا گوہر کو نہ پایا سمجھی برق کا بھاگا دوڑی
کہ مین جاکر جمشید کو اطلاع کرون جمشید لشکر کا منتظم رہتا تھا صرصر نے آکر خبر دی کہ جمشید
گوہر کو برق پکڑ لیگیا جمشید بولا ہی گوہر کیلئے دوڑا کہا مین نے تو اسکو تسکین دی تھی اسکی پریشانی
پر مجھکو بڑا تردد تھا جو خیال تھا وہی ہوا یہ کہکے دوڑا صرصر نے کہا مین بھی آتی ہون برق جو بھاگا
دل دھڑک رہا ہے کہ کام تو کیا مگر تا بہ لشکر صبح پہونچ جاؤن تو بڑی بات ہے چالاک نے بھی
لشکر مین غل سنا برق تو گرفتار ہو جاتا ہے مگر جمشید صحرا مین آیا چار جانب دیکھنے لگا دور سے
چالاک نے دیکھا جمشید پھر رہا ہے چالاک ایک جادوگر کی شکل بنکر جمشید کے سامنے
آیا جھک کر سلام کیا کہا حضور کسکی تلاش ہے جمشید نے کہا تم کہان رہتے ہو کہا حضور یہ جو سامنے
گاؤن ہے یہین رہتا ہون جمشید نے کہا ادھر سے کوئی عیار اشتارہ لیے ہوئے تو نہین گیا
چالاک نے کہا وہ سامنے جھاڑی مین جاکر دیکھو ایک عیار تھا ▮ عورت کا لیے ہوئے آیا ہے
جاکر جھاڑی مین چھپا ہے مین چلیے بتادون جمشید نے کہا مین تجکو دولت دنیا سے نہال کر دونگا
وہ عورت گوہر فیروزہ پوش بادشاہ کوہ فیروزہ ہے چالاک لیکر چلا برق ایک
ٹیلہ کوہ مین چھپا بیٹھا تھا اشتارہ چھپا دیا ہے دور سے دیکھا جمشید کو چالاک لگائے لیے جاتا ہے
برق خوش ہو گیا کہ مرشدزادے نے جمشید کو لیا دس قدم چلکر چالاک نے کہا اے
شہنشاہ ساحران وہ جھاڑی مین دیکھیے بیٹھا ہے جمشید نے سر اٹھا کر دیکھا کہا مجکو کچھ معلوم

نہین ہوتا چالاک نے کہا گودکر سینکیے زمین پاؤن اُسکے تھام لے جمشید کو لیکر بھاگا گوہر دوڑا رون
چالاک نے حلقہ ہای کمند گلے مین ڈالدئے یہ ارے کہکر لپٹا چالاک نے حباب مار کر بیہوش
کیا پشتارہ باندھکر لے بھاگا برق نے آواز دی مرشد زادے کیا کہنا مین بھی آتا ہون اب یہ
دونون کو لیکر چلے صرصر نے دور سے دیکھا کہ چالاک نے جمشید کو بھی گرفتار کر لیا اب
صرصر حیران کہ مین کیا کرون کہ صحرا سے گردآری مقیم جادو اس صحرا کا حاکم ہے مع کئی ہزار ساحرون
کے سیر کو جاتا تھا صرصر نے بڑھکر مقیم سے اطلاع کی کہ وہ دونون جمشید و گوہر کو لیے جاتے ہین
تم جلد گرفتار کرو مقیم جادو جادوگرونکو لیکر جھپٹا چالاک و برق نے دیکھا کہ جادوگر آتے
ہین برق نے کہا کیون بھائی چالاک اُستانی پڑی آگ لگائی مگر اب کہان اپنے کو چھپائین
عجب طرح کی پریشانی ہے قضائے کار جادوگرون نے چاہا کہ سحر کرکے ٹوٹ پڑین برق اور چالاک
نے پشتارے توپخ تحل بیر کے حقہ ہائے آتشبازی مارے دوچار جادوگرون کے منھ جلے
قضائے کار ملکہ ہلال سحر افگن کنارے پہ لشکر اسلام کے کھڑی ہین کہ صحرا سے ڈانٹنے
سنانے کی آواز آئی ہلال نے کہا ارے خبر تو لو کیس سے صحرا مین سحر ہو رہا ہے کنیز گئی روتی
ہوئی آئی کہا حضور چالاک و برق جمشید و گوہر کو لیکر آتے تھے مقیم جادو نے راہ مین
گھیرا ہے یقین ہے کہ گرفتار ہو جائین ہلال یہ سنتے ہی جھپٹی اُسوقت پہونچی کہ چالاک و برق
کے پاؤن زمین نے تھامے ہین جادوگر بڑھے ہین کہ تیغ آرے لیے لین دونون کو گرفتار کرین
کہ ہلال نعرہ کہکے گری ہلال زرین آسمان سے گرا کہ ساحرون کے سر اُڑ گئے کئی غرق زمین
ہوئے ملکہ ہلال برابر چالاک و برق کے پہونچی دو پھر پڑا کہ دونون کے پاؤن زمین نے چھوڑکر
نہایت خوار و زار ہین کودکر علیحدہ ہوئے ہلال و مقیم سے سحر چلنے لگا صرصر نے جو دیکھا کہ اپنے
دونون زمین پر رکھے ہین اُس نے جاکر جمشید و گوہر کو ہوشیار کر دیا جمشید و
گوہر اُسنے اُٹھتے ہی جمشید نے زمین ہلا دی ہلال کے سامنے لڑتا بھڑتا پہونچا کہ ہلال
نے ہلال زرین چمکایا جمشید نے دستک دی معلوم ہوا خنجر برہنہ چلتا ہوا آتا ہے ہر چند ہلال
نے اپنے کو بچایا سامنے ساحرون کے انگشت نمائی ہوئین مگر سر پر آکے گرا سر ہلال کا زخمی
ہوا جمشید نے چاہا بڑھکر گرفتار کرون کہ ملکہ سرخ مو سے کاکل کشا رہائے مدد ہلال

پہونچی اپنا سینہ سپر کیا بلال کو بچایا جمشید نے بعجلت سحر کیا صبح موے کاکل کشا کا بھی شانہ
جھولا جب یہ دونوں زخمی ہوئیں سب سے زیادہ جمشید چاہتا ہے پہونچوں اور جاکر صبح مو کا سر
کاٹ لوں پہلے ایک جادوگر کہ کھڑا تھا اُسنے کہا اے شہنشاہ ساحران اب یہ نہ بچنے پائے دیکھیے
دونوں ملکر سحر کیا چاہتی ہیں جیسے ہی وہ بانیا ساحر نے حباب مارا نعرہ کیا منہ سے ہیں بہت چالاک
برہم و جمشید کا گرنا گوہر نے جو دیکھا جھپٹ کر جمشید پر گری کہ ایسا نہو کوئی قتل کر ڈالے
صبح مو و بلال اتنے میں زردی بھری نکل گئیں مقیم نے ہی دیکھا بلال و صبح مو لڑتی
بھڑتی نکل گئیں گوہر نے جمشید کو ہوشیار کیا جمشید نے کہا اے گوہر صبح کو قیامتیں برپا کرونگا
محلبان عیاروں نے بہ صدمہ دیا لیکن صرصر نے بڑا کام کیا عیار گرفتار کر لیے ہی چاہتی تھی کہ صرصر
آ پہونچی سامری و جمشید نے اپنا فضل شریک کیا اب صبح کو دیکھو کیا قیامتیں برپا کرتا ہوں
یہ خبر ملکہ حیرت کو بھی پہونچی کنارے پر لشکر کے انتظار کر رہی تھیں کہ جمشید و گوہر آکر پہونچے
فرمایا تمہیں سامری و جمشید نے بچایا کیوں اے جمشید عیاروں کی زبردستی دیکھی آخر یہ
اسی فکر میں پھرتے ہیں کہ سردار کو پائیں اور قتل کریں جمشید نے کہا اب جنگ کا حال کھلیگا یہ کہکے
اپنی بارگاہ میں آیا اسی وقت طبل جنگی بجوا دیا ہرکارے خبریں لیکر طرف لشکر کے چلے یہاں وہ
وقت ہے کہ بلال و صبح مو زخمی پہونچیں برق چالاک بھی آئے ملکہ مہرخ نے زخم دوزیان
کرائیں کہ ہرکارے آکر پہونچے بعد دعا و ثنا کے عرض کی جمشید نے طبل جنگی بجوا دیا ملکہ مہرخ نے بھی
حکم دیا طبل جنگی بجے دونوں لشکروں میں تیاریاں ہونے لگیں جمشید انتظام کر رہا ہے گرد
بارگاہ کے ساحر سحر کیا لشکروں میں جا بجا پرچے ہیں کہ کل خوب تلوار چلیگی گھمسان کی لڑائی
ہوگی جلد یہ رات گذری شہنشاہ زریں پوش بصد جوش و خروش تخت زبرجدی پر جلوہ
فرما ہوا دونوں لشکر میدان کارزار میں آئے جمشید آمد بہار کو دیکھ رہا ہے بہار کی جو آمد
ہوئی شگفتہ ہو گیا ملکہ پھول گیا بہار گلعذار طاؤس زریں بال پر چار دریا میں پھولوں کے
نخوطہ مارے ہوے جیبوں کے پھول شگفتہ غنچہ ہائے گل بصد تجمل چاہتے ہیں کہ دہن لوشاں
بہار میں کھولیں بلبلیں بہ ہیں جو دم ہے کلام کرنے کی طاقت بہت کم بارہ ہزار کنیزیں رنگین جوڑے
پہنے ہوے ساتھ بصد رعنائی و زیبائی اس کر و فر سے ملکہ بہار آکر پہونچیں ایک طرف ملکہ

مخمور سرخ چشم ایک جانب ملال سحر افگن تمام سرداران نامی و ساحران گرامی بڑی کر و فر سے میدان کارزار میں گرجے گوجھے لشکر گفتار اپنے مقام پر آکر جاجیرت تخت پر جمشید و گوہر آگے بڑھے ہوئے کیونکہ میں لشکر جم رہتے ہیں جب لشکر جم چلے نقیبوں نے نقابت کی کڑکھیت کڑکا لنگر جیسے جمشید نے اپنا اژدر آتشیں بڑھایا میدان کارزار میں آیا پکار کر آواز دی اے فرقہ فداستان وای زمرہ دستان جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے مگر میں تو بہار گلعذار کا خواہاں ہوں ہائے کیا کروں جو دل پہ گذرتی ہے اسے شہنشاہ خوبی وائے سرو باغ محبوبی **نظم**

تیرے عاشق ہوئے لیکن سروساماں ہوئے — بیخودی ایسی ہوئی چاک گریباں ہوئے
تیرے دروازے کی ساجد جو نئی ہر ملت — برہمن بتکدہ اور کعبہ مسلماں ہوئے
کوچۂ یار میں آنا کرے موقوف رقیب — راہ فردوس آپ کہیں شیطاں ہوئے
دعوےٰ کہا یا ترے گھر آئے معزز دے قاضی — چشم ہمسے ہوا خمار کی دکان ہوئے
حسن انسان نے کیا حسن سے جوز کا جھگڑا — عشق بلقیس میں پریوں کو سلیمان ہوئے
ہاتھ تیز ہوئے یا تہ شمشیر رہے — عشق ابرو ہوا جب ناوک مژگاں ہوئے
جب سے ہے پیش نظر چاند سی صورت تیری — سورت نور کو سب حافظ قرآن ہوئے
سیر گلگشت جو گلزار میں وہ گل آیا — محو رخ مرغ ہوئے لطف گلستان ہوئے
دیکھتے دیکھتے اب زلف میں دل جا اٹکا — جب ختن دیکھا تو ہم سیر بدخشان ہوئے
نام لے حیدر کرار کا دن رات **قبول** — مرد ہے تو تو نہ بادشہ مردان ہوئے

جمشید نے تڑپ تڑپ کے یہ شعر پڑھے بہار کو پکار کر آواز دی ملکہ بہار مقابلے میں آوے تو احوال معلوم ہو ملکہ بہار نے طاؤس زرین بال کو بڑھایا سامنے ملکہ صرخ نے آ کر کہا حضور جاتی ہوں اسکو تیغ کے حوالے کر لاتی ہوں کیسے ملکہ حیرت پر جانے کیسے آپ کی خدمت میں آئے ملکہ صرخ نے منع کیا کہ تمسے اسکو ملال پہونچا ہے ملکہ بہار نے کہا وہ میرا نام لیکر طلب کرتا ہے ملکہ صرخ نے کہا جاؤ تم کو خدا کے سپرد کیا ملکہ بہار نے طاؤس زرین بال کو بڑھایا جیسے ہی سامنے جمشید کے پہونچی جمشید نے جھلا کر ایک گولہ مارا گولہ جو پھٹا ہزارہا شعلۂ آتش ملکہ بہار پر گرے معلوم ہوا دریائے آتش میں چھپ گئیں تھوڑے عرصے تک کڑکڑ کی آواز آئی کہ معلوم ہوتا

تھا کہ بہار اسمین جل ہی رہی ہے اس آتش سحر سے کیونکر نجات پا سکتی لیکن باران سحر برسا آگ بجھی بلکہ بہار تڑپ کر نکلیں صاف ثابت ہوتا تھا کہ ماہ تابان پردۂ آتشبار سے نکلا یا سونے کو سنار نے آگ مین تاؤ دیا دونی رنگت پیدا کیے نکل تڑپ کر بہار نے آواز دی ای جمشید سنبھل کہکر گلدستہ مارا سنگ بھی دی گل اندام و نکہت کو پکارا ہوا ٹھنڈی چلی پھول برسے نخل سرسبز و شاداب ہوے عندلیبان خوشنوا نے آواز دی جمشید ہوشیار ہو جا بہار کا سامنا ہے بہت نہ بھول کچھ کیا رنگ ہے ذرا نگاہ تو اٹھا طائران خوشنوا کیسی زمزمہ سرائی کر رہی ہیں **نظم**

تیغ ہے اُس نظر کا کیا کہنا　　لیکن اپنے جگر کا کیا کہنا
دم نکلتا ہے سب کا بے دیکھے　　اُس دہن اُس کمر کا کیا کہنا
اُس پری رو کو دم میں لے آیا　　اپنے پیغامبر کا کیا کہنا
دل کو اُس سنگ دل کے موم کیا　　نالۂ پر اثر کا کیا کہنا
قدر شاہ و گدا کی یکسان ہے　　نور فائق کے در کا کیا کہنا

طائرون نے جو یہ اشعار پڑھے کھلا سر جمشید نے برسے پھول سونگھے مبہوت ہوا جھونکا لگا دوہرا دوہرا پھرتا ہے کبھی پھول اُٹھاتا ہے سونگھتا ہے کبھی اپنے کو سنبھالتا ہے اس بلا کو ٹالتا ہے نسیم گل ہر مرتبہ مبہوت کرتی ہے کبھی بیقرار ہو کر پکارتا ہے اے بہار گلعذار ای معشوق نامدار ای سرو خرامان بوستان طرحدار **نظم**

اے محبت تجھے جنون کی قسم　　قیس کے سر کی سل کے خون کی قسم
جان شیرین و کوہ کن کے لیے　　نالۂ بلبل چمن کے لیے
دل پروانہ کے لہو کے لیے　　لالۂ باغ آرزو کے لیے
طوق قمری بے نوا کے لیے　　کشتۂ صدق کربلا کے لیے
بستر قیس و وامق و عذرا　　ہاں زلیخا کی روح کا صدقا
پے سوز درون کبک دری　　شاخ دل ہو مری کبھی نہ ہری
جب تلک حسن کی بہار رہے　　عشق پر جی مرا نثار رہے
خنجر غم سے رکھ جگر کو دو نیم　　جز سر یار ہو نہ کوئی ندیم

وحشت انگیز ہے یہ افسانہ | قیس ہو جائے سنکے دیوانہ
درد سے حال دل زبون ہو جائے | مجھکو اچھا بھلا جنون ہو جائے
آہ سوزان سبب سے جو دم میرا | اشک خون آکے لے قدم میرا
عشق اگر خواب مین نظر آجائے | آنکھین ہو وین جو نیند بھی پھر آئے
زندگی سے سدا اداس ہو دل | ہو وے صد ہزار ہو دل
غمگساری مری ملال کرے | جسکا جی چاہے پائمال کرے

اسطرح دیوانہ وار وحشی مثال اشعار عاشقانہ پڑھتا پھرتا ہے ہر چند چاہتا ہے سنبھلون مگر نہین سنبھل سکتا آخر کار کو جب بخوبی مبہوت ہوا بہار نے آواز دی اے نسیم لینا ایک کنیز نے بڑھکر ہار گلے مین ڈالا طرہ کان مین لگایا اب تو جمشید جھومنے لگا اچھلتا ہے کودتا ہے کبھی قہقہہ ملکہ بہار نے پکار کر آواز دی کہ اے جمشید اپنے ہوش مین آ اسقدر نہ گھبرا ہمارے سامنے آؤ تمکو ترکیب بتائین بی حیرت کا سر لاؤ جمشید ہاتھ باندھے ہوئے سامنے آیا عرض کی کیا ارشاد ہوتا ہے ملکہ بہار نے فرمایا اے جمشید تم ہمارے کیسے عاشق صادق ہو کیسے یار موافق ہو بی حیرت ہمکو قتل کرنے آئی ہین انکا سر لا دیجئے کے دستک دی پشت پر ہاتھ پھیرا جمشید جھومتا ہوا چلا حیرت نے پکار کر کہا اے گوہر فروزہ پوش جمشید مبہوت ہوکر آتا ہے گوہر فروزہ پوش نے بھی آواز دی ارے جمشید تجھے دیوانہ ہوا ہے نمک کا کچھ خیال نہین سامری و جمشید کے غضب مین گرفتار ہوگا آگے نہ بڑھنا بہار سے مقابلہ کر جمشید نام بہار سنکر متغیر ہوگیا تھا او ظالم مجھکو بہار کا دشمن بناتی ہے میری تو بیزاری لگا رہی ہے حسرت دل للکاری ہے

نظم

اے جان نشانہ باغ کی آکر بہار دیکھ | گھر دل مین کرکے سیر دل داغدار دیکھ
مین گیا وہان گور تلک یون اٹھے ابھی | تربت پہ میری آکے ذرا تو پکار دیکھ
عہد وفا بھی وار ہین آنکھین نہ آیا تو | وعدہ خلافی اپنی مرا انتظار دیکھ
تو تیغ تیز کھینچے ہے مین سر جھکائے ہون | اپنے ستم کو دیکھ مرا انکسار دیکھ
دیتے ہو سب ہین جان کے ایمان تو لیجئے | اب کرتے ہین ستم مرے پروردگار دیکھ

کوتاہ عمر ہوگئی اور یہ نہ کم ہوئی
بجلی گرائی غیر سیہ رو پہ اے فلق

اے جان آکے طول شب انتظار دیکھ
تاثیر آہ گرم دل بے قرار دیکھ -

یہ شعر پڑھکر کہا اے گوہر سامنے سے ہٹ جا میں حیرت کو قتل کرنے جاتا ہوں گوہر نے کہا
اے جمشید ایسی بات نہ کہو شہنشاہ کے خلاف ہوگا جمشید نے کہا شہنشاہ کون حرامزادہ ہی
خود ہم اپنے مزاج کے شہنشاہ ہیں چرخ عشق و عاشقی کے ماہ ہیں حیرت کا سر ملکۂ عالم
نے مانگا ہے ہم سر لیکر جائینگے گوہر نے کہا ہم نہ جانے دینگے جمشید تیغ کھینچکر جا پڑا گوہر نے
ہاتھ مارا جمشید نے بے پروائی سے روکا روکتے ہی ہاتھ مارا کہ گوہر فیروزہ پوش کے
دو ٹکڑے ہوئے گوہر فیروزہ پوش کو مار کر اب جمشید بڑھا جسنے بڑھکر روکا اسکو ہاتھ
تلوار کا مارا کسی کے گرز مارا کسی کے چھا پیکان کا مارا تیر برسنے لگے تلوار پھینکدی تلواریں برسیں سب
طرح کے سحر کرتا ہوا چلا آتا ہے آگ برسا رہا ہے ملازمان حیرت کو قطرۂ آب کو ترسا رہا ہی جو
بڑھکر روکا ہاتھ تلوار کا مارا کئی ہزار جادوگر جمشید نے قتل کیے لاشوں کے انبار لگا دیے دریای
خون بہا دیے جب ملکہ حیرت نے دیکھا جمشید کسی کے روکے نہیں روکتا مثل فیل مست جھومتا
ہوا آتا ہے سوز عشق سے گھبراتا ہے حیرت نے خود قصد کیا کہ میں خود اسیر کروں
یاقوت زمرد پوش نے روکا آپ کا جانا مناسب نہیں ہے حیرت نے کہا پھر
کیا کروں بی بہار نے تو ایک شعبدہ چھوڑ دیا کھڑی ہنس رہی ہیں ابھی جا کے اسکو سناتی
ہوں ایک سحر میں جلکر خاک ہوگا یہ کہکے تخت سے اُٹھی حیرت گاتی باندھنے لگی چاہتی ہی کہ جمشید
پر جا پڑے کہ آسمان پر یکہ ابر آتشبار پیدا ہوا سب دیکھنے لگے کہ ابر آکر پھٹا اب جو دیکھا
ایک جادوگر لعب کر سوفر تخت پر سوار بارہ ہزار ساحر اژدران آتش فشان پر سوار اُس ساحر
کے گرد صدہا شعلہ ہائے آتش میں معلوم ہوتا ہی کہ لباس سے اُسکے آگ نکل رہی ہی تخت کو
اڑائے ہوئے آتا ہے ملکہ حیرت کو دیکھکر تخت سے کودا جھوم کر نعرہ کیا منم سوفار آتش بار ملکہ
حیرت کو جھک کر سلام کیا حیرت نے کہا ای سوفار کیونکر آنے کا اتفاق ہوا عرض کی میں
صحرائے آتش فشان میں شکار کھیل رہا تھا کہ ایک ساحر نے مجھکو خبر دی کہ شہنشاہ
کی کچھ لونڈیاں و غلام بگڑ گئے ملک و مال قبضے سے نکل گئے طلسم میں ہنگامہ ہی لڑائیاں چھڑی ہیں

تماشا ہم کو بہت اچھا ہوا ملکہ حیرت نے کہا دیکھیے ظہور ثابت ہی لوا بہار نے جمشید پر سحر کیا
ہے جمشید بیچارہ کہ کسی کو آتا ہے مارا وہ حیلہ ساز دو گر قتل کر چکا ہی ہماری قتل پر بہار منتظر ہی
ہمین ہکو رنج اسکو خوشی یہ سنکر سوقار بہت جھلایا کہا بی بی بہار کو بڑا گھمنڈ ہی آپ کی قتل کو
بھیجا دیکھیے مین جاکر سمجھا دیتا ہوں یہ کہکر جھومتا ہوا بڑھا جمشید پہ جا پڑا آواز دی اے
جمشید ہوش مین آ مالک کے قتل کرنے کا ارادہ کیا کچھ شرم نہین آئی یہ سنکر جمشید
نے آواز دی او نامرد عشق و عاشقی مین اپنا یہ طریقہ ہی نظم

طریق عشق مین اے دل قدم اگر رکھنا — عدو بھی تو اسے اپنا دست گیر رکھنا
چلے نہ سیر شب ماہ مین ہماری ساتھ — یہ بات یاد ذرا غیرت قمر رکھنا
گڑے ہین آئنہ رو آہ مین سیکڑوں عاقل — زمین پہ پاؤن ذرا دیکھ بھال کر رکھنا
بہار آئی ہی توڑینگے تو یہ ای ساقی — جہان سے ہوے گلگو تلاش کر رکھنا
وہ آئین یا کہ نہ آئین غریب خانہ مین — مجھے تو چاہیے سامان وصل کر رکھنا
گذر نہ جاے تب عشق مین یہ ای عیسی — مریض غم کی ذرا اپنے تم خبر رکھنا
شہید ہونے کی اے ذوق اگر تمنا ہی — قدم جہاد مین سب سے تو پیشتر رکھنا

یہ جمشید نے کہا او بے حیا کیا بکتا ہے میری جان پہ بنی ہے تو مجھکو سمجھاتا ہے میرا کلیجہ منہ کو آتا ہے
قلب تھراتا ہے دل بہت گھبراتا ہے میرے سامنے سے ہٹ جا اب تو سوقار اسکو خطاوار
جان چکا جھلا کر گولہ مارا جمشید نے گولہ کاٹا سوقار آتشبار گرم مزاج شعبدہ باز سحر مین
منتظر گولہ تو خالی گیا آواز دی ارے نیناہو اسید جاہے دائرہ حکم سے باہر نجاے یا سامری
و جمشید غلام کو آپ نے فخر و شرف دیا ہے یہ جو چلا کر کہا ایک آندھی سیاہ چلی زمین تھرائی
ابر جمشید یا تو گھبرا اٹھا یا کلیجہ لگا اب زمین شق ہوئی پانوں جمشید کے دھنسنے لگے ساحر
یکتا سحر مین بہار کے مقابل اپنے کو بچایا دو قدم اٹھا کر رکھے زمین پر گرا اوپر سے سوقار نے
ہاتھ مارا جمشید کے دو ٹکڑے ہوے جمشید کو مار کے طرف بہار کے چلا صحرا بہار سود ہاتھ
لالہ زار سبز سیراب کر رہے تھے پھولوں کے تختے بجا بجا اشجار نخل سایہ دار عندلیبان خوشنوا
کی لیکار سبز بوستان گلستان کا اکھاڑ شور دیکھ کر سوقار نے اپنا دامن اٹھایا شور کیا مسکے

آتش بھڑک کر گرے نخل صحرا جلنے لگے ہر جگہ سے شعلہ ہاے آتش نکلنے لگے ساکنان صحرا بیتاب
ہوے طائر جلکر کباب ہوے تھوڑے عرصے مین تمام صحرا کو اسنے جلا دیا بہار نے کئی
گلدستے پھینکے مگر رنگ سحر نہ جما اب رنگ رو بہار کا متغیر سوفار نے پکار کر آواز دی
ملکہ بہار یہان رنگ جما ہے مجھکو بھی تنکے چنوا ہے افراسیاب کی سالی ملکہ حیرت کی
بہن ہم آپ کا ادب کرتے ہین چلیے آپ کی ہمشیرہ صاحبہ بلاتی ہین بہار نے گلے سے بدھی اتاری
کچھ اسم سحر پڑھ کر پھینکی سوفار ترش کمان کے خم ہوا اب کیا خطا کرتا یا سامری کہکر
دستک دی وہ بدھی یا طرف سوفار کے آئی تھی یا مار سیاہ بنکر لپٹی بہار نے جو مار سیاہ
کو آتے دیکھا آواز دی اے طاؤس بدخوار اپنی خوراک کو لینا پہلو سے ایک طاؤس پیدا
ہوا منقار کھولکر مار سیاہ کو نگل گیا طاؤس تو غائب ہوا مگر جسقدر زیور پھولون کا جسم
ملکہ بہار پر تھا مرجھا کر زمین پر گرا اور سب ماران سیاہ بنکر جسم ملکہ بہار سے لپٹے اُس
حال پر ملال مین سبنے دیکھا کہ بہار تھر تھر کانپ کر گری پاؤن مین ماران سیاہ لپٹے ہوے
گلے مین بھی ایک مار سیاہ لپٹا ہوا کفر برابر دہن سوفار نے نعرہ کیا بی بہار لیے سحر کیا
خوب طاؤس کو بلایا چاہتا کہ اٹھاؤن محمور سرخ چشم کا دل ٹکڑے ہو گیا قلب کا پنا کنٹھا
یاقوت کا گلے سے اتار زور سے نعرہ کیا او سوفار کیا کرتا ہے بہار کو نہ اٹھانا سوفار
نے دامن ہلایا ہزارہا شعلہ آتش بھڑکے محمور برابر بہار ہو بچی تھی چاہتی تھی بہار کو
اس حال مین اٹھاؤن شعلہ آتش نے آکر گھیر لیا محمور تڑپ کر شعلہ آتش سے نکلی کنٹھا
یاقوت احمر کا پھینک مارا کنٹھا جو ٹوٹا کئی سو شعلہ ہاے آتش مثل گولہ ہاے آہن
طرف سوفار کے چلے سوفار نے یا سامری کہکر ایک چیخ ماری آواز دی یا سامری
کیا اسکا توڑ آپ نے نہین بتایا بی محمور کو بڑا دھوکا ہے جانتی نہ باوے یا تو وہ گولے
فولادی طرف سوفار کے آتے تھے یا وہ گولے آہن کے نہ تھے صدہا بھوترے بنکر طرف
محمور کے چلے محمور نے دستک دی ایک طائر سرخ پیدا ہوا مگر محمور کا یہ حال ہے کہ
رنگ رو متغیر نہایت پریشان موے مشکین کھلے ہوے بیقراری ہے یاد مین تنہا بیزار
نوہر الدہر کی بے اختیار یہ اشعار پڑھے نظم

موسی سے چالکے کیے طول کلام زلف / ہو جائے آج داد سے ایسی ہی نظم زلف
کیون آنکھ پھیر لیتے ہو گیسو کے ذکر مین / کانا کرو نہ تیغ نظر سے کلام زلف
گیسو کی یاد بعد فنا بھی نہ بھولے گی / قرطاس صبح حشر پہ لکھینگے نام زلف
زلفون کو منھ پہ رکھکے وہ دانستہ ہنستے ہین / اب گھر مین اپنے کھولتے ہین مشک شام زلف
سنکر مری غزل کو یہ کہتا ہے وہ صنم / سائل بہت بڑھاؤ نہ طول کلام زلف

ملکہ مخمور نے جو یہ اشعار پڑھے ردیف جن اشعار کی زلف ہے پانچ چار طائر کالے کالے
پیدا ہوئے وہ بھونرے جو بھن بھن کرتے تھے وہ طائر اُنپر گرے بھونرونکو نگلنے لگے
مخمور نے یہ سحر کیا ہے کہ طائر پیدا کیے ہین طائر اُن بھونرونکو نگل رہے ہین مگر رنگ رد
مخمور کا متغیر ہوتا جاتا ہے تمام جسم مثل بید کانپ رہا ہے جس مقام پر کھڑی ہین زمین کو
جنبش ہاتھ پاؤن مین رعشہ چہرہ سُرخ ہونٹھ خشک آنکھون مین تری حواس مین ابتری
جب وہ طائر بھونرونکو کھا چکے سوقار نے پکار کر آواز دی ملکہ مخمور پر سحر کر دو مخمور چیخ
مار کر گر پڑین بیہوش ہو گئین سُرخ موے کاکل کشا کو تاب نہ رہی کہ ان شاہزادیون کو
یہ اُٹھالے گا گرفتار کرے گا تڑپ کے جا پڑین بڑھکر موے مشکین کو کھولا سامنے
آنکھون کے سوقار کے اندھیرا آیا سوقار قہقہہ مار کر ہنسا کہا اے سُرخ مو خود ر
ٹھونا یہ کہکے دستک دی بالون سے ملکہ سُرخ مو کے مار سیاہ پیدا ہوے لپٹ گئے
سُرخ مو نے بہت تدبیر کی مگر کچھ نہوا گر کر بیہوش ہوئی ملکہ حیرت نے حکم دیا چند کنیزون
نے دوڑ کر بہار و مخمور و سُرخ مو کو زمین سے اُٹھا لیا تخت پر ڈالکر سوقار کے ساتھ
کیا مرادیہ تھی کہ کوئی مرد ان شاہزادیون کو ہاتھ نہ لگائے سوقار نے پکار کر آواز دی
اے فرقہ خدا پرستان ملکہ بہار پر آپ لوگون کو بڑا ناز تھا آپ نے دیکھا اُنکی کیا کیفیت ہوئی
مخمور کی کیا صورت ہوئی آج معاف کرتا ہون کل ایک کو زندہ نچھوڑونگا آج جاؤ بلکہ
بہتر یہ ہے کہ آپس مین صلاح کر کے اپنے مالک کے قدمون پر گر و خطا اپنی معاف کراؤ یہ کہکر
سوقار چلا ملکہ حیرت نے چاہا قیدیون کو مین لیجاؤن افراسیاب کو مین عرضی
لکھون مقدمے مین بہار و مخمور کے سوقار آتشبار نے عرض کی آج کے دن حضور تامل

فرمائین کل سبکا خاتمہ کرکے سب سرداران نامی کو گرفتار کرلاؤنگا تب خدمت شہنشاہ مین لکھا جائیگا آپ جلدی نہ کرین مین آج ہی سبکو گرفتار کرلاتا لیکن یقین ہے کہ آپس مین جاکر صلاح و مشورہ کرین اگر راہ راست پر آئین اور بخوف جان و مال شریک ہوجائین تو بہت مناسب ہے حیرت نے کہا اے سوقار آتشبار مسلمان وہ سخت ہین تمنے تین سردار گرفتار کیے اگر سب گرفتار ہون اور گلے پر انکے خنجر رکھا ہو تب بھی یہ لوگ اطاعت نہ کرینگے سوقار نے عرض کی آپ نے ملاحظہ فرمایا جو صاحب جیسا سحر کرینگے اپنے ہی سحر مین گرفتار ہونگے مین کیا کسیکو سحر کرنے دونگا اب حیرت نے آہ کرکے کہا اے سوقار عیارون کے ہاتھ سے سامری تمکو بچائین عیار بلای روزگار ہین سوقار نے کہا حضور اطمینان رکھین غلام سب حال سن چکا کیا مجال ہے عیار کی جو میرے پاس آے سامری و جمشید ایسا ہی کرین حیرت کو مطمئن کرکے تینون قیدیون کو اپنے ساتھ لیا اپنی بارگاہ مین آیا دروازے پر نگہبان پاسبان مقرر کیے بہار و صرخ مو و مخمور کو گوشہ بارگاہ مین آیا اور زبان مین سوزن دیکر مقید رکھا کہ مین انکی نگہبانی خود کرونگا لیکن اہل اسلام جو ملیٹے ملکہ مہرخ آنکھون مین آنسو بھرے ہوے سب سرداران کو قلق ہے کہ بہار ایسی ساحرہ گرفتار ہوگئی مخمور و صرخ مو کا نہایت انتشار ہر کس و ناکس انتہا کا بیقرار بارگاہ مین آکر سرنگون بیٹھین کہ خواجہ عمرو و چالاک و برق و جانسوز و مہتر قران پانچون عیار بارگاہ مین آئے دیکھا رنگ سب کا دگرگون ایک ایک خاموش بیٹھا ہے یہی ذکر ہو رہا ہی کہ بہار کا گرفتار ہونا بڑا غضب ہوا اپنے سحر مین بہار خود گرفتار ہوئین باغبان نے کہا حقیقت مین یہ ہی کہ بلای روزگار ہی اکثر زبانی افراسیاب کی ذکر سنا تھا کہ سوقار آتشبار جو جادوگر ہے بادشاہ قلعہ آتش فشان اپنا مثل نہین رکھتا آج مقابلہ بہار مین دیکھ لیا کہ بہار کے سحر نے کیا خرابی کی ایک مار سیاہ طاؤس نے کھایا اسی سے سحر پیدا ہوا اسی سحر مین مبتلا ہوئین مخمور کو کس سحر نے لیا مین نے جو خیال کیا تو کوئی توڑ اسکے سحر کا ممکن نہین ہوتا خدا اسکے شر سے بچائے سب سردار یہی کہہ رہے ہین کہ سوقار کے سامنے سحر کرنا خطا ہے خدا وہی اپنی حفاظت مین رکھے ایسا نہو بہار و مخمور کو پاس افراسیاب کے بھیجدیوے یہ ذکر تھا کہ ہرکارے چند دوڑے ہوے آئے

جاسوسہ عادوثنا کے عرض کی کہ ملکہ حیرت نے تینوں قیدیوں کو طلب کیا لیکن سوفار نے نہیں دیا
اور یہ وعدہ کیا ہے کہ کل سبکو گرفتار کرادونگا ایک نامی سردار باقی نہ رکھونگا لشکر کا بھی
خاتمہ کردونگا طبل جنگی بجوانے کا حکم دے چکا یہ ذکر تھا کہ دوسرے ہرکارے دوڑے ہوے
آئے جاسوسہ عادوثنا کے عرض کی آج دن سے اُسنے طبل جنگی بجوادیا کل اُسکا ارادہ ہے کہ سرکاری
لشکر کو آراستہ تیار ہو ملکہ مہرخ نے کہا کہدو کہ ہمارے لشکر میں بھی بہ فضل ایزدی اور بہ تائید
ربانی طبل جنگی بجے جو کچھ نقاش ازل اور کاتب قدرت نے ہماری قسمت میں لکھا ہے وہی پیش
آنی ہے اُسی وقت لشکر اسلام میں صداے طبل جنگی بلند ہوئی سب لشکر والوں کو معلوم ہوا
کہ طبل جنگی بج گیا جانبین میں تیاریاں ہونے لگیں برق اپنے مقام پر سے تڑپ کر اُٹھا خواجہ نے
کہا دیکھیے مہتر والا گہر عیاری کیواسطے جاتے ہیں عیاری تو کیا کرینگے ہوشیار گردینگے برق
نے کچھ پلٹ کے جواب ندیا چپکا نکل کر بھاگا لشکر کفار میں آیا بصورت مبدل پھرنے لگا بعد برق
کے خواجہ عمرو چالاک و جانسوز و ضرغام بھی چلے مگر برق پھرتے پھرتے
قریب کوتوالی چبوترے کے پہونچا دیکھا شبگرد جادو کوتوال لشکر کا چبوترے پر بیٹھا ہوا
انتظام کر رہا ہے برق کچھ سوچکر کنارے آیا رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ایک جوان
ادنا دوگر کی شکل بنکر تیار ہوا طرف چبوترے کے چلا چبوترے پر چڑھ آیا شبگرد نے پوچھا
کون ہے کہا حضور کا مخبر ہوں چور گرہ کاٹ کی خبر لگائے رکھتا ہوں عیار لشکر اسلام کا بازار
میں سرکار کے آیا ہوا ہے گرہ کاٹ بھی ہے کئی کی گرہ کاٹ چکا ہے حضور کو کچھ سحر بھی آتا ہے
حضور میرے ہمراہ چلیں میں گرفتار کرادوں شبگرد نے پوچھا تمنے صورت دیکھی کہا حضور گورا
گورا تھا اب اُسنے کالی صورت بنائی ہے شبگرد اُٹھ کھڑا ہوا کہا میں گرفتار کرلونگا برق نے
کہا اکیلے چلیے شبگرد نے کہا میں تنہا کافی ہوں ایک سحر میں گرفتار کرلونگا مجھے بہت کچھ
انعام و اکرام ملیگا کہا حضور مجھکو بھول گیے میں نے نو کئی چور گرفتار کرائے مال بتلایا اس مقدمہ
میں غلام کا انعام مقرر کر دیجیے شبگرد نے کہا ہزار روپیہ دلاؤنگا برق فرنگی
شبگرد کو لگا کر لے چلا راہ میں باتیں کرتا ہوا اور کہتا ہوا کہ حضور سحر میں تیزی کیجیے گا بڑا طرار
عیار ہے کئی ساحروں کی کمر سے روپے نکال لیے اُنکو معلوم نہوا باتیں بناتا ہوا ایک خیمے کی نسبت

پھرلایا کہا دیکھیے وہ سامنے کھڑا ہے [illegible] کہ زمین اُسکے پانون تھام ہے شب گرد [illegible]
کہان برق نے کہا وہ سامنے دوکان میں [illegible] باتین کر رہا ہی شب گرد
جعلی سے ہاتھ لیے دلانے لگا یے برق پیچھے کھڑا تھا [illegible] گلے میں ڈالا نے جناب [illegible]
بیہوش کیا اُسکا سامان اٹھا کر [illegible] ڈالدیا آپ [illegible] عیاری [illegible] شب گرد کی
شکل بنکر تیار ہوا اُسی کی شکل پر [illegible] عیارون [illegible]
کیا خبر دی برق نے کہا میرے پاس [illegible] عیارون کا پتہ لگایا
اب گرفتار کرونگا یہ لیکے طرف بارگاہ سوفار کے [illegible] کا ذکر سنئے کہ مہتر چالاک [illegible]
پھرتا ہوا قریب بارگاہ سوفار آ [illegible] فکر میں تھا کہ کیونکر اندر جاؤن ایک سپاہی
[illegible] در بارگاہ [illegible] اُٹھا لیے [illegible] میں بیٹھا چالاک نے جاکر سپاہی کو بیہوش
کیا اُسکی شکل بنکر دروازے پر آکر بیٹھا [illegible] کہ اندر کیونکر جاؤن کہ دیکھا شبگرد
کوتوال آتا ہے سپاہیون نے کہا کوتوال صاحب آتے ہین چالاک نے برق کو
پہچانا اور برق نے اور برق نے چالاک کو چالاک نے اشارہ کیا کہ ہمین بھی ساتھ
لیچلو برق نے اشارے سے کہا کہ آپ نہین جاسکتے چالاک دروازے پر رہا برق اندر پہنچا
دیکھا سوفار بیٹھا ہوا ہے برق نے جھک کر سلام کیا سوفار نے کہا کیون شبگرد خیر تو
ہے شبگرد نے عرض کی حضور عیار داخل لشکر ہوچکے غلام نے پتہ لگایا ہے عیارون کو گرفتار
کریگا سوفار نے کہا ای شبگرد مین عیارون کے ڈر سے اکیلا چھپکر بیٹھا ہون عیار بڑے
بلا ہے روزگار ہین ساحرونکا مجھکو خوف نہین جو ساحر نکلے گا اُسی کے سحر سے اُسے گرفتار
کرلونگا شبگرد نے کہا حضور شراب نوش کرین اور غلام کے ساتھ ایک لمحہ بھر کے واسطے
حضور تشریف لے چلین مین عیارون کو گرفتار کرادون بلکہ گرفتار کرلونگا حضور کے
تشریف رکھنے سے قلب کو تقویت ہوگی سوفار نے کہا مین چلونگا برق نے جیب کر
گلابی اُٹھائی دوسری جانب خیمے مین پردہ کھنچا ہے سوفار اسطرف گیا میز پر [illegible]
رکھے تھی اُٹھانے لگا جواہر کے جانور بھی اُسی میز پر رکھے ہین ایک طائر نے منقار کھولا [illegible]
نے کہا ای [illegible] کی خیر تو ہے اُس طائر نے زمزمہ سرائی کی زمزمہ سرائی مین یہ

آواز دی کہ شراب نہ پیجیے گا شاگرد نہیں ہے برق فرنگی عیار ہے سوفار غصے میں باہر آیا
اور سہام جادو بہائی اسکا پوچھنے آیا ہے کہ طلائے کی گشت پر گئے ہزار ساحر ہونگی وہ کہڑا
ہوا شاگرد نقلی سے باتیں کر رہا ہے سہام نے پوچھا اے شاگرد عیارونکی بیائی صاحب کو
بڑی فکر ہے تمنے کیا انتظام کیا برق کہہ رہا ہے کہ مینے سخت انتظام کیا ہے کہ سوفار اندر
سے نکلا برق نے دیکھا اسکے تیور پر بل پڑے ہوے ہیں برق گھبرایا کہا حضور ابھی
شراب نہ پیین سوفار نے سہام سے کہا ارے اسکو پکڑ لے نکل کے نہ جانے پائے دیکھو یہ
پیچھے ہٹا جاتا ہے سہام نے چاہا لپٹ کر ہاتھ پکڑ لون برق نے خنجر مارا سہام کا شکم چاک
قصہ پاک اندھیرا ہوا سوفار لینا لینا کرتا ہوا رہگیا برق نکل گیا سوفار باہر آیا پہ ہے
پہری پہ بیٹھے تھے سوفار نے جھلا کر کہا یارو برق نکل گیا تمنے [illegible] وکا چالاک کھڑا ہے دست
بستہ پہ جھکر عرض کی حضور ایسی جلدی وہ [illegible] بی جا رہا تھا کہ گرفتار ہی مگر وہ تڑپ کے
نکل گیا اسطرح کی باتیں کرتا ہوا سوفار [illegible] خیمہ میں آیا کہا حضور یہ تو بتایے کہ حضور
کو کیونکر معلوم ہوا کہ یہ برق فرنگی [illegible] تھا سوفار نے کہا مین نے چند طائر بنا کے مینر پر
بٹھا دیے ہیں ایک طائر نے [illegible] یہ میرا سحر ہے چالاک نے کہا حضور تشریف رکھیں
اب ہمنے انتظام کر لیا [illegible] بیٹھ گیا کہا حضور دیکھیے چند شعر مینے یاد لیے ہیں یہ کہکے
گنگنا یا سامنے یہ غزل گانے لگا نظم

پانوں تک زلف کو لٹکائے ہوے آتے ہیں
آپ کیا آتے ہیں اک ساتھ بلا لاتے ہیں

ملک الموت کو ہمراہ لیے جاتے ہیں
آج ہم کوچہ قاتل کی خبر لاتے ہیں

کل سے مقتل میں یہ سنتے ہیں وہ آج آئینگے
ہوس قتل سے دل سینے میں گھبراتے ہیں

خوب لوٹی ہے گلستان شہادت کی بہار
روزن زخم سے ہم روز ہوا کھاتے ہیں

غیب دان بنکے لیا بوسہ دہن کا اُنکے
یہ مثل سچ ہے کہ جو ڈھونڈھتے ہیں پاتے ہیں

بات کیا کیجیے منھ بند ہی رکھنا اچھا
بوسہ جب مانگیے ہونٹونکا وہ شرماتے ہیں

نقش یہ جاینگے کاندھے پہ صدا دیتی ہے
مژدہ اے اہل فنا ڈاک میں ہم آتے ہیں

آپ بادام سے ہرگز نہ لڑائیں آنکھیں
دیکھیے دیکھیے انداز حیا جاتے ہیں

آہ سوزان خبر سوزش دل دیتی ہے ۔ تار برقی پہ سب اخبار پہونچ جاتے ہین
کچھ تو اے بادشہ حسن عطا ہو للہ ۔ ہم گدا ہین ترے کوچے مین بھی آجاتے ہین
گو نہین فکر سفر مین ہے فراغت مقصود ۔ حکم نواب کا آنکھون سے بجالاتے ہین

سوفار آتشبار نے کہا میان سپاہی صاحب تمنے غزل تو خوب گائی کسی سے گانا سیکھا ہے
کہا مین حضور بچپن سے شوق تھا لڑکون مین اکثر گایا کرتے تھے ایک لڑکا ڈھاڑی کا بھی تھا
وہ تبلا یا کرتا تھا اُسیکی کچھ چیزین یاد ہین اسوقت غلام نے وہی کچھ اشعار آپکے سامنے گادی
جاکر جانورون سے پھر پوچھے آئینے مین تو کوئی عیار نہین ہون سوفار نے کہا تم تو ابھی میرے
ساتھ آئے ہو کہا حضور مین تو ڈرتا ہون غلام اسوقت ایک جام شراب پیے گا معاف
فرمائیگا یہ کہکے شراب انڈیلی چاہا کہ پیون منہ مین طمانچہ مارا کہا پہلے حضور نوش کرین بعد
غلام پیے گا اسطرح جو نوبت بنکر چالاک نے شراب پلائی سوفار نے اختیار جام شراب
لے لیا جام لیکر چلیے چاہا پیون کلیجہ دھڑکا چالاک نے دیکھا جام تو اسنے خوشی خوشی لیا
مگر انجام بخیر نہوا یہ سوچ کے اپنے مقام سے اُٹھا سوفار نے کہا کہ کہان جاتے ہو کہا
حضور مین پہرا بدلا دون سوفار کا جو دل دھڑکا تھا اُسنے پکار کر کہا ای طائر شراب
پیون یا نہ پیون طائر کی آواز یہ آئی کہ خبردار شراب نہ پیجیے گا یہ آواز سُنکر سوفار نے
جام زمین پر رکھدیا پکارا سپاہی صاحب پہرا بدلوا چکے چالاک پردے سے لپٹا دیکھ
رہا تھا گھبرایا ہوا باہر آیا نکل کے بھاگا سوفار دروازے پر آیا پوچھا وہ سپاہی کہان
گیا سپاہیون نے کہا وہ تو بازار گیا کہا ارے وہ عیار تھا مین ایسا ہوشیار نہوتا تو وہ
مجھکو بیہوش کر لیتا مگر یارو ہوشیار رہنا رات بھر مین چالاک و برق نے کئی پھیرے
کیے لیکن سوفار کا شک بڑھتا گیا ہر مرتبہ طائر سے پکار کر پوچھا عیار کو چاہا
گرفتار کر لون برق و چالاک جست و خیز کرکے بھاگ گئے گرفتار نہین ہوے چار پہر رات
اسی آمد و رفت مین گذری صبح کو مجبور و ناچار دونون پلٹے طبل جنگی تو بج ہی چکا ہے
خواجہ کنارے پر لشکر کے کھڑے ہین دیکھا چالاک و برق آتے ہین خواجہ نے کہا کہو
کیا کیا برق نے تمام کیفیت بیان کی عمرو نے کہا ہم تو جانتے تھے کہ تم ہوشیار کردو گے

وہ بڑا ہوشیار ساحر ہے اب دیکھیے آج میدان کارزار میں کیا کرتا ہے لشکر اسلام آرہا ہے
آگے ملکہ حیرت ہودہ تخت پر سوار یاقوت و زمرد دو وزیرزادیاں پایہ تخت پہ
ہاتھ رکھے ہوئے ایک جانب مصور وصورت نگار بڑی دھوم سے آئی ہیں تمام
لشکر میدان کارزار میں آکر پہنچا کہ دیکھا طرف سے بارگاہ سوفار آتشبار کی شعلہ
آتش بھڑکے ایک دریاے آتش جوش مارتا ہوا آتا ہے سوفار آتشبار کرگدن مست پر
سوار تمام جسم شعلہ آتش میں چھپا ہوا کل لشکر اسکا آتش فشان چھپایا ہوا بڑے زور وشور سے
میدان کارزار میں آکر پہنچا کہ ساحروں کے ہوش اڑ گئے ہر ایک کا یہی خیال ہے کہ
سوفار آتش بار سے کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا شعلہ جوالہ بنکر آیا ہے ایک طرف دریاے
آتش جوش مار رہا ہے سب سے آگے بڑھکر کھڑا ہوا پکار کر آواز دی اے فرقہ غداران بیباک
میں تمکو مکرر سمجھاتا ہوں خدمت میں ملکہ حیرت کی چلے آؤ ورنہ آج ایک کو زندہ چھوڑو
تم سب شاہ کی لونڈیاں ہو ورنہ سر کاٹ کے لیے جاتا اب مشکیں باندھ کے لیجاؤنگا
سواروں اور پیادوں نے جواب دیا او ناری کیا بیہودہ کیا بکتا ہے دریاے آتش دکھا کر
ہمکو ڈراتا ہے جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر۔ کہنا تھا کہ سوفار آتشبار نے کرگدن اپنا بڑھایا
ملکہ حیرت سے آکر اجازت خواہ ہوا ملکہ حیرت نے فرمایا اے سوفار شب کو تمنے بڑا کام
کیا برق وچالاک نے رات بھر چھکایا مگر تم خوب بچے اب بڑے ساحروں سے مقابلے ہیں
سوفار نے کہا حضور ملاحظہ فرمائیں کہ آج کیا ہوتا ہے یہ کہکر گینڈا اپنا بڑھایا میدان
کارزار میں آیا دریاے آتش نے جوش مارا لشکر اسلام سے نکل گئے خواجہ
عمرو ایک پہاڑ پر جاکے کھڑے ہوئے تماشہ دیکھ رہے ہیں کہ سوفار آتشبار نے
آواز دی ہم سبکو خوب سمجھا چکے اب جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے بذلت ورسوائی مشکیں
باندھکر خدمت شہنشاہ میں لیجاؤنگا اسی خیرخواہی میں جاگیر وخلعت پاوینگے یہاں
سب دیکھ رہے ہیں کہ ایک بیشہ ولشکر اسلام ملکہ فرمان جادو طاؤس کو چھیڑ
کرنا تھی ملکہ مہرخ کے آگے کہا حضور اجازت میدان دے کہ اس زباندراز کو سزا دیں
ملکہ مہرخ نے فرمایا ای نافرمان کل تیرے ہمارے بیچ مونگا اپنا عرض کی لونڈی ہر روز دیکھا

کرتی ہو آج بھی دیکھو گی ہر چند مہرخ نے منع کیا نافرمان نے نہ مانا کہا مین تکیہ پروردگار پر اپنے
رکھتی ہون بر لے مقابلہ ضرور جاؤنگی ناچار ملکہ مہرخ نے اجازت دی ملکہ نافرمان بھی
سحر کرتی ہوئی مقابلے مین سوفار کے پہونچی سوفار نے کہا بی نافرمان تمکو بھی ہمارے
مقابلے کا حوصلہ ہوا تمکو کچھ اپنی جان کا خوف نہ آیا ملکہ نافرمان نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہے
یہ میدان کارزار ہے زبان تیغ سے کلام کیا جاتا ہے کچھ اپنا شعبدہ سحر دکھلا یہ سنکر سوفار بہت
ہنسا صرف ہاتھ ہلا دیا کئی شعلہ آتش بھڑک کر نافرمان پر گرے نافرمان تو جھک کر نکل گئی مگر
طاؤس جل گیا نافرمان نے کارد کھینچ ماری کہ اسکا گنیڈا قتل کردن سوفار نے اپنی
پیشانی پر نشتر مارا قطرۂ خون ہتھیلی پر لیکر وہ سامنے کارد کے کیا کارد خون پر گری کہ زبان
کارد خون سے رنگین ہوئی وہ کارد پھر پلٹی طرف نافرمان کے چلی نافرمان نے ایک
دستک دی کارد نہ رکی آکے شانے پر پڑی کہ شانہ نافرمان کا نشانہ ہوا سوفار
قہقہہ مار کر ہنسا نافرمان نے اور چند گولے مارے سوفار پر تاثیر نہ ہوئی آخر مین جو گولہ
نافرمان نے پھینکا سوفار نے دستک دی دامن ہلایا وہ گولہ اُلٹا پلٹا سر پر نافرمان کے
پھٹا گولے سے دھوان نکلا ملکہ نافرمان بیہوش ہو کر گری سوفار نے اُٹھالیا لشکر اسلام
مین ہلڑ ہوا سوفار نے آواز دی ہلال سحر افگن نے جاتے ہی ہلال زرین مارا سوفار
نے ہلال کو کاٹا ہلال سر پر آکے ہلال سحر افگن کے چمکا ضو سے اُسکی ہلال سحر افگن
بیہوش ہوئی سوفار نے اُسکو بھی اُٹھا لیا زبان مین سوزن دیدیکے الگ تخت پر
ڈالتا جاتا ہے دو پہر تک سات جادوگرنیان نکلین ساتون کو اُسنے گرفتار کیا تخت پر ڈال لیا
دو پہر کو جو اُسنے مبارز طلبی کی باغبان قدرت کو تاب نہ رہی گھوڑے کو بڑھا کر بدون
اجازت مہرخ جا پڑا آپس مین سحر چلنے لگے باغبان نے گیند مارا سوفار نے کاٹا گیند
سے پھول برسنے لگے مرہ سوفار کے منہ سے باغبان کے سر پر آکر پھول برسنے لگے
باغبان نے دستک دی پھول جلکر خاک ہوے گولے ترنج نارنج کے چلنے لگے اب
باغبان نے دستک دیکر آواز دی اے گل اندام شعبدہ باز لینا سوفار کا کلیجہ مشبک
کر دے تیر مژگان کا توڑ دکھا مثل کمان خم ہو تا تیر تد سر شانے پر پڑے تو دہ قلب میں بھی

لب معشوق ہو یہ جو باغبان نے اواز دی جھونکا ہوائے سرد کا چلا گوشۂ صحرا سے ایک روشنی معلوم ہوئی سب نے دیکھا ایک نازنین مہ جبین پری پیکر رشک قمر سانولی رنگت کم جسکی شان مین شاعر کہتا ہے شعر سبز رنگے بخط سبز مرا کرد اسیر * دام ہمرنگ زمین بود گرفتار شدیم * بوٹا سا قد ابرو کو ہلال کیونکر کہون ہلال مین یہ دم خم کہان کلیجے کا کاٹنا اسی خنجر کا کام ہے خنجر ابرو اسکا نام ہے عارض کو پھول سے کیونکر مثال دون پھولون مین یہ رنگت کہان یہ شوخی یہ آبداری کہان گلوے نازنین سینے پر ابھار اٹھتے ہوے جوبن کی بہار خرامان خرامان آتی ہے یہ غزل عاشقانہ گاتی ہوئی عاشقونکے دل کو لبھاتی ہوئی

نظم

نالے کرینگی جو بندے کو اجازت ہوگی ۔ حشر ہو جائیگا اے جان قیامت ہوگی
اے صنم وصل ترا مجکو میسر ہوگا ۔ کچھ اگر عشق مجازی کی حقیقت ہوگی
حال انجام کا آغاز مین معلوم نہ تھا ۔ کیا سمجھتے تھے محبت مین مصیبت ہوگی
ہے شب وصل مین گھڑیال کا بجنا سر چوٹ ۔ صبح ہو جائیگی تو کب مری نوبت ہوگی
آپ ہی اپنے ذرا جور و ستم کو دیکھین ۔ ہم اگر عرض کرینگے تو شکایت ہوگی
مجھسے ایک روز معلم سے بگڑ جائیگی ۔ بحث اے طفل دبستان تری بات ہوگی
خون عاشق کی گواہی کیلیے محشر مین ۔ تیغ جلاد کی انگشت شہادت ہوگی
چاہیے عشق حقیقی نہ بتون کو دل دی ۔ اے صبا دیکھ امانت مین خیانت ہوگی

اس معشوق پریچہرہ نے اس رنگ سے یہ غزل گائی کہ سننے والے مبہوت ہو گئے لیکن باغبان دستگیر ذرے رہا ہے جو دستک دیتا ہے سوز و گداز گانے مین نازنین کے بڑھتا جاتا ہے کئی سو ملازم سوفار کے اسقدر مبہوت ہوے کہ تلوارین کھینچکر اپنے اپنے گلے کاٹنے لگے بعض نے سر زمین پر دے مارے بعضون نے گریبان چاک کیے سب بیقرار ہوکر پکارتے تھے

نظم

لگائی سوز محبت نے کیا بدن مین آگ ۔ دہن سے میرے نکلتی ہے ہر سخن مین آگ
عیان ہے پرخم گیسو سے شعلۂ رخسار ۔ لگی ہے سنبل تر کی شکن شکن مین آگ
وہ شب کو آئے جو مرا مین مین یہ گھبرایا ۔ جلائی شمع تو سحر مین اور لگن مین آگ

عیان کسی پہ نکر جوہر حرارت کو | برنگ سنگ چھپائے رکھو اپنے تئین آگ
جاؤ دھوپ مین میری لحد جلانے کو | الٰہی ڈالیو تو قبر گورکن مین آگ
مین گرم سیر ہون غربت کے دشت مین شب و روز | لگاؤن تنکے کیا دوستو وطن مین آگ
جو پھول توڑنے جاون کبھی مین سوختہ بخت | لگے چنار کے مانند نسترن مین آگ
کلام گرم مرا سننگے بار بولا رند | مثال شعلہ زبان ہی ترے دہن مین آگ

ملازمان سوفار دیوانے ہوگئے روتے پھرتے ہین لیکن سوفار نے جو یہ رنگ اپنے لشکر کا دیکھا طرف اُس نازنین کے پلٹا پکار کر آواز دی ای جان جہان ای آرام دل مشتاقان میرے پاس آؤ وہ نازنین مسکراتی ہوئی قریب سوفار کے آئی سوفار نے بہ محبت ہاتھ تھام لیا باتین کرنے لگا اُسنے سر جھکا کر کہا صاحب تم کیون مجھسے گرم سخن ہو تھوڑی دیر کے بعد غصہ ہوگا غصہ مجھسے نہ اُٹھیگا مین اِن باتون کی عادی نہین ہاتھ باندھکے سوفار نے کہا ای جان جہان مجھسے کبھی خلاف کوئی امر سرزد نہوگا یہ تہمت ہمیشہ رہیگی اُس نازنین نے سر جھکا کر کہا ایسے مقام پر تمسے ملاقات ہوئی کہ دل کھولکر بات نہین کر سکتے کسی گوشۂ تنہائی مین چلو تو اچھی طرح باتین کرین باغبان نے دستک دی سوفار نے اُٹھا کر دیکھا ایک باغ مختصر ظاہر ہوا سوفار ہاتھ تھامے ہوئے اُس باغ کی جانب چلا حیرت نے گھبرا کر کہا ای یاقوت و زمرد غضب ہوا باغبان کے سحر مین سوفار پھنسا باغ مین جاکر یہ نازنین ننگ لائیگی دام زلف مین پھنسائیگی یاقوت و زمرد نے عرض کی مناسب ہو تو حضور دیکھین حیرت نے کہا کیون کچھ بن نہین پڑتا مصوّر نے کہا مین جاکے روکتا ہون چند قدم در باغ باقی تھا سوفار بہ محبت اُس نازنین کا ہاتھ تھامے ہوئے چاہتا ہی کہ اندر باغ کے جاؤن کہ مصوّر نے آواز دی ای سوفار نہ جاؤ ہمین تمسے کچھ کہنا ہی سوفار نے پلٹ کر دیکھا تیور کر جلد یا مرشدزادے بھلا یہ کون سا وقت ہی مین کار ضروری مین ہون آپ سیر و شکار کرنے والے نبیرہ سامری ہین مین اسوقت اور عالم مین ہون مصوّر نے کہا مین چاہتا ہون کہ تمکو روکون رنگ باغ دگرگون ہی وہان جانا بہتر نہین سوفار نے کہا کہ باغ مین کیا برائی ہی معشوق پری چہرہ ساتھ ہاتھ مین ہاتھ دیے وہان تنہائی مین بیٹھکر باتین کرینگے

بلبلون کو رشک ہوگا کہ یہ گل باغ خوبی پہلو مین اس عاشق صادق کے بیٹھی ہی اسوقت آپ میرے پاس نہ آئین مصور کب مانتے ہین جھپٹ کر چاہا اُسکا ہاتھ تھام لون سوفار نے پنکھے مصور کو ایک طمانچہ مارا تڑاسے کی آواز آئی سبنے سُنا آنکھون سے بھی دیکھا کہ میان مصور کے طمانچہ پڑا سوفار طمانچہ مار کر پھر اُسی باغ کے اندر چلا مصور نے قبضے پر ہاتھ ڈالا چاہا لپک کر ہاتھ مارون یہ جو سوفار نے دیکھا اسنے بھی تلوار کھینچی جبتک مصور سنبھلین اُسنے ہاتھ تلوار کا مار ہی دیا مصور کا سر زخمی ہوا اب تو مرشدزادے بھاگے سر سے خون بہتا ہوا پکارتے ہوے آئے کہا ای ملکۂ عالم میرے روکے سے سوفار نہین رکتا ملکہ حیرت نے کہا ہمنے تو منع کیا تھا مگر آپنے نہ مانا لیکن مصور کو جو سوفار نے زخمی کیا وہ نازنین منع کرتی تھی کہ کیا ضرورت ہی مگر سوفار نے نہ مانا جب سر مصور کا زخمی ہوا خون کی چھینٹین جسم پر سوفار کے پڑین ساحران لشکر حیرت ہنس رہے ہین سوفار پر آوازے کس رہے ہین باغبان بھی دشکین وسے رہا تھا ذرا ہاتھ رکا تھا ادھر خون کی چھینٹون نے کچھ ہوش کو درست کیا باغبان کے قیاس مین آیا کہ سحر پیدا ہوگیا اب یہ باغ مین جاکر دام رگ گل مین پھنسے گا مشکل ہوسے گل اسی باغ کر مین بیٹھے گا پلٹ کر مہرخ سے آواز دی حضور نے ملاحظہ کیا اب جو سوفار سمجھا کہ سب مجھکو ہنس رہے ہین اور نازنین کے دامن پر جو خون کی چھینٹین پڑین یا تو وہ رعنائی زیبائی تھی سوفار نے پلٹ کر دیکھا کہ کالی زنگن مجھے کہ رہی ہی صاحب باغ مین چلو رنگ عیش دعشرت جمائین کچھ تم گاؤ کچھ ہم گائین سوفار نے جھپٹ کر ایک طمانچہ مارا کہ سر زنگن کا اُڑ گیا باغ کی دیوار پر گولہ مارا کہ دیوار باغ گری باغ جلا اب جو باغبان نے پلٹ کر دیکھا رنگ سحر مٹا سوفار غصے مین پلٹا پکار کر آواز دی او باغبان تونے میرے ساتھ یہ شعبدہ کیا اب کہان جائے گا یہ کہکے دامن ہلاتا ہوا بڑھا دامن سے شعلہ ہاے آتش نکل رہے مین دریاے آتش نے بھی جوش مارا باغبان نے گیند پھولونکا مارا جیسے ہی قریب سوفار کے گیند پھولونکا پہونچا سوفار نے برق چمکائی گیند کٹا پھولونکا مینھ برسنے لگا بلبلین چہکنے لگین اور یہ صدائین دیتی ہین ای باغبان قدرت خداے باری جانب متوجہ ہوکر دیکھو

نظم

سرسبز جو ہین نسترن و گل و یاسمن ابتک
رکھا جو امانت کی طرح مجھکو زمین نے
عریان اسے دیکھا کیا مین شام سے تا صبح
کی خاک بھی برباد مری کوے صنم سے
سوغات طے اس دشت مین آئے ہی نہ کبھی
موزون جو نہین کرتے ہین مضمون ہن کو
شمشاد بھی دیکھے ہین بہت گرچہ بھی لاکھون
دم نے بھی الفت نہ گئی شعلہ خون کی
بوسے مین لیا کرتا ہون اس لب کے شب و روز
اور مذمت حرف و خال بتان سے

محفوظ خزانے ہین جو جبار چمن ابتک
میلا نہین ہونے دیا تا کفن اب تک
دیکھا نہین گردون نے بھی جسکا بدن ابتک
ہر وطن مین کدورت تری چرخ کہن ابتک
ہم ڈھونڈھتے ہی رہ گئے راہ وطن ابتک
سمجھے نہین وہ لوگ مذاق سخن ابتک
قد دیکھ تمھارا سا نہ ایسا چمن ابتک
جلتا ہو تپ غم سے ہمارا بدن ابتک
خون روتا ہو جسکے پٹ لعل یمن ابتک
قبضے مین ہمارے ہین خطا و ختن ابتک

باغبان و قدرت نے جو یہ اشعار وحشت انگیز حیرت خیز سنے رنگ رو متغیر ہوا ہاتھ پانون مین رعشہ قلب کا پیدا ہر چند باغبان اپنے کو سنبھالتا ہر سحر نہین یاد آتا ایک وحشت سی قلب پر طاری ہر آمد فوج آہ و زاری ہو سوفار نے اور چند دانے ماش کے پھینک کر شعلہ ہاے آتش بھڑکے باغبان کانپتا ہوا طرف سوفار کے چلا لشکر مہرخ مین غل ہوا کہ باغبان پر سحر سوفار کا غالب آیا اب باغبان ہوش مین نہین ہر گلچین نے جو یہ عالم شوہر کا دیکھا کر سوفار کی طرف جاتا ہو دوڑ کر آواز دی صاحب سقد نہ گھبرا اپنے کو اسکے شعبدے سے بچاؤ باغبان نے گلچین کے کلام کا کچھ جواب نہ دیا گلچین قریب باغبان کے پہونچی شوہر کا ہاتھ تھام لیا اور کہا صاحب کہان جاتے ہو دشمن کے قریب نہ جاؤ سوفار نے جو دیکھا گلچین باغبان کو سمجھاتی ہر ایسا منتر پڑھے پر آتش فشان کو اشارہ کیا آگ کا ابر تھا لیکن اثر سے پھول برسے گلچین پر گرے گلچین نے خود باغبان سے کہا چلکر سوفار کی اطاعت کرو دونون زن و شوہر مبہوت ہوکر سامنے سوفار کے ہو رہے کہا کیا حکم ہوتا ہو سوفار نے کہا اپنی زبان مین سوزن دو اپنے پاس سے سوزن نکالی زن و شوہر نے اپنی زبان مین سوزن دی سوفار نے دونون

کو سلسل کیا اپنے لشکر مین بھیجا جان بہار و مخمور قید تھین اسی مقام پر قید کیا سوفار نے سپاہ طلبی
کی ہوسردار نکلا اسکو دیوانہ کرکے سوفار نے گرفتار کیا دو پہر ڈھلتے ڈھلتے گیارہ سردار
گرفتار کرلیے دھوپ کی شدت بہت تھی گھبرا کے طرف اپنے لشکر کے چلا پکار کے
آواز دی ای فرقۂ خدا پرستان آج پھر معاف کرتا ہون سمجھ بوجھ کے چلے آؤ آکے مصالحہ
کرلو ورنہ بہت خراب ہوگے ایک ایک پر آفت برپا کرونگا یہ کہکے گیا ملکہ مہرخ لشکر کو
لیکر پلٹین بارگاہ مین آئین بڑے بڑے سردار گرفتار ہوگئے کوئی صلاح مشورہ بھی کرنیوالا
نہین کہ عیار آکر ہونچے ملکہ مہرخ نے بیقرار ہوکر کہا خواجہ صاحب آپنے سنا یقین ہی
کہ آنکھون سے بھی دیکھا ہوگا گیارہ سردار آج گرفتار ہوگئے خواجہ نے کہا نہ گھبراؤ
مین جاتا ہون بن پڑتا ہی تو سبکو رہا کرکے لاتا ہون یہ کہکے خواجہ بانداسے عیاری جسم پر
آراستہ کرکے طرف لشکر کفار کے چلے لشکر مین سوفار کے آکر دیکھا بارگاہ کلان استادہ
ہی دروازے پر نگہبان حاجب بیٹھے ہین خواجہ طرف اس بارگاہ کے چلنے اب فکر
ہوئی کہ اپنے کو تا بہ سوفار پہونچاؤن یہ کھڑے سوچ رہے تھے کہ ایک ساحر نے
آکر سلام کیا کہا کیون عم نامدار کس فکر مین آپ کھڑے ہین عمرو نے کہا ای شخص کیا تجھکو ویسے
اعتقاد خداوند سامری و جمشید نہین ہی ساحر نے کہا مین انکے قربان ہوجاؤن کیا کیا
مشکلین آسان کی ہین اب آپ جو فکر کر رہے ہین دیکھیے کیا ہوا اب جو عمرو نے بغور
آنکھ ملائی جانسوز بن قران اپنے شاگرد کو پایا جانسوز بن قران نے کہا استاد مین نے
ایک تدبیر نکالی ہی مین ایک عورت کی شکل بنتا ہون آپ مجھکو سوفار کے ہاتھ بیچڈالیے
خواجہ نے قبول کیا جانسوز کو لیکر کنارے آئے جانسوز رنگ روغن عیاری کا لگا کر
ایک نازنین حسین کی شکل بنکر تیار ہوا خواجہ نے ایک مرد ضعیف کی شکل بنائی جانسوز
کو لباس فاخرہ پہنا کر پاس سوفار آتشبار کے لے چلے سپہ سالار اسکے لشکر کا پیکان
ولد وزہ ہی لشکر کا انتظام کر چکا ہی کہ راہ مین اسنے دیکھا کہ ایک مرد ضعیف ایک برقعہ پوش کا
ہاتھ پکڑے ہوے آنکھون مین آنسو بھرے ہوے چلا آتا ہی پیکان نے بڑھکر پوچھا بڑے
میان صاحب کہان سے آپ آتے ہین جانسوز نے جو ایک سپہ سالار کو دیکھا گوشۂ ردا

چپ سے تھا مسکرا کے کہا آپ کون صاحب ہیں یہ کہتے جلدی چہرہ ڈھانپ لیا تیر مژگان
مانند ابروے تیر جو سینے پر پیکان کے پڑے تو وہ پشت کو توڑ کر پار نکلے سے پیشانی
موج سیمین نما چاہیئے آنکھیں رشک دیدۂ غزال ابروے خم کھنچی ہوئی تلوار سرمہ دنبالہ دار
آنکھوں میں دیا ہوا جس سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ بیمار کے ہاتھ میں عصا ہے غلیظ سا چہرہ گول
تھا عارض مہر مثال سے برق تجلی کر خرمن ہوش وحواس کو جلا دیا اُف کرکے کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا
اور کہا بڑے میاں صاحب کچھ آپ نے جواب نہ دیا بڑے میاں نے آنکھوں میں آنسو بھر کے
کہا انقلاب نے اس حال کو پہونچا اس نور نظر رشک قمر نا کتخدا کو لیکر نکلا ہوں کسی رئیس
شریف کے نذر کروں کہ یہ تو آرام پائے مجھ کا حال تو جو ہوگا کہ گھر گھر اسی بات کا
چرچا ہے گرانی نے غلے کی ہوائی اڑا دی ہے اسی نذر کی تھی ہمت وخوشامد لایا ہوں چاہتا ہوں
کہ آپ سے جلیل کی خدمت میں رہے کہ یہ تو اپنی جان سے آرام کرے ہم پر جو گذرے گی وہ جھیلیں گے
ہر طرح جان پر کھیلیں گے پیکان نے کہا مجھے سرفراز فرمایئے جو حکم ہوگا وہ آنکھوں سے
بجا لاؤنگا خواجہ نے پوچھا آپکا نام نامی اسم گرامی کیا ہے اس لشکر میں خاص آپکا کیا عہدہ ہے
پیکان نے کہا سوفار آشنا میرا عزیز ہے اور کل لشکر کا منتظم ہوں خواجہ دجال پیکان
کے ساتھ چلے جب اپنی بارگاہ کے قریب آیا اسنے کہا آیئے خواجہ بلا تکلف داخل بارگاہ
ہوئے پیکان مسند پر آکر بیٹھا خواجہ جانسوز سرنگون پیکان کو کبھی ایسا اتفاق نہیں ہوا تھا
لیکن نظارہ بازی کرنا جانتا ہے کئی ہزار روپیہ منگا کر پیکان نے سامنے خواجہ کے رکھے
کہا یہ تو سر دست حاضر ہے آپ کا یہ گھر ہے جب مزاج میں آئے تشریف لایئے خواجہ
سامنے پیکان کے رونے لگے کہا یہ کنیز خدمت میں حاضر ہے پیکان خود چاہتا ہے کہ مجھ سے
میاں صاحب جاکر رخصت ہوں میں مطلب دلی حاصل کروں خواجہ تو رخصت ہوکر باہر
آئے پیکان لگاوٹ کی باتیں کرنے لگا کہا صاحب تمہارا گھر ہے برقعہ اُتار ڈالو اُس نے
برقعہ جو اُتارا راب سراپا پر نگاہ پڑی آب رواں کا دوپٹہ جیسے پہنے تار پستان ستان دلبند ز
عاشقان بھاری پائجامہ زیبا سے ہوئے سر کو جھکائے بیٹھی ہے جیسے چاہے اسنے نگاہ ملائی کبھی
منہ پھیر لیا کبھی انگوٹھا دکھا دیا پیکان مراد ناہو دیکھ گلابی شراب کی لایا گیا بیٹھی لاکر

رہگئے کہا تو صاحب اسکا شغل کرو نازنین نے گلابی اٹھالی الٹ پلٹ کر کے بیہوشی ملالی جام لبریز کر کے ہاتھ طرف پیکان کے بڑھایا مسکرا کر کہا پہلے میرا اوارث پیجیے پیکان خوش ہو گیا جی مین کہتا ہو کہ معشوق خوش مزاج ہی جام شراب پیکر بن گیا اب ہنستا جاتا ہو باتین کرتا ہو لیکن سوفار آتشبار نے سرداران اسلام کو اپنی ہی بارگاہ مین قید کیا ہو بیٹھا ہوا ہی کل لشکر اسلام کی فکر کر رہا ہی ایک طرف ایک میز پر چند طائر رکھے ہین سوفار اُٹھا ٹہلتا ہوا قریب میز کے آیا بے اختیار پکار اٹھا ای طائران ساحری یہ تو آپ پر واضح ہوگا کہ تمام مسلمانون کا دیکھا انھین کے سحر سے انکو گرفتار کیا اب عیارون کی فکر ہو جب عمرو کو گرفتار کرون تب جانون کہ مین نے کچھ کام کیا حیرت کی زبانی اُسکی بڑی تعریفین سنتا ہون میرے سامنے تو ابھی تک نہین آیا ایک طائر نے سر ہلا کر کہا ای شہنشاہ ساحران ہم مجلس ساحری تمھاری خدمت مین حاضر ہین اموراتِ نیک و بد کے ناظر ہین تمھارے سپہ سالار صاحب پیکان دلدوز ایک عیار کو اپنے ساتھ لائے ہین شراب خواری کی آنس مین ہورہی ہو اب وہ عیار انکو مارا چاہتا ہو آپ جاکر گرفتار کیجیے یہ سنتے ہی سوفار بل کرتا ہوا چلا دربارگاہ پر نگہبان وغیرہ حاضر ہین سب نے کہا حضور کہان جاتے ہین سوفار نے کہا مین پاس کا ضروری جاتا ہون یہ کہکے بڑھا یہان جاناسوز نے اپنا رنگ جمایا ہر جام شراب پلا چکا ہی یہ اشعار عاشقانہ بھی سامنے پیکان کے گا رہا ہی

نظم

یاد جو مجھکو تری زلف پریشان آئی | کچھ بتانے کو ہمارے شب ہجران آئی
بات کی اسنے عجب ناز و ادا سے شب وصل | خواہش بوسہ مین جو تو منہ مری جان آئی
تو نے صیاد کہان لا کے کیا مجھکو اسیر | کہ قفس مین نہ کبھی بوے گلستان آئی
آخرکار غم ہجر سے مرجاتے ہم | موت کیون کرنے کو بیفائدہ احسان آئی
دم مردن بھی نہ آیا جو عیادت کو وہ شوخ | موت سر پر مرے انگشت بدندان آئی
چشم عاشق سے چھپا رہتی ہو اسکو تری زلف | یہ کہان سے ترے گلشن کی نگہبان آئی
حق نے اوروں کو عنایت کیا مونس | اپنے حصے مین فقط آتش سوزان آئی

پیکان جادو جھوم رہا ہو بیہوشی تاثیر کر چکی ہو دست بستہ عرض کر رہا ہو ای جان جہان ای آرام

لگا عرض کی اے شہنشاہ اسکی وجہ سے میرا بھائی مارا گیا مین نے قتل کر ڈالا آپ کو کیونکر معلوم
ہوا کہا کتاب سامری دیکھ رہا تھا مین اُسیوقت ہو نجا جب تو نے پیکان کو مارا آکر اسکا
لاشہ دکھایا عیار تین روپیہ کے پیادے ہین انکا قتل کرنا شرم کی بات ہے چلکر بہار و
باغبان کو قتل کرو یہ کہکر سوفار کا ہاتھ پکڑ لیا کہا اس مکار نے سحر اُتار اسکو رہا کر دے
یا مین سحر اُتار دون سوفار نے سحر اُتار ا جانسوز سے افراسیاب نے کہا بھاگ جاؤ جانسوز
تو نکلکر بھاگا افراسیاب سوفار کا ہاتھ پکڑے ہوے اُس بارگاہ مین لایا جہان سب
سردار قید ہین افراسیاب نے سوفار کو بٹھایا کہا اے سوفار تو نے بڑا کام کیا باغبان
وبہار کا اُس لشکر مین بڑا شہرہ تھا انکو بڑے سلطنت سے گرفتار کیا آج تمکو چند سحر ایسے تعلیم
کرونگا کہ آج تک کبھی زبان سے نہین نکالے حیرت تک کو نہین بتائے ابھی بڑے
بڑے لوگون سے مقابلہ پڑیگا سوفار عرض کرتا ہے حضور کی ذات سے بڑی بڑی امید
ہے لیکن مین حیران ہون کہ اسقدر حضور نے مسلمانون کو کیون سر چڑھایا جبدن مخمور وبہار
نکل گئی تھین اُسیدن مشکین باندھکر لاتے وہ سزا سے مقتول دیتے کہ دوسرے کو حوصلہ
نہ پڑتا میان باغبان قدرت کو بھی حوصلہ ہوا کہ سرکار سے جدا ہوے لشکر اسلام مین
جا کر عیش کرنے لگے اگر انکو اسقدر مغرور نہ کیا جاتا تو یہ حوصلہ کا ہیکو ہوتا افراسیاب
نے کہا اسکے چند باعث ہین لونڈیان غلام ہزارون روپیہ کھلا کر پرورش کیا انکو کیا یک
قتل کر ڈالتا ان باتون مین افراسیاب نے لگایا سوفار نے بھی عرض کی بہت بجا
ارشاد ہوتا ہے اب مخمور وبہار حاضر ہین جو سرکار کے مزاج مین آئے اُس طرح پیش
آئین افراسیاب نے کہا اب مین انکو باغ سیب لیجاؤنگا بیجا کر سمجھاؤنگا اگر میرا
کہنا نہ مانا تو بیشک قتل کرونگا اب میرے دل مین وہ محبت باقی نہین رہی یہ کہکر کہا
شراب لاؤ سوفار اُٹھا کہا شہنشاہ شراب طلب فرماتے ہین ملازم سب باہر ہین جانتے
ہین کہ شہنشاہ سے اور ہمارے افسر سے باتین ہو رہی ہین سوفار نے دوڑ کر اُسی
میز پر سے چاہا کہ گلابی لیوے جس میز پر طائر بیٹھے ہین جیسے ہی اسنے گلابی اُٹھائی یک
طائر نے چہچہا را سوفار کے کان کٹے ہو گھبرا کر بولا اے طائر سامری کیون

خیر تو ہے بے وقت کیوں بولے میری کاربندی تمھاری راے پر ہے بس شاہ رسب اختیار پکار اٹھا
ای شہنشاہ ساحران یہ جو شخص آیا ہے اسنے جانسوز کو بھی رہا کرا دیا اب رنگ جما رہا ہے
شراب کی تقریب ہے یہ افراسیاب جادو نہیں ہے ساربان زادہ عمرو عیار ہے یہان
عمرو نے دیکھا کہ سوفار کچھ باتین کر رہا ہے کان لگا کر جو سنا ایسے کہا کہ میرا نام بتا رہا ہے
خواجہ گھبرا کر اٹھے خیمے سے نکل کر بھاگے نگہبانون نے دیکھا حیران ہین کہ شہنشاہ
اکیلے کیون بھاگے جاتے ہین اتنا تو پکار کر پوچھا حضور خیر تو ہے عمرو نے پلٹ کر جواب
نہ دیا اسی طرح بھاگے جاتے ہین خیمے کی ... بگڑ کے عمرو نے صورت بدلی ایک ساحر کی شکل
بنکر بھاگا سوفار یہ دیکھ باہر آیا عمرو کو نہ پایا بہت سے حاضرون کے سامنے آ کہا یہ
بتاؤ عمرو کس صورت ہو گیا ہے طائر نے کہا ایک بدصورت ساحر کی شکل پر جاتا ہے کنارے تک
لشکر اسلام کے پہونچا ہوگا سوفار یہ پرواز جیہ کر کے چلا محمود و بہارستے جو یہ معرکہ دیکھا
آپس مین اشارے ہونے لگے کہ خواجہ عمرو نے تو کمال کیا تھا مگر تقدیر نے ہماری دغا دیا
یہان خواجہ کنارے پر لشکر اسلام کے پہنچے ہین شکیل جادو فرزند ملکہ مہرخ طلایہ دیکھ
ملتا ہے خواجہ کو جاتے ہوے دیکھا شکیل ٹھہر گیا پکار کر پوچھا خواجہ خیر تو ہے کہا ای
شکیل بڑی عیاری خالی گئی افراسیاب بنکر گیا مگر اسنے پہچان لیا جانسوز نے جو خواجہ
کی آواز سنی دوڑا ہوا آیا پوچھا کیون حضور رنگ عیاری کا بگڑ گیا عمرو نے کہا ای فرزند
کیا کہون نہین معلوم پردے مین جا کر کسنے اس سے کہدیا کہ افراسیاب نہین عمرو عیار
ہے تم مین یہ آواز سنکر بھاگا جانسوز نے کہا اس پردے کے اندر کچھ سحر بنا کر رکھا ہے جب
وہان سے باہر نکلتا ہے آگاہ ہو کے آتا ہے یہ ذکر تھا کہ آسمان پر آ کر سوفار چمکا دیکھا
عمرو و جانسوز کھڑے باتین کر رہے ہین تڑپ کر جو گرا عمرو و جانسوز کو لے گیا نعرہ کیا کہ
سوفار آتشبار دونون کو اٹھا لیا شکیل نے جو دیکھا کہ خواجہ و جانسوز کو سوفار لیے
جاتا ہے نعرہ کر کے جا پڑا للکارا او سوفار یہ خطا کر ہمارے سامنے سے خواجہ کو لیے
جاتا ہے یہ کہکے ایک گرز مارا سوفار زمین پر آیا دونون کو ایک طرف ڈالدیا مگر سحر کر دیا
ہے کہ زمین دونون کے پیر تھامے ہوے ہے شکیل سے سحر چلنے لگا کئی گولے شکیل نے

مارے سوفار نے انکو رد کر دیا سحر اصلی کی ابھی نوبت نہین آئی دفع کر رہا ہی جب کئی گولے
شکیل نے مارے ایک گولہ پھٹا اُس سے برق نکلی سر پر سوفار کے پڑی اوچھا سا زخم کھایا
زخم کھاتے ہی لہرایا مثل دیوانون کے کلام کرنے لگا پکار کر آواز دی ای طائر سامری کیا
اس مقام پر نہین آسکتے اپنے کو جلد پہونچاؤ شکیل مجھسے مقابلہ کر رہا ہی یہ جو اسنے پکار کر کہا
ایک طائر آسمان سے پیدا ہوا شاخ نخل پر آکے بیٹھا مثل انسانون کے پکارا ای شکیل
بے عدیل ذرا ادھر متوجہ ہو جیسے ہی شکیل نے سر اُٹھایا طائر نے زمزمہ سرائی کرکے یہ
غزل عاشقانہ سُنائی

نظم

نہ کس طرح سے کرین نالہ و فغان مشتاق
کہان تلک تری الفت کرین نہان مشتاق

یہان بھی آئیے اک رات کو کرم کیجے
تمھارے لطف کے ہم بھی ہین مہربان مشتاق

پتہ لگا ترا بتخانے مین نہ کعبے مین
پھرے تلاش مین تیری کہان کہان مشتاق

نقاب اُٹھائیے اب تو حجاب کیجے دور
جمال پاک کی ہین چشم مردمان مشتاق

سُنا ہی جب سے تری ذات ہی کریم و رحیم
عطا و لطف کا رہتا ہون ہر زمان مشتاق

دکھایا جلوہ بھی اپنا نہ تو نے بعد کلیم
ترس گئے تری صورت کو جا بجان مشتاق

فراق یار شکیب نے زیست کر دی تلخ
ہوئی ہی چاشنی مرگ کی زبان مشتاق

رسائی کعبۂ مقصود تک اگر پائین
لگائین آنکھون سے وہ سنگ آستان مشتاق

تمھارے طالب دیدار زہر کھاتے ہین
تنگ آئے ہین دیتے ہین اپنی جان مشتاق

قرار اسکو نہین ایکدم کسی جا پر
کسی حبیب کا پھرتا ہی آسمان مشتاق

عیان ہی تجھے رند کی نظر دنکا ہی دہر گ
خدا اُٹھائے جہان سے نہ او بتان مشتاق

یہ اشعار عبرت آثار جو شکیل نے سُنے مبہوت ہوگیا ہاتھ باندھکر سوفار کے سامنے
آیا کہا کیا حکم ہوتا ہی کہا عمرو و جانسوز کو اُٹھائے میرے ساتھ چل شکیل آپ سے
باہر تھا عمرو و جانسوز کو اُٹھا لیا ساتھ ساتھ سوفار کے چلا ساحرون نے دوڑکر
یہ خبر ملکہ مہرخ کو سُنائی کہا آپ نے سُنا سوفار عمرو و جانسوز و شکیل کو لیے
جاتا ہی مہرخ نے نگاہ اُٹھا کر دیکھا ونگاں کریان خالی پاکر کلیجا پھٹ گیا ایک آہ

کہکے فرمایا ہاے یہ سرداران نامی میرے گرفتار ہوگئے وہ یہیں چند قدم سوفار چلا تھا کہ
مہرخ نے آواز دی او سوفار خطاکار کہاں جاتا ہے ذرا ادھر منھ پھیر شکیل کو دیکھا پہرہ مرغ
ہاتھ پاؤں میں رشتہ عمرو و جانسوز کو پکڑے ہوئے ساتھ ساتھ چلا جاتا ہے مہرخ نے
جو للکارا سوفار پلٹ پڑا شکیل سے کہا تم جاؤ یہ دونوں رہا ہوئے پائیں جہاں
بہار و مخمور قید ہیں اسی مقام پر چلکے بیٹھو سب کا تمکو نگہبان قرار دیا شکیل پر پروا
پیدا کیے بھاگا ہر چند مہرخ نے آواز دی او بدنصیب اپنے محسن کو لیے جاتا ہے سمجھا
خواجہ عمرو وہ شخص ہے کہ تجھکو ہزار مرتبہ قید سے چھڑایا شکیل نے پلٹ کر جواب بھی
نہ دیا اسی طرح اڑا ہوا چلا گیا مہرخ نے کہا کیا غضب کا سحر ہے شکیل اپنے ہوش
میں نہیں ہے جب تو خواجہ کو گرفتار کیے ہوے لیے جاتا ہے میں سمجھاتی ہوں نہیں سنتا
ایسا سعادتمند ایسا بے مروت ہو گیا شکیل نکل گیا جہاں کہدیا تھا وہیں جاکر بیٹھا سبکی
نگہبانی کررہا ہے خواجہ و جانسوز کو وہیں قید کردیا ایسا سحر کیا ہے کہ اپنے مقام سے
اڑ نہیں سکتے یہاں مہرخ و سوفار سے تیر چلنے لگے دو چار ہی چلے تھے کہ بموجب
عادت قدیم سوفار نے آواز دی اے طائر ساحری جلد آؤ مہرخ میری ہم نبرد ہیں یہ
یہ جو اسنے آواز دی ایک طائر ہفت رنگ اڑتا ہوا آیا شاخ نخل پر آکر بیٹھا زمزمہ سرائی
کرکے یہ اشعار پڑھنے لگا

شعر

نالے شرر فشان رہے تاب و توان تلک	اورا بتو آہ بھی نہیں آتی زبان تلک
پرواز ہی آگے تو تھی لامکان تلک	دشوار اڑکے جانا ہے اب آشیان تلک
وہ سوختہ ہوں میں کہ تپایا دینگے بعد مرگ	سنگ ہاے کوے یار سے استخوان تلک
اک رشک گل کی دوری میں ہم ہیں تڑپ گئے	بلبل کی زندگی ہوئی کیونکر خزان تلک
بس شعلہ رو بغیر جو کھینچی ہے آہ گرم	چھالے پڑگئے ہیں آبلے دل سے زبان تلک
روشن چراغ داغ ہی ہیں سوز غم سے کیا	جلتے ہیں مثل شمع مرے استخوان تلک
آمد خانمان خراب کا پایا نہ کچھ سراغ	سو مرتبہ خیال گیا لامکان تلک
ہو گمان وحشتوں کو تیر شہاب کا	نالہ مرا جو شب کو گیا آسمان تلک

اعضا تمام اشک ہو چشمون سے بہ گئے
عمر بھر حسن کے لیے رویا مین یان تلک
دم جبتلک بدن مین سہونگا ترے ستم
دیکھون تو ظلم و جور کریگا کہان تلک
ہمراہی اپنی تیزروی کرکے بڑھ گئے
ہم گرد سان پہونچ نسکے کاروان تلک
افسوس رند نام سے وہ آشنا نہین
الفت مین جسکی شگیا اپنا نغان تلک

یہ اشعار عبرت آثار جو طائر نے پڑھے رنگ چہرہ مہرخ متغیر ہوا ہاتھ پانون مین رعشہ آیا قلب تھرا یا بے اختیار پکار اٹھین اے سوفار آتشبار مین تجھسے مقابلہ نہین کرتی خیر تونے عمرو کو گرفتار کیا بیٹا بھی میرا پکڑا گیا مین تجھسے تکرار نہین کرتی جا پلٹ جا سوفار نے کہا میرے ساتھ چلیے آپ بادشاہ لشکر اسلام ہین آپ کا چلنا ضرور ہی مین اب آپکو ہرگز نہ چھوڑونگا آپ کو لے چلکے تخت پر بٹھاؤنگا سر بجگہ دولت پھر کل لشکر کی خدمت کرون آج مین کیا یون پلٹ جاؤنگا یہ کہکے پھر ایک دستک دی مہرخ نے ایک گولہ مارا اسی گولے کو اسنے الٹا پلٹا یا وہ گولہ سر پر ملکہ مہرخ کے پھٹا انہین سے دھوان جو آنکھون مین ملکہ مہرخ کی لگا اب ہوش درست نہ رہے بیقرار ہوکر دوڑین جب قریب سوفار کے پہونچین سوفار نے ہاتھ تھام لیا منھ پر ہاتھ پھیرا سب لشکر ملکہ مہرخ کا سامنے کھڑا ہی سوفار نے پوچھا کیون ملکۂ عالم یہ کسکا لشکر ہی مہرخ نے کہا مین نہین جانتی پس سوفار نے ایک گولہ ہاتھ مین دیا کہا اس لشکر کے گرد دریاے سحر کر دیجیے کہ کوئی نکل نہ سکے یہ کہنا تھا کہ ملکہ مہرخ نے گولے جھولی سے نکالے چار گولے چار طرف پھینکے ایک دریاے سحر پیدا ہوا اسنے سارے لشکر کو گھیر لیا بڑی بڑی مچھلیان نہنگان خون آشام منھ نکالے بیٹھے ہین جو ملازم اسطرف سے نکلا نہنگ اسکو کھا گیا دریا جوش مار رہا ہی حیرت موجہاے آب بلند زور و صدمہ زیادہ ہوتا جاتا ہی اب سوفار آتشبار نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا تمہارا کیا کہنا کیا دریا دلی دکھائی آبرو سحر کی بڑھائی یہ سب سحر کے ملکہ حیرت جادو کنارے سے اپنے لشکر کے دیکھ رہی ہین جب عمرو بھی گرفتار ہوا مہرخ پر یہ سانحہ گذرا سارا لشکر بیچ مین دریاے سحر کے قائم ہوا اب سوفار آتشبار پلٹا ملکہ مہرخ کو ساتھ لے چلا ملکہ حیرت تعریفین کرتی ہی کہتی ہی دیکھو صاحب سوفار نے آج کیا کیا مہرخ کبھی اسطرح

سے گرفتاری ہوئی تھی جب سامنے حیرت کے سوفار پہونچا جھک کر سلام کیا کہا حضور
ملکہ مہرخ ہمارے لشکر کی بادشاہ ہین آسمان سطوت وشوکت کی ماہ ہین حقیقت مین انکا
مثل نہین حیرت نے بھی تعریفین کین اپنی بارگاہ مین آیا دیکھا شکیل بعدہٗ نگہبانی بیٹھا ہو
سب قیدی حیران و پریشان کہ شکیل ہمارا نگہبان ہے خواجہ عمرو و جانثور بھی قید مین
سوفار مہرخ کو لیے ہوے پہونچا اتو سبکے ہوش اُڑگئے سوفار آکر بیٹھا پردہ بارگاہ کا اٹھا
دیا سرداران لشکر سب اندر آئے تیر دل دوز و کمان پُرسوز و سہام قدر انداز وغیرہ پڑے بڑے
افسر سب آگے بیٹھے رطب اللسانی سے تعریفین اپنے افسر کی کر رہے ہین کہتے ہین کہ حضور
آج کیا کارنمایان کیا ہے دشمن کے ہاتھ سے لشکر کا خاتمہ کرا دیا نیچے آواز آتی ہے اہالی لشکر
اسلام فریاد فریاد کر رہے ہین گرد لشکر اسلام دریاے سحر جاری ہے ہوش و حواس اُڑے
ہوے ایک سے ایک کو دشمن بھائی سے بھائی کو رہزنی اب اسوقت دعا مین مانگ
رہے ہین اپنے خدائے نادیدہ کو پکارتے ہین کسقدر بلبلاتے ہین سوفار نے کہا
جلادون کو بلاؤ اسیوقت کئی سو جلاد حاضر ہوے برق و چالاک تڑپتے پھرتے ہین
موقع عیاری کا نہین ملتا کہ یکایک ڈنکے پر چوب پڑی اسباب تزک ظاہر ہوا سب نے
دیکھا آمد آمد ملکہ حیرت کی ہے وزیرزادیان بڑی بڑی شاہزادیان اہتمام سواری کرتی
ہوئی پانچون عیاریچیان بھی ساتھ ہین غلغلین لگاتی ہوئی آکر پہونچین سوفار کو اطلاع
دی ملکۂ عالم تشریف لاتی ہین سوفار باہر نکل آیا ہاتھ پکڑکے ملکہ حیرت کو تخت سے
اُتروایا استقبال کرکے لیچلا جب قریب قیدخانہ پہونچین دیکھا مہرخ و شکیل حفاظت
کر رہے ہین تعریفین سوفار کی ورد زبان ملکہ حیرت در بارگاہ پر پہونچین سوفار زنہا
کرتا ہوا بارگاہ مین لایا تخت پر بٹھایا اتنے عرصے مین داریں استادہ ہوگئین ملکہ حیرت نے
کان مین سوفار کے کہا اے سوفار تیرا کیا ارادہ ہے کہا حضور سبکو ابھی قتل کرتا ہون لشکر
کو بھی قبضے مین کر لیا ایک اشارے مین سبکو دریا مین ڈبو دونگا حیرت نے کہا ابھی
چار عیار رہا ہین چالاک و برق و ضرغام و قران یہ چارون قیامت برپا کرینگے ان
چارون کو بھی گرفتار کر تو پھر اختیار ہے ورنہ ہمکو زندہ نچھوڑینگے تمہارا زندہ جانا مشکل ہوگا

مادین قتل کرینگے تمکو جانے نہ دینگے عذر بیجا دینگے مجھے اپنی جان کی پڑی ہی اسوقت بھی برق و چالاک کوشش کر رہے ہین کہ عیاری کرین یہ سنتے ہی سوفار اپنے مقام سے اُٹھا پکارکر آواز دی ای طائران سامری چالاک برق کیا کر رہے ہین یہ کہنا تھا کہ طائرون نے زمزمہ سرائی شروع کی آٹھ سات طائر یہ اشعار پڑھنے لگے

نظم

صورت کوئی بچ رہنے کی پائی نہین جاتی | وہ آگ لگی ہی کہ بجھائی نہین جاتی
اسواسطے کرتا ہی وہ ابرو کے اشارے | تلوار نزاکت سے اُٹھائی نہین جاتی
باقی اثر ضعف ہی یہ بعد فنا بھی | مر مر سے مری خاک اُڑائی نہین جاتی
دن ہجر کا جسطرح بڑھا دیتا ہی ضد سے | کیون چرخ شب وصل بڑھائی نہین جاتی
حالت مرے جلنے کی ہو روشن اُسے ای شمع | اتنی بھی زبان تجھسے ہلائی نہین جاتی
تدبیر ہر ایک چیز کی آسان ہی ای شرم | تقدیر جو بگڑی ہی بنائی نہین جاتی

ان طائرون نے پکارکر اس طور سے یہ اشعار پڑھے کچھ اشارے بھی کیے حیرت کے پیچھے چالاک کنیز بنا کھڑا تھا سوفار نے پکار کر آواز دی اس کنیز کو پکڑ لو چالاک ہی چالاک نے ایک کنیز کو خنجر مارا اندھیرے مین سوفار کو ایک لات ماردی سوفار مُنھ کے بل گرا برق ایک طرف کھڑا تھا مُنھ سے سوفار کے نکل گیا یہ برق ہی برق نے بھی ایک خنجر مارا نعرہ کرکے بھاگا سوفار کے ہوش اُڑ گئے حیرت نے کہا ای سوفار دیکھا تمنے سوفار نے کہا ای حضور مجھکو بھی اب ضد ہوئی عمرو جو سبکا اُستاد ہی اُسکو بھی پکڑ لیا جب اُسکو قتل کیا کل کا خاتمہ ہی ان لوگون کو سمجھا لون پکار کر آواز دی ای مہرخ و بہار وغیرہ اب مین سبکو ہوش مین لاتا ہون راہ نیک بتاتا ہون بہتر اسی مین ہی ملکہ حیرت کے قدمون کو بوسہ دو عمرو کو مین ضرور قتل کرونگا اسی کا سارا فساد ہی ارشاد فیض بنیاد مجھکو بخوبی یاد ہی کہ بعد قتل عمرو کوئی کچھ نہ کرسکے گا حمزہ کو وہین روک دیا جائیگا کوہ **عقیق** پر فاتحہ ہوگا تم ایسے ساحرون کے ساتھ تو مین یون پیش آیا اُن غیر ساحرون کی کیا حقیقت ہی ایک سحر مین سبکا خاتمہ ہی اب مہرخ کو بھی ہوش آیا چاہا اپنے مقام سے اُٹھون ہاتھ پاؤن مین طاقت نہین آنکھ مین بصارت نہین سر جھکا کر بیٹھی رہین مجبور و ناچار رہین اب کیا کرسکین زبان مین گویائی

بحر لبارت کا نکھوٹی نمارد جواب دیا او مغرور کیا کہتا ہی جو تجھسے ہو سکے قصور و کوتاہی نکر جب ملکہ نے یہ جواب دیا سب سرداران نامدار نے زندگی مین حیرت کی اطاعت نکرینگے اب افراسیاب سے جدا ہوے تمام اہل اسلام کے فدا ہوے کیا کہین اصل تو یہ ہی **نظم**

زہے جانان کہ جان پروانۂ شمع پرانوارش ۔ زہے دلبر کہ ہر دلدار خواہشمند دیدارش
شہنشاہی کہ شاہان جہان دربان درگاہش ۔ خداوندی کہ ہر میر ولایت چند ذرہ وارش
بہر کشور زسودای محبت گرم بازارش ۔ بہر جمع زلیخا وار صد یوسف خریدارش
زہے مہری کہ تابان پرتو حسنش زہر ذرہ ۔ زہے ماہی کہ از ہر داغ دل رخشندہ دیوارش
نہ ہر اہل آگاہ گشت از راز توحیدش ۔ نشد ہر صاحب ہوش و خرد واقف ز اسرارش

اے سوفار ہمارا ایسا پروردگار ہی زمین و آسمان کا مالک و مختار ہی اگر ہماری قضا نہین تو تیری کیا مجال ہی کہ قتل کر سکے اور اگر قضا آگئی تو کوئی بچا نہین سکتا پس ہم مذہب حقیقی کیون چھوڑین اپنے معبود سے کیون منہ موڑین جان لینے کا تجھکو اختیار نہین وہ مالک بے نیاز رب کارساز ہی اُسی کو سب طرح کا اختیار ہی جب سردارون نے سوفار سے کلمہ بکلمہ گفتگو کی ملکہ حیرت نے کہا اے سوفار سنا تو نے یہ لوگ وہ بیحیا ہین کہ اگر انکے گلے پر خنجر رکھدیا جاوے گا تو بھی یہی کہینگے تو انکو قتل کر مگر عیارون سے جست بچنا بڑے بلاکے عیار ہین چالاک و برق و قران باقی ہین سوفار نے کہا مین آج ہی گرفتار کر لونگا شام نہ ہونے دونگا سوفار نے جلادونکو حکم دیا سب سے پہلے باغبان کو قتل کرو باغبان نے بحسرت طرف خواجہ کے دیکھا ہر چند کہ خواجہ بہت رو رہے ہین مگر پکار کر آواز دی او جلاد صاحب بیداد ان سبکو مین راہ پر لایا مسلمان کیا افراسیاب کے باغی کرائے اب پہلے ہمکو قتل کر بعد اُسکے جسے اختیار ہی ہمارے پروردگار سے وعدہ ہو چکا ہی جبتک ہم تین مرتبہ اُس بری شی کو نہ مانگین گے تب تک ہمین موت نہ آئیگی ہم جانتے ہین تیری اجل قریب ہی تو بڑا بدنصیب ہی عمرو نے جو اسطرح گفتگو کی دربار مین بلڑ ہوا کہ عمرو بڑا دیدہ دلیر ہی سوفار نے ایسا انتظام کیا برق و چالاک بارگاہ مین نہین آسکتے باہر تڑپ رہے ہین اندر نہین جا سکتے سوفار نے جلاد کو کہا عمرو کا سر کاٹ لو جلاد تیغہ کھینچکر چلا حیرت کو

سناٹا آگیا مگر کہ نہین سکتی دل مین یہ بھی ضرور خیال ہو کہ اگر عمرو مارا گیا تو چالاک کو بڑا قلق ہوگا صرصر کا یہ حال ہو کہ اہتمام تو کرتی پھرتی ہو مگر آنکھون مین آنسو بھرے ہوے دوپٹہ سنبھالتی جاتی ہو صبا رفتار سے کہتی جاتی ہو کیون ای صبا رفتار آج عیاری کا نام مٹتا ہو حقیقت مین عمرو ایسا عیار نگاہ سے نہ گذرا تھا لیکن اتنا سمجھ لو کہ ہمکو تمکو عیار زندہ نہ چھوڑینگے مین صاف تجسے کہتی ہون آج تک مین نے کبھی عمرو کو منہ نہین لگایا وہ اپنے مقام پر کیا کیا بکتا رہا لیکن میرے بھی دلکو ملال ہو اُسنے بہت جانبازی کی اُسکے عجز و انکسار یاد آتے ہین آج کئی دن ہوے صحرا مین جو ملگیا تو اسقدر بلک بلک کے رویا یہ چند اشعار مومن دہلوی کے اُسنے پڑھے کہ دل بیتاب ہوگیا **نظم**

نہ تن ہی تنہا ترے بسمل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین
ہر پارۂ بالش جگر و دلکے ٹکڑے ٹکڑے ہین

جنون عشق پر پروے دشمن ہو بلا
کہ رو طوق و سلاسل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین

اُٹھاکے سوتے مین نے ٹپکا ات سرشام
کہ زیر سر کے مرے سبل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین

دراز دستی یہ کس بے ادب کی دم قتل
تمام دامن قاتل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین

یہان ہی چاک گریبان تو وان کھبتی ہی
قبائے شوخ شمائل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین

کہ اسکی چشم فسونگر نے کی فسون سازی
طلسم جادوے بابل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین

نہ کیونکر رشک سے خون ہو کسیکا اس پر
ہمیشہ اک نئے بسمل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین

غزل سرائی کی مومن نے کیا کرشک آج
چمن مین قلب عنادل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین

ای صبا رفتار اسوقت اُسکی بیقراری آہ و زاری آنکھون کے سامنے پھر گئی مین نے بھی اُسکو منہ نہ لگایا اب زندہ نہ بچیگا سوفار بڑا ساحر زبردست ہو بادۂ کبر و نخوت سے مست ہو صبا رفتار نے کہا حضور حقیقت مین خیال تو ان لوگون کا برسون رہے گا تھوڑے عرصے مین افراسیاب کے ہم نبرد ہوگئے کیسے کیسے ساحر آئے ہاتھ سے ان عیارون کے مارے گئے وہ سب عیاریان پیش نظر ہین یہان جلاد کو جو سوفار نے تو اشارہ کیا کھچلے عمرو ہی کو قتل کر تلوار کھینچکر جلاد سرپر عمرو کے آیا چاہا کہ سر عمرو کا کاٹے اُسوقت مریخ دہار کی بیقراری ایک ایک کی اشک باری ہر ایک کا یہی قول تھا کہ بعد اس ایسے ارسطو فطرت لقمان حکمت کے

اگر زندہ بھی رہے تو کیا ای بے نیاز عمرو کو بچا لے تیرے نزدیک بہت آسان ہے ہم سب پر تیرا
احسان ہے جیسے ہی جلاد نے عمرو پہ ہاتھ تلوار کا مارا ایک برق چمک کر گری کہ جلاد کے
ٹکڑے ہوے برق تڑپ تڑپ کے جو گرنے لگی سارے لشکر میں تاثیر ہوچکی تھی خیمے
جلکر گرے کسیکا سر کٹا کسی کا ہاتھ ٹوٹا کسیکی کمر پر برق پڑی کہ برابر دو ٹکڑے ہوے لشکر میں
جو ہلڑ ہوا سوفار نے بھی دیکھا کہ جلاد کا سر کٹا پڑا ہے اور برق تڑپتی پھرتی ہے کئی ہزار آدمی
مر گئے ہیں سوفار چلا کر اپنے مقام سے اٹھا پکار کر آواز دی ارے یہ کون بے ادب ہے
کہ بارگاہ شہنشاہی میں یہ حرکت کرتا ہے اپنے سحر پر نازاں ہے اگر مرد ہے تو سامنے کیوں نہیں آتا
حیرت نے تو کانوں پر ہاتھ رکھے کہا سامری و جمشید خیر کریں آج مجھکو طور بے طور معلوم
ہوتے ہیں کچھ سمجھ ہی گئی ہاں سوفار نے کہا حضور ایسے شعبدے میں نے بہت دیکھے ہیں کوئی
ساحر ہو یا جادوگر ان مسلمانوں رفیقی ہو کر مجھکو شعبدے دکھاتا ہے میں ایسے شعبدے کب مانتا
ہوں یہاں سے بیٹھے بیٹھے اگر سحر کروں ہزار کوس پر جا کر تاثیر ہو یہ کہکے جھولی پر ہاتھ ڈالا
اگر نکالا اس برق سے چند پنجے سنہرا پیدا ہوے وہ پنجے قیدیوں کی دستگیری کرنے
لگے یعنے زبانوں سے سوزنیں نکالیں جسکی زبان سے سوزن نکلی وہ تڑپ کے اٹھا سحر کرنے
لگا ایک کی زبان سے سوزن نکلی اسنے دوسرے کو رہا کیا تھوڑے ہی عرصے میں سب سوار
رہا ہوگئے سفید باندھ کر سب کھڑے ہوے جانسوز و سمرو نہ کو دیکر بھاگے سوفار نے
پھر گولہ آہن نکالا تھا پھر سحر پڑھکر برق پر مارا برق پر جو گولہ پڑا ایک دھماکے کی آواز
آئی برق کے دو ٹکڑے ہوے سب نے دیکھا شہنشاہ کوکب روشن ضمیر صاحب جاہ
و توقیر ہوا پر قائم ہے ہاتھ ہلا رہا ہے اب کوکب تڑپ کر گرا جسکو طمانچہ مار دیا سر اسکا اڑ گیا
کسیکو تھپڑ مارا اسکا پیٹ گیا حیرت نے بھی سحر کی بوچھار کر دی باغبان و بہار وغیرہ
لڑتے بھڑتے باہر نکلے کوکب نے دیکھا حیرت و سوفار نہیں مانتے کوکب نے پکار کر
آواز دی اے حیرت تو تو ہنگامے میں تجھپر سحر کرنا نہیں چاہتا حیرت نے جب جب نہ مانا اور
[illegible] لے ایک خنجر شانے پر کوکب کے مارا کہ چھناکے کی آواز ہوئی اب تک
[illegible] قیدی چھوٹ گئے اب تک چلو یکا اس فوج کے گھسنے سے غفلت پاستوں:

بارگاہ تمام کو جنبش دی بارگاہ دہقان کوکب تو علیحدہ ہوا بارگاہ پر اگر گری حیرت و سوفار
تڑپ کر نکلے کئی ہزار آدمی بارگاہ میں دبے کوکب نے باہر نکلکر دیکھا تمام فوجوں نے فتح
دہار دیا عیاران وغیرہ کو گھیرا ہے ساحر ڈرے ہیں حیرت و سوفار جو باہر نکلے کل فوج
کو آواز دی ارے کوکب کو مارو کل فوج نے کوکب پر بلوہ کیا کوکب نے سوفار کی
جانب توجہ کی جب تیغ سے اڑتا ہوا جس غول میں آیا پنجہ ہلال چمکایا کئی ہزار کے سر
اڑ گئے اس غول کو پامال کیا دوسرے غول پر جا گرا اس غول کو بھی جاکر تباہ کیا حوروں کو
مٹاتا ہوا کوکب جاتا ہے اور سے مصور فوج کو لیے ہوئے آتا ہے صورت نگار تخت پر
سوار مصور آگے آگے سحر کرتا ہوا چلا آتا ہے کئی تصویریں جیب سے نکالیں کوکب کو دکھا کر
مقراض سے سر کاٹے کوکب پر تاثیر نہ ہوئی انھیں کی فوج کے سر کٹ کٹ گرے جھلا کر تلوار
کھینچ ماری کوکب نے اشارہ کیا تلوار کے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے مانی بہزاد کے سر زخمی ہوئے
کئی ہزار کے سر اڑ گئے مصوران مصور تو بھاگ سکتے ہوئے کہ بے حربے زخمی ہوئے
ہیں کس سے مقابلہ کریں ہمارا سحر جواب دیتا ہے تخت پر جو کوکب نے اشارہ کیا تخت
صورت نگار کا ٹکڑے ٹکڑے ہوا صورت نگار تخت سے گری ندہ جو تخت سے گری
دریشہ زادہ بیقرار ہو گئے للکارا کر کوکب غضب کیا قدرت کی بہو کو تخت سے گرایا
اب کوکب نے ہاتھ اٹھایا چپت کر گری مصور کا سر زخمی ہوا شانہ جھول پڑا دوڑ کر
جورو کا ہاتھ پکڑا کہا صاحب بھاگ چلو یہاں ٹھہرنا بہتر نہیں فوج میں مہرخ وبہار نے
پشت مدد ڈالدیا لاکھوں جادوگر مارا گیا دریاے خون بہ رہا ہے کٹے ہوئے سر تڑپ رہے
ہیں ہاتھ جو کٹ کر گرے ہیں معلوم ہوتا ہے مچھلیاں دریاے سحر میں شناوری کر رہی ہیں سر جو
کٹ کر گرے ہیں ثابت ہوا کہ کچھوے اچھل رہے ہیں اسباب سحر جا بجا پڑا ہوا شعلہاے فوج
سرنگون ہوا میں جل رہی ہیں جادوگر بھاگے جاتے ہیں فوج میں تہلکہ ہے سوفار کا تشبار
سے جو دہوا فوج ابتر ہے علم سرنگون سارا لشکر بدحواس علم بد فوج غم والم نالے جو بیٹنے
مرپیٹ رہے ہیں ڈھول کا شور خالی شکست کی بجالی باجوں کی آواز میں بھید ہے شہنا کے
دل میں بھید ہے قرنا کے دم بھولا بجانے والا ہے بھولا علموں نے بال کھولدیے پنجہ اٹھانے

ہیں امان طلب کر رہے ہیں عجب لشکر کا حال ہے کوکب لو اب سوفار کی فکر ہے سوفار نے بھی
کوکب پر آگ برسائی کوکب اس آگ کو کب مانتا ہے جب شرارہ کیا باران سحر برسا آگ کو
بجھایا سوفار اپنے سحر کے جوش میں تلوار کھینچے ہوئے جا پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے پھرت
تیغ بھی کر رہی ہے بیچارہ ہوا ہے سوفار کیا کرتا ہے اپنی جان بچا اس ظالم سے مقابلہ نکر سوفار
کو اپنے سحر پر انتہا کا ناز ہے تلوار نہیں روکتا کئی ہاتھ تلوار کے مارے کوکب نے روکتے روکتے
کلائی پھر ہاتھ دے دیا تلوار چھین لی سوفار پیٹنے لگا کوکب نے غصے میں گردن پر ہاتھ ڈال کے
ایک مارا کہ سر زمین سے ملا دیا کوٹے پر لا دے کے مارا زمین پر گرا کوکب چھاتی پر سوار ہو ایک
پاؤں دونوں پیروں سے دبایا ایک کر ہاتھ میں تھام کر غل کر پاس کمر چیر کر پھینکا سوفا
کے مرتے ہی ایک آدمی سیاہ اگنی کر اپنا ہاتھ اپنے کو نہ معلوم ہوتا تھا زمین سے غبار اڑ رہا
ہے ہزار ہا درخت زمین پر گرے بیٹھے کف افسوس ملتے تھے شانعین دست حسرت ملتی تھیں
عورتیں ایک ہنگامہ بپا رہا آواز آئی کشتی مرا نام میں سوفار آتشبار بود حیرت سے جو مرنے
کی سوفار کے آواز سنی بیٹرا ہو گئی کہا صاحبو یہ بڑا شخص مارا گیا شہنشاہ کو بڑا کو بڑا قلق ہوگا
آج تو گھیر کر کوکب کو بھی ایسی ذلت دو کہ پھر کبھی ایسا ارادہ نکرے ان کی فوج نے کوکب پر
بلوہ کیا کوکب جگر لڑنے لگا ادھر فرخ وبہار نے بلوہ کیا باغبان کا گنبد چلا ملکہ مخمور نے
گلدستہ یاقوت احمر کا پھینکا ملکہ بہار نے بڑھکر گلدستہ مارا پھول برسے طائروں نے زبانیں
کھولیں زمزمہ سرائی کرکے یہ اشعار گانے لگے نظم

آشیانہ نہ چمن میں نہ قفس یاد آیا — آنکھ کھلنے بھی نہ پائی تھی کہ صیاد آیا
تو بھی اے سرو رواں زلف کو پھر اٹکا کر — طرہ لٹکا کے گلستان میں ہے شمشاد آیا
رو دیا ابر بہاری جو برستے دیکھا — کرم پیر خرابات سے مجھے یاد آیا
دیکھو فصل بہار آئی ہے بلبل نہ سنے — چپ رہو چپ رہو ہنگامہ فریاد آیا
قطع امید ہوئی رحم بھی آجانے کی — ذبح کرنے مجھے منہ پھیر کے جلاد آیا
ذبح مجھ سوختہ جاں کو نہیں کرنے کا — ابرو کھینچے کو ہے خنجر فولاد آیا
درگہ یار مرادوں کا محل ہے آتش — شاد یاں سے ہے گیا جب کوئی ناشاد آیا

عندلیبان خوشنوا نے جو یہ اشعار گائے ہزاروں جوان مبہوت ہو گئے گریبان پھاڑتے ہیں سر
ٹکراتے پھرتے ہیں کبھی منہ کے بل گرتے ہیں حیرت نے جو تباہی لشکر کی دیکھی ہر چند کہ کوکب
نے کوئی سحر نہیں کیا فقط اشارے ہو رہے ہیں کبھی تلوار ہلا دی ہزارہا کے سر اڑ گئے اسطرح کے
سحر کر رہا ہے مگر لشکر میں تلاطم لشکر کے ہوش گم حیرت چیخی خود اسنے سحر کرنا شروع کیا کوکب
نے بہت نالا کئی مرتبہ آواز دی جاؤ حیرت پلٹ جاؤ میں تجھیر سحر کرتا حیرت نے نہ مانا جا پڑی
دو تین دو ہتڑ ایسے مارے کہ زمین کو جنبش ہوئی کوکب نے زمین پر ایک لات ماری
کہ زمین تھرانے سے رکی حیرت نے اسپر بھی نہ مانا تیغ کھینچکر جا پڑی کئی ہاتھ تلوار کے
مارے کوکب کو روکتے رہے بہ غصہ آیا کلائی پر ہاتھ ڈال کے ایک طمانچہ مارا کہ حیرت
لڑکھڑا کر گری عارض پر عارض زمین پر ایڑیاں رگڑنے لگیں اسوقت آسمان پر سناٹا ہوا
دیکھا کہ افراسیاب کہتا ہوا خبردار اد کوکب کیا کرتا ہے اب میرے ہاتھ سے کیونکر زندہ
بچیگا زمین پر آکے گرا زوجہ کو دیکھا کہ وزیرزادیاں اٹھا کر لیے جاتی ہیں آنکھوں کے نیچے
اندھیرا آگیا کوکب افراسیاب سے تلوار چلنے لگی جھناجھن تلوار و نکا معلوم ہوتا ہے برقیں لپٹ
گئیں جب افراسیاب نے ہاتھ مارا کوکب نے تلوار پر کاٹا مگر شعلہ ہائے آتش جو جھڑے
کئی ہزار آدمی کے سر اڑ گئے اپنے بیگانے شناخت نہیں کوکب نے جو جم کر ہاتھ لگایا
افراسیاب نے بھی روکا مگر افراسیاب کے ملازموں کے بھی سر اڑ گئے دونوں نے
کچھ سحر کیے غائب ہوئے نیر اعظم نے حرارت دکھائی دھوپ کی تیزی نیر اعظم چیخ مارتا
ہوا زمین کی جانب آتا ہے دوسری جانب سے ایک عقرب پیدا ہوا نیش ہلاتا ہوا قریب نیر اعظم
پہونچا نیر اعظم پر منہ رکھکر ڈنک مارا نیر اعظم فلک چہارم پر سیاہی آئی تابش میں شعاع کی بربادی
دوسرا جو ڈنک مارا نصف سیاہ ہو گیا تیسرے ڈنک میں تین حصے سیاہ ہو گیا چوتھے حصے
سے شعاع چمک کر عقرب پر گری عقرب کا ڈنک آفتاب پر پڑا جس جھناہٹ کی آواز ہوئی
نیر اعظم ٹکڑے ٹکڑے ہوا بچھو کے بھی دو ٹکڑے ہوئے جس مقام پہ لاش عقرب گری کئی
ہزار جادوگر جلے جس مقام پر ٹکڑے نیر اعظم کے گرے لاکھوں ساحر جلکر خاک ہوئے
صدائے مہیب آئی ایک پہلو سے نعرہ مارا صنم شنشنۂ طلسم ہوشربا افراسیاب جادو دوسرے

جلو سے آواز آئی نعرہ ہوا سنو شہنشاہ کوکب روشن ضمیر پھر اسطرح زمین پر دونون قائم ہوے
کبھی شیر بنے کبھی دو فیل مست بنے کبھی بجلیان چمکین کبھی تلوارین چمکین دونون کے نعرون سے
میدان کارزار کانپ رہا ہے سبکو یہی گمان ہے کہ آج دو مین سے ایک کا خاتمہ ہے دونون طرف کے
ساحر جمع ہوے دیکھ رہے ہین حیرت تخت پر سوار اپنے شوہر کی جنگ کا تماشہ دیکھ رہی ہی
زمین تپ رہی ہے ذرے اُڑ رہے ہین کہ جلو سے آواز آئی اے شہنشاہ طلسم ہوشربا اے ساحر یکتا
آج کوکب زندہ نہ بچے آپ سحر کرین مین کمند کے حلقون مین گرفتار کرون افراسیاب نے
دیکھا صرصر ایک نخل کی آڑ مین چھپی ہوئی کمند کے حلقے درست کر رہی ہے اشارہ کیا کہ آپ پھر
سحر کرین افراسیاب کو سحر کوکب سے کب مہلت ملتی ہے صرصر نے اشارہ جو کیا تیغہ برق تاب
چمکاتا ہوا کوکب پر جا پڑا ہر چند کوکب نے اپنے کو بچایا افراسیاب نے اس کس سے
ہاتھ مارا کہ سر کوکب کا زخمی ہوا افراسیاب نے سامنے مین تلوار کے لیا چاہتا کہ ہاتھ
مارون کہ سر کوکب کا اڑ جاے کہ پشت سے صرصر نے آواز دی ہان شہنشاہ ہاتھ
چل جائے اب یہ ظالم نہ بچنے پائے افراسیاب بڑھا کہ ہاتھ مارے کچھ اسماے سحر بھی پڑھے
اب چاہتا ہے ہاتھ مارے صرصر تو قریب آ ہی چکی تھی کہ صرصر نقش نہ لگے مین افراسیاب کے
حلقہ اسے کمند ڈالدیے افراسیاب اسے کھینکر لپٹا دونون ہاتھ سے وس حباب مارے
کئی حباب افراسیاب نے دفع بھی کیے دو حباب ناک پر پڑے کہ بیہوشی دماغ مین پہونچی
افراسیاب لڑکھڑا کر گرا جب افراسیاب بیہوش ہو کر گرا عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
زمانے کا مکار و غدار ہون
اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو
جہانگیر عالم کا عیار ہون

مرے مکر سے کانپتا ہے جہان
ذرا تیز رفتار ہو گر قدم
نپائے مری گرد پاش کو

خراشندہ ریش کفار ہون
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
دو ندہ جہانگرد و طرار ہون

پکار کر آواز دی اے شہنشاہ کوکب لینا اس بچیا کو جانے
نہ دینا کوکب بڑھا تھا کہ افراسیاب پر قبضہ کرون سر سے خون بہ رہا ہے جوش حرارت مین چلا تھا کہ زمین
شق ہوئی ماہیان زمرد پوش زمین سے نکلین ارے پیارے کھکر کمین بچھ رہا اسطرح غائب مین
ہوئین اب کوکب نے زخم سر باندھا فوج افراسیاب پر جا پڑا اسقدر گولے مارے کہ آخر

یا قوت وزمرد حیرت کو لیکر بھاگین تمام لشکر کو شکست فاش ہوئی بھاگے کی سبکو تلاش تھی
تھوڑے ہی عرصے مین کوکب نے بارگاہین پھونکدین صرصر و بہار بھی آپڑین خواجہ نے
خزانہ لوٹ لیا لوٹ مار کر فتح و فیروزی پلٹے بڑی فتح ہوئی کوکب کو خواجہ لیکر دربار
مین آئے کہا ای کوکب بڑا کام کیا ایسے وقت پر پہونچے کہ سوفار نے خاتمہ ہی کردیا تھا
کوکب نے کہا خواجہ مین قصر مرآت مین بیٹھا تھا اتفاق سے مرآت واقعہ بھی دیکھ رہا تھا
اُسمین یہ حال آئینہ ہوا مجھکو تاب نہ باقی رہی مین نے چاہا تھا کہ آپ لوگون کو رہا کرکے نکل
جاؤن سوفار کو تو اپنے سحر پر بڑا ناز تھا مجھکو روکا آخر واصل جہنم ہوا کوکب خواجہ سے رخصت
ہوکر طرف قصر جمشیدی کے روانہ ہوے یہان سردار نامی و ساحران گرامی مصروف جشن و سرور
ہوے لیکن افراسیاب خانہ خراب کو ماہیان زمرد پوش پیے ہوے باغ سیب مین آئی
افراسیاب کو ہوشیار کیا افراسیاب نے کہا نانی اماں تمنے غضب کیا مجھکو ہوشیار کردیا ہوتا
حیرت جادو وہان تنہا ہے مین نے خود دیکھا تھا کہ وزیرزادیان اُسکو عالم غشی مین لیکر بھاگی غضب
لشکر تباہ ہو جائیگا کوکب کو بڑا غصہ ہے سوفار ایسے ساحر کو مار ڈالا افراسیاب چاہتا ہے کہ روانہ
ہو شیر و وزیر روک رہے ہین کہ دیکھا میان مصور جورو کا ہاتھ تھامے ہوے زخمدار و بیقرار
آکر پہونچے افراسیاب نے پوچھا شہزادے کیا ہوا مصور نے کہا نانا دادا کو ہمارے حال پر
توجہ نہین ہے جو چاہتے ہین تقدیر کر بیٹھتے ہین یہ باتین افراسیاب کر رہا تھا کہ سرباد ابریق
ویاقوت وزمرد حیرت کو لے کر پہونچے چار سو سردار پشت پر حیرت روتی ہوئی
گال سوجا ہوا افراسیاب نے گھبرا کر کہا کیون صاحب خیر تو ہے حیرت نے افراسیاب
کی پشت پر ایک دوہتڑ مارا کہا او نامرد تیرے بدلے اگر کسی زنانے ہیجڑے کی مین زوجہ
ہوتی تو بہت مناسب تھا کوکب نے مجھکو طمانچہ مارا سارے لشکر نے دیکھا تجھکو غیرت نہ آئی
مین اپنی جان دونگی یا اسی طرح بی حنا کے گلگون پوش کو جوتیان ماروگی اور میان
کوکب دیکھین نہین تو مین سنکھیا کھالونگی اسطرح جو حیرت نے فعل کیے افراسیاب
گھبرا گیا ہاتھ سے انگوٹھی حیرت نے اُتاری کہا مین کھائے لیتی ہون افراسیاب نے کہا
صاحب نہ گھبراؤ مین بر سر طلسم کوکب آج ہی لشکر کشی کرتا ہون قیامتین برپا کردونگا بی برآؤ

کی مشکین باندھکر لاؤنگا تمھارے ہاتھ سے ذلیل کراؤنگا سرہا وابریق کو اشارہ کیا کہ لشکر
لیکر چلو ہمین عزت طلسم نور افشان کے جاؤنگا سرہا وابریق اسطرف روانہ ہوے اب
افراسیاب نے پکار کر آواز دی ای سمندر دریا بار ای موجۂ جان نثار وای حباب
اشکبار وای ساحل بیکنار جلد حاضر ہو یہ جو افراسیاب نے نعرہ کیا ایک دریاے قہار
موج مارکر آیا تمام باغ سیب عالم آب ہوگیا افراسیاب نے کہا پشتۂ رنگین حصار
پر حاضر ہونا یہ کہنا تھا کہ دریا غائب ہوا ملکہ حیرت سے حکم ہوا اپنے مقام پر چلو تمین لاکھ
ساحرون کے افسرونکو حکم دیا ہی سب آکر حاضر ہونگے حیرت جادو تخت پر سوار ہوکر مقابل
لشکر مہرخ مین آکر ہو بیٹھی صرف ایک بارگاہ زرنگار استادہ تھی اسمین حیرت داخل ہوئی اہل
اسلام حیران تھے کہ حیرت مع چند مصاحبون کے آئی ہی خواجہ عمرو فرماتے ہین کہ لشکر
آتا ہوگا کہ ایک ابر آسمان پر آیا برس کر نکل گیا دیکھا ایک ساحر تاج سر پہ آٹھ لاکھ کا افسر
موسوم بہ سمندر دریا بار لشکر کو لیے کھڑے ہوتا دوسرا ابر برسا موجہ جان نثار
سات لاکھ ساحرون سے آکر ہوتا کہ صحرا سے رونے کی آواز آئی معلوم ہوتا تھا کہ لاکھون
آدمی رو رہے ہین پھر ایک چشمہ ظاہر ہوا اُس چشمے مین ایک حباب ہوا کا جھونکا چلا حباب
پھٹا سبکی آنکھین جھپک گئین سب نے دیکھا حباب اشکبار پانچ لاکھ ساحرون سے ہو تیا
اور سمندر دریا بار و موجۂ جان نثار و حباب اشکبار تینون تاجدار مع لاکھو ساحرون کے
آکر اُتر پڑے مہرخ وغیرہ حیران ہین کہ کیا ہم پر سامان لشکرکشی ہوا اسقدر لشکر کبھی نہ آیا تھا
ایکی مرتبہ کنارے سے کوہ کے ایک آواز ہیبت ناک آئی اور صدا بلند ہوئی منم ساحل بیکنار
دیکھا فوج بیحد و بیحساب ایک تاجدار آگے آگے جسکا نام ساحل بیکنار ہی سلام کرکے حیرت
کو یہ بھی ایک جانب اُترا بارگاہین خیمے استادہ ہوے ایک مرتبہ دریا کا شور آتا ہوا معلوم
ہوتا تھا بند سمندر کا ٹوٹ دیا زمین سے دریا اُبلنے لگا گرداب چرخ مارتے ہوے ایک
نہنگ بلند ہوا اُسنے پکار کر آواز دی ایھا الحاضرین منم گرداب بادہ خوار یہ کہکے پھر
نہنگ دریا مین گرا گرتے ہی نہنگ کے دریا خشک ہونے لگا چند عندلیبان خوشنوا
نے زمزمہ سرائی کی ان اشعار کو پڑھنے لگیں نظم

رنجش ذرا سی ہو نہ کہین مہربان دراز — ہین کم سخن نہین ہون جو تم ہو زبان دراز
کہتے ہین تو کیا ہی جو پہنچے نہ صیاد کا بھی ہاتھ — وہ شاخ تاکتا ہون پئے آشیان دراز
مخلوق خدا کو ہوتی ہین اس سے اذیتین — ظالم کی رسی کر تو نہ اے آسمان دراز
لازم ہی مدح حضر سلامت ہو ملک رو — منزل ہو کل کی سنتے ہین اے کاروان دراز
بلبل ہمارے سامنے خوش نغمگی نہ کر — بس بس زیادہ گوئی نہ کر اے زبان دراز

یہ اشعار جو عندلیبان خوشنوا نے گائے صحرا سے ایک لشکر عظیم پیدا ہوا آواز آئی کہ شنشم گرداب بادہ خوار سات لاکھ کا لشکر ہمراہ تیغ تیز تین لاکھ ساحرون کا لشکر آکر اترا بازارین آراستہ ہوئین چالیس منزل کا صحرا فوجون سے بھر گیا مہرخ و بہار کو تردد ہی کہ کہین یہ لشکر ہماری جانب توجہ نکرے یہ پانچون ساحر جسکے افسر ہین بارسحر کو اسکے کون روک سکیگا سب سب کانپ رہے ہین کہ ایک طرف سے گرد عظیم بلند ہوئی شنکول خارکش اثالہ بارگاہ کا اسباب کی لیے ہوے بارہ لاکھ ساحرون سے آکر پہونچا اور نعرہ بھی اپنے نام کا کیا کہ منم شنکول خارکش کسکی مجال ہی کہ ہمارے شاہ سے مقابلہ کرسکے ہم سبکو حکم لشکر کشی ہی جس ملک پر جا پڑین خاک تک وہانکی برباد فنا کر دین حیرت جادو دربارگاہ پر بیٹھی ہی سپاہ وابریق قریب شنکول خیمہ رہے ہین اثالہ بارگاہ وند بغتی کا اژدران آتش فشان پر لدا ہوا ہزار ہا علم ہاے زنگاری کا پھریرا کھلا ہوا معلوم ہوتا ہی تمام لشکر آمادہ صف ہی حیرت جادو تخت پر ملکہ مہرخ نے ہرکارون کو حکم دیا اسے دریافت تو کرو کہ یہ لشکر کہان جائیگا قیامت برپا ہو جائیگی جدھر یہ لشکر رخ کریگا سوار مرکبون پر گھوڑے ہنہناتے پھرتے ہین پیدل ہر ایک مقام پر پرے جماے ہوے کھڑے ہین فوجون کے پرے الٹ دینگے ہمارے حملے سے فوجون کو شکست ہوگی دشمن کو بھاگتے راستہ نہ ملیگا ایسی فوج کبھی نگاہ سے نہ گذری تھی بہار و مخمور مہرخ سے بیان کر رہی ہین حقیقت یہ ہی کہ ان سردارن کو ہم لوگون نے کبھی نہ دیکھا تھا انکو افراسیاب نے اب بلوایا ہی یہ سردار حاکمان دربند طلسم ہوشربا ہین شنکول خارکش ہمیشہ جنگل مین رہا کبھی آبادی مین آج تک اسکو آنیکا حکم نہین ہوا آج نہین معلوم کیا آفت ہی یہ ذکر تھا کہ آسمان پر لکہ ابر ہفت رنگ

پیدا ہوا سب نے دیکھا افراسیاب نے کچھ اشارہ کیا شنگول خارکش نے بارو لاکھ کی نوج اپنے ساتھ کی مع اثاثۂ بارگاہ ایک طرف روانہ ہو گیا بعد اسکے جانے کے افراسیاب خانہ خراب حیرت کا ہاتھ تھامے ہوے بارگاہ میں آکر بیٹھا ناچ ہونے لگا حیرت جادو نے اشارہ کیا ایک نازنین کمسن اس غزل کو بہ آواز بلند بصد سوز و گداز گانے لگی نظم

وہ آیا بام پر جب طالب دیدار جا پہونچے　　بڑا ضعف کا ہم رنگ اغیار جا پہونچے
ولا کھلتا نہیں مقتل میں کیسی سیر ہوتی ہی　　طلب نے کیا اگر ایک کو دو چار جا پہونچے
رقیب ابلیس کی صورت فلک پر بھی جو چڑھ جائے　　گرے جلکر ہماری آہ آتشبار جا پہونچے
رہ ملک بقا ہوتی ہی طے اکثر ضعیفوں سے　　بھلے چنگے بھٹکتے رہ گئے بیمار جا پہونچے
دہن کا چشمہ جب خالی ملا آب مروت سے　　لب کوثر ترے سب طالب دیدار جا پہونچے
ہمیں ہلنا محال اور خانۂ زنجیر میں غل ہی　　کمر تک اس پری کے گیسوی خمدار جا پہونچے
کرینگے عیش بیہوشی میں ٹکرے شیشہ و ساغر　　خبر لے ساقیا گھر میں ترے میخوار جا پہونچے
یہ جوش ناسپہ ہی اب چمن میں پہونچے گیا بلبل　　گل خورشید تک خار سر دیوار جا پہونچے
نہیں ہی اے قبول اب آفتاب حشر لاکھو　　ہم اس دلبر کے زیر سایۂ دیوار جا پہونچے

یہاں تو محفل عیش آراستہ ہی ادہر ملکہ مہرخ نے گھبرا کر کہا ارے صاحبو یہ کیسی بیہوشی ہی اسکو ہوش نہیں آتا اتنا دریافت کر و کہ اتار با. لاہ افراسیاب کا کہاں گیا شنگول روانہ ہو ذکا یقین ہی کل افراسیاب بھی جاویگا ظاہر ملکہ حیرت کا بھی قصد معلوم ہوتا ہی اتنا تو ظاہر ہو کہ کیسے لشکر کشی ہی چالاک نے کہا میں ابھی خبر لاتا ہون افراسیاب کا خوف بھی ہی اگر دیکھ لیگا تو مار ڈالیگا دروازے پر آکر نہ اکنیز ونکی آمدورفت ہو رہی ہی کہ ایک کنیز اندر سے نکلی چالاک ساحر بنا کھڑا تھا کنیز کو اشارے سے بلایا چلے تو کنیز سے پوچھا کہ کہاں لشکر کشی ہی اس کنیز نے کہا ہمیں نہیں معلوم جہان مالک جائیگا وہان ہم بھی جاوینگے چالاک نے اسکو بیہوش کیا اسکی شکل بنکر اندر آیا افراسیاب کی آنکھ بچا کر پشت پر حیرت کے آ کھڑا ہوا جھک جھک کے باتیں کرتا جاتا ہی افراسیاب نشے میں بیٹھا ہی کہ چالاک نے افراسیاب کے کاندھے پر ہاتھ رکھی افراسیاب کو آرام ملا جھک کر عرض کی اے شہنشاہ سب کنیزیں منہ تکا کی

زردوہین مین حضور کسوقت کوچ کرینگے افراسیاب نے کہا کل صبح کو ہم بھی مع حیرت روانہ
ہونگے عرض کی کنیزونکا چلنا بھی ضرور ہی افراسیاب نے کہا ملکۂ عالم تشریف لیجائینگی تم لوگونکا
بھی چلنا ضرور ہی عرض کی ہمکو ابھی حکم نہین پہنچا افراسیاب نے کہا ہم حکم دیے دیتے ہین کہ تیار رہو
چالاک نے دست بستہ عرض کی کیا کسی خراج گزار پر لشکر کشی ہی افراسیاب نے کہا نہین ہم
طرف قصر جمشیدی کے جاوینگے کوکب کی معشوقہ دختر کو اُسکی گرفتار کرکے لاوینگے بڑی
بے ادبی کر گیا خاتون محل کو طمانچہ مارا چالاک بہت خوب کہکر پیچھے ہٹا کنیزونکو تو کنارے جاکر
ہوشیار کردیا پڑے اُسکے ننانا رہے تھے وہ حیران بارگاہ مین آکر کھڑی ہوئی چالاک
طرف لشکر اسلام کے چلا مان بارگاہ مہرخ مین سب جمع ہین کوئی کہتا ہی افراسیاب کا کوئی
خراج گزار بگڑ گیا اُسپر لشکر کشی ہی کوئی کہتا ہو کہ شاید ساحران بنگالہ پھر آتے ہین کوئی کہتا ہی
کالو روبیس والون پر لشکر کشی ہی کوئی کہتا ہی سحر تو نہین ہی بعض کہہ رہے ہین ہلو دہوکا دے
رہا ہی شکول خارکش نانا بارگاہ کا لیکر نکل گیا نہین معلوم کسطرف گیا ہی کہ چالاک آکر
موجود ہوا چالاک نے کیفیت بیان کی کہ کوکب روشن ضمیر پر لشکر کشی ہی حیرت کو طمانچہ مارنے
پر یہ آفت برپا ہوئی دیکھیے کیا ہو مہرخ تخت سے اُٹھی مہرخ کے اُٹھتے ہی سب سردار
کھڑے ہوگئے مہرخ نے کہا ہمارے مدد کو کوکب جاوینگے کوکب نے ہر مقام پر
ہماری مدد کی برآن نے وہ کارنمایان کیے کہ دیکھے خون روان خشک کیا پل پریزادان
توڑا ہم ایسے وقت مین برائے مدد کوکب دوجائین خواجہ نے کہا آپ لوگ تامل کرین چنین
کہ افراسیاب کا قصد نہ کریگا مگر کچھ تو سامان مین فرق آئیگا مین جاکر شکول کو روکتا ہون
یہ کہکے خواجہ نے برق کو ساتھ لیا صورت بدل کے طرف لشکر شکول کے روانہ ہوئے
یہان شکول بموجب حکم افراسیاب نانا بارگاہ افراسیاب کانپتے ہوئے رنڈی ساتھ
ہی عیش کرتا ہوا تین منزل پر آکر اترا صحرائے معقول ملا جا بجا نخل کلان صحرائے خارستان
اکثر چھوٹے چھوٹے درختون پر جانورونکا بسیرا الیتا چشمہ ہائے صاف اور پہاڑ جا بجا مثل
گلدستون کے پہاڑ کو چہار طرف سے گھاس نے گھیر لیا ہی اسوجہ سے پہاڑ گلدستہ معلوم ہوتا ہی
گل خود رو اُگے ہوئے صحرا نمونہ گلشن صحرا کو دیکھکر شکول تخت سے کودا رنڈی بھی اتری پوچھا کہ

کیون صاحب یہ مقام معقول معلوم ہوتا ہی آج اسی مقام پر اترو شنکول نے حکم دیا آج اسی صحرا مین
رہین گے ہم تو آج چلے آج ہی یہانتک آگئے شہنشاہ کل صبح کو سوار ہونگے اس مقام پر
تیسرے دن تشریف لا دینگے پیر دن رہے اُتر پڑے بارہ لاکھ ساحر ساتھ ہین صحرا آباد ہوگیا
بازارین آراستہ کٹورہ کھنکنے لگا دیہات سے دوکاندار دوڑے بیع و شری ہونے لگی ساحرون
مین چل پہل شنکول نے پردے اُٹھوا دیے رنڈی جو ملازم ہی پہلو مین بیٹھی جو پردہ بارگاہ کا
اُٹھا ہوا ہی سیر صحرا ہو رہی ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی شنکول نے دیکھا صبا رفتار آتی ہی مگر اور طرف
جاتی ہی شنکول نے کہا ذرا صبا رفتار کو بلا لو ساحرون نے آواز دی صبا رفتار پلٹی آکر
سامنے شنکول کے پہونچی شنکول کو جھک کر سلام کیا شنکول نے پوچھا ملکہ کہان جاتی تھین
صبا رفتار نے کہا ہمکو حکم دیا ہی کہ برق کو گرفتار کر لاؤ ہم زیادہ نہین ٹھہر سکتے شنکول
نے کہا بیٹھ جاؤ صبا رفتار نے کہا صاحب کیا بیٹھین پڑے گھر بیٹھ جانا اتنی بڑی ساحرہ
پر ہاتھ ڈالنا نہین معلوم تقدیر کیا دکھائے وہ لوگ عمرو کی تعلیم یافتہ ہین اگر پکڑے گئے
تو جان گئی ہم کو کیا وہ لوگ زندہ چھوڑ دینگے شنکول نے کہا ہم ساتھ ہین پہلے تو ہمین سے
مقابلہ پڑیگا ہم سحر کرکے منھ پھیر دینگے تم گرفتار کر لینا صبا رفتار نے کہا اگر ایسا کیجیے تو بڑا
احسان ہی ہم ٹھہر جا دینگے علاوہ اسکے اور دنیا کے امورات بھی درپیش ہین شہنشاہ پھیر توجہ
کرتے ہین شنکول نے کہا ہم گرفتار کرا دینگے اپنا نام دینگے پھر صبا رفتار نے کہا استانی بھی
آتی ہونگی انکے واسطے حکم ہوا ہی کہ ملکہ حنا کو گرفتار کر دیہ ذکر تھا کہ دوسری گرد اُڑی
دیکھا صرصر شمشیرزن بانانے عیاری سے آراستہ اُڑی ہوئی آتی ہی صبا رفتار نے
کہا وہ استانی بھی جاتی ہین شنکول نے ساحرون کو اشارہ کیا صرصر جو آئی تنی ہوئی
سینے پر اُبھار یا بچون مین گرہ دی ہوئی خنجر ہلالی زیب کمر بانانے عیاری سے آراستہ
صبا رفتار کو دیکھکر کہا کیون بوا اپنا کام کر لائین صبا رفتار نے کہا میان شنکول نے
ٹھہرا لیا اسوجہ سے ٹھہرنا پڑا صرصر نے کہا صاحب ہم نہین ٹھہر سکتے وہانکا رنگ ڈھنگ
دیکھین نشست برخاست دیکھین بڑی سزا تجویز ہوئی ہی کوکب بڑا غضب کر گئے حیرت کو
طمانچہ مارا شہنشاہ کو بڑا خیال ہی شہنشاہ فرماتے ہین کہ برق وحتی گرفتار ہو کر آئین انکو سزا

واقعی ہو تب شہنشاہ کو تسکین ہو ملکہ حیرت نے کئی روز سے غذا نہیں نوش کیا ہم پر بڑی تاکید
ہے شنکول نے بات تمام کر کہا بی صرصر ہم دونوں کو گرفتار کر دینگے صرصر نے ہاتھ جھٹک کر
کہا میں ہیرو تو نے بات نہیں کرتی اور اشارہ کر کے کہا تمھاری خالہ تو تمھارے ساتھ میں
ہم شہر کے کیا کرینگے شنکول تو اس اشارے پر رہ گیا سمجھا کہ یہ مجھپر مرتی ہے کہا میں ہاتھ تو نچوڑ دونگا
رنڈی سے کہا صاحب یہ خوب گاتی ہیں عمرو کو انھوں نے جا بجا ذلیل کیا عمرو کی
عیاری کا جواب بی صرصر ہی دیتی ہیں اتنے میں صرصر نے شنکول کو جھاؤلیاں بتائیں کبھی
ہنسیں کبھی غصہ کیا کبھی کہا صاحب چھوڑ دو دیکھو میرے ہاتھ میں نیل پڑ گیا مجھے کیا کوئی بیتھر مقرر کیا
ہے گنواروں کی طرح ہاتھا پائی کرنے لگے مجھے یہ باتیں اچھی نہیں معلوم ہوتیں صبا رفتار نے کہا
استانی ایک چیز گادو صبا رفتار نے باں کھینچا مثیک چھیڑنے لگی یہ غزل صرصر نے شنکول
سے آنکھیں ملا کر گانا شروع کی

نظم

نہ سرمہ دے صنم بے حجاب آنکھوں میں	خدا کا نور ہے ان لاجواب آنکھوں میں
دم آرہا ہے مثال حباب آنکھوں میں	کیا ہے روح نے اب پا تراب آنکھوں میں
نظر پڑا ہے ترا جبسے چہرۂ روشن	ہوا ہے ذرے سے کم آفتاب آنکھوں میں
ہماری چشم سے کیا ابر تر مقابل ہو	ہر ایک پردہ ہے رشک سحاب آنکھوں میں
جسے نہیں ہے مروت وہ آدمی ہی نہیں	بشر کو چاہیے لازم حجاب آنکھوں میں

وہ رنڈی بھی تعریفیں کرنے لگی کہتی ہے بی صرصر تمھارا گانا تو سحر ہے خوش آواز بتانے میں سوز و
گداز صرصر نے سر جھکا کر کہا کہ بی مشہور ہے عمرو کا گانا پختہ سحر ہے علاوہ اسکے اسطرح پر ہم بھی
ساقی گری کرتے ہیں جام سر پر رکھیں پاؤں سے ناچیں ہاتھ سے بتلائیں سر سے شراب پلائیں
تب تمکو حیرت ہو کہ یہ کیا کمال کیا نگوڑا عمرو بھاگتا پھرتا ہے جب کچھ نہ بن پڑا تو اب اور عیاریاں
نکالی ہیں ان عیاریوں میں بھی ہمارے ہاتھ سے بھاگے حضور شب کو جلسہ ہو سارے لشکر کے
افسر جمع ہوں اسوقت کمال دیکھیے یہ آپنے کیا ملاحظہ فرمایا شنکول نے کہا ہم تو آج تمکو
نہ جانے دینگے آج رات کو جلسہ آراستہ کرینگے سب سرداروں کو بھی اشتیاق ہوا سب نے
کہا کہ ہاں حضور آج شب کو جلسہ ہو شنکول نے کہا اے صرصر میں تمھارے ساتھ چلونگا حشاد برآن

کو گرفتار کر لونگا نام ہمارا ہوگا صرصر نے کہا خیر اسی شنکول اگر برّان وحنا کو نہ پایا تو ہمارے واسطے بڑی بدنامی ہوگی شنکول نے کہا ہم تو گرفتار کر دینگے یہ کتنی بڑی بات ہی ہم گئے پڑا اور گرفتار کر لائے اب تو صرصر و صبار فتار بیخوف تھے آئین پکار کر آواز دی آج ہم ساقی ہوتے کوئی باقی نہ رہیگا سب ہی چاہے شراب بجائے شراب تقسیم ہونے لگی چلتے کھینچ کھینچکر لیجاتے ہین کنٹر گلابیان اور بوتلین لگنے بارہ لاکھ کے لشکر مین ہنگامہ ہوگیا کہ آج ہمارے شہنشاہ سب کو شراب بانٹ رہے ہین افسر ہمارا قدردان ہو جب محفل مین رونق ہوئی دیکھا کہ صرصر وصبار فتار سو سو اسی گلابیان آراستہ کر کے کشتیون مین لگی ہوئین محفل مین لیکر آئین شنکول نے اپنی آشنا سے کہا دیکھو صاحب خدمت شہنشاہ مین رہتی ہین کیا جلسہ آراستہ کیا ہو اگر ایسی سلیقہ دار نہوتین تو شہنشاہ اسقدر کیون آبرو کرتے وہ علاوہ تنخواہ کے ہزارہا روپے دیتے ہین افسران فوج آکر بارگاہ مین جمع ہوئے سازندے بلائے گئے صرصر وصبار فتار نے بیٹھکر سامنے محفل کے یہ اشعار بصد سوز و گداز شروع کیے

نظم

شتاب لکھنے ثنا سے رخ نگار قلم ۔۔ دکھائے قطعۂ گلزار کی بہار قلم
ضرور اتنا تکلف ہے مشق خط کو ۔۔ جو لوح نقرئی ہوئے تو زر نگار قلم
کہاں تلک نہ لکھے حال شہسوارونکا ۔۔ ہوا کے گھوڑے پہ کب تک ہے سوار قلم
جزیون لکھیگا مضامین شوق کے گستاخ ۔۔ کریگا جسکو بھی آخر گناہگار قلم
زیادہ تر ہو فروغ انجمن مین مردونکی ۔۔ مثال شمع جو سر ہو ہزار بار قلم
لکھا کرے مرا دیوان کتنا کرین حاسد ۔۔ ہوا سینے دو زبان مثل ذوالفقار قلم
دکھائے لکھکے مضامین جو سے رنگین کے ۔۔ بنائے صفحۂ کاغذ کو لالہ زار قلم
کیا جو چاہت رقم حال خاکسارونکا ۔۔ تو چلے لیوے صلاح خط غبار قلم
مزہ ملے نہ اگر اسکو زخم کھاتے ہین ۔۔ تو سر خوشی سے نہ کٹوائے بار بار قلم
رہے نہ حسید مضامین کی فکر اسی مین خراب ۔۔ کرے ہمارے معانی کو بھی شکار قلم
دلیل ہو یہ ہماری سیاہ کاری پر ۔۔ کرے سیاہ جو لوح سر مزار قلم
لکھی ہے جب صفت اسکی تیغ کی اے رند ۔۔ زیادہ ہو گیا خنجر سے آبدار قلم

سب اہل بزم رطب اللسان سے تعریف کرتے تھے ہر ایک کا قول تھا کہ صرصر و صبا رفتار کا
گانا بے نظیر ہے صحبت شہنشاہ مین اتفاق ہوتا ہے اب صرصر نے اٹھکر شراب لی جام لبریز کیا
سر پر رکھا سامنے شنکول کے لاکر سر جھکایا کہا ایسے قدردانون کو سر سے شراب پلانا چاہیے
شنکول نے جام لیکر سونے کا مالا گلے مین ڈالدیا صرصر نے چٹکی لی نگاہ سے یارو کو دانی اشارہ
تھا کہ اپنی خالہ کو پلاؤ صبا رفتار نے بھی جام سر پر رکھا سردارون کو شراب پلانے لگی
تھوڑے ہی عرصے مین ساری بارگاہ کو شراب پلائی وہان بارہ لاکھ جادوگرون مین ہنگامہ
ہے کوئی کو زمین مین گرا کوئی آنکھو نکا اندھا چشمے مین پھاندا کوئی رو رہا ہے کوئی گاتا پھرتا ہے کہین
لڑائی ہو رہی ہے کہین اصلاح ہے لیکے بیہوش ہونے مین فلاح ہے بارہ لاکھ جادوگرون مین
ہنگامہ ہے بیہوش ہو کر گر رہے ہین یہان بارگاہ مین بیٹھے بیٹھے شنکول گھبرایا کہا اے صرصر
مین تجھسے بہت خوش ہون ذرا کنارے سے چلو کچھ باتین کرونگا رنڈی نے چٹے پکڑ لیے کہا
نگوڑے کچھ دیوانہ ہوا ہے تیرا بچی خالہ سے اشارے کرتا ہے شنکول نے چٹیا پکڑی دونون لڑتے
بھڑتے بیہوش ہوے مرزا بان ہان کہکے اٹھے جو اٹھا جہان سے اٹھا وہین گرا تھوڑے
عرصے مین سب بیہوش ہوے اب تو عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا **نعرۂ عمرو**

عمرو ہون مین عیار صاحبقران — دم سے مکر کے کانپتا ہے جہان — تراشندۂ ریش کفار ہون
زمانے کا یکتا [illegible] ہون — مری تیز رفتار ہو گرد قدم — صبا ٹھوکرین کھاے ہر ہر قدم
اڑا دون [illegible] بیہوش کو — زمانے کی گرد پاپوش کو — دوندہ و جہانگرد و طرار ہون
جہانگیر عالم کا عیار ہون

برق نے بھی تڑپ کے نعرہ کیا **نعرۂ برق تصنیف مصنف**

مرا نام ہے برق خنجر [illegible] — کہ استاد ہین خواجہ نامدار — تڑپتے مین مین برق رفتار ہون
[illegible] کون [illegible] — مرے دن [illegible] — ارسطوے تعلیم شاگرد ہے
زبر قدم شرق ہی غرب تک — [illegible] وہ ہون مین نام [illegible] ہے — خواجہ نے کہا بچہ اب تم باہر

جاؤ تم جوان ہو برق نے کہا [illegible] سے [illegible] کر جمع کرون آپ اٹھائے جائیے
ایک خدمتگار ضرور ہے خواجہ نے کہا مین خدمتگاری چاہتا ہون رکھا نا جاتا ہے مگر لوٹ
رہا ہے چلا چھوڑ دیکے انگوٹھی [illegible] خواجہ جستجو کرتے مین مگر برق کب

ماتا ہی خواجہ اندر بارگاہ کے لوٹ کر اب باہر نکلے باہر والون کو بھی خوب لوٹا کپڑے سبکے
اُتار لیے کلموہے بنائے کہہ کلموہے بنائے خواجہ لوٹ رہے ہین افراسیاب جادو
وہان ملکہ حیرت سے کنگر سوار ہوا زاری کرتا ہوا آتا ہی سرما وا بریق ساتھ ساتھ
یکایک سرمایہ نے حضور سے کہا کچھ حال یہ نہ معلوم ہوا کہ شنکول اٹالہ بارگاہ لیکر کہان گیا
اسپر کیا گذری کس منزل پر پہونچا ہوگا افراسیاب نے کتاب اُٹھا کر دیکھی کتاب دیکھتے
ہی سر اپنا پیٹ لیا کہا ارے عمرو نے لوٹ لیا بارہ لاکھ کو تباہ کیا افراسیاب خود اُٹھا
قہر و غضب مین چلا خواجہ لوٹ رہے ہین کہ آسمان سے نعرہ ہوا سنو افراسیاب جادو
خواجہ نے گلیم اوڑھ لی برق نے اپنے کو ایک غار مین گرا دیا افراسیاب نے آکر دیکھا
سارا لشکر تباہ و برباد ہی آپس مین لڑ رہے ہین بھائی نے بھائی کو قتل کیا ہزارونکے لاشے زمین پر
لوٹ رہے ہین افراسیاب کے ہوش اُڑ گئے بارگاہ مین آکر دیکھا شنکول کا لاشہ تڑپ رہا
ہی بارگاہ فرزلہ قضا بان دریدے خون جاری افراسیاب نے سر پیٹ لیا کہا یارو بڑا جادوگر
مارا گیا لشکر حیرت میں آکر ہو گیا سب نے آکر یہ منظر دیکھا حیرت رونے لگی کہا اے
شہنشاہ یہ سارہان زادہ تا بہ طلسم نور افشان نہ پہونچنے دیگا افراسیاب نے کہا کیا
مجال اب مین نگاہ داشت رکھونگا ہر وقت خیال رہیگا سمندر دریا بار کو بلاؤ کہا۔ تم
اٹالہ بارگاہ کا لیکر بڑھو ما بدولت بھی آتے ہین اور خیال رکھینگے اُسیوقت سمندر دریا بار
سات لاکھ ساحرون کو ساتھ لیکر طرف سرحد کوکب کے چلا افراسیاب نے بھی کوچ
کیا فضائے کا۔ راہ مین قلعہ ہی کہ اُسکو قلعۂ نرگس کہتے ہین ملکہ شعلائے خوش چشم وہان کی
حاکم و ناظم خراج گزار شہنشاہ کوکب اپنے قلعے مین بیٹھی ہی کہ ہرکارون نے آکر خبر دی اے
ملکۂ عالم آپ نے سُنا افراسیاب نے طرف قصر جمشیدی کے عزم کیا ہی اٹالہ بارگاہ کا
لیے ہوئے سمندر دریا بار سات لاکھ ساحرون سے قریب آپ کی سرحد کے آگیا کل اسی
قلعے پر مقام ہوگا یہ سنکر شعلہ گھبرا گئی اپنی سپہ سالار کو بلایا ملکہ یاسمن رنگین پوش آکر
حاضر ہوئی شعلہ نے کہا کچھ تمنے سُنا افراسیاب طرف قصر جمشیدی کے جاتا ہی کل ہمارے قلعے پر
جاؤ ہوگا انشاءاللہ لڑینگے مرینگے اپنی سرحد سے بچنے نے دینگے عرضی بخدمت شہنشاہ

کوکب روشن ضمیر روانہ کی مضمون یہ تھا کہ بہ اقبال شہنشاہی کنیز نکل کر روکتی ہی ملازمان
حضور نمک حلال جان دینے کو آبرو جانتے ہین رہینگے مرینگے آیندہ جو مناسب نزدیک سرکار
کے ہو ویسا کیا جاوے ایک کنیز کو عرضی دیکر اُدھر روانہ کیا وزیرزادی سے کہا کسقدر لشکر ہی
عرض کی اگر سب فوج کو جمع کرون تو بیس ہزار سے زیادہ ہوگی شہلا نے کہا جو اسوقت تیار
ہین اُنکو ہمارے سامنے لاو بارہ ہزار جادوگریان حاضر خدمت ہوئین شہلا اُسیوقت سوار
ہوئی وزیرزادی انتظام لشکر کرتی ہوئی بیرون قلعہ آئی قلعے کو پشت پر لیا بڑھکر لشکر اُترا
بارگاہ ملکہ شہلا کی استادہ ہوئی یاسمن نے انتظام لشکر کیا خیرخواہان دولت رعایا کے
لوگ ہزار ہزار دو دو ہزار آتے جاتے ہین شام تک تاتا لگا رہا رات کو اُسی مقام پر اُترے
رہے صبح کو ملکہ شہلا بیرون بارگاہ کرسی پر جلوہ فرما ہین دیکھ رہی ہین یکایک صحرا سے گرد
اُڑی دیکھا سمندر دریا بار گینڈے پر سوار سات لاکھ ساحران نابکار پشت پر آمالہ بارگاہ
کالا لدا ہوا بڑی دھوم سے یہ شوم آکر پہونچا دیکھا لشکر قلیل لیے ہوے ملکہ شہلا فروکش ہین
سمندر نے کہلا بھیجا اے ملکہ شہلا ہمین راستہ دو عقب مین شہنشاہ آتے ہین قلعہ برباد فنا
اُڑا دیا جائیگا شہلا نے جواب دیا جاکر اُس ملعون سے کہدو کہ جو تجھسے ہوسکے قصور نکرنا
ہم مثل ملازمان افراسیاب کے نمکحرام نہین ہین سات لاکھ اور دس لاکھ سے کیسے
خواجہ عمرو پانچ عیار آئے تھے آج عنایت سے پروردگار کی صاحب لشکر و فوج
ہین کیا اوج موج ہین سمندر نے جو یہ سنا جوش مین بلبلا کر کہا طبل جنگی بجے صبح کو بیچ قلعے
سے راستہ ملیگا اس دروازے سے داخل ہونگے اُس دروازے سے نکل جائینگے تا بقلعہ
جمشید یہ جانا ہی ایسے ایسے مقام پر اگر رک گئے پھر کیونکر طلسم نور افشان پر قبضہ کرینگے
ہرکارون نے یہ خبر ملکہ شہلا کو پہونچائی کہ طبل جنگی بج گیا ملکہ شہلا نے حکم دیا بعنایت
رب بے نیاز و خالق کارساز یہان بھی طبل جنگی بجے اب دونون لشکرون مین طبل
جنگی بج گئے وہان لشکر بے حد و بے پایان یہان لشکر قلیل لیکن یہ پندرہ بیس ہزار آمادۂ
مرگ و مہیاے قضا ہین کہتے ہین جب مرینگے اُسوقت پروردگار کو اختیار ہی ابھی
زندگی مین تو نجانے دینگے ہر خُرد و کلان کا یہی قول ہی جابجا پہرا ہی رات اسی ہنگامے

مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین آئے سمندر دریا بار گینڈے کو جھکاتا ہوا فوج
کو لیکر آیا اودھر سے ملکہ شہلا تخت پر سوار یاسمن رنگین پوش نے فوج کا انتظام کر کے سب لشکر
کر ٹھہرایا انتشار تو ضرور ہی سمندر کا لشکر آیا دریا موج مارتا ہوا آکر قائم ہوا صفین مین نقیبون
نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے سمندر نے دست راست کو دیکھا محیط قطرہ زن اژدر
کو بڑھا کر سامنے آیا اجازت لی میدان مین آکر نعرہ کیا ملکہ شہلا کسیکو بھیجو یاسمن وزیرزادی نے
طاؤس نکالا دست بستہ اجازت لی میدان مین سامنے محیط کے پہونچی محیط نے سحر کیا یاسمن
نے دفع کیا آپس مین سحر ہونے لگے محیط نے بڑھکر تیغہ کھینچا یاسمن پر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مار یاسمن
نے مسکرا کر کہا دیکھو تو پشت پر کون کھڑا ہی محیط پلٹا یاسمن نے نیمچہ مارا کہ محیط کے دو ٹکڑے
ہوے محیط کا مارا جانا سمندر اُبل پڑا فوج کو اشارہ کیا سات لاکھ فوج بلوہ کر کے چلی سمندر بھی
سحر کرتا ہوا بڑھا جب گولہ مارا زمین سے دریا پیدا ہوا یاسمن نے جو دیکھا کہ سمندر دریابار
مع سات لاکھ ساحران غدار کے آتا ہی پلٹ کر طرف شہلا کے دیکھا شہلا نے تخت کو
چھوڑا طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی فوج قلیل کو لیکر سات لاکھ پر جا پڑی جب سحر کیا
سو دو سو کے سر اُڑ گئے نیمچہ ہلالی چمکا رہی ہی زیور اُتار اُتار کر پھینکتی ہی بجلی پھینکی برق چمک کر
گری کئی سو کے سر اُڑ گئے یاسمن وزیرزادی بھی مثل شعلہ جوالہ تڑپ رہی ہی ساتھ کی
کنیزین مثل ستارہ سحری جیسے تڑپ کے گرین اُسے جلا دیا سمندر نے جو دیکھا کہ ان کنیزون
نے دس بیس ہزار ساحر مارے پیچھے ہٹ کر ایک گولہ زمین پر مارا زمین کانپی دریا پیدا ہوا
زمین سے پانی اُبلنے لگا کچھ مچھلیان پیدا ہوئین جنکے سینے پر مچھلی نی ہی پشت کو توڑ کر
پار گذری شہلا نے جو بلوہ فوج کا دیکھا کہ ایک ایک کنیز دو دو ہزار ساحرون سے لڑ رہی
ہی آگ برس رہی ہی پانی کا جوش صدہا کنیزین دریا مین ڈوبین جو جس مقام پر گری پھر
نہ نکل سکی شہلا نے جو دیکھا کہ کئی کنیزین غرق دریا ہوئین شہلا نے بڑھکر زلفین عنبرین کا دریا
پر عکس ڈالا دریا مین جنبش پیدا ہوا مچھلیان اُبھرنے لگین کہ ایک ماہی کلان مثل انسان
کے دریا سے نکلکر بلند ہوئی مثل انسان کے کلام کیا اور پکار کر آواز دی ای شہلا تیرے
سحر کا شہرہ ہی کیا کہنا تیر نگاہ پڑ رہے ہین ہم لوگ ذبح ہوے جاتے ہین لقب قمر مطلع

انکھڑیان رہزن نگاہ یار بھی شمشیر ہی ٭ ہمارا شمارے مین ہمارے قتل کی تدبیر ہی ٭ دوسری مچھلی
ابھری اُسنے پکارا اصل یہ ہی جو مین عرض کرتی ہون گوش ہوش سماعت کیجیے نظم

صحرا مین کیسے کیسے بڑھاتے ہین خار ہاتھ ٭ جوش جنون مین ایک ہی دامن ہزار ہاتھ
سنت کرون ہین پانون پڑون بوسے لگے لون ٭ آئے جو ایک دن وہ تغافل شعار ہاتھ
کشتہ ہون ابرو نکا اُ درنہ ہو تمکین ٭ کہدون ہین لگے تیغ کے قبضے پہ یار ہاتھ
جو موج بحر عشق ہی وہ تیغ تیز ہی ٭ پھر اک خاک پر سکین اسمین چار ہاتھ
اُٹھنے سے بعد قتل مرے یہ خوشی ہوئی ٭ اچھلی زمین سے لاش مری چار چار ہاتھ
مجرے سے بھی لچکتے ہین مانند شاخ گل ٭ دو مجبول کا اٹھا نہین سکتے ہین بار ہاتھ
ہی معرکہ سخن کا مرے ہاتھ ای ظفر ٭ خامہ بلا کر آئی مرے ذوالفقار ہاتھ

جب مچھلیون نے یہ اشعار عبرت آثار پڑھے دریا خشک ہونے لگا مچھلیان تڑپ تڑپ کر
نکلیں سینے پر ملازمان سمندر کے پڑین ہلاک ہوکر ساحر گرنے لگے سمندر نے جو دیکھا
کہ ملکہ شہلا نے میرے سحر کو اُلٹا کر دیا سمندر کو جوش آیا سحر کرتا ہی لیکن رنگ سحر نہیں
جمتا ملازمان شہلا کی بارہ ہزار جادوگرنیان جانبازی کر رہی ہین ساتھ ستر ہزار جادوگر
مار کر گرا دیے سمندر گھبرایا گھبرایا پھرتا ہی کہ صحرا سے گرد اڑی موجہ جان نثار جا رہا کہ
جادوگرون سے اگر بچ گئی اُسنے جو یہ رنگ دیکھا کہ فوج سمندر قتل ہو رہی ہی دریا بالکل
خشک ہو گیا سمندر جوش مین ہی مگر گھبرایا گھبرایا پھرتا ہی سمندر نے پکار کر کہا اے موجہ
جان نثار شہلا نے تجھکو دیوانہ کر دیا ہی تو ناشہاے ساحرانہ سے میدان بھر دیا مین نے اپنا
سحر کیا تھا سحر نے آبرو نہ پائی اتنا ہو پانی مشکل ہوگئی قطرے کا جو کا گھونٹ ڈھلکائے تو کیا
ہوتا ہی ہر ایک رفیق وشفیق سر پیٹتا تھا دھڑ کے روتا ہی موجہ جان نثار کردگار جا شہلا
پر جست کر کے جا پڑا پکارا تو نی شہلا بس خوش نگاہی ہو چکی اب زیادہ دیدہ بازی نکر یہ
کہکے ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا غبار زمین سے بلند ہوا صدہا کنیزین نابینا ہو گئیں سب نے پکار کر
آواز دی واری کنیزین آپکی نابینا ہو گئین آنکھون سے اب نہین سوجھتا دیکھیے سب ٹٹول رہی ہین
شہلا بڑی ساحرہ تھی اُس غبار مین گھس گئی غبار مین جاتے ہی آنکھون مین اندھیرا آیا دل

گھبرایا قصد کیا غبار سے نکلوں کہ موجۂ جان نثار برابر پہونچ گیا ایک تلوار کا مارا سر شہلا کا زخمی ہوا شہلا کے زخمی ہوتے ہی فوج کے پاؤن اُٹھے لیکن نکلنا مشکل ہی جدھر سے نکلتی ہی فوج کفار کا ریلا جدھر سے دس کنیزیں نکلیں دو ہزار جادوگروں نے گرفتار کر لیا اب تو شہلا گھبرائی دیکھا کنیزیں جا بجا گھر گئیں بیقرار ہوکر وزیر زادی کو بلایا وزیر زادی بھی زخمدار سامنے آئی کہا دادی اب قدم نہیں رُکتا دونوں نے دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے پکار کر آواز دی اے معبود حقیقی اے رب تحقیقی اس بلائے مبرم سے بچا لے اپنا تو یہ اعتقاد ہی کہ توں یاد ہی

نظم

دارد دل از رہ خوف و رجا ہر بار خوف
زان کہ ہست این بندہ پُر خوف را در کار خوف

ضامن روزی است چون روزی رسان بندگان
پس چرا از عالت تنگی کند ناد ار خوف

میکند از ذات بے پروا حق شام و سحر
از دل و جان بندۂ اہل صفا اظہار خوف

مثل خضر ار آدمی یابد حیات دائمی
باشدش از مرگ دامنگیر آخر کار خوف

خائف حق ایمن است اندر جہان از ہر بلا
اہل دین کی دارد از تزویر دنیادار خوف

چارہ ساز ہر کہ خود باشد جناب چارہ ساز
چون کند از آفت بیماری آن بیمار خوف

سب اہل اسلام نے بھی بیقرار ہوکر دعا کی طرف سے طلسم نور افشان کے ابر مرواریدپیدا ہوا ابر اُڑتا ہوا آتا ہی ابر آکر شق ہوا دیکھا ملکہ بُرآن شمشیر زن طاؤس زرین بال پر سوار پشت پر ساٹھ ہزار ساحران غدار ملکہ برآن نے جو یہ ہنگامہ دیکھا کہ دامن قلعۂ نرگس میں تلوار چل رہی ہی سحر ہو رہے ہیں دھوئیں اُٹھ رہے ہیں آگ برس رہی ہی ہزارہا لاشہ پڑا ہی شہلا کے سردار زخمی تو ہوے مگر ہزاروں کو مار کر ڈالا لاشے ساحروں کے تڑپ رہے ہیں کوئی دم نوڑ رہا ہی موجۂ جان نثار و سمندر دریا بار آگ برسا رہے ہیں ملکہ برآن نے زمین سے نعرہ کیا ای شہلا نہ گھبرا میں ملکہ برآن شمشیر زن دختر کوکب صف شکن اب جو ملکہ ساٹھ ہزار ساحروں سے آگے تو میں شگوفہ سحر ساز دریزادی ست اشارہ کیا ساتھ ہزار نازنینان مہ جبین چمک چمک کر گریں سینک کے تیر چلے برقیں چمکیں برآن کا اختر مروارید چلنے لگا جب اختر مارا ساحروں کا ستارہ گردش میں آیا دس

ہزار ہا تیغ ہزار مرکر گرے شعلہ ریز تیغ اگر ہزار چاہتی تھی شگوفہ آکر سنبھالا کہا او شعلا کیا کرتا
جو نمک حلالان راسخ الاعتقاد کا قاعدہ ہر وہ تحفہ کیا دس بارہ لاکھ فوج سے لڑنا تمھارا ہی کام
تھا شگفتہ بہت خوش ہونگے چپکے سے کان مین کہا شہنشاہ بھی تشریف لاوینگے خدا چاہے
تو میان افراسیاب کو بھاگنے کا راستہ نملے سمندر توبڑے جوش مین تھا برآن
لڑتی ہوئی آتی ہین ساحر بھاگتے پھرتے ہین اختر مرواید برابر چل رہا ہر ایک جانب
مجلس جادو کا جلسہ تخت پر سوار بارہ ہزار کمسن کنیزین مصاحبین ہنستی کھیلتی چلی آتی ہین مجلس
کے آگے گھروندا بنا ہوا ہر گڑیا گڈا دلھن دولھا بنے ہوئے بیٹھے ہین ڈومنی بھی گڑیا ہر طبلہ
سارنگی بجا رہی ہر اور یہ غزل عاشقانہ گا رہی ہے

نظم

تلوار کے نہ ہاتھ ستمگر لگائیے — دل دادہ اس مزے پہ ہین خنجر لگائیے
کسطرح اسکو مادۂ تمثیل دیجیے — دعویٰ جبین یار کو کیونکر لگائیے
مشک تتار جمعیت کاکل مین دیجیے — مول اُن لبونکا قند مکرر لگائیے
قامت کا کیجیے دل پر داغ ہین — آج اس چمن مین سرو صنوبر لگائیے
سب نقش کرم یہ تمھارا ہر یا علی — شیدا کے منہ سے ساغر کوثر لگائیے

سب لڑکیان زیر پائیان پہنے ہوئے ہنستی کھیلتی چلی آتی ہین ملکہ مجلس نے دیکھا کہ مادر مہربان
مصروف جنگ ہوئین گڑیا کا شانہ پکڑکے اُٹھایا کہا بی بی دلھن بنی چلیین دونون نگین
گڑیا کی پکڑکے چیر ڈالا کئی سو سنہری پنجہ پیدا ہوکئی ہزار جادوگرون کو چیر کر پھینکدیا ساتھ
کی لڑکیون سے آواز دی بوا لینا لڑکیان آنکھ مچولا کھیلنے لگین زیر پائیان ہاتھ مین لنگے
پانون دوڑی دوڑی پھرتی ہین جسکے زیر پائی ماردی اُسکا سر پھٹ گیا ہزارون کو مار گرا لیا
سمند رسامنے ملکہ برّان کے ہو کیا چاہا کچھ سحر کرون برّان نے اختر کھینچ مارا سینۂ سمندر
کے پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا موجۂ جان نثار نے جو یہ ہنگامہ دیکھا دل پانی پانی
ہوگیا مجلس کڑک کڑک کر گر رہی ہر جس جادوگر کی کمر مین پنجہ دیا اُٹھا کر لیگئی بلندی پر
ہوا کی لانی تھامین تھام کر چیر ڈالا لاشہ زمین پر پھینکا اُس لاش نے ہزارون کو جلا دیا جادوگر
اسکے سحر سے بہت حیران ہین چند ہی سے نارا کھولا ب نارے مارنا شروع کیے ساحرون پر

کوڑے پڑنے لگے جسپر کوڑا پڑا پیٹہ سہلا کر رہگیا موجۂ جان نثار نے دیکھا لشکر آدھا رہگیا جا ہا کر بھاگون ارادہ کیا کہ کسی صحرا کی جانب نکل جاؤن ایک صحرا سے پیشین پہولون کی آئین سب دیکھنے لگے دیکھا ملکہ بہار گلعذار تخت پر سوار پہلو مین خواجہ عمرو بارہ ہزار جادوگرنیان پشت پر مشکور جادو دس ہزار سوار دنکا افسر بھاگا ہوا جاتا تھا ملکہ بہار نے گلدستہ مارا آواز دی میان مشکور شکر کرو گلدستہ جو پھٹا پہولونکی بوچھار ہوئی کنیزون نے رنگ کی پچکاریان مارین مشکور جھومنے لگا پکارا اشعار

نظم

آوارہ اب جہان ہی فتنہ کو گو نہین
وہ کون ہے کہ جسکو تری جستجو نہین
غیرون سے چھیڑ ہی ہنسی ہی مذاق ہی
ہمسے جلی کٹی کے سوا گفتگو نہین
کیا اعتبار قول کا اُسکے کوئی کرے
جسکا یہ قاعدہ ہی کبھی ہان کبھی نہین
دامن کو اشک ہائے ندامت سے دہوئیے
لوح گنہ کی اسکے سوا شست و شو نہین
ساکن کسی گلی مین شنا ور ہوا ہون مین
اب باغ خلد کی بھی مجھے آرزو نہین

دس ہزار جادوگر اسیطرح جھومنے لگے اشعار پڑھتے تھے ملکہ بہار نے اشارہ کیا چلے افسر کا سرکاٹ لو سب جادوگرون نے ملکر افسر کا سرکاٹ لیا مشکور کا مارے جانا دس ہزار نے اپنے گلے کاٹ ڈالے موجۂ جان نثار یہ رنگ سحر دیکھکر بہت گھبرایا ساتھ والون سے کہا مین تو بھاگتا ہون تین طرف سے آفت برپا ہی براّن نے صفین اُلٹ دین مجلس نے لاشونکے انبار کردیے بہار نے آکر اپنا رنگ جمایا تھوڑے ہی عرصے مین دس ہزار جادوگر مارے گئے سب نے کہا بھاگیے موجۂ جان نثار نے بازون دونون زمین مین مارے یہ تو غرق زمین ہوا ساتھ والون نے بھی فرار برقرار کیا طائر بنکر بھاگنے لگے جو کوئی ساحر زبر دست تھا وہ غرق زمین ہوا زمین کاٹتا ہوا جاتا ہی اسطرح بھاگ بھاگ کر نکل گئے خواجہ تو بہار کے ساتھ آئے تھے خوب خیمے بارگاہین لوٹین خزانہ قبضے مین کیا مُنہ پھلائے ہوے سامنے براّن کے آئے کہا لشکر سقدر خزانہ ایسا قلیل دو مٹکے کوڑیون کے تھے مین نے کنوئین مین پہینکدیے آج ہمارا بہت نقصان ہوا بہار و براّن و مجلس اس لڑائی کو فتح کرکے پلٹین شہلا نے بارگاہ استادکرائی سب سردار آکر بیٹھے ملکہ براّن نے لیا ای بہار اس فتح پر مغرور ہونا خود افراسیاب آتا ہی

مقابلہ عظیم پڑیگا ملکہ بہار نے کہا سمجھا جائیگا کل لشکر شہلا کا پامال ہوا خدا نے وقت پر ہم لوگون کو
بچا لیا موجۂ جان نثار کو بھاگنا مشکل پڑا لیکن اب افراسیاب خود آتا ہی کل یا پرسون
یہان پہونچ جائیگا قبلہ و کعبہ بھی تشریف لاوینگے اُستاد ہمارے نور افشان فکر کر رہے ہین
وقت ہی پر آ جاوینگے معرکۂ عظیم پڑیگا افراسیاب کا ارادہ تا بہ تیغ جمشیدی ہی سینہ سپر کرینگے
اس قلعے سے نہ بڑھنے دینگے جو کچھ ہوا اسی مقام پر مقابلہ پڑے اُستاد نور افشان کا بھی یہی
قول ہی کہ کل معرکے اسی سرزمین پر ہون خواہ شکست ہو خواہ فتح جو اُستاد نور افشان نے
انتظام کیا ہی اگر وہین پڑا تو ملاحظہ کیجیے گا۔ یہان تو یہ باتین ہو رہی ہین اُدھر افراسیاب جادو
پندرہ لاکھ فوج کی جمعیت سے اسی صحرا مین اترا ہی تخت پر بیٹھا ہی حیرت جادو پہلو مین کہتا ہی
سمندر و موجۂ جان نثار گئے ہوئے ہین یقین ہی کہ قلعہ فتح کر چکے ہون خبر نہین آئی حیرت
کہتی ہی ملازمان کوکب بڑے جان نثار ہین قلعے کا فتح کرنا کچھ کھیل نہین ہی بڑے بڑے ساحر
لڑینگے کوکب کے یہان سے برابر فوجین آئینگی بُرآن کو اپنے سحر پر بڑا دعوی ہی وہ ضرور آ کر
لڑیگی معرکۂ عظیم پڑیگا بُرآن کا سحر زبردست ہی یہ ذکر تھا کہ رونے کی آواز آئی دیکھا موجۂ جان نثار
آتا ہی آکر بے اختیار رونے لگا کہا حضور غضب ہوا افسر ہمارا سمندر مارا گیا مین وقت ملکہ
بُرآن و بہار آگئین افراسیاب نے کہا کہ بہار بھی آگئین حکم دیا بلاؤ حباب شکبار اور
ساحل بیکنار کو دونون آکر حاضر ہوئے کہا کل فوج اور اسباب بارگاہ کا تم لیکر چلو بدولت
بھی آتے ہین بارہ لاکھ جادوگر لیکر حباب و ساحل چلے ملکہ صرصر کو حکم ہوا کہ برابر خبرین
ہمکو ملین ساحل و حباب جاتے ہی آفت برپا کرینگے صرصر مع چار عیار بچیون کے واسطے
خبر کے چلین یہان ملکہ بُرآن وغیرہ فرودگاہ مین شہلا کا علاج کیا ہی بیرون بارگاہ سب
بیٹھے ہین کوکب کو عرضی اس فتح کی لکھ چکے کہ بہ اقبال شاہنشاہی جو فوج یہان آئی تھی
اُسکو شکست دی نامی افسرون کو مارا کوکب نے خلعت روانہ کیے ہین نہایت سب خوش و محظوظ
بیٹھے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی دونون افسر اژدران آتش فشان پر سوار پشت پر فوج
بیحساب مگر لشکر سجا ہوا آکر مقابلے مین اُترے بارگاہ مین استادہ ہوئین حباب و ساحل بارگاہ
مین آکر بیٹھے صلاحین کرکے حکم دیا کہ طبل جنگی بجے کئی سو نقارہ بجنے لگا ہرکارون

نے آکر ملکہ بُرّان کو خبر کی ملکہ بُرّان نے حکم دیا ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے یہان
بھی نقارہ رزمی گڑگڑایا تیاریان لشکرون مین ہونے لگین بہار نے بُرّان سے کہا لشکر آپ کا
قلیل ہے لشکر دشمن بیحساب بُرّان نے جواب دیا اے بہار بعنایت پروردگار ہم خود میدان کارزار
مین جاوینگے جسوقت مقابلہ پڑیگا ایک دو لاکھ سب برابر ہین بہار نے کہا انشاءاللہ بروقت آمد
افراسیاب جانبازی دکھاینگے یا ڈٹکر جان دینگے یا یہان سے ہٹا دینگے چار پہر رات اسی
ہنگامے مین بسر ہوئی جب کہ شہنشاہ زرین آفتاب نے لشکر ثوابت و سیارگان کو شکست دی شہنشاہ
ماہ تابان بخوف تمام قلعۂ مغرب مین جاکر چھپا شہنشاہ نیر اعظم فوج ضیا و شعاع کو ساتھ لیکر بفتح و
فیروزی تخت زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا عالم کو اپنے نور ضیا سے منور و روشن کیا بقول شاعر نظم

علم آفتاب نکلا جب ... فوج انجم ہوئی گریزاں سب
شہ خاور سپہر گرد ہوا ... رونق تخت لاجورد ہوا
ہوا میدان چرخ سے اکبار ... مہ انجم سیاہ رو بہ فرار

جب ستارۂ سحری آسمان پر چمکا ضیائے آفتاب عالمتاب ظاہر ہوئی گل و بلبل مین شراب شبنم
سے ہر گل کا کٹورہ معمور کیفیت آمد صبح مین بادہ خواران وحدت مسرور لشکرون مین وردی
بجی کربندی ہونے لگی لات پرستون مین پوجے پاٹ کا ہنگامہ ہوا پایہ کھڑے ہوے ثنا
رہے ہین سامنے شوالہ ہر ایک ہاتھ مین لات پرستون کے برچھی لیتا ہر ایک ہاتھ مین
پھولونکا دونہ دروازے پر شوالے کے ہنگامہ ہے گھنٹا ہر مرتبہ بجائے جاتے ہین شنکھ کی آواز
بلند ہوئی ہر جا نج ڈھول بج رہے ہین جتنے پوجے سے فراغت پائی بستر پہ آیا کربندی کرنے لگی
حباب اشکبا و ساحل بیکنار دونون ساحران غدار فوج کے افسر اپنی اپنی بارگاہ سے نکلے
گینڈون پر سوار ہوے بارہ لاکھ فوج لیکر چلے ادھر لشکر اسلام مین ملکہ بُرّان و مجلس و بہار
اشیائے سحر سے آراستہ ہوکر حاضر ہوئین ملکہ بُرّان ققنس پر سوار ہوئین بہار کا طاؤس
زرین بال مجلس کا تخت آراستہ ہوکر آیا سب افسر سوار ہوے نقارے پر چوب پڑی اس
لشکر قلیل کو لیکر ملکہ بُرّان شمشیر زن چلین دیکھا آمد لشکر کفر و ضلالت ہے پرے پرے جمے ہوے
بارہ لاکھ فوج کی آمد ساحرون کے سحر ہوتے ہوے لگا باسے ابر سرخ و سفید آگ برستی ہوئی

دریا جوش زن صبح کا وقت ہر طائرون کی زمزمہ سرائی یاد الٰہی مین ہردم بزبان حال مصروف
ہو رہے ہین ہر نخل پر آشیانون سے سر نکالے ہوے اپنے وحدہٗ لا شریک کو پکار رہے ہین
دونون لشکر میدان کارزار مین پہونچے لشکر اسلام لاکھ ساحرون سے بھی کم ہے خواجہ عمر و
ایک گوشے مین آکر ٹھہرے تماشہ آمد بہار کا دیکھ رہے ہین بہار کس دھوم سے میدان مین آکر
پہونچی دریا مین پھولون کے غوطہ زن حسن وجمال مین غنچہ دہن زلفین چہرے پر بل کرتی ہوئین
صاف ثابت ہے کہ ناگنیان من کو ڈس رہی ہین حلقہ ہاے گیسوے عنبرین مین صدہا دل گرفتار
سرو قد رشک قمر بارہ ہزار کنیزین پشت پر سمن ونسیم سحری وگلرو وغنچہ دہن و صنوبر
کھڑی ہوئی ہنس رہی ہین خندۂ دندان نما سے بجلیان چمک رہی ہین ایک ایک حسین جبین
اپنے اپنے حسن پر نازو ادا و انداز مین طاق حسن وسحر مین شہرۂ آفاق جنکے دیدار کا ہر شخص مشتاق
اس کروفر سے آکر ٹھہرین ایک جانب ملکہ براں شمشیر زن جوڑا زرد جابندھا ہوا جس مین اختر
مروارید مثل ستارۂ سحری چمک رہا ہے بیچ ہلال زیب کمر بیچ مین لشکر کے ملکہ مجلس کا لشکر ہے آمادہ ہین
کہ مادر مہربان کا حکم ہو تو جا پڑون مرغ زرین بال پر سوار لشکر دشمن پر نگاہ کھلونے مٹی کے تخت پر
رکھے ہوے اسی لیے سحر پیدا ہوتا ہے لشکر جمنے لگے صفین آراستہ ہوئین میمنہ میسرہ ساقہ کمین گاہ
طرفین سے آراستہ و پیراستہ ایک ایک بلاے روزگار آمادۂ حرب وپیکار جب نقیبون نے نقابت
کی ساحل پیلتا رنے گینڈا اپنا بڑھایا میدان کارزار مین آیا سراپا میدان کا دکھاکر سحر کے
عجائب وغرائب کھائے کچھ گولے اچھالے کچھ ماش کے دانے طرف آسمان کے پھینکے کچھ شعلے بجھ کے
جب سب سحر اپنا درست کر چکا تو پکار کر آواز دی اے فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ
میرے سامنے آئے ملکہ براں نے قصد کیا تھا کہ بہار نے اپنا طاؤس زرین بال بڑھا دیا ملکہ
براں کو سلام کیا عرض کی اجازت میدان ملکہ براں نے فرمایا اے بہار ارادہ تو ہمارا تھا
ذرا تم تماشہ دیکھو کیسا لطف ملیگا ساحل کو بڑا دعویٰ ہے ساحل جنگ سے کنارہ کریگا بہار نے
کہا مہربانی فرمایئے اتنے مین طاؤس بڑھا چکی ملکہ براں نے اجازت دی بہار نے طاؤس
بڑھایا ساحل نے دیکھتے ہی گولہ مارا ملکہ بہار نے انگلی اٹھائی گولہ رکگر گرا ساحل کو بڑا غصہ
آیا [illegible] پتھر مارا زمین شق ہوئی غبار اڑا میدان مین اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر

کے سب نے دیکھا ایک چشمہ صاف و شفاف لب گرداں سنگ مرمر سفید کے حباب شناوری کر رہے
ہین گویا چشمے نے آنکھین نکالین آب صاف و شفاف مچھلیان مثل برق کے چمک جاتی ہین بہار
کیطرف مچھلیان چلین اب چشمے نے جوش مارا ملکہ بہار نے دیکھا مچھلیان میری جانب آتی ہین
ملکہ بہار نے ایک دستک دی ایک بگلا پیدا ہوا جو مچھلی پیدا ہوئی بگلے نے کھائی جب سب پانچ
مچھلیان بگلے نے کھائین ساحل نے خنجر پھینک مارا سر بگلے کا اُڑ گیا بگلا زمین مین گر کر
تڑپا مچھلیان اُبھرنے لگین دوسرا بگلا پیدا ہوا خاص چشمے پر جا کر بیٹھا جس مچھلی نے سر نکالا
ماہیت سے کماہی اہر تھا منقار مار کر مچھلی کو کھا لیا اپنے پر جھاڑے پرون سے برق گری کر
مچھلیان جل گئین بہار نے اشارہ کیا بگلا چشمے مین پھاند پڑا چشمہ خشک ہو گیا ساحل نے دوسرا
سحر کیا ایک جھیل بڑی ظاہر ہوئی غزانا پانی کا ہوا مچھلیان اُبھرنے لگین کنارے سے جھیل
کے دھوان نکلنے لگا اتنی تاثیر ہوئی کر بہار طرف جھیل کے چلا چاہتی تھین کہ جا کر پھاند
پڑون ایک طائر پیدا ہوا اُس طائر نے اپنا عکس اوپر ملکہ بہار کے ڈالا عکس پڑتے ہی یا تو
بہار کے ہوش پراگندہ ہوئے تھے یا جوسخ ہوا اُسی طائر کو پکڑ کر قریب جھیل کے ذبح کیا خون
اُسکا جھیل مین پھینکا پانی نے جھیل کے جوش مارا چیخ مار کر غائب ہوا دھوان جو کنارے سے نکل رہا
تھا وہ بھی نابود ہوا ساحل نے ایک دستک دی برق تڑپ کر گری سر بہار کو زخمی کیا
قطرات خون چہرۂ بے نظیر پر آئے وہ خون بھی باعث ترقی حسن و جمال ہوا صاف ثابت تھا
کہ ماہ تابان قریب پردۂ شفق آیا پس ملکہ بہار نے غصے مین آواز دی اے نکہت و گل اندام
مر گئین کیون نسیم سحری تو کہان ہے کیون گلرخسار تو بھی اپنا رنگ نہ جمائیگی غنچہ دہن کم سخن
کلام تو کر ارے شمشاد کیون اکڑتی ہے کیون سوسن زبان درازی کا وقت نہین آیا کیون
نرگس شہلا آنکھین پھوٹ گئین تجھکو نہین سوجھتا یہی وقت ہے کہ اپنے کو یہان ہونگا معرکۂ
کارزار کو دیکھ کے چشم پوشی بہتر نہین ہین تجھسے بھی چشم داشت تھی یہ جو بہار نے پکار کر کہا نرگس
نے بڑھکر گلدستہ دیا وہ گلدستہ بہار نے طرف ساحل کے پھینکا اور آواز دی کہ او صاحب
ستمین زخمی کر کے کیا ملا غنچۂ آرزو نہ کھلا اب ہوشیار ہو جاؤ زیادہ فساد نہ بڑھاؤ راہ پر
آؤ بہت نہ گھبراؤ گلدستہ جو جا کر بیٹھا کئی سو طائر پیدا ہوئے زمزمہ سرائی کرنے لگے کوئی پکارتا تھا [illegible]

ساحل لڑائی سے کنارہ کرو اتنے جوش مین نہ آؤ ذرا ادھر ملاحظہ کرو ایک طائر نے آواز دی یہ چند اشعار رنگین نو

نظم

تیغ یا برق بلا ہی ہاتھ مین خونخوار کے
خون برساتے ہین اکثر ابر اس تلوار کے

دیکھکر بے نور آگے شعلہ رخسار کے
شمع کو گل کر دیا پروانے نے پیار کے

فرقت شیرین مین آخر جان شیرین نذر کی
مرگیا فرہاد اپنے سر مین تیشہ مار کے

کاوشین مژگان قاتل کی اگر دن ہی ہین
مر ہونگا پیٹ مین اک روز خنجر مار کے

حسن کے جاتے ہی لی ہر بوالہوس نے اپنی راہ
اب کہان ہین وہ جو دولتخواہ تھے سرکار کے

لالہ گون خون شہیدان سے ہی پھل اتیغ کا
باشفق پھولی ہی قاتل ابر سے تلوار کے

تم ہی منصف ہو تمھین کیونکر نہ چاہین عشقباز
جسم قابل دیکھنے کے شکل لائق پیار کے

قاف مین منگوا کے پریان ذرکھینچاتی ہین عطر
پھول جو باسی اترتے ہین تمھارے ہار کے

دیر سے جاتے ہین کعبے کعبے سے آتے ہین دیر
خاک اڑاتے پھرتے ہین جویا مکان یار کے

بدمزاجی کیون اٹھا ہین بے سبب کی او جکیا
چاہنے والے ہین کچھ نوکر نہین سرکار کے

جوش وحشت مین کبھی کرتا ہون صحرا کا جو قصد
آنکھین جو کھلاتے ہین روزن یار کی دیوار کے

بیستون پر چلکے اب فرہاد سے کہتے ہین ہم
منہ چڑھا ہین کرکے کیا مالک ہوے کہسار کے

طائرون نے اشعار پڑھے ہوا بھی معتدل چلی غنچے مسکرائے پھول ہنسے نخل وجد مین آئے تمام میدان مین پھول برسے ساحل بیکنار تھرایا کانپا چہرہ سرخ ہوا جھوم کر آواز دی ای ملکۂ عالم وای شہنشاہ اقلیم ہمہ ای صاحب فیض وکرم زہے شوکت وحشم پھولون نے مجھکو مست کردیا مین آپکا غلام ہون ساحل سے کنارہ کیا آپ نے مہربانی کا اشارہ کیا دریا دلی دکھاؤن کوئین مین ڈوب جاؤن جو حکم وہ بجا لاؤن ملکہ بہار نے پلٹ کر ایک کنیز سے اشارہ کیا اسنے بڑھکر بجی بہانی طرہ کان مین لگایا ساحل دوڑا قدمون پر ملکہ بہار کے گرنے لگا جوش محبت مین گرد پھرنے لگا ہر مرتبہ عرض کرتا ہی کچھ تو ارشاد ہو ملکہ بہار نے فرمایا اپنے بھائی حباب کا سر لاؤ خبردار رکنا نہین فوجون سے نہ ڈرنا ہم تمھاری مدد کو موجود ہین یہ کہنا تھا کہ تیغ برہنہ کھینچکر ساحل نے طرف لشکر حباب کے رخ کیا بلوے

میں جب تلوار چلنے لگی فوج جاتی ہی پھر کر گرفتار کرلیں یہ مثل برق کے چمک رہی جس پر
ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے کیے للکار رہا ہی کہ او حباب چشمک موقوف کر کیوں خونت کرتا ہی
ہمارے تیرے امتحان ہو جائے حباب فوج کو اشارہ کرتا ہی کبھی سر پیٹتا ہی کہ میرے بھائی
کو کیا ہو گیا یہ تو بالکل دیوانہ وار وحشی مثال بک رہا ہی اسکو کیا ہو گیا کبھی پکارتا ہی بھائی صاحب
ہوش میں آئیے آپ نے سیکڑوں اپنے رفیقوں کو مارا بڑے بڑے افسروں کو ملکا ڈالا ایسا
نہ ہو کہ کسیکا سحر آپ پر چل جائے تو مجھکو قلق ہوگا افسر آپ کی حماقت پہ بگڑے ہوئے ہیں
لاکھ لاکھ جتنا ہی پیٹتا ہی ساحل جواب نہیں دیتا اسطرح بگڑا ہوا ہی کہتا ہی تیرا سر لیکے جاونگا
ملکہ عالم نے مانگا ہی معشوق کو کیونکر رنجیدہ کروں بہار اسی حال میں شگفتہ ہی یہ نہ ہو اسکو
ملال ہو اسکے تو مجھکو بڑا رنج ہوگا حباب بدحواس ساتھ والوں سے کہتا ہی یارو میرا بھائی
ہوش میں نہیں ہی یارو گرفتار کرو اس سحر کو شہنشاہ آتا ہی غضب ہی ہماری مدد کو نہ آئے
بہار یہ سحر کرکے بیٹھی ہیں ہزاروں تعریفیں کر رہی ہیں بہار نے کہا اب ساحل کنارہ کریگا
مارا لشکر انکا تباہ ہوا اب نہ رکے گا سب سردار ملکہ بہار کے ہاتھوں کو بوسہ دے رہے
ہیں ہر ایک کا یہی قول ہی کہ ای بہار اس سحر کا کیا کہنا سب سردار وجد میں ہیں ساحل
تڑپ رہا ہی کہ صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی نوبت نقارے کی آواز آئی سب نے دیکھا آگے
آگے افراسیاب تخت پہ حیرت بصد شوکت پشت پر لشکر جرار بقہر وغضب تمام آتا ہی
صرصر نے بڑھ کر عرض کی کہ ملکہ بہار نے بڑی ہمت کی ہی دیکھیے ساحل بیکنا پر ملکہ بہار
نے سحر کیا وہ اپنے لشکر کو قتل کر رہا ہی حباب اپنے کو بچاتا ہی یہ سنکر افراسیاب بقہر و
غضب تمام آگے بڑھا ملکہ بہار و حیرت باتیں کر رہی ہیں ادہر افراسیاب کو دیکھکر ہوش
اڑ گئے ہیں کہ اسکا کون سامنا کریگا ملکہ حیرت کہتی ہیں قبلہ وکعبہ نے بڑی دیر کی افراسیاب
آ گیا یہ باتیں آپس میں ہو رہی ہیں افراسیاب نے نگاہ اٹھا کر دیکھا کہ ساحل بیکنا مبہوت
لب پر مہر سکوت ساحروں کو قتل کرتا پھرتا ہی حباب دور سے سحر کر رہا ہی مگر سحر بہار کا رنگ
گھٹتا نہیں افراسیاب نے پکار کر آواز دی او ساحل قتل سے اپنے دشمنوں کے کنارہ
نہیں کرتا اب آگے نہ بڑھنا ساحل طرف افراسیاب کے چلا افراسیاب نے بگڑ کر

دیکھکر ہاتھ سے اشارہ کیا ساحل تلوار کھینچے ہوے دریا خون مین نہایا ہوا ہی افراسیاب نے
جو آواز دی ساحل تلوار لیکر طرف افراسیاب کے چلا افراسیاب نے اشارہ کیا ایک
سنہرو پنجہ پیدا ہوا ہاتھ پر اُسکے تھپکی دی تلوار ہاتھ سے ساحل کے نکل گئی افراسیاب نے پھر
ہاتھ ہلایا ساحل بیہوش ہو کر گرا افراسیاب نے آواز دی ایک پنجہ اُٹھا کر ساحل کو لیگیا
لشکر والون کو تسکین ہوئی یہ لشکر یا تو شکست خوردہ تھا یا اطمینان پا کر پشت پر افراسیاب
کے صف آرا ہوا اب افراسیاب طرف براّن وغیرہ کے متوجہ ہوا جمال بیمثال بہار پر
جو نگاہ پڑی دریا مین پھولون کے غوطہ مارے ہوے سحر کر کے ملتی ہین چہرہ سرخ ہو رہا ہی
بوٹا سا قد سامنے براّن کے جل رہی ہی یا تو غصہ تھا یا جمال بہار کو دیکھکر شگفتہ ہوا بے
اختیار پکار اُٹھا

نظم

تھا سیہ عالم نظر مین شام ہجران کیطرح — داغ روشن ہو گئے شمع سبستان کیطرح
خانہ باغ عشق کی دیکھو کبھی آکر بہار — کھل رہے ہین داغ چھلون کے گلستان کیطرح
وا ے قسمت اسپہ بھی آیا نہ مقصد ہاتھ — خاک مین ہم ملگئے گرد بیابان کیطرح
ہی یہ عبرت کا محل انسان عدم آباد سے — چار دن آکر رہے دُنیا مین مہمان کیطرح
شمع کی صورت ہی روشن عارض پر نور یار — بل کرین کیونکر نہ گیسو دود پیچان کیطرح
ایک اشارے مین ہزارون بگڑے ہوتے ہین قتل — یار کے چلتے ہین ابرو تیغ براّن کیطرح
انکو بھی سودا ہی کیا اُس آفتاب حسن کا — چاک ہی جیب سحر میرے گریبان کیطرح
نور جنت مین نہین دل اس سے گھبرایا مرا — ملتی ہین اس مین جو کچھ بو کوے جانان کیطرح

ملکہ بہار نے یہ اشعار عاشقانہ سُنکر منھ پھیر لیا افراسیاب نے جھنجلا کر ہاتھ ہلا دیا کہ تمام
زیور پھولونکا جسم بہار سے گر پڑا افراسیاب نے ایک آواز دی او بہار اب بھی تجھکو ہمارا
خیال نہین خیال کر کے دیکھو رنگ عالم دگرگون ہی گلو نکا کلیجہ شق بلبل کے سرخون ہی فرہاد
نے کوہ کنی کی شیرین نے بھی اپنی جان دی لیلی کو بھی مجنون کا خیال رہا جدائی کا دیوانے کی
ملال رہا افسوس تجھکو ہمارا اب بالکل خیال نہین ہی بہار بہتر نہو گا سحر فراموش ہو جاے
خاموش ہو کر بیٹھ بہار خاک منھ پر ملنے لگی بیقرار ہو ہو کے پکارتی ہی اے شہنشاہ میرا عجب حال

جو قلب پر ہجوم غم و ملال ہی نظم

بہ درد ہو کہ تپ جگر ہی
ہو گوشۂ غم مرا ٹھکانا
ہر صبح ہی خار خار تیرا
ہر صبح فسانہ تیرے غم کا
آتا ہی نظر جو طوق قمری
ہی شور نشور شور مرغان
بلبل ہی نہ نیند بھر کے سوئی
اک شعلہ مرے دہن سے نکلا
مستی مین جو تاک لوٹتا ہی
یان صبر کہان قرار کسکو

جینا مجھے آہ درد سر ہی
کیا ناک مین دم ہی چشم نم سے
ہر شام ہی انتظار تیرا
کب باغ مین اپنا جی لگے ہی
ہوتا ہی اسیر شوق قمری
نت دیکھ کے میری اشکباری
شبنم ہی تمام رات روتی
پھٹے کا جو مین نے جھاڑ دیکھا
دل بر سر خاک لوٹتا ہی

مین تیرا الم کا ہون نشانہ
مرجاؤن تو چھوٹ جاؤن غم سے
ہر روز ہی ذکر تجھ صنم کا
بلبل کی صدا بری لگے ہی
کیا چھونکے نہ صور شور مرغان
ہر دیدہ جو سے آب جاری
جب گرم فغان چمن سے نکلا
چھاتی کا وہی پہاڑ دیکھا
بھادے گل و لالہ زار کسکو

اس حال پر ملال مین بہار مبتلا ہوئی براتن نے جو یہ دیکھا اختر مروارید لیکر ٹہ مین آواز دی او افراسیاب بہار کا رنگ مٹا یا اختر مروارید جوڑے سے نکالا چاہتی ہی مارون افراسیاب نے آواز دی او براتن یہ اختر تجھکو گردش ستارۂ تقدیر کی دکھائیگا کچھ ہاتھ نہ آئیگا ملکہ براتن نے دیکھا اختر سیاہ ہوگیا براتن کا بھی منھ پر ہوائیان اڑنے لگین ہر چند چاہتی ہین کہ اختر کو جوڑے مین رکھون ہاتھ دستگیری نہین کرتا جسم مین رعشہ پسینے پسینے خاموش کھڑی ہین منھ سے نہین بول سکتین ایک گولہ افراسیاب نے اٹھا کر پھینکا گولہ لشکر مین پھٹا تمام لشکر مین بھی تاثیر ہوئی سارا لشکر خاموش ہوکر کھڑا ہو رہا کوئی کسیکا حکم نہین مانتا اپنے اپنے حال پر ملال مین گرفتار ہین اب سرہا و ابریق یاقوت و زمرد وغیرہ چالیس سردار قریب افراسیاب کے آگئے عرض کی یہ فخر سامری و جمشید نے آپ ہی کو دیا ہی ایک سحر مین سب دیوانے ہوگئے بی براتن کو بڑا دعوے تھا خاموش کھڑی ہین منھ سے بات نہین نکلتی بی بہار کا بھی رنگ مٹا مجلس کے بھی جلسے مین فرق آیا سارا لشکر مبہوت ہی لب پر مہر سکوت یہ شرف آپ ہی کے واسطے ہی افراسیاب نے کہا اب جلد سبکی مشکین باندھ لو خواہ قتل کرو خواہ دم شمشیر پر گلے رکھین گے موت کا مزا چکھین گے

کوئی اپنے اختیار مین نہین پسنکر چالیس سردار افراسیاب کے تلوارین کھینچکر طرف ملکہ بران و مجلس کے چلے یہی ارادہ ہے کہ چلکر سبکی مشکین باندھ لین حیرت بھی تخت سے اُتری کہتی ہی مین چلکر ملکہ بہار کی مشکین باندھونگی آج ہوا کو حال سرکشی کو کھلے گا بہت سے ساحرونکو دیوانہ کیا وحشی بنایا اب حال معلوم ہوگا ہمراہ افراسیاب سب بلوہ کرکے چلے کہ لشکر بُرآن کو تباہ کرین اسوقت ان سبکو عالم یاس گھیرے ہوا ہر ایک کی جانب ایک دیکھ رہا ہی ایک مدد کا طالب مگر بحواسی غالب چاہتے ہین ہم جلد قتل ہوجائین اس کشاکش سے مہلت پاجائین آخر مجبور و ناچار چپ دیکھ رہے ہین کہ ہمکو سب قتل کرنے آتے ہین اب ہم کیونکر بچینگے افراسیاب ایسے ظالم کا سامنا ہے کہ جو ہمیشہ سے نام کا دشمن ہی اُسیکا قبضہ ہوا تقدیر نے ہمکو مجبور کیا پکار اُٹھے اے سمیع و علیم اے کریم و رحیم وقت مدد ہی نظم

دل مدار از بحر این دنیا حزین ۔ تا شود حاصل ترا اعزاز دین
بندگی کن بندگی کن بندگی ۔ گر توئی از بندگان کمترین
سجده کن سجده کہ گردی سرفراز ۔ در میان خلق چون چرخ برین
سرنگون شو سرنگون شو سرنگون ۔ بر خاک عاجزی روے جبین
نقش کن نقش خدا بر لوح دل ۔ تا شود روشن ازان انگشت نگین
رخت خود بر بند زین فانی سرائے ۔ چون سفر در پیش داری ای مکین
بہر مال و دولت دنیا مگرد ۔ در جہان ای مرد حق اندوہگین
صاف دل باش و صفا آئینہ کن ۔ دور کن کبر غبار بغض و کین

بیقرار ہوکر جوان سے سب دعا کی وقت خضوع و خشوع بجز اسکے کچھ تدبیر ہی نہیں کا سامنا ہی جلاد تلوار کھینچے آتے ہین قلب تھرّاتے ہین صدائے تکبیر و بخشش بلند اہل اسلام درد مند ابھی جان کی پڑی ہی ملک بلاک کر دعائین کر رہے ہین افراسیاب بہ قہر و غضب تمام آتا ہی الفاظ طعن و تشنیع سُناتا ہی کیون بران تمھارے معین و مددگار کہان ہین تمھین کون بچانے نہین آتا کچھ سحر نہین چلتا عجائب غرائب سحر کے کیا ہوئے دریائے خون رواں میری غفلت سے خشک کیا پل پر بڑا دان توڑا کچھ ہمارا ہمارا خوب نہ کیا یہ روز سیاہ دنہ تھا اہل اسلام اپنی

جان سے بیزار مجبور ہونا چاہی خواہش ہی کہ جلد ہمکو قتل کرون کشاکش سے نجات پاءین دنیاے
فانی سے ہاتھ اٹھا جاءین افراسیاب وسط میدان مین پہونچ چکا ہی سرداران مذکور اسکی
پشت پر حربہاے سحر لیے ہوے یہی آرزو ہی کہ شہنشاہ کا اشارہ ہو ایک سحر مین سبکو شادین
سرما کا ارادہ ہی کہ برف برساؤن سبکو ٹھنڈا کرون ابریق کوہ شگاف کا قصد ہی کہ پہاڑکو
سحر سے بلند کرون تمام دنیا اجاڑ ہو میرا سحر جاری ہو ناظرین اس مقام کو خیال مین کہین کہ
اہل اسلام مبتلاے رنج و مصیبت افراسیاب بعد شوکت قتل کرنے آتا ہی اہل اسلام پر
عجب وقت مصیبت ہی یکایک طرف سے طلسم نور افشان کے ایک ابر عظیم مشتمل بر چہار دہ
رنگ اس زور شور سے آتا ہی کہ دیکھنے والونکا قلب تھراتا ہی وہ ابر قریب آکر پھٹا اس ابر مین
شیر و پلنگ و گرگ بیحساب بھرے ہوے منھ کھولے ہوے ہزارہا اژدر آتش فشان منھ
سے قلابہاے آتشین چھوڑتے ہوے ان اژدرون پر کوئی سوار نہین منھ کھولے ہوے
معلوم ہوتا ہی کہ لاکھونکو کھا جاءینگے شیر بھی آمادۂ حرب و پیکار معلوم ہوتے ہین اور ایک
طرف کو گرد عظیم بھی صحرا کی جانب سے بلند ہوئی ہی کہ روے آفتاب کو چھپا دیا افراسیاب
یا تو یہ قہر و غضب تمام بہاے قتل مسلمانان آتا تھا یا رک گیا دیکھنے لگا اہل اسلام بھی مضطر و
حیران و پریشان اس گرد و ابر کو دیکھ رہے ہین کہ گرد بھی شق ہوئی دیکھا ایک مست ہاتھی
چار و ہنیان چمکتا ہوا لاکھون روپیہ کا زیور نقرئی و طلائی گلے مین پڑا ہوا سونے کے گھنٹے کی
سن سے بجتے ہوے اس ہاتھی پر شہنشاہ لاجین بعد شوکت سوار مصاحبان عالی مقام گھیرے
ہوے ایک تخت زرجدی پر ملکہ بلقیس ثانی شاہزادیان ملک ہوشربا کی دست بستہ
گرد حاضر ہین پشت پر وزیر و امیر وہ وزیر وہ امیر کہ جو ساتھ لاجین کے قید تھے وہ بھی سب
کلاہ ہاے زرین پہنے ہوے فوج دریا موج قریب چالیس لاکھ کے پرے کے پرے جمے ہوے
اسباب سحر سبکے ہاتھ مین لاجین نے وہین سے نعرہ کیا او نمکحرام بدانجام اب کہان جائیگا
قبل از نعرۂ لاجین دلربا تمکین سمجھا افراسیاب نے دیکھا کہ ایک جوان قوی تن قوی من
نیزہ طویل ہاتھ مین نوک نیزہ پر سر طوس ایک زن دانا زوجہ طوس) کی پادبان جادو
پکارتی ہوئی آتی ہی کہ شوہر ہمارا نمکحرام قتل ہوا ہمارے مالک نے رہائی پائی اور بلقیس نے

حیرت کو للکارا کہ او لکاتا تجھے بھی یہ دن نصیب ہوا کہ تخت پر سوار ہو کر آئی ہے جو ظلم و بدعت
ہمپر ہوے آج اُسکا بدلا ہوگا لاچین نے بھی نعرۂ شیرانہ کیا ایک شیر ابر سے زمین پر آیا اُسپر
لاچین سوار ہوے تخت بلقیس بڑھا چالیس لاکھ فوج نے چاہا کہ بڑھکر حملہ کرین افراسیاب
کے مُنہ سے گھبرا کر نکلا ای سرما و ابریق یہ کیا غضب ہوا اس بڈھے نے کیونکر رہائی پائی
کہا حضور طوس مارا گیا سناٹا ہوگیا اب بھاگیئے انتظام کرکے لڑینگے سحر اپنے اُتار لیجیے
بُرّان و بہار کو مصیبت مین دیکھا اور زیادہ شہنشاہ کو ملال ہوگا سب نقیبون نے بھی کہا
کہ بھاگنا ہی مناسب ہے بلا سے طلسم ہوشربا چھوٹے گا جان تو بچ جائیگی چالیس لاکھ فوج
ساتھ ہی اس فوج کی کون برداشت کریگا صفون پر سرداران زبردست ایک ایک شیر دل سہراب
تکلیفین آپ کے ہاتھ سے اُٹھاے ہوے ایک ہی حملے مین سب فوج تباہ ہو جائیگی دیکھیے
سب نے گھوڑے نکالے دیکھیے سبکے ہاتھ مین حربہ ہاے سحر ہین چلا چاہتے ہین سوارون گھوڑے
اُٹھاے باگون پر ہاتھ پڑ گئے افراسیاب نے بھی کل سامان اپنی آنکھون سے دیکھ کر
سب سوار بلوہ کیا چاہتے ہین افراسیاب کے ہوش اُڑ گئے لاچین نے ہزبر آتشین یکایک
بڑھایا او نمکحرام مین آیا دیکھون تو کیسا نمکحرام ہے وہ غفلت مین بلوہ ہو گیا افراسیاب کو
کچھ نہ بن پڑا ہاتھ بڑھا کے کھینچا لشکر پر سے سحر اُتارا گھوڑے پر سوار ہو کے بھاگا حیرت نے
تخت بھگایا بلقیس نے للکارا کہ او ملعونہ کہان جاتی ہے تو بادشاہ طلسم کی جورو ہے کیون
بھاگتی ہے دیکھ ہمارے خداے نادیدہ نے کیونکر قید سے رہا کیا چھوٹتے ہی دشمن کو اپنے
مارا ساتھ والونکو بھی چھڑا لیا افراسیاب و حیرت و سرما و ابریق اسطرح بدحواس ہو کر
بھاگے کہ تاج سرون سے گر گئے بعضون کے گھوڑے چھوٹے پیدل سوار ہوگئے سوار پیدل
رہے سارے لشکر مین ہلچل ہے طلسم نور افشان لوٹنے آئے تھے انتہا کے بیکل ہوے
ہر پلٹنون رسالون مین یہی ہنگامہ ہے کہ یارو شہنشاہ اصلی نے رہائی پائی طوس ایسا جادوگر
یون مارا گیا یہ بھی تم سبھون نے دیکھا ایک ابر مین اژدہے و شیر و پلنگ تمام جانوران
درندہ بھر کر لائے ہین بڑی خیر گذری کہ بھاگ کر نکل آئے یہ سب جانور جو حملہ کرتے ہم لوگ
کیونکر بچتے اژدہے سحر لاچین کے تھے ایک ایک اژدہا ہزارون کو کھا جاتا شیران صحرا

ننگان دیا اس سامان سے شہنشاہ آئے سب سامان انکی سلطنت کے موافق تھے نہیں حیرت
تخت روتی ہے کہتی ہے کیون شہنشاہ اب لاچین طلسم پر قبضہ کرینگے ہم لوگونکے دامنگیر ہونگے
کیا کیفیت ہوگی افراسیاب کہتا ہے صاحب نہ گھبراؤ سب شاہان دربند مجھسے موافق ہین
اسوقت مین میرے ساتھ فوج کم تھی چلکر ایک نامہ شہنشاہ شیلم کو لکھونگا اسکا وزیر اعظم دستور
معظم مواج بن گرداب مع مالک دریاے سحر لطمۂ صدگوش دیا نوش حباب جادو اور
مرغوب جادو وخرناب جادو ولکربط غوطہ زن چند ساحران سطح کے نامی اگر یہ لوگ
سر اٹھائینگے تو دہی تدبیر کرونگا حاکمان دربند کو بلا کر جمع کرونگا سب موافق ہین میرے عدل
انصاف پر عاشق ہین سب آکے شریک ہونگے مین نے جب سے طلسم پر قبضہ کیا باج وخراج بھی
بوجہ کے لیا وہ بھی تو سب گنہگار ہین انھین سب کی صلاح سے مین باغی ہوا لیکن نہ گھبراؤ اب طلسم
پر قبضہ ہونا لاچین کا دشوار ہے مین نے مدتہاے مدید سلطنت کی سبکو راضی رکھا یہ مجھکو بھی یقین تھا
کردن بہ ظالم قیصر سے چھوٹےگا یہ کہتا ہوا چیس کوس تک بھاگ کے آیا فوج تمام بھاگ گئی
مصور وصورت نگار کو بخار چڑھا ہوا ہے افراسیاب کہتا ہے مجھکو برا تردد ہے لشکر بھی سارا
متفرق ہوگیا اور طلسم کوکب مین مجھکو پہونچنا ہے اپنا گھر بچانیکی مجھکو فکر ہے لہذا اے صرصر جاکر
خبر لاؤ ایسے طور سے جاتا کہ تمھارے جانے سے کوئی آگاہ نہ ہونے پائے خوب خبر مفصل لاؤ
دریافت کرنا اب لاچین کا کیا ارادہ ہے اب مین کل سے اور انتظام کرونگا سب دربندوالے
آئینگے صلاح کار بتاینگے مین کسی مقام پہ تامل نکرونگا تحفہ جات طلسمی نکالونگا سب تب مقابلے
مین لاچین کے جاؤنگا صرصر کو بخوبی سمجھا کے روانہ کیا صرصر ایک فقیرنی کی شکل بنکر چلی دوسرے
دن قلعۂ نرگس پر پہونچی وہان یہ معاملہ دیکھا کہ بیرون قلعہ سناٹا پڑا ہے صرصر حیران کہ اتنا بڑا
لشکر کیا ہوا چاہیے تھا صحرا سارا بھرا ہوا ہوتا یہ کیا معرکہ ہے حیران پریشان قلعۂ نرگس مین آئی
دیکھا گلی کوچہ آباد ہے دل شاد ہر طرف گھما گھم فوجین جا بجا اتری ہوئی ہین جین جیس ہزار
ملازمان برآن ایک مقام پر فروکش ہین اپنے دل مین کہتی ہے اے صرصر یہ بھی کوئی شعبدہ تھا کہ سمجھ
مین نہین آتا دیکھتی بھالتی دردولت شہنشاہی پر پہونچی حاضر جا ہر لشکر اندر گئی جاکے دیکھا مقام صدر
پر شہنشاہ نورافشان ایک طرف کوکب برہمن ومیران ایک طرف بہار وخواجہ عمر وکرسی پر

جلوہ گر ہین خواجہ ہاتھون کو نورافشان کے بوسہ دے رہے ہین دمبدم فرماتے ہین اِس سحر کو کون سمجھ سکتا ہے اے نورافشان تمھارا ہی کام تھا کس تکلف سے نقشہ کھینچا نورافشان کہتے ہین جب مجھسے اگر کوکب نے بیان کیا کہ افراسیاب جادو بر سر طلسم نورافشان لشکر کشی کرکے آتا ہے اُسیدن سے مین نے سامان شروع کر دیا چالیس لاکھ فوج تیار کی اپنے کو بصورت لاچین بنایا شیر گرگ پلنگ آراستہ کیے یہ خیال تھا کہ اُسنے ہیبت ہوا افراسیاب شہرہ سکے شکر ہے پروردگار کا کہ جو سوچا تھا وہی ہوا صرصر اپنے دل مین سمجھی اس جشن مین کوئی کام کرنا چاہیے سب اپنے اپنے خیمون مین ہین برہمن پر ہاتھ ڈالون کہ نورافشان سے ملکو قلق ہو پھر سوچی کہ اگر مین نے گرفتار بھی کیا اتنی دور جانے مین بڑی مشکل ہوگی باہر نکلی کسی دوکان پر ٹھہری کہ صبا رفتار کو بھی دیکھا بصورت مبدل چلی آتی ہے صرصر نے صبا رفتار کو الگ بلایا کہا اے صبا رفتار آج شبکو بڑی دھوم کا جلسہ ہے رات کو عمرو کا گانا بھی ہوگا کوئی عمرو کے سامنے نہ گائے گا دو پہر رات گئے جلسہ برخاست ہوگا تو جاکر شہنشاہ سے کہنا کہ ایک ساحر کو یہان جنگل مین بھیجدین وہ میرا منتظر رہے جسوقت مین برہمن کو لیکر آؤن مجھکو اور برہمن کو اٹھا کر لیجائے پھر افراسیاب کو اختیار ہے صبا رفتار اُسیوقت روانہ ہوئی صرصر اشتیاق مین خواجہ کے گانے کی محفل مین آکر ٹھہری دیکھا کہ جلسہ آراستہ نورافشان و کوکب و برہمن سب بیٹھے ہین جلسہ آراستہ ہوا نورافشان نے کہا خواجہ آج تو آپ تکلیف فرمائیے سب آپکے مشتاق ہین خواجہ نے بہت کچھ آرے بلے کیا نورافشان نے نہ مانا خواجہ ناچار ہوے جب دیکھا محفل آراستہ ہو چکی خواجہ بیچ مین آکر بیٹھے سازندون نے ساز درست کیے خواجہ نے زنبیل سے نکالی نئے طور سے یہ غزل شروع کی

نظم

غیر کے کہنے سے گو اُسنے چرائین آنکھین	ہوگئی صلح جو اک بار لڑائین آنکھین
شعلۂ رخسار کے جاجا کے کیے نظارے	ہمنے خود دیدہ و دانستہ جلائین آنکھین
طالب دید جو ہمارا صنم نے دیکھے	گل نرگس کی جگہ میری بنائین آنکھین
کشتۂ دیدۂ دلدار جو سمجھے مجھکو	آہوون نے مری تربت پہ چڑھائین آنکھین

اپنے دیدار کے طالب سے نہ ہو آزردہ	دیکھنے کے لیے خالق نے بنائیں آنکھیں
اور کیا تجھ سے کوئی یار توقع رکھے	ایک بوسے کے لیے تم نے چرائیں آنکھیں
بوسۂ چشم جو ہم نے کبھی مانگا باقسم	یار نے چین بہ جبین ہو کے دکھائیں آنکھیں

خواجہ کے گانے سے ہنگامہ ہی ہر شخص تعریفین کر رہا ہی نور افشان و برہمن رطب اللسانی
سے تعریفین کر رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ خواجہ اس فن مین آپ کا مثل نہین صرصر
بھی دیکھ رہی ہی وہی جو سوچی تھی وہی ہوا دو پہر رات گئے جلسہ برخواست ہو گیا نور افشان اپنی
بارگاہ مین گئے کوکب اپنے مقام پر برہمن جو چلے صرصر نے پیچھا کیا خدمتگارون مین ملکہ صرصر
بھی پہونچی جب چار خدمتگار چپی کے چلنے لگے اُسی مین صرصر بھی شریک ہوئی جب سب سوئے اور
صرصر نے دیکھا کہ برہمن نے بھی آرام کیا صرصر نے تینون خدمتگارون کو بیہوش کیا چلک کے اُٹھی
برہمن کے چہرے سے دوشالہ ہٹایا دیکھا غافل سو رہا ہی بیہوشی برابر دماغ کے لگا دی جب منھ سے
پھو کا برہمن کو چھینک آئی صرصر پلنگ کے نیچے چھپ گئی جب یقین کامل ہوا کہ برہمن بیہوش
ہوا صرصر نے زبان مین سوزن دی برہمن کا پشتارہ باندھا سراچہ چاک کر کے نکلی اُٹھی
بیٹھتی چھپتی چھپاتی تا بہ صحرا پہونچی صحرا مین جادوگر بیٹھا ہوا افراسیاب کا موجود تھا صرصر نے
آواز دی وہ سامنے آیا ملکہ صرصر نے کہا مجھکو لے چل ساحر نے صرصر و برہمن کو پنجے مین دبایا
لیکر چلا یہان افراسیاب جادو جب سے قلعۂ نرگس سے آیا قلعۂ سرابیہ پر آترا سراب جادو
حاضر خدمت ہر وقت کام مین مصروف رہتی ہی افراسیاب دربار مین بیٹھا ہی ملکہ سراب جادو
بھی حاضر خدمت ہی سلطان تاج بخش ایک ساحر زبردست اسنے جو خبر سُنی سلطان کا قلعہ
سرحد سرابیہ سے قریب ہی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ شہنشاہ کو بڑا رنج و ملال ہو چکا قلعہ سرابیہ پر
فروکش ہین سلطان بھی حاضر خدمت ہوا اوّل صبا رفتار نے آکر نفرت نور افشان
بیان کی سلطان بھی بیٹھا سُن رہا ہی افراسیاب سے اپنا منھ پیٹ لیا سلطان
نے کہا جسطرح بنا اپنی جان بچائی اسکا غصہ کیا افراسیاب کو بہت ناگوار ہوا کہا کہ لوگ
نور افشان کے بڑے جعلساز و شعبدہ باز ہین سلطان نے پھر وہی جواب دیا کہ جسطرح بنا اپنی
جان بچائی [illegible] افراسیاب چپ ہو رہا پھر صبا رفتار نے صرصر کی طرف سے کہا کہ اشتیاق

نے کہا ہی کہ ایک ساحر کو بھیجدیجیے وہ صحرا مین منتظر رہے جب مین برہمن کو لیکر اُدہر نکلون اور
برہمن کو آپکی خدمت مین پہونچا دے سلطان بہروپ اُٹھا کر شہنشاہ جلسازی تو یہ ہی
کہ آپ صاحب اختیار ہین اور عیارہ کی عیاری پر راضی ہین افراسیاب نے کہا ہمین کیا
دخل ہی اپنی سلطنت مین جو مناسب جانتے ہین وہ کرتے ہین حیرت نے بھی وہی کلمہ کہا
جو بہار کو کہا تہا کہ نمکحرامون سے سامری و جمشید بچائین نگوڑے مکارون نے پہلے سے
عمرو کو نامے لکھے کہ آکر افراسیاب کی سلطنت لیلو جب وہ آیا تو جاکر شریک ہوے نگوڑو نکو
ہزار دیجانے ساحر کو تو افراسیاب نے روانہ کر دیا رات کو کئی مرتبہ سلطان سے اسی طرح
گفتگو ہوئی حیرت نے کلمات سخت کہے یہ بھی کہا کہ اب ہم نمکحرامون کی ناک کاٹینگے سلطنت
چھین لینگے ہمنے نمکحرامون کو پہچان لیا ہی غضب ہی کہ باغبان قدرت کل سلطنت پر حاکم
تہے عمرو سے جاکر ملگئے بوا بہار کے بہائی کہلاتے ہین کیسے رنج مہو بچاتے ہین آٹھ پہر اسی پر
آمادہ ہین کہ شہنشاہ مارے جائین ہین رانڈ ہومین کیا نگوڑو نکو زندہ چھوڑونگی جب سلطنت نکل
جائیگی سارا غرور نکلجائیگا سلطان نے کچھ جواب نہ دیا مگر دل مین خوف پیدا ہوا حیرت نے
تو غصے مین باتین کہین سلطان جب بارگاہ افراسیاب سے اُٹھا اپنے مقام پر آیا تو
رفیقو نکو جمع کیا کہا صاحبو تمنے سنا بی بی حیرت کہتی ہین سلطنت لے لینگے تاجدارو نکو بھیک
منگوائینگے مسلمانون کے یہان ایسا عدل و انصاف ہو کہ بی بی حیرت کی نکل گئین
وہان عیش و فرحت موجود ہین آج میرا دل سامری پرستی سے ہٹ گیا جی چاہتا ہی عمرو
کی شریک ہو جاؤن کتاب سامری مین مرقوم ہی کہ عمر طلسم تمام ہوئی اسد شیر دل قاتل
افراسیاب ہی نورافشان و برہمن و کوکب جو شریک ہوے گئے بادشاہ جلیل ہین اب
اہل اسلام کے کفیل ہین کچھ تو سمجھ لیا ہوگا صلاح نہ ہوئی ہوگی انکو اپنی سلطنت کا خوف نہ تہا
افراسیاب شادیگا چڑہکر گئے تھے شکست کہا کے آئے اسپر جہلاتے ہین انکو جلساز بناتے ہین
سب نے کہا ہم سب آپکے تابعدار ہین آپ مالک مختار ہین جس سے حضور لڑینگے ہم بھی لڑینگے جس سے
حضور اصلاح کرین ہم بھی محبت کا دم بھرین سبکو ثابت قدم پاکر رات کو یہی سوچتا رہا کہ اب جو
یہان سے نکلین گے سیدھے لشکر اسلام مین جا دینگے یہان تو یہ رنگ ہی سلطان یہ باتین

سو چکو صبح کو دربار افراسیاب مین آیا بیٹھا ہوا ہی سوچ رہا ہی وہان صرصر و برہمن کو ساحر لیے ہوے آتا ہی بوقت سحر نورافشان وکوکب بارگاہ مین آئے جب دن چڑھا تو خواجہ نے فرمایا آج برہمن بارگاہ مین کیون نہین آئے نورافشان نے کہا ذرا دریافت تو کرو کہ چند خدمتگار ان برہمن روتے ہوے آئے عرض کی بستر خواب پر برہمن نہین ہی چار خدمتگار جو تھے پڑے بیہوش پڑے ہین ایک اُنمین سے نہین ہی خواجہ وکوکب و نورافشان خیمۂ برہمن مین آئے خواجہ نے نشان پتہ ہی سے کا پایا کہا صرصر کا کام ہی نورافشان نے کہا مین بھی جاتا ہون کوکب کمر باندھنے لگے ملکہ بُرّان اپنی بھی تیاری کرنے لگین مجلس نے کہا آپ سب صاحب تامل فرمائین مین سامنے افراسیاب کے دریاے خون بہادونگی اور اُستاد کو رہا کرکے لاؤنگی خواجہ نے کہا آپ سب صاحب تامل کرین جبتک مین بلٹ کر نہ آؤن آپ کوئی صاحب قصد نہ کرین خواجہ نے سب کو روکا نورافشان کو انتہا کا قلق ہی کوکب کہتے ہین میرے سب صورات مال وملکی بند ہیجنگے برہمن کی راے پر کاربندی ہی ساعت نیک و بد کون بتائیگا ایسے خیرخواہ کسکو ملکن ہوتے ہین خواجہ سبکو تسکین دیکر براے رہائی برہمن چلے یہان دربار مین افراسیاب بیٹھا ہی حیرت تخت زبرجدی پر وزرا امرا حاضر ہین سلطان تاج بخش ذنگل پر بیٹھا ہی مگر دل مین انتشار پریشانی بیقرار کہ وہ ساحر صرصر کو لیے ہوے آکر ہو نجا صرصر نے جھک کر سلام کیا برہمن کا پشتارہ سامنے رکھدیا افراسیاب نے کہا اس مغرور کو ہوشیار تو کرو صرصر نے بڑھکر برہمن کو ہوشیار کیا برہمن کی جو آنکھ کھلی اپنے کو اس حال پُرملال مین پایا غصہ انتہا کا تھا افراسیاب کو سلام بھی نہ کیا افراسیاب نے کہا او مغرور عقل و فراست سے دور بابدولت کو سلام نہ کیا برہمن نے کہا مین ظالم کو سلام نہین کرتا اپنے ولی نعمت کو تونے گرفتار کیا زن و شوہر کو جدا کردیا تجھے کچھ خوف خدا نہ آیا اور ہم کیون سلام کرین کافر کو سلام کرنا ہمارے مذہب مین منع ہی لشکر کشی طلسم نورافشان پر کی تھی لڑک دُم وہان سے بھاگے یہ غرور دماغ سے نہین جاتا اسطرحکی گفتگو برہمن نے شیرانہ کی کہ حیرت نے کہا اے شہنشاہ آپ کیون اس سے زبان لڑاتے ہین جلاد کو حکم دیجیے کہ اسکو قتل کرے اسکے قتل ہونے سے کوکب کا بازو ٹوٹ جائیگا ساعت نیک و بد بتاتا ہی سلطنت کوکب کی اسیکے انتظام پر ہی افراسیاب نے حکم دیا جلاد کو بلاؤ سلطان تاج بخش نے پلٹ کر اپنی پشت پر دیکھا رفیقان

جانباز سرداران شعبدہ باز مسلح و مکمل حاضر ہین اشارے کر رہے ہین یہی وقت جانبازی ہی برہمن کو بچایئے تو مسلمانون پر احسان ہوگا کوکب کو اسکا بڑا پاس ہی بڑا صاحب علم و فضل نجومی کامل و اکمل ہر وقت اپنے آقا کی خیرخواہی مین مصروف رہتا ہی سلطان چاہتا ہی کہ اپنے مقام سے اُٹھے کہ حاضر حاضر کہکر جلاد خنجر برہنہ لیے ہوے سامنے آیا کہا حضور کیا حکم ہوتا ہی فوراً قتل کرون مسلمان کے خون سے ہاتھ بھرون افراسیاب نے کہا جلد اسکو قتل کر سلطان فغفون سے اشارے کر رہا ہی کہ یارو وقت قتل برہمن آگیا اب کیا کرون رفقا کا اشارہ ہی ہم بڑے جانبازی حاضر ہین لڑتے بھڑتے نکال لے چلینگے سلطان کہتا ہی یارو افراسیاب بلاے روزگار ہی ایک سحر مین قیامت برپا کریگا اسکے سحر کا کون جواب دیگا مگر جلاد نے بہ تعجیل تمام برہمن کو کھینچا کوے کا خط گردن پر دیا پکار رہا ہی اے شہنشاہ حکم اول ہی تیغہ بارہ دار بازو پُر قوت ایک ہاتھ مین سر کو تن سے جدا کرتا ہون حکم کی شہنشاہ کے دیر ہی مقتول کی تقدیر کا پھیر ہی قضا اسکو لیکر آئی افراسیاب نے کہا جتنے حکم دیا قتل کر اب مجھسے نہ پوچھنا یہ حکم اختتام ہی دشمن کے قتل ہونے سے کام ہی جلاد نے جھک کر کہا وہ گنہگار سنبھل کر بیٹھ آنکھ ملا کر بائین آنکھ کا تل دکھایا برہمن مثل گل کے شگفتہ ہوگیا سمجھا کہ خواجہ عمرو آپہونچے اب مجھے کون قتل کر سکتا ہی خواجہ نے اشارہ کیا کہ مین سوزن زبان سے نکالتا ہون برہمن نے کہا انشاءاللہ بڑھ بڑھ کر نکلونگا کیا مین افراسیاب سے دبونگا عمرو نے ظاہر مین خنجر چمکایا پہرے بدلنے لگے شلنگین لگانے تھے مگر سلطان کلیجہ تھامے ہوے بیٹھا ہی ساتھ والون کا اشارہ ہی کہ حضور اب اُٹھیں اگر برہمن قتل ہوگیا تو پھر کوکب سے ملاقات کے لایق نہ رہینگے بڑی لڑائی پڑیگی سلطان کہتا ہی نکلنا مشکل ہوگا افراسیاب نہ جانے دیگا یہان تو صلاح ہی کہ عمرو نے جھپٹ کر ظاہر مین خنجر مارا مگر باطن مین زبان سے سوزن لیا اور اپنے نام کا نعرہ کیا

نعرۂ عمرو تصنیف مصنف	مرا نام ہی خواجہ خواجگان	عمرو ذو حشم مہتر مہتران
مری نسل سے مکر پیدا ہوا	مرے کام پر قدر شیدا ہوا	اُڑاتا ہون کفار کے مین جو جان
جھکاتا ہون دشمن کو ہر دم گو متین	مرا مکر ہی گلشن قیل و قال	مری چال سے ہی صبا پائمال
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا	نشان تھا مری گرد پاپوش کا	مدا فسر و حشم نامدار

امیر عرب شیر پروردگار بھی فتح و نصرت کی تدبیر ہو کہ آقا ہمارا جہان گیر ہو
جیسے زبان سے سوزن نکلی برہمن تڑپ کر اُٹھا سنگریزے اُٹھا کر مارے۔ خواجہ نے تو
گلیم اوڑھ لی برہمن نے جو سنگریزے اُچھالے پتھر برسنے لگے کئی ہزار ساحر مرے برہمن
نے جست کی باہر بارگاہ کے نکلا ساحروں نے گھیرا برہمن ساحروں کو کب مانتا ہے جب سحر
کر دیا دس بیس کے سر اُڑ گئے افراسیاب غصے میں اپنے مقام سے اُٹھا للکارا کہ او برہمن
کہاں جاتا ہے برہمن ڈٹ کر کھڑا ہو گیا اور پکار کر آواز دی کیا میں تجھ سے کم ہوں افراسیاب نے
سرہا و ابریق پر نظر کیا دونامرد دیکھ رہے ہو دشمن جاتا ہے جانے نہ پائے تمام فوج نے
بلوہ کیا اب سلطان تاج بخش کو تاب نہ باقی رہی کل رفیقوں کو آواز دی یارو برہمن کو بچاؤ
بارہ ہزار جوان بلوہ کر کے چلے سلطان تاج بخش نے بڑھ کر سحر کیا آگ برسنے لگی ہزار ہا جادوگر
جلے افراسیاب جو باہر نکلا سلطان کو جو لڑتے ہوئے دیکھا کہ برہمن کو بچا رہا ہے اور ترغیب
دیتا ہے کہ اے برہمن لڑ بھڑ کے نکل چلو ٹھہرنا مناسب نہیں افراسیاب نے حیرت سے کہا
دیکھو نمک حرام مگر ہوا حیرت نے کہا میں تو پہلے ہی کہتی تھی کل جب اُسنے ہر بات میں خلل پایا میں
سمجھ گئی تھی کہ یہ نمک حرام ملا ہوا ہے میں نے کہا تھا کہ ملک اسکا چھین لو اگر ملک لے لیا ہوتا تو آج
بارہ ہزار کہاں سے ممکن ہوتے دیکھیے کیسا زور و شور سے لڑ رہا ہے برہمن کو بچاتا ہے اب
افراسیاب کہتا ہوا نہ جا آج نمک حرام کا بُرا حال کرونگا یہ کہکے باہر نکلا فوج سلطان
بڑی جانبازی کے ساتھ جنگ کر رہی ہے چاہتی ہے لڑ بھڑ کر برہمن کو نکال لیجائیں سلطان تاج بخش کے
ہزار جوان مارے گئے بہادر جری شیر زیانی میں سینہ سپر سرہا و ابریق جو بڑھے دونوں کو سلطان
نے زخمی کیا افراسیاب نے جو دیکھا کہ دونوں وزیر زخمی ہوئے بڑھ کر جو ہاتھ ہلایا ایک
برق بجلی کی تڑکی سر اُڑ گئے لاشے تڑپنے لگے سلطان نے چاہا افراسیاب پر
جا پڑوں برہمن نے ہاتھ تھام کر کہا ای برادر یہ افراسیاب خانہ خراب ہے ایک سحر میں
اتنے میں کاٹ دیگی بادشاہ طلسم ہوشربا ساحر یکتا افراسیاب نے دو چار اشارے کیے
سب فوج کے سر اُڑ گئے اب برہمن و سلطان لڑ رہے ہیں افراسیاب نے فوج والوں کو
حکم دیا کہ ہٹ جاؤ کیوں جان دیتے ہو ہالی فوج ہٹے برہمن و افراسیاب کا سامنا ہو گیا

افراسیاب نے بڑھکر سحر کیا برق چمکی قریب تھا کہ سر پر برہمن کے گرے برہمن نے برق کو
کاٹا اپنے کو بچایا گو ر آہنی خون مین اپنے رنگین کر کے مارا ایک چادر سرخ افراسیاب پر گری
افراسیاب اُسکو توڑ کر نکلا وہ سحر افراسیاب برہمن سے چلے کہ کئی ہزار ساحر افراسیاب کے
مرے سلطان تاج بخش کے جو چند ساحر گرد بان تھے اُنکے بھی سر اُڑ گئے آخر برہمن نے
ایک تلوار اُٹھائی افراسیاب پر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا افراسیاب نے ہنسکر کہا بھائی برہمن
تمکو بھی یہ دن نصیب ہوا کہ بادولت پر تلوار لگاتے ہو اسے نادان یہ تلوار نہین ہی پھولونکی
چھڑی ہاتھ مین لیکر آیا ہی برہمن نے دیکھا حقیقت مین میرے ہاتھ مین پھولونکی چھڑی ہی ناچار
اُسی کا وار کیا افراسیاب نے ایک دستک دی کہ کئی خنجر برہمن پر گرے برہمن نے خنجر توڑے
ایک خنجر سر پر پڑا کہ سر زخمی ہوا برہمن نے اپنے سر کا خون لیکر افراسیاب پر پھینک مارا افراسیاب
کے جسم پر آبلے پڑ گئے افراسیاب نے غصے مین آواز دی ارے تو گرتا نہین برہمن لڑکھڑا کر
زمین پر گرا ہاتھ پاؤن مین رعشہ پسینے پسینے ہاتھ پاؤن مین طاقت نہین آنکھون مین بصارت
نہین چاہتا ہی اُٹھون دل بیٹھا جاتا ہی اپنے مقام سے اُٹھ نہین سکتا افراسیاب نے
طرف ابریق کوہ شگاف کے دیکھا کہا ارے کیا دیکھ رہا ہی برہمن کا سر کاٹ لے
ابریق تلوار کھینچکر چلا برہمن اسقدر مبہوت ہی کہ دشمن تلوار کھینچے آتا ہی ہاتھ بھی نہین اُٹھاتا کیا
تدبیر کرین تب چاہتا ہی اپنے مقام سے اُٹھون غش سا آتا ہی پھر بیٹھ جاتا ہی سلطان نے جو دیکھا
بیتاب ہو گیا کئی گولے ابریق کو مارے افراسیاب نے اُس سحر کو دفع کیا سلطان نے دیکھا
اب وہ ظالم تلوار کھینچکر برہمن کا سر کاٹنا چاہتا ہی بیقرار ہو کر پکار اُٹھا اے بے نیاز اے کارساز
اس بلا سے اسے بچا لے اسکا حال زار دیکھکر قلب تھرا آتا ہی کلیجہ منھ کو آتا ہی تیرے نزدیک
آسان ہی ہم گنہگارون پر ابتر احسان

نظم

الٰہی گنہگار ہندی منم
ذکر دار خود منفعل دمبدم
عطا کن بہ ذکر خودم ترحمی
نگون دار در سجدہ سر چون قلم

ہمیشہ گرفتار رنج و الم
بحال من خستہ دل یا کریم
کہ نامد دگر بر زبان نام غم
ز جانم بہ ہر عشق نیاطے ون

ز افعال خود نادم ہر زمان
کرم کن کرم کن کرم کن کریم
زبان دار جاری بذکار خویش
زوال کن برون حب جاہ و حشم

دو دستت بمن کن براے سجود	پئے بندگی گردنم دار خم	الٰہی بہ براز و ظلم ہر چہ ہست
تعلق بحرص و ہوا بیش و کم	از این بیش مپسند کافر جہان	کنند برمن این نقش کافر ستم
حمایت کن اے حامے بندگان	کہ از دشمنان باشم اندامان	ہلاک کر چو دعا کی ابریق تیز

بدل کر سر پر برہمن کے پہونچا ہاتھ تلوار کا مارا کہ برہمن کا سر اڑ جائے ابریق کے ہاتھ پر
ایک چٹکی پڑی کہ تلوار ہاتھ سے چھوٹ کر دور گری ایک طمانچہ منہ پر پڑا ابریق چیخ کھا کر
زمین پر گرا ایک اندھیرا ہو گیا پھر ایک دم بھر کے بعد دیکھا کہ ابریق پڑا ہوا زمین پر لوٹ رہا ہے
منہ سوجا ہوا برہمن نزار کئی سو جوان جو گرد کھڑے تھے انکے سر کٹے پڑے ہین لیکن
سلطان تاج بخش یکہ و تنہا ہے نہ دوست دمونس نہ غمگسار افراسیاب نے للکارا اے
سلطان کہان جاتا ہے سلطان تلوار کھینچکر افراسیاب پر جا پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے
افراسیاب اس وار کو کب مانتا ہے کلائی پر ہاتھ ڈال کے ایک طمانچہ مار دیا کہ لڑکھڑا کر
گرا افراسیاب نے کہا اسکی مشکین باندھ دو ملازمان افراسیاب نے سلطان کی زبان
مین سوزن دی مشکین باندھین افراسیاب نے کہا اسکو قید کرو کل قتل کرینگے لشکر مین
خبر ہوا کہ سلطان کل قتل کیا جاویگا حشام جادو مصاحب افراسیاب سامنے حاضر
تھا افراسیاب نے حکم دیا اے حشام قلعہ سلطانیہ تمکو عطا ہوا جاکر اپنا قبضہ کرو اس
دشمن کو معزول کیا حشام جادو طرف قلعہ سلطانیہ کے چلا کہ جاکر اپنا قبضہ ملک پر کرون
بارہ ہزار جادوگر افراسیاب نے ساتھ کر دیے حشام روانہ ہوا لیکن نورافشان جادو
جو برہمن کو لایا کوکب وغیرہ موجود تھے نورافشان نے لاکر برہمن کو رکھدیا کل
حال کہا نورافشان نے یہ بھی کہا کہ ایک نابکار قریب برہمن کے تھا مین نہین سمجھا وہ
کون تھا کوکب نے کہا کوئی ہوگا یہ باتین تھین کہ خواجہ عمرو بھی آکر پہونچے تمام حال
بیان کیا کہ برابر ہرکارے آکر پہونچے کہا خواجہ سلطان تاج بخش پکڑ لیا گیا حشام جادو
کو حکم ہوا کہ جاکر قلعہ سلطانیہ پر قبضہ کرو سلطنت بھی اس بیچارے کی گئی کل قتل بھی ہو جائیگا
لیکن جب گرفتار رہا تو پکار پکار کر کہتا تھا کوئی خواجہ عمرو کو ہماری اطلاع کر دے
کہ محبت اسلام مین ہمارا یہ حال ہوا یہ سنکر عمرو نے کہا اے نورافشان جادو مین تو جاتا ہون

یا اسکو چھڑا دیگا یا قضا سے جاتی ہی ملکہ بہار اپنے مقام سے اُٹھیں کہا مین جاکر اُسکے قلعے کو بچاؤن
برآن نے کہا مین بھی چلون کوکب نے کہا تمہارا جانا ضرور ہی مجلس تڑپ کر اپنے مقام سے
اُٹھی کہا کوئی صاحب نہ جائین مین جاکر سمجھ لونگی ہر چند بہار و برآن نے منع کیا مجلس نے
نہ مانا فوراً پر پرواز پیدا کرکے روانہ ہوئی مگر خواجہ عمر و بانئے عیاری سے آراستہ ہوکر
برائے رہائی سلطان چلے یہان افراسیاب جادو نے دیجور جادو کو حکم دیا کہ رات بھر
حفاظت کرو صبح کو یہ قتل کیا جائیگا صرصر صبا رفتار کو حکم ہوا کہ تم بھی نگاہ داشت رکھنا
دیجور جادو بارہ ہزار جادوگرون سے آکر در خیمہ پر بیٹھا حفاظت کر رہا ہی صرصر اور صبا رفتار
بھی دمبدم آتی ہین ہوشیار کر جاتی ہین خواجہ بصورت مبدل لشکر مین آئے یہ حال دیکھا
کر دیجور جادو بارہ ہزار ساحرون سے برائے نگہبانی بیٹھا ہی عیارہ بچیان دمبدم آتی ہین
پکارتی ہین اے دیجور ہوشیار رہنا خواجہ حیران کہ اب کیا تدبیر کرون دربار مین افراسیاب
کے آگے ساحر بنکر کھڑے ہوے دیکھا کہ افراسیاب بیٹھا ہی حیرت سے باتین کر رہا
ہی خواجہ کھڑے کھڑے پیچھے حیرت کے آئے کنیز کی شکل بنکر کھڑے ہوے سوچ رہے ہین
کہ کیا کرون کہ ملکہ حیرت نے پلٹ کر دیکھا گلرنگ کنیز مگس رانی کر رہی ہی کہا جواہر خانے
جا صندوقچہ ہمارے زیور کا اُٹھا لا عمرو نے ایک رقعہ پیش کیا کہا اسپر دستخط کر دیجیے کہ کنیز
ہماری آتی ہی جو سے دہ کرنا حیرت سمجھی کیا نقصان ہی یہی لکھدیا کہ کنیز ہماری آتی ہی جو
کے وہ کرنا وہ رقعہ عمرو نے اپنے پاس رکھا باہر نکلے کنارے آکر جیبے پر یہ مضمون لکھا کہ اے
دیجور جادو ہمنے ایک سحر بنایا ہی اپنی کنیز کو دیا ہی اُس سے سیکھ لو کوئی دشمن تم تک آسکیگا
وہ رقعہ لیکر بشکل گلرنگ سامنے دیجور کے آئے دیجور کو رقعہ دیا اُسنے رقعہ پڑھکر گلرنگ
سے کہا معلوم ہوتا ہی کوئی سحر ملکہ عالم نے بتایا ہی گلرنگ نے کہا کنارے چلیے مین عرض کردون دیجور نہا
خواجہ اُسکو لیکر خیمے مین آئے جیب مین سے چند انگور نکالے کہا صاحب تاثیر اسکی الگ جانے ہمسے
تو حکم تھا کہ کھلا دینا دیجور نے کہا یہ اسی مین تاثیر ہی کہ دشمن ہمارے پاس نہ آئیگا یہ کہکر انگور
کھا لیے کھاتے ہی آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا گھبرا کے اُٹھا گر کے بیہوش ہوا عمرو نے اُسکو
اُٹھا کر نذر زنبیل کیا کہ صرصر نے آواز دی میان دیجور ہوشیار رہنا آخر رات ہی مین نے

عمرو کو بازار صرافان میں بیچا تھا سرداروں نے دیجور کے کہا کیونکر تمام عالم کی آنکھ بچا کے اس سے کچھ باتیں کر رہے ہیں صرصر سمجھ گئی کوئی عیار ہوتا چھپ کر قریب آئی پکار کر آواز دی میدان دیجور کیا کر رہے ہو عمرو نے جلدی منہ پر ہاتھ پھیر کر کہا داوا آؤ مہ رویان زنگ غلام جس میری صورت دیجور کی ہو جائے داوا تو بہتے کے نابجا رہین فوراً دیجور کی شکل پر تیار ہوے کہا ملکہ صرصر یہاں آؤ دیکھو عجب تماشہ ہوا صرصر خیمے میں آئی دیکھی دیجور ٹہل رہا ہے جیسے ہی صرصر کو دیکھا مسکرا کر کہا صاحب تک الگ آئی ہو پکار کر چلی جاتی ہو ہم یاد کیا کرتے ہیں یہ نہ جانا کہ تم پر مرتے ہیں ابھی ساربان زادہ شکل لئے آیا تھا میں بول اٹھا کہ او ساربان زادے اب کہاں جاؤ گے وہ تو برق جہندہ ہی بھاگ کر نکل گیا مگر اے صرصر ہر وقت تمہاری یاد میں رہتے ہیں تمہارے ناز معشوقانہ نے نہایت پریشان کیا ہی بقول شاعر نظم

ہر پردہ ستم ہم پہ وہ کر جاتے ہیں کیسے — گر تجھے گلہ صاف مکر جاتے ہیں کیسے
آنے میں تو سو طرح کی منت تھی شب وصل — دیکھیں گے پر اب کیسے ٹھہر جاتے ہیں کیسے
رنجش کا مری پاس نہیں آپ کو مطلق — پر ہم تجھے ہم دیکھ کے ڈر جاتے ہیں کیسے
غصے میں خیار رنگ نکالے ہیں پری رو — جوں جوں یہ بگڑتے ہیں سنور جاتے ہیں کیسے
اُس صاحب عصمت کو یہی سوچ ہے ہر صبح — بیوجہ مرے بال بکھر جاتے ہیں کیسے
ایام مصیبت کے تو کاٹے نہیں کٹتے — دن عیش کے گھڑیوں میں گذر جاتے ہیں کیسے
وہ وقت تو آنے دے بتا دینگے شہیدی — بن آئے کسی شخص پہ مر جاتے ہیں کیسے

صرصر نے حیران ہو کر کہا اے دیجور کیا دیوانہ ہوا ہے یہ کیا بیہودہ بکتا ہے مجھے برائے حفاظت شہنشاہ نے مقرر کیا ہے میں دریافت کرنے آئی ہوں کہ ہوشیار ہو یا نہیں دیجور نے کہا ذرا میرے پاس آؤ میں ایک کہونگا صرصر آگے بڑھی خواجہ نے جیب کر حباب مارا کہ صرصر بیہوش ہو کر گری خواجہ نے اُسکو ایک خیمے میں ڈالدیا دیجور کی شکل بنکر باہر نکلے ملازموں سے کہا آج کچھ شراب کی میرے کی ہمتی ہے ایک تیلہ نادیکھے کمرے رو پڑ نکالے جادو گر تو شراب کے بھوکے ہیں شراب لینے دوڑے اُدھر سے صبا رفتار آئی تھی پوچھا سرداروں سے کہاں جاتے ہو کہا ہمارے افسر دیجور نے

شراب منگوائی ہی صبا رفتار کا ماتھا ٹھنکا کہ یہ بات تو فریب کی معلوم ہوتی ہی شاید کوئی عیار
ہو تھا صبا رفتار نے پوچھا ملکہ صرصر بھی گئی ہین ایک نے منہ سے نکالا کہ خیمے مین گئین لیکن
دیجور کیلیے ہوئے صبا رفتار سمجھی کہ صرصر پر کوئی افتاد پڑی ہوا کا بگڑنا بڑے غضب کی
بات ہی عیارون کی عیاری نہین کرامات ہی گھبرا کر صبا رفتار چلی دور سے دیکھا کہ دیجور
چل رہا ہی صبا رفتار سوچی کہ نہین معلوم استانی کو کیا کیا لیکن آنکھ جو ملائی تو پہچانا کہ عمرو
عیار ہی یہ لیکے پیچھے ہٹی کہ مین استانی کو ڈھونڈھ لاؤن جی مین کہتی ہی ای صبا رفتار چلکر
شاہ سے اطلاع کرونگی جادوگر کو بلا کر لاؤنگی یہ سوچتی ہوئی جاتی ہی کہ دیکھا سامنے سے صرصر
چلی آتی ہی صبا رفتار نے پکار کر کہا استانی جلد تدبیر کیجیے عمرو بھی بچ گیا دیجور بنا ہوا
بیٹھا ہی صرصر جھپٹ کر قریب صبا رفتار کے آئی کہا چلو ہم تم ملکر گرفتار کرین صبا رفتار
نے کہا استانی وہ نکل جائیگا کسی جادوگر کو بھی ساتھ لیلو ورنہ کچھ نہ بن پڑیگا صرصر نے کہا
وہ دیکھو سرما آتا ہی جیسے ہی صبا رفتار پلٹی حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے نعرہ کیا ای خلیفائن
غضب کرتی ہو استاد کی گرفتاری کی تدبیر مین مہتر برق فرنگی ارے کہکر صبا رفتار گری
برق نے حباب مار کر بیہوش کیا صبا رفتار کو ایک نخل مین باندھا آپ بشکل صبا رفتار
چلا خواجہ بیٹھے ہوے انتظار شراب کا کر رہے ہین کہ دیکھا صبا رفتار پھر آتی ہی خواجہ
حیران ہوے کہ خدا خیر کرے برق جھپٹ کر قریب آیا کہا میان دیجور مین پہچان چکی جلد تدبیر
کیجیے اب جو عمرو نے آنکھ ملائی برق کو پہچانا خوش ہوگئے کہا ای فرزند بڑا کام کیا برق نے کہا
مین نے صبا رفتار کو گرفتار کر لیا نخل مین باندھ آیا ہون ابتو خواجہ بہت خوش ہوے وہ
جو ساحر گئے تھے شراب لیکر آئے خواجہ و برق نے تھلے مین بیہوشی ملائی ساتھ والون سے
کہا بیٹھ کر پیو سب شراب پینے لگے تھوڑے عرصے مین سب بیہوش ہوے برق نے کہا چلکر
سلطان تاج بخش کو رہا کیجیے دیر نہ ہو خواجہ و برق اٹھے کہ جا کر سلطان کو رہا کرین
پھر وہ اٹھا کر اس خیمے مین آئے جہان سلطان قید تھا آکے سلطان کو رہا کیا اور ہتھکڑیان
بیڑیان کاٹین سلطان خوش ہوگیا کہا خواجہ بڑا کار نمایان کیا مین نادیدہ تمھارے
مذہب کا مطیع ہوا عمرو نے کہا مین شام سے آیا ہون تمھاری رہائی کی فکر مین اتنی رات

گذری اب سلطان وخواجہ و برق تینون طرح باتین کرتے ہوے چلے قضا سے کار
سرما سے برف انداز کہ اسکو حفاظت بازار صرافان کی متعلق ہی پھرتا ہوا آتا ہی دور سے
دیکھا کہ سلطان و دیجور و صبا رفتار رہتے ہین پکار کر آواز دی او سلطان تونے کیونکر
رہائی پائی کیون دیجور کیا تونے بھی ساز کر لیا سلطان نے کہا خواجہ غضب ہوا وزیر
افراسیاب آتا ہی سلطان نے جھولی پر ہاتھ ڈالا سرما بڑھا ساتھ والون سے کہا ان تینون کو گرفتار
کر لو عمرو و برق توجہ کرکے کھڑے ہوے سلطان و سرما سے سحر چلنے لگا ملازمان سرما
نے چاہا کہ بلوہ کرکے سلطان پر جا پڑین سلطان نے ایک سحر کیا کہ برق زمین کرتے نگین جس
جس پر برق گری اسکے دو ٹکڑے ہوے دس بارہ جوان جو مارے گئے سرما ہر چند پکارتا ہی
یارو یہ گنہگار افراسیاب ہی اگر نکل جائیگا تو شہنشاہ کے خلاف ہوگا اسے کیون ڈرتے ہو
کیا ایک سحر مین سب ہلاک ہو جاؤ گے ہر چند چیختا ہی چلاتا ہی کوئی نہین بڑھتا کہ صف سے
بڑھکر تلوار کھینچین سلطان تاج بخش پر سرما چلا سلطان نے بھی تلوار کھینچی دونون مین تلوار
چلنے لگی سرما کے ملازم سب دور کھڑے ہوے ہین سلطان تاج بخش اکثر سنگریزے اونپر
بھی پھینک دیتا ہی دس پانچ جلکر گر پڑتے ہین سرما نے ایک مقام پر سحر جو کیا سپر کا ہاتھ
سلطان کا بیکار ہوا اوپر سے سرما نے ہاتھ مارا سر سلطان کا سراسر زخمی ہوا سلطان
نے چاہا جواب دون سحر سرما کا غالب ہوا وہ ہاتھ ہی نہین اٹھتا اب تو سرما نے سامنے
مین تلوار لے لیا چاہتا ہی ہاتھ مارون کہ سر اڑ جاے سلطان تاج بخش پیچھے ہٹتا چلا آتا ہی
اتنی مہلت سرما کو نہین ملتی کہ ہاتھ مارے سر اڑ جائے سلطان دور تک ہٹا سرما نے سحر کیا
کہ پشت پر سلطان کی ایک دیوار پیدا ہوئی اسپر اکثر جا بجا گھاس جمی ہوئی ہی یہ جو پلٹ کر
سلطان نے دیکھا زندگی سے یاس ہوئی ناچار ہو کر ٹھہر گیا سپر و شمشیر ہاتھ سے گر گئی دونون
ہاتھ اٹھا دیے سرما نے چاہا ہاتھ مارون جلو سے آواز آئی ای وزیر اعظم حامی دستور معظم
کنیز حاضر ہی آپ تامل کرین مین حلقہ ہاے کمند ماہ کے گرفتار کر لونگی سرما نے
شمیم نقب ان کو دیکھا چست و چالاک حلقہ ہاے کمند ہاتھ مین سرما فدائی کا تھا کہ پشت سے
حلقہ ہاے کمند سرما پر پڑے سلطان نے بھی بڑھکر سحر کیا نعرہ ہوا سنم مہتر برق فرنگی

فقرہ برق تصنیف مصنف

تڑپنے مین مین برق رفتار ہون
ارسطوے زبعلم شاگرد ہی

مرا نام ہی برق خنجر گزار
سکے کون مکار و غدار ہون
بہ زیر قدم غرب ہی شرق تا

کہ استاد ہین خواجہ نامدار
کہ دون سیکڑون کوس کی راہ کو
چھلاوہ ہون مین نام بھی برق ہی

سرما منھ کے بل گرا برق نے آواز دی سلطان نکل چلو سلطان نے ایک سحر کیا کہ
اندھیرا ہوگیا اُسی تاریکی مین پر پرواز پیدا کرکے طرف آسمان کے روانہ ہوا برق و خواجہ
خیمونکی آڑ پکڑتے ہوے طرف اپنے لشکر کے چلے ملازمان سرما نے سرما کو اُٹھایا دردولت
پہ افراسیاب کے لائے افراسیاب ہڑبڑا کر نکل آیا پوچھا ارے کیا ہوا کہا حضور راہ مین
سلطان ملا ہمارے وزیر سے مقابلہ ہوا سحر مین بیکار کر دیا تھا مگر شمیمہ نقب زن نے
آکر تمام معاملہ بگاڑ دیا افراسیاب نے کہا عیار بچیان کہان ہین سب نے کہا حضور ہمین نہین
معلوم افراسیاب نے کتاب مین دیکھا کہا صبا رفتار نخل مین بندھی ہی صرصر اُسی خیمے مین
بیہوش پڑی ہی اور ساحرونکو بھیجکر صرصر و صبا رفتار کو بُلایا حال پوچھا صرصر نے کہا اے شہنشاہ
کنیز اُسکے دام مکر مین پھنس گئی صبا رفتار نے کہا مین نے پہچان لیا تھا راہ مین برق نے
مجھکو گرفتار کیا افراسیاب نے کہا کہان جائے گا حشام جادو کو اُسکے قلعے پہ بھیجا ہی
وہان جائیگا تو مارا جائیگا صرصر نے کہا مین گرفتار کرلاؤنگی صرصر اُسیوقت باسباب عیاری
سے آراستہ ہوکر طرف لشکر اسلام کے چلی لیکن حشام جادو فرستادہ افراسیاب طرف
قلعے کے چلا ہی معذور تیغ زن بھانجہ سلطان تاج بخش کا طرف سے سلطان کے
قلعے مین منتظم ہی زوجہ اسکی نسیم گلشن افروز محل مین ہی ہرکارے روز خبرین لاتے ہین ایک دن
خبر پہونچی کہ سلطان اور شہنشاہ سے بگڑ گئی پھر خبر ملی کہ افراسیاب نے قید کیا صحبت مین
شہنشاہ کی یہ معرکہ ہوا برہمن کو رہا کیا اُسی وجہ مین یہ سارے جھگڑے ہوے معذور
روتا ہوا محل مین آیا کہا اماں جان آپ نے سنا کہ ماموں جان قید ہوگئے مگر مذہب اسلام
اختیار کیا برہمن کی دوستی مین یہ معاملہ ہوا نسیم رونے لگی کہا بیٹا اصل تو یہ ہی وہ مرد مین
سب تر ملکے لوگ اُنکے پاس آتے ہین کچھ تو سمجھ لیا جو اس مذہب قدیم کو چھوڑا معذور نے کہا
ہرکارے خبر لاتے ہین کہ قتل کی تیاری ہی نسیم گلشن افروز نے کہا کچھ لوگ جمع کرو وقت

پر چلین گے یا شوہر کو رہا کرینگے یا ہم بھی جان دینگے کہا کل فوج تو ناموں جان اپنے ساتھ لیگئے
یہان پانچ ہزار آدمی موجود ہین جانباز سرفروش جو حکم دیجیے گا وہ بجا لائینگے جان دیتے ہین
کچھ تامل نہ کرینگے اتنے مین ہرکارے واسطے کہ دمبدم کی خبرین ہمکو پہونچین پھر رات رہے
ہرکارون نے خبر سنائی کہ خواجہ عمرو نے آکر سلطان کو رہا کیا سرہا کو بیہوش کرکے اسکو
نکال لیگئے اتنے سب خوش ہوے صبح کو دوسرے ہرکارے آئے عرض کی کہ آج ملکہ عالم
حشام جادو کو افراسیاب نے روانہ کیا ہے حکم ہے قلعے کو جاکر لوٹ لو معذور نے کہا کہ اب
آپ نہ گھبرائیے کیا ہمارے ہاتھ پانون نہین ہین لڑینگے بھڑینگے یہ کہکے باہر نکلا ملازمون کو
جمع کیا پکار کر آواز دی ایہا الحاضرین تمہارے آقا کے ناموس کو لوٹ لینے کا حکم ہے سب نے
عرض کی کہ ہماری زندگی مین کیا مجال ہے معذور نے سب ماجرا سامنے فوج کے بیان کیا سب نے
عرض کی انکو اپنے مذہب کا اختیار ہے افراسیاب کو لعین کہا غل اسی وقت کمربندی
ہونے لگی معذور پانچ ہزار جوانون کو لیکر بیرون قلعہ آیا نسیم گلشن افروز قلعے پر سے
دیکھ رہی ہے کہ فوج ہماری اترتی جاتی ہے کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا سب نے حشام
بدانجام گینڈے پر سوار سحر کی جھولی گلے مین ڈالے ہوے بارہ ہزار ساحرون سے آتا ہے
اب جو حشام نے دیکھا وہین سے گینڈا اڑا دیا ساتھ والون سے کہا لو یارو وہ بھی باہر
نکلے ہین گھیر کر مار لو بارہ ہزار ساحر اسباب سحر لیے ہوے معذور کی فوج پر آپڑے اور
ہمراہیان معذور بھی لڑنے لگے نسیم گلشن افروز نے جو دیکھا یہ پانچ ہزار وہ بارہ ہزار
لڑکے جو گرے لشکر پر تباہی ساحر قتل ہونے لگے معذور اپنی جرات سے لڑ رہا ہے مگر حشام ساحر
زبردست جسپر جا پڑا یا مارا یا زخمی کیا نسیم گلشن افروز نے گاتی باندھکر چالیس کنیزین اپنے
ساتھ لین قلعے سے نکلی ایک عقاب پر سوار ہوئی اب جو آکر گری مع چالیس کنیزون کے جس
غول پر پہونچی اس غول کو درہم و برہم کر دیا کئی ہزار جوان مار کر گرا دیے لشکر مین تہلکہ
ہے ہلڑ جو ہوا حشام نے پلٹ کر دیکھا ایک نازنین مہ جبین عقاب پر سوار مثل ستارہ سحری چمک
رہی ہے جس غول پر گری اس غول کو تباہ کیا اشارے مین سحر کے ابر دہلا دیے خنجر برسے
مسکرا دی برق چمکی یہ صورت رعنا طلعت جہان آرا جو حشام نے دیکھی بیتاب ہو گیا ہاتھ

پاؤن مین رعشہ قلب تھرایا آخر ضبط نہ ہو سکا بے اختیار پکار اُٹھا نظم

تری ہم خاطر نازک سے حذر کرتے ہین / ورنہ یہ نالے تو پتھر مین اثر کرتے ہین

دل و دین تھا سو لیا اور بھی کچھ مطلب ہے / بار بار آپ ادھر کو جو نظر کرتے ہین

فائدہ کیا ہے اگر شرق سے تا غرب پھرے / رہروی ہر کہ جو ہستی سے سفر کرتے ہین

کیا ہو گر کوئی گھڑی یان بھی کرم فرماؤ / آپ اسی راہ سے آخر تو گذر کرتے ہین

ہم تو ہر شکل مین یان آئینہ خانے کی مثال / آپ ہی آئے نظر سیر جدھر کرتے ہین

تیرے ایام فراق اے صنم مہر گسل / آہ مت پوچھ کہ کسطرح بسر کرتے ہین

دلکو پھرتے ہین تجھے ڈھونڈتے اور رات تمام / جستجو تیری ہی یہ شمس و قمر کرتے ہین

تا رہین فتنۂ آشوب جہان سے بیدار / شمع کی طرح سے رو رو کے سحر کرتے ہین

ملکہ نسیم گلشن افروز نے جو یہ اشعار حماقت آثار سُنے آواز دی او ملعون کیا جھک مارتا ہے حشام ہاتھ باندھتا ہے منت کر رہا ہے کہتا ہے فوج کو بھی منع کر دون کیا مجال جو کوئی لڑائی یا فساد کا نام لے ملکہ نے منھ پھیر لیا حشام اب اس فکر مین ہے کہ جسطرح بنے نسیم کو قبضے مین کر دن ہوا پر قبضہ ہونا دشوار ہر طرف سے سحر کرتا ہوا آتا ہے مگر نسیم تک نہین پہونچ سکتا قضائے کار سلطان جو رہا ہو کر چلا تھا خیال مین آیا کہ تھوڑے عرصے کے واسطے قلعے مین اپنے جلیسون وجہ وغیرہ سے ملاقات کر کے حاضر لشکر ظفر اثر مسلمانان ہو اس فکر مین طرف قلعے کے متوجہ ہوا کوئی تین کوس قلعہ باقی تھا کہ صدائے عجیب کان مین آئی کچھ دنادن سنا تھا گونکا ساحرونکے مرنے کی آواز بھی آئی گھبرا گیا دل سے کہتا ہے یہ تو میرے قلعے سے آوازین آتی ہین بیقرار ہو کر چلا آسمان پر بلند ہوا اب جو نگاہ اُٹھا کر دیکھتا ہے ہزار ہا آدمی آپس مین لڑ رہے ہین ایک ساحر سبکو قتل کرتا پھرتا ہے اپنے بھانجے کو دیکھا انتہا کا زخمی زوجہ کے سر پر بھی زخم ہے اس حال پرملال کو جو دیکھا سلطان سمجھ گیا کہ یہ فوج افراسیاب نے بھیجی ہے وہین سے نعرہ کر کے گرا منم سلطان تاج بخش پادشاہ کا فران بھیا اے نابکاران پر دغا مین سمجھ گیا کہ یہ بدبخت طرف سے افراسیاب کے ہے گرتے ہی سحر کرنے لگا بڑے جوش مین سلطان نے آتے ہی ہنگامہ ڈالدیا کئی ہزار جادوگرونکو مارا مغرور کے ہمراہی دو ہزار جوان قتل ہو چکے تھے تین ہزار

۱۰

جمے ہوئے لڑ رہے تھے ہزار مین دس گھٹے دو ہزار مین پچاس سلطان نے آگر زمین ہلا دی ہی
ارادہ ہی کہ جا کر حشام کو مارون کسی کنیز نے کہدیا کہ آپ کی زوجہ کا حشام نام لیتا ہی کلمات
عشق آمیز کہتا ہی ہماری ملکہ وہ راسخ الاعتقاد ہین آپکی محبت کی پابند ہین اسکے سوال کے
جواب سخت دیے دیکھیے ماشاء اللہ کس صورت سے لڑ رہی ہین پرے کے پرے درہم و برہم
کر دیے یہ حالات سنکر سلطان غصے مین کانپ رہا ہی جم کر وہ سحر کیے کہ آگ برسا دی سلطان
تو اس رنگ مین لڑ رہا ہی کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا سبھون نے ایک لڑکی کمسن مینڈھیان
گندھی ہوئین اور مسی سر سے ڈھلکی ہوئی زیر پائی بھاری پانون مین گالی باندھے ہوئے
وہین سے نعرہ کرتی ہوئی اے حشام بدانام منم ملکہ مجلس دختر بلند اختر ملکہ یران شمشیر زن
سلطان تو مجلس کو دیکھکر عاشق ہو گیا کہا دیکھو اہل اسلام کا یہ طریقہ ہی خواجہ عمرو نے
عشب کو آکر اپنی جان لڑا دی ہلکو تمہارے رہا کیا شہنشاہ کوکب کی نواسی ہماری مدد کو آئی
مجلس تو شعلۂ جوالہ ہو گرتے ہی پرے کے پرے درہم و برہم کر دیے کھلونے مٹی کے ہاتھ مین
تھے کھلونے جو مارے جو کھلونا ہاتھ سے چھوٹا ٹوٹ کر شتر ہوا جسپر پڑا اُسکا سر اُڑ گیا ایک
ایک وار مین دو دو سو کو واصل جہنم کیا حشام دیکھکر گھبرایا دیکھا مجلس کے سامنے کوئی
وار نہین چلتا جس نے سحر کیا مجلس نے مینڈھی سے تاڑے کر کھلا سمٹے کو گردش دی
سحر ساحرونکا اُلٹا پلٹا اُنھین پر پڑا دس پانچ مر کر گرے حشام فکر مین نسیم کی چلا اب
شوہر کے آنے سے قلب کو قوت روح کو راحت ہی ایک نخل کے سائے مین کھڑی سحر کر رہی
ہی حشام نے دور سے تاکا دو نون پانون مار کر غرق زمین ہوا اُسی نخل کے سائے مین کر
نکلا غفلت مین ملکہ نسیم کی دام جمشیدی ڈالا نسیم آگاہ نہ تھی دام مین پھنسی خاک جمشیدی
اڑا کر بیہوش کیا اسقدر جلدی آیا کہ کسی نے نہ دیکھا پشتارہ دوش پر لیکر بھاگا گلستان
کی آڑ پکڑتا ہوا نکل گیا فوج بے سردار کو مجلس و سلطان نے تھوڑے ہی عرصے مین
مٹا دیا جب ہزار دو ہزار باقی رہے فریاد کرتے ہوئے رو برو دے سلطان آئے
عرض کی ہم اطاعت کرتے ہین آن افسرونکو سلطان نے پناہ دی مجلس کی بڑی طرح کی
سلطان ملنے سفید ماہچے بجا بجے کو گلے سے لگایا کہ اے فرزند بڑا کار نمایان کیا آج

ستے آبرو بچائی ، باتین کرتے کے سلطان چار جانب گھبرا گھبرا کر دیکھتا ہے کہ سب نے زود بیری کی طرف ہر چند کنیزین خستہ و شکستہ غمزدہ و بیقرار حیران و پریشان سامنے آئین سلطان نے گھبرا کر پوچھا تمہاری ملکہ کہان ہین کہا حضور قلعہ سے جو ملکہ نے معذور کو عالم شکست مین دیکھا منضبط نہ ہوسکا ہم سبکو ساتھ لیکر نکل آئین آپ کی لونڈیان سایہ سان ساتھ رہین بی بی نے آتے ہی وہ سحر کیے کہ زمین کو جنبش فلک کو گردش کی کوشش بچیا بھاگتے پھرتے تھے جب حضور آئے اسوقت تک موجود تھین اب تھوڑے عرصے سے کنیزون نے نہین دیکھا سلطان کے منہ سے آہ نکل گئی کہا یارو تلاش کرو کنیزین دوڑتی پھرتی ہین جب آ کر خبر دیتی ہین کہ حضور کہین پتہ نہین ملتا سلطان گھبراتا ہے کہتا ہے یارو غضب ہوا اپنے دلکو کہا لیکے بہلاؤن

نظم

طریق عشق مین مارا پڑا جو دل بھٹکا
یہی وہ راہ ہے حسین ہر جان کا کھٹکا
منارہ اپنی جو دے یار رہے کا جھٹکا
شب وصال کی گستاخیو لگا تھا کھٹکا
کیا ہر ا و بہاری سے نے بلبلون کو مست
ہرا ہے پھول کے ہر گل شراب کا مٹکا
نہ ہو ریا بھی میسر ہوا اچھانے کو
ہمیشہ خواب ہی دیکھا کیے چپیر کھٹکا
کہون جو عرش برین بھی تو کہہ نہین سکتا
بہت بلند ہے پایہ ترے چپیر کھٹکا
شب وصال مین کھولے قبائے یار کے بند
کمر سے کھینچکے ٹکلے کو ہینٹے دے پٹکا
پری سے چہرے کو اپنے وہ نازنین کھلات
حجاب دور ہو ٹوٹے طلسم گھونگھٹ کا
چمن کی سیر مین سنبل سے بہلوائی کی
چڑھا کے پیچ پر ان گیسوؤن نے دے پٹکا
کبھی تو ہوگا ہمارے بھی یار پہلو مین
کبھی تو قصد کریگا زمانہ کروٹ کا
خدا کو حشر کے دن منہ دکھائینگا تو کیا
یہی جو شرم پرائی ہٹ ہے طرہ گھونگھٹ کا
اڑاتی ہے تری رنگین ادائیون نے نیند
عرس کے دل کو ہے مہندی کے چوند کا کھٹکا
نہ پھول بیٹھ کے بالا سے سرو و قمری
چڑھے جو بانس کے اوپر یہ کام نٹ کا
پری سے جب کے اوپر نہین ہین لہراتے
یہ منہ چڑھاتے ہین گیسوئے یار گھونگھٹ کا
عجب نہین ہے جو سودا ہو شعر گوئی سے
خراب کرتا ہے آتش زبان کا چسکا

کبھی گھبراتا ہی کبھی خود دوڑ جاتا ہی خود تلاش کرتا ہی جب پلٹ کے آتا ہی چیخ مار کر روتا ہی کنیزین
عرض کرتی ہین حضور ذرا گھبرائین نہین پتہ ملیگا حرامزادہ کہان جائیگا مجلس کی بھی کوئی اب خاطر
نہین کرتا مجلس نے جو دیکھا کہ سلطان اب نہایت پریشان ہی مجلس نے کہا اے سلطان
اب کیون گھبراتے ہو پتہ ملیگا اتنا تو ثابت ہوا کہ کس مقام پر کھڑی تھین وہان سے دریافت کرین
کنیزون نے عرض کی سامنے کے نخل کے سایہ مین جا کر کھڑی ہوئی تھین اسی مقام سے غائب
ہوئین پھر کنیزون نے نہین دیکھا مجلس خود اٹھکر اسی مقام پر پری کے گرنے کا مقام دیکھا خاک
وہان کی اٹھا کر سونگھی کہا یہان خاک قبر جمشید کی پھیلی گئی ہی اسی مقام پر کسی نے معلوم ہوتا
ہی گرفتار کیا دیکھو حال کھلا جاتا ہی سلطان اور زیادہ بیقرار ہو گیا مجلس نے وہان کی خاک
اٹھائی ہر نقش کے واسطے تھوڑی سی لی ایک پتلا بنایا اپنی انگلی کو چاک کیا چند قطرات
خون سر پہ پتلے کے ڈالکر آواز دی ارے پتلا تو او پتلے نسیم گلشن افروز کو کون لے گیا
کیا سانحہ ہوا کیا افتاد پڑی منفصل بتا اگر خلاف کہیگا تو مین تجھے پھونک دونگی پتلہ
قہقہہ مار کر ہنسا کہا حضور میری مجال ہی کہ مین آپ سے جھوٹ بولون پتلے نے کہا صاف صاف
تو یہ ہی کہ حشام جادو ملکۂ عالم کو دیکھکر عاشق ہوا وہی گرفتار کرکے لے گیا ایسا غفلت
مین آیا کہ ملکہ زبان نہ ہلا سکین یہ کہکر پتلا جلکر خاک ہو گیا سلطان نے ایک عرضی دہسے
کوکب کے لکھی ایک پرچہ خواجہ عمر کو مضمون یہ تھا کہ آپ لوگون کے احسان سے
سر نہین اٹھا سکتا ہین یہ صدق دل مسلمان ہوا حاضر خدمت ہونگا ایک افتاد مین مبتلا ہون
کنیز کو حضور کی حشام لے گیا اب مین تلاش کرتا ہون اسکو پاؤن تو حاضر خدمت ہون
دونون عرضیان مجلس کو دین ہر چند ساتھ والون نے منع بھی کیا اور کہا ہم تلاش کو جاوین
حضور تشریف رکھین غلامان جانباز براے تلاش جائین ڈھونڈ کر لے آئین سلطان نے
نہ قبول کیا کہا یارو میرا ہی جانا ضرور ہی قلب ناصبور ہی نظم

دہشت سے ہی یہ حال مرے جسم زار کا — اک خار خشک عشق کے ہی خار زار کا
دو پھول بھیجدے ملک سے زرگر بہ ناز و بار — آنکھوں سے دیکھیے حال مرے انتظار کا
وے روز ماقبا بچھے دو چار جام مے — دو چار روز اور ہی موسم بہار کا

حاضر ہی صیدگاہ محبت مین دل مرا	ہر شوق مجکو صید افگن کے شکار کا
یاس و غم و الم تپش و داغ و رنج و درد	جاتا ہی ساتھ مجکو اٹھین زمین یار کا
مانند نقش پا نہین اُٹھنے کا اب ظفر	بستر گلی سے یار کی اس خاکسار کا

سب مصاحب خاموش ہوے عرض کی سرکار کو اختیار ہی سلطان نے معذور کے سب
معاملے سپرد کیے کہا ای فرزند اب تجکو اختیار ہی مین تو تلاش مین اپنی محبوب جانی یار جادوانی
کی جاتا ہون اگر پا گیا تو فوراً آتا ہون اگر اسی حیلے سے قضا ہی تو ناچار ہون یہ کہکر سلطان
یکہ و تنہا تلاش مین اپنی زوجہ کی روانہ ہی طلبس جادو بہ فتح و فیروزی خدمت مین کوکب
کی آئین تمام کیفیت عرض کی عرضیان سلطان کی ایک خواجہ کو ایک کوکب کو دی
خواجہ عرضی پڑھکر بہت بیتاب ہوے اور فرمایا کہ حقیقت مین سلطان صاحب ایمان نے
بڑی جانفشانی مین بھی تلاش مین اُسکی زوجہ کی جاتا ہون اگرچہ خدا چاہیگا تو تلاش کر کے
لاؤنگا یہ کہکے خواجہ عمرو بانداے عیاری سے آراستہ ہوکر تلاش مین حشام جادو کی
روانہ ہوے بہار رباغ باغ اپنے لشکر مین آئین ملکہ مہرخ سے سب حال بھاگنے افراسیاب
کا بیان کیا نوا افشان و برہمن و کوکب اپنے اپنے مقام پر گئے ملکہ شہلاے نرگسی چشم
اپنے قلعے مین با اطمینان بیٹھین اب حال حشام بد انجام کا سنیے ہوتا ہی کہ نسیم گلشن افروز
کو لیکر چلا چند جادوگر ساتھ ہین ایک صحرا مین آکر شہر اسپ سے کہا کیون یارو کیا صلاح ہی
اگر خدمت مین افراسیاب کی جاؤن وہ رنجیدہ ہونگے کہ مین نے شکست کھائی اُنکو نامہ
نہین لکھا کہ مجھپر شکست فاش واقع ہوئی اب مین کیا کرون اگر ملکہ کوکب مین جاؤن
اُنکی شراکت کرون تو مذہب لات پرستی ترک کرون علاوہ ازین وہ میرا استاد ہونا کیون قبول
کرینگے اُنسے لڑا ذرت ہون مخلبج جادو کو براے مدد بھیجا ہی مین نے اُنکے مقابلے مین شکست
کھائی اب کچھ بن نہین پڑتا کیا کرون لیکن بارہ کوس پر یہان سے قلعہ ہی وہانکا اقلام جادو
ساحر زبردست میرا بھائی حاکم و ناظم ہی وہ البتہ مجھسے بہ محبت ملیگا خاطر و مدارات کرے گا
بعد چندے سمجھا جائیگا سب نے کہا یہی بہتر ہی اپنے بھائی کے پاس چلیے اس صلاح پر
قیام کرکے طرف قلعۂ اقلام کے چلے اقلام جادو افراسیاب کا خراج گزار بھائی

حشام کا قلعے مین اپنے بیٹھا ہی کہ ہرکارون نے خبر دی آپ کے بھائی صاحب حشام جادو
قلعۂ سلطانیہ سے شکست کھا کے آتے ہین تین سو جادوگر ہمراہ ہین یہ سُنکر اقلام واسطے استقبال
کے نکلا ساتھ دیوون سے کہتا ہوا وہ تو ساحر لاجواب مصاحب افراسیاب ہی کیا ماجرا
گذرا کہ اُسنے شکست کھائی حشام نے ملکہ نسیم کو ایک صندوق مین بند کیا صندوق چھکڑے
پر لادلیا ہی ابھی تک ہوشیار نہین کیا ہی کہ اقلام آکر پہونچا بہ محبت ملا کہا بھائی یہ کیا ہوا کہ گذرا
حشام نے رو رو کر سب حال اپنی شکست کھانے کا بیان کیا کہا ایک مکان عمدہ مجھے خالی
کرا دیجیے اقلام حشام کو لیکر بہ اعزاز و اکرام قلعے مین آیا ایک مکان عمدہ خالی کرا دیا
حشام خوشی خوشی اُس مکان مین آیا ساحر ساتھ کے الگ جا کر اُترے اب تو حشام نے
اُس مکان مین انتظام شراب و کباب کیا سب اسباب عیش و نشاط اقلام سے مانگا قلعہ
مین مسند بچھائی اسباب عیش و نشاط چُن دیا اب ملکہ کو ہوشیار کیا لا کے مسند پر بٹھایا زبان
مین سوزن دے دی ہی ملکہ کی جب آنکھ کھلی دیکھا حشام ہاتھ باندھے بیٹھا ہوا رو رہا ہی
کبھی گھبرا کر عرض کرتا ہی مین تابعدار قدیم ہون مجھکو بہ غلامی سرفراز فرمائیے مجھسے خطا تو ہوئی
کہ آپ کے ملک سے آپکو چھڑایا مگر غلام اپنے ہوش مین نہین ہی جو فرمائیے بجا لاؤن مجھکو
کسی امر مین عذر نہین ہی کیا کیفیت اپنی عرض کرون **نظم**

تپ ہجران سے مجھکو غش پہ غش پیہم جو آتے ہین	اُسی کوچے کی مٹی اوگ لا لا کر سنگھاتے ہین
جنون مین کام لین فصاد کا ہم خار صحرا سے	فساد خون سودا ہی بہت تلوے کُھجاتے ہین
وہ چوب خشک ہو نہین جسکو جلنے سے فرصت	وہ سبزہ ہون کہ رہرو جسکو اکثر روند جاتے ہین
ترے دیوانے سوتے مین بھی پابند تکلف ہین	گل داغ جنون سے رخت عریانی بساتے ہین
نگہ کرتے ہین غیرون کی طرف دزدیدہ نظرون سے	جبین سے دیدہ و دانستہ وہ آنکھین چراتے ہین
بُرا ہو جوش رقت کا تحمل ہو نہین سکتا	مین کتنا ضبط کرتا ہون مگر آنسو بھر آتے ہین
ہر اک سے کہتے ہین بے پوچھے وہ بیتاب ہوکر	ابھی ہم مست بیخود کو مستی دیکھے آتے ہین

یہ کلمات واہیات سُنکر ملکہ نسیم گلشن افروز کا چہرہ سُرخ ہو گیا کہا او بیحیا کیا بیہودہ بکتا ہی کہ ہم تیرے
گنہگار ہین تیرے اختیار مین ہین قتل کر یا قید کا حکم دے یہ کیا بیہودہ بکتا ہی میرے

شوہر سلطان تاج بخش کو تو نے نہین دیکھا اگر ہماری قضا لیکر آئی ہی تو کیا اضطیا ہی اگر وہ بعنایت پروردگار یہانتک پہونچینگے تو قلعے کو بباد فنا اُڑا دینگے تجھکو بھی زندہ نہ چھوڑینگے جھلا کر حشام نے کہا او ملکۂ عالم یہ خیال رہے کہ میرے قبضے سے نکلنا دشوار ہی عمر بھر قید رہوگی کبھی حشام منت کرتا ہی کبھی غصے مین آکر کانپتا ہی مگر اقلام جادو اپنے مقام پر حیران ہی کہ حشام شکست کھا کے آیا اسباب عیش و نشاط کیون طلب کیا معلوم ہوتا ہی کوئی معشوقہ اُسکے ساتھ ہی یہ سوچکر بشکل عقاب بالاے بام آیا سر اُٹھا کر دیکھا ایک نازنین مہ جبین قمر طلعت حسین و خوبصورت سرو باغ رعنائی عندلیب بوستان زیبائی زبان مین سوسن غنچہ دہن خیال تنگ ناموس مین سر جھکائے بیٹھی ہی حشام باتین کر رہا ہی وہ ماہوش معشوقہ سرکش ہر مرتبہ انکار کرتی ہی کبھی مجبور ہو کر روتی ہی دیکھتے ہی اقلام عاشق ہوا بیہوش ہو کر کوٹھے پر گرا عرصہ دراز تک ایڑیان رگڑا کیا جب ہوش آیا اپنے کو اُسی مقام پر پایا اُس نازنین کو حشام نے قفس آہنی مین بند کر کے لٹکا دیا آپ بیٹھا ہوا اشعار عاشقانہ بیخودی مین پڑھ رہا ہی

نظم

جائیگا میرا جنون اُس لب کے چھینٹے آب سے
تصفیہ ہوگا تو ہوگا شربت عناب سے

کیا نزاکت اُسکی لکھی جائے مجھ بیتاب سے
جسکے تن مین فرش مخمل پر نشان ہو خواب سے

سرو ہان ہوتے ہین خم اوس جسم سے اس جا جدا
تیغ ابرو کو کبھی نسبت نہ دون محراب سے

حال میرے سینۂ سوزان کا مجھ سے کھلا
بیقراری دلکی ظاہر ہو گئی سیماب سے

راحت دل دور ہی جیسے قریب دشمنان
غم کی نزدیکی ہوتی ہی دورے احباب سے

سودۂ یاقوت سے وصف لب جانان لکھا
وصف دانتونکا لکھا ہی موتیونکی آب سے

راز پوشی حیف عالی ہمتون مین بھی نہین
حال کھل جاتا ہوس کا چادر مہتاب سے

اشک کے قطرونسے رونے مین نکلتے ہین شرر
اے صنم پیدا یہان ہوتی ہی آتش آب سے

صدر مین یون ہی ضیا روے علیؑ سے اے قبول
ماہ مین ہی نور جیسے مہر عالمتاب سے

اقلام یہ سب حال دیکھکر روتا ہوا کوٹھے سے اُترا رفقا نے پوچھا کہ حضور خیر تو ہی آپ کو تو بہت متغیر پاتے ہین اقلام نے کہا یارو کیا بیان کرون بھائی صاحب حشام کو بلاؤ سردار

دوڑے ہوئے گئے حشام اس حال سے آیا رنگ رو زرد لب پر آہ سرد دل مین درد دم ہونٹون پر تشنگی آنکھون مین تری حواس مین ابتری اقلام نے گلے مین ہاتھ ڈالا کہا بھائی صاحب آپنے بڑے صدمے اٹھائے لشکر تباہ ہوا مصاحبت شہنشاہ کی چھوٹی اب جو عرض کرون اسکو قبول فرمائیے یہ ملک یہ مال سب آپکا ہی جسکو چاہیے تخت پر بٹھائیے جسکو چاہیے بخشدیجیے بارہ ہزار جادوگر ملازم ہین ان سبکو لیجیے اپنی خدمت مین رکھیے مین خدمت گزاری مین حاضر ہون اگر حکم ہو بہ نیابت کام کرون آپکی طرف سے جاؤن تحصیل کرکے آپ کی خدمت مین حاضر کرون مجھے کچھ کمی نہ ہوگی مگر ایک امر قبول کیجیے آپکا عمر بھر ممنون و شکر گزار ہونگا مین اپنا حال کیا بیان کرون کہ جو کیفیت ہی

نظم

نالہ ہاے دل سے درد ہجر جانان تنگ ہی ——— اسقدر غل ہی مرے گھر مین کہ مہمان تنگ ہی

دم گھٹا جاتا ہی وہ صدمون سے ہی وسعت بدن ——— طوق آہن سے سوا میرا گریبان تنگ ہی

داغ دل ای باغبان تیرے گلشن سے وسیع ——— دل کشادہ ہی مرا تیرا گلستان تنگ ہی

پانون کے نیچے سے سبکے سرکی جاتی ہی زمین ——— کثرت عشاق سے اب کوے جانان تنگ ہی

دل کہان بہلاؤن مین وحشی تمہارے عشق مین ——— وسعت وحشت سے عالم کا بیابان تنگ ہی

دل بھر آیا سیر گلشن مین جو یاد آیا وہ گل ——— میرے نالون سے ہر اک مرغ خوش الحان تنگ ہی

کونسی جا ہی جہان نالے کرے وحشی ترا ——— کوہ نالان ہو رہا ہی اور بیابان تنگ ہی

کشمکش حد سے سوا ہی دیکھیں ٹھہرے کون کون ——— دل بہت ہین کوچۂ زلف پریشان تنگ ہی

دو ہی دن مین ہمتو گھبرا کر نکل آئے یہان ——— ای پری تیری گلی سے باغ رضوان تنگ ہی

روز و شب جو نور دونون عارضون کا ہی فزون ——— ماہ تابان دنگ ہی مہر درخشان تنگ ہی

یاد دندان مین نکلتے ہین وہ اشکون کے گہر ——— پانی پانی ہی عدن اور ابر نیسان تنگ ہی

روح سیر باغ رضوان کی ہی مشتاق ای قبول ——— اس قفس مین آج کل مرغ خوش الحان تنگ ہی

حشام نے کہا بھائی صاحب مین آوارۂ دشت مصیبت مقید زندان آفت تمہارے گھر کو دامن پناہ جانکر آیا آپ کی وجہ سے آرام پایا بس میرے پاس کیا ہی جو حضور لینگے جان حاضر ہی اگر تلوار کے نیچے سے ہٹاؤن تو مجھے نیاز مند نہ کیجے گا مین ہر طرح تابعدار ہون جو حکم

دیجیے بجا لاؤن اقلام نے کہا وہ چیز جو تمھارے کام مین نہ آسکتی ہو اگر ہمکو مرحمت ہو تو عمر بھر
مرہون منت رہونگا حشام نے کہا فرمایے ہم بجا لائین بھلا آپ سے انکار کرینگے اقلام نے
کہا کہ آپکو باعث آزردگی کیا ہے اس عورت کا نام و نسب تو بتایئے حسن تو اُس ظالم کا
عابدکش زاہد فریب ہے مین نے سُنا ہے اور دیکھا ہے کہ آپ کو اصرار ہے اور اسکو بالکل انکار
ہے یہ کیا سبب ہے کیا باعث ہے آپ مجھے عنایت کر دیجیے مین راضی کر لونگا حشام نے کہا
اے بھائی صاحب ذرا ہوش مین آیئے ایسی بیہودہ باتین زبان سے نہ نکالیے مین اُسی
ظالم کی وجہ سے تباہ و برباد ہوا اگر جگر سحر کرتا تو سلطان اور مجلس کی کیا حقیقت تھی
ایک ایک کو گرفتار کر لیتا لیکن یہ تیر ایسا دل پر پڑا کہ سوا بھاگنے کے اور کچھ نہ ہو سکا
مگر وہ ظالم ناراض ہے اپنے حسن پر اُسکو اغماض ہے مگر مین بھی انتظام آپ ذودانہ مین جرأت بھی کرونگا
رات کو تڑپتا ہون پہر گنتا ہون شب ہجر کا کٹنا دشوار ہوتا ہے میرے حال پر ہر دوست دشمن دنیا کی
مین اُسے نہ دونگا اقلام نے کہا مین تو لونگا حشام نے کہا مین تو آپ سے کچھ نہین کہتا آپکو اختیار
ہے مین آپکے ملک سے ابھی چلا جاتا ہون اقلام نے کہا مین تو نہ جانے دونگا معشوق کو چھوڑ دیجیے
آپ جہان چاہے چلے جایئے مین معشوق کو نہ جانے دونگا تم اسکو لئے کیا راضی ہوا بدولت کو
جب دیکھیگی فوراً قبول کریگی حشام نے کہا وہ ظالم تو معشوق مہوش ہے لیکن انتہا کی سرکش
ہے اقلام نے کہا ہم راضی کرینگے باتون مین یہان تک تکرار ہوئی کہ دونون تلوارین ٹیک کر
اُٹھے مصاحب وغیرہ بیچ مین آگئے حشام نے کہا مین باہر نکل جاؤنگا آپکے قلعے مین نہ رہونگا
یہ کہکے اپنے ساتھ والونکو آواز دی کہ تیاری کرو تین سو ساحر تیار ہوکر آئے اقلام نے
کہا ارے دیوانے ان تین سو ساحرون پر مغرور ہے بارہ ہزار ساحر رکھتا ہون حشام نے جھپٹ کر
قفس معشوق کا قبضہ مین کیا کہا مین تجھسے سب طرح موجود ہون اقلام نے افسرون سے
اشارے کیے یہ جانے نہ پائے قفس تو چھین لو افسران فوج نے چاہا کہ گھیر لین حشام سحر
کرتا ہوا باہر نکلا دو کوس بڑھکر اپنا خیمہ استادہ کیا اقلام نے چار جانب سے گھیر اور کہلا بھیجا
کہ بہتر اسی مین ہے معشوق کو حوالے کر دے ورنہ اسی حال زار سے قتل کرونگا کہا ہیہات
زرباو مرغان ہوا تیرے حال پر گریہ وزاری کرین اور مجکو ذرا ترس نہ آئے حشام نے جواب دیا

کہ کیا ہیوہ بکتا ہی معشوق پری چہرہ کا دیکھنا بھی نصیب ہوگا یہ جواب سنکر اقلام نے طبل جنگی بجوایا
حشام نے بھی حکم دیا دونون کے یہان طبل جنگی بجا تیاریان ہونے لگین حشام نے ایک خیمے
مین ملکہ کا قفس رکھا ہی دس بارہ جادوگر واسطے حفاظت کے مقرر کیے اپنے مقام پر بیٹھا درباری
کہتا ہی سامری و جمشید کے نام کو آگ لگے کیا غضب کی تقدیر کی کہ آوارۂ دشت ادبار مصیبت
مین گرفتار دیکھیے اب کیا تقدیر مین ہی کبھی خیمے مین جاتا ہی کہتا ہی ملکۂ عالم آپ نے سنا
بھائی صاحب بگڑے ہین ملکہ اشارہ کرتی ہین کہ زبان سے ہماری سوزن نکالے تو ہم تماشہ
دکھائین حشام سر جھکا کر چلا آتا ہی اپنے مقام پر بیٹھا انتظام کر رہا ہی سحر تیار ہو رہے ہین
کہتا ہی ان بارہ ہزار کی کیا حقیقت ہی ایک سحر مین تباہ کر دونگا نہین معلوم اقلام اپنے دل
مین کیا سمجھا ہی معشوق کو مانگتا ہی مین جان دونگا معشوق کو نہ دونگا خود انکا قلعہ چھین لونگا
رات بھر یہی سانحہ گذرا اُدھر اقلام نے بھی سحر تیار کیا کہتا ہی نکلتے ہی آگ برسا دونگا میان
حشام کو بھاگتے راستہ نہ ملیگا ابر سحر دونون طرف تیار ہین چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری
آسمان پر چمکا حشام نے اسباب سحر اپنے جسم پر آراستہ کیا تاج زرین پہنکر آئینہ دیکھا اپنی
صورت دیکھکر مغرور ہوا دل سے کہتا ہی اس صورت پر سامنے معشوق کے جاؤنگا کہ دیکھکر
ڈر جائے صورت زیبا دکھلاؤن بھی ہو تیغ ابرو سے گھائل بھی ہو یہ سوچکر اُس خیمے مین آیا
دیکھا قفس نہین معلوم ہوتا حیران ہوگیا خیمے مین چار جانب دوڑتا پھرتا ہی کبھی اپنے ہاتھون
سے زمین ٹٹولتا ہی خنجر مار مار کر رو دیتا ہی کبھی بیقرار ہوکر پکارتا ہی ہاے کیا ستم ہوگیا نظم

سلسلہ سلک در اشک کا اب کیا چھوٹے — در یکتا سے ہم اپنے لب دریا چھوٹے
ایک بوسے کے لیے ساتھ پڑا پھرتا ہون — صدقہ جان کے دید دکھین پیچھا چھوٹے
مصیفر و مرے پر توڑ دو منقارون سے — صید انکا ہون یہ کیا ذکر جو لاسا چھوٹے
بانکپن ختم کہ وا اپنا کسی دن مجھپر — تیغ کوئی چلے کوئی طمنچا چھوٹے
کوچۂ یار کی جانب کو دوا چل نکلین — ناتوانی سے اگر ساتھ ہمارا چھوٹے
در بھی ہو بند تو غمزونکے یہ وا ہوجاے — تیغ غمزے کے جو ہم آئین تو پردا چھوٹے
شہد شیرین ہین لب جو ایسے مجھے بوسہ دے — نہین ممکن کہ دہن سے دہن انکا چھوٹے

دن کو ہو مہر فدا رات کو صدقے مہتاب
عین معشوق کیا عشق نے مجھ عاشق کو
اُسکے مین پانون جو چھوتا ہون تو کہتا ہی وہ شوخ
مجھ سے عاشق کو بھلا ہجر مین ہو خاک شفا
لے چکے بوسہ چلو کوچۂ جانان سے قبول

تیرے چہرے پر اگر زلف سمن سا چھوٹے
مین نہ چھوڑون جو مرے یار کا سایا چھوٹے
کہین ایسا نہ ہو اب ہاتھ ہمارا چھوٹے
مرض الموت ہوا درد اُسپہ مسیحا چھوٹے
اب خدا جانے کہ ہاتھی چھٹے گھوڑا چھوٹے

چھین مار مار کر جو رویا مصاحب اندر قفس آئے دیکھا تو حشام تنہا کھڑا رو رہا ہی مصاحبون نے
عرض کی حضور خیر تو ہی کیا سبب کہ ہی کہا یار و قفس ملکہ کا غائب ہوگیا کہا آپ تو ملکہ کے واسطے
رو رہے ہین اقلام لشکر لیکر میدان مین آگیا پکار پکار کر کہہ رہا ہی کہ میان حشام کہان ہین
یا تو مجھسے آکر مقابلہ کرین اگر اپنی جان بری چاہتے ہین تو معشوق کو حوالے کر دین طبلہ بجا رہا
ہی سحر تیار کرکے آیا ہی بارہ ہزار فوج ساتھ ہی آپ یہان رو رہے ہین حشام نے کہا بھائیو مین
لٹ گیا میری تو اب زندگی دشوار ہی اب مین اقلام سے کسواسطے مقابلہ کرون نہین معلوم
کون دشمن لگا ہوا تھا کہ ملکہ کا قفس لے گیا مجھے داغ کا مل دے گیا اب دیکھون تقدیر کیا
دکھائے اگر مین یہ جانتا کہ ملکہ غائب ہو جائیگی تو اقلام کو حوالے کر دیتا دل سے نہ مانا
کہ یکایک لشکر مین شور و غل ہوا ایک سردار نے آکر عرض کی چہار جانب سے لشکر اقلام نے
آپ کو گھیر لیا اب بلوہ کرکے آتے ہین گھبرا کے حشام باہر نکلا دیکھا گردین بلند ملکہ ابر گرگ
رہا ہی سبکے آگے اقلام بڑھا ہوا ہی گرز ہاتھ مین جس خیمے مین ملکہ تھین اسی خیمے کی جانب آتا ہی
حشام نے پکار کر آواز دی کہ بھائی صاحب بیوجہ بندگان سامری کی خونریزی ہوگی
آپکو کچھ معلوم ہی کہ کیا ہوا مین تباہ ہوگیا نہین معلوم کون ظالم لگا ہوا تھا ملکہ کو لیگیا مین آپکو
کیا جواب دون یہ سنکر اقلام کے بھی ہوش اُڑگئے کہا بھائی صاحب کیا کہتے ہو حشام نے کہا
بھائی صاحب جو مین نے عرض کیا آپ نے نہین سنا یہان چلے آیئے اپنی آنکھون سے دیکھ لیجے
خیمہ خالی پڑا ہی یہ سنتے ہی اقلام گینڈے سے کود ا حشام اقلام کو اسی خیمے مین لیکر آیا کہا
بھائی دیکھو یہان قفس رکھا تھا اب کہین پتہ نہین معلوم ہوتا مین کہان تلاش کرون
کدھر جاؤن اقلام نے کہا کسی دشمن کا خیال ہو کہا بھائی قریب تو یہان کوئی میرا

دوست اور دشمن نہین اقلام نے ہاتھ پکڑ لیا کہا بھائی تمنے بڑا غضب کیا ایسی معشوق پر یچہرہ کو کھویا ہمارا کہنا نہ مانا احتشام کہتا ہی بھائی مین کیونکر مانتا مین نے اُسیکے واسطے صحبت افراسیاب کو چھوڑا تمھارے پاس حاضر ہوا تھا تمنے یہ فساد برپا کیا اب فلک نے یہ سامان دکھایا اب کہو بھائی مین کیا کرون اقلام کو یہ حال سُنکر سناٹا آگیا کہا بھائی کوئی دشمن تو لگا ہوا نہین تھا احتشام نے کہا میرے ظاہر مین توکوئی نہین اب ہم تم دونون ملکر تلاش کرین اقلام کو بھی نہایت تردد ہوا احتشام نے یہ بھی آخر مین کہا اگر وہ معشوق پھر کہین مل جائے خواہ تم قبضہ کرو خواہ مین قبضہ کرون اب دونون آپس مین ملے اقلام نے بارگاہ مین بیٹھکر سردارونکو جمع کیا احتشام بھی ایک جانب بیٹھا ہی کبھی روتا ہی کبھی آہ کرتا ہی کہتا ہی یارو کیون نہ میری بات مین درد ہو جب نب پر آہ سرد ہو **نظم**

جوان و پیر کے دل مین ہنسے سے درد ہوتا ہی ۔۔۔ ہمارا شعر جو ہی عشق مین وہ فرد ہوتا ہی

جسے ہی عشق کامل جام پاتا ہی شہادت کا ۔۔۔ جلا جو خوب آب تیغ سے وہ سرد ہوتا ہی

عجب ہی رعب قاتل تیری شکل زعفرانی کا ۔۔۔ کہ جب مین دیکھتا ہون ڈر سے چہرہ زرد ہوتا ہی

تمھارے عشق نے تاثیر بخشی ہی بیناون کو ۔۔۔ دل نالان تمھارے ہجر مین نالان وہ دہوتا ہی

کبھی گلگشت کو گلشن مین جاتا ہی جو وہ گلرو ۔۔۔ رخ رنگین سے اُسکے زرد ہر برگ زرد ہوتا ہی

زمانے مین فریب بیوفا نامرد کھاتے ہین ۔۔۔ نہ تھوکے جو عروس دہر پہ وہ مرد ہوتا ہی

مجھے دیتا ہی وہ ایسی شراب صاف کا ساغر ۔۔۔ کہ جام آب حیوان جسکے آگے گرد ہوتا ہی

سفیدی اور تڑپ ایسی دُر دندان نے پائی ہی ۔۔۔ ترے دانتون سے جو ملتا ہی تیرا زرد ہوتا ہی

بلا جب مجھکو ڈر کر جال ہجو کا اپنا گھر بھولا ۔۔۔ کہا جب تنگ دشمن زرد شکل زرد ہوتا ہی

خس و خاشاک سے شعلے کبھی بجھتے نہین دیکھے ۔۔۔ ترے کوچے کا کوڑا تپ مین باد سرد ہوتا ہی

کیا ہی زیج تو سرگرم ہو تجہیز و تکفین پر ۔۔۔ ترا عاشق کوئی ساعتمین قاتل سرد ہوتا ہی

قبول اسمین مرا کیا جرم ہی حاسد جو میرا ہی ۔۔۔ مرا ہر مصرع صاف اُسکے دل کو گرد ہوتا ہی

اقلام نے کہا بھائی اسقدر بیقرار نہ ہو مین تلاش کرتا ہون ابھی پتہ ملیگا یہ کہکے حکم کیا بہت سے عیار طرار کو بلاؤ عقیل تیز رو بانہایت عیاری سے آراستہ سامنے آکر حاضر ہوا

چالیس پیک بپے بشت پر دست بستہ عرض کر رہے ہین کہ کیا حکم ہوتا ہی اقلام نے کہا تمنے سُنا
ملکہ نسیم گلشن افروز کا کوئی شخص چرا لیگیا تم اسکی تدبیر کرو کس دشمن نے ایسا کام کیا اَب
عقیل عیار دونے عرض کی غلام پتہ لگاتا ہی کچہ سُنگُنی مین نے پائی بھی ہی اب اسوقت حضور کے
کہنے سے خیال آیا کل ایک نئے شخص کو مین نے دیکھا تھا اب اسوقت آپکے کہنے سے خیال آیا
کہ غیر شخص ہمارے لشکر مین کیون پھرتا اور خاص کر کے مین نے یہ دیکھا کہ قریب بارگاہ حشام
پھر رہا تھا اُسکے طریقے سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ کسی کی تلاش مین ہی اقلام نے پوچھا وہ کون
شخص تھا کہا حضور یہانسے بارہ کوس پر قلعہ ہی کہ اُس قلعے کو قلعۂ سالوسیہ کہتے ہین وہانکا حاکم
سالوس مردار خوار ہی کل وہ مثل نقیرون کے قریب بارگاہ حشام پھر رہا تھا چوکنا ہو ہو کر
چہار سمت دیکھتا بھی تھا اب پہلے مین اُسی قلعے مین جاتا ہون یہ کہکے عقیل با نماسے
عیاری سے آراستہ ہوا صورت بدل کر طرف قلعہ سالوسیہ کے روانہ ہوا حقیقت مین
سالوس مردار خوار اپنے قلعے مین بیٹھے بیٹھے یہ حال سُن رہا تھا کہ زوجہ سلطان تاج بخش
نہایت حسین وجمیل ہی حشام و اقلام سے آپس مین فساد ہی دونون اُس ایک محبوب پر
عاشق ہین سالوس اُٹھکر اشتیاق مین خود چلا لشکر مین حشام کے آیا پشت بارگاہ سے کھڑے
ہوکے نظر کرنے لگا عقاب نظر نخل پر بیٹھا قبۂ بارگاہ پر آیا نگاہ پڑی جمال جہان آرائے
نسیم گلشن افروز پر آپ سے باہر ہو گیا دن بھر بصورت مبدل لشکر مین پھرا پھر رات کو
اَسیلح سحر کرتا ہوا بارگاہ مین آیا تخت اُٹھا کر لے گیا اپنے قلعے مین لایا ایسا اشتیاق تھا کہ
مسند پر بٹھایا زبان سے سوزن بھی نکالی جب ملکہ کو ہوشیار کیا ملکہ کی آنکھ کھلی ایک اور ساحر
سیاہ رو بدخو کو اپنے سامنے پایا صورت نحس دیکھکر تھرا گئی بیٹھا ہوا تحسین کر رہا ہی کبھی خوشامد
کرتا ہی کبھی غصہ کرتا ہی ملکہ نے کہا اے شخص مجھکو کہان لایا تو کون ہی مجھکو آفت مین پھنسایا آخر
کیون اُٹھا لایا سالوس نے کہا مین بادشاہ قلعۂ سالوسیہ ہون سالوس مردار خوار لقب
ہی آپکا نام نامی سُنکر عاشق ہوا اُن ظالمون کی قید سے تمکو نکال لایا ملکہ نے خیال جو کیا
ہاتھ پاؤن میرے قابو مین ہین کہا کہ جا کر شراب تو لا مین قید مین اُن ظالمونکے تھی شراب
کی نوبت نہین آئی عاشق کو معشوق کی بات مثل وحی معلوم ہوتی ہی اتنا جو ملکہ نے منھ لگایا

کہا شراب کے واسطے وزرا ملکہ نے سحر کی جھولی اُٹھائی اب جو سحر کیا قبۂ بارگاہ توڑ کر نکلی نعرہ کیا
منم ملکہ نسیم گلشن افروز ادھر بیچارے رو گیا مرا اُٹھا کر سالوس نے ملکہ بالا سے آسمان دیکھا
چاہا ستارۂ سحری بنکر نکلوں سالوس نے چیخ مار کر آواز دی ارے یارو دوڑو معشوقہ نکلی جاتی
ہی کئی ہزار جادوگر دوڑے سحر کرنے لگے سالوس نے اُٹھا کر گولا مارا ملکہ لہرا کر زمین پر
گریں ساحروں نے چاہا گرفتار کریں ملکہ نے سنگریزے اُٹھا کر مارے پتھر برسنے لگے
کئی سو جادوگر مرگئے ہنگامہ گرم ہوا ملکہ ہر مرتبہ تڑپ کر بلند ہوتی ہیں چاہتی ہیں کہ تڑپ کر
نکلوں جب سالوس سحر کرتا ہی ملکہ پھر زمین پر آتی ہیں کبھی سنگریزے مارے کسی کا سر پھٹا
کسیکا ہاتھ ٹوٹا ہر مرتبہ یہی ہنگامہ ہوتا ہی عقیل تیزرو عیار جو چلا تھا اُسوقت آکر پہونچا
دیکھا قلعے میں ہنگامہ پڑا ہی ہزارہا جادوگروں کے لاشے تڑپ رہے ہیں عقیل تیزرو بھاگا اگر
حشام و اقلام سے بیان کیا کہ ملکہ وہاں بگڑ گئیں کئی ہزار ساحروں میں تنہا لڑ رہی ہیں لوگ
بیقرار ہو کر دوڑے ہزارہا ساحروں کو لیکر چلے لیکن مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری
شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو نامدار جو تلاش میں نکلے تھے پھرتے ہوئے اسی قلعے میں
پہونچے دیکھا ایک نازنین لڑ رہی ہی ساحر بنکر دریافت کیا کہ نسیم گلشن افروز زوجہ
سلطان تاج بخش لڑ رہی ہی سالوس مردار خوار عاشق ہو کر لایا تھا خواجہ عمرو کو یہاں
تشکر بڑا تردد ہوا جی میں کہتے ہیں کہ خواجہ کیا کروں اس سوچ میں کھڑے ہوئے دیکھ
رہے ہیں اب خواجہ نے سالوس کا پیچھا کیا جہاں پر یہ سحر کرتا ہی وہیں جا کر کھڑے ہوئے
ہیں یہ بھی کئی مرتبہ کہا کہ حضور کیا خوب سحر کر رہے ہیں ہر سحر میں عورت کو بلند نہیں ہونے
دیتے اب تک اڑ بھڑ کر نکل گئی ہوتی سالوس تعریف پر خوش ہو جاتا ہی یہ بھی دیکھا کر
ایک بڈھا جادوگر دمبدم تعریفیں کرتا ہی اسنے اکثر سلام بھی کیا خواجہ نے کہا بیٹا ہمنے تو
سامری و جمشید کی آنکھیں دیکھیں آسمان پر ساتھ سامری کے جاتے تھے سامری
سے جا کر جھنس گئے ہم بھی جوان وہ بھی جوان بڑے مزے ہوتے تھے ایک دن سامری
نے دیکھ لیا مجھے آسمان پر سے گرا دیا پچھوڑیں ہوئے زمین پر آیا آخر بڈھا ہو گیا آپکی
خدمت میں آیا ہوں اس عورت کو گرفتار کردوں سامری کا بنایا ہوا سحر کردوں کیا کسی

بات مین عاجز ہون سالوس نے کہا آپکا نام نامی کیا ہو کہا مجھکو نیرنگ آسمان سیر کہتے
ہین ساحرون کے فراق مین رویا کرتا ہون وہ بھی برسوین چھپتے چھپتے آپ ہی آتی ہین مطلب
دلی حاصل ہوتا ہو سالوس نے کہا بڑے میان بڑے زندہ دل آدمی ہو یکایک ملکہ نسیم
نے سحر کیا برق چمک کر ساحرون پر گری کئی سو کے سر اڑ گئے پھر چمک کے بلند ہوئی اب پھر
سالوس نے سحر کیا نسیم پھر زمین پر آئی سالوس کو بدھے نے بڑھکر گولہ دیا کہا یہ گولہ
پھینک مارئے سالوس نے گولہ ہاتھ مین لیا گولہ تڑاق سے پھٹا سالوس کے منھ پر دھوان
ہو بیہوش ہوکر گرا عمرو نے گرتے گرتے خنجر مارا سالوس کا شکم چاک قصہ پاک عمرو نے
اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ عمرو تصنیف مصنف

		مرا نام ہو خواجۂ خواجگان
عمرو ذوحشم مہتر مہتران	مری نسل سے مکر پیدا ہوا	مرے نام پر غدر شیدا ہوا
اڑاتا ہون کفار کے مین دھوئین	جھکاتا ہون دشمن کو ہر مو زمین	امداد کرہی گلشن قیل و قال
مری چال سے ہو صبا پائمال	فلک کی جو گردش کا سامان ہوا	نشان تھا مری گرد پاپوش کا
مرا افسر ذوحشم نامدار	امیر عرب شیر پروردگار	یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہے
کہ آقا ہمارا جہانگیر ہے	سالوس کا مرنا اندھیرا چھا گیا آواز مین مہیب آنے لگین	

اندھیان سیاہ اٹھین بعد عرصہ دراز آواز آئی تھی مرا نام من سالوس مردار خوار پود نسیم
کو آواز عمرو سنکر بڑی خوشی حاصل ہوئی قریب آکر ساحرون سے بچایا کہا خواجہ شوہر میرا
مطیع اسلام ہو مین بھی شہنشاہ کی کنیز ہون اب مین لشکر کو تباہ کرتی ہون یہ کہکے اوّل تو
ایک سحر کر دیا کہ خواجہ کے گرد کوئی نہ آنے پائے آپ جو کڑک کے بلند ہوئی غول کے
غول تباہ کر دیے دو تین مرتبہ ملکہ بلند ہوئین اور گرین کہ صحرا سے گرد اٹھی حشام و اقلام
پیدا ہوے بارہ ہزار جادوگر ساتھ ہین دونون نے دیکھا کہ ملکہ لڑ رہی ہین جادوگرون مین
ہلڑ سنا کہ سالوس مردار خوار مارا گیا ان دونون نے کہا کہ ملکہ کو گرفتار کر لو عمرو نے دیکھا حشام
و اقلام سحر کرنے لگے جب ان دونون نے سحر کیا ملکہ تھرا کے گرین اور بلند ہوئین جب گرین
دشمنون کے سر قلم کیے ہنگامہ گیر و دار بلند ہو سو دو سو کو بیہوش کر دیا لاشون سے میدان بھر دیا
حشام زمین پر اس فکر مین پھر رہا ہو کہ ملکہ گرین اور مین بیہوش کر کے لے نکلون اقلام

تڑپ کر رہجاتے مجکو نہ پاتے خواجہ عمرو لوٹتے پھرتے ہین جو جادوگر مرکر گرا اُسکی کمر ٹٹولی
کسیلی ہمیانی کھولی کیسکو برہنہ کرکے ڈالا حشام تاک رہا تھا ملکہ نیم ایک مقام پہ گرین
زمین پر اپنے کو قایم کیا چاہا کہ سنبھل کر جا پڑین کہ حشام نے بڑھکر خاک قبر جمشیدی اُڑادی
ملکہ لڑکھڑا کر گرین حشام نے چاہا اُٹھالون خواجہ عمرو برابر ہو پہنچے بصورت ساحر بنے
تھے کہا ای حشام کیا کہنا مین تمھارے مطلب کو سمجھا اُٹھا کے اسکو لے بھاگو دیکھو وہ
اقلام آتا ہے جیسے ہی حشام پلٹا خواجہ نے خنجر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک ملکہ کو ہوش آیا
کہا خواجہ کیا احسان عظیم کیا تم نہ ہوتے تو مین گرفتار ہو جاتی عمرو نے کہا اب اقلام
کی فکر واجب ولازم ہے ملکہ نے کہا خواجہ ساحرون کا بڑا جماؤ ہے قلعے مین میدان کم ہے مین
تڑپ کر جو گرون موقع نہین ملتا یہ کہکے سحر کرنے لگین سو دو سو کے لاشے گرا دیے کئی ہزار
جادوگر مارے دریاے خون جاری ہوا اقلام نے پکار کر آواز دی ای شہنشاہ خوبی ای رنگ و
بوے گل حدیقہ محبوبی مقری تو مارا گیا اب کیون تکلف کرتی ہو مین ہمیشہ خدمتگزاری کرونگا
اپنے ملک کا بادشاہ ہون سپہر ساحری کا ماہ ہون تم پہ جان دیتا ہون اُس بجیا نے ایسی کتنین
ناشایستہ لین کہ تمکو قفس مین بند کیا ایسی معشوق کو دردمند کیا مین تمھارا رنجیدہ ہونا قبول نکرونگا
جو تمھارا حکم ہوگا وہ بجا لاؤنگا اب میرا جیون پہ دم ہے وقت کرم ہے غلام کو سرفراز کرو ملکہ نے آواز
دی کیا بیہودہ بکتا ہے قضاے کار یہان تو یہ رنگ ہے اقلام اپنی جان سے تنگ ہے لیکن
سلطان تاج بخش جو تلاش مین اپنی زوجہ کی نکلا تھا کئی دن سے مارا مارا پھرتا ہے بشکل
عقاب آج ایک درخت پر آکے بیٹھا بھوکا پیاسا بیقرار و اشکبار فراق مین اپنی زوجہ کے جان
سے تنگ ہے جی مین کہتا ہے کہ ای سلطان نہین معلوم اُس صاحب عصمت و عفت پر کیا گذری
حشام بجیا زبردستی لیگیا جب اُسنے نہ مانا ہوگا یقین ہے قید کیا ہو کیونکر اپنے کو وہان تک
پہونچاؤن کیونکر خبر لونگا دن کیسا فلک نے دیا آٹھ پہر رنج والم کا سامنا کوئی ساعت بھی راحت
سے نہین گذرتی ہے کدھر جاؤن اسی سوچ مین نخل پر بیٹھا ہے کہ کان مین آواز آئی کہ گشتی مرا نام من
حشام جادو بود سر اُٹھا کر دیکھا ایک قلعہ ہے اُس قلعے سے شعلے نکل رہے ہین کچھ مرنے کی سامرو نکے
آواز آتی ہے کبھی آندھی سیاہ چلتی ہے حشام کے مرنے کی آواز سنکر نہایت خوشی ہوئی دل سے

کلتا ہو کسی نے اُس ظالم کو مارا مین اس ظلم و بدعت کو کیونکر اُٹھاتا جو فلک کی خواہش ایسکی
ہمکو بھی کاہش یہ سوچتا ہوا چلا آتا ہو دوسری طرف سے آکر سحر غائب کیا دشکین دیتا ہوا بڑھا جاتا ہے
جونگاہ پڑی مفصل کیفیت دیکھی کہ ملکہ نسیم گلشن افروز ہزارون جادوگرون مین گھری ہوئی
ہین مگر سحر کر رہی ہین خواجہ عمرو حقّہاے آتشبازی مار رہے ہین تمام میدان دھوان دھار
ہو رہا ہو اُس اندھیرے مین برق چکاری سو دو کے سر اُڑ گئے یہ جو سلطان تاج بخش
نے دیکھا قلب متغیر ہو گیا قہر و غضب مین آکر سحر کرتا ہوا زمین پر آیا زوجہ کا حال زار دیکھکر بہت
بہت پریشان ہوا پھر کچھ اشیاے سحر جیبی سے نکالین ناک کرکا فرون پر پھینک مارین اور
اپنے نام کا نعرہ کیا بحبت آواز دی صاحب نہ گھبرانا مین آپہونچا پلٹ کر جو نسیم گلشن افروز
نے اپنے شوہر کو دیکھا باغ باغ ہو گئی کہا لو خواجہ خدا نے فضل کیا سلطان بھی آپہونچے
عمرو نے دیکھا سلطان نے آتے ہی جم کر دو چار سحر کیے زمین ہلنے لگی کئی ہزار جادوگر مر کر
گرے اقلام نے پلٹ کر دیکھا کہ سلطان (ز م) بجز تا قریب زوجہ کے پہونچا آپس مین زن
و شوہر مین باتین ہونے لگین سلطان نے پوچھا اس قلعے مین آنیکا کیا باعث ہوا ملکہ رو رو کر
سب حال بیان کرنے لگین کہ سالوس مردار خوار مجھے اُٹھا لایا تھا لیکن خواجہ نے کیا
عنایت کی آکر سالوس کو مارا حشام کو قتل کیا ان سبکے ہاتھ سے مجھکو بچایا ورنہ اب تک
خاتمہ ہو گیا تھا سلطان نے جلا کر اقلام کو ڈوانٹا کہ او نامرد اب مردان عالم سے آنکھ چار کر
ہمیں آکر وار کر غیرت نہ آئی اتنے ساحرون نے سحر کیے کوئی غالب نہ آسکا یہ کیکے حبت کی
برابر اقلام کے پہونچا آپس مین سحر ہونے لگے اقلام نے کئی گولے مارے سلطان نے سحر
کرکے وہ گولے کاٹے آخر مین اقلام نے خنجر پھینک مارا ایک ابر سیاہ اُٹھا ابر نے زن و
شوہر کو گھیرا خنجر برسنے لگے سلطان نے اشارہ کیا ایک جوان کمسن پیدا ہوا خنجر ونکو روکنے
لگا جو خنجر قریب سلطان کے آیا جوان نے چٹکی ماردی خنجر اُٹھ پلٹ گیا اُسی طرف کے ساحر کے
سینے پر پڑا سینے کو توڑ کر پار گزرا اُس جوان نے تہلکہ ڈالدیا اقلام نے بھی و شنگ دیکر آواز دی
ای تسخیر اسکو لینا ایک عورت نہایت حسین آکر پہونچی دریاے جواہر مین غوطہ زن گلغذار
و رشک چمن قد نخل باغ الفت چاہ زنخدان رشک چاہ یوسف کرشمے و ناز و غمزے کرتی ہوئی

چلی آتی ہی پکار کر یہ غزل گاتی ہی اور کہتی ہی نظم

ہوتی جو ای صنم ترے سیب ذقن کی شاخ — بڑھ چل نہ سکتی ایک نہال چمن کی شاخ
مارا پڑا ہون دیکھکے اک سیوتی سارنگ — لادم جریدہ ہمین کو ہی نسترن کی شاخ
جو خال عنبرین ہی وہ اک مشک نافہ ہی — آنکھین تری ہرن ہین بھوین ہین ہرن کی شاخ
رونے سے قد کا ترے نظارہ لگانے گا — کسکس نہ ہوشیار کو دیوانہ پن کی شاخ
باغ جہان مین کیا کہون کیا حال ہی مرا — سوکھی ہوئی ہو جیسے درخت کہن کی شاخ
روے صبح یار کی اُلفت کے روگ سے — گھل کر ہوا ہی اپنا بدن یاسمن کی شاخ
تشبیہ دیتے ساعد زیبا سے یار سے — ہوتی جو خار دار نہ نازک بدن کی شاخ
صحرا و کوہ دیکھے گلستان کی سیر کی — ہاتھ آئی آتش اپنے نہ سیب ذقن کی شاخ

وہ جوان یا تو لرز رہا تھا صدا اس نازنین کی سُنکر سکوت مین آگیا یا تو مثل شعلۂ جوالہ تھا بڑھ بڑھ کے
سر رو کتا پھرتا تھا یا اپنے مقام سے نہین ہٹتا نازنین قریب آکر یہی کہنے لگی کیون صاحب مزاج
کیسا ہی اُس جوان نے ہنس کر کہا مین تمھارے گلشن حسن و جمال کا گلچین ہون صاحب بلا و خبط
تو تھا لیکن اب خبط ہوا چلو تمھارے ساتھ نکل چلین اس بلوے مین ہمارا تھا ا کیا کام ہی نازنین نے
کہا مین تو تمھارے واسطے غل ہوئی جہان کہو تمھارے ساتھ چلون مین خود پریشان تھی کہ
دیکھیے آپ کیا فرمائین اصل یہ ہی کہ دلکو دل سے راہ ہوتی ہی مین تمھارے نام پر عاشق ہون
دونون آپس مین ہاتھ پکڑے ہوے طرف صحرا کے چلے اقلام نے آواز دی ان دونون
نے جواب بھی نہ دیا صحرا مین جاکر ایک کوئین مین دودون کو دپڑے کوئین سے دھوان نکلا
ہاہُو کی آواز آئی زمین وہانکی تھرائی اقلام قہر و غضب مین فوج والون کو گالیان دینے
لگا کہ او نامردو دو شخص ہین وہ گرفتار نہین کیے جاتے زن و شوہر کو گھیر کے گرفتار کرو ہزارون
قتل ہوے اب بھی پانچ چھ ہزار جادوگر باقی ہین سب بلوہ کرکے زن و شوہر پر چلے نسیم
نے کہا لو صاحب پھر اُسنے فوج کو ترغیب دی ساحرون کو غیرت آئی سلطان نے
بڑھکر دو چار گولے مارے سو دو سو جادوگر مرے مگر سب بلوہ کیے چلے ہی آتے ہین
نسیم نے بالون کو پریشان کیا ایک جال سیاہ گرا کئی سو جادوگر اُسمین پھنسکر مرے

اقلام نے بڑھکر للکارا کہ ای سلطان ذرا میرے مقابلے مین آؤ تو حال کھلے سلطان کو انتہا
کا غصہ تھا تلوار کھینچکر جا پڑا دونون مین تلوار چلنے لگی اقلام نے رتے بیٹھتے سپر سامنے
کی سلطان نے ہاتھ مارا سپر کٹی سلطان کو کیا خبر تھی سپر سے دھوان نکلا آنکھون تک
سلطان کے پہونچا سلطان ڈگمگا کر گرے اقلام نے چاہا بڑھکر سر کاٹ لون ملکہ نسیم
جا پڑی وہی سپر اقلام نے پھینک ماری نسیم کی بھی ہوا بگڑی دھوان جو آنکھون مین
لگا دھوان لگتے ہی ڈگمگا کر گری زن وشوہر کا گرنا اقلام نے چاہا دونون کے سر
کاٹ لون پہلو سے آواز آئی ای اقلام کیا کہنا کیا کمال کیا دیکھو سامری وجمشید بھی تعریف
صفت کرتے ہین اقلام پلٹا ڈھا ساحر جو پہلو مین کھڑا تھا اُسنے خنجر مارا اور

نعرہ کیا نعرہ عمرو
بہ باغ دین زگلزش آب یاری
عمرو آن شاہ عیاران عیار

گزان استاد عیاران عالم
جہان سرہنگ درخنجر گزاری

سراپا دانش وعقل جسم
بہر کشور بلاے جان کفار

اقلام کا مرنا زن وشوہر اُٹھے ساحرون کو بھاگتے راستہ
نملتا تھا آخر صداے الامان الامان بلند ہوئی افسرون مین نہیب جادو باقی تھا سب
فوج کو لیکر حاضر خدمت ہوا خواجہ نے سبکو مطیع اسلام کیا قلعہ کا مال قبضے مین کیا دو دن
اُسی مقام پر مقام کیا تیسرے دن ایک تخت سلطان نے تیار کیا اُسپر خواجہ عمرو وسلطان
ونسیم سوار ہوے طرف لشکر اسلام کے چلے رواروی کرتے ہوے آتے ہین ایک صحرا
مین پہونچے تخت کو اُتارا ملکہ نسیم ٹہل رہی ہین سلطان فکر طعام مین گیا ہے خواجہ عمرو تلاش
مین پانی کی گئے ہین کہ نسیم نے دیکھا صحرا سے گرد اڑی دیکھا ابریق کوہ شگاف صحرا مین
واسطے شکار کے آیا تھا ایک شکار کے پیچھے گھوڑا ڈالا نسیم پر نگاہ پڑی دیکھتے ہی عاشق ہوا
پکار کر آواز دی ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان مین وزیر افراسیاب ہون سحر مین بھی
لاجواب ہون مجھکو بہ غلامی قبول کر میری جان جاتی ہے تمکو میرے حال زار پر رحم لازم ہے نظم

قصۂ سلسلۂ زلف نہ کہنا بہتر
ضبط گریہ سے جلا کرتی ہین آنکھین سچ ہے
دونون ہاتھون کی ترے یار کرون کیا تعریف

پیچ در پیچ ہے خاموش ہی رہنا بہتر
بند ہونے سے ہے ناسور کا بہنا بہتر
بابا و بیٹے سے تو پھر بائین سے رہنا بہتر

یار کو دیکھین گے ہنسا کے شب سر مین اُسے — ملگیا کوئی اگر پھولون کا گہنا بہتر
نفس تارہ سا رکھتا ہی یہ سر کش دشمن — آدمی کے لیے غافل نہین رہنا بہتر
ٹیڑھے سیدھے سے غرض رکھتے نہین ای آتش — جو کہے یار تمہین سُنکے یہ کہنا بہتر

نسیم نے چاہا جواب دون کہ ابریق نے بڑھکر منھ سے اُن کی تراق کے منھ سے دھوان نکلا دھوان آنکھون مین نسیم کی لگا بیہوش ہوکر گری ابریق سمجھا بھی نہین کہ یہ کون ہی کمر بن بچہ دیا لے بھاگا خواجہ و سلطان جو پلٹ کے آئے ملا نسیم کو نہ پایا سلطان اور خواجہ حیران تھے کہ نسیم کو کون لے گیا سلطان تاج بخش نے کہا خواجہ تقدیر نے پھر فراق نصیب کیا کون دشمن لگا ہوا تھا کہ اتنے عرصے مین ملا نسیم کو لے گیا خواجہ بہت پریشان ہوے سلطان تاج بخش کی آنکھون سے آنسو جاری کہتا ہے خواجہ کیا کرون نظم

دیجئے نہ پوچھئے اشک مرے یار دیکھیے — اب تو تھا آنسوؤن کا تار دیکھیے
جیون جا کے دیکھیے گل و سنبل کو باغ مین — پُر پیچ سنبل اور گل بیخار دیکھیے
بھر بیٹھے ہین بڑ نگی نہ یہ خود فروشیان — یوسف اگر ہین آپ تو بازار دیکھیے
اضی ہوا ہی تنے کو وہ درد دل مرا — وا ہون نہ ہون مگر لب اظہار دیکھیے
ہم سیر کرتے پھرتے ہین بازار عشق کی — ہو کون جنس دل کا خریدار دیکھیے
ہم کھایا کرتے ہین غم دلدار رات دن — کھاتا ہی کب ہمین غم دلدار دیکھیے
دیکھیے دن بھی نہ تسکین دل ہوئی — آب چل کے اسکے لعل گہربار دیکھیے
سودا ہوا ہی گیسوِ مشکین یار کا — جامہ بھی تار تار ہی تا تار دیکھیے
معجزہ دکھائین اگر ہین مسیح آپ — مرتا ہی اب یہ آپ کا بیمار دیکھیے
امید ہو خدا کی ثواب نقد ہو قبول — ملکر مزار ستید ابرار دیکھیے

خواجہ نے کہا ای سلطان بیقرار نہ ہو طریقے سے یہ معلوم ہوتا ہی کسی ظالم کا اسطرف گذرا ہوا سحر مین ملکہ سے زیادہ تھا وہ صاحب عصمت و عفت ناچار ہوئی وہ اُٹھا کر لے گیا عورت کا مقدمہ بہت نازک ہی خدا اُسکی عصمت کو بچانے ایک طرف تم جاؤ اور ایک طرف ہم جاتے ہین انشاء اللہ ابھی تلاش کرتے ہین سلطان بیپرواہ پیدا کرکے

آسمان مین تو با چار طرف نگاہ اُٹھا کے دیکھتا ہوا جاتا ہی ایک طرف خواجہ بصورت
مبتذل چلے مگر ابریق یے ہوے نسیم کو جاتا ہی ایک نخل کے سائے مین آکر ٹھہرا اپنے
سحر کے زور مین زبان مین سوزن بھی نہین دی بھی منظور ہوا کہ دریافت کرون یہ کون ہی صحرا
مین مع زوجہ شکار کو آیا تھا زوجہ اُسکی سنگین جادو بھی ساتھ تھی ہزار بارہ سو کنیزین ہمراہ
شوہر کو تلاش کرتی ہوئی آتی ہی ابریق چاہتا تھا کہ نسیم کو ہوشیار کرے کہ نشان آمد
زوجہ کا دیکھا گھبرا گیا کہ اگر وہ اس محبوب کو دیکھے گی جل جائیگی یہ سوچکر ایک جانب بھاگا
کہتا ہی کہان جاکر چھپون کنیزین سنگین کی پھیلی ہوئی ڈھونڈھ رہی ہین ابریق بھاگا ہوا
جاتا ہی گھبرایا ہوا ہی کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی کنیز دیکھ لے ایک باغ کا دروازہ کھلا ہوا دیکھا گھبرا کر
اُس باغ مین گھس گیا ملکہ غنچہ جادو اُسے باغ مین بیٹھی ہی ابریق سے اُس سے آشنائی
بھی ہی غنچہ نے جو دیکھا کہ ابریق گھبرایا ہوا آتا ہی مگر ایک عورت حسین کو اپنے ساتھ لیے ہوے
ہی غنچہ جادو نے گھبرا کر پوچھا کیون صاحب خیر تو ہی کیون اسقدر گھبرائے ہوے ہو یہ
عورت کون ہی اب ابریق کو ہوش آیا ابریق نے کہا تم صاحب خفا نہونا یہ زن حسین
صحرا مین کھڑی تھی مجھے پسند آئی مین اُٹھا لایا بی سنگین بھی واسطے شکار کے آئی ہین اُنکے
خیال سے مین یہان چلا آیا اب اس عورت کو صحبت مین جگہ دو حال دریافت کرو
یہ کون ہی پھر سمجھا جائیگا غنچہ جادو نے ابریق کو لاکر صحبت مین بٹھایا نسیم کو سوزن دیکر
ہوشیار کیا نسیم کی جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک صحبت مین پایا ہوشیار ہوکر دیکھا صحبت شراب و
کباب آراستہ ابریق کو وہ شگاف منت کر رہا ہی کہ صاحب تمھارا نام نامی کیا ہی ملکہ نے
کہا اے شخص تو کون ہی مجھکو کیون اُٹھا لایا مین سلطان تاج بخش کی زوجہ ہون
نسیم گلشن افروز میرا نام ہی تجھکو میرے آنے کا کیا باعث ہوا غنچہ جادو نے مسکرا کر کہا
بی بی یہ نگوڑا ہرجائی تیرا عاشق ہوا ہی یہ نہین سمجھا کہ تم کون ہو حقیقت مین جو تمھارے
شوہر کو خبر ہوگی تو دن بہ جوتیان پڑینگی ابریق نے کہا صاحب تم نہ بولو غنچہ جادو
نے کہا کچھ دیوانہ ہوا ہی جبر دے میری سوت کو لیکر میرے گھر مین آیا ہی اور پھر مجھکو
جلاتا ہی اور باتین بناتا ہی ابریق نے کہا کچھ دیوانی ہو دونون مین تکرار ہونے

لگی غنچۂ جادو نے ایک پھول اُٹھا کر کھینچ مارا تلوارین ابریق پر برسنے لگین ابریق نے تلوارین توڑین خنجر کھینچ مارا غنچۂ جادو کی گردن پر آکے پڑا سر کٹ کے غنچہ جادو کا زمین پر گرا پھول باغ کے مرجھائے تخل لنگر گرے آواز آئی کشتی مرا نام مین غنچۂ جادو بود کنیزون نے جو دیکھا دوڑ پڑین کہا ارے اس نگوڑے کو مار واسطے ہماری بی بی کو مارا دوسری کنیزون نے بلوہ کیا ابریق انکو کب مانتا ہی کسیکو طمانچہ مارا کسی پر لات کی دو چار کو مار کر گرا دیا کنیزین بھاگ گئین تھوڑے عرصے مین ابریق نے سبکو مار کر بھگا دیا نسیم دیکھا کین کچھ کنیزین باہر بھاگ بھاگ گئین کچھ باغ مین چھپین چند کنیزین جو باہر کھڑی تھین وہ فریاد و لغیاث کر رہی ہین ایک ایک کا یہی قول ہی کہ ظالم نے ہماری بی بی کو مار ا نگوڑا باغ مین اب بیٹھا ہی ایک عورت کو لایا ہی اُسکے ساتھ باتین کر رہا ہی اُدھر سے اُڑا ہوا سلطان آتا تھا اُسنے دیکھا چند عورتین کھڑی ہوئی رو رہی ہین آسمان سے اُتر آیا پوچھا تم کون ہو کنیزون نے بیان کیا ابریق کوہ شگاف سلطان تاج بخش کی زوجہ کو لیکر آیا ہی ہماری بی بی کو مار ڈالا ایسا نگوڑا ہرجائی ہی نئی عورت کو دیکھکر ایسا لبھلایا پرانی آشنا کو مار ڈالا سلطان تاج بخش نے کہا مجھکو بتا دو وہ کہان ہی کنیزین پیچھے پیچھے سلطان آگے آگے باغ مین آکر داخل ہوا ابریق نسیم سے کہ رہا ہی مین نے تیرے واسطے اپنی معشوقۂ قدیم کو مار ڈالا اب تو مجھسے انکار نہ کر دیکھ عجب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی نسیم نے جواب دیا او بیحیا جو تجھسے ہو سکے قصور نکر ہم افراسیاب کے دشمن ہین اطاعت اسلام اختیار کی یہ باتین سُنکر سلطان نے وہین سے للکارا او بیحیا عورت پر کیا دباؤ ڈالتا ہی کنیزین جو غنچہ کی تھین اُنھون نے بھی حربہ ہاے سحر نکالے سب نے ملکر سحر کیے ابریق جیتا سلطان پر سحر کرنے لگا ایک کنیز نے جھپٹ کر ملکہ نسیم کی زبان سے سوزن نکالی ملکہ کو دیکھ کر اُٹھین زن و شوہر نے جو ملکر سحر کیے ابریق گھبرایا جھوٹنے لگا ملکہ نسیم نے جو جم کر دو تین سحر کیے ابریق گھبرا کر بیکار اُٹھا مین تو صاحب تمھارا عاشق ہون جان جاتی ہی

نظم

برنگ شمع خموشی مین حال روشن تھا		اگرچہ پاس محبت سے ترک شیون تھا
یقین خضر ہی جسپہ تھے وہ رہزن تھا		جسے مین نیک سمجھتا تھا مجھسے بدظن تھا

پناہ چشم رقیبان بد نظر وہ ہوا
خط ان غدارون کے اوپر بجائے جوشن تھا

خفا نہ ہو جو ہوے گال نیلے بوسون سے
چمن اداس مری جان بغیر سوسن تھا

کہان کہان تجھے ڈھونڈھا عابد لگے ہین بدست
جو شیخ کعبے مین تو دیر مین برہمن تھا

ہر ایک کو ہین زبس خاک عاشق ازلی تھی
اسے کدورت خاطر غبار دامن تھا

زبس سے تھے اسکے صغیر و کبیر دیوانے
جوان کو بیڑیان پیرونکو طوق گردن تھا

ہزار جان تصدق ہو زخم کاری پر
دعاے حرز پے چشم زخم سوزن تھا

دل و جگر ہوے قوت فراق یار آخر
براے شحنۂ حاکم ہمارا خرمن تھا

یقین مرگ جو عشق بتان مین تھا آتش
ہر اک صنم مری آنکھون مین سنگ فن تھا

اس حال پر ملال مین جو سلطان نے ابریق دیکھا سمجھے کہ زود جہ کے سحر نے تاثیر کی تلوار کھینچکر بڑھے کہ کاٹ لون کہ آسمان پر شاتا ہوا دیکھا لکہ ابر ظاہر ہوا افراسیاب تخت پر سوار چلا آتا ہے افراسیاب کو دیکھکر ابریق بھاگا سوچا کہ اگر شہنشاہ دیکھ لینگے تو غضب ہو جائیگا پر پرواز پیدا کرکے ایک جانب نکلگیا سلطان و نسیم نے جو دیکھا یہ دونون گوشۂ باغ مین چھپ کر ایسا ہوا افراسیاب دیکھے افراسیاب سیر طلسم کو گیا تھا وہان سے پلٹا ہے جب تخت افراسیاب جانب باغ سے نکل گیا اور کوہ نورستان پر پہونچا وہان ملکہ انور جادو بنی ٹھنی بیٹھی تھی گرد اسکے کنیزین مصاحبین جمع تھین افراسیاب کو دیکھکر اٹھ کھڑی ہوئی جھک کر سلام کیا افراسیاب کی نگاہ جو انور جادو پر پڑی دیکھا تو نیا سا قد گلعذار سمن اندام کبک خرام شیرین گفتار قمر عذار کلائیان بلور کی گردن نور کی افراسیاب اگر بڑا بہ نگاہ شوق دیکھ رہا ہے انور نے لا کر افراسیاب کو مسند پر بٹھایا گائن کو اشارہ کیا گائن نے غزل شروع کی جام ارغوانی پنجۂ نگارین پر رکھکر سامنے افراسیاب کے پیش کیا اس ناز و ادا سے افراسیاب کے سامنے جام پیش کیا کہ بے اختیار افراسیاب جادو کے منہ سے نکلگیا اے سرو باغ محبوبی و اے غنچۂ نورسیدۂ حدیقۂ خوبی

نظم

ہوتہ مایوس ریاضت کا صلا ملتا ہے
بندگی کرنے سے کہتے ہین خدا ملتا ہے

راہ بر کرتا ہے رہزن کا مسافر ہے سلوک
خضر سے گور کی منزل کا پتا ملتا ہے

کسطرح ڈھونڈھ نکالیں تجھے جویا تیرے　　وہ نشان ملتا ہی تیرا نہ پتا ملتا ہی
گل کوئی انجلا تشابہ کعبہ پاسے ہی ترے　　وہ مسیحائی تو کرتا ہی رنگ ذرا ملتا ہی
جسکو دیکھا تری زلفوں کا وہ سودائی ہی　　جو نجتے ملتا ہی جو پاس سے بلا ملتا ہی
خاک چھنواتا ہی ہر بار مجھی سے ظالم　　آسمان مجھ ستا کر جیتے لیا ملتا ہی
شال وزربفت مبارک تمھیں دولتمند و　　تپ دل میں وہ شانے کا مزا ملتا ہی
داغ عشق اور کو دیتا ہی فلک ہی ظالم　　مجھے گل کرنے کو وہ بت کو تو ملتا ہی
جیسے کی ہی تری خدمت میں سعادت حاصل　　چپہ ویرانے میں ڈھونڈھوں تو بجا ملتا ہی
شیفتہ جیسے ہوئے اُس لب شیرین کے رند　　پانی پیتے ہیں تو شربت کا مزا ملتا ہی

ملکہ انور جادو ہنس پڑیں کہا ای شہنشاہ معظم ہم تو کنیز شاہی ہیں جسے ارشاد. تو جو کیا ضروری ہی افراسیاب نے جام اُسکے ہاتھ سے پیا ہاتھ تھام لیا اپنے پاس بٹھلایا انور جادو سر کو جھکائے ہوئے شرمائی ہوئی دل میں سوچتی ہی کہ اگر نہ مانوں تو شہنشاہ آزردہ ہوں اگر مان لوں تو ملکہ حیرت کے خلاف ہو نہیں معلوم میرے ساتھ کیونکر پیش آئیں اس کلمے میں خاموش حیرت کا جوش افراسیاب ٹوٹا پڑتا ہی کبھی ہاتھ تھام لیتا ہی کبھی منہ بڑھاتا ہی کہ بوسہ لوں کبھی چاہتا ہی کہ لپٹا لوں ملکہ انور جادو منہ چھپاتی ہی افراسیاب جوش میں نشے کے کہتا ہی کیوں صاحب یہ انکار ہی انور عرض کرتی ہی سرکار کا ادب ہی. ہی میں تو ہر نوع کنیز ہوں جو بات کیجیے انجام سمجھ لیجیے یہاں تو صحبت عشق و عاشقی ہی لیکن خواجہ عمرو پھرتے پھرتے تلاش میں سلطان و نسیم کی قریب اُس پہاڑ کے نکلے افراسیاب کو بیٹھے ہوئے دیکھا صحبت رقص و سرود ہو رہی ہی خواجہ ایک کنیز کی شکل بنکر بالائے کوہ آئے گانا گا رہی ہی خواجہ نے قریب پہونچکر ایک تان لگائی افراسیاب کے جو کان میں آواز پہونچی کہا ارے یہ کسکی آواز ہی آواز میں کس غضب کا سوز و گداز ہی انور جادو نے کہا ہماری کنیز گلشن ہی
افراسیاب نے کہا گلشن یہ شعر پڑھو عمرو نے گنگنا کر تان لگائی نظم

طفلی ہی سے تھے ہم تو ثنا خوان محبت　　مکتب میں پڑھا کرتے تھے دیوان محبت
کہتے ہیں کہ کھینچو دل پر داغ سے تم آہ　　دکھلا دو ہمیں سرو گلستان محبت

ایک دام مین صیاد کے اک طوق بہ گردن — قمری و عنادل ہین اسیران محبت
پیراہن ہستی بھی مبدل کیا مین نے — چھوٹا نہ مگر ہاتھ سے دامان محبت
پا دا ابرو دلدار کی رہتی ہی قمر کو — ہی وردِ زبان مصرع دیوان محبت

افراسیاب بیقرار ہوگیا کہا اے انور تمھاری کنیز نے تو ایسا مزا دکھلایا جیسے لشکر اسلام کے عیار گاتے ہین جیسے برق فرنگی بالکل اسی طرح گاتا ہی عمرو نے کہا حضور عمرو اُن سب کا گرد ہلاے روزگار ہی مین نے خوب ذکر سنے ہین مگر ہماری طرف سے بی صرصر خوب جواب دیتی ہین عمرو کا بھی جی چھوٹ جاتا ہی سنتی ہون بڑی بڑی عیاریان کین اب لونڈے عیارونکا نام نہ لیجیے گا انھین ملکہ نے جھلوا کون روز دیے وہ سب ڈھاڑیون سے کہا غزل حضور یہان تو آپ نے خیال کچھ مدسب لونڈی نے حاصل کیا ہی جو فرمائیے گاؤن افراسیاب نے ٹھمریون کی فرمایش کی اب تو عمرو نے شکنا شروع کیا گردن کا ڈورا ہل رہا ہی افراسیاب مرا جاتا ہی ملکہ سے اشارہ کیا آپکے گھر مین مہمان عزیز آیا ہی شراب منگوائیے لونڈی انتظام کر چکی گلابیان شراب کی آئین عمرو نے اُلٹ پلٹ کی بیہوشی ملائی پہلے جام افراسیاب کو دیا اور چپکے سے کان مین کہا معشوق پریچہرہ تمکو مبارک ہو ملکہ انور جادو آپکی تعریف کیا کرتی تھین آج سامنا ہوگیا افراسیاب خوشی مین جام پی گیا اب تو عمرو نے انور کے سامنے یہ کہا اور جام پیش کیا کہ بی بی سلطنت ہوشربا مبارک ہو انور جادو بھی پی گئی تب تو عمرو نے کنیزون کو اشارہ کیا کہ ارے تم بھی پیو کنیزین بھی پینے لگین ایک کنیز سے کہا ارے جو بھرے پڑے ہین انکو بھی گلابیان پیو غرضکہ ان سبھون نے بھی پی افراسیاب نشے مین تھا آیا خیال مین آیا ای افراسیاب یہ کیا ہوا کسی نے تمکو بیہوشی دی ایک چٹکی بھر خاک اپنے سر پہ ڈالی مراد اس سے یہ ہی کہ خود تو غرق زمین ہوا اور ہمشبیہ اسکا بیٹھا ہوا ہی عمرو جب خیال کرکے دیکھتا ہی افراسیاب کی آنکھین غلہ سی نکلی ہوئی ایک جانب دیکھ رہا ہی خواجہ سمجھے افراسیاب غائب ہوا ایسا نہ ہو ہوش آجائے انور جادو سے اشارہ کیا آپ پسینے پسینے ہورہی ہین ذرا اُٹھکر ٹہلیے انور جو اُٹھی بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کر گری بیہوشش ہوئی اب تو کنیزین لینا لینا کہکر اُٹھین ہاتھ پر سب کا فرش

بیہوش ہوگیا عمرو نے سب کو لوٹنا شروع کیا کنیزون کو بیجا بجا پڑے دیکھا اُنکے لباس بھی اُتار لیے
خواجہ لوٹ رہے ہین افراسیاب تو غرق زمین ہوا خواجہ نعمت بارگاہ لوٹ چکے ہین
منظور ہی انور جادو کا لباس اُتارون کہ افراسیاب کو دماغ مین خنکی پہونچی غصے مین تھا تڑپ
کے نکلا نعرہ کیا باش او ساربان زادے عمرو نے چاہا کو دکر بھاگون افراسیاب نے سحر
کیا عمرو کے پانون زمین نے تھام لیے افراسیاب غصے مین زمین پر آیا انور وغیرہ کو ہوشیار
کیا عمرو کو دیکھکر سبکے ہوش اُڑ گئے کہا کیون شہنشاہ یہ نگوڑا یہانتک کیونکر آیا افراسیاب
نے کہا یہ یونہین آتا ہی ہزارون گھر اسنے برباد کردیے ہین تھوڑی دیر کو یہان آیا یہ ظالم مثل
ہمزاد پہونچا جب میرے سر کو گردش ہوئی مین سمجھ گیا کہ کسینے بیہوشی مجھکو پلائی ہمیشہ کو مین
مسند پہ چھوڑا آپ غرق زمین ہوگیا جب خنکی میرے دماغ پر پہونچی بیہوشی اتری تو مین تڑپکر
نکلا اب اس ساربان زادے کو قتل کرونگا اب اسکا زندہ بچنا دشوار ہی انور نے کہا یہ
مجھکو مرحمت ہو مین پہاڑ پر اسکو میدان خونی کی تیاری کرکے قتل کرونگی سب رعایا کے
لوگ جمع ہونگے سبکو خبر پہونچ جائے کہ عمرو مارا جائیگا افراسیاب نے کہا ای انور یہ مکار
و جعلساز ہزار فطرتین کریگا اور نکل جائیگا مین لیے جاتا ہون یہ کہکے افراسیاب نے عمرو
کی کمر مین پنجہ دیا لیکر چلا انور جادو نے وعدہ کرا لیا کہ اب کب تشریف لائیے گا افراسیاب
نے کہا جسدن مجھکو فرصت ہوگی مین فوراً آؤنگا تمھارا ضرور خیال رہیگا یہ کہکے افراسیاب
عمرو کو لیکر چلا قضائے کار افراسیاب قریب ایک پہاڑ کے پہونچا کان مین آواز آئی کہ یا
سامری و جمشید افراسیاب کے کان کھڑے ہوے کہ یہ کون نعرہ مار رہا ہی کسی عابد یا زاہد
کی صدا ہی مقبول بارگاہ سامری ہی بلند ہوکر دیکھا کوہ صاف و شفاف ہی ایک دھونی
لگی ہوئی ہی راکھ کا ڈھیر اُسپر کندے سُلگ رہے ہین ایک مہنت سیاہ فام جٹا مین خاکستری
کُرتا نیلا پہنے ہوے اُس پتھر کے پہاڑ پر گیندے کے پیڑ سرسبز و شاداب ایک جانب پتھر کے
چند بُت رکھے ہین اُنکے سر پر گھڑا لٹک رہا ہی گھڑے مین قلیل سا سوراخ ہی سوراخ سے پانی
سر پر بتون کے ٹپک رہا ہی مہنت بیٹھا ہوا پوتھی کا جاپ کر رہا ہی کبھی اُٹھکے ٹہلتا ہی کبھی نعرہ
مارتا ہی ایکطرف ایک چھپریا پڑی ہی اتنی پرانی چھپریا ہی کہ پھولا بھی گل گیا صرف ٹھاٹھ باقی ہی

اُس پتا ور پر تربوز کی بیل پھیلی ہوئی ہے کہیں کدو پڑے ہیں کسی جانب دو چار تونبے بھی
سوکھے لٹک رہے ہیں افراسیاب کو یقین کامل ہوا کہ ایسے مقام پر سکونت اختیار کرنا
کامل کا کام ہے یہ مقبول بارگاہ سامری وجمشید ہے عمرو کو تو ایک گوشے میں ڈالدیا
آپ سامنے آیا جھک کر سلام کیا مہنت خفا ہونے لگا کہ ارے تو کون ہے جو بلا تکلف میرے
مقام پر چلا آیا یہ مقام گذرگاہ سامری وجمشید ہے جھاڑ کے نیچے ایک گنیا چند بچے اسکے
ساتھ چلے جاتے تھے مہنت نے کہا او نابینا دیکھ سامری مع بچونکے جاتی ہیں تب
افراسیاب نے کہا آپ غلام کو نہیں پہچانتے افراسیاب جادو بادشاہ طلسم ہوشربا
سحر وساحری میں یکتا یہ سنا تھا کہ مہنت قہقہہ مار کر ہنسا کہا تجپر مسلمانوں نے بلوہ کیا ہے رات کو
خداوندوں میں لڑائی ہوتی تھی سامری وجمشید کا قول تھا کہ ہماری پرستش کرنے والے
مرے جاتے ہیں ہزارہا قتل ہوئے اب مسلمانوں کو غارت کریں لات ومنات
کہتے تھے مسلمان باطن میں تمہارے پرستار ہیں انکو ہم نہ مٹائیں گے بڑے جھگڑے ہوئے
افراسیاب نے کہا مسلمان باطن میں لات پرست ہیں مہنت نے کہا رات کو چھپکر سجدہ
کرتے ہیں توبہ توبہ کیا کرتے ہیں قدرت معاف کردیتے ہیں ان معاملوں کو کوئی نہیں جانتا
ہمارے سامنے یہ باتیں ہوتی ہیں ہم صلاح میں شریک رہتے ہیں افراسیاب نے کہا
اے مقبول بارگاہ بر سے سامری وجمشید آپ ہماری جانب سے سفارش کریں اب
مسلمانوں کا خاتمہ کرادو صدہا ملک میرے ویران ہوگئے مہنت نے کہا بیٹھ جاؤ افراسیاب
دھونی کے پاس بیٹھا مہنت نے دھونی کو تیز کیا دھوان جو نکلا افراسیاب کے دماغ میں
پہونچا زمین پر گرا نعرہ ہوا منم مہتر قران نعرہ مہتر قران

جہان سرہنگ درخنجر گزاری | رہیج السیر چون باد بہاری
بمیدان اژدر آتش فشانم | منم مہتر قران شیر یا نم

چاہا کہ ایک نے بندہ ماروں کہ فولادی پنجہ آسمان سے تڑپ کر گرا پنجہ کمر بیرانی افراسیاب کی
دلیر نے اٹھا مہتر قران کو جھڑک دیا کہ او ظالم کیا کرتا ہے شہنشاہ ہوشربا پر حملہ نکرنا ورنہ بندہ
تیرے ہی سر پر پڑیگا کہ سر پھٹ جائیگا مہتر قران کو دکر الگ ہوئے پنجہ افراسیاب کو
لے بھاگا قران نے آکر خواجہ کو ہوشیار کیا اب خواجہ ومہتر قران طرف لشکر کے چلے

ادھر نسیم و سلطان طرف لشکر کے چلے ابرق جو پریشان تھا کوہ نورستان پر پہونچا ملکہ انور جادو سے ملاقات کی انور جادو نے تمام کیفیت بیان کی ابرق نے کہا اے ملکہ عالم عجب افتاد پڑی زوجہ سلطان تاج بخش مجھکو دیوانہ کر گئی دل پر چھریاں چل رہی ہیں کیا کہوں کہ کیا کیفیت گذری نظم

پھرتی ہے بھٹکتی ہوئی ہر سو نظر اپنی | بتلا دہن تنگ کے نازک کمر اپنی
ہم بھی تو تصور سے اسی سمت گئے ہیں | اُس کوچے سے واں سے تو چھپن پائی
عالم تو ہے اُسکی طرف اور اُسکا یہ عالم | سُنتا نہیں فریاد وہ بیداد گر اپنی
کیا جانے ترے عشق میں پہنچے ہیں کہ ہم | افسوس کہ ملتی نہیں ہمکو خبر اپنی
قوت بھی ہوئی سونگھ جو ترا سیب زنخدان | تا غیر یہ کیونکر نہ دکھاتا ثمر اپنی
نیزے کی انی پار ہوئی جاتی ہے دل سے | ظالم نہ ملا میری نظر سے نظر اپنی
اخفا ہے کیا دل سے کہ ہم بھی نہیں آگاہ | کیا جانے کہ آئی یہ جو صورت ہوا اپنی
مضمون سے بچتی ہے مرے دلکو محبت | شفقت یہ نہیں کرتا یہ پیدا اپنی
اب رحم کرو مجھپہ کہ میں روتا ہوں کیسے | تم جنسے دکھا دو مجھے سلک گہر اپنی
اے باد صبا ہمکو پتا صاف بتا دے | تو نکلی ہے نازک چمن سے کدھر اپنی
بے فکر رہے ہم نہ قبول اسکی گری بھی | فکروں ہی میں سب عمر ہوئی ہے بسر اپنی

الور جادو نے کہا اے ابرق تمہارا تو عجیب حال ہے ابرق نے کہا کیا بیان کروں جو کچھ گذرتی ہے انور نے کہا ساربان زادے نے ارادہ مجھکو بتایا میری کنیزوں کو قتل کر گیا میں نے تیاری کی ہے ساٹھ ہزار ساحر جمع ہیں چالیس پچاس کنیزیں اس طرف تیار ہیں کہ مسلمانوں کو جواب دینا مشکل ہوگا میں تجھے مضبوط وعدہ کرتی ہوں کہ میں تمہاری معشوقہ کو بھی چھین لاؤنگی اتنا تمہاری زبانی ثابت ہوا کہ سلطان تاج بخش کی زوجہ ہے جب اسکو گرفتار کرونگی تمہاری معشوقہ کو تلاش کرکے بہ احتیاط تمام دونگی یہ کیفیت تمام تم تک پہونچا دونگی ابرق کو خوب سمجھا کے ملکہ انور جادو نے رخصت کیا لشکر ان تیار کرکے براے مقابلہ مسلمانان چلی ادھر قصہ ہے کنیزوں سے نہ دیکھی بہار محمد

کا شہنشاہ کو بڑا خیال ہے انکو گرفتار کر لینا منزل بمنزل جاتی ہے یہان ملکہ مہرخ اپنی بارگاہ مین
بیٹھی ہین یہی ذکر ہو رہا ہے کہ نہین معلوم خواجہ پر کیا گذری برق نے کچھ کیفیت کہی کہ وہ
سلطان تاج بخش کی فکر مین ہین چاہتے ہین کہ بچا کر لاؤن جا بجا اُسپر افتاد پڑتی ہے خواجہ
عیاریان کرتے پھرتے ہین چالاک نے کہا مین فکر مین جاتا ہون بارگاہ حیرت مین آیا
دیکھا حیرت تخت پر بیٹھی ہے گرد وزیرزادیان شاہزادیان ہین کہ ایک کنیز نے آکر سلام کیا
کہا حضور ابھی ہرکارے خبر لائے ہین کہ کوہ نورستان پر جاکر عمرو نے عیاری کی شہنشاہ
نے سکو بچایا انور جادو بالشکر جنیار برائے قتل مسلمانان آتی ہے تھوڑی دیر مین اُسکا
گذر ہوا چاہتا ہے ہرکارون نے اُسکو پانچ کوس پر چھوڑا ہے لشکر کو درست کر رہی ہے
بڑے زور شور سے آکر گھسے گی ملکہ حیرت یہ خبر سنکر اُٹھین بیرون بارگاہ آکر بیٹھین
مگر چالاک یہ خبر لیکر پیرجا گا آکر ملکہ مہرخ سے یہ خبر کہی کہ انور جادو بافوج قاہرہ
آتی ہے آپ کے لشکر پر گرے گی اپنے لشکر کو تیار کر رکھیے بہار نے کہا اگر حکم ہو تو جاکر روکون
ہرچند ملکہ مہرخ نے منع کیا بہار نے بارہ ہزار کنیزون تیار کین طاؤس زرین بال پر بیٹھ کے
روانہ ہوئین ملکہ حیرت کو ہرکارون نے خبر دی کہ بہار انور جادو کو روکنے گئی ہین ملکہ
حیرت نے حکم دیا کوئی یہان سے جانے جاکر بہار کو روکے انور جادو کی مدد کرے
مصور اپنے مقام سے اُٹھے کہا حضور مین جاکر بہار کو روک لونگا مصور اسیوقت اُٹھا
دیرا کو فوج ساتھ لیکر چلا ملکہ انور جادو فوج لیے ہوے آتی ہے کہ دیکھا سامنے سے
گرد اڑی ملکہ بہار جادو مع بارہ ہزار کنیزون کے آتی ہین پھول برستے ہوے ہزارہا
عندلیبان خوشنوا مصروف زمزمہ سرائی نخل وجد مین سپتے تالیان بجاتے ہین ان
اشعار عبرت آثار کی صدائین بلند ہین نظم

ہے دم گریہ دھیان اُس نرگس مخمور کا
آنسوؤن مین بھی ہے عالم خوشۂ انگور کا

دیکھلے آگے زمین کے آسمان رہتا ہے خم
خاکساری سر جھکا دیتی ہے ہر مغرور کا

شمع سان سو بار سر کٹکر مرا پیدا ہوا
بوجھ اُترنے پر نہ جھٹکارا ہوا مزدور کا

ابر تر مژگان تر ہے برق آہ شعلہ بار کا
بیقراری سے یہ نقشہ ہے ترے رنجور کا

بادشاہی کو فقیری سے سمجھتا ہی ذلیل | حوصلہ تو دیکھو گویا ہے بیغدور کا

ہر طرف موسم بہار طائران زمزمہ سرائی پکار رہے ہرون میں جوش و خروش پانی ابل رہا ہی سوچ آب بلند گویا بھرنے ہاتھ بڑھائے ہین کہ بہار کی قدمبوسی کرون ہاتھ آنکھون سے لگا لون حباب نگران مثل چشم معشوق حیران اور آنکھون کو خواہش ہی بہار کی آنکھون پر کسیکی نظر نہ پڑے چشمون کو چشم و چشم درست ہی بہار ایسی معشوق سے آنکھیں ملائیں آنکھون کے آگے سے ہٹ نہ جائین سارے صحرا مین ہنگامہ غلغلہ ہی کہ بہار آئی بہار آئی انور جادو نے جو دیکھا کہ بہار آگئی فوج کو آواز دی اسے گرفتار کرو چہار طرف سے فوج زنی انور جادو نے بہار پر حملہ کیا کنیزون نے بڑھکر آواز دی ای انور جادو خدا خیال رہے ملکہ بہار نازک مزاج باغ عالم مین گل ہائے رنگین کے سر کا تاج ایسون سے مقابلہ کرنا عجب حماقت ہی یہ کیفیت ہی

نظم

بیچ سنبل مین ہو تا زلف مقید ہو جائے | سرو ہو اسلیے سیدھا کہ ترا قد ہو جائے
لعل ہی سرخ کہ ہو تحفۂ رنگین نگار | ہو سفید اسلیے الماس کہ ساعد ہو جائے
ایک رنگت نے اور اک جامے ملے اُس سے اگر | لعل بیمزاج ہو گہر اج نہ زبرجد ہو جائے
تو وہ نازک ہی جو مین دمیان کرون جسے کا | ای حسد یو دل و جان سرخ ترا قد ہو جائے
عکس پڑ جائے خط سبز کا تیرے جو کہین | ای سنم کان مین یاقوت زبرجد ہو جائے
یہ دعا ہی کہ ترے سامنے پیدا ہو رقیب | ایسا خون اگلے کہ تیغ صنم رد ہو جائے
دم الجھتا ہی ترے ظلم جو سنے پایان مین | ظلم کر شوق سے پر ظلم کی کچھ حد ہو جائے
کیا عجب ہے کہ غزل ایک دن بھی ہو جائے قبول | گر اسیلے حسے مضمون کی آمد ہو جائے

انور جادو نے جو یہ ہنگامہ دیکھا کنیزون سے اشارہ کیا ان درختون کو جلا دو ان طائرون کو کباب کرو ہر وقت سبکشی کی سامنے ان کمبختون کی آواز سے دل گھبراتا ہی کنیزون نے گوسفند ترنج نارنج وغیرہ درختون پر مارے پھول نہ جلے طائرون نے اور زیادہ شور کیا انور جادو نے بڑھکر آواز دی ای بہار گلعذار تمھاری قضا لیکر آئی ہی اگر کنیزون کو سودا ہوا تو کیا کمال ہی مجھپر کوئی سحر کرو تو مین جانون لو یہ کوڑا آتا ہی اس سے اپنے کو بچاؤ بہار

نام رہی بہت دپھول جاؤ باغ عالم مین ہزار ہا گل کھلے ایسے شگفتہ مزاج نہ ملے ذرا ملاحظہ فرمائیے یہ کہکے گولہ مارا گولہ جاکر آسمان پر پہنچا ایک ٹکڑا ابر بنکر تیار ہوا سر پر بہار کے چھایا ایک طائر ابر کے ٹکڑے سے پیدا ہوا آواز دی ای ملکہ بہار ذرا متوجہ ہوجیے بہار نے ہاتھ ہلایا برق چمکی طائر کے دو ٹکڑے ہوے طائر کا مرنا کہ ابر برسنے لگا چند قطرے جسم پر بہار کے پڑے بدن مین جلن پیدا ہوئی بہار نے گھبرا کر دوپٹے کا ٹکڑا پھاڑا طرف آسمان کے پھینکا ایک ابر سیاہ محیط ہوا اس ابر نے اُس ابر کو ردکا ابر انور سے خون برسا اس ابر مین وہ خون غائب ہونے لگا انور جلالی جھنجلا کر ابر کو مٹایا سحر پر خبر کیا خنجر کمر سے نکالا اپنی انگلی تراش کر خنجر کو رنگین کیا بہار پر پھینک مارا ہرچند بہار نے روکا مگر خنجر نذر کا خنجر نے سر بہار کا زخمی کیا بہار کا زخمی ہونا آواز دی او نکہت و گل اندام بینا فوراً پھولون سے خوشبو آئی ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی چلی ایک کنیز ہنستی ہوئی پہلو سے آئی اُسنے بہار کو گلدستہ دیا بہار نے اُس گلدستے پر خون ڈالا وہ گلدستہ طرف انور کے پھینک مارا سر پر انور کے جاکر پہنچا پھولون سے آواز آئی ای انور ہوشیار ہو جاؤ ذرا یہ چند اشعار سُن لو تمکو قبول کرنا پڑے گا

نظم

چمن شگفتہ مین جب کسی وہ یار جاتا ہی — ہمارے دل کا مزا لے بہار جاتا ہی
کدورت اور بھی بڑھتی ہی یار کے دل مین — جب اُس گلی مین ہمارا غبار جاتا ہی
کرا جو مین ہون تو دل اُس سے نرم ہی فی الفور — جو مین جو بار دن تو دل اُسکے پہ بار جاتا ہی
مجھے یقین ہی تم پر ہون رفتہ رفتہ سری — کہ ہر ادا مین مرا اختیار جاتا ہی
کوئی جو ہوتا ہی راہی میری گلی کی طرف — قضا پکارتی ہی وہ شکار جاتا ہی
چمن مین یاد اُسے آتا ہی جب مرا رونا — تو سیر کو طرف آبشار جاتا ہی
یہ گردش ابلق ایام سے نصیب ہوئی — دل اُسکے کوچے مین لیل و نہار جاتا ہی
قبول منہ سے جو کچھ کہہ نباہ کر اُسکا — نہین تو آدمی کا اعتبار جاتا ہی

یہ اشعار جو انور نے سُنے مست ہوگئی غل مچائی تھی ہر مرتبہ پکارتی تھی ای بہار کیا بہار دکھائی باغ عالم مین شگفتہ کیا پھولون کو دیکھو کیسے پھول رہے ہین عندلیبان خوشنوا

زمزمہ سرائی کر رہی ہین عندلیب پہلوے گل مین پھول کر بیٹھی ہو کیا رنگ جا ہی پھولون کا
بجا بجا انبار مثل گلدستے کے کوہسار چشمے پانی سے معمور ہین یہ کہتے کہتے ناچنے لگی کہ صحرا
سے گرد اڑی بہار نے چاہا کہ اسکو دیوانہ کرکے پلٹ جاؤن کہ دامن گرد شگافتہ ہوا مصور
ڈیڑھ لاکھ فوج سے پیدا ہوا انور جانب بہار متوجہ ہوئی کہا اے انور جادو یہ کون صاحب
آتے ہین انور نے کہا شہزادے ہین بہار نے کہا انکی خدمت کرو یہ سنتا تھا کہ انور جادو
مثل شعلہ جوالہ مصور کی طرف چلی صورت نگار تخت پر بیٹھی تھی صورت نگار نے
گولا مارا پکار کر آواز دی او انور ادھر کہان آتی ہو ادھر آ بیٹی تو بہت پچھتائے گی انور
نے سنتی ہو گولے کو کاٹا گولا چٹ کر زمین پر گرا کئی سو کنیزان انور کے سر پر سے انور نے
جھولی سے گولا نکالا اس زور سے مارا کہ تخت صورت نگار کا ٹکڑے ٹکڑے ہوا اب تو
انور جادو لشکر پر گری مصور کو بہت برا معلوم ہوا مصور نے کئی تصویرین جیب سے
نکالین سامنے انور کے کاٹین انور پر کچھ تاثیر نہوئی مصور نے کئی گولے بھی مارے
انور نے زمانے بڑھکر مانی بہزاد کو زخمی کیا مانی و بہزاد بھاگے مصور کہتا ہی ارے کہان
بھاگتے ہو وہ کب سنتے ہین بھاگ کے طرف صحرا کے نکل گئے اب مصور کی فوج پر انور
گری کنیزون سے اشارہ کیا کنیزین بھی ٹوٹ پڑین مصور کے دس ہزار آدمی قتل کیے
اب مصور گھبرایا اور بھاگا انور نے پیچھا کیا بہار سحر کرتی ہوئی چلی انور قتل کرتی ہوئی
ملازمان مصور کو آتی ہر گئی ہزار جوان اور قتل کیے کنیزین بھی مبہوت انور بھی اپنے
ہوش مین نہین چہرہ گلنار رنگی بھرتی آتی ہی لوگون نے مصور کو غیرت دلائی آپ کیون
بھاگتے ہین انور کی کیا حقیقت ہی گھیر کر اسکو مارینگے مصور نے سر پیٹ لیا کہا صاحبو مین
تو اسکی مدد کو آیا تھا یہ میری کیون دشمن ہوئی سب نے کہا یہ تاثیر سحر بہار ہی کہ انکی بیقرار
ہو اپنے ہوش مین نہین ہی کنیزین کس جوش و خروش مین ہین جب انکو آپ کا پاس نہین تو آپ
کیون خیال کرتے ہین مصور پلٹ پڑا سحر چلنے لگا ملازمان انور آکر جم گئے جب ذرا جوش کم ہوا
بہار نے گلدستہ پھینکا اور پکار کر آواز دی ارے ان نامردون کو پیٹ انور جادو نے پلٹ کر
دیکھا بیقرار ہو کر پکار اٹھی اور کہنے لگی نظم

دل کس سے لگائین کہین دلبر نہین ملتا	کیا ظلم ہی کوئی ستمگر نہین ملتا
خط لیکے گیا جو وہ کبوتر نہین ملتا	کیا ذکر کبوتر کا ہی اک پر نہین ملتا
دیوون کی طرح عمر بسر ہو گئی اپنی	ہم خانہ بدوشون کو کہین گھر نہین ملتا
کیا خاک وہ دعوی کرین شوریدہ سری کا	سر پھوڑنے کو ڈھونڈھین تو پتھر نہین ملتا
گم جیسے ہوا ہون مین تری راہ طلب مین	جب ڈھونڈھتا ہون آپ کو اکثر نہین ملتا
صورت نہین ملتی تری صورت سے کسی کی	لینے سے کسیکے ترا زیور نہین ملتا
آرائشین موقوف ہین کسلیے ای جان	گو ہر نہین ملتا ہی کہ زرگر نہین ملتا
او برق تجلی ترے کشتے کی لحد پر	کیا لوح بنے طور کا پتھر نہین ملتا
ای رند لبالب ہو جو عرفان کی مے سے	ساغر وہ بجز ساقی کوثر نہین ملتا

اب اور زیادہ ہنگامہ ہوا جوش انور کا بڑھا لشکر مصوّر پر زور و شور سے جا پڑی اب مصوّر کو کچھ بن نہین پڑتا اور بہار نے وہ جادو سحر کیے کہ خوب اُس مقام پر تلوار چلی کئی ہزار جادوگر مصوّر کے مارے گئے مصوّر گھبرا گیا بیقرار ہو کر آواز دی یا دادا نا مدد میری مدد کو نہین آتے اس انور حرامزادی نے بہت تنگ کیا ہی کہان بھاگ کے جاؤن ارے افراسیاب بھی مر گیا تمام ہوشربا شکست ہوا مسلمانون کا بند و بست ہوا یہ جو اسنے پکار ا دیکھا کہ افراسیاب جادو زمین سے نمود کرتا ہوا چلا آتا ہی او انور خبردار کیا ظلم کرتی ہی ارے یہ مرشدزادے ہین خداوند کو قلق ہوتا ہی بہار کی جو نگاہ آمد افراسیاب پر پڑی کنیزون سے اشارہ کیا بجا گو افراسیاب بہار کو دیکھ رہا ہی جب نگاہ جمال بے مثال بہار پر پڑتی ہی کلیجے مین سنان مژگان گزرتی ہی گلعذار کبک رفتار شیرین گفتار باغ شباب پر بہار آنکھین نرگس شہلا زلفین سنبل پیچان سمن بر خوشرو خوش خوخال بند چشم جادو وہ افراسیاب جو طرف بہار کے متوجہ ہوا انور نے بڑھکر مصوّر کو ہاتھ تلوار کا مارا کہ مصوّر کا زخمی ہوا مصوّر نے چیخ ماری آواز دی ای شہنشاہ مجھکو بچا لیجے اس ظالم پر میرا زور نہین چلتا تو افراسیاب جادو کہ گلچینی گلشن جمال بہار کی کر رہا تھا آواز جو مصوّر کی سنی غفلت مین زمین پر آیا دیکھا کہ انور نے نیچا دکھایا ہی کہ مصوّر کا کاٹ لون افراسیاب

نے زمین پر گرتے گرتے آواز دی ای دستگیر سامری بچانا ایک تجلی ہاتھ پر انور کے پڑی کہ ہیچ چھوٹ کر دور گرا انور گھٹنون تک زمین مین غرق ہو گئی اتنے مین بہار نے قرار پر فرار اختیار کیا افراسیاب نے انور کو مع کنیزون کے پا بگل کیا طرف بہار کے دوڑا بہار قریب آدھ کوس کے نکل گئی تھی کہ پشت پر سے نعرۂ افراسیاب کی آواز آئی بہار گھبرا گئی کچھ زیور اپنا اتار کر پھینکا افراسیاب پر برابر برقین گرجن شعلہ ہائے آتش بھڑکے افراسیاب نے سب چیزونکو دفع کیا طرف بہار کے دوڑا جب قریب تر پہونچا بہار نے سحر کیا افراسیاب چند ساعت رکا بہار بھاگ کر بڑھگئی جاتی ہی افراسیاب میرے پاس نہ آجائے افراسیاب کلمات سخت کہتا ہوا آتا ہی فضائے کار باغبان قدرت دمخمور وغیرہ چند سردار کنارے لشکر کے آکے ٹھہرے ہین یہی باتین ہو رہی ہین کہ نہین معلوم ہمارے خواجہ پر کیا گذری باغبان کہتا مین تلاش مین جاؤنگا یہ بھی خبر ملی تھی کہ مصور بہار سے مقابلہ پڑ گیا مخمور کہہ رہی ہی کہ مصور نگوڑا کیا لڑیگا بجگوڑا ہی بہار کے سحر کی برداشت بھی نہ کر سکے گا بھاگا بھاگا پھریگا دیکھیے کیا خبر آتی ہی اس سوچ مین کھڑی تھی کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا مصور تاج گرا ہوا لباس پارہ پارہ پریشان آتا ہی باغبان کے منہ سے نکلگیا دیکھیے میان بھگوڑے صاحب آتے ہین سر کا خون پونچھتے ہوے جورو کا ہاتھ تھامے ہوے صورت نگار کہتی ہی صاحب تمنے مجھکو سحر نہ کرنے دیا مصور کہتا ہی جان بچگئی انور کو کیا بختہ مبہوت کیا تھا جو کہا تھا وہی کیا افراسیاب نے روکا ہی باغبان دمخمور یہ کہکر ہنسے کہ وہ افراسیاب ہم تک نہین آسکتا لیکن آج مصور کی گردن لو یہ ہر مرتبہ ارادہ کرتے ہین سحر کرنیکو مرتے ہین دیکھا کہ صحرا سے پھولونکی خوشبو آئی بہار بھاگی چلی آتی ہی باغبان نے پکار کر پوچھا ای ملکہ بہار خیر تو ہی گھبرا کر بہار نے جواب دیا اسے افراسیاب آتا ہی باغبان نے جلدی مین گرزا پھینک مارا مصور کا شانہ نشانہ ہوا صورت نگار رونے لگی بہار جھپٹ کر قریب باغبان کے آئی ہی کہ افراسیاب قریب پہونچا باغبان بہار کو للکارا ایک طرف گلدستہ بہار نے مارا باغبان نے گیند پھولونکا پھینک مارا افراسیاب کے شانے پر لگے باغبان کا بنا کرتیون مین درد پیدا ہوا افراسیاب نے غصے مین دو ہتھڑ

زمین پر مار کر کھا لینا ایک برق گری باغبان دھا ہے ہر چند چاہا کر رو گئین سحر افراسیاب
کا کب رکتا ہو باغبان کی طرف اشارہ کیا کہ باش او نمکحرام تجھکو اس سختی سے قتل کرونگا کہ
اوروں کو عبرت ہوگی اور جار کو باغ خزان نصیب مین بند کرونگا تیغ کھینچکر چلا کہ باغبان
کا سر کاٹ لون باغبان نے اپنے کو طرف پروردگار کے رجوع کیا اور کہا کہ ای حافظ معین
نگہبان تو ظالم کے ہاتھ سے بچائے **نظم**

زبان کجاست کہ در حمد حق کند تقریر — کجاست خامہ کہ سازد ادای حق تحریر
خداست بندہ نواز و خداست محرم راز — خداست اہل کرم قادر و قدیم و قدیر
براہ صدق ارادت ہر آنکہ پا بنہد — رسد بمنزل مقصود خود بلا تاخیر
جمیع خرد و کلان بندگان حق ہستند — تمام شاہ و گدا و ہمہ جوان ہمہ پیر
بہ اوج عرش رسد دود آہ مظلومان — خطا نمیکند از مرکز ہدف این تیر
بغیر حمد خدای جہان مگو ہندی — کہ در کلام تو بخشد جناب حق تاثیر

جناب ہو کر جو باغبان نے دعا مانگی باب اجابت کھل گیا آسمان سے آواز آئی او
افراسیاب کیا کرتا ہو اب یہ دیکھا جسنے برہمن روئین تن جست کر زمین پر آیا گولہ مارا
پیچھے ہٹا ایک دستک بھی برہمن نے دی ایک جوان تیغ کھینچے ہوئے آیا کئی ہاتھ
افراسیاب پر مارے افراسیاب کا رنگ رو متغیر ہو گیا لیکن اپنے کو درست کرکے
کلائی پر ہاتھ ڈالا ایک طمانچہ مارا سر اُس جوان کا اُڑ گیا برہمن و افراسیاب سے سحر چلنے
لگے اب افراسیاب نے سحر کیا پکار کر کہا ای سحاب اصلی برہمن کو لینا ایک ٹکڑا ابر سیاہ
آسمان پر ظاہر ہوا وہ ٹکڑا ابر سیاہ برہمن پر گیا برہمن اس ابر مین مثل برق کے تڑپا تڑپا کر ابر کو
نکلا لیکن گرمی سے ابر کی چند آبلے جسم پر پڑ گئے ایک جانب آکر گرا اُن آبلوں کا تو خیال نہ کیا
جھولی مین ہاتھ ڈالکے ایک سرخ کاغذ کا چلہ نکالا افراسیاب پر پھینک مارا پکار کر آواز دی
ای خوک صحرا نشین اسکو لینا دو خوک جنگل سے پیدا ہوئے افراسیاب پر منھ کھولکے
چلے افراسیاب نے منھ کھولکر ڈکاری دھوان منھ سے نکلا دھوین سے ایک خنجر
نکلکر گرا دونون خوک مر کر پیوند خاک ہوئے اب تلوارین کھینچکر دونون آپس مین

لڑنے لگے زور و شور سے تلوار چل رہی ہے شعلے بھڑک رہے ہین لڑ رہا ہے ابر کڑک رہے ہین نشکل
پر مہرخ گئے آفت ہی جب لڑا ابر گرا سو دو سو کے سر اڑ گئے جب افراسیاب نے سحر کیا تو ہین
غبار مین چھپ گیا پھر مثل ستارۂ سحری چمک کر نکلا اپنا سحر کیا افراسیاب بھی جلا رہا ہر
برہمن کی بھی جان پر بنی ہے ایک خوف دو طرف غالب ایک دوسرے سے لڑ رہے کامل لیب
چند ساعت تلوار چلی کہ آسمان پر برق چمکی ماہیان زمرد پوش بعد جوش و خروش آئی
برہمن نے چاہا ہٹ کر افراسیاب پر سحر کرے ماہیان نے گر کے گرے جال ڈالا برہمن
طرف افراسیاب کے متوجہ تھا ہوا جال برہمن پر پڑا برہمن جال مین پھنسا افراسیاب
نے منہ سے دھوان چھوڑا ماہیان نے پڑیا خاک کی اڑائی برہمن بیہوش ہوا افراسیاب
و ماہیان نے برہمن کو بہ زبان مین سوزن دی تخت پر ڈالکر دونون بلند ہوے علم مہرت
پریشان باغبان و بہار حیران افراسیاب نے چلتے چلتے ایک سحر کہا اور پکار کر آواز دی
کہ رجادو کوہ بالا سے کوہ نورستان پر دو نہادے اسیر کوئی زوال دو آنے پاے کچھ
پہنچے سنہری پیدا ہوے وہ انور جادو کوت نور کے لے گئے ملکہ مہرخ رنجیدہ پلٹی مین دار کر
خواجہ عمرو پچے مہرخ نے رو رو کر سب حال بیان کیا کہ خواجہ جز عضب ہوا برہمن کو
افراسیاب گرفتار کر لیگیا خواجہ سنانے مین تھے کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا سلطان
تاج بخش و نسیم گلشن افروز دونون زن و شوہر آکر پہونچے مہرخ کے قدمون کو بوسہ دیا
سب سردارون سے ملے مگر زن و شوہر نے دیکھا کہ سب سردار پریشان ہو رہے ہین
نسیم نے پوچھا خیر تو ہے آپ لوگ کیون پریشان ہین مہرخ نے بیان کیا کہ افراسیاب
و ماہیان برہمن کو گرفتار کر کے لیگئے برہمن ایسا نہ تھا کہ جبر افراسیاب دست انداز
ہوتا لیکن دونون نانی نواسے نے ملکر گرفتار کر لیا نور طرف سے گھیرے نسیم نے کہا
یہانسے بارہ کوس پر ایک صحرا ہے کہ اسکو صحراے سبز پوشان کہتے ہین اسی صحرا مین
ایک باغ ہے باغ زنگیان اسکا لقب ہے اگر کمین بیگاکر برہمن کو قید کیا ہے تو عجب نہین اگر
کنیز کو حکم ہو تو جانے سب سردار دونکو انتشار رہا ملکہ گلگونہ رنگین پوش اپنے بھتیا سے
انھین کہا آپ لوگ کیون تردد کرتے ہین کنیز جاکر خبر لیتی ہے آپکے اقبال سے برہمن کو لیے

آونگی اور حقیقت مین صحراے سبز پوشان نہایت وسیع ہی سابق مین اسی صحرا مین مردے
بٹھے جاتے تھے لاکھہ دو لاکھہ شیا مین وہان جمع ہین غیر ساحر کا گذر وہان دشوار ہی اسواسطے
کہ سبز بخت جادو اس صحرا کا حاکم ہی خواجہ نے کہا مین اپنے اپہونچا دونگا یا تو انشاءاللہ تعالی
سبز بخت کا سر لیا یا موت ہمکو بے جاتی ہی خواجہ نے اسوقت با نہاے عیاری اپنے جسم پر
درست کیے اور ملکہ گلگونہ رنگین پوش نے بعد جوش و خروش پر پرواز چیدلیے خواجہ
بھی چلے ملکہ گلگونہ روانہ ہوگئین ہوا کو کاٹتی ہوئی جاتی ہین لیکن خواجہ عمرو اسوقت مین بڑے
زور و شور سے جاتے ہین چاہتے ہین گلگونہ سے بیشتر پہونچون کوس بھر لشکر سے نکلے تھے کہ زنگ
کی آواز کان مین آئی دیکھا ملکہ صرصر نہایت آراستہ و پیراستہ گاتی بندھی ہوئی رو نیچے دوڑتی
عالی سپر پشت پر آتی ہی کہین افراسیاب نے بھیجا تھا گردھین آئی ہوئی ذرہ ہاے بیابان
چہرہ انور پر جھلک رہے ہین خواجہ صورت زیبا دیکھکر بیقرار ہوگئے خواجہ نے پکار کر کہا
او قاتل او ظالم کہان سے تشریف لاتی ہو ذرا عاشقون سے بھی نگاہ ملا دو دلکو چین آئے ہمتو
تمھارے نام پر جان دیتے ہین تمکو ہمارا کچھ خیال بھی نہین صرصر شمشیر زن نے کہا خواجہ
کیون بیہودہ بکتے ہو مین سمجھ گئی جو خیال تمھارے دل مین ہی مجھکو بھی معلوم ہی جس کام کو جاتے
ہو وہ کچھ نہ ہوسکیگا برہمن روئین تن کے واسطے جاتے ہو مگر خواجہ برہمن ایسے مقام
پر قید ہی کہ وہان جانا دشوار ہی خواجہ عمرو نے کہا ہمکو پہلے ہی دریافت ہوگیا انشاء اللہ
جاکر پہلے سبز بخت کو مارینگے بعد اسکے باغ زنگیان مین جاکر داخلہ کرینگے صرصر
شمشیر زن کے ہوش اڑ گئے جی مین کہتی ہی انہین کون بتا دیتا ہی صرصر شمشیر زن نے
کہا خواجہ اگر نام معلوم ہوگیا تو اس سے کیا ہوتا ہی وہاتک پہونچنا بہت مشکل ہی سبز بخت
جسوقت سحر کرے گا زمین کانپے گی خواجہ عمرو نے ہاتھ پھیلا یا کہا اے صرصر شمشیر زن
اب تو طاقت جبر و صبر بالکل سلب ہوئی جاتی ہی اسوقت چاہتے ہین کہ ایک بوسہ
لیلین صرصر نے خنجر کھینچا عمرو پر وار کیا خواجہ روکتے جاتے ہین صرصر رکتی نہ تھی
ہر وار پر یہی یقین ہوتا ہی کہ خواجہ کا سر اڑ جائیگا مگر خواجہ اپنے کو بچاتے ہین قضاے کار
ایک ساحر ہی اسکو ثمر سبز پوش کہتے ہین اڑا ہوا جاتا تھا اسنے جو دیکھا کہ خواجہ و صرصر

تڑپ رہے ہین قمر نے عمرو کو پہچانا جی مین کہتا ہی یہی چل ملیگا غنچہ آرزو دیکھیگا افراسیاب خوش
ہو جائیگا کہیگا بڑا کار نمایان کیا عمرو ایسے شخص کو لائے یہ سوچکر تڑپا اسطور سے گرا کہ صرصر بھی نہ آگاہ
ہونے پائی صرصر کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا اب جو صرصر نے آنکھین کھول کے دیکھا عمرو ندارد حیران
ہوکر یہ کیا ہوا سمجھی کہ شاید مہرخ نے کسی کو ساتھ کر دیا ہوگا وہ عمرو کو اٹھا کر لیگیا ہوگا چہار جانب
دشت صحرا کے دیکھا کہین عمرو کا پتہ نہ پایا آخرکار طرف لشکر کے روانہ ہوئی خواجہ عمرو کو قمر لیے ہوے
جاتا ہی جب افراسیاب نے برہمن روئین تن کو باغ زنگیان مین لاکے قید کیا تاریک زنگی
یہان کا حاکم و ناظم ہوا اسی چار سو زنگی اسکے متعلق مین وہان سے پلٹ کر افراسیاب صحرا اسے
سبز پوشان مین آیا سبز بخت نے استقبال کیا افراسیاب نے کہا اے سبز بخت بیٹے ایک دشمن سخت
کو باغ زنگیان مین قید کیا ہی تم بھی حفاظت کرنا اس صحرا مین کوئی غیر نہ آنے پائے سبز بخت نے
عرض کی حضور کیا مجال یہ وہ مقام ہی کہ ہوا بھی چلتے ہوے تھراتی ہی ہر وقت زاغ و بوم کی آواز آتی ہی
افراسیاب عرصہ دراز تک یہان بیٹھا خوب تاکید کر کے چلا گیا سبز بخت کو ہر وقت خیال رہتا ہی اکثر
تاریک زنگی کی ملاقات کو بھی جاتا ہی یہ چاکرتا ہی کہ قیدی بحفاظت ہی تاریک زنگی کہتا ہی اے
سبز بخت یہان کسی کی مجال نہین ہی کہ اس باغ مین قدم رکھے سات سو زنگیان آدمخوار بلاے روزگار
یہان رہتے ہین بڑا خیال ساربان زادے کا ہی یہان آئے تو چیر پھاڑ کر کھا جائین ہڈیان تک چبا لین
سبز بخت قصر پر بیٹھا ہی آج دن خوشی کا ہی کچھ دوست آشنا آئے ہین ایک گائن کو بھی بلایا ہی شراب
و کباب کا دورہ ہو رہا ہی خود مقام صدر پر بیٹھا ہی گانا سن رہا ہی کہ آسمان کی جانب نگاہ اٹھ گئی دیکھا
ایک جادوگر ایک آدمی کی کمر مین پنجہ دیے ہوے لیے جاتا ہی کہا یارو دیکھو یہ کہین سے آدمی کو پکڑلایا
ہی جاکر چیر پھاڑ کے کھا جائیگا بڑی بڑی دور سے خوراک اپنی ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر لاتے ہین جو تین
زنگی ہین اسی جلسے مین ہوئے ہین انکے منھ سے نکلا حضور ایک ران ہمکو بھی ملجائی اگر آپ کی مہربانی ہو بہت
دنون سے یہ نعمت نہین کھائی سب جگہ یہ مشہور ہو گیا کہ یہان زنگیان آدمخوار رہتے ہین اب کوئی
اس طرف راستہ بھی نہین چلتا آپ کے مہمان ہین اگر یہ نعمت ملی تو آپ کا بڑا شکریہ ادا کرینگے
یہ سنکر سبز بخت نے گولا مارا سینہ پر کینہ قمر پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گیا خواجہ اسکے پنجے سے
چھوٹے سبز بخت نے آواز دی ارے اس آدمی کو روک لو غلامون نے اٹھکر ہاتھون ہاتھ روکا

جب وہ جادوگر مرا تو خواجہ کو ہوش آیا جیسے ہی جادوگردن نے خواجہ کو زمین پر رکھا بے اختیار خواجہ پکار اٹھے مصرع ع ہمیشہ دلبر بسجان مبارک باشد ❊ سبز بخت کے منہ سے نکلا ارے تو کون ہے یہ ساحر تجھکو کہاں لیے جاتا تھا عمرو نے کہا حضور آپ کا گویا ہوں اس جادوگر نے مجھکو رات بھر گوایا صبح کو موئے پانچ پیسے دیتا تھا مین نے کہا صاحب ہمارے مجرے کے پانچ روپیہ ہوتے ہین فرمایا کہ مین چلکر تیرے کباب لگاؤنگا مین ڈر کے خاموش ہوا سامری و جمشید آپ کو سلامت رکھین کہ آپ نے ظالم کے ہاتھ سے بچالیا ورنہ یہ کھا جاتا سبز بخت کے منہ سے نکلا کہ بڑے میان صاحب تمہارا نام کیا ہے نام جو پوچھا خواجہ بہت ہنسے کہا حضور میرے باپ کے یہان اولاد زندہ نہ رہتی تھی تو حضور بڑھوں نے صلاح دی کہ مان اُس شخص کی جو اسی سُتر اور دو بہتر شخصون سے محلے مین جا کر مانگ لائین تو حضور بڑھ مین جو جل رہا سو جے میرا نام لوٹ مار خان رکھا ہے جن حضور محلے بھر کا فرزند ہون اور مان اُس شخص کی اب کسی سے انکار نہین کرتی محلے کے لوگون سے بڑے رسم ہین آپ کسی دن چلین جو کہیگا وہ قبول کرینگی مگر جمعہ کو آپیے اسدن وہ نہا دھو کر کپڑے پہنکر دروازے پر کھڑی ہوتی ہین جو گھر سے نکلا پکار کر کہا بھیا دیکھو تو تمہارا لڑکا لوٹ مار خان کہان ہے تمہارے محلے بھر سے یہی پیام رہتا ہے اور مین بھی یہی عادت رکھتا ہون سب کو ابا جان کہتا ہون یہ سنکر سب لوگ ہنسنے لگے کہا واہ میان لوٹ مار خان کیا کہنا حلالزادہ تمہارا لقب ہے عمرو نے کہا بھائیو جب وہان آؤگے تو دریافت ہوگا مان جان کا فیض عام ہر کسی کو محروم نہین رکھتین سبز بخت نے سب سے اشارہ کیا میان لوٹ مار خان کا رات بھر گانا سنو صبح کو چیر پھاڑ کر کھا جانا اسپر سب راضی ہوئے سب نے کہا میان لوٹ مار خان صاحب کچھ گاؤ خواجہ نے گنگنا کے یہ اشعار گانا شروع کیے اشعار

اشک جاری رہے کو دیدۂ تر بند ہوئے	جاگے یا سوئے یہ سوتے نہ مگر بند ہوئے
عاشق چشم ترے اٹھ نہ سکے در سے کبھی	آخر اسکی یہ سزا تھی کہ نظر بند ہوئے
آنکھوں میں آ کے بھی لخت جگر اپنے نہ رکے	بیوفا وقت بدا فسوس جگر بند ہوئے
دل رہا چاہ زنخدان میں ہم زندان میں	اس طرف بند ہوا وہ ہم ادھر بند ہوئے
غم رہا ہونے کا نکلا ہی بجا شکر کی ہے	دل کھلا میرا جو زندان کے در بند ہوئے

تیغ اغیار سے تیز اپنی رہی تیغ زبان	کٹ گئے سیدھی باتون مین گرہ بند ہوئے
آج وہ قتل میں مصروف ہین کیونکر پہونچون	اسقدر خون ہمارا کہ گذر بند ہوئے
شب کو آمد جو سُنی تیری تو در کیصورت	دونون دیدے مرے تا بسحر بند ہوئے
از بسکہ ہین خاک کہ سب محو ترے حسن کے ہین	رہ پری غول پڑا دونکے پر بند ہوئے
بند اُسی دن سے مرا کار نظر آنکھون ہی	ای صنم جب سے ترے روزن در بند ہوئے
مصغیر ذری سب طاقت پرواز قبول	داخل دام بلا ہوگئے پر بند ہوئے

اسطرح خواجہ نے یہ غزل گائی کہ سب تعریفین کرنے لگے خواجہ نے دس پانچ اشعار اور گاکر عرض
کی حضور مین ساقیگری خوب کرتا ہون سبز بخت نے پوچھا صرف شراب انڈیلنا اور پلانا عمرو نے
کہا نہین حضور ساقیگری بڑی دشوار چیز ہے میری ساقیگری سب کو واسطے عزیز ہے منھ سے گاؤن
پاؤن سے ناچون ہاتھ سے بتاؤن سر سے لاکر شراب پلاؤن سب نے کہا صاحب یہ تو بڑی مشکل
ہے عمرو نے کہا ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے کلید بتخانہ عنایت کیجیے ابھی حضور کے سامنے ظاہر ہو جائے
سبز بخت نے کلید خواجہ بتخانے مین آئے برگ جادو داروغہ بتخانہ بڑا ساحر زبردست ہے
خواجہ نے کہا میان برگ تم اونہین باہر جاؤ یہ عمدہ اب ہمکو ملا برگ باہر آیا مگر سمجھ مین ہے کہ
برہمن اس حوالی مین آکر قید ہوا کوئی عیار ہو ذرا سمجھ لینا چاہیے اسنے ایک ایک تپلا شراب کا
کھینچکر بیچ مین رکھدیا کہا میان لوٹ مار خان پہلے اسی تپلے کو صرف کیجیے گا یہ کہکر آپ باہر آیا
روزن در سے دیکھ رہا ہے خواجہ نے اُس تپلے مین جیسے ہی بیہوشی ملائی برگ نے سحر کیا تھا تپلے
سے ایک شعلہ نکلا خواجہ کے بدن مین لپٹ گیا ایک آواز آئی ای برگ جادو ہمنے عمرو کو پکڑ لیا
آکے اسکو قتل کرو برگ اندر آیا تلوار کھینچکر چلا کہ عمرو کو قتل کردن عمرو نے کہا داروغہ صاحب
ہمنے صدہا مرتبہ افراسیاب پر عیاری کی ہے ایسا ہوشیار ساحر مکار دغاباز میری نگاہ سے
نہین گذرا خوب آپ نے سحر کیا عمرو نے تعریف جو کی برگ خوش ہو گیا خواجہ تمھاری تو میت لیکر
آئی تھی اب زندہ نہ بچو گے افراسیاب نے ہم سب کو صحرائے سبز پوشان کا حاکم کیا ہے ہماری
اُن سے یہ زمین سرسبز و شاداب ہو رہا سلطنت سے آباد ہے جتنے مرد عیار کو لونا کچھ سمجھ لو اؤ تو تمکو
ٹھہر دین عمرو نے کہا حضور جان کا صدقہ اب ہے میں نے لقا کا تاج لیا بڑے بڑے شاہون کو دتا

بہت مال جمع ہی ملاحظہ تو کیجیے اِس بٹوے مین میرے سب کچھ موجود ہی برگ نے پوچھا مال کہان رکھا ہی عمرو نے زنبیل کھولی کہا سب اسی مین جمع ہی آپ دیکھیے اب جو جھک کر برگ نے دیکھا صدہا تاج رکھے ہین ایک طرف روپیہ کا انبار ایک جانب نازنینان مہ جبین پھر رہی ہین ہر شخص عمرو ہی کا نام لیتا ہی برگ نے کہا خواجہ مال تو بہت رکھا ہی یہ سب تمھارا ہی مال ہی عمرو نے کہا نصف میرا ہی نصف اور دون کا ہی آپ میرے ہاتھ پانون سحر سے کھول دیجیے تو مین اپنا مال الگ کر دون برگ سوچا یہ دُبلا پتلا آدمی ہی میرے ہاتھ سے کہان جائیگا سحر اُٹھا لیا خواجہ جان بوجھ کر اُٹھے جھولی گھنڈیان زنبیل کی کھولین کہا قریب آئیے لبغور ملاحظہ فرمائیے میان برگ قریب آئے جُھک کر دیکھنے لگے عمرو نے کہا فرمائیے اشرفیان دون کہ جواہر حاضر کرون ایک چیز پسند کر لیجیے مین سب نہین دونگا آدھا لیجیے اب تو برگ نے نصف جسم اپنا زنبیل مین ڈالدیا بغور دیکھنے لگا خواجہ نے جو تڑون مین ہاتھ دیکر زنبیل مین ڈالدیا ویسے ہی میان برگ گرے عمرو نے آواز دی میان دیتا اسے لینا یہ نیا مزدور آیا ہی میٹ نے آتے ہی گردن لی ایک سونٹا چوتڑ و نپر رسید کیا مزدور ہی اب کچھ کوئی ڈھول لگاتا ہی کوئی پنے پکڑتا ہی میٹ نے کہا اپنے کپڑے اتار کپڑے اُتروالیے ایک غرقی بند ہوا دی ٹوکری سر پر رکھی میان برگ ٹوکری ڈھونے لگے خواجہ نے سب شراب مین بیہوشی ملائی اُس پتلے کو بجوف نہ چھوا اور پکار کر آواز دی آج ہم ساقی ہوے کوئی باقی نہ رہیگا آؤ صاحبو شراب لیجاؤ ملازمان سبز بخت دوڑے پتلے شراب کے اُٹھا اُٹھا کے لیجانے لگے عمرو نے کئی سو گلابیان شراب سے معمور کین اُنمین بیہوشی کامل ملائی لیکر محفل مین آئے سبز بخت خوش ہوگیا کہا دیکھو صاحبو کیسا سلیقہ دار ہی کس لطف سے شراب لایا ہی خواجہ عمرو نے آتے ہی پانون مین گھنگرو باندھے زنانا جوڑا منگا کر پہنا سامنے کھڑے ہو کر گت شروع کی یہ اشعار گانے لگے **اشعار**

ڈوبنا جب عین وحدت مین گوارا ہوگیا
بسم اللہ دریا کا کنارا ہوگیا

فکر سے مضمون بلند ایسا ہمارا ہوگیا
عرش اعظم کا یہ موتی گوشوارا ہوگیا

سختی ایام کا صدمہ گوارا ہوگیا
ساقیا شیشے سے پتھر دل ہمارا ہوگیا

غیر کے ہمراہ وہ بیٹھے جو کشتی پر اسیر
قلزم ہستی سے عاشق کا کنارہ ہوگیا

یہ اشعار گا کر جام بلورین سر پر رکھا ٹھوکرین لیتے ہوے قریب سبز بخت کے آئے سر جھکا کر کہا ایسے

مالک کو سرے شراب پلانا چاہیے سبز بخت نے جام لیا بے اندیشہ انجام پی گیا اب تو دورا باندھا تھوڑے
ہی عرصے میں ساری محفل کو شراب پلا کر خواجہ بیٹھے سبز بخت نے کہا میاں لوٹ مار خان تمہاری
شراب نے بڑا مزا دیا ہے دیکھو ہونے دو سو خداوند تشریف لائے ہیں عمرو نے کہا اُٹھی بھی ٹانگ لیجیے
سبز بخت اپنے مقام سے اُٹھا بکتا ہوا یا خداوند آئیے اُٹھنا تھا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کے
گرا بیہوش ہوا مصاحب وغیرہ اپنے اپنے مقام سے اُٹھے سب گر کر بیہوش ہوئے خواجہ سوچے ایسا
نہو قتل کرنے میں کچھ خرابی واقع ہو سبز بخت کو اُٹھا کر نذر زنبیل کیا اُسکی شکل بنکر مسند پر سو رہے
بوقت سحر نسیم سحری چلی ملازموں کی آنکھ کھلی دیکھا مالک سو رہے ہیں سب ڈھونڈھنے لگے کہ میاں
لوٹ مار خان کہاں گئے ہر طرف ڈھونڈھا کہیں پتہ نہ ملا آخر اپنے مالک کو جگایا خواجہ برہم ہو کے اُٹھے
کہا یارو میرے خواب میں ابھی سامری وجمشید آئے تھے فرما گئے ہیں کہ جا کر تاریک زنگی سے ملاقات کرو
اور تاکید کر دو کہ خبردار حفاظت میں برہمن کی نہایت اہتمام کیجیے ساحروں سے کہا ایک تخت تیار کرو اُسوقت
تخت تیار ہوا خواجہ اُچھل کر تخت پر سوار ہوئے ساحروں کو برابر بٹھا لیا کہا تمہیں سحر کرکے تخت اُڑاؤ اُن
سبھوں نے سحر کیا تخت اُڑتا ہوا چلا چالیس جادوگر ساتھ ہیں اس کروفر سے طرف باغ تاریک زنگی
کے چلے یہاں تاریک زنگی بیٹھا ہے پانچ سو زنگی جمع ہیں سامنے ایک چبوترہ ہے اُسپر برہمن روئین تن
قید بیٹھا ہے زبان میں سوزن ہاتھ پاؤں میں مار سیہ لپٹے ہوئے برہمن اپنی جان سے بیزار ہے
تاریک مسند پر بیٹھا شراب پی رہا ہے زوجہ اسکی سیہ تاب ایک موٹی زنگن پھولے پھولے کالی لال
لال مسوڑے جوشا گلنار پہنے صاف ثابت تھا کہ خون میں کوئلہ ڈالدیا ہے بیٹھی ہنس رہی ہے کبھی
تاریک زنگی کے چٹکیاں لیتی ہے کہ صاحب جلد برخاست کرو نشہ شراب کا ہوا کھیلنے کودنے کا
وقت ہے تاریک زنگی کہتا ہے اچھا صاحب چلتے ہیں کہ ایک جادوگر دوڑا ہوا آیا عرض کی میاں
سبز بخت جادو تشریف لائے ہیں تاریک زنگی نے کہا آج اُنکے آنے کا کیا باعث ہے سیہ تاب میرے
الگو کھگا ہوتا ہے ہرچند کہ سبز بخت بڑا ہوشیار ہے مگر عیاران اسلام بھی بلائے روزگار ہیں مجھکو بڑا خوف ہے
سیہ تاب اسکی زوجہ نے کہا صاحب کہلا بھیجو کہ اسوقت ہمیں فرصت نہیں تاریک زنگی نے کہا جب
آئے وہ جو بیٹے یہاں مہمان آئے اُسکی خاطرداری واجب و لازم ہے وہ بھی مالک سرحد سبز بوستان
ہے اُسکا مرتبہ تو مجھسے زیادہ ہے مگر میرے دل کو کھٹکا ہے اسکے تو انتظار کروں چند زنگیوں نے کہا

استقبال کرکے لاد سوزنگی چلے بیرون باغ آکے سب نے سبز بخت نقلی کو سلام کیا عرض کی حضور
آج کیونکر آنے کا اتفاق ہوا خواجہ نے دیکھا زنگیون کے تیور بدلے ہین کہ صحبت مین کچھ ذکر ہوا خدا خیر کرے
یہ بھی نہین معلوم کہ سبز بخت اسکی ملاقات کو کیونکر آتا تھا ایسے اُسکے کسطرح کا رسم ہو یا اچھا آتا ہی
خلاف ہوا تخت سے خواجہ کو دے ساتھ والون سے کہا صاحبو آج کل زمانہ انقلاب ہی برہمن ایسا
شخص قید ہوا مجھکو بھی ہر طرح کا شک ہی کہ میان باریک مین کچھ فتور ہوا ہو شاید کوئی عیار نہ پہنچا
ہو جسوقت مین نعرہ کرون کہ تاریک زنگی کو پکڑ لو بلا تکلف ٹوٹ پڑنا شاید کوئی عیار آگیا ہو وہ
بنکر تاریک بنکر بیٹھا ہو مین سب ذکر کرونگا سب نے کہا حضور ہم آمادہ ہین خواجہ عمرو نے کہا
اسباب سحر بھی تیار رکھو چالیسون ساحرون نے ہوشیار کرلیے گولے تیغ تاریخ سبھون نے ہاتھ مین
لے لیے تاریک زنگی در باغ تک خود آیا کہا بھائی صاحب آئیے آج تو آپ نے بعد مدت کے
سرفراز کیا کیا باعث ہی عمرو نے کہا ای برادر آجکل ایسا سخت گنہگار یہان قید ہی ہر وقت خوف رہتا
ہی میرے دلمین آیا کہ چلکر بھائی صاحب سے ملاقات کرون شاید کوئی مکار و غدار نہ پہنچ گیا ہو
تاریک نے سراپا کو دیکھا شک تو دل مین پہلے ہی چکا تھا آگے بڑھ گیا گلستان مین کچھ اشارے کیے کچھ
طائرون پر سحر کیا اب خواجہ عمرو داخل باغ ہوے جیسے ہی باغ مین آئے طائرون نے پر تولے
منقارین کھولین زمزمہ سرائی کرنے لگے ایک طائر نخل سے اڑا شاخ پر پھول کر بیٹھا پکار کر آواز دی
اُستاد تاریک زمانے مین اندھیر ہی زیر نخل یہ دونون دھوکے ہین

نظم

سُنلی روز تو کس کس کو جان جان دیگا — ابھی ہی حسن تو جان اپنی یکجان دیگا
مجھے بھی ضبط اگر رخصت فغان دیگا — سُنیگا جو کوئی کانون انگلیان دیگا
حیات خضر خدا تجھکو باغبان دیگا — چمن مین مجھکو اگر حکم آشیان دیگا
اُٹھائیگا نہ کنوئین مین جو حسن یوسف کو — عزیز مصر کو کیا تحفہ کاروان دیگا
طلب کرینگے جلا روز حشر کیا تجھسے — جو لُٹ کے آئیگا وہ خاک ارمغان دیگا
لگا مین اشک بہانے تو ہنسکے بولا یار — ابھی تو روتا ہی آگے دہائیان دیگا
دل و جگر کے تو ٹکڑے اڑا دیے غم نے — مسیح آنکے نہ نکلے کہان کہان دیگا
دلا نہ شوق ملاقات اُسکو نامے مین — وہ بدزبان ہی قاصد کو گالیان دیگا

بھرا ہی خون کے بدلے نگار سو داوی　　　　بدن کو چیر دن جہان سے وہین دھوان دیگا
نگارا چاہ ذقن دیکھتے ہی مجھے تے　　　　ریاض حسن کو پانی یہی کنوان دیگا
بیان نہ کیجیو قاصد تو میرا حال غریب　　　　ہزار طرح کے فقرے وہ بدگمان دیگا
ملیگی روز جزا بے طلب جزاے عمل　　　　کریم دیگا اسے وان جو کوئی یہان دیگا
وہ ہون غیور نہ لونگا میں لیے سفلے سے　　　　اگر زمین بھی گرنے کو آسمان دیگا
جو چند شعر کہے ہین سنادو بڑھکر رند　　　　ہمین بھی داد سخن کوئی نکتہ دان دیگا

یہ اشعار جو طائر نے پڑھے تاریک نے پکار کر آواز دی ارے بیوقوف کیا بکتا ہی دل کو ہوا خار الم ولیکن چھپا فتور شامت ہوا صاف صاف کہہ کر کیا مکر کر رہی نصف باغ مین پہونچے ہین خواجہ کو بھی حیرت ہی کہ خدا خیر کرے جادوگرون کو ہاتھ سے اشارے کر رہے ہین نخل جادو کنائب ہی اُس سے چپکے سے کہا مجھے شک ہوا یہ تاریک زنگی نہین ہی کوئی عیار مکار ہی نخل جادو نے گولہ تیار کیا کہا حضور مین ہوشیار رہون کیا مجال جو میرے ہاتھ سے بچ کے چالیسون جادوگر آمادہ ہین جب تاریک نے طائر پر غصہ کیا طائر نے پکار کے آواز دی یہ بدبخت جادو نہین ہی عمرو عیار ہی جیسے ہی طائر نے یہ کہا خواجہ سوچے کہ حال کھل گیا کیا غضب کا سحر ہی عجائب غرائب سے یہ مقام مملو ہی تاریک طرف خواجہ کے جھپٹا پکار کر آواز دی یارو اس مکار کو لینا عمرو نے اپنے ساتھ والون سے کہا یہ ساربان زادہ نہ جانے پائے تاریک زنگی بنا ہوا سامنے کھڑا ہی نخل نے گولہ مارا چالیسون جادوگرون نے سحر کیا زنگی تو غافل کھڑے تھے کئی ہی کے سر جھٹ گئے لاشے تڑپنے لگے اب تو زنگیون نے بھی سحر کیا خواجہ نے جست کی چاہا کہ الگ جاکر گلیم اوڑھ لون جیسے ہی خواجہ نے جست کی تاریک نے لیکدم پتھر زمین پر مارا خواجہ لڑکھڑا کے گرے تاریک چاہا کہ چلا کہ سر کاٹ لون عمرو نے ساتھ والون کو آواز دی یارو سحر لے سکے مجھے تاثیر کی پانون زمین نے تھام لیے چالیسون جادوگر گھرے ترنج مارنے لگے تاریک زنگی نے نعرہ کیا ارے نالائقو یہ تمھارا افسر نہین ہی خواجہ عمرو نے پکار کر آواز دی ای نخل جادو تاریک نعلی کو گولہ مار کہ اسکا مرنا چاہیے مجھکو عمرو بناتا ہی چالیسون ساحرون نے پھر بڑھکر سحر کیے تاریک تو بلاے روزگار ہی سب کے سحر دن کو دفع کر رہا ہی کہتا ہی ارے تم سب کی کیون شامت آئی ہی یہ کہکر ایک ترنج سبز نکالا

یا سامری کہکر پھونک مارا چالیسون جادوگر ٹکڑے ٹکڑے ہوکے گرے سب کا شور ہوتا کہ تاریک زنگی نے اشارہ کیا ایک برق چمکی کہ رنگ و روغن عیاری کا خواجہ کے چہرے سے اُڑگیا صورت اصلی ظاہر ہوئی تاریک زنگی تلوار کھینچکر چلا چاہا کہ سر کاٹ لون عمرو نے بیقرار ہوکر دعا کی ای خالق بے نیاز ای مالک کارساز اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے برہمن بیٹھا ہوا یہ سب معاملہ دیکھ رہا ہی مگر مجبور و ناچار زبان مین سوزن ہاتھ پاؤن مین مارا سیہ لپٹے ہوئے ہین خواجہ بلک رہے ہین دست دعا بلند پکار رہے ہین

نظم

تو بودی بیشک لاریب موجود
وجود ہر وجود از تست موجود
تو بایک لفظ کن کردی اشارہ
ازان سو دار ساندی خلق اسود

نہ بُد و تنگر بود و نبود و نابود
تو مطلوبی برائے اہل طلب
زمین و آسمان موجود شد زود
بفرمان تو بد گردد نکو کار

بہر دو تو ظہور جسم و جان است
تو مقصودی برائے اہل مقصود
تو کردی گرم بازار محبت
شود مقبول از حکم تو مردود

خواجہ بیقرار ہوکر دعائین مانگ رہے ہین تاریک نے اُن جادوگرون سے کہا مفصل بتاؤ تمھارا افسر کیا ہو سبز بخت کے ساتھ یہ ساربان زادہ کیونکر پیش آیا اُسکو کیا کیا ایسا عقیل فہیم جادوگر اسیر کیا سانحہ گذرا سبھون نے عرض کی حضور ہمین نہین معلوم ہوا نہ کوئی نیا شخص ہمارے یہان آیا ایک شخص آسمان سے گرا تھا اُسنے شاید عیاری کی ہو تاریک نے پوچھا مجھے حیرت ہوتی ہی کہ آسمان سے کیونکر آیا کہا حضور ایک جادوگر ثمر جادو نامے ایک گویے کو لیے جاتا تھا ثمر جادو کو سبز بخت نے مارا وہ گویا گرا اُسکے سوا کوئی ہمارے یہان نہین آیا اور کسی کو ہمنے نہین دیکھا تاریک نے کہا مین دریافت کرونگا کہ میرا بھائی کہان ہی اسکو تو قتل کرون اسکے ہاتھ سے صدہا ملک ویران ہوے برہمن نے جو خواجہ کا یہ حال دیکھا آنکھون سے آنسو جاری ہین دعائین مانگ رہا ہی کہ ای خالق لیل و نہار ای رحیم و کریم عمرو کو بچالے چراغ اہل اسلام کا گل ہوتا ہی رنگیون مین غل ہوتا ہی کہ عمرو کو جلدی قتل کرد جاہتا ہی تاریک کہ خنجر کھینچکر جا پڑے کہ آسمان سے برق چمکی ملکہ گلگونہ رنگین پوش ایک عقاب لاجواب پر سوار نازنین چہرہ بے نظیر چھوٹی ہوئین مانگ مین سیندور بھرا ہوا ہی وہ ظلمات مین شفق کا کیونکر نشان ملا زلفین سیہ فخر مشک و عنبر چہرہ رشک قمر پری پیکر خورشید منظر آنکھین نرگس شہلا معشوق یکتا چہرے پر ہرچند کہ خال خال ہین

اگر ہین تو باعث ترقی حسن و جمال ہین عقاب اُڑتا ہوا آتا ہے ہونٹھون کو سحر جوانی مین جنبش مسیحائی مین کوشش عاشق مردہ کو جلائین اعجاز عیسیٰ دوران دکھائین دیکھتے ہی تاریک کے ہوش اُڑ گئے کانپنے لگا گلگونہ نے ہاتھ جو ہلایا برق گری کر رنگیون کے سر اُڑ گئے ایک کاغذ سحر جھولی سے نکال کر پھینکا کر عمرو کے آگے پردہ حائل ہو گیا اب زمین پر ملکہ گلگونہ آئین جھولی مین ہاتھ ڈالا اسباب سحر نکلا پکار کر آواز دی او تاریک سامنے تو آ سرخیل عیاران کو قتل کرتا تھا اسی گھمنڈ پر دعوی سحر دیکھہ ہوشیار ہو جا زوجہ تاریک جو کمڑی تھی اسنے ایک گولہ پھینکا جیسے ہی گولہ سیہ تاب نے پھینکا گلگونہ نے گولے کو کاٹ کر آواز دی کر ارے اسکو لیتا اس شغل کو بھی سحر کا حوصلہ ہو اری خوش آواز و خوش گلو اسکو اپنی آواز تو سنا دے یہ جو ملکہ گلگونہ نے آواز دی خود بخود گوشۂ باغ سے ایک صدائے دلسوز کان مین آئی

نظم

نگاہ ناز پہ ٹھہرا ہے تصفیا دل کا
کروں تو آج مین کرتا ہون فیصلا دل کا

غم فراق نے کیا حال کر دیا دل کا
سنو تو عرض کرون تمسے ماجرا دل کا

کرے ادھر لو سرایت غم عارضا دل کا
بہت قریب جگر سے ہے فاصلا دل کا

اکہی جلد یہ آنکھون سے خون بہکے بہے
غضب مین ڈالدیا مجھکو ہو برا دل کا

دم اخیر ہے بیچارہ جان بلب ہے آج
معاف کیجیے اب تو کہا سنا دل کا

وہی ہوا جو لکھا تھا مرے مقدر مین
مجھے نہ یار سے شکوہ نہ کچھ گلا دل کا

مآل کار ضرر جان کا ہے الفت مین
خدا کسی سے نہ ڈالے معاملا دل کا

نگفتنیست چہ گویم چہ شرح حال کنم
نہین ہے قابل اظہار ماجرا دل کا

ہجوم غم مین بھی ثابت ہے مجھے استقلال
مین وجد کرتا ہون اللہ رے حوصلا دل کا

عیان ہو صورت شاہد جو چشم حق بین سے
کرے نمود تو فاضل مشاہدا دل کا

نہ جان مردہ نہ مردہ ہی سمجھو اسکو
لگا کسی سے ذرا دیکھہ پھر مزا دل کا

مکین ہے ایک ہی دونون مکان اسکے ہین
نہین ہے کعبے سے کم رتبہ مرتبا دل کا

یہ آواز جو بصد سوز و گداز کان مین سیہ تاب کے آئی چادر یاس سے پھینک کر ناچنے لگی ملکہ گلگونہ نے آواز دی ارے اپنے دھگڑے کے سامنے جا اسکے روبرو جا کر ناچ سیہ تاب طرف تاریک

سے چلی پکارتی ہوئی ادھر ناشخص ذرا ادھر متوجہ ہو ہماری ملکۂ عالم نے کیا ارشاد فرمایا کچھ تیرے ذہن میں نہیں آیا یہ کہکر سیہ تاب دوڑی تاریک کے پیچھے پکڑ لیے تاریک ہان ہان کرتا ہی یہ کب مانتی ہی زن و شوہر میں خوب لات لگی ہوئی کبھی سیہ تاب اوپر کبھی تاریک اوپر آخر کو ایک مقام پر تاریک نے سیہ تاب کی چٹیا پکڑی اس زور سے طمانچہ مارا کہ گال سوج گیا سیہ تاب نے ایک چیخ ماری کہ بھلا نگوڑے سید۔ دیکھ تجھکو ہمارا خیال نہ آیا دیکھ گال سوج گیا دو دانت گر گئے یہ کہکر چاہا کہ پھر لپٹ پڑے دن تاریک نے پیچھے ہٹ کر ایک گولا مارکہ سینے کو سیہ تاب کے توڑ کر پشت کے پار گذرا گولہ مار تو دیا زوجہ کا لاشہ جو زمین پر تڑپا دل دُکھ گیا غصے میں آواز دی کہ اے گلگونہ تونے میری زوجہ کو میرے ہاتھ سے قتل کرایا غضب کیا اب تو میرے ہاتھ سے کیونکر بچیگی یہکر برس پڑا برقین جائیں تلوارین گرائین آگ برسائی جب خوب سحر کرچکا ملکہ گلگونہ نے سب سحر دفع کرکے ایک چٹکی خاک کی اُٹھائی تاریک کی جانب پھینک دی ایک غبار بلند ہوا اس غبار مین تاریک چھپ گیا بعد عرصۂ دراز غبار سے نکلا پھر اشعار پڑھنا شروع کیے کبھی صورت زیبا پر نگاہ کبھی آہ کبھی واہ کبھی پکار رہا ہی ملکۂ عالم مین تابعدار ہون لاکھ جان سے تم پر نثار ہون کیا کہون جو دل کی کیفیت ہی عجیب حالت ہی نظم

مسیح وقت نہ کر تو معالجہ دل کا — کہ جان کسل نظر آتا ہی عارضہ دل کا
تپک رہا ہی یہ نہیں آہ کون سے پہلو مین — مسیح قابل نشتر ہی آبلہ دل کا
فسردگی ہی طبیعت کو عہد طفلی سے — نہ تھا شباب مین بھی مجھکو ولولہ دل کا
گرانہ کوہ الم اسپہ جز ننا النفات — حباب سے بھی ہی نازک یہ آبلہ دل کا
وفور ضبط سے دم گھٹ کے آگیا لب پر — مگر زبان پہ آیا نہیں گلا دل کا
صفائے تن تنہا ہی آئنے پر بھی فوق اسے — کریگی صورت شاہد مقابلہ دل کا
چھڑایا چاہتا ہی شغل عشق بھی واعظ — کبھی کبھی کا جو باقی ہی مشغلہ دل کا
دو روزہ زندگی مین جان سے گیا ہیہات — مجھے ہلاک کیا اسنے ہو برا دل کا
فلک کا ہی وہی عالم وصال ہو کہ فراق — مری سمجھ مین نہین آتا مدعا دل کا
نوائے چند سے ہین گوش آشنا جسکے — خوش آہنگ انہین زمزمہ تھا دل کا

یہ اشعار پڑھتا ہوا تاریک طرف ملکہ گلگونہ کے چلا پکارتا ہوا مین تو غلام ہون گلگونہ نے کہا تو
کیسا ہمارا تابعدار ہی برہمن روئین تن قید ہی اُسکو جاکر رہا نہین کردیتا یہ سُنکر تاریک دوڑا
جاتے ہی زبان سے برہمن کی سوزن کو نکالا قید کالی ماران سیہ جسم سے جدا کیے کہا ای برہمن
صف شکن چلو تمکو ملکۂ عالم بلاتی ہین برہمن ہنستا ہوا اُٹھا پکارکر آواز دی ای ملکہ گلگونہ کیا
کہنا حقیقت مین ایسے سحر نگاہ سے نہین گذرے کیا پاک و پاکیزہ سحر ہین ہمارے سحر کو
جلادیا عجب رنگ دکھادیا ملکہ گلگونہ نے جھک کر سلام کیا کہا ای برہمن روئین تن آپ
لوگون نے بڑے بڑے کارنمایان کیے عمرو کا دل سے ساتھ دیا افراسیاب ایسے ظالم سے
مقابلہ کیا کہان کہان معرکے پڑے خوب خوب لڑے یہ فرمایئے کہ اب اسکا کس طور سے خاتمہ
کردون برہمن نے کہا تمکو اختیار ہی ملکہ گلگونہ نے اشارہ کیا ای تاریک تیرے ہمراہی کھڑے
ہین انکو قتل نہین کرتا یہی ہمارے دشمن ہین یہ سُنکر تاریک تلوار کھینچکر زنگیون پر جا پڑا
جس زنگی کے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوے سب کو قتل کر رہا ہی زنگی فریاد کرتے ہین کہ ای
آقاے نامدار غلامون نے کیا خطا کی براے سامری و جمشید معاف فرمایئے غلامون سے کبھی
خلاف نہوا ہی اور نہوگا تاریک مبہوت لب پر مہر سکوت کسی کو جواب نہین دیتا جب سب کو
قتل کر چکا تو ہاتھ باندھکر سامنے آیا کہا ملکۂ عالم اب کیا حکم ہوتا ہی گلگونہ نے کہا اپنا مدعاے دلی
تو بیان کر دے تاریک نے کہا حضور مرتا ہون میری جان پر بنی ہی گلگونہ نے فرمایا تلوار کھینچکر اپنے
گلے پر رکھو تاریک نے تلوار کھینچکر گلے پر رکھی ملکہ نے کہا کھینچلو گر خفت سے کھینچنا تاریک نے تلوار
کھینچلی سر کٹ گیا تسمہ لگا رہا لڑکھڑا کے زمین پر گرا اندھیرا ہو گیا بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا
نام من تاریک جادو افسر زنگیان بود عرصے تک سنگباری و برفباری بھی ہوئی تمام باغ
جلگیا عمارتین گر پڑی اب جو روشنی ہوئی دیکھا باغ مین سناٹا طائر جلے ہوے پڑے ہین
جس مقام پر عندلیبان خوشنوا زمزمہ سرائی کرتی تھین گل و غنچے کا دم بھرتی تھین اُس مقام
پر زاغ و زغن بول رہے ہین مکانون کے گرے ہوے نشان خشت ہاے شکست کا
جا بجا انبار بقول شاعر فرد ہر کجا افتادہ بینی خشت در ویرانۂ ہست فرد دفتر
احوال صاحب خانۂ خواجہ گھبرا گھبرا کے دیکھنے لگے فرمایا کیون ملکہ گلگونہ اس باغ مین

فرش بر فرش مال و اسباب نقد و جنس کچھ نہ تھا کہ نہیں کہا خواجہ یہ صحراے ویران افراسیاب
نے آباد کرائے سب کارخانہ سحر کا تھا اُسکے مرنے سے غائب ہو گیا جلکیا پھنک گیا برہمن نے کہا
ملکہ اب یہان سے نکل چلو خواجہ آپ بھی ہمارے ساتھ چلیے خواجہ نے کہا ہمین جہان آپ ڈھونڈھیےگا
وہین ہم ملجائینگے برہمن نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری ادھر کے صحرا بہت خراب ہین راستے کا
نشیب و فراز ایسا ہو کہ آپ راہ فراموش کرین تو ہمکو بڑی مشکل ہوگی تمام ساکنان طلسم آپکے
نام کے دشمن ہین جنکو خضر راہبر جانا ہو وہ رہزن ہین بمجبوری خواجہ نے قبول کیا برہمن نے
تخت تیار کیا ملکہ گلگونہ سوار ہوئین ایک طرف برہمن ایک جانب خواجہ عمرو برہمن
تخت کو اُڑاتا ہوا چلا لیکن افراسیاب خانہ خراب باغ سیب مین تخت سلطنت پر بیٹھا ہے
نازنینان سر حبین و مہ جبینان مہر تمکین خدمت مین حاضر ہین ناچ ہو رہا ہے ایک پری پیکر
قمر منظر بصد سوز و گداز یہ غزل عاشقانہ گا رہی ہے **غزل**

تکلیف ہے جون پنجۂ گل لال ہوا ہاتھ　　نازک ہے وہ بس چھوڑدے اے رنگ حنا ہاتھ
مین اپنے گریبان کے ٹکڑے کا ہون پیرو　　چلتے ہین جنون مین مرے پانونسے سوا ہاتھ
ہے دست مری نبض کی نقد سے یہ بیتا　　یہ معجزۂ تازہ مسیحا کے لگا ہاتھ
ہنگام وداع آہ گلا کاٹ رہے تھے　　کیا کھینچتے دامن کو ترے کامین تھا ہاتھ
رکھا تو دل و چشم سے اب اُٹھ نہین سکتا　　قربان نزاکت کے ہین کیا پانون ہے کیا ہاتھ
ہونے نہ دیا چاک گریبان کفن کو　　یارون نے کیے دفن مرے تن سے جدا ہاتھ
ہے دست بریدہ مرے قاصد کا نہ ٹوٹے　　ہے مہر کا خط ہاے شعاعی سے بھرا ہاتھ
جیسا مجھے آرام ترے ہاتھ سے آیا　　اللہ کرے یون ہی ترا سینہ مرا ہاتھ
جو شاخ گل اے جوش جنون بار ہو لیتے　　جب چاک ہوا جامہ تو بس ٹوٹ گیا ہاتھ
بیٹھا کف افسوس ملیگا بس گلشن　　غیرون سے بھی ظالم تو مرے ساتھ اٹھا ہاتھ
ہم اور یہ بدعت تپش دل کے سبب سے　　مومن مرے سینے پہ رہے بعد فنا ہاتھ

افراسیاب مست بیٹھا ہے جام مے گلنار گردش مین عیش و طیش کی کوشش مین کچھ طائرون
نے جو زمزمہ سرائی کی افراسیاب نے سر اُٹھا کر دیکھا بے اختیار منہ سے نکلگیا کہ مین نے

جہان برہمن کو قید کیا ہی وہان کسی کا گذر نہین ہو سکتا کنیزین جو حاضر ہین اُنھون نے عرض کی
ای شہنشاہ آپ کا جو انتظام ہی ایسا ہی ہو لیکن مسلمان اُس مقام پر پہونچے ہین کہ جہان عقل کو
دخل نہین ہوتا ذرا کتاب تو ملاحظہ فرمائیے ابھی حال کھلجائے افراسیاب نے اُسی وقت کتاب
سامری اُٹھائی اب جو کتاب مین دیکھا رنگ رو متغیر ہو گیا زانو پر ہاتھ مار کے کہا او صاحبو
غضب ہوا اسپر نجت عمرو کی زنبیل مین ہی تاریک جادو مارا گیا مجھ کسی کا زور نہ چلا آپ
عمرو و گلگونہ و برہمن ایک تخت سحر پر سوار طرف اپنے لشکر کے جاتے ہین صحراے خارستان مین
ضرور گذر ہوگا کوئی تم مین سے ایسا ہی کہ جا کر اُنکا راستہ روکے اگر تین دن اُس صحرا مین گذر گئے
بھوک پیاس سے مرجائینگے اسوقت کئی خواجگزار بھی جمع ہین خلخال جادو طراع گذامان
افراسیاب سے ہی ضعیفہٗ صد سالہ گرگ باران دیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ سر ہلاتا ہوا عارض پر
جھریان ایک ایک جھری سطر سکاری کمر مین خم اُسے غم کمان کہنا چاہیے تیر تدبیر ہمیشہ پورا کھینچتا ہی عصا
ٹیکتی ہوئی سامنے افراسیاب کے آئی بلائین لیکر عرض کی مین صدقے مین قربان مین جا کر اُنکا
راستہ روکون اگر علم ہو فن سحر و ساحری مین تو کوا افراسیاب نے کہا ای خلخال گلگونہ بلاے
روزگار ہی خلخال نے کہا وہ چھوکری کیا ہی کمسن الھڑ پڑھنے کے دن اس آپ کی اطاعت سے
یہ مرتبہ پایا عاشق ہو کر آپ نے اُسکو منہ لگایا ورنہ وہ سحر و ساحری کو کیا جانے برہمن البتہ
ساحر کامل ہی اور عمرو کا تو وہ حال کرونگی کہ آپ سماعت فرمائینگے افراسیاب نے بہت کچھ
باتین تعلیم کین خلخال جادو افراسیاب سے صلاح و مشورہ کرکے طرف صحراے خارستان کے
روانہ ہوئی یہ بھی افراسیاب سے پوچھ لیا کہ کب وہ جا کر صحراے خارستان مین پہونچینگے
افراسیاب نے کہا بعد دو دن کے وہ لوگ صحراے خارستان مین پہونچینگے روا ردی کرکے خلخال
چلی اور بہ تعجیل اپنے کو صحراے خارستان مین پہونچایا عقاب بنکر درخت پر بیٹھی دو منزل کے گرد مین
وہ صحرا تھا ہر نخل پر بیٹھی اور سحر کیا تمام صحرا کو سحر بند کرتے کرتے ایک پہاڑ پر آکے ٹھہری نخل کے سایے
مین بستر اپنا لگایا کچھ ساز بنا کر چھوڑ دیے چند طائر سحر سے بنائے انگوار دیا وہ درختوں پر جا کے
بیٹھے کوئی زمزمہ کرتا ہی کوئی مغل نواح وزغن کے صدا اسے مہیب دیتا ہی کہ سنکر قلب کانپے
[illegible] کے یہ انتظام کر کے خلخال جادو بیٹھی لیکن چونکہ سن لیا ہی کہ برہمن ایسا

شخص آتا ہی سحر کر رہی ہی تیسرے دن برہمن و گلگونہ و عمرو اُس صحراے خارستان مین آکر پہونچے
دیکھا کہ صحراے سنسان کف دست میدان نخل کا کہین نام نہین اگر کسی طائر کا گذر بھی ہوا تو کانٹون
مین پھنس کے رہگیا کانٹون کے جابجا انبار طائران بدصورت کی پکار رونڈے گرد کے اُڑ رہے
ہین چشمے خشک پڑے ہین خواجہ نے کہا ای برہمن ابتک اسطور پہ آئے کہ جہان صحراے سبزہ زار
ملا اُسی مقام پہ رات کاٹی آج تو بُرے مقام پر شام ہوئی برہمن نے کہا خواجہ اس راہ مین
صحراے ہولخیز و وحشت انگیز بہت ہین کوئی مقام جنگل مین عمدہ تلاش کرو خواجہ و برہمن
وہان پھرنے لگے بعد عرصہ دراز ایک نخل سایہ دار ملا اُسکے سائے مین جاکر بیٹھے صحرا کی وحشت شام
کا وقت جنگل سائین سائین کر رہا ہی پہاڑ اجاڑ ویران درخت بے برگ و بے بار چند طائران وحشی
نے اُنپر آکر آشیانہ لیا صورتون سے حیرت و وحشت برس رہی ہی کہ مصیبت کے مارے دن بھر
کے بھوکے پیاسے خاموش آکر درختون پر بیٹھے ہین صدا بھی نہین دیتے ہین یکایک شام محنت انجام
کا سامنا ہوا ماہ تابان فلک پر نکلا زال کا گو معلوم ہوتا تھا ستارے جو نکلے چھپے وگویان کہنا
چاہیے کہ صورت اُنکی کلیجے کو مغلک کرتی تھی برہمن حیران گلگونہ بھی پریشان کچھ قلیل سا کھانا
اسطور سے بمشکل ممکن ہوا کہ جب برہمن و گلگونہ نے بہت کہا کہ خواجہ بھوک کے مارے حال
بہت ابتر ہی خواجہ نے زنبیل سے ٹکڑے شیرمال کے سوکھے ہوے نکالے وہ قلیل قلیل سے
تینون صاحبون نے نوش کیے خواجہ نے پانی بمشکل مشکیزۂ حضرت خضر سے پلایا اس مصیبت مین
رات بسر کی جبکہ غواص ماہ تابان چاہ مغرب مین داخل ہوا اور کشتیبان فلک نیلوفری یعنی نیر اعظم
بصد شوکت و حشم کشتی مہر کو کھیتا ہوا دریاے چرخ زبرجدی سے باہر نکلا بجز خار عالم پر نگاہ ڈالی
خواجہ و برہمن و گلگونہ نے خواجہ نے نماز سحر ادا کی آمادۂ سفر ہوے دن بھر رہروی کی شام
کو پھر اُسی صحراے مذکور مین پہونچے بمشکل ایک نخل تلاش کیا اُسی کے سائے مین اُترے
رات بمصیبت بسر کی صبح کو پھر روانہ ہوے دن بھر پھرے شام کو پھر وہی جنگل ملا اسیطرح
نخل کے سائے مین اُترے تیسرے دن برہمن نے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری ذرا بغور لاحظہ
فرمائیے یہی صحرا روز ملتا ہی شاید کسی نے ہمارا راستہ روکا دن بھر پھرتے ہین رات کو اسی مقام پر
آتے ہین آج اسکی شناخت کر لیجیے ہرچند کہ آج بخوبی ذہن مین آگیا مگر امتحان کامل ہو جائے ایک تیر

برہمن نے اُس نخل کی تہ مین لگا دیا دن بھر پہرہ دی کی شام کو قریب اُسی درخت کے پہونچے برہمن نے کہا خواجہ آپ نے یہ حضرت فرمایا کسی مکار نے راستہ روکا ہے ملکہ گلگونہ کو بہت غصہ آیا پکار کے آواز دی او مکار حیلہ ساز شعبدہ باز ساحر اگر کوئی تھا کیا مثل چورون کے راستہ بند کیا ہے اب معلوم ہوا انشاء اللہ کل نکلینگے سامنے راستہ روکنے والا ہے تو امتحان معقول ہوتا خلخال نے سرکوہ سے یہ سب باتین سُنین خیال مین آیا کر جاؤ دن بھر سوچی کر کیا ضرورت ہے بیشک ہٹ کر یہ سب اس صحرا مین آپ ہی مرجائینگے میری زندگی مین سحر سے نہ نکلینگے اس سعی مین ہیچی ہے لیکن گلگونہ سحر کرکے بلند ہوئی برہمن سے کہا کہ مین خواہش کرتی اُس مکار کو جاتی ہون خلخال نے جو اُس کو وہ رہے دیکھا کہ گلگونہ بلند ہوئی اس نے جھولی سے ماش کا آٹا نکالا ایک پتلی بنائی خون اپنی اُنگلی کا اُسکے منہ مین دیا ایک دو پتھر مارا پتلی بنی ایک نازنین کی صورت بنکر تیار ہوئی دریا سے جدا ہوئی مین خوطہ زن غنچہ دہن رشک چمن ناز و کرشمے مین پری خلخال نے کہا جلد جا گلگونہ رنگین پوش کو لگا کے لا اگر مبہوت کر کے لا تا وہ نازنین حسین چلتی ہوئی چلی ملکہ گلگونہ ایک مقام پر جا کر اترین نگاہ اُٹھا کے چہار جانب دیکھنے لگین کر کان مین گانے کی آواز آئی ملکہ گلگونہ رنگین پوش نے سر اُٹھا کے ایک نازنین مہ جبین حسین و جمیل پری پیکر رشک قمر کو دیکھا یہ اشعار عبرت آثار گاتی ہوئی آتی ہے

سُنا گیا مجھے باتین وہ بہ زبان کیا کیا — کلام آئے بے لطف درمیان کیا کیا
بہار آتے ہی جھڑکا ہے جب کوئی غنچہ — تو پھول پھول کے بیٹھا ہے باغبان کیا کیا
سوائے تازہ مضامین کے لب مین ناقت — بنے سُنا ق ہے نفرت مری زبان کیا کیا
وہ کون ہے جسے نہین تیرے انتظار کرتا — سُنتے ہین تذکرے کہان کہان کیا کیا
شکایتین عجب بہت دشمنی نہ تھی تنگ — ہمارا یہ سُناتا ہے نہیبان کیا کیا
یہ مین جو منہ پہ کھلی ہے زبان جب — سُنے سنا ہلی دیکھون وہ ری زبان کیا کیا
زمین مین کہ جہان کو زمین کی ہے خاک — ابھی دکھائیگا نیرنگ آسمان کیا کیا
پہ چرخ سر کو رکھا ہے تو نے نہ فنا مین — ظلم کرتے ہین اللہ نوجوان کیا کیا
بلائی وحسرت و اندوہ و یاس و داغ جگر — ہم ان سے لیکے چلے رند امتحان کیا کیا

یہ اشعار عبرت آثار سنکر ملکہ گلگونہ کے دل کو بیقراری نے گھیرا پکار کر آواز دی ای نازنین مہ جبین اس صحرای ویران مین تیرا کیونکر گذر ہوا کیا مصیبت پڑی اسنے ہنسکر جواب دیا یہ کوہ و دشت اپنا مقام ہی دشت نوردی ہمارا کام ہی ہماری ملکۂ عالم شہنشاہ ساحران استاد شعبدہ بازان برای سیر آئی ہین جی چاہے چلکر ملاقات کیجیے کل صحرا کی وہی حاکم ہین اس اقلیم کی وہی ناظم ہین مگر آپ کے سارے آنے کا کیا باعث ہوا ملکہ گلگونہ نے کہا کسی مکار نے ہم پر راستہ روکا ہی اسی کی تلاش مین نکلے ہین اس نازنین نے کہا آپ ہمارے ساتھ چلیے جس کسی نے ایسی حرکت کی ہوگی اسپر تنبیہ کیجائیگی بلکہ اسکو پکڑا بلوا منگے سزا دیجیے کوئی آپ کو تردد نہوگا اسطرح کی باتین نازنین نے کین اور وہ اشعار سنکر دل پر تاثیر تو ہو ہی چکی تھی اور اس شیرین سخنی سے اس نازنین نے کلام کیا کہ ملکہ گلگونہ اسکے ساتھ ہوئین اب جو قریب کوہ آئین چند نازنینان ماہ پیکر کی آواز سنی اس نازنین نے کہا شاید ملکۂ عالم جانے کو ہین کچھ تشریف لیچلیے ملکہ گلگونہ نے گھاٹیون کو طی کیا بالاے کوہ جو آئین ایک خوشبو آئی کہ دماغ جان معطر و معنبر ہوگیا درخت چھوٹے چھوٹے سرسبز و شاداب عندلیبان خوشنوا زمزمہ سرائی کر رہی ہین ہر طرف سامان عیش و نشاط مہیا معلوم ہوتا ہی چند نازنینان پری پیکر آسمین ملکہ یہ غزل عاشقانہ گا رہی ہین

غزل

سر مین ہوا ہے ابروے قاتل سمائی ہی — تلوار سے ضرور مری موت آئی ہی
مین جانتا تھا رنگ لائیگا مجکو وہ شل ہی — لاشے پہ ہنسکے یار نے بجلی گرائی ہی
شانے تلک اسکے زلف سا اب پہنچ گئی — شانے کی اسکی زلف رسا تک رسائی ہی
عارض کھلا وہ پھر وہی ہم ہین وہی ہی غم — آئینہ سان ہمارے تمھارے صفائی ہی
چشم صنم مین ہرے کی جادو دیا وہ دون — نارِ نظر لی مین نے سلائی بنائی ہی
ہین دست بستہ سامنے اسکے تمام نور — بجھ ہی بدر اور مہ نو کلائی ہی
کچھ غنچے کے سخن کا نہ اسنے دیا جواب — منہ اپنا لیکے رہگیا کیا منہ کی کھائی ہی
چھالے پڑے ہین سینے قاتل کی تیغ مین — تلوار میرے گرم لہو مین نہائی ہی
سب نے لب پہ رکھدیے غش دیکھکر مجھے — سوتے مین پیاس بجر کرم نے بجھائی ہی
اے کدوران ہی خون ہو گئے ہونگے جل ا ثبی قبول — سنتے ہین اس نگار نے مہندی لگائی ہی

ملکہ گلگونہ رنگین پوش بگوش ہوش سن رہی ہین جون جون اشعار کی آواز آتی ہی طبیعت کا رنگ بدلتا جاتا ہی وہ نازنین مسکرا مسکرا کر باتین کرتی جاتی ہی تھوڑے عرصے مین راہ کو طی کیا دیکھا سامنے ایک مسند زرنگار بچھی ہی اسپر ایک نازنین نہایت حسین غنچہ دہن دریاے جواہر مین غوطہ زن گرد کنیزین مصاحبین بیٹھی ہین اُس نازنین نے ملکہ گلگونہ کو دیکھا کھڑی ہو گئی پکار کر آواز دی اے ملکۂ عالم آپنے غریبون کو سرفراز کیا کیا بڑی عنایت فرمائی ملکہ گلگونہ رنگین پوش اُسکا خلق و خلاق دیکھکر حیران جمال و محو دیدار ہو ہین سراپا کو دیکھنے لگین دیکھا حقیقت مین صانع قدرت نے ایسی تصویر صفحۂ ہستی پر کھینچی ہی کہ جسکا نظیر ممکن نہین بقول شاعر شعر نقاش چون شمائل آن ماہ میکشد + نوبت بہ زلف او چو رسد آہ میکشد + مانی چو نقش آن بت بدست میکشد + چون سیر بہ ساعد او دست میکشد + سراپا کو دیکھکر حیران ہو گئین انکسار مزاج کا یہ حال ہی کہ جھکی پڑتی ہی ہاتھ تھامے ملکہ گلگونہ کا قریب مسند کے لائی کہا تشریف رکھیے ملکہ گلگونہ بیٹھین وہ نازنین کہ رہی ہی اُسی نازنین سے جو ملکہ گلگونہ کو لگا کے لائی ہی کہ کیون بوا تسخیر تم مہمان کو لائین اپنے مہمان کی خاطر کرو ایسے مہمان کسکو نصیب ہوتے ہین کچھ دو چار اشعار گاؤ طریقے سے معلوم ہوتا ہی تمھارا گانا بہت پسند آیا تسخیر نے سازندون کو اشارہ کیا سازندون نے ساز ملایا تسخیر نے گلگونہ سے آنکھین ملا کر یہ اشعار گانا شروع کیے اشعار

گر پڑی بجلی جو ذکر آیا ترے رخسار کا — جل گئی تلوار جب چرچا کیا رفتار کا

صورت موے کمر ہرگز وہ ہاتھ آتا نہین — ہو گیا معدوم مضمون بھی دہان یار کا

یہ نہین ٹوٹا ستارہ جھڑتی ہین چنگاریان — تا فلک پہونچا ہی شعلہ آہ آتشبار کا

کہکشان بنتی ہی زد قاتل ہمارے زخم کی — جوش زنگاری ہی پھاہا مرہم زنگار کا

مشک نافے کیطرح خوشبو دہن مین بس گئی — لے لیا بوسہ جو ہمنے گیسوے خمدار کا

بادشاہی کرتے ہین بیٹھے وہان ہوکر فقیر — بن گیا ظل ہما سایہ تری دیوار کا

اس لیے ہر دم عرق افشان جبین یار ہی — تا بھڑک جائے نہ شعلا آتش رخسار کا

ہمدمو آیا ہی غش ابروے قاتل دیکھکر — دیکھیو چھینٹا اگر پانی سے ملے تلوار کا

شاہ اقلیم سخن کا یہ قلق شاگرد ہی — کیون نہو ہر ملک مین شہرہ مرے اشعار کا

جب یہ اشعار تسخیر نے گائے ملکہ گلگونہ کی محویت اور زیادہ بڑھی غلغال نے جلدی سے جام شراب لبریز کیا ملکہ گلگونہ کو دیا گلگونہ نے جام بے اندیشۂ انجام پی لیا جام کے پیتے ہی ایک شعلہ منھ سے نکلا ملکہ گلگونہ گر کر بیہوش ہوئیں غلغال نے زبان میں سوزن دی سحر اُتار کر ہوشیار کیا اب گلگونہ کی جو آنکھ کھلی دیکھا ایک ساحرہ سیہ فام بدانجام کرشمۂ ناز کر رہی ہی کبھی پکارتی ہی سبز غلغال جادو مصاحب افراسیاب ساحرۂ لاجواب گلگونہ کے ہوش اُڑ گئے کہ کس بلا میں پھنسی مقام افسوس ہی اس ملعونہ نے بڑا مکر کیا یہ تو اس حال پر ملال میں ہین وہان جب گئے ہوئے گلگونہ کو عرصہ گذرا برہمن نے گھبرا کر کہا ملکہ گلگونہ کو کیون دیر ہوئی خواجہ نے کہا معلوم ہوتا ہی کہ اُسپر کوئی اُفتاد پڑی برہمن نے کہا میں جا کر تلاش کرتا ہون خواجہ نے کہا ای برہمن ویرانہ لگا تا خواجہ تو اسی مقام پہ ٹھہرے برہمن روئین تن چلا خواجہ نے بہت کچھ سمجھا دیا کہ ای برہمن جو کام کرنا سمجھ کر کرنا برہمن نے کہا خواجہ سمجھا جائیگا جب برہمن جانے چلے غلغال کے سحر نے خبر دی کہ اب میان برہمن آتے ہین غلغال نے اُسی تسخیر سے اشارہ کیا میان برہمن کو لینا تسخیر چلی برہمن تھوڑی دور چلے تھے کہ گانے کی آواز کان میں آئی برہمن نے پھر کر دیکھا کہ ایک نازنین حسین یہ اشعار گاتی ہوئی آتی ہی

نظم

ہماری عقدہ کشائی فقط دعا پہ ہی	بتون کے بندے ہین لیکن نظر خدا پہ ہی
پھرے وہ مجھسے تو منھ پھر گیا زمانے کا	رجوع خلق خدا خلق میں ہوا پہ ہی
ہماری خاک کی تہ نظر ہی بربادی	مزاج یار ہمیت اندنون ہوا پہ ہی
لبون سے دل جو بچا مار زلف نے مارا	غضب ستم ہی ستم پر بلا بلا پہ ہی
دماغ عرش برا بنا ہی خوش دماغی سے	فتادہ وہ ہین کہ سر جن کے خاک پا پہ ہی
قیام آہ سے اپنا ہی صورت نرگس	تمام زور تن ناتوان عصا پہ ہی
غضب ہی شکوۂ دور فلک نے لا خاموش	بسا جو دانہ تو کیا جرم آسیا پہ ہی
تمہارا جرم ہی کیا موت کا علاج نہین	قضا ہماری ادا ہی ادا قضا پہ ہی
کسی کے ہاتھ کب آتی ہی برق دولت عشق	یہ [illegible] دین ہی موقوف سب [illegible] پہ ہی

برہمن نے دیکھا وہ نازنین اسی جانب آتی ہی اسنے قریب آ کر برہمن کو جھک کر سلام کیا برہمن

ہنس پڑا کہو صاحب آؤ ہم تو تمھاری تلاش میں تھے وہ تو سمجھی کہ میرا نام تسخیر ہرگز نہ تھا اُس نے کوئی بھی تدبیر کی برہمن نے ہاتھ تھام کر پشت پر ہاتھ پھیرا ہاتھ کا ہٹانا تھا کہ تسخیر کے جسم سے شعلہائے آتش نکلنے لگے تمام اعضا مثل ہیزم خشک جلنے لگے اُسنے ایک چیخ ماری کہ او ظالم تیری دغا کی دم بھر میں جلکر وہ نازنین خاک سیہ ہوئی برہمن کے منہ سے نکلگیا ہائے اسی فریب میں گلگونہ پھنسی نہیں معلوم وہ ملعونہ کہاں ہے جسنے یہ سحر کیا قصد ہوا کہ زور نجوم کو دخل دون جھولی سے کاغذ نکالا کچھ ہندسے وغیرہ بنا رہے ہیں کہ وہاں خلخال کو جو معلوم ہوا کہ تسخیر کو برہمن نے جلادیا گھبرائی کہ اب کیا کرون فوراً چند فقرات لکھے ایک طائر سحر بنایا بخدمت افراسیاب روانہ کردیا افراسیاب باغ سیب میں بیٹھا ہے کہ طائر نے آکر نامہ پہونچایا افراسیاب نے دیکھا کہ خلخال نے لکھا ہے کہ اے شہنشاہ برہمن دام کرمین نہیں پھنسا تسخیر دلبند پر کو میں نے روانہ کیا برہمن نے اُسکو جلادیا افراسیاب نے اُٹھکر ایک گرہ کھولا آواز دی ارے دلفریب جلد حاضر ہو دیکھا ایک نازنین نہایت حسین ہنستی ہوئی سامنے افراسیاب کے آئی افراسیاب نے کہا جلد اپنے کو پاس خلخال کے پہونچا جو کہے وہ کرنا اپنے نام کی تاثیر دکھانا دلفریب فوراً روانہ ہوئی خلخال بالائے کوہ بیٹھی ہے کہ دلفریب فرستادہ افراسیاب آگئی پہونچی ہاتھ باندھکر سامنے کھڑی ہوئی کہا مجکو شہنشاہ نے بھیجا ہے جو حکم ہو بجا لاؤن یہ سنتے ہی خلخال خوش ہوگئی کہا پاس برہمن کے جاؤ تسخیر کر کے ہمارے پاس لاؤ دلفریب نے کہا کس صورت پر جاؤن خلخال نے کہا جس صورت پر میرے سامنے لاؤگی ویسا ہی سامان پاؤگی یہ سنکر دلفریب پہاڑ سے اُتری سوچکر بصورت حنائے گلگون پوش تیار ہوئی تلاش میں برہمن کی چلی برہمن ابھی علم نجوم کو درست کرنے نہ پایا تھا کہ ایک طرف سے آواز آئی اے برہمن صف شکن میں تمھاری تلاش میں نکلی تھی کچھ حال بھی تمکو معلوم ہے آج تیسرا دن ہے کہ شہنشاہ اپنے مقام سے غائب ہیں برہمن جو پلٹا دیکھا ملکہ حنائے گلگون پوش مضطر و پریشان چہرہ اُداس عالم پاس برہمن کو پکارتی ہوئی آتی ہیں برہمن نے گھبراکر کہا کیون ملکہ عالم خیر تو ہے حنائے نقلی نے دوڑکر برہمن کا ہاتھ تھام لیا کہا اے خیر خواہ دولت آج تیسرا دن ہے کہ شہنشاہ قصر جمشیدی سے پیکر نکلے تھے کہ برائے مقابلہ افراسیاب جاتا ہوں پھر پلٹکر نہیں آئے آج میں گھبراکر

تلاش مین نکلی یہ مضمون سنکر برہمن کے ہوش اُڑگئے کہا ای ملکۂ عالم مین عجب آفت مین مبتلا ہون دام مکر افراسیاب سے چھوٹا آج تین دن سے اس صحرا مین حیران و پریشان ہون کسی نے ہمیر راستہ روکا ہی ملکہ گلگونہ ایسی ساحرہ کہ جسکا ہوشربا مین مثل نہین سوائے افراسیاب کے کسی سے کم نہین وہ جاکر غائب ہوئی خواجہ ساکے مین نخل کے بیٹھے ہین مین جستجو مین گلگونہ کی نکلا ہون یکن مین شہنشاہ کو بھی تلاش کرونگا افراسیاب کی کیا مجال ہی کہ شہنشاہ پر دست انداز ہو جنلے تعلی برہمن کو باتین کرتی ہوئی لیچلی برہمن تو اپنا پیر و مرشد جانتا ہی سر جھکائے ہوئے چلا آتا ہی جب قریب کوہ کے پہونچے کان مین آواز آئی ای برہمن خیر تو ہی ملکہ کو کہان پایا اس صحرائے وحشت خیز مین کیونکر آنا ہوا برہمن نے سر اُٹھا کر دیکھا شہنشاہ کوکب مع پانچ سات مصاحبون کے زیر نخل بیٹھے ہین سامان عیش و نشاط مہیا ہی ایک عورت حسین پہلو مین بیٹھی تھی ملکہ حنا کو دیکھکر پہلے سے ہنسکر بیٹھی کوکب نے آواز دی ای برادر آؤ برہمن مودب پہلو مین بیٹھا حنا نے بیٹھتے ہی اپنا رنگ جمایا کہا کیون صاحب کئی دن سے کہان تھے ہم تلاش کرتے کرتے دیوانے ہوگئے دیکھو پانون مین کانٹے چبھے آبلے ہمارے حال پر پھوٹ پھوٹ کر روئے کیا اپنی کیفیت کہین کہان تک خاموش رہین نظم

الفت مین کچھ اب خوف و خطر ہم نہین رکھتے — دل ہم نہین رکھتے ہین جگر ہم نہین رکھتے
بیہوش ترے عشق سراپا مین ہین ایسے — اپنے بھی تن و سر کی خبر ہم نہین رکھتے
آہون نے بھی باندھی ہی ہوا بے اثری کی — نالون کا بھی غل ہی کہ اثر ہم نہین رکھتے
گہ دشت مین آوارہ ہین گہ انکی گلی مین — وہ دل مین بسے آکے تو گھر ہم نہین رکھتے
اقرار سے وصلت کے دعا کرتے ہین تسکین — اب فکر وہ مرادر ہم و بر ہم نہین رکھتے
گویا ہی ہوا نازِ نعش سے دل اپنا — ڈرتے ترے آنکھونکو بھی تر ہم نہین رکھتے
اتبک سحر ہجر کے صدمے نہین بھولے — پھر رہنے وہ آئے ہین مگر ہم نہین رکھتے
یاقوت ہین لخت جگر آنسو در خوش آب — ہرگز طمع لعل و گہر ہم نہین رکھتے
جس دل مین نہو درد وہ پہلو مین جگہ دین — جو داغ نہ رکھے وہ جگر ہم نہین رکھتے
اب لوح لہو ہوکے جو نکلے تو عجب کیا — تن مین نہو اے دیدۂ تر ہم نہین رکھتے
پژمردہ ہی دل شعر کے کہنے مین قبول کہ — یہ غنچہ کھلے ایسا ہنر ہم نہین رکھتے

اس حسرت و یاس سے یہ اشعار جناب بے نقلی نے پڑھے کہ کوکب نقلی رونے لگا کہا کیوں برہمن سنتے
ہو ملکہ نے کیا صدمے اٹھائے صاحب نہ گھبراؤ میں چلتا ہوں یہ کہکر کوکب نے جام اپنے ہاتھ سے
بھر کر کہا تو برہمن ایک جام تو پی تو برہمن نے ہنسکر کہا ای شہنشاہ میرا دل دھڑکتا ہی شراب پینے کو
دل نہیں چاہتا کوکب نقلی نے کہا ای برہمن پی بھی جاؤ دل دھڑکا کیا برہمن نے بکراہت
جام لیا پیتے ہی گلابی توڑ دھواں نکلا برہمن بیہوش ہو کر گرا اسکی بھی زبان میں سوزن کو دیا
خلخال نے برہمن و گلگونہ کو پتھروں کی آڑ میں قید کیا اب اس فکر میں بیٹھی ہی کہ دیکھوں عمرو کس
صورت پر آتا ہی اب خلخال بصورت اصلی بیٹھی ہی چند کنیزیں سحر کی بنائی ہوئی گرد جمع ہیں یہی باتیں کرتی
ہیں کہ حضور نے بڑا کمال کیا برہمن و گلگونہ کو گرفتار کر لیا اور نہ برہمن وہ شخص ہی کہ جو منتظم ریاست
کوکب روشن ضمیر ہی سارا طلسم نور افشان اسی کے انتظام سے آباد ہی رعایا دلشاد ہی مگر یہاں جب
خواجہ نے دیکھا کہ برہمن کو بھی دیر ہوئی سمجھے کہ برہمن پر بھی افتاد پڑی رنگ روغن عیاری کا نکالا
افراسیاب کی صورت بنکر تیار ہوئے تخت زبرجدی زنبیل سے نکالا اسپر سوار ہوئے تخت اڑاتے ہوئے
چلے خلخال جادو بصورت اصلی بیٹھی ہی لیکن افراسیاب باغ سیب میں بیٹھا تھا اسکو معلوم ہوا
کہ ساربان زادہ میری صورت پر برائے گرفتاری خلخال جاتا ہی وہیں سے افراسیاب نے سحر
کیا ایک طائر زمزمہ سرائی کرکے پہونچا درخت پر آکے بیٹھا پکار کر آواز دی ای خلخال جادو آگاہ ہو جاؤ
کہ عمرو بصورت افراسیاب آتا ہی خلخال نے سحر کیا ایک نازنین کی شکل بنکر بیٹھی گرد کنیزیں جمع ہیں
ساز بج رہا ہی ایک گانے والی خوش وضع و شنگ بجوش لگاتی یہ غزل عاشقانہ گا رہی ہی غزل

بہار حسن خداداد کو زوال نہیں ۔ سدا گلاب کے دو پھول ہیں یہ گال نہیں
ہمیشہ بدر ہیں عارض کبھی ہلال نہیں ۔ یہ حسن نور خداداد ہی زوال نہیں
جواب دیکے نہ دل توڑا اور سائل کا ۔ شکستہ حال کی آواز ہی سوال نہیں
فلک کو یاس سے ہم دل گرفتہ دیکھتے ہیں ۔ کسی کا عقدہ کشا ناخن ہلال نہیں
خدا کسی کو نہ روز سیاہ دکھلائے ۔ گہن میں چاند ہی تارے شریک حال نہیں
مہینہ زیست کا گھٹتا ہی ہر مہینے میں ۔ نہال عمر کو ارہ ہی یہ ہلال نہیں
ریاض حسن کے میوؤں میں یہ لطافت ہی ۔ عیاں ہی سیب کا دانہ ذقن پہ خال نہیں

کبھی ہوا کبھی شعلہ کبھی ہو خاک ہی بجبر	اگر تمھارے عناصر میں اعتدال نہیں

کانے والی ذرا چپ ہوئی ہی کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا افراسیاب تخت پر سوار آتے ہوئے
تخت کو آتا ہی خلخال نے کنکھیوں سے دیکھا سر جھکا لیا گویا دیکھا ہی نہیں کنیزوں نے بھی عرض کی
حضور حقیقت میں اس کمال کو دیکھیے اب اس شخص کا ملنا دشوار ہوگا خلخال نے کہا اب میرے
ہاتھ سے کیا بچیگا میں کیا اسے زندہ چھوڑونگی اس ظالم کے قتل سے منھ موڑونگی خواجہ نے آسمان
پر سے دیکھا کہ محفل میں اشارے ہو رہے ہیں خواجہ نے تخت اتارا کنیزوں نے پکارکے کہا شہنشاہ
آتے ہیں خلخال نے سر اٹھایا واسطے سلام کے جھکی لیکن خواجہ کی جو نگاہ پڑی تیور خلخال
کے دیکھکر دل میں کھٹک ہوا کہ اسنے مجھکو پہچان لیا لیکن کچھ بن نہیں پڑتا وہ برائے استقبال اٹھی
سامنے آچکی خیال ہی کہ اب یہ نہ چھٹنے دیگی تیور سے اسکے صاف ظاہر ہی کہ ہمیں پہچان لیا دیکھیں
تقدیر کیا دکھائے اسی سوچ میں خواجہ زمین پر آئے لیکن ہاتھ پاؤں میں رعشہ مثل بید کانپتے
ہیں خلخال ظاہر میں خاطر میں کرنے لگی دل میں یہی ہی کہ اسکو گرفتار کروں خواجہ اس فکر میں ہیں
کہ ذرا اسکو غفلت ہو تو نکل جاؤں خلخال کو خیال ہی کہ عمرو ذرا بھی مجھسے متوجہ نہو تو گرفتار کروں
اور خواجہ عمرو ہوشیار بیٹھے ہیں چار جانب دیکھ رہے ہیں کہ برہمن دگلگونہ کہاں ہیں یا شاید
وہ یہاں نہ آئے ہوں پتہ نہیں ملتا چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں خواجہ چاہتے ہیں کہ اپنے کو
کوہ سے گرا دوں ایسا نہو کہ یہ گرفتار کرے خلخال نے کہا شہنشاہ یہ صحرا بہت ویران ہی مجھے
آباد کرنا پڑیگا خواجہ عمرو نے کہا میں ویرانی صحرا کو دیکھوں یہ کہکر اٹھے خلخال حیران ہوئی ایسا
نہو ساربان زادہ نکل جائے یا پہاڑ سے پھاند پڑے چند سنگریزے ہاتھ میں لے لیے اور للکاری ہی
او ساربان زادے کہاں جاتا ہی میں نے پہچان لیا خواجہ پہاڑ سے پھاند پڑے خلخال بھی
برابر کودی گرتے گرتے ایک دو پتھر زمین پر مار دیا کہ خواجہ کے پاؤں میں نے تھام لیے
خلخال نے قریب آکر کمر میں پنجہ دیا پہاڑ پر لیکر آئی منھ پر ہاتھ پھیرا رنگ و روغن عیاری کا چہرے
سے خواجہ کے اڑ گیا خلخال نے کہا صاحبو دیکھا تمنے اس ظالم نے کیا کمال کیا اسیوقت اپنے
ایک عرضی افراسیاب کو لکھی کہ ای شہنشاہ میں نے عمرو و برہمن و گلگونہ کو گرفتار کر لیا جسطرح
حکم ہو اسطرح لاؤں گو کنیز آبرو کی امیدوار ہی ایک تو عرضی دی کہ جاکر شہنشاہ کے ہاتھ میں یہ عرضی

زیبا کنیز روانہ ہوئی یہان افراسیاب خود کہہ رہا ہی کہ خلخال نے بڑا کار نمایان کیا مگر ناچ رنگ رنگ ہو رہا ہی ایک نازنین مہ جبین افراسیاب جادو کو خوش دیکھکر یہ غزل گا رہی ہی غزل

نقش تجھسے مجھے اے زلف چھپایا کیا ہی — مفت مین دل تجھے دیدون مجھے سودا کیا ہی

آئینہ دیکھکے صورت تجھے سکتا کیا ہی — دیکھ تو اُسکی ادا مین ابھی دیکھا کیا ہی

لاکھون دل پستے ہین جو ایک قدم چلتے ہو — یہ چلن کیسے ہین جانی یہ روتا کیا ہی

طائر رنگ پریدہ کو کرونگا قاصد — نہین ملتا جو کبوتر مجھے پروا کیا ہی

جسنے کی فکر ہو ملک عدم کو راہی — نہ کھلا حال دہن کا یہ معما کیا ہی

سامری کا دچلے آنکھ کے آگے جادو — جو تمھے کہتے ہین کہ اعجاز مسیحا کیا ہی

آئینہ دیکھکے صورت پہ ہوے ہو عاشق — صبح سے چہرہ جو اُترا ہی یہ نقشا کیا ہی

طائر رنگ پریدہ کی طرح آتے ہون — باغبان کا مجھے اس باغ کے کھٹکا کیا ہی

ایکدم کی ہی اسے بحر جہان مین مہلت — بلبلا پانی کا ہی ہستی شیدا کیا ہی

وہ کنیز بھیجی ہوئی خلخال کی آکر پہونچی آتے ہی نامہ خلخال کا پیش کیا کہا واری آج ملکہ نے بڑا کام کیا ایسے ساحرون کو گرفتار کیا برہمن نے بڑی ہوشیاری کی مگر ملکہ نے حنائے گلگون پوش کی شکل بنا کر کنیز کو بھیجا تب میان برہمن اس دام مکر مین پھنسے ملکہ بصورت کوکب بنکر بیٹھین افراسیاب نے کہا کیون صاحبو اب کیا صلاح ہی خلخال کو قید سپرد کردون سب مصاحبون نے کہا حضور یہ لوگ قید نہین رہ سکتے انکے مددگار پہونچینگے اور رہا کرکے لیجائینگے ہماری سب کی راے یہ ہی کہ صحراے طلسمی مین گرفتار کیا ہی حضور دخل نہ دین نامہ لکھ بھیجین خلخال وہین قتل کرڈالے سر آپ کے پاس آجائین یہ راے افراسیاب کو پسند آئی اُسی کی مرضی پر جواب لکھا کہ خلخال داعی خیر خواہ دولت تجھے تمکو بعہدۂ نیابت مقرر کیا وہ مرتبہ تمہارا کرونگا کہ تمام ساکنان طلسم رشک کرینگے لیکن ایک کام کرو یہ وہ لوگ ہین کہ اکثر قید ہوے اور رہا ہو گئے انکے مددگار زمین سے پیدا ہوتے ہین برہمن وہ ساحر ہی کہ اگر قید سے رہا ہوگا زمین ہلادیگا اگر میرا اسم تمہارے پاس نہ ہوتا برہمن کبھی اس دام کرین نہ پھنستا مگر مناسب یہ ہی کہ ابھی خاص طلسم مین ان قیدیون کا داخلہ نہین ہوا اگر سرحد طلسم مین آجاتے تو میعاد کرنا پڑتی مین فوج روانہ کرتا ہون اُسی

جنگل مین سامان کرو میدان خونی کی تیاری کیجائے اُسی مقام پر تینون کو قتل کردا گر عمرو قتل ہوگیا مسلمانون کے جی چھوٹ جائینگے اسی ظالم کی ذات سے سارے فتنہ وفساد پیدا ہوے مین سب سامان روانہ کرتا ہون کیا تعجب ہی کہ وقت پر مین بھی آؤن یہ لکھکر جواب نامے کا کنیز کو دیا بعد جانے کنیز کے آواز دی ارے ایک ساحر کا خواہان ہون کہ یہان سے جاوے خلخال کی جاکر شراکت کرے قتل مین شریک ہو سر لیکر ہمارے پاس آئے بارہ ہزار ساحر واسطے انتظام کے ساتھ لیجائے سرمست جادو اپنے مقام سے اُٹھا کہا غلام یہ خدمت بجا لائیگا افراسیاب نے بارہ ہزار ساحر اسکے ساتھ کیے سرمست سب جادوگرون کو ساتھ لیکر چلا یہان خلخال کو کنیز نے لاکر نامہ دیا خلخال پڑھ رہی ہی کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا سرمست جادو مع بارہ ہزار جادوگرون کے آکر پہونچا خلخال کو حکم افراسیاب سے آگاہ کیا خلخال نے کہا اب تو دن قلیل باقی ہی صبح کو سب سامان ہو جائیگا سرمست مع سب ساحرون کے اُسی پہاڑ پر فروکش ہوا خلخال نے بہ اعزاز اُتارا آپ بھی وہین آکر بیٹھی صحبت شراب وکباب شغل راگ ورنگ شروع ہوا اور سب جادوگر بھی جمع ہین شراب چل رہی ہی جب دو دو چار چار جام پیے دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوے خلخال نے کہا اے سرمست مین نے کل اپنی جان لگادی برہمن ایسے ساحر کا گرفتار کرنا کیا آسان تھا منتظم سلطنت کوکب کا ہی نجومی لیکن مین نے گرفتار ہی کیا تینون قیدی بھی ایک گوشے مین بیٹھے ہین بیقرار ومضطر برہمن کا خواجہ سے اشارہ ہی کہ کیون خواجہ رات گذر رہی ہی کوئی صورت رہائی معلوم نہین دیتی خواجہ فرماتے ہین اے برہمن مین پہلے ہی سمجھ گیا تھا کہ اسنے مجھکو پہچانا کوئی پہلو نکالا کر نکل جاتا آخر پہاڑ سے پھاندا وہ بھی برابر پہونچی گرفتار کرلیا کسی کو لشکر مین خبر نہین کہ ہم پر کیا گذری یہان خلخال نے ایک نازنین پریچہرہ کو اشارہ کیا اُسنے یہ غزل گانا شروع کی غزل

جب دل ہمارا کوچۂ جانان سے دور ہی	بلبل ہزار حیف گلستان سے دور ہی
بیٹھا ہی مجھسے بھاگ کے مجنون ہزار کوس	دانا جو ہی وہ صحبت نادان سے دور ہی
کر لو وداع بلبل شیدا کو اے گلو	صیاد ایسے بن چمنستان سے دور ہی
جامے کو بار بار جھٹکتے ہو کس لیے	دامن تمھارا خاک شہیدان سے دور ہی
غربت مین کوئی قبر کا جاروب کش نہین	باد صبا بھی گور غریبان سے دور ہی

عالم تمام کیون نہ پرستش تری کرے
قاتل نہین لگڑا ہی خفا ہوکے ہین کہین
رنجور تو ہو لب سے نہ پہونچیگا زہر تک
جل جل کے پوست دشت مین اُترا بدن کا سب
اب آ ہوان یار کا مین چھوڑتا ہون عشق
ڈھونڈھا بہت نہ دل کو دہن کا ملا سراغ
آزاد وہ نہین جو ختن کی کرے نہ سیر
یارب نجف مین ہند سے پہونچا قبول کو

ہندو سے ہی بعید مسلمان سے دور ہی
محشر کے دن بھی ہاتھ گریبان سے دور ہی
اے دل ختن کا شہر بدخشان سے دور ہی
چرمی بھی جامہ اب تن عریان سے دور ہی
حیوان پہ ہو فریفتہ انسان سے دور ہی
خضر اپنا جیسے چشمۂ حیوان سے دور ہی
وہ قید ہی جو کاکل پیچان سے دور ہی
اب تک ہ مورا پنے سلیمان سے دور ہی

گانے کا ہنگامہ گانے والی مچل رہی ہی سرمست کے سامنے تہا ٹی جاتی ہی خلخال نے جھلا کے کہا او شتفل اپنے باپ کے سامنے مچل رہی ہی ناز و کرشمے دکھاتی ہی اسطرف نہین آتی گانیوالی کا اپنے لگی طرف خلخال کے ملتفی سرمست کو غرور کرنا خلخال کا بہت ناگوار ہوا پلٹ کر کہا او خلخال آج تم اپنے ہوش مین نہین ہو اگر ہم تمکو ایسا مغرور جانتے تو الگ جا کر رات بسر کرتے نہین معلوم تم کیا سمجھتی ہو خلخال نے کہا میان سرمست کیا تم میرے حاکم ہو میرا غرور کرنا کیا بیجا ہی تمکو میری اطاعت مین شہنشاہ نے بیجا ہی خاموش بیٹھے رہو ایسا نہو ذلیل ہو سرمست نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا ملکہ خلخال ذرا سمجھ کے کلام کرو مین شہنشاہ کا تابعدار ہون اور کسی کی اطاعت نہ کرونگا خلخال نے کہا یہ خیال نہ کیجیے گا مجھکو شہنشاہ نے نائب قرار دیا ہی سب پر میری حکومت ہی مین نے طلسم ہوشربا کو تباہ ہونے سے بچا لیا عمرو میرے قبضے مین ہی جسکی ذات سے سارا فساد برپا ہوا زیادہ زبان درازی نہ کیجیے گا سرمست نے کہا مین تمہاری حکومت کو نہ مانونگا باتون مین اسقدر تکرار بڑھی کہ خلخال اپنے مقام سے اُٹھی سرمست نے قبضے پر ہاتھ ڈالا خلخال نے اُٹھتے اُٹھتے گولا مارا سرمست نے گولے کو کاٹا سرمست تو بارہ ہزار جادوگر ساتھ لیکر آیا ہی بے اختیار مُنھ سے نکل گیا کہ اس مغرور کی ناک چوٹی کاٹ لو بارہ ہزار جادوگر لینا لینا کرکے چلے خلخال نے پکار کر آواز دی او سرمست کیون تیری شامت آئی ہی یہ بارہ ہزار ایک سحر کے مہمان ہین ایک ہی سحر مین سب کو شادونگی سرمست نے کچھ جواب تو نہ دیا گولا مارا گیا خلخال بلائے روزگار ہی چند سنگریزے جو اُٹھا کر مارے

پتھر برسنے لگے ہر طرف سے صدائے الامان بلند ہوئی ایک جادوگر پتھرون کے ڈر سے نخل کی آڑ
پکڑ کے کھڑا ہوا خواجہ ترسا رہے ہین کہ اے برہمن ہمارے معبود نے رہائی کا سامان مہیا کیا
برہمن کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے کہا خواجہ گوشت خر و دندان سگ ہو رہا ہون کیا خاک
ہمارے دونون دشمن ہین اگر سرمست غالب آئیگا وہ بھی ہمارا ہی قاتل ہے خواجہ عمرو نے کہا
گھبراؤ نہین مین تدبیر کرتا ہون خلخال نے جو سحر کیا پتھر برس رہے ہین پتھرون سے آگ نکل رہی ہے
کسی طرف تلوارین گر رہی ہین ہر چند سرمست روکتا ہے مگر سحر دفع نہین ہوتا گر تلوارین کمین
پتھرون کی ترقی ہوئی جادوگر بھاگ کر چھپتے پھرتے ہین بعض منھ کے بھل گرتے ہین سرمست بھی
گھبرایا ہوا ہے خلخال با اطمینان سحر کر رہی ہے پانچ چار ہزار ساحر جو مارے گئے سیاہ پتھرون کا دیا جا
جلاد مہر تابان خنجر سنبھالے لیکر میدان جنگ زبرجدی مین آیا وہ جادوگر جو بھاگ کر نخل کے پیچھے چھپا تھا
خواجہ عمرو نے پکار کر کہا بھائی میرے پاس آؤ ادھر چھپو تمھاری جان بچے اہل و عیال دار ہو
تمھارا مارا جانا مجھکو گوارا نہین ننھے ننھے بچے تمھارے تباہ ہو جائینگے عمرو نے جو بہت یہ کلمہ کہا
وہ جادوگر خوش ہو گیا قریب عمرو کے آیا کہا بھائی اگر مین مارا جاؤنگا نوجوان جورو کا کوئی
پوچھنے والا نہین بیچاری کہان جائیگی تڑپ تڑپ کے جان دیدیگی جب وہ ساحر قریب عمرو کے
آیا عمرو نے کہا بھائی بیٹھ جاؤ جب وہ جادوگر بیٹھا عمرو نے کہا مین بھی ڈر رہا ہون مجھپر نہ کوئی پتھر
پڑے سر پھٹ جائیگا جان کاہیکو بچیگی وہ جادوگر بیٹھ گیا عمرو نے کہا بھائی میری کمر سے روپیہ
نکال لو جادوگر نے ہاتھ ڈال کے عمرو کی کمر سے روپیہ نکالے عمرو نے کہا بھائی تمھین لے لو میرے
ہاتھ کی ہتھکڑیان نکال دو مین اشرفیان بھی تمکو دون تم لیکر بھاگ جاؤ ہم تو اب زندہ نہ بچینگے تم
صاحب اہل و عیال ہو تمھین خرچ کرنا جادوگر روپیہ تو پا ہی چکا تھا خوشی مین عمرو کی ہتھکڑی نکال دی
خواجہ کی جیسے ہی ہتھکڑی نکلی کمر سے فوراً حباب بیہوشی نکالا اشرفیان نکالنے کے حیلے سے حباب
منھ پر ساحر کے مار دیا ساحر بیہوش ہو کر گرا اب تو عمرو نے روپیہ اسکی کمر سے لیکر اپنی کمر مین
رکھے اور جست کے اول برہمن کی زبان سے سوزن لی برہمن کی زبان سے جو سوزن نکلی
ایک شیر تھا کہ اپنے مقام سے جھوم کر اٹھا نعرہ کیا او خلخال بدآل اب کہان جائیگی خلخال نے
جو پلٹکر دیکھا کہ برہمن نے رہائی پائی پکار کر آواز دی او سرمست بدمست دیکھ تیرے باپ نے

رہائی پائی اب کیونکر جان بچیگی تیری ہی ذات سے یہ فساد بپا ہوا عمرو نے گلگونہ کی بھی زبان سے سوزن کو نکال لیا گلگونہ مثل برق جہندہ تڑپ کر اٹھی برہمن سے کہا آپ دخل نہ دیجیے مین سمجھ لونگی سرمست نے جو پلٹ کر دیکھا ایک نازنین مہ جبین مثل شعلہ جوالہ سینے پر آگ جارحانہ چہرہ سے ظاہر انتشار سرمست نے پکار کر آواز دی اے شہنشاہ خوبی میری جان پر بنی ہو میری مدد کیجیے عجب نوبت ہو کیا کہون کہ کیا کیفیت ہو کس زبان سے عرض کرون

نظم

دیکھ تو شوق نا تمام مرا
کیون نہ ہوئے خراب کام مرا
دیکھنا کثرت بلا نوشی
کیونکر رنگین نہ ہو کلام مرا
زا نوبت یہ جان دی دیکھا

ہیں لیجائے ہی پیام مرا
آتشین خو سے آرزوے وصال
کاسۂ آسمان ہی جام مرا
تو نے رسوا کیا مجھے اب تک
مومن انجام و اختتام مرا

بے اثر ہی فغان خون آلود
پک گیا اب خیال خام مرا
اُس نب لعل کی شکایت ہی
کوئی بھی جانتا تھا نام مرا
بندگی کام آرہی آخر

مین نہ کہتا تھا کیون سلام مرا

ملکہ گلگونہ نے جواب دیا او ملعون کیا بیہودہ بکتا ہو کیا اسکی محبت پیدا ہوئی یہ سنکر سرمست نے چاہا سحر کرون ملکہ نے کچھ بال توڑ کر پھینکے کہا یہ دام محبت ہی بال جو پھینکے اقبال کی ترقی ہوئی بال بال گنہگار تھا سرا سر دل کو پیچ و تاب ہوا سرمست نے دیکھا چند ماران سیہ پیدا ہوے ایک مار سیہ کنڈلی اٹھا کر سامنے آیا سرمست نے ایک دانہ آتش کا مارا مار سیہ جلکر خاک ہوا دھوان نکلا وہ دھوان جو دماغ پر پہونچا سرمست رقص کرنے لگا ناچتا تھا کبھی غل مچاتا تھا کبھی پکارتا تھا مین تابعدار ہون قدم پر سر کو نثار کرون غلام قدیم ہون کسکے سامنے اپنا حال بیان کرون کیا شکایت فلک کجرفتار کرون بقول شاعر

نظم

کیون دکھائی اے فلک بیمار صبح
ہوتی ہی ہر رات سو سو بار صبح
وصل کی شب در پہ گر آیا ہی یار
ہجر کی شب مجھسے ہی بیزار صبح
ہی بیان کسکو شب فرقت مین ہوش

ہی شفق سے مجھپہ آتشبار صبح
حسن کا عالم بھی کیا عالم ہی واہ
آچلی ہو گی بس اب یار صبح
وصل مین حاضر تو غائب ہجر مین
ہو چلی ہو گی ہزارون بار صبح

ہان کسی خورشید رو کے عشق مین
زلف جانان شام ہی رخسار صبح
وصل مین تھا صبح سے بیزار مین
رہتی ہی ہر شب نیا آزار صبح
سرمست یہ اشعار پڑھتا ہوا

قریب آیا قدمون پر سر رکھدیا کہا میرا سر کاٹ لیجیے بار گردن سے اتار دیجیے کہ نجات پاؤن

ملکہ گلگونہ نے کہا اسطرح کی جان دینے سے کیا فائدہ خلخال نے ہمارے ساتھ بڑا مکر کیا اسکا سر کاٹ
کے لاؤ تو ہم تمہارے ساتھ شادی کرین یہ سنتے ہی سرمست فاقہ مست جھومنے لگا کہا جو ارشاد
ہوا بجا لاتا ہون خلخال کا سر لینے جاتا ہون گلگونہ نے خوب سحر کو زور دیا جھومتا ہوا چلا راہ مین
جو جادوگر ملا اُسکو طمانچہ مار دیا اسکا سر اُڑ گیا کسی پر تلوار چمکائی برق گرائی کئی سو کو قتل کرتا ہوا
سامنے خلخال کے پہونچا للکارا او بیحیا تو نے معشوق پریچہرہ کو آزار پہونچایا بہتر اسی مین ہی کہ
سر جھکا دے مین تیرا سر کاٹ کے لیجاؤن ملکہ کو راضی کرون اگر اسکے خلاف کیا تو چنیا پکڑ کر
لیجاؤنگا خلخال نے للکارا او بیحیا تو نے میری محنت خاک مین ملا دی مین نے اپنے کو مثل نقش قدم
مٹایا تب ان تینون کو قید کیا تھا یہ وہ لوگ ہین کہ انپر کوئی دست انداز ہو سکتا ہی سامنے
افراسیاب کے تیری شکایت کرونگی سرکار سے تیری سزا ہوگی لاکھ لاکھ خلخال چیخی چنی ڈرایا دھمکایا
مگر سرمست کب مانتا ہی بہوت چہرہ سرخ کف منھ سے جاری آنکھون کے سامنے تصویر گلگونہ کی پھری
ہی کلیجے پہ ہاتھ مارتا ہی کہ اس معشوق پریچہرہ کو کیونکر پاؤن تلوار کھینچکر خلخال کیطرف چلا خلخال
نے ہرچند سحر کیا کہ اسکو روکون میرے پاس نہ آئے مگر سرمست کب مانتا ہی جھپٹ کے
ہاتھ تلوار کا مارا خلخال نے تیغ کی ماری تیغہ ہاتھ سے سرمست کے نکلگیا وہی تلوار خلخال
نے اُٹھائی دم شمشیر پر سحر دم کیا یا سامری و جمشید کہکر ہاتھ مارا سرمست نے اے ملکۂ عالم
کہکر سر آگے کر دیا تلوار جو پڑی سرمست کے دو ٹکڑے ہوئے اسکا مرنا کہ صدائے گیر و دار
بلند ہوئی خلخال نے مار تو ڈالا مگر سر پیٹ لیا کہ ہائے بڑا ساحر زبردست مارا گیا افراسیاب جادو
شکایت کریگا اب جو پلٹکر دیکھا گلگونہ و برہمن نے کل فوج کا ستھراؤ کر دیا لاشون سے پہاڑ کو
بھر دیا خلخال سوچی کہ اب انکے ہاتھ سے نہ بچونگی ایک دو ہتھڑ زمین پہ مارا ایک طائر پیدا ہوا
کہا اے طائر سامری میرے تو ہوش اُڑے ہوے ہین جلد جا کر شہنشاہ سے اطلاع کر کہ سرمست
مارا گیا خلخال کو اکیلا پا کر گلگونہ و برہمن نے گھیرا ہی طائر تڑپ کر بھاگا گئی گوے خلخال نے
مارے کہ برہمن و گلگونہ پر آگ برسنے لگی زمین کانپی کبھی خون اپنا کاٹ کر پھینکتی ہی تمام زیور
جسم کا اُتار کر پھینکا بجلیان پھینکیں تو برقین چلیں بالیون سے شعلۂ آتش گرے کپڑے اُتار کر جو پھینکے
پتھر برسے مگر ان دونون پر تاثیر نہین ہوتی سحر کو اسکے بآسانی دفع کر رہے ہین برہمن

ہتا ہو کہ اسکو چیر کر پھینک دون اسکے اعمال بیچ کی سزا دون گلگونہ فرماتی ہین استاد ذرا تماشا
دیکھو مین اس مکار کی فکر کرچکی ہون مزا یہ ہو کہ تڑپ تڑپ کر مرے اپنے ہاتھ سے اپنی جان بے
اپنی ہوشیاں خود کاٹے خلخال گھبرا کے مارے کود ی بڑی سختی اٹھائی لیکن جلت نہ پائی
برہمن بھی قریب پہونچا خلخال نے پنجہ مارا برہمن نے کلائی پکڑ کر ایک طمانچہ مار دیا خلخال کا سر
چنبر گردن سے آ گیا اب فوج باقی ماندہ کو قتل کرنا شروع کیا گھبرا ڈالدیا ہو یہان افراسیاب جادو
باغ سیب مین بیٹھا ہو صبح کا وقت ہو باغ سیب کی رعنائی طائرون کی زمزمہ سرائی نخل
سرسبز و شاداب پھول لاجواب افراسیاب عیش پسند ہو گرد نازنینان مہ جبین زہرہ جبینان مہر تمکین
جمع ہین ذکر برہمن ہو رہا ہو کنیزین عرض کرتی ہین کہ اب تو برہمن و گلگونہ دونون قتل ہوگئے
ہونگے افراسیاب کہتا ہو اب نہ بچینگے ساربان زادے کا بھی سر آتا ہوگا آج حکم مین سامری
و جمشید کے خلل پڑیگا وہ تو صاف صاف لکھ گئے ہین کہ عمرو کی موت کسی ساحر کے ہاتھ سے
نہین ہو دیکھو خلخال نے کیونکر گرفتار کیا لیکن اسکو بڑی آبرو سے لانا چاہیے سب سردار براے
استقبال جائین خلخال کو بہ آبروے تمام میرے باغ مین لائین یہ ذکر تھا کہ ایک طائر بحال
پریشان پر بکھے ہوے آیا اگر درخت پر بیٹھا افراسیاب نے کہا ارے تو کون ہو کس حال پریشان
مین آیا ہو تجھکو دیکھکر دل گھبراتا ہو کس غم رسیدہ نے تجھکو بھیجا ہو طائر نے آواز دی اے شہنشاہ
گردون بارگاہ غضب ہوگیا خلخال و سرمست بن فساد ہوا برہمن و گلگونہ نے رہائی پائی
سرمست مارا گیا مجھکو تو اب یقین ہو کہ خلخال بھی قتل ہوگئی ہوگی برہمن کے سحر سے بچنا دشوار ہو
برہمن و گلگونہ نے قیامتین برپا کی ہین وہ سحر ہو رہے ہین کہ زمین کانپ رہی ہو جا بجا جل اٹھی
ہر مقام سے شعلۂ آتش نکل رہا ہو یہ سنتے ہی افراسیاب گھبرا گیا کہا مین خود جاتا ہون افراسیاب
بقہر و غضب تمام اٹھا سحر کرتا ہوا چلا یہان وہ وقت ہو کہ فوج تمام گھری ہوئی ہو برہمن و
گلگونہ سحر کر رہے ہین چاہتے ہین کل فوج کو قتل کرین ایک انمین سے بچکر نہ جائے برہمن و
گلگونہ شلنے سے شانہ ملائے سحر کر رہے ہین کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم شہنشاہ طلسم ہوشربا ساحر
یکتا افراسیاب جادو برہمن خبردار کہان جاتا ہو لاشہ خلخال و سرمست کا جو دیکھا افراسیاب
کو اور زیادہ غصہ آیا للکار کر جا پڑا برہمن اور افراسیاب سے سحر ہونے لگا جب افراسیاب نے

سحر کیا برہمن پر شعلہ آتش گرنے لگے برہمن مثل برق چمک کر نکلا جب برہمن نے سحر کیا افراسیاب
پر چادر سرخ گری افراسیاب اسکو چاک کر کے چمکا تیغہ پکڑ کر برہمن پر جا پڑا تلوار چلنے لگی جب
افراسیاب نے ہاتھ مارا صدہا تلواریں برہمن پر گرین برہمن نے تلواروں کو توڑا اپنے سحر سے
خنجر برسائے افراسیاب ایسے سحر کو کب مانتا ہی خنجروں کو توڑ رہا ہی ایک مقام پر برہمن نے
ہاتھ مارا افراسیاب نے کہا ارے حفاظت کرنے والے مر گئے اس ظالم برہمن بچے کو لینا بہت
مغرور ہی عقل و فراست سے سراسر دور ہی طلسم نور افشان وہ مقام ہی کہ ایک سحر میں شاہ دونگا
بادشاہ کو وہاں کے دربدر خاک بسر کرونگا اب جو برہمن نے ہاتھ مارا ایک طائر نے آکر
گلا اپنا زیر شمشیر رکھدیا گردن پر طائر کی تلوار پڑی گردن طائر کی اڑ گئی خون کی چھینٹیں جسم پر
برہمن کے پڑین کہ آبلے پڑ گئے برہمن کو معلوم ہوا کہ ہڈیاں جسم کی جلنے لگین ہر ہر عضو سے
چنگاریاں نکلنے لگین ذرا برہمن کی پلک جھپکی آبلہ ہاے جسم پر ہاتھ پھیرا کہ آبلے غائب ہوں اتنے
عرصے میں افراسیاب نے ہاتھ تلوار کا مارا سر برہمن کا زخمی ہوا افراسیاب نے چاہا کہ برہمن
کا سر کاٹ لوں ملکہ گلگونہ نے زمین کچھ زیور سیپک مارا افراسیاب پر صدہا تلواریں گرین پتھر
برسے کچھ ہاتھوں سے اشارہ کیا کہ افراسیاب جسکا چہرہ سرخ ہوا آنکھیں ابل آئیں حیران
ہو کر شہرا گلگونہ نے پکار کر آواز دی ای شہنشاہ یہ خاص سحر سامری ہی رگ رگ میں اسکے
شعبدہ بازی بھری ہی یہ سحر کبھی خالی نہیں جاتا دیر تک افراسیاب چپ رہا جب ملکہ گلگونہ نے
آواز دی شہنشاہ کچھ تو بولیے زبان کھولیے افراسیاب با تعجب تھا پکار اٹھا شعر

ہجر میں ای گل ہی گلفام کس کے واسطے — شیشہ پھر کس کے لیے اور جام کس کے واسطے
دور جب صورت میں ہو پہلوے دل آرام جاں — ای دل دیوانہ پھر آرام کس کے واسطے
سنگدل نا آشنا قاتل ستمگر بیوفا — حیف ہی ہم ہو گئے بدنام کس کے واسطے
بلبلیں مدت سے ہیں دام رگ گل میں اسیر — پھر تو ای صیاد لایا دام کس کے واسطے
عشق چشم یار ہی ممکن نہیں تر ہو دماغ — ای طبیبو روغن بادام کس کے واسطے
پھر شہرت چاک دل اس نے کیا شل نگین — دیکھنا زخمی ہی مہر نام کس کے واسطے
جلد اگر لائے مرے خط کا جواب ای نامہ بر — نقد جان سینے میں ہی انعام کس کے واسطے

زلف دیتی ہی سیاہی کفر کی اسلام مین | بیچ مین ہو ہی چرخ گلفام کے واسطے
ہم کہان دیار بدخو ہی کہان اب ذوقبول | کر رہے ہو یہ خیال خام کس کے واسطے

افراسیاب نے جو یہ اشعار عاشقانہ پڑھے گلگونہ نے سحر کو اور زور دیا قریب تھا کہ افراسیاب مبہوت ہو کہ زمین شق ہوئی ایک پتلی ہنستی ہوئی نکلی شہرے کپڑے پہنے ہوئے پہلے پکاری ای شہنشاہ ہوشیار رہیے جب افراسیاب نے جواب نہ دیا اس پتلی نے جھپٹ کر منہ پر افراسیاب کے ہاتھ پھیرا منہ رکھکر کہا مین صدقے مین قربان شعلہ مزاجی کو موقوف کیجیے آپ شہنشاہ طلسم ہوشربا ہین یہ باتین آپ کو مناسب نہین یہ کہکر غرق زمین ہو گئی اب افراسیاب کو ہوش آیا غصے مین کانپا کہا او ظالم تیری محبت نے دل نگار کیا کیسا مجبور وناچار کیا یہ کہکر جو ہاتھ ہلایا کڑک کر برق گری سر گلگونہ کا سر مرزخمی ہوا قطرات خون چہرۂ بے نظیر پر آئے برہمن بھی زخم باندھے ہوئے کھڑا تھا برہمن نے دیکھا گلگونہ قتل ہوتی ہی تاب نہ آئی گلگونہ کو اپنی پشت پر لیا آپ بھی سپر کرکے بڑھا افراسیاب نے چاہا دونون کے پرزے اڑا دون کہ آسمان پر برق چمکی آواز آئی او ناہنجار بدکردار ستم ساحر بے نظیر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر کوکب نے آتے ہی گولا مارا گولا افراسیاب کے سر پہ جاکر پھٹا ہزارہا طائران خوش الحان مثل گلشن کے زمزمہ سرائی کرتے ہوئے پیدا ہوئے سر پر افراسیاب کے اڑنے لگے ان طائرون کے نکلتے ہی افراسیاب کو گرمی معلوم ہوئی پسینہ چہرے سے پونچھنے لگا دل دھڑکا کلیجہ پھڑکا مگر افراسیاب نے ایک چٹکی دی ایک مرغ سیہ پیدا ہوا طائرون کو کھا گیا جب طائر غائب ہوئے تو افراسیاب کو غصہ بڑھا آواز دی ای کوکب آج چراغ طلسم تیرا افشان گل کر دونگا یہ کہکر کئی گولے مارے کچھ آسمان کی جانب اشارہ کیا کوکب نے دیکھا آسمان سے ایک برج سیہ چرخ مارتا ہوا آتا ہی معلوم ہوتا تھا کوکب پر گریگا برہمن وگلگونہ نے آواز دی ای شہنشاہ بچیے کوکب نے اٹھا کر گولا مارا برج پر جو گولہ پڑا برج سے ملکر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے افراسیاب کو بہت ناگوار ہوا گریبان پر اپنے ہاتھ ڈالا اسے چاک کیا آواز دی ای غلام سامری کوکب کا گریبان گیر ہو ایک پتلہ فولادی پیدا ہوا چاہا کہ کوکب کے لپٹ جاوے کوکب نے ہاتھ تلوار کا مارا پتلے کے دو ٹکڑے ہوئے افراسیاب غصے مین جا پڑا کہ ہاتھ تلوار کا مارون کوکب نے سپر پشت سے اتاری افراسیاب تیرے

بڑھتا ہوا آتا ہی کہ ایک نخل پر سے دھماکا ہوا دیکھا ملکہ حیرت دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوے اسلوب سے آمین کر ثابت ہوتا ہی اُڑتی ہوئی آتی ہی آواز دی ای شہنشاہ یہ ظالم جانے نہ پائے یکبار حیرت پہونچی افراسیاب کے گلے مین حلقہاے کمند ڈالدیے کوکب نے بھی سحر کیا افراسیاب چیخ کھا کر گرا عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا کر ای کوکب لینا کوکب بڑھا تھا کہ زمین شق ہوئی ماہیان زمرد پوش نے کمر مین افراسیاب کے پنجہ دیا افراسیاب کو لے اُڑی برہمن اور کوکب ایک تخت پر سوار ہوے گلگونہ و خواجہ ایک تخت پر سوار ہوے کوکب برہمن طرف اپنے ملک کے گئے اس لڑائی کو بھی فتح کیا گلگونہ و خواجہ داخل لشکر ظفر اثر ہوے ملکہ مہرخ نے بڑی دھوم سے جشن کیا حیرت نے جو یہ خبرین سُنین غصے مین تخت پر سوار ہو کر افراسیاب کو خبر کرنے چلی یہ داستان متعلق جلد سوم تھی

وو کلمۂ داستان حیرت بیان آمد ملکہ گلعذار نیرنگ ساز عیاریان عیارونکی گلعذار کا میدان مین آنا سحر بہار مین مسحور ہو کر باغ سیب مین جانا اور قتل ہونا ہاتھ سے افراسیاب کے عین وقت پر پہونچنا خار خار رنگین پوش ہمشیرۂ گلعذار کا مردہ بہن کا دیکھکر رونا بعد اُسکے لشکر کشی بر سر مسلمانان اور بہار کو گرفتار کرکے اپنے سحر مین پھنسانا لشکر کشی بہار گلعذار بر سر طلسم نور افشان و دیگر حالات متعلقۂ داستان ہذا ساقی نامۂ مصنف مع غزل

ساقی پلا دے جام مے خوشگوار کا
آتا ہی دھوم دھام سے موسم بہار کا
اب دل کو اضطراب ہی شوق وصال مین
اس نظم سے زوال نہ آئے [illegible]
ساقی ہی سیر باغ ہی آمد بہار کی
صورت دکھا دے آج مرے گلعذار کی
ساقی کو اضطراب نہایت ہی آج کل
سوسن نے کس ادا سے سنائی ہی یہ غزل

غزل مصنف موافق مضمون

بیتابیان ہو برق جہاتا ہے چمن مین | جو دل مین اضطراب ہی سیماب مین نہین
امیدین سہنے وجی ہین کب دشمن یاس کو | دشمن کا وصل صحبت احباب مین نہین
آہون کی گرمیون سے ہر خشک ہی چشم تر | پانی کا قطرہ دیکھیے گرداب مین نہین
آہون کے اثر سے ہین شرر کیا شب فرق | ایسی چمک تو کرمک شب تاب مین نہین
معلوم لال ذرہ رون کا چشم تر کے ہی | تحریر وصل طالع سرخاب مین نہین
تپ تا شجر سے گرتے ہی ہوتا ہی پائمال | برباد ہی جو صحبت احباب مین نہین
فرقت مین یاس و حسرت ارمان ہین ہر پاس | اسباب اور عالم اسباب مین نہین
کیا غفلتین ہین اہل جہان کو ہزار حیف | ہین بیخبر خیال عدم خواب مین نہین
چہرے پہ کیا صنم کے عاشق نثار ہین | یہ زرق برق عارض مہتاب مین نہین
آنکھین پہری نہین دل ہی جو مجھسے مکر نہ | نام وفا کہین دل احباب مین نہین
دریائے اشک چشم مین جو زہر و شور ہین | جوش و خروش یہ کسی سیلاب مین نہین
خال سیہ کا جو رخ تابان پہ ہو فروغ | تارون کی یہ چمک شب مہتاب مین نہین
داغون سے عشق خال سیکہانی فراق مین | تل بہر جگہ مرے دل بیتاب مین نہین
خواب عدم سے کون جگا نیگا ای قمر | اپنا خیال خاطر احباب مین نہین

چہرہ نیرنگ سازان شعبدہ بازو شعبدہ بازان جادو نگار و سحر سازاس داستان رنگین بیان کو یون زیب قرطاس فرماتے ہین نظم مغنی خبردہ ازان راستان + کہ باز آدم بر سر داستان + مغنی فغان کر آمد بجان + درین زیر نہ پردہ آسمان + درین پردہ آواز نالم چو نی + بہ احوال جم یا بہ احوال کی + ناظرین والا تمکین بیان پر اس کج مج زبان کے براے چند ساعت ہمہ تن گوش ہوجائین سامعان والا مقام نئے رنگ کی داستان سماعت فرمائین جب افراسیاب خانہ خراب مانند کوکب کے بیہوش ہوا ماہیان زمرد پوش بیکر باغ سیب مین آئی افراسیاب کو ہوشیار کیا جب افراسیاب کی آنکھ کہلی ماہیان نے کہا کیون افراسیاب ایسا تونے سلطنت ہوشربا کو خاک مین ملایا جہان گئے اپنے کو ذلیل کرایا ارے کوکب و برہمن تیرے مقابلے کے لائق ہین ہر چند کہ وہ بھی بادشاہ طلسم نور افشان ہرگز تو نے جو سحر حاصل کیے وہ سب ساختہ

سامری و جمشید مین اتنے دھوکے کھاتا ہی یہ نہ سمجھا کہ حیرت کیونکر آگئی ذرا بھی عقل کو دخل دیتا
عمرو کا گرفتار ہونا کتنی بڑی بات تھی یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا حیرت جادو نہایت
رنجیدہ کبیدہ آتی ہی آتے ہی افراسیاب کے سامنے رونے لگی افراسیاب نے کہا کیون ملکہ
خیر تو ہی حیرت نے کہا بی گلگونۂ رنگین پوش عمرو کو لیکر آئی ہین جاکر برہمن کو چھڑا یا کئی
ملک برباد و ویران ہوے وہ سب شکایت کرتے ہین کہ ہماری اقلیم مین کیون برہمن کو قید کیا
بھلا یہ انجام ہوا مقام افسوس ہی آج مسلمانون نے جشن کیا ہی رہنی کی تیاری ہو رہی ہی بی بہار
پھولی پھرتی ہین بی مخمور کا مزاج نہین ملتا اب تو ہر کس و ناکس کا یہی قول ہی کہ طلسم ہوشربا
شکست ہوگا مسلمانون کا بندوبست ہوگا افراسیاب نے کہا کیا مجال جسدن کمرہمت باندھونگا
مثل نقش قدم مٹا دونگا لونڈی غلامون کی بھی یہ حقیقت ہی کہ لڑائی کو فتح کرین ما بدولت طرح
دیتے چلے آتے ہین جسدن ٹوٹ جاینگے زمین کے طبقے آسمان پر پہونچا دینگے حیرت نے
کہا ہی کہتے کہتے وہ لوگ صاحب ملک ومال ہوگئے خراج چلے آتے ہین لڑائی پٹتے ہوے
ہین راستے طلسم کے کھلے ہوے ہین صحراے سبز بخت مین جانا کیا آسان تھا ایک بلاے روزگار
ہی یہ ذکر تھا کہ ایک ابر گلنار اٹھا ہوا بھی ٹھنڈی چلی چمنہاے طولانی شگفتہ ہوے نوجوانان
چمن اکڑنے لگے سوسن نے زبان کھولی نرگس شہلا نے نظارہ بازی کی حیرت نے کہا کون آتا ہی
افراسیاب نے کہا ظاہرا ثابت ہوتا ہی کہ ملکہ گلعذار نیرنگ ساز کی آمد ہی تو خاتمہ مسلمانون کی
تدبیر ہوگئی کہ وہ ابر آکر سر باغ پر چھا دیکھا سب نے ملکہ گلعذار نیرنگ ساز کمال تکلف سے
گوٹے اچھالتی ہوئی چلی آتی ہین علمہاے زنگاری پر تعریف سامری و جمشید مرقوم آمد فوج کی
دھوم بڑے بڑے ساحران نامی تین لاکھ کا لشکر ساتھ ہی گلعذار تخت سے اُتری افراسیاب
کو آکر سلام کیا دیکھا ملکہ حیرت شہنشاہ سے باتین کر رہی ہین گلعذار نے پوچھا شہنشاہ مین نے
خبرین سنین کہ طلسم مین بڑا غدر ہی مسلمانون کو حضور نے بہت منہ لگایا ہی سبز بخت کے مارے
جانے کی خبر سارے طلسم مین مشہور ہی اور بڑی خرابی یہ ہی کہ صحرا اُسی طرح آباد ہی جس سے ثابت
ہوتا ہی کہ سبز بخت زندہ ہی افراسیاب نے کہا عمرو کی زنبیل مین ہوگا اُسکو منظور ہوا کہ اگر قتل
کرونگا کوئی فساد برپا ہوگا اس وجہ سے اُسکو زنبیل مین رکھ لیا گلعذار نے کہا لونڈی اسواسطے

حاضر ہوئی کہ مسلمانون کی مشکین باندھکر خدمت مین لاؤن اب تو جنگ کو بہت طول ہوا اب ان
لوگون کو شانا چاہیے افراسیاب نے کہا ای گلعذار بی بہار نے جہت سر اٹھایا ہی گلعذار نے کہا
لونڈی انھین کو للکاریگی پہلے انھین کی مشکین باندھکر لائیگی اب لونڈی کو اجازت دے کہ مین جاکر
مقابلہ کرون بہار کو مٹا کر سار جہان زادے کو گرفتار کرون سبز بخت کو اُس سے لون ہمارا عزیز وار
ہی سب ساحرون مین یہی ذکر ہی کہ سبز بخت پر نہین معلوم کیا گذری افراسیاب نے کہا تجھے بھی حیرت
ہی کہ کس حال پر ملال مین سبز بخت ہوگا عمرو کی زنبیل مین جاکر ساحر بڑی مصیبت اٹھاتا ہی اور
مشکل سے دوبارہ نجات پاتا ہی گلعذار نے اسی وقت تیاری کی آنا لہ بارگاہ کا اٹھ کر دن پر لدوا یا
لاکھ ساحرون کو ساتھ لیا کوچ کرکے چلی افراسیاب نے کہا ای ملکہ حیرت اب تم بھی جانو یہ
ساحرہ نہایت زبردست ہی بی بہار کو پناہ نہ ملیگی بہار کا سحر گلعذار دفع کر دیگی دیوانہ کرکے
تمام دنیا مین پھرائیگی حیرت بھی تخت پر سوار ہوکے روانہ ہوگئی اب جو حیرت آکر لشکر مین پہونچی
اور اسنے ذکر کیا کہ اب مسلمانون کو معلوم ہوگا شہنشاہ نے گلعذار نیرنگ ساز کو روانہ کیا
ہی وہ آتے ہی قیامت برپا کریگی ہرکارون نے جو یہ خبر پائی طرف لشکر فرخ کے بھاگے دربار فرخ
مین سب ساحر جمع ہین جشن کا اہتمام ہوا سب نے آکر ملکہ فرخ کو نذرین دین ملکہ بہار گلعذار
پہلوے تخت مین دنگل زرین پر جلوہ فرما ہین عیاران نامی اپنے اپنے مقام پہ حاضر ہین ہرکارے
آکے پہونچے بعد دعا و ثنا کے عرض کی ملکہ حیرت جادو بیان فرماتی ہین کہ گلعذار نیرنگ ساز
بڑی دھوم سے آتی ہی افراسیاب سے وعدہ کرکے آئی ہی کہ سب کا خاتمہ کر دونگی کچھ سردار
آمادہ ہوے ہین کل پرسون واسطے استقبال کے جائینگے با اعزاز و اکرام لیکر آئینگے یہ سنتے ہی
برق و چالاک اپنے مقام سے اٹھے خواجہ نے فرمایا بھئی کہان چلے برق نے کہا حاضر
ہوتا ہون عمرو نے کہا معاملہ بگاڑنے جاتے ہو برق بڑبڑاتا ہوا باہر نکلا کہ استاد ایسا ہی کہا
کرتے ہین کچھ چالاک کے کان مین کہکر برق بھاگا چلے لشکر حیرت مین آیا دیکھا پنجون عیار یہان
یہان موجود ہین بہ اطمینان طرف صحرا کے بھاگا رات کو کسی جنگل مین سو رہا صبح کو اٹھ کر پھر چلا ایک
پہاڑ پر چڑھ کے دیکھا لشکر گلعذار کا اترا ہوا ہی دو لاکھ ساحر ساتھ ہین خیمے بارگاہین جا بجا استادہ ہین
کئی ہزار کنیزین گلعذار کی لباس رنگین پہنے ہوے لشکر مین پھر رہی ہین برق نے رنگ و روغن

عیاری کا نکالا صرصر کی شکل بنکر تیار ہوا اور لشکر گلعذار کے چلا جب لشکر مین آیا کنیزون سے
ملاقات ہوئی کنیزون نے پوچھا کہ صرصر کیونکر آنے کا اتفاق ہوا صرصر نقلی نے کہا مجھے اسواسطے
شہنشاہ نے حکم دیا کر جاکر دیکھو کوئی عیار در آیا ہوا اسواسطے مین پھرتی ہوئی آئی اسوقت تک تو
کسی عیار کا گذر نہین ہوا کنیزون سے برق باتین کرتے ہوئے اندر بارگاہ کے آئے ملکہ گلعذار
کو سلام کیا گلعذار نے کہا بی صرصر کیونکر آنا ہوا برق نے کہا حضور ابھی آپ نئی نئی تشریف
لائی ہین عیار. ون کا دستور ہی صورتین تبدیل کر کے آتے ہین غدر مچا دیتے ہین لیکن مین سوقت تک
پھری کسی مقام پر عیار کو نہین پایا گلعذار نے کہا بی صرصر یہان عیار آکر کیا کریگا آئیگا تو مارا جائیگا
صرصر نقلی نے کہا واری ابھی آپ کو آگاہی نہین ہی مین ذرا لشکر مین دیکھ آؤن چند کنیزون بھی
ساتھ لین چالاک سے تو کہہ آیا تھا چالاک ایک گھوری کی شکل بنا ہوا بازار مین لوکتا ڈاکتا
پھرتا ہی ظاہر مین شراب کا نشہ ہاتھ مین ایک پیالہ اسمین کلی بھیگی ہوئی کبھی اسکو چکھ بھی لیتے ہین کبھی
کسی مقام پر کمر جھکا کر مڑتے ہوئے کمر کمراتی ہوئی آواز سے یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے نظم

مرتے دم ہیجان وعدہ و دل بہانے جائینگے — جائینگے دنیا سے تو تجھکو رلاتے جائینگے
وصل سے محروم پھروگے بلایا ہی تو کیا — آئے ہین ہنستے ہوئے آنسو بہاتے جائینگے
یار کہتا ہی چلینگے سیر مقتل کو جو ہم — فتنۂ شور قیامت کو جگاتے جائینگے
جسقدر الفت تری لاغر کریگی اے صنم — اور بھی ہم تیری آنکھون مین سماتے جائینگے
آج لڑ لونگا رقیبون سے نہین تو اے صنم — اور بھی ہر روز یہ تجھکو دباتے جائینگے
ضد سے ساقی نے بہا دی ہر زدی مجکو شراب — آج مینخانے سے ہم آنسو بہاتے جائینگے
بیوفا دل لیکے بھی کچھ تو نے دلداری نہ کی — دلکو تو بھولے تھے تجھکو بھی بھلاتے جائینگے
مسکراتے آئینگے گنج شہیدان مین جو وہ — زندون کو مارینگے مردون کو جلاتے جائینگے
شعلۂ رخسار اگر یون ہی رہا ہر شب بلند — چاند کیا سب ستارے داغ پاتے جائینگے
سوے مژگان کے برابر ہو گیا ہی جسم زار — دیدۂ ترکب تلک تجھکو سکھاتے جائینگے
تو ابھی ہی طفل مکتب سن [illegible] — دشمنی پٹی میری جانب سے پڑھاتے جائینگے
ایک دو سے رشک ہی تجکو ابھی تو اے قبول — لاکھون ہی عاشق کوے جانان مین آتے جائینگے

برق نے کنیزون سے کہا یہ چالاک عمرو عیار کا بیٹا انگوری بنا ہوا پھر رہا ہی کنیزون نے کہا سچ کرکے پکڑ لیں برق نے پکار کر آواز دی او انگوری مین نے تجھکو پہچان لیا چالاک کے ایک خادم دوڑ کو خنجر مارا جست و خیز کرکے نکلا کنیزون نے کہا بی صرصر تمنے خوب پہچانا ہم لوگ تو نہ پہچان سکتے بلا کی صورت بدلتے ہین کس کم سے یہ عیار نکلتے ہین سامری و جمشید انکے مکر سے بچائین صرصر نقلی پلٹی کنیزین ساتھ ہین دربار مین گلعذار نیرنگ ساز کے آئین سب حال سامنے گلعذار کے بیان کیا گلعذار نے کہا ای صرصر بڑا کام کیا صرصر نقلی نے کہا حضور اب مین آپ کے ساتھ ہونگی جلسے مین شریک ہونگی آپ کو بھی لطف ملیگا شراب وکباب منگائیے آج آپ کو گانا سنائین میان قمر صاحب مصنف طلسم ہوشربا کی نئی غزل ایک یاد ہی اُسی وقت گلابیان شراب کی لاکر رکھی گئین اسباب عیش ونشاط مہیا ہوا صرصر نقلی نے یہ غزل عاشقانہ سامنے ملکہ گلعذار نیرنگ ساز کے شروع کی غزل مصنف

بیتاب ہو کے عاشق بیدل نے آہ کی
عرش برین ہلا کے ترے دل مین راہ کی

بدلی نہ تجھسے پائی مرے دود آہ کی
بجلی گرائی یار نے برق نگاہ کی

حسرت سے انکے ابروون پہ جب نگاہ کی
دل پر چھری چلی بھی تو دل سے نہ آہ کی

میرا جنازہ دیکھکے حسرت نے یہ کہا
دیکھین حضور لاش پہ اک بیگناہ کی

کسطرح راہ ملک عدم طے کرینگے وہ
سر پہ چلے ہین لیکے جو گٹھری گناہ کی

تلوے لہک سے ہین کہ صحرا نوردہان
تعظیم کو اٹھی ہی مرے گرد راہ کی

مشتاق دید آئے تھے مر دم پہ چلے
مدت سے دھوم تھی لب بامی اکرم وراہ کی

خنجر کو پھیر کر وہ دکھاتا ہی بانکپن
قاتل نے زمین و تن مین کھینچی نگاہ کی

خورشید سے بھی اختر طالع ہوا بلند
اُس مہ نے مہر سے جو قمر پر نگاہ کی

صرصر نقلی نے اس دھوم سے یہ غزل گائی کہ گلعذار بیقرار ہوگئی کہتی تھی ای ملکہ صرصر مختاری تو ہوا بند ہوگئی حقیقت مین مصنف صاحب نے کیا غزل فرمائی ہی سارا مجمع خوش ہوگیا صرصر نے کہا اب شراب کا چرچا ہو میری چار جانب نگاہ ہی مین عیارون کی فکر مین ہون شاید جلسۂ شراب سنکر نگوڑے دوڑے آئین جو کوئی عیار آئے اُسکی ٹانگ لون آپ کے واسطے شہنشاہ کو بڑا خیال ہی عیار عیاری نہ کرنے پائین گلعذار نے کہا ملکہ صرصر تمکو اختیار ہی جسطرح مناسب جانو انتظام

انتظام کرو صرصر نے اٹھتے ہی حکم دیا شراب جسکا جی چاہے لیجائے لشکر والے دوڑے چلے آیا ن
قرابے تقسیم ہونے لگے سارے لشکر مین صرصر نقلی نے شراب ہو نچائی اب گت نا چا جام بلورین
سر پر رکھا اشعار گاتا ہوا سامنے گلعذار کے آیا سر جھکا کر عرض کی اپنے مالک کو سرے شراب پلانا
چاہیے گلعذار نے دونون ہاتھ بڑھائے جام بخوشی لیا دل دھڑ کا مگر پی گئی اب تو برق نے
دور ا باندھا کنیزون کو بھی پلانا شروع کیا آفتاب مکر طلوع ہوا تھوڑے ہی عرصے مین سب کو
شراب پلا کر چند اشعار گاے تھے کہ گلعذار اپنے مقام سے اٹھی کہا ہوا صرصر شہنشاہ آئے ہین تخت پر
سوار کھڑے ہین کہا حضور بلاتے ہیے گلعذار جوش مین نشے کے بڑھی لڑکھڑا کے گری بیہوشی ہوئی لشکر
مین پہلے ہی ہنگامہ پڑ چکا تھا کوئی اسمین لڑا کوئی نا چا کوئی گانے گر ا سارا لشکر اسی طرح
بیہوش ہوا یہان دربار مین جو برق نے سناٹا پایا سب کنیزین مصاحبین گلعذار کی بیہوش تھین
برق نے گلعذار کی زبان مین سوزن کو دیا پشتارہ باندھکر لے بھاگا برق کو بڑی خوشی تھی
قضائے کار ملکہ حیرت نے صرصر سے کہا کہ ذرا جاکر گلعذار کی خبر تو لاؤ صرصر چلی کہ جاکر گلعذار کا
رنگ دیکھون صرصر جا تی تھی کہ دور سے اسنے دیکھا برق پشتارہ بدوش جاتا ہے صرصر نے چاہا روکون
برق دور تھا بھاگ کے آواز دی ای برق کہا پشتارہ لیے جاتے ہو برق خوشی مین پکارا اٹھا ملکہ
گلعذار کو لیے جاتا ہون صرصر یہ خبر سنکر پلٹی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے سامنے حیرت کے آئی
کہا واری بڑا غضب ہوا گلعذار نیرنگ ساز کو برق پکڑ لیگیا یہ سنکر حیرت گھبرا اٹھی کہا صاحب
بڑا غضب ہوا صرصر نے کہا مین جاکر فکر کرتی ہون حیرت نے کہا مین بھی آتی ہون صرصر اتنے
عیاری لگا کر بھاگی حیرت جادو بھی سحر کرکے آسمان مین ڈوبی یہان ملکہ مہرخ دربار مین جلوہ فرما
ہین تمام سردار جمع ہین کہ برق آکر پہونچا کہا حضور مین گلعذار کو لایا خواجہ نے گلے سے لگایا کہا
بیٹا بڑا کام کیا اسے ستون مین باندھو گلعذار کو برق نے ستون مین باندھکر ہوشیار کیا دربار مین
جادو بیحساب ہوگیا کنیزین سردار سپاہی سب اندر آگئے انھین سب کے ساتھ صرصر بھی اندر گھسی ہوئی
حال گلعذار دیکھ رہی ہو اب جو گلعذار کی آنکھ کھلی دربار دربار ملکہ مہرخ کو دیکھا تخت زرین
پر بادشاہ لشکر مہرخ ناموز جلو مین ملکہ بہار تاجدار ایک طرف باغبان قدرت بصد شوکت
حشمت سردارون سے دربار معمور سامان عیش و سرود ملکہ بہار نے پکار کر آہ دی ہا گلعذار دیکھ

تجکو برق فرنگی کیونکر پکڑ لایا بہتر یہ ہی کر اطاعت اسلام قبول کر گلعذار نے بقہر و غضب تمام
طرف بہار کے دیکھا اشارہ یہ تھا کہ مین کبھی اسلام نہ قبول کرونگی خواجہ نے کہا اسکو قتل کردو
جلاد نے دوڑکر خنجر کھینچا پکار کر آواز دی مین ابھی قتل کرتا ہون یہ کہکر کہا ای ملکۂ عالم حکم دیجیے
مہرخ نے حکم دیا جلاد نے بڑھکر آواز دی ار گلعذار سنبھل کر بیٹھ اشارے مین آگاہ کر دیا کہ مین
ہون ملکہ صرصر شمشیر زن زبان سے سوزن نکالتی ہون گلعذار نے اشارہ کیا ان سبھون کے سحر
کی کیا حقیقت ہی سب کو پامال کر کے نکلونگی صرصر نے زبان سے گلعذار رنگ ساز کی سوزن
کو نکالا گلعذار تڑپ کر اٹھی ہر طرف سے سحر ہونے لگے لڑکھڑا کر گلعذار زمین پر گری پھر سنبھلکر
اٹھی بہار ہٹو ہٹو کہکر بڑھین بدھی پھولون کی اتار کر گلے سے پھینکی آواز دی ہوا گلعذار ہوشیار
ہو جاؤ گلعذار پر پھول برسنے لگے گلعذار اُف اُف کرتی جاتی ہی منہ سے شعلہ ہاے آتش
نکلتے جاتے ہین جو پھول آسمان سے گرا آتش سحر گلعذار نے جلا دیا پکار کر آواز دی بی بہار
اسوقت تو مجبور ہو رہی ہو میدان کارزار مین سمجھ لونگی یہ کہکر پھول سب جلا دیے چاہتی ہی کہ نکل
جاؤن برق لامع نے بجلی گرائی گلعذار نے اپنے کو بچایا باغبان نے گنبد پھولونکا
مارا زمین تھرا گئی گلعذار نے گنبد کو بھی کاٹا سب سردار گلعذار کو گھیرے ہوے کھڑے ہین کہ آسمان
سے برق چمکی ملکہ حیرت عین وقت پر آکر پہونچین نعرہ کیا باشیدای مسلمانان گلعذار کا نکلنا
دشوار کیا سردارون نے قصد کیا کہ حیرت پر بھی سحر کرین حیرت نے ایک گولا جھولی سے
نکالکر مارا اُس گولے نے یہ اثر دکھایا کہ تمام بارگاہ مین اندھیرا ہو گیا ہزارون برقین لوٹ کر
گرین کئی سو ساحر مارے گئے اٹھمرنے کی جو آواز بلند ہوئی اندھیرا ایسا ہوا کہ سب کے دم گھٹنے لگے
گھبرا کر بہار نے آواز دی ای باغبان روشنی کرو باغبان نے قصد کیا روشنی کرون کچھ پتلے
پیدا ہوے مشعلین ہاتھ مین لیکر چاہتے ہین کہ روشنی کرین حیرت نے ہاتھ ہلا دیا سب پتلونکے
سر اڑ گئے اور زیادہ تاریکی کی ترقی ہوئی اُس اندھیرے مین حیرت نے گلعذار سے کہا اب
نکل چلو ان سبھون پر فتح پانا دشوار ہی ایسا نہو شکست واقع ہو اسوقت تک ہماری فتح ہی
گلعذار و حیرت بلند ہوئین حیرت نے پھر جا کر آسمان پر نعرہ کیا دیکھو ہم جاتے ہین کل تم سے
الجھنا کیا ضرور ہی جب حیرت و گلعذار نکل گئین تب اندھیرا دفع ہوا ماہ مین گلعذار رنگ ساز نے

حیرت سے کہا مین جاکر اپنے لشکر کی خبر لون کہ کیا حال ہو آج مین جاؤنگی گلعذار حیرت سے
رخصت ہوکر طرف اپنے لشکر کے چلی لشکر مین آکے دیکھا دو لاکھ جادوگر حیران و مضطر پھر رہے ہین
صدہا نے تڑپ تڑپ کے جان دی کچھ کنوئین مین گرے بعض نے خنجرون سے سر کاٹ دیا ہزارہا ہلاک
ہوے اب جو گلعذار کو دیکھا سب شگفتہ ہوگئے کنیزین مصاحبین دوڑین گلعذار نے سب حال بیان
کیا کہا ابھی لشکر تیار کرو اٹھالا بارگاہ کا اژدران آتش فشان پر لدا آپ تخت پر سوار ہوئی بڑے
زور شور سے چلی جلاتی ہوئی لشکر حیرت مین آئی حیرت نے وزیرزادیونے حکم دیا جاکر بارگاہ گلعذار
کی پہلوے لشکر پر استادہ کراؤ وزیرزادیون نے گلعذار کو اتارا جب گلعذار بارگاہ مین آئی تخت پر
بیٹھی سب سردار اسکے جمع ہین مکار حیلہ ساز سپہ سالار اسکے لشکر کا دست بستہ سامنے گلعذار کے آیا
کہا عیاران اسلام نے بڑا رنج دیا حضور آرام فرمائین غلام سمجھ لیگا میرے نام پر طبل جنگی بجوائیے چنانچہ
گلعذار نے منع کیا مگر مکار حیلہ ساز نے زنانا طبل جنگی بجوایا الگ بارگاہ استادہ کر کے اُسمین آیا
انتظام کرنے لگا ہرکارون نے یہ خبر ملکہ مہرخ کو پہونچائی یہان بھی طبل جنگی بجا عیاران اسلام فکر
مین چلے کہ مکار حیلہ ساز کی گردن لینا چاہیے خواجہ عمرو صورت بدلے ہوے لشکر مین گلعذار کے
پہونچے برق نے جو دور سے دیکھا کہ اُستاد جاتے ہین بتعجیل رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ایک
جوان کی صورت بنکر دوڑا در بارگاہ مکار پر پہونچا ایک کنیز کو دیکھا کہ اندر جاتی ہو اور پھر باہر آتی ہو
برق نے اشارے سے اُسکو بلایا جب وہ کنیز کنارے آئی دم دیکر اُسکو بیہوش کیا اسی کنیز کی شکل بنکر
اندر آیا مگر حیران تھا کہ مین نے اُس سے نام نہ دریافت کیا جیسے ہی دروازے پر آیا دوسری کنیز
کھڑی تھی اُسنے پوچھا بوا گلچہرہ کہان سے آتی ہو برق سمجھ گیا کہ میرا نام گلچہرہ ہو تڑپ کے اندر پہونچا
مکار بیٹھا ہوا سحر تیار کر رہا تھا برق نے آکر سلام کیا ہاتھ باندھ کر عرض کی حضور آپ نے کچھ سنا لشکر مین
عجب ہنگامہ ہو اسوقت کوئی عیار بصورت مبدل آیا کسی نے پہچانا کئی جادوگرون کو مار کر بھاگا لیکن
مین نے دیکھا ہو کہ ایک جگہ چھپا بیٹھا ہو حضور چلین تو گرفتار کرادون مکار حیلہ ساز اُٹھا ساتھ ساتھ
برق کے چلا برق میٹھی میٹھی باتین کرتا ہوا مکار کو ساتھ لیے جاتا ہو خواجہ حیران ہوے کہ برق
لگا کر لیجاتا قضاے کار بازار مین پہونچا تھا اب قصد ہو کہ نخلستان مین لیجاؤن تو اسکو بیہوش کردون
ادھر سے صرصر آتی تھی اُسنے دور سے دیکھا بھویا مکار کو لگا کر لیچلا ہو صرصر نے جھپٹ کر مکار کے

چشمکی لی کہا یہ برق فرنگی عیار ہی برق کی پشت ادھر تھی صرصر وتیہ کھکھٹ گئی مکار نے سحر کیا اور للکار کر آواز دی او برق اب کہان جائیگا برق لڑکھڑا کر گرا جھپٹ کے مکار نے ہاتھ پکڑا صرصر تو گرفتار کراکے چلی گئی خواجہ نے جو دیکھا برق گرفتار ہوا رنگ روغن عیاری کا لگا کر صرصر کی شکل بنکر تیار ہوے دوڑے ہوے سامنے مکار کے گئے کہا ملکہ نے غیر شسی حکم دیا کہ برق کو ہمارے پاس لاؤ لائیے مین برق کو پہنچاؤن مکار نے حوالے کر دیا صرصر نقلی نے کہا سحر اپنا اتار یہ مکار نے سحر اپنا اتار دیا برق کو لیکر خواجہ بھاگے کنارے لاکر خواجہ نے برق کو کہہ دیا برق تو ایک جانب بھاگا خواجہ فکر مین مکار کی چلے دروازے پر مکار کے بشکل چوبدار پہنچے جادوگرون سے پوچھا شہنشاہ ساحران کیا کر رہے ہین سب نے کہا سحر تیار کرتے ہین خواجہ نے کہا جا کر عرض کرو کہ دردولت پر چوبدار فرستادۂ ملکہ حیرت جادوگرون نے جاکر کہا مکار نے کہا بلالو خواجہ سامنے پہنچے جھک کر سلام کیا کہا اے مکار حیلہ ساز تمنے برق کو قید کرکے بھیجا ملکہ نے اُسے قتل کیا فرمایا ہے ہم ایک سحر بھیجتے ہین اسکو تیار کرلو مکار نے کہا کیونکر تیار کرون مردے نے کہا کنارے چلیے مکار اُٹھا خواجہ اسکو کنارے لیکر آئے کہا دیکھیے ابر تیرہ و تار اُٹھا جیسے ہی مکار پلٹا خواجہ نے حلقہ ہاے کمند گلے مین ڈالدیے حباب مار کر بیہوش کیا پشتارہ باندھکر چاہتے ہین کہ طرف لشکر کے جائین اُدھر سے صبار فتار آتی تھی پکار کے آواز دی ارے کون ہی خواجہ عمرو نے کچھ جواب نہ دیا صبار فتار نے پکار کر آواز دی ارے دیکھو تمھارے لشکر کوئی لیے جاتا ہی چند جادوگر دوڑ پڑے خواجہ کو کچھ نہ بن پڑا پشتارہ پھینک کر بھاگے جادوگر پشتارہ اُٹھا کر مکار کا لائے ہوشیار کیا مکار نے جو یہ حال سُنا غصے مین کانپنے لگا کہا دیکھو صبح کو کیسا قیامتین برپا کرتا ہون رات بھر مین خواجہ و برق و چالاک نے کئی عیاریان کین مکار چھوٹ چھوٹ گیا صبح کو لشکر تیار کرکے خدمت مین ملکہ گلعذار کی آیا کہا حضور چلکر تماشا دیکھین رات بھر مین عیارون نے حیران کر ڈالا کئی مرتبہ مجھکو گرفتار کیا مگر غلام آپ کا اپنی ہوشیاری سے بچا اب دیکھیے کیا آفت برپا کرتا ہون یہ کہکر اکڑتا ہوا چلا میدان کارزار مین آیا اُدھر لشکر اسلام بھی بجے جاؤسے میدان کارزار مین پہونچا ایک جانب بہار گلعذار ایک جانب باغبان قدرت کیطرف برق لامع کھڑی تڑپ رہی ہی کہ ذرا ملکہ کا اشارہ ہو تو جا پڑون کہ مکار حیلہ ساز میدان کارزار مین آیا سے

نئے رنگ کے سحر دکھائے بعد اسکے آواز دی رات بھر تو مکر سے مکاروں کے مہلت نہیں ملی مگر مین نے
اپنے کو بچا یا اب جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے ملکہ مہرخ نے سر اٹھایا ملکہ بہار سے آنکھ لگی بہار سمجھین
مجکو اشارہ ہوتا ہی بہار نے طاوس بڑھایا ملکہ مہرخ کے قریب پہونچین ملکہ مہرخ نے کہا تمھاری
کیا ضرورت ہی بہار نے کہا اب تو قصد کیا سب نے دیکھا اب میرا جانا ضرور ہی ملکہ مہرخ نے ناچار
اجازت دی بہار میدان مین پہونچین سکار صورت زیبا وطلعت جہان آرا بہار کی دیکھکر حیران
جمال محو دیدار ہو گیا گولہ اٹھا کر پھینکا بہار نے اشارہ کیا گور کشکر گرا بہار نے گلدستہ پھینکا اور
آواز دی ای گل انعام لیتا اس مغرور کی فکر واجب لازم ہی گلدستہ جا کر پھٹا پھول تو نہ برسے
ٹھنڈی ہوا چلی ہوا چلتے ہی باغ عالم کی ہو بدلی صدا نین کان مین مکارکے آنے لگین نظم

نظر تیری جو مجھسے ای صنم بے پیر لی ہی — مری نظروں مین اپنی موت کی تصویر پھر لی ہی
پھرا شہروں مین یوسف ای پری تو شکل یوسف ہی — کہ کھینچ کھینچکر تری ہر شہر مین تصویر پھر لی ہی
جبین صاف کی تعریف پر وہ جبین پھر بیٹھا — الٹ جاتی ہی اچھی بات جب تقدیر پھرتی ہی
خرام ناز کا تیرے مزا آنکھون کو ملتا ہی — لگے پر کس مزے سے ای پری شمشیر پھرتی ہی
نہ چھوڑا ایک بھی گل ای خزان کیا تیرے ہاتھ آیا — چمن مین غنچہ سان بلبل بہت دلگیر پھرتی ہی
مرض مین زہر بھی مرنے کو کھاتا ہون تو قسمت سے — شفا ہوتی ہی فوراً زہر کی تاثیر پھرتی ہی
بہت چاہا نہین ہوتی رسائی یار کے دل مین — بھٹکتی ہر طرف کو آہ بے تاثیر پھرتی ہی
وہ ہون دیوانۂ نازک دماغ ای نوگل بستان — لیے موج صبا میرے لیے زنجیر پھرتی ہی
کیا آخر تمھاری تیغ ابرو نے ہمین آخر — قلم سر ہو گیا قسمت کی کب تحریر پھرتی ہی
تلون اسکو کہتے ہین جو ہی اس لاابالی مین — کہ سو سو بار اک اک بات مین تقریر پھرتی ہی
زیارت کر رہا ہون ای قبول اب شوق ہی جسے — نظر مین مرقد شبیرؑ کی تصویر پھرتی ہی

درختوں پر طائر وجد مین تھے ہر طرف ہوائے معتدل چل رہی ہی عندلیبان خوشنوا کی شادی گلہائے
رنگا رنگ کی آبادی دونون لشکر نگران ہین مگر حیرت آئینہ وار حیران ہین گلعذار بہ نگاہ غور
دیکھ رہی ہی کنیزون سے کہتی ہی کیا غضب کا بہار نے سحر کیا ہی یہان بھی تا فربہ نخچہ پھولون کی
بو مجھے بھی بھلی معلوم ہوتی ہی جی چاہتا ہی صنعت بہار کے شکر گذار ہون برائے قدمبوسی بہار رجاؤن

سحر جو مین نے رات سے تیار کیے سامری و جمشید کی بڑی عنایت ہی کہ مین اپنے کو روک رہی ہون ورنہ
مجکو خبر نہین سنا رہے ہین دیکھیے مکار حیلہ ساز پر کیا گذرے کیا چپ سامنے کھڑا ہی بات نہین کر سکتا
کچھ منہ سے نہین بولتا تاثیر سحر بہار مین مبتلا ہی نہ بات کرتا ہی نہ سحر پر دست انداز ہی اپنی بھولی
پر نازہ ہی کہ بہار نے آواز دی کس حال مین ہو باعث انتشار ہمسے بیان کرو تمہارا علاج کرین
ہمارے پیغام بھی آپ کے پاس پہونچے کچھ جواب نہ ملیگا کیا غنچۂ آرزو نہ کھلیگا ملکہ بہار نے
جو ناز و کرشمہ یہ کلمات کہے مکار حیلہ ساز مر گیا اور ملکہ بہار نے جو یہ کہا کہ لوگ ہمکو بھی بدنام
کرینگے رنگ روے مکار متغیر ہو گیا مثل بید کانپا طرف بہار کے دوڑا پکارتا ہوا ای ملکۂ عالم
مین غلام ہون جو حکم ہو بجا لاؤن بہار نے کہا گلعذار نیرنگ ساز ہماری دشمن ہی چاہتی ہی کہ ہمین
قتل کرے مگر تم ہمکو بچاؤ ایسا نہو کہ ہمین قتل کر ڈالے یہ سنتے ہی مکار جھومنے لگا کہا حضور گلعذار
کی کیا حقیقت ہی ابھی جا کے سزا دیتا ہون آپ کی دشمنی کا بدلہ لیتا ہون ملکہ بہار نے چلتے
چلتے ایک پھولون کی بدھی پہنا دی مکار نے تلوار ہاتھ مین لی چند گولے جھولی سے نکالے پھر
اسماے سحر پڑھتا ہوا طرف لشکر گلعذار کے چلا ملکہ حیرت نے پکار کر کہا ای گلعذار مکار
آتا ہی تمہاری فکر مین ہی ہمکو خوف معلوم ہوتا ہی کہ تمکو آزار نہ پہونچائے تو بڑی مشکل ہو علم شعبدہ
سے یہ بخوبی ماہر ہی بڑی قیامتین برپا کریگا گلعذار نے تھوڑے لشکر کو اشارہ کیا کہ بڑھکر
اسے روکو ایسا نہو ہمارے پاس آکر بے ادبی کرے بہار نے رنگ سحر کو دوز و دیا ایک رنگ
دی پکار کر کہا ای نکہت وای گل اندام وای نسیم سحری مکار ہوا خواہ رہے جاے محبت سے
اِن مکار کو اور زیادہ جوش و خروش ہوا جو لوگ روکنے آئے تھے اُنہون نے چہار جانب سے
گھیرا مکار نے کہا تم لوگ کیون آئے ہو اُن سب نے کہا ملکہ گلعذار نے منع کیا ہی کہ تم
میدان کارزار مین گئے تھے میرے پاس نہ آؤ دشمن کا سر لاؤ یہ سنتے ہی مکار نے ایک کو مارا
کہ دو چار کے سر پہ تلوار پڑکے جا پڑا ایسے دو چار گولے مارے کہ وہ سب جادوگر منتشر ہو کے
بھاگے کچھ منہ کے بل گرے کچھ مارے گئے کچھ قتل ہوے ہنگامہ جو ہوا مکار نے آواز دی
گلعذار میرے سامنے آ اگر اپنی زندگی چاہتی ہی تو رومال سے ہاتھ باندھکر سامنے ملکہ بہار کے چل وہ خطا
معاف کر دینگی معشوق گلگون پوش خطا پوش عطا پاش یعنی شاہنشاہ اقلیم حسن و جمال ہے تو نے دشمنی

پیدا کی ہی کیونکر زندہ بچیگی یہ کہکر گونٹے مارتا ہوا سارے لشکر پر جا پڑا لوٹے مارنے لگا کئی ہزار جادوگر
مرکر گرے گلعذار سامنے ملکہ حیرت کے آئی کہا واری مکار کا حال آپ نے دیکھا بلا وجہ میرا دشمن
ہوگیا فوجون سے نہین رکتا بڑھتا چلا آتا ہی حیرت نے سر پیٹ کر کہا ای گلعذار یہ سحر بہار ہی یا تو
مکار کو مار ڈالو یا گرفتار کرکے پاس شہنشاہ کے لیجاؤ وہ سحر اتار دینگے اس سحر کی یہ تاثیر ہی کہ اگر قید
نہین رہیگا سر ٹکرا ٹکرا کر مریگا یہ کہنا تھا کہ گلعذار بڑھی یہ کہتی ہوئی کہ ابھی جالی سمجھتی ہون گھوڑا
دوڑاتا ہوا اسی پکار کر فوج سے آواز دی ارے اسکو پکڑ لو پکڑنے کو جو لوگ دوڑے رسیان کمندین چلنے لگین
مکار نے چند سنگریزے اٹھائے یا سامری وجمشید کہکر پھینک مارے پتھر برسے ہزارون کے سر پھٹے ہر چند
سب چاہتے ہین کہ پکڑ لین مگر مکار مثل برق تڑپ رہا ہی جسپر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا اسکے دو ٹکڑے ہوے
سحر مین طاق شہرۂ آفاق جو قریب آیا اُسکی گردن پکڑ کے مروڑ ڈالا کسی کو پٹک پڑا گلعذار کو تو ہزارون
گالیان دے رہا ہی کہ او ملعونہ تو میرے قریب نہین آتی تیری چوٹی پکڑ کے سامنے معشوق کے لیجاؤن
پیام وصل پاؤن روح کو راحت قلب کو قوت ہوگی یہ جو پکار پکار کر مکار نے کہا گلعذار کو غصہ آیا
کہا صاحبو شرم کی بات ہی یہ ملعون سر میدان گالیان دیتا ہی اسکا بدلہ بہار سے لونگی یہ کہتی ہوئی
سامنے مکار کے آئی پکار کر آواز دی چل مین بہار کے پاس چلتی ہون نگاہ تو مجھ سے ملا مکار نے سر
اٹھا کر دیکھا ایک دیو کھڑا ہی گلعذار غائب ہوگئی مکار خوف سے دیو کے کانپنا چاہا پیچھے ہٹون
دیو نے ہاتھ بڑھا کر گردن پکڑی توڑ مروڑ کے پھینک دیا اب جو مکار حیلہ ساز مرا زمانہ تاریک
ہوگیا ایک آواز آئی کشتی مرا نام من مکار حیلہ ساز بود سب نے دیکھا گلعذار اُسی مقام پر کھڑی ہی
کف افسوس مل رہی ہی حیرت سے نگاہ ملاکر عرض کی اب لونڈی کو اجازت میدان کارزار ملے بہار
کے سحر کا دل پر داغ ہی اس غضب سے قتل کرونگی کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اُسکے حال پر روئین
اور مجھے ذرا رحم نہ آئے حیرت نے کہا ای گلعذار ہمارے نزدیک تو مناسب یہ ہی کہ طبل لہان بجوا کر
پلٹ چلوا لیا تو اور رنج ہوئے سپہ سالار کی سنکار سے بیوجہ جان گئی وہ اپنے ہوش مین نہ تھا گلعذار
نے کہا لونڈی کو بڑا قلق ہی یہ کہکر کل فوج کو اشارہ کیا کہ بہار کو گھیر کر مار لو دو لاکھ ساحر کرتے
ہوے بڑھے ایک افسر شاہور جادو عزیز دار مکار کا دس ہزار ساحرون کا افسر بڑھکر دوڑا
پکارتا ہوا اسے بہار کا سر کاٹ لو اس ظالم نے ایسے جوان کو قتل کرایا کہ دل کے ٹکڑے ہوگئے

بہار کو

دس ہزار ساحر جو ٹوٹے بہار نے دس ہزار پر گلدستہ مارا باغبان فوج ظفر موج لیلی آ پڑا ایک طرف
برق لامع تڑپی رعد و برق نے شورش دکھائی خورشید زرین سحر کا سر چمکا ہلال سحر افگن
نے سب کو انگشت نما کیا نافرمان نے اپنے تمام کا جھنڈا گاڑا ملکہ مہرخ نے تخت بڑھایا مگر بہار کا
گلدستہ جو پھٹا زمین کانپی باغ بیدر کا بنکر تیار ہوا شاہور جو بڑھا سر پر پھول برسنے لگے اسکے ساتھ
کے ساحر پھول اُٹھا اُٹھا کر سونگھنے لگے شاہور بڑبڑا کر بیتاب ہو کے چلایا

نظم

بہار سے تجھے جو ہجان دلبری ہوجائے — تو درد وسے بھی فی الفور دلبری ہوجائے
خدا جو چاہے تو طالع کی یاوری ہوجائے — فلک برائی کرے تو وہ بہتری ہوجائے
ثنائے چشم جو لکھے وہ نرگسی ہوجائے — کرے جو جسم کی تعریف لاغری ہوجائے
کمال ہو وردیا توت کے پرکھنے میں — جو دیکھے لب تو ندان وہ جوہری ہوجائے
قدم زمین پہ رکھے جو وہ سراپا نور — تو مہر و ماہ کا ہر ذرہ مشتری ہوجائے
سبھوں کو آج وہ مقتل میں قتل کرتا ہے — ہماری بھی ادھر ای عشق رہبری ہوجائے
لڑائی کے رقیبوں سے ہو جو منظور — تو ہم سے تجھ سے ابھی جنگ زرگری ہوجائے
نہال ہوں جو چلے اُس گل کی تیغ کا چلنا — لہو سے شاخ تمنا ابھی ہری ہوجائے
کرے عشق میں ایسا ہی ہو گیا میں بھی — نصیب ایسی کسی کو نہ لاغری ہوجائے
دکھائیں آؤ شہزادی ہم جو نیرنگی — ابھی تو چرخ یہ سب چرخ اخضری ہوجائے
ترا حجاب ہی روکے ہے ورنہ بند تو کیا — فنا اک آہ سے سد سکندری ہوجائے
شب وصال میں تا روز حشر صبح نہ ہوا — دراز اور تری زلف عنبری ہوجائے
قبول ہے دہن یار کا جو وصف ہے جب — عیاں جہان میں سب پر سخنوری ہوجائے

شاہور نے یہ اشعار پڑھکر آواز دی میں تو مطیع سرکار ہوں جو حکم ہو بجا لاؤں بہار نے کہا جو کیا
اندھے ہو رہے سارا لشکر ہمکو قتل کرنے آتا ہے انکو رد کو یہ کہنا تھا کہ شاہور فوج گلعذار پر جا پڑا جادوگر
کو قتل کرنے لگا کئی ہزار جادوگر مارے گلعذار غصے میں بڑھی ایک گولا مارا کہ شاہور کا سر پھٹ گیا
فوج کو اشارہ کیا ان دس ہزار کو مار لو سب جادوگر فوج شاہور پر ٹوٹ پڑے جب تک دس ہزار
مارے گئے گلعذار نے کہا یارو یہ سب بے خطا تھے ان سب کا بدلہ بہار سے لو بہار کا گلدستہ

چل رہا ہے کسکی مجال ہے کہ قریب آسکے یا سحر و ساحری مین ہاتھ ہلا سکے عین گرمی جنگ مین بہار سے اور
گلعذار سے سامنا پڑ گیا سب دیکھ رہے ہین کہ بہار نے گلدستہ مارا گلعذار پر پھول برسے آنکھین
گلعذار کی سرخ ہوئین چہرہ زرد لب پر آہ سرد چاہتی ہے کچھ بولے کہ جلو سے نعرہ ہوا مین حاضر ہون
گلعذار نے پلٹ کر دیکھا ایک جوان خوشرو پچکاری پانی کی لیے کھڑا ہے جیسے ہی گلعذار نے منہ پھیرا
اُس جوان نے گلعذار کے منہ پر پچکاری ماری چہرے کی اُداسی دفع ہوئی چالاک و چست ہوئی پھر
بہار سے سحر چلنے لگا بہار نے کئی گلدستے مارے گلعذار نے پھونک دیے جب پھول برستے ہین
تو یہ دستک دیتی ہے شعلۂ آتش گر کر پھولون کو جلا دیتے ہین پھولون کا رنگ جمنے نہین پاتا جو
پھول گرا آتش سحر گلعذار نے جلایا بہار نے غصے مین گلدستہ اٹھایا تھا کہ گلعذار نے خنجر سے پیشانی
کو کاٹا خون چلو مین لیکر بہار پر پھینک مارا بہار کو یہ معلوم ہوا چنگاریان آگ کی گرین تمام بدن
پر آبلے پڑ گئے بدحی پر ہاتھ ڈالا دوسرا چلو خون کا گلعذار نے پھر پھینکا ابکی اُس خون نے یہ تاثیر پیدا
کی کہ بہار کے کچھ پھول مرجھا گئے ٹوٹ ٹوٹ کے گرنے لگے بہار خاموش ہوئین گلعذار نے
کہا مین نے اپنے سحر مین پھنسایا جادوگر چلے تھے کہ برق لامع نے دور سے دیکھا بہار خاموش
کھڑی ہین بدن سے آگ کی چنگاریان نکل رہی ہین غم سے سرنگون کلیجہ خون یہ حال دیکھکر برق لامع
کو یقین کامل ہوا کہ رنگ سحر بہار مٹا ایسا نہو گلعذار قتل کر ڈالے اپنے مقام سے کڑکی رعد
نے دیکھا خالہ اماں جاتی ہین دونون پاؤن اسنے زمین مین مارے غرق زمین ہوکر چلا یہان
گلعذار زمین سے چند قدم بلند ہوئی کہ نیچہ مار کر بہار کا سر اڑا دون آج بہار کی خزان ہوتی ہے
یکایک زمین شق ہوئی ایک جوان دیوانہ وار وحشی مثال بال کمر تک لٹکے ہوئے آنکھین بے نور
سحر کا چہرے سے ظہور زمین سے نکلا کانون پر ہاتھ رکھکر ایک چیخ ماری کہ منم رعد جادو گلعذار
ہراکر زمین پر گری چاہتی تھی سنبھلون کہ برق لامع کا نعرہ ہوا کڑک کر جو گری دور سے
حیرت نے دیکھا فوراً یہان سے سحر کیا ایک سپر فولادی سرپر گلعذار کے حائل ہوگئی برق لامع
اُس سپر کو کاٹ کر چلی سب نے دیکھا گلعذار بچ گئی ایک سحر تو اسے رعد پر کیا رعد کی آواز
مین فرق آیا برق لامع پر اپنا خون پھینک مارا سر برق لامع کا زخمی ہوا حیرت نے یہ کمال
دکھایا کہ گلعذار کو بچایا جبکہ ایسا سحر کیا کہ گلعذار کو خوب ہوش آگیا سحر جو فراموش تھے

یاد ہوے بہار کو دیکھا شمع سان خاموش کھڑی ہین آبلون کی جسم پر ترقی اُس حال پر ملال ہین بہار نے آواز دی بوا غوطہ زن کیا تمکو کسی نے روکا ہی جلد آؤ ہمارا حال بہت ابتر ہی دیکھا تو پہلو سے زمین شق ہوئی ایک نازنین نہایت حسین آفتابہ پانی کا بھرا ہوا ہاتھ مین لیے پیدا ہوئی بہار پر وہ آفتابہ ڈال دیا جیسے ہی جسم پر بہار کے وہ پانی پڑا تمام آبلے پھوٹ گئے صاف ظاہر تھا کہ آبلے بھی اس حال پر روتے ہین یہ نہ کوئی سمجھے کہ شکست ہوتے ہین چہرہ پر رونق یہ بھی معلوم ہوا کہ زیور تازہ پھولون کا کسی نے جسم مین بہار کے پہنا دیا اب ملکہ بہار رجز پڑھین اور کہا او گلعذار مکار جرأت تیرے سحر نے صدمہ پہونچایا دل کو بیتاب کر دیا یہ کہکر آواز دی اری نکہت کیا پھولون مین چھپی او گل اندام ہم تک نہین آسکتی پہلو سے آواز آئی کنیز حاضر ہوئی ایک کنیز کو دیکھا لباس فاخرہ زیب جسم دریاے جواہر مین غوطہ زن نہایت حسین وجمیل اپنے مالک کی کفیل بقول شاعر نظم

آنکھ ملکہ کے جو دیکھا تو ہوا اک بادلہ پوش
غرق دریاے جواہر ہین ہر وہ پاؤن تلک

حسن ایسا کہ جسے دیکھو مہ چار دہم
ایک بجلی سی کہے تو کوندھی جاے چمک

چہرے مین ایسی ہی گرمی کہ شب و روز جسے
یاد کرتی ہی جسے دامن مژگان کی جھپک

جید وہ تھے کہ تصنع مین ہو جسکی ہر لہر
گھر ڈبو دینے کو عشاق کے دریاے انکھ

زلفین یون بکھری ہوئی چہرے پہ ناگنین مل
جسطرح ایک کھلونے پہ ہٹین دو بالک

ناگنی بیچ مین آسکے نہ لگے پانی
کھیل جانے وہین کالا جو ڈسے انگلی لٹک

اس حور مثال نے زمین سے نکلتے ہی گلدستہ بہار کے ہاتھ مین دیا اُسکی بہار نے اُس نازنین سے اشارہ کیا اُسنے اپنی پیشانی کو نشتر سے نگار کیا خون گلدستے پر ڈالا پھول شگفتہ ہوے غنچے چٹکے بہار نے آواز دی بو گلعذار ذرا ہمسے تو آنکھ ملاؤ دیکھو تو کیا پھول ہین بلبلین ملول ہین جیسے ہی گلعذار ملتی بہار نے گلدستہ مارا رعنائی نے گلدستے کی عجب رنگ دکھایا کسی نے ہاتھ پر گلدستے کو اُٹھایا بلندی پر لاکے منتشر کیا پھول غائب ہونے لگے گلعذار نے جھولی پر ہاتھ ڈالا چاہا کچھ اسباب سحر نکالون آواز آئی دیکھ کیا سامان ہی کیون اسقدر حیران ہو زمین شق ہوئی ایک شاخ نرگس زمین سے پیدا ہوئی گل نرگس مثل چشم معشوق گردش کرتا ہوا سامنے گلعذار کے آیا گلعذار نے اُس پھول پر ہاتھ ڈالا اب آسمان سے پھول برسنے لگے تحمل

سر سبز و شاداب ہوے ساتھ والے گلعذار کے بیتاب ہوے گلعذار اسی گل نرگس کو سونگھ رہی ہی جو نکون نے ہوش کے دیوانہ کر دیا خانۂ دل کو اسباب مدہوشی سے بھر دیا ایک چیخ ماری اُس گل نرگس کو آنکھون پر رکھ لیا اور زیادہ مبہوت ہوئی کبھی غل مچاتی ہی کبھی اُس پھول کو سونگھتی کبھی اُس پھول پر تصدق ہوتی نشۂ سحر بہار سے سرشار ہوئی وہ پھر و غل مچی ہی جب بہار کے سحر نے یہ جاہ و جلال دیکھایا گلعذار سحر و ساحری مین بے مثل و بے نظیر تھی مگر دام سحر بہار مین پھنسی پکار اُٹھی ای ملکۂ عالم مین کنیز بے تمیز چاہتی ہون گلچینی گلشن جمال کی آرزو پہر کرون حکم قضا شیم آپ کا آنکھون سے بجا لاؤن

نظم

پھر دون اچھلے جاتے ہیں ہمارے ہاتھ پاؤن
گور مین بھی تا کریہ وحشی تمہارے ہاتھ پاؤن

پنجۂ مرجان نہ دیکھے سرو سے نکلے ہوے
ہان اگر دیکھے تو یہ رنگین تمہارے ہاتھ پاؤن

رات بھر مین شوق مین جو دست و پا مارا کیا
تھے تصور مین کسیکے پیارے پیارے ہاتھ پاؤن

ہاتھا پائی جیسے کرتا ہو وہ کافر غیر سے
ٹوٹتے ہین رشک کے مارے ہمارے ہاتھ پاؤن

مان لے کہنا شرر کا شب کی شب جان ر
ورنہ ٹٹا ہی صاحب تمہارے ہاتھ پاؤن

اتنی بڑی ساحرہ کا مسحور ہونا چہرے پہ غیظ و غضب بہار نے بدہی سی پہنا دی طرہ کان مین لگا دیا ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام ہو کہ وہ پہر کامل بہار و گلعذار سے سحر چلا جو سحر آپ مین ہوے اگر انکو بالتصریح لکھتا تو ایک جزو کامل مین رد و بدل سحر کے لکھے جاتے کسی مقام پر مصنف یہ نہین چاہتا کہ داستان کو بلا وجہ طول ہو سامع و ناظر ملول ہو بڑے زور کا سحر بہار نے کیا ہر چند کہ میدان کارزار مین قائم ہین مگر مثل شمع سحری خود بھی جوش سحر مین لہرا رہی ہین ملکہ مہرخ سے اشارون مین کہا مین اسکو روانہ کر دون اپنی زندگی مین کسی سے کبھی نہ کرینگی اسی جوش و خروش مین تا بہ باغ سیب پہونچینگی خدا چاہے تو وافر اسباب کو بھی کچھ چارہ نہو کیا عجب ہو کہ آج حیرت کو ہلاک کرے ملکہ مہرخ نے کہا جو مناسب جانو وہ کرو ملکہ مہرخ و جملہ سردار بہ نگاہ غور حال پر ملال بہار کو دیکھ رہے ہین کہ اچھی طرح بات زبان بہار سے نہین نکلتی لہرا رہی ہین چہرہ فق دل مین قلق اس حال مین گلعذار جھومتی ہوئی سامنے بہار کے آئی دست بستہ عرض کی ای ملکہ بہار گلعذار کچھ خدمت عنایت ہو

کہ حکم شہنشاہی بجا لاؤن کنیز دن مین سرکار کی محسوب ہوں ملکہ بہار خود پریشان ہو رہی ہین
بار سحر پڑا یہ سب منتشر ہوے گلعذار نے جو سنت کلۂ مذکور کہا اُن بدحواسی مین ملکہ بہار نے
اپنے کو بمشکل سنبھالا اور لبط و ضبط کر کے چاہا تھا کچھ اور کہین مگر منہ سے نکل گیا کہ مرحیرت اور
افراسیاب کا لاؤ گلعذار جوش مین ہلتی اور بہار لڑکھڑا کے گرین بیہوش ہوگئین مہرخ و
باغبان نے بڑھکر اٹھایا ہوادار پر ڈال کے لیگئے جلکے انکی بارگاہ مین اتارا سب نے اپنے
اپنے سحر قائم کیے کسی نے نخل سرسبز و شاداب بنائے کہ ہوا سے سرو چلے بہار کو فرحت حاصل ہو
کسی نے گلدستے لگا دیے کسی نے ابر برف بنایا کہ برف گرے بہار تو اس عال پر ملال مین بستر پر
آہ آہ کر رہی ہین خون تمام جسم کا خشک ہو گیا اداس کبھی اٹھین کبھی بیٹھین کبھی گر کر بیہوش ہوگئین
لیکن گلعذار نیرنگ ساز جو غصے مین پلٹی چلے تو اپنے لشکر پر گری پکاری تھی کہ تم کیسے بیسے
ملازم ہو حق نمک نہین ادا کرنے حیرت کو چار جانب سے گھیر لو اسکا سر مجھکو دو مین خدمت
مین ملکہ بہار کی لیجاؤن پھر سر افراسیاب لاؤن میرے مالک کے حکم مین فرق نہ آئے
یہ کہکر گولے مارنے لگی اوّل تو خود ساحرۂ زبردست دوسرے مبتلاے سحر بہار جب گولہ
مالا سو سو جادوگرون کے سینون کو برماکر نکلگیا کسی پر آگ برسائی کبھی خنجر پھینکا کبھی منہ سے
دھوان چھوڑا ہزارون نابینا ہو کر گرے اسکی فوج والے فریاد و فریاد کرتے ہوے قریب تخت حیرت
پہونچے پکارتے ہوے ای ملکۂ عالم ہمکو اس ظالم سے بچائیے ہزارون کو گلعذار نے مار ڈالا اسکے
ہاتھ سے تو بچنا دشوار ہے کس بلا کے سحر کر رہی ہے حیرت نے جو یہ طرز گلعذار دیکھا کہا صاحبو کچ
گلعذار پر شیطان سوار ہے اسکو کون روکے کون ٹوکے شعلۂ جوالہ بنی ہوئی ہے مصور نے کہا
مین بڑھکر روکتا ہون حیرت ہان ہان کرتی رہی مگر مصور سحر کے جوش مین بڑھکر سامنے پہونچا
للکارا او گلعذار تجھے کچھ خوف سرکار نہین ملکۂ عالم کیا فرماتی ہین گلعذار حیرت کا نام
سُنکر گالیان دینے لگی کہا میری سرکار تو ملکہ بہار ہین جو فرمایا ہے وہ کرونگی یہ سُنکر
مصور نے گولا مارا گلعذار نے گولا ہاتھ مین تھام لیا گلعذار نے وہی گولا مصور کو مارا
سر پر مصور کے پڑا کئی چرخ مصور نے کھائے زمین پر گرا سر پھٹ گیا خون کے قطرے
جاری زمین سے اُٹھکر مصور ایک جانب بھاگا تخت صورت نگار بڑھا ہوا آتا تھا

دوڑکر گلعذار نے ایک ترنج مارا اور کہا او حرامزادی بیتراد صحرا بھاگا تو برچھی چلی آتی ہے ترنج جو پڑا
تخت کے ٹکڑے اڑ گئے صورت نگار زمین پر گری ران زخمی ہوئی حیران ہوکر بھاگی مگر لنگڑاتی
ہوئی جاتی ہے مانی و بہزاد و نقاش و قلم کش کہ مصاحبان مصور تھے یہ بھی زخمی ہوکر بھاگے
اب گلعذار طرف حیرت کے چلی حیرت نے آگ برسادی اُس آگ سے اسی کے ساحر جلے فریاد
کرتے تھے کہتے حضور ملازم تباہ ہوتے ہیں اپنی تقدیر کو روتے ہیں تخم غم و الم مزرع دل میں بوتے ہیں
ہزاروں بھائی بند خواب عدم میں سوتے ہیں حیرت نے منہ پھیر لیا کسی کی بات کا جواب نہ دیا
غصے میں گوٹی باندھی سونے کا پانداں اٹھا کر چاہتی ہے سحر تیار کرے کہ گولہ آہن کا گلعذار نے
مارا وہ گولہ کرسی کے سر زخمی کرتا ہوا تخت حیرت پر پڑا کہ تخت حیرت کا ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا
حیرت گرکے چاہتی ہے سنبھلوں کہ یاقوت و زمرد و وزیرزادیاں دوڑ کے لپٹ گئیں ملکہ
حیرت کو ایک ہوادار پر ڈال لیا لیکر طرف باغ سیب کے بھاگیں اب تو کل لشکر نے شکست
کھائی بارگاہیں یونہی پڑی ہیں سب طرف باغ سیب کے بھاگے گلعذار اکیلی گولے مارتی
ہوئی جاتی ہے جس مقام پر ان لوگوں نے ٹھہرنے کا ارادہ کیا بڑھکر گلعذار نے آگ برسائی
ہزار دو ہزار کو مارا وہ سب بھاگے گلعذار پیچھے پیچھے چلی ایسی بھوت ہے کہ کسی مقام پر ٹھہرنے
نہیں دیتی ایک پہاڑ کوہ رنگینہ کہلاتا ہے اُس پر رنگین شوخ چشم مع اپنی کنیزوں کے بیٹھی تھی کہ
چند کنیزوں نے اسکو خبر دی حضور ملکہ حیرت شکست خوردہ آتی ہیں ملکہ حیرت ہوادار پر بیہوش
پڑی ہیں لشکر والے شکست خوردہ حیران و پریشان اپنی انسانیت سے باہر بھاگے چلے
جاتے ہیں ملکہ حیرت کبھی آنکھ کھول کر فرماتی ہیں کہ ارے مجھکو کہاں لیے جاتے ہو کنیزیں
عرض کرتی ہیں حضور لشکر پر شکست واقع ہوئی سحر نے گلعذار کے قیامت برپا کی ہے
رنگین شوخ چشم یہ خبر سنکر اپنے مقام سے اٹھی پہاڑ سے کود پڑی بارہ ہزار کنیزوں کو ساتھ
لیا سامنے آکر للکارا او گلعذار تجھے شرم نہیں آتی مالک پر اچھے یہ آفت شہنشاہ سنیںگے تو
کیا سزا دینگے یہ کلمہ سنکر ملکہ گلعذار نے جھپٹ کے گولا مارا کہ پچاس کنیزوں کے سر پھٹ گئے
رنگین شوخ چشم نے بڑھکر سحر کیا گلعذار برق بنکر کڑک کے گری رنگین شوخ چشم کے
دو ٹکڑے کیے لشکر کو تباہ کیا ایک دو گولے پڑھکر مارے کہ پہاڑ ہلنے لگا پہاڑ کو جو جنبش ہوئی

ملازمان حیرت بھر جاگے غلغلہ ہوا کہ پہاڑ گرا جاتا ہے اگر پہاڑ گریگا سب دب جاینگے ایک
بھی زندہ نہ بچیگا گلعذار تعاقب کرتی ہوئی جاتی ہے افراسیاب جادو باغ سیب میں بیٹھا
ہے کہتا ہے کہ اب تو گلعذار نے خاتمہ کیا ہوگا یہ کہتا تھا کہ ہُڑ ہوا افراسیاب نے سر اُٹھا کر دیکھا
اول مصور و صورت نگار زرنگار پہنچے مانی و بہزاد و نقاش و قلم کش روتے ہوے
سامنے آتے ہی کہا اے شہنشاہ دہائی ہے مرشدزادے زخمی ہوے آج قدرت کی ہوا کا نخل
زمین پر گرا اب ہنوز زمین الٹ جائے مرشد زادے کا کلیجہ پھٹ جائے افراسیاب چاہتا ہے
پوچھے اسے یہ کیا سحر ہوا کہ دیکھا یاقوت و زمرد زرنگار حیرت کے ہوا دار کو اُٹھائے
ہوے آکر پہونچیں افراسیاب نے کہا ارے یہ کیا ستم ہوا کہ کل لشکر نے شکست کھائی چاہتے
تھے ملازمان حیرت بیان کریں کہ دیکھا گلعذار نیرنگ ساز بھی آکے پہونچی آنکھیں سرخ
کپڑے پھٹے ہوے آنکھوں سے آنسو جاری ہاے بہار ہاے بہار پکارتی ہوئی کہ لونڈی
کو سرفراز کیجیے لونڈی کا عجیب حال ہے نظم

جیسا ہے ترا لعل لب و غنچہ دہن سرخ
ایسا تو نہ یاقوت ہے نے لعل یمن سرخ

یا رو لب پان خوردہ کا بسمل ہوں میں اسکے
مرجاؤں اگر میں تو مجھے دیجو کفن سرخ

گردن پہ ہے خون اسکے شہیدان ستم کا
کچھ رنگ شفق سے نہیں چرخ کہن سرخ

بوسے کے تو ہم سے مرے ملبے نزاکت
ہو جاتے ہیں اسکے لب و رخسار و ذقن سرخ

یوں گریۂ خونیں سے ہے گلگوں مرا دامن
معروف نہ جسطرح سے لالے کا چمن سرخ

بلبلاتی ہوئی جو گلعذار باغ میں گھسی چمن ہو ہوں کا سامنے تماشا سحر کرکے جو گولہ مارا چمن
میں آگ لگ گئی مگر یہ مقام باغ سیب ہے جو نخل جلے تھے ایک جھونکا ہوا کے یدکا چلا پھر
چمن اُسی طرح تیار ہو گیا طائر زمزمہ سرائی کرنے لگے ہر طرف سے آوازیں آئیں اے گلعذار
روح سامری کو صدمہ دیا کوئی ایسی حرکت کرتا ہے افراسیاب نے جو دیکھا کہ گلعذار باغ کو
پامال کرنا چاہتی ہے افراسیاب نے للکارا ارے دیکھو طائران باغ ساختہ سامری کیا کہتے ہیں
جیسے ہی گلعذار نیرنگ ساز نے سر اُٹھا کے دیکھا ایک زاغ سیہ نے پکار کر آواز دی اے
گلعذار مکار ذرا اسطرف متوجہ ہو کر سن نظم

جو کثرت مین وحدت سدا دیکھتے ہین	بتون مین وہ نور خدا دیکھتے ہین
جو وہ تیغ ابرو ہی خونریز ایسی	تو اک دن یہ گردن جدا دیکھتے ہین
پھسلتا ہی پاے نگہ اُسپہ ہر دم	ترے رُخ کی جب ہم صفا دیکھتے ہین
معزز یہان غیر آتا ہی شب کو	ترے گھر مین ہم نقش پا دیکھتے ہین
جدا ہی جو پروانہ اس شمع سے	نہایت دل اسکا بجا دیکھتے ہین

گلعذار نے کہا او بیحیا کیا بکتا ہی مین ان باتون کو نہین مانتی یہ سنتا تھا کہ افراسیاب جیتا
اور پکار کر آواز دی او گلعذار ٹھہر جا گلعذار نے ایک سرو پر تیغ مارا سرو کٹکر گرا دھوان نکلا
ایک زاغ سیہ دھوئین سے پیدا ہوا اُسنے آواز دی او افراسیاب خانہ خراب سامری کے
ہاتھ پانون قلم ہو رہے ہین اور تو دیکھتا ہی تجھکو غیرت نہین آتی اس مکارہ کو منع کر افراسیاب
نے جو وہ کان مین گلعذار کے دیکھا پھولون کو دیکھکر ہنس پڑا کہا یہ بی بہار کا شعبدہ ہی حیرت
جادو ہوادار سے کودی پشت پر افراسیاب کے ایک دو ہتڑ مارا کہا نگوڑے سامری جمشید
تجھکو غارت کرین طائر پکار رہا ہی کہ سامری کے ہاتھ پانون قلم ہوتے ہین طائر ہوش از مہرانی
کے رونے ہین ارے تجھپر بلا نازل ہوگی یہ بھی علامت بربادی طلسم ہی اس ظالم کا گلعذار اسم ہی
صاف صاف سامری نامہ مین لکھا ہی کہ جسدن باغ سیب کا ایک بھی درخت قلم ہوگا جادوی
طلسم کی یہی صورت ہی سرو یا تمر دھوکے رو دیگا ہر چند کہ جو گلعذار نے نخل کاٹنے وہ پھر
تیار ہوگئے مگر دیکھ طائر فریاد فریاد کر رہے ہین افراسیاب کو جو غصہ آیا آواز دی او
گلعذار کیون شامتین آئی ہین یہ وہ باغ ہی کہ جسمین سامری نے سیر کی سامرن نے
ان درختون کے پھل کھائے انکو تو پامال کرتی ہی گلعذار نے کہا حرامزادے مین تیرے سر کینے
آئی ہون ملکہ عالم کا حکم ہی کہ افراسیاب کا سر لاؤ سر جھکا کر بیٹھ کہ مین تیرا سر کاٹ لون ورنہ
اس ذلت و رسوائی سے قتل کرونگی کہ بہت پچتائیگا حکم مین ملکہ بہار کے فرق نہ آئیگا یہ کہتی
ہوئی تیغ کھینچکر افراسیاب پر جا پڑی افراسیاب پر ہاتھ مارا ہر چند کہ افراسیاب جانتا تھا کہ یہ
اپنے ہوش مین نہین ہی سحر بہار مین مبتلا ہی سر پر چڑھا ہی مگر اسکی بے ادبی پر تلوار خالی دیکے لپٹ پڑا
گلعذار نے افراسیاب سے منہ بڑھا کر کہا ہی شرط کہ ناک کاٹ لون افراسیاب نے اُٹھا کر دے مارا

چھاتی پر چڑھ کے ایک پانؤن دونون پانؤن سے دبایا ایک پانؤن دونون ہاتھون سے تھام کر چیر ڈالا
مارا گلعذار کو چیر کر پھینک دیا کنیزین گلعذار کی جو ساتھ آئی تھین وہ اپنی مالک کا لاشہ دیکھکر
پیٹنے لگین کہتی تھین ای شہنشاہ یہ کیا کیا ہماری بی بی کو اس ذلت سے مارا سامری و جمشید تجھکو
غارت کرین تو بھی اسی طرح مارا جائے دشمن کے ہاتھ سے امان نہ پائے **افراسیاب** نے اُن کنیزون
کو بھی مارا باغ مین لاشہ **گلعذار** گرد کنیزون کے لاشے دریاے خون بہ رہا ہے سب کھڑے دیکھ رہے
ہین کوئی افسوس کرتا ہے کوئی خوشیان کرتا ہے کہ آسمان پر ابر تیرہ و تار اُٹھا سب کہنے لگے ابر جری
دھوم سے اُٹھا ہے تاریکی نے سارے باغ کو گھیر لیا یکایک وہ ابر قریب باغ کے آکر شق ہوا دیکھا
سب نے **خار خار رنگین پوش** تخت پر سوار تاج مرصع کا سر پر تین لاکھ ساحران غدار پشت پر
علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے اُسپر تعریف **سامری و جمشید** مرقوم آمد فوج کی دھوم
اُسکو دیکھکر **افراسیاب** نے کہا لو غضب ہوا **خار خار رنگین پوش** بہن **گلعذار** کی آپہونچی یہین
ان دونون مین بڑا میل تھا کہ **خار خار** تخت سے اُتری دیکھا اسنے کہ بہن کا لاشہ پڑا ہے چند نخل
جلے ہوے لاشے بھی چالیس پچاس کنیزون کے پڑے ہین دیکھتے ہی بہن کے لاشے پر گری پکارتی
تھی ای بہن تمکو کسنے اس ذلت و رسوائی سے مارا **سامری و جمشید** اُس نگوڑے موے موذی کانے
کو غارت کرین کسنے تمکو مارا میرا کلیجہ پھٹتا ہے سارے کنیزون کو بھی قتل کیا **حیرت** نے منھ پر
ہاتھ رکھدیا کہا دیکھو بوا اسقدر آپ سے باہر ہو یہ تو دریافت کرو کہ اسنے کیا کیا وہ آفت برپا
کی کہ جسکا یہ انجام ہوا کوئی ایسا ستم کرتا ہے ہم جانتے تھے کہ اپنے ہوش مین نہین ہے مگر اپنے
خداوندون کو بھی نہ پہچانا اور شہنشاہ پر تلوار کھینچکر جا پڑین اُسکا یہ انجام ہوا **حیرت** مقابل منھ نہین
گئی **خار خار** نے اُسی وقت آزردگی بنوائی لاشہ **گلعذار نیرنگ ساز** کا اُٹھا کر کریہ کرم اُسکا کئے
برہمنون کے سپرد کیا نقصان اپنے ذمے قبول کیا دل مین کہتی تھی اور روتی تھی کہ بوا **گلعذار** کا
مرنا ہمارے لیے بڑا غضب ہوا آخر سامنے **افراسیاب** کے آئی کہا ای شہنشاہ مقام افسوس ہے بندی
بیدست و پا ہوئی مگر امیدوار ہون کہ بی بہار ایسا ذلیل کرون اور اسی خرابی سے قتل کرون کہ ماہیان
دریا و مرغان ہوا اُنکے حال پر گریہ وزاری کرین اور مجھکو ذرا ترس آئے **افراسیاب** نے چپکے سے کہا
بہار ہمشیرہ **حیرت** ہے اسوجہ سے اُسکا پاس ہے بہار کا قتل ہونا دشوار ہے ہم اُنکا پاس کرتے ہین

اسی وجہ سے انکی سرکشی بڑھتی جاتی ہی ورنہ ایک مرتبہ سزا سے کامل ہوجاتی عمر بھر کو مہلت تھی
سزا سے قتل انکے لیے ممکن نہین اور طرح کی سزا تجویز کرو خار خار نے کہا واری مین نے تجویز لیاد
رنج پہونچاؤن کہ دونون پر مسلمانون کے صدمہ پہونچے کیا عجب ہو کر سرکش بھی مارے جائین معز علیم
پڑیگا لونڈی نے تجویز لیادہ سزا بی بہار کے واسطے ہو کہ جو انھون نے واسطے گلعذار کے کی انیبا
اسے حیران کیا کہ آپ نے خود قتل کر ڈالا خود مسلمانون کو ضرورت پڑے کہ بہار کو قتل کرین
لونڈی کو سب طرح کا اختیار ہی یہ کہکر اُسی تخت پر سوار ہوئی طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئی یہ تو
منزل بمنزل جاتی ہی حیرت کو قبل ہی روانہ کر دیا تھا اب اسکے جانے کے بعد ایک نامہ حیرت کو
لکھا کہ خار خار آتی ہی اسکا خیال رکھنا یہ نامہ افراسیاب کا حیرت کو پہونچا حیرت جادو نے
پڑھکر چاک کر ڈالا چالاک کنیز جا ہوا پشت پر حیرت کی کھڑا تھا مضمون نامے کو اُسنے بھی بخوبی
پڑھا دوڑا ہوا خدمت ملکہ مہرخ مین آیا تمام کیفیت بیان کی کہا گلعذار کی خار خار رنگین پوش
آتی ہی حیرت اُسکے آنے کی تدبیر کر رہی ہی ابھی کسی کو خبر نہین ہوئی یقین ہی بڑی قیامت برپا کریگی
برق نے قصد کیا تھا کہ جائے خواجہ نے اُٹھکر کان پکڑے کہا آپ نہ جایئے مین جاکر تدبیر کرونگا
یہ کہکر خواجہ روانہ ہوے صحرا مین آکر دیکھا لشکر بڑی دھوم سے آتا ہی بڑے بڑے ساحر لشکر کے
ساتھ ہین ایک مقام پر آکے لشکر اُترا خواجہ نے رنگ و روغن عیاری کا نکالا ایک فقیر کی صورت
بنکر تیار ہوے کوڑی کوڑا مانگتے ہوے قریب اُردو بازار کے پہونچے لیکن دیکھا کہ بارگاہ
بیچ مین استادہ ہی یہ وہ بارگاہ کا اُٹھا ہوا ہی سارے لشکر کو خار خار رنگین پوش دیکھ رہی ہی
یہ بھی اسنے دیکھا کہ ایک فقیر مانگتا ہوا آتا ہی برابر تعلیم جادو کھڑا تھا ناگاہ اسکی بھی فقیر پہ پڑی
تعلیم جادو سے خار خار رنگین پوش نے کہا کہ یہ فقیر ہمکو کوئی عیار معلوم ہوتا ہی جلد اسکو بلاکر
ہمارے سامنے لاؤ اگر آنے مین تامل کرے تو فوراً گرفتار کرکے لانا ہمارے سحر نے ہمکو خبر دی ہی کہ کوئی
عیار مکار ہی یہ جو خار خار رنگین پوش نے حکم دیا تعلیم جادو چلا خواجہ عمرو پھرتے پھراتے بازار
بزازان مین پہونچے ہین اب ارادہ ہی کسی مقام پر ٹھہرون کہ تعلیم جادو آکر پہونچا اُسنے آتے ہی
آواز دی میان جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ خواجہ اور تیز بڑھے چاہتے ہین اسکے قریب دہائی تعلیم جادو
نے دیکھا ہم تو ادھر بلاتے ہین یہ اُسطرف جاتا ہی دوڑا خواجہ کے پاس ہوگیا کہا شاہ صاحب

ہم تو ٹھہراتے ہین اور آپ بڑھے جاتے ہین ٹھہرتے نہین یہ کہکر ہاتھ پکڑ لیا چاہا کھینچکر لیجاے
خواجہ عمرو نے کہا واہ تا غلامان سامری کو یون ہی بلاتے ہین چاہیے تھا کچھ جادوگر استقبال کو
آتے بابا ہم تو در سامری کے کتے ہین اگر یہ دعا کرین تو سارے لشکر کا خاتمہ ہو جاے نیک دعا
دین تو آبادی ہو ہر روز شادی ہو اصل یہ ہی کہ بی خار خار مقبول بارگاہ جمشید ہین یہ بات جو
شہ صاحب نے کہی تعلیم جادو نے ہاتھ چھوڑ کر کہا آپ تکلیف فرمایے ہمراہی لشکر مین آکر جس
مقام پر جی چاہے بستر لگایے طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ آپ کامل و اکمل ہین مجھے تھوڑی دیر کے
چلیے ملکہ عالم کو ذرا شک ہوا ہی خواجہ عمرو نے کہا مین ضرور چلونگا مگر باوا دیکھو سامری و جمشید
کی سواری جاتی ہی یہ وہ حقیقت وا کرو جیسے ہی تعلیم جادو اودھر پلٹا خواجہ عمرو یہ کہتے تھے کہ یہ
مجھکو ضرور لیجائیگا منہ پھیرتے ہی اسکے خنجر مارا تعلیم جادو زخم کھا کے گر پڑا لینا کا ہلڑ ہوا خواجہ بھاگے
مرنے سے جادوگر کے اندھیرا ہوتا ہی ایک اوڈ گرنے بہ نگاہ غور دیکھا کہ عیار بھاگا ہوا جاتا ہی یہ جادوگر
مصاحب خار زار ہی ہی دہیم جادو اسکا نام ہی ولیمن کہتا ہی تمہارا غضب ہوا عزیز دار ملکہ عالم کو
مار کے جاتا ہی یہ پرواہ پیدا کرکے اڑا اور مین فکر کرتا ہوا چلا جب خواجہ صحرا مین پہونچے ایک نخل کے
سایے مین بیٹھے کچھ سوچ رہے ہین کہ اب کیا کرون ہارے جاتے ہی اُسنے پہچان لیا ایسے کے
لشکر مین جانا دشوار ہی کہ آسمان سے آواز آئی او مکار اب کہان جائیگا خواجہ عمرو نے سر اٹھا کر
دیکھا ایک جادوگر اڑتا ہوا آسمان سے آتا ہی قصد کیا گلیم اوڑھ لون ہاتھ طرف زنبیل کے بڑھایا
ہی کہ اُنخاش کے دانے پھینکے خواجہ لڑکھڑا کے گرے دہیم زمین پر آیا کہا او ظالم تو نے
تعلیم جادو کو مارا یہ تو ثابت ہوا کہ تو عیار مکار ہی یہ ثابت ہو کہ کون سا عیار ہی یہ کہکر منہ پر ہاتھ
پھیرا اُنکے روغن عیاری کا اُڑ گیا عمرو کو پہچان کر اپنے قبضے پر ہاتھ ڈالا چاہا سر کاٹ لون خواجہ
عمرو نے کہا ای دہیم مجھکو قتل کرکے بہت پچھتائیگا میرے قتل کرنے سے کیا ہاتھ آئیگا دہیم چھاتی پر
چڑھ بیٹھا تلوار کھینچکر گلے پر خواجہ کے رکھ دی خواجہ ہان ہان کرتے ہی کہتے ہین مجھے ساتھ لشکر علم
کے بیچ مین ہرکارہ افراسیاب کا ہون براے دریافت خبر آیا تھا اس بلا مین پھنسا شہنشاہ بہت
بُری طرح پیش آئینگے دہیم نہین مانتا چاہتا ہی تلوار پھیر دون کہ درۂ کوہ سے آواز مہیب آئی
او ساحر ہوشیار ہو جا خبردار اس غریب کو نہ قتل کرنا ورنہ تو بھی قتل ہو جائیگا امان نہ پائیگا

دیکھا ایک ساحر قوی تن قوی سن کالی کالی صورت درہ کوہ سے نکلا قریب آکے دہیم کو ایک
لات ماری کہ دہیم جادو زمین پر گرا کہا ابے مسخرے شہنشاہ منع کر رہے ہین تو نہین دیکھتا جیسے
ہی دہیم نے منہ پھیرا اُس ساحر قوی الجثہ نے آواز دی نعرۂ مہتر قران مبیح الاسیر جون باد بہاری
جہان سرہنگ ور خنجر گزاری + بمیدان اژدر آتش فشانم + منم مہتر قران شیر زیانم + اتنی جلدی نعرہ
کرکے بندہ مار دیا کہ دہیم پلٹ نہ سکا بندہ سر پہ پا سر کے ٹکڑے ہوئے خواجہ کے پانون زمین
نے چھوڑے اُٹھتے ہی عمرو نے اسکے کپڑے اُتار لیے قران و خواجہ طرف اپنے لشکر کے بھاگے
چند ملازمان خار خار جو اسطرف آئے لاشہ دہیم کا دیکھا اُٹھا کر لیگئے دونون لاشے جو سامنے
پہونچے خار خار کے کلیجے مین کانٹا چبھا کلیجے پہ ہاتھ رکھکر کہا عیارون نے بڑا صدمہ دیا تم لوگ
لشکر تیار کرکے یہان ٹھہرو مین ابھی آتی ہون یہ مقام ہے کہ یہان سے دو رستے ہین ایکطرف
طلسم نور افشان کے ایک سمت لشکر مسلمانان کے یہ کہکر بصورت عقاب بنی اُڑتی ہوئی چلی
قران تو جا کر کسی درۂ کوہ مین ٹھہرے خواجہ عمرو لشکر مین آئے یہان بہار کا عجب حال ہے چند
ساحر ہر وقت بیٹھے رہتے ہین ہوائے سرد چلتی ہے برف برستی ہے تب بہار کو کچھ آرام ہوتا ہے اسوقت
ملکہ مہرخ تشریف لیگئی تھین خیمے سے بہار کے نکلی ہین کہ خواجہ عمرو آکے پہونچے تمام کیفیت
آمد خار خار رنگین پوش کی بیان کی ملکہ مہرخ نے کہا خواجہ بہار نے ایسا سحر کیا کہ کئی روز
کا عرصہ گذرا اس اضطراب مین ہے کہ دیکھکر دل کو پریشانی ہوتی ہے اسوقت مین نے سحر کرکے
برف برسائی تب ذرا ہوش آیا بعد کئی دن کے کھانا مین نے تھوڑا سا کھلوایا کلمات یاس اسکی
زبان سے نکلتے ہین گھبرا رہی ہے خدا کرے سو جائے خواجہ نے بھی جاکر دیکھا بہار پلنگ پر بیتاب و
مضطر پڑی ہین گلدستے گرد رکھے ہین ایک ابر سفید سر پہ چھایا ہوا ہے اُس سے قطرات آب گر رہے
ہین کبھی ملکہ بہار آنکھ کھول دیتی ہین کبھی اُٹھ بیٹھتی ہین کبھی جو ہوائے سرد چلی دل کو تسکین ہوئی
آرام فرمایا ملکہ مخمور نے کنیزون پہ تاکید کی کہ خبردار اس مقام پہ کلام ذکر نا یاس سے بہار کے
رنگ رہو بعد کئی دن کے نیند آئی ہے اب بیتابی دفع ہو گی کنیزین علحدہ علحدہ بیٹھین رو دولت
پر سناٹا پڑا ہے سب سردار ساتھ ساتھ ملکہ مہرخ کے بارگاہ مین آئے خواجہ سے حال پوچھ
رہے ہین خواجہ فرماتے ہین ساحرہ زبردست ہے مین فقط لشکر مین گیا کچھ عیاری نہ کرنے پایا تھا

کہ اُسکو معلوم ہوگیا ایک جادوگر کو بھیجا خدانے اُسکی بدعت سے بچایا بہیم جادو نے اگر صحرا مین
گرفتار کیا ہمارا جان بخش یعنی معتبر قران پہونچا دیہیم کو اُسنے داخل جہنم کیا یقین ہو خار رخار
اب شکر کشی کرے اے حضور نے کہا بہار کی بیتابی پر دل ٹکڑے ہوتا ہو گلعذار سے سحر کامل
واکمل چلے بہار نے بھی سحر کامل کیا قلب پر صدمہ ہو گیا حضرت نے فرمایا آج تسکین ہوجائیگی
سب سرداریہی کہہ رہے ہین کہ بہار کی وجہ سے اہل اسلام کو بڑی قوت ہو ساحرہ و صاحب
شوکت و لیاقت ہو خدا اُسکو صحت کامل عطا کرے ملکہ عالم نے اسی واسطے مقام کوہ آرام
بنایا تھا مگر وہ مشا ساحرنے جاکر اُس پہاڑ کو بگاڑ دیا ورنہ یہ امر قرار داد تھا کہ جب بہار پر کوئی
ایسا سحر کرے کہ جس سے قلب پر کوئی صدمہ پہونچے کوہ آرام پہ جاکر رہتی تھین فوراً طبیعت کو
فرحت ہوتی تھی اب یہان موافق اپنی فہم کے تدبیر کی ہو صبح کو یہ پریشانی دفع ہو جائیگی
یہان تو یہ ذکر ہو دربار جمع ہوا ہو کہ خار رخار رنگین پوش بشکل عقاب ایک درخت پر آکے
بیٹھی لشکر اسلام کو دیکھا کہ لشکر اسلام کئی کوس کے گرد سے مین اُترا ہوا ہو بازار ین آباد رعایا دلشاد
کشورہ کھنک رہا ہو گرم بازاریان ہورہی ہین تاجران جلیل کی دوکانین کھلی ہوئی ہین خرید و فروخت
ہورہی ہو دیکھتے دیکھتے اب بارگاہون اور خیمون کو دیکھنے لگی جس خیمے مین بہار رہین آئین سے
چند کنیزین پردہ اُٹھا کر نکلین خار رخار نے دیکھا بہار آرام فرما رہی ہین جل گئی جی مین کہتی ہو
گلعذار قتل ہوا اور یہ گیسو بریدہ یون آرام کرے بڑے غضب کی بات ہو یہ سوچکر درخت سے
اُتری دو پہرے شب تجاوز کر چکی ہو ٹہلتی ہوئی خار رخار قریب بارگاہ بہار کے آئی نگہبانون
کو سحر سے بیہوش کیا پردہ اُٹھا کر اندر پہونچی دیکھا بہار پڑی سو رہی ہین ابر سے برف گر رہی
ہو گلدستون سے بوے خوش آتی ہو خار رخار نے کرشمے ہو کر چلے ابر سحر مٹا یا گلدستون
کو جلایا اب بہار پر سحر کرنے لگی سوتے مین خوب سحر کیے جب دیکھا کہ میرا سحر غالب آیا
زبان مین سوزن کو دیا کمر مین پنجہ دیکے اُڑی اپنے لشکر مین آئی ملکہ بہار کو صندوق
مین بند کیا ایک عرضی افراسیاب کو لکھی مضمون یہ تھا کہ کنیز بہار کو گرفتار کرلائی اگر ارشاد
فیض بنیاد ہو تو مین نے سحر تیار کیا ہو بہار پر وہ سحر کردون کہ مسلمانون کی دشمن ہو جائے
پھر مین اسکو ساتھ لیکر ممالک کوکب جاکر برباد کردون وہ سب اسکے دشمن ہونگے عیار

انھین پر عماری کرینگے سرداروں سے سر میدان مقابلہ پڑیگا یہ نامہ جو افراسیاب کو پہونچا
خوش ہوگیا جواب لکھا کہ ای خار خار تونے خوب تجویز کیا جس صحرا مین تم اتری ہو اسکے قریب
ملک نیرنگ سازان ہی نیرنگ ساز جادو کو نامہ لکھو جسقدر فوج مانگوگی اسی قدر فوج لیکر
آئیگا صبح ہوتے ہوتے یہ نامہ پاس خار خار کے پہونچا اسنے نامے کو پڑھکر بہار کو صندوق سے
نکالا مسند پر بٹھایا اسی بیہوشی مین زبان سے سوزن کو نکالا بیٹھکر سحر کرنے لگی کبھی ملکہ بہار
کا منھ دھلاتی ہی کبھی پاؤن دھلائے کبھی چھینٹے پانی کے منھ پر دیے کبھی پھول جھولی سے
نکالے بہار پر سے تصدق اتارے یہان تو یہ سحر کر رہی ہی وہان صبح کو لشکر اسلام مین جو کنیزین
بہار کی اٹھین بہار کو پلنگ پر نہ پایا سب کنیزین روتی پیٹتی بارگاہ مین ملکہ مہرخ کی آئین
تمام سردار جمع تھے کنیزون نے بیان کیا کہ ملکہ بہار پلنگ پر سے غائب ہوگئین یہ سنکر ملکہ مہرخ
کے ہوش اڑگئے تخت سے اترین طرف بارگاہ بہار کے چلین مخمور و باغبان ساتھ ہین
خواجہ عمرو و برق و چالاک وغیرہ بھی ہمراہ ہین آکر چھپر کھٹ کو دیکھا مخمور و باغبان
نے دیکھتے ہی نقش پا کی خاک اٹھائی اسکا پتلہ بنایا باغبان نے کہا جلد بتلا کہ بہار کو کون
لے گیا پتلے نے قہقہہ مار کر کہا ای باغبان خار خار رنگین پوش ملکہ بہار کو لیگئی ملکہ مہرخ
رونے لگین باغبان کی بھی آنکھون سے آنسو جاری ہوے خواجہ عمرو نے کہا آپ لوگ
نہ گھبرائین ہم ابھی جاتے ہین پتا کرکے بہار کو لاتے ہین جب تک ہم نہ آئین ادھر کچھ ارادہ کرنا
جہانتک ہوسکے اس راز کو چھپاڈالنا ایسا نہو کہ حیرت آگاہ ہو جائے یہ کہکر خواجہ و برق چالاک
طرف لشکر خار خار رنگین پوش کے چلے یہان خار خار کو سحر کرتے کرتے جب پہر بھر کامل گذرا
ملکہ بہار کو ہوش آیا خار خار زبان سے سوزن تو نکال ہی چکی ہی جیسے ہی بہار کو ہوش آیا
خار خار نے جھک کر سلام کیا تمام کنیزین پرے باندھکر کھڑی ہوئین مصاحبان خار خار نے
اٹھکر بلائین لین پوچھا کیون حضور مزاج کیسا ہی بہار نے کسی کو کچھ جواب نہ دیا دیر تک
کنیزین مصاحبین پوچھا کین مگر جواب نہ ملا خار خار نے قدمون کو بوسہ دیا دست بستہ
عرض کی کیون حضور مزاج کیسا ہی کنیز سے ارشاد ہو جسے ظاہر کردین جس شی کی تلاش ہو خدمت
مین حاضر کردین جب خار خار نے اسطرح بمنت پوچھا بہار نے کہا ای خار خار تجھکو

نہین معلوم کہ کیا سامان گذرتے ہین ہمارے شہنشاہ کا تمام عالم دشمن ہوا چند خراجگذار ایسے
بگڑے کہ اُنھون نے خراج بھی موقوف کیا مسلمان اُن ملکون کا خراج پاتے ہین ای خار خار
مجھپر بہت شاق ہے دل مقابلۂ کوکب کا نہایت مشتاق ہے اگر تمھاری خوشی ہو تو لشکر کشی
کرین خار خار نے عرض کی حضور غمخواری یہی چاہتی ہے کہ اسوقت مین شہنشاہ کی دستگیری
کرین اُنکی دوستی مین لڑین مرین خار خار نے کہا مین لشکر طلب کرتی ہون یہان سے بہت
قریب ہے مین فوج بلواتی ہون ملکہ بہار نے فرمایا بہت مناسب ہے جلد تدبیر کرو اُدھر سے
پلٹ کر ملکہ مہرخ کی خبر لینگے باغبان کی مشکین باندھکر خدمت مین شہنشاہ کی حاضر کرینگے
وزارت چھوڑکر چلا گیا ہی برق لامع نے کیا نمکحرامی کی شہنشاہ کو کیسے کیسے صدمے پہونچے
اب جلدی کرو ملکہ خار خار رنگین پوش نے اُسی وقت ایک نامہ نیرنگ ساز کو لکھا
کہ ای نیرنگ ساز جسقدر لشکر ہوسکے جلد لیکر آؤ برسر طلسم نورافشان لشکرکشی ہے خود ملکہ
بہار گلعذار کا ارادہ ہے کہ جاکر کوکب کو قتل کرین یہ نامہ جا نیرنگ ساز کو پہونچا حیران
ہوگیا کہ بہار نے قصد لشکرکشی برسر طلسم نورافشان کیا ہے یہ نامہ پڑھکر خود تیار ہوا تین لاکھ
کا لشکر لیکر حاضر ہوا ملکہ بہار گلعذار کو سریر جہانبانی پر دیکھا ملکہ خار خار رنگین پوش
کو بعہدۂ وزارت پایا نگہداشت لشکر کی ہورہی ہے نیرنگ ساز نے آکر ملکہ بہار کو سلام کیا
عرض کی لشکر جنگی حاضر ہے جو حکم ہو بجا لاؤن سرکار کے ساتھ جانبازی کرین ناظرین والا مقام
آگاہ ہون خواجہ عمرو برق و چالاک جو خبر سنکر چلے تھے بصورت اسبدل لشکر مین
خار خار کے آئے دیکھا بارہ لاکھ کا لشکر فوج مین جابجا چہل پہل دیکھتے بھالتے صورتین بدلے
ہوئے بارگاہ مین پہونچے دیکھا ملکہ بہار تخت پر ایک جانب خار خار رنگین پوش بعہدۂ
وزارت ایک جانب نیرنگ ساز ساحر شعبدہ باز کل سردار بارگاہ مین حاضر ہین بڑے
بڑے کمیدان رسالدار ملکہ بہار سے پوچھتے ہین کسدن لشکر کا کوچ ہوگا ملکہ بہار
فرماتی ہین بہت جلدی منظور ہے کوکب نے سراسر خلاف کیا ہمارے شہنشاہ عالیجاہ افراسیاب
کو صدمات پہونچائے اور پھر مقابلے مین آتے ہین یہ بھی سنا میری ہمشیرہ صاحبہ ملکہ
حیرت جادو کو کسی جنگ مین طمانچہ مارا اسکا بدلہ بھی لینا ہے راستہ طلسم نورافشان

اُدھر بخوبی ظاہری طرف سے کوہ شقائق کے چلنا ہوگا یہ جو تینون عیارون نے باتین سنین اور بہار
کو مبہوت پایا ہوش اُڑگئے لیکن خار خار نے ایک عرضی ملکہ حیرت کو لکھی کہ کنیز نے ملکہ بہار کو
آمادہ کیا اب کوکب سے بہ سلطنت جنگ ہوگی مگر بقول حضور و بموجب ارشاد شہنشاہ عیارون کا
خوف ہی پانچون عیار بہیان برائے حفاظت روانہ کیجیے کہ عیارون کی بدعت سے ہمکو بچائین ملکہ
حیرت نے اس عرضی کو دیکھکر بڑی خوشی کی کہ میری بہن راہ پر آئین پانچون عیار بچیون کو
اُسیوقت روانہ کیا عیاران اسلام حیران و پریشان سامنے ملکہ مہرخ کے آئے تمام کیفیت بیان کی
دربار مین سب کو سناٹا آگیا ملکہ مہرخ فرمانی تھین بڑا غضب ہوا ہم لوگ اگر جاکر لڑین بہار پر
غالب آنا دشوار ہی اگر غالب آئے تو کیا کہین کونی رنج و ملال بہار کو پہونچا نہین سکتے ملکہ محمود
نے کہا اب تو ضرور لڑنا پڑیگا کوکب کے ہم احسان مین اُنکے مالک کا بھی بچانا واجب لازم ہی
بہار جو سحر کریگی اُنکے رنگ سحر کی جفا اُٹھائینگے ہم سحر نہ کرینگے صرف دفع کر دیا کرینگے خار خار
سے مقابلہ کرینگے خواجہ نے کہا انشاء اللہ پہونچتے ہی بی خار خار کے کانٹا چبھیگا اُنکی فکر ضرور کرینگے
خدا چاہیگا تو گرفتار کرکے لائینگے آخر صلاح یہ ہوئی کہ خبر تو منگاؤ کہ کس ملک پر ملکہ بہار کا گذر ہوگا
اُسیوقت چند تیز رو ہرکارے اس خبر کی تحقیقات کو روانہ ہوے یہان ملکہ بہار نے لشکر تیار
کیا لشکر کو لیکر چلین جب قریب کوہ شقائق کے پہونچین دو منزلہ سہ منزلہ کرتی ہوئی آئی ہین ملکہ
شقائق نشترن پوش اپنے ملک مین بیٹھی تھی کہ خبر پہونچی لشکر کشی پر سر طلسم نور افشان
ہوئی ہی چار لاکھ کا لشکر قریب پہاڑ کے آپہونچا شقائق نے حیران ہوکر لشکر تیار کیا پہاڑ سے
اُتری آمد لشکر کا انتظام کرنے لگی تیسرے دن آمد لشکر معلوم ہوئی دیکھنے لگی دیکھا بہار جادو تخت
پر سوار ایک پہلو مین خار خار رنگین پوش ایک سمت نیرنگ ساز بعہدہ سپہ سالاری شقائق
حیران ہوگئی کہ ملکہ بہار تو ہمراہیان اہل اسلام سے ہین انکا تخت پر سوار ہونا کیسا حیران حیران
دیکھ رہی ہی کہ ملکہ بہار نے نیرنگ ساز کو حکم دیا کہ بی شقائق نشترن پوش ہمکو روکنے آئی
ہین اُنسے کہو بہتر یہ ہی کہ لشکر اپنا ہٹا لیجیے اپنے ملک کی خیر منائیے ورنہ ابھی قیامت برپا ہوگی ملک
کو لوٹ لینگے چند ساحرون کو جو اپنے ساتھ لیکر آئی ہو ان سب کو ابھی پامال کرینگے بہتر یہ ہی کہ ہمارا کہنا
مانو نیرنگ ساز پیام ملکہ بہار کا لیکر پاس شقائق کے پہونچا سب کیفیت بیان کی شقائق

نے کہا اسکا کیا سبب ہی نیرنگ ساز نے کہا ملکہ بہار افراسیاب کی سالی ہین ملکہ حیرت جادو
کی بہن غلطی سے شریک مسلمانان ہوگئی تھین اب جو خیال آیا کہ ہماری بہن کو رنج و ملال پہونچے گا ہی
اسطرف رخ کیا برگشتہ ہونے پر اسقدر شرمندہ ہین کہ جب کوکب کا سر لاؤنگی تب خدمت
مین اپنی بہن کے جاؤنگی اوّل کی حرکات پر ملکہ بہار کو بڑا حجاب ہی نہایت دل کو پیچ و تاب
ہی اب اُنکی بدعت سے سامری و جمشید بجا مین شقائق کو نہایت حیرانی حاصل ہوئی کہ یہ کیا
معرکہ ہی کوئی آج تک مسلمان ہوکے سامری پرست نہین ہوا ظاہرا یہ بھی ایک انقلاب ہی
نیرنگ ساز سے کہا جاکر ملکہ بہار سے عرض کرو کہ انصاف شرط ہی کہ آپ کے ساتھ چار لاکھ فوج دریا موج
ہی مین بارہ ہزار کی جمعیت سے آپ کے مقابلے مین کل کی جو مجھسے ہوسکیگا وہ کرونگی لڑونگی مرونگی
آگے نہ بڑھنے دونگی آپ کو مناسب ہی کہ ہمارے ڈانڈے سے نہ جایئے کوس بھر لشکر لیجایئے ہم
معترض نہونگے اگر ہماری عملداری سے قصد کیا تو ضرور جان دینگے یہ تو ظاہر ہی کہ آپکا کیا کر سکینگے مگر
نمک حلالی کا جو شیوہ ہی ضرور بجا لائینگے نیرنگ ساز یہ جواب شقائق کا لیکر لشکر مین ملکہ بہار گلعذار
کے آیا بہار سے سب کیفیت بیان کی یہ جواب ناصواب سنکر ملکہ بہار کو نہایت غصہ آیا رنگ و
متغیر ہوا غصے مین طرف وزیر اعظم دستور المعظم ملکہ خار خار رنگین پوش کے دیکھا فرمایا اے
ملکہ خار خار جلدی لشکر کو حکم دو ابھی شقائق کو گرفتار کرلو کل فوج بلوہ کرکے یہ کہکر تخت
جُھکایا چار لاکھ کا لشکر بلوہ کرکے طرف لشکر شقائق کے چلا شقائق نے مرنے پر کمر باندھی بارہ
ہزار کو اشارہ کیا کہ ہان صاحبو نمک سرکاری ادا کرو بارہ ہزار جوان بلوہ کرکے آمادۂ مرگ و جان
فدا ہوئے لشکر بہار پر جاپڑے دونون لشکر آپسمین ملکے سر چلنے لگا ملکہ بہار نے جو شقائق کو دیکھا
تخت سے کودین اُترتے اُترتے گلدستہ مارا گلدستہ جاکر لشکر شقائق پر پھٹا کئی سو جادوگر پھول
سونگھ کے جھومنے لگے ہر طرف سے آوازین آنے لگین

نظم

ترے جوبن نے قد کے عشق مین کیا پیچ پایا ہی
شرر اس دل کے دینے کا جگر پر داغ کھایا ہی
مرے سر و سے کے کانٹے ہا سجدون کی طرح اُسنے
خطا پوچھو تو کہتا ہی کہ اسنے دم چرایا ہی
کبھی باندھا کبھی جھٹکا کبھی زلفکا مرے دل کو
محبت کرکے مین نے گیسوؤں کو سر چڑھایا ہی
دل عاشق لہو ہوکر بہا آنکھون کے رستے سے
کسی پہلو مین ڈھونڈھا ہی تو مجھے داغ پایا ہی

لب شیرین کا بوسہ دو فرصت ہے جان تا نکلے
تمھارے گیسوؤن سے دفعتاً الفت ہوئی مجھکو
برنگ قمری شیدا جان تم وہین دل ہی
تمھارے ہجر مین دم بھر جو سویا ہون قسم لے لو
کیا دم ناک مین جب عشق نے ہمنے فدای گل
خوشی سے مر گئے ہم ہم کہ چونکا جو مین اسنے
شب در وز ایسا اندھیر ہیش چشم عاشق ہی
مرے مرنے نے شادی مرگ غیرون کو کیا انکل
حقیقت مل گئی عشق مجازی سے خدا حافظ
جدائی نے کیا بیہوش تمکو مجھکو سونے نے
قبول اپنی طبیعت آج کل دم بھر نہین جانا

عبث مجھ جان بلب کے قتل پر بیڑا اٹھایا ہی
بلاے ناگہانی نے مجھے آکر دبایا ہی
کچھ ایسا سرو قد کے سایے مین آرام پایا ہی
ہمیشہ بخت خوابیدہ نے عاشق کو جگایا ہی
تو مین نے کان کے سبزے پہ آخر زہر کھایا ہی
جگا کر دم کے دم قاتل نے محشر تک سلایا ہی
تری آنکھون کا سرمہ ای پری کیا رنگ لایا ہی
وہ عاشق ہون کرامت کر بھی رقیبون کو مٹایا ہی
ہمین ای جان مجذوب حقیقی نے بلایا ہی
تمھارا حسن میرا عشق اب جوبن پر آیا ہی
قلم بر دو شتہ لکھا ہی جو کچھ منھ مین آیا ہی

لشکر مین بڑا ہنگامہ ہوا اشقائق نے جو دیکھا کہ لشکر مین میرے انقلاب ہوا بڑے بڑے افسرون کو سر ٹکراتے دیکھا کہ خاک صحرا منھ پر اٹھا اٹھا کے مل رہے ہین گریبانون کو چاک کیا اور افسرون نے ہاتھ تھاما کہ بھائی یہ کیا کرتے ہو اسنے مطلع مصنف کا پڑھا مطلع ننگ بے مزدی دیا اس عزیزان کیسا + دامن یار سے چھوٹے تو گریبان کیسا + ہر ایک مبہوت کوئی اشعار عاشقانہ پڑھتا ہی کوئی گنتا ہی صحراے نجد مین جائینگے بعض تلاش فرہاد مین پھرتے ہین کوئی مجنون کو استاد قرار دیتا ہی کوئی فرہاد ناشاد کا نام لیتا ہی عجب شور و شر ہی بعض بہار کا نام لیکر پکار رہے ہین کہتے ہین بہار ہماری معشوقۂ خورشید ہی یہی آرزو ہی کہ قدمون پہ گرین گر دیکھین بوسے کا سوال کرین سوال وصل محروم نہ رہین شقائق نے سحر کرکے پانی برسایا برف گرائی بڑی جستجو کی مگر کوئی راہ پر نہین آیا سحر بہار نے اثر اپنا کیسا سحر و ساحری کیا چیز ہی سواے یاد بہار سب کچھ فراموش بیہوشی مین عشق کا ہوش ہر طرف یہی صدا ہی فراق محبوب نے مارا ہو بہار نے پکار کر آواز دی صحرا مین جاؤ اسی مقام پہ اپنا مسکن کرو مگر شقائق نے ہر چند روکا آگ برسائی پانی برسایا کئی سو کو قتل بھی کرڈالا مگر کسی نے نہ مانا لڑائی سے ہاتھ کھینچکر گریبان چاک کیے چہرون پر خاک ملی

روتے پیٹتے جانب صحرا کے روانہ ہوگئے اسوقت ملک شقائق کی پریشانی آئینہ رخسار پہ حیرانی ساتھ والے سب روتے پیٹتے نکل گئے اب کیا کرے اور چند ساحرون کی زبانی ملک شقائق کو یہ بھی ثابت ہوا کہ خار رخار رنگین پوش نے ملک بہار کو اپنے سحر مین پھنسایا ہے اُسی کا یہ ظہور ہے فقط سحر سے چکنا چوری شقائق سوچی فوج و لشکر نے دغا دی سحر مین مبتلا ہوکر بھاگے اب برسون ہوش مین نہ آئینگے مین اکیلی کیا کرونگی نکل جاؤن ان دشمنون سے جان بچاؤن خیال مین گذرا کہ یہان سے بارہ کوس پر قلعہ گلنوش ہے بہن میری اُس مقام پہ حاکم و ناظم ہے شقائق گلنوش اُسکا نام ہے دل مین کہا اے شقائق بہتے غلطی کی شہنشاہ کو عرضی نہ لکھی اہل اسلام کو اطلاع نہ کی بد دن آئے خواجہ عمرو کے یہ عقدہ حل نہوگا وہی آکے اس بلا کو ٹالینگے ایسے ایسے مطالب اسوچکر بہت روئی کہ وطن چھوٹتا ہے بے اختیار پکار اٹھی بقول جناب واجد علی شاہ اعلی اللہ مقامہ مطلع کیسی حسرت سے مکانون پہ نظر کرتے ہین + رخصت اے اہل وطن ہم تو سفر کرتے ہین + چند شہر والے بھی حاضر خدمت فیضدرجت تھے ملک شقائق نے کہا تم اتنا بھاگا کام کرو اتنک مین تم لوگون کی افسر تھی سالہا سال کس عدالت سے بسر کی آپ لوگون کو آزردہ نہین کیا آج تقدیر نے صورت انقلاب دکھائی آب تمکو مناسب یہ ہے کہ جب یہ بچیا داخل قلعہ ہون بطوعا ہواری لات پرستی اختیار کرنا اگر خدا چاہتا ہے ہم بھی بعد چندے آئینگے انشاء اللہ پھر یہ ملک لینگے شہر والے رونے لگے کہا اے ملکۂ عالم ہمکو آپ کی جدائی بہت شاق ہے ہم غریبون کی کون دستگیری کریگا آخر پہر آپ ہی کو یاد کرینگے شہر والون سے ملک شقائق جدا ہوئین شہر والے روتے پیٹتے قلعے مین آئے یہان بہار گلعذار نے جب دیکھا کہ شقائق غائب ہوئی فوجوالے صحرا کی جانب بھاگ گئے ملکہ بہار قلعے مین گھسین کل مردمان رعایا برائے قدمبوسی حاضر ہوئے قلعہ لشنے زیا باسب نے آکر عذر کیا کہ ہم لوگ تابعدار ہین جیسا مناسب ہو وہ تجویز کیا جائے ملکہ بہار نے معاف کرکے کہا اب گر وسکہ کوکب کا موقوف کیا جائے شہنشاہ کے نام کا سکہ رواج پائے اُسی وقت سکۂ کوکب روکی گیا سکۂ افراسیاب جاری ہوا لشکر اسی صحرا مین کے اُترا جب ملکہ بہار بارگاہ مین تشریف لائین خار خار نے عرض کی حضور نے بڑے لطف سے جنگ کی اگر حضور کے نزدیک مناسب ہو آگے اور قلعہ لینگا لشکر چلے آپ واسطے ایک شب کے

بخدمت ملکہ حیرت بھی جائیے اپنی بہن سے عذر کرو اپنے قلعے کے فتح ہونے کی بھی انکو اطلاع پہنچانے
بعد ایک شب کے تشریف لے آئیے گا یہ سنکر بہار نہایت روئین کہا اے خار خار سامری وجمشید
سابابان زادوسند کو غارت کرین اسنے مجھے بہن کا دشمن بنایا انکی ذلت ورسوائی کی خواہان ہوئی
اب منھ دکھانے کو دل نہین چاہتا ہی دل کہتا ہی کہ دریا ڈوب کر مرون اپنے ہاتھ سے اپنا گلا
کاٹ کر جان دون ہمشیرہ حقیقی کے ساتھ یہ دشمنی مین کیا منھ دکھاؤن ابھی مسلمانون کو کیا نزادی
عمرو کو گرفتار کرون سر اسکی منتھی کا دستیاب ہو تو شاید منھ کی سیاہی چھوٹے خار خار نے کہا
خدمت افراسیاب مین چلیے ملکہ بہار کے گریہ کو اور ترقی ہوئی کہا اے خار خار افراسیاب
کے ساتھ اور زیادہ بے ادبیان ہوئین اسپر سحر کیے ساحر انکے سر کے واسطے بھیجے تمھاری بہن کا
خون میری گردن پر ہی میرے ہی سحر مین مبتلا ہو گئین باغ سیب مین وہ بدعتی کی کہ افراسیاب
نے پھر کر پھینک دیا کنیزون کو قتل کیا میرے واسطے یہی بہتر ہی کہ مسلمانون کا خاتمہ کرکے خدمت
مین اپنے باپ کی چلی جاؤن بہن وہنولی کو منھ نہ دکھاؤن اب کچھ نہ کہو یہ ذکر نہ کرو کل پہر بیسے
لشکر تیار رہے آگے کون قلعہ ہی ہرکارون نے عرض کی قلعہ گلنوش یہان سے بارہ کوس پر ہی
کل ہی پہونچ جائینگے ملکہ بہار نے حکم دیا کہ پہر رات رہے سے لشکر تیار رہے وقت مقرر
پر لشکر تیار ہوا ملکہ بہار آنکھین ملتی ہوئی اٹھین ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے کہ ملکہ بہار
کو بڑی جلدی تھی فوراً تخت پر سوار ہوئین طرف قلعہ گلنوش کے چلین ملحوظ رہے کہ
پانچون عیار بھی آگئین یہ بھی لشکر کے ساتھ ہین مگر ہرکارون کی ڈاک بیٹھی ہوئی ہی
چالاک بشکل کنیز سر حیرت پر مگس رانی کر رہا ہی کہ ہرکارے نے آکر پرچہ دیا ملکہ حیرت
نے ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ ملکہ بہار جادو قلعہ شقائق نسترن پوش پر جا کر زمین سب
ساحرون کو ملکہ بہار نے سحر کرکے دیوانہ کردیا سب سرداران فوج وصاحبان لشکر دیوانہ وار
وحشی شمال طرف صحرا کے نکل گئے ملک جو وہان کی نہین بی شقائق نسترن پوش وہ
بھی بھاگ کر چلی گئین گزر وسکہ شہنشاہ کے نام کا جاری ہوا ملکہ حیرت جب سنتین کہا صاحبو
اصل یہ ہی کہ جسکا پیوند ہو اسی مین خوب صرف ہوتا ہی آخر میری بہن کو خیال دیا سی یا اب مین
اپنی بہن سے لونگی بہار پر پھول نثار کرونگی روشنی کی تیاری ہو گی طائفون کو جمع کرونگی

بروز ملاقات بڑا جشن ہوگا ہرکارون نے عرض کی آپ سے ملاقات مین ملکہ بہار کو بڑا حجاب ہے
حیرت نے کہا نادانی مین ایک بات ہوگئی حجاب کیسا مین اپنی بہن کو آپ لینے جاؤنگی اُسکے
بہنوئی جائینگے سمجھا بجھا کے لے آئینگے بہن جو اُسنے حجاب ہے اپنی خطا معاف کرائینگے آپس کی
لڑائی کیا لوگونکے کہنے سے فساد ہوگیا ہمارے اُسکے دلونمین میل ہے یہ خبر دریافت کرکے چالاک
بھاگا خدمت مین ملکہ مہرخ کی آیا کہا ملکۂ عالم غضب ہوا کل ملکہ بہار قلعۂ شقائق پر جاکر اُسمین
قلعے پر قبضہ ہوا گز وسکہ افراسیاب کے نام کا جاری ہوا ابھی یہ حال آیا تھا ملکہ حیرت کا ارادہ ہے
کہ مین خود جاؤن ملکہ بہار کو سمجھا کے لے آؤن مخمور نے کہا یہ سب حرکتین سحر کی ہین یہ کہکر مخمور
و باغبان اپنے اپنے مقام سے اُٹھے کہا اے ملکہ عالم ممالک کو کب کو ہم جاکر بچائینگے ورنہ برباد
ہوجائینگے مین بیس ہزار آدمی کچھ کنیزین کچھ ملازم تیار ہوکر آئے مخمور و باغبان تخت پر سوار
ہوئے خواجہ عمرو نے کہا اے باغبان مین بھی چلونگا دل کو بیقراری ہے اے بہار جادو ایسی
راسخ الاعتقاد سے یہ حرکتین سرزد ہون مخمور نے کہا انشاء اللہ خار خار کو جھٹکا جھٹکا کر
مارینگے باغبان نے کہا اُسی کی فکر واجب لازم ہے خواجہ نے برق کا ہاتھ تھاما کہا چلو ہم تم بھی
چلین برق نے کہا آپ چلیے مین وقت پر حاضر ہونگا خواجہ نے کہا ہمارے ساتھ چلو برق
ناچار ہوا خواجہ نے ہاتھ پکڑ کے برق کو بھی سوار کر لیا باغبان و مخمور و خواجہ و برق فرنگی
ساحران مذکور کو ساتھ لیکر چلے خواجہ نے کہا اے باغبان مین وہ تدبیر سوچا ہون کہ خود
بہار خار خار کو قتل کرے باغبان نے کہا خواجہ آپ کی بات کا سواے بہت خوب کے جواب
نہین دے سکتے لیکن زندگی مین خار خار کی بہت دشوار ہے مقدم فکر قتل خار خار چاہیے خواجہ
نے کہا انشاء اللہ یہ تدبیر بھی ہوگی یہ تو روارد ی کرتے ہوے جاتے ہین لیکن شقائق نسترن پوش
یکہ و تنہا قلعۂ گلنوش مین پہونچی ملکہ حقائق گلنوش نے جو اس حال زار سے بہن کو دیکھا مضطر
ہاتھ گلے مین ڈالدیے پوچھا ہمشیرہ خیر تو ہے شقائق رونے لگی کہا بہن فلک کجرفتار نے عجب
انقلاب دکھایا ملکہ بہار گلعذار کہ جو رونق لشکر اسلام تھین جانباز سر فروش عاشق جمال
بادشاہ جمجاہ اُنھون نے یہ حرکت کی کہ اب دشمن نام مسلمانان ہین قلعے پر چڑھ آئین ہین میری
ساری فوج کو اُنھون نے سحر کرکے دیوانہ کر دیا وہ سب طرف صحرا کے نکل گئے ہین میں بھی آخر کو

بھاگ نکلی حقائق نے کہا ہوا نہ گھبراؤ سمجھا جائیگا ایک عرضی بخدمت ملکہ بران روانہ کرتی ہون وہ
براے مودا شنگی یہ کہکر اُسی وقت ایک عرضی لکھی کہ اے ملکۂ بہار سحر فوج قاہرہ آپ کے ممالک
پر چڑھا ئین قلعۂ شقائق اُنکے قبضے مین ہوا اب قلعۂ گلنوش پر آمد ہے ملازمان شاہی سواے
اپنی جان دینے کے اور کیا کرینگے نمک حلالان سرکاری مقابلے سے منھ نہ پھیرینگے اور بہت کچھ
لکھا ایک کنیز کو یہ نامہ دیا کہ باغ نگارین مین جاکر یہ نامہ ہاتھ مین ملکہ بران شمشیرزن کے
دینا اور زبانی بھی عرض کرنا کہ ملازمان سرکاری قبر مین پاؤن لٹکائے بیٹھے ہین جلد خبر لیجیے
اب وقت تامل نہین سوسن نامے ایک کنیز یہ نامہ لیکر چلی یہان وہ زمانہ ہے کہ ملکہ بران شمشیرزن
مبتلاے دام سحر دہن باغ نگارین مین داخل ہین آج کل کچھ خبر اہل اسلام کی نہین معلوم ہوئی
فرما رہی ہین کہ عرصے سے حال لشکر اسلام نہین دریافت ہوا ملکہ مجلس کسی کو بھیجکر حال مفصل
معلوم ہو مجلس نے قصد کیا کہ کسی کنیز کو روانہ کرون شگوفہ سحر ساز وزیر زادی بیٹھی تھی اُسکے منھ
سے نکل گیا کہ عرصہ دراز سے کوئی ساحر طرف کوہ عقیق کے نہین گیا یہ سنتے ہی ملکہ بران کی
آنکھون سے آنسو جاری ہوے کہا ہوا شگوفہ وہان کا کیا ذکر کرتی ہو بڑے بڑے ساحر گئے بڑے
بڑے معرکے پڑے مگر عیاران اسلام کو خدا سلامت رکھے کیسے کیسے ساحرون کو مارا کہ جنکا عدیل و نظیر
ممکن نہین ماشاء اللہ ایک لاکھ چراسی ہزار ہیک بچہ وہان ہے سب نام خواجہ کا روشن کرتے ہین
سرداران نامی لشکر غیر ساحر پر جا پڑتے ہین ایرج نوجوان نے بڑے بڑے سردارون کو مارا خدا انکو
صحیح و سالم اس طلسم ہوشربا مین بہو نچائے آٹھ پہر یہی خیال ہے دلبر ہجوم غم و ملال ہے نظم

گنج وحدت کی مجھے آخر یہ کثرت ہوگئی	یار کو بھی دفعتاً دیکھا تو وحشت ہوگئی
سامنے جب جا نہ سکی پیدا وہ صورت ہوگئی	جان تن مین آ گئی آنکھون میں بہت ہوگئی
بات کرنا کیا کہ جنبش تک نہ لب کو ہوسکی	یار کی تصویر جب دیکھی تو حیرت ہوگئی
مین جو ذکر سرنگون تھا اُٹھ گیا جبکہ وہ شوخ	یار سے تھی شرم دل سے بھی خجالت ہوگئی
تو جو گھر آیا ہمارے لمحہ رہا وہ خوف سے	کشت اپنی بھی ہری ابر رحمت ہوگئی
ان بتون کے عشق مین جان خواری کھینچکر	خاک ذلت مین دبا ایسا کہ تربت ہوگئی
چند ناصح غیر کے طعنے مصیبت ہوگئی	جان جب دیدی تو ان سب سے فراغت ہوگئی

تنگ ہوکر کاٹ ڈالی آج ناصح کی زبان
کچھ نہ بولیگا وہ اب ایسی نصیحت ہوگئی

اسقدر سودا بڑھا ہی تجھ مین ہوچکا جو مین
قیس کی دیوانگی مین اور وحشت ہوگئی

چشم دلمین رات دن رہنے لگی تصویر یار
ہجر مین بس جان بچنے کی یہ صورت ہوگئی

بام پر دیکھا اُسے اُسکی گلی مین جب گیا
سیر جنت حور جنت کی زیارت ہوگئی

یار تنہا تھا کہ دل مین غیر بھی داخل ہوا
چھپ گئی فی الفور وحدت مین کثرت ہوگئی

پتلیون کی شکل آنکھون مین نکالے تھی مقیم
منھ دکھا جاتے نہین تم اب یہ صورت ہوگئی

ناصحو ہمکو مرض ہی شکل عاشق ہین زبون
تم اسے یرقان سمجھو زرد رنگت ہوگئی

اور مین نظم کر اس قید مین تمہاری قبول
کیا حقیقت ہی جو شاعر کو یہ دقت ہوگئی

شگوفہ سمجھانے لگی کہ حضور اپنے کو اسقدر ملول و حزین نہ کرین اب بہت جلد صاحبقران تشریف لائینگے لونڈی نے خبرین منگائی ہین وہ بھی خدمت مین پیش کرونگی یہ ذکر تھا کہ ایک کنیز نے بعلت عرض کی سوسن نامے ایک کنیز قلعہ گلنوش سے عرضی لیکر آئی ہی ملکہ بہاران نے کہا شاید اس سال مین بوجہ خشک سالی خراج نہو سکتا ہوگا اُسی بات کی عرضی لکھی ہوگی والدہ نامدار کو لکھ چکی ہین کہ ہم بادشاہ ہین اس سال کا خراج نہ لینگے بلکہ خزانہ شاہی سے کئی کرور روپیہ نکلوا یا ہی کہ رعایا کو دیا جائے کہ انکی پریشانی دفع ہو اسی ہفتے مین روپیہ تقسیم ہوگا مگر کنیز کو بلالو عذر اُسکا سننا قبول کرنا واجب و لازم ہی سوسن کنیز سامنے آئی جھک کر سلام کیا کہ سر اُسکا زمین سے ملگیا دست بستہ سامنے آئی وہ عرضی ہاتھون پر رکھکر پیش کی ملکہ بہاران نے جو عرضی کو پڑھا زانو پر ہاتھ مارکر فرمایا باغ عالم کا رنگ دگرگون ہوا شگوفہ نے کہا کیون حضور خیر تو ہی کہا اے شگوفہ بی بہار نے بڑا غضب کیا مذہب قدیم پر آگئین ہین بندوئی کا بڑا پاس ہوا مگر صاحبو میری عقل مین نہین آتا بہار سے [illegible] راجہ نہین ہی نہین معلوم کیا افتاد پڑی مگر لشکر تیار ہو ہم خود جائینگے ایک عرضی اس حال کی خدمت والدہ مین بھی روانہ ہوجائے تو بہتر ہی ایسا نہو انجام مین شکایت فرمائین اُسی وقت ایک عرضی طرف کوکب کے روانہ کی رات بھر تیاری رہی صبح کو ملکہ بہاران مع مجلس شگوفہ و لشکر ساٹھ ہزار کا کچھ کنیزین کچھ ساحران نامدار بڑے دھوم سے روانہ ہوئین یہان حقائق گلنوش یہ ہین دن قلعہ آگرا رہی تھی دونون بہنین آپسمین بیٹھی باتین کررہی ہین ہر ایک کا یہی کلام ہی کہ دیکھئے بھرینگے جان دینگے

اسی واسطے باہر آکر اُترے ہین پہر دن پچھلا باقی ہے اسمین جلیسین جمع ہین یہی ذکر ہو رہے ہین کہ صحرا
سے گرد اُڑی ملکہ ابر گلنار چیخ مارتا ہوا آیا ابر ٹھہرا اُسمین جلیسین اُترین ایک بارگاہ نہایت عمدہ زرنفتی
کلس سنہرے جسمین جواہر بیش قیمت نصب ہے اُسکو استادہ کیا قبۂ بارگاہ قبۂ فلک سے ہمسری کرنے لگا
اور خیمے جابجا ہزار در ہزار نصب ہوے بعد اُسکے شقائق وحقائق نے دیکھا کہ تخت یاقوت نگار
پر ملکہ بہار گلعذار سوار ایک طرف ملکہ خار رخار رنگین پوش ایک جانب نیرنگ ساز بعہدۂ
سپہ سالاری لشکر کو آراستہ کرتا ہوا ملکہ بہار آکر اُترین پلٹ کر دیکھا ملکہ شقائق وحقائق چالیس
ہزار ساحرون کی جمعیت سے ہمارے مقابلے مین فرد کش ہین مسکرا کر کہا انکی بھی شامتین آئی ہین
بلاتکلف قلعے سے نکل آئین جب مقابلہ پڑیگا حال معلوم ہوگا یہ کہتی ہوئی داخل بارگاہ ہوئین
چند ساعت کے بعد طبل جنگی بجوایا یہان بھی طبل جنگی بجا تیاریان ہونے لگین شقائق اور
حقائق کو بڑا خیال ہو کر دیکھین ہمارے لشکر پر کیا گذرے بڑے ظالم سے مقابلہ ہے دیکھین
تقدیر کیا دکھائے افسوس صد افسوس ہماری عرضی کا کچھ جواب نہ آیا اس خیال مین ساری رات
گذری گل آفتاب شاخ کہکشان پر پھولا بوے ضیا وشعاع نے تمام عالم کو روشن کیا اودھر
سے ملکہ بہار سوار ہوئین خار رخار پایہ تخت پر ہاتھ رکھے ہوے نیرنگ ساز لشکر کو درست
کرتا ہوا چار لاکھ کا لشکر دریاے قہار موج مارتا ہوا ابر گلنار سر پر سایہ فگن بڑی بڑی دھوم سے
سواری ملکہ بہار کی آئی اودھر سے یہ دونون بہنین شقائق وحقائق تخت زبرجدی پر سوار
چالیس ہزار ساحر پشت پر میدان رسالہ دار انتظام کرتے ہوے ہر ایک کا ہی غول کردیے
کیونکر مقابلہ ہو دونون لشکر میدان کارزار مین ہو پہنچے صفین آراستہ ہونے لگین کہ صحرا سے گرد
گرد اُڑی سب دیکھنے لگے دیکھا کہ باغبان قدرت ملکہ مخمور سرخ چشم وخواجہ عمرو وبرق نامدار
بڑے کروفر سے آکر پہنچے شقائق وحقائق کی جان مین جان آئی باغبان تخت سے
اُترا گھوڑے پر سوار ہو کر آگے فوج کے کھڑا ہوا خواجہ عمرو وبرق کو لوگون نے اُترتے
دیکھا پھر نہ ثابت ہوا کہ کہان گئے اپنی اپنی فکر مین پھر رہے ہین خواجہ نے برق کے کان مین
چند باتین کہین برق بہت خوب کہکر ایک سمت روانہ ہو گیا یہان صفین جمین نقیب نقابت کر رہے
تھے کہ ناگاہ ابر سیاہ آسمان پر پیدا ہوا رعد کی گرج برق کی چمک سب حیران حیران دیکھنے لگے وہ ابر

قریب آکر بیٹھا سب نے دیکھا ملکہ بران شمشیرزن پہلو مین مجلس جادو شگوفہ سحرساز مس رانی
کرتی ہوئی پشت پر کئی ہزار کنیزان زرین پوش و لشکر ساحران نامدار آمادۂ حرب پیکار پڑے
زور شور سے ملکہ بران آکر پہونچین شقائق و حقائق نے آکر قدمون کو بوسہ دیا باغبان
مخمور سے حال ملکہ بران نے پوچھا شقائق نے رو رو کر اپنے ملک کا حال بیان کیا کہا حضور
پہلی لڑائی مین شکست ہوئی ملکہ بران حیران بہار کو دیکھ رہی ہین فرمایا ہین بوا
یہ کیا ہو گیا حقائق کہتی ہر حضور یہ باعث کیا ہر ہمارے ذہن مین نہین آتا بہار بھی ناحق قدیم
صاحب شوکت و حشم یکایک باغی ہو جائے مخمور نے کہا مین جا کر بہار کو سمجھا لونگی یہان نقیب آمد
نقابت کی کہ کیفیت گزرا کہ یک بیک بہار نے طاؤس زرین بال طلب کیا خار رخار وزیر طاؤس
لائی دست بستہ عرض کی حضور کیون تکلیف کرین لونڈی جا کر لڑے آپ کا جانا مناسب نہین ملکہ
بہار نے کہا ای خار رخار مجھکو بڑا قلق ہر ہاے بہن کو کیا منہ دکھاؤن کیونکر سامنے جاؤن سامری
و جمشید ایسا فضل کرین کہ سر کوکب دستیاب ہو تو بطور نذر لیکر خدمت مین افراسیاب کی جاؤ
تب دل کو تقویت ہو خار رخار کو روک کر بہار نے طاؤس بڑھایا میدان مین آکر عجائب و
غرائب سحر کے دکھائے دریا بنائے پھول برسائے چمن بنے طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوے آئے یہ
اشعار عاشقانہ پڑھتے ہوے نکل گئے

نظم

طوفان ہوا بلند یہ چشم پر آب سے — پانی پہ تیرتے ہین ہمارے حباب سے
مین بعد قتل بھی نہ چھٹا اضطراب سے — اٹھ کر کسی روح بیٹھی ہر تیری رکاب سے
ساقی کے آستانے پہ سجدہ ہو فرض مین — پھر کسطرح وضو نہ کرین ہم شراب سے
مین اس پری کا قیدی نازک مزاج ہون — ہو صاف میرا خانۂ زندان حباب سے
دل عشق رخ سے کیا ہی ہوا ہر گران بہا — یاقوت بنگیا ہر یہ سنگ آفتاب سے
بوسہ لیا دہن کا الٹ کر نقاب یار — ہم بے حجاب ہو گئے انکے حجاب سے
گن کر دہن کے بوسے تو مین چکا رہا — رخ کے جو بوسے دیے الگ ہین حساب سے
ناسور بن گیا رخ تابان کے عشق مین — داغ جگر ملا ہر گل آفتاب سے
بلبل ہمارے گل کا لیا چاہیے نہ جو نام — گل منہ دھو رہا ہے پہلے گلاب سے

دن رات غل ہا ہو اُس گل کے عشق مین — بوے گل آتی ہو مرے دل کے کباب سے
کم شیخ سے زاہد تیرہ درون نہین — ساقی عداوت اُسکو بھی ہو آفتاب سے
موقوف یون شراب پہ ہو میری زندگی — جیسے کہ زیست ہوتی ہو مچھلی کی آب سے
مہر عرب کی مدح ہو دیوان مین کیون نہو — پر نور ہر ورق ورق آفتاب سے
مرگ قبول سنگے یہ دلدار نے کہا — بیمار درد ہجر کا چھوٹا عذاب سے

بہت سے شعبدے صحرا مین بناے اور پھر آپ ہی بہار نے مٹائے بعد اسکے پکار کے آواز دی
ای فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے لیکن ذرا سمجھکر ہمارے مقابلے مین آئے ہمکو طرف سے
مسلمانون کے بڑا قلق ہے یہ جو بہار نے آواز دی ملکہ مخمور تخت سے کودین ایک عقاب پر
سوار ہوکر سامنے ملکہ بران کے آئین اجازت میدان طلب کی ملکہ بران کی آنکھون مین آنسو
بھر آئے فرمایا ای مخمور دل ٹکڑے ہوتا ہی کیونکر بہار کے مقابلے مین بھیجون دل کو قلق ہوتا ہی
مخمور نے کہا مین سمجھانے جاتی ہون جہانتک بن پڑیگا سمجھاؤنگی بہار کے جدا ہونے نے قلب
کے ٹکڑے کردیے خواجہ عمرو و برق بھی کھڑے ہین خواجہ عمرو نے مخمور کی سفارش کی
کہا ای ملکہ بران انکو بہار سے بڑی محبت ہے یہ برائی بہار کی نہ چاہینگی بہت اچھی طرح سمجھائینگی
بران نے اجازت دی مخمور نے عقاب اپنا بڑھایا جیسے ہی مقابلے مین بہار کے پہونچین ملکہ
مخمور نے بہار کو سلام کیا بہار نے مُنھ پھیر لیا مخمور نے پکار کر کہا ای ملکۂ عالم ای رونق حدیقۂ دنیا
وای ساحرۂ یکتا ہمسے کیا خطا سرزد ہوئی وجہ خفگی تو بتاؤ ہم تو تمھارے ہم پیشہ ہین جب دل کو
بیقراری ہوتی تھی تمھاری بارگاہ مین آکر اپنا حال تمسے بیان کرتے تھے تم ہمکو سمجھاتی تھین
ہم تمکو سمجھاتے تھے بھلا ہم ایسے گنہگار ہوے ذرا نگاہ ملائیے باتین کیجیے بہار نے غصے مین آکر
جواب دیا ای مخمور یہ میدان کارزار ہو چکا رباتون کا کیا ذکر کرتی ہو سحر کرو مخمور نے کہا ای
ملکہ بہار مین تمپر سحر کرون کہ تمھارے دشمنون کو آزار پہونچے بہار نے کہا مقابلے کو آئی ہو
اور پھر اُسپر یہ باتین بناتی ہو مخمور نے کہا ای بہار مین سمجھانے کو آئی ہون تم مشیر سلطنت ملکہ
مہرخ ہو تمھاری راے پر انتظام لشکر ہو کسنے تمھارے حکم مین فرق کیا کیا خلاف گذرا بہار
نے کہا ای مخمور کیون باتین بناتی ہو ہمکو ہماری بہن سے لڑوایا ہنود کا گھر برباد کرنیکا ارادہ ہوا

اور پھر سبب پوچھتی ہو اگر کچھ خوف ہمارے سحر کا ہے تو ہٹ جاؤ یا سحر کرو میرے سامنے ایسی باتین نہ بناؤ
اب تو مخمور کو بھی غصہ آیا کہا اے ملکہ بہار کیا مین کسی بات مین تجھسے کم ہون جسطرح مزاج چاہے
امتحان کر لو جو سحر کرو گی اُسکا جواب ملیگا ہرچند کہ فراق نصیب ہون عیش سے دور رنج سے قریب
ہون کیا کہون کہ کیا کیفیت ہے **نظم**

آتا ہے مجھکو آج ہی بار بار حبیب ۔ سب ہین پر ایک تو ہی نہین یہان ہزار حبیب
جس چشم مین کہ گریۂ شادی کو تھی رہا ۔ جون شمع تیرے غم مین ہو وہ اشکبار حبیب
وا شد کرے تو غیر سے اے گل چمن مین جا ۔ جون غنچہ دل گرفتہ ہون مین ہزار حبیب
داغون سے لالہ زار ہوا دل سے تا جگر ۔ دیکھی نہ تو نے آکے کبھی یہ بہار حبیب
بیدار قدر اشک نہین جانتا ہے تو ۔ کرتا ہے رائگان گہر آبدار حبیب

بہار نے کہا آپ کو تو صدہا دیوان یاد ہین کیسا ہجر کیسا وصل اب سحر کرو مخمور نے ڈرتے ڈرتے
کچھ ماش کے دانے پھینکے بہار غصے مین ہاتھ مارا کہ وہ ماش کے دانے مخمور پر آکے گرے چنگاریون
نے آگ کی گھیر لیا ملکہ مخمور نے ہاتھ سے اشارہ کیا قطرات آب گرے اُن چنگاریون کو بجھایا بہار
نے کہا اے مخمور ہوشیار ہو جاؤ یہ کہنا کہ مین ہوشیار نہ تھی یہ کہکر بہار نے گلدستہ مارا جسطرح توپ کے
مُنھ سے گولہ چلتا ہے اسطرح طرف مخمور کے وہ گلدستہ چلا مخمور نے کھینچا یاقوت احمر کا گلے سے اُتارا
ایک دانہ اُسمین سے لیکر گلدستے پر مارا گلدستہ جلکر زمین پر گرا بہار کو بہت ہی ناگوار ہوا طاؤس
کو دین گلے سے بدھی اُتاری اسم سحر پڑھکر مخمور کی طرف پھینک ماری کچھ پھول بھی پھینکے ہولے
ہر دو جلی درخت جھومے برگ سبز تالیان بجانے لگے طائران زمزمہ سرا ہزارون پیدا ہوئے
زمزمہ سرائی مخمور کے سامنے کرنے لگے کبھی طائران زمزمہ سرا شاخہائے گل سے اُڑے قریب سر
مخمور آئے نام لیکر پکارا اے ملکہ مخمور ہماری آواز پر متوجہ ہو جو کہتے ہین اُسکو سمجھو **نظم**

حیا سے تم نہ مرے دل کا مدعا سمجھے ۔ جو سمجھے بھی تو بس اتنا کہ بیجا سمجھے
وہ ہوشیار ہے کہ سمجھا کے لائے ناصح ۔ ترے کلام کو بیہودہ جو وہ کیا سمجھے
جو تجھے اب تو مجھے کیا سمجھ کے قتل کیا ۔ غم اب نہ کھاؤ کہ جو سمجھے تم کیا سمجھے
جو ایک نقطے کی سمجھے بلندی و پستی ۔ تو وہ خدا کو نہ پھر آپ سے جدا سمجھے

اسے نہ لایا کوئی بلکہ جلے سفر کا یا — کسی کو خاک بھلا کوئی آشنا سمجھے
طبیعت عقل نے آخر کیا علاج اپنا — شب فراق مین ہم زہر کو دوا سمجھے
کسی طرح نہ ٹلی سر سے دم گھٹا میرا — شب فراق کو اس زلف کی بلا سمجھے
ہنسا کے گل کو چمن مین رلایا بلبل کو — یہ جوڑ توڑ ترا ہم نہ ای صبا سمجھے
چبھے ہین تلوون مین اڑ اڑ کے دشت کے کانٹے — ہمارے آبلون کو خار کہربا سمجھے
فروغ اسکا ہو محفل مین تیری چار پہر — جو مثل شمع کوئی آپ کو فنا سمجھے
ہمین سے طوق جو ای قیس بیٹھے سلسلہ مین — ہم اپنا اور ترا ایک سلسلہ سمجھے
خدا کی یاد نہ کی عمر کھوئی غفلت مین — تم اس جہان مین آکر قبول کیا سمجھے

جب طائرون نے یہ اشعار پڑھے اور ہوا ے سرد بھی چلی سب نے دیکھا کہ مخمور نے دو سکین دین اور اپنا نام لیکر پکارا لیکن بہار نے اس سحر مین جان نہ دی بدھیان پھینکین گلدستے پھینکے زیور گل جسم سے اتار کر پھینکا اسقدر پھول برسے کہ مخمور خاموش ہوکر کھڑی ہوگئین پھولون کے انبار مین چھپ گئین بہار نے آواز دی ارے بار گلہاے سحر سے باہر نکل او مخمور سحر کو دفع نہ کریگی یکایک ان پھولون کو ہٹا کے مخمور نکلین مگر چہرے پر ہوائیان اڑتی ہوئین گل سے عارض کملائے ہوے کانپتی ہوئین پسینے پسینے اس انبار سے نکلین بہار نے جو مخمور کو اس حال مصیبت مآل مین دیکھا اور سحر کیا مخمور سے بات نہ کی جاتی تھی بہار نے پکار کر آواز دی کیون بی مخمور کچھ بات نہ کرو گی ہم تمھارے کلام کے مشتاق ہین یہ کہکر ایک بدھی پھینکی وہ بدھی جاکر قریب سر مخمور پہنچی بہار کے کلمات سنکر ملکہ مخمور جبھی چہرہ سرخ ہوا آنکھون سے آنسو جاری ہوے بے اختیار مجبور و ناچار حیران و پریشان ہوکر آواز دی

ای بہار گلعذار اپنی تو یہ کیفیت ہی نظم

یاد وہ برق جو برسات مین آجاتا ہی — سینہ بس کہ عجب ایک آگ لگا جاتا ہی
جسم پر بوندیون سے آبلے پڑجاتے ہین — قطرہ ایک ایک بدن میرا جلا جاتا ہی
ہجر مین خون نہ رلوا تو برس کر مجھکو — ای گھٹا میرا لہو اور گھٹا جاتا ہی
چھینٹے دیتے مجھے اس شوخ کے یاد آتے ہین — کس بہانے سے مجھے ابر رلا جاتا ہی

دیکھوں نکلتی ہی پرماؤں کی حسرتیں کب تک　　میرے بھی آنسوؤں کا تار بندھا جاتا ہی
دم گھٹا جاتا ہی جب آکے گھٹا چھاتی ہی　　دلپر ابر غم فرقت وہین چھا جاتا ہی
کیوں گذرتا ہی مرے سر سے تو اے سیل سرشک　　کوئی دم مین خط تقدیر پہ مٹا جاتا ہی
سر کانٹے نظر آتے ہین مجھے ای صحرا　　مجھسے بھی آگے کوئی آبلہ پا جاتا ہی
نسوا چھیڑیے غش آتا ہی مجھے روتے　　آپ ہنستے ہین بھلا آپ کا کیا جاتا ہی
وسعت نور خدا داد تو دیکھو یارو　　دو جہان ایک ہی پتلی مین سما جاتا ہی
لا اُبالی جو کبھی باغ مین آتا ہی وہ گل　　عشق گل سے دل بلبل کو چھڑا جاتا ہی
خوف جنہار سے مجھکو نہین زنہار قبول　　دل مگر یار کے تیور سے ڈرا جاتا ہی

اسطرح مخمور نے یہ اشعار پڑھے کہ ملکہ بران نے بھی سُنے کہا ای مجلس غضب ہوا مخمور سحر مین بہار کے پھنس گئین اب مخمور کا بچنا دشوار ہی مجلس نے کہا مین جا پڑون مخمور کو بہار کے سحر سے بچاؤن ملکہ بران کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے کہا ای مجلس مین کیونکر حکم دون بہار کی جان لینا بھی نہین چاہتی اگر غفلت مین جا پڑو گی بہار کی جان جاتی رہیگی مین بہار کی جان کی بڑی ہی اگر اسپر کوئی افتاد آ گئی تو کیا جواب دینگے بہار کی ذات سے بڑی دو دلی ہی نہین معلوم بہار کو کیا ناگوار ہوا کہ شریک کا فران ہوئین کسقدر غصہ ہی کہ سمجھ مین نہین آتا سبب اسکا عمداً ظاہر کرے مخمور شعر پڑھتی ہوئی سامنے بہار کے آئین ہاتھ باندھکر عرض کی مین تو تابعدار ہون جو فرمایئے وہ بجا لاؤن جہان باغبان نے سر پیٹ لیا کہا ہوا جو مخمور نے دعوی خدمتگاری بہار کیا اب ہم سب پر آ پڑیگی ہائے ہم اُسے کیونکر قتل کرینگے لشکر مین ایک غریو ہوا کہ یا رو بڑی خرابی ہوئی بہار نے ایک بدھی گلے مین مخمور کے ڈالدی کہا ای مخمور جلد جاؤ بران کا سر کاٹ لاؤ یہ کہنا تھا کہ مخمور جھوم کر چلی خار خار رنگین پوش نے آواز دی ای ملکہ بہار کیا کہتا ذرا میرے پاس آؤ مین بلاتین لون بہار نے پکار کر آواز دی ای خار خار یا اب مخمور کو وہ لوگ قتل کرینگے یا مخمور جا کر سب کو شادی گی بران کے تخت پر چڑھ جائیگی مجلس کا سر لائیگی بران ساحرہ زبردست ہی اپنے کو بچائیگی یا مخمور کڑک کر گریگی کہ بران کے دو ٹکڑے ہونگے بران کے مرنے سے لشکر مین غلغلہ بلند ہوگا بران کا مرنا بی چرخ پر شاق ہوگا غم و محنت کا

مشتاق ہوگا بہار رہ گئی ہوئی جاتی ہی ادھر مخمور جو مستی ہوئی جاتی ہی کبھی درختون سے لپٹ پڑتی
کبھی اشعار عاشقانہ کھڑے ہوکر پڑھے کہ چلو سے زمین شق ہوئی ملکہ مخمور سرخ چشم تیغ کھینچے ہوئے
زمین سے نکلی آواز دی او بہار سحر کرنا سیکھ مین کہان تھی جسپر تونے سحر کیا یہ کہکر وہ مخمور جو مستی
ہوئی جاتی تھی اسکو للکارا او شغل کیا بیہودہ بکتی ہی کیسی بہار کیسی خزان وہ پتلی تھی کہ مخمور اصلی نے
تیغ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے بہار غصے مین پلٹ پڑی چاہتی تھی سحر کرے کہ مخمور نے تیغ ہلایا بہار
کے سر پر برق گری کہ بہار کا سر زخمی ہوا یقین تھا لڑکھڑا کے گرے مخمور نے آواز دی وہ مارا اگر
مار ڈالنا ہوتا سر اُڑ جاتا مگر یہ خیال کیا کہ ایک دن یہ پھر ہم مین آ رہیگی خار خار نے دوڑ کر بہار کو
سنبھالا بہار نے زانو پر ہاتھ مار کر کہا ای خار خار آج مخمور نے وہ سحر کیا کہ جو سامری و جمشید نے بنایا
تھا اُسکا توڑ ممکن نہ تھا حقیقت مین اُسنے میرا پاس کیا ورنہ سر اُڑ جاتا اتنی دیر جو غائب رہی صحرائے
رنگین حصار مین پہونچی یہ تیغ ہاتھ مین شمشیر نازک چشم کے تھا اُسکے ہاتھ سے لیا اپنے ہمشیرہ کو
مارا اُسی تلوار نے مجھکو زخمی کیا اب زخم اچھا ہولے تو ان سبھون سے سمجھونگی خار خار ملکہ بہار کو
لیکر پلٹی یہان لشکر اسلام مین غلغلہ ہوا ملکہ بران تخت سے کود پڑین باغبان و بران و
مجلس وغیرہ سب دوڑ پڑے مخمور کو گود مین اُٹھا لیا باغبان نے کہا ای مخمور بڑی تکلیف
تمنے اُٹھائی کس لطف کا سحر کیا خواجہ برق بھی اسوقت بصورت مبدل موجود ہین خواجہ نے فرمایا
انشاء اللہ اب دو ایک دن کو میدان داری سے مہلت ملی وہ تدبیر کرین کہ بہار خود بیقرار ہو کر
دوڑی آئے طریقہ تو یہ کہتا ہی کہ بہار اپنے ہوش مین نہین ہی مخمور نے کہا ایسے کیسے سحر رنگین کیے ہین ہی
ایسی تھی جو بچی ملکہ مخمور کو ساتھ لیکر سب پلٹے ملکہ بران نے کہا مین ایک عرضی قبلہ و کعبہ کو لکھتی ہون
کرامات واقعہ مین ملاحظہ فرمایئے کیا باعث ہوا کہ ملکہ بہار ہماری دشمن ہوگئین جواب باصواب
آجائیگا یہ کہکر اُسی وقت عرضی لکھی پاس کوکب روشن ضمیر کے روانہ کردی خواجہ نے کہا بلا
ضرورت ہوا کچھ مین تدبیر کیے لیتا ہون یہ کہکر کچھ کان مین برق کے کہا برق نے کہا مین ابھی
پیام معشوق عاشق خستہ دل کو پہونچاتا ہون یہ کہکر برق روانہ ہوا یہان بران و مخمور و باغبان
آپس مین صلاحین کر رہے ہین کہ کیا سبب ہوا جو بہار دشمن ہوگئی سہیلی تھی یار رہزن ہوگئی لیکن
برق فرنگی بصورت مبدل لشکر خار خار مین آیا پھرتا قریب بارگاہ بہار پہونچا دیکھا ایک کنیز

نہایت رنج و غم سے پھر رہی ہے سب شگوفہ کہکر اُسکو پکارتے ہیں برق نے ایک خدمتگار کی شکل بنکر
شگوفہ کو اشارے سے الگ بلایا شگوفہ کہتی ہوئی چلی ارے کیا کہیگا برق نے کہا ذرا کنارے آؤ
چلاکے کہنے کی بات نہیں ہے تنہائی میں کہونگا شگوفہ ہنستی ہوئی کنارے آئی برق نے حباب
مارکر بیہوش کیا اُسی صورت بنکر تیار ہوا کنیز کو کنارے ڈالدیا اور آپ دربارگاہ بہار پر آیا
خبر دریافت کی معلوم ہوا بہار گلعذار کے زخم میں ٹانکے دیئے گئے ہیں اپنی بارگاہ میں تشریف رکھتی
ہیں برق فرنگی بصورت شگوفہ اندر آیا دیکھا ملکہ بہار جا و حجرہ کھٹ پر بیٹھی ہیں اور غمخوار
باتیں کر رہی ہے کل سرداران لشکر خدمت بہار میں حاضر ہیں باتیں ہو رہی ہیں ملکہ بہار زبانی
ہیں آج تو مخمور میرے ہاتھ سے بچ گئیں انکی مقابلے میں قیامت برپا کرونگی بران شمشیر زن
کو بکارونگی رمیدان مقابلہ ہوگا تب ہی ہماران کو معلوم ہوگا دریائے خون رواں کرونگی یک
بہت بلبلاتی ہیں برق نے ہر چند تدبیر کی قریب چھپر کھٹ کے نہ پہنچ سکا ناچار ہوکر بیٹھ گیا
جب رات کو وقت سونے کا آیا برق فرنگی بصورت شگوفہ ایک مقام پر جاکر لیٹ رہا
جب سب سوگئے تو برق چپکے سے اُٹھا ایک خط لکھا ہوا خواجہ عمرو کا سرہانے بہار کے
رکھدیا آپ نارے ہورہا صبح کو بہار بیدار ہوئی آنکھ کھلی آئینہ سرہانے سے اُٹھایا اُس خط پر نگاہ پڑی
دست ناز میں لیا اُسکو کھولا القاب اُسمیں مرقوم تھا کہ اے پردۂ عصمت کی ادائی و غزال صحرائے ختنائی
نازدانشہ حسن * عالم العالم آرزو وے محبت وجہان جہان تمنا محبت کیا اپنا حال کہیں نظم

یار تجھ پاس جو آئے شک سلیماں ہوجائے　　ہے یقین جبل بے نیاد میں انساں ہوجائے
ہفت اقلیم سکندر کو نہ پھر یاد رہے　　سیر کرنے کو اگر دل کا بیاباں ہوجائے
وحشی چشم فسوں ساز کو تسکین کہاں　　رونق وحشت ہو اگر دشت غزالاں ہوجائے
محفل یار میں یا رب ہو رسائی میری　　مہرباں ہو کے کسی روز تو درباں ہوجائے
مر رہے شہر کے باہر یہ ترا دیوانہ　　ہو کفن میرا اگر دشت کا داماں ہوجائے
میں یہ سمجھوں کہ ملا روضۂ رضواں مجھکو　　سیر کرنے کو اگر کوچۂ جاناں ہوجائے
مجھ پہ چرخ میں جل جل کے ہو تو خاک سیاہ　　داغ میرا جو تجھے اے مہ تاباں ہوجائے
ہوا سے شاخ نشیمن سے سوا اے قاتل　　مرغ دل کو جو ترے تیر کا پیکاں ہوجائے

کیون زبان کرے کلک عجب اسکی رفتار	تیری رفتار سے ای سرو خرامان ہجائے
دم نکالا ہی نہیں ملتا ہو جو مجھسے قاتل	خشکی جائے گلے تیغ بران ملجائے
شکر خالق کا بجالائے کسطرح قبول	تجھسا محبوب جو مذبح کو جانان ملجائے

بعدان اشعار کے لکھا تھا ای محبوب باوفا و ای معشوق خوش ادا حال فراق کیا تحریر کرین سنا ہمنے
کہ تمنے افراسیاب کا ساتھ دیا اگر صبح کے واسطے کچھ زوال آیا تو ہمارا آنا وہان کیونکر ہوگا ہم
آنے سے محروم رہے ہم جانتے تھے تم رہائی اسد مین کوشش کر رہی ہو دیکھتے ہی نامے کے اپنے
کو خدمت صبح مین پہونچاؤ طریقہ ہاے قدیم پر قائم رہو اگر اسکے خلاف کیا تو ہم تڑپ تڑپ کر
جان دینگے پرچہ اخبار مین ہمنے دیکھا تھا کہ لشکر کشی بہار بر سر کوکب روشن ضمیر ہوا دل ہمکو
یقین نہ آیا جب پے در پے خبرین پہونچین اور یہ بھی سنا کہ ایک قلعہ بھی فتح کیا اب قلعہ گلنو شان پر
معرکہ پڑا ہی خبردار اب طبل جنگی نہ بجوانا مخمور کے ہاتھ سے ملال بھی پہونچا ہی صورت فلاح ہی کہ
برآن سے ملجاؤ یہی صلاح ہی راقم رقیمہ شوق ظل اللہ المالک اورنگ نشین سلطانی سلیمان سریر
گردون سریر شہنشاہ با توقیر شاہزادہ سعد بن قباد جواب طلب حسن و جمال ترقی پر رہے
بہار حسن صدمات خزان دے ملکہ بہار نے جو یہ نامہ پڑھا غصے سے چہرہ سرخ ہوگیا کہا ملکہ
خار خار رنگین پوش کو بلاؤ یہ سعد بن قباد کون شخص ہی جو ہمسے دعوی عشق کرتا ہی اپنی
زندگی مین مرتا ہی کاغذ کسنے ہمارے سرھانے رکھا برق بصورت شگوفہ موجود ہی غصہ ملکہ بہار
کا دیکھکر کانپنے لگا کنیزین خار خار کو بلا کر لائین دیکھا تو بہار نے منہ دھویا نہ گلوری کھائی
پہر دن چڑھے چھپر کھٹ پر بیٹھی ہین اور غصے سے کانپ رہی ہین خار خار تو بڑی مکارہ ہی کہ
آتے ہی سر سے پانون تک بلائین لین قدمون کو بوسہ دیکر پوچھا واری خیر تو ہی کسنے برہم
کر دیا اسوقت آپ کو نہایت پریشان پاتی ہون بہار نے کہا ای خار خار جلد اس
معمے کو تحقیق کرو ہمارے پلنگ پر یہ نامہ کسنے ڈالدیا سعد بن قباد کون شخص ہی جسے
دعوی عشق کرتا ہی بڑے بڑے راز و نیاز لکھے ہین ہمکو ہماری بہن سے جدا کرنے مین ہم اپنی
بہن سے جدا ہونگے خار خار نے نامہ ہاتھ سے لیا کہا کنیز تحقیقات کریگی حضور منہ ہاتھ
دھوئین خار خار نے ملکہ بہار کا غصہ مٹایا منہ ہاتھ دھلوایا برق تو یہ کیفیت دیکھ رہا تھا

بھی اور یہ کہ اگر میرا آنا ثابت ہوگیا تو میرے قتل کی درپے ہوگی مگر آنا ثابت ہوا کہ تاثیر سحر یا تو
نام پر سعد بن قباد کے جان دیتی تھین یا نام تک فراموش ہوا صحرا مین اگر شگوفہ کو ہوشیار کیا
اور آپ بھاگا آتے ہی خواجہ عمرو سے سب کیفیت کہی کہا استاد وہ نام بھی سعد بن قباد شہریار
کا بھول گئین یہ حیرت کہتی ہین سعد بن قباد کون شخص ہی یہان شگوفہ جو دربار مین آئی کہا
خارخار ایک سے پوچھ رہی ہی کہ ملکہ بہار کے پلنگ پر یہ کاغذ کسنے ڈالا کسی کنیزون
پر بار بھی بڑی شگوفہ جو سامنے آئی خارخار نے جلا کر پوچھا اری شگوفہ تجھے کچھ معلوم ہی
کہا داری مجھپر تو عجیب معرکہ گذرا کل دن بھر رات بھر جنگل مین پڑی رہی زیور بھی کوئی اتار کر
لے گیا مین کیا جانون یہ کاغذ کسنے ڈالا یہ سنتے ہی بہار نے کہا ای خارخار اب تدارک کرو
ہم سمجھ گئے کسی عیار نے اسکو بیہوش کیا اسکی شکل بنکر یہان آیا اب ہم عیارون کی بھی فکر کرینگے
ای خارخار اب طبل جنگی بجوا دو بی مخمور کے شعبدے پر مسلمانون کو بڑا ناز ہوا اسیوقت خارخار
نے حکم دیا فوراً طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارون نے خبر ملکہ بران کو پہونچائی یہان بھی طبل
جنگی بجا تیاریان ہونے لگین سنیئے ملکہ بران نے جو باپ کو نامہ لکھا تھا کوکب دامل
قصر جمشیدی مین وزرا امرا سب حاضر خدمت ہین ملکہ حنا سے گلگون پوش اسکے
پہلو مین ایک نازنین مہ جبین خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار گا رہی ہی

نظم

ظلم انکا کام تھا جور و جفا کرتے رہے
عاشق صادق تھے ہم انسے وفا کرتے رہے

سالک صادق [illegible] کی ہم تمنا کرتے رہے
مجھکو عزت بجز حیرت آشنا کرتے رہے

ہاتھ پھیلائے ہوئے ہم رات آخر ہوگئی
ساتھ وہ سونے کو وا بند قبا کرتے رہے

یار کے دل کی کدورت تم مین [illegible] کی
آئینہ ساز اپنے آئینے جلا کرتے رہے

ہاتھ ایک سر پر تھا اور ایک ہاتھ سے تھامے تھے دل
کیا کہین تجھسے کہ ہم فرقت مین کیا کرتے رہے

بڑھتا جاتا تھا مرض ور زور کم ہوتا تھا [illegible]
عمر بھر درد جگر کی سب دوا کرتے رہے

آب حیوان [illegible]
ہم رکھے آخر وہ تیر شفا کرتے رہے

شمع ساں جلتے رہے ان سے بھی نہ بجھی
مدعی افروختہ دل یار کا کرتے رہے

جا و بیجا یا دامن محبوب کی چھوٹے نہ ہم
بیٹھے تنہائی مین ہم [illegible] کرتے رہے

مرنے جینے سے کسیکے کچھ انھیں مطلب نہیں	وہ ادا کرتے رہے عاشق قضا کرتے رہے
دوسرے جامے میں آئے قتل جب تو نے کیا	رخصت تن تبدیل تیرے بینوا کرتے رہے
ماہ میں خورشید سے ہی نور لیکن اے پری	مہر کو رخسار تیرے پر ضیا کرتے رہے
درد و غم رہنے نہ پائے ایک ساعت جو قبول	دمبدم میری مدد مشکل کشا کرتے رہے

اس عیش و عشرت میں کوکب بیٹھے تھے کہ کنیز نے بران کی آکے نامہ دیا کوکب کے نامے کو دیکھکر ہوش اڑ گئے کہا جلد مرآت واقعہ لاؤ ملازم آئینہ اٹھا کر سامنے لائے کوکب نے گرد پوش ہٹایا قلم دوات ہاتھ میں لیا جو مضمون ثابت ہوا اسے لکھ لیا بعد تھوڑے عرصے کے گرد پوش ڈالدیا اب جو کوکب نے وہ مضمون پڑھا مفصل حال آئینہ ہوا غصے میں کوکب کانپنے لگا کہا صاحبو خار رخار رنگین پوش نے بڑے غضب کا سحر کیا ہے ہمارا قلب لٹ گیا قلعہ جات ویران کرنے کا ارادہ ہے ابھی جا کر خار رخار کو سزا دیتا ہوں یہ کہکر حکم دیا ہمارا مرکب شکین پرند تیار کرو ملازم دوڑے مرکب شکین پرند تیار ہو کر آیا با ساز و یراق مرصع کار کوکب غصے میں بھرے تخت سے اٹھا منظور تھا کہ سوار ہو کر جاؤں ایک نخل سے پتہ گرا وہ پتہ اڑ کر گود میں کوکب کی آیا کوکب نے دیکھا طرف سے برہمن کے مرقوم ہے کہ اے شہنشاہ آپ کے سوار ہونے کا وقت نہیں ہے یا تو کوکب کا ارادہ تھا کہ خود جا کر جنگ کروں برہمن کے احکام پر کاربندی ہے اب کوکب نے جواب نامہ لکھا کہ اے نور نظر پارۂ جگر نامہ تمھارا دیکھا مضمون سے آگاہ ہوئے قصد ہوا تھا کہ خود آئیں میں وقت پر شریک جنگ ہوں چھوٹے استاد نے منع کیا مگر بیٹیا سمجھ کر مقابلہ کرنا ایسا نہو دشمنوں کو رنج و ملال پہونچے کنیز کو یہ نامہ دیدیا دو پہر رات گذر چکی ہے کہ کنیز نے آکر جواب نامہ ملکہ بران کو دیا بران نے نامہ پڑھکر سب کو سنایا اور بے اختیار منہ سے نکلگیا کل انشاء اللہ ہم مقابلہ کرینگے لیکن مناسب یہ ہے کہ فکر خار رخار کیجائے خواجہ نے کہا ہم پہلے ہی سمجھ گئے تھے جب برق نے ہمسے کہا کہ وہ فرماتی ہیں سعد بن قباد کون شخص ہیں تو معلوم ہوا انکے ہوش ٹھکانے نہیں ہیں یہ کہکر خواجہ اپنے مقام سے اٹھے صورت بدلے ہوئے لشکر بہار میں تھے دیکھا خار رخار ملکہ بہار کو بارگاہ میں پہونچا کر جیسی ہے یہ تنگ ساز و افسران فوج اسکے سامنے میں کیسی چلی آتی ہے صاحبو تمھے مکاری مسلمانوں کی دشمنی بہار گھبرا کے نامہ پہونچا دیا

کہ معشوقون کا حال دیکھکر بیقرار ہو خواجہ ایک کنیز کی شکل بنے ہوے سنتے چلے آتے ہین خار خار
وسبدم کہتی ہے مین نے وہ سحر کیا ہے کہ بہار اپنے حال کو بھولی ہوئی ہے بادشاہ اسلام پر
جان دیتی تھی اب نام تک فراموش ہے اسقدر مدہوش ہے اسی کے ہاتھ سے سب کام کراؤنگی
خواجہ بھی اسکے ساتھ چلے آتے ہین جب خار خار اپنی بارگاہ کے دروازے پر پہونچی سب
سردارون کو رخصت کیا اندر بارگاہ کے آئی خاصہ طلب کیا خواجہ بشکل کنیز کھڑے تھے
دوڑ دوڑ کر خاصہ چننا شروع کیا باورچی نے قاب پلاؤ کی جب ہاتھ مین دی خواجہ سمجھے
تھے پلاؤ بہت کھاتی ہے پلاؤ پر بیہوشی ڈالدی دسترخوان پر قاب رکھکر وہان [illegible]
چند خواصین خاص جو اسکے ساتھ کھانا کھاتی تھین سب آکر موجود ہوئین سہیل تلمے
خواص خاص ہے اسکے پہلو مین خواجہ بیٹھے مگس رانی کر رہے ہین اب کھانے کو ہاتھ نہین
لگاتے اور کنیزین کھانا لاکر رکھ رہی ہین خواجہ دیکھ رہے ہین ایک کنیز نے خار خار کے
ہاتھ دھلائے اب اسنے کھانا کھانا شروع کیا اس قاب کو خار خار نے اپنے آگے کھینچا جیسے ہی
ہاتھ لگایا بوٹیان اچھل کر الگ گرین خار خار نے کہا ارے کیا ہے ایک تراقہ ہوا قاب ٹوٹ گئی
خار خار نے کہا ارے کوئی عیار آیا اس قاب مین بیہوشی تھی سب خواصین کانپنے لگین
خار خار نے کہا مین کیا کسی بات مین عاجز ہون اسی واسطے مین نے یہ سحر کر رکھا تھا یہ کہکر
نگاہ تند سب پر ڈالی خواجہ عمرو کے چہرے سے رنگ درونِ عیاری کا اڑ گیا خار خار نے
کہا سہیل پکڑ لے عمرو تیرے پہلو مین بیٹھا ہے سہیل نے چاہا ہاتھ ڈالدون خواجہ نے سہیل کو
خنجر مارا سہیل نے آہ کی زمین پر گری خواجہ نے ایک جست کی اور نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو

مرا نام ہے خواجہ خواجگان
مرے نام پر عدو شیدا ہوا
وہ لشکر ہے گلشن قتیل و قتال
نشان تھا مری گرد پاپوش کا
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہے

عمرو ذو تحشم بہتر مہتران
اڑاتا ہون کفار کے بیچ ہوش
مری چال سے دھبا پایا کمال
مرا افسر ذو تحشم نامدار
کرو آقا ہمارا جہانگیر ہے

مری نسل سے مکر پیدا ہوا
جھکاتا ہون دشمن کو ہر دم کنوئین
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
امیر عرب شیر پروردگار
اس جلد تین مین خواجہ نے

خار خار کے سر کا تاج لیا ایک دستی ماردی کہ منہ کے بل خار خار گری [illegible]

کیا ہے میں چھپا اب یہ خواجہ نے جست کی باہر جا کر گرے جادوگر جو کھڑے تھے اُنھون نے کہا
ارے کون خواجہ نے کسی کو خنجر مار دیا کسی کو حباب مارا خواجہ تو مار پیٹ کر نکل گئے کنیزون نے
خار رخار کو اُٹھایا خار رخا چیخی کہ ارے میرا منھ دھلاؤ آنکھون مین مرچین لگ گئین ایسا نہو آنکھین
پھوٹ جائین کنیزون نے دوڑ کر منھ دھلایا خار رخار کنیزون کو مار رہی ہے کہتی ہے اے پانی کے
چھینٹے مارو کنیزون نے جب پانی کے چھینٹے دیے خار رخار نے منھ پونچھا دیکھا لاش سہیل پڑی ہے
کئی کنیزون کو بھی زخمی پایا دربارگاہ سے بھی رونے کی آواز آئی کہا ارے وہان کیا ہوا کنیزون
نے کہا حضور کئی جادوگرون کو مار کر نکل گیا ہے جو ہوا ملکہ بہار بھی دوڑی آئین پوچھا ارے
خیر تو ہے جادوگرون نے کہا عمرو عیار پانچ چار جادوگرون کو مار کر نکل گیا خار رخار نے کہا
نگوڑا ہاشمی تماسب کو پامال کر کے چلا گیا بہار نے کہا بوا خار رخار کیا ہوا کہا مین نے سحر کر رکھا
تھا قاب توڑنی مین نے آتا کہ لا رے کیا مکر کیا ہے نسیم کی صورت پر عمرو بیٹھا تھا رنگ و
روغن اُسکے چہرے سے اُڑ گیا میرے منھ سے نکلا کہ سہیل اسے پکڑ لے بی سہیل کا
ستارہ گردش مین آیا اسکو خنجر مارا مجھے نگوڑے نے ڈھکیل دیا میرا سر سالگن مین جا پڑا
آنکھون مین مرچین لگی ہوئی ہین پانچ چار جادوگرون کو باہر جا کر مار ڈالا سب دودے
بیکار کھڑے رہے ایک نے بھی نہ گرفتار کیا بہار نے کہا اے خار رخا اس نگوڑے نا تیتے کے
مکر سے سامری و جمشید بچائین اب وہ تمھاری فکر مین ہے خاص تمھارے ہی واسطے آیا
آیا تھا میری بارگاہ مین آتا تو دیوانہ کر دیتی مین برسون اُسکے ساتھ رہی ہون سب مکر
اُسکے جانتی ہون مجھ پر کیا عیاری کر سکتا ہے نگوڑے کو تنکے چنوا دون مین جان بمقابلہ
کرو گی تم کہین چلی جاؤ خار رخار نے کہا بی بی مین کوکب سے ڈرتی نہین نگوڑا عمرو عیار
کیا چیز ہے مین سحر جوش زمین گیر آج کل بلوا دونگی وہ میرا بھائی ہے آتے ہی عیارون کی
گردن لیگا میری حفاظت بھی کریگا ابھی تو روز تک جلنا ہے یہ قبہ جمشیدی تمکو پھلون کی
جسدن قبہ جمشیدی مٹا یا کوکب کا زور کم ہو جائیگا پھر طلسم مین داخل ہوگا خود شہنشاہ
تشریف لائینگے بہار خاموش ہو رہین خار رخار نے اسی وقت نامہ لکھا ایک کنیز کو دیا کہ جا کر
بھائی صاحب کو یہ نامہ دینا اور کہنا فوراً تشریف لائیے کنیز نامہ لیکر روانہ ہوئی رات قلیل

باقی بھی ملکہ بہار سوار ہوئین خار خار بھی ساتھ ہوئی نیرنگ ساز فوج کا اہتمام کرتا ہوا طرف
میدان کارزار کے چلا ادھر سے ملکہ بران مخمور و باغبان طرف میدان کارزار کے چلے
مجلس جادو ایک زاغ سیہ پر سوار کھلونے مٹی کے ہاتھ مین ایک جھولی مین گڑیان بھری
ہوئین لڑکیان ساتھ بڑی دھوم سے لشکر اسلام میدان کارزار مین پہونچا خواجہ برق
بصورت مبدل ساتھ ساتھ دونون لشکر میدان کارزار مین پہونچے صفین جمین نقیبون نے
نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکے کہ ملکہ بہار نے طاؤس زرین بال کو بڑھایا خار زار نے جھک کر
کہا آج حضور قصد نہ کرین مین جاکر مقابلہ کرونگی بہار نے کہا ای خار خار وہ وہ بلاے روزگار
جمع ہین کہ نکلے جیتا اگر تمکو مار ڈالینگے مین ان مسلمانون کا حال بخوبی جانتی ہون یہ کہکر بہار
نے طاؤس بڑھایا میدان کارزار مین آتے ہی سحر کرنے لگین دخت وجد مین آئے غبار زرد
اُٹھنے لگے ہر گوشے سے طائران زمزمہ سرا بہ آواز بلند یہ اشعار سحر آثار گانے لگے شعر

پاٹ دریا کا ہوا دامن مژگان کیونکر — آج آشنا مری آنکھ سے طوفان کیونکر
اپنے سینے سے لگاؤن ترے پستان کیونکر — بار ٹھنڈا ہو مرا سینہ سوزان کیونکر
دیکھی بات نہ صحبت نہ گلے سے ملنا — کہو نکلینگے مرے دل کے یہ ارمان کیونکر
کارگر اثر ہین مصحف رخسار کا نور — خال ہندو کو بتاؤ گے مسلمان کیونکر
اسفند تمکو حجاب اور یہ ایام شباب — حسرتین دل کی نکالوگے مری جان کیونکر
بالون پکڑے مین ہے حسن نے ایکی — ای جنون مجھے جانا ہو بیابان کیونکر
کونسے عاشق شیدا کا ہوا آج وبال — ہوگئین آپ کی زلفین یہ پریشان کیونکر
کیا خبر فصل جنون کی ہوئی ای ممتاز — بچ رہے آپ کے دامان و گریبان کیونکر

طائرون نے یہ اشعار بہ صد سوز و گداز اسطرح پڑھے کہ سننے والے سن ہوگئے ملکہ مجلس
مٹی کے کھلونے ہاتھ مین لیے ہوے ہنس رہی ہے اپنی ساتھ والیون سے کہتی ہے بہار کو سودا
ہوا ہے یہ کیا رنگ جماتی ہے پھولون مین خوشبو نہین پانی مین آبرو نہین بہار نے رنگ سحر
میدان کارزار مین خوب جمایا طائران گلستان چہکا رہے ہین بہار بہار کہکر پکار رہے ہین
جب بہار نے دیکھا کہ رنگ ہمارا جم گیا پکار کر آواز دی ای فرقہ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو

نکلے مین گھوڑے تاشے کو دیکھ رہی ہون جی چاہتا ہے جا کر اٹھا لاؤن وقت پر یہی ہوگا میرے
ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا اس صحرا مین شور کرین کھائیگا جیسے ہی بہار نے پکارا مجلس نے اپنے
زاغ کو بڑھایا سامنے ملکہ بران کے آئی اجازت طلب کی مخمور و باغبان بھی دوڑے
ہوے آئے کہا ای مجلس تم نہ قصد کرو ہم لوگ جائینگے جا کر مقابلہ کرینگے بہار اپنے ہوش
مین نہین ہے ایسا نہو کہ کوئی سحر سخت اسکا چل جائے سحر اسکے کمال پر ہین مجلس نے کہا مین اب
تمکل بچی ضرور جاؤنگی باغبان رونے لگا کہا ای مجلس ہمکو سب طرح مشکل ہے اگر تمکو چشم زخم ہوئی
باعث خرابی ہوا اور اگر غصے مین کوئی سحر تمہارا چل گیا تمام دنیا برا کہیگی کہ بہار اپنے ہوش
مین نہ تھی اسکو بیکار کر دیا ہم بادشاہ جمجاہ کو کیا جواب دینگے مجلس نے کہا ای باغبان
مین مطلب تمہارا سمجھ گئی وہ مجلین خنجر مارین تلوارین لگائین ہم نہین لگا سکتے ہم اپنی جان پر
آفت لینگے مگر انکو بچا کر سحر کرینگے آپ خاطر جمع رکھیے باغبان نے مجلس کو گود مین اٹھا لیا
کہا ای فرزند کیا کہنا تجھے بڑے بچپن سے تعلیم پائی ہے مگر بی بی اپنے کو بچانا مجلس نے کہا وہ حافظ
حقیقی بچائیگا ملکہ بران نے بہ حصل مجلس کو رخصت دی مجلس زاغ اڑاتی ہوئی چلی جیسے ہی
ملکہ بہار نے مجلس کو آتے ہوے دیکھا قہقہہ مار کر ہنسین کہا کیون او چھوکری آج سب نے
تجھے تیل ماش کیا مجلس نے کہا ای بہار جو کچھ ہوگا ثابت ہو جائیگا سحر کیجیے کچھ کمال دکھایے
خالی باتین نہ بنایئے بہار نے کچھ ماش کے دانے پھینکے مجلس نے کچھ نبوے پھینکے اسطرح کے
دو چار سحر چلے بہار نے جھٹ سے گجرا پھولون کا گلے سے اتارا او مجلس پے پھینک مارا
مجلس نے ہاتھ ہلایا برق گری گجرا کٹا پھول میدان مین منتشر ہوے پھولون سے اسقدر
شعلے نکلے کہ دریاے آتش بنگیا اسنے مجلس کو گھیر لیا بہار دشکین دیتی جاتی ہین پکارتی
ہین ای آتشبار لینا اس چھوکری کو پھونک دے اسکو بڑا گھمنڈ ہے جب مجلس نے دیکھا کہ
دریاے آتش جوش مار کر نزدیک آیا کھلونے ہاتھ کے ایک طرف پھینکے مینڈھیان سر کی کھولین
تاڑے زمین پر ڈالدیے یہان بران کہ رہی ہین ای باغبان دیکھو مجلس کیا سحر کر رہی
ہے بہار نے پیر کامل مسلط کیا یہان مجلس نے تاڑے پھینک کر سر ہلاتی ہوئی اس دریاے
آتش مین بیجانہ پڑی باغبان نے کہا ای بران مجلس سحر آتشبار مین پھنسی بران نے کہا

تم دیکھو تو کیا تماشا کرتی ہون اب دریاے آتش مین جنبش پیدا ہوئی ملکہ بہار دستک دیکر
جب دریاے آتش کیطرف دیکھتی ہین جوش و خروش آتش کا زیادہ ہوتا ہو تھوڑی دیر کے
بعد ایک دتا تا ہوا ابران نے کہا ای باغبان وہ مارا آگ بجھنے لگی بہار جون جون دستکین
دیتی ہین شعلۂ آتش بجھتے جاتے ہین بعد تھوڑی دیر کے غریو ہوا کئی نخل گرے دیکھا
زمین مین سے مجلس نکلی ایک ساحر کا سر ہاتھ مین بال اُسکے پکڑے ہوے نکل کر وہ سر
سامنے بہار کے پھینک دیا کہا ای ملکۂ عالم اگر راز سحر سے آگاہ ہو تو ہمارا شکریہ ادا کرو اپنی جان
بچالی تمھارے آتشبار کو مارا تیر زوال نہ آنے دیا جب مین اُسکو قتل کرنے لگی تو اُسنے کہا ای
مجلس کیا کرتی ہو مین قبضے مین بہار کے تھا اب تمھارے اختیار مین آیا اگر تم حکم کرو تو جا کر
بہار کو مار دون مین نے اُسکا کہنا نہ سُنا کیا تمھارے کان مین آواز داد و فریاد نہ آئی ہوگی سر آتشبار
دیکھکر بہار کا رنگ رو متغیر ہوا چپکا موتیے کا جو سر پر لگا تھا اُسکو اُتارنے لگین مجلس نے کہا
ای ملکہ بہار تمھاری ذات سے بڑے لال اُٹھائے ذرا ہمارا بھی تو ایک سحر قبول کرو ہم تو بھی
جفائین اُٹھا چکے ذرا آپ کو بھی تو فکر پڑے یہ کہکر مجلس نے گڑیا کپڑے کی بنی ہوئی جھولی سے
نکالی اُسکی ٹانگین چیر ڈالین دونون ٹکڑے بہار پر کھینچ مارے گڑیا کا زمین پر گرنا تھا ہر طرف
سے بہار کے دھوان زمین سے نکلنے لگا اور اُس دھوئین نے بہار کو چہار طرف سے گھیر لیا بہار
چاہتی ہین جست کرون معلوم ہوتا ہو کوئی پیر تھامے ہوے ہو بہار نے بڑا زور کرکے آواز دی
اری گلبدن کہان گئی دیکھو تو یہ کیا ہجوم ہو تجھکو ہمارا حال نہین معلوم ہو یہ کہنا تھا کہ ایک
نازنین ہنستی ہوئی سامنے آئی کہا ملکہ بہار نہ گھبراؤ مین آپ کو اس دھوئین سے نکالتی ہون
یہ کہکر اُس نازنین نے اپنے کو شعلۂ آتش مین گرا دیا ایک پہلو پر دھوان ایک پہلو پر آگ
جل رہی تھی اُس آگ مین جو نازنین گری جل کر خاک ہو گئی اُسکے جلتے ہی آگ بجھی دھوان
موقوف ہوا مجلس نے چند گڑیان نکال کر طرف صحرا کے پھینکین کہا ہوا بہار ذرا ہوشیار رہنا
بہار خاموش کھڑی ہو جیسے کسی کو حیرت ہوتی ہو اسطرح چپ کھڑی ہو کہ صحرا سے ایک دائرہ بصورت
گرد اُڑ آئی بہار نے دیکھا پانچ چھ لڑکیان کمسن کمسن ایک کے گلے مین ڈھول پڑا اس ترتیب
سے بجاتی ہین صاف ثابت ہوتا ہو کہ بوندیان پڑ رہی ہین پانچ لڑکیان آپسمین آواز ملا کے

ان اشعار کو بہ آواز بلند گاتی ہوئی آتی ہین کہ سننے والے کے ہوش و حواس اڑین اشتیاق پیدا ہو نظم

ہین کیا کہون جو قیصر و خاقان لیگئے
لاکھون جہان سے ساتھ ارمان لیگئے

کیا انکو بھی جنون تھا جو گلہاے بوستان
ثابت نہ اس چمن سے گریبان لیگئے

گیسے چمن مین آئے گرچن جنکے باغ سے
دامن مین اپنے ہم گل خزان لیگئے

ہم روے گل بھی دیکھنے پائے نہ بانصیب
ہمکو بہار مین سوے زندان لیگئے

طوفان اٹھیگا قبر سے ہم خاک مین گر
ساتھ اپنے اپنے دیدہ گریان لیگئے

بہتر تھا اس چمن مین قفس مجھ اسیر کو
کیون یار سوے گلشن ویران لیگئے

آہو ختن مین مست ہین جھونکے نسیم کے
شاید کہ بوے زلف پریشان لیگئے

تازہ ہوا پھر از سر نو انکو داغ قیس
ناحق ہوس کو سوے بیابان لیگئے

ان شعرون کی آواز جو کان مین بہار کے آئی بغور دیکھنے لگین لڑکیون کا ہاتھ چکا تانگا ہین ملا کر بہار سے گاتا جیسے گلے مین ڈھول بجر وہ کس بلا کے ٹکڑے باندھ رہی ہو مسم پر سر کو ہلاتا بانجون کا بہوت ہونا ان چھوٹی لڑکیون نے آکر بہار کو گھیر لیا آنکھین ملا ملا کر غزلین گا رہی ہین کبھی بتاتی ہین کبھی سمجھاتی ہین ایک لڑکی نے ہاتھ پکڑ لیا کہا بوا بہار باغ رنگین بوستان مین چلو وہان ہر وقت بہار ہے اس باغ مین کبھی خزان نہین آتی نرگس کھلا وہان کی چشم معشوق پھول وہان کے عارض محبوب سنبل وہان کا زلف پیچان مطلوب سرو لب جو قد معشوق خوشخو قمریون کی جا بجا کوکو فاختہ قلندر مشرب کی حق سرہ طائران زمزمہ سرا اپنے پیدا کرنے والے کی صفت و ثنا مین مصروف رہتے ہین باغبان قدرت کا تماشا ہر وقت پیش نظر رہتا ہے صبح شل صبح بہشت گل وہان کے رشک نہال کنشت جانور اڑتے پھرتے ہین جابجا زمزمہ سرائی مین یہ اشعار گاتے ہین نظم

گلے پر آج رکھکر تیغ قاتل نے اٹھائی ہے
نقد دست اجل پر اب تری مشکل کشائی ہے

پھرا جاتا ہے قاتل کرکے وعدہ قتل کا مجھسے
دوہائی ہے دوہائی ہے دوہائی ہے دوہائی ہے

لپٹ جاؤ کر تو خود گلے سے تیغ قاتل کے
کدورت دور کر اے دل اگر ذوق صفائی ہے

اثر ہاے فراق یار سے یہ حال ہو چکا ہے
نہ تن سے جانکو اور جانکو نہ تن سے آشنائی ہے

نہین حاصل ہے ظلم مزرع دنیا سے کچھ ہمکو
مگر کچھ دانہاے اشک خجلت کی کمائی ہے

یہی ساغر ہو گردون غم ہوتی جاتی ہو مینا کی	جہان سے آج تیرے مست کا وقت جدائی ہو
نہ آئیگا نہ آئیگا وہ بالین پر عیادت کو	خدا جانے مری جانب سے کسکا دل مین سمائی ہو

اس رنگ مین کنیزون نے حال باغ سبز پوشان سامنے ملکہ بہار کے بیان کیا کہ ملکہ بہار
جھوم گئین اور اگر کہتی ہین تو لڑکیان آدمین ملا کر غزلین گاتی ہین بہار سے لپٹی جاتی ہین کوئی
ہاتھ تھام کر سمجھاتی ہو کمسنی کی حرکتین ملکہ بہار کو لڑکیون سے بڑی محبت ہوئی جون جون مجلس
دستکین دیتی ہو لڑکیون کے گانے کا حسن بڑھتا جاتا ہے کئی مرتبہ بہار اٹھین زیور گل جو
جسم پر آراستہ ہو جب اسکو سونگھ لیتی ہین تو منھ سے نکل جاتا ہو مین باغ سبز پوشان مین جاکر
کیا کرونگی وہ باغ ہمیشہ بہار کا کیا کام لڑکیان کہتی ہین بی بی یہ عقل کا فتور ہو اس باغ ہمیشہ
بہار مین آٹھ پہر سرور رہی یہ کہتی ہو مین لڑکیان لپٹ گئین زیور گل جسم بہار سے
نوچ ڈالا اسوقت بہار کو وجد ہوا رنگ رو متغیر متردد و متحیر کہا بیبیو چلتی ہون تمھاری
خوشی سر رہے اب ان لڑکیون نے بہار کو بیچ مین لیا ناچتی گاتی لیچلین جب سو دو سو
قدم نکل گئین مجلس کے منھ سے نکلا وہ مارا بر ان نے تعریف کی مجلس نے جھک کر
سلام کیا کہا حضور آپ کے اقبال سے باغ سبز پوشان تک بی بہار پہنچ جائین تو پھر آنا
مشکل ہوگا ابھی تک خائف و ترسان ہین ایسا نہو کر پلٹ پڑین لیکن دام رنگ گل مین پھنسی ہین
کیا عجب ہو کہ نہ پلٹین لڑکیان بہار کو گھیرے ہوئے ایک نخل کے سایے مین جو پہونچین شاخ
نخل نے ہاتھ بڑھا کے ایک پھول بڑا سا شاخ پر تھا کھلکھلا کر ہنسا پھر رونے کی آواز آئی
بہار نے پلٹ کر جو اس پھول کو دیکھا پھول سے اشک حسرت ٹپک رہے ہین پیچھے
زرد ہو کر درخت سے گرنے لگے نخل تھرایا بیچ نخل سے ایک نازنین پیدا ہوئی پچکاری رنگ
کی ہاتھ مین تھی نکلتے ہی اسنے پچکاری ماری بہار کا چہرہ سرخ ہوگیا وہ رنگ جس لڑکی
پر پڑا اسنے آہ کر کے چیخ ماری معلوم ہوا تودہ بارود مین آگ ڈالدی مثل ہیزم خشک جلکر
خاک ہوئی اور لڑکیان جو ساتھ تھین اسی طرح سب جل گئین جس نازنین نے ملکہ بہار کو
پچکاری ماری تھی اسنے بال کھولدیے منھ اپنا پیٹ کر کہا واری آپ ان چھوکریون کے
ساتھ کہان چلی تھین یہ سحر مجلس کا تھا آپ بدنام ہونگی یہ کہکر کے زیور گل نکالا پھر اسیطرح

بہار کو زیور پھولون کا پہنا دیا جیسے ہی ان پھولونکی خوشبو دماغ مین پہنچی ملکہ بہار کا چہرہ
سرخ ہوگیا بقہر و غضب تمام پلٹی للکار کر آواز دی او چھوکری دیکھا تو نے اپنے آپکو کیونکر بچانا
مجلس نے جھولی پہ ہاتھ ڈالا چاہا اگر باز نکالون اب تو بہار کو اور زیادہ غصہ آگیا
مجلس کو سنبھلنے نہ دیا کان سے طرہ نکال کر پھینکا آواز دی اے شمشیر برق نگار مجلس کو لینا
اسنے بڑی بے ادبی کی سر میدان ذلت دی دیکھا مجلس نے طرہ نہین ہے ایک تلوار چمکتی ہوئی میرے
سر پر آئی دستک دی پیچھے ہٹی مگر تلوار نہ رکی سر پر آگری کہ سر مجلس کا زخمی ہوا دوسری
بدھی بہار نے پھینکی اسکی بوے خوش سے مجلس ہرا کر گری بیہوش ہوئی بہار نے چاہا
بڑھکر سر کاٹ لون کنیزان مجلس دوڑ پڑین اودھر سے خار خار رنگین پوش نے فوج کو
ساتھ لیکر کنیزون کو روکا سحر ہونے لگا صد ہا لاشے گر گئے خون کے دریا بہے حباب لب دریا
پیاسے رہے ملکہ بران نے جھپٹ کر مجلس کو اٹھا لیا شگوفہ کو دیا ہمراہیان شگوفہ نے
مجلس کو ہوادار پر ڈال لیا باغبان قدرت نے بھی بڑھکر گیند مارا سب ساحرون نے
ملکہ طرف خار خار نے قصد کیا بہار نے جو پلٹ کر دیکھا کہ باغبان و بران طرف خار خار
کے جاتے ہین جھپٹ کر گلدستہ مارا باغبان نے گلدستے کو جلایا بہار نے آواز دی او نمک حرام
ہمارے سحر کو تو نے دفع کیا نمک افراسیاب کا بالکل پاس نہین یہ کہکر ہاتھ ہلایا برق گری
باغبان نے اپنے کو بچایا مگر گلچین کا شانہ جھول پڑا بران نے اختر مروارید نکالا اب
جو مارنا شروع کیا جب اختر پڑا دو چار سے کے ستارے گردش مین آئے نیرنگ ساز کھڑا
ہوا سحر کر رہا تھا قضا نے جو اسکا دامن پکڑا بران پر جا پڑا بران نے اختر مار دیا سینے
کو توڑ کر پار گذرا اندھیرا ہوگیا ایک آندھی سیاہ اٹھی لوگون کے دم گھٹنے لگے خار خار نے
بڑھکر بہار سے کہا اے ملکہ عالم جان کی دقت ہے بچاو شوار ہے سحر اسکا قہر پروردگار ہے
اب طبل امان بجوائیے بہار نے کہا خوشی تمہاری حقیقت مین ایسا نہو تمپر زوال آئے میرا
تو کوئی کچھ نہین کر سکتا نیرنگ ساز بیچارہ مارا گیا خار خار نے طبل امان بجوایا بران و
باغبان و مخمور اپنے لشکر مین آئے بران روتی ہوئی پلٹین باغبان نے جو سبب
پوچھا ملکہ بران نے کہا اے باغبان آج مجلس نے بڑا کارنمایان کیا تھا اگر وہ چاہتی

بہار کو مار لیتی دم بھر مین سب کچھ ہوتا ہی اُسنے چاہا تھا باغ سبز پوشان مین قید کرون بہار
کا بھی سب کو پاس ہی آخر صندل نے نازنین کو خبر کی اُسنے آکر بہار کو ہوشیار کیا مین نے بڑھکر
نیرنگ ساز سے مقابلہ کیا بہار کی طرف توجہ نہ کی کہ کل کو سب لوگ طعن کرینگے بہار اپنے ہوش
مین نہ تھی بی بران نے اُسکا پاس نہ کیا ہماری فوج قتل ہوتی ہی ان غریبون کے حال پر رونا
آتا ہی کہ بڑھکر ایک کنیز نے ملکہ بران کے آنسو پونچھے عرض کی بی بی کیون رنج کرتی ہو آج شب
کو بی خار خار کا علاج ہو جائیگا ملکہ بران نے سمجھا کہ خواجہ عمرو فرما رہے ہین بران
نے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا خواجہ حقیقت مین اسوقت مین ضرور مدد کیجیے بی خار خار
نے بڑا ستم کیا بہار عاشق جمال باکمال بادشاہ اسلام ہی جنکے نام سے اُسکو نفرت ہو گئی
آپ ہی کی زبانی سنا تھا کہ نامہ شوقیہ پڑھکر یہ کہا کہ سعد بن قباد کون شخص ہین اللہ ری بی بی
کہ جنکے نام پر جان جاتی تھی اب انکا نام تک فراموش ہوا شام تک تو بارگاہ مین یہی ذکر رہے
شام کو خواجہ سر اپنے مقام سے اٹھے بانہایت عیاری سے آراستہ ہو کر بصورت مبدل
طرف لشکر خار خار کے چلے یہان خار خار کو ایک خوف پیدا ہوا بران کو لڑتے
ہوے دیکھا کہ جسپر اختر مروارید مار دیا اُسکے سینے کو توڑکر پار کردیا مصاحبون کو رخصت کر دیا آپ
بیٹھی سحر تیار کر رہی ہی پانچون عیار بچیان یہین رہتی ہین خواجہ فقیر بنکر جو یہان آے تو دیکھا چارون
عیار بچیان بہار کو پہونچانے جاتی ہین بہ تعجیل رنگ و روغن نکالا کنیز کی شکل بنکر
تیار ہوے کنیز ملکہ حیرت کی بنکر ایک نامہ ہاتھون مین لے لیا کہ مضمون اسکا ظاہر
ہوگا در بارگاہ پر جاکر نگہبان سے کہا ملکہ خار خار سے جاکر عرض کرو کہ در دولت پہ کنیز فرستادہ
ملکہ حیرت حاضر ہی خار خار نے سنکر حکم دیا بلا لو خواجہ نے جاتے ہی سلام
کیا خار خار نے پوچھا کیون شگوفہ خیر تو ہی کہا حضور کل کے مقابلے کی خبر ملکہ حیرت کو
پہونچی کہ مجلس سے اور بہار سے مقابلہ پڑا کچھ مضمون حضور کو لکھا ہی اسکو ملاحظہ فرمایے
یہ کہکر کاغذ ہاتھ مین دیا خار خار نے پڑھا یہی مضمون تھا کہ بہار اور مجلس سے مقابلہ پڑا
بران کے ہاتھ سے نیرنگ ساز مارا گیا دو موتی تمکو بھیجے ہین انکو اپنے پاس رکھنا کسیکا سحر
تاثیر نہ کریگا ہمین تمھاری حفاظت کی بڑی فکر ہی خار خار خوش ہو گئی ملکہ حیرت کو دعائین دین

کہا بی شگوفہ وہ دونون موتی ہیں دو خواجہ نے دو موتی جیب سے نکالے ہاتھ مین خار خار
کے دیے خار خار نے موتی ہاتھ مین لیے ہتھیلی پر رکھکر دیکھنے لگی خواجہ نے کہا اے ملکہ عالم اچھی
طرح بنگاہ غور دیکھیے سامری اسمین بیٹھے ہوے ہین خار خار قریب منھ کے لائی بنگاہ غور
دیکھنے لگی خواجہ نے منھ سے پھونکا جیسے ہی موتیون مین ہوا لگی موتی دونون تراق سے ٹوٹے
دھوان نکل کر دماغ پر خار خار کے پہونچا ارے کہکر زمین پر گری خواجہ نے نعرہ کیا منم مہر
سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری کشندۂ کفار عمرو شاہ عیاران عیار یہ کہکر پشتارہ باندھنے
لگے جلدی مین سوزن بھی نہین دی سراپچہ چاک کرکے لیجاتے یہان عیار بچیان بہار
کے ساتھ آئین بہار نے کہا اے صرصر آج مین نے مجلس کو زخمی کیا اسی غصے مین بی بران
آئین جان دینے پر امادہ تھین ایسا نہو کوئی عیار پاس خار خار کے پہونچ جائے تو خرابی ہو
پانچون عیار بچیان چلین جب دربارگاہ پر پہونچین سپاہیون سے پوچھا کہ عالم کیا کر رہے ہین
انھون نے کہا ایک کنیز فرستادہ حیرت آئی ہو اس سے باتین کر رہی ہین صرصر گھبرا کر اندر آئی پشتارہ
باندھنے کا نشان پایا خار خار بندار دصرصر نے ایک چیخ ماری سب کنیزین دوڑین صرصر نے کہا
غضب ہوا خار خار کو ساربان زادہ لے گیا یہ کہکر صرصر دوڑی چارون عیار بچیان بھی چلین چند
کنیزون نے جا کر ملکہ بہار کو خبر کی بہار نے کچھ اسباب سحر ہاتھ مین لیا آرتی ہوئی چلین مگر خواجہ
کوس بھر جا کر ایک جھیل پر ٹھہرے ہین کہ پشت سے نعرہ ہو منم صرصر شمشیر زن او ساربان زادے
پشتارہ رکھدے خواجہ ہنس پڑے صرصر نیمچہ کھینچکر جا پڑی کہ پشت سے گرد آڑی چارون
عیار بچیان آکر پہونچین انھون نے چار طرف سے گھیر لیا اب خواجہ کو پشتارہ زمین پر رکھنا پڑا
صرصر چاہتی ہو کہ عمرو ذرا ہٹے تو پشتارہ قبضے مین کرون جھپٹ جھپٹ کر نیمچے مار رہی ہو کہ پھر
گرد اڑی دیکھا چار پانچ کنیزین خار خار کی چلاتی ہوئی آئی ہین کہ اے صرصر یہ ساربان زادہ
جانے نہ پائے ملکہ بہار بھی آتی ہین بہار کا نام سنکر خواجہ گھبرائے ایک حقہ آتشبازی کا لگا کر
مارا دنا تا جو ہوا عیار بچیان پیچھے ہٹین خواجہ نے پشتارہ اٹھا لیا بھاگے عیار بچیان دوڑین
پتھر مارنے لگین خواجہ گالیان دے رہے ہین کہ یکایک ہوا سے سرد چلی بہار کو دیکھا
بدحواس دوڑی ہوئی آتی ہو عمرو کے ہوش اڑ گئے عیار بچیون کو برہنہ نیمچہ دکھا کر دھمکایا وہ ذرا

ہٹین خواجہ جست کرکے بھاگے بہار نے جو دیکھا کہ عمرو جاتا ہی غصے مین بھری اتار کر بجلی گیر کی
بھی آواز دی عمرو اولڑکھڑا کے گرا پشتارہ الگ گرا بہار نے کھینچکر چلین اسوقت عمرو کی بیزاری
پکار رہا ہی اے معبود حقیقی و اے مالک تحقیقی اس ظالم کے ہاتھ سے بچانے **نظم** تو کوای
ہر آنکس کہ در رنج و تاب ÷ دعاے کند من کنم مستجاب ÷ چو عاجز رہانندہ دانم ترا ÷ درین عاجزی
چون نخوانم ترا ÷ قضاے کار **باغبان قدرت** طلائے کے کشت پر تماشا دیکھتے
صحرا مین آیا کنیزون کے رونے کی جو آواز آئی اُسی طرف چلا دور سے دیکھا **خواجہ** زمین
پر پڑے ہین ایک طرف ایک پشتارہ پڑا ہی بہار کھینچے ہوے آتی ہو **باغبان** نے دور ہی سے
پکارا اے بہار بڑے افسوس کی بات ہو عمرو نے کہا اے ملکہ عالم ہم اسی طرح گلچین گلستان
حسن و جمال ہین آپ کا رسم بادشاہ اسلام سے ہے ہم اپنا سرتاج جانتے ہین بے ادبی ہمسے نہو
کہ آپ کے خلاف گذرے لڑائی مین پھر پاس نہ رہیگا بہار نے برق گرائی **باغبان** نے گیند مارا
بہار نے گیند کاٹا **باغبان** نے برق کے دو ٹکڑے کیے **باغبان** نے ایک ہاتھ سے اشارہ کیا
عمرو پر چند قطرے پانی کے گرے **خواجہ** بھے سحر اُترتا اُٹھتے ہی بھاگے پشتارے مین **عمار عیار** کو
ہوش آیا تڑپ کر نکلی **باغبان** پر چند سنگریزے مارے پتھر برسنے لگے **باغبان** نے پتھرون کو
توڑ غصے مین خنجر پھینک مارا **عمار عیار** کا سر زخمی ہوا **باغبان** نے چاہا جھک کر کاٹ لون **بہار**
نے للکارا او نمک حرام کیا کرتا ہی **باغبان** بہار کو دیکھکر گھبرا جاتا ہو کہ سحر کرون ایسا نہو کوئی عضو بیکار
ہو جاے **خواجہ** بھی الگ کھڑے پکار رہے ہین او **باغبان** مروت فرط ہی باغ اسلام
کی بہار ہی جھکر سحر کرنا مگر بہار نے جھوٹ گلدستہ مارا اسمین جو ساتھ والے **باغبان** کے جو طلائے
پر تھے دوڑ پڑے بہار نے جھوٹ گلدستہ مارا اسمین جو ساتھ والے **باغبان** کے جو طلائے
پر تھے دوڑ پڑے **بہار** نے گلدستہ جو مارا **باغبان** نے سحر کرکے جلا دیا ساتھ والے
بھی **باغبان** نے کہا یاد رکھ کر سحر کرنا ایسا نہو بہار پر خزان کرے تو باعث ہمارے ملال
کا ہو مگر **بہار** ڈٹ کر کھڑی ہوئی پکار کر کہا او **باغبان** کل فوج کو حکم دے دیکھ تو
انکا کیا حال کرتی ہون یہ کہکر گلدستہ مارا گلدستہ جو چھوٹا پھول برسے خوشبو دماغ مین
جادوگرون کے پہونچی کئی سے جادوگر پھر ایسا ہان **باغبان** نے کہا بہار ملکہ سنو کیا کہتا ہو

کوئی اشعار عاشقانہ پڑھتا ہی باغبان نے پکار کر آواز دی اے ملکہ عالم اس شعبدے کی کیا حقیقت ہی یہ کہکر ہاتھ اٹھایا پانی برسا جیسے قطرہ پانی کا پڑا اُسکو ہوش آیا باغبان نے کہا کیون ملکہ ملاحظہ فرمایا بہار کو اور زیادہ غصہ آیا کہا اے باغبان تمہاری قضا بلکر آئی ہی یہ کہکر دم گلے سے آتارنے لگین کہ صحرا سے گرد اُڑی آبشار رابر سوار تین لاکھ فوج سے آکر پہونچا افراسیاب نے اُسکو نامہ لکھا تھا کہ جاکر ملکہ بہار کے شریک ہو وہ منزل بہ منزل کرتا ہوا آیا ہی دور سے جو آبشار نے جمال جہانتاب ملکہ بہار کو دیکھا بیتاب ہوگیا نام بہار کا سنتا تھا آج جو صورت زیبا دیکھی کلیجہ پکڑ لیا صرصر نے بڑھکر خبر دی ای آبشار جلد جاکر شریک ہو آبشار پکار اُٹھا ای صرصر مین عجب وقت مین پہونچا اپنے ہوش مین نہین ہون

نظم

بہار لالہ و گل سے لگی ہی آگ گلشن مین
گریبان پھاڑ کر چل بیٹھیے صحرا کے دامن مین

لگا تی آگ بجلی کی چمک سے خانہ تن مین
برستا مینھ نہین بے یار خاک اُڑتی ہی ساون مین

نہین روزن جو قصر یار مین پہ وا نہین ہمکو
نگاہ شوخ رخنہ کرتی ہی دیوار آہن مین

طریق عشق مین آتش قدم جمسا نہ گذریگا
گریبان مین بھی ہی جب لگی ہی آگ دامن مین

پریشان عاشقونکی خاک کے ذرے تو ہین لیکن
جگہ کس کس کو دے دیوار قصر یار روزن مین

عذاب گور کا دل سا منا ہان رنج دنیا کا
نہ گھر مین چین زندون کو نہ مردونکو ہی مدفن مین

طواف کعبہ کو کعبہ مبارک ہو تو ای آتش
بتون کے گھورنے کو جاتے ہین دیر برہمن مین

صرصر حیران ہوگئی دست بستہ عرض کی یہ کیا معذور فرماتے ہین آبشار نے کہا اے صرصر کیا پوچھتی ہو کہ مجھپر کیا گذری صرصر نے کہا اب جاکر شریک جنگ ہونا چاہیے یہ سنتے ہی آبشار نے تین لاکھ ساحرون کو اشارہ کیا کہ باغبان کو پکڑ لو تین لاکھ ساحر سحر کرتے ہوے بڑھے باغبان نے جو اُنکو آتے ہوے دیکھا ایک دستہ زمین پہ مارا زمین شق ہوئی ایک دریا نکلا ہوا دریا نے جوش مارا طلاطم آبشار ڈوبنے لگے کئی ہزار آدمی دریا مین ڈوبے بہار نے بڑھکر کہا ای آبشار اپنے آدمیون کو نہین بچاتا بہار نے جو مسکرا کر کہا آبشار بلائین لینے لگا ملکہ بہار نے خار خار سے کہا یہ بیہودہ کچھ دیوانہ ہوا ہی کس منہ پر دعوی ساحری کرتا ہی اپنے ساتھ والون کو بچاتا نہین ہینسے جو کہا تو جہان نے عجب طرح کا جواب دیا چلو ہم تم پلٹے چلین

باغبان انکو سمجھا لیگا یہ سنتے ہی خادخار نے کہا فرستادہ افراسیاب جو باغبان ہی بچ کر لیگا
تین لاکھ فوج لیکر آیا ہی اگر مناسب ہو تو دریا کو آپ ہی مٹا دیجے بہار نے کہا کچھ بات نہین
مگر اسکا بھی تو کمال دیکھین آبشار نے جو دیکھا کہ کئی ہزار جوان غرق دریا ہے لعنت ہوئی جھلا کر
بڑھا ایک دو پتھر مارا سامری جمشید کا نام لیکر پکارا اسی دریا سے کچھ مچھلیان نکلین لشکر
باغبان پر گرین جسکے بیٹھے پر چڑی توڑ کر پشت کو پار کر دی کئی ہزار مچھلیان جو گرین گئی ہزار
ساحر باغبان کے ہلاک ہوے باغبان نے بڑھکر ایک گولہ دریا پر مارا کئی ہزار شعلہ چمکا
سب مچھلیان جلکر خاک ہوئین دریا بھی خشک ہوا کسی ساحر نے بڑھکر ملکہ بران وغیرہ
کو خبر کر دی کہ باغبان اکیلا تین لاکھ ساحرون مین گھرا ہوا ہی یہ سنتے ہی بران سوار ہوئین
مخمور بھی چلین مجلس کو تو اپنے زخمی ہونے کا انتہا کا رنج تھا یہ سب کے پہلے اٹھکر دوڑی ملکہ
بران نے کہا مجلس خبردار بہار کا خیال رکھنا ایسا نہو اُسکے کسی عضو پر زوال آئے
مجلس بہت اچھا کہکر بلند ہوئی اُسوقت آکر پہونچی کہ باغبان تین لاکھ ساحرون مین گھرا
ہوا شیرانہ لڑ رہا ہی بڑے بڑے افسر مارکر ڈالدیے مجلس نے جو بہار کو الگ کھڑے دیکھا
کہا بی بہار صاحب آئیے بہار نے دیکھا مجلس جو تڑپ کر گری کئی سو ساحرون کے سر کاٹ کر
نکل گئی مارنے کو جو گردش دی ساحرون کی پشت پر کوڑے پڑنے لگے بہار پر جو اشارہ کیا
ایک شعلہ بھڑک کر گرا کہ بہار کے ہاتھ پر آبلہ پڑ گیا اور یہ بھی پکار کر کہا کہ مین آپکی رعایت
کرتی ہون بہار کو غصہ آیا بدھی اتار کر پھینک ماری ہزارون پھول مجلس پر گرے
پھولون سے شعلۂ آتش پیدا ہوے مجلس نہایت بیقرار ہوئی ہر چند قصد کرتی ہی ممکن نہین
ہوتا جب نکلتی ہی پھول گھیر لیتے ہین ظاہر مین پھول ہین باطن مین شعلۂ آتش جسم پر مجلس کے
جا بجا آبلے پڑ گئے اُف اُف کرتی جاتی ہی مگر نکل نہین سکتی کہ ڈنکے پر چوب پڑی سب نے
دیکھا ملکہ بران شمشیر زن تخت زرین پر سوار شگوفہ سحر ساز دو شہزادی پایہ تخت پر ہاتھ
رکھے ہوے پشت پر دریا سے موج موج مارتا ہوا آتا ہی ملکہ بران نے جو دور سے دیکھا کہ مجلس
آفت مین پھنسی ہوئی ہی بڑا غصہ آیا پکار کر آواز دی کیون بہار یہ تمھارا پاس کیا اور تمنے
مجلس کو جلا دینے کا ارادہ کیا ہی یہ کہکر ڈوک سے گرین اختر مروارید کو جو پکایا وہ پھول سب جل گئے

مجلس کے جسم سے اختر مروارید کو مس کیا آپ بھی دفع ہوے بران نے طرف بہار کے دیکھا
پکار کر آواز دی یہ تحفہ تو لیتی جاؤ یہ کہکر ہاتھ ہلایا اختر مروارید چمکا اور برق گری کہ آنکھون کے
نیچے بہار کے اندھیرا آیا ہر چند بہار نے اپنے کو بچایا لیکن سر زخمی ہوا آبشار نے جو دور سے
دیکھا کہ بہار کا سر زخمی ہوا چونکہ یہ بہار پر عاشق ہو چکا ہے آواز دی او بران یہ کیا غضب
کیا یہ کہکر جا پڑا اُسکی گھوڑے مارے ملکہ بران نے ہاتھ چمکایا گھوڑے کٹ کے گرے تیغ کھینچ کر آبشار
بران پہ جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا ملکہ بران کو غصہ تھا اختر مروارید کھینچ مارا سینے کو توڑ کر آبشار
کے پار گذرا آبشار کا مارا جانا فوج نے بلوہ کیا چاہتے ہین ملکہ بران کو گھیر کر پکڑلین ملکہ بران
نے جھپر اختر مارا دو یا اُسکے سینے کو توڑ کر پار گذرا اکثر ساحر ہاتھ سے بران کے مارے گئے
بہار و خار خار الگ کھڑی ہوئی ہین جب لشکر آبشار کے سپہ سالار مارے
گئے اور لشکر نے شکست کھائی دور تک بران نے بھگایا بہار و خار خار زخمی ہوکر
پلٹین ادھر ملکہ بران و باغبان و مخمور و مجلس ذخیرہ فتح و فیروزی واپس ہوے
بہار و خار خار اپنے لشکر مین آئین کہ خار خار کو بڑا قلق ہے بہار سے کہتی ہے کہ سحر بران
کا زور و شور دیکھا بہار نے کہا بران بلاے روزگار ہے سحر بل پر نیادان تو شاد رہا خون روان
شکست کیا اُس روز تمام عالم کے ساحر جمع تھے عشاق سبزہ رنگ نے غفلت مین اگر بران
کو مارا عمرو و ایسا عیار کہ کسنے تلاش کیسے عشاق کو قتل کیا بران کو جلایا اُس سے
مقابلہ کرنا بہت مشکل ہے خار خار اپنی بارگاہ مین آئی رنجیدہ ہی اپنی و بہار کی کرائی ایک
عرضی بخدمت افراسیاب لکھی مضمون یہ تھا کہ اے شہنشاہ مین نے بہار کو یہانتک لاکے
ممالک کوکب ویران کرائے اب قلعہ گلنوشان پر مقابلہ پڑا ہے ملکہ بران آمادہ حرب و
پیکار ہین لونڈی عاجز ہو رہی ہے کسی ایسے مددگار کو بھیجے کہ میری مدد کرے اور بہت کچھ حال
لکھا یہ عرضی جا افراسیاب کو پہونچی افراسیاب نے غصے مین آواز دی سردار سیہ پوشان کو بلاؤ
ایک آن مین چلی ایک ساحر سیہ پوش پشت پر ڈیڑھ لاکھ کا لشکر سب لباس سیہ پہنے ہوے آکر پہونچے
آکر حضور نے سلام کیا ہاتھ باندھکر کھڑا ہوا کہا اے شہنشاہ کیا حکم ہوتا ہے مین صحرا سے سیہ بخت
مین بیٹھا تھا کہ آواز آپ کی کان مین پہونچی کسی قدر ملازم حاضر خدمت سے آگیا یہ لیکر حاضر ہوا

افراسیاب نے کہا ای دختر سیہ پوشان قلعہ **گلنوشان** پر جاؤ **خار خار رنگین پوش** بمقابلہ ملکہ زمان **کوکب** فروکش ہی **بران** دختر **کوکب** کو کھا جاؤ اپنے بڑے صدمے پہونچائے سیہ پوش قہقہہ مار کر ہنسا کہا تصدق ہو جاؤن آپ کے فرمانے کے **بران** ایسی معشوقہ مجھکو کھانے کو ملی یہ کہکر وہی ڈیڑھ لاکھ فوج لیکر روانہ ہو گیا یہان **خار خار** نے بعد گئی دن کے طبل جنگی بجوایا **بران** نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر گل آفتاب شاخ شعاع پر شگفتہ ہوا گلہائے نجم مرجھائے ضیائے آفتاب نے تمام عالم کو روشن کیا دونون لشکر بصد کر و فر میدان کارزار مین آئے فوجین جمنے لگین **خار خار** کو بڑا انتشار ہی کہ **بہار** میدان مین نکلین **بران** سے ایسا نہو مقابلہ پڑ جائے **بہار** زخمی ہون تو خرابی ہو کبھی سوچتی ہی کہ مین نے اپنے کو کس آفت مین ڈالا سب سردار میری ہی فکر مین ہین مسلمانون پر حال کھل گیا کہ **بہار** سحر مین **خار خار** کے ہی مصاحبون سے کہہ رہی ہی اس آفت سے اپنے کو بچاؤن **بہار** بیسے اپنا سحر اُتارلون اپنے وطن کو چلی جاؤن لیکن جسوقت **بہار** پر سے سحر اُتریگا اور اُسکو اپنا معشوق خوشخو یاد آئیگا اپنے آپ سے باہر ہو جائیگی بغیر قتل کیے مجھکو نہ جانے دیگی بڑی خرابی یہ ہی کہ **بران** جان لگائیگی نکلکر سحر کریگی اب مجھے دونون طرح مشکل ہی میدان مین نقیب نقابت کر رہے ہین کڑکیتون نے اشعار عبرت آثار پڑھے بہ آواز بلند پکار رہے ہین ای مردان بکوشید تا جامہ مردان نپوشید یہ سنکر بہادر جوش مین لگے آنکھون مین نشہ آگیا ایک سے ایک کہتا ہی یارو کیا غضب کے فقرے کہے سکندر سا بادشاہ خالی ہاتھ دنیا سے گیا ہم کس شمار مین ہین اعمال نیک یہ ہین کہ اپنی جان دو لڑو مردانگی مین نام ہی یہان تو یہ ذکر ہو رہے تھے **بہار** نے قصد کیا ہی کہ طاؤس نکالون آج جا کر **بران** کو ہلاک کر دون کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی تمام زمانے مین اندھیرا ہو گیا ہزارون درخت گرے کیفیت پردہ ظلمات ظاہر ہوئی سب گھبرا کر دیکھنے لگے جانبین کے لشکر مین کھلبلی پڑ گئی اسطرح کی ہوا تند چلی کہ گھوڑے بدلگام ہوا کرنے لگے سوار گھورون سے گرے **خار خار** کہتی ہی ای ملکہ **بہار** شاید کسی کو ہماری مدد کے واسطے شہنشاہ نے بھیجا ہی تھوڑے عرصے کے بعد وہ اندھیرا برطرف ہوا سب نے دیکھا ایک ساحر سیہ فام تخت پر سوار ڈیڑھ لاکھ ساحر پشت پر وہ ساحر منہ کھولے ہوئے ہی جب سانس لیتا ہی ایک

غبار زرد منہ سے نکلتا ہی انگلیون سے شعلۂ آتش نکلتے ہوے تمام لشکر والے سامری و جمشید
کا نام لیتے ہوے بجرنگ بجرنگ کی صدائین بلند ساحران خود پسند اژدرِ آتش فشان پر سوار
جب علمہاے سیہ کو جنبش دیتے ہین تو دور تک اندھیرا ہو جاتا ہی جب وہ ساحر منہ سے غبار زرد
چھوڑتا ہی اندھیرے مین روشنی ہوتی ہی وہین سے نعرہ کیا ای ملکہ خمار خار نگر انا منم سردار
سیہ پوشان یہ کہکر تخت بڑھایا فوج کو طرف خار خار کے بھیجا آپ میدان کارزار مین پہونچا
آتے ہی آواز دی اے دختر کوکب تو نے بڑا نام کیا آبرو بنائی دریاے خون دشمنان کو مٹایا
پل یزدان کو توڑا میرے مقابلے مین آ تو احوال معلوم ہو یہ سنتے ہی ملکہ بران تخت سے
کودین اختر مروارید کو جوڑے سے نکالا ملکہ مخمور و باغبان دوڑ پڑے کہا ملکۂ عالم ہم مقابلہ
مین سردار سیہ پوشان کے جائینگے ملکہ بران نے کہا اب وہ مجھے پکارتا ہی میرا ہی جانا ضرور
ہی باغبان و مخمور کو ہٹا کر بران ہنس پر سوار ہوئین میدان کارزار مین آئین اُسنے
دیکھتے ہی ایک قہقہہ مارا کہا اے ملکہ بران مین افسوس کرتا ہون جب تمنے دریا کے شکست کرنے کا
ارادہ کیا تو شہنشاہ نے مجھکو کیون نہ بلایا بران نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہی غرور والے ہمیشہ
تباہ و برباد رہتے ہین جس سر مین غرور ہے وہی نہ رہیگا یہ کہکر آواز دی او سیہ بخت سیہ رو
سحر کر پیش قدمی ہمارا طریقہ نہین ہی ہم مطیع اسلام ہین خواجہ عمرو کا حکم ہی کہ کبھی پیش قدمی نہ کرنا
یہ سنتے ہی سردار سیہ پوشان نے دامن اپنے جامے کا ہلایا ایک اندھیرا ملکہ بران پر چھا گیا
یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک چادر سیہ آسمان سے ملکہ بران پر گری اُسمین چھپ گئین اندر چادر کے
بجلی تڑپی مجلس حیران حیران دیکھ رہی ہی کبھی دعائین مانگتی ہی لیکن اُس چادر سیہ کے
اندر ایک برق تڑپ رہی ہی بعد تھوڑی دیر کے سب نے دیکھا ملکہ بران چادر کو کاٹ کر نکلین
مگر پسینے پسینے چہرہ اُداس جسطرح بوقت سحر چہرۂ ماہ تابان فق ہوتا ہی نکلتے ہی اختر مروارید کو چاہا
کھینچ مارین سردار سیہ پوشان نے پھر دامن کو ہلایا اختر سیاہ ہونے لگا ملکہ بران نے
پریشان ہوکر اختر کو جوڑے مین رکھ لیا گولہ کھینچ مارا اُسنے پھر دامن کو ہلایا گولہ بیچ سے کر زمین پر
گرا جو سحر بران نے کیا سردار سیہ پوشان نے دامن ہلایا سحر دفع ہوا جب دو چار سحر بران
نے کیے اُسنے دامن ہلا کر دفع کر دیے بران تڑپ کر زمین سے بلند ہوئین برق بنکر سردار سیہ پوشان

پر گرین یک اُسکی چھپکی چاہاہٹ جاؤن مگر زمین نے بھی رو کا زمین نے گویا پر تھام لیے
بران سر پر گرین سر سردار سیہ پوشان کا زخمی ہوا خون جو سر سے نکلا ایک چیخ ماری کہ
یا سامری و جمشید تمکو غیرت نہ آئی اُس چھوکری کے ہاتھ سے مجھکو زخمی کرایا تمھاری زندگی
مین تمھارے پہلو مین بیٹھتے تھے یہ جواب نے پکار کر کہا ملکہ زمین پر اگر قائم ہو ہین کہ زمین سے
دھوان نکلا آنکھون مین ملکہ بران کی دھوان لگا اُف اُف کہکر آنکھون پر ہاتھ رکھا خون سر کا
لیکر سردار سیہ پوشان نے بران پر پھینک مارا ہزار ہا شعلۂ آتش ملکہ بران پر گرے بران
نے ہاتھ ہلایا انگلیون سے قطرات آب گرے شعلے بجھے مگر بران کو ایک حیرت ہوئی اموش ہو کر
کھڑی ہو گئین سردار سیہ پوشان منھ پھیلا کر دوڑا و جد مین ہے کہ ایسی نعمت کھانے کو ملی مجلس
نے جو دیکھا منڈھی کا نادہ کھولا تڑپ کر جا پڑی ہر چند ملکہ بران کو آواز دی کہ اے مادر مہل
ہوشیار ہو ہماری بات کا جواب دو بران نے کچھ جواب نہ دیا آنکھین گردش کر رہی ہین چہرہ
اداس زندگی سے یاس چاہتی ہین لڑکھڑا کر گرین مگر اپنے کو سنبھالتی ہین جب مجلس
نے رو رو کر پکارا کہا برائے خدا کچھ تو جواب دیجیے لونڈی برائے مقابلہ موجود ہے جب
بہت مجلس نے کہا تو ملکہ بران شمشیر زن ہمشکل رو رو کر یہ اشعار پڑھنے لگین

نظم

گوش زد جیسے تمھارے چشم کا افسانہ تھا　　آہوے مست اُسکی آنکھون مین سگ دیوانہ تھا

اے پری پیکر نہ جب تک مین ترا دیوانہ تھا　　یہ جو روشن ہے چراغ حسن بے پروانہ تھا

حسن عالمگیر چھپ سکتا چھپانے سے نہین　　پردے مین تو کوچہ و بازار مین افسانہ تھا

آج کل سے سلسلہ مہر و محبت کا نہین　　عالم ارواح مین میرے ترے یارانہ تھا

حال پر اپنے توجہ کی نظر تھی جن دنون　　آفتاب ذرہ پہ در جلوۂ جانانہ تھا

لعل لب دونون تمھارے محبوب لعل شب چراغ　　داغ تھا جو منھ مین تیرے گوہر یکدانہ تھا

مصحف روے حقیقت کی تلاوت سے کھلا　　عشق معشوق مجازی ابجد طفلانہ تھا

بسکہ رکھتا تھا ہر اک اُنمین سے ہیرے کی چمک　　جوہرون سے خنجر قاتل جواہر خانہ تھا

سایۂ بال ہما سے سرفرازی تھی حصول　　بادشاہ وقت زلفون مین تمھاری شانہ تھا

حسن دیکر عاشق سیدا دیے اللہ نے　　ان بتون کو لازم آتش سجدۂ شکرانہ تھا

یہ اشعار پڑھکر ملکہ بران اسقدر خاموش ہوئین کہ گویا منھ مین زبان نہین سردار سیہ پوشان
نے آواز دی اوچھوکری ہٹ جا ورنہ تجھکو بھی کھا جاؤنگا مجلس نے تازہ مار اپشت پر اُسکی
کوڑا بنکر پڑا سردار سیہ پوشان پیٹھ سہلانے لگا ایک چیخ ماری کہ اوچھوکری روح سامری
کو صدمہ دیا تجھکو بھی کھالونگا چالیس آدمی ایک وقت مین کھا سکتا ہون یہ کہکر جو دو ہتھڑ
مارا مجلس بھی خاموش ہوکر گری مخمور رجا پڑی پورا انگشتا کھینچ مارا سینے پر سردار سیہ پوشان
کے پڑا آبلے تو پڑ گئے مگر کسی دانے نے ہڈی کو نہ توڑا ایک چیخ ماری دامن سیہ ہلاکی مخمور بھی
خاموش ہوئی جھولی شانے سے اُتار کر پھینک دی بران کے شانے سے شانہ ملا کر کھڑی
ہوئین سردار سیہ پوشان منہ پھیلا کر بڑھا چیخین مارتا تھا کہ ان تینون کو کھا جاؤن یہ سنکر
باغبان کو تاب نہ رہی ہرچند بران کا ایسا حال ہونے سے ہوش اُڑے ہوئے تھے مگر ایک
گرگنبد مارا بران و مجلس و مخمور کو پست پر لیا سینہ سپر کرکے لڑنے لگا دو تین سحر کیے سردار
سیہ پوشان کے اوپر جو سحر پڑتا ہے باطل ہو کر گر پڑتا ہے تاثیر کامل نہین ہوتی غصے مین سردار
سیہ پوشان نے دامن اپنا پھاڑ کر پھینک مارا ایک برق کڑکی باغبان نے اُف
کرکے دونون ہاتھ آنکھون پر رکھ لیے سردار سیہ پوشان نے کہا یا سامری اب آپ ایسے
ناچار ہے کہ باغبان باغ سیب کا منتظر جیسے مقابلہ کرتا ہے مثل مخمور کے اسکا بھی حال
کیون نہین ہو جاتا باغبان لڑکھڑا کر ہٹا مخمور کا ہاتھ تھام کر کھڑا ہو گیا جھولی اُتار کر پھینکدی
گلچین نے جو شوہر کا یہ حال دیکھا بیقرار ہو گئی سردار سیہ پوشان منہ پھیلا کر چلا سب
لشکر والون نے کہا خبردار آگے نہ بڑھنا بیتاب ہو کر پکارنے لگے ای کریم کارساز و ای رب بینیاز
ان سردارون کو اس مصیبت سے بچائے

نظم

بنماید روی خود در وحدت و کثرت وحید — ظاہر از ہر فرد می گردد خداوند فرید
شد از و اظہار ہر روز و شب و شام و صباح — شد از و اصلاح ہر نیک و بد و پاک و پلید
گاہ از ذرہ ببیند چہرہ گہ از آفتاب — ہر کہ باشد طالب دیدار خواہشمند دید
نکتہ توحید ذاتش خارج از شرح بیان — علم تشریح صفاتش زاہد از گفت و شنید
قدرتش موجود در ہر ظاہر و ہر باطن است — صنعتش پیداست اندر ہر قریب و ہر بعید

گم شد آن سالک کہ در راہ طریقت پا نہاد	گشت بے نام و نشان ہر کسکہ در منزل رسید
چشم دل ہندی منور کن ز نور معرفت	کار صفائے دل بحشمت روشنی آید پدید
حاضر و ناظر ببیں و پیشت خدا آید نظر	زیر و بالا نور ذات کبریا آید نظر

بلک بلک کے جو سارے لشکر نے دعا کی دریائے رحمت الٰہی جوش مین آیا سردار سیہ پوشان
منھ پھیلائے ہوئے واسطے کھانے یران وغیرہ کے جاتا ہی خارخار خوشیان کررہی ہی اسوقت
بہار نے کہا ای خارخار اگر تجھسے ہوسکے تو سردار سیہ پوشان کو منع کرکے مخمور کو نکلوائے ہمارے
پاس گرفتار کرلائے مخمور سے ہمسے بڑا رسم ہی معشوق پریزاد صاحب حسن و جمال با لیاقت و کمال
اسکا مثنا باعث ملال این جانب ہوگا خارخار نے کہا ای بہار مسلمانون کی طرف سے ابھی تمھارے
دل مین محبت باقی ہی جتنے دشمنان شہنشاہ ہین سب قتل ہوجائین انکا زندہ رہنا اچھا نہین
جوان مین سے بچا وہ فساد برپا کریگا حمزہ عرب کو جاکر اطلاع دے گا پسران حمزہ
صف شکن تیغ زن سبھون نے طلسم توڑے ہین وہ لوگ یہ خبر سنکر آدینگے فوراً فساد برپا کرین گے
یہان کی لڑائی فتح کرلین تو چلکر سارے لشکر کو گھیرینگے بلکہ اسی آدمخوار کو ساتھ لیجاینگے یہ سب کو
کھا جائیگا کتنا ہی ایک مرتبہ چالیس آدمی کو کھا سکتا ہون یہ دلیلین سنکر بہار کے آنسو
ٹپک پڑے مگر سر جھکاکر خاموش ہو رہی کہا بو الحقین اختیار ہی ہم بھی خیر خواہ افراسیاب ہین
خارخار نے منھ پھیر لیا سوچی کہ رات کو اور سحر کرونگی اسکے مبہوت ہونے مین فرق ہی دریائے
محبت اہل اسلام مین غرق ہی یہان شگوفہ نے جو دیکھا کہ سردار سیہ پوشان ہاتھ
پھیلائے ہوئے جاتا ہی ملکہ شگوفہ نے چاہا کل لشکر کو لیکر بلوہ کرون اپنی شاہزادی کو بچاؤن
یہ سوچکر آوازدی یار و کھڑے کیا دیکھ رہے ہو آفتاب طلسم نورافشان غروب ہوتا ہی
جنکی مصیبت پر فلک کجرفتار بھی روتا ہی لشکر نے اپنے مقام سے جنبش کی چاہا جا پڑین
سردار سیہ پوشان نے جو دیکھا کہ لشکر ان سبھون کے بچانے کو آتا ہی دامن اپنا ہلادیا ایک
دیوار آہن سامنے لشکر کے حائل ہوگئی سب سردار سپاہی سوار اُسی دیوار پر گُرز سے مار
رہے ہین دیوار کو جنبش بھی نہین ہوتی جو سحر کیا بیکار ہوکے گر پڑا جس کسی نے سخت سحر کیا
شعلہ ہائے آتش نکلنے لگے کئی سو جل کر گرے اب تو سارے لشکر مین فریاد و فریاد کی صدا بلند

ہوئی بلک بلک کے دعائین کرنے لگے چند قدم کا فاصلہ ملکہ بران وغیرہ و سردار سیہ پوشان سے باقی ہو کران سب کا تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا زمین کا پھٹی دیکھا سب نے برہمن زمین سے نکلا اس گھبراہٹ مین آیا ہو کر اسباب سحر تک ہاتھ مین نہین سلاح بھی جسم پر ندارد تڑپ کے زمین سے نکلا للکارا او سیہ رو سیہ بخت اب نہ آگے بڑھنا یہ ملعون اپنے جوشش مین ہلانے لگا کئی چادرین سیہ برہمن پر گرین برہمن نے چادرون کے ٹکڑے اڑا دیے فرمایا او ملعون لباس اپنا اتار کر پھینک کہ کوئی سحر کامل ہو یہ کہتا ہوا برہمن قریب پہونچا اُسنے تلوار کمر سے نکالی ہاتھ سیہ برہمن پر مارا برہمن نے خالی دی ہاتھ ڈال کے ایک طمانچہ مارا سردار سیہ پوشان لڑکھڑا کے گرا برہمن نے ٹانگین پکڑ کے ایک جھر جھر اٹھا مارا شل کر باس کھینچ چیر کر پھینک دیا اسکا مرنا کہ دیوار آہن گری بران وغیرہ کو ہوش آیا غصہ تو انتہا کا تھا برہمن کو دیکھکر شرماتین اور سردار پوشان پر جا پڑین ملکہ بران کا اختر مردار پر چلا مخمور نے کنٹھا یاقوت احمر کا مارا مجلس سنہ پر سے کے پر سے پامال کر دیے جب بال ہلائے برقین کڑک کر گرین کسی کا سر اُڑ گیا کسی کا ہاتھ کٹ ملکہ مخمور تڑپ تڑپ کر گر رہی ہین بے افسر کا لشکر جسطرح سر لیے آئے تھے اسی جانب بھاگے بہار و خار خار دیکھ رہی ہین برہمن اُدھر سے پلٹ پکار کر آواز دی کیون بہار اس خار خار نے تمکو بڑا صدمہ دیا مجکو تمہارا پاس ہو جاؤ اس ملک پر سے ہٹ جاؤ ملکہ بہار نے کہا ہم تو یہ ملک تسخیر کرنے گئے ہین برہمن پلٹ پڑا بہار نے گلدستہ مارا برہمن نے ہاتھ ہلا دیا وہ گلدستہ مرے بہار کے آگر پھٹا بہار پر پھول برسنے لگے بہار نے دستک دی کہ شعلے سے آتش جھڑ کے سب پھول جلنے لگے برہمن طرف خار خار کے چلا کہا آپکے سحر کا مشتاق ہون خار خار بھاگی کہا او بہار تم بھی چلی آؤ بہار نے بھی قرار کیا لشکر پر خار خار کے سرداران اسلام جا پڑے اب تو کل لشکر بھاگا برہمن سب کو روکتا جاتا ہی ایک ایک سے یہی اشارہ ہی کہ صاحبو مغلوبہ کا سحر بُرا ہوتا ہوا ایسا نہو کوئی سحر بہار پر پڑ جائے یہ کہکر سب کو روکا اب بڑھکر بارگاہ مین اُنکی آگ لگا دی بازارون کو لٹوا لیا بہار و خار خار بارہ کوس پر جاکر ٹھہرین برہمن وغیرہ لشکر فیروزی لیے داخل قلعہ مین بارگاہ زرنفتی استادہ تھی اُسی بارگاہ مین آکر سب داخل ہوے خواجہ برق نے بھی اپنے کو ظاہر کیا برہمن کی بہت تعریفین کین برہمن آنکھون مین

آنسو بھر لایا کہا خواجہ خدا نے بڑا فضل کیا خدانخواستہ اگر ایران کا آج ایک موے جسم کم ہوتا کوکب اُڑ لی
جھڑ ائی سب ہوتا ایران کو غش جان کے سمجھتے ہو آج مین اپنے قصر مین بیٹھا تھا یکایک ایک آواز
آئی کہ ای برہمن ہوشیار ہو جاؤ ایران پر زوال آتا ہے مین گھبرا گیا نقشہ اٹھا کر دیکھا یہ حال
معلوم ہوا ایسا گھبرایا کہ اسباب سحر بھی ہاتھ مین نہ لیا ہتھیار بھی نہ لیے شکر ہے کہ وقت پر تو پہونچا
اُس سیہ رو کو مارا ای شہنشاہ اوج عیاری مقدمۂ بہار مین کیا کر دوگے عجب مقدمہ نازک ہے خار خار
کی ذات کا سارا فساد ہے خواجہ نے کہا اب یہ جان بھاگ کر گئی ہے مین جا کر خبر لیتا ہون مگر ای برہمن
خیال رکھنا برہمن نے کہا خواجہ مین آٹھ پہر اسی فکر مین رہتا ہون جو امور ضروری ہین اسکے علاوہ
یہی فکر رہتی ہے کہ کون سردار آیا کس سے مقابلہ پڑا آپ مطمئن رہین تشریف لیجائیں جب تک
خار خار در اصل جہنم نہوگی بہار کو ہوش نہ آئیگا خواجہ نے کہا مین اُسی کی فکر مین جاتا ہون
برہمن طرف اپنے قصر کے روانہ ہوا خواجہ باندھے عیاری لگا کر تلاش مین بہار و خار خار
کی چلے یہان خار خار شکست کھا کر ایک صحراے دایان مین اگر اُتری کچھ ٹوٹی ہوئی بارگاہین
ہمراہ لائی تھی انکو استادہ کرایا ملکہ بہار کو اُتارا آٹھ پہر بہار کی خدمت مین مصروف رہتی ہے
جانتی ہے کہ معشوق نازک مزاج ہے اسباب عیش و نشاط واسطے بہار کے مکن کیا ایک عرضی
بخدمت افراسیاب تحریر کی مضمون یہ تھا ای شہنشاہ سردار سیہ پوشان کو آپنے بھیجا
ہیران وغیرہ کو اُسنے اپنے سحر مین پھنسا لیا تھا عین وقت پر برہمن آیا اُسنے اُس سردار سیہ پوشان
کو اس بذلت و رسوائی سے قتل کیا کہ جسکا مفصل لکھنا مناسب نہین یہ حضور کو معلوم ہوگا کہ سب مسلمان
میری ہی فکر مین ہین اگر مقدمۂ بہار نہوتا تو میرا بھی بچنا دشوار تھا فلان صحرا مین شکست
کھا کے آئی جسطرح ایک قلعہ تسخیر کر لیا تھا دوسرے کی تسخیر کی نوبت نہ آئی اب جیسا ارشاد
ہو بجا لاؤن ایک کنیز کو نامہ دیا کنیز نامہ لیکر چلی افراسیاب باغ سیب مین بیٹھا تھا کہ حیرت
جنتی ہوئی آئین کہا ای شہنشاہ مبارک ہو کہ بوا بہار اُسنے ہمکو نامہ بعذر لکھا اور لکھتی ہین
کہ ہم بسبب حجاب کے کیا صورت دکھائین آپ سے انکو بڑا خوف ہے کہ ایسا نہو شہنشاہ
مجھکو سزا دین مثل مخمور کے سر دربار کوڑے پڑ جائین اب ایک محبت نامہ لکھ بھیجیے کہ خوف
اسکے دل سے نکل جائے یہ باتین تھین کہ کنیز فرستادہ خار خار کی پہونچی نامہ افراسیاب کو دیا افراسیاب

نامے کو پڑھکر کانپنے لگا حیرت نے پوچھا ای شہنشاہ خیر تو ہی افراسیاب نے کہا وہ ساحر مارا گیا
جسکا ہوشربا مین غل و نفیر نہ تھا وہ تدبیر کرون کہ سالکان نورافشان کو بھاگتے راستہ نہ ملے
یہ لکھکر ایک نامہ لکھا آواز دی اسے کوئی حاضر ہی ایک سنہری پنجہ پیدا ہوا اسنامے کو لیکر روانہ ہو گیا
تھوڑی دیر مین ایک ابر سیہ اُٹھا مائل بہ زردی وہ ابر آکر شق ہوا دیکھا ایک ساحرہ نہایت حسین
ایک بندریا کاندھے پر زرلفتی پٹہ اُسکے گلے مین پڑا ہوا تاج سر پر رکھے ہوے تین لاکھ ساحر پشت
پر آتے ہی افراسیاب کو سلام کیا افراسیاب نے کہا ای میمونہ زردپوش کیسا مزاج ہی
عرض کی کنیز سرکار کی شکارگاہ مین تھی کہ نامہ آپ کا پہونچا فوراً حاضر ہوئی کیا ارشاد ہوتا ہی
افراسیاب نے کہا فلان صحرا مین خار خار رنگین پوش اتری ہی ملکہ بہار بھی اسی مقام پر
ہین جاکر انکا ساتھ دو مالک نور افشان پر لشکرکشی کرو مگر بہار سحر خار مین ہی ذرا
اسکا خیال رہے یہ سنتے ہی میمونہ ہنسی کہا حضور یہ بندریا جو میرے کاندھے پر بیٹھی ہی یہی سب
کا خاتمہ کردیگی مین سامری و جمشید سے عرض کرتی تھی کہ کسی جنگ مین نگوڑا برہمن
آجائے تو حال معلوم ہو وہ برہمن کچھ بھوتی کے اشلوک پڑھنا جانے کہ سحر کرنا جانے میان
نور افشان نے اسکو سحر سکھایا بڑا ساحر بنایا یہ بندریا اسکو صحراے میمون مین پہونچا دیگی جہان
تین لاکھ بندر رہتے ہین میان برہمن کو نوچ کے کھا جائینگے حضور نے فساد مسلمانان کو کیون اسقدر
طول دیا لونڈی کو اپنی اب یاد کیا اب تک آتی سب سے میل کرادیتی ایک دن مین فیصلہ تھا افراسیاب
بدتون سے میمونہ کی ہیبت خوش ہوا کہا ای میمونہ مجھے تجھسے ایسا ہی اعتبار ہی مگر سردار سیہ پوش
اس حسرت و یاس سے مارا گیا کہ مجھکو انتہا کا قلق ہی میمونہ نے کہا حضور وہ سحر کیا جانے سوا
کھانے کپڑے سینے کے یا دامن ہلانے کے وہ کیا جانے کہ سحر کسے کہتے ہین آپ نے اسنے
ناحق بھیجا افراسیاب نے کہا ای میمونہ برات بلاسے روزگار ہی اسنے کہا ۔ وہ جید کری سحر
کیا جانے آپ نے اُسے مشہور کیا دریا شاگرد بلاسے روزگار ہو گئین جسدن مقابلہ پڑیگا حال معلوم ہوگا
یہی بندریا اُنکے گورے گورے منہ کو نوچ ڈالیگی پسران حمزہ کا حسن و جمال شوکت و لیاقت مشہور
عالم ہی کوئی انپر بھی عاشق ہوگا لشکر مین مسلمانون کے جاکر خالی پلٹنا دشوار ہی بی بہار
اور مخمور کا تو عشق مشہور ہی یہ بھی کسی پر عاشق ہونگی باپ کا خوف تھا ہو منہ سے نہین

نکال سکتی ایک دن ظاہر ہوگا افراسیاب نے کہا یہ بات آج تک ظاہر نہین ہوئی میمونہ نے کہا
حضور سب حال کھل جائیگا ضرور سرکار کو خبر پہونچیگی مین روز عرضیان لکھونگی یہ کہکر اُسی وقت سوار
ہوئی تین لاکھ ساحرون کو ساتھ لیکر چلی منزل در منزل میمونہ چلی ہے عقاب گلنگ سجا
جاجی بھی اسکے ساتھ ہے ایک صحراے سبزہ زار مین یہ لشکر جاکر اُترا بارگاہ استادہ ہوئی آخر وقت تھے
میمونہ وعقاب نے حکم کیا کرسیان دروازے پر بچھاؤ کرسیان بچھگئین مع چند مصاحبون کے باہر آکے بیٹھی
سامنے دیکھا کہ ایک گاؤن ہے کھیت جابجا لہلہا رہے ہین کاشتکار کہین پانی دے رہے ہین کوئی گھاس
کھیت سے نکال رہا ہے ایک کھیت ہے کہ منڈیر اسکی بہت اونچی ہے اسطرف مثل خندق ہے جو کوئی
وہان سے راستہ چلتا ہے یا کھیت مین سے جاتا ہے یا اوپر سے نیچے اترآتا ہے کہ دیکھا گاؤن سے ایک بڑھیا آتی ہے
جوتا پاؤن مین اسمین پائتابہ بندھے ہوئے کہ مین سے خاک اڑکر سر پر پہونچتی ہے سوسی کا پاجامہ ایک کلی
کا پیوند اسمین کلبدن کے دھوتر کی چادر ایک جوا کمر مین گھٹرسا ہوا اسمین سے تمباکو و چونا نکالکر
ہتھیلی پر ملا اور پھانک گئی دانت تک منہ مین نہین بڑھیا آتے آتے قریب اُس کھیت کے
پہونچی تو کھیت مین سے گئی نہ اسطرف اتری منڈیر پر سے چڑھکر چلی ایک کنیز نے میمونہ کی پکار
کر کہا بڑی بی صاحب گر پڑوگی سیدھے راستے چلو بڑھیا نے تیوری بدل کر جواب دیا اری جوانی میٹی
بڑھیا تو ہوگی تیرے سر کے بال سفید ہوگئے تو بڑھیا کہتی ہے ابھی میرا سن کیا ہے اچھی طرح یاد بھی نہین
تو اپنے مقام پر حساب لگالے دو دو چار اور چار کے ہوتے ہین اُس کنیز نے اپنی ساتھ والی سے
کہا بڑھیا بڑی بدزبان ہے بڑھیا کہنے سے بہت بُرا مانا ساتھ والیون نے کہا ہماری بلا سے
مرے چاہے جیے بڑھیا نے یہ بات سنی تالیان بجاکر کوسنے لگی کہا ارے تم گرد تمہارا مکان
تپڑ کرے حرام زادیو کوستی ہو تمہاری جوانی کو آگ لگے کنیزون نے آپس مین کہا اری بوا
چپ رہو یہ تو بڑھیا جھاڑ کا کانٹا ہے ایک بات کہو تو اسکے لاکھ جواب دیتی ہے ایسی سے کون بچے
اسکے بڑھاپے کو آگ لگے بڑھیا نے پکار کہا او ستانیون مین کہتی ہون جو کچھ تم آپس مین
کہہ رہی ہو مین بہری نہین ہون تمہاری باتین سنتی ہون کہ لے اشارہ کیا اری چپ رہو ایک
بات کے ہزار جواب دیگی کاٹھ کو اپنے دامن سے الجھاؤ کیا ضرور ہے بڑھیا کھڑی جھکتی چلی آتی ہے ہر
قدم پر یہی قول ہے ان ستانیون کے شر سے سامری محفوظ رکھیں چند قدم چلی تھی کہ بڑھیا

لہذا کہ اسطرف گری گرتے ہی بیہوش ہوگئی کنیزین دوڑین بڑھیا کو اٹھایا بید ریا وغیرہ جھاڑی
بڑھیا کی جو آنکھ کھلی کل کلا کے کوسنے لگی کہا اری جوانی پیٹیون تھین ساحری وجمشید غارت کرے
مجھ بیچاری کو بڑھیا کہا نظر پتھر کو توڑتی ہے ان تمسخرون کی مجکو نظر لگ گئی اری میرا کولا اتر گیا گاذمیز
جا کر دریافت کرین جس محلے مین رہتی ہون عنایت لات ومنات سے بہت آباد ہے سارے
محلے والے مجھسے دل شاد ہین کسیکا دل نہین دکھاتی ہو جسنے کہا ان لیا کہدیا بیٹا بھائی آؤ گھر
تمہارا ہے جس کام کو موجود ہون رات دن میرے گھر مین جلسہ جمع رہتا ہے جو جسنے فرمائش
کی فوراً بجا لائی پہلو تہی نہین کرتی بیچارے جیتے رہین ایک کو ایک سے رشک نہین دن کو
بھی آتے ہین رات بھی آتے ہین اور اپنی طبیعت سے مین سبکو راضی رکھتی ہون ملکہ قہقہہ
مار کر ہنسنے لگین کہا نانی اماں معاف کرو بڑھیانے تیوری بدل کر کہا واری مین صدقے
مین قربان ہوا ملکہ بات کرد ہن لگے کلام ہو نانی کی لفظ سے بڑھاپا ٹپکتا ہے میمونہ نے ہاتھ پکڑ لیا
کہا بہن اندر چلو عقاب گلنگ سوار سے اشارہ کیا آج رات کو دل خوب بہلیگا اندر لا کے
کھٹولی بچھوا دی بڑی بی پیسل کے بیٹھین باتین بنانے لگین کہا بی بی ذرا میرا کولہ سنکوا دیکھو
کنیزون نے کولا سینکا اب تو بڑی بی بڑبڑ باتین کرنے لگین میمونہ نے پوچھا اری جوان بی
کہان چلی تھین بڑی بی ہنس پڑی کہا مین تمہارے منہ کے صدقے ابھی کڑیل جوان نہین
ہون واری مہینے کا حساب ابھی نہین ہوا میرا بیٹا رسالدار ہے لشکر مین ایک رئیس کی یہان
نوکر ہے واری چھٹے برس بیاہ کے گئی ساتوین برس پیٹ رہگیا پھر حضور لڑکا ہوا اُس مرنے والی
نے بڑی دھوم سے چھٹی کی نوان برس شروع تھا کہ اُنکو موت آگئی صاحبزادے رسالدار جو ہین
وہ رنڈیان نوکر رکھتے ہین ہماری خبر نہین لیتے ہین نوکری چاکری کرکے اپنی اوقات بسر کرتی
ہون آنے والون سے کچھ نہین لیتی اپنا ہی کچھ کھلا دیتی ہون اسی سے نام بھی بہت بدنام ہو جاتی
اب چلی تھی کہ جہان صاحبزادے رسالدار ہین وہین جا کر انکو ذلیل کر ڈالون سب آگاہ ہون یہ انکو کیا
دیتی اس راہ سے آئی ان جوانی جلیون نے نظر لگا دی اب آپکی خدمت مین آئی آپکون صاحب
کہان جاتی ہین میمونہ سب حال مفصل بیان کر دیا کہ براہ مدد خمار ساحرہ جاتی ہون بہار اُسکے ہمراہ چلی
یہ سنکر بڑی بی خوش ہوئین کہا واری لونڈی کو بھی ساتھ لیجیے اور آپکو جادو دکھاؤ بھی آتا ہوگا میمونہ نے کہا

بہن دن کی رات کردین اور رات کا دن کرین مردی کو زندہ اور زندی کو مردہ کرین بہن تم علم دو جیسا سحر کردیا بنا دون تمکو جوان بنا دون جو کہو وہ کر دون بڑھیا نے کہا بی بی ایسا سحر کر دو کہ لڑکا میرا مجکو خرچ بھیجا کرے اور رنڈیان چھوڑ دی میرے پہلو مین سوے بی بی کیا مین اس سے انکار کر دون بھلا اسکی خوشی بیٹھ موڑ کے نہ سوؤنگی میمونہ اسپر بہت ہنسی کہا بہن تمپر عاشق رہے بے تمھارے دیکھے اسکو چین نہ پڑے یہ سنتے ہی بڑھیا نے چٹ چٹ بلائین لین کہا مین صدقے مین قربان اب کیا مین ان قدمونکو چھوڑونگی عمدہ عمدہ قصے سناؤنگی کہ بے لونڈی کے چین نہ پڑے بڑی بی میٹھی ہوئی باتین کر رہی ہین جب رات ہوئی لکاول نے دسترخوان چنا میمونہ نے ہاتھ پکڑ لیا کہا بہن آؤ کھانا کھاؤ بڑھیا نے بیٹھ کے کھانا کھایا بڑھیا سر جھکا کے بیٹھی میمونہ نے پوچھا بہن شراب بھی شوق ہے بڑھیا کہنے لگی کہا بی بی وہ تو خضر کی مٹی ہے گلابیان منگواؤ ذرا بابا ین طلب کرو مین ایک آدھ چیز تمھاری سامنے گاؤن میمونہ نے گلابیان طلب کین شراب کو الٹ پلٹ کر جام کو لبریز کیا باجین کو بجانے لگی یہ غزل بڑی بی نے سامنے میمونہ کے بصد سوز و گداز نک نک کر گائی

نظم

ہمکو ترساتے ہو تم کیون یہ ادا دکھلا کر　　منہ چھپایا نہ کرو بہر خدا دکھلا کر

شہر دیاری یہی ہوتی ہے کہ بس پھر کر بھی　　چار دن مہر و محبت کا مزا دکھلا کر

پھر قیامت ہے کہ وہ شوخ چھپالے منکو　　اپنا دیدار ہمین روز جزا دکھلا کر

دلکو ہاتھ آسکے جو بیچون تو یہ کہتی ہین تب　　لیجیو تم اسے بازار وفا دکھلا کر

چاک چاک اپنا گریبان کیا ہے ہم نے　　بس اسی ونشرکہ وہ ہاتھ گیا دکھلا کر

ہمنے ہاتھون سے تمھو کیونکہ کوئی نچ گو　　یون جو دلکو لبھا رنگ حنا دکھلا کر

تیرے بیمار کو دیکھکے پشیمان ہوے　　لائے تھے وہ جو مسیحا سی دوا دکھلا کر

کیجیو قاصد مرے پیاری سے جدائی کا گلہ　　وقت رخصت مری نامہ کو جدا دکھلا کر

خواہ دیوانہ کہی خواہ وہ وحشی مجھکو　　مصحفی مین اسی حال اپنا چلا دکھلا کر

بڑی بی کے گانے پر لوٹ گئی کہ اس بڑھاپے مین کیا آواز ہے گانے مین سوز و گداز ہے بڑھیا نے اب سبکو شراب پلانا شروع کی کنیزون نے کہا ارے ستانیو تم بھی پیو کنیزین پینے لگین۔ مصاحبون کو بھی شراب پلانا شروع کیا سب دربار والے پہر رات رہے بیہوش ہوے

خواجہ اپنی مقام سے اٹھے منظور ہوا انکے ساتھ چلکر خار خار کے کاشانہ جیوڑون عقاب کو
اٹھاکے نذر زنبیل کیا اسکی شکل بنکر اسی مقام پر سو رہے چار پہر رات اسیطرح پر گذری
جبکہ سحر ہوئی بیہوشی سبکی اتری پہلے میمونہ ہوشیار ہوئی اٹھی دیکھا بڑھیا نہین عقاب
میرے پہلو مین سو رہی ہے کنیزون سے پوچھا ارے بڑھیا کہان گئی کنیزون نے چہار جانب
دیکھا کہین کا پتہ نہ ملا میمونہ نے اسدن تو اسی مقام پر مقام کیا عقاب گلنگ سوار نعلی نے
کہا حضور نہین معلوم بڑھیا کون تھی چھلاوہ تھی چھل بل کرکے چلی گئی دوسرے دن میمونہ نے
اُس جگہ سے کوچ کیا یہان خار خار رنگین پوش انتظار مین ہے کہ شہنشاہ نے فوج بھیجی مگر ابتک
نہین پہونچی کہ صرصر نے خبر دی ملکہ میمونہ زرد پوش آپکی مدد کو آتی ہین تین لاکھ فوج ساتھ ہے
بہار و خار خار باہر نکل آئین دیکھا ایک ابر زرد بلندی پر چرخ مار رہا ہے اور زمین پر ایک لشکر
گران کی آمد ہے صرصر نے کہا سامری و جمشید آپ پر تصدق کرین خار خار نے کہا میمونہ بلای
روزگار ہے ایک جندریا اُسکے پاس ہے اُسکے سحر کی پناہ نہین کون اس سے مقابلہ کرسکتا ہے یہ لکر
استقبال کو بڑھین میمونہ تخت پر سوار تین لاکھ فوج پشت پر عقاب گلنگ سوار پہلو مین باتین
کرتی ہوئی کہ خار خار نے ملاقات کی بہار کو دیکھکر میمونہ تخت سے کود پڑی بہار سے ہم بغل ہوئی
عقاب کو بھی بغل گیر کرایا عقاب کا ہاتھ تھام لیا باتین کرتی ہوئی لیکن عقاب نے چپکے
سے پوچھا کیون ملکہ بہار یہ کیا معرکہ گذرا تم تو شریک مسلمانان تھین ادھر کیونکر آگئین بہار نے کہا
اپنے عزیز سے کون جدائی چاہتا ہے نگوڑے سارہان زادے نے ہمکو بہن سے جدا کرایا تھا جب خیال
آیا اُن سبکی دشمن اب ملک کو کب برباد کرنیکا ارادہ ہے یہ مسلمانون کے بڑے معین و مددگار ہین
اگر انکو مٹایا تو مسلمانون کا قدم نہ ٹک سکیگا اسطرح کی باتین کرتی ہوئی داخل بارگاہ ہوئین جلسہ جمع
ہے بہار کے منہ سے نکل اصل یہ ہے کہ عمرو کی کانیکا شل نہین کیا غضب کا کانا ہے صرصر چھپا رفتار
بھی ہین خواجہ سے صبر نہو سکا بے اختیار بول اٹھے حضور کانا سُنئے تو احوال معلوم ہو صرصر نے کہا ای
ملکہ عقاب بہار سچ فرماتی ہین عمرو کانا سحر ہے بلاے روزگار ہے یہ عیاری اسکی نہین رکی عقاب
نے کہا مین نے بھی لاکھون روپیہ صرف کرکے حاصل کیا کبھی حالی امان کو نہین سنا تھا اسوقت
تم سبھون نے کمتی سے جوش آگیا بان اٹھا کر چھیڑا محفل مین رنگ جمانا منظور ہے یہ عاسید حا مجھکا

بجا کے یہ اشعار عبرت آثار گانا شروع کیے نظم

یہ وصیت مری ساقی نہ فراموش کرے
کاسۂ سر کو خم بادہ کا سرپوش کرے

کشتۂ عالم عریانی خوبان ہون فلک
ہے سزاوار جو مجھکو نہ کفن پوش کرے

گردش چشم بتان سے ہو کیونکر دل عشق
ملک مسافر کو یقین ہے کہ یہ بیہوش کرے

صورت قطرۂ شبنم ہون عزیز ہر دل
کھینچے خورشید تو گل مجھکو در گوش کرے

ہو کبھی تو سبب خیر عدو اپنا بھی
نشۂ حسن الٰہی اسے بیہوش کرے

اس گذرگاہ مین لازم ہے گنہ سے پرہیز
راہرو چاہیے اپنا نہ گران دوش کرے

داغ دل ہو دین چراغوں کی طرح سے عدم
جلوہ فرمائی جو وہ صبح بناگوش کرے

دشمن جان بھی تغافل کا نہو دے کشتہ
خاطر دوست کسیکو نہ فراموش کرے

آرزو ہے یہی آتش کی خدا سے زاہد
تجھکو غم نوش کرے مجھکو قدح نوش کرے

سب تو گانے کی ملکہ عقاب نے تعریفین کرنے لگی خار خار نے کہا آج شب کو جلسہ آراستہ ہو کر صرصر کو سناٹا آگیا جی مین کہتی ہے اے صرصر یہ تو سب حرکتین عمرو کی ہین آج ہی بی میمونہ آئی ہے عمرو کیونکر پہونچگیا ایسا نہو رات کو جلسہ آراستہ ہو کوئی خرابی پڑے خاموش ہو رہی جی مین کہتی ہے سمجھا جائیگا لیکن خار خار نے جلسہ آراستہ کرنے مین بڑی تاکید کی ملکہ بہار نے بھی یہی کہا صاحب حقیقت مین ملکہ عقاب کے گلے مین عمرو کے گلے کا لطف پایا گیا آج رات کو جلسہ آراستہ خواجہ کو تو فکر ہے کہ آج خار خار کو لون فورا اٹھ بیٹھی کہ کنجی میخانہ کی مجھکو دیجیے خار خار نے کنجی میخانے کی حوالے کی اب تو صرصر کو یقین کامل ہوا کہ یہ عمرو عیار ہے چار و ناچار کنجی لیتی ہی کہدیا کہ خبردار شراب نہ پینا یہ عمرو عیار ہے یا خیال میرا غلط ہو لیکن حرکتین سب وہی ہین کنجی بھی میخانے کی مانگ لی آج ہی گانے بھی رنگ جمایا اسوجہ سے مجھکو گمان غالب ہوتا ہے عیار بہچان تو خاموش ہو رہین عمرو کنجی لیکے میخانے مین آیا سب شراب مین بیہوشی ملائی شام کو صحبت مین آیا کہا سب جلسہ تشریف رکھین صحبت کو جمایا عیار بہچان منتظر ہین عمرو نے آواز دی جسکو شراب لینا ہو لیجاوے خیرات لشکر مین بٹنے لگی صرصر کہہ رہی کہ اے صبا رفتار میری عقل ذرا کام نہین کی سب حرکتین عمرو کی ہین ایک بات مین البتہ تردد ہے عقاب کو کیونکر فرمایا جاسکی عقل بنا صبا رفتار کہتی ہے کہ ہرگز

یہ عمرو نہیں ہے عمرو سارے لشکر مین شراب بانٹ کر دو سے گلابیان لے کر محفل مین آیا خار خار تخت پر بیٹھی ہے ایک طرف میمونہ و بہار و نگل دربن پر عیار بچیان اپنے اپنے مقام پر عمرو نے بیٹھ کر گانا شروع کیا اشعار چن چن کر عمرو گا رہا ہے آخر مین خار خار سے آنکھیں ملا کر یہ چند اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے

نظم

اے جذب عشق کامل وہ گل کھلے چمن مین — پیدا ہو رنگ بلبل ہر گل کے پیرہن مین
گلزار ہو رہی ہے ہر اک گلی چمن مین — پریونکا جمگھٹا ہے ہر ایک انجمن مین
قلقل گلابیونکی کیا لطف دے رہی ہے — بلبل چہک رہا ہے ساقی کی انجمن مین
نو دولتونکو غرہ ہے خوش لباسیون پہ — پھولے نہین سماتے کمخواب و گلبدن مین
زلفین بکھر گئی ہین اندھیر ہو گیا ہے — بالونمین منہ چھپا ہے یا چاند ہے گہن مین
دیکھین مہ ون کدھر کی دکھلائے سیر ہمکو — گلشن مین گل کھلے ہین پھولا ہے ڈھاک بن مین
قامت مین کیا قیامت ناز و ادا بھری ہین — آفت کی پیچ و خم ہین گیسوے پرشکن مین
بیتاب ہو نہ اے دل حاضر ہین ذبح کو — پانی تو دیکھ لین ہم اسکے چہ ذقن مین
کیا حسن بازوونکا جلوہ دکھا رہا ہے — تارے جڑے ہوے ہین گویا کہ نور تن مین
آ اشتیاق رحمت اے بحر ہو گئے تم — الفت کی سوت پھوٹی ذوق چہ ذقن مین

اس رنگ مین عمرو نے یہ اشعار گائے کہ بہار و خار خار کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے میمونہ نے اُٹھکر گود مین اٹھا لیا کہا بیٹا تمنے کیا کمال حاصل کیا ہے اس سفر مین تمنے حال ظاہر کیا صرصر خاموش بیٹھی ہے عمرو نے اسی جوش مین سبکو شراب پلائی اب دورہ شراب کا بند ہے عیار بچیان آپسمین اشارے کر رہی ہین اب کنیزونکے شراب پینے کا نمبر ہوا ایک کنیز نے کہا بوا صرصر تم بھی پیو صرصر نے جام شراب لیا کنارے شراب پھینکدی صبا رفتار وغیرہ نے شراب پی اور آپسمین کہتی ہین استانی کو بہت کا خیال ہے سارا بان زادہ بیان کمان یہ شاہزادی ہے اسنے اپنا روپیہ صرف کر کے یہ کمال استادونسے سیکھا وہ کمال آج ظاہر ہوا یہان تھوڑے عرصے مین بیہوشی نے تاثیر کی پہلے سب کے بی خار خار کو جوش ہوا گھبرا کر اپنے مقام سے اٹھین یہ کہتی ہوئین کہ ہونی دوے ملاد و مدد آئی ہین یا سامری جمشید ایک چند قدم چلی تھی کہ گری ملکہ بہار بھی خیال مین باغ کی یہ کہتی ہوئی اٹھین کہ دیکھو بید باغ ہے بلبلین

نغمہ سرائی کر رہی ہیں اٹھتی ہی یہ بھی گرین اب تو جو اٹھا دہ گرا تھوڑے عرصے مین سب بیہوش ہوی
صرصر ایک گوشۂ باغ مین چھپی بیٹھی ہی عمرو نے جو سب کو بر لب فرش پایا آنکرا اپنے نام کا نعرہ کیا

نغرۂ عمرو تصنیف مصنف
مری نسل ہے مکر پیدا ہوا
جھکا ما ہون دشمن کو ہر دم گونہ
فلک کی جو گردش کا سامان ہے
اسیر عرب شیر پرور دگار

مرا نام ہی خواجۂ خواجگان
مرے نام پر غدر شیدا ہوا
مرا مکر ہے گلشن قیل وقال
نشان تماری گرد پاپوش کا
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہی

عمرو ذی حشم مہتر مستدان
اڑا تا ہون کفار کی مین دھیرن
مری چال سی ہی صبا پا بمال
مرا افسر ذی حشم نامدار
کہ آقا ہمارا جہانگیر ہی

جیسے ہی عمرو نے خنجر کھینچا اور چلا کہ عمر خار کو قتل کردن صرصر نکل کر آواز دی اوسار بان ناگہ
خبردار کیا کرتا ہی مین پہلے ہی پہچان گئی تھی اور آواز دی کہ صبا رفتار و شمیمہ جو ہنی کہا تھا دی
ہوا چارون عیار بجیان اپنے مقام سے اٹھین شراب پی چکی تھین لڑا کھڑا کے گرین گرتی ہی بیہوش
ہو مین صرصر نے عمرو کو پتھر مارا عمرو نے خالی دیا خواجہ چاہتے ہین کہ صرصر کو ہٹا کر خار خار کو
قتل کردن صرصر نے کہا ان چارون کو سیری کہنے کا اعتبار نہ آیا کمبختون نے شراب پی لی آخر بیہوش
ہو ئین اگر یہ بھی ہوشیار ہوتین عمرو کا گرفتار ہونا کچھ بات نہ تھا صرصر دوڑ کر خار خار پر سینہ سپر
ہو گئی جم کے لڑنے لگی خواجہ چاہتے ہین یہ ہٹ تو مین اپنا کام کردن صرصر سمجھا نہین چھوڑتی ایک
مقام پر پہنچ کے پلٹ کا ہاتھ مارا عمرو نے جست کی صرصر نے پلٹ کر حباب دافع بیہوشی دہن کا
خار خار کے ماردیا خار خار نے کروٹ لی خواجۂ عمرو جست کر کے بھاگے صرصر نے کہا ملکہ لینا
خار خار نے برابران سحر برسایا میمونہ کی آنکھ کھلی صرصر نے چیخ مار کر کہا ملکۂ عالم آپ نے غضب
کیا اپنے ساتھ عمرو کو لائین آپ کی بھابھی صاحب کیا ہو گئین عمرو عقاب بنکر آیا دیکھے ساری
محفل بیہوش ہے بھاگ کر نکل گیا مین اکیلی کیا کرتی میمونہ نے کہا کہان جائیگا لشکر پر حملہ کیا تین
برپا کر دی ایک کو زندہ نہ چھوڑون کی صرصر نے کہا لشکر مین بڑے بڑے شخص ہین بران د
دمخمور و باغبان جلالی روز گار ہین میمونہ نے کہا تم ہاری سحر سے صرصر آگاہ نہین ہو خیر اب چلکے
دیکھنا صرصر نے کہا لشکر کی تو خبر لیجیے سارے لشکر کو شراب تقسیم ہوئی سب بیہوش پڑے ہونگے
صرصر کے کہنے سے میمونہ باہر نکلی دیکھا ساری لشکر مین ہنگامہ ہے کوئی ڈاک رہا ہی کوئی اور کسکے

کوئی گاتا پھرتا ہے کوئی آپسمین لڑ رہا ہی ہزار ہا سپاہی بیہوش پڑے ہین کچھ نیم لبسل کچھ گانے میز
مصروف کسیکا بیہوش ہونا گانے پر موقوف ہنگامہ گرم ہی کئی ہزار سر ٹکرا ٹکرا کے مر گئے بہت سے کو میز
مین گرے اب تو میمونہ نے باران سحر برسایا سبکو ہوشیار کیا عقاب کی واسطے بہت روئی کیا کون
صرصر یہ ساربان زادہ خنجل عقاب میری لشکر مین کیونکر آیا صرصر نے کہا راہ مین عیاری ہوئی
میمونہ نے بڑھیا کا حال بیان کیا صرصر نے کہا اسی رات کو اُسنے عقاب کو اپنے قبضے مین کیا
بڑی خیر ہوئی کہ لونڈی موجود تھی ورنہ بی خار خار کا گل حیات پژمردہ ہوتا میمونہ نے کہا اول بحکم
شہنشاہ ہی کہ سب کو قتل کرو ملک کوکب تباہ کرو ملکہ بہار کا ساتھ دو یہ اُس ساربان زادے نے
اور اپنی جان پر آفت لی اب جاکے قیامت برپا کرونگی اس رنگ سے قتل کرون اور گرفتار کرون
کہ دیکھنے والے حیران ہو جائین بیہوشی کیوجہ سے دس بارہ ہزار جادوگر ہلاک ہوے انکا بدلہ بھی بوجہ احسن
ہوگا بی خار خار جلد لشکر تیار کرو خار خار نے اسیوقت قرناے کوچ بجوائی فوج ہزیمت موج ہمراہ لیکر چلی بیان
ملکہ بران و مخمور و باغبان وغیرہ قلعہ گلنوشان پر فروکش ہین باغبان نے ملکہ بران سے
کہا خواجہ نکتہ مین خار خار کی گئے ہین یقین ہی خار خار کا سر لیکر آئین بہار اس بلا سے جو ملین کا نشون
سے نکلین اب ہم جاکر لشکر کی خبر لین بران نے شقایق کو قلعۂ اول پر روانہ کیا کہا جاکر اپنی عملداری
کرو رعایا کو اطمینان ہو ملکہ شقایق فوج لیکر قلعے پر پہونچین جاکر اپنی عملداری کی باغبان و
مخمور نے تیاری کی ہی کہ ہم بخدمت ملکہ مہرخ جائین کہ خواجہ عمرو آکر پہونچے تمام کیفیت آکر بیان کی اور
کہا کہ میمونہ بڑے زور و شور سے آتی ہے باغبان رک گئی لیکن میمونہ منزل در منزل آتی ہی کہ دور سے
اُسنے دیکھا ایک قلعہ صحرا مین واقع ہی زمین چہار جانب نہایت سرسبز و شاداب ہی کاشتکار زراعت
کی حراست کر رہے ہین پھاٹک قلعے کا کھلا ہوا ہی نازنینان مہ جبین و رشکبنان مہر تمکین کی قلعے مین آمد و
رفت ہی میمونہ نے کہا ارے دریافت تو کرو یہ قلعہ کسکی عملداری مین ہی ہرکارے گئے وہ خبر لیکر آئے
عرض کی حضور عملداری کوکب کی قلعے مین ہی ملکہ گلعذار گلگون پوش بیابانی حاکم و ناظم ہین میمونہ
نے حکم دیا اسی مقام پر لشکر اتر پڑے لشکر مین نوبت و نقاری جو بجے ہلا ہوا ملکہ گلعذار قلعہ مین تھی
سنتے ہی کہا ارے دریافت تو کرو کوئی لشکر آیا ہی پرچہ نویس نے آکر پرچہ دیا کہ ملکہ میمونہ زرد پوش
و بہار و خار خار یہ سب بر سر قلعہ گلنوشان جاتی ہین اس قلعہ کی تسخیر کا ارادہ کیا ہی گلعذار نے

اسیوقت ایک عرضی ملکہ ترازان کو لکھی حکم دیا لشکر تیار ہو سات ہزار کا لشکر تیار کرکے قلعے سے
باہر نکلی قلعے کو پشت پر لیا میمونہ بیٹھی دیکھ رہی ہی کہ گلعذار بڑی دھوم سے آکر پہونچین دیکھ
کر دو فرے لشکر کو لیکر آئی ہین میمونہ نے بندریا کو اشارہ کیا زنجیر گلے سے کھول لی بندریا درختون
پر چڑھتی ہوئی چلی کبھی زمین پر اُتر پڑتی ہی اسطرح ٹہلتی ہوئی جاتی ہی گلعذار آکر بارگاہ مین
اتری دربارگاہ پر بیٹھی کبھی لشکر دشمن کو دیکھ رہی ہی کہتی ہی کہ صاحبو بڑا لشکر ساتھ ہی باتین
اپنی مصاحبون سے کر رہی ہی دیکھا ایک بندریا سامنے سے آتی ہی زیادہ تکلف یہ ہی کہ سارے بدن کے
بال سفید ہین نہین معلوم اسمین کیا بھید ہی وہ بندریا پھرتی ہوئی سامنے گلعذار کے آئی
گلعذار نے ہاتھ سے اشارہ کیا بندریا اچک کر تخت پر آبیٹھی ملکہ گلعذار نے اُسکی پیٹھ پر ہاتھ
پھیرا بندریا نے منہ سے منہ ملا دیا اشارہ دستی ثابت ہوتا تھا کہ یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہی ہی نظم

مجھے یاد آگئی بس دو ہین اسکی قد و قامت کی	چمن مین دیکھکر گل سرو مین نے کیا قیامت کی
دیا ظالم کو دل جان غیر کو آرام وحشت کو	کسیکا شکوہ کیا کیجے یہ خوبی اپنی قسمت کی
ستم پیشہ ہے بد خو ہے ستمگر ہی جفا جو ہے	کرون کیا کیا شکایت دوستو اُس بے مروت کی
ہوئی ہین حسرت دیدار مین خون روتی ہر دم	عجب کیا ہی جو نکلے سرخ نرگس اپنی تربت کی
مبارک خفتگان خاک کو تقدیع بیداری	کہ گور تیرہ سی یاد آئی مجلورات فرقت کی
مرا خواب عدم کا بھی تو نکو کاٹ کر پایا	ملی فرہاد و شیرین کام کو راحت یہ محنت کی
گلا کیا کیجیے اُس بدگمان عیار پُر فن کا	کہ عرض حال سی جسکو شکایت حکایت کی
یہی مذہب ہی اپنا بھی جو قیس دلفگن کا تھا	نئی راہ افترا ہی کی بھلا مومن نے بدعت کی

بندریا نے جو اسطرح کی اشعار سنائے گلعذار نے کہا مین سمجھی بندریا تخت سے کود کر آگے آگے
بندریا پیچھے پیچھے گلعذار روانہ ہوئی مصاحبون نے پکار کر کہا حضور کہان جاتی ہین ملکہ نے
پلٹ کر کہا تمکو کیا دخل ہے ہم ایک کام کو جاتے ہین مصاحبون نے کہا ہم بھی ساتھ چلین ملکہ
نے منع کیا کہ خبردار ہمارے ساتھ کوئی نہ آئی ہم میمونہ کے پاس ایک سلاح کرنے کو جاتے ہین یہ سنکر
مصاحبین گھبرا گئین میمونہ بارگاہ مین بیٹھی کہہ رہی ہی ارے کیون دیر ہوئی کہ کنیزون نے آکر
عرض کی بندریا آگئی ملکہ گلعذار کو بھی ہمراہ لائی ہے کہ بندریا جست کرکے اندر پہونچی پردہ بارگاہ کا

اٹھا گلعذار نے آکر سلام کیا بندریا کاندھے پر میمونہ کے آبیٹھی گلعذار کو بیٹھنے کی جگہ ملی کہ میمونہ نے پوچھا مزاج کیسا ہی دست بستہ عرض کی دعا مین سرکار کی مصروف رہتی ہون میمونہ نے حکم دیا کہ شراب لاؤ ایک کنیز جام شراب لیکر آئی اشارہ کیا ملکہ گلعذار کو دو گلعذار جام لیکر بے اندیشہ انجام پیگئی جام پیتے ہی چہرہ سرخ ہوا میمونہ نے حکم دیا ہتکڑیان بیڑیان لاؤ ہتکڑیان بیڑیان حاضر ہوئین میمونہ نے کہا یہ ہتکڑیان ہاتھ مین پہنو گلعذار نے ہتکڑیان ہاتھ مین پہن لین کہا زبانین سوزن بھی دی تو گلعذار نے اپنی زبانین آپ سوزن دی بیڑیان پہن لین بندریا نے کاندھے سے میمونہ کے اترکر منھ پر ہاتھ پھیر دیا اب گلعذار کو ہوش آیا تڑپنے لگی لیکن زبانین سوزن کیا کر سکتی ہی کنیزین ہاتھ پکڑکر قید خانے مین لیگئین خارخار نے بہت تعریفین کین کہا ملکہ میمونہ کیا کہنا کیا عمدہ سحر ہے میمونہ نے کہا ابھی تمنے کیا دیکھا ملکہ بران وغیرہ کا یہی حال ہو وہ جو بڑی بی مخمور کہلاتی ہین انکا یہی حال ہو تب لطف سحر ہے یہان لشکر والے گلعذار کے سب پریشان ہو رہی ہین کہ ہماری مالک لشکر دشمن مین گئی ہین نہین معلوم یہ کیا معرکہ گذرا سرو قامت وزیر زادی حیران بیٹھی ہے آخر ہرکارون کو حکم دیا کہ خبر تو لاؤ چند ہرکارے گئی خبر لیکر آئے کہا حضور ملکہ گلعذار قید ہوگئین میمونہ کو اپنے سحر پر بڑا ناز ہی وہ بندریا جو آئی تھی وہ کہ سحر تھا سرو قامت نے خدمت ملکہ بران مین ایک عرضی ادر روانہ کی ملکہ میمونہ نے طبل جنگی بجوا دیا سرو قامت نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا دونون لشکر دکنین تیاریان ہونے لگین جس وقت کہ چار پہر رات گذرے ستارہ سحری آسمان پر چمکا دونون لشکر میدان کارزار مین آئی صفین آراستہ ہونے لگین میمونہ کھڑی دیکھ رہی ہی سرو قامت لشکر کو لیے ہوے حیران کھڑی ہی یہی سوچ رہی ہی کہ میمونہ نے مقابلہ کو کون نکلے گا کہ آسمان پر لکہ ہاے ابر گلفام پیدا ہوے ابر سیمابی بھی چمکا میمونہ دیکھنے لگی ابر قریب آکر پھٹا دیکھا ملکہ بران شمشیر دل وملکہ مخمور صف شکن وباغبان قدرت وملکہ مجلس صاحب شوکت ساٹھ ہزار کا لشکر پشت پر بڑی زور و شور سے آکر پہونچین جب لشکر مین ملکہ بران آئین سرو قامت دوڑی ہوئی پاس ملکہ بران کے آئی عرض کی ہماری مالک قید ہوگئین ملکہ بران نے کہا پروردگار مالک ہے رہا ہو جائینگی خدا خواجہ عمرو کو سلامت رکھے وہ تدبیر کرینگے برق فرنگی وخواجہ

بصورت سنبل آئی مین برق طرف لشکر میمونہ کے چلا میمونہ نے جوان سبکو آتے دیکھا۔
بندریا کے گلے سے زنجیر کھولی بندریا اچکتی کودتی میدان مین آئی مثل انسان پکار کر یہ آواز
دی جسے تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے باغبان کو شرم آئی کہ مین بندریا کے مقابلہ مین کیا
جاؤن مگر مجلس جادو تخت سے کودی سامنے بندریا کے پہونچی بندریا نے مثل انسان
کے قہقہہ مارا پکار کر آواز دی ای مجلس بلاوجہ فساد سے کیا فائدہ ملکہ میمونہ تمکو بلاتی
ہین چلکر اصلاح کر لیجیے مجلس نے کہا بہتر آگے بندریا اچکتی ہوئی جاتی ہے پیچھے اسکے مجلس
چلی کنیزون نے کئی مرتبہ پکارا داری آپ کہان جاتی ہین مجلس نے کچھ جواب نہ دیا سامنے
میمونہ کے پہونچی میمونہ نے مثل گلعذار کے کہا ای مجلس زبانین اپنی سوزن دو مجلس نے
اپنی زبانین سوزن کو دیا ہتکڑیان اور بیڑیان پہن لین بندریا نے منھ پر ہاتھ پھیرا اب تو
مجلس کو ہوش آیا مثل مرغ نیم بسمل تڑپنے لگی میمونہ نے آواز دی ارے کوئی حاضر ہے
اسکو قید خانے مین لیجائے برق فرنگی ایک کنیز کی شکل بنکر سامنے آیا سر زنجیر کو ہاتھ سے
تھام لیا طرف قید خانے کے لیچلا راہ مین اسنے پوچھا کیون ملکہ مجلس زبان سے سوزن کون
مجلس نے اشارہ کیا تو کون ہے برق نے کہا مین ہون برق فرنگی مجلس نے کہا چل کر
قید خانہ تو دیکھ لین مجلس کو بھیجکر میمونہ نے پھر بندریا کو اشارہ کیا بندریا کودتی ہوئی
پھر میدان مین آئی پکار کر اسیطرح آواز دی کہ باغبان قدرت کمر اپنی باندھنے لگا وہان
جب مجلس و برق قید خانے مین پہونچے گلعذار کو بھی قید خانے مین دیکھا برق نے سوزن
دونون کی زبانسے نکالی مجلس تڑپ کر بلند ہوئی پیچھے گلعذار چلی یہان بندریا میدان مین مبارز
طلبی کر رہی ہے کہ مجلس آکر آسمان پر چلی نعرہ کیا او بندریا کیا للکار رہی ہے زمین پر تڑپ کر
گری نعرہ نکالکر مارا کہ بندریا کے دو ٹکڑے ہوے گلعذار آسمان سے دیکھ رہی ہے لوگ
تعریف کرنے لگے میمونہ نے پکار کر آواز دی اے مجلس تو نے کیونکر رہائی پائی لاشہ
بندریا کا زمین پر تڑپا اسی مقام سے آواز آئی ای ملکہ عالم برق فرنگی نے دونون کو رہا کیا
میمونہ نے پکار کر آواز دی ای شعبدہ ساز سامری برق فرنگی کو گرفتار کر کے ہمارے
سامنے لاؤ اسنے بڑی گستاخی کی اسکو سزا ملنا چاہیے بندریا کے جو دو ٹکڑے ہوے تھے

وہ دونوں ٹکڑے ملگئے پس ٹکڑے تے ملتے ہی بندریا طرارے بھرنے لگی صحرا کی جانب بھاگی
مجلس وگلعذار لشکر مین آئین برق فرنگی ایک ساحر کی صورت بنا ہوا صحرا مین آتا تھا کہ بندریا
سامنے آکر ہوپچی جھک کر مثل انسان کے سلام کیا کہا میان برق کہان سے آتے ہو تمکو ملکہ میمونہ
بلاتی ہین مگر بہ صورت اصلی چلو برق نے رنگ یونچھ ڈالا آگے بندریا پیچھے برق سامنے
میمونہ کے آکر ہوپچے میمونہ نے ہتھکڑیان اور بیڑیان برق کو دین کہا انکو پہن لو
برق نے پہن لین بندریا نے منہ پر ہاتھ پھیرا برق کو ہوش آیا ایک ساحر نے لیجاکر
برق کو ایک خیمہ مین قید کیا گلعذار اور مجلس آکر کھڑی ہوئی ہین کہ بندریا نے دونوکا
نام لیکر پکارا کہ اے مجلس وگلعذار چلو تمکو ملکہ میمونہ بلاتی ہین ملکہ برّان نے جب دیکھا کہ
دونون نے قصد کیا کہ جائین شگوفہ سے کہا ان دونون کا ہاتھ پکڑلے شگوفہ نے مجلس و
گلعذار کا ہاتھ پکڑا دونون تڑپنے لگین کہتی تھین ہمین جانے دو ملکہ برّان غصے مین تخت سے
کودین سامنے بندریا کے ہوپچین بندریا نے منہ کھولا ملکہ برّان نے دیکھا یہ کلام کیا چاہتی ہے
اخترمرواریدنا نکال کھینچ مارا دہن پر بندریا کے پڑا جلکر خاک ہوگئی میمونہ جھلاکر خود جا پڑی
آواز دی کیون اے زمزمہ سیونان کہان ہو بی برّان کو لیتا شعبدہ ساز سامری کو جلادیا
صحرا سے غل کرنے کی بندرون کی آواز آئی کہ زمین تھرا گئی دیکھا ہزارہا بندر صحرا سے غلغلہ
کرتے ہوے آکر ہوپچے ملکہ برّان کو گھیرلیا برّان نے اخترمروارید کھینچ مارا جس بندر پر اختر
پڑا جلکر خاک ہوا ہرچند قتل کرتی ہین بندر کم نہین ہوتے بڑھتے ہی جاتے ہین پہر بھر کامل
ملکہ برّان ان سب سے لڑین آخر لڑ کھڑا کر گرین سب بندر غائب ہوے صرف ایک بندریا
باقی رہی وہ ملکہ برّان شمشیرزن کو اٹھا لیگئی سامنے میمونہ کے ڈالا میمونہ نے زنبا نہین
سوزن کو دیا طرف قید خانے کے بھیجا اور پکار کر آواز دی اے باغبان قدرت بہتر یہ
ہے کہ آکر حاضر خدمت ہو ورنہ کل سکا یہی حال کرونگی آج فرصت دیتی ہون بی برّان نے
بڑا کام کیا کہ شعبدہ ساز سامری کو جلایا سامری وجمشید مین سبطرح کی قدرت ہے اُسی کا
یہ سکھ پیدا کیا بقول تجھے خاک سے پاک کیا یہ کہکر لٹی باغبان رنجیدہ کبیدہ میدان
سے پلٹا بارگاہ مین آکر بیٹھا خواجہ بھی آئے باغبان نے کہا خواجہ ساحرہ زبردست ہے تمام

مقابلہ ہی دیکھین تقدیر کیا دکھائے خواجہ نے کہا مین آج فکر مین خار خار کی جاتا ہون جو جا
بجلا کر نکلے برق کے قید ہونیکا خواجہ کو بہت قلق ہی بیان بہانے میمونہ کی بڑی تعریفین کین
کہا تم سحر مین بڑی کامل واکمل ہو میمونہ نے کہا ابھی سحر ملاحظہ فرمائیگا مگر خواجہ فکر مین خار خار
کی لشکر مین آکر پھرنے لگی دور سے بارگاہ خار خار کو دیکھا دروازے پر بارگاہ کے آگے
کنیزین کھڑی تھین ایک کنیز کو اشارے سے بلایا کنارے لیجا کر اُسکو بیہوش کیا اسی کنیز کی شکل
بنکر سامنے خار خار کے آئے کہا کیون حضور برق اور بران جو قید مین انکی رہائی کیونکر ہوگی
خار خار نے کہا مجھ صرف اتنا معلوم ہی کہ ایک ساحر جنگل سے آیا صحرا نورد اُسکا نام تھا اُسکو
دروازے پر بٹھایا ہے جبتک وہ نہ مارا جائیگا ملکہ بران و برق رہائی نہ پاینگے خواجہ نے کہا
حضور مین نے ابھی سنا عمرو عیار آپکے لشکر مین آیا ہی جا بجا پھر رہا ہی مجکو حکم لے جاکر در
زندانخانے پر بیٹھون کسیکو وہان تک نہ آنے دون خار خار نے ایک رقعہ لکھکر بنام صحرا نورد
دیا کہ ہماری گلشن آتی ہی تمہارے ساتھ حفاظت مین شریک ہوگی یہ رقعہ لکھا عمرو کو دیا
خواجہ پاس صحرا نورد کے آئے وہ رقعہ دیا صحرا نورد نے اپنے پاس بٹھالیا خواجہ بیٹھکے
باتین کرنے لگی صحرا نورد گلشن کو دیکھکر باغ باغ ہوگیا صورت زیبا کو ہر مرتبہ دیکھتا ہے
ناز و کرشمہ پر بیتاب ہوا جاتا ہے خواجہ نے چٹکیان بجا کر یہ غزل سامنے صحرا نورد کے گائی

نظم

اُس عزیز القدر کی دیکھی صورت خواب مین — آج یوسف کی ہوئی گویا زیارت خواب مین
نام تیرا ہے مجھے ورد زبان رویا مین بھی — ہو کسیکو جیسے بڑبڑانے کی عادت خواب مین
کسقدر غفلت بری شی ہوتی ہی ای غافلو — دیکھو تو مردونکو ہوجاتی ہی حاجت خواب مین
ہاے کیا وہ بھی زمانہ تھا کہ کرتے تھے بسر — وصل کی شب جاگنے مین روز فرقت خواب مین
اسلیے نالون سے خلقت کی اڑا دیتا ہون نیند — دیکھ پائے تا نہ کوئی اُسکی صورت خواب مین
یا الٰہی بعد مدت خواب مین آیا ہی یار — مردونکی صورت رہون اب تا قیامت خواب مین
عاصیون پر بعد مردن جیسا ہوتا ہی عذاب — رہتی ہی بے مرگ مجکو یون اذیت خواب مین
حبث مین کہتا ہون کہ میری وصل سے جاگینگے بخت — ہنسکے کہتا ہی وہ ازراہ ظرافت خواب مین
جاگتا ہون دن بھر اپنی جو تمنا بیداری مین — شب کو وہ بوسہ جو کرتی ہین عنایت خواب مین

بخت ہون بیدار میرے پاؤن دولت خوابمین		یا الٰہ العالمین تا صبح کی ہے یہ التجا

ان شعرون کو سنکر صحرا نورد بیقرار ہو گیا کہا ای گلشن حُرم تو خوب گاتی ہو جب صحرا نورد تکلف
کرنے لگا خواجہ نے کہا شراب منگاؤ صحرا نورد خود جاکر شراب لایا خواجہ نے بیہوشی ملا کر سبکو
پلانا شروع کیا شراب پی پی کر سب بیہوش ہوے اندر قیدخانے کے آئے ترابان کو دیکھا بادل حزین
اور اندوہگین زنجیرون مین بندھی ہین برق فرنگی اپنے مقام پر تڑپ رہی عمرو کو دیکھکر بجان شگفتہ
ہوگئین کہا خواجہ آپ نے بڑا کمال کیا مین لشکر مین اس بندریا والی کو آگ لگا دیتی ہون
خواجہ مجھے عمر گذری سحر کرتے ہوے مگر مین نے یہ بندریا کا سحر کبھی نہین دیکھا تھا آپ مجھکو رہا
کرین جاتے ہی مین اس حرامزادی کی بارگاہ مین آگ لگا دونگی اگر زور چلا تو غارغار کو بھی
آج مارا لیکن اس بندریا والی سے معرکہ عظیم پڑیگا کسی کا سحر اُس پر تاثیر نہین کرسکتا خواجہ
نے زبان سے ملکہ بہاران کی سوزن نکالی برق کو بھی رہا کیا برق تو چھوٹتے ہی تڑپ کر بھاگا
ملکہ بہاران جو رہا ہوئین تڑپ کر بلند ہوئین میمونہ زرد پوش پڑی سو رہی ہے ملکہ بہاران اڑ جاتے
ہی ہاتھ جوڑا یا شعلۂ آتش چمک کر گرے بارگاہ میمونہ کی جلنے لگی لشکر پر آگ برسائی اخترجو
اچھال رہا تھا ہوا پر تیر گرنے لگین ہزارون کے سر اڑ گئے میمونہ جب سوتی ہے بندریا پاس بیٹھی
رہتی ہے بندریا نے جو دیکھا بارگاہ مین آگ لگی میمونہ زرد پوش کو جگایا کہا بی بی اٹھو کسی نے
بارگاہ مین آگ لگا دی ہے میمونہ گھبرا کر اٹھی اٹھتے ہی اُسنے بندریا کو اشارہ کیا بندریا نے ہاتھ
ہلا کے ایک چیخ ماری ابر تیرہ و تار گھر کر آیا قریب تھا کہ پانی بارگاہ مین برسے ملکہ بہاران نے اختر
مروارید مارا کہ ابر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا روئی کے گالے زمین پر گرنے لگے میمونہ باہر نکلی دیکھا
بہاران شمشیرزن آسمان پر سحر کر رہی ہین ایک چیخ ماری کہ زمین کانپی مگر برق جو بھاگا
تھا جاکر لشکر مین خبر کی باغبان دمخور دوڑے باغبان اُسوقت پہونچا کہ جب میمونہ
نے چیخ ماری ملکہ بہاران الٹ گئین لاکھ طرح پر اپنے کو سنبھالتی ہین مگر نہین سنبھل سکتین دوڑ
کے باغبان نے سنبھالا بہاران کے منہ پر ہاتھ پھیرا کہا ملکہ بہاران ہوشیار ہو ملکہ بہاران کو
ہوش درست ہوے پھر سحر کرنے لگین غارغار بھی بیدار ہوئی اور لشکر اسلام بھی آ پہونچا
دونون لشکر مل کے سحر ہونے لگے خواجہ عمرو اس فکر مین پھرتے ہین کہ غارغار کو لون

ایک مقام پر دیکھا کہ ملکہ بہار جادو کھڑی ہوئی سحر کر رہی ہیں ہزارہا اہل اسلام کو دیوانہ کر کے
مارا اکثر ساحر سر ٹکراتے پھرتے ہیں خواجہ ایک کنیز کی شکل بنکر پاس بہار کے پہونچے خاموش
کھڑے ہوئے بہار نے پوچھا کہ اوسمن خیر تو ہے خواجہ نے سر جھکا کر کہا میں نے ابھی عمرو عیار
کو دیکھا ایک جادوگر کے کپڑے اوتار رہا تھا میں نے جو للکارا جا کے گوشے میں چھپا ہے نام عمرو کا
سنکر بہار نے کہا اگر عمرو گرفتار ہو جائے لشکر اسلام کی قوت کم ہو اسوقت اسی عالم نے جا کر عیاری
کی بران و برق کو رہا کر لیا بران نے بارگاہ میمونہ جلادی ۔ ملکہ کہا چل مجھے عمرو کو بتا دے
میں گرفتار کروں گی عمرو بہار کو لگا کر لے چلا جب بہار نکلتا نہیں آئی عمرو نے کہا دیکھیے وہ سامنے
عمرو بیٹھا ہے جیسے ہی بہار نے ادھر منہ پھیرا عمرو نے حلقہ کمند گلے میں ڈالدیے بہار نے خواجہ
نے حباب مار کر بیہوش کیا پشتارہ باندھا زنبیل کر لیا آکر باغبان سے اطلاع کی کہ میں بہار کو پکڑ
لایا ہوں باغبان نے کہا خواجہ سحر نے میمونہ کے آفت برپا کر دی ہے مجلس زخمی ہوئی شگوفہ
کو زخمی کیا کتنے سردار مارے گئے آفت برپا ہے اگر آپکے نزدیک مناسب ہو تو طبل امان بجواؤ
باغبان نے رہائی پائی میمونہ نے ایک چیخ ماری تھی صحرا سے کئی ہزار بندر چلے تھے کہ طبل امان پر
پڑی دونوں لشکر لوٹے میمونہ نے جو دیکھا لشکر لوٹے بندروں کو میمونہ نے اشارہ کیا کہ بندر پلٹ
گئے صحرا میں جا کر غائب ہوئے میمونہ جھلائی ہوئی پلٹی تھی کہ زار زار روتی ہوئی سامنے آئی
کہا ملکہ میمونہ غضب ہو گیا عمرو عیار بہار کو پکڑ لے گیا میمونہ نے لاکھ سلمان بھا گئے مگر بہار
اپنے رنگ میں رنگی ہرکارے بھیجے جائیں کہ خبر لائیں ہرکارے میمونہ کے روانہ ہوئے یہاں
وہ وقت ہے کہ بران وغیرہ بارگاہ میں پہونچیں خواجہ عمرو نے زنبیل سے بہار کو نکالا باغبان
نے کہا خواجہ کیا ارادہ ہے عمرو نے کہا سوزن رنیا ضرور ہے باغبان نے کہا کیا ضرورت ہے
ہوشیار تو کیجیے دیکھیں تو کیا باتیں کرتی ہیں اب تو ہمارے آپکے قبضے میں ہیں عمرو نے ناچار
ہو کر بہار کو ہوشیار کیا بہار نے ہوشیار ہوتے ہی اپنے کو بارگاہ سلمانا میں پایا بران نے
پکار کر آواز دی ای ملکہ بہار تمہاری ذات سے اسقدر کشت و خون ہوئے ہزارہا بندگان
خدا مارے گئے لشکر کا کیسا ستھراؤ ہوا ملکہ بہار نے بنگاہ قہر طرف باغبان و بران
کے دیکھا کہا او بران کیسا بیہودہ بکتی ہے اپنے بہن و بہنوئی کو چھوڑ دیں تمہاری

ساتھ رہین یہ کہکر اب جو ہونٹھ ہلائے دستک دی کہا ای باد انگیز لینا آندھی سیاہ اٹھی بارگاہ
مین اندھیرا ہوگیا زمین کانپی ستون گرنے لگے قبۂ بارگاہ بھی گرا اُس اندھیری مین بہار
جست کرکے اڑی برّان نے دیکھا بہار جاتی ہے اندھیرے کو دمبدم ترقی ہے جادوگر سر ٹکرانے
لگے ہزارون ساحر دیوانے ہوگئے ہرکارون نے جاکر یہ خبر میمونہ کو سنائی میمونہ و خار خار
سحر کرکے چلین بندر ابھی پیچھے پیچھے میمونہ کے چلی آتی ہے یہان بہار کو باغبان و مخمور
و برّان نے گھیرا ہے مگر سحر نہین کرتے کہ ایسا نہو بہار پر کوئی زوال آجائے تو غضب ہو
اور بہار خوب سحر کر رہی ہے آندھی کے زور و شور سے ہزارہا درخت گری جادوگر چیخیں مارتے
ہین میمونہ نے جو یہ معرکہ دیکھا آتے ہی ایک چیخ ماری ہزارہا بندر پیدا ہوے ہر سردار پر دو
دو تین تین بندر چپٹے اب سردارون کو واپس آنا پڑا باغبان نے بڑھکر آواز دی
اے ملکہ بہار برائے خدا یہ کیا حرکت　تمھارے واسطے خواجہ عمرو روتے ہین بہار
نے جواب نہ دیا گلدستہ ماردیا باغبان جھومایہ اشعار عبرت آثار زبان سے نکل گئی نظم

ذرون کو تیرے نور نے اختر بنا دیا
ہر تابدان کو نیر اکبر بنا دیا

ساقی نے رگ گل سے لگا دی جو دو گون
مے کو شراب ورد کمر بنا دیا

نکلے شرار فرقت ساقی مین جا بجا
شیشے کو میری بخت نے پتھر بنا دیا

دشت جنون مین آج وہ ثابت قدم ہون مین
ٹھوکر لگا کے سنگ کو اخگر بنا دیا

لاغر وہ ہون کہ بند در یار اگر ملا
چونٹی نے اور میرے لیے در بنا دیا

آہنگر دکر دمری زنجیر بھی درست
زرگر نے آج یار کا زیور بنا دیا

ناسخ ہین مصطفےٰ و علیؑ دونون ایک
ان کو امام اُن کو پیمبر بنا دیا

اس رنگ سے باغبان نے یہ شعر پڑھے کہ برّان بیقرار ہوگئین حرکات سے باغبان کے
بڑا خوف آیا کہ ایسا نہو بہار اشارہ کردے باغبان اپنا گلا کاٹ ڈالے بڑھکر ملکہ برّان
نے اختر سامنے باغبان کی چمکا دیا باغبان کو ہوش آیا اب تو غصے مین کانپنے لگا گینہ پر پھونککر
اپنا خون ڈالکر بہار پر مارا کہا او ملکہ بد کو ذرا سنبھالنا لفظ بہار پر نازنہو گیند پھٹا تلوارین
سر بہار پر گرنے لگین اور تلوار دنگور دکا ایک تلوار جو ... پہنچی مرد ملکہ بہار کا سر ...

یقین تھا کہ لڑکھڑا کر گرین خار خار و بہار کی بغلون مین ہاتھ دیکر سنبھالا ہوا اور پر سوار
کر لیا میمونہ نے غصے مین اشارہ کیا ایک بڑا بندر باغبان پر جا پڑا باغبان نے ہزار روکا
وہ بندر نہ رکا باغبان کو ایک چلت دیکر بوٹا نوچ لیگیا باغبان نے ایک طمانچہ مارا بندر اچھلا
زمین پر دھمسے گرا پھر عزا کی چلا باغبان نے ایک گیند مارا کہ بندر جل گیا وہ بندر ایکدم
بھر مین پیدا ہوے تھوڑے ہی عرصے مین کئی سو بندر حملہ کرنے لگے اور ایسی چھینین مارین
کہ باغبان لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوگیا بندرون نے باغبان کو اٹھا لیا بران دمخمور نے
کئی گولے مارے بندرون پر تاثیر نہین ہوئی بندر باغبان کو لیکر بھاگ گئی میمونہ نے اسوقت
طبل امان بجوا دیا لشکر پلٹے بران وغیرہ کف افسوس ملکر رہ گئین یہی چرچا ہی کہ میمونہ
بلاے روزگار ہی بندرون کے سحر نے باغبان کو عاجز کیا آخر گرفتار کر لیگئے خواجہ نے کہا
مین جاکر رہا کرونگا یہان میمونہ نے باغبان کی زبانین سوزن دی ہتھکڑیان بیڑیان
پہنا کر ہوشیار کیا باغبان کو اب ہوش آیا زنجیرین ہلانے لگا خار خار سے کہا انھین لیجا کر قید کر
لیکن ہر وقت خیال رہے ایسا نہو کوئی عیار آکر رہا کر لیجائے مین سبکو گرفتار کرونگی ایک کو مہلت
نہ دونگی بہار کی زمردزری کی بہار بھی کرسی پر بیٹھی ہین ایک جانب خار خار و جملہ سپہ سالار ہم
ہین باغبان کو خار خار نے قید خانے مین بھیجدیا زاغ سیہ رو ایک جادوگر بڑا کامل داخل میمونہ
کے لشکر کا سپاہ سالار بھی ہے خار خار نے زاغ سیہ رو کو حکم دیا کہ تم باغبان کو اپنی
حفاظت مین رکھو زاغ سیہ رو نے جاکر باغبان کو ایک خیمے مین قید کیا ہے بارہ سے
جادوگر ساتھ آپ بھی کرسی پر بیٹھا ہے حفاظت باغبان کی کر رہا ہے میمونہ تخت پر بیٹھی ہے کہ
آسمان سے ایک طائر آیا منقار سے نامہ میمونہ کو دیا نامہ دیکر چلا گیا میمونہ نے جو نامے کو پڑھا
طرف سے افراسیاب کے لکھا تھا کہ اے میمونہ جادو ملکہ سمن گلگون پوش کو واسطے تمھاری
مدد کے روانہ کیا ہے ساحرہ نہایت صاحب ابرو ہے کسی ساحر نامی کو واسطے استقبال کے بھیجنا
میمونہ نے یہ نامہ دیکھتے ہی ایک کنیز سے کہا جاکر زاغ سیہ رو سے کہو کہ ملکہ سمن گلگون پوش
کو استقبال کرکے بہ اعزاز تمام لاؤ زاغ سیہ رو دس ہزار جادوگرون کو ساتھ لیکر برای استقبال
سمن گلگون پوش چلا لشکر سے نکل کر ٹھہرا تھا کہ صحرا سے گرد اڑی نوبت نقارے کی آواز آئی

زاغ سیہ رو نے دیکھا اول شتر سوار سانڈنی سوار چوبدار رسالدار اہتمام کرتے نکل گئے انکے
بعد دیکھا تخت پر ایک نازنین مہ جبین تاج کج سر پر رکھے ہوی لباس فاخرہ زیب جسم دریای
جواہر مین غوطہ مارے ہوے گرد مصاحبین گھیرے ہوے بہ کیفیت تمام تخت آتا ہے لکھ تخت
پر ساٹھ ہزار سوار و پیدل بڑے تکلف سے سواری ملکہ سمن گلگون پوش کی نمایان ہوی
زاغ سیہ رو کی نگاہ جو جمال جہان آرا پر پڑی تیر مژگان جو کمان خانہ ابرو مین تھین تودۂ
دل پر پڑی توڑ کر پشت کو پار گذرے آہ کر کے رہ گیا کلیجے پر ہاتھ رکھلیا ہر چند چاہا ضبط
نہ ہوسکا بے اختیار ہو کر پکارا تھا نظم

صحرا مین دیکھتا ہون جو شوخی غزال کی — آتی ہے یاد اس صنم خورد سال کی
حسرت ہی رہ گئی ترے بام وصال کی — کوتاہ تھی کمند ہمارے خیال کی
حرز کمال حسن سیاہی ہے خال کی — دشنے کیون صنم تجھے چین الکال کی
نکلا جو چاند دار اُڑا لے وہ شام کو — پھر آسمان پہ قدر رہی کیا ہلال کی
جینی ہے صاف تربت جبین ہی ترا بدن — پھبتی تری کمر پہ ہے چینی کے بال کی
ہوے کمر نظر ہی آئی تو کیا کرون — تعریف ورنہ کی ہے ترے بال بال کی
کیون باندھیے تصور گیسو نہ وقت فکر — حاجت برای طایر مضمون ہے جال کی
کیا کم تھین کچھ مژہ کی صفین مری قتل کو — قائم جو فوج خط نے صنم مورچال کی
مدت سی آرزو ہی دکھائے کبھی جمال — اودت تجھے قسم ہے خدا کے جلال کی

زاغ سیہ رو یہ اشعار پڑھتا ہوا قریب تخت کے پہونچا بلا تکلف پایہ تخت پر ہاتھ ڈالدیا کہا اے
جان جہان وای آرام دل عاشقان میری تم پر جان جاتی ہی ملکہ سمن گلگون پوش نے بہ
نگاہ قہر و غضب تمام دیکھا کہا او سیہ رو کیا کہتا ہے عاشق ہونا کیسا ہم بحکم شہنشاہ برای مدد میوہ
آئے ہین بیان کیا معرکہ گذرا کچھ احوال بیان کر زاغ سیہ رو نے دست بستہ عرض کی حضور
کی مقابلہ پڑے اب فی الحال باغبان کو قید کیا ہے آپکا عاشق زار اُسیکا نگہبان تھا غلام
کے نام حکم پہونچا برسے استقبال حاضر ہوا مین یہی چاہتا ہون کہ جان و مال نثار کرون میرے
خیمے مین چلیے خدمتگزاری کرون ملکہ نے جھلا کر جواب دیا تو دہی بیہودہ گو جاتا ہے ہمین یار ملکہ

سیموں کے لیچل بقدر خار خار بہت کچھ شہنشاہ نے فرمایا ہی کہ جہاں تک ہو سکے خار خار
کی حفاظت کرو زاغ ستیرہ ولگا کر اپنی بارگاہ کی طرف لیچلا بہت خوب بہت خوب کہتا ہوا
قریب اپنی بارگاہ کے لایا جہاں قید خانہ ہی اُسی کی قریب اسکی بارگاہ بھی استادہ ہی کنیزیں
ملازم حاضر تھیں اشارہ کیا بارگاہ کو آراستہ کرو شراب وکباب مہیا کرو کنیزوں نے اندر جاکر مسند شاہانہ
بچھائی گلابیاں شراب کی کشتیاں کباب کی آراستہ کردیں ملکہ سمن گلگوں پوش کو خیال
ہوا کہ شاید ملکہ سیموں اُسی بارگاہ میں ہوگی بلاتکلف داخل بارگاہ ہوئیں زاغ ستیرہ نے عرض کی
آپ مسند پر تشریف رکھیں ملکہ آکر مسند پر بیٹھیں ملکہ جب مسند پر بیٹھ چکیں زاغ ستیرہ قدموں پر
گر پڑا کہا اے ملکۂ عالم میں آپ کا غلام خاکسار ازکار ناہنجار ہوں کیا آپ کی صفت کروں نظم -

جلوہ گر باغ میں اے سرو جو تو ہوتا ہی
باغ گل تم سے سرو لب جو ہوتا ہے

لکھیں کیونکر نہ مری فکر نے رنگیں مضمون
صرف اشعار مرے دل کا لہو ہوتا ہی

عکس گیسو کا دہن میں سنبل تر بنتا ہی
ہاں وہ سرو جو کھڑے لب جو ہوتا ہی

تجھکو کیسے دکھاؤں دل مضطر کی تڑپ
چین ہوتا ہے مرے دل کو جو ہو ہوتا ہی

باغ عالم میں لطافت یہ دکھا دیگا اگر
اُڑ جاتے میں وہ گل صورت بو ہوتا ہی

اشک رک جائینگے پلکوں پہ بھلا ردکر کے
نہر کے پاٹ میں موجوں سے رفو ہوتا ہی

ہی ہر اک رنگ میں پیدا صفت زراقی
دودھ اطفال کے پینے کو لہو ہوتا ہی

زلف کی بو جو پہونچتی ہی تو نکہت کیاکر
مشک نافے میں نہاں صورت بو ہوتا ہی

خامہ اپنا نہیں دریائے فصاحت کے تل
اس سے تر مرغ معانی کا گلو ہوتا ہی

غلام زندہ نہ بچیگا اگر حضور نگاہ شفقت سے نہ دیکھینگی میں ہر چند ضبط کرتا ہوں ضبط نہیں ہو سکتا
غلام پابہ گل ہی دل سینے میں مثل مرغ بسمل ہی تو آسمان خونی کا ادکامل ہی یہ حقیر عاشق صادق
ایک بوسہ کا سائل ہی یہ کہکر بڑھا کہ بوسہ لوں ملکہ نے ایک طمانچہ مارا کہا او ستیرہ رو بے تردد ایسی
بے ادبی کرتا ہی طمانچہ جو زاغ کے پڑا یہ معلوم ہوا کہ آگ لگ گئی چلاکر اپنے مقام سے اٹھا کہا او
معشوقہ سرکش مار ہی ڈالا ہوتا اگر میں سحر نہ کرتا تو سرا اڑ جاتا اب گرفتار کرکے تمکو اپنے شکنجے میں
کرونگا یہ کہکر چند دانے ماش کے مارے ملکہ کے ہاتھ مار دیا کہ ماش کی دانے زمین پر جاکر گرداب

بلوہ ہو گیا ہمراہیان ملکہ کو جو باہر معلوم ہوا کہ ہماری مالک سے بگڑ گئی ملازمان زاغ سیہ رو سے
لڑنے لگے آپس مین سحر چلنے لگی ہزارہا جادوگر مر کر گرے ملکہ سحر کرتی ہوئی باہر نکلین زاغ سیہ رو
دوڑا باہر آکر روکا جس خیمہ مین باغبان قدرت قید ہے اُسکے دروازے پر سحر چل رہا ہے ملکہ نگار
نے ہلڑ سنکر کہا اری وزرا دریافت کر دیہ کیا سحر کہ ہے یہ سنتے کنیزین واسطے خبر کے گئین یہان ملکہ
اور زاغ سے مقابلہ پڑا اچھلا کر زاغ نے سحر کیا سر ملکہ زخمی ہوا کنیزون نے چہار طرف سے گھیر لیا زاغ
چاہتا ہے مین تڑپ کر گردن لیجا کر اپنے خیمہ مین رکھون وصل حاصل ہو تسکین دل ہو کنیزین جانبازی
کر رہی ہین جان دیتی ہین مگر قریب ملکہ کے نہین آنے دیتین کئی سو کنیزین قتل ہو گئی ہین قضاے
کار معتبر برق فرنگی نامدار بازار بازار مین پھر رہا تھا ہلڑ سنکر ایک سے پوچھا یہ کیا ہنگامہ ہے اُسنے
کہا سمن گلگون پوش فرستادۂ شہنشاہ آئی تھین میان زاغ سیہ رو اُنپر عاشق ہوئے آپس مین
لڑائی ہو رہی ہے یہ سنتے ہی برق فرنگی دوڑا ساحر کی شکل بنا ہوا تھا یہان آکے دیکھا ملکہ
سمن گلگون پوش زخمی ہین زاغ سیہ رو نے دباؤ ڈالا ہے ملکہ نے بیقرار ہو کر کنیزون سے کہا
اری یار و ملازمان افراسیاب سب نا شناس ہین مین نے سامری و جمشید پر لعنت کی
کوئی جا کر ملکہ بہار کو خبر کرے کہ آکر ہماری جان و آبرو بچائین اِس سیہ رو نے ارادہ کیا ہے کہ ہمارے
اوپر قبضہ کرے ہم اپنی جان دینگے مگر آبرو پر زوال نہ آئیگی برق نے آکر یہ سحر کہ دیکھا طرف قید
خانے کے چلا پکار کر آواز دی کیون میان زاغ سیہ رو میان باغبان کا سر کاٹ لون تو ایک
باغی کم ہو جائے یہ سنکر زاغ سیہ رو نے اشارہ کیا باغبان کا سر کاٹ لے برق فرنگی ہٹو ہٹو
کہتا ہوا خیمہ کے اندر آیا کہا اے باغبان ستم برق فرنگی سمن گلگون پوش کو زاغ سیہ رو
نے گھیرا ہے چاہتا ہے اُسکی عصمت پر دست انداز ہو اِس روز و شور سے نکلو کہ زاغ کو مارو ملکہ سمن
کو نکال کر لیجاؤ باغبان نے اشارہ کیا برق نے زبان سے اسکی دوزن نکالی باغبان نے
سحر کیا قید ٹوٹ کر گری اب شرارہ بنکر نکلا زاغ ہر مرتبہ جھپٹ جھپٹ کر آتا ہے چاہتا ہے ملکہ پر قبضہ
کرے کہ نعرہ ہوا ستم باغبان قدرت باغبان نے آتے ہی ایک گولہ مارا کئی سو جادوگر مر
گرے باغبان طرف زاغ کے چلا سمن کو پکار کر آواز دی اے ملکہ عالم نہ گھبرا کیا مجال کسیکی
کہ تمہاری کنیزون کی عصمت پر بھی نگاہ ڈالے باغبان کو دیکھکر ملکہ سمن مثل گل شگفتہ ہو گئین

پکار کر آواز دی ای باغبان خدا تمکو مظفر و منصور کرے غم و الم ہماری دل سے دور کری باغبان
نے ملکہ کو پشت پر لیا ہم کر لڑنے لگا وہ گولوئین تتمراؤ کر دیا میدان کارزار لاشون سے
بھر دیا زاغ سیہ رو نے تلوار پھینک ماری باغبان نے گولہ مارا تلوار کے ٹکڑے ٹکڑے
ہوی خنجر مارا خنجر کو بھی باغبان نے توڑا ایک جادوگر کو مار کر تلوار اسکی لی تلوار برہنہ لیے
ہوے سر پر زاغ سیہ رو کے پہونچا زاغ نے کئی گولے مارے باغبان نے خالی دیے قریب
آکے تلوار ماری زاغ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا برق شمشیر جو تڑپ کر گری سپر کٹی سر پر
پہونچی یا قبۂ سپر پر بجلی تھی یا زمین پر جا کے تلوار نے بوسہ دیا خاک اڑی اندھیرا ہو گیا آواز
آئی کشتی مرا نام سن زاغ سیہ رو بود سیمونہ اپنے مقام پر بیٹھی تھی بہار و خار خار بھی حاضر
ہین کہ کانین زاغ کے مرنے کی آواز آئی گھبرا کر کہا ارے ہمارے سردار کو کسنے مارا کہ
ایک کنیز نے آکر عرض کی حضور عجب معاملہ ہوا کہ زاغ سیہ رو سمن گلگون پوش کے
استقبال کو گئے دیکھتے ہی ملکہ عاشق ہوے ایسے کلمات کہے کہ وہ لڑنے پر آمادہ ہوئین کسی
نے باغبان کو رہا کیا باغبان نے آکر زاغ کو مارا اُسکے مرنے کی آواز ہے یہ سنتے ہی سیمونہ اٹھی
خار خار نے حضور تامل فرمائین کنیز جا کر باغبان کو لیتی ہے سیمونہ نے نہ مانا خود روانہ ہوئی یہان
باغبان زاغ سیہ رو کو مار کر تڑپ کر گرا سمن کی کمر مین پنجہ دیکر لے اڑا فوج کو آواز دی بھاگ
نکل آؤ فوج والے بھی چلے باغبان لیکر سمن کو نکلگیا سیمونہ و خار خار اسوقت آکر پہونچین
کہ باغبان جا چکا تھا جھلا کر دونون پلٹین گو نہایت غصہ تھا فوراً ایک افراسیاب کو لکھی کہ ای
شہنشاہ یہ کیا معرکہ گذرا کہ سمن گلگون پوش شریک مسلمانان ہو گئی عرضی روانہ کرکے حکم
دیا کہ طبل جنگی بجے کل ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی ادل باغبان اپنے لشکر مین پہونچا ہمین خبر ہو گئی
کہ طبل جنگی لشکر سیمونہ مین بجگیا ملکہ بہار نے بھی طبل جنگی بجوایا ملکہ سمن گلگون پوش کی بڑی
خاطر کی دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین برق فرنگی کو بمقدمہ رہائی باغبان خلعت فاخرہ
سرکار بہار سے ملا خواجہ عمرو فکر مین خار خار کی چلے ایک فقیر کی شکل بنکر لشکر مین سیمونہ کی آئے
دیکھا ملکہ بہار جادو لشکر مین انتظام کرتی پھرتی ہین کچھ گلدستے میدان کارزار مین پھینکے کچھ پھول
جا بجا دفن کیے خواجہ پیچھے پیچھے بہار کے پھرتے ہین چند کنیزان گلعذار ملکہ بہار کے ہمراہ مین

خواجہ اس فکر مین کہ کسی مقام پہ بہار غافل ہو تو گرفتار کرون تبہار میدان کارزار مین سحری کر پھول دمن کر رہی ہو اودھر باغبان قدرت طلا یا لشکر تبان کا دیا ہوا اُسنے بڑھکر دیکھا بہا کی جونگاہ باغبان پر پڑی بہوت تو ہو ہی ہو بے اختیار پکار اُٹھی او نمک حرام تو نے افراسیاب کا ساتھ چھوڑا باغبان ذکہا ای بہار تم اپنی ہوش مین نہین ہو کیا کلام کرون ایک سحر مین سارا تیرا سحر جلا دونگا بہار نے گلدستہ مارا باغبان نے گلدستہ کا ماگیند پھولون کا پھینکا بہار نے خنجر پھینکا مارا گیند کٹا بہار پر آگ برسنے لگی بہار مثل برق چلی اور شعلہ آتش سی نکلی گرتے گرتے پھر پھینک مارا باغبان نے پھر اکا ما تلوار کھینچکر بہار پر جا پڑا کنیزین ہٹ گئین نہ بہار دہ باغبان سی تلوار چلنے لگی خواجہ ایک نخل کی آڑ پکڑے کھڑے ہوی دیکھ رہے ہین نہ بہار کمی کرتی ہے نہ باغبان کسی مقام پر رکتا ہی خواجہ نے رنگ دردمن عیاری کا لگا یا صرصر کی شکل بنکر قریب بہار کے آئی کہا اے ملکہ بہار آپ باغبان پہ سحر کیجیے مین حلقہ ہاے کمند مارون گرفتار کرون بہار اچھا کہکر بڑھی خواجہ نے حلقہ ہای کمند مارے بہار لپٹی خواجہ نے حباب مارکر بیہوش کیا دو حلقونسے دونون ہاتھ دو حلقونسے دونون پاؤن دو حلقونسی گردن وکمر باندھی چادر بچھاکر بہار کا پشتارہ باندھا اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ عمرو **تصنیف** مرا نام ہی خواجہ خوا جگان

عمرو ذی حشم مہتر مہتران	مری نسل سے کر پیدا ہوا	مرے نام پر عذر سشید ہوا
اڑاتا ہون کفار کی مین دھوئین	جھکاتا ہون دشمن کو ہردم کو	مرا کمر ہے گلشن بلبل و قال
مری چال سے ہے صبا پائمال	فلک کی جو گردش کا سامان ہے	نشان تھا مری گرد پاپوش کا
مرا قنبر ذی حشم نامدار	اسیر عرب شیر پروردگار	یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہے

کہ آقا ہمارا جہانگیر ہے کنیزون نے جو دور سے دیکھا کہ عمرو نے ملکہ بہار کو گرفتار کرلیا جنیٹ کے سحر کیے خواجہ زمین پر گرے باغبان نے جو دیکھا کہ خواجہ کی پشت پر پشتارہ بہار کا تھا خواجہ زمین پر گرے باغبان نے بڑھکر سحر کیا کسی کا سر اڑگیا کسی کا ہاتھ کٹا کسی کا سنو ٹوٹا خواجہ کے پاؤن زمین نے چھوڑے خواجہ کو باغبان ساتھ لیکر لشکر مین آئے اب بہار کی زبانی سنو ہین باہوزن دی سلسل دطوق کرکے ہوشیار کیا باغبان و تبان سمجھانے لگے بہار کو جوش ہی یہی جواب دیتی ہے کہ صاحبو غیرون سے محبت کرین بہن اور بہنوئی کو چھوڑین ہرچند بیان باغبان

نے سمجھایا بہار نے نہ مانا سحر غار غار مین بہوت ہو رہی ہی جواب سخت دیے آخر بہار کو قید کیا
یہ خبر کنیزون نے جا کر میمونہ و غار غار کو پہونچائی میمونہ نے کہا مین کل چھڑا لونگی یہ کہکر میمونہ ہوا
مین آئی سحر تیار کرنے لگی صبح کو لشکر میدان کارزار مین آیا ادھر سے ملکہ تزان وغیرہ بھی
میدان کارزار مین پہونچین میمونہ نے پکار کر آواز دی کیون ای فرقۂ خدا پرستان تمھارا
مطلب مکر و حیلے پر ہے ہم بہار کو رہا کرینگے بہتر یہ ہے کہ بہار کو بھیجدو یہ کہکر میمونہ میدان مین
آئی ظاہر مین کھڑی سب کو للکار رہی ہین باغبان قدرت مقابلۂ میمونہ مین نکلی ابھی طرفین
سے سحر نہین ہوتے باتین ہو رہی ہین کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا میمونہ زرد پوش
بہار کو بغل مین دبائے ہوی آئی پکارتی ہوئی باشید اے سلطانان یہ کنیز تھی جسکو اپنی صورت
بنا کر میدان مین بھیجا مین قید خانے مین پہونچی بہار کو رہا کر لائی زبان سے سوزن نکالی قید جسم
سے جدا کی اہل اسلام نے جو یہ معرکہ دیکھا حیران ہو گئے کہ یہ کیونکر قید خانے مین پہونچی کسطرح نکال
لائی نگہبانون نے آکر عرض کی ہم لوگ بیٹھے تھے کہ اسنے زمین سے سر نکالا ملکہ کو بغل مین دبا کے لے
بھاگی بہار نے میمونہ سے کہا اب آپ الگ ہو جائین آپ نے بڑا احسان کیا مین باغبان سے
سمجھ لونگی میمونہ نے کہا ای بہار یہ جھگڑا طول کھینچیگا مین آج [illegible] تہ کرون اس تمامہ پر قبضہ ہو یکہ
بہار کو ہٹا دیا آپ زمین پر آئی باغبان کو للکارا باغبان نے چیٹ کر چاہا سحر کرون مگر یہ
خیال آیا کہ ہم مطیع اسلام ہین پیش قدمی نہ کرنا چاہیے باغبان رکا کہا او بندر باد والی
سحر کر یہ سنتے ہی میمونہ نے ایک دستک دی ہزارہا بندر سحر سے پیدا ہوے بندر تو صرا کر
چلے ہی آتے تھے مگر ایک طائر بھی سرخ رنگ آسمان سے پیدا ہوا گرد باغبان چرخ مار رہا ہے

یہ اشعار بجوش الحانی پڑھ رہا ہے **نظم**

رخ پر ترے نقاب نہین ای نگار سرخ　　خورشید پر ہی لکۂ ابر بہار سرخ
باغ جہا مین ہکو یہ دو رنگ ہین پسند　　معشوق سبز فام ہے خوشگوار سرخ
زرد و سفید و سبز ہین سب عاشقونکی رنگ　　غصے سے تو ہوا کبھی اے نگار سرخ
آیا جو وہ نگار [illegible] واسطے　　سبزہ ہو گیا خوشی سے دم انتظار سرخ
اس نیار کو خدا نے [illegible] گل بنا دیا　　خون جگر سے ہی مژۂ اشکبار سرخ

فرصت کہاں جو وصل میں سنتی یگا	بوسوں سے کچھ ترے ہاتھ اے نگار سرخ
دکھلا رہی ہے جو تلوّن حسن کی بہار	وہ سبز خط وہ چشم سیہ وہ عذار سرخ
باغ جہاں میں رنگ صبا کا جما ہے	دشمن کا منہ سیاہ رخ دوستدار سرخ

اسطرح اُس طائر نے یہ اشعار گائے کہ باغبان کا چہرہ سرخ ہو گیا ہاتھ پاؤں مین رعشہ آیا
جو بندر صحرا سے پیدا ہوئے تھے ایک اُنمین سیمونہ شکل مرکب کے زین و لجام سے آراستہ وہ
طرارہ بھرکے قریب باغبان کے آئے کچھ آنکھوں سے اشارہ کیا باغبان جست کرکے اُسکی پشت
پر سوار ہوے جیسے ہی پشت پر سیمون کی باغبان آئے سیمون طرارے بھرتا ہوا چلا پیچھے پیچھے
سب بندر طرف صحرا کی روانہ ہو گئے اہل اسلام کے ہوش پراگندہ ہوے کہ باغبان ایسے ہوشیار
پر کیا معرکہ گذرا سیمونہ نے پھر کہا کہ ہمارے مقابلہ مین کوئی نہین آ سکتا لڑائی سے سلمان
عاجز ہوے ملکہ ترّان کو ایک سناٹا ہے نہ روے رفتن نہ پاے ماندن ہر مرتبہ قصد کرتی ہین کہ
جاٹھون دل دھڑک رہا ہے کلیجہ پھڑک رہا ہے مگر کانپتی دونون کی بازو کر جا ہا تخت سے کود دون
مخمور نے دوڑ کر پائے تخت پر ہاتھ ڈالا عرض کی اے ملکۂ عالم ہمکو اجازت میدان ملے آپ مالک
لشکر ہین ہماری افسر ہین ایسا نہو کوئی فتور پڑے لونڈی کا گرفتار ہونا یا نثار ہو جانا برابر ہے ملکہ
ترّان نے سر جھکا کر کہا اے مخمور بسم اللہ لیکن ذرا سمجھ کے مقابلہ کرنا ایسا نہو کہین شعبدہ اُسکا
چل جائے مخمور نے کہا دیکھا جائے گا یہ کہکر مقابلے مین سیمونہ کے آئین سیمونہ نے کہا اے مخمور
بڑے افسوس کی بات ہے باغبان کا تمھارا ساتھ نہ ہوا یہ کہکر ایک چیخ ماری اے محرم راز شعبدہ باز
سے سحر گیا نہ ساز ملکہ مخمور تشریف لاتی ہین دیکھا صحرا سے ایک بندر پیدا ہوا سامنے ملکہ مخمور
کے آ کے تماشے کرنے لگی اشارے کرتی ہے کہ یہ تماشہ دیکھو کہ آسمان سے ایک عقاب پیدا ہوا
زمین پر طلسم ماری مخمور نے دو دانے یاقوت کے پھینکے ایک بندر پر پڑا اور ایک عقاب پر
دونون جل کر خاک ہوے سیمونہ نے کہا بی مخمور تم بڑی گستاخ ہو دیکھو کون بلا رہا ہے مخمور نے
سر اٹھایا دیکھا صحرا مین نور الدہر کھڑے ہوے یہ اشعار پڑھ رہی ہین **نظم**

جو تمنا ہے کہین اس سے سوا دیتے ہین	بار احسان سے زمانے کو جھکا دیتے ہین
جلے انصاف سے کیا لیتے ہین کیا دیتے ہین	جان تو لیتے ہین ہم اُنکو دعا دیتے ہین

مہربانی کی یہ معنے ہین کہ موسیٰ کی طرح
صورت شمس و قمر رنج سے خالی ہو کون
اور تو اور دم نزع بھی بہر تسکین
اپنی حالت ہے کہ فرقت مین عوض عیسیٰ کے
اٹھ آنے سے بچا مین تو کہا لوگون نے
اضطراب شب غم دیکھکے بہر تسکین
کیون نہ مشتاق سخن جانو نسیم گذرے ہین ای برق

سبزہ و عیب کو نظر و نہین تنہا دیتے ہین
کوئی جلتا ہے کہین داغ لگا دیتے ہین
کوئی کہتا نہین اتنا کہ بلا دیتے ہین
میرے مرنے کی مجھے لوگ دعا دیتے ہین
سچ ہے مردے کو یہی لوگ جلا دیتے ہین
رحم کھا کھا کے مجھے لوگ بجا دیتے ہین
مردے جیتے ہین جو وہ ہونٹھ ہلا دیتے ہین

مخمور بیقرار ہوکر دوڑی پکارتی ہوئی ای شہریار مین حاضر ہوئی یہ کہتی ہوئی مخمور سرخ چشم صحرا مین جاکر تکتا نہین ناپید ہوئی ایک ہاہا ہوا کہ مخمور کیا دیکھ کر صحرا مین گئی کیون غائب ہوئی اور کسی نے نورالدہر کو نہین دیکھا پھر پکار کر میمونہ نے آواز دی اسکی مرتبہ ملکہ بران کو تاب نہ باقی رہی تخت سے کود کر دوڑین میمونہ نے ایک چیخ مار کر آواز دی اے میمونہ شعبدہ باز بی بران صاحب آتی ہین سب نے دیکھا کہ ایک بندریا ڈفلی ہاتھ مین لیے ہوے کچھ گاتی ہوئی آتی ہے سامنے آکر کھڑی ہوئی ناچنے لگی ڈفلی بجاتی ہے کہ آسمان سے ایک کلنگ سیہ آیا بران بزمین کہ کلنگ سیہ پر سوار ہون ایک برق آسمان سے گری کلنگ سیہ اور بندریا کے دو ٹکڑے ہوے دوسری برق گری سر میمونہ کا زخمی ہوا چیخ مار کر زمین پر گری بران نے چاہا دوڑ کر اختر مارین یہ کوئی نہین سمجھا کہ برق کسنے گرائی کلنگ سیہ اور بندریا کو کسنے مارا اور سر میمونہ کا کسنے زخمی کیا جیسے ہی ملکہ بران چلین بہار و خار خار دوڑین میمونہ کو اٹھا لیا ادھر سے لشکر اسلام برای مدد بران پہونچا دونون لشکر ل گئے آپس مین سحر چلنے لگا بران کو بڑا غصہ تھا اس قدر اختر مارے کہ ہزارہا کو پامال کیا قریب تھا کہ لشکر بہار و خار خار کو شکست ہو بہار نے طبل امان بجوا دیا بران نے بہار کو زخمی کیا تھا خار خار بھی زخمی ہوئی طبل امان بجوا کر وہ سب پلٹ گئین بہار نے آکر میمونہ کی زخم دوزی کی میمونہ نے آنکھین کھولکر کہا کیون ای ملکہ بہار کسنے آکر یہ برق گرائی بندریا اور کلنگ سیہ ایسے مارے گئے کہ جنکا زندہ ہونا ممکن نہوا میرے سر پر اسطور سے برق گری مجھکو معلوم ہوتا تھا کہ آگ لگ گئی تمام جسم جل جائیگا مگر [illegible] ی وجمشید نے بچا[illegible]

بہار نے کہا مسلمانون کے مددگار مخفی بہت ہین نور افشان و برہمن زرو ئین تن وکوکب
روشن ضمیر و ملکہ تیران کا اسکو پاس ہی تیران کو بچا لیا لیکن حقیقت مین تمھارا سحر مین مثل نہین ہی
کہ ایسونکے سحر سے بچ گئین میمونہ نے کہا کل سمجھ لونگی سحر کرنیوالا سامنے آئے اگر مرد ہی تو سر میدان
آکر مقابلہ کری کہہ وہ ہماری لشکر مین طبل جنگی بجا اسیوقت طبل جنگی پر چوب پڑی یہ خبر ملکہ بران کو
پہونچی بران برای مخمور و باغبان پریشان بیٹھی ہین خواجہ عمرو صلاحین ہو رہی ہین خواجہ
ہر مرتبہ فرماتے ہین کہ آج تدبیر ہو جائیگی اگر گھسکر خار خار کو نہ مارا تو نام اپنا خواجہ عمرو نہ پایا ہوگا
یہ کہکر نوازش طبل کو حکم دیا یہان بھی طبل جنگی بجا اور خواجہ عمرو فکر مین خار خار کے چلے یہان خار خار
و بہار و میمونہ بارگاہ مین بیٹھی ہین خار خار نے کہا بوا میمونہ ہرچند کہ تمھارا سحر نایاب عالم ہی لیکن
سحر کرتی ہو مین بھی کسی بات مین کم نہین ہون مگر ساربان زادی کا ہر وقت خوف لگا رہتا ہی
میمونہ نے ایک دستک دی بندریا تو کاندھی پر بیٹھی تھی زمین پر آئی میمونہ نے خار خار سے کہا
ای بوا اس سے پوچھ لو جو سامری و جمشید تقدیر کرتے ہین یہ اُس سے آگاہ ہو جاتی ہے خار خار نے
کہا اے ساختہ سامری عمرو عیار کس فکر مین کسطرح سے کیا تدبیر کر رہا ہے بندریا نے مثل انسان کے
جواب دیا کہا حضور عمرو آپکی فکر مین آمادہ ہے لشکر سے اپنے نکلا ہے یہ سنتے ہی خار خار نے کہا واری
دیکھیے آپکو ایک تماشہ اور دکھاؤن یہ کہکر اُسنے ایک کاغذ جیب سے نکالا کہا ملکہ عالم اس کو ملاحظہ
فرمایئے کچھ تصویرین اس کاغذ پر کھینچی تھین ملکہ خار خار نے کچھ سحر کیا نام سامری و جمشید کا
لیا کہا اب حضور کاغذ کو ملاحظہ کرین میمونہ و حاضرین وقت نے دیکھا کہ خواجہ عمرو لشکر سے
نکلے ایک نخل کے نیچے کھڑے ہوکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک بڑھیا کی شکل بنکر طرف صحرا
کی چلے یہان تو سب اُس کاغذ مین حال خواجہ کا دیکھ رہی ہین خار خار اٹھتی ہی اور بیٹھتی ہی کبھی
سحر کرتی ہے کبھی ہتھیلی پر ہاتھ ڈالا کبھی سامری و جمشید کو پکارا لیکن خواجہ جو بڑھیا کی شکل
بنکر چلے ارادہ ہے کہ لشکر مین خار خار کے جاؤن کہ کانون مین آواز گانے کی آئی کوئی خوش آواز
بصد سوز و گداز ان اشعار کو بڑے لطف سے گا رہا ہی

نظم

الفت کا گل در خسار لیے پھرتی ہے	دن کو دن شب کو شب تار لیے پھرتی ہی
روح میرا جو تن زار لیے پھرتی ہے	کسی دامن کو لیے خار لیے پھرتی ہی

مجھ مین طاقت یہ کہان ہی کہ پھرون ہمچو صبا | گردش نرگس بیمار لیے پھرتی ہے
مجھکو اُس کوچہ مین پہونچا کی کہان ای روح | کیون مری ہڈیون کا بار لیے پھرتی ہی
دیکھیے ہوتا ہون کس طفل برہمن کا شکار | کو بکو الفت زنار لیے پھرتی ہے
اے صبا چاک جگر بھی ہوا مجھ وحشی کا | تو گریبان ابھی تار لیے پھرتی ہی
کیا خبر مرغ گرفتار کے پوچھین کہ صبا | بال و پر دوشپہ دو چار لیے پھرتی ہے
روز و شب ایک سے آنکھوں مین ہی دنیا ہے | الفت کاکل خمدار لیے پھرتی ہی
ایک گل باد خزان نے نہ چمن مین چھوڑا | داغ دل بلبل گلزار لیے پھرتی ہے
مر گئے پر بھی ہوئے ہم نہ سبکبار قلق | روح بار غم دلدار لیے پھرتی ہی

یہ اشعار سنکر خواجہ حیران ہوے کہ کون خوش آواز گا رہا ہی یا تو طرف لشکر خار خار کے جاتے تھے یا طرف اُس آواز کے متوجہ ہوے چند نخلستان طے کیے تھے کہ دیکھا ایک باغ عظیم الشان چار دیواری سنگ مرمر سپید کی دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہی ہوای سرد کے جھونکے چل رہی ہین اُسی باغ کے اندر سے گانے کی آواز آتی ہی خواجہ بلاتکلف باغ مین داخل ہوے یہان خار خار و بہار و میمونہ و حاضرین وقت یہ سب سامان دیکھ رہی ہین ملکہ بہار نے کہا اے خار خار خواجہ عمرو ایک باغ مین گئے خار خار نے حضور ملاحظہ فرمائین یہ ساربان زادہ اپنی عیاری پر بڑا ناز کرتا ہی اپنے دام مین آپ پھنسیگا لیکن خواجہ جب باغ مین آئے دیکھا گلہای رنگارنگ و شگوفہای بوقلمون چمن مین نہایت لطف سے آراستہ نرگس شہلا کی آنکھون پر جوبن عندلیبان پرفن پہلوے گل مین بیٹھی ہوئی زمزمہ سرائی کر رہی ہین غنچہ خیز دست تمنا در خشونکا جو مثا سبزپوشان گلشن اپنا جمال دکھا رہی ہین سرو کا اکڑنا عندلیب خوشنوا کا صبا اور گلچین سے لڑنا صیاد خود دام رگ گل مین گرفتار ہے فصل بہار خواجہ نے ایک نخل کی آڑ پکڑ کے دیکھا بیچ مین باغ کے ایک چبوترہ مرمر اُسپر ایک نازنین چہار دہ سالہ گرد چند کنیزین چنگ مرصع ہاتھ مین لیے بعد ناز داد گا رہی ہی خواجہ گانا سنکر بیقرار ہو گئے نخل کے پہلو مین بیٹھے ہوئے گانا سن رہے ہین ایک کنیز واسطے رفع حاجت زیر نخل آکر بیٹھی خواجہ نے اُسے بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر محفل مین آئے گلچینی گلشن جمال کی کر رہے ہین خواجہ

حیران ہین کہ مین کیونکر اپنا رنگ جماؤن کہ صاحب صحبت نے خود متوجہ ہوکر کہا کیون
گلشن آن تم کچھ نہ گاؤ گی خواجہ تو چاہتے تہی کہ مین گاؤن غرضکہ بہت خوب سازندون کو
حکم ہوا سازندون نے ساز ملائے خواجہ نے گنگنا کر یہ اشعار شروع کیے نظم

روز و شب صدمے اُٹھاتا ہون زمانے کیلیے — خلق ہون خلق خدا کا رنج کھانے کے لیے
بعد مردن یاد آئیگی قضا کوے دوست — خلد مین تڑپینگے ہم دنیا مین آنے کے لیے
مژدۂ جان بخش ہے یہ زہر کے قائم مقام — اُسکی جانب سے رقیب آیا بلانے کے لیے
قبر پر اُس کشتۂ ساعد کی ہوتے ہو اگر — چوڑی پہنے چوڑیون کے اوتار و تم چڑھانے کیلیے
مین نے جو عارض دکھائے سوال اُس نے کیا — ہو گیا موجود وہ آنکھین دکھانے کے لیے
لاکھ غم ہون ہم مگر ہونگے نہ دل بر داشتہ — تیرے در پر بیٹھے ہین صدمہ اٹھانے کے لیے
واہ کیا انصاف اُتنا ہی ترا ای بد مزاج — ہمکو رلوایا رقیبون کو ہنسانے کے لیے
سیر کو گلشن مین جیسے لوگ جائین ای قبول — آئے ہین دنیا مین ہم دنیا سے جانے کے لیے

وہ نازنین بہت خوش ہوئی کہا خواجہ عمرو آپ نے اپنے کو کیون پوشیدہ کیا اپنے کو ظاہر کیجیے
خواجہ نے رنگ و روغن عیاری کا پونچھ ڈالا بصورت اصلی ہوکر صحبت مین اُس نازنین کے بیٹھے
خواجہ تو عاشق جمال ہو رہے ہین یعنی گلشن جمال کی کر رہی ہین سامنے اُس نازنین کے لالٹین
یاقوت نگار رکھی ہے یہ جو سحر کہ خواجہ پر گذر رہا ہے بہار و خار خار و میمونہ وحاضرین وقت یہ
دیکھ رہی ہین خار خار کہہ رہی ہے حضور ملاحظہ فرمایئے عمرو کس حال مین بیٹھا ہے عمرو نے باتین کرتے
کرتے طمع تو اشنا کی ہے لالٹین کو اٹھایا جیسے ہی خواجہ نے لالٹین کو اٹھایا چھوتے ہی وہ لالٹین
ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی جیسے ہی وہ لالٹین ٹوٹی اُس نازنین نے سینہ پیٹ لیا کہا خواجہ بڑا غضب کیا
یہ لالٹین ملکہ سنگین سر انداز کی ہے وہ ہم پر آفتین برپا کریگی خواجہ نے کہا پھر ملکہ اب مین کیا کرون
اُس نازنین نے کہا خواجہ میرے واسطے بھی قباحت ہے مین تو قبول دونگی کہ خواجہ نے لالٹین کو
یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی ایک جادوگرنی سیہ فام بد انجام سپر و شمشیر آگے ہوکر آئی نازنین
نے گھبرا کر کہا لو خواجہ غضب ہوا سنگین سر انداز آ گئی زمین پر آ کر اُدھر کی خواجہ نے چاہا اُٹھکر
بھاگون پھر خیال کیا کہ یہان سے اُٹھا نہین جاتا سنگین نے آتے ہی جو لالٹین کو دیکھا کہا کیون ای

ملکہ شورش جادو ہاری لاشین کو نے شکست کیا اُس نازنین نے تھرا کر کہا یہ حرکت خواجہ سے
ہوئی پلٹ کر زمین کو اشارہ کیا کہ پاؤن خواجہ کے پکڑ لیے اور کہا او عمرو تو نے دل سامری
کو شکست دی عمرو ہر چند تڑپا بھڑکا کہا حضور مین اسکی قیمت حاضر کردون سنگین نے کہا تو اسکی
قیمت کیا دیسکتا ہی سامری و جمشید نے خاص اپنے ہاتھ سے بنائی تھی ہم نے چھوکری کو
روشنی کے واسطے دی تھی صاحبزادی نے تماشے کو پسند کیا یہ کہکر اُس نازنین کو پانچ چار کوڑے
مارے کہ تمام بدن اُسکا فگار ہوگیا کنیزون سے کہا اُس گیسو بریدہ کو لیجا کر جھونٹے اسکے نخل مین باندھ
دو اور چاہ تاریک مین لٹکی رہے کنیزین اسی حال پُر ملال مین کھینچین کہ اُسکے بدن سے قطرات
خون ٹپکتے ہوے لباس پارہ پارہ و بلک بلک کر روتی تھی کبھی طرف خواجہ کے دیکھکر آواز دیتی تھی ای
شہنشاہ اوج عیاری تمہاری محبت مین یہ جفا اٹھائی دیکھیے اب رہائی ہماری کب ہو نہین معلوم
تقدیر کیا دکھلائے کب دل تردد منزل تسکین پائے **نظم**

یاد گھر مین مجھے کیونکر کوئی مضطر نہ کرے … ای پری تیری طرح دلین کوئی گھر نہ کرے
تیری پلکین کہین یاد آئین نہ مجھ وحشی کو … اور بھی دو سے مجھے فصاد کا نشتر نہ کرے
صبحدم چونک کی آنکھ اپنی نہ کھولا وہ پری … آئنہ سامنے جب تک کہ سکندر نہ کرے
نوجوانو یہ وصیت ہے کسی عاشق کی … آگ مین کود پڑے عشق کوئی پر نہ کرے
بیوفا کے لیے فرہاد نے کی کوہ کنی … دلکو شیرین کیطرح سے کوئی پتھر نہ کرے
مین نے دل اُسکو دیا پر نہین الفت کا یقین … جان بھی اپنی جو دے دون تو وہ باور نہ کرے
اسقدر سوز دروں ہی کہ اگر مین پھونکون … زندگی آگ مین اکدم بھی سمندر نہ کرے
شور اگر ہو کہ یہ عشق لب شیرین کا ہی جوش … سامنا دیدۂ گریان کا سمندر نہ کرے
آب چاہِ ذقن صاف تو کب دیتا ہے … آب خنجر بھی جو چاہون تو گلا تر نہ کرے
نظر آجائے دو ہمکو یہ نہایت کے کمال … ناز جب تک وہ کمر اپنی برابر نہ کرے
دل بھی سینہ بھی جگر بھی یہ ہوے سب زخمی … جو کیا ابرو نے کیا کام وہ خنجر نہ کرے
دل مرا لے کے کبھی بات نہ پوچھی پھر کے … جو ستم تو نے کیا ہی کوئی دلبر نہ کرے
لات کیون مارے علی نے جو یہ دنیا ہی خوب … جو غلام اُنکا ہو وہ خواہش افسر نہ کرے

کامیاب اور ہوے ہم رہی محروم قبول	کبھی ایسی کسی عاشق سی مقدر نہ کرے

اُس نازنین کا یہ اشعار پڑھنا اور اشارے کرنا کہ اے عاشق جانباز مجھکو اس ظالم کے ہاتھ سی
بچالے مجھکو یہ اسی آفت مین مار ڈالیگی مجھسے یہ جفا نہین سہی جائیگی خواجہ اُٹھنے کے لائق نہین
ہاتھ پاؤن بالکل بیکار اُسکے تھے ہین ممکن نہین ہوتا زمین پاؤن تھامے ہوے ہی جب کنیزین اُس
نازنین کو سامنے سی لیگئین شکیبن سرانداز نے عورت کی آگ شکیبن بادمین کہا او ساربان زادی
تیری ذات سی یہ سارا فساد برپا ہوا مین ذرا یہی کا یہ حال کیا اب کیا مین تجھکو زندہ چھوڑونگی
اس جفا سی تجھکو ماردون کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے حال پر گریہ وزاری کرین اور مجھکو
ذرا ترس نہ آئی خواجہ نے کہا اے شکیبن سرانداز اسقدر سنگدلی کرنا مناسب نہین مین
عنظلی آباد ایسے شہر مین گیا جہان صندوق معلق کی خدائی تھی آب معبودیہ ایک تالاب
تھا اسپر زاغ نر و مادہ آپسمین ہم جفت ہوتے تھے دیوزاد و پریزاد پیدا ہوتے تھے تعریف
زردھشت کرتے ہوے پانی مین غائب ہوتے تھے جب روز جشن ہوتا تھا تو وہی دیوزاد
پریزاد پانی سی پیدا ہوکر تعریف زردھشت مین معروف ہوتے تھے مشہور تھا صندوق
مین استخوان زردھشت ہین اور روز جشن وہ ہنگامے ہوتے تھے کہ ہوش انسان کی بجا نہ رہتی
لقا ایسا غول بادیہ ضلالت خار صحرای وقاحت عجائب و غرائب دیکھکر ایسا مبہوت ہوا کہ
واسطے سجدے سامنے صندوق کے جھکا بختیارک ایسا جہاندیدہ کار آزمودہ عجائب و
غرائب دیکھکر دنگ ہوگیا آخر واسطے سجدے کے وہ بھی جھکا کہ وہ شیطان سرکار لقا تھا
بڑے بڑے شعبدے دیکھ چکا تھا الملعون دہل زن ایسا ساحر دیکھا کہ جو دھول پر تین
چوبین لگاتا تھا ہزار کوس تک وہ آواز جاتی تھی لشکر صاحبقران کو اُسنے تین چوبین لگا کر بیہوش
کیا مین آکر خوشحال زردھشت نابنا اُس ایسے کو مارا ابلیس ایسا جہاندیدہ میری عیاری
مان گیا رات مین نے گذرنے دی مگر تم ایسی ساحرہ نگاہ سے نہین گذری مین چاہتا
ہون کہ تم کو سجدہ کرون اے ملکۂ عالم مجھکو قتل کرکے کیا حاصل ہوگا مجھکو نوکر رکھ لیجیے بڑی
کام آؤنگا بی مہرخ کو میری قدر نہین تین روپیہ ہزاری مقرر ہے وہ بھی چھ چھ مہینے تنخواہ
چڑھی رہتی ہے غیر حاضری بھی کٹ جاتی ہے ہم تمہاری پاس قید ہوے اور وہان یہ

اعتراض ہوگا کہ آج عمرو سلام کو نہین آیا غیر حاضری کا دن لکھدیا جائیگا اور غیر حاضری
لکھنے والا ہے وہ ایسا سخت کمبخت ہے کہ ایک غیر حاضری کی چار دن لکھتا ہے ایسے قدردان کے
پاس رہنا نہین چاہتا سنگین سرانداز نے کوئی بات عمرو کی قبول نہ کی کھینچتی ہوئی عمرو کو
نیچلی ایک درخت مین لاکر عمرو کو الٹا لٹکا دیا چند کنیزین جو حاضر تھین اُنسے کہدیا ذرا خیال
رہے ایسا نہو کوئی اسکی رہائی کو آئے یہ بڑے بڑے اسکے معین و مددگار ہین ضرور آکر رہا کرنے کا
ارادہ کرینگے جب کوئی ساحر یا غیر ساحر آئے مجکو فوراً خبر کرنا مین سمجھ لونگی یہ کہکر سنگین سرانداز
چلی گئی بہار و خمار خار و میمونہ وغیرہ نے یہ سب معاملہ بے تکلف دیکھا خار خار کے بہار
نے ہاتھ چوم لیے خار خار نے کہا ابھی آپ نے کیا ملاحظہ فرمایا ہے کل میدان کارزار مین ملاحظہ
فرمائیگا سب مسلمان اسی باغ مین جاکر قید ہونگے دیکھا آپ نے سارباں زادہ کیونکر جا کر
پھنسا ساری عیاری مکاری بھول گیا کچھ کر نہ چلا سب تعریفین کرنے لگے میمونہ نے کہا اے خار خار
کل ہم تم ملکر سحر کرین خار خار نے کہا بہت خوب کل ان سبکو مسحور کرکے خاتمہ کرین دوسرے
قلعے پر چڑھ چلین یہان تو یہ معاملے ہو رہی ہین مگر ملکہ بران شمشیرزن سرنگون پریشان بیٹھی
مین کہہ رہی ہین کہ صاحبو میرے ذہن مین نہین آیا کہ باغبان قدرت و مخمور کہان جاکر قید
ہوئی کیونکر پتہ لگاؤن اس سوچ مین بیٹھی تھین کہ ایک پرچہ کاغذ کا گود مین آگرا ملکہ بران نے
اٹھاکر اسکو پڑھا حرف سے نور افشان سے مرقوم تھا اے نور نظر ہم پر سب ظاہر ہے جو تمپر گذر رہا
ہے مگر ظاہر ہو کر آنا مناسب نہین لوگ ہمکو ملعون کرینگے خواجہ عمرو قید ہو گئے ذرا مین نے غفلت
کی تھی سحر خار خار کا تیار ہو گیا خواجہ عمرو ایسے عقلمند جاکر پھنسے بڑی تکلیف مین یہ شب
گذرے گی بوقت سحر تم خود میدان کارزار مین نکلنا کل اس بندریا والی اور خار خار نے سمجھا
ہے تم وہ سحر کرنا جو روز شکست دریا تمسے ظہور مین آیا تھا کل خار خار و میمونہ دریاے سحر تیار
کرینگی اُس دریا مین تڑپ کے گرنا اے نور نظر ہم تمہاری آبرو بڑھاتے ہین ہمکو بھی بہار کا بڑا
افسوس ہے خدا چاہے تو کل یہ تردد دور ہو جائیگا بران یہ نامہ پڑھکر خاموش ہو گئین لیکن
خواجہ کے واسطے بڑا افسوس کیا برق فرنگی نے جو استاد کا قید ہونا سنا بہت بیقرار ہوا بارگاہ
سے نکلا صحرا مین جاتے جاتے ایک مقام پر ٹھہرا دیکھا ایک جادوگر آتا ہے برق فرنگی نے

کنارے آکر رنگ روغن عیاری کا لگایا غار خار کی شکل بنکر اسی مقام ٹہلنے لگا اُس ساحر
نے سامنے آکر سلام کیا کہا ملکۂ عالم اسوقت آپ یہان کیون تشریف لائین غار خار نقلی نے
نے کہا بیٹا مین اپنے سحر کے تیار کرنے مین مصروف تھی دل گھبرایا ادھر نکل آئی مگر بیٹا وہی سحر
جو مین نے کیے ہین وہی میری خیال مین ہین مین نے تمکو نہین پہچانا اُس ساحر نے کہا غلام
قدیم سنگین سرانداز کا موسوم بہ منتظم عمرو کو جو حضور نے قید کیا اسکے انتظام کو جاتا ہون
رات بھر اسکی حفاظت کرونگا صبح کو سرکار کی خدمت مین حضور کی بھیجون گا برق نے کہا
ملکہ سنگین سرانداز کہان ہین ساحر نے کہا وہ سامنے قصر سیاہ جو آراستہ ہے اس مین ملکہ
سنگین سرانداز بیٹھی ہین برق نے کہا مین تجھے صاف صاف کیون نہین فکر مین بران کی
نکلی ہون دیکھ وہ سامنے آتی ہے جیسے ہی ساحر پلٹا برق نے طپنچے کندے گلے مین ڈالدیے بیہوش
کرکے اُسکو کنارے ڈالدیا منتظم کی شکل بنکر طرف قصر سنگین سرانداز کے چلا سنگین سرانداز
بیٹھی ہوئی سحر کر رہی ہے کہ منتظم آکر سیدھا جھک کر سلام کیا سنگین سرانداز نے کہا کیون اے
منتظم تم کیون پلٹ آئے عرض کی مجھے حضور سے دریافت کرنا منظور تھا آپ سے دریافت
کرون کہ صبح کو عمرو کو ضرور قتل کرونگا آپکے حکم سے سوائے شوکت حمزہ گرجائے کل عمرو
قتل ہو اسوقت مین حاضر ہوا کہ مجھکو یہ خیال آیا کہ حضور تنہا بیٹھی ہونگی جاکر حضور کا دل
بہلاؤن سنگین سرانداز نے کہا مجھکو خوف ہے ایسا نہو کنیزون کو دم دلاسہ دیکر عمرو نکل جائے
لیکن اس باغ سے نکلنا دشوار ہے برق نے کہا حضور پھر کیا کر سکتا ہے کنیزون نے آپکی آنکھین
دیکھی ہین وہ کیا دھوکا کھائینگی غلام راہ مین آتا تھا ایک گویے کا لڑکا کس لطف سے یہ غزل
گا رہا تھا مین نے یاد کر لی ذرا سماعت فرمایئے یہ کہکر سمرہ پن کرنے لگا یہ اشعار سامنے ملکہ
سنگین سرانداز کے بعد جوش خروش گانے لگا

نظم

وہ بحر حسن رہی بحر مین کہ بر مین رہی — کبھی وہ دل مین رہی گاہ چشم تر مین رہی
دہن ہی آنکھ مین شکو نہین جلوہ گر تری — صدف صدف مین ہا اور گہر گہر مین ہی
عدم کو پہونچے اسی انتظار گزینی مین — ہمیشہ گھر مین رہے ہم کہ سفر مین رہے
ہو رشک سرو جنان قد ترا یہ بوٹا سا — جو ایک پل بھی صنم میری چشم تر مین رہے

نہ رخ کو بوسہ لینگے نہ ہوگا دل کو قرار — بس اب یہ داغ بھی ای لالہ رو جگر پر ہو
ہم اپنی جان محبت مین اسکی دیتے ہین — ہمارا رشتہ جان بھی تری کمر مین رہی
وہ سادہ رو جو گرے اپنے حسن پہ مفتون — تو ایکدم بھی نہ آئینہ اپنے گھر مین رہے
وہ آیا گود مین میری تو مین ہوا بیہوش — ہزار حیف کہ مین عشق رہون وہ گھر پر ہو
کہا نکا وصل کوئی بات بھی ہوئی بے لطف — تمام شب ہوئی ہم دشت سحر مین رہی
فراق یار جلایا کیا وہان بھی ہمین — رہی بہشت مین یون جسطرح سقر مین رہی
ہے دلمین داغ ستہ اسمین یاد ابرو کی — ہلال حسن کا جلوہ سے سپر مین رہی
وہ ای قبول ہے جیسے گو ہزار پردہ نشین — ہمیشہ چشم تصور سے پر نظر مین رہی

اس رنگ سے برق نے یہ اشعار پڑھے سنگین نے کہا ای منتظم اسوقت تمکو کس لطف سے یہ اشعار گاے جس کسی سے تنے یہ اشعار سنے وہ تو خوب ہی گاتا ہوگا برق نے کہا حضور ایسا گاتا تھا کہ مین پہر بھر کامل درخت سے نیچے کھڑا رہا جب وہ چلا گیا تو مین ناچار ہوکے چلا آیا ہوای سرد جو چلتی تھی نشہ بھی شراب کا اتر گیا اگر حضور مہربانی فرمائین ایک تھوڑی سی شراب ملکن ہو پھر غلام کا گانا سنیے سنگین سرانداز نے اشارہ کیا میز پر گلابی رکھی ہے اٹھالو برق فرنگی نے گلابی اٹھائی جام لبریز کیا منہ مین اپنے دو طمانچے مارے کہا حضور پہلے آپ نوش کرین ادب سراسر خلاف ہے لیکن بعد آپکے مین پیونگا یہ کہکر گلابی سے پڑیا بیہوشی کی ملائی کہا حضور پہلے آپ نوش کرین بے ادبی معاف فرمائیگا سنگین سرانداز نے خوشی مین ہاتھ بڑھادیا جام پی لیا گھبراکر کہا ای منتظم مجھکو کوئی آسمان پر لیے جاتا ہے برق نے کہا حضور اٹھکے ٹہلین سنگین سرانداز گھبراکر اٹھی اور کھڑا کر گری بیہوش ہوئی برق ڈیڑھ باتین سوزن دی اور بیہوشی کی دماغ پر چڑھائی سوچا کہ ایسا نہو اسکے قتل کرنے سے خارخار کو اطلاع ہوجاے پشتارہ باندھکر اسکو کرنے مین ڈالدیا اب حیران ہے کہ ای برق باغ مین تو نہ پوچھ لیا کہ خواجہ کس باغ مین قید ہین اب کیا تدبیر کرون سنگین کی شکل بنکر برق مکان سے باہر نکلا باغ کو ڈھونڈھتا ہوا چلا یہان خواجہ اسیر لٹکی ہوے ہین چار کنیزین گرد بیٹھی ہین ایک کنیز دم بدم ڈھکر عمرو کو آزار پہونچاتی ہے آخر عمرو نے چپکے سے کہا کیون ای ملکہ عالم کوئی تدبیر ایسی بھی ہے کہ ہماری جان بچ جاے

کنیز نے کہا خواجہ تمہارا بچنا دشوار ہی ملکہ خار خار پر تمنی عیاریان کین صبح کو تمہین جلاد قتل کریگا
عمرو نے چپکے سے کہا ہماری پاس کچھ مال ہی تمہین بلا سے لیلو مگر ہمیں دقت نہ کرو اُس کنیز نے آخر
خواجہ تمہاری پاس کیا ہی عمرو نے کہا روپیہ اشرفیان سب کچھ موجود ہین لیکن یہ تینون جو بیٹھی
دیکھ رہی ہین انکو تو ہٹا دو ورنہ یہ ملک سے کہدینگی بدنامی ہوگی کنیز نے کہا ان تینونکو کیونکر غافل
کردن عمرو نے پڑیا بیہوشی کی کمر سے نکالی کہا شراب مین ملاکر یہ پلا دو بیہوش ہوجائینگی پڑیا لاکے
اُن تینونکو پلائی وہ تینون پیتے ہی بیہوش ہوئین اب خواجہ نے کچھ روپیہ نکالکر کنیز کو دیکہا بوا میرا
ہاتھ کھولدو تو مین اشرفیان بھی دون اُسنے ہتکڑیان نکالین عمرو نے کچھ اشرفیان زنبیل سے نکالکر دین
اسی کنیز نے کہا یہ بٹوا کیسا ہی خواجہ نے کہا بٹوے مین ایک ڈبیا ہی اُسمین میری جان رکھی ہی اسکو
کھولکر نہ دیکھنا یہ کہکر بٹوا ہاتھ مین دیا عمرو نے بہت تاکید کی کہ خبردار خبردار اسمین کی ڈبیا نہ کھولنا
ورنہ میری روح کو صدمہ ہوگا یہ کہکر عمرو نے منہ ادھر سے پھیرا اُس کنیز کو بڑا شوق ہوا یقین
ہوا اسمین کوئی ہیرا ہی عمرو کیطرف سے مُنہ پھیر کر بیٹھی ڈبیا کو ہاتھ مین لیا زور کرکے کھولا کھولتے ہی
ڈبیا سے بیہوشی نکلی کنیز بیہوش ہوکر گری عمرو نے بتعجیل تمام اُس کنیز کو زنبیل مین ڈالا جب کنیز زنبیل
مین گئی کالے کالے غلام لکڑیان لیکر دوڑے کہتے ہوے اسکے کپڑے اوتار لو دیکھو کپڑا رہنے نہ
پائے ایک کتاب ہے ہمین اس کپڑے کا حساب دینا پڑیگا خواجہ عمرو بعد سال کے حساب لیتے ہین
اگر ایک دوپٹہ کم ہوا پانچ روپیہ لکھی جاتی ہین لہذا حفاظت ضرور ہی ایسا نہو کوئی کپڑا اینچا جائے
تو استاد جمع کاٹ لینگے جسدن تنخواہ ملتی ہی سب کتابین دیکھی جاتی ہین کنیز کی جان عجب کشاکش
مین ہے لونڈیان غلام لکڑیان تانے سر پر کھڑے ہین بمشکل اپنے کپڑے اوتار کر دیے کپڑے
لے کر غلام سیدھا چلا گیا اب کنیز ننگی ہوئی آے بادرچی خانے مین لائین ایک کھتی اسکے چڑھا ہوا تک
ایک کہتی ہی یہ خیال رکھنا کوئی شی جلنے نہ پائے اگر کسی شی مین داغ لگا اور خواجہ نے کھانا کم
کھایا تیرے ہاتھ جلاے جاینگے کنیز تو اس مصیبت مین ہی خواجہ نے اُس کنیز کو گرفتار کرکے اُن تینون
کنیزون کے سر خنجر سے کاٹے کپڑے بھی اُتار لیے اب خواجہ باغ سے نکلے حیران ہین کہ خواجہ
یہ کیا حرکت تھی کس بلا مین آ پھنسے لشکر مین کیونکر خبر ہوگی ہوگی تھوڑی دور چلے تھے کہ سامنے
سے دیکھا شکلین سرانداز چلی آتی ہی برق خواجہ کو دیکھکر خوش ہوا خواجہ کو تردد ہوا آنکھ جو ملاکر

خواجہ نے دیکھا دوڑکر گلے سے لگا لیا کہا بیٹا برق خدا نے فضل کیا برق نے کہا استاد کیونکر رہائی
پائی عمرو نے سب کیفیت بیان کی برق نے استاد چلکر سنگین سر انداز کو لے لیجیے مناسب
ہو قتل کر ڈالیے عمرو نے کہا خدمت میں ملکہ بُران کی لیچلو اُس قصر میں آئے سنگین سر انداز
کا برق نے پشتارہ باندھا مکان کو بالکل خواجہ نے لوٹ لیا برق اور خواجہ چلے خار خار پڑی
ہوئی سو رہی ہے سحر تیار کرکے سوئی ہے عالم خواب مین دیکھا کہ عمرو چھوٹ گیا سنگین سر انداز
کو گرفتار کرکے لیے جاتا ہے پس گھبرا کر اٹھی بہار کی بارگاہ مین آئی بہار کو جگایا بہار گھبرا کر اٹھی
خار خار نے کہا اے ملکۂ عالم آپ نے سنا مین نے ابھی خواب مین دیکھا کہ عمرو قید سے چھوٹ گیا بہار
نے کہا فکر کرنا واجب و لازم ہے خار خار نے ایک دستک دی چار پانچ کنیزین آکر حاضر
ہوئین خار خار نے کہا بڑھکر خبر تو لو باغ دلکشا کی جہان عمرو وہان قید ہے کنیزون کو ہوشیار
کرآ و ایک کنیز گئی تھوڑے عرصہ مین آئی کہا واری تین کنیزون کے لاشے پڑے تڑپ رہے ہین
کپڑے تک کوئی اتار لیگیا ننگے لاشے پڑے ہین ایک کنیز کا پتہ نہین ہے کہ کیا ہوئی یہ سنکر
خار خار نے منہ پیٹ لیا ملکہ بہار سے کہا دیکھیے جو مین نے خواب دیکھا میرا رویای صادقہ تھا
سنگین سر انداز پر کیا گذری یہ کہکر ایک آئینہ اٹھا کر دیکھا آئینے مین صاف معلوم ہو گیا کہ
برق فرنگی پشتارہ بردوش خواجہ عمرو ساتھ ساتھ ایک صحرا مین جاتے ہین ایک دستک دی کہا
اے راہبران دو نو کو لینا خواجہ عمرو و برق جاتے تھے کہ رونے کی آواز کانون مین آئی
کوئی آفت رسیدہ بلک بلک کے یہ اشعار عبرت آثار یہ کیفیت تمام گا رہا ہے نظم

زوال نور آب اے چشم تر تمہارا ہی　مرا ضرر نہین رونے مین ورد تمہارا ہے
مجھے شہید کرو عزم اگر تمہارا ہے　نہین نہ چاہیے ڈر مجھکو ڈر تمہارا ہے
پس پشت بام پر اے جنگجو جو آ بیٹھا　مجھے یقین ہوا مرنا تمہارا ہے
قیام ایک جگہ پر تو کرکے زندہ کرو　داغ و دل ہر اک ایمان مگر تمہارا ہے
جو تیغ کھینچلے تم آؤ سر جھکا دون مین　یہ جوہر اپنا ہے گر وہ ہنر تمہارا ہے
طریق عشق مین کعبے کی راہ مین بھولا　تو خدا کا نہین خوف ڈر تمہارا ہے
یہ داغ ہے دل روشن کو داغ سے مشکل　مرا رقیب ہے عاشق مگر تمہارا ہے

گرا یا کرتے ہو کعبہ کمال جرات سے — دکھایا کرتے ہو دل یہ جگر تمہارا ہے
بساؤ دل کو جو جنگل سے لگ رہا ہی ڈر — جسے اجاڑا ہے تمنے یہ گھر تمہارا ہے
پڑھی پری نہین اور حور جو سمجھے ہی — بشر کے ہونے کا قائل بشر تمہارا ہے
ادھر سے ایز جو آنکھین چرا کے بیٹھے ہو — خیال کیا ہے تصور کدھر تمہارا ہے
ابھی سے قبر مین لٹکاؤ پانون بیٹھا ہون — ہے پا تراب مرا اگر سفر تمہارا ہے
تصور آکے دکھاتا ہے میرے دل کو — تمہاری یاد مین بالکل اثر تمہارا ہے
جہان ظہور کیا تھا دہن شہید ہوے — جو گھر خدا کا ہی شاہا دہ گھر تمہارا ہے
قبول کو نہ جدا جانیو کبھی اے جان — یہ دور سے بھلے ہی نزدیک پر تمہارا ہے

خواجہ نے کہا ای برق یہ کون درد رسیدہ ہی کس سوز وگداز سے گا رہا ہی برق و خواجہ اسی سمت
چلے ایک نخل کے سایے مین دیکھا ایک نازنین نہایت حسین بال سر کے پریشان آنکھون مین آنسو
بھرے ہوی بلک بلک کر رو رہی ہے خواجہ اور برق بیقرار ہوگئے قریب جاکر اُسکے بیٹھے
عمرو نے پوچھا ای مہ جبین ای گلعذار اے ماہ پیکر اے سمن بر تو کون ہی اُس آوارگی کا کیا باعث
ہوا وہ نازنین رونے لگی کہا آپ لوگ کیا پوچھتے ہین کیا حال بیان کرون ہمارا حال لائق کہنے
کے نہین ہی ایک دشمن دین و ایمان پر تقدیر نے مائل کرایا اُس جوش محبت نے یہ صحراے
ہولناک دکھایا خواجہ عمرو نے کہا آخر وہ کون شخص ہی اُس نازنین نے ایک تصویر بغل سے نکالی ہاتھ
مین خواجہ کے دی اب جو عمرو نے بغور دیکھا تصویر صاحبقران زمان کی ہی عمرو نے کہا ای مہ جبین
یہ تصویر ہماری آقاے نامدار مولای قدرشناس کی ہی تمنے اُنکو کیونکر دیکھا نازنین نے کہا مین نے عالم
خواب مین دیکھا ہی جب مین نے منت پوچھا کہ حضور سے کیونکر ملاقات ہو ارشاد فرمایا کہ خواجہ عمرو
عیار ہمارا یار وفادار ہی اُسکی معرفت ہمسے ملاقات ہوگی خواجہ عمرو نے کہا ای مہ جبین حقیقت مین مین
اُس شہریار کا نمکخوار ہون انکو لینے تمہاری خدمت کرونگا لشکر مین چلو اُس نازنین نے کہا خواجہ جو
مین نے خواب دیکھا تھا اُسکا ظہور ہوا قلب کو سرور ہوا کیون میان برق فرنگی یہ پشتاری مین
کون بندھا ہی برق نے کہا نگین سرانداز اِس پشتارے مین ہی ہمارے استاد کو اِسنے قید
کیا تھا اِسکو گرفتار کرکے لیے جاتے ہین اُس نازنین نے کہا ذرا اِسکا پشتارہ کھولو برق

نے تیشارہ زمین پر رکھدیا اُس نازنین نے چپکے چپکے ہاتو سے تیشارہ کھولا دیکھا سنگین سرانداز
ہوشیار ہوئی ہے زبانمیں سوزن مبتلای رنج و محن کبھی آنکھ کھولتی ہے بند کرتی ہے اُس نازنین نے
ظاہر میں کہا او سنگین سرانداز تو نے ہمارے دوست عمرو عیار کو قید کیا تھا دکھلانے کو ایک آدھ
گھونسا بھی مارا ذرا جو نگاہ عمرو و برق کی پلٹی اُس نازنین نے سنگین کی زبانسے سوزن کو نکال لیا
کہا ای سنگین سرانداز اُٹھو برق نے چاہا بھاگون سنگین سرانداز نے ایک دو ہتھڑ مارا برق
تو زمین پر گرا یہ طرف عمرو کے چلی عمرو نے کمرے گوز نکالا کہا ای سنگین سرانداز تو بھی ہے کہ میں
سحر نہیں جانتا یہ کہکر گوز پھینکا سنگین سرانداز نے تھپکی ماری گوز پھٹا چھینٹیں پانی کی اڑیں منہ
پر جو قطرے پڑے سنگین سرانداز لڑکھڑا کے گری عمرو نے خنجر مارا سنگین کا شکم چاک تعہ پاک
چھٹکے دیکھا وہ معشوقہ پانی ہوکے بہگئی خواجہ نے برق سے کہا نکل چلو برق و خواجہ جست و خیز کرتے
ہوے چلے تھوڑی دور راستہ طے کیا ہے کہ دیکھا دو جادوگر چار جانب دیکھتے ہوے پیدا ہوے
عمرو و برق کو دیکھکر پکارا میان جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ تم راستہ بھول گئے ہین بتادو برق سے استاد
نہ ٹھہریے ان سے پکار کر کہا ہم پلٹ کر آتے ہین یہ کہکر ایک جانب بھاگے وہ دونون جادوگر
کھڑے دیکھا کیے پھر انھون نے پکار کر کچھ نہ کہا عمرو نے کہا ای برق ناحق کو بدگمانی تھی یہ
دونون اصل مین راہ گیر تھے برق نے کہا استاد دل کو تو خوف ہے عقل سے معلوم یہ ہوتا ہے کہ ہمارا
حال خار خار دیکھ رہی ہے جب تو ہمین راہ مین آکر اُس نازنین نے زرد کا کیا جال پھیلایا کہ جسمین ہم
ایسی مرغ زیرک پھنسے یہ باتین کرتے ہوے جاتے تھے کہ زمین شق ہوئی وہی دونون جادوگر زمین سے
نکلے اور پکار کر آواز دی کیون صاحبو تم جو بھاگے ہم کچھ تمسے مانگتے تھے راہ بھولے تھے پوچھنا منظور
تھا اور تم ہمکو دشمن سمجھے ہو تو اب ہمارے ہاتھ سے کہان جاؤگے عمرو نے چاہا کہ گلیم اوڑھ لون برق
تڑپا چاہا کہ خنجر لیکر مارون اُن دونون نے اشک کر دانے پھینکے کہ دونون کے پاؤن زمین
نے تھام لیے دونون نے آکر نعرہ کیا ایک نے آکر کہا سنم گبرای اور ایک نے کہا منم گبراست
خواجہ و برق کی کمر مین ہاتھ دیا لیکر چلے ہرچند عمرو و برق نے فریاد کی کہ ہمین چھوڑ دو اُن دونون
نے کہا سنگین سرانداز کو مارا ہے حکم ہے ملکہ خار خار کا کہ ساربان زادی کو اور برق فرنگی کو زندہ
نہ چھوڑنا فوراً قتل کرڈالنا عمرو نے سر جھکا دیا کہا بھائی یہ سر حاضر ہے کاٹ لو بیشک ہم سے

خطا تو ہوئی اُسنے جو ہمارے ساتھ کیا ہمنے بھی اسی مار ڈالا اب آپکو اختیار ہے اُن دونون جادوگردن نے آواز دی ارے کوئی حاضر ہے دیکھا دو جادوگر اور آئے سیہ رو کریہ منظر آتی ہی اُن دونون نے کہا اے نگہبانان صحرای سبزہ رنگ ہمین کیون یاد کیا ہے انھون نے کہا عمرو عیار و برق کو ہمنے گرفتار کیا ہے ان دونون کو صحرای مغیلان مین لیجا کر قید کرو ملکہ خمارنا کو اطلاع کرو اُن دونون نے عمرو و برق کو ہاتھ پر لیا لیکر روانہ ہوے عمرو و برق بلک بلک کر دعائین مانگتے ہین کہ اے خالق بے نیاز اے رب کارساز ان ظالمون کے ہاتھ سے بچا لے کر

آفت مین تقدیر نے مبتلا کیا ہے تو کریم و رحیم ہے **نظم**

خداست مالک املاک و خالق الافلاک — هرآنکه کرد عطا نور جان بتودهٔ خاک
چراست بندهٔ ناچیز اینقدر بیباک — چراست آدم مکزور اینقدر چالاک
خداست آنکه شرف داد خاک انسان را — تعلم عقل و قیاس و فراست و ادراک
بمال و دولت و زر ساخت پایه افزون — سپرد گنج زر و کرد صاحب املاک
غبار چشم مکدر زہر کدورت شست — نمود خاک وجودش ز ہر نجاست پاک
طریق بندگی آموخت بندهٔ خود را — نهاد گردن عجزش بجا جبین بر خاک
خداست آنکه ز قطرهٔ گهر کند پیدا — ز ابر آب بیارد گل آرد از خاشاک
به بند حرص و طمع بنده شد چرا پابند — که خانه خانه بگردد برای لقمۂ کاک
چه فقیر خدادوست صاحب تجرید — برای حاصل دنیای دون شود غمناک
بکنه ذات الہی نمیرسد انسان — بود اگرچه خردمند و فاضل و دراک
بحمد حضرت حق باش هند یا شاغل — بدار عافیت خود مدار از کس باک

عمرو و برق دونون بلک بلک کر دعائین کر رہے ہین اپنی جان سے بیزار وہ دونون جادوگر دونون کو کشان کشان لیے جاتے ہین جان پر بہ زیادہ روتی ہین مارنے کا ارادہ کرتے ہین خواجہ و برق خاموش ہو جاتے ہین آخر راہ مین خواجہ نے فرمایا حقیقت مین ہم بڑے ممالک ساحرانہ مین پھرے کیسے کیسے ساحر نظر سے گذرے مگر تم ایسے ساحر نہین دیکھے وہ مامہ ایسی ساحرہ کہ جو ایک سحر مین زمین کو آسمان پر پہونچاتی تھی نعرہ لسنر زمین ہلاتی تھی

ہم اُسکے ملک مین پہونچے اُسنے چاہِ الماس ذِلوح کا طلسم بنایا تھا دربند آراستہ کیے وہان
انسان کو راستہ نہ ملتا تھا مگر ہم پہونچے اُسکے بنائے ہوی دربند مٹائے بعد مٹانے دربند دمکے
مقابلہ مین دمامہ لے پہونچے صاحبقران کے ساحران عالم جمع تھے شہنشاہ وشہریار و
شہنشاہ طلسم ہزار اسپ وعزیزداران مالک بن زرد طشت وغیرہ یہ بھی سب موجود
تھے آخر دمامہ کو مین ہی نے مارا لیکن تم ایسے ساحر نگاہ سی نہین گذرے وہ ساحر کچھ سماعت
نہین کرتے دونون کو لیے جاتے ہین کہ صحرا کی جانب سی ایک مرد ضعیف پیدا ہوا اُسنے
پکار کر آواز دی ارے جادوگرو تمنے ان غریبون کو کیون گرفتار کیا ہی چھوڑ دو یہ سنکر
ان دونون کی جواب دیا ای شخص تجھکو کیا دخل ہی یہ دونون عیار مکار کشندۂ ساحران
غدار ہمکو حکم ہی کہ انکو لیجا کر قید کرین ایسا آزار پہونچائین یہ تڑپ تڑپ کر مرین جادوگرونکو
آرام ملے بڈھے نے قریب آکر کہا ہمین ان باتون سی کیا کام ہے جیسی مکاری کرینگے سامری و
جمشید سے سزا لینگی ہماری صلاح یہ ہی کہ انکو چھوڑ دو اپنے کو انکے خون مین مبتلا نکرو اُن دونون
نے کہا بڈھے تجھکو اِس مقدمہ مین کیا دخل ہے ہم ہرگز انکو نہ چھوڑینگے بڈھے کہا اب تمہین چھوڑنا
پڑے گا ایک نے پشتارہ برق کا زمین پر رکھدیا تلوار کے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا بڈھے میان
جاؤ اپنا راستہ لو ورنہ تمہارا بھی سر کاٹ لینگے یہ کہکر ہاتھ تلوار کا مارا دیکھنے مین تو بڈھے کی
ہاتھ پاؤن مین رعشہ نحیف وضعیف بھی تھا مگر بڈھے نے کلائی پر ہاتھ ڈال کر جو ایک طمانچہ
مارا سر جادوگر کا اڑگیا دوسرے نے کہا پشتارہ رکھدے اُس جادوگر نے ماش کا دانہ مارا
بڈھے نے ماش کے دانہ کو دفع کرکے ایک لات ماری کہ اسکے بھی استخوان چور چور ہوی بڈھے
نے دونون کا پشتارہ اٹھا لیا کہا او مکار وجادوگرون سے مینے تمکو چھین لیا مین تمہاری کباب
لگا کر کھاؤن گا اِس بیٹے مین چالیس بیٹے میرے رہتے ہین اُن کو گوشت انسان سی بڑی
رغبت ہے بہت خوش ہوکر تمہارا گوشت کھائینگے برق وعمرو تڑپتے ہین منتین کرتے ہین کہ
اے پیر روشن ضمیر ہم غریبون پر رحم لازم ہی بڈھے نے کہا تم ایسی رحم کے لائق ہو گھر کے گھر
ویران کیے ملک کے ملک ویسے برباد ہوے تمہاری ذات سی بڑے بڑے فساد ہوے عمرو نے
[illegible] ... ہوتا ہون مگر کچھ نفع نہین ہوتا آپ توجہ کچھ فرمادہ

بجا اور درست ہی لیکن ہمارا یہ کام نہیں اسلح کی باتین خواجہ ذکین کہ بڈہی نے ہنسکر کہا خواجہ تمسی مجھکو
نہین پہچانا تمہارے خیر خواہ دولت ہین مین نے بیٹھے بیٹھے قصر نورافشانی مین دیکھا کہ آپ
صحرا مین گرفتار ہوے خارخار بیٹھی سحر کر رہی ہو اور اُسکو اپنی سحر پر بڑا ناز ہی یہ کہکر ہنسکر یان
بیڑیان کاٹین خواجہ نے بہ غور دیکھا نورافشان جادو کو پایا دوڑکر لپٹ گئی نورافشان نے کہا
خواجہ خارخار و میمونہ بلاے روزگار ہین دونون سحر کر رہی ہین مین اب رخصت ہوتا ہون اب
آپ باتین پڑھتے ہوے جائیگا ایسا نہو پھر کسی بلا مین پہنسیے بعد تھوڑے عرصے کے صحراے
نرگس ملیگا کوئی کسیطرح کا آدمی سے کسی سے ملاقات نہ کیجیگا یہ کہکر نورافشان روانہ ہوے
خواجہ و برق کو نورافشان نے جو راستہ بتادیا تھا اُسیطرف چلو سیر کرتے ہوے جاتے ہین کسی
کوس راستہ طے کر چلے تھے کہ کسی کی ہنسنے کی آواز آئی سر اٹھاکر دیکھا صحراے نرگس ہین کا مین بکسر
کا امانتہ خواجہ و برق نے جو بغور دیکھا تو وہی پھول شکل انسان کے ہنس رہے ہین ایک نخل کلان
ہے اُسپر ایک عندلیب بیٹھی ہے اُسنے شکل انسان کی پکارکر آواز دی اے آیندہ و روندہ صحراے
نرگس ہم دیکھ بھال کے راستہ چلو ایسا نہو آنکھین ہو تین تمام نگہ بازی نہین ہے صحراے پُربلا
واندرو گین ہم کیونکر ظاہر کرین لیکن خیر تمسے کیا چھپائین یہ کہکر اُس عندلیب نے ایک چیخ
ماری ایک غار پیدا ہوا عمرو و برق نے دیکھا اُس غار مین ہزار صندوق بھرے ہوے ہین عندلیب
نے کہا او خواجہ ان سب صندوقون مین مال ہی خواجہ کی رال ٹپکی جھپٹ کر خواجہ چلے کہ ایک
صندوق لون برق نے دامن پکڑا کہا اُستاد ایسا نہو کسی بلا مین پہنس جائیے تو کیسی خرابی ہو عمرو
نے کہا ہو نہ ہو پیٹ کی فکر رہتی ہو یہ کہکر صندوق پر ہاتھ ڈالا صندوق کو کھولتے ہی اُسمین سے دھوان
نکلا آنکھون تک پہونچا کہ خواجہ و برق نابینا ہوکر زمین پر گرے وہ عندلیب غلغلہ مارکر جادوگرنی بنی
نعرہ کیا منم عندلیب نرگستان خواجہ و برق کے منہ پر ہاتھ پھیرا آنکھین بینا ہوگئین اس عرصہ
مین ستارۂ سحری آسمان پر چمکا تمام عالم پُرنور و روشن ہوگیا وہ جادوگرنی خواجہ و برق کو گرفتار
کرکے لیچلی ہے کہ کانین آواز نوبت نقاری کی آئی دیکھا ایکطرف سے لشکر ہزاران ایکطرف سے لشکر
میمونہ آیا خارخار آگے بڑھی ہوئی بہار کمال زیب و زینت ہمراہ دونون لشکر میدان مین پہونچے
ہین وہ جادوگرنی خواجہ و برق کو لیے ہوے پاس خارخار کے آئی خارخار نے کہا انکو قید کرو

خواجہ و برق کیطرف متوجہ ہو کر کہا آپ لوگ بشکل گرفتار ہوے راہ مین کئی جادوگر ما ہے گئے
عندلیب نے بڑا کارنمایان کیا کہ تم ایسے مکارون کو گرفتار کر لیا دیکھو تو آج لشکر اسلام کا کیا حال
کرتی ہون ایک جادوگر سے اشارہ کیا اُن دونون کو قید خانے مین لیجاؤ اب لشکر جنے لگا ادھر
مہجبین کو بھی مفصل خبر ہو گئی کہ خواجہ عمرو و برق ابھی گرفتار کرکے آئے ہین مہجبین نے کہا خدا مالک
ہے خار خار نے لشکر آراستہ کیا جب ہم گئین نقیب نقابت کر چکے کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے خار خار طرف
میدان کارزار کے چلی میمونہ نے کہا اے خار خار آج ہمارا تمھارا میدان کارزار مین بھی ساتھ ہو
رات کے سحر کا لطف دیکھا کئی جادوگر مارے گئے مین حیران ہون کہ وہ کون شخص تھا جسنے دونون جادو
گرون کو مارا مین نے ہزار طرح خیال کیا اُس شخص کا نام مجکو ثابت ہوا اب آج میدان کارزار مین
سب حال کھل جائیگا یہ سنتے ہی ملکہ مہجبین تخت سے کود پڑین لشکر والون کو آواز دی صاحبو خدا حافظ
یا تو جان دی یا آج سب کا خاتمہ کیا آپ لوگ دعا کرین یہ کہکر یہان چلین کناری پر لشکر کے پہونچی ادھر
کر دیکھا میمونہ و خار خار میدان مین آئین میمونہ نے ایک کوزہ زمین پر مارا ایک جھیل پیدا
ہوئی اسمین ہزارہا مچھلیان پیدا ہوئین مثل برق تڑپ رہی ہین یا تو جھیل بھی یا مثل دریا کے
موج مارنے لگی جب دریا کا جوش و خروش بڑھا خار خار نے پکار کر آواز دی ملکہ مہجبین صاحب آئیے
دریا آپکے ڈوبنے پر آمادہ ہے دونون لشکر نگران ہین کہ ملکہ مہجبین جست کرکے آسمان مین اڑ دہین
بعد تھوڑے عرصے کے سب نے دیکھا ایک حوض طلائی آسمان سے چیخ مارتا آتا ہے ایک مچھلی یاقوت فام
کی تڑپکر کبھی بلند ہوتی ہے کبھی پھر اُسی حوض مین غوطہ مارتی ہے ناظرین کو مقام دریاے خون رواں
کے حالات معلوم ہونگے زیادہ تحریر کرنے کی ضرورت نہین حوض اس دریا پر آکے بیٹھا مچھلی تو بلند
ہو گئی حوض ٹوٹ کر پانی مین گرا دریا کا پانی کھولنے لگا مچھلیان جو تڑپ کر نکلین لشکر پر میمونہ کے
گرین اب وہ ماہی یاقوت رنگ تڑپ کر دریا مین گری مچھلیان گھیرتی ہین مگر وہ مچھلی جسپر سایہ
ڈالتی ہے مچھلیان و نہنگان خون آشام جل جاتے ہین دریا سے شعلۂ آتش نکل رہے ہین نخل مثل
ہیزم خشک جل رہے ہین مچھلی تڑپ تڑپ کی دریا مین گرتی ہے مچھلیون سے اپنے کو بچاتی ہے جسپر
عکس ڈالا اُسکو جلا کر خاک کیا تھوڑے عرصے مین لشکر میمونہ مین صدا فریاد کی بلند ہوئی
جب مچھلیون نے لاکھ کئی لاکھ جادوگرون کو مارا صدائین بلند ہوئین کہ اے خار خار ہم کو بچا کہ

خار خار نے پلٹ کر دیکھا لشکر میں آگ لگ گئی بارگاہوں پر جا کر بجلیاں گریں جس بارگاہ پر گریں
وہ جلنے لگی خار خار نے پلٹ کر سحر کیا رو رو کر بجلیوں کو جلایا میمونہ نے پڑھکر ایک گولہ دریا پر مارا
مچھلی الٹ گئی رڑھک کر خشکی میں گری جس طرح ماہی بے آب تڑپتی ہے اسطرح تڑپی عیار بھی کچھ بلند
ہوا سطح دیکھا ملکہ بران شمشیر زن ظاہر ہوئیں گرچہ وادا اس عالم پاس معلوم ہوتا ہے بدنسی چنگاریاں
نکل رہی ہیں سوزش صحرا سے ہڈیاں جل رہی ہیں میمونہ نے دو گولے طرف صحرا کے مارے
خار خار بھی اپنا خون نکال کر طرف صحرا کے پھینکنے لگی صحرا میں غبار بلند ہوا عرصہ دراز تک کچھ
آوازیں ہیبت ناک آئیں ملکہ بران ریگستان میں کھڑی ہیں مثل نخل بید کانپ رہی ہیں بعد
تھوڑی عرصہ کے وہ غبار ہٹا ایک باغ دور کا ظاہر ہوا گلہائے رنگا رنگ و شگوفہ ہائے بوقلمون
نخل سرسبز و شاداب چمن ہائے طولانی لاجواب نہریں موج مار رہی ہیں موجوں کی روانی گرداب
لاثانی عندلیبان خوش نوا زمزمہ سرائی کر رہی ہیں پہلوئے گل میں بیٹھی ہوئی ان اشعار مصیبت آثار
کو بعد جوش و خروش گا رہی ہیں گویا ہر ایک کو راستہ اس باغ ہمیشہ بہار کا بتا رہی ہیں نظم

ہم ہی ہجر میں جز آہ و رسا کسنے کی — آبیاری مرے اشکوں نے سوا کسنے کی
مرض عشق میں پوچھا نہ مرے پاس کوئی — کسنے دی مجھکو غذا میری دوا کسنے کی
کب نکل سکتا ہے ظلمات میں چھپکر کوئی — میری گردن تری زلفوں سے رہا کسنے کی
عشق دل کو ہے کیوں پاس نسیم دولت — سب چمن پھول ہیں پیدا یہ ہوا کسنے کی
عشق کا اہل تھا بے کی نہ مگر حسن نے قدر — تمہیں منصف ہو وفا کسنے جفا کسنے کی
چلی بارش میں ہوا جیسے دلبجو طوفان — میں تو واقف بھی نہیں آہ و بکا کسنے کی
مجھ مریض الم و غم سے ہوا تم جیسے خفا — طلب اللہ سے اے جان شفا کسنے کی
یار نے وعدہ کیا تھا مگر آئی ہے قضا — بیوفا کون ہوا اور وفا کسنے کی
رخ پر نور دکھایا نہ ہمیں خوش ہو کر — بلغ بہنے میں کدائی راہ لقا کسنے کی
صاف وہ صاف ہوں صاف یہ عشق کے — دونوں ہمت آئینہ دل کی جلا کسنے کی

عندلیبان خوش نوا نے جو یہ اشعار گائے ملکہ بران یا تو مثل بید کانپ رہی تھیں یا رعنائی و زیبائی
دیکھکر بے نگاہ پاس طرف میمونہ کے دیکھا میمونہ نے کہا آپ نے لشکر پھونک دیا بارگاہ میں جلیں بھی

پہلے لیکن ہم آپکے خیرخواہ ہین اس باغ پر بہار مین جا ئے سیر کیجیے اپنے ساتھ والون کو بھی بلائیے مخمور دو باغبان سے اسی باغ مین ملاقات ہولی خواجہ عمرو و مہتر برق فرنگی بھی اسی باغ مین ہین آپ کو بہت آرام ملیگا غنچۂ آرزو کھلیگا یہ سنتے ہی بُرّان دوڑین پلٹ کر آواز دی بیٹا مجلس آؤ تھوڑی دیر سیر باغ کرین کہ غنچۂ آرزو کھلے سلطنت سیہے یہ سنتے ہی مجلس بھی دوڑی مجلس نے پلٹ کر شگوفۂ سحر ساز کو آواز دی بوا تم بھی آؤ آگے ملکہ بُرّان اُنکے بعد مجلس مجلس کے پیچھے شگوفۂ وحشت پرکئی سے کنیزین اول ملکہ بُرّان نے داخلہ کیا سیر باغ دیکھکر فرحت تازہ و سرور بے اندازہ حاصل ہوا روش پٹری کو طے کرتی ہوئی جاتی ہین کہ پہلو سے آواز آئی اے شہنشاہ خوبی وای سرو باغ محبوبی **نظم**

ثنا سے لب کا لبون پر کلام پر رہتا ہی ۔ سخن نے وصت کا دلین مقام رہتا ہی
فقط مجھی کو نکالا تو اس سے کیا حاصل ۔ تری گلی مین بڑا اژدحام رہتا ہی
ترے خیال کی آمد جو دلمین ہوتی ہی ۔ نقیب آہ کا کیا اہتمام رہتا ہی
شراب خوار نہین واعظو کی ضد سی فقط ۔ مدام ہاتھ مین لبریز جام رہتا ہی
کبھی نہ سیب ذقن کا مزا ملا ہمکو ۔ مدام یہ ثمر سرخ خام رہتا ہی
زمانہ یاد کریگا فنا کے بعد مجھے ۔ نے کو صفحۂ ہستی پہ نام رہتا ہی
اُچھلنے لگتا ہی دل چار چار ہاتھ مرا ۔ وہ کوچہ مجھسے جو دو چار گام رہتا ہی
جو دل ہو تو بتا ای فضول عشق کہان ۔ اسیر تو اُس مرا ہے اُس سی کام رہتا ہی

ملکہ بُرّان نے سر اٹھاکے دیکھا شاہزادہ ایرج نوجوان اُفتان و خیزان پکارتے ہوے آئے ہین ای ملکۂ عالم ہمنے صحراؤن کی آفتین جھیلین تب کو یہان تک پہونچا یا ذرا ہمارے پاس آؤ حال دل تو سنو کہ ہم پر کیا گذری ملکہ بُرّان شمشیر زن نے جو نقد روح و روان قاسم عالیشان شاہزادہ ایرج نوجوان کو بلا تکلف آتے دیکھا دل تڑپ گیا کہا ای شہریار یہ کنیز مشتاق جمال تھی کیونکر تیکا اتفاق ہوا ایرج نے کہا دل جمال جہان آرا کا مشتاق ہوا بُرّان نے دوڑ کر ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا دونون عاشق و معشوق خرامان خرامان سیر باغ کرنے لگے آپس کی شکایت و حکایت جب ملکہ بُرّان داخل ہوچکین اور اُس بلا مین مبتلا ہوئین ملکہ بُرّان کے بعد مجلس و شگوفہ وغیرہ

داخل باغ ہوئین ملکہ مجلس سے دیکھا ایک جوان خوشرو کم سن حسین و جمیل مسکراتا ہوا سامنے آیا کہا اے شہزادی والا قدر آسمان خوبی کے بدر ہم مدت سے تمھارے مشتاق تھے تمھاری ملاقات کو آئے ہین مجلس سر جھکا کر اُس جوان کمسن کی ساتھ ہوئی سیر باغ دیکھتی ہوئی چلی شگوفہ نے دیکھا ایک جوان خوشرو خوشخو سلاح جنگی سے آراستہ سامنے میرے کھڑا ہے شگوفہ بھی اُس پر مائل ہوئین جسقدر انیسین جلیسین مصاحبین باغ مین آئی تھین ایک ایک کی ساتھ ایک ایک جوان سب سیر باغ مین مصروف ہین گرم صحبت لب پر مہر سکوت ایک سے ایک کلام نہین کرتا اپنے عاشقون سے حکایت و شکایت ہو رہی ہے اپنی حال سے فرصت ہو تو دوسری جانب متوجہ ہون جب بُران وسط باغ مین پہونچی دیکھا ملکہ محمور سرخ چشم شاہزادہ نورالدہر کا ہاتھ تھامی ہوئی چلی آتی ہین نورالدہر بھی ہنستے ہوے محمور سے حکایت و شکایت کر رہے ہین محمور فرماتی ہین ای شاہزادہ صف شکن دلاور بہادر تیغ زن ہم نے فراق مین تمھارے بڑے بڑے صدمے اٹھائے فلک نے کیا کیا رنگ دکھائے نظم

سودا یہ محبت سے جو وحشت نہ رہیگی	انکی نظر لطف و عنایت نہ رہیگی
ہیں عشق کی ذلت سے جو کر بیٹھو نکالا	عشاق وفا پیشہ مین عزت نہ رہیگی
ایسی رہے محبوب کی ہیں یہی خلقت	تصویر بھی کھینچنگے تو حیرت نہ رہیگی
کہتا تو چھپا عشق کا دریا جو چڑھا در	پائی کیطرف بھی مری رغبت نہ رہیگی
خوش رکھا کرو مجھکو چھپایا نہ کرو منہ	پچتاؤ گے جب حسن کی دولت نہ رہیگی
یارب مین تری عشق کی صد مونس نہ نکلون	غم ہونگے بت جب یہ مصیبت نہ رہیگی
کتا ہی قبول آکی اگر رند نہین مٹا	اے شیخ یہ پھر تیری مشیخت نہ رہیگی

ملکہ بُران نے کہا ای ملکہ محمور تمنے نورالدہر کو کیونکر پایا کہا حضور جب کوہ و دشت بیابان چھانی تب ملاقات ہوئی ایکطرف سے باغبان کو دیکھا کہ اپنی زوجہ گلچین کا ہاتھ تھامی ہوے سیر باغ مین مصروف ہے جو جو اس باغ مین آئے دیوانہ وار وحشی مثال باغ مین پھر رہے ہین خارخا نے میوہ سے کہا اے ملکہ عالم اب چلکر باغ مین ان باغیون کا حال دیکھیے کہ کس رنگ مین ہین بہار و خارخار و میوہ مع چند مصاحبون کی آگے باغ مین داخل ہوئین سب کو

اس حال پر ملال مین دیکھا کہ سب زیر نخل بیٹھے ہوے اپنے اپنے معشوقون سے باتین کر رہے ہین
ایرج نوجوان نے نیرّان سے باتین کرتے کرتے فرمایا کیون ملکہ بڑے افسوس کی یہ بات ہے کہ تمنے
افراسیاب سے دشمنی پیدا کی یہ تمکو مناسب نہین بہتر یہ ہے کہ چلکر افراسیاب کے قدمون پر گرو اگر ایسے
خلاف کروگی ہم تمکو گردن پکڑکے سامنے افراسیاب کے پہونچا دینگے نور الدہر نے مخمور سے بھی
گفتگو شروع کی ہر عاشق و معشوق مین تکرار ہونے لگی معشوقون کا تو یہ قول ہے کہ ہم پاس افراسیاب
کے نہ جاوینگے عاشقون کا یہ کلام ہے کہ ہم تمکو زبردستی لے چلینگے افراسیاب کی چلکر اطاعت کرو نیرّان
و مخمور و کل شاہزادیان کہہ رہی ہین ہم تو افراسیاب کے پاس نہ جاوینگے برہونے لڑائی ہو رہی ہے
اُسکے لازمون کو اسی کے سامنے نازیبا کلمات سخت کہنے لگی ملکہ اب کیا منہ لیکر جاوین کسطرح اسکو صورت
دکھاوین عاشق و معشوق سے جابجا فساد ہونے لگا ایرج نوجوان نے تلوار کھینچی کہا اے نیرّان میں
سرکاٹ لونگا ادھر نور الدہر نے تلوار مخمور پر کھینچی سب جوانون نے اپنے اپنے معشوقون پر تلوارین کھینچ
لیجاتے ہین کہ سرکاٹ لین نیرّان و مخمور سحر مین طاق شہرۂ آفاق چاہتی ہین سحر کرین مگر سحر فراموش
دریاے حیرت کا جوش سحر یاد نہین آتا چاہتی ہین سحر کرکے تلوارین انکے ہاتھ سے گرادین ایک لفظ
بھی سحر کا یاد نہین آتا خاک بر فرق ملکہ بہار سے کہہ رہی ہے ذرا ملاحظہ فرمائیے جتنے عاشق ہین اپنے اپنے معشوقونکو
قتل کرینگے گلچین جادو باغبان قدرت پردۂ زوال دے رہی ہے اور باغبان حیران و پریشان بیٹھا
ہے کچھ بن نہین پڑتا سنتین لڑکی جواب دیتا ہے صاحب خیال تو کرو افراسیاب کے پاس کیونکر جاؤن تمھاری
سیہ آبرو نہ ہوئی اور افراسیاب نے گرفتار کر لیا کہ ایک طرف سے دیکھا خواجہ عمرو و برق نمایان ہوے
خواجہ عمرو نے بجاتے ہوے برق نے نے کی جست لگاتے ہوے سنکی آواز بلند تمام طائر سر پر عمرو کے سایہ کیے
ہوے خواجہ سلیمان وقت نے ہوسے نے بین نغمہ سرے یہ اشعار بجاتے چلے آتے ہین نظم

[illegible] سحر چشم کا [illegible] — [illegible] ہو ہو کر بے حسین وہ جادو دو زلف
[illegible] آتے ہی ادا کی وفا آخر ہوئی — [illegible] کو خوار ہی بنگ اور ہی ہوا دہی
تو سرا [illegible] ہو بیٹھنگے اب تمکو سینہ — [illegible] کا مل اور ہرا کی چاند جگنو دہی
[illegible] جنون شیار ہوا شب وصلت تمام — [illegible] آ پہونچی کوئی دم دل بے قابو اور ہے
[illegible] — ہے جو قابو نون تو عشق مین وہ [illegible] اور ہے

ساری گلی بس جاتی ہین ای جان گیسو سے ترے
ہم دل ہین اور دلبر ذبح کرنا تیرا کام
اور وہ زانو ہی ہو تجھ جس تلک عاشق کا
دم نکلتا ہے صدا سنکر تیری پازیب کی
بوالہوس عاشق کا رونا ای صنم چھپتا نہین
بوسہ لب پاؤن تو نیش مرض دور ای
ہاتھ حنید کو کہا خالق نے اپنا ای قبول

تیری کاکل اور ہے زلف سمن بو اور ہے
یار خوشخو اور ہے تو عربدہ جو اور ہے
سینے پہ منت سی جو آئے وہ زانو اور ہے
گھنگرو منگے نعل مین پوشیدہ یہ گھنگرو اور ہے
رو دئی ہی ابر و جبین وہ آنسو اور ہے
جس سی قوت پا ئے دل وہ نوشدارو اور ہے
کیون غالب ہون نہ گل یہ بازو اور ہے

برق فرنگی کا ذرہ خواجہ نے جو ستاہی تعریفین کر رہا ہی استاد کیا کہنا آپکا کوئی مثل و نظیر نہین کیا مزہ مین آپ کا ہے ہین گا ذکا آخواجہ کر زنبیل مین ڈالو کہا برق ذکہا استاد اور گانیکر مرد نے کہا اب نہین دل چاہتا برق نے کہا واہ اُستاد بسمل کر کے چھوڑ دیا ہم سے صبر نہین ہو سکتا جلد گائیے ورنہ ایک ہاتھ مارونگا آپکا سر اڑجاییگا یہ کہکر برق ذنبچہ کھینچا ادھر خواجہ ذنبچہ کھینچا آب برق و خواجہ سے نیچہ چلا جاتا ہے ساری باغین تلوارین کھنچی ہوئی ہین عاشق معشوقون کو قتل کیا چاہتے ہین خواجہ ایسے عیار برق کے سامنے حیران کھڑی ہین نیام سے تلوارین نکل ہیز خارخار نے کہا ملکہ سیمونہ ملاحظہ کرو اب سب کو سر کٹا چاہتے ہین دیکھیے کس سعت سی خاتمہ کرا یا بہار بھی ہاتھ ہلا رہی ہیز خارخار نے بھی سحر کو زور دیا سیمونہ نے بھی اپنا سحر کیا ساحرون کو سحر اور زیادہ فراموش ہوکی عاشقونکو قتل معشوقان کی جوش ہوی ملازمان بُرّان جو بیرون باغ کھڑی ہین ان سب کے سامنے ایک دیوار شیشہ کھنچی ہوئی ہے یا ہے سب معاملہ دیکھ رہی ہین کہ سب سردار قتل ہوا چاہتے ہین بلک بلک کے دعائین مانگ رہی ہین کہ ای خالق کائنات ای رب پاک ذات ہماری سردارونکو بچا لے ایسا نہو قتل ہو جائیں

ذات تست ای مالک ملک کمال
منکشف احوال استقبال و حال
خاکساران را عنایت میکنی
اربحرقان اہل حال اہل تعال
رنگ و بو ہر گل ز الطاف نوال

قادر مطلق خدای لایزال
از تو شد اول و آخر سوے تست
حکم ملک و دولت و جاہ و جلال
ہم پہ مسکینی دقت ٔ لطا
از تو شد سرسبز ہر رنگین نہال

ہست بر تو خالت امنی عیان
بازگشت منطق ہنگام آل
ہر زبان دارند ذکر دیگر تو
می سخی دامان ہر اہل سوال
ہر دو مفلس را تو سیم و زر دہی

مرغ بے پر را تو بخشی پر و بال	لطف کن لطف ای خداوند جلال	مہر کن مہر ای خدای ذوالجلال
است این ناچیز عاجز خاکسار	بر کمال فضل تو امیدوار	ملک بہری ہیں تڑپ رہے ہیں

یا زبادہ یا مستغیثاہ کی صدا بلند ہر ایک دردمند خواجہ عمرو ایسے عیار طرار دو فرار خنجر گزار برق
فرنگی کے سامنے خاموش کھڑی ہیں برق نے نیمچہ کھینچا ہی خواجہ چپ کھڑے ہیں ہر نازنین کا یہی
حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی لیکن اسوقت باغیین خار خار و میمونہ و بہار ارادہ سحر خوانی کا
ملکہ بران کے جمال دلشان کو دیکھکر کئی مرتبہ میمونہ نے کہا ای خار خار اس نازنین کو تو قید کر لو
اسکا قتل ہونا بہتر نہیں خار خار نے کہا ای میمونہ بڑا دھوکا کھاتی ہو طرفداران سلاطین اسی نازنین
نے بڑے بڑے ستم کیے افراسیاب کو بت ملال پہنچے جسوقت اسکا سر جائیگا تو افراسیاب کی
جان عید ہوگی اسے طلسم کو افراسیاب کے حقیر کر دیا دریاے خون روان دل پر یزدان کرکے
طلسم ہوشربا تھا انکو اس ظالم نے مٹایا اس زور سے افراسیاب کم زور ہو گیا طلسم کا راستہ کھلا لوگون کو
آسان ہو گیا کہ باغ سیب تک پہونچنے لگے کسکی مجال تھی کہ دریا پر قدم رکھے موت کا مزہ چکھے اسکے
قتل ہونے سے مسلمانون کی کمر ٹوٹ جائیگی مرخ وغیرہ اپنی زندگی سے بیزار ہونگی اگر افراسیاب
کے قدمون پر گرینگی علاوہ اسکے یہی ملکہ میمونہ زرد پوش اب میرا ارادہ ہے کہ یہی سحر جاگرت شک
سلمان پر کردن ملکہ مرخ کا شکیل دشمن ہو بھائی کا بھائی رہزن ہو گیا اپ سے دلمن ہو ہر ایک
کی زبانیں سوزن ہو ہر چند میمونہ نے کہا کہ میں تو سحر نہ کرونگی کہ قربان ایسی معشوقہ قتل ہو خار خار
جھلا کر آگے بڑھی ہاتھ ہلایا کہ برق گرے سب کے سر اڑ جائیں ہاتھ ہلاتی ہی برق چلی زمین پر آکر گرے کہ
کسیکو آزار نہ پہونچا سکی یکایک گوشہ باغ سے ایک آواز آئی کہ ای ملکہ خار خار میری جان تجھپر نثار ذرا
ادھر متوجہ ہو خار خار پلٹی کہ کون مجھکو ایسی باتیں کہتا ہے دیکھا ایک جوان زرہ پوش سر پر خود زرین پر
قد سمن بو غزال چشم شیر خشم ابروی خمدار پر بل پڑی ہوے پکارتا ہوا آتا ہے اے جان جہان ای آرام دل
مشتاقان ہم مدت سے تمہارے اشتیاق میں دلبر صدمات فراق میں اب صبر نہیں ہو سکتا ہماری خبر لو

جوش خروش پہ ہے بہار چمن ہنوز	پیتے ہیں نوجوان شراب کہن ہنوز
پاتا نہیں میں یار کو مشغل سخن ہنوز	معدوم ہے کمر کی طرح سے دہن ہنوز
پہ سون سے دور ہا ہون شب روز متصل	بنتے ہیں مدتون سے زہے دم تن ہنوز

رخسار یار پر نہین آغاز خط ابھی ❊ دیکھا نہین ان آنکھون نے سورج گہن ہنوز
انجام کار کا نہین آتا خیال کچھ ❊ غربت مین بھولے بیٹھے ہین یاد وطن ہنوز
غفلت کی کیا امید رکھین آسمان سے ہم ❊ اُسنے فراب رکھا ہے اپنا کفن بستور
عالم حجاب یار کا آمال سے ہے وہی ❊ خلوت نشین ہے روشنی انجمن ہنوز
اپنے صفائے سینہ کا حیران کار ہے ❊ دیکھا نہین ہے آئنے نے وہ بدن ہنوز
ہر چند باغ دہر مین مدت سے ہون مقیم ❊ آتش نظر پڑا نہ وہ سیب ذقن ہنوز

الغرض جوان نے اسطرح یہ اشعار پڑھے اور ہاتھ جوڑکر خار رخار کے سامنے آیا کہ سراپا اُس جوان کا نقشہ دلمین اتر گیا بیتاب ہوکر کہا صاحب جو تم کو میری خواہش ہے تو میرے دلمین بھی کاہش ہے کیون اسقدر گھبراتے ہو جو تم کہوگے مین قبول کرونگی یہ سنکر وہ جوان بڑھا اور گرد قدمونکو بوسہ دیا اور ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا گھبراکے خار رخار نے پوچھا تمہارا نام نامی اسم گرامی کیا ہے اُس جوان نے ہنسکر کہا صاحب مجھکو صف شکن زرہ پوش کہتے ہین اپنے ملک کا بادشاہ ہون ساٹھ ہزار فوج دریا موج رکھتا ہون ایک تاجر نے اگر تمہاری تصویر بیچی گویا سودا خریدا راتین ہجر کی تڑپ تڑپکر کٹتی تھین اے معشوق پریچہرہ بعد نام نامی تمہارا لکھ دیا تھا کاہن نجومی جمع کیے سب نے حکم لگایا باغ رنگین مین ملاقات ہوگی یہ پوچھتا پوچھتا یہان تک آیا شکر ہے سامری و جمشید کا کہ تمکو پایا ہمارے کلبۂ احزان کو چلکر اپنے نور قدم سے روشن کرو قصر عالی آراستہ ہین کنیزان ماہرو برای خدمت گزاری حاضر ہونگی خار رخار نے کہا صاحب کیا مین تم سے انکار کرونگی تمہارے مکان پر چلونگی مگر کار ضروری افراسیاب کا درپیش ہے اسوجہ سے پس و پیش ہے جوان نے کہا تو تنہائی مین چلکر بیٹھین کسی نخل کے سایے مین آرام کرین دشمنون کے نگاہ سے اپنے کو بچاؤ ایسا نہو کوئی نظر لگادے ہماری تمہاری جدائی ہو جائے دیکھو بی خار رخار یادرکھو اب دلمین تاب فراق نہین اگر ہم تمہاری جدائی مین مرجائین عاشق کا سوگ نہ رکھنا سوئی مشکین زلف عنبرین کو پریشانی نہ ہو آئینہ رخسار پر حیرانی نہ ہو دستہ گلہائے [illegible] قربان پر آنا تمہاری آنے سے روح کو راحت ہوگی بقول شاعر [illegible] استقبال تو [illegible] غبار [illegible] کیا تعجب ہے کہ [illegible] جوان نے [illegible]

رونے لگی کہا صاحب برای سامری و جمشید ایسی باتیں نہ کرو تمہاری بیان پہ دل ٹکڑے ہوتا ہے
میں عمر بھر تمہاری خدمت کرونگی خار خار یہ کہتی ہوئی اُس جوان کے ہاتھ میں ہاتھ ایک نخل ثمر
کے نیچے آکر بیٹھی اُس جوان نے اختلاط شروع کیا میمونہ بہار کہتی ہیں خار خار کہاں گئی ابھی سب
مسلمان زندہ ہیں تلواریں کھینچی ہوئی ہیں عیاران و محمود وغیرہ سب زیر تیغ ہیں اب قتل میں کیا دیر
ہے بہار کی معلوم ہوتا ہے خار خار پہ کوئی افتاد پڑی میمونہ نے کہا وہ ساحرہ ہوشیار جہاندیدہ
کار آزمودہ ہے وہ کسی کے دم میں نہ آئیگی عمرو کس حال سے گھرا ہے کہ نوبت بجان کارد
استخوان ہے برق کے سامنے کچھ نہیں کہہ سکتا یہ سب تعجب ہو خار خار کی ہیں حقیقت میں کیا رنگ جمایا کیا عمرو
باغ بنایا اس بچارے کون بچ سکتا ہے اب اسی مقام پر شہر میں تلاش کرکے خار خار کو لاؤں یہ کہکر میمونہ
چلی بہار اسی مقام پر ٹھہری ہوتی ہیں گذر میں بت سونے چاندی کے پڑے ہیں مگر میمونہ تھوڑی دور
چلی تھی کہ ایک آواز بصد سوز و گداز کانوں میں آئی کہ اے ظالم ذرا ہمارے پاس آؤ ایک بات سن
جاؤ تمہاری جستجو میں ہمارے پاؤں میں کانٹے گڑے ٹیلے پھوٹ پھوٹ کر ہمارے حال پر رو رہے ہیں دیکھو
تو کیا عمدہ جانور بھی پیدا کیا تمہاری ملاقات کی خواہش میں بندر پالا ہے یہ تو ناظرین کو یاد ہوگا کہ میمونہ
کی کاندھے پر ہر وقت بندریا بیٹھی رہتی ہے جیسے میمونہ کے کانوں میں یہ آواز آئی بندریا بھی کون کون کرنے
لگی میمونہ نے پلٹ کر دیکھا ایک جوان صاحب حسن و جمال کلاہ زرین سر پر قبائے زرلفتی زیب جسم اور
ایک بندر زنجیر میں بندھا ہوا خراماں خراماں آتا ہے گھبرا گھبرا کر حال دل یوں سناتا ہے نظم

پیمبر میں نہیں عاشق ہوں جانی ۔ رہے موسیٰ ہی سے یہ لن ترانی
سلیمان ہم ہیں اے محبوب جانی ۔ سمجھتے ہیں تجھے بلقیس ثانی
وہی دے گا کباب نرگسی بھی ۔ جو دیتا ہے شراب ارغوانی
ترے کوچے مشتاقوں کے آگے ۔ جہنم ہے بہشت آسمانی
وہ میکش ہوں دیا ہے قابلہ نے ۔ بجائے اسمسل شراب ارغوانی
لیے میں بوسۂ رخسارۂ صاف ۔ پیا ہے جیسے آئینے کا پانی
سفیدی موکی ہو کا نور ہر چند ۔ کوئی مٹتا ہے داغ نوجوانی
نہ خوش ہو فربہی تن سے غافل ۔ سبک کرتی ہے مردے کو گرانی

ہوئے جو پیشتر مرنے سے وہ لوگ	کفن مجھے قبائے زندگانی
جلاتی ہے دل آتش طور کیطرح	کسی پردہ نشین کی لن ترانی

اس ڈھنگ سے یہ اشعار اُس جوان نے پڑھے اور بندر نے ایسا اشارہ کیا کہ بندریا کاندھے سے
کود پڑی بندر نے بندریا کو گود مین اٹھالیا سینہ پر منہ رکھتا تھا اُس جوان نے میمونہ کا ہاتھ
پکڑ لیا بارہ دری کی جانب چلا اور بندر آگے بندریا کو لیے جاتا ہے لیکر بارہ دری مین داخل ہوا
یہان بہار راہ دیکھ رہی ہین کبھی خار خار کو پریشان ہوکر پکارتی ہین کبھی فرماتی ہین ای میمونہ
کہان غائب ہوگئین میمونہ کا اس سے ہنسنا مبارک ہو اُکی کنیزین ملکہ بہار کے قریب حاضر ہین
عرض کرتی ہین حضور اسی باغ مین ہونگی کنیزین واسطے تلاش خار خار و میمونہ کے چلین یہان
بی خار خار اُس جوان سے باتین کر رہی تھین کہ اُس جوان نے کہا کیون صاحب تمنے یہ کیا ستم
کیا کہ بہار کو اپنے سحر مین پھنسایا بہتر یہ ہے کہ سحر اپنا بہار پر سے اُتار دو بہار و گلعذار سپہ سالار
لشکر اسلام ہے اسپر سحر اُتار دو خار خار نے کہا صاحب اس بارے مین تم دخل نہ دو مین بہار کے ہاتھ
سے مسلمانون کو قتل کراؤنگی اُس جوان نے کہا چپ رہو کیا بیہودہ بکتی ہو خار خار نے کہا کیون جناب
تمہین کیا مطلب اُس جوان نے کہا ہمین شہنشاہ نور افشان نے بھیجا ہے حکم نافذ ہے کہ خار خار
کا سر لاؤ یہ سنتے ہی خار خار چلا کر اٹھی اُس جوان نے ہاتھ پکڑ لیا کہا حرامزادی اب کہان جاتی ہے
جا سحر کر دن سحر فراموش یاس سے طرف جوان کے دیکھنے لگی جوان نے اٹھکر ایک طمانچہ مارا کہ
سر خار خار کا چنبر گردن سے اڑ گیا مرنا اُسکا کہ یہان بہار بیہوش ہوکر گرین کنیزین دامن سے ہوا
دینے لگین یہان بی میمونہ اُس جوان سے باتین کر رہی تھین اُس جوان نے بندر کو اشارہ کیا بندر
نے بندریا کو چیر پھاڑ کر پھینک دیا میمونہ گھبرا کر اٹھی جوان نے ہاتھ پکڑ ایک چٹکی خاک کی اٹھا کے ڈالدی
میمونہ دھر دھر جلنے لگی جلنا تھا میمونہ کا کہ ایک برق چمکی تڑپکر جو گری جتنے عاشق تن تلوارین کھینچے
کھڑے تھے پہلوی لشکر ان مین ایرج کا سر اڑ گیا اور پہلوی لشکر مین نور الدہر کا لشکر کا جتنے جوان
کھڑے تھے وہ برق اسطرح محیط ہوکر چلی کہ سب کے سر اڑ گئے انکا مرنا کہ سبکو ہوش آیا ملکہ بہار جو تڑپ کر
اٹھین کہا یہ شے مجھے کسنے پہنائے کنیزون نے کہا آپ سحر مین خار خار کے تھین بہار غصے مین
جو اٹھین باغ جل رہا تھا دیوارین گر پڑین آوازین آرہی ہین کشتی مرا نام من خار خار و

سیمونہ زرد پوش بود بہار نے کہا انکو کسنے قتل کیا بُرّان و محمور و باغبان طرف لشکر خار خار
کے چلا ایک برق جہندہ بجلے آگے آگے تڑپتی ہوئی جاتی ہر کہ آسمانپر شاہ ہوا اہل اسلام تو لشکر
خار خار پر جا کے گرے بُرّان نے بڑھکر اختر مردار مارا ملکہ محمور کا کنٹھا چلا بہار بیچ مین تھین
ابھی گلدستہ نہین چلا تھا کہ وہ برق جو آگے تھی ایک خنجر گرا برق کے دو ٹکڑے ہوے مگر برق
سے دھوان نکلا کہ خنجر ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا ویسے ہی خنجر ٹوٹا زمین کانپی آواز آئی او پیر نا بالغ آج
تونے غضب کیا کہ خار خار و سیمونہ کو مارا منم ساحر کیا شہنشاہ طلسم ہوشربا اب سب نے
افراسیاب کو دیکھا بہار نے تھراکر گلدستہ پھینکا افراسیاب نے کہا بی بہار اپنے ہوش مین نہین ہیچ
خواجہ و برق ایکطرف جست و خیز کرتے ہوے آتے تھے افراسیاب نے گلدستہ پر ہاتھ مارا گلدستہ
بہار پر گرے ایک غبار بلند ہوا خواجہ بغور دیکھ رہے ہین تھوڑی دیر کے بعد غبار دفع ہوا دیکھا
بہار نہین ہے افراسیاب نے کئی مرتبہ آواز دی کہ او پیر مکار سامنے نہین آتا ہا جلاکر لشکر پر
جا پڑون بُرّان وغیرہ کو مارون کہ پہلوی نمودہ ہوا اور سغر و رعقل و فراست سے دور ہو جا ہا تھا کہ
اپنا کام کیے چلی جائین مگر زبردستی ہم سے مقابلہ کرتا ہے ارے تو وہی افراسیاب ہے کہ تجھکو
کوئی نہین پلا اگر اسکا خیال نہ ہوتا تو طلسم بیزار رہجاتا تمھارا سر نہ کرین کھاتا پھرتا افراسیاب نے آواز
دی اری کوئی حاضر ہے پریزاد نے لاکر ایک گرز افراسیاب کے ہاتھ مین افراسیاب نے وہی
گرز نور افشان پر کھینچ مارا نور افشان نے ہاتھ پر روکا گرز ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا کہی گرز
افراسیاب کے مارے نور افشان نے دیکھو اب بھی ہم تیرا پاس کرتے ہین ورنہ یہ گرز تیرے سر پر
پڑیگا ٹکڑے ہو جائیگا جب افراسیاب نے نہ مانا تو نور افشان نے بھی آواز دی کہ کہان ہین
محافظان طلسم نور افشان کیا مر گئے ایک جوان خوشرو و خوشخو پہلوی صحرا سے نمایان ہوا حاضر حاضر
کہتا ہوا سامنے آیا ہاتھ مین نور افشان کی تیغ سپرد یا کہا حضور یہی کافی ہے نور افشان نے اسکا
سحر پڑھکے گرد تین گولے افراسیاب نے اول ایسے مارے کہ لشکر بُرّان بہت تباہ ہوا کئی ہزار
سر لشکر گرے ملکہ بُرّان و محمور و باغبان وغیرہ بھاگ کر طرف قلعہ جمشیدی کے روانہ ہوگئی
نور افشان نے چاہا کہ تیغ افراسیاب پر مارون کہ آسمان سے آواز آئی اے بیرا بچے لو
یہ کیا کرتا ہے خبردار تیغ نہ پھینکنا اور افراسیاب کو آواز دی ارے سامنے سے ہٹ

افراسیاب لب ماتا ہی بڑھا ہی جاتا ہے کہ ماہیان تڑپ کر کری کرمین افراسیاب کی پنجہ دیکر قصد
کیا کہ اے اژدہن افراسیاب نے ماہیان کی پیٹھ پکڑ کر طمانچہ مارا ماہیان کا گال سرخ ہو گیا ماہیان
نے کہا ارے کمبخت آج بڑھے کو بڑا غصہ ہی یہ ترنج وہ ہی کہ کبھی خالی نہ جائیگا افراسیاب نے
کہا مین تو جاؤنگا آج اپنی جان دونگا ماہیان نے کہا اے افراسیاب کا پاس کیا جانتی ہی کہ اگر افراسیاب
مارا گیا تو طلسم مین پھر کون ہمکو پوچھیگا طمانچہ کھایا پیٹھا کی بال لکڑی لیکن پنجہ کرمین دیکے اوسی اس
زور سی ہکارا کہ افراسیاب کا کچھ زور نہ چلا بیہوش ہو گیا بیہوشی مین لے بھاگی باغ سیب مین
لیکر آئی افراسیاب کو ہوشیار کیا کسی درجہ مین حیرت بھی برائے ملاقات افراسیاب جادو آئی
تھی افراسیاب جب ہوشیار ہوا حیرت نے پوچھا خارخار اور میمونہ پر کیا گذری افراسیاب
نے اپنا منھ پیٹ لیا کہا ای حیرت کیا بیان کرون خارخار و میمونہ نے وہ سحر کیا تھا کہ اگر ان
ایسی ساحرہ اپنی ہوش مین نہ تھی مگر اوس بڑھے کو ساحری جمشید غارت کرین وہی سحر کو اوٹھا
کر دیا خارخار و میمونہ عجب حیرت سے قتل ہوئین مجھکو نانی جان اوٹھا لائین ورنہ آج بڑھے کو
زندہ نہ چھوڑتا ماہیان نے کہا اے افراسیاب اگرچہ تو بادشاہ طلسم ہوشربا ہی لیکن ضرور
کوئی عضو بیکار ہو جاتا مین جان دیکر تجکو اوٹھا لائی ورنہ آج غضب ہو جاتا افراسیاب نے کہا ایک
کام تو مین نے کیا بی بہار کو گل فروش اٹھا لایا حیرت نے کہا ذرا بہار کو بلوائیے مین نے
تو یہ سنا تھا کہ بہاری اور آپکی محبت کا دم بھرتی ہی افراسیاب نے کہا وہ باعث سحر خارخار تھا
حیرت نے کہا بلوائیے تو افراسیاب نے آواز دی ای گل فروش بہار کو لاؤ تھوڑی دیر کے بعد
دیکھا بہار جادو خود چلی آتی ہین ایک جسم مین لپٹا ہی بہار کو ہاتھ پیر دینے طاقت کم معلوم ہوتی
ہی افراسیاب کے سامنے آکر کھڑی ہوئین افراسیاب نے پکار کر آواز دی کیون بہار اب تمہارا
کیا حال کرون یہ دن تمکو یاد نہ تھا اب اسمقام پر قید کرونگا کہ تڑپ تڑپ کر مرو گی جان دو گی کوئی
اوس مقام پر جانہ سکیگا اور خبردار اگر اپنی حیات مستعار چاہتی ہو تو کبھی بادشاہ اسلام کا میرے سامنے
نام نہ لینا مین اوس شخص کے نام جلتا ہون بہار نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا کیا بیہودہ بکتا ہے اوس
راہ مین جان تک نثار کرین ایسی شہنشاہ حجاہ کو کیونکر نہ پیار کرین اپنی تو یہ کیفیت ہی نظم

سفر کرنا ہی اوس کوچہ کا ای دل خبر کر دی	ترے ہمراہ یہ نادار کچھ لخت جگر کر دے

تنگ ظرفی نگر مجھ رند مکش سے تو اے ساقی
جو دیتا ہے مجھے تو ایک ہی ساغر تو بھر کر دے

ہر اک گل شعلۂ آتش بنے میرے جلانے کو
چمن میں ہوں تو اُسکو آتش فرقت سقر کر دے

کبھی تو رحم کر رونے پہ تو مجھ بے بضاعت کے
کسی دن ہنسکے سلک اشک کو سلک گہر کر دے

بجا نے دیگا دربان سر کو ٹکرا اسقدر اے دل
کہ اب دیوار جاناں میں نیا اک اور در کر دے

تری الفت میں سیر لامکان منظور ہے مجھکو
الٰہی اس بیابان کا بھی پیدا راہبر کر دے

جو اہل عیب ہیں میری ہنر کو عیب گنتے ہیں
جو ہو صاحب ہنر وہ عیب کو میرے ہنر کر دے

قبول اُس ترک سے ہر بار تم آنکھیں لڑاتے ہو
کہیں دلکو نہ چھلنی چھلنی پیکان نظر کر دے

اس بیقراری میں ملکہ بہار نے جو یہ اشعار پڑھے کہنے والوں کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے ہر ایک کا قول تھا کہ کیا جوش و خروش ہے عشق قلبی اسیکا نام ہے افراسیاب غصے میں کانپنے لگا کہا اب میں کیا اسے زندہ چھوڑوں گا قید میں مار ڈالونگا حیرت نے بت نمتین اور خوشامدین بہار کی کین بہار نے ہر مرتبہ یہی جواب دیا کہ بوا ہم تو سامری و جمشید پر لعنت کر چکے اب تمہیر کے تیلون کو سجدہ نہ کرینگے حیرت نے آواز دی اے گلپوش اس گنہگار کو کوہ نیلگون پر لیجا تجھے وہان کچھ معلوم ہوگا کیا کر آواز دینا اے نیلگون کوہی شہنشاہ نے ایک قیدی کو بھیجا ہے تب انھین پتھرون میں سے ایک جادوگر پیدا ہوگا زبانی ہماری کہدینا کہ یہ بی بی بہار جادو دشمن افراسیاب ہین اس طور سے ان کو قید کرو کہ اس باغ ویران میں تڑپ تڑپ کے مر جائین یہ بھی کہدینا کہ شہنشاہ کو اس محبت ہے مگر اس نے رقیب کا نام ہمارے سامنے لیا اب ہم اسکا مٹا دینا مناسب جانتے ہین جب نیلگون اسکو لیکر چلے اور انھین پتھرون مین غائب ہو جائے تو آواز دینا اے نگہبان صحرا تم بھی حفاظت کرنا کوئی غیر نہ آنے پائے یہ کہکر چلی آنا آہوان صحرا جنگل مین ملین اُنسے بھی یہی کہنا کہ گنہگار شاہی یہان قید ہے حفاظت کرنا جانورون کو بھی یہی کہدینا مین کو بھی تک یہی پکارتی آنا سب نگہبان حفاظت کرینگے گلپوش جادو قید بہار کو لیکر طرف کوہ نیلگون کے روانہ ہوئی یہان باغبان مغیر دربار مین کوکب کے آئے نورافشان جادو بھی آئی ہوے ہین کوکب کے سامنے سب حال بیان کیا کوکب نے نورافشان کو گلے سے لگا لیا کہا استاد مین سب چند دیکھ رہا تھا

کیا خوبصورت سحر کیا اپنی ہی دام سحر مین دونون ہمنشین نکل نہ سکین ملاؤشان نے گھبرا کر کہا
سب آئی مگر ملکہ بہار نہین تشریف لائین نور افشان نے ایک کاغذ جیب سے نکالا اُس کاغذ
کو دیکھ کر زانو پیٹ لیا خواجہ عمرو و برق بھی آئے ہوے ہین نور افشان نے کہا خواجہ بڑا غضب
ہوا افراسیاب جادو بہار کو لیگیا گلپوش جادو نے سحر کو افراسیاب نے پورا کر دیا کہ
بہار کو اٹھا لے گئی خواجہ ہمارا جانا تو نہایت دشوار ہے آپ کے نام پر رہائی ملکہ بہار کی مقرر ہے
اب آپ باغبان وغیرہ کو لیکر اپنے لشکر مین جائین اور بہار کی تلاش بہت جلد کرین بہار بڑی
جفا مین ہے نازک مزاج حسینان جہان کے سر کا تاج ایسا ہو دشمن اُسکے ہلاک ہو جائین اب
افراسیاب نے بڑے بڑے ساحرون کو طلب کرنا شروع کیا نیلگون جادو وہ جادوگر ہے
کہ اُسکو آنکھین سامری و جمشید کی دیکھین کوہ نیلگون مین وہ مخفی رہتا ہے تین کوس کا صحرا
اُسکے قبضہ مین ہے بہت سمجھ کر جائیگا تاران ہوا ہوا جہان صحرا اسکو اُسنے نگہبان کیا ہے سب آپکی
جستجو مین فریاد کرین گے لیکن انجام بخیر ہے سوائے آپکے اور کسی کا کام نہین جو کوئی جائیگا
گرفتار بلا ہوگا جو کچھ مجھکو معلوم تھا مین نے عرض کیا اور اگر موقع ہوگا تو ہم بھی اپنے کو پہونچائینگے
اب افراسیاب سے ہم سے روبرو گفتگو ہوگی مین چاہتا تھا کہ افراسیاب سے کلام نہ کرون یہ طلسم
نہایت سخت ہے یقین کامل ہوا کہ اب معاملہ ہوگا افراسیاب جادو بڑا مغرور ہو گیا ہے احکام
کتابہای پارینہ پر خیال نہین کرتا مناسب اُسکو یہ تھا کہ ایسے سوال اصلاح کرتا احکام جو دیکھتا ہے
ہنستا ہے کہتا ہے سامری و جمشید نے خیالی مقدمات شکست طلسم لکھ گئے یہ طلسم کبھی فتح
نہ ہوگا علمای دین کا ہین زبر دست تھی اپنے احکام پر عجائب و غرائب دکھلائے وہ ان کو لغو
سمجھا ہے اب ظاہر مین بھی مقابلے ہونگے خواجہ کو روانہ کیا خواجہ مخمور و باغبان کو لیکر
طرف لشکر کے روانہ ہوے یہان ملکہ مہرخ بہت بیقرار ہو رہی تھین جو خواجہ جو آئے سب حال
جدائی کا سنا ملکہ مہرخ رونے لگین کہا خواجہ کل بڑا غضب ہوا آپکا غلام شکیل جادو انتظام
لشکر کر رہا تھا کہ ایک پنجہ گرا اُسکو اٹھا لیگیا اور آواز دی سنو نیلگون کوہ نشین ای مہرخ
اب شاہ نے مجھکو اطلاع کی تمکو آگاہ کرتا ہون بہت ہوشیار رہنا ملکہ بہار میرے پاس قید مین
یہان شکیل کو بھی لیے جاتا ہون مین نے چاہا سحر کرون وہ سنا۔ بنکر آسمان مین ڈوب گیا

یہ سنکر خواجہ کو بڑا قلق ہوا کہا مین جاتا ہون انشاء اللہ بہار و شکیل کو لیکر آتا ہون یا مجھکو بھی
قضا لیے جاتی ہے یہ کہکر خواجہ اُسیوقت بہ تلاش کوہ نیلگون روانہ ہوے جب وہ صحرا قریب
رہا جسکا نور افشان نے پتہ دیا ہے خواجہ نے گلیم اوڑھلی صحرا مین داخل ہوے دیکھا طائران
ہوا خواجہ کے سر پر پرواز کر رہے ہین جانورون سے انکی یہ ثابت ہوتا ہے کہ پکار رہے ہین
ای ساکنان صحرای غرائب آگاہ ہو جاؤ کہ عمرو عیار آیا یہ صدا دیکر طائر پھر درختون پر جا بیٹھے
آہوان صحرا پیدا ہوے گرد خواجہ کے پھرتے ہین کبھی پکارتے ہین کہ اس صحرا مین کوئی عیار آیا ہے
جب خواجہ دکھائی نہ دیے تو آہو بھی چلے گئے خواجہ نے دیکھا طائر بھی چلے گئے آہو بھی درختون
کے قریب جاکر غائب ہوے اب خواجہ کو یقین کامل ہوا کہ نگہبانان صحرا آئے تھے غل مچا کر چلے گئے
خواجہ نے گلیم اوتاری جست و خیز کرتے ہوے چلے ایک مقام پر دیکھا ایک ساحر آتا ہے خواجہ
نے ساحر کی شکل بنکر آواز دی میان ساحر کہان سے آتے ہو کہان جاتے ہو ساحر نے کہا خوب
ملے مین بھی جاتا ہون کوئی شخص ملے تو اس سے راستہ پوچھون میان ساحر صاحب بتاؤ کوہ
نیلگون کا راستہ کسطرف ہے خواجہ نے ہاتھ اٹھا کر بتایا جیسے ہی ساحر اُسطرف پلٹا عمرو نے حلقے کمند
کے گردن مین ڈال دیے اور یہ کہکر وہ پلٹا حباب مارکر خواجہ نے بیہوش کیا خواجہ نے جو طوق گلے مین
پہلے اسکی کمر ٹٹولی ہمیانی کھول لی کپڑے اوتارنے لگے کہ ایک طائر نے نخل سے آواز دی ای
نہال خوشرو تمہارے صحرا مین یہ بدعت ہو رہی ہے ساحر غریب لٹ رہا ہے عمرو نے چاہا
گلیم اوڑھ لون کہ صحرا کیطرف سے ایک گنوار پکارتا ہوا آیا کہا خبردار او ساربان زادے
کیا کرتا ہے خواجہ نے دیکھا وہ گنوار للکارتا ہوا قریب پہونچا خواجہ نے قصد کیا بھاگون اُسنے
انگوچھا سر سے اوتار کر پھینکا خواجہ کے پاؤن زمین نے تھام لیے اُس گنوار نے آکر پہلے ساحر کو
بیدار کیا ساحر نے داد بیداد کی کہ ای نہال خوشرو میری ہمیانی اسنے لی گنوار نے کہا خواجہ اُسکی
ہمیانی دیدو یہ غریب ساحر اسی صحرا کا رہنے والا ہے عمرو نے کہا مین کیا جانون یہ ناحق مجھ پر
تہمت رکھتے ہین نہال نے کہا ای ساحر صحرائے غرائب تیری خیرخواہی کا ذکر سامنے
شہنشاہ ▪ نیلگون کے کیا جائے گا تیری وجہ سے عمرو عیار گرفتار ہوا ساحر ایک جانب
کیا وہ زمیندار عمرو کو کشان کشان لے چلا راہ مین خواجہ کہتے ہین اے نہال خوشرو

تم ایسا ساحر میری نگاہ سے نہیں گذرا یہ طائر اور آہو تمھارے ہی سحر کے تھے زمیندار نے کہا
اس صحرا مین سب کو علم پہونچ چکا ہے جو آئے گا گرفتار ہوگا تقدیر ہو گا ورنہ بھی نگہبان ہر
طائر آہو حکم افراسیاب سب پر پہونچا ہے جدھر جاتی اُدھر گرفتار ہوتے غرض یہ حکایت لطف
کی باتین کرتے ہوئے ساتھ اُسکے چلے آتے ہین ایک گاؤن مین آکر پہونچے دیکھا جا بجا کھیت
بنے ہوئے ہین چھوٹی جوار باجرہ دھان بھی کچھ بلند ہوتے آتے ہین جسنے اِس ساحر کو دیکھا
اُسنے سلام کرکے پوچھا اِس عیار کو کیونکر گرفتار کیا نہال کہتا ہے ساحر نے گرفتار کرایا ایک
مکان مین لیکر عمرو کو آیا ایک کوٹھری مین بند کر دیا آپ بچارہ فکر مین تھا راحت کی ہیا
خواجہ کوٹھری مین پڑے ہین کہ کچھ عورتون کی بولنے کی آواز آئی خواجہ چیخین مار کر رو دئیے
نہال خوشرو کی بیٹی نوجوان کمسن لڑکیون کے ساتھ کھیل رہی تھی موش صحرائی نام
قریب دروازے کے آکر پوچھا اے شخص تو کون ہے کیون رو رہا ہے عمرو نے کہا بلیان نون
مین ایک مصیبت کا مارا مزدور ہون نہال خوشرو مجھکو پکڑ لائے کہتے تھے کھیت درست کر
مین نے انکار کیا اور یہ کہا کہ اسقدر کام مجھسے نہ ہوسکے گا نہال نے فرمایا کہ سوا پاؤ جو دونگا
مین اہل وعیال دار تباہ ہو گیا میرے منھ سے نکلا کہ مین دو آنے روز لونگا آخر مجھکو
قید کیا موش صحرائی نے قفل کھولا دیکھا ایک مزدور دھوتی باندھے ہوئے ہاتھ پاؤن
بندھے رو رہا ہے عمرو بھی دیکھا ایک گنواری مگر نوجوان بھولے بھولے گال بڑا کا پائجامہ
گاڑھے کی چدر یا اوڑھے ہوئے کھڑی پوچھا ارے تجھے باپ نے کیون قید کیا عمرو نے
وہی انکار کام کا بیان کیا موش صحرائی نے کہا مین تیرے ہاتھ پاؤن کھول دون تو بھاگ
جا عمرو نے کہا آپ کی مہربانی سامری و جمشید تم کو سلامت رکھین میری مہربانی ڈھونڈھتی پھرتی
ہوگی بچے بھوکے روتے ہونگے موش صحرائی نے آکر ہاتھ پاؤن عمرو کے کھولے خواجہ
جواسکے منتین کرنے لگے کہا بی بی مین قوم کا گویا ہون اسی جرم پر گرفتار ہوا موش
صحرائی نے کہا کوئی ٹھمری تو گا عمرو نے کہا مین بڑی بڑے نمک خوارون کی خدمت مین جاتا
ہون بڑی غزلین گاتا ہون مجھے چند شعر یاد ہین سنیے موش صحرائی بیٹھ گئی خواجہ

عمرو نے یہ غزل گانا شروع کی نظم

صبح کے ہوتے ہی ہرگز نہیں جینا مجھکو — وصل جاناں میں عبث ہی غم فردا مجھکو
اے پری تو نے جو پہنی ہے سنہری انگیا — آج آئی ہے سونے کی چڑیا مجھکو
موتیوں کا نہیں گچھا یہ ترے بالوں میں — آ گیا ہالے میں نظر عقد ثریا مجھکو
کبھی چھپر بھی لگانے نہیں آتے اللہ — ہے کسی طفل کی فرقت میں یہ سودا مجھکو
اسکی انگیا کی کٹوری لے ہرا دیکھ کے ست — ساقیا اب نہ دکھا ساغر صہبا مجھکو
صبح محشر سے سوا صبح شب وصل ہے غم — آج ہے تجھسے زیادہ غم فردا مجھکو
زاہدا کعبے کو بیٹھانے کو جانا ہی محال — ہے ہر اک شیشہ سے آبلہ پا مجھکو
اس مسیحا سے جو ہی رشتہ الفت باہم — ناتوانی نے کیا سوزن عیسیٰ مجھکو

ہوش صحرائی نے بیقرار ہو کر کہا ارے تو تو خوب گاتا ہے بڑے میاں اور گاؤ خواجہ نے دیکھے
بڑے ٹھاکر جو گاؤں میں رہتے ہیں اُنکے سامنے جو گایا پاؤ بھر مجھکو دی اُس گنواری نے
کہا کیا گرو دیا تھا ابھی تو کھولو بھی نہیں چڑھے رس نہیں پڑا گیا گاؤ نہیں مٹھائی کہا لنسو
آئی خواجہ نے کہا حلوائی کے یہاں سے مٹھائی منگوائی تھی اُسنے کہا میں دیکھوں خواجہ نے
لال برفی زنبیل سے نکالی کہا چکھ کے دیکھو جیسے ہی اُسنے برفی کھائی کھاتے ہی بیہوش ہوئی خواجہ
نے ہوش صحرائی کو زنبیل میں رکھا کوٹھری کا سارا مال بھی لیا ہوش صحرائی کی شکل بنکر
باہر نکلے مکان کا اسباب اٹھا کر نذر زنبیل کیا دروازہ تو سکا نہیں تھا ہی نہیں ایک ٹٹی
لگی تھی ایک آہو جست کرکے آیا خواجہ نے سمجھے ہرن پالا ہوا ہے خواجہ اُسکو چکارنے نکلے اُسنے شکل
انسان کی آواز دی او ساہبان زادی تو نے کیونکر رہائی پائی خواجہ نے چاہا جست کرکے
نکلو کہ آہو نے منہ سے حباب چھوڑا خواجہ کے پاؤں زمین نے تھام لیے آہو نے غلطک ماری انسان
کی شکل بنکر تیار ہوا کہا ارے تجھے ننھال خوشہ دلایا تو نے کیونکر رہائی پائی یہ کہکر منہ پر عمرو کے
ہاتھ پھیرا رنگ و روغن عیاری کا اڑ گیا کمر میں پنجہ دیکر وہ ساحرہ عمرو کو لیکر اڑی عمرو بیہوش
ہو گیا متوجہ ہوا آنکھیں بند ساحرہ لیکر اڑی ایک قصر میں لا کر اتارا عمرو کو ستون سے باندھ
دیا بیٹھ کے شراب پینے لگی کہ آسمان پر برق چمکی ایک ساحرہ کو دیکھا شکیل کو پنجہ میں دبائے ہوئی
آکر بیہوش کہا ہوا آہو ان اب میں کیا کروں سالار جادو بحکم نیلگون اُس جوان کو اٹھا کر

تھا مین جو اوسکی ملاقات کو گئی اس ظالم کو دیکھکر عاشق ہوئی سالار کو سحر کرکے مارا اسکو سے آئی
اب چاہتی ہون اس صحرا سے نکل جاؤن تمہارے پاس صلاح کو آئی تھی آہوان نے جو تشکیل کو
بہ نگاہ غور دیکھا جوان کمسن تاج پہنے ہوے لباس فاخرہ زیب جسم زیبا نمین ہوزن گرفتار رنج
محن آہوان دیکھکر مرگئی کہا بہن غزال اس جوان کو تو مین نے پسند کیا تم اور کسیکو لاؤ
غزال نے کہا بوا یہ نہوگا مین نے اسی غصے مین سالار کو مارا تم بھی ایسی باتین کرنے لگین
آہوان اُٹھی کہا بوا کیا مین تمسے پایہ کمی کا رکھتی ہون غزال یہ کہکر اٹھی کہ مین تمسے صلاح کرنے
آئی تھی تم یہ رنگ لائین مین اسکو لیے جاتی ہون آہوان نے کہا مین تو نہ جانے دونگی
اس جوان کو یہین سے دو تم چلی جاؤ غزال اور آہوان مین اس قدر تکرار بڑھی کہ آپسمین
سحر ہونے لگے غزال نے گئی گولے آہوان کے دفع کیے کارد سحر نکال کر پھینک ماری
آہوان کے سینے کو توڑکر پار گذری جب آہوان کو مار چکی دیکھا ایک شخص دبلا پتلا ستون
سے بندھا ہے پوچھا ارے تو کون ہے عمرو نے کہا آپکا شکار رات سے مار مار کے گوارہی تھین
دوسرے میری بیان یہ پیشہ ہوتا ہے دوسرے دیتا ہون غزال نے کہا تیرا نام کیا ہے عمرو نے
کہا دل ملاؤ میرا نام ہے غزال نے کہا میان دل ملاؤ میرے معشوق کو راضی کردو عمرو نے
کہا ابھی راضی کردونگا مسند پر بیٹھیے مین دو چار اشعار گاؤن غزال خوش ہوکر مسند پر بیٹھی
تشکیل کو سامنے بٹھالیا عمرو نے یہ اشعار شروع کیے نظم

لگادے شعلۂ عارض سے گر وہ آگ گلشن کو ❊ کہاں سے پھر بسین بلبلین شاخ نشیمن کو
پس از مردن تو مشت خاک چھوتی تیری دامن کو ❊ قدم رکھتا ہے کیا ظالم بچا کر میرے مدفن کو
چڑھاے نازنین سمجھکر کشتہ کا گل ❊ غزالان بیابان نے جو دیکھا میرے مدفن کو
چبا کر پان ظالم نے کیے گلگون لب و دندان ❊ بنایا معدن یاقوت کیا ہیرے کی معدن کو
در و دیوار جانان سے لگی رہتی ہے آنکھ اپنی ❊ بنایا چشم بینا ہم نے اب ہر چشم روزن کو
حسینون کو تلاش رزق کب ہوتی ہے غربت مین ❊ لیے پھرتے ہین مثل ماہ گویا ساتھ خرمن کو
نہ کیون بندہ رقیبونکو جلاے اے بتو ہر دم ❊ جہنم مین خدا بھی ڈالتا ہے اپنے دشمن کو
مصائب ضبط کرتا ہون شب تاریک ہجران کے ❊ بنایا شمع بزم قدمین نے طبع روشن کو

خواجہ نے اس رنگ مین یہ غزل گائی کہ غزال بے اختیار رونے لگی عمرو نے شکیل سے اشارہ
کیا کہ تھوڑے عرصے کے واسطے اقبال کر لو مین ابھی اسکی گردن لیتا ہون شکیل نے اشارہ
عمرو کے کہا لو راضی ہو گیا غزال نے خوشی خوشی زبان سے سوزن نکالی شکیل ساحر زبردست
ہے جیسے ہی زبان سے سوزن نکلی کہا او معوذہ کیا کہتی ہے کیون تیری شامتین آئی ہین یہ بھی ہمارا
احسان ہے کہ تجھکو زندہ آزاد کرتے ہین غزال جلا کر اُٹھی کہ او شکیل مین تجھکو جانے نہ دونگی یہ
کہکر اُسنے لوہا مارا شکیل نے گود کاٹ کے اپنے کو قریب غزال کے پہونچایا کلائی پکڑ کے ایک
طمانچہ مار دیا سر غزال کا اڑ گیا خواجہ نے دیکھا مکان لوٹ لون سب اسباب جل گیا خواجہ نے کہا
اے شکیل یہ معرکہ ہوا شکیل نے کہا یہ سب مکان سحر بند ہین صحرا کے عجائب و غرائب آپ نے
دیکھے آہوان صحرا طائران ہوا آسائش کرتے تھے عمرو نے کہا آہو مجھکو گرفتار کر کے یہان تک
لایا مگر خدا نے فضل کیا کہ دونون جادوگرنیان قتل ہوئین شکیل نے کہا خواجہ اب یہانسے
نکاسی کیونکر ہو تین کوس تک صحرا سحر بند ہے عمرو نے کہا باہر تو نکلو خواجہ عمرو و شکیل مکان
کے باہر نکلے دو قدم چلے تھے آواز آئی خبردار او ساربان زادے کہان جاتا ہے او شکیل
غزال کو قتل کر کے بچا جاتا ہے کہان ہو دو تیغے چمک کر گری دونون لو اٹھانے لگے اس زور و شور
سے گرے دونون کو بجلی مین اٹھا لیا کہ دونون تبح ہوا ہی بیہوش ہو گئے اب جو بعد عرصۂ دراز
کے آنکھ کھلی اپنے کو زندانخانے مین پایا شکیل کی زبان مین سوزن سرنگون بیٹھا ہے ایک جانب
سے زنجیر کی جھنکار کی آواز آئی پلٹ کے جو عمرو نے دیکھا ملکہ بہار گلعذار چہرہ زرد ہونٹون پہ
آہ سرد دل مین درد آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے سرنگون بیٹھی رو رہی ہین عمرو نے اپنے کو بھی
مسلسل اور مطوق پایا حیران ہو گیا کہ یہ کیا معرکہ ہے بہار سے پوچھا اے ملکۂ عالم یہ کیا معرکہ گذرا
بہار رونے لگین کہا خواجہ پھر تو فلک ٹوٹ پڑا سحر مین مسحور ہو کر مالک کوکب پر چڑھ گئی سلطان
میرے ہاتھ سے قتل ہوے خدا نے فضل کیا کہ خمار خار ماری گئی اُس آفت سے نجات پائی
مین مصروف جنگ تھی کہ افراسیاب نے مجھکو گرفتار کیا اول باغ سیب مین بلا کر دربار سمجھا
ثابت قدمان کوے محبت کب خوف جان کرتے ہین آخر اُسنے یہان بھیجدیا کیا عرض کرون
اس قید خانے مین جو نجات مین اٹھا مین راتین کاٹے گنتی نہین شب تنہائی کے خانے روشنی کم

تاریکی کا جوش وخروش دیکھیں تقدیر کیا دکھائی کیونکر اس مقام سے رہائی ملے کیونکر
غنچہ آرزو کھلے اس بیقراری سے بہار نے چند کلمات حسرت آیات کہے کہ خواجہ وشکیل
رونے لگے بہار نے کہا خواجہ رونے سے کیا فائدہ خدا آپکو صبر عطا کرے ہمیں اپنی رہائی سے
بڑی ناامیدی ہے گلپوش ہمیں لیکے یہان تک آئی افراسیاب نے سمجھا دیا تھا کہ سب
ساکنان صحرا حفاظت مین رہین عمرو نے کہا ذہی تو ہوا کہ طائران ہوا آہوان صحرا مجھے روکتے
تھے خدا نے اُن ظالمون کی بدعت سے بچایا بہار نے کہا خواجہ یہ بھی سنا ہے کہ صحرا سے نکلنا
نہایت دشوار ہے سارا صحرا سحر بند ہے پھر بہار نے کہا افراسیاب اسیوجہ سے اس مقام مین بھیجا
ہے کہ یہان نگہبان بہت ہین خواجہ نے کہا تین مقام پر ہم گرفتار ہوے بہار رونے لگین کہا
خواجہ اب قریب کوہ نیلگون آگئے نیلگون بادیہ نشین بلای روزگار ہے پتھر دنین مخفی رہتا
ہے خواجہ نے پروردگار اُس تک پہونچائیگا دن انھین باتون مین کٹا پردۂ شب حائل ہوا لیلائے
شب نے زلف عنبرین کو کھولا ستارون کی افشان لمعے پرچنی بعد زینت تمام دنیا مین تاریکی
کی علداری ہوئی شعر شب آمد سازگار عشقبازان + شب آمد راز دار عشقبازان + بہار
بہار رو رو کر خواجہ سے باتین کر رہی ہے کہ دروازہ زندانخانے کا کھلا ایک ساحر کو دیکھا کہ پریشان
پریشان کچھ کھانا ہاتھ مین لیے ہوے قید خانے مین آیا دو قیدی اور دیکھے ملکہ بہار کے سامنے
وہ کھانا رکھکر ہاتھ باندھنے لگا کہا اے ملکۂ عالم جسوقت سے آپ قید ہوکر آئی ہین عجب آفت
مین ہون طبیعت آپ پر مائل تیغ ابرو کا گھائل نیلگون کو مین نے بہت سمجھایا کہ اُن ظالم بہن
جہرت کی منظور نظر افراسیاب قید خانے مین اگر قید ہوئین اری ظالم اُنکو کھانا تو بھیج آج بمشکل
اُٹھنے دانا کہتا تھا مین چاہتا ہون کہ بہار بے آب ودانہ تڑپ تڑپ کر مرجائے اُس نے غضب
کیا کہ مسلمانون کی شراکت کی بہن کے قتل کا ارادہ کیا ایسے ظالم کا مرجانا بہتر ہے چاہتا
تھا قتل کرے لیکن میعاد طلسم سے مجبور وناچار ہوا کہ آج مین نے بمشکل اُسکو اس بات پر
راضی کیا کہ کھانا لے کر پہونچادون اگر مجھکو قبول کرو ہرچند کہ نیلگون سے بڑا فساد پڑے گا
وہ ساحر زبردست ہے مگر ہرچہ آید بر سرم یا تو جان دونگا یا انکو لگا جو جفا مین پڑین گی سہونگا
شعر یا تن رسد بجانان یا جان زتن برآید + دست از طلب ندارم تا کار من برآید + بہت

دیر تک بکا کیا جب بہار نے کچھ جواب نہ دیا تو طرف خواجہ عمرو و تشکیل کے پلٹا کہا تم دونوں نے کیا خطا کی کہ جو اس قید خانے میں آکر قید ہوئے تشکیل نے غصے میں کچھ جواب نہ دیا مگر خواجہ تو جو یلتے تھے کہ مجھ سے کلام کرے تو میں دام مکر میں پھنساؤں کہا اے شہنشاہ ساحران آپکو نیلگون جادو سے کیا رشتہ ہے اُسنے کہا میرا میگون جادو نام ہے قید خانوں کی حفاظت میرا کام ہے نیلگون میرا بھائی ہے عمرو نے کہا آپ نے ملکہ بہار کو کہاں دیکھا تھا میگون نے کہا اول نامہ شہنشاہ کا پہونچا کہ ایک قیدی تمھارے پاس روانہ کرتے ہیں پھر گلپوش جادو قید لیکر آئی نیلگون نے مجھ کو دربار بلوایا میں اسوقت دربار میں حاضر تھا انکو دیکھکر مر گیا عمرو نے کہا اے میگون ہم تجھ سے وعدہ کرتے ہیں کہ بہار کو تمھارے واسطے راضی کرینگے لیکن بکو صحبت میں نیلگون کی پہلو ہم صورت بدل کے چلینگے افراسیاب کی ناشنی ہے اُسکو مناسب یہ تھا کہ تکو بادشاہ کرتا آپ بعدہ نیابت رہتا اگر آپ ہم کو سویرے سے رہینگے ہم اُسکو قتل کرکے آپکو بادشاہ کرینگے بہتر یہ ہے کہ تم سلطنت کرو بہار تمھارے پہلو میں ہو یہ باتیں جو خواجہ نے کہیں میگون خوش ہوگیا کہا آپکا نام خواجہ نے کہا مجھے عمرو عیار کہتے ہیں ساحران صحرا نے گرفتار کیا کئی جادوگروں کو یہاں بھی مار چکا ہوں میرا یہی کام ہے اگر مجھ سے آپ سے رسم رہا تو ہم افراسیاب کو قتل کرکے آپکو بادشاہ طلسم ہوشربا کرینگے میگون نے کہا خواجہ میں تمھیں اپنا نائب کرونگا عمرو نے کہا ایک دن میں سب کو تسخیر کرونگا تمھارا جلوس ہو پھر میری عیاریاں دیکھو کیا کارہائے نمایاں کرتا ہوں آج مجھکو قدر دان ملا اب میں بھی اپنی جان لڑا دونگا میں آج تک قدر دان ہی کا جویا تھا اس طرح عمرو نے جو باتیں کہیں میگون نے کہا خواجہ میں سب اختیار تمھیں کو دونگا تخت سلطنت ہوشربا پہ بیٹھے تمکو اپنے پہلو میں جگہ دوں مشیر سلطنت خطاب ہو کیوں خواجہ تمکو کیونکر پہلے ہی پوچھا بہار ضرور مجھ سے راضی ہو عمرو نے کہا وہ خود تمپر مرتی ہے بسبب شرم و حجاب کے بات نہیں کرتی بڑی دھوم سے تمھاری شادی ہو تمکو دولھا بنا کر لیچلیں بہاری ہمراہ بنے ہم سب گلنار جوڑے پہنے ہوئے ساتھ ہوں نوبت نقارے بجاتے ہوئے دولھن کو بیاہ کر لائیں یہ کہکر خواجہ نے کہا مجھکو آپ دربار میں نیلگون کے لیچلیں نیلوں واسطے تینوں آدمیوں کے کھانا لایا صراحی مردابی کی پہونچائی خواجہ کو قید سے نکالا خواجہ نے حال پوچھا میگون نے

کہا نیلگون کو گانے بجانے کا بڑا شوق ہے معشوقہ اُسکی نغمان پریچہرہ ہر وقت اُس کی صحبت
رہتی ہے بر سر کوہ ایک باغ ہے اُسمین جلسہ ہوگا عمرو نے کہا تم صحبت مین بیٹھنا مین گویّے
کی شکل بنکر آؤنگا جب چوبدار آکر کہے کہ ایک گویّا آیا ہے تم بلوا لینا پھر گانا سننا جب مین تقریب
شراب کرون تم ہانمین ہان ملاتے جانا میگون نے سب باتین قبول کین خواجہ کو میگون
لیکر سر کوہ آیا سامنے دکھلا دیا کہ وہ در باغ معلوم ہوتا ہے خواجہ نے کہا آپ جایئے میگون جادو
صحبت مین نیلگون کی آیا نیلگون تخت پر نغمان پریچہرہ پہلو مین دس پانچ مصاحب کنیزین
نغمان کی کامنین حاضر ہین عین گرمی صحبت چوبدار نے آکر عرض کی کہ دروازے پر ایک گویّا حاضر ہے
میگون کہا بلوایئے صاحب بلوایئے گانا سنئیے نیلگون نے کہا اے برادر بہار و تکمیل و خواجہ
عمرو قید خانے مین قید ہین نئے آدمی کا نام سنکر میرا دل گھبراتا ہے عیاران اسلام وہ بلائے
روزگار ہین ایسے ایسے مقام پر پہونچے بڑے بڑے ساحرون کو مارا میری بھی فکر مین آئینگے
میگون یہ سنکر گھبرا گیا کہا مین بھائی صاحب ایسا خیال نہ کیجیے اول تو کوئی عیار یہان آ نہین سکتا
اگر آئے گا تو بڑی ذلت اُٹھائے گا نیلگون نے کہا خوشی تمہاری بلاؤ گویّا اندر آیا سب نے دیکھا
ایک پیر زمین گیر مشروع کا پائجامہ چکن کا کُرتا سرخ ڈوپٹہ سر پر باندھے ہوے طنبورہ کاندھے
پر آتے کے ساتھ ہی ہاتھ اُٹھا کر دُعا دی دربار آباد رہے یہ کہکر بیٹھے نیلگون نے کہا بڑے میان
صاحب کیونکر آنے کا اتفاق ہوا کہا حضور کا نام سنکر آیا ہون میگون نے کہا بڑے میان صاحب
گانا سنایئے گویّے نے طنبورہ ملایا یہ غزل عاشقانہ شروع کی

نظم

چھوڑ دے دم بھر تو دنیا الم سے دور ہے — میرے دل سے دور ہو فرقت کی غم سے دور ہے
دانتون کو موتی لکھون طرز رقم سے دور ہے — لکھنا سنبل زلف کو اپنی قلم سے دور ہے
ساری ارباب سخا بخشش کے خود محتاج ہین — پاس دینار و درم دست کرم سے دور ہے
مر کے بھی روح اُسکے کوچے کے سفر مین ہے مدام — جو وطن اپنا ہے وہ ملک عدم سے دور ہے
سینے پہ سیدھا ہو یہ جھک کر گلے سے دور ہو — راستی نیزے سے خم خنجر کے خم سے دور ہے
اے فلک یہ تیری نیرنگی نئی آئی ہے نظر — جو بہت نزدیک ہے دل سے وہ سب سے دور ہے
روضۂ انور ہے دلمین دل ہے سیتے مین قبول — گو بظاہر تو در شاہ امم سے دور ہے

اس رنگ مین خواجہ نے یہ غزل گائی کہ معشوقہ نیلگون بیقرار ہو گئی گورے موتیون کا مالا اتار کر
بڑے میان کو دیا کہا کہ صاحب سناتی ہے بڑھاپے مین یہ رسیلی آواز صدا مین سوز و گداز ہے
کہا کہ بڑے میان اور کچھ اشعار گاؤ لیکن نیلگون چپ بیٹھا ہی دل ہی باتین کر رہا ہی کہ یہ بدمعاش کون
ہے کہان سے آیا ہے یہان تک کیونکر پہونچا سیگون تو کہا کہ کہا بڑے میان تمہین کچھ شراب پلانے
مین بھی دخل ہی بڑے میان نے کہا حضور مین ساقیگری خوب کرتا ہون پاؤن سے ناچون ہاتھ سے
بتاؤن سر سے شراب پلاؤن سیگون نے کہا اور بڑے میان نے یہ جواب دیا نیلگون کو اور
زیادہ تردد ہوا سوچ رہا ہے کبھی معشوق سے کہتا ہے صاحب میری یہان آکر بہار قید ہوئی شکیل
اور عمرو بھی ہین کوئی عیار نہ آیا ہو جہان یہ لوگ قید ہوی عیار وہان آتا بندھ جاتا ہے خواجہ عمرو
کو نیلگون کو دیکھ رہے ہین اور سیگون کو اشارے کر رہے ہین کہ خاموش رہو مگر سیگون کو
جلدی ہے کہ نیلگون مارا جائے ہمارے وصل حاصل ہو عشق مین بیقرار ہے جون جون یہ باتین
کرتا جاتا ہے نیلگون کا شک بڑھتا جاتا ہی کبھی کہتا ہی بھائی صاحب آپکو بڑی جلدی ہے شراب
بھی آئیگی نیلگون کا شک جو بڑھا ایک چٹکی ناک کی پھوپھسندی دم بھر نہ گذرا تھا کہ آسمان پر برق
چمکی دیکھا ایک جادوگرنی تخت پر سوار ایک کتاب بغل مین آکر پہونچی سامنے نیلگون کے اتری
نیلگون نے کہا اختر شناس اشارہ کیے طرف عمرو کے کہا یہ کون شخص ہے جیسے ہی اسنے کتاب
کھولی عمرو جست کرکے قریب اُس اختر شناس کے آیا کہا صاحب مین بھی شہنشاہ کو میری
جانب سے کچھ اور ہی گمان ہے اُسنے کتاب کو کھولا دیکھتے ہی مضمون کو چاہتی ہے کچھ کہے عمرو نے ایک
خنجر مارا اختر شناس کا شکم چاک قصہ پاک عمرو اذمیری مین نعرہ کرکے بھاگا نیلگون نے چاہا اٹھے
سیگون نے ہاتھ پکڑ لیا کہا بھائی صاحب ہم آپ کو اکیلا نہ جانے دینگے ایسا نہو اُس کے دام
مکر مین پھنس جایئے نیلگون ٹھہر گیا مگر سرنگون کہتا ہی کیون بھائی صاحب یہ ساربان زادہ کیونکر ہو
جو سیگون نے کہا بھائی صاحب مین کیا جانون لیکن مین جاتا ہون نیلگون نے کہا ایک بڑی
خرابی ہوئی کتاب بھی جل گئی اب مین کس مین دیکھون یہ ذکر تھا کہ دروازے پر سے رونے کی آواز
آئی کوئی روتا ہوا آتا ہے آواز دی کہ شہنشاہ نیلگون کی دہائی ہے ہمین لوٹ لیا بھائی جوان مارا
گیا چھوٹے بھائی کو کڑی اتا ہے مجھکو ڈر ہے کہ مجھکو بھی قتل کرے مجھکو پناہ دیجیے اپنے دامن مین چھپا لیجیے

دیکھا ایک نازنین چہاردہ سالہ دریے خونین نہائی ہوئی مگر نہایت حسین گل رخسار کبک رفتار شیرین گفتار نہایت نازک غزال چشم آنکھیں سوجی ہوئین اشک کا دریا آنکھون سے جاری دوڑ کر نیلگون کے لپٹ گئی کہا اے شہنشاہ پہلو میں جو قصر حضور کے گانون ہے ایک عیار مکار دغاباز انیاد رہتا اٹھتا بیٹھتا وہان پہونچا میرے چھوٹے بھائی کے کرڑی اتار لیے بڑا بھائی سامنے کھڑا تھا جانے نشہ مارون اُس ظالم نے دیکر خنجر مار دیا اُس شخص کے بھائی کا شکم چاک ہو گیا خنجر برہنہ لیے ہمارے گانون کو قتل کرتا پھرتا ہے مین تو جان بچا کر بھاگی حضور ذرا میرے ساتھ چلین اُس خونی کو گرفتار کرین یا قتل کرین نیلگون نے کہا ابھی بیانسے بھاگ کر گیا ہے اُسی کی یہ حرکتین ہین میز تیرے ساتھ چلتا ہون یہ کہکر تیغہ لپک کے اٹھا نعمان نے دامن پکڑ لیا کہا ای شہریار آپ تنہا نہ جائیے مین جاتی ہون اگر وہ ہونگے تو گرفتار کر لاؤنگی نیلگون نے کہا مین کیونکر قبول کردن کہ تم تلاش مین اُس ظالم کی جاؤ ایک کنیز نعمان کی شبرنگ جادو یہ کہکر اٹھی کہ آپ دونون صاحب تشریف رکھین مین ابھی گرفتار کرکے لاتی ہون کہیے زندہ لاؤن کہیے سر حاضر کردن یہ کہکر شبرنگ نے کہا اری نیک بخت میرے ساتھ چل مجھے دور سے دکھادے مین گرفتار کرلونگی میرے ہاتھ سے بچکر کہان جاےگا اور اپنی دلائی بھی اُس نازنین کو اڑھادی شبرنگ نے کچھ اسباب سحر لیلیا اُس نازنین کو ساتھ لیکر چلی جب قصر سے باہر نکلی شبرنگ نے پوچھا وہ عیار کس مقام پر ہے کہا حضور سب کے گھر مین گھستا پھرتا ہے کسی کو مار ڈالا کسیکو لوٹ لیا یہ باتین کرتی ہوئی نازنین شبرنگ کو صحرا مین لائی ایک مقام پر جھک کر کہا وہ عمرو کھڑا ہے وہ غضب کا نائی کے گھر مین گھس گیا اسکی کسوت نکال لایا ارے اُسکی جورو کا گلا کاٹ لیا شبرنگ نے گھبرا کر اسطرف دیکھا عمرو نے کمند کے حلقے مار کر جاب مارا اور نعرہ کیا نعرۂ خواجۂ عمرو تصنیف مصنف

مرا نام ہے خواجۂ خواجگان
مرے نام پر غدر رشید ہوا
مرا لکر ہے گلشن قتیل دقال
نشان تھا مری گرد پاپوش کا
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہے

عمرو ذی حشم و مہتر مہتران
اڑاتا ہون کفار کے مین دھوئیں
مری چال سے ہے صبا پائمال
مرا افسر ذی حشم نامدار
[illegible] تھا ہمارا جہانگیر ہے

مری نسل سے مکر پیدا ہوا
جھکاتا ہون دشمن کو ہر دم گوئیں
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
امیر عرب شیر پروردگار
جیسے ہی شبرنگ بیہوش ہوکر

گری عمرو نے کپڑے اتارے رنگ روغن عیاری کا لگا کر اسکو اپنی شکل بنایا پاؤن مین رسی باندھی پٹی بیہوشی کی دماغ پر چڑھائی ٹانگ مین رسی ڈال کر کھینچتے ہوئے لیچلے یہان نیلگون انتظار مین ہی کہ دیکھا شبرنگ کنیز عمرو کے پاؤن مین رسی باندھے ہوئے کھینچتی ہوئی لاتی ہے یہ دیکھکر میگون تو گھبرا گئی کہ ہائے عمرو گرفتار ہوگیا مگر خاموش مین بیٹھا کی ملکہ رہا ہی نیلگون سے پکار کر آواز دی اے شبرنگ بڑا کام کیا شبرنگ نقلی نے کہا حضور بڑا چیت و چالاک تھا کوسون بھاگتا تھا نیلگون نے کہا اے شبرنگ تمہاری مشقت کا تو ذکر سامنے افراسیاب کے کیا جائیگا یہ وہ شخص مارا گیا جس کو کوئی مثل و نظیر نہ تھا شبرنگ جادو نے عرض کی واری مجھے بھی بڑی خوشی ہوئی ہزار ہا بھائی بند اس ظالم کے ہاتھ سے مارے گئے میرا جی چاہتا ہی کہ آج خوشی منا ؤن یہ کہکر مسکنے لگی گنگنا کے یہ غزل گائی نظم

کمر ثابت اے سرو قد ہو گئی	غلط بات کتنی سند ہو گئی	ہوا شب کو عاشق تری زلف کا
بلا سر کی اے جان رد ہو گئی	پھبے جگر مین ہو دل مین مجھے	بس اے عشق جانسو رحد ہو گئی
محبت مین مارا پڑا حیف ہے	مری قسمت نیک بد ہو گئی	در مرگ پر لے جلا ہی مجھے
مرے دل کو بھی مجھسے کد ہو گئی	محبت جو پنہان تھی مد نظر	ہویدا الصمد شد و مد ہو گئی
مجھے روح تن سی کیون نہ الجھن	کہ فوج الم لا تعد ہو گئی	قبول اپنے عمو رسے کھلی سب
گر تشنگی کی مدد ہو گئی	سب تعریفیں کرنے لگی اور شبرنگ اسوقت تو لیتے اس سے	

رنگ سے گا یا کہ عمرو کا گانا آنکھون کے نیچے پھر گیا ابھی اسنے اسی رنگ مین یہ غزل گائی تھی نیلگون بھی تعریفین کرتا ہے ملکہ نعمان کی تو وہ کنیز ہے سب سے زیادہ تعریفین کر رہی ہین کہ میری کنیز نے بڑا کام کیا شبرنگ نقلی دوڑی ہوئی میخانے مین گئی جاتے ہی شراب مین بیہوشی ملائی پکار کر آواز دی صاحبو ہم ساقی ہوتے ہین کوئی باقی نہ رہے جتنے گلابیان اٹھا کے لیجاؤ آپس مین تقسیم کرو شراب تقسیم ہونے لگی خواجہ عمرو کئی سو گلابیان بغل شبرنگ محفل مین لائے سب خوش ہوگئے کہ شبرنگ کو تش کرنے سے عمرو کے کیا سلیقہ آگیا کس لطف سے شراب لائی ہے جی چاہتا ہے پیجئے پہلے خواجہ نے جام بھر اسر پہ رکھا گاتے ہوے بتاتے ہوے سامنے نیلگون کے آئے کہا ایسے بادشاہون کو سر سے شراب پلانا چاہئے نیلگون

جام پلایا دوسرا جام عمرو نے اسکی معشوقہ کو دیا سب سے زیادہ میگون کو تردد ہی کر ہائے
کیا افسوس بات ہے میرا دوست مارا گیا اسی کی خوشی ہو رہی ہے عمرو نے آکر میگون کو بھی
جام دیا لیکن جام سادہ میگون نے پیا اب تو عمرو نے دور باندھا تھوڑی ہی عرصے مین سبکو
شراب پلا چلے تھے نیلگون نے بیٹھے بیٹھے کہا ارے تم سب دیکھتے ہو نے دوسی خداوند تشریف
لائے مین شہنشاہ نگ نقلی یعنی عمرو نے کہا اے شہنشاہ خداوندون کو بلائیے وہ بھی آکر شریک جلسہ
ہو نیلگون اپنے مقام سے ناچتا ہوا اٹھا کہتا ہوا یا خداوند آسیئے شراب نوش فرمائیے دو قدم
چلا تھا کہ چینخ کھا کے گرا اور بیہوش ہوا سب مصاحب لینا لینا کہکے اٹھے جو اٹھا گرکے بیہوش
ہوا تھوڑے ہی عرصے مین سب بر لب فرش ہوے عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا میگون
نے جو خواجہ کو دیکھا دوڑ کر لپٹ گیا کہا خواجہ کیا کمال کیا مین تو تمھارے واسطے روتا تھا کہ
ہائے میری تقریب کون کریگا بھائی جادو کیونکر راضی ہو گی عمرو نے میان نیلگون کو قتل کرو
میگون نے ارادہ کیا کہ نیلگون کو قتل کرون خواجہ کپڑے اتار رہے ہین جبکہ بیک تیغ مارا
اسکا سر اڑ گیا نعمان کی بہن ریحان جادو اپنے مکان سے چلی کہ چلکر بہن سے ملاقات کر آون
آسمان پر اڑی ہوئی آتی تھی کہ کان مین جادوگرون کے مرنے کی آواز آئی گھبرا کے جھپٹی آکر
آسمان سے دیکھا کہ بہن بہنوئی بیہوش پڑے ہین میگون جادو نیلگون کا بھائی خنجر خون
آلودہ ہاتھ مین لئے ہوے نیلگون کو قتل کیا چاہتا ہے ایک طرف ایک شخص دبلا پتلا ننگا کپڑے
سب کے اتار رہا ہے ریحان جادو کا کلیجہ ہل گیا ایک گولا اسنے میگون پر پھینک مارا
میگون چونکہ غفلت مین تھا غش کھا کے گرا عمرو نے دیکھا کہ یہ کیا ہوا کچھ آفت آسمانی آئی
چاہا مین جست کر کے بھاگون کہ ریحان نے للکارا چندوائی ماش کے پھینکے خواجہ عمرو بھی لڑکھڑا کے گرے
ریحان نے آکے بہن بہنوئی کو ہوشیار کیا باران سحر برسایا سب اہل محفل ہوشیار ہوے نیلگون
نے جو اپنے بھائی کو بیہوش دیکھا گھبرا گیا نعمان نے پوچھا کیوں بہن ریحان یہ کیا معرکہ ہے
ریحان نے کہا بوا مین تمھاری ملاقات کو چلی تھی راہ مین جادوگرون کے مرنے کی آواز میرے کان
مین آئی گھبرا کر دوڑی آکے دیکھا تو میان میگون صاحب اور یہ عیار خنجر لئے ہوے آپ کو قتل کرنے
جاتے تھے مین نے سحر کیا پہلے میگون کو بیہوش کیا در حقیقت آپ کے بھائی صاحب ہین

ایسا تو سحر کرے پڑین انکو بیہوش کرکے عمرو کو گرفتار کیا نیلگون نے سر پیٹ لیا اور کہنے لگا ارے سیگون میرا کیون دشمن ہو گیا زبان مین ہو رہا دیکر ہوشیار کرو کہ ایک جادوگرنی نے یہ مکر عرض کی ذرا فوج کو تو ملاحظہ فرمائیے نیلگون نے جو باہر نکل کر دیکھا ہزارہا لاشہ پڑا ہے بعضے بلبلاتے پھرتے ہین بعضے گا رہے ہین بعضے دوڑے پھر رہے ہین بعضے کنوین میں گر رہے ہین جہان شیشے مین جھانک کر دیکھا اپنی تصویر پانی مین نظر آئی ہائے بھائی کہا اور کود پڑے غرق دریائے لعنت ہوئے سیکڑون اسطرح گرے نیلگون سر پیٹتا ہوا دوڑا جا کے باران سحر برسایا جب سبھون کو ہوش آیا کوئی اپنے بھائی کو روتا ہے کوئی بیٹے کا نام لیکر پچھین مارتا ہی کوئی زوجہ کو ڈھونڈھتا پھرتا ہے ارے بھائی جوان عورت کسی کے ساتھ نکل گئی قریب والے کہتے ہین وہ پہلے ہی سے بدوضع تھی آج اسے حیلہ ملا نکل گئی نیلگون جا کر سیگون سے خفا ہوا کہا ارے یار و بلڑ نہ کرو سامری و جمشید نے سب کو بچا لیا تھوڑی دیر میری سالی نہ آتی تو سب کا خاتمہ تھا ریحان نے اگر بڑا کام کیا لشکر کو مطمئن کرکے بارگاہ مین آیا بھائی کو ہوشیار کیا کہا کیون بھائی صاحب مین نے کیا خطا کی کہ جو تم درپے قتل ہوئے سیگون نے اپنے کو جو اس حال مین پایا عمرو کو بھی قید دیکھا بیقرار ہو کر پکار اٹھا نظم

بنائے غم و رنج رخصت ہوئی ۔ گیا دل ترے پاس فرصت ہوئی
بتون پر جو مائل طبیعت ہوئی ۔ پڑین سختیان غم کی شدت ہوئی
مجھے اپنا بندہ سمجھتے ہین سب ۔ الٰہی بتون کی یہ قدرت ہوئی
چھپے تھے زمین کے تلے پہلے ہم ۔ پھر آنکھون سے پوشیدہ تربت ہوئی
مرض کا قضا نے کیا جب علاج ۔ کبھی پھر دوا کی نہ حاجت ہوئی
حیا مین رکین اشک نکلے قبول ۔ یبوست گئی تو رطوبت ہوئی

نیلگون نے ہنسکر کہا بھائی صاحب یہ پہیلی تو مین نہین سمجھا عمرو نے انگلی سے اشارہ کیا کہ اے سیگون حال عشق نہ کہو صبط کرو انشاء اللہ سمجھا جائیگا سیگون خاموش ہو رہا ہے لاکھ لاکھ نیلگون نے پوچھا سیگون نے کچھ جواب نہ دیا جھلا کر نیلگون نے حکم دیا عمرو کو ساتھ لیجا کر قید کرو بھائی صاحب کو قید خانہ پر مقرر کرنے سے یہ نفع ہوا کہ عمرو نے قید سے رہائی

یہ آفتین برپا ہو رہی تھین اسلم جادو اسکی معشوقہ کی مصاحبون مین ہے اسکو حکم دیا کہ اے اسلم
ہم تمکو نگہبان کرتے ہین آپ روانہ خانہ جنیون کو ہوئے تا اسلم جادو عمرو و میگون کو ہاتھ
لیکر چلی قید خانے مین لیکر آئی عیار بار اور شکیل سے بندھا کہ میگون و خواجہ عمرو مسلسل و
معلوق چلے آتے ہین حیران ہو ان طرف خواجہ نے دیکھا بھارے اشارہ کیا کہ خواجہ یکی
سوگند گذرا عمرو نے اشارہ کیا کہ واقف دریے آزار ہین دو عیاریان کین دونون خالی گئین ہمارے
ساتھ میگون بھی مبتلا ہے رہا ہوا لیکن اسلم جو قید خانے مین آئی نگاہ پڑی جمال بے مثال
شکیل پر یہ سینہ چوڑا خوبصورتی کی تیاری زیورآہن جسم پر آراستہ سرنگون چہرہ زرد رنگ
…ن لاثانی تاجدار کا فرزند جوان خود بیدا اسلم نے کہا کیون اے جوان تو کس
جرم پر قید ہوا شکیل تو تعلیم یافتہ خواجہ عمرو و مسکرا کر جواب دیا صاحب وہی جرم
شہنشاہ سے جدا ہوئے نام پر اسد غازی کے فدا ہوئے شہنشاہ کو ناگوار گذرا میلگون
بھیجا میلگون بحالت غفلت مین گرفتار کر لاتے اگر ظاہر مین مقابلہ پڑتا تو احوال کھلتا اسلم
کا دل دکھ گیا کہا صاحب تیری قید کی حقیقت مین بڑی جفا اٹھائی شکیل نے کہا خدا مالک
ہے اسلم خاموش ہو رہی باہر آکر بیٹھی دس بارہ جادوگرنیان برائے نگہبانی مقرر کین آپ چپ
حیران سوچ رہی ہے کہ اے اسلم کیا کرون کیونکر اس جوان کو چھڑاؤن کنیزون نے کہا حضور جس وقت
سے آپ قید خانے مین آئین رنگ روپ آپ کا متغیر ہوگیا ہے لوگ بہت گھبرائے ہین دل
دہی کرکے جو سب نے پوچھا اسلم بے اختیار رونے لگی کہا صاحبو کیا حال پوچھتے ہو کیا حال
دل کہون کیونکر خاموش رہون نظم

عزم قتل عاشقان اب انکو آئینہ ہے | تیغ و خنجر ہاتھ مین تن زیر چار آئینہ ہے
بنس کے کیا باتین بناتے ہو ملد صاف ہے | چہرہ روشن سے تیور سے غبار آئینہ ہے
روشنی ہر ذرے کو بخشی ہے نور عشق نے | دیا چہرہ دیکھ لو مہر اعتبار آئینہ ہے
وقت آرایش جو دونون مین صنم بالا و زیر | گیسوان پر شانہ چہرے پر نثار آئینہ ہے
ہے سکندر روے روشن کا سراسر حیرتی | اسکے آئینے سے خود آئینہ دار آئینہ ہے
دل جو گلہاے مضامین سے ہے معمور قید | دیدہ باطن مین یہ باغ بہار آئینہ ہے

کنیزیں حیران ہو گئیں کہا واری ہمارے ذہن میں نہیں آتا کہ حضور نے کیا فرمایا اسلم کچھ
سوچ کر خاموش ہو رہی ہے دمبدم قید خانے میں جاتی ہے جمال شکیل دیکھکر چلی آتی ہے بے
چینی ہے تو گھبراتی ہے خواجہ عمرو نے جو اسکو کئی مرتبہ آتے دیکھا شکیل کو بہ نگاہ حسرت دیکھتا اور چلی
گئی عمرو نے کہا اے شکیل اسلم تجھ آدم کو بہ نگاہ محبت دیکھتی ہے شکیل نے کہا استاد میں انکی
خدمت گذاری کو حاضر ہوں عمرو نے کہا اے فرزند کوئی تدبیر ایسی ہو کہ یہاں سے نکلیں نیلگون
قتل ہو جائے اور بہار بھی رہائی پائے اپنے لشکر میں عزت پہونچ جائیں پھر جائے کر زندگی
ہوئی شکیل نے کہا تو پھر میں اسکو دام مکر میں لوں عمرو نے کہا تو بیٹا چوکتے کیوں ہو اسلم
بھی گھبرائی ہوئی آئی شکیل کو بہ نگاہ حسرت دیکھنے لگی شکیل نے کہا اے ملکہ عالم یہاں تشریف
لائیے ہم کچھ آپ سے بات کرینگے اسلم خوشی خوشی قریب آکے شکیل سے اپنے بھی اسلم سے
باتیں ہونے لگیں شکیل نے چپکے سے کہا صاحب ہماری تم پر جان جاتی ہے اسلم نہال ہو گئی
اسلم نے خوش ہو کر کہا کہ صاحب جان و مال تمہارے واسطے حاضر ہے شکیل نے کہا اس قید خانے
سے ہمکو نکالو اسلم نے کہا آج رات کو نکال لے چلونگی شکیل سے خوب بحث ہوا اسلم تو باہر آئی
کنیزوں کو ہر کام کے بہانے سے رخصت کرنے لگی کسی سے کہا اپنے مکان جاؤ شام تک سب
کنیزوں کو رخصت کر دیا شام کو قید خانے میں آئی شکیل کی بلائیں لیں کہا صاحب جلد میں تمکو
نکال لیچلوں شکیل رونے لگا کہا صاحب سنو تو اپنے دوستوں کی مصیبت پر دل تڑپتا ہے
ہوتا ہے ایسی تدبیر کرو کہ بہار و خواجہ و سیگون بھی دوست ہیں ان سب کو رہا کر و انکو اپنے لشکر
میں بھیجیں اسلم کانپ گئی کہا اے شکیل مجھے خوف ہے کہ نیلگون بڑا ساحر ہوشیار ہے اگر اسکو خبر
ہو گئی تو قیامت برپا ہو گی کل شب کو یہ ہو کہ گذرا میں بھی صحبت میں بیٹھی تھی کہ افراسیاب کا نامہ آیا جسکا
یہی مضمون تھا کہ اے نیلگون بہار کو سمجھا دو ہمارے وصل پر راضی کر دے جس میں اسکی صورت
زیبا یاد آتی ہے طبیعت گھبرائی ہے اصلم میں یہ حال ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے بقول شاعر کہ

نامہ اس بدخو کو لکھنے کا اثر بھی چاہیے	گالیاں دے بھیجے مجھکو نامہ بر بھی چاہیے
دل بھی تڑپانے کو محبت میں جگر بھی چاہیے	چاہیے نالے تو نالوں کو اثر بھی چاہیے
عشق کے سودے میں رونا بھی ہمارا ہے بجا	خشکی لب خرطہ ہے چشم تر بھی چاہیے

اب سوا ای وحشت دل گھر میں آرام ہے	پھرتے پھرتے تھک گیا جنگل میں گھر بھی چاہیے
بیچاروں کو آئی ہے ملک عدم سے کمک روح	کب تلک رہیے یہاں سیر فلک بھی چاہیے
ہر عالم ہی فنا محشر بھی ہوگا اسے قبول	مبتدا کے واسطے آخر خبر بھی چاہیے

بتاکید لکھا تھا کہ اے نیلگون جس طرح بن پڑے ہمارے وصل پر راضی کرو تو کیا عجب ہے کہ نیلگون
خود قیدخانے میں آئے بہار کو سمجھائے تم اب جلدی نکل جاؤ شکیل نے کہا میری زبان
سے سوزن نکالو زبان شکیل سے سوزن نکالی اب جو شکیل ہنسا تمام آہن ٹوٹ کر گری
شکیل نے اشارہ بہار کی زبان سے سوزن نکالی بہار نے جو کہ بار قید آہن ٹوٹ کر زمین پر گری
بہار نے خواجہ کو رہا کیا اسلم ہاں ہاں کرتی ہے کوئی نہیں سنتا میگون نے خواجہ کو اخذ
کیا اے شہنشاہ اوج عیاری مجھے بھی چھوڑنا خواجہ نے زبان سے میگون کے بھی سوزن نکالی
اسلم کہتی ہے خواجہ کیا کرتے ہو خواجہ نے نہ مانا میگون کو بھی رہا کیا خواجہ میگون و بہار
و شکیل و اسلم قیدخانے سے باہر نکلے ہیں کہ زمین شق ہوئی نیلگون نے سر نکالا للکار کر
آواز دی ارے اسلم یہ کیا غضب کیا اور بہار کو للکارا بہار نے چند شاخیں نخل کی توڑ کر پھینک
ماریں نیلگون پہ شعلہ ہائے آتش گرے نیلگون دفع کرنے لگا خواجہ تو گلیم اوڑھ کر
کنارے ہوئے اسلم و میگون و بہار و شکیل سب نے ملکر نیلگون پر سحر کیا نیلگون پر
آگ برسی خنجر گرے تلواریں گریں نیلگون نے سحروں کو دفع کیا اور پکار کر آواز دی اے ساکنان
کوہ نیلگون یہ سب باغی ملکہ دولت کے ساتھ بے ادبی کرتے ہیں خبردار یہ نکل نہ جائیں یہ کہتے
ہی نیلگون نے چیخ ماری اسلم تو تڑپ کر گری بیہوش ہو گئی زمین شق ہوئی ہزارہا جادوگر زمین
سے نکلے دس جادوگر شکیل پہ جا پڑے دس نے میگون کو پکڑ لیا بہار جانب میگون
دیکھتا ہے کہ ارے ساربان زادہ کہاں گیا خواجہ عمرو گلیم اوڑھے ہوئے کھڑے ہیں یہ سب
معاملہ دیکھ رہے ہیں کہ نیلگون پر جا پڑوں اس پر کوئی عیاری کروں مگر ہوشیاری نیلگون کی
دیکھکر حوصلہ نہیں پڑتا شکیل و میگون و اسلم تو گرفتار ہو گئے دس جادوگر جو بہار کی جانب چلے
بہار نے گورے ہاتھوں سے دستک دی پکار کر آواز دی یا اے جنون خیز ہویدا ہو مگر ان کو نیست
کچھ بار سورے گلے میں پڑے تھے وہ بھول بکھر اے اختر جادوان سب کا اثر آئے تھا

پھول گرتے ہی پھول گیا وجد کرنے لگا جمال بے مثال بہار دیکھکر پکار اٹھا نظم

مقتل سے تو جو سر کو مرے کاٹ کر پھرے — تن پاؤن پر نثار ہو سر گرد سر پھرے
لے لے کے میرے نامے کبوتر بہت گئے — گردان ہو گئے نہ ادھر سے ادھر پھرے
اللہ رے جوش اشک کے دریا بہا دئے — جس جس طرف کو دشت مین ہم چشم تر پھرے
پھر نا ادھر نہ حضرت دل یار پاس ہے — سینے مین اب جگہ نہ ملیگی اگر پھرے
میری طرف سے نامہ کبوتر جو لے گیا — دوش صبا پہ یار کی جانب سے پر پھرے
اللہ ری نازکی کہ دہن رنگ ہو کبود — گر دست وہم بھی ترے رخسار پر پھرے
دوزخ سے منہ نہ موڑے مری آہ آتشین — طوفان سے کبھی نہ مری چشم تر پھرے
دھو ہاتھ چشمۂ حیوان سے اے قبول — سو خضر آئے خشک لب اور چشم تر پھرے

بہار نے صورت زیبا دکھا کر آواز دی او عاشق کاذب کیون بیہودہ بکتا ہے کیا تیرا لطف ہے اختر نے کہا اے ماہ آسمان خوبی و اے مہر درخشان محبوبی میری جان جاتی ہے جاتا ہون سر کو قدمون پر نثار کرون ستارہ بھی اختر کا گردش مین آیا بہار نے کہا نیلگون کا سر لا دو تو ہم تمھارے ساتھ شادی کرین اختر مع دس جادوگرون کے نیلگون پر جا پڑا تلوارین کھینچین کوڑے مارے نیلگون ان سحرون کو کب مانتا ہے اشارون مین دفع کر رہا ہے جانتا ہے ان پر سحر اندرون کہ یہ اپنے ہوش مین نہین ہین مگر سحر نہین اترتا آخر غصے مین آکر اختر پر جا پڑا تیغ آبدار کو جنبش دی برق چمکی مع اختر دسون کے سر اڑ گئے اختر کی لاش پر خوب رویا اور کہا سے یہ کہتا ہے یارو مجھسے بڑی خطا ہوئی کہ ایسے رفیق کو مارا لیکن بہار نے دو چار سحر ایسے کئے کہ نیلگون کی رنگت زرد دل مین درد بہار سے لڑ رہا ہے مگر جون جون دیر ہوئی ہے سحر جمع ہوتے جاتے ہین شکیل نے میگون و اسلم کو گرفتار کر چکا ہے زبانون مین سبکی سوزن گرفتار رنج و محن بہار سے سحر چل رہا ہے ہر طرف سے بہار پر بلوا بہار نے کنگھی سے جادوگرون کو جمال بے مثال اپنا دکھا کر دیوانہ بھی کیا اور قتل کر ڈالا ہزار ہا لاشہ زمین پر لوٹ رہی ہے نیلگون اپنی بوٹیان کاٹتا ہے کہ ایسا نہو بہار تڑپ کر نکل جائے تو بڑا غضب ہو شکیل دیتا ہے سحر کرتا ہے بہار گلعذار سب سحرون کو دفع کرتی ہے کبھی بچے پھینکے کبھی پھول بکھرا دیے

سو کھے ہوئے جو ہاتھوں میں لیے ہوئے تھے وہ پھینک مارے پھول برسنے لگے جب نیلگون
عاجز ہوا ایک دو تھپڑ زمین پر مارا ایک ساحر سیہ فام زمین سے نکلا ہاتھ میں اسکے ایک گیند تھا
لیکر اس گیند کو سامنے نیلگون کے آیا کہا اے شہنشاہ کیا حکم ہوتا ہے کہا بہار کو لینا لیکن
معشوقۂ شہنشاہ طلسم ہوشربا ہے ہم میں بھی یکتا ہے یہ سنتے ہی وہ جادوگر بڑھا پکار کر آواز دی
اے ملکہ بہار گلعذار جنگی چلی آؤ نیلگون کی اطاعت کرو بہار نے چاہا پھول پھینکوں اس
ساحر نے وہ گیند کھینچ مارا بہار نے پھول پھینکا وہ گیند پھٹا ایک ٹکڑا ابر کا اسمیں سے نکلا
اور سر پر بہار کے آیا ٹکڑا اسکا برسنے لگا بہار جھپٹ کر بلند ہوئی کہ اس ابر کو توڑ کر نکل جاؤں جب
قریب ابر کے پہونچی ہاتھ پاؤں کی طاقت کم ہوئی لڑکھڑا کے زمین پر گری وہ ابر مثل سرپوش
کے بہار پر چھا گیا بہار اسکے اندر بند ہوئی اس ساحر سیہ فام نے نیلگون سے کہا اب جاکر
گرفتار کر لو نیلگون بڑھا قریب ابر آیا ہاتھ سے اشارہ کیا ابر شق ہوا اسنے دیکھا بہار بیہوش
پڑی ہے کنیزوں کو آواز دی افراسیاب نے ہر مرتبہ تاکید لکھی ہے کہ بہار کی شان و شوکت
میں فرق نہ آنے پائے ہر چند کہ وہ مجھسے باغی ہے مگر مجھے بڑا خیال ہے کنیزوں نے آکے بہار
کی زبان میں سوزن دی بہار و شکیل و اسلم کو گرفتار کرکے بلشا لاکر قید خانے میں قید کیا
چند جادوگر پہرے حفاظت مقرر کیے ایک جادوگر موسوم بہ سرجوش سب کا افسر کہ مدت سے
اسلم پر عاشق ہے آکر کرسی پر بیٹھا دل میں یہ خیال ہے کہ آج اس سے وصل حاصل کرونگا
آج تو معشوقہ قبضے میں آئی ہے لیکن نیلگون جو پلٹ کر دربار میں آیا مصاحبوں سے کہہ رہا ہے
کہا کیا افتادیں پڑی ہیں مسلمان بڑے صاحب اقبال ہیں یہ باتیں کر رہا تھا کہ آسمان پر سناٹا
ہوا دیکھا کہ افراسیاب جادو تخت پر سوار تخت اڑائے ہوئے آتا ہے نیلگون واسطے تعظیم
اٹھا سب ساحر اٹھ کھڑے ہوئے افراسیاب کا تخت اترا نیلگون نے کہا حضور کا نامہ غلام
کو پہونچا کیا گزارش کروں کہ کس آفت میں ہوں بھائی صاحب میگون جادو دشمن ہوئے
غلام کا یہ قول ہے کہ جو شخص حضور کا دشمن وہ ہمارا رہزن ہیں انکو بھی قید کیا آج ایسا بلوہ ہوا کہ
نکل گیا میں ہی ایسا تھا کہ بہار کو گرفتار کیا افراسیاب نے کہا اے نیلگون مجھکو بیٹھے بیٹھے
خیال آیا کہ میرا رفیق بلکہ شفیق کس رنگ میں ہے جاکر دیکھ آؤں وہ تدبیر کروں کہ اگر سامری خجستہ

ابھی ملک الموت کو بھیجیں تو تمھاری روح قبض کریں نیلگون نے خوش ہو کے کہا ای شہنشاہ وہ کیا تدبیر ہی افراسیاب نے کہا القاب سامری کتب سامری سے نکالا شراب جلد جمع کرو میں القاب سامری پڑھوں تمکو شراب پلاؤں تم پڑھے سامری و جمشید کو بھی اختیار نہ رہے نیلگون نے کہا آپ کی پرورش اپنے غلامونکو آپ سرفراز کرتے ہیں کنیزوں سے اشارہ کیا ارے شراب لاؤ جمع کرو یہاں تو شراب جمع ہونے لگی اب حال قیدخانے کا تحریر کیا جاتا ہی کہ سرخوش جادو عاشق اسلم جو نگہبان زندانخانہ ہوا سالہا سال سے صدمات فراق اٹھاتا تھا جب پردۂ شب حائل ہوا ٹہلتا ہوا زندان خانے مین آیا اسلم سر جھکائے ہوے بیٹھی رو رہی ہی سب سے زیادہ یہ صدمہ ہی کہ معشوق اس حال مین مبتلا ہی بیڑیان ہتھکڑیان پہنے ہوے مجنون و نابکار دشمن کے گھر مین گرفتار اسلم اس حال مین ہی کہ سرخوش قیدخانے مین آیا پاس اسلم کے بیٹھ گیا کہا ای جان جہان وای آرام دل غمناکان بخوبی آگاہ ہو کہ مجھکو سالہا سال گذرے تمھارے عشق مین جلتے ہوے اکثر عرض بھی کی مگر آپ نے قبول نہین فرمایا جان نثار کرنیکو حاضر ہون ہرچند کہ جانتا ہون کہ اسی قیدخانے کی وجہ سے آپ پر اور میان میگون پر آفت آئی ہی ہمیشہ گھر مین ساتون کو تڑپتا تھا یہ اشعار زبان سے نکل جاتے تھے نظم

آنکھوں مین گل ہین خار جو وہ گلبدن نہین
دریاے خون رواں ہی بہار چمن نہین
ایسا تو خوبرو کوئی شیرین سخن نہین
ہی چشمۂ حیات تمھارا دہن نہین
دل عاشقون کے پستے ہین رفتار ناز سے
محشر بپا ہی یار تمھارا چلن نہین
روے صبیح یار سے نسبت ہی کیا اُسے
ایسا لطیف کوئی گل یاسمن نہین
بوسے کا نام لیتے ہی دیتے ہین گالیان
یہ طرفہ ماجرا ہی زبان ہی دہن نہین
آناد تم بھی چھوڑ دو اس آن بان کو
معشوق خوش مزاج کا ایسا چلن نہین

یہ اشعار پڑھ کے رونے لگا کہا ملکہ عالم مین بخوبی جانتا ہون کہ نیلگون بلاے روزگار ہی مگر اب اس سرحد سے نکل چلو آپ کی محبت مین گھر بار سب چھوڑتا وطن سے منھ موڑتا اسلم نے کہا ای سرخوش تو ہمکو مصیبت مین مبتلا دیکھکر بادشاہ سے لڑتا ہو ایسے حال مین تجھسے اقرار کرو ہی تو یہ ممکن ہی تو بہ ... بادشاہ ... صحیح و سالم یہان سے نکل جائین پھر جو دہن مین

آئیگا دیا کیا جائیگا سرجوش سمجھا کہ معشوق ہی عمل کر اقرار نہین کرتی جب اس آفت سے
مین چھڑاؤنگا اس سرحد سے نکال لیجاؤنگا تو ضرور قبول کریگی جوش عشق مین انجام کا خیال
نہ رہا بیتابی دل بڑھی سوزن زبان سے اسلم کی نکال لی اسلم نے فوراً سحر کیا سب قید ٹوٹ کر
زمین پر گری کہا تیرے ساتھ کتنے جادوگر یہان موجود ہین؟ ہر جا کر اُن کو بھی رہی کرا لیا نہو وہ
فساد برپا کرین سرجوش تو باہر نکلا چالیس جادوگر یہان موجود ہین گھبرا کے کہنے لگا ماجو
مین تو آپ اس ملک مین نہ رہونگا تم سمجھو کیا صلاح ہی تم سب ساحر میرے ساتھ نکل چلو
ایک ایک کو سرفراز کرونگا کسی بادشاہ کی جاکر نوکری کرینگے یا کہین دعوی خدائی کرکے
بیٹھینگے جو کام کرینگے اُسمین ترقی ہوگی سب ہان ہان تو کر رہے ہین لیکن پریشان ہین کہ اِس
سرحد سے کیونکر نکل سکینگے اگر نیلگون کو خبر پہونچیگی تو قیامت برپا کریگا یہان اسلم نے رہا
ہوتے ہی اول تشکیل کو رہا کیا تشکیل نے بہار کو چھڑایا میگون نے اسارہ کیا میگون کی
بھی زبان سے سوزن لی سرجوش جادو باہر صلاحین کر رہا ہی کہ اندر سے قیدخانے کے
میگون نکلا آواز دی او سرجوش کہان جاتا ہی سرجوش نے پلٹ کر دیکھا سر پیٹ لیا کہا
کہ یارو سب رہا ہو گئے اب کیا کرون کیون بی اسلم یہ کیا غضب ہوا اسلم نے کہا او نگوڑے
قیدخانے مین ہم پر وبال ڈالتا ہی سب جادوگر ملکر سحر کرنے لگے بہار و تشکیل سحرون کو دفع کر رہے
ہین چاہتے ہین اُدھر کو نکل جائین سرجوش بھی مصروف جانبازی ہی ایک جادوگر نے کہا او
یہ ساحران غدار بلائے روزگار ہین بہار گلعذار میگون مکار ان لوگون کا روکنا نہایت
دشوار ہی مالک کو خبر کر دو ایسا نہو یہ سب نکل جائین وہ جادوگر بھاگا یہان وہ وقت ہی کہ افراسیاب نے
شراب منگوائی ہی پیلے گلابیان قرابے لاکے رکھے گئے افراسیاب نقلی القاب سامری پڑھا جاتا
ہی کہ جادوگر دوڑتا ہوا آیا آگے آنے عرض کی اے نیلگون غضب ہوگیا سب قیدی رہا ہو کے
در زندانخانے پر لڑائی ہو رہی ہی بہار نے ایسے سحر کیے کہ غلام کے سامنے کسی کے سر پیچ [illegible]
سوے کون جواب دے سکتا ہی نیلگون نے کہا اے شہریار سنا آپ نے جبھی سے بی بہار نکر قید
ہوئی ہین یہی اُلجھن گذرتا ہی غلام کی جان آفت مین ہی افراسیاب نقلی نے کہا ایک ایک
جام تو پیلو نیلگون نے کہا دو ادھر کر نکل جائینگی یہ لشکر دوڑا افراسیاب ناچار ہو کر رہ گیا جب

نیلگون ساحرون کو لیکر نکل گیا تو افراسیاب نے کہا مین بھی جا کر دیکھون کیا گذرا خواجہ نے کلام
ادھورا اب جو جا کے دیکھا بہار و تشکیل قفل برق کے تڑپ رہے ہین نیلگون نے نعرہ کیا اے بہار
کیون شامتین آئی ہین تم نیلگون جادو مین وہی ہون جسنے تمکو گرفتار کیا تھا بہتر یہ ہے
کہ رومال سے ہاتھ باندھ لو شہنشاہ بھی آتے ہوے ہین خطا معاف کرادونگا بہار نے گلدستہ
مارا آگ برسنے لگی نیلگون اُسکو دفع کر رہا ہے افراسیاب کا نام سُنکر ہاتھ پاؤن مین بہار کے رعشہ
ہے نیلگون کو جو دیکھا کہ شعلۂ آتش مین پھنسا ہے لیکن آگ اسکے جسم پر تاثیر نہین کرتی پانی برسا کر
شعلۂ آتش بجھاتا ہے ملکہ بہار نے دونون پاؤن زمین پر مارے عرق زمین ہو کر بھاگین نیلگون جو
شعلۂ آتش سے تڑپ کے نکلا بہار کو نہ دیکھا چہرہ مُرجھا گیا طرف اسلم کے منھ کرکے کہا او اسلم بتلا بہار
کہان گئی اسلم نے کہا مین کیا جانون پہلے تو نیلگون نے جھپٹ کر سرجوش پر گُرز مارا کہ اُسکے سینے کو توڑ کر
پار گذر گیا اسلم پر آگ برسائی اسلم مثل ہیزم خشک جلنے لگا تشکیل نے بھی دونون پاؤن زمین پر
مارے عرق زمین ہو کر بھاگا نیلگون نے سرجوش کو تو مار ڈالا اسلم کو جلا دیا میگون کو گرفتار
کیا بہار و تشکیل کو ہر چند ڈھونڈھا نہ پایا میگون کو لیکر پلٹا لیکن افسوس کرتا ہوا کہ بہار و تشکیل
نکل گئے دیکھون اب شہنشاہ کیا فرماتے ہین محل مین آیا افراسیاب کو نہ پایا حیران تھا کہ
شہنشاہ کہان گئے جادوگرون نے کہا کہ آپ کے پیچھے پیچھے تشریف لیگئے تھے یہ فرماتے تھے کہ مین
بھی جا کر سحر کرون نیلگون کو بڑا افسوس ہوا کہ ایسے شرف سے محروم رہے کہ عمر بڑھ جاتی
دولت لازوال ہاتھ آتی میگون سے پوچھا کیون بھائی صاحب آپ کیون میرے قتل کے درپے
ہوے میگون نے دیکھا کہ بہار نکل گئی اب عشق کا ذکر بیکار ہے ہاتھ باندھ کر کہا بھائی صاحب
عمرو نے نہین معلوم مجھکو کیا کر دیا تھا کہ مین اپنے ہوش مین نہ رہا اب مجھکو ہوش آیا نیلگون
سوچا کہ عمرو نے کچھ کھلا دیا ہوگا کہا بھائی صاحب اب مناسب یہ ہے کہ بہار کو تلاش کرو مجھے
شہنشاہ سے بڑی خفت ہوگی میگون نے کہا مین تلاش کرکے لاؤنگا نیلگون جادو نے
کہا مین سرحد دارون کو نامے بھی لکھتا ہون اس چالیس کوس کے گرد مین جہان جائین گرفتار ہون
میگون کے ساتھ دس ہزار جادوگر گئے یہ بہار و تشکیل کی تلاش مین چلا نیلگون نے اُسیوقت
چند نامے اپنے سرحدداروں کو لکھے کہ جس وقت ملکہ بہار کا گذر ہو اور تشکیل کو بھی پاؤ فوراً

گرفتار کرکے یہاں روانہ کرو تا مے روانہ کرکے یہ تو مطمئن ہو کے بیٹھا لیکن شکیل جادو
عرق زمین ہو کر کئی کوس پر جاکے نکلا ایک نخل کے سایہ میں کھڑا ہوا سوچ رہا ہے کہ کس طرف سے
اپنے لشکر کو جاؤں کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا ایک تاجدار تخت پر سوار بارہ ہزار جادوگر
پشت پر لگئے ہاے ابر سیاہ آسمان پر تڑپتے ہوے سرتاج جادو خراجگزار افراسیاب
ساحر لاجواب براے مدد حیرت جاتا ہے سرتاج کی نگاہ پڑی ایک ساحر نوجوان تاج سر پر
چار جانب دیکھ رہا ہے عیار اُسکا صبار رو ہے اُس سے کہا جاکر دریافت تو کر یہ نوجوان کون ہے
کہ جو سایۂ نخل میں کھڑا ہے صبار رو قریب آیا رعب و دبدبہ شکیل کا دیکھکر براے تسلیم
خم ہوا کہا حضور ہمارے افسر سرتاج جادو دریافت کرتے ہیں کہ آپ کا نام نامی و اسم گرامی
کیا ہے شکیل نے کہا جاکر کہدو فرزند ملکہ مخ تاجدار شکیل تا مادر ستہ بھول گیا ہے راستے
کو دیکھ رہا ہے عیار نے جاکر سرتاج سے کہا سرتاج نے کہا یہ تو بڑی نعمت ملی ملکہ حیرت بہت
خوش ہونگی ان لوگوں نے بڑے فساد برپا کیے یہ کہکر ساری فوج کو اشارہ کیا کہ بلوہ کرکے اُس
جوان کو گرفتار کرلو بارہ ہزار جادوگر لینا لینا کہکر چلے شکیل نے جو دیکھا کہ یہ بیچارہ میرے
گرفتار کرنیکو آتے ہیں زمین سے سنگ ریزے اٹھاکر مارے لشکر پر سرتاج کے پتھر برسنے
لگے سرتاج ہرچند دفع کرتا ہے پتھر پر شانیمیں موقوف ہوتے کئی ہزار جادوگر مرکر گرے
سرتاج الاماں لا تقتلہ مدبیرین کرتا ہے کچھ بن نہیں پڑتا شکیل نے سحر کی بوچھار کردی ایک ہوا
کو مار کر گھوڑا بھی لیا تلوار کھینچے ہوے بڑھتا بڑھتا قریب سرتاج کے پہونچا سرتاج نے کئی ہاتھ
تلوار کے مارے شکیل نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین کر پھینکدی کمر میں ہاتھ ڈالکر سرتاج
کو اٹھا لیا سرتاج نے آواز دی اے شہریار الاماں شکیل نے ہاتھ روک لیا سرتاج مع لشکر
مطیع اسلام ہوا اسی مقام پر بارگاہ استادہ ہوئی شکیل کو لاکر داخل بارگاہ کیا سرتاج
خدمت میں مصروف ہوا شکیل کو مقدمہ بہار میں بڑا تردد ہے سرتاج سے بھی ذکر کیا کہا اے
برادر حیران ہوں کہ بہار کو کہاں تلاش کروں اگر بدوں بہار لشکر میں گیا سب کو قلق ہوگا
سرتاج نے ہرکارے روانہ کیے شکیل اُترا ہوا ہے کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا میگون جادو
مع دس ہزار سوار آکر پہونچا لشکر کو دیکھکر ہرکارے بھیجے کہ دریافت کرو یہ کسکا لشکر ہے

آکر خبر دی کہ شکیل جادو اسطرف جاتا تھا سرتاج جادو کو زیر کر کے اسی مقام پر آ ٹھہرا ہے یہ سنکر میگون اسی مقام پر اترا پڑا پیام بھیجا کہ اے سرتاج یہ تنے غضب کیا اطاعت مذہب اہل اسلام کی کر لی ہم شہنشاہ سے کہکر خطا معاف کرا دینگے اگر اسکے خلاف کیا تو اس فتنے ہم گرفتار کر کے لیجائینگے کہ شہنشاہ فوراً قتل کرینگے شکیل نے سرتاج سے یہ معاملہ سنا جواب صاف دیا کہ میگون سے جا کر کہدو جو تجھسے ہو سکے بے فتور مگر میگون نے طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین طبل جنگی بجے تیاریان ہونے لگین صبحکو دونون لشکر میدان مین آئے میگون نے قصد کیا ہے کہ میدان کارزار مین نکلون کہ آسمان پر سناٹا ہوا سب نے دیکھا ملکہ بہار گل عذار طاوس تریش پر سوار آکر ہو گئین شکیل نے آواز دی ملکۂ عالم آئیے میگون نے جو بہار کو دیکھا تڑپنے لگا پکار کر آواز دی اے شہنشاہ خوبی وا سے سرو باغ محبوبی آپکے واسطے مینے بڑی جفائین اوٹھائین قید مین مالکیا کیا ظلم سہا تو سرافراز فرمائیے عجب کیفیت ہے بصورت نظم

چہرۂ یار مرے دل پہ بلا لاتا ہے	حسن جو کہتا ہے وہ عشق بجا لاتا ہے
خواب مین دیو ڈرا جاتا ہے آکر ہر شب	زلف کا عشق مرے سر پہ بلا لاتا ہے
کج گلزار مین گل ہنستے ہین مین بھی خوش ہون	خبر آمد کی تری پیک صبا لاتا ہے
کہین ملتا نہین ہرگز وہ بت ہرجائی	دل بیتاب مجھے روز تھکا لاتا ہے
تلخ کرتا ہے ہر روز دہن آکے طبیب	زہر کا جام پلانے کو بنا لاتا ہے
حال دل کہتا ہون جب میں تو وہ کہتا ہے قبول	تو تو ہر روز نئی بات بنا لاتا ہے

ملکہ بہار جادو نے ان اشعار مہملات کو سنکر جواب بھی نہ دیا طرف شکیل کے متوجہ ہوئین آکر اترین پوچھا اے برادر یہ کیا معرکہ ہے شکیل نے سب کیفیت بیان کی ملکہ بہار نے کہا یہ مجھا میدان مین آئے تو احوال معلوم ہو مجکو بدنام کرتا ہے شکیل نے کہا آپ تامل کرین مین جا کر مردود کو للکارتا ہون بہار کو روک شکیل میدان کارزار مین آیا پکار کر آواز دی او میگون ہمارے مذہب مین آقدم جائز نہین مگر تیرے نام پر ایسا غصہ ہے کہ مین خود نکل آیا اب میرے مقابلہ مین آ ہر چند شکیل نے پکارا مگر میگون نے مقابلہ کا ارادہ کیا اپنے لشکر کو بھیجکر لیگیا شکیل ناچار میدان کارزار سے پلٹا آکے بارگاہ مین بیٹھا بہار بھی سرنگون کر رہی ہین ای شکیل لشکر والے

کیسے پریشان ہونگے کتنا عرصہ ہوا لشکر کی جدائی کو شکیل نے کہا انشاء اللہ چلینگے اس سرحد سے
جدا بخیر و عافیت نکالے نیلگون بر بادشاہ جلیل ہے اسکی سرحد سے نکلنا بہت دشوار ہے لشکر کو
نکلجائینگے لیکن میگون جو پلٹ کر آیا مصاحبونکے سامنے بیٹھ گیا اور رونے لگا کہا یارو اب مین
کیا کرون کچھ مجکو بن نہین پڑتا ہائے کیا کرون عمرو نے مجھسے وعدہ کیا تھا عمرو کا نشان نہین ملتا
مصاحبون نے کہا حضور اسقدر بیقرار ہون کوئی صورت نکل آئیگی میگون نے کہا اسیوجہ سے مین
میدان مین نہ نکلا کہ فساد بڑھجائیگا ورنہ سحر مین کیا مین کسی سے پایہ کمی کا رکھتا ہون شکیل
کی کیا حقیقت ہے بہار پر بھی غالب آسکتا ہون لیکن اسکی محبت نے مجکو مغلوب کیا ہے میری یہ رائے
ہے کہ آج شب کو جاکر بہار کو چرا لاؤن پھر میان شکیل کا مارنا اور سر تاج کا زیر کرنا کچھ
بات نہین ہے سبنے کہا حضور یہی مناسب ہے دو پہر رات گئی میگون اپنے مقام سے اڑکر پرواز
پیدا کر کے لشکر بہار مین آیا ایک نخل پر آکر بیٹھا ایک بارگاہ کے دروازے پر دیکھا بارہ جوڑہ
کنیزین بیٹھی ہوئی حفاظت کر رہی ہین حاضر باش ناظر باش پکار رہی ہین میگون زمین پر آیا پردہ
اٹھا کے دیکھا ملکہ بہار گلعذار آرام فرما رہی ہین جوانی کی نیند ساق بلورین جو کھلگئی آنکھون کی
اندھیرا آتا ہے زلفین عنبرین عارض انور پر ایسی ثابت ہوتا ہے کہ ناگنیان من کے لینے کو آئی ہین
سوتے مین سینے بہا سپہر سحر کیا جب سوچا کہ اب سحر تاثیر کر چکا قریب آکر ملکہ بہار کی پربالین سوزن
دی بیچہ کمر دیکرلے بھاگا صبح ہوتے ہوتے اپنے لشکر مین پہونچا اپنی بارگاہ مین آیا ملکہ بہار کو سامنے
بٹھایا آپ لباس فاخرہ پہنکر تاج سر پر رکھا بہ تکلف تمام گرد مصاحب اب ملکہ بہار کو ہوشیار کیا
بہار نے جو اپنے کو گرفتار پنجہ تقدیر پایا آنسو آنکھ سے ٹپکایا میگون نے پکار کر آواز دی ای ملکہ عالم
مین مدت سے آپ پر جان دیتا ہون مجھسے گستاخی تو سرزد ہوئی معاف فرمایئے جب کچھ چارہ نہ دیکھا
تو حضور کو چرا لایا غلام کا کہنا قبول فرمانا ضرور ہے قلب مضطر بار بار ناصبور ہے ملکہ بہار نے
غصے سے طرف میگون کے دیکھا میگون مصاحبون سے اشارہ کر رہا ہے یارو اس سرکش کو سمجھاؤ
میرا کہنا نہین مانتی جو مصاحب قریب آیا ملکہ نے بہ نگاہ قہر اسکی جانب دیکھا زبان سے فرمایا
کیا بیہودہ بکتا ہے اس ملعون کی شامتین آئی ہین ہمین قتل کرے یا گرفتار کرکے پاس نیلگون
کے بھیجدے میگون تڑپ رہا ہے کہ اپنے دوست صادق محب واثق عمرو عیار کو

کہا تمنے لاؤن یہ باتین ہتین کہ لشکر مین ہلڑ ہوا ایک جادوگرنی نے پڑھکر خبر دی کہ خواجہ عمرو
تشریف لاتے ہین میگون یہ سنتے ہی دوڑا اور دروازے پر آکے دیکھا خواجہ عمرو بصورت
اصلی آتے ہین میگون دوڑکر خواجہ عمرو سے لپٹ گیا کہا اے یار وفادار کہان تھے میرے
آنکھین تمکو ڈھونڈھتی تہین عمرو نے کہا مین قید سے چھوٹا ہوا اس قلعہ مین نکلکر تیرے لشکر مین کو
پہونچا اون لشکر والے سب پریشان ہو گئے میگون نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری بہار
کے نام پر میری جان جاتی ہے مین اسکو گرفتار کرکے لایا مگر وہ معشوقہ سرکش نہین مانتی آپ
چلکر راضی کر دیجیے خواجہ نے کہا اے میگون تم وہ جوان رعنا ہو کہ وہ تم پر خود جان دیتی ہے
مین ابھی چلتا ہون عمرو نے سب حال پوچھا میگون نے رو رو کر کیفیت بیان کی خواجہ دربار
مین آئے بہار کو دیکھکر فرمایا کیون ملکہ عالم چاہنے والے کسی کو ملتے ہین کیون انکار کرتی ہو
اشارے سے فرمایا ہم بھی دو چار کوڑی کا روزگار کرلین ملکہ بہار نے مسکرا کے کہا آپکو اختیار
ہے خواجہ نے کہا او میگون ذرا کنارے آؤ تو مین تمسے مفصل کہون میگون خوشی خوشی
کنارے آیا عمرو نے کہا وہ خود تم پر جان دیتی ہے مجھسے کہا کہ مجھکو کیون چرا لایا مین تو انکی
تلاش مین تھی لیکن چاہتی ہین جلسہ آراستہ ہو مین ساقی گری کرون سبکو شراب پلاؤن جو ڑا
بھاری منگاؤ زیور بھی عمدہ مہیا ہو وہ دولہن بن کے بیٹھے تمھارے سر پر سہرا بندھے تم دولہا
بنو میگون خوش ہو گیا کہا خواجہ مین عمر بھر کا غلام ہون عمرو نے کہا مین بھی قدردانی کا بھوکا
تھا مرود فا کرنے والا ملا افراسیاب کو مار کر تمکو بادشاہ کرون میگون مسخرے کی کیا
حقیقت ہے میگون ان باتون سے پھول گیا گلے سے موتیون کا مالا اوتار کر نثار دیا خواجہ نے اگر
جلسے کو آراستہ کیا کنجی میخانے کی لی سب شراب کو خراب کیا لشکر مین تقسیم ہونے لگی مشہور ہوا کہ
خواجہ عمرو ساقی ہونگے اب کوئی باقی نہ رہیگا سب شراب پین لشکر مین شراب تقسیم ہونے لگی
کپڑے گلابیان آراستہ کرکے محفل مین لا رکھا بہار کو لا کر ایک گوشہ مین بٹھا دیا اور زنانے
جوڑے بھاری لیے جواہرات کے صندوق لیکر اپنے قبضے مین کیے لشکر مین سب شراب پینے لگے
شکیل جادو جو اپنی بارگاہ مین بیٹھا تھا بہار کے واسطے بہت مکدر تھا سر تاج جادو نے بہار کا
ہے کہ حضور نے گھبرا کر مین پاس میگون کے پیغام بھیجتے ہین اگر اسنے بہار کو چھوڑ دیا ہے

تو بہتر ورنہ بلوہ کر کے جا پڑینگے لوٹ کر اسکو مارینگے بہار کو رہا کر لائینگے یہ ذکر تھا کہ ہرکارے
دوڑے ہوئے آئے کہا اے شہریار عجب معرکہ ہے سارے لشکر مین شراب تقسیم ہو رہی ہے مشہور ہے
کہ خواجہ عمرو ساقی ہین کوئی باقی نہ رہے یا تو شکیل پریشان بیٹھا تھا یا بے اختیار ہنس پڑا کہا
لو صاحب پیر و مرشد وہان پہونچگئے لیکن کیا رنگ جمایا کہ بصورت اصلی عیاری کر رہے ہین
سرتاج اے شہریار دس بارہ ہزار جادوگرونکا لشکر اکیلے خواجہ کیا کرینگے شکیل نے کہا
وہ اکیلے دس لاکھ پر بھاری ہین اب اطمینان ہو گیا ہرکارے مصر تھے کہ ہمکو خبر دم بدم کی پہونچانا
ہرکارے سب طرف لشکر نقارے کے روانہ ہوے یہان خواجہ نے محفل مین بیٹھکر اول چند اشعار
گائے بعد اوسکے جام بھر کر سرور بہا میگون کو شراب پلائی تھوڑے ہی عرصہ مین ساری محفل
کو خواجہ شراب پلا چکے بہار کو گوشے مین بٹھایا تھا زبان سے سوزن نکال لی تھی میگون تو
شراب پیکر مبہوت ہوا تھا خواجہ نے کہا چلیے معشوقہ آپکو بلاتی ہے میگون خوشی خوشی اٹھا تھی
ہی زمین پر گرا باہر لشکر والے جو پی پیر از کرکے بیہوش ہوے دربار مین جب سب بر لب فرش ہو
چکے خواجہ نے تیغ کھینچکر اول میگون ہی پر جا پڑے تیغ مارا سر اوسکا جدا ہوا بلائین کڑک کر گرین
سحر کے جادوگرونکو جلانے لگین شکیل نے جو میگون کے مرنے کی آواز سنی یہ بھی سرتاج کو
ساتھ لیکر آ پڑا اسے ہی لشکر کو قتل کرنے لگا خواجہ غل مچانے مین اے شکیل میرا نقصان نکرو
مین کپڑے تو نکلے اتار لون پھر تمکو جلانے کا اختیار ہے فرزند ارجمند مجھے حیران کرینگے شکیل تو جواب
بھی نہین دیتا بہار بھی پھول پھینک رہی ہین جسپر پھول پھینکے وہ جلکر خاک ہوا قضائے کار
نیلگون جادو دربار مین بیٹھا ہے گلے مین موتیونکا مالا تھا اوسمین کا ایک موتی ٹوٹا نیلگون
نے سر پیٹ کر کہا کہ میرے بھائی کو کسی نے مار ڈالا جھولی مین ہاتھ ڈالکر وقائع سامری نکالا اسمین
دیکھکر کہا یارو دشت تماشاک مین بھائی میرا مارا گیا افسوس کہ سردارون نے خبر نہ لی یہ کہکر بلند ہوا
کئی ہزار جادوگر ساتھ چلے یہان خواجہ عمرو و بہار و شکیل و سرتاج لشکر میگون کو قتل کر رہے ہین
کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم نیلگون جادو بہار نے چاہا کہ مین دونون پاؤن مار کر غرق زمین ہو جاؤن
نیلگون نے گوند پھینکا بہار کے پاؤن زمین نے تھام لیے زبان بند ہو گئی شکیل کی جانب بلا
للکارا او جوان کیا کرتا ہے ایک گوند پھینکا شکیل بھی زمین پر گرا سرتاج نے چاہا کہ مین

شکیل کو سنبھالین میگون نے گود مار دیا سر تاج کے دو کرتے ہوسے نیلگون نے زمین
پر اوتر کر ایک دو تھپڑ مارا خواجہ بھی بیہوش ہو کر گرے بہار و شکیل کی زبان مین سوزن دا
نسکو گرفتار کر کے اس مقام پر اترا قیدیون کو قیدخانہ مین بھیجا آپ رنجی بارگاہ مین آیا مصاحبون سے
صلاح کی کہ تم سبھون کی کیا رائے ہے ان قیدیون کی وجہ سے میرے لیے بڑی بدنامی ہوئی اگلی مرتبہ
یہ لوگ رہا ہو گئے تھے عنایت سامری و جمشید ہے کہ مین وقت پر آ کے پہونچا ان سبھون کو گرفتار
کر لیا ورنہ سامنے شہنشاہ کے بڑی بدنامی ہوتی ارشاد فرماتے کہ ہمنے تمھاری حوالے مین اسواسطے
قید کیا تھا کہ انہون شاید نے محافظت نہ کی اب تم سب مصاحبون کی کیا صلاح ہے سب نے
عرض کی کہ خدمت مین شہنشاہ کی بھونچا دیجیے بڑی بات یہ ہے کہ عمرو عیار بھی قید ہے
اسکی گرفتاری پر شہنشاہ بہت خوش ہونگے اُنکے ہاتھ سے بڑے بڑے آزار ہو چکے ہین
شہنشاہ اُسکو فوراً قتل کرینگے سب نے یہی صلاح دی کہ خدمت مین شہنشاہ کی لیچلین نیلگون نے
لشکر اپنے ملک سے بلوایا ارادہ ہوا کہ سب کو آراپے پر بٹھا کے لیچلین عیار کھڑا ہوا ہے لشکر
سب آراستہ ہو نگہبانون سے کہا قیدیون کو لاؤ نگہبان جو قیدخانے مین گئے دیکھا شکیل و بہار
زار زار رو رہے ہین بیچ مین لاش خواجہ کا نگہبانون نے کہا ارے قیدیو ہلو شکیل نے کہا
ارے بھیا نیلگون سے جا کے کہو کہ ہمارے سرپرست نے انتقال کیا شہنشاہ ہمارے لشکر کے تم رب کیا
باقی نہ رہا کس سے فریاد کرین اب ہمکو قید سے کون چھڑائیگا جہان افراسیاب نے قید کیا وہ اسکو
فطرت یہ سوجھے اور ہمکو رہا کیا افراسیاب نے سے مقابلہ کیے میلے مین افراسیاب نے تمام عالم کو جمع کیا
اُنھون نے جا کر میلہ کو ٹالا افراسیاب نے سب کچھ کیا مگر کچھ بھی نہ ہو سکا بہار کا تو عجیب ہی حال ہے جان
دینے پر آمادہ فرماتی ہین دبلا پتلا آدمی نازک مزاج عیارون کے سرتاج شب کو کچھ کھانا نہ دیا تڑپ تڑپ
کے مر گیا نگہبانون نے جا کر نیلگون سے کہا حضور بڑا غضب ہوا عمرو عیار مر گیا نیلگون حیران ہوا کہا
صاحب عیارون کے بارے مین حکم شہنشاہ ہے کہ مقدمے مین ان مکارون کی قتل و عدم قتل کا ہمکو اختیار ہے
اب مین کیا جواب دونگا وہ کہینگے زندہ میرے پاس کیون نہ لائے ایسا نہو کہ شہنشاہ خفا ہون آخر سب نے
یہ صلاح کی کہ حضور لاش پھنکوا دیجیے کوئی اب شہنشاہ کے سامنے ذکر نہ کرے کہدیجیے عمرو عیار کو نہیں جانتے
کوئی آپکا دامنگیر نہوگا یہی بات ٹھہری کہ لاشہ جنگل مین پھنکوا دیا جائے ایک جادوگردان کو حکم ہوا کہ لاشہ

عمرو کا اٹھا کر لیجاؤ جنگل مین پھینک کے چلے آؤ احول جادوگر لشکر کا سپہ سالار ہوا اسنے عرض کی کہ حضور دو چار کی کیا ضرورت ہے مین اکیلا لاش کو لیجاؤنگا پھینک کر چلا آؤنگا نیلگون نے کہا ایسے مقام پر پھینکنا کہ جانوران درندہ اسکے لاشہ کو کھا جائین احول نے آکے جنازہ جو عمرو کا اٹھایا مشکیل و بہار جان دینے پر آمادہ ہوئے افسردن نے روکا بہار بلک بلک کے کہتی تھی انکی ذات سے بڑی امید تھی کہ بادشاہ بیجاہ سے ملائینگے اب ہمین لشکر اعادے سے کون ملائیگا مگر البتہ کشش عشق محبت سے امید ہے کہ شاید وہان تک پہونچ جائین نظم

فرط شوق اس بت کے کوچے مین نکالیجائیگا	لیکے مقصود تک مجکو خدا لیجائیگا
سہارے کر پر بھی مجھے صیاد بے قابو نہ چھوڑ	ناتوان ہون باد کا جھونکا اڑا لیجائیگا
روتے روتے جان جاویگی فراق یار مین	اشک کا دریا مرا مردہ بہا لیجائیگا
مصر تک پہونچے نہ جو کنعان سے وہ یوسف نہین	دست اخوان سے بچا تو بھیڑیا لیجائیگا
ایک گل اس باغ کا بوے وفا رکھتا نہین	سبزۂ بیگانہ شوق آشنا لیجائیگا
لوٹے لیگا دست تیغ قاتل بیباک کے	آتش مقتول اپنا خون بہا لیجائیگا

اسطرح بلک بلک کے بہار رو رہی کہ سننے والون کے کلیجے پھٹتے تھے احول جادو لاشہ خواجہ کا اٹھا کر لیگیا جنگل مین جا کے پہونچا ایک درخت کے نیچے لاشہ رکھا خیال مین احول کے گذرا کہ لاؤ منھ کو کھول کے دیکھون جیسے ہی عمرو کا منہ کھولا خواجہ قہقہہ مار کر ہنسے کہا میان احول جناب بھوت بن کے چمٹ جاؤنگا احول ڈر کا پنے لگا کہ مردہ باتین کرتا ہے خواجہ نے کہا بے کیون ڈرتا ہے مین برم ساس ہو کر عمرو کے مردے مین سما گیا تیرے گھر بھر کو کھا جاؤنگا یہ کہکے خواجہ اٹھ بیٹھے اٹھتے ہی احول کو ایک جامہ مارا احول چیخ کھا کے گرا بیہوش ہوا عمرو نے اسکے کپڑے اتار لیے اسکو تو صحرا مین پھینک دیا اسکی شکل بنکر روتے ہوئے لشکر مین نیلگون کے آئے لوگ پوچھتے ہین میان احول کہتے ہین بھائی مجھ سے نہ بولو بی دمامہ میان ششش میرے پیچھے دوڑتے ہوئے آتے ہین کہتے ہین عمرو عیار کو کیون مارا ہم اسکے تابعدار تھے یہ کہتا ہی کبھی ناچتا ہے کبھی ہنستا ہے کبھی روتا ہے لوگون نے جا کر نیلگون کو خبر کی کہ احول دیوانہ ہوگیا عمرو کا لاشہ پھینکنے گیا تھا وہان سے سڑی ہو کر آیا ہے نیلگون یہ سنکر دوڑا بیرون بارگاہ آکر دیکھا احول رقص کر رہا ہے پکارا کر آواز دی اے احول خیر تو ہے کہا حضور ششش دمامہ مجکو

گھیرے ہوئے ہیں لاکھوں جادوگر جوان و پیر عمرو کو رو رہے ہیں جنگل میں پڑا ہوا ہی میں نے تجھ سے کہا
کہ تم سبکون ہو تو اُن سبھون نے کہا ہمیں عمرو نے قتل کیا روح کو ہماری ہیر نہا کر رکھا اب آج تک آسکا
انتقال ہوا ہم سب بُرسا دینے کو آئے ہیں ہمیشہ اُسکی لاش کے ساتھ رہینگے مشمش و دمامہ جیسے ساتھ
چلے آئے اب میں گھبرا رہا ہوں ایسا نہ ہو مجھے چمٹ جائیں کہ کھا جائیں نیلگون نے کہا کیوں خوف کرتا ہی
شمشش و دمامہ اُس ملک میں بڑے ساحر تھے یہاں انکی کچھ حقیقت نہیں میں ایک سحر ایسا کرونگا کہ سب جلکر
خاک ہوجائینگے یہ کہکر نیلگون نے ایک گولا مارا شعلہ ہاے آتش آسمان سے گرنے لگے اول نے کہا
دیکھیے وہ شعلہ آتش کو کھائے جاتے ہیں شعلہ ہاے آتش سے نہیں جلتے مگر اس گولے کے مارنے سے ذرا دلکو
تسکین ہوئی ہی اب مجھکو بارگاہ میں لیچلیے اول کا ہاتھ پکڑ کے نیلگون بارگاہ میں لایا نیلگون
نے اول کو سمجھایا کہ نہ گھبراؤ تمھارے پاس اب کوئی نہ آئیگا اول بیٹھے بیٹھے اُٹھا کہا اے شہنشاہ
ساحران میرا دل گھبراتا ہی ہزاروں جادوگر میرے سامنے چلے آتے ہیں سامری و جمشید سامنے کھڑے
ہیں کہتے ہیں اے اول آج ہمکو کہیں شراب پینے کو نہیں ملی شراب کا جلسہ آراستہ کرو تم سب پیو ہمارے
نام پر شراب زمین پر گراؤ ہماری روح کو راحت ہو نیلگون نے کہا کیا مضائقہ اول نے کہا میخانے
کی کنجی مجھکو دیجیے میں سب لشکر میں شراب تقسیم کروں دیکھیے میرے گلے پر سامری نے ہاتھ پھیر دیا ذرا گانا
تو میرا سنیے زمانے میں یکمال ہمیشہ کو دیا عمرو کو دنیا سے اُٹھا لیا علم موسیقی کا کمال اُسکو تھا اس کمال میں
اب مجھکو طاق کیا شہرہ آفاق کیا سماعت فرمائیے یہ کہکر یہ اشعار گائے نظم

مرض عشق بھی ہی اور یہ آزار جدا	دل تمھارے غم سے ہوتا ہوں میں بیزار جدا
نہیں گھٹتا ہی کسی نام سے نرالی اُسکی	طرز رفتار الگ بندش دستار جدا
ہاتھ گردن میں جو ڈالے تو یہ کہتا ہی وہ گل	یار رب اُن کے گلے سے رہے یہ بار جدا
شش جہت بیچ نہیں اس ہمہ گیرنگی کا نظیر	معنے پیدا ہیں ہر اک فقرے میں دو چار جدا
خانۂ یار کا حسن دیکھو یہ نشان ہی قاصد	تیرے سایہ سے کھڑی ہو گئی دیوار جدا
زندہ کو قتل کیا مردہ کو زندہ آتش	فتنۂ حشر سے ہی یار کی رفتار جدا

نیلگون نے کہا اے اول حقیقت میں یہ کمال تمکو خداوند سامری نے دیا آج تو تم ایسے گائے ہو کہ کبھی ایسا گانا
نہیں سنا یہ کنجی میخانے کی اور شراب کا تمکو اختیار ہی اول نقلی کلید میخانے کی لیکر شراب خانہ میں پہنچا اور

آواز دی یارو آج ہم ساقی ہونگے کوئی باقی نہ رہیگا شراب لیجاؤ شراب تقسیم ہونے لگی زندان
کے دروازہ پر کئی جادوگر بیٹھے تھے وہ بھی شراب لینے کو دوڑے ملکہ بہار نے پوچھا ارے تم لوگ
کہاں جاتے ہو جادوگروں نے کہا آج یہاں احول ساقی ہے ہمیں شراب تقسیم ہو رہی ہے ہم بھی لینے جاتے
ہیں جادوگر تو گئے بہار نے کہا دلچسپ اسوقت دل کو ایک قوت حاصل ہوئی کہ یہ حرکتیں تو خواجہ عمرو
کی ہیں دلچسپ نے کہا میرا دل بھی یہی کہتا ہے آخر خواجہ نے عیاری کی اب احول کی شکل بنکر آتے ہیں بہار
دلچسپ تو یہی باتیں کر رہے ہیں خواجہ نے شراب تقسیم کرنا شروع کی اب گلابیاں آراستہ کر رہے ہیں کہ
محفل میں لیکر جاؤں نیلگون نے یہاں معاملہ سوچ کہا احول پر عجب سانحہ گذرا مجھکو شک ہوتا ہے یہ بھی اکثر
وقائع نگار نے لکھا ہے کہ خواجہ مر کر بھی زندہ ہو گئے ہیں ارے ذرا اوراق سامری کو لاؤ ملازمون نے
اوراق لاکر پیش کئے اب جو اُسے سر جھکا کر دیکھا اور مضمون پڑھا سب حال مفصل معلوم ہوا کہ عمرو نے
مردہ کی عیاری کی احول کی شکل بنکر آیا بے اختیار پکار اُٹھا یارو تحفہ تماشا وہ مردہ ہونا سراسر عیاری
تھی اب احول کی شکل بنکر آیا ہے ساربان زادے کو آنے تو دو یہ پرچا بیرون بارگاہ پہونچا
ایک چوبدار ادھر طرف میخانہ کے بڑھا یہ دل میں سوچتا ہے کہ احول کی شکل کیونکر بنگیا مردہ کیونکر زندہ
ہوا اتنا میخانہ پر آیا خواجہ کو جھک کر دیکھنے لگا عمرو نے سر اٹھا کر دیکھا کہا میاں مردے صاحب
کیا دیکھ رہے ہو کہا ذرا احول کو شہنشاہ دیکھتے ہیں کہ یہ عمرو عیار ہے خواجہ چپ ہو رہے کہا میاں مردے
صاحب ذرا یہاں آؤ چوبدار آیا کہا مردے صاحب ذرا اس شراب کو چکھیے دربار شاہی کے لائق ہے
یا نہیں مردے نے شراب پی لی عمرو نے اسکو بیہوش کیا آپ تو مردے کی شکل بنے مردے کو احول بنایا
بعد اُسکے ہوشیار کیا کہا مردے صاحب ابھی سامری و جمشید تشریف لائے تھے تمکو بشکل احول
بنا گئے اب تم شراب لیکر دربار میں جاؤ بڑی آبرو ہو گی مردہ یا بھول گیا کہ احول دس ہزار جادوگروں کا
افسر تو اب مجھکو افسری کی تنخواہ ملیگی گلابیاں آراستہ کر کے کشتی کاندھے پر رکھے طرف دربار کے چلا
راہ میں جو جادوگر ملے اُنسے کہا میں تمہارا افسر ہوں سب جادوگر جھک جھک کر سلام کرتے ہیں
اور یہ چوبدار دل میں خوش ہوتا ہے کہ سب میرے تابعدار ہوئے اب ان سبھوں سے کام لیا کرونگا
یہ سوچتا ہوا دربار میں آیا نیلگون کو جھک کر سلام کیا کہا حضور یہ شراب حاضر ہے نوش فرمائیے
نیلگون نے کہا جام بھر کے لاؤ خواجہ کھڑے دیکھ رہے ہیں مردے صاحب جام بھر کر ہنستے ہوئے سامنے

نیلگون کے لائے نیلگون نے گلابی پر ہاتھ ڈالکر ایک طمانچہ مارا کہ چوبدار لڑکھڑا کر گرا خواجہ تو اتنی دیر مین
خدمتگار کی شکل بنکر کھڑے ہوے نیلگون نے آواز دی اسکی مشکین باندھ لو چند جادوگر ٹوٹ پڑے
میان مروت کی مشکین باندھی گئین جب ہوشیار کیا تو دہائی دینے لگا کہتا تھا ای شہنشاہ مین چوبدار ہون
تو مار پیٹ سے بچا رہا اگر نہ بکر تو عجب جان آفت مین پڑ گئی مین مرتی پڑا تا چوبدار ہون سرکار کی حوالی
رہی مین اعول نہین ہون لڑکون نے کہا اسکا منہ دھلایئے اب جو لڑکون نے اسکا منہ دھلایا دیکھا وہی پرانا چوبدار
فریاد کر رہا ہے کہ حضور مجھے مرے زور سے طمانچہ مارا غلام پر کچھ رحم نہ کیا مین یہ جانتا تو کبھی شراب لیکر نہ آتا
اب تو اہالی دربار بہت حیران ہوئے کہ یہ کیا معرکہ ہے چوبدار نے کہا حضور مین میخانے مین گیا میان
اعول نے میرے ساتھ یہ کام کیا اب تو سارے لشکر مین غل ہوا کہ عمرو مردہ ہو کر زندہ ہو گیا چوبدار
کو جوتیان کھلوا دین آپ نکل گیا بہار و شکیل نے جو یہ حال سنا یا تو انتہا کی بیقراری تھی یا خوشی ہوئی
شکیل نے کہا انشاء اللہ اب رہا ہونگے خدا خواجہ کو سلامت رکھے انکی ذات سے امید ہے کہ وہ ہمکو
آکر رہا کرینگے لیکن خواجہ اب لشکر مین پھر رہے ہین اس فکر مین ہین کہ نیلگون کو کیونکر گرفتار کرون
بہار و شکیل کو کیونکر چھڑاؤن نیلگون نے سفر موقوف رکھا کہ جب عمرو گرفتار ہو جائے تو یہان سے کوچ ہو
ایک دن پھرتے پھرتے پشت لشکر پر خواجہ پہونچے گانے کی آواز سنی پشت پر خیمے کی آکے سراچہ
چاک کیا دیکھا ایک نازنین نہایت حسین مسند پر بیٹھی ہوئی ہے ایک شوخ و شنگ موسوم بہ گلرنگ
قوم کی ڈومنی مچل مچل کے یہ غزل گا رہی ہے

نظم

یہ کس رشک مسیحا کا مکان ہے | زمین جسکی چہارم آسمان ہے
خدا پنہان ہے عالم آشکارا | نہان ہے کنج ویرانہ عیان ہے
دل روشن ہے روشنگر کی منزل | یہ آئینہ سکندر کا مکان ہے
تکلف سے بری ہے حسن ذاتی | قبائے گل مین گل بوٹا کہان ہے
جرس کے ساتھ دل رہتے ہین نالان | مرے یوسف کا عاشق کاروان ہے
قد محبوب کو شاعر کہین سرو | قیامت کا یہ اک آفت نشان ہے

خواجہ اس نازنین کو دیکھکر حیران ہوے کہ یہ محبوب مطلوب کون ہے کہ جو اس طرح آراستہ پیراستہ زیر خیام
مین لدی بندی بیٹھی ہے خواجہ کان لگا کر سننے لگے وہ نازنین کہہ رہی ہے کہ شہنشاہ کو بڑا ملال پہونچا آج یہان بھی

تشریف نہین لائے یقین ہو جسکو آئینگے کنیزون نے عرض کی شہنشاہ نیلگون آپ کے نام پر جان دیتے ہین
مجھکو آج صدمہ ایسا پہونچا کہ تشریف نہین لائے اب عمرو عقل سے سمجھا کہ یہ نیلگون جادو کی معشوقہ ہے
خواجہ کنارے ہوگئے سر شام اُس دروازے پر آکر ٹھہرے کنیزونکو دیکھا ایک کو اشارے سے بلایا اُسکو
بیہوش کیا اسی کی شکل بنکر اندر آگئے مہر پیکر نے کہا اری گلشن کہان گئی تھی کہا حضور دربار کی خبر
لینے گئی تھی مہر پیکر نے پوچھا شہنشاہ کیا کرتے ہین دست بستہ عرض کی حضور کے اشتیاق مین ہین
یہی فکر ہوتا تھا کہ آج مین ملکہ کی ملاقات کو نہین گیا حضور مرد ہرجائی ہوتے ہین آج زنڈی کو بلایا ہے حضور
مین تو بہت بگڑی بلکہ خرچے دو پیر دیکھا کہ حضور معشوق پریچہرہ کہ جسکا مثل ناممکن وہ آپکے قبضے مین ہے
آپ نے بازار کی زنڈی کیون بلائی تو میرے آگے ہاتھ جوڑنے لگے کہ ملکہ سے ذکر نکرنا مین تو حضور کی
خیرخواہ ہون مہر پیکر رونے لگی گلشن نقلی نے کہا حضور کنارے چلیے تو ایک بات اور عرض کرون
مہر پیکر غصے مین جھلائی ہوئی گلشن کے ساتھ تنہائی مین آئی خواجہ باتین بنانے لگے کہا بی بی سنو مرد بیہ
اپنی چاہت ظاہر کرے یہ لوگ مغرور ہوجاتے ہین ا ہرجا کر چار مصاحبون سے ذکر کرینگے فلان عورت ہمکو
چاہتی ہے پھر جان دیتی ہے بڑے بڑے غمزے کرتی ہے باتین کرتے کرتے خواجہ نے اُس نازنین کو بیہوش
کیا اُسکو اُٹھا کر زنبیل مین رکھا رنگ روغن عیاری کا نکالا اُسی نازنین کی شکل بنکر مسند پر آکے بیٹھے اب
کنیزین ایسی مین چلیمین آکر تعریف حسن و جمال کرنے لگین کہ ایک نے آکر خبر دی شہنشاہ تشریف لاتے ہین
خواجہ واسطے استقبال کے اُٹھے ٹہلنے لگے کہ نیلگون تاج پہنے ہوئے اندر آیا ملکہ کو دیکھا ٹہل رہی ہین
مگر خواجہ کو خوف ہے کہ ایسا نہو یہ سحر مین کامل و اکمل ہے اگر پہچان لیا تو غضب ہوگا یہ سوچکر کہا صاحب
آئیے ہین تو دیر سے آپکی منتظر تھی نیلگون کو کھٹکا ہوا کہ آج کیا باعث ہے کہ یہ مغرور حسن و جمال واسطے
استقبال کے آئی خواجہ نے تیور پر بل دیکھے محبت کی باتین کرنے لگے کہا کیون صاحب آج انکو
کیون نہین سرفراز کیا ہے سُنا کہ سرکار کو آج بڑا صدمہ پہونچا عمرو عیار نے چاہا تھا کہ سرکار پر عیاری
کرے نیلگون نے کہا کیا تاب طاقت ہے کہ میرے سامنے عیاری کرسکے مین نے پیر مقرر کیے ہین جو بات
کی مجھکو خبر دیتے ہین میرے اوپر کوئی عیاری نہین کرسکتا یہ مضمون سُنکر خواجہ گھبرائے کہ اگر ابھی حال
کھلا پھر کوئی صورت رہائی کی نہوگی اور پھر کوئی سبیل گرفتاری اس ظالم کی نہوگی مگر آکر مسند پر بیٹھے باتین
کرنے لگے لیکن نیلگون کو دیکھتے ہین کہ صرف استقبال کرنے پر ایسے تیور بہ ہین نیلگون سوچ رہا ہے کہ

کہ صورت مین قامت مین قد مین کس بات مین فرق نہین خلاف قاعدہ استقبال کیون کیا خادم
پریشان ہین کہ اگر شراب کی تقریب کرون ایسا نہو سحر کو بیٹھے کہ نیلگون نے کہا ملکہ عالم آج شراب کباب کی
تقریب ہوگی یہ سنکر عمرو مین جہان آگئی کنیزون سے اشارہ کیا شراب لاؤ کنیزین جاکر قلیان شراب کی لائین
کشتیان کباب کی لاکر رکھین عمرو نے ایک قلابی مین بیہوشی ملائی جیسے ہی شراب مین بیہوشی ملی
شیشہ تڑاق سے ٹوٹا نیلگون نے آواز دی خبردار او ساربان زادے مین پہلے ہی سمجھ گیا تھا چاہا
کہ وہ ہتھ مارے عمرو نے جھپٹ کے تاج لیا ایک دولتی ماری کہ منہ کے بل نیلگون گرا خواجہ
جست کرکے نکل گئے نیلگون نے چیخین مار کر رونے لگا کنیزین دوڑین کہ شہنشاہ کیون روتے ہین
کنیزین جو بلوہ کرکے دوڑین خواجہ گلیم اوڑھ کر انکے بیچ مین آگئے وزیر زادی گل پیرہن جو بیچ
مین تھی عمرو نے ایک کنیز کی شکل بنکر اسکو الگ بلایا بیہوش کرکے اسکو بھی زنبیل مین ڈالا وزیر زادی
کی شکل بنکر دوڑے کنیزونکو جھڑکا اری تم سب اندر کہان جاتی ہو ملکہ نے کسی بات کو نہ مانا ہوگا اسی
شہنشاہ روتے ہین تم کاہیکو اندر گھسی جاتی ہو سب کو روک کر خواجہ اندر پہونچے دیکھا نیلگون کیا
بیٹھا رو رہا ہے عمرو نے دوڑ کر بلائین لین کہا شہنشاہ خیر تو ہے ملکہ کہان گئین جس بات پر کہیے گا مین
راضی کرونگی نیلگون نے رو کر کہا ملکہ کہان ہین عمرو عیار ملکہ کی صورت بنکر آیا تھا میرا تاج بھی لیگیا
ہائے ملکہ کو کہان رکھا ہوگا کہا حضور خیمے مین تلاش کیجیے یہین کہین ہونگی وہ آپ بھاگ کر
نکل گیا نیلگون نے کہا اے گل پیرہن ہائے مین کیا کہون مین نے بڑی شفقت سے اس معشوق کو اپنے
پاس رکھا ہمیشہ خدمتگزاری کرتا رہا آج یہ آفت پڑی اب مین کہان ڈھونڈھون اور تلاش
کرون

نظم

آشیانہ ہو گیا اپنا قفس فولاد کا
حوصلہ کیا عندلیب خانمان برباد کا
گردش چشم بتان سے مل گیا مین خاک مین
قد کشی کو باغ مین جاتا ہے وہ بالا بلند
اے پری پیکر کون ہے تیرا جو دیوانہ نہین
اب بھی او وقت آ جو آتا ہے خدا کیواسطے

آپ نے ناحق دکھایا گھر چمن صیاد کا
روئے گل بیچو تو منھ دیکھیے صیاد کا
آسمان کو شوق باقی رہ گیا بیداد کا
کاٹنا منظور ہے اس نخل شمشاد کا
شہر پر عالم ہے صحرائے جنون آباد کا
غم کلیجہ کھا رہا ہے آتش ناشاد کا

کماری گل پیرہن مجھپر کوہ غم والم ٹوٹ پڑا ہاے میں کدھر جاؤن عمرو نے جو دیکھا کہ گھبرایا ہوا ہے
جیب میں ہاتھ ڈالکر پانچ جناب دار بیہوشی کے نکالے گلگایوں میں دباکر منھ پر نیلگون کے مارے
نیلگون بیہوش ہوا عمرو نے چادر اوسپر ڈالدی اوسکی شکل بنکر باہر نکلے آکر تخت پر بیٹھے عمرو گھبرایا ہوا
ہے بیٹھتے ہی حکم دیا تشکیل و بہار کو لاؤ جادوگر جاکر تشکیل و بہار کو لائے عمرو نے دیکھتے ہی آواز
دی کیون بہار تمھارے واسطے میرا بھائی مارا گیا اب بہتر یہ ہے کہ مجھکو قتل کرو بہار نے
شرماکر سر جھکالیا تشکیل کو غصہ آیا کہا او نالائق تو نہین سمجھاتا تشکیل نے بھی جواب سخت دیا خواجہ
عمرو کوڑا پکڑ کے اٹھے کہا مارے کوڑون کے کھال ادھیڑ دونگا قریب تشکیل کے آکر بائین آنکھ
کا تل دکھایا تشکیل قدمون پر گر پڑا کہا مین آپکا مذہب اختیار کرتا ہون خواجہ نے تشکیل کو
رہا کیا بہار کو بڑا غصہ ہے کہ تشکیل کو کیا ہوگیا مذہب لات پرستی اختیار کیا تشکیل نے رہا ہوتے
ہی کان مین بہار کے کہا خواجہ بشکل نیلگون ہین بہار نے اشارہ کیا مین بھی اطاعت
کرتی ہون بہار و تشکیل کو رہا کیا پہلو مین تخت کے جگہ دی بڑے بڑے ساحر جمع ہین دست راست
کو وزیر اعظم عقاب جادو دوسرے پہلو پر سحاب جادو خواجہ نے سحاب سے کہا ہمین شبہ
کھٹکا ہوتا ہے کہ عقاب مسلمانون سے ملگیا ہے اسکی مشکین باندھو تو سحاب نے کہا اے عقاب شہنشاہ
کو تمھاری جانب سے شک ہے زبان مین سوزن دے لو اگر تمھاری حرکت دریافت ہوئی تو قتل کیے جاؤگے
ورنہ رہا کردیے جاؤگے عقاب ڈرا منھ سامنے کردیا کہ سرکار کو اختیار ہے سحاب نے عقاب کی
زبان مین سوزن دی عمرو نے کہا ہمنے اسکا لکھا ہوا نامہ پکڑا ہے سحاب اسکا سر کاٹ لے سحاب
نے عقاب کا سر کاٹ لیا عمرو یہان عقاب سے خواجہ نے کہا ہمنے تمھارے افسر کو قتل کیا
سحاب نے بھی ہمکو سمجھایا کیا جلد سر کاٹ لیا یہ تمھارے افسر کا دشمن تھا تم اسکا سر کاٹ لو عمرو ایسا ن
عقاب نے اٹھکر سحاب کو قتل کیا اب بارگاہ مین عمرو نے اس تدبیر سے سردارون کو قتل کرانا شروع
کیا ایک جادوگر خونریز دار تھر تھیر ہی ماہ جادو نام بارگاہ سے گھبراکر اٹھا کہ جاکر ہشیرو سے کہون کہ آج
شہنشاہ سڑی ہوگئے ہین آکے سمجھایئے کئی افسر مارے جاچکے اب آپسمین تلوار چلا چاہتی ہے دوڑتا
ہوا اوسی خیمے مین گیا جسنے دیکھا خیمے مین سناٹا پڑا ہے نیلگون کا ہاتھ چادر سے کھلا ہوا اتھا
ماہ نے دوڑکر جادو سے شاید نیلگون کو بیہوش پایا چھینٹ بیہوشی کی دماغ سے اتاری ہوشیار کیا

نیلگون گھبرا کر شعاماہ نے کہا حضور آپ کی شکل کا ایک جوان تخت پر بیٹھا ہوا ساحرونکو قتل کر رہا ہی نیلگون کڑک کر چلا اُسوقت پہونچا کہ خواجہ تخت پر بیٹھے ہوئے جادوگرونکو قتل کر رہے ہین نیلگون نے وہین سے نعرہ کیا پاش او ساربان زادے تم نیلگون جادو ہو نے کہا ای جادوگر دلیا میری شکل بر ساربان زادہ آتا ہی اسکو مار لو سب جادوگر نیلگون پر سحر کرنے لگے عمرو نے چاہا تخت پر سے اُڑ کے بھاگون نیلگون نے دونون ہاتھ بڑھا دیے ایک ہاتھ سے برق چمکی کئی سو کے سر اُڑ گئے دوسرے سے جو اشارہ کیا تھا کچھ قطرات آب گرے خواجہ لڑکھڑا کر گرے گرتے گرتے آواز دی ای بہار بچا نا بہار نے اُسیدم اُسی آواز دی ای گل اندام جلد آ ایک کنیز زمین سے پیدا ہوئی اُسنے گلدستہ ملکہ کے ہاتھ مین دیا بہار نے کئی پھول توڑ کر ہاتھ مین لیے گلدستہ نیلگون پر کھینچ مارا آواز دی ای نسیم و شمیم اسکی خدمت کر دو وہ جو پھول ہاتھ مین تھے وہ عمرو پر پھینک مارے عمرو پر سے سحر نیلگون کا اُترا بہار نے دیکھا نیلگون پر پھول برسنے لگے ہوا ٹھنڈی چلی یہ تو اپنے کو بچا رہا ہی شکیل نے بھی کچھ سحر نیلگون پر کیا کہ تلوارین خنجر برسنے لگے بہار نے عمرو کی کمر مین پنجہ دیا شکیل سے کہا سحر کرتے ہوئے نکل چلو بہار و شکیل لڑتے ہوئے چلے بہار نے کچھ زیور بھی اپنا نیلگون پر پھینک مارا تین نیلگون پر گرین شکیل نے تاج سر کا پھینک مارا نیلگون تو ان آفتون مین پھنسا ہوا ہی بہار و شکیل تو نکل گئے لیکن نیلگون پر جو سحرونکی بوچھار ہوئی لاکھ لاکھ اپنے کو سنبھالا مگر بے ہوش ہو کے پکار اُٹھا نظم

صبح فرقت بھی شب وصل غم انجام مین ہی
ہجر جان وصل اجل وصل دل آرام مین ہی

کیا مرا یار مرے گھر کے قریب آ پہونچا
نور خورشید جہانتاب در و بام مین ہے

دل کو خال خط زیبا نے پھنسایا خط مین
مین ترے دام مین ہون دانہ مرکدام مین ہی

نہ چھٹا موت کے پنجے سے مریض گیسو
یہ چراغ سحری حشر تک اس شام مین ہی

جلوہ عالم کا ترے جام مین ہی ای جمشید
جس سے عالم کا ہی جلوہ وہ مرے جام مین ہی

شعر کے رتبے سے دل خوب ہی آگاہ قبول
معجزہ گو نہین داخل مگر الہام مین ہی

قریب تھا کہ اپنے سردارون پر تلوار کھینچ کر پارہ پارہ کرے کہ ایک طائر پیدا ہوا اُسنے سر پر آکے نیلگون کے ایک چیخ ماری مُنھ سے آگ نکلی جل گیا [illegible] کو ہوش آیا بے ہوش آ ستے تھے
[illegible]

سرنگون کئے مرے کسی کے روکے نہ رکے نیلگون نے کہا مین سزا دونگا لشکر اسلام مین گھسکر بہار و شکیل
کو پکڑ لاؤنگا اسوقت اپنے لشکر تیار کیا سات ہزار جادوگر ساتھ لیے آپ تخت پر سوار ہوا نوبت و نقارے
بجاتا ہوا چلا خواجہ و بہار و شکیل جو بیابان سے نکلے تین کوس پر آکر زیر فصیل شہر ہے ہین کہ نوبت نقارے
کی آواز کان مین آئی راستے سے ہٹ گئے ایک گوشے مین آکر دیکھا میان نیلگون با لشکر جاہ و کج
کیے ہوے جاتے ہین خواجہ نے کہا اے بہار و شکیل طریقے سے معلوم ہوتا ہو کہ ہمارے لشکر پر آج
فوج کشی کی خاص ہماری تمھاری تلاش مین نکلا ہو بہار حقیقت مین یہ ملعون بڑا زبردست ہو یہی بیہوشی کے
واسطے گلابی مین ملائی اسکو خبر ہو گئی مین کئی عیاریان کر چکا مگر سب خالی گئین اب مین جاتا ہون جہان یہ لشکر
اُتریگا وہین ملاقات کرونگا تم اتنا کام کرو کہ اپنے کو گوشے مین چھپا و سحر کو دیکھ روکو میری عیاری کا رنگ جم جائے
مین اسکو تباہ لشکر جا نمنہ دونگا کیا کیا تدبیرین کین اسکے معشوق کی شکل بنا جب بھی اسکو شک گذرا وہ بھی عیاری
خالی گئی انشاء اللہ اس طرح مین مارونگا کہ اسکو کچھ کھلانے پلانے کی تدبیر ہو الگ عیاری کی جائے تم
فکر کرو بہار نے کہا آپ جائیے مین سحر کو اسکے روکتی ہون بہار و شکیل تو ایک گوشے مین آ بیٹھے اسباب سحر
جمع کر لیا سحر خوانی کرنے لگے خواجہ نے لشکر نیلگون کا پیچھا کیا مسافر کی شکل بنے ہوے آتے ہین کئی
کوس پر لشکر نیلگون کا شہر ابارگاہ استادہ ہوئی لشکر اسی مقام پر اُترا بارگاہ مین آ کر بیٹھا کہہ رہا ہے میرے
سحر نے خبر دی ہو کہ بہار و شکیل و خواجہ راہ مین ہین ابھی لشکر مین نہین پہونچے پر بھی میرے سحر نے مجھکو یہ
بتائی کہ راہ مین بھی کچھ فساد ہوگا سامری و جمشید حفاظت کرینگے یہ باتین کر رہا ہو کہ چوبدار نے عرض
کی ایک کنیز نہایت حسین مع خوش رو ملکہ حیرت کا نامہ لیکر آئی ہو امیدوار باریابی ہو نیلگون نے ہنسکر کہا
حضور نے صورت دکھائی کنیز کو بلا لو کنیز اندر آئی اب جو نیلگون کی نگاہ پڑی ایک نازنین حسین خوش رو
خوش خو خال ہند چشم جادو آنکھون مین لال ڈورے نشۂ وحشت کے پڑے ہوے پیشانی صبح نوبہتی ہوئی
سامنے آئی مثل ہلال شب اول سر تسلیم خم ہوئی نیلگون صورت زیبا دیکھکر بیتاب ہو گیا نامہ ہاتھ سے لے لیا
نامہ کھولا اسمین مضمون تھا اے نیلگون ہم نے سنا کہ تاب سامری سے بھی معلوم ہوا کہ تم نے بڑے بڑے
صدمے اٹھائے لہذا یہ نامہ بھیجا جاتا ہو ہماری مصاحب خاص گل خوشخرام آتش مزاج نامہ لیکر آتی ہو یہ
ایک سحر اسکی معرفت بھیجا ہو اسکو اپنے قبضے مین کرو نامہ پڑھکر کاغذ تو مٹھی مین دبا لیا یہ نگاہ محبت
جمال بے مثال کو اسکی نازنین کے دیکھو سامری خیال کرتا ہو کہ سب عضا درست پایا لاکھ جہت و ناز و غمزے ہمراہ

آسمان دلربائی کی ماہ سب طرح کے خیال اُسکے دل میں میں صورت زیبا دیکھکر بیقرار ہو گیا زانو بدلنے
لگا کہا آؤ صاحب بیٹھو تمنے بڑی عنایت فرمائی ہنس ہنسکے کہتا جاتا ہی کون ساحر ملکہ عالم نے بھیجا ہو دل
میں شک تو اُسکے پڑا ہی مگر صورت زیبا پر اُسکی قبلا ہوا ہی کبھی ہاتھ بڑھا کر اُسکے ہاتھ پر رکھدیا کبھی کچھ
آنکھوں سے اشارے کرتا ہی نازنین نے کہا صاحب تم تو مجھکو ٹھگا ہون میں کہاں لیے جاتے ہو کنارے
چلو کہ میں سحر تعلیم کردون ملکہ کا سب کاروبار میرے سپرد ہی ملکہ عالم ہماری گھبراتی ہونگی ہرچند کہ دل
فریفتہ ہی لیکن یہ کہکے اُٹھا کہ میں دوسرے خیمے میں تخلیہ کرلون تو آپ کو لیچلون خواجہ عمرو یہ خیال
کرکے دیکھتے ہیں وحشی میں تو مبہوت ہو رہا ہی مگر ایک خیمے کی جانب چلا تنہائی میں آیا اور ورق سامری
نکالکے دیکھے صاف صاف اُسمیں مرقوم تھا کہ یہ کنیز عمرو عیار ہی خواجہ کو بھی اُسکے جانے سے بہت پریشانی
ہوئی سوچے کہ کتاب وغیرہ دیکھنے گیا ہی یہ کہکر اُٹھے کہ میں سحر درست کرلاؤن خواجہ نے پشت
پھیری ہی چاہتے ہیں باہر نکل جاؤن کوئی دو چار قدم چلے تھے کہ پیچھے سے نعرہ ہوا او ساربان زادے
کہاں جاتا ہی میں پہلے ہی سب طرح کے احکام دیکھ چکا تھا تیرے آتے ہی مجھکو کھٹکا ہوا تھا خواجہ نے دیکھا
نیلگون قریب آگیا ایسا نہو سحر کرکے گرفتار کرلے برابر ایک جادوگر کھڑا تھا اُسکو عمرو نے خنجر مارا وہ
مرکر گرا خواجہ بھاگے جادوگر کے مرنے سے اندھیرا ہوا اندھیرے میں ٹٹولنے لگا لیکن عمرو کو نہ پایا سحر
کے مرنے سے دیر تک اندھیرا رہا جب روشنی ہوئی دیکھا عمرو غائب ہو گیا کہا یارو کیا بلا کا طرار ہی کیا
جلد نکل گیا میں سحر نہ کرنے پایا لیکن میں بھی اب تلاش میں اُس ظالم کی جاتا ہون یا تو اُسکو تلاش
کرکے لایا یا اپنی جان دی اگر اُسکی عیاری چل گئی تو اُسنے مجھکو مارا اور اگر میرا سحر چل گیا تو میں باندھ کر لایا
یہ کہکے جھولی سحر کی بائیں ہاتھ پر ڈالی اوراق سامری بھی رکھ لیے تیغ کھینچے ہوئے چلا جنگل میں تلاش کرتا
پھرتا ہی جس مسافر کو آتے ہوئے دیکھا گولہ مار دیا کسی گنوار کو کھیت پر دیکھا ماش کے دانے پھینک مارے جلا دیا
کئی سو آدمی اُسنے جنگل میں مارے جب ورق سامری نکالکر دیکھا یہی اُسمیں نکلا کہ غیروں کو مارا عمرو دستیاب
نہیں ہوا ایک طرف سے آواز آئی ارے تو کون ہی جو جنگل میں بدعت کرتا پھرتا ہی ورق سامری سے نیش قدرتا
بندگان خداوند کو بلا وجہ قتل کیا نیلگون نے پلٹ کر دیکھا ایک جادوگر نہایت زبردست گولا ہاتھ میں
لیے ہوئے آتا ہی لیکن نہایت غصے میں کہتا ہی ارے یہ صحرا مقام گذرگاہ سامری و جمشید ہی ایسا نہو کوئی
خداوند نکل آئیں نیلگون نے کہا آپکا نام کیا ہی کہا میرا نام صحرا نورد ہی صحرا ہی عجائب غرائب سامری

کی سیرگاہ ہی تجھکو کس کی تلاش ہی کہ بیگناہون کو قتل کرتا ہی مسافرون کے خون مین ہاتھ بھرتا ہی
مجھسے مفصل حال بیان کر اس صحرا کا کوئی کام ہماری بغیر دستگیری کے غیر ممکن ہی تجھکو کچھ شہنشاہ طلسم ہوشربا
سے بھی توسل ہی نیلگون نے کہا ای صحرا نورد مین شہنشاہ کا خراجگزار ہون میرے ملک مین قید بہار
کی آئی جسدن سے بہار قید ہوئی بڑی بڑی افتادین پڑین ہزارہا جادوگر مارے گئے بھائی قتل ہوا
مین اب لشکر کشی کرکے جاتا تھا کہ اُس ظالم نے یہان بھی مجھکو ستایا میرے ایک جادوگر کو مار کر نکل گیا
مین اُسکی تلاش مین نکلا ہون کئی سو آدمی مارے گئے مگر وہ ظالم نہین ملا صحرا نورد قہقہہ مار کر ہنسا کہا
ای نیلگون اس صحرا مین بے ہماری مدد کے عمرو نہین ملسکتا مین ابھی تلاش کرکے لاتا ہون وہ ساحر یہ
باتین کر رہا ہی کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا ایک بادشاہ ساحر وضع تخت پر سوار پشت پر ساٹھ ستر ہزار
ساحران مقدار چلا آتا ہی نیلگون نے جو دیکھا بڑھکر آواز دی ہی افہام تاجدار کہان جاتے ہو کہان سے
آئے ہو صحرا نورد بھی کھڑے ہین افہام نے جواب دیا ای برادر نیلگون تم جنگل مین اکیلے کیون کھڑے ہو
یہ کہکے تخت سے کودا نیلگون نے سب اپنا حال بیان کیا افہام نے کہا میرے پاس فرمان شہنشاہ ہوشربا
پہونچا مین برائے مدد خداوند لقا جاتا ہون خداوند کا نامہ بھی میرے پاس ہی شکایت ساحران مرقوم ہی کہ
جو جادوگر برائے مدد ماہ بدولت آیا اُسنے غرور کیا قدرت نے اُسکو غارت کر دیا مین یہ کہکے چلا ہون کہ کبھی
غرور کا خیال بھی نکرونگا جاتے ہی مسلمانون کو قتل کرکے قدرت کو قیطول پر پہونچا دونگا مگر اب تجھسے
ملاقات ہوئی چلکے ان مسلمانونکو بھی قتل کرون عمرو کی تلاش مین بھی مصروف ہون تمھارا اس جفا مین مبتلا
ہونا بہت شاق ہی خداوند لقا نے بھی تحریر فرمایا کہ جسنے عمرو قتل کیا اُسکا قدرت پر احسان ہوگا یہ کہکے
مردمان فوج سے اشارہ کیا اسی مقام پر بارگاہ استادہ کرو اُسی وقت بارگاہ استادہ کی افہام تاجدار کے
سب ملازم اُتر پڑے افہام نے نیلگون کا ہاتھ پکڑ کہا بھائی بارگاہ مین تشریف لیچلیے شراب وکباب
کا چرچا ہو پھر ہم آپ مکار عمرو کو تلاش کرلینگے نیلگون نے کہا اس صحرا کے مالک یہان صحرا نورد آئے
ہین کہتے ہین ہم ابھی عمرو کو گرفتار کرکے لا دینگے افہام نے کہا میان صحرا نورد صاحب آپ بھی
تشریف لائیے بارگاہ مین تھوڑی دیر بیٹھیے پھر عمرو کو گرفتار کر لائیے گا صحرا نورد و نیلگون و افہام
بارگاہ مین آئے صحرا نورد کہتے ہین آپ بیٹھیے مین عمرو کو ڈھونڈھکے لے آؤنگا ایک جام شراب کا
ہمکو پلوائیے ابھی عمرو کو لاتے ہین افہام نے کہا بیان لاؤ شراب لاکر رکھی گئی میان صحرا نورد

تا لیاں بجانے لگے کہا حضور شراب کو دیکھکر ہمین نشہ ہوتا ہی کسی سے پیسے یہ دعا یہ دعا یھسکہ
چھیڑ سے چند اشعار ایک اُستاد کے یاد آگئے ہین انکو بھی سماعت فرمایئے افہام نے ایک ملازم سے
اشارہ کیا وہ طبلہ بجانے لگا میان صحرا نورد نقل نے یہ اشعار شروع کیے **نظم**

آگیا جب دم وہ عیسی دم ہوا بھر جائیگی — بھاگ جائیگا مرض کوسون قضا پھر جائیگی
سرخرو عاشق ترا اُسوقت ہوگا عشق سے — جب گلے پر تیغ اے گلگون قبا پھر جائیگی
تیز ہی تو فرق پر لیکن ہون ایسا بیگناہ — باڑھ تیری تیغ کی اے بُت دغا پھر جائیگی
بے گنہ ہون زیر خنجر حشر تک تڑپونگا مین — قتل سے قاتل نہ ہوئیگا قضا پھر جائیگی
جب دکو بچے سے نکالے جیسے تجلی اے **قبول** — منہ سے طبع نازک اُس گل کی ہوا پھر جائیگی

اسطرح غزل **صحرا نورد** نقل نے گائی کہ افہام نے کلیجہ پکڑ لیا کہا میان **صحرا نورد** کیا کہنا صحرا نورد
نے کہا مین سامنے **سامری و جمشید** کے گاتا ہون ابھی آپ نے کیا کمال دیکھا ہزارون کمال بھرے
ہوے ہین سب حاضر اوقات کا ملاحظہ فرمایئے گا افہام نے کہا اے **نیلگون** یہ شخص تو طلسم مین رہنے کے
لائق ہی **نیلگون** نے کہا اے **افہام** کیا کہون مجھے اپنے سائے پر بھی عمرو کا گمان ہوتا ہی ذرا ورق دیکھو
خواجہ تو گھبرائے کہ اُنے ورق دیکھا اور زندگی پر حرف آیا لیکن **نیلگون** نے ورق نکال لیا اب جو دیکھا
تو یہ نوشتہ پایا کہ اے **نیلگون عمرو** کسی جنگل مین ہوگا یہان **عمرو** کہا صحرا نورد تمھارا دوست ہی یہ **عمرو** کو
پکڑ لائیگا اب تو **نیلگون** کو اطمینان ہوا کہا میان **صحرا نورد** اب مین نے ورق دیکھ لیا آپ گائیے مین
بجائیے شراب پلائیے خود سامری نے لکھا ہی کہ **صحرا نورد عمرو** کو گرفتار کرلائیگا اب ناظرین پر رنج
ہو کہ ملکہ بہار و تکلیل بگلے کی شکل بنے ہوے سحر کر رہے ہین نوشتہ تقدیر **نیلگون** پلٹ دیا عیارت
کو سحر کرکے بدلا قبہ بارگاہ پر بیٹھے ہوے سحر خوانی مین معروف ہین کہ خواجہ کی عیاری پوری ہو **عمرو** نے
جو **نیلگون** کو مہربان پایا اب تو خوش ہوکر بیٹھے مگر حیران ہین کہ اوراق سامری دیکھکر متوجہ کیونکر ہوا
خواجہ نے اور دو چار شعر گائے شراب کو بخوبی الٹ پلٹ کیا یا اطمینان بیہوشی ملائی کہا حضور اب شراب
نوش کرین مگر لشکر والون کو بھی باشناء ضرور ہو ان الفاظ پر **نیلگون** کو شک ہوتا ہی لیکن **بہار** و تکلیل
بڑی جان صرف کر رہے ہین **نیلگون** کو گمان ہوتا ہی **بہار** پھر رنگ رنجاتی ہین **نیلگون** خود جلدی
کر رہا ہی کہ میان **صحرا نورد** ایک جام پلاؤ خواجہ نے انکار کر آواز دی سب شراب پیجائیں ہم ساقی

ہونگے کوئی باقی نہ رہے چیلے گلابیان کنٹر جادوگر اٹھا اٹھا کر لیگئے اب عمرو نے جام لبریز کیا پہلے تو
نیلگون کو پلایا نیلگون جام لیکر بے تکلف پیگیا دوسرا جام افہام تاجدار کو دیا ملازمون سے
پکار کر آواز دی صاحبو تم بھی پیو سب جادوگر اہل محفل پینے لگے تھوڑے ہی عرصہ مین سب پی چکے
نیلگون بیٹھے بیٹھے بلبلایا گھبرا کے اپنے مقام سے اٹھا کہا میان صحرا لورد و عمرو آتا ہے دو قدم چلا تھا
کہ لڑکھڑا کر گرا افہام بھائی صاحب کہکے اٹھا یہ بھی گرکر بیہوش ہوا سب دربار والے جب بیہوش
ہو چکے لشکر مین جوتی پیزار چل رہی ہے بہار و شکیل قبہ بارگاہ سے دیکھ رہے ہین کہ خواجہ نے سبکو بیہوش
کیا نعرہ کرکے

نعرۂ عمرو

بباغ دین ز مکرش آبیاری
عمرو آن شاہ عیاران عیارہ
کز ان استاد عیاران عالم
جہان سرنگ در خنجر گزاری
سراپا دانش و عقل مجسم
بہر کشور بلاے جان کفار

نعرہ کرکے خنجر کھینچا چاہتے ہین نیلگون کو قتل کرین قضاے کار
افراسیاب باغ سیب مین بیٹھا ہے مصاحب بھی حاضر ہین کسی کے منھ سے نکلا کہ نہین معلوم نیلگون
پر کیا گذری افراسیاب نے اٹھا کر کتاب سامری کو دیکھا منھ پیٹ لیا کہا غضب ہوا نیلگون قتل ہوا
چاہتا ہے اور ستم دیکھو نیلگون دھوکا کھانے والا نہ تھا بدون اوراق سامری کوئی کام نہ کرتا تھا
بہار و شکیل نے یہ غضب کیا کہ عبارت اوراق سامری کو بدل دیا یہ کہکر افراسیاب نے کچھ اشارہ کیا ایک
برق چمکی چمک کر غائب ہوئی بہار و شکیل قبہ بارگاہ شگافتہ کیے ہوئے دیکھ رہے ہین یا تو خواجہ بیہوش
دخردش خنجر کھینچکر چلے تھے یا ٹوٹلنے لگے ایک جادوگر بیچ مین ملا نیلگون جانکر اسی کو خنجر مار دیا اسکا
سر کٹ گیا خون کا تراٹا گلوے بریدہ سے نکلا لکۂ ابر بنکر تیار ہوا اسی سے پانی برسا اول قطرہ نیلگون
پر پڑا نیلگون بیدار ہوا دیکھا عمرو ایسا عیار طرار فرار حیران دیکھ رہا ہے نیلگون نے اٹھتے ہی
للکارا او ساربان زادے میری مدد غیب سے ہوئی کسی نے مجھکو مبہوت کر دیا تھا اب ہوشیار ہوا
یہ کہکر ایک سحر کیا عمرو لڑکھڑا کے گرا شکیل و بہار نے جو یہ معرکہ دیکھا بہار نے کہا ای شکیل یہ کیا
ستم ہوا اسی لکۂ ابر سے کل ساحرون پر باران سحر برس گیا سب ہوشیار ہوے نیلگون نے کہا
ای سفاک جادو عمرو کا سر کاٹ لے سفاک تلوار کھینچکر چلا عمرو نے بیقرار ہو کر پکارا ای خالق
ارض و سما ای وحدہ لا شریک میرے تیرے وعدے کے خلاف ہوتا ہے مجھے بچالے تو کریم و کارساز ہے یہ
ملعون قتل کیا جاتا ہے وقت مدد ہے تیری عنایت سے سب بلا رد ہے

نظم

خداوند دو عالم ذات خلاق — کریم و باسط و فتاح و رزاق
خدا را می پرستند جملہ عالم — شب و روز و صباح و شام و اشراق
خدا دارد بہ ہر وقت و بہ ہر حال — کشادہ بر جہان ابواب ارزاق
تعلق دین نمیدارد بدنیا — کہ باحق غیر حق را نیست الحاق
شود دین نظم دلچسپ تو ہندی — بفضل ایزدی مشہور آفاق

عمرو نے بیقرار ہو کر جو دعا کی بہار نے گلدستہ پھینکا کر سر سفاک کا کٹ کر گرا کئی ساحر دیوانے ہو گئے گریبان چاک کیے خاک منھ پر ملتے تھے ہر طرف غل مچاتے پھرتے تھے نظم

صیاد چمن باغ مین گل ہو گیا اب شوخ — کیا بلبلہ ہوا تو ہوا ہے غضب شوخ
انگارے ہوئے رشک سے سب لعل بدخشان — صاحب یہ غضب آپکی ہر سرخی لب شوخ
ہوتا ہے حسینونکی طبیعت مین تلون — تقدیر بری ہے مری وہ یار ہے کب شوخ
شرمانا کبھی آپکا کم ہوگا نہ صاحب — ہو جائیے ننگ کہین ایک ہی شب شوخ
ٹھلایئے مکتب مین کہ تعلیم بھی پائے — وہ طفل حسین آپکا اختر ہے غضب شوخ

دو چار نے جو اس طرح کے اشعار پڑھے دیوانہ وار خاک اڑانے لگے نیلگون نے جھلا کر ایک دو تھپڑ مارا پکار کر آواز دی یا سامری یہ کون مختی سحر کر رہا ہے شکیل و بہار زمین پر گرے بہار نے گرتے گرتے دو پھول پھینکے عمرو کے پاؤن زمین سے چھوتے اٹھتے اٹھتے عمرو نے گلیم اوڑھ لی نیلگون نے ایک چیخ ماری کہ یارو گرفتار کرو بہار و شکیل نے عمرو کو چھپا دیا سب جادوگر بہار و شکیل پر بلوہ کر کے چلے بہار و شکیل سحر کر کے لڑنے لگے شکیل نے سحر کر کے بارگاہ افہام کو جلا دیا اب لڑتے بھڑتے باہر نکلے نیلگون نے آواز دی ای ساحرو افہام شکیل و بہار جانے نہ پائین چار طرف سے سحر کیا بلوہ ہو گیا افہام نے بڑھکر گرا شکیل نے گو[illegible] مین روک لیا ہی گولے پر سحر کیا اور پھینک مارا افہام کے سینے پر پڑا پشت کو توڑ کر پار گذرا افہام جھوم کر زمین پر گرا نیلگون نے سر پیٹ لیا کہا یارو میرا بازو ٹوٹ گیا یہ کہکے کمر سے خنجر نکالا زبان اس سے کاٹ کے خون دم خنجر پر ملا آواز دی او شکیل اس وار کو تو روک یہ کہکے خنجر پھینک مارا شکیل نے سحر کر کے خنجر توڑ دیا [illegible] گرا بجلی شکیل کے سر پر پڑا شکیل کا زخمی ہوا بہار نے شکیل کو سنبھالا شکیل نے کہا ای بہار کیا غضب [illegible]

بہار لیکے پھول سر پر شکیل کے ڈالے نیلگون نے کہا بی بہار تمہارا ابھی علاج کرتا ہون یہ کہکے
دوسرا گولا مارا بہار نے کاٹا اس گولے سے برق چمکی سر بہار کا بھی زخمی ہوا شکیل و بہار تیورا کر
گرے نیلگون تیغ کھینچکر چلا کہ بہار و شکیل کا سر کاٹ لون کہ پہلوے نخل سے آواز آئی اے نیلگون
تیغ لیے یہ تیغ بہار کش ہو پلٹ کے نیلگون نے دیکھا افراسیاب تیغ کھینچے ہوے آتا ہے نیلگون
نے سلام کیا افراسیاب نے کہا ان پر تو سحر کرو ایسا نہو نکلجائین نیلگون نے گولا پھینکا افراسیاب
نقلی یعنے عمرو نے نعرہ کر کے خنجر مارا نیلگون کے دو ٹکڑے ہوے مرتا نیلگون کا بہار و شکیل
اُٹھے بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتہ مرا نام من نیلگون جادو بود افراسیاب باغ سیب
مین بیٹھا تھا یکایک درخت مین آگ لگ گئی افراسیاب نے کہا غضب ہوا ارے نیلگون مارا گیا
تڑپ کر چلا یہان بہار و شکیل خواجہ لشکر کو تباہ کر کے چلے ہین کہ پشت سے نعرہ ہوا او بہار
کہان جاتی ہو ہنم افراسیاب جادو خواجہ نے چاہا گلیم اوڑھ لون ہاتھ زنبیل تک نہ گیا
خواجہ بھاگے بہار و شکیل نے تڑپ کر افراسیاب پر پھینکے افراسیاب پر خنجر رسا کے آپ بھی طرف صحرا کے
بھاگے خواجہ و بہار و شکیل بھاگے ہوے جاتے ہین افراسیاب نے ایک سنگ ریزہ اُٹھا کر
مارا جدھر یہ تینون بھاگے ہوے جاتے تھے نگاہ اٹھا کے دیکھا ایک کوہ فلک شکوہ سد راہ ہے تینون جب
گھبرا گئے بہار نے کہا خواجہ اب کدھر جائین ناچار ٹھہر گئے بہار نے سب زیور اپنا اُتار کر پھینک مارا
افراسیاب نے ایک چشم زدن مین دفع کر دیا کچھ انگلی سے اشارہ کیا تینون لڑکھڑا کر گرے
افراسیاب تیغ کھینچکر چلا تینون نے بلک کر دعا کی خواجہ پکار اٹھے اے خالق بے نیاز اے رب کارساز
اس ظالم کے ہاتھ سے بچا لے ان تینون نے جو تہ دل سے دعا کی ایک برق تڑپ کر افراسیاب پر گری
پہاڑ دو ٹکڑے ہوا ایک سنہرہ پنجہ پیدا ہوا وہ سینہ پر افراسیاب کے آیا پنجہ نے افراسیاب کو
ڈھکیل دیا ایک پنجہ کمر مین عمرو کی ایک ایک بہار و شکیل کی کمر مین پڑا اُڑا کر طرف آسمان کے لیگیا
افراسیاب نے ایک گولا پھینکا گولا جا کر چپٹا افراسیاب نے دیکھا برہمن روئین تن تینون کو لیے
ہوے جاتا ہے افراسیاب نے للکارا او برہمن بچے یہ گستاخی بادولت کے ساتھ برہمن نے کچھ جواب
نہ دیا تینون کو لیکر نکل گیا افراسیاب رنجیدہ پلٹا طرف باغ سیب کے گیا یہان ملکہ مہرخ وغیرہ
انتشار اور خلفشار مین تھین کہ بہار و شکیل و عمرو کو لا کے برہمن نے پہونچایا برہمن روئین تن رخصت ہوکر

طرف نور افشان کے گئے اہل اسلام مین بہار کے آنے کی بڑی خوشی ہوئی یہ داستان جلد سوم

دو کلمہ داستان حیرت بیان آمد جیحون دریا بار اور جانا خواجہ و عیاران اسلام کا برائے عیاری اور گرفتار ہونا سب کا و دریائے جیحون پر آمد بران و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

چل ای ساقی مہ لقا خوش ادا
گھٹا عین ہی وقت پر آگئی
کمین مین ترانے کمین رقص ہے
کہا بلبلون نے کہ نوروز ہے
چہکنے لگا عندلیب قلم
دل غمزدہ کو یہ کاہش ہوئی
کمین بلبلون کے بھی مین چہچہے
مضامین نو کا ہوا امتحان
مضامین نو کی سدا فکر ہے
کبھی ہجر دلبر کی تقریر ہے
ٹپکتا ہے آنسون کا دل سے دھوان
شب وصل دم مین سحر ہوگئی

کہ ہر سیہ نے دکھایا مزا
جو طاؤس گلشن مین رقصان ہے
کہ کوئل نے کی منزل عشق طے
بہار مضامین کی آمد ہوئی
گل نظم کے ہوگئے سامان بہم
لکھو داستان جلالت نشان
بہار گلستان کے سامان ہوئی
وہ نکلے مضامین رنگین بہم
طلسمات کا ہر جگہ ذکر ہے
کبھی وصل دلبر کے سامان ہوئے
کہ عاشق رہا عمر بھر بیجان
قمر لکھو فسانہ جلالت نشان

چہ چمک زنی برق کی ہوا گئی
بہار مضامین کے سامان ہوئی
پپیہے کی آواز دل سوز ہے
تو پھر نظم مضمون کی کد ہوئی
قمر ہمکو مضمون کی خواہش ہوئی
کہ مین سرو پر وجد مین قربان
ہوا جوش پر بحر طبع روان
کہ ہو وجد مین آج میرا قلم
کبھی عشق و الفت کی تحریر ہے
سحر ہوگئی تو پشیمان ہوئے
نہ آرام الفت مین پایا کبھی
کہ ہے جوش پر بحر طبع روان

چہرہ عزا اسان قلزم زخار داستان سرائے و شناوران دریای بیکنار رعنائی و زیبائی گوہر آبدار سخن کو زیب گوش سامعان ذیہوش کرتے ہین **شعر مصنف** مرصع نگاران شیرین سخن ؛ چنین مے طرازند رنگ کمن ؛ اسباب خانہ خراب تھا اس معاملے سے بیتاب سب ؛ **آیا بہار** کے نکل جانیکا اتہا کہ فرق من کے سرنگون ہے کہ آسمان پر غرانا ہوا سنتے دیکھا ایک آسمان پر قائم ہے ؛ ایک بیت یا شعر ہوا سنتے نیچا ایک عدد دیگر تاج زمین پہنچے ہوئے ... کا جسم

میں بالوں سے قطرات آب ٹپکتے ہوئے پشت پر لاکھ ساحران غدار ایک طرف ہوا اور دریا بھی جوش
مار رہا ہے **افراسیاب** اس ساحر کو دیکھکر خوش ہو گیا کہا ای **حیجون دریا بار** تمہارے آنیکا اتفاق
ہوا **حیجون** نے عرض کی غلام شکار کھیل رہا تھا شکارگاہ میں مجکو خبر ملی کہ سرکار کو بڑا رنج و ملال
ہے غلام فوراً روانہ ہوا **افراسیاب** نے کہا ای **حیجون** ما بدولت کسی سے عاجز نہیں ہیں لیکن حرامزادے
یہ ہیں کہ لونڈیاں غلام بگڑ کر انکی گھر گھر ذرہ سی آگ لگی اگر اونکے مار ڈالنے کا ارادہ کروں ایک سحر میں
سبکو تباہ کر دوں چاہتا ہوں گرفتار کر کے قید کر دوں اسیطرح وہ میری اطاعت کریں اسی میں
خرابی پڑی ہے چھ عیار ہیں ایک ایک انمیں ارسطو فطرت لقمان حکمت ہے جو ساحر ہے وہ انہی عیاروں کے
ہاتھ سے مارا گیا حیجون نے کہا غلام جاتا ہے مع عیاروں مع جملہ سرداروں سبکو گرفتار کر کے لاتا ہے
افراسیاب نے کہا ای حیجون عیاروں سے بہت ہوشیار رہنا حیجون نے عرض کی حضور سماعت فرماویں
عیار کی کیا حقیقت ہے کہ میرے لشکر میں قدم رکھے کیا حضور عیار بھی ساحر ہوتے ہیں افراسیاب نے
کہا عیار ایک لفظ سحر کا نہیں جانتے مگر ہمارے خدا لقا سے روزگار بھائی کے سامنے بھائی بنکر جاتے ہیں باپ کے
سامنے بیٹی کی شکل بنکر جاتے ہیں انکی مکر سے کوئی نہیں بچتا حیجون نے کہا حضور ہاتھ باندھ کر دوڑتے آئینگے
اس دریا میں سبکو ڈبو دونگا افراسیاب نے کہا ای حیجون میں حیرت کو نامہ لکھتا ہوں باعزاز و اکرام تمکو لیجائیگی
حیجون نے کہا حضور مالک ہیں غلام اب روانہ ہوتا ہے یہ کہکے اسیوقت پھر تخت پر سوار ہوا اور ملکہ حیرت
چلا افراسیاب نے ایک نامہ حیرت کو لکھا کہ حیجون دریا بار آتا ہے لڑائی کو اسکی رائے پر چھوڑنا اسکو سبطرح کا
اختیار ہے ایک طائر نامہ لیکر چلا یہاں حیرت جادو تخت پر جلوہ فرما ہیں چالاک بن عمرو ایک کنیز کی
شکل بنا ہوا پشت پر حیرت کی مگس رانی کر رہا ہے کہ طائر آکر کاندھے پر حیرت کے بیٹھا گلے میں اسکے
نامہ بندھا تھا حیرت نے نامہ کھولا چالاک بھی دیکھ رہا ہے مضمون مذکور حیرت نے پڑھا چالاک
مضمون سے آگاہ ہوا بارگاہ سے نکل کر بھاگا لشکر میں نہ پہنچا تھا کہ راہ میں برق فرنگی سے ملاقات
ہوئی چالاک نے سب حال بیان کیا برق نے کہا ابھی جاکر حیجون کی آبرو لیتا ہوں چالاک نے کہا ابھی یہاں
آنے دو برق نے کچھ جواب نہ دیا طرف صحرا کے بھاگا اس جوش میں جاتا ہے کہ جانتی ہی نہیں حیجون کو مار دوں ایک پہاڑ
پر چڑھ کے دیکھا ایک لشکر اوترا ہوا ہے بارگاہ زرنگار بیچ میں استادہ ہے برق پہاڑ سے اوترا پہاڑ
سے اتر کر دیکھا کہ ایک دریا ہے تھمار موج مار رہا ہے لشکر دریا کے اس پار ہے **برق فرنگی**

حیران ہے کہ میں نے بہار سے دریا بند کیا تھا لیکن صحرا کا دریا ہے اُس پار اُتر چلو ایک شتق نکلی
اُسکی دم دیکر چھلا پر لنگی باندھ کر رشتہ سنگ سینہ سے لگائی دریا مین کود پڑا شناوری کرتا ہوا چلا جب
وسط دریا مین پہونچا ایک ماہی کلان پیدا ہوئی برق کی طرف چلی برق نے چاہا اتر کے
نکل جاؤن مچھلی نے منہ اپنا مثل قبر کے کھولا ہرچند برق نے چاہا بچون مچھلی برق
کو نگل گئی جیجون بارگاہ مین بیٹھا ہے کہ تب بارگاہ ٹوٹا ایک مچھلی تڑپ کے گری غلطک ناریکے
پیٹ کھل ساحر گئے برق کو گود مین لیے ہوئے برق بیہوش و مدہوش ہے جیجون نے کہا ارے
یہ کون ہے کہا حضور دریا مین آتا تھا ایسا گستاخ کہ دریا مین پھاند پڑا النصف دریا تک پہنچ دیکھا
آخر اسکو گرفتار کیا کہا اسکو ہوشیار کرو اُس ساحر نے برق کے منہ پہ ہاتھ پھیرا برق کی
آنکھ کھلی ہاتھ پاؤن کی طاقت سلب دیکھا ایک ساحر غدار سامنے بیٹھا ہے بارگاہ مین ہزارون ساحر
جمع ہین سب لوگ یعنی کود پڑے ہر ایک کا یہی قول ہے کہ اسطرح گستاخانہ دریا مین کود پڑا
لیکن جیجون نے پکار کر آواز دی او برق تو نے مجھکو بھی مثل اور ساحرون کی سمجھا تھا دیکھا تو نے
تجھے کیونکر گرفتار کر لیا برق نے کہا حضور آپ ایسا ساحر ہماری نگاہ سے نہین گذرا جیجون
ہنسا کہا بس میان برق زیادہ باتین نہ بنا ذرا اب جند ہے اس دریا کی سیر کر دیجئے کہکے اُٹھا کمر مین
ہاتھ دیکر برق کو اُٹھا لیا بارگاہ کے باہر نکلا برق ہرچند تڑپا پٹیا جیجون نے کچھ نہ سنا برق کو
دریا مین پھینکدیا دریا مین ایک غراٹا ہوا جیجون نے آواز دی اے دریائے سامری اسکی
حفاظت کرنا کوئی اسکے پاس آسکے برق غرق دریا ہوا جیجون نے وہان سے لشکر اُٹھایا دریا کے کنارے
ہوا یہان چالاک نے جب دیکھا کہ برق پلٹ کر نہ آیا چالاک تلاش برق مین چلا ایک صحرا میں آیا
ٹھہرا دیکھا صحرا سے گرد اُٹھی جیجون تخت پر سوار پشت پر دیو یاد ولا کھ ساحر ہمراہ ہر طرف
دیکھتا ہوا لشکر اُسی مقام پر اُترا چالاک فقیر بنکر لشکر مین آیا فقیر کی سب خاطر کرتے ہین ایک
مقام پر بیٹھ گیا کمال کی چوباتین کین جس کسی نے چو دینے کا ارادہ کیا چالاک نے کہا ہماری گرو نے
منع کیا ہے ہم کسی سے کچھ نہین لیتے چالاک نے باتون مین پوچھا ان بادشاہ کا کیا نام ہے لوگون
نے بتلایا کہ جیجون دریا بار ان کا نام ہے بڑے مرد حیرت چیلے ہین چالاک نے پوچھا یہان
کوئی عیار بھی آیا تھا ایک جادوگر بولا اُتھا برق عیار آیا تھا یہان کسی کی مکاری غداری کیا

چل سکتی ہے شہنشاہ نے ہماری قید کر لیا چالاک کے یہ سنکر ہوش اُڑ گئے خاموش سن خیال میں
بیٹھا ہے کہ اے چالاک کیونکر اسکی بارگاہ میں جاؤں کچھ سوچکر کنارے آیا تو دیکھا کہ لشکر اسکا ایک
صحرا میں اُترا ہے رنگ و روغن عیاری کا نکالکر وضع خدمتگار کی دیکھی اُنھیں کی شکل بنکر
لشکر میں آیا دیکھتا ہے سامنے بارگاہ استادہ ہے طرف بارگاہ کے چلا جب قریب بارگاہ کے پہونچا دیکھا
ایک چھوٹی سی جھیل ہے اُسکے کنارے بارگاہ استادہ ہے چالاک نے پائنچے چڑھائے جھیل میں اُتر کر چلا
چند قدم چلا تھا کہ دریا نے جوش مارا چالاک لڑکھڑا کے گرا ہر چند چاہا کہ سنبھلوں سنبھل سکا ایک نہنگ
پیدا ہوا چالاک کو نہنگ نگل گیا بیہوش ہو گیا تھوڑی دیر میں جو آنکھ کھلی دیکھا جیجون تخت پر بیٹھا ہے
للکار رہا ہے کیوں او نا عیار کچھ عیاری سے کی ملازم ہوئی کہا پردہ بارگاہ کا اُٹھا دو پردہ جو بارگاہ کا اُٹھا
دیکھا ایک دریا تھا موج مار رہا ہے کہا او نا عیار تیرا اسکے ہار ہے ذرا برق کو بھی اسکو دکھا دو چالاک نے دیکھا
برق فرنگی مسلسل و مطوق کئی سو جادوگر گھیرے ہوئے برق تڑپ رہا ہے ماران سیاہ جسم میں لپٹے ہوئے
چالاک کے ہوش اُڑ گئے جیجون نے تخت سے اُتر کر چالاک کی بھی کمر میں بچہ دیا اُسی دریا میں پھینکدیا اب
جو چالاک کی آنکھ کھلی اپنے کو پہلوی برق میں پایا ماران سیاہ گرد لپٹے ہوئے ہیں سر پر
چار جانب سے دریا گھیرے ہوئے اس عجائب و غرائب کو دیکھکر چالاک کے ہوش اُڑ گئے چالاک نے پھر نہیں سی کوچ کیا
قریب لشکر حیرت ملکہ حیرت کو خبر ہوئی کہ جیجون دریا بار آ پہونچا حیرت نے وزیرزادیونکو برائے استقبال بھیجا
جیجون نے لشکر اُسی مقام پر معمورا صحرا میں ایک جانب دریا موج مار رہا ہے جیجون تنہا بارگاہ
حیرت میں آیا جھک کر سلام کیا پایۂ تخت کو بوسہ دیا پہلوی تخت میں زنگل بچھا تھا اُسپر آکر بیٹھا
کہا حضور دو عیار تو میں نے گرفتار کیے دریا میں قید ہیں حیرت نے پوچھا کون سے عیار ہیں کہا
ایک برق اور ایک چالاک بن عمرو چالاک کا نام سنکر حیرت کو کسیقدر افسوس ہوا
پوچھا چالاک نے کیا عیاری کی تھی کہا خدمتگار بنکر میری بارگاہ میں آنکا ارادہ کیا حضور عیاری کیا چیز
میرے سامنے اب کوئی عیار نہ آسکیگا عیاری کا دھرا رہ جائیگا حیرت نے کہا اے جیجون عیار ولی سمجھنا
جیجون نے کہا آپ ملاحظہ کرینگی یہ ایک دریا سبکی آبرو لینے کو کافی ہے حیرت سے دیر تک باتیں کیا کیا
پوچھا حضور کو علم افراسیاب سے پہنچ گیا کہ مقدمہ جنگ میں مجھے اختیار ہے میں طبل جنگ بجواتا ہوں
حیرت نے کہا تمھیں اختیار ہے ہمکو حکم پہونچ چکا ہے جیجون اپنی بارگاہ میں آیا حکم دیا طبل جنگی بجے

ہرکارے خبرین لیکر بھاگے یہان ملکہ مہرخ دربار مین بیٹھی ہوئی خواجہ عمرو سے ذکر کر رہی
ہین کہ برق وچالاک گئے تھے ابتک واپس نہ آئے نہین معلوم اُن پر راہ مین کیا گذری
باغبان نے کہا اے ملکۂ عالم حیجون بلائے روزگار ہے حقیقت مین اسکا مثل نہین آپ جو
صاحب اس سے مقابلہ کرین سمجھ بوجھ کے مقابلہ کرین ملکہ بہار نے کہا انشاء اللہ نیچا
دکھا دینگے باغبان نے کہا ملکہ بڑی مشکل پڑیگی یہ ذکر تھا کہ ہرکارے آکر حاضر ہوئے بعد
دعا وثنائے شاہی کے عرض کی چالاک وبرق قید ہوگئے مگر غلامون نے سارے
لشکر کو چھان ڈالا یہ نہین معلوم ہوتا کہ دونون کہان قید ہین یہ خبر غلامون کو ملا اور
حیجون نے طبل جنگی بجوا دیا ملکہ مہرخ نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے بموجب
حکم ملکہ مہرخ کے لشکر مین طبل جنگی بجنے لگے تیاریان ہونے لگین خواجہ عمرو اپنے مقام
سے اُٹھے ملکہ مہرخ نے کہا کیا ارادہ ہے عمرو نے کہا مین فکر مین برق وچالاک کی جاتا ہون
یہ کہکر کنارے پر لشکر کے آئے ٹہلتے ہوئے کنارے لشکر حیجون کے پہونچے دیکھا صحرا مین
ایک دریا ہے بیچ مین صحرا کے بارگاہ حیجون استادہ ہے گرد لشکر اُترا ہے خواجہ کامہ نے اپنے
رنگ وروغن عیاری کا لگا کر افراسیاب کی شکل بنکر تیار ہوئے تخت زبرجدی نکالا اُسپر
سوار ہوکے چلے اور حیجون اپنے مقام پر بیٹھا ہے گرد سردار جمع ہین کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا
افراسیاب جادو تخت اُڑائے ہوئے آتا ہے سب برائے تعظیم کھڑے ہوگئے افراسیاب
اُترا ایک گوشے مین صحرا کے اُترا اول تخت کو اپنے غائب کیا حیجون تخت سے اُترا اور
افراسیاب تخت پر آیا حیجون سے کہا مجھکو معلوم ہوتا ہے کہ عمرو تمھاری فکر مین نکلا ہے
مین اب اسواسطے آیا کہ تمکو آگاہ کرون شراب جمع کرو جسکو پلا دونگا سو برس عمر بڑھ جائیگی
القاب سامری یاد کرکے آیا ہون وہی پڑھ دونگا مگر کوئی غریب امیر باقی نہ رہے
سبکو شراب پہونچے مٹکے گھوڑے چلے افراسیاب نے اسم سامری پڑھکر لشکر مین بھیجدیے جام
لبریز کرکے بیہوشی ملائی زمین پر جام رکھدیا کہا اے حیجون پیو حیجون نے جیسے ہی جام اُٹھایا
پہلو مین افراسیاب کے حباب ریاکوش بھائی حیجون کا بیٹھا ہے حیجون نے شراب مین
دیکھا ایک حباب شناوری کر رہا ہے حیجون نے نگاہ تہ طرف افراسیاب کے دیکھا رنگ وروغن

چہرے سے اڑگیا جیحون نے للکارا او ساربان زادے میں نے پہچانا عمرو نے پلٹ کر
حباب دریا نوش کو خنجر مارا اسکا شکم چاک فقط یاک عمرو اپنے نام کا نعرہ کرکے بھاگا

نعرۂ عمرو تصنیف مصنف
مری نسل سے مکر پیدا ہوا
جھکاتا ہوں دشمن کو ہر دم کو میں
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
امیر عرب شہ پروردگار

ہوا نام میرا [illegible] خواجگان
ہے نام [illegible] خورشید ہوا
مرا علم ہے دشمن [illegible]
نشان تھا مری گردیا پوش کا
بہی فتح نصرت کی تدبیر ہے

عمرو ذیشان [illegible] مہتران
اڑاتا ہوں [illegible]
مری چال سے ہو جہاں پایمال
مرا فیض بخشش نامدار
کر آتا ہمارا جہانگیر ہے

حباب کو مار کر خواجہ جو بھاگے جیحون پیچھے خواجہ کے دوڑا جادوگروں سے کہتا ہوا ارے
اس ساربان زادے کو لینا جو جادوگر قریب آیا عمرو نے جہاب مار دیا وہ لڑکھڑا کر گرا
عمرو نے سر کاٹا اور بھاگا لڑتا ہوا جست و خیز کرتا ہوا عمرو جاتا ہے جیحون کہتا ہے کیا بائے وزگار
ہے چالیس جادوگر مارے گئے عمرو بھاگتا ہوا جب کنارے لشکر کے پہونچا جیحون نے
آواز دی اے دریائے سحر سامری حباب کو مار کر یہ ساربان زادہ جاتا ہے اسکو لینا جانے
نہ پائے یکایک دریا نے جوش مارا عمرو نے دیکھا جس طرف سے میں گذرتا ہوں زمین
شق ہوتی ہے اور فوارہ پانی کا جاری ہوتا ہے عمرو سنکر دوسری جانب سے جاتا ہے اور کہتا ہے
کہ اب پانی سے پناہ پانی مشکل ہوئی عالم بحر و بر آب رو بچائے کسی مقام پہ پانی سے اپنے کو
بچایا ایک مقام پر زمین شق ہوئی فوارۂ آب نکلا عمرو نے جست کرکے چاہا نکلوں دیکھا
کہ گرد دریائے آب ہے در بیچ میں میں کھڑا ہوں ایک ماہی کلان منھ سے حباب چھوڑتی ہے
اور قریب میرے چلی آتی ہے جیسے ہی مچھلی نے قریب آکر منھ کھولا عمرو دونوں پاؤں جما کر دہن
ماہی میں کود پڑا ہر کارے یہ سب معاملہ دیکھ رہے تھے یہ کیفیت دیکھکر بھاگے جب خواجہ
دہن ماہی میں کودے آنکھ جو کھلی اپنے کو سامنے جیحون کے مسلسل و مطوق پایا جیحون
نے پکار کر آواز دی کیوں اے عمرو تو نے میرے بھائی کو مارا اب میری قید سے تا قید حیات
رہائی نہ پائیگا خواجہ عمرو تعریفیں کرنے لگے جیحون نے کہا او ساربان زادے یہ باتیں
مجھے نہ بتا یہ کہکے کہ میں سمجھ دیا طرف دریا کے عمرو کو لیکر چلا عمرو کا تڑپنا اور

بلانا، ورد کرو دعا کرتا ہو کریم و رحیم اس سے بچا لے

نظم

شو پشیمان تو پس کن بعد از گناه ؎ تا که بخشد از گناه و عذر خواه
خاک بودی باز خاکستر شوی ؎ کن با اصل خویش ای خاکی نگاه
بنده باشد نام تو در بندگان ؎ گر چه گردی در ولایت بادشاه
سجده کن نزد خدا خواہی اگر ؎ یاد کن حق را بہر شام و پگاه
از خدا چیزے کہ حاصل میشود ؎ در جہان از بندگان ہرگز مخواه
تا به آہنگ از نامہ اعمال خویش ؎ کن سیاہی دور از نامہ سیاه
زینت دنیا ندارد اعتبار ؎ ہان مشو غرہ بملک و مال و جاه
خیر و شر را کن تفتو از خدا ؎ مظہر نور الہی کوه و کاه
دور کن از خاطر خود دور کن ؎ ہر گمان و ہر شک و ہر اشتباه

ہر چند عمرو تڑپتا ہے پھڑکتا ہے لیکن جیحون عمرو کو لیے جاتا ہے قریب دریا کے پہونچکر عمرو کو دریا میں پھینک دیا ایک مچھلی عمرو کو نگل گئی ہرکارون نے جو یہ معاملہ خواجہ کا دیکھا روتے پیٹتے بھاگے سامنے ملکہ مہرخ کے بھی روتے ہوے آئے تمام کیفیت بیان کی عرض کی استاد قید ہوگئے اسوقت ایک شور اور خروش گریہ و زاری کا بلند ہوا ملکہ مہرخ نے دربار برخاست کیا سب سردار اپنے اپنے مقام پر آئے بعض ہو مخانے میں آئے سحر تیار ہونے لگے سب سے زیادہ ملکہ بہار کو فکر ہے ایک بارگاہ میں بیٹھکر ایک چوکی بچھوائی گلدستے گرد رکھ لیے بوے خوش آرہی ہے ہواے سرد چل رہی ہے غنچہ ہاے ناشگفتہ چٹک رہے ہیں پھولوں کی رنگ آمیزی سوسن صد زبان کی زبان میں تیزی دمبدم اسماے سحر پڑھتی ہیں خیمے سے دھوئیں نکل رہے ہیں لیکن جیحون خواجہ کو دریا میں پھینک کر عرصۂ دراز تک کنارے کھڑا رہا بعد تھوڑی دیر کے دریا سے منھ دھویا ہاتھ دھوئے پلٹ کر چلا تھا کہ ایک خدمتگار پہلو میں کھڑا تھا اسنے عرض کی حضور ایک عیار ابھی آیا ہے وہ سامنے ذرخنہ نخلستان میں چھپا ہے آپ میرے ساتھ چلیے میں گرفتار کرا دوں جیحون نے کہا کس مقام پر ہے خدمتگار نے عرض کی وہ نخل کے تلے

بیٹھا ہی رنگ و روغن نکالا ہی صورت بدل رہا ہی جیحون بڑھا خدمتگار بھی اسکے ساتھ سب چلے
اُس خدمتگار نے کہا تم سب نہین ٹھہرو ورنہ سبکو دیکھکر بھاگ جائیگا جیحون نے اور سبھونکو
روک دیا خدمتگار ساتھ ساتھ چلا جب جیحون کنارے پر لشکر کے پہونچا خدمتگار نے کہا وہ
سامنے عیار بیٹھا ہی ایک گولہ پھینکیے ہر وقت سر جیحون سے قطرے پانی کے ٹپکا کرتے ہین
جیسے ہی جیحون ادھر دیکھنے لگا خدمتگار نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے اور نعرہ کیا منم
جانسوز بن قران جیسے ہی حلقے کمند کے گلے مین جیحون کے پڑے قطرات آب سر سے
ٹپک کر حلقہ ہاے کمند پر گرے حلقے کمند کے جل گئے کچھ قطرے سر پر جانسوز کے پڑے
جانسوز مُنھ کے بھل زمین پر گرا جیحون نے کمر مین پٹکہ دیکر اُٹھا لیا طرف دریا کے لیکے
بھاگا لاکر دریا مین جانسوز کو بھی پھینک دیا سرکارے یہ معاملہ دیکھکر بھاگے آکر مہرخ
سے بیان کیا کہ جانسوز بھی گرفتار ہوا ملکہ مہرخ نے مُنھ پیٹ لیا کہا لو صاحبو خاتمہ ہوا
سب عیار گرفتار ہو گئے صرف ضرغام و مہتر قران باقی رہے خدا انکو اس ظلم و بدعت
سے بچائے سونا کسیکا کھیا رات بھر لشکر مین تلاطم رہا بوقت سحر لشکر میدان مین آیا ضرغام
نے جاکر مہتر قران سے کہا کہ خلیفہ صاحب غضب ہوا عیار سب گرفتار ہو گئے فقط ہم اور
آپ باقی ہین مین تو جاتا ہون یا جیحون کو قتل کرونگا یا اپنی جان دونگا یہ کہکر ضرغام بھاگا
دور سے دیکھا لشکر کفار میدان کارزار مین آرہا ہی ضرغام ایک ساحر کی شکل بنکر لشکر جیحون مین
آیا دیکھا جیحون ابھی بارگاہ سے برآمد نہین ہوا ٹہلتا ہوا در بارگاہ جیحون پر آیا پوچھا سرکار کیا
کررہے ہین چوبدار نے کہا جامہ خانے مین تشریف رکھتے ہین ضرغام نے کہا ہمین کچھ
عرض کرنا ہی یہ کہکے اندر بارگاہ کے گیا دیکھا جیحون بیٹھا لباس پہن رہا ہی ضرغام کو یہ خبر
نہ تھی کہ اسکے جسم سے اسباب سحر پیدا ہوتے ہین قریب جاکر کہا اے شہنشاہ ملکہ حیرت جادو
نے دعا کہی ہی اور فرمایا ہی کہ تمنے چار عیارون کو گرفتار کر لیا اب انہین کا ایک کالیا
باقی ہی جسکا صاحب بغدہ گران لقب مشہور ملک عرب و عجم ہی ذرا اُس سے اپنے کو بچائیے گا
جیحون نے کہا میری طرف سے آداب و تسلیمات عرض کرنا اور کہنا کہ مین ہر طرح ہوشیار ہون
ضرغام نے کہا وہ کسیکی شکل بنکر آئے گا آتے ہی بغدہ ماریگا اُسکا بغدہ کبھی خالی نہین

جاتا یہ سنتے ہی جیحون نے کہا ای برادر اسکی کیا مجال ہی کیا حقیقت ہی کہ میرے پاس آ سکے
مگر آپ نے مجھے آگاہ کیا نہایت عنایت ہوئی مین ہوشیار ہون ضرغام ٹھیرا ہوا ہی کہ ایسا
ہو سحر کر بیٹھے مگر کہا دیکھیے وہ گوشے مین سے جھانک رہا ہی جیسے ہی جیحون پلٹا ضرغام نے
حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے حلقے کمند کے پڑتے ہی بالو نے قطرۂ آب گرا کمند جلگئی
ضرغام ڈگمگا کر گرا ایک قطرہ پانی کا منھ پر پڑا رنگ روغن عیاری کا اڑ گیا جیحون نے کہا اے
تو کون ہی ضرغام نے جواب دیا ابے مسخرے سنم ضرغام شیردل تیرے مارنے کو آیا تھا جب
ہمارے قبلہ و کعبہ قید ہو گئے تو اب ہمین رہائی کی کیا خوشی بدنام تو نہ ہونگے پہلو مین جاکر
انکے ہم بھی قید ہونگے جیحون نے کمر مین پنجہ دیا باہر لیکر نکلا ساحرون نے کہا حضور یہ کون ہی
کہا یارو کیا کہون عیار و نکا تار بندھ گیا مگر یارو تمنے کیون اندر آنے دیا جادوگرون نے کہا
ایسا فقرہ اسنے کہا کہ ہم لوگون نے کہا اندر جاؤ ہم یہ نہ جانتے تھے کہ عیار مکار ہی جیحون نے
کہا ایک صاحب اور باقی ہین بہت سے جادوگر وہان کھڑے ہین پہلو مین ایک زنگی بھی
کھڑا ہی اسنے پوچھا حضور کو کیونکر معلوم ہو جاتا ہی کہا مین نے اپنے بالون پر سحر کر رکھا ہی بالون
سے قطرہ پانی کا ٹپکا کمند جلگئی اور مین دریافت بھی کر سکتا ہون ابھی تبلا دون کروہ کالیا
کہان ہی یہ کہکے جیب سے کاغذ نکالا کاغذ دیکھتے ہی کہا اے یہ مہتر قران ہی پکڑلو ساحل
جادو اسکا بھتیجا برابر کھڑا تھا آگے چاہا مہتر قران کو پکڑ لون قران نے ایک بغدہ ساحل کو
مارا کر اسکا سر پھٹا اندھیرے مین مہتر قران نے بغدہ جیحون کو بھی مارا جیحون کی کمر پر بغدہ پڑا
جیحون منھ کے بل زمین پر گرا مہتر قران سمجھے مین نے اسکو مارا بغدے کو گردش دیتے
ہوے بھاگے جسپر بغدہ پڑا اسکا سر پھٹا لشکر سارا اسکا تیار کھڑا ہی جادوگر دوڑے کہ
مہتر قران کو گرفتار کر لین مہتر قران نے حقۂ آتشبازی نکالکر کھینچ مارا فوراً آگ کے
کبھی شعلے بھڑکے کئی سو جادوگر جلے مہتر قران لڑ بھڑ کر نکلگئے جادوگرون مین ہلڑ ہوا جیحون
کی ناک سے خون جاری ماتھے سے خون ٹپک رہا ہی جادوگرون نے اٹھایا جھلاتا ہوا تھا
سر سے خون کے قطرے ٹپکتے ہوے جادوگرون نے ماتھے پر پٹی باندھی کرگدن مست
پر سوار ہوکے چلا سب لشکر اسکی پشت پر صحرا مین دریا جوش مار رہا ہی جب یہ

کینڈے پر سوار ہوکے چلا دریا کا جوش و خروش بڑھ گیا موجہاے دریا مثل شمشیر آبدار
چمک دکھارہے ہین گرداب خنجر بُرّان مچھلیان تڑپ تڑپ کے بلند ہوتی ہین جیحون ساحرداون
سے کہتا ہی یار و مجھے سامری و جمشید نے بچایا کمر پر لغدہ پڑا اگر سر پہ پڑتا سر پھٹ جاتا
سامری و جمشید نے بچا لیا لیکن دیکھو تو ان مسلمانون سے کسطرح پیش آتا ہون اب تو
مین نے یہ بھی غور کر لیا کہ یہ عیار رستم خصال سہراب جلال جب لشکر مین قدم رکھے ما بدولت
کو احوال معلوم ہو جائے ایسے کا قریب آنا بہتر نہین اگر کبھی لغدہ سر پر پڑ جائے فولاد ہو
تو وہ بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو جہتر قران پلٹ کر رنجیدہ و کبیدہ خدمت مین ملکہ مہرخ کی آئے ملکہ
مہرخ بارگاہ سے برآمد ہوتی ہین ایک جانب ملکہ بہار گلعذار ایک جانب باغبان نامدار
و رعد و برق و برق لامع ایک جانب ملکہ گلگونہ رنگین پوش کئی ہزار کنیزین پشت پر ملکہ
مہرخ سے عرض کرتی ہوئی چلی آتی ہین کہ حضور یہ بڑا ساحر زبردست ہی حقیقت مین اس سے
مقابلہ مین مشکل ہو گی یہ ذکر تھا کہ جہتر قران آکر پہونچے ملکہ مہرخ کو سلام کیا پایۂ تخت کو بوسہ دیا
تمام کیفیت بیان کی ملکہ مہرخ نے کہا خدا نے بڑا فضل کیا ای قران اب جانیکا ارادہ نکرنا اُسنے
یہ بھی تدبیر کر لی ہو گی کہ جب لشکر مین جاؤگے وہ پہچان لیگا قران کنارے ہوے اتنا تو کہا
کہ حضور یہ ہو سکتا ہی کہ اُستاد قید ہون اور مین نہ جاؤن ملکہ مہرخ لشکر کو لیکر میدان
کارزار مین آئین دیکھا جیحون دریا بار معین جوش مار رہا ہی لشکر ملکہ مہرخ کا بھی آکر جما نقیبون نے
نقابت کی کڑکا کڑکیت کہکر ہٹے جیحون نے اپنا گینڈا بڑھایا ماتھے پر پٹی بندھی ہوئی سامنے
تخت ملکہ حیرت کے آیا حیرت نے پوچھا ای جیحون خیر تو ہی کہا حضور قران نے مجھکو گرایا
حیرت نے کہا بڑے صاحب نصیب تھے کہ جو قران کے ہاتھ سے بچے جیحون نے
آنکھون مین آنسو بھر کے کہا بھائی میرا ہاتھ سے ساربان زادے کے قتل ہوا بھتیجے کو
قران نے مارا میرے کلیجے پر اُسکا داغ ہی اب امیدوار ہون کہ میدان کی اجازت ملے
تماشاے جنگ ملاحظہ فرمائے ملکہ نے کہا سامری و جمشید کے سپرد کیا جیحون
جوشان و خروشان میدان آیا پکار کر آواز دی ای فرقہ خداپرستان جسکو تمنا مرگ
ہو وہ نکلے ملکہ نافرمان نے آکر ملکہ مہرخ سے عرض کی کنیز کو اجازت میدان کارزار

سلے مین جاکر اس بحیا کو جواب دو دن ملکہ مہرخ نے فرمایا ای نافرمان یہ تجھا ساحر زبردست
ہو دیکھلو کہ رنگ رو بہار کا متغیر ہو باغبان کو انتظار ہو رعد و برق تڑپ رہے ہین تمنے
اژدہ متقا ہے کا کیا کیونکر بن پڑیگا وہ ملعون کامل دھکل ہو نافرمان نے عرض کی عنایت
خدا شامل حال چاہیے آپ حکم تو دیجیے دیکھیے کیا رنگ ہوتا ہو نافرمان نے بشکل ملکہ
مہرخ سے اجازت لی سامنے جیجون کے پہونچین جیجون نے ایک کوڑا اپنے کرگدن پر
مارا کرگدن نے ایک چیخ ماری اُس صدا سے ملکہ نافرمان بیہوش ہو کے گرین جیجون
نے چاہا بڑھکر قبضہ کرے ان نافرمان کو اتنے مین کنیزان نافرمان زیرپن
گئی نے اپنی جانین دین مگر کنیزین نافرمان کو اٹھا لیگئین جیجون نے جھلا کر آواز دی اور
جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے بہار نے قصد کیا تھا کہ ملکہ گلگونہ رنگین پوش نے طاؤس اپنا
بڑھا دیا مہرخ سے اجازت لیکر سامنے جیجون کے پہونچین جیجون نے وہی حرکت کی کہ کوڑا
سر پر کرگدن کے مارا کرگدن نے ایک چیخ ماری ملکہ گلگونہ رنگین پوش مسکرائین بیچ ان
صاف و شفاف سے ایک برق تجلی کر کرگدن کا سر اڑ گیا گینڈا مرگیا جیجون تو کودکر
الگ ہوا اپنے بازونکو جنبش دی ملکہ رنگین پر پانی برسنے لگا ملکہ رنگین نے عمامہ اپنے
پر ہاتھ رکھا ایک ٹکڑا ابر کا پیدا ہوا جسقدر پانی سحر سے جیجون کے برسا اُس ٹکڑے ابر نے
سب پانی اپنے اوپر لیا جیجون نے کئی سحر کیے ملکہ رنگین پوش نے ہنس ہنسکر دفع کر دیے
یکایک قہقہہ مار کر ہنسین کچھ زیور اپنا طرف آسمان کے پھینکا ایک سناٹا ہوا جیجون نے
سر اٹھا کر دیکھا ایک عقاب لاجواب شاخ نخل پر آکے بیٹھا جیجون سے آنکھ ملاکر یہ
اشعار پڑھنے لگا مثل انسان کے آواز بھی دی میان جیجون صاحب ان اشعار عاشقانہ
کو بگوش ہوش سماعت فرمایے

نظم

جیب میں چاک در یار نظر آتا ہی	سینے مین روزن دیوار نظر آتا ہی
دشت غربت مین نگر اپنی جدھر جاتی ہی	وہی کوچہ وہی بازار نظر آتا ہی
دیکھی اس ماہ کی کیا میری طرح عاشق ہین	جو ستارہ ہی سویدا نظر آتا ہی
چاند سا چہرۂ تابان ہی مگر اسیر بھی	زلف مین رنگ شب تار نظر آتا ہی

کا دش خلق سے چھوٹا جو ہوا سودائی — داغ سودا گل بیمار نظر آتا ہی
گر یار نہان ہو تو اچنبھا کیا ہی — کب ہمارا بدن زار نظر آتا ہی
خود فراموشی نہین یار کو یوسف کیطرح — ورنہ ہر کوئی خریدار نظر آتا ہی
جلنے سے عمر روان اپنی ٹھہر جاتی ہی — جب ترا جلوۂ رفتار نظر آتا ہی
بخل سے زر کو سمجھتا ہی وہ اجزائے بدن — گل کے مانند جو زردار نظر آتا ہی
شب فرقت مین سیہ خانہ ہی تاریک ایسا — شمع دیکھون تو سیہ مار نظر آتا ہی
ایسی فرقت مین ہی گردش کہ مرے تپ سے — دائرہ صورت پرکار نظر آتا ہی
بھاگ جاتا ہی وہین پیک اجل بالین سے — جب مجھے قاصد دلدار نظر آتا ہی
جانتا ہون انھین آنکھونکو پڑی کیا یا ہی — مست جب دم کوئی میخوار نظر آتا ہی
گرچہ ہون ہند مین لیکن مجھے ناسخ ہر دم — روضۂ حیدر کرار نظر آتا ہی

ان اشعار کی آواز جو کان مین جیحون کے پہونچی چہرہ سرخ ہوا ہونٹون پر خشکی آنکھون مین تری حواس مین ابتری ملکہ گلگونہ نے اُس عقاب سے کچھ اشارہ کیا وہ عقاب تڑپ کر سر پر جیحون کے آیا پر ولنے سر پٹیا ہر پر سے ایک ایک چنگاری آگ کی نکلی عقاب جواب جلنے لگا وہ خاک جو سر پر جیحون کے گری آہ کا نعرہ کیا گریبان چاک کرنے لگا خاک زمین سے اُٹھا کر مُنھ پر ملنے لگا اس حال زار سے سامنے ملکہ گلگونہ کے آیا کہا ای شہنشاہ اقلیم سحر و ساحری ای گل خندان چمن برتری امید وار ہون کچھ خدمت غلام کے سپرد ہو ہمیشہ در دولت پر حاضر رہون پلکون سے جاروب کشی کرون کلام کا امید وار ہون کچھ تو زبان سے فرمایئے اب غلام کو نہ ترسایئے ملکہ نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ دیکھ زمین پر کیا پڑا ہی خاک اُٹھا کر مُنھ پر ملنے لگا کہا اب تو غلام بہت مضطر و بیقرار ہی کلام فیض انجام کا بہت عرصے سے امید وار ہی کیا کہون جو کیفیت ہی **نظم**

خود فروشی کے لیے آپ جو بازار چلے — نقد جان لیکے ہزارون ہی خریدار چلے
ارکے خشک جو خیابان سے خردار چلے — ساتھ ہی تھامے عصا نرگس بیمار چلے
ہاہم ہوے قتل جو تم نازسے ای یار چلے — ہو قیامت اگر اس چال سے تلوار چلے

میری تصویر اگر پیر مغان کھینچوا دے | ساتھ پھر مست کے میخانے کو دیوار چلے
نہیں چلتا مرے کہنے پہ مرا سرو روان | ایک وہ تھے جو کیا حکم تو اشجار چلے
تنگیِ عالم امکان کی یہ قاطع ہے دلیل | آئے دو چار جو اسمین وہین دو چار چلے
ہر قدم پہ ہے مجھے یون رہ دین مین لغزش | ڈگمگاتا ہوا جیسے کوئی میخوار چلے
پیر صاحب نہ خفا ہو تو ابھی ہاتھون ہاتھ | تا سر پیر مغان آپکی دستار چلے
سر زاہد مین نہایت ہی ہوا سے نخوت | کیا عجب ہے فلک اڑ کے جو دستار چلے
ہون وہ دیوانہ کہ عمداً دو عا مانگتے ہین | جلد اب فصل بہار آئے کہین کار چلے
خواب مین ہم جو وطن کو چلے یہ شور سنا | آج ناسخ کی طلب کو شتر اسوار چلے

رو رو کر دیر تک ایسے اشعار پڑھے ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا اشارہ کیا تلوار کھینچو جیحون نے تلوار انتقام نیام سے کھینچی حیرت نے جو یہ معاملہ دیکھا سر اپنا پیٹنے لگی کہا کہ لو صاحبو اس نازنین نے غضب کیا جیحون اپنا سر کاٹا چاہتا ہے وزیرزادیون نے عرض کی جا کر ہاتھ پکڑ لین حیرت نے کہا جو اسوقت اسکے قریب جائیگا وہ مارا جائیگا دیکھین کیا تقدیر دکھائے لیکن صاحبو یہ وہ ساحرہ ہے جسپر شہنشاہ کو ناز تھا کہ جسدن جیحون کو برسر مسلمانان روانہ کرونگا قیامت ہوگی اُسکا تو یہ حال ہے تاب ہجوم غم و ملال ہے جان دینے پر آمادہ ہے یہ کہکر حیرت نے کچھ اسماے سحر پڑھے اور پکار کر کہا ارے دریاے سحر جیحون کا تیار ہے پھر یہ کیون مجبور ہونا چاہتی ہے بجلی کان سے نکالکر دریا مین جیحون کے پھینک دی بجلی جو حیرت کی دریا مین جا کر گری پانی مین تلاطم ہوا چادر آب سے مچھلیون نے منہ چھپایا ایک نہنگ قعر دریا سے نکلا موج شمشیر سے اپنا سر کاٹا اسی دریا سے تھا سے ایک زنگن گھبرائی ہوئی نکلی خون ننگ اپنے منہ پر ملا اڑتی تھی یا سامری و جمشید دہشت مدد ہو میرے افسر کو بچائیے اس وقت ہمین شعبدہ بازی دکھائیے اُڑتی ہوئی سر پر جیحون کے پہونچی آواز دی اے شہنشاہ ایسے مبہوت ہوے یہ کہکر زمین پر اُتری تیغ کھنچا ہوا جیحون کے ہاتھ مین تھا وہی تیغ سر پر زنگن کے مارا زنگن نے سر آگے کر دیا سر جو ملا سر زنگن کا کٹا خون کا فوارہ پیدا ہوا جیحون خون مین نہا گیا جسوقت

وہ خون جسم پر پڑا جیحون کو ہوش آیا ملازمان حیرت کو جواب دیا اور جیسے وہ کٹار زنگن اوٹھا کر زمین پر گری تھی جیحون نے بیٹھ کر اسکا سینہ چاک کیا اور جگر نکالا آواز دی یا وگلگونہ نے جیسے ہی جگر پہ نگاہ کی گلگونہ کی بڑی رنگت متغیر ہوئی جب جیحون نے وہ جگر گلگونہ پر پھینک مارا ما تھے پر آکے پڑا گلگونہ نے تین چیخ کھانے معلوم ہوتا تھا کہ بدن مین آگ لگ گئی چیخ کھا کر گری بیہوش ہوگئی دوسری صورت یہان پر یہ مذکور ہو کہ وہان افراسیاب نے باغ سیب مین بیٹھے بیٹھے کتاب سامری دیکھی جیحون کو دیکھا گلا کاٹا چاہتا ہی پکار کر آواز دی ارے سرفروش کس گوشے مین بیٹھی ہو میرے سامنے نہین آتی زنگن سیہ فام سامنے آئی کہا اے سرفروش جلد جاکر جیحون کی خبر لے سحر مین گلگونہ کے تبلا ہی گلا اپنا کاٹنا چاہتا ہی تو اپنے کو اسپر نثار کر سامری وجمشید نے تجھکو اسیدن کے واسطے پرورش کیا تھا مگر چشم زدن مین اپنے کو پہونچانا بہت جلد جانا یہ سنکر وہ زنگن روانہ ہوئی بطور مذکور پہونچی اسیطرح قتل ہوئی جیحون نے جگر زنگن کا لیکر گلگونہ پر پھینک مارا گلگونہ چیخ کھا کر گری بیہوش ہوئی باغبان نے پکار کر کہا کہ یارو گلگونہ کو بچاؤ سحر افراسیاب کا تھا جیحون کو کیا لیاقت تھی کہ گلگونہ کا یہ حال کرتا جیسے ہی جیحون نے یہ قصد کیا کہ جاکر گلگونہ کو اوٹھا لون باغبان نے جھپٹ کر گیند مارا جیحون نے اس گیند کو ہاتھ مین تھام لیا اوسی گیند پر اپنا خون ڈالکر باغبان پر پھینک مارا گیند جاکر پھٹا باغبان پر قطرات خون گرے باغبان بھی برابر گلگونہ کے گرا فوج مسلمانان جا پڑی تمام ملازمان جیحون بھی آپڑے مگر اب جیحون کا حال یہ ہو دریاے خون زنگن مین نہایا ہوا جسپر جا پڑا اوسکو بیہوش کردیا باغبان کے بیہوش ہونے کے بعد بہار نے جو یہ ہنگامہ دیکھا الگ الگ سحر کرتی ہین مقابلے پر جیحون کے نہین جاتین جب گلدستہ مارا سو دو سو کو دیوانہ کیا ہزارون نے اپنے گلے کاٹے حیرت بھی جیحون کی شریک ہوئی بہار کا سحر مٹا بالآخر جیحون نے باغبان وگلگونہ کو اوٹھا لیا دونون کی زبان مین سوزن دی اپنے ملازمون کے سپرد کیا لڑتا ہوا بہ فخر وتکبر قریب تخت حیرت آیا کہا حضور نے غلام کا سحر دیکھا حیرت نے ہنسکر کہا تمھارا کیا کہنا جیحون کھڑا حیرت سے باتین کر رہا ہو سحر جانبین سے

ہو رہے ہین کہ صرصر شمشیر زن بھی آگئی تلوار لیے سے پہچانا کہ پشت پر جیحون کی مہتر قران
کھڑے ہین تعریفین جیحون کی کر رہے ہین صرصر کے منہ سے نکلا ای جیحون اپنی جان بچا دغا
کا لیا کھڑا ہی قران نے بہ نگاہ قہر صرصر کو دیکھا صرصر تو بھاگی جیحون نے چاہا مہتر قران
کو پکڑ لون سحاب سرخ پوش رسالدار لشکر جیحون کا برابر کھڑا تھا مہتر قران نے اُسکو
بغدہ مارا اندھیرے مین بھاگ حیرت کے تخت پر بھی ایک لات ماری حیرت تخت
سے گری جیحون نے ہاتھ تھام کر سنبھالا کہا ای ملکہ نام رکھ لیا تجھ سے غضب کا ہی اگر
صرصر نہ کہتی میرا پیر مجھے کہدیتا مین نے سحر کر رکھا تھا کہ جب عیار لشکر مین آئے مجھکو خبر
ہو جائے اسوقت مین حضور سے باتین کر رہا تھا اسوجہ سے غافل ہوا حیرت نے کہا ای جیحون
شکر کرو سامری و جمشید کا کہ ہمارے شہنشاہ کو خبر ہو گئی یہ سحر انکا تھا ورنہ گلگونہ کے
سحر سے نہ بچتے جیحون کہہ رہا ہے شہنشاہ کی پرورش ہی اگر وہ پرورش نہ فرمائینگے تو کون
پرورش کریگا آج حقیقت مین سحر گلگونہ نے قیامت برپا کی سامری و جمشید نے بچایا
حیرت نے کہا سرفروش تیر نثار ہوئی سامری نے اپنے زمانہ خدائی مین سرفروش کو بنایا
تھا افراسیاب پر نثار ہونے کا حکم دے رکھا تھا افراسیاب نے اپنے بدلے اُسکو تیر نثار کیا
حیرت کے کولے مین بڑی چوٹ آئی تھی کہ تخت پر سے گری تھی کہا ای جیحون اب جنگ
موقوف کر دو یہ دونون بڑے شخص تمنے گرفتار کیے یہ بھی سحر افراسیاب تھا کہ باغبان
بیہوش ہو گیا جیحون نے طبل بازگشت بجوایا ملکہ فرخ ملتین آنکھون مین آنسو بھرے ہوے
فرماتی ہین کہ آج باغبان ایسا شخص گرفتار ہوا ہرکارون سے کہا خبر تو لو کہ گلگونہ و باغبان
کو کہان قید کرتا ہی اُسی قیدخانے پہ بلوہ کرکے جائین اُسی قیدخانے پر بلوہ کرکے لڑین
انکو چھڑا لائین یا خود بھی گرفتار ہوون جرند و پرند ہرکارے لشکر اسلام کے برائے خبر چلے
جیحون ہمراہ تخت حیرت کے چلا تھا جب قریب دریا پہونچا ملکہ گلگونہ کی کمر مین پنجہ دیا
دریا مین اٹھا کے پھینک دیا ایک مچھلی پیدا ہوئی گلگونہ کو نگل گئی باغبان کو بھی پھینک دیا
ایک مچھلی بصد جوش و خروش نکلی باغبان کو بھی نگل گئی ہرکارے خاک اڑاتے ہوے
پلٹے ملکہ فرخ پاس کر دربار مین آئی ہین گلگونہ و باغبان ہی کا ذکر ہو رہا ہی کہ ہرکارون نے

آن جادوگر ملکہ بہار نے فرمایا غضب ہوا باغبان ایسا شخص صاحب جرأت ہمت عالم اقلیم
شجاعت اسپر آفت آئی اونکا عالم ہو تو جاتے ہین جاکے دریا پر لڑینگے یا تو ان سے جو پھیرا لایا
یا جان دی ہر چند جتنے روکا مگر بہار نے نہ مانا اُسیوقت اسباب سحر جسم پر آراستہ کیا
ناقہ پر سوار ہوئی چند کنیزون کو ساتھ لیا تا لب دریا کے چلین ملکہ کھرخ وغیرہ تماشا
دیکھنے کو چلین ملکہ بہار ٹہلتی ہوئی کنارے دریا کے ہوئین بلند ہوا کہ بہار دریا مٹانے
گئی ہین جیحون اپنی بارگاہ سے نکل آیا ایک طرف سے حیرت بھی آئین سب کھڑے رہے
ہین کہ بہار کنارے دریا کے ہوئین کچھ بال توڑ کے دریا مین پھینکے ہزارہا ماران سیاہ
دریا مین لہرانے لگے جو مچھلی نکلی مار سیاہ نے اُسے دوڑ کے کسیکو کاٹ کھایا مچھلیان
جل جلکر خاک ہونے لگین حیرت نے کہا اے جیحون دیکھتے ہو بہار دریا مٹا رہی ہے
جیحون نے ایک گولہ زمین پر مارا دیکھا تو دریا سے مچھلیان نکل رہی تھین یا بچھو پیدا
ہوے ماران سیاہ پر ایسے ڈنک مارے کہ ماران سیاہ جلنے لگے جتنے ماران سیاہ سحر سے
ملکہ بہار کے پیدا ہوے تھے سب جلکر غائب ہوے بہار نے پکارکر آواز دی او
جیحون ملعون دیکھ یون دریا کو مٹاتے ہین دیکھا سب نے کہ ملکہ بہار نے دونون
پانون زمین مین مارے غرق زمین ہو گئین تھوڑے ہی عرصے مین سب نے دیکھا کہ
کنارے کنارے دریا کے چند غار پیدا ہوے دریا غارون مین جاکر غائب ہونے لگا
جیحون کے سامنے ایک نخل کلان تھا اُسنے ٹکر ماری اس زور سے ٹکر پڑی کہ نخل تھرا گیا
کچھ پتے گرے دوسری ٹکر جیحون نے لگائی نخل گرا دہنہ نقب پیدا ہوا جیحون نے
اپنے کو اُس نقب مین گرا دیا جیسے ہی یہ نقب مین گرا کنارے دریا کے جو غار پیدا ہوے
تھے سب غار بند ہو گئے کنیزان بہار جو کنارے دریا کے کھڑی تھین سحر بھی دریا پر
کر رہی تھین زمین سے جوانان زنگی پیدا ہوے ہر ایک کی کمر مین بچہ دیا دریا مین
بیخوف پھاند پڑے ایک ماہی کلان دریا سے نکلی کنیزونکو نگل گئی زنگی غوطہ مار کر غائب
ہوے سب کنیزین دریا مین اس طرح غائب ہو گئین تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ کنارے دریا
کے زمین کانپی دھوئین نکلے کچھ شعلے آگ کے بھی نکلے دیکھا سب نے کہ اول جیحون دریا بار

آن شوخ چنان ربود از من | گوئی کہ دمم نبود از من | اُس طائر نے اسطرح سے

یہ اشعار پڑھے اور چیخ ماری پھر جلکر خاک ہو گیا کچھ خاک سر پر جیحون کے گری جیحون کو ہوش آیا ایک چیخ ماری کہا ہائی بہار بڑا صدمہ دیا نیمچہ کمر سے کھینچا بہار پر جا پڑا ابھی نیمچہ چلنے لگا حیرت نے دیکھا کہ بہار مصروف جنگ ہے اسطرح کے ہاتھ جیحون کو مار رہی ہے کہ ذرا جیحون کی پلک جھپکے تو بہار کا نیمچہ پڑے جیحون کے دو ٹکڑے ہوں حیرت نے گلوری لگا کر کئی نی ایک تھوکی ایک طائر سرخ رنگ پیدا ہوا حبت کرکے سر پر بہار کے ہو گیا ایسے کو جلا کر خاک سر بہار پر گرائی جیسے ہی وہ خاک سر بہار پر گری بہار کو ایک جوش آیا نیمچہ ہاتھ سے پھینکدیا سر آگے جیحون کے بڑھایا جیحون نے نیمچہ مارا سر بہار کا زخمی ہوا بہار زخمی ہوتے ہی چیخ لگا کے زمین پر گرین بیہوش ہو گئین جیحون نے زبان مین منہ دی بہار کی کمر مین پیچ دیکر اُٹھا کے دریا مین پھینک دیا ایک غل بلند ہوا کئی سو کنیزین بھی بہار کی گرفتار ہوئین جیحون نے آکر حیرت کو سلام کیا عرض کی کہ غلام نے سحر کو حضور نے دیکھو شکیل بہار کے واسطے چیخین مار کر رویا ہوان حیرت نے کہا اے جیحون اگر ہم شراکت نہ کرتے تو بہار نے تمہارا قلب اُلٹ دیا تھا دریا بھی وہ مٹادیتی جیحون چاہتے تھے کہ داخل بارگاہ ہوکر ایک غرانے کی آواز کان مین آئی پلٹ کے دیکھا شکیل دریا پر جا پڑا سحر کر رہا ہے کئی نہنگ مارے مچھلیون کو جلا کر خاک کیا چاہتا ہے دریا مین کودپڑون تا بہار اپنے کو ہو بچاؤن مگر مچھلیاں بڑھنے نہین دیتین کبھی کبھی نہنگ نکل آیا شکیل نے ہاتھ تلوار کا مار نہنگ کے دو ٹکڑے ہوئے مچھلی تڑپکے آپڑی مچھلیون سے گھرا ہوا شکیل لڑ رہا ہے کئی سو مچھلیون کو مارا لاشون کے ڈھیر لگادیے مچھلیان سد راہ ہین جیحون جا پڑا للکارا او شکیل کیون بے ادبی کرتا ہے یہ دریا ساختۂ سامری ہے یہ تیرے مٹانے سے نہ مٹے گا لپک کے گول مارا گود سر پہ آکے شکیل کے بیٹھا شکیل نے ایک آہ کی چیخین مارنے لگا یا تو مچھلیونکو قتل کرتا تھا

بانکا را اُٹھا تھا طلسم | تو چھوٹ کے جی چلا گیا دل | ہے اُس سے زیادہ بیوفا دل
دلدار کے کٹتے ہی سے ناز | افسوس کہ میرے پاس تھا دل | یہ دشمن جان تمھین مبارک

۱۲

لیتے نہیں مرے کام کا دل
دیتا ہوں دم ایسے فتنہ گر پر
تھا ورنہ بہت ہی پارسا دل
گھونٹے ہے کوئی گلے کو ہر دم
کیا آفت جان سے لگا دل
آں شوخ چناں ربود از من

اکیوں دعوی دلربائی اتنا
انصاف سے دیکھ مرا دل
کیسی مری جان پر بن آئی
کیا بات کروں کہ تھا خفا دل
ای مونس غمگسار ہر دم
گوئی کہ دلم نبود از من

مائل ادھر آپ ہی ہوا دل
اس چشم نے کر دیا خراب آہ
اللہ بگڑ گیا ہے کیا دل
ای محرم راز کیا کہوں میں
کیا پوچھے ہے کیا نہ کیا دل
اشعار پڑھتے پڑھتے جب تو

شکیل دیوانہ ہوگیا آخر دریا میں پھاند پڑا ایک مچھلی نکلی وہ شکیل کو نگل گئی پھر کسی طرار
دوڑ پڑے ملکہ سرخ موے کاکل کشا وہلال سحر افگن و آفات جادو اسطرح چلے ساحر
سب دوڑ دوڑ کے آئے کہا ے دریا کے آکر دیوانے ہوے دریا میں پھاند پڑے
مچھلیاں نگل گئیں جب مہرخ نے دیکھا کہ جو سردار گیا غرق دریاے سحر ہوا ملکہ مہرخ نے سبکو
روکا کہا صاحبو فلک نے ہمکو لوٹ لیا جسدن خواجہ قید ہوے اسیدن ہم سمجھ گئے کہ
فلک درپے آزار ہے اس دنیا کا مشاہدت دشوار ہے بہار نے کہا نہیں کیا نما ہی چلی تھی
آخر حیرت نے مدد کی وہ سحر کیا کہ بہار ایسی ساحرہ مبہوت ہوکر بیہوش ہوئی ابھی تک
بڑی خیر ہے کہ فقط چالیس سردار گرفتار رنجۂ تقدیر ہوے پانچوں عیار دردمند دل ہی گرفتار
ہوے لوگ واپس چلیں کسی خیرخواہ نے کوئی بات اٹھا نہیں رکھی شکیل نے کیا کیا کیا اور
سرخ موے کاکل کشا نے کیا اشعار کہا ہلال نے چشمک زنی کیسی انگشت نما ہوئی اب
انشاءاللہ اور کچھ تدبیر کیجائیگی سب سردار گریاں و نالاں ہمراہ ملکہ آکر داخل بارگاہ ہوے
ملکہ مہرخ تخت پر جلوہ گر ہوئیں دنگل نشینان بارگاہ گونہ پایا شور گریہ وزاری بلند ہوا یہاں تو لشکر
میں ہنگامہ ہے سوار پیدل بھاگے جاتے ہیں اکثر تاجروں نے دوکانیں بند کردیں مال لد رہا
ہے ہر ایک کا یہی قول ہے کہ اب اہل اسلام پر زوال آیا یہاں سے نکل کر چلو جیتوں یک کو
زندہ نچھوڑیگا بہار و باغبان و گلگونہ گرفتار رہوے باقی سردار بھی مجبور و ناچار ہیں دو
سردار تھے کہ جو اکثر افراسیاب سے لڑے حیرت کو شکست نہیں دکھائی دریا پر جاکر آبرو
دی دیوانے ہوکر دریا میں کود ے جو ڈوب گئے پھر وہ نہ نکھرے ملکہ مہرخ نے خبر سنی کہا

لشکر کے لوگ بھاگے جاتے ہیں گھبرا کر بیرون بارگاہ آ نقیبوں سے کہا سارے
لشکر میں پکار آؤ جس کسی کو جان اپنی عزیز ہو نکل جائے اگر بہ عنایت پروردگار رہائی
فتح ہوگی چلے آنا ورنہ اختیار باقی ہے حقیقت میں ہم بہت مجبور و ناچار ہیں لشکر میں جو یہ
خبر گئی نامرد و بزدلے تو یہ کہکر بھاگنے لگے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ اہل اسلام پر آفت ہے
دیکھیے تقدیر کیا دکھائے یہاں تو یہ کیفیت ہے جیحون نے ملکہ حیرت سے کہا آج مسلمانوں پر
بڑی جفا گذری آپکی ہمشیرہ صاحبہ نے دریا پر بڑے زور مارے مگر کچھ نہ ہوا بی مہرخ تو
ناچار ہوکر ہٹ گئیں حضور کو مناسب یہ ہے آپ بادشاہ ہیں وہ رعیت آنیز بدعت کہاں
تک کیجائیگی حکم دیدیا جاوے کہ ہمنے تین دن کی مہلت دی آپس میں صلاح کرکے چلے
آؤ خطا معاف کیجائیگی اگر اسکے خلاف کیا تو کوئی زندہ نہ بچیگا حیرت نے یہ حکم لکھوا دیا
ملکہ مہرخ نے بھی یہ سنا یہاں جیحون حکم مشہور کر کے طرف اپنی بارگاہ کے چلا سپاہی چوبدار
خادم خدمتگار حد دولت پر حاضر تھے ایک چوبدار قوی تن قوی من ٹہل رہا ہے جیسے جیحون کو
آتے دیکھا جھک کر سلام کیا جیحون کے سحر نے خبر دی کہ یہ چوبدار مہتر قران ہیں بے اختیار
منھ سے نکل گیا کہ ارے یہ مہتر قران ہے اسکو پکڑ لو جادوگر جھپٹے مہتر قران نے جسکو
عصا مارا اسیکا سر پھٹا کسیکا ہاتھ ٹوٹا کئی جادوگر مر کر گرے مہتر قران جست و خیز کرکے
نکل گئے جیحون بڑا خائف ہوا گرد بارگاہ کے آگ روشن کردی آپ تو بارگاہ میں جاکر
بیٹھا جادوگروں سے کہا اگر کوئی عیار آوے تو گرفتار کرلینا میں نے سنبھالا ورنہ پکڑ لیا تھا
لیکن میرے ہاتھ سے نکل گئے تھے اب تو ایسے مقام پر قید ہیں کہ جہاں پیک خیال بھی
نہیں جا سکتا یہاں تو یہ حال ہے لیکن ملکہ براں شمشیر زن باغ نگارین میں داخل ہیں
گرد باغ کے فوج ظفر موج کا جماؤ شام کو صحبت میں ناچ گانا رہا لیکن ملکہ براں کو ایرج
نوجوان کا خیال بندھا رہا جب جاکے پلنگ پر سوئیں دیدۂ ظاہری بند دیدۂ باطنی وا ہوئے
ایرج نوجوان کو دیکھا کہ سامنے سے آتے ہیں جیسے ہی ملکہ براں کی نگاہ پڑی بیقرار ہوکے
پکار اٹھیں ای شیر بیشۂ صاحبقرانی ای یوسف ثانی مزاج کیسا ہے آج تو عرصے کے بعد
آپ کو دیکھا ابھی تو یہ کیفیت ہے

نظم

آپ ہم پر اگر کرم کرتے
دیکھکر جام یاد جم کرتے
بیڑیان سخت تنگ ہو جاتین
تیغ فولاد تم علم کرتے
کوئی تو ہو جہان مین اپنا
آپ ہم سے جو ربط کم کرتے
حکم دیتے جو بادہ نوشی کا
جان صدقے عرب عجم کرتے
دل نہ ہوتا جو منقبض تو قبول
دل جگر کیون یہ کچھ ستم کرتے
تم اگر جلوہ ایک دم کرتے
پانؤن میرے اگر ورم کرتے
جب نگہ پھیرتے رقیبون سے
غم نہ ملتا اگر نہ غم کرتے
فرح مجھکو کیا چھٹا غم سے
ہم لبون سے دہن بہم کرتے
دل ہمارا سوا تجھ جاتا
شعر کچھ اور بھی رقم کرتے
میکدے مین گذر جو ہم کرتے
سینہ تو کعبہ دل حرم کرتے
جوہر سخت جان عیان ہوتے
تم نہ کرتے جو قتل ہم کرتے
ربط غم سے کمال بڑھ جاتا
رحم کرتے تو وہ ستم کرتے
اے صنم ہند مین اگر آتے
اور گیسو جو پیچ و خم کرتے
یہ اشعار جو بیان نے پڑھے

ایرج نے کہا صاحب کیا تم پوچھتی ہو ہمارے والد نامدار عیار نانا جان کے گرفتار ہو گئے
اگر ایک ہفتہ اور خبر نہ لوگی تو زندہ ملاقات نہ ہوگی جسوقت سے یہ خبر وحشت اثر سنی ہے کیا کہین
کہ جو بیقراری ہے اسوجہ سے کئی دن سے سیر کو بھی نہین گئے بارگاہ مین جا کر بیٹھے مگر دل بیٹھا
جاتا ہے کیا اپنی کیفیت کہین ہمارا ہزار ہا کوس پر مسکن وہ یہان گرفتار رنج و محن اگر اختیار
ہوتا تو بڑے دادا جان خود تشریف لاتے خواجہ عمرو کو قید سے چھڑا لیتے کاشکے ہم زندہ ہوتے
اس مقدمے کی خبر پائی تھی تمسے اطلاع کرنے آئے تھے براّن نے کہا مین حاضر ہونگی یہ کہکر ہم
وزیرین ایرج جیسے بیٹھے میر فرش کی ٹھوکر لگی ملکہ براّن گرین آنکھ کھل گئی یہ تو بڑی مصیبت ہے
کہ آنکھ جو کھلی اپنے کو اسی مقام پر پایا چیخ مار کر روئین مجلس و شگوفہ دو وزیرین مجلس نے
پوچھا اے مہربان خیر تو ہے مزاج کیسا ہے براّن نے کہا بیٹا کیا بیان کرون لشکر مہرخ کی خبر تو
منگواؤ ملکہ نے اور مجلس نے اسیوقت ایک کنیز موسوم بہ شعلہ رو کو واسطے دریافت خبر
کے روانہ کیا شعلہ رو بھڑک کر چلی یہان ملکہ مہرخ دربار مین پریشان حیران بیٹھی ہین کہ سامنے
شعلہ رو آکر پہونچی پوچھا کیون ملکہ عالم مزاج کیسا ہے ملکہ مہرخ نے کہا اے شعلہ رو کیا پوچھتی ہو
چالیس سردار پانچ عیار گرفتار بتقدیر ہوے جیوان جادو نے عجب سحر کیا ہے کیا کیا سحر
ہوے لیکن دریا ہی غالب آیا اب تین دن کی مہلت ملی ہے دیکھیے اسکے بعد کیا ہوتا ہے افراسیاب نے

اسکو بڑے زور و شور سے بھیجا ہی دیکھین اب تقدیر کیا دکھاتی شعلہ رو یہ حال اور گذشتہ
حال دریافت کرکے بھاگی دروازے پر باغ نگارین کے آکر آتی ہی چہار جانب سر اٹھاکے
دیکھنے لگی ملکہ مجلس دروازے پر ٹہل رہی ہین کہ شعلہ رو آکر پہونچی مجلس نے گھبراکر پوچھا
کیون شعلہ رو خیر تو ہی تمھارا چہرہ بہت اترا ہوا ہی کیا خبر دریافت کی شعلہ رو رونے لگی
کہا وہ حال پر ملال دیکھا ہی کہ بیان اسکا نہین کرسکتی میرا کلیجہ پھٹا جاتا ہی دیکھکر رونا آتا
ہی حضور کیا عرض کرون بارگاہ مہرخ مین سنا تا ہی بہار و باغبان وغیرہ چالیس سردار و پانچ
عیار یہ تو دریاے جیحون مین غرق ہوگئے کوئی کہتا ہی جیحون نے قید کیا ہی دیکھیے انجام کار کیا ہو
مجلس نے ایک آہ کا نعرہ کیا اتنا تو کہا کہ ارے خواجہ بھی قید ہوگئے شعلہ رو نے کہا خواجہ
عمرو کو گرفتار ہوے ایک ہفتہ ہوا اور نہ اتبک وہ جیحون کو چھوڑتے کوئی نہ کوئی تدبیر کرتے
مجلس نے پلٹ کر دو چار کھلونے اور اسباب سحر لیکر جھولی مین ڈالا کہا مادر مہربان سے
ذکر نہ کرنا مین ابھی پلٹ کر آتی ہون یہ کہکر جست کی اڑتی ہوئی مجلس چلی یہان اتفاق
سے حیرت نے جیحون سے کہا قیدیون کو نکالو بہار کا دربار سمجھا جائے تیرا مطلب مجھے بہار
سے ہی اور کسی سے کیا واسطہ جیحون بارگاہ حیرت سے نکلا ہی طرف دریا کے چلا ہی اہالی
لشکر کو اشتیاق ہی کہ دیکھین قیدی کیونکر نکلین جیحون وسط لشکر مین پہونچا ہی و چاہتا ہی
کنارے پر جاؤن کہ آسمان پر برق چمکی نعرہ ہوا او جیحون کہان جاتا ہی مین آپہونچی خواجہ
عمرو کو کہان قید کیا جیحون نے فوراً گولہ مارا مجلس نے گولے کو دفع کیا ایک کھلونہ مٹی کا
نکالا پھینکتے ہی وہ کھلونہ پھٹا ٹکڑے اسکے جو دریا مین گرے دریا مین کھولن زیادہ ہوئی ہزارون
مچھلیان نکلین چاہا مجلس پر جا پڑین مجلس تڑپ رہی ہی نیمچہ ہلالی ہاتھ مین جب مچھلی پہنچی
مارا اسکے دو ٹکڑے ہوے جیحون سر ہلا رہا ہی ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا ایک نہنگ خون آشام
نے سر نکالا چاہا مجلس پر جا پڑے مجلس نے وہی نیمچہ پھینکا نہنگ نے نیمچے کو منہ مین لیا
جب نیمچہ شکم مین نہنگ کے پہونچا تمام بدن مین نہنگ کے آگ لگ گئی جلنے لگا جلکر دریا
مین جو گرا مچھلیون نے نہنگ کو چیر پھاڑ کر کھا لیا جیحون نے سر پیٹا اپنے ہاتھ سے گولہ سحر کا
دریا پر مارا چیخین مار رہا ہی کہ یارو غضب ہوتا ہی دریا میرا مٹا چاہتا ہی اے ملکہ عالم میری مدد کیجیے

بڑھ نکلے حیرت بھی بارگاہ سے نکل آئی مصوّر و صورت نگار و سرما و ابریق و زمرد و
یاقوت وغیرہ بڑے بڑے ساحر پشت پر ہین حیرت نے نکل کر دیکھا مجلس نے وہ سحر
کیے ہین کہ دریا کی آبِ رواں تماشا جاتی ہے مچھلیان بحسرت طرف مجلس کے دیکھ رہی ہین حیرت
نے نکلتے ہی کچھ ہونٹ ہلائے کچھ ہاتھ ہلایا کچھ آنکھون کو گردش دی سب نے دیکھا کہ
آسمان سے ایک ساحر سیہ فام بد انجام سامنے ملکہ حیرت کے آیا ہاتھ باندھکر عرض کی
کیا ارشاد ہوتا ہے حیرت نے کہا مجلس کو لینا اس چھوکری نے بڑا غضب کیا ہے یہ سنتے ہی
وہ ساحر تڑپ کر چلا کمر سے تلوار نکالی مجلس پر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا ملکہ مجلس نے سحر کیا
ساحر کا پھر تلوارین مارنے لگا مجلس جب کچھ اشارہ کرتی ہے یا سحر کرتی ہے وہ ساحر رک
رک جاتا ہے مگر پھر برس پڑتا ہے دو تین تک تلوارین لگا مین مجلس روکتی جاتی ہے آخر پھیلا
پڑا شلوکے سے مجلس کے خون نکلا وہ خون اپنا چلو مین لیکر اس ساحر پر پھینک مارا
معلوم ہوا کہ تودہ بارود مین آگ ڈالدی مثل ہیزم خشک کے جلنے لگا جیحون نے اسکے
بچانے مین بڑی کد و کاوش کی لیکن کچھ نہ ہوا خاک ہوکر پانی مین گرا صدہا مچھلیان جلین
حیرت نے کہا اے جیحون تو نے دیکھا یہ چھوکری بڑے غضب کی ہے برآن کو اسپر ناز ہے برہن
و لوا فشان نے اسکو تعلیم کیا ہے اے جیحون سمجھکر سحر کرنا مجلس نے اس جوان کو مار کر سر نیچے کیا
پانون اوپر شعلہ جوالہ بنکر جاتا دریا مین گردن جیحون نے اپنا خون لے کر دریا مین پھینکا دریا
سے دھوان نکلنے لگا مجلس نے پانی برسایا دھوان نابود ہوا جیحون نے چند سنگریزے
اور کچھ خاک اٹھا کر صبا مین پھینکی صدا سے نعرہ ہوا اے آنے والے یہان غیر کا گذر نہین
یہ مقام عیش گاہ سامری پرستان ہے سب نے دیکھا ایک جوان بڑا قد دار سیاہ رو زرد چشم
کوتاہ گردن تنگ پیشانی شیطنت کی ہے نشانی منھ کو مثل قعر بلا کھولے ہوئے دھڑ کا
مار کر نکلا جیسے شیر گونجتا ہے مجلس سوچی کہ بلاے سامری یہی ہے خدا اسکے شر سے بچائے پلک
جھپکتے ہی اسکے قریب آکر چاہا گردن پکڑ لون ایک شعلۂ آتش آسمان سے گرا وہ شعلۂ آتش
نہ تھا خنجر باڑھ دار برہنہ تھا خنجر جو سر پر پڑا اس جوان کے دو ٹکڑے ہوے مجلس نے آواز
دی وہ مارا دو ٹکڑے جو ہوے تھے دو ٹکڑون کے دو جوان بنکر تیار ہوے دو طرف سے

حملہ کیا پھر برق شمشیر گری مجلس حیران ہوا یہ تلوار و خنجر کسنے پھینکا کون غیبی مدد کر رہا ہے یہ تلوار جو دونوں کی کرگاہ پر پڑی چار ٹکڑے ہوے دریا تک نہ پہونچنے پاتے تھے کہ مجلیوں نے اپنا سایہ ڈالا دیکھا سب نے چار جوان ایک دم تیغ کے آکر مجلس پر گرے چہار طرف سے تلوارین مارنے لگے مجلس کو مہلت نہین ملتی اگر تلوار یا خنجر آسمان سے گرا جسکے دو ٹکڑے ہوے دو جوان بنگئے اب تو مجلس نے کئی زخم کھائے آخر بیتاب ہو کر دریا مین گری جب قریب دریا کے پہونچی ایک ماہی کلان نے سر نکالا مجلس کو نگل گئی دریا مین تلاطم ہوا لشکر اسلام مین شور گریہ و زاری بلند ہو گیا ہر ایک کا یہی قول تھا کہ مجلس نے کیا کار نمایان کیا لیکن جیحون بڑا ساحر زبردست ہے نسیم کا وقت ہے یہان ملکہ برآن سو کر اٹھی ہے خیال ایرج نوجوان دل مین محبت اس شاہزادے کی آب رنگ مین شگوفہ پاس بیٹھی ہے سمجھاتی جاتی ہے کہ واری اسقدر جنون یکدر نہ ہون دیکھیے رات بھر مین چہرہ اتر گیا شب سے خواب بھی نہین ہے ملکہ نے ایک آہ کی کہا اے شگوفہ ہم آفت رسیدہ ہجران دیدہ مبتلائے رنج و بلا آٹھ پہر اسی خیال مین رہتے ہین اس عشق سے کہا قدرت کیا کیا جفا گہر سے ہین کیا کہون کیا حال ہے نظم

مرغ دل کو ہدف ناوک مژگان کرتے — کسی ابرو کی کمان پر اسے قربان کرتے
دل پُر داغ کو صد خون بیابان کرتے — کسی ویرانے مین اس گنج کو پنہان کرتے
کنج تنہائی مین رہتا ہے تماشہ دل تنگ — چار دیوار گرا کر اسے میدان کرتے
بیوفائی کا اگر عیب نہ ہوتا تم مین — اے بت سجدہ خدا کو نہ مسلمان کرتے
قامت یار کا عالم اُسے دکھلاتے ہم — ہمکو زندہ قیامت کو پشیمان کرتے
موج زن رہتے نہ دریا جو مرے اشکون کے — سفر آب نہ ہندو نہ مسلمان کرتے
مرغ دل سیکڑون لٹکے ہوے پاتا ہے جہان مین — بیچ پڑا دام مین وہ گیسو پیچان کرتے
دم فنا کرتے چمک اپنی دکھا کر آتش — کار الماس وہ الماس سے دندان کرتے

اے شگوفہ سحر ساز اے ہمدم رفیق شفیق شاہزادہ ایرج نوجوان کی پرورش آفتاب بے ستون مین ہوئی سبب سے خواجہ عمرو کے ایرج نوجوان کا خروج ہوا خواجہ نے انکو صاحبقران بنایا اٹھا دو تو مگر با خبر کہ فتح ہوے خواجہ ہی کی وجہ سے ظاہر ہوا کہ یہ فرزند قاسم

عالیشان جسے خواجہ نے پرورش کیا پس شاہزادے نے بیقرار ہو کر مجھسے فرمایا کہ ہمارے
قبلہ و کعبہ قید ہو گئے ای شگوفہ مجھے رہ رہ کے خیال آتا ہو کہ اگر خدا نخواستہ خواجہ کے
ساتھ افراسیاب بہ بدی پیش آیا اور قتل کر ڈالا اگر تمام دنیا کو قتل کرینگے پھر خواجہ
نہ ملینگے کسیکی کیا مجال ہو کہ افراسیاب سے لڑیگے عمرو ہی کا کلیجہ ہو کہ افراسیاب سے برابر
کے مقابلے پڑتے ہین کس کس زور و شور سے لڑتے ہین خدا انکو اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے
شگوفہ تمہاری ہو کہ واری نہ گھبرایئے کیسے کیسے مقام پر قید ہوے خدا نے انکو رہا کیا
اب بھی رہا ہو جائینگے ملکہ فرماتی ہین ای شگوفہ جلد خبر منگا دُ شگوفہ نے کہا شعلہ رو
گئی ہوئی ہو خبر لاتی ہوگی یہ ذکر تھا کہ شعلہ رو سامنے سے روتی ہوئی آئی ملکہ برآن
گھبرا کر کھڑی ہو گئین کہا ای شعلہ رو جلد بیان کر کیا سر گذرا شعلہ رو نے کہا واری مجلس
سردار پانچون عیار گرفتار ہو گئے اور بی مجلس بھی گئین لونڈی در باغ پر جب آئی پہنچے بی
مجلس نے حال پوچھا مین نے بیان کیا وہ روانہ ہو گئین برآن نے کہا ارے غضب ہوا
مجلس جاتے ہی تو عد پڑیگی شگوفہ ایک عرضی قبلہ و کعبہ کو لکھو کہ حضور جواب دین کہ مجلس
پر کیا گذرا شگوفہ نے چند فقرے لکھکر شعلہ رو کو دیے کہ قصر جمشیدی میں جا کر قبلہ و کعبہ
کو یہ نامہ دینا جواب لیکر جلدی آنا شعلہ رو اُدھر گئی ملکہ برآن اسباب سحر جسم پر آراستہ
کر رہی ہین کو ئے بھی کھل گئے تحفہ جات بھی نکالے وہ بھی اپنے پاس رکھے شگوفہ کانپ
رہی ہو وہان کوکب قصر جمشیدی مین بیٹھے ہین بر ہمن انکو خبر دے چکا ہو کہ جیحون نے
لشکر اسلام پر قیامت برپا کر دی بلکہ سامنے مجلس کے وہ خنجر و تلوار جو گرا تھا وہ تاثیر سحر
برہمن تھی کوکب یہی ذکر کر رہے ہین کہ دیکھیے دریاے سحر جیحون کا کیا انجام ہو ہمکو بھی جانا
پڑیگا کہ شعلہ رو کنیز آکر پہونچی عرضی ہاتھ مین کوکب نے عرضی پڑھکر کہا مجلس لڑکی
نادانی کی آخر جا کر آفت مین پھنسی شعلہ رو نے عرض کی ملکہ برآن کا ارادہ ہو کہ لشکر
کشی کر کے جائین دریاے سحر جیحون کو مٹائین کوکب نے کہا انھین اختیار ہو کہنا فیلا
ہم بھی وقت پر پہونچینگے مجلس کے مقدمے مین یہ جواب دینا کہ مجلس بھی مبتلاے
بلا ہو گئی سردار بھی مصیبت مین لیکن کہنا کہ بی بی یہ دریاے جیحون بھی دریاے

خون رواں سے کمتر نہیں ہی سمجھ کر جا تا ہم بھی اپنے کو وقت پر پہونچا ئینگے برہمن کو بھی خبر ہو
یقین ہی کہ برہمن بھی اپنے کو پہونچائے برہمن آٹھ پہر ہماری خیر خواہی مین مصروف رہتا ہی
اُسکو سب باتونکی خبر ہی شعلہ رو جواب لیکر چلی شعلہ رو اُسوقت جواب لیکر پہونچی کہ ملکہ بران
تخت پر سوار ہو چکی ہین بلور چہار دست سپہ سالار لشکر کا انتظام کر رہا ہی کہ شعلہ رو آکر
پہونچی بران نے باشتیاق تمام حال مجلس کا پوچھا شعلہ رو نے کہا زبانی شہنشاہ کی
معلوم ہوا کہ ملکہ مجلس بھی جا کر قید ہو گئین ملکہ بران نے ایک آہ کی غم سے حالت اپنی
تباہ کی لشکر کو اشارہ کیا بلور چہار دست آگے بڑھا شگوفہ سحر ساز انتظام کرتی ہوئی
اس جاہ و حشم سے لشکر طرف پشتۂ رنگین حصار کے چلا یہان جیحون جادو نے تین دنکی
اہل اسلام کو مہلت دی تھی وہ تین دن گذرے جیحون دربار حیرت مین آیا عرض کی
حضور نے دیکھا مسلمان سرکشی سے باز نہین آتے مین نے تین دنکی مہلت دی تھی مین سمجھا
تھا کہ یہ لوگ آپس مین صلاح کر کے حاضر خدمت حضور ہونگے اور سرکار کی اطاعت کرینگے
مگر یہ مسلمان بہت مغرور ہین عقل و فراست سے دور ہین اب غلام جا کر طبل جنگی بجواتا ہی صبح کو
ان سب سے سمجھونگا انکا قتل ہونا ہی بہتر ہی اگر یہ لوگ زندہ رہینگے پھر فساد برپا کرینگے
حیرت رونے لگی کہا اے جیحون مجھکو بہار کا بڑا غم ہی دس بیس دن مین یا کبھی شہنشاہ
حیات اگر تشریف لائینگے اور وہ مجھسے پوچھینگے کہ بہار کو کیا کیا تو مین کیا جواب دونگی
انکا سحر و ساحری مین مثل نہین ہی مجھکو خوف یہ ہی کہ کہین فساد نہ برپا ہو والدنا مدار
فرمائینگے قاتل بہار کو بلاؤ تو اُسوقت مین کیا جواب دونگی اے جیحون اگر ہو سکے تو بہار کو
بچا لو اپنے ملک مین لیجا کر قید کرو جسوقت والدنا مدار پوچھینگے مین انکو پیش کر دونگی جیحون
نے کہا مین بہار و مخمور کو گرفتار کر کے اپنے ملک مین لیجاؤنگا شہنشاہ نے بھی یہی ارشاد کیا تھا
کہ بہار و مخمور کو بچا لینا شہنشاہ مخمور پر جان دیتے ہین حیرت نے زانو جیحون کا دبایا اشارے
سے کہا جہانتک ہو سکے مخمور کو قتل کر ڈالو ورنہ مجھکو یقین کامل ہی کہ مخمور میری ایکدن
موت نہین جیحون نے کہا مین سمجھ لونگا کل کے بعد اگر کوئی مسلمان برائے علاج تلاش کیجے گا
تو کوئی نہ ملیگا یہ کہکے آداب بجا لایا اپنی بارگاہ مین آیا کہا طبل جنگی بجا دو افسرون نے اُسیوقت

طبل جنگی بجوایا ہرکارے اہل اسلام کے جو بطور جاسوسی حاضر تھے خبرین لیکر بھاگے
ملکہ مہرخ دربار مین اپنے حبشی مین دنگل جو خالی پڑے ہین انکو دیکھکر رو رہی ہین فرماتی ہین
کیون صاحبو ہمارے صلاح کرنے والے قید ہوگئے اب کس سے صلاح کرین خواجہ عمرو
ہوتے تو اُنسے صلاح کرتے کہ اب کیا انتظام ہو ہم تو آمادۂ مرگ و نوبات قضا ہین
رعد و برق لامع بیٹھے ہوے تڑپ رہے ہین ایک ایک کا یہی قول ہے کہ رہے
ہمارے سرپرست اللہ تعالی پروردگار معین و مددگار ہے کہ ہرکارے آکر پہونچے ہاتھ اُٹھاکر
دعا و ثنائے بادشاہی بجالائے قطعہ کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بہ باغ + گل سرخ تابد چو روشن ایاغ
چراغ + نگین سعادت بنام تو باد + ہمہ کار عالم بکام تو باد + سرکار کی عمر دراز ہو دشمن
کو سوز و گداز ہو حیرت ملعون نے پھر طبل جنگی بجوا دیا کل آتشکدہ ہر کہ نکل کر معرکہ
آرائے نبرد ہو آتش کینہ فساد کو روشن کرے ملکہ مہرخ نے آنکھون مین آنسو بھرکے فرمایا
یارو کہدو کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے یہان بھی نقارۂ رزمی
کڑکڑایا صاف ظاہر تھا کہ نقارہ چوب سے سر پیٹتا ہے لشکر مین تلاطم ہوا ہرایک کا ہوش
گم ہر مقام پر یہی چرچے ہین کہ گردون دون و انقلاب بوقلمون تاج دولت کسکے سر
سے گئے و خاک ذلت کسکے سر پر ڈالے دیکھین تخت سلطنت پر کون جلوہ گر ہو تختۂ تابوت
کسکو میسر ہو اکثر سپاہی بھاگے جاتے ہین یہی ہر ایک کا قول ہے کہ اب لشکر اسلام پر زوال ہے
خواجہ ایسا عقیل و فہیم گرفتار ہو گیا کچھ زور نہ چلا چالیس سردار گرفتار ہوے کیسے کیسے
ساحران زبردست بادۂ سحر و ساحری سے مست لیکن کچھ کسیکا زور نہ چلا فلک تفرقہ پرداز نے
تفرقہ پردازی دکھائی کیا کیا لشکر کا جاہ و جلال ہوا کیسے کیسے ساحر آکر شریک ہوے اور
باغبان قدرت کی شراکت ملکہ بہار کی جلالت نافرمان و ہلال وغیرہ جانباز و
سرفروش بعین نافرمان کیسی لڑین کہ ہراول لشکر اسلام مشہور ہوئین انکا مجبوری رہنا
ہونا اب کون صورت فتح کی ہے نکل چلو اپنی جان بچاؤ جو مرنے والے مین وہ بیٹھے
ہین فرزندونکو سمجھا رہے ہین اے نور نظر ہمیشہ نمک شاہنشاہی کھایا یہ جاہ و جلال
پایا آج آپڑی مصیبت ہے خبردار قدم پیچھے نہ ہٹے اسطور سے لڑو کہ کافرون کے

جی چھوٹ جائین ہمارے ہاتھ سے امان نہ پائین ، مادہ مرگ و مہیا ہے قضا ہو رہے ہین شریک
معیبت اہل اسلام ہو رہے ہین خواجہ عمرو کا نام سبکو درد ہی ہر ایک کا یہی قول ہی کہ اہل اسلام
عجب آفت مین مبتلا ہین خدا اس آفت سے بچائے کافرون کی مراد نہ برلائے آج کی شبکو
مہتر قران یاد ہین خواجہ عمرو کی بلک بلک کے روئے جسوقت لشکر حیجون مین آئے حیجون
بارگاہ مین بیٹھا ہی گھبرا کر بارگاہ سے نکل آیا چوبدار سے کہا فلان نخل کے سایے مین اگر
مہتر قران نامو ٹھہرا ہوا ہی ساحر کی شکل بنا ہی جاکے گرفتار کر لو حقیقت مین مہتر قران
ایک نخل کے سایے مین آکر ٹھہرے مین دو کانداروں سے کچھ حال پوچھ رہے ہین کہ چوبدار
نے آکر ہاتھ پکڑ لیا آواز دی یہ مہتر قران ہی مہتر قران نے ایک قمہ مارا چوبدار کا سر پھٹ گیا
مہتر قران زہر کر نکل گئے رات بھر مین کئی پھیرے مہتر قران نے کیے جب آکر لشکر مین
ٹھہرے حیجون نے تکلر ساحر سے کہدیا وہ ساحر آیا اسنے آکر آواز دی یہ مہتر قران ہی
پکڑ لو مہتر قران نے ایک جادوگر کو مارا اور نکل گئے صبح ہوتے مایوس ہوے درہ کوہ مین
آکر رونے لگے دل سے کہتے ہین ای قران اسقدر کدو کاوش کی مگر کچھ نہ ہوا افسوس
اگر خدا نے فضل کیا اور خواجہ عمرو رہا ہوے تو مین کیا جواب دونگا فرمائینگے تم ہمارے
جان نثار مشہور ہو ہماری رہائی کی فکر نہ کی درہ کوہ مین بیٹھکر خوب روئے صورت بدلکر
دیکھا لشکر مہنج آتا ہی اس حال پر ملال سے کہ صفین صف ماتم نشان لشکر پر ہجوم غم و الم
افسر سرنگون نقیبون کے کلیجے خون ہر ایک پریشان آپس مین ہر ایک کا یہی قول ہی
لشکر کی رعنائی زیبائی دم سے خواجہ عمرو کے تھی جب خواجہ نہ ہوے تو لشکر کیسا
مہتر قران بھی ایک جانب کھڑے ہوکے دیکھنے لگے دفعتہ لشکر حیرت کے نقارے
کی آواز آئی مہتر قران نے دیکھا حیرت تخت پر سوار حیجون دریا پار ایک کرگدن
مست پر سوار سب اہالی لشکر گھیرے ہوے دریا کو جوش و خروش آج تو دریاے
حیجون ابل رہا ہی ہزارہا مچھلیان و نہنگان خون آشام دریا مین شناوری کر رہے ہین موجہ کا
غراتا کنارے پرستا حباب خیمے مین آنکھین نکالے ہوے حیجون ملکہ حیرت سے کہتا ہوا
آتا ہی کہ دریا کو ملاحظہ فرمائیے اسمین وہ عجائب و غرائب بھرے ہین کہ کل اہل اسلام

کے واسطے یہی دریا کافی ہی کوئی نہ بچ سکیگا آج وہ زیادہ لطف ہوگا دریا موج مار کر اسقدر چڑھیگا
کہ سارے لشکر کو غرق کر دیگا مین رات بھر جاگا ہون اس فکر سے غافل نہین ہوا اب کچھ سحر کی
ضرورت نہین ہی شب بھر اسی سحر کو زور دیا لشکر کو آراستہ کرتا ہو وا ای ملکۂ عالم آج ملاحظہ
فرمائیے گا کہ کس رنگ سے سحر ہوتا ہی دریاے سحر کیا زور دکھاتا ہی وہ بڑھ دوڑ کر اہل اسلام
دریا مین گرینگے اہل اسلام دریا سے کاہ و کہربا کا عالم ہوگا لبون پر سبکا دم ہوگا غلام کو
اجازت میدان کارزار سے کہ جا کر آفت برپا کردن ملکہ حیرت نے اجازت دی ججون
میدان کارزار مین آیا پکار کر آواز دی ای فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ میدان
کارزار مین نکلے ملکہ نرگس جادو بہن ملکہ سُرخ مو کی طاؤس اپنا بڑھا کر سامنے ملکہ مہ رخ
کے آئین عرض کی اجازت میدان کارزار مرحمت ہو کنیز سر اپنا قدم اقدس پر نثار کرے اپنی
بہن ملکہ سُرخ مو سے جا کر ملے ملکہ نے فرمایا بسم اللہ ای ملکہ نرگس تھوڑا سا ہمارے اور
تمھارے بس دم پیش ہی اصل یہ ہی بقول قمر اشعار ناسازی زمانہ کیسے کہان کہان تک
بیزار ہو گئی ہی جسم حزین سے جان تک + رکھکر لحد مین مردہ کوئی نہ پاس ٹھہرا + خویش و عزیز
سارے بس ستھے فقط یہان تک + ہم بھی تمھارے بعد آتے ہین گوشۂ قبر آ کر بساتے ہین
ملکہ نرگس روتی ہوئی سامنے ججون کے آئی ججون نے پکار کر آواز دی کیون ملکہ نرگس
مسلمانون نے تمکو قتل ماش تجویز کیا چلے تمھین آئین دیکھو دریاے قہار مواج لطمہ سنج
آفت زا کی ایک ایک موج جسکی آسمان پر سر کھینچتی ہی دیکھو کس آبرو سے بہر ہا ہی مچھلیان
کس لطف سے تماشہ دکھاتی ہین نہنگان خون آشام کس مزے سے شناوری کر رہے ہین
پنجۂ مرجان تمکو سلام کرتا ہی کف دست مرجان پر مروارید بے بہا رکھے ہین تمھین نذر دینگے
سلام کر رہے ہین فنا دریا تک جاؤ یہ باتین جو ججون نے کہین ملکہ نرگس کو ایک جوش و خروش
ہوا طرف دریا کے دوڑین قریب دریا کے ہو کر طاؤس سے اُترین جھم سے دریا مین پھاند
پڑین ایک مچھلی پیدا ہوئی نرگس کو نگل گئی لشکر مین غریو ہوا کنیزان نرگس کہتی تھی
ہاے ملکۂ عالم کہکے دوڑین جو میدان مین آئی ججون نے کہا جاؤ تمھاری بی بی بلاتی ہین جو
کنیز نے یہ سُنا طرف دریا کے دوڑی اور دریا مین پھاند پڑی کئی سو کنیزین جب جا کر

دریا مین بچاندین آخر ملکہ مہرخ رونے لگین کہا صاحبو کہان جاتی ہو کیون اپنی جان دیتی ہو
حیحون نے پکار کر کہا ای ملکہ مہرخ تم خود آؤ تمھارے بھی سحر کو دیکھین بادشاہ لشکر کی بنکے
بیٹھی ہو دیکھین تو کیا کمال ہی ذرا اس دریا کو روکو دیکھو تو کیا دریا ے معقول ہی ملکہ مہرخ
یہ سنتے ہی تخت سے کودین ارادہ کیا کہ حیحون پر جا پڑون بڑھکر گولہ ماروں کہ اس ملعون
کا سر پھٹ جاے تمام سردار قدمون سے ملکہ مہرخ کے لپٹ گئے سب یہی کہتے ہین
کہ ای ملکۂ عالم آپ نے جوش سحر حیحون دیکھا نرگس کیا کسی سے سحر مین کم تھی کیسے کیسے
اسکے ملک پر کسو کے پڑے اُن معرکونکو دیکھا کن کن ساحرون سے لڑی آج میدان مین
جاکر حیحون کے قابو مین ہو گئی جو اُس ملعون نے کہا وہی کیا ملکہ مہرخ فرماتی ہین صاحبو
مین جاکر اُس سے مقابلہ کرتی ہون اگر مین جاکر اپنے رنگ سے لڑون بہتر ہی ورنہ مجھکو
مار ڈالنا اگر مین اُسکے دام مکر مین پھنسون تم سب بڑھکر مجھکو قتل کرنا مین تمسبکی بادشاہ
ہون جان جاے صدقۂ بادشاہ سے لیکن آبرو مین میری فرق نہ آئے خدا مجھے روز سیاہ
نہ دکھلائے میری آبرو تم سبھو نکے ہاتھ ہی سردارون نے جو نہ مانا کہا آپکو ہم نہ جانے دینگے
بیقرار ہوکر مہرخ نے تاج سر سے اُتار اُپکار اُٹھین ای رحیم و کریم ای سمیع و علیم کشاکش
مین مجھکو تقدیر نے ڈالا اب یہ وقت مدد ہی آواز غیب سے آجائے کہ سب بلا رد ہی

تیری کارسازی بے نیازی تمام عالم پہ ظاہر ہی نظم

سالکان راہِ دین را در ثواب انداختی	اہل دنیا را بزندان عذاب انداختی
ذرہ را نسبت تو بخشیدے بجرم آفتاب	آب تاب بحر در جسم حباب انداختی
ابر گریان را تو اندر گریہ کردی مشتعل	برق را در پیچ و تاب اضطراب انداختی
ذوق و شوق خود عطا کردی بہ اہل انتخاب	لذت دیدار در چشم پرآب انداختی
حق پرستان را تو بر خویش منحج کردی عطا	عاصیان را در عتاب و در خطاب انداختی
خرم آن مردی کہ بر فضل تو شد کارش تمام	وای آن شخصے کہ او را در حساب انداختی
بندۂ سعدی شد اندر دین چو عیاں قرار	چون نظر بر وی تو ای عالیجناب انداختی

اُسوقت سارا لشکر مبتلاے مصیبت گرفتار دام آفت ملک ملک کر دعائین کر رہا ہی اور

ہر طرف سے صدائے آمین بلند ہوئی حیجون خود پسند نے جو یہ غریو لشکر اسلام مین دیکھا قہقہہ مار کر ہنسا
آواز دی کیون ای مسلمانو ابھی تم پر کوئی بدعت نہین ہوئی اسی دریا سے تلوارین برساؤنگا
سبکے سر کٹ کٹ کر گر پڑینگے ایک دریا سے ہزار طرح کا سحر پیدا ہوگا میرے ہاتھ سے بچکر کہان
جاؤگے دریائے سحر نے سبکو گھیر لیا حقیقت مین اہل اسلام نے سر اٹھا کر دیکھا جہانتک
نگاہ کام کرتی ہے دریائے زخار موج مارتا معلوم ہوتا ہے اُس مین مچھلیون کی ترقی
نہنگان خون آشام منہ مثل شہر بلا کھولے ہوئے دریا سے اژدہے ہین گرداب سے زور دریا
کے نکلتے ہین پھر اُسی مین غوطہ مار کر غائب ہوتے ہین شیخ نے کہا لو صاحبو ہم لوگ بالکل
بیکار ہوئے گرد دریا بیچ مین پھنس گئے حیجون وشکین دیتا ہے کبھی بیٹھتا ہے کبھی اٹھتا ہے
کبھی غل مچاتا ہے ای دریائے سامری یہ مسلمان نہین ماہیان دریا کا جوش وخروش
ہے ہمارے حال سے کیا آگاہ نہ تھے آجتک شہنشاہ نے اور ساحر انکو بھیجا نمکحرام بدانجام
آئے اور تم لوگون سے مل گئے اب اسے دیکھی تو گھبرائے ہو کیون اسقدر روتے ہو
آکر ملکہ حیرت کے قدمونکو بوسہ دو اپنی آبرو بچاؤ شہنشاہ خطا معاف کر دینگے ان
باتون پر حیجون کی اور زیادہ لشکر مین جوش وخروش ہوا ملکہ مہرخ نے فرمایا کیا بیہودہ
بکتا ہے تیرا تو بادشاہ خود نمکحرام ہے جسنے ولی نعمت کو قید کر لیا اسیر ہے تو جو تجھسے ہوسکے
مقدور نہ کر یہ کہکر خضوع وخشوع دعائین کرنے لگین تہ دل سے سبنے دعائین کین ایک گرد عظیم
صحرا سے اڑی گرد سے آفتاب چھپ گیا اسقدر غبار اڑا کہ آسمان پر ہو گیا جب گرد
شق ہوئی ایک ٹکڑا ابر سیاہی چھایا ہوا جسمین رعد کی گرج برق کی چمک طائر دنگی زمزمہ سرائی
بزبان حال یہ چند اشعار عبرت آثار پڑھتے ہین

نظم

چمن مین شگوفہ جو وہ شوخ بے نقاب آیا — یقین ہو گیا شبنم کو آفتاب آیا
ان انکھڑیون مین اگر نشۂ شراب آیا — سلام جھک کے بہ نگاہ جو بہر حباب آیا
مین مبتلا ہوں لب لعل ہو کے نشان دہن — کبھی جو جوش مین دریائے اضطراب آیا
اسیر ہونے کا اشد ہے شوق بلبل کو — جگایا نا اوسنے صیاد کو جو خواب آیا
خیال صبح مین سویا تو آنکھ پھر نہ کھلی — دکھانے آئے جھلک نہ آفتاب آیا

کسیکی محرم آب رواں کی یاد آئی
حباب بحر کے جو برابر کوئی حباب آیا

شب فراق مین مجھکو سلانے آیا تھا
جگایا مین نے جو افسانہ گو کو خواب آیا

جو علم ہو تو ہو اہل عمل کا پیرو کار
کمر سے زلف کو انداز پیچ و تاب آیا

جلوۂ حسن مہ چاردہ کو بھول گیا
مراد پر جو ترا عالم شباب آیا

اصول دین جو سنے گوش نے زبان نے کہا
مجھے سوال نکیرین کا جواب آیا

محبت مے و معشوق ترک کر آتش
سفید بال ہوے موسم خضاب آیا

طائرون کی زمزمہ سرائی ابر کی رعنائی زیبائی سب حیران ہوکر دیکھنے لگے ابر قریب لشکر اسلام
کے آکر شق ہوا سب نے دیکھا بلور چہار دست انتظام فوج کرتا ہوا مرکب باد رفتار پر سوار
پشت پر تین لاکھ ساحران نامدار علمہائے سرخ و سفید کے پھریرے کھلے ہوے
پھریرون پر حمد الٰہی اور نعت رسالت پناہی بخط جلی مرقوم آمد فوج کی دھوم ہنس سحر پر
ملکہ بران شمشیر زن دختر بلند اختر کوکب صف شکن تاج زرین سر پر دیا ہے جواہر مین
غوطہ مارے ہوے چہرہ آفتاب عالمتاب آنکھین معشوق لاجواب ابروے خمدار کھنچی ہوئی
تلوار سینے پہاڑ بہار زنار پستان پر عجب کیفیت صاف ظاہر ہے کہ دو نقابدار سرکش اپنے بانک پن
پر خوش ہاتھ مین ایک ماہی یاقوت رنگ بران نے جو لشکر اسلام کا یہ حال دیکھا بیقرار
ہوگئین پکار کر پوچھا ملکہ مہرخ خیر تو ہے ملکہ مہرخ نے جواب دیا ای معین و مددگار نوبت
بجان کار رسید استخوان ہین اس جیحون ملعون نے سب سردارونکو دریا مین ڈبو دیا کل ملکہ
مجلس بڑے جوش و خروش مین آئین اسی دریا مین وہ بھی ڈوبین خدا اُس سے تمکو ملائے
ہمارا حال قابل بیان کرنے کے نہین ہے یہ سنتے ہی ملکہ بران نے اُس کو چھوڑکر بلند ہو مین ماہی
یاقوت رنگ جو ہاتھ مین تھی اوّل اُسکو پھینکا آواز دی اے جیحون اپنا جوش دکھا اپنے ہوش مین آ
اپنے نزدیک بڑا کام کیا یہ دیا بنایا ماہی سرخ رنگ جو دریا مین گری دریا مین ایک جوش
پیدا ہوا مچھلیان تڑپ تڑپ کے نکلین وہ اکیلی ماہی یاقوت رنگ ہزارون سے جنگ
کر رہی ہے جیسے سایہ ڈالا وہ مچھلی جلکر خاک ہوئی ملکہ بران نے بلندی پر سے جھولی مین
ہاتھ ڈالا ایک پتلا سنہرا نکالا آواز دی ای ہلو نشین جمشید اس دریا مین شناوری

گریگا نہنگ و مچھلیون سے لڑیگا پتلے نے سرہلا یا زبان سے کہا سب طرح حاضر ہون حضور حکم تو دین ملکہ نے اُس پتلے کو دریا مین پھینکا سب نے دیکھا ایک جوان رعنا شمشیر برہنہ بدست باوہ جرأت سے مست شنا وری کر رہا ہی جس نہنگ نے منہ نکالا اُسکو ہاتھ تلوار کا مار دیا نہنگان خون آشام اُس جوان کو گھیرے ہوے ہین مگر وہ جوان شیرانہ جنگ کر رہا ہی جیحون نے جو یہ معرکہ دیکھا جھولی مین ہاتھ ڈالا مٹی کا آٹا نکالا ایک پتلی بنائی اپنی ران کاٹ کر خون لیا اُس پتلی کو اُس خون مین ملایا کہا ای جلیس سامری کسی مقام پر نہ رُکنا یہ جوان جلنے نہ پائے پتلی نے ہان تو کہی لیکن مثل بید کانپنے لگی جیحون نے اُس پتلی کو دریا مین پھینکا وہ جوان لڑ رہا تھا کہ کان مین آواز آئی صاحب یہ کیا کر رہے ہو ذرا ادھر تو دیکھو اُس جوان نے سر اُٹھا کے دیکھا ایک نازنین مہ جبین نہایت حسین ایک کشتی پر سوار مسکراتی ہوئی یہ اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی کشتی کو کھیتی ہوئی آتی ہی

نظم

نازو ادا ہی تجھسے دلارام کے لیے — یہ جامہ قطع ہی ترے اندام کے لیے
وحشت مین کعبے کو جو گیا کوے یار سے — لے تھے جنون نے جامۂ احرام کے لیے
عاشق ہون ہر طرح سے گنہگار ہون ترا — حاجت قصور کی نہین الزام کے لیے
اچھا نہین مقابلہ اُس چشم شوخ سے — اک دن شکست فاش ہی بادام کے لیے
وہ نونہال آئے الٰہی مراد پر — حاصل ہو پختگی ثمر خام کے لیے
ہر چند اپنا نامۂ عصیان سیاہ ہو — ہوگا سفید صبح ہی ہر شام کے لیے
مثل کمند اپنی رسائی ہوئی اگر — ای قصر یار بوسے لب بام کے لیے
رکھوا کے زلفین یار نے لاکھون ہی مرغ دل — پیدا کیے ہین کشمکش دام کے لیے
جاتا ہی بہر غسل جو ای خوش دماغ تو — جلتا ہی عود گرمی حمام کے لیے
آتش جو چاہیے بارے توکل کو مجلسی — جو صبح کو ملے نہ رہے شام کے لیے

اُس جوان کی آنکھین سرخ ہو گئین یا تو نہنگان خون آشام کو قتل کر رہا تھا یکایک ہاتھ پھیلا دیے بے اختیار ہو کر پکار اُٹھا ای معشوق گل اندام ای مقبول خاص و عام یہ عاشق صادق ترا جو یا تھا تمھارا یہی رہنے کا مقام ہی شہباز قوی تن میرا نام ہی

جیحون وشکین دے رہا ہی کچھ غل مچاتا ہی کبھی تالیان بجاتا ہی کبھی پکارتا ہی ای جلیس
کنارے دریا کے عمدہ جلسہ ہو کسی بات مین کمی نہ ہو مزاج مین برہمی نہ ہو کبھی خون کاٹ
کاٹ کر اپنا پھینکتا ہی کشتی اُس نازنین کی قریب اُس جوان کے پہونچی نازنین نے ہاتھ بڑھایا
جوان نے ہاتھ دیا اُس پری چہرہ نے اپنی کشتی پر اپنے عاشق کو سوار کر لیا آپسمین جمع ہوئے
بوسہ بازی ہونے لگی اُس نازنین نے ہلو سے ایک گلابی نکالی جام لبریز کیا اُس جوان
کے سامنے پیش کر دیا اور زبان سے بھی کہدیا کہ یہ جام محبت ہی اسکو نوش کرو پھر ہم تم
چلکر کنارے بیٹھین جو کہوگے وہ قبول کرینگے ہم بھی مدت سے ہجران دیدہ صدمات
کشیدہ تمھارے ملنے کے مشتاق تھے آج تقدیر نے رسائی کی اُس جوان نے ہاتھ
بڑھایا تھا کہ جام شراب لیکر پی جاؤن ملکہ بُرّان نے موتیونکا مالا گلے سے اُتارا پکارکر
آواز دی او نکحرام بدانجام یہ کیا بیہودہ پن ہی ایسا شراب کا بھوکا تھا یہ کہکے موتیون کا
مالا پھینکا وہ موتیونکا مالا جام شراب مین گرا موتی ٹوٹے شراب شعلہ بنکے اُڑی ایک
دناتا ہوا جام جو ٹوٹا یہ انجام ہوا ایک ٹکڑا سر پہ اُس نازنین کے پڑا سر پھٹا کشتی ٹوٹی ایک
دھوان نکلا وہ جوان تیغ باغت دریا مین گرا مچھلیون اور نہنگان خون آشام سے لڑنے
لگا ماہی یاقوت رنگ بیچ مین ماہیان دریا کے جسطرح بیچ مین شمع گرد پروانے جو مچھلی
اُسپر گری جلکر خاک ہوئی جوان نہنگان خون آشام سے لڑ رہا ہی ملکہ برآن نے جو دیکھا
کہ مچھلیان ہزارون جلین نہنگ قتل ہوئے مگر جوش و خروش دریا کا کم نہین ہوتا
ملکہ بُرّان سر جھکا کر طرف دریا کے جلین موتیونکے مارے پھینکتی ہو مین جب موتی گرے
دریا مین تلاطم بڑھا دھوان نکل رہا ہی پانی اسقدر گرم ہوا کہ مچھلیان تڑپ تڑپ کر
ریتی پہ گر رہی ہین ملکہ حیرت نے پکارکر آواز دی ای جیحون غضب ہوا بُرّان ایسی
دریا دل دریا مین جاتی ہی اسے روک یہ کہتا تھا کہ جیحون نے ایک دستک دی
ملکہ بُرّان دریا کے قریب پہونچی ہین کہ دریا سے ایک زنگی تیغہ برہنہ ہاتھ مین لیے ہوے
نکلا للکارکر آواز دی او بُرّان شمشیر زن ملازمان سامری سے یہ بے ادبی یہ کہکے
تیغہ مارا ملکہ بُرّان نے مثل پہلوانان صف شکن و بصورت جوانان تیغ زن بارڑھ

بچاکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر دور پھینکدی ایک طمانچہ مارا کہ سر زنگی کا اُڑ گیا دہ بارا
پھر دریا مین غرش ہوئی ایک زنگمن نے جھک کر سلام کیا ملکۂ عالم تشریف لائیے میری
آنکھون پر بیٹھیے حضور کو میان نوشا نوش طلب کرتے ہین نوشا نوش جادو وہ شخص
ہی کہ سب قیدی اُسکے قبضے مین ہین ملکہ نے کہا کون کہا حضور خواجہ عمرو وغیرہ اُسکے
پاس قید ہین اگر حضور تشریف لے چلین تو وہ قیدیونکو آپکی خدمت مین حاضر کریگا ملکہ
برآن زنگمن کے ساتھ چلین جیسے ہی دریا مین قدم ملکہ برآن نے رکھا زنگمن نے دام جمشیدی
مارا یہان جیحون ملک حیرت سے کہہ رہا ہی اب یہ زنگمن ملکہ برآن کو ڈبودیگی جیسے ہی زنگمن
نے دام جمشیدی مارا برآن کے کان مین آواز آئی ای نور نظر بچنا اس حال مین نہ پھنسنا
جیسے ہی جال پڑا ملکہ نے تڑپ کر اختر مروارید جو ڑیسے نکالا اختر کی جو شعلہ پڑی دام جیدام
جلنے لگا برآن تڑپ کر نکلین دام کے ٹکڑے اُڑ گئے برآن تڑپ کر زنگمن پر گرین تیچہ مارا
کہ زنگمن کے دو ٹکڑے ہوے زنگمن کو مار کر ملکہ برآن نے غوطہ مارا غرق دریا ہو کر
ہاتھ ہلائے برق چمکائی اختر مروارید کو پھینک مارا اختر مروارید دریا مین گرا حباب سر کو
ٹکرانے لگے موجین تلوارین بنگئین جیحون نے دیکھا دریا مین تلوار چل رہی ہر چند زنگی
کنارے دریا کے پیدا ہوے موجونکی تلوارین کھا رہے ہین دریا کو آنچ رہنے ہین جیحون
بھی جان سے جیتا حیرت سے لکہ برآن نے غضب کا سحر کیا دریا مٹا چاہتا ہی مین نے
کسی طرح رد کا وہ ظالم زندگی دریا مین ہو بچ گئی اب مین وہین جاکر گردن لیتا ہون
یہ کہکے دونون پانون زمین مین مارے غرق زمین ہوا وسط دریا مین جاکر نکلا شادی
کرتا ہوا جاتا ہی ملکہ برآن جو غوطہ مار کر دریا مین پہونچین اختر مروارید مشعل دکھا رہا ہی
ملکہ برآن کے پانون زمین پر قایم ہوے دیکھا ایک قصر سیاہ بنا ہی اُسکے دروازے پر
ایک جادوگر بلند بالا کئی ہزار ساحرونکو لیے ہوے بیٹھا ہی ملکہ برآن کو جو آتے ہوے
دیکھا کہ مشعل اختر مروارید روشن اُسکی روشنی مین ملکہ چلی آتی ہین جدھر رخ کیا دریا
شق ہوگیا کہ نوشا نوش نے آواز دی ای برآن کیون جان سے اپنی بیزار ہوئی
کہ جو دریا مین قدم رکھا ای ساحران غدار دختر کوکب کو مار لو دریائے جیحون

مین یہ داخل کیونکر ہوئی ہمارے آقا کا یہی حکم ہی کہ اس مقام تک کوئی نہ آنے پائے تین ہزار جادوگر بُراآن پر ٹوٹ پڑے بُراآن نے امداد دریا کے جنگ شروع کر دی جب اختر کو اشارہ کیا یا توبصورت مشعل بجا یا بصورت خنجر براآن کے تڑپ کے گرا کئی سو کے سر اُڑ گئے **نوشا نوش** نے سحر کیا کہ ملکہ **براآن** پر خنجر برسنے لگے صدہا خنجر توڑے جب خنجر سر پہ پڑنے لگے اور ملکہ براآن زخمی ہوئین ایک طرف سے دیکھا ایک **نہنگ** چلا آتا ہی ایک طرف سے ماہی یاقوت رنگ پہلو پہ ملکہ **براآن** کے آگئی خنجر اپنے جسم پر لینے لگی کبھی سر پہ سایہ ڈالتی ہی کبھی سینہ سپر ہوتی ہی ماہی **یاقوت رنگ** پر بھی زخم پڑنے لگے **نوشا نوش** نے ایک خنجر اپنے خون سے سرخ کرکے پھینکا طرف براآن کے وہ خنجر چلا نہنگ جو پیدا ہوا تھا اُس نہنگ نے خنجر پر اپنے جسم سے اُدھر لگائی کہ خنجر ٹوٹ کر گرا **نوشا نوش** نے اُسی ترکیب سے تلوار پھینکی **نہنگ** نے تلوار کو بھی توڑا اور وہی **نہنگ** جھپٹ کر سامنے **نوشا نوش** کے آیا ایک سنہرا پنجہ جسم سے اُس **نہنگ** کے پیدا ہوا چمکتا ہوا وہ پنجہ زبردست قریب **نوشا نوش** بدمست کے آیا ہاتھ کئی مرتبہ ہلایا مراد یہ تھی کہ سحر نہ کر **نوشا نوش** کب مانتا ہی سحر کی بوچھار کر رہا ہی مگر حیران کہ یہ نہنگ کیا چیز ہی یہ سنہرا پنجہ کیسا معلوم ہوتا ہی شاید **حیون** نے سحر کیا ہی وہ ہماری دستگیری کریگا یہ سوچکر پنجے پر سحر نہ کیا مگر **براآن** پر آگ برسا دی ہزارہا شعلے بھڑکا براآن نے اختر مروارید سے دفع کیا لیکن تلوارین چلتی نہین و تیغین جھناجھن گر رہی ہین اُس جا مین جو خواب کا خیال آیا کہ **ایرج** نوجوان نے عالم خواب مین فرمایا تھا کہ **خواجہ عمرو** مبتلائے مصیبت ہین ای معبود میرے نانا یہ خواجہ ہوئے تھا نہین معلوم کس بلا مین مبتلا ہونگے افسوس صد ہزار افسوس ملکیں اُس شاہزادے کو کیونکر آگاہی ہوا و دل خانہ خراب اسقدر نہ بیتاب و بیقرار ہو **نظم**

دل مین اُس شوخ کے جو راہ نہ کی — ہمنے بھی جان دی پر آہ نہ کی
پردہ پوشی ضرور تھی ای چرخ — کیون شب بوالہوس سیاہ نہ کی
تشنہ لب ایسے ہم گرے مے پر — کہ کبھی سیر عیدگاہ نہ کی
اُسکو دشمن سے کیا بچائے وہ چرخ — جسنے تدبیر خسف ماہ نہ کی

کون ایسا کہ اُس سے پوچھے کون — پرسش حال دادخواہ نہ کی
تھا بہت شوق وصل تو نے تو — کی ای حسن رشک ماہ نہ کی
عشق مین کام کچھ نہین آتا — گر نہ کی حرص مال وجاہ نہ کی
تاب کنظرف کو کہان تمنے — دشمنی کی عدو سے چاہ نہ کی
تن بھی کچھ خوش نہین وفا کرکے — تمنے اچھا کیا نباہ نہ کی
محتسب یہ ستم غریبون پر — کبھی تنبیہ بادشاہ نہ کی
گریہ و آہ بے اثر دونون — کسنے کشتی مری تباہ نہ کی
تھا مقدر ہمین اُس سے کم ملنا — کیون ملاقات گاہ گاہ نہ کی
دیکھ دشمن کو اُٹھ گیا بیدید — میرے احوال پر نگاہ نہ کی
مومن اس ذہن بے خطا پر حیف — فکر آمرزش گناہ نہ کی

آنکھون سے آنسو جاری بادایح مین دلکو بیقراری لیکن نوشا نوش نے اپنا شانہ کاٹا خون چلو مین لیا چاہتا ہے بران پر کھینچ مارے وہ پنجہ چمکتا ہوا قریب آیا ہاتھ پر ہاتھ پڑا وہ خون زمین پر گرا نوشا نوش نے پکار کر کہا ارے یہ ہاتھ زبردستی کرتا ہے میرا خون گرا دیا یہ کہکے شعلہ ہاتھ پر گرایا ہاتھ پر جو شعلہ گرا اُس پنجے پر آبلہ پڑ گیا بس وہ پنجہ مثل برق کے چمکا چمک کر قریب نوشا نوش کے آیا ایک طمانچہ پڑا کہ سر نوشا نوش کا اُڑ گیا اُس پنجے نے اُنگلیان چمکائین ایک برق چمکی کئی سو کے سر اُڑ گئے نوشا نوش کے مرتے ہی دروازہ اُس قصر کا کھلا بُرآن نے دور سے دیکھا خواجہ مع عیارون کے مسلسل و مطوق بیٹھے ہین چالیس سردار سرنگون سبکی زبانون مین سوزن ملکہ بہار کی رنگت متغیر گلگونہ چپ بیٹھی ہے بُرآن نے جو سبکو اس حال پر ملال سے دیکھا ملکہ بران بڑھین کو اس مکان مین گھس جاؤن کہ جیحون جادو پہلوے در سے پیدا ہوا دروازہ بند کیا آواز دی او بُرآن آگے نہ بڑھنا ملکہ بُرآن تیغ کھینچکر جا پڑین دونون مین تیغ چلنے لگا کہ نہنگ کو دیکھا پہلو سے پیدا ہوا مثل انسان کے آواز دی او جیحون کیون شامتین آئی ہین جیحون نے گولا مارا نہنگ کی پیشانی پر پڑا نہنگ نے تین چرخ کھائے منہ

سے ایک حباب چھوڑا دیکھنے میں حباب ہے مگر گولا آہن کا پیشانی پر لگ کے جیحون کی پڑا سر کے ہزار ٹکڑے ہوے ایک دتاٹا ہوا حیرت تخت پر تھی کہ زمین تھرائی دریا جا بجا سے غائب ہوا پانی مثل شعلۂ آتش جلنے لگا مچھلیاں جلیں نہنگ جلکر خاک ہوے آواز آئی کشتی مرا نام ہے جیحون دریا بار بود دریا سب غائب ہوا فوج جیحون نے جو دیکھا کہ لاشہ جیحون کا پڑا ہے ملکہ بُران سر سے خون بہتا ہوا خنجر برہنہ ہاتھ میں چمک کر نکلیں غبار اُس مقام پر اڑ رہا ہے آوازیں مہیب آرہی ہیں حیرت نے پکار کر آواز دی یارو غضب ہوا جیحون کو بُران نے مارا دریا بھی بصد جوش و خروش مٹایا تین لاکھ فوج جیحون کی ملکہ بران پر جا پڑی بُران نے اب دریاے فوج میں غوطہ مارا کسیکو طمانچہ مار دیا جب دیکھا ہزارہا ساحر بلوہ کرکے چلے نہنگ خونخوار دس ہزار کا افسر بڑے جوش و خروش سے آتا ہے گولے پھینکتا ہوا برقیں چمکاتا ہوا ملکہ بران نے اختر مردار ید پھینک مارا پکار کر کہا او تسخیر لینا اختر مروارید جاکر سامنے نہنگ خونخوار کے چمکا آنکھوں میں چکا چوند ہر آئی سر اٹھا کے دیکھا ایک طائر خوش رنگ بڑے لطف سے زمزمہ سرائی کر رہا ہے کبھی پکار رہا ہے ای نہنگ خونخوار ذرا سماعت فرمایئے یہ اشعار عبرت آثار سے لطف ملیگا نظم

جہاں نے شکل کو تیری ترس ترس گذرے	جو تجھ پہ بس نہ چلا اپنے جی سے بس گذرے
بنی ہے صور سرافیل آہ بے تاثیر	کہ میرے دم پہ قیامت نفس نفس گذرے
نجات ہوں کیونکر سوے دام آشیانے جب	خیال حسرت مرغان ہم قفس گذرے
یہ اور کو تو ہدایت جو خود ہوں آوارہ	یہ عمر کاش کہ جون نالۂ جرس گذرے
وفاے غیرت و شکوۂ جفا نے کام کیا	کہ اب ہوس سے بھی عارے بوالہوس گذرے
یہ نیم جان و غم ہجر ہے وہی انصاف	جو تیرے جان ہین اپنا ہم گذرا دس گذرے
دکھاؤں ناقۂ لیلی خرام ناز تجھے	کبھی ادھر سے جو اُس شوخ کا فرس گذرے
کہاں وہ ربط بتان اب کہ سلوت و مہوت	ہزار سال ہوے سیکڑوں برس گذرے

یہ اشعار پڑھتا ہوا طائر سامنے نہنگ خونخوار کے آیا اور نہنگ نے یہ اشعار سنے مبہوت ہوا اپنی فوج پر تلوار کھینچ کے جا پڑا ساحروں نے دیکھا کہ ہمارا افسر ہمکو قتل کرتا ہے

بُرّان مثل برق کے تڑپ رہی ہی ہزارون جادوگر مار کر ڈالدیے آخر اُن سبھون نے سحر
کرنا شروع کیا نہنگ خونخوار زخمی وچور چور ہوا لڑتا ہوا سامنے حیرت کے آیا کہا ملکہ
میری فوج نے میرا یہ حال کیا مین اب آپکو سزا دونگا یہ کہکے ہاتھ تلوار کا مارا حیرت نے
ہاتھ ہلا دیا ایک برق کڑک کر گری نہنگ خونخوار کے دو ٹکڑے ہوے تمام فوج کو
ناگوار ہوا فوج والے تڑپ کر حیرت پر جا پڑے حیرت نے گولے مارنا شروع کیے سب
جادوگرون نے ملکر سحر کیے تخت حیرت کا ٹوٹا حیرت تخت سے گرین گرتے گرتے سحر کیا
کئی ہزار کے سر اڑا دیے اب فوج بھاگتی پھرتی ہو ایک طرف سے حیرت قتل کر رہی ہو ایک
طرف سے ملکہ بُرّان کا اختر مردار یہ چل رہا ہو کئی لاکھ جادوگر کٹ کر مرے فریاد و فریاد کی صدائین
بلند ہین جادوگر بھاگتے پھرتے ہین حیرت نے لاشون کے انبار لگا دیے پکار کر کہا ان
حرامزادون نے مجھے تخت سے گرایا کچھ انکو خوف نہ آیا جب لاکھ جادوگر مارے گئے مصور نے
بڑھکر کہا ای ملکہ عالم یہ آپ کیا ستم کر رہی ہین یہ لوگ اپنے ہوش مین نہین ہین بران کے
سحر مین مبتلا ہین اس بدوا سی مین ایسا ہوا آپ پر بھی آئین یا تو سحر بران اتار دیے یا تامل فرمائیے
حیرت نے جھلا کر کہا آپ کو سحر مین کیا دخل ہو یہ سب ہوش مین ہین نہنگ بیہوش تھا مصور
نے کہا یہ کہیے کہ تمھارا مالک کیونکر مارا گیا دیکھیے کیا جواب دیتے ہین حیرت نے کہا آپ ہی پوچھیے
مصور نے پکار کر آواز دی یارو تمنے کچھ ملکہ عالم کا خیال نہ کیا اپنے مالک کو تخت سے گرایا
اُن سب نے گولے و ترنج و نارنج مصور پر مارے مصور زخمی ہوکر بھاگے ملکہ حیرت نے کہا ای
مرشدزادے کیون بھاگتے ہو مصور نے کہا مین نے آپکی وجہ سے زخم کھائے یہ لوگ
ہوش مین نہین ہین اپنے سے سحر اُتار دیے حیرت نے کہا کبھی سحر نہ اُترے گا جبتک بیہودہ
مشقت نہ ہوگی یہ ذکر تھا کہ بُرّان نے اور چند کو قتل کرکے قصد کیا کہ تڑپ کر نکل جاؤن
ایک طرف سے دیکھا کہ بہار و باغبان وغیرہ چالیسون سردار سحر کرتے ہوے آتے ہین
پانچون عیار ایک جانب بھاگے حیرت نے کہا لو اور غضب ہوا چالیسون سردار بھی رہا
ہوگئے سب نے کہا جیحون مارا گیا کیونکہ نہ رہا ہوتے یکایک آسمان پر ایک ٹکڑا ابر
آیا ملکہ بران جو بلند ہوئی تھین ایسا جھونکا ہوا کا چلا کہ ملکہ بران زمین پر گرین سنبھل کر

انکھین ابر سے پانی برسنے لگا جسپر قطرہ پڑا اُسکو ہوش آیا سب ملکہ بُران پر پلٹ پڑے
بہار کا گلدستہ چلا ملکہ گلگونہ رنگین پوش مثل برق جہندہ تڑپنے لگی جسپر جا پڑی اُسے
قتل کیا لیکن ابر سے جو پانی برسا بلال سحر افگن و شیخ موے کا کل کشا بیہوش ہوکر
گرے شکیل جادو حیران و پریشان یا تو سحر کر رہا تھا خاموش ہوکر کھڑا ہوا حیران حیران
چار جانب دیکھ رہا ہے بہار نے پکار کر آواز دی ای شکیل خیر تو ہے مزاج کیسا ہے شکیل
نے گھبرا کر کہا کلیجے مین آگ جل رہی ہے کیا حال اپنا بیان کرون بہار ملبتی ہے کہ ملکہ بُران
نے دیکھا مخمور نے بھی قتل کیا سے ہاتھ روکا بہار نے پکارا ای مخمور فوج کے بلوے مین
سحر کیون کرتے کرتے رک گئین مخمور نے کہا ای بہار کچھ حال نہ پوچھو عجب کیفیت
ہے دل پر ہجوم غم و الم ہے کیا کہون ~~نظم~~

آنکھیں وہ شکوے کرتے ہیں کس ادا کے ساتھ　　بیطاقتی کے طعنے ہین عذر جفا کے ساتھ
بہر عیادت آئے وہ لیکن قضا کے ساتھ　　دم ہی نکل گیا مرا آواز پا کے ساتھ
بے پردہ غیر پاس اُسے بیٹھا نہ دیکھتے　　اُٹھ جاتے کاش ہم بھی جہان سے حیا کے ساتھ
وہ لالہ رو گیا تھو گلگشت باغ کو　　کچھ رنگ بوے گل ہے عوض ہے صبا کے ساتھ
اُسکی گلی کہان یہ تو کچھ باغ خلد ہے　　کس جاے مجھکو چھوڑ گئی موت لا کے ساتھ
آتی ہے بوے داغ شب تار ہجر مین　　سینہ بھی چاک ہو نہ گیا ہو قبا کے ساتھ
کھبانگ کسکا مشورۂ قتل ہو گیا　　کچھ آج بوے خون ہے دہانکی ہوا کے ساتھ
آنیکے وعدے سے تھی خوشی یہ خبر نہ تھی　　ہے اپنی زندگانی اُسی بیوفا کے ساتھ
کوچے سے اپنے غیر کا منھ ہی ہٹا سکے　　عاشق کا سر لگا ہے ترے نقش پا کے ساتھ
اللہ ری گمرہی بت و بتخانہ چھوڑ کر　　مومن چلا ہے کعبے کو اک پارسا کے ساتھ

ملکہ بہار نے پکار کر آواز دی ان باتونکا یہ وقت نہین ہے مخمور نے کچھ جواب نہ دیا مگر لڑائی
موقوف کر دی مینہ جو برسا اب سواے چند سردارون کے سب لڑائی سے ہاتھ روک لیا
ملکہ بُران حیران مگر باغبان و گلگونہ و بُران نے لشکر کو ویران کر دیا ہے لاشون سے
میدان بھر دیا ہے آخر باغبان نے گھبرا کر کہا ای بُران خدا خیر کرے یہ لوگ جو ڑتے لڑتے

رک گئے یہ علامت سحرافراسیاب ہی اگرین بڑھے تو نکل چلو کہ ملکہ مہرخ بھی لشکر کو لیکر آپڑی ہین ملکہ بہار نے قصد کیا کہ مین اڑ کر نکل جاؤن بازو دیکھو کہ دیکر کوئی دس گز بلند ہوئی ہین کہ ابر سے ایک زنجیر پیدا ہوئی قریب تھا گلے مین ملکہ بران کے پڑے ملکہ بہار ہاتھ سے زنجیر ہٹاتی ہین زنجیر گلے کے پاس چلی آتی ہی چاہتی ہی گلے مین پڑجاوے ملکہ بران آخر ہشین دو زنجیرین پیدا ہوئین صاف مجھے معلوم ہوتا ہی کہ ہاتھ پاؤن باندھنے آتی ہین بران کو پریشانی اختر کو نکالکر چمکایا عکس جو زنجیر دنکا پڑا اختر سیاہ ہونے لگا ملکہ بران نے گھبراکر اختر جوڑے مین رکھا بیقرار ہوکر دعا کرنے لگین کہ ای معبود میرے اس آفت سے بچانا نظم

خداوند دنیا و عقبے یکے است | بہر دو جہان کارفرما یکے است
بہر کشور و شہر و ملک و دیار | یکے مالک ملک مولا یکے است
بہر سلطنت ہست حکم احد | بہر مملکت شاہ والا یکے است
یکے اہل قوت یکے اہل زور | یکے قادر است و توانا یکے است
دولی دخل یابد نہ در وحدتش | کہ ذات خداوند یکتا یکے است
ز ملکیتش نیست چیزے برون | کہ مالک بہر زیر و بالا یکے است
سمیع و علیم و بصیر و قدیر | خداوند دانا و بینا یکے است
برون است گو خلقتش از شمار | تعلق مگر جملہ را با یکے است
ہمہ را بدرگاہ والائے او | یکے آرزوی و تمنا یکے است
یکے مطلب است و یکے مدعا | یکے ہست منشا یکے التجا

جتنے عرصے مین ملکہ بران نے دعا کی آٹھ زنجیرین ابر سے پیدا ہوئین قریب ہی کہ جسم بہار وغیرہ مین لپٹ جائین بران نے جو ملک کے دعا کی تیر دعا ہدف مراد تک پہونچا ملکہ بران ناچار ہوکر ٹھہر گئین ہر طرف زنجیرین زنجیرین معلوم ہوتی ہین سامنے ایک چھوٹا سا نخل تھا اسکی شاخ سے ایک برق چمکی کہ آٹھون زنجیرین ٹکڑے ٹکڑے ہوگئین زمین پر جو گرین جسپر زنجیر پڑی اسکا سر پھٹ گیا کئی سو جوان ان زنجیرون سے قتل ہوئے لشکر مہرخ مین ہنگامہ ہوگیا فریاد و الغیاث کی صدا بلند ہوئی ہزار طرحسے زنجیرون کو روکا

زنجیرین ٹوٹ گئین کسیکا سر پھٹا کوئی زمین پر گرا پھڑک پھڑک کر تمام ہوا ملکہ مہرخ پریشان ہو گئین کہ باغبان لڑتا ہوا قریب ملکہ مہرخ کے آیا کہا اے شہنشاہ لشکر اسلام بران نے کیا کارنمایان کیا بڑے ساحر زبردست کو مارا بڑے لطف سے سبکو چھڑایا لیکن اس ابر مین افراسیاب جادو ہے اگر لڑ بھڑ کر نکل چلیے تو بہتر ہے ورنہ کچھ آفت آیا چاہتی ہے چالیس سردار جو چھوٹ کر آئے صرف مین اور بہار و گلو نہ مصروف جنگ ہین اور سب اپنی جان سے تنگ ہین دیکھیے سب حیرت مین کھڑے ہین مخمور ایسی ساحرہ لیکن آفت مین مبتلا ہے دیوانہ وار اشعار عاشقانہ پڑھتی پھرتی ہے ان سبکو اٹھا کر ہوا دار پر سوار کر لیجیے ملکہ مہرخ نے بڑھکر اپنے فرزند شکیل کو پکارا شکیل نے کچھ جواب ندیا مہرخ نے پکار کر کہا کہ اے فرزند اپنے ہوش و حواس درست کرو یہ کیا حال ہے جب ملکہ مہرخ نے بہت پکارا تب شکیل نے جواب دیا اے مادر مہربان مین آپ کو کیا جواب دون مین تو اس خیال مین ہون نظم

وہ ہنسے سنکے نالۂ بلبل کا — مجھے رونا ہے خندۂ گل کا
دھیان ہے غیر کے تحمل کا — ہوش دیکھا ترے تغافل کا
ہم کسی شانہ مین سے پوچھین گے — سبب آشفتگی کا کل کا
لاش کسکی ہے یہ عدو سے نہ پوچھ — مین ہون کشتہ ترے تجاہل کا
حال ساقی سے کیکے روتا ہون — کہ محرک ہے خندۂ قلقل کا
نکہت اُس زلف کی صبا مین ہو — اڑ گیا رنگ بوئے سنبل کا
جلوہ دکھلائے تا وہ پردہ نشین — مین نے دعوے کیا تحمل کا
نالۂ شب نے یہ ہوا باندھی — ہو گیا گل چراغ بلبل کا
حیلۂ بیخودی سے ہے مومن — توڑنا ہمکو شیشۂ عقل کا

ملکہ مہرخ کے منہ پیٹ لیا دفعتاً سے کہا شکیل ہوش مین نہین ہے خدا اسکو بچائے باغبان قدرت نے ایک گولہ جھولی سے نکالا اپنا خون ڈالا کہا مین تو افراسیاب پر وار کرتا ہون مہرخ ہان ہان کیا کہین مگر باغبان کب مانتا ہے گولہ اس ابر پر مارا وہ گولہ جاکر جو پھٹا اُس سے زبانہا نکلین ابر جلنے لگا کچھ شعلہ ہائے آتش نکلے یکایک

ایک ونانا ہوا کہ زمین کانپ گئی چند نخل اُکھڑ کر گرے شاخین کٹین ابر بیچ سے شق ہوا دیکھا
سب نے افراسیاب خانہ خراب ایک مرکب پر سوار سحر کر رہا ہے اب تو چہار جانب سے
افراسیاب پر گولے پڑنے لگے سرداروں نے بر میں چمکائین ملکہ مہرخ نے گولے مارے
مگر افراسیاب پر تاثیر نہ ہوئی افراسیاب نے باغبان کو للکارا او نمکحرام اب میرے ہاتھ
سے بچکر کہان جائیگا ہاے کیا کرون جب تجھون مر لیا تب مجھکو خبر ہوئی ورنہ کسکی مجال تھی کہ تجھون
پر ہاتھ اُٹھاتا اُسکی موت ہی آ پہونچی تھی ان قیدیون کو چھڑا لیا تجھا ما بدولت کو صدمہ پہونچا
پہلے بی بران کی فکر کر لون پھر تمھاری بھی تدبیر ہو گی ملکہ بران نے جو افراسیاب کو دیکھا
ہوش و حواس اُڑ گئے افراسیاب نے آواز دی او سلطان الحکما تیری نبض شناسی
کسدن کام آئیگی قارورہ ہی دیکھتا آتا ہے یا کچھ تشخیص مین بھی دخل ہے سب نے دیکھا کہ
صحرا سے کچھ پتیان بوٹیان ٹوٹین وہ بوٹیان اُڑتی ہوئی قریب بران کے آئین بران
کھڑے کھڑے غائب ہو گئین افراسیاب نے زمین پر آتے آتے ایک گولہ لشکر اسلام پر مارا
گولہ جو پھٹا کئی سو کے سر اُڑ گئے یہ سردار شکیل وغیرہ جو جب کھڑے تھے آخر افراسیاب
نے آواز دی ارے یہ جو مبہوت ہین انکو تو گرفتار کر لو ملازمان حیرت براے گرفتاری
سرداران چلے تھے کہ پہلو سے نعرہ ہوا او نامرد غضب کیا کہ بران کو پکڑ لیا اُسکا خدا حافظ
و نگہبان ہے بس بہتر یہ ہے کہ پلٹ جا سب نے دیکھا افراسیاب جس مقام پر کھڑا بلبلا رہا تھا
جھونکا ہوا کا چلا کوکب روشنضمیر بعد جاہ و توقیر مقابلے مین افراسیاب کے آ گیا اور
سرداران مہرخ کو اپنی پشت پر لیا زمین پر اُترتے اُترتے گولہ مارا دونون مین سحر ہونے
لگے سرداران اسلام الگ ہو گئے حیرت لشکر کو لیکر الگ ہوئی دونون کی جنگ مین شعلے
بھڑک رہے ہین تلوارین برس رہی ہین اکثر جو لوگ سامنے تھے وہ قتل ہوے کوکب
تلوار پکڑ کر سامنے پہونچا کہا او نامرد ہمسے مقابلہ کر تب تجھکو مزا سحر کا ملیگا آخر سحر کرتا ہی
کہ جو اب تجھسے عاجز ہین افراسیاب نے ایک گولہ مارا کوکب نے گولے کو ہاتھ مین
روک لیا مگر ہاتھ مین آبلہ پڑ گیا ضبط کر کے وہی گولہ پھینک مارا افراسیاب نے گولے کو
کاٹا دو دو سحر ان دونون مین چلے ہین کہ پہلو سے آواز آئی ای فرزند کوکب تم ہٹ جاؤ مین

اس مغرور سے سمجھ لونگا سب نے دیکھا نورافشان جادو پسینے پسینے جست کر کے قریب
کوکب کے آیا کہا ای فرزند مین بران کے ساتھ تھا نوشا نوش وجیحون وہ ساحر تھے
کہ بھلا بران کو مانتے دریا شایا قدم با قدم بُرآن کے ساتھ رہا قیدیون کو رہا کیا اب
افراسیاب نے جو نورافشان کو دیکھا تیغ کھینچکر چلا کہتا ہوا ای نورافشان تمنے غضب
کیا جیحون و نوشا نوش کو مارا اس ہوشربا مین ایسے ایسے بہت پڑے ہین تم اب دمبدم
آنسے لگے تمھاری قضا میرے ہاتھ سے ہی بکتا ہوا چلا جاتا نورافشان پر جا پڑون کبھی کہتا
ہی تم لوگ تو کیا ہو اگر سامری وجمشید زندہ ہوتے تو مین آنسے نہ رکتا نورافشان نے کہا
او مغرور تیرے غرور نے طلسم ہوشربا کو برباد کرایا دماغ مین تیرے سودا ہی اب بھی براہ صلاح
سمجھاتا ہون کہ میرے سامنے سے ہٹ جا افراسیاب کب مانتا ہی چاہتا ہی نورافشان جادو
بد حلیہ پڑون کہ آسمان سے نعرہ ہوا او افراسیاب کیا کرتا ہی ارے یہ پُرانا جادوگر ہی ایسا نہو
کوئی خلل کر بیٹھے تو تیرا زوال دولت ہو منہ ماہیان زمرد پوش یہ کہکے بڑے زور وشور سے
گری افراسیاب کی کمر مین پنجہ ڈیکر اُٹھا لیگئی لشکر اسلام کے ساتھ نورافشان و کوکب بھی
پلٹے حیرت اپنی بارگاہ مین گئی نورافشان و کوکب ساتھ ملکہ مہرخ کے بارگاہ مین آئے
نورافشان نے کہا ای شہنشاہ ادج عیاری آپ نے دیکھا افراسیاب جادو نے
ملکہ بران کو گرفتار کر لیا ایسے مقام پر بھیجا ہی کہ خدا اسکی جان بچائے قصر کنگرہ شکن ہی
ایک ساحر زبردست وہانکا حاکم ہی اُسنے بُرآن کو قید کیا ہی وہی آنکر لیگیا خواجہ نے کہا اب
انشاء اللہ مین جاکر رہا کرونگا نورافشان نے کہا وہانتک رسائی دشوار ہی عمرو نے کہا
خدا راہبر ہی مین تو اپنے کو پہونچاؤنگا انشاء اللہ رہا کر کے بران لاؤنگا نورافشان نے
کہا خواجہ درمیان مین صحراے ظلمی ہی وہان گئے اور پھنسے اگر وہ خود کسی وجہ سے
نکل کے آئیگا تو البتہ رہائی ہو گی اگر وہ اپنے مقام پر رہا تو وہانتک رسائی دشوار ہی
خیر خدا مالک ہی عرصے صلاحین رہین لیکن کسی بات پر قیام نہ ہوا آخر کوکب اور
نورافشان رنجیدہ کبیدہ طرف طلسم نورافشان کے گئے یہان خواجہ عمرو کو تردد ہی
چالاک سے بھی کئی مرتبہ کہا کہ اگر ہو سکے تو حیرت سے دریافت کر دو قصر کنگرہ شکن

تک کیونکر رسائی ہو چالاک بھی کئی مرتبہ گیا مگر حیرت سے بھی حال نہ معلوم ہوا لیکن افراسیاب
نے سرحدداروں کو نامے لکھے ہین کہ یاروممدہا سردار شریک مسلمانان ہوے اب لشکرکشی
کرکے آؤ جا بجا نامے پہونچے سرحدداروں نے اپنے مقام مقام سے کوچ کیے منزل دمنزل
آتے ہین ملکہ ناہید گوہر پوش بادشاہ قاحہ مرواریدنگار ساٹھ ہزار نازنینان مہ جبین کا
لشکر ہمراہ منزل بمنزل آتی ہین کہ گذر انکا صحراے طلسم حیرت خیز مین ہوا ہر روز صبح کو
سوار ہوتی ہو پھر شام کو اسی مقام پر پہونچتی ہو تیسرے دن اسنے پریشان ہوکر کہا کیون صاحبو
یہ کیا معرکہ ہو یہ منزل سخت ختم نہین ہوتی وزراء نے عرض کی یہ صحرا متعلق ہو قصر کنگرہ شکن
کے ایک نامہ اسکو تحریر فرمائیے کہ وہ راہ راست بتادے ملکہ نے اسیوقت ایک نامہ لکھا
کہ اے برادر بجان برابر صفدر تیغ زن قصر کنگرہ شکن ہم تمھارے صحرا مین آکر پھنس گئے ہین
جلد اپنے کو پہونچاؤ یہ لکھکر ایک کنیز کو خوب سمجھا دیا کہ نامہ ہاتھ مین قصر کنگرہ شکن کے
دینا اور زبانی بھی کہنا کہ اگر آپ کو فرصت نہ ہو کسی ملازم کو بھیجدیجیے وہ ہمکو آکر راہ راست
بتائے اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو ہم ایک عرضی شہنشاہ کو لکھین وہان سے کوئی راہبر آجاے گا
قصر کنگرہ شکن رات کو پڑا ہوا سو رہا تھا کہ عالم خواب مین ملکہ ناہید گوہر پوش کو دیکھا صبح کو
پریشان اٹھا سرداروں نے دیکھا کہ آج شہنشاہ بہت پریشان ہین قصر نے قاصر ہو کر ایک
ٹھنڈی سانس کھینچی کہا یارو کیا پوچھتے ہو کیا حال بیان کرون اگر اتفاق ہوا کہ مین قصر پر
ملکہ ناہید کے گیا وہ صحبت پیش آئین گھڑی دو گھڑی خیال رہا قصد ہوا شادی کا پیغام دون لیکن
پھر ارادہ نہ کیا شب سے عجب بیقراری ہو شغل آہ وزاری ہو شب بھر یہ کیفیت رہی نظم

رات کو مین نے مجھے یار نے سونے نہ دیا
رات بھر طالع بیدار نے سونے نہ دیا

خاک پر سنگ در یار نے سونے نہ دیا
دھوپ مین سایہ دیوار نے سونے نہ دیا

شام سے وصل کی شب آنکھ نہ جھپکی تا صبح
شادی دولت دیدار نے سونے نہ دیا

ایک شب بلبل بیتاب کے جاگے نہ نصیب
پہلوے گل مین کبھی خار نے سونے نہ دیا

جب لگی آنکھ کراہا یہ کہ بدخواب کیا
نیند بھر کر دل بیمار نے سونے نہ دیا

درد سر شام سے اس زلف کے سودے مین رہا
صبح تک مجھکو شب تار نے سونے نہ دیا

رات بھر کین دل بیتاب نے باتین مجھسے
رنج و محنت کے گرفتار نے سونے نہ دیا

سیل گریہ سے مرے نیند اُڑی مردم کی
فکر بام و در و دیوار نے سونے نہ دیا

باغ عالم مین مرے خواب کی مشتاق آنکھین
گرمی آتش گلزار نے سونے نہ دیا

سچ ہو غمخواری بیمار عذاب جان ہو
تا دم مرگ دل زار نے سونے نہ دیا

تکیہ تک پہلو مین اُس گل نے نہ رکھا آتش
غیر کو ساتھ بھی یار نے سونے نہ دیا

مصاحبون نے عرض کی غلام اس معمے کو نہ سمجھے قصر کنگرہ شکن نے کہا ماہ دولت نے رات کو ناہید گوہر پوش کو خواب مین دیکھا دل پر ہجوم غم و الم ہو عیش و راحت مین فرق دل دریاے محبت مین غرق سب نے کہا حضور اسکا تردد کیا آپ بادشاہ صحراے طلسمی ہین آپکی حکومت و ثروت اُنسے بہت زیادہ ہو آج اس صحراے طلسمی مین وہ فخر آپ کو حاصل ہو کہ اگر شہنشاہ بھی اس صحرا مین آئینگے جبتک آپ راستہ نہ بتائینگے تب تک راہ نہ پائینگے یہ ذکر تھا کہ ایک چوبدار نے بڑھکر عرض کی در دولت پر ایک کنیز نامہ ملکہ ناہید گوہر پوش کا لیکر آئی ہو خوش ہوکر کہا یارو میری آہ نارسا نے رسائی کی یقین ہو یہی لکھا ہوگا مین تجسے شادی کرونگی لوگون نے کہا حضور آپ کے بھی تو حسن و جمال اور جاہ و جلال کا تمام طلسم مین شہرہ ہو یقین ہو عاشق ہوئی ہون کہا اُسے نامہ دار معشوق کو بلاؤ اسوقت کی خوشی کچھ بیان نہین کر سکتا فرد قاصد رسید و نامہ رسید و خبر رسید + درحیرتم کہ جان بکدامی کنم نثار + عجب ساعت سعید ہو بلکہ روز عید ہو چوبدار نے جاکر کنیز کو بلایا کنیز نے آکر سلام کیا قصر تو اسطرح بیقرار تھا کہ اُٹھ کھڑا ہوا کہا اے قاصد معشوق خوشخو دیکھون اس نامہ معشوق مین کیا لکھا ہو کنیز حیران کہ یہ کیسی باتین کرتا ہو نامہ ہاتھ مین دیا قصر کنگرہ شکن نے نامہ پڑھا بھائی صاحب کا لفظ دیکھکر بہت بگڑا کہا اے کنیز تو جا عرض کرنا کہ مین خود حاضر ہوتا ہون صاحب نہ لکھا وارث نہ لکھا بھائی صاحب لکھا ہو مین آکے سمجھا دونگا کنیز کو خلعت دیکر رخصت کیا بارہ ہزار جادوگرون کے افسر خانہ بدوش سے کہا کہ اپنی فوج تیار کرو ماہ دولت کل خود جائینگے مین انکو اپنے قصر مین لاؤنگا کہ میری دعوت قبول کیجیے پھر یہان سمجھ لونگا صبح کو سوار ہوا خانہ بدوش آگے آگے اہتمام سواری کرتا ہوا چلا

قصر کنگرہ شکن نے بہت بھاری لباس پہنا جان کنیز نے آکر اوّل حال بیان کر کے کہا
طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ آپکا ذکر ہو رہا ہی تھا کہ مین نام لیکر پہونچی نامے کو آنکھون پر رکھا
کلیجے پر رکھا مگر ایک لفظ پر بہت بگڑے بھائی صاحب کیون لکھا ملکہ نے فرمایا وہ دیوانہ ہو
ہوا اسیوجہ سے میرے ماں باپ سے ملنے آتے تھے کہ اپنا مطلب نکلے دیوانہ ہو وحشی ہی
مجھے اُنکے نام سے نفرت ہی خیر جب تشریف لائینگے تب سمجھا جائیگا صبح کو دربارگاہ پر
بیٹھی ہین کہ لکۂ ابر سرخ و سیاہ آسمان پر نمایان ہوے ملکہ ناہید اُٹھکر بارگاہ مین آئین ابر
شق ہوا قصر کنگرہ شکن آکے اُترا اول خانہ بدوش کو بھیجا کہ جاکر ملکہ سے کہنا کہ خود
قصر کنگرہ شکن آپکی رہبری کو آیا ہی خانہ بدوش نے آکر سلام کیا بیان کر دیا کہ خود شہنشاہ
آتے ہین ملکہ نے کہا تشریف لائین خانۂ بے تکلف ہی اسیطرح تخت پر بیٹھی رہین استقبال
کو بھی نہ گئین قصر کنگرہ شکن اکڑتا ہوا اندر بارگاہ کے آیا ملکہ کو تخت پر دیکھا کہ معشوق
پری پیکر دونون عذار رشک شمس و قمر حسین سہ جبین ہونٹون پر مسیحائی نگاہون مین
دل ربائی ایسا بدحواس تھا کہ آتے ہی پایۂ تخت کو بوسہ دیا پہلوے تخت مین کرسی بچھی
اُسپر آکے بیٹھا ملکہ نے ساقی بچے کو اشارہ کیا ساقی بچے نے لاکر جام دیا اُٹھکر سلام کر کے
پی گیا جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا دماغ مین تو فتور ہی اپنے مقام سے اُٹھا
دست بستہ عرض کی مین امیدوار ہون کہ میری دعوت قبول فرمایئے ایک شب کے
واسطے تشریف لے چلیے ملکہ نے کہا صاحب تم اسقدر عجز کیون کرتے ہو تمھاری ہی
عملداری مین اُترے ہین ایک شب اور رہجائینگے مطلب صرف ہمارا اتنا تھا کہ ہم راہ
سے آگاہ نہ تھے اس صحراے طلسمی مین آکر پھنس گئے ہمکو راستہ بتا دو ملکہ حیرت سے
بُرے مقابلے پڑے ہین شہنشاہ نے بتاکید لکھا تھا کہ آپکو جلد پہونچا دو ایک شب
سے زیادہ ہمکو تکلیف نہ دیجیے قصر کنگرہ شکن نے کہا مین آپکے ساتھ خود چلکر
راستہ بتا دونگا ملکہ نے کہا تم چلو ہم بھی آتے ہین قصر خوشی خوشی اپنے مقام پر
آیا ایک باغ نہایت عمدہ آراستہ کیا یہان ملکہ ناہید گوہر پوش سوار ہوئین مقام پر
آکے قصر کنگرہ شکن کے پہونچین قصر نے کسی اعزاز و اکرام مین قصور نہ کیا برائے

استقبال کیا اور اپنے ہمراہ لے چلا پانے انداز بچھاتا ہوا زر و جواہر لٹاتا ہوا لیکر باغ مین آیا ملکہ نے دیکھا باغ نہایت تکلف سے آراستہ گلہاے خوشبو چہار جانب سامان روشنی ہی آنے سے ملکہ کے باغ مین بہار تازہ آئی طفلان غنچہ چاہتے ہین باتین کرین زلف سنبل کا پیچ و تاب نرگس شہلا کو نگاہ ملانے مین حجاب قمریون کی صداےین کوکو فاختۂ قلندر مشرب کے دلق خاکستری زیب جسم صداے حق سِرّہٗ باغ پر بہار عندلیبان خوشنوا کی پکار یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہین بقول شاعر

نظم

گیسوے مشکین رُخِ محبوب تک آنے لگے
چشمۂ خورشید مین بھی سانپ لہرانے لگے

دور کر ڈالی پسینے نے نقاب گلعذار
قطرۂ شبنم بھی دیوار چمن ڈھانے لگے

چال لیلی کی کنارِ جو جو وہ خوش قد چلا
بید مجنون کی طرح سے سرو تھرانے لگے

ظلم مردون پر کیا مشق خرام یار نے
ہر قدم پر کاسے سر ٹھوکرین کھانے لگے

گا ہلتی کی دھڑی ہو گیہ لکھوٹا پان کا
رنگ عاشق کے تمھارے لعل لب لانے لگے

آنکھ پھیری تو نے جس سے دم فنا اُسکا ہوا
مُردے کے آثار زندہ مین نظر آنے لگے

مشک کی بو سے نگہ کر اک بدماغی سی ہوئی
یاد زلف یار آئی سر کو ٹکرانے لگے

مر بھی جاؤن تو نہ آتشؔ در پر آئے وہ گل
کام تمکین کو غرور حسن فرمانے لگے

ہر طرف قہقہے چہچہے کنیزان گلعذار ماہ رخسار براے خدمتگزاری مقرر کی ہین ملکہ اپنی کنیزون سے فرماتی ہین اسقدر خاطردارات کا کیا باعث ہی ضرورت تو ہماری ہی یہ کیون اسقدر جھکا جاتا ہی کنیزین عرض کرتی ہین ہمارے ذہن مین اور کچھ آتا ہی عجب نگاہ سے آپکو دیکھ رہے ہین صاف ثابت ہی کہ آپ پر عاشق ہوے ملکہ ناہید نے اُس کنیز کو جھڑک دیا کہا کیا بیہودہ بکتی ہی اگر یہ خیال محال اُنکے دل مین ہی تو کیا کسیکو کسبی خانگی سمجھے ہین دیوانے ہوے ہین یہ کیا بیہودہ خیال ہی یہ کہتی ہوئی اُٹھین وسط باغ مین جو چبوترہ ہی وہان تخت بچھا ہی اُسپر آکے بیٹھین ہین دنگل پا آکے قصر کنگرہ شکن بیٹھا ناچ سامنے ہونے لگا جام شراب کا گردش مین آیا رات بھی زیادہ آچکی ہی قصر کنگرہ شکن نے جو ملکہ کو شگفتہ پایا اپنے مقام سے اُٹھا دست بستہ ہو کر عرض کی مین کچھ کہا چاہتا ہون ملکہ

نے کہا فرمایئے قصر کنگرہ شکن نے کہا یہ عنایت و مرحمت ہو آپ نے دعوت قبول کی نہایت
سرفراز ہوا امیدوار ہون کہ غلام کو بہ شوہری قبول فرمایئے ملک و مال سب آپ کے
قدمون پر نثار کرون ملکہ نے تیوری پر بل پڑ گئے بقہر و غضب تمام جواب دیا کہ اے شخص کچھ دیوانہ ہو
گیا ہے جنگل کیسی بنایا اسی واسطے آپ نے ہماری دعوت کی تھی دعوت مین آپکو عداوت
منظور ہوئی ایک شاہ کے ہم تم دونون خراج گزار ہین تمہارے صحرا کا راستہ بتانے سے تھے
اسوجہ سے تکلو تکلیف دی تم اور کچھ سمجھے ہم شاہ کو نامہ لکھینگے آپ راستہ نہ بتایئے راہبری
کیسی گمراہی پر قدم مارا یہ کہکے کنیزون کی طرف دیکھا کہا جلد لشکر تیار کرو ہم اسیوقت کوچ
کرینگے قصر کنگرہ شکن قدمون پر گر پڑا کہا کہ میری گستاخی کو معاف فرمایئے مین ساتھ چلکر
راستہ بتا دونگا ملازمون سے کہا خدمتگزاری کرو مین نے خوشامد کرکے ملکہ کو سمجھا کر ملکہ
سے عرض کی اگر غلام سے ملال ہو تو مین صحبت سے اٹھا جاتا ہون کنیزونکو برائے خدمتگزاری
مقرر کیا آپ رنجیدہ کبیدہ اشکبارہ دری مین آیا آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے بیٹھا ہے
مصاحبون سے کہا اے ہمدمو یارو کیا تدبیر کرون ملکہ نے جواب صاف دیا سب نے کہا آپنے
جلدی کی زبان سے کہدیا ایک دو دن مہمان رکھیے ساتھ چلیے راستہ بتایئے جب دو چار
روز ساتھ رہیے گا آہوے وحشی کا رام ہونا کیا دشوار ہے جب رسم بڑھیگا ضرور قبول
کریگی ملکہ یہان صحبت مین بیٹھی رہین جب زلف لیلاے شب کمر سے گذر چلی جا کر آرام
فرمایا صبح کو کہا آپ چلکر ہمکو راستہ بتا دیجیے قصر نے کہا کل آپ کے ساتھ چلونگا کہ یہ کہکر ملکہ
کنیزونکو ساتھ لیے ہوئے سیر مین مصروف ہین قصر کنگرہ شکن مثل چاکران کمترین ہمراہ
ہے قریب قصر کے پہونچین دروازے پر اسکے کئی سو جادوگر بیٹھے ہین قفل مکان مین بند
ہے کراہنے کی آواز آتی ہے ملکہ نے پلٹ کر پوچھا کیون اے شاہ اس مکان مین کون ہے قصر
کو تو بات کرنے کی بہت خوشی ہوتی ہے دست بستہ عرض کی ملکہ بزبان شمشیر زن دختر
کوکب صف شکن نے بڑا غضب کیا جیحون جادو کو مار ڈالا اسکا مثایا شہنشاہ کو غصہ
آیا برآن کو گرفتار کرکے غلام کے سپرد کیا ہے منظور شہنشاہ کو یہ ہے کہ یہ تڑپ تڑپ کر مرجاے
آب و دانہ بھی مین نے بند کیا ہے چاہتا ہون تڑپ تڑپ کر مرجاے ملکہ کو بڑا ملال ہوا کہا

اے قیصر ذرا ہم بھی دیکھیں کہ اس قیدی پر کیا آفت ہے قیصر نے قفل کھولا دروازہ وا کیا ملکہ ناہید
کی نگاہ پڑی ایک نازنین آفتاب جمال ابرو رشک ہلال مگر گل عارض مرجھائے ہوئے آنکھیں
نرگس شہلا سی تھیں یا نرگس بیمار ہو گئیں ہونٹوں پہ خشکی سر نگون غم سے کلیجہ خون کرا ہتی ہے کہ زمین تڑپاتی
ہے مثل مرغ بسمل زمین پر تڑپ رہی ہے دو دن دو راتیں گذریں آب و دانہ بند نہایت درد مندہ
زبان زمین سوزن ماران سیاہ جسم میں لپٹے ہوئے قفل مار آتشین دہن پہ بیقرار و مضطر قیصر نے
کہا بس دیکھ چکیں باہر چلیے ملکہ نے چاہا تھا کلام کرون قیصر نے کہا حضور اس دشمن سے
کلام کرنے کا حکم نہیں ہے اسنے دریاے خون روان کو مٹایا گل پریزادون کو توڑا جیحون
اسی ظالم کے ہاتھ سے مارا گیا دریا اسکا مٹایا تب شہنشاہ نے حکم دیا کہ اس ظالم کو ایسے
طور سے قید کرو کہ یہ تڑپ تڑپ کر مرجائے ملکہ ناہید کا دل ہلگیا آنکھوں میں آنسو بھرے
ہوے باہر نکل آئین قیصر کنگرہ شکن کو کچھ جواب نہ دیا دل کے ٹکڑے ہوگئے باہر نکل
آئین مگر نہایت رنجیدہ کبیدہ قیصر نے ہاتھ باندھکر عرض کی آج کی شب کو آپکو اور تکلیف
ہوگی کل غلام آپکے ساتھ چلے گا ملکہ اپنی بارگاہ میں آئین چند مصاحبین پاس بیٹھی ہین
مشتری زہرہ جبین وزیرزادی بھی موجود ہے ملکہ بے اختیار مشتری کے گلے میں ہاتھ ڈالکے
رونے لگیں مشتری نے کہا کیون حضور خیر تو ہے ا[illegible]ن بے حیا نے کل چلنے کا وعدہ کیا آپ
اس سے کچھ خوف نہ کیجیے کیا مجال کہ کسیطرح آپ کو ہاتھ لگا سکے کیا حضور کسی بات
مین اس سے کم ہین ملکہ کا رونا اور زیادہ ہوا کہا اے مشتری مجھے اس بات کا کچھ
خوف نہین عجب طرحکا معرکہ گذرا مین اپنے کو تعزین کرلی ہون اے مشتری اصل یہ
ہے مجھسے کسیکی تکلیف نہین دیکھی جاتی ملکہ بران شمشیرزن دختر کوکب روشن ضمیر بادشاہ زادی
طلسم نورافشان اسکی لونڈیون نے کبھی یہ رنج و ملال نہ دیکھے ہونگے کس مصیبت مین
اسکو قید کیا ہے غضب سامری انکی جان پر ٹوٹے ایسے محبوب مطلوب پر آب و دانہ بند
کیا ہے خواہ افراسیاب سنے یا بگڑے مین رات کے وقت بران کو چھڑا لاؤنگی مشتری نے عرض
کی حضور بڑا فساد برپا ہوگا افراسیاب سے دشمنی ہوگی ملکہ ناہید نے کہا افراسیاب
خود پسند ظلم و بدعت کا بانی اول اپنے بادشاہ کو پکڑ لیا کیا انکی آہ اسپر نہ پڑے گی

جسدن سے اسنے لاچین کو قید کیا اسدن سے آرام نہین پایا بادشاہ بنگالرو کانوردکیس
والے لشکر کشی کرکے آئے کیا کیا مقابلے پڑے مسلمانون نے آکر چراغ گل کردیا ہی کہ
اسد غازی افسر انکا قید ہی ملکہ بہار و مخمور و باغبان سب ادھر شریک ہوے
افراسیاب نے کہا گر لیا بہار پر تو مرتے ہین مخمور کے نام پر جان دیتے ہین میرے
دشمن ہونگے تو کیا کرینگے خواہ سلطنت رہے یا جائے حال بران پر میرا کلیجہ پھٹا جاتا ہی
مشتری نے کہا واری ہم آپ کے ساتھ ہین ملکہ ناہید نے تڑپ تڑپ کے دن کاٹا
جب شہنشاہ زرین پوش بصد جوش وخروش فوج شہنشاہ انجم سے شکست کھا کر بے اختیار
بھاگ نکلا شہنشاہ ماہتابان بصد رونق و تجمل تخت زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا فوج انجم لے
صحرائے فلک مین خیمہ ہائے ضیا آراستہ کیے قصر کنگرہ شکن نے چند کنیزون کو بھیجا کہ
جاکر ملکہ سے عرض کرو کہ جلسہ آراستہ ہو تشریف لائیے ملکہ نے جواب دیا جاکر قصر سے کہدو
آج ہماری طبیعت سست ہی جسوقت طبیعت درست ہوگی آکر شریک ہونگی قصر صحبت
آراستہ کرکے باغ مین بیٹھا ملکہ ناہید نے لباس سحر جسم پر آراستہ کیا مشتری ساتھ ہوئی
ملکہ وزیرزادی کو لیکر ایک گوشے مین آئین دونون پانون مارکر غرق زمین ہر زمین نقب
سحر کاٹتی ہوئی ملین قید خانے مین گریہ نکالا مکان کے باہر جا جب دوربان حاضرباش و
ناظرباش کی صدائین بلند کرتے ہین ناہید کی جو نگاہ پڑی ملکہ بران کو دیکھا تڑپنے بیچ
بیہوش ہوگئی ہین صاف ثابت ہی کہ ستارہ سحری چمک رہا ہی ناہید بہت روئی ملکہ بران
کے جسم مین جو مار ان سیاہ لپٹے ہوے تھے انکو بار زبان سے سوزن نکالی مشتری سے کہا
انکو گود مین اٹھالے ہوشیار نہین ہوسکتین مشتری نے عرض کی واری کیا ہوش آئے
تین شبانہ روز بے آب و دانہ گذرے کیا ستم ہی اس ملعون قصر کنگرہ شکن کو ترس نہ آیا ہرچند کہ
افراسیاب نے حکم دیا تھا اس بیحیا کو اعزاز و اکرام کا خیال نہ رہا مشتری نے گود مین ملکہ بران کو
اٹھایا اسیطرح نقب بیتی ہوئی اپنی بارگاہ مین آئین سب کنیزون کو باہر کردیا ناہید نے سر بران کا
زانو پر رکھا مشتری دوڑ دوڑ کے کھانے پینے کی چیزین لائی حلق مین پانی ٹپکانا شروع کیا
جب چند قطرات آب ٹپکائے اسپر بھی ملکہ بران کو ہوش نہ آیا ناہید رونے لگی کہا مشتری

سینے پر ہاتھ رکھو دیکھو آمد شد نفس باقی ہے یا دشمنوں کا دم نکلگیا مشتری نے پیشانی پر ہاتھ رکھا
سینے کو ٹٹولا کہا حضور جان تو باقی ہے مشتری نے تلوے سہلائے تب ملکہ بران کو ہوش آیا
آنکھ کھولکر سر اپنا زانو پر ناہید کے پایا ایک وزیر زادی تلوے سہلا رہی ہے ملکہ بران
اُٹھ بیٹھیں فرمایا اے مونس و غمخوار تم کو ہمارے حال پر کیوں رحم آیا اپنا نام بتاؤ ملکہ ناہید
نے کہا پہلے کچھ نوش فرمائیے پھر مین نام بھی بتاؤنگی ملکہ نے چند لقمے نوش کیے ناہید نے اپنا
نام و نسب بتایا یہ بھی کہدیا کہ قمر کنگرہ شکن مجھپر عاشق ہوا ہے مین نے انکار کیا ہے آپ کے
حال زار کو دیکھکر میرے دلکو بیقراری ہوئی ملکہ بران نے کہا پھر یہان سے نکل چلو راستہ
ہم پیدا کرینگے راہبر کامل راستہ بتائیگا مین قید خانہ سے نکل آئی صبح کو فساد برپا کرے گا
گھر پر اُسکے مقابلہ ہونا بہتر نہین ناہید نے کہا بہتر مین آپکے ساتھ ہون مشتری سے کہا
رات ہی کو لشکر تیار کرو مشتری نے چپکے چپکے اپنی فوج کو آراستہ کیا ملکہ بران کو تخت ساتھ
لیا گرد کنیزین بیچ مین بران و ناہید پوشیدہ تخت پر سوار ہوئین مشتری پہلو مین لشکر کو لیکر
نکل گئین صحرائے طلسمی مین آکر ناہید نے عرض کی اسی صحرا مین ہم تین دن بھٹکے پھر پھر کے
اسی مقام پر آئے تھے ملکہ بران نے اختر مرادید نکالا مثل مشعل اُسکو روشن کیا راہ مین پھینکا
زمین سے ایک پتلہ سنہرا پیدا ہوا اُسنے اُس مشعل کو ہاتھ مین لیا پکار کر آواز دی اسی الیہ
سب صاحب چلے آئین سب اُسکے پیچھے پیچھے چلے آتے ہین تین کوس تک وہ پتلہ
آگے آگے آیا ایک نخل کے سایۂ مین آکر آواز دی مبارک ہو کہ صحرائے طلسمی طے ہوگیا
اب اختیار باقی ہے ملکہ نے دیکھا کہ ستارۂ سحری چمک چکا پیش رو لشکر کو بڑھا دیا عقب
مین لشکر کے چلین دو پہر کو ایک صحرائے سبزہ زار ملا اُسمین لشکر کو اُتارا صبح کو قمر جو
اُٹھا ہر کارون نے خبر دی حضور ملکہ ناہید تشریف لیگئین یہ خبر سنتے ہی گھبرا گیا کہا یارو
یہ کیا غضب ہوا ملکہ کیونکر چلی گئین ہائے میری زندگی کیونکر ہوگی مین نے تو وعدہ کیا تھا
کہ مین ہمراہ چلونگا ہائے میرا کہنا نہ مانا یہ کہکے پکار اُٹھا نظم

یہ انفعال گنہ سے مین آب آب ہوا
دل اپنا خون جبے ساقی و شراب ہوا

کہ میرا کاسۂ سر کاسۂ حباب ہوا
ہوائے سرد سے لیا کیا جگر کباب ہوا

شکار گاہ جہان مین عزیز تھا ہر دل — بچا جو باز سے مین طعمۂ عقاب ہوا
بنایا جادۂ رہ مجھکو خاکساری نے — پھرا جو مجھسے زمانے مین وہ خراب ہوا
کیا مدام مجھے اشک آتشین نے تر — ہمیشہ میرے نہانے کو گرم آب ہوا
ملا نہ صورت دولاب غیر کوزہ آب — ہزار چرخ پہ چلے لاکھ انقلاب ہوا
دعاے وصل صنم مانگ دل شکستہ نہو — در کرم سے آتش کسے جواب ہوا

مصاحبون نے عرض کی حضور اسقدر بیقرار نہون جب صحراے طلسمی مین جاکر بتشلیمن کی
آپ ہی سے مدد کی خواہان ہوگی یہ ذکر تھا کہ کان مین رونے کی صدا آئی قیصر کنگرہ شکن نے
پکارا یہ کیا معرکہ ہے دیکھا خانہ بدوش نگہبان زندان خانے کا روتا پیٹتا سامنے آیا کہا
حضور بڑا غضب ہوا ہے جو صبح کو قید خانہ کھولا مجھے سمجھے کہ مرجان نے انتقال کیا ہوگا اندر
جاکر دیکھا یاران سیاہ مرے پڑے مین ہتھکڑیان بیڑیان کٹی ہوئی موجود ہین مگر مرجان ندارد
یہ سنتے ہی قیصر کنگرہ شکن گھبرا گیا کہا یارو غضب ہوا شہنشاہ نے تاکید کی تھی کہ مرجان کا مردہ
نکلے یہ کیا غضب ہوا مین شاہ کو کیا جواب دونگا سب مصاحب آکر جمع ہوے کہا حضور خیر تو ہے
کہا صاحبو مجھپر فلک ٹوٹ پڑا ناہید گوہر پوش کا جانا قیامت ہوا میری جان پر بنی تھی دوسری
آفت یہ آئی کہ مرجان قید خانے سے غائب ہوگئی لیکن صحراے طلسمی سے نکلنا دشوار ہوگا نیوا
کیونکر آیا کسطرح لے گیا صحراے طلسمی سے کیونکر نکلا ہوگا اس سوچ مین تھا کہ ایک مصاحب نے
عرض کی اس حال کی ایک عرضی شہنشاہ کو لکھیے کہ مرجان قید خانے سے غائب ہوگئی اتنا
حضور تحریر کرین کہ کون لیگیا جو کوئی لے گیا ہوگا صحراے طلسمی مین بھٹکتا ہوگا لشکر کشی کرکے
چلیے اس دزد باغی کو جلکر گھیر لیجیے اسکا بھی سر کاٹ کے خدمت شاہ مین روانہ ہو قیصر نے کہا
میری عقل مین فتور ہے معشوق کا جدا ہونا برا غضب ہوا اسیوقت ایک عرضی لکھکر خانہ بدوش
کو دی کہا اے برادر اسے کو خدمت شاہ مین پہونچا جواب باصواب لیکر جلد آ
خانہ بدوش عرضی لیکر چلا افراسیاب جادو داخل باغ سیب ہے گرد نازنینان جمیع
جمع ہین کہ خانہ بدوش نے آکر عرضی دی افراسیاب عرضی کو پڑھکر نہایت برہم ہوا کتاب سامری
اٹھاکر دیکھی پشت پر جواب لکھا کہ اے قیصر کنگرہ شکن تم جسپر ناشق ہوے اسکو محبت

مین قیدیونکو دکھا دیا اُسکا یہ انجام ہوا وہ قیدی کو نکال لیگئی اب صحرائے طلسمی سے بھی بہ آسانی
نکاسی ہوگئی بُرّآن صاحب اختر مروارید تھی اُسی زور پر نکل گئی لیکن فلان صحرائے سبزہ زار مین
لشکر اُسکا فروکش ہے یہ جواب ملکہ افراسیاب نے واپس دیا خانہ بدوش جواب لیکر آیا
قصر کنگرہ شکن جواب دیکھکر گھبرا گیا خانہ بدوش نے اُسیوقت ساٹھ ہزار کا لشکر تیار کیا
قصر کنگرہ شکن اُسیوقت تلاش مین ملکہ ناہید کی چلا جہان ناہید مع بُرّآن صحرا مین فروکش
ہین کہ دیکھا صحراسے گرد اُڑی قصر کنگرہ شکن گینڈے پر سوار پشت پر ساٹھ ستر ہزار ساحران
غدار آکر اُترا ملکہ بُرّآن بیدار ہوگئی ہین ملکہ ناہید باہر نکل آئی ہین قصر نے جو ملکہ ناہید
کو دیکھا کلیجہ دھڑکنے لگا خانہ بدوش کو حکم دیا ملکہ سے جاکر آداب وتسلیمات عرض کرو
کہنا کہ ای ملکۂ عالم شہنشاہ نے مجھکو خبر دی ہے کہ ملکہ بُرّآن کو آپ لائین مین آپکا تابعدار ہون
قیدی کو مجھے حوالے کر دیجیے اور مجھے سرفراز فرمائیے اگر اسکے خلاف کیجیے گا تو غلام
سے فساد ہوگا خانہ بدوش نے جاکر ناہید سے کہا ملکہ ناہید نے جواب دیا کہ ای
خانہ بدوش تم کہدینا کہ فساد کا تو ہمین ڈر نہین جسطرح تمھارے مزاج مین آوے ہم
حاضر ہین ہم قیدی کو تمھارے نہین لائے اور جو تمنے ہمسے کہا وہ سراسر تمکو سودائے خام
ہے کبھی ایسا خیال نہ کرنا یہ جواب جو قصر کنگرہ شکن کو پہونچا بڑا تردد ہوا کہ مین کیا کرون
معشوق سے لڑون ملکہ بُرّآن نے فرمایا ای ناہید کہدو کہ بُرّآن ہمارے پاس ہین دیکھو وہ
ہمارے ساتھ کیا کر سکتا ہے ناہید نے کہا جہانتک ٹلتا ہے وہانتک تو مین پردہ کرتی ہون
اور جب حال کھلجائیگا تو پھر سمجھا جائیگا لیکن قصر کنگرہ شکن کا عیار صیقل صبا رو اُس سے
کہا کہ ای صیقل ذرا تخلیہ مین تو جاکر دریافت کرو کہ بُرّآن ناہید کے ساتھ ہین یا نہین صیقل
چلا صورت بدل کے لشکر مین ملکہ ناہید کے داخل ہوا اس فکر مین ہے کہ مین اپنے کو بارگاہ
مین پہونچاؤن قضائے کار خواجہ عمرو و برق بھی ساتھ ہی بالا دوی کو نکلے مسافر کی
تلاش مین ہین کہ کوئی مسافر ملے تو اُسکی گردن لین دور نکل آئے کوئی مسافر نہ ملا کہ اُسکو
لوٹتے ایک مقام پر خواجہ کو غصہ آیا کہا ابے تیری وجہ سے بُھنی نہ ہوئی حباب مارکر برق کو
بیہوش کیا اُسکو زنبیل مین رکھ لیا تلاش مین مسافر کی چلے ایک پہاڑ پر چڑھ گئے دیکھا ایک

لشکر نخلستان میں اترا ہوا ہے اور ایک لشکر صحرا سے سبزہ زار میں حیران ہوئے کہ یہ کسکے لشکر میں
ایک ساحر کی شکل بنکر پہاڑ سے اُترے طرف لشکر کے چلے یہاں صیقل پھرتا ہوا قریب
بارگاہ ملکہ ناہید آیا ایک کنیز کو فقرہ دیکر الگ بلایا اسکو بیہوش کیا کنیز کی شکل بنکر
بارگاہ میں آیا دیکھا ملکہ بُراّن شمشیر زن مسند پر بیٹھی ہیں مگر نخیف و زار چہرہ اترا ہوا رنگ زرد
ستغیر ناہید بیٹھی کہ رہی ہو حضور بڑی خطا کی جو یہاں ٹھہرے آپ کے ملک میں پہونچ
جاتے مطمئن ہوتے دیکھیے اب اس سے کیا گذرے ملکہ بُراّن فرماتی ہیں ای ناہید
میں عدالت سے مجبور و ناچار ہوں ورنہ تجھسے کہدیتی کہ طبل جنگی بجوا و خدا چاہتا تو
اس مردود بھاگنے کی جگہ نہ ملتی ملکہ ناہید فرماتی ہیں میں نے ابھی تک اُس سے
سخت کلامی نہیں کی آپ کی مرضی ہو تو بلوا بھیجوں روبرو اسکو سمجھاؤں کہ حقیقت میں
ہم بُراّن کو لائے مگر اب تم معاف کرو اگر اسنے مان لیا تو فبہا اور نہ مانا تو مقابلہ ہوگا
جو سامری و جمشید نے چاہا ویسا ہی ہوگا ملکہ بُراّن نے کہا کیوں ای ناہید مقام افسوس
ہے کئی دن تمکو آج ہماری صحبت میں ہو چکے ابتک سامری و جمشید ہی کا نام لیتی ہے بھو
سامری و جمشید مثل ہمارے تمہارے ساحر تھے اُن پر لعنت کرو خدا سے برحق کا مذہب
اختیار کرو ناہید نے کانپ کر کہا میں نے آپکا مذہب بھی اختیار کیا اسوقت مطیع اسلام ہوئی
صیقل نے یہ سب معاملہ اپنی آنکھوں سے دیکھا غصے میں نکلا کہ جا کر شاہ سے اطلاع کروں
وہ انکو سبکو قتل کریں بی ناہید کو دیکھو کیا ہو گیا اطاعت دین اسلام بھی کر لی یہ سوچتا ہوا لجاتا
ہو لشکر سے ملکہ ناہید کے نکلا ادھر سے خواجہ آتے تھے آواز زنگ کی سنکر زرہ نخلستان میں
چھپے دیکھا عیار بالباس عیاری سے آراستہ جست و خیز کرتا ہوا آتا ہے خواجہ حیران کہ یہ
کون ہے کہاں جاتا ہے لیکن طریقے سے معلوم ہوا کہ فرہ ہے خواجہ نے راہ میں حلقہ ہاے کمند
بچھا دیے صیقل جست و خیز کرتا ہوا اُس مقام پر آیا حلقہ ہاے کمند میں پھونکا خواجہ
نے شیر کی آواز دی یہ کر کمند کو جھٹکا مارا صیقل گرا صیقل کو خواجہ نے اُٹھکر جباب مارا
بیہوش کیا یہ تو دیکھا کیا کہ ساحر نہیں ہے کنارے آکر اُسکو درخت سے باندھا ہوشیار کیا بصورت اصلی
کوڑا لیکر کھڑے ہوے صیقل کی جو آنکھ کھلی اپنے کو اس حال پُر ملال میں پایا خواجہ نے کہا

بتلا تو کون ہو چلے تو اسنے غلط بتلایا خواجہ نے ایک دو کوڑے مارے بلک گیا سب
صاف صاف بتا دیا دیا یہ بھی کہا کہ براں کو دیکھکر آیا ہوں اپنے شاہ سے اطلاع کرنے
جاتا تھا یہاں گرفتار ہوا آپ اپنے نام نامی سے آگاہ فرمائیے خواجہ نے اُسکو بیہوش کرکے
زنبیل میں ڈالا برق کو زنبیل سے نکالا حال علالت براں سنکر بڑا قلق ہوا برق سے
حال بیان کیا کہا اے فرزند ایک گویتے کے لڑکے کی شکل بنو میں گویا بنتا ہوں بارگاہ ملکہ
ناہید میں چلنا منظور ہو برق نے خواجہ کے ہاتھ چوم لیے کہا اُستاد زنبیل میں جاکر بڑی
مصیبت اُٹھائی جابجا مارا مارا پھرتا تھا کہیں ٹھہرنے کی جگہہ نملتی تھی جب سکو ثابت
ہوا کہ یہی برق فرنگی ہو شاہزادیوں نے دعوتیں کیں حال ہوشربا بیدیہا میں نے سب
کیفیتیں بیان کیں کو بی آنے نہ دیتا تھا کہتے تھے کل حال ہوشربا بیان آپ نے بُلایا
مجھکو آنا پڑا برق جب کل کیفیت کہہ چکا عمرو نے کہا بیٹا دربار میں قیصر کے چلنا منظور رہی
برق رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ایک لڑکے کی شکل بنا خواجہ ایک نوجوان گویتے
کی شکل بنے برق سے صلاح کی کہ میاں قیصر کنگرہ شکن کی گردن میں برق نے کہا
وہیں چلیے برق دائرہ بجاتا ہوا خواجہ کے گلے میں ڈھول ٹکڑے باندھے ہوئے
تانیں مارتے ہوئے چلے جسنے راہ میں سُنا بیقرار ہو لیا لشکر قیصر میں آئے بازار میں
بیٹھکر گانے لگے تمام بازار کے لوگ جمع ہو گئے ایک چوبدار نے جاکر قیصر کنگرہ شکن
سے کہا حضور آج دو گویتے آپ کے لشکر میں آئے ہیں کیا غضب کے گانے والے
ہیں تمام بازار کو تسخیر کر لیا سب لوگ جمع ہیں وہ تو آپکی صحبت کے لائق ہیں قیصر نے کہا
بلالو چوبدار نے آکر برق و خواجہ سے کہا خواجہ نے کہا میاں مرتبے صاحب ہم
بازار کے رہنے والے ہیں بادشاہی درباروں میں ہمارا کیا کام ہو مرتبے نے کہا آپکو
سرکار نے بلایا ہو خواجہ و برق چوبدار کے ساتھ چلے آکر دیکھا ایک تخت پر قیصر بیٹھا ہی
گرد و صاحب رفیق و شفیق خواجہ نے آکر سلام کیا اور دعائیں دیں بادمیں ملکہ
ناہید کی قیصر حیران بیٹھا تھا کہا میاں گویتے صاحب کچھ گاؤ خواجہ نے برق کو
اشارہ کیا خواجہ نے گیرہی درست کی برق نے گنگنا کے یہ غزل شروع کی تقطیع

صحرائے مغیلاں کا اگر مرحلہ آیا — پھوٹی ہوئی قسمت کو لیے آبلہ آیا
استادہ کمر باندھے ہوئے راہ میں ہیں ہم — لوٹا اسے یوسف کا اگر قافلہ آیا
سودا ہی رہا گیسوئے پیچاں کا تمہارے — شانہ کی طرح ہاتھ نہ یہ سلسلہ آیا
یاقوتی لب کی تری اللہ ری تفریح — پیری میں جوانی کا مجھے ولولہ آیا
ہر چند کرے ظلم و ستم جور و جفا یار — دانتوں ہی سے کاٹا جو زباں پر گلہ آیا
اک دم نہ جدا ہوتے تھے یا پہروں ہو غائب — کیا اسکا سبب ہے کہ جو یہ فاصلہ آیا
بے آہ کیے جان نہیں بچتی اب اے دل — بیتابی سے ہے تنگ مرا حوصلہ آیا
تھا شوق زبس منزل مقصود کا آتش — طے اُسکو کیا سامنے جو مرحلہ آیا

اس رنگ میں یہ غزل گائی کہ قصر کنگرہ شکن چوٹ کھائے ہوئے ہے دیر تک رویا کیا کہا میاں گوئیے صاحب حقیقت میں تم اپنا مثل نہیں رکھتے مگر کیا کہیں ایسے سرکش سے سامنا پڑا ہے کہ راتوں کی نیند اُڑ گئی لطف زندگی جاتا رہا کسی صورت سے چین نہیں ملتا عمرو نے کہا وہ کون ہے کہ جو آپ ایسے کو قبول نہیں کرتا رو رو کر سب حال اُسنے بیان کیا خواجہ نے کہا اپنے یہاں دعوت میں بلائیے ہمیں فقط دکھا دیجیے اُسیوقت راضی کر دینگے یہ تو خاص ہمارا کام اسی میں ہمارا نام ہے مجھکو لوگ دل ملاؤ کہتے ہیں مجھے وہاں لیچلیے میں اُسیوقت راضی کر دونگا بیتاب تو ہو ہی رہا تھا ملکہ ناہید کو ایک نامہ لکھا کہ اے شہنشاہ خوبی دارئے سرو باغ محبوبی دو گوئیے ایسے نایاب میرے پاس آئے ہیں کہ میری کبھی نگاہ سے نہ گذرے تھے اگر حکم ہو تو انکو لیکر خدمت میں آؤں حضور سنینگی تو بہت خوش ہونگی یا تو مجھکو سرفراز فرمائیے یا مجھکو اپنی صحبت میں بلائیے یہ نامہ جو پاس ناہید کے پہونچا ملکہ نے سب سے صلاح کی سب نے کہا آپکا جانا تو مناسب نہیں مگر یہاں بلا لیجیے ملکہ بُران کو مخفی کیجیے اور ملکہ بُران اسقدر بیمار ہیں کہ آٹھ پہر پلنگ پر پڑی رہتی ہیں جواب میں لکھا کہ اے قصر کنگرہ شکن تمہیں آؤ دیکھ بھی لو کہ ہماری صحبت میں ملکہ بُران نہیں ہیں قصر یہ جواب نامہ سنکر بہت خوش ہو گیا دونوں گوئیوں کو ساتھ لیا دو مصاحب و خدمتگار بھی ہمراہ لیے یہاں ملکہ ناہید نے جلسہ آراستہ کیا بُران کو ایک خیمہ میں [illegible] کنیزیں برائے خدمتگاری مقرر کیں [illegible] استقبال کیا [illegible]

لاکر بٹھایا قصر کنگرہ شکن چہار جانب دیکھتا ہی کہیں بُرآن کا نشان نہیں ملتا حیران ہی کہ شہنشاہ نے مجھکو کیا سمجھکے لکھا خواجہ کی نگاہ جمال جہان آرائے ناہید پر پڑی کلیجہ تھام لیا برق فرنگی کی نگاہ مشتری زہرہ جبین وزیرزادی پر پڑی بیقرار ہوگیا قصر کنگرہ شکن نے کہا ای ملکہ عالم شہنشاہ افراسیاب ہمہ دان ہمہ گیر ہین اُنھون نے مجھے لکھکر بھیجا کہ ناہید بُرآن کو چھڑا لیگئین ناہید نے کہا آپ صاحب ملک و مال ہین اپنی عقل سے سمجھیے مجھے بُرآن سے کیا واسطہ قصر کنگرہ شکن نے عرض کی مین تو اسوقت گوّیّونکو لیکر حاضر ہوا ہون حضور اِنکا اسوقت گانا سُنین خواجہ نے ڈھول کے ٹکڑے باندھے برق نے دائرے کو چھیڑا اور گنگنا کر یہ اشعار شروع کیے

نظم

آشنا گوش سے اُس گل کے سخن ہی کسکا — کچھ زبانسے کہے کوئی یہ دہن ہی کسکا
پیشتر حشر سے ہوتی ہی قیامت برپا — جو چلن چلتے ہین خوش قد چلن ہی کسکا
دست قدرت نے بنایا ہی تجھے ای محبوب — ایسا ڈھالا ہوا سانچے مین بدن ہی کسکا
کسطرح تجھسے نہ مانگین تمھین انصاف کرو — بوسہ لینے کا سزاوار دہن ہی کسکا
شادی مرگ سے پھولا مین سمانیکا نہین — گور کہتے ہین کسے نام کفن ہی کسکا
دہن تنگ ہی موہوم یقین ہی کسکو — کمر یار ہی معدوم یہ ظن ہی کسکا
باغ عالم کا ہر اک گل ہی خدا کی قدرت — باغبان کون ہی اُسکا یہ چمن ہی کسکا
سرو سا قد ہی نہین مد نظر کا میرے — گل سا رخ کسکا ہی غنچہ سا دہن ہی کسکا
یار کو مجھسے محبت تو نہین ای آتش — خط مین القاب یہ پیر شفق من ہی کسکا

اِن اشعار کو سنکر ملکہ ناہید بیقرار ہوگئین مشتری دمبدم لڑکے ہی کو دیکھتی ہین فرماتی ہین حضور ملاحظہ فرمائین اس لڑکے کا عضو عضو پھڑکتا ہی بوٹی بوٹی بے چین ہی کمبخت کسقدر کا یہ خوش آواز ہی بات بات مین اسکی سوز و گداز ہی ملکہ ناہید نے کہا ای قصر کنگرہ شکن اگر تمھارے نزدیک مناسب ہو تو ان دونون کو آج اسی مقام پر چھوڑ جاؤ ہم تنہائی مین گانا سُنینگے قصر نے گوّیے کو پاس بُلایا کہا لو اب تو ملکہ تجھسے تسخیر ہوئین بعد ہمارے جانے کے ذکر کرنا گوّیے نے کہا حضور خود لیکر ملکہ کو آپ کے پاس آؤنگا اپنے سوتیونکا مالا اُتار کے دیا کہا بہت راضی کرونگا

عمرو نے کہا مین تمکو خوراضی کرونگا قصر کنگرہ شکن خواجہ عمرو و برق کو چھوڑکر اب طرف
اپنی بارگاہ کے آیا جیسے ہی بارگاہ مین آکر بیٹھا کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا ایک طائر اڑا ہوا
آیا آتے ہی کاندھے پر قصر کنگرہ شکن کے بیٹھ گیا گلے مین دیکھا ایک نامہ پڑا ہی نامے کو کھول لیا
سرنامہ پر مہر افراسیاب پائی قصر نے نامہ کھولکر پڑھا بہ قہر و غضب لکھا تھا کہ او بیوقوف شاہان
سابق حماقت زدہ تجھے کہ تجھ ایسے کو صحرائے ظلمی کا بادشاہ کیا تیرے عیار صیقل کو عمرو نے
گرفتار کر لیا ملکہ برآن بارگاہ ناہید مین موجود ہین تجھکو آگاہ کرتا ہون کہ برآن آج کل بیمار
ہین سحر و ساحری سے مجبور و ناچار ہین یہ دونون گویے جو تیرے یہان آئے تھے عمرو
و برق ہین اب کمر برآن کی مضبوط ہو گئی لیکن جس مقام پر تو فروکش ہی اسکے پہلو مین
قلعہ ہی قلعۂ قطرہ خیز اسکا نام ہی بادشاہ وہانکا باران خونریز ہی باران کو بلوا کر رات ہی کو
شبخون مارجا تاکہ ہو سکے عمرو و برق کو پکڑ لینا دونون کو گرفتار کرکے مابدولت کے پاس
روانہ کر برآن کا اختیار تجھکو دیا چاہے قتل کر خواہ لیجا کر قید کر مگر آب و دانہ بند کرنا کہ پھڑک
پھڑک کر جان دے مگر خبردار خبردار اس تحریر مین تامل نہ کرنا اور ناہید پر جو عاشق ہوا ہی
وہ ہرگز تجھکو قبول نہ کریگی تیرے نام سے بیزار ہی اب عمرو اسکو لشکر اسلام مین لیجاے گا
مضمون نامے کا پڑھکر قصر نے اسیوقت باران خونریز کو نامہ لکھا دو پہر سے شب نہ گذرنے
پائی تھی کہ باران فوراً آکر اترا بارہ ہزار ساحرون سے آیا ہی قصر نے جاکر استقبال کیا سب
کیفیت بیان کی باران نے کہا چلیے جاتے ہی لشکر پر برس پڑونگا دونون بادشاہ تو
اسیوقت تیار ہوے یہان بعد جانے قصر کے برآن جو صحبت مین آئین ناہید نے سب
حال بیان کیا کہا قصر دو گویے چھوڑ گیا ہی ملکہ برآن نے کہا بلاؤ تو خواجہ و برق آئے
برآن نے دیکھتے ہی دونون کو پہچانا اٹھکر خواجہ کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا لو ملکہ
ناہید مبارک ہو ہمارے مددگار مونس و غمخوار خواجہ عمرو آگئے خواجہ نے چلتے سے ملکہ برآن
سے کہا ناہید نہایت حسین ہی برآن نے کہا حاضر ہین اسکو مطیع اسلام کرچکی برق بھی ملکہ برآن
کے قدمون سے لپٹ گیا کان مین عرض کی مشتری زہرہ جبین پر غلام کی جان جاتی ہی تو
ملکہ نے فرمایا انشاءاللہ یہ آرزو بھی پوری ہوگی یہان تو سب گھل ملکر بیٹھے خواجہ ناہید

سے سامنے گا رہے ہین رنگ اپنا ناہید پر جا رہے ہین لیکن خواجہ دیکھتے ہین کہ بران کا عجب حال ہے علالت سے پریشان خواجہ کو بڑا تردد ہے ملکہ ناہید کہتی ہین قصر کنگرہ شکن ساحر زبردست ہے خواجہ نے کہا مین جاکر لاتا ہون یہ کہکر خواجہ نے بانباے عیاری جسم پر آراستہ کیے یہ کہکر نکلے کہ مین قصر کو گرفتار کر کے لاتا ہون خواجہ لشکر سے نکلے تھے چند قدم چلے ہین کر دیکھا چہار جانب سے ساحر ملوہ کیے آتے ہین اسباب سحر ہاتھ مین خواجہ نے آواز سنی نخل کی آڑ پکڑ کے دیکھا کہ قصر کنگرہ شکن اسباب سحر ہاتھ مین گینڈے کو بڑھاے ہوئے آتا ہے دوسری طرف سے ایک اور ساحر سیہ فام بڑے تن و توش کا کہتا ہوا اے برادر نہ گھبراؤ یہ بھی مین نے سُنا کہ تم ناہید پر عاشق ہو مین تُمسے گرفتار کر دونگا اِس کلام کو سُنکر قصر رونے لگا کہا بھائی اگر مین ایسا سوچتا اُسکو گرفتار کر لیتا مگر سحر مین طاق شہرۂ آفاق حقیقت تو یہ ہے ایسی حسین ہے کہ فلک نے بہ این پیرانہ سالی ایسا معشوق تو جوان نہ دیکھا ہوگا نظم

دکھلائینگے کیا یار کا شمس و قمر انداز — ایجاد نئے ہوتے ہین شام و سحر انداز
موسیٰ کو غش آ جائیگا جلوے سے تمھارے — دم دوگے مسیحا کو اگر ہے یہی انداز
دیوانہ ہوا جسنے رُخ یار کو دیکھا — رکھتا ہے پری کا بھی چال بشر انداز
دل صید گہ عشق مین کب سے ہے نشانہ — لشکر اُڑا دے اِسے کوئی قدر انداز
پابوس کو ہر روز گیا یار کے گھر مین — جھکا کیے سر کو پس دیوار و در انداز
شمشیر بھیر نہ بھے کے ملا نگا رے ظالم — دل توڑ کے کیجے کو نہ غافل خانہ بر انداز
دکھلائی ہے نہ انتو کی صفا یار نے جسکے — سوتی مری آنکھونکے کیے ہین نظر انداز
جا نبر کوئی ہو دیگا نہ دل تمسے لگا کر — جو ناز ہے آفت ہے قیامت ہے ہر انداز
واپس دل احباب کو لیجے کے ہو کرتے — یہ غمزہ نیا ہے نہ تھا پیشتر انداز
گل سُننے کو نالے بہ تن گوش ہین آتش — بلبل نے اُڑایا ہے تمھارا مگر انداز

یاران خونریز نے کہا بھائی اسقدر نہ بدحواس ہو اپنے کو سنبھالو یہ بھی تمھاری زبانی معلوم ہوا کہ اُسکو تمسے نفرت ہے تمکو یہ محبت ہے قصر کنگرہ شکن نے کہا بھائی اسقدر بڑائی کا سامنا جب پھنسنے مین آئیگی سمجھ لونگا خواجہ یہ معاملہ دیکھکر بھاگے یہان ناہید و مشتری و بران جاگ

رہی ہین کہ خواجہ گھبرائے ہوئے آئے کہا ملکہ ناہید غضب ہوا کوئی جادوگر باران خونریز ہی قصر اسکو اپنے ہمراہ لیکر برائے شبخون آتا ہی ملکہ بران گھبرائین کہا خواجہ مجھ مین سحر کرنے کی طاقت نہین ناہید نے کہا حضور نہ گھبرائین کنیز سینہ سپر ہوگی برق تڑپ کر ایک جانب بھاگا خواجہ کنارے ہوئے گلیم اوڑھلی ناہید و مشتری خیمے سے نکلین نکلتے ہی قرنا کرائی جب تک لشکر کو تیار کرین باران و قصر کنگرہ شکن لشکر پر آ پڑے ایک ایک ساحر پر ملکہ ناہید کے وحوش نے قبضہ کیا ہی تھوڑے ہی عرصے مین کئی ہزار ساحر مارے گئے ملکہ ناہید تڑپ تڑپ کے گرنے لگین جسپر سحر کیا اسکے دو ٹکڑے کیے کبھی برق بنکے گرین تڑپ کر نکل گئین خانہ بدوش سامنے سے آتا تھا ملکہ ناہید کو جو سحر کرتے دیکھا للکارا کہ ای ناہید بد سرشت سرکشی نکر و جبدن کہ افراسیاب ارادہ کریگا ملک کے ملک ویران ہو جائینگے یہ کہکے گولا مارا ملکہ نے گولے کو کاٹ کر آواز دی کہ تیری بھی یہ مجال ہی کہ ہمارے مقابلے مین آیا یہ کہکے کان سے بالی اتاری اُسکے مروارید بے بہا پھینک مارے وہ موتی جا کر بیٹھے کچھ قطرات آب سر پر خانہ بدوش کے گرے سو تیونکی آبرو گری چند پھول برسے خانہ بدوش جھوما آنکھین سُرخ ہوئین رنگ چہرے کا متغیر ہوا پکارا تھا ای شہنشاہ خوبی وای سرو باغ محبوبی میری جان جاتی ہی سرفراز فرمائیے مین غلام ہون ملکہ ناہید نے کہا نام تمھارا خانہ بدوش ہی ابھی تمھین سحر و ساحری کا ہوش ہی بات کا سمجھکر جواب دو خانہ بدوش پکارا تھا مین کیا عقل سے باہر ہون راز عشق سے ناواقف ہون

سانپ کا زہر وہ گیسو مین گھلنے والے
آہ جو چشم چھلاوے کو ہین چھلنے والے

کشتہ ہم بھی تری نیرنگی کے ہین یاد رہے
اور زمانے کی طرح رنگ بدلنے والے

کشش عشاق مین بارے اثر اتنا تو ہوا
پھر کھڑے ہوتے ہین منہ پھیر کے جانے والے

حسن نے روشنی خورشید کی پیدا کی ہی
شب کو باہر نہین وہ گھر سے نکلنے والے

آئینہ رکھکے کیا ہی جو کبھی تو نے بناؤ
خاک مین ملتے ہین منہ دیکھکے جلنے والے

پاؤن تک سر سے جو ہو پیچ نہین لو ما بناز
کف افسوس ہی ہاتھ ہین ملنے والے

گوش زد ہو تو کہین کوس سفر کی آواز
چل کھڑے ہونگے کمر باندھکے چلنے والے

یہی سوزش یہی گرمی ہی اگر نالون کی
صورت موم ہین فولاد پگھلنے والے

باغ عالم میں یہی اپنی دعا ہے ہر صبح
اُنسے کہدو نہیں آہستہ جو رکھتے تھے قدم
نعمت عشق کا راغب نہیں کوئی پایا
اشک باقی جو نہ آنکھوں میں ہے تو یہ ہے
بس قلم صفحۂ ہستی سے اُٹھا اے آتش

زمین سر سبز شجر پھولنے پھلنے والے
گر ہی پڑتے ہین بہت ڈر کے چلنے والے
مر گئے کیا غم و غصے کے نگلنے والے
جگر و دل مین لہو ہو کے نکلنے والے
ڈھل چکے شعر جو تھے فکر سے ڈھلنے والے

اسطرح کے شعر پڑھتا ہوا گریبان پھاڑے ہوئے ملکہ کی طرف دوڑا ملکہ نے کہا قصر کنگرہ شکن کا
سر لاؤ خانہ بدوش بیٹھا اُدھر سے باران آتا تھا باران نے جو دیکھا خانہ بدوش مست و
بیہوش ہماری فوج کو قتل کرتا ہوا آتا ہے کئی مرتبہ للکارا کہ او خانہ بدوش دیکھ اپنے ساتھ والون کو
قتل کرتا ہوا اسنے باران پر گولہ مارا باران نے گولہ کاٹ کر تلوار کھینچ ماری کمر پر تیری کر دو ٹکڑے
خانہ بدوش کے ہوئے قصر نے جو بھائی کے مرنے کی آواز سنی روتا ہوا آیا کہا اے باران
یہ کیا حرکت کی میرا بھائی قوت بازو زینت پہلو تھا لشکر کا اب انتظام کون کریگا باران نے
کہا اسنے ہزارون فوج والونکو مارا کیسے کیسے افسر قتل ہوئے قصر نے کہا یہ شاہزادیون کے
سحر مین اسی سحر پر انکو بڑا ناز ہے نگاہین کمبختونکی سحر آگین مین جسپر نگاہ پڑ گئی وہ مبہوت ہوا مگر اب
چلکر انکو گرفتار کر دو دونون سحر کرتے ہوئے چلے اُدھر سے ناہید لڑتی ہوئی آئی تیغ باران
نے خون برسایا قصر نے ایک گولہ کھینچ مارا جیسے ہی گولہ پھٹا ملکہ نے چاہا دفع کرون ایک تلوار
گری کہ ناہید کا سر زخمی ہوا دونون بلوہ کر کے جا پڑے فوج نے بھی جانبازی کی قصر نے
ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا غبار اڑا اس غبار سے ملکہ بیہوش ہوئین ہاتھون ہاتھ ملکہ کو گرفتار
کر لیا مشتری نے جو دیکھا کہ ملکہ گرفتار ہوئین مشتری کڑک کر گری کئی سو جادوگر مر کر گرے
مگر قصر نے فوراً خاک کی مٹھی بھر کر طرف مشتری کے پھینک ماری وہی خاک غبار زرد ہو کر
بلند ہوئی مشتری بھی غش کھا کر گری مشتری و ناہید کا گرفتار ہونا فوج کے پیر اٹھ گئے فوج
کم افسر کے ہونے سے ایچ برہم آپس مین صلاحین کر رہے ہین کہ یارو جان بچاؤ نکل چلو اب
قدم نہین جمتا باران و قصر ملکہ سحر کر رہے ہین آگ برس رہی ہے چند کنیزین دوڑی ہوئی
پاس ملکہ بُران کے آئین کہا حضور آپ کس سوچ مین بیٹھی ہین ناہید و مشتری گرفتار

سوئین چلکر کچھ تدبیر کیجیے ایسا نہ ہو دشمنون پر بھی زوال آجائے ملکہ بُرّان اپنے مکان سے آئین لیکن ہاتھ پاؤن مین رعشہ سحر بالکل جواب دیتا ہی بمشکل باہر نکلین دیکھا فوج کفار کا بلوہ ہی بلوہ ہو اہل اسلام بہت ہار گئے بُرّان کو دیکھکر رُکے ورنہ بھاگا چاہتے تھے بُرّان نے جو قصر کنگرہ شکن کو آتے ہوے دیکھا سحر کیا قصر نے اشارون مین دفع کر دیا دو چار سحر جو آپس مین چلے قصر و باران نے مٹھیان خاک کی زمین سے اُٹھائین طرف بُرّان کے پھینکین غبار زرد بلند ہوا اُس غبار مین ملکہ بُرّان گھر گئین ہر چند چاہا کہ غبار سے نکلون نہ نکل سکین زبان مین لکنت ہاتھ پاؤن بے طاقت لڑکھڑا کر گرین ملکہ بُرّان بیہوش ہوئین دونون نے بڑھکر گرفتار کر لیا اب تو فوج والے بھاگے دو ہزار آدمی گرفتار ہوے خیمے لوٹ لیے بارگاہ دلن مین آگ لگا دی لوٹ مار کے لیئے وہین بارگاہ مین استادگان اُتر پڑے لیکن قصر ایسا بیتاب تھا حکم کیا ناہید کو بلاؤ ملازم ناہید کو لائے جیسے باران نے جمال جہان آرائے ملکہ ناہید کو دیکھا بیتاب ہو گیا کہا بھائی قصر کنگرہ شکن ہمین نے آکر لڑائی کو فتح کیا ورنہ بڑی خرابی ہوتی بُرّان کو نہ گرفتار کر سکتے بڑی ساحرہ زبردست ہی ناہید کو ہمین دو مشتری کے تم خریدار ہو تمھارا ہمپر احسان ہوگا مشتری کیا ناہید سے کم ہی ہماری طبیعت اسی پر آئی ہی قصر نے کہا بس خاموش رہو مین نے اسی کے جوش محبت مین سب کام کیا ناہید میری معشوقہ ہی مشتری کو تم لے لو مین اپنی معشوقہ پر قبضہ کرون ملکہ ناہید دونون کی باتین سن رہی ہین پھر قصر نے کہا جس سے معشوق راضی ہو باران نے ہاتھ باندھکر کہا کیون ملکۂ عالم آپ نے تو مجھے پسند کیا ہوگا مین عمر مین بھی اس سے کم ہون سحر و ساحری مین بھی میرا شہرہ ہی اگر مین نہ آتا تو یہ لڑائی فتح نہ ہوتی ملک بھی میرا وسیع مرتبہ رفیع باران تو یہ باتین کر رہا ہی کنیزین غلام سپہ سالار سب جمع ہین ایک کنیز نے ملکہ سے اشارہ کر کے کہا آپ یہ جواب دیجیے کہ آپس مین لڑو جو سحر مین غالب آئیگا وہی ہمارا شوہر ہی ملکہ نے کہا اے باران مجھے توجہ تمھاری ہی جانب ہی لیکن قصر کنگرہ شکن سے مقابلہ کرو جو سحر مین غالب آئے ہین اُنکے ساتھ شادی کرون باران طرف قصر کے چلا کہا اُٹھیے معشوق نے کیا کہا مین آپ ایسونکو دیوانہ جانتا ہون اگر اپنی جان بری چاہتے ہو اس معشوق کا نام نہ لینا ورنہ مارے

تلوارون کے ٹکڑے اُڑا دونگا قیصر نے کہا ارے دیوانے تجھ ایسے مین نے بہت سے
تعلیم کر دیے تیری کیا حقیقت ہے باران و قیصر مین سر دربار تلوار چلنے لگی لشکر مین بلوہ ہوا
افسر بھی ایک دوسرے پر جا پڑا کنیز جو برابر ملکہ ناہید کے کھڑی تھی چپکے سے کہا امین تو
گوشت خورد نمان سنگ ہو رہا ہے مین تمھاری زبان سے سوزن نکالتی ہون سنو خواجہ عمرو
ناہید شگفتہ ہو گئی کہا خواجہ بڑا غضب ہے بُران و مشتری قید ہین عمرو نے کہا مین انکو بھی
جا کر رہا کر دونگا ناہید نے اشارہ کیا بسم اللہ خواجہ نے زبان سے سوزن نکالی ناہید
تڑپ کر سحر کرنے لگی وہان بصورت فرنگی ایک جادوگر کی شکل بنا ہوا دوڑتا ہوا اُس خیمے پر
آیا جہان مشتری و بُران قید ہین جادوگرون سے کہا ارے نکمے ہو تم دیکھتے ہو کہ لشکر مین بلوہ
ہو گیا تم قیدیون کو لیے بیٹھے ہو جا کر شریک جنگ ہو جادوگرون نے سر اٹھا کے دیکھا حقیقت
مین سب آپس مین لڑ رہے ہین افسرون سے آپس مین تلوار چل رہی ہے باران و قیصر سے آپس
مین گویے تیغ و ناریخ بڑے زور سے چل رہے ہین یہ جادوگر بھی دوڑے برق اندر خیمے کے
پہونچا مشتری کی زبان سے سوزن نکالی بُران کو بھی رہا کیا بُران تو تھرآئی ہوئی اٹھین برق
نے مشتری کو آگاہ بھی کر دیا کہ استاد نے ناہید کو رہا کیا مین تمھاری فکر مین آیا مشتری کو تو
جانبازی برق کا خیال ہوا کہ بیشک عاشق جانباز ہے تڑپ کے خیمے سے نکلی مشتری تو جا کر
ملکہ ناہید کے ساتھ ہوئی ملکہ بران اسی مقام پر کھڑی ہوئی سحر کر رہی ہین قیصر نے لڑتے
لڑتے ایک مقام پر ایک چیخ ماری کہ باران کانپا پانون مین اسکے کڑا آہن کا پڑا تھا پانون
سے اتار کر باران پر کھینچ مارا باران کا سر پھٹ گیا قیصر لڑتا ہوا باہر نکلا دیکھا ناہید و مشتری
ہو رہی ہین بُران نے آگ برسا دی سوچا کہ ناہید و مشتری کا گرفتار کرنا آسان ہے پہلے
بُران کی فکر کرون یہ سوچ کے چلا فوج والون نے جو باران کی آواز سنی کہ باران مارا
گیا قیصر نکل کر بھس پڑا اپنی اپنی جان بچا کر بھاگنے لگے لیکن بُران و قیصر کا سامنا پڑا
بُران نے جو سحر کیا قیصر نے دفع کر دیا بُران کا سحر بوجہ لقاہت کے زور نہین کرتا اس بیچاری نے
جو بُران کو شکست پایا خنجر پھینک مارا ایک دستانہ بھی دی خنجر جھٹک کر گرا کہ سر بُران کا زخمی ہو خیال
مین گذرا اسی ظالم کی وجہ سے مین نے یہ آفتین اٹھائین یہی مشہور ہے کہ جہان مسلمانون کا جون

کریگا وہ زمین آباد نہ ہوگی صحرا تو ہمیشہ سے ویران ہی اور زیادہ برباد ہوجائیگا ارض ظالم کا خاتمہ
کردون شہنشاہ بھی بہت خوش ہونگے یہ سوچکر تلوار کھینچی برآن کا سر جو زخمی ہوا ضعف کا تو غلبہ تھا
سر پکڑکے بیٹھ گئی ناہید نے جو دور سے دیکھا برآن بہت زخمی ہو قصر کنگرہ شکن بڑھا اسے قتل کیا چاہتا
ہو ناہید تڑپ کر گری اُڑتے اُڑتے گولا مارا قصر کنگرہ شکن نے کاروسحر نکالکر کھینچ ماری
سر ملکہ ناہید کا زخمی ہوا مشتری نے آکر سحر کیا قصر نے ایک دو ہتڑ مارا کہ مشتری بھی گری
ان دونوں کو زخمی کرکے تلوار پکڑکے چلا کہ برآن کا سر کاٹوں پکارکے آواز دی کہ برآن کو قتل
کرونگا للکارتا ہوا جاتا ہو کر اور دختر کوکب تو نے شاہ کو بڑے بڑے صدمے دیے جیحون کا خون
کیا بالا بالا جائیگا خواجہ عمرو و برق نے جو دور سے دیکھا یہ دونوں بیقرار ہوگئے جناب ملک کے دعائیں
مانگنے لگے کہ اے خالق کون و مکان اے رب زمین و زمان اس دختر بلند اختر کو بچا لے **نظم**

ای علیم است مر ترا معلوم
میرسد از تو جا بجا معصوم
تو قدیری و قادر قدرت
ہر رقم شد ز کلک تو مرقوم
کس نشد از تو غفلت مایوس
نہ باسم تو دیگرے موسوم
جا بجا ابر رحمتت بارد

عالم موجود و [illegible] معدوم
تو رحیمی و [illegible] و رحمان
تو معینی و قائم و قیوم
مالکی و زمانہ مملوک
نیست کس از عنایت محروم
کشتہ سرسبز از عنایت تو
نخل امید بار بر آرد

تو نسیمی و قاسم و رزاق
رحمتت میرسد بہر محروم
نقش ہر نقش از تو شد منقوش
حاکمی و ہمہ جہان محکوم
نہ دگر کس بہ رتبہ ات ہمسر
ہر زمین ہر ولایت و ہر بوم
خواجہ کو اسقدر بیقراری

کہ پچھاڑیں کھا رہے ہیں برق تڑپ رہا ہی قصر کنگرہ شکن قریب برآن کے پہونچا تھا
چاہتا ہی ہاتھ تلوار کا مارے کہ پہلو سے آواز آئی او نامرد کیا ستم کرتا ہی اپنی نامردی پر مرتا ہی
قصر نے برہمن رو وہین تن کو دیکھا کہ سر برہنہ آتا ہو وجہ یہ ہی کہ برہمن اپنے قصر میں بیٹھا تھا
یکایک نقشۂ برآن پر جو نگاہ پڑی ملول و حزین دیکھا کتاب جو اُٹھا کر دیکھی یہ حال برآن کا معلوم
ہوا اسیطرح ہائے نورنظر کہتا ہوا دوڑا بالوں پر گرد پڑی ہوئی جست کی سامنے قصر کے آیا اُسنے
وہی تیغ برہنہ برہمن پر مار دیا برہمن نے بڑھ کے کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا قصر چاہتا تھا سحر
کرکے نکلوں کہ برہمن نے ایک طمانچہ مارا کہ سر قصر کا اُڑگیا دیر تک سنگ باری و برف باری

رہی بھاگنے کی آواز آئی کشتی مرا نام مین قصر کنگرہ شکن بود گردن سے اسکی ایک طائر نکلا پھلین
مارتا ہوا طرف باغ سیب کے چلا یہان برہمن نے چند اشارون مین فوج کو تباہ کیا خواجہ
و برق بھی ظاہر ہوئے برہمن نے بران و ناہید و مشتری کو جو زخمدار پایا یہ نزول نے
قبول کیا کہ انکو اسی حال مین چھوڑ کے چلا جاؤن ایک تخت سحر سے بنایا تینون شاہزادیون کو
اُسپر ڈال لیا ناہید و مشتری تو ہوشیار ہین مگر بُران بیہوش و مدہوش خواجہ و برق تو نہ
قبول کرتے تھے مگر برہمن نے بمنت سوار کرلیا کہا آپ دیکھتے ہین کہ بُران کس حال مین
ہی اس قید مین بُران نے بڑی مصیبت اُٹھائی آپ انکو اپنے لشکر مین لیجائیں شہنشاہ کو بھی
ہو بیٹی کو اس حال مین دیکھینگے بہت پریشان ہونگے خواجہ و برق بھی سوار ہوئے سمیت
لشکر کے برہمن تخت اُڑاتے ہوئے چلے افراسیاب باغ سیب مین بیٹھا تھا کہ طائر آکر پہونچا
پکار کر آواز دی ای شہنشاہ گیتی ستان میرے مالک کو برہمن نے مارا افراسیاب نے گھبرا کر
کہا ارے تیرے مالک کو برہمن نے کیونکر پایا طائر آہ آہ کر کے جل گیا خاک سے اُسکی آواز
آئی کہ ای افراسیاب متعلقین سامری و جمشید سے کہانی قصہ پوچھتا ہوا افراسیاب نے غصے
مین آکر زانو پر ہاتھ مارا کتاب سامری اُٹھا کر دیکھی کہا یار و غضب ہوا قصر کے سر پہ
موت سوار تھی صحرائے طلسمی سے کیون نکلا غصے مین اُٹھا کہا کہان جائینگے یہ کہکر افراسیاب
تو غصے مین چلا برہمن نے بران کے سر مین ٹانکے دیے خواجہ و برق نے ناہید و مشتری
کے سر مین بخیہ کیا پٹیان مرہم کی خواجہ نے زنبیل سے نکالین تینون کے سر پر چڑھا دین
تخت اُڑائے ہوئے جاتے ہین دور اہے پر آکے پہونچے برہمن نے کہا خواجہ آپ انکو
لشکر ظفر اثر مین لیجائیں مین اپنے مقام پر جاتا ہون تخت سے اُترے بُران نے کہا مین
طرف قصر جمشیدی کے جاؤنگی ناہید و مشتری بھی ساتھ ہین ناہید نے سر جھکا کر ملکہ بُران
سے کہا مین لشکر مین خواجہ نے کیا مُنہ دکھاؤنگی اگر آپ تشریف لیچلین تو بہت مناسب
ہی برہمن ان سب صاحبون سے جدا ہوا چاہتا ہی کہ پہلو سے آواز آئی او برہمن بیچے
تیری قضا میرے ہاتھ سے ہی میری رونق طلسم یعنی قصر کنگرہ شکن کو مارا اب میرے ہاتھ سے کیونکر
بچیگا خواجہ نے چاہا گلیم اوڑھ کر بھاگون افراسیاب نے کہا او ساربان زادے کہان جاتا ہی

اشارہ جو کیا خواجہ زمین پر گرے برہمن نے چاہا کہ خواجہ پر سے سحر اتاروں افراسیاب نے
جھپٹ کر برہمن پر گولہ مارا افراسیاب اور برہمن سے سحر چلنے لگا برآن دناہید و مشتری
پاؤں مار کر زمین میں غرق ہوئیں خواجہ زمین پہ لوٹ رہے ہیں اٹھ نہیں سکتے برہمن کو یہاں
افراسیاب دم نہیں لینے دیتا سحر پر سحر کر رہا ہے برہمن جانبازی کر کے دفع کر رہا ہے اپنا بھی
سحر کرتا ہے افراسیاب نے نخل کی جانب اشارہ کیا برہمن ہر مرتبہ قصد کرتا تھا کہ خواجہ پر سے
سحر اتاردوں کہ یہ نکل جائیں اسیوجہ سے افراسیاب نے درخت کی جانب اشارہ کیا تھا نخل
سے ایک پتہ ٹوٹ کر گرا سنہری پنجے کی صورت بنکر خواجہ کو اٹھائے گیا برہمن کو بڑا قلق ہوا
برق فرنگی نے غار میں سے دیکھا کہ برہمن پر بڑی آفت ہے اور یہ بھی دیکھا کہ آفت کو پنجہ
اٹھائے گیا غار میں سے نقب کھودتا ہوا ایک نخل کی پشت پہ نکلا سوچنے لگا کیا تدبیر کروں
صرصر کی شکل بنکر دوڑا پکارتا ہوا اے شہنشاہ کیا کہنا برہمن آپ سے کیا مقابلہ کر سکتا ہے لونڈی
بھی آپہونچی قریب جو پہونچکر کہا شہنشاہ گو پیارین میں اسکو گرفتار کر لونگی افراسیاب نے
منہ پھیرا برق نے اپنی جان دیکر حلقہ ہائے کمند افراسیاب پر مارے اور حباب مار کر
بیہوش کیا افراسیاب گرا برق نے کہا اے برہمن تم تو جاؤ میں انکی خدمت کرونگا برہمن
نے کہا اے برق تمنے بہی بڑا کام کیا کہ اسوقت افراسیاب کو بیہوش کیا اب ہاتھ نہ لگاؤ
جان بچا کر نکل جاؤ برق نے کہا آپ جائیے آپ کو ان باتوں سے کیا کام ہے برہمن تو پر پرواز
پیدا کر کے روانہ ہوا برق نے کمند پھینک کر تاج افراسیاب کا لیا کلاہ گوشہ میں پتھر رکھکر
مارا ایک گھونگھرا پنجہ زمین سے پیدا ہوا اسنے پتھر کو روک لیا جب برق پتھر مارتا ہے پنجہ پیدا ہوتا
ہے پتھر کو روک لیتا ہے کبھی پتھر برق نے مارے پنجے پیدا ہوئے پتھر روک لیے جسم پر افراسیاب
کے کوئی پتھر نہ پڑا تب تو برق جھلایا اپنے توڑے سے تھیلا بارود کا نکالا تمام بارود جسم پر افراسیاب
کے پھینکی ایک پگڑی توڑے سے نکالی اسکا فتیلہ بنا کے سینے پر افراسیاب کے پھینکا ایک
سرا لیکر بھاگا اور جا کر اسمیں آگ لگائی فتیلہ جلتا ہوا چلا کہ آسمان سے آواز آئی اے ظالم کیا
کرتا ہے دیکھا ماہیان زمرد پوش مثل شعلہ جوالہ آتی ہے برق بھاگا ایک غار میں جا کر اپنے
کو گرا دیا ماہیان نے آگ کو بجھایا افراسیاب کو ہوشیار کیا کہا اے افراسیاب تو نے

عزت ہوشربا کی شادی ایک عیار حقیر و ذلیل نے بجبر عیاری کی اگر مین نہ پہونچتی جلا دیتا تب
افراسیاب نے کہا تانی جان جسکے واسطے آیا تھا وہ سب نکل گئے لیکن عمرو کو مین نے پکڑ لیا آج
اُسکو باغ سیب مین لیے جاتا ہون تڑپ تڑپ کر مرے اور نکاسی ممکن نہ ہو باغ سیب
سے کیا آسکتا ہے اگر رہا بھی ہوگا تو باغ ہی مین بھٹک بھٹک کر رہے گا ماہیان نے کہا
افراسیاب باغ سیب مین اس مکار کو نہ لیجا وہان بھی کچھ فتور برپا کریگا افراسیاب نے کہا آپ
جانیے جو مناسب ہوگا وہ کرونگا ماہیان تو چلی گئی افراسیاب نے آواز دی اے نخل سرسبز
ہماری امانت کو لاؤ دیکھا ایک ساحر بیخ نخل سے عمرو کو کاندھے پر لادے ہوے پیدا ہوا عمرو
کو سامنے افراسیاب کے ڈالدیا آپ بیخ نخل مین غائب ہوا افراسیاب نے عمرو کی کمر مین
پنجہ دیا عمرو کو لیکر طرف باغ سیب کے چلا خواجہ کی جو آنکھ کھلی دیکھا افراسیاب مجکو لیے
جاتا ہے قہقہہ مارکر ہنسے کہا آج کا دن مثل عید کے ہے کہ میرا شہنشاہ مجکو لیے جاتا ہے کیا بندہ نوازی
ہے کیا پرورش ہے ایسے قدردان کسکو ملتے ہین خاص آپکے واسطے طلسم مین آیا آپ نے بھی
ویسی ہی عنایت فرمائی کچھ شعر مین نے نئی غزل کے یاد کیے ہین بگوش سماعت فرمایئے ایسی غزل
کبھی نہ سُنی ہوگی افراسیاب نہین نہین کرتا ہے خواجہ نے گنگنا کے یہ اشعار شروع کر دیے نظم

بہار آئی چمن مین چلی ہوائے قدح
پڑے ہے وہ مست جسے یاد ہو دعائے قدح

دکھا رہی ہے عجب آئینہ صفائے قدح
سرور اُسے ہے جو ہے صورت آشنائے قدح

نکالے دل سے کدورت اگر صفائے قدح
نثار شیشے کے ہو محتسب فدائے قدح

شراب خوار کریگی بہار رحمت حق کو
دکھائیگی لب بیگانہ آشنائے قدح

صراحی دار ہی گردن نہین فقط انکی
دو چشم مست کی گردش بھی ہے ادائے قدح

شراب عشق کی پیتے ہی ہوش اُڑ جاتے
کہ ابتدا مین ہوا حال انتہائے قدح

فراق یار مین دوران سر ہے دور شراب
اُٹھا کے شیشے سے توڑ دون یہ ہے سزائے قدح

یہ جلوہ مہ و خورشید سے کھلا آتش
ہنوز باقی ہے دور فلک مین جائے قدح

اس زور و شور سے خواجہ ہاتھ پر افراسیاب کے چڑھے ہوے تانین مارتے ہوے جاتے ہین
قضائے کار کوہ سنگ پارہ پر پہونچے ملکہ صنم سیہ پوش مع بارہ ہزار کنیزون کے

اپنے کوہ سنگ پارہ پر پہنچی ہو مصروف عیش و طیش ہو کر کان مین عمرو کے گانے کی آواز پہونچی ملکہ صنم
نے کنیزون سے کہا ارے یہ کہان سے آواز گانیکی آتی ہو کوئی گا رہا ہو کلیجہ نکالے لیتا ہو
کنیزون نے بھی سُنا کہا حضور آسمان پر سے آواز آتی ہو سامری و جمشید کا نام سُن رہے ہین
یکایک سناٹا ہوا دیکھا شہنشاہ طلسم ہوشربا ایک شخص کو ہاتھ پر لیے ہوئے ہین وہ
گا رہا ہو افراسیاب چلا آتا ہو صنم سیہ پوش نے اُٹھکر سلام کیا عرض کی اے شہنشاہ عزّ جاہ نے
کو مقدوم میمنت لزوم سے روشن فرمائیے افراسیاب کی جو نگاہ جمال صنم سیہ پوش پر پڑی
بیتاب ہو گیا اُتر آیا صنم سیہ پوش نے پوچھا شہنشاہ کہان سے آتے ہین افراسیاب نے کہا بُرے
مقابلہ پر ہمین گیا تھا اس ساربان راوے مکّار کو گرفتار کر لایا صنم نے پوچھا یہ کون شخص ہو
خواجہ نے پکار کر کہا حضور مجھسے سُنیے مین ایک بھکاری ہون زبردستی مجھکو پکڑ لائے کہتے ہین
تو عمرو عیار ہو مین بیچارہ غریب محتاج دن بھر بھیک مانگتا ہون رات کو بال بچون مین جا کر
جو نصیب ہوا کھا پیکے سو رہا افراسیاب نے کہا اے صنم سیہ پوش یہ جھوٹا ہو بڑے بڑے
ساحر اسنے مارے یہ باتین افراسیاب کر رہا تھا مگر خواجہ ہر بات مین یہ کہتے جاتے
ہین حضور یہ مالک ہین مین انکو جھوٹا نہین کر سکتا اِنھین کا کہنا صحیح ہو اب سکو مار پیٹ کے
نکل جاؤنگا مجھے کون قید کر سکتا ہو کہ ایک طائر آ کے پہونچا منقار مین نامہ دبا ہوا وہ نامہ
افراسیاب کی گود مین ڈالدیا افراسیاب نے پڑھا طرف سے آفات چہار دست کے
مرقوم ہو کہ افراسیاب زبانی کنیزان سامری کی معلوم ہوا کہ تو نے عمرو کو گرفتار کیا
او بیوقوف ایسے مکّار کو باغ سیب مین لیے جاتا ہو وہان جا کر یہ فتور کریگا دوستون کو
دشمن بنا دیگا خدمت مین حیرت کی بھیجدے اور تاکید کر کہ پہنچ کر جاتے ہی اسکو قتل کر ڈالین
زندہ نہ رکھین اگر یہ مارا گیا لڑائی کو فتح کر لیا افراسیاب نے نامے کو دیکھکر صنم سیہ پوش
سے کہا آج شبکو اسکو اسی مقام پر قید رکھو بوقت سحر اسکو خدمت مین ملکہ حیرت کی پہونچا
دینا قفس آہنی منگا قفس آیا قفس مین عمرو کو بند کیا کہا اے صنم سیہ پوش اسکو اپنے پاس
رکھو لیکن خبردار اسکے پاس کوئی نہ جائے یہ بڑا مکّار ہو نہین معلوم کیا آفت برپا کریگا صنم نے
قفس لے لیا سامنے لٹکا دیا افراسیاب تو چلا گیا صنم سیہ پوش ٹہلتی ہوئی قریب آئی کہا اے

شخص سچ بتلا تو کہ یہ کیا مکر ہے عمرو نے کہا حضور بڑے ننگ کی بات ہے میری کیا مجال تھی کہ میں
شہنشاہ جھوٹا کرتا جو فرماتے ہیں بجا اور درست ہے میں صحرا میں گا رہا تھا کہ کوئی راہ گیر نکلے گا مجھ
غریب پر ترس کھا کے پیسہ کوڑی دیجاویگا شہنشاہ پہونچ گئے کہا ہمارے سامنے گا ہم سمجھتے کچھ
دینگے میں دل توڑ توڑ کے گایا ایک پیسا نہ دیا کہا ہم تجھکو پکڑکے قید کرینگے مجھکو لیے جاتے
تھے اب یہاں چھوڑ گئے حضور کو اختیار ہے غلام کے دو چار اشعار سن لیجیے تب حال میرے
گانے کا کھلے صنم سیہ پوش نے کہا وہ تو فرما گئے ہیں کہ تم اسکے پاس نہ جانا عمرو نے کہا
اتنی جادوگرنیاں بیٹھی ہیں میں دبلا پتلا کہاں بھاگ کر جاؤنگا دو چار جنسوں نے بھی کہا
یہ حضور کہاں بھاگ کر جا سکتا ہے قفس کھولا عمرو کو نکالا خواجہ صنم کے سامنے آکر بیٹھے کہا
حضور سازندوں کو بلائیے سازندے بھی آکر حاضر ہوئے جب ساز آراستہ ہوا عمرو نے
سامنے صنم سیہ پوش کے یہ اشعار شروع کیے

نظم

ہر حال میں ہے اپنے سراپا ر دلفریب — گفتار دلفریب ہے رفتار دلفریب
مژگان چشم یار کی تعریف کیا لکھوں — جان کاہ جان خراش دل آزار دلفریب
انداز حسن دہر میں اک سے سوا تھا — رکھتا ہے ہر شگوفہ یہ گلزار دلفریب
دیوانے گرد رہتے ہیں گھر میں ہیں یار کے — چشم پری سے روزن دیوار دلفریب
دنیا میں آکے جی نہیں جانے کو چاہتا — دلکش ہر اک دکان ہے بازار دلفریب
سودائے عشق کے لیے ہے خوشجمال شرط — یہ جنس چاہتی ہے خریدار دلفریب
عالم میں مجھکو کامل خوشرو کی ہے تلاش — جلاد ڈھونڈھتا ہے گنہگار دلفریب
اس گل نے گوش دل سے سنا ایکدن حبیب — آتش یہ کیسے ہیں ترے اشعار دلفریب

اسطرح عمرو نے یہ غزل گائی کہ صنم سیہ پوش بیقرار ہو گئی سب اہل محفل تعریفیں کرنے لگے
صنم سیہ پوش نے جھٹ سے روپے منگا کر دیے کہا صاحبو یہ شہنشاہ کو کیا ہو گیا ہے بیچارے
غریب کی یہی بڑی آمد ہو کر دس پانچ روپے دیدیے یہ لوگ نہال ہو گئے اسکو عمرو بنایا خواجہ
رقم لیکر چپکے کر رہے ہیں بیچ میں بیٹھے ہیں صحبت آبادیاں سب چیزوں کو شمار کر رہے ہیں کہ سب کو
بیہوش کرکے دو چار کو زنگا سوز گا رہو جائیگا اشعار گا رہے ہیں باتیں بنا رہے ہیں ادھر صنم کہتی ہے

میان گویتے صاحب تمنے اپنا نام نہ بتایا کس خاندان سے ہو عمرو نے کہا مین تانسین کا پرپوتا ہون
چھوٹا تانسین میرا نام ہی ہمارے خاندان مین کئی پشتون سے یہی کام ہوتا چلا آتا ہی مین کو حضور کو
خوب راضی کرونگا اور یہ کیا مین ساقی گری خوب کرتا ہون میخانے کی کنجی مجھے دیجیے پھر مزا
دیکھیے آپ کو بڑا لطف حاصل ہوگا مین اب آپ ہی کے پاس رہو صنم سیہ پوش کہتی ہی میان
تانسین صاحب کے پروتے مین تمکو نوکر رکھونگی شہنشاہ سے صفائی کرا دونگی جس بات کا
شہنشاہ کو غصہ ہی وہ اُتر جائیگا خواجہ نے کہا حضور وہ چاہتے ہین کہ مین کچھ نہ دون صنم کہتی ہو کہ مین
تمکو اسقدر دونگی کہ تمکو کسی سے لینے کی خواہش نہ رہیگی خواجہ خوش بیٹھے ہین رنگ اپنا جما
رہے ہین شراب طلب کی ہی کنیز ونکو حکم ہوا کلید میخانے کی لاکر چھوٹے تانسین کو دو کلید
میخانہ خواجہ کو ملا چاہتی ہی کہ ایک ابر زمرد نگار آسمان پہ ظاہر ہوا خواجہ سمجھے اسلی کوئی
صاحب آتی ہونگی بڑے زور شور سے ابر آیا پہاڑ پہ آکے ابر شق ہوا عمرو نے دیکھا ملکہ
زمرد جادو وزیرزادی ملکہ حیرت جادو کی آکر پہونچی خواجہ نے ارادہ کیا کہ اُٹھ سے کے
بھاگون زمرد نے اُترتے اُترتے سحر کیا کہ پاؤن عمرو کے زمین نے پکڑلیے اور کہا ای صنم یہ
مکار غدار آپ کے یہان کیونکر پہونچا صنم سیہ پوش نے کہا بیچارہ غریب گویا ہی تمنے کیون
سحر کیا زمرد سنکر ہنسنے لگی کہا ای صنم سیہ پوش تمنے کیونکر ثابت ہوا کہ یہ گویا ہی صنم نے کہا کہ
شہنشاہ قید کرکے دیکھیے یہ کہتا ہی کہ مین گویا ہون اور حقیقت مین ایسا گاتا ہی کہ رنگ جاذبا
دل چاہتا ہی اسکو آنکھون مین رکھین زمرد نے کہا حضور یہ عمرو عیار ہی گانا اسکا سحر کامل ہی
چار سو سردار شہنشاہ کے مسلمان کر لیے نہین معلوم شہنشاہ نے اسکو کیونکر گرفتار کیا یہ کیا
کسیکو ملتا ہی چاہ زمرد پر شہنشاہ نے میلہ کیا تھا اُسکی رونق کی قیامت آپ دیکھتین کہ اس ظالم
نے سارا میلہ لوٹ لیا اپنے سردار ونکو رہا کرکے لیگیا شہنشاہ کو اسقدر غصہ تھا کہ بذات خود
لڑے شکست پہ شکست دی مگر اس ظالم نے اپنی ہی کی وہ تدبیر کر رکھی تھی کہ لشکر رنگین حصار
سے لشکر نہ ہٹایا برابر مقابلہ کیا زمرد نے سب حال صنم سیہ پوش سے بیٹھکر بیان کیا خواجہ
ہنستے جاتے ہین اور فرماتے ہین بی وزیرزادی صاحب اسقدر لگائی بجھائی نکرو مجھ غریب
منگتا کے قتل ہونے سے تمکو کیا نفع ہوگا بھلا حضور یہ آپ کی عقل مین آتا ہی کہ مین نحیف

وضعیف سارے میلے کو لوٹ لوں اور کوئی مجھکو نہ قتل کر سکے صنم سیہ پوش حیران ہو کر وزیرزادی
کا کہنا کیونکر نہ اعتقاد کروں لیکن یہ غریب بھی سچ کہتا ہو اکیلا ہو کیونکر میلے کو لوٹ سکتا آخر
صنم سیہ پوش نے کہا بی زمرد ہر چند کہ میں اسکے کمال کی بہت مشتاق ہوئی لیکن تم اسکو
لیتی جاؤ ملکہ حیرت کو اختیار ہو خواہ قتل کریں خواہ بخشیں زمرد نے کہا میں اسکو لیجاؤنگی
عمرو نے قہقہہ مار کر کہا ملکہ حیرت رحم دل ہیں مجھکو جاتے ہی رہا کرینگی کوئی بھی تکلیف مجھکو
نہ ہونچیگی زمرد نے کہا بھلا نگوڑے میرے ساتھ چل تو میں فوراً تجھکو قتل کراؤنگی عمرو نے
کہا یہ آپ سے نہ ہوسکیگا ضرور رحم آئیگا زمرد نے عمرو کو گرفتار کیا مسلسل و مطوق کر کے
جس قفس سے خواجہ نکلے تھے اُسی قفس میں پھر بند کیا اُٹھا کر اپنے تخت پر رکھا لیکر چلی
صنم سیہ پوش کو بڑا افسوس ہو بعد جانے زمرد جادو کے ایک عقاب بنکر یہ بھی چلی بارہ
کوس پر جا کر زمرد اُتر پڑی عمرو کا قفس لٹکا دیا آپ بارگاہ میں بیٹھی ہو کنیزوں سے
کہ رہی ہو بی صنم سیہ پوش کی موت نہ تھی گھڑی بھر میں اسکو قتل کروا ڈالتا اب یہاں سے لشکر
اسلام و لشکر حیرت بارہ کوس پر باقی ہو قضائے کار مہتر برق فرنگی تاجدار بالا دوی کو
نکلے تھے ایک بلندی پر دیکھا ایک لشکر اُترا ہوا ہو برق فقیر بنکے لشکر میں آیا دریافت
کیا معلوم ہوا لشکر زمرد جادو ہو وزیرزادی ملکہ حیرت کی کسی کام کو گئی تھی پلٹی ہوئی
جاتی ہو ایک ساحر کی زبانی یہ بھی سُنا کہ خواجہ عمرو قید ہیں یہ سُنکر برق تڑپ گیا کنارے
آیا کچھ سوچ کے صرصر کی شکل بنکر چلا لشکر میں ہڑ ہوا کہ بی صرصر آتی ہیں زمرد نے کہا ارے
صرصر کو بلا لو کہا کہ بی صرصر یہاں آؤ تمھارے عاشق قید ہیں ذرا انکو دیکھ جاؤ صرصر نقلی اندر
بارگاہ کے آئی صنم سیہ پوش عقاب بنی ہوئی نخل پہ سے بیٹھی دیکھ رہی ہو حیران ہو کہ یہ
شخص کیونکر رہا ہوگا یہ عمرو عیار نہیں ہو مگر نخل پر بیٹھی ہو یہاں صرصر نقلی جو اندر آئی عمرو کا
جو قفس دیکھا کہا کیوں واری یہ نگوڑا موا مونڈی کاٹا کیونکر قید ہوا زمرد نے سب حال بیان
کیا صرصر نقلی نے کہا واری میں بھی نہ جاؤنگی ایسا نہ ہو نگوڑا شہدیا آ جائے میری خبر پائیگا
تو وہ ضرور آئیگا اب آج جلسہ جائیے میں جھیگر گاؤں نگوڑا شرمائیگا یہ کہکے صرصر نے
سازہ مطلب کیا ساز نغمہ کے ساز ملائے

یہ غزل شروع کی نظم

کیفیتین ہین بادۂ ناب وصل کی
آنکھین نشانی ہین شب مہتاب وصل کی

کہتا ہی ناز سے مجھے یوسف نہ جانیے
تعبیر پوچھتا ہون اگر خواب وصل کی

کہنا پیام بر کہ یہان تو ہو آج کل
حالت وہان تباہ ہی بیتاب وصل کی

بیداریان جو ہین شب فرقت مین دوستو
تعزید مل رہی ہو مجھے خواب وصل کی

مینا و جام و شمع کو سینکو جلانے دور
صورت نہ دیکھو ہجر مین اسباب وصل کی

کیا فکر جام و شیشہ و کیفیت ای صنم
افزون شراب ہجر سے ہو آب وصل کی

بیدار ہے فراق سے ناسخ کا ہی کلام
مجھے لکھا تین ہین سوا خواب وصل کی

صنم سیہ پوش کہ بشکل عقاب نخل پر بیٹھی ہو گانے کی آواز جو کان مین پہونچی حیران ہو گئی قبۂ بارگاہ پر آبیٹھی برق نے بعد تھوڑی کے عرض کی ای وزیر زادی بڑی خوشی کی بات ہو کہ عیار قید ہوا آج تو سب شراب پیین مین ساقی گری کرون کوئی باقی نہ رہے زمرد نے کہا ای صرصر اختیار ہی کہا کلید میخانہ مجکو دیجیے مجھے تو حفاظت منظور ہو رات اس طور سے کٹے کہ سب ہوشیار و بیدار رہین زمرد نے بلا تکلف کنجی میخانے کی دیدی جانتی ہین کہ صرصر خیر خواہ دولت ہو لشکر مسلمانان یہان سے قریب ہو بیدار رہنا مناسب ہو صرصر نے میخانے مین جاکر شراب کو خراب کیا آواز دی صلا جو شراب لیجائے تمام ملازم دوڑے شراب اٹھا اٹھا کر لیگئے لشکر مین ہر مقام پر جلسے قائم ہوے کسی سے گا بیان صرصر نقلی جلد جلد آراستہ کرکے بہ تکلف تمام محفل مین لیکر آئی سب خوش ہو گئے صنم سیہ پوش قبۂ بارگاہ سے دیکھ رہی ہو اب صرصر نے پھر ایک غزل عاشقانہ گائی جام شراب سر پر رکھا کہا دیکھیے عمرو اسیطرح ساقی گری کرتا ہو سامنے زمرد کے آکے سر جھکایا زمرد نے موتیونکا مالا گلے مین ڈالدیا تھوڑے عرصے مین صرصر نقلی نے سبکو شراب پلائی صنم سیہ پوش نے سر اٹھا کر دیکھا لشکر مین تہلکہ برپا ہو گیا کوئی گا رہا ہو کوئی بجاتا ہو کوئی ناچ رہا ہو کوئی دوڑا دوڑا پھرتا ہو صنم سیہ پوش حیران ہو کہ یہ سبکو کیا ہو گیا یہ دیوانے کیون ہو گئے تھوڑے عرصے مین صنم سیہ پوش نے دیکھا محفل مین بھی وہی رنگ ہونے لگا گانیونکی حالت خراب سازندے بیتاب کوئی اٹھتا ہو کوئی اوکتا ہو یکایک زمرد جادو بھی مسند سے

اٹھی پکار کر آواز دی بی صرصر مین بھی تمھارے ساتھ شرارت کرونگی یہ کہکے چلی تھی کہ تڑ کھرا کر
گری برق نے جھوم کر نعرہ کیا نعرۂ برق تصنیف مصنف

کہ استاد ہین خواجۂ نامدار | تڑپنے مین ہین برق رفتار ہون | مرا نام ہی برق خنجر گزار
کرون سیکڑون کوس کی راہ طے | ارسطوے ذی علم شاگرد ہی | لکے کون مکار و غدار ہون
تڑپ سے مری چرخ بھرا رہا | بزیر قدم غرب ہی شرق ہی | در مکر پہ میرا پہرا رہا
چھلاوہ ہون مین نام بھی برق ہی

صنم سیہ پوش حیران دیکھ رہی ہی یا تو صرصر کی شکل تھی یا ایک انگریز کو دیکھا لمبی
ٹوپی پہنے ہوے بوٹ چڑھا ہوا تیلون جاکٹ پہنے ہوے پہلے قریب قفس عمرو کے آیا
کہا اُستاد آداب عرض کرتا ہون غلام نے سارے لشکر کو بیہوش کیا اب شوق سے نکلکر
لوٹیے مارئیے خواجہ جیسے ہی قفس سے نکلے برق سے کہا آپ تو باہر جائیے آپ چور ہین
برق نے کہا اُستاد مین نے بڑی شفقت کی عمرو نے کہا یہ بھی کوئی عیار ہی صرصر بنکے
چلے آئے ہین رہا ہو جانا برق نے دوڑ کر ایک جادوگرنی کو ایک خنجر مار دیا جب تو خواجہ
نے ایک طمانچہ مارا برق طمانچہ کھا کے زمین مین گرا جادوگرنی کے پاؤن کے چھلّے اُتار لیے
خواجہ نے برق کو گردن پکڑ کے دھڑا دیا برق پھر پلٹ کے چلا آیا کہتا ہوا کہ اُستاد مین
سبکے کپڑے اُتار دون آپ زنبیل مین رکھتے جائیے عمرو نے کہا آپ الگ ہیے آپ
چور ہین برق و عمرو سے تکرار ہو رہی ہی اب صنم سیہ پوش نے بخوبی پہچانا کہ یہ عمرو اور
یہ برق اسکا شاگرد ہی بیٹھے بیٹھے سحر کیا دونون گرے صنم سیہ پوش زمین پر آئی باران سحاب سے
کہ زمرد کو ہوشیار کیا زمرد کی جو آنکھ کھلی ساری محفل کو بیہوش پایا صنم سیہ پوش
کو قریب پایا کہا ملکہ تم کیونکر آئین صنم سیہ پوش نے کہا مین اس ظالم کو گویا سمجھی تھی شاگرد استاد
جو لڑے تب مین نے پہچانا اب مجھکو معلوم ہوا کہ یہ عمرو عیار ہی یہ شاگرد اسکا برق خنجر گزار
ہی دم بھر مین سارے لشکر کو بیہوش کیا زمرد نے کہا اگر مین نہ پہونچتی یہی حال تمھارا عمرو کا
سارے لشکر کو قتل کر ڈالتا زمرد نے کہا اے صنم سیہ پوش مین آج ہی لشکر حیرت مین
جاتی ہون صنم نے کہا دونون کو یہین قتل کیجیے اب مین یہی چاہتی ہون کہ انکا قتل ہو جانا ہی
بہتر ہی زمرد نے کہا عیارونکے لیے حکم قتل کا نہین ہی شہنشاہ کو انکے قتل کا اختیار ہی صنم

تو رخصت ہو گئی زمرد نے قصد کیا کہ اب یہان سے کوچ کرون کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا ملکہ
سکان سیمتن آتی ہو مرد افراسیاب کو جاتی تھی سُنا کہ ملکہ زمرد جادو وزیرزادی حیرت
کی یہان اُتری ہوئی ہین سکان پلٹ پڑی زمرد نے ملکہ سکان کو آتے ہوے دیکھا
باہر آکر استقبال کیا پوچھا بوا کہان سے آتی ہو سکان نے کہا نامہ شہنشاہ کا پہونچا مین
برا سے مدد حیرت جاتی ہون جاتے ہی بی بہار کو خیرہ کو قتل کرونگی سُنا کہ بی بہار نے
بڑی سرکشی کی ہو زمرد سب حال بیان کرتی ہوئی طرف بارگاہ کے چلی سکان نے
پوچھا تمھارے یہان آنیکا کیا باعث ہوا زمرد نے کہا بوا مین کار سرکار کو نکلی تھی ایک قفس
مین مبتلا ہوئی سون عمرو و برق کو گرفتار کیا عمرو و برق بہی مین ان دونون نے مجھکو مارا
ہوتا سکان نے جو نام عمرو کا سُنا کہا بوا مین ہمیشہ نام عمرو کا سُنا کرتی تھی آج تمھارے پاس قید
ہو مین ذرا اُسکا گانا سنونگی زمرد نے کہا بلا سے سامری و جمشید اُس نابکار کا گانا نہ سنیے اُسکا گانا سحر ہی
سکان نے کہا بی بی مجھکو گانا سُنکے اُسطرح قید کر لینگے ہم تم ساتھ چلینگے ہمارے سامنے غیر ساحر کی
کیا حقیقت ہو اگر بہاگ بہی جائے تو سوکوس سے پکڑوا بلا سکتے ہین یہ کہتی ہوئی بارگاہ مین آئی
قفس عمرو کا اُتار لیا زمرد ہان کرتی ہو کہتی ہی بوا اچھی بات نہین دیکھو بہت پچتاؤگی سکان نے
کہا بوا غیر ساحر کی کیا لیاقت کہ ہمارے سامنے بہاگ سکے بوا ہمسے شرط کر لو اگر ہوا بنکے
بہاگ جائے سوکوس سے پکڑوا بلائین لاکھ زمرد چیخی پیٹی مگر سکان سیمتن نے کچھ نہ مانا عمرو کو
قفس مین سے نکال لیا برق نے چپکے سے کہا اُستاد مجھے بھی باہر نکلوا لیجیے خواجہ نے کہا چپکا بیٹھا
رہ برق خاموش ہو رہا خواجہ آکر صحبت مین بیٹھے سکان کی تعریفین کر رہے ہین فرماتے ہین
ای ملکہ عالم آپ ایسے فیاض سخی نگاہ سے نہین گذرے بھلا مین حضور کے سامنے بہاگ کے کہان
جاؤنگا سکان نے کہا اب زیادہ باتین نہ بنائیے گانا سنائیے گانا سنکر آپ کو پھر قفس مین
بند کر دونگی مین جاؤنگی میری منزل کھوٹی ہوتی ہی خواجہ نے کہا اب آپ کہان جائیے گا
سکان نے کہا اب باتین نہ بناؤ خواجہ نے یہ اشعار عاشقانہ گائے نظم

چمنستان کی گئی نشو و نما پھرتی ہو	رُت بدلتی ہو کوئی دن مین ہوا پھرتی ہو
خال مشکین کو ترے کرتے ہین فتنے سجدے	عنبرین گیسوؤنکے گرد بلا پھرتی ہو

خاک چھنوا رہی ہے کوچۂ قاتل کی تلاش ۔۔۔ ساتھ ساتھ اپنے خراب ہی قضا پھرتی ہے
نشۂ مے نے نقاب رخ زیبا اُلٹا ۔۔۔ ٹھوکریں کھاتی اُن آنکھوں کی حیا پھرتی ہے
قتل کس کس کو کرے دیکھیے ہنگام خرام ۔۔۔ یہ قدم سے جو لگی اُنکے حنا پھرتی ہے
پانو تک یار کے پہونچیگی لٹک کر ۔۔۔ پھیرنے سے کوئی دورِ جعد سا پھرتی ہے
وہ جنون خیز ہے وہ مایۂ سودا ہے وہ زلف ۔۔۔ دیکھتی ہے جو پری برہنہ پا پھرتی ہے
اپنے جامے سے ہو نہیں سکیش منفعل ہے ۔۔۔ یہ سن ہوئی ہوئی دستار و قبا پھرتی ہے
صبح محشر کے سوا صبح شب ہجر نہیں ۔۔۔ یہ بلا وہ نہیں آتش جو ٹلا پھرتی ہے

ملکہ سکان سنکر بیقرار ہو گئی کہا کہ خواجہ کیا کمال کرتے ہو خواجہ نے دیکھا کہ برق قفس میں بیٹھا رو رہا ہے بنگاہ یاس طرف خواجہ کے دیکھ رہا ہے خواجہ کو رحم آ گیا فرمایا ملکۂ عالم آپ نے کیا گانا سُنا سازندے خلاف تھے یہ شاگرد میرا طبلہ بجائے تب سُنیے سکان نے کہا بی زمرد برق کو بھی پنجرے سے نکال لو زمرد نے کہا حضور میں آپ کو منع کرتی ہوں آپ میرا کہنا نہیں مانتیں عمرو ہی کا نکال لینا مجھپر شاق ہے دوسرے فتنہ انگیز کو بھی آپ نکلواتی ہیں بس اب آپ گانا سن چکیں اب عمرو کو قفس میں قید کیجیے اور آپ تشریف لیجائیے سکان نے کہا بوا زمرد تم تو ایسی بیوفائی کی باتیں کرتی ہو گویا ہمارے تمھارے کبھی کی ملاقات نہیں عمرو کو پھر ہو چکا قفس سے نکلے نگوڑا ہمارے سامنے سے بھاگ نہ گیا عمرو نے گڑگڑا کر کہا حضور میں غریب و نحیف و ضعیف کہاں بھاگ جاؤنگا میں قدرداں کا جویا تھا آج مجھکو قدرداں ملا اب میں آپکے پاس سے کہاں جاؤنگا خواجہ نے ذرا سا عطر آنکھوں میں لگا لیا اسقدر آنسو نکلے کہ خواجہ کو ہچکی لگ گئی ملکہ سکان گھبرا گئی کہ ایسا نہ ہو اس نحیف و ضعیف کا دم نکل جائے پشت پر ہاتھ رکھکر کہا خواجہ اسقدر نہ رو میں نے اب تمھارا گانا سُنا میں تمھاری جان بچا لونگی عمرو نے کہا مجھے سب نے بدنام کیا ہے میں بھلا کسے قتل کرونگا میں اس لائق ہوں کہ کسیکو قتل کروں میں نے کبھی چونٹی کو بھی اپنی دانست میں پاؤں تلے نہیں ملا نا حق مجھکو ایسی ایسی باتیں یہ لوگ کہہ رہے ہیں بی زمرد کو میں نے ایک دن بیہوش کیا بھوکا تھا انکا پائجامہ اُتار کر بیچ لیا اسی پر یہ میرے ساتھ دشمنی کرتی ہیں اب میں توبہ کرتا ہوں اب مجھسے کبھی ایسی حرکت نہ ہوگی مجھے یہ لوگ بدنام نکریں ورنہ میں اپنی

جان دونگا سکان نے کہا خواجہ تم نہ گھبراؤ تمہاری جان کے ساتھ میری جان ہی سکان نے
کہا ای زمرد و برق کو پنجرے سے نکالو سچ کہتا ہی جو جسکے ساتھ کا سازندہ ہوتا ہی اُسیکے ساتھ
اُسکا رنگ بندھتا ہی زمرد نے کہا مین برق کو پنجرے سے نہ نکالونگی زمرد و سکان سے تکرار
ہونے لگی سکان نے کہا بوا زمرد تمہاری شامتین تو نہین آئی ہین خواجہ نے بھی چپکے سے کہا
ای ملکۂ عالم یہ بڑی حرامزادی ہی ملکہ حیرت کو گالیان دیتی ہی جنکی نوکر ہی آپ کو کیا مانگی آپ
برق کو نکال لیجیے انکا کہنا نہ مانیے سکان اُٹھی جب قفس کیجانب چلی زمرد بھی اُٹھی کہا بی سکان الگ
رہو ورنہ ایک گولا مارونگی سر پھٹ جائیگا سکان نے دور سے گولا مارا زمرد تو ہٹ گئی کئی کنیزون
کے سر پھٹے اتو سب کنیزین بلوہ کرکے زمرد کی کنیزون پر جا پڑین سکان نے ہاتھ کو جو ہلا دیا
کئی سو کنیزون کے سر اُڑ گئے عمرو نے جھپٹ کر قفس برق کا کھولا برق تڑپ کر نکلا نکلتے ہی
حقہ آتشبازی کا مارا اور پکار کر آواز دی زمرد حرامزادی کا سر کاٹ لو ملا زمان سکان اندر بارگاہ
کے گھس آئے اتو سحر چلنے لگا ہزار کنیزون کے لاشے گر گئے سکان نے سحر کیا کہ بارگاہ مین آگ
لگ گئی زمرد تڑپ کر نکلی باہر نکل کر اسنے بھی سحر کیا بارگاہ جلکر گری خواجہ و برق حقہ ہائے
آتشبازی مار رہے ہین لشکر زمرد پر آفت برپا ہی حقۂ آتشبازی انار جل رہے ہین سکان نے آگ
برسائی سلین گرائین خواجہ و برق ہر مرتبہ پاس سکان کے آتے ہین کہتے ہین ہم آپ کے تابعدار ہین
عمر بھر آپ ہی کے ساتھ رہینگے سکان نے کہا خواجہ مین آپ کے ساتھ ہون خواجہ نے اور دو چار
حقے آتشبازی کے مارے کئی سو جادوگر جلے ساحر جانتے ہین سحر کی آگ ہی جسپر شعلہ گرا وہ
جلنے لگا وہ روغن نفط خواجہ نے پھینکا جسپر قطرہ گرا وہ جلنے لگا جلکر خاک ہوا ہر طرف ہنگامہ
گیر و دار بلند ہی کا فر دردمند ہی لڑنے والے لڑ رہے ہین عین گرمی جنگ تھی کہ سکان و زمرد سے
سامنا پڑا زمرد نے کئی سحر کیے سکان نے خنجر کھینچ مارا سر زمرد کا زخمی ہوا برق نے ایک پتھر
پھینک مارا بازو زمرد کا زخمی ہوا اب زمرد ناچار ہوئی فوج کا خیال کیا چار ہزار ساحر
اُسکے مارے گئے اور سکان کی فوج بجا نبازی لڑ رہی ہی زمرد نے دیکھا اب یارا نہین ٹھہر تا جب سکان
سے مقابلہ کیا سکان سحر مین غالب آئی خیال مین گذرا کہ اب نکل چلو ایسا نہ ہو مین گرفتار ہو جاؤن
زمرد جادو نے ساتھ والون کو اشارہ کیا صاحبو نکل چلو اب نہین ٹھہر سکتے ایسا نہو کہ مین

گرفتار ہو جاؤن سکان بلائے روزگار ہے آخر زمرد جادو شکست فاش کھا کر بھاگی سکان نے تین کوس تک پیچھا کیا جس ساحر کو راہ مین پایا اُسے قتل کر ڈالا زمرد کے سر سے خون بہتا ہوا حیران و پریشان ران زخمی افتان و خیزان پہاڑون کی جانب سے نکلکر بخدمت ملکہ حیرت پہونچی یہان سکان نے جب دیکھا کہ لشکر زمرد بالکل بھاگ گیا خیمے بارگاہ مین مع خزانہ سب قبضے مین کیا عمرو ہی کا دم رٹ رہی ہے گھبرا کر کہا صاحبو دیکھو تو خواجہ عمرو و برق کہان ہین خواجہ عمرو کنیزون مین ملے ہوے ساتھ تھے برق خدمتگار بنا ہوا چلا آتا تھا خواجہ صورت اصلی بنکر سامنے سکان کے آئے کہا خواجہ اب مین افراسیاب کو منھ دکھانے کے لایق نہین رہی زمرد جا کے آگ لگا دیگی مجھے اب دین اسلام کا اعتقاد ہوا سامری و جمشید پر لعنت کی خواجہ و برق ساتھ سکان کے بارگاہ مین آئے سکان کے ساتھ مع کنیزان چالیس ہزار فوج ہے کچھ زخمی ہوے انکا علاج ہونے لگا اسی مقام پر اُتر پڑی خواجہ و برق ساتھ ہین خواجہ نے دیکھا سکان کی پیشانی پر رونق معلوم ہوتی ہے یہ دل سے مطیع اسلام ہوئی خواجہ آکر بیٹھے سکان کو تو خواجہ کے گانے کا بڑا اشتیاق ہے کہا خواجہ قضا و قدر کو منظور تھا وہ ہوا آپ کچھ گانا سنائیے برق نے طبلہ لیا ٹکڑے گانے لگا خواجہ نے یہ اشعار عاشقانہ سامنے ملکہ سکان سمتین کے بالحان گانا شروع کیے

نظم

کیا قہر طعن بوالہوس بے ادب ہوا	جرم رقیب قتل کا میرے سبب ہوا
بوسے دم غضب لیے الٹی سمجھ تو دیکھ	بل جو پڑا جبین پہ تمنا کو کب ہوا
کس دن تھی انکے دل مین محبت جو اب نہین	سچ ہے کہ تو عدو سے خفا بے سبب ہوا
بجلی گری فغان سے مری آسمان پر	جو حادثہ کبھی نہ ہوا تھا سو اب ہوا
جی ہاں وصل عدو سے کیسا جلا دیا	روز جزا کا ذکر جو محفل مین شب ہوا
ازبسکہ تھی وصال مین غیرون سے ہمسری	عیش و سرور باعث رنج و تعب ہوا
بر بین عدو کے سوئے بغل سے مری گئے	وہ کیا کہ اسکو جذبۂ دل سے عجب ہوا
اب اون سے انتقام جفا ہے فلک تو دون	سو بار جوش نالہ اجازت طلب ہوا
ربعا بتان دشمن دین انعام ہے	ایسا گناہ حضرت مومن سے کب ہوا

یہان تو شغل مین بشئہ عیش و نشاط گرم ہی لیکن زمرد جادو خدمت مین ملکہ حیرت جادو کی
پہونچی سر زخمی ران سے خون بہتا ہوا الباس پارہ حیرت نے گھبرا کر پوچھا اے زمرد خیر تو ہی
زمرد نے سر پیٹ لیا سب حال رو رو کر بیان کیا کہا حضور بی سکان صاحب نے عمرو و برق
کو مجھسے چھین لیا اب فلان مقام پر اتری ہین عمرو و برق انھین کے ساتھ ہین آپ کی
مدد کو آئی تھین یہ بھی ایک فریب تھا نام آپ کا لیا مگر عمرو و برق کو قید سنکر گھبرا گئین آخر
زبردستی چھین لیا حیرت یہ سنکر کانپنے لگی پلٹ کے دیکھا کاؤس نہنگ سوار دنگل پر
بیٹھا تھا حیرت نے کہا اے کاؤس جلد جاؤ بی سکان کا سر لاؤ شہنشاہ نے کس ورد و شور
سے عمرو کو گرفتار کیا اسکے اوپر یہ آفت خراج گزارون نے خوب سر اٹھایا ہی انکو سزا ے
معقول ہونا چاہیے کاؤس باہر نکلا ساٹھ ہزار کا لشکر تیار کرکے گینڈے پر سوار ہوا ایلغار
کرکے چلا نقشاے کارے لشکر اسلام کے جو موجود تھے یہ خبر دریافت کرکے بھاگے دربار
مہرخ مین آئے آکر سب خبر عرض کی تمام کیفیت بیان کی اور کہا کاؤس نہنگ سوار
ساٹھ ہزار فوج لیکر براے گرفتاری سکان گیا ہی یہ سنتے ہی ملکہ مہرخ نے چوکی رکھوا ئی
پکار کر آواز دی اے سرداران نامی واے پہلوانان گرامی سکان نے ہمپر احسان کیا خواجہ برق
کو رہا کیا ہر کارون کی زبانی یہ بھی معلوم ہوا کہ اسنے اطاعت دین السلام اختیار کی لہذا تم
مین کوئی ایسا ہی کہ جاکر سکان کو بچائے اور کاؤس نہنگ سوار کو روکے ملکہ سکان پر کوئی
زوال نہ آنے پائے ملکہ مہرخ کی زبان سے یہ پورا کلمہ نہ نکلنے پایا تھا کہ اپنی کرسی پر سے
ملکہ گلگونہ رنگین پوش اٹھین کہا یہ کنیز جائیگی ملکہ مہرخ نے کہا اے گلگونہ تمسے افراسیاب
کو بہت کد ہی ایسا نہ ہو وہ بچیا وقت پر آ جائے ہر چند ملکہ مہرخ نے فرمایا مگر ملکہ گلگونہ نے
کہا اب تو کنیز اٹھ چکی اب نہ جانا میرے واسطے معیوب ہی کنیزون کو آواز دی سپہ سالار
انکے لشکر کا مجنون تیغ بند حاضر تھا حکم ہوا لشکر جلد تیار کرو بارہ ہزار ساحر تیار ہوے ملکہ مہرخ
نے کہا لشکر تو اور لیلو گلگونہ نے کہا آپ کا اقبال ساتھ ہی کچھ فوج کی ضرورت نہین بارہ ہزار
ساحرونکو ساتھ لیکر ملکہ گلگونہ چلین یہان ملکہ سکان خواجہ عمرو کے ساتھ مصروف عیش و
عشرت ہین اور قصد ہوتا ہی کہ طرف لشکر اسلام کے جائین مگر گانے سے خواجہ کے ملکہ

سکان کو سیری نہین آتھ پہر ہی چرچہ رہتا ہو اسوقت بیرون بارگاہ آکر بیٹھی ہین خواجہ بھی کرسی پر
ایک طرف میان برق فرنگی سکان سے باتین کر رہے ہین کہ صحرا سے گرد اڑی کاوس جادو
ساٹھ ہزار ساحران غدار سے آکر پہونچا کاوس کا ملک قریب عملداری ملکہ سکان ہو اسنے
ایک نامہ ملکہ سکان کو لکھا کہ اے ملکۂ عالم تمہارے بزرگونسے اور ہمارے بزرگون سے رسم و مراسم
رہا لیکن آج تمنے بڑا غضب کیا وزیرزادیکو ملکہ حیرت کی زخمی کیا قید لونکو چھین لیا بہتر اسی
مین ہو کہ عیارون کی مشکیں باندھکر خدمت شہنشاہ بدولت کی لاؤ مین تمھاری خطا معاف
کرادونگا ورنہ سزا سے کامل دونگا کہ دیکھنے والونکو عبرت ہو ایک ساحر نے یہ نامہ جاکر ملکہ سکان
کے ہاتھ مین دیا ملکہ نے یہ نامہ پڑھکر سر جھکا لیا خواجہ نے کہا کیون حضور خیر تو ہو تب ملکہ
سکان نے نامے کا مضمون سامنے خواجہ کے بیان کیا خواجہ نے نامہ ہاتھ سے سکان
کے لیکر چیر پھاڑ کے پھینک دیا اور ساحر سے کہا شہنشاہ سے جاکر کہدینا کہ ہم سامری و جمشید
پر لعنت کر چکے ہم نمکحرام کے پاس نہ جائینگے جس بچا نے اپنے ولی نعمت کو قید کر لیا اسکی صورت
خدا نہ دکھائے ہم ایسے نمکحرام کے ساتھ کبھی نہ جائینگے ساحر کو نکلوا دیا نامے کو چاک کیا ساحر
نے جاکر کاوس سے کہا ملکہ تو آپ کو دیکھکر ڈری تھین لیکن وہ دبلا پتلا تا نبیا عیار بھی بیٹھا
تھا اسنے بڑا غصہ کیا نامہ سرکار کا چاک کر ڈالا یہ سنتے ہی کاوس نے طبل جنگی بجوایا ملکہ
سکان نے بھی طبل جنگی بجوایا لیکن خواجہ سے کہ رہی ہین اس بچا سے مقابلے مین بڑی
مشکل پڑیگی نہایت ساحر زبردست ہو ہمارے ملک کے قریب رہتا ہو خواجہ فرماتے ہین
ملکہ نہ گھبراؤ حیرت سے تو کبھی دبے نہین یہ کیا بچا ہو صبح کو سمجھا جائیگا سکان نے کہا خواجہ
ہمارا لشکر بہت کم ہو وہ لشکر بہت لیکر آیا ہو خواجہ نے کہا پروردگار مالک ہو نہ گھبراؤ لیکن
کاوس نہنگ سوار شام تک مہیا رہا رات کو عقاب بیٹھے طرف لشکر سکان کے چلا
خواجہ عمرو کسی ضرورت کو بیرون بارگاہ آئے تھے انتظام کرتے پھرتے تھے برق فرنگی
در بارگاہ پر دیکھ رہا ہو کاوس ایک نخل پر آکے بیٹھا عمرو کو جو دیکھا جل گیا کمندے باندھکر
گرا عمرو کی کمر مین پنجہ دبا نے اڑا ہاے ہوا کہ خواجہ عمرو کو کون لیے جاتا ہو برق فرنگی تڑپ کر
دوڑا اتنا تو پلٹ کر کہا اے سکان غضب ہوا خواجہ عمرو کو کوئی لیے جاتا ہو جیتا ہوا جاتا

[illegible] دیکھتا ہوا کہ عقاب استاد کو لیے جاتا ہے جب جنگل مین دیکھا اُسنے دیکھا کہ عقاب ایک
درخت پر بیٹھا ہے خواجہ عمرو پنجے مین دبے ہوئے ہین برق نے چاہا کسی شکل بنکر سامنا
کرون کہ عقاب پھر اُڑا برق خنجر کی صورت بنا ہوا جاتا ہے دیکھا کہ بارگاہ کاوس مین وہ جا
اُتر گیا برق در بارگاہ پر حیران ہو بیٹھا دیکھا اذان فوج کہ میدان رسالدار اندر بارگاہ
کے چلے جاتے ہین برق بھی حاضر ہا ذر کہتا اندر ہو بیٹھا دیکھا کاوس بیٹھا ہے عقاب نے سامنے
عمرو کو ڈال دیا ہے افسران فوج تعریفین کر رہے ہین کاوس کہتا ہے اسی عمرو کے یہ شہرے تھے
اب مین اسکو قتل کرتا ہون برق تڑپ رہا ہے کہ کیسی صورت بنکر کچھ عیاری کرون استاد کو
چھڑاؤن مگر کچھ بن نہین پڑتا سب افسران فوج جمع ہین کہتے ہین اے شہنشاہ ساحران آپکی کون مقابل
کرسکتا ہے آج آپنے لشکر اسلام کا خاتمہ کر دیا آج تک دنیا و حملہ ایسا نہین ہوا کاوس کہتا ہے کون
ایسا تھا کہ عمرو کو گرفتار کرکے نہ تا سنے کہا حضرت کا کام تھا لشکر اسلام کا خاتمہ ہو گیا اسی کے بھروسے
پر سب لڑتے تھے باغبان و مخمور و بہار وغیرہ اسکی وجہ سے شریک مسلمانان ہوئے حقیقت
مین مانے کیا کیا عیار مار کین ہین شہنشاہ کے دل نے مزے اٹھائے ہین ات تو طبل بازی کی
گریان سحر جالک ہوا کاوس نے حکم دیا کہ میدان خونی کی اب تیاری کرو اسیوقت وار استاد
ہونے لگین برق نے جو یہ معاملہ دیکھا بیقرار ہو کر بھاگا یہان ملکہ سکان سیمتن بیٹھی ہوئی رو رہی
ہین کہتی ہین یارو غضب ہوا خواجہ عمرو گرفتار ہو گئے ہائے مین کیا کرون کہ برق فرنگی آکر بیٹھا
لیکن روتا ہوا آیا کہا ملکہ عالم غضب ہوا استاد کو کاوس گرفتار کرکے لیگیا اب قتل کا سامان
ہو رہا ہے اپنے سامنے ہے استاد کو ہٹایا نہین اگر تدبیر کہین کرتا تو مین فوراً عیاری کرتا سکان
نے اسباب سحر جسم پر آراستہ کیا کہا فوجکو تیار کرو مین جاکر اپنی جان دونگی ہائے کیا غضب ہے مین
لشکر اسلام وہان تنہا سرور خاص و عام ہوا اسیر آفت ہر چند کہ مین سحر مین اسکے ہمسر نہین ہون لیکن
یا جان دی یا اسکو مارا اور خواجہ کو چھڑایا یہ کہکر طاوس پر سوار ہو مین ستارہ بنکر آسمان
پر بجلی لشکر سے کہ گئی کہ تم سب آؤ برق بھی ساحر بنا ہوا لشکر کے ہمراہ چلا اب یہان پر تو
کاوس باہر نکلا خواجہ کو ساحر کشان کشان لیے ہوئے آئے ہین وار استاد مین جلاد
تیار کھڑا [illegible] لگا رہی ہین ہر طرف یہی غلغلہ ہے کہ عمرو کو قتل کرو کاوس نے اشارہ کیا عمرو کو دار پر

کھڑا [illegible] آپ تیر و کمان لیکر کھڑا ہوا کہ ہرکارے نے آکر خبر دی حضور لشکر مسلمان نکلا آتا ہے چاہیے
مین کر آپ نیا [illegible] عمرو کو رہا کرے جا مین سکان نے کہا کیا مجال کیا تاب و طاقت یہ کہکر تیر و
کمان لیا اور دیکھا گولا جھولی سے نکالا جنگل مین گولا مارا تھوڑے عرصے مین سنا یہ دیکھا کہ ایک
دریا جنگل مین پیدا ہوا جوش مارنے لگا برق جو لشکر کو لیے ہوے پہونچا دیکھا کہ اسپار
قتل خواجہ کا سامان ہے بیچ مین دریا جوش مار رہا ہے ساحران سکان سیمتن کو آبرو کا خیال
چاہتے ہین دریا کو طے کر کے اسپار جامین جو دریا مین پھاندا موجۂ دریا کی تلوار بجلی سر کٹ کر
الگ ہوا حباب شکر فشاوری کرنے لگا لاشہ غرق دریا ہوا کہی سے جادوگر اسیطرح کودے
جو گرا دھڑ سے اسکا سر جدا ہوا برق نے جو یہ سانحہ دیکھا سبکو روکنے لگا کہتا ہے یارو تامل کرو
جو گرتا ہے وہ قتل ہوجاتا ہے وہان سامان قتل خواجہ قریب ہے ہاے کیونکر پہونچون جیسے ہی
کاوس نے قصد کیا کہ تیر و کمان اٹھاؤن عمرو کو تیر مارون کہ سکان سیمتن آسمان پر آکے
جھکی عمرو کو جو دار پر دیکھا کہ کے گری زنجیر کاٹی عمرو کو پنجے مین دبا لیا لے اڑی کاوس نے
جو دیکھا للکارا کہ او سکان مین نے بچایا یہ کہکے گولا مارا سکان یا تو اڑتی ہوئی جاتی تھی کہ
آسمان مین ڈوب جاؤن کاوس نے جو گولا مارا گولا پھٹا سکان الٹ گئی زمین پر آئی ہے
لیکن عمرو کو پنجے مین دبائے ہوے ہے چاہا کہ پھر جست کر کے نکلون کاوس نے دوسرا گولا کھینچ
مارا سکان کا سر بھی زخمی ہوا لیکن عمرو کو پنجے سے نہین چھوڑتی اسی حال مین لڑ رہی ہے کئی سو
جادوگر مارے جب کاوس سحر کرتا ہے سکان زخمی ہوتی ہے شانہ و پشت و پہلو زخمی نہین چور چور
لیکن عمرو کو کلیجے سے لگاے ہوے ہے ہر مرتبہ کہتی ہے کہ اے شہنشاہ من عیاری آپکو جان
بچانے مین چاہتی ہون آپ پر سے جان کو نثار کرون جنازہ میرا مذہب اسلام مین اٹھائیے گا
سب سرداران اسلام ساتھ ہون مشہور ہوجاے کہ سکان خواجہ پر نثار ہوگئی خواجہ فرماتے
ہین میرے ہاتھ پانون بیکار ہین سحر کاوس کا اتار دو مین چھوٹون تو حرامزادے کو
مارون سکان کہتی ہے خواجہ مین مہلت نہین پاتی کیونکر سحر اتارون ساحرونکا بلوہ اس
بیچ ایک سحر کا زور و شور ایضا خواجہ کیا تدبیر کرون کاوس پکار رہا ہے نامردو اسکو گرفتار کرو جلد
طرف سے ساحر بلوہ کر کے چلے ہین اسوقت سکان کا بلکنا تڑپنا دعا مین مانگنا خواجہ بہت

بیقرار ہیں حیران ہیں کہ بلوے سے ان نامرادوں کے کیونکر نکاسی ہوگی یاوہ کرکے فوج چلی ہے چاہتی ہے کہ گرفتار کرلیں اسوقت سکان کی بھی اسی گرفتاری کا یقین ہوگیا پکار اٹھی اے حلال مشکلات عالم اے رب اکرم میری امداد کر نظم

خدایا راست و ہمراز است و محرم	خدا محبوب و دمساز است و ہمدم
خدا مشکلکشائے جن و انسان	خدا فتاح باب ہر دو عالم
خدا حاجت روای خلق محتاج	رفیق است و انیس حالت غم
خدا در کثرت و قلت عیانست	دہد جلوہ بہر و بیش و بہر کم
خدا موجود در ہر چیز باشد	بہر وقت و بہر حال و بہر دم
گہے در ذرہ روشن گہ بخورشید	گہے در قطرہ حاضر گاہ در یم
گہے خنداں بگلشن چون گل	گہے بر سبزہ گریاں مثل شبنم
گہے در مملکت گرد سلیمان	گہ اسکندر گہے دارا گہے جم
گہے در شادی و عیش و مسرت	گہے اندر بکا و رنج ماتم
ز ہر صورت خدا صورت نماید	نقاب از چہرۂ انور کشاید

ملکہ سکان سیمتن نے تہِ دل سے جو دعا کی تیر دعا ہدفِ مراد پر پہونچا ایک جادوگر آگیا تھا دام جمشیدی مارا کہ جال میں پھنساؤں اس مہ جبین کی مشکیں باندھکر سامنے کاوس کے لیجاؤں ملکہ عاجز ہورہی ہیں پکار اٹھیں اے کریم مجھے بچالے اس جال سے رہائی پانا غیر ممکن ہے یہ کہنا تھا کہ ایک برق جال پر گری کہ جال کے ٹکڑے اڑادیے جادوگر کا سر اڑگیا ملکہ نے سر اوٹھا کر دیکھا ایک ابر آسمان پر برنگ گلنار چھایا ہوا ہے اس سے برقیں گرنے لگیں کاوس نے جھلا کر گولا مارا کہ ارے یہ کون ہے کہ میرے ساحروں کو قتل کررہا ہے گولہ جو ابر پر پڑا ابر شق ہوا دیکھا عقاب بلند پرواز پر ایک نازنین گلگون پوش سوار ہاتھ ہلا رہی ہے اور انگلیوں سے برقیں گر رہی ہیں جسپر برق گری اسکا سر اڑگیا پشت پر بارہ ہزار کنیزیں خوشرو دو دو تحفے جوڑے بھاری جسم پر زیب اس نازنین عقاب سوار نے نعرہ کیا کہ اے سکان نہ گھبرانا میں ملکہ گلگونہ رنگین پوش یہ کہکر نیچے گری اور سکان سیمتن کو آکر سنبھالا خواجہ چپ

سحر اتارا خواجہ چھوٹتے ہی گلیم اوڑھکر بھاگے سکان نے کہا ای معین و مددگار اس
بیحیا نے دریاے سحر بیچ مین حائل کردیا ہے لشکر دیکھے میرے اسیار تڑپ رہی مین گلگونہ
نے چند موے سر توڑکر دریا مین پھینکے ماران سیاہ پیدا ہوگئے سانپون نے مچھلیون کا کھانا
شروع کیا ایک اژدر کلان پیدا ہوا سارے دریا کو پی گیا وہ اژدر زمین مین غائب ہوا
تمام لشکر سکان کا دشمن پر آپڑا گلگونہ مثل برق جہندہ تڑپنے لگی کہ دیکھا بہمیار ادا
کاوس کا بھائی طاوس پانچ ہزار ساحرون کو ساتھ لیے ہوے لڑ رہا تھا اسنے کئی گولے ملکہ
پر مارے ملکہ نے اسنا روشین دفع کردیے آواز دی او طاوس ذرا نگاہ تو ملا طاوس نے
نگاہ جو ملائی ملکہ نے نگاہ سحر آگین ڈالدی بلبلا گیا گھبراکر پکار اٹھا ای شہنشاہ خوبی زلف
رسا کا دیوانہ ہون شمع جمال کا پروانہ ہون عاشق صادق یار موافق میرا تو یہ حال ہی
کیا کہون نہ جو قالب ہے ہجوم غم و ملال ہی نظم

بلا اس [illegible] ہے مرے پیچ — [illegible] ہاتھ ہیچ در پیچ
تری دستار زر عاشق کشی کو — ستم ہے گوشوارہ قہر سہ پیچ
الہی [illegible] ہے سہتہ — ادھر وہ زلف ادھر نازک کمر پیچ
اٹھائے عشق بیجا کس طرح سے — گلستان جہان مین ہیچ در ہیچ
تو اس زلف بیجان کا جو بچھڑا — سمجھ لے اپنی قسمت کا بشر پیچ
جواب خط خبرداری سے لانا — نہ پڑنے پلے کچھ ای نامہ بر پیچ
زمین و مبادا ہم کو نہ دم دے — کرے جو پیچ اے یار اس سے کر پیچ
فراق یار سے کشتی بڑی ہے — بچھا [illegible] آیا آتش اگر پیچ

بالک کرا آواز دی مین تو تمام ہون ملکہ نے ایک گولہ کھینچ مارا طاوس کا سر پھٹ گیا
ساتھ والے الامان الامان کرتے ہوے بھاگے کاوس ہر چند غل مچاتا ہی مگر وہ مین سنتے
کہتا ہی یارو افسر کو قتل کرایا نامردی دکھاتے ہو بھاگے جاتے ہو اس گلگونہ رنگین پوش
کو قتل کرونگا اسکو اپنی سحر پر بڑا گھمنڈ ہی ملکہ گلگونہ رنگین پوش کاوس پر جا پڑین اپس
مین سحر چلنے لگا گلگونہ نے طوق زرین گردن سے نکالکر پھینک مارا طوق آہن ہوکر اسکے

گلے میں پڑا اکسیر خم ہوگیا ملکہ نے کارد سحر جینک ماری سینے کو توڑ کر بار گذر ی طاؤس مرکر گرا صدائے گیر و دار بلند ہوئی ایک ابر سیاہ آسمان پر آیا کڑک کے نیرا اُسی ابر سے آواز آئی کشتی مرا نام ہے کاؤس نہنگ سوار ہوا ابر میں لاشہ کاؤس کا لپٹا ابر لاش کو لیکر بلند ہوا اُس ابر سے رونے کی صدا آئی کہ زمین تھرا ئی ملکہ نے یہان سب لشکر کو قتل کیا مال و اسباب لوٹ لیا خواجہ نے خزانے پر قبضہ کیا چونکہ دن قلیل باقی تھا اُسکی بارگاہ مین آکر اُترے پری سکان سمیتن کو ہوا دار پر ڈال کے لائے ملکہ گلگونہ نے زخم دوزی کی فوج ملکہ گلگونہ رنگین پوش قاعدے سے اُتر پڑی برق و خواجہ بھی آ رہے صحبت عیش و نشاط آراستہ ہوئی ملکہ گلگونہ بھی بیٹھی ہین گانے کا خواجہ کا سامان ہو رہا ہے ملکہ سکان سمیتن کے انکی زخم دوزی ہوئی ہے یہ بھی بیٹھی ہین خواجہ کے گانے پر عاشق ہین یہ عجز کہا خواجہ اگر مناسب ہو تو گانا سنیے خواجہ نے نئے نکالی نہ طور سے یہ غزل شروع کی نظم

وہ افسون ہے ہماری شعر خوانی
ہمین ورد شراب ارغوانی
وہ ترک آیا لگا ای آتش گل
عیان ہوجائیگا راز نہانی
بنینگے مثل دریا دیدۂ تر
سلامت ہو جو اپنی ناتوانی
خدا کے حکم سے ہے قوت نطق
نگر کالے تلو بھی ہے گرانی
مرادیوان ہے آتش خزانہ
جو سنتا گنگ ہوتا فغانی
دل عالم ہے عشق سے داغ
کباب طائران بوستانی
ہوا کوئی نہ راز سے آگاہ
بنینگے ابر ان شیون کا بانی
رلاتا ہے وصل یار کا شوق
کلام اپنا ہے ہاتف کی زبانی
نہین واقف ہم اُس تنکی کرکا
ہر اک بیت اپنی ہی گنج معانی
مبارک ابر کو دریا کو پانی
رہے ہر فرد تیری نشانی
کرینگے یار کو عریان شب وصل
رہی مشتاق گوش اپنا کہانی
اڑا دیگی صبا مثل پر کاہ
[illegible] اپنا لہو کرتا ہے پانی
[illegible] دیتا وہ دلبر بوسۂ خال
خدا کے واسطے ہے غیب دانی
ملکہ گلگونہ گوش ہوش سُن

رہی ہین سکان سمیتن ہمہ تن گوش بالکل بیہوش میان برق یا ان بجا رہے ہین بڑے لطف کی صحبت ہے یکا یک لشکر مین غُل ہوا کہ سردار بھاگ کر بارگاہ مین آئے خواجہ نے پوچھا ارے یار و خیر تو ہے عرض کی صحرا قریب تھا ایک شیر جنگل سے نکل آیا ہے اُسنے صدہا آدمی مار ڈالے ملکہ گلگونہ نے کہا مین لڑے صاحبو یہ شیر [illegible] ریا ہے [illegible] سکتا ہے دیکھئے انہ ماش کا مارد مین

جنگل میں بھاگ جائے یہ کہتی ہوئی بانگی دیکھا شیر قریب بارگاہ آچکا ہے بڑا شیر منہ پر
اُسکے خون ٹپک رہا ہے کئی سو بندگان خدا کو چیر ڈالا چیر پھاڑ کر پھینک دیا جسپر جا پڑا اُسکو
پامال کیا کئی بارگاہیں گرادیں ملکہ گلگونہ نے کہا او سگ صحرائی ہمارے سامنے یہ بے ادبی
کچھ اسم سحر پڑھکر دانہ ماش کا پھینک مارا شیر نے وہ دانہ منہ میں لے لیا اور زیادہ تیز ہو کے چلا
جب گلگونہ نے کہا اسکو جلادو ان کچھ بال نوچکر پھینکے چند ماران سیاہ قریب شیر کے
پہونچے مگر شیر سے معترض نہوئے جب شیر نے ڈکار لی وہی موے سیاہ زمین پر ہوئے تھے ملکہ نے
گولہ مارا شیر نے گولہ بھی منہ میں لے لیا اور جست کرکے برابر گلگونہ کے آیا ملکہ کو اپنے منہ میں
دبالیا پرواز بلند کیے اڑ کر چلا خواجہ گلہ اوڑھے ہوے کنارے کھڑے تھے پکار کر
کہا یارو یہ شیر صحرائی نہ تھا افراسیاب تھا اے برق کچھ فکر کرنا پلٹ کر سکان کو کہا کہ آپ تو
ہمارے لشکر میں جائیے ہم تلاش میں گلگونہ کی جاتے ہیں ایک جانب برق چلا ایک جانب
خواجہ تھوڑی دور جا کر خواجہ نے دیکھا حقیقت میں افراسیاب جادو ملکہ گلگونہ کو منہ
میں دبائے ہوے اڑا ہوا جاتا ہے خواجہ جست کرکے آگے بڑھے ایک نخل کی آڑ میں بکر صورت اپنی
حیرت جادو کی بنائی سر پر او چھا ساز خم لباس جا بجا سے پھٹا ہوا پکار کر آواز دی اے
شہنشاہ آپ کہاں سے آتے ہیں کس فکر میں ہے کوکب دنور افشان نے لشکر سرا تباہ کیا
میں زخمی ہو کر بھاگی کوکب نے دور تک تعاقب کیا سامری نے بچا لیا معمور صورت
نگار وغیرہ سب قتل ہوگئے افراسیاب گھبرا گیا فوراً زمین پر اُتر آیا کہا اے حیرت کاوس جنگ
سوار کو برائے مقابلہ سکان بھیجا کھا یہ ظالم گلگونہ اسکی مدد کو پہونچی دیوانہ کرکے کاوس کو
مارا با بدولت باغ سیب میں تھے کاوس کے سر لاش لیکر باغ نشیب میں آئے میں اس
ظالم کو پکڑ لایا اس ذلت سے اسکو قتل کرونگا کہ سبکو عبرت ہو بتپر کیا معرکہ گذرا حیرت نے
کہا مختصر عیاری کرکے بہار کو گرفتار کر لائی میں نے اُس سے اجتناب خطاب کیا اُنھوں نے
جواب سخت دیے میں نے ارادہ قتل کا کیا کوکب دنور افشان آپڑے مرشد زادے قتل ہوئے
ہر طرف سے رونے کی آواز آتی تھی میں بھی خوب لڑی کوکب کے ہاتھ سے زخمی ہوئی
افراسیاب نے زانو پیٹ لیا کہا ہاے مرشد زادہ مارا گیا برادر قدرت

کا خون زمین پر گرا کہین قیامت نہ آجاے بڑا غضب ہوا مین **کوکب** و **نورافشان جادو**
کو گھسکر مار ڈالا **حیرت** نے کہا وہ نگوڑے آتے ہین ہوشیار ہوجایے **افراسیاب** اوٹھنے نہ پایا تھا
حیرت نقلی نے حلقہ ہای کمند گلے مین ڈالدیے حباب مارا کہ **افراسیاب جادو** بیہوش ہوا
گلگونہ چھوٹ کر **افراسیاب** کے ہاتھ سے الگ گری مگر سمجھے **افراسیاب** گرتے ہی بیہوش
ہے **عمرو** نے کمند پھینک کر تاج **افراسیاب** کا لیا چادر بچھا کر پشتارہ **گلگونہ** کا باندھا
پشتارہ بھاری ہے **خواجہ** نے بمشکل پشتارہ اٹھایا لنگر بھاگے مگر چلنے سے مجبور کہین
گھٹنے ٹیک دیتے ہین کہین نخل بخل ٹھہر گئے بڑی مشکل سے **خواجہ** راہ طے کر رہے ہین
صحرا کا سناٹا کہین آدمی کا نام ونشان نہین سر اٹھا اٹھا کر دیکھتے ہین کہ خدا خیر کرے برق
آجاے وہ بھی شریک ہو کہین آدمی کا نام نہین کوئی کوس بھر راستہ طے کیا تھا کہ دیکھا صحرا مین
ایک نالہ ہی تھوڑا سا پانی بہ رہا ہے **خواجہ** عقل سے سوچے کہ پھاند کر نکل جاؤن گا پشتارے کو
دوش پر سنبھالا بمشکل جست کی نصف قدم کا نالا تھا لیکن **خواجہ** بیچ مین گرے پانی سے آواز
آئی او ساربان زادے تیری مکاریوں سے دل کباب ہو گیا ستم بلکہ **ماہیان زمردپوش**
عمرو نے دیکھا نالا ہے نہ پانی ہے ریتی پر مین پڑا ہون پشتارہ **گلگونہ** کا الگ پڑا ہے اٹھے ایک
پانون سو سو من کا معلوم ہوتا ہے اٹھا نہین جاتا ہے **ماہیان** کھڑی ہوئی گاتی باندھ رہی ہے
عمرو نے سلام کیا کہا نانی امان آپکو اسقدر غصہ لڑکون پر مناسب نہین ہم تو آپ کے
تابعدار ہین **ماہیان** نے کہا او نگوڑے موے موذی کاٹے جہان تونے میرے بیٹے
کو بیہوش کیا مین اسی مقام پر آتی مگر جانتی ہون کہ تو چھلاوہ ہے بھاگ کر نکل جاتا ہے **خواجہ**
نے کہا نانی جان بڑے بڑے ساحر جینے دیکھے آپ ایسے حسینت وچالاک میری نگاہ سے
نہین گذرے میری **افراسیاب** سے صفائی کرا دیجیے مین قدمون پر گردن رکھ دون ورنہ میرے
ہاتھ سے بڑے بڑے ساحر مارے گئے مین منفعل ہون معاف فرمایئے اپنی خدمت مین مجکو
لیجیے اسد کو اپنے ہاتھ سے قتل کردون **مہرخ** و بہار وغیرہ کو مشکین باندھکر لاؤن طلسم
نورافشان تباہ کردون لیکن آپ مجھپر مہربان ہین تمام عالم کو درہم برہم کردون **ماہیان**
نے کہا او ساربان زادے مجھے بھی **افراسیاب** سمجھا ہے تیرے رگ وریشے مین مکاری ہے

مین تیرے ان فقرون مین نہین آؤنگی آج تمکو اور اس گلگونہ کو پردۂ ظلمات مین لیجاتی
ہون ایسے مقام پر قید کرون کہ تڑپ تڑپ کر مرجاؤ خواجہ کی آنکھین جوش وخروش مین آئین
کہا او بیہودہ کیا بکتی ہے جس ملک مین قید کریگی اُس شہر کی تباہی کا وقت آگیا ماہیان نے
کہا دیکھون تو اب کیونکر رہائی پاتا ہے یہ کہکے آواز دی اسنے نگہبان طلسمی جلد حاضر ہو دیکھا ایک
فولادی تیلا ماہیان کے سامنے آیا ماہیان نے کہا ارے نگوڑے تجھے کچھ شہنشاہ کی بھی
خبر ہے فلان صحرا مین بیہوش پڑے ہین جاکر ہوشیار کردے اور یہ خبر پہنچا کہ ملکہ ماہیان
نے عمرو وگلگونہ کو گرفتار کرلیا تم باغ سیب مین جاؤ مین ان دونون کو سرحد ظلمات مین
لیے جاتی ہون ملکہ تاریک ظلمات پسند کا شہر ہے وہانسے تا قید حیات رہائی نہ پاینگے
ماہیان ملکہ گلگونہ وخواجہ کو لیکر روانہ ہوئی تیلے نے آکر افراسیاب کو ہوشیار کیا کہا اے
اُٹھئے افراسیاب اُٹھا مگر غصے مین کانپتا ہوا چاہا اُٹھکر ایک طمانچہ مارون تیلے نے دست بستہ
عرض کی مجکو ملکہ ماہیان نے بھیجا ہے مین خود نہین حاضر ہوا گلگونہ وعمر کو ملکہ ظالم طرف
پردۂ ظلمات کے لیگئین افراسیاب اُٹھکر طرف باغ سیب کے روانہ ہوا جب باغ مین آیا
انیس جلیس مصاحبین دوڑین افراسیاب آکر تخت پر بیٹھا حیران ہے کہ یہ کیا ماجرا گذرا
کہ ماہیان زمرد پوش آکر سوگئی افراسیاب نے کہا کیون نانی جان گلگونہ وعمرو کو کہان
کیا ماہیان نے کہا سرحد پردۂ ظلمات مین ملکہ تاریک ظلمات پسند کہ میری کنیز خاص ہمدم بااخلاص
ہے ہمیشہ میری خدمت مین رہی وہ ایسی حفاظت کریگی کہ تا قید حیات رہائی نہ پاوینگے افراسیاب نے
کہا عمرو وہ ظالم ہے مجھے خوف آتا ہے کہ پردۂ ظلمات مین نہ دھبہ لگے ماہیان نے کہا تجمل
آٹھوین دن سن لینا کہ دونون تڑپ تڑپ کے مرگئے ماہیان چلی گئی افراسیاب گلگونہ پر
جان دیتا ہی رہا ملاقات تاریک ظلمات پسند جدید بیان خواجہ وگلگونہ کی جو آنکھ کھلی
اپنے کو ایک مکان تنگ وتاریک مین پایا ایک عورت سامنے کھڑی ہے بڑا سا قد سیاہ فام
بدانجام چھول بائین ہاتھ پر پڑی ہے کہتی ہے او ساربان زادے تونے شہنشاہ پر سانتک
بدعتین کین کہ آخر تجکو ماہیان اس سرحد مین لائین ہزارون گنہگار یہان آکر کسیکو خبر بھی
نہ ہوئی کہ کون قید ہوا کیونکر مرگیا یہان کا مردہ دفن کیا جائے نہ جلانے کا حکم نہ گور نہ مرگھٹ

ٹانگ پکڑ کے کھینچا اور پھینکدیا زاغ و زغن لاش کو کھا لیتے ہین اب تم طعمۂ زاغ و زغن ہو گئے
عمرو نے کہا ملکۂ عالم ذرا بیٹھ جایئے آپ تو حسن و جمال مین یکتا ہین آپکی صورت کی ساحرہ
ہماری نگاہ سے نہین گذری تاریک نے کہا مین نہ بیٹھونگی باتین نہ بنا مجھے مرد کے نام سے
نفرت ہے چالیس جلسنشین میرے پاس ملازم ہین اُنسے کچھ شغل ہو جاتا ہے یہ کہکے چلی گئی تاریک
اپنے مکان مین بیٹھی کنیزان سیاہ رو تیرہ دروں سامنے حاضر ہین چالیس جلسنشین عمدہ کپڑے
پہنے ہوے خدمت مین حاضر ہین شراب بیٹھی ہوئی پی رہی ہے طنبورہ چھیڑ کر آپ ہی گاتی بجاتی
ہے جلسنشین تعریفین کر رہی ہین کہ آسمان پر لکہ ابر سیاہ اُٹھا ابر رقص کرکے آکر برسا تاریک نے
دیکھا بڑے بھائی صاحب آتے ہین روسیاہ جادو تاج سر پر پہنے ہوے اکیلا تخت تو
اُڑاتے ہوے آیا تاریک نے اُٹھکر سلام کیا روسیاہ نے دعا دی آکر مسند پر بیٹھا کہا
کیون ہمشیرہ مین نے سُنا ہے بی گلگونہ تمھارے پاس آکر قید ہوئی ہین تاریک نے کہا ای برادر عمرو
و گلگونہ دونون آکر قید ہوے لیکن تمنے کیون پوچھا روسیاہ رونے لگا کہا ہمشیرہ کئی سال
کا زمانہ گذرا جب شہنشاہ نے اسکو جرم عشق پر قید کیا اتفاق سے میرا بھی گذر ہو گیا دیکھکر
اس ظالم کو مر گیا کئی برس ہوے مجھکو ہجر جھیلتے ہوے جان پر کھیلتے ہوے اب مین نے خبر
پائی کہ وہ آکر میری ہمشیرہ کے پاس قید ہوئی آج شبکو چین نہ پڑا یہ کہکے روسیاہ تاریک
کے قدمون پر گر پڑا کہا ہمشیرہ میری زندگی تمھارے ہاتھ ہے ایک نگاہ دیکھ لون ہاتھ جوڑتا ہون
قدمون پر گرون اگر وہ راضی ہوگی تو میری زندگی ہے ورنہ موت کا سامنا ہے اس طرح بلک بلک کے
روسیاہ نے یہ حال بیان کیا تاریک کا بھی دل بھر آیا تسکین دینے کو کہا بھیا مین اُسے
بلا دونگی تمھارے پہلو مین بٹھا دونگی مین بھی اُس پر تاکید کرونگی کہ تم کو قبول کرے
روسیاہ نے کہا پھر بلوایے مجھکو اُسکا جمال جہان آرا دکھایئے مین عذر کرون شاید
وہ سرکش مان جائے اگر نہ مانے تو مین اپنے کو اُسکے سامنے ہلاک کرون وہ بھی جان لے کہ
عاشقان صادق ایسے ہوتے ہین تاریک نے کہا بھیا مین ابھی بلواتی ہون قیدخانے
مین تمھارا جانا بہتر نہین عمرو ایسا مکار وہان موجود ہے ایسا نہو کچھ فتور کرے مین یہین اُسکو
بلواتی ہون یہ کہکے آواز دی ارے ظلمات تاریک بخت کو بلاؤ وہی نگہبان زندانخانہ ہے

اسکے اختیار مین قیدیون کا آب ودانہ ہے چاہتی ہے کنیز بلا نے ظلمات کو جائے کہ آسمان سنہرا
ہوا سب دیکھنے لگے افراسیاب جادو تخت پر سوار چلا آتا ہے سب کھڑے ہو گئے تاریک نے
روسیاہ سے اشارہ کیا اے برادر اب تو شہنشاہ آ گئے روسیاہ خاموش ہو رہا لیکن کلیجہ
دھڑکنے لگا افراسیاب آکر پہونچا تاریک نے قدمون کو بوسہ دیا افراسیاب تخت پر
آکے بیٹھا تاریک نے پوچھا اے شہنشاہ آج کیون تکلیف فرمائی ساربان زادہ قید ہے آج
آٹھوین روز لاش دیکھ لیجیے گا سر خدمت مین بھیجونگی افراسیاب نے کہا اے تاریک کیا
کہون کتنے سال گذر سکے مین گلگونہ پر عاشق ہون عمرو نے اُسکو چھڑا لیا اسکی وجہ سے کئی
مزاج گرا دن سے بگڑی مگر دل نے نہ مانا آجتک وہی جوش وخروش ہے مین نے خود جا کر
لشکر مین گرفتار کیا راہ مین عمرو نے مجھکو بیہوش کیا لیکن تائی امان نے بڑا کمال کیا نالے مین مخفی
ہوکر عمرو ایسے مکار کو دھوکا دیا دونون کو گرفتار کر لیا انکی رائے مین یہ آیا کہ سرحد ظلمات
مین قید کرین تمھارے سپرد کیا ہے اے تاریک مین اسواسطے آیا ہون کہ رضامندی
اسکا سامنا کرونگا وہان کئی مرتبہ گیا کیا کہون کہ مین نے کیا کیا اُس ظالم نے سوا انکار کے
اقبال نکیا لہذا تمکو مناسب یہ ہے کہ اُس ظالم کو میرے واسطے راضی کرو تاریک نے
طرف روسیاہ کے اشارہ کیا کہ سنتے ہو شہنشاہ کا کیا حال ہے روسیاہ نے جواب دیا وہ
سرکش مجھسے راضی ہو جائے پھر شہنشاہ بلا کرین تاریک نے سر جھکا لیا افراسیاب
سے کہا کل شہنشاہ تشریف لائین لونڈی اُسے راضی کر رکھیگی کیا مجال کہ میرا کہنا قبول نکرے
افراسیاب سے تاریک نے چٹکی کرلی کہ مین رضامند کر دونگی کیا مجال ہے کہ میرا کہنا نہ
مانے یہ پردہ ظلمات ہے یہان کسیکی سرکشی نہین چل سکتی افراسیاب تو روانہ ہو گیا
روسیاہ سے تاریک نے کہا اے برادر سنبھال تمنا اب کیونکر ہو سکتا ہے کہ مین تمھارا
سامنا کراؤن دو چار روز صبر کرو اگر افراسیاب کو نہ منظور کرونگی تو تمھاری تقریب کرونگی
تمھارے پہلو مین بٹھا دونگی تم ایسا جوان اُسکی نگاہ سے نگذرا ہوگا روسیاہ یہ باتین سنکر
رنجیدہ اُٹھا اپنے قصر مین آیا سمجھکر سوچنے لگا جی مین کہتا ہے کہ اے روسیاہ ہمشیرہ نے تو یہ
باتین کہدین لیکن وہ سپردی اُسکے شہنشاہ کے کرینگی میرا ذکر کاہیکو ہوگا اپنا کام اپنے ہاتھ سے

کر وینا ثابت ہو چکا ہے کہ قید خانے کے دروازے پر کوئی نگہبان نہیں رہتا وہاں جانا کیا مشکل ہے یہ سوچکر پر پرواز پیدا کیے سحر مین طاق شہرۂ آفاق قریب قصر زندان آیا اب منظور ہوا اندر جاؤن یہان خواجہ و گلگونہ باتین کر رہے ہین خواجہ قید خانہ مین موت لیکر ہم آئے ہین تاریک کا بھائی روسیاہ مدت سے عاشق ہے اکثر اُسنے کنڈی پیغام جواب صاف دیا وہ وہ ضرور فساد برپا کریگا خواجہ فرماتے ہین خدا کرے وہ ہی بچیا آئے کوئی صورت رہائی کی تو نکلے ملکہ گلگونہ کہتی ہے خواجہ وہ بچیا بڑا ظالم ہے نہین معلوم کیا فتور برپا کریگا خدا اُسکی عزت سے بچائے وہ جو بے روزگار ہے یہ باتین ہین کہ دروازہ قید خانہ کا کھلا دیکھا روسیاہ اکڑتا ہوا سامنے آیا گلگونہ دیکھکر کانپنے لگین روسیاہ بیٹھ گیا ہاتھ باندھکر قدمون پر گرا کہا اے شہنشاہ اقلیم حسن و جمال اے ماہ آسمان کمال مین آپ کا تابعدار ہون اس غلام کو سرفراز فرمایے کئی سال مجھکو ہوے راتین ہجر کی کاٹے نہین کٹتین تڑپ تڑپ کے سحر کرتا ہون آپکے ہجر مین مرتا ہون مین تو غلام ہون بقول شاعر فرد کیونکر ہوا ہے وصل صنم دل سے جائیگی عادت بگڑ گئی ہے یہ مشکل سے جائیگی ۞ تو مجھسے صبر نہین ہو سکتا کل شہنشاہ بھی تشریف لائے تھے میری بہن تاریک کو سمجھا گئے ہین کہ ہمارے واسطے ملکہ گلگونہ کو راضی کردین نے بھی یہی چاہا تھا کہ اُسکی معرفت آپ سے ملون اُنکو تامل ہے مین نے اپنے دل سے کہا مین خود آئے محبوب مطلوب پاس جاؤن حال دل بیان کرون دیکھون کیا حکم ہوتا ہے ملکہ گلگونہ نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہے ایسے ایسے خیال محال دل سے نکال ڈال اگر تجھکو ناز ہے کہ تیری بہن کے پاس قید ہین تو قتل کر کہ ہم اس کشاکش سے چھوٹین ایسے کلمات منہ سے نہ نکال روسیاہ بگڑنے لگا جب تو خواجہ نے پکار کر آواز دی میان روسیاہ صاحب آئیے آپ معشوق سے کیسی باتین کرتے ہین روسیاہ نے پلٹ کر دیکھا ایک شخص دبلا پتلا حقیر ذلیل ہتکڑیان بیڑیان پہنے بیٹھا ہے قید آہن کے سبب سے ہل نہین سکتا روسیاہ قریب خواجہ کے آیا کہا اے شخص کیا کہتا ہے عمرو نے کہا آپ اس کوچہ سے بالکل نابلد ہین معشوق اپنی زبان سے اقرار کرے کہ ہم وصل پر راضی ہین آپ میری ہتکڑیان کاٹ دین مین ابھی ملکہ کو راضی کردون روسیاہ نے کہا تو کون شخص ہے عمرو نے کہا مین نے کو دیو مین کھلایا ہے آپ کا ذکر تو اکثر کیا کرتی ہین مجھکو

فرمایا تھا کہ پردۂ ظلمات مین ایک ہمارا عاشق صادق ہے روسیاہ اُسکا نام ہے وہ دل سے
محبت کرتا ہے افراسیاب کو نہ قبول کرینگے اُسکے یہان جاکر رہینگے صاحب ملک و مال و لیاقت
وجاہ و جلال سب کچھ اُسے سامری نے مرحمت فرمایا ہے ملک اپنا ہمارے قدمون پر نثار کردیگا روسیاہ
نے کہا میان کھلاے صاحب سچ کہتی ہو عمرو نے کہا سامری و جمشید کی قسم ہے کہ اکثر یہی ذکر
آیا ہمیشہ آپ کی تعریف کرتی ہین صاف یہ ہے کہ آپکے نام پر مرتی ہین روسیاہ نے
نے کہا تم کیون قید ہوے عمرو نے کہا ملکہ کے ساتھ تھے ہم بھی پکڑ لیے گئے ہمیری تاکید ہے
کہ ملکہ کو راضی کرو ہم جان دینگے مگر تمھاری طرف سے کہینگے تم قدرشناس فلک اساس ہو
ایسی تعریفین خواجہ نے کین کہ روسیاہ کا چہرہ سُرخ ہوگیا کہا مین تجکو وزیر کرونگا بلکہ بہت سی
تمھاری غلامی کرونگا عمرو نے کہا کہ مین بھی آپ کو خوب راضی کردونگا یہ سُنکر روسیاہ نے ہتھکڑیان
بیڑیان عمرو کی نکالین اب تو خواجہ ہنستے ہوے اُٹھے کہا میان روسیاہ اب اپنے گھر مین معشوق
کو لیچلو مگر ملکہ کو دُلھن بننے کی حسرت ہے ہم تمکو دُولھا بنائینگے تمھارے سر پر بھاری سہرا
باندھینگے ایسی باتین خواجہ نے کین کہ روسیاہ پھول گیا خوشی مین بل کررہا ہے اپنے
جی مین کہتا ہے کیا دوست ملا اسکی وجہ سے معشوق راضی ہو جائیگا یہ اُسکا کھلایا ہے
عمرو اُٹھکر طرف ملکہ گلگونہ کے چلے روسیاہ سے کہا آپ منھ پھیر کر بیٹھے روسیاہ منھ پھیر کر
بیٹھا اب خواجہ پاس گلگونہ کے آئے اشارہ کیا گلگونہ بیٹھ جاؤ خواجہ نے کہا اے ملکہ عالم
وقت رہائی آگیا یہان سے نکل چلوگی یا اسی روسیاہ سے کہو کہ ہمکو یہ بتادو ملکہ نے فرمایا
یہ راہ پردۂ ظلمات ہے اسطرف مجھے کبھی آنیکا اتفاق نہین ہوا مگر نکل چلینگے خواجہ عمرو
نے زبان سے گلگونہ کے سوزن نکالی ملکہ نے سحر کیا کہ سب قید ٹوٹ کر گری خواجہ نے دنبل
سے گلابی نکالی ایک جام لبریز کرکے سامنے روسیاہ کے لائے کہا لو ملکہ عالم نے اپنی جھوٹی
شراب تمکو دی ہے روسیاہ نے دونون ہاتھ پھیلا دیے جام لیکر پی گیا پیکر گھبرایا اپنے مقام
سے اُٹھ اُٹھتے ہی گرا گرتے گرتے بیہوش ہوا خواجہ نے روسیاہ کو اپنی صورت بنایا گیند
گلے مین ٹھونسدیا گلگونہ و خواجہ قیدخانے سے نکلے ملکہ نے ایک تخت بنایا اُس پر آپ بھی
سوار ہوئی خواجہ کو بھی سوار کر لیا تخت اُڑاتی ہوئی لیکر چلی قضائے کار

تاریک ظلمات پسند بیٹھے بیٹھے سوچی کہ جاکر گلگونہ کو واسطے افراسیاب کے سمجھاؤں
قیدخانے پر آئی دروازے پر آتے ہی دیکھا گلگونہ تو نہیں ہے عمرو بیہوش پڑا ہے اندر آئی
آتے ہی ایک لات ماری کہ او ساربان زادے اُٹھ بتلا گلگونہ کہاں گئی جب دو میں لاتیں پڑیں
تب روسیاہ گھبرا کر اُٹھا گلے میں گنبد پھنسا ہوا تھا بول نہیں سکتا غین غین کرنے لگا تاریک
نے اور دو چار طمانچے مارے کہ ارے دیوانے بولتا نہیں یا اشارے کرتا ہے تاریک نے جھلا کر
ملنا شروع کیا تاریک جو غصے میں چیخی پانچ چار کنیزیں دوڑی ہوئی آئیں کہا واری کیا ہوا
تاریک نے کہا یہ نگوڑا بولتا نہیں گونگا بن گیا ایک کنیز نے کہا دیکھیے کیسا گلا پھولا ہے گلے کا جو ظلم
لیا روسیاہ نے منہ کھول دیا ایک کنیز نے ہاتھ ڈالکر گنبد نکالا گنبد کا نکلنا کنیزوں نے بھی
دو چار طمانچے مارے روسیاہ اُٹھکر بیٹھنے لگا کہا ہمشیرہ صاحبہ آپ نے مجھکو اسقدر مارا کہ میرا
منہ سوج گیا تاریک نے کہا عمرو سے مکار تو بھائی بنتا ہے بتلا کہ گلگونہ کہاں گئی روسیاہ نے کہا
حضور آپ مجھے نہیں پہچانتی میں آپکا بھائی روسیاہ ہوں عمرو مجھکو بیہوش کر کے ڈال گیا آخر روسیاہ کا
منہ دھلوایا تب معلوم ہوا کہ روسیاہ جادو ہے تاریک نے کہا بھائی صاحب یہ کیا ہوا کہ ہے روسیاہ نے رو رو کر
سب حال بیان کیا اور کہا میں نے عمرو کو کبھی دیکھا نہ تھا اُسنے مجھسے کہا کہ میں نے گلگونہ کو کھلایا ہے یہی
میں نے دھوکا کھایا اُسنے مجھکو شراب پلا کر بیہوش کیا دونوں نکل گئے تاریک نے کہا اے
روسیاہ تمہاری تقدیر میں ذلت لکھی تھی کنیزوں کے ہاتھ کے تھپڑ کھائے میرے بیچ بھی بدنامی
ہوئی لیکن یہ سرحد ظلمات ہے کیا نکل سکتی ہیں میں ابھی جا کر لاتی ہوں صحرائے ظلمات میں بھٹک
رہے ہونگے صحرائے ظلمات وہ مقام ہے کہ سامری نے اُس صحرا میں دھونی لگائی دھویں سے
جنگل سیاہ ہو گیا کسکی مجال ہے کہ وہاں سے نکل جائے وہ جائیگا وہ بھٹکے گا گلگونہ بڑی ساحرہ
زبردست ہے مگر کیا مجال کہ اُس بیابان کو طے کرے۔ یہ کہکے تاریک چلی روسیاہ نے کہا میں بھی چلوں
تاریک نے کہا تم نہ چلو ایسا نہو تم اُسے دیکھکر بیقرار ہو جاؤ تمہارے عشق نے مجھے حقیر کیا
ملکہ ماہیان کو اس سرحد کا دعویٰ ہے کہ یہاں کا قیدی رہا نہیں ہو سکتا اُنکے خیال کے خلاف
ہوا تمہارے مقدمے میں کچھ نہیں کہہ سکتی ایسا اور کوئی کرتا تو میں اُسکو خدمت میں نانی اماں
کی روانہ کر دیتی روسیاہ نے کہا میں ضرور چلونگا میں آپ کو اکیلا اُسکے مقابلے میں کیونکر جانے دوں

ایسا نہ ہو کہ آپ پر کوئی زوال آجائے وہ ساحر زبردست ہے تاریک نے کہا لاکھ زبردست ہے
لیکن یہ مقام سرحد پردہ ظلمات ہے کیا مجال کہ یہاں سے گذر سکیں یہ کہکر تاریک چلی روسیاہ
بھی ساتھ ساتھ چند کنیزیں بھی ہمراہ ہولیں بڑے جوش وخروش میں تاریک و روسیاہ چلے جاتے
ہیں لیکن ملکہ گلگونہ خواجہ کو ساتھ لیے ہوئے تخت کو اڑائے ہوئے جاتی ہیں کوئی دو کوس راستہ
طے کیا تھا کہ ایک صحرا نظر آیا سارا جنگل دھوئیں سے بھرا ہوا ہے گلگونہ نے کہا خواجہ صحرائے
ظلمات معلوم ہوتا ہے خلاص سے لسان دو اکثر زبانی افراسیاب کی سنا کہ صحرائے ظلمات
سے نکلنا دشوار ہے خواجہ نے کہا میں اُدہر جاؤں اور کسی راستے سے جاؤں گلگونہ نے کہا
خواجہ یہ سب مقام سحر بند ہے کیونکر اس سے نکاسی ہوگی آپ اگر جانے کا ارادہ کریں گے تو بیشک
بیشک اسی جنگل میں رہجائیگا سب طرح مشکل ہوگی گلگونہ نے تخت بڑھایا دھوئیں میں تخت کو
تو نہ ڈالا تخت کو ٹھہرا کر آواز دی اے نیلم و فیلم ہمارے نکل جانیکی تدبیر بتاؤ ہماری نکاسی دشوار
ہے دیکھا صحرا میں سے دو جوان سبزہ رنگ سفید لباس پہنے ہوئے آکر حاضر ہوئے عرض کی کہ غلام
آگے بڑھتے ہیں ہم اپنی جان سرکار پر نثار کرینگے ہمارے عقب میں چلی آیئے یہ کہکے دونوں جوان
تلواریں چمکاتے ہوئے آگے بڑھے چلے یہ دونوں جوان دھوئیں میں داخل ہوئے ایک آواز
مہیب آئی دھواں داہنے بائیں ہٹ گیا بیچ میں ایک سڑک سی پیدا ہوئی گلگونہ نے کہا خواجہ
آپنے ملاحظہ کیا یہ آپکی کنیز کی تدبیریں ہیں اب آپ کو کوئی نہیں روک سکتا ملکہ نے تخت بڑھایا
جو راستہ ظاہر ہوا تھا اسی راستے پر چلیں وہ جوان آگے آگے تلواریں چمکاتے ہوئے جاتے ہیں
دس قدم تخت سے آگے بڑھے ہوئے تھے تھوڑا ہی راستہ طے کیا تھا سیلو میں سیلو میں نخل چنار تھا
اُسپر ایک طائر بیٹھا تھا طائر اپنے مقام سے اڑا اسپر دونوں کے سایہ ڈالتا ہوا نکل گیا
جب سایہ طائر کا ان دونوں کے سر پر پڑا نیلم نے کہا کیوں فیلم طائر اُڑ کر نکل گیا تجھے کیوں نظر نہ آیا
کیا فیلم نے کہا کیوں دیوانہ ہوا ہے اُڑتے ہوئے طائر کو کیونکر پکڑ لاتے اُس طائر کو دیکھکر ہمارے
ہوش اُڑ گئے نیلم نے کہا او فیلم تیری کچھ شامتیں آئی ہیں ہوش اُڑتا کیسا تو اگر مجھسے کہتا میں
گرفتار کر لیتا فیلم نے کہا نیلم تو مجھے مار ادونوں میں ہیچ چلنے لگی ملکہ گلگونہ ہاں ہاں کرتی ہیں کہ
یہ آپس میں لڑنا کیسا خبردار آپس میں نہ لڑو جبتک ملکہ گلگونہ منع کرتی ہیں آپس میں رو بدو

شہ پاسے مری گرد پا بوس کو		دو دندہ جہانگرد و طرار ہون		جہانگیر عالم کا عیار ہون

جیسے دخان بلیلا خواجہ نے جلد ملا دخان بیہوش ہوا بلیلا خنجر مار اشکم چاک فقرہ پاک مرنے
سے دخان کے ایک آندھی سیاہ اٹھی دھما دھم ستا نا بند کا اژدہا طائرون کا غل مچا ناد جنون کا
اٹھکر گرنا چشمون کا پانی کھولکر خشک ہوگیا ایک بونڈلا گرد کا اڑا اس بونڈلے سے صدا رونے
کی آتی تھی کوئی آواز دیتا ہے ہاے میرا افسر مارا گیا وہ بونڈلا گرد لاش دخان کے لیکر طرف آسمان
کے روانہ ہوگیا دھواں بھی غائب ہوا ملکہ گلگونہ نے اٹھکر خواجہ کے ہاتھ چوم لیے کہا خواجہ نے
کیا کارنمایان کیا ہے مگر اب جلدی نکل چلیے ملکہ نے پھر اپنا تخت سحر آراستہ کیا خواجہ و گلگونہ
جھکر چلے کوس بھر راستہ لے کیا تھا کہ ایک صحرای سبزہ زار مین پہونچے خواجہ نے کہا ملکہ گلگونہ ہاتھ
لیے ملک مین مین پھر الیکن ایسا صحرا نگاہ سے نہین گذرا عندلیبان خوشنوا کیا زمزمہ سرائی
کر رہی ہین ملکہ گلگونہ نے بھی فرمایا خواجہ حقیقت مین ایسا صحرا کبھی نہین دیکھا خواجہ و ملکہ
گلگونہ جنگل کی تعریف کر رہے ہین کہ چند طائر اپنے مقام سے اڑے ایک طائر کلان جو ان سب کے بیچ
مین تھا اُسنے پکار کر آواز دی ای ملکہ عروس شب اول یہ غیر کون لوگ ہین کہ جو آپ کے صحرا مین ہ
آئے سیر تماشہ دیکھکر جاتے ہین ایک جانب سے خوشبوے مشک و عنبر آئی ملکہ گلگونہ کے منہ سے
نکلا خواجہ کیا پاک دیا کیزہ سحر ہے ہوشیار ہو جاؤ کوئی آتا ہے طریقہ سحر یہی کہہ رہا ہے خواجہ
تخت سحر کو دی گلگونہ نے دیکھا کہ خواجہ ایک نخل کے تنہ کی آڑ مین چھپکر بیٹھے ملکہ گلگونہ تخت سے
اُتر پن جھولی پر ہاتھ ڈالا کہ کچھ سحر کرون یہ انتشار صحرا بیکار نہین ہے طائرون مین بھی انتشار ہے
حقیقت مین کسیکا انتشار ہے کچھ گل بوٹے جھولی سے نکالنے چاہا ایسا سحر کرون کہ مجھ تو کسیکا بھی
تابع نہو ترقی سحر گلگونہ کا حال عرض کرچکا ہون کہ سواے افراسیاب کے کسی سے نہیں دبتی
حیرت سے برابر مقابلہ کیا مگر رنگ صحرا دیکھکر ہوش اڑے ہوئے ہین رنگ چہرہ متغیر جاتی ہین گل بوٹے
پھر سحر کرین نہ سحر ایسے آواز آئی ای گلگونہ تکلیف نہ کرو کیون گھبراتی ہو گلگونہ تمہارا نام سن کر بھاگتی
[illegible] دیکھا ایک [illegible] کہ [illegible] دریا مین پھولونکی غوطہ زن غنچہ دہن شگفتہ مزاج
[illegible] ہین نقش بستہ سر کا تاج تو سحر تمام ملک انجام مقبول خاص و عام گل رخسار کبک رفتار سرو
گلعذار کہ جسمین نرگس شہلا شکل کنیزان کمترین نازدار ہمراہ زیور جیولون کا جسم پر

اُسنے پکار کر آواز دی اے ملکہ **گلگونہ رنگین پوش** آج کیونکر سرفراز فرمایا ہمیشہ ہم لوگ یہی آرزو رکھتی تھی کہ
آپ اس صحرای پر بہار میں آئیں ہم خاک پا کو توتیائے چشم بنائیں آپ ہمارے قریب آئیں ہم اپنے
مکان پر آپ کو لے چلیں ملکہ **گلگونہ** یہ کہتی ہوئی بڑھیں کہ صاحب کسکو انکار ہے ہم بھی تمہارے
مشتاق ہوکر آئے تھے اُس نازنین نے ہاتھ تھام لیا باتیں کرتی ہوئی ملکہ **گلگونہ** اپنے ساتھ لیے چلی
گلگونہ نازنین کی رنگینی کلام کو دیکھتی ہیں معلوم ہوتا ہے منھ سے پھول گر رہے ہیں اور ہر بات میں
یہی کلام ہے کہتی ہے کیوں ملکہ عالم مقام افسوس ہے کہ شہنشاہ آپ کے مشتاق ہیں اور آپ
اُنکو سرفراز نہیں فرماتیں **گلگونہ** نے کہا اے **عروس شب اول** شہنشاہ سے مجھے کیا کلام کرنا
ہیں اُس نازنین نے کہا میں ملے گرادونگی **گلگونہ** نے کہا آپ کو اختیار ہے جو تم کہو گی وہ کرونگی اسطرح کی
باتیں کرتی ہوئی تھوڑی دور راستہ طے کیا تھا کہ دیکھا ایک باغ کا شکل آغوش عاشق کشادہ ہے چند
کنیزیں دروازہ پر ٹہل رہی ہیں پکار کر آواز دی اے ملکہ عروس شب اول تشریف لائیے ملکہ **گلگونہ**
کو ہم باتے اس نازنین نے پکار کر کہا ملکہ **گلگونہ** کیونکر نہ تشریف لائیگی ہم اُنکے مشتاق یہ ہماری
مشتاق ہیں سرفراز فرمایا جلد تیاری کرو آپ مہمان ہیں ہمارے باغ میں جلد آئی ہے دروازے پر کنیزیں
بہت سی جمع ہوگئیں عرصہ دراز سے دیکھ رہی باغ پر ہشیار ہیں کچھ کنیزیں جنگل میں سے آئیں کہتی ہوئیں
کیوں ملکہ عروس شب اول ملکہ **گلگونہ** کو بڑی خاطر سے آپ لائیں اب شہنشاہ سے انکی صفائی
کرادیجیے ملکہ **گلگونہ** فرماتی ہیں اے ملکہ عروس شب اول شہنشاہ کو بلاؤ میری اُنکی صفائی کرادو
میں اُنسے اپنی شکایتیں بیان کروں جب شہنشاہ اُنکو منظور کرینگے تو میں اُنکا حکم بجالاؤنگی اب وہ
نازنین ملکہ **گلگونہ** کا ہاتھ تھام کر اندر باغ کے داخل ہوئی دیکھا باغ سرسبز و شاداب نرگس مثل چشم
معشوق کا جواب غنچہ اے ناشگفتہ سے نشان محبوب ملتا ہے باغ کو دیکھکر غنچہ خاطر کھلتا ہے پھول شگفتہ
مزاج عندلیبان خوشنوا دوست گل کی زیارت کی محتاج صیاد و گلچیں بدنصیب کا ٹھوانے کے قریب
صیاد اپنے دام میں آپ اُلجھا ہوا سنبل کے گیسو عنبریں کا مضمون سلجھا ہوا روش پریان
آراستہ شیشے پر آب موجوں کو [illegible] خود سر خود سر [illegible] اُنکا جواب با جام [illegible] سکوت
[illegible] ہوش [illegible] عجب [illegible] سارا قطعہ [illegible] گلزار ملکہ گلگونہ کو [illegible] روش لیے
[illegible] بارہ دری میں [illegible] مسند [illegible] سرفراز فرمایا شب [illegible]

سامان کرو گلعذار ہماری گائن کو بلاؤ ایک کنیز ڈوری بیرون باغ لگی گلعذار گائن کو بلانے جاتی
ہے خواجہ نے مخفی ہوکر دیکھا کہ گلگونہ کو ایک ناز مین لیگئی سمجھ گئے کہ گلگونہ گرفتار ہوئی بعد جانے
اُن سبھوں کے خواجہ زرغہ نخلستان سے نکلے یہ تو یقین کامل ہو گیا کہ گلگونہ کو لگا کر لیگئی خواجہ
نخلستان میں چھپے ہوئے جاتے ہیں کبھی ٹھہرے کبھی دور کر چلے ایک مقام پر دیکھا ایک کنیز دوڑی
ہوئی آتی ہے خواجہ ایک گنوار کی شکل بنکر اُس کنیز کے سامنے دوڑے ہوئے آئے کہا بوا کہاں
جاتی ہو اُسنے کہا آج ملکہ عروس شب اول نے گلگونہ کو تسخیر کیا باغ میں اپنی لیگئی اب گلعذار
گائن کو طلب کیا ہے خواجہ نے باتوں میں لگا کر اُس کنیز کو بیہوش کیا اُس کنیز کی شکل بنکر چلے ایک
مقام پر چند مکان بنے تھے دریافت کیا بی گلعذار کا مکان کونسا ہے دریافت کر کے مکان میں
گلعذار کے آئے دیکھا گلعذار گائن بیٹھی ہے دیکھتے ہی پوچھا بی شگوفہ آج کہاں چلیں کہا
ہاں گلگونہ کو عروس شب اول نے تسخیر کیا ہے آپکو واسطے گانے کے بلایا ہے ابھی سیقدر
ہوشیار ہیں آپ کا گانا سنکر مسخر ہو گئی گلعذار نے لباس پہنا زیور جسم پر آراستہ کیا خواجہ نے کہا ذرا
کنارے چلو الگ لیجاکر گلعذار کو بیہوش کیا اُسکو زنبیل میں رکھا گلعذار کی شکل بنکر سازندے
سازندوں کو ساتھ لیا باغ میں آئے اندر بارہ دری کے داخل ہوئے عروس نے دیکھا کہا اے گلعذار
تماشا مہمان کو کچھ گانا سناؤ گلعذار نے سنکر سازندوں کو اشارہ کیا اور یہ غزل شروع کی نظم

بیرنگ ہو خط رخسار سے کیا کام ہے ہمکو — گل سے ہے غرض خار سے کیا کام ہے ہمکو
گلزار ترا تجکو مبارک رہے بلبل — بلبل ترے گلزار سے کیا کام ہے ہمکو
دیوانے ہیں صحرائے جنون خیز ملے ہے — بام و در و دیوار سے کیا کام ہے ہمکو
فرہاں ہے تری رشک ترا غیرت یوسف — یوسف کی خریداری سے کیا کام ہے ہمکو
کافی ہے ہماری لیے دل ہی کا اشارہ — ترکل سے جفا سے کیا کام ہے ہمکو

اس رنگ میں اس غزل کو گایا کہ عروس نے کہا آج تو تو نے نیا رنگ دکھایا کس مزے سے گا کر ہماری
دلکو بیقرار کر دیا یہ کہکے اشارہ کیا کہ گلگونہ کو شراب پلاؤ ہمارے قبضے میں آئی ابھی تک ہوش میں
نہیں ہے کچھ گھبرا کر چاروں جانب دیکھ رہی ہے ایسا نہو رنگ بگڑ جائے گلعذار نقلی اپنے مقام
سے اٹھی ناز سے ہوتی قریب آئی کہا میں کچھ کان میں عرض کرونگی عروس نے کہا آؤ کان میں کہا

ملکہ عالم مین اسطور سے شراب پلا دون کہ اگر زمین پی جاے ساقی گری کرون اسکو باقی نہ
چھوڑون عروس نے انکار کر کہا آج ہی گلعذار ساقی ہونگی کوئی باقی نہ رہیگا بیان شراب کی
محفل مین رکھی ہین گلعذار تعلی نے اُن سبکو اولٹ پلٹ کیا بیہوشی ملائی گھنگرون پانون مین باندھ جام شراب
کا بھر کر گاتی ہوئی تالی بجاتی سامنے عروس کے آئی عروس نے اُس جام کو گلعذار تعلی
کے ہاتھ سے بصد جوش و سرور اپنے ہاتھ مین لیا گویا ہونٹھ ملے وہ جام سامنے ملکہ گلگونہ کے پیش کیا
گلگونہ بے اندیشہ انجام پی گئی اب تو خواجہ نے دوسرا جام عروس تب اول تو دیا [illegible]
[illegible] کر کے اشعار بھی گائے عروس شراب پی گئی اب تو خواجہ نے دورہ شراب کا شروع کیا
ہر طریقہ خواجہ کا سب گیا لیکن گلگونہ وہ جام حسرت پیا چہرہ سرخ ہوا آنکھیں ابل آئین گھبرا گئی لپٹ کر
عروس سے کہا کیون صاحب یہ ہو سکتا ہے کہ شہنشاہ کو بلواو ہمارے انکے صفائی ہو جاے عروس
نے کہا آپ نہ گھبرائیے مین آپ کو لیجلونگی چلتے ہی صفائی کرا دونگی یہ نہیں ممکن ہے کہ مین عرض کرون
اور شہنشاہ اُسے قبول نہ کرین عمرو ان کلمات کو سنکر گھبرا گیا جی مین کہتا ہے اگر مین نہ آجاتا تو
ملکہ کی عصمت مین فرق آتا عجب حال ہے جیسے اچھے عاشقان صادق ہوتے ہین وہ مزاج کا حال ہے
ہر دمبدم عروس سے تقاضا ہے کہ تات ملکہ عالم لیجلو ہمارے انکے صفائی کرا دو اب کہا آج تک
فراق نصیب رہی مین اپنے عاشق کے قریب رہین عمرو تو اس تردد مین شراب پلانے کی جلدی
کرتا ہے خوف ہے مبادا ایسا نہ ہو گلگونہ دشمن ہو جاے تھوڑے ہی عرصے مین خواجہ نے
سبکو شراب سے بیخود کیا گلگونہ نے گھبرا کے کہا اے ملکہ عروس جلد خدمت مین شہنشاہ کی جاتی
ہون مجھسے بڑی خطا مین سرزد ہوئین خواجہ نے آخر گھبرا کر ایک جام آخر بہ بادہ بیہوشی گلگونہ
کو بھی پلا دیا عروس اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھی لو چلو خدمت شہنشاہ مین ملین صفائی ہو جاے
گلگونہ و عروس باہم اُٹھین لڑکھڑا کر گرین بیہوش ہو گئین کنیزین بان [illegible] نکلے اُٹھین جو
اُٹھی گری تھوڑی ہی دیر مین سب گر کر بیہوش ہو گئے عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ عمرو لتصنیف مصنف

میرا نام ہے خواجہ خواجگان	عمرو ذو کرشمہ فتنہ دوران	مری نسل سے مکر پیدا ہوا
[illegible] سے نام پر عمرو شیدا ہوا	اڑاتا ہون کفا کیسے مین دم [illegible]	کھاتا ہون دشمن [illegible]
[illegible] گلشن قتل وقتال	مری چال سے سب جھیا پامال	فلک کی جو گردش کا سامان ہوا

نشان قاصری گرد پوش کا ہی فتح و نصرت کی تدبیر ہے	مراف ذخیرہ نامدار کرا قاسم را جہانگیر سے	امیر عرب شیر یزداں کا نعرہ کرکے اول خواجہ عروس

پیرہا چھٹے زیور اُتار کر اُسکو قتل کیا لیبر دن کے کپڑے اتارنے لگے اور قتل کرتے جاتے ہیں کہ گلگونہ
ہوشیار ہو گئیں ہوشیار ہوتے ہی خواجہ کے قدموں پر گر پڑیں کہا خواجہ تم نے بڑا احسان کیا
جس وقت سے میں نے اس مکارہ کی صورت دیکھی تھی دل کانپتا تھا کہ قدموں پر افراسیاب
کے گروں آپ نے میری آبرو و عصمت بچالی ایک مرنے سے عروس شب اول کے باغ جلد نکالا
وہ صحرائے سبزہ دار بھی کھٹکا خواجہ لوٹ مار کرتے ہیں پڑتے مرتے کے بعد اس باغ ویران پایا
زاغ و زغن کی آوازیں آتی ہیں وہ صحرا بھی جلکر خاک ہو گیا گلگونہ کہتی ہیں خواجہ نکل چلو جو
ساحرہ کوئی مارا خواجہ فرماتے ہیں ملا دو چار کو مرد بیکار روزگار تو کر لیں جب لشکر میں جا پہنچینگے
صاحب پوچھینگے اتنے عرصہ کے بعد آئے ہمارے واسطے کیا لائے اصل تو ادا ہونا دشوار ہے سود تو
ادا ہوتا ہے ذرا دیکھ کر خواجہ بارہ دری میں گئے وہاں کا بھی فرش و فروش لیا اب خواجہ گلگونہ
جاتے ہیں کہ روانہ ہوں بقضائے کار تاریک ظلمات پسند غصے میں چلی تھی اول صحرائے
دخانیہ میں پہنچی دیکھا صحرا صاف پڑا ہے کہیں دھوئیں کا نام نہیں ایک مقام پر آگے گئی تو
لاشہ دخان سیہ رو کا پڑا ہے کہا اے روسیاہ بڑے غضب کی بات ہے گلگونہ دخان
کو مار کر نکل گئی روسیاہ نے کہا جلدی چلو ایسا نہو دونوں بھاگ جائیں کہا اے روسیاہ دخان
بھی ایسا تیز تھا لیکن نہیں معلوم کس وجہ سے مارا گیا آگے صحرائے سبزہ دار کی مالک عروس ہے اسکی
بھی سیر سے گلگونہ دیوانی ہو گئی یقین ہے اُسنے گرفتار کیا ہو صحرائے دخانیہ سے نکلی تھی کہ آسمان
پر چند زاغ و زغن پرواز کرتے ہوئے سر پیٹتے ہوئے جاتے ہیں زبان پر اُنکی یہ لفظ جاری ہے ہائے ہائے
ملکہ عروس شب اول آج سے ہمارا ساتھ چھوٹا ہمیں یہ صحرا ترک ہوا اب کہاں جائیں کس
مقام پر سر ٹکرائیں تاریک نے ایک زاغ کو اشارہ کیا وہ زاغ سیاہ اُسکے کاندھے پر آکے بیٹھا
تاریک نے پوچھا ارے عروس پر کیا سانحہ گزرا زاغ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے
کہا حضور نہ پوچھیے اُسکی مصیبت پر کلیجہ ٹکڑے ہوتا ہے ملکہ گلگونہ کو تسخیر کر لائیں لیکن کچھ زور نہ چلا
سارباں زادے نے آکر ہماری مالک کو مار ڈالا لاشہ اُسی باغ میں پڑا ہے تاریک کا چہرہ زرد ہو گیا

آنکھوں سے آنسو جاری ہوے کہا کیوں اے **سیاہ رو** تنے سنا ایسی جادوگرنی مرگئی کہ دہشت
پردۂ **ظلمات** بے چراغ ہوگیا یہ کہکر **تاریک** بہت بیقرار ہو کر رونے لگی اب **سیاہ رو** سنبھالتا ہے
کہتا ہے ملکہ عالم اسقدر بیقرار نہ ہوجیے یہاں سے چلیے اور اسکو چلکر روکیں **تاریک** نے آنسو پونچھے
بہ قہر و غضب تمام چلی یہاں **خواجہ** و **گلگونہ** تخت تیار کرکے اسپر سوار ہوے ہیں کہ نعرے کی آواز
آئی او **گلگونہ** کہاں جاتی ہے دیکھا **تاریک ظلمات** پسند اور **وسیلہ** دونوں آکر زمین
پر اترے سحر کرنے لگے ملکہ **گلگونہ** سحر دفع کر رہی ہیں لیکن جو دونوں نے آگ برسادی **خواجہ** چاہتے
ہیں بھاگ کر نکل جاؤں ہر طرف پہاڑ معلوم ہوتے ہیں جاتے ہیں گلیم اوڑھے ہوں ہاتھوں میں رشتہ
زنبیل تک ہاتھ نہیں جاتے **خواجہ** پشت پر **گلگونہ** کی کھڑے ہیں فرماتے ہیں اے ملکہ گلگونہ
مجھکو تو پہاڑوں نے گھیر لیا گلیم نہیں اوڑھ سکتا ایسا سحر کرو کہ میں نکل جاؤں اگر داد و دہش کرنے
کے لائق ہوں تو جاکر عیاری کروں ہرچند **گلگونہ** سحر کرتی ہے کہ **خواجہ** کے گرد سے یہ پہاڑ ہٹیں
لیکن نہیں ہٹتے ہر طرف **خواجہ** کو اندھیرا معلوم ہوتا ہے **خواجہ گلگونہ** کا دامن پکڑے کھڑے
ہیں آگ برس رہی ہے ملکہ **گلگونہ** اپنے کو بچاتی ہے اور **خواجہ** پر باران سحر برساتی ہے کہ **خواجہ**
شعلۂ آتش سے بچیں جسوقت سے **سیاہ رو** نے ملکہ **گلگونہ** کو دیکھا ہے تڑپ رہا ہے کہ یہ معشوق
مہ جبین سحر کر رہی ہے بس جان جہان کہکر پڑھا ایسے کلمات جو **سیاہ رو** نے کہے ملکہ **گلگونہ** نے غصے
میں جواب دیا او دیجیا کیا بیہودہ بکتا ہے **سیاہ رو** نے **تاریک** سے کہا ٹھیرے میں اسکو پکڑے
لیتا ہوں یہ کہکے دوڑا چاہا جاکر ملکہ کو لپٹ جاؤں **گلگونہ** نے بجلی کان سے اتاری اوتار کر کھینچ
ماری ایک برق کڑک کر گری کہ **سیاہ رو** کے دو ٹکڑے ہوے **تاریک** نے سر پیٹ لیا کہا ہائے
سیہ قوت بازو کو مار اور **خونخوار آن** دونوں کو لینا جیسے اپنے نام **خونخوار** کا لیا اور **وسیلہ**
کا لاشہ زمین پر تڑپا خون مثل فوارے کے اڑا **گلگونہ** و **خواجہ عمرو** تحسین پڑھیں دونوں
راہ کہ اگر گرتے [illegible] **گلگونہ** کو سحر فراموش ہوا زبان بند ہوئی تلوار کھینچ کر **تاریک** چلی کہ دونوں
کا سر کاٹ لوں [illegible] زلزلہ زمین میں پیدا ہوا پہاڑ بیچ سے پھٹا دیکھی ایک شیر ببر دکارتا ہوا
[illegible] **گلگونہ** و **خواجہ** کو پشت پر لیے دکارتا ہوا سامنے **تاریک** کے آیا [illegible]

لے لیا ہے اپنے خنجر کمر سے نکالا اسپر اپنی ران کا خون ڈالا اور یہ بھی آواز دی کہ ارے تو کون ہے
کہ میرے سحر کو یون روک لیتا ہے شیر نے خنجر پر دم مارا وہ خنجر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا کچھ خون برسا
شیر پلٹ میں پڑ گیا ملک ماری گلگونہ دم عمرو بن گیا عکس ڈالا شکل انسان کے آواز دی ارے
تم نکل جاؤ یہان ٹھہرنا مناسب نہین خواجہ و گلگونہ بھاگے ایک اندھیرا ہوا تاریک نے دیکھا
شہنشاہ کوکب روشن ضمیر تیغ بکف کھڑا ہوا ہے تاریک نے سحر کی بوچھار کر دی کوکب نے
تلوار کو ہلا دیا برق کڑک کڑک کر گری تو تاریک ظلمات پسند کے دو ٹکڑے ہوئے کوکب تاریک
کود کر طرف اپنے ملک کے روانہ ہوا یہ مرآت واقعہ دکھلا رہا تھا خواجہ و گلگونہ تھوڑی دور
نکل کر بھاگے تھے کہ کان میں آواز آئی کشتی مرا نام ہے تاریک ظلمات پسند بود گلگونہ
نے کہا خواجہ کو کیدرو سنفیر نے آ کر تاریک کو مارا گلگونہ نے تخت سحر تیار کیا خواجہ
کو بھی بٹھا لیا طرف لشکر اسلام کے چلی یہان لشکر اسلام پر یہ معرکہ گذرا کہ میمون ابلق سوار
طرف سے افراسیاب کے آیا طبل جنگی بجا کر میدان کارزار مین نکلا ملکہ بہار اسکے مقابلے مین
آئین جیسے جمال بہار دیکھا معتقد ہو گیا کبھی منت کرتا ہے کہ حضور مین غلام ہون مجھے اپنی تابعداری
مین قبول کیجیے ملکہ بہار غصے مین فرماتی ہین او بھیا ہمارے مقابلہ مین آیا سحر کر زور تیری سحر کا
دیکھین کیسا ساحر ہے افراسیاب نے تجھکو بڑے ناز سے بھیجا ہے ہم بھی دیکھیں کیسا ساحر ہے
میمون اپنی کہے جاتا ہے گریبان پھاڑ ڈالا کلاہ سر سے پھینک دی کبھی پکارتا ہے حضور ذرا تو سن لیجیے نظم

چاہیے نقد دل مشتاق زلف یار کو	ہے بجا گر ہو خزانے سے محبت مار کو
عطر ملتا یون تو ہے مشاطہ زلف یار کو	مشک نافہ جیسے لیجاے کوئی تاتد کو
خط نے کیا سیدھا بنایا کاکل خمدار کو	کر دیا بیکار مور ناتوان نے مار کو
کر دیا قاتل رقیب سخت دل نے یار کو	صیقل جتنی ہے تیری سنگ نے تلوار کو
ایک تجاے جوانمردی ہے ناسخ پر حیا	عمر صحو بین ہے دم آب اتقا تلوار کو

ملکہ بے اختیار ہنس پڑین کچھ پھولون کا ہاتھ سے کھولا کہا او بھیا ہمارے مزہ ہین تقدم مجاز سمجھ
کچھ تو سحر کر ابھی دیوانہ تمام ہے پھر پختہ دیوانہ ہو جائیگا اسنے کچھ خاک اٹھا کر پھینکی ملکہ بہار نے وہ گجرا
پھولون کا پھینکا گجرا ٹوٹا پھول اسپر برسنے لگے جیسے ہی پھول برسے غصے مین آ کر ایک

ورشنگ دی چھول سب جلکر خاک ہوئے آواز دی اوبے پر وبال طائر خوش جمال بی بہار نے
ہمیں سحر کیا جواب تو دے دیکھا زمین سے ایک طائر پیدا ہوا حقیقت میں عنقا گوشت ہی بل وجہ
نزاد جست کرکے بہار کے سر پر منقار ماری بہار کے سر سے خون کا سوتا اُٹھ نکلا اپنے خون
میں نہا گئیں لہرا کر زمین پر گریں بیہوش ہو گئیں میمون ابلق سوار اے جان جہان لشکر
شکستہ باغبان کو تاب نہ باقی رہی جھپٹ کر گنبد مارا جھونکے ہوا کے چلے میمون نے آواز دی اے
ہمائے شاہ سبز میان باغبان کو لینا ایک جانور اُڑتا ہوا آیا سر پر باغبان کے چلمن مار الا
باغبان بھی لڑکھڑا کر گرا اور بیہوش ہوا برق لامع کڑک کر جا پڑی جیسے ہی میدان کارزار
میں پہنچی کر میمون نے آواز دی اے طاؤس زرین بال بی برق لامع کی دعوت بھی ضرور ہے دیکھا سامنے
ایک طاؤس زرین بال آسمان پر آیا چیخیں مارتا ہے طاؤس زرین بال کی آواز جو کان میں
برق لامع کے پہنچی برق لامع بھی بیہوش ہوئی میمون چلاکہ تینوں کے مکاٹ لوں ملکہ
مہرخ نے تخت بڑھایا ملکہ حیرت نے کہا بار د میمون کی مدد کرو دونوں لشکر آپس میں لگے سحر
ہونے لگے ہزار ہا لاشہ گر گئیں دنا دنا سنا سنا گولوں کا برق چمک رہی ہے رعد کی گرج برق کی کڑک
دریای خون جاری ساحروں کی سنگباری ہزارہا سر ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہیں لیکن میمون ابلق
سوار مثل شیر خشمناک جس افسر کے سامنے پہنچا کسی طائر کا نام لیکر آواز دی وہی طائر افسر کے سر پر
آیا طائر ٹکار آ کر وہ افسر بیہوش ہو مہرخ کے تخت پر ایک گولہ مارا تخت ٹکڑے ٹکڑے ہوا مہرخ
تخت پر سے گریں گرتے ہی غرق زمین ہوئیں وہیں میمون کے جا کر نکلیں قصد کیا گردن کاٹے
اسکو اُٹھا لیا وقت آسمان پر لیجا کر چیر کر پھینکا بدون میمون ابلق سوار نے آواز دی اے
عندلیب خوشنوا تیری نغمہ سرائی کا مشتاق ہوں عندلیب نے آکر سر پر ملکہ مہرخ کے آواز
دی اے بادشاہ لشکر اسلام مقام ادب ہے جیسے ہی اسکی آواز ملکہ مہرخ نے سنی گر کر بیہوش
ہوئیں جھپٹ کر میمون ابلق سوار نے ملکہ مہرخ کو اُٹھا کر سواد پر ڈالا ملکہ مہرخ کو جو
ملازموں نے تخت پر نہ دیکھا لشکر والوں کو پریشانی افسروں کو حیرانی افسران فوج سب
بیہوش پڑے دو پہر کے عرصے میں اُسنے سبکو پکڑ لیا لشکر والوں نے جب دیکھا کہ برا دکھنے لگا
مہرخ کی بارگاہ فلکی میمون ابلق سوار بہ قہر و غضب تمام بارگاہ ملکہ مہرخ میں گھس آیا

بادشاہ کی بارگاہ مثل عروس شب اوّل آراستہ میزوں پر شراب و کباب جملہ اشیاء موجود
ہیں جابجا مسندیں و تکیے جواہرات کے اُٹھانے لگا کہ مسند و تکیے اُٹھا کر جھولی میں رکھے کہ گوشہ
بارگاہ سے رونے کی آواز آئی پلٹ کر دیکھا ایک نازنین مہ جبین نہایت حسین پری پیکر
رشک قمر آفتاب جمال خجستہ خصال ماہ منیر حسن میں بے نظیر بیٹھی ہوئی رو رہی ہے صورت
زیبا دیکھکر سیمون مرگیا پسینے پسینے حیران و پریشان کلیجہ پکڑے ہوئے قریب آکر بیٹھ گیا پوچھا
اے نازنین تو کون ہے تیرے رونے کا کیا باعث ہے اُس نازنین نے کہا میرا حال لائق بیان
کرنیکے نہیں اقبال تاجدار باپ میرا برائے مدد حیرت آیا ہاتھ سے عیاروں کے
مارا گیا بارگاہ میں لشکرین مجکو بھی پکڑ کے لائے مہرخ کا بیٹا عکیل جادو مجھپر عاشق ہوا
سوال وصل کیا مجکو ظاہر ہوا کہ ساحری و جمشید پر وہ لعنت کرتا ہے خدائے نادیدہ
جسکو دیکھا بھالا بھی نہیں اُسکی پرستش کرتا ہے میں نے جواب دیا اے شخص مجھکو قتل کر ڈال
مگر تیرا وصل نہ قبول کرونگی تین دن سے آب و دانہ بند نہایت درد مند ہیں مجھکو
قید کر رکھا ہے تم کون صاحب ہو جو میری عزت پر رحم آیا سیمون ابلق سوار نے کہا
میں شاہان در بند طلسم ہوشربا میں سے ہوں برائے مدد ملکہ حیرت آیا سب مسلمانوں کو
پکڑ لیا میں تمکو اپنی خاتون محل قرار دونگا ہماری ہم مذہب ہو اقبال تاجدار میرا دوست
صادق محب واثق تھا میں تمہارا وہ رتبہ کرونگا کہ شاہزادیاں رشک کریں اُس
نازنین مہ جبین نے کہا او ظالم تین شبانہ روز مجھپر بے آب و دانہ گذرے ہیں
کچھ مجھے کھلا دے ایک جام شراب بھی پلا کہ مجھے بچپن سے اسکا شوق و ذوق رہا اور
کسی شے کو میں نے قبول نہیں کیا وہ شخص سب اشیائے تنقل و راحت لاکر نہ کہتا تھا کہ میں نے
کسی شے کو نہیں چھوا تیرے ہاتھ سے شراب پیوں گی تو ایسا [illegible] ہم بدم ہو [illegible] سیمون
ابلق سوار نے اُٹھکر گلابی شراب کی اُٹھائی [illegible] ہوا اُس نازنین نے
[illegible] شراب نکالا چند قطرے [illegible] صاحب اب [illegible]
[illegible] دن تمہے [illegible] کی [illegible]
[illegible]

بچاہا کہ جام پی جاؤں کہ ایک طائر پیدا ہوا اسنے آواز دی ای میموں ابلق سوار کیا کرتا ہے پیارا
مکار برق نامدار ہے یہ سنتے ہی میموں اٹھا قصد کیا اسم کردن برق نے دیکھا کہ کار از دست
رفتہ و تیر از کمان جستہ مطلب فوت ہوتا ہے خنجر کھینچکر نعرہ کیا فرد ستم برق رفتار و خنجر گزار ستم
بلکہ لیکن گران برہزار ہے لیکر خنجر مارا میموں نے اشارہ کیا خنجر ہاتھ سے برق کے چھوٹا گرفتار
کے کرا میموں نے پکار کر آواز دی کوئی حاضر ہے خدمتگار حاضر حاضر کہکر اندر آیا کہا حضور کیا
حکم ہوتا ہے میموں نے کہا یہ برق فرنگی عیار ہے رنگ و روغن بھی چہرے سے میں نے
اتار دیا ایک نازنین کی شکل بنکر بیٹھا تھا میں ایسا ساحر زبردست نہوتا تو اسنے مار لیا تھا اسکی
مشکیں باندھکر لیجا و کسی خیمے میں جا کر قید کر دے خدمت گار نے چادر بچھا کر پشتارہ باندھا اور لیچلا
میموں ابلق سوار دل میں سوچا یہ بھی کوئی عیار نہو میں نے نام نہ پوچھا اس کے اثر کو ذرا
پکار کر آواز دی اے خدمتگار ٹھہر جا یہ وہ وقت ہے کہ لشکر میں جابجا ابھی تلوار چل رہی ہے
ملازمان ملکہ مہرخ الجھے ہوئے ہیں سردار انکے جابجا جو بیہوش پڑے ہیں جاتے ہیں انکو
باندھکر ہوشیار کریں کوئی تو ہماری سرپیچی کرے زخم دار بیقرار گھٹنے ٹیک دیے ہیں پاؤں
بیکار ہوئے لیکن ہاتھ چلے جاتے ہیں خدمتگار نے جو آواز میموں کی سنی پلٹ کر آواز دی جو
حضور نے فرمایا ہے وہ سب مجھے یاد ہے بہت احتیاط سے قید کرونگا آپ کیوں غل مچاتے ہیں
میموں نے پکار کر کہا ارے ٹھہر جا خدمتگار نے کہا میں نہ ٹھہرونگا یہ کہتا ہوا بھاگا جاتا ہے
میموں سمجھ گیا کہ ضرور کوئی عیار ہے میری بات کا الٹا جواب دیتا ہے ساحروں سے کہا
ارے اس خدمتگار کو پکڑ لو جلد جادوگر دوڑے کہتے ہوئے ارے ٹھہر جا آقا سے نامدار بلاتے
ہیں جب نے دیکھا کہ ساحر مجھکو گھیرا چاہتے ہیں حقہ آتشبازی نکال کر مار دیا کسی کا منہ جلا
کسی کے گریبان میں آگ لگ گئی اور پکار کر آواز دی دیکھئے حضور مجھے گھیرتے ہیں میموں
پکارتا ہوا پہونچا ارے جانے نہ پائے جیسے ہی میموں قریب پہونچا ایک ساحر پہلو میں کھڑا تھا
اسنے کہا حضور میری سنیئے آپ کیوں ذرا سی بات کو طول دیتے ہیں جہاں آپ نے کہا
ہے وہاں جا کر قید کریگا میموں نے کہا تجھے کیا مطلب ہے ساحر نے کہا دیکھیے وہ بھاگا جاتا ہے
آپ کا حکم کوئی نہیں مانتا میموں جھلا کر ارے میرے خلاف کرتے ہو اس ساحر نے تمنچہ مارا

اور نعرہ کیا منم ضرغام شیر دل کے تیغ سر پر پڑا سر میمون کا زخمی ہوا میمون تو خباثت کرتا آیا ہی
سراپا سحر سے معمور ایسی وجہ سے سہمے سے اوچھا زخم دیا گیر کملکر جوا سنے دو ہتھڑ مارا ضرغام تڑپکر
گر اگر رہے ہی آواز دی بھائی تم تو نکل جاؤ چالاک خدمتگار بنکر آیا تھا جب برق کی عیاری
بگڑی تو بڑھکر برق کو لیا چاہتا ہے بھاگ کر نکل جاؤن بارہ کوس کے گردے مین تلوار چل رہی
ہے جدھر جاتا ہے ادھر مجمع ساحران ہے کسی طرف سے نکلنے نہین پاتا میمون پکار ہوا چلا آتا ہے
ارے یہ خدمتگار جانے نہ پائے آخر ایک ساحر نے سحر کر دیا چالاک لڑکھڑا کے گرا جادوگرون نے
چالاک و برق کو گرفتار کر لیا ضرغام بھی پھنسا اب تو میمون ابلق سوار بہت خوش ہوا
کہتا ہے یارو عیار بڑے جانباز ہوتے ہین تینون نے اپنے کام کیے مین ایسا ہوشیار
نہ ہوتا تو انکو کیا گرفتار کر سکتا تھا ایک آرا ہے پر تینون عیارون کو ڈال لیا گرد اسکے ساحر مقرر
کیے لیکن سر اٹھا کے دیکھا جنگ نہین موقوف ہوئی سردارون سے اپنے کہا دیکھو صاحبو سب
افسرون کو مین نے بیہوش کیا ملکہ حیرت میری جانبازی کو دیکھ رہی ہین فوج بے سردار
لڑ رہی ہے جان دینے پر آمادہ ہی سب ہی چاہتے ہین کہ اپنے افسرون کو چھڑا لین بھاگنے کا
ابھی تک ارادہ نہین لاکھون ہین کس کس گرفتار کرون افسرون کو تو تم لوگ اٹھا اٹھا کر ہوادار
پر سوار کرو مین لشکر والون کی بھی تدبیر کرتا ہون افسرون کو تو ساحرون نے عالم بیہوشی مین اٹھا
اٹھا کے ہوادار پر ڈال لیا میمون نے بت کو سجدہ کیا ایک آندھی چلی غفورست ہی عرصے
مین لشکر مسلمانان الٹ ہو گیا ہزارون جانباز سر نگون ہو کر مرے آخر لشکر کفار سے الگ
ہوئے الگ ہوتا تھا کہ اسنے سحر کیا ایک دھوان سب کے گرد چھا گیا سب کو اس طرح
بیکار کیا مین چار سے افسران نامی و تینون عیاران سب کو آرا ہے پر ڈال کے روانہ ملکہ حیرت
کے لایا عرض کی غلام نے عیارون کو بھی پکڑ لیا حضور برق نے غضب کی عیاری کی تھی
ایک نازنین کی شکل بنکر بارگاہ مہرخ مین بیٹھ رہا تھا اگر مین نے سحر نہ کر رکھا ہوتا تو اس ظالم
نے مار لیا تھا حیرت نے کہا برق بلائے روزگار ہے لیکن اے میمون چند دن سی عمرو کا
پتہ نہین اور مہتر قران بچا ہوا ہے مین حیران ہون کہ وہ تم کو کیونکر جانے دیگا اگر بچات رہو تو
مشکل ہے کہ کرو تو خدائی میمون ابلق سوار نے عرض کی حضور عیارون کی کیا حقیقت ہے مین ابھی

کوچ کرتا ہون خدمت شاہ مین سب کو لیے جاتا ہون مین شاہ کا بھی کہنا مانونگا اگر ان
سب نے اطاعت کی بہتر ورنہ اسی وقت قتل کرونگا حیرت نے کہا تمہین سامری و جمشید کے سپرد کیا
اسی وقت کوچ کر جاؤ لیکن اپنے کو بہ تعجیل تا بہ باغ سیب پہونچانا میمون نے فوراً تخت
آراستہ کرایا تخت پر سوار ہوا قیدیون کو لیکر چلا مہتر قران نامدار گرد و رہ کوہ ان کا مقام پر بیٹھے عیاری
کر رہے ہین کہ چند راہگیر باتین کرتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ آج لشکر اسلام کا میمون ابلق سوار
نے بالکل خاتمہ کر دیا یہ سنکر مہتر قران گھبرائے ان راہگیرون سے پکار کر پوچھا بھائیو کیا ذکر کرتے
تھے راہگیرون سب حال بیان کیا کہ میمون ابلق سوار نے مہرخ و بہار وغیرہ کو گرفتار کر لیا
تین عیار بھی پکڑے گئے برق سے مار لیا ہوتا مگر میمون بڑا ہوشیار ہے برق چالاک
و ضرغام پکڑے گئے ابھی کوچ کر گیا ہے مردمان لشکر بیخبر و پیادہ سب صندوقون
کے اندر بند ہین فریاد فریاد کر رہے ہین وہ سب سردارون کو لیگیا مہتر قران جو یہ حال
مصیبت مآل سنا بیتاب ہوگئے اپنے مقام سے اٹھے ساحر کی شکل بنکر نکلے سامری و
جمشید کا نام لیتے ہوئے تلاش مین لشکر میمون ابلق سوار کی چلے تھوڑی دور چلے تھے کہ صحرا سے
گرد اڑی میمون ابلق سوار تخت پر پشت پر ساحرون کا لشکر اپنے سردارون کو دیکھا کسی
کی زبان مین سوزن نہین بیہوش ہوادارون پر پڑے ہوئے ہین ایک آرایہ پر برق
و چالاک و ضرغام بھی پڑے ہوئے ہین آنکھین کھلی ہوئی ہین ہاتھ پاؤن سحر سے بیکار مہتر قران
کا قلب ہلگیا اہل اسلام کو اس مصیبت مین دیکھا بے اختیار رونے لگے دست دعا بدرگاہ
خدا اٹھا دئیے کہتے تھے اے کریم کارساز اے بندہ نواز ان غریبون پر رحم کر سوائے تیرے
کون معین و مددگار ہے بڑے افسوس کی بات ہے ہم زندہ رہین اور یہ سب گرفتار ہون
تیری ذات سے سب طرح کی امید ہے کوئی صورت انکی رہائی کی پیدا ہو تیری صفت
کس زبان سے بیان کرین تو وحدہٗ لاشریک ہے یہی اعتقاد ضعیف کا ہے نظم

خدا است واحد و یکتا بے مثال و وحید	خدا است ذات احد لاشریک و لاثانی
خدا است حامی و مشکل کشا و رحمت بخش	بوقت مشکل و رنج و غم و پریشانی
خدا بروح عطا کرد طاقت روحی	خدا بجسم عطا کرد [illegible] جسمانی

اور بغدہ پر امیمون نے پلٹ کر کہا اری تو کون ہے یہ سنکر مہتر قران نے اشتفاق کے سر پر بغدہ
مارا اسکا سر پھٹا اندھیرا ہوا مہتر قران ساحرون کو مارتے ہوے بھاگے مہتر قران نکل گئے
میمون نے کہا گیا ستم کا عیار ہی ہائے اشتفاق کو مار گیا بھاگ کر مہتر قران صحرا مین آئے حیران
ہین کہ یہ طائر کیا چیز ہی ٹہلتے ہوے طرف گوشہ صحرا کے چلے دور سے دیکھا ایک نخل پر ہزارون
طائر بیٹھے ہین عقاب و باز عندلیبان خوشنوا آنکھین بند سر جھکائے بیٹھے ہین مہتر قران نے
ایک بلندی سے دیکھا ایک ساحر کتاب ہاتھ مین سکو دیکھتا ہوا چلا جاتا ہی جب نخل پر طائر بیٹھے
ہین وہ نخل بھی ساتھ ساتھ چلا آتا ہی مہتر قران نے کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا
ایک خواجہ سرا کی صورت بنکر تیار ہوے پھولے پھولے گال شملہ سر پر اونچی کمر باندھے ہوے
ایک کاغذ ہاتھ مین برابر سے اس ساحر کے نکلے پلٹ کر کہا بھائی صاحب آپ کہان جاتے
ہین ملاحظہ کتب کا بڑا شوق ہی اس ساحر نے سر اٹھا کر کہا میان صاحب تم کہانسے آتے ہو
کہان جانیکا ارادہ ہی مہتر قران نے کہا ایک بیگار ہی میان اتالیق صاحب ایک تو
شاہزادی پر عاشق ہوے ہین ہمکو تصویر دی ہی کہ صاحب تصویر کو تلاش کرو صبح سے
پھر رہے ہین کہین پتہ نہین ملتا کوئی معلوم نہین ہوتی یہ کہکر تصویر ساحر کے ہاتھ مین دی یہ بھی کہا
بھائی اگر اس صاحب تصویر کو تم جانتے ہو تو ہمین بتا دو کہ اس گردش سے ہمین [illegible] ساحر نے جو تصویر
کو کھولا تصویر پر جو نگاہ پڑی دیکھا ایک مہ جبین نہایت حسین نقاش نے ہر مقام پر لکھا ہی عذر
کہ اسکے حسن و جمال کی کیا تصویر کھینچتا مین بروقت تصویر کشی عاجز ہو گیا ساحر نے جو تصویر کو
دیکھا ہوش اڑ گئے پسینے پسینے ہو گیا دل دھڑکا کلیجہ بھر آیا کہا میان صاحب یہ تصویر کس معشوق
مطلوب کی ہی مہتر قران نے کہا بھائی مین کیا جانون مجھکو یہ تصویر دیکر کہا میری معشوق
کو جاکر ڈھونڈھ لاؤ پھرتے پھرتے میرے پاؤن تھک گئے ساحر نے کہا میان صاحب تم تلاش
کرلو گے [illegible] نے کہا مین سب محلات [illegible] نگا مجلسے کسکو عذر ہی سوار کرا کے لیجاؤنگا اور
خالی نہین پلٹونگا ساحر نے ہاتھ باندھکر کہا میان صاحب اس تصویر کو دیکھکر میری جان پر بنگئی کیونکہ

یہ عشق بلائے ناگہانی ہی — میان مجنون کی مشہور کہانی ہی

شعر

نہین کچھ امتیاز اس عشق کو گمنام و نامی کا — یہ لکھوا آیا ہی خط مولا سے بندا کی غلامی کا

ہوکا اپنے قتل کو ہکن اب مین پیاسا ہون
بلا سی مجھکو ایذا ہو پڑا جوش جنون ہونچی
گیا گو جان سے میں اسی سوز غم زیر شکر کرتا ہون
گلو وی نالہ کو کرتا ہون وقت تیغ خاموشی
تعافت کچھ سمجھ کر بھی کسی کا کوئی کرتا ہے
حلاوت کچھ تو ہے جو دیکھی اپنی جان شیرین کو
شکار انگیز ہای حسن کا شاید کہ کھیلیگا
بسر ہو جائیگی کمتی کے سایے مین فقیرون کی
ابھی سیف بانسی ہون مین کار ذوالفقار اشہ

مزا دیتا نہ مجھکو کاش اس شیرین کلامی کا
زبان خار صحرا کو نہ صدمہ تشنہ کامی کا
کباب دل مین تو نے نقص تو رکھا نہ خامی کا
مبادا بار خاطر ہو کسی طبع گرامی کا
وہ تھا اندیشہ اے فرعون مجھے موسی کی حامی کا
مزا چکھتے ہین ہر دم جان کنی کی تلخکامی کا
پہنتا ہے مرا صیاد پیراہن دو دامی کا
بنا بک اہل دولت کو ہے نکبر و نمامی کا
کوئی کافر ہو منکر ہو مری معجزہ کلامی کا

یہ شعر اس ساحر نے جو پڑھے قران نے کہا میان ساحر صاحب مین وزیر اعظم کا نوکر ہون آپ مقرور
دیکھکر ایسے بیقرار ہو گئے مگر مین معشوق مین تمھاری ہی پاس لاؤنگا مجھے نقدی دلوا دیجئے تو ایسا
بھی ہو سکتا ہے آپ اس لشکر کے ساتھ ساتھ کیون جاتے ہین ساحر نے کہا میان صاحب مین ہیچ
میمون کی جان کا نگہبان ہون یہ طائر مین نے بنا کر بٹھا دیے ہین جو کوئی عیار اونکے سامنے آیا
یا کسی دشمن کا ان کا سامنا ہوا مین کتاب دیکھا کرتا ہون فوراً طائر کو روانہ کرتا ہون وہ طائر جاکر
انکو آگاہ کر دیتا ہے مہتر قران نے کہا اب مین آپسے صاف کہون پتہ تو مین معشوق کا لگا چکا اور
معشوق نے پیغام بھی قبول کیا دیکھیے یہ خاصدان بھر کر گلوریان دی ہین کہ ہمارے چاہنے
والے کو دینا ایک گلوری مین اپنا اگال بھی ڈال دیا ہے حقیقت مین وہ اگال ہے یا یاقوت
احمر کے ٹکڑے ہین ساحر نے کہا وہ گلوری مین دیکھون قران نے کہا ہم بدنام ہو جاینگے ساحر
منتین کرنے لگا کہ بھائی میرے دل کو تسکین ہوگی قران نے خاصدان کھولا اب گلوریون
مین چاندی کے ورق لگے ہوئے تھے ایک گلوری مین سونے کا ورق لگا تھا قران نے کہا
اسی مین اگال اس پری پیکر کا ہے ساحر نے اسی گلوری کو اٹھا لیا قران نے ہر چند کہا کہ یہ
گلوری نہ لو اس مین زہر ملا ہے کھاتے ہی مر جاؤگے ساحر نے کہا بھائی روح کو راحت
قلب کو قوت ہوگی یہ کہکر گلوری کھا گیا جیسے ہی پیک حلق سے اتری کہا بھائی کوئی مجھکو آسمان پر

لیے جاتا ہے مہتر قران نے کہا ذرا ٹھہرو جیسے ہی ساحر دو قدم چلا بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی منہ کے
بل گرا بیہوش ہوا مہتر قران نے بغدہ نکالا سر سوچا کہ اسکے مرنے کی اسکو خبر نہو جائے تو خرابی ہوگی
بغدہ سے زمین کھودی ساحر کو زندہ درگور کیا وہ سب طائر آنکھین بند کیے ہوئے جو درخت کر اوپر
بیٹھے تھے اسکے دفن ہوتے ہی زمین پر گر پڑے سب لاش کے آنٹے کے پیچھے مہتر قران نے وہ
مال بھی اٹھالی انکو توڑے مین رکھی اب ایک ساحر کی شکل بنکے جست و خیز کرتے ہوئے چلے
دیکھا لشکر میمون کا جاتا ہے اسکی لشکر سے کوس بھر آگے بڑھ گئے لیکن میمون آگے آگے بہت سے افسر
بڑھے ہوئے جاتے تھے سب نے دیکھا ایک گانون کے قریب ایک نخل کلان ہے وہان ہزارون
گنوارون کا مجمع ہے ڈھول جھانجھ بج رہے ہین گنوار کچھ پھول ہار وغیرہ ہاتھ مین لیے دوڑے
جاتے مین دمبدم مجمع بڑھتا جاتا ہے ایک افسر نے بڑھکر پوچھا یارو یہان کیا معرکہ ہے ایک گنوار
نے کہا آج یہان کالی کی مورت پیدا ہوئی ہے کمر تک پیدا ہو چکی پہلے فقط سر ظاہر ہوا تھا اب
ہماری گانون مین خوب آبادی ہوگی پتھر کی مورت خود بخود پیدا ہوئی زمین سے افسر یہ سنتے ہی
دوڑا جاکر دیکھا حقیقت مین سنگ سیاہ کی مورت زمین سے پیدا ہوئی ہے کمر تک نکل چکی ہے افسر یہ
دیکھکر بھاگا آگے میمون ابلق سوار سے کہا حضور چلکر درشن کرلیجیے زمین سے کالی کی مورت نکلی ہے
مین تو جانتا ہون کہ آپکی وجہ سے یہ کرامت ظاہر ہوئی ہے آپنے مسلمانون کو گرفتار کیا نام سامری و
جمشید روشن ہوا اس نام کو مسلمانون نے بالکل مٹا دیا تھا خاص آپکے واسطے یہ کرامت ظاہر ہوئی ہے
درشن کرنا ضرور ہے میمون تخت رس کو دوڑا کہا اے شہزادیجوار جادو حقیقت مین نام سامری و
جمشید مٹ چکا تھا مین نے پھر روشن کیا تو سچ کہتا ہے کئی سو ملک افراسیاب کے پامال ہوئے ہر جگہ پر
مسجدین بن گئین اب مین ان قیدیون کو پہونچا کر جابجا پھر دیر بنواؤن گا تب نام سامری و
جمشید اچھی طرح سے روشن ہوگا یہ کہکر اسی طرف چلا سب افسر بھی پیچھے پیچھے اشتیاق مین چلے میمون
یہ بھی کہتا ہوا جاتا ہے صاحبو وہ کرامت ظاہر ہوئی ہے جو کبھی آج تک ظہور نہوا تھا کالی کی مورت کا ظاہر
ہونا اب مذہب سامری کو رونق ہوگی اور تمام عالم مین مشہور ہوگا کہ فلان سر
زمین پر سامری و جمشید نے ظہور فرمایا اپنے اور اپنے نائب کو
بھی روانہ کیا ہے اور یہ بھی یقین ہے کہ کالی جی سمجھے باتین کرین یہ کہتا ہوا

اس مجمع عام مین آیا ملازمون نے بڑھکر گنوارون کو ہٹایا ڈھول اور جھانجھ جو بج رہی تھی
اسے بھی موقوف کرایا اسقدر چڑھاوا چڑھا ہی کہ شیرینی و روپیہ کا انبار ہی زمیندار آپسمین لڑ
رہی ہین وہ کہتا ہی میری سرحد ہی دوسرا کہتا ہی کہ میری سیر اسی مقام پر تھی کئی سال سی مین نے
بوجہ خشک سالی نہین بویا دوسرا کہتا ہی کہ یہ کھیت ہمارا ہی ای بھائی یاد تو کرو کہ یہانپر اُگتا تھی تو
ہماری دادا نے اسکو جتوایا تھا محل بید والون سی دریافت کرو پرانے پُرانے زمیندار تھا دیگر ملازمان
میمون قابرلق سوار نے مار مار کر سبکو ہٹایا کہا یہ سب ہماری مالک کا حصہ ہی اری نالائقو
مذہب سامری و جمشید مٹ گیا تھا ہماری آقا نے روشن کیا مسلمانون کو گرفتار کر کے لائی ہین
یہ سحر مین نمی ہی کہ کسیکی زبان مین سوزن بھی نہین دی عیاران اسلام بڑے مکار و
غدار ہین جو عیار عیاری کرنے آیا سامری و جمشید کے حکم سی ایک طائر آگیا عیار کے ہوش اُڑے
ہماری آقا آگاہ ہو گئے تین عیارون کو پکڑ لیا جو باقی ہین اُن کی بھی تدبیر ہو جائیگی ضرور وہ
عیاری کرنے آئینگے فوراً پکڑے جائینگے سب کو سمجھا کر ہٹایا اب ساحر پشت پر آکر کھڑی ہوئی
میمون ابلق سوار سب کے آگے بڑھا دیکھا تصویر سنگ سیاہ بیخ نخل کے برابر سی پیدا ہوئی ہی
نصف جسم زیر زمین ہی کمر تک جسم برآمد ہوا ہی دونون ہاتھ زمین پر رکھی ہوئی آنکھین بھی
بڑی بڑی مگر گردش ندارد بہ قول شخصی آنکھین بھی پتھرا گئین دور سی میمون نے ڈنڈوت
کی سر جھکایا جیسے ہی میمون نے آنکھ سی آنکھ ملائی آنکھین تصویر کی گردش کرنے لگین میمون
نازکیا کہا دیکھو صاحبو میری آتے ہی آنکھون نے گردش کی اپنی بندی کی سرافرازی کی اب تصویر کا
بایان ہاتھ اٹھا اشاری سی میمون کو قریب بلایا میمون سجدہ کرتا ہوا جیسے ہی قریب پہونچا
ہاتھ نے طرف بیخ نخل کے اشارہ کیا ساری فوج مین ہلڑ ہی کہ دیکھو صاحب ہمارا سردار کیا
مقبول درگاہ سامری و جمشید ہی تصویر سنگی سی اشارون مین باتین ہو رہی ہین پلٹ کر
میمون نے دیکھا ہاتھ کے نیچے ایک کاغذ پڑا ہی میمون نے کاغذ اٹھایا دیکھا بخط جلی مرقوم ہی اے
میمون ابلق سوار تو مقبول بارگاہ سامری و جمشید ہوا مٹی ہوئی مذہب کو پھر روشن کر دیا تجکو
قدرت آسمان پر بلا لینگے اتو میمون نے مونچھون پر تاؤ پھیرا کہا صاحبو ہو نہ ہو خداوند مجھپر مہربان
ہوئی سردارون نے کہا حضور ایک سطر اور باقی ہی اسی تو پڑھ دیجئے اس سطر کو جو پڑھا تو لکھا تھا

ای میمون تخت منگوا ہماری بغاوت مین ہاتھ دیکر اٹھا تخت پر سوار کرکے تیر و ساتھ ہم بھی پیش و اندر
افراسیاب معزول ہوا تھے بادشاہ طلسم ہوشربا یہ میمون نے پیشتر کہا اور تخت بادشاہی
لاکر رکھا گیا سرداروں نے پوچھا حضور آپکی نظر مین کیا رکھا تھا جو چہرہ آپکا سرخ ہوگیا ہم بھی
خوشی سے بند قبا سرکار کے ٹوٹے جاتے ہین میمون نے کہا یارو ایک خدا تعالی نے مجھکو
بادشاہ کرونگا اصلی بات کیونکر کہون ایک افسر نے کہا ہم خیرخواہان دولت ہین آپ خوش ہوے ہین
ہم بھی خوش ہین میمون ابلق سوار خوب ہنسا کہا بھائی ہمارے اسی کا برا انجام ہے میان افراسیاب
معزول ہوے اب سلطنت طلسم ہوشربا ہمکو ملی گر مین ایک کام کرونگا لاچین کو قید سے چھڑا کر
اپنا وزیر کرونگا وہ بھی بیچارہ بے خطا ہے ابھی اسبات کو منہ سے نہ نکالنا یہ کہکر شاہ نے کہا
سب صاحب ہٹ جائین جھولی شانے سے اتار کر الگ پھینکدی کہا اب مین اسباب سحر اپنے
پاس نہ رکھا کرونگا پروا نہین لیکر آیا کرینگی یہ کہکر آستینین چڑھائین پہلو واسطے بجرے کے
جھکا تصویر سنگی نے بایان ہاتھ اوسکی چیٹیا پر ڈالا داہنا ہاتھ بلند کیا بائین ہاتھ سے جھٹکا مارا
میمون زمین پر گرا داہنے ہاتھ سے بغدہ مار کر نعرہ کیا نعرۂ مہتر قران تصنیف مصنف
منم مہتر گرد میدان کین • زعیاری من بلرزد زمین • منم مہتر ذی حشم نامدار • لقب گشت مہتر
قران ذوالفقار • میمون کے سر کے ہزار ٹکڑے ہوے مرنا میمون کا کہ ہنگامہ بلند ہوا آندھی سیاہ
اٹھی آگ برسنے لگی پتھر برسے مہتر قران اسی اندھیرے مین اٹھے جسکو بغدہ مارا کسی کا سر پھٹ گیا
کسی کا ہاتھ ٹوٹا کسی کا منہ ٹوٹا بغدے کا یہ رنگ ہے کہ اگر اوچٹا پڑگیا تو سر کے ہزار ٹکڑے ہوے اگر سیدھا پڑا
تو زمین پر آئے بغدے نے بوسہ دیا اسطرح مہتر قران اڑتے ہوئے جاتے ہین کئی سو جادو
گرونکو مارا کئی لاکھ ساتھ تھے سب بلوہ کر کے قران پر چلے مرغ دہار کو ہوش آیا برق لامع
کڑک کر اٹھی رعد نے ایک چیخ ماری کئی سو جوان چرخ کھا کر گرے ناک و کان سے خون جاری
ہوا جنہون نے جو بینی کی آواز سنی کڑک کر گری سبکے سر کاٹ کر آسمان پر چلی بہار نے بڑھکر ایک تخت سے
کچھ پھول گچھے لیکر پھینک مارے صدہا دیوانے ہوگئے گریبان چاک کیے اشعار عاشقانہ پڑھنے
لگے اپنے ہوش سے باہر ہین سر ننگے پھرتے ہین جب جمال بیمثال بہار پر نگاہ پڑی اسی بیقراری
مین پکارتے ہین ای شہنشاہ خوبی ہماری عرض قبول ہووے نظم

مگر اوسکو فریب نرگس مستانہ آتا ہی
نہایت دل کو مرغوب بوسہ خال مشکین کا
خوشی سے اپنی رسوائی گوارا ہو نہین سکتی
فراق یار مین دیر نہین معلوم کیا گذری
بگولے کی طرح کس کس خوشی سی خاک اڑاتا ہون
سمجھتے ہین مرے دل کی وہ کیا نافہم نادان ہین
تماشا گاہ ہستی مین عدم کا دہیان ہی کسکو
صبا کی طرح ہر اک غیرت گل سی ہین لگ چلتے
زیارت ہوگی کعبہ کی یہی تعبیر ہی اسکی
عبث اوتیا ہی مرغ دلکو دام زلف پیچان مین
عتاب و لطف جو فرمائیے ہر صورت سے راضی ہین
خدا کا گھر ہی بتخانہ ہمارا دل نہین آتش

انہی مین عنقریب گردشین جب پیمانہ آتا ہی
دہن تک اپنی کبتک دیکھیے یہ دانہ آتا ہی
گریبان پھاڑتا ہے تنگ جیب دیوانہ آتا ہی
جو اشک آنکھون سے آتا ہو سو بیتابانہ آتا ہی
تلاش گنج مین جو سامنے ویرانہ آتا ہی
حضور شمع بے مطلب نہین پروانہ آتا ہی
کسے اس انجمن مین یاد خلوتخانہ آتا ہی
محبت ہی سرشت اپنی ہمین یارانہ آتا ہی
کبھی شب سے ہمارے خواب مین بتخانہ آتا ہی
تمہارے خال رخ کو بھی فریب دانہ آتا ہی
شکایت سے نہین واقف ہمین شکرانہ آتا ہی
مقام آشنا ہی یان نہین بیگانہ آتا ہی

چار سے سرداران نامی تین لاکھ سے اُڑ رہے ہین چار سی سرداروں پر سب کا بلوہ ہی ملکہ بہار کا یہ حال ہی کہ سحر کرتے کرتے ہاتھ سے خون کے قطرات ٹپک رہے ہین رعد و برق سحر کرتے کرتے تھک کر سایے مین ایک نخل کے کھڑی ہین برق لامع کی ترختی تڑختی آواز پڑگئی سحر مین کمی مزاج مین برہمی ملکہ ہلال سحر افگن انگشت نما ہوئی چمک مین سحر کرتے کرتے فرق آگیا مسیح موی کاکل کشا پریشان باغبان قدرت حیران بلوہ ساحرون کا کم نہین ہوتا ملکہ مہرخ اسقدر رئین ہزارون کو مارا چہرے پر ہوائیان اُڑ رہی ہین سرداروں کو جو اپہنچت دیکھا بدحواس و بیقرار ہوگئین بہار ایسی ساحرہ ہزارون کو دیوانہ کیا پھول برسا کر سیکڑون کو مارا اب ناچار ہوکر ایک نخل کے سایے مین آکر ٹھہرین رنگ روشن جسم پر لختے خون کے جمے ہوئے کبھی سنگریزے اٹھا کر پھینک مارے پتھر برسا کر دس بیس کو مارا کبھی کسی درخت کی شاخ پھینک ماری جسپر پڑا جلکر خاک ہوا پھر اسکا پتہ نہ ملا باغبان کی کلاہون پر جب اُڑتے لڑتے ورم آگیا تلوار ٹیک کر قریب بہار کے آکر کھڑا ہوا پریشان ہوکر کہا اے ملکہ بہار

اب تو قوت لڑائی کی باقی نہین کئی لاکھ ساحرون سے مقابلہ ہے دیکھین فلک کیا دکھائے کہ ملکہ مہرخ کو دیکھا
لڑتی ہوئی آ مین کہا اے باغبان و بہار سب سردار ہمارے لڑتے لڑتے تھک گئے تین لاکھ ساحرون
کا لشکر تھا لاکھ قتل ہوئے اور دو لاکھ اب بھی باقی ہین ہرچند کہ افسر کلان مارا گیا مگر شہور جادو سب
کو سنبھال رہا ہے قریب ہے کہ ہمارے ساحر لڑتے لڑتے بیہوش ہو جائین ہو سکتا ہے کہ ادھر کہ نکلجا مین
غیرت نہین تقاضا کرتی باغبان نے کہا میرا بھی یہی حال ہے بہار نے اپنے ہاتھ دکھائے کہ سحر
کرتے کرتے خون ٹپک رہا ہے مہرخ کو دیکھکر سب سردار اسی مقام پر آگئے ہر ایک کا یہی قول
ہے کہ لڑتے لڑتے اب سحر کرنے کی طاقت نہین کیا عجب ہے لڑتے لڑتے گر پڑین ملکہ مہرخ نے
جو سردارون کو پریشان پایا بے قرار ہو کر دعا کی اے مالک بے نیاز و اے سمیع و بصیر تری غیرت
کا مقام ہے کہ ان بیحیاؤن کے سامنے سے بھاگ کر جائین برق و چالاک و ضرغام بھی آئے
انھون نے بھی یہی عذر بیان کیا قضائے کار خواجہ عمرو و ملکہ گلگونہ رنگین پوش جو تخت کو
اڑائے ہوئے آتے تھے دو تین کوس سے بلوہ کی آواز کان مین آئی ملکہ گلگونہ نے کہا خواجہ کسی
مقام پر ساحر لڑ رہے ہین یہ کہکر گلگونہ نے اسی جانب تخت کو بڑھایا ایک پہاڑ پر آکر تخت کو اتارا اب
جو سر اٹھا کر دیکھا ایک صحرا مین جنگ ہو رہی ہے ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ چار سے سردار مجبور ناچار سحر
سحر کر رہی ہین ہاتھ سوجے ہوئے قطرے خون کے ٹپک رہے ہین شہور جادو آواز دے رہا ہے یارو
ہمارے افسر کو مارا فلان گوشے مین سب جا کر ٹھہرے ہین بلوہ کر کے گرفتار کر لو دو لاکھ ساحر بلوہ
کر کے چلے گلگونہ نے کہا خواجہ نہین معلوم کیا افتاد پڑی کہ ہمارے سب سردار مجبور ناچار ان
نالائقون سے لڑ رہے ہین لیکن سحر مین وہ زور و شور نہین یہ کہکر ملکہ گلگونہ پہاڑ سے کود پڑی آتے
ہی نعرہ کیا منم گلگونہ رنگین پوش یہ کہکر ایک گولا مارا آگ سے سر اڑ گئے خواجہ نے ایک پہلو سے
آکر چالیس حقے آتشبازی کے مارے کئی ہزار جادو گر جلگئے گلگونہ تڑپکر شہور کے مقابلے پہنچی
شہور نے ایک گولا مارا گلگونہ نے گولے کو کاٹا وہ چند سنگریزے چھٹکے کئی سو جادو گر
مر کر گرے شہور نے اپنے کو بچایا تلوار کھینچکر ملکہ گلگونہ پر جا پڑا گلگونہ نے اپنے کو بچا کر ایک
سحر ایسا کیا کہ تلوار جو شہور کے ہاتھ مین تھی وہ گلگونہ کے ہاتھ مین آگئی وہی تلوار گلگونہ نے
چلائی سر کو بچا کر کمر پہ ہاتھ مارا شہور کے دو ٹکڑے ہوئے آندھی سیاہ اٹھی سنگباری

وبرفباری ہوئی اور بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من سشہور جادو بود مشہور کا مرنا گلگونہ نے
آگ برسادی ساٹھ ہزار ساحر مر گئے خواجہ نے حقہ ہای آتشبازی مارے چار سو سردار جو
کھڑے تھے انھون نے بھی سنگریزے اٹھا اٹھا کے پھینکے باغبان نے گیند پھولون کا مارا بہار
نے چند شاخین نخل کی توڑ کر پھینکین صدا فریاد فریاد کی ساحرون مین بلند ہوئی سب آواز دی
ہم آپکی اطاعت کرتے ہین مہرخ نے سب سردارون کو منع کیا کچھ ساحر دامن صحرا کو دامن باد ر
جان کے بھاگ گئے لاکھ ساحر مطیع اسلام ہوئے چونکہ سب سردار تھکے ہوئے تھے بارگاہین وہ
خیمے جو میمون کے ساتھ تھے اسی مین سے ایک بارگاہ کلان مین آکر ملکہ مہرخ داخل ہوئین اور
گلگونہ نے سب کیفیت اپنی بیان کی ملکہ مہرخ نے کہا ای گلگونہ اسوقت تمہارا آنا بہت غنیمت
ہوا ہرچند کہ مہتر قران نے میمون کو مارا وہ ہم سب کو گرفتار کرکے لے چلا تھا مگر تین لاکھ ساحر
لیکے ساتھ تھے ان سے مقابلہ تھا یہ ذکر تھا کہ مہتر قران بھی آکر داخل بارگاہ ہوئے مہرخ نے قران
کو بڑا بھاری خلعت دیا کہا ای قران یہ عیاری کیونکر چلگئی قران نے کہا اول مینے صحرا مین
جا کر طیران جادو کو زندہ در گور کیا جسکے سحر سے لاکر آتا تھا تب میمون مارا گیا رات بھر اسی
صحرا مین تھا ہی جبھی تو ملکہ مہرخ کو تخت پر سوار کیا سب سردار ساتھ ہوئے نوبت نقارے بجاتے ہوئے
داخل پشتہ رنگین حصار کے چلے یہان سب طلازمان ملکہ مہرخ جنکو میمون دھوئین
مین گرفتار کر گیا تھا جب میمون مرا وہان یہان دھوان برطرف ہوا ہرکارون نے حیرت
کو خبر دی دیکھئے لشکر دشمن مین کھلبلی ہو رہی ہے دھوان برطرف ہوگیا حیرت نے کہا بڑا
غضب ہوا یقین ہے کہ میمون مارا گیا جب تو اسکا سحر برطرف ہوا حیرت پہردن بارگاہ آکر بیٹھی
لشکر اسلام مین دیکھا سب خوشیان کر رہے ہین حیرت کے خیال مین آیا کہ شہنشاہ کو ایک نامہ لکھون
سب احوال مفصل معلوم ہوجائیگا اس فکر مین تھی کہ نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی حیرت
گھبرا کے دیکھنے لگی دیکھا ملکہ مہرخ تخت پر جلو سردار گھیرے ہوئے ایک طرف سے آواز زنگ کی آئی دیکھا
خواجہ برق و دبرق و جانسوز و ضرغام و چالاک و قران جیسے عیار شلنگین لگاتے ہوئے
پہنچی دھوم سے ملکہ مہرخ آکر داخل لشکر ہوئین حیرت کو ہرکارون نے خبر دی راہ مین میمون
کو قران نے مار ڈالا حیرت نے منہ پیٹ لیا ایک نامہ کل مضمون کا لکھکر طرف افراسیاب کے

روانہ کر دیا اور یہ بھی لکھا کہ کنیز نے جو شمار کیا تو میعاد اسد غازی تمام ہوئی اب سرکار اسکی قتل کا سامان کرین نامہ اسطرف گیا یہ داستان متعلق جلد چہارم ہی کیفیت افراسیاب و فکر تدبیر قتل اسد نامدار جلد پنجم جو حقیر نے لکھی ہے اس سے ناظرین کو بخوبی واضح ہوگا ملکہ مہرخ اس فتح کا جشن ہفت روزہ ترتیب دیا ہی اہل اسلام مصروف عیش و نشاط ہین ان سبکو اسی حال مین چھوڑیے

دو کلمہ داستان جلالت عنوان صاحبقران زمان تشریف لیجانا طلسم بطلیموس مین و فتاحی طلسم مذکور از دست زبردست صاحبقران عالیوقار و دیگر حالات

متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

ساقی مجھے لطف میکشی ہے
ساقی اب بے خبر ہماری
مضمون شراب ناب لکھنا
اس فصل مین ہو شراب مستی
ہو صحبت رقص بادہ خواران
جلسے یارون سے پھر جمائے
لو ساقی مہروش اب آیا
ہو ساقی مہروش کو کوشش
گلزار طرب کا پھول ساقی
اب جوش مین سب کو ہوش آئے
کیا حسن ہے ساقی سبز
مشتاق یہ چاند ہی سحر کا
احوال امیر کا رقم ہو
ناظر کو ہو جوش جسکو پڑھ کر

میخانۂ دل مین جو بسی ہی
ناظم ملک سخن کے ہم ہین
ہر ذرہ کو آفتاب لکھنا
رندون کی ہی آج آمد آمد
ہو جوش یہ محفل پر و باران
سب بادۂ عیش کے ہین طالب
پھر مژدہ میکشی سنایا
وہ ساقی آفتاب طلعت
ہو خوف نہ ملول ساقی
ساقی کے تو رند مے خون ریز
رنگ رخ صاف گل سی بہتر
ای ساقی خوش قد و گل اندام
کچھ حال طلسم بیش و کم ہو
تا اہل نظر پڑھے فسانہ

ہر وقت ہو شغل بادہ خواری
رندون مین بھی صاحب کرم ہین
ہر وقت ہی شغل مے پرستی
اب ساقی مہ لقا کرے کد
سب رند جھپٹ جھپٹ کر آئے
ساقی کے ملینگے اب مطالب
ہو جام جہان نما کی گردش
خوش خلق و حسین و خوبصورت
رندان شراب نوش آئے
اس جلسے مین کسکی امتحان مین
شیدائی کلام ہی قمر کا
دی بادۂ لالہ گون کا بھر جام
رنگین مضمون ہون سراسر
حاسد کو الم کا ہو بہانہ

ہان ساقی آفتاب طلعت
کردے مجھے سرخوشی سے مدہوش
قربان ہو جان بھی قمر کی
اس نام پہ جان بھی فدا ہے
لکھتا ہے قمر نیا فسانہ

ہو شرب شراب مثل شربت
لطف مے ناب جب اٹھایا
اس نام سے دل مین قوت آئی
ہم عاشق ذکر مرتضےٰ ہین
ہر جوش مین فکر ہے دکھانا

مینائے قلم ہو بہ سر جوش
ساقی کو نور کا یاد آیا
آنکھون مین سرور آگیا ہے
یہ ناب خاص مصطفےٰ ہین

چہرہ فتاحان طلسم شعبدہ بازی

وطے کنندگان مراحل نیرنگ سازی اس داستان جلالت عنوان کو قرطاس بیضا اقتباس پر کلک سطوت شیم سے یون تحریر فرماتے ہین قطعہ سننی فغان کہ آمد جان ؛ درین زیر نہ پردۂ آسمان درین پردہ آواز نالم چو نے ؛ باحوال جم یا باحوال کے ؛ ناظرین والا مقام بلند احتشام ان مضامین خجستہ آمین سے بخوبی ماہر ہون سامعان رفیع مرتبت پر یہ احوال بتصریح ظاہر ہون جو حقیر عرض کرتا ہے بعد فتح طلسم ہوشربا و طلسم فتنہ نور افشان صاحبقران زمان ان مخزن سے بخوبی مہلت نہ پا چکے تھے کہ لندھور و قاسم گرفتار ہو کر سامنے ہفت پیکر کے پہونچے اور اسکو سجدہ کیا کہ اب آگے بڑھکر ذکر کرونگا کہ صاحبقران کس حال مین ہین یہ ذکر طلسم بطلیموس متعلق ہفت پیکر ہے زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان داخل بارگاہ سلیمانی ہین جس روز سے کہ طلسم ہفت پیکر کا سلسلہ شروع ہوا جملہ فرزندان عالی وقار و شاہان نامدار تدبیر فتح طلسم ہفت پیکر مین روانہ ہو گئے و نگلون پر غاشیہ بڑی مین تخت امیر ذنگل پر سرنگون بیٹھے ہین ناظرین آگاہ ہونگے کہ شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم و دارا ہند رستم زمان لندھور بن سعدان دو فرزند دیگر مقید ہو کر سامنے ہفت پیکر کے پہونچے ہفت پیکر کو سجدہ کیا چند عرصہ تک قاسم و لندھور داخل قصر عشرت رہے بعد چندے حکم ہفت پیکر کا حکم ہوا کہ قاسم و لندھور جا کر صاحبقران کو راہ راست پر لائین یہ دونون شیر نجیبت کیفر برائے مقابلہ صاحبقران روانہ ہو چلے ہین کہ ان سب کا ذکر طلسم ہفت پیکر کی تحریر مین ظاہر ہوگا مقام ہفت پیکر طلسم وسیع ہے کیا تعجب ہے کہ طلسم ہفت پیکر اگر تحریر ہوا تو ناظرین والا مقام ہوشربا کو فراموش کرین عجب رنگ مین طلسم ہفت پیکر واقع ہوا ہے منجملہ عجائبات یہ ہے کہ سات پہاڑون پہ ایک شخص صندلی کرتا ہے اور ہر مقام راز دل بتاتا ہے

ابھی تک اس طلسم مین خواجہ عمرو کا گذر نہین ہوا انشاء اللہ واحد خواجہ عمرو گذارش کرینگا
صاحبقران نے جو اسوقت دربار مین سر اٹھایا بطور انجام طلسم فتنہ نور افشان صاحبقران
نے دربار مین سناٹا پایا ونگل نشینان بارگاہ نذار وجواہر بن عمرو کے مقام پر خواجہ کے بیٹھا ہے
صاحبقران نے آنکھون مین آنسو بھر کر فرمایا قاسم ایسا شیردل طلسم ہفت پیکر مین پہونچگیا اور
لندھور بھی ان کے ساتھ مین خداوند دونون کا حافظ ہو اول علمشاہ گئے وہ کیونکر نہ جاتے فرزند
نوجوان صاحب شوکت وشان بہادر بے نظیر حسن مین رشک ماہ منیر ایسے فرزند کی جب
خبر سنی بیتاب ہوکر چلے گئے یہ غضب تو دیکھو کسی نے ہمارا ساتھ نہ دیا ہمین یہان افسوس کرنے
کو چھوڑا خدا خواجہ عمرو کو ہم تک پہونچائے طلسم ہوشربا سے انکو مہلت ملی یا لقا بھاگ کر جائے تو ہم
کو بھی وہان جائین ہم تو لقا کے تعاقب مین ہین یا تو ابن بحیا کو تخت سلطنت سے تختہ تابوت پر
کھینچا یا اس ہوس مین جان دی اس کلام حسرت انجام صاحبقران پر حاضرین وقت بھی
آبدیدہ ہوئے سمجھانے لگے کہ حضور سخن کن بحر وبر مین انشاء اللہ ضرور لقا آپکے ہاتھ سے قتل ہوگا
ان سب شیرون نے طلسم ہفت پیکر کا قصد کیا ہے جاکر طلسم ہفت پیکر مین جو مرحلہ فردا ہو نکلینگے اور
دربندون کو فتح کرینگے طلسم مین غدر ہو جائیگا آپ کے فرزند رستم بموجب ارشاد خواجہ زادگان اصل
مین فتاح ہین حضور بھی ان منازل عجائب وغرائب کی سیاح ملکن خواجہ زادے بیان کرچکے
ہین کہ ہفت طلسم آپ کے دست حق پرست سے فتح ہوگا یہ ذکر تھا کہ چند عیار شاگردان خواجہ
عمرو نامدار حاضر ہوئے گوش کی مشرق کی طرف سے ایک گرد عظیم بلند ہوئی غلام جو واسطے تحقیق
خبر کے گئے ایک بادشاہ عالی جاہ سیاہ کپڑے پہنے ہوئے ہے لاکھ فوج پشت پر طریقے سے معلوم
ہوتا ہے کہ ہفت پیکر پرست ہے خود بھی پہلوان زبردست ہے حضور کے لشکر کی طرف آتا ہے
صاحبقران نے چند تاجدارون کو حکم دیا کہ تم جاؤ اس بادشاہ کو باعزاز واکرام استقبال کرکے
لاؤ چند شاہان عالی وقار وتاجداران نامدار برای استقبال گئے دیکھا ایک بادشاہ سیہ
پوش پوچھتا ہوا آتا ہے کہ والی غریبان ودستگیر بیکسان صاحبقران زمان
کہان پر تشریف رکھتے ہین کہ یہ تاجدار ہوسکے اپنے ساتھ اس بادشاہ کو لیکر خدمتمین حاضر
صاحبقران کے ہوئے صاحبقران نے تعظیم کی اپنے پہلو مین کرسی پر جگہ دی کئی سو پہلوان

اس بادشاہ کے ساتھ ہین وہ بھی سب بیٹھے امیر نے ساقی کو اشارہ کیا سب کو اُسنے جام شراب پلایا
جب اس بادشاہ کا دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا اپنے مقام سے اٹھا تاج اتار کر مثل فرہادیون
کے قدمون سے صاحبقران کے لپٹ گیا عرض کی اے فریادرس بیکسان داد و دادرس غریبان
اس حقیر کو برجیس تاجدار کہتے ہین خداوند ہفت پیکر کہ جو خداوند طلسم ہفت پیکر ہین حقیقت مین
اے شہریار اسنے وہ عجائب و غرائب طلسم قرار دیے ہین کہ جسکو دیکھکر عقل کو حیرانی ہے فراست حکما کو
سرگردانی ہے ساتون پہاڑون کی خبر رکھتا ہر ایک کے دل کا حال بتاتا بعض مقام پر میلے بھی ہوتے
ہین کرور کرور آدمی جمع ہوتا ہے اس جادو مین آواز دیتا ہے کہ اتنے لات پرست اتنے سامری
و جمشید کے بندے اسقدر ہمارے بندے اس میلے مین موجود ہین اے شہریار جب کبھی شمار کیا تو فرق
نہین پڑا کہان تک وہان کے عجائب و غرائب عرض کرون جب حضور کا داخلہ ہوگا تو حال
کھلجائیگا میرا قلعہ برجیس نگار طلسم ہفت پیکر سے کوئی کوس بھر واقع ہوا ہے مین بھی وہان کا
خراجگزار ہون میرے شہر مین کبھی کوئی ساحر نہین آیا پہلوان خراج لینے آتے تھے میرا فرزند راجہ چند
مریخ تیغزن نہایت جری بہادر صف شکن تیغزن تھا ایک پہلوان موسوم بہ خلخال کج
طینت ایک مرتبہ خراج لینے آیا کچھ کلمات غرور زبان سے کہے میرے فرزند سے تکرار ہوئی میرے فرزند
نے اسکو پکڑ کر پھینکدیا اور کہا ہم آج سے خراج نہ دینگے ساتھ والون کو خلخال کج طینت کے
مار کر بھگا دیا ان سبھون نے جا کر کوہ ہفت جوش پر فریاد کی آواز آئی جا کر اپنے مقام پر بیٹھو آج
سے اسکو اپنے بندون سے ہمنے نکال دیا اس بلا مین وہ مبتلا ہوگا کہ اپنی جان سے بیزار ہوگا اے
شہریار اس امر کو تین دن گذرے تھے کہ میرا فرزند واسطے شکار کے گیا کسی نے ذکر کر دیا کہ دشت
لالہ زار مین جو کوہ بوقلمون ہے سنتے ہین کہ وہان بطلیموس حکیم نے طلسم بنایا ہے اس طلسم مین
مال بیحساب ہے جو اپنے زمانے کا صاحبقران ہوگا وہ اس طلسم کو فتح کریگا میرے فرزند نے
کہا کہ مین اپنے زمانے کا صاحبقران ہون مین ہی جا کر فتح کرونگا ہر چند وزرا امرا نے منع کیا
اور کہا بیٹا چلکر اپنے والد سے دریافت کر لیجئے اسنے نہ مانا نہین معلوم کسطور سے دشت لالہ زار مین
گیا کوہ بوقلمون مین جا کر غائب ہوا ملازمون نے آکر مجھسے بیان کیا مین حضور روتا پیٹتا کوہ زبرجدی
پر گیا اس روز کوہ زبرجدی کے قریب میلا تھا حضور اسکی عجائب و غرائب کیا بیان کرون

ایک تاجر نے آکر فریاد کی کہ یا خداوند آپ نے مجھے مال بیحساب دیا مگر اولاد نہین ہوئی سات
شادیان مین زکین تصویر سنگی سے آواز آئی کہ جا تیری زوجہ اصلی حاملہ ہے تاجر جو پلٹ کر
گھر پہونچا جا کر دیکھا کہ دائیان بلائی گئی ہین دردزہ مین زوجہ مبتلا ہے وہ تاجر کیونکر اعتقاد نہ
کرے لات پرستی چھوڑ کر ہفت پیکر پرست ہوا اوسکے یہان فرزند ہوا عقیل فہیم بہادر خوبصورت
سب اس لڑکے کو عطیہ خداوند کہتے ہین ایک شخص نے آکر فریاد کی کہ میرا فرزند غائب ہو گیا ہے
تصویر سنگی سے آواز آئی کہ فلان صحرا مین تیرا بیٹا پھر رہا ہے اس شخص نے جا کر اسی صحرا مین اپنے بیٹے
کو پایا حضور مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا جو جسنے خواہش کی وہی اسکی آرزو پوری ہو گئی غلام جا کر
پہونچا سجدہ کیا فریاد کی کہ یا خداوند میرا فرزند دشت لالہزار مین جا کر غائب ہوا توبہ کرتا ہون کہ اب
کبھی سرکشی نہ کرون گا بقہر و غضب تمام آواز آئی کہ او بیحیا تیرا فرزند غضب خداوندی مین
مبتلا ہوا ہم نے تجکو اپنے بندون سے جدا کیا عمر بھر اس مصیبت مین تو روئیگا تیرا بیٹا کبھی تجھے
نہ ملیگا بعد حکم ہوا اسکو ہماری عملداری سے نکال دو غلام نے لاکھ فریاد کی کہ مگر اس سنگدل نے کچھ نہ
سنا مجکو نکلوا دیا حضور شداد و فرعون و نمرود و زبرجد شاہ سب بیحیاؤن کے پاس گیا
ہر ایک نے یہی جواب دیا تیرا بیٹا قہر خداوند ہفت پیکر مین مبتلا ہے ہم دخل نہین دے سکتے سات
برس ہوئے مجکو گشت کرتے اب حضور کا نام نامی سنا کہ آپ اپنے زمانے کے صاحبقران
دادرس بیکسان ہین تمام عیش و راحت مجھے حرام ہے فرزند کی جستجو سے کام ہے حضور میرے
فرزند کو مجھسے ملا دین یا غلام کو قتل کرین اب بہت مجبور و ناچار ہون زندگی سے اپنی بیزار
ہون صاحبقران نے گلے سے لگا لیا فرمایا کہ اس ہفت پیکر نے مجھے بھی بڑا صدمہ پہونچایا
ہے انشاء اللہ اسکی بھی سرکوبی کرون گا اب مین ضرور تمھارے ساتھ چلون گا یا تمھارے
فرزند کو تم سے ملاؤن گا یا اپنی جان دون گا وزرا امرا نے عرض کی اے شہریار لقا اپنے عالم سے
مقابلہ ہے آپ کے جانے کے بعد قیامتین برپا کریگا طلسم ہوشربا کے ساحر بھی آئے ہین انکو کون روکے
گا یہ لشکر صاحبقران نے سیف ذوالیدین کو طلب کیا فرمایا سلیمان عنبرین موی کوہی کو
ایک نامہ لکھو مضمون یہ ہو کہ ہم برای کار ضروری جاتے ہین چالیس روز تک جنگ موقوف
ہے عیار نامہ لیکر گیا اتنے مین سلیمان عنبرین موی کوہی کو دیا سلیمان نے لقا سے

بھی ذکر نہ کیا عیار کو جواب دیا صاحبقران نے اگر ہمین مہلت دی ہماری کہنے پر ہمسے جنگ
کی ہو تو بھی ان کو چالیس روز کی مہلت دی چالیس روز ہرگز طبل جنگی نہ بجیگا صاحبقران کو
جب یہ جواب پہونچا انتظام لشکر کیا مقبل کو ہمراہ لیا بارہ ہزار غلام اسکے ساتھ ہوے جواہر
بن عمرو عیار کو ساتھ لیکر صاحبقران برجیس تاجدار کے ساتھ چلے بعد قطع منازل و طے
مراحل برجیس صاحبقران کو بھی اپنے قلعہ مین لایا کئی روز صاحبقران کی دعوت کی
ایک روز شب کو صاحبقران نے فرمایا کل ہم طرف کوہ بوقلمون کے جاینگے برجیس قدمون
پر گر پڑا کہا اے شہریار مین مسلمان ہوتا ہون حضور کی جرأت و شوکت مجھپر ظاہر ہوئی آپ جانے
کا ارادہ نہ کرین امیر نے فرمایا یہ کبھی نہوگا سب رئیسان شہر بھی آکر حاضر ہوئے کہا اے شہریار
جو کوہ بوقلمون مین گیا پھر پلٹ کر نہ آیا صاحبقران نے فرمایا اگر حیات مستعار باقی ہے تو سی
چند دن کے اندر مع تیغزن کو لیکر آئینگے اگر موت قریب آئی ہے تو مجبور و ناچار ہین صاحبقران
نے کسی کا کہنا نہ مانا جواہر بن عمرو و مقبل کو مع بارہ ہزار غلامون کے ساتھ لیکر جسوقت شہر
برجیس نگار سے چلے ہر گلی و کوچہ سے صدائے گریہ و بکا آتی تھی صاحبقران سب کو سمجھاتے ہوے
شہر سے باہر نکلے اب اشقر دیو زاد کو مہمیز کیا ملحوظ رہے کہ ہمراہیان صاحبقران ساتھ مین اور
جواہر بن عمرو رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے چلا آتا ہے امیر نے درمیان کے صحرا طے کیے ٹھیک
دوپہر کا وقت تھا کہ دشت لالہ زار مین پہونچے دیکھا لالہ زار بادل داغدار کھلا ہوا تمام صحرا
سرخ ہو رہا ہے ہرچند دھوپ بہت تیزی پر ہے لیکن صحرا نہایت سرسبز و شاداب درختون پر
ہزارہا طائران زمزمہ سرا بیٹھے ہوئے کریال کر رہے ہین جیسے ہی صاحبقران کو دیکھا
پر پرواز پیدا کرکے اڑنے تمام لشکر پر اپنا سایہ ڈالا بعض طائر پر کھول کھول کر صاحبقران
کے قریب اتے مین ترنم سرائی کرکے نکل جاتے ہین بعض پھول پھول کر پہلوئے گل مین جا بیٹھے
منقارین کھولین زمزمہ سرائی کرنے لگے انکی آواز سے یہ اشعار ثابت ہوتے تھے

قدِ صنم سے اگر آفریدہ ہوتا تھا — نہ سرو باغ کو اتنا کشیدہ ہوتا تھا
ہوا ہو زلف سے گستاخ کسقدر شانہ — ہماری پاس بھی دست بریدہ ہوتا تھا
نہ کھینچتا تھا زلیخا کو دامن یوسف — اسی کا پردۂ عصمت دریدہ ہوتا تھا

دیا نہ ساتھ جو صبر و قرار نے نہ دیا | روانہ ملک عدم کو جریدہ ہوناتھا
شلوے سے کوئی منتا ہو باطلون کی حق | پھر اختیار سے کیا برگزیدہ ہوناتھا
نہ جانتا تھا غضب ہوگا کا یہ ترا دل | تجھی کو سامنے آفت رسیدہ ہوناتھا
رُلاتا شام و سحر کسطرح نہ طالع پست | بلند سر سے مرے آبدیدہ ہوناتھا
گریز یار نے برباد کر دیا ہمکو | غبار راہ غزال رمیدہ ہوناتھا
نہ آئی دامن دایہ مین نیند ای آتش | درون دامن خاک آرمیدہ ہوناتھا

صاحبقران یہ اشعار سنتے ہوئے مرکب کو بھینکے ہوئے قریب کوہ بوقلمون پہونچے دیکھا تو ایک کوہ سر بفلک کشیدہ کسی مقام پر کوئی درہ نہین معلوم ہوتا صاف ظاہر ہو کہ راستہ بند ہے ایک مقام پر تختہ سنگ تھا امیر نے اسپر ہاتھ رکھکر اسم اعظم پڑھا پتھر گرا راستہ پیدا ہوا صاحبقران بسم اللہ کہکر مع اپنے ساتھ والون کے اس کوہ مین داخل ہوئے ادھر وہ تاجدار بہ جبین تاجدار دیکھ رہا ہو اسکے ملازمون نے عرض کی جب ہمارا شاہزادہ گیا ہو درہ کوہ سے راستہ نہین ملا پہاڑ پر چڑھ گیا اس پہاڑ پر جا کر اسطرف کو دیڑا یہ نیا معاملہ گذرا کہ صاحبقران کو راستہ ملا امیر اس درے کو طے کرتے ہوئے چلے آتے ہین مقبل وغیرہ ہمراہ ہین بعد چند ساعت کے پہاڑ سے صاحبقران باہر نکلے دیکھا صحرا سبزہ زار و نواح دلکشا نخل ہر سبز و شاداب و صحرا لاجواب صاحبقران سیر دیکھتے ہوئے چلے آتے ہین تھوڑی دور راستہ طے کیا تھا کہ دور سے ایک قلعہ دکھائی دیا نہایت بلند و مرتفع صاحبقران قلعے کو دیکھتے ہوئے آتے تھے کہ اندر سے قلعے کے ایک تاجدار برآمد ہوا چالیس پچاس ہزار فوج پشت پر امیر کو دیکھکر پیادہ پا ہوا پیدل سامنے آیا جھک کر سلام کیا ہاتھ باندھکر عرض کی حضور نے غلام کو سرفراز کیا آپ لائق تخت و تاج ہین تخت پر سوار ہو بیٹھئے اس ملک مین غدر رہتا ہو حضور کی عدالت سے یہ عدل آباد ہوگا کل ریشان شہر نے بھی پیغام دیا ہو کہ صاحبقران زمان ہم حاکم ہون صاحبقران نے کہا خدا میرے تاجدار کو سلامت رکھے مجھے تخت سے کوئی واسطہ نہین مین تخت پر نہ بیٹھون گا نہ تاج سر پر رکھون گا اس تاجدار نے عرض کی پھر شہر مین چلنا کیا ضرور رہ مین حضور کے اُترنے کا اسی مقام پر سامان کردن صاحبقران نے کہا نہین

اختیار ہی اس تاجدار نے پلٹ کر کارندون سے کہا کہ بارگاہ راحت پسند نکلوا لاؤ کارندے گئے ایک بارگاہ عالیشان لیکر آئے بارگاہ پہلوی قلعہ مین استادہ ہوئی ملازمون کے لیے خیمے سراپردے درست ہو گئے بازارین لگین سب سامان کر کے وہ تاجدار صاحبقران کو بارگاہ مین لایا امیر کو مسند پر بٹھایا کہا اس مقام پر تشریف رکھیں صاحبقران بیٹھے تاجدار چلا گیا دیکھا امیر نے کہ چند ساقی بچے شراب و کباب لیکر حاضر ہوئے چند سردارون کو وہ تاجدار چھوڑ گیا ہی جواہر بن عمرو و مقبل بھی باہر ہین اسی تاجدار کے سردار صاحبقران کو گھیرے بیٹھے ہین حکایات و فسانہ ہای عجیب و غریب صاحبقران کے بہلانے کو بیان کر رہے ہین شب اس عیش و نشاط مین گذری صبحکو ان سردارون نے عرض کی حضور گھبراتے ہونگے برائے چند ساعت صحرا مین چلکر شکار کھیلئے صاحبقران نے کہا بسم اللہ صاحبقران پشت مرکب پر سوار ہوئے ان سردارون نے اشارہ کیا چند ملازم دوڑتے ہوئے گئے پہلے قراول میر شکار لیکر حاضر ہوئے صاحبقران ان سبکو ساتھ لیکر واسطے شکار کے ایک صحرا مین آئے شکار کھیلتے کھیلتے دیکھا ایک آہو سامنے آیا امیر نے اسپر گھوڑا ڈالا وہ آہو جست و خیز کرتا ہوا جاتا ہی صاحبقران پہلو نہین پاتے کہ تیر مارین وہ آہو جاتے جاتے قریب ایک باغ کے پہونچا اس باغ مین آہو گھسگیا صاحبقران نے بھی پیچھے مین گھوڑا ڈال دیا دیکھا باغ نہایت پربہار ہی چمنستان مین جاکر آہو غائب ہو گیا امیر آہو کو ڈھونڈھتے پھرتے ہین چند روشین طے کی تھین کہ ایک طرف سے کچھ عورتون کے بولنے کی آواز آئی دیکھا ایک طرف سے آگے آگے ایک نازنین مہ جبین پشت پر چند کنیزان زرین پوش لباس فاخرہ زیب جسم کئے آگے نازنین ہی تاج کج سر پر رکھا ہوا دریای جواہر مین غوطہ زن غنچہ دہن رشک چمن پری پیکر سمبر چہرہ رشک قمر نہایت ناز و ادا سے سامنے آئی جھککر سلام کیا بڑی نازسے نگاہ ملائی اور مسکرا کر کہا آپنے مجھے سرفراز فرمایا آپ تشریف لائے آپکا سرفراز کرنا باعث فخر و افتخار ہوا بارہ دری مین تشریف لے چلیے چند ساعت بیٹھیے پھر آپکو اختیار ہی یہ کہکر ہاتھ مین ہاتھ ڈالکر بڑے تکلف سے وہ نازنین صاحبقران کو لیکر بارگاہ مین آئی عرض کی کہ کنیز نے سنا کہ صاحبقران زمان تشریف لائے ہین اشتیاق تھا یہی آرزو تھی کہ کسطور سے جا کر حضور سے ملون تقدیر نے رسائی کی کہ آپ

میرے مقام تک تشریف لائے شب کو بھی یہی چرچا تھا کنیزون سے پوچھیے مین نے کئی مرتبہ قصد کیا
کہ مین خدمت امیر مین جاؤن مگر یہ بھی خیال تھا کہ حضور مجھے نہین پہچانتے شاید میرا آنا ناگوار
ہو اب تو مین نے بڑا مرتبہ پایا صاحبقران نے فرمایا مین بھی یہی چاہتا ہون کہ میرے تمھارے
جدائی نہو تمھارا طریقہ بہت پسند آیا انشاء اللہ تو ہم اس مقام پر فرودکش ہین یقین ہے عرصہ
تک رہنا ہو ہم روز آئینگے اس نازنین نے پکار کر کہا مہمان عزیز کے واسطے شراب وکباب لاؤ
کنیزین گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی لیکر حاضر ہوئین اس مہ جبین نے جام لبریز کیا پنجہ نگارین
پر رکھکر عرض کی یہ جام محبت ہے صاحبقران نے فرمایا نہین معلوم تمھارا مذہب کیا ہے ہم شراب
کیونکر پئین نازنین نے کہا مطیع اسلام ہون اب تو صاحبقران نے جام نوش کیا ہنس ہنسکر باتین
کر رہے ہین کہ کنیزون نے بڑھکر عرض کی اصلاح تاجدار تشریف لاتے ہین امیر نے فرمایا کہ
اصلاح کون اس نازنین نے کہا جن صاحب نے آپکو مہمان کیا ہے وہ نازنین واسطے استقبال
کے اٹھی اور مسکرا کر کہا ہماری یہی مالک ہین صاحبقران نے کہا مین ہٹ جاؤن اسنے کہا
نہین وہ بہت خوش ہونگے کہ ہمارے مہمان کی خاطر کی اے شہریار یہان مہمان نوازی کا بڑا
چرچا ہے اسی وجہ سے مین نے کچھ خوف نہین کیا امیر بھی واسطے استقبال کے اٹھنے لگے
نازنین نے منع کیا کہ آپ مہمان ہین تشریف رکھین مین استقبال کرکے لاتی ہون یہ
کہکر وہ نازنین گئی تھوڑی دیر مین وہ نازنین اس تاجدار کے ساتھ آئی تاجدار نے آکر سلام
کیا اور نازنین کی تعریفین کرنے لگا کہ اے سنبل عذار تونے مجھپر بڑا احسان کیا میرے مہمان
کا دل بہلایا وہ تاجدار بھی آکر بیٹھا کنیزین باہر چلی گئین تاجدار نے کہا اے شہریار اگر یہ کنیز پسند ہو
تو مین خدمت مین حاضر کردن جہان حضور کے اور اسباب عیش و نشاط مین اسکی ذات سے بھی
دل لگی رہیگی جو آپکے مذہب مین طریقہ شرعی ہو اسکے ساتھ عقد کیجئے امیر نے فرمایا کیا مضائقہ ہے اس
تاجدار نے اسیوقت حکم کیا کہ قاضی کو بلاؤ دو مرد متبرک باریش سفید آکر حاضر ہوئے ایجاب قبول
ہوکر صاحبقران کا عقد اس نازنین کیساتھ ہوا بعد عقد تاجدار نے عرض کی حضور یہین تشریف
رکھینگے یا اپنی بارگاہ مین چلینگے امیر کو اسی نازنین کی خواہش تھی فرمایا آج [illegible]
اے اصلاح تاجدار یہ مقام نہایت دلچسپ ہے یہان دل لگیگا اصلاح نے کہا [illegible]

ہی تاجدار نے چلتے چلتے اس نازنین سی کہا تجھکو مناسب یہ ہی کہ خدمتگزاری مین صاحبقران کی کوئی دقیقہ باقی نہ رکھنا اس نازنین نے کہا حضور خاطر جمع رکھین بہت لطف سی خاطرداری کرونگی وہ تاجدار تو یہ باتین کرکے چلا گیا وہ نازنین خاطرداری کرنے لگی کبھی پہلو سی پہلو ملاکر بیٹھتی ہے کبھی پشت پر ہاتھ رکھدیا اگر امیر نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا نازنین ہنس دیتی ہی کہتی ہی گھبرایے نہین شب تو قریب ہی اسمین آپکی خدمتگزار ہون جب دن گذر گیا آفتاب مرجھایا شاخ کہکشان سی گرا اور داخل باغ مغرب ہوا شہنشاہ ماہ تابان مع فوج ثوابت و سیارگان تخت سپہر نیلگون پر بصد تجمل جلوہ فرما ہوا نازنین نے سامان روشنی کا کرایا ایک کمرے کو خوب آراستہ کیا آپ مسند پر آکے بیٹھی صاحبقران کے پہلو مین بیٹھی باتین کررہی ہی شراب کا دور جاری دمبدم ہوتا ہی ایک گائن سی اشارہ کیا کہ گاؤ اس نازنین نے یہ غزل عاشقانہ شروع کی ۔ غـزل

جبکہ رسوا ہوئے انکار ہی ہیچ باتین مین کیا	ای صنم لطف ہی پردے کی ملاقاتین مین کیا
کوئی اندھا ہی تجھے ماہ کہے ای خورشید	فرق ہوتا نہین انسان سے دن راتین مین کیا
یار نے وعدۂ فردا ای قیامت تو کیا	شک ہی ای نالۂ دل تیری کرامات مین کیا
کوئی بتخانے کو جاتا ہی کوئی کعبے کو	پھیر ہی گبر و مسلمان مین تری گھات مین کیا
ایک مدت سی ہون سائل تیرے دروازے پہ	بوسہ یا گالی ملیگا مجھے خیرات مین کیا
ایسی اونچی بھی تو دیوار نہین گھر کی ترے	رات اندھیری کوئی آویگی نہ برسات مین کیا
دو گھڑی کی جو ملاقات تھی وہ بھی موقوف	ایسا پڑتا تھا خلل یار کی اوقات مین کیا
زہر کے خط اور بھی یادوں میں ہونگے وصل سی ہم	یار نے بھیجا سفوف ہی ہمین سوغات مین کیا
آتش مست جو ملجائے تو پوچھون اس سے	تو نے کیفیت اٹھائی ہی خرابات مین کیا

یہ غزل سنکر صاحبقران کو اور بھی جوش محبت ہوا اور پہر شب گذر چکی تھی نازنین دمبدم جام دیتی جاتی ہی کہتی ہی آپ سلطنت کیون قبول نہین کرتے سب شہر والے آپکے مشتاق ہین امیر نے کہا اسمین باعث ہی میرے لشکر مین تاجدار نواسے بادشاہ نوشیروان کے تخت پر جلوہ فرما ہونگے مین یہ کہکر صاحبقران اس نازنین کا ہاتھ تھام کر اٹھے نازنین نے کہا ملازمون کو ہٹوا دیجئے امیر نے کہا رہنے دو سب سردار اس تاجدار کے بیٹھے ہین کہ امیر اس نازنین کے

ہمراہ لیے اس کمرے مین آئے جہان چھپرکھٹ بچھا ہی ملکہ نے دروازہ بند کردیا روشنی
وہان کی گل کی امیر نے کہا بھی کہ ملکہ اندھیرے مین دم گھبرایگا وہ کہتی ہوای شہریار افسوس
وقت فراق قریب آیا جب صاحبقران چھپرکھٹ پر آئے وہ نازنین پاس آکر بیٹھی اختلاط
ظاہری ہونیلگا جب امیر مطلب اصلی کی طرف متوجہ ہوے اس نازنین نے دوپٹے سے منھ چھپالیا
کہتی جاتی ہی یا صاحبقران منھ میرا بند رہنے دو امیر نے جوش محبت مین اسکا منھ کھول
دیا اب جو دیکھا ایک عورت سیہ فام آنکھون مین گڑھے پڑے ہوے چہرے پر جھریان جن کو
سطور مکاری کہنا چاہیے ہڈیون کا مار گوشت کا جسم مین نام نہین امیر نے فرمایا ارے تو کون ہے
کہکر چاہا ایک گھونسہ مارون اسنے منھ سے شعلہ آتش چھوڑا اپنے کو تڑپ کر چھپرکھٹ سے گرادیا اور
ایک چیخ ماری کہ یارو اس جوان کو لینا چارون کونون سے چار جادوگر دھڑ دھڑا کر نکلے ایک
نے بڑھکر ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ایک طمانچہ مارا کہ سر اسکا اڑگیا اندھیرا ہوا
سب مقرباغ کے جلنے لگے ہر طرف سے صدای گریہ وزاری بلند ہوئی عرصہ دراز تک یہی ہنگامہ
رہا بعد تھوڑی دیر کے امیر نے اپنے کو ایک صحرا مین پایا صحرای ہو بحر وحشت انگیز کانٹونکا جنگل
مقام ہول صاحبقران اس معرکے سے حیران کمال ہین کہ مین کہان تھا کہان آگیا کس عیش
وعیش مین مصروف تھا وہ سامان عیش وعیش یون مٹا اپنے حالات اصلی صاحبقران کو بالکل
فراموش ہین حیران حیران چارجانب دیکھ رہے ہین یہ معاملہ ہی کہ سنبل داد ارجنکے ساتھ عقد
صاحبقران کا ہوا مکارہ غدارہ فکر مین تھی کہ اسم اعظم صاحبقران کسی طور سے بند کیا جائے
جب یہ نہ ممکن ہوا صبح کو سنبل داد ارغد متین بطلیموس جادو کی آئی کہ جو بادشاہ طلسم بطلیموس
ہی آکر عرض کی ای شہریار طلسم کشا کو مبہوت تو کردیا اپنے حالات اصلی کو بھولے ہوے ہی طلسم کشائی
کی فکر نہین لیکن سہراب جادو مارا گیا اگر وصل انکا اس کنیز سے ہو جاتا تو اسم اعظم فراموش ہو جاتا
لیکن طلسم کشا نے مجھے دیکھ لیا افسوس ہی صدہا طلسم فتح کیے مین چارون جادوگر وقت پر پہنچے سہراب
بچارا حمزہ کے ہاتھ سے مارا گیا اب حمزہ صحرای ویران مین ہی اگر کوئی تدبیر ہو جای تو گزشتہ ہو جاتا انسان
ہی اگر حمزہ کو ہوش آگیا تو فاتحی طلسم کی تدبیر ہونے لگے گی اگر حمزہ مجھ تک پہنچا اور پنجہ اسکا مجھ پر
قابض ہوا پھر طلسم نہ بچیگا بہت جلد تدبیر کیجیے تو سرکار کو بخوبی ثابت ہی کہ اصلاح تاجدار

وکنیز مین نے فکر جستجوے تمام فکر طلسم کشائی دل سے نکال دی بادشاہ نے سوچکر کہا اے سنبل دلدار
مین اور بھی فکر کرون گا میرے طلسم کی کوئی لوح نہین پا سکتا ہرچند کہ صاحب اسم اعظم ہونا
بڑی جلالت ہے مگر تجنے اور اصلاح نے بہوت تو کردیا لیکن اسوقت کچھ فکر و تدبیر کرنا اسکی
واجب و لازم ہے شب کو کاہن طلسم آ اور مکرر یہی بیان کیا کہ یہ شخص طلسم کشا ہے طلسم ہزار اسپ
ایسا طلسم اسی شخص نے فتح کیا دیوان قاف کو جاکر اسی نے مارا ملکہ آسمان پری کے ساتھ
شادی کی پردہ دنیا مین اگر نوشیروان ایسے بادشاہ کو شکست دی ہے جبین تاجدار اس جوان
کو لایا ہے تو جو یہان سے پلٹنا محل مین جانا صاحبزادی ہماری ملکہ آزاد صنوبر قد گرگشت طلسم
انھین کے متعلق ہے یہ سب حال ان سے بیان کردینا کہنا اپنی کنیزون کو بھیجیے وہ جاکر دام مکر کو
پھیلا مین اسم اعظم بھلا مین پھر گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہے سنبل پلٹکر محل مین آئی ملکہ آزاد
صنوبر قد اپنی صحبت مین جلوہ فرما ہین بارہ سو کنیزان مرصع پوش حاضر خدمت ہین قدرت
مین گائنین حاضر ہین سامان عیش و نشاط مہیا سنبل نے آکر سلام کیا آزاد نے خود پوچھا
کیون سنبل تجنے سنا ہے کوئی شخص طلسم مین آیا اصلاح تاجدار گرفتار نہین کرسکے تجنے کیا کیا
سنبل نے کہا داری کیا عرض کرون بڑے غضب کا عہدہ میرے سپرد ہے اکثر طلسم کشائی کو
بڑے بڑے کاہن نجومی حکیم ندیم آئے انکو گرفتار کیا پہلو مین مجکو ضرور بیٹھنا پڑا یہ جوان جو آیا
اصلاح تاجدار جو عاجز ہوگئے کہ میری طرف پھینکا مین نے وہ صورت بنائی تھی کہ عاشق
ہوا کیا کہون ملکہ عالم کیسا حسین و جمیل ہے میرے ساتھ اسکی گریبان ہین اپنی کو محجوب بنایا ہے
مین دم دیتی تھی یہان تک اشتیاق بڑھا کہ نکاح ہوا شب کو اس شخص کے حرکات و سکنات
سے بھی دل چاہتا تھا کہ اسکے ساتھ مکر نہ کرون لیکن یہ خیال آیا کہ کل ساکنان طلسم قتل ہو
جائینگے جرأت کا اس شخص کا یہ حال ہے کہ جب میرا حال کھلا اسوقت اس جوان کو غصہ آیا تو
مین نے آواز دی سہراب و کمخواب و عتاب و سرخاب چارون جادوگر وہ صورتین
ہیبت ناک بناکر آئے کہ اگر رستم ہوتا تو پیر زال بن جاتا مگر اس جوان نے کچھ خوف نہ کیا
سہراب کو ایک طمانچہ مار دیا سر اسکا چنبر گردن سے اڑ گیا مین تو طبقہ زمین کا لیکر بھاگی اب
وہ صحرای ویران مین ہے افسوس کرتی ہون کہ بڑی تکلیف پہونچی آپ کے والد سے

ذکر کیا تھا انھون نے کہا کہ ملکہ آزاد صنوبر قد سے بھی بیان کر دینا مین آپ سے عرض کرنے آئی تھی اپنی کنیزون اور مصاحبون کو روانہ کیجیے ملکہ آزاد یہ خبر سنکر سُن ہو گئین سنبل تو روانہ ہوئی آزاد صنوبر قد دل سے کہتی ہے کہ سنبل نے عجب پیچ و تاب سے یہ مقدمہ بیان کیا کہ دل پر تاثیر ہوئی مصنف عرض کرتا ہے کہ عشق کا عجب نیرنگ ہے کسی جگہ موم کہین سنگ سے بڑھ کر سختی کیفیت ہے کہین ذکر سنکر دو دل ہوتا ہے کہین آنکھون کے نظارے سے آگ لگتی ہے بقول شاعر قطعہ ؎
تنہا عشق از دیدار خیزد ＊ بسا کین دولت از گفتار خیزد ＊ درآید جلوۂ حسن از رہ گوش ؛ زجان آرام برباید ز دل ہوش ؛ زد من ہیچ از تیرے درمیانہ ؛ کند عاشق کسا زا غائبانہ ؛ ؛
سنبل داد دار تو یہ مضمون بیان کر کے چلی گئی مگر آزاد صنوبر قد کی دمبدم وحشت بڑھتی جاتی ہے دل مشتاق جمال روے زیبا آنکھین آرزوے دید زحمت آثار رکھتی ہین دلکو دھڑکن جگر کی پھڑکن زیادہ ہوتی جاتی ہے کبھی گھبرا کے ارادۂ سیر گلشن کا ارادہ کیا گل و بلبل کو جو ایک جگہ دیکھا رشک پیدا ہوا کہ ہاے کیا ستم ہے کہ اپنے معشوق سے قریب ہے یہ ہجران دیدہ بیچین ہے کبھی گھبرا کے پکار اوٹھی **نظم**

دل مین ساکن ہے خیال اک بت زیبا کا　　آشیانہ مرے ویرانہ مین ہے عنقا کا
جب لگا نبض مری دیکھنے ظاہر یہ ہوا　　نور ہے دست مسیحا مین کف موسیٰ کا
کسکے گیسو کے تصور مین ہے طوفان سرشک　　حلقۂ زلف ہے گرداب مرے دریا کا
سنجر طور ہے قد اور ہے رخ شعلۂ طور　　دست دلدار مین عالم ہے ید بیضا کا
وہ تو خورشید ہے اسکے جو گلستان مین تپ و تاب　　چہرۂ گل مین تلون ہے یہ مین حربا کا
کیا جنون کم ہو مرا سنگ ملامت سے بھلا　　جو پڑا نیل وہ اک داغ ہوا سودا کا
باغبان اپنے گل و میوہ سے رکھ خاطر جمع　　مین تو مشتاق چمن مین ہون چمن آرا کا
بعد مردن بھی جو ہے نرگس میگون کا خیال　　گنبد قبر مین ہے جوش خم صہبا کا
عشق سے یہ ہے کہ دم میرا خفا ہوتا ہے　　گھونٹتا ہے جو کوئی مست گلا مینا کا
یاد مژگان مین جو یون جوش پہ ہے سیل سرشک　　تشنہ لب کیا کوئی کانٹا ہے کسی صحرا کا
دیکھتے ہی ترے ہاتھون کو ہوا دیوانہ　　ید بیضا سے ہوا ہے یہ خلل سودا کا

جاتے ہیں عالم بالا کو جو نالے سید سے دین و دنیا کی عبث فکر ہے تجھکو آتش	ہے خیال آج مجھے ایک سہی بالا کا وہی ہوگا جو ارادہ ہے مرے مولا کا

ایک ہمراز نے دست بستہ عرض کی اگر حضور کو اسقدر پریشانی ہے تو کنیزیں جائیں انکو بلا کر یہاں
لے آئیں ملکہ آزاد نے کہا صاحب وہ سردار جلیل داماد نوشیروان شوہر مہرنگار ہیں بلا وجہ
کبھی نہ آئینگے یہ میرا دل قبول نہیں کرتا مجھے تو اور کچھ واسطہ نہیں صرف دیکھ لینا چاہتی ہوں
کہ سنبل نے میرے سامنے جال پھیلایا اسکا کتنا سچ ہے میں برای گشت جاتی ہوں کنیزوں
نے چاہا تیاری کریں ملکہ آزاد صنوبر قد نے کہا میں اکیلی جاؤنگی یہ کہکر ایک طاؤس زریں بال
پر سوار ہوئیں طرف صحرای ویران کے یکہ و تنہا چلیں یہاں صاحبقران صبح کا وقت ہے تھوڑی
دیر ایک نخل کے سایے میں ٹھہرے اب ایک جانب چلو دن جو چڑھا آفتاب گرم ہونیلگا بونڈا
گرد کے اٹھے دھوپ بڑھنے لگی جب جھونکا ہوا کا چلا معلوم ہوا منھ جھنک گیا پیاس معلوم ہونی
لگی قوت نے جواب دیا دس قدم چلے پھر کسی مقام پر بیٹھ گئے لٹ پر پیدا ان دھوپ کی شدت
آفتاب کی حدت زرہ جسم میں پھنکنے لگی غرض کان چنگاریاں بنگئیں آخر گھبرا کر صاحبقران نے
زرہ اتاری ایک سمت پھینکدی خود سر سے اتارا وہ بھی ایک جانب پھینکدیا سر برہنہ زمین
جلتی ہوا سی اڑتی ہوئیں چہرے پر زردی ہے خونیں پڑیاں جمی ہوئیں تھوڑی دور جا کر تلوار کو
بھی پھینکدیا تیر و کمان ایک طرف ڈالدی جستجوی آب میں دوڑ دھوپ کر رہے ہیں ایک ٹیکرے
کے برابر پہونچے وہاں کسیقدر سایہ تھا صاحبقران کو غنیمت ہوا وہاں جو بیٹھے زمین
میں خنکی پائی ریت کو ہاتھ سے ہٹانے لگے جوں جوں ریت کو ہٹاتے ہیں زمین ٹھنڈی نکلتی گئی
کوئی دو ہاتھ گڑھا جب بن چکا امیر نے بیقرار ہو کر اس سرد ریت پر منھ رکھدیا ہوا کا جو جھونکا
جو زور سے چلا کرارہ اس ٹیکرے کا پھٹ پڑا نصف جسم امیر کا ریت میں چھپ گیا نصف
ظاہر ہے لیکن ملکہ آزاد صنوبر قد جو تلاش میں امیر کے چلی تھیں پھرتے پھرتے اس مقام پر
آئیں جہان کا سنبل نے پتہ دیا تھا وہاں امیر کو نہ پایا اب خراماں ڈھونڈھتی ہوئی پھریں
ایک مقام پر دیکھا زرہ نہایت عمدہ پڑی ہے زرہ دوڑ کر اٹھائی خیال کر کے دیکھا تو اسپر نام صا
صاحبقران کندہ ہے زرہ کو چھاتی سے لگا لیا جی میں کہتی ہیں ای آزاد یہ کیا ہوا سونے چاندی کی

کڑیون کی زرہ لاکھون روپیہ کا جواہر اسمین نصب ہو باشتیاق اسکو ملاحظہ کر رہی ہین اور
تھوڑی دور آگے بڑھی تھین کہ خود سر ملا اسکو جو اٹھا کر دیکھا اسپر بھی نام صاحبقران کا کھدا
تھا کھین جوشن پڑے دیکھے آنکھون سے آنسو جاری ایک جانب چار آئینے پڑے دیکھے حیران ہوکر
وہ بھی اٹھا لیے ایک مقام پر تلوار دیکھی ایک جگہ پر تیر و کمان و خنجر پایا تو ہوش اڑ گئے جی
مین کہتی مین ای آزاد غضب ہوا کسی نے شاید امیر کو مار ڈالا لیکن اگر کوئی قتل کرتا یہ اشیاء
نادرہ کیون چھوڑتا اس فکر مین جاتی تھین کہ قریب اس ٹیکرے کے پہونچین دیکھا نصف
جسم ریت مین نصف بیرون زمین دھوپ مین پٹ رہی ہو آزاد گھبرا کر بیٹھ گئین دست
نازنین سے ریت ہٹانا شروع کی اب جو نگاہ جمال جہان آرا پر پڑی چہرہ گرد آلود ذری عارض
پر چمک رہی ہین صاف ثابت ہوتا ہو کہ ماہ تابان پر ستارے جڑے ہین حیران جمال دمحو دیدار
ہو گئین بیتک تو انتہا کی تھین سر لیکر زانو پر رکھا صاحبقران بیہوش ہوگئے تھے پانی تو اس
مقام پر ممکن نہین کہ حلق مین ٹپکاتین آنکھون سے آنسو جاری ہوی جب اسپر بھی صاحبقران کو
ہوش نہ آیا صاحبقران کے ہونٹ نیلے ہورہے ہین یہ تو یقین کامل ہو کہ پیاس کی شدت سے یہ
حال کیا ہو فوراً ایک تخت پیدا کیا اسپر صاحبقران کو سوار کر لیا کل ہتھیار بھی اسپر رکھ لیے اور
آپ بھی سوار ہوئین تخت کو اڑاتی ہوئی چلین حال زار صاحبقران کے آنسو ٹپکتے ہوئے
کبھی خیال آتا ہو کہ خدانخواستہ شدت عطش سے دشمنون کا دم نہ نکلجائے دیکھین کیونکر ہوش
آئے سنبل دادار نے بڑا فتور کیا اس صحرای ویران مین پھینکا اگر چند ساعت اور نہ پہونچتی
تو قیامت تھی یہان باغ مین سب کنیزین چرچے کر رہی ہین کہ ملکہ آزاد نہایت پریشان تھین
نہین معلوم کہان تشریف لیگئین سب نے دیکھا تخت اڑا ہوا آتا ہو ایک جوان رشک یوسف
کنعان بیہوش پڑا ہوا ہو ملکہ بہ نگاہ حسرت اسی دیکھ رہی ہین کہ تخت آکر اترا ملکہ آزاد نے بارہ
دری مین لاکر صاحبقران کو چھپر کھٹ پر لٹایا آپ بیٹھکر مگس رانی کرنے لگین تلوے سہلائے پانی
حلق مین ٹپکایا جب امیر نے آنکھ کھولی اپنے کو چھپر کھٹ پر پایا دیکھا ایک نازنین مہ جبین پری پیکر
خوشرو خوشخو نگاہین چہرہ پکن کثاریان خنجر ابرو برای خونریزی عاشقان تیار ہین آہوان چشم
بیباک و ہوشیار ہین صاحبقران اٹھ بیٹھے گرد کنیزین تھین ملکہ نے شرما کر سر کو جھکا لیا

امیر نے فرمایا صاحب آپنے بڑا احسان کیا کہ اس صحرای وحشت خیز سے اس مکان فرحت
بخش مین پہونچایا کنیزین تو چیلے سے کام کے ہٹ گئین ملکہ آزاد نے فرمایا آپکا اقبال
سنبل دادار نے آپکو صحرای وحشت خیز مین پھنسا دیا تھا مگر آپکی خدا نے آپکو بچایا جب امیر نے
باصرار نام پوچھا ملکہ نے رو رو کر بیان کیا ای شہریار اپنا نام کیا بتاؤن لیکن اب چھپانا بھی ممکن نہین
مراد میری یہ ہی کہ آپنے اس طلسم پر کیون قصد کیا یہ مقام رنجا رہی آپکی جستجو بیکار ہی یہ کنیز بادشاہ
بطلیموس طلسم کی بیٹی ہی آپکو طلسم سے ویران سی اٹھا لائی حال آپکا سنکر مجھکو تردد ہوا بہتر
آپ کے واسطے یہ ہی کہ جبتک جی چاہے اس باغ مین تشریف رکھیے اس باغ مین سبزۂ
بیگانہ بھی نہین ہے سات سو کنیزین میری ملازم خیرخواہ اس باغ مین رہتی ہین یقین تو
یہی ہی کہ آپکا حال کوئی ظاہر نکریگی بادشاہ کو اس مقدمہ سے ماہر نکریگی جب آپکا جی گھبرایگا
مین بیرون طلسم آپکو پہونچا دونگی صاحبقران نے فرمایا ای جان بخش حقیقت مین تم نے
جان بخشی کی اس صحرای ویران سی اٹھا لائین لیکن بدون حصول مطلب طلسم سے نکلنا
مناسب نہین برجیس تاجدار جتنے خداوندان باطل ہین اون سبکے پاس ہو آیا وہ بیچارے کیا
جواب دیتے کچھ سخت و سست کہدیا اسکا بیٹا مریخ تیغزن اسی طلسم مین قید ہے مین اس کا
وعدہ کرکے آیا ہون کہ تیرے بیٹے کو چھڑا کر لاتا ہون سات لاکھ بندگان خدا دائرہ اسلام مین
آگئے اگر مین خالی پلٹا تو اسکو کیا جواب دونگا یا تو اپنی جان دونگا یا اس طلسم کو فتح کرونگا یہ باتین
سنکر ملکہ کی رنگت متغیر ہو گئی کہا ای شہریار لوح اس طلسم کی معدوم ہی شاید بادشاہ کو معلوم ہو خیر آپ
تشریف رکھین مین خود جا کر باپ سی دریافت کرونگی جو کوشش میرے اختیار مین ہی اس سی گردن
تابی نہوگی ملکہ آزاد صنوبر قد نے ایک کمرہ مین لاکر صاحبقران کو رکھا سب کنیزون کو سمجھا دیا کہ
خبردار حال صاحبقران عالیوقار کسی پر ظاہر نہونے پائے بعد کئی دن کے ملکہ نے صاحبقران
سے کہا اب مین خدمت مین والد کی جاتی ہون احوال لوح دریافت کرکے آتی ہون چند
کنیزین خدمت مین صاحبقران کے چھوڑ دین کہدیا خبردار کوئی ملال نہ پہونچے یہ کہکر روانہ ہوگئین جہان
بادشاہ محل مین بیٹھے تھے کہ آزاد صنوبر قد نے آکر بادشاہ سے ملاقات کی جوش عشق صاحبقران سے
ضبط نہو سکا باپ کے گلے مین ہاتھ ڈالکر رونے لگین بطلیموس نے پوچھا کیون بیٹیا خیر تو ہے

ملکہ آزاد نے کہا اے والد نامدار مین نے سُنا کہ طلسم کشا کا داخلہ ہوا اصلاح تاجدار وسنبل
وامدار نے نہین معلوم کیا کیا یہ بھی سُنا کہ سہراب جادو مارا گیا صاحبقران صحرای ویران مین
پہونچے آپ نے طلسم کشا کو قید کرلیا یا اسی صحرا مین ہلاک ہوا میرا تو آب و دانہ ترک ہوگیا اُٹھ پہر یہی
خیال ہی کہ ایسا نہو طلسم ٹوٹنے آپکی دشمنون پر کوئی زوال آئے شاہ نے کہا ای نور نظر اسکا کچھ خیال
نہ کرو طلسم نہین ٹوٹ سکتا لوح ایسی مقام پر ہی کہ وہان کوئی نہین جا سکتا آزاد نے کہا باباجان
مجھسے مفصل فرمایئے ورنہ میرے دل کو آرام نہ آئیگا مین نے آب و دانہ بالکل ترک کردیا مجکو
بڑا قلق ہی بطلیموس نے کہا بیٹیا تم صاحبزادی ہو ایسا نہو کہ کسی کے سامنے ذکر کر بیٹھو آج تک سوا
میرے کوئی آگاہ نہین وزیران سلطنت کو جنکو میری جان تک کا اختیار ہی بدون ان کی
صلاح کے کوئی کام نہین ہوتا لیکن حال لوح سی مین نے انکو بھی محروم رکھا ملکہ آزاد یہ سُنکر
رونے لگین کہا کیون باباجان مین آپکی دشمن ہون جسمین آپکی جان کا خوف ہی اس لفظ کو
منھ سی نکالون آپ مجھے اپنے ہاتھ سی قتل کرڈالیے کہ مین کشاکش سے مہلت پاؤن بطلیموس
نے کہا تمھاری دایہ اسرار شعلہ زن جسنے تمکو پرورش کیا صرف وہ جانتی ہی یہان سی بارہ کوس
پر ایک صحرا ہی صحرا مین ایک جھیل ہی جب وہ مچھلی بنکر جھیل مین گرے اندر اسکے ایک قصر ہے
اس قصر کو قصر زمرد نگار کہتے ہین اس قصر مین ایک پنجرا لٹکا ہی قفس مین ایک طائر خوش رنگ ہی
اس طائر کے سینے مین لوح ہی اسرار شعلہ زن اتنی بڑی خیرخواہ ا سکو کون تسخیر کریگا وہ طلسم
کشا کو قصر زمرد نگار تک پہونچائے لیکن ایک مقدمہ مین بہت حیران ہون تحل جادو نے
مجکو خبر دی ہی کہ صحرای ویران سے طلسم کشا غائب ہوگیا ملازمون ذی مرتبہ جاکر کل صحرا کو چھان
ڈالا مگر کہین طلسم کشا کا پتہ نہین ملتا مجکو بڑا تردد ہی ملکہ نے کہا ای والد نامدار جو کوئی طلسم کشا
کو لیگیا ہوگا مین آرام سے نہ بیٹھون گی اب تلاش مین نکلونگی بطلیموس جادو نے بہت سمجھایا
کہ ای فرزند مین نے تمکو مطمئن کردیا تم اس مقدمہ مین کچھ کد و کاوش نہ کرو خود طلسم کشا مل
جائیگا ملکہ آزاد باپ سے رخصت ہوکر باغ مین آئین سب احوال صاحبقران سی بیان کیا
کہا ای شہریار دوران بہت سخت مزاج ہین اور خیرخواہ سلطنت ہین جب وہ شریک ہون
تو لوح تک رسائی ہو اور کسی طرح لوح نہین ملسکتی مین سمجھی تھی میری کوشش کا کام ہوگا

مین اپنی جان نثار دون گی لوح آپ تک پہونچاؤن گی لیکن آپ تشریف رکھین مین انی اماں پاس جاؤن گی اور ان سے لوح کو مسخر کر کے لوح آپ تک پہونچاؤن گی ملکہ تو اس حیلہ مین صاحبقران کو روکتی ہین مگر امیر کا تردد بڑھتا جاتا ہی ملکہ سے نام اسرار شعلہ زن کا سنا اور یہ بھی دریافت کیا کہ اسرار شعلہ زن کہان رہتی ہی ملکہ نے کہا یہان سے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہی کہ اُسے قلعہ آتش بہار کہتے ہین قلعہ آتش بہار مین دائی امان رہتی ہین ایک شب کو لیٹے لیٹے صاحبقران سوچے کہ یا امیر بر بعد مدت مدد پروردگار کریگا یون بیکار بیٹھے رہنا جرات کے خلاف ہی اب یہان سے نکل چلو لوح کو تلاش کرو پروردگار ظفر لوح کر دیگا یہ سوچکر اٹھے سلاح اپنے جسم پر آراستہ کیے ملکہ کو سوتا چھوڑا آپ باغ سے نکلکر شب تیرہ و تار مین ایک سمت چل نکلے جب مسافر ماہ تابان منزل عالم طے کر کے سرای مغرب مین داخل ہوا امیر ایک مقام پر جاکر ٹھہرے یہان جو صبح کو ملکہ اٹھین صاحبقران کو نہ پایا بدحواس ہوگئین خواصون سے کہا صاحبو غضب ہوا صاحبقران چلے گئے مین خود تلاش کو جاؤنگی ڈھونڈھ لاؤنگی

ہر چند ضبط کرتی ہون مگر نہین ہوسکتا نشنم

ہی عرق آلودہ رخ پر زلف جانان غم نہین
سانپ پانی کا ہی جو نہار اُس مین سم نہین

لال مجھ پر دی گلگون یار کا کس دم نہین
کب مزاج کاکل عنبر فشان برہم نہین

مرگیا مین گلعذارون کی مژہ پُرنم نہین
یہ عجب گلزار ہی جو قطرہ شبنم نہین

اہل دولت کو اگر ہی بخل مطلق غم نہین
ہم کو بھی حاجت نہین دنیا مین گر حاتم نہین

میری مرنے سے بھلا کیا چشم تر ہون شعلہ رو
چشمہ خورشید کو دیکھو کہ مطلق نم نہین

جو کوئی ہو با تواضع ہے سلیمان زمان
نقل خاتم خم اگر قامت نہین خاتم نہین

پڑگیا پرتو جو تیرے روے آتشناک کا
صاف تبخالے لب گل پر ہین یہ شبنم نہین

آنکھ نرگس کی نہین ہرگز جھپکتی اس لیے
ایک لمحے مین بہار گلشن عالم نہین

ہین شرر پتھر مین پنہان پر جہان آگاہ ہی
کون ہی جو میری سوز عشق سے محرم نہین

چشم جانان سے جو الفت ہی دلا دیوانہ ہو
آہوان وحشت تو مجنون سے مطلق رم نہین

زلف جانان کا کوئی مضمون کیا جیسے تم
میری خامے کے برابر افعیون مین سم نہین

یار کی محراب ابرو کے تصور مین مدام
بار کو ناسخ یہ لکھ مصراع استاد دیدم
دیدہ کعبہ ہی گریان چشمہ زمزم نہین
دیر کی تیغے ورا آنے مین تو پیر حرم نہین

کنیزون نے ملکہ کو بہت بیقرار پایا ہر چند سمجھایا ملکہ آزاد نے نہ مانا بلکہ وہ تنہا تلاش مین چلین
امیر تو ایک صحرا مین کئی کوس باغ سے نکلکر آگے بیٹھے ہین لیکن ملازمان صاحبقران
و خنجر زن و مقبل وغیرہ مع اصلاح تاجدار مین فرو کش ہین اصلاح تاجدار کے
حجرہ مین سب مبہوت ہین ان سب کو یقین ہے کہ صاحبقران بارگاہ مین تشریف رکھتے ہین
اصلاح تاجدار اپنے مقام پر بیٹھا ہوا کہہ رہا ہے کہ مین نے طلسم کشا کو آفت مین پھنسایا لیکن
ابھی اسم اعظم نہین فراموش ہوا کہ سنبل وامدار گھبرائی ہوئی آئی کہا مین نے طلسم کشا کو عالم
غفلت مین صحرای ویران مین پھینکدیا تھا مگر نہین معلوم وہان سے کون لیگیا مین بھی برائے
تلاش جاتا ہون آپ بھی جستجو کرین یقین ہے اس طلسم مین کوئی اسکا دوست پیدا ہوا صحرای
ویران سے نکال کر لیگیا اصلاح نے کہا اے سنبل مین آٹھ پہر کتاب سامری دیکھتا ہون کہ زبان
سے بیان کرون صاف صاف تو معلوم ہے کہ یہ شخص طلسم کشا ہے یہی لکھا ہے کہ لوح لیگی
قلعہ آتش بہار مین آگ لگیگی تم بھی تلاش کو جاؤ مین بھی ڈھونڈھنے جاتا ہون یہ کہکر
اصلاح تاجدار چلا اول صحرای ویران مین آیا تمام صحرا کو چھانا کہین پتہ نہ ملا وہان سے
لمبا جنگلون کو چھانتا ہوا اس مقام پر آیا جہان صاحبقران بیٹھے ہین یہ تو خیال ہے کہ کیونکر
تا بہ قلعہ آتش بہار تک جاؤن اسرار شعلہ زن کو تسخیر کرون کہ اصلاح نے صاحبقران کو
دیکھا مسلح و مکمل ایک نخل کے سائے تلے بیٹھے ہین کچھ سوچ رہے ہین اصلاح زمین پر
از راہ خدمت صاحبقران مین آیا جھک کر سلام بجا لایا عرض کی اے شہریار آپ یہان کیون
آوارہ پھرتے ہین غریب خانے پر تشریف لے چلئے حضور کیلئے وہی بارگاہ استادہ ہے کبھی
کوئی تکلیف نہ ہوگی صاحبقران اصلاح تاجدار کے ساتھ چلے تھوڑی دور راستہ طے
کیا تھا کہ ایک نخل پر صاحبقران نے دیکھا بیٹھا ہے ایک طائر نے زمزمہ پردازی
کرکے آواز دی یا صاحبقران پھر آپ دشمن کے ساتھ جاتے ہین امیر جیسے سوتے سے
بیدار ہوئے طائر تو یہ آواز دیکر اڑ گیا صاحبقران بقہر و غضب تمام طرف اصلاح تاجدار

کے بیٹے اصلاح سے اپنے کو زمین پر گرا دیا پرواز پیدا کر کے بلند ہوا پکار کر آواز دی اد
طلسم کشا میرے کرے کیونکر بچیگا سبنش و امداد اپنی دام مکر میں آکر گرفتار کریگی فوراً دوسرے
نخل پر سوا اسی طائر نے آواز دی یا صاحبقران اگر یہ نکلگیا وہ فساد برپا کریگا کہ پھر آپ دام مکر
میں اسکے پھنسینگے صاحبقران نے فوراً ایک تیر تاک کر مارا اصلاح چاہتا تھا کہ بلند ہوں
کہ تیر آکر سینے پر پڑا ادھر وہ پشت کو توڑ کر پار گذرا اصلاح تاجدار مر کر زمین پر گرا بعد تھوڑی
دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من اصلاح تاجدار بود صاحبقران اصلاح کو مار کر ایک
جانب چلے لیکن جواہر بن عمرو مقبل سے باتیں کر رہا تھا سب غلام جمع ہیں کہ یکایک ایک زناٹا
ہوا دیکھا وہ قلعہ جلکر خاک ہوا بارگاہ بھی جلکر گری جواہر و مقبل کو ہوش آیا جواہر نے کہا اے
مقبل جس بارگاہ میں صاحبقران تھے وہ بھی بارگاہ جل گئی ہم تم سب مبہوت ہو رہے تھے
معلوم ہوتا ہے کہ جسکے سحر میں تھے وہ مارا گیا نہیں معلوم آقا پر کیا گذری میں تلاش میں
اپنے آقائے نامدار کے جاتا ہوں تم بھی لشکر لیکر عقب میں آؤ یہ کہکر جواہر بانداز عیاری سے
آراستہ ہوا بصورت ایک ساحر کی بنکر روانہ ہوگیا۔ میں سوچتا ہوا چلا کہ آقا ہمارے کسی آفت
میں پھنس گئے لیکن اصلاح تاجدار مارا گیا ہم اسی کے سحر میں تھے پھرتا ہوا ایک صحرا میں پہونچا
درۂ کوہ سے رونے کی آواز آئی کہ کوئی بلک بلک کر کہہ رہا ہے او ظالم سر کاٹ لے مگر میری
عصمت کو ہاتھ نہ لگانا تو نے مجکو میرے بزرگوں سے چھڑایا معشوق پر یہ جبر و ظلم جواہر
بن عمرو ساحر بنا ہوا قریب درۂ کوہ کے پہونچا دیکھا ایک ساحر سیہ فام ایک نازنین چہاردہ
سالہ پر بدعت کر رہا ہے اس مہ جبین کی زبان میں سوزن اس نازنین کے ہاتھ بندھے
ہوئے یہ بیجا ساحر کہتا ہے اے جان جہان میرا وصل قبول کر وہ مہ جبین بلک بلک
کے روتی ہے اور کہتی ہے اے شخص خبردار مجھے ہاتھ نہ لگانا جواہر بن عمرو نے رنگ
و روغن عیاری کا نکال کر ایک گویّے کی شکل بنائی تنبورہ ہاتھ میں لیا یہ غزل عاشقانہ
گاتا ہوا اس پہاڑ کی طرف سے گذرا غزل

مہندی سے لال لال ہوئے دست و پائے دوست	خون شہید ناز ہوا ہے حنائے دوست
حصہ میں دشمنوں کے ہو جور و جفائے دوست	دشمن خدانخواستہ ہوں خاک پائے دوست

دل کو ہوئے ہین معنی توحید منکشف	آنکھو نکو کچھ نظر نہین آتا سوائے دوست
لا مین چاہنگی سینے پہ اپنے بٹ وصال	کیا کیا نہ غل مچائیگی غلغل پائے دوست
کیا مال ہے ہزار کوئی مالدار ہو	ہم بھی ہین سائل در دو بستر اے دوست
زندہ تجھے تو مردہ ہو ہو جائے دم فنا	مردہ کو زندہ کرتی ہے آواز پائے دوست

اسطرح یہ غزل جواہر نے گائی ساحر نے جو گوئیے کو پلٹ کر دیکھا بیچین ہوگیا کہا میان گوئیے
صاحب یہان آؤ ہمکو گانا سناؤ جو کہو گے وہ ہمکو دینگے گویا ٹھہر گیا کہا میان صاحب ہمکو
فرصت نہین اسوقت ہم جاتے ہین ایک رئیس نے ہموسے کو بلایا ہے ہماری قیمت گانیکی دوآنہ
مقرر ہین ہم اس سے کم نہین لیتے ساحر نے ہنسکر کہا مجھسے روپیہ لے لو تم گوئیے دنیا بھر کے
پھرے ہوئے سب طرحکے نشیب و فراز دیکھے ہونگے اس معشوق کو ہمارے واسطے راضی
کر دو جو کہوگے وہ دینگے جواہر نے کہا یہ تو ہمارا پیشہ ہے بڑی بڑی رنڈیان ہمارے یہان آتی ہین
ہم حضور قوم کے کنچن ہین گانا بھی سیکھ لیا وہ ساحر ہاتھ جوڑنے لگا کہا میان تمہارا نام کیا
ہے جواہر نے کہا میان دل لاؤ مجھے کہتے ہین کیسا ہی معشوق رنجیدہ ہو ہمنے بات کی اور وہ
مہربان ہوگیا ساحر نے کہا اس نازنین سے جا کر مدارات کرو جواہر نے کہا آپ ذرا ہٹ جائیے
مین تنہائی مین چند باتین کرون پھر آپکو بلا لونگا تم ایسے خوش رو ہو خود عاشق ہو جائیگی ساحر
جو باہر اوٹھکر گیا جواہر بمحبت اوس نازنین کے قریب آیا کہا اے نازنین یہہ کیا سحر ہے یہہ
ظالم تجھپر کیون بدعت کرتا ہے وہ نازنین بیقرار ہوکر رو دی کہا اے شخص میرا حال قابل بیان کرنے
کے نہین ہے لیکن کیا تجھ سے بیان کرون اے شخص تو کون ہے جواہر نے کہا مین فرزند خواجہ
عمرو ہون اس راہ سے جاتا تھا تمہاری آواز دردناک سنکر دل بیقرار ہوا یہان چلا آیا اب تم
اپنا حال بیان کرو ابھی اوس موذی کو مار لونگا میرے ہاتھ سے کیا بچ سکتا ہے نازنین نے کہا
مین بیٹی ہون ملکہ اسرار شعلہ زن کی کہ جو قیصر سلطنت شہنشاہ بطلیموس ہے یہہ بجادت سے مجھپر عاشق
تھا قلعہ آتش بہار سے غفلت مین اوٹھا لایا اے عیار اگر تو نے میری آبرو و جان بچالی تو
عمر بھر لونڈی بنی رہونگی تیرے حکم سے گردن تابی نہ کرونگی نام میرا محجوب پرچہرہ ہے خود بادشاہ
مجھپر عاشق ہے مین نے ابتک نہین قبول کیا جواہر نے محجوب پرچہرہ سے بجولی باتین کرکے اوس

ساحر کو پکارا خود بھی باہر نکل آیا کہا وہ تو خود آپ پر جان دیتی ہے مین نے جو پوچھا تو کہا پھر آدمی عجب شروع کی اسوجہ سے مجھکو بھی نفرت ہوئی ورنہ ایسے جوان کسکو معلوم ہوا مین قد بڑا ناک بڑی آنکھین چھوٹی کان تیلے ہونٹھ موٹے بڑی بڑی صفتین بیان مجھے یاد نہین رہین آؤ بیٹھو شراب لاؤ معشوق کو پلاؤ لطف وصل اٹھاؤ لو بھائی مزے اڑاؤ یہ سنکر ساحر بھول گیا ایک مٹی کے لوٹے مین شراب لایا جواہر نے شراب مین بیہوشی ملائی محبوب کی زبان سے سوزن کو نکالا جام بھر کر ملکہ کے ہاتھ مین دیا کہا اس نابکار کو پلاؤ محبوب پریچہرہ نے ناچار جام لے کر اس ساحر کو دیا ساحر خوشی خوشی پی گیا جواہر خنجر زن نے اس ساحر کے مبہوت کرنے کو یہ چند شعر گا کے نظم ؎

لگو نے جب آنکھ لوٹے مجبوب
کیا بگولوں نے خاک اڑائی ہے
آج بھولا سخن جو ماہ دہن
پھر بھی مین یہ پارسائی ہے
کیا ملا اس کے ہاتھ سے قاصد
صبحدم مجھکو نیند آئی ہے
غم شمشیر مین ہے سالک رنگ
غرق کی بحر آشنائی ہے

جسنے آنکھ آپ سے لڑائی ہے
گر ہوے تب یہ بات پائی ہے
لیچلی ہے وطن سے وحشت در
دل کو کیا بات یاد آئی ہے
ہر قدم مین یہ ناز تھے کب کب
خط کا سرنامہ کیون حنائی ہے
ہر گلی مین ہین سائل دیدار
میری تسبیح کربلائی ہے

اس سے اک خلق سے لڑائی ہے
دیکھنا اے سحاب دیدہ تر
بارے نزدیک موت آئی ہے
وصل ہوگا شراب پی لونگا
کبک لے تیری چال اڑائی ہے
موت آئی نہین ہے پیری مین
آنکھ یان کاسہ گدائی ہے
تر چکا بعد مرگ بھی آتش

جواہر نے اس طرح یہ اشعار گائے کہ ساحر بلبلا کر اٹھا چاہا ملکہ محبوب پریچہرہ کے اپنے جادو ن بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کے گرا بیہوش ہوا جواہر نے اس حرامزادے کو حلال کیا ایک شور بلند ہوا اور تک اسکے مرنے کی آواز گئی جواہر محبوب کا ہاتھ پکڑے ہوے باہر نکلا محبوب نے کہا اے عیار طرار جو تو مانگ وہ تجھکو دون تیری وجہ سے جان و آبرو بچگئی جواہر نے کہا مین روپیہ کا طالب نہین ہون صرف یہ چاہتا ہون کہ آپکی خدمت مین ہون جو مطلب ہوگا عرض کرونگا جواہر محبوب سے باتین کر رہا تھا سب حال اپنا بیان کیا کہ مین عمرو عیار کا بیٹا ہون جو افراسیاب سے برابر لڑ رہا مین میرے آقائے نامدار صاحبقران ہمایونقار اصلاح تاجدار کے مقام سے غائب ہوے اسمین مین

انھین کی تلاش مین نکلا ہون بس یہ تمھارا احسان ہو کہ میرے آقا کو تلاش کر دو محبوب کہتی ہے بیٹے دل و جان سے تمھارے مذہب کی اطاعت کی گا نا تیز اسنکر مجھسے بجنسے ایک مجسد ہوئی تیرے احسان کا بدلہ یہ ہو کہ خواہ میری جان جائے یا رہے تیرے کام مین سب طرح موجود ہون قضا و کار اسرار شعلہ زن مان محبوب پریچہرہ کی اپنی بارگاہ مین بیٹھی تھی کام مقدمات کے بیٹھے سلطنت کے درپیش تھے کہ چند کنیزین روتی ہوئی آئین عرض کی حضور کوٹھے پر ملکہ محبوب پریچہرہ کھڑی تھین کوئی انکو اٹھا لیگیا یہ سنتے ہی اسرار کوٹھے پر آئی جب بیٹی کو نہ پایا تنا تو غصے مین کہا کہ کون ایسا نالائق تھا جو میری بیٹی کو اٹھا لے گیا ایک ہی یہ میری بیٹی تھی بوٹیان کاٹکر کھا جاونگی مجھسے بچکر کہان جائیگا پر پرواز پیدا کر کر چلی یہ بھی جانتی ہو کہ بیٹی میری سحر مین طاق شہرۂ آفاق ایسی وہ نہین جو کسی بات مین رہ جائے ارمی ہوئی چلی آتی ہو کہ اس ساحرہ کے مرنیکی صدا بلند ہوئی اسرار شنکر اُسی جانب چلی جواہر محبوب نے کھڑا ماتم کر رہا ہو کہ آسمان سے اسرار شعلہ زن نے دیکھا ای فرزند کمکر دوڑی جواہر نے ایک ساحرہ کو جو آتے دیکھا کود کر جا گا ایک غار مین انکو گرا دیا اسرار جو تڑپکر گری بیٹی سے لپٹ کر چیخین مار مار کر رونے کہا ای نور نظر کون تجھکو اٹھا لایا اسکا نام تو بتا اسکے قبیلے کو ویران کر دون لاشون سے میدان بھر دون محبوب نے پلٹ کر دیکھا ای مادر مہربان سب حال مصیبت مآل آپسے عرض کرونگی لیکن میرا جان بخش کہان گیا اسرار نے کہا بیٹیا مین نے تو کچھ کہا بھی نہین جو تمھارا محسن ہو مین اسے عزیز تر کرونگی محبوب نے کہا ای مادر مہربان اگر وہ شخص چلا گیا مین اپنی جان دیدونگی ایک ساحر بیرنام بدانجام مجھکو اُٹھا کر لایا چاہتا تھا میری عصمت پر دست انداز ہوا اس شخص نے آکر مجھے بچایا چشم زدن مین اسے مار لیا مجھکو کیونکر آرام آئے آپ پکار لیجیے اور یہ منھ سے کہو ای شخص مین تجھے کچھ نہ کہونگی تیری اطاعت مین ہمین کیا عذر ہے اسرار یہ حال سنکر بہت رونی پکار کر کہا ای شخص تو کیون چلا گیا جلد آکر صورت دکھا مثل بیٹی کے مین بھی اطاعت کرونگی جب نہین تھا کر اسرار نے کہا ای شخص اپنے محسن کے ساتھ کوئی بھی بدی پیش آتا ہو تو نے ہماری بیٹی کی آبرو بچائی ہم جان و دل سے تیرے شکر گذار مین واسطہ اپنے مذہب کا ہمکو صورت دکھا جب

اسطرح اسرار نے پکارا تب جواہر غار سے نکلا محبوب دوڑ کر جواہر سے لپٹ گئین مسکرا کر کہا صاحب تم کیون بھاگ گئے تھے یہ میری مادر مہربان ہین جسکی مین خدمت کرون اسکی یہ بھی تابعدار ہین جو تمنے ہمسے کہا ہم دونون مان بیٹیان اسمین کوشش کرینگی جواہر بھی کھڑا ہوا اب تو محبوب نے رو رو کر سب حال مان سے بیان کیا کہ وہ بیچارا طالب وصل تھا لیکن اسی شخص نے آکر بچایا کیا جھٹ پٹ اسے قتل کیا اسرار نے جواہر سے سب حال پوچھا تو جواہر نے اپنے داخلے کی کل کیفیت بیان کی صاحبقران کا حال بھی کہا اسرار کو سناٹا آگیا سر جھکا کر کہا ای محبوب سارا طلسم ہمارا تمھارا دشمن ہوگا محبوب نے کہا دیکھا جائیگا دشمن کوئی ہوگا تو کیا کریگا بقول جواہر کہ باپ انکی جواہر افراسیاب سے لڑ رہے ہین اسنے بھی تو اخبارون مین دیکھا ہے کئی سال لڑائی سے گذرے اب رہائی اسد غازی کا زمانہ قریب آیا ہے سب کاہن نجومی کہتے ہین اسد غازی افراسیاب کا قاتل ہے ملکہ آزاد صنوبر قد جو تلاشمین صاحبقران کے نکلی تھین آسمان پر سے دیکھا محبوب پریچہرہ و اسرار شعلہ زن اور ایک عیار طرار مکار غدار تینون گھل مل کر باتین کر رہے ہین آزاد آسمان پر سے اتر آئی دائی امان کہکر اسرار سے لپٹ گئی فراق مین صاحبقران کے بیقرار و بیتاب تھی اسرار نے گلے لگا کر پوچھا بی بی کہا سے آئی ہو چہرہ اترا ہوا پریشان خاطر مجھسے تو بیان کرو ملکہ آزاد صنوبر قد نے ایک ٹھنڈی سانس کھینچی یہ اشعار پڑھے نظم

میری تربت پر کبھی جو پانون رکھدو نازسے	جی مین ہو پڑھواؤن کلمہ شکر اعجاز سے
خندہ زن مانند گل ہون رنگ کی آواز سے	باغ عالم مین ہو کون آگاہ میری راز سے
جب کوئی مطرب بجاتا ہو مرا اشعار گرم	ساز کے پردے مین جلتے شعلۂ آواز سے
خط نکلتے ہی پڑی [illegible]	ہو گیا انجام گل کا بستر آغاز سے
پنجہ محبوب منہدی سے ید بیضا نہین	پانچ جسے کر دیا خورشید کو اعجاز سے
قد و قامت پر [illegible]	نیزہ بازی کچھ نہین چلتی ہے تیر انداز سے
آگ آنکھون کے جو پھر جاتے ہو چلاتا ہون مین	پہلے بجلی کوندتی ہے رعد کی آواز سے
بے رنگ طائر تصویر تیرے ہاتھ مین	طائر رنگ حنا واقف نہین پرواز سے

طرفہ عاشق ہون مرا معشوق کیا جانے ہو کون
روندڈالا اوب تونے عالم بالا کو اوج
زاہدو بیفائدہ میری سیہ کاری ہنس
کیونکہ ہین جذب لیے ہم کیا دم محبوب
کیا رقیب سیہ چہرہ ناسنج کے حضور

اور تو کیا خود نہین واقف مین اپنے راز سے
چرخ اطلس غم نہین مجھ فرش پا انداز سے
علم ملو مین کتابون مین مرکب ساز سے
رعشہ جو رشید مولانے جو کی اوقا سے
دلکبی آواز خسر کی شیرین آواز سے

اسرار نے پیشانی پر بوسہ دیا کہا بی بی خیر تو کہ مین نے خون بلا کر تمہین پرورش کیا محبوب سے
زیادہ تمہین چاہتی ہون آزاد نے کہا پہلے اپنی آپکا تو سبب بیان کیجئے محبوب نے
جواہر کیطرف اشارہ کر کے کہا یہ عیار ہین صاحبقران زمان کے میری جان بخشی انہین نے کی مین نے
دل و جان سے انکی اطاعت کی نام صاحبقران سنکر آزاد کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے
جواہر نے جو تیور آزاد کے دیکھے سمجھ گیا کہ یہ صاحبقران پر عاشق ہی جواہر نے کہا ہی بلا ہائے ملکہ
اصلاح تاجدار نے ہم سب کو اپنے دام مکر مین پھنسایا تھا معلوم ہوتا ہی کہ ... آگیا جب قبلہ
سے کہ مجھکو ہوش آیا آقا کو اپنے تلاش کرتا پھرتا ہون جنگلون کی خاک چھان ڈالی ابھی تک آج
کہین نہین پتہ ملا مگر یہ مجھکو یقین کامل ہی کہ وہ مارا گیا جب تو ہم ہوشیار ہوئے صاحبقران تو
وہین سے غائب ہو گئے ہر مرتبہ آزاد قصد کرتی ہی کہ حال دل کہدون مگر شرم دامن گیر ہوتی ہی
ارادہ کرتی ہی اور خاموش ہو جاتی ہی آزاد نے پوچھا اے دائی امان آپ کا کیا ارادہ ہی اسنے
کہا بی بی جسطرح میری بیٹی نے اس شخص کی اطاعت کی اسیطرح مین نے بھی جان و دل سے
اطاعت قبول کی ہماری سب کی جان اسنے بچائی اگر وہ ساحر یہ تمام ماجرا [illegible] اسکو قتل کر ڈالتا
تو مین بھی اپنی جان دیدیتی آزاد نے کہا دائی امان آپ کا لاشہ مجھسے کیونکر دیکھا جاتا [illegible] آپ
کیے قلعہ پر ہم بھی چلین یہ شخص تلاش کریگا ہم آپ بھی جستجو کرینگے محبوب نے کہا بی بی یہ مقدمہ
بڑا نازک ہی کتابون مین ہم دیکھ چکے کہ صاحبقران فتاح طلسم بطلیموس مین اس [illegible] کوشش
کرنا ہو گی آزاد نے کہا جو آپکی خوشی وہ ہماری خوشی جواہر سے اشارہ کیا خاموش رہو امیر کو [illegible]
گرد اسرار نے ایک تخت تیار کیا محبوب پریچہرہ و آزاد صنوبر قد و اسرار شعلہ زن و جواہر
خنجر زن تخت پر سوار ہو کر چلے یہان صاحبقران زمان بعد قتل اصلاح تاجدار

جو ایک جانب چل نکلے بطلیموس کو خبر ہوئی کہ صاحبقران صحرائے ویران سے غائب ہو گئے جا بجا ہی
کہ مبادا میری تلاش پہ نکلے گئی ہو اپنے سرداروں کو اور سرحد داروں کو نامے لکھ بھیجے کہ جدھر تو
طلسم کشا کا گذر ہو گرفتار کر لو اور قتال ہزار ساحر و پہلوان صاحبقران کی تلاش میں نکلے
یہاں صاحبقران ایک نخل کے سایے میں کھڑے تھے یکہ و تنہا نہ دوست نہ ہوشی غمگسار
حیران ہیں کہ یا امیر کیونکر ہوتی کی تلاش کریں اگر معلوم ہو جائے کہ بطلیموس جادو فلاں مقام
پر رہتا ہو تو اسی کے ملک میں گھس پڑیں اس سوچ میں کھڑے ہیں کہ صحرا سے گرد اڑی اور
ضحاک شتر لب تین لاکھ فوج سے تلاش میں صاحبقران کی نکلا ہے گینڈے پر سوار
چوڑا تیغہ کمر سے لگا ہوا مثل فیل مست جھومتا ہوا آتا ہو کہ اسکی نگاہ صاحبقران پر پڑی
عیار اسکا ماران فیل گوش ہے اس سے کہا اے ماران دریافت تو کر یہ کون شخص ہے
تصویر جو ہمارے پاس طلسم کشا کی آئی ہے اس سے یہ بہت مشابہ ہے اور کیا عجب کہ یہ
وہی شخص ہو ماران قریب صاحبقران کے پہونچا جاہ و جلال دیکھکر واسطے تسلیم کے خم
ہوا کہا حضور آپکا نام نامی اسم گرامی کیا ہے ہمارے آقائے نامدار پوچھتے ہیں امیر تو کھڑے
ہی کھڑے تھے کہا اس سے کہدو صاحبقران زمان ملک الموت جان کافران ہمارا
نام ہے عیار بھاگا جا کر ضحاک سے کہا حقیقت میں صاحبقران زمان ہیں جرات تو
ضحاک سُن چکا ہی حکم دیا کہ چار جانب گھیر لو اگر سرکشی کرے تو قتل کرو چاروں طرف سے
کفار نے بلوہ کیا صاحبقران نے تیغ عقرب کو نیام انتقام سے کھینچا نعرہ کرکے چاہا کہ

نعرۂ صاحبقران نامدار
امیر عرب ضیغم روزگار
کے تیغ عقرب کی دو الجمام

امیر عرب حمزہ شیر دل
بحکم خدا بستہ شمشیر بار
بن کافران از جہان پاک کرد

اگر زد گشتہ سہراب و رستم جمل
کی تیغ معنا و لقمان نام
سر سرکشان جملہ در خاک کرد

ایک سوار کو مار کر گھوڑا لیا مگر تین لاکھ کافر چہار جانب سے بلوہ کر رہے ہیں امیر کس کس کو
جواب دیں زخمی بھی ہونے لگے بیقرار ہو کر تہ دل سے دعائی در اجابت وا تھا تیر دعا
ہدف مراد پر پہونچا بقدرت سبحان لم یزل دعو زیبے مل صحرا سے گرد اڑی میر خیل وفاداران
یعنے مقبل وفادار بارہ ہزار غلاموں سے جو تلاش میں صاحبقران کی نکلا تھا اسوقت آکر پہونچا

دیکھا چار طرف سے آقا پر لوہا برس رہا ہے اور تلوارین صاحبقران پر پڑ رہی ہین امیر روئینہ
ہین خالی بھی دیتے ہین جسکے ہاتھ مار دیا اسکے دو ٹکڑے کیے لیکن پشت و پہلو خالی ہین کتنے
ہین سے دوڑ پڑا نعرہ کرکے بارہ ہزار غلامون سے تین لاکھ پر جا پڑا ضحاک نے دیکھا بارہ ہزار
جوانون نے اسقدر تیر مارے کہ اپنے دونے قتل کیے صاحبقران نے بھی کسیقدر
مہلت پائی ہر چند غلام چار جانب سے گھیرے ہوئے اپنے آقا پر سینہ سپر کر رہے ہین جہان
کسی نے وار کیا جھکر سینہ سپر کر دیا آقا کو بچانے مین اپنی جان دیتے ہین کیا مجال ہے جو کسی کا
آنے دین ضحاک نے کہا یارو بارہ ہزار نے تین لاکھ کو تنگ کر دیا دیکھیے کیا ہوتا ہے لڑائی
کا فتح ہونا دشوار ہے اس تردد مین تھا کہ پھر صحرا سے گرد اڑی ابر تیرہ و تار بھی پیدا ہوا
دیکھا تو بو تیمار جادو کہ یہ بھی تلاش مین صاحبقران کے نکلا تھا آکر پہونچا اسنے جو دور
دیکھا گھوڑے کو دوڑا کر قریب ضحاک کے آیا کہا اے ضحاک کیون یہ کس سے لڑائی ہے
ضحاک نے کہا طلسم کشا کی تلاش مین نکلا تھا یہان تنہا پایا مگر بارہ ہزار غلام بھی اسکی مدد
کو آگئے ان بارہ ہزار نے ان تین لاکھ کو دنگ کر دیا ہے بو تیمار نے کہا آپ ہٹ جایے
مین سب کو گرفتار کیے لیتا ہون یہ کہکر بو تیمار نے اپنے پانچ ہزار ساحرونکو لیکر جھپٹ
کر ایک گولہ مارا غلام بیہوش ہو کر گرنے لگے جب اس ملعون نے بیہوشی کے دانے پھینکے دو
چار کے سر اڑ گئے دو چار بیہوش ہو کر گرے صاحبقران اسم اعظم پڑھتے جاتے ہین متصل
ابھی بچا ہوا ہے صاحبقران کی پشت پر ہے اور غلام جو پڑے لڑتے گئے ہین پاؤن بیکار
ہوتے ہین ملازمان ضحاک شتر بے بڑھ بڑھ کر قتل کرتے ہین اسوقت صاحبقران
کی بیقراری پانچ ہزار ساحر تین لاکھ غیر ساحر کس کس سے لڑین کس کس کو بچائین بڑی حفاظت ساحرون
سے منظور ہے اسم اعظم پڑھتے جاتے ہین لیکن کئی ہزار غلام صاحبقران کے زمین پر گرے کچھ تو
قتل ہوئے کچھ پڑے لوٹ رہے ہین جب آواز اسم اعظم صاحبقران کان مین پہونچی گھبرا کر اٹھے
غیر ساحرون نے بڑھکر ہجوم کیا ایک کو دس ملکر قتل کرتے ہین یہ حال مصیبت مآل دیکھکر
صاحبقران کو انتشار ہے اور نہایت بیقرار ہو کر پکار اٹھے اے کریم و رحیم واے سمیع و علیم بندے
تیرے بیکسی اور بےبسی مین قتل ہوتے ہین ان کو دشمنون کے ہاتھ سے بچا لے

کہیں مجبورو ناچار ہیں سحر سے جادون کے بیکار ہیں نظم

خداوند مالک جہان کارساز
نباشد ازو ہیچ پوشیدہ راز
چو خواہد مگس را ہمای کند
گدا را دہد مسند عز و ناز
کسی را بخواہد بقرب وصال
بیچارہ بخشد دوا چارہ ساز
بہر حال حق کارسازی کند

خدا کار فرما و بندہ نواز
ہمیشہ خدا مہربانی کند
بہ گنجشک بخشد پر و بال باز
بہ بخشد بدریوزہ گر مملکت
رہا سازد از بند زندان آز
کند عجز ہر مرد عاجز قبول
بہر بندہ بندہ نوازی کند

بہر حال دانا و بینا خداست
در فیض او ہست ہر وقت باز
کند اہل افلاس را مالدار
کند صاحب ملک سامان و ساز
دہد دار و سر درد بیمار را
پذیرد ز ہر بندہ ناز و نیاز

صاحبقران کی بیقراری

و اشکباری اپنے غلامون سے کے واسطے جھپٹ جھپٹ کے جاتے ہین کفار کو قتل کرتے ہین
گریہ کرتے ہین ہست ترب صاحبقران نے بلک بلک کر جو دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا
جواہر شمشیر زن و ملکہ آزاد صنوبر قد و محبوب پریچہرہ و اسرار شعلہ زن یہ چارون تخت کو اڑا لے
ہوئے آتے تھے مرنے کی جو ساحرون کے کان مین آواز پہونچی ملکہ آزاد نے کہا اے جواہر
کہین لڑائی ہو رہی ہے شاید کسی مقام پر صاحبقران گھر گئے آزاد نے کہا وہ ادھر کہان ملکہ
آزاد کو کب چین پڑتا ہے کہا مین بڑھ کر دیکھون تو کہ کون لڑ رہا ہے آزاد پر پرواز پیدا کر کے اڑین
اسرار شعلہ زن نے بھی تخت اسی جانب بڑھایا جواہر بیقرار ہو جاتا ہے تخت سے کود کر دیکھون
محبوب سے کہتا ہے ملکہ آزاد تو بڑھ گئین جلد تخت بڑھاؤ محبوب نے بھی تخت بڑھایا مگر آزاد
سب سے پیشتر پہونچین دیکھا صاحبقران گھرے ہوئے ہین تمام جسم فوارہ بنا ہوا ہے اس خواری
مین لڑ رہے ہین ملکہ آزاد کا دل جگر قلب ٹوٹ گیا گرز ہاتھ مین لے نعرہ کیا اور تڑپ کر گرین بیقرار ہو کر آواز
دی اے شہریار مت گھبرایئے کنیز پہونچی تڑپ کر جو گری کئی سے ساحر و غیر ساحر ونکو قتل کیا جس پر
گری اسے مارا ہو تیمار گہ للکار اور ہمکلام مجھے نہین پہچانتا ہو تمہارے ہنکار کر آواز دی اے
ملکہ عالم آپ رخصت شاہ مین آپ سے کوئی نہ بچ کو پھر بھی ضرور پہچان لیتی ہون وہ شخص ہے
کہ صحرائے ویران سے غائب ہوا تھا سب نجومی کہتے ہین کہ یہ شخص خاص طلسم
کشا ہے اس کا قتل کرنا واجب ہے آپ کیون دخل دیتی ہین ملکہ آزاد نے کچھ جواب

نہ دیا گولہ جھولی سے نکال کر مار دیا سینے پر جو ہو تیار کے پڑا توڑ کر پشت کو پار گذر گیا ادہر کل فوج
پر جا پڑیں صاحبقران کو زخمی دیکھکر دل بیقرار ہوئی کئی ہزار آدمیوں کو قتل کیا جب کہ
صاحبقران نے دیکھا کہ تیراندازان مقتل تیراندازی کرنے لگے ہزارہا ساحر غیر کی جادو
گر بھاگ گئی امیر نے پکار کر آواز دی اے ملکہ آزاد صنوبر قد اب ہماری عدالت کے خلاف
ہے غیر ساحروں سے مقابلہ ہے تمہارا لڑنا مناسب نہیں آزاد نے کچھ جواب نہ دیا سحر کیے جاتی
ہیں ہزارہا کے لاشے گرے کہ اسرار شعلہ زن و محبوب پریچہرہ و جواہر خنجر زن بھی آکر
پہونچے اسرار نے دیکھا کہ ملکہ آزاد بڑے زور و شور سے لڑ رہی ہیں اور بیچ میں لاکھوں کو
آفتاب عالمتاب عرستان زرنگار قادر تابانی سیاہان رستانہ نذر ہو رہی ہیں اور ملکہ آزاد
مثل پروانے کے گرد شمع جمال میر پھر رہی ہیں آزاد نے اسقدر سحر کیا ہے کہ ہاتھ سے خون
ٹپک رہا ہے لختے خون کے سینے پر جمے ہوئے پشت و پہلو پر گولے مار رہی ہیں اسرار حیران ہے
کہ یہ کیا معرکہ ہے کہ اسنے حمزہ کی شرکت کی کس زور و شور سے لڑ رہی ہے جواہر نے کہا لڑائی
رمان آپکو سب حال معلوم ہو جائیگا آپ بھی شریک ہو جیے اسرار و محبوب و پریچہرہ و جواہر بھی
لڑ گریں کئی ہزار کو مارا صاحبقران لڑتے بھڑتے قریب ضحاک کے پہونچے ضحاک نے ہاتھ تلوار
کا مارا امیر نے تیغہ عقرب کو روک کر جو ہاتھ مارا ضحاک سنتر لب کے دو ٹکڑے ہوئے ملکہ آزاد
اُچھل پڑیں اسرار نے خوب غور سے دیکھا ہی ہے کہ ملکہ آزاد کا چہرہ سرخ ہو گیا پکار کر آواز دی اے
شہریار کیا کہنا کیا ہاتھ مارا ہے جواہر نے بھی آتے ہی دو ہتیار چھتے آتشبازی کے مارے امیر نے بڑھکر
علم فوج سرنگوں کیے فوج بد نظم ماتم گرا ضحاک کی بھاگی سفاک اژدر در فریاد کرتا ہوا دوڑا
آیا کہ یا صاحبقران الامان غلام کو امان دیجیے پچاس ساٹھ ہزار فوج والے جو باقی رہے تھے سب نے
آکر اطاعت کی صاحبقران قریب آزاد کے آئے فرمایا اے ملکہ آج تم نے ہمارے قاعدے کے خلاف کیا
ہمارا قانون یہ ہے کہ غیر ساحر سے ساحر نہیں لڑتا ملکہ نے سر جھکا لیا کہا جب سے آپکو زخمی دیکھا دل نے
نہ مانا اب ہوا سو ہوا آج سے ہوں سے ایسا نہ ہوگا صاحبقران نے فرمایا تم روز مرد اسی فکر میں
ہیں کہ طلسم کو نیرنگ فتح کریں فکر کی فکر ہونا ہے آزاد شہزادہ شہنشاہ عرب ہیں جس دن فتح طلسم یہاں سے نکلوں
بر جبیں میر انتظار کر رہا ہے اسی اثنا میں آپکی جانب تشکیل میں آگئے وہ اتحاد سے اسرار و محبوب

و آزاد و ساتھ ہیں جواہر نے انتظام کر کے لشکر کو اتارا صاحبقران بارگاہ مین آکر مقام صدر پر بیٹھے آزاد فیر سب کرسی پر اسرار برابر ملکہ آزاد کے بیٹھی جواہر خنجر زن پشت پر امیر کی مگس رانی کر رہا ہے اصلاح تاجدار کا حال امیر نے بیان کیا اسرار بی جی نے آزاد سے پوچھا کیون بی بی رہتے طلسم کشا سے کیونکر جان پہچان ہوئی یہ شخص برباد کن خانمان ساحران عالم ہے اسکی شراکت سے کیا فائدہ ملکہ آزاد نے آنکھون مین آنسو بھر کے کہا اے دائی امان کیا کہون میرا دل میرے اختیار مین نہین ہے جو کچھ پروردگار کو منظور ہوا وہ ہوا آپ میرے راز سے آگاہ نہین ہین اے دائی امان تمنے خون جگر پلا کر ہم کو پرورش کیا ہماری دستگیری کرو دل ہمارا قابو مین نہین ہے نظم

مولی اک نگاہ ہے جو ہو دل یار کی پسند — ہر چشم جو ہے تو آگے خریدار کی پسند
عالم فریب حسن دلآویز یار ہے — سکہ کھرا ہے کیون نہو بازار کی پسند
ہوتا ہے صبر فرقت جانان مین ناگوار — کڑوی دوا نہین دل بیمار کی پسند
حسن و جمال کو بھی طمع سیم و زر کی ہے — افشان ہوئی ہے یار کو زرتار کی پسند
قاضی حکم قتل دیا تو کہون گا مین — جلاد خوبرو ہے گنہگار کی پسند
مردود تنگ و بد جین دہر مین رہے — مقبول گل ہے جو نہ تو ہو خار کی پسند
جین جین کے عاشقون کو ادا ہی خاک مین — چل ادا دیکھ لی تری رفتار کی پسند
محو تصور رخ رنگین یار ہین — آنکھون کو ہے سیر گلزار کی پسند
اے جامہ زیب تیرے حسن کو کیا ہو تو — گل ہے قبا تو لالہ ہے دستار کی پسند
لکو یہ عشق حسن خدا داد سے ہو — یوسف ہوا ہر ایک خریدار کی پسند
حق سے ہمارے خاک کے برباد تو ہین — ہو گئے کبھی تو روزن دیوار کی پسند
یوسف کا مول یا کبھی ملے ہاتھ آئے — بنت العنب ہے آتش میخوار کی پسند

اسرار نے سر پا کر جھکا لیا کہا بی بی تمھارے جوش و خروش نے دل کے ٹکڑے کر دیے محبوب بیشک یہ جواہر خنجر زن پر عاشق ہوئی ہے اشارہ سے کہتی ہے کیا دخل جواہر کچھ کا دیا ان بی سے کہتی ہے اسے مادر مہربان یہ کیا بات کرنا واجب لازم ہے آپ سمجھتی ہین کہ ملکہ قائم صاحبقران

پر عاشق ہین اب ممکن ہو کہ انکا ساتھ دین یہ تمام دنیا مین مشہور ہو کہ آپ لوح کی مالک ہین انکو
قلعے پر لے چلیے وہان سے تدبیر لوح کی بہم پہنچائین اسی صحرا مین رہے جب تیسرے دن پھر
صاحبقران پشت اشقر دیو سوار ہوئے جواہر رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے ایک طرف ملکہ آزاد صنوبر
قد طاوس زرین بال پر سوار ایک عقاب پر اسرار شعلہ زن اسکو بھی صاحبقران سے محبت
ہوئی اور پشت پر صاحبقران کی محبوب پریچہرہ ایک باز بلند پرواز پر سوار آگے آگے تو
سفاک اژدر در انتظام لشکر کرتا ہوا چلا بڑے زور و شور سے صاحبقران قلعۂ آتش بہار
پر آیا لشکر تو بیرون قلعہ اترا صاحبقران مع ملکہ آزاد و اسرار و محبوب و جواہر اندر آئے
امیر اکر تمام عہدہ پر بیٹھے اسرار کے وزیر اور پیشتر آکر جمع ہوئے اسرار نے کہا اے شہریار مین
لوح لا سکتی ہون احکام رازدار وہان کی حاکم و ناظم ہے بڑی ساحرہ زبردست ہے میرا ارادہ
ہے کہ مین جاکر احکام رازدار سے کہون کہ فی الحال طلسم کشا طلسم مین آگیا کتاب یہ خبر
دیتی ہے کہ یہ شخص طلسم کشا ہے بادشاہ نے لوح مانگی ہے اگر اسنے مجھے لوح دیدی تو آپ
فاتحی طلسم مین مصروف ہون مگر وہ کاہنہ ہے اگر اسنے سمجھ لیا کہ لوح پر کچھ افتاد
پڑیگی مین خود جاکر بادشاہ کے دونون ہاتھون مین لوح دون تو راہ مین میری اسکے
فساد ہوگا وہ سحر مین مجھسے کم نہین ہے اسکے سب بزرگ اسی عہدے کے حاکم رہے جواہر
نے کہا آپ مجھے مہر شاہی دکھا دیجیے مین ایسا فرمان تیار کر دون کہ اصل اور نقل مین ذرا
فرق نہ معلوم ہو آخر مین یہ لکھدون کہ اے احکام رازدار لوح ملکہ اسرار شعلہ زن کو حوالے
کردو فوراً لوح ملجائیگی صاحبقران نے فرمایا اے اسرار تم یہ جستجو نکرو مجکو وہان تک پہنچا دو
مین اسکو قتل کر کے لوح لیلونگا اسرار نے عرض کی حضور کنیز عرض کرتی ہے اسکو قبول
فرمائین ورنہ بڑا فساد ہوگا اسکے قتل کے وقت ہی بادشاہ کو خبر ہو جائیگی اگر بطلیموس کو خبر
ہوئی تو اے شہریار ہم لوگ نہ رہ سکینگے اب یہ صلاح قرار پائی کہ ملکہ اسرار شعلہ زن لوح
لینے جائیگی جواہر فرمان تیار کر رہا ہے قضاء کار ایک ساحر ملازم اسرار رستم جادو اس
اس مشورہ مین اس صلاح سے آگاہ ہوا وہ خیال مین آیا کہ اگر لوح طلسم کشا کو ملی تو تمام
طلسم برباد ہو جائیگا بادشاہ قتل ہوگا ہم لوگ کہان رہ سکینگے چلکر بادشاہ کو خبر کر دون

یہ سوچکر شہرۂ جادو بھاگی وہان ساحر بنٹ پٹ کرتے رہے مین ملازمان بھی بوتیمار کے آکر پہونچے
عرض کی آپکی صاحبزادی نے بوتیمار کو قتل کیا ضحاک پہلوان نے صاحبقران کو گھیرا
تھا آپکی صاحبزادی و ملکہ اسرار شعلہ زن و محبوب پری چہرہ آکر گرین بوتیمار کو ملکہ آزاد
نے مارا اور طلسم کشا کے ہاتھ سے ضحاک قتل ہوئی سب فوج انکی مطیع ہوئی بادشاہ حیران
ہر کہ آزاد و صنوبر قد کو کیا ہوا اسرار کیون شریک ہوئی نہین معلوم یہ کیا باعث ہو ان جادوگرون
نے پہچانا نہین دل مین تاؤ پیچ کر رہا ہر کہ کیا خبر وحشت اثر مین نے سُنی اس سوچ مین تھا کہ
آسمان پر برق چمکی شہرۂ جادو آکر پہونچی سلام کیا عرض کی حضور کو کچھ اپنے طلسم کے بھی خبر ہے
یہان طلسم کشا قلعۂ آتش بہار پر پہونچ گئے آپکی صاحبزادی بھی وہان موجود ہین
ملکہ اسرار لوح لینے جاوینگی عیار مکار فرزند عمرو آپ کے نام کا فرمان تیار کر رہا ہر حقیقت
یہ ہر کہ طلسم کشا نہایت جری و بہادر ہر کچھ انتظام سمجھکر کیجیے بطلیموس نے کہا مین خود جاتا
ہون سرطان گرم خو وزیر اعظم پہلو سے اُٹھا کہا حضور غلام فوج لیکر جائیگا سب نمک حرامون
(ما) مشکین باندھکر لائیگا دو لاکھ فوج ساحران بطلیموس نے سرطان گرم خو کے ہمراہ کی اور
سرطان تخت پر سوار ہوا نوبت نقارے بجا طرف قلعۂ آتش بہار کے چلا جب سرطان جا
چکا تو وزیرون نے عرض کی علاوہ جرات کے طلسم کشا صاحب اسم اعظم ہے سحر اسپر
تاثیر نہین کرتا سرطان جاکر اُن کے ہاتھ سے مارا جائیگا اسی مقابلہ پر خاتمہ ہے بادشاہ
نے اسی وقت چند پہلوانون کو نامے لکھے کہ پہلوانون کا نام وقت پر تحریر ہوگا یہان
صاحبقران صبح کو خیمہ مین اسرار اسباب سحر تیار کرکے پاس آئی کہا اے شہریار کیفر تو
اب رخصت ہوتی ہون مین لوح لینے جاتی ہون جواہر نے آکر فرمان حاضر کیا اسرار فرمان
کو دیکھکر وجد کرنے لگی کہا اے جواہر کیا کمال کیا یقین ہے کہ فرمان کو دیکھتے ہی لوح طلسم حوالے
کروے مکر یہی لکھا ہر کہ اسے احکام راز دار بادولت کو منظور ہر کہ لوح اپنے پاس رکھین
اسرار یہی چاہتی ہر کہ تخت پر سوار ہو کے روانہ ہوئی ایک ہرکارہ دوڑا ہوا آیا بعد دعا
وثنا کے عرض کی اے ملکہ عالم الٰہی جہان پناہ طلسم کو پہونچکی سرطان گرم خو آپ کے مقابلے کو
آتا ہے آج یا کل آکر وہ اخبار کریگا وزیر شاہ ہر آتے ہی بدعت شروع کردیگا سبکی خبر اسی معلوم ہوئی

دیکھیں اب تقدیر کیا دکھائے حضور بالائے قلعہ سے آمد سرطان کی دیکھیں کہ کس دھوم سے
آتا ہے یہ طلسم عجیب مقام ہے وزیر اعظم مستور سعفر ضرور دانت پر آ کر بیٹھے یہ مشہور ہو اسکے لشکر
میں کہ ملکہ آزاد کی وجہ سے انکی دایہ بھی شریک ہوئیں آزاد نے سر کرش بید کا پینے لگی کہا ای شہریار
غضب ہوا اب یہان سے نکلنا مشکل ہے بڑا ساحر غدار مکار جعلساز شعبدہ باز ہے سبھی طرح
کے فتور کریگا اگر حضور کے نزدیک مناسب ہو تو آپ کو میں لے نکلوں ملکہ آزاد کہتی ہیں
اے دودا ای امان کیوں گھبرائی ہو تم تو مذہب میں خدائے نادیدہ کو آئیں اب وہی مدد کریگا
مجھکو بھی بچپن میں اسنے سحر سکھایا ہے مگر خدا مالک ہے جان دینے والے سے ڈرنا چاہیے جنھے
اپنا سر ہما صاحبقران پر نثار کیا صاحبقران تلوار ٹیک کر اٹھے فرمایا آپ لوگ قلعے میں رہیں
میرا لشکر باہر اترا ہے میں اس سے مقابلہ کرونگا آپ لوگ نکل جاوے گا دگر سنیے گا کہ فتح
ہوئی ہے چلے آیے گا اگر آپکو معلوم ہو کہ میں مارا گیا ہر کوہ عقیق گلزار سلیمانی چلی جایے گا
میرے سردار وہان موجود ہیں آپ لوگون کی خاطر کرینگے سب اسی طلسم پر آئینگے بعنایت
پروردگار لطلیموس کو دم لینا مشکل ہو جاویگا ملکہ آزاد صنوبر قدر رونے لگیں کہا اے شہریار خدا
نہ کرے اگر آپ کے دشمنون پر کچھ زوال آیا ہین تو ضرور اپنی جان دونگی دائی امان کو
اپنی مقدمے کا اختیار ہے صاحبقران نے مقبل کو اشارہ کیا کہ اسوقت کوئی اژدر تدبیر
کرو مرکب ہمارا آراستہ کرکے لاؤ بڑی غیرت کی بات ہے کہ ہم اسکے مقابلے میں نجائیں ہم خود
اسکے مقابلے کو آئے ہیں ہمنے طلسم شکنی کا قصد کیا ہے پروردگار مالک ہے اب انشاءاللہ
یہ سب مارے جاینگے ہم طلسم پر فتح پائینگے جب صاحبقران چلے ملکہ آزاد بھی ساتھ چلیں
اسرار و محبوب بھی ساتھ ہو لیں جواہر نے کہا انکو کہ گھبراؤ نہ بچیا کو آنے تو دیجیے
خدا چاہیگا تو رات نہ گذریگی کہ میں سر اوسکا سر لاؤنگا ملکہ اسرار کہتی ہین ای جواہر بیہودہ
شخص ہے کہ شاہ نے جسکو وزیر طلسم لطلیموس کیا ہے وہ بلا ہے روزگار ہے اسے عیاری کیونکر چلے
گی جواہر نے کہا چلیے تو دیکھیے کیا ہوتا ہے سب حال کھل جائیگا مگر سرطان کے نام سے سبکو خوف
ہے کہ بادشاہ نے زخمی ساحر کو روانہ کیا خدا طلسم کشا کو اسکے ہاتھ سے بچائے ہزار طرح کا فساد برپا
کریگا صاحبقران اپنے [illegible] مریم آئی اسرار نے بھی اپنا لشکر بلا لیا سفاک ارور در ر

صاحبقران کے استقبال کو آیا امیر مع ان جادوگرنیوں کے داخل بارگاہ ہوئی جواب دمبدم
باہر نکلکر دیکھتا ہے پہر دن باقی تھا پچھلا کہ صحرا سے گرد اڑنی لگی ہاے ابر نمایان ہوئے رعد کی گرج
برق کی چمک لگی ہاے ابر لہراتے ہوئے پانی برستا ہوا ایک طرف دریاے آتش موج مارتا
ہوا پہونچا اسرار نے اشارہ کیا بھی کو کر دیکھو کس زور شور سے لشکر آتا ہے ایک طرف دریاے
آب ایک طرف دریاے آتش شعلہ ہاے سرکش بھڑک رہے ہیں لکہ ابر کڑک رہے ہیں امیر
مع ان جادوگرنیوں کے باہر نکل آئے ملاحظہ کر رہے ہیں کہ دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا سرطان
گرمخو تخت پر سوار مندیل وزارت سر پر پشت پر دو اژدہا لاکھ ساحران غدار بارگاہوں کے
اٹہالے اژدرون پر لدے ہوئے بڑے زور شور سے اگر سرطان پہونچا صاحبقران کو
دیکھا کھڑے ہیں ملکہ آزاد صنوبر قد پہلو میں ایک جانب اسرار ایک طرف محبوب پریچہرہ
سرطان دیکھکر چلگیا ایک ساحر نے کہا جاکر اسرار سے کہو کہ جو تمنے خطا کی وہ سرکار کو خبر ہوئی
میرے تمہارے ملاقات ہی اسکا گھمنڈ صاحبقران نہ کرین کہ صاحب اسم اعظم ہیں تھوڑے ہی
عرصے میں اسم اعظم نذر کر دونگا تمہارے قلعہ کا نام قلعہ آتش بہار نام ہے آگ کا بھی دریا ہے
ساتھ ہے ایک اشارے میں پھونک دونگا اگر ہو سکے تو طلسم کشا گرفتار کر کے لاؤ شاہ سے تمہاری
خطا معاف کرا دونگا اگر اسکے خلاف کیا تو صبح کو قیامت برپا کرونگا چار پہر رات کی میں تم کو
مہلت دیتا ہون ساحر وہان سے چلا صاحبقران پلٹ کر اپنی بارگاہ میں بیٹھے ہیں
ملکہ آزاد وغیرہ سب جادوگرنیان جمع ہیں کہ چوبدار نے عرض کی در دولت پر ایک ساحر حاضر
ہے امیدوار باریابی ہے امیر نے فرمایا بلا لو ساحر اندر آیا ملکہ اسرار سے پیغام دیا اسرار نے سر
جھکا لیا صاحبقران نے فرمایا سرطان سے کہدینا کہ کیوں دیوانہ ہوا ہے طبل جنگی بجوا کے
میدان میں آ جائے کھل جائیگا ساحر کا جیتا ہوا بھاگا اگر سرطان گرمخو سے سب حال
کہا عرض کی حضور طلسم کشا کو بڑا گھمنڈ ہے وہ کہتے ہیں طبل جنگی بجوا کر میدان میں آئیے تو سمجھا جائیگا
سرطان نے حکم دیا کہ اسی وقت طبل جنگی بجے فوراً طبل جنگی پر چوب پڑی امیر کو ہرکارون نے
خبر دی یہان بھی طبل جنگی گرگرایا دونون لشکرون میں تیاریان ہونے لگیں جواہر خنجر زن
بانہاے عیاری سے آراستہ ہو کر طرف لشکر سرطان کے چلا ایک بڑھیا کبیرن کی شکل بنا کر چلا

گرتا پڑتا اٹھتا بیٹھتا چلا کبھی کسی نخل کے نیچے بیٹھکر رونے لگا کبھی آپ ہی آپ کہتا ہی اے فلک تونے ضعیفی
مین یون نحیف و لاغر و رنجور کردیا شباب مین کیا لطف ملا چار دیکھنے والے اگر گھورتے تھے کیا گورے
جوش عشق بیان کرتے تھے کم بخت مجھکو ضعیف جانکر اب نہین پوچھتے کل خالہ صاحب راہ مین ملی مین
نے ہر چند پکارا انھون نے جواب بھی نہ دیا مرزا صاحب اکثر پوچھتے ہین کہ کیون بڑی بی کیسا مزاج
ہی باوجود کہ پانچ مہ بھی دے آتے تھے یا اب پیسہ بھی انکو دینا ناگوار ہی ایک نخل کے سایہ مین
بیٹھا یہ باتین کر رہا تھا کہ ایک خدمتگار سرطان کا ادھر آیا اسنے دیکھا ایک بڑھیا آپ ہی آپ باتین
کر رہی ہی خدمتگار قریب آیا جھک کر سلام کیا کہا بڑی بی صاحب کیا باتین کر رہی ہو ہمسے تو بتاؤ
مزاج کیسا ہی خدمتگار نے کہا تو بہ سلامت کہا مگر بڑھیا نے بگڑ کر جواب دیا کہ بیٹا مجھ مین ہوسیل
کر باتین کرو بڑھیا تمھاری ماں ہوگی زمانے کی وجہ سے بال سفید ہو گئے بڑھیا بڑھیا کہکر جان کھا
گئے اس رنگ مین بھی میرا چہرہ آفتاب ہی ذرا میرے رنگ کو تو دیکھو اب بھی چاہنے والے آتے ہین
کسی روز دس پانچ پیسے پاتی کسی روز محروم رہ گئی بڑھیا نے کہا کہ بڑھیا نہ کہو نہین تو مین بہت
بری طرح پیش آؤنگی ابھی دس بیس چاہنے والے میرے موجود ہین اگر آجائینگے تو جان
بچانا آپکو دشوار ہوگی ٹھنڈے ٹھنڈے چلے جاؤ تم کون ہو کسکے یہان نوکر ہو میرے سر
پڑ گئے تو کہان آئے خدمتگار نے کہا بڑی بی صاحب آپکا مکان کہان ہی بڑھیا نے کہا
پھر تمنے وہی کہا میان تم کر باتین کرو مناسب نہین کہ مین مدم بڑھیا کہو سامنے جو نقشہ معلوم ہو
جہان سبز جھنڈی بندھی ہین وہین میرا مکان ہی جی چاہے چلے آنا اب بھی دروازے پر میرے
چار و رہتا ہی آکر دیکھ لینا میری بیٹی بچپن ہی سے ہوگئی اسکے بھی چاہنے والے رہتے ہین مگر کیون
بچیا تم کسکے نوکر ہو خدمتگار نے کہا شہنشاہ ساحران صاحب آبرو سرطان گرم خوم کے
ملازم ہین بڑھیا نے پوچھا کس بارگاہ مین تشریف رکھتے ہین خدمتگار نے کہا وہ سامنے جو
بارگاہ ہی آج شب کو اسی بارگاہ مین رہینگے اس شب کو اسم اعظم بند کرینگے
صبح کو طلسم کشا گرفتار ہو جائے گا قلعہ پھونک دینگے بڑھیا یہ
سنکر رونے لگی خدمتگار کے پاؤن پر گر پڑی کہا میرا سلام شہنشاہ
سرطان سے کرادو مین انسے منت و خوشامد کرونگی کہ میرا مکان چھوڑ دیجیے گا

ورنہ غضب ہوگا اگر میرا مکان جلا تو مین کہان جاؤنگی خدمتگار نے کہا چلیے مین سامنا
کرا دون خدمتگار ہنستا ہوا چلا بڑھیا گرتی پڑتی چلی دربارگاہ پر آکر خدمتگار نے کہا بڑی
بی تم یہان ٹھہرو مین جاکر عرض کرون بڑی بی تو وہین ٹھہر گئین چوبدارون سے ہنس ہنس کے
باتین کر رہی ہین اور سب ہنس رہے ہین سرطان سے جاکر خدمتگار نے کہا حضور ایک بڑھیا
عجب زندہ دل آئی ہے بڑھیا کہنے سے بُرا مانتی ہے عجب عجب باتین کرتی ہے کہتی ہے ابھی
میرے چاہنے والے آتے ہین سرکار کا حکم ہو تو بلاؤن ذرا حضور اُس سے باتین کرین بہت
خوش ہونگے سرطان نے کہا بلا لو خدمتگار نے باہر والونکو آواز دی بڑی بی کو یہان بھیجدو
یہ سنکر جواہر کے ہاتھ پاؤن تو کانپ گئے مگر کلیجہ پر پتھر رکھکر اندر آیا دیکھا سرطان بیٹھا ہے
اسباب سحر تیار کر رہا ہے جواہر یعنے بڑھیا نے آکر سلام کیا وہین فرش پر بیٹھ گئی ہاتھ باندھکر
عرض کی حضور نے لونڈی کو کیون یاد کیا سرطان نے کہا ہمارے خدمتگار نے تمہاری ظرافت
اور خوش مزاجی کا ذکر کیا ہمنے بلا بھیجا بڑھیا نے کہا اب تو مین آکر سامنے آئی کچھ آپکا مطلب
ہو کچھ میرا مطلب نکلے سرطان نے کہا بیان کر بڑھیا نے ایک پرچہ کاغذ جیب سے نکالا کہا
ذرا اسے ملاحظہ فرمائیے سرطان نے جو اسے کھولکر دیکھا تصویر ایک مہ جبین کی پائی
کہ نہایت حسین وجمیل قمر رخسار سینے پر ابھار ہو آنکھون مین مسیحائی وضع طرح مین رعنائی
وزیبائی سرطان گرم خو تصویر کو دیکھکر بیقرار ہو گیا کہا کیون بڑی بی صاحب یہ صاحب
عصمت وعفت کون ہے مفصل حال بیان کرو بڑھیا نے کہا حضور کی کنیز میری نواسی ہے
آپ ایسے شاہ ہونکے واسطے مین نے اسکو لگا رکھا ہے اکثر رئیس لوگ چاہتے ہین کہ نکاح
کرین شادی کرین مین نے حضور کا جو حال سن پایا آرزو ہوئی کہ سرکار کے سامنے جاکر پیش
کرون بڑی چلبلی لڑکی ہے گانا بھی مین نے اسکو بتایا ہے غزلین بھی یاد کافی ہے اگر حضور
چلین تو مین خدمت مین پیش کرون جو کچھ آپ عنایت فرمائینگے وہی قبول ہے سرطان نے
کہا بڑی بی یہان لے آؤ بڑھیا نے کہا حضور یہان نہین لا سکتی اگر حضور چلین تو البتہ بیچ دون
گی سرطان نے کہا بڑی بی مین افسر لشکر ہون یون میرا جانا مناسب نہین سارے لشکر مین مشہور ہو
جائیگا بڑھیا نے کہا آپ تردد نہ کیجیے پہلوے قلعہ مین قریب ہے جنگل کا سناٹا [illegible] برج مین میرا

مکان ہی حضور چلیں تو وہاں بہت آرام پائینگے میرا شوہر اس قریے کا مالک تھا تھوڑا زمانہ گذرا کہ
اسنے انتقال کیا اب میں نے یہ تدبیر کی ہی کہ کسی وزیر یا بادشاہ کے سپرد کردوں گی کہ وہ بھی
لگوڑی چین پائے جب جا کر محل میں بیٹھیگی گرد کنیزیں مثل ستاروں کے بیچ میں یہ ماہ تابان اپ
بھی خوش ہو جائینگے اپنی مقام پر ذکر کروں گی کہ کیا صاحب نصیب ہی ایسے شہنشاہ کی قریب ہی
سرطان نے کہا اچھا بڑی بی چلو میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں یہاں تم لشکر سے نکل جاؤ میں لشکر
کے دیکھنے کے حیلے سے آؤنگا بڑھیا نے لٹھیا اٹھالی گرتی پڑتی باہر نکلی بیرون لشکر جا کر ایک
جانب چلی سرطان بھی خیمہ سے باہر نکلا بڑھیا کو دیکھ لیا وہ جاتی ہی حیران تھا ایسا ہو بڑھیا بڑھ جائی
اور میں اسکے ساتھ نہ ہو پہونچوں ای سرطان عجب دولت لازوال ہی آسمان خوبی کی بدر
کمال ہی جھپٹ کر قریب آیا بڑھیا نے جنگل میں آکر بتایا وہ سامنے جو اونچا سا مکان ہی اس
میں بیٹھی ہوگی بے ماں باپ کی چھوکری مجھکو یاد کر رہی ہوگی دیکھیے کوٹھے پر کھڑی ہی یہاں
سرطان صاحب بڑا اسمیں چلبلا پن ہی دن بھر ساری گھر میں دوڑی دوڑی پھرتی ہی دیکھو
جیسے چاند چمک رہا ہی سرطان جو ادھر بڑھا جواہر نے لپکا پھر کا کر کے حلقے اسکے گلے میں ڈال
ہی دیئے سرطان اری کہکر پلٹا جواہر نے جناب مار کر بیہوش کیا چاہا [illegible]
باندھوں سرطان زمین سے نہیں اٹھتا جواہر لاکھ زور کر رہا ہی مگر اسکو جنبش نہیں جب تو
جھلا کر جواہر نے خنجر کھینچا چاہا کہ ماردوں اسکا سر اڑ جائے کہ کان میں آواز آئی او
ظالم کیا کرتا ہی خبردار قتل نکرنا جواہر نے پلٹ کر دیکھا نخل سے ایک زاغ سیہ [illegible] آواز دے
رہا ہی کہ خبردار قتل نکرنا جواہر نے کچھ خیال نکیا ہر چند کہ زاغ [illegible] چاہا کہ
خنجر ماردوں زاغ نے منہ سے کنکر چھوڑا جواہر کے ہاتھ پر ایک چھپکلی پڑی کہ خنجر چھوٹ کر
الگ گرا جواہر بھی لڑکھڑا کر گرا زاغ نے نخل سے اڑ کے پہلے پر اپنا منہ رکھ جواہر کے مس کیا
جواہر کے چہرے سے رنگ و روغن عیاری کا اڑ گیا صورت اصلی ظاہر ہوئی سرطان بھی
یا سامری کہکر اٹھ بیٹھا سرطان نے دیکھا زاغ سیہ رو کہتا ہوا بتا ہی کہ [illegible] شہنشاہ
ساحران واسطے وزیر اعظم طلسم بطلیموس آگو یہ شخص قتل کرتا تھا میں اسکو گرفتار
کر کے جاتا ہوں اب تو سرطان جھلا کر کہنے لگا ارے تو کون ہی جو مجھ قتل کرتا تھا جواہر

نے کہا منم جواہر خنجر زن فرزند عمرو پرفن سرطان یہ سنتے ہی اپنے مقام سے اٹھا کہتا ہوا او نا
عیار میرے قتل کا ارادہ کیا تھا کیا مجال ہی کہ بہرام فلک بھی مجھکو قتل کر سکے مین وزیر بادشاہ
طلسم بطلیموس ہون کسکی مجال ہی کہ مجھے قتل کر سکے یہ کہکر اہلِ لشکر کو آواز دی دوڑے ساحر آئے
کہا اسکی مشکین باندھلو طلسم کشا کا عیار ہی بادولت کو قتل کرنے آیا تھا زاغ سیہ روں نے اسکو
گرفتار کیا ساحرون نے آکر اسکی مشکین باندھین لیکر لشکر مین آیا کہا اسکو لیجا کر قید کرو محتاج
نے جواہر کو لاکر ایک خیمہ مین قید کیا ہرکارے لشکر صاحبقران کے حاضر تھے انھون نے دیکھا
کہ محتاج چالیس جادوگر لیکر درخیمہ پر بیٹھا ہرکارے بھاگے آکر صاحبقران سے عرض کی ای
شہریار جواہر قید ہوگیا ایسی عیاری کی کہ بارگاہ سے لگاکر جنگل مین لیگیا وہان جاکر بیہوش
بھی کیا پھر نہین معلوم کیا باعث ہوا کہ وہان پکڑا گیا اب سرطان نے قید کیا ہی سامان سحر
کر رہا ہی دیکھیے صبح کو کیا ہو اب صاحبقران کو بڑا تردد ہوا ہرکارون سے حکم دیا کہ اگر قتل
کا ارادہ کرے تو ہمکو خبر فوراً پہونچانا ہرکارے روانہ ہوگئے چار پہر رات گذر کر جب ستارہ سحری
آسمان پر چمکا صاحبقران لشکر کو ساتھ لیکر بفر فریدونی و بحشمت جمشیدی میدان کارزار مین
آئے دیکھا ادھر سے سرطان گرم خو مع سرداران غدار میدان کارزار مین آکر پہونچا صفین
درست ہونے لگین کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا ایک پہلوان گینڈے پر سوار پچاس ہزار سوار و پیدل
پشت پر امیر نے ہرکارونکو اشارہ کیا دریافت کرو کہ یہ کون آیا ہی وہ سرطان کے قریب
آیا آپس مین صاحب سلامت ہوئی اس پہلوان نے کہا ای سرطان گرم خو اظلام کوہ پیکر
میرا نام ہی نامہ شاہ کا میرے پاس پہونچا کہ جاکر طلسم کشا کو گرفتار کرو مین اپنے مقام سے روانہ
ہوا اور پہلوان بھی یقین ہی کہ آتے ہون بادشاہ کا حکم ہی کہ اس قلعہ کو کھدوا ڈالو
اسرار و محجوب و آزاد کی مشکین باندھکر لاؤ سرطان نے کہا مین فکر مین بیٹھا تھا کہ اسم
اعظم کے بند کرنیکی تدبیر کرون عیار حمزہ نے ایسی پریشانی مین ڈالا موقع ہوا کہ مین سحر
تیار کرتا اظلام نے کہا حضور تامل فرمائین غلام مشکین باندھکر لائیگا خدمت مین شہنشاہ کے
پہونچائیگا آپ اور طور سے سحر کھیگا ملکہ اسرار و آزاد و محجوب ان سبکو کیا ہوگیا کہ جو یہ طلسم کشا
کی شریک ہوگئین سرطان تو خاموش ہو رہا سردار بول اٹھے کہ ای اظلام کوہ پیکر طلسم

کشت نہایت حسین وجمیل ہی یہ لوگ جب طلسم مین گئی پہلے بادشاہ کے دھبہ لگایا بطلیموس
ایسا شاہ تھا جب فرزند وحشتم اسکی دختر ایسی حرکت کر بیٹھی اطلام نے کہا مجھکو اجازت دیجیے
کہ جاکر طلسم کشا کو للکارون طلسم کشا نہایت حقیر ہی ہم سمجھتے تھے کہ بڑے قدو قامت کا جوان
ہوگا میری تلوار کے بار سی اسکی کلائیان ٹوٹ جائینگی بجاتے ہی مشکین باندھ لونگا سرطان
نے کہا جو خوشی تمہاری چاہتا ہی اطلام جاؤن جاکر صاحبقران سے مقابلہ کرون کہ پھر ہوا
سی گرد اڑی سب دیکھنے لگے جب دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا ایک پہلوان دیو خصال عفریت
مثال گینڈی پر سوار پشت پر دو لاکھ سوار و پیدل فوج کی دل کے دل داروی کرتا ہوا آکر
پہونچا لیکن نہایت مغرور ومتکبر ہی بہ کبر ونخوت سرطان کو سلام کیا سرطان نے کہا ای
افہام بن مغموم کیونکر آنے کا اتفاق ہوا اسنے کہا نامہ شہنشاہ کا پہونچا کہ جاکر قلعہ آتش
بہار پر طلسم کشا کو گرفتار کرو اجازت دیجیے فیصلہ کرکے آج ہی ملنے جاؤنگا سرطان نے کہا
سامری وجمشید کے سپرد کیا افہام بن مغموم گینڈی کو ٹھکرا کر میدان مین آیا ملکہ آزاد ضوبر
خاموش کھڑی ہی آنسو آنکھون مین بھرے ہوئے جی مین کہتی ہی کہ ای آزاد ایکدم کیو اسطے
یہ سامان انکا خدا انکو بچائی بڑا اجاگری مع ساحرون کے پانچ لاکھ کافر جمع ہین خدا انکا
مالک ہی کہ افہام بن مغموم فیل دندان میدان مین آکر پکارا ای فرقۂ خدا پرستان وای
زبردستان سوای طلسم کشا کے اور کسیکو نہین چاہتا مقبل نے قصد کیا تھا جب اسنے نام
امیر کا لیا مقبل تو ٹھہرا صاحبقران نے مرکب اپنا بڑھایا ملکہ آزاد کیطرف دیکھکر فرمایا تو
صاحب ہم میدان کارزار مین جاتے ہین تمکو خدا کے سپرد کیا یہ کلمہ سنکر آزاد نے رکاب
پر ہاتھ رکھدیا عرض کی ای شہریار یہ پہلوان ایسا زبردست ہی کہ بادشاہ نے اسکو فیل پہلوان کا
خطاب دیا ہی اسکا کوئی مثل نہین خدا آپکو اس ظالم کے ہاتھ سی بچائی صورت روز سیہ دکھا
امیر نے فرمایا ملکہ اسقدر کیون گھبرائی ہو انشاء اللہ بہ یک ضرب شمشیر اسکو دو ٹکڑے کر دونگا
اور اگر میری قضا اسکے ہاتھ سی ہی تو مجبوری دنیا جاری ہی بڑے بڑے تن وتوش والے آئے
زیر بھی ہوئے اور مارے بھی گئے لندھور بن سعدان ایسا پہلوان بعنایت خدا اسکو
دو مرتبہ زیر کیا اول کا ذکر کوچک باختر مین اور دوم کا ذکر نوشیروان نامے مین ہے کہ وہان کفار کی

شریک ہوگیا تھا دیوانہ دگو نگا بنا تھا اور اور لوگون کو بھی زیر کیا اور علاوہ اسکے وہ وجہ تامین مشہور
ہین اول تو یہ کہ پردہ قاف مین ارچنگ آہن شاخ ایسے دیو کو مارا پردہ دنیا مین یہ سرباختر
ملک قرناکوک عقرب چشم زحل پیشانی کو مارا یہ بچا کیا جز ہی تم کو اسوقت بہت منتشر پاتا
ہون ملکہ آزادہ نے کہا ای شہریار مین کیا عرض کرون جو کچھ میرے دل پر گذر رہی ہے یہ پہلوان
اسقدر زبردست ہی کہ سرگروہ پہلوانان طلسم کہلاتا ہی کیونکر عرض کرون کہ حضور اسکے مقابلے
مین جائین اگر حکم ہو تو کنیز اسکو جاکر سمجھا دے ہرچند کہ ادھر بھی ایسا ساحر موجود ہی کہ وزیر بادشاہ
طلسم ہی لیکن حضور کسی طرح بچین مین تو حضور کے واسطے بدنام ہوئی مشہور خاص و عام ہوئی
چاہتی ہون کہ جان میری جائے مگر آپکو خدا آفت ارضی و سماوی سے بچائے صاحبقران
نے فرمایا ہمارے یہان دستور نہین کہ غیر ساحر سے ساحر مقابلہ کرے بوخدا حافظ ہمکو اب دیر
ہوتی ہے جانے دو یہ کہکر صاحبقران نے گھوڑا بڑھایا مقابلہ اقمام بن مفہوم فیل
زندان مین آئے آتے ہی تگا ور زن ہوئے گینڈا امیر نے دیکھا کہ پہاڑ ہی ایسی تگاور پڑی کہ
چھ قدم اسکا گینڈا ہٹا یعنی قدم مرکب صاحبقران کا ہٹا اقمام نے جمال جہان آرا دیکھا
زلفین غلیلی تابدوش غزالی چشم شیر چشم سینہ چوڑا خوبصورتی کی تیاری سپر فولادی پشت پر
نیمچہ ہلالی زیب کمر حیران جمال محو دیدار ہوگیا کہا ای صاحبقران آپنے ارادہ طلسم کشائی کا
کس جرات پر کیا مقام افسوس ہی کہ ہم ایسے پہلوان ملازم بادشاہ طلسم بطلیموس ہین اگر تم
ہماری اطاعت کرو تو جاکر خطا معاف کرا دین اگر کہنا ہمارا نہ مانا ہم مشکین باندھکر لیجائین گے
خدمت مین بادشاہ کی پہونچا دینگے مین اپنے لشکر کا تجکو بادشاہ کرونگا صاحبقران نے
فرمایا کیا بیہودہ بکتا ہے جو کچھ تجسے ہو سکے وقصور نہ کر اسنے اٹھاکر نیزہ مارا امیر نے پرنکو نیزے
کی سنان پر کیا نیزہ چلنے لگا دونون لشکر ان مین بڑی دھوم سے نیزہ چل رہا ہے سب
تعریفین کر رہے ہین کہ صاحبقران کس مزے سے لڑ رہے ہین دو گھڑی کامل نیزہ بازی ہوئی
امیر نے ایک مقام پر نیزہ لگا نجھو کر بقبضہ مارا کہ نیزہ ہاتھ سے مرد دیو خصال کے نکلگیا
نیزہ جو ہاتھ سے نکلا اقمام بن مفہوم فیل دندان مثل ابر کے گرگرایا للکارنے آواز
دی او جوان تو نے غضب کیا دکھلایا سے لشکر ان مین اور تو نے نیزے کو میرے

حوالی کیا میں بسہولت رہ رہا تھا یہ نہ جانتا تھا کہ تو میرا نیزہ نکال دیگا لیکن وہ جو محبت تھی اسکا وہ
ساتھ دشمنی کے تبدیل ہوئی تیرے قتل ہونے کی دلیل ہوئی اب بچنا دشوار ہے ضرب تیغ سے میری کوئی
بچا نہیں دیکھ خبردار ہوشیار رہنا یہ کہکر تیغہ لنگر دار جوہر دار نیام انتقام سے کھینچا اژدہا تھا کہ بل کر
کے غار سے نکلا للکار کر وار کیا کہ او حمزہ اب کیونکر بچیگا امیر نے گرد اسپر کا سر کھینچا گھوڑے کو ٹھکراکر
چلے منظور یہ ہے کہ زیر بغل جا کر لپٹ پڑوں اس مغرور کا غرور مٹا دوں لیکن گھوڑا جو جھجکا مرکب
تڑپ کر چلا وہاں موش خانہ تھا دونوں پاؤں موش خانے میں گھوڑے کے جا رہے گرد اسپر کا
سر سے ہٹا خود بھی سر انور سے گرا سر برہنہ پر تلوار پڑی کھچاکے کی صدا آئی امیر نے بتعجیل دستانہ
مار دیا تیغہ سر سے نکلا چادر خون کی چہرۂ بے نظیر پر آئی صاف تاب تھا کہ ماہ درخشاں پردۂ
شفق میں پنہاں ہوا اس حال پر ملال میں صاحبقران نے بھی ہاتھ نادر کا مارا تیغہ
عقرب سلیمانی کاٹ میں لاثانی دست زبردست صاحبقران عالیتبار تیغہ بر رقاب چوزنکر
گرا اسپر کے دو ٹکڑے ہوئے وہاں سے جو تیغہ گرا خود و درع و بلغہ درع چین کو کاٹتا ہوا آمادہ برد
پہونچا اسنے دستانہ مارا تیغہ جو سر سے نکلکر گرا گینڈے کی گردن قلم ہوئی انعام کودکے الگ
ہوا فوج بھی اسکے ساتھ دو ڈھائی لاکھ ہے سب افسران فوج لینا لینا کہکر دوڑ پڑے
امیر نے زخم سر کو باندھا تیغہ علم کیے ہوئے فوج کفار پر جا پڑے ادھر سفاک سپہ لار ومقبل
وغیرہ بھی جا پڑے سرطان گرم خو فوج ساحران کو لیکر آ پڑا امیر نے جو گھٹا کفر کی آتی دیکھی تو
بڑھکر نعرہ کیا باشید ای کافران بےحیا وای نابکاران پر دغا ہر کہ واند داند وہر کہ نداند

بشناسد نعرۂ صاحبقران تصنیف مصنف

امیر عرب حمزہ ذی حشم
چو رستم بسنجان پی دار و گیر
شدہ بر سرم فتح و نصرت نثار
زدوم دیو عفریت را در مصاف
شد از جنگ بیدین و لیل و زار

منم قاتل کافران جہان
ہزبر کفت گنجاب ملعون فراز
گذر چون بجولانگہ قاف شد
بلرزہ فتادند دیوان قاف
در انجا جو جاہ وادب یافتم

منم صاحب چتر و تیغ و علم
ز تیغم گریزندہ نوشیروان
چو در باختر جنگ شد آشکار
جزا از راہ عدل و انصاف شد
سمندون بدبخت گشتہ شکار
سلیمان ثانی لقب یافتم

امیر نعرہ کرکے جا پڑے لڑائی میں مصروف ہوئے جب ملکہ آزاد وغیرہ نے دیکھا کہ ساحرونکا

بلوہ ہے امیر اسم اعظم پڑھکر لڑ رہے ہین جسکے ہاتھ مارا اس کے دو ٹکڑے کیے پہلوانون کو کنارے
ہٹایا ملکہ آزاد صنوبر قد اسرار شعلہ زن و محبوب پریچہرہ بھی جا پڑین سحر خوانی مین مصروف
ہوئین لڑائی گھمسان کی ہو رہی ہے ادھر کے آٹھ لاکھ ادھر کے پچاس ساٹھ ہزار گویا دال مین
نمک تھا مقبل جانبازی کر رہا ہے تیر اندازی مین مصروف ہے جب تیر مارا دو چار سوارون
کو گرا دیا اسطرح لڑ رہا ہے ملکہ آزاد لڑتی ہوئی سامنے سرطان کے پہونچین سرطان اور آزاد
سے سحر ہونے لگا سرطان بلائے روزگار ہے صاحبقران لڑتے لڑتے تھک گئے ہین
کئی مرتبہ شدہ تحت الحنک ٹوٹا مگر صاحبقران اسی طرح جنگ مین مصروف ہین سرطان
نے آزاد کو زخمی کیا قصد کیا بڑھکر سر کاٹ لون اسرار نے بڑھکر مقابلہ کیا ملکہ آزاد کنارے
ہوئین اسرار سے دو گھڑی کامل سحر چلا ایک مقام پر سرطان نے نعرہ کرکے جو ہاتھ ہلایا
ایک برق سر پر اسرار کے گری اسرار بھی زخمی ہوئی محبوب پریچہرہ جا پڑی ماں کو ہٹایا خود
مقابلہ کیا دو گھڑی کامل اس سے بھی سحر چلا آخر یہ بھی ہاتھ سے سرطان کے زخمی ہوئی گیر زمین
دوڑ پڑین اسرار زخمدار بیقرار قریب آزاد کے آئی اسرار کو دیکھکر آزاد نے کہا اے مادر
مہربان مین بھی زخمی ہوئی اب قدم نہین ٹھہرتا تمہاری خوشی ہو تو نکل چلین اب نہ لڑین تو
دیکھین کیا ہو نکل جائین تو بہتر ہے اسرار نے کہا میرا بھی یہی حال ہے قلب پر ہجوم غم و ملال
ہے میرا بھی یہی قصد ہے کہ نکل جاؤن آزاد نے پلٹ کر دیکھا صاحبقران لڑتے ہوئے ایک
نخل کے سایے مین پہونچ وہان ٹھہرے مین غش چلا آتا ہے دل بسبب زخمداری کے تھراتا ہے
ہاتھ ہلائے جاتے ہین جو سامنے آیا اسکو ہاتھ مارا لیکن تلوار کم کم کاٹتی ہے ہاتھ کے وار کاری
نہین ہوتے امیر کو یقین ہوا کہ اب گھوڑے سے گر پڑونگا تلوار کو نیام انتقام مین کیا دونون ہاتھ
گھوڑے کی گردن مین ڈال دیے بیساختہ فرمایا اے مرکب اصیل کسی طرف لے نکل مرکب نے
جو اپنے راکب کو سست پایا ایک طرف لے نکلا ہر چند انتہا کا مجمع ہے مگر مرکب دولتیان
مارتا ہوا صاحبقران کو لیکر طرف صحرا کے نکل گیا یہان ملکہ آزاد و اسرار و محبوب نے جو
صاحبقران کی آواز نہ پائی قصد کیا طرف قلعے کے جائین مگر ممکن نہوا آخر یہ تینون طرف
صحرا کے بھاگین دامن صحرا کو مثل دامن باد جا کر نکل گئین ایک درۂ کوہ مین جا کر تینون چھپین

ایک نے ایک کی زخم دوزی کی ملکہ آزاد صنوبر قد نے کہا ای مادر مہربان ہم تم تو بخوف جان اسطرف نکل آئے نہین معلوم اس شہریار پر کیا گذری دل کی وحشت بڑھتی جاتی ہے طبیعت گھبراتی ہے عجب تماشا ہے اس حال مین کیفیت اظہر مگر

مرگیا مین بیقراری سے اسے کچھ غم نہین — کشتۂ سیماب ہون جو لائق ماتم نہین

بوستان وصف عرق آلودہ رخین ہے کتاب — حرف مین یہ گل نہین نقطے ہین یہ شبنم نہین

یہ دہان جام سے آواز آتی ہے مدام — آج یہان جز کاسۂ سر کچھ نشان جم نہین

نام تیرا میرے ہونٹھون سے جدا ہوتا نہین — ای پری پیکر دہن مین میرا کم از خاتم نہین

ہوگیا محبوب میرے درد کا کیونکر شریک — شکوہ بیجا ہے کہ کچھ وہ اور مین توام نہین

رونگشا اثر نہین اس پر عیان خط شعاع — تیرے گالون کے برابر نیر اعظم نہین

گڑے عاشق اپنے معشوقون سے تجھکو دیکھکر — سامنے خورشید کے ربط گل و شبنم نہین

تو جو آیا باغ مین تو چشم بد کے واسطے — آگ پر یہ گل نہین اسپند ہے شبنم نہین

ابرو قاتل پہ جی دیتے نہین انسان عبث — پیکر و شمشیر و خنجر مین بھی ہرگز دم نہین

تردہ گل ہے آب خجلت سے جو رویا بہت — خوب سی بارش نہو جبتک دلا شبنم نہین

اپنی استغنا سے ہے باغ جہان ایسا خجل — کون شاخ پر ثمر ہی جسکی گردن خم نہین

عکس اسے کہتے ہین مینا ہے عرق منہ پر شباب — اختلاط گل سے رنگین قطرۂ شبنم نہین

باعث رنج اہل دنیا سے ہی ناسخ گفتگو — غیر خاموشی سے زخم دہان مرہم نہین

یہ اشعار پڑھکر ملکہ خوب روئین اسرار نے کہا بی بی نگھبراؤ پروردگار کچھ نہ کچھ سامان کریگا وہ اپنے زمانے کے صاحبقران ہین ایسی سختیان اکثر پڑی ہونگی سب جادوگر دمین رہ گئے صرف دس بارہ ہزار کنیزین ساتھ آئی ہین انھین مین سے چند کنیزون کو واسطے خبر کے بھیجا کنیزون نے جاکے دیکھا کہ دونون پہلوان دسرطان نے جب دیکھا کہ کوئی افسران کا نہ باقی رہا تمام بن مفہوم سے کہا تو نے حمزہ کو مارا الامین نے تینون جادوگرنیون کو مارا دختر شاہ بھی میرے ہاتھ سے قتل ہوئی چند کنیزین لاشے ان سب کے لے کر طرف صحرا کی بھاگ گئین قلعہ لے لو سرطان نے بڑھکر دو چار گولے ایسے مارے کہ ساکنان قلعہ

فریاد کرنے لگے سامری و جمشید کے واسطے دلانے لگے مگر پھاٹک نہ کھولا سرطان گرم خو بڑا
ساحر زبردست ہے کئی مرتبہ آواز دی کہ اگر پھاٹک نہ کھولو گے تو قلعہ کو اڑا دونگا جب ناچار
ہوکر سب نکل آئے یہ سب ساحر داخل قلعہ ہوئے اب جو اسنے دریافت کیا معلوم ہوا کہ یہ لوگ
زندہ نکل گئے سرطان گرم خو نے چند ہرکارے واسطے خبر کے روانہ کیا کہا دریافت کرکے آؤ
کہ یہ سب لوگ بھاگ کر کہاں گئے عیار مہلیل رو در رفت ہو اسنے کہا میں جاتا ہوں خبر
مفصل لاتا ہوں یہ کہکر مہلیل چلا مہلیل ہر وقت قیدخانے پر جواہر کے آتا تھا دیکھ جاتا
تھا اور تاکید کرتا تھا اس مکاری کی اچھی طرح حفاظت کرنا جواہر جب دیکھا کہ مہلیل نہ آیا
ممتاج جادو جو نگہبان تھا اس سے پوچھا کہ عیار صاحب کیوں نہ تشریف لائے اسنے کہا
وہ برای تلاش مسلمانان گئے ہیں جواہر رونیلگا ممتاج جادو نے پوچھا اری قیدی کیوں
روتا ہی جواہر نے کہا یہاں آئیے تو عرض کروں ممتاج جادو اندر آیا جواہر نے کہا دروازہ
بند کر دیجیے میرے پاس کچھ مال ہے وہ آپ کی خدمت میں حاضر کروں آپ سعی کرکے مجھے بچا لیجیگا
ممتاج سوچا کہ مفت میں مال ملتا ہے اسکو لینا چاہیے اسنے بھی کہا ای عیار میں مقرب وزیر اعظم
ہوں سفارش تیری ضرور کرونگا جواہر نے نکال کر دس میں دبیہ دی کچھ اشرفیاں بھی دیں
باتیں کرنے کرنے کہا اور مال لنگوٹ میں ہے ذرا میری ہتکڑی نکال دیجیے تو حاضر کروں ممتاج نے
ہتکڑیاں نکالیں جواہر نے ہاتھ ڈال کر لنگوٹ سے کچھ نگینے نکالے ایک ڈبیہ بھی نکالکر دی کہا اسکو نہ
کھولیے گا اسمیں میری جان و ایمان ہے جب میں مارا جاؤں تو میری قبر میں یہ ڈبیہ رکھدیجیگا
اور جو نہ بچونگا تو واپس لیلونگا ممتاج کو از حد اشتیاق ہوا کہا آخر اسمیں کیا چیز ہے جواہر نے کہا
اسکو نہ پوچھیے نام بتانے سے میرا دل ٹکڑے ہوتا ہے قبلہ و کعبہ خدا ہو تم باپ کو یہ نعمت دی کہتا
تو ہوں جب میں قتل ہو جاؤں تو اسکو میری قبر میں رکھدیجیگا اسکی وجہ سے مجھپر عذاب بھی نہ
ہوگا سب طرح عزو عافیت رہیگی ممتاج کو اور زیادہ اشتیاق ہوا آخر ڈبیہ کو کھولا اسمیں سے
بیہوشی اڑی ممتاج بیہوش ہو کر گرا جواہر نے بہ تعجیل تمام اسکو اسکی صورت بنایا آپ اسکی شکل بنکر
باہر نکلا جادوگروں سے کہا ہوشیار بیٹھے رہنا میں ایک کار ضروری کو جاتا ہوں یہ کہکر ایک جانب چلا
کہ جاکر صاحبقران کو تلاش کروں مگر امیر کو جو مرکب لیکر نکلا شب بھر میں کئی کوس آیا

ایک مقام پر آکر رکا بیان مقبل و سفاک بھی شکست خوردہ زخمدار و بیقرار و اشکبار جب کسی
افسر کو نپایا غلامونکو اپنے ساتھ لیکر ایک جانب کو بھاگ نکلے ایک دشت پر فضا مین جاکر ٹھہرے
انکا حال تو تحریر ہوگا مگر صاحبقران جنگل مین پشت مرکب سے گرے قضای کار شہلای سروقد
دختر احکام رازدار واسطے سیر کے نکلی تھی آسمان پر اڑی جاتی تھی کہ اوسکی نگاہ جمال جہان آرای
صاحبقران پر پڑی بلندی سے اتر آئی حیران حیران جمال جہان آرا کو دیکھنے لگی پشت و پہلو پر
تیر و نیزے کے زخم سپر پر زخم تلوار جو دیکھا کمسن تھی ڈری آخر تاب نہوئی ڈرتے ڈرتے قریب
آئی نتھنون پر ہاتھ رکھا آمد و شد نفس کی پاکر دل کو تسکین ہوئی کہ یہ شخص ابھی زندہ ہے چند
کنیزین اوسکے ساتھ تھین اوسنے ایک چارپائی منگوائی آمادہ ہوئی کہ مین خود اوٹھاؤن
کنیزون نے کہا آپ ہاتھ نہ لگائیے کنیزین کسواسطے ہین کنیزون نے اوٹھایا ملکہ نے کہا کہ ہمارے
باغ کی طرف لیچلو شہلای سروقد خود بھی ساتھ ہے کبھی سینے پر ہاتھ رکھا کبھی نتھنون پر اور
کبھی گھبراکر نبض پر ہاتھ رکھا کہتی ہے نبض بہت سست ہے غرض وہانسے اپنے باغ مین لیکر
آئی بارہ دری مین لاکر اوتارا مرکب کو بھی ساتھ لائی ہے مرکب سہ چشمی کو دیکھکر بہت حیران ہے
کہتی ہے کیون صاحبو تین آنکھ کا مرکب کہان سے آیا اوسکو تو ایک چمن مین بندھوا دیا امیر کے
علاج مین مصروف ہوئین جراح کو بلایا بہت کچھ روپیہ اوسکو دیا کہا اور جو مانگیگا وہ دونگی
یہ شخص زخمدار ہماری حوالی مین آیا مین اوٹھوا کر لائی ہون علاج بلطافت سے کرنا جراح نے
زخم دھوئے پٹیان چڑھائین صاحبقران کو بعد دوپہر کے ہوش آیا سرہانے اپنے ایک
آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب شبستان فیروز جہانداری کو پایا گھبراکر اوٹھ بیٹھے ملکہ شہلای
سروقد نے شرماکر کہا اوچھو صاحب ٹانکے نہ ٹوٹ جائین صاحبقران نے فرمایا نہین بیانہوگا ای شہزادی
والا قدر تمھارا کیا نام ہے مجھکو کیونکر لانیکا اتفاق ہوا شہلای سروقد نے کہا مین بیٹی ہون احکام
رازدار کی صحرا مین واسطے سیر کے نکلی تھی آپکو فرش زمین پر پڑے دیکھا اوٹھا لائی آپکا نام نامی
و اسم گرامی کیا ہے چند کنیزین حاضر ہین صاحبقران نے جو ایک نازنین مہ جبین کو دیکھا
حیران حیران جمال کو دیکھ رہے ہین وہ انکے گلشن حسن کی گل چینی کر رہی ہے یہ بھی کہتی
ہے کہ پہلے اپنا نام بتلائیے امیر نے بلا تکلف کہدیا کہ نام میرا صاحبقران ہے بڑے افسای

طلسم مطلیموس آیا ہون یہ جو امیر نے کہا شہلا گھبراگئی اشارے سے منع کیا کہ یہ نام نہ لیجیے سمجھکر بات
کیجیے کنیزین سُن رہی ہین یہین لوح طلسم ہے مین دختر رازدار طلسم ہون وہ مالک لوح طلسم ہے
اور احکام رازدار اسکا نام ہے یہ باتین جو یہان ہوئین کنیزین آپسمین چرچا کرتی ہوئین باہر
نکلین ملکہ نے کہا گھبراکر اے شہریار آپنے بڑا غضب کیا اپنا نام اصلی بتادیا ایسا نہوا ینمین سے
کوئی جاکر مادر مہربان سے اطلاع کردے تو غضب ہوجائے شہلا سے سرو قد میرا نام ہے
صاحبقران نے فرمایا اے ملکہ شہلا اسکا خوف کہا تک کرینگے آخر لڑینگے مرینگے ہمنے صحت
پائی اور مقام احکام رازدار پر گئے ہم پہلے ہی خبر پاچکے ہین کہ احکام رازدار کے قبضے مین لوح
ہے شہلا گھبرائی باہر آئی اور کنیزون کو سمجھایا کہ بوا مادر مہربان سے اطلاع نکرنا سبھون نے کہا حضور
ہم کاہیکو اطلاع کرینگے ایک کنیز چنچل نامے گھبراکر اوسنے سوچی کہ جاکر ملکہ احکام رازدار سے اطلاع کرنا چاہیے
اگر اس جوان نے قصد کیا نہین معلوم کیا ہو اور اگر یہ شخص لوح پاگیا تو سب ساکنان طلسم قتل ہوجائینگے
یہ سوچتی ہوئی بھاگی احکام رازدار اپنے قصر مین بیٹھی ہو کہ چنچل جاکر پہونچی جھک کر سلام کیا احکام
احکام نے پوچھا اے چنچل آج کہان آئین کہا حضور آپ کی صاحبزادی آپکے قتل کی درپے
ہین اپنے کو بچائیے کل سے طلسم کشا باغ مین ملکہ شہلا سے سرو قد کے آیا ہوا ہے اور زخم اوسکے
وہ خود کہتا تھا کہ ہم صحت پاکر برای قتل احکام رازدار جائینگے اگر صاحبقران آپ تک آگئے تو حضور
کو کیسی تباہی ہوگی کچھ انتظام کیجیے یہ سنکر احکام رازدار نے کہا کہ اس شوخ دیدہ نے بڑا غضب
کیا طلسم کشا کو اسنے کیونکر پایا چنچل نے کہا حضور قلعہ آتش بہار پر مقابلہ پڑا تھا وہانسے زخمی ہوکر
آئے تھے صحرا مین بیہوش پڑے تھے ملکہ شہلا عاشق ہوکر اوٹھا لائین احکام نے کہا مجکو خبر
ملی تھی کہ قلعہ آتش بہار پر بڑے بڑے مقابلے ہین شاہ طلسم نے بڑا بندوبست کیا ایسے
ایسے پہلوان بھیجے کہ انھون نے انکے ٹکڑے اڑا دیے اب بھاگکر یہان آئے ہین میخوار مردم
در کو بلاؤ یہ کہنا تھا کہ کنیزین گئین ایک پہلوان کو لیکر آئین دیکھا قوی تن قوی سن پہلوان صف
شکن ہے آکر ملکہ احکام رازدار کو سلام کیا کہا اے ملکہ عالم کیا حکم ہوتا ہے احکام نے کہا اے مردم در میخوار
عجب طرح کی آفت ہے سخت مصیبت ہے کہ بیٹی نے اپنے باغ مین طلسم کشا کو جگہ دی تم فوج لیکر جاؤ اگر
آنے مین انکار کرے تو اوسکی مشکین باندھکر لانا ملکہ شہلا کا کچھ پاس نکرنا اگر اوسکے سحر کا خیال

ہے کیونکہ بہت کچھ سیکھ چکی ہیں میں ساحر بھی روانہ کئی ہوں کہ جاتے ہی اوسکو گرفتار کریں منجوار بارہ
ہزار فوج جمع کرکے روانہ ہو گیا بعد جانے منجوار مردم در کے احکام نے فرتوت جادو کو حکم
دیا کہ تم بھی یہاں سے جاؤ اگر ملکہ شہلا کچھ دخل دیں تو اونکو بھی گرفتار کر لاؤ اور اگر نہ دخل نہ دیں تو تامل
کرنا فرتوت جادو بھی بارہ ہزار جادوگروں کو لیکر چلا یہاں صبح کا وقت ہے امیر ملکہ شہلائے سرو
قد سے باتیں کر رہے ہیں کہ ایک کنیز نے بڑھکر خبر دی حضور منجوار مردم در فوج کو لیکر آیا باغ کو
کو چہار جانب سے گھیر لیا یہ سنتے ہی صاحبقران اوٹھے پشت اشقر پر سوار ہوئے مسلح و مکمل ہوکر
بیرون باغ آئے دیکھا منجوار کھڑا ہوا کہ رہا ہے کہ کوئی حمزہ سے کہدے کہ منجوار آپکو گرفتار کرنے
آیا ہے کہ دیکھا دروازہ باغ کا کھلا آفتاب عالمتاب آسمان عربستان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان
حمزہ صاحبقران امیر عالیشان یکہ و تنہا باہر آئے ملکہ شہلائے سرو قد روتی ہوئی بنگلے میں
آئیں کنیزوں سے کہتی ہیں صاحبقران میں کیا کروں کچھ بن نہیں پڑتا وہ دیکھو تنہا اودھر
فوج کا جاؤ دیکھوں تقدیر کیا دکھائے صاحبقران نعرہ کرکے فوج منجوار مردم در پر جا پڑے
ٹن سے تلوار چلنے لگی منجوار کھڑا دیکھ رہا ہے صاحبقران نے تھوڑے عرصے میں کئی سو جوان
مار ڈالے ہر مرتبہ منجوار کو للکارتے ہیں کہ او منجوار تو مقابلے میں نہیں آتا ہم تو تیرے مقابلہ
کے مشتاق ہیں منجوار گینڈے کو بڑھا کر چلا تھا کہ ابر نیلگوں آسمان سے پیدا ہوا اور آواز آئی اے
منجوار نہ گھبرا میں فرتوت جادو بارہ ہزار جادوگروں سے آکر پہونچا آتے ہی اوسنے گولہ
مارا امیر نے اسم اعظم پڑھا گولا اولٹا پلٹا فرتوت جست کرکے بچا امیر برابر ہو بچ گئے فرتوت
حیران تھا کہ گولہ کیوں پلٹ آیا جب صاحبقران کو قریب پایا ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے اسم اعظم
الٰہی پڑھکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا فرتوت جھٹکے مارتا ہے چاہتا ہے اپنے کو کسی طرح بچاؤں دوسرے
ہاتھ سے صاحبقران نے سر پر فرتوت کے ایک گھونسہ مارا سر فرتوت کا پچک گیا مرنا اوسکا
کہ اندھیرا چھا گیا صاحبقران اسم اعظم پڑھتے ہوئے جادوگروں کو قتل کرتے ہوئے چلے
مطلب یہ ہے کہ منجوار پر جا پڑوں کیا تدبیر کروں کہ اس سے مقابلہ ہو اس سوچ
میں تھے کہ پیچھے سے آواز آئی کہ باش اے حمزہ اب کہاں جائیگا صاحبقران
نے پلٹ کر دیکھا ایک جادوگر ہمصورت فرتوت نعرے کرتے ہوئے آتا ہے کبھی نام لیکر فرتوت کا

روتا ہے جب قریب آیا تو آواز دی باش او حمزہ تونے بڑے شخص کو مارا کہ جسکا سحر مین اجل لی
مین مثل نہ تھا منہم مبہوت کوہ پیکر یہ کہکر ہاتھ تلوار کا مارا منھ سے بھی کچھ کہتا جاتا ہے امیر نے
تلوار کو تلوار پر روکا سیکڑون شعلہاے آتش امیر پر گرے بسبب اسم اعظم کے تاثیر نہوئی
امیر نے سر کو بچاکر کمر پر ہاتھ مارا مبہوت کے بھی دو ٹکڑے ہوگئے اوسکے مرنے کی آواز جو بلند
ہوئی ساحر یہ کہتے ہوئے بھاگے یارو دونون بے موت بھائی مارے گئے غریب کا کام نہ نکلا
ایسونکا مارے جانا مقام افسوس ہے یہ کہتے ہین اور بھاگے جاتے ہین میخوار نے پکار کر کہا
یارو سحر کرو کیون بھاگے جاتے ہو تم سحر کرو مین مار لونگا مہلت نہ ملیگی کل آرزو کی نہ کھیلیگی ساحر
جواب بھی نہین دیتے بھاگے جاتے ہین ہرچند روکا کوئی نہ رکا آخر بھاگ کر نکلگے مگر صاحبقران
شیرانہ جنگ کر رہے ہین یہی ارادہ ہے کہ جاکر میخوار مردم در کو مارون فوج کو باغ کے پاس
سے ہٹا دیا ہے کنیزین سب تعریفین کر رہی ہین کہتی ہین اے ملکہ عالم خدا نے فضل کیا سب
فوج کو اکیلے شیر نے بھگا دیا صاحبقران فوج کو درہم برہم کرتے ہوئے آتے جاتے ہین
میخوار پر جا پڑے دون کہ آسمان سے ایک پنجہ گرا صاحبقران کو مع مرکب اوٹھاکر لیگیا امیر متحیر
ہوا ہے بیہوش ہوگئے بعد تھوڑے عرصہ کے جو آنکھ کھلی اپنے کو سامنے آسمان پری کے پایا
اور ملکہ زبیدہ شیر گیر کو دیکھا کہ جبہ کمر پر زخمی پڑی ہین امیر نے فرمایا اے ملکہ آسمان پری
مجھے یہان کون لایا مین جنگ مین تھا آسمان پری نے کہا اے شہریار دیو فولاد سپر گردان
پردہ تاریک سے کوچ کرکے آیا آپکی صاحبزادی ملکہ فرشتہ سلطان زخمی ہو مین چارون
نقابدار فرداً فرداً اگرچہ وہ بھی زخمی ہوئے آخر دیوہا نے شکست کھائی قلعہ بلور پر آئی خیال
مین آیا حضور کو بلوانا چاہیے دیوزادون کو روانہ کیا آپکو اوٹھا منگایا امیر کا حال تو عرض کرونگا
لیکن اب حال ملکہ شہلا سے سرو قد کا بیان کیا جاتا ہے کہ جب شہلا سے سرو قد نے دیکھا
کہ صاحبقران غائب ہوگئے سر پیٹ لیا کہا صاحبو اب مین کیا کرون یہ کیا غضب ہوا نا ید
اور ناہید ان نے کسی کو بھیجا دہی اسطرح امیر کو لیگیا ہم کو داغ دیگیا میخوار مردم در نے جو میدان
کو خالی پایا طرف باغ کے بھاگا کنیزون سے ملکہ نے کہا سحر کرو کنیزون نے بڑھکر سحر کیے ساحر تو سب
بھاگ ہی جا چکے تھے صرف یہ ساحرہ تھے کسیکا ہاتھ کٹا کوئی بیہوش ہوکر گرا میخوار سے

جو یہ معرکہ دیکھا گینڈے کو بڑھا کر اور پھیر کر بھاگا کہا صاحبو اگر ساحر دیو ہوتا تو مین اوس سے مقابلہ
کرتا یہان سحر ہو رہا ہے مین کیا کرون چلکر ملکہ احکام ہراندار کو خبر کرنا چاہیے وہ اور کسی ساحر کو بھیجے
یا مہی کا مقدمہ ہی خود تشریف لا مین یہ کہکر اپنی فوج کو ہمراہ لیا اور بھاگا کنیزون نے اوس سحر کیا یہ
لوگ وو بھاگ گئے جب یہ لوگ چلے گئے ملکہ شہلا نے کہا صاحبو یہی یہ جا کر ذکر کریگا وہان سے
اور ساحر آوینگے یہ گرفتار کر لیجا ئینگے کنیزین بھی گھبرا گئین عرض کیا بیجا ارشاد ہوا اب جو مناسب ہو وہ
کیا جائے آخر بعد گفتگوی بسیار یہ صلاح قرار پائی کہ چلو یہان سے نکل چلین ملکہ شہلا اوسی وقت
ایک مادیان عربی پر سوار ہوئین سات کنیزون نے ساتھ دیا ہر چند ملکہ نے کہا صاحبو مین تو جان
دینے جاتی ہون تم میرا ساتھ نہ دو سب مجھے جانے دو جو کچھ تقدیر مین ہوگا وہ ہوگا ظاہر ہوگا
سبنے کہا آپ ہماری مالک ہین جو آپکا حال وہ ہمارا حال کنیزون کا ساتھ رہنا ضرور ہے
آخر ملکہ شہلا سے سرو قد روئی پیٹی باغ سے نکلین چار سے عورتین مادیانون پر سوار تھین
سب بے میل روا روی کرکے چلین کہ ایسا نہو کوئی آفت آجائے یا کوئی آکر گھیر لے لرزان و
ترسان ایک جانب رخ کیا روانہ ہو گئین کہ اونکا ذکر کیا جائیگا مگر اب ذکر صاحبقران
واجب ہے کہ جب صاحبقران زمان محل آسمان پری مین آگئی فرمایا پھاٹک قلعہ کا کھولدو
پھاٹک کھولا گیا صاحبقران باہر نکلے فولاد سبر گردان کو خبر ہوئی کہ صاحبقران مقابلے
مین آئے ہین اوسنے کہا اب کیا تدبیر کرون آہوان دشت پیما اسکا عیار برابر بیٹھا تھا
اسنے کہا حضور مین حمزہ کو پکڑ لاؤنگا فولاد سبر گردان نے طبل جنگی بجوا دیا صاحبقران بھی
نوازش طبل کو حکم دیا یہان بھی طبل جنگی بجایا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین
مگر آہوان ایک پیر زال دیگنت وضعیف کی شکل بنکر لشکر صاحبقران مین آکر پھرنے لگا دریافت
کیا تو معلوم ہوا کہ فلان بارگاہ مین صاحبقران ہین پر پرواز پیدا کرکے اڑا کوئی پہر رات گئی تھی
صاحبقران صحن باغ مین پھر رہے ہین آہوان آسمان نے دیکھا سوچا انکی کیا حقیقت
ہے پیچھے کمر مین دیکر اوٹھا لیجاؤن کمند سے باندھا گرا جیسے ہی زمین پر پانون قایم کیے چاہا
کمر میں پیچ دیکر لے اڑون امیر نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ایک جھٹکا مارا اسنے چاہا ہاتھ کو چھڑاؤن
امیر نے ایک طمانچہ مار دیا کہ سر آہوان چنبر گردن سے اڑ گیا لاشہ اوسکا باہر پھنکوا دیا

لشکر مین ہلڑ ہوا ہرکارون نے یہ خبر فولاد کو پہونچائی کہ آپ کا عیار امیر کو لینے گیا تھا مارا گیا
لاشہ مزبلے پر پڑا ہے فولاد نے کہا صبح کچھ بھاڑ کر کھا جاؤنگا صبح کو دونون لشکر میدان کارزار
مین آگئے فولاد مع لاکھ دیوزادون سے میدان مین آیا صفین جمائین صاحبقران اشقر پر
آسمان پری تخت پر سوار ہوئین کل فوج ہمراہ ہی فولاد میدان مین آکر اشتلم کرنے لگا چوب
دست ہلا رہا ہی صاحبقران مشتاق ہین کہ میرا نام پکارے تو مین جاؤن آمادہ کھڑے ہین کہ
آسمان سے نوبت نقارے کی آواز آئی نقابدار زرین پوش جسکے سر پر باز سایہ فگن تھا ہی
براے شکار رہتا تھا بارہ ہزار زرہ ہاے دیوے جو ادھر سے گذرا عیار نے اسکے عرض کی ای
شہریار صاحبقران سے اور فولاد سپر گردان سے مقابلہ ہی نقابدار نے جھککر دیکھا صاحبقران
آگے لشکر کے کھڑے ہین دیو فولاد تسلیمین لگا رہا ہی نقابدار تخت سے کود پڑا للکارا او بیحیا کیا
جیسی گوئیان کر رہا ہی مردان عالم سے مقابلہ کر فولاد نے چوبدست کو گردش دی جھپٹ کر نقابدار پر وار
کیا نقابدار نے کلہ چوبدست پر ہاتھ ڈالدیا ایک جھٹکا مارا کہ فولاد منہ کے بل زمین پر آیا بخوف
جان چوبدست کو چھوڑ دیا لپٹ پڑا نقابدار نے کولے پر لاد کے مارا دھم سے ٹھٹے کا ٹھٹا زمین
پر گرا نقابدار جست کرکے چھاتی پر سوار ہوا آواز دی او بیحیا شناخت مین پروردگار کی
کیا کہتا ہی فولاد نے کلمہ سخت کہا نقابدار بقہر و غضب تمام سینے سے اوٹھا ایک پاؤن کو
دونون ہاتھون سے تھاما ایک کو دونون پاؤن سے دبا کر چیر ڈالا لاش کو پاس کنہ چیر کر
پھینکدیا تین لاکھ دیو دوڑے آپڑے صاحبقران بھی نعرہ کرکے جا پڑے بارہ ہزار جوان
ہمراہیان نقابدار بھی آکر شریک جنگ ہوئے تلوار چلنے لگی ہنگامہ گیرودار بلند ہی امیر نے بڑھکر
علم فوج گرایا فوج کفار کو شکست ہوئی سب طرف صحرا کے بھاگے صاحبقران ملنے راہ مین نقابدار
نے سلام کیا امیر نے جواب دیا نقابدار نے پھر وہی کلمہ کہا کہ ای شہریار اب یا تمہا صاحبقرانی
دینے مین کیا عذر ہی صاحبقران نے برہم ہوکے جواب دیا ای نقابدار بہادر تمنے میرے ساتھ
دل لگی مقرر کی ہی ہر مرتبہ ایسے ہی کلمات کہتے ہو آج ہی میرے آپکے فیصلہ ہوجاے نقابدار
نے ہاتھ جوڑ کر کہا اے شہریار مین یہ نہین چاہتا کہ آپکا مقابلہ کرون میری آنکھ کوئی امتحان
قرار پاجائے لقا کو قتل کرون قہقہہ سہ چشمی کا سر لاؤن جو آپ حکم کرین وہ بجالاؤن امیر نے کہا

ان باتون سے باتے نہین مل سکتے میرے تمھارے مقابلے پر موقوف ہو نقابدار نے سر جھکا لیا
عرض کی ای شہریار آپ صاحبقران اعظم محترم و محتشم ہین مین آپ سے کیونکر مقابلہ کرون امیر نے فرمایا
آج سے بانون کا نام نہ لینا نقابدار نے آنکھون مین آنسو بھر کے کہا یہ تو میرا عہدہ ہے کیونکر نہ
طلب کرون حضور مقابلہ نہ کرین کسی امتحان پر مقرر رکھین صاحبقران نے غصے مین فرمایا اے
نقابدار بس زبان کو بند کر دیہ میدان کارزار ہے نیزہ لیکر سامنے آؤ نقابدار نے پھر سر جھکا لیا
کہا حضور نہایت سخت ہین امیر نے فرمایا جو اشیا مجھے صرف کرکے پیدا کیے اُن کو تم مانگے
ہو ممکن نہین کہ بدون مقابلہ دیدون مجھے زیر کر دو لے لو اگر شاید ہم غالب آئے احوال تمھارا
کھل جائیگا نقابدار خاموش ہو رہا کہا اے شہریار جو آپکی مرضی ہوگی وہی ہوگی اسوقت تو مین
بضرورت جاتا ہون اب کی مرتبہ جو حضوری ہوگی جسطرح آپ فرماتے ہین وہی ہوگا یہ کہکر
نقابدار تخت پر سوار ہوا اسی طرح نوبت نقارے بجاتا ہوا روانہ ہو گیا امیر نے پلٹ کرکے
آسمان پری سے فرمایا حقیقت مین یہ نقابدار نہایت صاحب شوکت و شان ہو فی الواقع
اپنے زمانے کا صاحبقران ہے دیکھیے اس مقابلے مین کیا گذرے ہر مرتبہ وہ نہایت عذر
کرتا ہو آسمان پری نے بھی سمجھا کے کہا یا صاحبقران کسی امتحان پر مقرر کیجیے کسی فرزند
کو اپنے لڑوائیے امیر نے فرمایا ملکہ تمھین اس مقدمہ مین کیا دخل ہو بدون مقابلہ مین بانے
ہرگز نہ دونگا جسطرح رہے چاہے مجھے کسی فرزند پر اعتبار نہین مجھے بھی بڑا تردد ہو کہ اسکے
مقابلے مین کیا ہوگا پروردگار میری آبرو رکھے یہ باتین کرتے ہوئے صاحبقران داخل
بارگاہ ہوئے آسمان پری سمجھین صاحبقران دو چار روز رہینگے جلسہ آراستہ کیا اور
ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز دگا ہین آکر حاضر ہوئین پریزادان وُرد گوش
مرصع پوش سامنے آکر کھڑی ہوئین یہ اشعار گانے لگین

نظم

سبزۂ خط تورے گالون پر نمایان ہو گیا	یاسمن زار صفات دیکھو سنبلستان ہو گیا
آگیا مجھکو جو اس زلف پریشان کا خیال	دم مین مجموعہ عناصر کا پریشان ہو گیا
ہو کے خم تسلیم کرتے ہی کیا مجھکو شہید	قد مرا ظالم کمان تیر مژگان ہو گیا
جوش وحشت ہو تو اب کے آئی ہی فصل بہار	ہان گریبان اے جنون گل کا گریبان ہو گیا

استقدر مضمون ترے دست حنائی کے لکھے
جو قلمدان مین قلم تھا شاخ مرجان ہو گیا

چاند چھپتا ہی جو وہ دن ہوتی ہی مشتاق خلق
ہوگئی فکر با دستی جو نظر وہ شمع پنہان ہو گیا

بعد مردن بھی ہی باقی مجھسے خوش چشمونکو ضد
سبزۂ تربت چراگاہ غزالان ہو گیا

پانون بھی اب مجنون کردیئے کانٹونکی نذر
سر تو دے تے نثار سنگ طفلان ہو گیا

ہم وہ مجنون ہین کہ جو خورشید رو آیا نظر
صبح سان اپنا وہین چاک گریبان ہو گیا

مشتغل ایسے ہین اوسکے دست نازک پر عدو
طائر رنگ حنا بھی مرغ بریان ہو گیا

سر اوٹھا کر جو چلا اس دشت وحشت خیز مین
پا رتاوون سے وہین خار مغیلان ہو گیا

شمع کافوری جلاتے تھے سوادونکی گور پر
دیدۂ غول بیابان سے چراغان ہو گیا

کوئی دم پیری بھی رہنی ہی بسان صبحدم
مثل شب عہد شباب آنکھونسے پنہان ہو گیا

رشک اب آتا ہی ناسخ بخت بلبل پر مجھے
جب کھلا غنچہ مرا ٹکڑے گریبان ہو گیا

ہین گرمی صحبت مین صاحبقران نے فرمایا اے ملکۂ عالم ہم کل جائینگے نہین معلوم اس سوختۂ آتش فراق وگداختۂ بوتۂ اشتیاق پر کیا گذری خدا جانے کیا حال ہوا آسمان پری نے گھبرا کر پوچھا کیا کوئی شاہزادی والاقدر ہی امیر نے فرمایا نہین ملکۂ عالم کچھ ہمارے بہادران تھے اپنے سردارون مین مقبل ہے نہین معلوم اُن لوگون پر کیا گذری ہم کہ جنگ مین مصروف تھے جہان ‌ فرستادۂ تمہارا اوٹھا لایا تھا وہین پہونچادی جاکر دیکھین وہان کیا گذری آسمان پری نے کہا اوی شہریار مین خواجہ عبدالرحمن جنی سے سب حال تحقیقات کراکے آپکو روانہ کرونگی صاحبقران نے فرمایا ملکہ کچھ ضرورت نہین ہے لاکھ طرح جان لڑائی مگر لوح کے ملنے کی کوئی صورت نہوئی اب پروردگار اپنا فضل کرے جاکے لوح طلسمی حاصل ہو چند باتونمین رات گذر گئی ستارۂ سحری آسمان پر چمکا ملکہ آسمان پری کی پریشانی امیر کو جانے مین جلدی صاحبقران نے نماز سحر سے فراغت حاصل کرکے سلاح جسم پر لگائے ملکہ نے چارون حاملان تخت کو طلب کیا چارون حاملان تخت آکر حاضر ہوئے امیر تخت پر سوار ہوکے اشقر کو بھی تخت پر سوار کرلیا حاملان تخت تخت کو لیکر طرف طلسم ہوشربا کے چلے پردۂ قاف سے گذر چکے تھے پردۂ دنیا مین آگئے [illegible] آتش بجز کے ہو بلند گئی کوئی طائر ادھر سے بھٹک کر

نکلتا ہی گرمی آتش سے بھنک کر گر پڑتا ہی امیر اس مقام پر ٹھہر گئے دیوزادون سے فرمایا تم جاؤ
مین راز آتش کو دریافت کرون گا دیکھون یہان کیا سر کہ ہی صاحبقران زمین پر آئی دیوزادون
نے عرض کی حضور ہم سے رسید طلب ہوگی رسید ہمین عنایت فرمایئے امیر نے ایک پرچہ لکھکر دیدیا
کہ جس مقام پر ہمین منظور تھا اسی مقام پر ہم پہونچ گئے دیوزاد تو اسطرف چلے گئے صاحبقران
اسم اعظم پڑھتے ہوئے قریب آگ کے پہونچے اسم اعظم پڑھتے ہوئے اندر آگ کے چلے امیر نے خیال
کیا گرمی نہین معلوم ہوتی آگ شق ہوتی جاتی ہے جدھر قدم بڑھاتے ہین آگ بجھتی جاتی ہی وسط
مین آگ کے آکر دیکھا ایک تختہ سنگ پر ایک جوان تاجدار بیٹھا ہی ملول و حزین و سرنگون زبان
مین سوزن تمام ماران سیہ جسم مین لپٹے ہوئے اس قید سخت مین ہی کراہ رہا ہی امیر نے قریب آکر
فرمایا اے شخص تو کون ہی کسنے تجکو قید کیا اس قیدی نے اشارے سے کہا زبان سے سوزن
نکالیے تو بات کرون امیر نے بیخوف اوسکی زبان سے سوزن کو نکالا اسنے سے کیا ماران سیہ مر کر
گرے اوٹھکر وہ جوان قدمون پر امیر کے گر پڑا کہا اے شہریار آپکا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی
اس مقام تک کیونکر تشریف لائے امیر نے فرمایا صاحبقران میرا نام ہی پردۂ قاف سے آتا
تھا یہ آگ دیکھکر دل کو خود بخود اشتیاق ہوا کہ دیکھنا چاہیے یہان کیا ہی برائے تماشا طلسم
بطلیموس نکلا ہون وہ جوان رونے لگا کہا اے شہریار منقل تاجدار میرا نام ہی احکام زردار کا بیٹا جو مالک مقام طلسم
بطلیموس ہے گرم خوے جادو مجھکو عاشق ہوکر اوٹھا لائی ہر روز آکر اپنے وصل پر
آمادہ کرتی ہی مین نے ابتک قبول نہین کیا خواب بھی دیکھا تھا کہ اے منقل تاجدار نہ گھبرا تجکو
آکر صاحبقران رہا کرینگے اسی امید پر جیتا تھا مقام شکر ہے کہ خدا نے آپکو پہونچایا میری رہائی
کا وقت آیا حضور آپ اب میرے ساتھ چلیے لوح بھی طلسم فتح کیجے امیر نے فرمایا ای منقل
یہ عنایت پروردگار رہے کہ تم تک پہونچے تم میرے ہاتھ سے رہا ہوئے منقل نے کہا حضور
آپ کا مذہب بھی مین نے اختیار کیا حضور کے ساتھ رہونگا ہر مقام پر کام آؤنگا یہ ذکر تھا
کہ آسمان پر برق چمکی منقل نے گھبرا کر کہا حضور گرم خو آپہونچی اب حضور ہوشیار رہین صاحبقران
نے فرمایا مین ہوشیار ہون کہ گرم خو آکر پہونچی امیر کو آواز دی اے جوان تو کون ہی کہ جو میری
معشوق کو رہا کیا او گستاخی یہ کہ یہین پر ٹھہرا ہے یہ کہکر گرز مارا امیر نے اسم اعظم پڑھا

وہ گولہ پٹا سر پر آ کے گرم خو کے گرا چٹا شعلہ آتش گرم خو پر گرے گرم خو نے جھلا کر ہاتھ کے دامنے
پھینکے شعلہ ہائے آتش امیر پر گرے امیر نے اسم اعظم پڑھا شعلہ آتش برطرف ہوئے گرم خو جھلا کر
زمین پر گری ایک شیر کی شکل بنکر حملہ کیا امیر نے اسم اعظم پڑھکر ہاتھ تلوار کا مارا گرم خو کے دو ٹکڑے ہوئے
مرنا گرم خو کا آگ برسی بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من گرم خو سے جادو بود پڑھکر منقل
تاجدار نے قدمون کو بوسہ دیا کہا اے شہریار بڑی مکارہ کو آپ نے مارا اب میرے ساتھ چلیے
مین حضور کے واسطے فکر لوح کرونگا مگر حضور بڑی سختی ہے خدا آپ کو تا بہ لوح پہونچائے
لوح آپ کو حاصل ہو بعد حصول لوح بڑے بڑے ہنگامے ہون گے لطلیموس قیامتین
برپا کرے گا اور حیدون خود آجائے گا زمین تہ و بالا کر دیگا بڑا ساحر زبردست ہو امیر منقل کے
ساتھ چلے امیر پشت مرکب پہ سوار منقل رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے چلا صاحبقران کو لیکر ایک
صحرا مین آیا وہان ایک نخل خار تھا کہا حضور اسکو اکھیڑین ایک اژدہا ظاہر ہوگا اوسکے دہن مین بلا
تکلف چلے جائیے گا بالائے قصر پہونچیے گا وہان نہایت مقام معقول ہر ایک نخل ہر اسمین ایک
قفس لٹکا ہے قفس مین ایک طائر ہی ہر چند وہ چیخے چلائے مگر آپ کچھ خیال نہ کیجیے گا اس جانور کو لیکر
فوراً چیر ڈالیے گا لوح حاصل ہوگی صاحبقران نے بقوت صاحبقرانی نخل کو اکھیڑا جیسے ہی نخل
اوکھڑا او سکے نقب پختہ کا ظاہر ہوا ایک اژدہا قلابہ آتشین چھوڑتا ہوا منھ پھیلائے ہوئے نقب سے نکلا
منقل نے آواز دی حضور کچھ دیر نہ کرین بسم اللہ داخل ہون امیر بخوف دہن اژدر مین چلے گئے
منقل نے پر پرواز پیدا کیے اڑتا ہوا چلا لیکن بہ تعجیل جاتا ہے صاحبقران کی جو آنکھ کھلی اپنے کو
ایک قصر مین پایا منقل نے جو بیان کیا تھا وہی سب باتین پائین دیکھا ایک نخل مین قفس لٹکا ہے
طائر امیر کو دیکھتے ہی چیخ چیخ کر غل مچاتا تھا ادھر احکام راز دار دور طلسم کشا آپہونچا ادھر
صاحبقران نے بہ تعجیل قفس کو توڑا طائر نے لاکھ اپنے کو صاحبقران سے بچایا مگر امیر نے طائر کو پکڑا
قفس سے باہر نکالا دونون ٹانگین پکڑین چاہتے ہیں چیر ڈالون مگر احکام رازدار ہوا پر معلق بیٹھی
تھی یکایک طائر کے چیخنے کی آواز کان مین آئی کہا ارے یہ کیا ہوا غضب بالائے قصر طلسم کشا کیونکر آپہونچا
جھپٹ کر اوٹھی کہتی ہوئی چلی کہ شاید سنبھالے سرو قد طلکونی فتور کیا باغ سے بھاگ گئی بس
اوسی نے وہین سے کچھ تدبیر کی پشت پر ہزارون جادوگر نشان کئی ہزار جادوگر چلے احکام

اسوقت آکر پہونچی کہ صاحبقران ہاتھ مین طائر کو لیے ہوئے ہین چاہتے ہین کہ اسکو چیر ڈالون کہ
احکام نے آواز دی اے طلسم کشا کیون طائر کو ستاتا ہی یہ کہکر گولہ مارا امیر نے اسم اعظم پڑھا گولہ
پھٹ کر زمین پر گرا احکام نے سر پیٹ لیا کہا او صاحبو اور غضب دیکھو سحر بھی جواب دیتا ہے چہار
طرف سے بلوہ کر کے طلسم کشا کو پکڑ لو طائر کو اس ظالم کے ہاتھ سے بچاؤ طائر پھڑکتا ہی میرے
ہوش اُڑتے ہین ہائے کیا کرون بیٹی پر یہ معرکہ گذرا کہ باغ سے زنجیر کر بھاگ گئی مگر ساحرون کو
اشارہ کیا کہ بلوہ کر کے حمزہ کو پکڑ لو ایک ہاتھ مین امیر کے طائر ہی ایک ہاتھ مین تلوار ساحر بلوہ کر کے
آئے سب طرف سے سحر کرنے لگے امیر اسم اعظم پڑھتے جاتے ہین اتنی مہلت نہین پاتے کہ طائر
کو چیر کر لوح حاصل کرین ہزارون جادوگرون نے سب طرف سے بلوہ کیا امیر جب اسم اعظم
پڑھتے ہین سحر الٹے پلٹتے ہین مرنے کی ساحرون کے آواز بلند ہے جن ساحرون نے پڑھکر گولے
مارے وہ گولے اونھین کے سینون کو توڑ کر پار گذرے احکام رازدار حیران ہوئی کہ یہ کیا معرکہ
ہے پیچھے ہٹکر ایک پتلی جھولی سے نکالی کہا اے تصویر سامری مفصل بتلا کہ یہ کیا معرکہ ہے طلسم
کشا پر سحر کسی کا کیون نہین تاثیر کرتا میرا بھی سحر اولٹا پلٹتا ہے پتلی قہقہہ مار کر ہنسی پھر دیر تک رہی
آخر مین کہا ای احکام رازدار یہ صاحبقران زمان مالک [illegible] سحر کیونکر تاثیر کرے
اسم اعظم کے مالک راہ طلسمات کے سالک ذرا سمجھکر سحر کرنا یہ کہکر پتلی گر پڑی احکام رازدار نے
اُٹھا کر جھولی مین رکھ لیا کنارے بیٹھکر سحر کیا کچھ ماش کے دانے امیر کے گرد پھینکے امیر کی زبان
مین لکنت آنے لگی جب تو امیر نے جست کی مجمع ساحران سے ہٹے منظور ہوا کہ ساحر کو پچھاڑون
ساحر بلوہ کر کے بڑھے تیر بے خطا اون نے پھینکے تلوارین کھینچین نیزے لے کر بڑھے احکام
رازدار غلغلہ کر رہی اے مین نے تدبیر کی ہی اسم اعظم بھلایا چاہتی ہون یہ کہکر مٹھی بھر
ماش کے دانے ہاتھ مین لیے ارادہ ہوا پھینک مارون اسم سحر پڑھ رہی ہی لیکن شہلا ہی
سروق مع سات سے جادوگرنیون کے درہ کوہ مین جا کر چھپی تھین یہان سے پانچ
کوس [illegible] ہی وہ مقام ہی باہر درہ کوہ کے ٹہل رہی ہین ساتھ والیون سے کہتی ہین طلسم
کشا کو کہان تلاش کرون کون دشمن تمہارا اوٹھا کر لیگیا کہ نعرہ امیر کی آواز کان مین آئی نعرہ
کی امیر کے آواز بارہ کوس تک جاتی ہی شہلا نے گھبرا کر کنیزون سے کہا دیکھو نعرہ صاحبقران کی

آواز آئی شاید کسی مقام پر نذر سے پڑے ہین مگر نہین معلوم کس مقام پر ہین کنیزون نے سر اوٹھا کر کہا وہ دیکھیے
قصر لوح پہ آفت برپا ہے صد ہا طائر اوڑ رہے ہین کچھ جل جل کر گرتے ہین شہلا اسی وقت سحر کرکے
بلند ہوئی بشکل عقاب قصر لوح پر آئی دیکھا صاحبقران چاہتے ہین طائرون کو چیرون احکام راز
دار سحر کر رہی ہے سطح مین آتش کے دانے لیے ہر جا پڑتی ہے کہ پھینک مارون کہ زبان امیر کی بند ہو
ساحر گھیرے ہوئے ہین نیزے اور تیر مار رہے ہین شہلا یہ حال دیکھکر بدحواس ہوگئی حیران ہے کہ کیا
تدبیر کرون کہ ایک طرف سے سناٹا ہوا دیکھا ایک طائر سناٹا بھرے ہوئے آسمان پر آیا مگر بیتاب
بے ترپ رہا ہے عقاب نے طائر کو جو دیکھا بڑھکر آواز دی ارے تو کون ہے طلسم کشا قتل چاہتا ہے
اس طائر نے کہا منم منقل تاجدار فرزند احکام رازدار عقاب نے کہا منم شہلا اے سرو قد شہلا
نے کہا اب کیا ارادہ ہے جلدی مین یہ بھی نہین پوچھا کہ بھائی تم کو کون لے گیا تھا منقل نے
کہا اے ہمشیر کسی طرح طلسم کشا کو بچاؤ شہلا نے کہا بھیا مین بھی جان و دل سے حاضر ہون
اب آپس مین دونون نے عہد کرلیا کہ احکام کو مارو دونون نے گولے سحر کے تیار کیے سحر کرتے
ہوے بڑھے پشت پر احکام کی آکے دونون نے گولے مارے احکام ادھر کو پلٹی دیکھا
بیٹی اور بیٹے نے گولے مارے ہین سینے پر آکر دونون گولے پڑے توڑ کے پشت کو پار گئے ہے
مرنا احکام کا کہ اندھیرا ہوگیا دونون بھائی بہن ترپ ترپ کے گرنے لگے ہزارون ساحرون
مار کے ڈالدیا اتنی مہلت جو امیر کو ملی ذرا ہوش درست ہوتے چالاک دچست ہوے طائر کو
چیر لوح طلسمی اوسکے پیٹ سے نکلی امیر نے جو لوح کو گردش دی ساحر نابینا ہو گئے جس پر عکس لوح
پڑا وہ نابینا ہوگیا نابیناؤن کو منقل و شہلا قتل کر رہے ہین آخر ساحرون نے امان مانگی
صاحبقران نے ہاتھ روکا مرنے سے احکام رازدار کے قصر گرا صاحبقران زمین پر آئے
سب نے اطاعت کی شہلا و منقل نے آکر قدمبوسی کی امیر اسی باغ مین اترے جواہر خونزن
جو پھرتا پھرتا جو قریب اس باغ کے پہنچا دیکھا ہزارون ساحر اترے ہوے ہین ایک جادوگرنی
نہایت حسین و ایک تاجدار معقول انتظام کر رہے ہین جواہر نے آکر پوچھا یہ لشکر کس کا ہے ایک نے
کہا یہ لشکر طلسم کشا و فوج کش ہے جواہر دردولت پر آیا چوبدار سے عرض کرائی امیر نے فرمایا بلاو جواہر نے آکر امیر کو
دیکھا مدہ بنے لپٹ گیا حال پوچھا امیر نے فرمایا بشکل تمام بعنایت رب ذوالاکرام لوح تو حاصل ہوئی ہے جواہر نے

بڑین افتادین پڑین گرشتہا سے سرو قد ومنقل تاجدار ان دونون نے مل کے احکام راز دار کو مارا اسطرح لوح طلسمی ملی اب لوح کو ملاحظہ کرون تو احوال معلوم ہو جواہر نے تمام حال سنکر ڑا شکر کیا کہا اے شہریار آپ ماشاء اللہ صاحب اقبال ہین بکار راہ پردہ قاف کہ اس رہبر کا ملنا مدد پروردگار ہی صاحبقران کو آزاد صنوبر قد کا بڑا خیال ہے فرماتے ہین ای جواہر آزاد وغیرہ کو تلاش کرو اب لوح جدھر ہدایت کریگی مین تو اسطرف جاؤنگا حیران ہون کہ انکو کہان پاؤنگا اسے جواہر آزاد کا غائب ہونا قلب پر صدمہ ہی نظم

جگر کو داغ مین مانند لالہ کیا کرتا — لبالب اپنے لہو کا پیالہ کیا کرتا
طلا نہ سرو کو کچھ اپنی راستی مین پھل — کلاہ کج جو نہ کرتا تو لالہ کیا کرتا
جریدہ مین رہ پرخون عشق سے گذرا — جرس سے قافلہ مین بحث نالہ کیا کرتا
بچا لیا اسے توڑا جو سر سے دریا کے — حباب لے کے یہ خالی پیالہ کیا کرتا
نہ کھایا غصہ کبھی خوانچے سے ستم کے — پھنسے جو حلق مین مین وہ نوالہ کیا کرتا
بلا سے یہ ہوئی داغون سے سرد کافور — سلوک نیک زراعت مین ژالہ کیا کرتا
دیا نوشتہ تو اوس بت کو دل کی سجدہ ریز — خدا کے گھر کا بھلا مین قبالہ کیا کرتا
نہ کی عقل گر ہفت آسمان کی سیر — کوئی یہ سات ورق کا رسالہ کیا کرتا
مری طرف جو انھین کھینچی کشش لگی — بتون کو رہ ہمنون کا حوالہ کیا کرتا
کسی نے حال نہ پوچھا دل شکستہ کا — کوئی خرد کے ٹوٹا پیالہ کیا کرتا
مہرو نہ ہمسر بھی ہوتا تو لطف تھا آتش — اکیلا پی کے شراب دوسالہ کیا کرتا

یہ اشعار پڑھکر صاحبقران بہت روئے فرمایا نہین معلوم ان سبھون پر ہماری بعد کیا گذری شب تو صاحبقران نے اسی مقام پر بسر کی بعد نماز سحر لوح کو ملاحظہ کیا کچھ نوشتہ نہ پایا شہلا ومنقل کو طلب کیا فرمایا کیا باعث ہے کہ لوح مین کچھ نوشتہ نہین نکلتا حرف مین گر رہنے نہین جاتے منقل نے عرض کی اسے شہریار مہربان فرمایا کرتی یقین اگر کوئی یہان سے نوح سے جائے تو دریا سے ہفت قلزم ہے کیونکر جائیگا اسمقام پر مسکن ساحران جلیل ہے ایک ایک ساحر بادشاہ طلسم کا کفیل ہے ہر ایک کا یہی ارادہ ہے کہ دیا ملک طلسم کشا کو نہ جانے دین راہ مین مار لین

امیر نے فرمایا مقام ہفت قلزم کہان ہی منقل تاجدار نے عرض کی غلام نہین آگاہ ہی صاحبقران
نے فرمایا کیون شہلا تم کو کچھ آگاہی ہی شہلا نے عرض کی اتنا جانتی ہون کہ مشرق کی طرف جایئے
تو کیا عجب ہی کہ مقام مقصود دستیاب ہو صاحبقران نے فرمایا آپ لوگ اسی مقام پر رہین مین
جاتا ہون شہلا و منقل بیقرار ہوے عرض کی کیونکر ہو سکتا ہی کہ حضور کو ایسے مقام پر جانے دین
اور ساتھ نہ چلین حضور تشریف لے چلین لونڈی غلام بھی آتے ہین صاحبقران فورا تیار ہوکر
جواہر نے باہناے عیاری آراستہ کی صاحبقران پشت مرکب پر سوار ہوے طرف مشرق کے
چلے یہ دونون کبوتر بنے ہوے بالاے سر صاحبقران آتے ہین صاحبقران نے دن بھر رہروی کی
شام کو ایک نخل کے سایے مین آکر بھرنے شب کو بیٹھے ہین کہ رونیکی آواز کان مین آئی امیر
کے دل مین فورا رحم آیا اپنے مقام سے اٹھکر چلے سنا کہ کوئی بلک بلک کے رو رہا ہی اور پکارتا ہی
اے خلاق کردگار کہانتک بدعت کریگا اے معبود حکم ہو ملک الموت کو کہ قبض روح کرے اب مجھے
کشاکش نہین اٹھتی صدمہ جدائی نے بیتاب کیا ہی یہ سنکر صاحبقران اور بیتاب ہوئے ہین کہ کوئی
ہجران دیدہ آفت کشیدہ ہی تھوڑی دور پر آکر دیکھا زیر نخل ایک جوان بیٹھا رو رہا ہی تاج کو سر
سے پھینک دیا ہی تڑپ رہا ہی کبھی دعائین کرتا ہی کبھی اٹھتا ہی کبھی بیٹھتا ہی عجب حال زار مین ہی
صاحبقران قریب آئے گھوڑے سے اترے فرمایا اے شخص کیا درد ہی کہ رنگ تیرا زرد ہو رہا ہے
آنکھ اسنے کچھ جواب نہ دیا بعد عرصہ دراز امیر نے بازو تھام کر ہلایا فرمایا ای برادر حال اپنا مجھسے مفصل
کہو اس شخص نے کہا اے شخص میرا حال کہنے کے لائق نہین آپ اگر سنینگے تو آپکو صدمہ ہوگا مین تو نہتا
کے رنج مین ہون آپ کو رنجیدہ کرنے سے کیا فائدہ امیر نے فرمایا ہم تمھارے رنج مین شراکت
کرینگے رنج تمھارا مٹائینگے جس سے جدا ہوا اس تک پہونچائینگے جب امیر نے اسطرح کے کلمات
کہے تو اس شخص نے کہا ای شہریار کیا حال بیان کرون رمال تاجدار مجکو کہتے ہین یہان
سے قریب ایک قلعہ ہی قلعہ اختر شناس اسکو کہتے ہین ثابت نوجوان پیرافروز دلبند
تھا کیسا جوان حسین تیغزن صف شکن بڑے بڑے پہلوان جمع کیے تھے بائیسوان برس تھا
کوٹھے پر ورزش کر رہا تھا کہ ای شہریار اس ساعت کو آگ باد کن جلا کر خاک کرون ورزش کرتے
کرتے غائب ہو گیا خاندان مین ہمارے علم رمل و کہانت چلا آتا ہی سب بھائی بند جمع ہوئے

بطور رمل و نجوم کے دیکھا زیچے سے معلوم ہوا کہ کوئی ساحرہ اٹھا لیگئی اس جوان پر عاشق ہوئی تھی
قلزم قطرہ زن اسکا نام ہے میں فوج لیکر چلا تھا آج تیسرا دن ہے کہ ادھر سے بھی جدا ہوا یہاں سے
قریب ایک دریا ہے اسکو قلزم زخار کہتے ہیں دریار قلزم زخار کا قبضہ ہے کیا مجال ہے کہ کوئی
آنے پائے ایک صحرا میں مع فوج اترا ہوا تھا انکو بیتاب ہو کر بارگاہ سے نکل آیا ولولۂ جنون دل
پر طاری ترقی پر آہ و زاری جب روتا پیٹتا قریب دریا کے پہونچا دیکھا دریا جوش پر ہے ہزارہا
ساحر کنارے مکان بنائے ہوئے ہیں ای شہریار نئی بات یہ ہے کہ انکو بھی لوگ حاضر
باش و ناظر باش کی صدا دیتے ہیں ہر چند قریب دریا کے چاہا کہ جاؤں نہ ممکن ہوا دریافت کرنے
سے معلوم ہوا کہ قلزم جادو اس دریا کے اندر رہتی ہے جان کے خوف سے پلٹ آیا اور جاتا
تو کیا کرتا وہ ساحرہ میں بغیر ساحر ایک نقطہ بھی سحر کی نہیں جانتا یہاں بیٹھکر رونے لگا نہ راہ عشق
نہ روئے ماندن آج کئی دن سے اسی مقام پر بیقرار پڑا ہوں اور فوج بارہ ہزار یہاں سے کوچ کیا
بر طرفی ہے ان کو جا کر کیا روئے سیاہ دکھاؤں اب اسی مقام پر پڑا رہونگا تڑپ تڑپ کی جان
دونگا یہ کہکر رمال تاجدار خوب رویا کہا ای شہریار یہ حال ہے اس امید کا بر آنا نہایت محال
ہے صاحبقران نے کہا اے رمال تاجدار نہ گھبراؤ ہم وہاں تک جائینگے تمھارے فرزند کو رہا کر
لائینگے ہم تو اس دریا کے جویا تھے تو نے نام ہمارا سنا ہوگا زلزلہ قاف ثانی سلیمان صاحبقران
زمان ہمارا نام ہے برائے فتح طلسم بطلیموس آیا ہوں لوح طلسمی دستیاب ہوئی اب خون
قلزم جادو کی ضرورت ہے وہاں تک ضرور جاؤنگا باتیں کرتے کرتے ستارۂ سحری آسمان پر
چمکا غواص قلزم دریائے مغرب میں شناوری کرکے بر سر جادۂ مشرق برآمد ہوا قطرات ضیاء
و شعاع ٹپکتے ہوئے چرخ زبرجدی پر آکر ٹھہرا رمال تاجدار نے عرض کی حضور لشکر میں چلیں
صاحبقران نے فرمایا وہاں کی کیا ضرورت ہے تم نشان دریائے قلزم بتاؤ قضائے کار دو
چار خدمتگار رمال تاجدار کے اپنے شاہ کو ڈھونڈھتے ہوئے آئے ایک نخل کے سائے میں جو
اپنے مالک کو بہ حال خراب دیکھا کہ ایک شخص سے باتیں کر رہے ہیں آکر سلام کیا کہا حضور کل
لشکر آپ کا مشتاق ہے سب حیران و پریشان ہو رہے ہیں آپ یکہ و تنہا کیوں نکل آئے دو خادموں
نے جاکر لشکر میں خبر کی چند سردار تاج و تخت لیکر آئے رمال تاجدار نے کہا ای شہریار تاج و تخت

مین نے فراق مین فرزند کے ترک کیا وشت پیمائی و صحرا نوردی اختیار کی امیر نے زبردستی تخت پر
سوار کیا بعد ہر وی لشکر مین اسکے پہونچے امیر نے دیکھا ساٹھ ستر سردار بارہ ہزار جوانان صف
شکن تیغزن سب بادشاہ کو دیکھکر خوش ہوگئے لاکر داخل بارگاہ کیا جب خاصہ سامنے آیا امیر نے
سوال مذہب کیا رمال تاجدار نے کہا اے شہریار مین خواب دیکھکر مسلمان ہوا اپنے لشکر والون
کو بھی مسلمان کر چکا صاحبقران نے خوش ہوکر خاصہ نوش فرمایا ہر چند رمال نے سامان عیش
و راحت مہیا کیا امیر نے کسی شے پر توجہ نہ فرمائی بوقت سحر ارشاد فرمایا کہ اے رمال تاجدار
اب ہمکو چلکر وہ مقام بتادو جو کچھ ہونا ہوگا وہ ظاہر ہوگا لشکر والون نے کہا ہم اپنے تاجدار کا
ساتھ نہ چھوڑینگے ہمین بھی ساتھ لیتے چلیے صاحبقران نے رمال تاجدار کو تخت پر سوار کرایا
کل لشکر کو ساتھ لیکر کوچ کیا تھوڑی دور چلے تھے کہ صحرائے گرد اڑی جب دامن گرد کا شگافتہ
ہوا دیکھا جواہر خنجر زن چلا آتا ہے صاحبقران خوش ہوگئے جواہر نے کہا حضور اب کہان
تشریف لیے جاتے ہین صاحبقران نے سب حال بیان کیا کہ رمال تاجدار کیوجہ سے
دریائے قلزم کا اب پتہ ملا اب وہین چلتے ہین انشا اللہ چلکر قلزم جادو کو قتل کرینگے
اسکے خون سے لوح کو دھوینگے سب حرف ثابت ہونگے جواہر چپ ہو رہا صاحبقران
چلے بعد قطع منازل و طے مراحل دشت پیمائی کرکے سامنے اس دریا کے جاکر پہونچے
امیر نے دور سے دیکھا ایک دریائے قہار موج مار رہا ہے سردار کوئی کنارے پر نہین
مکان تو حقیقت مین بنے ہوئے ہین مگر سب مکان خالی معلوم ہوتے ہین کوئی رہنے والا
معلوم نہین ہوتا صاحبقران نے فرمایا اے رمال تاجدار یہ سب مکان خالی پڑے ہین
رمال نے عرض کی خدا جانے اے شہریار کیا معرکہ ہوا جب مین آیا تھا تو ہر ایک مکان مین
دش دش بیس بیس جادوگر تھے امیر نے فرمایا کوئی باعث ہوگا کہین چلے گئے ہونگے یہ کہکر کے
اسی مقام پر بارگاہ کو ایستادہ کرایا صاحبقران وغیرہ سب وہین اتر پڑے طبل بیدا خلی کی چو
چوب پڑی ہزارہا مچھلیان دریا سے نکلین امیر کو دیکھکر غوطہ دریا مین مارگئین چونکہ سامنے
کوئی ساحر و غیر ساحر نہین معلوم ہوتا جواہر خنجر زن ٹہلتا ہوا قریب دریا کے پہونچا ایک مچھلی دریا سے
نکلی جواہر کے پیٹ گئی کشان کشان مچھلی جواہر نے آواز دی اور پکار کر کہا آقائے نامدار غلام کو بچایئے

امیر صدا سے جواہر سنکر اٹھے تھے کہ جا پڑون مچھلی لیکر جواہر کو دریا مین گر گئی صاحبقران نہایت
پریشان ہوئے ہاتھ ملتے تھے مین اپنے کو دریا مین گرا دون تا بہ قلزم جادو کیونکر پہونچون بس
رمال نے عرض کی کیا گذارش کرون صاحبقران کو بڑا انتشار ہی مگر جواہر بن عمرو کو جو دریا مین
مچھلی لیکر ڈوبی جواہر بیہوش ہوگیا اب جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک مکان مین پایا دیکھا ایک قصر عالی
نہایت آراستہ ہی اسمین ایک جادوگرنی مسند پر بیٹھی ہی پانچ سات سے جادوگرنیان کال وڈال
وہان ٹہل رہی ہین کچھ بیٹھی ہین جواہر نے اپنے کو اس جادوگرنی کے سامنے بیٹھے دیکھا اس جادو
گرنی نے پکار کر آواز دی او ظالم کیون کنارے دریا کے آیا آخر یہ سوکہ گذرا جو قریب دریا کے آئیگا
اسکا یہی حال ہوگا جواہر رونے لگا کہا ملکہ عالم مین ناواقف تھا اسوجہ سے دریا کے کنارے
آیا ورنہ کاہیکو آتا قلزم کو اسپر رحم آیا چاہا کہ رہا کر دے کہ ایک جادوگر کے منہ سے نکلا کہ حضور یہ عیار
ہے جسکا صبح آپنے نام لیتی تھین اسی کا فرزند معلوم ہوتا ہی یہ لوگ ساحرون کے قاتل ہین ساحرہ
سے آنکھ ملی اور مارا قلزم نے کہا لے جاکر اسے قید کرو جو کوئی ہوگا حال ظاہر ہوجائیگا ایک جادوگر
موسوم بہ قطرہ زن ہے اسنے کہا نگہبانی میرے سپرد کیجیے قلزم نے کہا لیجاؤ کل سب گرفتار ہو
جائینگے قطرہ زن ہاتھ پکڑکے جواہر کا لیچلا لا کے ایک خیمہ مین قید کیا جب جواہر کو قطرہ
زن کو لیکر قیدخانے مین آیا جواہر چیخین مار کر رونے لگا کہا ای قطرہ زن مین ایک غریب
محتاج ہون اوس لشکر کا نوکر بھی نہین چار پیسے کے لالچ مین چلا آیا مین تو آپ کا بھجک
ہون جسکو گویا کہتے ہین دو چار شعر سنیے تو آپکو حال معلوم ہو کہ مین کون ہون یہ کہکر جواہر
نے سامنے قطرہ زن کی یہ غزل گانا شروع کی غزل

شہر کو نالون نے مجھ مجنون کے صحرا کر دیا	جوش سیل اشک نے چشمون کو دریا کر دیا
ہنسکے بولا یار مین مارے خوشی کی مر گیا	قصہ طولانی تھا دو باتون مین یکجا کر دیا
پیشتر بھی قطعہ گلزار تھا وہ سادہ رو	خال خط نے اور چہرے کو تماشا کر دیا
جنبش مژگان کیون پر کھینچ لائی جان کو	زخم دل کے چور کو نشتر نے پیدا کر دیا
کچھ نظر آتا نہین اسکے تصور کے سوا	حسرت دیدار نے آنکھونکو اندھا کر دیا
کیا چمک کر نکلا تھا صورت ملانے یار سے	سامنے خورشید کے آئینے کو تپا کر دیا

آہ و نالے سے سوا چرچا خموشی کا ہوا — پاس رسوائی نے ہم کو اور رسوا کر دیا
ایک دن پہونچا نہ دست یار تک مکتوب شوق — طالع بد نے کبوتر کو بھی عنقا کر دیا
خط مشکیں نے کیا اندھیر روے یار پر — روے روشن دیدۂ عاشق میں کالا کر دیا
یار کا رخسارہ رنگیں ہی آتش رشک باغ — جب نقاب الٹا در گلزار کو وا کر دیا

یہ اشعار جواہر نے اسطرح گاے کہ قطرہ زن بیقرار ہو گیا کہتا ہی اری تو بڑا کامل ہی جواہر
نے کہا ذرا میرے پاس آئیے تو میں اپنا کمال دکھاؤن آپ تو دور بیٹھے ہین قطرہ زن پاس
آیا جواہر نے کہا تشریف رکھیے جب قطرہ زن بیٹھا کہا کیون حضور اب ہم قتل کر ڈالے جائنگے
قطرہ زن نے کہا طلسم کشا کے لشکر سے تم بھی آے ہو اسوجہ سے تمپر عیار کا گمان ہی شاید ملکہ
قلزم رہا کر دین نہایت غضب مین چند ساحرون نے جو کہدیا کہ یہ عمرو عیار کا بیٹا ہی ملکہ کا شک
بڑھ گیا ورنہ رہا ہو جاتے اب مشکل ہی جواہر نے کہا حضور تھوڑی دور یہان سے گاؤن ہی
مین وہین رہتا ہون مان بہنین سب بیتاب ہونگی کہتی ہونگی ہمارا بچا کہان گیا میں کچھ روپیہ
دون وہ پہونچا دو تو بڑا احسان ہوگا قطرہ زن سوچا اسکا مال لے لینگے تو کون پوچھیگا کہا لاؤ
ابھی ہم پہونچا دین جواہر نے بہت خوب کہکر کے روپیہ نکالا سامنے قطرہ زن کے پیش کیے
قطرہ زن نے کہا اور بھی کچھ ہی یا یہیقدر رکھتے جواہر نے کہا ابھی بہت کچھ ہی یہ کہکر اور روپیہ
نکالے آخر مین ایک ڈبیہ نکالی کہا دیکھو بھائی اسے کھولنا نہین جواہر جو منع کیا اور زیادہ
قطرہ زن کو اشتیاق ہوا ڈبیہ کو کھولا اسمین سے بیہوشی اڑی قطرہ زن بیہوش ہوا
جواہر نے اسکو اپنی شکل بنایا آپ اوسکی صورت بنکر تیار ہوا دماغ پر بھی بیہوشی کی
چڑھادی کہ ہوشیار ہو کر بھاگ نہ جاے یہ تدبیر کر کے جواہر باہر نکلا ساتھ والون سے کہا اندر
نہ جانا میں ابھی آتا ہون یہ کہکر ٹہلتا ہوا بارگاہ میں قلزم کی آیا قلزم کو دیکھا مسند پر بیٹھی ہے
ایک ایک سے کہہ رہی ہے صاحبو کیا غضب کا میرا عہدہ ہے کچھ بن نہین پڑتا عیار کی حفاظت
دل کو پریشانی قلب کو حیرانی سب اپنا عیش و آرام تھا ایک ساحر نے کہا حضور حقیقت میں اس
عہدے کا سنبھالنا آپ ہی کا کام ہی ہم لوگ ہوتے تو یہ حال ہم لوگون کو دل کو پریشانی ہوتی ہی یہ ذکر
تھا کہ میان قطرہ زن نے سامنے آ کر جھک کر سلام کیا قدمونکو بوسہ دیا دست بستہ

عرض کی اے ملکہ عالم عجب ماجرا گذرا غلام اسوقت سوگیا خواب مین سامری و جمشید کو دیکھا سب صاحب موجود تھے سامری نے گلے پر میرے ہاتھ رکھدیا کہا علم موسیقی تجھکو دیا اب تیرے برابر کوئی گانے والا نہوگا امیدوار ہون کہ ذرا امتحان کیجیے قلزم نے سازندون کو اشارہ کیا کہا ہان قطرہ زن سناؤ قطرہ زن بیچ مین آ بیٹھا گنگنا کے یہ غزل گائی غزل

ہی جیسے دست یار مین ساغر شراب کا
کوڑی کو ہو گیا ہے کٹورہ گلاب کا

صیاد نے لگی بلبل کے واسطے
کنج قفس مین حوض بھرا ہی گلاب کا

دریاے خون کیا ہی تری تیغ نے رواں
حاصل ہوا ہی رتبہ سرونکو حباب کا

جو سطر ہی وہ گیسوے حور بہشت ہے
خال پری ہی نقطہ ہماری کتاب کا

تو آسمان ہین صفحہ اول کی تو نعت
کونین اک دو ورقہ ہی اپنی کتاب کا

بچھوایئے نہ چاندنی مین بام پر پلنگ
منحوس ہی قران مہ و آفتاب کا

حسن و جمال سے ہی زمانے مین روشنی
شب ماہتاب کی ہی تو روز آفتاب کا

اللہ رے ہمارا تکلف شب وصال
روغن کے بدلے عطر جلایا گلاب کا

مسجد سے میکدے مین مجھے نشہ لیگیا
موج شراب جادہ تھی راہ ثواب کا

انصاف سے وہ زمزمہ میرا اگر سنے
دم بند ہو وے طوطی حاضر جواب کا

الفت جو زلف سے ہو دل داغدار کو
طاوس کو یہ عشق نہوگا سحاب کا

پاتا ہون ناف کا کمر یار مین مقام
چشمہ مگر عدم مین ہی گوہر کی آب کا

آتش شب فراق مین پوچھو نگاہ سے
یہ داغ ہی دیا ہوا کس آفتاب کا

قلزم خوش ہوئی کہا اے قطرہ زن یہ تجھکو بڑا کمال ملا قطرہ زن نے کہا حضور اب سامری و جمشید ہر روز خواب مین آئینگے قلزم نے کہا ہماری طرف سے عرض کرنا کہ طلسم کشا ہماری فکر مین آیا ہی ہم کو اسکے ہاتھ سے بچا مبادا ایسا نہو طلسم کشا ہم تک پہونچ جائے جواہر تو گھبرایا ہوا ہی کہا حضور کنارے چلیں اور بھی راز و نیاز سامری و جمشید نے کہی ہین آپسے عرض کرون آئندہ آپکو اختیار ہی قلزم ادھی بارہ دری مین لیکر آئی جواہر نے دیکھا ہر منزل پردہ دو دو چار چار پتلیان سنہری رکھی ہین وہی جواہر نے چھوڑ دیے قلزم نے کہا بیبیان

کردو جواہر نے کہا حضور مقدمے مین طلسم کشا کے سامری و جمشید نے حکم دیا ہے وہ سب جو ضرور دنیا
سحر بھی بتا دون انگیٹھی منگائیے اسمین آگ روشن کیجیے ایک پتلی پیدا ہوگی وہ بچے کی صورت
بتائیگی ابھی سب حال کھل جائیگا قلزم نے آواز دی کوئی حاضر ہے جلد انگیٹھی لاؤ کنیزین
انگیٹھی لائین انگیٹھی دیکر چلی گئین جواہر خوش ہے کہ اب بیہوش کردونگا قلزم اٹھا کہ نکالون
آگ روشن کرون جیسے ہی قریب میز کے آئی ایک پتلی ہنسی اور بول اٹھی بی بی آگ سلگانا
قلزم رکی اور کہا ارے کیون نہ آگ سلگاؤن خیرخواہ میرا حکم سامری بتاتا ہے دوسری ذکمک
حضور انکو تو بات نہین کرنا آتی صاف صاف یہ ہے کہ یہ قطرہ زن نہین ہے جواہر خنجر زن عیار
ہے قلزم نے پلٹ کر آواز دی او ظالم اب کہان جائیگا جواہر نے چاہا بھاگون قلزم ایک دو تھپڑ
مار دیا جواہر زمین پر گر گرا قلزم نے آواز دی ارے کوئی حاضر ہے کنیزین آئین دیکھا ایک عیار پڑا ہوا
ہے ملکہ غصے سے کانپ رہی ہین کہتی ہین ارے یہ یہان کیونکر آیا قطرہ زن پر کیا گذری چند کنیزین
دوڑی ہوئی اس خیمہ مین گئین جہان جواہر قید تھا دیکھا عیار بیہوش پڑا ہے لاکھ لاکھ پکارا
مگر بیدار نہوا آخر جب بیہوشی کی دماغ سے کھولی منہ دھلایا تب معلوم ہوا کہ یہ قطرہ زن
ہے باہر کرکے لائین قلزم نے حال پوچھا قطرہ زن نے سب کیفیت بیان کی قلزم کانپ گئی
کہا اے قطرہ زن اب دھوکا نہ کھانا کہا حضور اب کیا دھوکا کھاؤنگا یہ کہکر جواہر کو پھر قیدخانہ
مین لایا اب بیڑی بدعت شروع کی آب و دانہ جواہر پر بند کیا کہا او ظالم تو نے غضب کیا میری
جان سامری و جمشید نے بچائی اگر کنیزان سامری نہ بتلاتین تو تو نے ملکہ کو بھی مارا ہوتا جواہر
چپ بیٹھا ہے یہان قلزم نے حکم دیا کہ حمزہ پر لشکر لیجائے کہ دریا مین نہ آسکے بھون نے کہا بہت
مناسب ہے قلزم نے حکم دیا نہنگ جادو سے کہ دو فوج ہمراہ لیکر مقابلہ حمزہ مین جاکر اترے
پھر جو حکم دین وہ کرے ایک کنیز نے جاکر دریا پر آواز دی اے نہنگ خونریز لشکر ہمراہ
لیکر جاؤ مقابلے مین طلسم کشا کے اترو پھر جیسا حکم دیجیے ویسا کرنا یہان صاحبقران کرسی پر
بیٹھے ہین واسطے جواہر کے بیقرار ہین رمال تاجدار تخت پر بیٹھا ہے سب سردار جمع ہین کہ دریا
مین عزش ہوئی ہزارہا مچھلیان نکلنے لگین آ آ کر ریتی مین لوٹ رہی ہین کہ ایک آندھی آئی زمین
تھرائی تھوڑی عرصے کے بعد غبار وغیرہ برطرف ہوا دیکھا ایک بارگاہ استادہ ہے گرد بارگاہ چودہ ہزار جادوگر

اترے ہوئے ہین تھوڑی دیر مین بازارین وغیرہ بھی آراستہ ہوگئین صاحبقران حیران
ہین کہ لشکر کہان سے آیا اب لشکر آیا ہے یقین ہے کہ طبل جنگی بجے اسی خیال مین دن گذرا رات ہوئی طبل
جنگی نہ بجا ہرکارون سے فرمایا خبر لو تو کیا معرکہ ہے طبل جنگی کیون نہ بجا ہرکارے گئے تھوڑی دیر مین جاکر
آئے عرض کی اے شہریار آج لوگ تھکے ماندے تھے اسوجہ سے طبل جنگی نہین بجا تین دن تک
صاحبقران نے انتظار کیا طبل جنگی نہ بجا تیسرے دن صاحبقران جاکر پلنگ پر لیٹے مین
یہی خیال ہے کہ دیکھیے کیا ہو دیدۂ ظاہر بند ہوے دیدۂ باطنی وا ہوے عالم خواب مین ایک
بزرگ کو دیکھا امیر بجا ہے تسلیم خم ہوے ان بزرگ نے فرمایا اے فرزند کیون اتنا متردد ہوا امیر نے
سب کیفیت بیان کی کہ برائے قتل قلزم آیا ہون لشکر اوسکا میرے مقابلے مین آیا نہین معلوم
قلزم کہان ہے طبل جنگی بجا مقابلہ ہوتا مین تلاش قلزم کرتا ان بزرگ نے فرمایا اے فرزند تم
تمکو یہ دھوکا دیا ہے کہ لشکر مقابلے مین بھیجدیا سالہا سال اگر پڑے رہو گے یہی رنگ رہیگا تو
مناسب یہ ہے کہ صبح کو جا اٹھو طرف مشرق کے روانہ ہو تین کوس نکلکر ایک مقام پر تختہ سنگ
ہے اس تختہ سنگ پر یہ اسم پڑھنا فوراً ایک ماہی پیدا ہوگی کلان اسکے دہن مین پھاند پڑنا باقی
جو معاملہ ہوگا سمجھکر انتظام کرنا جب قلزم جادو تمہارے ہاتھ سے قتل ہو خون سے اسکے
لوح کو دھو لینا پھر دریا مین غوطہ دینا تب لوح تمہارے کام کی ہوگی احکام بتائیگی بس
صاحبقران صبح کو سوکے اٹھے یکہ و تنہا مسلح ہوکر اسی جانب چلے سردارون نے چاہا ساتھ
چلین امیر نے فرمایا اور مانع ہوے کہ میرے جانیکا ذکر نہ کرنا یہ بات مشہور ہو تو بہتر ہے یہ فرماکر اسی
جانب چلے قریب تختہ سنگ پہونچے وہ اسم تعلیم کردۂ بزرگ پڑھنا شروع کیا چند بار پڑھا تھا کہ دریا مین
جوش و خروش پیدا ہوا ایک ماہی کلان نے منہ نکالا دہن کھولا اشارہ کرتی تھی کہ میرے دہن
مین پھاند پڑے امیر بسم اللہ کہکر اسکے دہن مین پھاند پڑے صاف ثابت تھا کہ کسی بلندی سے
کودا ہون یکایک پاون زمین پر قائم ہوے دیکھا قہر مین قلزم کے کھڑا ہون امیر نے للکارا
او مکارہ اب کیونکر میرے ہاتھ سے بچیگی قلزم نے سحر کیا آگ برسائی اور چیخ ماری اور
لشکر والو دوڑو طلسم کشا آگیا یہان رمال آبدار وغیرہ نے دیکھا کہ لشکر والے بیقرار ہوکر
دریا مین پھاند پڑے دس پانچ کنیزین قلزم کی امیر سے لڑ رہی ہین کہ فوج آپہونچی

امیر سجدہ کرکے اٹھنے لگے وہ افسر بھی پڑھ پڑھ کر سحر کرتے ہیں جسنے سحر کیا امیر نے اسکو مارا
امیر چاہتے ہیں ذرا بھی مہلت پاؤں تو اپنے کو تا بہ قلزم جادو پہونچاؤں کہ پہلو سے آواز آئی
ای شہریار نہ گھبرائیگا غلام آپکا آپہونچا ہے اشراق جنی امیر نے دیکھا ایک جوان خوشرو تیغ
بکف آتا ہوا آتا ہے منہ سے شعلۂ آتش بھی چھوڑتا ہے جسپر شعلہ آتش پڑتا ہے ساحر جل جاتا ہے
تلوار کو جنبش دیتا ہوا قریب امیر کے پہونچا عرض کی غلام فوج سے لڑتا ہے آپ قلزم کی جانب
توجہ کریں امیر قلزم کی طرف چلے قلزم نے آواز دی یارو اس غلام نے کیونکر رہائی پائی اسکو
گھیر کر مارو تمام فوج نے اشراق جنی کی طرف توجہ کی جب کوئی ساحر سحر کرتا ہے اشراق
غرق زمین ہوتا ہے اس ساحر کا سحر دوسرے ساحر پر پڑتا ہے اوسکو ہلاک کرتا ہے پھر اشراق
زمین سے پیدا ہوا دو چار کو قتل کیا اور غرق زمین ہو گیا اسطرح جنگ کر رہا ہے کہ ساحروں کو
تنگ کر دیا امیر جو سامنے قلزم کے پہونچے اسنے سحر کیا دریا نے جوش مارا اشراق نے
آواز دی حضور دریا میں کود پڑیں ورنہ قلزم نکل جائیگی اگر یہ غائب ہوئی تو اسکا ملنا دشوار
ہوگا امیر دریا میں کود پڑے اب جو تہ پر پاؤں قائم ہوئے کئی نہنگ امیر پر منہ پھیلا کر چلے
صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا نہنگان خون آشام کو قتل کیا اب پانی غائب ہوا انکو
قریب قلزم کے دیکھا قلزم نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تیغہ ضرب پر روک کر بہ تعجیل ہاتھ
مارا قلزم نے ہر چند چاہا کہ تڑپ کر نکل جاؤں لیکن تیغہ بے تاب جو پڑا قلزم کے دو ٹکڑے
ہوئے جسم سے قلزم کے بجائے خون شعلہ آتش نکلے ساحر جلنے لگے تھوڑی ہی عرصہ
میں سب ساحر نیست و نابود ہوئے اشراق نے عرض کی حضور چلکر اپنے عیار کو رہا کریں
ثابت اختر شناس بھی وہیں قید ہے خون سے اوسکے لوح کو دھوئیے امیر نے آکر
خون سے قلزم کے لوح کو دھویا پھر پانی میں دھویا اب حرف ثابت ہوئے اشراق
کے ساتھ صاحبقران اس مقام پر آئے جہاں جواہر قید تھا دیکھا جواہر بیہوش پڑا ہے امیر
نے اسے اٹھایا فرمایا کیا حال ہے جواہر نے عرض کی غلام تین شبانہ روز سے بے آب و دانہ
ہے حضور کا تشریف لانا میری زندگی کا بہانہ ہوا ورنہ اب دم نکل جاتا امیر نے جواہر کو کھانا
کھلایا کہ پہلوے مقبرے رونیکی آواز آئی امیر اس مقبرے میں آئے دیکھا ایک جوان خوشرو

خوشنوجیت پڑا ہے ایک پتھر اوسکی چھاتی پر رکھا ہوا ہے امیر قریب آئے پتھر چھاتی سے ہٹایا اوس جوان
کو ہاتھ تھام کر اوٹھایا پوچھا اے جوان کیا تیرا نام ہے عرض کی غلام کو ثابت اختر شناس کہتے ہین
فرزند ہون رمال تاجدار کا قلزم مجھپر عاشق تھی حصول مطلب مین مجھپر جبر کرتی تھی آج شب کو یہ
بدعت کی کہ پتھر چھاتی پر رکھدیا مراد یہ تھی کہ تڑپ تڑپ کر مرجائے خدا نے غلام کو بچایا امیر نے مذہب
کو پوچھا عرض کی غلام سجدہ کر چکا بزرگان دین خواب مین آئے تھے آپ کے آنے کی خبر دی کہ
صاحبقران آکر رہا کرینگے شکر ہے کہ آرزوے دلی پوری ہوئی غلام کا بھی اس طلسم مین ساتھ ہونا
واجب و لازم ہے باپ بھی غلام کا خدمت اقدس مین رہیگا حال ہماری جانبازی کا حضور پر ظاہر
ہوگا قلزم جادو خزانہ دار بھی تھی ایک مرد ضعیف نے کنجیان خزانہ کی لاکر امیر کو دین اب
رمال تاجدار بھی آکر پہنچا وہ دریا بھی تائب ہوگیا امیر نے باپ بیٹونکو ملوایا ایام مہاجرت کو یاد
کرکے دونون خوب روے خزانہ سپرد کیا خزانہ کو دیکھکر امیر نے عمرو کو یاد کیا آنکھون سے اشک
حسرت ٹپک پڑے فرمایا یارو ہمارا یار وفادار ابتک نہ ملا نہین معلوم کس آفت مین ہے خدا وہ دن
کرے کہ خواجہ کو پروردگار ہم سے ملائے ثابت اختر شناس نے عرض کی اس طلسم مین حضور
خواجہ کو بھی دیکھینگے ضرور ان سے ملاقات ہوگی حضور تردد نہ فرمائین صاحبقران خزانہ کو
نکلواکر بیرون قلعہ آئے صحرا مین آکر اوترے ثابت و رمال باپ بیٹے عرض کرنے لگے حضور لوح کو
ملاحظہ کرین کہ حال ظاہر ہو غلام از روے ستارہ شناسی کے عرض کرتا ہے کہ بہت جلدی کرین فوراً
سوار ہون ایسا نہو بادشاہ طلسم کو خبر ہو جائے امیر نے لوح کو دیکھا ستارہ شناسون نے بھی زائچہ
کھینچا عرض کی اے شہریار لوح کیا خبر دیتی ہے امیر نے فرمایا لوح کا حکم ہے کہ مع لشکر طرف شمال
کے جاؤ یہ کہکر امیر نے اسیوقت اشقر طیار کرایا سوار ہوکر چلے رمال و ثابت بھی ہمراہ ہوئے
یہان بطلیموس تخت پر بیٹھا ہوا تھا کہ ہرکارون نے آکر خبر دی اے شہریار طلسم کشا آج تاجر ثانی بہ دریاے
قلزم پہونچا قلزم کو قتل کیا لاشہ قلزم حد دولت پر حاضر ہے بطلیموس نے بلایا لاشہ سامنے آیا بطلیموس
بہت رویا کہا یا گھبرانا نہین ہر چند یہ کہ طلسم کشا کو غلطی ہوئی اور درست بھی ہوگئی اب حکم و
احکام بھی نکلینگے مگر مجھ تک آنے کو ہزار ہا ابھی ہاتھ مین ہین ابھی تدبیر کرتا ہون یہ کہکر
بلایا سرطان و کرم جو وزیر کو آواز دی اے سرطان تھین جادو تم ایک قلعہ فتح کرکے بھی آئے ہو

تھین ہمراہیان طلسم کشا کی تدبیر کرو فلان درۂ کوہ مین گیسو بریدہ بدنصیب آزاد صنوبر قد و
اسرار شعلہ زن و محجوب پریچہرہ جاکر ٹھہری ہین اول انکو جاکر قتل کرو ہمراہ اسکے بعد راہ مین
طلسم کشا کو رد کو مین پہلوانون کو نامے لکھتا ہون وہ بھی اگر تمہاری مدد کرینگے سرطان تین
لاکھ فوج لیکر چلا یہان ملکہ آزاد صنوبر قد و اسرار شعلہ زن و محجوب پریچہرہ مع سات سے
کنیزون کی بیرون درہ کوہ اتری ہین صاحبقران کو یاد کر رہی ہین کہ صحرا سے گرد اٹھی لکہ ہای ابر کی
ظاہر ہوی یہ تینون عورتین اسطرف دیکھنے لگین جب دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا سرطان گرخو
تخت پر سوار پشت پر تین لاکھ ساحران غدار بڑے زور و شور سے لشکر آپہونچا اسرار نے کہا لو
بی بی غضب ہوا اب سامنا موت کا ہوا آزاد نے کہا ای ماہ بہ مہربان تم کیون گھبرائی ہو قادر مطلق
بچانیوالا ہے سرطان نے اترتے ہی حکم دیا درۂ کوہ کو چار جانب سے گھیر لو ملازمون نے سب طرف سے
گھیر لیا سرطان نے شام کو طبل جنگی بجوا دیا آزاد نے بھی خبر سنکر نوازش طبل حکم دیا رات بھر ان تینون
نے خوب سحر تیار کیے صبح کو ملکہ آزاد صنوبر قد طاؤس زرین بال پر سوار ہو ہین درۂ کوہ سے
باہر نکلین ایک جانب اسرار شعلہ زن ایکطرف محجوب پریچہرہ پشت پر سات سے کنیزین
اسلحہ میدان کارزار مین آکے پہونچین ادھر سے سرطان آیا تخت پر سوار تین لاکھ
ساحر پشت پر سب بلبلا رہی ہین اپنی جمعیت پر نازاں ہے دونون طرف صفین آراستہ ہوئین نقیبون
نے نقابت کی کڑکیت کڑکا لکھ ہے سرطان نے بائین جانب دیکھا بھائی اسکا بہتان فیل پیکر
گینڈے کو بڑھا کر قریب آیا عرض کی اجازت میدان کی بخشیے سرطان نے اجازت دی اور کہا ای برادر
آزاد ہی کو پکارنا یہ ان سب مین افسر ہے یہی ساحرہ زبردست ہے بہتان گینڈے کو بڑھا کر میدان مین
مین آیا پکار کر آواز دی اے فرقہ غدارستان سوا بی بی آزاد کے اور کسی کو نہین چاہتا وہ میدان
آئین تو احوال معلوم ہو ایکدن وہ تھا کہ ہم انکا پاس کرتے تھے اب خیال نہ کرینگے ملکہ آزاد نے
طاؤس زرین بال کو بڑھایا آواز دی او بیحیا تو کیا لحاظ کریگا کتے کی موت مریگا بہتان
نے گولہ مارا ملکہ نے تیلے گو کاٹ کے آواز دی ای شعلہ خوار آتش ریز اسکو بینا کنیز
نے درۂ کوہ کو کھولا ایک دریای آتش بھڑک کر نکلا درۂ کوہ سے موج مار کر طرف بہتان کے
چلا بہتان نے دشنک دی اسم سحر پڑھکر آتش کے دامنے پھینکے مگر دریا نے زور کا آخر گینڈے سے

کو وا گیندا اسکا حبت کرکے دریاے آتش مین جا پڑا جلکر خاک ہوا تہوڑے عرصے مین دریا نے آکر
بہتان کو بہی گہیر لیا آخر بہتان منہ کے بل گرا جلکر خاک ہوا ملکہ آزاد نے دستک دی دریا
ترکا کوہ مین چلا گیا پکار کر آواز دی او سرطان اور کسیکو بہیج سرطان نے دہنی جانب دیکہا ایک
ساحر صفدر فیروز جنگ گہوڑیکو بڑہا کر سامنے آیا اجازت لیکر میدان مین پہونچا آتے ہی
ملکہ پر سحر کی بوچہار کردی آگ گرائی پانی برسایا تلوارین پہینکین خنجر پہینکے لیکن آزاد صنوبر
قد سب سحرونکو دفع کرکے تڑپ کر قریب پہونچین آواز دی او بچہ تو نے صدہا سحر کیے ایک
وار تو ہمارا بہی قبول کر یہ کہکر پنجہ مارا اسنے سپر سحر کو جو کی پناہ کیا مگر پنجہ برق مثال جو تڑپکر گرا
سپر کے دو ٹکڑے ہوے صفدر نے اپنے گہوڑیکو گرایا آزاد نے پنجہ روک کر کہا ای صفدر
کچہ خوف خدا بہی ہے کیا سمجہکر ہمسے مقابلہ کرتے ہو دو چار کلمے ایسے کہے کہ اسکو خداوند
کریم کا اعتقاد ہوا وہانسے ہاتہ باندہکر قدمون پر گرا کہا حضور جا کر بہ اطمینان بیٹہین غلام
مقابلہ کر لیگا آزاد نے کہا اے صفدر اس معرکے مین دخل ندو تم لشکر مین ہمارے چلو مین اسیر
وزیر کی خواہان ہون اسکو اس عہدے پر بٹہا ونگی صفدر آکر فوج مین داخل ہوا آزاد صنوبر
قد نے پہر پکار کر آواز دی او سرطان اور کسیکو بہیج کہ ہمارے مقابلہ مین آئے ہمسے مقابلہ کرے
سرطان نے خود تخت کو بڑہایا ہر چند اور افسرون نے قصد کیا سرطان نے کہا یہ کیونکر ہو
بے میرے جلے نہ مانیگی صفدر جا کر شریک ہو گیا اسکو بہی سزای مقتول دونگا یہ کہکر
گیندا طلب کیا زنجیرون سے کمر باندہی جہومتا ہوا سامنے ملکہ آزاد کے پہونچا پکار کر آواز دی اے
ملکہ عالم کچہ سحر کیجیے آزاد نے کہا خدا طلسم کشا کو سلامت رکہے انکے لشکر کا قانون ہے کہ پہلے کافر
کا حربہ اٹہاتو تب وار کرو تیری سحر سے جب پروردگار بچائیگا تب ہم بہی سحر کرینگے سرطان نے ایک
ترنج پہینکا ملکہ نے انگلی سے اشارہ کیا وہ ترنج گرد مین پڑ گرا آواز دی ای شعلہ خوار آتش پرست
مغرور کو لینا وہی دریاے آتش درہ کوہ سے نکلا موج مار کر قریب اسکے آیا سرطان گیند پہی
کو وا گیندا تو اسکا شعلہ آتش مین گر پڑا سرطان کو آکر دریاے آتش نے گہیر لیا سرطان دریا مین گرا
تڑپنے لگا ہزارہا فتنے پیدا ہوے آخر تڑپتے تڑپتے بلند ہوکر دستک دی ابر تیرہ و تار اٹہا ملکہ آزاد
نے بہی دستک دی مگر ابر سیاہ آکر آسمان پر گہر اگرجا کر برسنے لگا اسقدر پانی برسا کہ دریاے آتش کو

بجا دیا ملکہ آزاد نے اسی دریائے آب مین گر کر غوطہ مارا ماہی سرخ رنگ بنکر مثل شعلۂ جوالہ نکلین جاہا تڑپ کر سینے مین پڑ دن توڑ کر پشت کو پار کند دن سرطان نے ایک چٹکی ماری مچھلی زمین پر گری گر کر غرق زمین ہوئی زمین کو توڑ کر پہلو سرطان کے آئی قصد کیا پہلو پر پڑ دن سرطان نے طمانچہ مارا مچھلی زمین پر گری ابکی تڑپ کر سر پر آئی سرطان نے ایک دستک دی برق گری کہ سر مچھلی کا زخمی ہوا تڑپ کر دریاسے الگ ہوئی آزاد کی اصلی صورت ظاہر ہوئی دیکھا سر آزاد کا زخمی ہے آزاد نے اپنا عکس ڈالا دریا نابود ہوا سرطان آزاد کو زخمدار دیکھکر دوڑ پڑا ادھر سے اسرار آ پہنچا سرطان اور اسرار سے دو گھڑی کامل سحر چلا آخر سرطان نے اسرار کو بھی زخمی کیا مجبوب نے جو یہ سحر کہ دیکھا تاب نہ باقی رہی دوڑ پڑی آکر سرطان سے مقابلہ کیا چند سحرون مین مجبوب بھی زخمی ہوئی اب کنیزین آپڑین دونون لشکر آپس مین ملگئے کنیزون کے ٹکڑے اڑنے لگے دس ہزار مین دو گھڑین دس بیس ہزار مین چار گھڑین لڑین بھڑین سو دو سو کو مارا آخر کو قتل ہوئین تھوڑے عرصے مین سب قتل ہوئین ملکہ آزاد نے دیکھا سب کنیزین قتل ہوگئین دو چار کنیزین قریب والی باقی ہین ملکہ آزاد ایک گوشے مین کھڑی کر رہی ہین اور دعائین مانگ رہی ہین ای کارساز اب مدد کر یہ بلا ہمارے سر سے رد کر

نظم

سائل درگاہ والا ہر امیر

فیضیاب خوان نعمت ہر فقیر	نیک دہ از مدح جان وصاف او	مدح خوانش ہر صغیر و ہر کبیر
محرم ہر راز پوشیدہ خداست	واقف ہر حالت مافی الضمیر	تاجداران را کند محتاج نان
بینوایان را کند اہل سریر	تنگدستان را بلطف بیکران	گنج وافر بخشد و مال خطیر
فی الحقیقت فیض بے اندازہ اش	خارج از حد قلیل ست و کثیر	ہر مقید مخلصی یابد ازو
زود کند حاصل رہائی ہر اسیر	در زبان پارسی ہندی نوشت	نسخہ مطبوع و نظم دلپذیر

تہ دل سے جو دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا یکایک صحرا سے گرد اڑی سب دیکھنے لگے دیکھا آگے آگے صاحبقران زمان گھوڑے پر سوار جواہر خنجر زن رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے تخت پر رمال تاجدار ثابت اختر شناس انتظام فوج کرتا ہوا امیر نے جو دیکھا تین لاکھ جادوگر آزاد و اسرار و مجبوب کو قتل کیا چاہتے ہین تاب نہ رہی دہین سے نعرہ کرکے آپڑے صفون کو درہم برہم کر دیا لگے رمال بھی فوج لیکر آپڑا یہ بھی مصروف جنگ ہوا امیر لڑتے ہوے قریب آزاد کے پہونچے ہاتھ پکڑکر سنبھالا فرمایا

ملکہ ہوشیار ہوا اسقدر بیقرار نہ ہو آزاد نے مسیحا کی صدا سنکر آنکھیں کھولیں جمال جہان آرای صاحبقران
کو دیکھا عرض کی ای شہریار خدا اسے صورت زیبا دکھائی کیسے لوح کا کیا ہوا امیر نے فرمایا بعنایت
پروردگار لوح بجنسہ ہو کر حاصل ہوئی لوح کو دیکھکر ملکہ آزاد کی جسم میں جان آگئی کہا ای شہریار خدا
نے بڑا فضل کیا خدا اسکا رسو بچای سرطان گرم جو نہایت ساحر زبردست ہو امیر نے فرمایا اسکی موت
لیکر آئی ہو انشاء اللہ مارا جائیگا چند سوار و پیدل صاحبقران نے قریب آزاد کے چھوڑکر آپ
مصروف جنگ ہوی صاحبقران نے پلٹ کر دیکھا سب جوان مبتلا بہ سحر ہوی ثابت اختر شناس
شیر دل جوان ہی سحر جو ہوا تلوار روک لی حیران چہار جانب دیکھ رہا ہی صاحبقران بڑھ جو
چاہا قریب جا کے اسم اعظم پڑھوں یا عکس لوح ڈالوں کہ ساحران پرے اترے بیچ میں صفیں
آگئیں اگر دس ہزار بیچ میں پڑ اڑ گئے دم بدم فوج کے ریلے اس مقام پر بڑھتے جاتی ہیں ہر
چند چاہتے ہیں وہاں تک پہونچوں مگر ممکن نہیں ہوتا نہایت حیران و پریشان شمشیر زنی کرری
ہیں کبھی لوح کو گردش دیتے ہیں کبھی اسم اعظم باواز بلند پڑھتے ہیں ساحر وہزار اگر لوح کا
عکس پڑا تو بیکار رہو اگر اسم اعظم کی صدا کان میں آئی گونگے بہرے ہوگئے حیران حیران لڑتے
ہیں جس ساحر نے ثابت پر سحر کیا وہ دیکھ رہا ہی کہ رفیق ثابت کے ثابت قدم کوی محبت جانباز
سرفروش بڑھ بڑھ کر اپنی جان دیتے ہیں اپنے آقا کے پاس کسیکو آنے نہیں دیتے لڑائی میں وہ
مصروف جان بچانا ثابت کی ان کی جنگ پر موقوف سب دعائیں کر رہی ہیں ای خالق لیل ونہار
ای پروردگار ہمارے آقا کو بچالے اب وہ ساحر بڑھا اور لوگوں کو سحر سے ہٹاتا ہوا قریب ثابت
کے پہونچا چاہا ترسول مارے ثابت نے ہر چند چاہا اپنے کو بچاؤں لیکن ممکن نہ ہوا ہاتھ پاؤں بیکار
مجبور و ناچار آخر پکارا خدایا اے پروردگار اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے در اجابت وا تھا فورا
دعا قبول ہوئی آسمان سے ایک برق چمکی کہ ترسول ہاتھ سے اس ساحر کے گر پڑا دوسری
برق چمکی کہ سر ساحر کا اڑ گیا ثابت نے رہائی پائی لیکن یہ نہ ثابت ہوا کہ کسنے اس ساحر
کو مارا ثابت پھر لڑائی میں مصروف ہو گیا صاحبقران جس مقام پر لڑ رہی
ہیں دیکھتے ہیں کہیں پر برق چمکی دس پانچ سکے سر اڑ گئے اور کہیں تلوار چمک کر گری
دو چار کے سر اڑ گئے امیر حیران ہیں کہ یہ کون مدد کر رہا ہی ایکمرتبہ ایک غول پر بجلی

سختی پڑی لاکھوں ساحروں نے چند ساحروں کو آکر گھیر لیا سرطان کہتا ہے ارے تم لاکھوں ہو
اور وہ تھوڑے سے ہیں حملہ کرکے گھیر کر گرفتار کر لو وہاں ایک برق گری کہ ساحر ہٹ گئے اب
صاحبقران پر پھر حملہ کیا ایک شخص پر لاکھوں حربے پڑنے لگے اب ساحر سحر نہیں کرتے
نیزہ و تیر مار رہے ہیں امیر کس کس کو روکیں سرطان ساحروں کو ترغیب دے رہا ہے کہ یارو
تم سب کا مرتبہ سامنے شاہ طلسم کے بڑھاؤنگا عہدہ ہای جلیل دلاؤنگا ساحر بھی مصروف جانبازی
ہیں امیر حیران و پریشان ہیں لڑ رہے ہیں داہنے ہاتھ میں تیغ خوب بائیں ہاتھ میں گرد اسپر
جسکو ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے ہوئے ہنگامہ گیرودار بلند ہے اژدہر طلسم کشا کو پکڑو جو ساحر حملہ کرکے
آتے ہیں ہاتھ سے صاحبقران کے مارے جاتے ہیں ایک مقام پر جو ساحروں نے ملکر حملہ کیا
تلواریں نیزے مارنے لگے امیر بہت حیران ہوئے چند زخم بھی جسم پر لگے یکایک ایک برق کڑک کر گری کہ جس
سے ساحروں کے سر اڑ گئے پھر ایک تلوار گری تلوار نے بھی کئی سو کو قتل کیا صاحبقران نے سر
اٹھا کر دیکھا ملکہ شہلا و منقل تاجدار دونوں بھائی بہن لطف سے سحر کر رہے ہیں صاحبقران
دیکھکر شگفتہ ہوگئے کہ یہ دونوں بھی موجود ہیں آزاد و اسرار و محجوب ان تینوں شاہزادیوں
نے زخم باندھے آزاد کہتی ہے دہائی امان دیکھو ماشاء اللہ کس زور و شور سے صاحبقران لڑتے
ہیں لاکھوں ساحروں کو مارا جسجگہ پر لڑتے ہیں ہزارہا لاشہ وہاں پڑا ہے اگر کسیکا سر زخمی ہوا
وہ نکلکر گرا بھاگا ملکہ آزاد نے دیکھا چند جادوگر بھاگے جاتے ہیں گولے مارکے ان سبکو قتل کیا
اسیطرح تینوں شاہزادیاں لڑنے لگیں مگر ملکہ آزاد بڑی حسن سے لڑ رہی ہیں منقل تاجدار
جو آسمان پر لہرا رہا ہے اسنے جس جادوگر کو دیکھا کہ بڑا ساحر ہے لپٹ کر سحر کی چیزیں نکالنے لگا
قصد کیا کہ جا پڑوں تڑپکر آ کر میں پنجہ دیکر اٹھا لیگیا مشل کر پاس کمند چیر کر پھینکدیا دو پہر تلوار
چلی اب وہ وقت آیا کہ ساحر زرین پوش نے فرار پر قرار کیا بھاگکر قلعہ مغرب میں چھپا شہنشاہ ماہ
تابان مع جمعیت فوج ثوابت و سیارگان نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہوا اسیطرح لڑائی جمع رہی تو
سرطان نے روشنی کو حکم دیا فوراً مشعلیں نخشباخی روشن ہوگئیں سحر بھی کیا کہ چند پتلے فولادی پیدا
ہوئے مشعلیں ہاتھوں میں دوڑے دوڑے پھر رہے ہیں میدان روشن ہوگیا تلوار چمک رہی ہے کمانیں
کڑک رہی ہیں ہنگامہ گیرودار بلند شہلا و منقل آسمان پر سے سحر کر رہے ہیں ہزاروں جادوگروں کو

بھائی و بہن نے مارا جسکو چاہا اٹھا لیگئی اور پکڑ لیگئے بلندی پر جا کر چھوڑ ڈالا کسیکو سحر کرکے جلا دیا ہزارونکو
اسطرح مارا چار پہر رات گذری کہ ستارہ سحری آسمان پر چمکا شہنشاہ روز تابان نے سپر زرین آفتاب
کو پشت پر لگایا نیزہ خطوط شعاعی کو ہاتھ مین لیا جنیار تیغہ بدست بڑے عظم و شان سے تخت زبرجدی
پر قائم ہوا لڑائی اسی طور پر ہو رہی ہے صاحبقران کو خیال آیا کہ ایسا نہو لڑتے لڑتے گھوڑے پر
سے گر پڑون شمشیر زنی کرتے ہوے بڑھے لیکن نہایت حیران ہین آزاد و اسرار یہ دونون جادو
گرنیان وحشیانہ آگئین سحر کرتی ہوئی چلیں آزاد کے ہاتھ سے خون ٹپک رہا ہے سر کا زخم بگڑا ہوا
ہر مرتبہ رکاب پر سر رکھدیتی ہین عرض کرتی ہین کہ کنیز اب جنگ سے عاجز ہے اسرار بھی خوب خوب
سحر کر رہی ہے مثل و شعلہ نے جو آسمان سے دیکھا کہ صاحبقران کی کلائیون پر ورم آیا مگر لڑتے
بھڑتے جاتے ہین دونون بھائی بہن مل کر سحر کرنے لگے کبھی کسی سردار کو اٹھا کر لیگئے ایسی گھمسان
کی لڑائی ہے کہ کوئی سر اوٹھا کر نہین دیکھ سکتا کہ آسمان سے کیا آفت آئی ہے لڑائی مین مصروف ہین
کسیکو خبر آسمان کی نہین ساحر بھی لڑتے لڑتے تھک گئے ہین لاکھ جادوگر مارے گئے اور ہزارون
بھاگ گئے اب ڈیڑھ لاکھ ساحر باقی ہین صاحبقران کے ساتھ والون نے لڑتے لڑتے گھٹنے
ٹیک دیے سپرین چہرون پر کھینچے ہوے جھوم رہے ہین قبضۂ شمشیر چوم رہے ہین اس حال مین بھی
اگر حریف قریب آگیا ہاتھ تلوار کا مارا کہ اوسکے دو ٹکڑے کیے کسی کو دم نزع قریب پایا کہ بھائی
ہم مرتے ہین پانی پلا دو اشرفیون کی ہمیانی کمر مین ہے وہ لیلو کافر نے جو یہ بات سنی دوڑ کر پانی
لایا ڈیڑھ ہتی زیر بغل چھپی ہوئی رکھی تھی نکالکر ایک ہاتھ مار دیا دونون پاؤن اس کافر کے اڑ گئے کہا
بھائی کوئی باتین کرنیوالا پاس نہ تھا تھوڑی دیر مین تم جہنم مین جا رہو گے ہمارا داخلہ بہشت مین ہوگا
چند ساعت کا ساتھ غنیمت جانو کافر کے پاؤن کٹے منہ کے بھل زمین پر گرا کہا بھائی تمنے زادہ دھوکا
دیا لیکن صاحبقران لڑتے بھڑتے قریب سرطان کے پہونچے للکارا کہ او نامرد ازلی
و ابدی کہانتک بدی کرے گا مردان عالم سے مقابلہ کر اتنا کہہ کر تلوار چلاتے گذرے لیکن
تو سامنے نہ آیا سرطان نے دیکھا لوح طلسمی صاحبقران کے گلے
مین اسم اعظم الٰہی ورد زبان ابرؤون پر بل پڑے کہنی سے خون
ٹپک رہا ہے شوکت و شان صاحبقران دیکھکر چاہا بھاگ جاؤن

مگر غیرت سے دامن پکڑا گولہ صاحبقران کو مارا صاحبقران نے لوح کو جنبش دی گولہ پھرکر زمین
پر گرا سرطان نے ہاتھ ہلایا مینھ برسنے لگا دوسرا ہاتھ جو ہلایا آگ برسنے لگی کئی سے ساحر
اسی کے چیلے فریاد فریاد کی صدا بلند ہوئی اسنے پلٹ کر دیکھا کئی سے ساحر میرے چیلے
امیر پر تاثیر ہوئی اتنی پلکتے جھپکی صاحبقران قریب پہونچگئے سرطان نے جو امیر کو قریب
پایا ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے روککر جواب مین ہاتھ مارا سرطان نے سپر سحر کو چہرے
کی پناہ کیا عکس لوح پر اسپر کے دو ٹکڑے ہوئے سر پر تلوار گری سر بھی زخمی ہوا تلوار کاٹتی
ہوئی چلی سرطان نے اپنے کو زمین پر گرادیا امیر بھی گھوڑے پر سے کود پڑے چاہا اسے دبا
بیٹھون سرطان غلطک مار کر بلند ہوا امیر کی نگاہ لوح پر پڑی نوشتہ پایا کہ اگرچہ
سرطان بھاگ جائیگا بڑا فساد برپا کریگا امیر نے تیر و کمان لیکر تاک کر تیر مارا سینۂ پرکینہ پر پڑا
توڑکر پشت کو پار گذرا بجائے خون جسم سے شعلہ ہای آتش گرے جس ساحر پر شعلہ گرا جلکر
خاک ہوگئی ہزار جادوگر اسطرح مرے اندھیرا ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا
نام من سرطان گرم خو بود چند طائر کلان پیدا ہوئے لاشہ سرطان سے لپٹ گئے لے اڑے
طرف بادشاہ سلسلم کے چلے صاحبقران نے جب یہان سرطان کو مارا نشۂ جرات
مین جھوم رہے ہین جواہر رکاب سے لپٹا ہوا ہے ہر مرتبہ صاحبقران کو سنبھالتا ہوا کہتا
ہوشیار رہئیے کیا کہتا جاتا ہے ٹھہرئیے بڑی لڑائی پڑی مگر حضور نے بعنایت خدا فتح کی
چند ساعت حضور اور ہوشیار رہین انشاء اللہ اب صدا الامان بلند ہوا چاہتی ہے پچاس ہزار
ساحر جو باقی رہگئے تھے انھون نے چادر ہلائی الامان کی آواز آئی صاحبقران نے تلوار کو
نیام انتقام مین کیا سب ساحر حاضر خدمت ہوئے مقبل وشہلا بھی آسمان سے اترے امیر کو نذرین
برابر حاضر ہین ملکہ آزاد صنوبر قد نے جو شہلا کو دیکھا کسقدر رشک ہوا مگر اسرار نے ہاتھ
دبایا کہا اے آزاد ان باتون مین دخل نہ دو یہ اپنے زمانہ کے صاحبقران ہین جابجا ایسے ہی
اتفاق رہتے ہین آخر سب صاحبقران کو لیکر بارگاہ مین آئے زخم وزبان ہونے لگین امیر بیہوش
ہوگئے سردار برای خدمتگذاری موجود ہین علاج کررہے ہین دوسرے دن امیر کو ہوش
آیا سردارونکو منتظر پایا صاحبقران اٹھے ملکہ آزاد وغیرہ بھی حاضر ہین سب نے عرض کی

اے شہریار اب آپ فتاحی طلسم مرحلہ جات مین مصروف ہون امیر نے بعد نماز صبح لوح کو ملاحظہ
کیا سب سردار آمادہ ہین کہ ساتھ جائینگے امیر نے جب لوح کو ملاحظہ کیا تو فرمایا کسی کا ساتھ جانا
ہمارے ساتھ نہوگا آزاد نے عرض کی کنیز ضرور ساتھ ہی کو ہونچائیگی صاحبقران مضمون
لوح سے ماہر ہو چکے سب سے رخصت ہو کر صحرا مین آئے ایک کنوان کہ نہایت کہنہ تھا اسکے
قریب آئے کچھ اسم پڑھا کنوئین سے پانی نے جوش مارا صاحبقران دونون پاؤن جا کر بسم اللہ
کہکر جھم سے کود پڑے آزاد پر پرواز پیدا کرکے ایک جانب گئین شہلا نے ایکطرف رخ
کیا جواہر ایک جانب چلا اشراق جنی بھی اسی کنوئین مین پھاند پڑا جہان صاحبقران گئے
تھے مگر صاحبقران کے جو پاؤن زمین پر قائم ہوئے آنکھ کھول کر دیکھا ایک دشت لالہ زار
درختون پر طائران گلنار زمزمہ سرائی مین مصروف تمام صحرا مین معلوم ہوتا ہے آگ لگی ہوئی
ہے ایک پہلو پر ایک چاہ دیکھا لوح کو ملاحظہ فرمایا لوح مین نوشتہ نکلا کہ کنوئین کے قریب جو گرز
رکھا ہے گرز کو اٹھا کر رہٹ پر مارو جب رہٹ ادھر گرے تم بھی برابر پھاند پڑنا امیر نے گرز گران
سنگ اٹھایا جھپٹ کر رہٹ پر مارا رہٹ جھکر کنوئین مین گرا امیر بھی فوراً اس کنوئین مین
پھاند پڑے بعد چند ساعت جو زمین سے پاؤن آشنا ہوئے ایکطرف سے آواز آئی اے طلسم
کشا یہان کیون آیا معلوم ہوا تیری قضا آئی ہے امیر نے دیکھا ایک دیو کئی سے گز کا دار
شمشاد ہلاتا ہوا قریب پہونچا امیر پر دار کا ہاتھ مارا امیر نے کلہ عمود پر ہاتھ ڈالدیا اور
اور ایک ہاتھ کا جھٹکا مارا دیو منہ کے بل جھکا دار چھوڑ کر لیٹ پڑا امیر نے اکھیڑ کر مارا سر
اسکا کھینچکر پھینک دیا بجائے خون کے اسقدر پانی نکلا کہ دریا ہو گیا امیر نے لوح کو دریا مین
ڈالدیا لوح مثل کشتی بنگئی امیر کشتی پر سوار ہوئے قریب ایک قصر کے آکر کشتی ٹھہری قصر
مین ایک ساحر بیٹھا سحر کر رہا تھا اسی کے سحر سے دریا کا جوش بڑھتا جاتا تھا امیر نے تیر دلدوز
لیکر تاککر مارا پشت کو توڑ کر پار گذر امرنا اسکا کہ دریا غائب ہو نیلگا تھوڑی دیر مین دریا نابود
ہوا امیر نے لوح اٹھا کر گلے مین ڈالی کئی ہزار ساحر قصر سے نکلے لینا لینا کہکر دوڑے امیر لوح کو
دیکھکر لڑنے لگے وہ ساحر سحر نہین کرتے ملوار و تیر سے لڑتے ہین امیر لڑتے لڑتے وسط مین پہونچے
ایک ساحر کہ نہایت زبردست تھا اسکا ہاتھ تھام لیا فرمایا اے فیلقوس مجکو مقام پر جالینوس کے

پہونچا تیری بھی رہائی ہوگی اس ساحر نے امیر کو کاندھے پر سوار کیا پرواز پیدا کر کے بلند ہوا اور
ساحروں نے کہا ارے طلسم کشا کو کہاں لیے جاتے ہو فیلقوس ذی نے جواب نہ دیا امیر کو لیکر روانہ
ہوگیا وہ ساحر اسی قصر مین داخل ہوکر غائب ہوگیا ایک مکان مین لاکر فیلقوس نے امیر کو اتارا
امیر نے دیکھا قصر وسیع عمارت رفیع فیلقوس نے کہا غلام اب رخصت ہوتا ہے امیر نے فرمایا اپنے
برادر سے دینی سے تو ملاقات کرلو امیر فیلقوس کو ہمراہ لیکر ایک قصر عالی مین آئے دیکھا ایک تخت زرجدی
بچھا ہے اسپر ایک مرد پیر حشمی مین کرسون و دو مگلون پر رفیقان معقول بیٹھے ہین اس مرد ضعیف کے
آگے قلمدان و کاغذ رکھا ہے چند مریض سامنے حاضر ہین اس مرد پیر نے نبض دیکھی اور نسخہ
لکھدیا فیلقوس نے کہا حضور بھی نبض دکھائین حکیم جالینوس یہی ہین امیر نے کہا پہلے تو نبض
دکھا دیکھون تیرے لیے کیا تجویز کیا ہوتا ہے فیلقوس نے بڑھکر نبض دکھائی ان مرد پیر کے ایک
ہاتھ مین شیشہ قارورہ کا تھا ایک ہاتھ سے نبض دیکھی ایک ہاتھ سے شیشہ قارورہ کا سر پر فیلقوس
کے ڈالدیا فیلقوس جلنے لگا آخر جلکر خاک ہوا امیر نے بڑھکر کہا او بیحیا یہ تو نے کیا کیا اسنے کہا آپ
مریض ہین آپ کسی بات مین دخل نہ دیجیے نبض دکھایئے اور چلے جایئے امیر نے کہا مین خود نبض
شناس ہون تیری نبض دیکھونگا یہ کہکر بڑھے اسنے قلمدان سے چاقو نکالا اپنا ہاتھ کاٹا تو
قطرات خون جو ٹپکے اسنے ساحر پیدا ہو نکلے جو ساحر تھا امیر پر حملہ آور ہوا تھوڑی دیر مین کئی
ہزار ساحر امیر پر حملے کرنے لگے ہر طرف سے گیرودار کی صدائین بلند ہین ہمشبیہ جالینوس آواز
دے رہا ہے ارے یہ طلسم کشا ہے بلوہ کر کے گرفتار کرلو امیر لڑتے بھڑتے تخت پر چڑھ گئے فرمایا او
دغاباز تو خود نہین آتا اسنے غل مچایا ارے یارو اس ظالم کے ہاتھ سے مجھے بچاؤ مجھکو قتل کیا جاتا
ہے امیر جب تخت پر پہونچے ہمشبیہ جالینوس کی کتاب اٹھالی اسمین نوشتہ تھا کہ اسکو زندہ
نہ چھوڑیے امیر نے فوراً اسے تخت سے الگ کیا کتاب پر قبضہ کیا سب جادوگر لڑنے سے رک
گئے امیر تخت پر بیٹھے مریض کی نبض دیکھنا شروع کی مریض دعائین دے رہے ہین مصاحب
وندیم تعریفین کر رہے ہین صاحبقران مریضونکو بلاتے ہین کہتے ہین جلد آؤ وقت مطب
تمام ہوا چاہتا ہے بعد وقت مطب پھر کسی کی نبض نہ دیکھی جائیگی جو محروم رہا پھر صحت نہ
پائیگا مریض دوڑ دوڑ کے آتے ہین نبض دکھاتے ہین اور چلے جاتے ہین سب

تعریفیں کر رہے ہیں یکایک صحرا سے گرد اڑی دیکھا ایک پہلوان دیو خصال عفریت مثال گینڈے پر سوار
لاکھوں سوار و پیدل پشت پر آتے ہی اسنے مریضوں سے پوچھا جانشین حکیم جالینوس کہاں ہیں سب
مریضوں نے پہلوان سے کہا اندر بیٹھے ہیں وہ پہلوان بقہر و غضب تمام چلا قریب قصر آکر ساتھ والوں
سے اشارہ کیا وہ لوگ نیزہ و تبر قصر پر مارنے لگے صاحبقران تخت پر بیٹھے تھے ہنگامہ جو سنا رفیقوں
سے پوچھا یہ کیا معرکہ ہے رفقائے عرض کی گردون گرز گردان در دولت پر حاضر ہے امیدوار حضور
کے امتحان کا ہے امیر اپنے مقام سے اٹھے فرمایا مطلب بر آمد ہوا اب وقت جنگ و جدل ہے
یہ کہتے ہوئے صاحبقران باہر نکلے وہ حکیم جسکو تخت سے اتار دیا وہ روتا ہوا سامنے
اس پہلوان کے آیا کہا اے پہلوان جہان ای گردون گرز گردان طلسم کشا نے مجھکو تخت سے
اتار دیا چاہتا ہے پہلوان کچھ جواب دے کہ نعرہ امیر کی آواز آئی زمین تھرائی امیر نے اس آتے
ہی اس حکیم کو للکارا او مکار جعلساز یہی کتاب لے جا کر تخت پر بیٹھ وہ دعائیں دیتا ہوا قریب
امیر کے آیا ہاتھ بڑھایا کہا کتاب دیجیے امیر نے ہاتھ کلائی پر ڈال دیا اور ایک جھٹکا مارا کہ منہ
کے بل وہ گرا امیر نے عکس لوح ڈالا حکیم نے ایک چیخ ماری ارے طلسم کشا نے جلا دیا جسم سے
حکیم کے آگ نکلی مثل ہیزم خشک جلکر خاک ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من ہمشیبہ جالینوس بود
افسوس مردیم و جان دادیم و بہ مطلب خود نہ رسیدیم اس پہلوان کو غصہ آیا گینڈے کو بڑھا کر قریب
امیر کے آیا کہا او جوان اس بیچارے کیا خطا کی تھی امیر نے فرمایا او نامرد تو اسکی دادرسی کو آیا ہے
گینڈے سے اتر کے مقابلہ کر اگر دعوی پہلوانی ہے یہ سراسر نادانی ہے کہ تو گینڈے پر اور ہم پیدل وہ
گینڈے سے کود پڑا گینڈا اسکا گویا قید و بند سے چھوٹا ایک جانب بھاگا وہ پہلوان جھومتا ہوا
سامنے امیر کے آیا کہا او دبلے پتلے میں تجھسے کیا لڑوں اگر تجھکو مارا تمام فوج والے کہینگے ہمارا آقا
نامی و پہلوان گرامی ناسفت تھا بس اب بڑا مقابلہ یہ ہے کہ رومال سے ہاتھ باندھ لے میرے ساتھ چل میں
شاہ سے خطا معاف کرا دونگا یہ مجال نہیں ہے بادشاہ کی کہ میرا کہنا نہ مانا امیر نے فرمایا ابھی یا مجھ
تک کیوں نہیں آتا دور سے باتیں بناتا ہے یہ کہکر قریب پہونچے اسنے نیزہ مارا امیر نے نیزہ کو نیزے کی
سنان پر لیا اب نیزہ بازی ہونے لگی لڑتے لڑتے امیر نے ایک مقام پر نیزہ گانٹھ کر جھٹکا مارا نیزہ ہاتھ
سے اسکے نکل گیا پہلوان بگڑا کہا اے طلسم کشا یہ حرکت تھی امیر نے فرمایا یہی زیبندہ تھا اسے

اسنے قبضے پر ہاتھ ڈالا ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تیغہ عقرب پر گا تھا الجھاوے ہاتھ نکال کے
وار کیا اونے سر کو نہ بچایا سپر آگے کردیا تلوار برق مثال پڑی دو ٹکڑے ہوئے لاشہ پہلوان کا جلنے لگا
شعلے آتش کے فوج پر گرے سب جلکر خاک سیاہ ہوئے اندھیرا ہوگیا آواز آئی کشتی مرا نام من پہلوان
گردون گرز گردان ہو صاحبقران نے دیکھا وہ خضر غائب ہوا وہی صحراے لالہ زار نمایان ہوا
ایک طرف دیکھا ایک جادوگرنی بڑے زور شور سے نمایان ہوئی پشت پر پانچ سات سے جادوگر
پھولون کو جلائی ہوئی درختون کو مثالی ہوئی آئی ہے اوس ساحرہ نے جو صاحبقران کو دیکھا
پکار کر آواز دی او طلسم کشا تو نے میرے شوہر گردون گرز گردان کو مارا اپنے نزدیک رجلہ طلسمی
فتح کیا مین بیوہ ہوئی مگر تجکو کیا زندہ چھوڑونگی جسطرح پھولون کو مثالی ہون اسی طرح تیرے
نخل قد کو قلم کرونگی جادوگرون سے کہا تم دخل نہ دینا مین سمجھ لونگی یہ کہکر امیر کے پاس آئی کہا
او طلسم کشا کچھ فن سپہ گری دکھا دیکھون کیسا سپاہی ہے یہ کہکر دو شمشیرین نکالی لگی کبھی منہ
سے دھوان چھوڑتی ہے کبھی گولا پھینکا کبھی ترنج جھولی سے نکالا زمین پر ڈال دیا کبھی ہاتھ کے
ڈالے نکالے وہ بھی بیکار جا کر زمین پر پھینکدے نے صدہا اشیاے سحر نکالے زمین پر پھینک پھینکے کہ
سب چیزین بیکار مین گچھا سکان کا نکالا وہ پھینک مارا امیر پر تیر برسنے لگے امیر نے لوح چلائی
تیر دفع ہوئے وہ جادوگرنی ستم لالہ زار کہکر جا پڑی تیغ ہی امیر پر مارے امیر نے خالی دیکر ہاتھ
ہاتھ مارا لالہ زار کے دو ٹکڑے ہوئے آگ برسنے لگی تیر گرنے لگے تلوارین گرین چہار طرف سے امیر
پر چھار ہے مگر کوئی ساحر سامنے معلوم نہین ہوتا صاحبقران تلوار چلارہے ہین کبھی لوح کو گردش
دیتے ہین جب عرصہ دراز اسی حال مین گذرا تب صاحبقران کو خیال آیا کہ لالہ زار کو مارا اور لوح
کو نہ دیکھا فورا لوح کو ملاحظہ فرمایا لوح نوشتہ نکلا جب گردون گرز گردان مارا جائے اور لالہ زار جادو ستمگر
ہو تو اسکو قتل کرنا اگر دھوکے سے قتل کیا اور ہنگامہ سحر کا ہو تو خیال کرکے دیکھنا ایک نخل لالہ زار
پر ایک گمس کلان بیٹھی ہے کمند کرنا ایسا تیر مارنا کہ جسم پر گمس کے پڑے اگر خالی گیا تو لوح قبضے
سے نکل جائیگی اسم اعظم بھی بند ہوگا صاحبقران نے یہ دیکھکر فورا تیر کمان مین پیوست کیا
گمس کی آنکھ پر تیر مارا گمس جلکر خاک ہوئی ایک دھماکا ہوا زمین کانپی اندھیرا ہوگیا آگ برسنا موقوف
ہوئی امیر حیران دیکھ رہے ہین کہ صحراے گرد اوڑی دیکھا جواہر خنجر زن چلا آتا ہے دیکھے بعد

ستہلاو منتقل بھی آکر ہوئی ایک برق آسمان پر چمکی ملکہ آزاد و اسرار و محبوب وغیرہ ہمراہ لشکر کے آکر ہو گئین ملکہ آزاد نے امیر کو مبارکباد دی کہ صحرا سے گرد اسی رمال تاجدار و ثابت اختر شناس دیرہ لاکہ فوج سے آگے ہو گئے ہر ایک کا یہی قول تہا کہ حضور نے بڑا کار نمایان کیا امیر نے فرمایا آج اسی مقام پر ٹھہرینگے سب لشکر اترا ایک بارگاہ کلان استادہ ہوئی ملکہ استادہ نے جلسہ آراستہ کیا صاحبقران بارگاہ مین بیٹھے ہین سب سردار بھی آکر جمع ہوے رمال تاجدار و ثابت اختر شناس پہلو مین امیر کے بیٹھے ہین محبوب نے امیر سے کہا اگر مناسب ہو تو جواہر سے حکم کیجیے کہ اس صحبت کو غنیمت جانین دو چار اشعار گائین انقلاب دنیا سے ناپائدار ظاہر ہے دم بھر مین انقلاب ہوتا ہے درویش بادشاہ ہوتا ہے خدا طلسم کشائی کا انجام بخیر کرے بطلیموس بلاے روزگار ہے نہین معلوم کیا آفت برپا کریگا کچھ نہ کچھ ظہور ہوا چاہتا ہے امیر نے کلمات حسرت سنکر طرف جواہر کے دیکھا فرمایا اے بہتر والا گہر اگر مناسب ہو کچھ اشعار گاؤ جواہر نے اوسی وقت سازندونکو اشارہ کیا حسب الحکم سازندے ساز ملانے لگے جواہر خنجر زن نے یہ غزل عاشقانہ گائی

غزل

محبت کا تری بندہ ہر اک اے صنم پایا — برابر گردن شاہ و گدا دونون کو خم پایا

برنگ شمع جسنے دل جلایا تیری دوری مین — تو اوسنے منزل مقصود کو زیر قدم پایا

سجدہ کرتے ہین عاشق طاق ابرو کی پرستاری — یہی محراب دیر و کعبہ مین بھی ہمنے ہم پایا

ہزارون حسرتین جاگی میرے ساتھ دنیا سے — شرار و برق سے بھی عرصۂ ہستی کو کم پایا

نظر آیا تماشائے جہان جب بند کین آنکھین — صفائے قلب سے پہلو مین ہمنے جام جم پایا

جلایا اور مارا حسن کی نیرنگ سازی نے — کبھی برق غضب اوسکو کبھی ابر کرم پایا

ہر اک جوہر مین اوسکا نقش پائی رہگان سمجھا — دم شمشیر قاتل جادۂ راہ عدم پایا

ہمارا کعبۂ مقصود تیرا طاق ابرو ہے — تری چشم سیہ کو ہم نے آہوے حرم پایا

ہوا ہرگز نہ خط شوق کا سامان دست آتش — سیاہی ہوگئی نایاب اگر ہم نے قلم پایا

سب تعریفین کرنے لگے ہر ایک کا یہی قول ہے کہ جواہر گانے مین بے مثل و بے نظیر ہے شب اسی جلسہ مین بسر ہوئی بہ کیفیت تمام نمایان سحر ہوئی خمار شکنی کے واسطے سب نے دودھ پیے امیر دربار بارگاہ آکر بیٹھے ہین صحرا کی کیفیت ملاحظہ فرما رہے ہین لیکن جب ہمنے سرطان کو

مارا تھا سرطان کی لاش کو لیکر طائران طلسمی طرف بادشاہ طلسم کے چلے ہیں پہونچنا انکا تحریر کرونگا لیکن اب
حال دربار بطلیموس عرض کیا جاتا ہے کہ بادشاہ طلسم بصد کر و فر تخت پر بیٹھا ہے مشیر و وزیر سب جمع ہیں
آمد طلسم کشا کے ذکر ہو رہے ہیں سنتے سنتے بادشاہ بول اٹھا کہ نمکحراموں نے انتظام طلسم میں خلل ڈالا
طلسم کشا کو راستے بتا کے تا بہ لوح پہونچایا مگر مرحلہ حکما کا فتح ہونا نہایت دشوار ہے مشیران سلطنت
میں سے ایک جوان ہے نہایت عقیل و فہیم مشہور خاص و عام نہنگ بیدار بخت نام آج شب کو
بزرگان دین خواب میں اسکے آئے اسکو مطیع اسلام کیا اور مژدہ سنایا کہ تو رفیق صاحبقران ہوگا
نہنگ بیدار بخت غصے میں تو بیٹھا تھا بول اٹھا اے شہنشاہ نمکحرام کون ہے سرکار کی صاحبزادی
نے سارا فساد برپا کیا سرطان کو حضور نے بھیجا نہیں معلوم اس پر کیا گذری اگر صاحبزادی بلند
اقبال آپ کی دل و جان سے جا کر شریک نہوتیں تو کبھی طلسم کشا کو یہ اختیارات نہوتے سالہا
سال کا انتظام گھڑی بھر میں ہو گیا اپنی صاحبزادی پر آپ غصہ کیجئے غیروں کو کیوں نمکحرام بنائیے سر دربار جو
نہنگ نے یہ پکار کر کہا شاہ کو بہت ناگوار ہوا کہا تجھے خبر بھی ہے کہ کس کس نے مدد طلسم کشا
کی کی بس خاموش رہ اس کی کچھ خطا نہیں نمکحراموں کو سزا دونگا نہنگ بیدار بخت نے کہا جب
حضور بیٹی کو سزا دے نہیں سکتے تو غیروں کو کیا سزا دیجیے گا آیندہ آپ کو اختیار ہے مجھ پر غصہ
مرا سرکار رب بادشاہ تو منع کرتا ہے نہنگ وزرا امرا سے کہہ رہا ہے یارو انصاف کرو جو گھر کا
راز دار ہو ساحرہ بھی زبردست پھر اسکا کون مقابلہ کر سکتا ہے یہ راز نیاز طلسم کشا کو کیونکر
ثابت ہوتے صاحبزادی بلند اقبال شریک ہوئیں تمام گھر کا حال بتا دیا طلسم کشا کو نیک و بد
سے آگاہ کیا ایسا راز دار کسی کو ممکن ہوگا حالات مقام لوح بھی بتا دئے ہونگے بادشاہ سابق کا
فتنہ ہوتا اور نمکحرامی بادشاہ حال کی ظاہر کی ہوگی ہم کو تو یہی گمان ہے کہ صاحبزادی کے شریک ہونے سے
بربادی طلسم ہوئی اور اب انجام بخیر ہوگا شاہ کو مناسب ہے کہ صاحبزادی کو گرفتار کرا کے
قید کیجیے یہ سنکر شاہ کو اور زیادہ آگ لگ گئی الٹا مجھ پر غصہ کرتے ہیں بادشاہ نے کہا کچھ دیوانہ ہوا ہے
نہنگ نے کہا دیوانہ وہ جو بلا وجہ بگڑ جائے اور غیروں کو نمکحرام بنائے بادشاہ نے
اسے سنکر کہا بندہ کو شاہ کے سامنے بے ادبی کرتا ہے ابھی جاتا ہے دیکھ ساحر اٹھے نہنگ
بیدار بخت بھی اٹھا ایک ساحر نے گولہ مار دیا نہنگ بیدار بخت نے گولہ ہاتھ میں روک لیا دوسرا گولہ

جادوگر کو مارا کہ اسکے سینے کو توڑ کر پار ہو گیا اب تو کئی جادوگر اٹھ کھڑے ہوئے چار پانچ جادوگر لینا اٹھکر
چلے سحر کرنے لگے جسنے ترنج یا گولہ مارا نہنگ اسی گولہ ترنج کو روک لیا جھپٹ کر مارا کسی کا سر چٹا
یا ہاتھ ٹوٹا پانچ چار جادوگرون کو مار کر نہنگ بیدار بخت بیرون بارگاہ چلا بطلیموس نے کہا او بے
ادب میرے سامنے میرے نوکرون کو مارا اور اب نکلا جاتا ہی کیا مین تجھکو جانے دونگا یہ کہکر
بادشاہ نے گولہ مارا نہنگ بیدار بخت نے گولہ روک لیا وہی گولہ بادشاہ پر کھینچ مارا اور کہا او
زخم خوار اسکو لینا گولے سے برق چمک کر گری سر زخمی بادشاہ کا ہوا اجو بطلیموس کو نہایت
غصہ آیا خون سر کا اپنے لیکر پھینک مارا کہا ای خونخوار لینا یہ بدبخت جانے نپائے خون کی چھینٹیں جو
نہنگ بیدار بخت پر پڑین غش کھا کے گرا بطلیموس نے کہا اسکو گرفتار کرو لوگون نے
اٹھکر زبان مین سوزن دی نہنگ بیدار بخت کی مشکین باندھکر کشان کشان سامنے لائے
بطلیموس نے کہا کیون او بے ادب اب کس حال سے تجھکو قتل کرون توبہ کر کہ اب ایسی حرکت
نکرونگا ورنہ اس حال سے قتل کرونگا کہ عمر بھر ذکر رہے نہنگ بیدار بخت اس بدبخت
سے قتل ہوا نہنگ نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہے تیرا وقت زوال قریب ہوا مجھکو شب کو ہدایت
مین مطیع اسلام ہوا تو میرے قتل پر قادر نہین ہے مین خدمت مین طلسم کشا کی پہونچونگا ہمراہ
انکے تجھسے جنگ کرونگا بطلیموس نے جھلا کر کہا اسے قید کرو نہنگ بیدار بخت نے پکار کر
آواز دی ایہا الحاضرین غیرت کی بات ہے کہ اس ظالم نے مجھکو ذلیل کیا اسکا وقت زوال قریب
آگیا ضرور مارا جائیگا اب نہ امان پائیگا اپنے بادشاہ سابق کو بہ ذلت و رسوائی قید کیا
سلطنت لے لی طلسم پر قبضہ کیا اب انشاءاللہ وہ چھوٹیگا اسکو قتل کریگا آپلوگ آج میرا
ساتھ دین یہ مجھپر جبر کرتا ہے دنیا کا حال عجب طور پر ہے کبھی خزان کبھی بہار آئی گل کھلے نخل
سرسبز و شاداب ہوئے عندلیبان خوشنوا ہر نخل پر زمزمہ سرائی کرتی ہین پھول پھول کے پھولے
گل مین بیٹھنے پر مرتی ہین گلچین و صیاد بے نصیب قریب دیوار باغ نہین آنے پاتے کیا کیا رنج
ملال اٹھاتے ہین تھوڑے ہی عرصہ مین ہوائے گرم چلی خزان کی آمد ہوئی محفل گل و بلبل درہم برہم
رنج زیادہ خوشی کم پتے سبز جو تھے زرد ہو کر درختون سے گرنے لگے تھوڑی ہی عرصے مین
باغ مبتلائے خزان ہوا بربادی کا سامان ہوا بطلیموس نے حکم دیا ابھی اسکو قتل کرو

اسکا زندہ رہنا بہتر نہین سردارون کو نہنگ کی باتون پر ایک موج ہو گئی تھی چند ساحر اٹھکھڑے
ہوے کہا حضور اسقدر غصہ نکرین غضب شاہی مین مبتلا ہی جان سے اپنی بیزار ہی بقول سعدی شیرازی
ہر کہ دست از جان بشوید ہرچہ در دل آید بگوید اسکو اول قید کیجیے جب قید ہوگا یہ غصہ اُتر جائیگا سرکار
سے ضرور عفو کریگا بطلیموس نہین مانتا کہتا ہی یہ عقلمندی دیکھو خزان و بہار کے ذکر کی کیا ضرورت تھی
گویا ظاہر کرتا ہی اپنے حال سی ہر ایک کو ماہر کرتا ہی اسکو مین فوراً قتل کرونگا کیا وجہ کہ مذہب بھی اسنے
ترک کیا جلد جلاد کو بلاؤ جلاد حاضر ہوے کہ رونے پیٹنے کی آواز آئی سب نے دیکھا چند طائر لاش کو
لیکر سلطان کی آئے مین بارگاہ مین اُتارا اوٹ مار کر وہ ساحرون کی شکل طائر بنے پکار کر آواز
دی فریاد و الغیاث ہی سلطان لشکر کو لیکر چلا تھا کہ مقابلہ مین طلسم کشا کے جائے راہ مین دختر
شہنشاہ واسرار شعلہ زن و دختر اسکی محبوب پریچہرہ ایک درہ کوہ مین فرو کش تھین یقین تھا
کہ انکو گھیر کر حضور گرفتار کرین سلطان کے سحر سے زمین کانپتی تھی مین وقت پر طلسم کشا آگیا حضور
فوج اسکے پاس تھی مرحلہ حکما کو فتح کرکے آیا تھا آخر سلطان ہاتھ سے طلسم کشا کے مارے گئے
غلامون کو منظور ہوا کہ سرکار کو چلکر لاش دکھائین اب طلسم کشا اسطرف آئیگا انتظام کرنا مناسب
ہی بطلیموس یہ سنکر گھبرا گیا کہا غضب ہوا کہ مرحلہ حکما شکست ہوا اب اور تدبیرین مناسب مین اگر
کوئی حاضر ہی جا کر طلسم کشا کو روکے با دولت بھی وقت پر آئینگے صورت سحر دکھائینگے اخلاق
مردم دریہ کھکر پہلوان اُٹھا کہ اب حضور ساحرونکا کام نہین ہی ہم لوگون کے نام حکم ہو تو اسکو
گرفتار کرکے لائین بطلیموس نے تین لاکھ فوج ساتھ کی یہ بھی کہا اور جسقدر فوج چاہو لو
جاکر طلسم کشا سے مقابلہ کرو اخلاق نے کہا اسیقدر کافی ہی غلام جاکر فوج لے لیگا اور طلسم
کشا کو گرفتار کرکے لائیگا اخلاق فوج کو لیکر روانہ ہوگیا اسکے بعد منطوق آہنگ اپنی مقام سے
اٹھا دو لاکھ فوج اسکی بھی ساتھ ہوئی عیار اپنا بطلیموس نے چالاک تیز رو اسکے ساتھ
کیا فوجین چلین اس عرصہ مین سردارون نے نہنگ بیدار بخت کو قید کر دیا اب حال بادشاہ
آدم طلسم کشا سنکر ایسا گھبرایا کہ کچھ نہنگ بیدار بخت کا حال نہ پوچھا ساحرون سی متوجہ ہوا
کہ تم بھی فوج لیکر جاؤ مخفی ہو کر سحر کرنا دو جادوگر ابلاغ برفتار و ایاغ بدمست بھی دو لاکھ
فوج لیکر چلے یہان صاحبقران نے شب ساتھ عیش کے بسر کی صبح کو بعد نماز فوج دیکھی فرمایا

ہم اب جائینگے مرحلہ جات اس طلسم مین بہت ہین جابجا مقابلے پڑینگے اشقر آراستہ ہوکر آیا جواہر نے
وعقلی فوج اسی مقام پر رہیگی فرمایا انشاءاللہ مین پلٹ کر آتا ہون چاہتے ہین کہ سوار ہون کہ صحرا سے
گرد اڑی اخلاق مردم خور تین لاکھ فوج سے آکر پہونچا مقابلے مین صاحبقران کے اترپڑا امیر بھی
ٹھہر گئے اخلاق نے رات کو طبل جنگی بجایا صبح کو فوج ساتھ لیکر میدان مین آیا امیر بھی آکر پہونچے
رمال وتاجدار وثابت اختر شناس وغیرہ کو ساتھ لائے جادوگرنیون نے ہرچند کہا کہ ہم بھی ساتھ چلینگے
امیر نے نہ مانا انکو بارگاہ مین چھوڑا لشکر غیر ساحران ساتھ ہے صفین آراستہ ہوئین اخلاق کا قصد
ہوا کہ میدان مین نکلون یکایک دوسری گرد اڑی مطوق آہنگر دو لاکھ فوج سے آکر شریک ہوا
تیسری گرد اڑی لگا اب کی بار بھی نمایان ہوئی ابلاغ برفبار بھی آکر پہونچا تمام صحرا فوج سے مملو ہوگیا چوتھی
گرد اڑی لشکر ابھی آئی ایاج بدست بھی دو لاکھ فوج سے آکر پہونچا ادہر ملکہ آزادہ وغیرہ بھی آگئیں
اخلاق میدان مین نکلا پکار کر آواز دی یا صاحبقران میرے مقابلے مین آؤ امیر نے اشقر بڑھایا
رمال تاجدار سے اجازت چاہی اپنے تخت رکھوا دیا ہاتھ باندھکر وعقلی غلام زیادہ مشتاق ہے کہ
اس سے مقابلہ کرے امیر نے فرمایا وہ میرا جویا ہے مجھی کو جانا چاہیے یہ کہکر بڑھے اخلاق نے جو رعب و
دبدبہ صاحبقران کا دیکھا مبہوت ہوگیا جھک کر سلام کیا امیر نے جواب سلام دیا اخلاق نے کہا
یا صاحبقران نکلی میرا مشہور ہے اگر آپ ہمارا ساتھ دین تو مین اپنے لشکر کا بادشاہ کردون دربار مین
شاہ کے سب میری تعظیم وتکریم کرتے ہین جب بطلیموس نے اس طلسم کے بادشاہ کو قید کیا سیار
ستارہ شناس اسکا لقب ہے اس روز قریب تھا کہ دربار مین غدر ہوجائے مین بطور شاہ کے آبیٹھا
پھر کیسا حوصلہ پڑا کہ بادشاہ کے ساتھ تمام دربار کیے مشہور ہے کہ باعث سلطنت اخلاق مردم در ہے
امیر نے فرمایا اخلاق کے تو سراسر خلاف کیا آخر تم نے بھی اس بادشاہ کا نمک کھایا ہوگا وہ چھوٹیگا تو حال
کھلیگا پہلے تمہارا ہی دربار بجا جائیگا اخلاق نے کہا اچھا حربہ کیجیے امیر نے
فرمایا اپنا یہ دستور نہیں جب تیرے حربے سے خدا بچائےگا تو ہم بھی
حربہ کرینگے اخلاق نے نیزہ مارا امیر نے نیزہ کو اپنے
نیزے کی سنان پر لیا نیزہ چلنے لگا بیس بائیس طعنین ردوبدل ہوئی جیتن کرا امیر نے نیزہ جلدا
ہوائی کیا اخلاق کو نہایت غصہ آیا قبضے پر ہاتھ ڈالا عمود خنجر دار کنکر دار کیا امیر نے گرز امیر کا

سر پر کھینچا مرکب کو جھکایا زیر بغل پہونچکر دستانہ مارا تیغہ پٹ پڑا امیر نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا چار
ہاتھ مڑوڑ کر تلوار چھین لون اخلاق نے گریبان مین ہاتھ ڈالا آخر دونون لپٹے ہوئے زمین پر آ
دامن گردانے آستینین چڑھا کر کشتی مین مصروف ہوے اخلاق پہلوان زبردست ہی بڑے بڑے
زور کر رہا ہی جب امیر کو پکڑ لاتا ہی امیر تڑپ کر نکلجاتے ہین دونون لشکر نگران ہین کہ اخلاق
زور و شور سے لڑ رہا ہی مگر تو صاحبقران کے کسی مقام پر میلے نہین ہوتے ایک طور پر جنگ
کر رہی ہین جب صاحبقران پکڑ لاتے ہین دو چار گھسے ایسے مارتے ہین کہ اخلاق دنگ
ہوجاتا ہی الجھ الجھ کر لڑ رہا ہی بلانع و ایلغ نے جو یہ موقع دیکھا مخفی سحر کرنے لگے دو پہر
ڈھلتے ڈھلتے صاحبقران کی طاقت کم ہونے لگی امیر نے لوح پر ہاتھ ملا اسم اعظم پڑھا
پھر اسیطرح قوت آگئی دونون جادوگر اپنے مقام پر کہہ رہی ہین ہمنے کیسے سحر کیے مگر حمزہ کیسا
لڑ رہا ہی زور طلسم کشا کا کم نہین ہونا چاہیے تھا مزاج مین فرق آنا اخلاق غالب آتا ایلغ نے
کہا ای بہادر بڑا غضب یہ ہی کہ طلسم کشا کے گلے مین لوح موجود ہی صاحب اسم اعظم محترم و محتشم
دیکھو اسم اعظم پڑھ رہی ہین اثر کیونکر انکو چلے ملکہ زادی جو دیکھا کہ دونون ساحر سحر کر رہی ہین پکار کر
صاحبقران کو آواز دی ای شہریار اپنے کو سحر سے بچایئے دونون ساحر سحر کر رہی ہین امیر نے فرمایا
انکی مکاری کا حال عیان ہی اسم اعظم ورد زبان ہی یہ کہکر صاحبقران پھر لڑنے لگے دونون لشکر دیکھ
رہی ہین چار پہر اسیطرح سے گذری شام کو اخلاق صاحبقران کو روک کر کھڑا ہوا کہا ای شہریار آپ
مجھسے خوب لڑے اب رات کو جاکر آرام کیجیے صبح کو پھر مقابلے مین آئیگا صاحبقران نے فرمایا ہمارا دستور
نہین کہ بغیر زیر و زبر کیے یہان سے پلٹین اخلاق نے کہا ای شہریار آپ حقیقت مین اپنے زمانے
کے رستم ہین مگر رات کو کون ہماری آپکی جانبازی دیکھیگا امیر نے فرمایا شاہون کو رات کا دن کرتے
کیا دیر لگتی ہی روشنی کو حکم دو اخلاق نے ناچار ہوکر آواز دی ای روشنی لاؤ جا بجا سے روشنی
آئی میدان نورانی اور منور ہوگیا پھر صاحبقران لڑائی مین مصروف ہوے رات بھر ایک طور
پر جنگ رہی اب صبح کو صاحبقران چمک چمک کر لڑنے لگے صاحبقران جب پکڑ لاتے دو چار
گھسے مارے زرہ پارہ پارہ لباس ٹکڑے ٹکڑے پیشانی سے خون بہ رہا ہی وہ پہر اور الجھ الجھ کر
لڑا دو پہر ڈھلے کہا یا صاحبقران ایک زور آخر کرتا ہون اگر آپکو زیر کیا یا جو منظور

لات ومنات ہوے یہ کہکر دونون مونڈھے پکڑ کے سینے مین بہرا اُٹھایا ریل کرلے دوڑا نو قدم جاکر کمر
مارا بایان گھٹنہ صاحبقران کا جھکا امیر نے لنگر مارا پشت پاتک زمین مین غرق ہوئی اخلاق اور
آگے جھکا کمر بند مین ہاتھ ڈالکر تین زور اسطرح کے کیے کہ جہر سنج ہو گیا یقین تھا کہ کنپٹیان
شق ہون انگلیون سے قطرے خون کے ٹپکے تھک کر ہاتھ اُٹھا لیا کہا اب آپ کے زور کا مشتاق
ہون امیر تڑپ کر اُٹھے تمام سپاہ اُٹھی دونون مونڈھے تھامے ریل کرلے دوڑے چالیس قدم ریل
کر لائے اخلاق ہرچند اپنی کو روکتا ہے مگر ممکن نہین ہوتا جسطرح باد تند مین پتہ اُڑتا ہے اسطرح
ہٹتا ہوا جاتا ہے امیر نے چالیسوین قدم پر لاکر کمر مارا دونون گھٹنے اخلاق کے آشنا بہ زمین ہوئی
امیر نے دونون ہاتھ ستون کہو لنگر قائم ہونے دیا کمر بند مین ہاتھ ڈالکر زور کیا پہلی زور
مین تا بہ گھٹنہ دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا اخلاق اسقدر خستہ
و شکستہ تھا کہ بیہوش ہوگیا امیر نے ادکہیڑ کر زمین پر مارا چارون شانے چت گرا امیر نے مشکین
باندھین جواہر دوز پشتارہ باندھکر لے چلا صاحبقران ہلو اسکے ساتھ کے تین لاکھ
جوان حیران ہوئے کہ افسر ہمارا قید ہوا دیکھین انجام کیا ہو صاحبقران نے اخلاق کو قیدخانہ
مین بھیجکر آگے آزاد فرمایا الماغ و افہام و ایاغ بدمست پلٹ کر جو آئے صلاحین کرنیلگے
بڑا غضب ہوا کہ اخلاق مردم در زیر ہوا اب اسکا دربار سمجھا جائیگا نہین معلوم کیا ہو
اخلاق بڑا بدمزاج ہے ایسا نہو کہ حمزہ سے سخت دست گفتگو ہو حمزہ کو غصہ آئے ایاغ
نے کہا مین جاکر چھڑا لاؤن سب نے کہا یہی مناسب ہے ایاغ بدمست جوش مین اپنی سحر کی پرواز
پیدا کرکے چلا لشکر اسلام مین آیا بصورت مبدل پھرتے پھرتے قریب بارگاہ صاحبقران پہونچا
ایک خدمتگار سے پوچھا کہ اخلاق کہان قید ہے اسنے بتا دیا کہ وہ سامنے خیمے مین قید ہے ایاغ ٹہلتا ہوا
سامنے خیمہ کے آیا نگہبان جو بیٹھے تھے انپر سحر کیا سب سو گئے یہ کیفیت تمام خیمے مین آیا اخلاق پڑا سو رہا تھا
کمر مین بیچ کے رکہ لے بھاگا لشکر مین آیا ملازمون سے کہا اسکو بچا کر آرام سے سلاؤ ہنگر زبان بیڑیان کاٹ دین
ملازمون نے لاکر چھپر کھٹ پر آرام کرایا بوقت سحر مطوق آہنگر بارگاہ مین آکر بیٹھا ہے الماغ و
ایاغ و غل بپا کر بیٹھے مطوق نے کہا اخلاق کو بلاؤ دیکھو کیا باتین کرتا ہے اخلاق جو صبح کو سو کر
اُٹھا اپنے کو اپنے خیمے مین پایا خدمتگارون سے کہا مین یہان کون لایا خدمتگارون نے عرض کی ایاغ

آپکو چھڑا لایا اخلاق نے چلاکر کہا او سنو چابک مارا حمزہ نے ہمکو بقوت صاحبقرانی زیر کیا ہی
ہماری مقدمہ مین اختیار ہی انکی کد وکاوش بیکار ہی کہ چند خدمتگارون نے آکر عرض کی چلیے آپکو
دربار مین بلاتے ہین اخلاق نے غصہ مین ہتھیار بھی نہ لگائے جو تھا ہوا چلا دربار مین پایا
ایاغ سے آنکھ ملاکر کہا کیون او نامرد تجھکو مقدمہ مردان عالم مین کیا دخل ہی حمزہ نے ہم کو
بجرات زیر کیا اسکو ہماری مقدمہ مین اختیار ہی تم لوگون کی کد وکاوش بیکار ہی مطوق آہنگر نے
کہا او اخلاق کچھ دیوانہ ہوا ہی تیری ساتھ خیر خواہی کی تو اوسکو برا کہتا ہی او نامرد کہا اٹھ تو حال
معلوم ہو ہمارا اپنی جرات پر ناز تھا طلسم کشا کے سامنے کچھ نہ چلی تجھکو زیر کرنا کتنی بڑی بات ہی مشکین
باندھکر تجھکو پاس بادشاہ کے لیجائینگے تجھکو مسلمانو تین نہ چھوڑینگے اخلاق اپنے مقام سے اٹھا
کہا او آہنگر اٹھ تو ہماری جرارت پر طعنہ دیتا ہی مطوق تلوار کھینچکر چلا خبردار خبردار کہکر تلوار کا
ہاتھ مارا اخلاق نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اسکے گریبان پکڑا سب ساحر ہان ہان کرتے ہین اخلاق
نے کہا خبردار کوئی دخل نہ دے دو چار داون پیچ ہوئے تھے کہ اخلاق نے اٹھا کر دے مارا چھاتی پر
چڑھکر سر کھینچ لیا لاشہ جو مطوق آہنگر کا تڑپا ہر ایک یہان مطوق لینا لینا کہکر اٹھے اخلاق پر
ٹوٹ پڑے اخلاق نے مطوق کی تلوار اٹھالی جسکے ہاتھ مارا اسکو دو ٹکڑے کیے چند کس جو
مارے گئے لوگ ہٹے اب اخلاق جو تھا ہوا بیرون بارگاہ چلا ایاغ بدمست نے کہا اے
پہلوان دوران اب زیادہ غصہ نکرو پلٹ آؤ اخلاق نے کہا مین خدمت حمزہ مین جاؤنگا
ایاغ بدمست نے کہا مین تجھکو نجانے دونگا اخلاق نے کہا تیری کیا مجال ہی جو ہمکو بند کرے
ہمکو اپنے مقدمہ کا اختیار ہی جو مناسب جانینگے کرینگے مردان عالم کی قید کو جسم سے دور کرنا ہماری
جرات کے خلاف ہی مین جاکر حمزہ سے عذر کیا ایاغ نے اشارہ کیا جادوگر لوہ کرکے چلے اخلاق
بیرون بارگاہ آچکا ہی اپنے رفقا سے کہا کیا تم لوگ بھی میرا ساتھ دوگے کئی سو افرودن نے اسکا
ساتھ دیا لڑنے لگے اخلاق نے جسکی گردن پکڑی مروڑ ڈالی یہان صبح کو جو صاحبقران کو
خبر ہوئی کہ اخلاق کو کوئی چرا لیگیا نگہبان صبح تک سوتے رہے آزاد وغیرہ نے آکر مقام کو دیکھا
کہا حضور ایاغ بدمست سحر کرکے لیگیا لونڈی کو کیا خبر تھی کہ یہ حرکت ہوگی ورنہ انتظام کرتی پھر کچھ
تھا کہ ہرکارے دوڑے ہوئے آئے عرض کی اے شہریار اخلاق سے جنگ ہورہی ہی مطوق آہنگر اسکے ہاتھ سے

مارا گیا اب ساحروں نے گھیرا ہی رفیق بھی اسکے ساتھ لڑ رہے ہیں صاحبقران نے فرمایا اشقر تیار کر کے سامنے آیا امیر سوار ہوئے مقبل بھی ہمراہ ہوئے امیر نے جواہر سے فرمایا آگے بڑھکر خبر لو دیکھو تو کیا گذری جواہر بصورت مبدل لشکر کنار میں آیا دیکھا اخلاق پیشتر تنہا لڑ رہا ہی کئی سو جادوگروں کو مار چکا ہی کہ ایک مقام سر آیا غ بدمست اٹھا پکارتا ہوا کہ ای اخلاق تلوار پھینکدے آگے قدم نہ بڑھا کئی سو جادوگر تونے مارے ہیں ابتک تیرا خیال تھا اب صبر نہیں ہو سکتا یہ کہکر ایک گولہ مار دیا تلوار ہاتھ سے اخلاق کے چھوٹ گئی لڑکھڑا کر زمین پر گرا ایاغ بدمست یہ کہتا ہوا چلا کہ او اخلاق تونے ہمارا مرشد دیکھا ایک اشارے میں تو بیکار ہوا اب گرفتار کر کے لیجائینگے اتنا پاس ہی کہ قتل نہ کرینگے زندہ لیجائینگے اسوقت اخلاق کی بیقراری و اشکباری پکار اٹھا ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز میں تیرے نام سے بجز بے آگاہ نہیں ہوں مجکو اس مصیبت سے بچالے

نظم

ذکر حق کن روز و شب ای حق شناس / تا ادا گردد حق حمد و سپاس
مطلب از حق کن طلب ای حق طلب / پیش حق کن عرض داری التماس
گر ز حق لطف و کرم بر حال تو / بی حساب و بیشمار و بی قیاس
بر تن خاکی بپوش ای خاکسار / ہمچو اہل فقر و عریانی لباس
کن ادا ای بندۂ حق بندگی / پیش حق چون بندگان حق شناس
چون بحال زار تو احسان نمود / خارج از اندازۂ وہم و قیاس
چشم و گوش دوست داد است خدا / مرحمت کردت خرد ہوش و حواس
بر سرت تاج شرافت حق نہاد / گردید امر ترا از جنس ناس
اندرین حالت مقام حیرت ست / گر تو باشی ناشکور و ناسپاس
دوست گر باشد خداوند کریم / ہندی از دشمن مکن در دل ہراس

اخلاق نے جو بیقرار ہو کر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا لشکر تہ و بالا ہوا صاحبقران کے نعرے کی آواز آئی کہ با غیرا ای کافران بچیا ای نابکاران منم زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان امیر لڑتے ہوئے قریب اخلاق کے پہونچے دیکھا زمین پر پڑا

آوازدی اے اخلاق نہ گھبرانا مین آپہونچا اخلاق ای بادرِ غریبان وای دادرسِ بیکسان مین
سحر مین ایاغ کے مبتلا ہون صاحبقران لڑتے ہوئے طرف ایاغ کے چلے ایاغ بدمست
نے کئی گولے مارے صاحبقران نے لوح چمکائی گولے الگ گرے امیر نے قربان سے کمان اور
ترکش سے تیر بازدہ مشتی نکالا بجر کمان مین پیوست کیا تاک کے تیر مارا ایاغ کے سینے کو توڑ کر پار
گذر جانا اسکا کہ ایک غلغلہ ہوا ایاغ بدمست مارا گیا اخلاق مردم درجیو متا ہوا اٹھا کسی ساحر کو
مارا ایک جادوگر کو مار کر گینڈا و تیغہ اسی کا لیکر لڑتا ہوا طرف صاحبقران کے چلا جہان سحر کسی نے
کر دیا اخلاق رک گیا آواز دی ای شہریار غلام آ کیا پھر سحر مین پھنسا صاحبقران نے لوح کو
چمکایا اسم اعظم الہی بآواز بلند پڑھا اخلاق کو نجات ہوئی اسکے ساتھ والے بھی شریک لڑائی مین
لڑتے ہوئے پشت پر اخلاق کے آ گئے کہ ایک پہلو سے نعرہ ہوا منم رمال تاجدار دوسرے
پہلو سے ثابت اختر شناس آیا جنگ مین یہ بھی مصروف ہوئے صاحبقران لڑتے بھڑتے
جنگ رستمانہ کرتے ہوئے قریب ابلاغ کے پہونچے ابلاغ نے ساحرونکو اشارہ کیا
ساحرون نے بڑھکر امیر کو روکا امیر لوح کو گردش دیے ہوے ہین اسم اعظم بآواز بلند پڑھ
رہے ہین جسکے کان مین آواز اسم اعظم کی پہونچی اسباب سحر پھینکا طرف امیر کے چلا پکار رہا ہوا
ای شہریار غلام مجبور و ناچار ہے عنایت کا امیدوار ہے آسمان پر برق چمکی ملکہ آزاد و اسرار و
محبوب و شہلا و منقل وغیرہ آکر پہونچے اب سحر ہونے لگے ملکہ آزاد نے گھمگیر کر مارا جب سحر
کیا سو دو سو کو گرا دیا اسرار نے ہزارونکو قتل کیا ہنگامہ ڈالدیے ساحر بھاگتے پھرتے ہین مگر
ابلاغ بڑھ بڑھ کر لڑ رہا ہے جسپر سحر کیا اسے پامال کیا محبوب کو زخمی کیا اسرار بھی زخمی ہوئی منقل
بڑھکر لڑا اسحر کرکے برابر پہونچا کئی ہاتھ تلوار کے مارے ابلاغ کب مانتا ہے روک کر جو ہاتھ مارا منقل
کا سر زخمی ہوا ارغوکھڑا کر گرا ابلاغ پکار کر آواز دی ای شہریار غلام کو بچایئے غلام بیکار ہوا لایق جنگ نرہا ملکہ
آزاد نے جو سنا برابر پہونچیں سحر کیا اور کہا او نامرد کری پڑی پر سحر کرتا ہے جو زخمدار ہوا مردان عالم ہاتھ
لڑائی مین زخمی پر ہاتھ نہین ڈالتے تو زخمی کے قتل کا ارادہ رکھتا ہے یہ کہکر زلف عنبرین کو
کھولا آواز دی ذرا ادھر دیکھو ابلاغ کو معلوم ہوا مشک نافہ کھل گیا یا مار سیہ لہرا رہے ہین وہ
بوئے خوش آئی کہ دماغ جان معطر و معنبر ہو گیا جھپٹنے لگا آزاد نے زلفونکو اور گردش دی

عاشق فاسق کو خاک مین ملایا بیتاب ہو کر چلا گیا اے محبوب گلعذار اے ماہ رخسار اے کبک رفتار و شیرین گفتار اب تو میری جان جاتی ہے دل بیقرار ہے آنکھین اشکبار قلب سراوار آتش ہجر ہے نظم

ہجر مین آنکھین یہ لائین جوش پر خوناب کو
کر دیا بالکل شفق گون چادر مہتاب کو

ہے محل عیش اے دل گردش لیل و نہار
دیکھ پروانے کو دن کو اور شب سرخاب کو

کون ہین جو بہر زر انسان کو کرتے ہین فنا
ہم نہ بہر کیمیا کشتہ کرین سیماب کو

موج زن ہو عہد موسی کیطرح دریاے خون
گر مری آنکھین نہ ضبط آندم کرین خوناب کو

ہے یہ وحشت مجھے شبہاے جدائی مین اُسے
شعر مین بھی مین نے دشوار ایسے باندھا خواب کو

ہو گیا عشق لب دلدار مین مجھکو جنون
سفید خون کر دیا ہے بخت نے عناب کو

جاے سجدہ مجھکو سنگ آستان یار ہے
سجدے کرتا ہون اُسی دروازے کی محراب کو

ہین جو صاحب درد انکو زہر ہے سامان عیش
موت کا سامان زہی گئے ہین مہتاب کو

مچھلیان دروازہ جانان کی کیا راحت سے ہین
بیکلی ہوتی ہے ورنہ ماہی بے آب کو

قدر ہجے کی نہین ہے کچھ بھی اے ناسخ مجھے
یاد مدفن مین کرونگا صحبت احباب کو

یہ اشعار پڑھتا ہوا طرف ملکہ کے دوڑا ملکہ آزاد صنوبر قد نے پوچھا کیا چاہتا ہے کیون اسقدر بیقرار ہے ہاتھ باندھکر گڑگڑا کے کہنے لگا کہ مین غلام ہون تابعدار ہون عشق سے مجبور و ناچار ہون مجھکو اپنی خدمت مین لیجیے ملکہ نے جیب سے سوزن نکالی کہا یہ سوزن اپنی زبان مین خود دے لے ابلاغ نے اپنی زبان مین سوزن آپ دی دو موے زلف عنبرین توڑ کے پھینکے ایک کی ہتھکڑیان بنین ایک موے زلف کی بیڑیان اشارہ کیا اسکو پہن لے ابلاغ نے ہتھکڑیان بیڑیان پہنین کنیزون کی جانب اشارہ کیا اس قیدی کنہگار کو قبضے مین کرو کنیزون نے سر زنجیر کو تھام لیا اب لشکر کفار مین کوئی افسر کلان باقی نہ رہا لاکھون جادوگرون کو امیر نے قتل کیا کئی لاکھ ساحر و غیر ساحر دائرہ اسلام مین آئے صاحبقران بفتح و فیروزی پلٹے داخل بارگاہ ہوے ملکہ آزاد نے عرض کی وہ قیدی حاضر ہے صاحبقران نے فرمایا شب تمام ہو جائے صبح کو دربار سجھا جائیگا ابلاغ کو ایک خیمے مین قید کیا کنیزین جو نگہبان ہین رات بھر اسنے زنجیر ہلائی آزاد کا نام لیکر روتا ہے کبھی کنیزون سے منت کرتا ہے کہ مجھکو خدمت

مین ملکہ کی ایک کنیز ملی اُسکو جواب نہین دیتین مگر صاحبقران نے دربار مین بیٹھے آزاد دست
فرمایا اُسکو دربار مین بلاؤ اور اپنا سحر اُتارو ملکہ نے آب دمیدہ ہر ایک کنیز کو دیا او فرمایا اس
پانی سے اُسکا منھ دھلا کے لاؤ کنیزون نے اُس پانی سے منھ دھلایا اب ابلاغ کو ہوش
آیا اپنے کو قیدخانے مین پایا حیران ہوا سوچنے لگا کہ اب کیا کرون کنیزون نے کہا چلو دربار
مین تمھاری طلب ہے دل مین سوچا کہ اگر صاحبقران زمان کے سامنے گیا فوراً قتل کا حکم
دینگے جان نہ بچیگی سوچتا ہوا دربار مین پہونچا جب سامنے صاحبقران کے آیا دربار جلالت
شعار کو دیکھا تمام افسران فوج و نامیان سپہ زیب سے آراستہ جواہر خنجر زن قریب سر
صاحبقران ہر شخص اپنے طور پر باتین کر رہا ہے ملکہ آزاد صنوبر قد نے صاحبقران سے
عرض کی اگر اسنے آپکا کہنا نہ مانا تو فوراً حکم قتل کا دیجیے گا یہ ملعون بڑا مکار و غدار ہو دربار شاہی
مین اسکی بہت مکاری دیکھی کہتے ہین دام سحر مین کنیز کے پھنس کر قید ہوا ورنہ کیا دستیاب ہوتا
[illegible] سامنا ہوتے ہی دام سحر مین گرفتار ہوا مجبور ناچار رہا لیکن اسنے دربار کو دیکھا
دنگ ہو گیا جی مین کہتا ہے کیا کیا ساحران نامدار جمع ہین دو دو سردار و نکا بند ملا ہوا سب
سرنگون بیٹھے ہین اسنے آکر سلام کیا صاحبقران نے ذکل بیٹھنے کو دیا سر جھکا کر بیٹھا امیر نے
فرمایا کہ اے ابلاغ دربار بطلیموس کے بڑی آبرو ہے کتابون مین دیکھا ہوگا کہ عمر طلسم تمام
ہوئی اگر مناسب ہو تو سامری پرستی پر لعنت کرو اور اطاعت دین اسلام قبول کر دو سعادت
دارین حصول ہو جیسے ہی امیر نے یہ کہا ابلاغ اُٹھکر قدمون پر گرا کہا اے شہریار مین دل و
جان سے اطاعت قبول کرتا ہون مذہب سامری و جمشید پر لعنت کی حضور کی غلامی کو
سلطنت سے بہتر جانتا ہون چاہتا ہون ہمیشہ خدمت مین حاضر رہون صاحبقران نے فوراً
زبان سے ابلاغ کی سوزن نکالی قید اسنے توڑی ذکل بیٹھنے کو ملا صاحبقران نے
خلعت دیا زیردست ملکہ آزاد کے آکر بیٹھا مگر دربار صاحبقران کو دیکھکر جل رہا ہے جی مین
کہتا ہے یہ شخص چند کس ساتھ لیکر آیا یہ عظمت و شان پیدا کر لیا کیا تدبیر کرون کہ اسکا سر لیکر جاؤن
بالفعل اُٹھکر کام بھی کر رہا ہے خوشامدین کرتا جاتا ہے کبھی دست بستہ عرض کرتا ہے
اے شہریار اب حضور دیر نکرین مرحلہ جات کو فتح کر کے قلعہ طلسمی پر اپنے کو پہونچائین بطلیموس بڑا

ساحر زبردست ہے بڑے بڑے فساد برپا کریگا حضور اپنے مقام پر ہوشیار رہین جب یہ باہر
گیا ملکہ آزاد نے کہا اے شہریار اس بیچارے نے مکر سے مذہب اختیار کیا امیر نے فرمایا ساحر
زبردست ہے اسیوجہ سے خوشامد کرتا ہے ایسے ساحر کو دغاباز جاننا سراسر حماقت ہے دو چار
روز جب تم سبکے بیچ مین رہیگا قاعدے سے آگاہ ہو جائیگا دن بھر تو اس طرح بسر ہوا آزاد
کو خیال رہا صاحبقران جاکر بارگاہ مین سو لے جواہر خنجر زن طلایہ پر ملکہ آزاد کو خیال تھا
ایسا نہ ہو آدھی رات کو کچھ فساد برپا کرے سامنے بارگاہ کے ایک نخل کلان تھا بشکل عقاب
اُسکے پتون مین آکر چھپکے بیٹھین دو پہر رات گئے تک دیکھا کین جواہر کے ساتھ چند ساحر وغیر
ساحر بین حاضر باش و ناظر باش کرتا پھرتا ہے شاخ نخل پر جو سر رکھا ہوا ٹھنڈھی چلی آنکھین بند
ہوگئین اب اپنے خیمے سے املاغ نکلا چار جانب دیکھا سب اپنے اپنے مقام پر سو رہے ہین
املاغ نے دور سے دیکھا کہ جواہر آکر اپنے مقام پر بیٹھا سب دربارگاہ پر بیٹھے ہوئے باتین
کر رہے ہین جواہر کو دیکھکر املاغ جلگیا جی مین کہتا ہے یہ بڑا خیرخواہ حمزہ ہے اسکا بھی سر کاٹون
تو دلکو آرام آئے یہ سوچتا ہوا پہلو پر آیا آگے دستک دی ہوا ٹھنڈھی چلی سبکی آنکھین بند ہوئین
سب سو گئے تب یہ دربارگاہ پر آیا پردہ اُٹھا کے دیکھا صاحبقران پڑے سو رہے ہین لوح
گلے مین پڑی ہے مقراض نکالکر ڈورا لوح کا کاٹا لوح کو لیکر رومال مین لپیٹا جھولی مین رکھا
تنتا ہوا باہر نکلا خیال مین آیا پر پرواز پیدا کرکے نکل جاؤن پھر سوچتا ہے کہ جواہر کا سر کاٹ
لون کبھی کف افسوس ملتا ہے کہ حمزہ کا سر کیون نہ کاٹ لیا اسکا سر بھی حمزہ کا لیتا تو بڑا نام
ہوتا اہل طلسم پر احسان ہوتا پھر پلٹا قریب دربارگاہ آیا سوچا کہ اے املاغ ایسا نہو
کہ حمزہ جاگ پڑے یہ سوچکر پر پرواز پیدا کیے اڑتا ہوا چلا جب یہ جاچکا تو ملکہ کی آنکھ کھلی ملکہ
نے دیکھا دربارگاہ پر سناٹا پڑا ہے جواہر اور اُسکے ساتھ والے سب سو رہے ہین ماتھا
ٹھنکا کہ اے آزاد بڑا غضب ہوا املاغ نے کچھ کام کیا درخت سے اُتری جواہر کو بیدار
کرتی ہین بیدار نہین ہوتا آخر سحر کرکے سبکو جگایا رات قلیل باقی تھی عابد شب زندہ دار ماہ نے
تسبیح انجم کو سجادۂ فلک پر رکھا آمد آمد شاہ خاور کی کمین خاور سے شروع ہوئی آثار صبح
ظہور پکڑنے لگے ملکہ گھبرا کر سحر اُتارنے لگین جواہر نے آنکھ کھولی وہان صاحبقران بیدار

ہوے پکار کر آواز دی ارے کوئی حاضر ہے ملکہ نے پکار کر کہا کنیز حاضر ہے یہ کہکے پردہ اُٹھا کے اندر بارگاہ کے آئی صاحبقران سے پوچھا خیر و عافیت تو ہے امیر نے جو دیکھا گلے مین اپنے لوح نہ پائی بے اختیار ہو کر ملکہ نے کہا اے شہریار غضب ہوا وہ ملعون لوح لیگیا بڑی خرابی ہوئی افسوس صد ہزار افسوس اگر لوح گئی تو اے شہریار بڑی مشکل ہوگی نظم

اُسی سے رنگ ہے گل کا اُسی سے نشہ ہے مُل کا — وہی نالہ ہے بلبل کا وہی نغمہ ہے قلقل کا

الٰہی سانپ نکلے مثل سنبل اُسکی گدی سے — زمانے مین نہ جسکو عشق ہو اُس تنگی کاکل کا

سُنا جب مین نے وہ گھر مین نہین تو اسقدر رویا — درِ جانان و فور اشک سے دریا بنگیا پُل کا

خرامان تو جہان ہوتا ہے وہ جا رشک گلشن ہے — ہر اک کبک دری بلبل ہے تیری کفش کے گل کا

فرشتے بھولکر مجھکو اُٹھا لینگے نہ محشر مین — کہ ہون کشتہ مین او قاتل تری تیغ تغافل کا

معاذ اللہ اے رشک چمن ہے کسقدر سوزش — سمندر بنگیا بلبل ہمارے ہاتھ کے گل کا

نہین آغاز خط اُس رشک گل کے روے رنگین پر — دلا یہ برگ گل پر عکس ہے مژگان بلبل کا

کلام غیب ہے ناسخ سُنا جو لیے ناسخ — پسند آیا ہی ہے ناسخ کلام اُستاد کامل کا

ملکہ آزاد یہ اشعار پڑھکے بہت رو دین کہا اے شہریار اگر لوح تا بطلیموس پہونچی وہ پہلے میرے قتل کی تدبیر کریگا دیکھیے فلک کیا دکھائے کیونکر لوح ہاتھ آئے یہ کہکے کہا کنیز جاتی ہے یا لوح لائی یا جان دی امیر نے فرمایا ملکہ یہان تکیہ پروردگار پر ہے جس نے لوح دلوائی تھی وہی حاکم و ناظم ہے پھر لوح دلوا دیگا ملکہ نے عرض کی ابھی راہ مین شاید ملجائے یہ کہکر پرواز پیدا کیے ملکہ آزاد چلین لیکن ابلماغ جو چلا بدحواس گھبرایا ہوا حیران ہے کہ دیکھیے کیونکر پہونچون صبح کا وقت ہے محمود نام زمیندار چار پانچ ہزار آدمی ساتھ گانوں سے نکلا کھڑا ہوا ہے کہتا ہے یارو آجکل تو ہوشیار رہا کرو لشکر طلسم کشا کا اسطرف سے اگر آیا دیہات و قریات پامال ہونگے ہم لوگ آخر کیونکر بچینگے خدمت مین شاہ کی چلے چلین نام بھی ہوگا کہ مد دشاہ کو آے ہین قلعے تک طلسم کشا کے جانا دشوار ہے یہ سب آپس مین باتین کر رہے ہین کہ ابلماغ برق بار اُڑا ہوا آتا تھا محمود زمیندار کو دیکھا اس سے شناسائی بھی ہے خیال مین گذرا یہان ٹھہرون شراب کباب کا بھی سامنا ہوگا اسی کو ساتھ لیکر قلعے مین جاؤن فوج کا ساتھ ہونا ضرور ہے یہ سوچکر آسمان

کبھی سوچتا ہے غرق فکر ہو کر بھاگوں ہر جانب دیکھ رہا ہے ملکہ نے جلدی میں شاخ نخل کو توڑا زمین سے سبزے اٹھ رہے املاغ پر چھینٹ مارے املاغ پھول برسنے لگے ہوا بھی ٹھنڈی چلی درخت سرسبز و شاداب ہر نخل جھوم رہا ہے پھل گر رہے ہیں اسقدر پھلوں کا انبار ہوا یقین تھا کہ املاغ دب جائے گا کر پکارا اے جان جہان والے آرام دل مشتاقان اپنی کیفیت سے کیا بیان کروں

نظم

اتار اتار نہ ساقی جو شیشہ طاق سے ہو	لبوں پر آگئی مری جان اشتیاق سے ہے
جواب دوں ترے دل کا کیا میں بلبل	کراہتا ہے مجھے تکلیف ہائے شاق سے ہے
نہ سوؤں ساتھ وے رشک کے درمیان شمشیر	یہ اتفاق بھی کچھ کم نہیں نفاق سے ہے
مقام شکر ہے اندازہ درد عشق سے ہو	غنیمت اسکو سمجھ حسن اتفاق سے ہے
ہمارے دل کو جلاتا ہے شمع کا جلنا	مشابہت بہت اسکو کسی کی ساق سے ہے
یہ وہ بلا نہیں سب جان کے بیٹھے	یقین صبح کا کس کو شب فراق سے ہے
جمال چہرہ خورشید بھی ہے کیا نعمت	کروڑوں ذرہ ہوا اسیر اک طباق سے ہے
نظارے سے ہے قحط حسن تو خیز ان	کمال تنگ دل اب اس گلشن رواق سے ہے
چھو پھول سے تو شاخ گل پر ای بلبل	خرابی خسرو آتش کے اتفاق سے ہے
خدا کے واسطے شیشے کو لا ساقی	تباہ حال بہت آتش اشتیاق سے ہے

یہ اشعار پڑھتا ہوا و زار پکارتا ہوا اسے ملکہ عالم کیا ارشاد ہوتا ہے جو ارشاد ہو بجا لاؤں ملکہ نے کہا لوح طلسمی مجھے دو اور ہمارے ساتھ چلو صاحبقران نے تمکو یاد فرمایا ہے املاغ اسیوقت ہاتھ باندھکر وہ لوح جھولی سے نکالی ہاتھ پر رکھکے بطور نذر کے پیش کی کہ یہ جانے غلام بھی ساتھ چلتا ہے ملکہ نے کہا زبان میں سوزن ہر دو سوزن اپنے پاس سے دی املاغ نے سوزن و دیگر ہتھکڑیاں بیڑیاں پہنیں ملکہ نے سر زنجیر کو تھام لیا املاغ کو لیکر چلیں زنجیر میں بندھا ہوا اشتیاق وصل ہر مرتبہ چاہتا ہے قدموں پر گروں کر دیکھوں اسطرح سے ملکہ لیے ہوئے املاغ کو طرف لشکر اسلام کے چلیں کہ صحرا سے گرد اڑی کلاغ فیل سر بارہ ہزار ساحر کی جمعیت سے جلدی جلدی آتا ہے کہ نکال بھینے

دور سے دیکھا کہ زنجیر ابلاغ ہاتھ مین ملکہ آزاد صنوبر قد کے ہے لیے ہوے جاتی ہین تمام
فوج کو اشارہ کیا کہ صاحبو تم دیکھتے ہو کہ میرے بھائی کو کس ذلت سے لیے جاتی ہے شہنشاہ
نے کہا تھا کہ راہ مین ملیگا اُلٹا کہنا کرسی نشین ہوا چہار جانب سے گھیر لو جانے نہ پائے بارہ
ہزار جادوگر اسباب سحر لیکر جھپٹے ملکہ نے پکار کر آواز دی او ملعون کیون گھبراتا ہے یہ کہکر
گولی مارا گولہ جو پھٹا کئی سے ساحر مر مر کر گرے کلاغ نے بڑھکر سحر کیا کہ آگ برسنے لگی شعلہ ہاے
آتش مین ملکہ چھپ گئین بعد چند ساعت کے مثل برق تڑپ کر نکلین کلاش پر جلین اب
کلاغ نے جھولی سے نشتر نکالا پیشانی پر نشتر مارا چند قطرات خون نکلے ہاتھ مین لیکر ملکہ پر
پھینک مارے ملکہ کے جسم پر آبلے پڑ گئے لہرائین تیغ کھینچکر کلاش دوڑا کہ سر کاٹ لون
اب مہلت نہ دون ملکہ نے اُس گھبراہٹ مین کہ قطرات خون جو جسم نازک پر پڑے دم گھبراتا ہی
غش چلا آتا ہے جلدی مین لوح جھولی سے نکالی سامنے کلاش کے چمکا دی کلاش نے ایک
چیخ ماری آنکھون کو ملتا ہوا بھاگا دور جا کر کھڑا ہوا عکس جو لوح کا ملکہ پر پڑا اسکا اثر ا
جوش وخروش مین لشکر پر کلاغ کے جا پڑین سحر کرنے لگین بجلی کان سے سما کر پھینک ماری
برقین چھپنے لگین جسپر برق گری تڑپ کر خاک ہوا کلاغ الگ سے سحر کر رہا ہے
موت کے ڈر سے قریب نہین جاتا کہ اگر لوح چمکا دے گی سحر فراموش ہو گا دریاے حسرت
کا جوش ہوگا ملکہ لڑ رہی ہین کلاغ جب سحر کرتا ہے کبھی بدن پر آبلے پڑ جاتے کبھی ہاتھ پانؤن
رعشہ چہرہ اُداس عالم یاس کلاش گھبرا رہا ہے کہ کیا کرون ملکہ جو بڑھکر [illegible] مین کلاغ نے
ابلاغ کو رہا کر لیا دونون مل کر سحر کر رہے ہین ملکہ ساحرون مین گھر گئین تیغ زنی یا [illegible] تاب
تابان جسپر جا پڑین اُسکو مارا کلاغ و ابلاغ جب ملکر سحر کرتے ہین ملکہ حیران ہو کے تھم
جاتی ہین یہان جو عرصہ ہوا صاحبقران نے گھبرا کر فرمایا ارے صاحبو آزاد پہنچ کر نہین
تھمین ایسا نہ ہو تا یہ قلعہ بطلیموس جائین وہان جا کر خدا نخواستہ پھنسین تو مشکل کی
بات ہے ملکہ اسرار شعلہ زن سو دو سو ساحرون کو ساتھ لیکر چلین منقل تاجدار کی بی
چلا تو ہر ایک کو حوصلہ ہوا سب جادوگر چلے اُسوقت آکر پہونچے کہ ملکہ بیچ مین بارہ ہزار
کے گھری ہوئی ہین کلاغ و ابلاغ نے آگ برسا دی ہے نعرہ کر کے اسرار شعلہ زن گری

ان جادوگرون کو رد کا ملکہ آزاد صنوبر قد ابلاغ پر جا پڑین ابلاغ نے نیغہ مارا ملکہ نے
خالی دیکے نیمچہ ہلالی مار دیا ابلاغ کو جہنم مین بھیجا کلاغ غلغلہ کرتا ہوا کہ او آزاد تو نے بڑا
غضب کیا ایسے شخص کو مارا کہ جو میرا قوت بازو زینت پہلو تھا کلاغ نے پلٹ کر اسرار
سے مقابلہ کیا اسرار نے کئی سحر کیے کلاغ نے دفع کرکے سر ہلایا زمین پر ایک دو ہتڑ مارا
اسرار شعلہ زن لڑکھڑا کر گری کلاغ نے دیکھا ساحر دکھاتا تانتا بندھا ہوا ہر جا پیادہ
دوے بلچار سے سوار آکر پہونچا کلاغ گھبرا گیا اور اسکو ڈر یہ پیدا ہوا کہ طلسم کشا نہ آجائے اسرار
کی کمر مین پنجہ دیا ساحرون سے اشارہ کیا نکل چلو اسرار کو لے بھاگا جب یہ بلند ہوا آزاد
نے گھیر کر ساحرون کو مارا کچھ فریاد کرتے ہوے شریک ہوے دریافت کیا تو معلوم ہوا
کہ کلاغ اسرار کو لیگیا بڑا قلق ہوا لشکر کو سمیٹا لاما جو ایک ساحر تم مین سے خدمت
مین صاحبقران کی بجا لائے مین براے رہائی اسرار جاؤنگی ایسا نہ ہو کہ لطلیوس اسے
قتل کرڈالے منقل سے کہا تم فوج لیکر جاؤ منقل نے کہا مین نہ جاؤنگا محبوب پیچہرہ
نے کہا ہر سردار نے کہا ہم آپ کے ساتھ چلینگے اگر آپ گئین اور کوئی افتاد پڑی بادشاہ
طلسم سے مقابلہ ہے اگر آپ گرفتار ہو جائین تو ہم صاحبقران کو کیا جواب دینگے ہم سب آپ کے
ساتھ چلینگے ملکہ نے کہا ؎ ہرچہ رود بر سرم چون تو پسندی رواست لوح کا رہنا بھی ہمارے
پاس بہتر نہین ہر ایک کو لوح دے بھی نہین سکتی قصد کیا خود چلون کہ صاحبقران زمان آکر
پہونچے ملکہ نے امیر سے سب حال کہا امیر نے فرمایا آپ لوگ قصد نکرین پھر آخر طلسم پر جانا
ہوگا اسرار کو خدا کے سپرد کیا صاحبقران تو اسی مقام پر ٹھہرے سب لشکر اسی منزل پر آگیا امیر
نے لوح گلے مین پہنی منظور ہے کہ براے فتاحی مرحلہ جات جاؤن لیکن لطلیوس تخت پر
بیٹھا تھا کہ کلاغ اسرار کو لیے ہوے پہونچا تمام کیفیت بیان کی زبان مین اسرار کی سوزن
دی مسلسل و مطلوق کرکے ہوشیار کیا اسرار نے دربار کفر مدار لطلیوس کو دیکھا سب
سردار جمع ہین صلاحین براے گرفتاری طلسم کشا ہو رہی ہین اسرار نے سلام بھی نکیا
لطلیوس بہت بگڑا ایکار کر آواز دی کیون او اسرار تو نے طلسم کشا کا ساتھ دیا بی
آزاد معشوقہ طلسم کشا بنکر بیٹھین اسرار نے کہا جو تجھ سے ہوسکے قصور نکر لطلیوس نے

حکم کیا کہ لیجاکر قید کرد اسرار شعلہ زن اُس قید خانے مین آئی کہ جہان نہنگ بیدار بخت
قید تھے نہنگ نے ملکہ اسرار کی تعظیم کی کہا اے ملکۂ عالم تمنے لشکر طلسم کشا دیکھا اسرار
نے کہا یہ عنایت پروردگار لشکر صاحبقران اوج پر ہے سب ساحران کامل جمع ہین
نہنگ نے کہا اے ملکۂ عالم مین بلا وجہ قید ہوا ملکہ آزاد صنوبر قد کا جو مین نے تذکرہ
کیا اسپر بادشاہ بہت بگڑا اسی پر فساد ہوا اور ساحر بھی اُٹھے مین نے دس پانچ ساحر قتل کیے
بطلیموس نے خود مجھکو گرفتار کیا اور شیر وزیر بھی بگڑے ہوے ہین کیا عجب ہے کہ اسکا بھی
کچھ ظہور ہو ملکہ اسرار نے کہا نہ گھبراؤ ہم بھی یہان آکر قید ہوے انشاء اللہ تمھاری بھی رہائی
ہوگی یہ دونون مکرین ہین بطلیموس نے کلاغ سے کہا تمنے طلسم کشا کو کہان چھوڑا
کلاغ نے کہا مین لشکر نہین پہونچا راہ مین مقابلہ پڑگیا غلام وہانتک نہین پہونچا اسی فکر
مین چلا تھا کہ راہ مین یہ معرکہ پڑا بطلیموس نے کہا یارو تم اسقدر سردار جمع ہو نہین ہوسکتا کہ اب
طلسم کشا کو گرفتار کرلاؤ اگر ماہدولت نے خود تکلیف کی تو تم لوگ بد نام ہوگے کہ آخر بادشاہ
خود سفر کرکے گیا ورنہ ابھی جاکر زمین ہلا دون لوح چھین لون طلسم کشا کو پکڑ لادون
اظہار شعبدہ باز ایک ساحر زبردست اپنے مقام سے اُٹھا کہا اے شاہ یہ خیال خام اور
تصور ناتمام دل سے نکال ڈالیے آپ تو کیا ہین اگر سامری و جمشید قبر سے اُٹھکر آئین تو
طلسم کشا سے آنکھ نہ ملا سکین لوح طلسم کشا کے پاس موجود ہے صاحب اسم اعظم اُسپر سحر تاثیر
نہ کریگا بطلیموس نے کہا تو بلا وجہ بول اُٹھتا ہے بات نہین سمجھتا ماہدولت نے کیا کہا ہزار ہا
شعبدے کرون اس تدبیر سے لوح چھین لون کہ دیکھنے والے حیران ہوجائین اظہار نے
کہا آپ بادشاہ ہین جو فرماتے ہین بجا ہے طلسم کشا پر اب زور چلنا ممکن نہین بطلیموس
نے کہا نمکحرام ملکے نمکحرامون نے غدر ڈالدیا طلسم کشا کی رہبری کی ورنہ سالہا سال تک
طلسم کشا تا عمر لوح مین رہتا کیا مجال تھی کہ یون ہی بے منت خلق لوح پاجاتا اظہار نے
کہا حضور بجا ہے کون نمکحرام ملا سکے پہلے آپ کی صاحبزادی مل گئین بطلیموس کو نہایت
ناگوار ہوا کہا اس گیسو بریدہ کا نام لے مجھپہ طعن کرتا ہے ابھی مشکین بندھوا کر اسکو ایسے
مارونگا کہ تمھاری بھی حال گرجائیگی اظہار شعبدہ باز ساحر عقلمند ہے درست کمر خاک

ہوا لطلیموس اور باتون مین مصروف ہوگیا اکوان فیلد رمیخوار اژدر سوار سراغ میخوار
جمشید جرأت پسند سیکال سامری نماعز ازیل خود پسند سرافیل ہوشمندان ان سب
سردارونکو بہت ناگوار ہوا آپس مین ایک نے ایک سے اشارہ کیا کہ بادشاہ کی شامت آئی
ہے سر دربار بوجہ اتنے بڑے ساحر کو ایسے کلمات کہے اظہار شعبدہ باز شام تک دربار مین
رہا شام کو اپنی بارگاہ مین آیا ڈیڑھ دوسو سپہ سالار جو اسکے متعلق مین اُنسے کہا یارو تمنے
سُنا کہ آج بادشاہ نے ہمارے ساتھ کیا کیا اگر مین کچھ اور بولتا تو زیادہ فساد برپا ہوتا مین
اب اُسکو مُنھ نہ دکھاؤنگا اب دربار مین نہ جاؤنگا اگر تم لوگ میرا ساتھ دو تو خدمت مین
طلسم کشا کی چلون طلسم کشا نہایت جوہر شناس فلک اساس ہے کیا سردارون کی قدر کی
جو اسکے سامنے گیا پھر پلٹ کر نہ آیا خدمت مین حاضر ہے ہر شخص عہدۂ جلیل سے فیضیاب
ہوا سب نے عرض کی حضور ہم آپکے شریک ہین اظہار نے ظاہر کیا کہ بھائی بھا اسرار
دہنگ قید خانے مین قید ہین اُنکو چلکر رہا کر دو اُنھین کے ذریعے سے خدمت طلسم کشا مین
پہونچ جائینگے دوسرے سردارون نے عرض کی ہم جان ومال سے آپ کے شریک ہین جو
مناسب ہو وہ کیجیے اظہار نے کہا فوج سے صلاح کر دیکھو اپنی فوج کیا کہتے ہین افسرون
نے کہا حضور ہم اُنکے افسر ہین جو ہم کرینگے وہ بھی ہمارے ساتھ ہین اظہار بہت
خوش ہوا دوپہر رات گئے اپنے مقام سے اُٹھے اسباب سحر تیار کیا کمرین سبھون نے
باندھین بارگاہ سے ساتھ اظہار شعبدہ باز کے نکلے افسرون نے جو اپنی فوج کو اشارہ
کیا سب تیار ہوئے افسرون سے پوچھا ہمارے افسر اعلیٰ کا کیا قصد ہے افسرون نے
بیان کر دیا کہ بادشاہ کے سر پر اب سودا سوار ہے کسیکی آبرو کا خیال نہین ہمارے افسر
اعلیٰ کو سر دربار یہ کلمہ کہا کہ تجھکو کوڑے مارونگا وقت ربط وضبط تھا چپ ہی ہو رہنا
مناسب ہوا اب چلتے ہین چلکر ملکہ اسرار شعلہ زن دہنگ بیدار بخت کو رکرتے ہین
بعنایت پروردگار خدمت مین صاحبقران کی ملینگے سب نے کہا ہم سب جانتے ہین
دولاکھ ساحر تیار ہوئے بنوہ کرکے چلے جب سامنے قید خانے کے پہونچے سرافیل نے
کہ نگہبان قید خانے کا تھا پکار کر آواز دی کون آتا ہے اس رات کو انبوہ کیسا اظہار آیا

بڑھا پکار کر آواز دی اے سرافیل ہوشمندان تمہاری عقل و فطرت کا ایسا شہرہ ہے کہ ہوشمند
لقب ہوا الطموس تم ایسے بے ادب ہوا سر دربار آج ہم کو کیا کیا کلام کیے جب آبرو نہ رہی تو
کیا لطف زندگی ہے جان دینے پر آمادہ ہین ان قیدیون کو رہا کر سکتے آئے ہین اگر تم کو بھی
حوصلہ ہو جان دینے پر آمادہ ہین لڑینگے بھڑینگے جان دیگے یا ہزار و نہنگ کو رہا کریگے
اے برادر خوف کا مقام ہے ہمارے ساتھ جو سلوک کیا اسی طرح اگر تمہارے ساتھ پیش
آئے تو کیا ہو سرافیل اٹھ کھڑا ہوا کہا اے برادر میرا بھی یہی قصد تھا مین تمہارے ساتھ
ہون اب یہ دربار رہنے کے لایق نہین ہے صاف صاف کتاب سامری مین مرقوم ہے کہ
عمر طلسم کی تمام ہوئی امروز فردا مین یہ بادشاہ قتل ہوتا ہے طلسم کشا آیا چاہتا ہے اعلان عام
ہوگا چند مرحلہ جات باقی ہین وہ بھی فتح ہونگے اب یہ زندہ نہ بچیگا یہ کہکے سرافیل اندر قیدخانے
کے گھسا ملکہ اسرار شعلہ زن کو رہا کیا نہنگ بیدار بخت کو بھی چھڑایا اسرار جو قید
سے چھوٹی قیدخانے سے باہر نکلی طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی نہنگ بیدار بخت
کو اپنے ساتھ لیا اظہار شعبدہ باز آگے بڑھا ہوا قریب طلایہ پہونچا شبدیز بلند رکاب
طلایہ دے رہا تھا شبدیز نے مرکب بڑھایا پکار کر آواز دی رات کا وقت ہے یہ کون آتا ہے
اظہار نے بڑھکر جواب دیا اے شبدیز منہ زوری نکر دیا تو ہمارے ساتھ چلو یا سامنے
سے ہٹ جاؤ ہم قیدیون کو لیے جاتے ہین سرافیل ہوشمندان بھی ہمارے ساتھ ہین
شبدیز نے کہا بھائی مین بھی اسی فکر مین تھا کہ کیا تدبیر کرون کیونکر طلسم سے نکل جاؤن اپنے
کو خدمت طلسم کشا مین پہونچاؤن بارہ ہزار جوانون سے شبدیز بھی ساتھ ہوا اب
تین لاکھ ساحر و افسران مذکور طرف پھاٹک کے جاتے ہین پر فرعون زنجیر پیچ نگہبان
نے اسے آواز دی کون آتا ہے اظہار نے بڑھکر جواب دیا ہمنے شاہ کی نوکری چھوڑ دی اب
طلسم سے نکلے جاتے ہین فرعون نے بڑھکر گولہ مارا ملکہ اسرار نے بڑھکر گولہ کاٹا
نہنگ اکڑتا ہوا بڑھا کہا او اسیر تماشہ دیکھیے پھاٹک پر تلوار چلنے لگی فرعون کے
بھی تین لاکھ ساحر ہین دونون لشکر آپس مین لگنے سحر کا ہنگامہ گرم ہوا اسرار نے بڑھکر
ہزار دو ہزار نہنگ نہنگانہ لڑ رہا ہے دو دو ساحر دو ٹکڑے کرتا جب سحر کیا ہزار دو ہزار

لاشہ گرا اسرار شعلہ زن نے آگ لگادی چمک کر لڑ رہی ہے سرافیل ہوشمند اپنی
سحر خوانی مین مصروف اس فکر مین ہے کہ پھاٹک کھولون لڑتا ہوا اسکے نکال لے پاؤن مگر
فرعون تو توجہ مین دوبا ہوا لڑ رہا ہے سرافیل ہوشمند اپنی قریب پھاٹک کے پہونچا
دربین کو مار کر پھاٹک کھولا دیکھا ایک خندق خون سے بھری ہے شعلہ ہاے آتشین بھڑک
رہے ہین خون جوش مار رہا ہے جس پر قطرہ گرا جلگیا آگ ہزار سا ہے سرافیل نے
بڑھکر سحر کیا گولہ پھینکا شعلہ ہاے آتش نے طمانچہ ماردیا برابر سرافیل کے پاؤن کے آکر گولہ
گرا قریب تھا کہ پاؤن زخمی ہو مگر پاؤن کو سرافیل نے بچایا دوسرا تمنچہ مارا تمنچہ قریب
سینے کے آکر پھٹا سرافیل لڑکھڑایا قریب تھا بیہوش ہو کے گرے آواز دی اے برادر مجھکو
رد کو سنگ نے بڑھکر سرافیل کو سنبھالا دونون ملکر سحر کرنے لگے جو سحر کیا وہ الٹا ہو جادو
گر جل جلکر خندق مین گرے مچھلیان سرخ پیدا ہوئین گوشت ان آدمیون کا کھائین
اسرار لڑتے لڑتے قریب خندق کے آئی سرافیل نے کہا اے ملکہ عالم یہ آگ راستہ
نہین دیتی اسرار نے سر اٹھایا طرف بلندی کے دیکھا سر قلعہ پر ایک طاؤس بیٹھا ہے منھ
سے انگارے آگ کے گراتا تھا اسرار نے پکار کر آواز دی اے طاؤس سیاہ و زرد آتش خوئی
کو موقوف کر ہمارے ساتھ تو بھی پل اس ظلمت کدہ خرابی سے نکل سردارون کی آبرو کا
پاس کر لطلیموس کچھ نہین کر سکتا کیون علامت پر آفت برپا کر رہے ہو بڑے بڑے ساحر
نکل کر آئے ہین [illegible] کرینگے لڑ بھڑ کر نکل جائینگے تمھاری بھی شامت آگئی طاؤس نے
ایک چیخ ماری اپنے کو خندق مین گرادیا اب تو خندق سے پچکاریان چلنے لگین اسرار
نے دیکھا ایک طائر سرخ رنگ اس مقام پر طاؤس کے آبیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا یہی
آواز ہر مرتبہ دیتا تھا نظم

وصل کی شب اسطرف شوخی گری کچھ ناز تھا — بیقراری سے ادھر بیچین دل جان باز تھا
اضطراب اس کا عاشق بیتاب کا انداز تھا — تا سحر راحت میں فرشتون کے خلل انداز تھا
دیکھتے ہی سنا و موسی طور پر غش کر گئے — ایک وہ برق جمال یار کا انداز تھا
سجدہ میں سے تڑپ کر جان دے دی اسکی — اتنو دیکھا آپ نے جو دی جان باز تھا

پیچھے نہ ہٹ سکا کسی نے گردن پکڑ کے سر آگے کر دیا گولہ سر پر پڑا کہ سر اسکا پاش پاش ہوا لڑکھڑا
کر گرا آنکھوں مین اندھیرا چھا گیا سنگ باری و برف باری ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من
فرعون زنجیر و پیچ بود یہ آواز جو اسکی ساحرون نے سنی سر پیٹتے ہوے بھاگے کہ چلکر شاہ کو خبر کرین
یہان سرداران مذکور قلعے سے باہر نکلے ملکہ اسرار نے ایک تخت تیار کیا نہنگ بیدار بخت
و سرافیل ہوشمندان و شبدیز رکاب و اظہار شعبدہ باز وغیرہ کو تخت پر لیا فوج
سے کہا ساتھ چلے آؤ سبھون نے بڑھکر چاہا تخت کو ہم کاندھا دین اسرار نے منع کیا تخت
اُڑتا ہوا چلا سب جادوگر پیچھے پیچھے باز و بط و قرقرون پر سوار ہوے مثل آندھی کے لشکر چلا
یہان بطلیموس منحوس بلکہ نحس چوس دربارگاہ پر کھڑا چیخ رہا ہے ارے خبر تو لاؤ کہ اُدھر سے
بھاگے ہوے ہمراہیان فرعون آتے تھے سامنے بطلیموس منحوس کے آ کے فریاد کرنے
لگے سب سردارون کے نام لیکر فلان فلان سردار لڑ بھڑ کر نکل گئے بطلیموس
نے پلٹ کر کہا ارے کوئی ایسا ہے کہ ان نمک حرامون کو لائے یہ جو چلا کر بطلیموس نے کہا
سُرخاب خوک پیکر کھڑا ہوا تھا کہا اے شہنشاہ اگر حکم ہو تو ابھی ان سب کو لاؤن نمک حرامونکو
نکل جانیکا مزا ملے ایسے شاہ سے باغی ہوے بطلیموس نے چار لاکھ فوج کو حکم کیا
سُرخاب خوک پیکر فوج کو اپنے ہمراہ لیکر چلا یہان صاحبقران نے لوح کو ملاحظہ
فرمایا اُسمین نوشتہ پایا کہ اے فاتح طلسم واے سیار این عجائبات مناسب ہے کہ جس
مقام پر لشکر اترا ہے اور تخت زبال کا بچھا ہے تخت کو ہٹاؤ فرش دور کرو ایک تختہ سنگ ملیگا
تختہ سنگ بقوت صاحبقرانی ہٹاؤ انشاء اللہ دہنہ نقب کا پیدا ہوگا نقب پیدا ہوگا نقب
مین داخل ہوکر قدرت پروردگار ملاحظہ کرنا جس سے ملاقات ہو اُس سے مقابلہ کرنا دمبدم
لوح طلسمی پر نظر رہے صاحبقران یہ حکم دیکھکر بطور مذکور داخل نقب ہوے جب نقب سے باہر
نکلے صحراے ریگستان مین پہونچے بونڈرلے گرد کے اُڑ رہے ہین ہوا تیز و تُند چل رہی ہے
ہواے گرم جو جسم صاحبقران کو لگی لوح کو ملاحظہ کیا لوح مین نکلا یہ سحر صباصی جادو
کا ہے جب گرمی زیادہ معلوم ہو لوح کو بجاے سپر چہرے پر رکھو ہواے سرد کے جھونکے جسم
کو لگینگے امیر نے لوح کو بجاے سپر چہرے پر کھینچا خنکی حاصل ہوئی رواروی کرکے چلے قریب

ایک کوہ کے پہونچے دیکھا بالائے کوہ دھوپ مین ایک جادوگرنی بیٹھی ہوئی پنکھا جھل رہی ہے یہ دیکھتے ہی صاحبقران نے للکارا کہ او صبائے جادو دشمن زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان صبا نے جو امیر کو دیکھا زور زور پنکھا جھلنے لگی آندھی بزور سے چلی کہ نخل اکھڑ کر گرے زمین کانپی صاحبقران ایک گوشے مین ہوگئے ہوا موقوف ہوئی صاحبقران گھاٹیون کو طے کرکے برابر صبا کے پہونچے صبا نے وہی پنکھا پھینک مارا امیر نے اسکو تلوار سے قلم کیا کئی پنکھے صبا نے امیر پر پھینکے جب کوئی مطلب حاصل نہ ہوا چلا کر آواز دی ارے کوئی حاضر ہے ایک جوان زنگی حاضر کھلے سامنے آیا تلوار صبا کے ہاتھ مین دی صبا نے وہی تلوار صاحبقران پر لگائی امیر نے تلوار کو تلوار پر گاتھا اُبھار دوسرے ہاتھ کالکر ہاتھ مار کے صبا کے دو ٹکڑے ہوے آواز بلند ہوئی کشتی مرا نام صبائے جادو بود امیر صبا کو مار کر پہاڑ سے اُترے تھوڑی دور چلے تھے کہ بیلوت آواز آئی اے طلسم کشا مجھے بچالے صاحبقران نے دیکھا ایک زنگی زنگن کو قتل کیا چاہتا ہے زنگن پکار رہی ہے کہ اے طلسم کشا مجھے بچالے صاحبقران نے لوح کو ملاحظہ فرمایا عبارت غور سے پڑھی بعد ریاست مکر لوح اُسکو للکار کر کہا او زنگی سیاہ رو کیا کرتا ہے اس غریب کو قتل نکرنا صاحبقران برابر ہو پہنچے زنگی چھاتی پر زنگن کی سوار تھا جا ہا خنجر گلے پر رکھے امیر نے آکر ہاتھ تلوار کا مارا دونون کو قتل کیا آواز آئی کشتی مرا نام سن ظلمات آدم خوار بود آگے بڑھے لوح کو ملاحظہ فرمایا حکم سے آگاہ ہوے سامنے کون تھا کوہ مین پھاندے بعد عرصۂ دراز کے زمین پر پاؤن قایم ہوے دیکھا ایک قتل سرسبز اسپر بہت سے طائر بیٹھے ہوئے اپنی دُھن مین زمزمہ سرائی کر رہے ان ...

طائر کلان اُچک کر شاخ بلند پر آیا یہ اشعار پڑھنے لگا نظم

اُس بہار حسن کا عنقا مقابل ہوگیا	حق جو کچھ تھا حق ہو باطل تھا سو باطل ہوگیا
ہوش اُڑے اپنے بہار رنگ گل کو دیکھکر	بلبلو نکی فکر سے صیاد غافل ہوگیا
گر سیان تیری طرح سے آتش گل نہ ہو کین	پاؤن رکھنا باغ مین بلبل کو مشکل ہوگیا
گرز دیوانہ کے رہنے سے ہوا یہ آشکار	چشم طفلان مین کھلونا مہرۂ گل ہوگیا

صورت پروانہ مجنون نے کبھی مارا ای جو آنکھ ۔ شمع لیلی ہو گئی فانوس محمل ہو گیا
حسن معنی نے کیا صورت سے آدم کی ظہور ۔ سجدہ گاہ قدسیان یہ کعبۂ دل ہو گیا
قطع ہو جاویگی گام چند مین سختی راہ ۔ خضر سے جب آگے آگے شوق منزل ہو گیا
ظلمت زلف اُس پری کی جو کبھی لائی صبا ۔ حاصل تاتار دیوانون کو حاصل ہو گیا
شب کو دم دیدے کے لیجاتا ہر کوے یار مین ۔ مین تو تھا ہی مجھے بھی مرشد مرا دل ہو گیا
جنبش ابرو نے رکھ لی آبروے تیغ یار ۔ نیم بسمل رہگیا تھا جو وہ بسمل ہو گیا
شاعرون مین کوئی آتش سا نہو گا حسن دوست ۔ خوبصورت پر پڑی جب آنکھ مائل ہو گیا

اُس طائر نے اِس طور سے زمزمہ سرائی کی صاحبقران بہ دل متوجہ ہوے اشعار کا مضمون سمجھے جاتے ہین فرماتے ہین کیا خوب کسیسے تعلیم کیا ہے طائر اُڑ اُڑ کر گرد سر صاحبقران کے چرخ مارنے لگا صاحبقران کو بے انتہا پسینہ آیا قصد کرتے ہین کہ طائر مجھ تک آئے تو مین گرفتار کرون کیا تدبیر کرون پشت پر ایک نخل تھا آواز آئی اے طلسم کشا ہوشیار رہو زقیل مار کر طائر بلند ہوا اور طائر اُنکے تعاقب مین چلے امیر کی نگاہ جو لوح پر پڑی یہ نوشتہ پایا کہ اے طلسم کشا طائر کی زمزمہ سرائی پر توجہ نکرنا سینے پر اسکے ایک دھبہ سیاہ جو معلوم ہوتا ہے اگر امیر تیر مارا اور تیر سیاہ دھبے پر پڑا تو بہتر ورنہ لوح قبضے سے نکل جائیگی امیر نے بہ جلدی تیر بکمر کمان مین پیوست کرکے اُسی دھبے پر تاک کے مارا تیر مقام مذکور پر پڑا وہ طائر گرا تڑپ تڑپ کر جان دی امیر نے چاہا پلٹون کہ اور طائر جتنے تھے طائر سے تڑپ کر جان دی آواز آئی کشتی مرا نام سن زنگال جادو بود دیکھا لاشہ ایک جادوگر کا پڑا ہے لاش پر ایک لات ماری لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا یہ بو خبر طائر دے گیا اشراف حبشی تمہارا دوست تھا اب شمران جادو سے مقابلہ ہے بالاے کوہ جاؤ صاحبقران بالاے کوہ آئے عمرو کی نے نوازی کی صدا کان مین آئی مشکل گل شگفتہ ہوگئی کہ ہمارا یار وفادار کہین نے بجا رہا ہے اُس صدا پر متوجہ ہوے تھوڑی دور چلے تھے کہ ایک دروازہ باغ کا دکھائی دیا آواز قریب آتی جاتی ہے امیر تو اُس صدا پر جاتے ہین وسط باغ مین آکر دیکھا ایک جادوگر کا لاشہ برہنہ پڑا ہے اور عمرو بیٹھا ہوا نے بجا رہا ہے امیر نے پکار کر آواز

ہوئی اے یار وفادار اے مونس وغمگسار مر بیان کمان عمرو نے جو امیر کو دیکھا بیقرار ہو کر دوڑ کر
قدمبوسی کی بوسے دیے وجد میں آگیا کہتا ہے اے شہریار عنایت پروردگار کہ میں نے آپ کو دیکھا
امیر نے فرمایا برائے خدا کچھ ہوشربا کا تو حال بیان کرو عمرو نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا اے
شہریار بڑا طلسم وسیع ہے **افراسیاب** ایسا زبردست نہ گذرا تھا آج میں بیچ کو برائے
بالا دی لشکر سے نکلا یہ جو جادوگر پڑا ہے یہ مجھکو اٹھالایا کہتا تھا تیرے آقا نے بڑے صدمے
پہونچائے میں نے بہ عنایت خدا عیاری کرکے اسکو مارا اب حیران ہوں ہوشربا میں کیونکر
پہونچوں نہیں معلوم **افراسیاب** کیا قیامت برپا کریگا اسی حیرانی میں دل جو گھبرایا بجانے
لگا امیر نے فرمایا خواجہ سرحد طلسم **لطلیموس** ہے میں اسکو فتح کرتا ہوں تم میرے ساتھ
رہو طلسم فتح کرکے کسی ساحر کی معرفت بھجوادونگا عمرو نے کہا حضور طلسم **لطلیموس** مقام سخت
ہے **افراسیاب** کی زبانی سنا تھا آپ نے لوح پائی امیر نے فرمایا مرحلے بھی فتح کیے یہاں تک
پروردگار اب بادشاہ طلسم کا سامنا ہوگا عمرو نے کہا مجھے یقین نہیں پڑتا کہ آپ نے لوح
پائی ہو امیر نے فرمایا میرے پاس موجود ہے عمرو نے کہا میں دیکھوں بعد مدت یار وفادار کو
پایا امیر نے لوح گلے سے اتاری عمرو کے ہاتھ میں دینے لگے کہ پیچھے سے آواز آئی ای شہریار
برائے خدا لوح نہ دیجیے گا امیر نے ہاتھ روکا عمرو نے ہاتھ بڑھایا کہا ای شہریار کوئی غول
بیابانی پکارتا ہے امیر نے پھر ہاتھ بڑھایا کہ لوح دوں عمرو بھی لپٹا جاتا ہے کہتا ہے لوح دیکھوں تو
کہ امیر نے دیکھا سامنے سے **اشراق** دوڑتا ہوا آتا ہے کہتا ہے کہ برائے خدا لوح نہ دیجیے گا لوح
اسکے سر پر رکھ دیجیے امیر نے جب **اشراق** کو دیکھا اور لوح دینے کو ہاتھ بڑھایا تھا یا لوح
اسکے سر پر رکھ دی لوح جو جسم سے ساحر کے مس ہوئی ایک چیخ ماری منہ سے شعلۂ آتش
نکلے مثل ہیزم خشک جلنے لگا جلکر خاک ہوا **اشراق** نے کہا اے شہریار غضب ہی کیا تھا
غلام ہر مقام پر ساتھ رہا جانتا تھا کہ **عمران جادو** زن مکارہ ہے یہ ضرور کچھ فتور کریگی خدا نے
بچایا **اشراق** نے کہا غلام جاتا ہے اکناف طلسم کی خبر کے لیے کہ **لطلیموس** نے کیا کیا یہ کہکر
اشراق روانہ ہوا **صاحبقران** پہاڑ سے اترے لیکن اسد رجادو مع ساحران
مذکورہ منزل پر آکر اتری سب ساحر تھکے ماندے تھے رات ہو چکی تھی اسی مقام پر مقام کیا

صبح کو اسرار نے قصد کیا ہے کہ تخت پر سوار ہوں لشکر والے کمربندی کر رہے ہیں علمہائے
زنگاری کے پھر پھریرے کھلے کہ دیکھا صحرا سے گرد اُٹھی سرخاب خوک پیکر مقابلے میں آکر
پہونچا پکار کر آواز دی اب میرے ہاتھ سے بچ کر کہاں جاؤگی چار طرف لشکر اُترا اُمرا اور شبدیز
وغیرہ اُتر پڑے دن بھر میں سب ساحر اپنے اپنے گر جمع ہوئے شام کو طبل جنگی بجوایا اسرار
نے بھی خبر سنکر نوازش طبل کا حکم دیا دارات کو تیاریاں ہونے لگیں اسرار نے کہا میں طلا
پر جاؤں شبدیز اُٹھ کھڑا ہوا عرض کی کہ آپ بادشاہ لشکر ہیں آپ کی خدمتیں ہمارے
متعلق ہوں غلام جانبازہ کام کرے ملکہ اسرار نے قبول کیا شبدیز دس ہزار سوار دلکو
لیکر طلاے پر آیا حفاظت کرنے لگا سرخاب خوک پیکر نے زرجاب اپنے بھائی کو طلاے
پر بھیجا یہ بھی کہدیا کہ اے زرجاب جادو ایسا نہو سردار نکل جائیں تو بادشاہ کے سامنے
بڑی ہی حقارت ہوگی زرجاب بیس ہزار جادوگر لیکر طلاے پر آیا شام سے صدائے
حاضر باش و ناظر باش بلند ہوئی بازار ہر گزاران و متراقان میں پھر رہا ہے دو پہر سے شب تجاوز
کر چکی ہے کہ ادھر سے زرجاب نے گنبد اُٹھایا ادھر سے شبدیز بڑھا اپنے لشکر کے
کنارے پر دو اپنے لشکر کے کنارے پر زرخاب نے پکارا او شبدیز بھاگ کر یہاں آیا
اب بھائی صاحب کیا تجھکو زندہ چھوڑینگے شبدیز نے جواب دیا کیا بیہودہ بکتا ہے زرجاب
اپنے سحر کے زور میں جا پڑا اور دس ہزار و بیس ہزار دونوں طرف کے ساحر بڑھکر مل گئے گولہ
ترنج و نارنج چلنے لگا شبدیز اڑتا ہوا گھوڑے کو بڑھا کر قریب زرجاب کے پہونچا
للکارا او نامرد کہاں جاتا ہے زرجاب نے گولہ مارا شبدیز نے گولے کو ہاتھ میں روک لیا
اُسی گولے پر اسم سحر کا پڑھکر پھینک مارا سینے پر زرجاب کے پڑا اور توڑ کر پشت کو پار گذرا زرجاب
جو مارا گیا شبدیز گھوڑا اڑھاتے ہوئے جادوگروں کو قتل کرتا ہوا آتا ہی جب گولہ مارا سو دو سو
کے سینے کو توڑ کر پار گذرا کئی ہزار جادوگر مارے زرجاب کا لاشہ لیکر چند کس بھاگے
غلغلہ جو ہوا سرخاب اٹھ بیٹھا کہ اسکے کان میں مرنیکی زرجاب کے آواز آئی گھبرا کے
پوچھا کہ ارے زرجاب کو کسنے مارا چند کس ملازم دوڑے ہوئے آئے عرض کی زرجاب
طلاے پر گیا تھا آپس میں تکرار ہو کر تلوار چلی شبدیز نے زرجاب کو قتل کیا اُن سب نے

سب نے شکست کھائی ہوئی لشکر بے سردار چھوڑ کر آئے ہیں لاش تلاش کر کے زرحاب
کی اٹھا لائے اب جو ارشاد ہو بجا لائیں یہ کیفیت سنکر سرخاب کو نہایت غصہ آیا کہ ان
بھگوڑوں نے بڑا سر اٹھایا ان سبکی قضا دامنگیر ہے یہ کہکے سرخاب اٹھا باہر بارگاہ کے
نکلکر دیکھا ہمراہیان زرحاب بھاگے آتے ہیں شبدیز کا مرکب طرارے بھرتا ہوا
باگ دوڑیان کرتا ہوا قتل کرتا ہوا آتا ہے جب گولہ مارا سو دو سو کو گرا دیا سرخاب نے
ڈانٹا او شبدیز ساری بدکاری بھلا دونگا مابدولت کو شہنشاہ نے اسیواسطے بھیجا ہے
کہ جا کے سبکی سرکوبی کرو ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکے آواز دی سارا لشکر کنارے
ہوا سب اہل لشکر جاگ رہے تھے کمربندی ہونے لگی سرخاب نے گھوڑا طلب کیا
گھوڑے پر سوار ہوا شبدیز کو للکارتا ہوا چلا شبدیز رکا سرخاب نے بڑھکر گولہ مارا
ضربیہ بکینہ پر شبدیز کے پڑا تو آر گزشت کو پار گذرا اب تو سرخاب مارتا ہوا چلا جب
گولہ مارا سو دو سو کے سینے کو بر مار کر نکل گیا ساحر زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست
جھومتا ہوا جاتا ہے زمین بلادی ملکہ اسرار شعلہ زن و نہنگ بیدار بخت و سرافیل
ہوشمندان اپنے مقام پر اٹھکر بیٹھے ہیں ایک ایک سے پوچھ رہے ہیں ارے یہ کیسا
ہنگامہ ہے کہ شبدیز کے مرنیکی آواز کان میں آئی سرافیل نے منہ پیٹ لیا کہا ارے غضب
ہوا شبدیز ایسا جانباز مارا گیا سرافیل اپنے خیمے سے نکلا ملکہ اسرار بھی نکلتی ہوئین
باہر آئین ایک طرف سے نہنگ بیدار بخت نکلا تینوں سرداروں نے آپس میں صلاح
کی ایک کا ایک سے قول تھا کہ لڑائی بگڑی سرخاب مع فوج کے آپڑا اسرار نے
کہا کچھ مقام خوف نہیں اگر وہ سیاہ رو بوقت شب آتے ہیں خدا چاہیگا تو شکست کھا
کھا کے جائیگا یہ کہکر ملکہ اسرار طاوس پر سوار ہوئیں نہنگ بیدار بخت سب سے پہلے روانہ
ہو گیا نہنگ اسوقت پہونچا کہ بدعت سرخاب سے لشکر پامال ہو رہا ہے عجب طرح کا
لشکر کا حال ہو رہا ہے کچھ بھاگے جاتے ہیں کچھ آمادۂ حرب و پیکار ہیں کہ نہنگ نے نعرہ کیا
بھائیو نہ گھبراؤ میں تمہاری مدد کو آ پہونچا لشکر کفار کو گھیر لو قدم مردی نہ ہٹاؤ جم کر لڑو
الہ تیرہ بخت کو شکست دو نہنگ نے جو یہ آواز دی فوج والوں کی جان میں جان آئی

یا تو بھاگے جاتے تھے اسی ہنگام کی آواز سنکر دل مضبوط ہوئے سرخاب نے پلٹ کر
دیکھا للکار کر آواز دی او نہنگ بادشاہ تجھکو قید کیا تھا مناسب تھی یہ تجھ کو فوراً قتل
کرتے مگر تیری قضا میرے ہاتھ سے تھی یہ کہکر کارد سحر پھینک ماری سرخاب ساحر زبردست
ہے اسکی کارد کب خالی جاتی ہے شاہ نہنگ کا زخمی ہوا فوج والوں نے بیچ میں لے لیا
سرخاب بڑھتا چلا آتا ہے چاہتا ہے قتل کروں ساتھ والے بچا رہے ہیں مگر پامال کرتا چلا
آتا ہے کہ سرافیل ہوشمندان کا نعرہ ہوا اسنے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ نہنگ سینہ ازبحت
زخمدار بنتا ہوا چلا آتا ہے سرخاب تعاقب کیے ہوئے ہے سرافیل نے للکارا او نامرد مردان
عالم سے مقابلہ کر زخمی پر کیا جاتا ہے سرخاب پلٹ پڑا سرافیل و سرخاب سے سحر
چلنے لگا دونوں لشکر والے دیکھ رہے ہیں کہ سرافیل مصروف جانبازی سرخاب نے
جب سحر کیا دشمن دفع کو مارا پھر آگے بڑھا للکارتا ہوا اے سیدائے مسلمانان میرے ہاتھ سے
بچکر کہاں جاؤگے چند بارگاہ میں جلادیں خیمے پھونک دیے سرافیل کی فکر میں جاتا ہے کہ
سرافیل ایک مقام پر لڑ رہا ہے چند ساحروں نے جو بلوا کیا سرافیل ادھر پلٹ پڑا
سرخاب سے غافل ہوا سرخاب نے پشت پر سے سحر کیا برق جو کڑک کر گری سرافیل
کا زخمی ہوا ملکہ اسرار کے کان میں آواز آئی کہ سرافیل زخمی ہوا اظہار شعبدہ باز کف
افسوس ملنے لگا کہا ملکہ اسرار سرخاب بڑا ساحر زبردست ہے دربار شاہ طلسم میں اسکی بڑی
دھوم ہے ہم لوگ بھی جان دینگے مگر اسکا پیچھا نہ چھوڑینگے اظہار یہ کہتا ہوا بڑھا سرخاب
نے جو اظہار کو دیکھا پکار کر آواز دی او اظہار تیری ذات سے یہ فساد برپا ہوا اب کہاں
جائیگا تم سبکی مشکیں باندھکر بھیجونگا اظہار بھی ساحر زبردست ہے مرکب بڑھا کر جا پہونچا
اسرار نے دور سے دیکھا کہ اظہار شعبدہ باز بڑے لطف سے لڑ رہا ہے جو سحر سرخاب نے
کیا اظہار نے بہ سہولت اسکا دفع کر دیا اپنا سحر کیا سرخاب لہرایا چلا آتا ہے لیکن سحر کرنے
میں مصروف ہے آخر تلوار کھینچکر اظہار پر جا پڑا دونوں میں تلوار چلنے لگی سرخاب نے
ایک مقام پر مرکو تباکر ہاتھ گرگر دشمن دی تنظمی سے ایک طائر بھی چھوڑا طائر کو دیکھکر اظہار
کے ہوش اڑگئے طائر کے دفع کرنے میں متوجہ ہوا ہاتھ تلوار کا پڑا کہ سر اظہار کا بھی ہاتھی

ہوا اظہار شعبدہ باز پیچھے ہٹا تلوار کھینچی سرخاب بڑھا کہ سر کاٹ لون ملکہ اسرار نے جھپٹ اسرار دیکھے بقرار ہو کر چاہتی تین لگاؤ ظالم کو لی زخمی کا پیچھا کرتا ہے دو گھڑی کامل سرخاب و اسرار سے سر چلا تھا کہ ستارۂ سحری چمکا لڑتے لڑتے سرخاب نے نعرہ کیا اد اسرار دیکھ بادشاہ آتے ہین اسرار نے دیکھا حقیقت مین ایک ابر مرواریدنگار بڑے زور و شور سے اُٹھا ہے موتی برستے ہوئے طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوئے طاؤس زرین پر فنہ افشان قدرت پروردگار کے سامان ایک طاؤس کلان رقص کرتا ہوا یہ اشعار پڑھتا ہوا

اس قدر دلکو نہ گرماے بت سفاک سیاہ	زیب دیتی نہین اس کعبے کو پوشاک سیاہ
پانی مانگے نہ کبھی ترچھی نگہ کا مارا	دل کافر ہے ترا چشم بت بیباک سیاہ
یار سے وعدۂ فردا ہے عجب کیا اسکا	روز روشن کو کرے گردش افلاک سیاہ
نہ ہوا شانۂ گیسو نہ تو دستار کا پیچ	بخت رکھتا ہے ہمارا دل صد چاک سیاہ
نظر آیا ادھر آنکھون سے ادھر غائب تھا	اسپ مشکی ہے ترا آہوے چالاک سیاہ
کون سا صید زبون صید ہے فلک نے باندھا	خون فاسد نے کیا اسکے یہ فتراک سیاہ
جنکے باغ مین لگی تا نئہ آتش گل	کوسون تک ہو گئے جلکر خس و خاشاک سیاہ

طاؤسان زرین بال کی زمزمہ سرائی ابر کی رعنائی سرخاب پکارتا ہے اب شاہ آگئے اے اسرار و اظہار اب کیونکر بچوگے تمھارے طلسم کشا گمان ذہن آکے تمکو بچا مین وہ تو ہزار کوس پر ہین اسرار طرف اظہار کے دیکھکر گھبرائی کہا اے اظہار اب کیا ہوگا یہ بچا جو زور شور سے آتا ہے اسکی آمد کا نشان ہے عقل حیران ہے اظہار نے کہا اے ملکۂ عالم رنے کو آئے مین جان دینگے مرینگے رہینگے قدم نہ ہٹائینگے اسرار نے کہا اے اظہار طلسم کشا کا یہ قول ہے نہ قضا ایک لمحہ پیشتر نہین آسکتی نہ قضا مین دیر ہوتی ہے اور کلام قرآن مجید فرقان حمید مین پروردگار نے فرمایا ہے اسی قول کی پابندی کرو جو خدا چاہیگا وہ ہوگا اگر اسی ظالم کے ہاتھ سے ہماری موت ہے تو کیا نقصان ہے اطاعت طلسم کشا دینے کی مطیع اسلام ہو شک ہے کہ بادشاہ طلسم سے لڑکر مرین تا روز قیامت نام رہیگا کہ بادشاہ طلسم سے لڑکر سرخاب کے بھی ہاتھ سے عاجز آچکے تھے یہ کہکر اسرار نے آواز دی اے غازیان دین

واے مجاہدان تہور شعار وقت جنگ و جدل ہے بادشاہ طلسم آگیا قدم نہ ہٹانا ایک بادشاہ کیا سارا طلسم ہم پر چڑھ آئے تو بھی ہمکو نہیں مار سکتا جسکی موت نہیں وہ نہ مریگا اور جسکی قضا قریب ہے اگر بھاگو تو راہ مین مارے جاؤ گے موت سے کہان بچوگے شاعر کیا خوب فرماتا ہے

نا قابل ان باغ یہ نہیں دلکش
آستین زن چراغ عقل ہے ہے
لالہ رو دل پہ لیگئے جب داغ
جعفری نے دیکھا یا تب رخ زرد
مر گئے جب ہزار غنچہ دہان
تب گلستان مین گل ہوا اتنا
شاخ پر ہے جو سیب نیب چمن
غافلو کل من علیہا فان
دیکھ کے بے ثباتی عالم
خاک اڑانے لگی نسیم سحر
یہ گلستان نہین ہے قابل سیر

جسکو دیکھو وہ ہے پریشان وش
خاک جب ہو گئے قدر عنا
تب ہوا لالہ زیب محفل باغ
جب ہوئے خاک صاحب کج گل
ہوا گلشن مین ایک غنچہ پیان
نرگسی چشم ہین جو دفن نہیں
کسی محبوب کا ہے سیب ذقن
خاک مین گل رخان جو سوتے ہین
ہر تن اشک ہو گئی شبنم
اسی اندوہ مین کرو جو قیاس
کرے اللہ خاتمہ بالخیر

اس چمن کی ہوائے ہین دو روی
تب ہوا سرو خوش نا پیدا
جب مٹے مہوشان گل زرد
تب نظر آئے گیسوئے سنبل
گل ہوا جب چراغ عارض یار
شاخ نرگس جھکی ہے سر کے سوز مین
عندلیبو سمجھے ہین یہی الحان
باغ مین آبشار روتے ہین
جب ہوا صرصر خزان کا دور
گل سوسن کا ہے کبود لباس
ای جوانان صف شکن فلے

تہور شعاران تیغ زن جم کر لڑو بادشاہ کے اوپر سجدہ کرو یہ جو اسرار نے پکار کر کہا اور یہ اشعار عبرت آمیز پڑھے ساحر دنگے ہوے جسم کھڑے ہو گئے دنیاے ناپائدار کا رنگ آنکھوں کے نیچے پھر گیا لطف زیست نگاہون سے گر گیا جم کر سب کھڑے ہوے جو زخمدار ہین وہ بھی جو صحیح و سالم ہین وہ بھی مشتاق ہین کہ ابر لطلیموس پر سحر کرین بڑھ بڑھ کر لڑین یکایک ابر شق ہوا سب نے دیکھا لطلیموس تخت پر سوار تاج سحر کاری بر سر چار قبہ شہنشاہی در بر اسباب سحر تخت پر رکھا ہوا دہن سے للکارا اے نمک حرامو کہان جاتے ہو منم شہنشاہ لطلیموس یہ کہکے تخت سے کود ایک گولہ اٹھا کر اس بجلی نے مارا کئی ہزار آدمیون کے سر پھٹ گئے اسرار و ہمنگ بیدار بخت و اظہار شعبدہ باز وغیرہ نے جو جگر سحر کیے کہ پے لطلیموس کے جو یہ سحر ہو چکے لطلیموس نے آنکھ سے اشارہ کیا سب سحر رد ہو کر پڑ گئے

کل ساحروں نے لطلیموس پر سحر کیے لیکن لطلیموس سلیمانی آنکھ سے ہاتھ سے اشارہ کرتا ہر سحر باطل ہو کر زمین پر گرتا ہے جب خود گولا مارا دو چار سو کے سر اُڑ گئے دس پانچ ہزار آدمی لطلیموس نے مارے اب تلوار کھینچکر فوج پر جا پڑا تلوار بازی شروع کی جب تلوار چلائی دو چار سر کے سر اُڑ گئے اسطرح لڑتا ہوا لطلیموس بڑھتا ہے سرداروں کے مجبور ہو کر قدم اٹھ بھاگنے لگے

قضا کار اشراق جنی پھرتا ہوا طرف قلعہ طلسی کے جاتا تھا کہ جا کر حال دریافت کرون عقاب کی صورت بنا ہوا آسمان پر اُڑتا ہوا آتا تھا یہ معاملہ جو دیکھا اسرار کو تو پہچانا اور سرداروں کو دیکھکر حیران ہوا اگر اُن بھاگا صاحبقران پہاڑ سے اترے ہیں کہ اشراق دوڑتا ہوا آیا عرض کی اے شہریار غضب ہوا اسرار نے بڑی فوج جمع کر لی ہے اور ہمین آکر لطلیموس نے گھیرا ہے جلد اپنے کو سرکار پہونچا ئیں امیر نے فرمایا اے اشراق میرا مرکب لا میں مرحلہ جاتے پیدل آیا اشراق پھر پلٹا لشکر صاحبقران میں پہونچا اشقر سے پکار کر آواز دی آقا تیرا تجھکو بلاتا ہے اشقر نے اگاڑی پچھاڑی توڑ ڈالی مقبل نے زین کسا لجام دہان میں دی اشراق نے دوڑ کر زیر شکم اشقر کے ہاتھ دیا ہر چند اشقر کہتا ہے اے اشراق تو آگے آگے چل میں تیرے ساتھ برابر پہونچونگا اشراق نے کچھ جواب ندیا اشقر کو لیکر بھاگا یہاں صاحبقران پیر کوہ حیران کھڑے تھے کہ اشراق اشقر کو لیکر پہونچا صاحبقران پشت اشقر پر سوار ہوئے اشراق سامنے نخل چاکران کمترین رکاب پر ہاتھ رکھ دیا مرکب طرارے بھرتا ہوا چلا اُسوقت آکر صاحبقران پہونچے کہ لطلیموس نے تین چار سحر کیے ہیں دس بیس ہزار ساحر مارے کہ صاحبقران آکر پہونچے آتے ہی نعرہ کیا

نعرہ امیر تصنیف مصنف

امیر عرب حمزۂ نیک شیم
چو رستم بسنجان یلے گیر و دار
شدہ در رزم فتح و نصرت شعار
زدم دیو و عفریت را در مصاف
شدہ از جنگ بیدین ذلیل و خوار

منم قاتل کافران جہان
پذیرفت گنجاب ملعون ہزار
گذر چون بجولان گہ قاف شد
بلرزہ فتادند دیوان قاف
در آنجا چو جاہ و ادب یافتم

منم صاحب تیر و تیغ و علم
ز تیغم گریزند نوشیروان
چو در ساختم جنگ شد آشکار
بجز انکہ از عدل و انصاف شد
سمندون بدبخت گشتہ شکار
سلیمان ثانی لقب یافتم

مرد رنگ کے صاحبقران کے سے اشراق جنی گرجنے لگا صدائے نعرہ صاحبقران لشکر

بطلیموس کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا تلوار روک لی سوچنے لگا کہ چلا جاؤن غیرت
نے دامن پکڑ لیا کہ اے بطلیموس چلے جانا سراسر حقارت ہے یہ سوچکر بڑھا لڑتا ہوا چلا امیر
کبھی آگ برسائی پانی برسایا امیر لوح چمکا دیتے ہین کبھی اسم اعظم پڑھتے ہین سحر کو ہٹاتے ہوئے
چلے آتے ہین بطلیموس نے ایک دو چھتر مارا زمین کانپی آگ کا دریا موج مارتا ہوا بڑھا
صاحبقران زمان نے لوح چمکا کر اشقر کو اشارہ کیا اشقر جھم سے دریا مین پھاند پڑا [illegible]
کہ دریاے آتش ہے ہر ایک شعلہ سرکش ہے لیکن مچھلیان ہزارون آشناوری کر رہی ہین
اشقر کو پٹنے لگین امیر نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ اسم حاشیۂ لوح ورد زبان کر دریاے
آتش مٹ جائیگا امیر نے اسم حاشیۂ لوح پڑھا ایک دفعتاً ٹھنڈا ہوا دریاے آتش نابود ہوا امیر
باہر نکلے للکارا کہ او بطلیموس منحوس کیون غربا کو قتل کرتا ہے خوف خدا سے نہین ڈرتا ہے یہ
کلمہ سنتے ہی سرخاب کو جو سحر کا جوش آیا تلوار کھینچکر امیر پر جا پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے
امیر پر شعلۂ آتش گرے تلوار مین بسے ہین صاحبقران نے لوح کو چمکا کر ہاتھ مارا کہ سرخاب
کے دو ٹکڑے ہوے ایک غبار تیرہ و تار بلند ہوا صدہا طائر پیدا ہوے پرون سے سر پیٹتے
پیٹتے کہ ہاے ہمارے آقا کو مارا کیا افسوس کی بات ہے بطلیموس نے جو یہ ہنگامہ دیکھا مثل
برگ بید کانپا پھر سوچا کہ میرے سے عجائب و غرائب مین طلسم کشا پھنسے گا ایک گولہ طرف صحرا
کے مار دیا صاحبقران لڑتے ہوے جاتے ہین کہ دیکھا ملکہ بہار جادو مع چند کنیزونکے
دف دوائرہ بجاتا ہوا اپنی زبان سے یہ اشعار عبرت آثار گاتی ہوئی بناز معشوقانہ آتی ہین

دل پیچ کر رہا ہے ہمین سیم و زر نصیب	ہے کلک قلب درہم داغ جگر نصیب
ہوتی نہ نیند آپ کو بھی رات بھر نصیب	مجبور ہون کہ آہ نہین پر اثر نصیب
اچھا تھا اے خدا دل پر سوز کے عوض	ہوتا جو مجھکو شعلۂ نار سقر نصیب
عریان ہماری لاش وہان بھی پڑی رہی	دامان حشر بھی نہ ہوا ہاتھ بھر نصیب
آنسو لہو کے بہتے ہین قاتل کے ہجر مین	کیونکر ہو لطف خندۂ زخم جگر نصیب
لونگا عوض مین یار تغافل شعار سے	ہوگا کبھی تو نالۂ دل کو اثر نصیب
شاید تری کمر کا ہوا [illegible] لگے	ہے کاش مجھکو ملک عدم کا سفر نصیب

چندے یونہی جو گردش گردون دون رہی　　ہوگا نہ ڈھونڈھنے سے بھی اہل ہنر نصیب

ہم وان گئے ہین ڈھونڈھنے اسکو جہان سے　　ہوتی نہین کہین بھی ہماری خبر نصیب

صیاد نے رہا جو کیا ہے تو ہائے کب　　مجھکو رہا ابھی ایک نہ جب بال و پر نصیب

یارب بہے وہ دیدۂ تر سے کہ عکس سے　　اس بحر کو ہو موجۂ آب گہر نصیب

اس سیم بر کو دل جو دیا ہے تم نے اے شرر　　ہوتا ہے ہمکو درہم داغ جگر نصیب

وہین سے ملکہ بہار نے پکارکر آواز دی اے شہریار کنیز سرکار کی تلاش مین آئی ہے آپ کے فرزند کا مزاج بخیر و عافیت ہے صاحبقران بہار کو دیکھکر شگفتہ ہوگئے بہار سلام کرتی ہوئی قریب آئی عرض کی حضور یہ بادشاہ طلسم بڑا سخت ہے اور نرشاگجت ہے اپنے بادشاہ کو قید کرلیا دیکھیے کھڑا ہوا سحر کرتا ہے خواجہ عمرو نے مجھسے کہا آقا طلسم لطلیموس مین لڑتے ہین آپ کو جلد پہونچا کنیز بہ تعمیل آئی لوح مجھے دیجیے مین جاکر اسکے سر پر رکھدون جلکر خاک ہوجائے حضور چلکر بادشاہ طلسم سابق کو رہا کرین تب طلسم کشائی ہو جہان پناہ کنیز بہت بدحواس ہوکر آئی ہے خواجہ نے ارسطو نے فرمایا کہ مین بیقرار ہوگئی اگر کوئی لفظ خلاف مزاج شہنشاہی نکل جائے تو اسکو معاف فرمائیے گا لوح مجھے دیجیے مین ابھی لڑائی کا خاتمہ کردون ورنہ اس تک پہونچنا مشکل ہوگا کبھی وہ اپنے قریب حضور کو نہ آنے دیگا امیر لوح کو گلے سے اتارنے لگے کہ پہلو سے آواز آئی اے طلسم کشا لوح نہ دینا ورنہ غضب ہوجائیگا پھر عمر بھر لوح نہ ملیگی امیر نے پلٹکر اشراق کو دیکھا کہ کھڑا سر پیٹ رہا ہے کہا اس لوح کا عکس بہار پر ڈالدیجیے امیر نے لوح جو چمکائی ایک شعلۂ آتش جسم سے بہار کے نکلا مع کنیزون کے جلکر خاک ہوئی لطلیموس نے جو یہ معرکہ دیکھا للکار کر آواز دی او اشراق اس طلسم مین مدتون رہا کیا عیش کیا آج ایسا دشمن ہوا اس ہری کے عوض راہبر ہوا ہے طلسم کشا کو آگاہ کرتا ہے اشراق چیخ اللہ دونون پانون مارکر زمین مین غرق ہوگیا لطلیموس جھلا کر رہگیا پھر ایک گولہ طرف صحرا کے مارا دنادنا ہوا آگ برسی ایک سحر طرف صاحبقران کے کردیا کہ ابر آکر حائل ہوتا ہے اپنے کو نظرون سے امیر کی بچاتا ہے جب صاحبقران لوح چمکا دیتے ہین ابر غائب ہوتا ہے صاحبقران اسی جانب بڑھتے ہین چاہتے ہین لطلیموس پر جا پڑون لطلیموس کبھی دیو اسا آہن جائے کبھی گرتا ہی کبھی ابر

حال کرتا ہے کہ دیکھا امیر نے ایک دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہوا ہے ہوائے سرد آتی
ہے صاحبقران اُسی جانب چلے باغ میں جو آئے دیکھا عندلیبان خوش نوا بصد ناز و ادا زمزمہ
سرائی کر رہی ہیں ایک جانب چمن ہائے طولانی ایک جانب نہریں لاثانی موجیں پڑ رہی ہیں پھول
کھلے ہوئے غنچے چٹک رہے ہیں صاحبقران خراماں خراماں اُس باغ میں جاتے ہیں کہ دیکھا
ایک مقام پر چند طائر چہک رہے ہیں چمن نرگس کا آراستہ پھول کھلے ہوئے چشم معشوق کی کیفیت
دکھاتے ہیں عاشقان چشم پھوڑے جاتے ہیں ایک پھول سے شرارہ نکلا دیکھا ملکہ مخمور سرخ چشم
دست بستہ کھڑی ہیں جھک کر سلام کیا رو رو کر کلام کیا کہ اے شہریار آپ تو چلے آئے نور الدہر
بن بدیع الزمان آپ کے نور نظر کو ظالموں نے گرفتار کیا وہ دیکھیے قید جاتی ہے بادشاہ طلسم کو
لطلیموس نے بلوایا ہے یہ سارا جھگڑا پھیلایا ہے صاحبقران نور الدہر کا نام سُنکر گھبرا گئے
مخمور کے ساتھ چلے چند روشیں طے کی تھیں کہ دیکھا ایک ساحر سیہ فام نور الدہر کی چھاتی
پر چڑھا ہوا سر کاٹا چاہتا ہے مخمور نے سر پیٹ لیا کہا اے شہریار کنیز بیوہ ہوتی ہے اپنی بدنصیبی
پر روتی ہے جلد اپنے سپوت کو بچائیے امیر نعرہ کر کے جھپٹے کہ پہلو سے آواز آئی اے شہریار بےغفلت
یہ بالکل شعبدہ ہے تو سوچیے کہ یہاں نور الدہر کہاں بادشاہ طلسم لطلیموس کو کیا ضرور
تھا کہ آپ کے لشکر میں جاتا نور الدہر کو گرفتار کر کے لاتا برائے خدا لوح کو ملاحظہ کیجیے
امیر نے لوح کو دیکھا نوشتہ پاکر اسم حاشیہ لوح پڑھکر دم کیا مخمور غائب ہوئیں وہ ساحر جو کہ
نور الدہر کو قتل کرتا تھا چیخ مار کر ایک جانب بھاگا نور الدہر کوئیں میں پھاند پڑے باغ غائب
ہوا امیر نے اپنے کو جنگل میں پایا امیر کو جو لطلیموس نے دیکھا سر پیٹ لیا بے اختیار پکار
اُٹھا یارو طلسم کشا نے بڑی آفت سے نجات پائی میں جانتا تھا باغ سے عمر بھر نہ نکلے گا
اشراق نبی اللہ کی مقدمات سے آگاہ کرتا ہے امیر کے برابر ملکہ اسرار آئیں دعائیں دینے لگیں
کہ خدا آپ کو سلامت رکھے غلامان جانباز ساتھ میں حضور چلکر لطلیموس پر حملہ کریں
سرخاب سیاہ تو وہ نسل جہنم ہوا اب زور و شور ساحر و نکا بھی کم ہوا صاحبقران لڑنے بھڑنے
چلے اسرار شعلہ زن قریب امیر کے آئی ایک جانب اظہار شعبدہ باز ایک جانب
سمر افیال و نہنگ جنگ بیدار بخت کشتے پر لڑتے ہوئے صاحبقران بڑھے لطلیموس نے

دیکھا طلسم کشا میری جانب آتا ہے سحر کرنے لگا اسرار و اظہار سحر افعی و نہنگ سحر دفع
کرنے میں مصروف ہین بطلیموس نے جو ان ساحرون کو دیکھا ایک دو کو ہاتھ مارا اور سحر کیا
یہ سب گر پڑے اظہار نے کہا دو لوح کا عکس ڈالیے ادھر بھی ایک توجہ کی طرف جا کے امیر نے لوح
کا عکس ڈالا یہ سب اپنے مقام سے اُٹھے پھر ساتھ صاحبقران کے چلے تین مرتبہ بطلیموس
نے ان سب کو گرایا امیر نے ہر مرتبہ لوح کا عکس ڈالا ان سبھونکو صحت دی یہ سب لڑتے ہوئے
چلے صاحبقران قریب بطلیموس کے پہونچے بطلیموس نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے
روک کر ہاتھ مارا آواز آئی کہ اے طلسم کشا یہ کیا بطلیموس کے دو ٹکڑے ہوئے جیسے
ہی دو ٹکڑے ہوئے ایک قہقہہ کی آواز آئی صاحبقران نے دیکھا لاشہ سیہ فام زنگی کا تڑپتا
ہے اشراق برابر کھڑا کہتا ہے کہ اے شہریار حضور نے جلدی کی بطلیموس نکل گیا یہ سحر
کر گیا فوج والے سب بھاگے صاحبقران کی فتح ہوئی لشکر کو لیکر چلے یہ سرداران مدد کو
ساتھ ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی ملکہ آزاد وغیرہ آکر پہونچین لشکر جمع ہوا آزاد نے حال بطلیموس
کا سُنا کہا اے شہریار اب وہ آنے لگا جبتک حضور لوح کو دیکھکر نہ مارینگے قتل نہو گا
ابھی بادشاہ سابق کو بھی رہا نہین کیا کیونکر قتل ہو تا اُسکی بھی کسیقدر مدد ضرور ہے صاحبقران
نے لوح کو ملاحظہ فرمایا لوح مین مضمون نکلا مضمون لوح سے آگاہ ہو کر صحرا مین آکے ایک
نخل کے قریب پہونچے زیر نخل بیٹھکر اسم اعظم الہی پڑھا اسم حاشیہ لوح بھی ورد کیا ایک
طائر آسمان سے پیدا ہوا اشراق جنی طائر پر سوار طائر کو مارتا ہوا آیا جب قریب امیر کے
لایا پشت طائر سے اتر اطائر چاہتا ہے کہ اُڑ جاؤن اشراق نے روکا امیر کو اشارہ کیا اسپر سوار
ہو جیسے یہ مقام قید افتاح تاجدار تک پہونچا دیگا امیر جھپٹ کر پشت طائر پر سوار ہوئے
طائر اڑتا ہوا جاتا ہے برابر کہکشان فلک کے بلند ہوا ویسے متوجہ بہ پستی ہوا قریب
ایک قصر کے اتر ارادہ مین تھی اس طائر نے بدلگامیان کین امیر نے جب عکس لوح
کا ڈالا تبھی ساکن ہوا یہان جو لاکر اتارا اُتارتے ہی بھاگا امیر بہدایت لوح سے قصر
مین داخل ہوئے یہ طائر و قواق آدم خوار ہے امیر کو اُتار کے یہ اُڑ گیا خدمت مین
بطلیموس کی آیا بطلیموس دربار مین بیٹھا ہے یہی ذکر ہو رہا ہے کہ مین ہاتھ سے طلسم کشا

سے خوب ہوا سیاہ بخت کو لاکر قتل کرا دیا گردن پکڑ کے اسکو سامنے طلسم کشا کے کر دیا شمشیر
کھور ہے ہیں آپ کا مثل سحر میں نہیں ہے بطلیموس کہتا ہے جسکا جی چاہے طلسم کشا کو مار
ڈالونگا یہ ذکر تھا کہ وقواق آدم خوار آکر پہونچا کہا اے شہریار طلسم کشا کو میں کیسے برابر
قصر ہفت رنگ کے پہونچا یا اب طلسم کشا قصر ہفت رنگ میں داخل ہوا لیکن قصر
اول میں داخل ہوا ہے چھ قصر اسکو طے کرنا ہیں جو کچھ تدبیر میں پڑے کو کیجیے برائے رہائی افتتاح
تاجدار آیا ہے بطلیموس نے کہا او بچیا آپ ہی طلسم کشا کو وہاں پہونچایا آپ ہی خبر دیتا ہے تو وہاں
کیوں گیا وقواق نے کہا اے شہریار اشراق جنی بلکا بچہ آیا ہوا جگر لیگیا میری پشت پر سوار ہوا
پسلیاں توڑ ڈالیں چاہتا تھا طلسم کشا کو گرا دوں طلسم کشا نمکس لوح کا ڈالتا تھا مجبور ہو گیا
اب آپ سے کہنے آیا ہوں ابھی سیر میں قصر اول کی مصروف ہے پلٹ کر بطلیموس نے آواز دی
ارے قرطاس اژدر در جلد جا افتتاح تاجدار کا سر لا قرطاس اژدر در سامنے تھا بیس لاکھ جادوگر
لیکر چلا لیکن افتتاح تاجدار بادشاہ طلسم بطلیموس ساتویں قصر میں قید ہے آج جو صبح
ہوئی تو نگہبانوں نے دیکھا کہ افتتاح تاجدار ہنس رہا ہے نگہبانوں نے پکار کر آواز دی اے افتتاح
کیا ہنستے ہو افتتاح نے کہا آج رہائی پاینگے تخت پر سوار ہونگے چھ لاکھ ساحر ہمارے واسطے
جمع ہیں سب ہمارے مشتاق ہیں خدا بسا کرنے والے کو سلامت رکھے یہ ذکر تھا کہ آسمان پر
لکہ ابر سیاہ نمایاں ہوا دیکھا سب نے قرطاس اژدر در تخت پر سوار دو لاکھ ساحران
غدار پشت پر تھے گرد قصر کے آکر پہونچا آواز دی افتتاح تاجدار کو لاؤ داین استاد
کرو جلاد حاضر ہوں حال افتتاح کے ناظر ہوں نگہبانوں نے کہا ہو اور فراد دیکھیے افتتاح
کا تو یہ قول تھا کہ آج ہم رہا ہونگے بادشاہ نے حکم قتل دیا اب کیونکر بچینگے افتتاح ہنس رہا ہے
کر جلاد نے آکر ہاتھ پکڑ کر کھینچا کہا اے افتتاح ہنستا ہے تیرا وقت قتل کا آیا افتتاح نے کہا
ہم رہا ہوا چاہتے ہیں طلسم کشا دم بھر میں آتا ہے میاں قرطاس کو حال معلوم ہوگا کہ جلاد نے
[illegible] قصر میں پر دیا شلنگیں لگانے لگا پکار رہا ہے کہ اے قرطاس اژدر در حکم سمجھ بوجھ کے
دینا قتل کرنا ہمارا کام ہے جلاد ہمارا کام نہیں افتتاح نے کہا او جلاد صاحب بیداد کیا بیہودہ
بکتا ہے ہم صاحبان ذوق و شوق ہیں ہمیں ایسے کافروں کے مرتبوں پر فوق ہیں ہماری یہ حقیقت ہے ظلم

در دل مردان حق باشد فراوان ذوق و شوق — شور زاید در دل افزون در دو چندان ذوق و شوق
خود بخود پیدا شود اندر مزاج اہل حق — ہر زمان ہر ساعتے ہر وقت ہر آن ذوق و شوق
راز پیش کس نمی سازند ظاہر اہل راز — مثل جان در جسم خود دارند پنہان ذوق و شوق
ہر دم از جام محبت در جہان حاصل کنند — اہل صدق و اہل سوز و اہل ایمان ذوق و شوق
از خدائے خویش میخواہند ہر صبح و مسا — عاشقان عشق و محبت اہل عرفان ذوق و شوق
ہست اندر نوع انسان خالی از انسانیت — گر ندارد در وجود خویش انسان ذوق و شوق
روز و شب در یاد حق مشغول شو مشغول شو — تا بود ہر وقت اندر دل نمایان ذوق و شوق
باشد اندر حمد حق مصروف تا وقت اخیر — حق اگر بخشد مرین ہندی ثناخوان ذوق و شوق

قرطاس ازدر رزحکم دے رہا ہے کہ جلد افتتاح تاجدار کو قتل کرو افتتاح کہتا ہے تیری کیا مجال ہے جو مجھکو قتل کر سکے میرا وقت آگیا کہ بعنایت پروردگار رہائی پاؤن تمھارے مذہب سے بھی توبہ کی حکم وحدہ لاشریک کا مطیع و منقاد ہوا دل مائل فریاد ہوا جاتا دیکھتا ہے کہ حکم تیسرا ہو چکے کہ پہلوے قصر سے نعرہ شیر کی آواز آئی کہ باشید اے کافران بیحیا و اے نابکاران بدنعرہ

امیر تصنیف مصنف
منم قاتل کافران جہان
پذیرفتہ گنجاب ملعون فرار
گنہ چون بجولانگہ قاف شد
برا زرہ فتادند دیوان قاف
درآنجا چو جاہ و ادب یافتم

منم صاحب چتر و تیغ و علم
زتیغم گریزندہ نوشیروان
چو در باختر جنگ شد آشکار
جزا تر برا زعدل و انصاف شد
سمندون بہ بخت گزشتکار
سلیمان ثانی لقب یافتم

امیر عرب حمزہ ذیحشم
چو رفتم بسنجان پی گیسودار
شدہ بر سرم فتح و نصرت نثار
زدم دم بہ ضرب عصا در مصاف
شدا رجنگ بیدین ذلیل و نزار

نعرہ کرکے صاحبقران جا پہنچے تیغ عقرب سلیمانی کھینچے ہوئے لوح گلے مین پڑی ہوئی پہلے بڑھکے جلاد کو مارا افتتاح تاجدار سے کہا اے افتتاح اٹھ بڑی تکلیف تونے اٹھائی قرطاس نے آواز دی ارے ظالم قتال کو لینا چار جانب سے ساحرون نے ہلوہ کیا امیر نے افتتاح کی زبان سے سوزن نکالی اب جو افتتاح نے زور کیا قید آہن کو توڑکے مثل تار عنکبوت کے پھینکدیا تڑپ تڑپ کر لڑنے لگا افتتاح تاجدار نے قصد کیا کہ قرطاس ازدر رزحکم پر جا پڑون بیچ مین جادوگرون نے

روکا انسے لڑنے لگا جادوگر چاہتے ہین افتاح کو روکین مگر افتاح کب رکتا ہی قرطاس پر
جا پڑا اسکو ہزارون جادوگرون نے بیچ مین روکا مگر کب رکتا ہی مانند شیر خشمناک جا پڑا اسکو چیر کر
پھینکدیا اسکو آتش سحر و غضب مین جلا دیا برابر قرطاس کے پہونچا قرطاس نے کئی گولے مارے
افتاح نے اُف اُف کرکے دفع کر دیے جب برابر پہونچا قرطاس نے ہاتھ مارا افتاح
نے بخوف قلق بے ساختہ ڈال دیا تلوار چھین کر پھینکدی اور غصہ مین ایک طمانچہ مار دیا سر
قرطاس کا مثل گوی غلطان زمین پر لوٹتا ہوا جاتا ہی لاشہ زمین پر گرا غبار بلند ہوا آواز آئی
کشتی مرا نام مین قرطاس اژدر زور بود لکہ ہاے ابر لوٹ لوٹ کر زمین پر گرے لکہ ابر روئی
کے گالے معلوم ہوتے تھے جا بجا زمین پر پڑے تھے فوج والونکو معلوم ہوا کہ ہمارا افسر قرطاس
اژدر و مارا گیا گھبرا کر بھاگنے لگے تھوڑے ہی عرصہ مین فتح ہوئی امیر افتاح سے بغلگیر
ہوئے افتاح نے قدمونپر آنکھین ملین اشراق جنی جو آیا گھبرا کر سلام کیا کہا ای شہریار
مبارک ہو کہ آپ نے بادشاہ کو رہا کیا بطلیموس انکا مدار المہام تھا ایسا زور پڑا کہ
طلسم پر قبضہ کرلیا یہ گرفتار ہوئے افتاح نے عرض کی حضور چند ساعت یہان توقف
کرین جن لوگون نے میرے ساتھ نمک حلالی کی ہی اور لڑ بھڑ کر قید ہوئے انکا لانا ضرور ہی
چند ساعت مین حاضر ہوتا ہون ای اشراق تم سرکار کا دل بہلاؤ یہ باتین تھین کہ صحرا سے
گرد اڑی لشکر صاحبقران کا آکر پہونچا ساحر و غیر ساحر بارہ لاکھ آدمی مین ہفت قصر نزول
اجلال فرمایا بارگاہ کلان استادہ ہوئی افتاح پر پرواز پیدا کرکے روانہ ہوا تھوڑے ہی عرصے
مین نوبت نقارے کی آواز آئی امیر نے دیکھا کہ افتاح تخت پر سوار چار پانچ لاکھ ساحر
پریشان حال بال سرون کے ناخن دست و پا کے بڑھے ہوئے متفرق جوانب آگے ہو سبھے
افتاح تاجدار خدمت صاحبقران مین آیا عرض کی حضور اب جلدی کرین غلام لشکر کو درست
کرتا ہی صاحبقران نے تخت کو بارگاہ مین بچھوایا افتاح کو امیر نے تخت پر بٹھایا فرمایا کل صبح کو
برای فتح طلسم مرحلہ جات جائینگی افتاح تاجدار نے عرض کی غلام سرکار کے ساتھ رہیگا کوئی
دھوکا نہ دیسکیگا صاحبقران زمان امیر عالیشان نے بعد نماز صبح کے لوح کو ملاحظہ فرمایا مضمون
سے آگاہ ہو کر اٹھے ساتوین مکان مین جہان لشکر اترا ہی اسکے کوٹھے پر تشریف لائے افتاح

نے کہا بسم اللہ صاحبقران نے سپر کو سرونکے نیچے دیا یا لوح کو بھی گردش دی پشت پر فقر کے
پہونچے زمین پر قائم ہوئے ایک نخل کو دیکھا کہ وہ ٹیکے ہیں ایک طائر کلان نخل پر آکے
بیٹھا پکارکر آواز دی او طلسم کشا کچھ تو نے خوف نکیا اس مقام پر آیا پلٹ کر دیکھ اس دیو کا ایک
ہی لقمہ ہے امیر نے پلٹکر دیکھا ایک دیو سیاہ دار شمشاد کو جنبش دیتا ہوا آتا ہے دیو نے آکر وار
سر امیر پر لگائی صاحبقران نے لوچیر وار کو ۔ وکا دیو نے ایک چیخ ماری لو جیسے شعلہ نکلا
سر دیو پر نے گرا دیو جلنے لگا دوسری طرف سے ایک زنگی آدمخوار تیغہ برق تاب کھینچے ہوئے
للکارتا آتا ہے او طلسم کشا اب کہاں جائیگا دیو سیاہ کو مار امیرے ہاتھ سے کیونکر بچیگا یہ کہکر
تیغ مارا امیر نے بچا جواب دو ہاتھ ایک ہاتھ لگا فرق دو زنگی جوان بکرنگی بھاگا امیر حیران ہوکر
دیکھنے لگے کہ آسمان سے آواز آئی اسکا پیچھا کیجئے کہ یہی راہبر ہے صاحبقران اسکے پیچھے دوڑے
افتتاح بھی آواز دیکر چلا تھوڑی دور جاکر دیکھا ایک جھیل میں زنگی پھاندا آسمان سے افتتاح
نے آواز دی یا امیر اسکا تعاقب نہ چھوڑ دیجیو گا جب وہ جھیل میں پھاندا صاحبقران بھی جھیل
سے پھاند پڑے پانی میں گرتے تر ہوتے صاحبقران نے دیکھا ایک در باغ پر زنگی کھڑا ہے
باغ سے دونونکو پکار رہا ہے کہ یارو طلسم کشا آپہونچا افتتاح تاجدار ساتھ ہے اندر سے دو زنگی
نکلے انھون نے کہا اے سیاہ رو تو نے غضب کیا طلسم کشا کو لگا کے لایا ہم سبھونکو قتل کرایا
تب سیاہ رو نے کہا کہ یہاں حمزہ نہ آئیگا کہ سامنے سے صاحبقران کے نعرے کی آواز
آئی ان دونون نے کہا او جھوٹے دیکھ طلسم کشا آپہونچا اس زنگی نے کہا خوش گلو کو بلاؤ
ان دونون سے اور اس زنگی سے تکرار ہونے لگی کہ اندر سے باغ کے ایک مالن کو دیکھا
بھاری لہنگا جندری اوڑھے ہوئے انوٹ بچھوے ہاتھ پاؤن میں بصد ناز ہنستی ہوئی
نکلی صاحبقران کی جانب دیکھکر مسکرائی پکارکر آواز دی یا صاحبقران یہ زنگی مجھ پر چھیڑ کر کے
ہیں مجھکو آکر بچائیے کنیز کا یہ حال ہے عرض کرنا محال ہے

نظم

کیے ہیں جمع گل جو جہان سے جیسے گلشن میں
ابھی ہی ساری عالم کی بہار اپنے نشیمن میں

اوڑھا میں دھیان دونے بہشت جیسے بس بس
نہ باقی ہے گریبان میں نہ کوئی تار دامن میں

ہماری سرد آہیں ہاتھ میں ان اشکونکی چھڑیوں نے
کہ جیسے مینہ پڑے ٹھنڈی ہوا چلتی ہو ساون میں

ہنسنے دیتے ہیں غنچے بلبلیں نغمہ سرا سب ہیں ؛ پھبی ہر گل بسبزہ بہار آئی ہے گلشن میں
مجھے آتے جو دیکھا سامنے سے بس ستم و تم ؛ لگایا یار نے دو دہرا دوپٹہ اپنی چلمن میں
خبر کر دے ذرا اے پیک اجل جا کر یہ سب تم کو ؛ کھلے ہیں آج منہ لانے بہار آئی ہے گلشن میں
شجر رو لیں ہمارے آتش فرقت یہ بھڑکی ہے ؛ بجائے اشک اب چنگاریاں گرتی ہیں دامن میں

اس نازنین نے یہ اشعار گا کر صاحبقران کو بلایا جب صاحبقران قریب آئے وہ زنگی کہ جو صاحبقران زمان کے آگے بھاگ کر آیا ہے بیچ میں کھڑا ہے دونوں زنگی دست راست و دست چپ کھڑے ہیں جیسے ہی وہ نازنین قریب صاحبقران کے پہونچی اس نازنین نے ہاتھ بڑھایا کہ صاحبقران کا ہاتھ تھام لے دونوں زنگیوں نے کہا کیوں او سیاہ رو دیکھ ہماری معشوقہ طلسم کشا سے لگاوٹ کرتی ہے ہم یہاں تک نہ لاتا تو یہاں صاحبقران کب آسکتے تھے یہ کہکر دونوں نے ہاتھ تلوار کے مارے اس زنگی نے چاہا سر کو بچاؤں نہ بچ سکا ایک کی تلوار کمرگاہ پر پڑی ایک کی سر پر پڑی اور یہ دو ٹکڑے ہوئے جسم سے فوارہ خون کا نکلا وہ خون جسم پر ان دونوں کے پڑا یہ بھی جلنے لگے تینوں جلکر خاک ہوگئے اس عورت نے کہا ای شہریار تینوں عاشق میرے مارے گئے آپکی وجہ سے فساد ہوا ورنہ یہ کاہیکو لڑتے اب میں ایسے عاشق کہاں پیدا کرونگی آپ میرے ساتھ چلیے میں صاحب شوہر ہوں ذرا شوہر کو سمجھا دیجیے صاحبقران دیکھتے ہیں کہ حسین جمیل کمسن نازنین ایسی کرتی ہے امیر نے کہا تیرا شوہر کیسا ہے کہ جو اسنے تیرے عاشقوں کو قبول کیا اس نامرد کو کچھ رشک نہ آیا اسنے کہا کہ آپ تکرار نہ کیجیے میری ساتھ اندر باغ کے چلیے کہ ایک طائر نے آواز دی ساتھ اسکے باغ میں جائیے تو خبردار رہے افتاد سے اپنے کو بچائیے گا امیر نے کہا اے نازنین باغ میں چل آگے آگے وہ نازنین لہنگا پھڑکاتی ہوئی چندری کو درست کرتی ہوئی سینہ کو ہاتھ سے برابر کرتی جاتی ہے بقول شاعر شعر نتھ کے موتی سے صاف پہچانا ؛ ہالہ ماہ کا ستارہ ہے ؛ اندر باغ کے وہ داخل ہوئی صاحبقران نے بسم اللہ کہکر قدم رکھا جیسے ہی اندر داخل ہوئے دیکھا ایک جوان بڑے قد کا دھوتی باندھے ہوئے مرزائی پہنے ہوئے بیلچہ کاندھے پر بارہ ہزار عورتیں پشت پر سب کے ہاتھ میں بیلچے جیسے ہی اس جوان نے صاحبقران کو آتے دیکھا للکار

ہوکر آواز دی ارے طلسم کشا کو لینا رنگین جادو لگالائی امیر تلوار کھینچکر جا پڑے علم لوح دیکھ
چکے تھے جس نازنین کو قتل کرتے ہین افسوس آتا ہے کہ ان عورتون کو مین کیا قتل کرون دو بیلچے
حلے کرتی ہین لنگوٹ کو باندھا ہے چندریون کی گاتیان باندھی ہین چاہتی ہین صاحبقران کو قتل
کرین بیلچے مارتی ہین ذرا صاحبقران غفلت کرین تو بیلچہ پڑے کر دو ٹکڑے ہون صاحبقران
جم کر لڑ رہے ہین اور افسوس آتا ہے کلب عمر آتا ہے خوف جان سے لڑ رہے ہین لڑتے لڑتے
پیچھے ہٹے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ اشجار جادو کو قتل کرو سر اٹھا کر دیکھا کہ وہی بوغام سب کو
ترغیب دے رہا ہے غل مچاتا ہے کہ طلسم کشا جلد قتل کرو امیر نے تاکا لڑتے ہوے اسکی جانب
چلے وہ للکارتا ہے اے کمبخت طلسم کشا آتا ہے مجھے بچاؤ ورنہ پچھتاؤ گی اگر مین مارا گیا سب بیوہ ہو گی
امیر ان عورتون کو ہٹا کر رتے ہوے چلے دو چار کو قتل کیا قریب اشجار کے پہونچے اشجار
نے بیلچہ مارا امیر نے خالی دیکر کمر پر ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی اشجار کے وہ
سب عورتین چیخی چیخی بھاگین غلغلہ کرتی ہوئین کہ طلسم کشا نے ہم سبکو بیوہ کیا بہت چیخین بال
اپنے نوچے سب نے یہ چلا کر آواز دی باغ سے باہر نکل مین پیٹ رہی ہین لقطلموس تخت پر
بیٹھا ہے گرد مشیر و وزیر سب نے جمع ہین کہتا ہے یارو قرطاس ابھی بادشاہ طلسم کا سر لیکر نہین آیا
کہ ایک طائر سنقار کھولے ہوے غل مچاتا ہوا آیا کہ ارے بادشاہ طلسم جلد مدد کر غضب ہوا طلسم کشا طلسم
زنان پر پہونچا چلکے کچھ فکر کیجے ورنہ طلسم کشا بڑھتا آتا ہے اے بادشاہ آگاہ ہوا اچھی طرح فکر کچھ سمجھکر
بچھاتے ہین ورنہ بہت پریشان ہو گا ہمارے کہنے کو خیال رکھے ان اشعار کو سن لے نظم

مسافر ہین اے لیلو عدم سے دلکو لائے ہین　　امانت ہے تمہاری دو درے دیکھ کو لائے ہین
بھر اے درد کچھ ایسا کہ میری باتین سن سنکر　　کلیجہ تھام لیتے ہین جو دل پر چوٹ کھائے ہین
تسلی سے زیادہ بیقراری گر نہین ہو لی　　تو پھر کیون اصول مضطر وہ سمجھانیکو آئے ہین
بر آلی دید کی حسرت بھلا ہو کسنی تیرا　　تماشہ دیکھنے کو میرے مرنے کا وہ آئے ہین
ہوے ہین ایسے عاجز اب دل بیتاب کے ہاتھون　　کہ ہم فریاد کرنے کو در دولت پر آئے ہین
مین ایسا میر خواہ حسن تھا جسکے جنازے کو　　خوشی سے سارے عالم کی حسین ملکر اٹھا لائے ہین
اگر پانون مین مہندی منھ خون اچھلے گا　　کہ مرنے والے کچھ سر پھرنے کو در پر آئے ہین

اسے تمکو خبر بھی ہے ادھر آئے ہیں سینے پر	جو دلمیں ولولے جوش جوانی کے چھپائے ہین

یہ اشعار پڑھے آواز دی ارے ہوشیار ہو جلد بیدار ہو بطلیموس نے پلٹ کر طرف محفل کے
دیکھا کہا یاردینا باغ اشجار تک طلسم کشا آگیا یہ سنتے ہی اورنگ مسند نشین وزیرنگ
پردہ پوش دونون بھائی اُٹھے عرض کی اے شہریار جسقدر حکم ہو فوج لیجائین بطلیموس نے
کہا فوج بیحساب ہے مگر طلسم کشا اکیلا ہے اگر اسوقت جاکر تم لوگون نے گرفتار کر لیا تو عجب
نہین کہ غالب آجاؤ اورنگ وزیرنگ تین لاکھ فوج لیکر چلے صاحبقران در باغ پر
حیران کھڑے ہین وہ عورتین صحرا مین کھڑی ہوئی تھی ہین کہ صحرا سے گرد اُٹھی اورنگ
وزیرنگ تین لاکھ فوج سے آکر پہونچا یا ارادہ ہوا کہ امیر پر حملہ کرین افتتاح تاجدار طائر
بنا ہوا سر پر صاحبقران کے موجود تھا فوراً تیغہ کھینچے اُتر آیا پکار کر آواز دی او نامرد طلسم
کشا کو اکیلا جانتا فوج طلسم کشا کو دیکھنا چاہتے ہوا عیوق خارہ شکن جلد حاضر ہو
آتا کلمہ منہ سے نکالکر دستک دی کہ صحرا سے گرد اُٹھی ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر
تین لاکھ فوج علاوہ ان سب لاکھون فوج کے اور فوجون کے تانتے بندھے ہوے علم اسے
دمکاری کے پھریرے کھلے ہوے بڑھے ہوے چلے آتے ہین تخت بادشاہ کوتل کاندھے پر لیے ہوے
ملکہ آزادہ و اسرار وغیرہ ساحران نامی طاؤسان زرین بال پر سوار بڑھے ہوے چلے آتے ہین
مقبل وفادار مرکب صاحبقران کا لیے ہوے ایک جانب جواہر خنجرزن بارہ لاکھ کا
لشکر ہمراہ لیکر پہونچا اورنگ وزیرنگ دیکھکر گھبرا گئے یا تو ارادہ تھا کہ حملہ کرین یا رک
گئے اُسی مقام پر یا مقرر ہوئے صاحبقران کی بارگاہ استادہ ہوئی سردارونکو لیکر داخل بارگاہ
ہوے لشکر اپنے مقام اُترا اورنگ وزیرنگ سوچتے ہوے اپنے مقام پر آئے انجمن مشاورت
کو منعقد کیا شمع رائے روشن کی کوئی بات عقل مین نہین آئی کہہ رہے ہین کیونکر پلٹ
جائین تو کیسی بدنامی ہے بارہ لاکھ فوج طلسم کشا کے ساتھ ہے افتتاح تاجدار بادشاہ زادہ ار
طلسم کا برائے مدد موجود ہے وہ ضرور کدو کاوش کریگا نیرنگ نے کہا کیون گھبراتے ہو رات کو
مین طلسم کشا کو پکڑ لاؤنگا لیکر خدمت مین بادشاہ کی چلا جاؤنگا بطلیموس کیسا خوش ہوگا
یقین ہے کہ نائب طلسم کریگا سب نے کہا اگر یہ ہوسکے تو بڑی بات ہے تمام طلسم والونکی جان بچ جائے

اسنے کہا دیکھا کیا کرتا ہون امیر مشتاق طبل جنگی رہے جب طبل جنگی کفار کے لشکر مین نہ بجا
خامہ لکھا کر آرام فرمایا نیرنگ اپنے مقام سے اٹھا صورت بدل کر لشکر اسلام مین آیا پھرنے
لگا بارگاہ صاحبقران دریافت کرکے پشت بارگاہ پر آیا بارگاہ کو تاک کر نقب سحر دیکے رنگا
گوشہ بارگاہ مین صاحبقران کے نقب توڑ کر دیکھا شمع ہائے کافوری روشن ہین بارگاہ مانند
عروس شب اوّل آراستہ ہے صاحبقران سو رہے ہین لوح سینے پر مثل نرگس تر نہکت ہی
ہے لوح کو دیکھکر بیتاب ہوگیا شعون گوگل کرتا ہوا پلنا قریب پلنگ صاحبقران کے آیا مقراض جہلی
سے نیرنگ نے نکالی جیسے ہی امیر نے کروٹ لی مقراض سے دوڑا لون کا کاٹ لیا خیال یہ آیا
طلسم کشا کو بھی لون خوف ہوا کہ طلسم کشا صاحب اسم اعظم ہے ایسا نہو کہ اسم اعظم پڑھے ہاتھ پانون
مین رعشہ آجاے کچھ خرابی ہوجائے لوح کو لینا غنیمت جانا شعلہ بنکر بارگاہ سے نکلا جواہر در
بارگاہ پر بیٹھا تھا دیکھا اسنے کہ شرارہ بنکر بارگاہ صاحبقران سے نکلا جواہر گھبرا گیا پلٹ کر
بارگاہ مین صاحبقران کی آیا دیکھا امیر سو رہے ہین لوح گلے مین ندارد بدحواس ہوگیا تیرا
بھی ساحر کا پایا روتا ہوا باہر افتتاح تاجدار رات بھر بیقرار رہا ہے طلاے سے پھرتا ہوا آتا
تھا جواہر کو جو بدحواس دیکھا پکار کر آواز دی اے جواہر خیر تو ہے جواہر نے کہا اے افتتاح تاجدار
غضب ہوا کوئی ساحر آیا لوح لیکر صاحبقران کی چلا گیا وہ شرارہ چمکتا ہوا جاتا ہے افتتاح
نے سر پیٹ لیا کہا اے جواہر کیا ارادہ ہے جواہر نے کہا جا کر عیاری کرتا ہون یا لوح لی
یا جان دی افتتاح تاجدار نے کہا مین بھی وقت پر پہونچونگا کیا مجال ہے کیسکی کہ نکل جائے جواہر
رنگ و روغن عیاری کا لگا کر صورت بدل لشکر کفار مین آیا پھرتا پھرتا جسطرح کو جاتا ہے
لوگ سو رہے ہین طلاے کا گشت ہو رہا ہے حاضر باش و ناظر باش کی صدا بلند ہے اورنگ
انتظار مین نیرنگ کے بارگاہ مین بیٹھا ہے کہ نیرنگ آکر پہونچا بدحواس گھبرایا ہوا کہ دروازے
پر بارگاہ کے آواز آئی دہائی ہے سرکار کی میری فریاد کو پہونچیے دن دہاڑے لشکر مین یہ بدعت
ظالمون نے خوب سر اٹھایا لونڈی کو لوٹ لیا اورنگ نے پوچھا کیون بھائی کیا ہوا نیرنگ
نے اتنا کہا کہ مین لوح لایا یکایک فریاد کی آواز آئی کہا ارے دیکھو تو یہ کون روتا ہے خادمون نے
خبر عرض کی حضور ایک نازنین مہ پارہ سینہ فریاد کرنے آئی ہے در دولت پر

رو رہی ہے ترکون کا چور رسالدار ہے اُسنے اُسکی ہیکل لی اور ہزار روپیہ چھین لیے اُسنے دہائی
دی تو گردن پکڑ کے نکالدیا دونوں نے کہا بلالو دیکھا عورت نازنین نہایت حسین و جمیل اپنے
چاہنے والوں کی آفیل جوڑا ابھاری پہنے ہوے دریاے جواہر مین غوطہ زن حسن مین رشک
چمن آنکھوں سے دریا اشکوں کا جاری صاف ثابت ہے کہ مشاطۂ تقدیر نے موتیوں کا سہرہ چہرۂ
انور پر آراستہ کیا ہے یا صدف کا منہ کھلا ہے گوہر آبدار نکل رہے ہین اشک متصل جاری ہین نیرنگ
نے پوچھا اے نازنین کیا ہوا اُسنے فریاد کی کہا اے شہنشاہ آپ کے لشکر مین بڑا اندھیر ہے کہ رسالدار
نے میری ہیکل اُتار لی مین جو مانگنے گئی تو فرماتے ہین ہم تجھکو نہین پہچانتے اسپر تہمت یعنی ہدیہ
کیئے نیرنگ کے ہاتھ مین لوح تھی قدمون سے لپٹ گئی کہا مین حضور سے اپنی داد لونگی مین
نے روپیہ روپیہ کر کے جمع کیا تھا مین لٹ گئی کسی کام کی نہ رہی یہ جو حضور کے ہاتھ مین ہے
ایسی ہی وہ بھی تھی ذرا مین دیکھون نیرنگ نے بہ محبت پشت پر ہاتھ رکھا کہا اے جان جہان
واے آرام دل مشتاقان یہ لوح طلسم بطلیموس ہے ابھی مین طلسم کشا سے لایا ہون تیری
بھی ہیکل ایسی ہوگی نازنین نے پاؤن مین چٹکی لیکر کہا مین کیا تیری لوح لیلونگی ذرا مین دیکھ لون
پھر واپس دونگی نیرنگ سوچا کہ ابھی دیدیگی لوح کو لیکر کہان جائیگی نیرنگ نے لوح اُسکو دی
نازنین لوح کو چھپانے لگی کمر مین رکھ لی کہا اے شہنشاہ ساحران یہی چیز ہے یہی تو اُسنے چھین لی
تھی نیرنگ نے کہا واہ یہ لوح طلسمی ہے ابھی مین لیکر آیا ہون یہ نہ لیجانے دونگا نازنین نے
کہا مین تو نہ دونگی مین اسکو لیجا کر بیچونگی یہ کہکے چاہے بھاگون نیرنگ نے ہاتھ پکڑا کہا ارے
یہ لوح ہے مین نہ لیجانے دونگا جان و روح طلسم ہے نازنین نے لوح نکالکر پھینک دی کہا
لے ناقدرے دس روپے کی چیز پر یہ نخرے کرتا ہے مین جاکر کوتوال سے فریاد کرونگی کوتوال لاکھ
نام پر جان دیتا ہے وہ دوڑ لیجائیگا نیرنگ نے ہر چند ہاتھ تھاما کہ مین اسکے بدلے تجھے اور
تختی دونگا نازنین نے کہا بس آپ کی قدر دانی کھل گئی یہ کہکے بھاگی اورنگ مسند نشین
نے کہا مین لوح دیکھون لوح مین کیا لکھا ہے اورنگ نے جو لوح کو دیکھا دیکھتے ہی سر پیٹ
لیا کہا ارے یہ لوح طلسمی نہین ہے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی عیار بہتا دم دیکر نسخہ لگیا نیرنگ
دوڑا پکار کر آواز دی ارے یہ عورت نہ جانے پائے باہر دونون نے کہا وہ کوتوال کیطرف

بھاگی جاتی ہے نیرنگ نے ہاتھ میں لوح کو لیا لیکر امتحان کیا سحر فراموش نہ ہوا اورنگ
سے کہا بھائی صاحب میں بارگاہ سے ملمس کرلاتا ہوں یہ کہکے اڑتا ہوا چلا اورنگ سے
کہگیا کہ کیا بلا کے عیار ہیں جتنی دیر میں کمر میں رکھا اُتنے ہی عرصے میں بدل لایا جواہر بھاگا
ہوا جاتا ہے سامنے لشکر کے پہونچا افتتاح تاجدار کلیجہ پکڑے کھڑا ہے جواہر کو جاتے ہوئے
دیکھا پکار کر آواز دی ارے عیار طرار تیرا ہی انتظار کر رہا تھا ورنہ میں خود آتا ان دونوں کی کیا
حقیقت ہے بارگاہ میں دریائے خون بہادیتا لیکن تم منع کر گئے تھے جواہر نے کہا میں لوح لایا
افتتاح یہ کہتا ہوا دوڑا کہ اے برادر جلد چلو صاحبقران غمگین بیٹھے ہیں نہایت رنجیدہ
ہیں کہ آسمان سے نعرہ اذ نگار منم نیرنگ پردہ پوش کڑک کر زمین پر آیا چاہا جواہر کی
کمر میں خنجر دون ادھر سے اُڑ کر جواہر نے لوح کو چمکا دیا نیرنگ ہائے کہکے زمین پر گرا جواہر
نے خنجر مارا اشکم چاک ہو قعہ پاک آواز آئی کشتی مرا نام میں نیرنگ پردہ پوش بود
اورنگ مسند نشین بارگاہ میں بیٹھا تھا کہ نیرنگ کے ہاتھ کا گلدستہ جو میز پر رکھا تھا
مرتے ہی نیرنگ کے وہ گلدستہ جلگیا اورنگ نے سر پیٹ لیا کہا ارے بھائی میرا مارا گیا
معلوم ہوتا ہے افتتاح تاجدار نے مارا غصے میں لشکر سلطانان میں گھس گیا ہوگا
وہاں تلوار چلی افتتاح تو بلائے روزگار ہے ایسے شخص کو مارا مگر میں بھی بوٹیاں کاٹ کر
کھا جاؤنگا یہ کہکے اٹھا فوج والوں سے آواز دیکر کہا یار ولینا گینڈے پر خود سوار ہوا جھولی
بائیں ہاتھ پر ڈالی کل لشکر پشت پر افتتاح نے جواہر کو گلے سے لگایا صاحبقران کو
ہرکاروں نے خبر دی جواہر آگیا لوح بھی لایا ہے ایک بھائی کو مارا صاحبقران خوشی خوشی
بارگاہ سے نکل آئے افتتاح تاجدار نے لوح لیکر گلے میں صاحبقران کے پہنادی
کہ یکایک نعرہ ہوا منم اورنگ مسند نشین کل فوج نے اسکی گولے ترنج و نارنج مارے
کئی ہزار جادوگر مر گرے افتتاح تاجدار نے کہا حضور آرام کریں غلام جاتا ہے ابھی
انتظام کرکے آتا ہے یہ کہکے افتتاح چلا امیر پشت شتر پر سوار ہوئے افتتاح نے آکر دیکھا
ایک ابر سیاہ لشکر پر چھایا ہے اس سے پتھر برس رہے ہیں افتتاح نے اشارہ کیا وہ ابر
سیاہ پلٹ کر لشکر اورنگ پر گرا ہزاروں کے سر پھٹے ہاتھ ٹوٹے کچھ غرق زمین ہوئے فریاد فریاد

کی صدائیں بلند ہوئیں بیتاب ہو کر کہہ رہے تھے اے اورنگ سند نشین ہمیں اس آفت سے
بچائیے سب تباہ ہوئے جاتے ہیں پلٹ کر اپنے ابر کو شایا افتتاح سے سحر چلنے لگا کئی گولے
افتتاح تاجدار پر پھینکے افتتاح تاجدار نے دفع کیے ایک گولہ تھام لیا اور اسی گولے
پر اسم سحر پڑھ کر اورنگ پر پھینک مارا اورنگ کا سر پھٹ گیا فوج نے جو افسر کو اس حال
میں پایا سب اہالی فوج سر پیٹتے بھاگے افتتاح مارتا ہوا چلا صاحبقران نے دور سے
دیکھا کہ افتتاح فوج کو مارتا ہوا جاتا ہے فوج والے بھاگے جاتے ہیں صاحبقران
نے گھوڑے کو روک لیا پکار کر آواز دی اے افتتاح تاجدار اب انکا پیچھا چھوڑ دو ان
غریبوں کو کیوں مارتے ہو وہ خود بھاگے جاتے ہیں افتتاح تاجدار کہنے سے امیر
کے رکا کہ ایک ابر دھواں دھار اٹھا ابر سے نعرے کی آواز آئی منم شہنشاہ بطلیموس او
افتتاح کیوں تیری قضا آئی ہے فوج پر نعرہ کیا کہا کیوں بھاگے جاتے ہو فوج رکی ابر سے
دس لاکھ ساحر پیدا ہوئے بطلیموس نے لکڑ ابر سیاہ افتتاح تاجدار پر گرا دیا عرصہ
تک افتتاح تاجدار اسی ابر میں بند رہا بعد عرصۂ دراز کے مثل برق چمک کر نکلا للکارا
کہ او نامرد ازلی و ابدی یہ ہمارا تحفہ ہمارے اوپر صرف کرتا ہے بطلیموس نے جھولی پر ہاتھ
ڈالا کاغذ ہفت رنگ نکالا اسکے شیر اور گرگ کاٹ کر طرف صحرا کے پھینک آواز دی کہ اے
ہزبر آدم خوار و گرگ مردم در افتتاح تاجدار کو چیر پھاڑ کر کھا لو صحرا سے ہزارہا شیر
بھیڑیے آکر لشکر اسلام پر گرے ہزارہا بندگان خدا کو مار ڈالا کتنوں کو پکڑ کر چیر ڈالا گوشت
بے تکلف کھا لیا افتتاح تاجدار نے آواز دی اے شہریار یہ حربۂ طلسمی ہے اسکا دفع ہونا
دشوار ہے ہر چند کہ غلام آپکا دفع کرنے پر قادر ہے یہ بھی حقیر پر ظاہر ہے مگر لوح
منگا دیجیے صاحبقران نے بڑھ کر لوح لے لی اسم حاشیہ پڑھ کر دم کیا شیر چیخیں مارتے ہوئے
بھاگے چند کس جل گئے بطلیموس نے پھر جھولی پر ہاتھ ڈالا تھوڑا اثاث نکالا آواز دی اے
فراش راہ دین باطل پرستی وقت ساز و سامان ہے یہ کہکے دستک دی صحرا میں اندھیرا
ہو گیا تھوڑی دیر کے بعد دیکھا دس جوان قوی تن قوی سن فرش بچھا رہے ہیں دم بھر میں
فرش بچھا کر تیار کیا مسند لگا دی سمت سے پھر گرد اٹھی ایک محافہ زرین سے ایک نازنین اتر کر

اگری کئی سے کنیزین اسکے ساتھ تھا سنے جھمکر الاپنا شروع کیا یہ غزل گارہی سنے والونکو یہ نازو انداز گاکر لبھا رہی ہے ۔ غزل

اے جنون یان کوئی جز صندق گلو گیر نہین
طوق گردن مین نہین پائون مین زنجیر نہین

تاسلے کر ابروِ جانان کے تصور مین دلا
ہے کمان واقعی بیکار ترا تیر نہین

احتیاط اسقدر اسکی تو عبث کرتا ہے
جسم آخر ہے ترا خاک کچھ اکسیر نہین

ہولی اس بزم مین بیطور زبان جسکی دراز
شمع کیطرح سے سر کٹنے مین تاخیر نہین

کیون مرقع نکمین دفتر کونین کو ہم
فرد وہ کون ہے جسمین تری تصویر نہین

وعدے مین عذر جنین آنے مین ہر عذر چنان
کون ہے ناز ترا جس مین کہ تزویر نہین

فلک بے غور طلسمات جہان مین حیران
غیر نسیان کوئی اس خواب کی تعبیر نہین

لال منھ خشم سے اسکا ہو تو ڈر یونہ دلا
آتش گل مین جلا دینے کی تاثیر نہین

ہے جو قسمت کا لکھا آئیگا بروئے ہر طرح
خط رخسار کو کچھ حاجت تحریر نہین

تنگ ہون زیست سے ہو جاؤن کہیں بیر عاشق
کوئی اور اسکے سوا مرنے کی تدبیر نہین

آج تیرا جو تصرف ہے توکل اور کا ہے
شور حسن کیلیے جاگیر نہین

کیون مری قبر سے جاتا ہے چرا کے آنکھین
ای پری خاک مری سرمہ تسخیر نہین

تیری تلوار کے ہین زخم کوئی دیکھ نہ لے
شرم کر لاشہ مرا قابل تشہیر نہین

قاصدا حال سراپا ہے سراپا مرقوم
اپنا مکتوب کم از کاغذ تصویر نہین

اس زمین مین یونہین اشعار پڑھے جاتا ہے
دل کے بہلانے کی اب تو کوئی تدبیر نہین

اس طرح پر یہ غزل اس نازنین نے گائی افتتاح تاجدار نے جو گانا سنا بیتاب ہوکر دوڑا البلیوس نے آواز دی وہ مارا اے فریب چشم اسکو نہ چھوڑنا اسنے اور چمک کر دو چار شعر گائے اتنا منھ سے افتتاح کے نکل گیا کہ شہریار وقت مدد ہے غلام نہین ڈرتا سحر طلسم سے یہ کہکے اس نازنین کی جانب بڑھا پہلو ملا کر بیٹھ گیا ہنس ہنسکر باتین کرنے لگا فریب چشم نے کہا اے شہنشاہ اوّل ہم جسکے تابعدار ہین اسکا حکم بجا لائینگے آپ نے ہمکو چھوڑا اگلی سال گذرے وہ ہماری اطاعت کرتا ہے چلو ہمارے گھر پر چلو

ہم تمہارے گھر مین بیٹھ جائینگے تم بادشاہ طلسم ہو ہمکو بھی آرام ملے تمہارا عزیز ہون زنہار
تردد نہ کرنا یہ سنتے ہی افتتاح تاجدار اٹھا یہ کہتا ہوا کہ صاحب جہان لیچلو وہان چلون تمہارا
تابعدار ہون صاحبقران لڑتے بھڑتے طرف بطلیموس کے جاتے ہین بطلیموس نے
آواز دی اے فریب چشم طلسم کشا کو لینا میرے خون کا پیاسا ہے اگر اسکو تو نے لیا سارے
طلسم کا بادشاہ کر دونگا فریب چشم نے قہر کر آواز دی اے بطلیموس خدا انصاف کرے
لوح گلے مین امیر کے ہے صاحب اسم اعظم ہے اگر اسنے لوح چمکا دی تو فریب چشمی میری کیا
کام آئیگی سحر طلسمی کو کیون مٹاتا ہے افتتاح تاجدار کو لیے جاتی ہون جسطرح تو کہدے وہی
کرون ملکہ آزاد بھی سحر کر رہی ہین اسرار دریا ے لشکر مین ڈوبی ہوئی لڑ رہی ہے اظہار شعبدہ
بازی ہو رہے کے پرے درہم و برہم کیے بطلیموس پکارتا ہے اونکا اس ماہ دولت سی نہین
ڈرتے ہو ایک ایک کو قتل کرونگا صاحبقران پر سحر کی بوچھار کر رہا ہے کبھی خنجر پھینکا کبھی
تلوار پھینک ماری ترکش سے تیر نکالکر پھینکے کمان گیا لی بھی پھینک ماری صاحبقران پر تیر
چل رہے ہین خنجر برس رہے ہین تلوارین برس رہی ہین صاحبقران لوح کو چمکاتے جاتے ہین
جب سحر مٹتا ہے تو بطلیموس زانو پیٹتا ہے کہتا ہے اے کیا غضب ہو کہین یہ سحر مٹنے کے ہین
بطرح عاجز کیا میرنگ نے کام کیا تھا لیکن مکر مین پھنسا افسوس مین اسوقت نہ پہونچا ورنہ
میرنگ کو بچا لیتا افتتاح تاجدار کو شکست دیتا پکارتا ہے یا سامری و جمشید قوت
مدد ہے آگے اپنے غلام کی مدد کیجیے صاحبقران لڑتے بھڑتے قریب آتے جاتے ہین افتتاح تاجدار
کو تو وہ نازنین اپنے ساتھ لیگئی اسرار اسے چڑھکر مقابلہ کیا گئی گولے مارے بطلیموس نے
کہا او نمک حرام مجھے طلسم کشا سے کیا باعث تھا کہ تو نے ساتھ دیا اسرار نے کہا طلسم کشا ہمارا
محسن ہے ہمارا ابرو ہے اسکی وجہ سے نام نیک پائی بطلیموس نے ایک دو تھپڑ مار کر گرد
ملکہ اسرار کے ایک غبار پیدا ہوا اسنے دیکھا غبار عاشق ہوا اسرار نہ ڈرو ہمراہیان اسرار
سر پیٹتی ہوئی دوڑین پکار کر عرض کی اے شہریار غضب ہوا اسرار کا سفید نکلا اسنے دو تھپڑ
مار دیا سامنے سے غائب ہو گئین ملکہ آزاد جلو برق و برق ہو کر بطلیموس پر گرین جسم بطلیموس
کے نشان بھی نہ پایا للکار کر آواز دی او سوختہ دیدہ گیسو بریدہ آج مین اس سامان سے نہین آیا

ہون یہ آرزو تھی کہ حمزہ سے لڑون تحفہ جات طلسم میرے پاس ہین یہ کہا ایک دو جھرہ مارا
دیکھا گرد آزاد کے چار نخل سرو کے واقع ہین اسیر قمریان کو کو کر رہی ہین اب جو روشنی ہوئی
دیکھا آزاد ندارد اظہار شعبدہ باز لڑتا ہوا قریب پہونچا کیا کیا رنگ دکھائے شعبدے بنائے
بطلیموس نے کسیکو نہ مانا آخر بطلیموس نے آواز دی اے معدوم اسکو بھی لینا جب
اپنی بیٹی پر مین نے بدعت کی یہ تو ایک رفیق و شفیق ہے یہ کہکے جو چیخ ماری اظہار
معدوم ہوا صاحبقران نے جو پلٹ کے دیکھا سب سردار ندارد مردمان لشکر بے سردار پراگندہ
بھاگے بھاگے پھرتے ہین بطلیموس نے آگ و پتھر برسا دیے ہین صاحبقران سے پردہ کرتا
ہے کبھی سامنے پہاڑ بیچ مین حائل کیا جب امیر نے لوح کو پھینکا پہاڑ درمیان مین سے
دفع ہوا کبھی قمر کو سدراہ لیا امیر نے لوح کو قمر سے مس کیا قمر بھی غائب ہوا لڑتے بھڑتے
امیر قریب بطلیموس کے پہونچے بطلیموس نے بہت سحر کیے امیر نڑ کے جب برابر
پہونچے بطلیموس نے مرکب پرند اپنا بڑھایا کہا ہوشیار ہو جا صاحبقران نے بہا
پھر لوح کو اٹھایا الجھاوے سے ہاتھ نکالکر خبردار خبردار کرکے ہاتھ مارا بطلیموس نے
سپر ہن فولادی حائل کین تیغہ عقرب سلیمانی کا ہاتھ مارا تیغہ برق تاب جو چمک کر گرا
سپرون کو کاٹا سپر ہن کو کاٹ کر سراسر کلے و جبڑے کو کاٹتا مراحی گردن سے مانند قطرۂ آب
صندوق سینہ سے اتر کر شل سیماب خرم گاہ کے پھاٹک کو ویران کرکے مع گھوڑے چار ٹکڑے
ہوے مرنا بطلیموس کا ایک غبار پیچیدہ ہوا عرصہ دراز تک سنگباری و برف باری
رہی بعد عرصۂ دراز کے آواز آئی کشتی مرا نام مین بطلیموس جادو بود تمام فوج نے چادر
ہلالی دائرۂ اسلام مین آئی لیکن امیر نے افتتاح کو نہین پایا فرمایا یارو سرد الحادے
کہان ہین عرض کی قلعے مین حضور تشریف لے چلین زندانخانہ طلسم خاص قلعے مین ہوا امیر
قلعے مین قید خانے پر پہونچے معدوم شعبدہ گر نے اٹھکر استقبال کیا مطیع اسلام ہوا
دروازہ کھولا افتتاح تاجدار وغیرہ کو وہان پایا ایک جانب ایک جوان کو ملول و
حزین دیکھا سر برہنہ مسلسل و مطوق امیر نے قریب آکے فرمایا اے برادر تیرا کیا نام ہے
جوان رونے لگا کہا اے شہریار کیا اپنا حال کہون مرسخ تیغ زن غلام کو کہتے ہین فرزند

برجیس تاجدار کا یہ سنکر امیر بہت خوش ہوئے مرصع کو رہا کیا ملکہ آزاد و شہلا کو پایا انکو
بھی رہا کیا سبکو لیکر دربار مین آئے خزانہ دار طلسمی نے کنجیان پیش کین خزانے کھلوائے گئی ہزار
خفتان مرصع نگار نکلین سردارونکو تقسیم کین برجیس بھی آکر پہونچا امیر نے باپ بیٹے کو ملایا
تین دن اس مقام پر مقام کیا برجیس کو قلعۂ طلسمی سپرد کیا اور افتتاح تاجدار کو بادشاہ
قلعۂ طلسم اطلیموس کیا چوتھے دن سب ساحرونکو وہین چھوڑا غیر ساحرونکو ساتھ لیا نوبت
نقارہ بجاتے ہوئے طرف لشکر کے چلے ہرچند کہ صاحبقران لقا سے اطلاع کر کے گئے
تھے بختیارک نے بعد کئی دن کے جو دیکھا صاحبقران نہین آئے سلیمان عنبرین مو
سے کہا لشکر اسلام پر شبخون مارنا چاہیے حمزہ نہین آیا سلیمان راضی ہوا چوتھے دن
تیاری شبخون کی کی لقا بھی تقدیرین بگھاڑنے لگا کہ مابدولت تقدیر کر چکے اس شبخون مین
مسلمانون کا خاتمہ ہوگا رات کو سوار ہوئے بہرام گو طلایہ پر تعداد دوپہر رات سے گئے
مشعلون کی روشنی دیکھی بہرام نے گھوڑا بڑھا کر کہا کون آتا ہے سلیمان کی لاکھ فوج
سے بہرام پر آپڑا بہرام خوب لڑا آخر کو زخمی ہوا اب فوج پر آکے سلیمان و لقا
گرے لشکر صاحبقران پامال ہونے لگا بادشاہ کو جا کر عیارون نے جگایا ساتھ سے
تاجدار دوڑے ہوئے آئے عرض کی اے شہریار لقا برائے شبخون آگیا تمام لشکر پامال
ہو رہا ہے دیکھیے کیونکر جان بچے لشکر لقا کے ساتھ بے حساب ہے ملازمان سرکاری کو بھی
پیچ و تاب ہے دیکھیے کیا ہو بادشاہ نے مرکب خنگ سیاہ قیطاس طلب کیا مرکب تیار
ہو کے آیا لندھور و مالک وغیرہ سردارون کو اطلاع کی لندھور نکلے فیل ہیمو شیر پر سوار
ہوئے مالک نے خبر سنی مادیان عربی پر سوار ہوئے طرف میدان کارزار کے چلے
بڑھکر نعرہ کیا نعرہ شان ع منم شاہ شاہان فریدون حشم ٭ بہار گلستان کاوس و جم ٭
لندھور نے جو نعرۂ بادشاہ کی آواز سنی لڑتے ہوئے چلے لندھور نے بڑھکر نعرہ کیا نعرہ
لندھور جزیرہ ہاے در پار اگر قسم تا بہ ہندستان ٭ اگر نامم ندانی منم لندھور بن سعدان
دوسرے مالک نے بھی نعرہ کیا نعرہ مالک منم مالک اژدر خشمگین ٭ ہم سپہ دار
فوج شہ داد و دین ٭ جمہور و فرامرز وغیرہ پانچ ہزار پانچ سو چونسٹھ سردار جوانان ترکی وغیرہ

سوتے سوتے اٹھکے لڑائی مین جاکر شریک ہوے جسکے ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے کیے مگر لشکر
کفار بیحد و بیحساب ہے ایک ایک سردار جو غول مین کافرون کے پھنسا ہر چند کہ بادشاہ بلطف
شمشیر زنی کر رہے ہین سات سے تاجدار قریب ہین جب بادشاہ نے ہاتھ مارا سات سے
تلوار برابر چلی سات سے کافر واصل جہنم ہوے سات سے سر اٹہا خون کا بلند اغار ور زمند
گھوڑے کفار کے قتل ہوگے بھاگے مگر فوج لقا کا بلو بیحساب سردار ان نامی کو پیچ
و تاب ناموس کے واسطے بہت پریشان ہین لندھور نے اپنے عیار الیاس
ہندی کو براے انتظام بھیجا کہ جاکر ناموس کو سوار کرا کر ادھر سے مالک نے عرب دراز
عیار کو حکم دیا کہ جا کر ناموس کو سوار کرا کر لڑتے بھڑتے طرف صحرا کے نکل جاؤ ایسا نہ ہو
شب کا معرکہ ہے ہم لوگ غافل ہوجائین اور کفار لڑتے بھڑتے تا بہ ناموس پہونچ جائین
اگر خدانخواستہ ملکہ مہر نگار تاجدار دختر نوشیروان عالیوقار پر کوئی آنچ آ پڑی تو امیر کو
کیا منھ دکھائینگے دونون عیارون نے پانچ چار سے عیار جمع کیے در دولت پر آکر آواز دی
بی بیان سوار ہون ایسا نہ ہو کوئی خرابی پڑے لندھور و مالک نے حکم دیا ہے بھاگنے
لگا ہے گے شاہزادیان سوار ہونے لگین شور و غل گریہ و زاری کا بلند ہوا بی بی بیٹھا
تڑپتا پھڑکتا کہ اے مالک بے نیاز ہمکو بچالے ہمارے وارث یہان نہین مین ان عیارون
نے شبخون مارا اے کریم و رحیم رحم اپنا شریک کر نظم

گہے حق سایہ سیگر دد گہے نور
گہے نزدیک تر باشد گہے دور

گہے پیش نظر حق جلوہ بخشد
گہے از دید محجوب است دستور

گہے دام و دد و وحش و طیور است
گہے انسان گہے غلمان گہے حور

گہے آہن موم اندر دست داؤد
گہے در چشم موسیٰ جلوۂ طور

گہے نمرود را مردود سازد
خلیل اللہ را مقبول و منظور

گہے محزون بدار الحزن دنیا
گہے در دار عقبیٰ مست و مسرور

گہے اہل خرد دانا و ہشیار
گہے ناواقف و مدہوش و مخمور

گہے مسند نشین مسند عیش
گہے بر فرش درد و رنج رنجور

گہے داخل گہے محروم و مہجور	گہے قائم بنقاب گاہ مایوس
نقاب از چہرۂ انور کشاید	زہر صورت خدا صورت نماید

عیاروں نے جمیل لی بیون کو سوار کیا لیکر طرف صحرا کے روانہ ہوئے لڑتے لڑاتے
صبح ہوگئی جب گریبان سحر چاک ہوا لڑائی اسیطرح سے الجھی ہوئی ہے لندھور نے بڑھکر
دیکھا بادشاہ زخمدار عیار بادشاہ کو ایک جانب لیجانے کا ارادہ رکھتے ہیں لندھور گھبرا
گیا حیران ہے کہ بڑا غضب ہوا بادشاہ زخمی ہوا بڑھکر ہندیوں کو اشارہ کیا کہ یارو غضب
ہوا بادشاہ حالت زخمداری میں لڑ رہے ہیں کفار نے چار جانب سے گھیرا ہے یہاں
فرہاد خان یکفر بلی و ارشیون پریزاد دونوں رشید بیٹے لندھور کے بعد شکست د
سنان لڑتے ہوئے جاتے ہیں آخر غول میں جاکر زخمی ہوئے لندھور نے خود ہاتھی بڑھایا ادھر
سے مالک لڑتے ہوئے آئے بڑی بڑی کد وکاوش کی یہ بھی دونوں زخمی ہوئے بادشاہ
کو بھی خبر ہوئی کہ لندھور و مالک زخمی ہوئے سب سرداران نامی و پہلوانان گرامی
زخمدار ہوئے بادشاہ سے بڑھکر عیاروں نے عرض کی ناموس کو غلام روانہ
کرینگے بادشاہ نے خوش ہو کے فرمایا یہ بڑا کام کیا ہمارا گرفتار ہونا یا مارے جانا
کچھ عیب نہیں ہے ناموس کا نکل جانا چاہیے عیاروں نے عرض کی ہمنے نگہبانوں سے
کہدیا اگر سن لینا کہ ہم لوگوں کی شکست ہوئی یا طرف خانہ کعبہ کے یا طرف ہندوستان
یا طرف ذوالامان کے لیجانا مگر یہ سنکر نگہبان رونے لگے عرض کرتے تھے کہ افسوس
ان مقاموں پر پہونچنا بہت دشوار ہے راہ میں جابجا رہزن نام امیر کے دشمن
جب انکو معلوم ہوگا کہ ناموس صاحبقران جاتے ہیں کیسی کد وکاوش کرینگے چھین
لینے میں بہت کوشش کرینگے مگر ساٹھ ہزار شاگردان خواجہ عمرو ساتھ ہیں دھوں
دھار کر دینگے لیکن تا باختر پہونچنا دشوار ہے طرف حلب کے جاسکتے ہیں یہ تو بات
سرکار پر آئینہ ہے کہ شاہان حلب یہاں ہیں انکی طرف سے جو حاکم ہوگا وہ دامن میں
جا دیگا یہ ذکر تھا کہ فوج کفار نے بلوہ کیا دوپہر قریب آچکی تھی دھوپ پڑ رہی ہے زخم
بادشاہ کے ابل رہے ہیں نخل صحرا حرارت آفتاب سے جل رہے ہیں بختیارک سے

بڑھکر سلیمان عنبرین موے کوہی کو خبر دی کو عیاران اسلام ناموس صاحبقران کو نکالے لیے جاتے ہین تم فوج لیکر اپنے کو پہونچاؤ ناموس کو چھین لو کنارے سے لشکر کے بڑھنے نہ دو مسلمان صاحب غیرت ہین جب ناموس پر تمہارا قبضہ ہوگا غیرت مین اپنی جان دیدینگے زندہ نہ رہینگے شعبان خنجر گزار محافون کے ساتھ سات ہزار عیار پیرقین سیاہ اور سرخ کھولے ہو ناموس کو لیے ہوے جاتے ہین عیارون نے جو دیکھا کہ سلیمان آتا ہے دہین سے نعرے کرتا ہوا اے عیارو تم ہٹ جاؤ اپنی جان بچاؤ عیارون نے جو سلیمان کو آتے ہوے دیکھا پیرقین ہاتھ سے پھینکدین حقہ ہاے آتشبازی نکالے چالیس چالیس کی ڈیوڑھ سات ہزار نے ماری دھوان دھار کردیا لاشہ ہاے کوہیون سے میدان بھردیا لیکن سلیمان نے جو یہ ہنگامہ دیکھا گینڈے کو چھیڑ کر بڑھا کر جاپہونچا ان سوارون نے گھوڑے دوڑائے کہ عیارون پر جاپڑین عیارون نے تیراندازی شروع کی مگر کوئی نہین رکتے بڑھتے چلے ہی آتے ہین ناموس کا بلکنا کنیزون کا تڑپنا سب دعائین مانگ رہی ہین اے معبود اس آفت سے بچالے ان ظالمون نے گھیرا ہے سواے تیرے کون بچانے والا ہے تو بڑا کریم و رحیم ہے اشعار مع شریک کر

نظم

عاشق بیدل کند چون پیش آن دلدار عرض	دلربا با گوش باطن بشنود ہر بار عرض
نیست دربان بر در آن عالی کون و مکان	گر کسے خواہد شود حاضر کند صد بار عرض
حق تعالے جرم بخشد عفو فرماید خطا	چون کند بعد از ندامت بندۂ بیکار عرض
پردہ بردارد کند دور از رخ انور نقاب	چون کند ز اخلاص باطن طالب دیدار عرض
آید اندر جوش ابرِ رحمتِ پروردگار	تشنہ لب چون میکند با چشم گوہر بار عرض
حق زمال و دولتش بخشد فراخی در جہان	چون کند در تنگدستی بندۂ نادار عرض
وقت تنگی تنگدست و وقت غم اہل الم	میکند ہر بار پیش حضرت دادار عرض
چون ز ہر در میشود مایوس مرد پر گناہ	میکند پیش خداوندِ جہان ناچار عرض
در بہار گل کند ہر بار پیش باغبان	از پئے نظارۂ گل عندلیب زار عرض
ہر دعا گردد برین درگاہ دار الاستجاب	رو نمیگردد پئے سائل ازین دربار عرض

حق بہر سائل دہد گنجینۂ زر بے سوال — حق پذیرا میکند از بندہ بے تکرار عرض
چون بود ہر صاحب دل را بدل پوشیدہ — پس مکن حال دل خود پیش آن دلدار عرض
کن بدرگاہ جناب کارساز بندگان — خاطر انجام کار خویش اے بیکار عرض
واقف از احوال دل چون ہست علام الغیوب — از زبان ہندی چرا پیشش کنی اظہار عرض

عیارون اور ناموس نے جو ملک کر دعائی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا صحرا سے گرد اٹھی امیر
عمری شان وشوکت سے آکر پہونچے جواہر نے جھک کر خبر دی اے شہریار جلدی چلیے صاحبقران
نے گھوڑا بڑھا نعرہ کیا او لقا بے بقا راندہ درگاہ خدا کہان جاتا ہے او سلیمان مین
آپہونچا خبردار عیارون پر دست انداز نہ ہونا سلیمان نے پلٹ کر دیکھا آگے آگے امیر
تخت پر برجیس تاجدار و مریخ تیغ زن بعد شوکت وشان سات لاکھ فوج پشت پر
بعد بادارا بازر سرخ وسفید کالا ہوا صاحبقران نے گھوڑا بڑھا کر نعرہ کیا نعرۂ امیر

امیر عرب ضیغم روزگار — بحکم خدا بستہ شمشیر چار — یکے تیغ صمصام و قمقام نام
یکے تیغ عقرب یکے ذوالحسام — بن کافران از جہان پاک کرد — سر سرکشان جملہ در خاک کرد

مریخ تیغ زن و برجیس تاجدار تلوارین کھینچکر آپڑے سات لاکھ فوج نے بلوا کیا تلوار چلنے
لگی ہنگامۂ گیر و دار بلند کفار رو و سند سامنے سلیمان کے صاحبقران لڑتے ہوئے
پہونچے للکار کر آواز دی کہ او سلیمان مین آپہونچا سلیمان گینڈا بڑھا کر قریب
آیا سلیمان نے ہاتھ مارا صاحبقران نے ہاتھ روک کر وار کیا کہ سلیمان
بخوبی زخمی ہوا گینڈہ مارا گیا گینڈے سے سلیمان گرا کوہی ٹوٹ پڑے ہزارون نے
جان دی لیکن اپنے افسر کو بچایا سلیمان کو ہوادار پر ڈال کے لے بھاگے بھاگو بھاگو
کا ہلڑ ہوا لقا تو دیکھتے ہی صاحبقران کو بھاگا بختیارک نے قریب آکر کہا یا خداوند یہ کیا
تقدیر کی لقا نے کہا تقدیر گریز ادھر سے سرداران نامی زخمی لڑ رہے تھے نعرہ امیر کی
صدا سنکر چمک چمک کے لڑنے لگے کافرونکو بھگا یا لقا بھاگ کر در باغ مینا پر پہونچا کہ
جان بچا کے نکلگیا بختیارک نے حکم دیا کہ طبل امان بجوا دو طبل امان پر چوب
پڑی لشکر علیحدہ ہوے سردار نذر کتے تھے کہ آج لقا کو بے مارے نہ چھوڑینگے امیر نے

فرمایا اب جلد امان بجوآتا ہے جاسوے دو سردار بڑے سبکو لیکر بیغ وفیروزی صاحبقران داخل بارگاہ ہوے مصروف عیش دلشاد رہے لقا نے نامہ افراسیاب کو لکھا ہے کہ جلد کسیکو براے مدد بھیج ورنہ تیرا طلسم غارت کردونگا نامہ اسطرف چلا کہ حال اسکا آیندہ وقت پر ذکر کیا جاویگا یہ داستان متعلق جلد سوم ہے اس داستان کو اسی مقام پر چھوڑا جاتا ہے

دو کلمہ از داستان حیرت بیان آمد شاروق فیل دراز پردہ ظلمات بحکم ماہیان زمرد پوش جانا عیارون کا اُسکے لشکر پر عیاریان کرنا اور گرفتار ہونا اور پھر رہائی زمرد و فاروق فیل دربرادر شاروق باقی

حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامۂ مصنف

کدھر ہے تو اے ساقی شوخ و شنگ
تجھے یار ناز و ادا کی قسم
یہی التجا تجھسے ہے سرو ناز
کہ جنگ و جدل کا تماشہ دکھا
کہ کس رنگ مین جنگ تحریر ہو
کہ مستی مین بھی رنگ کی فکر ہو
اگر بلبل و گُل کا ذکر آگیا
کہ ہر حال کا لطف اس قال مین
ہوا بزم دلکش مین ہوحق کا شور
خبر ملگئی قیس کو نجد مین
اگر غنچۂ گل ہنسے جوش مین
تو زاہد کو میخوارے کہدو لی
کرون داستان شگفتہ بیان

کرو پیش ہے رند مشرب بجنگ
کیا صحبت غیر نے دل کو تنگ
کہ ہو رزم اور بزم مین امتیاز
سبھی ناظران خجستہ خصال
نہ اُلجھا ہوا طرز تقریر ہو
مرا بلبل کلک ہے نغمہ زن
تو پھر غنچۂ دل شگفتہ ہوا
سریلی صدائین جو آنے لگین
صدائین سُناتے ہین خوش لہجہ ہو
ہوا عندلیبان گلشن کو جوش
صبا نے کہا گل کے یہ گوش مین
تم عیش و فرحت کے سامان مین
کہ مشتاق ہین آج پھر سامعان

تجھے اپنے مہر و وفا کی قسم
رہا سکی دل مین بھری ہے اُمنگ
قرے دم نظم ہے التجا
ہین مست مستعد ناظم باکمال
مے لعل و ساغر کا بھی ذکر ہو
دکھاتا ہے ناظر کو سیر چمن
مرا صوفی کلک ہے حال مین
ترانے کا مضمون سنانے لگین
نہالان گلزار ہین وجد مین
اڑاتے ہین گل عندلیبونکے ہوش
بہار گلستان کی آمد ہوئی
کہ رنگ طبیعت کے احسان مین
چل اے توسن کلک جادو طراز

دکھادے جہاں کا نشیب و فراز ۔ لکھوں داستان جلالت نشان ۔ کرے ہو طبع روشن کا پھر امتحان

چہرہ حیاسان طراز و تنجر گزاران با اعتبار گوہر ابدار سخن کو زیب گوش سامعان ذیہوش فرماکے
این شعر مصنف مرصع نگار فصاحت مقال ۔ چنین می نگارد زرکلک خیال ۔ ملکہ مہر رخ سحر
چشم بعد رعنائی و زیبائی سریر جہان بانی پر جلوہ فرما ہین بہار دخیرہ حاضر باغبان اِس
کیفیت کا ناظر خواجہ عمرو کرسی پر بیٹھے ہین کہ چالاک بیٹھے بیٹھے گھبرایا خیال ملکہ حیرت کا
آیا کہ آج صبح سے جمال بے مثال نہین دیکھا دلکو بیقراری آنکھون سے اشکباری گھبرا کر اٹھا
خواجہ نے فرمایا کہان چلے چالاک نے کہا لشکر دیکھنے جاتا ہون یہ کہکے باہر نکلا خواجہ
نے کہا یہ لونڈا دیوانہ ہوگیا ہے بیٹھے بیٹھے مین نے دیکھا کہ تغیر ہوا گھبرا کر بھاگ گیا حیرت کو دیکھنے
گیا ۔ جانسوز خبر تو لے برق بول اُٹھا قبلہ و کعبہ آپکو یہی فکر رہتی ہے کسی کام کو گیا ہوگا
حقیقت یہ ہے کہ چالاک نے وہ وہ کارہاے نمایان کیے کہ ہمسے تو ایسی عیاریان نہین
ہوسکتین اسم بامسمی چالاک چست عمرو نے ایک دھول دی کہا ابے تو کیون بڑھاتا
تجنے تو بڑی بڑی عیاریان کین تمھارا شل نہین برق بڑبڑاتا ہوا باہر نکلا چالاک
جست و خیز کرتا ہوا دم محبت کا حیرت کی بھرتا ہوا جاتا ہے خیال مین ملکہ حیرت کے یہ
اشعار پڑھتا جاتا ہے اے چالاک افسوس نظم

دوستی دشمن کی مژدہ ہوا اجل کے خواب کا ۔ برہمن بننا غضب ہے گاؤ کو قصاب کا
رنگ چمکا اسقدر اس قاتل احباب کا ۔ بند آخر کو نکلنا ہوگیا مہتاب کا
روے مژگان ہوگیا اُس طاق ابرو کیطرف ۔ چاہیے دست دعا کو سامنا محراب کا
حسرت آب دم شمشیر قاتل مین ہوا ۔ پانی بھی مین نے نپایا خانۂ قصاب کا
فرصت اکدم عہد طفلی مین نہ رونے سے ملی ۔ پرورش پایا ہوا ہون دامن سیلاب کا
عاشقو نے اپنے وہ کجی بھوین ٹیڑھی ہوئین ۔ اہل قبلہ سے پھرا اُنہ کعبے کی محراب کا
سوسن اُن ہونٹھونکی مسی دیکھکر نیلی ہوئی ۔ رنگ پھیکا فندق پاے کیا عناب کا
سیر کرکے دو گھڑی دل اسمین بہلاتے ہین ۔ دل ہمارا ہے مرقع صحبت احباب کا
جامۂ تن ہوگیا راہ عدم مین نذر گور ۔ بوجھ اُٹھایا تھا مگر تھک کر لیے اسباب کا

جان آنکھوں میں ہے صورت دیکھنے کی دیر ہے | یار کا آنا ہے یاں آنا اجل کے خواب کا
مسند شاہی کی حسرت ہم فقیروں کو نہیں | فرش ہے گھر میں ہمارے چادر مہتاب کا
ساحل مقصود دیکھا میں نے جا کر گور میں | ڈوبنا کشتی تن کو مژدہ تھا پایاب کا
بے تکلف آستان یار پر مارا قدم | دور کوسوں رہ گیا ہے محل آداب کا
چشم تر سے کانپتی ہے قالب خاکی کی روح | کسطرح کشتی نشیں کو ڈر نہ ہو گرداب کا
خنبل زلف بتان کا ہو نہ آتش شیفتہ | بھولنا ہی دل سے بہتر ہے پریشان خواب کا

اس جوش وخروش میں چالاک وردولت ملکہ حیرت پر آیا ایک کنیز کو اشارے سے الگ بلا کر بیہوش کیا اُس کنیز کی شکل بنکر بارگاہ میں آیا آنکھیں مٹکاتا ہوا ہاتھ جھمکاتا ہوا آکے ملکہ حیرت کو سلام کیا پشت پر کھڑے ہوکے رومال ہلانے لگا کہ قبۂ بارگاہ توڑ کر ایک مٹھی سنہری آئی نامہ حیرت کے ہاتھ میں دیا اور چلی گئی حیرت نے نامے کو پڑھا یہ کیا جانے کہ لونڈی پشت پر کھڑی ہوئی ہے چالاک جھک جھک کر کاغذ کو دیکھتا جاتا ہے طرف سے افراسیاب کے مرقوم ہے کہ اے خاتون محل میں شاروق فیل در ظلمانی تمھاری مدد کو آتا ہے مناسب ہے کہ اسکو بعزت اعزاز و اکرام سے لینا تکلف سے اتارنا اسکو کسطرح کا ملال نہ ہو مقدمۂ جنگ اسکے سپرد کرنا آگے اختیار ہے جسطرح چاہے مقابلہ کرے وہ سبکو گرفتار کرکے بھیجدے گا بہار و ثمور کو بچا دیگا جب تک وہ تمھارے پاس نہ آئے کسی پر یہ احوال ظاہر نہ ہو عیار جا کر راہ میں سردار کو روک لیتے ہیں چالاک نے نامہ پڑھا نامہ پڑھکر یہ تو الگ ہوا حیرت نے نامے کو پڑھکر پھاڑ ڈالا اُگالدان میں ڈالدیا چالاک بو لشکر حیرت سے نکلا جنگل میں پہونچا تھا کہ برق سے ملاقات ہوئی برق نے پوچھا خلیفہ صاحب کہاں سے آتے ہو چالاک نے سب حال بیان کیا کہ اب شاروق ظلمانی آتا ہے یہ سنتے ہی برق بھاگا چالاک نے کہا ٹھہرو تو برق کب سنتا ہے نام سنتے ہی بھاگا چالاک پیچھے سے چلا دئے کہتا ہے اے چالاک برق چالاکی ہی عیاری کریگا چلکے دیکھیں کیا کرتا ہے اگر اسنے شاروق کو مار لیا تو بہتر ورنہ ہم شاروق کی گردن لینگے برق بارہ کوس چلکر ایک پہاڑ پر چڑھا دیکھا ایک لشکر گران ساحران غدّار کا

اترا ہے ایک بارگاہ زرنفتی بیچ مین بارگاہ کنارے دریا کے ہے شاروق نے پردے اُٹھوادیے
ہین اور بیٹھا ہوا سیر دریا کی کرتا ہے برق یہ معاملہ دیکھکر پہاڑ سے اترا سوچتا ہوا چلا ایسی
ایک بات ذہن مین آئی کہ خود دھنسا دل مین کہتا ہے اگر اس معاملے سے پہونچا بڑے لطف
سے بلائیگا بہت جلد مطلب نکل آئیگا یہ سوچکر برق تو کنارے ہوا شاروق کے
مصاحب گرد بیٹھے ہین ایک کشتی مورپنکھی کیسی عمدہ بنی ہوئی مغرب سے آتی ہے بیچ دریا مین چرخ
مارتی ہوئی شاروق نے دور سے دیکھا حیران ہوکر کہا خالی کشتی چرخ مارتی ہوئی آتی ہے
اُٹھکر ٹہلنے لگا جب قریب پہونچی تو دیکھا ایک نازنین مہ جبین نہایت حسین اُسپر بیہوش
پڑی ہے گلنار جوڑا پہنے ہوے دریاے جواہر مین غوطہ زن چہرہ اُترا ہوا شکم صاف وشفاف
تختۂ بلور پشت سے ملا ہوا سینے پر اُبھار دوپٹہ سرکا ہوا شاروق صورت زیبا دیکھکر
بیقرار ہوگیا ہاتھ سے اشارہ کیا کشتی قریب آئی جھک کے گود مین اُٹھایا مصاحبوں نے
کہا سب ہٹ جاؤ کوئی قریب نہ آؤ لوگ ہٹے شاروق گود مین لیے ہوے بارگاہ مین
آیا مسند پر نازنین کو لٹایا بیٹھکر تلوے سہلانے لگا اُس نازنین نے آنکھ کھولی شاروق
کو دیکھکر دوپٹہ اُوڑھ لیا شرماکر پیر سمیٹ لیے کہا صاحب تم کون ہو جو مہربانی فرمائی
شاروق نے کہا اے سردار حسینان اے رونق بازار مشتاقان شاروق ظلمانی
میرا نام ہے براے سرکوبی مسلمانان چلا ہون ظلمات کا رہنے والا ہون چہارم پردہ
ظلمات ماہیان زمردپوش نے میرے قبضے مین دیا ہے بلا شرکت غیرے سلطنت کرتا ہون اب
ماہیان زمردپوش کو خراج دیتا ہون صرف ماہیان زمردپوش سے مجھے واسطہ
ہے انھین کی خدمت مین خراج پہونچاتا ہون انھین کے حکم سے چلا ہون یہ بھی براہ مہربانی
فرمایا ہے کہ اگر تو کسی وجہ مین عیارون کے دام مکر مین گرفتار ہوگا تو مین خود تیری مدد کو
آؤنگی براے مقابلہ مسلمانان چلا ہون ہروقت یہی فکر ہے کہ عیار ملین تو اُنکو گرفتار کرون
خدمت مین شاہ کی بھیجون اب اپنا حال مفصل بیان کرو اس بلا مین دریا کی کیونکر پھنسا ہوا یہ
کنارہ تھا کہ وہ نازنین بولی ہچکیان لگ گئین کہا اے بادشاہ عالی جاہ یہ تقدیر کی رسائی کہ آپ
ایسے جلیل کے پاس پہونچی ہمارے شہر کے کنارے پر دریا ہے روز مان باپ سے چھپ کر

آتی تھی کشتیاں شاہی دریا میں موجود پانچ چار کنیز ونکو رازدان کر لیا تھا کشتی پر سوار ہوئی گھڑی
دو گھڑی نواڑہ کھیلی مچھلیوں کا شکار کیا چلی آئی کل صبح کو دیکھا کہ دریا پر عجب جوبن ہے سیکڑوں
نئے سوداگر آئے ہیں نازنینان گل اندام گلفام سرو قد شیرین دہن کشتیوں پر سوار
دریا میں شناوری کر رہی ہیں اور پھر جہاز پر آتی ہیں سمن و یاسمن و سرو قد غنچہ دہن
سے میں نے کہا کہ اسوقت ہمیں دریا میں لیچلو تو جانیں یاروں نے کہا چلیے گھر کی کھڑکی باغ
سے ہیں بدنصیب نکلی بمشکل کشتی پر سوار ہوئی چاروں کنیزوں نے چاہا کہ ہم بھی سوار ہوں
چھ بجے نکلے ایک اور کشتی بیچ میں آگئی چاروں کنیزیں تڑپ کر دریا میں گریں یہ سکے
سب سہے ملکہ اکیلی کشتی پر ہیں اب کیا ہوگا وہ تو چاروں دریا میں ڈوبیں اب کشتی بہتی
ہوئی چلی جہاز والوں نے دیکھا ہوشیونکو حکم دیا میں نے اپنے کانوں سے سنا آواز دی
ارے کشتی کو نکالو دریا میں آندھی اس زور سے اٹھی کہ پانی کو تلاطم ہوا تھوڑے عرصے
میں صدہا کوس کشتی نکل آئی اب سر اٹھا کے جو دیکھا نہ وہ جہاز ہیں نہ وہ کشتیاں ہیں
چیخ مار کر بیہوش ہو گئی اب تمکو دیکھا تمنے مجھے کیونکر پایا شاروق نے دست بستہ کہا کہ
میں نے کشتی آتے دیکھی کنارے دریا کے پہونچا سحر کر کے کشتی کو کنارے طلب کیا تمکو
جو بیہوش دیکھا دل بیقرار ہو گیا یہاں اٹھا کر لایا خدمت میں مصروف رہا نازنین رونے
لگی کہا اے شہنشاہ ساحران تمنے مزہ تو مدت کا کمایا ہمارے بزرگ بھی تمہارے
ممنون و شکر گزار ہوئے اب احسان یہ کرو کہ ہمارے گھر ہمیں پہونچادو ورنہ تڑپ تڑپ
کر مرجاؤنگی امی جان روتی ہونگی ابا جان نے کھانا نہ کھایا ہوگا تمام محل میں بلوہ ہوگا
کہ یہ ہو کیا معرکہ گذرا چاروں کنیزیں دریا میں ڈوبیں سب عزیز و اقارب سر پٹک پٹک کر
مر جائینگے شاروق نے گھبرا کر کہا صاحب پہونچا دینا تو آسان ہے پر یہ کشتی دریا میں بہ کر آئی
نہیں معلوم کتنی دور نکل آئی میں یہاں سے ساحروں کو بھیجتا ہوں ایک دن دو دن یہاں رہو
بعد اسکے پھر بھجوا دونگا ساحر خبر بھی لے آئینگے کہ ملک تمہارا کتنی دور ہے دو دن میں سب
ثابت ہو جائیگا جہاں یہ تکلیف اٹھائی دو دن اور فراق جھیلو یہاں تمکو کچھ تکلیف نہ ہوگی
نازنین بلک کر رو دی کہا صاحب مرد دوسرے کے پاس اکیلے رہنا کیسی مشکل کی بات ہے تم

مجھکو ہاتھ اگر لگا دو تو غضب ہوجائے تمام عزیزون مین بدنام ہونگی شاروق نے نہایت
کہا اے جان جہان واے تسکین وہ دل عاشقان مین بے تمہارے حکم کے ہرگز ہاتھ نہ
لگاونگا تمہاری خوشی کا مشتاق رہونگا تم جانو کہ مین اپنے گھر مین بیٹھی ہون کنیزین خدمت
کو دون وہ خدمت مین حاضر رہین آپ ہاتھ منہ دھو ڈالین نازنین نے کہا مین زندگی سے ہاتھ
دھوئے بیٹھی ہون آٹھ پہر بے آب ودانہ گذرے شاروق نے کہا مین ابھی سب کچھ طلب
کرتا ہون خاصہ نوش کیجیے یہ کہکے کنیزونکو آواز دی ارے جلد آکر حاضر ہو چند کنیزین
اندر آئین کہا ارے کمبختو کھانا لاؤ لاکر دسترخوان چُن دو نازنین نے کہا صاحب کھانا جب
کھاؤن کہ ہوش درست ہون شراب جسم گھٹی ہے ایک دو جام پیون طبیعت کو چین ہو
تمھین بھی ضرور شوق ہوگا سب شاہ پیتے ہین اور اشارے کیا کنیزونکو ہٹا دو شاروق
خود حیران تھا کہ کنیزون کے سامنے کیونکر مدعا حاصل ہو کنیزونکو جو اشارہ کیا کنیزین
باہر گئین شاروق نے شیرے گلابی اُٹھائی جام لبریز کرکے دیا نازنین نے اسطرح
گریبان مین گرایا کہ شاروق بھانپ گئی جام کے پیتے ہی آنکھین سرخ ہوئین پھولے
پھولے گالون پر سرخی آئی ہونٹھون نے مسیحائی دکھائی اِدھر اُدھر دیکھنے لگی کہا صاحب ایک
دو شعر سنو مین نے گانا سیکھا ہے شاروق خوش ہوگیا کہ اب لگنے کی باتین کرنے لگی اب میرا
مدعائے دلی حاصل ہوگا نازنین نے پتلے پتلے ہاتھون سے بایان بجایا اور گنگنا کر
یہ اشعار شروع کیے

نظم

دوست دشمن نے کیے قتل کے سامان کیا کیا
جان مشتاق کے پیدا ہوئے خواہان کیا کیا

آفتین ڈھاتی ہے وہ نرگس فتان کیا کیا
داغ دیتی ہے مجھے گردش دوران کیا کیا

پھر چلی میرے گلے پر نہ چھری ہر ظالم
ورنہ گردون سے ہوے کار نمایان کیا کیا

حسن مین پہلوے خورشید مگر دابے گا
دور کھنچتا ہے ہمارا مہ تابان کیا کیا

روے دلبر کی صفائی سے جو اتحاد ہوے
سامنے ہوکے ہوا آئنہ حیران کیا کیا

آنکھین گیسو کے تصور مین سدا کرتی ہین بند
لطف دکھلاتا ہے یہ خواب پریشان کیا کیا

گردش چشم دکھاتی ہے کبھی گردش جام
میری تدبیر مین پھرتا ہے یہ دوران کیا کیا

چشم مینا بھی عطا کی او دل آگہ بھی دیا — میرے اللہ نے مجھے کیسے احسان کیا کیا
دوست نے جب نہ دم ذبح سسکتا چھوڑا — میرے دشمن ہوئے ہنس ہنس کے تماشا کیا کیا
گردش نرگس فتان نے تو دیوانہ کیا — دیکھو جھنکوائے گی مین چاہ زنخدان کیا کیا
جلگیا آگ مین آپ اپنے مین مانند چنار — پیتے رکھے دانت الٰہ دو سوہان کیا کیا
گھٹ کے کونی مین منھ دیکھے رہا کرتا ہون — کم دماغی نے کیا ہے مجھے حیران کیا کیا
گرم ہرگز نہ ہوا پہلو سے خالی بے یار — یاد آوے گی مجھے فصل زمستان کیا کیا
کوئی مردود خلائق نہین مجھسا آتش — کیا کہون کہتے ہین ہندو و مسلمان کیا کیا

اُس ڈھنگ مین یہ غزل گائی کہ شاروق نے کلیجے پر ہاتھ رکھکر بلائین لینے لگا کہا اسے تاجدار حسینان کیا آواز مین سوز وگداز ہے شاروق نے بلائین جو لین نازمین نے پٹ پکڑ کے دو طمانچے مارے کہا او گنوار الگ نہین بیٹھتا یہ کیا حرکتین ہین خبردار جو ہاتھ لگایا تو ہاتھ کاٹ ڈالونگی طمانچے جو مارے فوراً اڑاقے کی آواز ہوئی شاروق خوش ہوگیا نازمین نے اور دو تین شعر گاکے کہا کیون جی ہمنے شراب پی تم شراب نہ پیوگے شاروق نے کہا میری جان تک تمھارے کہنے پر نثار ہے ہرچند کہ ماہیان زرد پوش نے منع کیا تھا کہ کسیکے ہاتھ سے شراب نہ پینا نازمین نے کہا وہ کمبخت حرامزادی کون ہے مین ماہیت سے آگاہ ہون سب باتین تمھاری سمجھتی ہون شاروق نے کہا ملکہ کچھ کہنا نہین افراسیاب جادو کی نانی صاحب کا نام ہے نازمین نے کہا افراسیاب کون چھوکرا ہی اور نانی اُسکی کون چھتیر ہے بڑے بڑے نام لیکے مجھے ڈراتے ہو یہ کہکر جام لبریز کیا اشعار دو چار اور گائے شاروق بہرت ہو رہا ہے چاہتا ہے جام پیتے ہی مطلب حاصل کرونگا دل کہتا ہے کیا چیل بل ہے معشوق خوبرو خوشخو زہرہ جبین ابرو ہلال چہرہ ماہ آسمان کمال نازمین نے جام لبریز کیا جیسے چاہا کہ پلاؤن بائین ہاتھ سے پیٹ پکڑ کے داہنے ہاتھ سے قصد کیا کہ شراب پلاؤن شاروق نے خوشی مین منھ کھولدیا کہتا جاتا ہے لاؤ صاحب خوشی تمھاری کہ زمین کانپی اور شق ہوئی بس ماہیان زرد پوش تڑپ کر زمین سے نکلی کہا او برق کیا غضب کرتا ہے برق نے دیکھا ماہیان زرد پوش سر پر آگئی نہ

نکلجاتے نگار دستہ پایا نہ خنجر مارنے کا موقع تھا برق بات کے قدمون پر ماہیان سے گرا
کہا کیون نانی جان کیا عیاری کی آپ اس عیاری کی قدر کرینگی آپکے تشریف لانے
سے ہمین تقویت ہوئی ماہیان زمرد پوش نے کہا او ستمگار کیون باتین بناتا ہے اور
شاروق سے کہا اسے گرفتار کر برق کہتا ہے آپ گرفتار کیجیے آپنے پکڑا ہے مین تو آپکا
تابعدار ہون آپکی بدولت اس طلسم مین آیا ماہیان نے کہا ارے شاروق ابسکو
قید کر دیکھا تو نے کس لطف سے تیرے پاس یہ عیار آیا ایک چشم زدن اور نہ آتی تو یہ
مار پیٹ کے نکل جاتا خبردار کسیکے ہاتھ سے شراب نہ پینا مین نے جبھی تجھسے کہا تھا کہ تیری
مدد کو آؤنگی وقت پر پہونچی ورنہ خاتمہ تھا دیکھ اے شاروق اب مین جاتی ہون مگر بہت
ہوشیار رہنا ماہیان تو چلی گئی برق کو شاروق نے قید کیا مہتر بن چالاک
بن عمرو بہ صورت مبدل لشکر شاروق مین پھر رہا ہے کہ سنا برق قید ہو گیا یہ
سنکر چالاک رنجیدہ ہوا لشکر سے نکلکر باہر آیا جنگل مین آکر رنگ و روغن عیاری کا نکالا
صورت تبدیل کی صرصر کی شکل بنکر تیار ہوا ایک کاغذ بھی بناکر افراسیاب کی طرف سے
رکھ لیا جست و خیز کرتا ہوا در بارگاہ شاروق پر آیا چوبدار سے کہا عرض کر دو کہ ملکہ
صرصر در دولت پر حاضر ہین شاروق نے کہا بلاؤ صرصر نے آتے ہی نامہ ہاتھ مین دیا
سرنامہ پر مہر افراسیاب پائی کھولکر پڑھنے لگا لکھا تھا اے شاروق نانی جان نے
تمکو خوب بچایا برق کو قید کیا اب صرصر کو ہمنے بھیجا ہے تمہاری حفاظت کریگی یہ سب
عیارون کو خوب پہچانتی ہے اسکے سامنے کسیکا مکر نہ چلیگا شاروق افراسیاب کو
دعائین دینے لگا صرصر نے کہا ہمارا ہونا کافی ہے کوئی عیار جب سُنیگا کہ ملکہ صرصر موجود
ہین اِدھر کا ارادہ نہ کریگا لو ہم گانا شروع کرتے ہین یہ کہکے پایان کھینچا سیدھا سادھا ٹھیک
بجا کر یہ اشعار صرصر اعلی نے شروع کیے

نظم

لب لعلین سے نئے بدخشان وہین دکھلایا	مشک بو زلف نے تاتار و ختن دکھلایا
راز سے حسن کے عشاق نہ آگاہ ہوئے	نہ کمر تو نے دکھائی نہ دہن دکھلایا
اپنے سودائی کو کیا کیا تری زلفون نے	عالم پیچ و خم و چین و شکن دکھلایا

آسمان ظلم کے زیر زمین بھی تو نے
تری رفتار کا انداز نہ پایا ہم نے
پانوں شل ہو گئے تھے ٹھوکرین کھا کھا کے
یاد دلوائی چمن نے وہ تری گفت و شنید
تادم مرگ نہ بیمار ہوا پھر وہ مریض
کوچۂ یار بھی مجھکو وہی دکھلا دیگا
نوجوان مہرلقا یار کے بوسے لیتے
تا سحر مین نے شب وصل اُسے عریان دیکھا
دلکو اُن آنکھوں کا دیوانہ سمجھ صحرا نے
وہی جا ہیگا تو اُس سے یہ بتھنے کی آتش

جامہ زیب کو رشک زر و کفن دکھلایا
کبک و طاؤس نے بھی اپنا چلن دکھلایا
ہم غریبوں کو خدا ہی نے وطن دکھلایا
گوش گل نے مجھے غنچہ نے دہن دکھلایا
اک نظر تو نے جسے سیب ذقن دکھلایا
جسنے بلبل کو تماشائے چمن دکھلایا
ایسا اک ماہ نہ اے چرخ کہن دکھلایا
آسمان کو بھی نہ جس مہ نے بدن دکھلایا
سیکڑون دن ہی مجھے خوش چشم ہرن دکھلایا
حکم اللہ نے جب روح کو تن دکھلایا

یہ اشعار سنکر شارزوق بہت خوش ہوا کہا اے صرصر ابھی برق نے گایا تھا اُسنے بھی دل لبھالیا ایسا گایا کہ دل بیقرار ہوگیا ماہیان نے آکر کہا یا اب مجھے تمسے بھی کھٹکا ہے یہ سنکر چالاک پریشان ہوا جی مین کہتا ہے اے چالاک حقیقت مین یہان برق شل برق کے بڑے لطف سے آیا اُسنے بوجہ احسن سنگ بتایا اُسکے دیکھا دیکھا کیونکر سے اسطرحکی باتین دل مین سوچکر بول اُٹھا اے شہنشاہ ساحران آپ کے سامنے کون عیاری کر سکتا ہے اگر ملکہ ماہیان نہ آتین تو بھی اب گرفتار کے لیتے مین تو برائے حفاظت حاضر ہوئی ہون سب باتون کو منع کردنگی شراب میرے ہی ہاتھ سے پیجیے شراب کا انتظام میری ذات پر موقوف رہے برق و چالاک کا ساتھ رہتا ہے ایسا نہ ہو میخانے مین جاکر داروغہ کو بیہوش کرے مین ذرا میخانے مین دیکھ آؤن یہ کہکے چالاک طرف میخانے کے چلا جاتے ہی داروغہ کو پکارا داروغہ صاحب ہوشیار رہیے گا کوئی غنیم نہ آنے پائے اب آپکو اختیار ہے جس طور سے چاہیے بیٹھیے مین گلابی واسطے شہنشاہ ساحران کے لیے جاتی ہون اب یہان سے شراب محفل مین پہنچیگی عیار بڑے بلاکے مین مانند تمنا کے مین بہت ہوشیار رہیے گا گلابی اٹھا کے باہر نکلا بیہوشی

بلاتا ہوا طرف بارگاہ کے چلا یہان شاروق بارگاہ مین بیٹھا کہ رہا ہی ملکہ صرصر کے
ہاتھ سے بڑا انتظام ہوگا عیار کوئی اگر آئیگا تو بڑا مزا اٹھائیگا کہ دربارگاہ میں ایک طائر
پیدا ہوا طائر کو دیکھکر شاروق کے ہوش اڑے طائر نے منقار کھولکے کچھ کہا اور چلا گیا
شاروق نے پکار کر آواز دی کہ مین سمجھا مصاحبون نے پوچھا حضور خیر تو ہے
شاروق کے منہ سے نکلگیا کہ ملکہ عالم نے پھر مدد کی یہ صرصر نہین بلکہ چالاک عیار ہے
دیکھو یا رنگ بنایا ہے کس طور سے آیا ہے چالاک گلابی لیے ہوئے آنکلا ہے راہ مین ایک
چوبدار دیکھنے لگا چالاک سے آنکھ ملائی سراپا کو دیکھا چالاک نے کہا میان مرد ہو صاحب
کیا دیکھتے ہو چوبدار نے کہا کچھ چالاک کو کھٹکا ہوا چوبدار کا ہاتھ پکڑ کے کہا تمکو ہمارے
سر کی قسم سچ بتاؤ میان مرد ہے تمہاری یہ چتون غضب کی ہے گھور گھور کے
آنکھون مین کھائے جاتے ہو سچ تو ہمارے بعد دربار مین کچھ فکر ہوا تھا چوبدار نے کہا
مین تمہارے سینے کو دیکھتا تھا مجھے تو اطمینان ہوا تمہارے آنے کے بعد ایک طائر آیا تھا
شاروق نے کہا مین سمجھا مصاحبون نے کہا حضور کیا ہی تو شاروق نے کہا ارے یہ
چالاک عیار ہے صرصر کی شکل بنا کے آیا ہے مین حیران تھا کہ مرد عورت کی شکل کیونکر
بن سکتا ہے اسوجہ سے تمکو چھوڑ کر چلا چالاک نے کہا تم نے خوب کہا باب مین جا کر
چالاک کو پکڑ لاؤن پھر حاضر خدمت ہونگی یہ کہکے چالاک گلابی پھینک کر بھاگا کہتا ہوا
مین چالاک کو لینے جاتی ہون یہان شاروق انتظار مین ہے کہ چوبدار آکر کھڑا ہوا
کہا حضور بھلا مرد عورت کیونکر بن سکتا ہے مین نے سینہ بخوبی دیکھا اس لطف سے ابعد
سے مرد کیا بنا سکتا ہے شاروق نے کہا ارے کیا اس سے کہہ یا کہا حضور وہ تو
شک نہ کرنے سے پہلے چالاک کو گرفتار کرنے گئی ہے ابھی آتی ہوگی شاروق نے
کہا ارے تو کیا جانے تو نے اس سے کہہ یا وہ نکل گیا یہ ذکر تھا کہ بلند ہوا صبا رفتار
آتی ہے مگر شرارہ بردوش ہے شاروق بارگاہ سے باہر نکل آیا دیکھا ملکہ صبا رفتار
چالاک کا پشتارہ لیے ہوئے آتی ہے شاروق نے کہا ارے صبا رفتار کیونکر لائی
کہا حضور مجھکو حکم ہوا تھا کہ جا کر لشکر کی حفاظت کرو مین طرف لشکر کے آئی تھی کہ یہ نکوڑا

ہوا ہونڈی کا ٹا اُستانی کی شکل بنکر لشکر سے آپ کے بھاگا ہوا جاتا تھا مین نے زرغنۂ گلستان مین چھپ کر گندمِ تخم پوش کین یہ ظالم اُسمین جا کر پھنسا مین گرفتار کرلائی شاروق بہت خوش ہوگیا کہا اسکو ہوشیار کرو کہا حضور ایسا نہ کیجیے ایسی باتین بنا لے گا کہ پھر ارنگ شالے گا آپ اسکو چھوڑ دینگے اسی بیہوشی مین سلسل اور سطوق کر کے قید خانے مین بھیجد یجیے یا قتل کیجیے نہین تو ہوشیار ہوتے ہی آفت برپا کریگا شاروق نے حکم دیا آہنگرون کو بلاؤ آہنگر آئے ہتھکڑیان بیڑیان پہنا کر کہا اسیطرح اسکو قید خانے مین لیجاؤ یہان برق قید خانے مین بیٹھے ہین زنجیرین ہلا رہے ہین باتین نگہبانون سے بنا رہے ہین کہ دیکھا پانچ جادوگر زنجیرون مین باندھکر چالاک کو لیے ہوئے آتے ہین برق دیکھنے لگا بغور دیکھا کہ چالاک نہین ہے جادوگر چالاک کو ڈال گئے ہین صبا رفتار نقلی نے شاروق سے کہا حضور ہم انتظار کرینگے گانا تو ہمارا سنیے اب رات بھر عیش کیجیے صبح کو تشریف لیجیے آپ کے آنے کی خبر جو مشہور ہوئی ہے مسلمان سب کانپ رہے ہین یہی ذکر ہے جا بجا کہ شاروق ظلمانی کے ہاتھ سے بچنا دشوار ہے عیارون نے بڑے بڑے رنگ جمائے ہونگے خوب گائے ہونگے پھر ابھی گانا سنیے یہ کہکے سازندون سے اشارہ کیا ذرا ساز ملاؤ ساز آراستہ ہوئے صبا رفتار نے گنگنا کر یہ غزل شروع کی **نظم**

سراپا ہے وہ شیرین کام شیرین — فقط شیرین نے پایا نام شیرین

جو میٹھی میٹھی نظرون سے وہ دیکھے — کہون آنکھون نہین ہے بادام شیرین

ترے ہونٹھون کی دولت مثل شربت — ہوا ہے بادۂ گلفام شیرین

شراب تلخ شربت سے ہے بہتر — کرون کیونکر دہان جام شیرین

ولا پختہ مزاجی مین مزا ہے — کہان ہوتے ہین بار خام شیرین

فدا کرنے کو اس شیرین ادا پر — کرے گی جان شیرین وام شیرین

دلا ہے عشق مثل بادۂ تند — کہ ہے آغاز تلخ انجام شیرین

کرے کیونکر نہ میٹھی میٹھی باتین — کہ ہے اسکا دہان دکام شیرین

تری شیرین لبی کے جو کیے وصف — کلام اپنا ہے او خود کام شیرین

کیا ہے تم نے غنچہ نگار رنگ ستم سے تنگ	اداے سرو سیم اندام شیرین
اسیر قید شرمن کیا ہے فرہاد	نمایان سے سر بسر بامہ شیرین
کیا ہے سب نے ... اسکی زبان کا	مگر رکھتا ہے نام شیرین

اس رنگ مین اس غزل کو گائی کہ شاروق بیتاب ہوگیا تعریفین کرنے لگا کہ اے ملکہ
صبا رفتار کیا کہنا حقیقت مین خوب گاتی ہو دل بہاتی ہو صبا رفتار نے عرض کی حضور
نے ابھی کیا سنا کمال افراسیاب کے سامنے ظاہر ہوتے ہین ایک شب کو ایک ملازمت
کو آئے ہین کیا کمال دکھائین دیکھیے یہ انگور شہنشاہ نے آج باغ سامری سے منگائے
تھے ملکہ حیرت کے واسطے بھیجے اور یہ کہلا بھیجا کہ انکو کھانا عمر بڑھیگی چار دانے مین نے
نکال لیے دو دانے مین نے آپ کے واسطے رکھے ہین اسے نوش فرمایئے عمر بڑھیگی جیسے
ہی ہاتھ مین شاروق نے لیے زمین شق ہوئی ماہیان زمرد پوش پیدا ہوئی
آواز دی او شاروق کیا کرتا ہے خبردار کھانا نہین اسمین زہر ملا ہے چالاک نے چاہا
اٹھکر بھاگون زمین نے پاؤن تھام لیے رنگ و روغن عیاری کا اڑگیا چالاک جھک جھک
کے ماہیان کو سلام کرنے لگا کہا نانی اماں مین تو آپ کی ذات سے اس طلسم مین ہون جھکو
شاروق کے پاس لیکر رکھا دیجیے کیا مجال کوئی عیار آجائے ماہیان
نے منھ پھیر لیا چالاک کو کچھ جواب نہین دیا منھ پھیر کر شاروق سے کہا اسکو پاس
برق کے قید کردو جو بیچارہ گنوار قید ہے وہ ایک گنوار جنگلی ہے اسکو قید سے چھوڑ دو اور سنے
کمبخت ہوشیار رہنا یہ عیار بلا کے ہین برق یہان سوچ رہا ہے کہ خلیفہ عیاری کرتے
ہونگے اب ہم چھوٹا چاہتے ہین کہ دیکھا چند جادوگر چالاک کو لیے ہوئے آتے ہین اب
برق بہت پریشان ہوا چالاک بھی قید ہوا شاروق نے کہا خبردار اب کوئی غیر نہ آنے
پائے کہ صحرا سے گرد اڑی فاروق فیل پیکر بھائی شاروق کا بارہ ہزار فوج سے آکر
پہونچا شاروق نے استقبال کیا فاروق تنہا ہوا آیا شاروق نے پوچھا بھائی صاحب
تم کہان سے آتے ہو فاروق نے کہا مین شکارگاہ مین تھا کہ مین نے خبر سنی کہ آپ برا سے
... بلکہ مہمانان گئے وانکو انتشار ہوا آخر مین آیا آپ یہان کیون اترے ہین شاروق

ابتک نہ عیادت کو گیا او بت غافل		ڈھلکی ہوئی ہے ناسخ رنجور کی گردن

اسطرح کے اشعار پڑھتا ہوا طرف سرخ مو کے دوڑا سرخ مو نے گھبرا کر کہا اے احمق
شخص اپنے ہوش مین آ دیوانہ نہو فاروق ہاتھ باندھنے لگا کہا مین غلام ہون تابعدار
ہون مجھکو اپنی غلامی مین قبول فرمائیے ملکہ سرخ مو نے کہا اے شخص تو ملازم افراسیاب
ہم نوکر ملکہ مہرخ کے اب ہمسے تیرے مقابلہ ہے یہ کیسی باتین کرتا ہے مجھے مرد کے نام سے
نفرت ہے ایسی باتین دہنا فاروق ہاتھ باندھے کھڑا ہے یہی کہتا ہے میری بارگاہ مین
چلیے ملکہ سرخ مو نے کہا کچھ دیوانہ ہوا ہے اپنے ہوش مین آ تو کون ہے کہان جاتا ہے کہا
حضور شاروق ظلماتی کا بھائی ہون شاروق برسر سلامان جاتا ہے چالاک
وبرق نے عیاری کی دونون گرفتار ہوے لشکر اسکا آتا ہے مین آگے بڑھ آیا کہ شکار کھیلتا
ہوا جاؤنگا آپ کی خدمت مین پہونچا ملکہ سرخ مو نے ہنسکر کہا جا کر برق اور چالاک
کو رہا کرا لاؤ لشکر اسلام مین آؤ ملکہ مہرخ کی اطاعت کرو اسوقت دیکھا جائیگا جیسا مناسب
وقت ہوگا ویسا کیا جائیگا یہ سنتے ہی فاروق پلٹا سرخ مو نے جو اسکو عاشق کامل پایا
نگاہ سحر بھی ڈالدی اور زیادہ بدحواس ہوا گھوڑے کو پھیر کر لیا شاروق جو سوار ہو کر چلا یہ
اور دوڑ گیا ایک صحرائے سبزہ زار مین آ کر اترا بارگاہ استاد کرائی برق و چالاک
قید مین شاروق بارگاہ مین بیٹھا ہے یہی ذکر کر رہا ہے کہ ابھی بھائی صاحب
نہین آئے کہ خبر پہونچی فاروق آتا ہے شاروق نے چند سردار واسطے استقبال
کے بھیجے سرجوش کوہ پیکر بھی آیا جھک کر سلام کیا کہا تشریف لیچلیے آپ
کو شہنشاہ یاد فرماتے ہین غلام کو دیر ہوتی ہے مین جا کر حفاظت قیدیونکی کرون ایسے
دونون متعلق بلا کے ہین کہ دن بھر مین ہزار ہا نقشے دیتے ہین فاروق نے پوچھا اے
سرجوش کسکا ذکر کرتا ہے کس قیدی پر تو نگہبان ہے اسنے کہا چالاک وبرق میرے
سپرد ہین اور کوئی ساحر نگہبان ہوتا تو ابتک چھوٹ کر چلے گئے ہوتے فاروق نے کہا اے
سرجوش ہمنے خبر پائی ہے کہ دونون عیار بے خطا ہین انکو جا کر رہا کر دے لا اگر اسکے خلاف
کریگا [illegible] بری طرح پیش آؤنگا سرجوش سنکر کہا صاحب کیا کہتے ہین [illegible] ذات سے

پڑے فساد ہین شاروق کو مار لیا ہوتا نائی امان سے اگر چالاک برق نے تو وہ قیامت کی عیاری کی کہ اگر واہیان نہ آتین تو اُسنے مار لیا تھا فاروق نے بڑھکر ایک طمانچہ مارا سر سرجوش کا اُڑ گیا سرداروں کی جانب گورلیکر دوڑا سردار سامنے سے بھاگے فاروق طرف قیدخانے کے چلا برق وچالاک بیٹھے ہین اور جادوگر نگہبان پاسبان بیٹھے ہین فاروق کو دیکھکر کھڑے ہوگئے جُھک جُھک کر سلام کرنے لگے عرض کی حضور کیونکر آنے کا اتفاق ہوا فاروق نے کہا ہٹ جاؤ ورنہ میرے ہاتھ سے ہلاک ہوگے تمھارے افسر کو بھی مین نے مارا نگہبان دروازے کے سامنے آڑ کر کھڑے ہوگئے کہا حضور ہم تو آپ کو نہ جانے دینگے فاروق تیغہ کھینچکر گینڈے سے اُترا ساتھ والون سے حکم دیا کہ ان سب کو مار لو تلوار چلنے لگی فاروق نے دو گورے مارے نگہبانون کے سر اُڑ گئے قیدخانے مین گُھسا چالاک برق کو جُھک کر سلام کیا کہا اے حامیان لشکر اسلام مین تمھین رہا کرنے آیا ہون یہ کہکر ہتھکڑیان بیڑیان کاٹ دین چند نگہبان مارے گئے چند بھاگے شاروق سے آکر عرض کی اے شہنشاہ ساحران آپ کے بھائی صاحب نے سرجوش افسر کو بھی مارا قیدخانے پر جاکے ہمارے بھائیون کو قتل کیا کھڑے ہوئے لڑ رہے ہین چالاک و برق کو رہا کر دیا وہ جست و خیز کرکے نکل گئے عیارون کو کون پاسکتا ہے بڑے زور و شور سے بھائی صاحب آپ کے لڑ رہے ہین شاروق جھلا کر نکلا دیکھا کہ ہنگامہ گیر و دار بلند ہے فاروق لڑ رہا ہے شاروق نے فوج کو اشارہ کیا کہ گھیر کر اسکو گرفتار کرو زندہ نہ بچے فوج تو اسکے ساتھ بے حساب ہے سب بلوہ کرکے جب ساحرون نے گھیرا اور اسنے شاروق کو دیکھا کہ دور کھڑا ہے اور غل مچا رہا ہے گرفتار کرو عیارون کو اس سے حاضر کراؤنگا ورنہ بیت بُری طرح پیش آؤنگا فاروق نے وہان سے پکار کر کہا کہ بھائی میرا حال تو سُن مین اپنے آپ مین نہین ہون نگاہ مست ملک سرح موی کاکل کشانے مجنون بنایا کلیجہ خون کر دیا رفتہ رفتہ جنون ہو گیا

نظم

بست عالی تو دمی یارب گذر جاتے	آسمان مجھکو بنایا ہے تو اختر جاتے
ذکر قامت فکر عارض مین مقرر جاتے	یہ غزل گاؤ لے اسمین منور جاتے

آنکھ کیا کھولوں کہ ہے پیش تصور دل مرا | گھر میں وہ محبوب آیا بند اب در چاہیے
بوسہ مانگا میں نے وہ کہنے لگا گھر سے نکل | جو کہ سائل ہو وہ دروازے سے باہر چاہیے
شیشہ ہی گلا ساغر ہے تیری چشم مست | مجھکو شیشہ چاہیے ساقی نہ ساغر چاہیے
میں نے لکھا ہے خیال طاق ابرو میں یہ خط | اسکے پہونچانے کو کعبے کا کبوتر چاہیے
بھیج ناسخ لکھ کے یہ اشعار سوے لکھنؤ | طائر معنی کو اب کاغذ کا پیکر چاہیے

شاروق نے پکار کر کہا کیا بیہودہ بکتا ہے میری سمجھ میں بھی نہیں آیا کہ تونے کیا کہا دیوان
کے دیوان یاد کرکے آیا ہے اپنے ہوش میں آ دیوانے پن کی باتیں نہ بنا ایک گولہ ماروں گا سر پھٹ جائیگا
مگر عزیزوں میں بدنام ہونگا تونے عیاروں کو کیا سمجھ کے رہا کیا میں تجھسے حاضر کراؤنگا یہ سنکر
فاروق نے ایک گولہ مارا آ سرداروں کے سر پھٹے شاروق نے گولے کو کاٹا
مگر فاروق برس پڑا کئی گولے مارے کئی زخم پھینکے شاروق نے دفع کیے منع
کرتا جاتا ہے کہ دیکھ فاروق کیوں شامتیں آئی ہیں میں سحر کرونگا تو جواب نہ دے سکیگا
بہت پریشان ہوگا جب فاروق نے نہ مانا تب شاروق نے جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک
گولہ نکالا اسکو اپنے خون میں تر کیا خبردار خبردار کہکے ماردیا انگارہ تھا کہ دہکتا ہوا اچلا
فاروق نے روکا گولے پر گولہ مارا فاروق کے گولے کو توڑ کر وہ گولہ قریب
سر کے آکر پھٹا برق چمکی سر فاروق کا زخمی ہوا زخمی کرکے شاروق بڑھا دو تین
گولے اور اپنے مارے فوج کے سرداروں کو پامال کیا فوج والوں کو بھی مارا ایک کارد سحر
پھینک ماری شانہ بھی فاروق کا نشانہ ہوا اب فاروق کے پاؤں اٹھے ساتھ
والوں نے کہا حضور نکل چلیے شاروق ایسا ہوتا تو راے مقابلہ مسلمانان کیوں
جاتا اب قدم نہیں جمتا وہ آتا ہے اگر آپ کا سامنا ہو گیا تو وہ غالب آئیگا آپ کو زیادہ مشکل
پڑیگی فاروق بھاگا شاروق کو یہ غصہ تھا کہ تعاقب میں چلا یہی قول ہے کہ یہ لوگ
جانے نہ پائیں فوج والوں کو تو فاروق نہیں مانتا جب فوج بلوہ کرکے بڑھی اسکے
قریب پہونچی پلٹ کر اسنے گولہ ماردیا سو دو سو کے سر اڑ گئے سیکڑوں کو قتل کیا ہزاروں کو
مار کر بھاگا بارہ ہزار ساحر اسکے ساتھ تھے چھ ہزار مارے گئے چھ ہزار کو لیکر بھاگا دو کوس تک

شاروق سے پوچھا کیا آخر پلٹا کہا بھیا کو جلنے دو اب لشکر حیرت مین جا کر پہونچیگا حیرت
بادشاہ لشکر مین وہ خود پوچھینگی کہ بھائی سے فساد کا کیا باعث ہوا بھیا مفصل حال کہیگا یا کہ
نہ کہیگا یقین ہے کہ وہان بھی خفا ہی ہو مگر یار و دریافت تو کرو کہ یہ لشکر حیرت مین پہونچا
یا نہین پہونچا ہر کارے اُسیوقت چلے کہ خبر لائین مگر فاروق عشق مین سرخ مو کے
مبہوت لب پر مُہر سکوت زخمدار بیقرار اُفتان وخیزان قریب لشکر مہرخ پہونچا اب حیران
کھڑا ہی کہ مین سامنے ملکہ مہرخ کے کیونکر جاؤن یا اپنا حال کہلا بھیجون قضاے کار
خواجہ لشکر سے نکلے دیکھا ایک سوار زبردست سر سے خون بہ رہا ہے شانہ زخمی پیچھے
سات ہزار کا لشکر پشت پر حیران ومضطر طرف لشکر اسلام کے دیکھ رہا ہے خواجہ نے
بڑھکر پوچھا ای بادشاہ کہان مقابلہ پڑا کہان تو جا کے لڑا کس فکر مین کھڑا ہی فاروق
رونے لگا کہا ای شہنشاہ عیاران مین نے آپکو پہچانا آپ شہنشاہ اقلیم عیاری اور رہبر
دشت طرار ہمہ نامی نامدار آپ عمرو عیار ہین مین عجب مصیبت مین ہون مجھے تا ملکہ مہرخ
پہونچا دیجیے خواجہ نے ہاتھ پکڑ لیا مطلب اصلی تو سمجھ گئے لشکر مین لیکر آئے اُسکے
لشکر والونکو ایک طرف اُتارا ملکہ مہرخ سے جا کر بیان کیا کہ فاروق بھائی شاروق
کا آیا ہے اطاعت چاہتا ہی اور اُسنے احسان بھی کیا کہ برق وچالاک کو رہا کر دیا ملکہ
مہرخ نے کہا بلاؤ مہرخ نے کہا خواجہ میرے اُسکے صحرا مین ملاقات ہوئی تھی مین ہی
اُسکے فتور کا باعث ہوئی یہ سنکر خواجہ نے جا کر مُنھ دُھلایا مُنھ دھوتے ہی ہوش مین آیا
کہا کہ اب جو ہوا سو ہوا مین متعلق اہل اسلام کے ہون سامری وجمشید پر لعنت کی
یہ کہتا ہوا بارگاہ مین آیا ملکہ مہرخ کو سلام کیا اشارہ ہوا دنگل بیٹھنے کو ملا قضاے کار
خرصرہ کسی کام کو آئی تھی فاروق کو جو دیکھا احوال دریافت کرکے بھاگی خدمت مین ملکہ
حیرت کی آئی سب احوال بیان کیا خرصرہ یہ باتین کر رہی ہی کہ ہر کارون نے آکر خبر دی
کہ شاروق آ پہونچا دو لاکھ فوج اُسکے ساتھ ہے ملکہ حیرت نے یاقوت وزمرد کو براے
استقبال بھیجا شاروق سامنے حیرت کے آیا سلام کرکے دنگل پر بیٹھا تمام کیفیت اُسنے
بیان کی کہ فاروق میرے ہاتھ سے زخمی ہوکر گیا ہم عیارون کو رہا کر کے چھوڑ دیا اُسے

بات پر فساد بڑھا لڑائی ہوئی آخر وہ زخمی ہوکے بھاگا حیرت نے کہا مین نے ابھی سنا کہ وہ
شریک ملکہ مہرخ ہوا حیرت نے صرصر کو حکم دیا جس طرح سے بنے اُس کو گرفتار کرکے
لاؤ صرصر نے کہا آج ہی لاؤنگی یہ کہکے رنگ و روغن عیاری کا لگا کر چلی ایک ضعیف بڑھیا
کی شکل بنکر لشکر اسلام مین آئی جا بجا پھرنے لگی فاروق کو ایک بارگاہ ملی خادم
خدمتگار عنایت ہوے فاروق جا کر اپنی بارگاہ مین اُترا صرصر پھرتے پھرتے پشت بارگاہ
پر آئی جوڑی خنجر کی لیکر نقب کھودنے لگی صرہ نقب کا گوشہ بارگاہ مین توڑا سر
نکال کر دیکھا فاروق پڑا سوتا ہے اس سے جھپٹ کر قریب آکے کانٹے سے دوشالہ
ہٹایا بیہوشی دماغ مین دی فاروق کو بیہوش کرکے پشتارہ باندھا اُسی نقب مین کودکر
سے بھاگی بھاگا بھاگ جاتی ہے خواجہ عمرو کو خیال تھا کہ فاروق پر کوئی افتاد
نہ پڑے یہ تو خبر پا ہی چکے تھے کہ فاروق بھی وہان آگیا اُنسے سب حال فاروق کا کہا ہوگا
شاید حیرت غصہ کرے اور صرصر کو بھیجے یہ سوچ کر خواجہ جست و خیز کرتے ہوے پشت
بارگاہ پر آئے انبار مٹی کا دیکھا نقب مین کودے بارگاہ مین آکر فاروق کو دیکھا
کہ پلنگ پر نہین ہے خواجہ نشان قدم پر چلے چہار جانب دیکھتے ہوے آتے ہین لشکر
سے نکل کر دیکھا صرصر پشتارہ بدوش جاتی ہے پکار کر آواز دی آگے نہ بڑھنا مین بھی
آپہونچا صرصر نے پلٹ کر جو عمرو کو دیکھا پانون بھاری ہوگئے معلوم ہوا پانون مین زنجیر
پڑگئی گھبرا گئی پشتارہ پھینک کر بھاگی لشکر اسکا قریب تھا بھاگی ہوئی پہونچی ابریق
کوہ شگاف طلاسے پر بیٹھا پکار کر آواز دی اے ابریق مین فاروق کو لائی تھی
عمرو نے پشتارہ چھین لیا ابھی وہ جنگل مین ہے یہ سنکر ابریق جھپٹا عمرو نے فاروق کو
ہوشیار کیا اُس سے حال کہہ رہا ہے کہ ابریق نے للکارا او فاروق آگے نہ بڑھنا ورنہ آگ
لگا دونگا فاروق نے سحر کیا خواجہ کنارے ہوے ابریق نے پتھر برسائے فاروق
پتھر و نسے بچا ابریق نے خون کا لنگر پھینک مارا فاروق بیہوش ہوا کہ پہلو سے آواز آئی
اے برادر کیا کہنا کیا جلدی سحر کیا ہے ابریق نے دیکھا سرما آتا ہے ابریق نے جھک کر سلام
کیا سرما نے گلے سے لگا لیا کہا بھائی یہ کون ہے ابریق حال بتانے لگا کہا کیون بھائی

تیغ تیز ایک مسلمان ہو گیا صرصر گرفتار کر کے لائی تھی عمرو نے اُسے چھین لیا وہ ساربان اُدھر بھاگ گیا
آگے بڑھ کے گردن کی سر مانے کہا دیکھو صرصر پھر آئی ہے ابریق اُسے حلقے کمند کے گلے میں ڈالکر
زنجیر سے مار کر بیہوش کیا اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ **عمرو** عمرم کہ کلاہ از سر قیصر ببرم
رنگ از رخ نجنگ بد اختر ببرم در مجلس خسروان چو گردم ساقی تیغ و سپر و سبو و ساغر ببرم
عمرو نے چاہا پشتارہ باندھوں ابریق کے ساتھ دس بیس جادوگر جو آئے تھے انہوں نے اُڑی
خبر جا کر دی عمرو کیا کرتا ہے خواجہ عمرو کلاہ ابریق کی لیکر بھاگے جادوگروں نے چاہا سحر کریں خواجہ
نے کام اور حد کی لیکن **فاروق** کو ہوشیار کر چکے تھے **فاروق** پر پرواز پیدا کر کے لشکر اسلام
میں آیا خواجہ عمرو بھی لشکر میں آئے بیان صرصر نے سب کیفیت **حیرت** سے بیان کی **حیرت**
نے جھلا کر **شاروق** سے سب حال بیان کر دیا **شاروق** نے کہا ضرور قیامتیں برپا کرونگا آپ
میرے نام پر طبل جنگی بجوائیے **حیرت** نے کہا جو کچھ کرنا سمجھ کر کرنا **شاروق** نے کہا ضرور آگ
لگا دونگا بہار و باغبان کی کیا حقیقت ہے یہ کہکر اپنی بارگاہ میں آیا حیرت نے طبل جنگی بجوایا
ہرکاروں نے یہ خبر ملکہ مہرخ کو پہنچائی ملکہ مہرخ نے کہا خواجہ کہو ہمارے لشکر میں بھی بفضل
ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی بجے یہاں بھی نقارۂ رزمی گڑگڑایا دونوں لشکروں میں تیاریاں
ہونے لگیں سحر تیار ہوتے تھے شاہزادیاں ماہ رخسار مثل بہار گلعذار حمام خانے میں داخل ہوئیں
لکہ ہاے ابر تیار ہونے لگے پھول کھلے چمن درست ہونے لگے لکہ ہاے ابر آسمان پر لہرانے
خواجہ عمرو بیرون بارگاہ نکلے برق و **چالاک** کو دیکھا باتیں کر رہے ہیں **خواجہ** نے کہا اے برق
میں اب تدبیر میں **شاروق** کی جاتا ہوں آپ کچھ نہ تیزی کیجئے گا ورنہ باعث خرابی ہو دل کو
نہایت بیتابی ہے برق نے کہا میں حفاظت لشکر کی تدبیر کر رہا ہوں آپ تشریف لیجائیں میں
نہ جاؤنگا خواجہ عمرو بہانہ عیاری سے آراستہ ہو کر چلے بصورت مبدل لشکر شاروق میں
شاروق اپنے مقام پر بیٹھا ہو گرد افسر جمع ہیں یہی ذکر کر رہا ہو کہ کوئی عیار صاحب نہ آئے آج
تو حال معلوم ہوتا میں نے وہ انتظام کیا ہو کہ اگر عیار آئے تو خود ہی گرفتار ہو جائے یہ باتیں کر رہا
تھا کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا افراسیاب جادو تخت پر سوار چلا آتا ہے **شاروق** کھڑا
ہو گیا سب افسر براے تعظیم اُٹھے **شاروق** جھک جھک کر افراسیاب کو سلام کرنے لگا

افراسیاب جو اُترا اُترتے اپنا تخت غائب کر دیا آکے تخت پر شاروق کو بٹھا کہا اے شاروق
تو کیا تدبیرین غارت مسلمانون کی کریگا شاروق نے کہا سحر سامری غلام نے تیار کر لیا
جب اُس سحر کو صرف کرونگا آپ ملاحظہ فرمائینگے سب کو قید کرکے خدمت حضور مین روانہ کرونگا
افراسیاب جادو نے کہا اے شاروق حقیقت مین تیرا سحر مین مثل نہین ہے وہ ظلمات والے
ذکر کر رہے ہین کہ شاروق ایسا شخص گیا ہے کہ سب کا خاتمہ کرکے آئیگا لیکن عیار بلاے بد ہونگے
مین ایسا نہو تمھارے ساتھ عیاری کرین یہ انگور باغ سامری کے لایا ہون یا حیرت کو
کھلانے کو انکی زندگی ہے میری زندگی ہے یا تمھارے واسطے لایا یہ کہکر خوشہ انگور کا نکالا
شاروق نے کہا تھٹکا مگر پھر دل سے کہا ہو کہ تخت آسمان سے اُڑاتے ہوئے لانا غیر ساحر
سے کیونکر ممکن ہے یہی سوچا کہ ایسا نہو اگر کوئی بے ادبی کرون اور افراسیاب ہاتھ ہلا دے
یا اشارہ کردے تو سر اُڑ جائے یہ شک کا مقام نہین ہے یہ سوچکر خاموش ہو رہا افراسیاب
نے دو انگور خوشے سے توڑے کہا اے شاروق اسکو نوش کرو ابھی تمھین نفع ہوگا تمھاری
خون تمام رگون مین جوش مارنگا بجا اور درست شاروق کہ رہا ہے دانے انگور کے ہاتھ مین
لیے چاہا کہ نوش کرے کہ آواز آئی اے شاروق کیا کرتا ہے ارے وہ سم قاتل ہے کہ پانی ہوکر
بہ جائیگا شاروق رکا افراسیاب نے کہا ارے نگہبان ان انگورون کے منع کرتے ہین
وہ نہین چاہتے کہ کوئی انگور کھالے عمر انکی بڑھ جائے اسی وجہ سے مانع رہتے ہین شاروق
نے پھر قصد کیا کہ آندھی سیاہ اٹھی اور آوازین مہیب آنے لگین افراسیاب لگی انکہ مقام
سے اُٹھا ہوا جو لگی پاتون زمین نے تھامی آندھی سیاہ سے ایک طائر ہفت رنگ پیدا
ہوا پکارتا ہوا او شاروق خبردار اگر ان انگورون کو کھائیگا کچھ پھل نہ پائیگا ارے یہ عمرو
عیار ہے شاروق نے ڈرتے ڈرتے ایک چٹکی خاک کی عمرو پہ ڈالدی جیسے تودہ بارود
مین چنگاری ڈالدی رنگ و روغن عیاری کا جلگیا صورت اصلی خواجہ عمرو کی نکل آئی
وہ طائر ہفت رنگ زمین پر گرا دیکھا ماہیان زمرد پوش بعد جوش و خروش ظاہر ہوئی
کہا ارے شاروق کہ تنگ تیرے واسطے پیدا کی گردون مین نے پردہ ظلمات سے
آواز دی تھی کہ یہ ساربان زادہ گرفتار ہو جائیگا تیری غفلت کو دیکھا تمھی جاتی ہو یہ ساتھ

تمہارا نمک کھاؤن حرامزدگی کو حکم دو کہ جلدی سوچ کہ یہ عمرو عیار ہے ذرا سی دیر میں نکل جائیگا اب تجھے غنیمت
ہی چاہیے قتل کرنا چھوڑ دے یہ کہتا ہی تھا بیان زور زور پہ پہونچ روانہ ہوئی تھی شاروق نے حکم دیا جلاد کو
ملاؤ فاروق نے مجھکو جڑائے دیا برق دچالاک تو چھوکر بیٹھا ما بیان کر گئی تھی اے شاروق
اس ظالم کو جسنے قتل کیا روح سامری کو شاد کیا تمام عیاری دنیا سے مٹ جائیگا اسی نے عیاری
کو رو دیا جلاد تلوار کھینچکر سر پہ عمرو کے آیا خواجہ منتیں کر رہے ہیں کہ اے شہنشاہ ساحران میں آج آپ کی
ملاقات کا شائق تھا اگر حکم دیجیے چالاک و برق کو ابھی گرفتار کر لاؤن مہرخ و بہار کی مشکیں
بندھا لاؤن تمام لشکر کو ایک دن میں تباہ کر دون مجھے معاف فرمائیے رہا کر دیجیے جو کام کیجیے
گا وہ کرونگا جب خدمت میں رہونگا تب خیر خواہی ثابت ہوگی شاروق نہیں مانتا جلاد
سے کہتا ہے جلد قتل کر جلاد سر پہ عمرو کے آیا تو یہ کا خط دیا پکار کے آواز دی اے شہنشاہ ساحران
حکم اول یہی سمجھ بوجھ کے دیجیے کا یہ وہ شخص ہے کہ جسکے نام سے تمام مسلمانان دشمن ہوا شہنشاہ
سے مقابلہ کیا لشکر کتنا جمع کر لیا کیسے کیسے ساحرون کو اسنے قتل کیا قتل کرنا سبکا کام ہے جلانا کام
سامری و جمشید کا ہے شاروق نے کہا جلد سر کاٹ لے جلاد تلوار نکال چلا شاروق نے
حکم دیا چاہتا ہی تھا کہ حکم دے کہ دربارگاہ پر ظاہر ہوا و آواز آئی خبردار عمرو کو قتل نہ کرنا ملکہ
حیرت نے طلب فرمایا ہے انکے سامنے قتل ہوگا عیار سر اسے برف انداز دوڑا ہوا آیا اسکے
جلاد کا ہاتھ پکڑ لیا شاروق سے کہا اپنا سحر اتار لیجیے ملکہ حیرت نے فرمایا ہے کہ شاروق کو قتل
عیاران کا اختیار نہیں ہمارے سامنے قتل کیا جائیگا وہیں تم بھی آنا سر اسے شاروق
نے کہا ہماری انگشتری تو اٹھا لاؤ یہ کہکے انگوٹھی [illegible] انگوٹھی اٹھاؤن انگوٹھی
سے ایک شعلہ نکل کا منہ پہ سر اسے کے لگا [illegible] رنگ و روغن عیاری کا اتر گیا صورت اصلی نکل آئی دیکھا
برق فرنگی عیار ہے شاروق نے کہا او مکار تو [illegible] ہشیار ہوکے نیند میں سمجھ گیا تھا کہ یہ
کوئی عیار ہے اب حکم دیا کہ ان دونون کو زیر تیغ [illegible] ایک وزیر اٹھا دست بستہ عرض کی اے
شہنشاہ ساحران آپ کے والد نے چلتے چلتے فرمایا تھا کہ اگر عمرو کو قید کرنا تو ہمارے پاس بھیج
بھیجنا ہم سر حد پر دو ظلمات میں قتل کرینگے نہ ہمارے فرزند کا نام ہو کام ساکنان [illegible] وہ کلمات
آگاہ ہون کہ عمرو ایسے شخص کو قتل کیا شاروق نے کہا اے وزیر اعظم خوب یاد دلایا ورنہ واللہ

ناہنجار سے بڑی شرمندگی ہوئی تم مین کوئی ایسا ہی کہ اسکی قید لیجائے سب ساحر ہاتھ باندھ کر اُٹھے
عرض کی خداوند ایسے مکار جعلساز کو ہم لیجائین ایسا نہو راہ مین کچھ فتور پڑے بات بات مین
عیاری کرتا ہے ہم کوئی اسکو نہ لیجاسکینگے سنار دق قہقہہ مار کر ہنسا کہا یارو کیا مین تمھارے بھروسے
پر آیا ہون ایک قفس آہنی لاؤ دیکھو کس طور سے روانہ کرتے ہین دیکھین کون روکتا ہے کوہ سبز
پہ سامنے مسلسل زنجیر دار کے قفس جاکر اُتریگا اُنکو اختیار ہو اسقدر اُنکو عمرو کے قتل کرنے کی
خوشی ہو کہ اُسی وقت کرینگے تمام ظلمات مین مشتہر ہوگا سب ساکنان شہر جمع ہونگے اُنکے ہجوم
سے قتل کرین کہ تمام شہر مین مشہور ہوجائے کہ عمرو عیار قتل ہوا برق کو اور جگہ بھیجو لکھا یہ
کہ ایک قفس آہنی منگوایا عمرو کو قفس مین بند کیا عرضی اپنے باپ کے نام لکھی کہ آپکے غلام
نے عمرو و برق کو گرفتار کیا ان دونون کا ساتھ رہنا مناسب نہ تھا لہذا برق کو آپکی ہمشیرہ
فولاد آہنخوار کے پاس روانہ کرتا ہون عمرو کو آپکے پاس بھیجتا ہون فوراً اسکو قتل کیجیے گا ر
قفس مین جب عمرو بند کرچکا سحر کیا ایک شعلہ نیچے قفس کے پیدا ہوا اس شعلے نے قفس کو
اُٹھا لیا طرف آسمان کے روانہ ہوا ایک قفس مین برق کو بند کیا اسیطرح سحر کیا نامہ لکھا
جناب پھوپھی صاحبہ برق فرنگی عیار کو مین نے پکڑا تھا آپکی خدمت مین روانہ کرتا ہون عمرو
کو خدمت مین آپکے بھائی صاحب کی روانہ کردیا یہ اگر یہ آپکی خدمت مین آتا ہے فوراً اسکو
قتل کیجیے گا امان نہ دیجیے گا نامہ لکھکر برق کے گلے مین باندھ دیا اس قفس کو بھی بطور مذکور
روانہ کیا اب قفس عمرو کا ذکر ہوتا ہے مسلسل زنجیر دار تخت پر بیٹھا وہ ظلمات مین بیٹھا ہے باتین کررہا
ہے کہ میرا فرزند برائے مقابلہ مسلمانان گیا ہے دیکھین کیا کرے کیونکر مقابلہ پڑے لیکن کسی بات
مین وہ کم نہین ہے جاتے ہی قیامت برپا کریگا بہار باغبان اُس سے کیا لڑسکینگے یہ ذکر تھا
کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا ایک قفس اُترتا ہوا آتا ہے ایک نے کہا کسی نے کسی پر ڈھونڈ پھینکی ہے کوئی
کہتا ہے شعلۂ آتش ہے کوئی کہتا ہے سحر سرکش ہے مسلسل زنجیر دار نے بغور دیکھکر ایک قہقہہ مارا کہا
یارو سمجھے نہین میرے فرزند کا سحر ہے وہ قفس چرخ مارتا ہوا بارگاہ مین اُترا اب سب نے دیکھا
کہ ایک شخص بلا پتلا گلے مین اسکے ایک نامہ پڑا ہوا ہے مسلسل سنتے ہی اسکے گلے سے لٹکا ہوا اسکو
پڑھا کہا لو یارو میرے فرزند نے لڑائی کا خاتمہ کردیا عمرو عیار کو قید کرکے بھیجا برق کو ہمشیرہ

پاس روانہ کیا عمرو یہان آیا ہی فورًا قتل کو لکھا ہی اب وقت شب قریب ہی اشتہار کیونکر
جاری کرون آج رات کو کوئی ساحر اسے اپنے مقام پر رکھے صبحکو قتل جائیگا کیون یارو تم مین
کوئی ایسا ہی کہ رات کو اسکو قید رکھی صبحکو میدان خونی مین لیکر آئی بعد قتل سر اسکا اپنے فرزند کے
پاس روانہ کرون لاش جنگل مین پڑی رہی زاغ و زغن لاش کو اسکی کھائین طائران طلسمات
بھی مزا اٹھائین ساحرون نے دست بستہ عرض کی حضور یہ ایسا مکار و عیار ہی کہ آپکی صاحبزادی
نے اسطرح روانہ کیا کوئی ساحر لیکر نہ آیا اسی خوف سے انھون نے یون بھیجا غلامان جانثار مجبور
و ناچار ہین اسکو ہم نہ رکھینگے اگر چھوٹ جای تو سرکار کو کیا جواب دین اسی سرکار اپنے ہی پاس
رکھین یہ سنکر مسلسل زنجیردار خوب قہقہہ مارکر ہنسا کہا مار دیا مین تمھاری بہتری سے یہ
سلطنت کرتا ہون یہ کہکر آواز دی ارے کوئی حاضر ہی بنفشہ حبشن کو بلاؤ یہ کہنا تھا کہ دیکھا
ایک حبشن کالی کالی ہنستی ہوئی سامنے آئی کہا اے شہنشاہ لونڈی کو کیون یاد فرمایا ہے
مسلسل نے کہا اے بنفشہ جاکر صیحہ مردار خوار ہماری دائی امانکو بلا لاؤ بنفشہ گئی سب
اہل دربار نے تھوڑی دیر مین دیکھا کہ ایک ضعیفہ ساحرہ ہاتھ مین لٹھیا پکڑے میلے پہنے ہوے
کھٹ کھٹ کرتی ہوئی سر ہلاتا ہوا آگے پہنچی مسلسل کی بلائین لین کہا بیٹا آج دائی کو
کیون طلب کیا مسلسل نے کہا دائی امان تمھارے پوتے نے جاکر لشکر اسلام مین تو
قیامتین برپا کین عمرو عیار کو گرفتار کرکے بھیجا ہی کوئی سردار اسی رات کو نہین رکھتا اسکو
لیجا کر اپنے گھر مین رکھو صبح کو میدان خونی مین لانا وہان قتل کیا جائیگا سر اسکا تو
تمھاری پوتے کے پاس روانہ ہوگا صیحہ مردار خوار نے منہ اپنا پیٹ لیا کہا ای فرزند
بڑا غضب کیا شارزوق اسکو قید کرکے یہان بھیجا یہ قاتل دامنہ و شمشیر ہی اس
سے ڈرنا چاہیے ایک طرح مین لیے جاتی ہون کہ شب کو اگر غائب کردیگے تو پھر نہ ہونگی
صبح کو میدان خونی مین لیکر آؤنگی تیرے ہاتھ سے قتل کردنگی سر خدمت مین شارزوق کی بھیجونگی
تب میرے دلکو آرام آئیگا ورنہ یہ سبکو قتل کرکے نکل جائیگا اس ظالم کی رگ رگ مین مکر بھرا ہی اسکی مکر سے
تمام خوف ہی مسلسل نے کہا ای مادر مہربان آپ بجا ہی جسطرح آپکے نزدیک مناسب ہی سر اسکا خدمت مین
ہمارے بیٹے کے جاوے دربار افراسیاب مین دعا آرد بای صیحہ نے پنجرا اٹھا لیا عمرو عیار کو اس

نے فولاد شتر ہاروں کو حکم دیا کہ صبح کو میدان خونی کی تیاری ہو صحرائے ظلمات میں سب جمع ہوں
صبیحہ لیکر عمرو کو ویرانے کی طرف آئی دیکھا عمرو نے مکان ٹوٹے ہوئے کھنڈل جابجا پڑے
ہوئے ایک ایک دیوار باقی ہے کہ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہاں مکان تھا صبیحہ عمرو کو لیے
ہوئے اس ویرانے سے گذر کر ایک مقام پر آئی کہ وہاں جابجا تباہ و ویرانی ہے ایک مکان میں
ہے کچی چہاردیواری دروازے میں باندھ بندھے ہوئے ٹٹ دروازے کے گھنے ہوئے دروازہ
دھوئیں سے سیاہ ہو رہا ہے جالے جابجا لگے ہیں ایکطرف کچا چولہا بنا ہوا اس پر سیاہ ہنڈیا کچی
ہے کچھ پتے کچھ ٹہنے قریب چولھے کے رکھے ہیں بڑھیا قفس عمرو کا چھپر میں لٹکا دیا ایکطرف
مٹی کا لوٹا رکھا تھا اسمین سے ماش کی کھچڑی نکال کر ہنڈیے میں دھر کر چولھے پر چڑھا دی تنکے
تھے جلانے کبھی آگ خوب روشن ہو گئی اور کبھی بجھ گئی خواجہ عمرو دیکھ رہے ہیں بڑی عرصہ میں
کھچڑی پکائی کونڈے میں نکال کر بیٹھی خوب سیر ہو کر کھچڑی کھائی ڈکار لی منہ سے دھواں نکلا عمرو
اس بڑھیا کی حرکات پر کانپ رہا ہے بڑھیا نے کھچڑی کھا کر ہنڈیا کو بھر کر دھر دیا اب باہر چھپر کے
آئی ایک چبوترہ گوبر سے لیپا ہوا تھا اسپر کملی بچھائی ایک چادر میں پیال بھری اسکو تکیہ بنایا اٹھی
چھپر میں ایکطرف ایک چھینکا لٹکا تھا موٹے موٹے تار اسمین لگے ہوئے اسکو نکالکر دو برتن
پھر رکھا کونڈے میں ایک کالی بوتل رکھی تھی اس بوتل کو اٹھا کر لائی ایک پیالہ کہ جسمین پھپھوندی لگی
تھی اسمین شراب انڈیلی بند مرچیں سوکھی اور کچی کنکریاں نمک کی بجائے گزک رکھلیں شراب کا
پیالہ ذب غٹ غٹ غٹ کر کے پیا چار جام بھر کر دو پئے ہے جب نشہ ہوا مرچیں کھائیں
نمک کھایا خوب مست ہو کر بانسری اٹھایا کو وہ ٹوٹی موٹی تار [illegible] سب کے بھائیں بھائیں کرکے
ملایا ملا کر اڑانے اور بجانے لگی آپ ہی جھوم جھوم جاتی ہے اور سر ہلاتی ہے خواجہ نے جب
اوسکو خوب مست و لایعقل پایا گنگنا کر ایک تان ماری بجلی چمک گئی صبیحہ ٹھہری چہار جانب
دیکھنے لگی حیران تھی کہ یہ آواز کہاں سے آئی تھوڑی دیر ٹھہر کر پھر بجانے لگی اسی طرح گانے لگی جو
پھر ایک تان ماری اب کی اسنے پھر تھوڑی تشویش دیکھ [illegible] لوہے کا لنگر اٹھی کہا
ہوں ماریان [illegible] تو گانا بھی جانتا ہے خواجہ نے کہا [illegible] اماں میں تو گانا نہیں
جانتا صبیحہ نے کہا اگر ہو [illegible] ابھی تان لگائی دل تو تمہارا بیقرار کر دیا اب [illegible] کرتا ہے

کانا سنونگی صبح کو لیجا کر قتل کرونگی عمرو نے بلک کر تہ دل سے دعا کی کہ اے بے نیاز عمر انیا تو
شریک کر مین نظر کردہ ہفت پیغمبران ہون مجکو یہ ملعونہ جلا رہی ہے مجکو قتل کرنیکو کہتی ہے تو
مسبب الاسباب حاکم لاجواب ہے عمرو نے جو بیچین ہوکر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا ایک دم
اٹھا صیحیہ نے جو ابر کو دیکھا اٹھ کھڑی ہوئی کہا لے او عمرو اب میرا وارث آتا ہے تیری شکل اب تباہ
ہو جائیگی کلمے جا جب تو رہ عمرو حیران کہ اسکا وارث کون ہے صیحیہ تو اٹھکر دوڑی دو چار بوتلین
اٹھا لائی کپڑے بدلی لنگی کہاروے کی ایک تہمد باندھ لی چراغ اٹھا کر سر پر تیل ڈال لیا بالونکو
سنوارا اتنے مین وہ ابر قریب آکر آسمان پر لہرایا صیحیہ نے پکار کر آواز دی صاحب جلدی آؤ کیون دیر
کرتے ہو ابھی مین نے ذکر کیا تھا کہ آج میرا وارث نہین آیا دل بیقرار تھا آنکھین اشکبار تہین آج
سبھی ہاتھ نہ لگانا سر مین میرے خلل ہے دیکھو پنڈا پھیکا ہو رہا ہے ابر سے گڑگڑاہٹ کی آواز
آئی صیحیہ پکاری مین واری صدقے صاحب جلد آؤ مین گھبرائی ہون کہاروے کی جو ساری
اوڑھی ہے گھونگھٹ بھی نکال لیا سر جھکا کر کھڑی ہوئی کہ وہ ابر شق ہوا تخت پر ایک جوان کو دیکھا
سیہ فام بد انجام چالیس گز کا قد صیحیہ کو گھونگھٹ نکالے جو دیکھا پکار کر آواز دی کیون ہے
جان جہان مزاج کیسا ہے صیحیہ نے ٹھنک کر کہا صاحب جیسی ہون ثابت ہو جائیگا میری
طبیعت بے لطف ہے تمسے کسی بات مین انکار نہین مگر آج خالی بیٹھو دیکھو تمکو کانا سنو دینگی
کانا سنکر اسکی گردن توڑ ڈالنا گردن مروڑ دینا نگوڑا دیوانہ ہوا ہے لو صاحب مجہپر رنگ جمتا
ہے بھلا مین اسلیے دام مکر مین آؤنگی تجھ ایسے چاہنے والے سے تو مین نے مزا جب سب کام کرتی
ہون استقال آدمخوار نے کہا یہ کون شخص ہے جسکا کانا نہین یہ خوب کانا ہے صیحیہ نے کہا
کانا اسکا سحر ہے پرزے پرزے کرو انکو اسنے گانے مین مارا ہے یہ نگوڑا عمرو عیار ہے بڑا مکار و غدار ہے اور
کوئی ہوتا تو اب تک اسے مار لیا ہوتا نگوڑا میرے سامنے باتین بناتا ہے یہ کہکر استقال کے ہاتھ مین بوتل
دی استقال ساری بوتل ایک سانس مین پی گیا کہا اری اور شراب لا صیحیہ نے دوسری بوتل دی
وہ بھی پی گیا اور شراب مانگی پانچ چھ بوتلین پی کر ڈکار لی گزک وغیرہ بھی کھائی نشہ مین لہلہانے لگا
کہا او جان جہان کانا سنو تو صیحیہ طرف عمرو کے متوجہ ہوئی کہا او بانی زادے گا خواجہ
نے بجوث جان یہ غزل گانا شروع کی غزل

ظاہر ہوا ہمین یہ تمھارے حجاب سے
یوسف چھپا ہی رکھتا تھا منھ کو نقاب سے

آباد باغ خشک بھی تر ہو شراب سے
طاؤس وجد کرتے ہین ساقی سحاب سے

یوسف مین اور یار مین اتنا ہی فرق ہی
اسکو چھپایا اسکو نکالا نقاب سے

حیرت کی جا ہی خط رخ آتشین یار
نکلا ہے سبزہ لعل آفتاب سے

اے شہسوار یاد تو نکا تیرے خیال ہی
آنکھون نے حلقہ دام لیے ہین رکاب سے

اس بحر مین کھلائی تہ ہے فوکے مجھے تھا
ٹکڑے کے پارہ پارہ ہو کشتی حباب سے

بیخود ہوئے نہ رند چڑھا کر خم و سبو
جگر مین جرح ہے تیغ آفتاب سے

یاد آگیا ہے بوسہ چشم سیاہ یار
وحشت ہوئی ہی مجھکو ہرن کی کباب سے

گلہائے زخم کیسے ہین خوشبو ضرور ہی
ای ترک اپنی تیغ کو بجھوا گلاب سے

کٹنے رہین ہاتھ دیکھکے اس تیغ کا ریمن
ہم عاشقو تمکو قتل کرو گے حجاب سے

عمر دو روزہ ہو گئی اک حال پر بسر
خالی رہا زمانہ مرا انقلاب سے

روتا ہی وہ تو ہنستی ہی یہ اسکے حال پر
نفرت ہے مجھکو صحبت برق و سحاب سے

آتش کو چھکے قتل کیا اسنے اسلیے
ہوتی ہی قدر شعر بلند انتخاب سے

اسطرح بیقراری مین عمر ونے یہ غزل گائی اشتعال نے کہا ای صیحہ اسکے گانے پر دل دکھتا ہی خوب گاتا ہے اسنے کیا خطائی جو اسکو قید کیا صیحہ نے کہا تمھارا بوتا جو شاروق ہی وہ برای مقابلہ مسلمانان گیا ہی اس نگوڑے نے چاہا تھا کہ اسے مار ڈالے وہ میرا تعلیم کردہ ہی اسنے اُسے گرفتار کرکے یہان بھیجا سب سردارون نے اسکے قید رکھنے سے انکار کیا تب میرے بچے نے اسکی قید میرے سپرد کی میرے ساتھ یہ مکر کر رہا ہے اسکے گانیکا اسی انعام دیدو اشتعال نے کہا ای صیحہ یہ غریب دُبلا پتلا نانیا کیا کسی کو ماریگا میرے نزدیک تو مناسب ہے کہ اسی قید سے چھوڑ دو یہ غریب محتاج ہی اسکے قتل کرنے سے کیا فائدہ صیحہ نے کہا ای اشتعال یہ بڑا موذی ظالم ہے شاروق کو جا کر قتل کریگا آفت برپا کر دیگا اسکا رہا ہونا اچھا ہونا نہین اشتعال نے بگڑ کر کہا یہ کسی کو کیا قتل کریگا کھلونا ہی جس صحبت مین جا بٹھا دیا وہ غزلین گوالین عمر و نے کہا ای پہلوان دوران وای گرشاسپ جہان مین نے آجتک چیونٹی کو بھی نہین مارا ہے

ناحق کو حمزہ نے بدنام کیا مین بیچارہ کیا کسی کو مار سکتا ہون صیحہ نے کہا او ساربان اوے
تو میرے شوہر کو اور وحشت کرتا ہی چپکا بیٹھا رہ استقال نے کہا او صیحہ کیون غریب کو دھمکا و
دھمکا کے مارتی ہی تیری صورت دیکھکر ابتا ہی جلا کے بات کرون تو مر جائے مین برسون سے
تیرے پاس آتا ہون تجکو راضی کرکے جاتا ہون آجتک مین نے کبھی تجھسے کسی بات کو نہ کہا تھا
ایک معمولی بات جو کہی اسپر انکار کرتی ہی اے عمرو تو قفس سے نکل آ خواجہ نے کہا مین اسکے سحر
مین مبتلا ہون استقال نے کہا او صیحہ سحر اتار دے صیحہ نے کہا ارے بیحیا یہ مجھکو تجھکو
دونونکو قتل کریگا اور نکلجائے گا استقال نے کہا تجھی کو مار کر نکل جائیگا آفتاب اوڑھنی اپنی
رکھدون تو مر جائیے یہ ہمکو کیا قتل کریگا مین اسکو باغ لالہ زار مین لیجاؤنگا لالہ زار قدر
شناس ملکہ اسکی ہی وہان پڑا رہیگا باغبانونکی خدمت کریگا کھانیوالا مشہور ہوگا صیحہ
نے کہا دیوانہ ہوا ہی کیون ملکہ لالہ زار کی شامت بلاتا ہے ہاے مین چاہتی تھی اسکو مار ڈالون
مگر کیا کرون میدان خوبی کا علم مل چکا ہی مسلسل زنجیردار نے اشتہار جاری کیے مین اے
استقال اسکے رہا ہونے مین ضد نکر اسکا رہا ہونا بہتر نہین استقال نے کہا بدو تو میرے
حالات کہتی ہی جو ہم جا مینگے وہ کرینگے بتہ ایسی ہجکو بہت مل جائیگی مجھ ایسا تجکو نہ ملیگا یہ کہکر
ہاتھ بڑھایا کہ عمرو کو نکالے خواجہ عجز کرتے ہین کہ اے استقال میرے رہنے کا ٹھکانا نہین
ملکہ لالہ زار کا ملکر نوکر رکھا دیجیے سب کی خدمت کرونگا راضی کرکے چھوڑونگا تمھاری
خدمت سے عمر بھر منہ نہ موڑونگا صیحہ چلا کر اوٹھی کہا او استقال قفس سے عمرو کو نہ نکالنا
میرے بڈھے نے اسکو قید کرکے بھیجا ہے اگر یہ رہا ہوا تو بڑی خرابی ہوگی دیکھ میری بات مان
برسون کی ملاقات دم بھر مین چھوڑتا ہی یہ شخص بڑا جعلساز شعبدہ باز ہی ایک فقرے
مین سب کو قتل کریگا اسنے اپنے مشتمس کو مارا عمرو ونیلکا پیارذدہ اسی نکالا لاکھون
مین نکالی اسقدر آنسو جاری ہوئے کہ خواجہ ہچکیان لینے لگے استقال نے کہا جاؤ اسکو
رہا کر کیسا بیقرار ہو کر روتا ہے ایسا نہو کہ دم نکل جائے دیکھ تو اسکا کیا حال ہی استقال نے
جو ہاتھ بڑھایا کہ عمرو کو قفس سے نکالون صیحہ نے ہاتھ پر ہاتھ ڈال لیا استقال نے کلائی پکڑ کے
ایک طمانچہ یا سامری کہکر مار دیا طمانچہ جو عارض پر صیحہ کے پڑا سر اس خود سر کا چنبر

گردن سے اڑ گیا لاشہ تھرا کر زمین پر گرا استقال نے ایک لات ماری کہ استخوان چور چور
ہو گئے آندھی سیاہ اٹھی سنگباری و برغباری ہوئی بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من
صیحہ مرو ارغوار بود مکان تمام سحر کا تھا جلگیا چھپر میں آگ لگ گئی استقال نے کہا اے عمرو
چل اس فاحشہ کی یہی سزا تھی اٹھو خواجہ چھوٹے استقال کے ہاتھ چوم لیے کہا حضور آپنے اپنی آشنا
کو مارا میں بھی آپکو ایسا راضی کرونگا کہ آپ بہت خوش ہونگے استقال نے ایک تخت تیار کیا
استقال نے کہا خواجہ اب یہاں آفت برپا ہوگی مسلسل زنجیر دار آئیگا یہ زاغ و زغن جو اڑی
ہوئے جاتے ہیں اسکو جاکر خبر کرینگے وہ فوراً آئیگا ہرچند کہ میں اس سے پایہ کسی کا نہیں رکھتا
مگر کیا ضرور ہے کہ فساد ہو اب نکل چلو خواجہ نے کہا حضور آپکی جان کی خیر ہو استقال نے کہا وہ میرا
کیا کر سکتا ہے جب وہ میرا پیچھا کریگا دیکھا جائیگا یہ کہکر خواجہ کو تخت پر سوار کیا آپ بھی اس
تخت پر بیٹھا تخت کو اڑاتا ہوا چلا یہاں مسلسل زنجیر دار پڑا سو رہا تھا کہ زاغ و زغن نے
سرہانے آکر کائوں کائوں کی مسلسل اٹھ بیٹھا پوچھا ارے کیا ہوا کیوں روتے ہو کیوں
سر پیٹتے ہو کیا تم پر آفت آئی جو اسقدر بیقرار ہو ایک زاغ نے مثل انسان کے آواز دی اے
بادشاہ پردۂ ظلمات غضب ہوا ہماری افسر کو استقال نے مارا عمرو کو لیگیا ہم دیکھا کیے
ہمسے کچھ نہ ہو سکا اپنے افسر کے مرنے سے بے طاقت ہو گئے یہ سنکر مسلسل اٹھا کہا ارے
استقال کو عمرو سے کیا کام تھا اسی زاغ نے کہا حضور قصہ طول طویل ہے لیکن عمرو کو وہ
لے گیا ہمکو داغ دے گیا مسلسل نے آواز دی ارے کوئی حاضر ہے بڑھکر استقال کو پکڑ لاوے کہنا
تھا کہ ابہام زنجیر دار اپنے مقام سے اٹھا کہا اگر حکم ہو تو میں مشکیں باندھکر لاؤں یہ کہکر
ابہام اٹھا بارہ ہزار جوان ساتھ لیے تلاش میں استقال کی چلا استقال دو کوس نکلا تھا
کہ لکہ ابر زرد آسمان پر پیدا ہوا اس لکہ ابر زرد سے آواز آئی او استقال نمک حرام کہاں لیے جاتا ہے
قیدی کو سرکار کے لیے جاتا ہے یہ سنتے ہی استقال پلٹا عمرو سے کہا لو ابہام زنجیر دار میری
تلاش میں آیا یہ کہکر آواز دی او ابہام زنجیر دار کیوں ساتھ میں آتا ہے عمرو میرا دوست ہے
اسکو لیجا نہ سکیگا تیرے بادشاہ کا کہنا نہ مانونگا ایک خوب گوپے کو قید کیا کہ عمرو سے قابل دشمن سمجھا
دیو صفال تھا اسکو یہ بیچارہ کیا مار سکتا وہ ایک انگلی رکھدیتا تو یہ مر جاتا ناحق اپنے صاحب کو

بدنام کیا ہی ابہام آپڑا اب تو اشتقال بھی اٹھا سینین چڑھا کر جو نوچ گرا کسی کو چیر کر پھینکا کسی
کو خنجر مار دیا سیکڑوں کی گردنین کھینچکر پھینکدین ابہام نے آگ برسائی خنجر کرلئے اشتقال کہتا
ہے تیرا سحر اپنے جسم پر لیتا ہون بس سامنے سے بھاگ جا اسی مین خیر ہے ورنہ ایک آدھ خنجر مار
دونگا سر تیرا اڑ جائیگا میرے ہاتھ سے مہلت نہ پائیگا خواجہ عمرو تخت پر بیٹھے دیکھ رہے ہین کہ
پلٹ پلٹ کر اشتقال کہتا ہے کہ اے رفیق تو نہ گھبرا عمرو جواب دیتا ہی اے آقائے نامدار واسے
مولائے قدرشناس مین بہرام فلک سے بھی نہین ڈرتا انکی کیا حقیقت ہی اتنے میں دیکھیے تو عیاری
کرون یہان ابہام کی گردن لون یہ سنتے ہی اشتقال نے تخت کو اشارہ کیا تخت زمین پر
آیا ایک ساحر کی شکل بنکر خواجہ گولے نرغے سامنے ہو کے چلے گولا جیب میں تھا اسنے ہاتھ مارا گولہ
پھٹا چند چھینٹے پانی کے اسمین سے نکلے منہ پر اس ساحر کے پڑتے بیہوش ہو کر گرا عمرو نے فورًا اسکا
کام تمام کیا خواجہ جب زیب طلسم ہوشربا کے آگے مین ہر وقت چاق و چوبند رہتے ہین فوراً
ایک مار سیہ زنبیل سے نکال کے پھینکا وہ رینگتا ہوا چلا خواجہ نے پکار کر آواز دی اے
ابہام یہ مار تیری جانب آتا ہے اسکو مارے یہ اشتقال سحر ہے ابہام نے پلٹکر دیکھا ایک
مار سیہ کو پھن اٹھائے ہوئے راہ و راہ چلا آتا ہی ابہام نے ایک لاٹھی ماری سانپ کا سر پھٹ گیا
اسمین سے دھوان نکلا وہ دھوان آنکھون مین ابہام کے لگا ارے کہکر زمین پر گرا بیہوش
ہوا خواجہ نے قریب آکر خنجر ملا ابہام کا شکم چاک دفعۃً پاک اندھیرا ہو گیا اسکے ابعد ہیبت ناک
آنے لگین بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من ابہام زنجیر دار بود اشتقال نے جو آواز
سُنی پکار کر کہا خواجہ کیا کہنا کیا جلد ابہام کو مارا اب جو فوج پر گیا دو دو چار چار کو ٹکڑا دیا
غلغلہ پڑ گیا فوج و سے بھاگے کہتے ہوئے اشتقال پر جادو نہین چلتا نہین معلوم
ابہام کو کسنے مارا خاص طرح لڑ رہا تھا یکایک ایک جادوگر نے خنجر مار دیا اشتقال نے
دور تک تعاقب کیا جب پلٹا تو آکر دیکھا خواجہ عمرو زیر تخت کھڑے ہین اشتقال نے کہا اے
رفیق و شفیق کیا کار نمایان کیا جھٹ پٹ مار لیا خواجہ نے کہا جو جادوگر مجھسے بل کی لیتا ہے
تو شکل صحیحہ کے قتل کرتا ہون جسطرح آپنے ایک طمانچہ مار دیا اسی طرح مین ایک خنجر مار دیتا
ہون مگر آپ مجھے محبت سے آپکو بہت راضی کرونگا اشتقال بہت خوش ہوا کہا اے عمرو

جو تو میری رفاقت کریگا بڑا اُسکا مرتبہ کرونگا اب میرے مالک کے پاس چلیو ملکہ لالہ زار تمکو دیکھکر
بہت خوش ہونگی خواجہ نے کہا چلیے اب تو ہم آپکے ساتھ ہین اب ایلو افراسیاب نہ مانینگے
کی مرغ و مہار کو منائینگے تم افراسیاب سے مقابلہ کرتا ہمین عیاری کرکے پکڑوا ؤنگا استقال
نے کہا خواجہ افراسیاب کو عمرو نے کہا افراسیاب کیا افراسیاب کے باپ کو مار ڈالین تمکو
تخت طلسم ہوشربا پر بٹھاؤن مین شاطر ہون سب لالف ہو استقال نے کہا ایسے نگہبان بہت
ہین عمرو نے کہا تم سحر سے نگہبانونکو روکنا مین پکڑوا ؤنگا استقال نے کہا خواجہ یہ بہت
مشکل ہے خواجہ نے کہا ملاحظہ کیجئے ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے یہ باتین کرتے ہوئے خواجہ ساتھ
استقال کے راہ مین چلے راہ مین عمرو نے پوچھا یہ لالہ زار کون صاحب ہین استقال آدمخوار
نے کہا خواجہ ہم تمام لشکر کا اسکے انتظام کرتے ہین لالہ زار بڑی امیر کبیر ہے جسکے ساتھ چالیس
ہزار کنیزین چلتی ہین خواجہ نے کہا اہو استقال ہمارا کیونکر جیگا استقال نے کہا خواجہ تمہارا
کام سنوا ؤنگا مصاحب لالہ زار بنا ؤنگا یہ باتین سنکر خواجہ بہت خوش ہو کہا جب باغ لالہ زار
قریب رہے تو مجھے اطلاع کیجیگا مین کپڑے بدل لون استقال اچھا اچھا کہتا ہوا طرف باغ
لالہ زار کے لیے جاتا ہے اب تھوڑے ذکر مہتر برق فرنگی کا واجب و لازم ہے کہ مہتر برق نے
کیا کیا شاروق نے جو برق کو قید کرکے روانہ کیا فولاد آدمخوار ساحرہ زرد دختر بارگاہ
مین اپنی بیٹھی ہوئی ذکر کر رہی ہے کہ آج کل مسلمانونسے اور شہنشاہ سے مقابلہ ہے مسلمانون نے بڑا
زور پکڑا ہے کہ دیکھا آسمان سے ایک قفس چرخ مارتا ہوا آتا ہے دربار والون نے کہا دیکھیے
کسی نے کسی پر سحر بھیجا ہے بڑے زور و شور سے پھرتا ہے فولاد نے کہا یہ ہمارے فرزند کا
معلوم ہوتا ہے کہ شعلۂ آتش نے بر سر بارگاہ چرخ مارا جب شعلہ پھٹا تو دیکھا کہ ایک انگریز قفس
مین قید ہے نامہ گلے مین بندھا ہوا ہے زمین پر قفس اترا شعلۂ آتش پھٹ گیا فولاد نے نامہ
گلے سے کھولکر جو پڑھا لکھا تھا کہ بیٹی بھی اِس زمان مین کہ عمرو و برق کو گرفتار کیا برق کو تو آپکی
خدمت مین بھیجا یہان کی حیرت تو ایسی ڈری ہوئی ہین کہ عیارونکے نام سے کانپتی ہین ورنہ
مین یہین قتل کرتا آپکی خدمت مین بھیجا ہے ایسے متعلم بڑا اسکو قید کرنا اگر ترپ ترپ کے مرجائے
شہنشاہ بہت راضی ہون گے یہ مضمون پڑھتے ہی فولاد نے کہا ارے کوئی حاضر ہے

کہ اسکو قید کرے آپ ورنہ قید رہی کہ تڑپ تڑپ کر مرجائے میرے فرزند اسکی قید بھیجی ہے جو
احتیاط رکھیے یہ بڑا مکار ہے اپنے شہنشاہ کو بڑے بڑے دھوکے دیے ہین جب تو برق
کو قید کرکے یہان بھیجا ہے عظام جادو اپنے مقام سے اٹھا کہا یہ قید میرے سپرد ہو ظلم سے
آپ میرے آگاہ ہین اہل و عیال پر بدعت کرتا ہون زوجہ تک کو ایک وقت کھانا دیتا ہون
اور عیال کو تو تین تین دن کھانا نہین دیتا اس مکار کو اس حال مین رکھون کہ تڑپ تڑپ کے مرے
طالب ہو کہ جان جاتی رہے تو نجات ملے عظام جادو برق کو لیکر ایک مکان مین آیا دروازے
پر کئی ہزار جادوگر مقرر کیے آپ بھی کرسی پر آکے بیٹھا شراب و کباب کا چرچا ہوا عظام جادو
ذکر کر رہا ہے کہ اس عیار پر وہ بدصورت ہو کہ تڑپ تڑپ کر جان دے برق نام ہی جان بنا
اسکا کام ہے کہ برق کے رونے کی آواز آئی عظام نے دروازہ کھول کے کہا کہ اے
برق کیون روتا ہے برق نے کہا حضور ذرا یہان آئیے تو عرض کرون عظام اندر آیا
برق نے کہا بیٹھ جائیے تو مین عرض کرون عظام بیٹھا برق نے کہا حضور مین بے قصور
ہون امیدوار ہون کہ بے خطائی پر میری خیال کیا جائے کل سے قید ہون آب و دانہ نہین
ملا اور ایک بات مجھے آپسے پوچھنا ہے عظام نے کہا کیا برق نے کہا حضور کوئی ایسی صورت
ہے کہ ہماری جان بچ جائے اگر ہمکو فولاد نوکر رکھ لے جتنے سردار ہین سب کو گرفتار کر دین
جو نہ بھی دشمنی کرتا ہو اسکو بھی پکڑ لائین سرکش سرکار کے سامنے سر جھکائین اور ایک بات
ہم جانتے ہین آپ کسی کی بہو بیٹی پر عاشق ہون اسکو آپسے ملوا دین اسکام کو تو خوب ہی
ہم جانتے ہین آپ ہمکو اچھی طرح نہین پہچانتے ہین عظام پسیج گیا برق نے ایسا جھگڑا
شروع کیا کہا اے عظام مین رفیق مذ شکر ادا ہون واہ شہنشاہ ساحران جس خدمت کا جو
حکم ہو بجا لاؤن عظام نے کہا ای برق ملکہ چنچل نبت کھینچل بھائی فولاد کی ہر چند مدت سے اسیر
عاشق ہون اگر وہ ملجاوے تو جو تو کہے وہ کرنے کو موجود ہون برق نے کہا جان اللہ ذکا مدد
چنچل کو بتے مار دونگا وہ عیاری کرون کہ وہ خود تم پر عاشق ہو جاوے کہو ایسی تدبیر کرون کہ وہ خود
تمہارے پاس چلی آوے جو مدد مجھسے وہ کرسکتا ہون اسطور سے معشوقہ کو ملاؤن کہ آپ خوش ہو جائین
عظام ایسا خوش ہوا کہ برق کی ہتھکڑیان کاٹ دین بیڑ کھولدی کھانا منگوا کر برق کو کھلوایا

جب برق کھانا کھا چکا تو عظام برق کو لیکر اپنے مکان پر آیا بڑی خاطر کرکے بٹھایا برق نے کہا اب جو تدبیر ہو وہ کروں عظام نے کہا میرے مکان کے سامنے جو پختہ مکان ہے اسمین چنچل رہتی ہے برق نے کہا میں آج ہی لاتا ہوں یہ کہکر رات کو ایک گوشے مین بیٹھکر نقب دینا شروع کی گوشۂ قصر چنچل مین سرہ نقب کا جاکر توڑا سر اوٹھاکر دیکھا تمام محل مین جو لعین کنیزین پھیلی ہوئی ہین برق کھڑا دیکھا کیا ایک کنیز مشتاب کو اسطرف آئی برق نے اسکو بیہوش کیا اسی کنیز کی شکل بنکر جا بجا کنیزون و پہرے چوکی والیونکو گلوریان کھلاتا ہوا بیہوش کرتا ہوا قریب اس دالان کے پہونچا جہان چنچل سو رہی ہے پردہ اوٹھاکر اندر آیا برابر پلنگ کے جاکر دوشالہ کاندھے سے ہٹایا دیکھا عورت نہایت حسین ہے بیہوشی نکالکر برابر دماغ کی لگادی بیہوش کرکے پشتارہ باندھا اسی راہ سے اوٹھتا بیٹھتا تا بہ نقب آیا نقب کے پیلا عظام کلیجہ پکڑے بر سر نقب موجود ہے کہ اتنے پیر کی آہٹ سنی سر جھکاکر دیکھا برق مع پشتارہ آتا ہے خوش ہوگیا پکارکر آواز دی ای برق شیر یار و یاہ برق نے کہا شیرون کے نوکر شیر ہوتے ہین ملکہ چنچل کو لایا عظام برق کے گرد پھرنے لگا کہا ای برق کیا کارنمایا کیا برق کو ساتھ لیے ہوئے ایک قصر مین آیا مسند پر پشتارہ ملکہ کا رکھوا دیا جوش عشق مین کہا اے برق تم ہٹ جاؤ مین عذر کرلونگا برق ایک گوشے مین چھپ گیا عظام نے شراب و کباب مہیا کرکے ملکہ چنچل کو ہوشیار کیا ملکہ چنچل کی جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک مکان غیر پایا اسباب عیش و نشاط مہیا عظام سامنے ہاتھ باندھے بیٹھا ہے عظام نے قدمونپر سر رکھدیا کہا ای جان جہان و ای آرام دل عاشقان مدت ہوئی بیتر جان دیتے کچھ بن نہ پڑا آخر آج جرأت کی کیا کہوں جو تمہاری محبت مین ہماری کیفیت ہے عجب حالت ہے نظم

خیال و خواب یہ لیل و نہار جانتے ہین	ہم اپنی زیست فقط مستعار جانتے ہین
بدن مین زخم نہین برچھیان ہین پھولونکی	ہم اپنے دل مین اسی کو بہار جانتے ہین
خطا سے جامین ختن تو تم ہو مین یہ جبین	تمہاری زلف کو مشک تتار جانتے ہین
جو شنا ہوا ہے ای ترک چشم تیری نظر	تو ہم بھی طائر دل کو شکار جانتے ہین
اٹھیگی خاک قبر میری بعد فنا	تمہاری شوخیان ای شہسوار جانتے ہین

کہا دربار میں جو تم حاضر ہو گئے تب اب وجہ کی خبر پاؤ گے ویسا انتظام کرنا عظام اسی وقت
قید خانے پر آیا قید خانے میں قفل لگایا ساتھ والوں نے کہا رات بھر جاگ کے بسر کرو سب نے بموجب
حفاظت ہوئے گرد قید خانہ کے پھرنے لگے عظام نے ایک مقام پر نقب بھی لگا دی کہ جلوہ
ہوا اسطرف عیار نکل گیا سبکو غلغلہ کیا کہ عیار غائب ہو گیا۔ تا اینکہ دربار ملکہ میں فولاد
آہنی زرہ میں آیا کہا حضور غضب ہوا کوئی سپاہی ملگیا برق نکل گیا فولاد یہ سنکر گھبرا گئی بعد
طاؤس اپنے عیار کو اشارہ کیا کہا حضرت صاحب جاکر دیکھو حضرت طاؤس سنکر قید خانے میں
آیا نقب دیکھکر سر مارا دل میں کہتا ہے ای طاؤس یہ تو کسی نے بڑی کارگذاری کی نکال بھی لے
گیا اور نقب بھی لگا دی خیر سمجھا جائیگا یہ سوچتا ہوا پاس فولاد کے آیا حیلے سے کہا یہ کام
کسی بڑے شخص کا ہے غلام دریافت کر دیگا کہ یکایک محل میں غل ہوا چند کنیزیں روتی پیٹتی آئیں
عرض کی صاحبزادی آپ کی غائب ہو گئیں نقب لگی ہوئی ہے فولاد نے گھبرا کر کہا ای طاؤس
جاکر دیکھو کیا معرکہ ہے طاؤس وہاں آیا چاندنی پر میٹرہ دیکھا بلا کا عیار ہے میٹرہ پہچان لیا
یہ میٹرہ تو برق کا ہے مگر حیران کہ یہ کیا معرکہ گذرا برق کیونکر چرا لیگیا یہ سوچتا ہوا بارگاہ میں
فولاد کی آیا کہا حضور عجب طرح کا مقدمہ ہے لیکن غلام تلاش کر دیگا جسنے برق کو چھڑایا ہے
ملکہ چنچل پر بھی دست اندازی کی لیکن اسمقدمہ کا کرنے والا بڑا دلیر ہو ہر مرتبہ عظام ہی کی
علامت دیکھ دیکھکر کہتا ہے جب طاؤس عظام سے آنکھ ملاتا ہے رنگ رخ عظام متغیر ہو جاتا
ہے مگر سر جھکا کر خاموش ہو جاتا ہے شام کو عظام اٹھکر مکان میں آیا چنچل سے جا کر کہا برق نے
کہا ای وزیر اعظم طاؤس سمجھ گیا آپ پر اوسکو شک ہو گیا تھا آج وہ یہاں ضرور آئیگا اگر اسنے
دیکھ لیا تو آفت برپا ہوگی بہتر ہے کہ یہاں سے نکل چلیے تا لشکر ملکہ مہرخ میں جلد جلد چلے آیا جو زبردست ہیں
میں وعدہ کرتا ہوں ضرور بیاہ کی خاطر ہو گی پھر فولاد کیا کر سکیگی سر پیٹ پیٹ کر رہیگی عظام نے کہا
ابھی ایسا خوف نہیں ہے مفصل طاؤس سمجھا نہیں برق نے کہا تم انکو سمجھاتے ہو میں نکل
چلنا ہی بہتر ہے عظام نے کہا میں باہر جا کر اپنے ساتھ والوں کو ٹٹولوں دیکھوں وہ لوگ کیا کہتے ہیں
برق نے کہا اچھا ملاحظہ ہو تیرا آباد رہے میں بارگاہ سے جلا دینگے عظام نے کہا اے
برق بہتر ہے برق ایک ستارہ کی اسیوقت خلل بنکر تیار رہا ہوا محل سے عظام کے نکلا

پھرتا ہوا بارگاہ فولاد میں آیا دیکھا فولاد سے طاؤس کہہ رہا ہے ملکۂ عالم عظام نے یہ کام
کیا مدتسے ملکہ جنجل پر عاشق تھا خوف سے نہ کہ سکتا تھا برق نے اسکو دم دیکر یہ کام کیا
غلام جاتا ہے عظام کی خبر لاتا ہے یہ کہکر طاؤس چلا برق نے طاؤس کا پیچھا کیا جب
قریب قصر عظام پہونچا طاؤس نے کمند پھینکنے کا قصد کیا محل پر عظام کے ماؤن برق
نے لپٹ پیچھے سے آکر حلقہ ہائے کمند مارے طاؤس ارے کہکر ملبا برق نے حباب مار کر
بیہوش کیا ڈنتارہ باندھکر پاس عظام کے لایا عظام نے کہا اے برق کیسے لائے تو
برق نے کہا دیکھیے جو میں عرض کرتا تھا وہی ہوا آپکے قصر پر جب یہ کمند ماری میں نے
اسکو گرفتار کر لیا اب بہتر یہ ہی کہ اسکو قتل کریں یہیں محل میں دفن کر دیں ملکہ جنجل تو
برق کی بہت حیران ہی دم بدم تعریفیں کرتی ہے کہ ای برق کیا کہنا تمھاری وجہ سے
پردہ رہا ورنہ ابھی دو دو آتی فولاد ساحرہ زبردست جان بچانا مشکل ہوتی مگر ای برق
بڑا کام کیا تمنے سر سنگون میں نام کیا برق نے طاؤس کو قتل کر کے وہیں دفن کر دیا ادھر
عظام نے کہا اب تدبیر کیجیے غائب ہونا طاؤس کا فولاد پر نشانی ہوگا اور طاؤس سحر
سامنے بہ آواز بلند کہہ چکا ہی کہ عظام کی ذات سے یہ فساد معلوم ہوتا ہے یہی کہا کہ دونوں کام
اسی کے ہیں اسے کو جلد لشکر اسلام میں پہونچائیے عظام نے کہا تم جا سکتی ہو مگر میں دربار کا حال
دریافت کر لاؤں برق نے کہا اب دربار میں جانا بیکار ہے فولاد کو طاؤس کا انتظار ہے دو
دن ابھی وہ انتظار کریگی جب دو دن طاؤس نہ جائیگا تب ناگردونکو [illegible] ہوگا کیا عجب [illegible]
یہان آئیں یا تمھاری کوئی کنیز ملجائے یا کوئی ملازم مخبری کرے جنجل نے [illegible] عظام
برق سچ کہتا ہے اب نکل چلنا ہی بہتر ہے محبت وطن فراموش کرد بقول برق جاکر سلمان [illegible] اگر
میرے نے دامن پناہ دیا تھا ورنہ سحر ابوزدہ ہو گئے برق نے کہا ملکہ اسباب تمام دفینہ نکروا ملکہ جنجل
تم کو یہ اعزاز اپنے ساتھ رکھینگی خاطر و مدارات کرینگی عظام نے اسی وقت تیاری کی دس ہزار
ملازم ساتھ ہوے رات کو عظام تخت پر سوار ہوا ملکہ جنجل کو برابر بٹھا لیا برق [illegible]
تم بھی تخت پر آؤ برق نے کہا میں ہمراہ لشکر کے ملونگا جہان آپ [illegible]
حاضر ہونگا عظام تخت اڑاتا ہوا چلا برق ایک ساحر کی شکل [illegible]

کہ یہ کیا معرکہ ہے جو تو سمجھے تھے کہ افسر صاحب ساحر عظام ہے کہ یہ ظفران یہاں بیہوش
پڑے ہیں ظفران کو اُٹھا کر باہر لائے ہوشیار کیا آنکھ کھلتے ہی ظفران نے کہا یارو غضب ہوا
عظام نکل گیا مجھے نہیں معلوم اُس سپاہی نے کیا کر دیا کہ میں سو گیا معلوم ہوتا ہے کوئی عیار
تھا کہ مجھکو بیہوش کر کے ڈال گیا چلکر ملکہ سے اطلاع کریں ظفران روتا پیٹتا سامنے فولاد کے
آیا کہا حضور رات کو اسطرح عظام نکل گیا میری ہی کوئی شخص صورت بنا گیا یہ سُنکر فولاد
نے حکم دیا ارے کوئی جا کر تلاش کر دیا یہ کہکر خود اُٹھی کہا ارے غضب ہو گیا عظام چنچل کو
لیگیا داغ دے گیا یہ کہکر خود سوار ہوئی فولاد آہنخوار خود بھی چلی زنار کہ ساحر اسکے ساتھ ہوئے
قلعے سے نکلکر چلی عظام ایک مقام پر آکر ٹھہرا سب کہتا ہے یارو میں یہاں کو میں ٹھہرا ہوں اب
ابتو کوئی یہانتک نہ آسکیگا آئیگا تو میں سمجھ لونگا لوگوں کو معلوم ہوا کہ افسر ٹھہرا کوئی کچھ لاتا ہے
کوئی چبینا خریدتا ہے وہاں چوکی سے اقبال بیٹھا ہے کسی نے چنے مُرمُرے لیے کوئی پانی بھرنے
لگا کہ صحرا سے گرد اُڑی فولاد آہنخوار نے دور سے دیکھا کہ عظام چوکی پر ٹھہرا ہے ساتھ والے
نمازی ہیں فولاد نے وہیں سے آواز دی او نمک حرام کہاں جاتا ہے میری جان کو لیے جاتا ہے فوج
سے اشارہ کیا گھیر لو برق تو تڑپ کر ایک گوشے میں چھپا فوج نے چہار جانب سے عظام
پر بلوہ کیا بڑھکر فولاد نے سحر کیا پتھر برسائے سر پھٹ پھٹ کر ساحر مرنے لگے جو گرا اُسکے
مرنے کی آواز آئی زمین تھرائی عظام سحر کر رہا ہے ملکہ چنچل کو بچاتا ہے کہ اسپر کوئی زوال
نہ آئے چنچل نے جو دیکھا کہ فولاد لڑتی ہوئی اسی جانب آئی سب اسنے بھی سحر کیا پتھر جو سحر فولاد
سے برس رہے تھے وہ موقوف ہوئے فولاد نے آواز دی او گیسو بریدہ دستگاہ سے کو اپنے
پتھروں سے بچاتی ہے سلطنت چھوڑ کر نکلی جاتی ہے یہ کہکر گولا مارا تخت ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا
عظام و چنچل تخت سے گرے ملازموں نے دوڑ کر سنبھالا کہا ملکہ عالم ہوشیار ہوشیار چنچل تڑپ
کر اُٹھی اُٹھکر سحر کرنے لگی اب چنچل اور عظام پیدل لڑ رہے ہیں برق گوشے سے یہ دیکھ رہا
ہے بیقرار ہو گیا خدا سے دعا کرنے لگا کہ اے پروردگار اپنی مشیت سے اسکو بچا لے اس
آفت سے نجات دے یہ سب مطیع اسلام ہو چکے ہیں

نظم

طالب ذات خدائے لایزال		از کسی در دل نمیدارد خیال

خاطر بے خطرہ اش باشد مدام — از گمان خالی و پاک از ہر خیال
ظاہر و باطن بیک حالت بود — بندۂ حق اہل حال و اہل قال
بیند از ہر پردہ در جلوہ گری — مرد بینا جلوۂ حسن و جمال
سرنگون باشد بشکل آسمان — پشت سیہ دارد دوتا شکل ہلال
محرم اسرار باشد دم بجود — زین بیان وا دزبان ہر وقت لال
باشدش با فقر و فاقہ دو دست — دشمن مال است آن اہل کمال
صلح دارد در جہان با نیک و بد — مرد خوشخو صلح کل نیکو خصال
شکل خور بر مطلع صدق و صفا — جلوہ اش یکسان بود ہر ماہ و سال
خاص با خاصان بود با عام عام — ہر زمان آن مرد عارف نیکنام

بلک بلک کے جو برق نے دعا کی ایک آواز مہیب آئی کہ زمین تھرائی برق نے سر اُٹھا کے
ایک جادوگر دیو خصال عفریت مثال کو دیکھا تخت پر سوار سر بڑا قد جیسے درخت چنار پہلو میں خواجہ
ہنس ہنس کر باتیں کرتے ہوئے جب وہ ڈکار لیتا ہے تو منہ سے دھوان نکلتا ہے ہر نخل صحرا ابتدا ہے
تخت اُڑائے ہوئے چلا آتا اب برق نے زٹیل مچائی کہ اُستاد اگر یہ جادوگر آپ کے قبضہ میں ہو
تو اس فوج کو لیجیے میں ان سب کو تسخیر کر کے لایا ہوں خواجہ نے سر اُٹھا کے دیکھا ایک جادوگر
کو لاکھوں جادوگر گھیرے ہین ایک عورت اُسکے قریب وہ بھی مجبور و ناچار ہمرکاب رہی ہے خواجہ
نے کہا اے اشتقال یہ دونوں مرد و عورت کیسے عاجز ہو رہے ہین یہ ساحرہ بھوتنی ہوئی جاتی
ہے اسکا ارادہ ہے کہ انکو قتل کرے اگر مناسب ہو تو بچا لو اشتقال جھپٹا کہا ای رفیق شفیق میں بسطح
افراسیاب پر چاچڑ و نگا تیرے حکم سے لڑونگا یہ کہکر جو ایک ڈکار لی ناک سے کان سے
شعلہ ہائے آتش نکلے ملازمان فولاد جلنے لگے اب جو تخت سے کودا مثل فیل مست جھومتا
ہوا چلا جس ساحر کی گردن پکڑ لی اسکو مروڑ ڈالا گردن کو توڑ ڈالا دو دو کی گردن پکڑ کے
لڑا دیا کسو کو چیر کر پھینک دیا لڑتا بھڑتا قریب فولاد کے پہونچا عظام کو آواز دی تو سحر کر ہم
تیری مدد کو آئے ہین خواجہ نے بھی حقہ ہائے آتشبازی مارے اشتقال لڑتا بھڑتا قریب
فولاد کے پہونچا آواز دی او فاحشہ کیون غربا کو قتل کرتی ہے مجھ سے مقابلہ کر تو احوال معلوم ہو

نے بڑھکر گولہ مارا اشتقال نے اسکا گولہ منہہ مین لیا اُسنے دوسرا گولہ مارا اشتقال نے ایک طمانچہ
مار دیا گولہ پلٹا کئی سے ہزاروں کے سر اڑ گئے فولاد آہنخوار حیران ہوئی کہ یہ کیا معرکہ ہے اشتقال
پر تلوارین برسائین سو سو طرح سحر کرتی ہے اشتقال پر تاثیر نہین ہوتی جب زیادہ تلوارین
فولاد نے برسائین اشتقال نے ایک تلوار کو روک لیا اسے ہلاتا ہوا چلا فولاد نے چاہا بھاگ کر
جتنی دیر مین اُسنے دو قدم اُٹھائے اشتقال ڈکار لیکر ایک جست مین برابر پہونچا گردن پکڑ لی
ٹانگین پکڑ کر چیر ڈالا مرنا فولاد کا آندھی سیاہ اُٹھی سنگباری و برف باری ہونے لگی بعد عرصہ
دراز آواز آئی کہ مجھکو مارا نام میرا فولاد آہنخوار بود مرنا فولاد کا لشکر والے بھاگے اشتقال سب
کو بھگا کر جھومتا ہوا قریب عنظام کے آیا بے پروائی سے پوچھا اے شخص تو کون ہے سبب یہ
ساحرہ کیون تیرے ساتھ دشمنی کرتی تھی عنظام نے تمام کیفیت بیان کی اشتقال نے کہا
کیون اے رفیق شفیق تونے سب حال سُنا خواجہ نے عنظام سے کہا برق فرنگی آپ کے ساتھ
ہے اسکو بلائیے عنظام نے برق کو آواز دی برق ایک ساحر کی صورت بنا ہوا آیا اُستاد
کو جھک کر سلام کیا عمرو نے اشارے سے پوچھا اے برق کیا حال ہے برق نے اشارے
سے کہا اُستاد اسی کے ذریعے سے قید خانے سے نکلا اسکی معشوقہ کو اس سے ملایا اب اسکو
طرف لشکر اسلام کے لیے جاتا ہون اب جیسا ارشاد فرمائیے وہ بجا لاؤن خواجہ نے کہا
مین دو چار کوڑی کے روزگار کو جاتا ہون ملکہ لالہ زار جادو کوئی صاحب ہین اس دیو
خصال کو مطیع کرکے لیے جاتا ہون برق نے کہا اُستاد مین بھی ساتھ چلون خواجہ نے کہا اب تم
اسے لشکر مین لیجاؤ مین بھی انشاءاللہ آتا ہون برق تو عنظام کو لیکر طرف لشکر اسلام چلا
خواجہ اشتقال کے ساتھ سوار ہوکر طرف باغ لالہ زار کے چلے راہ مین چنچل نے برق
سے پوچھا کیون میان برق استاد تمھارے کہان جاتے ہین برق نے کہا اس ساحر
دیو خصال کو مطیع کرکے طرف باغ لالہ زار کے جاتے ہین یہ باتین کرتا ہوا برق عنظام
کو لیے ہوئے طرف لشکر اسلام کے جاتا ہے اسکا حال بیان کیا جائیگا اب حال خواجہ عمرو
کا تحریر کرتا ہون کہ خواجہ اشتقال کو ساتھ لیکر طرف باغ لالہ زار کے چلے تھوڑا راستہ
اور طے کیا کہ سامنے سے باغ معلوم ہوا دیکھا دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہے

لی سے کنیزین دروازے پر کھڑی تھیں جب کوئی آتا تھا استقبال کرتی تھیں کنیزون نے اشتقال کو دیکھکر
سلام کیا اشتقال نے پوچھا ملکہ لالہ زار کیا کرتی ہین کنیزون نے کہا بارہ دری مین جلوہ فرما ہین
خواجہ کو دیکھکر کنیزین پھبتیان کہنے لگین کوئی دیکھے جلمانس ہے ایک نے کہا ہوا دیکھو تو سہی کس
جز بوٹے کا بانورہ ہے نہین معلوم مادہ ہے یا نر ہے ایک نے کہا ہوا غور سے دیکھو نرا ہی بن مانس
ہے خواجہ نے انکی جانب دیکھکر کہا ذرا غور سے دیکھو مین تو خاصہ بھلا مانس ہون کنیزین قہقہ مار کر
ہنسین کہا لو ہوا بولتا بھی ہے ایک شوخ و شنگ بولی خوب سدھانے والے نے سدھایا ہے مثل انسان
کے باتین سکھائی ہین اشتقال نے جھڑک کا کہا کیا بیہودہ بکتی ہو یہ شہنشاہ عیاران ہین عیار صاحبقران
ہین برائے ملاقات ملکہ لالہ زار لایا ہون یہ کہکر خواجہ کا ہاتھ تھامے ہوئے اندر باغ کے
داخل ہوا خواجہ نے دیکھا باغ پر بہار طائرون کی پکار نخل سایہ دار درخت ہائے پر اثمار بعض
نخل میوہ دار اشتقال خواجہ کو مقامات دکھاتا ہوا سیر باغ کراتا ہوا قریب بارہ دری کے آیا
ملکہ لالہ زار مسند پر بیٹھی ہین گرد کنیزین جمع ہین چرچا گانے کا ہو رہا ہے اشتقال نے آکر سلام کیا
ملکہ لالہ زار نے کہا اے اشتقال کہان سے آئے اشتقال نے کہا حضور کے واسطے ایک تحفہ لایا
ہون حقیقت یہ ہے کہ ان ایسا گانیوالا حضور نے نہ سنا ہوگا یہ کہکر خواجہ کو اشارہ کیا کہ ملکہ کے
سامنے گائیے خواجہ سامنے آکر بیٹھ گئے ساز تو ڈومنیون کے آراستہ ہی تھے انھون نے ساز
چھیڑے خواجہ نے گنگنا کے یہ غزل گانا شروع کی غزل

شب وصل کے آغاز کی زبس تاب نہین — تلخی مرگ ہے آنکھون مین شکر خواب نہین
حشر مین میرے نصیبون مین لکھی ہین کیا کیا — اتنے دفتر مین کہین فصل نہین باب نہین
دل کا کیا حال ہے دیکھے کوئی یہ گرمی حسن — ٹھہرتا آئینۂ یار مین سیماب نہین
سرفروشون کے اگر آپ خریدار ہوئے — تو گران ہو نہ گئی وہ جنس جو کمیاب نہین
جب رہ بدست ادھر آیا عدو کے گھر سے — اپنی قسمت مین بجز دُرد مئے ناب نہین
دستی کا عوض افلاک سے لونگا بس مرگ — قتل عاشق ہے یہ خونریزی سہراب نہین
کلبۂ تار مین کیونکر ترے بن گذریگی — دن کو یان دھوپ نہین رات کو مہتاب نہین
تشنہ لب دم ہے تو پہلے پلا دیکھ مجھے — ٹھنڈا پانی لے مئے ناب ہی زہراب نہین

عشق کیون درپے جان شوق ہے کیون بے پرشان
گلہ چرخ عبث شکوہ جانان بیجا
کشش ابروے صنم کی سی کہان لون مومن

وحشتی دل شکنی ش ہ احباب نہین
یاس و حرمان کو مرے حاجت اسباب نہین
لاکھ سجدے کرے دل مائل محراب نہین

ملکہ لالہ زار بہت خوش ہوئین کہا خواجہ کیا کہنا مگر خواجہ نے دیکھا تاج زرین پہنے ہوے زیور جواہر کا زیب جسم ہے چونکہ ملکہ لالہ زار اسم ہے زیور یاقوت احمر کا زیب جسم ہے انیسین جلیسین لباس فاخرہ پہنے ہوے سب صحبت مین حاضر ہین خیال مین گذرا خواص اب قبضے مین ہے دیر کیون کرو ہاتھ باندھکر عرض کی ملکہ عالم یہ کہاں آپ نے کیا دیکھا مین ساقیگری خوب کرتا ہون لالہ زار نے کہا ساقیگری کیا شراب انڈیل کے پلانا سب کنیزین ہماری ساقیگری کرتی ہین خواجہ نے کہا حضور ساقیگری اسکا نام ہے کہ سر سے شراب پلائین ہاتھون سے بتاتے جائین پانون سے ناچتے جائین زبان سے گاتے جائین تب حضور کو مزا معلوم ہو حضور کو خوب راضی کرونگا اور ہمارے میان اشتغال صاحب بہت خوش ہونگے لالہ زار نے پوچھا پھر کیا چاہیے خواجہ نے کہا کنجی میخانے کی مجھکو مرحمت ہو تو عرض کرون لالہ زار نے کلید دی خواجہ نے جاکر شراب کو خراب کیا پکار کر آواز دی یار وہم ساقی ہوتے ہین کوئی باقی نہ رہیگا خواصین اور کنیزین دوڑین شراب لیجانے لگین کوئی تپلہ لیگیا کوئی قرابا کوئی گلابیان اٹھا اٹھا کے لیگیا خواجہ نے ایک سو گلابیان وکنٹر الماس نگار درست کیے اسمین مے ارغوانی لبریز کرکے صحبت مین لاے لالہ زار نے کہا دیکھو کس لطف سے شراب لایا ہے دیکھکر جی چاہتا ہے کہ پیجیے خواجہ نے شراب لاکر رکھی کہا دوپٹہ پاپکا مرحمت کیجیے کہ مین بہن کے ناچون پاپکا مہ دوپٹہ بہاری آیا وہ خواجہ عمرو نے پہنا اوڑھا چوراسی گھنگھرو پانون مین باندھے اب کھڑے ہو کر گت ناچے دیکھنے والون کی بھوک اور پیاس بند ہوئی بقول شاعر شیرین کلام نظم

وجد کرنے لگا تد رہ ادا
جسکی جانب بتاکے سسکی لی

سر پہ رکھا الٹ کے جب کل
جان اسنے سسک سسک کردی

ناچی گت اسطرح وہ ماہ لقا
ماہ تابان پہ چھا گیا بادل
ساری محفل کو سکتا ہو گیا کوئی

سسکتا ہے کوئی بلکتا ہے اسکے بعد خواجہ عمرو نے جام بلورین لبریز کیا سرپر رکھا گنگنا کے یہ غزل گانا شروع کی غزل

خونفشان چھالے ہین مثل چشم گریان پانون نہین / خار صحرا ہین لگے چبھ چبھ کے مژگان پانون نہین
جھک گیا ہون ضعف سے راہ طلب مین اسقدر / چبھتے ہین ہر ہر قدم پر خار مژگان پانون نہین
ہون وہ وحشی وحشت آباد جہان مین اے جنون / آبلون کے بدلے ہین چشم غزالان پانون نہین
ضعف مین بار تھا اترا پڑا اے دست جنون / بنگیا بیڑی مرا طوق گریبان پانون نہین
عشق پیچان اے پری لپٹا ہے پاے سرو سے / راست ہے لپٹی نہین یہ زلف پیچان پانون نہین
کوبکو دن بھر وہ ہرجائی پھرا کرتا ہے روز / زور ہے مانند خورشید درخشان پانون مین
بدلے ہاتھون کے ابھی پانون سے بیعت کیجیے / روشنی ہے دست موسیٰ سے دوچندان پانون نہین
وحشت سے ہو نکلین جو ہم گلزار کوے یار مین / غنچہ ہاے آبلہ ہوجائین خندان پانون نہین
ہوتی ہے مہندی کی حاجت اے پری رو بار بار / ایکدن مل لے ذرا خاک شہیدان پانون نہین
ایکجون نکلینگے جیتے جی نہ مثل استخوان / ہوگئے جزو بدن خار مغیلان پانون نہین
وادی وحشت مین تیرے دن سے نکلوائین ہم / چبھتے ہین ناسخ اگر خار مغیلان پانون نہین

اس رنگ مین یہ غزل گائی کہ اہالی محفل کی طبیعت گھبرائی قریب لالہ زار کے جاکر خواجہ نے کہا ایسے مالک کو سرے سے شراب پلانا چاہیے لالہ زار بے اندیشۂ انجام پی گئی اشتقال کو بھی جام پلا لئے اور سب کو ایک ایک جام پلایا اشتقال بیٹھا جھوم رہا ہے کہتا ہے میرا رفیق کیا خوب گاتا ہے لالہ زار نے نشے کے جوش مین پوچھا اے اشتقال آخر یہ کون شخص ہے کہ سراپا کمال سے معمور ہے ہمہ تن عقل وشعور ہے اشتقال نے کہا اے ملکۂ عالم یہ عمرو عیار ہے لالہ زار نے اس نشے کے عالم مین زانو پیٹ لیا کہا دشمن شاہ کو میرے گھر مین لے آیا خیر اسکو ابھی رخصت کردو ہماری سرحد سے نکل جائے اشتقال نے کہا جو افراسیاب اسے برا جانیگا تو افراسیاب سے بھی لڑونگا تم جانتی ہو میرا کوئی کیا کرسکتا ہے میرے زور وطاقت سے بہرام فلک کو سکتا ہے لالہ زار نے کہا مین گرفتار کرکے خدمت مین شہنشاہ کی بھیجونگی اشتقال نے کہا ایسا نہوگا میرے سامنے حضور نہ گرفتار کرین کئی سردار شریک ہوکر ابھی لشکر اسلام مین سے گئے عظام ملکہ چنچل کو نکال لیگیا راہ مین فولاد سے آکر گھیرا مین نے اسکو مارا آپ کچھ کد وکاوش نکرین ورنہ مین بگڑ جاؤنگا لالہ زار نے کہا اے اشتقال کچھ دیوانہ ہوا ہے اشتقال نے کہا دیکھیے نگاہ

قہر و غضب نہ دیکھیے اسکا خون گھٹتا ہے مجھے ملال ہوتا ہے لالہ زار اپنے مقام سے اٹھی کہ خواجہ کو پکڑ لون اشتقال ہان ہان کرتا ہوا اٹھا بیہوشی تاثیر کر چکی تھی پہلے اشتقال دھم سے گرا بعد اسکے لالہ زار بھی لہرا کے گری کنیزین لینا لینا کہکر آگے بڑھین گر کے بیہوش ہوئین تھوڑے ہی عرصے مین سب اہل دربار گر گر کے لب فرش قرش ہوئے خواجہ نے اپنے نام کا نعرہ کیا

نعرہ خواجہ عمرو
تراشندہ ریش کفار ہون
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
دوندہ وہ جہانگرد طرار ہون

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
زمانے کا مکار و غدار ہون
اگر دوڑ دون صبا کے بھی پیچھے رہے گی
جہانگیر عالم کا عیار ہون

مرے مکر سے کانپتا ہے جہان
مرا تیز رفتار ہو گر قدم
نہ پائے کبھی گرد پا پوش کو
خنجر خواجہ عمرو کا چلے گا کسی

کا سر کاٹا کسی کا ہاتھ اڑا دیا چاہتے ہین جا کر لالہ زار کو ماروں راہ مین اور کنیزین ملجاتی ہین اشتقال کو مارتے افسوس آتا ہے خیال مین آیا اسکو اٹھا لیچلون یہ سوچکر خواجہ جھپٹے کہ اشتقال کو اٹھا لون لالہ زار کو قتل کرون قضائے کار محبوب شمشیر وزیرزادی لالہ زار کی واسطے شکار کے گئی تھی وہان سے پلٹی ہوئی آتی تھی راہ مین کنیزان ملکہ لالہ زار کے مرنے کی آواز سنی سحر کر کے اڑی حیران ہے کہ یہ کیا معرکہ ہے آسمان سے آگے دیکھا ایک عیار سب کو قتل کر رہا ہے ملکہ لالہ زار بیہوش پڑی ہین وہین سے نعرہ کیا او ظالم کیا کرتا ہے خواجہ کود کر الگ ہوئے ایک نخل کے سایے مین پہونچکر عمرو نے گلیم اوڑھی محبوب اتر کر زمین پر آئی باران سحر برسایا سب ہوشیار ہوئے جو اٹھا روتا ہوا اٹھا مربہ تعلیٰ دیکھا کہ کئی سو کنیزون کے لاشے پڑے لوٹ رہے ہین کوئی بہن بہن کر کے روتی ہے کوئی مان تام لیتی ہے لالہ زار کی جو آنکھ کھلی محبوب سے لالہ زار نے پوچھا اے بہن یہ کیا معرکہ ہے کہا حضور ایک دبلا پتلا تا تنیا عیار بے خوف قتل کر رہا تھا حضور کی طرف جاتا تھا مین نے راہ مین جو حضور کی کنیزون کے مرنے کی آواز سنی بیتاب ہو گئی جھپٹ کے آئی اسی ظالم کو دیکھا کہ حضور کو قتل کیا چاہتا ہے لالہ زار نے اشتقال کو ہوشیار کیا کہا دیکھیے آپ کے رفیق صاحب نے یہ حال کیا اشتقال نے جھلا کر کہا مجھکو آپ کو بھی نہ مارنا لالہ زار نے کہا کچھ دلوا ہمزہ محبوب نے کہا ملکہ کی جانب چلا تھا محبوب نے کہا آخر وہ کون شخص تھا اشتقال نے کہا عمرو عیار تھا محبوب نے کہا

عمر و عیار کا حال نہ پوچھیے وہ ساحر کو جس حال مین پائیگا قتل کر ڈالیگا افراسیاب کے صدہا
سردار شریک کر لیے اپنے ایسے سردار مارے کہ افراسیاب نے کلیجہ پکڑ لیا بی بہار کو شریک کر لیا
بی مخمور شریک ہو گئین وہ وہ ساحر شریک ہوے کہ جنکا نام لینے کو دل نہین چاہتا و قلعہ
ہوشربا دیکھو افراسیاب نے کیا کیا آفتین برپا کین مگر کچھ نہو سکا ہر مرتبہ عیاری کر کے اپنے کو
بچاتا ہے پردہ ظلمات سے لڑتا بھڑتا آیا ہے اے اشتقال عمر و عیار کو دوست نہ جاننا اشتقال
نے لالہ زار سے کہا اے ملکہ عالم اب لشکر کشی کیجیے چلکر مین سب کو کھا لون یہ کہکر ایک چیخ ماری
کہ صحراے بارہ ہزار سیہ پوش بصد جوش و خروش پیدا ہوے اشتقال گینڈے پر سوار ہوا ملکہ
لالہ زار کو تخت پر سوار کیا بارہ ہزار کنیزین اور بارہ ہزار جوانان سیہ پوش بڑے جوش و خروش
سے طرف لشکر اسلام کے چلے اب مستمع برق فرنگی کا ذکر تحریر کرتا ہون کہ برق فرنگی عظام
کو ساتھ لیے ہوے جب لشکر اسلام کے قریب آیا عظام کو پانچ کوس الگ اُتارا اب برق چلا کہا
مین جا کر ملکہ مہرخ سے آپ کا ذکر کر دون اے عظام تمھین سردار لینے آئینگے یہ کہکر برق تو طرف
لشکر اسلام کے گیا عظام چنچل کا ہاتھ تھامے ہوے جنگل کی سیر کر رہا ہے کہ صحراے گرد اُٹھی
اشتقال ملکہ لالہ زار کے تخت پر ہاتھ رکھے ہوے چوبیس ہزار فوج ساحران پشت پر بڑے
جوش و خروش سے آتا ہے لشکر جو اُترا ہوا دیکھا کہا ملکہ عالم مین بڑھکر دیکھون یہ کسکا لشکر ہے
شاید کوئی حریف نہو یہ کہکر پایۂ تخت پر سے ہاتھ ہٹایا اشتقال گینڈے کو بڑھا کر چلا عظام چنچل کا
ہاتھ پکڑے ہوے جنگل مین ٹہل رہا ہے وصل پہ ملکہ چنچل کو راضی کر رہا ہے کہ دیکھا اشتقال آکر
پہونچا اشتقال کی جو نگاہ ملکہ چنچل پر پڑی معشوق پریچہرہ حسین و جمیل سرو قد خورشید خد چنچل نے
سر جھکا لیا اشتقال نے کہا اے عظام کہان سے آئے ہو عظام نے کہا ایک ضرورت درپیش ہے
اشتقال نے اپنا حال بیان کیا عظام گھبرا گیا کہا تمھین اختیار ہے اشتقال نے کہا آج اسی مقام
پر اُترینگے ہم تم ایک ہی بارگاہ مین رہین عظام نے چنچل کو تو روانہ کر دیا کہا صاحب بارگاہ
مین چلو ہم بھی آتے ہین اشتقال نے کہا بھی کہ ان کو ٹھہرا رہنے دو ملکہ لالہ زار سے ملاقات کرینگی
عظام نے قبول نہ کیا کہ دیکھا تخت ملکہ لالہ زار بڑے عظم و شان سے آکر پہونچا عظام نے
جھک کر سلام کیا لالہ زار نے کہا اے عظام تم یہان کہان عظام نے پردہ رکھ کے کہا

ایک کار ضروری کو جاتا ہون یہان مقام اچھا دیکھ کر ٹہرا ہے لالہ زار نے بارگاہ استاد گرامی لالہ دار و خل بارگاہ ہوئین اشتغال اس فکر مین ہے کہ کسی طرح چنچل کو قبضے مین کرون لالہ زار کے ساتھ بارگاہ مین آیا خاموش بیٹھا ہے لالہ زار نے کہا اے اشتغال کیون پریشان ہے اشتغال نے آنکھون مین آنسو بھر کے کہا غلام تو اس راز سے آگاہ نہ تھا مگر آپ بلا بھیجیں گیا اب کیا کرون دل کی عجب حالت ہے اصل مین غلام کی عجیب کیفیت ہے زندگی کی کون صورت ہے دل پر داغ حسرت ہے بقول شاعر

نظم

رو رو کے داغ گنتے ہین ہم ہجر یار کے
یہ قطرہ ہاے اشک ہین دانے شمار کے

ہو جائین خوب لال بھبھوکا سے ہاتھ اون
مہندی لگا کے باندھیے پٹے چنار کے

باندھون مین تیغ ابروے خمدار کا خیال
یون تو نہ کٹ سکینگے یہ دن انتظار کے

عریان دیکھکر جو لپٹنے کو مین ہوا
تیوری چڑھائی آپ نے کپڑے اتار کے

کرنے لگے ہین برگ خزان شورش جنون
شاید قریب آئے دل دن بہار کے

جلتی ہین آنکھین جاے فتیلہ ہے ہر پلک
بس ہین یہی چراغ شب انتظار کے

دیوانہ کون ہے کہ جسے زنجیر چاہیے
عاشق ہین ہم بندھے ترے گیسو کے تار کے

کب ہین سفید بال کے تڑپا جو ہجر مین
نکلے یہ استخوان مرے جسم زار سے

توڑون بھلا مین فرقت ساقی مین کیا خمار
سر پھوڑون آج طاق سے بوتل اتار کے

اسکے بدن کو ہاتھ لگاؤن یہ کیا مجال
ہے مغتنم جو بوسے ملین پشت خار کے

لالہ زار نے کہا اے اشتغال خیر تو ہے کہا حضور کیا عرض کرون کہ جو غلام پر گزری غلام جادو اپنی معشوقہ کے ساتھ شغل رہا تھا میری جو اسپر نگاہ پڑی تیر دلدوز جو کمانخانہ ابرو سے چھوٹا تو وہ دن بر لب معشوق ہوا اسوقت سے غلام بہت بیقرار ہے لالہ زار نے کہا عظام کو بلاؤ اس حال پوچھو یہان برق جو دربار مہرخ مین آیا تمام کیفیت بیان کی سرخ موسے کاکل کشا کو حکم ہوا کہ برق کے ساتھ جاؤ عظام کو استقبال کر کے لاؤ سرخ موسے برق نے کہا آپ عقب مین آئیے مین آگے بڑھکر دیکھون ایسا نہو مزاج تبدیل ہو گیا ہو یہ کہکر برق تڑپتا ہوا چلا یہان وہ وقت ہے کہ عظام اپنے مقام پر بیٹھا سوچ رہا تھا کہ دیکھون کیا ہو مگر لالہ زار و اشتغال آئے تھے

لالہ زار نے کہا اے عظام ہم تجھسے ایک سوال کرتے ہین ہمارا سپہ سالار بیحد بیقرار ہے عظام
نے کہا فرمایئے ملکہ لالہ زار نے کہا جس عورت کا ہاتھ پکڑے تم ٹہل رہے تھے اُس پر میان
اشتقال عاشق ہوئے ہین اگر مناسب ہو تو اُسکو ہمارے سپہ سالار کے حوالے کرو اگر خوشی سے
نہ دوگے تو ہم جبر کرینگے ہمارے سپہ سالار کا عجب حال ہے زندگی محال ہے عظام کی اسوقت
پریشانی اور حیرانی کہ مین کیا جواب دون کہ برق خدمتگار بنا ہوا آیا گلوری کھلانے کے حیلہ سے
قریب عظام کے آیا پوچھا کیا معرکہ ہے کہ حضور پریشان ہو رہے ہین یہ کون لوگ ہین عظام
نے منھ پھیر کر بیان کیا کہ اے رفیق یہ ملکہ لالہ زار ہین مالک باغ لالہ زار مسلمانون پر لشکرکشی
کر کے چلی ہین خواجہ نے کچھ انگوٹھا یا رہی وہی ملال ہے یہان جو آئے میان اشتقال جنجل پہ عاشق
ہوئے مجھسے جنجل کو مانگ رہے ہین اور دہاڑ ڈالتے ہین کہ اگر خوشی سے نہ دوگے تو بجبر لینگے برق نے
کہا آپ بلا تکلف فرما دیجیے کہ آپ اُس عورت کے پاس جائین مین تدبیر کیے لیتا ہون یہ کہا برق
چلا پاس ملکہ جنجل کے کنیز بنکر پہونچا جنجل کو بیہوش کر کے کنارے ڈالدیا آپ اُسکی شکل بنکر بیٹھ رہا
کہ یہان عظام نے اشتقال سے کہا کہ آپ اس عورت کے جایئے آپ کو اختیار ہے اشتقال
خوشی خوشی چلا خیمے مین آیا دیکھا کہ ملکہ جنجل بیٹھی ہین جوش عشق مین بیٹھ گیا کہا کیون صاحب
مزاج کیسا ہے برق نے تیور پر بل ڈال کے کہا تو کون شخص ہے کہ جو بلا تکلف ہمسے بات کرتا
ہے نام تو بتا برق نے خوب آڑے ہاتھون لیا اشتقال قدمون پر گر پڑا کہا اے جان جان
و اے آرام دل عاشقان جسوقت سے حاضر ہوا اور آپ کا جمال دیکھا عجب دل کی کیفیت ہے
تمنے تو مار ڈالا ترچھی نگاہون نے شکار کیا **نظم**

قرہ نے جب سے تا کا قلب کو ناوک فگن بنکر — ہوے ہین جانستان ابرو تمھارے تیغ زن بنکر
نگاہ قہر سے پہلے تو چشم یاس سے دیکھا — زبان حال سے انکو پکارا پھر دہن بنکر
ہمی گو ہے یہی سید ان آئے تو مقابل مین — عوض لینگے عدو سے فارش مالک سخن بنکر
پھڑک کر روح نکلی کثرت داغ تمنا سے — نکالا بلبل جان کو مرے دل نے چمن بنکر
نگر لے سے سنو گا فائدہ محشر مین اے غافل — گواہی دیگا عصیان کی گو ہر موے تن بنکر
بہار آئی ہے آثار جنون پھر پائے جاتے ہین — دکھاتا ہے سمان وحشت کا پھر سیر وطن بنکر

رچی ہے دھوم سے شادی جہاں منتظر ہر سو — آئے ہیں براتی سب جوانان چمن بنکر
شجر سایۂ اشجار مخمل سبزی اور تب — بچھے ہیں اسپ قطرے اُس کے دُرّ عدن بنکر
بجا لائے ہیں جو بچے نالیاں طاوس تھان پر — چمکتا ہے دیکھئے کو ابر بھی سایہ فگن بنکر
بندھے ہیں چار جانب کو جو بند ھر زار پھولوں کے — بھرے ہیں لوٹ کر سب پھول تھالوں بیچ لگن بنکر
کبھی شمشاد پر گہ سرو پر نغمہ سرائی ہے — کبھی قمری یہ کہتی ہے عنادل کی بہن بنکر
چمن میں آ گئی باد بہاری گل کی آمد ہے — کہو بلبل سے اب بیٹھے نشیمن میں دلھن بنکر
اجازت دے اگر سوز درون صبح شب فرقت — جو ہن لے مہر سے آہ شرر شعلہ فگن بنکر

چنچل نے کہا اے اشتغال تجھکو تو دیوان کے دیوان یاد ہیں جو مطلب دل ہو وہ بیان کرو زیادہ نہ حیران کرو یہ کہکر برق نے گلابی اُٹھا لی جام لبریز کر کے کہا لو صاحب ایک جام ہوا اشتغال تو بیتاب ہو رہا تھا فوراً جام پی گیا برق نے دوسرا جام جام دیا اشتغال اُٹھ گیا گھبرا کر کہا صاحب مجھکو تو کوئی آسمان پر لیے جاتا ہے چنچل نقلی نے کہا ذرا اُٹھکر ٹہلو اشتغال اُٹھا تھا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا اور الٹا کے گرا بیہوش ہوا برق نے زبان میں سوزن کو دیا ایک گوشے میں اسکو ڈالا پارہ رنگ و روغن عیاری کا نکال کر اشتغال کی صورت بنا لیکن حیران ہو کہ کیا تدبیر کروں قد کیونکر بڑھاؤں کیونکر لالہ زار کے سامنے جاؤں یہ سوچتا ہوا باہر آیا لنگر لالہ زار کو سلام کیا خوب قہقہہ مار کر ہنسا لالہ زار نے پوچھا کہو اے اشتغال معشوق سے کیا گذری کہا حضور وہ تو میرے نام پر جان دیتی تھی مگر میرے لمبے قد سے گھبراتی تھی سامری نے آکر کہا تیرا بیٹے قد چھوٹا کیا رتبہ بڑھایا یہ کہکر پشت پر بھی ہاتھ پھیرا میرا قد چھوٹا ہو گیا اب محفل عیش و نشاط آراستہ کیجیے معشوق نے تو آرام فرمایا لالہ زار نے کہا تمہیں اختیار ہے اشتغال نقلی بانی بن گیا شراب سب کو تقسیم کی یہ بھی مشہور کیا کہ ہم ساقی ہوئے کوئی باقی نہ رہے کچھ گلابان نہایت تکلف سے سامنے لالہ زار کے لایا کہا حضور آج آپ نے ایسا سرفراز کیا کہ جی چاہتا ہے کچھ حضور کے سامنے گاؤں لالہ زار نے کہا تمہیں اختیار ہے برق زرنگ جانی کو یہ چند شعر گا کے نظم

جس کام کو ہم آئے تھے وہ کام کر گئے — عاشق ہوئے بتا کیں نہیں اور مر گئے
اک [illegible] — ارمان [illegible] ارمان جی میں بھر گئے

آنا نہ تھا تو ہمکو ستانا تھا کیا ضرور	کیون آپ شب کو آنے کا اقرار کر گئے
وعدے تمام عمر کے بالکل بُھلا دیے	یان دو گھڑی کو آن کے احسان کر گئے
کہنے لگے نگاہین بچا کر وہ بزم مین	کیا جانیے کہ تیر ہمارے کدھر گئے
کیا کہدیا اشارون مین اُنسے حضور نے	محفل سے آج روتے ہوے کیون شر رگئے

یہ غزل گا کر برق نے جام لبریز کیا لالہ زار کو دیا لالہ زار نے ہاتھ بڑھا کر جام لیا عظام بھی رنجھا ہے معشوق کے واسطے بیتاب و بیقرار ہے جیسے ہی لالہ زار نے جام لیا شراب زرخ مارا لالہ زار نے بہ نگاہ قہر و غضب طرف برق کے دیکھا لالہ زار بلاے روزگار ہے مالک سرحد طلسم نگاہ کرتی ہی جو برق پر ڈالی رنگ و روغن چہرے سے اُڑ گیا برق کی نگاہ جو آئینے پر پڑی معائنہ کیا کہ مین بصورت اصلی ہو گیا قصد کیا کہ اُٹھکر خنجر ماردن زمین نے پاؤن تھام لیے برق نہ اُٹھ سکا ہاتھ باندھکر عرض کی کیون حضور غلام کس تدبیر سے آپ تک پہونچا لالہ زار نے کہا مین پہلے ہی سمجھ گئی تھی مگر مین نے کہا تمھاری عیاری ظاہر ہو جائے تبلا کہ تو نے اختقال کو کیا کیا برق نے کہا اشتقال خیمے مین موجود ہے کہا چنچل کو کیا کیا برق نے کہا وہ بھی ہین لالہ زار نے کہا اب تجھکو خدمت مین افراسیاب کی روانہ کرونگی عظام کے تو ہوش و حواس اُڑ گئے کہتا ہی بڑا غضب ہوا دیکھیے اب جان کیونکر بچے لالہ زار نے کنیزون سے اشارہ کیا کہ برق کو مسلسل و مطوق کرو خدمت مین شاہ کی روانہ کردو اور لکھ بھیجو کہ کل کل مسلمانون کو بھی روانہ کرونگی اشتقال نے عمرو پر بڑے احسان کیے تھے کنیز آگاہ نہ تھی کہ یہ عمرو ہے آخر دھوکا کھایا محبوب میری وزیرزادی آگئی اُسنے آکر بچا لیا مین یہان آئی تھی برق نے آکر عیاری کی کنیز آگاہ ہوئی اسکو گرفتار کیا کنیزین اُٹھین کہ برق کو ہتھکڑیان بیڑیان پہنائین اور اشتقال کو ہوشیار کرکے لائین یکایک آسمان پر سناٹا ہوا لالہ زار نے سر اُٹھا کے دیکھا افراسیاب تشریف لاتے ہین لالہ زار نے کہا لو شہنشاہ آگئے تخت زمین پر اُترا لالہ زار نے اُٹھکر سلام کیا برق کو دیکھکر افراسیاب بہت بگڑا کہا کیون او مجبور یہ میری سرحد دار کے ساتھ عیاری کرکے کیا فرایا آخر گرفتار ہوا یہ کہکر تلوار کھینچی لالہ زار نے ہاتھ پکڑ لیا کہا شہنشاہ غصہ نہ کرین تشریف رکھین ہم اسکو جلاد سے قتل کرا دینگے افراسیاب نے کہا اے لالہ زار گوشے مین چلو کچھ باتین راز و نیاز کی کرنا ہین

لالہ زار اُٹھی گوشے میں آئی افراسیاب باتیں کرتے کرتے چار جانب دیکھنے لگا لالہ زار نے کہا حضور کو کس شے کی خواہش ہے افراسیاب نے کہا عرصے سے شراب نہیں پی لالہ زار نے کنیز کو آواز دی گلابی لا وہ کنیز گلابی لائی افراسیاب نے جام بھر کے ایک اپنے گریبان میں گرا لیا کہ لالہ زار کو ثابت نہیں ہوا دوسرا جام بھر کر کہا کہ لو لالہ زار تم بھی پیو لالہ زار نے اُٹھکر سلام کیا مودب ہو کے جام لیا چاہتی ہے کہ ہونٹ سے لگائے شراب چرخ دینے لگی لالہ زار نے کہا اے شہنشاہ کنیز کو بیہوشی کیوں دی شراب چرخ مار رہی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ بوندی کا سحر ہے جو کوئی مجھکو بیہوشی کھلائیگا یا پلائیگا بوندی کو ثابت ہو جائیگا افراسیاب نے کہا یہ بھی بعض وقت سحر اُٹھا ہو جاتا ہے لالہ زار نے پھر قصد کیا شراب شعلہ بنکر نکلی ہر چند کہ لالہ زار کو افراسیاب کا بڑا خوف ہے مگر بے اختیار بول اُٹھی کہ تو کوئی عیار ہے خواجہ ذنجہ کھینچا چاہا جا پڑون لالہ زار نے زمین پر دو ہتھڑ مارا سنگ و روغن عیاری کا اُڑ گیا پانون خواجہ کے زمین نے تھام لیے لالہ زار نے آواز دی او ساربان زادے میں پہلے ہی سمجھ گئی تھی پکار کے کہا ارے کوئی حاضر ہے کنیزیں اور رائیں اشتقال کو بھی ہوشیار کیا اُس سے سب حال بیان کیا عمرو کو دیکھکر اشتقال نے بڑا رنج کیا کہا کیوں او عمرو میں نے تیرے ساتھ ایسے احسان کیے خدمت میں اپنی مالک کی پہونچایا تو نے یہ فساد کیا تجھکو کچھ خوف نہ آیا لالہ زار نے کہا میں دونوں کو قتل کرتی ہوں یہ کہکر عمرو کو کشان کشان لیکر نکلی اشارہ کیا میدان خونی کی تیاری کرو اُسیوقت دارین استادہ ہوئیں جلاد حاضر ہوے عمرو و برق کو زیر تیغ بٹھایا کوٹلے کا خط دونوں کی گردن پر دیا خواجہ نے بیقرار ہو کر دعا کی کہ اے خالق بینیاز و اے رب کارساز اس آفت سے بچا اُم

در جہان با نیک و بد کن اختلاط
خلق زاید لن بغیر ارتباط

نیست حاصل از جہان جز رنج و غم
غور کن اے طالب عیش و نشاط

تا زکتہ کن درین دنیاے دون
بر چنین سرمایۂ کمتر بساط

از دل و جان کن بردان خدا
اتحاد و اختلاط و ارتباط

گرم باشد تا کجا این بزم عیش
تا کجا گسترده ماند این بساط

سوخت عیش و خوشی ہا لا گذشت
دور کن از طبع ہمندی انبساط

ہانک ہانک کر عمرو و برق نے جو دعا کی ایک برق کڑک کر گری جلادون کے سر اُڑ گئے لالہ زار
نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ملکہ سرخ موے کاکل کشا آسمان سے سحر کر رہی ہے لالہ زار نے اشتعال
سے اشارہ کیا کہ اسکو گرفتار کرے اشتعال نے بڑھکر سرخ مو کی گردن لی سامنے ملکہ لالہ زار
کے ڈالدیا کہا لیجیے یہ گنہگار حاضر ہے کیا مجال جو آپ کے سامنے سحر کر سکے کنیزون نے سرخ مو
کو سلسل و مطوق برابر عمرو کے بٹھا دیا اب جلاد پھر تینون کے آیا چاہا قتل کردن اشتعال
جھومتا ہوا آگے بڑھا ایک دیو ہے کہ بل کر رہا ہے اپنے ہاتھ مین خنجر لیا جلاد سے کہا ہٹ جا جا
کہ برق اور سرخ مو کا سر کاٹ لون جیسے ہی اسنے خنجر اٹھایا اور تیور بدل کے چلا منظور یہ
ہوا کہ سرخ مو کا سر کاٹ لون پھر عیارون کی سفارش کرونگا سب نے دیکھا کہ اشتعال نے خنجر
سرخ مو پہ مارا سرخ مو نے سر جھکا دیا اشتعال کے مُنھ پر ایک طمانچہ پڑا اتنا بڑا جوان دیو
خصال عفریت مثال مثل لوٹن کبوتر کے چرخ کھا کے گرا جس پنجے نے طمانچہ مُنھ پر اشتعال
کے مارا اُسی پنجے نے زبان سے سرخ مو کی سوزن کو بھی نکالا سرخ مو تڑپ کر اٹھی مجمع عام
مین لڑنے لگی تڑپ تڑپ کر گر رہی ہے لالہ زار نے آواز دی او سرخ مو کیون شامتین آئی ہین
ایک سحر مین جلا کر خاک کر دونگی یہ کہکر لالہ زار نے گولہ مارا وہی سنہرہ پنجہ جو تڑپ رہا تھا اُسنے
گولے پہ ٹھپکی ماری گولہ پلٹ گیا جو لالہ زار نے سحر کیا پنجے نے طمانچہ مار دیا سحر اُلٹا پلٹ گیا بلکہ
قریب لالہ زار آکر گرا لالہ زار اپنے کو بمشکل بچاتی ہے کہتی ہے یہ پنجہ کیا چیز ہے کہ سرخ مو کی
دستگیری کر رہا ہے تڑپ کر وہ پنجہ گرا عمرو و برق کی بھی ہتھکڑیان وغیرہ توڑ کر پھینک دین
اشتعال اُسی طرح بیہوش پڑا ہے جب وہ پنجہ اپنا عکس ڈالتا ہے اشتعال پھر غافل ہو جاتا
ہے لالہ زار نے ہانک کر آواز دی اے شہنشاہ طلسم ہوشربا اے ساحر یکتا کنیز تو یہان آکر عجیب
مصیبت مین پڑ گئی سحر میرا سرخ مو پہ تاثیر نہین کرتا افراسیاب جادو باغ سیب مین بیٹھا
ہے کہ کان مین آواز لالہ زار کی پہونچی افراسیاب نے گھبرا کر کہا ارے لالہ زار پکار رہی ہے نہین
معلوم اُسپر کیا گذری یہ کہکر انگشتر جمشید کو اُچھالا آواز دی اے انگشتر جمشید لالہ زار کس مقام
پر ہے انگوٹھی سے شعلہ بھڑکا آواز آئی اے افراسیاب لالہ زار صحراے نرگس مین ہے انگشتر کو
افراسیاب نے اُٹھا لیا یہ قہر و غضب تمام جلا اُسوقت آکر دیکھا کہ لشکر لالہ زار تباہ ہو رہا ہے

لالہ زار بھاگتی پھرتی ہے ایک سنہرہ پنجہ تڑپتا پھرتا ہے جسپر عکس نڈالا جلگیا کہا افراسیاب نے
سحر کیا ای لالہ زار نہ گھبرانا بدولت آپہونچے یہ کہکر افراسیاب نے سحر کیا کہ کنیزین ملکہ رخ مو
کی قتل ہونے لگین کہ سنہری پنجے نے اپنا ہاتھ بڑھایا سرون پر اہل اسلام کے قائم ہونے لگا جب
کسی کے سر پہ پتھر گرے پنجے نے اُس پتھر کو رد کا سر پر ملازمان لالہ زار کے پھینکدیا لالہ زار نے کہا
اے شہنشاہ دیکھیے یہ سنہرہ پنجہ مسلمانون کی دستگیری کرتا ہے افراسیاب نے سنہری پنجے پر سنگریزہ
مارا سنگریزے کو پنجے نے پکڑ لیا وہی سنگریزہ سر پر لالہ زار کے پھینکا لالہ زار نے دب کر اپنے کو
بچایا افراسیاب نے دیکھا وہ پنجہ اُسیطرح چمکا پھرتا ہے افراسیاب نے آواز دی ارے کوئی حاضر
ہے ایک پریزاد پیدا ہوئی گولہ ہاتھ مین افراسیاب کے دیا وہ گولا افراسیاب نے پنجے پر پھینک مارا
پنجے نے چاہا گولے کو پکڑ لون ایک انگارہ گولے سے نکلا پنجہ جلکر خاک سیہ ہوا افراسیاب نے آواز دی
او پیر نابالغ کیا پردے سے شعبدے دکھاتا ہے اگر کچھ دعویٰ ہو تو سامنے آ یہ بولے کوہ سے پہاڑ
شق ہوا نورافشان جادو ایک عقاب پر سوار ظاہر ہوا آتا ہوا وہ افراسیاب پر ... کر پلٹ
پایہ کہکر گولہ مارا افراسیاب نے گولے کو روکا اب نورافشان زمین پر آیا آواز دی کہ ہان لالہ زار
تم تو اپنی خیر مناؤ لالہ زار نے تلوار چمکائی نورافشان نے ہاتھ ہلادیا برق گرز سے گر گری لالہ زار
کے دو ٹکڑے ہوے دوسرا ہاتھ ہلایا لشکر والون کے سر اُڑ گئے عالم شل ہے ایک گوشے مین کانپ
رہا ہے نورافشان نے کہا او افراسیاب پلٹ جا ورنہ پچھتائیگا افراسیاب نے گولہ مارا نورافشان
نے آواز دی اسے زخار با بہار ذرا افراسیاب کی خدمت تو کرنا ایک آندھی سیاہ چلی بعد آندھی
کے افراسیاب نے دیکھا ایک صحراے سبزہ زار نواح دلکشا ہوا سرد چل رہی ہے طائر زمزمہ سرائی
کر رہے ہین عندلیبان خوشنوا یہ اشعار گا رہی ہین اشعار

ہدف ہوئے دل مشتاق بھی جگر کیطرح	لگا دو تیر ادا ناوک نظر کیطرح
پھر آیا نالہ بھی جب آہ بے اثر کیطرح	تڑپ کے سینے مین دل رہ گیا جگر کیطرح
رکھا ہے سر پہ خط شوق لکھ کے دلبر کو	چلا ہون ڈھونڈھنے قاصد کو نامہ بر کیطرح
الٰہی نیند نہین گر تو موت ہی آ لے	کرین مزار مین آرام جاگ کے [illegible] کیطرح
اثر ہوا بھی جو نالے مین وہ ہوے ...	اب اسکو روتا ہون سعدی اثر کیطرح

تمام رات ترے انتظار میں اے مہر
کیا نحیف یہ نازک کمر کے سودے نے
ہوا وصال مرض بڑھ گئی حیا دونی

یہ چشم باز رہی دیدۂ قمر کی طرح
ہوں چشم حلقۂ زنجیر میں نظر کی طرح
وہ آج سر بھی اٹھاتے نہیں نظر کی طرح

افراسیاب حیران حیران چہار جانب دیکھنے لگا بہ نگاہ غور دیکھ رہا ہے گلگون کی رعنائی چشم نرگس شہلا کی زیبائی سوسن صد زبان مصروف گویائی شاخوں کی زمین پر جبہ سائی عجب صحرائے پربہار ایک طرف چمنستان لالہ زار مرغزار ہا چراغ روشن میں دو چراغ نمونہ گلشن میں شاخیں جھومتی ہیں پھولوں کے منہ کو چومتی ہیں صبا مستانہ وار دکھاتی ہے چمنستان میں جا کر عطر ملتی ہے کہ ایک جانب سے افراسیاب نے دیکھا غول کے غول نازنینان مہ جبین کے نمایاں ہوئے بیچ میں ان سب کے ایک شوخ ادا لیلائے عصر سلمائے دہر سراپا خوب معشوق مرغوب کبک رفتار شیرین گفتار افراسیاب کو دیکھ کر وہ نازنین مسکرائی افراسیاب کی جو نگاہ اس پر پڑی بیقرار ہو گیا

نظم

چاک دل گشتۂ زعفران دیدہ
گل کھلا تھا سو اسکی دیکھی بہار
ہر دم دونوں دشمن کیوں تو نہ
آنکھیں دکھلائے حسرت دیدار
دھیان مہتاب پر کبھی جو جائے
بیقراری سے مجھکو ہوش آئے
خواہشیں دل کو ہو دیں شدت سے
پہلوئے شوق میں بٹھانے کی

رشک گلگون گل خزان دیدہ
دھیان سے چند ہوش جانے لگا
داغ دیں کیا نئے شب و روز
شعلہ رو کا خیال جان جلائے
نوٹے تو شب سحر ہو جائے
دیکھ کر اسکی جلوہ فرمائی
شمشاد دیکھوں نگاہ حسرت سے
گلے لگنے کو بیکلی تڑپے

زخم پنہاں سے دل ہو گلزار
یاد سے پیشتر غش آنے لگا
غم نجمہ ان دیدۂ بیدار
شمع بالیں کو دیکھ رونا آئے
شوق دیدن کو بسکہ جوش آئے
مضطرب دیدہ کا تماشائی
آرزو ازمین اٹھانے کی
مستعد دل کہ گرد پھرے

افراسیاب نے پکار کر آواز دی اے سرتاج حسینان [illegible] ادھر بھی توجہ کرو میں ہوں افراسیاب بادشاہ طلسم ہوشربا ساحر یکتا اس نازنین نے مسکرا کر کہا آئیے تشریف لائیے لونڈی بھی آپ کی مشتاق تھی آپ ہی کے واسطے مجھکو تقریر کیا دیر کیسی ہوئی قریب آئی افراسیاب کا ہاتھ ڈالا ذرہ آگے گھیر لیا ایک جانب وہ نازنین لپچلی لا کے افراسیاب کو

مشتاق ہو لیا تو اس نازنین نے جھک کر جام بلورین پر کیا اور کہا لو پی لو لیکن واسطہ
سامری و جمشید کا بے پیے تم مست ہو رہی ہو ایسا نہو کہ تم شراب پیکر بدمستی کرو مجکو ہاتھ نہ
لگانا الگ رہنا ورنہ مین غل مچاؤنگی ساری باغ کو سر پر اٹھا لونگی پھر بہت گھبرا ئیگی یہ کہکر جام
ہونٹون سے افراسیاب کی لگا دیا افراسیاب بھی جوش اشتیاق مین پی گیا دو جام پلا ئی پھر گائن سے
اشارہ کیا کہ ایک غزل شہنشاہ کے سامنے گا مین رفع حاجت کر کے آتی ہون یہ لفظ سنکر تو افراسیاب
بہت خوش ہوا دیکھا کہ معشوق پر چہرہ سامان وصل کر رہی ہی اب لطف ہوگا گائن نے بڑھکر سازندونکو اشارہ
کیا اس گائن نے سامنے افراسیاب کے بیٹھکر گانا شروع کیا اور اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

تیرے جور و ستم ای عہد شکن بھول گئے — رنج غربت پہ یہ پالے کہ وطن بھول گئے
جان کیا مفت گئی صید گہ عالم مین — نیمجان کر کے مجھے صید فگن بھول گئے
اگئے خورشید کے باقی ہی کہان صبح فروغ — رخ جو یاد آیا ہمین صاف بدن بھول گئے
ہای کیا ہو تین بانہین تری انکھین صیاد — چوکڑی کیا کہ ہرن راہ ختن بھول گئے
تنکے چنتے ہین تری راہ مین پلکین ای گل — تیرے کوچہ مین ہزارون کو چمن بھول گئے
اسقدر شوق رہی نالۂ و افغان کی ہمین — یاد محبوب مین ہم طرز سخن بھول گئے
دانت ہونٹھو نسے نظر آگئے جو ہنسنے مین — تو سہیل اور عقیق اہل یمن بھول گئے
دم خانہ زمین ہی مرد ای جوش جنون — آشنا چاک گریبان کفن بھول گئے
دشت غربت مین رہی ہو جو غذا حنظل غم — ای جنون ہم مزۂ سیب ذقن بھول گئے
اب تلک یاد نہ جنت مین کیا ناسخ کو — اپنے مداح کو ای شاہ زمن بھول گئے

اس رنگ مین اس غزل کو گائن نے گایا کہ افراسیاب اور زیادہ مبہوت ہوا کنیزون پر دست
اندازی کرنے لگا کنیزین چیخین مار مار کر بھاگی ہین افراسیاب انکے پیچھے دوڑتا ہی جب کنیز بھاگ
کر نکلجاتی ہی افراسیاب پلٹ آتا ہی تھوڑی ہی عرصہ مین سب کنیزین بھاگ کر باہر چلی گئین افراسیاب
حیران ہو کر چہار جانب دیکھنے لگا کسی کو بارہ دری مین نہ پایا گھبرا گیا نام لے لے کے کنیزونکو
پکارنے لگا نعرے مارنے لگا کبھی پکارتا ہی کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان کدھر گئین جلد آؤ میں
تمہارے واسطے بہت بیقرار ہون دل گھبراتا ہی کلیجہ منھ کو آتا ہی کہان جاکر بیٹھ رہین مرا نہ چاہنے والے کو

جو ہین کیون مجھکو فراموش کیا زینت آغوش نہ کیا پیکار نے پکار نے خیال مین آیا کہ او افراسیاب تو
تو نور افشان سحر اڑا تھا یہان کہان آگیا شاید کسی شعبدہ مین پھنسا ہون یاد جو کرتا ہے سحر کا ایک حرف
یاد نہین سامنے ایک نخل کلان تھا اسپر ایک طائر زمرد پر بیٹھا تھا نیلم کی پیچے یاقوت احمر کے افراسیاب
سے نگاہ ملا ملا کر زمزمہ سرائی کر رہا ہے کبھی آنکھ ملا کر افراسیاب سے کہتا ہے کہ اے شہنشاہ چند روز
اس باغ ویران کی سیر کیجیے معشوق کو یاد فرمایئے معشوق کہان آپ یہان بیٹھیے یہ باتین سنکر
افراسیاب گھبرایا دل مین آیا کہ ایک دانہ آتش کا اسکو مارون یاد جو کرتا ہے تو بالکل سحر فراموش حیرت
ہوگیا کہ یہ معرکہ ہے ہر چند یاد کرتا ہے سحر یاد نہین آتا اب افراسیاب سمجھا کہ پیر نابالغ مجھکو پھنسا گیا باغ
مین دوڑنے لگا ایک نخل کی جو ٹھوکر لگی منھ کے بل گرا اچھلا کر اٹھا درخت کو لپٹ گیا اسکو جھٹکے
جھٹکا دیا افراسیاب نے درخت جو اکھڑا اندھیرا ہوگیا صدا ہا ہو کی آنے لگی بعد تھوڑے عرصے کے
روشنی ہوئی اندھیرا دفع ہوا افراسیاب نے دیکھا باغ نہین ایک جنگل ویران نہ انسان نہ
حیوان چند بگولے کانٹون کے اسمین طائر چھپنے ہوئے کہین سے اڑتے ہوئے آئے کانٹون مین پھنسے
پھڑک پھڑک کر رہگئے افراسیاب چونکہ بادشاہ ہے جنگ ہوشربا کا ادھر بگولے گرد کے برای تعظیم تو
مین خاک اڑتی ہی ہو صحرا نہایت ویران افراسیاب اس جنگل کو دیکھکر گھبرا گیا خاک جو اڑی تھتھنون مین
گھسی افراسیاب بہت بیقرار ہوا بیتاب ہوکر رونے لگا آواز دی کہ او پیر نابالغ مجھکو کس بلا مین پھنسا گیا
اب مین کیا کرون سحر فراموش ہے دریای حیرت کا جوش ہے ارے کیا نگہبان میرے مر گئے مین جنگل
سے کیونکر نکلون چیختا ہون کوئی سنتا نہین ادہ نخل کے ببول کے بن مین اسکے بیچ مین افراسیاب
بیٹھا چیخ رہا ہے اب جو افراسیاب بہت چیخا چلایا ایک پتلہ فولادی سامنے سے پیدا ہوا پکار کے
آواز دی اے شہنشاہ مین حاضر ہون درختونکو گھیرے ہوئے ہزار ہا سیاہ پوش کھڑے
ہین مجھکو آنے نہین دیتے منع کرتے ہین کہ یہان آئیگا تو مارا جائیگا مین کیونکر آپ تک آؤن
آپ باہر نخلون کے آئیے تو مین آپکو لیجاؤن افراسیاب نے کہا ایک کام کر جاکر وادی دامان سحر
کوہ زبرجدی پر اطلاع کر کہ نور افشان مجھکو اس آفت مین پھنسا گیا آپ کنیزان سامری کو لیکر تم
مجھکو بچانے بیجا ہے اگر بیہودہ بیہر گذر یگا تو مر جاؤنگا تیار سنتی ہی بھاگا کوہ زبرجدی پر آیا آفات جہان
دست بیٹھی ہے کنیزان سامری یا توگا رہی تھین یا بجا یک گانے گانے رونے لگین آفات نے کہا کیون

ہمیں خبر تو ہی کنیزوں نے کہا کہ ہمارا دل گھبراتا ہو داوری جان افراسیاب کی خبر تو شہنشاہ کو نور
افشان نے ایک صحرای خارستان مین پھنسایا ہی جنگل مین بیٹھے رو رہے ہین اے جدہ بغیر تمہاری
جائے کچھ نہوگا آفات حیران پریشان پوچھ رہی ہو اری کو کینے کسکو پھنسایا افراسیاب پر زوال آیا
ہائے اس لونڈے نے سلطنت لے لی انجام نہ سوچا اری ہیوسنفص کہو وہ تیلیان جادو جاد
کر رہی ہین کہتی ہین کہ شہنشاہ تو جنگل مین بیٹھے ہین فریب دلکشا نے شراب کے جام پلائے فرزین
گر شراب پی گئے اسی شراب نے یہ حال کیا کہ سحر بھول گئے پریشان بیٹھے ہین آفات کہتی ہے کہ ارے
جنگل کہان ہے کون سا جنگل ہے کیا بجلی پڑی ہے کنیزین کہتی ہین کہ کیا بتائین حال ہم تو مصیبت آئی شہنشاہ
دیکھ رہی ہین جدہ آپ تو ملاحظہ فرمایئے۔ یہ ذکر تھا کہ تیلہ و لادی پہونچا سامنے آکر آفات کے رونے لگا کہا
اے جدہ شہنشاہ بڑی مصیبت مین ہین غلام دیکھ آیا مین نے ہرچند تدبیر کی کہ وہانسے نکال لاؤن شہنشاہ
کانٹون کے جنگل مین بند بیٹھے ہین مین نے جو ارادہ کیا کہ پاس شہنشاہ کے جاؤن راہ نملی کئی سو جوان
سیاہ پوش گھیرے ہوے درختونکو کھڑے ہین مجھکو منع کرتے تھے کہ پاس افراسیاب کے نہ آؤ ورنہ بہت
پچتاؤگے مین اکیلا تھا پاس شہنشاہ کے نہ جا سکا شہنشاہ نے رو رو کر کہا ہے کہ جدہ سے خبر کر دین خبر
لیکر آیا ہون پھر مین جاتا ہون آپ جلد آئیے آفات تخت سے اٹھی چالیس کنیزونکو ساتھ لیکر آفات بہ
غیظ و غضب تمام چلی جیسے ہی سر صحرا پر پہونچی دور سے دیکھا کہ افراسیاب بارہ درختون کے بیچ مین
بیٹھا ہوا رو رہا ہے آفات نے پکار کر کہا کہ اے بیٹا نہ گھبراؤ مین بھی تمکو بچانے آئی ہون افراسیاب
نے پکار کر کہا اے جدہ مین سحر بھول گیا ایک حرف بھی مجھکو یاد نہین تم آفت مین کہان آئین یہ کہکر جو
دیکھا کئی سو جوانان سیاہ پوش تلوارین برہنہ ہاتھ مین لیے ہوے بیٹھے ہین اور نعرہ کیا کہ اے آفات یہان
نہ آنا یہان ہمارا دخل ہے افراسیاب کو نہ جانے دینگے یہ استاد والا نژاد کے ساتھ بے ادبی کرتا ہے
آفات لٹھا اٹھا کے بڑھی کنیزونسے اشارہ کیا کہ ارے ان سیاہ پوشونکو مار لو کنیزون نے اور جوانان
سیاہ پوشان سے تلوار چلنے لگی آفات چہار دست بھی ان جوانان سیاہ پوشون کو قتل کر رہی
ہے ایک جوان سیاہ پوش نے بڑھکر ایک کنیز کو ہاتھ مارا کنیز کے دو ٹکڑے ہوئے دوسری کنیز نے بڑھکر سر
اسکا سینہ لاش کو گود مین لپٹا ہوا سر گلوی بریدہ سے صدا آئی آواز دی کہ ہمین چھو بھی بات نکروگی وقت گذرنگا
ہو جب زہرہ کنیز تڑپ کر اٹھی زنبیلی تھوڑے ہی عرصہ مین سیاہ پوشون کو مار گرایا آفات ...

سکے بھی جسم سے خون بہتا ہوا نکلنے خون کے جسم پر پڑے ہوے آفات آگے بڑھی دیکھا کی افراسیاب
ان سیاہ پوشوں کے مرنے سے چالاک ہوا درختوں کے گرد جو کئی سو سیاہ پوش کھڑے تھے آفات نے
للکار کر کہا کہ تمہاری بھی قضا آئی ہے ہشیار ہوکر ایک طرف سے سناٹا ہوا آواز آئی کہ تم فریب
دلکشا مجکو استاد نگہبان کرگئے ہین افراسیاب نے جو فریب دلکشا کو آتے ہوے دیکھا کہ یہ وہی ہے جسکو
ہی جسکو دیکھکر عاشق ہوا تھا اسی کے ہاتھ سے شراب پی تھی دیکھتے ہی پکار اٹھا کہ اے جان جہان و اے
آرام دل مشتاقان آؤ میرے پاس آکر بیٹھو رباعی

بدنام کیا ترا برا ہو اے دل	ناکام کیا ترا برا ہو اے دل
مومن کو بتون سے کیا سروکار بھلا	کیا کام کیا ترا برا ہو اے دل

دیگر

مین شمع نہین ہے رولانے سے حصول	وہان نہین میرے جلانے سے حصول
مین خوردہ گل نہ آب باران بہار	ظالم مری خاک مین ملانے سے حصول

اے جان جہان و اے راحت روح عاشقان ہمارے پاس آؤ ہم تمہارے واسطے بہار مین شراب
پلاکے چلی گئین اسی شرابنے یہ خرابی کی آفات نے آواز دی نگوڑے کیون اسے بلاتا ہے اسی کے
فریب مین تو پھنسا زندہ عمر بھر اس جنگل سے نہ نکلیگا یہ کہکر آفات خود فریب دلکشا پر جا پڑی فریب
دلکشا نے دو تین گولے مارے آفات نے ہاتھو مین روک لیے للکار کر آواز دی او نگوڑی
آنکھین تیری نکالکر پھینکدونگی جن آنکھون سے تونے افراسیاب کو فریب دیا کنیزان سامری سے کہا کہ کس
گھر ہو چالیس کنیزین جو فریب دلکشا پر گرین نیچے مارنے لگین فریب دلکشا سرنگے کردیتی ہے سر کسی کا
جو یہ تاثیر نہین کرتا اپنا نیمچہ ایک کنیز پر مارا ایک کا سر کٹا دوسری نے اسکو گود مین لیا سر ملا کر
پکارتی کہ بی بی اٹھو زیادہ سونا اچھا نہین جنگ مین نیند کا آنا باعث خرابی ہے وہ کنیز اٹھی تڑپکر
لڑنے لگی کوئی کنیز مرتی نہین فریب دلکشا پر اسقدر بیجے پڑی کہ آخر کو بدحواس ہوکر قریب افراسیاب
کے لاشہ گرا افراسیاب دوڑا کہ لاشہ اٹھاؤن لڑکھڑا کے گرا گرتے ہی بیہوش ہوگیا آفات نے
اسکے گود مین اٹھایا پانی کے چھینٹے منھ پر دیے افراسیاب کی آنکھ کھلی لاشہ ایک حبشن کا پڑا ہوا ہے
دیکھا نحیف و ضعیف جھریان تمام بدن پر پڑی ہوئین آفات نے قریب آکر کہا کہ دیکھا اسی پر تم
ہر اسی پر جان دیتا تھا افراسیاب نے منھ پھیر لیا بارہون تحلیل ہول کے غائب ہوگئی فریب دلکشا کے

مرتے ہی صحرا بدل گیا دیکھا کہ میں بہار کوہ زبرجدی کے کھڑا ہوں آفات اور کنیزان سامری
گرد اسکے جسم کے جھاڑ رہی ہیں افراسیاب کو سحر یاد ہی کہا کہ اے جدہ کیا کہوں عجب شعبدہ ہی میں
اس پیر نابالغ کے پھنسایا آفات نے کہا کہ اے نور نظر اب طرف باغ سیب کے جاؤ آپ بیسبب
بچہ بڑی جز ہوئی اگر ایکی فریب و مکر کا تمہارا سامنا ہوتا اور وصل ہوتا اصل میں سحر عمر بھر یاد نہ
ہوتا فولادی تیلے نے ہاتھ بڑھا کر کہا کہ کیوں شہنشاہ میں کیا وقت پر پہونچا اگر نہ پہونچتا تو کیا آپ پر
کیا گذرتی مینے آپکو بچایا افراسیاب نے کلائی پر ہاتھ ڈال کر ایک طمانچہ مارا تیلے کا سر اڑ گیا لاشہ تیلے
کا زمین پر گرا سر تیلے کا پھٹا ایک طائر سبز رنگ پیدا ہوا آواز دیتا ہوا طرف آسمان کے چلا کہ اے بے وفا
ہم تیری حفاظت کریں اور تو نے ہمکو قتل کیا اب تیری عزت و آبرو بھی طلسم اب نہ بچیگا طلسم کشا چھینیگا
تیرے ملک کو لوٹیگا افراسیاب نے چاہا کہ طائر پر سنگریزہ ماروں آفات نے ہاتھ پکڑ لیا کہا ارے کیوں
دیوانہ ہوا ہی تو نے اپنے معین کو مارا کیا مزا ہوا دیکھ کیا کہتا ہوا چلا گیا مگر کچھ ڈرے طلسم ہوشربا
ایسا مقام نہیں کہ جو کوئی شکست کرے مگر اس بڈھے سے ہلا ہونگی یہان خواجہ عمرو و یکبارگی اس
لڑائی کو فتح کر کے چلے لیکن خواجہ نے اشتعال کو اٹھا لیا نور افشان نے طمانچہ مار کر اسکو گرایا
تھا بیہوش پڑا تھا خواجہ عمرو اٹھا لائے عظام نہایت خوش ہو پوچھتا ہی کہ خواجہ کس نے تمہاری مدد
کی افراسیاب کہان چلا گیا یہ کوئی ساحر زبردست ہی کہ اشتعال کو بیہوش کیا لالہ زار کو مارا لشکر
کو دم بھر میں تباہ کر دیا افراسیاب کو کس بلا میں پھنسایا خواجہ نے کہا کہ اے عظام سوا اے اماں کے
طلسم نور افشان کے کون مدد کریگا اصل یہ ہی کہ اگر طلسم نور افشان میں نہ جاتا اور کوکب کو
نہ لاتا تو بار لڑائی کے ہمسے نہ اٹھتے یہ سنکر عظام اور چنچل داخل لشکر اسلام ہوئے مہرخ ذی جاہ
خاطر کی بارگاہ میں دنگل ہے چنچل کے ساتھ عظام کا عقد ہوا عیش کر لیگا کہتا ہی خواجہ حسین خدا
فضل کرے اور اسد کو آپ رہا کریں میں بھی کچھ نہ کچھ باتیں عرض کرونگا آپکو مقدمہ میں میرا بچا
راہبری ہوگی رہائی اسد کا سامان پروردگار کرے خواجہ فرماتے ہیں وقت پر ہوش ہو جاتا ہی مجال جو کوئی
اسد کو قتل کرے انشاء اللہ رہا کرونگا مگر یہ خبر ہی صرصر نے حیرت کو پہونچائی یہ خبر سنتے جھلا کر طبل جنگی بجوایا
نام برشاروق ظلمانی کے طبل جنگی پر چوب پڑی برکارے جو بہ امر جاسوسی لگے ہوئے تھے خبر لیکر خدمت میں ملکہ
مہرخ کی آئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ شاروق نے طبل جنگی بجوایا ہی ملکہ مہرخ نے خواجہ عمرو سے کہا کہ امرو

ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی جلیل جنگی بچے فاروق یہ کہکر اٹھا کہ خواجہ آج
مین شاروق کو پکڑ لاؤنگا رات کا اسکے سونے کا مقام مجکو معلوم ہی خواجہ نے کہا ای فاروق
تم ارادہ نکرو مین سمجھ لونگا میدان مین تو اوسکو آنے دو برق تڑپ کر اپنے مقام سے اٹھا کہا کہ ای
استاد مین جاتا ہون خواجہ نے کہا کہ اے ملکہ عالم ایکجوان دیو خصال دستیاب ہوا ہی زور مین مثل
دیو کمال کا اسکے عالم مین غزنویل شاروق سے اسکا مقابلہ کرایئے سب حال جو عمرو نے بیان
کیا لوگ ہنسنے لگے کہا کہ خواجہ خوب اسکو تسخیر کیا خواجہ نے زنبیل سے اشتقال کو نکالا تمام دربار
سردارون سے معمور ہی بہار و باغبان و رعد و برق وغیرہ سب حاضر ہین اشتقال سحر سے
نور افشان کے بیہوش ہوا تھا منہ دھلانے سے تلوے سہلانے سے اشتقال کو ہوش نہین آتا تھا
و باغبان نے کہا کہ خواجہ یہ سحر ہین نور افشان کے ہے اسین کے ہوشیار کرنیسے ہوشیار ہوگا
یہ ذکر تھا کہ دربارگاہ سے ایک فراٹا ہوا دیکھا ایک سیاہ بشکل زاغ کاؤن کاؤن کرتا ہوا آیا گرد
اشتقال کے چرخ مارا خواجہ کو سلام کرکے چلا گیا پھر خواجہ سے متوجہ ہو کر باتین بھی کہین اشتقال
یا سامری کہکر اٹھ بیٹھا کہتا ہوا کہ خوب سوئے اب جو آنکھ کھلی دربار مین جلالت شعار ملکہ مہرخ کو
دیکھا حقیقت مین گلشن بحران ہی خواجہ کرسی پر بیٹھے ہین چاہا ہل کرکے اٹھے باغبان نے اشارہ
کیا اشتقال پھر اودھر ادھر دیکھ کر گرا کہا کہ کیون خواجہ عمرو یہ مجھے آپ کس مقام پر لائے ابتک ہوش و حواس
درست نہین باغبان نے کہا ای اشتقال بادشاہ لشکر ملکہ مہرخ سحر چشم تخت پر جلوہ فرما ہین تم بھی
بہتر و برتر ہین پہلے ان کو سلام کرو پھر خواجہ جو کہین وہ قبول کرو سامری کی نامہ تمہارے وردین
رہتا ہی اسمین لکھا دیکھا یا نہین افراسیاب مارا جائیگا اسد غازی رہائی پائینگے اہل طلسم ش
رہا ہلت نہ پائینگے لا جین پرچو بہ حقیقت کہین وہ شہنشاہ عالیجاہ انکی پائیگا اپنی معصیت کا بدلہ
افراسیاب سے لیگا افراسیاب کا بچنا دشوار ہے بہتر یہ ہی کہ اطاعت اسلام کرو شاروق ذلیل جنگی
بچا ہوا ہی کل اس سے مقابلہ کرو وہ بھی ظلمات کا رہنے والا ہی تم بھی اسی سرحد کے ہو ہم لوگ بھی برائے مدد موجود ہین
اسلیے شاروق سے مقابلہ تمہارا منظور ہے یہ باتین سنکر اشتقال نے جواب دیا کہ مین تو خواجہ کی گانیکا غلام ہون
مجکو کیا ماننا ہین پھر اطاعت کو کہین مین طلسم کا جھگڑا نہین جانتا خواجہ نے اسیوقت زنبیل سے نکالی یہ
اشعار اوصاف امام عالیمقام مین سامنے اشتقال کے شروع کیے نظم

یاں آسرا ہے ساقی کوثر کی ذات کا
ہے ساغر شراب سفینہ نجات کا

زخم دہان خلق کو ہے اس سے التیام
مرہم سے ہے زیادہ اثر میری بات کا

جلتے ہیں سوز عشق سے مانند شمع ہم
رتبہ ملا ہے آگ کو آب حیات کا

مضمون جو لکھے تری چشم سیاہ کے
قلم ہو رشک دیدۂ آہوے دوات کا

وقفہ نہیں کہ غنچۂ منقار کھل سکے
ہوں عندلیب کس چمن بے ثبات کا

کافر ہوں سیر ہم رہیں محروم اعطا
کر بیکسی یہ حکم نہ جاری فرات کا

جو ہے کلام شیخ دہی قول ہے سمن
مطلب ہے ایک فرق فقط ہے لغات کا

خاسر ہے نیشکر مرے شیریں کلام سے
شرمندہ ہے دوات سے کوزہ نبات کا

مجرم ہوں اغنیا تو فقیروں پہ ہو عذاب
کرتا ہے دیکھ قحط نہ دینا زکات کا

کب جائیگا عبادت ناسخ کو اے مسیح
نزدیک اب تو وقت ہے اسکی وفات کا

خواجہ نے جو یہ غزل گائی اشتقال اٹھکر گرد خواجہ کے پھرنیلگا کہا میں تو اس گانے کا مبتلا ہوں اور آپکی ہر تان پر میری جان جاتی ہے خواجہ طبل جنگی بجوایئے شارق کو چیر پھاڑ کر کھا جاؤں گا خواجہ نے کہا کہ طبل جنگی بج چکا ملکہ مہرخ نے کہا کہ اے اشتقال اطاعت اسلام کرو کہ تمہاری نجات ہوجائے گانے کو خواجہ کے کیا پسند کرتے ہو دین اسلام پسند کرو اشتقال نے کہا کہ میں دل سے مطیع اسلام ہوا ذنگی زریں میٹھے کو ملا اشتقال آکر بیٹھا باتیں کر رہا ہے سب کو اشتیاق ہے کہ صبح کو اس سے اور شارق سے دیکھیے کیا گذرے چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا روشنی مہر عالم افروز نے تمام عالم کو منور اور روشن کیا تخت فیروزی پر آکر شہنشاہ نیر اعظم جلوہ فرما ہوا دونوں لشکر میدان میں آئے ملکہ مہرخ تخت پر ملکہ بہار گلعذار ایکجانب ایکطرف باغبان قدرت اور سرداران نامی اور ساحران گرامی تخت شہنشاہی کو گھیرے ہوئے اشتقال سب کے آگے بڑھا ہوا ایک جھولا بڑا یمین ہاتھ پر اسمیں اسباب سحر بھرا ہوا ڈکاریں لیتا ہوا منھ سے دھواں نکلتا ہوا تل صحرا اچھلتا ہوا آکر میدان میں قائم ہوا ادھر سے لشکر حیرت کے حیرت تخت پر سوار ایکطرف مہ مور اور صورت نگار وفیروزاد یان نامی نامدار ہر طرف سحر سامری و جمشید کے نام کی پکار شارق آگے بڑھتا ہوا کہ آج مسلمانوں کا خاتمہ کروں گا حیرت نے سمجھا دیا ہے کہ اے شارق اگر تم

دو کس ہے بھی غالب آ ۔ اطبل امان بجا کر پلٹ آ ۔ بڑے بڑے ساحر لشکر اسلام میں میں شاروق صفین باندھنے لگا میمنہ و میسرہ درست ہو ۔ نقیبوں نے نقابت کی کڑکیت گرکا کمکر ہجے اب شاروق نے گینڈا بڑھا سامنے تخت حیرت کے آیا عرض کی کہ ملکہ عالم اجازت میدان دیجیو دیکھیے سب کا کیا حال کرتا ہوں ملکہ حیرت نے کہا کہ جاؤ سامری و جمشید کے سپرد کیا پر تمھارے دو سو خداوند تمھاری محافظ ہیں مروت کا خیال رکھنا چار جانب خیال رہے شاروق نے عرض کی کہ حضور یاد تو کریں جب ساحران بنگالہ جمع ہو کر آئے ہیں سب سے پہلے غلام ہی پہونچا تھا کیسا کیسا ارا تھا یہ مسلمان انکو بہت بہتر سمجھتے ہیں دیکھیے تو کیا حال کرتا ہوں کیا میرے ہاتھ سے کوئی زندہ بچیگا یہ کہکر گینڈا بڑھایا میدان کارزار میں آیا گینڈے کو مہمیز کیا دو چار گوے اچھالے پکارکر آواز دی کہ اے فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنائے مرگ کی ہو وہ نکلے یہ جواب نے پکارا استقال جھوم کر صف سے بڑھا لشکر اسلام میں غلغلہ ہوا کہ دیو نے مقصد کیا دیکھیں کون اسکا جواب دے یہ بیشک چیر پھاڑ کر کھا جائیگا اسکے ہاتھ سے شاروق امان نہ پائیگا استقال سامنے تخت ملکہ مہرخ کے آیا پہلے خواجہ کو سلام کیا کہا اے شہنشاہ اقلیم عیاری میرے روح کی تم راحت ہو میں مقابلہ میں اس ساحر ظلمات کے جاتا ہون خداے نادیدہ سے میرے لیے دعا کرو لیکن خواجہ تم دبلے پتلے ہو اور یہ بھی بیان کرتے ہو کہ زمین سے آسمان تک پانچ سو برس کا راستہ ہے پھر خدا تمھاری آواز کیونکر سنے گا عمرو نے کہا اے برادر بجان برابر پروردگار حاضر و ناظر ہے ہمارے تمھارے دل کے حال سے بخوبی ماہر ہے اے بداعتقاد و بدنصیب خدا رگ گردن سے قریب ہے ملکہ مہرخ نے اجازت میدان دی استقال دوڑ کر میدان میں پہونچا آواز دی کہ او شاروق میں عمرو کا تابعدار ہون مہرخ میری بادشاہ ہیں خدای نادیدہ کی اطاعت کی بہتر یہ ہے کہ چلے جاؤ جان بچاؤ ورنہ چیر پھاڑ کر کھا جاؤنگا مذیان تک ریزہ ریزہ کر دونگا شاروق نے کہا کہ کیون تیری شامت آئی ہے اس بڑے قد پر بڑا گھمنڈ ہے کون دیوانہ ہوا ہے شاروق نے کھینچ کر ایک گرز مارا استقال نے گرز ہاتھ میں تھام لیا گرز ہاتھ میں لیکر ملنگین لگا نیلگا اب شاروق جانتا ہے مجھے تو میں گرز مارتا ہون مگر استقال نے ملنگین لگا کر ایک چیخ ماری کہ شاروق ادھر ادھر دیکھا استقال نے دوڑ کر شاروق کی گردن لی ہاتھ میں گردن پکڑ کے نکالی اب شاروق پھڑک رہا ہے گردن پکڑ کے دبایا کہ شاروق کی آنکھیں نکل آئیں ہاتھ سے اٹھا کر طرف آسمان کے پھینکا قریب سو گز کے بلند ہوا

پھر اشتر پر رو کا ایک ہی مرتبہ جو اچھالا اور رو کا شاروق پھڑک کر تمام ہوا اشتعال نے ریگ لات ماری کر استخوان شاروق کے چور چور ہوئے لشکر اسلام نے قہقہہ لگایا آواز دی کہ ای اشتعال کیا کہنا کس زور وشور سے حریف کو مارا اشتعال میدان مین شلنگین لگانے لگا پکار کر آواز دی کہ بی حیرت کسی کو اور بھیجو ہمارے مقابلہ مین آئے نیلم تاجدار تخت سے اترا سامنے ملکہ حیرت کے آیا کہا کہ حضور اس غلام کو حکم ہو اس دیو کی مشکین باندھ لاؤن حیرت نے کہا کہ ای نیلم تم نے طرز جنگ بھی اسکا دیکھا نیلم نے کہا کہ مین پاس ذرا آنے دون کا جانے جانے دیوانہ بنا دون گا یہ کہکر بڑھا اشتعال نے جو نیلم کو آتے دیکھا پھر شلنگین لگانے لگا ایک چیخ ماری کہ تاجدار نیلم آواز پر اسکی حیران ہوا حیرت دیکھنے لگا اشتعال نے گردن پکڑ کے اچھالا الٹتا پلٹتا ہوا طرف زمین کے چلا اشتعال نے دونون پاؤن تھام کر نیلم کو چیر ڈالا ٹکڑے اسکے طرف حیرت کے پھینکے پکار کر آواز دی کہ ای جان جہان تم آؤ تو دیکھو کیا حال کردون کاندھے پر سوار کر کے لیے پھرون کسی گوشہ مین لیجاؤن حیرت نے جھلا کر آواز دی کہ اسکو مارلو فوج حیرت بلوہ کر کے اشتعال کی جانب چلی اشتعال نے جو فوج کو آتے ہوئے دیکھا ایک چیخ مار کر چار ہزار چار کو ڈانٹا ناگمین بکڑین پھرا اور چھینکا ادھر سے ملکہ مہرخ نے اشارہ کیا کہ بہار و باغبان برای مدد پہونچے بہار نے گلدستہ مارا اکتا شہر تاجدار آگے بڑھا ہوا تھا پھول جو اسپر بری ہوای سرد چلی جوانان چمن اکڑنے لگے عندلیبان خوشنما نے آواز دی کہ ای جانبوالو یہ اشعار سُن تنظم

رشک کے مارے زمرد خاک مین ملجایگا ۔ سبزہ پر اس گوش کے فیروزہ کھایگا
دسترس انگشت تک اس سیم تن کی پایگا ۔ نقش اپنا خانۂ زر مین نگین بٹھلایگا
چل نہین سکنے کا ہرگز تیری اٹکھیلی کی چال ۔ پاؤن مین معنح آئیگی کبک ایسی ٹھوکر کھایگا
حسن کا جلوہ بھی کم برق تجلی سے نہین ۔ چشم موسے سے جو دیکھیگا اسے غش آئیگا
عرش ہی اس بادشاہ حسن کا تخت رواق ۔ وہ صنم کونسی کمیت چرخ کو دوڑائیگا
بعد مردن بھی رہیگا زلف مشکین کا خیال ۔ گور مین بھی میرے سر کے ساتھ سودا جائیگا
خم لگا دے منہ سے ساقی لب تو تر ہو دین گر ۔ مجھسے دریانوش تک کیا کشتی می لائیگا
اپنی زلفون کے الجھنے تھا وہ شوخ ہی ۔ جسنے بیدمی پاما کی اٹھا اسے اٹھایگا
آشنا یار سے اٹھنے کا قصد آتش نہ کر ۔ چھوڑ کر اس در کو سر دیوار سے ٹکرائیگا

یہ اشعار جو عندلیبان خوشنوا نے گائے شاہور مع بارہ ہزار جوانون کے سامنے ملکہ بہار
کے آیا ہاتھ باندھکر کھڑا ہوا بہار نے ایک کنیز کو اشارہ کیا اس کنیز نے بڑھکر شاہور کے کان میں
لگا ہار پہنا دیا ہار جیت ہوئی شاہور نے کہا کہ کیا حکم ہوتا ہے بہار نے کہا حیرت کا سر لاؤ تھا ہور
نے ساتھ والون سے آواز دی کہ ہان یارو وقت جاتا ہے حیرت کو چلکر مارو معشوق کھڑا ہے
شادی کرین بارہ ہزار جوانون نے جھوم کے کہا کہ جو ہمارا افسر کہتا ہے وہی کرینگے شاہور نے کہا کہ یارو نہ
گھبراؤ ایک ایک کنیز ملکہ بہار کی تم سب کو دونگا یہ کہتا ہوا چلا سب کو ہٹاتا ہوا جاتا ہے اور کہتا ہے کہ
یارو تامل کرو مین ملکہ حیرت سے ایک بات پوچھ لون تو بلا کا سر کرون جیسا سر جھکائے ہو قریب
تخت ملکہ حیرت پہونچا پکار کر آواز دی کہ او دیہیا تخت پر چڑھکر بیٹھی ہے بہار کو تو نے کیا ستایا حیرت
نے جو طرہ لگا ہوا کان مین دیکھا گھبرا کر کہا کہ ارے اسکو روکو ساحر روکنے کو بڑھے شاہور مع بارہ ہزار
جوانون کے تلوار کھینچکر لڑنے لگا بارہ ہزار جوانون نے جو گولے نارنج و تیغ مارے بارہ ہزار جادوگر
مر کر گرے غل ہوا کہ شاہور بگڑ گیا حیرت جھک جھک کر گرنے لگی شاہور ہر مرتبہ ہاتھ بڑھاتا ہے کہ حیرت کی
ٹانگ پکڑ لون کھینچتا ہوا سامنے بہار کے لیجاؤن حیرت برق بنکر گری دس بیس کو مارا بلند
ہوگئی ادھر اشتقال نے تہلکہ ڈالدیا ہے ہزارونکو چیر کر پھینکدیا ہے دس بیس کو چنگل مین لیکر مل ڈالا
ہے حیرت جھک کر لشکر شاہور پر گرنے ہی جاتی ہے کہ جھپٹ کر بلند ہوئی اشتقال نے چنگل مارا پائجامہ
ملکہ حیرت کا ہوا مین اڑتا تھا گوشہ اسکا ہاتھ مین اشتقال کے آگیا اشتقال نے ایک جھٹکا مارا
حیرت لوٹن موٹن ہو کر ملی زمین سے ایک پتلہ فولادی نکلا اسنے مڑکے نیچے ہاتھ دیا گوشہ پائجامہ کا چاک
کر ڈالا حیرت جھککر اشتقال پر گری شانے پر اشتقال کے سر لگا یا اشتقال نے ایک چیخ ماری کہ حیرت
ٹھہرا گئی ادھر سے شاہور بلوہ کرکے آتا ہے ادھر سے اشتقال کے چنگل پڑ رہے ہین جب اشتقال نے
چنگل مارا حیرت نے تو اپنے کو بچا یاد دیا کنیزین اسکے چنگل مین آگئین ان لونڈیونکو مسل مسلکر
اشتقال نے پھینکدیا شاہور و اشتقال نے اسطرح حیرت پر بلوہ کیا کہ حیرت نے جھلا کر طرف آسمان کے
دیکھا ایک زاغ سیاہ اڑتا ہوا سامنے آیا حیرت نے کہا کہ اے زاغ سیاہ جلد اپنے کو باغ سیب مین پہونچا
جو کچھ کہ تو نے آنکھون سے دیکھا ہے بیان کردینا زاغ بھاگا افراسیاب باغ سیب مین بیٹھا ہے نقالی بہائی کھکسین
سن رہا ہے کبھی کہتا ہے کیسا غضب ہے قدرت وہان موجود ہین اور ساحر کو نہیں جانتے یہ تو کسیکی مجال نہیں حیرت

کو مار سکے حیرت بھی بلا ہی روزگار ہی کیا کسی بات مین مجبور و ناچار ہو حیات جادو کی بیٹی زوجۂ بادولت کی بڑے افسوس کی بات ہو کہ مسلمانون سے دبجا ہو یہ ذکر تھا کہ زاغ آکر ہونچا افراسیاب کے سامنے کاؤن کاؤن کرنے لگا افراسیاب نے کہا کہ کیا کاؤن کاؤن کرتا ہو زاغ نے آدمی کی شکل انسان کے گویا ہوا کہ ای شہنشاہ اشتغال آدمخوار مطیع مسلمانان ہوا میدان مین آکر نیلم و تاجدار شار و وق کو مارا ملکہ حیرت نے منطوبہ کا حکم دیا بہار نے سحر کیا شاہور تاجدار و اشتغال نے حیرت کو گھیرا ہی مجکو حکم دیا کہ جا کر شہنشاہ کو خبر دو کہ اشتغال چاہتا ہی حیرت کو کھا جائے حیرت اپنے کو بچاتی ہین بہت گھبرا رہی ہین یہ سنتے ہی افراسیاب اٹھا کہا کہ اس بہار بانو زادی نے مجکو بہت تنگ کیا ہو اشتغال کو مطیع کرکے لایا ہو ہاے کیا ساحر تھا علوم شعبدہ بازی سو خوب ماہر تھا حیرت کو بہت حیران کیا ہوگا اگر اسکا چنگل پڑگیا تو حیرت کو بڑا صدمہ پہونچیگا یہ کہتا ہوا بلند ہوا یہان اشتغال اور شاہور نے حیرت کو گھیرا ادھر حیرت جاتی ہو ادھر شاہور بھی جاتا ہو شاہور نے گولہ مارا اشتغال چنگل مار رہا ہو حیرت تڑپ تڑپ کر نکلتی ہو کہ افراسیاب کا نعرہ ہوا کہ خبردار ای اشتغال کیون شامت آئی ہو اشتغال افراسیاب کو دیکھ کر کانپنے لگا ایک جانب بھاگا بہار و باغبان ایک جانب بھاگے مہرخ کا تخت پیچھے ہٹا مگر شاہور اسی طرح لڑ رہا ہو افراسیاب نے للکارا کہ او بے ادب بادولت آگئے تجکو کچھ خیال نہین شاہور نے افراسیاب پر گولہ مارا افراسیاب نے بہ نگاہ قہر طرف گولے کے دیکھا گولا الٹا پلٹا شاہور کی پیشانی پر پڑا کہ شاہور کے ہزار ٹکڑے ہوگئے کاسۂ سر چور چور ہوا جسمین غرور تھا وہی سر جھکا افراسیاب نے ایک اشارہ کیا بارہ ہزار شاہور کے جو ساتھ والے تھے انکے بھی سر کٹ کٹ کے گرنے لگے تھوڑی ہی عرصہ مین بارہ ہزار کو مار کر گرا دیا مگر آنکھون مین آنسو بھر لایا کہ شاہور تاجدار ایسا رفیق و شفیق یون مارا گیا مینک بے حقیقتا تھا اسیا جو سر اٹھا کر دیکھا مہرخ و بہار وغیرہ بھاگی جاتی ہین اشتغال ایک نخل کے سایہ مین کھڑا ہوا مجوم رہا ہو افراسیاب نے للکارا کہ او اشتغال بے ادب تو نے ملکہ عالم کو صدمہ پہونچایا کچھ خوف تو نہ کیا اشتغال نے ایک چیخ ماری افراسیاب دوڑا مگر آواز جو کان مین آئی تو لڑکھڑاتا ہوا جاتا ہو تھم گیا اشتغال نے وہین افراسیاب کو گھیر دیا اور رک گیا تیمی آواز جو اشتغال نے دی افراسیاب نے ادھر ادھر دیکھا ہاتھ زمین پر ٹیکا ٹیک کر آواز دی کہ او نامرد دور ہو سامنے سے بجا ایک آسمان سو فرتا ہوا

ایک طائر چھوٹا سا آگرا اُسکے منہ میں اشتغال آکر پٹ گیا لیکر طرف آسمان کے چلا بہار وغیرہ نے قصد کیا کہ سحر کرکے روکین طائر مع اشتغال نابود ہوگیا غنچہ و بہار جبیں حیران ہو کر بھاگ آئین افراسیاب حیرت کو ساتھ لیکر بیٹھا کہا کہ اب اشتغال کو کوئی نہ پائیگا میان عمرو تلاش مین جائین ڈھونڈھ کے اشتغال کو لائین حیرت نے کہا کہ اے شہنشاہ مین بہار سے بہت تنگ ہون تمہارے پاس کہتی ہون بہار ایک دن میرے ہاتھ سے ماری جائیگی مگر مین خیال کرتی ہون کہ اگر کسی وجہ سے والد کا نام پر وہ پوچھین گے تو کیا جواب دونگی آج بہار کے سحر نے قتل کرایا ہوتا مگر مین مشکل بچی افراسیاب جادو یہ تھوڑی دیر بیٹھا اور کہا کہ مین جاکر ایسے ساحر کو بھیجتا ہون کہ ان سب کی مشکین باندھ کر تم کو حوالہ کرے یہ کہکر افراسیاب تو روانہ ہوا غنچہ اور بہار پلٹ کر بارگاہ مین آئین غنچہ نے کہا کہ خواجہ تمنے دیکھا اشتغال کو ایک طائر اٹھا کر لیگیا مگر ہمنے جو خیال کیا طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ صحرای دلکشا کے لیگیا صحرای دلکشا مین ایک باغ ہے کہ وہانکی حاکم دلکشای چہرہ افروز ہے وہین قید کیا ہو تو عجب نہین خواجہ نے کہا تو مین جاتا ہون بہار نے کہا خواجہ تمہارا اکیلا جانا بہتر نہین چاہتی ہون کہ مین بھی ساتھ چلون صحرای دلکشا تک کسی مقام مین وہ لوگ ضرور روکین گے اب دن کم باقی ہے کل جائیگا خواجہ خاموش ہو رہے وہ تک بیٹھے شام قریب تھی کہ بیرون بارگاہ آئے جو طائر اشتغال کو لیگیا تھا وہی طائر اڑتا ہوا آسمان سے آیا اور جھپٹ کر پنجہ کرین دیکر خواجہ کی پیچھا لشکر مین غل ہوا کہ خواجہ کو طائر لیے جاتا ہے برق نے کہا کہ مین ابھی لاتا ہون یہ کہکر تڑپتا ہوا نکلا عقب مین برق کے چالاک چلا چالاک کے بعد ملکہ بہار مگر طائر لیے ہوئے خواجہ عمرو کو جاتا ہے ایک صحرا مین اسنے دیکھا کہ نخل کے سایے مین افراسیاب بیٹھ رہا ہے طائر نے پکار کر آواز دی کہ اے شہنشاہ طلسم ہوشربا بموجب آپ کے حکم کے گیا عمرو کو لیکر آیا ہون پاس دلکشای چہرہ افروز کے لیے جاتا ہون افراسیاب نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ یہان آؤ خواجہ متوجہ ہوا سے بیہوش ہوتے ہین طائر نے خواجہ کو ایکطرف ڈال دیا آپ ٹہلتا ہوا سامنے افراسیاب کے آیا افراسیاب نے کہا بصورت اصلی سامنے آ طائر نے قلابازی ماری ایک ساحر کی شکل بنکر سامنے افراسیاب کے آیا سیاہ فام بدنما اور افراسیاب سے کہا کہ اسکو جہان کا حکم ہو وہان پہنچا دون افراسیاب نے کہا کہ دیکھ کیسا بدبلا ہے شاید تانی جان

آتی ہین وہ ساحر پلٹا افراسیاب نے گلے مین حلقے کمند کے ڈال دیے ساحر نے چاہا کہ بیٹے جاب مارکر
بیہوش کیا اور نعرہ کیا نعرۂ برق

تصنیف مصنف

کہ استاد مین خواجہ نامدار
کہ دن سیکڑون کوس کی راہ طی
ترب ہو مری چرخ بھسرا رہا

زبر مین ہین برق رفتار ہون
ارسطوی ذی علم شاگرد ہی
بزیر قدم غرب ہی شرق ہی

مرا نام ہی برق خنجر گذار
کہی کون مکار و غدار ہون
ور بکر پہ میرا پہرا رہا
جھلاوہ ہون مین نام بھی برق ہی

نعرہ کرکے خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک جب اسکو قتل کیا خواجہ کو ہوش آیا برق نے کہا کہ استاد بھاگیے خواجہ نے کہا کہ ای برق اشتعال کی تدبیر کرنا واجب و لازم ہی برق نے کہا کہ آپ لشکر مین جایئے مین اوسکی تدبیر کرکے لاتا ہون صحرای دلکشا تک جاتا ہون انشا اللہ اسے لاتا ہون یہ سنکر خواجہ نے کہا کہ ابے گدھے تو عیاری کیا جانے بچے نہ کبھی دخل ہوگا اور نہ ہوا تو جاکر آگاہ کردیگا برق نے کہا کہ استاد آپ برای خدا لشکر مین جایئے آپکا سر رہنا بڑی غنیمت ہے آپ ہی کے نام سی عیاری کرونگا استاد باتین بناتے ہو تحفہ جات تمھاری پاس ہین آپ گلیم اوڑھکر غائب ہوجاتے ہین ہمکو چھپنا پڑتا ہی کبھی غار مین چھپے کبھی کہین بھاگ گئے یہ حرفین ہمکو دیکر تو دیکھیے تیسرے دن افراسیاب کو قتل کرین کیا محال جو بچ جاے خواجہ نے دو تین طمانچے مارے کہا ابے گدھے بیدلگی ہوئی ہو سوای جان بچانے کے کسی مقدمہ مین تحفہ جات کو دخل نہین دیتے جو ہر وقت دخل تحفہ جات کا حکم ہوتا تو افراسیاب کو جیتے نہین دیتا حمزہ سی عہد کیا ہی اقرار نامہ لکھا ہی کہ کسی مقدمہ مین تحفہ جات کو دخل نہین دیسکتا جاؤ بچہ دیکھون کیا کرتے ہو خواجہ نے قصد کیا ہی کہ طرف لشکر کے پلٹون برق کا قصد ہی کہ طرف صحراے دلکشا کے جاؤن کہ ایک آندھی سیاہ چلی خواجہ و برق نے دیکھا کہ ایک ساحر اس آندھی سی پیدا ہوا پکارتا ہوا کہ باشید ای عیاران کہ بمنزلہ کیا غضب کیا کہ مریخ اسرار دان کو مارا اب کہان جاؤگے خواجہ نے قصد کیا کہ گلیم اوڑھ لون برق ادھر ہٹ بھاگا اس ساحر نے آتے ہی ایک خنگل مارا خواجہ کو پنجے مین دبایا برق کو بھی گرفتار کرلیا ہر چند خواجہ چیخے پیٹے ساحر نے کچھ نہ سنا خواجہ و برق کو لیکے چلا صحرای دلکشا مین پہونچا کہا کہ ای عیارانؔ یہ صحرای دلکشا ہی وہ سامنے باغ دلکشا ہی جسکی مالک دلکشا ہی چہرہ افروز ہی وہی تمکو قتل کریگی زندہ نہ بچے گے مجھکو حکم دیا کہ عمرو و برق فلان صحرا مین کھڑی ہین جاکر پکڑلا برق نے کہا کہ آپکا نام نامی و اسم گرامی کیا ہے

ساحر نے کہا کہ مجکو خنجگل کشا کہتے ہین میرے چنگل سے کوئی بچا نہین برق نے اشارہ کیا کہ یہ تو
ساربان زادہ بڑا مکار و غدار ہی اسکو پہلے قتل کیجئے مین جو کہون وہ میری سنیے اسنے مجکو دھوکا دیا
مین ایک عورت سحر اکر لایا اسنے چاہا کہ اسی رہن رکھوے مین اتھوڑن نالے مین پڑا رہا تب وہ عورت
دستیاب ہوئی آپ اسکو مجسے لے لیجے مجھے اپنا رفیق بنایئے حمزہ وغیرہ کو قتل کرکے آپ کو بادشاہ اپنا
بناؤن عورت کا نام سنکر خنجگل کشا بیقرار ہوگیا کہا کہ وہ عورت کہان ہی کہا گلفام پریچہرہ نام ایک جادوگرن
کی بیٹی ہی کیا کہون کیسی خوبصورت ہی تم اپنے مرد کو دیکھکر مرجایگی مین ابھی اسکو لاتا ہون یہ سنکر ساحر تو
بھڑک گیا عمرو کو ہاتھ سے رکھدیا برق کو الگ لایا کہا کہ اس عورت کو لایئے برق نے کہا کہ مجکو چھوڑ دیجئے
مین ابھی اسے لاتا ہون خنجگل کشا نے سحر اتارا برق کو رہا کر دیا کہا کہ ای برق مجکو دھوکا نہ دینا جہان
جاؤگے وہان سے پکڑ لاؤنگا برق نے کہا کہ آپ ایسے مہربان مجھے کہان ملیگا ہر اتوار مین ایک
نازنین مہ جبین لایا کرونگا آپکے گھر مین ایک پلٹن عورتون کی ہوجائیگی جس محل مین چاہیے رہیے آپ
کو حال میری رفاقت کا کھلیگا ایسی خدمتگزاری کرون کہ آپ بہت رضامند ہون غلام سرائی خرسند
ہون یہ کہکر برق ایک جانب بھاگا کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک نازنین کی شکل
بنکر تیار ہوا طرف خنجگل کشا کے چلا خنجگل کشا نے دیکھا ایک نازنین آتی ہی پکار کر آواز دی کہ او نازنین
اس طرف آ برق نے مجکو بھیجا ہی اس نازنین نے سر ہلایا خنجگل کشا نے پوچھا کہ برق کیا کرتے
ہین کہا حضور حاضر ہوتے ہین یہ کہکر آنکھون مین آنسو بھر لائی اور زار زار مثل ابر بہار رونے
لگی کہا حضور برق نے تو بھیجدیا مگر مجکو ہاتھ نہ لگایئگا مین بہت کمسن ہون خنجگل کشا نے دوڑکر ہاتھ
تھام لیا کہا کہ کیون گھبرائی ہو ملکہ دلکشا ئے چہرہ افروز کا مدار المہام ہون تجکو خاتون محل بناؤنگا
ہر جگہ دونگا چلو چلکر درہ کوہ مین بیٹھو کہا کنارے بیٹھنے واسطے وارد تو لے آؤ خنجگل کشا سوچا
کہ اب راضی ہی جو جھٹ پٹ شراب کا نام لیا دوڑا ہوا گیا بھیجی پر سے شراب لایا درہ کوہ مین آکر
بیٹھا نازنین نے جام بھر کر دیا کہا کہ پہلے تم پیو مین بھی دو تین جام پی لونگی کہ بیہوش ہوجاؤن جاہے
مجھے پر چھری پھیر دو یا جو جی چاہے کرو خنجگل کشا خوشی خوشی شراب پی گیا شراب پیتے ہی گھبرایا کہا کہ اسمین
کیا تھا کہ کلیجے مین آگ لگی دل گھبراتا ہی نازنین نے کہا کہ اٹھکر ٹہلو ہوا لگے گی نشہ اترجائیگا کیون
گھبراتے ہو خنجگل کشا اٹھا اٹھتے ہی بیہوشی نے طمانچہ مارا برق نے گرتے گرتے خنجر مارا سر اسکا علیحدہ ہوا

یہان خواجہ عمرو نے جو دیکھا تو برق چنگل کشا کا سر لاتا ہے کہا کہ استاد یہ سر حاضر ہے مارا اس ملعون کو خواجہ و برق کنارے ہو رہے آپسمین کچھ صلاحین ہوئین برق تڑپ کر طرف باغ چلا پشت باغ پر آیا سُنا کہ کوئی گا رہا ہے کمند مار کے دیوار پر چڑھا دیکھا کہ ایک شاہزادی تاج شہریاری سر پر لباس فاخرہ زیب جسم گرد نازنین جلیسین ساتھ بیٹھی سامنے غزلین گا رہی ہے گانا شوخ و شنگ موسوم بہ جلترنگ یہ اشعار گا رہی ہے نظم

شانِ نزولِ زلف گرہ گیر چاہیے
فرقان روے یار کی تفسیر چاہیے

پھانسی کا جرم بوسۂ کاکل مین دو نہ حکم
پھر سے گلے مین زلف گرہ گیر چاہیے

اے ہمصفیر مین شنوا گوش گل مگر
نالے مین عندلیب کے تاثیر چاہیے

کیونکر نہ جاؤن ربط نہ دربار یار سے
آخر تو ملنے کی کوئی تدبیر چاہیے

کوشش سے ایکدن بھی میسر ہوا نہ وصل
تدبیر محض ہیچ ہے تقدیر چاہیے

دل نے مہم کاکل پرپیچ کو سر کیا
ملک تتار مین مجھے جاگیر چاہیے

رعنا نے جان دی ہے تصور مین یار کے
کنج لحد مین بھی وہی تصویر چاہیے

اس رنگ سے اس غزل کو وہ نازنین گا رہی ہے سب اہل محفل تعریفین کر رہے ہین برق یہ ہنگامہ دیکھکر دیوار سے اُترا نخل کی آڑ پکڑ کے دیکھنے لگا کہ آسمان پر فرناٹا ہوا برق چمکی ایک طائر آیا اُسنے آواز دی کہ اے دلکشا ے چہرہ افروز ہوشیار ہو جاؤ کہ چنگل کشا قتل ہو گیا برق و عمرو تیری فکر مین دلکشا نے کنیزون سے کہا کہ ارے جا کر لاش چنگل کشا کی لاؤ کنیزین گئین جنگل مین دیکھا کہ لاشہ چنگل کشا کا پڑا ہے لونڈیون نے ڈرتے ڈرتے لاش چنگل کشا کی اٹھائی کہ پہلوے درخت سے رونیکی آواز آئی کنیزون نے دیکھا کہ ایک نازنین نہایت حسین ہائے ہائے بھائی کہتی ہوئی آتی ہے کبھی پکارتی ہے کہ ہائے تیرا شباب تونے دنیا مین کیا دیکھا مرتے دم سے برس کا تیرا سن تھا کس ظالم نے تجھکو مارا۔ اگر مین قاتل کو پاتی بوٹیان اسکی کاٹ کاٹ کے کھاتی روتی ہوئی قریب آئی لاش سے لپٹ گئی کنیزون نے کہا کہ صاحب تمہارا کیا نام ہے اسنے کہا کہ چنگل فراخ مجھکو کہتے ہین چنگل کشا کی بہن ہون ہماری پرورش کرتا تھا ہر بات مین ہماری دلدہی کرتا تھا یہی خیال رہتا تھا کہ بہن کو رنج و ملال نہو اب ہمارا حال کون پوچھیگا کون اسطرح پرورش کریگا حقیقت مین ہمارا عیش و آرام اٹھ گیا کنیزون نے سمجھایا کہ بی بی صبر کرو سامری و جمشید نے جسکو چاہا بلا لیا وہ نازنین لاشہ بھائی کا اٹھا کر باغ مین آئی کنیزون نے بڑھکر دلکشا سے عرض کی کہ

حضور خنجگل کشا کی بہن آئی ہی بہت ہی حال اسکا ابتر ہی دلکشا نے کہا کہ صاحب جسکا ایسا بھائی مارا جائی
اسکو کیونکر قلق نہو ہمارے سامنے لاؤ گرد روتی ہوئی خنجگل فراخ آئی قدموں سے لپٹ کر دلکشا کے خوب
روئی دلکشا نے پشت پر ہاتھ رکھا کہا بس بی بی صبر کرو میرا بھی ایسا رفیق مارا گیا کہ جسکا مثل و نظیر نہ تھا
مین اسکا عہدہ تمکو دونگی اسپر وہ نازنین بہت خوش ہوئی قدموں سے لپٹ گئی تعریفین کرنے لگی کہ حضور
قدردان ہین کنیزون پر احسان ہین ایسی آپ جز رسانی کر دلکو تسکین ہوئی اچھا ہوا بھائی مرا کہ مجکو عہدہ تو
ملا میرا جی چاہتا ہی کہ حضور کے سامنے کچھ گاؤن ذرا حضور میرا گانا سنین بہت خوش ہونگی یہ کہکے
سازندون سے اشارہ کیا ساز آراستہ ہوئے اس نازنین نے یہ غزل گائی نظم

ای اجل ہجر کی شب ہی تجھے آنا ہوگا
ایک دم کے لیے تکلیف اٹھانا ہوگا

کس ستمگر سے پڑے دیکھیے دل کو پالا
طائر جان کسی ناوک کا نشانا ہوگا

دیکھنا مصر کے بازار مین پڑ جائیگی دھوم
گھر سے وہ یوسف ثانی جو روانا ہوگا

سرخرو ہے جو اغیار سے منظور دلا
سر بکف کوچہ سفاک مین جانا ہوگا

پھر کبھی عیش کے دن وصل کی راتین ہونگی
یا الٰہی کبھی ایسا بھی زمانا ہوگا

نہ رہیگی یہ پریشانی خاطر جب دن
زلف اک ہاتھ مین اک ہاتھ مین شانا ہوگا

وعدہ وصل کیا ہر وہ نہ آئینگے مگر
کچھ نہ کچھ موت کے آنے کا بہانا ہوگا

ترک عصیان کرو رعنا کہ تمہین روز جزا
دیکھنا نامہ اعمال دکھانا ہوگا

اس رنگ مین ان اشعار کو اس نازنین نے گایا کہ دلکشا نے چہرہ افروز تعریفین کرینگی کہ
ای نازنین تونے کس لطف سے ان اشعار عاشقانہ کو گایا اور بتایا کہ دل بیقرار کر دیا خانہ دل کو غم
الم سے بھر دیا تو تو خوب بتاتی ہی اور گاتی ہی کہا حضور بھائی صاحب نے لاکھوں روپیے گانیوالون
کو دیکر مجھے گانا یاد کرایا گانے والون نے جو مجھے حسین دیکھا خوب دل توڑ توڑ کر سکھایا لیکن اب
یہ فرمایے کہ کیا عہدہ میرے سپرد فرمایا ہی مین اس عہدے کا انتظام کرون مےخانے مین جاؤن
شراب سرکار کے واسطے لاؤن جب شراب لاؤنگی تو حضور بہت خوش ہونگی یہ کہکر وہ رحیمین
میخانے مین آئی سب شراب کو الٹ پلٹ کر پکار کر آواز دی کہ جسکو شراب کی خواہش ہو لیجائے جاجتجا
کے مرنے پر عہدہ ہم کو ملا ہم ساقی ہون گے کوئی باقی نہ رہیگا ملازم یہ سنکر دوڑ پڑے اور لگا بیان شغا

لیگئے پچالیس گلابیان مئے ارغوانی سے بھر کر معمور کرکے کشتی مین لگائین ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے کہ برق فرنگی عقب نخل سے جھل بل اس نازنین کی دیکھ رہا ہے سمجھ گیا کہ استاد پہونچا اسی وجہ سے بیٹھا دیکھ رہا ہے سوچ رہا ہے کہ استاد نے مارا ہے مال لوٹینگے خواجہ نے گلابیان لاکر محفل مین رکھین اور چند اشعار گانے جام لبریز کرکے سامنے دلکشای چہرہ افروز کے لائے آنکھین ملا کر دو چار اشعار گائے مضمون جنکا یہ تھا نظم

آنکھوں کو جانتے ہین پیالا شراب کا ۔ مستون کو فرض عین ہے پینا شراب کا
میرا خمیرہ بادۂ انگور سے بنا ۔ گھٹی مین میرے پڑ گیا قطرا شراب کا
ہونے دیا سرور نہ مجھ بادہ خوار کو ۔ ساقی اخیر کر دیا دورا شراب کا
کس لطف سے گذرتی ہے مستون کی آجکل ۔ پہلو مین یار ہاتھ مین شیشا شراب کا
اس شعلہ رو بغیر کہان لطف میکشی ۔ پہلو نہ گرم ہو تو مزا کیا شراب کا
آتش مزاج یار ہے عاشق ہے بادہ خوار ۔ پتلہ وہ آگ کا ہے مین پتلا شراب کا
طفلی سے تا بمرگ رہا دور جام مے ۔ عاشق کا جسم بنگیا پتلا شراب کا
دل توڑ ڈالا ساقی ہوشن نے ای قمر ۔ دکھلاکے ٹکڑے کر دیا شیشا شراب کا

آنکھین ملا کر یہ اشعار اسطرح گائے کہ دلکشای چہرہ افروز بیقرار ہو گئی جام یون سے لگا کر پی گئی اب تو عمرو نے اور ون کو بھی پلانا شروع کی کہتے جاتے ہین کہ بھیا کے مزیکا جام ہے دیکھو تمکو کہین نظر نہ لگ جای ساری محفل کو پلا چکے ہین کہ دلکشا نے کہا کہ ای خجگل فراخ اس قدر سے تو نے یہ اشعار گای ہین کہ دل خوش ہو گیا خداوند سامری و جمشید آئے ہین شراب مانگتے ہین عمرو نے کہا کہ انکو بھی بلا بھیجے دلکشا اٹھی یا خداوند آیئے کہتی ہوئی چلی لڑکھڑا کے گری بیہوش ہوئی کنیزین ہان ہان کرکی جلیں جو اٹھی جہانسو اٹھی گری اور بیہوش ہوئی جب سب اہل محفل بیہوش ہو چکے تو عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا

نعرۂ عمرو
بہار دین زنگرش آبیاری ۔ کزان استاد عیاران عالم
جہان سرہنگ در خنجر گذاری ۔ سراپا دانش و عقل مجسم
بہر کشور بلائے جان کفار

عمرو آن شاہ عیاران عیار ۔ برق بھی دوڑ پڑا کہا استاد جلسے مین پہونچا میرا بھی حق ہے عمرو نے برق کی گردن پکڑکے ڈھکیل دیا کہا ابے ہٹ کہان گھسا آتا ہے برق نے کہا استاد تاج مین لونگا

عمرو نے کہا کہ ابے تاج کیا ایک نگینہ تو دونگا نہین برق کہتا ہو استاد تاج تو مین ضرور لونگا عمرو
برق کو ڈھکیل دیتے ہین برق پھر گھس آتا ہو کہتا ہو استاد میرا حق ہو آپکو دیکھکر رک گیا ورنہ اس سے
جلدی سب کو بیہوش کرتا آپ نے جھگڑا پھیلایا آپ تو دیر کرنے مین عمرو کہتے ہین ابے تجھے کیا جسطرح
ہمارا جی چاہا اسطرح کیا تم بیان سے جاؤ محفل مین نہ آؤ جب خواجہ برق کو ڈھکیل دیتے ہین برق
اپنے کو کسی کنیز پر گرا دیتا ہو کسی کا چھلا اتار لیا کسی کے ہاتھ سے انگوٹھی اتار لی خواجہ کیسے جھلاتے ہین کہتے
دیکھ بے اب مین دلکشا کو ہوشیار کرتا ہون برق کہتا ہو آپ پکڑے جائینگے مین بھی پکڑا جاؤنگا
مین تنہا چھوٹ ہی جاؤنگا آپ زیادہ بدنام ہین مین تو آپ کا شاگرد مشہور ہون قضای کار دلکشا
کی بہن کشا کش دلکشا اپنے باغ مین بیٹھے بیٹھے گھبرائی کنیزون سے کہا کہ اشتغال کو میری بہن نے
قید کیا ہو ضرور رہیار آئینگے فکر ضرور چاہیے اسوقت پھر دل بہت گھبراتا ہے یہ کہکے کشاکش اٹھی اور
پیچھے باغ سے پیدل نکلی آخر در پردہ زمیدار کے چلی اسوقت اگر ہوئی کہ اب استاد و شاگرد ایک
دل ہوے مین خنجر کھینچ کھینچکر بڑھنا چاہتے ہین کشاکش نے آسمان پر سے دیکھا زمین سے گولہ مارا آواز
گرج کی دی دونون گرے زمین نے پاؤن تھام لیے کشاکش نے آکر بہن کو ہوشیار کیا کنیزین اٹھین
ایک غل مچا ہو کہ میرے پاؤن کے چھلے نہین ایک کہتی ہو کہ میرے ازاربند سے کسی نے اشرفی
کھول لی خواجہ بقہر و غضب تمام برق کی جانب دیکھتے ہین فرماتے ہین کہ کیون بے یہ چیزین تو نے
لین برق کہتا ہو کہ استاد اجتو قید ہوے مین نے لین یا آپ نے لین اب کوئی صورت رہائی کی نکالیے
ان واہیات باتون سے کیا فائدہ خواجہ کہتے ہین کیون بے یہ باتین واہیات ہین جو مرتبہ ہمنے تمکو
ڈھکیلا تم کنیزون پر گرتے تھے برق نے کہا کہ استاد بڑی چوٹ کمر مین لگی کچھ دوا بتائیے خواجہ کہتے
ہین ابے ہم کیا کہتے ہین تو کیا جواب دیتا ہو برق کہتا ہو کہ استاد اب کوئی عیاری بتائیے آپ بھی رہا
ہو جیے ہمین بھی چھڑائیے خواجہ نے منھ پھیر لیا دلکشا تیغ لیکر اٹھی کہ مین ابھی ان دونونکو قتل کرو
رون کنیزون نے کہا آپ کیون قتل کرین ہم کسواسطے ہین دلکشا نے کہا کہ جھٹ پٹ انکو قتل کرو
کنیزون نے جلادون کو آواز دی دو جلاد خنجر برہنہ لیے بڑھ آئے عمرو برق کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا کہ
دلکشا نے کہا کہ جلد قتل کرو اب یا تیغ نباؤ انکی سر کاٹکر لاؤ مین خدمتین شہنشاہ کی روانہ کرون شہنشاہ
کے یہان سے انعام آئیگا دونون جلادون نے عمرو برق کی گردن پر خط دیا کوٹنے کا اور تلوار ہین کھینچکر

کھڑے ہوے عمرو نے بیقرار ہوکر دعا کی کہ اے رب کارساز واے بندہ نواز رحم کر اس آفت سے بچا لے اور ہمکو اس بلا سے نجات دے نظم

میوش روی منور ز طالب ای مطلوب — کہ خوب از ہمہ خوبان توئی بچہرہ خوب
بجز تو نیست درین خانہ دار کسے — درین حجاب بغیر تو نیست کس محجوب
رفیق اہل دلائی فقط تو ای دلدار — محب اہل محبت تو ہستی ای محبوب
تو نور حسن برخسار یوسف افزودی — تو نور دیدہ ربودی بدیدہ یعقوب
زہر شمار شمار تو در شمار آید — بہر حساب حساب تو میشود محسوب

بالک سکے جو خواجہ نے دعا کی برق نے آمین کہی ایک برق گری کہ دونون جلادون کے دو دو ٹکڑے ہوے دلکشا دیکھنے لگی آسمان سے ایک تاجدار نے تخت پر سوار تاج شاہی سر پر لباس پر تکلف زیب جسم آواز دی ملکہ کسے قتل کرتی ہو تمھین روز ایسا غضہ رہتا ہے ان بیگناہون نے کیا کیا کیا خطا کی دلکشا نے شرما کے سر جھکا لیا کہا صاحب بہنے کیا بیان کرون یہ دونون عیار مسلمانون کے ہین ان دونون نے تمام طلسم مین ہنگامہ ڈالدیا استقبال آدمخوار کی قید شہنشاہ نے میرے پاس بھیجی یہ دونون آہو بچے بو آتش کش نے آکر بچایا سلطان تاجدار نے کہا کہ صاحب ان تین روپلے کے پیادون کا کیا قتل کرنا جب حکم دو ان امیر زادون گرفتار کرلین بی بہار کو قتل کرین رعد و برق کو مارین کہ جسمین نام ہو جو سنیگا تمھین نام رکھیگا یہ کہکر مسند پر آ بیٹھا اختلاط کرنیلگا دلکشا نے کہا کہ یہ بات مجکو پسند نہین آئی یہ دونون مشہور ہین شہنشاہ کو ان سے ملال ہے انھون نے بڑے بڑے ساحرون کو مارا استقبال آدمخوار ایسا ساحر زبردست اسکو مطیع کرکے عمرو عیار نے شاہ روح کو قتل کرایا حیرت کو بہت تنگ کیا تھا شہنشاہ نے اسکو قید کرکے یہان بھیجا مین نے اسکو بچایا کہا ہے سلطان نے کہا کہ صاحب مین گرفتار کرلادونگا مین نے حکم دونگا کہ انکو قتل کرو شراب وکباب کا جرچہ ہو رات زیادہ آچکی ہے ہم تم چلکر تخلیے مین بیٹھین دلکشا نے کہا کہ صاحب یہ بات اچھی نہین پہلے انکو قتل کرو پھر جو کہو گے دیکھا جائیگا سلطان نے کہا کہ ملکہ ہم کہتے ہین ہماری بات نہین مانتی ہو تین تین روپلے کے پیادے انکے قتل کرنے سے کیا نفع عیاری کرنا انکا کام ہے یہ کہکر سلطان نے اٹھا کر دونون کو رہا کر دون دلکشا نے کہا کہ ارے سلطان یہ کیا کرتا ہے سلطان نے نہ مانا طرف

عمرو برق کے جلا جب تو دلکشا نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا دیکھو سلطان اسکے پاس نہ جانا
کنیزین ہان ہان کرکے جو بڑھین سلطان نے چند دانے آتش کے پھینک مارے کہا اری شتلو تم کو
بھی لیاقت ہوئی کہ میان بی بی کے مقدمہ مین دخل دیتی ہو پانچ چار کنیزین جلکر خاک ہو گئین اتو
دلکشا نے بھی تیغ مارا سلطان نے پیچھے ہٹکر گرز جھولی سے نکالا کہا او شقی تیری قضا آئی ہے یہ کہہ
کر گرز مارا سینے پر دلکشا کے پشت کو توڑ کر پار گذرا دلکشا کا مرنا تھا کنیزین غل مچانے لگین سلطان
نے چند گرزے مارکر کنیزون کو بھی قتل کیا تمام باغ کو لالہ زار بنادیا اگر خواجہ کے ہاتھ آنکھون سے
لگائے کہا خواجہ مین نے خواب دیکھا مجھکو حکم ہوا کہ دلکشا نے عمرو برق کو پکڑا ہے جاکر رہا کرو
اطاعت اسلام و اطاعت ملکہ مہرخ کی قبول کرو افراسیاب کا زمانہ قتل قریب ہے شکر ہے کہ مین
وقت پر پہونچا اب یہان سے نکل چلیے خواجہ چھوٹتے ہی لوٹنے لگے برق کو منع کرنے مین برق
مار کھا جاتا ہے لیکن لوٹنے سے باز نہین آتا کہا اے سلطان اشتغال کو رہا کرو بارہ دری مین
خواجہ و برق و سلطان آئے دیکھا اشتغال بحال خراب بیقرار و بیتاب زبان مین سوزن ہاتھ
پاؤن مین مار سیاہ لپٹے ہوئے بیٹھا ہوا رو رہا ہے خواجہ نے آتے ہی زبان سے سوزن نکالی اور
اشتغال نے اپنی قید دوری خواجہ کے قدمون کو بوسہ دیا کہا اے شہنشاہ اوج عیاری اب
نکل چلیے سلطان نے ایک تخت تیار کیا خواجہ و برق و اشتغال و سلطان سوار ہوئے طرف لشکر
اسلام کے چلے برابر تخت کو اڑاتے ہوے آخر مین قریب لشکر پہونچے نشان لشکر کے معلوم
ہونے لگے چاہتے مین لشکر مین داخلہ کرین کہ طرف سے باغ سیب کے ابر ہفت رنگ پیدا ہوا
افراسیاب جادو کو دیکھا کہ آتا ہے افراسیاب نے دور سے جو دیکھا کہ تخت پر اشتغال و سلطان و
عمرو برق مین للکارا کہ او سلطان تجھے اس باغی سے کیا کام سلطان گھبرایا ملکہ
مہرخ و بہار نے اپنے لشکر سے جو دیکھا کہ افراسیاب اشتغال کی جانب چلا خواجہ و برق نے
تو جان کا پاس نہ کیا تخت سے کودے اشتغال و سلطان پر افراسیاب نے اشارہ کیا مہرخ
و بہار نے بڑھکر سحر کرکے اشتغال کو بچایا افراسیاب وہم سے تخت سے کودا کہا او اشتغال آج
تجکو زندہ نہ چھوڑونگا بہ نگاہ قہر و غضب دیکھا تخت ٹوٹا دونون تخت سے گرے ہرچند کہ بہار
نہین جانتی تھی کہ سلطان کون شخص ہے کیونکہ یہ مع چالاک کے آتے ہی سے خبر پائی خواجہ و اشتغال کو

پلٹ آئی تھی مگر چند کنیزون کو اشارہ کیا کہ انکو روک لو زمین پر گر گئے تو سر پھٹ جائینگے کنیزون
نے دوڑ کر اشتعال وسلطان کو روکا اشتعال وسلطان افراسیاب پر سحر کرنے لگے اور
افراسیاب ان سحرون کو جو آتا ہی اشارون مین دفع کر رہا ہی بہار نے جو جھپٹ کر گلدستہ مارا
افراسیاب پر پھول برسنے لگے افراسیاب نے ہاتھ ہلایا شعلہ جز کا پھول جلکر گری رعد و برق نے
جھپٹ کر سحر کیا آگ برسائی افراسیاب نے مینھ برسایا رعد و برق سامنے سے بھاگے جس ساحر
نے سحر کیا افراسیاب نے دفع کر دیا اور پتھر زمین پر مارا کوئی مینھ جل گیا کسی کا ہاتھ زخمی ہوا
کسی کا سر زخمی ہوا افراسیاب کہتا ہی کہ سلطان و اشتعال کو نہ جانے دونگا اری سلطان نے یہ
غضب کیا کہ دلکشا کو مار کر اشتعال کو رہا کیا زوجہ کا بھی خیال نہ کیا محبت اسلام مین ایسا
مبہوت ہوا ہی اسکو مناسب نہ تھا اور اگر یہ مسلمانون کا شریک ہوا تو میرا کیا بجا ہی ہو مین ان ایسونکی
کیا حقیقت جانتا ہون ایک سحر مین سب کو مٹا دونگا آج لشکر مسلمانانکا خاتمہ کر دونگا ان لوگون
نے بڑی بڑی سرکشیان کین افراسیاب و بہار و باغبان کو زخمی کرکے بڑھا ایک گولہ اٹھا کر مارا
کئی ہزار کے سر پھٹ گئی دوسرا گولہ افراسیاب نے اٹھایا تھا کہ یہ بھی گولہ مارون اہل اسلام فریاد و بلوا
کرنے لگے حیرت بارگاہ سے نکل آئی مصور وصورت نگار دیکھنے لگے اب جو دوسرا گولہ اسنے
اٹھایا چاہا کہ مارون ایک سنہرے پنجے نے ہاتھ پر جھپکی ماری کہ افراسیاب کے ہاتھ سے گولہ زمین
پر گرا افراسیاب نے بقہر وغضب تمام دیکھا سنہرہ پنجہ تڑپ کر آسمان مین ڈوب گیا مگر دیکھا کہ
ایک لکہ ابر آسمان پر منڈلا رہا ہی افراسیاب نے چند سنگریزے اٹھا کر ابر پر مارے ابر پھٹا نور افشان
کو دیکھا کہ سحر دفع کر رہا ہی تیغ ہاتھ مین سپر پشت پر تاج زرین پہنے ہوی افراسیاب نے اٹھا کر
گولہ مارا نور افشان بھی زمین پر آئے ہاتھ ہلایا برق چمکی گولے کے دو ٹکڑے ہوی ٹکڑے گولہ پھٹ کر
بلند ہوا سرداران اسلام پر جا کر گرا کئی سو کے سر اڑ گئی افراسیاب نے کہا کہ استاد سحر کرنا سیکھو ہر
نابالغ نہ بنو چھپنے سحر دفع کر دوگے سارے لشکر کا خاتمہ کر دونگا اب تو نور افشان نے سپر پشت سے اتاری
تیغ ہلالی پر ہاتھ ڈالا کہا کہ او افراسیاب آج میری تیری فیصلہ ہی تیغ کھینچکر جا پڑے افراسیاب نے
بھی تلوار کمر سے کھینچی دونون جھومتے ہوے چلے تلوارین جو ہلائین نور افشان کی بھی تلوار سے
بھی شعلے بجز کے لشکر حیرت پر جا کے گرے کئی ہزار آدمی جل گئے تیغ افراسیاب سے شعلے بجر کر

لشکر اسلام پر گرے کئی ہزار آدمی گرے مقصد یہ کہ ایک سے اوپر دوسرا جا پڑے آپس میں تلوار چلی کہ آسمان پر ایک سناٹا ہوا آواز آئی کہ او نور افشان میرے پیچھے پر ہاتھ نہ اٹھانا ورنہ مار ڈالون گی خبردار آگے قدم نہ بڑھانا منم آفات چہار دست ظلمات کی طرف سے بھی لکہ ابر سیاہ اٹھا ماہیان زمرد پوش کا بھی نعرہ ہوا تینوں کی مدد آکر نور افشان کو گھیرا آفات کے ساتھ چند کنیزان ساحری بھی ہین آفات کے اشارے کنیزین چاؤن چاؤن کر رہی ہین ایک کہتی ہو کہ نور افشان کو مارلو ایک کہتی ہو کہ اس مذبحے کے قریب نجاؤ ایک کہتی ہو بڑا صاحب ساحری ہو ایسی ہو نہ کرو بعض زمین کھود رہی ہین بعض درخت کی ٹہنیان توڑتی ہین پھول پتے نور افشان پر پھینکتی ہین آفراسیاب نے گولا مارا ماہیان نے اتش کے دانے پھینکے آفات نے ترنج مارا ایک غبار بلند ہوا آندھی سیاہ اٹھی نور افشان اس آندھی مین چھپ گئے آفا و ماہیان و افراسیاب کوے گئین مگر نور افشان نے دیکھا ایک قصر عالی مین بیٹھا ہون قصر نہایت سجا ہوا جھاڑ کنول مردنگ آئینے قد آدم بقول شاعر نظم

جو کچھ سنگ کوہ طور کے تھے	آئینہ تھا کہ باغ جوہر تھا	بے تکلف دل سکندر تھا
نور ونما ایک جا یہ تھا روشن	جھاڑ سب ایک ڈال نور کے تھے	طرفہ فرش کنول یہ تھا جوبن
	نور در و دیوار گیرون یہ بہار	کیسے پستان شاہد دیوار

نور افشان حیران کہ صاحب خانہ کوئی نہین معلوم ہوتا کہ کسنے ہمین مہمان بلایا ہو کہ ایک پہلوے قصر سے چھاچھم کی آواز آئی نور افشان نے پلٹ کے دیکھا کہ ایک نازنین نہایت حسین گلعذار ماہ رخسار سمنبر قمر پیکر دریای جواہر مین غوطہ زن دہ رشک چمن خرامان آتی ہو پازیب کی صدا ان مین ہان ملاتی ہو پشت پر چار سو کنیزین در در گوش مرصع پوش کہ اس نازنین نے او دیکھتے ہی آواز دی کہ ای شہنشاہ ساحران وای سردار طلسم نور افشان تشریف لایئے آپ سوچ رہے ہین کہ مہمان کسنے بلایا اس کنیز نے تکلیف دی تشریف لایئے سرفراز کیجے لونڈی کو آپکی تکلیف کا بڑا خیال ہو نور افشان نے کہا ای جان جہان وای آرام دل عاشقان ہمارے حال زار کو کیا پوچھتی ہو بقول میان قمر صاحب رباعی حسب حال ہو رباعی

طفلی کے تو دن تھے عیش اٹھانے کے لیے	آیا تھا شباب رنگ لانے کے لیے
دونوں ہوے اے قمر یہ رخصت ہمسے	پیری آئی ہے ساتھ جانے کے لیے

اس نازنین نے مسکرا کر کہا کہ صاحب زیادہ باتین نہ بناؤ ظاہر ہے ضعیف ہو دیکھو مین نحیف ہو دل
تو تمھارا جوان ہے تشریف لائیے ہم پر احسان ہے یہ کہکر نور افشان کا ہاتھ تھام لیا لا کے مسند پر بٹھایا
گائن سے اشارہ کیا کہ شہنشاہ کے سامنے کچھ گاؤ گائن نے ساز درست کر کے یہ اشعار شروع کیے

نظم

آہ دنیا سے مین اب چاک بسر جاتا ہون — کر کے ارمانون مین اک عمر بسر جاتا ہون
وعدہ پر زیر ہی دل سے مین گزر جاتا ہون — لے مین لے آتا ہون اس شوخ کے گھر جاتا ہون
شوق دیدار مین جو حد سے گذر جاتا ہون — یار آگے نہین پاتا ہے کہ مر جاتا ہون
حال دل کرتا ہون اورون کی سناؤ نہین بیان — نام جب پوچھتے ہین صاف مکر جاتا ہون
موت آجائے تو جانون کہ ہوا آج وصال — کیا شب ہجر کے آنے سے مین ڈر جاتا ہون
ہین وہ بیمار تو مین بھی نہین اونسے کچھ کم — بوسہ لے لیتا ہون اور صاف مکر جاتا ہون
بزم اغیار مین جب وہ نہین ہوتے مین وہان — خود مین ہی چشمون کی نظرون سے اتر جاتا ہون
رخ کا مشتاق ہون اور زلف کا سودائی ہون — کوچہ یار مین ہر شام و سحر جاتا ہون
جا کے کرتا ہون کبھی پیر مغان سے بیعت — توبہ واعظ کے کبھی سامنے کر جاتا ہون
شب معراج مجھے ہوتی ہے رعنا شب ہجر — روئے جانان کے تصور مین مین مر جاتا ہون

اس رنگ سے گائن نے اس غزل کو گایا کہ نور افشان کو اور زیادہ شوق بڑھا ہنس ہنسکر
باتین نازنین سے کر رہی ہے نازنین نے کہا کہ اے شہنشاہ ساحران واے مصاحب سامری
شراب وکباب کا چرچہ ہو نور افشان نے کہا کہ یہ عنایت ہے نازنین ڈری جاتی ہے کبھی پہلو
سے ہٹ جاتی ہے کبھی آگے بیٹھتی ہے کنیزون سے اشارہ کیا کہ ارے شراب لاؤ شہنشاہ کو خواہش ہے
ہونا شراب کا بڑی کاوش ہے کنیزین دوڑ کر شراب لائین اس نازنین نے ڈرتے ڈرتے جام بھرا
باادب کھڑی ہوئی عرض کی کہ یہ شراب حاضر ہے نور افشان نے ہاتھ بڑھایا عکس جو ہاتھ کا
نور افشان کے پڑا جام ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا شراب شرارہ بنکر اڑی نور افشان نے بہت غضب
تمام طرف نازنین کے دیکھا نگاہ سخت جو نور افشان نے چہرے پر اس نازنین کی ڈالی ایک شعلہ
آتش چمکا دیکھا تو ایک زنگی بدصورت کریہ منظر سیاہ فام بدانجام سامنے کھڑی کانپ رہی ہے
نور افشان نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ایک طمانچہ مارا کہ او ملعونہ یہ تمام تزویر پھیلایا

سر زنگمن کا اڑ گیا کنیزیں چیخ مار کر بھاگیں کہ ارے یہ تو ہوش میں ہی ہماری مالک چہرہ کشا کی
جان مفت میں گئی مارکر اس زنگمن کو نور افشان اپنے مقام سے اٹھے قصر میں دیکھا دروازہ
نہیں چہار جانب نور افشان گھومے کسی طرف در قصر کا نہ پایا خیال کیا نور افشان نے کہ سحر یاد ہی اب
خیال کامل آیا کہ ہم مقابلہ افراسیاب میں تھے اس قصر میں کیونکر آئے یہ کیا قصور ہوا نور افشان
ہنسے کہ ماہیان واقفات وا افراسیاب نے ملکہ ہمکو اس مقام پر پھنسایا اس عورت کا قتل کرنا
بہت مفید ہوا ورنہ قید ہو جاتے خدا نے بچایا یہ سوچکر تیغ سے اسمائے سحر پڑھے مراد ان اسمائے
سحر یہ ہو کہ دروازہ قصر میں پیدا ہو میں نکلجاؤں ورنہ باعث خرابی ہی یہ سوچکر دیوار میں
ایک ٹکر ماری دروازہ کلان پیدا ہوا نور افشان نے چاہا کہ اس دروازے سے نکلوں اول وہ
دروازہ مختصر ہوا آخر کو بند ہو گیا نور افشان نے آواز دی کہ او محیط در کشا جلد آ ایک پتلا
فولادی لپٹ پر مکان کے آیا اسنے پکار کر آواز دی کہ استاد میں حاضر ہوں لیکن کدھر سے
آؤں یا دروازہ بناؤں نور افشان نے کہا کہ جسطرح بنے مجھ تک آ پتلے نے دوڑ کر دیوار
میں ایک ٹکر ماری در بنا پتلے نے چاہا کہ اندر گھسوں پھر دروازہ بند ہو گیا پتلے نے آواز دی کہ
اے استاد میں اپنی کو مٹاتا ہوں آپ کا حکم بجا لاتا ہوں نور افشان نے آواز دی کہ اے
فرزند جو مناسب ہو پتلے نے دوڑ کر پھر ٹکر ماری ابکی جو ٹکر لگائی در پیدا ہوا پتلے نے سر اسمیں اپنا
لگا دیا کہا استاد نکلیے نور افشان جھپٹ کر قصر سے نکلے نکلتے ہی پلٹ کر دیکھا کہ دروازہ بند
ہوا پتلا اسی میں دب گیا نور افشان آگے بڑھے ہوائے گرم چلی نور افشان کا منہ جلگیا
آواز دی کہ اے ابر فنا ہوائے گرم کو سرد کر ایک ابر آسمان پر آیا برف برسنے لگی ہوائے
سرد آئی ابر تھوڑی دیر برس کے غائب ہوا نور افشان آگے بڑھے ایکطرف سے گرد اڑی
ایک پہلوان گینڈے پر سوار بارہ ہزار سوار پشت پر نور افشان کو آکر سلام کیا کہا اے شہنشاہ
طلسم نور افشان میں آپکی خدمتگزاری کو آیا ہوں یہ کہکر اشارہ کیا کہ بارگاہ استادہ کرو اور
نور افشان کا ہاتھ پکڑ لیا کہا اپنی کرسی کا تعینات اٹھائی لے چلیے تشریف رکھیے آرام اٹھائیے
پھر طرف قصر نور افشان کے جا بیٹھے جیسے ہی انہیں نور افشان کا ہاتھ پکڑا نور افشان کو
شوق ہوا کہ اسکے ساتھ دم بھر بیٹھنا چاہیے سرکشی پکڑنا چاہیے یہ عجز کر رہا ہی اسلیے ساتھ

جب تلوار مارا اور دو سحر چار چار سے کے سر جھٹ گئے کبھی تلوار چلائی ابر برق گرائی برق جو گری
کئی ہزار جوانوں کے سر کٹ کر رہ گئے افسر ہیں کہ وہ جم جم کر سحر کر رہے ہیں جب وہ افسر سحر کرتے
ہیں کوکب تھرا جاتا ہے مگر پھر سنبھلکر لڑنے لگتا ہے کوکب کے سینے پر سخت زخم خون کے جمے ہوئے نگاہ نہ
[illegible] تلوار سے خون ٹپک رہا ہے نور افشان کو جوش آتے ہوئے دیکھا پکار کر آواز دی
کہ استاد خدا نے فضل کیا ورنہ بڑی شعبدے میں پھنسے تھے سحر اکو یہ سب چار دکھے ہوں
تھے میں سوچا کہ اگر میں یہیں سے سحر کرتا ہوں شاید استاد تک تاثیر نہ پہنچے دو مرتبہ آپکو ضرب
تیشہ سے بچایا آپ ایسا جلیل اہل طلسم نور افشان کا کہنا یوں یکایک بہبوت ہو جانے یہ
شنکر نور افشان کو ہوش آیا تلوار پکڑ کے دونوں پھر بازو لڑنے لگے اسی میں جو افسر کلان تھا
نے آواز دی کہ منم شعبدہ باز جادو نور افشان اسکی جانب چلی آواز دی کہ او شعبدہ
باز جادو شعبدہ گراتے کئی دو دو تیز داری تب وہ ہتھڑ مارتا ہے زمین پر کوکب روشن ضمیر میں
دیتی میں آواز دیتی میں استاد اس نامرد کو اب پیچھے جانے نہ دو نور افشان قریب شعبدہ
باز کے پہنچے اسنے ہاتھ تلوار کا مارا نور افشان نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اسنے چاہا لپٹ پڑے نور
افشان نے اکھیڑ کر مارا شعبدہ باز زمین پر گرا نور افشان کود کر چھاتی پر سوار ہو گیا ایک
ہاتھ ٹھوڑی پر رکھا ایک ہاتھ سر کے نیچے رکھکر چاہا کہ سر اس خود سر کا کھینچ لیں کا دوسرا افسر
بڑھا خبردار خبردار کہتا ہوا قریب آیا ہاتھ تلوار کا نور افشان کو مارا نور افشان نے بازو بچا
کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ایک طمانچہ مارا کہ سر اس خود سر کا اڑ گیا میت افسر سے کوکب سے مقابلہ پڑا
[illegible] کر آواز دی کہ او کوکب شہنشاہ طلسم [illegible] رہا سمجھ سرکشی اب [illegible] کو بجا ڈ
[illegible] ہاتھ تلوار کا مارا کوکب نے تلوار کو تلوار پر روکا بدلے میں اسکے ہاتھ تلوار کا مارا نور
افشان نے ہر چند آواز دی کہ او کوکب کیا کرتے ہو کوکب کی تلوار چل چکی تھی سر اس خود سر
کے پڑتی کہ اسکے دو ٹکڑے ہوئے لاشے نے آواز دی کہ نہنگ اس قدر خون [illegible] کوکب دریا
خون میں گرے شناوری کرنے لگے ہزار [illegible] کوکب سے لپٹنے لگیں زرہ تو جگر جھنکدی
[illegible] نہنگ [illegible] نے دریا سے سر نکالا منہ پھیلا کر طرف کوکب کے چلا کوکب بچا میں سے لڑ رہے
تھے کچھ خیال بھی نہیں نہنگ نے [illegible] ایک دم کھینچا کوکب اسکے منہ میں چلے

ہاتھ کوکب کے وہین نہنگ مین گئے ہین چاہتا ہی کہ کوکب کو نگلجائے کہ نورافشان نے
وہین سے نعرہ کرکے کہا کہ او نہنگ خون آشام یہ شہنشاہ طلسم نورافشان ہی اگر یہ تیرے
پیٹ مین پہونچا جلکر خاک سیاہ ہوگا نہنگ نے کچھ نہ سنا کوکب ہرچند پھڑکتے ہین نہنگ نگلے ہی جاتا
ہی نورافشان کو تاب نہ آئی تلوار کھینچکر دریا مین پھاند پڑے مچھلیان لپٹ گئین نورافشان
انکو قتل کررہے ہین نصف جسم کوکب کا نگل چکا ہی کہ ایک برق کڑک کر آسمان سے گری کہ نہنگ
کے دو ٹکڑے ہوے کوکب اسکے جسم سے جدا ہوئے آسمان پر دیکھا کہ برہمن رو مین تن گھبرایا
ہوا کھڑا ہی سحر کرتا جاتا ہے مگر گھبراتا ہے ایسا ہو کہ مین سحر کرون کچھ اثنا مضمون نہ ہوجائے مگر نہنگ
کے مرتے ہی دریاے خون غزاتا مار کر غائب ہوا آواز آئی کشتی مرا نام مین شعبدہ باز و
نیرنگ حیلہ ساز ہو اب تینون ایک مقام پر کھڑے ہوے برہمن نے کہا کہ استاد اب نکل چلیے
خدا نے فضل کیا کہ اس بلا سے آپ بچے کوکب و برہمن و نورافشان پر پرواز پیدا کرکے
چلے ماہیان و آفات و افراسیاب کوہ زبرجدی پر آئے کنیزان سامری جیتی باتین
کررہی ہین ایک کہتی ہے بوا شہنشاہ آتے ہین دوسری نے کہا کہ بوا اپنی مزدوری کو آتے
ہین ایک نے کہا کہ جو کام کیا تھا وہ بیکار ٹھہرا ایک نے کہا کہ بوا نام کیون نہین لیتین ایک
نے کہا کہ بوا جسے شعبدہ مین پھنسایا تھا وہ نہ پھنسا تو تینون آفت ہی مارے گئے تو نیرنگ حیلہ
ساز نے بھی شعبدہ کیا دریاے خون بنایا تو نہنگ بنکر آئی ایک نے کہا تو برہمن بھی ہو چکے
ایک نے کہا کہ لو زنجیر کرنگلگئے اب طرف قصر نورافشان کے جاتے ہین افراسیاب نے کہا
کہ جلد مین توان بدزبانون سے بات نہین کرتا تم انسے پوچھو کہ اصل مین کیا ہوا ایک نے ہنسکر
کہا کہ شہنشاہ ہمسے بات کیجیے دوسری سے اشارہ کیا کہ بوا ڈھول بجاؤ شہنشاہ ہوشربا کے
سامنے کچھ گاؤ انکو گانا سناؤ دو چار نے ڈھول بجایا دو چار نے یہ اشعار شروع کیے

نظم

گیا خالی کا تو ماہ اے مہ انور خالی — عید کے چاند تو اچھا نہین بستر خالی
آئے میخانے سے ہم وائے مقدر خالی — آب حیوان سے پھرا جیسے سکندر خالی
کف افسوس کی پرواز سے آتی ہی صدا — کوچۂ یار سے آتا ہے کبوتر خالی
ٹکڑے ٹکڑے مین تری تیغ ادا سے دل و جان — کون سا وار گیا تیرا ستمگر خالی

بسمل تڑپ رہے ہین سر راہ دیکھیے
دامن اٹھاکے آپ ذرا بچکے جائیے

گر دل نشین ہے پردہ نشینی تو میری جان
گھر آپ کا ہے شوق سے دل مین درآئیے

صیاد فگنی کا شوق ہے تو دام زلف مین
عاشق کے مرغ روح کو آکر پھنسائیے

آخر تو درد عشق سے باقی رہیگی جان
کیون ایکدم کو منت عیسےٰ اٹھائیے

دنیا مین کوئی عشق سے بدتر نہین ہے چیز
دل اپنا مفت دیکے بھی جی سے جائیے

ہے شربت وصال ہی دشوار زندگی
دل کی لگی کو آپ ہی آکر بجھائیے

باران اشک دیکھیے تھمیگا ابھی
بجلی کی طرح آپ ذرا مسکرائیے

اعجاز عیسوی کا بھی ہوجاے امتحان
کشتے کو آپ ناز سے ٹھوکر لگائیے

منظور محو ذات جو ہوتا ہے تو نظام
دل سے ذرا حجاب دوئی کا اٹھائیے

اسطرح کے کلمات جو افراسیاب نے سامنے آفتاب گوہر دندان کے کہے آفتاب گوہر دندان نے مسکراکر جواب دیا کہ اے شہنشاہ ہتو مدت سے آپکے طالب ہین بلکہ نور افشان نے ایک عرضی بھی لکھی تھی کہ آفتاب سے شادی کرلیجیے آپکے کارگزاروں نے عرضی پیش کی داخل دفتر کردی آج اتفاق سے آپ ہمکو ملگئے چلیے قصر نور افشانی مین تشریف لیچلیے افراسیاب نے تخت سے تخت ملایا مقصد کیا کہ تخت پر آفتاب کے آؤن آفتاب نے مسکراکر کہا کہ اے شہنشاہ قصر مین ملازم نور افشان موجود ہین سب ہنسینگے الگ الگ چلیے ایک پہر بھر کی تکلیف پھر عمر بھر کی راحت ہے افراسیاب تخت کے ساتھ ہوگیا تخت اڑتا ہوا چلا آفتاب باتین کرتی ہوئی ساتھ ساتھ افراسیاب کو لیے جاتی ہے جیسے ہی قریب قصر نور افشانی کے پہونچی یہان تو نظر آیا عاشقان ہی عاشقون کی جاؤ دھونیان رمائے ہوے ہو حق کر رہی ہین کہین قبر دونی دھو مین نکل رہی ہین پڑے قبر دنکے جل رہی ہین ہر طرف سے آوازین آتی ہین کہ اے جانجہان وای آرام دل مشتاقان تیرے عشق مین مرتے ہین ملک مال چھوڑا سلطنت ترک ہوئی تمہاری یاد مین فقیر بنکر بیٹھے ایک نگاہ تو ادھر دو دوسری ہن ملکہ آفتاب کی ہلال گوہر دندان قصر پر سے بیٹھی ہوئی دیکھی کہ بہن آفتاب افراسیاب کا تخت ساتھ لیے آتی ہین اٹھکر افراسیاب کو سلام کیا پکار کر پوچھا کہ اے ہمشیرہ صاحبہ آج شہنشاہ کہان ملے کیون پھنسا کیونکر چلے آئے اتفاق سے

ادھر آنکلے افراسیاب نے ہنسکر جواب دیا کہ ای ہلال تمھاری بہن کے مشتاق تھے چلتے
آفتاب نے پکار کر آواز دی کہ والد نامدار کو بلا دو دوسرے قصر میں نور افشان جادو تھے
غلام نے جا کر خبر دی کہ ملکہ آفتاب افراسیاب کو لائی ہیں آپکو طلب فرماتی ہیں نور افشان
کی رنگت متغیر ہوگئی کہا آفتاب نے غضب کیا افراسیاب کو لانا مناسب نہ تھا یہ کہکر اپنی مقام
سے لیکے اسمقام پر آئے افراسیاب کا تخت ہوا پر لہرا رہا ہے آفتاب نے آواز دی کہ ای
والد نامدار شہنشاہ تشریف لائے ہیں اور اشارہ سے کہا کہ میں مجبور ہوگئی راہ میں شہنشاہ
نے دیکھا بیتاب ہوگئے اشعار پڑھتے تھے باتیں وہ کہی کہ جو کبھی کنیز کے کانون نے نہ سُنی
تھیں سوا اسکے کوئی چارہ نہ تھا اب یہاں حضور موجود ہیں جو مناسب جانیے وہ کیجیے
نور افشان کو دیکھکر افراسیاب نے سلام کیا نور. افشان نے برخوردار کہا کہا کہ اے
شہنشاہ آئیے سرفراز فرمایئے جو آپکو کاہش ہے وہی غلام کو بھی خواہش ہے مگر اتنا خیال
رہے کہ یہ کمسن ہے اور ملکہ حیرت جادو عقیل و فہیم ہیں انکا اور انکا کیونکر ساتھ ہوگا افراسیاب
نے کہا کہ میں حیرت کو نکال دونگا بلا سے جلدی میکے میں چلی جائیگی نور افشان نے کہا کہ
اسکی فکر ضرور ہے افراسیاب نے کہا کہ انکا اور انکا سامنا نہ ہوگا نور افشان افراسیاب
کو اپنے ساتھ لیکر ایک قصر میں آئے وہ قصر نہایت آراستہ تھا کہا ای شہنشاہ آج ہی آپکا
سب سامان ہوجائے افراسیاب نے کہا کہ استاد نہایت مہربانی ہوگی عمر بھر احسان مانونگا
نور افشان نے کہا کہ مقدم بھونری پھرنا ہمارے یہاں کا دستور ہے کہ دُلھن کو سر سے پا تک
برقع میں چھپا دیتے ہیں حجلۂ عروسی میں صورت جا کر دیکھو اول صورت نہ دیکھے افراسیاب نے
کہا کہ جو آپکی نزدیک بہتر ہو وہ کیجیے آپ دہنی ستام ہیں جنھون نے مجکو پرورش کیا کمال سکھائے آپ
اس شخص کے باب میں یہ سنکر افشان نے کہا کہ آج تمھاری بیاہ بنینگے افراسیاب کو اس قصر میں
بٹھایا ایک صندوق کھولا اسمیں لباس کہا تمھارا یہ لباس دولھا کا ہے عروسی میں لیجاؤن دلھن بنا کر
لاؤن یہ کہکر آفتاب کو علیحدہ کیا ایک کنیز زنگن بڑھیا اسکو بھونڈے کا زیور پہنایا عطر ست سا
کپڑون میں ملدیا سر سے پا تک برقع میں چھپایا اسی قصر میں اندرہ بھی تھا خود برہمن بلا کے
برہمن اشلوک پڑھتے ہوئے آئے تعریف افراسیاب کے اشلوک بڑی دلھن سر جھکا کر آ ہو

برہمنون کے ہمین میٹھی ہے افراسیاب اٹھا برہمنون نے کہا کہ دلھن کا کچھ قدر بڑا معلوم ہوتا ہے
برہمنون نے کہا کہ حضور کے ساتھ شادی ہوئی ہی بانیدہ ہوگئین افراسیاب نے خوشی خوشی
دامن دیا برہمنون نے اسیس دی کہ میان بی بی کا چولی دامن کا ساتھ رہے دلھن زد کھا کے
گریبان سے پیچھی رہی بادلی ہو زادہ روشن شہنشاہ خوش لباس فلک ساس گیا دولھا مین کیا
دلھن مین برہمنون نے جہان پناہ جناب افراسیاب گٹھ بندھن کرکے کنوئین کے گرد پھرے برہمنون
نے پھر پکار کر کہا کہ جاہ بڑھے آپ ذرہ ہی مگر اے شہنشاہ ہوشیار ہونا قدم کے جوکے اگر گھڑے
لنڈھا دے گے تو نباہ پانی مشکل ہوگی کیونکر تسکین دل ہوگی برہمنون نے جو پکار کر اسیس دی
افراسیاب جہاں تھے پانی پانی ہوگیا جب سات چرخ گرد کنوئین کے لگا چکے تو ہلال گوہر دندان
ہنستی ہوئی آئین کہا او بھیا دلھن کا ہاتھ پکڑلو مگر ہاتھ پکڑنے کی لاج رہے افراسیاب نے دلھن
کا ہاتھ پکڑ لیا ہلال نے کہا کہ بھیا بہت نہ شرماؤ حجلۂ عروسی مین دلھن کو لیجاؤ ہلال نے باپ کا
ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ ابا جان اب باہر آئیے عاشق و معشوق کا ساتھ ہوا دلھن بھی رسوائی ذرکیا
کرنا بھی تمام ہر شہنشاہ کے تی بھی ان باتون پر افراسیاب خوش ہوتا ہی کہ دلھن کی عشق کا حال
بیان ہوتا ہے نور افشان وہلال وغیرہ باہر گئے افراسیاب کہتا بھی جاتا ہی کہ ابا جان ابھی
باہر تشریف نہ لیجایئے یہان تشریف رکھیے نور افشان نے کہا اے فرزند اب لذت وصل اٹھاؤ
اب افراسیاب بھولا جاتا ہی کہ نور افشان کیسے اصلی مین اب گٹھ بندھن ہو چکا کیا کوئی قاضی
ہو آخر نور افشان وہلال وغیرہ باہر گئی گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی گلدستے پھولون کی
گرد افراسیاب رکھی مین افراسیاب بھولا ہوا بیٹھا ہی دلھن بھی سر جھکائے بیٹھی ہے کنیزان
نے مبارک مبارک کر کے دروازہ بند کیا قفل بھی دروازہ مین لگایا افراسیاب نے دلھن
کی پیٹھ پر ہاتھ رکھا کہا کہ اے جان جہان وای آرام دل مشتاقان منہ کھولو مین صورت زیبا دیکھنے کو مشتاق
جمال ہو رہا ہون دلھن نے چپکے سے کہا کہ صاحب شراب پیو ایک جام مجھکو بھی پلا دو
نشے مین جو چاہو کرلو دل اپنا بھرلو نہین تو مین شراب پلا دون ایزد دولھا کو راضی کردن
دلھن کے ہاتھ مین داستانے چڑھے ہوئے ہین جام لبریز کیا افراسیاب کے آگے رکھدیا کہا
پیو جیسے پیرا خون پانی ایک کرو افراسیاب اشتیاق وصل مین جام پی گیا دلھن نے دوسرا جام دیا

پیو

مین چلا جاؤ افراسیاب جا کو برابر دیکھا جب ایک گالی بنالی [illegible] تو دلھن نے ہاتھ لگا مین
افراسیاب کے والد نے کہا اے بیٹا [illegible] شربت وصل پیا ہے تیری
عشق تو اصل ہون افراسیاب نے [illegible] سے لپٹایا کہا صاحب برقع تو
چہرے سے ہٹاؤ جمال جہان آرا دکھاؤ مین مشتاق جمال ہون طالب وصل ہون دلھن نے کہا کر
بیٹا صورت بھی ضرور دیکھو گے جب مطلب اصلی ہو جاتا تو اختیار تھا جب افراسیاب منتین کرنے لگا
تو دلھن نے برقع چہرے سے ہٹایا اور کہا کہ اے فرزندان باتون کا خیال نہ کرنا ملال نہ کرنا ماں باپ
کی شیبان ایسی ہی ہوتی ہین جو خوبصورت مین بات ہے وہی بدصورت مین بھی بات موجود ہے بس اب
بیٹا جلد آؤ دودھ اترا ہے پیلو اب جو افراسیاب نے دیکھا کہ یہ کیسی دلھن ہے کالی رنگت ہے سن اسنا کہ
سر پر ایک بال نہین منہ مین کوئی دانت نہین درج دہن موتیون سے خالی گالون مین اسقدر گڑھا
کہ پانی بھر جائے پھوٹی دو آنکھین املی کے چیِن گالون پر جھریان پڑی ہوئی ہین سینے پر دو اپلے ہوے ہیگین
لٹک رہے ہین بڑھیا نے وہ ہیگین اٹھا کر منہ سے افراسیاب کے لگا دیئے کہا کہ چوسو بیٹا پیو شاید
کوئی قطرہ نکل آئے میرے بچے کا دماغ قوت پائے [illegible] نے بچاؤنگی اسکا شوہر باتھو لاؤنگی اب تو
افراسیاب کو غصہ آیا بڑھیا کو دھکیل دیا کہا ارے یہ میرے ساتھ کیا مکر کیا ہٹ میرے پاس سے
بڑھیا نے کہا کہ بیٹا میرے ساتھ تجھ سے عقد ہوا تو دولھا قرار پایا مین دلھن قرار پائی دمنون
سے بوتھیان پڑھ پڑھ کے اسپر دم کیا مجھ مین کوئی عیب ہے کہا بڑھیا سر پیٹنے لگی
افراسیاب کی زبان پر ہے کہ ہائے آفتاب گوہر دندان کہان ہے میری آنکھون سے [illegible]
پنہان ہے بڑھیا کہتی ہے بیٹا مجھے شاد کرو معشوقہ خوش رو کو نہ یاد کرو نہین تو میرا [illegible] حق ڈال دو
اب تو مین تیرا دامن نہ چھوڑونگی افراسیاب نے ایک طمانچہ مارا بڑھیا نے گریبان پکڑا دونون
مین جوتی بیزار ہونے لگی دونون لڑتے لڑتے تخت سے گرے افراسیاب حیران ہے کہ یہ بلا مجھکو
نہین چھوڑتی کیسے کیسے طمانچے مارے ہین مگر منہ نہین موڑتی سحر جو یاد کرتے ہین تو بالکل [illegible]
دریاے حیرت کا جوش اب جو دیکھتے ہین تو ایک ویران جنگل مین بڑھیا گریبان پکڑے [illegible]
گاؤن والون کو پکار رہی ہے کیسی ہاہا کو پکارتی ہے بڑھیا نے جو چلا چلا کر آواز دی [illegible]
سے پانچ چار گنوار لٹھ کاندھے پر رکھے ہوے دوڑے آئے پکار کر آواز دی کہ کیون بے [illegible]

گئی ہے اجی یہ کیا بادشاہ طلسم ہوش ربا بنا ہے تم دولہا دلہن کی رسم سے انکار کرتا ہے دولہا دلہن بے وارثی نہیں ہیں
ہمارے شاہ ان کی دلہن ہے ہمارے بیٹوں کی بڑی نوزش عمر کو پڑھن ائے جانے سے ہم بیٹوں کے
سر پر بزرگ نہ رہا تو اب بھی انکار کرتا ہے اتنے لٹھ ماریں گے کہ ہاتھ پاؤں تمہارے ٹوٹ جائیں گے افراسیاب نے
جو گنوار وں کو دیکھا کہ غل مچاتے ہوئے لٹھ تانے ہوئے آتے ہیں چاہتا ہے کہ بڑھیا سے دامن چھڑا کے
ایک جانب بھاگ نکلے بڑھیا دامن نہیں چھوڑتی لپٹی جاتی ہے کہتی ہے کہ میرے پوتے آتے ہیں ان سب کے
سامنے بیٹھ کر انصاف کر کیوں بھاگتا ہے افراسیاب کو یقین ہے کہ یہ گنوار آکر لٹھ مارنے لگیں گے ایک مزا
دیکھیں یہ بیٹ جائیگا قضائے کار آفات چہار دست قصر زبرجدی میں تخت زبرجدی پر بیٹھی ہے
کنیزان سامری گرد باتیں بنا رہی ہیں ایک نے کہا کہ لو غضب ہوا سے تو آپ نے کچھ اور سنا اس ظالم پر
عاشق ہوئے دوسری نے کہا وہ غضب ہو گیا قصر نور افشانی میں گئے تیسری نے کہا کہ لو بوا اور آفت
ہوئی چوتھی نے کہا اور سخت مصیبت ہوئی پانچویں نے کہا کہ نوبہار پر گلشن ہے اب تو گٹھ بندھن
ہے ایک نے کہا کہ لو گٹھ بندھن ہو گیا ایک نے کہا کہ شراب بھی پی ایک نے کہا لو جو بھی جھولے ایک نے کہا کہ دلہن
کا چہرہ دیکھا دلہن تو رشک آفتاب ہے دوسری نے کہا فخر ماہتاب ہے تیسری نے کہا کہ لو جھوم جھام
ہونے لگی ایک نے کہا کہ لو دلہن نے دولہا کا گریبان پکڑا ایک نے کہا کہ لو جوتی پیزار ہونے لگی ایک
نے کہا کہ لو قصر سے بھی نکل گئے ایک ڈھول اٹھا لائی بجانے لگی کہا لو سنو دولہا دلہن کا سہرا گاتی ہوں سہرا

تم کو نوشاہ مبارک ہو یہ زرین سہرا	لعل و یاقوت سے ہے صاحب تزئین سہرا
انجمن حلقۂ انجم ہے مکان چرخ بریں	چاند سا آپ کا چہرہ ہے تو پروین سہرا
نکہت گل سے بسی محفل جشن شادی	گوندھ کر لایا ہے گلزار سے گلچین سہرا
سہرے کی شان بھلا کس سے بیان ہوتی ہے	سورۂ فاتحہ چہرہ ہے تو آمین سہرا
مصحف پاک پہ تفسیر ہو جس صورت سے	چہرہ سہرے کی جلا سہرے کی تزئین سہرا
صبح تک شام سے اٹھے نہ حیا کا پردہ	کان میں کرتا ہے نوشاہ کے تلقین سہرا
نگل وہ کہتے ہیں مضامین کے عجب کیا رعنا	ہے ترشگل زبان ہو لیے تحسین سہرا

جلا چلا کے گیت یہ گانے لگیں آفات نے کہا کہ اے نالائقو یہ کسکا ذکر ہے ایک نے کہا کہ لو گنوار بھی
آگئے سب دلہن کے بھائی ہیں لٹھ اٹھائے ہیں صحرائے ریگستان میں شہنشاہ کو مارا چاہتے ہیں

آفات یہ کہکر اُٹھی کہ ہاے میرا بچہ ارے نگوڑے کو سمجھا دیا تھا کہ قصر نور افشانی مین دبک جانا یون
جاکر پھنسا کہ آپ سے باہر ہوگیا ہاے نگوڑے نور افشان کو کیا صدمہ پہونچاؤن کہ اسکی
بدعت کا بدلا ہوا ارے غضب کیا صحرا ے ریگستان مین پھنسایا میرے بچے کے حال پر رحم نہ آیا
ارے گنوارون کی چڑھائی یہ جگ ہنسائی یہ کہتی ہوئی آفات چلی دو کنیزین تو پیچھے چلین اور سب
نے کہا کہ تمہاری جوتی جاتی ہے نگوڑا بیہودہ بیوقوف گنوارون کی مار کھالے تو بہتر ہے ایسا دیدہ ہوا
کہ پرائے گھر مین چلا گیا وہان جاکر شادیان کرنے لگا اُنکی دادی جانے اور وہ جانین دونون بہنین
گئی ہین مُردار لذت اُٹھائینگی یہان آفات اُس وقت پر پہونچی کہ گنوارون نے لٹھ اٹھا لئے ہین
دلہن گریبان سے لپٹی ہے لباس پارہ پارہ مہندی ہاتھ مین لگی ہوئی گنوارون کے آگے افراسیاب
منت کر رہا ہے کہتا ہے کہ بھائی لٹھ نہ اٹھاؤ مین دلہن کو رکھونگا محل اسکے رہنے کو دونگا گنوار کہتے ہین
کہ اے تیرے محل کہان ہے آفات نے جو آسمان سے یہ منظر دیکھا جل گئی وہین سے تیلیا کو ہلا دیا
کہ گنوارون کے سر کٹکر گرے زمین پر آئی ایک دوہتڑ افراسیاب کو مارا زنگن کا ہاتھ پکڑکے
کھینچا کہا ارے اسکا گریبان تو چھوڑدے رنڈی کنیز الینا افراسیاب کہتا ہے کہ دادی جان بیشک
کتخدا ہوا میرا اسی کے ساتھ سامان درپیش ہوا تجھے کیا اس سے انکار ہے یہ ناحق تڑپتی ہے
جو کہیگی وہی کرونگا زنگن نہین مانتی گریبان سے لپٹی جاتی ہے جب تو آفات نے دونون تیلیون
کو اشارہ کیا کہ ارے میرے بچے کو اس نگوڑی بلا سے چھڑاو ایک تیلی نے بڑھکر زنگن کا ہاتھ پکڑ کھینچا
زنگن گریبان نہین چھوڑتی جب تو تیلی نے ایک طمانچہ مارا زنگن کا [illegible] سے اُسکے قطرے
خون کے گرے تیلی جلکر خاک ہوئی آفات رونے لگی پھر سوچی کہ یہی بہتر ہوا خاک تیلی کی اُٹھا کر
افراسیاب کے منھ مین دی کہا آ تیری وجہ سے ایک کنیز ساحری کا خون ہوا او افراسیاب
خانہ خراب اب مسلمانون کو شادی دے ورنہ انکے ہاتھ سے [illegible] مجھکو بھی یقین کامل ہوا کہ طلسم
ہوش ربا پر زوال ہے جب تو بادشاہ طلسم ہوش ربا کا یہ حال ہے دربندون کو مغلوب کر شاہون
کو مارنے لگے جہان تک ہین پڑے بلد و بہار کا تماشہ کر عمرو عیار کو مار ڈالتے تو تیری جان بچیگی
ورنہ تیری بھی جان جائیگی افراسیاب نے کہا کہ بیہودہ بلو بارہ سو کنیزون مین ایک کنیز نہ ہوگی تو
کیا ہوگا خاک تیلی کی کھاتے ہی افراسیاب کو سب یاد آیا کہا جلدی چلو دوسری کنیز ملے کہا کہ مین تو

نہ جاوُنگی خاک پر اپنی بہن کی فقیرنی بنونگی آفات نے سمجھایا تپلی کو گود مین اُٹھایا تپلی کا رونا نہین
موقوف ہوتا آفات لیکر چلی کہ گنوار گنوار بے ہوئے پیدا ہوئے دو ہزار جوان ننگ دھڑنگ دھوتیان
باندہے ہوئے ڈھال پھینکے لیے ہوئے آگے آگے ایک زمیندار کالے ٹٹوے پر سوار تیر و کمان ہاتھ مین
وہ دو ہزار برچھیان لیے ہوئے وہین سے غلغلہ کرتے ہوئے کہ ارے ان خونیون آمار لو ہمارے بھائیون
کو مارا نامرد شادی کرکے دلھن کو لایا دفعہً بت وصل کی پیاسی تھی ہائے حسرت لیکر دنیا سے گئی ارے
انکو مار لو دو ہزار نے تیر مارے مگر زمیندار کے ہاتھ کا تیر سینے پر تپلی کے پڑا سینے کو توڑ کر پار گذرا
ڈھکلہ اکر تپلی گر پڑی ایک چیخ ماری کہ لو جدّہ ہم تو جاتے ہین مگر تمکو سناتے ہین کہ افراسیاب مارا جائیگا
ہاتھ سے اسد کے امان نہ پائیگا آفات نے جلدی سے خون سینے کا تپلی کے منھ پر افراسیاب کے
ملا بس افراسیاب جادو مثل شعلۂ جوالہ کے اُن دو ہزار پر جا پڑا سب کو مار کے کاٹ کے ڈالدیا
دیکھا لاشہ ایک شخص کا پڑا ہے افراسیاب نے کہا کہ جدّہ یہ کیا شعبدہ ہے دو ہزار کو مارا اور لاشہ
ایک کا پایا یہ کہکر افراسیاب افسوس کرنے لگا کہ ایک آواز آئی او نامرد گھر جان سقدمات مین
تیرا کیا دخل ہے غنیمت جان کہ کنیزان سامری نے اپنی جان دیکر تیری جان دابرد بچائی یہ سنکر
آفات نے کہا کہ اے افراسیاب چل اب رکنا اس ریگستان مین بہتر نہین آفات نے ایک
تخت تیار کیا اُسپر بٹھا کے افراسیاب کو لے چلی سمجھاتی ہوئی کہ اے افراسیاب اگر مجھکو خبر نہ ہوتی
تو ان گنواروں کو کوئی مار سکتا تھا کوئی ایسی حرکت کرتا ہے کہ جو تو کر گذرا ہے منع کیا تھا کہ کبھی
قدم نور افشانی مین نہ جانا تو یون عاشق بنکر گیا نور افشان بلائے روزگار ہے خیر شکر کا مقام ہے
کہ اس وقت اسد اس طرف متوجہ نہ تھی نہین تو کامل لڑائی پڑتی بڑی مشکل تھی خیر مین نے تجھکو آکر
بچا لیا لیکن یہ طریقہ اچھے نہین ہر چند کہ تجھکو کوئی مار نہین سکتا لیکن ذلت تو ہوئی افراسیاب ہون
ہون کرتا ہوا آتا ہے کہ دیکھا ایک ابر سیاہ اٹھا قریب آکر ابر پھٹا دیکھا کہ حیرت جادو تخت پر سوار
مصور و صورت نگار ہمراہ کئی لاکھ ساحر لشت پر حیرت کی سواری بڑی دھوم سے آئی ہے
حیرت نے جھکر افراسیاب کو سلام کیا کہا کہ اے شہنشاہ تمہارے پاس باغ سیب مین چلی تھی مقام
تمر باد ہر وقت الامان ہے سامان مراد سے لے رات کو عیاری کی قدرت کی بہو کو گرفتار کر گئے لیے کیا صرصر
نے جا کر رہا کیا کیسی ذلت ہوئی اب جدّہ تم تو جاؤ مین شہنشاہ کو ساتھ لیجاؤن طبل جنگی بجواؤن صبح کو شہنشاہ

میدان مین نکلین گے سب کا خاتمہ ہو جائیگا سب سے زیادہ بی بہار بلبلاتی ہین بہار کو سزا دلے
آفات نے کہا کہ اے افراسیاب تو نہ لڑنا مین جا کر ایک پہلوان بھیجدون حیرت نے کہا اسے
جلد بجا ارشاد فرماتی ہین کسی پہلوان کو بھیجدیجے گا آفات نے کہا کہ مین جاتے ہی روانہ کردونگی آفات
طرف کوہ کے جلدی کے گئی حیرت و مصور و صورت نگار وغیرہ نے تخت افراسیاب کو گھیر لیا
لیکر چلے قریب کوہ بلور کے پہونچے ملکہ بلور جادو مع دو ہزار کنیزون کے پہاڑ پر کھڑی تھی با بانگ
سلام کیا پکار کر کہا کہ اے ملکہ عالم آئیے سب سامان عیش و نشاط تیار ہے حیرت جادو نے
کہا کہ اے شہنشاہ چلیے مین چل کر ٹھہریے گھڑی دو گھڑی آرام فرمائیے افراسیاب اتر پڑا بلور
ساتھ لیے ہوئے پہاڑ پر پانی مسند بچھی تھی تخت پر افراسیاب کو بٹھایا گرد سب گھیر کر بیٹھے بلور نے
آواز دی ارباب نشاط کو بلاؤ سازندون نے ساز درست کیا ایک نازنین سامنے بیٹھکر یہ غزل گانے لگی نظم

دل مرا فرقت محبوب مین بیتاب نہین	کیا آئینہ وہ ہے جسمین کہ سیماب نہین
آتش داغ جدائی سے نہ اثر بجھا گیگا	طائر دل ہے یہ کچھ طائر سیماب نہین
سجدہ مہ آج ہے اس ماہ کا کیا عزم سفر	چودھوین رات ہے پر جلوہ مہتاب نہین
بیقرار ہے آج مری نیند اڑی جاتی ہے	دیکھو تکیون مین تو کوئی پر سرخاب نہین
رات دن ابرو سے جانان کا تصور ہے فرو	کون مسجد ہے دلا جسمین کہ محراب نہین
ترک اسباب پہ آمادہ جو ہے اے ناسخ	تیرے نزدیک یہ کیا عالم اسباب نہین

یہان تو یہ نازنین غزل گا رہی ہے مگر ماہیان زمرد پوش پردۂ ظلمات مین تخت پر
بیٹھی ہے تصویرین کل ملکون کے بادشاہون کی لگی ہین تجسس کے پر تصویر افراسیاب پر
دیکھا کر رنگ کاغذ متغیر ہوا ماہیان نے گھبرا کر کہا کہ اے خیر تو ہے میرے بچے پر کیا گذری کہ
کاغذ تصویر اڑا جاتا ہے سات کنیزین اسکی بھی خدمت مین رہتی ہین ایک جانب سر جھکائے بیٹھی ہین
ماہیان نے کہا کہ کیون بیٹھی ہے کاذات کیسا ہی سنگ کا غذ تصویر متغیر ہوا کنیزین [illegible]
جواب اسکا نہین دیتین جب ماہیان نے ہاتھ باندھے کہ کیون بیٹھو نہ بولنا کیسا نماز کیسا
مزاج ہے افراسیاب تو سب کے سر کا تاج ہے اسکا حال پوچھتے ہین بتا نہین سکتین ایک نے کہا کہ
ملکہ مزاج کی طبیعت کا حال کیا [illegible] قمر نور افشانی مین جا کر بیٹھے وہان شادی ہی کر گذرے ہاتھ سے

زخمن سنکے جدہ نے بجایا وہ تو صحرا تمام سحر سے معمور ہے اب نقل کوہ بلور پر افراسیاب کو ریگستان
جادو نے حیرت بنکر بٹھایا ہے نہیں معلوم کیا منظور ہے ابھی تو گانا ہو رہا ہے دم بھر میں شراب پلیگی
قیامت برپا ہوگی شراب پی اور غضب ہوا یہ سنکر ماہیان اٹھی کہا کہ ارے اس سفلے نے نام
ہوش ربا مٹایا بادشاہ ہوش ربا کے واسطے یہ رتبہ تھا کہ جسپر نگاہ قہر سے دیکھے وہ جل جائے
یہ اب تلوار کھینچے ہیں اور ڈرتے ہیں اور پھر کچھ نہیں ہوتا یکایک چھپی اور آسمان میں ڈوب گئی وہ
میں دیکھا ساحر جمے ہوئے کھڑے ہیں انہوں نے جو ماہیان کو دیکھا سحر کرنے لگے ماہیان
تڑپ کر گری برق چمکائی آگ برسائی تلوار پھینک ماری ہزاروں کے سر کٹے ہزاروں کے
ہاتھ منھ ٹوٹے ہزاروں پیوند زمین ہوئے قیامت برپا ہوگئی نیچے پڑے ہوئے گھس کر لڑ رہی ہے
جب ہاتھ تلوار کا ہلایا دو دو سو کے سر اڑا دیے جب مٹھی سے سنگریزے پھینکے پتھر برسنے لگے بہتوں نے بھی سحر
میں بارہ ہزار کو اسنے قتل کیا میچے سے خون ٹپکتا ہوا لتھڑے خون کے سینے پر جمے ہوئے اس رنگ
سے ماہیان جاتی ہے اس وقت پہونچی کہ آسمان سے ماہیان نے دیکھا کہ وہ جونا زمین بشکل
بلور ہے اسنے جام لبریز کیا ہاتھ بڑھا کر عرض کی کہ اے شہنشاہ بیشتر نوش بادہ کہ ایام غم ماند عہد
پنہان نہ ماند چنین نیز ہم نخواہد ماند حیرت نے گلے میں ہاتھ ڈال دیے کہا کہ اے شہنشاہ پیجیے شراب
آپ پیں گے نشہ ہمیں ہوگا آپ کو فرحت ہو ہمارے بھی دل کو تقویت ہو افراسیاب نے ہاتھ
بڑھایا حیرت علیحدہ ہوئی کہ ماہیان نے ہاتھ ہلایا برق گری جام ٹوٹا شراب شعلہ بن کے
اڑ گئی دوسری برق چمکی پلانے والی کا سر اڑ گیا افراسیاب نے کہا کہ ارے یہ کون ہے بدولت
کے سامنے سحر کیا بوٹیاں کاٹ کے پھینک دونگا یہ کہکر طرف آسمان کے دیکھا کسی کو نہ پایا حیران
ہوگیا حیرت پیچھے ہٹی ماہیان نے ہاتھ ہلایا برق گری کہ حیرت کے دو ٹکڑے ہوئے افراسیاب
نے سر اٹھا کے طرف آسمان کے دیکھا ماہیان نے نعرہ کیا کہ او افراسیاب خانہ خراب اگر شراب
پی لیتا تو پانی ہوکے بہجاتا یہ سفلہ مزاجی بیہودہ کو دیکھکر بچ گئے یہ سختی اٹھائی کوہ بلور جان سے
بچے آ لگے ارے دیوانے دیکھ تو یہ کوہ بلور ہے اب جو افراسیاب نے نگاہ اٹھائی کوہ ویران
میدان سنسان خاک اڑ رہی ہے پتے درختوں کے باد خزان سے گر رہے ہیں شاخوں پہ باد
خزان سے ہجوم غم و لرزگی و غنچے بیدم کہیں پھول و پھل کا نام نہیں بہار کو اس جنگل کا کام نہیں

حیرت کے مرتے ہی مصور و صورت نگار قطرۂ آب ہو کے زمین میں جذب ہوگئے تمام لشکر غائب
ہوا ماہیان نے کہا کہ ادا افراسیاب واسطے سامری و جمشید کا ان حرکتوں سے باز آئیں نے
یہ بھی سنا کہ قصر نور افشانی میں جا کر قید ہوئے دادی صاحب آپکی وہان پہونچیں انھوں نے
جا کر بچایا ورنہ زندگی جان لیتی دلہن نے تھی بھلا پیچھا چھوڑتی اسے افراسیاب بڑے افسوس کا مقام
ہے اسوقت نور افشان و کوکب قصر جمشید کی میں ہیں اگر یہاں ہوتے تو مزا چکھاتی افراسیا
بگڑا ہوا ہے کہتا ہے نانی امان اب میں کیا کرونگا مہرخ و بہار کے ٹکڑے اڑا دونگا جب وہ قتل
ہونے لگیں گی تو نور افشان و کوکب ضرور آئیں گے مہرخ وغیرہ کو آکے بچائیں گے نانی جان تم
بھی آجانا دادی امان بھی وعدہ کر گئی ہیں اب وہیں جاتا ہوں ماہیان طرف پردۂ ظلمات کے
گئی یہاں مہرخ و بہار وغیرہ پشتۂ رنگین حصار پر اتری ہیں لشکر بعنایت خدا بامیں لاکھ کا
جمع ہے چار سے ساڑھے چار تک افسران فوج سب لڑنے والے مرنے والے جان دینے پر آمادہ
مہرخ خواجہ سے ذکر کر رہی ہیں کہ اب رہائی اسد کی فکر کیجیے خواجہ فرماتے ہیں کیا تدبیر کرون
خدا تدبیر بتائیگا انکی بھی رہائی کا وقت آئیگا کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے بعد دعا و ثنا کے
عرض کی کہ اے شہنشاہ لشکر اسلام افراسیاب بڑے قہر و غضب سے آیا ہے سر بارگاہ بیٹھا کہہ رہا ہے
کہ کل ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا قتل مسلمانان سے منھ نہ موڑونگا عمرو نے کہا کہ جینے دو موت
زیست ہماری خدا کے اختیار میں ہے کیوں بیقرار ہو برق تڑپ کر اٹھا چالاک بھی چلا
چالاک صورت بدلے ہوے دردولت ملکہ حیرت پر پہونچا ایک کنیز موسوم بہ شگوفہ کو
بیہوش کر کے اسکی شکل بنا افراسیاب کی نگاہ بچا کر سر پر حیرت کے آکر مگس رانی کرنے لگا
برق بھی ایک ساحر سیاہ فام کی شکل بنکر ہو رہا ستون کی آڑ پکڑ کے کھڑا ہوا افراسیاب کہہ رہا ہے
کہ اے حیرت طبل جنگ بجوا کل بادولت خود لڑینگے مصور و صورت نگار و سرماد ابرق
سب سردار اپنے اپنے مقام سے اٹھے افراسیاب کی منتیں کرنے لگے کہ اے شہنشاہ غضب کا کام
فرمایئے مصور کہتا ہے کہ میں نے سحر تیار کیا ہے کچھ سے تصویریں درست ہیں غلام کے سردار
بھی چالاک و چست ہیں سب کو دیوانہ کر دونگا۔ کہکے صندوقچہ سامنے افراسیاب کے پیش کیا کہا
دیکھیے تصویریں تیار ہیں سب کے سحر یکا ہو جائینگے بہار کو یوں گرفتار کردوں کہ بھول جائیں

سارا پھول برسا جاتا بھول جائین رعد و برق کو تڑپا کے مار ڈالونگا افراسیاب نے کہا ہرگز مرشد
زادے آپ تکلیف نہ کرین مین نے آج بڑا ملال اُٹھایا ہے اس بدبخت نورافشان نے بڑا
شعبدہ دکھایا ایک سحر مین دیوانہ کر ڈالا یہ میدان کشتہ رنگین جنسار لاشون سے بھر دونگا حیرت
نے آنکھون مین آنسو بھر کے کہا کہ ای شہنشاہ آپ بجا ارشاد فرماتے ہین آپکے سحر کو کون رد کریگا کون آپکو
ٹوکیگا لیکن اگر دشمنون پر کچھ ادبار پڑا تو مین کہدونگی ہولی مسلمان بڑی بڑی بدختین کرینگے بی بہار میرے
خون کی پیاسی ہین جو پائین تو قتل کر ڈالین اپنے نام پر طبل جنگی بجوا دیجئے اور وہ لڑینگے مصور
مسند و قبچہ بغل مین لیے باتین کر رہا ہے دربار مین یہ ذکر ہے مسلمانون کے مٹانے کی فکر ہے ابر سیاہ آسمان
پر اُٹھا افراسیاب نے کہا کہ کوئی خیر خواہ دولت کا آتا ہے مرشدزادے صاحب ذرا اٹھ کر
دیکھیے تو مسند و قبچہ بغل مین مصور دبائے ہوئے باہر جاتا ہے جب جلوخانے مین پہونچا خدمتگار نے
عرض کی حضور مسند و قبچہ مجھے دیجیے آپ بغل مین لیکر چلے مصور نے پلٹ کر اُسے خدمتگار کو دیکھا
مسند و قبچہ بغل سے دیا باہر نکلا کہ صورت نگار بھی آئی کہا مرشدزادے مسند قبچہ کیا کیا مصور نے
پلٹ کر کہا کہ خدمتگار کے پاس ہے مصور نے جب خدمتگار کو سامنے دیکھا گھبرا گیا
کہا ارے خدمتگار کہان گیا صورت نگار ڈھونڈھنے لگی مانی و بہزاد و نقاش و قلم کش بد
حواس دوڑے دوڑے پھرتے ہین غل مچاتے ہین ارے پرانا خدمتگار جسے مرشدزادی کو دین
کھلایا سعادت خان کہان ہے سب خدمتگار اصلی سعادت خان کو پکڑ کر سامنے لائی مصور نے
کہا کہ ارے مسند قبچہ کیا کیا خدمتگار نے کہا کہ مجھے کب دیا مین تو جامہ خانے مین تھا مجھکو خدمتگار پکڑ لائے
مرشدزادے مین تو آج باہر بھی نہین نکلا لباس حضور کا چن رہا تھا مصور نے کہا کہ ابھی جلوخانے
مین تجکو دیا ہے کاہے کو مکرتا ہے ارے اُسمین مال نہین ہے تصویرین کاغذ کی ہین جہان لکھا یا ہو اٹھالا
اُس سے تجکو کچھ نفع نہ ملیگا مہرخ و بہار وغیرہ کی تصویرین ہین واسطے سامری و جمشید کا
انکار نہ کر مسند و قبچہ میرا لادے سعادت خان عرض کرتا ہے مرشدزادے مین مسند قبچہ نہین لے
گیا مین آج صبح سے باہر بھی نہین نکلا یہ خبر جو افراسیاب نے سُنا گھبرا گیا کہا کہ ارے یہ کیا معرکہ ہو صورتنگار
نے عرض کی کہ حضور مرشدزادے نے خدمتگار کو مسند قبچہ دیا وہ انکار کرتا ہے کہ مجھکو نہین دیا اسی
مضمون کا غلغلہ ہے افراسیاب نے انگشتری جمشیدی کو چمکایا آواز آئی کہ وہ خدمتگار برق فرنگی تھا

خدمتگار بنکر مند وقت گیا سعادت نشان پر اتنی تہمت رکھتے ہین پہلے ہی پہچان گئے افراسیاب
جھنکر باہر آیا خدمتگار کو مصورت پھر آیا کہا کہ مرشدزادے آپ نے پکار کے تصویرون کی
صفت بیان کی وہ بھو بیاکم ہو رہا تھا خدمتگار بنکر گیا اس بیچارے نے کچھ خطا نہین کی یہ
سچ کہتا ہو کہ وہ ابر سیاہ آکر پھٹا مفتاح زرین ترکش کو دیکھا کر دو لاکھ فوج ساتھ تخت پر سوار چلے رہے
ہین ابر مین ہنگامہ مفتاح زرین ترکش اترا افراسیاب کے قدمون کو بوسہ دیا کہا اے شہنشاہ
غلام آپ کا صحراے زرین پوشان مین شکار کھیل رہا تھا اُس صحرا مین چند غلامان بہادر
رہتے ہین جب جاتا ہون تو براے خدمتگاری آتے ہین انہون نے بیان کیا کہ شہنشاہ نے
بڑی تکلیفین اٹھائی غلام فورا روانہ ہوا کہ شہنشاہ طلسم ہوش ربا یہ سنتین آپ عشق مین بہوت
ہوگئے ہین کل ہی سب مسلمانون کو قتل کرونگا اگر نورافشان آئین تو اُنکی بھی مشکین باندھون
کوکب کی بیٹی بڑی بادیہ پیما ہین ہے طلسم نورافشان پر چڑھ جاؤنگا اُنکو بھی قتل کرونگا میان
نورافشان بڑے گستاخ ہوگئے ہین دیکھئے تو کیا حال کرتا ہون آپ غلام کے نام پر طبل
جنگی بجوا دیجئے پھر کل تماشہ دیکھیے افراسیاب نے کہا کہ اے مفتاح اگر عیارون کے ہاتھ سے بچوگے تو سب
کام کروگے مفتاح قہقہہ مارکر ہنسا پوچھا حضور عیار بڑے ساحر ہین افراسیاب نے کہا کہ سحر کا ایک
لفظ نہین جانتے مگر بھائی کے سامنے بھائی بنکر آتے ہین باپ کے سامنے بیٹا بنکر دام مکر پھیلاتے ہین
کہا حضور یہ کچھ مشکل نہین کیا مجال ہے کہ میرے سامنے آسکین ہو نہ ہو سکین یہ کہکر اسی وقت
حکم دیا مفتاح زرین ترکش کے نام پر طبل جنگی بجا افراسیاب کے غصے کو مفتاح زرین
ترکش نے ٹھنڈا کیا ہرکارے اہل اسلام کے جو حاضر تھے خبرین لیکر بھاگے دربار مین صبح
ہوتے ہی بعد دعا و ثنا کے عرض کیا کہ مفتاح زرین ترکش آیا اُسکے نام پر طبل جنگی بجا کل اُسکا
ارادہ ہے کہ نکلکر میدان مین [illegible] آتش لعین و غنا کو دوبالا کرے ملکہ مہرخ نے
کہا یا خواجہ کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے مفتاح افراسیاب سے بیٹھا
باتین کر رہا ہے پشت پر حیرت کے جو دیکھا ایک کنیز نہایت حسین و جمیل ہے اشارہ کر رہی ہے
مفتاح نے منہ پھیر لیا پھر سر اٹھایا اُسنے انگوٹھا دکھایا کبھی منہ چڑھایا مفتاح بھی ہنسا لیکن
افراسیاب سے باتین کر رہا ہے پلٹ کے اُسی جانب دیکھتا ہے اشارون سے جواب ہے

بقول **قمر مطلع** انگلیٹر یان رہزن نگاہ یار بھی شمشیر ہے ہر اشارے مین ہمارے قتل کی تدبیر ہے دیکھتا ہے اور رہجاتا ہے آخر **مقتاح** نے **افراسیاب** سے نگاہ بچا کر اشارہ کیا کہ ہم خیمے مین جاتے ہین وہان تم بھی آؤ کنیز نے سر ہلایا اشارہ تھا کہ مین حاضر ہوتی ہون **مقتاح** نے **افراسیاب** سے عرض کی اب غلام اپنی بارگاہ مین جاتا ہے جاکر سحر تیار کرون صبح کو مسلمان پامال ہون رات سے تدبیر ضرور ہے یہ کہکر اٹھا اپنی بارگاہ مین آیا سحر تیار کرنے لگا بعد تھوڑے عرصے کے مردوب نے آکر عرض کی کہ دولت پر ایک نازنین حسین حاضر ہے حاضر خدمت ہوا چاہتی ہے **مقتاح** نے کہا کہ بلالو کنیز آئی جھک کر سلام کیا کہا کہ صاحب جب سے تم آئے تمہاری نگاہون نے ذبح کر ڈالا آخر ضبط نہ ہو سکا حاضر خدمت ہوئی دمبدم ترقی ولولۂ جنون ہے کلیجہ خون ہے کیا کیفیت عرض کرون نہایت مجبور و ناچار ہون

نظم

مجھکو وحشت چشمون سے رم مثل غزال جستہ ہے	دام گیسو سے گرچہ ان اب دل وارستہ ہے
مصرع ثانی لگائے کوئی زیر آسمان	ماہ نو یہ ایک اُسکا مصرع برجستہ ہے
دشت غربت مین ہین سودائی دہان یار کا	پوچھتا ہون کس طرف ملک عدم کا رستہ ہے
تیری ایسی اُنگلیان ہین استخوان بسین نہین	نور نور اُنکی مگر ترسا ہے تن بے خستہ ہے
کرتے ہین ہین تحریر ہم حال شب تار فراق	یا قلم ہر روز کاغذ کا سیاہ اک دستہ ہے
صبح اُٹھکر آئینہ دیکھا تو یہ کہنے لگا	صاف قرطاس سے ہمارا چہرۂ ناشستہ ہے
ہے تصور مین ہمیشہ سبزۂ خط اُس طفل کا	اپنی نظرون مین بہار سبزۂ دارستہ ہے
کوشش اخفا عبث ہے فاش ہوگا خلق مین	راز دل **ناسخ** شراب شیشۂ اشکستہ ہے

اس طرح یہ اشعار پڑھے کہ **مقتاح** بیقرار ہوگیا کہا کہ اے جان جہان وائے آرام دل مشتاقان مین سب طرح تجھسے راضی ہون نازنین نے کہا اے **مقتاح** تم شہنشاہ قلعۂ زرین پوشان ہو مسلمانو کے قتل پر آپ نے کمر باندھی ہے اور مرتبے تمہارے اعلیٰ ہونگے شاید اُس وقت بھول جائے **مقتاح** نے کہ کہ مین تمکو تاتون محل اپنا قرار دونگا نازنین نے ہاتھ باندھکر کہا کہ **مقتاح** تمہارے تیور سے ڈر معلوم ہوتا ہے شراب نوش کرو **مقتاح** نے کہا کہ شہنشاہ نے منع کیا ہے کسی کے ہاتھ سے شراب پینا نازنین نے سنکر کہا کہ میرے ہاتھ سے تو نہین منع کیا ہے یہ کہکر دوڑ کے گلابی اٹھائی کہا مین تو شراب

زبردستی پلاؤنگی جام لبریز کیا مفتاح نے کہا کہ اے مہ جبین آج کی شب تو تامل کر بعد اسکے تیرے ہاتھ شراب پیون گا نازنین نے کہا کہ مین تو ابھی پلاؤنگی اور رونے لگی کہا کیون صاحب مجھو دشمن جانتے ہو حجاب والے کو نہین پیا جاتے ہو یہ کہکر جام لبون سے لگا دیا مفتاح شراب کو ہاتھ سے لیا کہا اچھا لاؤ مین پیتا ہون ہاتھ مین لیکر کچھ سحر پڑھا شراب شعلہ بنکر اڑگئی مفتاح نے کہا کہ او نالایق بارگاہ سے فقرہ کرکے لایا چالاک نے چاہا کہ نعرہ کرکے بھاگون مفتاح نے سحر کیا کہ چالاک زمین پر گرا ایچ پیچ کرنے لگا مفتاح نے کمر سے خنجر اٹھا رنگ و روغن چہرے کا اڑا دیا نام معلوم ہوکر چالاک بن عمرو ہے ہر چند چالاک منت و خوشامد کرتا ہے مفتاح نے تلوار گلے پر رکھدی چالاک نے بقرار ہوکر دعا کی کہ اے رب حقیقی واے معبود تحقیقی اس بلا سے بچا لے

نظم

دیدہ بکشا تا جہان سر تا بپا آید نظر　　خور کن تا جلوہ قدرت ترا آید نظر
جزو و کل از ابتدا تا انتہا آید نظر　　نیک و بد خرد و کلان شاہ و گدا آید نظر
آشنا آید نظر نا آشنا آید نظر　　ہر کسے در حالت خود مبتلا آید نظر
ہر طرف روشن جمال دلربا آید نظر　　بے تو افگن تو رخ جانفزا آید نظر
از حجاب سینہ روے مدعا آید نظر　　صورت واحد نہ دیدہ جا بجا آید نظر
حاضر و ناظر بس و ہیبت خدا آید نظر　　زیر و بالا نور ذات کبریا آید نظر

ملک سے جو چالاک نے دعا کی چوبدار نے بڑھکر عرض کی کہ حضور دروازے پر کھڑی ہے شمشیر زن آئی ہین مفتاح نے کہا کہ بلا لو صرصر اندر آئی جھک کر سلام کیا کہا اے حضور اس عیار کو کیونکر پکڑا ملکہ حیرت نے ایک سحر آپ کو دیا ہے اسکو کیا کریجیے آگ منگائیے انگیٹھی طلب کیجیے آگ اور انگیٹھی آئی صرصر نے لوبان ہاتھ مین دیا کہا اسکو آگ پر ڈالیے دھوان پھیل جائیگا ہر وقت دھوئین سے آواز آئیگی کہ فلان عیار آتا ہے اسی وقت ہوشیار ہو جائیے گا مفتاح نے لوبان آگ پر ڈالا بغور سر جھکائے دیکھ رہا ہے کہ دھوان ذکلا اور اسمین سے ہو گیا اژدھا اگر مفتاح گرا صرصر نے خنجر کھینچا

لعرہ کیا نعرہ برق　　مرا نام ہے برق خنجر گزار　　اے استادان خواجہ نامدار
[illegible] برق رفتار ہون　　کہتے کون مکار و غدار ہون　　کرون سیکڑون کوس کی راہ طے
[illegible]　　[illegible]　　ترپ سے مری [illegible]

بزیر قدم غرب ہی شرق ہے ... چھلاوہ ہوں میں نام برق ہے ... یہ کہکے خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک خیمہ جلنے لگا آندھی سیاہ چلی سنگباری و برفباری ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام مفتاح زرین بود افراسیاب پاس حیرت کے پڑا سو رہا تھا کہ یہ صدائے دردناک کان میں آئی اٹھ بیٹھا حیرت کو جگایا کہا اے حیرت مفتاح زرین ترکش مارا گیا ابھی میں نے آواز سنی حیرت نے کنیزوں کو آواز دی کہ خبر تو لاؤ کنیزیں گئیں دیکھا لشکر پہ آگ برس رہی ہے بارگاہ جل رہی ہے کنیزوں نے جا کے دیکھا کہ لاشہ مفتاح زرین ترکش کا خون میں لوٹ رہا ہے فوج والے بھاگے جاتے ہیں کنیزوں نے حال دریافت کیا رنجیدہ پھریں آکر افراسیاب سے عرض کی کہ اے شہنشاہ مفتاح کو چالاک دبرق نے مارا افراسیاب نے کف افسوس ملے کہا کہ اب صبح کو میں سمجھ لونگا تیرا زیاں ہو ہی رہی ہیں وہ وقت آکر پہونچا کہ افراسیاب سرکش مہر درخشان تخت فلک چرخ چہارم پر رونق پذیر ہوا فوجیں جانبین سے چلیں ملکہ مہرخ سوار ہوئیں ایک طرف بہار گلعذار ایک جانب باغبان بامدار ایک جانب رعد و برق عالی وقار سب ملکہ مہرخ کو گھیرے ہوئے آگے سب کے اشتعال آدمخوار جھومتا ہوا منہ سے دھواں نکلتا ہوا سب لشکر سے آگے بڑھا ہوا میدان کارزار میں آکر پہونچے کہ دوسری طرف سے گرد اڑی دیکھا کہ افراسیاب خانہ خراب پشت مرکب مشکین پرند پر مرکب باساز و یراق مرصع کار حیرت جادو تخت پر بعد کر و فر پشت پر لشکر ساحران علمائے سیاہ کھلے ہوئے نقیب آگے آگے آوازیں لگاتے ہوئے تعریف افراسیاب کے اشعار پڑھتے ہوئے یا سامری و جمشید کی صدائیں بلند کفار خود پسند باز و لیلا و قرقرے پر سوار لشکر گران لیکر حیرت آئی ہے ملکہ مہرخ نے جو آگے آگے افراسیاب کو دیکھا منہ پر ہوائیاں اڑنے لگیں ملکہ بہار کی رنگت متغیر رعد و برق تڑپ گئے لشکر میں انتشار ہر سردار بیقرار ملکہ مہرخ کے قریب سب آگئے کہا ملکہ عالم کیا ہوگا آج افراسیاب خود آیا ہے ملکہ مہرخ نے کہا کہ خدا مالک ہے صفیں لشکروں کی جمیں میمنہ و میسرہ و قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ طرفین سے آراستہ پیراستہ ہوئے نقیبوں نے بڑھکر نقابت کی یہ اشعار عبرت آمیز پڑھنا شروع کیے نظم

نہ راجہ و خاقان نہ قیصر و فغفور	نہ بابر نہ ہمایوں نہ اکبر و تیمور
بدل فقیر شوا سے مرد حق بکلاہ پوشش	بجز لباس زری و بہ سر کلاہ سمور

خدا گناہ بہ بخشد خدا بپوشد عیب
ہر آنکہ بست بدنیائے بیوفا پیوند
زسوز درد دل و آتش محبت خویش
بحمد حضرت خلاق زور قم ہسندی

خدا ز بندۂ عاصی کند معاف قصور
شود بعاقبت کار از خدا مہجور
نمود سینۂ عشاق گرم چون تنور
بپاس خاطر اہل تصوف این منشور

نقیبون نے جو یہ اشعار عبرت آمیز پڑھے سردار رونے لگے اپنے دل مین سمجھے کہ اے یار دنیا ہے
حقیقت ہے بیکار مال و دولت ہے دیکھین آج تقدیر کیا دکھاتی ہے اُس شخص سے آج مقابلہ ہے کہ جسکا
طلسم ہوش ربا مین عدیل و نظیر نہین ایسا کوئی صاحب جاہ و توقیر نہین خدا اسکی بدحت سے
بچائے رُو سیاہ کا مُنھ نہ دکھائے کہ افراسیاب نے گھوڑا بڑھایا سامنے تخت حیرت کے آیا
کہا تو صاحب اجازت میدان ہے حیرت نے دامن افراسیاب کا تھام لیا کہا کہ اے شہنشاہ اور سردار
موجود ہین منصور نے گھوڑا بڑھایا دامن افراسیاب کا پکڑ کے کہا کہ اے شہنشاہ مین میدان مین
جاؤنگا آپ کو نہ جانے دونگا سب کی مشکین باندھ کر لاؤنگا مین نے رات کو چند مرقع کھینچے ہین حکام
سامری بھی اُسمین لکھے ہین مین جا کر سب کا خاتمہ کرونگا صورت نگار نے بھی آکر بیان کیا کہ
رات بھر مرشدزادے جاگے ہین سحر تیار کیا کیے یہی فرماتے تھے کہ افراسیاب کو کل میدان مین
نہ جانے دونگا مین خود اُسے مقابلہ جاؤنگا افراسیاب ناچار ہوا آخر مصور کو اجازت میدان دی
مصور گھوڑا چمکاتا ہوا میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہ اے فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو
نکل کر مقابلہ کرے منصور کا للکارنا تھا کہ بہار گلعذار نے طاؤس زرین بال بڑھایا سامنے
مصور کے پہونچین مصور نے جیب سے تصویر نکالی ویسے ہی بہار کے سامنے تصویر کی بہار
مسکرائین گوہر دندان سے برق چمکی تصویر جل کر خاک ہوئی بہار نے گلدستہ مارا جا کر سر پر
مصور کے پھٹا پھول برسے ہوا سرد چلی درخت سرسبز و شاداب ہوئے شاخین بار اثمار سے
سر بسجود ہوئین درخت جھومنے لگے عندلیبان خوشنوا نے زمزمہ سرائی کرکے یہ غزل گائی

فرقت سے تیری دل کو ستایا یہانتک
جبر اختیار مین بھی کرونگا تمام عمر
بار گناہ سر پہ جو تھا تھک کے رکھ گیا

آیا کمال ضبط مین شکوہ زبان تلک
دیکھون تم وہ مجھپہ کرینگے گران تلک
افسوس مین بہو نہ کاروان تلک

رسوائیون کا آپکے اسدرجہ تھا خیال — دل جل گیا پہ منہہ سے نہ نکلا دھوان تلک
صیاد پر کتر کے رہا کیون کیا مجھے — مین کس طرح سے جاؤن بھلا آشیان تلک
الہجا سننگے یقین ہے سب قدسیون کے دل — نالہ پہونچیگا جو مرا آسمان تلک
سائل کو بے طلب کیے سطوت جہان مین دے — کیا لطف ہے سوال جو آیا زبان تلک

عندلیبان خوشنوا نے جو یہ اشعار عاشقانہ پڑھے مصور جھومنے لگا ہاتھ باندھکر سامنے ملکہ بہار کے چلا ملکہ بہار نے ایک کنیز کو اشارہ کیا وہ کنیز کشتی لیکر سامنے آئی کان مین طرہ لگادیا گلے مین بدھی پہنائی مصور پھول گیا بدھی پر ہاتھ پھیرتا ہے ہاتھ باندھکر طرف بہار کے چلا اور بہار نے اشارہ کیا افراسیاب نے جو یہ رنگ مصور دیکھا کہ مصور منتین کرتا ہوا جاتا ہے اور بہار اشارے کر رہی ہے آواز دی کہ او دشمن خاندان سامری یہ نہین تجکو سوجھا کہ ما بدولت کھڑے ہین افراسیاب نے مرکب بڑھایا بہار نے دوسرا گلدستہ افراسیاب پر مارا افراسیاب نے غصے مین ہاتھ ہلایا پھول جو برستے تھے جل جل کر گرنے لگے بہار نے سب گجرے پھولونکے گلے سے اتار کر افراسیاب پر پھینک مارے افراسیاب نے ہاتھ سے اشارہ کیا پھول تو بیشمار برسے ہوائے سرد چلی طائرون نے اشعار بھی پڑھے درخت جھومے مگر افراسیاب نے آنکھون سے اور ہاتھون سے اشارہ کیا پھول جل گئے درخت جو سرسبز تھے پتے گر کے نخل خشک ہوئے طائر کباب بنکر جلے طائرون کا جلنا اس بہار مین عمل خزان ہونا بہار نے زیور جسم سے اتارا افراسیاب پر پھینک مارا آواز دی کہ اے مشتاق حیلہ شکن افراسیاب کو لینا ہر زیور سے ایک ایک طائر پیدا ہوا کڑی جو ٹوٹے اسمین سے ایک طائر کلان بشکل باز پیدا ہوا آواز دی کہ ای افراسیاب ذرا ادھر متوجہ ہو جا دیکھ تو مین کیا عرض کرتا ہون افراسیاب نے سر اٹھایا وہ باز بازنہ آیا آنکھ سے آنکھ ملاکر یہ اشعار پڑھنے لگا نظم

غیر کے آگے جو مین اسکو بلاکر رہگیا — شرم سے وہ بھی قدم آگے بڑھاکر رہگیا
پاس سے جب میرے اٹھکر اپنے گھر کو وہ چلے — کچھ نہ منہہ سے کہہ سکا آنسو بہاکر رہگیا
کوچۂ دل دار کی جانب چلا جب مین کبھی — ناتوانی کے سبب اک گام اٹھاکر رہگیا
کربلا مین کیون نہ کی تو نے سکونت اختیار — ہائے سطوت ہند مین بیکار آکر رہگیا

افراسیاب جھوما ایک عقاب پیدا ہوا عقاب نے آکر باز کو چیر ڈالا باز کا مرنا کہ افراسیاب نے جھومنا

آنکھیں سرخ ہوگئی تھیں یا سرتی دفعۃً وہی آواز دی کہ اے عقاب بہار کو لینا اے طائران صحرائی شہزادون کو بھی لینا ایک عقاب تڑپ کر بہار پر گرا بہار کو اٹھا کر طرف آسمان کے لیچلا کئی ہزار طائر جو مست پیدا ہوے ایک ایک سردار پر ایک یک طائر گرا ایک ایک سردار کو ایک یک طائر نے اٹھالیا آسمان کی طرف چلے ملکہ مہرخ تخت سے کود کر جھپٹنے لگین کہ ایک ہما پیدا ہوا اُسنے ملکہ مہرخ کو اٹھالیا چارے ساڑھے چار سے طائر سرداروں پر گرے لیکر چلے اُس وقت اہل لشکر کا بلکنا اور تڑپنا اور پھڑکنا اور پکارنا کہ اے پروردگار واے سامع الدعوات واے رفیع الدرجات اپنا رحم شریک کر

یہ وقت مدد ہے ہمارے افسرون کو بچالے تیری رحیمی کیا بعید ہے

نظم

گہے ہم رنگ گلزار چمن گشت — گہے مانند بلبل نغمہ زن گشت

گہے مرد دلاور شیر میدان — گہے پردہ نشین مانند زن گشت

گہے شیرین گہے لیلےٰ و یوسف — گہے مجنون زلیخا کوہکن گشت

گہے شکل بدن شد زینت جان — گہے مانند جان جزو بدن گشت

ترشم وشد گہے آن شوخ طناز — گہے شیرین زبان شیرین سخن گشت

گہے جشن و خوشی و عشرت و عیش — گہے درد و غم و رنج و محن گشت

زہے صورت خدا صورت نماید — نقاب از چہرہ انور کشاید

سارا لشکر دعا کر رہا ہے کوئی خدا کو پکارتا ہے کوئی خاصان خدا کو پکار رہا ہے کوئی عاشقان خدا کے واسطے دیتا ہے وہ چار سے طائر بلند ہوے تھے یقین تھا کہ آسمان مین ڈوبین کہ ایک دندناتا ہوا ایک غبار زمین پر اٹھا کہ لشکر حیرت اُس غبار مین چھپ گیا غبار بلند ہوتا جاتا ہے اُس غبار سے طائر پیدا ہونے لگے افراسیاب بھی غبار کے اندر ہے طائر جو غبار سے پیدا ہوے تھے جا کر اُن طائرون سے لپٹ گئے اُن طائرون کو چیر ڈالا ہما پر ایک طائر زمزمہ سرائی کرتا ہوا جو قریب پہونچا جس طائر کے پنجے مین ملکہ مہرخ تھین وہ طائر بالکل ہما ہے دوسرا طائر جو قریب پہونچا اُسکے جاتے ہی ہما کو پکڑ لیا منقار آنکھ مین ماری آنکھین دونون ہما کی پھوٹین پنجون سے پکڑ کے ہما کو چیر ڈالا ملکہ مہرخ نے رہائی پائی چار سو ساڑھے چار سے سردار چھوٹ کر زمین پر آئے مگر زمین پر آتے ہی غبار افراسیاب پر سے دفع ہوا افراسیاب نے دیکھا معاملہ بچا جل گیا پکار کر آواز دی کہ اے طائران صحرائی یہ کیا بے ادبی کی تمھارا افسر کون ہے طائرون نے

چاہا اُڑکر بھاگین کہ افراسیاب نے متھا سنگریزون کا مارا سب طائر جل کر گرے جس طائر نے مہرخ کو بچایا تھا اور بہار کو مارا تھا وہ سنگریزون سے نہین جلا افراسیاب نے ایک ڈھونڈھ زمین پر مارا اور آواز دی کہ اسے تو کیون بچایا کیسے سنگریزہ مارا سنگریزہ پلٹ کر شانے پر افراسیاب کے پڑا کر شانے سے افراسیاب کے خون جاری ہوا افراسیاب نے جھلا کر آواز دی کہ ارے بانیان طلسم کیا مر گئے لاؤ تاج طلسمی دیکھا سب نے کہ آسمان پر سناٹا ہوا ایک نازنین کو دیکھا کہ سُنہرے کپڑے پہنے ہوئے لیمو کچیون کا ازار بند مین ایک کشتی ہاتھ پر لاکر تاج افراسیاب کو پہنایا زرہ پہنائی کہا کہ اے شہنشاہ یہ گولہ حاضر ہے وہ گولا افراسیاب نے لیکر اُسی طائر پر کھینچ مارا گولہ جاکر طائر پر پڑا طائر نے گولے پر منقار ماری گولہ پھٹا ایک غبار نکلا غبار نے طائر کو گھیر لیا بعد تھوڑے عرصے کے لوگون نے دیکھا کہ **نورافشان** کا سر زخمی ہے **افراسیاب** کے مقابلے مین جاتا ہے **افراسیاب** نے ڈانٹا کہ او بیر نابالغ تو نے کلیجہ جلادیا آج زندہ نہ چھوڑونگا تیغہ تول کر **افراسیاب نورافشان** پر جا چڑھ تلوار چلنے لگی **نورافشان** کا ہاتھ سر **افراسیاب** تک نہین پہونچتا **افراسیاب** جب تیغہ مارتا ہے **نورافشان** کے سر پر آتا ہے پہلے ہی سر زخمی ہوا **نورافشان** جب ہاتھ مارتے ہین ہاتھ بلند رہتا ہی نہین معلوم کیا سبب ہے کہ سر تک **افراسیاب** کے تیغہ نہین پہونچتا چالیس وار آپس مین رد و قدح کے ہوئے جتنے ہاتھ **افراسیاب** نے مارے اُتنے زخم جسم پر **نورافشان** کے پڑے مگر شیر بیشۂ جرأت دیکھ تا زمیدان جلالت چاہتا ہے جھپٹ کر **افراسیاب** سے لپٹ جاؤن تلوار چھین لون **افراسیاب** چمک چمک کر ہاتھ مار رہا ہی اُس پریشانی مین **نورافشان** دعائین کر رہا ہی کہ اے پروردگار واے کریم کارساز واے بندہ نواز اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے اس ظالم کے ہاتھ سے نجات دے واے رحیم کارساز ہمیشہ دل کو ہدایت بہ نیکی کرتا ہون

نظم

ہمیشہ در عبادت باش مصروف	کہ ہست این کار از ہر کار مالوف
عبادت کن عبادت کن عبادت	کہ بخشش بر عبادت ہست موقوف
فقیری کن کہ درویش صفا کیش	شہنشاہی کند در جامۂ صوف
نگہدار از عصیان ہر کہ خود را	نگردد مبتلا از زار و ماکوف
بود ظلمت درین دور زمانہ	پس از تو بندہ ما شو معروف

ملک کو جو نورافشاں اپنے دعا کی تیر دعا دن مادر نہ ہوتی تھا کہ نعرہ ہوا بات او برنا بالغ
اب میرے ہاتھ سے کیا بچیگا دیکھا سب لئے کہ ماہیان وغیرہ نے زمین پر گری افراسیاب تنبیہ طلسم
چلا ایک طرف سے ماہیان خلی اس وقت نورافشاں کی بیقراری و اشکباری سر سے خون
لیکر کچھ اسم سحر پڑھا افراسیاب پر کھینچ مارا اگر تاج طلسمی نہ پہنے ہوتا یقین تھا کہ جل جاتا مگر تاج
کی وجہ سے لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہو گیا تھا ماہیان نے دوڑ کر افراسیاب کو اٹھایا نیچے میں دبا لے
بھاگی نورافشاں کا اسی غصہ میں قصد ہوا کہ جا کر حیرت کو مار رن کہ ایک بجلی کڑک کر گری وہ
برق جسم میں نورافشاں کے بیٹھ گئی اتنا تو منہ سے نورافشاں کے نکلا کہ اسے کون ہے
کچھ آواز نہ آئی وہ برق نورافشاں کو اٹھا کر لے گئی برہمن روئین تن نورافشاں کو لیے ہوئے
جاتا ہے جی میں کہتا ہے کہ افراسیاب بڑا زبردست ہے خون اپنا نورافشاں نے کھینچ مارا
مگر اتنی تاثیر ہوئی کہ بیہوش ہوا یقین تو یہ تھا کہ سر پھٹ جاتا کوئی عضو افراسیاب کا بیکار
ہوتا استادی کا کام تھا کہ ایسے ظالم سے یوں لڑے پھر بھی کامل سحر کے پڑھے نورافشاں
کو خدا نے بچایا برہمن لیے ہوئے نورافشاں کو قصر نورافشانی میں آیا آفتاب گوہر
دندان و ہلال گوہر دندان دونوں یہ حال دیکھ کر رونے لگیں پوچھا کہ تمہارے استاد کیا ہوئے برہمن
نے کہا کہ بیٹا گھبراؤ نہیں اس ضعیفی میں بھی شیر ہیں ماشاء اللہ کیسے دلیر ہیں افراسیاب سے برابر
لڑے کہ جو کچھ جات طلسمی پہنے تھا اسیر اسعد ہوتا یہ انہیں کا کام تھا اگر سامری و جمشید
ہوتے وہ بھی شکست کھاتے سامنے سے بھاگ جاتے استادی کا کام تھا کہ مقابلے میں سے
ہے انہیں کی جلالت ہے جا کر ایک قصر میں نورافشاں کو لٹایا آفتاب و ہلال رشتہ و
سوزن لائیں برہمن نے نورافشاں کی زخم دوزی کی نورافشاں ہوشیار ہوئے
برہمن کو گلے سے لگایا کہا اے فرزند بڑا کام کیا خوب وقت پر پہنچے ذرا لشکر اسلام کی تم خبر
رکھنا افراسیاب بہت بدمزاج ہو گیا ہے ہر وقت آفت برپا کریگا آگ ہیں پڑے تو جانا خبر لانا
برہمن رخصت ہوا یہاں لشکر اسلام بعد رفع آفت کے اپنے مقام پر پلٹا حیرت جادو گھبرائی ہوئی
آئی اس نے کہا کہ کیوں صاحب شہنشاہ پر کیا گذری ایسے غبار بلند ہوئے نانی اماں کا آنا دیکھا
جھگڑے فسادوں کا زمانہ دیکھا یہ نہ ثابت ہوا کہ شہنشاہ کیونکر گئے انجام کیا ہوا میں باغ سیب

جاتی ہوں جاکر دیکھوں کیا گذری شہنشاہ کیا کر رہے ہیں یہ کہکر حیرت تخت پر سوار ہو کر تخت اُڑاتی ہوئی چلی یاقوت و زمرد ساتھ ہیں حیرت تخت اُڑائے ہوئے جاتی ہے برہمن دیو جو ہوا آسمان میں آتا تھا اسکی نگاہ حیرت کے تخت پر پڑی خیال میں گذرا کہ اے برہمن حیرت کو دینا چاہیے اگر افراسیاب کچھ غیرت رکھتا ہوگا تو گلا کاٹ کے مرجائیگا یہ سوچ کر برہمن اسکی طرف چلے ایک صحرا میں آکر گولہ مارا ایک باغ پُربہار تیار ہوا کہ شرح اس باغ کی لکھونگا باغ بنا کر عجائب و غرائب اسکے سب درست کیے برہمن تو چلے گئے اور حیرت تخت اُڑا ہوا آتا ہے کہ نگاہ پڑی ایک صحرائے سبزہ زار نواح دلکشا کوسوں تک سبزہ لہک رہا ہے ہر ایک نخل اشرق چمک رہا ہے جا بجا تان چمن کی بے باکیاں صبا کی اٹکھیلیاں نرگس شہلا کی دیدہ بازی سوسن کی غمازی ہوا اٹکھیلاتی ہے چمن میں بسہولت آتی ہے دور ہے کہ رُخ گل پر غبار نہ پڑے غنچے چٹک رہے ہیں طائر شاخسار نخل پر بیٹھے زمزمہ سرائی کر رہے ہیں دم الفت باغبان قضا و قدر کا بھر رہے ہیں ایک طائر کلان بیچ میں سب طائروں کے بیٹھا ہوا یہ غزل گا رہا ہے نظم

ماسوا تیرے نہیں رہنے کا کچھ یا باقی
جو ہے سو فانی ہے تری ذات ہے اللہ باقی

نوجوانی کی ہے پیری میں تمنا باقی
موسم گل کے لیے پھر بھی ہے سودا باقی

تنگ غنچے سے دہن گو کہ ہے اس گلرو کا
پھر بھی ہے بوسۂ عاشق کے لیے جا باقی

رقص کرتے ہیں جو بسمل تو یہ کہتا ہے وہ ترک
مجلس آخر ہوئی لیکن ہے تماشا باقی

ساقیا گردش ساغر میں تامل کیا ہے
خم و خمخانہ ہے باقی مے و مینا باقی

میری تعظیم نے مجلس سے نکالا مجھکو
اٹھتے اٹھتے نہ رہی بیٹھنے کی جا باقی

عشق کی شرط ادا کرتے ہیں انشاء اللہ
کوئی دن ہے یہ محبت کا تقاضا باقی

آخر کار ہے میلے سے جہان کے چلنا
سیر کرتا رہے کوئی تماشا باقی

کون وارفتہ ترے گیسوئے پیچان کا نہیں
کسکو سودا نہیں یہ سلسلہ ہے تا باقی

فرقت یار میں مردا سا پڑا رہتا ہوں
روح قالب میں نہیں جسم ہے تنہا باقی

چھیڑ بیٹھے جو ہم افسانۂ گیسوئے دراز
صبح ہوگی نہ رہیگی شب یلدا باقی

یہی آتش کی دعا ہے یہی آتش کی دعا
مغفرت ہووے مری بعد فنا یا باقی

اس طرح اس طائر نے یہ اشعار گگلے اور سرسبزی و شادابی صحرا کی دیکھی کہ تحت ہوائے اتار لائین
فرحناز دلیون کو دیکھا کہ میرہ سرخ آنکھوں میں لال ڈورے دشت کے دم میدم کہتی ہین کہیں بیابان جنگل کی
سیر دیکھ لیجیے ایسا نہ ہو کہ تماشا رہجائے یہ تماشا دیکھنے کے لائق ہے کیا جنگل سرسبز و شاداب ہے جسکے تماشے
سے دل متاب ہے ایک طرف سے آواز آئی کہ تماشا دیکھنے والو ذرا ادھر بھی متوجہ ہو یاقوت نے کہا
کہ واری یہ کون پکار رہا ہے ذرا حکم ہو تو مین جاکر دیکھون کون پکارتا ہے ملکہ حیرت نے کہا کہ دیکھ آؤ یاقوت
اس آواز کی جانب چلی کہ پھر آواز آئی کہ اے تماشا دیکھنے والو مجھ غریب کی خبر و حیرت کا ساتھ چھوڑ دو
زمرد نے بھی ملکہ سے کہا کہ دیکھیے کون بلک رہا ہے کوئی غریب تڑپ رہا ہے زمرد بھی ملکہ حیرت
سے جدا ہوئی حیرت پھرتے پھرتے پھولون کی بو سونگھ رہی ہے دور سے دیکھا کہ ایک دروازہ باغ کا
شل آغوش عاشق کھلا ہے چند نازنینان سرجبین دروازہ پر کھڑی پکار رہی ہین کہ ملکۂ عالم ذرا سیر اس
باغ پر بہار کو دیکھ جائیے حیرت طرف باغ کے جاتی ہے کہ تا حال داخلہ حیرت باغ مین تحریر کرونگا
مگر اول یاقوت جادو ملکہ حیرت سے جو جدا ہوئی صدائے نحیف و ضعیف کان مین چلی آتی ہے
یاقوت اس جانب چلی جاتی ہے دیکھا کہ زیر نخل ایک جوان خوشرو خوشخو بیٹھا ہوا رو رہا ہے اپنے
حال زار پر یا شکون سے منہ دھو رہا ہے کبھی اس بحر حزن میں مضطر و بیقرار ہو کر پکارتا ہے نظم

کچھ نظر آیا نہ پھر جب تو نظر آیا مجھے　　جس طرف دیکھا مقام ہو نظر آیا مجھے
حسن ہے قدرت خدا کی رو نظر آیا مجھے　　ریش پیغمبر ترا گیسو نظر آیا مجھے
راز دل افشا نہ کرے دل سے دیتا ہوں مین　　پھوڑ ڈالی آنکھ گر آنسو نظر آیا مجھے
تیری تلوار اسکو سمجھا مین اے مشتاق رحم　　جب کوئی تشنہ کنار جو نظر آیا مجھے
دیدۂ یعقوب سے دیکھا جو عالم کی طرف　　یوسف اس بازار مین ہر سو نظر آیا مجھے
دل شب فرقت رہا سینے مین مردے کی طرح　　گور کا پہلو مرا پہلو نظر آیا مجھے
کہکشان نے ساق پائے یار کا دھوکا دیا　　ماہ تابان کا سر زانو نظر آیا مجھے
سامنا رخ کا ترے گل نے کیا تھا ایک روز　　رنگ اڑا ایسا گل شب بو نظر آیا مجھے
خال مشکین کا ترے جس رات افسانہ سنا　　سو گیا تو خواب مین ہندو نظر آیا مجھے
اے فراق اب عہد وصل دائمی ہے یار سے　　بیطرح سمجھا اگر پھر تو نظر آیا مجھے

تو وہ گل ہے باغ عالم میں کہ جسکے واسطے
تو نے دکھلائی شبنم برقعے کی جالی سے جو آنکھ
چشم نے سر سے جو دکھلائی کسی محبوب نے
یاد کر اس گل کو آتش مثل شبنم رو دیا

گل بھی آوارہ برنگ بو نظر آیا مجھے
دام میں صیاد کے آہو نظر آیا مجھے
سامری نا واقف جادو نظر آیا مجھے
پیرہن کوئی اگر خوشبو نظر آیا مجھے

یہ اشعار وہ جوان گاتا ہے اور روتا ہے یاقوت آگے بڑھی اُس جوان کے ہاتھ میں ایک تصویر دیکھی یاقوت نے پکار کر کہا کہ اے آوارۂ دشت ادبار اے مصیبت میں گرفتار کس غم والم میں مبتلا ہے اور کیوں اس درجہ بدحواس ہے مجھسے مفصل بیان کر اس جوان نے پلٹ کے دیکھا اور صورت یاقوت کو دیکھکر ایک آہ کی اور آہ کرکے گرا بیہوش ہوگیا تصویر ہاتھ سے چھوٹ کر الگ گری یاقوت نے تصویر جو اُٹھا کر دیکھی خاص اپنی تصویر پائی یاقوت حیران ہوگئی کہ یہ کیونکر اسنے میری تصویر پائی اور یہ جوان کون ہے کہ اس طرح مجھپر عاشق ہے اور میرے عشق میں یہ حال ہے کہیں کا تاجدار معلوم ہوتا ہے تاج بھی سر سے گرا پڑا ہے زمین پر ایڑیاں رگڑ رہا ہے بیتاب و بیقرار ہوکر اسکی خاک پر بیٹھ گئی سر اسکا لیکر اپنے زانو پر رکھا آہستہ آہستہ تلوے سہلانے لگی جوش محبت میں اشک اشک بھی آنکھوں سے نکلے اشک جو آنکھوں سے اسکے عارض پر ٹپکے اُن اشکوں نے کام گلاب کا کیا بوے زلف عنبرین جو دماغ میں پہونچی اُسنے کام نخلخے کا کیا جوان نے آنکھ کھولی زیر سر تکیۂ زانوے محبوب پایا دماغ کو عرش اعلے پر پہونچایا پھر آہ کرکے بیہوش ہوگیا اُس بیہوشی میں اتنا زبان سے نکلا کہ اپنے بخت واژگون و طالع نگون سے یہ امید نہ تھی کہ معشوق پری چہرہ پاس ہو معشوق کو آج قریب پایا اب تو یاقوت نے منہہ پر منہہ رکھ دیا کہا اے عاشق صادق تیری بلائین لے روح کو راحت دل میں قوت آتی ہے زیادہ نہ گھبرا اب فراق نہ ہوگا جس مقام پہ تو یاد کریگا اپنے تئین پہونچاؤنگی دوڑی ہوئی تیرے پاس آؤنگی دل کو تسکین دونگی اپنے کو سنبھال فراق رنج وملال کو ٹال ذرا آنکھ کھول اس جوان نے بمشکل آنکھ کھولی چہرہ زیبا کو دیکھا اُٹھ بیٹھا مثل آئینہ حیران اور مثل زلف محبوب پریشان ہوا کہا کہ اے جان جہان واے آرام دل عاشقان فلک کج رفتار دگر دون غدار سے یہ امید نہ تھی کہ کبھو اس طرح پاؤنگے زیر سر تکیۂ زانوے محبوب ہو کیوں نہ بندگی خوش اسلوب ہو میں غلام بے دام ہوں تمہاری محبت میں

ملک و مال چھوڑا ماں باپ سے منھ موڑا آوارہ دشت ادبار مصیبت میں گرفتار ہوئے مگر شکر ہے
کہ تم سے دوچار ہوئے یاقوت نے شرما کر سر جھکا لیا بہ شرم جواب دیا کہ مجھے صاحب کیا حال معلوم
کہ تم پر کیا گذری اسوقت میں ملکہ کے ساتھ آئی تھی تمہارے رونے کی آواز سنی چلی آئی
یاقوت نے پوچھا تمہارا کیا نام ہے اُس جوان نے کہا بچپن سے بزرگوں نے عاشق تاجدار
کہا آخر اس نام کا یہ انجام ہوا کہ آوارہ دشت ادبار ہوئے تمہارے دام زلف معنبر میں گرفتار
ہوئے شکر ہے کہ آج تمکو پایا سودائے زلف عنبرین رنگ لایا میاں عشق نے خوب خوب
رُلایا مگر تمہارے قدموں تک پہونچایا یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک تاجدار تخت پر
سوار سر برہنہ آنکھوں سے آنسو جاری عالم بیقراری پکارتا ہوا میرا نور نظر کہاں ہے کیوں
میری نظروں سے نہاں ہے عاشق تاجدار نے کہا بابا جان تشریف لاتے ہیں یاقوت
پیچھے درخت کے گھونگھٹ نکال کے بیٹھی وہ تاجدار آکے اُترا دس بارہ ہزار جوان پشت پر
ہیں کوئی بھائی کہکر دوڑا کوئی دوست صادق کہکر لپٹ گیا دس بارہ ہزار جوان رونے لگے
عاشق تاجدار نے کہا اے والد نامدار آپ نہ روئیے محافہ زرین منگا لیجئے اُس مرد ضعیف نے کہا
بیٹا کیا سر سے عشق اُترا عاشق تاجدار نے کہا نہیں اے والد آپ کی جانے تائیں کی معشوقہ
اس جنگل میں ملی اُس بادشاہ نے کہ مخمور تاجدار نام ہے ملازموں سے کہا ارے محافہ جلد لاؤ
بہو کو سوار کرکے لیچلوں ملازم دوڑ کر محافہ لائے اُسی صحرا میں رکھو ملکہ یاقوت گھونگھٹ نکال
کر محافے میں سوار ہوئیں وہ جوان گھوڑے پر سوار ہوا پائے محافے کے ہاتھ اب یہاں سے
روانہ ہوئے پانچ کوس پر جاکر ایک قلعہ ملا ملکہ یاقوت نے سنا کہ حسن آباد نام ہے بہت خوش
ہیں آکر دار الامارہ شاہی کے قریب پہونچیں زنانی ڈیوڑھی کے دروازے پر محافہ لگایا گیا یہ غُل
ہوا کہ حسن بانو کی عاشق تاجدار کی آئی ہیں حسن بانو نے آکر بہو کو اُتروایا پانی وار کر
پیا جب محل میں داخلہ ہوا مقام صدر پر لاکر بٹھایا کنیزیں گرد برائے خدمتگذاری حاضر ہوئیں تھوڑا
کے بلاکر حسن بانو نے کہا دلہن یہاں غریب الوطن ہے مگر صورت میں رشک حسن چین اسکی جانب
ہوں تم اپنے فرزند کی جانب رہو مخمور تاجدار نے قبول کیا اس مقام پر بیان طول ہوتا
سامع و ناظر ملول ہوتا اسوجہ سے سامان شادی مفصل نہ بیان کیا بڑی دھوم سے شادی خانہ آبادی

ہوئی حجلۂ عروسی میں عاشق تاجدار یاقوت کو نہ پایا اب جو گھونگھٹ اٹھایا ایک کریہ منظر عورت کو
دیکھا عاشق تاجدار گھبرا کر حجلۂ عروسی سے نکل آیا کہا بابا جان کو بلاؤ کنیزوں نے اسکے باپ کو
خبر کی مخمور تاجدار جو آیا اسنے پوچھا اے فرزند کیوں پریشان ہو بیٹے نے منہ پیٹ لیا کہا بابا جان
معشوقہ کو میری کسی نے بدل لیا یا تو دیو نے چھپا دیا یہ کالی صورت اسکو قید کیجیے اور شہر میں ڈھنڈورا
پٹوا دیجیے کہ جسکے گھر میں معشوق نکلیگی اسکا گھر بار ضبط ہوگا اور مرمان رعایا آکر اسکو دیکھ جائیں جسکی
دختر ہو وہ اسے لیجائے اور وہ اس نازنین کو پہونچادے اور اگر ہم تلاش کرکے پائینگے تو بہت پریشان
کرینگے سزاے کامل دینگے مخمور تاجدار نے اسی وقت کنیزوں کو اشارہ کیا کہ اسے گرفتار کر لو
یاقوت حیران بیٹھی ہے کہ دولہا کیوں چلا گیا کہ دس بارہ حبشنیں آئیں کسی نے ہاتھ تھاما کسی
نے چٹیا پکڑی ہر چند یاقوت کہتی ہے صاحبو میری کیا خطا ہے شوہر میرا مجھسے کیوں ناخوش
ہوا تم لوگ مجھکو کہاں لیے جاتے ہو کوئی حبشن جواب نہیں دیتی ایک مکان تنگ و تاریک میں
لا میں ہتھکڑیاں بیڑیاں پہنائیں یاقوت جو سحر یاد کرتی ہے تو بالکل فراموش ہے اب سمجھی کہ
دشمن کی طرف سے شعبدہ تھا زمرد نے جو آواز سنی تھی اسپر بھی یہی معرکہ گذرا کہ جاکر شادی جسکی
سے ہوئی زمرد بھی اسی طرح قید ہوئی اب حال ملکہ حیرت جادو کا عرض کیا جاتا ہے کہ حیرت
کو چند کنیزیں جو باغ میں لیگئیں دیکھا باغ زنگار رنگ جابجا گل بوٹے عمدہ طائران معقول
مثل انسان زیر نخل ٹہل رہے ہیں کبھی اڑ کر شاخہاے نخل پر جاتے ہیں یہ اشعار بتکلف گاتے ہیں نظم

سنبل میں تری زلف کا عالم نہیں ہوتا
کعبے میں رخ یار کا عالم نہیں ہوتا
اک جام میں کھلتا ہے طلسمات جہان کا
تلوار کی موت اسکے نصیبوں میں نہیں ہے
بے عشق سے زنہار نہ کر تذکرۂ حسن
فرقت میں تری کونسی شب کو نہیں روتا
آتی ہے یہی معرکۂ عشق سے آواز
کم موت کے آنے سے یار کا جانا

پیچ نہیں ہوتے ہیں یہ خم نہیں ہوتا
محراب میں ان ابرووں کا خم نہیں ہوتا
ہستی میں کسے مرتبۂ جم نہیں ہوتا
ابرو نے اشارے سے جو بسمل نہیں ہوتا
کہتے نہیں راز اسکو جو محرم نہیں ہوتا
کب سینہ زنی سے مری ماتم نہیں ہوتا
یان کشتہ ہوا جو وہ مسلم نہیں ہوتا
قالب میں جو ڈھونڈھو تو کہیں دم نہیں ہوتا

اگر اس زلف کی بو سونگھی ہو جسنے وہی جانے
ابھی سیہ رنگ مین یہ سِحر نہین ہوتا

شیشے مین جو ہے روشنی بادۂ گلگون
فانوس مین یہ شمع کا عالم نہین ہوتا

افسوس ہے انسان تہو علم کا جویا
وہ مال ہے یہ مرت سے جو کم نہین ہوتا

یہ نکتہ ہمارا ہے سخن چین کو نصیحت
الزام جو دیتا نہین ملزم نہین ہوتا

تا خیر بہار آتی نہین دیکھے آتش
کب تک شرفِ نیرّ اعظم نہین ہوتا

الغرض طائر زمزمہ سرائی کر رہے ہین نہرین موج مار رہی ہین موجہ خنجر بیداد عشاق حباب کا عجیب عالم کبھی مچھلیان مثل برق چمک جاتی ہین رعنائی و زیبائی دکھاتی ہین نخل سرسبز و شاداب دل بلبل کا ہجر گل مین بیتاب قمریان سرو پر کو کو کر رہی ہین فاختہ قلندر مشرب دلق خاکستری زیب جسم حق سرہ کر رہی ہے طاؤس رقصان جوش بہار کے سامان ملکہ حیرت بہار باغ کو دیکھتی ہوئی وسط باغ تک پہونچین بارہ دری بنی تھی اُسمین بیگ کنیزین خیرت کو آئین ملکہ حیرت کو مسند پر بٹھایا اسباب عیش و نشاط مہیا کیا شراب و کباب حاضر ہوئے انھین سبھون نے مِلکر یہ غزل عاشقانہ گانا شروع کی

غزل

ہوا نہ حسن سے خال سیاہ جانان سرخ
نہ کرسکا رخ کا فر کو نور ایمان سرخ

حلال ہونے کو سب سے مین پہلے ہم موجود
وہ پان کھا کے کرین تو لب اور دندان سرخ

یہ اشتیاق شہادت مین خون روتا ہون
بریدہ حلق سے ہے حلقۂ گریبان سرخ

ہوئی ہین غصے سے کیا لال لال وہ آنکھین
نظر جو آئے کبھی جو لباس ترکان سرخ

عجب عداوت اخوان دہر سے یہ نہین
کرے جو خون سے یوسف کے گرگ دندان سرخ

ترا وصال ہے اے سیم تن عجب دولت
خوشی سے ہوتا ہے کندن سے رنگ انسان سرخ

ہمیشہ کرتی ہے اس جب سے سخن سبحہ
فنا کا رنگ ہو کیونکر نہ مثل مرجان سرخ

ترے شہیدون کے آگے نہ رنگ جمنے گا
ہزار رنگ سے ہو لالۂ گلستان سرخ

سفید کپڑے پہنتا نہین وہ خسرو حسن
سنی ہے جب سے ہے تاج و قبا سلطان سرخ

چمن مین لالہ و گل رہتے ہین گریبان چاک
دکھا دیا کسی رنگین ادا نے دامان سرخ

شراب دینے مین وقفہ نہ کیجیو ساقی
ہوا نہین ابھی رخسار یار چندان سرخ

نہ کیف مے سے ہون آنکھون کی طرح مژگان سرخ	اثر پذیر طبیعت بھی شرط ہے آتش

جب نازنینان مہ جبین نے یہ غزل گائی اور جام بھر کے حیرت کو دیا حیرت نے جام پیا پیتے ہی
گھبرائی کہا صاحبو مجھے یہان کہان لائین مین تو باغ سیب مین جاؤنگی نہین معلوم افراسیاب
پر کیا گذری اُن سبھون نے کہا بی بی یہان رہیے باغ کی سیر دیکھیے گل وبلبل کا تماشا ملاحظہ کیجیے
اب کہان جائیےگا افراسیاب کی آپ کو خبر ہم بتادین وہ باغ سیب مین تشریف رکھتے ہین اور
نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین کے وصل سے شاد ہین ہر وقت گانا ہوتا ہے شراب چلتی ہے
آپ کو تو افراسیاب کا اسقدر خیال ہے وہ آپ کا نام بھی نہین لیتے حیرت بگڑ کے اُٹھی کہا
صاحبو تم خلاف بیان کرتی ہو اُنکا یہ طریقہ نہین ہے ہر وقت میرا خیال رکھتے ہین اگر ایسا ہی ہوا
کرین نہین گئی تو اُنھون نے نامہ لکھکر بلوایا اور سرفراز کیا تم سب مجھے بہکاتی ہو مین اپنے شوہر
کے پاس جاؤنگی کنیزون نے کہا وہان جاکے کیا کیجیےگا حیرت نے کہا صاحبو اب مین تمھارا
کہنا نہ مانتی ہون مین ضرور جاؤنگی کنیزون نے کہا ہم آپ کو نہ جانے دینگے آج شب کو یہین
تشریف رکھیے حیرت جادو اُٹھکر چلی کنیزون نے دامن پکڑ لیا حیرت نے دامن چھڑایا ایک کنیز
نے چیخ ماری پکارکر آواز دی اے گلفروش بی حیرت جاتی ہین اب شراب پینے کے بعد شوہر
کو یاد کیا اس آواز سے ایک زنانا ہوا اور آواز آئی انکو یہین رہنا پڑیگا یہ آواز سنکر کنیزین بھاگین
حیرت لڑکھڑا کے گری بیہوش ہو گئی بعد عرصہ دراز کے ہوشیار ہوئی حیران حیران باغ کو دیکھ رہی ہے
کہ ایک طرف سے آواز آئی بی حیرت جادو ہم آتے ہین چارون کونون سے چار زنگنین پیدا ہوئین ہاتھ
پکڑ کے حیرت کا کشان کشان لے چلین ہر چند حیرت چاہتی ہے کہ اپنے کو چھڑاؤن ممکن نہین ہوتا
وہ زنگنین مونڈی کھینچی ہوئی لیے جاتی ہین حیرت نے چاہا سحر کرون مگر سحر یاد نہین آتا اب حیرت
حیران ہوئی کہ یہ کیا معرکہ ہوا ایک بارہ دری مین لاکر زنگنون نے حیرت کو بٹھا کے ایک چیخ ماری
اب چار طرف سے چار دیوارین حیرت کو معلوم ہوتی ہین حیرت جادو نہایت پریشان ہوئی دیکھا
وہ زنگنین پیر زمین مین مار کے غائب ہو گئین اب حیرت سر ٹکراتی ہے چار دیوارین ہین مگر
دروازہ ندارد حیرت نے جب کسی طرف سے راستہ نکلنے کا نہ پایا بیتاب ہو کر ایک مقام پر بیٹھ گئی
تمام سامری و جمشید کا لیکر رونے لگی ایک شب حیرت کو اسی مقام پر گذری وہان افراسیاب باغ سیب مین

بیٹھا تھا کہ زمرد و صبا رفتار دونوں گماودار ہی تھی کہ حیرت کمان مین کلّا سے نکل کر آئی مین یہ سنکر
افراسیاب گھبرا گیا کہا ارے یہ کیا کہتی ہے کہا حضور کی ملاقات کیواسطے آئی تھی کہ سے چلین نیشاہ مین بیٹھا
سوچ رہی تھی نہ آپ کے پاس آئی مین جانتی تھی یہان رکھی ہونگی یہان جو آئی تو تم کو نہ پایا افراسیاب
نے گھبرا کر کتاب سامری اٹھائی پکارا اٹھایا خداوند سامری و جمشید مجھکو [illegible] تباہ کر دی حیرت
کہان گئی یہ کہکر جو افراسیاب نے کتاب کھولی کتاب دیکھکر افراسیاب کی رنگت متغیر ہوئی ریش
فش کو نوچنے لگا تاج زمین پر دے مارا کہا یارو یہ کیا غضب کی بات ہے کہ جو ایسا ہو وہ اسطرح پھنسے ارے
سراسر حیرت کی حماقت آتی بری سادہ دختر حیات جادو وہ ایسی بلا مین پھنس جائے مرصع
سنے پوچھا شہنشاہ کیا ہوا افراسیاب نے کہا جاؤ رہو تجھسے کیا بیان کرون دشمنون نے اپنا کام کر لیا
خیر اب مین جاتا ہون یہ کہکر پھر کتاب کو دیکھا کہا وزیرزادیان بھی پھنسی ہین یہ کہکر افراسیاب چلا ہزار
ہزار حسرت مصاحبون نے پوچھا افراسیاب نے نہ بتایا پرواز بلند کر کے چلا باغ سیب سے باہر نکلکر
غرق زمین ہوا اُس قیدخانے مین نکلا کہ جہان یاقوت قید ہے یاقوت پڑی ہوئی رو رہی ہے ہاتھ
پانون مین ہتھکڑیان بیڑیان آنکھ یہ کے صدمے مین تیرہ اُٹھا ہوا سحر فراموش دریائے حیرت کا
جوش افراسیاب نے ہاتھ پکڑ کے یاقوت کو اُٹھایا یاقوت نے جو شہنشاہ کو دیکھا خوش ہو گئی کہا
اے شہنشاہ اس بلا مین پھنسے شاید ہے کہ آپ مدد کو آئے نہین معلوم ہماری بی بی پر کیا گذری کچھ
احوال نہین معلوم ہوا افراسیاب نے کہا اے یاقوت دگھبرا نا زمرد بھی اسیطرح قید ہے یاقوت
کی قید دور کر کے افراسیاب باہر نکلا دیکھا جنگل مین ایک کوٹھری ہے اُسی مین یاقوت قید تھی چار جانب
میدان ہی میدان ہے دور تک ویرانہ معلوم ہوتا ہے افراسیاب نے کہا اے یاقوت تم تو چلو مین
آتا ہون زمرد و حیرت کو لینے جاتا ہون یاقوت نے کہا مین بھی دیکھونگی کہ بی بی کس حال مین ہین
افراسیاب نے بنگاہ قہر و غضب طرف یاقوت کے دیکھا کہا بس داہنی جانب جنگل ہے اسیطرف
جانا اور طرف قصد ذکرنا ورنہ پچھتاؤ گی یاقوت تو اُس جانب چلی افراسیاب [illegible] [illegible] جب
یاقوت نظرون سے غائب ہوئی تو افراسیاب نے اسم سحر پڑھا دونون پانون زمین مین مارے
اُس قیدخانے مین آیا جہان زمرد قید ہے زمرد کو دیکھا بیہوش پڑی ہے زمرد کی ہتھکڑیان
بیڑیان افراسیاب نے دور کین بمشکل بیدار کیا زمرد کی جو آنکھ کھلی قدمون سے افراسیاب کے

لپٹ کر رونے لگی کہا یہ لونڈی بڑے بڑے عذاب مین پھنسی تھی اب افراسیاب ہر طرف ڈھونڈھتا ہے
دروازہ نہین ملتا جس نقب سے آیا تھا وہ بھی مہرہ بند ہو گیا افراسیاب نے آواز دی او نالائقو
سحر رابیکھو پیچ چلکا ایک تلوار دیوار پر ماری دیوار مین در پیدا ہوا افراسیاب زمرد کا ہاتھ پکڑ کے باہر
نکل دیکھا ایک صحرائے ویران کف دست میدان بگولے گرد کے اٹھ رہے ہین خاک جنگل مین اڑ رہی
ہے آواز زاغ و بوم کی آتی ہے طبیعت اُس ویرانے کو دیکھ کر گھبراتی ہے افراسیاب نے زانو پر ہاتھ مارا
ہاتھ کو دیکھ کر کہا خیر سمجھو نگا اے زمرد اپنے ساتھ پر تم بھی جاؤ تھوڑی دور جا کر یاقوت تمکو ملیگی اب
مین یاوروں کو رہا کرنے جاتا ہون زمرد نے کہا اور کون قید ہے افراسیاب نے کچھ جواب نہ دیا
زمرد تو پرواز پیدا کر کے جدھر افراسیاب نے ہدایت کی تھی اُسی جانب چلی دونون وزیر زادیون
کو رہا کر گئے افراسیاب نے آواز دی اے فولاد زمین کن جلد حاضر ہو دیکھا دو پتلے فولاد کے
نیچے دونون کے ہاتھ مین ایک ہاتھ مین سپر زمین سے پیدا ہوے آکے افراسیاب کو سلام کیا
اب افراسیاب نے اُنکو پشت پر لیا انگشتر جمشید کو اچھالا جو پتلے نے آواز دی اُسکو سمجھ کر چلا اب
جو بڑھا پتلون نے دیکھا سامنے ایک قلعہ ہے گرد خندق خون لعان جوش زن پھاٹک بند ہے
بالائے قلعہ چند مہیب گولہ انداز پھر رہے ہین توپین چڑھی ہوئی ہین مشعلین روشن اُنکو ہاتھ مین
لیے ٹہل رہے ہین افراسیاب نے دونون پتلون کو اشارہ کیا کہ خندق کو پاٹ دو پھاٹک کھولو
توپین گرا دو دونون پتلے تلوارین کھینچے ہوے چلے گولہ اندازون نے غل مچایا کہ افراسیاب آتا ہے اسکے
کان مین آواز آئی توپین مارو گولہ انداز نے توپ کو فیر کیا گولہ جو سامنے مثل شعلہ جوالہ کے آیا فولادی
پتلے نے گولے کو تلوار سے کاٹا افراسیاب ایک نخل کی آڑ پکڑے کھڑا ہے دونون پتلے گولون کو
کاٹتے ہوے جاتے ہین جب برابر خندق کے پہونچے خندق مین خون جوش مارنے لگا دونون پتلون نے
اپنے کو خندق مین گرا دیا اُس خون کو پینے لگے دم بھر مین سارا خون پی گئے اب اُچک کر پھاٹک
کے پاس آئے پھاٹک پر قبضے مارے پھاٹک گرا دونون پتلے اندر گھسے جست کر کر بالائے قلعہ
پہونچے توپین گرا دین گولہ اندازون کو نیچے مار کر قتل کیا اب افراسیاب جھپٹکا اندر آیا پتلے آگے
آگے ہر گلی کوچے مین سناٹا پڑا ہے افراسیاب پیچھے پیچھے چلا آتا ہے پتلے راستہ بتاتے ہوے آتے ہین
قریب ایک قصر کے پہونچے پتلون نے ہاتھ سے اشارہ کیا افراسیاب نے دوڑ کر دروازے پر

ایک لات ماری دروازہ گرا دیکھا حیرت زمین پر بیہوش پڑی ہے ہتھکڑیاں بیڑیاں پہنے ہوئے رنگت
متغیر چہرہ اداس عالم یاس افراسیاب نے قریب آکر جگایا حیرت نے جو افراسیاب کو دیکھا
بے اختیار رونے لگی کہا اے شہنشاہ مین نے بڑی تکلیف اٹھائی افراسیاب نے ہتھکڑیاں بیڑیاں
توڑیں حیرت کو اٹھایا لپٹ و پہلو پر ہاتھ پھیرا دونوں تیلوں کو اشارہ کیا کہا اے افسر فوج
فولادزمین کن حیرت کو سحر فراموش ہے وہ تدبیر کرو کہ سحر یاد آئے تیلا پیر زمین پر پاسے چلا گیا
تھوڑی دیر مین گلابی لیے ہوئے آیا جام بلورین لبریز کرکے حیرت کو پلایا حیرت کو سحر یاد آیا
مثل شعلۂ جوالہ تڑپنے لگی افراسیاب حیرت کو لیکر باہر نکلا دیکھا قلعہ وغیرہ سب ندارد ہر جگہ
بید سناٹا ہے سب قلعہ نظروں سے مخفی ہوا افراسیاب نے کہنا شروع کیا کہ عیارون نے عجب سحر کیا
سامنے آئے تو مارے تلواروں کے ٹکڑے اڑا دوں اسطرح لاف وگزاف افراسیاب نے کیے
تیلوں سے کہا تم جاؤ اب مین باغ سیب جاؤنگا یہ کہکر افراسیاب حیرت کا ہاتھ پکڑ کر کھڑا ہوا
چاہتا ہے کہ پرواز پیدا کرون حیرت کو لیکر جاؤں مگر نہایت خفہ ہے کہ ایک طرف سے آواز آئی اے
شہنشاہ ذرا میری تو سن لیجیے پلٹ کر افراسیاب نے دیکھا ایک نازنین یہ اشعار گاتی ہوئی آئی نظم

لو جنابت کا منا زنار سالوس ہے　　نعرۂ اللہ اکبر نعرۂ ناقوس ہے
زلف و رخ سے تیرے وابستہ جو ہو مایوس ہے　　چشم حیرت آئینہ شانہ کعبہ فانوس ہے
قدر نعمت بعد نعمت کے ہے کرتا آدمی　　عہد پیری میں جوانی کا بجھے افسوس ہے
زلف کے سودے کو اپنے سر میں دیتے ہو جگہ　　یہ بجھے خانۂ زنجیر میں محبوس ہے
خوشنما ہے یار کے اندام پر یوں پیرہن　　روح کو جیسے مرتب جسم کا ملبوس ہے
باغ میں دکھلا رہی ہے اپنی نیرنگی بہار　　کثرت گل سے جو لوٹا ہے دم طاؤس ہے
محو حیرت کر دیا ہے جا اس صنم کے حسن نے　　دل خموشی سے ہمارا لب صدا ناقوس ہے
خط نکلنا روئے رنگین پر ہے پیغام خزان　　اس گلستان پر قدم اس سبزے کا منحوس ہے
ہجر کی شب صبح ہوگی وصل کا دن آئیگا　　خواب بد بھی نیک ہے تعبیر اگر معکوس ہے
عاشقوں سے اس پری رخسار کا یہ کلام　　پیار کر کرکے جو دلوا دے سالوس ہے
[illegible] سے سودا [illegible] یار　　[illegible] آتش کمال افسوس ہے

یہ نازنین سنکر جو یہ اشعار رنگین تھے افراسیاب متوجہ ہوا کہا اے نازنین تیرا کیا نام ہے اُس خوش
ایک گل اندام سے کہتے ہیں سامنے میرا قصر ہے ایک ایک نازنین مہ جبین حسین جمیل شہنشاہ کی
طفیل موجود ہیں وہاں تشریف لے چلیے ہماری جو افسری ان دکھاتے ہیں طاق حسن میں شہرہ آفاق
اُنکو بالائی ہیں حسن کا اُنکے کیا حال بیان کروں قد قامت نرگس چشم نار پستان موے میان دیکھنے
والے حیران پریشان ہر ایک کا یہی قول ہے کہ نازنین قمر طلعت و ہر یک مہر منظر حسین جمیل اپنے
چاہنے والوں کی کفیل ہے شہنشاہ کی خدمتگاری کریگی ملکۂ عالم کو گانا سنائیگی اُسکا کمال ظاہر
ہوگا جو بڑی عمدہ صحبت ہے افراسیاب اُس نازنین کے مسکرا مسکرا کے کہنے پر حیرت سے کہا ہے
صاحب چلو یہ جلسہ بھی دیکھیں حیرت بھی رضا مند ہوئی ہے کہ پہلوے زمین شق ہوئی ایک پتلہ
فولادی پیدا ہوا اُسنے آواز دی حضور ہوشیار ہو جیے اس لکا تا کے دام مکر میں نہ پھنسیے اس نازنین
نے پتلے کو دیکھکر چاہا بھاگوں اور افراسیاب سے آنکھیں ملا کر کہا کہ میں سراسر بے خطا ہوں یہ پتلہ
مجھے دشمنی رکھتا ہے افراسیاب نے چاہا پتلے سے کچھ کہے کہ اُسنے کلائی پر نازنین کے ہاتھ
ڈال کر ایک طمانچہ مارا افراسیاب ہان ہان کرتا رہ گیا طمانچہ جو پڑا سر نازنین کا اُڑ گیا آواز آئی
کشتی مرا نام ہے سیہ روے جادو فرستادہ برہمن روئین تن بود افراسیاب نے دیکھا ایک
بڑھیا جادوگرنی کا لاشہ پڑا ہے افراسیاب حیران ہو گیا پتلے سے عرض کی اے شہنشاہ کوئی
ایسا دھوکا کھاتا ہے غلام رخصت ہوتا ہے بس اب آپ باغ سیب کو جائیے یہ کہکر پتلہ تو غائب
ہو گیا افراسیاب بہ کلمات لاف و گزاف کہنے لگا کتاب سامنے کھولوں تو احوال معلوم ہو کیا عیاروں
نے عورت کو شعبدہ دکھایا ہے جو افراسیاب نے کہا سامنے گرد اڑی دیکھا ایک پہلوان گینڈے پر
سوار پشت پر بارہ ہزار فوج ساحران غدار بازو بطور قرون پر سوار طرف افراسیاب کے آئے
ہیں اس پہلوان نے آواز دی مارے ان زن مرد کو مار لو بارہ ہزار فوج لپٹنا کہکر افراسیاب
پر آ پڑی گولے ترنج نارنج مارنے لگے جیسے گولے مارا افراسیاب نے بہ نگاہ قہر طرف گولے کے
دیکھا گولا اُلٹا پلٹا سینے پر پھینکنے والے کے پڑا لوٹ کر پشت کو پار گزر گیا بارہ ہزار جادوگر اسطرح مرے
اب افراسیاب تیغہ کھینچکر جا پہنچا تلوار سے پڑلے لگا وہ جوان گینڈے پر سوار ہے وار کر رہا
[illegible] کر افراسیاب کو مار لو [illegible] نے زیادہ چہار جانب سے فوج بلوہ کر کے آتی ہے افراسیاب

پر سحر کر رہے ہین افراسیاب و حیرت بڑے زور و شور سے لڑ رہے ہین جس غول پر جا پڑے اُس غول کو پامال کر دیا جم کے سحر ہو رہا ہے حیرت بھی مثل برق کے چمک رہی ہے وہ جوان جو گیند پڑھ رہے وہ طرف حیرت کے للکارتا ہوا چلا حیرت نے گولہ مارا اُس جوان نے گولہ ہاتھ مین روک لیا وہی گولہ حیرت پر پھینک مارا حیرت نے وہ گولہ کاٹا گولہ جو کاٹا گولے سے دھوان نکلا حیرت کو دھوئین نے گھیر لیا حیرت آتش و شعلہ فشان دھوئین سے گھبرائی چاہا تڑپ کر نکلون غش کھا کے گری بیہوش ہو گئی وہ جوان گیندے سے کودا چاہا حیرت کو گرفتار کرلون افراسیاب جھپٹا قریب حیرت کے پہونچا حیرت کے گرد پھرنے لگا افراسیاب نے تیغ کھینچی اُس تیغ کا جو عکس اُس جوان پر پڑا الا حرف ہوا صورت اصلی نکل آئی افراسیاب نے دیکھا برہمن ہے برہمن کو دیکھکر اور زیادہ جھلایا کہا او برہمن اب کیونکر بچیگا تو نے حیرت پر بدعت کی اب دونون مین تلوار چلنے لگی افراسیاب نے پلٹ کر حیرت پر سحر کیا حیرت اٹھی ایکطرف سے حیرت نے سحر کیا برہمن نے سحر حیرت کا روکا افراسیاب نے تیغہ مارا اشتانہ برہمن کا نشانہ ہوا برہمن زخمی ہو کر پیچھے ہٹا حیرت و افراسیاب نے قصد کیا کہ گھیر کر برہمن کو مارلین برہمن نے گھبرا کر طرف آسمان کے دیکھا اور پکارا اشماے ربّ کارساز واے کریم بندہ نواز ان ظالمون کے ہاتھ سے بچالے یہ پکار کر چلا بد دگر

نظم

ہست ہر جا حق مبث کردن تلاش و جستجو	شہر شہر و جابجا و خانہ بخانہ کو بکو
زانکہ آن محبوب و مطلوب جہان منظور حق	می نماید طالبان دیدار ہر سمت رو
جلوہ گر در جزو کل ہست آن وجود جزو و کل	در ہمہ اشیا ہمو جو داست ذات پاک ہو
غائب از چشم خدا بینان نگردد خدا	رو برو ہر وقت و در ہر حال باشد دو بدو
گاہ از مشرق کند خورشید سا گہ از مغرب ظہور	گاہ اندر شش جہت باشد گہے در چار سو
گاہ آن گلچہرہ از گل ہا نماید رنگ خویش	گاہ آن غنچہ دہن بخشد بہ بوے غنچہ بو
ذکرش از ہر ذرہ گردد بر زبانہا آشکار	گفتگوے او شود ظاہر ز ہر یک گفتگو
چون شود آئینہ ذات پاک از غبار ماسوا	چون صفاے قلب حاصل گردد است آئینہ رو
ناظر و منظور بس در حیثیت خدا آید نظر	زیر و بالا نور ذات کبریا آید نظر

بلک کے برہمن نے جو دعائی آواز کی باغی اوا افراسیاب خانہ خراب خبردار برہمن پر دست انداز
ہونا تم صاحب جاہ و توقیر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر افراسیاب نے دیکھا کہ کوکب دھم سے گرا
افراسیاب سے تلوار چلنے لگی افراسیاب اور کوکب لڑ رہے ہیں جب حیرت چاہتی ہے کہ
کوکب پہ سحر کروں ہر چند برہمن کے شانے سے خون بہ رہا ہے مگر حیرت پر جا پڑتا ہے حیرت
کو روکتا ہے افراسیاب اور کوکب سے تلوار چل رہی ہے افراسیاب روک رہا ہے کوکب بس
بچا چاہتا ہے افراسیاب کو زخمی کروں لیکن افراسیاب سمجھ سمجھ کے لڑ رہا ہے جب کوکب نے ہاتھ ملا
افراسیاب نے روکا افراسیاب جب ہاتھ مارتا ہے کوکب کو روکنا مشکل ہوتا ہے دو گھڑی تلوار چلی
ایک مقام پر حیرت نے گرز مارا برہمن نے روکا اُدھر کوکب نے ہاتھ افراسیاب پر مارا افراسیاب کی
لگا طرف حیرت کے تھی زدا جو پلک جھپکی سر افراسیاب کا زخمی ہوا افراسیاب نے آواز دی اے عین زخمدوز
جلد آکے موجود ہوا ایک نازنین گلنار پوش آکر پہونچی اس نے زخم سر افراسیاب پر ہاتھ پھیرا زخم کو
اندمال ہو گیا خون بہنا سر سے افراسیاب کے موقوف ہو گیا پھر کوکب سے تلوار چلنے لگی وہ نازنین
سر پر ہاتھ پھیر کے چلی تھی کہ برہمن نے للکارا او لکاتا کہاں جاتی ہے اپنے باپ کا زخم اچھا کرنے
آئی تھی اور پھر جاتی ہے برہمن نے بڑھ کر اُسکی چٹیا پر ہاتھ ڈال دیا جھٹکا مارا وہ نازنین زمین پر
گری برہمن نے چاہا ہاتھ ماروں کہ دو ٹکڑے ہوں افراسیاب جا پڑا برہمن سے لڑنے لگا
وہ نازنین تڑپ کے اُٹھی بلند ہو کر چلی کوکب نے ایک سنگ ترہ اٹھا کر پھینک مارا پشت پر اُس
عورت کی پڑا سینے کو توڑ کر پار گذر الٹر کھڑا کے گری افراسیاب کو بہت شاق ہوا کوکب پر جا پڑا
آخر کوکب کو زخمی کیا کوکب کا زخمی ہونا برہمن تو پہلے ہی زخمی ہو چکا ہے اب دونوں زخمدار ہوئے
افراسیاب دونوں پہ چھایا ہوا ہے ہر مرتبہ چاہتا ہے تلوار ماروں کہ کوکب کا سر اُڑ جائے
کوکب اپنے کو بچاتا ہے افراسیاب نے دیکھا کوکب اور برہمن بچ رہے ہیں میرے ہاتھ سے
چھوٹ اب نہیں جاتے افراسیاب بادشاہ طلسم ہوشربا ہے ہر مقام پر اسکا قبضہ ہے پکار کر آواز دی
اے شیران آدم خوار دونوں کو لینا یہ بچ کر جانے نہ پائے کہ صحرا سے دس بیس شیر بڑے بڑے
دھاڑ کے مارتے ہوئے منہ کھولے ہوئے پیدا ہوئے اب کوکب و برہمن گھبرائے شیر دم دبا کے
مار کر طرف کوکب کے چلے افراسیاب کوکب پر برس پڑا کوکب کو پلک جھپکانے کی مہلت نہیں ملتی

اب کوکب گھبرا گیا برہمن سے اشارہ کیا برہمن پر حیرت طاری ہے اور جو چند کس باقی ہیں
وہ بھی شیر نر سے مارتے ہیں دور سے للکارتے ہیں شیر تڑپ کر چلے کہ کوکب نے جو انہیں ایک شیر
کلان تھا کوکب پر دو شیر کا ارادہ کرکے چلا جاتا تھا پنجہ ماروں کہ ایک برق کڑک کر گری شیر کے دو ٹکڑے
ہوئے جو شیر بڑھا اس پر برق گری جس شیر صحرا سے آئے تھے بیسوں پر برق گری بیسوں کے
دو ٹکڑے ہوئے جب سب شیر مر چکے افراسیاب نے جو دیکھا کہ سب شیر مر گئے پکار کر آواز دی
اے خرسان مردم در کوکب کو لینا پنجہ صحرا سے پیدا ہوئے جب قریب کوکب کے پہنچے ان پر بھی برق
گری جب تو افراسیاب نے دیکھا کہ ایک ٹکڑا ابر آسمان پر چھایا ہے اس سے برقیں گرتی ہیں افراسیاب
نے گولہ مارا ابر پھٹا دیکھا ملکہ مشتری ستارہ طلعت ہیں یکایک طرف سے پردہ ظلمات کے ایک
ٹکڑا ابر سیاہ پیدا ہوا وہ ابر قریب آکر پھٹا ماہیان زمرد پوش ظاہر ہوئی وہیں سے نعرہ کیا ارے
میرے بچے کو تم سبھوں نے گھیرا ہے اور برہمن حیرت پر شعبدہ کرکے شرم نہ آئی میرے بچے نے
کس دھوم سے رہا کیا جب اس شعبدے سے کچھ نہ ہوا تو فوج لیکر آئے ہو اب کہاں جاؤ گے
مشتری نے بڑھکر ماہیان کو روکا دونوں برقیں بنکر لپٹ گئیں سحر آئیں ہونے لگے اسقدر
منہ سے شعلہ ہائے آتش چھوٹے کہ ایک برج آتشیں بنکر تیار ہوا اندر برج کے مشتری و
ماہیان تڑپ رہی ہیں مشتری برج آتشیں کو توڑ کر نکلیں ماہیان نے بھی برج آتش
کو توڑا اسقدر دونوں کے منہ سے دھوئیں نکلے کہ دھوئیں کا برج بنکر تیار ہوا برج دود میں
دونوں چھپیں افراسیاب نے جو دیکھا کہ مشتری نے ماہیان کو روک لیا اسے نہیں بڑھنے
دیتی ماہیان چاہتی ہے مشتری کی خریداری کرکے کوکب و برہمن بیچارے دونوں [illegible] دور سے
ماہیان کڑک کر نکلی مشتری نے چاہا میں بھی نکلوں کہ ماہیان نے جھولی پر ہاتھ ڈالا ترنج
نکالا مشتری پر پھینک مارا مشتری نے ترنج کو کاٹا ترنج سے دھواں نکلا دھوئیں سے
برق گری کہ سر مشتری کا زخمی ہوا ایک پنجہ کڑک کے آ پہنچے ماہیان نے اٹھایا کہ زمین
مشتری کے پڑا لیکر طرف آسمان کے بلند ہوا ہر چند ماہیان نے روکا پنجے نے مشتری کی دستگیری
کی منزل کا لیکر آسمان میں ڈوب گیا ماہیان کڑک کر طرف برہمن کے چلی برہمن بیہوش پڑا تھا
ماہیان آئی ایک غبار اٹھایا اس غبار میں ماہیان چھپی لاکھ لاکھ تڑپتی ہے غبار سے نہیں نکل سکتی

آنکھون مین خاک بھری جاتی ہے بہت بہت گھبرائی ہے آخر گھبرا کے آواز دی اے افراسیاب مین
غبار سحر براہمن مین پھنسی ہون اس سے نکلون تو براہمن کو آکر مارون افراسیاب نے
آواز دی اے نسیم غبار کو ہٹا دے نانی جان اس سے نکلین ایک ہوا چلی کہ غبار ہٹا بیچ خاکی پیٹتا
ماہیان نکلی طرف براہمن کے چلی کوکب نے گولہ مارا ماہیان نے گولہ کا اثر رپ کر جو گرز براہمن کا سر زخمی
کیا اب براہمن کا زخم سر چہ پارہ ہوا براہمن نے آواز دی اے شہنشاہ اب مجھے یارائے جنگ وجدل
نہین زخم سر چہ پارہ ہوا یہ کہکر براہمن نے دونون پاؤن زمین مین مارے براہمن تو غائب ہوا
اب حیرت اور ماہیان اور افراسیاب کوکب پر چلے تین طرف سے سحر کوکب پر پڑے
یکایک ابر مروارید ی اٹھا بڑے زور و شور سے ابر آیا قریب آکر ابر پھٹا دیکھا بران شمشیر زن
یادمین ایرج کی طرف کوہ عقیق گلزار سلیمان کے چلی تھین اب جو کوکب کو اس بلا مین پھنسے
ہوئے دیکھا دمین سے نعرہ کیا او افراسیاب خانہ خراب یہ طریقہ سحر نہین کہ تین آدمی ایک پر
بلوہ کرین ذرا سمجھکر سحر کرنا بران نے قریب ماہیان کے آکر اختر مروارید نکال کر مارا ماہیان کی
آنکھون مین چکا چوند آئی اختر پھر ہاتھ مین بران کے آیا اب بران نے پھر اختر مارا اختر سے برق
چمکی سر ماہیان کا زخمی ہوا ماہیان تھرائی بران نے اختر لیکے سہ بارہ تولا ہے کہ ابکی وہ ضرور
جل جائیگی کہا اے اختر مروارید سامری ماہیان کو جلا دے ماہیان نے دیکھا اختر سے بران
کے شعلے نکلنے لگے سر سے تو قطرے ٹپک رہے ہین پیچھے ہٹی حیرت چپک کے بیچ مین آئی للکارا
کرا او چھوکری یہ زبردستی کہ نانی امان کو زخمی کیا حیرت نے جھولی پر ہاتھ ڈالا ماہیان نے
جو آتنی مہلت پائی کڑک کے دونون پاؤن زمین مین مارے غرق زمین ہوئی یہ کہتی ہوئی گئی کہ او چھوکری
دیکھ تیرے واسطے کیا بلا لاتی ہون بران نے وہی اختر حیرت پر مارا حیرت کا بھی سر زخمی ہوا
بران نے وہی اختر افراسیاب پر کھینچ مارا افراسیاب نے اُن کی اختر سیاہ ہو کر [illegible] کنیزین
پیدا ہوئین حیرت کو لیکر بھاگین اختر سیاہ بران نے روکا افراسیاب نے کوکب پہ ہاتھ مارا کوکب
نے تیغہ ہفت خانی دیا افراسیاب نے وہی تیغہ سر پہ بران کے مارا یا بران کا سر زخمی ہوا
افراسیاب نے چاہا سر کاٹ لون کوکب نے بڑھکر سینہ سپر کیا آواز دی بیٹا تم جاؤ ہم اس سے سمجھ لونگا
پنبند شہری مجھے پیدا ہوئے ملکہ بران کو اٹھا کر لیگئے اب کوکب اور افراسیاب سے قیامت کی

تلوار چل رہی ہے صحرا تمام آتش بہار طائروں کی پکار غلغلہ ہو رہا ہے ہر طرف یہی ہنگامہ ہے افراسیاب
کی طرف کے طائر پکار رہے ہیں کہ کوکب کو مارو طرف سے کوکب کے طائر آواز دیتے ہیں کہ افراسیاب
شب گُجنے پائے طائر بلند ہو ہو کر آپس میں لڑتے ہیں پنجے اور منقاریں چل رہی ہیں جب منقار ماری طائر
کو چیر کر پھینک دیا دوسرے نے پنجہ مارا اُسکا سر پھٹ گیا ہزارہا طائر جنگل میں پڑے تڑپ رہے ہیں
آپس میں پنجہ و منقار سے لڑتے ہیں پھر شاخوں پر جا کے غل مچاتے ہیں کہ ارے دونو بادشاہ طلسم
لڑ رہے ہیں روح سامری و جمشید کو صدمہ پہونچتا ہے کون ایسا ہے کہ انکو جدا کرے مرا پنا فدا کرے
قضائے کار مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو نامدار ہر اسی بالا دی
نکلے تھے آج کوئی ساحر راہ میں نہیں ملا جھلاتے ہوئے آتے ہیں کہ جنگل میں دیکھا طائر غل مچا رہے
ہیں شعلہ ہائے آتش بھڑک رہے ہیں لکہ ہائے ابر کڑک رہے ہیں دیکھا آگے بڑھکر کہ افراسیاب
کوکب پر دباؤ ڈالتا ہوا آتا ہے کوکب پیچھے ہٹتے ہوئے چلے آتے ہیں افراسیاب نے ایک مقام پر پیٹھی
سے ایک طائر چھوڑا کوکب کے منھ کے آگے سے اُڑا کوکب کی پلک جھپکی اوپر سے افراسیاب نے ہاتھ
مارا سر کوکب کا زخمی ہوا اب افراسیاب نے سانے میں تلوار کے لیا چاہتا ہے کوکب رُکے تو ہاتھ تلوار
کا ماروں کہ سر کوکب کا اُڑ جائے کوکب پیچھے ہٹتے چلے آتے ہیں منھ سے شعلہ ہائے آتش چھوڑ رہے ہیں
ہیں افراسیاب ورع کرتا ہوا آتا ہے کہتا ہے او کوکب آج کیونکر زندہ بچیگا کوکب اپنی پریشانی دیکھی و
بیکسی پر دل سے دعائیں کر رہے ہیں کہ ای رب مطلق و ای کارساز بر حق اس ظالم کے ہاتھ سے بچا لے
اس ظالم کی بدعت سے نجات دے سر زخمی بیتاب دیگر از تیری رحیمی کا امیدوار تو ہی بچانے والا ہے
خواجہ تو سب معاملے دیکھ چکے کنارے آئے رنگ و روغن عیاری کا کام لا صورت بدلی جو صورت
منظور ہوئی وہ بنالی افراسیاب نے دیکھا صحرا سے گرد اُڑی سر بسر شمشیر زن دوڑی آتی ہے پکارتی
ہوئی ای شہنشاہ آج کوکب نہ بچے ہاتھ مار دیجیے کہ سر اسکا اُڑ جائے اور نہیں تو لونڈی آتی ہے صرصر
یہ کہتی ہوئی قریب افراسیاب کے پہونچی کہا شہنشاہ دیکھیے باغ سیب سے ملازم شاہی آپہونچے یہ سنکر
افراسیاب پلٹا تھا کہ صرصر نے حلقے کمند کے گلے میں ڈالدیے تڑاق سے حباب مارا افراسیاب
گر کے بیہوش ہوا خواجہ عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ عمرو ✕ کز ان اُستاد عیاران عالم
سراپا دانش و عقل مجسم ✕ باغ دین ز مکرش آبیاری ✕ جہان سرہنگ در خنجر گزاری

سپہر کشور ربائے جان کفار × عمرو آن شاہ عیاران عیار × کوکب کی آنکھین بند دل دردمند جھوم رہا ہے عمرو نے نعرہ کی آواز سنکر آنکھین کھولین عمرو نے آواز دی اس مکار کو لینا اب نہ بچنے پائے کوکب تیغہ پکڑ کے چلے تھے کہ زمین شق ہوئی دو پتلے فولادی پیدا ہوئے افراسیاب کو اٹھا کر لے بھاگے کوکب کا شانہ عمرو نے تھاما کہا ای کوکب ہوشیار ہو کوکب نے اپنے کو آراستہ کیا زخم ہر دو پٹے سے باندھا کوکب نے کہا خواجہ اب تو قصر جمشیدی مین جاتا ہون کوئی بات اب اٹھا نہ رکھونگا رہائی اسد کی فکر کیجیے اسد کو لیکر دریائے نیل پر چلین لوح طلسمی حاصل ہو فتاحی طلسم مین تسکین دل ہو کوکب نے آواز دی ای پتلہا ے زرین حاضر ہو چار سنہری پتلے تخت کاندھے پر رکھے ہوئے آئے کوکب نے عرض کی غلامان جانثار حاضر ہین کوکب تخت پر سوار ہو کر قصر جمشیدی مین آئے مشیرون وزیرون کو جمع کیا سلاطین بمقدمہ رہائی اسد ہوئے نگین خواجہ جو کوکب کو رخصت کر کے بیٹھے کوئی مسافر آج نہین ملا نہایت حیران و پریشان ہین صرصر ادھر سے جاتی تھی اسکے کان مین آواز زنگ کی آئی پلٹ کے دیکھا عمرو جاتا ہے خیال مین گذرا اسکو باندھ کر لیجاؤن رنگ و روغن عیاری کا لگا کر برق کی صورت بنکر تیار ہوئی سامنے سے نکلی عمرو نے پکارا بیٹا برق کہان سے آتے ہو آج کوئی مسافر دستیاب نہین ہوا نہایت پریشانی ہے برق نقلی بلبت پر مگر آنکھین ملتا ہوا صرصر جانتی ہے کہ آنکھ ملی تو پہچان جائیگا کہا ای شہنشاہ اوج عیاری سامنے بھٹی شراب کی ہے بڑے بڑے زمیندار وہان آتے ہین مین چلکر بیہوش کرون آپ سب کو لوٹ لیجیے خواجہ برق نقلی کے ساتھ ہوئے برق باتین کرتا ہوا ساتھ چلا کہا دیکھیے وہ سامنے بھٹی پر لوگ جمع ہین جیسے ہی خواجہ ادھر بلٹے صرصر نے حلقے کمند کے مارے خواجہ نے سبک ہو کر جست کی حلقون سے نکل گئے اب دونوین تیغ چلنے لگا خواجہ کہتے جاتے ہین ای جان جہان وا اے آرام دل عاشقان کئی سال سے مین تجھپر جان دیتا ہون مین سر جھکاؤن تو ہاتھ مار دے لیکن دونون ہاتھ حمائل گردن ہون دل مین حسرت نہ لیجاؤن صرصر گالیان دیتی ہے فضائے کار عقاب جادو خدمتگار ملکہ حیرت کا آسمان پر اڑا ہوا جاتا تھا اسنے جو دیکھا کہ عمرو صرصر لڑ رہے ہین سوچا کہ نعمت سامری و جمشید نے بھیجی افراسیاب عمرو کو ڈھونڈھتا تھا اور یہ نہ ملتا تھا مجھکو عمرو بے تلاش کیے ملا ایک سحر تو صرصر پر کیا کہ صرصر بیہوش ہو کے گری خواجہ گھبرائے کہ یہ کیا سحر کہ ہو گیا عقاب

نے دوسرا سحر کیا خواجہ کے پاؤن زمین سے نجات لیے اب عقاب زمین پر آیا پکارکر آواز دی ظالم
آج تقدیر میری رسائی پر تھی کہ تو ملگیا خواجہ ہر چند چیخے پیٹے عقاب نے پنجہ کمر مین دیا اور لے بھاگا
حیرت جادو اپنی بارگاہ مین بیٹھی ہی پیشانی پر چڑھی ہوئی ہی عیار یہان حاضر ہین افراسیاب کا
نامہ آیا ہی اُسمین سب کیفیت جنگ کوکب کی مرقوم ہی ہر چند کہ حیرت کو بھی چالاک کا پاس ہی مگر
اسوقت سب عیارون کو بڑا بھلا کہہ رہی ہی کہ عقاب کو لیے ہوے پہونچا کہا حضور لیجیے یہ
عمرو حاضر ہی چاہیے قتل کیجیے چاہیے بخشیے یہ کہکر عمرو کو ڈالدیا حیرت نام سے عمرو کے جھلائی ہوئی
تھی فوراً کہا جلاد کو بلاؤ جلاد جلاد کا ہلڑ ہوا ایک جلاد صاحب بیداد سامنے آیا خواجہ کی گردن
پر کوٹلے کا خط دیا کہا ای ملکۂ عالم ذرا حکم سمجھکر دیجیے گا حیرت نے کہا جلد قتل کر اسنے آج شہنشاہ
کو بڑا دھوکا دیا صرصر بنکر پہونچا اور اسنے شہنشاہ کو بیہوش کیا ورنہ کوکب ہاتھ سے شہنشاہ کے
نہ بچتا جلد سر اسکا کاٹ لے چرند و پرند ہرکارے لشکر اسلام کے جو موجود رہتے ہین سر پہ پاؤن
رکھکر بھاگے آتے ہی ملکہ مہرخ کو خبر دی کہ حیرت کے دربار مین خواجہ قتل ہوتے ہین ایک ساحر
زبردست پر پرواز پیدا کرکے بلند ہوا بہار و باغبان بھی اپنے اپنے مقام سے اُٹھے خیال مین
غواصی کے چلے چالاک جو پھرتا ہوا آیا سب کو پریشان پایا پوچھا کیون صاحبو خیر تو ہی ملکہ مہرخ نے
کہا خواجہ عمرو قید ہوکر سامنے ملکہ حیرت کے پہونچے حیرت قتل کرایا چاہتی ہی یہ سنکر چالاک بھاگا
راہ مین برق ملادہ بھی ہمراہ چالاک ہوا یہان حیرت نے حکم دیا ہے جلاد تیغہ کھینچ کے قریب پہونچا
پکار کر آواز دی لیجیے حضور مین قتل کرتا ہون حیرت نے کہا جلد سر کاٹ سے چالاک بھاگا ہوا
جاتا ہے اسوقت دربار مین پہونچا کہ ہلڑ سنا عمرو قتل ہوتا ہے چالاک جا فر کرتا اندر پہونچا دیکھا
جلاد سر پر ہی چالاک نے گوپھن سے ٹکولا پتھر کا گوپھن مین دیا جیسے ہی جلاد نے چاہا سر کاٹ لون
چالاک نے پتھر مارا جلاد کا سر پھٹ گیا ہلڑ ہوا کہ جلاد کو کسنے مارا حیرت نے کہا دوسرا جلاد بلاؤ
ایک جلاد مجمع سے کہتا ہوا نکلا کہ حکم کی دیر ہے ابھی سر کاٹتا ہون خنجر چمکاتا ہوا قریب عمرو کے آیا پکارا
او گنہگار سر اُٹھا اب جو خواجہ نے سر اُٹھایا اپنے فرزند کو قریب پایا بیساختہ ہنس پڑے سمجھے کہ اب
رہا ہوے چالاک نے خنجر کو چرخ دیکر ہاتھ مارا خواجہ نے ہتھکڑی کو اُٹھا دیا ہتھکڑی کٹی بیڑی کو
اُٹھے اُٹھتے خواجہ سے نعرہ کیا چالاک نے شرہ کیا نعرہ چالاک ❊ بعیاری من آمد جست و چالاک

بچشم دشمن اندازم کف خاک * نہ آید بار دیگر دستیرہ کامم * خلیفہ اولم چالاک نامم
چالاک سے حقہ ہای آتشبازی ماری ایک جادوگر کے برابر برق کھڑا تھا اسنے کہا میاں جادوگر
تم گولہ نہین مارتے کہ عیار گرفتار ہو جائے چھوٹ کر جاتا ہے وہ اسم سحر پڑھتا ہوا بڑھا برق نے اسکو
خنجر مارا اندھیرا ہو گیا حیرت اُٹھ کھڑی ہوئی اپنے دستک دی کئی پتلے فولادی پیدا ہوئے اُنھون
نے مشعل سحر جلائی عمرو و چالاک بھاگے ہوئے جاتے ہین حیرت نے یہان سے گولہ مارا
عمرو و چالاک گرے کہا ارے پکڑو برق تڑپ کر آیا چاہا اُستاد کولے بھاگون حیرت نے اشارہ کیا برق
بھی گر کر تڑپنے لگا حیرت نے آواز دی ان تینون کے سر کاٹ لو جادوگر چلے کہ سر کاٹ لین کہ آسمان
سے ایک برق گری کئی سو کے سر اُڑ گئے حیرت غل مچاتی ہے کہ ارے سر کاٹ لو جب جادوگر بڑھتے
ہین برق چمک کر آتی ترچھی گرتی ہے کہ سو دو سو کے سر اُڑ جاتے ہین حیرت نے ایک گولا آسمان پر
مارا برق لامع آسمان پر تھی برق لامع کے پاؤن پر گولہ پڑا پاؤن زخمی ہوا پاؤن کو جھٹک
کر تڑپ تڑپ کر گرنے لگی کہ آسمان سے پنجے گرے برق و چالاک و عمرو کو اُٹھا کر چلے
حیرت نے گولہ مارا پنجون سے عمرو و برق و چالاک چھوٹے طرف زمین کے چلے کہ آسمان پر
سناٹا ہوا سب جھومنے لگے آواز آئی منم بہار جادو گلدستہ حیرت پر مارا تڑپ کے گری ان تینون
کو روکا کر باغبان پہونچا باغبان سے کہا تم ان عیارون کی حفاظت کرو مین آج حیرت کو دیوانہ
کرتی ہون باغبان نے تینون عیارون کو روکا ایک گوشے مین جا کر اُتارا چالاک و برق چھپے
خواجہ گلیم اوڑھ کر بڑھے گلدستہ جو حیرت پر بہار نے مارا تھا حیرت پر پھول برسنے لگے حیرت چھوون
کو جلاتی ہے باغبان و بہار زمین پر آئے باغبان نے گیند پھولون کا پھینکا حیرت نے گے بارگاہ کے
لکڑی پر چند دائرے پیدا ہوئے یہ اشعار عاشقانہ بلحن داؤدی بعد سوز و گداز مصنفہ قمر گانے لگے نظم

ہون خاک بسر غم سے برباد اسے کہتے ہین * راحت سے نہین واقف ناشاد اسے کہتے ہین
دل ایسی کشش دل نے وہ آپ چلے آئے * ہے دام کشود دیکھو صیاد اسے کہتے ہین
[illegible] گل و بلبل کے کل مین سنے کے اُسنے * باتون مین پھنسا رکھا صیاد اسے کہتے ہین
تا سنج ہے قمر کیا کیا سحر ہے مین زمانے مین * قول اہل سخن کا ہے اُستاد اسے کہتے ہین

بہار نے کچھ تجربے پھولون کے پھینکے باغبان کا سحر حیرت دفع کر رہی تھی کہ رنگ سحر بہار جا ایک

کنیز مسکراتی ہوئی سامنے حیرت کے آئی کہا بی بی ہوش میں ہو حیرت نے کہا تیرا کیا نام ہے کہا مجھے بہار پیرا
کہتے ہیں پھول چنوں شاخیں بناؤں پھول کے درخت میں پیوند لگاؤں آپ کا دل لبھاؤں آپ کس
خیال میں ہیں بہار ڈرتی ہوئی جاتی ہیں آپ تامل فرمائیں ذرا سوچیں کہ بہن سے جدائی جگ ہنسائی
لوگ آپ کو برا کہتے ہیں اسکا فیصلہ کیجیے ورنہ آپ کے واسطے بدنامی ہے شہنشاہ حیات جادو
آپ کو کیا کہینگے ضرور طعن وتشنیع کرینگے کہ کیوں بہن کو جدا کیا مجھے جو سمجھانا تھا سمجھا چکی کنیز یہ
باتیں کرکے غائب ہوئی بہار وباغبان وبرق لامع جنگ کرتے ہوے نکل گئے عمرو وبرق
چالاک بھی لشکر میں پہونچے حیرت نے کہا سب پلٹ آئیں بہار وباغبان وبرق لامع
کا کوئی پیچھا نہ کرے ساحر پلٹ آئیں ہیں لڑائی نہیں منظور حیرت نے چوبکار کر یہ کہا یا تو ساحر عقب
میں بہار وباغبان وبرق لامع کے جاتے تھے یا سب پلٹ آئے حیرت رنجیدہ سر جھکائے
ہوے آکر تخت پر بیٹھی بہار نے یہاں آکر کہا ذرا خبر لو کہ حیرت کیا کر رہی ہے خواجہ نے کہا چند روز دیں
ہیں جو وہاں گذریگی خبر لیکر آئینگے خبر معقول سنائینگے حیرت جو تخت پر آکر بیٹھی یاقوت وزمرد سے کہا
صاحبو تم وزیر صاحب تدبیر ہو ایک بات میں پوچھتی ہوں وہ بتاؤ انصاف سے کتنا خلاف کہوگی تو قتل
کا حکم دونگی یاقوت وزمرد نے دیکھا حیرت کا چہرہ سرخ ہو رہا ہے آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے
یہ باتیں کر رہی ہے یاقوت وزمرد نے کہا واری ہماری مجال ہے کہ آپ کے مزاج کے خلاف کلام کریں
آپ کیا ارشاد فرماتی ہیں حیرت نے کہا صاحبو آپ سب بیٹھے ہیں انصاف سے کلام کریں خلاف کوئی صاحب
نہ کہیں ورنہ مجھے انتہا کا ملال ہوگا بہار نے کیا خطا کی تھی کہ جو افراسیاب نے نکال دیا آخر وہ کہاں
جاتی شریک اہل اسلام ہوگئی ناچار ومجبور تھی اب تم لوگ بتاؤ کہ افراسیاب خطاوار ہے کہ
برسر خطا بہار ہے یاقوت وزمرد نے کہا واری بہار آپ خطا ہو کر چلی گئیں آپ ہی سے تو تکرار ہوئی
تھی حیرت چیخیں مار کر رونے لگی کہ ہائے میری بہن کو مجھ سے جدا کیا میں اپنی جان رو دونگی یاقوت
وزمرد نے دست بستہ عرض کی حضور اس مقدمے کو افراسیاب سے پیش کریں دیکھیے
وہ کیا کہتے ہیں حیرت نے کہا میں کسی سے نہ کہونگی رو رو کے اپنی جان دے دونگی یہ کہکر خوب روئی ہر چند
وزیر امیر سمجھاتے ہیں حیرت کے رونے کو ترقی ہے بلک بلک کے رو رہی ہے کہتی ہے میری
بہن کو مجھ سے ملاؤ جوں جوں سمجھانے والے سمجھاتے ہیں شدت گریہ حیرت کی بڑھتی جاتی ہے یا تو

نے طرف مصور کے دیکھا اشارے سے کہا یہ سحر بن بہار کے ہین مین جا کر افراسیاب سے عرض کرون تم
لوگ انکو باتون مین بہلاؤ اگر جانے کا ارادہ کرین تو جانے نہ دینا نہین معلوم بہار کس رنگ مین
پھنسا ئیگی اگر وہان گئین تو پھر کے آنا دشوار ہوگا یہ کہکر یاقوت اٹھی طرف افراسیاب کے چلی
حیرت نے بہ نگاہ قہر و غضب طرف یاقوت کے دیکھا کہا کیون بی وزیرزادی صاحب کہان چلین
یاقوت نے کہا لونڈی کہین نہین جاتی ہے ابھی حاضر ہوتی ہے یہ کہکر ترچھی ہوئی چلی گھبرائی ہوئی
سامنے افراسیاب کے آئی افراسیاب کو دیکھا وزرا امرا سے کہ رہا ہے کیون یارو قتل اسد مین کیا
دیر ہے کوئی کہتا ہے سینہ بھر آتی ہے کوئی کہتا ہے دس ہی دن تو باقی ہین افراسیاب نے حکم دیا روز
ناچ لا و سرماسے برق انداز اشکار روز ناچ لیتے جائے کہ رونے کی آواز کان مین افراسیاب
کے آئی سر اٹھا کے دیکھا یاقوت جادو بیقرار و اشکبار آ کے سامنے افراسیاب کے گر پڑی افراسیاب
نے پوچھا ارے خیر تو ہے یاقوت نے کہا حضور ملکہ حیرت کا عجیب حال ہے بہار کو عقاب جادو
گرفتار کرکے لایا تھا چالاک وغیرہ نے آکر رہا کیا حیرت بارگاہ سے نکل آئین بہار و باغبان
بدلے مدد آئے تھے نہین معلوم بہار نے شعبدہ کیا کہ حیرت نے تعاقب سے بہار کے لشکر
کو ہٹایا بارگاہ مین آئین تخت پر بیٹھین بلک بلک کے رو رہی ہین کہتی ہین بہار سے جدائی ہین نہین
منظور میری بہن کو مجھسے ملاؤ فرماتی ہین مین آپ چلی جاؤنگی واسطہ سامری و جمشید کا جلد چلیے
دیر نہ کیجیے ایسا نہو دشمن انکے جان دیدین انکے تیور سے عجب کیفیت معلوم ہوتی ہے اسطرح بیقرار
ہوکر روتی ہین کہ دل سنگ آب ہو سننے والے کا دل بیتاب ہو یہ سنکر افراسیاب نے زانو پر ہاتھ
مارا کہا صاحبو بہار نے غضب کیا کتاب سامری بھی دیکھی اپنے مقام سے اٹھا تخت پر سوار ہوا
یاقوت کو ساتھ لیکر چلا اسوقت آکر یہ ہوچکا کہ بارگاہ مین ہنگامہ ہے حیرت بپھری ہوئی ہے کہ مین بہار
کے پاس جاؤنگی مین اپنی بہن سے خطا معاف کراؤنگی مصور و صورت نگار وغیرہ ہاتھ باندھتے
ہین کہ حضور کیا کہتی ہین بہار کو یہین بلوا دینگے آپ کا بارگاہ دشمنان مین جانا بہتر نہین ایسا نہو وہ
آپ کے ساتھ دغا اور فریب کرین حیرت کہتی ہے میری بہن ہے کسی کو میرے ساتھ فریب کرنے دیگی
عیارون کی یہ مجال ہے کہ ہکو روکین ٹوکین ہم جا کر اپنی بہن سے ملینگے یہ کہتے کہتے حیرت
نے ٹیکا کھینچا کہا روکوگے تو مین اپنا گلا کاٹ ڈالونگی مجھے افراسیاب سے کیا کام جا کر شہنشاہ ہی کمدو

انیسون نے جو دیکھا کہ ملکہ حیرت گلا کاٹا چاہتی ہین سب نے چھوڑ دیا کہا حضور کو اختیار ہے حیرت
روتی ہوئی باہر نکل گئی۔ افراسیاب زمین پر آیا پکار کر آواز دی او حیرت یہ کیسا شور و شر ہے مجھے
سب باتون خبر ہے حیرت افراسیاب کو دیکھکر اور زیادہ چلا چلا کے رونے لگی افراسیاب نے
ہاتھ تھاما حیرت نے جھٹک کر ہاتھ چھڑا لیا کہا اب میرے مقدمے مین دخل نہ دیجیے مین اپنی بہن کے
پاس جاؤنگی اُنسے خطا معاف کراؤنگی افراسیاب نے کہا تمنے اُنکی ! خطا کی حیرت نے کہا
ایسی اُنپر جفا کی کہ وہ شریک مسلمانان ہو گئین جب افراسیاب نے مضبوط ہاتھ پکڑا حیرت اور
زیادہ بلک بلک کے رونے لگی کہتی ہے بیٹے بوا مجھکو پکار رہی ہین افراسیاب نے پلٹ کر کہا لاؤ دیکھو کیا
حال کرتا ہون زوجہ شہنشاہ طلسم نے یہ کیفیت دیکھی بہار کی یہ بدعت کہ آسمان پر سنّاٹا ہوا کندن
خزانہ دار شیشۂ آب دیدۂ سحر سامری لیکر آئی کہا شہنشاہ یہ حاضر ہے حیرت غل مچائی ہے
کہ مین منہ نہ دھوؤنگی مین تو زندگی سے ہاتھ دھوئے بیٹھی ہون افراسیاب نے اُس پانی کو چلو مین
لیکر منہ پر حیرت کے چھینٹا مارا حیرت نے ایک چیخ ماری تھرتھر کانپ کے بیہوش ہوگئی افراسیاب نے
اور پانی چھڑکا کنیزون سے کہا تلوے سہلاؤ جب تلوے سہلائے تب حیرت کو ہوش آیا اُٹھتے ہی
بہار کو برا بھلا کہنے لگی کہتی ہے اے شہنشاہ آج بہار نے مجھے بہت ذلیل کیا افراسیاب نے کہا ای
حیرت مقام حیرت ہے کہ تو سحر مین بہار کے پھنسی اور ایسی بیقرار ہوئی حیرت نے کہا اے شہنشاہ
باغبان نے سحر کیا مین باغبان کے سحر کو دفع کر رہی تھی کہ بی بہار نے یہ شعبدہ کیا بس میرا
قلب اُلٹ گیا جی چاہتا تھا کہ جا کر قدمون پر گرون مگر اب بہار کی تمنا دامنگیر ہے اُنکے قتل کی یہ تدبیر
ہے افراسیاب نے کہا اے حیرت وہ قیامت برپا کرونگا کہ زمین تھرائے بہار خود اپنا گلا کاٹ
آج اس حرکت سے محبت بہار بالکل دور ہوئی طبیعت ناصبور ہوئی یہ بھی حساب کر چکا کہ قتل اسد
کا زمانہ قریب ہے اب جابجا نامے روانہ کرتا ہون مگر پہلے میان کوکب کو شاؤن نور افشان و
برہمن کو سزا دون خیر مین اب جاتا ہون اگر شاید کسی وجہ سے مقابلہ پڑے اپنے کو سحر بہار سے بچانا
حیرت نے کہا اے شہنشاہ نورِ سپہر مجھکو کندرے لٹے ہوے کبھی رنگ سحر بہار مجھپر نہ جما دہ کیا مجھ
سحر کرینگی مین طبل جنگی بجوا کر لڑونگی افراسیاب نے کہا جب تک ہمارا نامہ نہ آئے مقابلہ نہ
کرنا مین جا کر وہ انتظام کرون کہ اسد قتل ہو جائے نور افشان و برہمن کو خبر نہونے پائے

سارہ بان زادہ بھی قتل ہوا افراسیاب بخوبی حیرت کو سمجھا کے بقہر و غضب تمام طرف باغ سیب کو چلا اہل اسلام مصروف عیش و نشاط ہین جو کچھ طرف سے افراسیاب کے ہوگا تحریر کیا جائیگا یہ داستان متعلق جلد چہارم تھی یہین سے جوڑ جلد پنجم کا لگایا جاتا ہے ناظرین کو بخوبی معلوم ہے اُسکے پتے اور نشان کی کیا ضرورت ہے ناظرین اسکو پڑھکر لطف اُٹھائینگے یقین ہے کہ خلعت تحسین و آفرین مرحمت فرمائین

دو کلمہ رو داستان حیرت بیان ذکر رہائی شعلہ خوار آتشخو کہ جسے خواجہ عمرو نے مطیع کیا تھا افراسیاب جادو نے اُسکو گرفتار کرکے درۂ کوہ بلند مین قید کیا ہے یہ ذکر جلد اول بقیۂ طلسم ہوشربا مین ہو چکا ہے اب اسکا ذکر ضرور ہو باقی

حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامۂ مصنف

کدھر ہے تو اے ساقی سیمتن
کہین پر ہے بیلا کہین موتیا
شاخسار باغ جہان سے شاداب
کہ ہے بحر الفت کا ہر گل کو جوش
یہ سبزی درختون کی نایاب ہے
کہ شبنم کے موتی ہین ہر جا پڑے
ہوا جوش گل ہر طرف بید رنگ
کہ عکس اسکا نہرون مین پڑنے لگا
یہ سب ہے داغ الفت کا کھائے ہوئے
لگی آگ لالے سے کہسار مین
جو آہو نے بڑھکر طرارہ بھرا
شب و روز ہے تا اسی فکر مین

کہ ہے آج پر آج رنگ چمن
جو ہے رشک خلد برین یہ چمن
ہوا قتل آخر کو افراسیاب
ترانہ یہ بلبل کا ایجاد ہے
زمین پر ہے سبزہ کہ کمخاب ہے
جو شبنم نے کین اشک افشانیان
کہ لالہ بھی لایا ہے سرخی کا رنگ
ہر اک نہر ہے آئینہ باغ مین
کہ ہے بوجھ سر پر اُٹھائے ہوئے
نکل آئے وحشی صحرا نورد
تو صیاد پیر جسم نے دم دیا
کہین شیر [illegible] اور چکارے کہین

کہین رائے بیل اور کہین موگرا
دکھاتا ہے سامع کو رنگ سخن
مچایا ہے یہ بلبلون نے خروش
کہ باغ جہان باغ شداد ہے
اگر فرش کمخاب کہیے اسے
تو ہین رنگ گل کی یہ گل کاریان
کلہ سر پہ رکھکر اکڑنے لگا
کہ سوزش نہ لالے کے داغ مین
ہر اک گل کو ہے وجد گلزار مین
اُڑاتے ہین رہ رہ کے صحرا مین گرد
وہ کرتا دام بردوش اسی فکر مین
کوئی نام لے لے پکارے کہین

غرض آج صحرا کا کیا رنگ ہے	کرو فکر سخن سنج یارو دنگ ہے	لکھو حال احباب خواجہ عمرو
مرا کلک دیتا ہے پھر یہ خبر	کہ دل ستم دیدہ تحریر ہو	کہ تحریر ہو ملکہ تقسلیا ہو
کیا قید آے جاکے اس کو دینا	کہ شعب ہے حیران اپنے دین	چہرہ قاحان طلسم کشائی

دوم ہوباتی بازار حیرت نمائی اس داستان حیات عنوان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر سخن سنج و غواص
دریاے ہوش ٭ چنین ریخت گوہر بدامان گوش ٭ جیدارز مین اسکا حال لکھ چکا ہون کہ جب
افراسیاب نے دیکھا کہ جب خواجہ کو قید کیا شیطان بچہ آپہونچا حیران ہوا کہ عمرو کا گرفتار کرنا
بالکل بیکار ہوتا ہے آخر افراسیاب نے کوہ عجائب پر آکر فوج شیاطین جمع کی آگے شعلہ خوار آتشخو کو
گرفتار کرکے کوہ عجائب پر قید کیا [illegible] قید ہوا جب طلسم ہوشربا فتح ہوا جلد ہشتم مین بالتصریح
اس حال کو لکھ چکا ہون ناظرین بخوبی آگاہ ہونگے رہائی شیطان بچے کی جلد ہشتم مین اسوجہ سے نہین
لکھی کہ کچھ ذکر اسکا جلد اول و دوم و سوم و چہارم مین دیا تھا اس واسطے رہائی شیطان بچے کی حوالہ
جلد ہفتم کا دیگر تحریر کی گئی سامعین پر واضح ہو کہ یہ قید طلسم تھی بعد طلسم ہوشربا شیطان جب رہائی
پاتا ہے جب طلسم ہوشربا صاحبقران کا قبضہ ہوا اور جابجا کے خراجگزار حاضر ہوے نوبہار و باغبان
نے خواجہ سے پوچھا اے شہنشاہ اوجِ عیاری سب خراجگزار حاضر ہوے جو خراجگزار آیا اُس کے
قبضے مین جو قید تھی اسکو بھی لا کر حاضر کیا حالات اُنکی قید کے بیان کیے اکثر لوگ ایسے بھی تھے کہ
افراسیاب نے نہ دینے پر خراج کے قید کیا تھا بعض کسی جرم مین کہ نافرمانی کی تھی بعض اور
ملکون کے تھے کہ جنھون نے افراسیاب پر سرکشی کی تھی انکو افراسیاب نے قید کیا تھا جب
یہ سب قیدی حاضر ہوے خراجگزار سلے آئے بت سے مسلمان ہوے جو سیاہ قلب تھے اُنھون سے
مسلمان ہونے سے انکار کیا تھا عمران نے انکو دار پر کھینچا جب ان سب باتون سے فراغت
پائی اسوقت باغبان و بہار نے عرض کی اے شہنشاہ اوجِ عیاری آپ کا عاشق صادق جسکو
افراسیاب نے قید کیا تھا اور آپ نے وعدہ بھی کیا تھا کہ مین سکو رہا کرونگا مگر آپ نے مہلت
نہ پائی کہ اسکی رہائی کی تدبیر ہوتی سب حاضر ہوے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ وہ بیچارہ جسکی قید مین ہے
وہ باقی رہا ورنہ لیکر حاضر ہوتا آپ سے کیفیت بیان کرتا خواجہ نے جو نام شعلہ خوار آتشخو کا سُنا
بیقرار ہوگئے فرمایا یہ طلسم [illegible] ویسے ہی کہ بت سے لیسے جو نگے کہ جنکو مارے جاینگی افراسیاب

کے خبر نہوگی ورنہ ضرور حاضر ہوتے لیکن یارو یہ تو بتاؤ کہ میں کہاں جا کر اُسکو تلاش کروں وہ لوگ
دربار میں حاضر ہیں کہ جن کے پاس اوراق سامری موجود ہیں اُن لوگوں نے اوراق دیکھ کر کہا
ای خواجہ اوراق سامری خبر دیتے ہیں کہ کوہ بلند پہ شعلہ خوار آتش خو قید ہے سہمناک جادو
کہ نہایت ساحر زبردست ہے وہ اس غرور میں اُسی درۂ کوہ کو قبضے میں لیے بیٹھا ہے اپنے مقام پر کہتا ہے
کہ اگر افراسیاب بھی آگیا تو میرا کیا نقصان ہے یہ وہ مقام ہے کہ جہاں سامری و جمشید بھی نہیں آ سکتے
خواجہ نے کہا میں جاتا ہوں برق نے کہا اُستاد میں بھی چلوں گا چلتے ہی انشاء اللہ اُسکو مار لیں گے خواجہ
نے کہا ابے تجھے کیا دخل ہے برق نے کہا دخل میرا آپ کو ثابت ہوگا کس طور سے اُس کو
قتل کرتا ہوں کیا مجال جو میرے ہاتھ سے بچے باغبان و بہار نے کہا خواجہ ہمارا بھی چلنا ضرور
ہے خواجہ نے کہا میں تو جاتا ہوں جس کے مزاج میں آئے وہ بھی چلا آئے یہ کہکر خواجہ چلے خواجہ کے
بعد بہار و مخمور و باغبان بھی روانہ ہوئے خواجہ عمرو نے تین دن برابر رہروی کی جب صحرائے
خراب طے کر کے ایک صحرائے سبزہ زار میں پہنچے دور سے دیکھا کچھ عورتیں پھر رہی ہیں بعض
کچھ ضرورت کو نکلی ہیں بعض سیر صحرا کو آئی ہیں جنگل کو دیکھا اور پلٹ گئیں خواجہ بھی ایک عورت کی
شکل بنکر پائچہ سنبھالتے ہوئے اُن عورتوں میں آگئے پوچھا اُن عورتوں سے کہ تم لوگ کون ہو اس
صحرا میں پھرنے کا کیا باعث ہے اُن عورتوں نے بیان کیا کہ اب اس صحرا سے سہم جاتے ہیں ملکہ
تا درۂ کوہ سیر کو معشوقہ ہیں سہمناک جادو کی سہمناک نے کہہ بھیجا کہ شعلہ خوار آتش خو
میرے پاس قید ہے میں پاس طلسم کشا کے نہ جاؤں گا معشوقہ کو اپنے پاس بلایا ہے سہمناک کو منظور ہے
کہ اب قلعہ نازن کروں کوئی نہ آسکے میں اور معشوقہ اسمیں بیٹھکر سلطنت کروں اور شعلہ خوار کو میں
قید میں مار ڈالونگا چاہے کہ یہ میری قید سے چھوٹے یہ غیر ممکن ہے آج ہم لوگ اس جنگل سے رخصت ہوتے
ہیں اسی وجہ سے وہ سہم یہاں آتے ہیں اور حسرت لپٹ جاتے ہیں خواجہ نے یہ معاملہ سنکر ایک کنیز کو
دیکھا کہ کچھ گنگنا رہی ہے کبھی چٹکیاں بجاتی ہے سمجھے کہ یہ گانی ہے اُسکو خواجہ نے اشارے سے بلایا
باتیں کرتے ہوئے ایک نخل کے سائے میں آئے کہا دیکھو طرف سے کوہ بلند کے ابر اُٹھا ہے جیسے ہی
وہ تاریں پلٹی خواجہ نے حلقہ لے کمند مارے حباب مار کر بیہوش کیا کپڑے اُس کے اُتار لیے یہ بھی
لے لیا اُسکو زنبیل میں رکھا اسی کنیزک کی شکل بنکر سب کے ساتھ پھرنے لگے تھوڑی عرصے کے بعد

اُن سب نے کہا نہ اسوسن اب یلیے چلو نہین معلوم ملکہ نادرہ گل پیرہن کیا کرتی ہین سب کے ساتھ خواجہ بھی چلے باغ مین آنے دیکھا باغ نہایت سرسبز و شاداب گلہائے رنگا رنگ و شگوفہای بوقلمون نہرین سلسبیل اسا جوش مار رہی ہین عندلیبان خوشنوا شاخہائے نخل پہ بیلرے گل مین پھول کی جھیں ہین چہکارے مار رہی ہین خواجہ سیر باغ دیکھے ہوے اُن سب کے ساتھ بارہ دری مین آئے دیکھا ایک نازنین نہایت حسین مسند پر بیٹھی ہے خواجہ کو دیکھکر کہا اری سوسن تو بھی ہماری ساتھ چلیگی جب سے نام کوہ بلند کا لیا گیا ہے اُسوقت سے مجکو نہایت پریشان پاتی ہون خواجہ نے کہا حضور جائیں اور مین نہ جاؤن جہان حضور رہینگی وہان کنیز بھی حاضر رہیگی نادرہ نے کہا تیرے ہونے سے دل بہلیگا اگر زندہ ہو لی زنگان ڈھونڈھا پڑیگی خواجہ نے کہا مین ضرور ساتھ چلون گی حضور ہمارے بزرگ آپ کے بزرگون کی خدمت مین رہے ہم بھی زندگی مین جدا نہ ہونگے نادرہ نے کہا شوہر میرا دوسا حسد ہو کہ زمان انقلاب ہوا افراسیاب ایسا شخص مارا گیا مگر کچھ خوف نہ کیا میرے شوہر کے قبضے مین پہلے کوہ بلند تھا اب کوہ سہمناک پر بھی قبضہ کر لیا اسیطرح اور ملکون پر قبضہ کرین گے جہان تک سلطنت بڑھے کو مثل افراسیاب خراجگزار انکو ماننے لگین یہ تو ظاہر ہے کہ طلسم کشا اس طرف نہین آسکتے لشکر اُنکے ساتھ بیحد و بیشمار ہے اب اُنکو کیا ضرورت ہے کہ ملک در ملک پھرین یہ کہکر حکم دیا اپنی اپنی تیاری کرو کل یہان سے چلین گے چلے اور پہونچے صاحب ہمارے انتظار کر رہے ہونگے کئی دن گذرے کہ نامہ آیا تھا یہ بھی مرقوم تھا کہ جلد اپنے کو ہم تک پہونچاؤ مجکو عرصہ ہو گیا تمہین لوگون کے سبب سے دیر ہوئی آج تیاری کر رکھو کل صبح کو ہم سوار ہونگے سب نے دست لبتہ عرض کی سب کو تیار پائیے گا جسوقت چاہیے سوار ہو جیے نادرہ خاموش ہو رہی دن بھر تیاری رہی شب کو صحن باغ مین آکر نادرہ بیٹھی اشارہ کیا سوسن کو بلاؤ خواجہ بشکل سوسن حاضر ہوے سامنے نادرہ کے جھکر یہ غزل عاشقانہ گانے لگے

نظم

پیدا ہو جس سے رخش کسی شہسوار کا	آنکھون کو انتظار رہا اُس غبار کا
دکھلایا چشم یار نے روز سیہ مجھے	مارا ہوا ہون گردش لیل و نہار کا
کیونکر دہان یار سے تشبیہ دون اُسے	غنچے کو اُس کے سامنے رتبہ ہے خار کا
اُٹھنا پڑیگا سُننے مین پھر بعد خواب مرگ	سوتون کی مرت جو کہتا ہے بار بار کا

یہ جانتا ہوں میرے گنہ بے شمار ہیں
اندیشہ دل میں کیا کروں روز شمار کا

ہو وصال ہجر میں یوں مبتلا ہوا
کھیتی کو جیسے ہوتا ہے صدمہ تشار کا

شہرہ ہے مری شیفتہ عالم ہوا ترا
باعث ہے میرا عشق ترے اشتہار کا

بہت بیکسی سے جہان کے مین اُٹھ گیا
آنکھوں نے میری رنگ نہ دیکھا خمار کا

یوسف بسا لیے پیرہن اپنا یقین ہے
اوگل کھنچے جو عطر ترے باسی ہار کا

دیوانے جائیں دشت کو زنجیر توڑ کر
تلوون مین یاد آئے کھٹکنا جو خار کا

اللہ ری صفا رخ رنگین یار کی
گل کو بھی اس مقام پہ رتبہ ہے خار کا

اب اُس کے آستان سے چھٹرانے ہیں مجھکو یار
اے رند جب محل نہ رہا اختیار کا

اِس رنگ مین خواجہ نے یہ غزل گائی کہ نادرہ بہت خوش ہوئی کہا اے سوسن آج تو نے کمال دکھایا کہ دل بیقرار کردیا خانۂ دل غم والم سے بھر دیا خواجہ نے عرض کی واری اب کہ ہم حضور کے ساتھ چلتے ہین وہان چل کر گانے والون مین نام کرین سب مین مشہور ہو کہ نادرہ گل پیرہن کے ساتھ وہ گائن ہے کہ جسکا گانا دل پر تاثیر کرتا ہے دور دور سے لوگ آپ کی لونڈی کو سننے آئین اور اپنے مقام پر جا کے کہین کہ ایسی گائن کبھی نگاہ سے نہین گذری نادرہ نے کہا تاجدار اسطرف کے طلسم کشا سے فساد کرنے پر آمادہ ہین ہمارے شوہر کا انتظار کر رہے ہین یہ ذکر تھا کہ آسمان سے برق چمکی ایک طائر آکے پہونچا گلے مین اُس کے ایک نامہ بندھا تھا شانے پر آکے نادرہ کی بیٹھا نادرہ نے نامہ کھول کر پڑھا اُسمین نوشتہ پایا حرف سے سہمناک جادو کے لکھا تھا ای جان جہان واے آرام دل عاشقان تمھارے ہونے سے مین نہایت پریشان ہون دم بھر آرام نہین ملتا کئی بادشاہ اس طرف کے مجھ سے موافق ہوے ہین کہ جس وقت تم طلسم کشا سے مقابلہ کرو ہم سب تمھارے ساتھ ہین اگر تم آجاؤ تو اُن سب کو جمع کر کے طلسم کشا سے بل کر مقابلہ کرین اگر غالب آئے تو باغ سیب پر قبضہ ہوا اگر مغلوب ہوے کسی طرف بھاگ جائینگے گر اسے جان من مکرر لکھتا ہون کہ دیکھتے ہی نامے کے فوراً سوار ہونا جلد اپنے کو ہم تک پہونچانا بادشاہ لوگ آتے ہین ہر روز یہی صلاح ہے کہ کب لشکر کشی [illegible] ہر روز فردا کا وعدہ کرتا ہون فقط تمھارے آنے کا انتظار ہے یہ نامہ پڑھکر نادرہ کی کنیزون نے کہا [illegible] صاحب خود ہی بیٹے پیرے تاکید لکھی ہے مینا بادشاہ جو کوہ بلند سے قریب ہین سب

اسی کے خواہان ہین کہ تم افسری قبول کرو میرے جانے پر موقوف ہے وہ میرا انتظار کر رہے ہین مین سویرے
ضرور روانہ ہونگی جسکا جی چلنا ہو وہ چلے جسکو نہ چلنا ہو وہ جواب دیدے کہ مین یہان رہونگی یہ سنکر جاؤن خواجہ
نے پاؤن پر ہاتھ رکھکر کہا اے ملکۂ عالم کنیز ضرور چلیگی سب طرح تیار ہے سرکار کے ساتھ جانے
مین تیاری کی کیا ضرورت جسوقت کہیے حاضر ہین رات بھر جلسہ رہا سوسن بہت نادرہ کے منہ لگی
ہوئی ہے دو گھڑی رات رہے نادرہ نے تخت تیار کیا تخت پر سب کنیزون کو بٹھایا سب کے آگے گھسکر
بی سوسن بیٹھین تخت اُڑتا ہوا چلا جب تک ہوا ٹھنڈی چلی تخت بلند رہا جب ہوا گرم چلنے لگی تب
نادرہ نے تخت کو مائل بہ پستی کیا زمین سے کچھ بلند تخت جاتا ہے کہ ایک جانب سے چند طائر بیابانی
چاؤن چاؤن کرتے ہوے تخت کے سامنے آکر سد راہ ہوے پرون سے تخت کو چھپا لیتے ہین نادرہ
کہتی ہے اے طائران صحراے پر بلا مجھے کیا نہین پہچانتے مین ہون نادرہ گل پیرہن زوجہ سمناک
پاس شوہر کے جاتی ہون طائر نہین ہٹتے خواجہ نادرہ سے لپٹے جاتے ہین کہ بی بی یہ طائر کیسے ہین
نادرہ کہتی یہ طائر صحراے پر بلا کے نگہبان ہین نہین معلوم مجھے اسوقت کیا سمجھے ہین کہ چاؤن چاؤن
کرتے ہین ارے مجھے روک رہے ہین خواجہ عرض کرتے ہین بی بی مجھے بچا لیجیے مجھے گھورے کس
نگاہ سے دیکھ رہے ہین معلوم ہوتا ہے میرے دشمنون کو کھا جائینگے بیچ مین سب کے جو طائر کلان
ہے وہ ہر مرتبہ مجھپر آنکھین نکالتا ہے معلوم ہوتا ہے مجھپر آ پڑیگا نادرہ ہر مرتبہ ہاتھ لیے جاتی ہے اور
کہتی ہے اے نگہبانان صحراے پر بلا دیکھو ہوش مین آؤ مین تمہارے روکے سے نہ رکونگی لیکن طائر تخت
سے لپٹے ہی جاتے ہین پر مارتے ہین چاہتے ہین خواجہ پر آپڑین آخر نادرہ نے اشارہ کیا برق آسا کسی
کا سر کٹا کسی کا پیر اُڑ گیا دو چار جانور جو کٹکر گرے اور جانور ہٹے نادرہ نے پکار کر آواز دی اے طائران
صحراے پر بلا میرے ساتھ کوئی غیر نہین ہے صرف میری کنیزین میرے ساتھ ہین یہ کہکر چاہتی ہے کہ
تخت اُڑاے یکایک ایک زنگی سیہ رو صحرا سے پکارتا ہوا پیدا ہوا آکر او نادرہ غدر کیا کو اپنے
ساتھ لیے جاتی ہے طائرون کو تو نے مارا عمرو تیرے پہلو مین بیٹھا ہے یہ کہکر اُس زنگی نے سحر پڑھا
تخت پاتو اُترا ہوا جاتا تھا سحر پڑھنے کیا تخت زمین پر آیا خواجہ نے چاہا کودکر بھاگون تخت نے پاؤن
پکڑ لیے بھاگ نہ سکے اُس زنگی نے کہا اے نادرہ تم رنجیدہ نہو دیکھو ابھی حال ظاہر ہوتا ہے یہ کہکر
جست کی قریب تخت کے آیا عمرو کا ہاتھ پکڑ کے کہا او ساربان زادے بڑا مقرب بنکر بیٹھا ہے ہاتھ پکڑ کے کھینچا

خواجہ نادرہ سے لپٹے جاتے ہین کہتے ہین بی بی مجھے بچا یہ نگوڑا کالیا زنگی مجھے کیون کھینچتا ہے
نادرہ روکتی ہے کہتی ہے اے بلاے جادو تجھے کیا ہوا ہے میری ناحق مگاین کو کیون کھینچتا ہے زنگی نے
شمر خواجہ کے ہاتھ چہرہ پر پانی اور روغن عیاری کا اُڑ گیا ا تو کنیزین تھین با کر الگ ہوئین کوئی کہتی ہے
بن مانس کہان سے آیا کوئی کہتی ہے ارے مین نے پہچانا یہ جلمانس ہے ایک کہتی ہے مرچیا جن ہے ایک
کہتی ہے شہیا دیو ہے نادرۂ گل پیرہن حیران ہے زنگی کہ جسکا بلاے جادو نام ہے اسنے کہا حضور
میرے سحر نے مجھکو خبر دی تھی کہ صحراے بلا سے عمرو ساتھ ملکہ نادرۂ گل پیرہن کے جاتا ہے
سہناک جادو کی فکر مین ہے یہ کہکر عمرو کو گرفتار کیا نادرہ نے کہا اے بلاے جادو تمنے
بڑا کام کیا مین بالکل اس سے غافل تھی مجھے خبر نہ تھی کہ یہ ساربان زادہ اسطرح میرے ساتھ چلا ہے
مین اسکو اب پاس سہناک جادو کے لیجاؤنگی بلاے جادو نے کہا اے ملکۂ عالم اسکا وہان لیجانا
بہتر نہین سہناک ایک جوان غصے ور ہے جسوقت وہ سنیگا کہ میری زوجہ کے ساتھ رہا نہین معلوم
کے دن سے آپ کے پاس ہے وہ غصے مین آپ سے قتل کرکے سر اسکا پاس طلسم کشا کے بھیجیگا لشکر مین
سب اسکو مانتے ہین مہرخ و بہار و صاحبقران و کوکب روشنضمیر و اسد غازی یعنی طلسم
کشا دوسرے دن یہ سب کو بلند پر آکے موجود ہونگے جنکے مین نے نام لیے یہ وہ لوگ ہین کہ جنھون نے
افراسیاب کو قتل کرا ڈالا جان بچانا سہناک کو مشکل پڑیگا غلام تیاری کرتا ہے اسی جگہ اسکو قتل کیجیے بلکہ جہانتک ہوسکے اسکے قتل کا ذکر نہ کیجیے سارا لشکر اسکے خون کا دعوی دار ہوگا
نادرہ نے کہا بہتر ہے اے بلاے جادو جو خوشی تمہاری یہ سنکر بلاے جادو نے ایک چیخ ماری
صدہا زنگیان سیہ رو گوشۂ صحرا سے پیدا ہوے پکارتے ہوے اے افسر کیا حکم ہوتا ہے بلاے جادو
نے کہا میدان خونی کی تیاری کرو یہ ساربان زادہ قتل ہوگا اُن زنگیون نے داربن استادکین خنجر
برہنہ کھینچکر اُنھین مین سے دو زنگیان سیہ رو شلگین لگانے لگے ہر مرتبہ آوازین دیتے تھے **فرد**

سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست — مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست

بلاے جادو حکم دیتا ہے یارو آج یہ وہ شخص قتل ہوتا ہے کہ جسنے دماسعو ششمش کو مار ابرجد لگار
ایسا ملک فتح کیا ششمش کو دریاے قلزم مین گھسکر مارا کسی ساحر کا اسپر زور نہ چلا مگر ابد دولت کے
ہاتھ سے اسکی قضا تھی کہ جو قتل ہوتا ہے خواجہ عمرو بیقرار و اشکبار دعائین مانگ رہے ہین کہ اے خالق

بے نیاز ذات رب کارساز تو غفور و رحیم ہے ان ظالمون کے ہاتھ سے اس دام بدعت سے نجات دے مدد کر یہ بلا سر سے رد کر

نظم

مکن ز بندگی اے بندہ خدا اغماض | کہ وندمانہ کند گر خدا امر تاض
خداست دافع رنج و دوائے بیماران | خداست چارۂ ہر درد و دارو امراض
خدا حکیم و خدا عالم و خدا دانا | خدا الطبیب و خدا شافی و خدا بانض
عیان است جلوہ نورش بچشم اہل نظر | بہر صباح و بہر شام و ہر سواد و بیاض
گہے ز ابر گہ از چشمہ وگہ از دریا | روان بروئے زمین است فیض آن فیاض
بہر بہار و بہمہ حالت و بہر موسم | ز ابر رحمت او تازہ رنگ روئے ریاض
خدا بحال تو ہر دم کند بلطف نگاہ | کجا روا است کہ تو از خدا کنی اعراض
فلک ز عمر تو یک روز کم کند ہر روز | بشغل قطع و برید است ہر دم این مقراض
بدوستان زمانہ مبند دل ہندی | کہ دوست اند برائے مطالب و اغراض

خواجہ عمرو نے جو بیقرار ہو کر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا جیسے ہی وہ دو جلاد دونون طرف سے بڑھ کر خنجر مارین کہ سامنے پھولون کا درخت تھا پھول کھل کھلا کے ہنسے طفلان غنچہ نے دہن کھولے شاخون مین مثل خنجر دم خم پیدا ہوا وہ پھول دونون جلادون کے سر پر گرے دونون جلاد جل کر خاک ہوئے بلائے جلاد نے کہا اُکے ساتھ کوئی ساحر ہے نادرہ گل پیرہن نے کہا اس سحر کا رنگ مثل رنگ سحر بہار معلوم ہوتا ہے بلائے جادو خود خنجر لیکر چلا کہ خواجہ عمرو کا سر کاٹ لون کہ دفعتہ اسی درخت کے آواز آئی او تیرہ روز سیاہی دکھاتا ہے الگ رہ خواجہ کے پاس نہ جانا کنیزان نادرہ گل پیرہن نے دیکھا ایک نازنین مہ جبین پھولون مین لدی ہوئی گجرہ ہاتھ سے کھولتی ہوئی نمودار ہوئی وہی گجرہ ہاتھ سے کھول کر بلائے جادو پر پھینک مارا اور آواز دی شہ بہار جادو او بلائے جادو ہوشیار رہنا سو وانہ زور کرے جیسے ہی وہ گجرہ ٹوٹا پھول برسنے لگے ہوائے سرد چلی پھولون نے ہنس ہنس کے بلائے جادو پر بلا نازل کی بلائے جادو جھوما پھول اٹھا اٹھا کے سونگھنے لگا خوشبو جو دماغ پہونچی سودا بڑھا پکار کر آواز دی اے ملکہ عالم آپ کے غلام کا عجیب حال ہے

نظم

مست ہو جاتا ہون بلبل سان کھلے جب چار گل
پر چراغ عقل ہوتا ہے مرا ہر بار گل

داغ ہین سب تیرے ہاتھون کو دمے ای یار گل
کھائے ہین چھلون کے تیرے آتشین رخسار گل

پھر بہار آوے کہین دکھلا دین پھر دیدار گل
شکل یوسف باغ سے آوین سر بازار گل

رو برو میرے سب چنگیز ون مین شلاؤ یار گل
یار بن کھٹکینگے آنکھون مین برنگ خار گل

گر بچھاتا ہون مین فرش خواب پر بے یار گل
خار کا دیتے ہین پہلو کو مرے آزار گل

رحم دل جون اشک بہ نکلینگے آنکھون سے ابھی
رو برو میرے دکاؤ شمع کا زنہار گل

غور سے دیکھو سراپا ہے وہ اک باغ و بہار
بال سنبل سرو قد غنچہ دہن رخسار گل

خار خار اس روئے رنگین کا جو رہتا ہے اُسے
سوکھتا جاتا ہے ہر دم صورت بیمار گل

سُنتے ہین آنکھین رُلانے کا جو ہے اُسکو ذوق
کچھ کھلایا چاہتے ہین روزن دیوار گل

تو وہ گل ہے نالے کرتا عشق مین تیرے ہزار
شغل بلبل اے پری رکھتا اگر منقار گل

خاک مین رُلتے ہین اور رخسار کا انبار ہے
نازکی سے ہاتھ پر ہوتا تھا جنکے بار گل

عرش اعلی پر گیا ہے گلفروشون کا دماغ
جیسے وہ کرنے لگا ہے زینت دستار گل

رند دنیا سے گیا داغ غم فرقت لیے
ایک دن چل کر چڑھاؤ قبر پر دو چار گل

بلاے جادو یہ اشعار پڑھکر پکارتا ہوا دوڑا اے ملکۂ عالم کیا حکم ہوتا ہے بہار جادو نے کہا نادرہ کا سر کاٹ لے بلاے جادو طرف نادرہ کے چلا نادرہ نے گولہ مارا بلاے جادو نے گولے کو گرد پر روکا آپس مین دونون کے سحر چلنے لگا آخر نادرہ نے جھولی سے کارد سحر نکالی اسم سحر پڑھکر بلاے جادو پر کھینچ ماری بلاے جادو نے سینہ آگے کر دیا سینے پر کارد پڑی کہ توڑ کر پشت کے پار گذری مرنا بلاے جادو کا صحرا مین اندھیرا ہو گیا بعد عرصۂ دراز کے آواز آئی کشتی مرا نام من بلاے جادو بود اب جو روشنی ہوئی نادرہ نے بہار کو جو سامنے دیکھا بہار پر سحر کر لگی بہار نے آواز دی اے نکہت گل اندام کہان ہو آتی نہین اسکو پینا ہو اٹھنڈھی چلی ایک کنیز زمین سے طرہ ہاتھ مین لیے ہوئے پیدا ہوئی ملکہ بہار نے طرف نادرہ کے اشارہ کیا اُس کنیز نے دوڑ کر طرہ کان مین نادرہ کے لگا دیا نادرہ کے دماغ مین جو بو پہونچی چہرہ سرخ ہوا آنکھین ابل آئین ملکہ بہار کو ڈھونڈھنے لگی بہار جادو نے اپنی صورت دکھائی نادرہ نے پکار کر آواز دی

ای ملکہ بہار میں تمھاری کنیز ہوں جو حکم ہو وہ بجا لاؤں بہار گلعذار نے کہا خاموش رہ سہمناک کا
سر لاؤ ہر ایک کو یہی خواہش ہے کہ شوہر تمھارا تمھارے ہاتھ سے قتل ہو بڑا نام ہوگا ہر جلسے میں
ذکر ہوگا کہ زوجہ نے شوہر کو مارا نادرہ نے دست بستہ عرض کی بہت خوب جو حکم ہو وہی بجا لاؤنگی
یہ کہکر ایک تخت پر سوار ہوئی کنیزوں کو بھی تخت پر بٹھا لیا طرف کوہ بلند کے چلی بہار
نے خواجہ عمرو سے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری آپ نے ملاحظہ فرمایا نادرہ گل پیرہن ارادے
قتل سہمناک جادو کو گئی ہے طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ وہاں تک نہ پہونچیگی لیکن آپ اپنے کو
پہونچائیے سہمناک جادو آپ کے ہاتھ سے مارا جائے میں تو اب رخصت ہوتی ہوں یہ کہکر ملکہ
بہار گلعذار تو چلی گئیں خواجہ عمرو ایک جانب چلے اب اول حال نادرہ گل پیرہن لکھا جاتا
ہے کہ یہ سحر نا اور بہوت سحر بہار جادو میں ہو کر طرف سہمناک جادو کے چلی اسقدر جوش ہے کہ جانتی
ہیں سہمناک جادو کو قتل کردوں تخت پر سوار جوش و خروش میں تخت اڑائے ہوئے جاتی ہے راہ میں
سہمناک جادو کا بھائی شور انگیز جادو اپنے باغ میں بیٹھا ہوا شراب پی رہا ہے کنیزیں گرد جمع
ہیں اُنسے دل لگی کر رہا ہے کہ دیکھا تخت اُترا ہوا ملکہ نادرہ گل پیرہن کا آتا ہے اُس آن بان سے
دیکھا کہ طرہ کانوں میں لگا ہوا رنگ چہرے کا سرخ شور انگیز جادو بلند ہوا پائے تخت کے
ہاتھ ڈال دیا کہا ای ملکہ عالم رات کو کہاں پھر رہی ہو نادرہ گل پیرہن نے کہا شوہر کی ملاقات کو جاتی
ہوں وہ میرا انتظار کر رہے ہونگے شور انگیز نے منت کر کے تخت اتار لا کر مسند پر بٹھایا جام بھر کے
پیش کیا کہا بھابی صاحبہ ایک جام نوش کیجیے بعد اسکے پھر آپ کو اختیار ہے میں بھی بھائی صاحب
کی ملاقات کو چلونگا نادرہ جام پی گئی شور انگیز نے براہ اختلاط بلا تکلف رخساروں پر ہاتھ پھیر دیا
نادرہ گل پیرہن نے ایک طمانچہ مارا کہا او دیوانے ہم عاشق روئے بہار ہیں اُسی کے جوش محبت
میں جاتے ہیں ہمسے اور طرح پر پیش نہ آنا ورنہ پچھتاؤ گے شور انگیز سمجھا ناز کرتی ہے طمانچہ
کھا کے خاموش ہو رہا دوسرا جام اور پیش کیا سمجھا کہ ابھی ابھی سے نشہ نہیں ہوا دوسرا جام بھی
نادرہ پی گئی اب چہرہ سرخ ہوا نگاہ حیرت طرف شور انگیز کے دیکھا کہا بھائی صاحب ہم جاتے ہیں
ہمیں دیر ہوتی ہے حکم ملکہ کے فرق آتا ہے حکم تھا کہ یونہی رو براہ جاؤ اور سہمناک جادو کا
سر لاؤ دنیا ہو تمھارے سر کی ضرورت ہو جائے یہ سنکر شور انگیز جادو غیض کرنے لگا کہا ای

ملکہ کا عالم میرا تو عجیب حال ہے نظم

لگے لگا کے بلائیں نہ لیں تمکو پیار کریں — جو بات مانو تو منت ہزار بار کریں

یہ اتفاق کیسے ہیں بیکار تجھ کو کار کریں — بہار آتی گریبان تار تار کریں

کہاں سے لائیں اب اسکو جو ہمکنار کریں — تسلی کیا تری او جان بیقرار کریں

وہ ربط تمسے بڑھا ہیں وہ تمکو پیار کریں — ہزار طمع کے جو جبر اختیار کریں

گرا دئیے سیل غم کی چار دیواری — خراب خانۂ تن چشم اشکبار کریں

تمہارے در سے نہ مایوس جائیں حاجتمند — قبول ہووے جو توبہ گناہگار کریں

کفن بھی ہو گیا میلا دھرے دھرے ہی ترے — تمام عمر ہوئی کب تک انتظار کریں

برنگ غنچہ زبان بند ہیں نہ ہم بریں — تمہارے قول کا کیا خاک اعتبار کریں

گدا ترے در دولت کے ہیں ہمیشہ سے — جو سلطنت بھی ملے تو نہ اختیار کریں

نہ در حسن سے ہرگز ملیگا ایک نہ گل — چمن میں نالے اگر بلبلیں ہزار کریں

قطعہ

ستم کے کتنا ہوں سب دوری و صعوبت — عمل اسی پہ مرے بعد غمگسار کریں

چمن زیست جب اس تنگ عشاق ہو گل — خزینہ شمع نہ روشن سر مزار کریں

در کریم سے آتی ہے متصل یہ صدا — وہ کیوں نہ پائے جسے ہم امیدوار کریں

یہ ثبت رکھا ہیں جو قرآن بھی کہیں نہ کریں — خدا سے ہمتو ہوں منکر جو اعتبار کریں

یہ دکر شور انگیز نے جو یہ اشعار پڑھے نادرہ نے کہا ارے دیوانے مجھکو تو دیوان کے دیوان یاد ہیں میں اس مطلب کو نہیں سمجھی تو یہ کیا بیہودہ بکتا رہے ہے سمجھا کے کہدیا تیرے ذہن میں نہیں آتا مجھکو نہ روک ہم حکم حاکم سے جاتے ہیں یہ کہکر ملکہ نادرہ نے چاہا اٹھیں شور انگیز نے ہاتھ تھام لیا کہا اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان بغیر ہمارا مطلب حاصل کیے جاؤگی اب نشہ شراب کا ہوا ہماری آغوش میں آؤ عاشق کو زیادہ نہ ترساؤ جیسے ہی شور انگیز نے ہاتھ بڑھا تھو ڈالا نادرہ گل پیرہن نے غصے میں ایک اور طمانچہ مارا کہا او بیحیا تو بڑی لائق ہے کس کی طرح تجھکو سمجھایا مگر نہیں مانتا عارض شور انگیز کے نشان پڑ گیا سحر کرکے طمانچہ مارا تھا اوس کے منہ سے گرا اٹھے شور انگیز نے بھی سحر کیا کہ آگ نادرہ پر برسنے لگی ملکہ نے ہاتھ ہلایا قطرہ ہائے آب شعلہ ہائے آتش پر گرے اسے بجھا دیا ملکہ نادرہ نے

یہ نگاہ فہ طرف شور انگیز کے دیکھا ایک خنجر آسمان سے تڑپ کے شور انگیز پر گرا کہ شانہ اُسکا شانہ
ہوا اب تو شور انگیز نے بھی چلا کر سحر کیا آگ برسانے لگا کہتا جاتا ہے اے جان جہان و اے آرام دل
عاشقان کیون سرکشی کرتی ہو مین قریب آؤن ہاتھ حمائل گردن ہون تمہارا پنجہ پڑے میرا سر
کٹکے قدمون پر گرے روح کو راحت ہو دل مین قوت ہو دنیا سے تڑپتا ہوا نہ جاؤن یہ کہتا جاتا ہے اور
سر سے اپنے سحر دفع کر رہا ہے ہاتھ ہلاتا جاتا ہے شانہ سے خون بہ رہا ہے ہانپتا ہے زخم کا اندمال کرون
ملکہ نادرہ گل پیرہن نے دوسرا خنجر کمر سے نکالا اسم پڑھکر جھٹک مارا دوسرا بھی شانہ شور انگیز جادو کا
نشانہ ہوا جب دوسرا بھی شانہ زخمی ہو چکا تو ملکہ نادرہ گل پیرہن نے پکار کر آواز دی ابکی مرتبہ
او بیحیا تیرا سر اڑ جائیگا یہ سنکر شور انگیز تیرا سامنے سے نادرہ کے بھاگا نادرہ نے پیچھا کیا آگے آگے
بھاگا ہوا شور انگیز جاتا ہے تعاقب مین ملکہ نادرہ گل پیرہن ہین بھاگتی ہوئی شور انگیز تیز جاتا ہے اور ملکہ
نادرہ گل پیرہن خرامان خرامان ایک مقام پر تخت پر سوار ہوتی ہین سب کنیزین بھی ساتھ ہین
ملکہ نادرہ گل پیرہن کہتی ہین اس بیحیا نے ہمکو کیا زن بازاری تصور کیا ہے مطلب دل کو پہنچا اُسکا
جواب پایا آخر کو بھاگا اب جان جائیگا میرے ہاتھ سے قتل ہوگا شور انگیز جادو بھاگتے بھاگتے قصر
بردبار مین پہنچا بردبار جادو کہ یہی باقی ہے لشکر جمع کرکے بیٹھا ہے کہ اگر طلسم کشا ہمکو بلائیگا تو ہم
نہ جائینگے اسی وجہ سے لشکر جمع کرکے بیٹھا ہے سارا صحرا لشکر سے بھرا ہوا ہے آپ بیچ مین ایک چبوترے
پر بیٹھا ہے مصاحب وغیرہ گرد موجود ہین کہ اُسنے دیکھا شور انگیز جادو زخمدار بیقرار بھاگا ہوا آتا ہے بردبار
نے پکار کر آواز دی اے شور انگیز خیر تو ہے کیا روز جنگ افراسیاب پھنس گئے تھے آج یہ شکل
نکلے ہو کہاں بھاگے ہوئے جاتے ہو میرے پاس آؤ مجھ سے صلاح کرو مین بھی لشکر کشی مین مصروف
ہون شہنشاہ لاچین کی اطاعت نہ کرینگے افراسیاب جادو کا بڑا خیال ہے ایسی جسارت
دیا اس سے وہ شخص مارا گیا کہ جسکے ذکر سے عبرت ہوتی ہے اُسکا زندہ کرنا سامری و جمشید کے
اختیار مین ہے اب میرے پاس آؤ حال اپنا بیان کرو شور انگیز آسمان سے اترا روتا ہوا پاس
بردبار کے آیا بردبار نے اپنے پاس بٹھایا پوچھا بھائی صاحب یہ کیا معرکہ ہوا شور انگیز نے کہا
بھائی صاحب کیا حال بیان کرون عجب معرکہ گذرا جادوان ساحرہ آسمان سے اتری جاتی تھی مین نے بلایا یہ محبت
صحبت مین بٹھایا وہ بگڑ گئی مجھپر خنجر مارا شانہ زخمی ہوا مین سحر مین اس سے کم نہ تھا لیکن اس خیال

بھاگا کہ میں زخمی ہوا تو ہوا ایسا نہو میرا سحر زبیر نہ بانے اور کوئی زوال آپ پر آئے تو کیسی خرابی ہوگی بھائی صاحب دامنگیر ہونگے تو میں کیا جواب دونگا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا ملکہ نادرہ گل پیرہن غنچہ دہن ہاتھوں میں لیے تخت کو اڑاتے ہوئے آتی ہیں شور انگیز کا بیٹا کہا ای برادر بزرگ بار دیکھو وہ قتال آتی ہے دو حرف غصہ تیغ میں ہو غنچہ کھنچے ہوئے کس زور و شور سے آتی ہیر بزرگ بار جادو نے کہا میں بلا کی سیاہ کاروں کے بارے میں سمجھاؤں شور انگیز نے کہا میرا نام اُسکے سامنے نہ لینا میرا نام سنکر غصہ کریگی تم بلا کی جان و قسمی جان تو ظالم کا دیکھو ای برادر میں کیا کہوں دیکھتے ہی میرے ہاتھ پاؤں میں رعشہ آگیا تم بھی اگر بغور دیکھو گے تو میرے قول کی تصدیق کرو گے یہی کہو گے نظم

کیسی ہو حسرت دید رخ جانان مجھکو
دیکھ لینے دے ذرا دیدہ حیران مجھکو

تنگ زندان سے ہے یہ صحن گلستان مجھکو
لے چل وحشت دل سوے بیابان مجھکو

دھجیان کر کے اُڑا دے اسے ای دست جنون
تنگ پھانسی سے بھی زنار گریبان مجھکو

میری حیرت پہ حسینوں کو ہوا ہر سلتا
دنگ ہیں آئینہ رو دیکھ کے حیران مجھکو

فرقت یار گلا گھونٹ رہی ہے میرا
تناب جوں دق نہ کرے آب بیابان مجھکو

تا لشی ہونگا میں لواحہ جو موتیم پایا
آگ سے پر زاد جلاتی ہے سلیمان مجھکو

تا سبو جم پہ عمل ہے مرا عاشق تن ہوں
یاد ہیں ساری حکایات گلستان مجھکو

شربت وصل تو افیار کا حصہ ٹھہرا
زہر دو گھول کے تھوڑا سا مری جان مجھکو

سر فروشوں میں ہوں شیوہ مرا جانبازی ہے
تپنچہ سے دیکھئے اگر شیر نیستان مجھکو

ای جنون آبلہ پا مرے کھلا تے ہیں
ابکی دکھلا کوئی پر خار بیابان مجھکو

دور ساغر ابھی نہیں رہنے دے ابھی تو مجھکو
چین کر لینے دے ای گردش دوران مجھکو

گل کھلا کے ہیں محبت نے ذرا سیر کرو
کیا داغوں نے سراپا چمنستان مجھکو

لکھ دیا عشق و محبت کا علاقہ ترے نام
آج پہونچا یہ شہ حسن کا فرمان مجھکو

نرگس چشم کی الفت نے کیا ناطقہ بند
ہیں تکلیف سخن زنده سخندان مجھکو

بزرگ بار نے کہا ای برادر مجھے عورت کے نام سے نفرت ہے یہ کہا بزرگ بار جادو نے پکار کر آواز دی کہ

ملکہ عالم اسوقت تمھارا حال دیکھکر عجب دل کی کیفیت ہو گیا کہین کہ کیا حالت ہو آج تو آپ دولھن
بنکر نکلی ہین شراب میرے ہاتھ سے نوش فرمایئے کہ میرے بھی دل کو بحالی ہو جواب عجیب رنگ ہو نظم

لگائی سوز محبت نے کیا بدن مین آگ
بدن سے میرے نکلتی ہے ہر سخن مین آگ

عیان ہے ہر خم گیسو سے شعلۂ رخسار
بھری ہے سنبل تر کی شکن شکن مین آگ

وہ آیا خضب کہ جو سرا یمن مین یہ گھبرایا
جلائی شمع تو مجھمین اور لگن مین آگ

پس از فنا بھی رہی تاثیر محبت کی الٹی
لگائی سردی کا فور نے کفن مین آگ

مین خانہ زاد قفس ہون مری بلا کا نسیم
ادھر ادھر بلبلین جھلسنے لگے چمن مین آگ

گرا جو اشک زمین ہوا خاک ڈوبنا کیسا
بھری ہے پانی کے بدلے چہ ذقن مین آگ

بہار آتے ہی ہم آشیان کو رو بیٹھے
یہ برق کی آتش گل آگ لگی چمن مین آگ

وہ مجھ سے بزم مین ہنستا رہا رقیب جلے
لگائی گرمی صحبت نے انجمن مین آگ

بدن کو ڈھانکون ز سوز دروں رہی تجلی بجا
فتیلہ سان لگے ہر تار پیرہن مین آگ

عیان کسی پہ نہ کر وہ حرارت کو
برنگ سنگ چھپائے رکھ اپنے تن مین آگ

مین گرم سیر ہون غربت کے دشت مین جنگ
لگاؤن آن کے کیا دوستو وطن مین آگ

جو پھول توڑنے باغ کبھی مین سوز محبت
لگے چنار کے مانند نسترن مین آگ

شتاب یاں نہ آئی دہان تک شیرین
لگائی چرخ نے تقدیر کوہکن مین آگ

کلام گرم مرا سنکے یار بولا زند
مثال شعلہ زبان ہے تیرے دہن مین آگ

برق وبار جلد ہاتھ باندھ کر کہنے لگا اے ملکہ مین تابعدار ہون یہ غلامی قبول فرمایئے مین چاہتا
ہون طلسم کشا سے لڑون افراسیاب طلسم ہوشربا پر قبضہ کرونگا تمھارے لیے سلطنت کا مزا ہوگا جو برق جیرت
تمھاری کیفیت ہوگی یہ باتین جو برق وبار جادو نے کین شور انگیز اپنے مقام سے اٹھا کہا او بیحیا تو نے
اسی واسطے مجھکو ٹھہرایا تھا کہ میرے سامنے یہ باتین کرتا اور معشوق پر بیچھے سے باتین بناتا ہے مجھکو
بیٹھا کر سناتا ہو سارے لشکر کو تیرے تباہ کرونگا اس لشکر پر گھمنڈ نہ کرنا برق وبار کہا اے شور انگیز
کسون شاہتین آئی ہین عورت کے ہاتھ سے زخمی ہوکر بھاگے یہ باتین بناتے ہو شور انگیز جادو نے
ہاتھ ہلایا برق چمک کے برق وبار پر گری برق وبار نے لانے کو بچایا جست مین جو برق وبار جادو کے

بیٹھے تھے پانچ چار مصاحبون کے سر اڑ گئے لگی خدمتگار بھی مر گر پڑے اب تو بروبار جادو بھی اٹھا کہا ارے اس بیحیا کو گھیر کے چار جانب سے مار لو سب جادوگر ہلہ کر کے شورانگیز پر ٹوٹ پڑے تلوار چلنے لگی سحر بھی ہونے لگا کئی سو ساحرون کو شورانگیز نے مارا جب گولا مارا دس بیس بیس کے سینون کو توڑ کے پار گذر گیا بروبار کا بھائی سالار جادوگر یہ اپنے سحر پہ بڑا ناز رکھتا ہے اپنے پکار کر آواز دی اے برادر بروبار تم ہٹ جاؤ مین اسکو ابھی گرفتار کیے لیتا ہون یہ کہکر سحر کرتا ہوا سامنے شورانگیز کے آیا پکار کر آواز دی او شورانگیز کیون تیری شامت آئی ہے یہ کہکر گولا مارا شورانگیز نے گولے کو روک لیا اسی گولے پر اپنا خون ڈالا طرف سالار کے پھینک مارا گولے جو پھٹا اسمین سے ایک پتلی پیدا ہوئی تھوڑے عرصے مین ہوا ہوگئی یا تو فولادی پتلی تھی یا سالار نے دیکھا ایک نازنین مہ جبین نہایت خوبصورت خرامان خرامان چلی آتی ہے سالار اس نازنین کی صورت دیکھکر بیتاب ہوگیا بیقراری مین پکار اٹھا نظم

گر تجھے روح روان راحت جان کہتے ہین
سب بجا کہتے ہین جو اہل جہان کہتے ہین

رخ کو گل قد کو ترے سرو روان کہتے ہین
لوگ کیا کیا تجھے اے جان جہان کہتے ہین

مرض عشق اطبا سے نہ تشخیص ہوا
کچھ جنون کہتے ہین بعضے خفقان کہتے ہین

ہو کے خوگر ہین تری بو سے دم کیا اے گل
غنچۂ گل کو بھی وہ گندہ دہان کہتے ہین

زلف و رخ کی سحر و شام جو کرتے ہین ثنا
گل کو انگارے وہ سنبل کو دھوان کہتے ہین

دون پتہ پوچھا اس حور کے گھر کا قاصد
اسکے کوچے کو گلستان جنان کہتے ہین

قامت یار کو بتلاتے ہین بعضے شمشاد
اکثر اس قد کو قیامت کا نشان کہتے ہین

جسنے دیکھا تجھے اے جان وہ جانبر نہوا
اہل دل تجھکو بجا آفت جان کہتے ہین

کیون نہ وہ طفل حسین ہووے عزیز ہر دل
یوسف وقت اُسے پیر و جوان کہتے ہین

[illegible] کیے ہین سخن کو مرے حاسد [illegible]
اس لیے لوگ مجھے سیف زبان کہتے ہین

سالار ہاتھ باندھتا ہوا کہتا ہے اے شہنشاہ خوبی و اے سرو خرامان باغ محبوبی مین تیرا دل سے طالب ہون میری جان جاتی ہے اس نازنین نے مسکرا کر کہا اگر مجھسے محبت دلی رکھتے ہو تو بروبار کا سر لاؤ اور فورا میرے قریب آؤ سالار جب قریب آیا اُس نازنین نے گلے سے ہار موتیون کا اتار

اُتار کر سالار کے گلے میں پہنا دیا کہا جلد بردبار کا سر لاؤ میں جاکر باغ میں بیٹھی ہوں وہاں صحبت
عیش و عشرت ہوگی ہار پہنتے ہی سالار حرکات دیوانہ وار وحشیانہ کرنے لگا تلوار کھینچ کر طرف
بردبار کے چلا کئی گُرز مارے کئی ساحر مر کر گرے وہ تماشا بین غائب ہوگئی سالار ڈھونڈتا پھرتا قریب
بردبار کے پہونچا للکارا او بھیا ہمارے شہنشاہ شورانگیز سے فساد کرتا ہے سر جھکا کر بیٹھ میں تجھکو قتل کرونگا
بردبار نے کہا اے برادر تم تو برائے قتل شورانگیز گئے تھے مرتد ہو کر آئے ہوا ایسا نہ ہو میرے ہاتھ سے
مارے جاؤ سالار تلوار کھینچ کر جا پڑا کئی ہاتھ تلوار کے بردبار پر مارے بردبار روک رہا تھا
آخر روکتے روکتے سوتا کے کمر پر ہاتھ مارا سالار کے مثل خیار تر دو ٹکڑے ہوئے بھائی کا لاشہ
دیکھکر بہت رویا اب شورانگیز بد جا پڑا ساحروں سے اشارہ کیا ارے اس غلام کو قتل کرو اسنے
میرا بازو توڑا دل کے ٹکڑے ہوگئے ہیں جی چاہتا ہے چیخیں مار کر روؤں سب ساحروں نے یہ سنکر شورانگیز
پر بلوہ کیا شورانگیز بس کس کا سحر روکے آخر اسقدر زخمی ہوا کہ غش آنے لگا سر سے خون جاری پشت و
پہلو فگار بیتاب و بیقرار گھٹنے ٹیک دیے بیٹھے بیٹھے سحر کر رہا ہر ساحر دور سے نیزے و تیر مار کے بھاگے مینہ
آخر شورانگیز گرا بردبار نے آکے سر کاٹ لیا مرنے سے شورانگیز کے آندھی سیاہ اٹھی سنگباری و برفباری
ہوئی بعد حوصلہ دراز آواز آئی کشتی میرا نام تھا شورانگیز جادو بردبار نے سحر کیا اندھیرا دفع ہوا
روشنی ہوئی اب بردبار طرف ملکہ نادرہ گل پیرہن کے متوجہ ہوا کہا اے ملکہ عالم میرا حکم دیکھا اٹھی
جہاں طلسم کشا کو شاد کرتا ملکہ نادرہ نے یہ سنتے ہی ایک گولہ سحر کر کے پھینک مارا چند جادوگر بردبار
کے مر کر گرے بری جلنے لگی جس پر پڑی گری اسکا سر اڑ گیا اب تو نادرہ نے کنیزوں کو بھی اشارہ کیا
کنیزوں نے بدستیاں ہار پھول گل کے پتے توڑ توڑ کے پھینکے چالیس کنیزوں نے دس بارہ ہزار
جادوگروں کو مار کے گرا دیا بردبار نے کہا ارے اس قتال عالم کو پکڑو جادوگر جو بادہ کر کے چلے ملکہ
نادرہ گل پیرہن نے کرتے ہاتھ سے اُتار پھینک مارے کرتے ٹوٹے ٹکڑا اُسکا جسکے سر پر پڑا
اُسکا سر اڑ گیا کئی ہزار جادوگر اور قتل ہوئے نادرہ نے چاہا تڑپ کے نکل جاؤں جیسے ہی بلند
ہو کر چلی بردبار نے پکار کر آواز دی اے اوج طیر اس ظاہر کو لینا یہ جانے نہ پائے یکایک آسمان
پر سناتا ہوا ایک عقاب اڑتا ہوا آیا چاہا ملکہ نادرہ پر گردن نادرہ نے آنکھ سے اشارہ کیا
ایک تیر عقاب پر گرا سینے کو توڑ کر پار گیا عقاب کا مر کر گرنا کہ کئی ہزار جادوگر بردبار کے مر کر

کہ افراسیاب کے طرفدار بہت ملینگے سب کو ساتھ لیکر لاچین سے کرونگا شاید غالب آجاؤن اپنے ہمراہ بارہ ہزار فوج لیے آتا ہی مرکب پرند سحر سوار پشت پر بارہ ہزار ساحران مدام ملکہ نادرہ کے تخت پر نگاہ پڑی دیکھا ایک معشوق پریرو خوش رو خوش خنجر ابرو خال ہندو چشم جادو دیکھتے ہی سوفار بیقرار ہوگیا پکار کر آواز دی ای ملکہ عالم کہان جاتی ہو یہ لشکر پشت پر کسکا ہی نادرہ نے جواب دیا مین کوہ بلند پر جاتی ہون سوفار نے کہا مین بھی ساتھ چلونگا تھوڑی دیر صحرا مین شہر جادو صحبت شراب وکباب ہو کہ پشت سے نرہ ہوا منم بروبار جادو وارے بچیا تو کون ہی جو ہماری معشوقہ سے کلام کرتا ہے سوفار نے گولا مارا بروبار نے کل موج کو اشارہ کیا فوجین آپس مین مل گئین گولے ترنج ونارنج دونون طرف سے چلنے لگے تخلہائے صحرا جلنے لگے بڑے زور شور سے سحر چل رہا ہے شوفار چاہتا ہی بروبار کو اریب کر نکل جاؤن بروبار ڈٹا ہوا اڑ رہا ہی جسطرف نادرہ گل پیرہن کے نگاہ اُٹھائی اُسپر جادو پڑا او رفتہ کیا او بچیا معشوق پہ پھر پر نگاہ ڈالتا ہی ہم نام پر اُسکے جان دیتے ہین ہمکو زمانہ گذرا کہ اس نازنین پر عاشق ہین راتین ہجر کی تڑپ تڑپ کے کاٹین اب یہ زمانہ آیا کہ معشوق کے ساتھ ہون **نظم**

چمن مین آمد آمد ہے خزان کی
عجب بلبل نے طرح آشیان کی

خوشی آئی ہی اُٹھیں اب طرح بانکی
کمر پر رہتی ہی کاکل میان کی

گرہگی دیکھیے کس کس کو سیدھا
یہ ٹیڑھی وضع تیری بانکی بانکی

بڑی منحوس ساعت مین چلے تھے
کہ پھر دیکھی نہ صورت آشیان کی

تن خاکی سے نکلے ہی کیا روح
پہونچ جائے نہ مٹی ہو جہان کی

عدم کا قافلہ کیسا جلد گذرا
نہ دیکھی گرد تک اس کاروان کی

اکیلے جاتے ہین رہرو عدم کے
نہیں اس راہ مین حاجت کاروان کی

پھنسا کس عشق مین او عشق پیچے
عبث آغشتہ کی زلف بتان کی

دہی آزار ہے جس [illegible]
گئی بیمار اے عیسیٰ گور جہان کی

اُسے دھوکا تھا جانبازی مین میری
نگاہ ترچھی کو ناظر نشان کی

شب فرقت مین [illegible]
شکایت تا سحر ہے آسمان کی

نہ آئینگے چمن مین سیر کو بھی　　اگر مرضی نہین ہے باغبان کی
اگر وہ ماہ پیکر آسمین جھولے　　ہنڈولے مین جو گردش آسمان کی
برا مانا کسی جو بات اچھی　　یہ دیکھو بدگمانی بدگمان کی
ہر اک بوسے نے جان تازہ بخشی　　کرون کس منھ سے تعریف اوس دہان کی
جو کیفیت اٹھایا چاہو ای رند　　تو خدمت کیجیے پیر مغان کی

اسطرح بلک بلک کے اشعار پڑھتا ہی اور لڑ رہا ہی کبھی ملکہ نادرہ بھی سحر کرتی ہین جب
کوئی ساحر بلبلا کے ملکہ نادرہ کو کلمات سخت کہتا ہی اوسوقت ملکہ نادرہ بھی سحر کرتی ہین جب
سحر کیا ہاتھ چمکایا برق گری اوس ساحر کا سر اڑ گیا کئی سو جادوگر نادرہ گل پیرہن نے بھی
مارے ایک نخل کے سایے مین تخت پر سوار تماشا نے جنگ دیکھ رہی ہین ان دونون مین
جب تلوار چلتے عرصہ گذرا سوفار انتہا کا زخمی ہوا کھڑا ہوا جھوم رہا ہے مگر اوس حال مین بھی
جمال نادرہ پر نگاہ ڈالتا ہی کبھی کف افسوس ملتا ہی کہتا ہی ای جان جہان و ای آرام دل عاشقان
میرا حال ابتر ہی یہی بہتر ہی کہ مجھکو قبول کرو شربت وصل سے سیراب کرو ورنہ نوبت
بجان و کارد بہ استخوان ہو رہا ہون ای معشوق خونخوار میرا خون تیری گردن پر ہوگا اب وقت
موت میرا قریب ہی انتہا کا زخمدار ہون مگر تیرے ہجر مین بیقرار ہون یہ وقت رحم ہی نادرہ نے
طرف برد بار کے اشارہ کیا اور پکار کے آواز دی ای برد بار تو سنتا ہی یہ کیسے کلمات ہمکو کہہ رہا ہے
ان باتون پر برد بار جلا جلا کر سحر کرتا ہی سوفار اپنے کو بچا رہا ہی کہ آسمان پر ایک لکہ ابر
سیاہ پیدا ہوا سوفار نے ابر سیاہ کو دیکھا پکار کر آواز دی بی نادرہ گل پیرہن اب بھاگو زد جہ
میری آتی ہی آتے ہی قیامت برپا کریگی ایک کو زندہ نہ چھوڑیگی سہیل کاکل دراز نام ہے
سوفار یہ کہہ رہا تھا کہ وہ لکہ ابر پھٹا سب نے دیکھا ایک نازنین سیہ فام گال پھولے پھولے کاکلین
چہرے پر چھوٹی ہوئین صاف ثابت ہوتا ہی کہ تاران سیہ اندھیری رات مین نکلے ہین سینے پر انجاد
جوڑا سنہری پہنے ہوے گلوری کلے مین دبی ہوئی کئی سو کنیزین گرد تخت کو گھیرے ہوے وہ نازنین
تخت کو اڑائے ہوے آتی ہی دور سے سہیل کاکل دراز نے جو یہ نظارہ دیکھا پہلے تو نادرہ پر
غصہ آیا اب جو پلٹی دیکھا شوہر میرا نادرہ گل پیرہن کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑا ہی آتش رشک کر

جل گئی پکار کر آواز دی او بیحیا کیا مین کسی بات مین اس عورت سے کمتر ہون اگر خیال کر تو
اُس سے ہزار درجے بہتر ہون کیون دیوانہ ہوا ہے سوفار جادو نے جواب دیا صاحب اس
مقدمے مین دخل نہ دو میری اب جان جاتی ہے بردبار نے میرا یہ حال کیا سہیل کاکل دراز
نے کئی مرتبہ شوہر کو سمجھایا کہ او بیحیا میرے سامنے تو ایسی باتین نہ کر دیکھو خاموش رہ سوفار
نے پکار کر آواز دی صاحب بڑی رفاقت یہ ہے کہ بردبار کو قتل کرو اس نازنین کو گرفتار کر کے
گھر پر لیچلو شربت وصل سے اُسکے جب تک سیراب نہونگا تب تک یہ سودا سر سے میرے نہ اُتریگا
سہیل کاکل دراز تخت اُڑاتی ہوئی قریب سوفار کے پہونچی سوفار اسوقت محبت مین
ملکہ نادرہ گل پیرہن کی بیقرار ہو پکار رہا ہے اے جان جہان دیکھو میری زوجہ بھی جوان ہے مگر تجھپر
جان نثار کرتا ہون نہ جیتا ہون نہ مرتا ہون فقط سسکتا ہون سہیل نے کئی مرتبہ اپنے شوہر کو
سمجھایا مگر سوفار کا بلبلانا کم نہین ہوتا بیقراری کی ترقی ہوتی جاتی ہے اپنے ہی کیے جاتا ہے
آخرکار سہیل نے کاکل پر ہاتھ ڈالا اُس کوڑے کے کاکل کو جنبش دیا چیخ دیکر شوہر بیچارا معلوم
ہوا کہ تلوار پڑی کمرگاہ سے سوفار کے دو ٹکڑے ہوئے مرنے سے سوفار کے اندھیرا ہوگیا غبار آئی
دیر غباری ہوئی بعد عرصۂ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من سوفار جادو بود مردیم و جان دادیم
و بمطلب خود نہ رسیدیم تھوڑی دیر مین اندھیرا برطرف ہوا روشنی ہوگئی سہیل نے جو لاشہ اپنے
شوہر کا دیکھا رونے لگی سر پیٹتی ہے چھاتی پر ہاتھ مارتی ہے اور پکارتی ہے ارے صاحب
یہ کیا غضب ہوا تم میرے ہاتھ سے مارے گئے تمہارا لاشہ دیکھ رہی ہون پتھر کا کلیجہ کہان سے
لاؤن ان دشمنون نے اس صحرا مین تجھکو گھیرا تھا بردبار کو بھی یہ لیاقت ہوئی کہ اسقدر تجھے
زخم کھا کے نوبت بجان وکارد بہ استخوان ہو رہے تھے ایک حربہ سحر کا بیرا نہ اٹھا سکے اب
تمہارے خون کا بدلہ بردبار سے لونگی یا اس نازنین کو گرفتار کر کے لیچلونگی یہ کہکر طرف
نادرہ کے چلی تھی کہ بردبار نے للکارا او گیسو بریدہ ننگ خاندان شوہر کی قاتل اب باتین بناتی
ہے خبردار میری معشوقہ پر ٹیڑھی نگاہ نہ ڈالنا ورنہ بہت پچھتائیگی یہ کہکر گولہ مارا سہیل نے
کاکل کو ہلایا کاکل کے ہلاتے ہی ایک برق گولے پر گری کہ گولا بیٹ کے زمین پر گرا کئی سحر
بردبار نے اسیطرح کیے سہیل نے ہر مرتبہ کاکل کو جنبش دی سحر باطل ہوا آخر سہیل سب

کاکلون کو ہلاتی ہوئی چلی کچھ اسم سحر پڑھتی ہوئی بُرد بار پہ جا پڑی سب کاکلون کو ہلایا تیغین
اُسکی کاکلین بن گئی تھی برقین چمک کر بُرد بار پر گرین کر سر اُسکا الگ گرا اور ہاتھ کنگر الگ اور
پانون کنگر الگ گرے ایک آندھی سیاہ چلی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من بُرد بار
جادو بود بعد بُرد بار کو مار کر سہیل طرف نادرہ گل پیرہن کے چلی اور آواز دی او نازنین
تو نے حسن ظاہری دکھا کر میرے شوہر کا دل پلٹ دیا آخر میرے ہاتھ سے مارا گیا اب اگر
اپنی خیر چاہتی ہو تو میرے ساتھ چل مین لاشہ شوہر کا اُٹھا دون تو دفن کرنا جب قریب چلی تو فاتحہ خیر
پڑھنا کہ اس کشتہ حسرت و یاس کی روح کو راحت ہو عدم مین تو یہ گھبرائے نادرہ گل پیرہن نے
کہا کیا بیہودہ بکتی ہو پس اب لاشہ شوہر کا اُٹھا لے اور جا کر اُسکو جلا دے ایسا نہو تیرا لاشہ بھی اُسکے ساتھ جلے
اب تو سہیل کاکل دراز کو غصہ آیا کاکل پہ ہاتھ ڈالا ملکہ نادرہ نے جھولی پر ہاتھ ڈالا تیر دکمان
سینک کا نکالا چاہا کہ طرف سہیل کے مارے پھر ہاتھ روک لیا سہیل نے کاکلون کو چرخ دیکر
دیوار پر مارا نادرہ نے دیکھا چند خنجر میرے اوپر آتے ہین ہاتھ ہلایا برق چمک کر گری سب خنجر
ٹوٹ کر زمین پر گرے جو سحر سہیل نے کیا وہ سحر نادرہ نے دفع کر دیا ایک مقام پر سہیل نے
جھولی سے گرز نکالا ملکہ نادرہ پر کھینچ مارا نادرہ نے آواز دی ای جبین لینا ایک کنیز پہلو سے
پیدا ہوئی پکارتی ہوئی کنیز حاضر ہو جو ارشاد ہو بجا لاؤن جو آپ کے ساتھ دشمنی کرنے اُسے
مٹا دون نادرہ نے کہا یہ جو گرز آتا ہے اسکو روک لے اسی کالی عورت پر پھینک مار خبردار آنچ
نہ کرنا اُس کنیز نے بڑھکر گرز ہاتھ مین تھام لیا اور اپنی انگلی کاٹ کر چند قطرے خون کے اُس
گرز پر ڈالے اور سہیل پر کھینچ مارا سہیل نے چاہا اپنے کو بچاؤن لیکن نہ بچ سکی سر پر
گرز پڑا سر کے ہزار ٹکڑے ہوے مرنے سے سہیل کاکل دراز کے انتہا کا جنگل مین اندھیرا ہو آندھی چلی
سیاہ اُٹھی آوازین مہیب آئین بعد عرصہ دراز کے آواز آئی کشتی مرا نام من سہیل کاکل دراز بود
سہیل کاکل دراز مار کر نادرہ کو کوہ بلند کا خیال آیا کہ ملکہ بہار نے فرمایا تھا کوہ بلند پر جانا
اور سہمناک جادو کا سر لانا طرہ چوگان بہ بلا اور زیادہ جوش ہوا کنیزون سے کہا اب کوہ بلند
پر جانا چاہیے ایسا نہو سہمناک جادو کہین چلا جائے ملکہ بہار گلعذار انتظار کر رہی ہونگی
مین نے وعدہ کیا تھا کہ بہت جلد حاضر ہونگی یہان ان جھگڑون مین کئی دن گذر گئے یہ سنکر

کنیزون نے عرض کی وادی کوہ بلند پر چلنا ضرور رہی مگر اس بیچارگی کا زمانہ سے ایسا تو مالک کے خلاف گذرے سنا ورہ گل پیرہن نے کہا وہان چلنا واجب و لازم ہے یہ کہکر تخت کو پھر اڑایا کنیزین سب گرد آگئین نادرہ تخت کو اڑاتی ہوئی طرف کوہ بلند کے چلی لیکن ملکہ بہار گلعذار نادرہ کو سحر مین مبتلا کرکے چلی تھی یقین یقین کامل تھا کہ یہ جاکر سہمناک جادو کو مارے گی ملکہ نادرہ یہان یہ اُڑتا دین پڑین ملکہ بہار یک کوہ پر جاکر ٹھہری ہین کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا ایک تاجدار گھوڑے پر سوار باز شکاری ہاتھ پر چڑھا ہوا بارہ ہزار جوان ہمراہ وہ تاجدار شکار کھیلتا ہوا آتا تھا اُسکی نگاہ جمال جہان آرائے بہار گلعذار پر جو پڑی دیکھا ایک نازنین مہجبین نہایت حسین دریا مین پھولون کے غوطہ زن غنچہ دہن پری تن چہرہ آفتاب عالمتاب ابرو خنجر آبدار طائرون کی درختون پر پکار عندلیبان خوشنوا چہچہاتی ہین کہ گرد اس محبوب کے پھرین پھول پھول کے بلبلین یہ اشعار گا رہی ہین

نظم

دیدۂ گل کے تجھے بڑھ جائینگے لالے بلبل — پڑگئی گر کسی صیاد کے پالے بلبل
کان کھولے ہوئے گل گوش بر آواز ہین آج — درد دل جو تجھے کہنا ہو سنالے بلبل
پھر وہی کنج قفس ہے وہی صیاد کا ظلم — چار دن اور ہوا باغ کی کھالے بلبل
پہلے گلشن کی ہوا دیکھ لے رہ کر چندے — آشیانے کی تو ابھی طرح نہ ڈالے بلبل
بے اجازت مین قدم باغ مین دھرتا نہین — منتظر ہون در گلزار پہ آبے بلبل
ہاتھ اوراق گل آوین تو بنا کر اجزا — لکھدین رنگین مضامین کے رسالے بلبل
کوئی ارمان نہین لیکے چلے باغ سے ہم — دل کے جو حوصلے تھے خوب نکالے بلبل
نہ رہی بوے وفا ایک بھی گل مین باقی — اب تو اس باغ سے اقد اٹھالے بلبل
کسطرف جائیگی بر داشتہ خاطر ہو کر — باغ کیون کرتی ہو گلچین کے حوالے بلبل
چہچہے بند کریگا تو یہ ہو جائیگی بند — کہدے گلچین کہ زبان اپنی سنبھالے بلبل

فاخر تاجدار جمال جہان آرائے ملکہ بہار دیکھکر بیقرار ہو گیا پکار کر آواز دی ای شہنشاہ خوبی وای سرو باغ محبوبی ذرا میرے پاس آؤ دل تردد منزل کو بہلاؤ بہار نے بنگاہ قہر دیکھا کہا او بیہودہ کیا بکتا ہے خبردار کنارے رہنا بالاے کوہ نہ آنا یہ جو ملکہ بہار نے کہا فاخر تاجدار نے

فوج کو اشارہ کیا کہ پہاڑ پر چڑھ جاؤ اس مہ جبین کو گرفتار کرکے لاؤ سب فوج والے چلے کہ پہاڑ
پر چڑھ جائیں بہار نے دیکھا کہ یہ لوگ اب پہاڑ پر چڑھ آئینگے یا نیچے سنبھال کر پہاڑ سے کود پڑیں
اب ساحروں نے بلوہ کیا ملکہ بہار نے ایک نخل سے کچھ پتے کچھ پھول کچھ ٹہنے توڑ کر پھینک مارے
سب خنجر بن گئے فاخر تاجدار نے جو دیکھا کہ فوج والے قتل ہونے لگے جو خنجر گرا کسی کا سر
اڑ گیا کسی کا ہاتھ کٹا کسی کے دو ٹکڑے ہوئے ہزاروں لاشے گر گئے اسنے بڑھکر جھولی سے کاغذ
نکالا کہ جسکی تصویریں کاٹی تھیں آسمان پر پھینکیں پریاں سر پر اہل فوج کے تیرانے لگیں جو خنجر
گرتا پریوں نے اپنے اوپر لیا پھر پھر یہ سب سپر ہو بہار نے جو دیکھا کہ اسنے فوج کو بچا لیا فوراً
کمان سے بجلی اتاری کچھ اسم سحر کا پڑھا لب جان بخش ہلا رہے ہیں برق جو تڑپ کے گری سب
پریوں کے ٹکڑے اڑا دیے تھوڑے ہی عرصے میں پریوں کے ٹکڑے اڑ گئے خنجر جو لہرا رہے
تھے پھر فوج پر آ گرنے لگے خنجروں کو برسا کر ملکہ بہار نے تیغ نیام انتقام سے کھینچا فاخر پر جا پڑیں
للکارا او نامردان غریبوں کو قتل کراتا ہے اپنی جان بچاتا ہے یہ کہکر بڑھ کے تیغ مارا فاخر نے
سپر فولادی سر پر دیکر حربے کی پناہ کیا تیغ جو گرا سپر کے ٹکڑے اڑا دیے سپر کو کاٹ کر تاج کو کاٹا سر پر
فاخر کے زخم آیا گھبرا کر پیچھے ہٹا ملکہ بہار نے فاخر تاجدار کو تیغ کے سائے میں لیا ہر مرتبہ یہی ارادہ ہے
کہ یہ تڑکے تو تیغ ماروں کہ سر اسکا اڑ جائے آخر پیچھے ہٹنے میں منہ سے اف اف کیے جاتا ہے
ہر مرتبہ منہ سے جو شعلہ نکلتا ہے ملکہ بہار ہاتھ کو چپ کی ہیں ہاتھ روک لیتی ہیں فاخر تاجدار
نے جھولی پر ہاتھ ڈال کے ڈبیہ خاک قبر جمشیدی کی نکالی ایک مقام پر آ کر کہ بہار نے
چاہا تیغ ماروں فاخر تاجدار نے وہ ڈبیہ کی خاک اڑا دی غبار جو بلند ہوا غبار جو بلند ہوا
غبار الم دل پر بہار کے چھایا تواگیں بیہوش ہو گئیں فاخر نے فوراً بارگاہ دستگرائی کنیزوں کو بلایا
کہا اس محبوب کو اٹھا کو زبان میں سوزن کو دیدو قنات کھڑی کرکے آپ اندر آیا تخت
پر جیتا فوج والوں کو حکم دیا بیٹھیں آخر ڈیرے اب ملکہ بہار کو ہوشیار کیا بہار کی جو آنکھ کھلی دیکھا
فاخر تاجدار تخت پر بیٹھا ہے کلام محبت آمیز کر رہا ہے کہتا ہے اے شہنشاہ خوبی واہ مردم باغ محبوبی دیکھو
میں نے یوں گرفتار کر لیا اب بھی کہو منظور قبول فرمائیے میری جان پر بنی ہے جب سے تمہاری صورت
دیکھی دنیا کی عجیب حالت ہے

نظم

از دل شدگان حجاب تاکے
می دہ ترک خواب تاکے
ساقی برخیز و جام مے دہ
ای دختر رز حجاب تاکے
تازی بحیات چند نادان
ای دل دگر اضطراب تاکے
آخر نوبت رسد بلطفش
بر سوختگان عذاب تاکے
وقت است در آ بباغ خندان
آخر خانہ خراب تاکے

رخسارہ بہ نقاب تاکے
توبہ ز شراب ناب تاکے
در موسم گل حجاب تاکے
معذور جہان و حسن تا چند
آخر نقش حباب تاکے
او گفت شب وصال با من
خوش باش دلا عتاب تاکے
بر من نظرے بکن خدارا
در موسم گل حجاب تاکے

ساقی صبح است خواب تاکے
این نقش بروے آب تاکے
در شیشہ ز چشم شوق رندان
تا دوان عہد شباب تاکے
دادی برباد دین و ایمان
این بوسہ بحجاب تاکے
از آتش ہجر جان و تن سوخت
ای نرگس مست خواب تاکے
رعنا رہ یار گیر و بنشین

فالغرض تاجدار نے یہ اشعار عاشقانہ بصد سوز و گداز پڑھکر عرض کی حضور امیدوار ہون کہ مجھپر رحم فرمایئے بخوشی وصل قبول کیجیے مین بھی اپنے ملک کا تاجدار ہون طلسم کشا نے سب کو بلایا ہے مین بھاگا جاتا ہون پاس طلسم کشا کے جانا منظور نہین یقین ہے وہ مذہب کے بارے مین مزدرکے کیونکر ہو سکتا ہے کہ پوجے دوست خداوندون کو چھوڑون اور ایک کو قبول کرون ای ملکہ عالم اب جو مین نے تمکو بغور دیکھا پہچانا کہ حیرت جادو کی بہن ہو افراسیاب جادو قتل ہوا حیرت قید ہو گئین اور فوج میرے پاس بہت ہے لشکر کشی کر کے ملکہ حیرت کو رہا کرونگا طلسم کشا سے بدلا لونگا تمکو بادشاہ طلسم ہوشربا کرونگا ملکہ بہار گلشن نے اپنے اشارے سے جواب دیا کیون دیوانہ ہوا ہے طلسم کشا کے ساتھ وہ وہ سردار موجود ہین کہ جنکا قتل غیر ممکن ہے ایک اشارے مین تجھکو بھاگنے راستہ نہ ملیگا جنگل جنگل عمر بھر بھاگا بھاگا پھریگا اب بہتر تجھکو یہی ہے کہ جا کے حاضر خدمت ہو قدمبوسی اس شہریار کی قبول کر ورنہ تیرے لیے خرابی ہے افراسیاب ایسا شخص مارا گیا حیرت ایسی ساحرہ کو گرفتار کر لیا تیری کیا حقیقت ہے معلوم ہوتا ہے تیری موت دامنگیر ہے یہی شئے کی تہ بہرہ ہو مناسب یہ ہے کہ مجھکو رہا کر میرے ساتھ خدمت مین چل مین وعدہ کرتی ہون کہ طلسم کشا تجھکو سرفراز کرینگے ملک وہان اپنا لیکر چین کرے پھر بست اندازی کا ارادہ نکرنا ہر چند بہار عجز و انکساری کرتی تھی مگر تاجدار نہین مانتا آخر کار جب فاخر نے بست کیا

اور بہار نے یہ قہر و غضب تمام جواب دیا کہ او بچا تو ہمیں قتل کر مگر کسی قسم کا خیال دل میں نہ رکھ یہ
سنکر فاخر تاجدار نے ملازموں سے کہا کچھ پھول کچھ غنچے کچھ پتے درختوں سے توڑ کے لاؤ ابھی ایک
گلدستہ بنا کر سنگھا دونگا خل میرے مجھپر عاشق ہو جائیگی انکار بیگانہ کریگی سب ملازم اسکے دوڑ کے
اشیاے مذکور لا کے سامنے فاخر تاجدار کے یہ سب سامان رکھدیا فاخر گلدستہ بنانے لگا رنگ روے
بہار متغیر ہوا کہ حقیقت میں اگر یہ گلدستہ بن گیا اور اسنے مجھکو سنگھا دیا تو غضب ہوا پھر میں اپنے
ہوش میں نہ رہونگی دیکھیے تقدیر کیا دکھائے اس انتشار میں اشک حسرت آنکھوں سے جاری عالم بیقراری
قضاے کار نادرہ رنگیں پیرہن جو چلی تھی تخت پر سوار چالیس پچاس کنیزیں ہمراہ تخت اڑتے
ہوے آتی ہے نگاہ جو جمال بہار پر پڑی کہ زبان میں سوزن گرفتار رنج و محن سرنگوں کلیجہ خون
سامنے فاخر کے بیٹھی رو رہی ہے دیکھی بہار کو اس حال پر ملال میں نادرہ کا غصے سے
چہرہ سرخ ہو گیا دل میں سے خوب کیا او بچا تو کون ہے جو ملکۂ عالم پر یہ بدسلوکی کرتا ہے دیکھ میں آتی ہوں
یہ کہکر گولا مارا گولہ جو پھٹا دس پانچ ملازموں کے سر پھٹے گلدستہ ہاتھ سے فاخر تاجدار کے چھوٹا
تخت پر گر کے جلنے لگا نادرہ نے دو تین گولے ایسے مارے کہ خیمہ گرا گل غنچے جلنے فاخر تاجدار
اپنے مقام سے اٹھا کہا ارے اس گیسو بریدہ کو گرفتار کرو سب فوج والے بلوہ کر کے نادرہ پر
آ پڑے نادرہ لڑ بھڑ کر قریب بہار کے پہونچی اور زبان سے سوزن نکال لی بہار کی جو زبان سے سوزن
نکلی بہار نے اٹھتے اٹھتے چند سنگریزے اٹھا کر پھینک مارے تیر برسنے لگے دونوں نازنینان
مہ جبین آگے چالیس کنیزیں پشت پر وہ آگ برسائی کہ لشکر فاخر تاجدار تباہ ہوا شور فریاد و آہ
ہوا کچھ مارے گئے کچھ طرف صحرا کے بھاگے فاخر ہر چند پکارتا ہے کہ یارو کہاں بھاگے جاتے ہو
مجھکو اکیلا چھوڑے جاتے ہو کوئی جواب نہیں دیتا اگر کوئی ٹھہرا تو ہاتھ سے نادرہ یا بہار
کے مارا گیا بہار نے لڑتے لڑتے ایک نخل کو جو پایا اسکے سایہ میں ٹھہریں پھول اسکے توڑ کے
طرف فاخر کے پھینک مارے فاخر نے دیکھا پھولوں نے آنکھیں کھولیں طفلان غنچہ غوں غاں کرنے لگے حال
فاخر کے ہنستے تھے کبھی آوازے کستے تھے طائران صحرا ایک مقام پر ایک نخل پر آ بیٹھے فاخر سے
آنکھیں ملا کر یہ اشعار پڑھنے لگے

نظم

جفا چھوڑ دو کرو عادت وفا کی | تجو آخر خدائی ہے خدا کی
نہ شکوہ جور کا نے رحم کا شکر

مری عادت ہو تسلیم و رضا کی
بہار گل مبارک ہو عنادل
تلاش یار ہے جا بجا کی
کلاہ و تاج میں ہی نام کا فرق
کہا مانو بہت اب تو حیا کی
ترسے آ مجھے جان آئی مری جان
خدائی ہے کہ ہیں قدرت خدا کی
[illegible] بہرام

مرے جلتے ہوئے گر استخوان کھائے
چمن میں آمد آمد ہو صبا کی
پھنسایا طائر روح رواں کو
حقیقت ایک ہو شاہ و گدا کی
اڑائی خاک تک میری پس مرگ
میں سرکرچہ تھا قدرت خدا کی
کھلے نہ دن وہ سوتے ہیں شب وصل
مقرر آج رعنا نے قضا کی

بھی شتاب [illegible] بہا کی
اشتیاق [illegible] دیر و حرم ہے
رسائی ولیکن زلف رسا کی
خدا لوا ہو چکی آخر شب وصل
خدا ترسی نہ کافر نے ذرا کی
مسلمان رام ہو جائیں تیرے کے
اب انکے دل میں خوف بتی جا کی
یہ اشعار جو انکے طائروں نے

فاخر تاجدار [illegible] سے فاخر تاجدار نے بہ نگاہ غور طرف ان طائروں کے دیکھا کیا بہ گوش ہوش اشعار [illegible] کو سنا کیا جب طائر اشعار پڑھ چکے تب فاخر طرف بہار کے دو زانو ہاتھ باندھے ہوئے بیٹھا تا ہو دا کی کہ عالم میں تو تابعدار ہوں جو حکم ہو بجا لاؤں بہار نے آواز دی او گلفروش کہاں ہے پہلو سے نخل [illegible] سے ایک کنیز بیدازن کا زیور پہنے ہوئے ظاہر ہوئی ایک کشتی ہاتھ میں اسمیں چند ہار رکھے ہوئے [illegible] کنیز نے وہ ہار فاخر تاجدار کو پہنا دیے ہار پہنتے ہی فاخر اور زیادہ مبہوت ہوا ہاتھ باندھ کر منت کرنے لگا کہتا ہے کیا ارشاد ہوتا ہے بہار نے کہا نادرہ کے ساتھ جاؤ جس سے یہ لڑے اس سے لڑو جس سے معاملہ کرے اس سے ملو بہار نے نادرہ کو آواز دی اور نادرہ تمہاری مدد کو یہ ساتھ ہیں جس سے لڑوگی اس سے یہ بھی لڑینگے ہر حال میں تمہاری مدد کرینگے انکو ساتھ لیکر قریب کوہ بلند کے جاؤ یقین ہے خواجہ عمرو بھی وہاں پہنچے ہوں اور میں بھی آتی ہوں فاخر تاجدار چمرتا ہوا ملکہ نادرہ گل پیرہن کے ساتھ ہوا ملکہ نادرہ او فاخر تاجدار سحر میں بہار گلعذار کے مسحور ہو کر طرف کوہ بلند کے روانہ ہوئے لیکن خواجہ عمرو یہ خبریں دریافت کرتے ہوئے قریب کوہ بلند کے پہونچے دیکھا سہمناک جادو ساٹھ ستر ہزار ساحروں سے درہ کو پر آپڑا ہے نادم و خدمتگار پھرتے ہیں خواجہ عمرو ایک گوشے میں [illegible] ٹھہرے کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا ایک بہیلی آتی ہے اسپر ایک نازنین شوخ و شنگ لباس فاخرہ پہنے ہوئے جو آگے بہیلی پر سوار ہے [illegible] بہیلی کو آتا ہوا خواجہ عمرو نے زنگ روغن

عیاری کا لگایا ایک فقیر کی صورت بنکر سوال کیا کہ بابا بھلا ہو کہان جاتے ہو بہلی ہنکاتا آتا تھا
ہنسکر کہا بی گلشن زوجہ سہمناک کی مجرائی واسطے مجرے کے جاتی ہین چوبدار آگے بڑھ گیا اسوجہ
سے جاتی ہین خواجہ عمرو نے کہا بی گلشن عجب ایک تماشہ ہو ذرا دیکھ لو تو جاؤ سانپ اور نیولہ
لڑ رہا ہو جسدم سانپ کاٹتا ہو نیولا اُٹھکر آتا ہوا قریب ایک درخت کے جاتا ہو اُسکی پتی کھا لیتا
ہو پھر آکے سانپ سے لڑتا ہو گلشن کمسن ہو اُسکو از حد اشتیاق ہوا فورا بہلی سے کود پڑی کہتی
ہوئی چلی بڑے میان صاحب کہان سانپ نیولا ہین تو دیکھون خواجہ عمرو اُسکو لگا کے ایک
کونے مین لائے حباب مارکر بیہوش کیا اسکو تو نذر زنبیل کیا آپ اُسکی شکل بنکر بہلی پر سوار ہوے
کہارے چلو دو عورتین ساز لیے بیٹھی ہین اُنھون نے پرچھائین کیا دیکھا اُسنے کہا ارے بڈھا جو تھا
تھا میرے سینے پر ہاتھ رکھتا تھا جب مین بہت خفا ہوئی تو وہ بڈھا طرف جنگل کے ہنستا ہوا بھاگ
گیا نگوڑا اطوق آمار یقینا کوئی ٹھگ تھا یہ باتین کرتے ہوے خواجہ چلے آخر لشکر سہمناک جادو مین
بہلی آئی کمیدان رسالدار ویگر آوازے پھینکنے لگے کوئی کہتا ہو اے جان جان ذرا ہمسے نگاہ
ملاؤ کوئی کہتا ہو ذرا ادھر دیکھو کوئی کہتا ہو تیرے اشتیاق مین راتین ہجر کی تڑپ تڑپ کے کاٹین
کالی کالی راتین نہین کٹتین خواجہ عمرو ایک ایک کو جواب دیتے ہوے جاتے ہین کسی کو جواب
دیتے ہین آنکھین تیری بند ہو جائینگی کسی کو جواب دیا ارے صورت تو اپنی بنوا تجھ ایسے سیکڑون مرتے
ہین ہم کب خیال کرتے ہین اپنے مقام پر جاکے بیٹھو جو روکی تو خیر لو آٹھ پہر دروازے پر کھڑی رہتی
ہو راہگیرون سے نگاہین لڑاتی ہو کب کسی سے شرماتی ہو اس طرح کی باتین کرتے ہوے در باغ
سہمناک جادو پر پہونچے چوبدار حاجب دربان در باغ پر حاضر ہین چند کنیزین چمکتی ہوئی اندر سے
آتی ہین سپاہیون کو براے کار و بار ضروری پکارتی ہین کوئی غل مچاتی ہو ارے بدھو دوڑتا
دان گیا پان اور الایچیان بیٹھ لایا کارخانے مین خاک اُڑ رہی ہو خواجہ جو بہلی سے کودے
کنیزین قریب آگئین کہتی ہین اری گلشن کہان تھی خوب آجکل مجرے کرتی ہو خواجہ سب کو جواب
دیتے ہوے اندر باغ کے آئے دیکھا باغ بہشت آئین گلہاے رنگا رنگ وشگوفہ ہاے بوقلمون سے
آراستہ و پیراستہ نہرین موج مار رہی ہین حباب شکل چشم معشوق شناوری کر رہے ہین گویا چشمے نے
پردے نظارہ حال گل و بلبل آنکھین اُٹھا دی ہین تماشاے گلشن دیکھنے مین معروف طائر آشیانون

سے چمک رہے تھے یعنی اسقدر روشن ہو کہ دن سے بہتر خواجہ عمرو تماشا دیکھتے ہوئے صحن باغ میں
آئے دیکھا فرش عمدہ بچھا ہے سہمناک جادو مسند پر بیٹھا ہے گلشن شوخی کو دیکھکر بیقرار ہو گیا
پکار کے آواز دی صاحب آؤ تمھارا انتظار تھا تمھارے نہ آنے سے بہت بیقرار تھا خواجہ عمرو سلام کرکے
سامنے بیٹھے سہمناک جادو نے اشارہ کیا کہ بی گلشن آج تو تم کئی دن کے بعد آئی ہو چاہیے
کہ کچھ گاؤ خواجہ عمرو نے ان دونوں عورتوں کو اشارہ کیا کہ ساز ملاؤ انھوں نے ساز ملائے

خواجہ نے یہ غزل گانا شروع کی غزل

یار شب وصل خفا ہوگیا	غم سے یہان حشر بپا ہوگیا
وا جو ترا بند قبا ہوگیا	عقدہ مرے دل کا بھی وا ہوگیا
کس سے کہون گرمی داغ فراق	سینہ جہنم سے سوا ہوگیا
شکوہ صیاد نہ کر عندلیب	دام سے یان کون رہا ہوگیا
رنگ شفق روے فلک پر نہین	عکس نگن رنگ حنا ہوگیا
کم مجھے برزخ سے نہین زندگی	موت سے آگے ہی فنا ہوگیا
وصل کو تب سمجھے ہوا جب وصال	عقدہ یہ حل بعد فنا ہوگیا
کام کیا اسکی نگہ نے تمام	مین ہدف تیر قضا ہوگیا
وصل کی حسرت مین ہوا ہو وصال	درد مرے حق مین دوا ہوگیا
تجھے نہ رعنا کی کبھی لی خبر	وہ اسی حسرت مین فنا ہوگیا

اس طرح یہ غزل خواجہ نے گائی کہ سہمناک تعریفیں کرنے لگا کہتا تھا اے گلشن آج تیرے باغ حسن
پر بہار ہے جلوہ دیکھکر دل بیقرار ہے خواجہ نے رنگ تماشا دکھایا سہمناک نے کہا اے جان جہان دل آرام
دل عاشقان زیادہ نہ ترساؤ جلوہ تنہائی مین دل بیقرار ہے یہ قول مصنف یعنی منشی احمد حسین قمر کلام

دکھا کے زلف جو کل شب کو وہ روانہ ہوا	اندھیری گور کی صورت غریب خانہ ہوا
فراق چشم مین آنکھین ہوئین ہماری کور	اک آنسوون کے بہانے کا بھی بہانہ ہوا
شب فراق نے مارا تمھارے عاشق کو	اجل کا مفت مین اک جان جان بہانہ ہوا
قمر نے آہ جو کھینچی پلک پڑے آنسو	صدا جرس کی سنی قافلہ روانہ ہوا

کبھی یہ اشعار پڑھتا ہو کبھی غش میں کرتا ہو آخر چند کنیزون سے اشارہ کیا کہ اسے سرکش کو سمجھاؤ
مین کس کس طرح کہتا ہون یہ ظالم نہین مانتی خواجہ نے ہاتھ باندھکر کہا حضور آپ کی زوجہ آتی
ہونگی وہ مجبر آتے ہی طعن و تشنیع کرینگی یہی فرمائینگی کہ کیون گلشن تو نے ہمارا بھی خیال نہ کیا ذرا
کہنے والے نے کہا اور تو راضی ہو گئی سہناک جادو کہتا ہو آج تیسرا دن ہو مین نے کہلا بھیجا تھا
کہ جلد آؤ ابھی تک وہ نہین تشریف لائین نہین معلوم کس کام مین پھنسی ہوئی ہین خواجہ عمرو نے ہنسکر
کہا وہ ضرور آئینگی نہین معلوم کیا رنگ لائینگی آپ اُنکے مزاج سے خوبی آگاہ ہین اور پھر آپ یہ فرماتے
ہین کنیزون سے کہا اچھا جو تم نہ مجھے سمجھاؤ اب سمجھائی ہو اُنکے سامنے ہرگز نہ آؤنگی بھاگ بھاگ کر
چھپونگی زنانہ منھ سے نکلیگا کہ گلشن انکار کرتی تھی ہم لوگون نے سمجھا کر راضی کیا کنیزین کہتی ہین
اری گلشن اب زیادہ باتین نہ بنا شہنشاہ کے ساتھ خلوے مین جا دیکھ کیا فرماتے ہین خواجہ عمرو کے
خیال مین آیا اب چلکر اسکو بیہوش کرون اپنا مطلب نکالون یہ سوچکر اپنے مقام سے یہ کہتے ہوئے
اُٹھا ہو مین تمھارا کہنا مانتی ہون لیکن میرے روزگار مین فرق نہ آئے سہناک جادو نے کہا اری
گلشن اگر ملکہ عالم تجھکو چھڑا دینگی تو مین گھر بیٹھے تنخواہ بھجوا دونگا پھر وہ کیا کرینگی تڑپ تڑپ کے مرینگی
گلشن نے کہا مین حاضر ہوتی ہون کنیزون سے اشارہ کیا چند گلابیان شراب کی و چند کشتیان کباب
کی اوس کمرے مین رکھ آؤ شاید ضرورت پڑے کنیزون نے دو گلابیان مے ارغوانی سے معمور کرکے اُسی کمرے
مین رکھ دین دو تین کشتیان کباب کی بھی رکھ آئین گلشن نقل خرامان سامنے اُس کمرے
کے آئی ہر مرتبہ آواز دیتی ہی حضور مین آتی ہون ذرا ہوشیار رہیے سہناک جادو کہتا ہے
اری گلشن تم تو بیدم اشتیاق بڑھاتی ہو آؤ ہمارے پاس بیٹھو ہم بہت بیقرار ہو رہے ہین کئی دن
بعد آج آئی ہو ہم دو روز آدمی تمھارے یہان بھیجتے تھے مگر تمھارا جواب باصواب ملتا تھا کر جا بجا چری
مین گئی ہین چاہتے ہین خواجہ کہ کمرے مین جائین کہ بیرون باغ سے فریاد و الامان کی صدا آئی
ایک کی آواز دیتا ہو اے شہنشاہ جلد دوڑیے میرا نوجوان بھائی مارا گیا کوئی پکارتا ہو اے میرے جوان
بیٹے کو مارا کوئی پکارتا ہو اے اک برس رہیو کوئی پکار کر آواز دیتا ہو اے پتھر بھی برس رہے ہین
قیامت برپا ہو گئی ہو شہنشاہ سہناک اسقدر غافل رہنا بہتر نہین ہو عیش و عشرت ہو چکے اب
اپنے نوکرون کی خبر لیجیے زیادہ پریشان نہ کیجیے تھوڑے عرصے مین سارا لشکر آپ کا تباہ ہو جائیگا

یہ آوازین سنکر سہمناک نے مقام سے تڑپ کر اُٹھا کہا کہ گلشن مین آتا ہون دیکھون یہ کیا معرکہ ہی
کسنے لشکر کو لوٹ لیا کسنے آگ برسائی ہرچند کہ عمر نے چاہا اور کون شراب پلاؤن سہمناک نے زکا
اُٹھا گھبرا کر باہر آیا خواجہ بشکل گلشن پیچھے پیچھے باغ سے نکل کر چلے سہمناک نے دیکھا کہ لشکر پر
پتھر برس رہے ہین ایک طرف آگ برس رہی ہی ایک طرف ہوائے گرم چل رہی ہی نگاہ اُٹھا
کے دیکھا کہ ایک طرف نادرہ گلگون پوش چہرہ تمتمایا کان مین لگا ہوا ایک جانب ایک مرد
تاج سر پر گولے فوج کو مار رہا ہی اُس مرد کو سہمناک نے للکارا کہ میرے اہل فوج نے تیرا کیا لیا ہی یہ
کہکے تاجدار پر گولا مارا تاجدار نے گولا ہاتھ مین روک لیا اُسکی فوج پر پھینک مارا کئی سے
جوان مرکر گرے کئی گولے سہمناک نے فاخر تاجدار پر مارے فاخر نے گولا روک لیا اور
وہی گولا اسی کی فوج پر پھینکا غضب کا جوان مرکر گرے فریاد فریاد کی صدا بلند ہوئی ہر ایک اہل فوج
دردمند ہوا دور سے نادرہ نے جو دیکھا کہ سہمناک نے دو چار گولے ایسے مارے کہ فاخر زخمی ہوا
پھوٹنے لگا نادرہ جا پڑی سہمناک کو للکارا کہ او نامرد یہ کیا کیا تو نے عاشق جان بہار کو
زخمی کیا اب میرے ہاتھ سے کیونکر بچیگا سہمناک حیران ہوا کہ زوجہ کو میری کیا ہو گیا کیون اسقدر
مجھ پر غصہ کرتی ہی یہ تو بالکل میری جان کی دشمن ہی اگر فاخر تاجدار نے دس کو قتل کیا تو اسنے پچاس کو
قتل کیا چالیس کنیزین پشت پردہ بھی سحر کر رہی ہین صحرا مین لاشے تڑپ رہے ہین ہزار ہا ساحر
کا لاشہ پڑا ہی نادرہ چاہتی ہی بڑھ کر سہمناک سے مقابلہ کرون اگر مین پڑے تو سر کاٹ لون
افسران فوج بڑھ بڑھ کے روکتے ہین اُدھر سحر کر رہی ہی صدہا کو قتل کیا مگر گلشن نقلی یعنی خواجہ
جب یہ ہنگامہ دیکھا دروازے پر باغ کے کھڑے رو رہے ہین اُدھر سے باغ کے کنیزین دوڑین
ایک کنیز انہین سے سوسن نامے ازاربند مین گچھا کنجیون کا بندھا ہوا گھبرائی ہوئی نکلی یہ کہتی ہوئی
کہ ورے یہ کیا قیامت ہی زوجہ کیون شوہر کی دشمن ہو گئی اور یہ کس تاجدار کو ساتھ لائی ہی
یہ کیون سہمناک کا دشمن ہی معلوم ہوتا ہی یہ تاجدار بی بی نادرہ پر عاشق ہی عاشق معشوق
دونون صلاح کرکے آئے ہین سہمناک کیونکر بچیگا عمرو نے کہا کہ سوسن یہ کنجیان کیسی ازاربند مین
باندھے ہی اور شعلہ خوار آتشخو شیطان بچہ جسکو افراسیاب نے قید کرکے بھیجا
تھا اُسے سہمناک نے کہان قید کیا ہی بی سوسن کنجیان کچھ معلوم ہے سوسن نے کہا کہ بی

گلشن وہ ایسی سختی سے قید ہو کر قید خانے سے نکل نہیں سکتا سامنے جو کمرہ ہے اُس باغ کو ٹھے
لوٹی جائے ایک میز بچھا ہے اُسکو ہٹائے میز کے نیچے وہ نقب ہے اُس نقب میں جائے خوفناک
سہمناک کا بھائی راہ میں نگہبان ہے ایسا کوئی ہو کہ خوفناک کو مارے سامنے دروازہ ہے وہ کھلیگا
تب دیکھے کہ سامنے شعلہ خوار رسن میں بندھا بیٹھا ہے گرد اُسکے اُسکے ساتھ والے اُسی کے ساتھ بندھے
بیٹھے ہیں چلے جا کے شعلہ خوار کو رہا کرے جب بندھن ٹوٹیں گی سب رہا ہو جائیں گے اگر وہ نکل آئے
تو بی نادرہ اور زمین تاجدار کی کیا حقیقت ہے انکو نکال کر پھر باندھنے ایک گرز ... نہ چھوڑے کون
ایسا ہے جو وہاں تک جا کے سہمناک کے تو اسوقت ہوش درست نہیں زوبہ کو اس حال میں دیکھکر
پریشان ہو رہا ہے اور طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ نادرہ بہار کے سحر میں مبہوت ہے لڑکا کان میں لگا
ہوا پھر گلشن اس سبب بلا تین سحر بہار کی ظاہر ہیں وہ اپنے ہوش میں نہیں ہے اور سہمناک
اُس سے لڑنے گئے ہیں وہ تاجدار بھی باپ نے ہے یہ دونوں اپنے ہوش میں نہیں ہیں سہمناک کی
جان کو سامری و جمشید بچائیں یہ سنکر خواجہ باتیں کرتے کرتے اُسکے پاس سے ہٹے کوٹھے پر پہونچے
میز کو ہٹایا دیکھا نقب نما ہے پہلے خواجہ نے رنگ و روغن عیاری کا نکالا سہمناک کی شکل بنکر تیار
ہوئے نقب میں چلے خوفناک بیٹھا ہے اُنسے جو پاؤں کی آہٹ سنی پکار کر آواز دی کہ یہ کون آتا ہے
خبردار آگے نہ بڑھنا یہ طلسم بقیہ شعلہ خوار آتش خوار ہے عمرو نے جواب دیا کہ ہے بھائی میں ہوں سہمناک
تمہارا بھائی یہ کہکے سامنے خوفناک کے آئے خوفناک بیٹھا جھوم رہا ہے خواجہ جاکر پاس بیٹھ گئے
کہا بھائی تمنے سنا بڑا غضب ہوا بھائی سچ تمہاری نادرہ سحر بہار کے مبتلا ہو گئی ہے ایک
تاجدار کو ساتھ لائی ہے دونوں نے ملکر ہزاروں کو قتل کیا دروازے پر باغ کے لاشوں کا انبار لگا ہے
ہزار ہا لاشہ تڑپ رہا ہے اگر مناسب ہو تو ساتھ چلو نادرہ پر سے سحر اتارو اُس تاجدار کو قتل کرو
خوفناک نے کہا کہ سحر بہار اُتارنا کتنی بڑی بات ہے ایک اشارے میں سحر اتار دونگا اور اُس
تاجدار کو قتل کرونگا عمرو نے جلدی میں جام شراب کا بھر کر کہا بھائی ایک جام شراب تو پی لو کہ تاکہ
تسکین ہو اگر یہ نہ کرو گے تو سحر کیونکر اتارو گے بھائی میں بہت پریشان ہو رہا ہوں کہ سارے
نادرہ پر بلوہ کیے ہو ... بڑے بڑے ساحر فوج میں ہیں ایسا نہ ہو کہ کسی کا سحر پڑ جائے اگر وہ
قتل ہو گئی تو مجھے کیسا ملال ہوگا ہر وقت اُسکی تباہی کا خیال ہوگا یہ کہکے جام ہاتھ میں خوفناک کے دیا

خوفناک کے پہلو مین ایک چھوٹا سا محل لگا ہی اسپر ایک طائر بیٹھا تھا جیسے ہی خوفناک نے جام ہاتھ مین لیا طائر نے جسکا را انتظار ھو کر یہ اشعار پڑھنے لگا۔ نظم

ہجر جانان مین جی سے جاتا ہی

بس یہی موت کا بہانا ہی
پھر عدم جیسے کیجے امان
ہمکو وحشی اگر بنانا ہی
یاد دلوائے داستان وصال
رنج فرقت اگر بھلانا ہی
کہان جاتی ہی جس جگہ سب کی
تھی ہیرے کی ہمکو کھانا ہی
رکھ کے زانو پہ سو رہو سر کو
ایک دن خاک ہی مین جانا ہی

کیون نہ برسائین اشک دیدۂ تر
کچھ عجب طرح کا زمانا ہی
گر بیان غیر سے وہ کرتے ہین
عاشق زار کو رلانا ہی
سر جھکا کیون دوبار کے در پہ
اسی کوچے مین اپنا جانا ہی
کوئی دم مین عدم کو ہون راہی
کسل شب کا اگر ستانا ہی

آتش عشق کا بجھانا ہی
چشم آہو صفت کو کیجے چار
رشک سے کیا ہمین جلانا ہی
رکھ دلا روز و شب امید وصال
اپنے کعبے کا آستانا ہے
درد مند ان کے عشق مین اکثر
آ اگر تجھکو اب بھی آنا ہی
طاقت ہی نہ چھوڑنا رعنا

یہ اشعار جو طائر نے پڑھے خوفناک طائر سے نگاہین ملائے رہا بغور یہ اشعار سنا کیا جب اسنے مصرع آخر پڑھا کہ ایک دن خاک ہی مین جانا ہی خوفناک نے جام ہاتھ سے پھینک دیا اور پکار کر آواز دی او ساربان زادے تیری ذات کے سارے فتور ہین کہ بھائی صاحب زد جد سے اپنی لڑ رہے ہین عمرو نے چاہا کہ خنجر مارون اسنے سحر کیا کہ خواجہ لڑکھڑا کر زمین پر گرے اسنے گرفتار کیا کشان کشان لیکر نقب سے نکلا کہتا ہوا کہ ارے او ظالم افراسیاب نے مجکو اس مقام پر مقرر کیا تھا سحر یہ مجکو دمبدم خبر دیتا تھا تو گلشن کی شکل بنا اس وقت بھی میرے سحر نے مجکو خبر دی کہ عمرو آیا گلشن کو بیہوش کیا تو نے مجت مین اسکی اٹھا کھانے وہ چہرے اور پر مائل ہوا مین یہان ہنس رہا تھا سوچتا تھا کہ جب عمرو اسکو بیہوش کرنے لگے گا اسوقت جاکے گرفتار کرونگا تو میرے پاس پہنچا میری ہی فکر مین آیا اب تجکو ابھی چلکے قتل کرتا ہون نقب سے نکلا کنیزین دوڑین پکارتی ہوئین کہ میان خوفناک صاحب آپ نے کیون تکلیف فرمائی بھائی صاحب آپ کے زد جد سے جنگ کر رہے ہین بی نادرہ نے نصف لشکر کا خاتمہ کر دیا لاشون سے میدان بھرا ہی ہر مرتبہ چمک چمک کے شوہر پر آتی ہین معلوم ہوتا ہی کہ ابکا سحر خالی نہ جائیگا مگر آپ کے بھائی صاحب اپنے کو سحر سے بچا سکتے ہین ورنہ اب تک اسے خاتمہ کر دیا ہوتا خوفناک نے کہا مین نے

آج اس شخص کو گرفتار کیا جس سے کہ افراسیاب کی جان پر بنی تھی الغرض عیاران افراسیاب
بر کمین اسی غم میں آئے اپنی جان دی اس ظالم کو قتل کروں ابھی چل کے سحر آتا ہے یہ عمرو کو کھینچتا ہوا ایرن
باغ آیا دیکھا کہ جنگ ہو رہی ہے نادرۂ گلگون پوش طرہ کمان میں بجوش و خروش لڑ رہی ہے
سہمناک بھاگ بھاگ کے اپنی جان بچاتا ہے جب نادرہ نے سحر کیا پھول برسے جس پر پھول
پڑ گیا اور بو دماغ میں پہونچی وہ مبہوت ہوا گریبان پھاڑا اور یہ اشعار پڑھنے لگا نظم

پیسہ اوڑھ لچک بار جو موباف زری ہے	اس شوخ میں یہ عالم نازک کمری ہے
ساغر میں چھلکتی ہے شراب ایسلئے ساقی	شوخی میں وہ ڈوبی ہے شرارت میں بھری ہے
چلنے میں چھلاوا ہے تو تسخیر میں جادو	یہ مردمک چشم ہے لیلی کہ پری ہے
اک جلوہ دکھا جاتی ہے پھر کر نہیں آتی	ثابت نہیں سایہ ہے جوانی کہ پری ہے
خلقت میں ہر اک چیز کو بھی فرد ہی بنایا	خلاق اسی واسطے شرکت سے بری ہے
دل دادہ آن آنکھوں پہ غزالان حرم ہیں	رفتار سے پامال اگر کبک دری ہے
کیا چھائی ہے فرط تعلق ہجر میں حیرت	لب پر نہ تو نالہ ہے نہ آنکھوں میں تری ہے
ہر چند ہے وہ چشم سیہ صورت آہو	چیتے کی طرح سینہ پہ سفاک جری ہے
رخصت نہیں گر باد بہاری کی چمن سے	پُر درد یہ کیوں نالۂ مرغ سحری ہے
رہتی ہے موئے پر بھی مجھے یاد تمہاری	ہر چند ز خود رفتگی و بے خبری ہے
دل سے مرے پوچھے کوئی حال نظر یار	آنے میں وہ بجلی ہے کہ جانے میں پری ہے
دیکھی نہیں بجلی میں بھی ہے یہ شرارت	کیا کوٹ کے شوخی تری رگ رگ میں بھری ہے
مجھ آپ سے تڑپا میں رعشۂ تہ خنجر	مجبور ہے بندہ یہ خطائے بشری ہے

چہار طرف ان اشعار کا ہنگامہ ہے کوئی رو رہا ہے کوئی پیٹ رہا ہے کوئی گلا کاٹتا ہے نادرہ نے تمام
لشکر کو دیوانہ کر دیا جس نگاہ سحر آگین ڈالی اور طرۂ کمان سے ہلایا پھول برسنے لگے طائر جا بجا
درختوں پر زمزمہ سرائی کر رہے ہیں بعض طائر اڑ کر سر پر سہمناک کے آتے ہیں اور مثل
انسان کے پکارتے ہیں کہ اے سہمناک اسقدر نہ گھبراؤ ہوش میں آؤ سہمناک اسی طرح
جنگ کر رہا ہے کہ خوفناک نے پکار کر کہا بھائی صاحب آپ ہٹ جایئے نادرہ کو قریب آنے دیجئے

جب سامنے آئے تو مین عمرو تارون سہمناک تو ایک جانب بنا خوفناک نے ایک لکہ ابر بنایا
اُس لکہ ابر کو نادرہ پر گرایا نادرہ لکہ ابر مین بند ہوئی اور باقی بھی برہن سا اڑ دو درے جو فاخر
تاجدار نے یہ معرکہ دیکھا بیقرار ہو کے دو شاہ گارتا ہوا اکاو بچھایا تو کون ہے کہ جو ملکہ پر یہ بدعت کرتا ہی
یہ کہکے ابر پر گولا مارا گولا قریب لکہ ابر پہونچا تڑپ کے نادرہ ابر سے نکلی نکالو گولے کو روکا روک کر
فاخر تاجدار پر پھینک مارا فاخر تاجدار کے سر پہ گولہ پڑا کہ سر فاخر کے ہزار ٹکڑے ہوئے خوفناک نے
قریب نادرہ آکر وہ طرہ کان سے نکال لیا کہا اے ملکہ عالم یہ طرہ تمہین نازیبا ہے جیسے ہی طرہ کان
سے نکلا نادرہ کو ہوش آگیا کہا بھائی صاحب مین تو اپنے شوہر کی ملاقات کو آئی تھی یہ لڑائی کس
سے پڑی فوج کو کسنے قتل کیا خوفناک نے کہا کہ بھابی صاحب فوج مین بلوہ ہو گیا تھا آپس مین
لڑی چند قتل ہوئے دیکھو شوہر کا تمہارے کیا حال ہے نادرہ نے آکر سہمناک کا ہاتھ تھام
لیا کہا صاحب جس وقت نامہ تمہارا پہونچا ہم اُسی وقت سوار ہوئے تمہاری ملاقات کو آئے
چلو باغ مین چلو چلکر بیٹھو خوفناک نے بڑھکر کہا کہ بھائی صاحب ایک خوشخبری سُناتا ہون کہ
عمرو عیار کو گرفتار کیا نادرہ یہ خبر سنکر بہت خوش ہوئی کہا آج وہ شخص گرفتار ہوا کہ جس سے
افراسیاب بھی تنگ تھا ہزارون مرتبہ افراسیاب کو اس ظالم نے دھوکا دیا افراسیاب
پریشان تھا آخر لوبڑ کے اپنی جان دی اسکو ابھی قتل کرو میدان خونی کی تیاری ہو نادرہ سہمناک
و خوفناک کے ساتھ اندر باغ کے آئی کنیزون نے دارین اشارہ کین چند زنگی خنجر برہنہ لیکر
حاضر ہوئے خوفناک نے عمرو کو اُنکے سپرد کیا اُنہون نے عمرو کو کھینچا عمرو بہت تڑپے پھڑکے
جب زنگیون نے کھینچ کر سامنے خوفناک کے بٹھایا ایک زنگی نے گردن پر تولے کا خط کھینچا خنجر چمکا کر آواز دی
اے خوفناک بھمکر حکم دیجیے تو سگا مارون کہ ایک ہی ہاتھ مین سر تن سے جدا ہو خوفناک نے طرف
سہمناک کے دیکھا کہا کہ کیون بھائی کیا حکم دیتے ہو سہمناک نے کہا کہ فوراً قتل کرو زنگی خنجر
چمکانے لگا عمرو نے بیقرار ہو کر آواز دی کہ اے معبود حقیقی و اے رب تحقیقی اس بلا سے نجات دے

نظم

اپنا تو یہ اعتقاد ہے

مساز رغبت و الفت بغیر حق باکس	کہ از تمام خدائی فقط خدا ایست بس
نشد چو بندۂ نادان بہ بند حرص و ہوس	چو مرغ بازشیا یہ برون ز کنج قفس

ز عمر خویش بہر ماہ و سال و ہر شب و روز / بذکر و فکر خداوند شغل گیر یک و نفس
چو خوابگاہ تو آخر بہ بستر خاک است / چہ حاجت است جلوس تو بمسند اطلس
بہ نیم رخت مخور زر و سیم چون مسکین / دران زمان کہ گذشتی ز دست کس نرسی
سخی بخورد و بہ بخشید و مال با خود برد / بہ برد و ہیچ نبرد از جہان بخیل اخس
بدست خویش بدہ آنچہ سیم و زر داری / ز بعد مرگ تو ندہند بہر تو یار خسی
غنیمت است و سہ چیز زندگانی تو / چو وقت رفت نیابد بدست تو واپس
بخود جلوہ خود نذر حق ہر چہ وارسہی / منور است ز نور خدا چہ پیش و چہ پس
درست تحفہ این نظم پارسی ہندی / ابلہ ز نذر نبرد فرشتہ یار سپس

عمرو نے جو ایک گردنا کی جلاد نے چاہا ٹرہو کر خنجر مارون آسمان سے ایک پھول گرا کر جلاد جلنے لگا
دوسرے جلاد پر بھی پھول گرا دہ بھی جلکر تمام ہوا دونون جلاد جب جل گئے اور دہ طرف آسمان
کے دیکھا کہ ملکہ بہار جادو آسمان پر ٹھہری ہی ہین پھول پھینکتی ہین نادرہ نے جھولی پر ہاتھ ڈالا
خوفناک نے پکار کر آواز دی کہ او بہار یہ ہزارہا کا خون تیری گردن پر ہی اور پہونچا آگئی ہم خوفناک
یہ کہکے نادرہ کو ہٹا کر گولا مارا بہار نے گولا کاٹا مقابلے مین خوفناک کے آ گئی آپس مین
سحر چلنے لگا خوفناک نے کئی گولے مارے بہار نے گولے دفع کرکے جھولی پر ہاتھ ڈالا
ایک گلدستہ نکالا خوفناک پر پھینک مارا تینون جادوگر نادرہ و خوفناک و ہمناک نے چاہا کہ
بہار پر ملکر سحر کرین ایک طرف سے نعرہ ہوا آگئی ہم ملکہ مخمور سرخ چشم والا مخمور ہمناک کے
مقابلے مین آئی ایک طرف سے نعرہ ہوا آگئی ہم باغبان قدرت باغبان نے نادرہ کو للکارا
کہ او گیسو بریدہ کہان جاتی ہے بہار نے تجھے کس کام کو بھیجا تھا اُس کام کو بھولی یہ کہکے تار سحر
کھینچ ماری نادرہ کے سینے کو توڑ کر پار گذری نادرہ گری نادرہ کا جو کام تمام ہوا ہمناک
نے جو لاشہ زوجہ کا دیکھا فوج والون کو آواز دی کہ ارے اس ظالم کو گھیر کر مار لو فوج نے باغبان
کو گھیر لیا بہار نے جو گلدستہ خوفناک پر مارا پھول برسنے لگے عندلیبان خوشنوا نے
چہچہے کیا پکار کے مار کر یہ اشعار پڑھنے لگے نظم

خرم و معمور ہو نئی جیسے بستان درد و غم کیونکر کرین / وہ خفا جس بات سے ہووے وہ ہم کیونکر کرین

بھاؤنگا سر کاٹ کر اُسکا خدمت مین ملکہ کی لیجاؤنگا ملکہ مخمور الگ ہوئین بہمناک نے جو بھائی
کو گستاخ پایا گرد پھینک مارا آواز دی بھائی صاحب لیجیے اب بچے تو آپ کو معلوم ہو خوفناک
کہا کہ مخمور نے کوئی سحر عمدہ تیز نہ کیا نہین تو انکو حال معلوم ہوتا بھائیون مین گولے چلنے لگے ایک نہ
ایک سحر روکنے لگا ان دونون کے سحر سے فوج والے جل رہے ہین درختون سے شعلے نکل رہے ہین
شل ہیمۂ خشک جل رہے ہین اہل فوج خوف سے دونون بھائیون کے عرض کرتے اپنے کو
قتل کرا رہے ہین خواجہ جو چھوٹ کر بھاگے اُس نقب مین پہونچے اندر نقب کے جاکے دیکھا
دروازہ کھلا ہوا ہی سامنے شعلہ خوار آتشخوار بیچ مین اپنے بھائیون کے بیٹھا زنجیرین ہلا رہا ہی خواجہ
کو دیکھکر خوش ہوگیا پکار کر آواز دی کہ ای مہربان آپ کہان تھے کہ غلام مدت سے اس مقام
پر قید ہی میری چوٹی جو زنجیر سے چھت کی بندھی ہی برف اسکو کھول دیجیے عمرو نے کہا ای شعلہ خوار
آتشخوار ابھی تمھین تکلیف اُٹھانا پڑیگی باہر دونون بھائی لڑ رہے ہین انکا علاج واجب و لازم ہی
شعلہ خوار نے کہا کہ یہ دونون کیا چیز ہین افراسیاب کو ایسا حیران کرون کہ اپنی جان سے
عاجز آجائے عمرو نے کہا کہ افراسیاب اب کہان ہر جہنم مین پہونچا مین تمام تمھاری رہائی
کو آیا بیچ مین ساحرون نے روکا قتل کا میرے ارادہ کیا مخمور و بہار و باغبان ساتھ آئے ہین
بھی لڑ رہے ہین مین یہان آیا تمھین چھڑانے کی فکر مین ہون عمرو نے جھپٹ کے چھت کی زنجیر سے
چھت کی لپٹی چٹیا شعلہ خوار کی کھولی شیطان بچہ تڑپ کے اُٹھا آواز دی ہان بھائیو ہمو سب
ساتھ والون کی رسیان توڑین خواجہ سے کہا کہ آپ جائیے مین آتا ہون عمرو نے کہا کہ نہین تم بھی
ساتھ چلو شعلہ خوار نے جواب دیا کہ اُستاد آپ سے کبھی خلاف وعدہ نہ کرونگا مدت سے آپکا کھانا نہین [illegible]
عمرو نے دو شعر گنگنا کر سامنے شعلہ خوار کے گائے وقت کو دیکھکر جو تاثیر لگا تھی شعلہ خوار جنھنے
ایک گوشہ سامنے تھا شعلہ خوار نے اُسکا قفل توڑ کہا خواجہ یہ قید خانے کا مال ہی یہ تو
آپ کی نذر ہی اور بھی حاضر کرونگا کیا افراسیاب مارا گیا کئی خزانے ایسے ہین کہ سوا اسکے
میرے انکو کوئی نہین جانتا ہی چلکر بتلاؤنگا خواجہ نے جو دروازہ کھول کر دیکھا جواہرات سے
کھلونے اُسمین بھرے ہین اور ایک جانب توڑے اشرفیون کے برابر چنے ہوے ہین
خواجہ بہت خوش ہوے جال الیاسی زنبیل سے نکالا شعلہ خوار نے کہا بھی مین اپنے ملازمون کو

حکم دو جہان گئے وہان بموجب دین خواجہ نے کہا کہ بار برداری میرے ساتھ ہے کہکر جال الیاسی
نکالا اور یہ کہکر کھینچ مارا کہ ای جال جنجال ہوکر گریو بالشت بالشت بھرتی بھی نہ چھوٹنے پائے جال
جو پڑا سب کھلونے اور توڑے اشرفیون کے کھینچکر زنبیل مین رکھے فرماتے جاتے ہین دادا جان یہ بھی
ہمارے دوست نے یہ مال دیا ہے خواجہ یہ مال لیکر نکلے دیکھا اسی طور جنگ قایم ہے مخمور و بہار و
باغبان فوج کو دیوانہ کر رہے ہین دونون بھائی آپس مین گوشت خرد و عداوت سگ ہو رہے ہین
جب سہمناک نے گولہ مارا خوفناک بچا فوج داون مین کسی کا سر پھٹا کسی کا ہاتھ ٹوٹا سو دو سو
بیکار ہوے بہار نے پوچھا کہ خواجہ کہان گئے تھے بت ہنستے ہوے آئے ہو خواجہ نے کہا کہ
اب تم لوگ ہٹ جاؤ اس شخص کی آمد ہے کہ جو اکر ان دونون کی گردن لیگا دو مین سے ایک کو زندہ
نہ چھوڑیگا بہار سے خواجہ باتین کر رہے ہین کہ ایک وقتا اس زور و شور سے ہوا کہ زمین ہل گئی
جس مقام پر سہمناک و خوفناک لڑ رہے تھے وہان ایک غار پیدا ہوا کچھ شعلے چاک چاک کے
نکلنے لگے ایک شعلہ کلان نکلا وہ شعلہ طرف سہمناک کے چلا اس شعلے سے آواز آتی تھی کہ او
بیحیا تو نے قید مین بڑی بڑی تکلیف پہونچائی ہم شعلہ خوار آتش خو سہمناک حیران و پریشان ہے
کہ خوفناک تو زندہ رہا ہے شعلہ خوار نے کیونکر رہائی پائی یہ سحر باغبان وغیرہ کا ہے اسی
خیال مین ایک گولہ اس شعلہ کلان پر مارا جیسے ہی وہ گولہ قریب شعلہ کلان کے پہونچا اس
شعلہ کلان سے ایک پنجہ فولادی پیدا ہوا پنجہ فولادی نے گولہ روک لیا گولہ روک کر وہی گولہ
طرف سہمناک کے پھینک مارا وہ گولہ اوپر سر سہمناک کے چلا سہمناک پیچھے ہٹا پیچھے ہٹ کر دیکھا
کہ جدھر مین جاتا ہون اسی طرف گولہ آتا ہے تب گھبرا کے اپنا ہاتھ کاٹ کے خون اپنا زمین پر
گرایا وہ گولہ اسی خون پر گرا ٹھنڈا ہوکر رہ گیا اور وہ شعلہ کلان لپک کر سہمناک کے جسم سے
لپٹا سہمناک کو معلوم ہوا ہڈیان جلنے لگین مگر شعلہ آتش نے اسقدر جلایا کہ بدن مین آبلے
پڑ گئے قفل سر و ہرا فغان جلنے لگا تھوڑے عرصے مین جلکر خاک کا ڈھیر ہو گیا ہوا اس زور سے
چلی کہ خاک بھی بادہوائی خوفناک نے جو یہ معرکہ دیکھا پکار کر آواز دی کہ یارو جان بچاؤ معلوم
ہوتا ہے شیطان بچنے رہائی پائی میرا لقب سے ہٹ آتا بڑا غضب ہوا ہر شخص کو یہی معلوم ہوتا تھا
کہ ایک شعلہ ہمارے نزدیک آیا پاؤن مین لپٹ گیا ٹانگین پکڑ کر چیر ڈالین سیکڑون کو دیکھیں چیر کر

پھینک دیا اب وہ شعلہ کلان طرف خوفناک کے چلا خوفناک نے ہر چند سحر کیے شعلے سے صداے ہیبتناک آئی ہے کہ خوفناک کانپ جاتا ہے مثل شاخ بید تھرا جاتا ہے جو سحر اُسنے کیا بحکم فولادی شعلے سے نکلا سحر کو روک لیا اور طرف خوفناک کے پھینک مارا خوفناک اپنے کو بمشکل بچاتا ہے آخر وہ شعلہ آکر جسم سے خوفناک کے لپٹا خوفناک چیخین مارتا ہے مگر شعلہ نہین چھوڑتا آخر مثل ہیزم خشک جلنے لگا ہر عضو سے شعلے نکلنے لگے آخر جل بھن کر خاک ہوا دم بھر مین قصہ پاک ہوا کل اہل فوج کو مارا ان سب کو مار کر باغ کو لوٹا بہار کو تخت پر سوار کیا باغبان و مخمور ساتھ ہوے خواجہ بھی تخت پر سوار ہوے شیطان بچے غل مچاتے ہوے اس جلوہ و حشم سے طرف لشکر کے چلے قریب کوہ فیروزہ پہونچے رات کو اُس مقام پر اُترے شعلہ خوار نے بارگاہ عمدہ استادہ کرائی بہار و باغبان و مخمور اسکے اندر داخل ہوے شعلہ خوار نے ہاتھ باندھ کر خواجہ عمرو سے عرض کی کہ اے شہنشاہ اوج عیاری دائرہ ہنر و دشت طراری اس پہاڑ مین بھی خزانہ ہے کچھ گانا سنائیے تو دونون شاگردون کو بھیجون وہ جاکر آپس مین فساد کرائین دو خزانہ دار اس کوہ پر ہین آپس مین لڑین تب قصر ظاہر ہو انکو قتل کرکے خزانہ لیجیے گا مگر گانا سنائیے مین رخصت ہون جان جب آپ دربار مین امیر کے پہونچین گے تب حاضر ہونگا خواجہ اسی وقت سامنے آ بیٹھے زنبیل سے ڈھول نکالی اور یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

زانو سے مرے آپ نہ سر کو اُٹھائیے — قصہ ہے مست خواب نہ اسکو جگائیے
تربت پہ میری بار شیشہ چڑھائیے — جس دن مرے مزار پر تشریف لائیے
جان لب پہ آگئی ہے غم انتظار مین — اب جلد آپ خیر سے تشریف لائیے
ہمراہ غیر جاتے ہین سیر چمن کو آپ — تازہ نہ اس بہار مین کچھ گل کھلائیے
شرما کے بولے رات جو مین نے گلہ کیا — گذری حکایتون کو زبان پر نہ لائیے
بسمل تڑپ رہے ہین سر راہ دیکھیے — دامن اُٹھا کے آپ ذرا بچ کے جائیے
صید افگنی کا شوق ہے تو دام زلف مین — عاشق کے مرغ روح روان کو پھنسائیے
آخر تو درد عشق سے جاتی رہیگی جان — کیون ایک دم کو منت بیجا اُٹھائیے
لیجیے حساب روز جزا ظلم و جور کا — جی چاہتا ہے انکو تماشا دکھائیے

جہاں میں کوئی شے سے بہتر نہیں ہے چیز — دل اپنا مفت دیجیے پھر جی سے جائیے
بے شربت وصال ہے دشوار زندگی — دل کی لگی کو آپ ہی آکر بجھائیے
تیغ نگہ نے کام ہی آخر کیا تمام — قاتل تری صفائی کے قربان جائیے
اعجاز عیسوی کا بھی ہو جائے امتحان — کشتے کو آپ ناز سے ٹھوکر لگائیے
منظور محو ذات جو ہوتا ہے تو نظام — دل سے ذرا حجاب دوئی کو اٹھائیے

اس طرح خواجہ نے یہ غزل گائی کہ شعلہ خوار جو نے لگا سامعہ والوں سے آواز دی یارو
پہاڑ پر جادو دو بہنین بیاں مدبر حاکم ہین جاکے ایسا فتور کرو کہ دونوں بہنین لڑین اور کنیزوں مین
بھی فساد ہو چار پانچ ننگے ننگے لنگوٹیاں باندھے ہوے چٹیاں سر پر اڑتی ہوئین اپنے
مقام سے اٹھے کہا استاد ابھی جاتے ہین کہا رات بھر مین ایسا فساد برپا کرو کہ صبح کو جب روشنی
ہو تو مکان و خزانہ ظاہر ہو جائے انکو مار کر پھر خزانہ لے لین گے قضاے کار گل اندام و گل پیرہن
دونون بہنین کوہ فیروزہ پر حاکم ہین چالیس ہزار فوج انکی مطیع و فرمانبردار ہے مع انیسون
جلیسون کے دونون بہنین مسند پر بیٹھی ہین عیش و عشرت کے سوا کسی وقت غم و الم نہین کہ یکایک
چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین روتی ہوئی گر پڑین کہا واری غضب ہوا طلسم ہوشربا فتح
ہو گیا افراسیاب کو طلسم کشا نے مار لیا اب طلسم کشا کی طرف سے طلب ہے کہ جو خدمت
جسکے سپرد ہو ان اشیا کو لیکر حاضر ہو اور جو نہ آئیگا گنہگار ہوگا گل اندام یہ سنکر رونے لگی
گل پیرہن نے کہا کہ یہ خبر کہنے کی اسکے منہ مین خاک۔ فرا سیاب کو کون مار سکتا ہے کسکی مجال
ہے کہ افراسیاب کو قتل کرے اور حیرت کو قید کرے جسنے یہ خبر کہی ہو اسے نکال دو گل اندام
نے کہا کہ بوا سارے پہاڑ جل گئے دریا خشک ہوے سیکڑون صحرا جلے درخت مٹے بوا ایسی خبر کو
خلاف سمجھتی ہو جسدن تمام صحرا جلا تھا اور کوہ فیروزہ بھی تھرا رہا تھا مین نے اسی وقت آپ سے
عرض کی تھی کہ سامری و جمشید خیر کرین اور اب تو چند کس اس جنگ سے بھاگ کر آئے ہین وہ
بیان کرتے ہین کہ ہمارے سامنے افراسیاب قتل ہوا حیرت جادو گرفتار ہوئی مگر امیر کو ایسا ہی
پاس ہے کہ حیرت کو قتل نہین کیا قید کیا ہے ہمارا جادو کے اختیار مین ہین آپ دوا نہ لگائی
لیکن اس خبر کو بس جھوٹ کہتی ہو گل پیرہن نے پھر جلا کر جواب دیا ایسی خبر

زبان سے نہ نکالو ورنہ بدظنی ہو جائیگی اہل کرہ سمجھو خراج نہ دینگے یہ ٹھیک پہاڑ پر بیٹھی رہو اگر
کوئی ایسی خبر کہتا ہو اسکو بیان سے نکال دو دونون بہنون میں تکرار ہونے لگی گل اندام تو
یہی کہتی ہو افراسیاب مارا گیا جنگلون کے جلنے سے ثابت ہوتا ہی گل پیرہن کہتی ہی افراسیاب
نے کوئی شعبدہ کیا ہوگا لغف کنیزین اسکی اور لغف اسکی آپس میں باتین کرنے لگیں بیانتک
دونون میں تکرار ہوئی کہ گل اندام نے کہا تو تمھاری شامتین آئی ہین گل پیرہن نے کہا مارا
کہا تو تمکو اپنے سحر پر بڑا ناز ہو ایک سحر مین مٹا دونگی کنیزین اسباب سحر لیکر اپنے اپنے مقام سے
اُٹھین گولے ترنج و نارنج چلنے لگے خواجہ زیر کوہ سے دیکھ رہے ہین کہ پہاڑ پر معلوم ہوتا ہی آگ
لگی ہوئی ہی گولے ترنج و نارنج چل رہے ہین شعلہ خوار آتشخوار باہر نکلا کہا اُستاد ملاحظہ فرمایے
دونون بہنین آپس میں لڑ رہی ہین وہ جو چار پانچ غلام آپ کے گئے تھے ہر چند کہ اطاعت
اسلام کر کے بہت سیدھے ہو گئے ہین فتور کرنا مزاج سے نکل گیا لیکن اُسپر بھی چار پانچ نے جاکر
چالیس ہزار کو درہم و برہم کر دیا اب اصلاح ہونا دشوار ہی صبح ہونے دیجیے پھر بہ آسانی خزانون
پر قبضہ کیجیے وہان دونون بہنین آپس میں سحر کر رہی ہین فوجین باہنین کی کٹ رہی ہین پہاڑ
پر زیر درخت لاشے کنیزون کے پڑے ہین افراسیاب نے ہر پہاڑ پر کنیزین صورت دار بیائی
ہین لاشے جو انکے پڑے ہین معلوم ہوتا ہی ستارے چمک رہے ہین رات بھر آپس میں بڑے
بڑے سحر ہوئے آخر صبح کو لڑتی ہوئی پہاڑ سے اُتریں گل اندام وہی کہے جاتی ہی افراسیاب
مارا گیا گل پیرہن جواب دیتی ہی کہ تو یہ نہ کہو اگر افراسیاب قتل ہوا تو مین تمکو بھی اُسکے
پاس بھیجونگی گل اندام شکست کھا کے بھاگی پہاڑ سے اُتری گل پیرہن پیچھا نہین چھوڑتی
کہتی ہو تو کیا میں تمکو زندہ نکلکر جانے دونگی تمنے ایسی واہیات خبر کوہ فیروزہ پر مشہور کی اور
یہ دلیل پیش کرتی ہو کہ دریا خشک ہوے اور جنگل جلے افراسیاب نے کوئی شعبدہ کیا ہوگا
انکا یہ ظہور ہوا افراسیاب ہمہ دان وحمہ گیر ہی غائب ہونا چھپ جانا اسکا کام ہی اُسے
کون مار سکتا ہی سب لشکر مسلمانان کو مٹا دیگا جب غصہ کرکے آگے بڑھیگا تو زمین ہلا دیگا ایسے
بادشاہ کے مقدمے میں ایسی بات مشہور کرتی ہو گل اندام کہتی ہی تو اتنکو یقین معلوم کیا مسدود
ہوا ہی جو شخص صاحب لوح ہوگا اُسکے نزدیک مار لینا افراسیاب کا کیا مشکل ہی کل اہل لوح افشان

طلسم کشا کے ساتھ تھے کوکب نے کیا کوئی بات اٹھا رکھی ہوگی گل پیرہن جواب دیتی ہر کہ کوکب
کی افراسیاب کے سامنے کیا حقیقت ہر کوئی افراسیاب سے لڑ سکتا ہر اکیلا لاکھوں سے
لڑے گو کوکب کو طلسم نورافشان سے نکال دیگا کوکب کو بیٹھنے کی جگہ نہ ملیگی آپس میں گفتگو
کرتی ہوئی جب زیر کوہ پہونچیں شعلہ خوار نے ایک چیخ سے کہا کہ اب خادم آپ کا جاتا ہر ان دونوں کو
جا کر مٹاتا ہر یہ دونوں ہیں تو عمرو خزانہ ظاہر ہو تمام چیزیں اس طلسم کی سحر بند ہیں کوئی پا
نہیں سکتا یہ کہکے شعلہ خوار نے ایک چیخ ماری ساتھ والے اسکے سب جمع ہوگئے خواجہ نے
دیکھا کہ چار پانچ سے لڑکے ننگے ننگے پتیاں سروں پر اڑتی ہوئیں خواجہ کو سب گھیر کر کھڑے ہوئے
کہا خواجہ صاحب جاتے ہیں جا کر ان دونوں کو ستاتے ہیں شعلہ خوار اس فوج کو لیکر چلا دونوں
نہیں لڑ رہی ہیں وہی آتش ہیں تکرار ہر ایک کہتی ہر افراسیاب مارا گیا دوسری کہتی ہر کہ شہنشاہ
افراسیاب کو کون مار سکتا ہر کنیزوں میں سحر کے گولے چل رہے ہیں جا بجا لاشے پڑے ہیں
لیکن گل اندام و ملکہ گل پیرہن گاتیاں باندھے ہوے معروف جنگ ہیں کنیزیں بھی جھوم
لڑ رہی ہیں کہ یکایک لشکر میں بلوا ہوا دونوں بہنوں نے پلٹ کر دیکھا کہ لشکر میں پاس کنیز کے شعلہ
آتش چمک رہے ہیں جسکے پاس شعلہ پہونچا کسی کا منہ جلا کوئی سر سے پا تک جلنے لگی سیکڑوں جل جلکر
خاک ہوئیں دونوں بہنیں بھی اُٹھیں حیران ہیں کہ یہ کیا معرکہ ہوا کنیزوں کو کون جلائے دیتا
خاک میں ملائے دیتا ہر ایک شعلہ کا ان طرف گل اندام کے جا گل اندام نے ہر چند سحر کیے
مگر وہ شعلہ نہ رکا آگے جسم سے لپٹ گیا گل اندام نے ایک چیخ ماری آواز دی کہ اے بہن یہ کیسا
سحر کیا کہ بدن جلنے لگیں مجھے کوئی پھونکے دیتا ہر گل پیرہن بہن کی آواز سنکر بیتاب
ہوگئی روتی ہوئی دوڑی اور پکارتی ہوئی کہ بہن میں نے یہ سحر نہیں کیا میرا تمھارا مقابلہ
تو ایک بات پر تھا میں یہ نہ چاہتی تھی کہ تمکو قتل کروں یا بقا دون قسم ہر سامری و جمشید
کی یہ میرا سحر نہیں ہر یہ کہتی ہوئی قریب بہن کے پہونچی دیکھا کہ تمام جسم اسکا جل رہا ہر سر سے
تا قدم شعلہ آتش نکل رہے ہیں بہن کی بہت سے لپٹ گئی اسکے بھی جسم میں آگ لگ گئی دونوں
بہنیں جلنے لگیں اور شعلہ ہائے خرد نے کنیزوں کو جلایا تھوڑے عرصے میں دونوں بہنیں جل جلکر
خاک ہوئیں کنیزیں بھی جلکر گریں تھوڑے ہی عرصے میں میدان پاک و صاف ہو گیا جب

روشنی ہوئی تو خواجہ عمرو نے دیکھا ایک دناٹا ہوا کہ کوہ فیروزہ تھرا گیا ظاہرا معلوم ہوتا تھا
کہ تمام پہاڑ گر پڑیگا بیچ مین سے کوہ شق ہوا ایک قصر کلان ظاہر ہوا شعلہ خوار نے آواز دی
خواجہ صاحب آئیے دیکھیے ان دونون کے مرنے سے قصر ظاہر ہوا خواجہ جھپٹ کر بالاے کوہ آئے
دیکھا زنجیر قصر مین قفل مار سیاہ لپٹا ہوا ہی شعلہ خوار نے اس قفل کو توڑ کر پھینک دیا کہا خواجہ صاحب
لیجیے اندر جائیے اندر جاکے خواجہ نے دیکھا توڑے اشرفیون کے اور روپیون کے دونون جانب
چنے ہوے ہین اتنا زمانہ ہوا کہ توڑے گل گئے روپیہ اور اشرفیان زمین مین پڑی ہین شعلہ خوار
حیران ہی کہ استاد اس روپیہ کو کیونکر لین گے کئی مرتبہ کہا کہ ساتھ والون کو اپنے بلاؤن خواجہ نے
کہا کہ تم اندر نہ آؤ باہر ہی رہو یہ کہکے عمرو نے جال نکالا یہ کہکے مار کر ای جال جنجال ہو کر روپیان
کی خاک بھی نہ چھوڑے تھوڑی دیر کے بعد شعلہ خوار نے دیکھا کہ اس قصر مین ایک گڑھا پڑ گیا خواجہ نے
سب مال لیکر نذر زنبیل کیا قصر سے نکلے جب خواجہ قصر سے باہر آئے مکان گر گیا کوہ پھٹا کوہ سے
دھوان نکلا کوہ بھی جلکر خاک ہوا پہاڑ کا بھی قصہ پاک ہوا پھر وہان سے سوار ہو شعلہ خوار ساتھ
ہو رہ روی کر کے قریب کوہ بلور پہونچے شعلہ خوار نے رات کو صحبت مین خواجہ سے کہا کہ یہ سامنے
کوہ بلور ہی اسپر بھی خزانہ افراسیاب ہی اگر حکم دیجیے تو اُنکے یہان بھی فساد برپا کردون بلور جادو
نہایت زن حسین ہی اگر یہ قتل ہو تو بڑا قصر عالی ظاہر ہو خواجہ نے کہا کہ جب وہ تنہا یہان کی مالک
ہی تو اُسپر کیا قصد ہو سکتا ہی شعلہ خوار نے جواب دیا کہ ہم لوگ ہزار باتین نکال لیتے ہین کوئی
لڑنے والا پیدا ہو جائیگا آج آپ شب کو پہاڑ سے ہٹ کر اُترین مین جاکر فتنہ برپا کرتا ہون خواجہ تو
کوہ بلور سے دو کوس ہٹ کر اُترے خود شعلہ خوار روانہ ہوا یہان بلور جادو خبر قتل افراسیاب
سنکر لرزان و ترسان بیٹھی ہی کنیزون سے کہ رہی ہی کہ ماجرا بڑا غضب ہوا افراسیاب ایسا شخص
مارا گیا اب دیکھیے کیا ہو شعلہ خوار نے آکر دیکھا کہ بلور جادو اکیلی بیٹھی ہی یہ بھی دیکھا کہ کوئی کنیز ایسی
مقابلے کی نہین کہ جس سے مقابلہ کراؤن آخر وہان سے نکلا کوہ بلور سے قریب بارہ کوس پر کوہ ملور
ہی وہان کا حاکم امین جادو اپنے قصر مین بیٹھا ہی خبر قتل افراسیاب سنکر کہہ رہا ہی کہ یارو عجب
لاچین کی اطاعت نہ کیجائیگی اُسکے ساتھ برائی کر چکے ہین مین یہان سے بھاگا جاتا ہون اور کہین جاکر
اسی وقت تخت منگایا چالیس پچاس جادوگر جو نامی تھے اُنکو ساتھ لیا فوج سے کہا کہ تم لوگ اسی مقام پر

شہر و مین جہان شہر و نگاد ہان تم سب کو بلوا لونگا یہ کہکے تخت اُڑایا شب ماہ ہی میں صحرا دیکھتا آ جاتا ہی تخت اُسکا بالاے کوہ بلور پہونچا بلور کے بر جال پر نگاہ پڑی بیقرار ہو گیا سوچا کہ جہان چلون اس نازنین کو بھی ساتھ لے چلون یہ سوچکر تخت اُتارا بلور جادو نے جو امین کو آتے ہوئے دیکھا اپنے مقام سے اُٹھی کہا کہ اے امین آپ کا کیا ارادہ ہی افراسیاب تو مارا گیا حکم طلسم کُشا کا ہو گا امین نے جواب دیا کہ اے شہنشاہ خوبی و اے سرو باغ محبوبی ہم تو لاچین کی اطاعت نہ کرینگے بلور نے کہا کہ ہمارا بھی یہی ارادہ ہی امین نے کہا کہ بس اُٹھو ہمارے ساتھ چلو کسی صحرا مین نکل چلین وہان چلکر بسر کرین جب طلسم کُشا چلا جائیگا اپنے پہاڑ پر قبضہ کرین گے بلور نے کہا کہ تم جانتے ہو یہان خزانہ ہی اگر اس طرف طلسم کُشا کا گذر ہوا اور کسی نے خبر دیدی تو وہ خزانہ لے لین گے مین اس خزانے کی تدبیر کر کے آؤنگی تم چلکر شہر و خط لکھنا مین اسی مقام پر پہونچ جاؤنگی امین نے کہا کہ اے ملکہ عالم مین بے آپ کے کیونکر زندہ رہونگا میرا تو عجب حال ہی بلور نے کہا کہ ذرا اپنے ہوش مین آؤ بہت نہ گھبراؤ امین نے کہا کہ اے ملکہ عالم مین اپنی کیفیت کیا عرض کرون کس زبان سے حال کہون میرا تو یہ کیفیت ہی

نظم

منہ نہ دکھانیو عبث حیا کرکے

نہ چھپو صورت آشنا کرکے
کیا ملا عرض مدعا کرکے
جلت باعث شفا کرکے
ترک مطلب حصول مطلب ہی
حشر برپا مرے بپا کرکے
تیرا او بت اداے شکر کیا
گرہ زلف یار وا کرکے
رہ گئی تھی کسے امید سحر
مجھ سے او بے وفا دغا کرکے
بے وفا تو نے مجکو قتل کیا
خواجہ آتش کو بیشوا کرکے

صاف کر قلب اتقا کرکے
بات بھی کھوئی التجا کرکے
حق اسیری کا تیری او صیاد
بیٹھو رہ ترک مدعا کرکے
مبہم انفعال عصیان سے
طاعت فرض کو قضا کرکے
ہون وہ طائر اُڑا تا ہی صبا
رات کاٹی خدا خدا کرکے
اور درد جگر نے شدت کی
بیار ہی بیار مین رضا کرکے

دیکھ یہ آئینہ صفا کرکے
خاک اُس ورکی اور مرض عشق
جاؤنگا دام دام ادا کرکے
گور مین بھی جگا یا زندون نے
خود پشیمان ہوا دعا کرکے
پایا شانے نام عقدہ کشا
صدقے سر پر مرے ہما کرکے
نہ ہوا خیر رنج خاک جھول
زندہ کیا ہوا ادا کرکے
کس کا پیرہ ہو شادی مین

یہ جو اشعار امین نے سامنے بلور کے پڑھے بلور نے تیوری بدلی

بلور نے جواب دیا کہ اے امین تم کو کیا ہو گیا ہے اپنے ہوش مین آؤ یہ کیا باتین بناتے ہو
یہ کیا کیفیت ہے امین نے کہا کہ اے ملکۂ عالم مین آپ کو ضرور ساتھ لیچلونگا میری عجب کیفیت ہے مین نے
بہت مختصر عرض کیا دل پر چھریان چل رہی ہین کیا گزارش کرون بلور نے کہا کہ بس اب آپ
جائیے جب خط لکھوگے تو مین آؤنگی اس وقت جاؤ امین جادو نے ہاتھ بلور کا تھام لیا کہ
مسند پر بیٹھو مین خدمتگزاری کرون بلور نے ہاتھ چھڑا لیا اُس سے کہا کہ اب زیادہ سختی نہ کرو سیدھے
سیدھے چلے جاؤ اسی مین خیر ہے ورنہ بہت ذلیل ہو گے امین نے کہا کہ اسی مین بہتر ہے کہ اُٹھو
اور میرے ساتھ چلو یہ کہکے ہاتھ تھام کر کھینچنے لگا ملکہ نے ہاتھ چھڑا لیا اور پنجہ کھینچا کہا کہ اے امین
جادو جان اپنی بچاؤ جب امین نے نہ مانا آپس مین پنجہ چلنے لگا پچاس مصاحب امین کے اور بارہ
ہزار کنیزین ملکہ بلور کی آپس مین پنجہ چلنے لگا جانبین سے سحر ہوئے کنیزین مر مر کے گرنے لگین کئی
مصاحب سرکار امین کے گرے جب پہاڑ پر زیادہ ہنگامہ ہوا اور امین نے آگ برسائی ملکہ بلور کو
شکست ہوئی پہاڑ سے بھاگین چاہا کہ زیر کوہ اُتر جاؤن امین دباؤ ڈالتا ہوا چلا ملکہ بلور
پہاڑ سے اُتر آئین دامن کوہ مین سحر چلنے لگا خواجہ بیرون بارگاہ کھڑے دیکھ رہے ہین دیکھا
کہ شعلہ خوار دوڑا ہوا آیا کہا کہ اے شہنشاہ ابج عیاری دیکھیے فساد برپا ہو گیا امین جادو
بارہ کوس سے لڑنے کو آیا فساد شروع ہو گیا اب آپ بالائے کوہ جائین جا کر قصر کو دیکھین قصر
مین خزانہ بھرا ہے اُس قصر کو اپنے قبضے مین کرین اور لڑنے دیجیے گوشت خوردندان سگ
ہو رہے ہین خواجہ دوسری جانب سے کترا کر بالائے کوہ پہونچے دیکھا کہ ایک مکان کلان ہے
اشرفیون سے بھرا ہوا خواجہ نے جال الیاسی لا ابالی مار کر تمام خزانہ قبضے مین کیا جب
مکان سے خواجہ نکلے مکان اڑ اڑا کے گرا بلور نے کہا کہ او امین غضب ہوا کسی نے خزانہ
لے لیا جب تو مکان گرا امین ہاتھ باندھنے لگا کہا کہ اے ملکۂ عالم رہ رہ کے دل مین یہی آتا تھا
کہ اپنی جان دون اور آپ کی جان لون مکان گرتے ہی خیال مین آیا کہ میری رائے بالکل بیجا ہے
مین نے آپ سے کیون فساد کیا ہزارہا کنیزین قتل ہوئین تمھارے اور میرے ملازمین
مارے گئے اب ہوش آیا دل مین یہ سوجھ گئی کہ مین نے ناحق کو فساد کیا مفت مین ان بندگان
سامری و جمشید کی جان گئی مین تو اب جاتا ہون آپ کو اختیار ہے خزانہ لٹ گیا

ہم دل میں خیال تھا کہ صلح سے بن پڑے فساد کریں اب دل سے فساد نکلا اصلاح پر
مزاج آیا یہ نہ کہکے امین جادو شرمندہ و محجوب ہوا کہا کہ ای بلور جادو میں تجھ سے بہت شرمندہ
ہوا اب میں طرف صحراے ویران کے جاتا ہوں وہان کوئی نہ آئیگا مگر ای ملکہ اتنی بات دریافت
کیجیے کہ خزانہ کسنے لیا یہ کہکے امین جادو پر پرواز پیدا کرکے طرف صحراے ویران کے بھاگا
بلور جادو جالاسے کوہ آئی مکان جو ویران دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ مکان گر پڑا ہے مکان گرا ہوا
دیکھکر ایک آہ کی پکار کر آواز دی کہ یا سامری و جمشید یہ خزانہ آپ کے نام کا تھا افراسیاب نے
کس حفاظت سے رکھا تھا آخر یہ خزانہ کہاں گیا کون لے گیا پہلوے قصر سے آواز آئی کہ اسے
بلور جادو شعلہ خوار آتشخو کہ جسکو عمرو نے تسخیر کیا اُنے عمرو کے ہاتھ سے خزانہ لٹوایا جب وہ
خزانہ لیکر نذر زنبیل کر رہا تھا روح سامری و جمشید کے رونے کی آواز آتی تھی ہر آواز میں یہی
صدا تھی کہ یہ خزانہ افراسیاب نے نذر سامری و جمشید کیا تھا مسلمانوں نے اُسے بجبر
لیا ایسے شخص کے قبضے میں خزانہ گیا کہ جہاں سے خزانے کا نکلنا دشوار ہے زنبیل عمرو کی وہ
مقام ہے کہ تمام دنیا کے خزانے وہاں جمع ہیں کبھی صرف نہیں ہونے کسی کے کام نہیں آتے یہ سنکر
بلور جادو وہاں سے پہاڑ کے دیکھنے لگی دیکھا کہ عمرو گھاٹیاں طے کرتا ہوا جاتا ہے بلور تڑپکے گری
کمر میں پیچ دیکر عمرو کو اُٹھانے لگی بالاے کوہ لائی کنیزون کو پکار کر آواز دی کہ اس ظالم کو قتل کرو
اور کہا کہ ای عمرو اگر اپنی زندگی چاہتا ہے تو جو خزانہ یہان سے لیا ہے وہ حوالے کر روح سامری و
جمشید پر صدمہ ہے ہر مرتبہ صدائیں حسرت آمیز آتی ہیں عمرو نے جواب دیا کہ اے
ملکۂ عالم میں اکیلا دبلا پتلا اتنا بڑا خزانہ کہاں لیجاتا مجھپر ناحق آپکا گمان ہے اور یون آپ کو
اختیار ہے خواہ قتل کیجیے خواہ بخشیے میں بے گناہ ہون بلور نے کہا کہ روح سامری و جمشید نے
وسے چلی کہ تیرے پاس زنبیل ہے اسمین مال رکھ لیتا ہے وہ مال صرف نہ ہوگا عمرو نے کہا اس
پہ کنارے لیچل کے مجھ سے پوچھیے تو میں خزانہ آپ کو دکھادون آپ اُٹھا لیجیے مجھے اپنے
ہاتھ سے دینا ناگوار ہے بلور عمرو کو گھسیٹتی ہوئی ایک کمرے میں لائی کہا لو خواجہ خزانہ دیدو
مگر تمہارے قتل سے ہاتھ نہ اُٹھاؤنگی بیک بیچ مار دونگی کہ سر اڑ جائیگا میں کچھ خوف
نہ کرونگی ناحق ہون کر سلطنت تو ہستی چلی لا چین کی اطاعت کرنا پڑیگی اور ہم سب بے لاچین ہم

بدذات کی ہو نہیں معلوم ہمارے ساتھ کیونکر پیش آئے ضرور بدلا بدعت کا لیگا صرافو. رہی وحشت جانی
ہماری تقدیر مین ہو تجھے ستاکے جاؤنگی خواجہ عمرو نے کہا کہ آپ خفا نہ ہون ہاتھ میرے کھولدین
مین آپکو خزانہ دکھادون بلور جادو نے ہاتھ کھولے عمرو نے کھنڈیان زنبیل کی طرف مین کسا
کر ری ملکہ جاؤ ملاحظہ فرمایئے بلور نے جھانک کر دیکھا کہ خزانہ کوہ کا ایک طرف رکھا ہو راہگیر جو
اُدہر سے جاتے ہین خزانے کو دیکھکر ترا کے راستہ چلتے ہین ہر ایک کا یہی قول ہو کر خولیئے خزانہ رکھا ہے
ایسا نہ ہو کہ کوئی روپیہ کم ہو جائے تو ہم لوگون سے پرسش ہوگی جب تو جھک کر بلور اچھی طرح جھکنے
لگی قصد کیا کہ ہاتھ بڑھا کر خزانہ اٹھاون عمرو نے جو تڑون مین ہاتھ دیکر بلور کو زنبیل مین ڈالدیا
بلور جو زنبیل مین گری کالی کالی لونڈیان یہ کہتی ہوئی دوڑین کہ ارے ایک ساحرہ آئی ہو بہت
عمدہ لباس پہنے ہو آکے لپٹ گئین ایک نے دوپٹہ اتار لیا ایک کہتی ہو پائجامہ اتار ایک کہتی ہو
ہمکو حساب دینا پڑیگا خواجہ سزا دیگے آؤ سب کپڑے بلور کے اتار لیے ایک خرقی بندھوا دی
سرپر ٹوکری مٹی کی رکھی کہا مٹی یہان سے اٹھاؤ کنارے دریا کے ڈالو بلور جادو توبیچاری پریشان
ہوا اگر کہتی ہو تو سیٹ ایک سونٹا مارتا ہو ناچار مٹی ڈھونے لگی خواجہ عمرو نے بلور جادو کو زنبیل
مین ڈالکر ایک روغن عیاری کا نکالا بلور جادو کی شکل بنکر مسکراتے ہوئے باہر نکلے کنیزون نے
عرض کیا کہ واری عمرو عیار کو کیا کیا کہا کہ عمرو کو مین نے غرق زمین کردیا میخانے سے شراب
لاؤ سب بیٹھکر پیو نشے مین چلکر لشکر لاچین سے مقابلہ کرین کنیزین خوشی خوشی دوڑین
میخانے سے طلابیان اور شرابے لائین عمرو نے سب مین بیہوشی ملائی سب کنیزین خوشی خوشی پینے
لگین تھوڑے ہی عرصے مین بیہوشی نے تاثیر کی سب اٹھ اٹھ کر گرین بیہوش ہوئین خواجہ عمرو نے
سب کے کپڑے اتار لیے سب کو قتل کیا پہاڑ سے خوشی خوشی اترے ادہر شعلہ خوار
آتشخو سے ملاقات کی اسنے پوچھا کہ استاد کہان دیر لگی خواجہ عمرو نے کہا کہ بلور جادو
سے کچھ گفتگو تھی اسکو زنبیل مین بٹھادیا دیکھوگے کہ بلور کیا کرتی ہو شعلہ خوار آتشخو نے
ہاتھ باندھکر عرض کی کہ کیا غلام کی جانب سے ابھی کچھ شک باقی ہے مین تو دل سے مطیع و
معتقد ہون آیندہ آپکو اختیار ہو چاہیے زنبیل کی سیر کرا دیجئے مین تابعدار ہون عمرو نے
گلے سے لگایا کہا کہ اے فرزند کو وہ بلور کو بالکل مٹا دیا اب شعلہ خوار آتشخو کو

ساتھ لیکر خواجہ عمرو وہان آئی جہان بہار و مخمور و باغبان وغیرہ موجود ہین شکر شیطان بجا
لا آتا ہے خواجہ نے سب حال آکر بہار سے بیان کیا بہار نے کہا کہ یہ سب حال طلسم کشا سے
کہا جائیگا خزانہ آپ کو دینا چاہئے شعلہ خوار آتشخو نے کہا کہ جس شوالے مین مین رہتا تھا مین نے
وہان ایک مکان بنایا ہے صدہا پتلیان چاندی کی بناکر اُس مکان مین رکھی ہین آپ وہان لے
اُسپر بھی قبضہ کیجیے وہ خزانہ بھی لیجیے ملکہ بہار نے کہا کہ خواجہ جائیے لیکن سب حال ہین اسد
سے بیان کر دیجئے خواجہ نے کہا کہ اسد کو کیا دخل ہے ہمنے مشقت سے خزانہ حاصل کیا ہے ہمارے
دوست نے اپنی دولت ذاتی کہ ہین وہان سے آکر ہو آپ چلکر انکا جمع کیا ہوا بھی مال
دیکھین بہار و باغبان و مخمور وغیرہ ساتھ ہوے خواجہ عمرو منزلین طے کرتے ہوے طرف اُس
شوالے کے جاتے ہین مگر شوالے پر یہ معرکہ گذرا کہ بہزاد زمیندار جو اس حوالی کا حاکم ہے جب سے
دیکھا کہ شوالے سے اب کچھ ظہور نہین ہوتا جھلا کر ایک دن کہا کہ قدرت یہان سے چلے گئے
شوالے کو کھدوا ڈالو شوالا جو کھدوا دیا ایک تہخانہ ظاہر ہوا اُسمین ہزارون پتلیان چاندی
کی بھری ہوئی ہین زمیندار انہے اُٹھوا لایا کہ اپنے مکان مین رکھا خواجہ عمرو ساتھ شعلہ خوار
آتشخو کے جو اس مقام پر پہونچے شوالا کھدا ہوا پایا شعلہ خوار خواجہ سے شرمندہ ہوا خواجہ نے
کہا ارے شعلہ خوار اس مکان سے کوئی تمھارا خزانہ نکال لے گیا شعلہ خوار آتشخو نے اپنے ساتھ
والون سے کہا کہ دریافت تو کرو کہ پتلیان کون اُٹھوا کے لے گیا پانچ چیلے اول فوج مین سے انکی
تلاش مین چلے بعد پہر کے دوڑتے ہوے آئے کہا کہ وہ افسر بہزاد زمیندار اٹھوا کے لے گیا
اُسکے مکان مین سجتی ہین اُس نے تجارت کا ارادہ کیا ہے یہ سنکر شعلہ خوار آتشخو نے
کہا کہ مین جا کر پتلیان لاتا ہون کھڑے ہوے شوالون کی اینٹون مین گھس گیا
مثل شعلے کے چمک کر آواز دی کہ منم خداوند اے زمیندار حاضر ہو۔ بہزاد کو لوگون
نے خبر دی کہ آج انھین اینٹون سے خداوند ظاہر ہوے ہین سب بندون
کو اپنے بلاتے ہین بہزاد زمیندار دوڑ کر آیا دیکھا اینٹون مین شعلہ کلان چمک رہا ہے دیکھکر
بہزاد زمیندار نے سجدہ کیا بقہر و غضب شعلہ خوار آتشخوار نے آواز دی او بد اعتقاد ہم
بالاے آسمان گئے تھے تو نے ہمارا مسکن کھدوا ڈالا کچھ خوف نہ کیا اور [illegible]

تھیلیان اٹھوا کے لے گیا لیجا کر گھر مین رکھی ہین جلد انکو اٹھوا کر لالا کر یہان جمع کرو ابھی
مین خبر دو ورنہ تیرے گاؤن مین آگ لگ جائیگی سب اناج پھنک جائیگا بہزاد زمیندار ڈرا ہاتھ
باندھ کر عرض کی کہ مین پھر شوالہ بنوا دونگا آپ یہان رہین اور تھیلیان چاندی و سونے کی لاتا ہون
شعلہ خوار نے ساتھ والون سے کہا کہ جبتک یہ اپنے مکان مین جائین تم سب تھیلیان اٹھا لاؤ یس
خیمے مین ملکہ بہار اتری ہین وہان لا کر جمع کرو شیطان بن گئے اور تھیلیان اٹھا لائے بارگاہ
مین ملکہ بہار جادو بیٹھی ہین کہ دیکھا چاندی کی تھیلیان گرنے لگین تھوڑے ہی عرصے مین انبار
ہوگیا بہار و مخمور و باغبان گھبرائے بہزاد جو مکان پر پہونچا دیکھا مکان تھیلیون سے خالی پڑا ہے
روتا پیٹتا ہوا اسمقام پر شوالے کے آیا کہا یا خداوند تھیلیان سب غائب ہوگئین شعلہ خوار
آتشخو نے آواز دی کہ او احمق وہ پریزادین تھین پردۂ قناعت چلی گئین وہان جا کر بسین گی
اب تو سب گاؤن بھر کا مال جمع کر کے لا اور لا کر یہان جمع کر دے قدرت انکو بلوائین گے
لیکن خبردار کسی کے گھر مین چاندی کا چھلا باقی نہ رہے سب کو دونا ہو کر ملیگا زمیندار نے
جا کر گاؤن مین یہی حکم بجا لایا گنوارون نے عورتون کا اسباب اتار کر اپنے انگوچھے مین
باندھا تھیلیان لا دلا کر کے جرے پرچیان کردین کسی نے لکھا دو سیر چاندی ہر کسی نے لکھا تین
سیر چاندی ہر کسی نے سیر بھر کسی لا کر قریب انیٹون کے جمع کرنا شروع کیا جانتے ہین کہ کل دونا
ہو کر ملیگا وہ سب اپنا اپنا اسباب ڈال کر چلے گئے رات کو شعلہ خوار نے اپنے ساتھ والون
سے کہا کہ یہ بھی مال اٹھائے چلو سب انگوچھے اٹھا لا کے لا کر اسی خیمے مین جمع کیا بہار و
مخمور و باغبان حیران ہو رہے ہین کہ یہ مال کہان سے آیا صبح کو شعلہ خوار آتشخو جو
روسا تھو لیے ہوئے آیا کہا استاد یہ سب مال بھیجے خواجہ نے خوشی خوشی تھیلیان اور گنوارونکی
چاندی لیکر زنبیل مین رکھی وہان سے کوچ کر کے چلے بہزاد زمیندار جب صبح کو
گنوارون کو ساتھ لیے ہوئے قریب انیٹون کے آیا دیکھا سب مال غائب ہے شعلے
کی چمک بھی نہیں گھبرا کر گنوار رونے لگے کوئی کہتا ہے مین نے عمر بھر مین دو سیر چاندی کا
زیور اپنی عورت کے واسطے بنوایا تھا یہ کہان گیا قدرت دم دیکر لے گئے دولے کا جو
تھا ایک ہی نے آکر خبر دی کہ میان سے دو کوس پر ایک خیمہ استادہ تھا اس مین پہلے تھیلیان

پہونچیں پھر صبح کو وہ مال بھی سب وہیں پہونچ گیا قدرت کو عمرو سے باتیں کرتے دیکھا اب وہ لوگ
کوچ کیا چاہتے ہیں بہزاد زمیندار یہ خبر وحشت اثر سنکر چلا کانی ٹٹوی پر سوار ہو ڈھال تلوار ہاتھ مین لی
سب سے کہا چلو اُن سب کو پکڑ لیں اپنا قدرت سے لیں اور جو مل جائیں تو قدرت کو قتل کریں ہمکو اور
سب کو یہ صدمہ گذرے اور مال وہ لیجائیں دو ہزار گنواروں کو ساتھ لیکر چلا یہاں بہار نے تخت بنایا ہے
شعلہ خوار آتشخو مع اپنی فوج کے ساتھ ہے خواجہ فرماتے ہیں کہ یارو اب چلو یہاں ٹھہرنا بہتر نہیں ایسا نہ ہو کہ
گنوار آگاہ ہو جائیں یہاں جنگل میں شعلہ کلان پہونچ گیا گرد اہل فوج چھوٹے چھوٹے شعلے چمک رہے
ہیں بہار و باغبان و مخمور تخت پر سوار خواجہ پائے تخت پر ہاتھ رکھے کھڑے ہیں کہ ملکہ بہار تخت اڑائیں تو میں
بھی بڑھوں کہ لینا لینا کی آواز آئی دیکھا سب نے بہزاد زمیندار آگے آگے تبر مارتا ہوا سب گنوار تلوار
کھینچے ہوئے کہتے ہوئے آتے ہیں کہ ان سب کو مار لو جیسے ہی یہ بلوہ ظاہر ہوا عمرو نے حقہ آتشبازی مارا
گنواروں کے منھ جھلسے مگر مال کی محبت میں مبہوت ہو رہے ہیں گھسے آتے ہیں کئی حقہ آتشبازی خواجہ
نے مارے کئی سو جوان جل جل کر گرے شعلہ خوار آتشخو نے جو دیکھا کہ دو ہزار گنوار خواجہ کو گھیرا چاہتے
ہیں اور خواجہ حقہ ہائے آتشبازی مار رہے ہیں کہ ایسا نہ ہو کہ گرفتار ہو جائیں گنوار جلتے ہیں مگر گھسے
آتے ہیں شعلہ خوار نے آواز دی ہاں یارو ان سب کو لینا وہ سب شعلے چمک چمک کر لشکر
بہزاد پر گرے کوئی جلکر رہگیا کسی کو ٹانگیں پکڑ کے چیر ڈالا شعلہ خوار آتشخو دوڑ کر بہزاد سے لپٹا
بہزاد نے ایک چیخ ماری کہ یارو مجھے بچاؤ میری ہڈیاں جل رہی ہیں چند بھائی بند اسکو دوڑ دوڑ
کر لپٹنے لگے جو لپٹا منھ کے بل زمین پر گرا بدن میں آگ لگ گئی مثل ہیزم خشک جلنے لگا تھوڑے
ہی عرصے میں ان دو ہزار کو شیطان بچوں نے مار لیا خواجہ نے مردوں کے کپڑے اتار لیے لاشہ
ہائے برہنہ انکے اسی جنگل میں پڑے رہے شعلہ خوار نے کہا کہ استاد اب چلیے خواجہ میں ان سب کو
ساتھ لیکر چلے چونکہ خزانے ہاتھ آئے شعلہ خوار آتشخو کی وجہ سے مال بہت ملا ہنستے ہوئے
لشکر اسلام میں آئے یہاں وہ زمانہ ہو کہ اسد کی شادی کا سامان ہو رہا ہے تمام خاجگزاران ہوش ربا
آتے جاتے ہیں لشکر سب کے قریب باغ سیب فروکش ہیں بارگاہ میں استاد لاچین کا انتظام جا بجا ناچ
ہو رہا ہے خواجہ نے لاکر شعلہ خوار آتشخو کو اسد سے ملایا اسد نے بہت شعلہ خوار کو
سرفراز کیا زعفرانی جوڑا زیب جسم ہے سب سرداران اسد مثل ابراہیم بن مالک ولندھاوہ

بن لندھور و فرزندان سرداران نامی اٹھارہ امیرزادے زعفرانی جوڑے پہنے ہوئے لشکر میں پھر
رہے ان میں گرمی صحبت میں حیرت کے بھائی کا آنا اور حیرت کا رہا ہونا اور لقا کا روانہ ہونا طرف
خداوند خورشید روشن تن کے جو سانحے گزرے جلد ہشتم میں درج کرچکا ہوں لقا بھی بھاگ کر پاس
خورشید کے پہونچا کوکب کے رنجیدہ ہو کر صاحبقران کو نامہ لکھا کہ آپ نے جو مجھ سے سوال
کیا تھا بمقدمۂ شادی ایرج نوجوان تو غلام نے بران کو مار ڈالا اب میرے مالک کی طرف جو آئیگا میں مثل
افراسیاب نہیں ہوں سرکاٹ کے روانہ کرونگا ایرج نوجوان کا جانا طرف کوکب صاحبقران نے بڑی
دھوم سے اسد کی شادی کی بعد تھوڑے عرصے کے حالات خدائی خورشید روشن تن دربندون پر
مرکہ گذرے خواجہ کوکب کو تسخیر کرکے لائے یہ بھی دربندون پر لڑے آخر ناہید مرصع پوش سے معرکے
پڑے خواجہ نے جنگ آخرین کوکب کو گرفتار کیا اور آپسمیں صفائی ہوئی کہ آخر کوکب نے
.خوشی بران کی شادی ساتھ ایرج کے کی طلسم نورافشاں میں بہ کیفیت سحر سے توبہ کرکے بیٹھے اولادیں
سب کی ہونا اور جو فتور ہوئے لڑکوں کا خروج یعنے فرزند شاہ از بطن بہار و فرزند شاہزادہ نورالدہر از بطن محمود
و فرزند ایرج از بطن بران تمام کیفیتیں طلسم فتنہ نورافشاں میں درج کرچکا ہوں یہ داستان رہائی شیطان
بچے کی بھی گئی کہ خواجہ نے اسکو تسخیر کرکے لاکے اسد سے ملوایا اسد نے بہت سرفراز کیا شعلہ خوار آتشخو
نے توبہ کی اب کبھی دعوئ خدائی نہ کرونگا جہاں حضور مجکو طلب کرینگے وہاں حاضر ہونگا اگر جنگ کا
حکم ہوگا مع فوج حاضر ہونگا اگر تنہا طلب کرینگے تنہا حاضر ہونگا تمام ہوئی

جلد دوم بقیہ طلسم ہوشش ربا

تقریظ چکیدۂ کلک جواہر سلک منشی اشتیاق حسین سہیل فرزند دلبند مصنف۔

شکر ہے اس پروردگار بے نیاز و رب کارساز کا کہ جناب والد نامدار کو زبان فصیح بیان عطا فرمائی حقیر کی
آبرو بڑھائی تصنیف میں وہ رتبہ ملا کہ ناظرین کا غنچۂ آرزو کھلا باغ مضامین شگفتہ ہوا ولولۂ جوش عشق نہفتہ
ہوا زہے رتبہ رسول کریم حبیب رب رحیم جسنے ہم گرفتاران وادی ضلالت کو راہ بتائی کتاب ہدایت
بجھائی وصی برحق اسکا جانشین مطلق یعنے جناب حیدر کرار وصی احمد مختار دست زبردست پروردگار
کشندۂ اشرار نابکار کنندۂ در خیبر